باب اول صفحہ ۱-۲۹ تک

مضمون	صفحہ
لارڈ ڈلہوزی - ابتدائی چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے عہد کی	۱
پنجاب پر پہلی دفعہ دخل	۳
لال سنگھ	۴
ہنری لارنس	۵
انتظام پنجاب کی اول کوشش	۶
لارڈ ہارڈنگ	۸
معاملات ملتان	۹
ملتان میں افسرون کا مجروح اور مقتول ہونا	۱۱
مولراج کا اس کام مین کسقدر حصہ تھا -	۱۲
دوسری سکھون کی لڑائی	۱۴
ملتان کی خبر پہونچنے پر رزیڈنٹ کے کام - ڈیرہ غازی خان مین لڑائی	۱۷
کنری کی لڑائی	۱۸
گرو مہاراج سنگھ ڈوا سام کی جنگ	۱۹
رزیڈنٹ لاہور کے کام	۲۰
لاہور مین انگریزون کے قتل کی سازش	۲۱
شیر سنگھ کی سپاہ کا ملتان جانا - ملتان کے محاصرہ کیلیے سپاہ کا آنا اور شیر سنگھ کا برگشتہ ہونا	۲۲
انگریزون کے برخلاف ساری ملک پنجاب کا بگڑ جانا - گورنر جنرل کا حرکت کرنا	۲۵
ان کی ہنگامہ آرائیان	۲۷

باب دوم صفحہ ۲۹ - ۶۰ تک

مضمون	صفحہ
سکھون کی دوسری لڑائی	۲۹
رامنگر کی لڑائی	۳۰

باب سوم ۶۰ صفحہ سے ۷۹ تک

باب چہارم ۹۷ - ۱۱۲ صفحہ تک

باب پنجم ۱۱۲ سے ۱۲۹ صفحہ تک

باب ششم صفحہ ۱۲۹-۱۵۱ تک

باب ہفتم ۱۵۲ سے ۱۷۹ صفحہ تک

باب دوم ۳۱۱ آغاز بغاوت

باب سوم بغاوتوں کا ہونا ۳۳۲

باب چہارم مئی ۱۸۵۷ء ۳۴۶

حصہ پنجم ۳۶۷ ممالک شمالی ومغربی کا غدر

باب سوم ۳۹۱ - میرٹھ کا غدر ۳۹۱

باب سوم - ۴۰۷ - ۴۱۱

باب چہارم ۵۹-۱۸۵۷ء

دہلی کا محاصرہ اور دہلی کا انگریزون کا فتح کرنا

لے لینے کی یورش کشمیری دروازہ کا حال۔ کولم نمبر ۴۔ نکلسن صاحب کا زخمی ہونا کیمبل کا کولم ولسن صاحب کا مذبذب ہونا۔ رزرو کولم۔ ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے دن کی لڑائی کا نتیجہ۔ آج کے دن کا انگریزی سپاہ کا نقصان۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۵۷ء۔ گوروں کی مےنوشی۔ ۱۶ ستمبر کو کشن گنج کا باغیون سے خالی ہونا۔
۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۸۵۷ء۔ ۱۸ ستمبر ۱۸۵۷ء۔ ۱۹ ستمبر۔ ۲۰ ستمبر۔ قلعہ کا حملہ کر کے لینا و سلیم گڈھ کی فتح۔ دہلی کا بادشاہ۔ مرزا الٰہی بخش و بہادر شاہ۔ ۲۰ ستمبر بادشاہ دہلی۔ باغی سپاہ کا دہلی سے جانا۔ مرزا الٰہی بخش کی سازش۔ ہوڈسن صاحب۔ ہوڈسن صاحب کا سوار ہونا بادشاہ کے پکڑنے کے لیئے۔ بادشاہ کا قیدیون کی طرح گرفتار ہونا۔ بادشاہ کے بیٹون اور پوتے کی گرفتاری
۲۴ ستمبر جان نکلسن کا واقعہ ناگزیر۔ فتح کی خوشیان۔ فتح کرنے والی سپاہ کی ستائش و آفرین۔ جنرل اور ڈرائٹ اونرابل گورنر جنرل ہند مع کونسل نمبر ۱۲۲۷ مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء مقام فورٹ ولیم۔

باب پنجم ۶۵۹-۶۹۶

ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

گاے بیل۔ دیوان خاص مین بادشاہ کا اجلاس۔ بادشاہ کی سواری شہر کی دکانین کھلوانے کے لیئے۔ تلنگون کا شہر مین آنا لوگون کا قتل کرنا۔ بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈھنڈورا شہر مین لوٹ مار۔ بادشاہ پاس باغی رجمنٹون کی عرضیون کا آنا اور اینر بادشاہ کا حکم صادر ہونا۔ نجیت سنگھ راجہ جیسلمیر کے نام فرمان۔ گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کے نام فرمان۔ دہلی مین باغی سپاہ کا جمع ہونا فہرست باغی سپاہیون کی۔ دہلی مین سپاہیون اور جہادیون کا جمع ہونا۔ انگریزون پر جہاد کا فتوے۔ پنڈتون کی منادی انگریزون سے لڑنے کے لیئے۔ باغی سپاہ کا حال روپیہ کے اعتبار سے اور انکی تنخواہ کا انتظام۔ سپاہ کی رسد کے لیئے اہتمام۔ بادشاہ کا جنگی انتظام اور اسکے احکام بادشاہ کے ملکی انتظامات۔

حالات متفرقہ ۶۹۶-۷۰۱

ایک جاسوس کا مارا جانا۔ ایک حولدار کا مارا جانا۔ میدان جنگ سے انگریزون کے سرون کا کٹکر شہر مین آنا بادشاہ اور شہزادون اور ملازمین شاہی اور اہل شہر کی حالت زار۔ انگریزی کیمپ

باب ششم ۱۸۵۷-۱۸۷۰

ایام غدر کے اور اسکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

باب ہفتم ۱۸۵۷-۱۸۵۸

لارڈ کیننگ کی پولیسی اور واقعات کلکتہ

باب ہشتم ۱۸۵۷-۱۸۵۸

پٹنہ آرہ بنگال مغربی بہار

مسٹر ولیم ٹیلر ۔ مسٹر ٹیلر کو انگریزون کا سہارا دینا ۔ ۷ ۔ جون کو پٹنے مین اول گڑبڑ وقت کا
آنا اور ٹیلر صاحب کی تدابیر ۔ مسٹر ٹیلر و لفٹننٹ گورنر ہیلیڈے ۔ میجر جنرل مونٹ ۔ گورنمنٹ کا
میجر جنرل کے بیان کا یقین کرنا ۔ گورنمنٹ کا عذر اس کام کے نہ ہونے کا ۔ پٹنہ مین آدمیون کا
برانگیختہ ہونا ۔ اضلاع مین بلون کا اٹھنا ۔ ٹیلر صاحب کی ذی شان کارپردازی ۔ ٹیلر صاحب
لوئنڈ صاحب کو اپنا ہم خیال نہین بنا سکے ۔ ٹیلر صاحب کی مشکلات ۔ ۲۳ ۔ جون کو تازہ بغاوت کا
ظاہر ہونا ۔ ۳ ۔ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ ۔ مسلمان جنہون نے ٹیلر صاحب کی امداد کی ۔ میجر ہومز صاحب
دیناپور کی سپاہ سے کیا ہتھیار لیئے جائینگے ؟ گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ ۔ میجر جنرل
مونٹ کا فیصلہ کہ ہتھیار نہین لینے چاہئین ۔ سپاہیون سے پرکشن کیپس (ٹوپیان) لینی ۔
میجر جنرل کا سپاہ کے توسدانون کا خالی کرانا ۔ بغاوت ہونا اور اسکا اثر کرنا ۔ باغیون کا آرہ کی
طرف جانا ۔ تعاقب کا نہ ہونا ۔ سگولی مین سپاہ کی بغاوت ۔ ٹیلر صاحب نے کیا کیا ۔ داناپور کا
حال ۔ کنور سنگھ ۔ ۲۱ ۔ جولائی کو سپاہ کا آرہ کی کمک و مدد کے لئے جانا ۔ باغیون کا سون سے
پار جانا ۔ آرہ ۔ مسٹر وائی کرس بوئل صاحب ۔ ۲۸ ۔ جولائی ۔ ۲۹ ۔ جولائی کپتان ڈنبار
صاحب مہم قلعہ آرہ کی قلعہ نشینون کے بچانے کے لیئے ۔ آرہ کا قلعہ اور باغیون کا اسپر حملہ ۔
قلعہ کی رسد ۔ میجر و لفٹننٹ آئر ۔ گج راج سنگھ کی لڑائی ۲ ۔ اگست کو ۔ ائر صاحب کی اور فتوح
ولفٹننٹ آئر اور ٹیلر ۔ ٹیلر صاحب کے ذمے بڑی جوابدہی کا ہونا اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا
مسٹر ٹیلر کا موقوف ہوجانا ۔ اس حکم کے نتائج پر نظر یورپین ۔ گیا مین حکم مذکور کے نتائج
منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا ۔ حالات کا مقتضا یہہ تھا کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا ۔ گیا سے منی صاحب کا
روانہ ہونا اور پھر پشیمان ہوکر واپس آنا ۔ منی صاحب کا کلکتہ جانا ۔ مسٹر ٹیلر کی موقوفی ۔

باب نہم ۷۷۸-۷۷۹

آگرہ و گوالیار

ممالک مغربی و شمالی ۔ جان کالون صاحب ۔ میرٹھ کی بغاوت ۔ جنرل کونسل کا طلب کرنا ۔
ابتک کالون صاحب اس نازک زمانہ کی حقیقت حال کو سمجھے نہین ۔ گوالیار و بھرت پور سے
کالون صاحب کا امداد طلب کرنا ۔ علی گڈھ کی بغاوت کی خبر کا آنا ۔

بلند شہر مین لوری سپاہیون کا مین لوری مین بغاوت کرنا۔ اٹاوہ۔ مسٹر کولون صاحب کا اشتہار۔ متھرا۔ بھرت پور کی سپاہ کی سرکشی۔ متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر۔ آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا۔ والنٹیر کا بھرتی ہونا۔ کولون صاحب کی ذلت و دشواریان۔ گوالیا کنٹجنٹ لیڈیون کا گوالیار محل مین بھیجنا۔ سرکشیون کی خبرون کا آنا۔ ۱۴۔ جون گوالیار۔

باب دہم ۸۸۔۹۳ا

جھانسی و بندیل کھنڈ

جھانسی کی چھاونی۔ رانی پاس میرٹھ کے ۱۰۔ مئی کے واقعہ کی خبر پہنچنا۔ چھاونی مین آتش زنی۔ رانی پاس تین انگریز کا صلح کے لیے بھیجنا اور انکا مارا جانا۔ قلعہ پر باغیون کا از سرنو حملہ کرنا۔ رانی کا شرائط صلح پیش کرنا۔ اہل قلم کا قتل عام ہونا۔ سپاہیون کا رانی کو رشوت دینا۔ نوگاون۔ یا ناؤ گاؤن مین سپاہ کی سرکشی۔ انگریزون کا مفرور ہونا۔ ۱۶۔ جون کو مفرورین کے مصائب چھترپور سے چلے جانے کے بعد باندہ مین مفرورین کا پہنچنا۔ نمبر ۵ ہندوستانی پلٹن کا وفادار رہنا

باب یازدہم ۹۳ا۔۱۰۵ا

سنٹرل انڈیا ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ۔

۲۵۔ اپریل کو سب سے اول بغاوت کا شگوفہ کھلنا۔ سنٹرل انڈیا اور اسکی چھاونیان۔ خالص ہندوستانی سپاہ اندور کا مقام بلحاظ انگریزی ملک۔ ہلکر کرنیل ڈیورینڈ کا سپاہیونکا بلانا۔ مئو مین سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان۔ کرنیل ٹریورس کا اندور مین آنا اور کل سپاہ کا کمانڈر مقرر ہونا۔ وحشتناک خبرون کا آنا۔ کرنیل ڈیورینڈ کا کوچ۔ دہلی کی فتح کی خبر کا اندور مین آنا۔ اندور کی ریسیڈنسی۔ سعادت خان کے سبب سے بلوہ کا ہونا۔ سپاہ جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیے بھیجی گئی تھی باغی ہوگئی۔ باغیون کا حملہ ریسیڈنسی پر۔ ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لئے بیفائدہ کوشش کرنا۔ ریسیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا۔ سپاہ مئو مین ہنگر فورڈ کا مئو سے باغیون کا بھگانا۔ ہنگر فورڈ اور ہلکر۔ ڈیورینڈ صاحب کا حرکت کرنا۔ ہلکر خیر خواہ تھا یا بدخواہ۔ ہلکر ریسیڈنسی مین کیون نہین آیا۔

ہیولوک کا کانپور مین آنا - کانپور مین نیل صاحب کی کاربردازی - ۱۸ - اگست کو پھر حملہ - کانپور مین جنرل ہیولوک کا سپاہ کی سپہ سالاری لینا اور بٹھور کی لڑائی میجر جنرل سرجیمس اوٹرم انگلش مین کے خصائل کی برگزیدگی - جنرل ہیولوک کی مشکلات - کپتان گورڈون کا گنگا کو صاف کرنا - کانپور کی تیاریان - سرجیمس اوٹرم سپاہ کی تعداد جو لکھنؤ کے محصورین کے لیئے روانہ ہوئی گنگا پار سپاہ کا جانا - دشمنون کا منگل وار سے باہر نکالنا - ۲۲ ستمبر سپاہ کا آگے بڑھنا اور لکھنؤ کا فتح کرنا ؎

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	سہار	سہارا	۸۸	۳	سے	سے سپاہ
۶	۴	گورنمنٹ	گورنمنٹ کے	۸۸	حاشیہ	کھونا	ہونا
۷	۱۵	جون ہین	جون مین	۹۲	۹	ہوئے	ہونے
۲۳	۱۷	کو	کے	۹۳	۱۲	دھاتی	دھانی
۳۹	۸	سکتی	سکتی تھی	۱۰۳	۱۷	ایسی	ویسی
۳۹	۱۸	چیپلین	چیپلن	۱۰۳	۲۰	پریسیڈنٹ بھی	پریسیڈنٹ
۴۱	۹	ہٹربرٹ	ہربرٹ	۱۰۴	۴	ایسی زبان	ویسی زبان
۴۲	۸	اوورس	اڈورڈس	۱۰۶	حاشیہ	ڈاک	واک
۴۳	۲۰	دوست محمد	سلطان محمد	۱۱۰	۲۳	کنیک	کنینگ
۴۸	۵	چاہیئے	دو	۱۱۳	۴	تعین	تعین نکمین
۵۱	۱۰	ڈلنگٹن	ولنگٹن	۱۱۴	۴	دربار	دریا
۶۰	۱۱	ملادیا	برٹش گورنمنٹ نے ملادیا	۱۱۵	۱۱	جنے	جس سے
۶۵	۱	احکام	حکام	۱۲۰	۲۳	حن	حق
۷۸	۷	تھے	نہ تھے	۱۲۲	۲۱	کہ کہ	کہ
۸۶	۴	دیانت	ذہانت	۱۲۶	۱۹	الدھا	اندھا
۸۷	۱۹	بھوپال	بھوٹان	۱۳۱	۲۰	ستار	ستارہ

(اس غلط نامہ کے موافق پہلے کتاب کو صحیح کر لینا چاہئے)

ملیٹری پولس کے سواروں کی بغاوت۔ پولس کے باغیوں کا تعاقب سر ہنری کے افسر کا ہنور کے باب میں۔ باغیوں کا چھنٹ پر آنا۔ جنگ چھنٹ۔ گومتی کے لوہے کے پل پر سپاہ کا تعین کرنا۔ نتائج جنگ چھنٹ۔ مچھی بھون کا چھوڑنا۔ ریسیڈنسی کے مورچے۔ ریسیڈنسی کی آبادی کی تفصیل ایشیائی اور یورپین سپاہ کا مقابلہ۔ باغیوں کے کام چھنٹ کی فتح کے بعد۔ مشکلات محافظت ریسیڈنسی مشکلات جنکا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ اول محاصرہ سے نکلکر باہر جانا۔ ہنری لارنس کے مرنے کا حال جو ولسن صاحب نے لکھا ہے۔ بریگیڈیر انگلس۔ میجر بنکس۔ ریسیڈنسی کا حال ۴ جولائی کو حملہ اول۔ میجر بنکس کی وفات۔ مختلف مورچوں پر باغیوں کے حملے۔ باغی زینے کام میں لائے۔ پہلی دفعہ انگد کا آنا اور پھر جانا اور جواب لانا۔ ۲۹ جولائی جھوٹی امیدیں۔ ۲ اگست کو خبر کا آنا۔ ریسیڈنسی کی سپاہ کی حالت سرنگوں کا لگنا۔ باغیوں کا اپنا بیٹری بنانا۔ ۱۰ اگست کو باغیوں کا دوسرا حملہ۔ محاصرہ سے نکلکر لفٹنٹ بحن سن کا حملہ اور ساگو کی چوکی۔ انگد کا واپس آنا۔ انگد کا بیان اور ریسیڈنسی کا حال۔ ۱۸ اگست کو تیسرا حملہ۔ مورچوں کی بیرونی عمارت کا مسمار کرنا۔ بریگیڈ ہیس۔ سرنگوں کا لگنا۔ ۳۱ اگست کو دشمنوں کی بیٹری لکھنؤ دروازہ پر لگانا۔ انگد کا چٹھی لے جانا۔ تازہ سرنگوں کا لگنا۔ ۴ ستمبر کو بیلی بیٹری بیلی دروازہ کا تیار ہونا۔ محصور سپاہ کی حزم و احتیاطیں۔ ۵ ستمبر کو باغیوں کا چوتھا حملہ۔ انگد کا خوشخبری لانا۔ ۲۲ ستمبر کو کمک کی سپاہ کا قریب آنا۔ کمک کا آنا اور رلیف کا ہو جانا۔ خلاصہ۔ ہندوستانی سپاہ پنشندار۔ محاصرہ لکھنؤ میں جانوں کا زیان۔

ضمیمہ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیئے ۱۸۶۰ء

نیو وہیولوک۔ اوٹرم

بریگیڈیر جنرل نیل کا کانپور میں آنا۔ کانپور کی ایک جانب میں سپاہ کے قیام کے مقام تجویز کرنا۔ جنرل ہیولاک صاحب کا دریا سے پار اودھ میں جانا۔ سپاہ کی تفصیل۔ سپاہ کا آگے بڑھنا اور اناؤ پر لڑنا۔ سپاہ کا آگے بڑھنا اور بشیر گنج کی پہلی لڑائی اور نتیجہ جنگ۔ جنرل ہیولوک کے خیالات اور سپاہ کا گھٹنا اور جنرل کا واپس آنا۔ نیل صاحب کا نپور میں۔ نیل صاحب پر جن خیالات نے اثر کیا اور خط و کتابت نیل اور ہیولوک کی۔ ہیولوک صاحب پر تھوڑی کمک کا آنا اور بشیر گنج کی دوسری لڑائی۔ ہیولوک صاحب کی بشیر گنج سے دوبارہ مراجعت۔ بھوری پاچو کی کی لڑائی اور جنرل

سپاہیوں کا باہم تنازع - انتالیسویں باغی پلٹن کا آنا - اور قلعہ میں انگریزوں کا لڑائی کے لیئے تیار ہونا - خونریزی کی تدابیر اور قلعہ پر حملہ - قلعہ کے محصورین کی دشواریاں - کشتیوں کا حال - نواب تفضل حسین خان کا فرخ آباد کا نواب ہونا -

حصہ دوم تاریخ بغاوت ہند

باب اول ۱۸۵۷-۱۸۵۹ء

اودھ و سرہنری لارنس

سرہنری لارنس کا اودھ میں آنا - جات کا معاملہ - سرہنری کی کامیابی شکایتوں کے دور کرنے میں لکھنؤ اور اودھ میں سپاہ کی بدخواہی کی پہلی نشانی - سرہنری کی فہمائش سپاہیوں اور افسروں کو سرہنری لارنس کا حفظ ماتقدم کی تدابیر - ریزیڈنسی - دربار لکھنؤ - نوین غیر آئینی رجمنٹ - اودھ کی بغاوت - ریزیڈنسی اور اسکی محافظت کی ساری تیاریاں - سرہنری کا اودھ میں سپہ سالار ہونا - میرٹھ کے غدر کی خبر کا آنا - اور انکی اعلے درجہ کی تدابیر کرنا - سرہنری کا فوجوں کا انتظام کرنا - اضلاع میں لوگوں کے دلوں میں بغاوت کا آنا - ۳۰ مئی کو کولم مذکورہ کا باغی ہونا - لکھنؤ میں سپاہ کی بغاوت - اور سرہنری کے سٹاف کا معرض خطر میں آنا - سرہنری لارنس کا بغاوت کے دبانے کے لیئے پھرنا - بڑے بازار میں گشت کرنا - بہت سے سپاہیوں کا خیرخواہ رہنا اور باغیوں کا حیران و پریشان ہونا - اس بغاوت سے انگریزوں کا بہتر حالت ہونا - سیتاپور میں بغاوت - ملاؤں محمدی - شاہجہان پور کے مفرورین کا مٹولی پہنچنا - بہرائچ کی چھاونی - ملاپور - کمشنر فیض آباد و قلعہ فیض آباد - سپاہ کی بغاوت - کشتیوں کا روانہ ہونا اور راہ پر سپاہیوں کا حملہ کشتیوں کا پکڑا جانا - فیض آباد میں جو انگریز رہے - سلطان پور - سلونی - دریاباد - پوروا - لکھنؤ کا حال -

باب دوم ۱۸۵۷-۱۸۵۹ء

لکھنؤ کے محصور ہونے کا حال -

اضلاع کی بغاوت - رعایا کا سلوک انگریزوں کے ساتھ - لکھنؤ کے معاملات سرہنری لارنس کی علالت - کونسل لکھنؤ - ہنری لارنس کے خیالات ہندوستانی سپاہ کی نسبت اور شہزادوں کو بلانا

باب دوازدہم ۱۸۰۵ا-۱۸۱۱ا

راجپوتانہ اور جارج لارنس

کرنیل جارج لارنس - کرنیل جارج لارنس اور میرٹھ کی بغاوت - راجپوتانہ کی حالت - اجمیر کی حالت - کرنیل لارنس کا ڈیسہ سے یوروپین سپاہ کا بلانا - ۲۳ مئی کو کرنیل لارنس کا راجاؤن کی طرف مخاطب ہونا - نیمچ ونصیرآباد مین بالکل ہندوستانی سپاہ کا ہونا - نصیرآباد کی سپاہ کی سرکشی - نیمچ - ڈیسہ سے سپاہ کا آنا اور نصیرآباد اور نیمچ مین اسکا مقیم ہونا - جنرل لارنس کے لفٹنٹون کے نام یعنی نائبون کے نام میجر ولیم ایڈن و رام سنگھ راجہ جے پور - جودھپور - بھرت پور اور الور - اودے پور - خلاصہ -

باب سیزدہم ۱۸۱۱ا-۱۸۱۷ا

آگرہ اور ساسیہ

باغیون کا فتحپور سیکری آنا - اور آگرہ مین ہندوستانی راجاؤن کی سپاہ کا لانا - ۴ - جولائی کونسل کی تدابیر و تجاویز - کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت - باغیون کا قریب آنا - ۵ - جولائی - جنگ ساسیہ - برٹش سپاہ کا قلعہ مین آنا - قلعہ مین انگریزون کا زندگی بسر کرنا - علی گڈھ پر لشکرکشی - لفٹنٹ گورنر کی وفات +

باب چہاردہم ۱۸۱۷ا

ممالک شمالی و مغربی

سیندھیا کی سپاہ کا اضلاع مین بھیجنا - گوالیار کی سپاہ کے دستون کا بغاوت کرنا - ضلع کے وولنٹیر - سہارنپور - مظفرنگر - روہیلکھنڈ - ۳۱ مئی کو بغاوت کا ہونا - اصلی تیاریان اور ارادے وعزم - میکنزی کے نام محمد شفیع کا کرنیل سیکنزی کو دغا دینا - خان بہادرخان - شاہجہان پور - چھاونی مین قتل - بداؤن - مرادآباد - دوسرا امتحان - ۲۳ - مئی کو تیسرا امتحان بریلی کی بغاوت کی خبر کا آنا - اور اسکا سپاہ پر اثر کا ہونا - شیکسپیر کا رئیسون اور زمینداروں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا - بجنور کا جیلخانہ ٹوٹنا - شیکسپیر صاحب کا کنوے مین خزانہ کا ڈالنا - محمود خان کا خزانہ کے لئے بجنور آنا - پامر صاحب کا ضلع مین فساد مٹانا - بریلی کی بغاوت کا اثر بجنور پر - نواب کا بجنور مین آنا - بجنور مین نواب محمود خان کی عملداری - روہیلکھنڈ مین خان بہادرخان کی عملداری - فتح گڈھ سے کانپور کو کشتیون مین بیٹھ کے فرنگیون کا جانا -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۳	۷	وائرگرز	ڈائرکٹرز
۱۳۵	۱۷	ہوتاہے	ہوا
۱۴۳	۱۴	سکنے	کنینی
۱۴۶	۸	سکےکل	کوکل
۱۶۴	حاشیہ	عہدنامہ	عہدنامہ پر
۱۶۸	۱	طرف رعیت	رعیت کی طرف
۱۶۷	۱	کھی	رکھی
۱۸۰	۲۱	سوال	سول
۱۹۲	۴	بڑہ د	ہبرڈ
۲۰۵	۱۶	مین	مین تو
۲۱۱	۴	ہزد	مزد
۲۱۴	۲۲	ہرسنہ	مرسنہ
۲۱۴	۲۳	تجمل	تحمل
۲۱۵	۲۰	گی	گئی
۲۱۷	۱۶	کا	کام
۲۲۲	۲۱	مین	مین نہ
۲۲۶	۷	کیا	انکار کیا
۲۲۶	۱۷	نے وکے	کے دنے
۲۳۸	۲۱	مدارس	مدراس
۲۴۰	۱۰	کر	لڑ
۲۵۰	۲۳	نوشتہ	کوٹ
۲۶۸	۱۱	بڑرے	سبق بڑھے
۲۶۹	۳	رشتون	نوشتون
۲۷۳	۷	کے	کے لیئے
۲۷۵	۱۹	قرض	قرص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۷	۷	انکے	انکی
۲۸۵	۶	انکو	ایران کو
۲۸۶	۱۱	اٹھ ندرر	آٹھ ہزار
۲۸۷	۱۰	چرز	چیرز
۲۹۴	۹	بھگایا	بہکایا
۲۹۵	۱۰	بتائے	بتاسے
۲۹۵	۱۴	بنیی	بٹینے
۲۹۶	۷	ہرگر	ہرگز
۳۱۰	۲۰	طفر	ظفر
۳۴۰	۲۲	آس	اُس
۳۴۰	۲۳	اسلیئے	اسے
۳۴۰	۱۵و۱۶	ہمار	تیمار
۳۴۹	۱۵	کھٹلی	کھٹکتی
۳۵۴	۲	جمیت	محبت
۳۶۹	۱	فعل	مغل
۳۶۹	۱۵	مرزانیلی	مرزاسلیم
۳۹۲	۱۳	وفاداری کر	وفاداری کا
۳۹۵	۱۰	جبر	خیبر
۴۰۱	۱	پڑری	بُہری
۴۱۱	۲۱	انرے	اتر
۴۱۴	۲۳	کنپورٹر	کنپوزیٹر
۴۲۲	۱	کون وکٹر	کون ڈکٹر
۴۲۳	۴	لو	لُو
۴۴۴	۱۴	ہوشیاری	ہوشیاری سے
۴۴۸	۶	سے	اسے

۴۴۸	۱۲	ییز	خیر	۶۷۷	۸	ہندوستانون	ہندومسلمانون
۴۴۹	۱	سے جو	سے	۶۸۲	۱۴	کی	کے
۴۶۴	۱۸	۲-مئی	۲۰-مئی	۶۸۲	۲۳	سپاہ	سپاہ کے
۴۷۷	۲۰	انتظام	انتقام	۷۰۱	۱۶	ہلی	اہلی
۵۰۴	۷	آگ	اگ نہ	۷۰۴	۱۵	بیابان مین	بیابان
۵۱۳	۱۸	بھی	یہی	۷۰۴	۲۷	تاقون	ناقون
۵۲۵	۴	شب	سب	۷۰۷	۲۲	بعض	لیٹن
۵۲۵	۲۳	کی عمر کا سر	کے عمر کے سر پہ	۷۰۸	۴	دالے	والے
۵۵۵	۲۳	بچون کا	بچون پر	۷۱۵	۱۶	لڑا	لٹا
۵۳۹	۲۰	برودوسٹ	پرودوسٹ	۷۱۶	۱۲	اعنقاداً	اعتقاداً
۵۴۸	۱۱	خبر	خیر	۷۲۱	۶	ربعیتہ	رابعہ
۵۵۵	۲۳	اپنا	اپنا شبہ	۷۲۸	۱۹	دونو	وہ تو
۵۷۱	۱۴	علطری	غلطری	۷۲۸	۲۲	مجروح	عروج
۵۹۹	۱۲	نہ تھی	تھی	۷۵۱	حاشیہ	کولی	کولن
۶۱۵	۵	چھاونی	چھاتی	۷۶۰	۱۴	جہادیون	جہادیون کا
۶۱۵	۱۶	پریمیڈ	پریڈ	۷۶۳	۷	بڑی	بُری
۶۱۶	۲۳	مدد کر	مدد کے	۷۶۳	۱۸	دان	اُن
۶۳۲	۱۰	اسکے	انکے	۷۶۵	حاشیہ	سپاہ	سپاہ کے
۶۴۴	۱	جبر لید	جبریلڈ	۷۷۲	حاشیہ	آرہ کے	آرہ کا
۶۴۴	۵	جانتے	جانتے تھے	۷۷۲	۶	بڑا	بُرا
۶۴۶	حاشیہ	۳۰ستمبر	۲۰ستمبر	۷۷۵	۳	چھپر	چھپرا
۶۵۲	۸	پان	مان	۷۷۵	۸	حج	جج
۶۵۸	۱۸	پروباگن	پروبابین	۷۷۹	۷	سانیفک	سائنٹیفک
۶۶۴	۲۰	لایا	آیا	۷۸۲	۱۳	تمہارا	+
۶۶۵	۲۱	پنڈتون	ہندون	۷۹۱	۸	جٹایا	چٹایا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۹۷ ا	حاشیہ	چیزون	خبرون
۷۹۷ ا	۱۲	بڑی	بُری
۸۰۳ ا	۴	سٹرادین	سزادین
۸۰۳ ا	۶	ڈویزن	وڈبرن
۸۰۶ ا	۱	رسیڈنسی	پریسیڈنسی
۸۱۱	۱	سوم	سیزدہم
۸۱۷	۹	چہارم	چہاردہم
۸۱۸ ا	۲۳	اسی	امن
۸۲۳ ا	۷	تو	نہین تو
۸۲۶ ا	۲۰	وقت	اسی وقت
۸۲۷ ا	۱۲	اسکی	انکی
۸۳۱ ا	۲۰	انگریزی	انگریز
۸۳۲ ا	۱۲	نہ مرنے	نہ لڑتے
۸۳۳ ا	۱۴	کیا	کنبا
۷۹۶	۱۴	بمن	ملنے
۷۹۸	۱۶	عرض	غرض
۸۰۱	۲۳	ہیجنس	ہیجینس
۸۰۴	۱۶	کوجب	جب
۸۱۱	۲۲	ساتھ	ہاتھ
۸۱۳	۱۸	مہمان	مسلمان
۸۱۶	۲۰	ہندوستان	ہندوستانیون
۸۱۹	۱۴	اس کام	کام
۸۳۰	۱۲	سلے...	نہ لے
۸۶۶	۲۰	چوتھا	چوتھائی
۸۶۸	سطر ۱	بیٹیون	بیٹیون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷۲	۱۹	ڈراتا	اڑاتا
حصہ سوم تاریخ بغاوت ہند			
۴	۱۷	سپاہیون	سپاہون
۷	۲۰	سیپر	سیفیر
۸	۲۲	منگوائین	سنگوائین
۱۴	۱۶	پرسات	برسات
۱۷	۱۴	اُس	اُس سے
۲۷	۱۳	سے	سے شق
۲۹	۹	نیکس	بکس
۳۱	۱۶	اور سگے	اسکے ساتھ
۳۲	۱۶	پاس	پاس سے
۴۹	۱۶	رابیٹی	رابیتی
۵۴	۱۶	اسکی جگہہ	اس جگہہ
۵۷	۲۲	را	زا
۵۸	۶	سرابنڈنٹ	سپرٹنڈنٹ
۶۴	۲۲	لیورپ	پورب
۸۷	۲۲	بیگیج	+
۸۸	۱۹	اعزا	غزا
۹۰	۲	ہونی	ہوئین
۹۷	۱۲	ایا	دیا
۹۹	۳	پڑا	بڑا
۱۱۲	۱۴	سئومین	سئو
۱۱۲	۲۲	مہ	نہ
۱۱۵	۴	سردربار	سب دربار
۱۲۰	۱۶	کے	کی

۱۲۱	۱۴	کشتی	گشتی
۱۲۵	۴	چلا	نہ چلا
۱۳۱	۲۳	حصہ	حصہ گزشتہ
۱۴۱	۱۵	کے لئے	لے
۱۴۵	۶	تھے	تھا
۱۴۸	۱۹	وہ	وہ ٹھیرا کر
۱۴۸	۲۳	کروے وکرے	کرو یاد کی
۱۵۱	۱۹	وقت	وقت پر
۱۵۴	۷	لڑائی	گڑبڑی
۱۵۷	۱۲	کوٹہ	گوشہ
۱۶۵	۲۱	تعداد ایک	ایک
۱۶۸	۱۵	ہوپ گرینیٹ	

خطابات ملنے کے سبب سے ہوپ گرینیٹ کو سر ہوپ گرینیٹ اور سر کولن کیمبل کو لارڈ کلائیڈ لکھا کریں گے۔

۱۸۳	۱۳	آگئی	سپاہ آگئی
۱۸۵	۲۰	ہیجر	ہیچر
۱۸۷	۲۰	تسلیم	بتسلیم
۱۸۸	۱۵	نیٹڈ	سیٹڈ
۱۹۳	۱۰	ملی	پھانسی ملی
۲۰۰	۱۰	لے	نے
۲۰۶	۵	بڑی مؤکد تھی	بڑے مؤکد تھے
۲۱۲	۱۹	رہتی	آپہنچی
۲۱۳	۱۰	ایکٹ بل	ایکٹ
۲۱۳	۲۱	گی	ہوئی
۲۱۵	۲۳	پڑی	ہی

۲۱۶	۲۳	زراعت	پنجم زراعت
۲۱۸	۱۳	اس	اس کے
۲۱۸	۱۸	۱۸۵۵ء	۱۸۷۵ء
۲۱۹	۲۲	افغانستان ترکستان کو چھوڑ	افغانستان کو چھوڑ کر ترکستان
۲۱۹	۲۳	مئی	مین مئی
۲۲۱	۲	بھرتی	پھرتی
۲۲۱	۵	ایلبرٹ	ایلبرٹ
۲۲۲	۲۱	ہونے	مقرر کرنے
۲۲۳	۴	خیرلون	خیرسون
۲۲۳	۱۵	ہوگیا	ہوگئے
۲۲۴	۱	دو	وہ
۲۲۴	۱۳	تعلیم	تعلیم کی
۲۲۵	۳	وسر	سر
۲۲۵	۹	واقفیتون	واقفیتون
۲۲۶	۶	۱۸۸۰ء	۱۸۸۶ء
۲۲۷	۱۴	حملہ آور	حملہ آوری
۲۲۸	۱۶	وہ	گروہ
۲۲۹	۲۳	سام	سیام
۲۳۰	۲۰	وسکونت	وسکونٹ
۲۳۲	۶	شورش	شوورس

حصہ سوم

باب اول

لارڈ ڈیل ہوزی

۱۲ جنوری ۱۸۴۸ء کو کلکتہ مین نئے گورنر جنرل انگلستان کے مشہور مدبر لارڈ ڈیل ہوزی رونق افروز ہوئے اسوقت انکی عمر ۳۶ سال کی تھی اب تک ہندوستان مین ایسا کم عمر کوئی گورنر جنرل نہین آیا تھا۔ گو وہ اپنے ساتھ ہندوستان کے انتظام کرنے کا تجربہ نہین لائے تھے مگر طبیعت رسا و فہم و ذکا وہ رکھتے تھے کہ تھوڑے دنون مین گورنمنٹ ہند کے رموز و اسرار سے ماہر اور اسکے کلیات و جزئیات سے واقف ہو گئے۔ انکے عہد ہشت سالانہ نے یہان تینون موسمون گرمی جاڑے برسات کی کیفیت دکھائی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی مین گرمی کی کیفیت و ہندوستانی رئیسون کے ساتھ انکے ملکون کی ضبطی مین اپنی سرد مہری سے سردی کی سیر دکھائی اور رفاہ عام و آسالیش عباد و معموری بلاد مین برسات کا تماشا دکھایا کہ سارے ملک کو نہال کر دیا۔ انگریزی عملداری کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ اس مین لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کی برابر صلح و جنگ کے نیک شجر برابر پھلے ہون اور پولیٹکل واقعات عظیم پیش آئے ہون اور انتظام سلطنت کی ترقیان جلد جلد ہوئی ہون۔

سارے ہندوستان مین ان کے عہد حکومت کے اول چند مہینون مین امن امان رہا جب انہون نے اپنے جلیل القدر عہدہ کا کام لیا ہے تو یہان تجارت کی بڑی کساد بازاری تھی۔ کلکتہ مین بمبئی مدراس مین تاجر تجارت کیا کرتے تھے جو کھیلتے تھے آپس مین رشک و حسد کے مارے رقابت مین نمود و نمائش مین بہت بیجا صرف کرتے تھے اس سال مین انگلستان مین تجارت کے بازار کے سندا ہونے نے ہندوستان کی تجارت کو بھی ٹھنڈا کر دیا تھا وہان کے ایک بڑے

بینک کے دوالہ نکلنے نے کلکتہ کے یونین بینک کا دوالہ نکالا تہا جسمین یہان کے اچھے اچھے ساہوکار کی کوٹھیان بیٹھ گئین۔
بڑے بڑے دولت مند مفلس اور ہزارون کاریگر بیکار ہو گئے۔ انگریزون کی ساکھ مین فرق آیا گورنر جنرل نے اس حالت کو بگڑنے نہین دیا خوب سنبھالا۔
لارڈ ڈیل ہوزی کی ابتدائی تدابیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ادنے ادنے باتون پر بھی غور کیا کرتے تھے انہون نے حکم صادر کیا کہ گورون کی ہر بارک مین پنکھے لگائے جائین اور اُن کے جھلنے کے لیے قلی نوکر رکھے جائین اور انکا سارا خرچ سرکاری خزانہ سے اُٹھایا جائے۔ انکو اعلے درجہ کے نوکرون کی جماعت پر بھی خیال تھا کہ اپریل ۱۸۴۸ء مین حکم نافذ کیا کہ سرکاری کامون مین مقدمات کی پیروی کرنے کے لیے کل مجسٹریٹون اور حاکمون کو خزانہ سرکاری سے پیشگی روپیہ معقول وجوہ کے بیان کرنے پر ملجایا کرے اور ہارنے کی صورت مین وہ ان سے واپس لیا جایا کرے۔
اول کھانڈ کے جنگلون مین معاملات نے تہیارون کی چمک دکھلائی مگر وہ آسانی سے فرو ہوگئی بمبئی مین یہ واقعات رونما ہوئے کہ ستارہ کا راجہ فنا ہوا۔ نربدا پر کوئلے کی کانون نے اپنا کالا مُنھ دکھایا محکمہ خفیفہ کی عدالتین بھی جاری ہوگئین۔ مرہٹے ٹھگون کے گروہ کے سردار تانتیا کوجی مانگڑیا کے تانتیا نے پھانسی پائی اسنے اپنے ہمسایہ مین لوٹ مار کی بڑی اودھم مچائی تھی۔ ایک نیا فرقہ بدمعاشون کا لاہور اور انبالہ کے درمیان ٹھگی کرتا تھا جہان مسافرون کو تنہا بے پناہ دیکھتا انکا گلا چند روپیون کے لیے گھونٹتا انکے گروہ آٹھ پانچ بدمعاشون کے ہوتے تھے اپریل سے پہلے ایسے بیس گروہ شکار کئے گئے اور انسے زیادہ اور گروہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام مین چھپتے پھرتے تھے انکی تلاش مین تگا پو و جستجو ہورہی تھی غرض پنجاب مین سب طرح سے ٹھگون کی پکڑ دھکڑ مین اہتمام ہو رہا تہا۔
لارڈ ہارڈنگ جیسے جنگ مین مستقل مزاج تھے ایسے ہی فتح پانے کے بعد مستقل طبع تھے انہون نے سکھون پر فتح حاصل کر کے مہاراجہ رنجیت کی مملکت مین سے بیرونی اضلاع کو جدا کرلیا اور پنجاب کو چھوڑ دیا کہ اس مین مہاراجہ کے جانشین فرمانروائی کیا کرین اور یہ ارادہ کیا کہ کمسن راجہ کو شتر بے مہار سپاہ کے ہاتہون سے سلامت و محفوظ رکھین۔ کل پنجاب کے ضبط کرنے مین جو صبر و تحمل گورنمنٹ نے اختیار کیا وہ اسکا ایک تجربہ تھا مہاراجہ دلیپ سنگہ کی مہاراجگی کا اشتہار دیا گیا اور پنجاب ان کے حوالہ ہوا فوج

مطلق العنان نے سلطنت مین ہل چل ڈالکر اُسکو فنا ہونے کے قریب پہنچا دیا تہا اُسکو تنبیہہ کی گئی اس اشتہار مین فتحمند نے بیان کیا کہ اگر اس نیک وقت کو جس مین سکھون کی قوم کو فوجی بدنظمی اور بدعملی سے بچا دیا گیا ہے اسنے رائگان کیا اور انگریزی سپاہ سے اُسنے ازسرنو جنگ دشمنانہ اختیار کی تو آیندہ گورنمنٹ ہند اپنے اغراض مفاد و سلامتی کے لیئے ضرورت اور عدالت کے موافق انتظامات و بندوبست کریگی پس اس اشتہار مین ایک امر مشتبہ بیان کیا گیا تہا جسکے نتائج پہلے ہی سے اپنا سایہ دکھلاتے تھے۔ غالباً یہ نظر آتا تہا کہ اس تجربہ مین کہ جسکا کرنا بمقتضاء انصاف مناسب تہا کامیابی نہین ہوگی پس آیندہ سلطنت کی بقا مشیت ایزدی کے موافق سکھون کے ہاتھ مین تھی کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرلین اُنکو بتلا دیا گیا تہا کہ وہ اپنی قومی آزادی کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہین اور کام کا سارا اختیار اُنکے ہاتھون کو دے دیا گیا تہا۔

اسکے ماسوا لارڈ ہارڈنگ نے یہ ایک اور کام کیا تہا کہ ملک کی اندرونی انتظامات مین مداخلت کرنے سے کنارہ کشی کی تھی مگر اُنہون نے فوج محافظ مقرر کی جو زبردست سلطنت کی طرف سے زبردست سلطنت کی محافظت کرے اس انتظام کو انگریزی مین پروٹیکٹرایٹ کہتے ہین۔ انہون نے مہاراجہ کے دربار کو اختیار دیا کہ وہ اپنے دستور و آئین کے موافق بندوبست سلطنت کرین برٹش گورنمنٹ نے انکو سرکش سپاہ کے تحکم سے محفوظ کردیا ہے انگریزی سپاہ کے موجود ہونے سے سکھون کی سپاہ خائف رہتی تھی اگر کسی وقت دربار مین کوئی صاحب دانش اور وطن سے محبت رکھنے والا پیدا ہوتا تو وہ سکھون کی سلطنت کو انگریزی فوج کی محافظت کی بیڑیون سے نکالکر مدتون تک اُسکو زندہ و سلامت رکہتا مگر کوئی شخص ایسا پیدا ہی نہین ہوا کہ حکومت کرنے کی قابلیت اور منتظم ہونے کی لیاقت رکھتا۔ برائے نام ریجنٹ (نائب السلطنت) مہاراجہ دلیپ سنگہ کی ماں تھی مشرق و مغرب مین بہت سی عورتین ایسی ہوئی ہین کہ انہون نے وہ کام کیئے ہین جو مرد بادشاہون سے بہی نہین ہوسکے مگر ایسی عورتون مین سے دلیپ سنگہ کی ماں نہین تہی۔ یہ کہنا سچ کے خلاف نہین ہے کہ وہ اپنی ذات سے بہ نسبت ملک کے زیادہ محبت رکھتی تھی وہ اپنی قوم کے سر پر ایک بدبلا تھی یہ اسکو اختیار تہا کہ وہ اپنی پسند سے اپنا وزیر جسکو چاہے مقرر کرے سوا اسنے ایسا وزیر اپنی پسند سے مقرر کیا جسنے سکھون کی سلطنت کو

خودکشی کا صدمہ پہنچایا بیشک ایسی ضرورت کی حالت مین وزارت کے کامون کے لیئے کسی
ایسے دانشمند کا مقرر کرنا نہایت مشکل تھا جو اسکی لیئے موزون وموضوع ہوتا - مگر جب سرے سے
بہت سے دانشمند آدمی موجود ہی نہ ہون تو انمین کسی دانشمند کا انتخاب ہی نہین ہوسکتا آدہ کا
آدہ ہی بگڑا ہوا تہا - والدہ دلیپ سنگہ نے اپنا عاشق زار لال سنگہ وزارت کے لیئے پسند کیا -
لال سنگہ سے دونو دربار درعایا کو نفرت تھی اس لیئے اسکی وزارت نہین چل سکتی تھی اگروہ
قابل اور دیانت دار بھی ہوتا تو یہ وقت ایسا تھا کہ اس مین اسکی وزارت کا کام نہین چل سکتا
تھا غالباً وہ پنجاب مین مستحکم سکھ گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیئے بدترونالایق
وزیر تھا مگر اسکے حق مین یہ انصاف بھی کرنا چاہیئے کہ اسکے آگے کیسی کیسی دقتین پیش آرہی تھین
سپاہ موقوف اور جاگیرین ضبط ہوگئی تھین خزانہ خالی پڑا تھا جسکا ناپسندیدہ تخفیفون سے پر کرنا پڑتا تھا لال سنگہ مین بھلا یہ صفات
کہان تھین کہ وہ ریخ آمیز حاجتون کے دفع کرنے کے لیئے فروتنی اختیار کرتا اور سلطنت کی اشد
ضرورتون کے دور کرنے کے واسطے اپنے تئین فدا کرتا - اگرچہ اس ملک مین پولیٹکل نیکی
کم لوگ سمجھتے ہین مگر وہ کسی مستقل طریقے کو قومی بہبودی وبھلائی کے لیئے اختیار کرتا تو یقینی
لوگون کے دلونمین اسکی نسبت کسی تعظیم کا خیال پیدا ہوتا مگر وہ تو یہ غضب کرتا تہا کہ اورونکو مفلس بنا کے
اپنے تئین متمول کرتا اپنے رشتہ دار اور دوستون کی حرص وآز پورا کرنے کے لیئے بہلے مانسون پر
دست دراز کرکے تباہ کرتا وہ حکمرانی محض اسلیئے کرتا کہ عزوجاہ حاصل ہو جو بد تہا بد آدمیون سے
یارانہ رکہتا تہا کہ اسکی شہوت پرستی ونفس پروری کے کام نکالین وہ انگریزون کے دلون کے خوش
کرنے کے واسطے انکی نہایت آؤبھگت وتواضع وتنظیم کرتا کہ وہ اُسے دیکھ کر شستدر ہوجاتے تھے
تمام سپاہ محفوظہ کی خاطرداری مین مکارم اخلاق کو دکھاتا مگر وہ اس امر واقعی کو کسی طرح مخفی نہین
رکھہ سکتا تہا کہ اسکی وزارت سے سکھون کی مستحکم وہنوار گورنمنٹ نہین قائم ہوسکتی -
برٹش گورنمنٹ کے ذمے لال سنگہ کی وزارت کی ناکامیابی کی جوابدہی کچھہ نہین ہی اس کو
وزارت کے لیئے رانی نائب السلطنت نے پسند کیا تہا انگریزی گورنمنٹ کو بے چون وچرا
اسلیئے پسند کرنا پڑا تہا کہ عہدنامہ کے بموجب وہ لاہور کی سلطنت کی اندرونی نظم ونسق مین کسی
قسم کی مداخلت اور دست اندازی نہین کرسکتی تھی مگر اب سنگینون کی نوک سے بداطوار حکمران اور

زشت کردار وزیر کو سہارا دیتے تھے اسلیئے وہ ان کی بدکاریون کی معاون تھی اگر یہ اُنکو سہارا
نہ ملتا تو وہ مدت تک زشت افعالی کے مرتکب نہین ہوسکتے تھے عہد و پیمان صرف سال حال کے
لیئے تھا اس تھوڑی مدت میں بہت کم احتمال یہ تھا کہ لال سنگہ تمام ان مشکلات اور خوفون کو جو اُسکے
منصب وزارت کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے بہا دیگا یا اڑا دیگا۔

بہت جلد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لال سنگہ جیسا اپنے ملک کے ساتھ جھوٹا دغاباز تھا ایسے ہی وہ
برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا جسکا حال ہم نے مفصل گلاب سنگہ و امام الدین کشمیر کے معاملات
مین لکھا ہے جسکا نتیجہ یہ تہا کہ وہ وزارت سے معطل ہوا اور مقید ہوکر جلا وطن ہوا اسکی معزولی
کے ساتھ معاً تجربہ اول ختم ہوا جو قومی آزادی کی بنا پر سکھون کی استواری و مستحکم گورنمنٹ کے
دوبارہ قائم کرنے کے لیئے کیا گیا تہا۔

اب ایک دوسرے تجربہ کا امتحان شروع ہوا۔ پنجاب مین ایک پنجابی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے
ہاتھ مین عنان سلطنت بے خوف و خطر دے دی جاتی جیسی کہ انگریزی فوجی قوت اس لیئے
درکار تھی کہ سکھونکی دنگئی فوج کو ڈراتی و دباتی ہے ایسی ہی انگریزی فراست و کیاست و دیانت
کی حاجت اس وجہ سے تھی کہ وہ سکھون کی غلیظ صلاح و مشورون کو پاکیزہ بنائے لارڈ ہارڈنگ کے
سامنے ایسے معاملات پیچ در پیچ پیش آئے کہ اُنکو بمجبوری اپنی پہلی مرضی کے خلاف حکم دینا پڑا
کہ برٹش گورنمنٹ سکھون کی سلطنت کے معاملات اندرونی مین مداخلت کرے اور سکھون کی
گورنمنٹ خودکشی سے یون بچائی جائے کہ ایک پنجابی گورنمنٹ مقرر ہو جسکا پریسیڈنٹ ایک انگریز
ملکی مقرر ہو۔ خالص پنجابی گورنمنٹ کی جو کھون پھیر نہ اُٹھائی جائے پس انہون نے ایک کونسل
ریجنسی مقرر کی جسکا پریسیڈنٹ انگریزی رزیڈنٹ مقرر ہوا جسکے معنے یہ تھے کہ پنجاب کا اصلی فرمان
برٹش رزیڈنٹ ہوا۔

یہ پنجاب کی بڑی خوش نصیبی تہی کہ اسکی گورنمنٹ کے اول پریسیڈنٹ کرنیل ہنری لارنس صاحب
مقرر ہوئے۔ اس پاک نفس کی ذات اوصاف حمیدہ و خصائل جمیلہ کی جامع تہی ان مین بڑا کمال
یہ تھا کہ اسنے مشرقی خصائل کو جو مغربی خصائل سے غیر ہوتی ہین اس طور سے مطالعہ کیا تہا کہ وہ
اُن کے کامون کی نیت و علت کو فوراً سمجھ جاتا تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا قائم مقام مقرر ہوا اور

سلطنت کے پرانے کاروبار مین بالکل مختار تھا اس کے ماتحت بہت سے انگریزی اور سکھ گورنمنٹ کے
پرانے افسر تھے جو انکی ہدایتون اور حکمون کے موافق کام کرتے تھے - بظاہر انکے انتظام و بند و بست سے
سب راضی خوشی معلوم ہوتے تھے اور رانی اور اسکا عاشق زار دونو اپنا انتقام لینا چاہتے تھے -

۱۸۴۷ء مین پولیٹکل افق پر کوئی گھٹا نہ تھی کونسل ریجنسی ہنری لارنس کے ماتحت
اسطرح گورنمنٹ کامون کو انجام دے رہی تھی کہ سب جگہہ ملک مین امن آمان تھا انتظام
ہوتا جاتا تھا سکھون کی سپاہ اپنی قسمت پر راضی خوشی بیٹھی ہوئی تھی اسکے انگریزی افسر اسکے
فائدون اور آسائش اور آرامون کے لیئے بڑی کوشش کرتے تھے وہ بتدریج اپنی اطاعت
ڈسپلن کی عادت ڈالتی جاتی تھی - انگریزی افسر لاہور پیشور اٹک بنو - ہزارہ مین سکھون اور
پٹھانون کی جمعیتون کو قواعد چپ چاپ سکھاتے تھے اور سکھون کے اعلے عہدہ دارون کو نیک
گورنمنٹ کے سبق پڑھاتے تھے کرنیل ہنری لارنس کی عقل دوراندیش جانتی تھی کہ یہ ساری ظاہری
جلوہ نمایان ہین باطنی حالت کچھ اور ہی ہے - خالصہ کی شکستہ حال سپاہ اپنی اکثر شکستون کو یاد
رکھتی ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے کہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شان کو پھر حاصل کرین گے ہماری مردہ
امیدین پھر زندہ ہو کر ہم سے ایسی سعی و کوشش کرائین گے کہ ہم کامیاب ہونگے -

انگریزی قوم کو اپنے نفس سے ایسی محبت ہے کہ ہندوستان مین سب جگہہ اپنی استیلا و استعلا کی مداخلت
کو یہہ یقین کرتی ہے کہ ہندوستانی اسکو اپنے لئے بڑی برکت اور نعمت سمجھتے ہین اسی سبب سے
یہ خود غلط ہو کر مغالطہ اور دہوکہ مین آجاتی ہے مگر فرزانہ یگانہ لارنس اس دھوکہ مین کب آنے والا
تھا اسکی عقل دوراندیش خوب سمجھتی تھی کہ خواہ ہم کیسی ہی نیک نیتی اور صلح جوئی سے کام کرین
مگر یہ نہین ہوسکتا کہ یہان انگریزی سپاہ مقیم ہو اور اسکو خالصہ سپاہ دیکھکر دل مین جلے نہین اور
سکھون کے دربار کی جگہہ انگریزی افسر کام کرین وہ اسکو دیکھہ کر حسد و بغض و انتقام کے درپے نہو -
یہ تعجب ہے کہ یہ امن آمان بظاہر نظر آرہا ہے آئندہ حال خواہ کچھہ ہی ہو بالفعل تو سب طرف ہر طرح
خوشحالی نظر آتی تھی اور اسکے قائم کرنے مین انگریزی عہدہ دار ہمہ تن ساعی تھے - سول کے انتظام مین
جب ہی انگریزی مداخلت ہوتی تھی کہ رعایا کی کثرت منفعت کے لیئے اسکی اشد ضرورت ہوتی تھی - رزیڈنٹ

کے ماتحت زیادہ تر بڑے بڑے لائق افسر صاحب سیف والقلم تھے جنکے نام نامی یہہ ہین اڈورڈس -

نکلسن رسے نلڈ ٹیلر۔ لیک ۔ لمسڈن ۔ ہیچر۔ جارج لارنس جیمس ایبٹ اور سول افسر تہوڑے سے
بہت تھے جنکے نام وینس ایگنیو اور تھر کوکس تھے ۔ انہین بعض افسرون کے کارہا نمایان سے
تاریخ بھری ہوئی ہے ۔ گورنر جنرل اور رزیڈنٹ اور اس کے افسر سرتاپا انسانیت کی روح بن رہے
تھے بچہ کشی وستی و بردہ فروشی کی جان نکال رہے تھے ۔ زراعتی اضلاع مین بیگارین رعایا کے گرفتار
ہونے کے دستور مٹا رہے تھے ۔ دیوانی و مالی قوانین وآئین کو رعایا کی بہبودی وآسودگی کے لیئے کامیابی
کے ساتھ از سر نو تبدیل و ترمیم کر رہے تھے پرمٹ وکسٹم محصول کے نئے قواعد بنائے گئے تھے جنسے
رعایا کو بہت فائدے حاصل ہوتے تھے مالگزاری اراضی بڑھانے کے جائز قاعدے بنائے
گئے تھے اور بے ضرورت خرچ تخفیف مین اسطرح آئے تھے کہ سرشتون کی کارروائی مین کوئی خلل نہین آتا
تھا اس سبب سے بڑی بچت ہوتی تہی اور کسی کارروائی مین خلل نہین آتا تھا اہل زراعت کی مدد کی جاتی تھی کہ وہ کنوئین
بنائین اپنی اراضی مین آبپاشی کرین اور اپنی زراعت کے پیداوار کو بڑھائین جس سے انکو خود بھی فائدہ پہنچے اور سرکار کو بھی نفع حاصل ہو
اہل زراعت کے لیئے نفع رسانی کا یہ سامان تیار ہو رہا تہا سپاہ کی خوشحالی کے لیئے یہ قاعدے
مقرر ہوئے تھے کہ انکو تنخواہ اور پنشن باقاعدہ ملا کرے اور انکو یقین دلایا جائے کہ غارتگری سے
جو فائدے بے قاعدہ حاصل ہوتے تھے اب اسنے زیادہ فائدے وقت پر تنخواہ ملنے سے اور
ان کے حال پر انگریزون کی شفقت وعنایت کرنے سے حاصل ہونگے ۔

جتنا برس بڑھتا گیا اتنی خوش حالی بڑھتی گئی اس مین کچھ کمی نہین آئی جون مین رزیڈنٹ نے رپورٹ
بھیجی کہ سپاہی جو موقوف ہوئے تھے انہین سے اکثر ہل چلانے اور پیشہ حرفہ کرنے لگے ہین اور
اہل زراعت کو برٹش حکومت سے روز بروز زیادہ فائدے پہنچے ہوئے نظر آتے ہین لیکن
لارنس صاحب نے اس امر واقعی کو بھی دیکھ لیا کہ اگرچہ پنجاب مین ایک حشر برپا کرنے کا عزم شکستہ
ہوگیا ہے مگر وہ مردہ نہین ہوا سب طرف بہت سے شرارے اڑ رہے ہین جب انکو کوئی
ایسی جگہ ملجائیگی جسین جلنے کی قابلیت ہوگی تو شعلہ انگیزی ہونے لگیگی انہون نے لکھا کہ اگر
ہر سردار اور سکھہ دانائی اور بے ریائی سے جو اسکی تمام مراسلت سے عیان ہوتی ہے یہ اقرار
کرے کہ مین اپنے ملک کی پست حالی سے راضی ہون تو ہماری بڑی نادانی وحماقت ہے کہ اسکی
بات کا یقین کرین اور ایک لمحہ کے لیئے بھی اس مین شبہ کرین کہ اس گروہ مین سے جو ہماری

تعریف مین بڑا غلو کرتی ہے بہت سے آدمی ایسے ہین کہ وہ ہماری فتح کی برداشت نہین کر سکتے جسقدر وہ ہماری اطاعت مین آتے جاتے ہین اسیقدر اپنے زوال حکومت پر طیش آتا جاتا ہے - ہمارے کیمپ مین ایسے آدمیون کی کمی نہین کہ وہ سر ہلا ہلا کر کابل کے حادثہ عظیم کا ذکر کرتے اور یہہ پیشین گوئی نہ کرتے ہون کہ انگریزون کا یہان بہی قتل عام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کابل مین ہوا تہا اور اونکو وہی مصائب یہان پیش آئین گے جو وہان آئے تھے - مگر پنجاب و کابل کی حالتین متماثل و متشابہ نہین ہین کابل مین انگریزی عہدہ دارون کو غالب خیال یہ تہا کہ وہ امن و عافیت مین ہین مگر پنجاب مین انگریزی عہدہ دارونکو یہ یقین نہ تھا کہ ملک کا بندوبست ہو گیا ہے اور ہم نے جو پنجاب پر قبضہ کیا ہے وہ رعایا اور سردارون وامیرون کو پسند ہے اگرچہ بفضل الٰہی وہ ایسی بہترین کوشش کرتے تھے جو کامیابی کی مستحق تھین مگر وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ہم جن امیدون مین بیٹھے ہین وہ ایک نہ ایک دن خاک مین ملینگی اور اور سارے تجربون میں ہمین ناکامیابی ہوگی - وہ اپنی خوش حالی مین بداقبالی کی ساعت سے مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے تھے انگریزون کے پیچھے کوئی کھٹکا ایسا لگا ہوا نہ تہا جیسا کہ مہارانی والدہ دلیپ سنگہ کا وہ بڑی بے چین طبیعت کی رانی تھی وہ جانتی تھی کہ انگریزون نے مجھے حکومت سے محروم کیا ہے اور مجھے عاشق زار سے مہجور کیا ہے وہ میرے بیٹے کو اپنے ہاتھ کی کاٹ کی پتلی بنا رہے ہین اسلیئے اسکو انگریزون سے سخت نفرت قلبی تھی وہ انگریزون کی اکھاڑ پچھاڑ مین اور رزیڈنٹ کے قتل کی سازش کرتی تھی مگر وہ مخفی نہ رہتی تھین کھل جاتی تھین جسکی سزا اسکو یہ دی گئی کہ وہ شیخوپور مین جو سب سے زیادہ پر امن حصہ ملک کا مسلمانون کی آبادی کا تھا جلا وطن کی گئی جب اسکے بھائی نے لاہور سے جانے کا حکم سنایا تو وہ ذرا چین بچین نہین ہوئی اور سفر کے لیئے جلد تیار ہوئی -

اب ایک بڑا تغیر یہ ہوا کہ لارڈ ہارڈنگ ولایت روانہ ہوئے اور لارڈ ڈیلہوزی اُن کی جگہ گورنر جنرل مقرر ہوئے اور سر ہنری لارنس بھی اُن کے ساتھ ولایت گئے - مارچ مین اُن کی جگہ سر فریڈرک کری آئے - لارڈ ہارڈنگ ایک لائق عیسائی لڑنے والے اور ایک لائق عیسائی مدبر تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ پنجاب کا جو تعلق برٹش سے ہوا ہے وہ سکہون کے لئے ایک برکت اور نعمت ہو اور انکی قومی آزادی برقرار رہے یہ انکی سچی دلی تمنا تھی اس مین کوئی پولٹکل

اپیچ پیچ نہ تھا یہہ بات نہ تھی کہ فقیر ڈالتا ہے کچھہ اور نکالتا ہے کچھ ۔
لارڈ ڈلہوزی نے دیکھا کہ پنجاب مین ہر ایک طرح سے امن و عافیت ہے اسپر یہ نیا سال ۱۸۴۸ء بڑا مبارک آیا ہے انگریزی افسر ہنری لارنس کے شاگرد رشید ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے بڑا اہتمام کر رہے ہین ۔ ہر ضلع مین بندوبست مالگزاری ہو رہا ہے ملک کے لیئے دیوانی ۔ فوجداری مالی دستور العمل تیار ہو گئے ہین غرض پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ گورنر جنرل نے ولایت کی چٹھیون مین لکھا کہ مین پنجاب کی حالت سے مطمئن و رضامند ہون مگر مئی مین پنجاب سے ایسی خبرین کلکتہ گئین کہ اُنکو پریشانی آمیز مکاتبت کرنی پڑی ۔
ستمبر ۱۸۴۴ء مین ملتان کے لائق اور مستعد دیوان ساونمل کو ایک آدمی نے جان سے مار ڈالا اسکی جگہ اسکا بیٹا مولراج گدی پر بیٹھا ۔ مولراج نے یہہ بڑی شہرت پائی کہ وہ حکمرانی مین بڑا صائب الرائے اور روشن خیال اور منصف مزاج ہے اسکی یہہ شہرت بھی ہوئی کہ وہ بڑا دولتمند ہے ۔ اس ملک مین دولتمندی کی شہرت بڑی خطرناک ہوتی ہے ۔ لوگون کو یقین تھا کہ ساونمل نے بھی ملتان مین بڑے خزانے دولت کے جمع کیئے ہین جب اسکا بیٹا جانشین ہوا تو لاہور کے دربار نے اس سے جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ مانگا مولراج نے عذر کیا کہ مین یہ زر کثیر نہین ادا کر سکتا مگر پھر آپس مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جو روپیہ پہلے مانگا گیا ہے اُسکا پانچوان حصہ مولراج ادا کرے یہہ روپیہ وہ ادا کر دیتا اگر پنجاب مین ہلچل نہ پڑ جاتی اور دربار پریشان حال نہ ہوتا جب سکھون کی گورنمنٹ دوبارہ قائم ہوئی تو مولراج سے نذرانہ کا اٹھارہ لاکھ روپیہ اور خراج کی باقیات کا روپیہ طلب کیا گیا کہ وہ لاہور کے خزانہ مین داخل کرے گا تو وہ ملتان مین اپنی دیوانی پہ بدستور مقرر رہے گا اگر اس روپیہ کے ادا کرنے مین دیر لگائے گا تو سپاہ اُس پاس بھیجی جاویگی کہ وہ بالجبر روپیہ وصول کرے ۔ مولراج نے اس روپیہ کے ادا کرنے سے انکار کیا ۔ سپاہ بھیجی گئی اُسنے جھنگ پر مولراج سے شکست پائی جس کے سبب سے اسکی دیوانی کے علاقہ سے ضلع جھنگ الگ کر لیا گیا اور باقی ملک پہ نہائی خراج بڑھایا گیا ۔ جب اس طرح دھمکایا گیا تو اُسنے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ اس معاملہ مین مداخلت کر کے اسپر مہربانی کرے وہ اپنی ثالثی سے اسکا فیصلہ کر دے اُسکو مین منظور کرونگا نتیجہ اسکا یہ تھا کہ ۱۸۴۶ء کے موسم خزان مین مولراج لاہور مین آیا اور اسنے وعدہ کیا کہ جسقدر روپیہ کا

مطالبہ ہے اسکو باقساط ادا کرونگا۔ اسپر یہ جرمانہ کیا گیا کہ ملک کا ایک حصہ جسپر وہ زر مالگزاری وصول کرتا تہا علیحدہ کرلیا گیا اور باقی ملک اسکو تین سال کے لیئے دیا گیا۔ اس انتظام سے وہ راضی ہو گیا لیکن وہ یہ چاہتا تہا کہ برٹش گورنمنٹ اس انتظام کی ضامن وکفیل ہو مگر برٹش گورنمنٹ نے اس کی اس درخواست کو منظور نہین کیا وہ ملتان کو واپس چلا گیا ایک سال سے کچھہ زیادہ مولراج اس ملک مین جو اسکو دیا گیا تھا صلح و آشتی کے ساتھ رہا۔ برٹش عہدہ دارون نے ملتان کے متعلقات مین کسی طرح کی مداخلت نہین کی۔ یہ ملک مستثنی تھا کہ اس مین اضلاع پنجاب کی طرح بندوبست مالگزاری نہ کیا جائے اور سستم کا جو نیا دستور العمل بنایا گیا ہے وہ اس مین جاری نہ کیا جائے۔ لاہور کے دربار سے جو اسکا معاہدہ ہوا تھا وہ اس کی شرائط کو بڑا سخت سمجھتا تھا انکی سختی کی کمی کے ترقی کرانے کے لیئے وہ ۱۸۴۷ء کے اخیر مین پھر دار السلطنت مین آیا۔ اسنے خراج موعود مین کمی کے ہونے کے لیئے دربار سے سازشین کرنی شروع کین جب کوئی انتظام اسکی خاطرخواہ نہین ہوا تو اسنے دربار کو اطلاع دی کہ وہ اپنے دیوانی کے عہدہ سے جسمین اسکو کچھہ فائدہ نہین ہے مستعفی ہونا چاہتا ہے۔ جن شرائط پر عہدہ دیوانی مجھے بالفعل دیا گیا ہے اسکے موافق مجھے دیوان رہنا پسند نہین ہے اوپر جو خراج کی افزائش ہوئی ہے وہ مجھے ناگوار ہے میری صحت اچھی نہین اور میرے خاندانی جھگڑے ایسے ہین کہ جنہون نے میری زندگی کو تلخ کردیا ہے نئے رزیڈنٹ سے میری درخواست یہ ہے کہ مجھے جاگیر مرحمت ہو اور پہلے حساب کے دینے پر مجبور نہ کیا جاؤن۔ یہ درخواست اسکی بمقتضائ طبع بشری ہی تھی اسکی دولت پر اسکے رقیب دہار کہائے بیٹھے تھے جس سے اسکی طبیعت برافروختہ ہوتی تھی۔ رزیڈنٹ صاحب نے اسکی درخواست سننے کے لئے کانون مین ٹیٹیان دے لین دربار نے اس سے کہا کہ وہ اپنا استعفے حسب ضابطہ بھیجدے وہ منظور کیا جاویگا۔ مگر اسکے بھیجنے مین وہ خوب خوب غور و تامل کرلے۔ مولراج نے استعفا بغیر کسی شرط کے بھیجدیا۔ دربار نے اسکی جگہہ سردار کہان سنگہ کو مقرر کردیا کہتے ہین کہ وہ بڑا بہادر سپاہی اور عقلمند تھا اسکی تنخواہ اس عہدہ دیوانی کے لیئے مقرر کردی اور اسکے ساتھ سرکار کمپنی کے سول ملازم ونیس اگنیو صاحب کو اور بمبئی کے ایک فوجی افسر لفٹنٹ اندرسن کو ہمراہ کیا اور پانچ سو سپاہ قلعہ کی محافظت کے لیئے انکے ہمراہ کی۔ گرمی سے بچنے کے لیئے افسر

دریا کی راہ سے گئے اور سپاہ خشکی کی راہ سے اسلیئے افسرون اور سپاہ مین راہ مین کوئی اتحاد و موانست
نہین پیدا ہوئی جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا - ۱۸ - اپریل کو یہ دونو ملکر ملتان کے قریب عیدگاہ مین جسکا ایک حصہ
بنا ہوا تہا خیمہ زن ہوئے اس تاریخ مولراج انگریزی افسرون سے بڑی فروتنی اور انکسار کے ساتھ
ملا اور یہ انتظام کیا گیا کہ دوسرے روز نئے دیوان کو قلعہ حوالہ کیا جائے -

۱۹ - اپریل کو کھن یا کھان سنگہ کے ساتھ دونو انگریزی افسر قلعہ مین گئے مولراج گھوڑے پر
سوار انکے ساتھ تھا اسنے انگریزی افسرون کو قلعہ کی کنجیان حوالہ کین قلعہ کی محافظت دو گورکھون
کی کمپنیون کو سپرد ہوئی اور مختلف مقامون پر سنتریون کا پہرہ جمایا قلعہ مین جو ملتانی سپاہ پہلی تھی
اسکو جمع کرکے اگینیو صاحب نے انسے خوش کن باتین بنائین اور انکی بدستور نوکری رکھنے کا وعدہ
کیا - جب سب طرح کا انتظام ہو گیا تو کھان سنگہ کے گروہ نے اپنے کیمپ کی طرف راہ لی
قلعہ کے باہر کے دروازہ کے نزدیک خندق پر جو سپاہی کھڑے ہوئے تھے انمین سے ایک
سپاہی نے جسکا نام امیر چند تھا اگینیو صاحب کے بازو کے نیچے نیزہ مارا - وہ اپنے شائستہ
گھوڑے سے گرے صرف اُن کے پاس لکڑی ہتھیار تھا جسسے اُنہون نے اس لچے حملہ کرنے
والے پر ضرب لگائی اسنے مدد کے آنے سے پہلے تین دفعہ اُنپر تلوار کا وار کیا اس اثنا مین
مولراج اپنے گھوڑے کو لیکر اپنے خاص عام باغ مین اپنی جان بچانے کے لیئے یا دغا دینے
کے لیئے چلا گیا - کھان سنگہ و رنگ رام مولراج کے سررشتہ دار نے ہاتھی پر اگینیو صاحب کو ڈالکر
عیدگاہ مین پہنچایا - مولراج کے سوارون مین سے ایک سوار نے لفٹنٹ انڈرسن کا تعاقب
کرکے سخت زخمی کیا اور مردہ جانکر چھوڑ کر چلا گیا گورکھی سپاہیون نے اُنکو ڈولی مین ڈال کر
عیدگاہ مین پہنچایا - اگینیو صاحب نے اس حال مین بھی اپنی خستہ حالی اور اپنی جان جوکھون کی
رزیڈنٹ کو رپورٹ بھیجی اور جنرل کورٹ لنڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین اور لفٹنٹ اڈورڈس کو
بنون مین اطلاع دی - ان اشراف زخمیون کو امید تہی کہ عیدگاہ مین ہم اپنی محافظ سپاہ سے دشمنون سے
مقابلہ جب تک کرینگے کہ ہماری امداد آجائیگی مگر انکی سپاہ نے اپنی نامردی سے یا دغابازی سے
اپنی امید مین انکو نا امید کر دیا - اگینیو صاحب نے اس اپنی روحانی و جسمانی تکلیف مین بھی اپنے دل کی
مضبوطی کو دکھایا کہ اُنہون نے مولراج کو لکھا کہ اس دغا بازی کا سبب بتلائے اور مجرمون کے گروہ کو

گرفتار کرکے ہمارے حوالے کیجیئے یہ بھی اپنے اوپر مہربان کرنے کے لیئے لکھا کہ آپ کی نسبت ہم کو اس سازش مین شریک ہونے کا ذرا بھی شبہ نہین مولراج نے اسکے جواب مین لکھا کہ قلعہ کی سپاہ ساری سرکش ہوگئی ہے نہ مین مجرمون کو حوالہ کرسکتا ہون نہ خود آسکتا ہون بہتر ہوگا کہ آپ اپنی امان کے لیئے خود سامان کرلین ایک دن تک قلعہ اور عیدگاہ کے درمیان گولہ اندازی ہوتی رہی عیدگاہ مین تھوڑی سی سپاہ تھی وہ بھی بھاگ گئی۔

۲۰۔ اپریل کی شام کو ایک وحشیون کا گروہ غل مچاتا اس شوق مین کہ جو کام بعض نے ایک دن پہلے شروع کیا ہے اسکو پورا کرے وہ عیدگاہ کی بڑی برج کے اندر داخل ہوئے وہان اندرسن صاحب نزع کی حالت مین پڑے ہوئے تھے اور اگنیو صاحب سے جوانکی نسبت کم زخمی تھے وداع ہونے کے لیئے ہاتھ ملا رہے تھے۔ اس گروہ نے اول حملہ اگنیو صاحب پر کیا پہلے انکو خوب گالیان دیکر ڈاڑھی پکڑ اس نکالی اور پھر غدر سنگھ نے قتل کے لیئے تلوار اٹھائی اگنیو صاحب نے آخر الفاظ یہ کہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو مجھے مار مگر میری موت کا انتقام لینے والے انگریز بہت ہین۔ تلوار کے تیسرے وار مین انکا سر فرش پر غلطان ہوا انکے زخمی دوست بھی نصف درجن تلوارون کے زخمون سے فنا ہوئے انکی زخمی لاشین باہر گھسیٹی گئین اور مرے پر سو درے ہوئے اور طرح طرح کی ان کی تفضیح کی گئی۔ مردون کے سر مولراج کے قدمون مین ڈالے گئے پھر اور آدمیون نے انکو ٹھکرایا انپر بارود ملی گئی اور وہ آگ پر جلاکر خاکستر کیئے گیئے انکے جسم بے سر قبر مین دفن ہوئے قبرین بھی دو دفعہ اکھیڑی گئین اور کفن اتارا گیا۔

مولراج کا اس سازش مین حصہ

یہ تحقیق نہین ہوتا کہ اس کام مین مولراج کا کسقدر حصہ تھا آدمی کے دل کی تہ کی بات تحقیق نہین معلوم ہوتی اور انگریزون اور ہندوستانیون کے دلون مین تو ایسا تفاوت ہے کہ ہمیشہ ان کے دلون کی باتون کے سمجھنے مین آپس مین غلط فہمیان ہوتی ہین۔ یہ باتین تو بتاتی ہین کہ مولراج نے یہ سازش نہ خود بنائی تھی نہ اسکو آگے بڑھایا تھا کہ امرت سر مین اور بنارس مین اپنا روپیہ امانت رکھا تھا اور خراج کی باقیات کا روپیہ اس بلوہ کے شروع مین لاہور بھیجا تھا اور اسکی ظاہری درخواست یہہ تھی کہ اسکو اپنے عہدہ کی خدمات سے فرصت دی جائے جان لارنس اس اپنے یقین کا اقرار کرتے ہین کہ اس سال کے مارچ کے مہینے تک اسنے جو درخواست استعفے کی خوشی سے چند مہینے پیشتر کی تھی اس سے

ہٹنے کا ارادہ اُسنے نہین کیا پہلے دسمبر مین لارنس صاحب سے یہی درخواست کہر کی تھی کہ میری طاقت ایسی گھٹ گئی ہے اور دل ایسا بیٹھ گیا ہے اور صحت ایسی بگڑ گئی ہے کہ مجھ سے اپنے عہدہ کا بار اُٹھ نہین سکتا اس سے مجھے رہائی دیجیئے اور استعفا لیجیئے اور اس استعفیٰ کو لاہور کے دربار سے مخفی رکھیئے۔ وہ چاہتا تھا کہ مین چپ چاپ انگریزون کو ملتان کا صوبہ حوالہ کرون مگر یہ راز جو لارنس نے مخفی رکھا تھا اور استعفیٰ کا حال کھلنے نہین دیا تھا وہ بدنصیبی سے فریڈرک کری صاحب کے آنے سے کچھ دیر کے بعد اسطرح کھلا کہ انگریز کے آنے سے پہلے جسکو یہ صوبہ چپ چاپ حوالہ کیا جاتا ایک سکھ سردار دیوان مقرر ہوکر ملتان مین لاہور سے آیا کہ وہ ایک عام پسند دیوان مولراج کی جگہ مقرر ہوا اور وہ اسپر ایسے طعن و تشنیع کرے جیسے کوئی سخت دشمن کرتا ہے۔

اب اسکے برخلاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سکھ کے قائم مقام ہونے سے جو مولراج کے دل مین شعلہ غضب اوٹھا تہا اسپر انگریزون کی ملاقات نے اونکھا جھلا۔ ۱۸ - کو جو اگنیو صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو انہون نے مولراج سے صرف سال گذشتہ ہی کا حساب نہین مانگا بلکہ گذشتہ چھ سالون کا حساب طلب کیا یہ اسکی امید کے برخلاف تھا وہ یہ جانتا تہا کہ مجھ سے صرف ایک سال کا حساب مانگا جائیگا اسلیئے وہ بہت ناک بھون چڑہا کر اور ناراض ہوکر صاحب کے پاس سے چلا گیا۔ اسوقت سے اسکے سینہ مین انتقام وکینہ کے خیالات کا جوش اٹھا جس دن مقتول افسر قلعہ مین گئے ہین تو اسنے انکو سمجھایا کہ اب اپنے ساتھ کے محافظ سپاہیون کو کم کر دیجیے مگر جب اس سے اپنے محافظین کے گھٹانے کی درخواست کی گئی تو اسکے ماننے سے انکار کر دیا۔ پہر یہ بھی صاف معلوم دیتا ہے کہ اسنے مجرمون کے گرفتار کرنے مین اور انکو جرم سے باز رکھنے مین کچھ کوشش نہین کی اور اسنے اپنے ملازمین کو سزا نہین دی بلکہ انعام دیا جب غدر سنگہ اگنیو کا سر کاٹ کر مولراج کے پاس لایا تو اسکو ایک ہاتھی اور بہت سا روپیہ اور صاحب ممدوح کا گھوڑا انعام دیا ان افسرون کے مقتول ہونے سے پہلے نہ پیچھے اسنے ایمانداری سے یہ کوشش کی کہ اسکے تام پر جو یہ الزام لگایا گیا تھا اسکو ٹالدے۔ اسنے صرف ایک خط ۱۹ - کو لکھا جسمین اس نے اپنے تئین یون بچایا کہ فوجی مفسد سپاہ نے مجھے دہمکیان دے کر بالجبر آپ کی ملاقات سے روک رکھا ہے۔ اب بجائے اسکے کہ وہ ان افسرون سے ملاقات کرنے جاتا اپنی مان پاس گیا

اور اس سے صلاح پوچھی کہ اس حال مین کیا کرنا چاہیئے تو ساون مل کی بیوہ نے کہا کہ تو مرد
کی طرح کام کر اپنے امیرون و سردارون سے صلاح لے عورتون کے پاس صلاح لینے کے لیئے
نہ آ اسپر مولراج نے ۲۰ - اپریل کو اپنے سردارون کے گروہ کو بلایا انہون نے آنکر اسکو جنگ پر اُبھارا
اور سکھون نے اسکی کلائی مین لڑائی کا کڑا پنہایا دوسرے دن صبح کو اسنے اپنا خزانہ اور اپنا کنبے کو قلعہ مین
بھیجدیا اور اشتہار جاری کر دیئے کہ سب آدمی اسکی حمایت کے لیئے اور انگریزون سے لڑنے کے لیئے
تیار ہون - نئے ملازم رکھنے اور سامان حرب و ضرب و خزانہ جمع کرنا شروع کیا اسکے تمام فوار جو پڑے
سوتے تھے وہ بیدار ہو گئے نہ اسکو خود اور نہ اورون کو یہہ سان گمان تھا کہ وہ ایک بڑی قومی
تحریک کا محرک ہوگا اور قسمت اسکو ایک بڑا بہادر بنا دیگی - اسی شام کو کہ اگنیو صاحب کے ایلچی
مرحمت و عنایت کی درخواست کر رہے تھے اسکے نوکر انکو قتل کرنے کے لیئے جا رہے تھے -

مولراج کی باتون کو خواہ کیسی ہی سچے طور پر مطالعہ کیجیے مگر اس مین شبہ نہین ہوسکتا کہ اس شب مین جو
افسر قتل ہوئے انکی جوابدہی اسکے ذمے ایسی ہی ہے گویا کہ یہہ قتل اسکے ہی حکم سے ہوا ہے اور پیچھے جو
اسنے کو تک کیئے تو پھر شبہ کو ذرا جگہہ نہین ملتی کہ اگر وہ پہلے بودا بھی تھا تو اب وہ سلح سپاہ کے پیشوا
ہونے مین پختہ ہو گیا - اس نے اپنے جاسوس کل صوبے مین بھیجدیئے کہ ہندو مسلمان دونو کو
سمجھائین کہ فرنگیون سے جہاد کرنے پر آمادہ ہون - شہر مین یہہ خوشیان لوگ منا رہے تھے کہ دو
فرنگیون کو ذبح کیا ہے تمام افسر قلعہ کے استحکام مین اور اسباب حرب و ضرب و رسد کے بہم پہنچانے مین
جلدی کر رہے تھے -

مولراج کی سرکشی سے سکھون کی دوسری لڑائی شروع ہوئی اسکی سرکشی بظاہر ایک مقامی سرکشی
اور ایک افسر کی سرتابی اپنے راجہ کی اطاعت سے معلوم ہوتی تھی لیکن اسکو صحیح طور سے بغور دیکھو تو
اسکی تہ مین بڑے دقیق و عمیق معانی نظر آئینگے - یہہ امر تو بہت صحیح نہین معلوم ہوتا کہ مولراج کو
مقابلہ کرنے کے لیئے اسکے اپنے کینے اور انتقام سے زیادہ اورون کی سخت عداوت نے برانگیختہ
کیا ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ جب اسنے ملتان مین علم بغاوت بلند کیا تو اسنے پہلے سوچ لیا تہا کہ
سارا ملک بغاوت کے لیئے تیار بیٹھا ہے - ہنری لارنس نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ انگریزون کی
مداخلت کرنے سے سکھہ برافروختہ خاطر ہوتے ہین وہ سب ملک انکے خارج کرنے کے لیئے کوشش

کرین گے سو بعض اضلاع بیرونی کی وحشت ناک خبرین مخفی عداوت کی ایسی آرہی تھین کہ وہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کر رہی تھین انگریزون کی بھڑکانے والی مداخلت سے سکھ ایسے کھسیانے ہوتے تھے کہ قریب تھا کہ سب ملکر انگریزون کے خارج کرنے مین کوشش کرین رزیڈنٹ نے عمدہ افسرون کا ایک گروہ پنجاب مین ایسا مقرر کیا تھا کہ کسی اور افسرون کے گروہ نے اسکی برابر بہبودی انام ورفاہِ عام مین ممکن کوشش کی ہوگی۔ اس مین شبہ نہین کہ انہون نے اپنا کام بڑا شوق ومحنت وجانفشانی سے کیا اور اس مین مشقت شاقہ اپنے اوپر اٹھائی وہ خیر اندیشی نے جو عیسائی مذہب کے ساتھ مخصوص ہے یہہ طبع بشری کا مقتضا ہی نہ تھا کہ اگر انگریز ایسے کام کرتے کہ وہ سکھون کو خوش گوار معلوم ہوتے تو وہ اُن کے کرنے والون سے موانست کرنے لگتے انگریز تمام دنیا کے حصون مین حکمرانی کرنے کے عادی ہین اور ہر رنگ وہر مذہب کے آدمیون کے معاملات مین مداخلت کرتے ہین انکی مداخلت غالباً جو عام ناپسندی وناراضی پیدا کرتی ہے اسکے جاننے مین سہل انگاری کرتے ہین وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ اگر ہمارا مقصد نیکی کرنا ہے تو ضرور ہمکو اعتبار حاصل ہوگا وہ یہ نہین خیال کرتے ہین کہ ہمارے خیر اندیش طریقے بھی مثل ہماری گول ٹوپیون وکوٹ پتلون کے قومی مذاق کے موافق نہین ہوتے اور اگر وہ موافق ہون تو بھی اجنبیون کی مداخلت بالکل ناگوار اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اس مین شبہ نہین کہ پنجاب مین جو انگریزی افسر مقرر ہوئے انہون نے نہایت شوق سے پنجابیون کی بھلائی اور بہبودی کے لیئے کام کیئے مگر پنجابیون کو تو انکا ہونا ہی انکے دلین کانٹے چبھونا اور سر جسم پر زخم لگاتا تھا اگر انگریزون مین خرق عادت کرنے کی اور فرشتون کے سے کام کرنے کی قوت ہوتی تو بھی انسے عام ناراضمندی اور ناخوشی کے مجموعہ مین کچھہ کمی نہ ہوتی۔

غالباً انگریزون سے بھی غلطیان اور خطائین صادر ہوتی تھین۔ پنجاب مین جو انکے منتظم ہونے کا زمانہ تھا اسکی شروع مین یہ امر ناگزیر تھا کہ خیر اندیش جہالت اور زورمند جبت چالاک ناتجربہ کاری ہو پنجاب کے دوسرے انتظام مثل مجسٹریٹ کے اصلی منصبے مین جو مداخلت کی حد مقرر کی گئی اُس سے آگے قدم بڑھایا گیا اس زمانہ مین بہت سے منتظم ایسے تھے کہ وہ عذابیرا اپنے مآل کار کو چھوڑتے تھے۔ انگریزی عملداری کی بڑی نشانیان تھیوڈی لائٹ (آلہ پیمائش) جاسوس کنپاس اور زمین پیما جریبین ہین اب پنجاب مین اُن رازدار آلات نے اپنا منھہ دکھایا اور غیر مہذب ملک مین شبہ پیدا کیا

اور زاویئے ناپنے شروع کیئے جنکو امیر و غریب اپنے تئین جلد نہین سمجھا سکتے تھے کہ وہ ہماری بھلائی
کے لیئے کام کر رہے ہین وہ تو ان مین کچھ اور غیبہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دال مین کالا کالا ہے -
یہ کام کرنے والے بھی بعض اوقات ناتجربہ کار ہوتے تھے ایک نوجوان ان سایٔن مسٹر ہڈسن
جنکے کارہائے نمایان کا آگے بیان ہوگا لکھتے ہین کہ میری ملازمت پر دو برس گذرے ہین مین راوی
کے بائین کنارے پہاڑون کے نیچے ملک کے ایک حصہ کی پیمایش کرتا ہون مین ہر روز صبح سے
شام تک کنپاس وجریبون و قلم و پنسل سے کام کرتا ہون اور اپنے کام کے پورا کرنے کے لیئے ندی
نالون کے پیچھے جاتا ہون وادیون مین مستغرق رہتا ہون پہاڑون کے کنارون مین جاتا ہون -
مین نے کبھی پہلے اس قسم کے کام مین کوشش نہین کی اسلیئے ابتدا مین میرا کام مجھے بڑا دق و حیران کرتا تھا
اگر مجھ سے ایک دن یہ کہا جائے کہ تم ایک جہاز بناؤ اور قواعد کا مجموعہ مرتب کرو اور بڑی کچہریون مین
اجلاس کرو تو مجھے اسپر کچھ تعجب نہ ہوگا حقیقت مین ہندوستان مین یہ دستور ہوگیا ہے کہ ہر انگریز
اپنے تئین ابھی آپ کام سکھائے اور ابھی کام کرنے کو ہو بیٹھے اس قسم کی تعلیم نے افسرون کا گروہ
ایسا پیدا کیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری دنیا نے نہین پیدا کی جوان انگریز اجنبی آدمیون مین بھیجے جاتے
ہین کہ اپنی نوجوانی کی خود اعتمادی سے طرح طرح کے کام سیکھین وہ اُس نوآموزی مین ایسی موٹی موٹی
غلطیان کرتے ہین جو انکے حق مین زہر ہوتی ہین جب سال گذرتے ہین تو ہر سال افسرونکو معلوم ہوتا ہے
کہ اجنبی آدمیون مین منتظم بنکر ان کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ کرنا کیسا مشکل کام ہے سرکاری
ملازم ابھی ان غلطیون اور خطاؤن کے خیال کرنے سے لرزتے ہین جو انہون نے اس حال مین کی ہین
کہ گورنمنٹ کی شاگردی بغیر استاد کے کی ہے اور ہزارون روپیہ خرچ کرکے اپنے تئین سکھایا ہے
حالت موجودہ مین رعایا کی مزاج شناسی مین بڑے بڑے تجربہ کار و آزمودہ کار ناکامیاب رہتے ہین
مگر انگریزون کے لیئے یہ امر ناگزیر تھا کہ وہ جنکو سکھ گورنمنٹ کے افسرون کے اوپر بٹھائے وہ رعایا کے
مزاج شناس تھوڑے اور انتظام کے کام سے کم واقف تھے وہ لائق کارگزار تھے اور اپنے کام مین
تھکتے نہ تھے ایماندار کوشش سے کام کرتے تھے مگر وہ غلطیان اور خطائین اس سبب سے کرتے تھے کہ
وہ دیکھتے بہت تھے اور کام بہت کرتے تھے اور اس دانشمندانہ پولیسی کو سمجھتے نہ تھے کہ آنکھین بند کرکے
الگ ہو بیٹھے ابتدا مین انگریزی حکام کو مولراج کی سرکشی صرف ایک مقامی بلوہ سکھ گورنمنٹ کے خلاف

معلوم ہوتا تھا انکو یہہ خیال تھا کہ انکے خلاف یہہ فساد برپا ہوا ہے جھوٹ کے پاؤن تہین ہوتے
یہہ جھوٹی بات بہت دنون تک قائم نہین رہ سکتی تھی اب انکو ہر روز یہہ ظاہر ہونے لگا کہ صاحب
فرنگیون کے ساتھ دوسری دفعہ جنگ آزمائی کے لیے سکھ تیار ہو رہے ہین دربار کے سکھ
افسرون نے اس یقین کے اظہار مین کچھہ تامل نہین کیا کہ مولراج سے لڑنے کے لیے سکھہ سپاہ کا
بھیجنا اسکی دوالتون کی تعداد کا بڑھانا ہے اور سکھہ سپاہ کے ساتھ تہوڑی سی انگریزی فوج کا
بھیجنا اسکا جوکہون مین ڈالنا اور لڑائی مین ہلڑ مچانا ہے لوگ کہتے ہین کہ اگر اسوقت ملتان مین گورنمنٹ
ایک لشکر جرار اپنا بھیجدیتی تو وہ ملتان کی سرکشی کا سر کچل دیتی اور سارے پنجاب مین بغاوت کو دبا دیتی مگر یہ
فرضی صورتین اور انکے فرضی نتیجے میری نظر مین وقعت نہین رکھتے اسلیے مین اکثر انکو قلم انداز کرونگا۔
لاہور مین جب رزیڈنٹ فریڈرک کری صاحب کو ملتان کی خبر پہنچی تو انکو بڑا غصہ آیا اور انہون نے اس شور و شر
کے دور کرنے کے لیے چھہ ہزار سپاہ اور اٹھارہ توپون کے تیار رہنے کا ملتان جانے کے لیے حکم دیا مگر
اسکی روانگی کے لیے کمانڈر انچیف کے احکام کا انتظار کیا اسوقت سخت گرمی کا موسم آن پہنچا تہا اس سبب سے
یا کسی اور وجہ سے فوج کی روانگی ملتوی کردی گئی اور ۲۷ تاریخ کو یہ حکم ہوا کہ سردست فوج لاہور مین رہے
جب موسم اچھا آئیگا تو اسوقت لشکر کشی کی جائیگی جب رزیڈنٹ نے دربار سے کہا کہ مولراج کی سرکشی کا
سر کچلیے تو سردارون نے کہا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین رزیڈنٹ نے لفٹنٹ اڈورڈس افسر بندوبست بنون کے نام
حکم جاری کیا کہ وہ فوراً دریاے سندہ سے عبور کرکے ملتان جائے اور اپنے دوست خان بہاولپور کو
لکھا کہ وہ اپنی سپاہ کو لفٹنٹ اڈورڈس کی کارروائی مین شریک کرے
لفٹنٹ اڈورڈس جو بعد ازان سر ہربرٹ اڈورڈس ہوئے اسوقت ضلع بنون مین بندوبست کا
کام کر رہے تھے انہون نے اپنے کام کو چھوڑا اور بنون مین مسلمانون کی سپاہ بھرتی کی اور اس سپاہ کو
ہمراہ لیکر دریاے سندہ سے عبور کیا۔ اس دریاے سندہ کے کنارہ پر جو سرکشی ہوئی تھی وہ دبا لگئی
اور سب سے اول لڑائی ڈیرہ غازی خان مین ہوئی۔ لونگا مل حاکم ڈیرہ غازی خان نے
جب سنا کہ جنرل کورٹ لنڈ کے پاس سورج مکھی پلٹن کی کمک آئی ہے تو اسنے ڈیرہ غازی خان
مین اپنے مقامات کو مستحکم کیا اس سے جلال خان تعاری اس ضلع کا ایک زبردست تمن دار مل گیا
اسکا جانی دشمن کوڑا خان قوم کھوسہ کا سردار تھا جسنے پندرہ روز ہوئے تھے کہ لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت

قبول کی تھی اور صاحب ممدوح نے اسکے بیٹے غلام حیدر خان کو بڑا گران بہا خلعت عنایت کیا اور اسکو
جنرل کورٹ لینڈ پاس بھیجا جو ڈیرہ دین پناہ میں مقیم تھے اس نوجوان بلوچی سردار نے جنرل صاحب سے
اجازت لیکر ڈیرہ غازی خان پر چڑھائی کی اور اپنے باپ کے خیل کو ہمراہ لیا اور دل میں اسنے ٹھان لیا
کہ فتح حاصل کیجیے نہیں جان دیجیے اسکا باپ بھی یہان اس سے آن ملا ان دونون باپ بیٹون نے
اپنے دشمن جلال خان سے لڑائی کی بڑی تیاری کی اب لونگال کے ساتھ اسکا چچا جیتن مل حاکم سنگڑھ
ومنگروٹا مل گیا۔ یہ دونو شہر سے باہر اپنی کل سپاہ اور ایک توپ اور پانچ زنبورکین لیکر لڑنے کے لیئے
نکلے رات کے پچھلے پہرہ مین کھوسی دشمنون سے لڑنے آئے دشمنون نے خوب لڑکر کئی دفعہ انکو
پس پا کیا جب صبح ہوئی تو بوڑھا کوڑا خان گھوڑے سے اترا اور ننگی تلوار ہاتھ مین لی اور اپنی قوم کو
للکارا کہ اگر سچے کھوسی ہو تو میرے پیچھے چلے آؤ اور گھوڑون کو چھوڑ دو کہ وہ دشمن پاس چلے جائین۔
قوم نے اسکا حکم بسر وچشم مانا اور دشمن پر سخت حملہ کیا تین گھنٹے تک لڑائی جاری رہی۔ کھوسون کو
فتح ہوئی انھون نے دشمنون سے انکی ایک توپ اور پانچ زنبورکین چھین لین اور اسکو بالکل مغلوب
کیا لونگال کو گرفتار کیا۔ سرکشون کی چالیس لاشین میدان جنگ مین پڑی تھین اور کھوسون کے
پندرہ آدمی ضائع ہوئے جنمین کوڑا خان کا بھتیجا محمد خان تھا اس کے شکست دینے سے مولراج کا
عمل دخل ستلج کے پار نہین رہا اور فتح کے صلہ مین کوڑا خان اور اسکے بیٹے کو عالیجاہ کا خطاب ملا
اور لارڈ ڈلہوزی نے کوڑے خان کی حسن خدمات کی قدر شناسی فرمائی اسکی پنشن مقرر
کی اور اسکے وطن مین ایک بڑا باغ ہمیشہ کے لیئے معافی مین دیا اور اسکی جاگیر برقرار رکھی۔
لاہور کے حکم پہنچنے سے پہلے لفٹننٹ اڈورڈس مع پندرہ سو سپاہ اور دو توپون کے دریا سندہ سے
عبور کرکے ملتان کی طرف روانہ ہو گئے کہ لیہ مین داخل ہوئے وہ ملتان کے زخمی افسرون کی کمک کے لیئے روانہ
ہوئے تھے جب ان کے قتل ہونے کی خبر ملتان سے آئی اس سے وہ رکے اور مولراج کے نزدیک
آجانے سے وہ پھر سندہ کے پار چلے گئے چند روز مین اس عالی ہمت نوجوان کی امداد کے لیئے
کرنیل کورٹ لینڈ دو ہزار پٹھان اور چھ توپین لیکر چلا آتا تھا راہ مین وہ لڑائی ہوئی جسکا اوپر بیان
ہوا۔ موہئی کو یہ دونو کرنیل اور لفٹننٹ آپس مین مل گئے۔
اڈورڈس صاحب اور ریزیڈنٹ لاہور نے جو نواب بہاولپور پاس خطوط بھیجے تھے کہ وہ اپنے لشکر سے

امداد کریں تو اسکے جواب باصواب نواب نے بھیجے اور اپنا ایک بڑا لشکر جرار جنگ پسند داؤد پتروں کا انگریزوں کی مدد کے لیئے بھیجا۔ جون کی سخت گرمی میں لفٹنٹ اڈورڈس اور کورٹ لینڈ دونو اپنی دوست کی سپاہ سے مصافحہ کرنے کے لئے چلے۔ ۱۸۔جون کو چناب کے داہیں کنارہ پر وہ کینری میں جو ملتان سے ۲۰ میل پر تھا بہاولپور کی سپاہ سے ملے جو نو ہزار تھی اور اس پاس چھوٹی چھوٹی دس توپیں تھیں مولراج کے جنرل رنگ رام کے پاس سات ہزار جرار فوج اور دس توپیں تھیں غرض دونو طرف سپاہ اور توپوں کی قوتوں میں مساوات تھی مولراج کی سپاہ نے حملہ کیا تو لڑائی صبح بہت سویرے سے تین بجے کے بعد تک جاری رہی بہاول پور کی سپاہ پر لڑائی کا بڑا زور تھا اسکے داہیں بازو کے پاؤں اکھڑ گئے تھے لفٹنٹ اڈورڈس نے سبحان خان کی رجمنٹ کو حملہ کا حکم دیا وہ بڑا قوانا بھاری بھر کم سپاہی تھا وہ پھرتی سے جھاڑیوں کو پھلانگتا ہوا اپنی سپاہ کو لے گیا اور دو توپوں کو سنگینوں کی نوکوں سے اتار کر زمین پر گرا دیا۔ اب کل انگریزی سپاہ دشمن کی طرف آگے بڑھی اور اُسنے حملہ کیا طرفین کے توپخانوں نے اپنے زور برابر دکھائے ساڑھے تین بجے سورج مکھی پلٹن اور سبحان خان کی سلالوں کی پلٹن کے لفٹنٹ اڈورڈس کمانڈر بنے اور دشمنوں پر حملہ کیا دست بدست لڑائی ہوئی دشمنوں کی صفیں ٹوٹیں تھوڑی دیر لڑکر وہ میدان جنگ سے بھاگیں انکا جنرل رنگ رام تو بہت پہلے سے بھاگ گیا تھا۔ انگریزی سپاہ نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔ چناب سے چار کوس پر نیمر میں دشمنوں کے خیموں اور میگزین اور اسباب جنگ کو لے لیا۔ انگریزوں کی طرف ۲۸۷ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور دشمنوں کے پانچ چھ سو مرے میدان جنگ میں نظر آئے اور چار سو کے قریب زخمی ہوئے اس کینری کی لڑائی سے سندھ اور چناب کے درمیان کا کل ملک اور چناب اور ستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰۔جون کو صبح کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت قبول کی چودھریوں اور ساہوکاروں نے حاضر ہو کر مہربانی اور شفقت کے لیئے التجا کی صاحب ممدوح نے اپنے لطف و کرم کرنے کا وعدہ کیا اور بہاول پور کی سپاہ کو حکم دیا کہ وہ قلعہ پر قبضہ کر لیں۔

انگریزی سپاہ نے آگے بڑھکر چند قلعے لے لیئے۔ ۲۲۔جون کو شیخ امام الدین چار ہزار سکھوں کی

سپاہ لیکر انگریزی سپاہ سے آ نکر ملا جس سے سپاہ کو بڑی تقویت ہوئی۔ مولراج کو شکستون سے بڑی مایوسی ہوئی تھی مسلمان سپاہی سکھون کی عداوت کے سبب سے اسکی سپاہ مین تھوڑے رہ گئے تھے اسلیئے اسنے چاہا کہ مین اپنے تئین دشمنون کے حوالے اس شرط سے کردون کہ جان کی امان پاؤن۔ اس حوالہ کرنے کو بھی وہ اپنی موت جانتا تھا اسنے اپنے مشورہ کارون کو بلایا کہ اس کے ارادہ کو سن لین اسنے بعض اپنے جان نثار دوستون سے کہا کہ وہ پہلے ہی سے اسکی کریا کرم کی رسم ادا کردین لیکن مہاراج سنگ سکھون کا بڑا معظم ومحترم گرو جو پٹھان کوٹ مین گرفتار ہونے سے بچ گیا تہا ملتان مین آیا اسنے اپنے تقدس اور مذہبی جوش کے سبب سے ملتان مین ہرم ہرم کی دھوم مچوا دی۔ جوتش سے حساب لگا کے مولراج کو سمجھایا کہ یکم جولائی ایسی اچھی لگن ہے کہ اگر آپ خود سپاہ کے سپہ سالار بنکر جائین گے تو آپ کی سپاہ پر دشمن کا فتح پانا ناممکن ہوجائے گا مولراج کو اپنے دوستون کے صلاح ومشورہ سے اور گروجی کے الہام غیبی سے ایسی تقویت ہوئی کہ اس نے پھر لڑائی پر اپنی قسمت آزمائی کی۔ یکم جولائی کو وہ سدوسام مین جو ملتان سے کچھ دور نہ تہا اپنی بارہ ہزار سپاہ اور گیارہ توپین دشمن کی اٹھارہ ہزار سپاہ کے مقابلہ مین لایا جس کے افسر لفٹننٹ اڈورڈس۔ کورٹ لنڈ۔ امام الدین تھے داؤد پترون کی سپاہ کا افسر لیک صاحب تھا یہ دونو لشکرون مین کچھ دیر تک توپ بازی خوب ہوئی پھر ایک نوجوان والنٹیر کوئن نے کورٹ لنڈ کی ایک رجمنٹ کو لے جاکر دشمن پر بڑے زور شور سے حملہ کیا اور مولراج کی لڑائی کا دم نکال دیا جس ہاتھی پر مولراج بیٹھا ہوا تھا اسکے ایک گولہ لگا ہاتھی گرا اسپر سے مولراج گرا پھر ڈری ہوئی بھیڑون کی طرح فوج ملتان کی طرف بھاگی دشمن نے شہر کی دیوارون تک ان کا تعاقب کیا وہ توپین چھین لین مولراج نے بھی گرنے کے بعد اپنے تئین سنبھالا اور گھوڑے پر سوار ہوکر مفرور فوج کا سردار بنکر ملتان کے حصار مین گیا اور وہان اپنے تئین بند کیا حصار ایسا مضبوط تھا جسکی فتح کے لیئے ایک باقاعدہ فوج کی ضرورت تھی۔

مدت سے سر فریڈرک رزیڈنٹ کو صاف معلوم ہوتا تھا کہ ملتان کی بغاوت کل ملک کی بغاوت کی بسم اللہ نا وقت ہوئی ہے وہ اس بغاوت ملتان کے دبانے مین پھرتی وستعدی سے تدبیر نہین کرتے تھے کہ مبادا وہ سارے ملک مین نہ پھیل جائے سکھون کی دغابازی سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ

کہین لاہور مین ظہور نہ پائے اس خوف کے مارے وہ لاہور سے ملتان کی کمک کے لیے سپاہ بھیجنے سے جھجکتے تھے کہ کہین خود لاہور کے بچانے کے لیے سپاہ کی ضرورت نہ ہو۔ انہون نے اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ گوف سے عرض کی کہ وہ کافی سپاہ اور قلعہ شکن توپین فیروزپور سے ملتان بھیجدین جو وہان سے صرف سولہ منزل پر ہے لیکن لارڈ گوف نے اُنکی درخواست اس سبب منظور نہین کی کہ سپاہ بھیجنے کا یہ گرمی کا موسم نہین تھا اس مہم کے لیئے اسکا بھیجنا سپاہ کی صحت کے لیے خطرناک تھا لارڈ ڈلہوزی نے بھی لارڈ گوف کی راے سے انکار نہین کیا پس سر فریڈرک کو اپنے حکام بالا کی مرضی کی متابعت کرنی پڑی۔

مئی کے مہینے مین رزیڈنٹ کی آنکھون کے سامنے لاہور مین شرارت کے شرارے اٹھنے شروع ہوئے مہینے کی ابتدا مین بڑی بڑی افواہین اڑنی شروع ہوئین کہ سکھ سردارون اور رانی نے انگریزون کے قتل کرنے کے لیئے سازشین کین ہین۔ سب سے پہلے ساتوین غیر آئینی رسالہ کے ہندوستانی افسرون اور سارجنٹون نے اصل حال سازش کا بتلایا رزیڈنٹ نے ۸ مئی کو پندرہ مجرم گرفتار کیے جنکے دو سرغنہ تھے ایک گنگا رام رانی کا وکیل اور دوسرا کانہ سنگہ سکھون کے توپخانہ کا سابق کرنیل ان کو تو فوراً پھانسی دیگئی اور تیسرا ادر سرغنہ تھا مگر اسنے مناسب وقت پر اپنے جرم کا اقرار کرلیا اسلیئے وہ بچ گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ جاسوس ہندوستانی سپاہ کو بہکا کر سازش مین شریک کرنا چاہتے ہین کہ ان کے ذریعہ سے تمام انگریزی افسرون کو قتل عام کر ڈالین۔ مگر اس کوشش مین وہ ناکام رہے سات ہزار سپاہیون مین سے صرف بیس ۲۰ نمک حرام نکلے دربار کا صرف ایک ممبر تیج سنگہ بالکل سازش کی لوث سے پاک صاف رہا۔ یہ سب سازش کرنے والے رانی کے گرگے تھے انہون نے اقرار کیا کہ اس سازش کے بانی مبانی مہارانی تھی اُن کے خطوط اُن کے پاس تھے۔ رزیڈنٹ نے مہارانی کے باب مین یہ فیصلہ کیا کہ وہ سکھون کے ساتھ نہ رہنے پائے اور پنجاب سے وہ باہر ضرور بھیجی جائے دربار کے بعض ممبر اور دو انگریزی افسر شیخوپورہ بھیجے گئے وہ ایک فرمان لے گئے جسپر مہاراجہ دلیپ سنگہ کی مہر تھی جس مین حکم تھا کہ اب مہارانی یہان رہنے نہ پائے اس حکم کو سنکر اسنے کچھ حیل و حجت نہین کی اور کہا کہ میری طرف سے رزیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہون نے مجھے سرکار کمپنی کی عملداری مین بھیجدیا مین اُن دشمنون کی رسائی سے بچ گئی جو میری جان کے خواہان تھے وہ مع اپنے زنانہ ملازمین کے

فیروزپور بھیجی گئی اور یہاں سے بنارس۔

اب کل ملک مین بڑے بڑے سردار اور امیر اپنے تئین انگریزون کے پنجے مین سے نکلنے کے لیے بڑی تدابیر مستعدی و جد و جہد سے کر رہے تھے اور اپنے بانی مذہب کے نام سے سکھون کو بلا رہے تھے کہ آؤ اور اپنے ملک مین عیسائیون کی بیخ کنی کرو۔ جو امیر تخت کے قریب تھے وہ اس کام مین زیادہ سرگرم تھے۔ چتر سنگہ کی بیٹی کی جو شیر سنگہ کی سگی بہن تھی مہاراجہ دلیپ سنگہ سے سگائی ہوئی تھی۔ یہ سردار اپنے ارادون اور سازشون کو چھپائے رکھنے کا جب تک ارادہ رکھتے تھے کہ انگریزون کے پامال کرنے کے لیے ایک ہی وقت مین سارا ملک کھڑا ہو۔ ہزارہ مین چتر سنگہ سازشین کرتا تہا اسکی دغابازی پر ایبٹ صاحب نے اپنے شبہات رزیڈنٹ سے بیان کئے مگر وہ اس مقولہ کے قدرشناس نہ تھے کہ بولنا چاندی ہے اور چپ رہنا سونا ہے لاہور مین ان کے شبہات نامقبول ہوئے۔ اگرچہ شبہہ کرنا اچھا ہے مگر اس مین شک نہین کہ اپنے شبہہ کو ظاہر کرنا بھی بھلا ہے اگر اس زمانہ مین کری صاحب سردارون کی وفاداری مین اپنا شبہہ ظاہر کرتے تو صحیح پولیسی کے برخلاف کام کرتے اور ایک بلڑ مچادیتے وہ اپنے دلمین خواہ کچھہ ہی یقین کرتے ہون مگر وہ ریجنسی کے سردارون پر اپنا اعتبار ظاہر کرتے تھے انھون نے شیر سنگہ کو ایک لشکر کے ساتھ ملتان روانہ کیا اس مین یہہ انہون نے دانائی اور فرزانگی کی تہی کہ سکھ دربار کی حکمرانی کی شکل کو اور پنجابی گورنمنٹ کے ہاتھون سے سرکشی دبانے کو ظاہر دکھلایا۔ ایک دغاباز کو جسکی دغابازی اب تک ظاہر نہین ہوئی تھی سرکشی کے مرکز مین بھیجنا خطرناک تھا مگر جہان وہ اب تھا وہان بھی اسکا رہنا خوفناک تھا اور بھیجنے مین یہ امید تھی کہ سکھہ سپاہ کو دولت لوٹنے کا بڑا شوق تھا وہ ملتان کی لوٹ کی آس مین انگریزون کے پاس رہے گی۔ اب انگریزی اضلاع مین سپاہ کی تیاریان کارزار عظیم کے لئے شروع ہوگئی تھین جو اُسوقت کے لئے موزون تھین۔

قلعہ ملتان کی فصیل کا دروازہ ایک میل اور بلندی چالیس فیٹ کے قریب تھی اور اسکے مناسب فصیل کا استحکام تہا تیس برج تھے اور اسکے گرد خندق بیس فیٹ چوڑی تھی اس قلعہ کے نیچے شہر تھا جسکی فصیل کا محیط دو میل کے قریب تھا قلعہ مین ملتانی دو ہزار منتخب سپاہ تھی اور دس ہزار سپاہ شہر کی اور اُسکے

باہر کے اٹون مین مقیم تھی قلعہ کی فصیل پر باون توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکو اینٹون کے بڑے اونچے
پزاوے اور درخت اور باغ گھیرے ہوئے تھے۔ رزیڈنٹ کی سٹڈو سیام کے فتح کے مژدہ سننے
سے خاطر جمع ہوئی۔ اڈورڈس صاحب نے جولائی مین رزیڈنٹ کو لکھا تھا کہ چند بھاری توپون کا
موٹر کا توپخانہ اور سیپر مائنر ماتحت میجر نیپیر صاحب کے اور چند آئینی رجمنٹین زیر حکم ایک
جوان برگیڈیر کے بھیجدین تو دو ہفتے مین مولراج کا فیصلہ ہم کردین گے اب پھر انہون نے رزیڈنٹ کو
لکھا کہ اب مین اپنی حد پر پہنچ گیا ہون حملہ کا وقت آگیا ہے تو رزیڈنٹ فریڈرک کری نے شملہ پر کمانڈر انچیف
سے کچھہ نہین پوچھا اپنی جوابدہی پر ضروری کمک بھیجنے کے لیئے تیاریان کین۔ گورنر جنرل بھی اپنے ایجنٹ
کی اس تدبیر پر کچھہ نہین بولے لارڈ گوف بھی اپنے خیالات سابقہ کے پابند رہے لیکن اب انہون نے رزیڈنٹ
کے ہاتھون کو تقویت دینے کا ارادہ کیا جولائی کے اخیر مین سات ہزار سپاہ جسمین تہائی گورے تھے
لاہور اور فیروزپور سے ایک لائق توپخانہ کے افسر سمسن وش کے زیر حکم روانہ ہوئی اکثر گورون کی
سپاہ مع ۳۴ قلعہ شکن توپون کے دریا کی راہ سے روانہ ہوئی اور ہندوستانی سپاہ گھوڑون کے
توپخانون کے ساتھہ چناب اور جہلم کے گرم ریگستان کی راہ سے گئی اگرچہ انگریزون کو گرمی اور
بہت سے ہودے ذراتے تھے مگر اس سفر مین سپاہ کو کچھہ تکلیف نہین ہوئی۔ ۱۸۔ اگست ۱۸۴۸ء کو
ہاروی کا برگیڈ پیادہ کا مع وش صاحب کے سربلند قلعہ کے روبرو آیا اسنے دو دن پہلے سرکشون کے
ایک چھوٹے سے گروہ کو شکست دی تھی ۲۰۔ اگست کو ملتان کے سامنے سب سپاہ تقسیم ہوئی
۴ ستمبر کو قلعہ شکن توپین بھی آن پہنچین دوسرے دن جرنیل نے مہاراجہ دلیپ سنگھ اور ملکہ معظمہ
کی طرف سے اہل قلعہ کو طلب کیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرین مولراج اور اسکے چند معاونین کو
سوا اور سب کو بغیر کسی مزاحمت کے جانے کی اجازت ہے یہ تو مورخ کے صاحب نے لکھا ہے مگر
اسٹروٹہر صاحب کہتے ہین کہ محصورین صرف ملکہ معظمہ کے نام سے طلب ہوئے تھے جس سے شیر سنگھ
کی سپاہ اور سردارون کو ملال ہوا کہ اب مہاراجہ دلیپ سنگھ کچھہ چیز نہ رہے کہ اسکے نام سے کہا جاتا
کہ قلعہ حوالہ ہو۔

اور قلعہ خود بلندی پر ایک میدان مین تھا۔ انگریزی سپاہ مع دوستون کی سپاہ کے اٹھائیس ہزار
اسطرح اسکو گھیرے ہوئے تھی کہ قلعہ کے شرقی کونے سے دو میل کے فاصلہ پر وش صاحب کا

برگیڈیر اور کچھ قریب جنوب مشرق مین اڈورڈس اور لیک کی سپا ہین اور اس کے قریب جنوب مین امام الدین
کی کشمیر کی سپاہ اور اس سے آگے مغرب مین شیر سنگہ کی سپاہ یہ سپاہ اگرچہ رنگ برنگ کی تھی مگر اسکے
سپہ سالار لائق تھے۔

۷ ستمبر کو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر بعض بھاری توپین اور ہوشرز (غبارے) لگائے گئے
وش صاحب نے اپنے پہلے حکمون کو بدلکر شہر کے قریب جانے کا کام تدریج شروع کیا کچھ دنون
تک سپاہ خندقون کے کھودنے مین اور آگے کے اڈون مین سے دشمنون کو نکالنے مین مصروف رہی
دوسرے کام مین وہ ہمیشہ کامیاب نہین ہوتی تھی۔ ۱۲ ستمبر کو برگیڈیر نے اپنے سامنے کے
مورچون پر حملہ کیا اور ایسی فتح حاصل کی کہ اسکا توپخانہ شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر آگیا دشمنون کے مورچے
مردون سے بھر گئے اور حملہ آورون کے دو سو اٹھاسی آدمی مجروح و مقتول ہوئے اڈورڈس کے کیمپ پر
دشمن نے ایک بے سود حملہ کیا ۱۳ ستمبر کو محاصرین نے ہمند گرڑھی کو فتح کیا جسکے سبب سے قلعہ و شہر پر
توپین بغیر کسی آڑ کے چلنے لگین۔ جب سب طرح سے شہر کے لینے کی تیاریان ہوئین تو شیر سنگہ کی سکھون
کی سپاہ دشمنون سے جا ملی۔ اس ملنے کا خوف تو پہلے ہی لگ رہا تھا اس لیئے انگریزی لشکر گاہ
مین سے کسی شخص کو اسپر تعجب نہین ہوا کل سپاہ کا دل مولراج کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ شیر سنگہ نے اپنی
دو رنگی عجب طرح کی دکھائی وہ پہلے بہت دفعہ خود بخود انگریزون کی خدمات خیرخواہانہ کر چکا تھا اسکو
سکھ ایسا حقیر جانتے تھے کہ کہتے تھے وہ مسلمان ہو گیا ہے اڈورڈس صاحب سے وہ اپنے باپ
چتر سنگہ کا ذکر کر چکا تھا کہ اسنے اب پرانے آدمیون کی سرکشیون کے منصوبون سے دست کشی کی ہے
اور سچائی سے اقرار کیا ہے کہ وہ اب سکھون پر بالکل اعتبار نہین کرتا مگر یہ سب باتین بنانے
فریب دینے کے لیئے تھین اسنے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ مین ۱۴ ستمبر کو جا کر مولراج سے مل جاؤنگا
چنانچہ اسنے یہی کیا۔ اس تاریخ کی صبح کو کوچ کے لیئے دہرم کا دھونسا بجایا۔ دربار کی کل فوج نے
شہر مین داخل ہونا چاہا مولراج کو اس حرکت کی اصل حقیقت معلوم نہین تھی اسلیئے اسنے اول فوج کو
شہر مین داخل ہونے کی ممانعت کی مگر جب اسکو شیر سنگہ کے ارادے پر سچی آگہی ہوئی تو سپاہ کے
داخل ہونے کے لیئے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ غرض جس ملاپ کا اندیشہ و خوف مدت سے
لگ رہا تھا وہ ظہور مین آیا انگریزی جنرل نے بہت جز بز ہو کر بضرورت محاصرہ اوٹھا لیا اب یہی بات تمام دنیا پر

آشکارا ہوگئی۔

اب ناممکن تھا کہ یہہ جھوٹی کہانی مانی جاتی کہ ملتان کا فساد ایک مقامی سرکشی ہے اور لاہور ہی گورنمنٹ انگریزی سپاہ کی مدد سے اپنی سرکش رعایا سے لڑتی ہے خود اس گورنمنٹ کے جو بڑے سردار تھے وہ انگریزون سے لڑنے کو تیار ہوئے اور مہاراجہ کے نام سے قومی علم بلند کیا اب یہ آشکارا ہوگیا کہ یہہ جنگ جو ہونے والی ہے وہ انگریزون اور سکھون کے درمیان ہی کچھ دیر تک یہہ امید رہی کہ سکھون کے خاندانون مین آپس مین بڑی پرانی پھوٹ چلی آتی ہے وہ آپس مین متفق نہین ہونگے۔ کچھ وقت تک یہہ معقول یقین رہا کہ سکھون کے ساتھ پنجابی مسلمان رعایا کی عداوت بآسانی برقرار رکھی جاسکے گی مگر فرنگیون کے ساتھ لڑنے کے لیئے یہہ سب خاندانی بغض و کینے و مذہبی مخالفتین بالائے طاق رکھ دی گئین۔ اب جاڑا ابھی قریب آگیا تھا کمانڈر انچیف خوش تھے کہ مجھے جاڑے مین بڑا شکار کھیلنا ہے قبل از وقت کوئی فتح نہین ہوگئی کہ میرے لیئے کام کرنے کو باقی نہین رہتا اب میدان جنگ مین لشکر جرار مجھے لے جانا ہے۔

اب صرف ملتان ہی جنگ و پیکار کا مرجع و مرکز نہین تھا بلکہ سارا پنجاب انگریزون سے بگڑ بیٹھا تھا۔ ہزارہ مین چتر سنگہ نے اپنے ارادون اور منصوبون پر جو پہلے پردہ ڈھک رکھا تھا اسکو اٹھا دیا اور اپنے سامنے کے ہولناک دریاؤن مین اپنے تئین بہادرانہ ڈال دیا۔ شیر سنگہ نے اپنے باپ پاس جانے کے لیئے ملتان سے سفر کیا اسکا اول ہی سے یہ قصد تھا۔ پنجاب مین سب طرف سکھون کے سردار و پیشواؤن نے مہاراجہ دلیپ سنگہ کے نام پر علم کھڑا کیا اور سکھون کو انگریزون سے لڑنے کے لیئے بلایا۔ وہ یہہ چاہتے تھے کہ مہاراجہ دلیپ سنگہ کسی طرح ہمارے ہاتھ آجائے تو ہماری قومی قوت مین جان پڑجائے۔ مگر رزیڈنٹ لاہور نے دلیپ سنگہ کو قیدیون کی طرح پہرہ چوکی مین رکھ چھوڑا تھا کہ وہ سکھون کے ہاتھ نہین آسکا جسّے سکھون کی قومی قوت کا بول بالا ہوتا

اس زمانہ مین کلکتہ کے اندر گورنر جنرل تشریف فرما تھے اور دور سے ان واقعات کا اپنی نظر دوربین سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور کوئی اپنا ارادہ ایسا ظاہر نہین کرتے تھے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ پنجاب کے فتح کرنے کے لیئے کسی اچھے موقع کی گھات لگا رہے ہین ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس جنگ کا جلد ہونا ناگزیر تھا انہون نے پہلے سے تیاریان نہین کین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۴۸ء کے

موسم گرما مین انکی یہ خواہش تھی کہ جس مدت تک ممکن ہو اس فساد کو سکھون کی اندرونی ملک کی سرکشی جانین اور یہ نہ خیال کرین کہ غاصب اجنبی قوم کے برخلاف ایک قوم لڑنے کو کھڑی ہوئی ہے بلکہ چند باغی سردارون نے اپنے مہاراج کے برخلاف سرتابی کی ہے لیکن جاڑے نے اپنا اول سانس لیا تو وہ اس نازک زمانہ کی حالت کو صحیح صحیح سمجھے اکتوبر کی ابتدا مین جو بارک پور مین ان کی دعوت ہوئی تو یہہ تقریر زبان فیض ترجمان سے فرمائی کہ مین اپنی طرف سے تو یہی چاہتا تھا کہ صلح و امن امان رہے اور مین نے اس کے لیئے بڑی سعی کی لیکن اگر ہندوستان کے دشمن یہی چاہتے ہین کہ لڑائی ہو تو خیر لڑائی ہی سہی ہم بھی موجود ہین مگر یہہ یاد رہے کہ جب سکھون سے لڑائی ٹھن جائے گی تو پھر انتقام لینے مین کمی نہین ہوگی۔ چند روز بعد اُنہون نے کلکتہ سے پیٹ موڑی اور شمال مغرب کی طرف منھہ کیا اور لڑائی کی تدبیرون مین اپنی طبیعت کا سارا زور اور ذہن کی کل قوت لگا دی اور اس کی اُدھیڑ بُن مین رات دن رہنے لگے۔

اس توقف سے فریڈرک کری اور اڈورڈس صاحب کی بلند پرواز تدابیر پر تفنیخ ہو گئین سکھون کو ہر جگہہ انگریزون کی حکومت سے دلی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ جب وہ یہہ دیکھتے تھے کہ جن عہدون پر ہمارے شرفا و اکابر و مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مشیر کام کرتے تھے اب اُن پر گورے جلد کے کافر کارفرما ہین۔ جب وہ یہہ دیکھتے تھے کہ انہون نے مسلمانون کو جنکو ہم ذلیل جانتے تھے خالصہ شریف کی برابر کر دیا ہے تو وہ طیش مین آ کر لال پیلے ہوتے تھے۔ اور اُنکی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ سبراؤن مین اپنے سردارون کی دغا و فریب سے شکست پا کر زیردست ہونے سے ششدر رہ جاتے تھے مگر انگریزی متابعت نہین اختیار کرتے تھے۔ ہنری لارنس کے اخلاق کریمانہ کے زور سے کچھہ تھوڑے دنون وہ چپ رہے انکے چلے جانے پر انکو معلوم ہوا کہ وہ ہمارے لیئے ایسا جال بچھا گئے ہین کہ ان کی عدم موجودگی مین بھی اسکا توڑنا آسان نہین ہے صاحب ممدوح کے اسسٹنٹون اور اور چھوٹے چھوٹے افسرون نے صلاح و ترمیم مین گو گرم کوشش نیک نیتی سے کی مگر اُنہون نے اپنی ان نئی رعایا کی دلداری کا اور ان کے خیالات و تعصبات کا پاس و لحاظ بہت ہی کم رکھا وہ جب میجر ایبٹ کے ہیبر کے اور سر وبیرون کے تھیوڈی لائٹ پیمائشی جریبون کو دیکھتے تھے تو جانتے تھے کہ ہمارے لنگڑے حقوق اور قومی آزادی مین مداخلت بیجا کی جائیگی۔ روز بروز سکھہ انگریزون سے

زیادہ متنفر ہوتے جاتے تھے وہ شمشیر بدست بیٹھے رہتے تھے کہ کوئی پیشوا ان کا بنکر شیر سنگھ کی طرح مخاطب ہو کر بلائے تو اس کی پیروی کے لیئے دوڑے چلے جائین۔ شیر سنگھ سکھون کی مخاطبت مین یہہ تین باتین کہکر داعی ہوا تھا اول انگریزون نے عہد نامہ کی شرائط کو ایفا نہین کیا ملک کی مائی جی مہارانی کو مقید کر کے ہندوستان مین دیس نکالا دیا۔ دوم سکھون اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اولاد پر ایسے ظلم و ستم توڑے کہ ان کے دھرم کو بگاڑ دیا سوم ہماری سلطنت کی شہرت مشادی اب ہم کو چاہیئے کہ فرنگیون کو جہان پائین وہان انکو قتل کرین اور ان کے ڈاکون کو بند کرین ان حرکات کا ثواب انکو یہہ ملے گا کہ دھرم نامآگر وا نپر کرپا کرینگے اور انکا مرتبہ بلند ہوگا اور بڑے انعامات ملین گے۔

۴ ستمبر کو جنرل وش نے آخر کو سورج کنڈ مین جب تک ٹھیرنے کا ارادہ کیا کہ ملتان کے از سر نو محاصرہ کرنے کا وقت آجائے۔ اب ان کو اپنی سپاہ کے لیئے مولراج کی دغابازی اور بہادری کا خوف ہی تھوڑا تھا وہ انکو ستاتا تھا اور اسکی سپاہ ان کے لشکر کے حال و مقام کے دریافت کرنے کے لیئے آتی اور لشکرگاہ کے ضعیف مقامات پر حملہ آور دفعتہ ہوتی تھی اور انگریزی رسد کے بند کرنے کے لیئے انکی سپاہ کی ٹکڑیان جاتی تھین اور جرنیل اور اڈورڈس صاحب اور سپاہ کے افسرون کی جانون کے تلف کرنے کے واسطے سازشین جرأت کے ساتھ ہوتی تھین اور ہندوستانی سپاہ سے خفیہ معاملات ہوتے تھے مگر بحیثیت مجموعی مولراج اتنا نقصان پہنچاتا نہ تھا جتنا خود اٹھاتا تھا۔ اسباب حرب سے لدی ہوئی کشتیان جو ملتان کو جاتی تھین انکو دریا چناب کے دخانی جہاز روک لیتے تھے چار سو اونٹ اناج سے بھرے ہوئے اڈورڈس کے پٹھانون کے ہاتھ لگے اور دو لاکھ روپیہ جو لاہور سے شیر سنگھ کے پاس جاتے تھے وہ برٹش کیمپ مین اسوقت آئے کہ جرنیل وش بہاول پور والون سے روپیہ ادھار لینے کو تھے۔ اگرچہ کورٹ لنڈ کے کئی سو سپاہی بھاگ گئے تھے مگر جو باقی تھے وہ پکے دوست تھے۔ اکتوبر کے شروع مین قلعہ سے شیر سنگھ کے سپاہ سمیت چلے جانے سے مولراج ضعیف ہوگیا تھا اور اس قلعہ مین ایک دوست کی اس پرانی بے اعتباری کو جو تین دن کے بعد کھلی اسکو اڈورڈس صاحب کے خط نے اور جلاد یدی انہون نے اس خط کے لفافہ پر

سکھ راج لکھا اور اسکے اندر یہہ تحریر کیا کہ مین اپنے دوست شیر سنگہ کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اسنے مولراج کو دغا دیکر میری اعانت کی ان جاسوسون مین سے ایک جاسوس نے جو دغا بازی مین دو رنگی کرکے یہ خط مولراج کو دیا اس دو رنگی سے فائدہ اُٹھانے مین صاحب ممدوح نے دریغ نہین کیا جب مولراج اس دھوکہ مین آگیا اور شیر سنگہ سے بدظن ہوگیا تو اُسنے آگے سفر کیا کہ وہ آگے شمال کی طرف چلکر سپاہ خالصہ کو برانگیختہ کرے اور خالصہ کی ایمان کی حمایت اسطرح کرے کہ دہات کو غارت کرے اور مساجد کو مسمار اور مسلمانون کو جو راہ مین ملین انکو قتل یا دق کرے تاجرون اور کاروانون سے سخت محصول لے۔

شیر سنگہ کے چلے جانے کے بعد جسکو انگریزون نے روکا نہین مولراج نے آخر اکتوبر تک یہ کام کئے کہ اپنے قلعہ کے برج دوبارہ کو مستحکم کیا اور اپنی فوج مین سپاہیون کو بھرتی کیا اور نئے دوستون کے بہم پہنچانے مین سعی کی۔ جب اسکی اپنے قلعہ کی سپاہ کی افزائش ہوئی اور سب طرح اپنے معاملات کی صورت بہتر دیکھی اور انگریزون کے سکون کو انکے ضعف پر محمول کیا تو انگریزی لشکرگاہ کا محاصرہ کرنے مین کوشش کی محاصرین کو محصورین بنانا چاہا اس نے نومبر کے شروع مین شہر سے باہر ایک خشک نہر پر اپنے توپخانے جمائے اور انگریزی کیمپ کے ایک حصہ کو ایسا ستایا کہ اول اُسنے توپون کو خاموش کرنا چاہا پھر یہ قرار پایا کہ سنگینون سے حملہ کرنا چاہیئے۔ ۷۔ نومبر کی صبح کو جو گھنٹہ حملہ کرنے کا ٹھیرا تھا اس سے پہلے اڈورڈس صاحب کے آگے کے مورچون پر بڑے زور شور سے دشمن نے حملہ کیا جسکی فوج کی تعداد اس سبب سے اور زیادہ ہوگئی تھی کہ کورٹ لینڈ کے سکھون کی آدھی رجمنٹ دفعتہً انگریزون سے دغا بازی کرکے دشمن سے جا ملی تھی۔ اڈورڈس صاحب کی سپاہ سے دشمن کی لڑائی دست بدست ہوئی کورٹ لنڈ نے اپنے سکھون کو انکی وفاداری کے ثبوت کے لیئے کبھی یہان کبھی وہان بلایا غل شور مچاکے انہون نے آگے کا گھیر گھیر لیا اور ان کی مدد کے لیئے بہاول پور والے دوڑ آئے انہون نے دشمنون کو اُن کے مورچون تک بھگا دیا۔ اسی طرح چارون طرف سے دشمنون کو نرغہ مین کیا کہ وہ ملتان سے جو چھہ توپین لائے تھے انمین سے ایک بھی واپس نہ لیجا سکے۔ دشمن ایسے اوسان باختہ بھاگے کہ کئی سو مردے اور زخمی میدان جنگ مین چھوڑ گئے اس مورچ کنڈی کی فتح کے بعد جنرل وش کو پھر دشمن کے کسی حملہ کا خوف ان ہفتون مین نہین رہا

جنکے بعد ملتان کا از سر نو حملہ شروع ہوا۔ اڈورڈس اور لیک نے تو ستلج وچناب کی راہ کو کھلا رکھا اور خیر خواہ شیخ امام الدین نے ضلع جھنگ کے ہمسایہ سے سرکشون کو باہر نکالا اور ہربرٹ نے پیر نے مٹی بھرے تھیلے اور بہت سی لکڑیون کے گٹھے مورچون کے اونچا کرنے اور گھاٹیون کے بھرنے اور فصیلون کے مضبوط کرنے اور گرگجون کے بنانے کے لیئے آئیندہ حملہ کے واسطے جمع کیئے باقی سپاہ فرصت سے بیٹھی ہوئی ان واقعات کے تغیرات کو دیکھ رہی تھی اسکو تعجب ہوتا تہا کہ رو ڑی مین بمبئی کی سپاہ جو ملتان کی کمک کے لیئے روانہ ہوئی کیون اتنی مدت سے رکی ہوئی ہے پشاور کی مجالس پر آپس مین مباحثہ کرتی تہی اور اُن اتفاقات کو دیکھتی تہی کہ جنکے سبب سے ہربرٹ صاحب کے ہاتھ نے اٹک کو کتنی مدت تک دشمنون کے ہاتھ میں جانے نہین دیا وہ ان علتون پر غور کرتی تھی جنکے سبب سے جہلم کی طرف جرنیل گلاب سنگہ نے کرنیل سیٹن ریج کے ساتھ سپاہ کو بھیجا تھا اور جرنیل گوف صاحب کی حرکت کو دیکھ رہی تھی کہ بہاول پور کی لڑائی کے بعد جو راوی کے داہین کنارہ پر ہوئی تھی انہون نے سکون اختیار کیا

باب دوم

سکھون کی دوسری لڑائی

ملتان کے محاصرہ کے التوا نے برٹش گورمنٹ کو خواب گران سے بیدار کیا اور فیروزپور مین وہ لشکر جرار جمع ہوا جسکی قسمت مین لکھا تہا کہ وہ پنجاب کو دوبارہ فتح کریگا اسکے مختلف دستے الگ الگ ستلج کے پار اُترے ۱۳۔نومبر ۱۸۴۸ء کو سپاہ کے ہیڈکوارٹرس لاہور مین آئے اسوقت مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ رزیڈنسی کی دیوارون کے باہر ایک صوبہ پر بھی انگریزون کا رعب داب اثر کچھ تھا۔ بہت سے باہر کے مقامات پر نامہذب پنجابیون مین انگریزی افسر ہر مشکل کا مقابلہ کرکے فقط اپنی جرأت ہمت و شجاعت سے اپنے تئین سنبھالے ہوئے تھے یہ شجاعت انکی جبلت مین انگریزی قوم ہونے کے سبب سے تھی اسکے سوا ان کے لیئے کچھ اور کام کرنے کے لیئے بھی نہین تہا اب انگریزون کو پنجابی اپنا دوست نہین جانتے تھے انکو ان غاصب فرنگیون کے خارج کرنے کی ایک عام آرزو تھی اور اسکا ایسا شوق دامنگیر تھا کہ گرو گوبند کے چیلے وہ قومی و مذہبی عداوتین بھول گئے جو اپنے

ہمسایہ کے افغانون کے ساتھ رکھتے تھے ان سے امداد واعانت کے خواستگار ہوئے ستلج کے بائین کنارہ پر ۱۲ - نومبر کو لارڈ گوف سپاہ سے آنکر ملے وہ ایک بڑے کاروان اور آزمودہ کار سپہ سالار تھے وہ چند سال کے اندر دنیا کے مختلف حصون مین اس قدر زیادہ لڑائیان لڑے تھے کہ کوئی زندہ لڑنے والا ایسا نہ تھا جو ان کی برابر لڑائیان لڑا ہو وہ دوراندیش اور فوجی سائنس دان نہ تھے مگر ہمیشہ خوش نصیب ایسے رہے کہ انکے یہ عیب ڈھکے رہے اب انکو وہ جنگہاء عظیم لڑنی پڑین جنکی برابر وہ پہلے لڑائیان نہین لڑے تھے شاید انکو اس ملک کا علم بہی کم تھا اور انکو ان لڑائیون کے عوارض ضروریہ کا علم بہی تھوڑا تھا مگر سب آدمیون کو انپر بھروسہ واعتبار تھا ہندوستان مین جنگی غلطیون کے ایک سلسلہ سے فتوح حاصل ہوئی تھین کہ اگر ان مین جنگی سائنس کی نمود و شیخی کام مین لائی جاتی تو وہ فتوح ہی نہین حاصل ہوتین لارڈ گوف صاحب سپاہی تھے جو سپاہی ان کے ماتحت لڑائی لڑتے وہ اسکے سفید بالون کی عزت وتعظیم کرتے اور انکی مردانہ وضع اور آزادانہ طبع کو عزیز رکھتے انکی تیزمزاجی سے محبت کرتے جس کے سبب سے انکا لشکر آفات ومشکلات مین پھنس جاتا اور وہ فتوح کو بڑی گران بہا قیمت پر خریدتے۔

کمانڈر انچیف کی آمد لڑائی کے شروع ہونے کی نشانی تھی ان کی ذات خاص کے ماتحت بیس ہزار سے زیادہ سپاہ تھی اور توپین سو کے قریب تھین انہون نے دیکھا کہ چناب کے داہنے کنارہ پر شیر سنگھ مقیم ہے اس پاس پندرہ ہزار سپاہ ہے اور بڑا زبردست توپخانہ ہے - لارڈ گوف کی طبیعت عجلت پسند تھی کیمپ مین ایک دن آنے کے بعد رام نگر مین معرکہ جنگ برپا کیا اور فتح حاصل کی مگر یہہ پہلی فتح ان فتوح مین سے تھی جنہون نے اس تمام فوج کشی کو ملال انگیز بنایا تھا دشمن نے دریا کے دوسری طرف اپنا توپخانہ چھپا کر لگا رکھا تھا اور بڑی دانائی سے یہ تدبیر کی کہ انگریزی سپاہ کو اسکی زد مین لایا چناب کے وار انگریزی لشکر کی سمت مین دشمن کی کچھ فوج تھی کمانڈر انچیف نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ سپاہ کو دریا چناب کے دوسری طرف بھگادے اسکے نکالنے مین انگریزی لشکر کے سوار اور توپخانہ دشمن کی مخفی توپون کی زد مین آگیا اور دشمن کا داؤن چل گیا جو سپاہ آگے بڑھی اسپر غنیم کی اٹھائیس توپون کے گولون کی مار

پڑنی شروع ہوئی سوارون کو حکم تھا کہ جب موقع ہاتھ آئے تو وہ آگے بڑھکر دشمنون پر حملہ آور ہون انکو ایک موقع ملا وہ دشمن کے بڑے گروہ پر حملہ آور ہوئے تو سکھون کے توپخانون نے انپر برابر آگ برسائی بہت سے سوار توپون کے گولون سے بہت سے سکھون کے شمشیر زن سپاہیون کی تلوارون سے قتل ہوئے اور بہت سے توڑے دار بندوقچیون کی گولیون کی آگ سے ٹھنڈے ہوئے دشمن ایسی زمین پر مقیم تھے جسکے سبب سے انگریزی سپاہ کو دردناک صدمہ پہنچا تھا اور اسکے سبب سے بہادر اور بعض اچھے سپاہی تلف ہوئے دو بڑے نامور دلاور افسر کرنیل لفٹنٹ ولیم ہیولڈک اور جرنیل کیورٹن میدان جنگ مین کام آئے اس فتح مین انگریزون کو کچھ فائدہ نہین حاصل ہوا تھکی ہوئی افسردہ خاطر شکستہ دل سپاہ اپنے کیمپ مین اپنے نقصان پر افسوس کرتی ہوئی آئی وہ یہہ پوچھتی تھی کہ اس فتح سے ہمارا مطلب کیا نکلا ہے۔

دشمن چناب کے بائین کنارہ سے نکالا گیا اب یہہ ارادہ ہوا کہ اسکے داہنی طرف حملہ کیا جائے ۲ - دسمبر کو میجر جنرل سر جوزف تھیک ویل آٹھ ہزار سپاہ لیکر چناب کے پار وزیر آباد مین گئے پیچھے اور سپاہین اُن کے ساتھ ملتی گئین بہت سی بے نتیجہ چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین ۲۸ - دسمبر کو لارڈ گوف اپنی سپاہ کے ساتھ چناب کے پار گئے اور چناب کے دائین کنارہ پر مقیم ہو کر رام نگر کے جزیرہ اور توپخانہ پر اپنی توپون کی باڑین مارنی شروع کین - بریگیڈیر گوڈبای نے دریا سے عبور کر کے جنرل تھیک ویل سے اپنی آمد و رفت جاری کی جنرل گلبرٹ سوارون کا بریگیڈ لیکر دریا کے پار اترے - ان لشکرون کی حرکت سے شیر سنگہ نے رام نگر مین اپنے مورچون کو چھوڑا اور بہت سا لشکر لیکر اسنے شادولاپور مین جنرل تھیک ویل کے لشکر پر حملہ کیا جنرل تھیک ویل کو دشمن کے حالات سے بہت کم خبرین دی گئی تھین اور انکو ہدایتین ایسی ایسی کی گئی تھین جنکی پابندی کے سبب سے وہ بے اختیار تھے جنگ مین ان کے ۷۱ آدمی مقتول اور ۵۱ آدمی مجروح ہوئے اور اسنے زیادہ آدمی دشمنون کے مارے گئے کوئی اس سے بڑا مقصد حاصل نہین ہوا بلکہ اچھے موقعے ہاتھ سے نکل گئے کمانڈر انچیف نے بڑی طمطراق سے کہا کہ سپاہیون کا وسیع اجتماع جو اس ضرورت کے سبب سے ہوا تھا کہ دریا چناب سے پار جا کر سرکش راجہ شیر سنگہ اور سرداروں نکو

جو انگریزوں سے بے باکانہ کارزار کرتے ہیں شکست دیکر پراگندہ کردے سو خدا قادر مطلق نے اپنی خوشی سے کامیاب نتیجہ اسکے ہتھیاروں کو عنایت کیا یہہ اہم واقعات دہشتناک نتائج عظیمہ رکھتے ہین مگر نتائج تو صرف یہہ تھے کہ چناب کے کنارہ سے جہلم کے کنارہ پر میدان جنگ بدل گیا اگر جنرل تھیکویل با اختیار ہوتے تو وہ جنگ کے کرتبوں کو کام میں لاکر دشمن کا تعاقب کرتے اور اسکو اپنی توپوں سمیت سلامت جانے نہ دیتے۔

سر ہنری لارنس کا ولایت سے آنا

اسوقت ہنری لارنس صاحب ولایت سے پنجاب میں آ گئے انہوں نے ایک برس کی رخصت بیماری لی تھی اور دوسرے برس رخصت لینے کی اجازت تھی مگر انکو ملتان کے ہنگامہ کی خبر پہنچی تو اُن کے دل میں اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا وہ ولولہ ہوا کہ اپنی صحت کو بھول گئے اور جسم ناتوان اور دل توانا کو لیکر لندن سے اکتوبر میں روانہ ہوئے اور دسمبر کے شروع میں بمبئی میں آ گئے اور بڑے دن سے دو دن پہلے ملتان میں پہنچ گئے لوگ کہتے ہین کہ اگر وہ پنجاب سے نہ جاتے اور لاہور میں ہوتے تو ۱۸۴۸ء میں مولراج کی سرکشی سے تمام ملک میں بغاوت کا بلوہ نہ مچتا۔ مگر اُن کی صحت ایسی بگڑ گئی تھی کہ اگر ولایت نہ جاتے تو مر جاتے اب انہوں نے اپنی جان جانے کا خطر کچھ نہین کیا اور پنجاب میں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے چلے آئے۔ پنجابی لارنس صاحب کے اقبال کے قائل تھے کہتے تھے کہ جب تک وہ پنجاب میں رہے کوئی دنگہ فساد انکے اقبال سے نہین ہوا اُن کے جاتے ہی سارے ملک میں بغاوت پھیل گئی اب پھر ان کے آنے سے ان کے اقبال سے امن آمان ہو جائیگا یہ افواہ تھی کہ مولراج کا ارادہ ہے کہ جب سر ہنری لارنس آجائینگے تو میں اپنے تئین ان کے حوالہ کردونگا مجھے امید ہے کہ وہ میرے ساتھ ایسی شفقت آمیز باتین کرینگے کہ کوئی اور انگریز نہین کریگا لیکن گورنر جنرل نے ۱۲۔ دسمبر کو ایک خط ہنری لارنس کو لکھ بھیجا تہا کہ مین تمکو اطلاع دیتا ہون کہ مولراج خواہ کچھ ہی شرائط پیش کرے مین سوا اس شرط کے کہ وہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرے نہین سنونگا بس خط تے پہلے ہی سے اس معاملہ کا فیصلہ کردیا تھا۔

جنرل وش صاحب سورج کنڈ میں تین مہینے تک خالی بیٹھے رہے بمبئی کی سپاہ کا انتظار کرتے رہے جب وہ ۲۱۔ دسمبر کو ان پاس پہنچ گئی تو سترہ ہزار انگریزی سپاہ اور چونسٹھ توپین

ان پاس ہوگئین انہون نے ۲۷ دسمبر کو محاصرہ شروع کیا اور اسکے اہتمام مین ایک گھنٹہ ضائع نہین کیا اول نواح شہر کو دشمنون سے خالی کرانا شروع کیا مولراج کے باپ سانون مل کے مقبرہ کو اور نیلی مسجد کو جس مین عورتین اور گروہ بھرے ہوئے تھے اور مولراج کے خاص عام باغ کو لے لیا یہہ سب مستحکم مقامات بغیر لڑائی ہاتھ آئے۔ دوپہر بعد چار بجے کل حوالی شہر ماری سیتل سے نہر تک انگریزون کے قبضہ مین آگیا اور انکی سپاہ کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔

اس فتحیابی کی کم امید تھی اس سے جنرل کی ہمت بڑھی اسنے قلعہ کے تسخیر کرنے سے پہلے شہر کی فتح کا ارادہ کیا۔ توپین چھ سو گز سے ایک سو گز کے فاصلہ تک لگائی گئین۔ دوسرے روز دن رات قلعہ اور شہر پر گولون کا مینھہ برسایا گیا۔ مولراج نے ان کا جواب دیا انگریزی لشکر پر اسکا اثر کم ہوا ۲۹ کو مورٹر توپون نے شہر پر وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ جنکا مقابلہ نہ پتھرون سے نہ گوشت دخون سے دیر تک ہوسکتا تھا۔ شاذ کوئی گولا اپنے نشانہ سے خطا کرتا ہوگا ایک مکان سے دوسرا مکان جلتا چلا جاتا تھا۔ بہادر محصورین اپنی توپون سے ضعیف سا جواب دیتے۔ انکی دو ہزار منتخب سپاہ نے باہر نکل کر سیدی رتی لال کی جیدہ پر جہان پول صاحب جہازی افسر تھے حملہ کیا۔ اڈورڈس کے پٹھانون نے انکو ہٹا دیا اسوقت ہنری لارنس اپنے شاگرد رشید اڈورڈس کی بہادری اور کارہائے نمایان دیکھہ کر خوش ہورہے تھے۔

دوسرے دن نئے توپخانون سے اسی گز کے فاصلہ سے شہر پر گولہ زنی ہوئی محصورین کے لیئے یہہ دن مہلک تھا۔ قلعہ شکن توپین چار گھنٹے تک برابر گولون کی سے قے کرتی رہین جن سے دشمن ہلاک ہوتے رہے۔ دشمن بھی گولہ کے جواب مین گولہ مارتے تھے دفعتہً دوپہر کو گرد وخاک مین دہوان اٹھا اور ایسی آواز مہیب ہوئی کہ سب چھوٹی آوازین اس مین دب گئین۔ لفٹنٹ نیوال نے مورٹر لگا کے ایک گولہ تاک کر ایسا مارا کہ جامع مسجد کا ایک برج اڑا جسکے نیچے مولراج کا میگزین رکھا تھا اسکے اڑنے سے بہ تدریج دہوان نکلتے ہوئے شکستہ عمارات کو ہوا مین اڑا دیا۔ کئی سو گز کی بلندی پر بڑے بادل کی طرح دہوان پہیلا اور دشمن کے کیمپ پر چند سکنڈ تک چھایا رہا اور پھر اس کے بھاری ٹکڑے زمین پر گرنے شروع ہوئے اور انگریزی لشکر مین فتح کا غل آسمان پر پہنچا اس میگزین کے اڑنے سے چار لاکھہ پونڈ بارود اڑی

پانچ سو آدمی مرے اور ایک قدیمی عمدہ عمارت تباہ خاک سیاہ ہوئی - زمین کئی میل تک لرز گئی اور گرد مین جو استحکام کیا تھا اسکو جھجر جھجر اکیا - اسکے بعد پھر توپون کی لڑائی شروع ہوئی - دشمنون کی توپین ایسی کڑکین گرجین کہ گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا -

دوسرے دن وہی بات رہی جو ایک جانب کو مضبوطی کے ساتھ مایوس کرتی تھی اور دوسری جانب کو پہلے سے نوید فتح سناتی تھی دن کو دوپہر کے قریب شہر کے گودام مین آگ لگی اور اس کے ہزارون من تیل سے اور اناج سے اور جلنے کے قابل چیزون سے شعلے اٹھے جنہون نے انگریزی توپچیون کو نشانہ مارنے کی جگہہ بتلائی ۱۸۴۹ع کے نوروز کو یہہ آگ روشن تھی سارے دن انگریزی سپاہ نے گولہ زنی کی اور خونی برج مین دڑاڑ ڈالدی - مگر قلعہ کا استحکام ان دڑاڑون سے گولون کی آتش باری پر خندہ دندان نما کرتا تھا - دہلی دروازہ کی طرف کی فصیل ڈہا دی - جان بینٹ نے انگریزی جھنڈا ایک بلندی پر قائم کیا مگر دشمنون نے دھجیان اڑادین پھر کپتان لیتھ نے یہہ کام کیا تو دشمن شہر کی تنگ گلیون مین بھاگے مولراج نے قلعہ کے دروازے بند کردیے کہ شہر کے مفرور اسکے اندر نہ داخل ہون - ۲ جنوری ۱۸۴۹ع کو انگریزون کا شہر پر قبضہ ہوگیا -

اسوقت اس شہر کا حال ایسا تھا جسکے دیکھنے سے ڈر لگتا تھا - بڑے بڑے مکانات ان گولون سے اپنا منھ کالا کیے ہوئے تھے جو ایک سو بیس گھنٹے تک موسلا دھار مینہ کی طرح انپر برستے رہے کوچے گلیون مین جابجا مردے پڑے تھے زندہ آدمی بھی سنگینون سے مقابلہ کرنے کو موجود تھے جو آدمی زندہ رہے ان مین سے چند آدمیون نے سپاہ کی اس بے دریغ لوٹ کو دیکھا ہوگا جسکو جنرل نے پیش اندیشی کر کے منع کردیا تھا - مولراج قلعہ مین محصور تھا تین ہزار چیدہ سپاہ اس پاس تھی - ۴ جنوری کو قلعہ کا چارون طرف سے گھیر اکیا بہت دنون تک مولراج اور اسکے بہادر ملازمین نے قلعہ کی محافظت ان توپون کی مار سے کی جو بار بار توپچیون کو توپون سے ہٹاتے تھے تقریباً سب مکان بے سقف ہوگئے مولراج کے لیئے بھی سوا سکہ دروازہ کے کوئی بچنے کی جگہہ نہین رہی اس دروازہ کی چھت مین بمب کا گولہ اندر نہین جاتا تھا مولراج نے دو دفعہ سے زیادہ جنرل سے سوال جواب کیے مگر جنرل نے یہی جواب دیا کہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرو - قلعہ بڑا مستحکم تھا قلعہ نشینون کی ہمت کو یادوی بڑھا رہی تھی - قلعہ شکن توپین قلعہ کے نزدیک زیادہ ہوتی جاتی تھین مگر ان کے گولے جو قلعہ پر مارے

جاتے تھے وہ اسکی اینٹ مٹی کی دیوار مین پھنس کر رہ جاتے تھے پار نہ جاتے تھے دشمنون کے توپچی اپنے
خوفناک کام سے انگریزی سپاہ کو تنگ کیے جاتے تھے محصورین کو اس توپخانہ نے بہت ستایا
جس مین ہندوستان کی بحری سپاہ کے توپچی تھے - ان بہادر ملاحون پر جو دشمنون کو بھنبوڑ اور
بھون رہے تھے دشمنون نے وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ توپخانہ کا مورچہ جو پہلی ہی کھالون سے
ڈھکا ہوا تھا جلکر خاک ہوگیا بڑی مشکل سے اس مورچہ سے بارود اور توپون کو نکالا اس اثنا
مین محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین ہر گولہ زنی ایسی جاری رہی کہ دشمن کو سرنگون کی کارگری کا
انتظار نہین کرنا پڑا - ۱۷ و ۱۹ جنوری کو قلعہ کی فصیل مین دراڑین پڑ گئین جنپر اہل قلعہ نے اپنے
کتے اور گھوڑے آسانی سے دوڑا دیے - اب محصورین کا قافیہ ایسا تنگ تھا کہ انکو سوا اسکے
کوئی چارہ نہ تھا کہ کیا سرت دشمن کو اپنے تئین حوالہ کرین یا موت و زندگی کے لیے ایک دفعہ
اسپر حملہ کرین ۱۹ - کو مولراج سے انہون نے یہ بات بیان کی اسپر وہ آمادہ ہوگیا تھا مگر اس نے
انسے اجازت چاہی کہ تیسری دفعہ پھر ایلچی برٹش کیمپ مین بھیجے - ۲۱ - کو ایلچی آیا اور اسنے درخواست
کی کہ مولراج کی جان بخشی کی جائے اور اسکی عورتون کا احترام کیا جائے جسکا جواب جنرل
وش نے یہ دیا کہ مولراج کی جان بخشی میرے اختیار مین نہین مگر عورتون کی عزت کی جائیگی
برٹش گورنمنٹ مردون سے لڑتی ہے عورتون سے نہین - مولراج اپنے تئین حوالہ کرنے کے لیے
۲۲ - کی صبح کو بلایا گیا کہ وہ آنکر لڑائی کی قسمت کا فیصلہ کرے وہ نو بجے ریشمی لباس پہنے ہوئے
اور ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے اپنے تئین جرنیل صاحب کے حوالہ کیا اور
اسکی تمام سپاہ نے اپنے سارے ہتھیار انگریزی افسرون کے سپرد کردیے -

کہتے ہین کہ ملتان کا چوبیس روز تک محاصرہ رہا اسمین ۷۰ توپون نے مختلف قسم کے گولے ۴۲ ہزار
پانسو ۹۰ مارے محاصرین کے آدمی ۲۱۰ قتل اور ۹۸۲ مجروح ہوئے جنمین ۵۵ افسر تھے مضبوط فصیلون مین جو
انگریزون کی آتش فشانی نے رخنے ڈالے تھے [illegible] وہان پہنچی مگر اسکی لوٹ کی سپاہ کو ممانعت تھی جسکا سبب یہ تھا
اس کے قبل مین لوٹ کا ارمان نکل گیا کہ وہ ملتان مین [illegible] آئی - زمین کے اندر گڑھے ہوئے صندوق
صندوقین ہیں اور محلون مین بہت سی چیزون کے ڈھیر لگے ہوئے تھے انمین ریشمی کپڑے اور شال
روپیہ تلوارین جنکے قبضے چاندی کے تھے زرین تلوارین جواہر نگار اناج تیل افیون نمک

گنڈک یہ سب چیزین مولراج اور ان کے باپ کی جمع کی ہوئی موجود تھین علاوہ ان کے ایک سلاح خانہ پورا کامل تھا جس مین سب طرح کے ہتھیار تھے اور بہت سا اور سازوسامان حرب تھا مگر جنرل وش کی سپاہ ان سب چیزون کی لوٹ سے محروم رہی لاہور کے دربار کی باقیات مین وہ دی گئین شہر پر جو تاوان جنگ کی بابت دو لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا تھا وہ سپاہ کے حصہ مین آیا۔

۲۶ - جنوری کو ایک بڑا المناک واقعہ یہہ تھا کہ اگنیو اور انڈرسن کی لاشین قبرین نکال کر بڑا بیانہ عزت کے ساتھ وہان دفن کی گئین جہان فصیلون مین شگاف ڈالکر انگریزی سپاہ داخل ہوئی تھی اور مولراج مقید ہو کر لاہور بھیجا گیا۔

جنگ چیلیانوالہ

ہم نے شادولاپور کی لڑائی کا حال لکھا ہے جو جنرل تھیک ویل اور شیر سنگھ کے درمیان ہوئی تھی جسکا نتیجہ یہ تھا کہ چناب کے کنارہ سے میدان جنگ جہلم کے کنارہ پر اس طرح بدل گیا کہ شیر سنگھ بغیر کسی سزا یابی کے چناب سے موضع رسول مین چلا گیا۔ یہ مقام عجب استحکام رکھتا ہے وہ جہلم کے کنارہ پر ہے۔ لارڈ گوف نے یہ سنکر کہ شیر سنگھ سے چتر سنگھ ملنے آتا ہے چتر سنگھ سے لڑنے کا ارادہ اس سے پہلے کیا کہ وہ شیر سنگھ سے ملے شیر سنگھ کی سپاہ مین مختلف درجون کے سو سردار تھے اور چالیس ہزار سپاہ تھی جس نے قواعد یوروپین افسرون سے سیکھی تھی جنرل تھیک ویل سے شیر سنگھ جس طرح بچ کر جہلم کے قریب جا پہنچا اور وہان ایک مقام اس نے اختیار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین جرنیل ہونے کی لیاقت تھی اس مقام کے بائین طرف ایک بہت نیچی پہاڑی اور دریاے جہلم کی بڑی دھارتھین اور اسی دریا کے کراڑے تھے اور اس کی بائین سمت بہت سے دہات اندر تھے جو بڑے گھنے جنگل سے گھرے ہوئے تھے گویا وہ سپاہ کے قدرتی مورچے اور دمدمے چیلیان والا ہیں پہاڑی سے جنوب مین تین میل کے اندر تھے۔ دشمن کی سپاہ کے مزاجون سے نا آشنائی تھی اور اسقدر وقت نہین ملا کہ دشمن کے مقام سے کماہی آگاہی حاصل کی جاتی کمانڈر انچیف نے ایک اونچے ٹیلہ پر سے دشمنون کے بکٹ کو نکال دیا اور اسپر چڑھ کر دشمن کی سپاہ اور اُسکی توپون کی خوب سیر کی کہ بڑی شان وشکوہ سے وہ مقیم ہے اور جنگل مین توپخانے چھپے ہوئے لگے ہوئے ہین۔

جب شہر ملتان فتح ہو تعلقین تو ہنری لارنس خوشی خوشی فیروزپور مین لارڈ ڈلہوزی کو یہ مژدہ سنانے گئے

اوران سے صلاح مشورہ کرکے اور لارڈ صاحب کے تمام خیالات پر خوب آگاہی حاصل کرکے
لاہور مین جلد آئے اور ریذیڈنٹ کو تمام باتین بتلا کے شام کو چلکر ۱۰ جنوری ۱۸۴۹ع کو کمانڈر انچیف
کے خیمہ گاہ مین آئے ۔ اسوقت وہ کسی خاص عہدہ پر اس لیئے نہین سمجھے جاتے تھے کہ
ان کے قائم مقام کری صاحب کے رزیڈنٹی کے عہدہ کی میعاد آئیندہ مہینے مین ختم ہونے
والی تھی مگر وہ ہر عہدہ کے ملنے پر راضی تھے جو لارڈ گوف ان کو دیدین وہ ان کے آنریری
ایڈی کیمپ یا سپاہ جو ان کے آگے تھی ، ماتحت عہدہ دار سمجھے جاتے ۔ ہنری لارنس
جب کیمپ مین آگئے ہین تو تین دن بعد چلیان والا کی لڑائی ہوئی اب ایسا وقت آگیا تھا کہ
اگر کوئی بہت تند و تیز مزاج افسر بہ نسبت لارڈ گوف کے ہوتا تو وہ بھی سکھون کی سپاہ سے
ایک عام لڑائی لڑنی واجب جانتا یہ سچ ہے کہ قلعہ ملتان کے فتح ہونے کے بعد وش صاحب
کی فوج کا بڑا حصہ فارغ ہو جاتا اور وہ جہلم کے کنارہ پر آ ملکر انگریزی سپاہ کی بڑی قوت بڑھا دیتا
لیکن سکھ سردار اس سبب سے جلد لڑائی کرنی چاہتے تھے اور انگریزی سپاہ کو ملتان کی سپاہ
کے انتظار کی تکلیف دینی نہین چاہتے تھے گوف صاحب کے پاس ایک لشکر جرار ایسا تھا
کہ ہر کارزار کے لیئے کافی تھا وہ جنگ کے لئے بیتاب تھا ۔ ایک مہینے سے زیادہ دنون سے
وہ خواب راحت مین سوتا تھا اور تمام ہندوستان التوائے جنگ سے مضطرب تھا اس لیئے
گوف صاحب نے لڑائی کی تیاری کی جس ملک مین اور جس زمین مین سکھون کی سپاہ مقیم تھی اسکا
حال تحقیق کیا اس نے فن جنگ کے صحیح اصول کے موافق حملہ کا نقشہ بنایا اور خوب اچھی طرح
جرنیلون کو ہدایتین کردین کہ تم فلان فلان مقام پر اپنے حصہ کا کام کرنا ۱۳ جنوری کی دوپہر کو
سب سامان جنگ تیار ہو گیا تھا اور یہہ ارادہ تھا کہ کل صبح کو بہت سویرے لڑائی شروع ہو
لیکن سکھون کے سردار یہہ نہین چاہتے تھے کہ انگریزی جنرل کو صبح سے شام تک فرصت
دین کہ جس مین زمانہ حال کے اصول جنگ کے موافق رزم آرا ہو اس لیئے انھون نے جب دن
بہت جا چکا تھا یہہ مصمم ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسی وقت لڑائی شروع کردینی چاہیئے وہ اپنے
سپاہیون کو خوب جانتے تھے انھون نے چند توپین آگے بھیجین اور انگریزی کیمپ کی طرف
چند گولے پھینکے ۔ ان کا داؤن چل گیا ۔ گوف صاحب کی تیز طبعی کب اجازت دیتی کہ ان کے

لشکر مین دشمنون کے گولے آئین اور وہ ان سے لڑنے مین ذرا بھی تامل کرین انہون نے اپنی بھاری
توپین آگے چیلیان والا کے سامنے بھیجین اور انہون نے دشمن پر جو دکھائی نہین دیتا تھا گولے
چلائے طرفین کے توپخانون نے سارے جنگل مین ایک ہولناک غل غپاڑہ مچادیا ایک گھنٹے تک
یا اس سے کچھ زیادہ تک ہلکی بھاری توپین بڑا غل مچاتی رہین - انگریزی توپچیون کو یہہ ہدایت
تھی جہان سے دہوئین اور شعلے اٹھتے ہوئے دیکھین وہان نشانہ باندہکر گولے لگائین -
اب جاڑے کے دن کے دوپہر کے بعد تین بجے تھے اسوقت لارڈ گوف کے واسطے منفصلہ ذیل
تین باتین تھین جنمین سے انہون نے مقتضاے اپنی آتش مزاجی و دلاوری کے ایک بات کو پسند
کیا مگر اسکا پسند کرنا حالات کا مقتضا نہ تھا اول یہہ کہ سپاہ کو دشمن کے سامنے سے ہٹا
لینا یہہ نہ لارڈ گوف کی نہ اور کسی افسر کی عزت کا مقتضا تھا دوم سپاہ کا وہان قائم رکھنا
جہان وہ تھی اس حالت مین رات کے حملہ کی بہت سی جوکھون مین پڑنا تھا اس مقام کا حال
معلوم نہ تھا اس لیے صرف تیسری صورت اختیار کرنی پڑی کہ ایک گھنٹے تک لڑائی لڑی
جائے برٹش برگیڈون نے دشمن کے قلب لشکر پر بڑی آتش فشانی کی جہان اسکی توپین
بہت سی لگی ہوئی تھین لیکن دشمن نے بھی جواب مین اپنی توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیان
ایسی تیزی سے چلائین کہ اسنے انگریزی لشکر کو بہت نقصان پہنچایا ۳۲۹ سپاہی اور ۲۹ افسر
بالکل ہلاک یا کام کے ناقابل ہو گئے برگیڈیر جنرل کیمبل (جو پیچھے لارڈ کلائیڈ ہوئے) اور سر
والٹر گلبرٹ اور برگیڈیر ہوگن اور برگیڈیر پینی کوک مین سے ہر ایک نے دشمنون پر بہت حملے کیے
اور وقت پر میدانی توپخانہ آن پہنچے کہ دشمن نے جو کچھ توپین چھین لی تھین ان مین سے چند واپس
لے لین پھر لڑائی بڑی گھمسان جب تک رہی کہ رات ہو گئی پھر طرفین سے فیر ہونے موقوف ہوئے
گوف صاحب گھوڑے پر سوار وہان گئے جہان ان کی درماندہ خستہ حال سپاہ مقیم تھی مگر وہ
فتحمند تھی سکھون کو اخیر مین شکست ہوئی تھی - ان کا بیشتر جہلم کی طرف واپس چلا گیا فتحمندون
انکی چالیس توپون کے قریب ہاتھ لگی تھین اگر سپاہ بھوکی پیاسی تھکی ہوئی نہ ہوتی تو بھی رات کو
دشمن کا تعاقب کرنا مصلحت و مناسب نہین ہوتا اب یہہ بات باقی تھی کہ چیلیان والا سے
پرے جو زمین ایک میل پر ہاتھ لگی تھی اسپر قبضہ رکھا جائے جنرل کیمبل نے لارڈ گوف کو یہہ صلاح

دی کہ سپاہ پیاسی ہے جسکو چلیان والا مین پانی ملیگا اس لیئے وہ وہان پہنچنے تو اس [illegible]
پیر کہن سال نے یہہ دیا کہ پانی کی خاطر کیا مین رجمنٹون کو قتل ہونے دونگا ؟ ہر گز نہین [illegible]
بھی ان کے ساتھ متفق الراے تھے مگر آخر کو کیمبل کی صلاح ماننی پڑی اور لشکر الٹا پڑی تاریکی مین
چلیان والا کے ہمسایہ مین آیا اس رات کو چند ہی ایسی رجمنٹین ہونگین جنکو پیٹ بھر کے کھانا ملا ہو
مہاوٹ کی بارش بھی شروع ہو گئی تھی اسکی تکلیف سے تھوڑے ہی آدمی بچے ہونگے جنگی اسپتالون
مین بہت سے زخمیون کو چند گھنٹون کے بعد پانی ملا اور سرجن اور مددگار جتنے کہ زخمیون کے لیئ
درکار تھے وہ موجود نہ تھے مگر میدان جنگ مین زخمی پڑے تھے جنکی تکالیف کو اسپتال کم نہین
کر سکتی سکھون کی سپاہ کی ٹکڑیان اندھیری رات مین چھپکر ان توپون کو لے گئے جو انگریزون
نے لی تھین اور جس آدمی کو انہون نے زندہ پایا مار ڈالا چند زخمی جنمین ایسی طاقت تھی کہ وہ جنگل مین
جاکر چھپے دشمنون کے نظر سے بچے رہے اور زندہ باقی رہے ۔

یہ رات بڑی مصیبت سے کٹی اور اس مین بڑی خرابی اور پریشانی رہی اگرچہ لشکر کی تعداد کم ہو گئی
تھی اور سب بھوکا تھا اور مینھ اسپر برابر برس رہا تھا مگر جب دن ہوا تو پہلے دن کی فتح کی جو اسکو
سختی سے حاصل ہوئی تھی پیروی کرنے کے لیئے جنگ کے واسطے تیار ہوا ۔ وائٹ کے سوارون کو اب
معلوم ہوا کہ شب گذشتہ مین اسپر کیا بلا آئی تھی لارڈ گوف نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اسکے سامنے
تین چار میل تک سکھون کی سپاہ کے خیمے ڈیرے پڑے ہین توپخانے سپاہ کے آگے بڑھائے
ایک کیمپ بنایا اور خیمے منگا کے لگائے گئے تو بہت تھکے ہوئے سپاہی ان کے اندر آرام سے
کچھ گھنٹے سوتے اور باقی سپاہی زخمیون کی تلاش مین گئے اونکو لائے اور مردون کو دفن کیا
چلیان والا کو دو یا تین دن تک بہت کام کرنا پڑا ایک خیمہ مین تیرہ افسرون کو جو ۲۴ پیادہ پلٹن کے
تھے دفن کرنا پڑا یہ سب افسر ایک قبر مین دفن ہوئے [illegible] ساتھ ایک قبر مین سو بڑی خندق مین [illegible] کو دفن کی
قریب دفن ہوگئے ۔ اگر چلیان والا کی لڑائی کو فتح کہین تو وہ اسقدر نقصان اٹھانے کے بعد
شکست سے کم نہ تھی ۔ تین گھنٹے کے اندر ۹۳ نفر انگریز اور ہندوستانی ۳۵ سارجنٹ یا حوالدار
اور ۱۱۵ گھوڑے مردہ ہوئے ۔ ایک سو سپاہی اور چار سارجنٹ گم تھے جنمین سے چند
ہی زندہ پھر کر آئے زخمیون کی فہرست مین ۹۳ نفر ایک وارنٹ افسر [illegible] سارجنٹ یا حوالدار

۲۶۴ اسپاہی تھے یہ نقصان ستلج کی لڑائیون سے زیادہ تھا علاوہ اسکے چار توپین اور کئی کلر دشمنون ہاتھون مین گئے۔ انگریزی سپاہ نے جتنی توپین لی تھین ان مین سے بارہ تولشکر گاہ مین آئین اور باقی توپین پھر انگریزی لشکر پر ایک لڑائی مین چلین جس مین اسکو بڑی خفیانی ہوئی شیر سنگہ کی شکست کھانے مین کوئی معقول شبہ نہین ہوسکتا باوجود خطاؤن و غلطیون کے انگریزی سپاہ نے میدان جنگ سے شیر سنگہ کو ہٹایا اور اسکا نقصان اپنے نقصان سے دوچند کیا مگر نتیجہ جنگ ایسا مشتبہ تھا کہ ادھر کمانڈر انچیف اپنی فتح سمجھی اور تمام احاطون کی چھاؤنیون مین اسکی خوشی مین توپون کی شلک ہوئی اور شیر سنگہ اسکو اپنی فتح سمجھا رسول کی بلندیون پر اسنے اپنی فتح کی توپین چھوڑین۔

نومبر مین لارڈ گوف ایک بڑا لشکر جرار شاندار اپنے زیر حکم لیکر جسکی تمام شعبی باساز و سامان تھی اس کے ساتھ سوار و باربرداریون کے جانور و میگزین و توپین کافی تھین۔ غرض ایسی سپاہ تھی جو ہر جگہہ جاکر جو کام وہ چاہتی کر سکتی تھی لیکن وہ اول لڑائی ۲۲- نومبر کو رام نگر مین لڑی جسکا خاتمہ نقصان پر ہوا اور سب سے زیادہ بھاری نقصان یہہ تھا کہ کیورٹن اور ہیولاک کی جانین گئین دوسری لڑائی ۳- دسمبر کو شادلاپور مین ہوئی جس مین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے بڑی دلیری سے فتح کا دعوے کیا مگر اس نے غنیم کو یہہ ترغیب دی کہ وہ چناب کے کنارہ سے اپنی دانائی اور ہوشیاری کے سبب سے جہلم کے کنارہ پر چلا گیا اور پہلے جیسے مقام سے دوسرے بہتر مقام مین مقیم ہوا چیلیان والا مین تیرہوین جنوری ۱۸۴۹ع کو لڑائی بیڈھنگے طور پر ہوئی اگرچہ سپاہ کے بڑے حصہ نے اپنی دلدری و بہادری دکھا کر فتح حاصل کی مگر وہ شکست سے بدتر تھی پیادون کا بریگیڈ جو اسطرح حملہ کرنے کے لیئے دوڑا جیسا کہ کتا شکار پر دوڑتا ہے مگر وہ دشمنون کی توپون کے نیچے تھکا ہوا ہانپتا آیا اور بہت نقصان اُٹھا کر واپس گیا سوارون کا بریگیڈ جو آگے بڑھا تو اُسکے آگے لڑنے والے نہ تھے اور اسکے پیچھے اسکے سہارنے والے نہ تھے اور توپین پیچھے ایسی لگی ہوئی تھین کہ ایک گولہ ان کی حمایت مین نہین چھوٹ سکتا تھا کمانڈ (حکم) کا لفظ سنا گیا یا غلط سنا گیا یا ممکن ہے کہ بالکل نہ سنا گیا مگر کان اس کے سننے کے لیئے تیار تھے وہ مبارک مراجعت کا ہے جسنے چودہوین ڈراگون کو سخت نقصان پہنچایا اس کے پیچھے تین جھنڈون کے کلر چھین گئے اور دشمنون نے چار توپین چھین لین اور ۸۹ افسر اور ۲۳۵۰ سپاہی مرے یا

زخمی ہوئے۔ اس پریشان حال جنگ مین بارہ[12] توپین انگریزون کو ہاتھ لگین جسکو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے سرکاری مراسلات مین دوسری فتح ظاہر کیا مگر گورنر جنرل نے ایک خانگی خط مین لکھا کہ تین لڑائیون مین جو قابل اطمینان نہین نہین فتوح الم ناک حاصل ہوئین۔

اب تک لڑائی کے جاری رکھنے مین اعلے درجہ کے سول اور ملٹیری حکام نے کام کئے تھے ان سے تھوڑا سا اطمینان حاصل ہوتا تھا مگر ایک اور گروہ کارکن تھا جسکا غریبانہ نام رزیڈنٹ کے اسسٹنٹون کا تھا وہ پنجاب مین مدبر سپاہیون کا اور سپاہی مدبرون کے اسکول کا بانی مبانی تھا یعنی صاحب السیف والقلم و صاحب القلم والسیف کا۔ وہ پنجاب کے اضلاع سرحدی مین مقیم تھے انہون نے اس تاریک زمانہ مین عزت کا جامہ پہن لیا ان کے بزرگون سے جو کوتاہیان ہوئین ان کا وہ تدارک کرتے۔ ہربرٹ ایڈورڈس صاحب نے جو اپنے ضلع بنون مین اور اسکے باہر کام کیے وہ پہلے بیان ہو چکے ہین اب جارج لارنس ایجنٹ رزیڈنٹ نے پشاور مین بھی اور جیمس ایبٹ صاحب نے ہزارہ مین اور ہربرٹ صاحب نے قلعہ اٹک مین اور ریسے ملڈ صاحب نے ڈیرہ جات مین اور جان لارنس نے جالندھر کے دوابہ مین کارہائے نمایان کئے لکھے جاتے ہین ایمین سے اکثر کی مراسلت اور آمد و رفت بیرونی دنیا سے منقطع و مسدود تھی وہ اس سپاہ سے کام کرتے تھے جسپر اعتماد و اعتبار تھوڑا سا ہو سکتا تھا یہہ سب افسر اس پنجابی آبادی سے گھرے ہوئے تھے جنکے حال دریافت کرنے کی فرصت انکو نہین ملتی تھی وہ اپنی جگہون پر جمے ہوئے تھے اور یہہ توقع کرتے تھے کہ وہ سرکشی کو دبا دین گے یا اسوقت تک اسکو معطل رکھین گے کہ ان کے اعلے درجہ کے حکام کامل واقعات پر آگاہی حاصل کرکے میدان جنگ مین علم بلند کرین گے اب ہم اعلے درجہ کے حکام کے احکام کے اجرا اور رد و بدل سے اور غیر مطمئن کارزارون اور فتوح سے قلم کو کوتاہ کرکے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کے مستحکم ارادون کا اور ان کے نڈر ہونے کا ان کے مستعد و جید ہونے کا انکی استقامت و راست صواب کا بیان کرتے ہین انمین سے بعض آپسمین رشتہ خاندانی رکھتے تھے اور سب آپسمین دوستی اور ہم خدمت ہونے و ہمدردی کا پیوند رکھتے تھے اول ہم جارج لارنس کا حال لکھتے ہین۔

ملتان مین افسرون کے قتل ہونے کی خبر ۲۷ - اپریل کو پشاور مین پہنچی وہان میجر جارج لارنس اسسٹنٹ تھے

یہان سکھون کے دس ہزار سپاہی مسلح اور چھتیس توپین موجود تھین اول ان پر اس خبر کا کوئی اثر پڑتا ہوا نظر نہین آتا تھا میجر صاحب نے بھی کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس سے فوج کی ایمانداری اور وفاداری پر شبہ ہوتا گو ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ ملتان سے جاسوس آکر سپاہ کو اغوا کر رہے ہین اور بعض متعصب سکھ انگریزون کو گالیان دے رہے ہین اور سپاہیون کو سمجھا رہے ہین کہ وہ اپنی پہلی شکستون کی بے عزتی کے داغ کو مٹائین۔ رزیڈنٹ نے میجر صاحب کو ہدایت کی کہ وہ مسلمانون اور پٹھانون کی سپاہ سکھون کے مقابلہ کے لیئے بھرتی کرلین میجر صاحب نے فوراً چھ سو مسلمان بھرتی کر لیئے کہین کہین شورش برپا ہوئی کئی جگہہ قتل کی وارداتین واقع ہوئین سب کا تدارک قرار واقعی کیا گیا۔ ۲۵-جون کو لفٹنٹ اڈورس کی فتوح کی خبر آئی جسکی خوشی مین توپون کی شلک ہوئی۔ میجر صاحب نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ پشاور مین امن امان قائم رکھنے کے لیئے وہ سپاہ بھیجی ہین مگر ان پاس سپاہ کہان تھی جو وہ بھیجتے۔ ۲۷-جولائی کو ایک جاسوس جو فقیر کے بھیس مین تھا پکڑا گیا وہ سپاہ کو اغوا کرتا تھا کہ انگریزون کو پنجاب سے باہر نکال دین۔ اس فقیر نے اقرار کیا کہ مین مولراج کا ملازم ہون اور اس نے مجھے دوست محمد خان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر امیر پنجاب سے انگریزون کے نکالنے مین اس کی امداد کرے تو اس کے عوض مین ملک پشاور امیر کو دیدیا جائے گا۔ دوست محمد خان نے یہ کہکر مجھے رخصت کیا کہ مین برٹش کا دوست ہون اور آیندہ مولراج سے مین خط وکتابت کرنی نہین چاہتا۔ ۸-اگست کو اس فقیر کو پھانسی دیگئی غرض اب سارے ملک مین بغاوت پھیل گئی۔ دسوین اگست کو جارج لارنس صاحب نے سکھ ایجنٹ گورنر جنرل گلاب سنگھ اور سکھ رجمنٹون کے تمام کرنیلون کو جمع کرکے ملاقات کی اور ان سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ آپ صاحبون کو چاہیئے کہ خیرخواہی و وفاداری مین ثابت قدم رہین اور پنجاب مین جو آپ ہی کے مہاراجہ کی سلطنت ہے اسکا باقی رکھنا آپ ہی صاحبون اور سکھون کی فوج کے اختیار مین ہے اگر آپ صاحب نمک حلال رہے تو تمام خوف وخطر مٹ جائین گے اور اگر آپ بیوفائی اور بدخواہی کرین گے تو پھر کسی طرح پنجاب کی خودمختاری اور آزادی نہ بچ سکیگی۔ ان سردارون نے اس تقریر کے جواب مین اپنی اور فوج کی نیک خواہی وہواخواہی نیک اندیشی اور وفاداری پر ثابت رہنے کا وعدہ کیا اور موجودہ انتظام پر اپنی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ جلسہ برخاست ہوا۔ چتر سنگھ نے میجر صاحب سے

منافقانہ خط و کتابت کی پشاور میں بغاوت کے دبانے کے لیے فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ پشاور کی فوج نے چڑھی ہوئی تنخواہ مانگی وہ میجر صاحب نے ادا کی مگر باوجود اس کے تمام فوج فساد پر آمادہ ہوگئی اور یہہ معلوم ہوا کہ شب کے آٹھ بجے سکھ کی رجمنٹون کا یہہ قصد ہے کہ رزیڈنسی پر حملہ آور ہون۔ مگر یہہ خبر صحیح نہین نکلی۔ میجر صاحب نے سلطان محمد خان بارک زئی کو لکھ بھیجا کہ اپنے آدمیون کے ساتھ جو لائق کار ہون حاضر ہو چنانچہ وہ تھوڑی دیر مین ایک سو ساٹھ سوار اور سات سو سپاہی ساتھ لیکر حاضر ہوا جس سے مخالفین کو ایسا خوف ہوا کہ تھوڑی دیر انہون نے اپنے ارادے میں توقف کیا۔ چتر سنگہ کا ایک خط پکڑا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمد خان جسپر سر ہنری لارنس نے بڑے احسانات کئے تھے اور ایک قیدی سے جاگیردار بنایا تھا اسنے سب احسان فراموش کیئے وہ چتر سنگہ کی سازش مین شریک ہوگیا اس زمانہ مین چتر سنگہ گورنر ہزارہ نے اپنے علاقہ مین علم بغاوت بلند کیا اور بنون اور پشاور کی سکھ سپاہ کو اپنی مدد کے لیئے طلب کیا اب تک پشاور کو تو میجر لارنس نے سنبھالا مگر بنون کی سپاہ چتر سنگہ سے جا ملی۔ کچھ پہلے سے دوست محمد خان نے یہہ دیکھ کر کہ پنجاب کی بغاوت کے دبانے مین انگریز کچھ حرکت نہین کرتے یہہ سمجھا کہ انہین قوت نہین ہے اسلیئے وہ اپنے قدیمی دشمنون سے مل گیا کہ پشاور اسکو پھر وہ دیدین اور اسنے اپنی سپاہ خیبر کی راہ سے بھیجدی کہ وہ ان کے مذہب کے سخت دشمنون کے ساتھ متفق ہوکر انگریزون سے لڑے جنکے ہتھیارون نے چند سال تک اسکو سلطنت سے محروم رکھا تھا چتر سنگہ نے پانچ ہزار پیدل اور چھہ سو سوار اور سولہ توپین نوشیرہ مین بھیجین مسٹر ایبیٹ اور لفٹنٹ نکلسن نے حتی المقدور چتر سنگہ کی پیش قدمی کو روکا مگر انکی فوج بجز چند نوبھرتی کے مسلمان سپاہیون کے دشمن سے جا ملی اس لیئے یہہ افسر بھی مجبوری واپس چلے آئے۔

اکیسوین ستمبر کو پشاور مین خبر آئی کہ شیر سنگہ لشکر سمیت مولراج سے جا ملا جس سے خوف وخطر زیادہ ہوا میجر صاحب نے اول اپنے بال بچے وسیم صاحب کو کوہاٹ روانہ کیا جہان دوست محمد خان انسے بہ تواضع پیش آیا اور انکو یقین دلایا کہ تمہاری سب طرح محافظت کی جائیگی۔

۲۴ ستمبر کو میجر لارنس نے گورنر جنرل کا اشتہار مشتہر کیا کہ سکھ سردارون کے علاقے ضبط کیئے گئے جس سے بڑی کھلبلی پڑ گئی اسی روز میجر صاحب نے اٹک جانے کے لئے ایک پکی پختانہ

جانے کا حکم دیا کہ وہان جاکر چیتر سنگھ کا مقابلہ کرے کہ وہ دریا کے پار ہونے کا قصد نہ کرے اس توپخانہ کی روانگی مین کوئی مزاحمت نہین پیش آئی۔

بنون مین کرنیل ہوس اور رادر یورہ مین افسر بھی سکھون کی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے تھوڑے دنون کے بعد فتح محمد خان ٹوانا جسکو میجر اڈورڈس نے بنون کا حاکم مقرر کیا تھا اسکو قلعہ دلیپ گڈھ مین سکھون کی سپاہ نے گھیر لیا سکھون نے ملک محمد خان سے کہا کہ اپنے تئین اور قلعہ کو حوالہ کرے ۔ فتح خان نے اپنی سپر اور تلوار لیکر حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ کھول دو پھر وہ باہر گیا اور اسنے للکار کر سکھون سے کہا کہ مجھے کتے کی طرح نہ مارو اگر تم مین سے کوئی آدمی ایسا ہو کہ وہ آدمیوں کے برابر ہو وہ میرے سامنے آئے سکھ سپاہی چلاتے ہوئے اسپر لپکے کہ توہی وہ ہے کہ جسنے ہمارے کنور پشور سنگھ کو قتل کیا تھا اب ہم تجھکو مارین گے اسپر گولیون کی باڑ چلا کر مار ڈالا میجر اڈورڈس صاحب لکھتے ہین کہ اس نے بڑی بہادری و شرافت سے اپنے وعدہ کے پورا کرنے مین جان دی اس نے جس قلعہ کی محافظت کا وعدہ کیا تھا اسکی دہلیز پر جان دی جس سے میرے دلین اسکی محبت اور احسان مندی کی قدر و منزلت ایسی پیدا ہوئی کہ وہ اور ہندوستانیون کی محبت و احسانمندی کی قدر و منزلت سے زیادہ تھی جسنے ۱۸۴۸ و ۴۹ء کی لڑائیون مین میرے دل مین افزائش پائی تھی انگریزون کی مخالفت کا وہ طوفان اُٹھا کہ والی کشمیر بھی برٹش گورنمنٹ کی طاعت مین مذبذب ہوگیا۔ بنون کے سرکش ہوجانے سے چیتر سنگھ کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ سپاہ کے ساتھ نکلسن اور ایبٹ سے لڑنے آیا وہ اپنی نئی بھرتی کی سپاہ سے عہدہ برانہ ہوسکے مگر ہربرٹ صاحب پشاور نے مستحکم قلعہ اٹک کے لیئے کمک لایا جس نے سکھون کو کچھ دنون تک اس قلعہ پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ میجر لارنس اور ان افسرون کی جو ان کے ساتھ تھے حقیقۃً حالت بڑی نازک ہو رہی تھی میجر صاحب نے اپنی دانائی اور فرزانگی سے سپاہ کو اپنے قابو مین رکھا مگر آخر کار ان کو کوئی اور چارہ نہ رہا کہ وہ سلطان محمد خان کی محافظت مین کوہاٹ کو چلے گئے۔

۳۱۔ اکتوبر ۱۸۴۸ء کو چیتر سنگھ پشاور مین داخل ہوا سلطان محمد خان نے شہر سے باہر جاکر اس سے ملاقات کی چیتر سنگھ نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر میجر لارنس کو مع اہل وعیال وہ اسے حوالہ کردے تو پشاور کا وہ گورنر کردیا جائیگا۔ سلطان محمد خان اس بات پر راضی ہوگیا اور میجر لارنس کو پشاور مین

بلایا وہ میجر صاحب کو کوہاٹ میں چھوڑ کر پشاور روانہ ہوئے اور پشاور سے چند میل کے فاصلہ پر چتر سنگھ
سے ملاقات کی ہر ایک سردار نے ان کو نذر دی اور بارہ توپوں کی سلامی اُتاری میجر صاحب نے
اس اپنے اعزاز و احترام کو چتر سنگھ سے کہا کہ بے معنی ہیں میں تو ایک قیدی ہوں اسپر چتر سنگھ
نے کہا کہ آپ سے کوئی نزاع و تکرار نہیں ہے ہم آپ کے اور آپ کے بھائی کے نہایت ممنون
ہیں کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے آپ کو اپنے ساتھ رکھنا اپنے نفع کے لئے ہے ہم
آپ کی عزت ایسی ہی کرینگے کہ گویا آپ ہی پشاور کے گورنر ہیں۔ غرض اس طرح سے میجر صاحب
مع اہل و عیال چتر سنگھ کے معزز قیدی ہو گئے۔

اکتوبر کے آخر میں ہربرٹ نے اٹک میں ایبٹ و نکلسن و ٹیلر نے دریاء سندھ و جہلم کی مرتفع
زمینوں میں اپنی بہادری سے انگریزی رعب داب کا اثر لاہور سے باہر باقی رکھا اور ملتان
کے آگے جنرل وش کا کیمپ تھا۔ نکلسن صاحب تو گھوڑے پر سوار ہو کر پٹھان سواروں کے ساتھ
لاہور روانہ ہوئے اور ہربرٹ صاحب اٹک کے قلعہ سے جو دغابازوں سے بھرا ہوا تھا
بچ کر نکل گئے۔

جارج لارنس نے لفٹنٹ ہربرٹ صاحب کو اٹک میں نکلسن صاحب کی جگہہ بھیجا تھا یہہ مقام
بڑا اہتمام بالشان دریاء سندھ کے پایاب مقام میں ہے وہاں یہہ معلوم ہوتا تھا کہ افغانوں کا
حملہ ہونے کو ہے اور چتر سنگھ نے ہزارہ میں علم بغاوت بلند کر رکھا تھا انہوں نے سات ہفتہ تک
اس اجاڑ قلعہ کو اپنے قبضہ میں رکھا اس میں ان پاس تھوڑی سی سپاہ افغانوں کی تھی جس نے
کہا کہ جسوقت دوست محمد خان یہاں آئے گا تو ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے۔ جب یہہ امیر آگیا
تو انہوں نے یہہ سمجھ کر کہ ہمارے کل اہل و عیال امیر کے قبضہ میں ہیں صاحب ممدوح سے کہدیا کہ
اب ہم آپکے لئے کچھ نہیں کرسکتے تو انہوں نے قلعہ کو چھوڑ دیا

ان صاحب کا حال تعجب سے خالی نہیں وہ زمانہ حال میں بھی خواب آنکھیں لگائے رہتے تھے
حکام بالا دست نے انکی لیاقتوں میں ہمیشہ غلط فہمی کر کے انکی قدر شناسی نہیں کی۔ وہ بڑے
مہردل اور شیر دل تھے انہوں نے ہنری لارنس کے خصائل کو ایسی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے
کہ ان کے کسی اور دوست نے نہیں بیان کیا وہ ہزارہ میں اپنا مقام رکھتے تھے جہاں کے باشندے

لفٹنٹ ہربرٹ

جیمس ایبٹ صاحب

وحشی اکھڑ تھے اطاعت کرنی نہین جانتے تھے ایک وقت مین سکھون کی دس رجمنٹین وہان ان کے محکوم رکھنے کے لیئے بھیجی تھین وہ ان کے زور ظلم وستم سے کبھی مطیع نہین ہوئے مگر وہ صاحب ممدوح کی پدرانہ شفقت کے دلدادہ ہوگئے اور انکے حامی و مددگار ہوگئے۔ صاحب ممدوح نے بہت مہینون تک سری کوٹ کے قلعے کو اپنے قبضے مین رکھا ہر روز چتر سنگھ کی سپاہ سے مقابلہ کرتے رہے۔ جنگ کے آخر مین اُنہون نے اس قلعہ کو چھوڑا۔ اس کے بعد جو پانچ برس یہان فرمانروا رہے تو انہون نے اسکے وحشی اور پراگندہ حال باشندون کو پنجاب کے اور سب ضلعون سے زیادہ خوش حال بنادیا اگرچہ ان کے حسن خدمات کا صلہ گورنمنٹ نے نہین دیا مگر انہون نے اپنے ساتھ رعایا کے دلون کے گرویدہ ہونے کو گورنمنٹ کے صلہ سے زیادہ گران بہا جانا۔ اور اس ضلع کی رعایا سے بہت برسون کے لئے جدا ہوگئے تو وہ اس پتھر کو دیکھ کر جسپر وہ کچھ دیر بیٹھے تھے فرزندانہ محبت سے کہتے تھے کہ اسپر ہمارا باپ ایبٹ بیٹھ کر ہمارے بچون کو مٹھائیان کھلایا کرتا تھا۔ یہہ بات بالکل سچ ہے کہ جس آدمی مین شیر کی سی بہادری اور عورت کی سی نرم دلی اور بچے کی سی سادگی ہوتی ہے تو وہ بہت ہی کم اپنی صلہ یابی اور قدرشناسی سے محروم رہتا ہے۔

جب اڈورڈس صاحب ڈیرہ جات سے ملتان گئے ہین تو صاحب ممدوح کو اپنی جگہہ مقرر کرگئے انکو جس کام کی ضرورت پڑی اُسکو انجام دیا انہون نے اپنے رذیل پٹھانون کی نوبھرتی سپاہ سے سرحد کو سکھون کی سپاہ سے خالی کرالیا نواب ٹونک سے لوہے کا ڈھلا ہوا توپخانہ مستعار لے لیا اور اس سے قلعہ لکی کا محاصرہ کرلیا جس مین سکھون کی دو رجمنٹین اور دس توپین تھین لوہے کے گولے تو پاس نہ تھے پتھر کے گولے بنا کے ان ہی شکستہ توپون سے چلائے سپاہ مین ایک گورہ نہ تھا اور نہ کمک آنے کی امید تھی مسلمانون کی آبادی مین گھرے ہوئے تھے ایک سپاہ وادیئے فرم کی راہ سے کابل سے آنے والی تھی سکھوں کا یہی حکم تھا مگر باوجود ان باتون کے کبھی ہٹنے کا خیال ہی نہین کیا ایک مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ کو لے لیا اور اسکو اپنا مطیع بنالیا جس سے ہمیشہ کے لیئے آن روے سندھ کے اضلاع پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ صاحب ممدوح کو سی ایس آئی کا خطاب مل گیا اور وہ ہندوستان کے بہادرون مین شمار ہوئے اس وجہ سے ۱۸۷۹ء مین ویسٹ منسٹر ایبی مین وہ دفن ہوگئے جو خاص قبرستان بڑے نامور آدمیون کے لیئے ہے

نکلسن۔ کوک۔ بلسٹڈن۔ لیک نے بھی اچھے اچھے کام کیئے۔
جب ملتان کا ہنگامہ برپا ہوا تو انہون نے گورنر جنرل کو جالندھر کے برگیڈیر لاہور کے رزیڈنٹ پر سخت تقاضا کیا کہ فوراً لڑائی شروع کرنی چاہیئے ورنہ سارے پنجاب مین سرکشی کی آگ لگ جائیگی معلوم نہین کہ کس سبب سے انکی رائے سے اتفاق نہین ہوا اور وہ نتائج جو انہون نے بیان کیئے تھے نہین مانے گئے۔ انکو بڑا شوق تھا کہ وہ ملتان بھیجے جائین مگر بغاوت اُسی وقت سے سب جگہہ پھیل گئی کہ انکو ملتان سے زیادہ جالندھر کی خبرگیری کرنی پڑی اور ملتان کے جاسوس ان کے قریب آ گئے وہ جانتے تھے کہ پنجاب مین سب جگہہ سرکشی کا اثر جالندھر کے دوابہ اور فیروزپور پر ہوگا اسکے لیئے انہون نے تیاریان شروع کین۔ اب ہم لکھتے ہین کہ ان کی منصبی حالت کیا تھی۔
یہ صوبہ دو سال سے کچھ زائد دنون سے انگریزون کے قبضہ مین آیا تھا یہہ زمانہ ان کامون کے لیئے بہت تھوڑا تھا کہ جری وجیہ سپاہی جنہون نے انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہتھیار اُٹھائے ہون صلح جو اور امن پسند بنا لیئے جائین۔ پرانے انتظام کی خرابیان جڑ پیڑ سے اکھیڑ دی جائین اور اُسکی جگہہ نئے انتظام کے بہتر دستور اور پاکیزہ قانون کی جڑ جمائی جائے اگرچہ لارنس صاحب لاہور جانے کے سبب سے اکثر یہان سے غیرحاضر رہے مگر وہ ان کامون مین کامیاب ہوئے اور وہ اپنی ان ریاضتون سے متمتع بھی ہوئے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک گورنمنٹ کا انتظام دور کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا انتظام قایم کیا جائے اور بہت سخت گیری اور نہایت تشدد نہ کیا جائے اس تغیر مین گورنمنٹ کے ہزارون اعلے عہدہ دار و ذی منصب اپنے جاہ و منصب سے بالضرور محروم کیئے جاتے ہین امن و عافیت کے ہوجانے کے سبب سے سینکڑون سپاہیون کا رزق چھین جاتا ہے صدہا جاگیردار اور معافی دارون کی اچھی یا بری حکمرانی کے حقوق تلف ہو جاتے ہین۔ جان لارنس کی طبیعت اس طرح کی تھی کہ اگر کسی کام کرنے سے ضروری انضافاً فائدہ عام ہو تو وہ اسکے کرنے مین خاص آدمیون کے نقصان پر ذرا خیال نہین کرتے تھے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ ایسی حالتون مین ناراضمندی اسقدر زیادہ نہ تھی جسقدر شکرگزاری ان تبدیلیون کی کم تھی جو انہون نے فرزانگی و اعتدال

ساتھ کین تھین - بہت سخت سرکشیان اور دنگے فساد اسلیئے نہین ہوئے کہ وہ جوا جو ہلکا تھا
مگر گردن کو زخمی کرتا تہا اتار دیا جائے بلکہ وہ بہت تھوڑے ہوئے اور بُری طرح ان کی حمایت
کی گئی اور وہ جلد بآسانی فرو ہو گئی -

جالندھر کے دوابہ مین سپاہ اس کام کے لیئے کافی نہ تھی جسکی توقع تھی کہ کرنا پڑیگا خود جالندہر
مین چاہیئے ہندوستانی اور ایک گورے کی رجمنٹ تھی کچھ غیر آئینی سوار تھے اور ایک توپخانہ
تھا اس کے سوار اور ہندوستانی سپاہ کے دستے تھے جو مختلف مفید مقامات پر جیسے کہ
ہوشیارپور اور کانگڑہ مین مقیم تھے اور دو مقامی جنگی پولس کی سپاہین تھین جن مین
سکھ اور پہاڑی راجپوت بھرتی تھے وہ جان لارنس کے بہت کام کرتے تھے اور ان کے
حکم کے اشارہ پر چلتے تھے یہ کل سپاہ اس صوبہ دوابہ کی حفاظت وحراست کے لیئے تھی
اور ان مین سے بہت سے حصے بارہ دواب مین جنگ کے زمانہ مین بلائے گئے تھے -

انگنیو صاحب کے مارے جانے کے بعد ایک یا دو ہفتے کے اندر مئی مین طوفان اٹھا وہ
سرحد کے پرے سے یہان بھی آیا ملتان سے جاسوسون نے آنکر پہاڑی اضلاع مین
گشت کیا اور وہان کے راجاؤن کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کو ترغیب دی کہ اسکے سارے
حقوق دا ستحقاق پھر حال ہو جائین گے - اس زمانہ مین بھائی مہاراج سنگھ بھی یہان نمودار ہو
وہ ایک گرو تھے جو اس سازش مین کہ لاہور مین رزیڈنٹ کی آنکھون کے سامنے ہوئی تھی
شریک تھے اور واجب القتل ٹھیر چکے تھے وہ اپنے تقدس کو کام مین لائے اور بیاس کے
شمال مین کئی سو اپنے چیلے جمع کر لیئے اسکی حرکتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ یہ تھا
کہ انگریزی عملداری پر حملہ کرے مگر دریا کے پایاب مقامات کی نگرانی اس کی قدرتی نگہبانی کر رہی
تھی وہ چناب کی طرف چلا گیا وہان ان مسلمانون نے جنکو یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکھون کی عملداری
سے انگریزون کی عملداری اچھی ہے اسپر حملہ کیا اور اسکو اور اسکے سینکڑون چیلون کو پانی مین
دھکیل دیا جیسا دیکھنے مین آیا تھا ایسا کہا گیا کہ وہ اپنی مشہور سپاہ و خزانہ سمیت پانی کے اندر
ڈوب گیا مگر گرو جی کی قسمت مین کتے کی طرح مرنا لکھا تھا وہ اپنے جادو کے زور سے کبھی یہان
کبھی وہان نمایان ہوتے رہے جب تک کہ انکو دین شارٹ صاحب نے گرفتار کیا جسکا ذکر آگے آئیگا

اگست کے آخر مین دوسری یورش ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست نورپور تھی اسکے وزیر کے
بیٹے رام سنگھ نے آوارہ گردون کا ایک گروہ جمون کے پہاڑون سے بلا کر جمع کیا اور راوی سے
عبور کیا اور شاہپور کے قلعہ کو لے لیا اور وصوف نے بجا کے اشتہار دیا کہ انگلش راج رخصت ہوا
اور خود نورپور مین فرمان روا بن بیٹھا چارلس سانڈرس ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور جو ایک متحمل و دانشمند
حاکم تھے فشر کے غیر آئینی سوارون کو لے جا کر مین مقام پر جا پہنچے اور ان کے پیچھے برنز صاحب
ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور خود جان لارنس کمشنر بھی آموجود ہوا اور سپاہ زیادہ ہوگئی اور ماہ ستمبر ۱۸۴۸ء کو نورپور
حملہ کر کے لے لیا بہت لوٹ ہاتھ لگی اور رام سنگھ مشکل سے سکھون کی سپاہ مین جو سوال
مین تھی بھاگ گیا۔

یکم نومبر کو خبر آئی کہ سرحدی قلعہ پٹھان کوٹ کو ایک ہزار مفسدون نے جو باری دوآب اور کشمیر مین
جمع ہوئے تھے محاصرہ کر لیا ہے - یہہ قلعہ بڑا تھا سپاہ اس مین تھوڑی تھی صرف کانگڑہ کے
پچاس سکھ اور تھوڑے سے پولس کے آدمی اس کے محافظ تھے سکھون سے کچھ بعید نہین تھا کہ
وہ قلعہ کو مفسدون کے حوالہ کر دین اہل قلعہ کے لیئے پانچ روز کی خوراک اور میگزین تھا ایسی
حالت مین خوف کا ہونا لازمی تھا ہربرٹ صاحب رات بھر سفر کر کے قلعہ نشینون کی کمک کے
لیئے پہنچ گئے اور مفسدین کو بھگا دیا وہ دینا نگر مین سکھون کی سرحد مین چلے گئے۔ جان لارنس
نے بھی رات بھر سفر کیا اور بیاس کے پار گئے اور سرکشون کو سوتے ہوئے جا پکڑا اور انکو
پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ جان لارنس اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ ان کے ساتھ کے سکھوں نے
کو جانتے تھے کہ سکھون سے لڑنے جاتے ہین اپنی بڑی مستعدی اور عالی حوصلگی ظاہر کی
یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ میدانی رعایا جیسی انگریزی عملداری سے خوش تھی ایسی ہی پہاڑی
رعایا اس سے ناخوش تھی پہاڑی راجہ اپنے پرانے حقوق کے جاتے رہنے سے بڑی
آزردہ خاطر اور دل شکستہ تھے شعلے جنسے دھوان نکل رہا تھا وہ ایک ہی وقت مین
سب طرف بھڑک اٹھے۔ کوہستانی ملک کی دوسری انتہا پر کیوٹوچ منس کے راجاون
نے علم بغاوت بلند کیا اور بتیرا مین اپنے سارے بزرگون کے مقامات پر اور پاس کے
قلعون پر قبضہ کر لیا اور تو مین اس خوشی مین چھوٹے رہین کہ انگریزی راج جاتا رہا اسی نام مین

جی سون کے راجہ نے پہاڑون مین اور دتار پور کے راجہ نے اور اناہ کے بیدی نے میدان مین سرکشی اختیار کی - لارنس صاحب نے سپاہ کے دو حصے کرکے ایک کو برنز صاحب کے ماتحت کیوٹوچ کے راجاؤن کے مقابلہ مین بھیجا اور خود پانچسو سکھ اور چار توپین لیکر جی سون کے وادی مین اور سرکشون کے دبانے کے لیئے روانہ ہوئے دونو مہمون مین پوری فتح ہوئی - برنز صاحب نے بھی اپنے دشمنون کو گرفتار کیا اور انکے قلعون کو لے لیا اور لارنس صاحب نے بھی یہی کیا اور پھر تھوڑی سے سپاہ کے دو حصے کرکے ایک حصہ سے ایک پہاڑ پر قبضہ کرلیا جسپر دشمن قابض تھا دوسرے حصہ سے قلعہ کو منہدم کردیا اور دونو راجہ اسکے ہاتھ آ گئے - اناہ کا بیدی بڑا خوفناک دشمن تھا اسکے پاس بہت ملک پہاڑ اور میدان مین تھا وہ بڑا اولوالعزم معزز تھا سکھون کا اعلے درجہ کا گرو تھا گرونانک کی اولاد مین سے تھا اور بڑی لڑائی مین اپنے بھائی کو مارکر یہہ جاہ و منصب پایا تھا اور وہ اس سبب سے انگریزون سے زیادہ عداوت رکھتا تھا کہ انہون نے رسم دختر کشی کو جسکو وہ مقدس سمجھتا موقوف کیا تھا بہت سے اسکے چیلون نے اسکے ساتھ لڑنے سے انکار کیا اور سکھ انگریزون کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیئے ایسے ہی تیار ہوئے جیسے کہ پہاڑی راجاؤن کے ساتھ تو وہ اپنے مستحکم مقام کو چھوڑکر شیر سنگ کے کیمپ مین چلا گیا - سب سے پہلے فوج کشی کی خرابیون مین وہ شریک ہوا آخر کو اس نے انگریزون کو اپنے تئین حوالے کیا اور باقی زندگی انگریزی پنشن پاکر بسر کی سکھون کے ملک مین جب بیدی بھاگ گیا تو لارنس کی فوج کشی کا خاتمہ ہوا - یہہ فوج کشی تیرہ روز رہی لیکن اس مین کامیابی پوری ہوئی اسکا پیمانہ اور لڑائیون کی نسبت چھوٹا تھا جس لشکر کشی مین خون ریزی نہین ہوتی اسپر مورخ متوجہ نہین ہوتا لیکن اگر مرض کا روکنا شفا پانے سے اچھا ہوتا ہے اور جان و مال کا بچانا ان کے ضائع کرنے سے بہتر ہوتا ہے تو اس دلیل کے موافق مورخ کی توجہ ایسی فوج کشی پر ہونی چاہیئے جس مین خونریزی نہ ہو - اسوقت سے پھر جالندھر مین توپ نہین چلی - چیلیان والا کی لڑائی ایسی پریشان ہوئی تھی کہ اس کے اثر سے پھر دوابہ مین سرکشی ہوئی ہوتی مگر یہہ جان لارنس صاحب کی مردانگی اور فرزانگی تھی کہ اسکا اثر دوابہ مین نہ ہوا انہون نے تھوڑی سی سپاہ سے سارے ملک کا بندوبست کرلیا - سکھون کو برخلاف انکے

مذہبی تعصب کے سکھون سے لڑایا۔ ان ہی کی جوتی ان ہی کے سر پر لگائی اب ہم پھر چیلیان والی لڑائی کی طرف رجوع کرتے ہین۔

کبھی انگلستان مین ہندوستان سے کسی لڑائی کی ایسی کاری منحوس وحشتناک خبر نہین گئی تھی جسپر وہان کے آدمیون کا غصہ و رنج بے ٹھکانے آیا ہو تپرانے آزمودہ کار سپہ سالار کی تمام خدمات گذشتہ اور ذاتی شجاعت و دیانت اور سارے اوصاف جمیلہ و صفات حمیدہ تمام غیظ و غضب طیش مین فراموش ہوگئین اور سینکڑون انگریزون کو گھرون مین جب گذشتہ غصہ اترا تو آیندہ خوف چڑھا وہ اس خیال سے کانپنے لگے کہ خوفناک دشمن ایسے جنرل سے جو سٹھیا بہیس ناقابل و خود پسند و خودرائے ہے لڑائی لڑنے آئے جو سب لڑائیون کی سرتاج ہوگی غرض اس جنگ کی خبر ولایت مین اعلے گورنمنٹ کو پہنچی تو ایک عام پریشانی خاطر ہوئی اور تمام ملک مین کل افسران جنگی نے ڈیوک ڈلنگٹن سے لیکر ادنے افسرون تک ناک بھون چڑھائی اسکو جنرل گونف کی بدسلیقہ اور بے ترتیب جنگ آرائی پر محمول کیا اور نپیر صاحب کی تقرر کے لیئے غل مچایا۔ یہہ فاتح سندھ نہایت عجلت کے ساتھہ ہندوستان بھیجا گیا کہ وہ ان خرابیون کا تدارک کرے جو جنرل گوف سے ہوئی ہین اور سکھون کے ساتھہ لڑائی کو ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھہ ختم کرے لیکن جلدی اور تیزی اور گرمی بالکل وقت اور فاصلہ کو معدوم نہین کرسکتی گو یہہ پھیر دلاور جو بہت سی لڑائیان لڑا تھا اور بہت سی فتح حاصل کین تھین اپنے عہدہ سے دفعتہ معزول ہوا مگر اس نے اپنے سفید بالون کی شرم رکھنے کے لیئے بہت جلد نہایت عزت و حرمت کے ساتھہ جنگ کو ختم کردیا۔ چیلیان والا کی خونریزی سے سپاہ کا اپنے سپاہ سالار پر اعتماد و بھروسہ کم ہوگیا تھا مگر اسنے لڑنے والون کی ہمت جرأت مین لرزش نہین آئی تھی ان مین وہی ہمت مردانہ فتح حاصل کرنے کے لیئے چلی جاتی تھی اس جنگ نے برٹش سپہ سالار کو جان خراش سبق پڑھا کر غمزدہ و دانشمند سپہ آرا بنادیا۔ ابھی ان کے قائم مقام نے انگلنڈ سے پیٹھہ بھیری نتھی کہ جنرل گوف نے ایک جنگ عظیم الشان مین وہ فتح پائی کہ نہ نپیر نہ ولنگٹن اسکی جگہہ یہان آنکر اس سے کامل اثر پیدا کرنے مین سبقت لے جاسکتے تھے۔

کمانڈر انچیف کے کیمپ مین سوراج کے حوالہ کرنے کی خبر پر سب کے کان لگے ہوئے تھے کہ

وہ کب آتی ہے چیلیان والا کے منحوس حادثہ کے بعد لارڈ گوف اپنے مقام کو مستحکم کر رہے تھے
اور ملتان سے کمک آنے کے انتظار مین بیٹھے تھے جب قلعہ ملتان انگریزون کو حوالہ کیا گیا تو
بارہ ہزار سپاہ کو فراغت حاصل ہوئی جسکو جنرل وش ساتھ لیکر بہت جلد جہلم کے کنارہ پر آگئے
جسنے گوف صاحب کی سپاہ کو بڑہا دیا گلاب سنگہ نے جسکو انگریزون نے کشمیر کا مہاراجہ بنایا تھا
دس ہزار سپاہ بھیجی گو اپنے محسنون کے ساتھ وفاداری مین متذبذب ہوگیا تھا مگر اپنی سیان پت
سے نہین چوکا اپنے لئے ایسا موقع رکھا کہ جو جانب غالب ہو اسکی طرف ہو جائیے۔ شیر سنگہ
جنرل وش کے قریب آنے کی خبر سنکر وزیر آباد کی طرف چلا اسکا مقصد یہہ تھا کہ چناب سے
عبور کرکے لاہور جائے لیکن انگریزی سپاہ لاہور بھیجی گئی کہ وہ اس سمت مین اس کے بازگشت
کو روکے اور چناب کے پایاب مقام پر قبضہ کرلے اس سپاہ نے سکھون کو چناب سے
عبور کرنے کو روک دیا اس طرح روکنے سے شیر سنگہ گجرات مین مقیم ہوا جہان اس سے اسکا
باپ آنکر مل گیا۔ اب ایک بڑی لڑائی قریب ہونے کو تھی جو ان سب لڑائیون سے مختلف
رنگ رکھتی تھی کہ ابتک سکھون کے ستلج پار اترنے سے ہوئین تھین اس مین ایک
عجیب حیرت انگیز تماشا تھا گو غیر متوقع نہ تھا کہ سکھ و افغان جنمین موروثی عداوت چلی آتی تھی
وہ پہلو بہ پہلو انگریزون سے جو دونو کے دشمن تھے جنگ آرا ہوئے سکھ سردار سازش
اور آمیزش کر رہے تھے کہ امیر کابل سے مدد لین تھوڑے دنون یہہ امید رہی کہ امیر دوست محمد خان
بوڑہا تجربہ کار دشمنان سکھون کے ساتھ ایسی صورت مین شریک نہ ہوگا کہ جس مین چند روزہ
فتح ہو اور آخر کو اس مین بالکل مایوسی ہو تو نہ درازی عمر نے نہ تجربہ نے نہ پہلی شامت زدگی کے سبق نے
جو اسکو سکھایا گیا تھا فائدہ اوٹھانے دیا اسکو تو اس توقع نے دیوانہ بنا رکھا تھا کہ پشاور اسکو دوبارہ
ہاتھ لگ جائے وہ سکھون کے جل و دھوکہ مین آگیا کہ افغانون کی سپاہ لیکر خیبر مین آیا اور سندیہ
اسنے سفر کیا اور اٹک کو دھمکایا جو اسکے قریب آنے سے فتح ہوگیا اُس نے اپنے بیٹے اکرم خان کو
تین ہزار درانی سپاہ کے ساتھ شیر سنگہ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ اسکے قدیمی دشمن فرنگیون سے
لڑے جن کے ہاتھ مین برسون تک اسکی قسمت کا فیصلہ رہا تھا۔ ۲۱۔ تاریخ کو جو جنگ عظیم ہوئی
اسنے دوست محمد خان کو اپنی پیرانہ سالی کی حماقت کا دل پر نقش ہوا ہوگا اس تاریخ وہ لڑائی ہوئی

تھی کہ جسکو گورنر جنرل نے بڑے زور شور سے یہہ کہا کہ یہہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھ اور افغان پرے باندھ باندھ کر انگریزون کی قوت سے لڑنے آئے ہین یہ موقع ایسا تھا کہ ہم اپنے سب اسباب و وسائل کو جو ہمارے پاس ہون دکھائین ہتھیارون کی بزرگی ایسی نمایان کرین کہ وہ ہر دشمن کو ڈرائین اور دفعتہً ان کی صف بندی کو توڑ کر انکے پوچ ہونے کو ہلاک کرنے سے ثابت کرین یہ فتح اپنی اس موقع کے سبب سے اور دشمن کے مقابلہ کے سبب سے قابل یادگار ہے وہ فتح کامل حاصل ہوئی اعلے درجہ کی امید خاطر خواہ برآئی اس مین کچھ مبالغہ اوفیشل نہین ہے اور نہ مراسلہ لکھنے والون نے اپنی غرض کے سبب سے ڈینگ اور شیخی کی ہے۔ یہہ لڑائی گجرات مین ہوئی تھی جہان دشمن چلا گیا تھا لارڈ گوف نہایت تحمل و تامل سے ایسی جنگ عظیم لڑے جیسی کہ لڑنی چاہیئے ان کے لشکر جرار کا ہر ہتھیار موثر و کارگر ہوا ہر ایک اپنی موزون جگہ پر تھا اور آپس مین ایک دوسرے کا مددگار تھا اور اپنی شان و شوکت دکھا رہا تھا۔ صبح کے اجالے سے کچھ پہلے توپون کی مار مار رہی یہان بنگالی توپخانہ نے جو اپنی کارپردازی و مہلک کاریگری دکھائی وہ کہین اور نہین دکھائی تھی سکھ سپاہ بڑی مستقل تھی اور خوب اپنے ہاتھون سے کام کرتی تھی مگر انگریزی توپون سے وہ برابر آگ برستی تھی کہ جسکے سامنے دشمن نہین ٹھیر سکتے تھے۔ دوپہر کو دشمن میدان جنگ سے ابتر و پریشان ہو کر بھاگے ان کے مورچے چھن گئے ان کی توپین اسباب حرب و خیمے ڈیرے مع سامان لے لیئے گئے ان کے بھگوڑے گروہون کا فتحمند تعاقب کرتے تھے دوپہر کے بعد سے انہون نے اپنے بھاگنے سے سخت سزا پائی۔ سپاہ مظفر و منصور کی جانون کا نقصان بہت کم ہوا۔ اس جنگ گجرات مین لارڈ گوف پاس بیس ہزار سپاہ اور سو توپین تھین جنسے سکھون کی پچاس ہزار اور ساٹھ توپون پر حملہ کیا۔ ان کے صلاح کار سر جان چیپ انجنیر اور ان کے داماد سر پیٹرک گرنٹ تھے انہون نے جب تک کہ توپون نے جن مین انگریزی سپاہ کی قوت تھی اپنا پورا کام نہین کیا سپاہ کو متحرک نہین کیا۔ چناب جہلم کی پہلی لڑائیون نے لارڈ گوف کو سبق پڑھا دیا تھا کہ انہون نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی ترتیب کو میدان جنگ مین بدل دیا تھا سکھون کی توپون کو جب انگریزی توپون نے بند کر دیا تو پھر پیادون کی لڑائیان شروع ہوئین اور سکھون کی

پچاس ہزار سپاہ نے خوب بہادرانہ مقابلہ کیا۔ ۲۱ فروری کو سورج کے ڈوبنے سے پہلے ۵۶ توپیں اور بہت سے لڑیے اور علم اور سیگزین کے انبار استادہ خیمے ہاتھ آئے۔ باری دواب کے اور گجرات کے باہیں طرف ایک بارک انگریزون کی ہاتھ مین آئی اور خود شہر کے اندر کئی سو سکھ مقید ہوئے اگرچہ سکھون کی جانون کے نقصان کا شمار نہین ہوا مگر مُردون کی تعداد کئی ہزار شمار ہوئی۔ بہت سے بہادر سکھ توپچی اپنی توپون کے پاس مرے ہوئے پڑے تھے۔ انگریزی توپخانہ کی آتش فشانی وہ غضب کی تھی کہ کوئی گولہ ان کا سنگ کی جان لیئے بغیر نہین جاتا تھا۔ فتحمندون کی طرف ۹۶ مقتول اور ۷۰۱ مجروح ہوئے۔ لڑائی چند روز پہلے میجر جارج لارنس کو شیر سنگھ گجرات مین اپنی چھٹ پر لے گیا اور اپنے لشکر کی شان وشوکت و وسعت دکھاکر پوچھا کہ ایسے لشکر جرار سے لڑائی مین کیا امید ہوسکتی ہے تو میجر صاحب کی زبان سے بے اختیار یہہ نکلا کہ ایسی دو لاکھ سپاہ سے بھی لڑائی کے دن ہمارے لشکر کے مقابلہ مین تم کو کچھ فائدہ نہین حاصل ہوگا شیر سنگھ اپنی ساری چیزین جو اُسنے لڑائی کے داؤن مین لگائی تھین ہار گیا مگر عزت کو بچالیا۔ اسکی سپاہ مفرور کے پیچھے جرنیل گلبرٹ بھیجے گئے تھے جنکی برابر کوئی شہسوار نہ تھا۔ پہلی مارچ کو لارڈ ڈلہوزی کا جنرل اور ڈر (حکم عام) جاری ہوا تھا کہ لڑائی جب تک جاری رہے کہ ان سب لوگون کو خواہ سکھ ہون یا افغان پوری شکست نہ ہوجائے سر والٹر گلبرٹ کو یہہ حکم ہوا کہ پنجاب سے افغانون کو نکال دین۔ انہون نے ایسے جلد جلد سفر کیئے کہ جنکی نظیر تاریخ مین نہین انہون نے دشمنون کو یقین دلادیا کہ آئندہ مقابلہ کرنے مین سوا ریایوسی کے کچھ نہین حاصل ہوگا۔ بارک زئی سپاہ انگریزون کے آگے سے بھاگتی جاتی تھی اور درہ خیبر کی راہ لینی تھی اور آخر کو بالکل پنجاب سے خارج ہوگئی سکھون کا بھی خاتمہ ہوگیا خالصہ اب بالکل شکستہ حال تھا اس مین کچھ دم باقی نہین رہا تھا اب شیر سنگھ اور اسکے رفقا کو کوئی اور چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے تئین انگریزون کے رحم پر بھروسہ کرکے حوالے کرتے۔ ۵ مارچ کو راجہ نے انگریزی قیدیون کو گلبرٹ صاحب کے خیمہ گاہ مین بھیجدیا ۸ مارچ کو وہ خود حاضر ہوا تاکہ اپنی سپاہ کے حوالہ کرنے کا انتظام کرے۔

۱۴ کو سپاہ نے جو سولہ ہزار باقی تھی جنمین تیرہ نامور سردار تھے برٹش جنرل کے قدمون مین

اپنے ہتھیار رکھدیئے اُسوقت بڑا حسرتناک اور عبرتناک یہہ واقعہ تھا کہ سکھون نے اپنے تئین ضبط کر کے تلوارین توڑہ داربندوقین برچھین پھینک کر ڈھیر لگا دیئے اور اُنکو سلام کیا کہ اب ہم سپاہی نہین رہے مگر جب انہون نے گھوڑے دیئے ہین تو وہ انکو بار بار پیار کرتے اور تھپکتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری بہادری سے ہمنے میدان جنگ مین فتحین پائی ہین تمہین نے ہماری جانین بچائی ہین اُن کو لپٹتے تھے اور اپنے تئین ضبط نہین کر سکتے تھے آنکھون سے آنسو بہاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج رنجیت سنگھ مر گیا۔ انگریزی افسر اُن کو ایک روپیہ دیتے تھے جسکو وہ جیب مین ڈال کر اپنے مل پر جس سے وہ آئے تھے جانتے تھے۔ اس فتح کا صلہ یہ تھا کہ کل پنجاب اور پشاور مع آن روے سندھ کے ضلاع لارڈ ڈیل ہوزی کے قدمون کے تلے آ گئے۔ انکو نہ کوئی عام یا خاص دلائل اس صلہ کے بالکل مالک ہونے سے باز نہین رکھ سکتی تھی ایک یا دو سال بعد انہون نے ایک سرکاری مراسلہ مین یہہ لکھا کہ مجھے یہ موقع ہاتھ لگا ہے کہ مین اپنی رائے بڑی متانت اور غور و خوض کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اس صحیح دانشمندانہ پولیسی کا اختیار کرنا برٹش گورنمنٹ پر واجب ہے کہ ملک و آمدنی ملک کے بڑھانے کے جو جائز موقعے ہاتھ لگین ان مین تساہل و تغافل نہ اختیار کرے گا یہ فقرہ حق یا ناحق ضروری یا غیر ضروری مصلحتاً یا غیر مصلحتاً بہت سی ہندوستانی ریاستون کے حق مین زہر قاتل ہوا لیکن پنجاب کی صورت مین ان کے عام قاعدہ کا استعمال مصلحت و ضروری وحق تھا سکھون نے بغیر کسی اشتعال کے انگریزون پر دو دفعہ حملہ کیا دوسری دفعہ حملہ مین متواتر دغا بازی اور نا احسانمندی کا اور مہلک عداوت کا الزام لگایا جاتا ہے اول دفعہ خاصکی اندرونی ضعف کی تقویت دینے کا تجربہ نہایت دیانت سے لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ ڈیل ہوزی اور ہنری لارنس اور جان لارنس نے کیا مگر اس مین کامیابی نہین ہوئی۔ انگریز پنجاب مین بغیر اپنی خوشی کے سردارون کی خود تمنا اور التجا کرتے رہے۔ انہون نے جب انکی اس منت و سماجت کو مانا تو پھر وہ اُن سے دغا بازی کر کے لڑنے کو ہتھیار لیکر تیار ہوئے اور پھر انکی گرمجوشی اور بہادری اور قواعد دانی نے انگریزی عملداری کی سلامتی کے لیے خوف پیدا کیا جسوقت مسلح دشمن جنگ سے فرار ہوا اسی وقت لارڈ ڈیل ہوزی نے پنجاب کا آئندہ کے لیے فیصلہ کر دیا کہ لوگون کو اس مین تردد نہ ہو۔ ۳۰ - مارچ کو فیروزپور کے کیمپ سے تمام

ہندوستان میں یہ اشتہار جاری کردیا کہ پنجاب سے سکھون کی عملداری بالکل برخاست ہوئی
لارڈ ہارڈنگ کے عہدنامہ کو جو سراسر رحم سے پرتھا سکھون نے توڑا اور زیادہ تر ان کے سرداران
نے اپنے جرائم صغیرہ پر انگریزی افسرون کے عقیدا و قتل کرنے کے جرائم کبیرہ کا طرہ لگایا جس فرمانروائی
کو انہون نے مقبول کیا تھا اس سے سرتابی کی اور انگریزون اور ان کی حکومت کے غارت
کرنے کے لیئے وہشت ناک خونریز لڑائی کا اشتہار دیا اب گورنمنٹ ہند پر اپنے اغراض اور اپنی
رعایا کی محافظت وسلامتی کے لیئے واجب تھا کہ وہ یہہ مصمم ارادہ کرے کہ وہ تمام اس رعایا کو مطیع و
محکوم بنائے جن کی اپنی گورنمنٹ ان کے مغلوب تابع بنانے کی مدت سے قابلیت نہین
رکھتی اور جنکو کوئی سزا ارتکاب جرائم سے باز نہین رکھہ سکتی اور نہ کوئی دوستانہ خوف ان کو
برسر صلح رکھہ سکتا ہے۔ مہاراجہ معزول کیا جائے گا اُسکی سب طرح سے تعظیم وتکریم کی جائیگی
اور جن سردارون کا رویہ وطریقہ نیک ہے وہ اپنا منصب وجاہ ومال بدستور رکھین گے اور اُن
سردارون کی تمام جاگیرین اور مال واسباب ضبط کیا جائے گا جنہون نے ہمارے مقابلہ
مین ہتھیار اٹھائے ہین ہر شخص خواہ کسی مذہب واعتقاد کا ہو وہ اپنے مذہب کے موافق کام
کریگا بشرطیکہ وہ اپنے ہمسایہ کے مذہب کے حقوق کا بھی پاس ولحاظ رکھے گا ہر مستحکم مقام
جو انگریزی حراست مین نہین ہے مسمار کیا جائے گا۔ آخر امر یہ ہے کہ کل رعایا کو تنبیہہ کی جاتی ہے
کہ وہ اپنے تئین گورنمنٹ کے حوالہ کرین جو نیک خواہون پر رحم کرتی ہے اور بدخواہون کو بشرط ضرورت
کی صورت مین سزا دینی ہے۔

لارڈ گوف تو اپنا کام پورا انجام دے چکے اب لارڈ ڈلہوزی برسر کار آئے۔ وہ ایسے مقام پر موجود تھے
کہ فوراً اپنے کام کو عمل مین لائین۔ ایک اشتہار ان کی لبستہ کو وزنی کر رہا تھا
جو رنجیت سنگ کی سلطنت کی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا پنجاب کو انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا
ارادہ گورنر جنرل کا ایسا مستحکم ومصمم تھا کہ اس مین ایک لمحہ بھی اُنہون نے شبہ نہین کیا۔ یہ مقدمہ
ایسا تھا کہ نہ اسمین غلط فہمیون پر تامل کرنے کے لیئے جگہ تھی۔ سکھون نے اجرا جنگ کے داؤن پر
اپنی ساری چیزون کو لگا دیا اور اچھی طرح لڑکر داؤن کو ہار گئے برٹش گورنمنٹ نے جو تحمل اور غلل
اختیار کیا اس کے عوض مین انہون نے دغابازی اور سینہ زوری کی۔ انگریزون نے تو انہین

سلامت رکھنے کا قصد کیا مگر انہون نے خود اپنے تئین سلامت رکھنا نہ چاہا۔ انگریزون نے
اول ایک طریقہ پھر دوسرا طریقہ اس امید مین اختیار کیا کہ آخر کو پنجابیون کی مستحکم گورنمنٹ قائم ہوجائے
کہ وہ اپنی رعایا کو فرمان بردار بنا سکے اور وہ اپنے ہمسایہ کی سلطنتون کے ساتھ آشتی و صلح کے ساتھ
رہ سکے۔ انگریزون کی اول ہی سے پولیسی ایسی تھی جو بالکل زیادتی و دراز دستی سے خالی تھی۔
اس مین کوئی شائبہ حرص و آز کا یا جاہ طلبی و یا الوالعزمی کا نہ تھا مگر اس کی سکھون نے کچھ قدر
نہ جانی اور نہ وہ کامیاب ہوئی کل نظام فنا ہوگیا اب ایک بڑی برٹش فرمان روا کے ہاتھ مین
تھا کہ آیندہ پنجاب کے مشکل سوال کو حل کرے اسکی راے مین کوئی تدبیر جو اس وقت کے
لئے مناسب ہو سوا اسکے نہ تھی کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے۔ پس اسنے
ایک اشتہار دیدیا کہ رنجیت سنگہ نے جس سلطنت کو بنایا تھا اب وہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت
مین آگئی بہت تھوڑے ہی لوگ اس مین چون وچرا کر رہے گے کہ یہہ حکم زبر کی اور انصاف کے موافق
نہین ہے۔
لاہور مین آخر دربار کیا گیا اور فتحمند انگریزون کے احکام کم عمر راجہ اور ان سرداروں کے روبرو جنہون نے
کھلی بغاوت نہین اختیار کی تھی پکار کر پڑھے گئے اور پھر ان شرائط کا کاغذ پیش کیا گیا جس مین یہہ
شرط تھی کہ برٹش گورنمنٹ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ کم اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ زیادہ کم عمر راجہ
اور اسکے کنبے کو دیگی جب تک کہ وہ انگریزون کا خیرخواہ و نیک اندیش رہے گا اور یہ اسکو
اختیار رہے کہ جہان چاہے وہان رہے۔ اس تغیر کا ہونا دلیپ سنگہ کی خوش نصیبی تھی جو
سکھون کے مسلخون مین پیدا ہوا تھا اب اس حالت مین اس پاس دولت بہت تھی امن
و عافیت مین بالکل تھا تمام مکرون اور اندیشون سے آزاد تھا اور سب سے بڑی برکت
اسکو یہہ حاصل ہوئی کہ نجات دینے والا مذہب ملا (یعنی عیسائی ہوگیا) وہ اپنی بارہ برس کی
عمر مین گورنر جنرل کی ولایت مین آیا یعنی اسکا وارڈ ہوا بنگال سپاہ کے اسسٹنٹ سرجن جنکا
نام پیچھے سر لوجن ہوا راجہ کی تربیت و تعلیم کا مہتمم مقرر ہوا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ کم عمر سکھہ شہزادہ
ایک عیسائی جنٹلمین اور ملکہ معظمہ کا درباری اور سکوٹ لینڈ کا اشراف مالک زمین ہوا۔
لیکن اس آخر فقرہ کی نسبت ایک صاحب نے لکھا ہے کہ جب مہاراجہ دلیپ سنگہ نے عیسائی

مذہب سے انکار کردیا تو یہہ اوپر کا فقرہ اسپر صادق نہین آتا جب لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو
انگریزی عملداری مین الحاق کیا ہے تو دلیپ سنگہ بارہ برس کا لڑکا تھا اور گورنر جنرل اسکے ولی تھے
انگریزی سپاہ اسکے لیئے اس کے طرف سے لڑی - بغاوت جسکا عروج فتح گجرات مین ہوا
وہ اس کی ناقابلیت کے سبب سے نہین ہوا بلکہ انگریزی افسرون کی ناقابلیت کے سبب سے
جنکے وہ حوالہ کیا گیا تھا خاص کر رزیڈنٹ کری صاحب کے سبب سے پس اب یہہ مشکل ہے
کہ دلیپ سنگہ پر سزا کا صدمہ پہنچانا کسی حسن اخلاق کی بنا پر مبنی ہوسکے - وہ تو محض بچہ تھا
اسکا ملک اسکے بے خطا ہونے کے باوجود انگریزی عملداری مین الحاق کرلیا گیا سوا اسکے انگریزون نے
ایک وظیفہ اسکا بعض حین حیات تک مقرر کیا اسکو کچھہ اور دینا چاہیئے تھا - دلیپ سنگہ نے جو کام
بالفعل کیا اسکی مین حمایت ہرگز نہین کرتا اس مین شبہ نہین کہ انکی ناراضگی کی وجہ حق ہے فقط دلیپ سنگہ
کی مان اور رنجیت سنگہ کی بیوہ رانی جنداں جو بڑی بے چین طبیعت کی مفسدہ تھی اور اسنے ہی
اپنی سازشون سے سکھون کی سلطنت کو درہم برہم کیا اپنے فکرون اور رنجون کے سبب سے
قبل از وقت بوڑھی ہوگئی آنکھون مین روشنی بھی کم ہوگئی وہ اپنے بیٹے دلیپ سنگہ پاس انگلستان مین مرگئی -
اس چھوٹے سے راجہ کو نہ انصاف نہ کوئی پہلی نظیر اس سزا ملنے مین شریک ہونے سے بری کرسکتے
ہین جو اسکی سرکش مفسد رعایا کو اسکے گناہون او جرمون کے سبب سے دی گئی -

ایک بچہ پر نا وقت و غلط رافت و رحم کرنا گورنر جنرل کا کروڑون آدمیون پر ظلم کرنا تھا اور ان کے
حقوق کو جنکا ادا کرنا اسپر واجب تھا نہ ادا کرنا تھا - پنجاب کی صلح پسند رعایا مین سکھون کی تعداد
نسبتاً تھوڑی تھی گو ابتدا مین وہ بے چین تھی مگر وہ جلد اس طرح سے اطاعت کے لیئے ہلائی جاسکتی
تھی جس طرح ایک مبارک تغیر و تبدل سے رہیلکھنڈ مین پہلے تابع ہوگئے تھے اب باقی حالت کے
اعتبار سے لارڈ ڈلہوزی کو یقین تھا کہ وہ فقط مال محفوظ ہی نہین ہے بلکہ فائدہ مند بھی ہے -
محاصل ملکی وسیع ہے اور اور اضلاع کے ساتھ ملتان کے ملا لینے سے اور جاگیرون کے ضبط کرنے
سے وہ اور بھی بڑھ جائیگا اور اسکے بہت سی دریاؤن کی موجون سے اسکی چکنی مٹی کا پیداوار بڑھایا جائیگا
جب دلیپ سنگہ تخت سے معزول ہوا تو سکھہ گورنمنٹ کو پچاس لاکھ روپیہ سپاہ کی تنخواہ کی بابت
قرض دینا تھا اس سبب سے اس کا تمام مال اسباب ضبط کیا گیا اس مین دنیا کا مشہور الماس

کوہ نور بھی تھا جو شاہ شجاع سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ہاتھ لگا تھا اسکو لارڈ ڈلہوزی نے
ملکہ معظمہ کی نذر مین لنڈن بھیجدیا۔

پنجاب گورنمنٹ کو لارڈ ڈلہوزی نے بغیر انگلنڈ کے خاص احکام کے ضبط کرلیا اور اپنے
اہل وطن کے خطابون کے ملنے کی پہلے ہی سے سفارش کی پارلیمنٹ اور ملکہ معظمہ نے بہت
دریا دلی سے خطابات قابل یاد دیئے۔ دونو ہوس نے ملتان اور گجرات کے فاتح کا شکر ادا
کیا اور ڈیوک ولنگٹن اور سر جان ہوب ہوس نے اڈورڈس وایبٹ ولیک اور بہت سے
نوجوانون کی خاص تعریف کی جنہون نے ایسے کام کیے تھے کہ وہ انکے اہل ملک کے سرمایہ
فخر و ناز تھے اول ڈلہوزی کو مارکوئس کا اور لارڈ گوف کو وسکونٹ کا خطاب ملا گلبرٹ
صاحب اور ٹھیک ول صاحب کو گرینڈ کروس او بتھ کا اور کیمبل وچیپ و ویلر کو نائٹ کمانڈر
اور گوف کے کپتانون کو کمپینین اوف ارڈر کا خطاب ملا۔

جرنیل وش فاتح ملتان کو بھی وہی خطاب ملا جو کیمبل یا چیپ کو ملا تھا ان خطابون کے ملنے مین ایبٹ
صاحب بدنصیب ہے جرنیل کورٹ لنڈ جو سکھون کے ملازم تھے انکو گورنمنٹ نے
نوکر رکھ لیا نیک خواہ نواب بہاولپور کو ایک لاکھ روپیہ کا ملک ملا اور وہ تمام خرچ سپاہ ملا جو اس
جنگ مین اسکا ہوا تھا اور اڈورڈس کے آٹھ عمدہ کارگزار افسرون کی پنشن نیا ضافہ ہوئی اور
انکی سپاہ کی بھرتی کے دو ہزار آدمی انگریزی سپاہ کی ملازمت مین داخل ہوئے شیخ
امام الدین بھی جسنے اول ملتان کی فتح مین اور بعد ازان گلبرٹ صاحب کی شیر سنگھ کے تعاقب مین
مدد کی تھی انعام سے محروم نہین رہا۔

سفید مو چتر سنگھ مع اپنے دو بیٹون شیر سنگھ و عطر سنگھ کے وزیرآباد مین لارڈ گوف
پاس آیا ۷۔ اپریل کو انکی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ تمام انکی جاگیر ضبط کی جائے گذارہ کے لایق زمین
انکو دی جائے کہ وہ اپنے گاؤن اٹاری مین زندگی بسر کرین اور تمام ہتھیار دیدین اور اپنے
سپاہیون کو موقوف کردین اور اپنے گھر سے تین چار میل سے باہر نہ جایا کرین اور اور غیر مشہور
اسیر اسی طرح اپنے گھرون کو بھیجے گئے ۱۸۴۹ء مین یہہ محدود آزادی اسیری کے قریب پہنچ
گئی پہلی اکتوبر کو شیر سنگھ کے گروہ اور لال سنگھ کے گروہ نے امرتسر مین اور حاکم رائے نے

سیالکوٹ پر مفسدہ پردازی کا ارادہ کیا تھا کہ انگریزی افسرون نے انکو گرفتار کرلیا اول ضلع لاہور مین اور بعد ازان فورٹ ولیم مین یہہ معزز قیدی بھیجے گئے اور وہین انکی زندگی ختم ہوئی۔

۳۱- مئی کو مولراج کی روبکاری ایک خاص کمیشن کے روبرو ہوئی اور ۲۲- جون تک تحقیقات ہوتی رہی اور جرم اسپر ثابت ہوا پھانسی کا حکم دیا گیا مگر وہ پھیر جلاء وطنی سے تبدیل ہوا مگر اسکو جلد موت آگئی جسکے سبب سے قید کی زندگی سے موت کا آجانا بھلا ہوگیا۔

پنجاب کے فتح ہونے سے ہندوستان کی لڑائیون کا سلسلہ ختم ہوا جو لارڈ آک لینڈ کے زمانہ سے ۱۸۳۸ء مین جنگ افغانستان سے شروع ہوا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو ہندوستان کے نقشہ مین سرکار کمپنی کی عملداری کے سرخ رنگ کو دیکھ کر پیشین گوئی کی تھی کہ نقشہ کا رنگ سارا سرخ ہو جائے گا وہ اس کے مرنے کے دس برس بعد پوری ہوئی جنگ پلاسی سے ننانوے سال کے اندر سارا ہندوستان راس کماری سے لیکر درہ خیبر تک سرخ رنگ ہوگیا آخر سات سالون مین تین زبردست ہندوستانی سپاہیون کا ستیاناس ملا دیا سینکڑون توپین لے لین اور دو بڑی سلطنتون پر قبضہ کرلیا۔

باب سوم

لارڈ ڈیلہوزی کے عہد حکومت ۱۸۴۹ء سے ۱۸۵۲ء تک مین انگریزی عملداری مین پنجاب الحاق کیا گیا اب سوال یہہ تھا کہ اس مین حکمرانی کس طرح کی جائے سو اسکے لیئے لارڈ ڈیلہوزی نے یہان کی رعایا کا تجربہ حاصل کرکے اپنے ذہن رسا سے حکمرانی کا یہہ نیا طریقہ ایجاد کیا کہ پنجاب مین حکمرانی ایک شخص نہ کرے خواہ وہ کیسا ہی صاحب سیف ہو یا صاحب قلم ہو یا صاحب السیف والقلم ہو بلکہ ایک بورڈ اسپر فرمان روائی کرے جسکے ممبر دونو اہل قلم اور اہل سیف مین سے منتخب کئے جائین اور اسکے کام کرنے کا یہہ نظام ہو کہ کام ہر ایک ممبر کے لیئے جدا جدا منقسم ہو مگر سب کے ذمے جوابدہی مشترک ہو۔ انہون نے پنجاب مین حکمرانی کے لیئے سرکار کمپنی کے ملازمین مین سے چیدہ چیدہ ہونہار لایق قابل افسر چھپن ۵۶ بلائے جنمین سے نصف سولین اور نصف ملیٹری تھے جن کو عہدے کمشنرون و ڈپٹی کمشنرون اور اسسٹنٹ کمشنرون کے دیئے اور ان کے سر پر ایک بورڈ تین ممبرون کا مقرر کیا جنکو اعلے درجہ کے اختیارات دیئے جنسے اوپر صرف گورنر جنرل ہی اختیارات رکھتا تھا۔ سر چارلس نے پیہئر نے اس بورڈ کے نئے انتظام پر یہہ اعتراض کیا کہ اسمین

لارڈ ڈلہوزی کا عہد حکومت ۱۸۴۹ء سے ۱۸۵۶ء تک

شاذونادرہی اعلےٰ درجہ کی لیاقت ہوتی ہے اور اوروں نے بھی اسپر یہہ اعتراض کیا کہ وہ
متناقض ومتضاد عنصرون سے مرکب ہوتا ہے وہ اپنی پیدائش ہی کے دن سے اپنے اوپر ملامت
کرتا ہے اسکے اندر خودہی تفرقہ کے بیج بوئے ہوتے ہین اس بیان مین سچ ہے مگر بہت تھوڑا سا
بورڈ ایک ثالثی ہوتی ہے اس مین وہ وحدت وعجلت واجتماع خاطر وخصوصیت نہین ہوتی
جو ایک آدمی کے دل مین ہوتی ہے فرض کرو کہ ہر حالت مین اس ایک آدمی کے دل مین ذہانت
کی مقدس آتش کی کوئی چنگاری ہو تو وہ اپنے محکومون پر خوب حکمرانی کرسکتا ہے۔ اس بورڈ مین
دو مختلف المزاج بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس جمع ہوئے جیسے آتش فشان پہاڑ خواہ
کتنے ہی دنون وہ آتش فشانی نہ کرے مگر ایک نہ ایک دن اپنی بھڑاس نکالے بغیر رہ نہین سکتا
بعینہ یہی حال ان دونو بھائیون کا تھا۔

یہہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ بورڈ تھوڑے دنون کے بعد مرنے والا تھا اس لیئے وہ مُردہ ہی پیدا
ہوا تھا اس نے بعینہ وہی کام کیا جسکی اسے توقع تھی اور جو اسکے تقرر سے غرض تھی اس کے
تین ممبرون سے جو کام ہوئے وہ کسی ایک ممبر سے نہین ہوسکتے تھے تین سال تک وہ رہا
اس مین اسنے بڑے کارہائے نمایان کیئے جسکا بیان ہم آگے کرتے ہین۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے ایک ہنری لارنس تھے جو اس بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے ان کی
قابلیت اور لیاقت سپاہیانہ ومدبرانہ مسلمات مین سے تھی وہ سکھون پر اپنا اثر جادو کا سا
رکھتے ان کے اقبال کے سب قائل تھے۔ دوسرے ممبر اُن کے بھائی جان لارنس تھے جنہون
نے جالندہر کی کمشنری کے انتظام مین اپنی لیاقت اعلےٰ درجہ کی دکھائی تھی لارڈ ڈیل ہوزی سے جو
فی الحال انکی ملاقاتین ہوئین تھین ان کا نتیجہ یہہ تہا کہ انہون نے لارڈ ڈیل ہوزی کے اس
خیال کو کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے پختہ کردیا تھا مگر ہنری لارنس لارڈ ڈیل ہوزی
کی اس رائے سے مخالف تھے کہ پنجاب انگریزی عملداری سے الحاق کیا جائے ان کی یہہ
تجویز تھی کہ خالصہ کی مخفی زور رکھنے والی جماعت کی حکومت سکھون کے امرا کی حکومت مین
تبدیل کردی جائے اس صورت مین وہ ہماری سلطنت کے معاون ہونگے اور ہمارے
محتاج رہین گے۔ آخر کو اس اختلاف رائے کے سبب سے لارڈ ڈیل ہوزی نے ہنری لارنس کو

پنجاب سے جدا کیا اور انکی جگہہ جان لارنس کو مقرر کیا جو ان کے ہم اسے تھے - بورڈ دو ممبرن کا ہوتا نہین اس لیئے تیسرا ممبر بھی مقرر کرنا ضرور تھا وہ چارلس گریول مین سل مقرر ہوتے وہ بڑے فلسفیانہ خیالات کے عالم تھے اور طبیعت مین قوت ایجاد رکھتے تھے اور جان لارنس کی طرح منتظم حاکم تھے وہ عملی لیاقت ایسی نہین رکھتے تھے جیسی علمی پس جہان ان دو بھائیون کے عملی کامون مین علمی لیاقت کی کسر ہوتی تو وہ اسکو دور کر دیتے غرض اسوقت بورڈ کے تینون ممبر اپنے اپنے کام مین فرد کامل تھے ان سے بہتر اور ممبر نہین مقرر ہو سکتے تھے۔

پہلے اس سے کہ بورڈ کے کامون کی تفصیل کی جائے کچھ پنجاب اور کچھ پنجابیون کا حال لکھا جاتا ہے - اب فتح سے جو نیا ملک انگریزون کے ہاتھ مین آیا تھا اسکا پچاس ہزار مربع میل رقبہ تھا اور چالیس لاکھ باشندے ہندو مسلمان و سکھ تھے سکھون کا فرقہ نیا تھا - وہ برہمنون کے وہمیات سے پاک صاف تھا سکھون کی گورمنٹ کی قائم مقام انگریزی گورمنٹ ہوئی تھی لیکن پنجابی اور سکھ ہم معانی نہین ہین - ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک گرو نانک و گرو گوبند کے چیلے آباد تھے جو پہلے سے پنجاب کے پانچون دریاؤن کے کنارہ پر بستے تھے - مسلمانون کے آباد کیئے بہت سے شہر تھے کچھ شہر اسلام سے پہلے کے موجود تھے جنکو غزنوی خاندان کے پیرون نے وسیع اور آراستہ کیا تھا یادگارین بہت سی مسلمانون کی تھین اسمین کہین کہین یونانیون اور باختریون کی حکومت کی بھی یادگارون کے نشان پائے جاتے تھے - دہلی سے پہلے مسلمان بادشاہون کی دارالسلطنت لاہور ہی تھا سکھون کی حکمرانی کا آغاز جب ہی سے ہوا کہ سرکار کمپنی کی عملداری ہند مین شروع ہوئی اور نئے مذہب کے چیلے کل آبادی کی ایک کسر تھی۔

جیسی یہہ آبادی بوقلمون تھی ایسے ہی یہہ ملک رنگارنگ کا تھا کہین اناج کے کھیت لہلہاتے ہین کہین گلاب کے پھول کے تختے کھل رہے ہین سرسبز شاداب قطعات برابر چلے جاتے ہین کہین گرم میدان اور ریگستان ہے جنکی گرمی کی نسبت یہہ ضرب المثل ہے کہ خدا سے کہا جاتا ہے سیبی و دادر ساختی چرا دوزخ پرداختی لیکن جہان تک نظر جاتی تھی جنگل ہی نظر آتا تھا جو جھاڑ جھنکاڑ سے بھرا ہوا تھا کہین ایک مرقع عالم آنکھون کے سامنے آتا تھا جس کے گرد

پنجاب و پنجابیون کا حال

ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیان برف سے ڈھکی ہوئی اور نیلگون سلسلے پہاڑون کے نظر آتے تھے - یہہ ملک بڑا دلچسپ اور دلاویز ہے اسکے واسطے بہت سے نیک موقعے ہین وہ دفعتہً برٹش گورنر جنرل کا ایک لاڈلا سب سے چھوٹی عمر کا صوبہ ہوگیا جس سے بڑی امیدین تھین - ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات - پس ایسا ملک جو اسطرح سے واقع ہو اور اسکی حالت ایسی ہو اور اسطرح کی آبادی ہو اس مین وہ پرانا انتظام نہین ہو سکتا تھا جو انگریزی عملدار کے قدیمی اضلاع مین جاری تھا مگر گورنر جنرل یہہ بھی نہین چاہتا تھا کہ اس مین صرف ملٹری انتظام ہو انکو کسی وقت بھی اپنے عہد حکومت مین کسی خاص جماعت کا اہل سیف اور اہل قلم کی طرفداری کا تعصب نہین ہوا اور وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی وجہ نہین ہے کہ اہل قلم اور اہل سیف دونو باہم مل جلکر اس صوبہ مین انتظام کرین وہ دونو فرقون کے معتقد تھے کہ ہر ایک اپنے اپنے عہدہ کا کام کرے اب یہان پر جوش سپاہیون کا کام پورا ہو چکا تھا اب زیادہ تر ان سول کے حکام کی ضرورت تھی جو اپنی تجربہ کاری اور رائے صائب سے کام کرین سو انہون نے ایک مخلوط اسٹاف سول اور ملٹری افسرون کا مقرر کیا اور انتظام کے لیئے ایک بورڈ مقرر کیا جسکا پریسیڈنٹ ہنری لارنس کو مقرر کیا اسوقت سر فریڈرک کری سپریم کونسل کے ممبر مقرر ہو گئے تھے -

اس بورڈ کے تین ممبر تھے اور ان کے ساتھ سکرٹری تھے جو انتظام کے لیئے قلم کا کام کرتے تھے اور بورڈ کے احکام کو ان کے ماتحت افسرون کے پاس پہنچاتے تھے جو تمام صوبے مین پھیلے ہوئے تھے - لارڈ ڈلہوزی اس مزاج کے حاکم نہ تھے کہ وہ پنجاب کی ساری حکومت کو ایک شخص کے ہاتھ مین دینے کو جائز رکھتے - لیکن وہ سر ہنری لارنس کے حقوق عظیمہ کو مٹا بھی نہین سکتے تھے اور نہ ان کو اسی زمانہ مین انکی خدمات سے جدا کر سکتے تھے لیکن انکی مرضی نہ تھی کہ وہ اس پاک نفس دیانت منش بہادر سپاہی کو کل معاملات کا اختیار دیدیتے سبب یہہ ہے کہ ہنری لارنس کی جبلت مین انصاف و اعتدال تھا وہ الحاق کرنے کی پولیسی کے بالکل برخلاف تھے وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ایک دفعہ اور کوشش کی جائے کہ سکھون کی سلطنت نابود ہونے سے بچ جائے اس دشواری کے سبب بورڈ کی ضرورت پڑی - یہہ ڈلہوزی کی طبیعت کا مقتضا تھا کہ وہ ہنری لارنس کے ساتھ اور مدبر ایسے شریک کرے کہ جو اسکے اپنے ہم خیال و ہم رائے ہون - کسی حالت مین بورڈ دو ممبرون کا

نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اسکے تین ممبر مقرر ہوئے - یہہ بورڈ جس ساعت سے مقرر ہوا تھا
یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی گردن پر بھوت سوار ہے - اس بورڈ کا انتظام یہہ تھا کہ محنت منقسم اور جوابدہی
مشترک ہو - ہنری لارنس کو گورمنٹ کا پولیٹکل کام سپرد تھا جو عبارت اس سے تھی کہ وہ ملک سے
ہتھیار لے لیں سرداروں سے عہد و پیمان کریں نئی پنجابی رجمنٹون کو مرتب کریں اور کم عمر مہاراجہ
کی تعلیم کا اہتمام کریں جو گورنر جنرل کی ولایت مین آگیا تھا یہہ خاص اُن کے فرائض تھے جنمین وہ
ہمہ تن مصروف رہتے تھے - جان لارنس کا کار عظیمہ یہہ تھا کہ وہ مالگزاری اراضی کا بندوبست
کرین مین سل صاحب کو پنجاب کا جو ڈیشیل انتظام سپرد تھا - یہہ تینون افسران اعلٰے آپس مین ایک دوسرے
کی معاونت اپنے صلاح و مشورہ سے کرتے تھے انکے ماتحت مختلف درجے کے افسر انتظام کے لیے
تھے پنجاب سات قسمتون مین منقسم ہوا اور ہر قسمت مین ایک کمشنر مقرر ہوا اور ہر کمشنر
کے ماتحت ڈپٹی کمشنر جنکی تعداد مختلف کمشنری کے کامون کے تقاضا سب تھی پھر ان کے
ماتحت اسسٹنٹ کمشنر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے جو حکام غیر متعہدین سے منتخب کیے
گئے تھے وہ یوروپین و یوریشین و ہندوستانی تھے لاہور بورڈ کے ماتحت جو اعلے عہدون کے
لیے افسر منتخب ہوئے وہ ہندوستان کے چیدہ افسرون مین تھے - لارڈ ڈلہوزی تو
اپنا سارا تن من اس کام مین لگا دیتے تھے جو اُن کے روبرو پیش ہوتا تھا انہون نے اپنے
دل مین یہہ بات ٹھان لی تھی کہ اپنے ایجنٹون کے غیر موثر کامون سے ضرر رسانی نہ ہونے دین
وہ اعلے عہدون پر ان افسرون کو مقرر کرتے تھے جنکی عمرین پختہ ہون اور عقل صائب ذہن رسا
رکھتے ہون اور بڑے کام کر چکے ہون اور ادنے عہدون پر ان نوجوان افسرون کو مقرر کرتے تھے
جو بڑے محنتی اور کام کے شوقین اور ذہین عالی حوصلہ ہون اور ان سے اچھے کام کرنے کی
امید ہو - انکو کچھ پروا یہہ نہ تھی کہ یہہ افسر سول کا سیاہ لباس یا ملٹری کا سرخ لباس پہنے ہوئے
ہون - وہ کسی فریق کے طرفدار نہ تھے - سب مین کام کی لیاقت کو ایک نظر سے دیکھتے تھے
ان افسرون مین سے بعض تو وہ تھے جو انتظام پروملکر یٹ مین مدارج عالی پر پہنچے تھے اور
بعض وہ تھے جو ممالک مغربی شمالی کے عالی دماغ لفٹنٹ گورنرون کے ممتاز شاگرد رشید تھے
جیسے کہ سول مین جارج ایڈ منسٹن اور رونیلڈ میکلوئڈ اور رابرٹ منٹگمری تھے -

اور ملیٹری مین فریڈرک میکین زمی اور جارج ہیک گریگر۔ ان احکام کے سوا جنکا اوپر ذکر ہوا بڑے نامور رچرڈ ٹیمپل واڈورڈ تھورنٹن اور نیول چیمبرلین و جارج برنز لیون بریونگ۔ تلپ گولڈنی اور چارلس سانڈرس تھے سولین اور سولجر (سپاہی) پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کام کرتے تھے اور ان مین وہ رشک و حسد نہین تھا جو اپنی جماعت کا دلون مین ہوا کرتا ہے۔ وہ پنجاب کے انتظام کو از سرنو مرتب کرتے تھے اور اس کے انتظامی کامون کی توضیح و تفصیل کرتے تھے پبلک ورکس کے ڈپارٹمنٹ کے افسر اعلے رابرٹ نے پیپر تھے جو سپہ گری اور فن انجنیرنگ مین ایسا کمال رکھتے تھے کہ وہ دنیا کے اعلے انجنیرون مین سے شمار ہوتے تھے

رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ گنواری سیدھی سادی ابتدائی صفت کی بغیر کسی آئین قوانین و ضابطہ کے بے اصول تھی ایک بڑی حکومت شخصی تھی اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی شخصی حکومتین بہت سی تھین جنمین انگریزی خیالات کے موافق خطرناک ناانصافی کے وسوسے اُٹھتے تھے مگر کسی نہ کسی طرح سے اُس سے کار برآری چلی جاتی تھی جو ناانصافی ہوتی تھی وہ صریح الفہم و نامعقول ہوتی تھی اس مین سادگی یہہ تھی کہ ایک زبردست نے کسی کم زور کو اپنی مرضی اور ہاتھ سے کچلا تو اس سے زیادہ زبردست نے اسکا کچلا نکالا سیر کو سوا سیر موجود تھا۔ جو چھوٹے چھوٹے حاکم و تحصیلدار و کاردہ واہل کاسد عامل رعایا کو دباتے اور سرکار کو دغا دیتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ تھوڑے یا بہت دلون مین ایک دن محاسبہ کا آئیگا ان کے حساب کی جانچ زبردستی شکنجہ فرسائی کے ساتھ کی جائے گی سر جوتون کے مارے گنجہ ہوگا اور سب کھایا پیا اگلنا پڑے گا۔ اور بعض اضلاع مین تو سولی مزاج پوچھیگی اور گلے مین رسی ڈالیگی اس طرح سرسری فیصلہ کرنے مین نہ کوئی قانونی انجنیر نہ کونشنس (دیانداری) کی باریک بینی ہوشگافی مانع ہوتی تھی ایسی بڑی چھوٹی بناوٹ کی باتون مین انگریزون نے کونسل کی بنیاد کے انتظام کرنا اور مقدمات کو پیچیدہ کرنا شروع کیا تھا جب وہ اصل بات کو سمجھے تو ان کو ایک صاف میدان تجربون کے کرنے کا ہاتھ آیا۔ اب انہون نے کھلم کھلا ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا انہون نے اپنے اصول پر عمل کرنا شروع کیا تھا۔

پنجاب مین گورنمنٹ نے جو انتظام کیا وہ سکھون کی گورنمنٹ کے گنوارپن اور سادگی کے مقابلہ مین ضابطہ و با آئین و درست و صحیح تھا انگریزی آئینی اضلاع کے ضابطہ و قواعد

تھیں آئینی تھا۔ مشتغلین خواہ اہل سیف ہون یا اہل قلم ہون وہ کسی خاص صیغے کے کام کرنے کے لیئے مخصوص نہ تھے ایک ہی حاکم دیوانی فوجداری اور مال کے کام کرتا تھا وہی جج تھا وہی کلکٹر اور زر مالگزاری کا جمع کرنے والا چورون کا پکڑنے والا ڈپلومیٹک کام کرنے والا حفظان صحت و صفائی کے لیئے اہتمام کرنے والا ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ پولس کی افسری کرنے والا اور پادری نماز پڑھانے والا ہوتا تھا۔ یک انار و صد بیمار۔ بڑی خوش نصیبی تھی کہ ایسے افسر جس مدرسہ مین تعلیم پاتے تھے اسکے ماسٹر دونو بھائی لارنس تھے مگر ان انگریزی انتظام کے ناکام ہونیکا احتمال لگا رہتا تھا افسرون مین کوئی افسر نہ تھا کہ اپنے کام مین ہمہ تن مصروف نہ ہوتا تھا اور سارا دل اپنے کام مین نہ لگا رہتا تھا جب وہ جانتا تھا کہ مین ایمان داری سے اپنی خدمات کے سارے فرائض ادا کرتا ہون تو وہ اپنی آسائش مین یا ذاتی تفریح مین اپنی فراغت و فرصت کے وقت کو صرف کرتا تھا یہ افسر اپنی رعایا کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے انکے خیمے سب طرف کھلے رہتے تھے وہ رعایا کے دلون کو اپنے حسن اخلاق سے اپنے ساتھ گرویدہ کرتے تھے جو لوگ ان کے پاس آتے تھے ان کے دلون مین انکا اعتماد اور ادب پیدا ہوتا تھا سرجان مالکم کا یہہ قول تھا کہ جو ملک نیا فتح ہو تو اسپر حکومت چار دروازہ کلاہ سے کرنی چاہیے۔ پنجاب مین افسرون نے اس مقولہ کو خوب سمجھ کر عمل کیا چنانچہ ایک افسر بیان کرتا ہے کہ سال بھر مین آٹھ مہینے تک خیمون مین ان افسرون کا گھر رہتا ہے جو اپنے فرض منصبی اور رعایا کو عزیز رکھتے ہین وہ ملنے سے اورون سے خود واقف ہوتے ہین اور اورون کو اپنے سے واقف کرتے ہین یعنی حاکم و محکوم مین تعارف ہوتا ہے اور اس سبب سے حاکم کو رعایا پر وہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ نہ رشوت دینے سے حاصل ہوتا اور نہ سنگینون اور ہتھیارون سے ہمسایہ کے شریف نجیب اپنے دوست حاکم سے صبح کے سفر مین ملتے ہین اُس کے دروازہ کے گرد جسپر کوئی پہرہ چوکی نہین ہوتا بڑے بوڑھے آتے ہین اور اپنے ملک کے میوے اور مٹھائیان بادام پستے تحفہ لاتے ہین جب حاکم انکو لے لیتا ہی تو وہ بہت خوش ہوتے ہین۔ حاکم جب ان کو بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے تو بیٹھ کر پرانے اور نئے زمانہ کے واقعات بیان کرتے ہین اور فصل کی حالت کو اور حاکمون کے آخر حکمون کا ذکر کرتے ہین۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ کا بیان دوسری طرح

پہلے ہم مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ کا بیان لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ اسکی جگہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے کام کرنے سے پنجاب کو کیا برکتین اور نعمتین عطا کین ہشرق مین

فرمان روائی کی یہہ دو صفتین اہم سمجھی جاتی ہین کہ سپاہ قوی زبردست ہو اور خزانے خوب معمور ہون۔ بلاشبہ رنجیت سنگھ کی فرمان روائی مین یہ دونو وصف موجود تھے اسکی سپاہ کو تو رعایا کے قواء جسمانی کی درستی نے اور مذہبی اور سپہ گری کے جوش و خروش نے ایسا قوی بنایا کہ وہ نئے نئے فتح حاصل کرتے اور ملک پر ملک کو بڑھاتے تھے مگر ان فتوحات کے نشہ نے خزانہ کو بُری طرح سے معمور کیا رنجیت سنگھ نے اس تحقیق کی تکلیف کو گوارا نہین کیا کہ وہ تفریق کرتا کہ کونسی اشیا پر ٹیکس لینا چاہیئے اور کونسی چیزون پر نہ لینا چاہیئے ان سب چیزون پر یکسان محصول لگا سب کو ایک لکڑی ہانکا۔ مکانات۔ اراضی۔ اناج کے انبار۔ کھڑی فصل۔ درآمد برآمد مال۔ صنعت کی چیزین۔ اراضی کا خودرو و قدرتی پیداوار ہر ضروری چیزین عیش و آرام کی چیزین ان سب چیزون سے محصول لیکر خزانہ کی معموری کی صفت پیدا کی۔ حاکم صوبہ جیسے کہ ملتان مین دیوان ساونمل تھا اور مقامی کارندے و اہل کار خود مختار تھے کہ رعایا کو نچوڑ کر پامال کرتے تھے اور اپنا گھر مالا مال کرتے۔ لاہور کے خزانہ مین جب تک روپیہ بڑہاتے رہتے تو جو اُن کے دل مین آتا وہ کرتے۔ گورنمنٹ کے روبرو حساب کتاب نہین پیش کرتے۔ رنجیت سنگھ خود پڑہا لکھا نہ تھا اسکی دندانہ دار چھڑی بڑی محاسب تھی بخشئی سپاہ حساب کی فرد مین داخل کرنے کی تکلیف نہین اُٹھاتا تھا۔ جب انگریزی عملداری مین پنجاب داخل ہوا ہے تو بخشئی سپاہ نے سولہ برس سے کوئی فرد حساب نہین داخل کی تھی۔ سزائین بہت کم ملتی تھین اور جو ملتی تھین وہ سیدھی سادی ہوتی تھین چوری یا معمولی قتل کی سزا جرمانہ تھا اور سنگین جرمون کی سزا مین اعضا، ناک۔ کان۔ ہاتھ کاٹے جاتے تھے اور سب سے بڑی سزا کونچین کاٹنا تھا یعنی ساق کی رگ ایسی کاٹنی کہ جس سے آدمی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ سکھون کے ایک اٹالین خوش نصیب سپاہی اے وٹ باٹل نے یہہ ستم اور ایجاد کیئے تھے کہ وہ رعایا سے استحصال بالجبر کرتا اور جب کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اسکو توپ کے منہ سے اڑاتا یا دہوپ مین شہد مل کے ننگا بٹھا دیتا کہ وہ مرجائے اور بعض اوقات زندہ آدمیون کی کھال اتروا تا کہتے ہین کہ اس سزا کی ابتدا خود اپنے ہاتھ سے اس ستم ایجاد نے کی تھی۔

جیل خانے تھوڑے تھے اور ان مین قیدی اور بھی تھوڑے تھے۔ رنجیت سنگھ کے پولس کا کام یہہ تھا

کر دینا مجرمون کو گرفتار کرنا جرمون کا انسداد کرنا بلکہ وہ دنگہ اور فسادون کو دباتا اور لشکر کے سفر کو آسان کرتا۔ سڑکین جنکو سڑکین کہنا چاہیئے بالکل نہین تھین لوگون کے لے آنے و لے جانے کے لیئے سرکاری سواریان نہ تھین۔ پل بالکل نہ تھے۔ کوئی تحریری قانون نہ تھا اور نہ خاص منصف تھے جو عدالت کرتے سوا ابتدائی مدارس کے اور مدارس نہ تھے۔ دار الشفائین اور خیرات خانے ندار تھے

اوپر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ کو کام بہت کچھ کرنے کے لیئے تھا اور کیئے ہوئے کام کو ان کیا کرنا کچھ نہ تھا۔ بورڈ کا سب سے زیادہ مقدم اور ضروری کام یہہ تھا کہ ملک مین امن اور امان مصالحت و عافیت کو قائم کرے اور اسکو اندرونی فسادون اور بیرونی حملون سے بچائے۔ جن بہادر سکھہ سپاہیون نے فیروزشاہ اور چیلیان والا کی لڑائیون مین انگریزون کو اپنی سلطنت کیلیئے خوفزدہ کیا بہت نے ۱۲۔ مارچ کی گجرات کی فتح سے یہہ سمجھ لیا تھا کہ انگریزون کے اقبال کا ستارہ عروج پر ہے ابھی اوپر بیان ہوا ہے کہ انہون نے اپنے ہتھیارون اور تلوارون کو پھینک کر ایک بڑا انبار لگا یا تھا اور ہر ایک نے اپنی جیب مین ایک روپیہ رکھکر اپنے ہل پر مراجعت کی تھی جہان سے وہ اصل مین آیا تھا۔ بہت تھوڑے باقی تھے جو انگریزون کے خیرخواہ ہنگامہ جنگ مین رہے تھے وہ انگریزون کے بلانے سے مع اپنے ہتھیارون کے لاہور مین حاضر ہوئے۔ ان مین جو بوڑھے اور ضعیف تھے انکی پنشن مقرر ہوئی باقی کو ان کی مدت کی چڑھی ہوئی تنخواہ دی گئی اور ان کو اجازت دی گئی کہ انکی مرضی ہو تو وہ انگریزی سپاہ مین بھرتی ہو جائین۔

بس اسطرح سکھون کی سپاہ برخاست ہوئی۔ اب آبادی کا بے ہتھیار کرنا باقی تھا تاکہ ان کو ارتکاب جرائم اور مفسدہ پردازی کے لیئے کوئی ترغیب وہ نہ رہے جو ہمیشہ ہتھیارون کے رکھنے سے ہوتی ہے۔ مشرقی یورپ کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیم وحشی اور وحشی قومین اپنے پاس ہتھیار رکھنے کو اپنا حق سمجھتی ہین اور اپنے اس حق کو بڑا عزیز رکھتی ہین اور ہتھیارون کا پہننا پہننے والون کی سلامتی کے لیئے بھی ضرور ہوتا ہے لیکن اب پنجاب مین بڑے زبردست امن و امان کی حکمرانی تھی کسی قلعے ہی قوی سبب سے شور و شر و فساد اٹھنے کا خوف نہ رہا تھا۔

پنجاب کے الحاق ہونے کے چھ ہفتے کے بعد سارے ملک مین اشتہار دیا گیا کہ سب رعایا ہتھیار اپنے دیدین۔ تعجب ہے کہ سب جگہہ حکم کی تعمیل و اطاعت کی گئی۔ ہر ایک قسم اور ہر قدر و قامت کے

ایک لاکھ بیس ہزار ۱۲۰ ہتھیار جمع ہوگئے جنمین سے بعض ایسے تھے کہ انکا پہننا جیسا کہ پہننے والے کے لیئے
مضر تھا ایسا دشمن کے لیئے نہ تھا۔ اسکندر کے زمانہ کے ہتھیار تین صدی پیشتر حضرت عیسےٰ کے
اور انیسوین صدی کی توپین اور بندوقین لوگون نے حوالہ کین۔ ہزارہ کے کوہستانی اور آن رود
سندھ کے باشندے ہتھیار دینے سے معاف کیئے گئے اس لیئے انکا بے ہتھیار کرنا سرحدی
قومون کے ہاتھ سے انکا شکار کرانا تھا۔ غرض اب سب جگہہ صرف انگریزی ہی ہتھیار اپنی چمک
دمک دکھاتے تھے

اب فاتحین ملک کا یہہ فرض تھا کہ ملک کی محافظت کرین جو اپنی قدرتی محافظین یا مفسد پردازون
سے محروم ہوگیا تھا اب خوفناک سرحد کی محافظت کا یہہ انتظام کیا گیا کہ پانچ رجمنٹین سوارون کی اور
اور پانچ رجمنٹین پیادون کی اسی ملک کے آدمیون مین سے بھرتی کی گئین جنکی نسلین مختلف قسم کی
ہندوستانی و پنجابی اور مسلمان تھین۔ اس سپاہ مین بہت خوشی سے سپاہی بھرتی ہوگئے اور
وہ بالکل بورڈ کے ماتحت کردیئے گئے۔ لارڈ ڈلہوزی کی راے مین پنجاب کی سلامتی کے
لیئے وادی پشاور کی محافظت بڑی اہم و مہتم بالشان تھی۔ اس لیئے انہون نے دس ہزار آئینی
سپاہ مقرر کی جن مین تین ہزار گورے تھے۔ اس تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل یونان کی
اس ضرب المثل کو خوب سمجھے تھے کہ شہر دیوارون سے نہین بنتا ہے بلکہ آدمیون سے لیکن بورڈ
پاس آدمی تھوڑے تھے اور پہاڑ سخت دشمن پاس تھے بعض جگہہ سرحد سے دو میل سے بھی کم
فاصلہ پر تھے ان کے لیئے یہہ تجویز کی گئی کہ سرحد ہزارہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جو دہشتناک
حصہ ہے اس کی محافظت کے لیئے بڑے قلعے بنائے جائین جو حملون کی برداشت کرسکین
اور ان کے نیچے وادی ٹونک سے سندھ تک چھوٹے چھوٹے حصارون کا ایک سلسلہ بنایا
جائے جسکے اندر دو حصارون کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ ہو اور ان سب قلعون اور حصارون کے
درمیان سڑکین بنادی جائین کہ جنپر سپاہ کی آمد و رفت آسانی سے ہو غرض یہہ انتظام ایسی خوبی
سے کیا گیا کہ پنجاب پر کبھی حملہ باہر سے نہین ہوا۔

جب ملک بے ہتھیار ہوگیا اور سرحد کی محافظت ہوگئی تو اب بورڈ کا یہہ کام تھا کہ انسداد جرائم
کے لیئے اور مجرمون کی گرفتاری کے لیئے انتظام کرے۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے واسطے

پولس کے دو قسم کے بڑے گروہ قائم کیئے گئے ایک گروہ انسداد جرائم کے لیئے جسکا انتظام سیاہ کا تھا۔ دوسرا گروہ مجرمون کی گرفتاری کے لیئے تھا۔ انسداد جرائم کے لیئے پولس کی تعداد آٹھ ہزار تھی جس مین پیدل اور سوار دونو تھے ان مین سے بہت سے ایسے تھے کہ انہون نے دربار کی خدمتین اچھی کین تھین اور سکھون کی لڑائی مین انگریزون کے خیر خواہ رہے تھے انکی خدمت یہہ تھی کہ وہ خزانون پر جیل خانون پر اور راٹون پر پہرہ چوکی دینے تھے اور جو سٹرکین بنجابی تھین انپر گشت کرتے تھے

لٹیرون کے گروہون کو جو کسی پر امن ضلع مین نمودار ہوتے تھے گرفتار کرنے جاتے تھے دوسری قسم کے پولس مین سات ہزار آدمی تھے جو اضلاع کے دو سو تمیس تھانون مین بیٹے ہوئے تھے وہ مجرمون کو گرفتار کرتے تھے اور گھاٹون کی نگہبانی کرتے اور سپاہ کے لیئے سامان رسد بہم پہنچاتے اور اگر سپاہ دریاؤن سے عبور کرتی تو کشتیان اسکے لیئے جمع کرتے۔ بورڈ کے بڑے معتمد اوزار تحصیلدار تھے جو اپنے علاقے کے جزو کل حالات سے واقف ہوتے تھے پولس مین وہ بڑا اختیار و دخل رکھتے تھے - دہات مین جو چوکیدارہ کا قدیمی بندوبست ہندوستانی تھا وہ عمدہ طور سے قائم رکھا گیا۔ چوکیدارون کی تنخواہ رعایا دیتی مگر وہ بالکل حاکم ضلع کے ماتحت ہوتے تھے جن ضلعون مین مجرمون کی کثرت ہوتی تھی ان مین بڑی احتیاطین و بیش بندیان کی جاتی تھیں جیسے کہ پیشاور کا ضلع تھا اس مین زمین کے غارون اور نالے نالیون مین ولیون کے مقبرون مین گلا کاٹنے والے بستے تھے۔ ہر دوابہ کے وسط مین بڑے گھنے جنگل تھے وہ بڑی پناہ گاہ مویشی چرانے والے چورون کی تھی۔ ان قدرتی کوٹون مین بیلون کے گلے جو سیراب زمینون سے ہنکا کر لائے جاتے تھے دریا کے کنارون پر سبزہ زارون مین خوب چرتے تھے لیکن وہ اپنے پہلے مالکون کی نظر سے چھپے رہتے تھے اگر کوئی بیوقوف دہاتی ان مین اپنی مویشی کی تلاش مین جاتا تو اپنی جان کھوتا۔ پنجابیون کی عادت تھی کہ وہ برائیون کے دور کرنے مین اپنے روپے کو نہین خرچ کرتے تھے اسلیئے ان جنگلون مین مویشی چرانے والے چور بہت بس گئے تھے ان چورون کے پکڑنے کا یہہ انتظام کیا گیا کہ شہر پشاور کے گرد تھانون کا ایک حلقہ دوسرے حلقے کے پیچھے بنادیا گیا اور انہون نے تمام غارون اور کڑاڑون کو بھر دیا اور سڑکون کا جال بچھایا گیا

پہلے تو صرف ٹٹیا ئین تھین جنپر اونٹ رستہ چلتے تھے اب وہان سٹرکین بنا دی گئین جنپر سوار گشت کرتے تھے سب سے زیادہ اچھا یہہ انتظام تھا کہ سراغ رسانون سے مدد لی جاتی تھی جنمین یہہ کمال تھا کہ وہ پاؤن کے کھوجون پر سراغ لگا کے دور دور مویشی اور چورون کو پکڑ لیتے تھے اور چورون پر جرم ثابت ہوکر انکو سزا ملتی تھی۔ اس مویشی کی چوری سے بدتر ڈکیتی تھی جسکے دور کرنے مین بورڈ کو بڑا اہتمام کرنا پڑا اسکھ ابتدا مین ڈکیتی ہی کرتے تھے جب وہ بڑھے تو انکی ڈکیتی بھی بڑھی۔ وہ بڑا کامیاب ڈاکو ہوتا تھا جو اپنی تلوار سے بہت دولت ومال جمع کرلیتا تھا اور اکثر وہ اسطرح سے اپنے لیئے بڑی ریاست پیدا کرکے رئیس بن جاتا تھا پس آزاد نیزہ بردار ڈاکوؤن کا سردار کسی وجہ سے اپنے پیشہ پر خجل نہین ہوتا تھا اسکی رگون مین نہایت نیلا خون بہتا تھا اور اسکو اپنے پیشہ سے اور پیشہ کو اس سے عزت حاصل ہوتی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کے زبردست ہاتھ نے ڈکیتی کی بندش کی اور اسنے غیر ملکون کو فتح کرنے سے انکو اور بہت سے کامون مین لگا دیا تو اسکے مرنے کے بعد بدعملی اور بے انتظامی کے زمانہ مین ڈکیتی نے نئی جون بدلی جب اسکی سپاہ کو انگریزون نے موقوف کردیا تو یہہ امر مقتضاء طبع بشری تھا کہ اس سپاہ مین جو بہادر ہون اور انگریزون کی ملازمت سے ننگ و عار رکھتے ہون تو وہ اس پیشہ ڈکیتی کو اختیار کرین جو ان کی نگاہ مین معزز تھا۔ اضلاع لاہور اور امرتسر مین ایسے ڈاکوؤن کی بھیڑ لگی مگر بڑی پیش بندیان کی گئین اور مناسب سزائین دی گئین تو ڈکیتی بند ہوئی امرتسر مین پہلے سال مین ۲۳ ڈاکوؤن کو پھانسی دی گئی اور دوسرے سال مین سات کو۔ غرض چند سالون مین ڈکیتی پنجاب سے بالکل نیست ونابود ہوگئی۔

ایک اور جرم ٹھگی کا تھا جو ڈکیتی سے بڑھ کر تھا پہلے پنجاب مین اس کا نام نہ تھا کئی برس ہوئے کہ انگریزون کو معلوم ہوا تھا کہ ہندوستان کے اور حصون مین ٹھگی ہوتی ہے کہ اس مین سحر وجادو کو بھی لگاؤ ہوتا ہے اور مذہب بھی دخل رکھتا ہے صبر اور تحمل کے ساتھ سازشین بھی کی جاتی ہین اس مین سخت ظلم وستم کیئے جاتے ہین ٹھگ اپنے پیشے کو ہنر سمجھ کر بڑی گرم کوشی سے سیکھتے ہین اور اس مین کمال پیدا کرتے ہین۔ یہہ اسکی صفات سب جگہ مشہور ہوگئی تھی۔ کرنیل سلیمن صاحب اور کرنیل میڈوٹیلر نے ٹھگون کے باب مین بڑی تحقیقاتین کین اور ان کے تمام

داؤن گھاتون سے آگاہی حال کی اور انکی کوئی بات چھپی نہین جسکو انہون نے لکھا نہو۔ یہہ ٹھگی کا ہنر پنجاب مین ہندوستان سے گیا پنجاب مین جب ڈکیتی موقوف ہوگئی اور کنوئون کے پاس اور جنگل مین لوگون کی لاشین ملین تو معلوم ہوا کہ انگریزی عملداری مین جان لینے کا کوئی اور نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ مردے تو اپنی کہانی کہتے نہین اور ہندوستان کے ٹھگ اپنے ہنر مین ایسے کامل ہوتے ہین کہ وہ کام کو ادھورا چھوڑتے نہین اس لیئے کسی طرح اصل حال کھلتا نہین تھا مگر آخر کو ایک برہمن نے جسکو ٹھگ مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے اصل حال بیان کیا تو ٹھگون کی گرفتاری کے لیئے بڑے بڑے انعام مقرر کیئے گئے اور ملکہ کی طرف سے شہادت دینے کے واسطے گواہ کا جرم معاف کیا گیا اور ایک خاص افسر ٹھگی کی تحقیقات کے لیئے مقرر کیا گیا اور اقراری مجرمون نے دوسو چونسٹھ[۲۶۴] آدمیون کے مارنے کی فہرست داخل کی اور ایک دوسری فہرست ٹھگون کی شائع ہوئی اور وہ ہر مقام پر آویزان ہوئی ٹھگی کے اقراری مجرم انگریزی افسرون کو جنگلون مین کوسون لے جاتے تھے اور فقط اپنی یاد سے راہ چلتے کسی راہبر کو ساتھ نہ لیتے اور جا بجا زمین کھدوا کے مردون کو نکلوا کے دکھاتے ایک قطعہ مین ۵۳ قبرین کھودکر لاشین دکھائین۔ ایک صاحب نے ایک ٹھگ سے پوچھا کہ تو نے کتنے آدمیون کو مارا ہے تو اسکو اپنے پیشے پر ایسا فخر و ناز تھا کہ اسنے بڑی گرمجوشی سے کہا کہ صاحب آپ کو بھی یاد ہے کہ کتنے جانورون کا شکار کیا ہے۔ ٹھگی ہمارا شکار ہے جیسے آپ کو اپنے شکار کیئے ہوئے جانورون کی تعداد یاد نہین ہم کو ان آدمیون کی تعداد یاد نہین جنکو ہم نے شکار کیا تھا۔ پنجاب کے ٹھگ اکثر مذہبی سکھ ہوتے ہین جنکو ٹھنگی بھی کہتے ہین وہ ظلم و ستم کرنے مین ایسے سفاک تھے کہ کبھی ان کے پاس رحم نہین آتا تو ہمات مین ایسے مبتلا تھے کہ ایک جانور کے آگے آجانے سے نیک و بد شگون لیتے تھے ہزار مذہبی سکھون نے اس جرم مین سزا پائی ہوگی پنجاب بورڈ نے ان کا خوب علاج کر دیا۔ اس ٹھگی و ڈکیتی کی بہن دختر کشی تھی اس کے دور کرنے مین بڑی مشکلات پیش آئین۔ مدتون مین اسکا انسداد ہوا دونو بھائی لارنسون نے جیسا مجرمون کے سزا دینے کے لیئے اہتمام کیا ایسے ہی مجرمون کی اصلاح و فلاح کی تدبیرین کین رنجیت سنگھ کے ہان زیادہ تر دو سزائین جرمانہ اور قطع اعضا کی تھین اسلیئے اس کی

[illegible]

دوسو قیدی تھے اب انگریزی عملداری میں ہزار قیدی تھے ہر قیدی بجائے اسکے کہ ان کے عضا کاٹے جاتے یا بازاروں میں کسی زنجیر سے جکڑے ہوئے بٹھائے جاتے یا کسی خشک کنوے کی تہ میں اُتارے جاتے۔ان کی تادیب وتعلیم ہوتی تھی سخت مشقت لی جاتی تھی مگر انکو پوشاک اچھی پہنائی اور خوراک اچھی کھلائی جاتی تھی انکو ابتدائی لکھنا پڑھنا یا کوئی حرفہ پیشہ سکھایا جاتا تھا۔
بورڈ نے مختلف اضلاع میں پچیس ۲۵ نئے جیل خانے مختلف وسعت کے اور مختلف نمونوں کے بنوائے اور لاہور میں ایک بڑا اسنٹرل جیل تعمیر ہوا جس میں انکو نومی اور صحت کا بڑا خیال رکھا گیا۔
بورڈ نے اپنے قانون کو جہاں تک ممکن تھا پنجاب کے رسم ورواج پر مبنی کیا کسی بزرگ کا مقولہ ہے کہ نیک رسم ورواج زیادہ اہم اور مہتم بالشان بہ نسبت نیک قوانین کے ہوتے ہیں۔ وہی قوانین موثر وکارگر ہوتے جو رسم ورواج بتغیر کرتے ہیں بورڈ اس مقولہ کو خوب جانتا تھا اس نے اول پنجابیوں کے کل رسم ورواج کا ایک مجموعہ لکھوایا۔ان رسوم ورواجوں کو جو قطعی خراب تھے یا قابل ترقی واصلاح نہ تھے موقوف کیا طلاق ونکاح اور عورتوں کی تذلیل سے جو رسم ورواج متعلق تھے انکو اول تبدیل کیا پھر ان کو منظور کیا اور ثابت اور مبنی کرنے کو رسم ورواج کو قابل تسلیم کرلیا تحصیلداروں نے جو رسم ورواج سے خوب تفقہ ہو تے تھے دیوانی کے اختیارات بھی دیدیئے فوجداری کے اختیارات ان کو پہلے سے حاصل تھے۔
ایک موضع یا مجمع موضعات اپنی ایک کچہری رکھتا تھا اگرچہ اس کے فیصلوں کا اپیل ڈپٹی کمشنر کے ہاں ہو سکتا تھا مگر زیادہ مقدمات ومعاملات کا انفصال اہل مقامات کے پنچوں کے احاطہ میں ہو جاتا تھا۔انگریزی افسر اپنی رائے سے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے وہ قوانین کے پابند نہیں ہوتے تھے اور شرق میں یہ بات زیادہ تر پسند ہوتی ہے گو اس میں غلطیاں ہوتی ہیں مگر عدالت میں جو التوا ہوتا ہے وہ نہیں ہوتا۔
تمام دیوانی کے انتظام میں کوئی اصلاح جب تک نہیں ہوسکتی کہ مالی انتظام درست نہ ہو اور مالی انتظام میں سب سے بڑی چیز محصول اراضی ہے محصول اراضی عبارت اس سے ہے کہ پیداوار اراضی میں سے گورنمنٹ دعوے کرے کہ ایک حصہ اسکا لے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ہندوستانی عملداریوں میں یہ حصہ جنس میں اکثر ادا کیا جاتا ہے اور ہر فصل پر وہ تحصیل کیا جاتا ہے محصلوں کی تنخواہ کم ہوتی ہے اور وقت پر دی نہیں جاتی لیکن اگر کاشتکار نے رشوت دیکر انکی مٹھی گرم کردی تو انہوں نے بتائی ہیں

سرکار کا حصہ کم لے لیا اور اگر رشوت نہ دی تو زیادہ حصہ لیا ہر صورت مین سرکار کی آمدنی کا بڑا حصہ محصلین کے گھر جاتا۔ گورنمنٹ انگریزی نے یہہ نظام جاری کیا کہ ہر ضلع کے پیداوار چند سالہ کا اوسط نکالا جاتا اور اس پیداوار کی قیمت نرخ بازار کی اوسط نکالی جاتی سرکاری حصہ کی قیمت کم اوسط کے موافق نقد لی جاتی۔ اگرچہ اس انتظام سے طرفین کو فائدہ ہوتا تھا مگر کاشتکار کو زیادہ فائدہ ہوتا تھا تخمینہ قیمت جو کیا جاتا دس یا بیس یا تیس سال مین ایک دفعہ کیا جاتا تا ایک سال مین دو تین دفعہ جسکے سبب سے کاشتکارون سے کوئی استحصال بالجبر نہ ہوتا اور نہ اہل کارون کا ان پر ظلم و ستم ہوتا اگر برٹش گورنمنٹ سوا اس نفع رسان کام کے کوئی اور کام فائدہ رسان نہ کرتی تو اس کی فیض رسانی کے لیئے یہی کام کافی ہوتا۔ اب سوال یہہ ہے کہ رنجیت سنگھ کے قائم مقامون کے ہاتھ سے پنجاب انگریزی گورنمنٹ کے ہاتھ پر منتقل ہوا تو اسکی مالی حالت کیا تھی؟

رنجیت سنگھ کے زمانہ کی سخت و جید تدبیرون سے جو مالی حالت تھی اُسکو ہنری لارنس اور جان لارنس نے اپنی رزیڈنٹی کے عہد مین ایسی ترقی دی تھی کہ بورڈ کو کوئی از سر نو تدبیر کرنی نہین پڑی بلکہ جو پہلی تدبیرین تھین ان ہی کو بروے کار ظاہر کرنا پڑا۔ آن روے ستلج کے اضلاع مین زمین کی پیمائش ہو کر مالگزاری کا بندوبست تیس سالہ ہوا تھا اب اسکی تکمیل کے لئے خاص پنجاب کے بڑے حصہ مین سرسری بندوبست کیا گیا اب یہہ ضرورت تھی کہ جو اس مین غلطیان معلوم ہوئی ہین وہ درست کی جائین اور باقی حصون مین بھی اسی طرح بندوبست کیا جائے۔ یہہ ملک جسکا بندوبست مالگزاری کیا جاتا تھا ایسا تھا کہ اسکا حال بخوبی نہین معلوم تھا اس لیئے وہ اتنی مدت کے لیئے کیا جاتا تھا جو تین سال سے کم اور دس سال سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ رنجیت سنگھ کے زمانہ مین بندوبست مالگزاری یہہ تھا کہ پیداوار کی جنس مین کل پیداوار کا نصف اکثر لیا جاتا تھا جنس مین مالگزاری سرکار کا ادا کرنا بورڈ نے موقوف کر دیا گو اسکے برخلاف کاشتکارون نے بڑا غل مچایا مگر کاشتکار جو جمع پہلے دیتے تھے وہ آدھی کر دی گئی تھی یعنی چوتھائی کل پیداوار کی سرکار لیتی تھی۔ اسطرح زر مالگزاری مین کم کرنے سے سرکار کا نقصان نہین ہوا اسلیئے کہ ملتان پنجاب مین شامل ہو گیا تھا اور اور بیرونی اضلاع شامل ہو گئے تھے اور بہت سے جاگیردارون کی جاگیرین ضبط ہو گئی تھین اور محصلین ٹیکس کے ناجائز فائدے جاتے رہے تھے ان سب باتون کے سبب سے خزانہ شاہی مین روپیہ بہت آنے لگا تھا۔

سلوک جاگیرداروں اور سرداروں کے ساتھ برتاؤ کے معاملات

جب کوئی نیا ملک لیا جاتا ہے اور پرانا خاندان مٹایا جاتا ہے تو اکثر یہہ واقع ہوتا ہے کہ اس انقلاب مین جو ملک مین جماعت امیر ہوتی ہے اسکے سر پر سب سے زیادہ آفت وبلا آتی ہے وہ تباہ وخستہ حال ہوجاتی ہے۔ جب شاخ کٹتی ہے تو پتے مرجھا جاتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی نے جمہور رعایا کے ساتھ بہت سوچ بچار کر فیاضانہ سلوک کیئے مگر جوان کے ہاتھ سے اعلے جماعتین برباد ہوئین انپر وہ نظر عاطفت نہین کی کہ وہ پنپ کر پھر اپنی اصلی حالت پر عود کرتی۔ جب بری گورنمنٹ کے عوض مین بھلی گورنمنٹ قائم ہوتی ہے تو اسکا یہہ میلان ناگزیر ہوتا ہے کہ وہ اعلے جماعتون کو ادنے بنائے۔ برٹش گورنمنٹ نے یہہ دیکھا کہ اس سے پہلے جو جماعت تھی بڑی دولتمند خوب عیش و عشرت کرتی تھی اور زندگی کے سارے لطف اوٹھاتی تھی اسکو یہہ برتری ونرمی غریبون پر ظلم و ستم کرنے سے اور اپنی سرکار کو دغا وفریب دینے سے حاصل ہوتی تھی۔ بس جب خراب وضعیف گورنمنٹ کی جگہہ قوی اور نیک گورنمنٹ قایم ہوتی ہے تو اس کے لیے ضرور ہوتا ہے کہ وہ ان لوگون کی امارت وثروت کو مٹائے جو انہون نے ظلم کرنے سے حاصل کی تھی۔ بس اس تبدیلی گورنمنٹ کا میلان یہہ ناگزیر ہوگا کہ ان کو نقصان پہنچائے گو انکو بالکل غارت وتباہ نہ کرے یہہ بھی ماننا چاہیئے کہ چند گذشتہ سالون سے ہندوستان مین مدبران سلطنت انگریزی کی نگاہ مین ہندوستانی امرا کی جماعت بڑی حقیر وذلیل ہوگئی تھی کہ وہ یہہ نہین چاہتے تھے کہ گورنمنٹ یعنی سرکار اور جمہور رعایا کے درمیان کوئی اور واسطہ ہو۔ خواہ گورنمنٹ نے کیسا ہی نقصان پہنچانے کا منصوبہ کم باندھا ہو مگر ان لوگون کو جو بڑا نقصان پہنچا جنکی زیادہ بڑی بدنصیبی بہ نسبت انکی خطاؤن اور قصورون کے یہہ تھی کہ انہون نے بدنظمیون کے سبب سے نشو ونما پایا تھا اس بات کی تہ مین بڑا نکتہ یہہ تھا کہ انگریز جمہور انام کی رفاہ کی بڑی قوی تمنا رکھتے تھے ان کو بڑے شوق سے یہہ فیاضانہ آرزو تھی کہ کمزور کو زبردست کے ظلم سے بچائین لیکن کبھی فیاضی مین ایسی افراط ہوجاتی ہے کہ وہ دوسری طرف اوندھے منھ گرتی ہے اور بعض اوقات عدالت کی بڑی محبت ناانصافی کے کام کراتی ہے۔ جب پنجاب برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا تو یہہ الحاق اسکے بڑے بڑے سردارون کے لیئے بےچینی کا ناسور تھا پنجاب کی اول رپورٹ مین یہہ لکھا گیا کہ کوئی انقلاب عظیم سلطنت بغیر اسکے نہین واقع ہوسکتا کہ اس مین بعض جماعتون کو نقصان ضرور نہ پہنچے۔ جب کوئی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو ارکین سلطنت اور امرا پر کچھ نہ کچھ تباہی آتی ہے وہ فرقہ جو اپنی الوالعزمی

اور جاہ طلبی اور مذہبی حرارت کے سبب سے حکومت کرتا تھا وہ معمولی ادنے سوسائٹی کے ساتھ ہموار ہونے پر
اور زندگی کے عام پیشون اور کامون کے اختیار کرنے پر بغیر اسکے رجوع نہین کرسکتا کہ اسکے دل مین ناراضی
سے حزن وملال پیدا ہو اور اپنے زبردست فاتحین سے کینہ کی آگ اسکے سینہ مین نہ روشن ہو خواہ
گورنمنٹ کیسی ہی انسانیت رکھتی ہو فتح کی ساعت مین ان تباہ شدون کو رحم کی خواہش ان کمزوریون
مین سے ایک تھی جسکی سوچ بچار کے وہ عادی تھے - وہ ایک بڑا داؤن کھیلتے تھے جسکو بالکل ہار گئے
وہ اپنے سر پر آپ آفتون کو لائے تھے اپنے پاؤن مین آپ کلہاڑی ماری تھی انہون نے لڑائی کو
اپنے کوتکون سے اپنے سر پر آپ بلایا تھا جسنے انکو تباہ کیا - انگریزی پولیسی کبھی یہہ نہین ہوئی کہ وہ ناحق زبردستی
سے ان پر حملہ آور ہوئے ہون انگریزون نے کبھی پنجاب پر قبضہ کرنے کی تمنا نہین کی نہ انہون نے سکھون
کی سپاہ سے اول جنگ کرنی چاہی - وہ قوم بہادر قوم جو اپنی آزادی کے لیئے لڑتی ہے اپنے جوہر انسانیت
وحمیت وغیرت دکھاتی ہے اور اسکے جو پیشوا اور سردار ہوتے ہین وہ ہمدردی اور تعظیم واحترام کے مستحق ہوتے
ہین مگر سکھون نے اپنی قومی حمایت کی عزت کو خاک مین یون ملایا کہ انہون نے انگریزون کی دوستی کا ادعا کیا
اور لڑائی شروع کی انہون نے اپنی حب الوطنی کو دغا وفریب کا داغ لگایا اور اپنے جھوٹ اور مکر سے
اپنی عزت کو کھویا - لیکن پھر بھی پاک دل نیک نفس ہنری لارنس نے سکھون کے سردارون اور پنجابی
امیرون کے قصورون سے بڑی چشم پوشی کی اور ان کے خستہ حال پر جو اس نئی گورنمنٹ کے سبب سے
پیدا ہوئی تھی بڑی مہربانی کی نظر سے دیکھا اور ان کی ملکیت اراضی پر اپنا ہلکا ہاتھ رکھا اور سختی نہین
کی جو اعلے گورنمنٹ چاہتی تھی کہ ہواسنے بہادر سردارون اور بے ریا مرشدان مذاہب کے لیئے
بہت اراضی بطور معافی دیدی مگر اس مین کوئی فضول ایسی نہین کی کہ وہ مالی حالت مین باعتبار
پولیٹکل خلل پیدا کرتی بہت سی صورتون مین ان رئیسون کی جماعت نے اپنی امید سے زیادہ
گورنمنٹ کا عطیہ پایا - ان پاس جو بالفعل زمین قبضہ مین تھی وہ بدستور قائم رہی مگر چین حیات
بہت تھوڑے سے سردار تھے جنکی دوسری نسل کو اپنی آبائی ریاست سے مستفید ہونا نصیب ہوا ہو
بس اسطرح گورنمنٹ نے اپنے زور اور رحم کو مناسب اندازہ سے ملا کر دہشت ناک جماعتون کی اطاعت
حاصل کرلی گو انکی رضامندی نہین حاصل ہوئی - اب انگریزی منتظمون کو کوئی خوف باقی نہین رہا
تھا کہ کوئی اندرونی فساد کھڑا ہوگا - لاہور لورڈ کے انتظام سے پنجاب کو وہ برکتین اور نعمتین پہنچین کہ

وہ گورنمنٹ کا قوت بازو ساری سلطنت کے سلامت رکھنے میں بن گیا اس کے انتظام کے لیے
بہتر تدابیر کی جاتی تھیں اور ان تدبیروں کی تعمیل کے لیے تدبیروں سے زیادہ بہتر آدمی مقرر کیے
جاتے تھے۔ پنجاب کا انتظام کو انگریز اپنا سرمایۂ فخر و ناز سمجھتے ہیں اور غیر قومیں بھی اسکی تعریف
کرتی ہیں اسکی خوبی کو وہ لوگ بھی مانتے ہیں جنکی عادت نہیں کہ ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی
خوبیوں اور نیکیوں کو دیکھیں۔ گورنر جنرل اس ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک
پھرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتے تھے ان ہی کی خبرگیری کے سبب سے پنجاب کے
انتظام کو لوگ تحریر و تقریر میں بیان کرنے لگے کہ اسکا تجربہ میں لانا وہ ان ہی کے فکر صائب کا
ایجاد اور صحت عقل اور سلامت جسم کا اختراع ہے۔ لیکن یہہ کوئی نیا انتظام نہ تھا بہت دنوں
پہلے سے اسکا تجربہ کامیابی کے ساتھ ہو چکا تھا اور ہندوستان کے اور حصوں میں جاری تھا
مگر وہ کبھی ایسی وسعت کے ساتھ یا ایسے اچھے ملک میں نہیں کیا گیا تھا جو گورنر جنرل کا لاڈلا ملک
تھا صرف اس انتظام میں لاہور بورڈ کا مقرر کرنا ایجاد تھا جو ناکامیابی کے سبب چھوڑنا پڑا۔

مالی پولیسی گورنمنٹ کی سب جگہہ فیاضانہ تھی۔ رنجیت سنگہ نے جو سینتالیس ۴۷ چیزوں پر
محصول لگایا تھا ان میں سے صرف بیس ۲۰ چیزوں پر محصول قائم رکھنا ہنری لارنس نے ضروری
جانا۔ رنجیت سنگہ پنجاب میں بہت سے مقامات پر راہداری کے محصول لیتا تھا اگر کوئی تجارتی
اسباب ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے میں جاتا تو بارہ جگہہ اس سے محصول لیا
جاتا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۵۰ء کو پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد کل محصول جو شہر میں اور سڑکوں پر
اور درآمد و برآمد مال پر لیے جاتے تھے موقوف کیے گئے اور تجارت کے سارے موانع
دور ہو گئے اور اسکو اپنی قدرتی آزادی حاصل ہو گئی۔

ان محصولوں کے موقوف کرنے سے آمدنی میں جو کمی ہوئی وہ اس طرح پوری کی گئی کہ آبکاری کا
انتظام کیا گیا اور شراب پر محصول لگایا گیا۔ اسٹامپ جاری کیا گیا۔ بڑے بڑے دریاؤں کے
گھاٹوں پر محصول مقرر ہوا ضروریات زندگی میں سے صرف نمک پر محصول جاری ہوا جسپر ہمیشہ اعتراض
کیا جاتا ہے مگر نمک پر محصول لگنا یہاں کے آدمیوں کو ناگوار نہیں ہوا پنجاب میں نمک کے پہاڑ تھے
ان کا سارا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ میں تھا محصول کی آمدنی کے انتظام کے لیے پاس کے اضلاع سے

نمک کا آنا موقوف کیا گیا۔

ان انتظامون سے ملک کی خوشحالی کچھ بڑھی ہوئی نہین معلوم ہوتی تھی اسکا سبب کوئی گورنمنٹ کا قصور نہ تھا بلکہ یہان کی حالتون کا مقتضا وہ تھا۔ پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد تین فصلین بہت اچھی ہوئین۔ خالصہ کے سپاہیون نے ہل اور کدال کو ہاتھہ مین لیا۔ جمع مین زر مالگزاری کے کم ہو جانے سے اور ملک مین امن و عافیت کے ہو جانے سے جو پہلے کبھی ظہور مین نہین آیا تھا کاشتکارون کے بڑے حوصلے بڑھے زراعتی پیداوار سے بازارات گئے انکے انبار کے انبار لگ گئے مگر ان کے فروخت کے لئے سامان نہ تھے۔ کاشتکارون کو مشکل پڑی کہ جمع جو کم ہو گئی تھی اسکو بھی ادا کر سکین انہون نے زیادہ جمع کی تخفیف کے لیئے دہائی مچائی گورنمنٹ فیاض تھی مسرف نہ تھی یہ دہائی مچانا خالی از منفعت نہین ہوا۔

پنجاب مین سڑکین اور نہرین

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پنجاب مین جیلخانے اور مغربی سرحد پر قلعے بنائے گئے مگر اب اور کام رفاہ عام اور آسودگی انام کے یہہ تھے کہ سڑکین اور نہرین بنائی گئین۔ یہان ایک بے نظیر و عدیل انجنیر کرنیل روبرٹ نیپیر تھے جنہون نے گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ عظیم) اور بڑی بڑی نہرون کے بنانے کے سامان کیئے۔ نہرین اور سڑکین ایک دن مین تو بن نہین سکتین ہین تیار ہوئین اور بعد ازان انکی تکمیل ہوئی۔ اس ابتدائی زمانہ مین کرنیل نیپیر نے پنجاب کی اول رپورٹ کے ساتھہ ایک نقشہ چسپان کیا جس مین سڑکون کا پورا جال بچھا ہوا تھا اس مین سپاہ کی آمد و رفت کے لیئے اور اندرونی اور بیرونی تجارت کے واسطے سڑکین اور اطراف مین شاخین و شعبے بنے ہوئے تھے۔ انہین سے بعض کی تجویز تھی بعض کی پیمائش ہوئی تھی بعض داغ بیل پڑ کر پوری بن گئین تھین اس نقشے مین ملک کے اندر سڑکون کا جال ایسا پھیلا ہوا تھا جیسے کہ انسان کے بدن مین نسون و رگون و شہ رگون کا ہے۔

پنجاب کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ پنجاب پر تین سال سے قبضہ ہوا ہے جس مین ۱۳۴۹ میل سڑکین بن کر تیار ہو گئین ۸۵۳ میل سڑکین بن رہی ہین۔ ۲۴۸۷ میل سڑکون کی داغ بیل لگی ہے اور ۵۲۷۲ میل سڑکون کی پیمائش ہوئی ہے۔ پنجاب مین مغل بادشاہون کی بہت نہرین بنوائی تھین انکی گورنمنٹ نے مرمت کرائی اور کئی نہرون کے نکالنے کی تجویز کی جسکا ذکر ہم نہرون کے بیان مین

کرین گے یہہ تو بڑے بڑے کامون کا بیان تھا اب چھوٹے چھوٹے کامون کا ذکر ہوتا ہے۔

پنجاب مین سکون اور زبانون کا حال بڑا گڑبڑ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین کتنے پردیسی فتح کرنے والے آگئے ہین اور کسقدر سلطنتون کے انقلاب ہوئے ہین مشرق مین ہر بادشاہ اپنی سلطنت کی نشانی سکہ کو جانتا ہے اس لیئے جو فرمان روا ہوتا ہے وہ اپنا نیا سکہ جماتا ہے اور چلاتا ہے قسمت لپہ مین ۲۸ مختلف قسم کے سکے جاری تھی۔ امرت سر و لاہور مین تمیس ۳۰ کے قریب نانک شاہی روپے مختلف طرح کے چلتے تھے غرض ان سکون کے سبب سے تجارت مین بڑی شکلین پڑتی تھین اور لین دین مین غریبون کا نقصان ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے ایسا انتظام کیا کہ سب سکون کی جگہہ انگریزی سکہ چلنے لگا۔

پنجاب مین زبانین بھی مختلف بولی جاتی ہین گورمکھی گرمنتھ کی زبان ہے وہ لکھی جاتی ہے بولی نہین جاتی پھر بعض اضلاع کی زبان فارسی ہے بعض کی پشتو بعض کی پنجابی غرض کورٹ کی زبان سب جگہہ اردو قرار پائی۔

بورڈ نے تین سال مین تعلیم کے لیئے تیاریان کین مونٹ گومری صاحب نے اول دیسی مکتبون کی درس و تدریس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ کل پنجاب مین سب جماعتون کے لیئے ابتدائی مکاتب تعلیم پانے کے لیئے موجود ہین اور ان مین کاشتکارون کی جماعتین بھی پڑھتی ہین کہین کہین لڑکیون کے مدرسے بھی ہین خاص کر مسلمانون کے جنمین قرآن پڑھایا جاتا ہے کچھ لکھنا اور کچھ حساب سکھایا جاتا ہے۔ مکتبون کے لیئے مکانات نہین ہین۔ جھونپڑے اور مسجدین و خیمے اور بعض جگہہ بڑے سایہ دار درخت مکتبون کے لیئے مکانات ہین۔ بورڈ کے ممبرون مین یہہ استطاعت نہین تھی کہ وہ کوئی تعلیم کا سررشتہ بڑا بناتے مگر انہون نے یہہ چاہا کہ ہر ضلع مین ایک سنٹرل سکول قائم کیا جائے پنجاب مین اور ملکون کی طرح انگریزی تعلیم پانے مین تعصب نہ تھا جب انگریزی مدارس جاری ہوئے تو ان مین طلبہ بڑے شوق سے داخل ہوئے اور انگریزی زبان بڑی محنت سے سیکھنی شروع کی اور بہت سے سکھہ سردارون نے انگریزی مدارس اپنی طرف سے جاری کیئے اور روپیہ سے مدارس کی اعانت کی

پنجاب مین جنگلی درختون کے منون کی ضرورت ایسی معلوم ہوئی کہ بورڈ نے حکم صادر کیا کہ جہان تک ہو سکے جنگلون کی محافظت کی جائے۔ سرکاری عمارتون کے درختون کے جھنڈ اور بڑی بڑی

سڑکون اور نہرون پر دورویہ درخت لگائے جائین اس طرح آیندہ نسلون کے واسطے سایہ و کاٹھ کا سامان مہیا کیا گیا۔ لکڑی کی سب سے زیادہ ضرورت جلانے کی ہوتی ہے سو جنگلون مین سے لکڑی کاٹنے والے جھاڑیون اور درختون کو اناپ سناپ کاٹ لاتے تھے اس کے لیئے یہہ حکم ہوا کہ جہان یہہ کٹائی ہو وہان درخت لگائے جائین اور ان کی پرورش کی جائے لکڑی اور گھاس کے جنگلون کے لیئے اڈورڈس نسبٹ مہتمم مقرر ہوئے۔

زراعت

جو ملک ایسا ہو کہ جسکے باشندے آیندہ کا کوئی فکر نہ رکھتے ہون اور از دست تا دہان پر زندگی بسر کرنے پر راضی ہون اور اگر یہہ بھی میسر نہ ہو تو مرنے کو تیار ہون وہ فصلون کے دور کو کم سمجھتے ہین اور کمتر اسپر عمل کرتے ہین۔ یہہ مشاہدہ کیا گیا کہ جمع کی جو تخفیف کی گئی اسکے اول نتایج مین سے ایک یہہ تھا کہ کوتاہ اندیش کاشتکارون نے ہر جگہہ اناجون کی کاشت کی جسکے سبب سے بازار مین اناج کی افراط ہوئی اور اسی کے سبب سے زمین کو ضرر پہنچا اس برائی کے دور کرنے کے واسطے پنجاب مین تمباکو سن ایکھ وغیرہ کی کاشت بڑی وسعت کے ساتھ داخل کی گئی۔ ملک مین بالفعل شہتوت کے درخت افراط سے نہ تھے بورڈ نے ریشم کے کیڑون کی پرورش کے لیئے ایسی امداد کی کہ ملک مین ریشم کی تجارت کا بازار گرم ہو گیا۔

پچاس نئی قسم کے جنگلی درخت ان قطعات مین بوئے گئے جو ملکیون کے لیئے جدا رکھے گئے تھے اور چاء کی کاشت جسکو ممالک مغربی مین طامسن نے جاری کیا تھا وہ مری کے پہاڑون مین اور وادی کانگڑہ کے ڈھلانون پر جاری کی گئی جسکے سبب ایک نئی تجارت چاء کی جاری ہوئی جو افیون کی طرح قابل اعتراض نہ تھی۔

حفظان صحت

مشرق کے اچھے ملکون مین بھی حفظان صحت کے لیئے احتیاطین اور دور اندیشیان کم کی جاتی ہین۔ بڑے شاندار شہرون کی گلی کوچون مین فرش نہین ہوتا غلیظ رہتے ہین پانی کا نکاس نہین ہوتا۔ جانور جہان مرتے ہین وہین انکی لاشین پڑی ہوئی سڑا کرتی ہین۔ اسلیئے ہوا مین عفونت و سمیت پھیلتی ہے پانی مین کدورت اکثر وبائین آتی رہتی ہین جب سے اموات کے نقشے بننے لگے تو معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل کو یہان بہت کام کرنا پڑتا ہے۔ حفظان صحت کی ترقی کے لیئے جو اول کوشش کی گئی وہ مضر ہوئی۔ سائنس بیماری کے جرمون کو دور نہین کرسکتا جب تک کہ ان کو اپنی جگہون سے

ہلاک عادت کے خلاف انہین چالاکی نہ پیدا کرے - مگر چند سالون کی کوشش و اہتمام سے بخار کے مارے ہوئے اضلاع مین صحت کی ترقی ہوئی -

ان باتون مین بورڈ فقط اس بات پر راضی نہ تھا کہ وہ مربیانہ حکومت کرے یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ اہل مشرق کے واسطے حتی الامکان وہ فیاضانہ حکومت شخصی نہایت اچھی ہوتی ہے جو ہر ایک کام رعایا کے لیے خود کرتی ہے اور رعایا خود کچھ نہین کرتی لگرو نولارنس اسکو کب کامل گورنمنٹ سمجھنے لگے تھے - ہر شہر مین انگلش مجسٹریٹ انتظام و بندوبست کی جان ہوتا ہے لیکن اسکے ہمراہ ٹون کونسل کی گئی جسکے ممبرون کو پنجابی خود اپنے مین سے انتخاب کرتے تھے اور جب ممبرون کو اول حرکت دی جاتی تو پھر وہ بہت خوشی سے راہ مستقیم مین چلنے لگتے بس اس طرح سے میونی سی پل گورنمنٹ کی تخم ریزی پنجاب مین ہوئی جسکی زمین اسکی کچھ نہ کچھ قابلیت رکھتی تھی -

جیسے کہ حفظان صحت کی تدابیر میدانون مین ہو رہی تھی ایسے ہی اسکے ساتھ پہاڑون پر ایسے مقامات تجویز ہو رہے تھے کہ جہان کی آب و ہوا صحت بخش ہو جسکو انگریزی مین سی نی ٹیریم کہتے ہین پشاور راولپنڈی و جہلم کی بڑی بڑی چھاونیون کے سپاہیون کے لیے خوشنا کوہ مری پر مقامات صحت بخش مقرر ہوئے - پنجاب کی غیر آئینی سپاہ کے واسطے دریا رسندہ کے پار بہار الدین کے پہاڑون پر دوسرا سی نی ٹیریم مقرر ہوا اور لاہور اور سیالکوٹ کی چھاونیون کے واسطے چمبا کے پہاڑون مین سی نی ٹیریم تجویز ہوا اسکا نام مجوز کے نام پر ڈیل ہوزی رکھا گیا - اسی زمانہ مین سارے ملک کے بڑے بڑے مقامون مین اسپتال مقرر ہوئے ان کے سپرنٹنڈنٹ ہندوستانی مقرر ہوئے جو انگریزی ڈاکٹری جانتے تھے مشرق مین مریضون کو تعویذ گنڈے ون منترون جھاڑ پھونک ٹوٹکون و سحر و جادو پر بہ نسبت نسخون اور دواؤن کے زیادہ اعتبار و اعتقاد ہوتا ہے یہہ مریضون کی خوش نصیبی اس سبب سے تھی کہ یہان طبیبون کا کال تھا - مگر پنجاب مین لوگ ہندوستانی ڈاکٹر سے دوا لینا قبول کرتے تھے مگر انگریز کے ہاتھ سے نہین لیکن یقین تھا کہ جب وہ انگریزی دواؤن سے فائدہ اوٹھائین گے تو ان کو انگریزون کے ہاتھ سے بھی لینے لگین گے پنجاب کو برٹش گورنمنٹ دو رچھوٹے چھوٹے فائدے یہ پہنچے کہ ڈاکخانے قائم ہو گئے اور باربرداری کے جانورون کو زیادہ ظلم اٹھانے سے آسائش ملی نمک کی کانون کا انتظام اچھی طرح کیا گیا ملک کی جو عمارات عظیمہ بطور یادگار

تھین انکی مرمت ہوئی - غرض ہنری لارنس اور جان لارنس کا بڑا مقصود یہہ تھا کہ ہر چیز کو جو ہوسکتی ہو دریافت کیجیے اور کسی چیز کے نہ کرنے کے لیئے عذرات نہ کیجیئے - پنجاب کے انتظامات جو اوپر بیان ہوئے ہین اگر کسی کو یہہ معلوم ہون کہ وہ کچھ نہین ہین ان مین کوئی بڑی شان نہین پائی جاتی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے کہ کامل چیز اودنے اودنے چیزون سے بنتی ہے مگر کامل بننا خود اودنے چیز نہین -

یہہ سچ ہے کہ سلطنتون کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال اس طرح نہین ہوتی جیسی کہ تجارت کے کارخانون یعنی کوٹھی کھاتون کی ہوتی ہے - فرمان روائی مین تو خزانہ پر دلیرانہ لحاظ نہ کرنا بھی دانائی اور بہتر کفایت شعاری ہوتی ہے - باوجودیکہ ہندوستان بڑا مفلس ملک ہے مگر بورڈ کی کوشش اور حسن انتظام سے پنجاب کی آمدنی ہر سال بڑہتی گئی - باوجودیکہ اسکو ہر چیز کا از سر نو بنانا تھا جس مین ترقی جلدی جلدی ریل سے زیادہ تیز رو تھی پہلے سال مین باون لاکھ اور دوسرے سال چوسٹھ لاکھ اور تیسرے سال مین ستر لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی - اس اضافہ آمدنی کا کچھ سبب تو جاگیرون کی ضبطی تھی اور چوتھے سال مین سرکاری مال کے نیلام سے زیادہ آمدنی ہوئی مگر اسکے ساتھ گرینڈ ٹرنک روڈ اور بڑی نہر بنانے کے بڑے خرچ لگے ہوئے تھے اسپر بھی ۵۳ لاکھ روپے کی بچت ہوئی - بورڈ یہہ چاہتے تھے کہ آئندہ دس سالون تک پبلک ورکس مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور یہہ پبلک ورکس بعد ختم ہونے کے خود آمدنی کے صیغے تھے انسے امید تھی کہ آئندہ بارہ لاکھ روپے سے زیادہ آمدنی ہونے لگیگی - اگرچہ بندوبست مین جمع کی تخفیف کی جاتی تھی مگر جمع سرکاری بڑہتی جاتی تھی ۱۸۴۹ع مین جب پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا تو اسکی آمدنی سرکاری ۱۳۴ لاکھ روپیہ تھی اور ۱۸۵۷ع مین غدر کے وقت ۲۰۵ لاکھ روپے کی - اس ملک اضلات سے بیس لاکھ روپیہ نقد دہلی کو بھیجا جاتا تھا -

ایک بڑا اعتراض یہہ تھا کہ پنجاب مین پچاس ہزار سپاہ رکھی جاتی ہے جسکا خرچ سرکار کو دینا پڑتا ہے اسکا جواب لارڈ ڈلہوزی نے خود دیا کہ ستلج کی سرحد کی حفاظت کے واسطے جتنی سپاہ رکھی جاتی تھی اتنی اب کوہ سلیمان کی سرحد کے واسطے رکھی گئی ہے اس مین صرف دو گورون کی رجمنٹون کا خرچ اضافہ ہوا ہے اگر پنجاب سے آمدنی نہ ہوتی تو بھی وہ ایک عجیب کامیابی اور فتحیابی تھی - اس ناقص بنا مین بے شک نہ ہمیشہ نہ اکثر جنگ کا خرچ متناسب اسکے انصاف یا ناانصافی کے ہوتا ہے سکھون کی دولت اسکا

خرچ جو انگریزون پر پڑا وہ اصل مین ڈی فنسو (اپنی محافظت کے لئے لڑنا) لڑائی کا تھا جسنے مفتوحین کو
فاتحین نے بڑے اخلاقی فائدے پہنچائے اس مین مالی حالت کے اعتبار سے بھی بڑی کامیابی
ہوئی برخلاف اسکے افغانستان کی دو لڑائیون کے جو اگریسو (زبردستی کسی پر حملہ کرنا) لڑائی
تھیں جن کے سبب سے قوم پر حماقت کا داغ لگا اور سوا دولت کی بربادی کے کچھ اور نہ حاصل ہوا۔ جب سے
پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا اُس کے انتظام مین بورڈ کے کامون کا نتیجہ یہہ ہے کہ
ملک کے اندر امن امان قائم کیا گیا سرحد کی محافظت کی گئی مختلف سرکاری سررشتے و کارخانے درست
کیئے گئے۔ جرائم کبیرہ کا انسداد کیا گیا قانون فوجداری جاری ہوا جیلخانون مین تربیت و تعلیم شروع
ہوئی۔ دیوانی عدالتین قائم ہوئین محصولات مشخص ہوئے زرمالگزاری جمع کیا گیا تجارت کو آزادی
حاصل ہوئی۔ زراعت کو نشو ونما ہوا۔ مخازن قومی بروے کار ظاہر ہوئے۔ آیندہ ترقی کے لیئے
منصوبے باندھے گئے ملی آمدنی کا انتظام کیا گیا۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈیل ہوزی نے بغیر کسی افسوس کے بورڈ کو موقوف کر دیا ان کے نزدیک اسمین
کماحقہ کامیابی نہین ہوئی۔ ان کا یہ فعل بڑا نازک تھا کہ انھون نے پنجابی بورڈ کو توڑ دیا اور اسکی
جگہہ چیف کمشنر صاحب اختیار صرف ایک آدمی مقرر کر دیا یہ گورنر جنرل کی خوشی و مرضی تھی کہ
پنجاب کا انتظام کئی آدمیون کے ہاتھ مین ہونے کی جگہہ ایک آدمی کے ہاتھ مین رہے جب انکے
اس ارادہ کی شہرت ہوئی تو کوئی بنگلہ و کوٹھی و ایک چوبہ خیمہ جس مین انگریزی افسر رہتے ہون
اس ذکر سے خالی نہ تھا کہ ہنری لارنس اور جان لارنس مین دیکھین کون چیف کمشنر پنجاب
مین مقرر ہوتا ہے۔ ہر بھائی کے اوصاف ایسے بیان کیئے جاتے تھے کہ پہلے سے یہ فیصلہ
کرنا مشکل تھا کہ کون چیف کمشنر مقرر ہوگا مگر گورنر جنرل نے جان لارنس کو چیف کمشنر مقرر کر کے
اس مشکل کو سہل کر دیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی پولیسی الحاق ممالک کی روز روشن کی طرح عیان ہو گئی
تھی جسکے برخلاف ہنری لارنس کی رائے تھی اور اسکے موافق جان لارنس کی رائے اب اسوقت
اس بات پر کچھ افسوس نہین ہوتا کہ ایسا کیون ہوا۔ اسلیئے کہ جب غدر کا طوفان سارے ہندوستان
مین مچا تو یہہ مشیت ایزدی تھی کہ دونون بھائی اپنے ایسے عہدون پر مامور تھے جو ان کے لیئے
سزاوار تھے مگر اسوقت مین بہت لوگون کو افسوس تھا کہ ہنری لارنس کا نام پنجاب کے انتظام سے

اٹھ گیا جنکے سبب سے سکھون کے دلون مین انگریزون کا رعب اب بیٹھا تھا یہہ کہتے ہین کہ ہنری لارنس
ان سکھ سردارون کے ساتھہ بڑی ہمدردی و دل سوزی مروت و رعایت کرتے تھے جنکو انگریزی عملداری
کے سبب سے پنجاب مین نقصان پہنچا تھا وہ اس داد و دہش مین دریغ نہین کرتے تھے کہ انکو ملک
کی آمدنی کا ایک حصہ دیا جائے لارڈ ڈیل ہوزی یہہ چاہتے تھے کہ ملک کی آمدنی کا اضافہ ہو
اس آمدنی کے اضافہ کرنے کا ڈہب جان لارنس کو خوب آتا تھا۔ جان لارنس صاحب اپنے
بھائی کی محبت کے سبب سے اپنی خدمت سے جدا ہونا چاہتے تھے مگر گورنر جنرل کب ان کو
جدا کر تا تھا اسکو تو انکی خدمات کی ضرورت تھی اسلیئے ان کو چیف کمشنر مقرر کر دیا اور ہنری لارنس
کو راجپوتانہ کا رزیڈنٹ مقرر کر دیا کہ وہان اپنی دریا دلی اور برتری دکھائین سچ بات یہہ ہے
کہ پنجاب مین مدبر سپاہی کا کام ختم ہو چکا تھا جس مین سر ہنری لارنس کی خدمات بکار آمد ہوتی تھین
اب وقت یہہ آگیا تھا کہ کوئی سول افسر اپنی خدمات بجا لائے اور وہ سولین بھی ایسا ہو کہ بڑا تجربہ کار
خاص کر مال کے کام مین ہو۔ وہ جان لارنس تھے جنکو اسنے چیف کمشنر مقرر کر دیا لارڈ ڈیل ہوزی نے
بورڈ کو کبھی پسند نہین کیا اور ہنری لارنس کو بمجبوری بغیر اپنی خوشی کے مقرر کیا تھا جو اصل
پولیسی الحاق کو پسند نہین کرتا تھا مگر انہون نے ہنری لارنس کو ایسا برا بھی نہین جانا کہ جسوقت
الحاق کی پولیسی قائم ہو جاویگی تو وہ اسکی کامیابی مین شوق اور گرمجوشی سے کوشش نہین کرینگے
ان دونون مین اختلاف رائے روز بروز بڑہتا گیا ہنری لارنس نے مفتوح دشمنون کے ساتھ
ہمدردی کو وہ بڑھایا کہ الحاق کی پولیسی انکو ناگوار معلوم ہونی تھی اسواسطے یہہ طبع بشری کا مقتضا
تھا کہ لارڈ ڈیل ہوزی اول موقع پاکر بورڈ کو موقوف کرین اور کوئی اسکی جگہہ ایسا کارکن اپنے لاڈلے صوبے
پنجاب مین مقرر کرین جو انکی پیاری پولیسی الحاق کو پسند کرے بس انہون نے ایک سولین کو جو
ان کے ساتھ متفق الرائے تھا بجائے اس سپاہی کے جو ان سے رائے مختلف رکھتا تھا
چیف کمشنر مقرر کرنا زیادہ پسند کیا اور پنجاب کا بورڈ موقوف کر کے سارے ملک کا انتظام ایک
حاکم کے اختیار مین دیدیا۔ جان لارنس نے چیف کمشنر ہو کر پنجاب مین اپنی ساری انتظامی لیاقتون
کے جوہر دکھائے۔ وہ دن رات صبح و شام کام کرتے تھے اور ان کے ماتحت جسطرح کام کرتے
وہ تاریخ مین مشہور ہے وہ خود بڑے قوی اور تندرست تھے ان کے استخوان اعصاب و دل و دماغ

وہ قوت الماس رکھتے تھے کہ نہ خمیدہ ہون نہ شکستہ ہون وہ اورون کو بھی یہی چاہتے تھے کہ میری طرح توانا ہون۔ جیسا وہ جو سخت کام کرتے تھے تو ان کے ماتحت افسر بھی سخت کام کرنے سے خوش ہوتے تھے وہ زندگی کے معنی ہی کام کرنا جانتے تھے وہ ہمیشہ جیسی خدا کی عبادت کرتے تھے ایسی ہی بندگان خدا کی خدمت کرتے تھے وہ پنجاب مین اپنے سارے ہموطنون کے لیئے ایک سچے شریف عیسائی بطور نمونے کے تھے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ ڈاکٹر لوجن صاحب کو مہاراجہ دلیپ سنگہ کی اتالیقی سپرد ہوئی تھی جنکی تعلیم و تربیت کی تلقین کا نتیجہ یہہ تھا کہ مہاراجہ نے اپنے باپ دادا کا مذہب بدل ڈالا اور عیسائی ہوگیے اور انگلستان کی بود و باش اختیار کی۔ ان کی مان رانی جنداں عرف رانی چاند کنور بنارس مین جلاوطن ہوئی تھی۔ انگریزی عملداری مین پنجاب کے الحاق ہونے کے چند روز بعد اُس نے قید فرنگ سے اپنی رہائی کے لیئے سازش کی۔

۷۔ اپریل ۱۸۴۹ء کو اسنے اپنی سکونت کا مقام قلعہ چنار مین دریا کی طرف بدلا۔ اس تاریخ کی شام کو اپنے مقام سے چھپ چھپا کر اس پری پیکر دیو سیرت نے جوگن بن کے تن تنہا دور دراز کا سفر کیا نیپال کی دارالسلطنت کی طرف اختیار کیا اور کمال یہہ کیا کہ ۱۹ تاریخ تک پس پردہ اپنی آواز اس افسر کو سناتی رہی جسکی حراست مین تھی اس تاریخ کو معلوم ہوا کہ وہ مفرور ہوگئی۔ نیپال کی سرحد پر صحیح سلامت پہنچکر اسنے نیپال کے راجہ سے سیاہ پہاڑون مین آزادانہ رہنے کی اجازت مانگی کاٹھمانڈو کا دربار اسکے لیئے ا نیا جواب تیار کر رہا تھا کہ گورنمنٹ نے اس بس کی گانٹھ کا تمام مال و اسباب بنارس مین ضبط کرکے اس پاس حکم بھیجدیا کہ جہان ہو وہان بھی رہو سرکار سے تم کو ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملا کریگی۔ مدتون کے بعد وہ اپنے ہی بیٹے دلیپ سنگہ پاس انگلستان چلی گئی غم کی ماری اودھی اندھی ہوگئی تھی بڑھاپا جلد آگیا تھا۔ انگلستان مین ۱۸۶۳ء مین بیٹے کے پاس اسکا انتقال ہوا لوگ کہتے ہین کہ اسکے جنم پترے کی بدھل گئی اس مین لکھا تھا کہ اسکا بیٹا ادھرم ہوگا اور وہ پردیس مین مریگی۔ لاہور کا بورڈ جو نیک کامون کی تدابیر کرتا یا انکو اختیار کرتا اسمین لارڈ ڈلہوزی نہایت بستعدی سے اپنا حصہ لیتا۔ نیئے انتظام کے سارے بڑے کامون کے چہرہ مین اسکے دست و دل کی کارفرمای کے خط و خال بہت نظر آتے تھے وہ وقتاً

فوقتاً پنجاب مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھرتا اور ہر ایک چیز کو اپنی آنکھون سے دیکھتا ڈیوک ولنگٹن کی مثل وہ ہر چیز کو خود دیکھکر حکم دیتا اور اسکے حکم کی ذرا ذراسی باتون کی تعمیل ہوتی کوئی چیز اسکو اپنی اطلاع کے لیئے چھوٹی اور اپنی اصلاح کرنے کے لیئے بڑی نہین معلوم ہوتی تھی - سرحدی سپاہ کا مقرر کرنا اسکے اپنی ہی دیانت کا ایجاد تھا -

سر چارلس نیپیر

۷- مئی ۱۸۴۹ع کو سر چارلس نیپیر نے لارڈ گوف کمانڈر انچیف سے انکے عہدہ کا کام لیا وہ جس فتح کے حاصل کرنے کی امید مین یہان آئے تھے اُن کے آنے سے پہلے وہ حاصل ہو چکی تھی اس لیئے انکو اسکی عزت کے حاصل کرنے مین مایوسی ہوئی مگر اس پیر کہن سال خود رائے سپاہی نے ۶۷ سال کی عمر مین گورنمنٹ سے اور کامون مین مداخلت کرنے مین مباحثے شروع کیئے انہون نے سکوٹ لنڈ کے جوان لارڈ ڈیل ہوزی کی نسبت اپنی راے کا اظہار کیا کہ وہ پانی کی طرح ضعیف ہے اور خوش نما عورت کی طرح یا بدصورت مرد کی طرح خودنما ہے لارڈ ڈیل ہوزی نے پنجاب کے انتظام کے لیئے جو پولیٹکل تدابیر اختیار کین انپر طعن و تشنیع سر چارلس نے علانیہ کین انہون نے اپنی بے چین متکبر اور خود پسند طبیعت کے سبب سے گورنمنٹ کے ہر معاملہ مین مداخلت کی جو انکے تجربے اور ان کے عہدہ کے فرائض سے خارج تھی اگر لارڈ ڈیل ہوزی ایسے ضعیف ہوتے جیسے کہ نیپیر نے اوپر بیان کیا تو تمام اختیارات گورنمنٹ کے وہ اپنے ہاتھون مین لے لیتے - انہون نے لاہور کے بورڈ پر زور ڈالا کہ پنجاب کی گورنمنٹ ان کی تدبیر مجوزہ کے موافق بنائی جائے جسکا مقصود اصلی یہہ تھا کہ پنجاب مین اعلے درجہ کی حکومت کمانڈر انچیف کے ہاتھہ مین رہے اس باب مین گفتگوئین بڑی تلخ آمیز ہوئین نیپیر کی قلم نے ایسا زہر اگلا کہ ہنری لارنس بھی ہمیشہ اپنی مزاج کو ایسی دشمن کے برخلاف قابو مین نہین رکھ سکتے تھے مگر نیپیر صاحب سے کچھ ہوا نہین بورڈ جیسا تھا ویسا ہی رہا - مگر پنجاب اور واقعات ایسے پیش آئے کہ ان مین نیپیر کے موجود ہونے کی ضرورت پڑی ۱۸۴۹ع کے دسمبر کے شروع مین کرنیل جارج لارنس پشاور سے کرنیل بریڈشا کی سپاہ لیکر یوسف زئی کے ملک مین بعض سرکش زمیندارون کی سزا دینے کے لیئے چلے بعض لڑائیان بڑی تیزی و تندی سے ہوئین جنمین دشمنون کو شکست ہوئی اور ان کے دہات جلائے گئے - یہہ سزا انگلستان مین

انگریزون کے کانون کوبڑی وحشیانہ معلوم ہوتی ہے جارج لارنس نے پشاور اور کوہاٹ کے درمیان ایک سڑک بنوائی تھی اسپر سپہر کا ایک گروہ کام کرتا تھا اسپر بعض آفریدیون کی قومون نے وحشیانہ حملہ کیا انکی سزا دینے کے واسطے ۹- فروری ۱۸۵۰ء کو کرنیل برڈشا اور جارج لارنس پشاور سے سپاہ لیکر چلے- اس سڑک کے بننے سے آفریدیون کا نقصان یہہ تھا کہ انکی لوٹ مار کے حقوق آبائی مین خلل پڑتا تھا اور یہہ قومین اس سبب سے بھی شاید ناراض تھین کہ کوہاٹ کے نمک کی کانون پر محصول لگایا گیا تھا- سر کولن کیمبل اور خود نے بہر بڑی بیچیدار راہ مین سے گذر کر درہ کوہاٹ مین پہنچے جہان آفریدیون نے سپہر کے سپاہیون کو مارا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین آفریدیون کے چھہ گانون جلائے گئے اور کوہاٹ کے قلعہ کی تہوڑی سی سپاہ کی امداد کر کے وہ پھر پشاور کو واپس چلے آئے- دشمن نے جیسا جانی دفعہ انکا مقابلہ کیا تھا اس سے زیادہ آتی دفعہ سخت مقابلہ کیا اور توڑہ دار بندوقین پہاڑون پر سے چلائین- اس سفر مین سہ ایل تک سخت لڑائیان ہوتی رہین جرنیل نے پیر اپنی سپاہ کی بہادری کی تعریف کرتے ہین کہ ہم نے ان کوہستانی دشمنون سے جو دنیا مین بڑے دلیر و چالاک غارتگر مشہور ہین خوب معرکہ آرائی کی ان لڑائیون مین انگریزون کے بیس سپاہی ضائع ہوئے مگر آفریدیون نے انگریزون کی اطاعت نہین قبول کی- ۲۸- فروری کو انہون نے درہ کوہاٹ مین ایک قلعہ پر حملہ کیا محصورین کے چھڑانے کے لیئے گوف کے سپاہی گئے محاصرہ سے دشمنون کے ہٹانے مین ان کو دشواریان پیش آئین اور آفریدی پشاور اور کوہاٹ کے درمیان راہ کے مسدود کرنے مین کامیاب ہوئے- جولائی ۱۸۴۹ء مین راول پنڈی مین دو سپاہیون کی رجمنٹون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا اس سرکشی کا حال ہم سپاہ کی سرکشیون کے بیان مین لکھین گے-

نیپال اور بھوپال کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست سکم ہے انگریزی ڈاکٹر ہوکر کیمبل اپنی تحقیقات علم نباتات کی پیروی و دھن مین دارجیلنگ کے گرد بہت دور انگریزی قلمرو سے چلے گئے چینی پہرہ چوکی والون نے انکو روکا تو وہ الٹے واپس ہوئے کہ راجا کے سپاہیون نے لپک کر انکو زمین پر گرا دیا اور رسیان مین خوب جکڑ کر باندھ لیا کئی ہفتہ تک انکو قید خانے مین رکھا اور بہت تکلیف دی راجہ کی عملداری کے ہمسایہ مین ایک پہاڑی مقام دارجیلنگ تھا جسپر

انگریزون نے قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خوشی سے چھ ہزار روپیہ سالانہ راجہ کو اسکے معاوضہ مین
دیتے تھے اس سبب سے راجہ انگریزون کا دشمن ہو گیا تھا جب اس سے اول کہا گیا کہ وہ انگریزون
کو قید سے رہا کر کے حوالہ کرے تو اس نے انکار کیا تو بنگال کے قریب کی چھاونی سے بھیجی گئی لیکن
جاڑے کا موسم تھا سخت برف پڑی تھی اسلیئے سپاہ سکم تک نہ پہنچ سکی - ۷ - دسمبر کو راجہ کو ترغیب
دے دلا کر قیدیون کو چھڑا لیا اب یہ ضرور تھا کہ راجہ کو اس جرم کی سزا دی جائے - جنوری کے آخر مین
تھوڑی سی سپاہ بھیجی گئی جس مین سو سپاہی اور چند ہلکی توپین تھین وہ رنجیت دریا کی طرف روانہ
ہوئی اس فوج کشی مین کسی کی نکسیر بھی نہین پھوٹی کہ راجہ کسی دور کے قلعہ مین بھاگ گیا اور اس کی
سپاہ کا بھی پتا نہ لگا - راجہ کے باپ دادا کو برٹش گورنمنٹ نے نیپالیون کے ہاتھ سے بچایا تھا
اسپر یہہ احسان کیا تھا جب اس احسان فراموش نے یہہ جرم کیا تو اسکو یہہ سزا دی گئی کہ
اس سے وہ زمینین لے لی گئین جو اسکو جنگ نیپال کے ختم ہونے پر دی گئی تھین اور پھر
دارجیلنگ کا کرایہ چھ ہزار روپیہ سالانہ بھی نہین دیا گیا -

ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ کھانڈ یا کھونڈ کی قوم مین یہ دستور تھا کہ وہ پرتھوی کی پوجا کرتے تھے اور اسپر زندہ انسان
کی قربانی چڑھاتے تھے اس قربانی کو مریا کہتے تھے - گمسر کی مرتفع زمینون مین کھانڈ قوم کا
ایک سردار بڑا جوکرو بیساہی لوٹ مار کرتا تھا گمسر کے جنوب مغرب مین ایک کھانڈ کا ضلع چنارکیدی ہی تھا
اس مین اس انسان کی قربانی کے انسداد کے لیئے از سر نو کرنیل کیمبل نے مہم اختیار کی انہون نے
نہایت احتیاط سے اپنے استقلال اور پیار اخلاص کو کام مین لا کر ایک موسم مین دو سو بھریا کی
جان موت کے پنجے سے بچائی اور جو وحشی قومین ان کے گرد جمع ہوئین ان سے قسم لی کہ
وہ آیندہ انسان کی قربانی نہین کرین گے جبکا انسداد برٹش گورنمنٹ چاہتی ہے بدہ مین
ایک سو بچے اور زندہ بچائے گئے ہمسایہ کے مشنریون کو ایک سو بیس بچے حوالہ کئے گئے
کہ وہ انکی سرکاری خرچ سے پرورش کرین سورادا مین ان بھریا لڑکیون مین سے بہت کو خانہ داری
کے کام ایک بڑی بوڑھی صاحب اعتبار عورت نے سکھائے لوگون مین بعض نے دیہات
مین زراعت شروع کی -

بعض سپاہ مین بھرتی ہوئے - بہت طرفون مین نئی سڑکین بنائی گئین - مدت سے چند افسر

جنگ انسان کی قربانی کا انسداد ... بھوٹان سے ...

کھانڈ کی زبان بڑی محنت سے سیکھتے تھے یہہ زبان اب تک تحریر کی صورت مین نہین آئی
تھی انہون نے کھانڈستان کے اسکولون اور پولس کے نوکرون کے لیئے اس زبان کی تحریری
صورت بنا دی ۱۸۴۲ء کے ختم ہونے سے پہلے کیمبل صاحب بہت دور سور اوآئین گئے
کہ وہان قدیمی رسم دختر کشی کو موقوف کرائین - انہون نے وہان خاندانون کے سردارون کو کچھ
دھمکیان دین کچھ اقرار لیئے کچھ ترغیبین دین اور اسطرح انسے ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جس
مین انہون نے اقرار کیا کہ ہم اپنی لڑکیون کی پرورش کرین گے اور لوہو یح یہ قدیمی دستور کے موافق
انکی قربانیان نہین کرین گے - دختر کشی کا رواج کچھ افلاس کے سبب سے تھا اور کچھ اس وجہ سے تھا کہ
وہ آپس مین گوت بچاتے تھے اور لڑکیون کی شادیان آپس مین نہین کرتے تھے کھانڈستان کے
اور حصون مین ۱۸۵۰ء مین کیمبل صاحب کے نائب کپتان میک ڈی کار نے اس کام مین بڑی
کوشش کی کہ ڈیون میریاہ کو قربانی ہونے سے بچایا اور سردارون سے اقرارنامے لیئے کہ وہ آیندہ
یہہ قربانیان نہین کرین گے پٹنہ کے کھانڈ کو شل ان کے رشتہ دارون لوہ وحہ اور گم سر کے
سکھایا گیا کہ وہ اپنے کھیتون مین لڑکیون کے خون چڑھانے کی بجائے بیل کا خون چڑھایا
کرین - دوسرے سال کیمبل صاحب خود جے پور کی انسان کی قربانی کرنے والی قومون مین
گئے اور انہون نے اس رسم کو جو جینا کیمیڈی کے جنگلون مین سے مٹنے والی تھی مٹانا چاہا جب
انہون نے ان قومون کو بلایا تو انہون نے انکے خیمہ پر حملہ کیا اسکے پہرہ چوکی کے سپاہیون نے
جو چند گولیان چلائین تو وہ سب پراگندہ ہو کر بھاگ گئے بعد ازان ان بھگوڑون نے اطاعت
اختیار کی اور اپنے سب میریاہ حوالہ کر دیئے اور عہد کیا کہ پھر انسان کی قربانی نہین کرین گے -
انہین کی مرتفع زمینون مین بنڈاری کے آدمی جنگلون کے اندر چلے گئے اور کپتان صاحب کی سرائ
ان آدمیون کی قربانیون کے سر ڈال گئے جو ابھی نئی کین تھین یہہ گویا انہون نے اشارہ بتایا
کہ ہم تمہارا کہنا نہین مانین گے - ان بھگوڑون کے ساتھ معاملہ کرنے نے کپتان صاحب کو حیران
کیا انھون نے بنڈاری کے گانؤن کو مع اسکے تمام متبرک ہڈیون کے جلا دیا تاکہ وہ آیندہ انسانکے
قربان کرنے سے باز رہین اس مین قدرے انکو ناکامی ہوئی مگر جے پور کے کھانڈ سے جاڑے کے
موسم مین انھون نے ۸ ۵ امیریاہ کو چھڑا لیا - یہان جاڑے مین انگریزون اور سپاہیون کو تکلیف

اٹھانی پڑی اگر گرم سے گرم ملک مین نہ اٹھانی پڑتی ۱۸۵۲ع مین کرنیل صاحب جو کبھی تھکتے نہ تھے
ایک مشن مین گئے جس مین ان کے قدیمی مددگار و معاون مرگئے یا موت کے قریب ہوگئے صرف
ایک قوم نے چنا کیمنڈی مین اپنی قدیمی رسم کی حمایت مین ہتھیار اٹھائے لیکن ان لڑنے والون کے
ہتھیار گنڈاسے کیمبل صاحب کی بندوقون اور قواعددان سپاہ کے روبرو کیا کام کرسکتے تھے وہ
بھاگ گئے اسکا ایک گاؤن جلا یا گو اسمین سختی تھی مگر اس سے وہ صرف ڈرہی نہین گئے بلکہ
مطیع ہو گئے ان کے سردار تمام ملک مین گورنمنٹ کے معاون اس اپنے ملک کی وحشیانہ رسم کے دور
کرنے مین ہوگئے کیمبل صاحب نے جب جے پور مین سفر کیا تو بنڈاری کے کھانڈ بڑی تمنا سے
ان سے صلح کرنے آئے اور اپنے میریاہ حوالہ کیئے اور ان کے سردارون نے ضروری عہد و پیمان
کیئے اسکے معاوضہ مین اناج جو چھین لیا گیا تھا واپس کیا گیا اور ان کے جھونپڑے جو ویران کردیئے گئے
تھے ان کے بنانے کے واسطے کافی روپیہ دیا گیا ان کے گاؤن کے لیئے ایک نئی جگہہ کیمبل صاحب
مقرر کی جو ان کے پہلے گاؤن کی جگہہ سے دور تھی تا کہ ان کو قربانی کے پرانے مقامات دیکھنے سے
انکو اپنی پرانی رسم کی پھر تحریک نہو کیمبل صاحب کے اہتمام کا نتیجہ یہہ تھا کہ کھانڈ کے ۲۲۰ دیہات مین سے
صرف ایک گاؤن مین ان کے جانے کے بعد صرف ایک آدمی کی قربانی ہوئی ۱۸۵۳ع کے جاڑے
مین کیمبل صاحب نے پھر اپنی فیاضانہ کوشش کی جہان وہ یا ان کے شریک کار جاتے وہان اپنی
بڑی کامیابی کی نشانیان پاتے چنا کیمنڈی کی دختر کشی قومون مین نوجوان لڑکیان نشو و نما
پارہی تھین سرکار کمپنی کے ایجنٹ کو وہ لوگ جو دختر کشی کے مخالف تھے اپنی لڑکیون کو اسلیئے دکھاتے
کہ ہم نے کیا ایمانداری سے اپنے وعدہ کو ایفا کیا ہے۔ جن قومون مین ابتک جانا نہین ہوا انھا
انہون نے بھی عہدنامے لکھدیئے کہ وہ دختر کشی نہین کرین گے۔ غرض اسی طرح یہہ رسم میریاہ کی
ایسی مٹ گئی کہ وہ اب گذشتہ زمانہ کا ایک خواب معلوم ہوتا ہے۔

میرواڑہ ایک تنگ قطعہ پہاڑ اور جنگل کا اجمیر کے متصل ہے وہ میواڑ اور مارواڑ کے درمیان
حد فاصل ہے اس مین مَرا ایک قوم رہتی تھی جسکا پیشہ رہزنی تھا وہ اپنی لڑکیون کو مار ڈالتے تھے
اور ان کی ماؤن کو بیچ ڈالتے تھے اور اپنے ہمسایہ کے رجپوتون کی خلاف مال لینے کیلیئے
لڑائیان کرتے تھے ۱۸۲۱ع مین یہہ ملک انگریزی عملداری مین آیا تو یہہ وحشی قوم کپتان ہال صاحب کے

حوالہ کی گئی انکی دلدہی اور ہوشیاری اور دلداری سے چودہ برس کے اندر یہہ قوم آدمی بن گئی - چوروں کے گروہوں کو انکو اپنے ہی رشتہ داروں نے ہلاک کیا وہی لوگ انگریزوں کی سپاہ اور پولس مین بھرتی ہو گئے - ان کے وہان پنچایتین مقرر ہوگئین جو سنگین وارداتوں کے سوا سب مقدمات کا فیصلہ کرتی تھین - وہ بجائے اسکے کہ اپنے ہمسایون کی زمینین غارت کرتے اپنی زمینون مین زراعت کرنے لگے اور پیشون و حرفون مین لگ گئے -

کرنیل ہال تو بیمار ہوکر ولایت چلے گئے ان کے جانشین ۱۸۳۵ء مین کپتان ڈکسن اور سر چارلس مٹکلف مقرر ہوئے - کپتان ہال نے جس کام کی بنیاد ڈالی تھی اسکی عمارت کو کپتان ڈکسن نے تنہا بارہ برس رہ کر پورا بنایا انہوں نے دیکھا کہ اس ملک مین اکثر خشک سالی ہوتی ہے زراعت کے لیئے باقاعدہ آب رسانی کی بڑی ضرورت ہے انہون نے گورنمنٹ کے حکم سے اور اعانت سے یہان کے آدمیون سے تالاب اور کنوے کھدوانے شروع کیئے اور پہاڑون مین پانی کے روکنے کے واسطے بندھ بنوائے - کچھ روپیہ صرف کر کے بکر جنگلون کو صاف کرایا اور ان مین زراعت کرائی جو زمین بنجر پڑی تھی وہ بار آور ہو گئی جب ڈکسن صاحب نے اپنی ریاضت کے یہہ ثمر دیکھے تو انہون نے یہہ چاہا کہ میرواڑہ مین تجارت کی مستقل منڈی مقرر کردون انہون نے تین مہینے کے اندر ایک نیا نگر آباد کرادیا جسمین ہمسایہ کے ضلعون سے بنئیے اور مہاجن آنکر آباد ہوئے تجارت کے بازار کھل گئے شہر کے گرد فصیل بنائی گئی اس مین دو ہزار آدمی آباد ہوگئے جو تجارت و سوداگری و بنج بیپار کرتے تھے ڈکسن صاحب نے اپنے جانے سے پہلے ایک اسکول کھولا جس مین ہندوستانی اسسٹنٹون کو اپنا سارا کام سکھادیا جنہون نے کام بہت اچھی طرح سے کیا -

دکن مین ریاست میسور ہے جو ۱۷۹۹ء مین سلطان ٹیپو سے لیکر قدیمی خاندان کو جسکو حیدر علی نے تباہ کیا تھا واپس دیدی گئی تھی اسکا رقبہ ۸۰۰۰ میل تھا اس مین ہندو آباد تھے اسکے برہمن وزیر پورنیا کے حسن انتظام سے دس برس تک ریاست مین رعایا بڑی خوشحال رہی ۱۸۱۱ء مین پندرہ برس کی عمر کا لڑکا راجہ ہوا اسنے چند سالون مین وہ سارا خزانہ اڑا دیا جو پورنیا نے جمع کیا تھا اور ایسی بری طرح سے حکومت کرنی شروع کی کہ ۱۸۲۵ء مین طامس منرو گورنر مدراس نے اسکو صاف صاف الفاظ مین دھمکایا کہ اگر تم اپنے برے طریقون کو نہین

چھوڑو گے تو ریاست کی حکمرانی سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ مگر راجہ باوجود اس تنبیہہ کے اپنے کرتوتون سے باز نہین آیا ۱۸۳۱ء مین اسکی رعایا نے سرکشی اختیار کی اور میسور کو بدنظمی سے بچانے کے لیئے راجہ کرشنا راج تخت سے اُتار اگیا اور چودہ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کی گئی کہ وہ اپنے محل مین بیٹھا عیش اڑایا کرے اور سول گورنمنٹ کرنیل مارک کبن صاحب کو سپرد ہوئی وہ ریاست مین چیف کمشنر مقرر ہوئے وہ مدبر سپاہی تھے جنکے نیک کامون سے میٹھی بونکلی اور انہون نے خاک مین کلیان کھلائین انہون نے یہان کے آدمیون کی خوبو خوب پہچانی چھبیس ۲۶ برس تک وہ یہان رہے اور میسور کی گورمنٹ کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی خوبیون مین برٹش انڈیا کے کسی ضلع سے کم نہ تھی سستی کی رسم کو بالکل بند کرا دیا۔ پرانی راہ داری کے محصول اور اور بہت سے محصول موقوف کر دیئے ۷۶۹ محصول موقوف کئے گئے جنمین یہہ محصول بھی تھے کہ جو بیاہ پر بچہ کے پیدا ہونے پر اسکے نام رکھنے پر اسکے مونڈن پر لیئے جاتے تھے ایک گاؤن سے محصول اسلیئے لیا جاتا تھا کہ پولیگار (چھوٹا سردار) کے گم شدہ گھوڑے کو گاؤن والے تلاش کرکے نہین لائے تھے ناگر کے ضلع مین ایک خاص جگہہ پر اپنے دونو ہاتھون کو پہلوؤن پر رکھ کے جو شخص نہ جاتا اس سے محصول لیا جاتا اور بڑی فیاضی سے پبلک ورکس شروع ہوئے دیوانی اور فوجداری کی عدالتون کی خوب تحقیقات ہوکر اصلاح کی گئی محصول کے کم ہوجانے سے تجارت پر لوگون کو ترغیب ہوئی اور کبن صاحب کے حسن انتظام سے آمدنی ملک چوالیس لاکھ روپے سالانہ سے بیاسی لاکھ روپے پر پہنچی۔ غرض یہہ نتیجہ انگریزی راج کا ملک مین ہونا بڑی تعریف کے قابل کبن صاحب کا کام ہے اسکا نام ہر گھر مین اب تک جپا جاتا ہے۔

لارڈ ہارڈنگ کے عہد مین دو دفعہ معزول راجہ نے اپنی بحالی کے لیئے درخواست کی مگر لارڈ نے اس درخواست کو نامنظور اسلیئے کیا کہ وہ بجائے اسکے کہ چیف کمشنر میسور کا راجہ معاون ہو اُلٹا مزاحم ہوا اور کبن صاحب نے کہا کہ راجہ کا چال چلن ایسا نہین ہے کہ وہ ملک کی آئیندہ بہبودی اور آسودگی کا کفیل ہوسکے۔ پھر راجہ نے اپنے مقدمہ کو لارڈ ڈلہوزی کے روبرو پیش کیا جسنے شہادت اور دلائل کو تول کر فیصلہ کیا کہ راجہ کا کوئی دعوے نہین پہنچتا کہ وہ بموجب عہدنامہ کے جو اسکی حین حیات تک کیا گیا ہے دوبارہ اپنے راج پر بحال ہو۔ اسکے چال چلن مین بھی کوئی ایسی تبدیلی نہین ہوئی

کہ گبن صاحب نے اسکی نسبت کوئی بھلائی لکھی ہو۔ راجہ کی خوخصلت ایسی تھی کہ اسکی خودرعایا
اسکے بحال ہونے کے خیال سے خوف کرتی تھی آخر تین سالون مین گبن صاحب اور ڈکسن صاحب نے
جس آسانی سے کام کیئے وہ لکھنؤ اور بڑودہ اور حیدرآباد کے رزیڈنٹ نہین کر سکتے تھے یہہ
قاعدہ کی بات ہے کہ ہندوستانی دربارون مین پبلک کامون کے انتظامون مین رزیڈنٹ
کی براہ راست کوئی آواز نہین سُنتا اسکا ذاتی اثر و رعب و اب بھلائی کے لیئے اس بات پر موقوف
ہے کہ وہ بہت احتیاط سے پائین گاہ مین رہتے ہین کامیاب رہے وہ اپنی گورنمنٹ کی پولیسی
آگے اسطرح بڑھا سکتا ہے کہ وزیر وقت سے خانگی گفتگو مین اس گورنمنٹ کی پولیسی کے بڑھانے
کے منصوبے متانت سے بیان کرتا رہے ڈپلومٹیک احتیاط اسکو بہبودی عام اور آسودگی
انام مین گرم کوشی مین ایک حد کے اندر محدود رکھتی ہے۔ والی ملک کی پولیسی کے مغلوب کرنے
مین اسکو اسکے حقوق و فوائد و اعزاز پر لحاظ کرنا پڑتا ہے لکھنؤ مین سلیمن صاحب اور حیدرآباد
مین مریز صاحب رزیڈنٹ تھے۔ واجد علی شاہ اور نظام کی قلمرون مین جو خیانہ بدنظمیان
اور بدعملیان پاؤن پھیلا رہی تھین اُنکے روکنے مین دونو رزیڈنٹ اختیار نہین رکھتے تھے۔
گائکوار کے راجہ بھائی بڑودہ مین بڑے عالی دماغ روشن ضمیر اوٹرم صاحب رزیڈنٹ تھے
وہ سررشتہ وصیغے کی کھٹ پٹ کو اپنی تدبیرون سے روکنا چاہتے تھے مگر گورنمنٹ بھی انکی
ایسی مزاحم ہوئی کہ نومبر ۱۸۵۰ء مین وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوگئے۔
مرہٹون کی ریاستون گوالیار اور اندور مین راجا نابالغ تھے ریجنسی انکی جگہ کام کرتی تھی
رزیڈنٹ ان ریاستون کی ترقی کی رپورٹین بھیجتے تھے راجپوتانہ کا حال بدستور تھا صرف
اودے پور کے رانا اور اس کے بھائی بندون کے درمیان جھگڑا تھا ۱۸۴۹ء مین آپا صاحب
کے دوستون اور پیرون نے ناگپور کے راجہ کے برخلاف سلح بندی کی تھی اسنے ان رہیلون
کو جو نظام کی سرکار سے نکالے گئے تھے نوکر رکھ کر فساد برپا کیا تھا نظام کے کنٹنجنٹ کے چند
سپاہیون نے رہیلون کی سپاہ کو پراگندہ کردیا
انگریزی عملداری مین باستثنار چند مقامات جنکی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے سب جگہہ امن امان
وخیر و عافیت تھی میسور اور ساحل مغربی کے درمیان پہاڑ اور نشیبی زمینین مالابار کی واقع ہین جو

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزی عملداری مین داخل ہوئی تھین انمین مختلف قسم کے باشندے آباد تھے
جنمین سے ایک قوم ماپلا تھی جو عرب کی کسی قوم کی نسل سے تھی اور آٹھوین یا نوین عیسوی صدی مین یہان
آباد ہوئی تھی وہ بڑی آتش مزاج تھی اور اپنے مذہب اسلام پر فریفتہ تھی - وہ اپنے صلح پسند ہمسایون
کو تکلیف پہنچاتی اور ڈراتی رہتی - انگریزی عملداری مین کہین آنکر اسکا جوش خروش مذہبی کم نہ ہوا اور کبھی
کبھی اپنی حد سے باہر نکل جاتی ہے ایک دفعہ ۱۸۴۳ع مین انہون نے فساد مچایا تھا پھر اگست ۱۸۴۹ع
مین انہون نے ایک پیگوڈا (بت کدہ) پر قبضہ کر کے لوٹ لیا اور اسکے پوجاری برہمن کو وہین مار ڈالا
مدراس کے سپاہیون کی دو کمپنیان ان کے نکالنے کے واسطے بھیجی گئین بجائے اسکے کہ وہ ان کے
حملہ کا انتظار کرتے انمین سے پندرہ بے باک دل چلے ماپلا نے تلوارین ہاتھون مین لین اور پہاڑ پر سے
غل مچاتے ہوئے نیچے آئے اور اپنے سے دو چند سپاہیون پر جنکا افسر انساٹن واٹس تھا
ایسا حملہ کیا کہ سپاہی سہم گئے اور انہون نے واٹس صاحب اور ان کے چند ہمراہیون کے پرزے
اڑائے - کپتان واٹ صاحب اور باقی سپاہیون نے مجسٹریٹ کی پناہ لی اور کنانور سے گورے
سپاہیون کی کمک کے آنے کے انتظار مین بیٹھے - آخر کو ۴ ستمبر کو میجر ڈینس دو کمپنیان گورون کی
ماپلا کے ایک اور مستحکم مقام ارجید پورم پر لائے پھر ۶۴ بہادر ماپلا نے دفعتہً انپر حملہ آور ہوئے
مگر گورے ان سے ڈرے نہین چند منٹ لڑائی رہی سب ماپلا مارے گئے فقط ایک زندہ بچا
اور تین گورے مارے گئے اور بارہ کے قریب زخمی ہوئے جنمین افسر سپاہ بھی تھا -

دو برس بعد پھر کالانور مین ماپلا نے فساد کیا اور اسکا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے فساد کا ہوا تھا
ہندوستانی سپاہیون کی نامردی کے سبب سے گورون کو بھی ایک دفعہ انکے سامنے سے
ہٹنا پڑا جب ماپلے بہتر سے اور چھرے لیکر آئے تھے کہ ہندوستانی سپاہ انکے آگے سے بھیڑون
کی طرح بھاگی - وہ بچون کا سا خیال یہہ رکھتی تھی کہ یہہ ماپلا حقیقت مین جن ہین جنسے انسان بغیر
نقصان اٹھائے لڑ نہین سکتا - ۱۹ ماپلا انگریزون کی سنگینون پر آ چڑھے ان مین سے ایک
زندہ نہ بچا اسلیے مرنے کو وہ اپنی شہادت سمجھتے تھے جسمین انکو جنت ملنے کا یقین تھا پھر ایک
اور تازہ گروہ جو اپنے بھائیون کے مارے جانے سے خوف زدہ نہین ہوا پہلے سے ہر مقام
مین جسکے نافہم گورنمنٹ نے ہلچل ڈال دی تھی ان کے ساتھ یہہ بدسلوکیان کی گئی تھین کہ

زمینداروں نے سنگین لگان اپنے مقرر کیا تھا مہاجن ان سے بڑا سود لیتے تھے اور اہل پولیس ان سے رشوت بہت لیتے تھے مذہبی و نسلی مغائرت تھی ان سببوں سے ان کے دل مین بڑا جوش اٹھا۔ ہندوؤن پر جہاد کرنا شروع کیا دولتمند ہندوؤن کو قتل کیا اور لوٹ لیا۔ کالی کٹ کے مجسٹریٹ نے ان مین سے بعض کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ ایک نائمر کے مسلح ملازمون کے ساتھ لڑنے مین بعض ماپلا مارے گئے چند روز بعد یہہ نائمر بھی مارا گیا۔ مجسٹریٹ نے یہہ کوشش کی کہ ماپلا کے ٹنگل (بڑے پیر) کو سزا دی اس سے وہ اور بھی برافروختہ خاطر ہوئے اور دنگہ و فساد مچانے لگے انگریزی سپاہ ہر جگہہ اپنے پیش دستی کرنے کو موجود نہ تھی اپریل ۱۸۵۲ء مین ٹنگل مع اپنے تمام کنبے کے بھاگ گیا اور انگریزی عدالت کے اختیار سے باہر نکل گیا ایک نئے کمشنر نے بعض سرغنون کو سزا دی پھر ماپلا نے بہت برسون تک سوا ایک دفعہ کے فتنہ انگیزی نہین کی۔

اس اثنا مین بمبئی مین پارسیون اور مسلمانون مین ایک مذہبی دنگہ ہوا ایک پارسی نے اخبار مین آن حضرت کی نسبت کچھہ برا لکھا تھا جسکے سبب مسلمانون کو غصہ آیا۔ ۱۷- اپریل ۱۸۵۱ء کو مسلمانون نے پارسیون کی دکانین لوٹ لین۔ پولس اور گورون کی سپاہ نے چند روز مین اسکا بند و بست کر دیا مسلمانون کے قاضی نے مسلمانون کے غصہ کو دور کر دیا ۱۸۵۵ء مین ایک اور فساد حیدرآباد سے قریب بلارم مین اٹھا۔ ۱۷ ستمبر کو عشرہ کے دن مسلمان اپنے باجے بجاتے ہوئے گورون کی لائین کے پاس گذرے برگیڈیر میکنزی نے انکو منع کیا تو انہون نے اور زیادہ غل شور مچانا شروع کیا۔ جب انکا تعزیہ میکنزی کے بنگلہ کے پاس آیا تو وہ اور غصہ مین بھرے انہون نے علم چھین لیئے اور سب کو نکالدیا نصف گھنٹہ کے بعد تیسرے رسالہ نظام کی مدد لیکر مسلمانون نے میکنزی کے احاطہ کو گھیر لیا اور ان کو مار ڈالا اور ایک اور افسر کو زخمی کیا اور کوٹھی پر گولیان مارین جنمین لیڈیان ڈر رہی تھین اور جو انگریز یا انگریزن انکو رستہ مین ملے ان پر حملہ کیا۔ گورنر جنرل نے باغیون اور رسالہ کے سوارون کو سخت سزا دی میکنزی پر بھی الزام لگایا۔

۱۸۵۰ء مین آسام کے نہایت دور کے گوشہ مین ناگا اور کوکی قومین آپس مین لڑتی تھین اور انگریزون سے بھی لڑنے کو تیار تھین اور اپنے ہمسایون مین لوٹ مار کرتی تھین سال کے ختم ہونے سے پہلے سپاہ ان کے سزا دینے کے لیئے بھیجی گئی کوکی کے قوم کے سردارون نے پہلے ہی

شرائط کو قبول کرلیا اور اپنی فعل ضامنی دیدی مگر ناگا قوم کے لیئے ایسی کمین گاہین تھین کہ وہان قواعد دان سپاہ کچھ کام نہین کر سکتی تھی - چند مہینون کے بعد انسے کچھ لڑائیان ہوئین بعض انکی گڑھیان لے لین تو انہون نے انگریزون کی اطاعت اختیار کرلی -

پنجاب کی سرحد پر سال بھر مین ضرور تھا کہ دنگے فساد ہوا کرین - یہہ کوہستانی قومین اپنے پہاڑون کی چوٹیون پر اسطرح بیٹھی رہتی تھین جیسے کہ باز اپنے چڑیون کے شکار کے لیئے بیٹھا رہتا ہے - نیچے کے وادیون اور میدانون مین ہمیشہ اپنے ہمسایون کو لوٹا کرتی تھین بھلا برٹش گورنمنٹ اپنی رعایا کو کب اسطرح لٹنے دیتی تھی سنہ ۱۸۵۰ء کے آخر مین وزیری لٹیرون نے بنون مین دنگہ مچایا اور درہ گرناٹی کے پاس بعض دیہات پر حملہ کیا - دہاتیون نے ٹیلر کی غیر آئینی سپاہیون کی مدد سے اسکا بہادرانہ مقابلہ کیا لٹیرے الٹے اپنے گھرون کو چلے گئے آیندہ فروری مین اس قوم کے تین سو آدمیون نے دوسری پلٹن پنجابی کی ہیگیچ (خرجیون) کو لوٹنے کا ارادہ کیا ستر سپاہی ان سے لڑتے رہے کہ اور کمک انکی آگئی اور شمال مین اور آگے آفریدیون نے کوہاٹ کے قریب اور خیبریون نے پشاور سے پرے لوٹ مار شروع کی جو ان کے ہاتھ تلے آتا اُسے لوٹ لیتے - اسوقت رنجیت سنگہ کا جنرل اوٹ اے بائل یاد آتا تھا ہر خیبری کو جو پشاور کے پاس پھرتا نظر آتا تھا پھانسی دیدیتا تھا - ان لوگون کے علاج کے لیئے اکتوبر ۱۸۵۱ء مین وادی میران زئی اور وزیری کوہستان مین ایک پنجابی سپاہ متعین کی گئی -

مچھی ایک قصبہ دریا کابل پر یوسف زئی پہاڑون کے نیچے تھا وہان کے مومند خیلون سے لڑنے کے لیئے ان ہی دنون مین پشاور سے ایک لشکر جرار سر کولن کیمبل لے جانے کو تھے - اکتوبر کے مہینے مین کیمبل کی سپاہ کے آگے مومند بھاگتے پھرتے تھے انکے جو قلعے اور دیہات میدانون مین تھے برباد کردیئے گئے اور ایک نیا قلعہ انگریزی مخبرون نے بنایا جو تمام ہمسایہ کی خبرگیری کرتا تھا مگر مومند لڑنے سے باز نہین آئے تھے - کرنیل میکسن اور جارج لارنس صاحب کمشنر پشاور ان کے سردارون کو بر سر مصالحت لاتے تھے -

مارچ سنہ ۱۸۵۲ء مین کیمبل صاحب کو یوسف زئی سے لڑنے جانا پڑا جنہون نے اپنی سوات کی مدد سے لسٹرن کی کا تعدس پر حملہ کرنے مین کی تھی - ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا

کوہستانیون نے صلح کی شرائط کو قبول کرلیا اور ایک بھاری جرمانہ ادا کرنے کے واسطے ضامن دیئے
لیکن پشاور کی سرحدی قومین نچلی نہین بیٹھنی تھین۔ کوہاٹ سے پشاور تک وہ لوٹ مار اپنی
نہین چھوڑتی تھین اپریل مین کیمبل صاحب مومند کو شب قدر کے نئے قلعہ کے گرد شکار اور پشاور
کو مراجعت کرتے رہے مگر دشمن ان کو ہمیشہ ایسا ہی دق کرتے رہے جیسے کہ برسات کے مچھر گھوڑی
کے سر پر اپنی بھن بھن سے کرتے ہین۔ کوک اور لسٹڈن کے سپاہیون نے پرآم گڈھ فتح کرلیا
اور کیمبل کے سپاہیون نے ایک بڑے گروہ کی راہ پر قبضہ کرلیا اس سبب سے یہ فوج کشی
جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہوگئی۔ پہلی جون کو کیمبل کی سپاہ اپنی چھاونی مین واپس آگئی اور میکسن
صاحب کو مومند و سواتیون سے مصالحت کرنے مین کامیابی حاصل ہوئی لال پورا مین مومند کے
سردار سعادت خان نے انگریزون سے اپنے پہاڑون کی پناہ مین لڑائی کی تیاری کی اسنے
انگریزون پر یہہ الزام لگایا کہ اسکے خیلون کو جو زمین معافی مین دی گئی تھی اسپر محصول لگایا گیا۔
اسنے کمشنر کو لکھا کہ ہم ان محصولون کو نہین دے سکتے تم نے ہمارے حقوق اور فائدے
وہ چھین لیے جنکے ہم مستحق اپنی روز ولادت سے تھے کیا عالیشان گورنمنٹ کے لیئے یہ زیبا
تھا جسکے ممبر ہونے کی آپ لاف زنی کرتے ہین؟ تمہاری قوی اور برتر قوم کی عزت اور مرتبہ
کے لیئے یہہ بات شایان تھی؟ تم نے یہہ پسند کیا ہے کہ ہم کو بھوکا رکھ کر مار ڈالو ہم نے یہہ
پسند کیا ہے کہ مردانہ وار تلوار ہاتھہ مین لیکر مرین۔ اس عبارت مین خواہ کچھ سچ ہو یا نہ ہو مگر اس سے
برٹش ایجنٹ اور مومند مین مصالحت ہوگئی۔

باب چہارم

امن کی فتوح

کسی ملک مین چند ہی سرکاری افسر ایسی سخت محنت و کوشش کرتے ہین جیسے کہ برٹش انڈیا کے
اکثر گورنر جنرل وہ اپنے فرائض منصبی کو بغیر آزمندی اور غرض پزیری کے ایمانداری و دانشمندی سے
ادا کرتے ہین۔ اس لحاظ سے لارڈ ڈلہوزی سے کوئی گورنر جنرل برتر نہ تھا بیدار مغزی و
عالی دماغی و روشن ضمیری و جد کاری مین کمتر ہی انکی برابر گورنر جنرل ہوئے ہین انہون نے اپنی
کارپردازی اور فرمان روائی سے ہندوستان کے سرمایہ شادی کو بڑھا دیا اور اُس کے

کلبن زندگی کو نسیم خوشدلی سے نہال کردیا کوئی گورنر جنرل ایسا نہین ہوا جسنے ہندوستان کی خدمات مین اپنے تئین سراپا منہمک کیا ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو اور اپنے ضعف جسمانی کو عقل کی توانائی اور مرضی کی فرمان روائی سے توانا کیا ہو صحت کی طلب مین ہندوستان لورڈی کا مطلب یہہ ہوتا تھا کہ سرکاری کام زیادہ سرانجام پاے ۱۸۵۵ع مین کلکتہ مین پنجاب کے دوردراز دورہ سے بازگشت کرکے آئے اور چند ہفتے مقیم رہے اور پھر اضلاع بالا مین دورہ کے لیئے تشریف لے گئے اور سرجان مٹلر کو اپنی جگہہ گورنمنٹ بنگال کے لیئے مقرر کر گئے اب انکی چارون طرف امن امان خیر و عافیت تھی انکوا پنی عقل دوربین کی جولانیون کے لیئے میدان آگے تھا انہون نے اپنے کام کے تمام جزئیات پر علم حاصل کرلیا تھا ان کے احکام کی تعمیل مین یا انکی حکومت کے ماننے مین کسی کی ذرا سی بھی خطا پکڑنا انکو گوارا نہ تھا وہ رات دن سال بھر ان رفاہ عام کے کامون مین مصروف رہے کہ جنسے سلطنت کی کُل کے کُل پرزے درست ہون ۔ تجارت کے بوجھ ہلکے ہون ملک مین تمدنی و صنعت کاری و محنت شعاری کی ترقی بڑی وسعت کے ساتھ ہو ملک کے اندر جو محصولات لیئے جاتے ہون وہ موقوف ہون کل سواحل ہند تجارت کے لیئے کھلے ہوئے ہون ہر پریسیڈنسی مین عدالت خفیفہ کے محکمے قائم ہون دریا سندھ مین دخانی جہاز چلین اور ہندوستان مین بڑی بڑی ایسی سڑکین بنین جو پرانے اور نئے اضلاع کو ملادین ہندوستان کے دونو طرف ریلوے بننی شروع ہوان ۔ ہند مین سڑکون اور نہرون کا جال پھیلایا جائے تجربۂ ڈاک کی تخفیف محصول کا انتظام کیا جائے ۔ ہندوستانیون کی حسب تمنا تار برقی لگادیا جائے ۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کے تیسرے سال کے یہہ منصوبے و تدابیر و تجاویز تھین وہ موسم گرما مین ہمالیہ پہاڑ کے وسط مین گئے اور بعد ازان انہون نے بالائے ہند مین دورہ کیا اور سارے انتظامی کامون کے کلیات اور جزئیات کی کارروائیون کا ملاحظہ کیا اور جلدی سے حکم دیا کہ کمسریٹ کے جانور گوروں کی رجمنٹون کے غسل خانون مین پانی بھرنے کے لیئے کام مین لائے جائین کل ہندوستان مین کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جسکو گورنر جنرل نے اپنی ہشت سالہ عہد حکومت مین نظر غور سے خود ملاحظہ نہ کیا ہو ۔

انگلنڈ مین جو ہند کے قوانین بنتے تھے اُن مین لارڈ ڈیل ہوزی نے لارڈ بن ٹنک اور

لارڈ ہارڈنگ کے طریقہ کی پیروی کی انہون نے گورنمنٹ کی ہدایت کے لیئے یہہ اصول اختیار کیا کہ حاکمون کا ہونا صرف محکومون کی بھلائی کے لیئے ہوتا ہے اُنہون نے اپنی کامیابیون اور ناکامیون مین اسی اصول کو مرعی رکھا کہ بُرائیون کو دور کرین اور جو ظاہر غلطیان ہو رہی ہین ان کو درست کرین اور سب جماعتون و مذہبون اور قومون مین انصاف ہو اعلے درجہ کی تہذیب شائستگی کی تخم ریزی ہو دانشمندانہ عادل و پُرامن حکومت کی برکتین و نعمتین سب جگہہ پھیلائی جائین یہہ باتین لارڈ ڈلہوزی کی اصلی مقصود تھین جسکے لیئے وہ بہترین کوششین کرتے تھے بے شک یہی حکمرانی کے خیالات انکے ملک اور زمانہ کے مقتضار کے موافق تھے سب سے اول کام یہہ تھا کہ لارڈ ہارڈنگ کی اس کوشش کو پورا کرین کہ ہندو جو شاستر کے موافق اپنے ذاتی حقوق سے محروم کئے جاتے تھے وہ نہ ہون۔

۱۸۵۰ء کے شروع مین لارڈ ڈلہوزی کی کونسل نے یہہ ایکٹ پاس کیا کہ ہندو جو اپنے مذہب کو چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہین اور ہندوون کے دہرم شاستر کے موافق اپنے ملی حقوق سے محروم کیئے جاتے ہین وہ محروم نہ کیئے جائین اور اپنے حقوق اسی طرح پائین جسطرح اپنے ہندو ہونے کی حالت مین پاتے ہندوون کا پرانا قانون یہہ تھا کہ کوئی ہندو جو اپنا مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرے تو وہ تمام وراثت آبائی سے محروم کیا جائے اسکی ملکیت اس کے پاس نہ جانے پائے اور اسکی اولاد کو حکم تھا کہ وہ اس سے نہ ملے جسپر دیوتاون اور آدمیون کی پھٹکار ہے مگر لارڈ ڈلہوزی نے صاف صاف بیان کیا کہ صرف یہہ سٹیٹ کا حق ہے کہ اپنے ہاتھون مین اس اختیار کو رکھے کہ کسی کو وہ باقاعدہ وراثت کا مالک بنائے۔ الغرض اس ایکٹ نے ہندوون کو اس دنیاوی سزا سے بچا دیا جو اسکو اپنے باپ دادا کے مذہب آئین کے ترک کرنے سے ملتی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ ہندوون کے شاستر کے موافق بیوہ عورت کی دوبارہ شادی ہونی بالکل منع تھی جسکے سبب سے ہندوون مین تمدنی و اخلاقی بدکاری پھیل رہی تھی لڑکی خواہ وہ کیسی ہی چھوٹی عمر مین بیوہ ہوئی ہو اسکی دوبارہ شادی ہندو نہین کرتے تھے لیکن ہندوون کے شاستر مین بیوہ کے دوبارہ بیاہ کرنے کا ذکر نہین ہے مگر مہذب تعلیم یافتہ ہندوون نے بیواؤن کی شادیان کین اور انہون نے گورنمنٹ کے سامنے اپنے دہرم شاستر کے

موافق ان کے نکاح کا مباح ہونا بیان کیا۔ ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے گورنمنٹ کو درخواست
کی کہ دھرم شاستر مین یہہ حکم نہین ہے کہ بیوہ عورت ہمیشہ بیوگی کی حالت مین رکھی جاوے۔
کٹّے ہندوون نے اسکے برخلاف روایتین دہرم شاستر سے نکالکر پیش کین مگر دھرم شاستر کے
احکام گورنمنٹ کو اس اصلاح سے روک نہین سکتے تھے جو عدل و انصاف کے موافق عام بھلائی
پہنچاتین۔ کونسل کے روبرو ایک قانون کا مسودہ پیش ہوا کہ ہندو بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی
کرنے کے لیئے تمام مزاحمتین دور کی جائین اگرچہ اسوقت اور کامون کے مشغلہ کے سبب سے
اس بل کے پاس ہونے مین التوا ہوا مگر وہ لارڈ ڈیلہوزی کے چلے جانے کے چند مہینے
بعد قانون ہو گیا۔ پہلے ایکٹ پر ہندوون نے واویلا مچائی تھی کہ اسکا جاری کرنا ہم پر ظلم و ستم
ہے اور اس دوسرے قانون پر پہلے سے بھی زیادہ غل مچایا مگر کسی نے نہین سنا۔ جب قدیمی آئین
مین زمانہ حال کے خیالات کے موافق تبدیلی ہوتی ہے تو ہندوستانی غل شور مچاتے ہین مگر زمانہ
ان کو بدلے بغیر رہتا نہین ہے

لارڈ ہارڈنگ نے ستی کی رسم کے مٹانے مین بڑی سعی بلیغ کی تھی لیکن اپنی خوشی سے بیوہ
عورتون کا ستی ہونا موقوف نہ ہوا تھا خاص کر راجپوتانہ مین جہان عالی نسب معزز عورتین خاوند کے
ساتھ چتا مین زندہ جل جانے کو اپنی بڑی عزت و حرمت گنتی تھین اور ان کا یہہ عقیدہ تھا کہ ان کے
ستی ہونے سے ان کا پتی سرگ مین جائے گا۔

اودے پور و الور و بیکانیر مین ستی ہونے کے باب مین لارڈ ڈیلہوزی نے دھمکا کر مداخلت
کی جسکو راجاؤن و رئیسون نے بطور حکم کے مانا۔ ایک چھوٹی سی ریاست ڈونگرپور تھی جسکا راول
نابالغ تھا ریاست مین انتظام انگریزی ۱۸۵۳ء مین ہوا تھا اس مین ایک راجپوت عورت ستی ہوئی
جسپر لارڈ ڈیلہوزی کو ایسا غصہ آیا کہ ٹھاکر کے بیٹے کو جو اس ستی ہونے مین شریک تھا اور برہمن کو
جسنے یہہ رسم ادا کی تھی تین تین برس کی قید کی سزا دی۔ ٹھاکر جسنے ستی ہونے دیا تھا اس کی
نصف آمدنی تین سال تک ضبط کی اس سزا سے سارے رئیسون کے دلین خوف بیٹھ گیا
کہ گورنمنٹ کے حکم کی سرتابی کا نتیجہ یہہ ہوگا۔

انسی برس گذرے کہ وارن ہیسٹنگز نے بنگال مین ڈکیتی کا یہہ انتظام کیا تھا کہ جس زمیندار کے

علاقہ مین ڈکیتی ہو اُسکو سزا دی جائے ۱۸۳۰ء مین ممالک مغربی مین سر چارلس مٹکاف نے اسکے انسداد مین سعی کی پھر لارڈ آک لینڈ نے سلیمن صاحب کو ٹھگی کا اور اسکے ساتھ ڈکیتی کا بھی انتظام سپرد کیا اور مسٹر ڈیم پیر صاحب کو یہی کام زیرین بنگال مین سپرد ہوا سلیمن صاحب کی کوشش سے ایکٹ ۲۴ ۱۸۴۳ء پاس ہوا جس مین کورٹ کو اختیار دیا گیا کہ جو ڈاکو قیدی ہو اُسکو سخت سزا دی جائے پھر ایکٹ پاس ہوا جو ڈاکو جیل خانہ سے بھاگ کر ہندوستانی ریاست مین چلا جائے وہ دوبارہ گرفتار کیا جائے اور نہایت سخت سزا دی جائے۔ مجرم ڈاکو اپنے ساتھ کے بہت ڈاکوون کو پکڑواتے اور مجسٹریٹ انکو سخت سزا دیتے۔ مگر پرانے ڈکیتون مین موروثی جو ٹٹون کی قومون کی نو پود ایسی ملتی جاتی تھی کہ لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۲ء مین لکھا کہ کلکتہ کی رعایا کے دل مین ڈاکوون کا خوف رہتا ہے خاص کر بردوان و ہگلی و کشن گڈھ مین۔ ایک اور ایکٹ پاس ہوا جس مین پہلے ایکٹون کی ترمیم اور ان کے مبہم الفاظ کے معانی کی تشریح و تفصیل ہوئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۲ء مین بنگال مین جو ڈکیتی کی وارداتین لکھی گئین وہ پہلے کی نسبت آدھی تھین ڈاکوون کے بڑے بڑے سنڈ و گرو گھنٹال فرانسیسی عملداری مین چندرنگر چلے گئے۔

کل برٹش انڈیا مین جیوری کا قانون پاس ہوا اکتوبر ۱۸۶۹ء مین اس قانون کا مسودہ پیش ہوا تھا دوسرے سال کی شروع مین وہ قانون ہو گیا کہ سشن جج کے اجلاس مین چھہ سات لایق و قابل شرفا جنکی عمرین پچیس اور پچاس سال کے اندر ہون جیوری مین بیٹھا کرین اور مجرم کی سزا دینے مین جج انکی راے لیا کرے اور کثرت راے سے مقدمہ کا فیصلہ ہوا کرے اور اگر جج اور جیوری کی راے مین اختلاف ہو تو وہ اعلے محکمہ مین فیصلہ کے لیئے رجوع کیا جائے غرض یہہ صورت انفصال مقدمات کی یہان کے دستور کے موافق ایک پنچایت کی سی تھی۔

جیوری مین اول مقدمہ لالہ جوتی پرشاد گماشتہ مجسٹریٹ کا ہوا۔ لالہ صاحب نے دس سال کے عرصہ مین جو بڑی بڑی لڑائیان ہوئین تھین انمین کمسریٹ کا خوب اہتمام کیا اور ضرورت کے وقت سرکار کو روپیہ بھی قرض دیا تھا۔ انہون نے پچاس لاکھ روپیہ کی سرکار پر نالش کی گورنر جنرل نے اس نالش پر کچھہ خیال نہین کیا انکو دغا و فریب دینے کے جرم مین پھانسی دیا۔ ۲۷ - مارچ ۱۸۵۱ء مین

جیوری

انکے مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور وہ جیوری کے فیصلہ سے بالکل بری ہوئے۔
لارڈ ڈلہوزی کو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ انکے جیوری کے قانون جاری کرنے سے ایسے
بڑے شریف آدمی کے لیئے مقدمہ مین عدل وانصاف ہوا سرکار کے ایسے محسن کو جرم مین ماخوذ کرنا
بڑی غلطی تھی کمپنی پر یہہ پرانا الزام چلا آتا تھا کہ وہ ہمیشہ لوگون کو دولت مند ہونے کے سبب سے
مجرم ثابت کرتی تھی وہ بھی دفع ہوا۔

—— اسی اثناء مین مسٹر ڈرنک واٹر بی تھیون نے ۱۸۴۹ء مین یہہ پیش کیا کہ جیسا کہ
۱۸۳۶ء مین بلیک ایکٹ پاس ہوا ہے کہ انگریزون کے دیوانی مقدمات کو کمپنی کے جج فیصلہ
کیا کرین ایسے ہی انکے فوجداری کے مقدمات کو سوا قتل کے کمپنی کے مجسٹریٹ فیصلہ کیا کرین۔
اس بل کے برخلاف انگریزون نے اسی قسم کا غل شور مچایا جسکو ہم نے بلیک ایکٹ کے پاس ہونے
کے وقت بیان کیا مگر آخر کو ڈرنک واٹر کو اپنے بل کے پاس کرنے مین کامیابی ہوئی

ہندوون کی لڑکیون کے مدرسہ کے جاری کرنے مین بی تھیون صاحب کو بڑی کامیابی
ہوئی انھون نے دولت مند ہندوون کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے
مالا مال کرین انکے سمجھانے کا اثر یہہ ہوا کہ مئی ۱۸۴۹ء مین ایک لڑکیون کا مدرسہ کلکتہ مین
جاری ہوا اسمین اکیس لڑکیان داخل ہوئین اور ایک انگلش لیڈی اور ہندوستانی پنڈت
تعلیم کو مقرر ہوئے لڑکیون کے ماں باپون کی مرضی پر موقوف تھا کہ وہ اپنی مادری زبان بنگالی
لڑکیون کو سکھائین یا انگریزی زبان پڑھائین مسٹر بن تھیون نے اپنے سپیچ مین فرمایا کہ ہزارون کام
عورتون کے اور سوزن کاری اور کارچوبی اور نقشہ کشی اور بہت سی چیزین انکو مدرسہ مین ایسی سکھائی
جائینگی کہ وہ اپنے گھرون کو آراستہ کرینگی اور انکو بے ضرر نفیس شغل ہاتھ آئے گا۔ باوجود
اسکے کہ لوگون نے اس مدرسہ کی بڑی مخالفت کی مگر ۱۸۵۰ء مین لڑکیون کی تعداد ۲۱ سے
بڑھکر ۳۴ کی تعداد ہو گئی اور اسی قسم کے اور اسکول جاری ہو گئے بن تھیون صاحب کو ناگہانی موت
آگئی لارڈ ڈلہوزی نے اس مدرسہ کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا آخر کو سرکار کمپنی کے حکم سے یہہ
مدرسہ قائم ہو گیا۔

ڈاکٹر ہنٹر نے مدراس مین ۱۸۵۰ء مین ایک مدرسہ فائن آرٹس کا جاری کیا جس کے

سبب سے اُن چیزون ساخت مین ترقی ہوئی جو روزمرہ گھر مین کام آتی ہین اس مدرسہ کا نمونہ جبل پور کے مدرسہ مین موجود تھا جو ٹھگون کے بچون کو صنعت کاری سکھانے کے لیے مقرر ہوا تھا ۱۸۵۵ء مین یہہ دونو اسکول جنکے بانی ڈاکٹر ہنٹر تھے گورنمنٹ نے خود اپنے اہتمام مین لے لیئے۔ گو ہندوستان مین بہت طرح کے صنعت کے کام اعلے درجہ کے بنتے تھے نگران مدرسون نے ہندوستانیون کی وہ صنعت کے کام سکھائے گئے جو یہان موجود نہ تھے یا انکی برابری نہین کر سکتے تھے۔

لارڈ ڈیل ہوزی ایسی تحریکون پر بہت التفات کرتے تھے اور اپنے نام اپنی دولت اپنی حکومت کو کام مین لاتے تھے۔ مسٹر بن تھیون نے جو کلکتہ مین ہندو اور مسلمانون کی انجمن کی ترقی کے لیے تدابیر تجویز کین تھین انکو وسعت دینے کے لیئے خود لارڈ ڈیل ہوزی نے پریسیڈنسی کالج کے قائم کرنے کا ارادہ کیا کہ اسمین طلبہ تعلیم پائین اور خاص کر انگریزی زبان سیکھین اور اس مین اعلے درجہ کی تعلیم دی جائے جو اسکولون کی بالفعل تعلیم سے بڑھ کر ہو ایسے کالج کے قائم کرنے کے واسطے انہون نے انڈیا ہوس سے حکم حاصل کیا انکی استعانت کے بل پر جیمس طامسن صاحب کی بھی ہمت بندھی کہ وہ ۱۸۵۰ء مین تعلیم عامہ کا تجربہ کرین ۱۸۵۰ء مین وہ ممالک شمالی کے لفٹنٹ گورنر تھے اپنے ماتحت اکتیس اضلاع مین سے آٹھ اضلاع مین انہون نے خاص گورنمنٹ اسکول مقرر کیئے اور مسٹر سٹورٹ ریڈ صاحب کو اس تعلیم کا اہتمام سپرد کیا تیسرے سال کے آخر مین ۹۶۴۳ مدرسون کے اندر ۲۳۰۰۰ طلبہ پڑھتے تھے اس تجربہ مین ایسی کامیابی خاطر خواہ ہوئی کہ گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز سے درخواست کی کہ ایسی زبان کی تعلیم کی اس ترکیب کا تجربہ تمام ہندوستان مین کیا جائے بنگال مین اب تک پاٹ شالون کی ترقی کے لیے کچھ انتظام نہین کیا گیا تھا انمین معلم چند روپیون کی تنخواہ پر کچھ لکھنا پڑھنا حساب سکھا دیتے تھے انگلنڈ سے کورٹ واٹرکٹرز نے گورنر جنرل کی درخواست کا جواب خاطر خواہ دیا قابل یادمراسلہ مورخہ جولائی ۱۸۵۴ء جو بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ بھی سر چارلس وڈ کا جاری ہوا جو سر چارلس ٹرویلین وڈاکٹر ڈف و مارشمن اور تجربہ کارون کی راے کے مطابق تھا جو لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے الفاظ مین بیان کیا کہ کل ہندوستان کی تعلیم کے لیئے یہہ ایک سکیم (تجویز) ہے جو

زیادہ حاوی بہ نسبت ان تدابیر کے ہے جواب تک لوکل گورنمنٹ یا سپریم گورنمنٹ نے پیش کین
ہین - یہہ سر چارلس وڈ کا مراسلہ ایک بڑا معقول چارٹر (فرمان) تعلیم مین تہا جسکے بعد لارڈ ڈلہوزی کو
کسی بات کی درخواست کرنے کے لیئے گنجایش نہین رہی تھی اسکے موافق انکو اختیار حاصل ہو گیا تھا کہ وہ
تعلیم عامہ کے لیئے تین طرح نظام بنائین اول یہہ کہ ہر ضلع مین ابتدائی اور مڈل سکولون سے ایسی زبان کی
تعلیم شروع ہو دوم پھر انکی ترقی کالجون مین ہو سوم ہر پریسیڈنسی مین ایک ایک یونی ورسٹی قائم ہو اور
جو مدرسہ کہ گورنمنٹ کے اہتمام کے ماتحت ہے اس مین گرینٹ ان ایڈ دی جائے - کالج اپنی
پریسیڈنسی کی یونی ورسٹی سے متعلق کیئے جائین برٹش انڈیا کے پانچ بڑے بڑے پروونسون مین
ایک ایک ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (سررشتہ تعلیم) مقرر کیا جائے اور اسکے مددگار انسپکٹر مقرر
کیئے جائین - غرض سررشتہ تعلیم کی بنیاد تو ۱۸۵۴ء کے ڈسپیچ (مراسلہ مذکور) نے رکھی اور اسپر عمارت
طامسن اور ڈلہوزی نے بنائی -

طامسن صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک شمال مغربی تو اپنے تجربہ کی کامیابی دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہے
پچاس برس کی عمر مین موت کے حوالہ اسوقت ہوئے کہ وہ مدراس کے گورنر مقرر ہوئے تھے -
طامسن صاحب بڑے عالی دماغ صاحب تدبیر و منتظم تھے انہون نے ممالک مغربی کے محاصل ملکی
کو بہت بڑھایا تھا اور بڑے بڑے پبلک ورکس شروع کئے تھے رڑکی مین انجینرنگ کالج قائم کیا تھا
سب سے بڑی یادگار انکی دیسی زبان کی تعلیم کا شائع کرنا ہے -

طامسن صاحب کی جگہہ جان کولون مقرر ہوئے افغانستان کی لڑائی کے وقت لارڈ آک لنڈ
کے سکرٹری تھے اور پھر کئی سال تک تناسرم کے کمشنر رہے تھے - ان نئے لفٹننٹ گورنر نے
اپنے اول سال کے عہد حکومت مین ۸ - اپریل ۱۸۵۴ء کو نہر گنگ کے کھولنے کی رسم کو ادا کیا
جسکی ترقی دینے کے بڑے شائق طامسن صاحب تھے یہہ نہر بنانے کی تجویز تجارت اور آبپاشی کے
لیئے ہوئی تھی سولہ برس پہلے کرنیل کماٹلی صاحب نے اس نہر کی تجویز کی تھی ۱۸۴۷ء سے اس
نہر کے بنانے مین روپیہ خرچ ہونا شروع ہوا اور انجنیری نے اسکے بنانے مین تمام کمال دکھائے - گنگا کی نہر مین
ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا - لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین اس نہر مین سترہ لاکھ روپیہ خرچ
ہوا تہا - آج تک کسی شائستہ مہذب قوم نے ایسی عظیم الشان و رفیع المکان نہر بنانے کا قصد نہین کیا تھا

لارڈ ڈیل ہوزی نے لکھا ہے کہ فرانس مین جو چار نہرین ہین ان کے طولون کے مجموعہ کے برابر اس نہر کا طول ۵۲۵ میل ہے اور اگر اسکی شاخین شامل کی جائین تو آٹھ سو میل سے بھی اُسکا طول زیادہ ہوتا ہے - یہہ لارڈ ڈیل ہوزی کو اپنے عہد مین اس کام کے ختم ہونے پر بڑا فخر و ناز ہے اسکے کھلنے کی رسم بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی دور دور سے آدمی اُسے دیکھنے آئے مہاراجہ گوالیار بھی اس مین شریک ہوئے ہندوون کی وہ پیشین گوئی غلط ہوئی کہ جب گنگا الٹی بہے گی تو پرلو ہوگی اب تو اسکے جاری ہونے سے گنگا جمنا کا دوابہ بہشت ہوگیا - کاٹ لی صاحب کو اس خدمت کا بڑا اصلا ملا اور جب وہ ولایت چلے گئے تو انڈیا کونسل کے ممبر مقرر ہوئے -

جیسے کاٹ لی صاحب نے گنگا جمنا کے دوابہ کو نہر کے بنانے سے نہال کیا تھا ایسے ہی کرنیل ارتھر کوٹن نے دکن مین نہرون اور پرانے تالابون اور بندون کا انتظام کیا تھا پندرہ برس کے عرصہ مین جنگلون کو باغ بنا دیا تھا - کاویری کے اضلاع مین زمین کی قیمت کو دوچند کر دیا تھا تنجور کی مالگزاری کی آمدنی پر اسکا ایک پانچوان حصہ آٹھ لاکھ روپیہ بڑھا دیا تھا -

کرنیل کوٹن صاحب کی اس طرح کی کارپردازی سے گوداوری اور کشنا کی زمینین سیراب اور سیر حاصل ہوئین گوداوری پر دولیشورام پر ایک بندھ مٹی اور پتھر کا بنایا جو ایک سو بیس فیٹ عرض مین اور ڈھائی میل طول مین تھا اس کے اندر دریا کی دھار آٹھ سو میل کی چلتی تھی -

یہہ کام ایسا بارآور ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین گوداوری کے کامون مین جو روپیہ خرچ ہوا تھا وہ وصول ہوگیا اور راجمندری کا ضلع بڑا سرسبز و شاداب ہوگیا اس مین دولت ایسی بڑھی کہ تجارت کو رونق ہوگئی اور سالانہ زر مالگزاری بہت بڑھ گیا کشنا کی زمینین جو پانی کی طغیانی سے ڈوبی رہتی تھین یا خشکی مین پڑی رہتی تھین انکو روئی کی کاشت نے نہال اور مالا مال کر دیا - ان سب کامون مین لارڈ ڈیل ہوزی دل و جان سے توجہ کرتے تھے ان کامون کی افزایش کے لیئے انہون نے آیندہ سال کے بجٹ مین پندرہ لاکھ روپیہ درج کیا -

لارڈ ڈیل ہوزی کے دل مین سب سے زیادہ قریب جگہہ پبلک ورکس کی ترقی رکھتی تھی انہون نے اس امر کو خوب جانچا کہ ہندوستان مین جو بندگان خدا اسکی حفاظت مین ودیعت رکھے گئے ہین انکی

بھلائی کے لیئے پبلک ورکس کی ضرورت کسقدر ہے انہون نے جو پبلک ورکس کے لیئے منصوبے باندھے ان کے خرچ کے لیئے اس ملک کی آمدنی کافی نہ تھی انہون نے کہا کہ پبلک ورکس کے خرچون کے لیئے ملک کی آمدنیان کافی ہین مگر یہہ معقول کام نہین ہے کہ ہم ان ہی پبلک ورکس پر خیال کرین جنکے خرچون کے لیئے یہان کی آمدنیان کافی ہون بلکہ ان پبلک ورکس پر خیال کرنا چاہیئے جو اس سلطنت عظیم الشان کے لیئے کافی ہون گو ان کے خرچون کے واسطے ملک کی آمدنی کافی نہ ہو بہت برسون تک پبلک ورکس کا خرچ جنین سڑکین اور نہرین اور بارکین اور کچہریون کی عمارات شامل تھین دس لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین بڑھا - ان تمام کامون کا اہتمام ایک ملٹری بورڈ کے سپرد تھا جنسے یہہ کام لیا جاتا تھا اسکے سوا انسے یہہ کام متعلق تھے کمسریٹ سپاہ - باربرداری کا انتظام - میگزین کیمپ کا فرنیچر اسپتال - سٹڈ (گھوڑون کے اصطبل) و آبکاری و بازار و توپون کے کارخانے - یہہ اتنے مختلف طرح کی کام ایک بورڈ سے جسکے تین بوڑھے افسر ممبر ہون اچھی طرح سرانجام نہین ہوسکتے تھے اسلیئے اس بورڈ کے اہتمام سے پبلک ورکس کے کام کو نکال لیا اور ایک جدا ڈپارٹمنٹ مقرر کیا جسکے لیئے ہر پریسیڈنسی مین ایک سکرٹری مقرر ہوا اور اسکی اعانت کے لیئے چیف انجنیر مقرر ہوا اور اسکے ماتحت اور انجنیر رڑکی مدراس کلکتہ بمبئی کے انجنیرنگ کالجون کے تعلیم یافتہ انگریز اور ہندوستانی مقرر ہوئے تمام پبلک ورکس کے کامون کی فہرست ہر سال مرتب ہوکر سپریم کونسل مین پیش کی جاتی - ان سب کامون کا نتیجہ یہہ تھا کہ ۱۸۵۷ء کے بجٹ مین پبلک ورکس کا خرچ ڈھائی کروڑ روپیہ درج ہوا - اور سال آیندہ مین تین کروڑ جو ۱۸۵۶ء کے خرچ سے بچ گیا تھا -

۱۸۵۵ء مین بورڈ بالکل موقوف کیا گیا اب اسکے ہاتھ تلے کوئی کام باقی نہین رکھا گیا تھا -

ڈاک کے محصول کی تخفیف

۱۸۵۴ء مین لارڈ ڈلہوزی اور انکی کونسل نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے سبب سے انڈیا کے کل پوسٹ آفس ایک ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت ہوئے اور محصول کی تخفیف یہہ ہوئی کہ خطوط جو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک بھیجے جائین ان سب پر یکسان محصول آدھہ آنہ چھہ ماشہ وزن کے خط پر لگایا گیا - خط کا وزن چھہ ماشے سے زیادہ ہو تو ایک آنہ اور نقد محصول لینے کی جگہہ ڈاک کے ٹکٹ لگائے جائین لارڈ ڈلہوزی اسپر فخر کرین تو بجا ہی کہ ایک خط جو راس کماری سے پشاور کو بھیجا جائے تو اسپر آدھہ آنہ محصول کا خرچ ہو جسپر پہلے زمانہ مین

آٹھ آنے خرچ ہوتے تھے پہلے غریب آدمی اس گرانی محصول کے سبب سے اپنے خطوں کو آتے جاتے آدمیوں کے ہاتھ بھیجا کرتے تھے اور دولت مند تاجروں نے اپنا خانگی انتظام ارزاں کر رکھا تھا اس محصول کی ارزانی نے ان سب باتوں کو موقوف کر دیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی کوشش سے ہی ولایت اور ہندوستان کے درمیان میں بھی خطوط کا محصول کم کر دیا۔

تیلیگراف یعنی تار برقی

ڈاکٹر ولیم شوگ ہنسی کی کوشش سے تار برقی کلکتہ سے آگرہ و پشاور و بمبئی و مدراس تک لگ گیا لارڈ ڈیل ہوزی نے ڈاکٹر صاحب کو ولایت بھیجا کہ وہ اس معاملہ کو کورٹ ڈائرکٹرس کے سامنے خود پیش کرے۔ ایک ہفتہ کے اندر لارڈ ڈیل ہوزی نے ہندوستان میں تار لگانے کی جو تجویز کی تھی وہ کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلی۔ ڈاکٹر صاحب ولایت سے ہندوستان میں آئے اور اول انہوں نے نومبر ۱۸۵۳ء میں کلکتہ اور آگرہ کے درمیان تار لگایا۔ ۲۴ مارچ کو تار پر ایک پیغام آٹھ سو میل سفر کرکے گورنمنٹ ہوس میں پہنچا جنوری ۱۸۵۵ء کے آخر میں آگرہ اور اٹک کے درمیان دریا، سندھ تک اور بمبئی و مدراس تک تار لگ گیا غرض پندرہ مہینے کے عرصہ میں تین ہزار میل تار لگ گیا ۱۸۵۵ء میں ایک ہزار میل اور تار لگا یہہ تار کہیں لکڑیوں پر کہیں پتھروں کے ستونوں پر لگایا گیا تھا۔ اس ملک میں دیمک کا اور جنگلی جانوروں اور وحشی آدمیوں کا بڑا خوف تھا مگر ڈاکٹر صاحب کی دانائی اور فرزانگی نے ان خوفوں کو دور کر دیا اور لارڈ ڈیل ہوزی نے فخریہ یہہ کہا کہ ہندوستان کا تار برقی یوروپ اور امریکہ کی تمام قوموں کی تار برقیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہے۔

ریلوے

۱۸۵۳ء میں ہندوستان میں ریلوے بمبئی سے ٹانا تک کھولی گئی۔ گریٹ انڈین پنن سیولا کی ریلوے کی پہلی شاخ پر ۱۶ اپریل کو چار سو آدمی بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آئے گئے۔ بارہ مہینے میں بمبئی اور جبل پور کے درمیان ریل بن کر تیار ہوگئی ہندوستانیوں نے اس نئے طریقے سے سفر کرنا شروع کر دیا ہزار آدمی روز اس طرح سفر کرتے تھے ایسے ہی کلکتہ اور مدراس سے ریلوں کے بننے کا کام شروع ہوا اگست ۱۸۵۴ء میں ہوڑہ اور ہگلی کے درمیان ریل پر آمد و رفت جاری ہوگئی اور سال کے اخیر میں ایسٹ انڈیا ریلوے رانی گنج اور کلکتہ کے درمیان ۱۲۰ میل جاری ہوگئی ۱۸۵۵ء کے آخر میں مدراس میں بھی پچاس میل ریل جاری ہوئی۔ ریل کے تجربۂ عظیم کی بنیاد رکھنے میں جیسے لارڈ ڈیل ہوزی نے مدد کی ایسی کسی اور شخص نے نہیں کی

انکی کوششون کے سبب سے جنکی خیرخواہانہ امداد مسٹر جیمس ہوگ نے کی ٹرنک ریلوے کی سکیم مدبرانہ پرائیویٹ کمپنی کے لیئے ایک مدت مقررہ تک بنائی گئی جسمین گورنمنٹ کفیل ہوئی اس سکیم کے لوگ مخالف بھی تھے۔ بورڈ اوف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ لارڈ ڈیل ہوزی پہلے رہ چکے تھے اس نے جو سبق انکو سکھایا تھا وہ اسکو بھولے نہ تھے کہ انڈیا مین ریلون کی سخت ضرورت ہے خود اپنی محافظت کے لیئے اور اندرونی استعدادون کے بروے کار ظاہر ہونے کے واسطے اول انہون نے اس بات کو خوب غور سے دیکھا تھا اور پھر استقلال سے ظاہر کیا تھا کہ انگلنڈ مین ریلوے کمپنیون کی کامیابی اور ناکامیابی نے اس پرانے یقین کو مستحکم کر دیا تھا کہ ریلوے کی پرائیویٹ کمپنیون کی ہمات مین سٹیٹ کا تسلط ہونا چاہیئے۔

ہندوستان مین اسکی اشد ضرورت تھی کہ اسکے پیداوار کی استعداد و قوتین بروے کار ظاہر ہون اور دولت جو ملک مین بری طرح منقسم ہے وہ آزادانہ پھیلے۔

ریلون کے ذریعہ سے پیداوار کی تقسیم اسطرح اچھی ہو جائیگی کہ جہان کسی پیداوار کی افراط ہے وہان سے وہ وہان چلا جائیگا جہان اسکی کمی کے سبب ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر طرف سے جہاز ان پیداوارون کی تلاش مین آتے ہین جو ملک کے اندر پیدا ہوتے ہین لیکن اب ان تک رسائی مشکل ہے ریلین اس مشکل کو سہل کر دین گین اگر سارے ہندوستان کے طول و عرض مین گورنمنٹ خود ریلین نہین بنا سکتی تو وہ کمپنیون کو ترغیب دیکر انکے سرمایہ سے بنوا سکتی ہے۔ اس ملک مین ان دونو باتون کی ضرورت ہے کہ کمپنیان بھی کھڑی ہون اور ریلین بھی بنائی جائین لارڈ ڈیل ہوزی نے کمپنیون کو ترغیب دینے کے لیئے وعدہ کیا کہ ریلوے بنانے کے لیئے جس زمین کی انکو ضرورت ہوگی مفت دی جائیگی۔ اور جو روپیہ وہ خرچ کرین گین اسکا سود ایک خاص شرح کے موافق شرائط کے ساتھ مدت مقررہ کے لیئے دیا جائیگا۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی تحریر مین کورٹ ڈائرکٹرز پر یہ ظاہر کر دیا کہ ہندوستان مین چار ہزار میل ریلوے بنانے کی ضرورت ہی جنکو کمپنیان بنائین اور گورنمنٹ اسکی کفیل ہو اور گورنمنٹ ہند اس مین اپنا اختیار بسیار رکھے کہ وہ کمپنیون کو دق نکرے اور جو سرمایہ وہ خرچ کرین اسکا سود وہ ادا کرے غرض لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی عالی دماغی اور روشن ضمیری سے ریلوے بننے کے لیئے ایسے براہین متین اور روشن دلائل بیان کین کہ

کورٹ ڈائرکٹرز نے انکے سننے مین اپنے کان نہین بند کیئے اور انگلنڈ مین کپنیان اس کام کے کرنے کے لیئے تیار ہوگئین اور انکو یقین ہوگیا کہ اس کام سے انکو بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ سب سے اول ایسٹ انڈیا کمپنی ریلوے قائم ہوئی گورنمنٹ اسکو ایک کروڑ روپیہ کے سود دینے کی ضامن ہوئی اس نے بردوان سے دہلی کی طرف ریل بنانی شروع کی اور ان سڑکون کے بننے کی بھی تیاری شروع ہوئی جو کلکتہ کو بمبئی اور مدراس کو آپس مین ملا دین۔ غرض نئی ریلون کی منظوریان کورٹ ڈائرکٹرز سے حاصل ہوتی گئین جب لارڈ ڈلہوزی ۱۸۵۶ء مین ولایت کو رخصت ہوئے تو انہون نے یہہ سچ کہا کہ ۱۸۴۹ء سے ہندوستان مین جو ریلوے کا بننا شروع ہوتا ہے اسکی ترقی سے سب طرح کورٹ ڈائرکٹرز کو اطمینان ہے۔

کلکتہ سے ممالک مغربی تک ریل بننے کی سکیم ۱۸۴۴ء مین انڈیا ہوس مین میک ڈونیلڈ سٹیفن نے پیش کی تھی جنکو انکی خدمات کے جلدو مین نائٹ کا خطاب ملا اس زمانہ مین ایک اور انجنیر مسٹر چیپ مین نے بمبئی کی طرف ریلوے بنانے کی سکیم پیش کی ان دونو انجنیرون نے جو ریلوے بننے کی سکیمین پیش کین تھین انہین سے ایک حصہ کے بنانے کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز نے ۱۸۴۹ء مین دیدیا مسٹر ولیم انڈریو نے ایک اور سکیم لاہور اور کراچی کے درمیان ریلوے بنانے کی پیش کی مگر وہ منظور نہوئی ہندوستانیون نے ان ریلون کے بنانے مین اپنا بہت تھوڑا سرمایہ لگایا مگر ریل مین سفر کرنے کا نیا طریقہ جلد اختیار کرلیا اور وہ جو ہندوؤن کو ذات کا تعصب تھا کہ بڑی ذات کے آدمی چھوٹی ذات کے ساتھ ہمنشین نہین ہوتے تھے وہ جاتا رہا تیسرے درجہ کی گاڑی مین دونو برابر بیٹھنے لگے کلکتہ کی دھرم سبہا نے اجازت دیدی کہ جاتری ریل مین سفر کرنے کے مجاز ہین۔ ریل پر اس تماشے کو دیکھ لیجئے کہ پنڈت صاحب ایک کو جات یا بن جات کے آدمی کے برابر بیٹھے ہوئے ہین جیسے ریل نے اس تعصب کو ریل مین بٹھا کر جلاوطن کیا ہے ایسا وہ کسی اور طرح سے دور نہین ہوسکتا تھا ایسے ہی مسلمانون کی عورتین جو گھر سے باہر قدم رکھنے کو اور سفر کرنے کو بڑی بے پردگی بے عزتی سمجھتی تھین وہ ہزارون میل ریل مین سفر کرتی ہین جس مین وہ پردہ ہرگز نہین ہوسکتا جو انکا ان پہلے ہوتا تھا غرض اس ریل نے ہندوون مین جات کی قیدمین اور مسلمانون مین عورتون کے قید مین بڑی تخفیف کردی ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کے حکومت کے آخر سال مین دو سو میل

ریل پہ جو انکے عہد مین تیار ہوگئی تھی ..... ۱۴۰ مسافرون نے سفر کیا جنین سے اکثر تیسرے درجہ کی گاڑی مین بیٹھے۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین جو بڑی بڑی سڑکین بنی شروع ہوئین انمین ایک سڑک کالکا کی تھی جو کوہ شملہ کی پالا کن کرتی ہوئی ہینی تک گئی چینی مین انگور بہت اچھے مزہ دار سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فیٹ بلندی پہ پیدا ہوتے ہین لارڈ ڈلہوزی کی عادت تھی کہ وہ برسات کے موسم مین چینی جایا کرتے تھے جہان دہوپ بے ایذا ہوتی اور پاس کی برفون کے اثر سے ہوا سرد ہوتی۔ کرنیل نے پیر نے اس عمدہ سڑک کا نقشہ بنایا تھا اور کپتان ہرگ نے اسے بنوایا تھا۔ وہ ہمالیہ کی چڑھائی مین پیچ کھاتی ہوئی بنائی گئی تھی جسمین ڈھلان ۳ فیٹ کا سو فیٹ مین رکھا گیا تھا کالکا سے شملہ تک پچاس میل اس کی لمبائی تھی اور وہ چوڑی اتنی تھی کہ گاڑیان اسپر چل سکتی تھین شملہ سے آگے تبت کی سرحد تک اسکا عرض چھ فیٹ تھا جو تبت اور ہندوستان کے مابین تجارت کے لئے کافی تھا ۱۸۵۲ع مین جنگ برہما کے ختم ہونے کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے ایک سڑک اراکان کی راہ سے ڈھاکہ سے پیگو تک بنوائی۔ یہہ کام آسان نہ تھا اسکے اندر بڑے بڑے گھنے بن اور اونچے اونچے پہاڑ پڑتے تھے اور پانی اور مزدورون کا کال تھا اور سال بھر مین سات مہینے موسم ایسا رہتا تھا جس مین مزدور کام نہین کرسکتے تھے لفٹنٹ فورلونگ نے برہما کے مزدورون کو دو سال کے اندر ایسا کام سکھا دیا کہ وہ سڑک کو ڈیرہ ملونچی کے پار نومفتوح ضلع پیگو مین لے گئے۔ جب لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا ہے تو بڑی ٹرنک روڈ کلکتہ سے ممالک شمالی و مغربی تک تیار ہوگئی تھی۔

ہگلی سے اوپر سفر کرنے مین ایسے خوف و خطر تھے جنکے دور کرنے کے لیئے لارڈ ڈلہوزی نے توجہ کی کلکتہ تک بڑے بڑے جہازون کا جانا مشکل تھا اسکی راہ مین خوفناک پایاب پانی اور ریت کے ٹیلے آگئے تھے اس دریا مین سو برس پہلے بڑے بڑے جہاز آسانی سے چندر نگر جاتے تھے مگر بتدریج کیچڑ اور دلدل و ریت نے جنکو دریا کا پانی سمندر مین لے جاتا تھا جہازون کی راہ کو خراب کردیا تھا لارڈ ڈلہوزی نے اس تجارت کے لیئے اس خرابی کو دور کرنے مین جو چھ سال کے اندر دو چند ہوگئی تھی یہہ تجویز کی کہ کلکتہ کے جنوب مشرق مین متلا مین ایک نیا بندرگاہ بنایا جائے اسکے سبب سے تجارت کی مشکلات آسان ہوگئین اور اس نئے بندرگاہ کا نام کیننگ پورٹ رکھا گیا لارڈ ڈلہوزی کا

منصوبہ بھی تھا کہ ہگلی پر پل بنایا جائے جو برسون مین پورا ہوا جسنے کلکتہ کو ہوڑا کے ریلوے سٹیشن سے ملا دیا۔

لارڈ ڈلہوزی کے رفاہ عام کے کام

اس ملک مین لارڈ ڈلہوزی نے زراعت تجارت صنعت کی استعدادون کے بروے کار لانے مین بڑی امداد کی۔ چار کے باغون نے کانگڑہ کے پہاڑون کے اطراف کو گھیر لیا اور انکی توجہ کے سبب سے ہندوستانیون کو چاسکی کاشت کا کام آگیا۔ ریشم سن اور جیوٹ کی پیداوار کو بڑھایا پنجاب و دکن مین گھوڑون کی نسل کو ترقی دی۔ میری نوکے مینڈھون کو یہان لاکر ہندوستان مین اون کو بیش قیمت بنایا۔ پیگو کی مرطوب ہوا کو بھیڑون کے مزاج کے موافق بنایا اور پیگو و تناسرم و اودھ و ہمالیہ کے جنگلون کو غارت ہونے سے بچایا۔ ان کے ایجنٹ کوئلا اور لوہے کی تلاش مین کالاباغ کے نمکستان پہاڑون سے سیر کھوم و شملہ و آسام و نربدا کے وادیون مین گئے۔ کولو اور سی پی کی ویران بالائی زمینون مین سہاگے کی کانین برآمد کین۔ ایک اگری کلچرل سوسائٹی (زراعت کی سوسائیٹی) قائم کی اور مدراس مین زراعتی نمائشگاہ کے لیئے جسقدر فنڈ کی ضرورت تھی اسکو مہیا کیا۔

دریاے سندھ اور دریاے ابراوتی پر دخانی جہازون کی لاین باقاعدہ مقرر کی۔ کراچی سے رنگون تک بندرگاہون کی اصلاح کی بحری و بری پیمایشون مین ترقی کرائی۔ سمندر مین بہت جگہ لایٹ ہوس (مینار) بنوائے۔ گریٹ ٹرگنومٹری کل سروے (مثلثی پیمایش) کے افسرون نے بڑے بڑے کام کئے جنکے بیان کرنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے۔ انہون نے گوری سپاہیون کے لیئے عمدہ خوراک مقرر کی اچھی شراب بلوائی۔ مناسب بلند زمینون پر کمرہ دار بارکین بنوائین۔ متاہل گورون کے واسطے جدا مکانات تعمیر کرائے ہر بارک مین پنکھے لگوائے۔ تیرنے کے حوضون کو پہلے سے اچھا بنوایا اور ہر چھاونی مین ورک شوپ اور باغ گورون کے لیئے بنائے۔ اور رجمنٹون کے اسکولون مین کتابون اور قلم کاغذ سیاہی وغیرہ کا سامان مہیا کرایا۔ اور اسکول کے ماسٹرون کی تعلیم کے لیئے ایک نورمل اسکول لارنس اسائلم مین مقرر کیا۔ کمپنی مین سارجنٹون کی لیاقت کے کامون کے لیئے وظیفے مقرر کیئے ان گورون کے لیئے جنکو سزا جلاوطنی دی جاتی تھی ہندوستان ہی مین ایک جیلخانہ بنایا کہ اسمین قیدی گورے رہا کرین پہلے ترقی افسرون کی انکی ملازمت کی مدت کے موافق ہوتی تھی انکے لیئے حکم دیا گیا کہ آیندہ کوئی افسر برگیڈ یا دویژن کا کمانڈر نہین مقرر ہوگا جبتک وہ لیاقت و قابلیت مسلمہ نہ رکھتا ہوگا۔

باب پنجم

(برہما کی دوسری لڑائی)

سنہ ۱۸۵۲ء مین لارڈ ڈیل ہوزی رفاہ عام اور آسودگی انام کے کامون مین سراپا مشغول تھے کہ گلیل مین یہہ غلغل لگی کہ خلیج بنگال کے شرقی کنارہ پر کارزار کے ہتھیارون نے اپنی چمک دکھائی۔ سنہ ۱۸۲۶ء مین برمیون سے عہدنامہ ہوا تھا جسکے موافق برٹش رزیڈنٹ آوا مین بھیجا گیا تھا تاکہ دریاء ایراوتی کے اضلاع مین انگریزی تجارت کی نگہداشت و محافظت کرے۔ اس رزیڈنٹ پر آوازہ توازہ پھیکے جانے شروع ہوئے اور انکی بڑھتے بڑھتے یہان تک نوبت آئی کہ برمیون نے یہہ چاہا کہ انگریزون کو بھی کاماریں یا ڈبو دین وہ ایک جزیرہ مین رہتے تھے جسمین طوفان اکثر آتے تھے وہ یہان رہ نہین سکتے تھے سنہ ۱۸۴۰ء مین گورنمنٹ انڈیا نے اپنے ایجنٹون کو بلا لیا۔ اس زمانہ مین برھما مین تھاراوادی راج کرتا تھا اسنے اپنے بھائی سے راج چھینا تھا۔ اب انگریز اپنی تجارت کے خود ہی نگہبان تھے جس عہدنامہ کے قوت بازو پر وہ تجارت کرتے تھے اسکو راجہ نے سلامت نہین رکھا تھا ان پر برمیون نے ستم پر ستم کرنا شروع کیا انہون نے بوساطت کرنیل لوگل کمشنر تناسیرم کے برمیون کے ظلم کی شکایتون کو گورنمنٹ کے کانون تک پہنچایا۔ برمی۔ اکھڑ۔ سرکش مغرور عقل کے اندھے تھے وہ سفارت کے اخلاق سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ایسے آدمیون کی تنبیہ و چشم نمائی کے واسطے یوروپین خیالات کے موافق سچے اسباب کا پیدا ہو جانا بڑی آسان بات تھی۔ انکی گستاخیون اور شوخیون سے انگریزون کو بہت تھوڑا نقصان پہنچا تھا اگر انگریز انکی برداشت کرتے تو انکی عزت مین کوئی بٹہ نہین لگتا تھا برمی وحشی تھے اور تہذیب و شائستگی سے برکنار تھے دریاء ایراوتی کے کنارہ پر انگریزون کی جناب مین کسی گستاخی کا ہونا بالکل دریاء جمن کے کنارہ پر گستاخی تک کے ہونے سے بالکل مختلف حالت رکھتا تھا۔ یہان گستاخی کے ہونے سے ہندوستانی والیان ملک کی نظر مین گورنمنٹ کی حقارت ہوتی اور وہان خلیج بنگالہ کے پار کالے پانی مین کسی گستاخی کے ہونے کی خبر بھی انکو نہ ہوتی۔ لیکن برمیون نے اپنی شوخیون اور

گستاخیون کی نوبت یہان تک پہنچی کہ اب لارڈ ڈلہوزی انکی برداشت نہین کرسکتے تھے۔ برمیون نے
انگریزی جہازون کے دو مالکون کو گرفتار کرلیا اور انپر سخت جرمانہ کیا باوجودیکہ وہ پہلے اپنے جرم سے بری ہوچکے تھے
ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء مین رنگون کے تاجرون نے ایک اپنی عرضداشت لارڈ ڈلہوزی کے پاس بھیجی جسمین
انہون نے وہ تمام شکایتین جو عہدنامہ یاندابو کے برخلاف ظہور مین آئین تھین اسمین یہہ لکھا کہ یہان تو
ہماری جان ومال آبرو محفوظ نہین بے شمار قزاقیان وچوریان ہوتی ہین جھوٹے جھوٹے بہتان اور الزام لگائی
جاتے ہین بے قاعدہ محصولات زبردستی وصول کیے جاتے ہین اور بعض اوقات ان کے واسطے شکنجہ
فرسائی بھی ہوتی ہے قصہ مختصر اب ہم ایسے تنگ ہوگئے ہین کہ اگر گورنمنٹ ہماری محافظت کی ضامن نہین
ہوگی تو ہم اس ملک کو چھوڑکر اور اپنے مال اسباب کا نقصان اٹھاکر یہان سے چلے جائین گے۔
اس داد و فریاد پر گورنر جنرل نے برہما کی گورنمنٹ کو لکھا کہ انگریزون کا جو نقصان اسکی عملداری مین ہوا ہے
اسکے معاوضہ مین وہ دس ہزار روپیہ جرمانہ دے اور رنگون کے حاکم کو جسنے یہہ قصور کیا ہے
موقوف کرے اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ ان درخواستون کی منظوری
کے لیئے زور لگانے کے واسطے یہہ بہتر معلوم ہوا کہ کموڈور لیمبرٹ اپنے بیڑے کو ساتھ لیکر
بندرگاہ رنگون مین سیر کرے اگر پانچ ہفتہ کے عرصہ مین دربار برہما سے اس پاس جواب نہ آئے تو
اسکو اختیار ہے کہ اپنے نزدیک جو بہتر اور مناسب سمجھے وہ کام کرے جب اس مہلت کا زمانہ ختم ہونیکو
ہوا تو سنہ ۱۸۵۲ء کی پہلی تاریخ آوا سے راجہ کا خط آیا جسمین لارڈ ڈلہوزی کی کل درخواستون کے
قبول کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ رنگون کا گورنر آوا مین بلایا گیا اور اسکی جگہہ پیگو کا نائب راجہ مقرر کیا گیا
کہ انگریزون نے جو اپنے نقصانون کا تاوان مانگا ہے اسکی مقدار واجب الادا کی تحقیقات کرے۔
کپتان فٹزرے اس نئے حاکم پاس پیغام بھیجا کہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۵۲ء کی دوپہر کو برٹش گورنمنٹ کے وکیل
اس پاس آئینگے جب یہہ ملاقات کا وقت ٹھیر گیا تو وہ ٹھیک وقت مقررہ پر گھوڑون پر سوار ہوکر
حاکم کے محل کے دروازہ پر پہنچے۔ نوکرون نے انکو اندر نہین جانے دیا اور انسے کہا کہ ہمارا آقا سوتا ہے
ہم اسکو جگا نہین سکتے مگر یہہ سونا اسکا عجیب تھا کہ وہ کھڑکیون کی جھریون مین سے اپنے نوکرون سے
اشارون مین باتین کرتا تھا انگریز ملاقات کے انتظار مین دھوپ کے اندر کھڑے تپ رہے تھے۔
زینہ کے اوپر بیفائدہ پیغام بھجواکر اپنے گرد کے لوگون کو ہنسواتے تھے آخرکار بے نیل مرام گھوڑون پر

سوار ہو کر اپنے گھر واپس آئے۔ پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ صلح کا دروازہ بند ہے اس دن کی دوپہر کے بعد تمام انگریز سوار ہو کر لیمبرٹ کے جہاز فوکس پر جمع ہوئے جسپر انگریزی جھنڈا لگا ہوا تھا یہی کہا گیا کہ انگریزی علم کی بڑی تذلیل و تحقیر ہوئی۔ رنگون کے کل پردیسیون کو اطلاع دی گئی کہ وہ دو گھنٹے کے اندر جہاز پر چلے آئین۔ دریا کے کنارہ پر انگریزون اور پرتگیزون و مسلمانون اور اہل امریکہ و آرمینیون کا ایک ہجوم لگ گیا اور وہ اپنا اسباب اسی قدر لا سکے جو خود اٹھا سکے انکو بار برداری کے واسطے بہی قلی نہین ہاتھ لگے اسلیئے اسباب چھوڑنا پڑا یہہ لوگ جہاز مین بیٹھکر دریا رنگون مین چند میل نیچے لنگر انداز ہوئے اور ایک نیا بنا ہوا بڑا شاہی جہاز جو برہما کے راجہ کا تھا لیمبرٹ کے حکم سے گرفتار کیا گیا اور یہہ کہا گیا کہ وہ اس اسباب کے عوض مین گرو رہے گا جو رنگون مین چھوڑ دیا گیا ہے یہہ اسلیئے کہا گیا کہ برہما والون کا حاکم فوکس جہاز پر بسر صلح آئے۔ رنگون کے مقابل ڈلا کا گورنر دوستانہ آیا۔ رنگون کے حاکم نے جو پہلے دن وحشیانہ حرکت کی تھی اوسکا انگریز چاہتے تھے کہ وہ اس کی معذرت کرے۔ ڈلا کا حاکم اس کام مین انگریزون کی اعانت کرنے کے لیے آیا تھا مگر شام کو حاکم رنگون کا خط آیا کہ فوراً شاہی جہاز کو حوالہ کرو اور اگر اسکو دور لے جانے کا قصد کروگے تو تم پر آگ برسائی جائے گی اسکے جواب مین کموڈور لیمبرٹ نے یہہ جواب دیا کہ اگر دریا مین نیچے جانے مین اسپر ایک گولی بھی تم نے چلائی تو یقینی تمہاری موت آجائیگی اسکے ساتھ انہون نے اپنا حکم مشتہر کیا کہ برہما والون کے سارے بندرگاہ محصور کیئے جائین۔

۹ جنوری کو جنگی جہاز کی حراست مین تاجرون کے جہاز دریا مین آئے۔ جب دخانی جہاز کے ساتھ برمی بادشاہی جہاز برہما والون کے مورچون کے درمیان آیا تو تمام بیڑے پر توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیان پڑنی شروع ہوئین۔ کموڈور کے جہاز سے اشارہ کیا گیا تو اسکے کپتانون نے لڑنا شروع کیا دو گھنٹے مین دریا کی ہر طرف کی توپون کے منھہ بند کر دیئے گئے اور برمیون کے مورچے غارت کر دیئے گئے اور بہت سی جنگی کشتیان تھین جنمین سے ہر ایک مین سو سو سپاہی سوار تھے انمین سے کچھ دلدل مین پھنسین کچھ بھاگ گئین کئی سو برمی مقتول اور مجروح ہوئے اگرچہ یہہ لڑائی مارکوس ڈیل ہوزی کے سر پر آن کر پڑی تھی پھر بھی وہ لڑنے مین پہل انکا ہی کرتے تھے۔ وہ ممالک مغربی مین دورہ کر رہے تھے کہ یہہ خبر سنکر ۲۹ جنوری ۱۸۵۲ء کو جلدی سے کلکتہ مین وہ آئے۔ راہ ہی مین برمیون کے گورنر رنگون

نام مراسلہ پر دستخط کیے جس مین انہون نے اپنی پہلی ہی درخواستون کا اعادہ کیا اور یقین دلایا کہ یہہ چھوٹی
جو گستاخی ہوئی ہے اسکی معذرت کرنے سے صلح مصالحت ہوسکتی ہے۔ کلکتہ سے ایک خاص
سفیر رنگون بھیجا گیا کہ جو کچھ اور اختلافات ہون وہ انکا فیصلہ کرے۔ برمی گورنر نے بجائے معذرت کرنے
کے جواب یہہ لکھا کہ تمہارے افسر شراب پیئے ہوئے ٹھیک اسوقت آئے کہ مین سوتا تھا بے وون
اور اور افسرون سے وہ یہہ کہتے ہوئے کہ مجھے جگائین جنیت بنے اور کموڈور سے جھوٹ موٹ
کی باتین جاکر بنا دین۔ جب اسنے یہہ جھوٹے الزام افسرون پر لگائے جو کسی طرح قابل اعتبار نہین تھے
تو لارڈ ڈیل ہوزی نے کہا کہ گورنر نے گستاخی کی معذرت نہ کرنے سے اسکو اور بڑھا دیا اب بھی
اسکی برداشت اپنی حد غایت کو نہین پہنچی تھی لڑائیون کی تیاریون کے اندر بھی انہون نے مصالحت
کے لیے کسی بات کو اٹھا نہین رکھا۔ انڈیا گورنمنٹ نے اپنے پرانے درخواستون پر اعتدال کے ساتھ
اور زیادہ زور دیا اگرچہ یہہ اعتدال قابل تعریف تھا مگر غلط سمجھا گیا۔ انگریزون کو رنگون و آوا سے ایسا ہی نباہی
جواب ملا جسسے کچھ حاصل نہوا کموڈور لیمبرٹ کی خدمت مین برمی ہمیشہ گستاخیان اور بے ادبیان
کیا کرتے تھے ابھی تک برمیون کے واسطے در توبہ بند نہ ہوا تھا لارڈ ڈیل ہوزی نے ۱۲۔ فروری کو
اپنی ایک تحریر مین لیمبرٹ کی پولیسی کو غلط بتا کر ایک مراسلہ خاص سفیر کے ہاتھ آوا کے دربار کو بھیجا
اس تحریر کو برمیون نے انگریزون کے ضعف پر محمول کیا کہ وہ عاجزانہ ان الزامات کا اقرار کرتے ہین جو انکے
افسرون پر لگائے گئے ہین اسی زمانہ مین لارڈ ڈیل ہوزی نے برہما کے راجہ کو ایک خط لکھا جس
مین اعتدال کے ساتھ یہہ درخواستین کین کہ مسٹر سن لوئس اور شیپ پرڈ کے نقصانون کیجے تاوان دین
اور رنگون مین برٹش رزیڈنٹ کو رہنے دین اور نیا گورنر رنگون تحریری معذرت نامہ لکھے اور برٹش
گورنمنٹ نے جو اپنے سچے دعوون کے کرنے مین دس لاکھ روپے خرچ کیئے ہین وہ ادا کرے اگر فوراً
یہہ جرمانہ ادا کیا جائیگا تو رنگون اور مرتبان پر قبضہ جب تک رکھا جائیگا کہ اس روپیہ کی بابت
فیصلہ ہو۔ اگرچہ آخر اپریل تک یہہ شرائط منظور نکی جائینگی تو لڑائی کا اشتہار دیا جائیگا۔
اسوقت کمانڈر انچیف گوم بہت دور سندھ مین تھے اسلیئے خود لارڈ ڈیل ہوزی نے
اس لڑائی کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا۔ اس لڑائی کے کام کو بھی انہون نے اپنی حسن لیاقت
سے ایک بڑے آزمودہ کار سپہ سالار کی برابر کرکے دکھایا اور اس مشکل کام کو بھی انکی عقل مشکل کشا نے

سہل کردیا۔ وسط فروری سے مارچ کے آخر تک لڑائی کی تیاریاں ہوتی رہیں اس میں التوا اس سبب سے ہوا کہ ۳۸ رجمنٹ بنگال نے جات جانے کے خوف سے جہاز میں بیٹھ کر رنگون جانے سے انکار کیا وہ ڈھاکہ بھیجی گئی اور اسکی جگہ سکھوں کی رجمنٹ بلائی گئی جو خوشی خوشی جہاز میں سوار ہوئی۔ گو اسوقت تار برقی نہ تھا مگر گورنر جنرل کا ذہن رسا وہ برق تھا کہ لشکر کشی کا سارا سامان اسنے ترت پھرت کردیا انہوں نے کرنیل بوگل کو حکم دیا کہ وہ تناسیرم میں مویشی اور غلہ اور اور سامان جنگ کی اور ضروری چیزیں مہیا کرے مول مین میں چوبی مکانات سپاہ کے لیئے تیار کیئے گئے کہ بھاری موسموں کی بارش میں سپاہی اسکے اندر رہیں۔ اور ان کے بنانے کے لیئے ہزاروں بڑھئی سب طرف سے اکھٹے کیئے گئے کہ دفعتہ پر مکانوں کو لگادیں اور تناسیرم کے کناروں پر سطح تیار کیئے گئے کہ روٹی پکی پکائی سپاہ اور ملاحوں کو پہنچے اس طرح سے بارکیں اور گھر کے اسباب آسائش سپاہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے دخانی جہاز متعین تھے کہ بیماروں اور زخمیوں کو امہرسٹ میں لے جائیں جو مول مین سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا صحت بخش مقام تھا گورنر جنرل نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ اگر لڑائی ہو تو وہ جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو۔

سپاہ حملہ آور کے کمانیر میجر جنرل گوڈون مقرر ہوئے وہ ایک بڑے بہادر افسر تھے جو اول جنگ برہما میں لڑ چکے تھے میجر اسٹن صاحب بیڑے کے افسر مقرر ہوئے۔

۲-اپریل کو صاف معلوم ہوگیا کہ لڑائی ضرور ہوگی اسی تاریخ انگریزی جہاز پروزرپائن پر برقی توپخانے سے گولے مارے۔ وہ علم صلح لیئے ایک جواب کے انتظار میں کھڑا تھا۔ اس دخانی جہاز نے برمی توپخانے کے دھوئیں اڑادیے جنرل گوڈون دربار رنگون کے دہانے سے بہت دور تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کی جہری ہدایتوں کے موافق اپنے کاموں کے کرنے میں آزاد تھے۔

۲-اپریل کو ان کے لشکر کے چودہ سو تنومند سپاہی کرنیل رینگ نولڈس کے ماتحت پانچ جنگی جہازوں میں مول مین سے روانہ ہوئے کہ مرتبان پر حملہ کریں۔ سات بجے سپاہ خشکی میں اتری پروزرپائن اور ریٹلر جہازوں سے بڑی آتش فشانی ہو رہی تھی۔ ایک گھنٹہ کے بعد پیگوڈاؤن پر جو شہر سے پرے درختوں کے اندر بلندیوں پر تھے رینگ نولڈس کے تنومند پیادوں نے اپنے قبضہ میں کر لیئے۔ انگریزوں کی طرف سات گورے اور تین دیسی

سپاہی اور ایک ملاح زخمی ہوئے - مرتبان مین ایک رجمنٹ ہندوستانی متعین کی اور باقی سپاہ کو جنرل گوڈون نے جہازون مین دوبارہ سوار کرایا اور ۸- اپریل کو کل بیڑا جہان اسکے جمع ہونے کے لیئے جگہہ مقرر تھی آگیا اور رنگون پر حملہ کرنے کو تیار ہوا۔

یہہ جنگی بیڑا ایسا تھا کہ جسکے دیکھنے سے زبردست دشمن بھی دہل جائے اس مین ۹ جنگی جہاز اور بنگال کے چھہ چھوٹے چھوٹے دخانی جہاز تھے اور ۱۵۹ توپین تھین اور ۲۲۷۰ ملاح اور جہازی سپاہی تھے - رنگون کے نیچے برمی مورچون کو لیمبرٹ کی سپاہ نے جاکر غارت کردیا تھا تاکہ لشکر اعظم کے لیئے راہ صاف ہوجائے کوئی مزاحمت نہ پیش آئے ۱۰- اپریل کو دریار رنگون مین ایراوتی کے دہانہ پر جہاز جمع ہونے شروع ہوئے - دوسری صبح کو وہ آگے بڑھے اور اس مورچے پر پہنچے جو ڈلا اور پرانے شہر رنگون کا محافظ تھا - جب ہندوستانی بیڑے کے جہاز اپنی جگہون پر قائم ہوئے تو دریا کے دونو کنارون پر سے انپر آتش باری ہونی شروع ہوئی جسکے جواب مین اُدھر سے گولے اور گولیان چلین جنہون نے دشمنون کو ہلاک کیا راجہ کے ایک بڑے مورچے کے میگزین مین ایک دخانی جہاز کا گولہ لگا جسنے اسکو اڑادیا گیارہ بجے سے پہلے دشمن نے اپنی آتش فشانی بہت کم کردی پھر کچھہ سپاہ ڈلا مین خشکی مین اُتری اور منوا اتر جلدی سے تین مورچے لے لیئے شام کے وقت ایک گولے سے برمیون کا ایک اور میگزین اُڑ گیا اسلیئے رات کو دونو کنارون پر ایک توپ نہین چلی - مورچون کے جلنے کی روشنی اندہیرے مین بتاتی تھی کہ برمیون کا کسقدر نقصان ہوا ہے (ہم نے جہان برمی مورچون کا ذکر کیا ہے وہان یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ برمی اپنے مورچے ٹیک کی لکڑی کے بناتے تھے اور اُسکے پیچھے کئی فیٹ مٹی تھوپ دیتے تھے اور اسکی کھائی کے پشتہ مین نوک دار بانسون کی باڑ لگا دیتے تھے) ۱۱- اپریل کو اتوار کے دن یہہ واقعہ واقع ہوا تھا دوسرے دن صبح کو پچھلے چار بجے سے مورچون کے جلنے کی روشنی مین جہازون سے سپاہ خشکی مین اُتری اور رنگون کے پیگوڈا کی طرف چلی جسکی فصیل اور برج وبارہ بڑے مستحکم تھے - سات بجے کے بعد ہی جرنیل گوڈون شمال کی طرف چلے وہ ایک میل بھی خشکی مین نہین گئے تھے کہ ایک بن سے جو انکے سامنے تھا برمی کے سپاہیون نے گولیان مارنی شروع کین اور جنگل کی داہین طرف ایک اونچی زمین تھی وہان سے گولے انکے نزدیک آنے لگے جسپر جرنیل نے کہا کہ یہان ایک نئی طرح کی لڑائی

لڑنی پڑی کہ دشمنون پاس گولیون کی مار سے بچنے کے لیئے جنگل کی آڑ ہے اور توپون کے
چلانے کے لیئے ایک مرتفع زمین ہے پیگوڈا کے مورچے پر آٹھ سو گز کے فاصلہ سے
انگریزی بھاری توپون نے گولہ زنی کی ایک گھنٹہ سے زائد لڑائی رہی گیارہ بجے برمی توپچی
بھاگنے شروع ہوئے گورون کو بھی دھوپ کی تیزی نے گھبرا دیا تھا جنگی وردیان دشمن کے سپاہیون
کی اور آفتاب کی تیز شعاعون کے تیرون کی نشانے بن رہی تھین میجر فریزر شگاف کھینچ نے مورچے پر
اول زینہ لگا دیئے اور ان کے پیچھے اورون نے بھی انکی پیروی کرکے چند منٹ مین [illegible]
مستحکم پیگوڈا کو فتح کرلیا ابھی دوپہر نہین ہوئی تھی کہ انگریزی سپاہ تھک گئی گوڈون صاحب نے اس دن
قیام کا ارادہ کیا۔ دشمن کے گولے گولیون سے جسقدر نقصان ہوتا تھا اُسی قدر دھوپ کی تیزی سے
دو افسر اور کئی سپاہی مارے گئے تھے انسے زیادہ سورج کی تیز کرنون سے بیدم ہو رہے تھے دن کو
اور رات کو تھکے ہوئے سپاہیون نے آرام کیا جنگل سے دشمن تیر گولیان چلاتا تھا مگر ان کا نقصان
کچھ نہین ہوتا تھا اس عرصہ مین جنگی بیڑا بھی خالی نہین بیٹھا۔ ۱۲۔ تاریخ کی صبح کو خشکی مین سپاہ کے اُترنے
کے بعد کموڈور لیخ اپنے جہاز پر سوار ہوئے اور دو اور تین جہاز انکے ساتھ ہوئے اور ملاحون اور
بحری سپاہیون نے برمیون کے بالائی مورچے جلا کر تباہ و خاک سیاہ کیئے چند گھنٹے تک شوی ڈاگون
پیگوڈا پر جنگی بیڑے نے گولہ زنی کی۔ یہہ پیگوڈا پہاڑ پر ۳۰ فیٹ اونچا تھا وہان سے سارا رنگون نظر آتا
تھا رات کو انگریزون نے حملہ کرکے فتح کرلیا۔

۱۳۔ کو جنرل گوڈون نے انتظار کیا کہ بیڑے پر سے ساری توپین اور اور سامان آجائے۔

۱۴۔ تاریخ صبح ہوتے ہی سپاہ آگے چلنے کو تیار ہوئی دشمن جانتا تھا کہ پیگوڈا پر جنوب کی طرف سے
حملہ ہوگا مگر انگریزون نے مشرق کی طرف سے حملہ کیا جو ضعیف تھی لشکر ایک میل جنگل مین گیا اور
برمی سپاہیون کو اپنے آگے سے ہٹاتا گیا اور اعظم عملدہ پیگوڈا پر خوب لڑائی ہوئی کپتان لسٹر کو
ایک شگاف نظر آگیا اس مین سے وہ پیگوڈا مین داخل ہوئے۔ طرفین سے خوب مقابلے بہادرانہ
ہوئے آخر کو یہہ بڑا پیگوڈا انگریزون کے ہاتھ آگیا جنوبی اور مغربی دروازون سے برمی سپاہ
بھاگی انگریزی جہازون نے گولیون کا مینھہ برسایا موت کے دریا مین بہایا۔ جب رنگون کا یہہ
مستحکم و استوار پیگوڈا فتح ہوگیا تو میلون تک مورچے اور سامان حرب کے انبار انگریزون کے

ہاتھ آئے۔ ۱۱ سے ۱۴ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا اسکے اندر خشکی مین انگریزی ۷ اسپاہی مقتول اور ۱۳ اسپاہی مجروح ہوئے اور جہازون پر افیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے مگر ہیضہ سے دریا پر اوراونی بھاری کوٹون اور چرمی ٹوپیون پر تیز دھوپ کے پڑنے سے اور دور تک کھلی ہوئی ہوامین ٹھہرنے سے اوراس ننگی زمین پر سونے سے جورات کوگیلی اوردن کوسوکھی تھی کتنے آدمی مرے یا بیمار ہوئے انکے بتلانے مین سرکاری کاغذات خاموش ہین۔

برمی کے نقصانون کا ٹھیک حساب نہین کیا گیا میدان جنگ مین انکے دوسو مردے پڑے ہوئے تھے اور بہت سے مردون کو اٹھاکر وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اوران کے بہت سے توپچیون کے چیتھڑے جہازون کی توپون نے ہوامین اڑائے تھے انکی برنجی وآہنی توپین چھوٹی بڑی ۹۲ اور ۸۲ جنگل اور سیناٹرون بندوقین وبارود وگولے وگولیون کے انبار انگریزون کے ہاتھ آئے جنگل ایک ہتھیار ہوتا ہے جسکو دیوارمین لگاکے اسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوئی دہاتون کے ٹکڑے میخون کی بھری ہوئی بوتلین اور کٹی ہوئی گولیون کے بکس بھرکر پھینکے جاتے ہین باوجود ان نقصانون کے برہماوالون پاس بیس ہزار سپاہی تھی اور سرطوب موسم آنے والا تھا اسلیئے وہ جنگ کرنے سے بالکل مایوس نہین ہوئی تھی انکے دیس کے جنگل پناہ دینے کو اور بہت سے دریا آزادانہ گشت کرنے کے لیئے موجود تھے انکو توقع تھی کہ ہم دشمن کے حملون کا دلیرانہ مقابلہ کرین گے اور دشمن کو جونہ اوس مین ضعیف ہے اس گرمی کے موسم مین جو اسکو نہایت ناموافق ہے ہم تھکا دین گے رنگون کے بھگوڑے گورنر نے انگریزون سے صلح کا پیغام بھیجا مگراس پیغام مین یہہ حکم کے طور پر لکھا کہ برٹش گورنمنٹ جب مراجعت کرسکے کرے۔ اسکے ساتھ ہی آوا کے دربار نے گورے کالے حملہ آور سپاہیون کے سر کاٹنے کا اشتہار دیدیا اوراس کے واسطے انعام کے درجے مقرر کئے۔ رنگون کے فتح ہوتے ہی برہمیون نے مرتبان پر سخت حملہ کیا انگریزی سپاہ نے جو اسکے اندر تھی انکا مقابلہ کیا اور چار گھنٹے لڑکر حملہ آورون کو بھگا دیا۔ ۲۶ مئی کو برہمیون نے مرتبان پر قبضہ کرنے کا قصد کیا جس مین انکو پوری ناکامیابی حاصل ہوئی مدراس کی سپاہ نے انکو کوسون بھگایا اوران کے بہت سے آدمی قتل کئے۔

کموڈور لمبرٹ اپنے دخانی جہازون کو دریاء ایراوتی کی ایک بڑی شاخ مین ساٹھ میل لے گیا جسکا

حال ملاحون کو کچھ معلوم نہ تھا ان جہازون سے ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون کے ۸۰۰ سو سپاہی میجر ارنگٹن کے ماتحت بسین کے اندر خشکی مین اترے یہہ مقام رنگون سے مغرب مین ایک سو پچاس میل پر تھا اسکے بچانے کے واسطے برمی پانچ ہزار سپاہ موجود تھی اور ایک لمبا مورچہ تھا جسپر نیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکے ایک بازو پر ایک بڑا مضبوط گلی قلعہ باسامان تھا اسکے اندر ایک زرین پیگوڈا تھا جو برمیون کی محافظت کا مرکز اور انگریزون کے حملہ کا آماجگاہ تھا۔ ۵۰ منٹ مین میجر ارنگٹن کے سپاہیون نے اسکو لے لیا اور برمیون کے تمام مقامات چھین لیے اور کپتان کیمبل کے ملاحون نے ایک مورچہ چھ توپون کا داہنی کنارہ پر لے لیا اور اسی شام کو ۴۰ توپین اور ۳۲ جنگل اور ایک مستحکم شہر انگریزون کے ہاتھ آیا جو اراکان کو دھمکاتا تھا اور سرکشی شہر پیگو پر حکمرانی کرتا تھا۔

بسین پر قبضہ ہونے سے تمام سواحل بحری سینڈوای سے مول مین تک برمی راجہ زرین پا کے ہوئے کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اس طرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی تھی وہ اپنے ہم قوم برمیون کی حکومت سے بڑے ناراض تھے وہ اسپر ظلم و ستم کرتے تھے اور رعایا کو تنگ کرتے تھے وہ بسین اور رنگون کے فتح کرنے والون سے فقط تجارت کرنے والون پر راضی نہ تھے بلکہ آخر راجہ تھاراوادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے انگریزون کی مدد کر کے نکالنے پر تیار تھے جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پیگو اور آوا مین یہہ تعلقات تھے کہ انمین کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا ۱۷۵۷ع مین الپیرا نے پیگو کو بالکل فتح کر کے آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ ان دونو شہرون مین آپس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔

۳ جون ۱۸۵۲ع کو ایک چھوٹا سا گروہ پیادون اور سیپر و ملاحون اور بحری سپاہیون کا رنگون سے جہاز پر سوار ہوا اور چھ جہازی کشتیان اسکے ہمراہ ہوئین کپتان کارلیٹن صاحب اس لشکر کے کمانڈر بنے اور وہ شہر پیگو کے تسخیر کرنے مین اپنے نئے دوستون کی امداد کرنے کے لیئے گیا۔ یہہ شہر پیگو ستر میل کے فاصلہ پر رنگون سے شمال و شرق مین تھا اس شہر کے راستہ مین جو گاؤن دریا پر آتا تھا وہان کے آدمی انگریزی سپاہ کو بڑی آواز سے مبارکبادی دیتے ہوئے دوڑے آتے تھے۔ ایک مقام پر مسلح اہل پیگو کا مجمع منتظر بیٹھا تھا کہ جب انگریزی سپاہ آئے تو اسکے ساتھ جو دوستی ادا کرے اور اسکے ہمراہ ہو کر دشمنون سے لڑے۔ اسنے پہلے برمیون کو شکست

دی تھی جس سے اسکا دل بڑھ رہا تھا دوسرے دن کوٹن کی پیدل سپاہ دریا سے خشکی مین اُتری اور تیز دھوپ
مین چاولون کے کھیتون مین چلی جنمین بن اور مکانات ایک بڑے پیگو دا کے گرد تھے جس مین
برمی سپاہ بہت تھی - انگریزی سپاہ آرام کرنے اور تازہ دم ہونے کے لیئے ٹھیری تھی
کہ برمیون نے اسپر حملہ کیا انگریزی تین سو سپاہیون نے برمیون کے جم غفیر کو خرگوشون کی طرح
بھگا دیا اور کوٹن صاحب نے پیگو ڈا کو لے لیا اور کوئی ایک آدمی بھی اسکا ضائع نہین ہوا
دن کو بہت سویرے برمیون نے دفعتہً کپتان ٹارلیٹن کی کشتیون پر حملہ کیا اور ایک ملاح کو مارا
اور تین کو زخمی کیا لیکن پیگو کے تسخیر کرنے والون پاس اسقدر سپاہ نہ تھی کہ اس مقام کی محافظت
کے لیئے وہ متعین کرتے جسکو انہون نے آسانی سے فتح کیا تھا تمام غلہ کے انبارون کو خالی
کیا اور دشمنون کے مضبوط مقامات کو مسمار کیا اور اہل پیگو کو مسلح کیا اور چند توپین لے لین پھر مبجر
کوٹن صاحب الٹے رنگون مین چلے آئے باقی جون کا مہینہ خیریت سے گذرا انگریزی سپاہ جہاز
مین ایراوتی مین پروم سے تینتیس ۳۳ میل بڑہ گئی اور رستہ مین دشمن کی اسی بڑی کشتیان اناج سے
بھری ہوئی پکڑ لین اور برمیون کے ایک بڑے مورچے کو غارت کر دیا - رنگون مین سپاہ مین بیماری
بہ تدریج کم ہوتی جاتی تھی کلکتہ کی نسبت گرمی بھی کم تھی اور سپاہ بھی خوشدل تھی اسکے واسطے جو
چوبی مکانات لارڈ ڈلہوزی نے اپنی دور اندیشی سے بنوائے تھے وہ آرام سے برسات
کے موسم مین رہتی تھی جس شہر کو انگریزون نے اپنے گولے گولیون سے غارت کیا تھا اب
وہ ایک نیا آباد شہر ہو گیا - انگریزی عملداری مین چارون طرف سے آدمی اُمنڈ آئے کہ اسکی
پناہ مین آرام لین گے - دریا پر پردیسی جہازون کی قطارین لگ گئین اب انکو خوف نہ تھا کہ انسے
ڈنڈ لیا جائیگا اور برمی جیلخانہ دکھلایا جائیگا - امن و عافیت - ارزانی - آزاد تجارت موجود تھے
جسکی محافظت عدل و انصاف کے قوانین کرتے تھے یہ اس نئی حکومت کی نشانیان تھین -
پیگو پر اس سلطنت کے بڑھانے کے لیئے خود اہل پیگو ہی انگریزی مدبرون کی طرح مشتاق تھے
اسوقت برسات کے موسم کا عروج تھا دخانی قوت آبی راہون کو جو برہما کے وسط مین جاتی تھین
خوب صاف کرتی تھی - ۲۰ جولائی کو کپتان ٹارلیٹن پانچ دخانی جہازون کو ساتھ لیکر تفتیش و تجسس
کے لیئے گئے تین دن کے اندر وہ ایک نہر کی راہ سے جو گرمیون مین خشک ہو جاتی ہے پروم تک

گئے جو سپاہ سے بالکل خالی تھا مگر توپین لگی ہوئی تھین ملاحون نے شہر کے آدمیون کی امداد سے
چار توپین لے لین اور انیس توپین ڈبو دین اور اسباب حرب کے ذخائر کو برباد کر دیا دو پہر کو
ٹارلیٹن صاحب پروم سے وش میل پر دخانی جہاز مین گئے چار دن اور سفر کر کے وہ آوا مین پہنچ
سکتے تھے مگر وہ جانتے تھے کہ اسکے عقب مین ایک بڑی برمی سپاہ دریا کی بلندیون پر اکوک ٹونگ
مین موجود ہے بس وہ ۱۰ ارکو اپنے گھر کی طرف چلے اور بندبولا کی سپاہ جو دریا ایراوتی سے
پار جانے کے لیے جاتی تھی اسکی دُم پکڑ لے گا اور اسکی شاہی کشتی پر اور دس جنگی کشتیون پر اور چند
توپون پر اور ہتھیارون اور سیگزین پر جھپٹا مارنے کا قصد کیا۔ اکوک ٹونگ کی بلندیون کو برمی سپاہ
نے خالی کر دیا تھا اسپر افلاطون جہاز کے ملاحون نے قبضہ کر لیا اور اسکے تمام مورچون کو غارت کر دیا
اور اٹھائیس توپون مین کچھ توپین توڑ ڈالین اور کچھ اپنے ساتھ لے لین اب آیندہ چند ہفتون
کے بعد ہنگامہ جنگ نے اپنے علم بلند کیئے جب تک پردم اور رنگون کے درمیان انگریزی جہاز
اوپر نیچے گشت کر رہے تھے تو بندبولا نے وہان پر چند حملے کیئے۔ چو ملٹے قزاق سارے
ملک مین پھرتے تھے اور لوٹ مار سے اپنے ہی ملک کو جتنا نقصان پہنچاتے تھے اتنا انگریزون کو
نہین پہنچاتے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی کی عادت تھی جس کام کو وہ ہاتھ مین لیتے تھے اُس کو
پورا ہی کر کے چھوڑتے تھے وہ خود رنگون مین آئے تاکہ اپنی آنکھون سے جو حال گذر رہا ہے دیکھین
اور اپنی سپاہ کے کمنڈرون سے لڑائی کے باب مین صلاح مشورہ لین انہون نے دیکھا کہ سپاہ
تندرست ہے اچھی طرح اسکو خوراک ملتی ہے اچھے مکانون مین رہتی ہے مگر اسکو بیقراری یہہ ہے
کہ لڑائی مین جنرل گوڈون نے بڑا التوا کر لارڈ ڈلہوزی سے منظوری منگا کر کیا وہ بہت جلد
کلکتہ کو واپس آ گئے اور بنگال اور مدراس سے جسقدر تازہ سپاہ جمع ہو سکتی تھی پیگو کی فتح کرنے
کے لیئے جمع کی۔

لارڈ ڈلہوزی کے نزدیک برہما کی لڑائی کے بڑے پیچدار سوال کا حل یہی تھا کہ پیگو فتح کیا جائے
اول ہی سے انہون نے یہہ بیان کیا تھا کہ برہما مین فتحیابی ایک وقت ایسی ہوگی کہ وہ لڑائی کی
آفت سے درجہ دوم پر ہوگی اسی اپنی راے پر وہ اس مرحلہ مین جمے رہے جو انہون نے انڈیا ہوم کو
اسلیئے لکھا تھا کہ پیگو کے فتح کرنے کے لیئے جو تدابیر انہون نے تجویز کین ہین انکے پورا کرنے کے لیئے

حکم بلجائے جنگ اور فتح دونو آفتین تھین مگر لارڈ ڈیل ہوزی نے ان دونوں مین سے فتح کو اختیار کیا
جس مین خرابیان کم تھین اسکے بغیرہ کسی اور طرح سے برٹش گورنمنٹ کی علویت اور برتری کو نہ
اب نہ صلح کے بعد قائم رکھہ سکتے تھے پیگو کے باشندے خود یہہ چاہتے تھے کہ ان کے ملک کی
حکمرانی برمیون سے نکلکر انگریزون کے ہاتھہ مین آجائے اس انتقال حکومت مین پولیٹکل تجارتی
فائدے بہ نسبت ان برائیون کے بہت زیادہ تھے جو کمپنی کی سرحد کی وسعت دینے مین تھین
لارڈ ڈیل ہوزی کو سیکرٹ کمیٹی کی معرفت جواب ایسا ملا کہ پھر انکو کسی اور بات کی درخواست
کرنے کی ضرورت نہین رہی - ملک کے وسیع کرنے مین فی نفسہ کوئی چیز چاہنے کے قابل نہ تھی اور کمیٹی
نے اپنے گورنر جنرل کی راے سے اتفاق کیا کہ پیگو کے صوبہ پر قبضہ کیا جائے اس مین برائیان تھوڑی
ہین اور قطعی اور خالص بھلائیان بہت ہین لارڈ ڈیل ہوزی کے ان دلائل کو اور بھی زیادہ پسند کیا
جو انہون نے بیان کیے تھے کہ ملک کے الحاق کرنے مین ہمارے لیئے ایسی بھلائیان نہین ہین جیسی
ان اہل ملک کے لئے جنکا ملک انگریزی عملداری مین آئیگا تو بے شک اسمین شبہ ہو سکتا ہے کہ
ابتک برٹش اور برمیون کے درمیان جو تعلقات ہین ان کے سبب سے انگریزون پر یہہ فرض نہین ہے
کہ انکی محافظت کرین پس انہون نے گورنر جنرل کو اختیار دیدیا کہ وہ پیگو کے الحاق کرنے پر خیال کرے
کہ وہ انصاف اور ضروری نتیجہ اس جنگ کا ہوگا جو برمی سلطنت کے برخلاف کی جائیگی -

ستمبر کے شروع مین رنگون مین سپاہ کی تیاریون کی چہل پہل ہوئی کہ وہ پردم کی طرف آگے بڑھی
روز بروز رنگون مین کلکتہ و مدراس سے دخانی و ہوائی جہازون نے سپاہ کو اور سامان
حرب وضرب اور رسد کو لانا شروع کیا - ۲۷ ستمبر کو میر بحر آسٹن کے بیڑے کا آخر جہاز آخر دستہ
سپاہ لایا جسکے ہمراہ گوڈون صاحب دریا تک آئے -

۹ - اکتوبر کو دوپہر کے بعد شہر پردم کے قریب کل چھوٹا بیڑا آیا اور دفعتہً جہازون سے لشکر کا
اترنا شروع ہوا دوسرے دن صبح کو ۲۳۰۰ تنو مند سپاہی سیدھے شہر مین پیگوڈا کی طرف
بغیر ایک گولی چھوڑے چلے برمیون نے یہ دانائی کی تھی کہ یہان کی سپاہ حصار نشین کو لشکر
عظیم سے ملا دیا تھا جو ایک نہایت مستحکم مورچہ بین پردم سے دس میل پر مقیم تھا شہر کے گرد
میلون تک دلدل اور گھنے جنگل تھے یہان سپاہ ٹھیری تو اسکو بیماری نے اور دشمنون کے

شب خونون نے ستایا گوڈون صاحب رنگون گئے کہ وہان سے باقی سپاہ کو لائین اور پیگو کی طرف حرکت کرین جہان پھر برمیون نے اپنی سپاہ کو حصار نشین بنایا تھا۔

اکتوبر مین طرفین نے کوئی بڑا کام نہین کیا میجر سٹن کا انتقال ہوا انکی جگہہ چوانمر ولیم برٹ مقرر ہوا بسین اور رنگون کے دریا جہان آپس مین ملتے ہین وہان برمیون نے ہل نزادہ پر حملہ کیا کپتان بیچر اور بنگالی سپاہ کی ایک کمپنی نے اسکو ہٹا دیا مہینے کے آخر مین سپہ سالار بندولہ کو بی غرقی کے ساتھ آوا مین آنے کا حکم راجہ نے بھیجا اسنے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا اسی مین اپنی عافیت سمجھا جب نومبر کے شروع مین گوڈون صاحب ایک تازی سپاہ کا برگیڈیر ڈم بلاتے تھے کہ کپتان لوچ کے ملاحون کے ایک گروہ نے خشکی مین اکوک ٹونگ مین اتر کر لیک کر چھہ توپین اسکی بلندی سے اتارلین جنکو دشمن نے اپنے استحکام کے لیئے لگائی تھین۔

اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو چار چھوٹے دخانی جہاز اور چند کشتیان سپاہ سے بھری ہوئی رنگون سے پیگو کی طرف چلے اور سٹانگ دریا تک آئے۔ ۲۱ تاریخ کو ایک ہزار پچاس سپاہ برگیڈیر نیل کے ماتحت خشکی مین بڑی گہری کہر مین خشکی مین اتری دشمن نے اسپر ایک گولی نہین چلائی۔ گوڈون صاحب لشکر کے ساتھ گھنے جنگل مین چلے اور پیگو کی فصیل تک جو جھاڑیون سے ڈھکی ہوئی تھی پہنچی جنکے محافظین نے انپر جنگل اور بندوقون کی گولیون سے مزاج شریف پوچھا۔ دو گھنٹون تک جنگل کی لمبی گھاس مین لشکر بیچ بیچ چوڑی کھائی کے کنارہ پر چلا جو پیگو کی شکستہ فصیل کے گرد تھی اسکو ایک شق ہوئی جگہہ ملی جس کے اندر بہادر سپاہی جا سکتے تھے۔ مدراس اور بنگال کی گورہ سپاہ اس گدلی خندق مین گھسی اور چند منٹ مین دشمنون کو اپنی سنگینون کے آگے رکھ لیا وہ برے سے پیگو ڈا کی طرف بھاگے نیل صاحب کے بیڑے کے سپاہیون کی گولیون کے مارنے نے میجر ہل کے حملہ اور سپاہ کی مدد ایسی کی کہ وہ پیگو ڈا کے اندر داخل ہو گئے۔ فوراً دشمن اپنے اس آخر مستحکم مقام سے بھاگنے شروع ہوئے بس ایک بجے پیگو انگریزون کے ہاتھ لگ گیا سپاہ کو جنگل چلنے کے اندر بہت گھنٹون تک مشقت شاقہ اٹھانی پڑی مگر صرف ۳۴ آدمی مارے گئے یا زخمی ہوئے برگیڈیر کو دھوپ نے مارا۔

اس مفتوح شہر مین میجر ہل کے ماتحت ۴۰۰ سپاہی حفاظت کے لیئے معین کیئے گئے اور باقی

سپاہ نے رنگون کی طرف مراجعت کی جب یہہ سپاہ دشمنون کی نگاہ سے باہر ہو گئی تو انہون نے شہرنشین قلیل سپاہ پر حملون کا ایک تار باندھ دیا۔
۵۔ دسمبر سے ۱۳۔ تک ہر رات کو ہزارون برمی سپاہی مورچون مین جمع ہوئے اور بڑی بہادرانہ حملے کیئے اور اس سزا کا خوف نہین کیا جسکا انکو یقین تھا کہ ملیگی۔ ۱۰۔ تاریخ جو رنگون سے سپاہ کمک کے لیئے بھیجی گئی تھی وہ شکست پاکر اور بہت نقصان اٹھا کر الٹی آئی۔ ۱۴۔ تاریخ دو ہزار تنومند سپاہ جسمین آرم سٹرونگ کے تین سو سکھ سپاہی بھی تھے گوڈون صاحب کے ماتحت پیگو کی پرانی فصیل تک گئی جسکو برمی کے سپاہیون نے پھر زندہ کر رکھا تھا مگر اس لشکر کو دیکھ پھر انکا دم نکل گیا آخر کو پیگو ڈا نظر آیا جسپر انگریزی پھریرا پھرار رہا تھا جسکے دیکھنے سے انگریزی سپاہ شاد ہو گئی اندر اور باہر سے گورے آپس مین مبارکبادین دینے لگے سپاہ کو یہہ امید نہ تھی کہ ہم شہر مین اپنے ساتھیون کو دیکھین گے۔ اب دشمن دو آگون کے درمیان آ گئے اپنے آخر مستحکم مقام کی طرف بھاگے جہان سے آرم سٹرونگ کے سکھون نے انکو نکال دیا گوڈون صاحب اہل کی قلیل سپاہ مدد کر کے گرد کے ملک سے دشمنون کے صاف کرنے کے لیئے گئے مگر برمیون مین اب لڑنے کا حوصلہ باقی نہین رہا تھا گوڈون کی خرم و احتیاط نے کسی کمین گاہ کو انکے لیئے چھوڑا نہ تھا وہ سوی کاین کی طرف بھاگ گئے جہان گوڈون کی سپاہ پہنچ نہین سکتی تھی اور رسد اور میگزین بھی تھوڑا رہ گیا تھا اسلیئے وہ پیگو مین الٹا ۱۲۔ کو آ گیا تھوڑے دنون بعد وہ پیگو مین سات سو سپاہی متعین کر کے خود رنگون مین چلا گیا۔
لارڈ ڈلہوزی نے جو پیگو کے صوبے کے لیئے تجویز کی تھی اب جنرل گوڈون کو اسپر علم ہوا۔
۲۰۔ دسمبر کو دریا پر ملاحون نے اور ۲۱۔ دسمبر کو سپاہ نے خشکی مین یہہ اشتہار سنا کہ صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی علمداری مین داخل کیا گیا اہل پیگو نہایت ہی خوش تھے کہ انکو رحیم عادل مستقل حاکم مل گئے اس نئی سلطنت سے برمی سپاہ نکال دی گئی اگر برمی آیندہ لڑائی سے دست کش ہو نگے تو گورنر جنرل بھی ایسے نہین لڑیگا کپتان ارتھر فیئر اراکان کے سول افسر پیگو کے کمشنر مقرر ہوئے اور ضلع مرتبان کرنیل بوگل کمشنر تناسیرم کے سپرد ہوا۔ اس فتح سے اراکان اور سول مین کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا اور دریائے ایراوتی مین پردیسی

تجارت کا دروازہ کھل گیا اس دریا کا اوپر کا حصہ اہل برہما کے ہاتھ مین رہا۔ اسطرح وحشیون کے قبضہ سے جو ملک چھٹا یا گیا اُسکا طول دوسو میل تھا اور اسی قدر وہ چوڑا تھا۔ یہہ ملک بڑا اسبراب و سرسبز و شاداب تھا اسمین ٹیک کی لکڑی کے جنگل تھے اور چاول بہت پیدا ہوتا تھا اور اسمین پانچ لاکھ باشندے رہتے تھے جو اپنے ہم قومون سے بادشاہی کے لیئے لڑتے رہتے تھے۔

کئی مہینے تک لڑائی نہ ہوئی آوا کے راجہ نے واقعات کالہ کے فیصلہ کے ماننے سے انکار کیا۔ یہان وہان اسکے افسرون مین سے کوئی یا کوئی اور چوٹون کا من چلا ادھر جنگل مین اپنے مورچون سے انگریزی لشکرون سے مٹ بھیڑ کرتا تھا ۱۸۵۳ء کے اول ہفتون مین جرنیل سٹیل فوج کے ایک دستہ کو ساتھ لے گئے ایسی راہ چلے جس مین کوئی بٹیا نہ تھی اور بھاری دلدلین اور چوڑے دریا لشکر کے اسباب کے چھکڑون اور بھاری توپون کے چلنے کے مانع تھی مگر انہون نے مرتبان سے شمال کی جانب مین ٹنگھو تک قریب دوسو میل کے برمیون کا شکار کھیلا۔ پیگو کی مغربی سمت مین رہبی صاحب اور فارئج صاحب تھوڑے سے ملاح اور اہل پیگو کو لے گئے اور بسین کے دریا پر برمیون کا جو بڑا جم گھٹ ہو رہا تھا انپر بہادرانہ حملہ کیا اور خوب انکو مارا۔ قزاقون کا بہادر سرغنہ مہاتھون تھا کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ تھے اور اسی نے جنگلون کے وسط مین دانا بائی لو اور ہن زادہ کے مابین اپنی کمین گاہ بنائی تھی کپتان لوچ اسسے لڑنے گئے جس مین انکو فتحیابی نہین ہوئی۔ وہ بے احتیاطی سے ایک جنگل مین گھس گئے جہان انکو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ جس راہ سے گئے تھے اسی راہ سے بعد نقصان اٹھانے کے واپس آئین۔ اس مراجعت مین دشمن نے اپنی فتحیابی سمجھ کر انکے ملاحون اور سپاہیون کی تھوڑی سی سپاہ پر خوب گولیان برسائین۔ راہ مین ان کو دو چھوٹی توپین چھوڑنی پڑین اور اٹھاسی سپاہی اور افسر مارے گئے جنمین خود وہ بھی تھے یہہ نتیجہ ایک جنگل مین بغیر حال دریافت کیئے الل ٹپ چلے جانے کا اور اس دشمن سے لڑنے کا تھا جسکا زور نامعلوم تھا۔

یہہ بہادر برمی سرغنہ انگریزون سے بہت دنون لڑ نہ سکا۔ ۱۸ فروری ۱۸۵۳ء کو سر جان چیپ آٹھ سو سپاہی اور چند توپین اور بان لیکر پرم سے اسلیئے چلے کہ شیر کو اسکے جنگلی بھٹ مین مارین۔ ۶ مارچ کو دانا بائی لو مین پانچ سو سپاہیون اور دو توپون کی رنگون سے کمک بھیجی گئی۔

ہیضہ اور رسد کی کمی سے اور اسکے رہنمایون کی دغابازی سے آگے بڑھنے مین دس روز کا توقف
ہوا اسی اثنا مین بحری سپاہ کے افسر رینی صاحب اور پیگو سپاہیون کے افسر فائیج صاحب آئندہ
کی لڑائی مین شریک ہونے کے لیئے جلدی کر رہے تھے - ۱۷ مارچ کو جیپ صاحب کے لشکر نے
نہایت احتیاط سے بے راہ جنگل مین آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا - ہوا کی سمیت نے بڑی راتون
کے پالے نے اور دن کی سخت دھوپ نے برمیون کی سیان پٹ و مکاری نے انگریزی سپاہ
کے ہتھیارون کا امتحان لیا اور ان کے آگے بڑھنے کو روکا اس لشکر کے سد راہ افتادہ درخت
اور کنگورون پر نشانہ باز دشمن ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہیضہ اور اسہال بہ نسبت دشمنون کی
گولیون کے سپاہ کا زیادہ نقصان کرتے تھے دو دن مین سپاہ ایک ایک انچ کو خوب دیکھ
بھال کر چلی اور ملیاتھون کی اندرونی کمین گاہون تک پہنچی اور ایک دن سخت لڑائی اس کو
پیش آئی ۱۹ - مارچ کو ملیاتھون اپنے مورچے سے جسکو انگریزون نے لے لیا تھا دو تین سو
سپاہیون کے ساتھ بھاگا یہہ خستہ حال سپاہ اس لشکر مین سے تھی جو صبح کو چار پانچ ہزار تھا اس
لشکر کشی مین فتحیابی ہوئی اور ۲۳ سپاہی مارے گئے اور ۱۰۸ زخمی ہوئے اور سو آدمی بیماری سے
مر گئے -

آوا مین ایک نیا راجہ اپنے بھائی کو تخت سے اتار کر ہوا تھا اس نے پیگو کے فتح کرنے والون سے
مصالحت کرنے کے واسطے ارکین سلطنت سفیر بنا کے بھیجے - ۴ - اپریل کو یہہ سفیر نہایت
زرق برق کی پوشاک پہنے ہوئے اور تین زرین چھتریان لگائے ہوئے انگریزی کمشنرون
سر جان جیپ و کموڈور لیمبرٹ اور کپتان فائر پاس آئے انکی سلامی توپون کی اتاری گئی
اور ایک کمرہ مین ملاقات ہوئی دوسری دفعہ ملاقات ۵ - تاریخ کو ہوئی انہون نے عاجزانہ یہ درخواست
کی کہ میادے انسے نہ لیا جائے پیگو مین لسین یا کوئی اور بندرگاہ ان پاس رہنے دیا جائے -
گورنر جنرل کی منظوری کے آنے تک اس مجلس کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور تیس دن کے لیئے
اشتہار دیا گیا کہ لڑائی نہ ہو - ۸ مئی کو یہہ ایلچی گورنر جنرل کے حکم سننے کے لیئے بلائے گئے
اور انکو حکم سنایا گیا کہ گورنر جنرل میادے دینے کو راضی ہے مگر باقی پیگو پر قبضہ رکھنے پر اصرار
کرتا ہے - ایلچیون نے اپنے راجہ کی طرف سے یہہ پیغام دیا کہ اگر پیگو برمیون کے حوالہ کر دیا جائے تو اسکے

عوض مین وہ بہت روپیہ نقد دینے کو موجود ہین - یہہ درخواست اسکی نامنظور ہوئی پھر ایلچیون نے عرض کیا
کہ راجہ اپنی مملکت کا کوئی حصہ نہین دے سکتا اگر پیگو اسکو واپس دیدیا جائے تو وہ روپیہ خاطر خواہ دیکر
صلح کرنے کو موجود ہے انگریز بسین یا مرتبان مین آزادانہ بندرگاہ رکھ سکتے ہین مگر برہما کا راجہ اپنا
کل صوبہ انگریزون کو نہین دے سکتا انگریزی کمشنر ان باتون کو سنتے سنتے تھک گئے ۱۰ مئی کو انہون نے
برہما کے ایلچیون کو اطلاع دی کہ وہ پروم سے ۲۴ گھنٹے کے اندر باہر چلے جائین -

اب حقیقت مین لڑائی کا خاتمہ ہوا پیگو کی حدود مین کوئی برہمون کی مسلح سپاہ موجود نہ تھی - میا تھون خود
آوا کو بھاگ گیا تھا اور برما کا راجہ اپنی سپاہ کو اس صوبہ سے بہت دور ہٹا کر لے گیا تھا جسکے دینے سے
وہ انکار کرتا تھا - اپریل کے شروع مین بلنک مین دنگہ فساد ہوا تو وہ کلکتہ سے مول مین تازہ سپاہ بھیجنے سے فرو
ہوگیا اور وہ سردار جو دفعتہً انگریزون سے مخالف ہوگیا تھا تنگھو سے پرے چلا گیا راجہ خود چاہتا تھا کہ محاصرہ
اٹھ جائے جسکے سبب سے چاول اور خشک مچھلی جو کل ملک کی عمدہ غذا ہے گران ہوئی تھی راجہ کے جو قیدی تھے
انکی مدارات مہربانی سے کی گئی اور وہ بغیر کسی شرط کے چھوڑ دیے گئے صرف نخوت اور حالت موجودہ کی کمزوری
اطاعت نہین کرانے دیتی تھی اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے ہاتھ کو روکتی تھی جو لارڈ ڈلہوزی نے
انگلنڈ کے احکام کے موافق لکھا تھا -

جب راجہ صلح کا پیغام جنرل گوڈون کو بھیج رہا تھا لارڈ ڈلہوزی نے لڑائی ختم ہونے کا اشتہار دیدیا آوا کے
نام کو توڑ دیا اور بندرگاہون کے محاصرہ کو اٹھا لیا اور امن امان کو از سر نو قائم کیا اور گورنمنٹ کی خواہش کو ظاہر کیا
کہ برہما کے ساتھ دوستانہ آمد و رفت رکھے جائے - سیکرٹ کمیٹی انگلنڈ نے لارڈ ڈلہوزی کو یہ سکیم لکھی
جسمین سرکاری لاکھون روپیون کی بچت تھی ہزارون جانون کی سلامتی تھی برہما کے راجہ کی ہتک تھی
برٹش گورنمنٹ کو جو ایک وحشی راجہ سے حسب ضابطہ عہدنامہ کے کرنے سے فرائض اور تردد پیدا ہوتے ہین انسے
آزادی تھی - لارڈ ڈلہوزی نے ان احکام کی فرمانبرداری کی اگرچہ وہ بتحقیق جانتے تھے کہ یہہ عہدنامہ جو برہما کے
ساتھ ہوا ہے وہ ایسا ہی بودا ہے جیسے کہ نرسل جس سے وہ لکھا گیا ہے اور پیگو کا حوالہ کرنا برہما کی فتح کا
کل سرسبز ہی [?] برہما کی قومی نخوت کا خود سر پیچا [?] کرتا ہے اور وہ اسکے لیے آخر تک جھگڑا کرین گے بس
پندرہ مہینے کے بعد لڑائی کا خاتمہ اسطرح ہوا کہ ایک کروڑ روپیہ آئین [?] خرچ ہوئے اور اسکے عوض مین سرکار
کمپنی کے ہاتھ ایک اچھی وسعت کا صوبہ ہاتھ آیا جو اپنا خرچ آپ اٹھاتا تھا اور اس مین صلح پسند زراعت پیشہ [?]

اور تاجرون کی آبادی تھی اور جو اول سے ہی اپنے نئے خداوندون سے محبت رکھتے تھے سپاہ جو لڑائی
لڑی تھی اسکی محنت و شجاعت کے صلہ مین ایک میڈل اور چھ مہینے کا بھتا عطا ہوا اور دس برس بعد
یہان کی لوٹ کا حصہ بھی انکو انعام مین دیا گیا اور ملک نو مفتوح مین سپاہ کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ گوڈون صاحب
کلکتہ گئے یہان بیمار ہو کر شملہ گئے اور وہان مرگئے مرنے کے بعد انکی یہہ عزت ہوئی کہ گورنمنٹ گزٹ مین
اُنکی موت کا ماتم نامہ لکھا گیا۔

باب ششم

ہندوستانی ریاستون کا ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین داخل ہونا

۱۸۴۸ء و ۱۸۵۶ء

(تبنیت یعنے متبنے بنانا)

لارڈ ڈیل ہوزی نے ہندوستان مین آن کر تین سال کے عرصہ مین عظیم الشان لشکر کشیان کین
اور دو بڑے ملک تسخیر کیئے بعدازان جب انکو غیر ملکون کی رزم آرائی سے فراغت ملی تو اپنے ملک مین
ازرم پیرائی کے حملہ کیئے۔ ہندوستانی تلوار کی کٹر منطق کی قائل تھی اور جانتے تھے کہ تلوار کے
فیصلہ کا اپیل کہین نہین ہو سکتا۔ جب انپر حملے ہوتے تھے اور فتوح حاصل کی جاتی تھین تو وہ انکو
اپنی تقدیر و قسمت کے حوالہ کرتے تھے اور مشیت ایزدی جانتے تھے کہ ان سے زیادہ زبردست
نے آن کر ان سے جو کچھ ان پاس تھا چھین لیا یہی غنیمت ہے کہ ہمارے مذہب اور رسم و رواج
سلامت رہے ہمارا ملک گیا دشمن کا ایمان گیا وہ یہہ فلسفیانہ خیال رکھتے ہین کہ دنیا مین تھوڑے
دنون جینا ہے۔ ؎ دوران بقا چو باد صحرا بگذشت ۔ اپنی کمزوری مین تحمل و صبر کرنے مین بڑا زور
دکھاتے ہین آیندہ خوشحالی کے امیدوار رہتے ہین شمشیر خمیدہ پشت کو جانتے تھے کہ وہ ملک
و سلطنت و دولت سے قطع و برید کراتی ہے۔ مگر اب لارڈ ڈیل ہوزی نے انکو یہہ نیا کرشمہ

دکھایا کہ سگے بیٹے کے نہ ہونے سے بھی مرنے کے بعد خاندان سے کل مملکت و دولت چھین لی جاتی ہے اس سبب سے اب وہ دشمنوں کی فتح سے زیادہ تبنیت کے لفظ سے ڈرنے لگے۔

ہندوؤن کے مقنن اعظم نے شاستر مین لکھا ہے کہ بیٹا ہی باپ کو (برت) دوزخ سے بچاتا ہے۔ بیٹے کئی طرح کے ہوتے ہین جنمین سے ایک صلبی بیٹا ہوتا ہے دوسرا متبنے۔ باپ کے مرنے پر اسکا کریا کرم کرنا بیٹے پر فرض ہے بغیر اسکے باپ کی مکت نہین ہوگی اسلیئے ہندوؤن کے ہان متبنے کرنے کا مسئلہ بڑے بزرگ مذہبی مسایل مین سے ایک ہے بظاہر یہہ گمان ہوتا ہے کہ جس ملک مین کثیر الازواجی کا دستور یا قاعدہ مروج ہو وہان شاذ و نادر ہی اسکی ضرورت پڑتی ہوگی کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنائے لیکن یہہ گمان حقیقت کے خلاف ہے بہت سے والیان ملک اور رئیس اپنی آخر عمر تک بیٹے کی تمنا ہی مین رہتے ہین وہ نہین ہوتا بیٹیون سے خاندان کی امارت اور حکومت قائم نہین رہتی اور باپ دادا کا نام آگے نہین چلتا۔ ہندو متبنے کرنے سے دنیا مین خوش رہتے ہین اور عقبے کے لیئے بھی باعث نجات سمجھتے ہین۔ اب اس متبنے ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ عام ہندوؤن مین سے کوئی ہندو متبنے کرے دوسرے یہہ کہ خاص والیان ریاست اور رئیس اور نام کے راجہ متبنے کرین اس تبنیت کو پولیٹکل سے تعلق ہے اسی کا آگے ہم ذکر کرتے ہین۔

دنیا مین کوئی قوت ہندو کو سوا اپنی مرضی کے متبنے کرنے سے روک نہین سکتی اور جب شاستر کے موافق متبنے کرلیا جائے تو اسے ناجائز نہین ٹھیرا سکتی لیکن باپ کے مرنے کے بعد اسکے خانگی مال و اسباب کا متبنے کا مالک اور وارث ہونا ایک اور بات ہے اور مملکت و سلطنت و خطاب کا وارث و مالک ہونا دوسری بات ہے۔ اس دوسری قسم کا متبنے ہونا اعلے و غالب حکومت کی منظوری کا محتاج ہے۔ والیان ملک جنکے حقوق ملکی گورنمنٹ کی مرضی پر موقوف ہین وہ اور عام ہندوؤن کی طرح متبنے نہین کر سکتے کہ پنڈت جی آنکر تبنیت کی رسم کو ادا کردین اور متبنے باپ کے مرنے کے بعد اسکے سارے مال اسباب کا وارث ہو جائے۔

لیکن والیان ملک اور نام کے روسا کی تبنیت کی پنڈت اعلے و برتر غالب حکومت ہے جب وہ والیان ملک کے متبنے کو منظور کرلے تو وہ اپنے بعد مملکت و سلطنت و خطاب کو متبنے کے ہاتھ مین

منتقل کر کے اپنا جانشین بنا سکتے ہین بیشک بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے متبنے اپنے باپ کے خانگی مال اسباب کا وارث ہوسکتا ہے لیکن سلطنت وممالک کا نہین ہم گورنمنٹ کی منظوری کو متبنے کے لیے پولی ٹکل تبنیت کہتے ہین۔

اب سوال یہ ہے کہ پولی ٹکل تبنیت مین ہندؤن کا مذہب مداخلت کا سچا حق رکھتا ہے یا نہین؟ یہہ امر بالکل یقینی ہے کہ اس پولی ٹکل تبنیت کا حق ہمیشہ سے کبھی ہر نزوا علے گورنمنٹنے ہندوؤن سے سلب نہین کیا پہلے سلمان بادشاہ جانشینی کا بھاری نذرانہ لیتے تھے مگر مغل بادشاہون نے اس مین بہت رعایت کر کے تخفیف کر دی تھی۔ یہہ نیا شگوفہ انگریزون ہی کا کھلایا ہوا تھا کہ بجائے حق تبنیت کے حق ضبطی قرار دیا گیا یعنی جب کسی والی ملک کے سگا بیٹا نہ ہو تو اسکا متبنے والی ملک نہ بنایا جائے اور اسکا ملک ضبط ہو کر سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل کیا جائے ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ ستارہ کا راجہ لاولد مر گیا اسکا ملک ضبط ہو کر انگریزی عملداری مین ملایا گیا برٹش گورنمنٹ کا یہہ حق ہے کہ جب کسی والی ملک کے صلبی پسر نہ ہو تو اس کے ملک کو ضبط کر کے اپنی عملداری مین داخل کر لے ستارہ کا راجا سیواجی کی اولاد مین سے تھا اور سیواجی مرہٹون کی سلطنت کا بانی اول تھا گو اسکی سلطنت کی شان و شکوہ باقی نہین رہی تھی لیکن پھر بھی اسکی بزرگی اور عظمت کی حکایت زبان زد خلائق تھین اور مغربی مرہٹے ستارہ کے راجہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپریل ۱۸۴۸ء کے آخر ستارہ کا راجہ اپا صاحب مر گیا وہ اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا جو ۱۸۳۹ء مین اس سبب سے معزول ہوا تھا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے برخلاف سفیہانہ غیر معتبر سازشین کیا کرتا تھا یہ تعجب کی بات ہے کہ سر رابرٹ گرانٹ نے ایسی سزا دی کہ جس مین انگریزی عملداری کا ذرا سا بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب سوال یہہ تھا کہ راجہ تو لاولد مرا اب اسکی ریاست متبنی یا کسی کے قریب کے رشتہ دار کو دی جائے یا اس ریاست کا نام ہی مٹا یا جائے سر جارج گورنر بمبئی نے عہدنامہ ۱۸۱۹ء کو ملاحظہ کیا اس مین لکھا ہوا تھا کہ برٹش گورنمنٹ ستارا کی راجگی کو دوام کے لیئے منظور کرتی ہے کہ اس کے جانشین اور وارث راج کیا کرین اسلیئے انکی راے یہ تھی کہ ہندوستانی راج برقرار رکھا جائے لیکن انکی کونسل کے دو ممبر تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس معاملہ کا فیصلہ اسطرح کرے

کہ جس مین زیادہ تر فائدہ انگریزون کا ہو مگر گورنمنٹ نے دو ممبرون کے خیالات کے قبول کرنے سے انکار کرکے یہہ کہا کہ اگر یہہ امر قرین انصاف نہین ہے کہ متبنی کرنے کے استقرار سے انکار کیا جائے تو پھر اس باب مین یہہ تحقیقات عبث ہے کہ رعایا کی یا گورنمنٹ انگریزی کی اغراض کے لیئے یہہ بہتر ہے کہ ہندوستانی راجہ کی فرمان روائی ہو یا اس مین انگریزی عملداری ہو یہہ بات انہون نے ایسی سُریلی آواز مین کہی تھی کہ اسکا اثر ہو۔

گورنر جنرل نے جو ہندوستانی ریاستون کے الحاق کرنے کی پولیسی اپنی ابتدا ء حکمرانی مین اختراع کی تھی اسکو ستارہ کی ریاست سے شروع کیا اور اپنے آخر عہد تک نبھایا آٹھ ہی مہینے ان کو ہندوستان مین آئے ہوئے ہوئے تھے کہ ستارہ کی ریاست کو ضبط کیا اور پھر اسکے بعد اور بڑی بڑی ریاستین ضبط کین۔ انہون نے اس الحاق کی پولیسی کے باب مین اپنی راے ۳۰ اگست سنہ ۱۸۴۸ء کو یہہ لکھی کہ گورنمنٹ جیسے اپنے فرض کی پابند ہے ایسے ہی اس پولیسی کی رہے ہر موقع پر وہ اپنی خاص دیانت اور نیک ایمانداری کی خوب موشگافی کرکے عمل کرے جہان کسی شبہ کی پرچھائین بھی پڑے معاً وہ اپنے دعوے کو چھوڑ دے لیکن جب ملک پر کوئی شخص حق نہ رکھتا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ از روے انصاف یہہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ اس ملک کو وہ خود لے لے اور ملک کو انگریزی عملداری کی برکتون سے جو بالفعل موجود ہین اور آیندہ اور ہونے والی ہین متمتع کرے مین تبنیت کے باب مین کوئی کڑا قاعدہ نہین تلاش کرتا۔ مگر یہہ میری راے ہے کہ تمام ان موقعون پر کہ کسی والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکا ملک ضبط کرلیا جائے اور اسکو متبنی کرنے کی اجازت نہ دی جائے الا ان صورتون مین جنمین بڑے مستحکم پولیٹکل دلائل ایسے ہون کہ اس عام قاعدہ کی مستثنیٰ صورت بنانی ضرور پڑے اس باب مین متضاد رائین ہونگین کہ ہمارے ملک مقبوضہ کی حدود موجودہ کے بڑہانے سے فائدہ اور حق ملکیت حاصل ہوگا یا نہ ہوگا لیکن مین ملک کی حدود بڑہانے سے جہان اس سے پرہیز ہوسکتا ہے گریز کرتا ہون مگر اسکو وہان ناگزیر جانتا ہون جہان ملک کی حدود نہ بڑھانے سے ہماری سلامتی مین خلل اور ملک کے انتظام مین خرابی عائد ہوتی ہو مگر مین اسکو ممکن نہین خیال کرتا کہ کوئی شخص اس پولیسی کے برخلاف نزاع کریگا کہ جب کوئی سچا موقع ایسا پیش آئے کہ والی ملک لے پسر مرگیا ہو تو اسکے ملک پر قبضہ کرنے سے یہہ فائدہ اٹھایا جائے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہمارے ملک کے

مخل ہین وہ سب ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین شامل کرلی جائین جسسے ملک کو استحکام حاصل ہو مین
نہین خیال کرتا ہون کہ ان ریاستون سے کوئی ہماری گورنمنٹ کو تقویت ہوتی ہی - یا وہ ہماری خزانہ کو
بڑہاتی ہین بس بجا موقع پر انگریزی عملداری مین ان کے داخل کرلینے سے انگریزی انتظام کی توسیع
ہوگی جس سے رعایا کی آسودگی اور مرفہ الحالی بڑھیگی مجھ عاجز کی راے ناقص مین گورنمنٹ کو یہہ اصول
عامہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرجائے تو اسکو متبنی کرنیکی اجازت نہ
دے اور اُسکے مرنے کے بعد ملک ضبط کرلیا جائے -

گورنر جنرل کے اس فیصلہ کو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا اور ستارہ انگریزی عملداری سے
الحاق کیا گیا - کورٹ ڈائرکٹرز مین بعض صاحب ایسے بھی موجود تھے جنہون نے اس تجویز کو یہہ
کہا کہ وہ ایک کام عاصیانہ بالکل راستی و انصاف کے خلاف ہے ٹکر صاحب نے کہا کہ ہم غلطی و خطا
کے مقابلہ کرنے والے اسلیئے بلائے جاتے ہین کہ حق دعوے پر غور کرکے فیصلہ کرین ہمیشہ میرے
نزدیک عمدہ پولیسی وہ ہے جو عدل کے احکام سے وابستگی قریبہ رکھتی ہے -

مسٹر شپ ہرڈ نے جو ہندوستانی والیان ملک کے بڑے طرفدار تھے یہہ کہا کہ یہہ بات کبھی
بھولنی نہین چاہیئے کہ مشرق مین ہماری سلطنت کے عروج و ترقی مین ہمیشہ ہماری گورنمنٹ نے
ہندوستانیون پر یہہ ظاہر و واضح کیا ہے کہ صرف تمہارے وہی سارے حقوق و فوائد جو پہلے
گورنمنٹون مین حاصل تھے محفوظ و مرعی نہین رکھے جائین گے بلکہ تمہارے آئین و دستور و عادات
و رسم و رواج و تعصبات کا بھی پاس و لحاظ کیا جائے گا اب بتاؤ کہ کونسا حق زیادہ عزیز اور کونسی
رسم زیادہ معزز متبنی کرنے سے ہے ؟ مگر کورٹ ڈائرکٹرز مین کثرت راے گورنر جنرل کی راے
کی طرف تھی - لارڈ ڈیل ہوزی کی یہہ پولیسی کورٹ ڈائرکٹرز نے علے العموم اختیار کرلی کہ جب کوئی والی
ملک بے پسر مرے تو اسکا ملک ضبط کرکے انگریزی عملداری مین شامل کرلیا جائے -

۱۸۵۳ع مین جاڑا بڑی شدت سے پڑرہا تھا بڑے دن سے چندروز پہلے فورٹ ولیم کے
توپخانہ سے مرنے کی توپون کے چھوٹنے نے مطلع کیا کہ راگھوجی بھونسلا راجہ ناگپور مرگیا - اسکو
سینتالیس برس کی عمر مین موت کا پیغام آیا - اگرچہ وہ برانڈی اور رنڈی سے بہت شغل رکھتا تھا
مگر رعایا پرور تھا اسکے خوش کرنے کا بہت خیال رکھتا تھا اور انپر ایسی مہربانیان و نوازشین بہت

کرتا تھا جنہین اسکو خود اپنی نیتین تکلیف نہ پہنچے اسکے بیٹا کوئی نہ تھا اور نہ کسی کو متبنی کیا تھا حرامی بیٹا ہونا تو ناممکن تھا۔

یہہ امر عجیب ہے کہ متبنیٰ کرنے کے لیئے مذہب حکم کرے اور پرم پرا سے یہہ رسم چلی آئے پھر بھی کوئی متبنی نہ کرے یہہ ایک ضعف بشری ہے انگلستان مین باوجود تہذیب و شائستگی کے ہزارون آدمی وصیت نامہ اس خوف سے نہین لکھتے کہ اس کے لکھنے سے موت جلد آجائیگی پھر اس ملک مین جو توہمات کا پتلا ہے متبنے نہ کیا جائے تو تعجب کیا ہے۔ آخر عمر تک اولاد ہونے کی امید ہوتی ہے بس اگر متبنے کر لیا جائے تو اسکے معنی یہہ ہونگے کہ اب بیٹے کے ہونے کی امید خدا تعالے سے نہین ہے اسکو یہہ سمجھتے ہین کہ خدا پر الزام لگاتا ہے کہ اب اس مین یہہ قدرت نہین ہے کہ وہ بیٹا ہم کو دے بس اسلیئے مرجاتے ہین مگر متبنے انہین کرتے۔ یہہ بھی خیال ہوتا ہے کہ متبنے کرنا اپنی نامردی کا اظہار ہے۔

ناگپور کے راجہ نے جو متبنے نہین کیا اسکی وجہ یہہ تھی کہ اس کے ملک کے رسم و رواج کے موافق اسکی بیوہ کو بھی اختیار تھا کہ وہ متبنے کرے اسکا متبنے کیا ہوا بھی راجہ ہی کا متبنی کیا ہوا سمجھا جائیگا راجہ نے اپنی طبیعت کے موافق کسی لڑکے کو گود نہین لیا یہہ تحقیق نہین کہ اسکی بیوہ نے کسی لڑکے کو گود لیا یا نہین۔ مسٹر مین سل صاحب جو آیندہ پنجاب کے بورڈ کے ممبر ہوئے یہان رزیڈنٹ تھے وہ بڑے انصاف پسند اور ہندوستانی ریاستون کے خیرخواہ تھے انہون نے بہت دفعہ راجہ سے تاکید کر کے کہا کہ آپ متبنے کیجیے مگر راجہ نے اسپر التفات نہین کیا انہون نے سپریم گورنمنٹ سے اس باب مین استفسار کیا اور لکھا کہ متبنے کوئی نہین کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی اسوقت پیگو مین تھے کونسل کے ممبرون نے لکھا کہ رزیڈنٹ ملک مین امن امان رکھے جب تک اس کے پاس حکم نہ پہنچے۔ اگر راجہ نے متبنے بھی کر لیا ہوتا تو لارڈ ڈلہوزی اسکو جائز نہین رکھتے اب تو اسنے متبنے کیا ہی نہ تھا اسلیئے گورنر جنرل نے حکم دیدیا کہ ریاست ناگپور ضبط کی جائے۔ انہون نے لکھا کہ راجہ نے کوئی متبنے نہین کیا اور اگر وہ متبنے کر بھی لیتا تو گورنمنٹ کا یہہ فرض تھا کہ اس کے ماننے سے انکار کرتی مین خوب جانتا ہون کہ ناگپور مین کسی مرہٹے کے راج کرنے سے ہندوستان مین والیان ملک بڑے خوش ہونگے اور یہہ کام گورنمنٹ کا بڑا افضل و کرم کا سمجھا جائے گا۔

اور اسی بنا پر بہت سے انگریزی حکام بھی اس پولیسی کو پسند کرتے ہین انکی راے کو سمجھتا ہون
اور اسکا ادب کرتا ہون مگر اس جوابدہی کے سبب سے جو میرے ذمے ہے یہہ اپنی راے
ظاہر نہین کرسکتا کہ محبت وفیاضی کی راے کو ایک بجا عادلانہ و دانشمندانہ پولیسی پر ترجیح دیجاے
کرنیل جان لو صاحب اسوقت کونسل کے ممبر تھے انکی راے یہہ تھی کہ ہندو مسلمانون کی جو تھوڑی
سی ریاستین باقی رہ گئی ہین انکا برقرار رکھنا عدل وانصاف کا مقتضا رہے ۔ ریاستین
بہت سی غارت ہوچکی ہین جو باقی ہین وہ ہماری قوت کا سبب ہے نہ ضعف کا اور اگر کوئی ریاست
انمین سے باقی نہین رہیگی تو ہمارے لیئے خرابی ہوگی ۔ مین جانتا ہون اگر ان باتون کو فرشتہ
کی آواز مین کہون تو اسکا عملی اثر ایسا ہی ہوگا جیسے کہ ایک پیتل کے بترے کی چھن چھن کا ۔
کرنیل صاحب اپنے اس عقیدہ وراے مین بڑے پختہ تھے انہون نے اس باب مین دو
نوشتے تحریر کیئے جنمین انہون نے ناگپور کے الحاق کی پولیسی کے برخلاف لکھا کہ وہ عدل اور
انصاف کے خلاف ہے انہون نے کہا کہ ابھی جو ستارہ الحاق کیا گیا ہے اسکا بہت برا اثر
اخلاقی ہندوستان کے اکثر حصون مین ہوا ہے مجھ سے جو میرے پرانے دوست ہندوستانی
ملنے آتے ہین وہ ستارہ کا ذکر بہت صاف صاف کرتے ہین اور اس مین ایسی باتین بیان
کرتے ہین کہ مجبوری مجھے انکو روکنا پڑتا ہے جس ہندوستانی نے مجھ سے ستارہ کا ذکر کیا
اسنے یہہ سوال کیا کہ ستارہ نے کیا جرم کیا ہے کہ وہ ضبط ہوا ہے اگر جرم کیا ہے تو گورنمنٹ کا
یہہ کام بجا اور انصاف ہے اور اگر کوئی جرم نہین کیا تو یہہ ضبطی ظلم ہے ہندوستان کے اکثر
حصون مین ستارہ کی ضبطی کا اثر اخلاقاً بہت ہی برا ہوتا ہے اس کے سبب سے برٹش گورنمنٹ
کے انصاف اور نیک ایمانداری کا اعتبار جو ہندوستانیون کے دلون مین تھا وہ متزلزل ہوگیا
وہ پوچھتے ہین کہ ستارہ نے کیا گناہ کیا ہے کہ اسپر پولیٹکل موت کا فتوی دیا گیا ہے کل
ہندوستان مین فتح سے جو ملک حاصل کیا گیا ہے وہ بہت سی صورتون مین حق سمجھا گیا ہے
جسکی مثال پنجاب کا الحاق کرنا ہے کہ اسکو لوگ اس وجہ سے غلط نہین جانتے کہ وہان کے رئیسون
اور رعایا نے اس الحاق کو اپنے اوپر آپ بلایا ہے مگر ایک نیک خواہ ریاست کا نابود ہونا وارثون کے
نہ ہونے سے ہند کے کسی حصہ مین پسندیدہ نہین سمجھا گیا اور ضبطی کے حق کا جو اعلان کیا گیا ہے

اُس نے تمام ملک مین ہندوستانی درباروں مین ایک کھلبلی مچادی ہے کہ گورنمنٹ پر کچھ اعتبار نہین رہا انہون لمبے بڑے زور سے بیان کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا ہموار اثر یہہ ہے کہ ہمارے صوبون مین اعلے درجہ کی جماعتین پامال ہوگئی ہین یہ صحیح پولیسی ہے کہ ہم ہندوستانی ریاستون کی پشت پناہ نہین کہ وہ ان شرفا اور بلند نظر اور فراخ حوصلہ ہندوستانیون کے لیے چشمہ توانائی نہین جو انگریزی عملداری مین کسی طرح نہین پنپ سکتے اور نشوونما نہین پا سکتے انہون نے اسپر بحث کہ گو ہمارا انتظام بہ نسبت ہندوستانی انتظام کے بدرجہا بہتر ہو لیکن ہندوستانی اسکو بہتر نہین جانتے انکو تو اپنے پرانے دستورون اور آئینون کے ساتھ دلبستگی ہے خواہ وہ کیسے ہی ناقص ہون وہ ان کی تبدیلی کے بالکل برخلاف ہین خواہ یہہ تبدیلی کیسی ہی اچھی ہو انہون نے کہا کہ ایک لحاظ سے دنیا کے اور معلوم حصون کے باشندون کے مشابہ ہندوستان کے باشندے ہین کہ وہ اپنی ہی عادات اور رسوم کو اور سب سے برتر و بہتر جانتے ہین انہون نے اس بات پر جھگڑا کیا کہ عہدنامہ مین کوئی شرط ایسی نہین کہ مسندنشینی جب ہی ہو کہ راجہ کے صلبی پسر ہو بس بھوسلا کے خاندان مین مسندنشین وہ متبنے ہونا چاہیئے جسکو خود راجہ یا اسکی سب سے بڑی بیوہ نے بموجب رسم و رواج گود لیا ہو۔ ناگپور کا راجہ برٹش گورنمنٹ کا بڑا خیر خواہ تھا اسکے ملک مین کوئی بدنظمی نہین تھی اسکے راج مین کبھی ملیٹری مداخلت کرنے کی ضرورت نہین پڑی نہ کبھی راجہ کو تنبیہہ و تاکید کرنے کی ضرورت ہوئی بس اس آخر راجہ کا ایسا چال چلن نہین تھا کہ اسکے بعد مسندنشین کا حق سلب کردیا جائے کس گناہ و جرم و قصور کی پاداش مین اسکی عزتون اور خاندان کا ہمیشہ کے لیئے خاتمہ کیا جاتا ہے؟ اس صورت مین کو انکار کیا جائے کہ اسکو متبنے بنانے کا حق نہ تھا تو وہ بالکل عہدنامہ کے اصلی مطلب کے خلاف ہوگا گو الفاظ کے خلاف نہ ہو اگر یہہ کہا جائے کہ متبنے کرنے کی خبر گورنمنٹ پاس نہین آئی تھی یہہ امر یقینی نہ تھا کہ راجہ نے خود اپنا حق چھوڑ دیا کہ کسی کو گود نہین لیا اور یہہ خبر بھی نہین کی کہ اسکی بیوہ نے کسی کو متبنے بنایا تو کسکو ریاست دی جائے جب کوئی اسکا مستحق دعوی نہ کرے؟

اس سوال کا جواب یہہ ہے کہ گورنمنٹ نے اسقدر جلدی سے راج کو مٹا دیا اور کچھ انتظار نہین کیا کہ ریاست کے مستحق مدعی ہوتے اگر گورنمنٹ کو راج کا سلامت رکھنا منظور ہوتا تو بہت آسان تھا

کہ کسی لائق آدمی کو مسند پر بٹھا دے لو صاحب کی باتون کو نہ یہان کسی نے سنا نہ انگلنڈ مین یہہ ریاست بھی ستارہ کی طرح ضبط ہوگئی۔ بیوہ عورتون کے اور راجہ کے رشتہ دارون کی معقول پنشنین مقرر ہوگئین۔ راجہ کا کل مال صامت و ناطق نیلام ہوگیا۔ گھوڑے بیل ہاتھی اونٹ کوڑیون کے مول بک گئے صرف بیکیا بائی یا بانکا بائی نے غل مچایا کہ اگر میرے گھر کا اسباب نیلام ہوگا تو گھر مین آگ لگا دونگی مگر اسباب نیلام ہوا اور بھوسلا کے جواہر کلکتہ کے بازار مین بکنے گئے کچھ چھوٹی دئیے گئے ریاست کے ضبط ہوجانے سے زیادہ برا اثر اس اسباب کے نیلام ہونے سے برار ہی مین نہین ہوا بلکہ اور جگہہ بھی۔ اس نیلام سے برٹش گورنمنٹ کی بدنامی ہوئی روپے کا اتنا فائدہ نہین ہوا جتنا عزت کا نقصان۔ رانیون نے بہت کوشش کی کہ ریاست بحال ہو لندن مین اپنے آدمی بھیجے یہان بہت روپیہ وکیلون اور قانون دانون کو دیا مگر کچھ ہوا نہین بڑی رانی نے جانوجی بھونسلا کو اسلیے متبنے کیا کہ اسکے مال اسباب کا مرنے کے بعد مالک ہو اور خاندان کا نام باقی رہے بھونسلا کا ملک انگریزی مین شامل ہوگیا اس مین افیون کا گودام پٹنے کی طرح مقرر ہوا اور توپون کی فیکٹری کاشی پور کی طرح مقرر ہوئی پنجاب و پیگو کے الحاق نے تو سرحدون کے سرون پر کمپنی کی عملداری کو بڑھایا تھا اور ستارہ و ناگپور کے دو نامور مرہٹون کی ریاستون کے الحاق نے اندرونی عملداری کو مستحکم کیا اور ہندوستان کے نقشے مین سرخ رنگ کو بڑھایا اور کل ہندوستان مین گورنمنٹ کے اس استحقاق کا اعلان کیا کہ جو راجہ لاولد مریگا اس کا ملک راج پاٹ ضبط کرنے کا حق گورنمنٹ کو حاصل ہے۔

بندیل کھنڈ کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین سے ایک جھانسی کی ریاست اسکے وسط مین تھی اور وہ پیشوا کی باج گزار تھی۔ جب پیشوا نے بندیل کھنڈ مین اپنی قلمرو مقبوضہ کو سرکار کمپنی کو حوالہ کیا تو اسنے کہا کہ جھانسی کی ریاست شیو راؤ بھاؤ کو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لئے عطا کی گئی ہے سو سرکار کمپنی نے بھی جھانسی کے حاکم صوبہ دار رام چند سے یہی عہدنامہ کیا کہ وہ اسکو نسلاً بعد نسل دی گئی اور رامچند کو اسکی خیر خواہی کے سبب سرکار نے راجہ کا خطاب دیا۔ جب راجہ لاولد مر گیا تو ریاست کے لیے بہت سے مدعی کھڑے ہوئے ریاست کا سب سے زیادہ مستحق راجہ کا چچا رگھوناتھ تھا جو جذامی تھا مگر رعایا اسی کا راجہ ہونا چاہتی تھی

وہ راجہ ہوا تین برس راج کر کے لاولد مرگیا ریاست کے مدعی بہت کھڑے ہوئے اسوقت سرکار کمپنی کو ضبطی ممالک کا خیال بھی نہ تھا۔ لارڈ ولیم بنٹنگ نے مدعیان ریاست کے حقوق کی تحقیقات کے لیئے کمیشن مقرر کیا کمیشن نے راجہ کے بھائی گنگا دھر راؤ کو ریاست کا مستحق ٹھیرایا اسکو راج نسلاً بعد نسل مل گیا۔

رگھوناتھ جداجی کے عہد مین ملک مین بڑی بدنظمی رہی اور اسکے بھائی کے عہد مین بھی یہی حال رہا تو سرکار کمپنی نے ملک کا انتظام راجہ کی طرف سے اپنے ہاتھ مین لے لیا جسکے سبب آمدنی ملک جسکا تنزل ہندوستانی عاملون کے ہاتھ سے ہو گیا تھا اسکی ترقی ہو گئی۔ ۱۸۳۸ع مین جب ملک کا ایک عضو بندیل کھنڈ کی سپاہ کے خرچ کے لیئے قطع ہو گیا تو راج کا انتظام پھر گنگا دھر کے حوالہ کیا گیا دس برس تک راج کر کے وہ پہلے راجاؤن کی طرح لاولد مرگیا پھر مسند نشینی کے لیئے مدعی کھڑے ہوئے مگر اب کی دفعہ ان کے دعوے اس نظر سے نہین دیکھے گئے جس سے پہلے دیکھے گئے تھے گورنر جنرل نے ایک نوشتہ لکھا جس سے راجہ کی موت آگئی یہہ قرار پایا کہ جھانسی ایک باج گزار ریاست تھی جسکا پہلے مالک پیشوا تھا جسنے اپنے سارے اختیارات جو اس ریاست مین تھے سرکار کمپنی کو حوالہ کیئے ۱۸۳۷ع مین سر چارلس مٹکف نے اس باب مین ایک نوشتہ لکھا تھا اسکی نقل اس لیئے کی گئی کہ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہندو راجہ خود مختار شاہانہ حکومت رکھتے ہین اور دوسرے ہندو سردار ہین جنکو ملک یا محاصل ملک بادشاہ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے ان دونون مین فرق ہے جس حکومت نے یہہ جاگیر معافی دی ہے وہ مستحق ہے کہ جاگیر کے لیئے یہہ مقرر کر دے کہ کے پشتون کے لیئے دی گئی اس کی مدت کیا ہے جب قطع نسل ہو تو اسکو واپس لے لے اب سرکار کا ضبط کرنے کا حق خوب چمک رہا تھا جھانسی ضبط ہو گئی آخر راجہ کی بیوہ عل مچاتی وہائی دیتی رہی کہ خاوند کا خاندان سرکار کا بڑا خیر خواہ ہے اسنے بڑے بڑے کام نیک خواہی کے کیئے ہین جنکو سرکار بھی مانتی رہی اسنے عہدنامہ کی شرائط کو بھی دکھایا اسکی ساری حجتیں بیکار رہین یہہ قرار پایا کہ ریاست جھانسی کا برٹش گورنمنٹ کے اغراض و فوائد کے لیئے ملحق کرنا ضرور ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے کہا

چونکہ جھانسی سرکاری اضلاع کے درمیان مین وسط مین واقع ہے اسپر قبضہ ہونے سے ہماری مرضی کے موافق اسکا وہ عام انتظام ہوگا جو ہم بندیل کھنڈ کا چاہتے ہین اور سرکاری اضلاع کے ساتھ شامل ہونے سے جھانسی کی رعایا کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

قرولی ایک چھوٹی سی ریاست راجپوتانہ کی ہے اسکا نوجوان راجہ ۱۸۵۲ء مین مرگیا اس نے ایک لڑکا اپنے کسی قریب کے رشتہ کا گود لے لیا تھا کرنیل لو صاحب راجپوتانہ کے رزیڈنٹ تھے انہون نے چاہا کہ برٹش گورنمنٹ اس متبنے کو فوراً تسلیم کرلے۔

گورنر جنرل نے اسکے ماننے مین تامل کیا اسکے نزدیک قرولی ضبط کرلینے کا حق انصافاً گورنمنٹ کو حاصل تھا مگر کونسل نے اس سے اختلاف کیا انہون نے ستارہ کی صورت سے قرولی کی حالت کو مختلف بتلایا کہ ستارہ کی ریاست زمانہ حال مین جب سرکار کمپنی کا تسلط شروع ہوا ہے غصب سے قائم ہوئی تھی مگر راجپوتانہ کی ریاستین تو سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال بیشتر سے چلی آتی تھین جنمین قرولی کی ریاست بھی ہے ان قدیمی خاندانون کا مٹانا مدبران ملکی کے نزدیک مناسب نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کے ماننے کے کورٹ ڈائرکٹرز بڑی متمنی تھے لیکن انہون نے یہہ نہین پسند کیا کہ راجپوتانہ کی قدیمی ریاستین بتدریج نابود کی جائین انہون نے کہا کہ ستارہ اور قرولی کے مقدمات کی صورتین جو بالکل جداگانہ ہین گورنر جنرل کی تحریر مین کافی طور پر ظاہر نہین کی گئین ستارہ کی ریاست زمانہ حال کی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے عطیہ سے پیدا ہوئی ہے اور قرولی کی ریاست راجپوتون کی جس مین راجپوت حکمرانی کرتے چلے آئے ہین بہت مدت پہلے کی انگریزی عملداری بننے سے یہہ ریاست ہماری دوست ہے جسکی حفاظت ہم نے اپنے ذمہ لی ہے ہماری یہہ خواہش نہین ہے کہ ہندوستانی عملداری کی جگہہ انگریزی عملداری اس مین قائم کی جاوے ہم حکم دیتے ہین کہ بھرت پال جو متبنے کیا گیا ہے جانشین ہو اس عرصہ مین کہ کلکتہ اور لندن کے درمیان بھرت پال سے خط و کتابت جاری تھی کہ راجہ کا بھائی مدن پال جانشینی کے لیئے مدعی ہوا اسنے اپنا استحقاق بیان کیا اور اسکو تہیارون سے بھی ثابت کرنا چاہا۔ محل کی رانیون اور سردارون اور امیرون نے اسکے استحقاق ریاست کی حمایت کی اور سر ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے اسکے استحقاق کے استحکام کی تصدیق کی متبنے کا حق اور سب رشتہ دارون

حق پر فوقیت رکھتا ہے مگر تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ متبنے کرنے کی جو شرائط ہوتی ہین وہ ہس
متبنے اکرنے مین پوری نہین ہوئین تھین اسلیئے بھرت پال متبنے نہین قرار پایا جسکی جانشینی کے لیئے
کورٹ ڈائرکٹرز حکم دے چکے تھے وہ جانشین نہین ہوا - ہنری لارنس نے مدن پال کی جانشینی کے
سفارش کی وہ لارڈ ڈیل ہوزی نے منظور کرلی بس لارڈ ڈیل ہوزی کی ضبطی کی پولیسی اس مقدمہ مین
فتحیاب نہین ہوئی ان دو سالون کے اندر راجپوتانہ کے قدیمی خاندانون کو تردد رہا کہ قرولی کے مقدمہ
مین کیا فیصلہ ہوتا ہے گو آخری فیصلہ سے انکو اطمینان ہوا کہ قدیمی معزز ریاستون کے دائرہ مین الحاق
کرنے کی بیخ نہین ٹھوکی گئی لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ اس سبب سے کہ خطا نہین کی گئی
اس التوا سے نقصان نہین ہوا - عام افواہین آڑانے والے سرشتون کے مخفی اسرار کو نہین جانتے
وہ تو اپنے قیاس سے خبرین ہوا مین اڑایا کرتے ہین ہندوستان کے ہر دربار اور ہر بازار مین
لوگ یہہ خوب جانتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ قرولی کے الحاق کرنے اور نہ کرنے کے باب مین
بحثین کر رہی ہے فقط یہی بات کہ اس معاملہ مین بحث ہو رہی ہے لوگون کے دلون مین تردد و
لفکر پیدا کرنے کے لیئے کافی تھی - دو برس تک قرولی بغیر راجہ کے رہی اسکا انتظام پولیٹکل ایجنٹ
راجپوتانہ کی طرف سے ہوتا رہا جسکو لوگ جانتے تھے کہ آخری فیصلہ ہونے کے بعد بھی یہہ انتظام
جانے کا نہین لوگ سمجھتے تھے کہ اب ہنری لارنس کے عدل فتوت ورفت کے سبب سے ریاست قرولی بچ
گئی تو کیا سدا انکا فضل وکرم اور ریاستون کے بچانے کے لیئے آیندہ آیا کریگا ؟ اسکو پھر یہہ موقع
ہی نہین ملے گا راجپوتانہ مین بہت سے راجہ بے پسر تھے انکے دلون مین یہہ عجب اضطراب و اضطرار
تھا کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری ریاستون کا خاتمہ ہے سارے ملک مین یہہ وحشتناک خبرین
اڑ رہی تھین کہ لارڈ ڈیل ہوزی کی پولیسی کو آخر مین کامیابی ہوگی ولایت سے حکم صادر ہو چکا ہے کہ
تبدریج راجپوتون کی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین یہہ سرکار انگریزی کی سلطنت کا
رکن اعظم اعتماد ہے یہہ خوفناک جھوٹ اسکی ایسی بیخ کنی کرتا تھا کہ جسکا پہلے سان گمان بھی ہندوستان مین
نہ تھا -

سنبھل پور کی ریاست بنگال کے جنوب مغرب مین واقع ہے جسکو برٹش گورنمنٹ نے یہان کے
ایک قدیمی راجہ کو تاحین حیات دی تھی مگر پھر دوبارہ حقوق فرمان روائی از سر نو اس خاندان کے

ممبرون کو دیئے گئے اور ۱۸۴۹ء تک وہ قائم رہے۔ نرائن سنگھ یہان کا راجہ تھا جسکا نہ کوئی وارث تھا نہ کوئی قریب کا رشتہ دار تھا نہ کوئی متبنے کیا گیا تھا بس جب راجہ مر گیا تو سب کو اسپر اتفاق تھا کہ حق ضبطی پورا سرکار کو حاصل ہے اُسکا الحاق اتفاقاً مشتہر ہونا چاہیئے بس یہہ ریاست الحاق کی گئی۔

اب تک تو ریاستون کو برٹش گورنمنٹ اس سبب سے ضبط کرتی تھی کہ والیان ریاست بے پسر مرتے تھے اور اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہین دیتے تھے مگر اب ضبطیان اوس قسم کی شروع ہوئین ہندوستان مین بڑے بڑے عالی خاندانون کی اولاد موجود تھی گو انکی مملکت اور سلطنت تو برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ مین منتقل ہو چکی تھی مگر برٹش گورنمنٹ ان کے محاصل ملکی مین سے ایک حصہ بطور پنشن ان کو دیتی تھی اور انکی عزت حرمت ایسی کرتی تھی جیسی کہ والیان ملک کی ہونی چاہیئے اسکے جاہ و منصب خطاب القاب کا پاس و لحاظ کرتی تھی ایسے تین ذی جاہ پنشندار لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت مین اس ضیاع سے چل بسے انمین سے ایک کا حال تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔ مرہٹون کی تین بڑی سلطنتین تھین ایک ستارا دوسری ناگپور تیسری پونہ ابھی بیان ہوا ہے کہ ان مین سے اول دو کو کسی طرح سے لارڈ ڈیل ہوزی نے نیست و نابود کر دیا تیسرے انکے ہندوستان مین آنے سے تیس برس پہلے ملک کے اعتبار سے غارت ہو چکی تھی ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد پیشوا باجی راؤ نے اپنے تئین سر جان مالکم کے حوالہ کر دیا تھا اسنے دستی مین دغا بازی کی تلوار کو لڑنے کے لیئے نکالا بڑی ہزیمت پائی اب اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کیا بھگوڑون کی طرح بھاگتا پھرے یا اپنے تئین برٹش گورنمنٹ کے فضل و کرم و رحم کے سایہ مین لائے اسنے انگلش جنرل کو اپنے تئین حوالہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہہ انگلش جنرل میری اس درماندگی اور بیچارگی کی حالت مین دستگیری اور فیاضانہ سلوک کریگا جب مالکم صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی آٹھ لاکھ روپیہ کی پنشن کرا دی کہ اس مین وہ اپنا اور اپنے خاندان کا گذارہ کرے۔ مالکم صاحب کے اس اسراف پر جب بعض انگریز معترض ہوئے تو انہون نے جواب یہہ دیا کہ جب سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان مین قدم رکھا ہے اسکی پالیسی یہہ ہی ہے کہ ہندوستانی والیان ملک کے ساتھ جنہون نے اپنی بے ایمانی اور دغا بازی کے سبب سے اپنی سلطنت و حکومت کو کھو دیا ہے فیاضانہ سلوک کیا جائے ان کی تمام خطاؤن اور قصورون سے

چشم پوشی و فراموشی اختیار کی جائے اور اسی طریقہ کے برتنے کا نتیجہ یہہ ہے کہ کل جماعتین برٹش گورنمنٹ کی حکومت سے راضی ہوجاتی ہین ایسے موقعون پر جو گورنمنٹ نے اپنی انسانیت اور فیاضی کے جوہر دکھائے ہین انہون نے بہ نسبت ہتھیارون کے زیادہ اسکی حکومت کو مستحکم و استوار کیا ہے وہ حقیقت مین ہندوستانیون کے دلون کا تسخیر کرنا ہے" بس کانپور سے بارہ میل کے فاصلہ پر بٹھور مین باجے راو پنشن لیکر عزلت نشین ہوا۔

وہ عمر کے اعتبار سے تو بوڑھا نہ تھا مگر اپنے قدرتی جسمانی ضعف اور عیش دوستی کے سبب سے یہ نہین معلوم دیتا تھا کہ وہ سرکار کمپنی کا وبال دوش پنشن کے سبب سے مدتون تک رہے گا لیکن وہ اپنی حکومت کے سلب ہونے کے بعد تہائی صدی جیا اسکا کنبا بہت تھا اسکے ہم قوم ملازمین کثرت سے تھے غیر قوم کے رفقا کی بھی کمی نہ تھی اسطرح مرہٹون کے یکجا اجتماع سے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ اور خاص کر کسی خطرناک وقت مین اندیشہ رہتا تھا مگر معزول پیشوا بڑا وفادار اور خیرخواہ تھا اسکے آدمی نیک چلن تھے نیک چلنی اور پیشوا کی خیرخواہی خالی خولی نہ تھی بلکہ جب سرکار کمپنی کا خزانہ جنگ افغانستان مین خالی ہوگیا تھا تو پانچ لاکھ روپے اسنے قرض دئیے تھے اور جب پنجاب کی طرف سے حملہ نے سرکار کی عملداری کو دھمکی دی تھی اور تمام ملک مین مشہور تھا کہ سکھون اور مرہٹون مین آپس مین اتحاد ہوگیا ہے تو پیشوا نے اپنی خیرخواہی کا اعتبار اسطرح کیا کہ اُس نے سرکار سے درخواست کی کہ مین اپنے خرچ سے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کرکے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کرنے کو حاضر ہون۔ غرض جیسی اسکی طبیعت مین برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی تھی ایسے ہی اسکے پاس اسباب بھی خیرخواہی دکھانے کے موجود تھے اسکی پنشن ایسی بڑی تھی کہ شاہانہ خرچون کے بعد بھی بہت روپیہ پس انداز ہوتا تھا سارے ہندوستان مین مشہور ہوگیا تھا کہ پیشوا نے دولت کے بڑے خزانے جمع کئے ہین وہ قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا کوئی بیٹا نہ تھا اب سوال یہہ تھا کہ اس دولت کا مالک اسکے وارث کون ہوگا سو اسنے اپنے ہی کنبے مین سے اپنے مرنے سے چند سال پہلے ایک لڑکے کو متبنے کیا اس نے وصیت نامہ مین لکھا ہے کہ دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا ہے اور گنگا دہر راؤ میرا سب سے چھوٹا بیٹا اور سداشیو پنت دادا دوسرا بیٹا ہے جسکا بیٹا پندورنگ راؤ میرا پوتا یہی ہین یہہ میرے تین بیٹے اور ایک پوتا ہے میرے بعد دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا تنہا پیشوا کی گدی کا وارث ہے بس اسنے

برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ نانا کو اسکا جانشین اور دولت و خزانون مالک
مانے اور اسکو خطاب اور پنشن پیشوا کی عنایت کرے یہہ درخواست اسکی منظور نہین ہوئی
مگر سرکار کمپنی نے بالکل اس سے انکار بھی نہین کیا وعدہ کیا کہ باجے راؤ کے مرنے
کے بعد اسکے خاندان کے لیئے کوئی مناسب تدبیر کی جائیگی۔ غرض یہہ معاملہ آیندہ
خیال کرنے کے لیئے رکھا گیا۔ پیشوا بڑا ضعیف مفلوج و اندھا ہو گیا تھا ظاہر معلوم ہوتا تھا
کہ محاصل ہند کی گردن پر اب زیادہ دنون تک اسکی پنشن کا بوجھ نہین رہے گا۔
۲۸۔ جنوری ۱۸۵۱ء کو پیشوا نے ستتر برس کی عمر مین اس دنیا کے دیکھنے سے ہمیشہ
کے لیئے آنکھین بالکل بند کین ۱۸۳۹ء کا لکھا ہوا اسکا وصیت نامہ تھا جس مین لکھا تھا
کہ میرے بعد دوندو پنت نانا میرا متبنے تھا پیشوا کی گدی کا محلات کا دولت کا اثاث البیت
کا خزانہ کا غرض سب طرح کے میرے مال و اسباب کا مالک ہو جب باجے راؤ مرا ہے تو نانا
کی عمر ستائیس برس کی تھی وہ ایک نوجوان چپ چاپ بغیر طمطراق کے تھا کوئی بیہودہ عادت
نہین رکھتا تھا نو خوش مین مبتلا نہ تھا اور اپنے سارے کام صاحب کمشنر کی صلاح کے
موافق کرنے کو تیار رہتا تھا تیس لاکھ روپیہ کا وارث ہونے کو تھا جس مین سے زیادہ تر
پرومسری نوٹ تھے مگر اسکا کنبا بڑا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ سرکار کمپنی معزول پیشوا کی پنشن کا ایک
حصہ اسکے کنبے کو بٹھور مین عطا کریگی۔ انتظام تمام معاملات کا صوبہ دار رامچندر پنت کی
ہاتھ مین تھا جو سچا وفادار ہوا خواہ پیشوا باجے راؤ کا تھا وہی برٹش گورنمنٹ کے محکمہ مین
نانا صاحب کے معاملات کی وکالت اور پیروی کرتا تھا اُسنے گورنمنٹ سے عرض کیا کہ آپ
ہی نانا صاحب کے ماں باپ اور مالک و آقا ہین بٹھور کے کمشنر نے پیشوا کے کنبے کے لیئے
سفارش کی مگر اعلے گورنمنٹ نے اسے منظور نہین کیا ممالک مغربی و شمالی مین جسوقت طامسن
صاحب لفٹنٹ گورنر تھے وہ بڑے نیک و لائق اور نامور تھے مگر وہ ہندوستانی رئیسون
اور امیرون و شہزادون کی طرف نظر التفات نہین رکھتے تھے اور وہ ایک نئے سکول کے
ہادی تھے انہون نے کمشنر سے کہا کہ تم پیشوا کے کنبے کے دل مین ایسی امید کو بالکل
نہ پیدا ہونے دو کہ سرکار کمپنی اس کی پنشن سے مدد معاون ہوگی اور حتی الوسع تم پیشوا کے

ملازمین کو سمجھاؤ کہ وہ بٹھور مین جمع نہ رہین اور پھر دکن کو اپنے وطن چلے جائین۔ لارڈ ڈیل ہوزی گورنر جنرل تھے بھلا وہ اپنے لفٹننٹ کی ایسی راے سے جوان کے خیالات کے موافق تھی کب اختلاف کرتے سوانہون نے اپنی راے کو ظاہر کیا کہ کمشنر نے جو سفارش کی ہے وہ نامعقول ہے اسکی نامنظوری مین لفٹننٹ گورنر کی راے سے اتفاق رکھتے ہین کہ کسی حالت مین پیشوا کا کنبا گورنمنٹ پر کوئی استحقاق نہین رکھتا کہ جسکے سبب سے وہ اس امر کو قبول کرین کہ کوئی حصہ پبلک آمدنی ملک کا اس خاندان کو عطا کیا جائے گورنر جنرل یہ درخواست کرتے ہین کہ گورنمنٹ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فوراً خاندان پیشوا کو سنادیا جائے مگر اس حکم کی سختی مین یہ نرمی برتی گئی کہ بٹھور کی جاگیر بدستور نانا صاحب کے قبضہ مین رکھی مگر حکومت کے اختیارات جو پیشوا کو دیئے گئے تھے وہ اس جاگیر مین نہین دیئے گئے +

جب نانا صاحب کو تحقیق ہوگیا کہ بٹھور کے خاندان کے لیئے کوئی امید بہبودی برٹش گورنمنٹ سے نہین ہے تو اسنے لندن مین سرکار کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز مین اپیل کرنا چاہا گو وہ یہہ اپیل باجے راؤ کی زندگی مین کرنا چاہتا تھا اور اس اپیل کی پیروی کے لیئے صوبہ دار راجیندر کے بیٹے کو اپنا وکیل تجویز کیا تھا مگر کمشنر صاحب نے اسکو منع کیا اسلیئے اپیل کا کرنا موقوف کیا گیا اور باجی راؤ کے مرنے کے بعد بھی جب تک نانا کو سب طرح سے مایوسی نہین ہوئی اس اپیل کا خیال نہین پیدا ہوا۔ گورنمنٹ ہند کے فیصلہ کی منسوخی کے لیئے یہہ عرضداشت انگلنڈ مین کورٹ ڈائرکٹرز کے سامنے پیش کرنے کے لیئے لکھی گئی اور حسب ضابطہ گورنمنٹ ہند کی معرفت بھیجی گئی جسکا مضمون یہہ تھا کہ لوکل گورنمنٹون نے جس طریقہ کو برتا ہے وہ صرف سنگدلی اور بیدردی پیشوا متوفی کی اکثر رشتہ دارون کے ساتھ نہین ہے بلکہ نامناسب قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے ساتھ ہے اسواسطے عرضداشت کرنے والا ضرور جانتا ہے کہ فوراً آپ کے آونرابل کورٹ مین اپیل کرے نہ صرف عہدنامون کی بناپر بلکہ محض اس لحاظ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مرہٹون کی آخر سلطنت سے بہت فوائد اُٹھائے ہین۔ ابتک جو عہدنامے ہوئے ہین ان مین سب دفعات کے معانی ایک طرح لگانے چاہئین نہ یہہ ایک دفعہ کے معانی مین تنگدلی اور دوسری دفعہ کے

عرضداشت نانا صاحب کورٹ ڈائرکٹرز کی خدمت مین

معافی ہیں تنگ دلی اور دوسری دفعہ کے معانی ہیں کشادہ دلی برتی جائے پس اب عرضداشت کرنے والا اسطرح استدلال کرتا ہے کہ پیشوا نے اپنے وارثوں اور جانشینوں کے لیئے اپنی مملکت سرکار کمپنی کے حوالہ کی تو سرکار کمپنی پر واجب ہے کہ وہ اس مملکت کا معاوضہ پیشوا کو اور اسکے وارثوں اور جانشینوں کو دے اگر معاہدہ ایک جانب میں برقرار ہے تو دوسری جانب میں بھی برقرار رہنا چاہیئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیشہ کے لیئے چونتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کے عوض میں دینا درحقیقت ظن غالب یہہ رکھتا ہے کہ آمدنی ملک پنشن کا دینا موقوف ہے پس جب تک یہہ آمدنی ملک باقی ہے پنشن واجب الادا ہے اس سے یہہ استنباط ہوتا ہے کہ پیشوا کے ساتھہ جو معاہدہ کیا گیا ہے وہ سرکار کمپنی کی طرف سے ہمیشہ پنشن دینے پر دلالت کرتا ہے حین حیات تک پنشن دینے کا معاہدہ غیر ضروری اور بے معنی ہے کیونکہ کسی راجہ کی پرورش کے لیئے جو تدبیر مناسب کی جاتی ہے اس میں ضرور اسکے کنبے کی پرورش داخل ہوتی ہے وہ اسکے مرنے پر بند نہیں ہوتی (خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ پنشن ملک کے عوض میں مقرر کی گئی ہے جب تک ملک کی آمدنی باقی ہے پنشن بھی باقی رہنی چاہیئے) اب نانا نے عرضداشت میں خاص اپنے حقوق کو بیان کیا اور اسکی نظیریں اور تمثیلیں دیں اسنے کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ سرکار کمپنی نے جو اور راجاؤں اور شہزادوں کی اولاد کے ساتھہ سلوک کیا ہے وہ میرے ساتھہ کیوں نہیں کیا جاتا میری حالت اور انکی حالت میں کیا فرق ہے؟ میسور کے والی نے انگریزوں کے ساتھہ سخت دشمنی کی میرا باپ سرکار کے ان معاونین میں سے تھا جنہوں نے سرکار کے ایسے دشمن کا سر کچلا۔ جب والی میسور شمشیر بدست مارا گیا تو سرکار کمپنی نے اسکی اولاد کو اپنی قسمت پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ اسکے واسطے ایک پناہ گاہ مقرر کی اور انکو ایک نسل سے زیادہ نسلوں کے لیئے فیاضانہ عطیہ عطا کیا اور کچھہ اس میں تمیز نہیں کی کہ کون ان میں حلالی اور حرامی اولاد ہے اسی طرح بڑی دریا دلی معزول شہنشاہ دہلی کو قید خانہ سے رہائی دلائی اور اسکی تمام امارات اور اعزاز شاہی کو قائم رکھا اور اس کے ملک کی آمدنی کا ثلث حصہ اسکو دیا جو اب تک اسکی اولاد کو ملتا ہے اب مجھہ میں اور ان میں کیا فرق ہے؟

یہہ سچ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ مدتوں کی دشمنی کے بعد پیشوا نے بندیلکھنڈ کا ملک اسکو دیا

اور اس سے لڑنے کے قصور مین اپنی مسند ریاست سے معزول ہوا- ابھی وہ اپنی تباہی کی حد
غایت کو نہین پہنچا تھا اگر بالفرض پہنچ بھی گیا تھا تو اس نے اسکا یون فیصلہ کیا کہ برٹش کمانڈر نے
جو شرائط پیش کین انکو منظور کر لیا کہ اپنا زرخیز ملک اسکو حوالہ کیا اور پھر شہنشہی کو اپنے تئین سپرد کیا
چونکہ سرکار کمپنی اب تک اس کے موروثی ملک سے فائدہ اٹھاتی ہے پھر کس اصول کے موافق
وہ پیشوا کی اولاد کو پنشن سے محروم کرتی ہے جو بادشاہی علامات اور شرائط رکھتی ہے؟ میسور کے
مفتوحین سے اور قیدی مغل بادشاہ کے دعوون سے بھی کیا سرکار کمپنی کی شفقت اور عنایت کے
لیئے میرے دعوے پیش کیئے گئے گذرے ہین؟ اب ناناصاحب نے اپنی عرضداشت مین
اپنے ذاتی حقوق کا بیان کیا جو اسکو متبنے ہونے کے سبب سے حاصل تھے اسنے ہندوؤن کے
دہرم شاستر کے موافق خوب اچھی طرح ثابت کیا کہ متبنے کے کل حقوق وہی حاصل ہوتے ہین جو سگے
بیٹے کو حاصل ہوتے ہین اور حال کے زمانہ کی مثالین اسکی ہندوستان اور دکن کی نقل کین کہ کس
طرح سے پہلے برٹش گورنمنٹ نے حق تبنیت کو تسلیم رکھا تھا سرکار کمپنی کی تمام کچہریون مین متبنا
کے دعوون کی ڈگریان ہوتی ہین زمینداروں اور رئیسوں اور شہزادون اور امیرزادون کے متبناؤن کو
ریاستین اور جاگیرین ملتی ہین اور ان کے حقوق کے مقابل مین خاندان کے کسی اور وارث کا حق
نہین تسلیم کیا جاتا اگر برٹش انڈین گورنمنٹ ہندوؤن کے مقدس دہرم شاستر کو ترک نہین کرتی
اور ہندوؤن کے مذہب کے اعمال کے متناقض کام نہین کرتی جسکا ایک اصل اصول متبنی
بھی ہے تو مین نہین سمجھتا کہ کس وجہ سے اسکو متبنے ہونے کے سبب پیشوا کی پنشن اسکو نہ ملے
ناناصاحب کے پنشن نہ دینے کے لیئے ایک یہہ عذر ہوتا ہے کہ باجے راؤ پیشوا اپنی پنشن کی
بچت سے بہت دولت جمع کر گیا ہے اور اپنا مال اسباب بہت چھوڑ گیا ہے جسکو اسکے وارثون کے
کوئی نہین لے سکتا ہے اس عذر پر ناناصاحب نے غصہ سے جو سچا تھا یہہ کہا کہ اگر میری پنشن اس
سبب سے بند کی گئی ہے کہ پیشوا نے کافی دولت چھوڑی ہے کہ جس سے اسکا کنبا خوش گذران
کر سکتا ہے تو اس بات کو کچھہ تعلق پنشن سے نہین ہے اور نہ برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین اسکی مثال
ہے کہ کسی شخص کی پنشن اسلیئے بند کی گئی ہو کہ اسکا مورث بڑی دولت چھوڑ گیا ہے برٹش گورنمنٹ نے
آٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ پنشن اس لیئے دی تھی کہ باجے راؤ پیشوا اور اسکا خاندان اس سے اپنی

خوش گذران کرے اب برٹش گورنمنٹ کو اس سے کچھ سروکار نہین ہے کہ پیشوا نے پنشن کا کونسا حصہ حقیقت مین خرچ کیا عہدنامہ مین اسکے ساتھ کوئی شرط ایسی نہین کی گئی تھی کہ وہ اس پنشن کا کوئی حصہ خرچ کرنے سے نہ بچائے وہ تو اسکو چونتیس لاکھ روپیہ آمدنی سالانہ دوامی کے ملک کے معاوضہ مین مقرر ہوئی تھی جو پیشوا نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا تھا۔ روئے زمین پر کسی کو یہہ حق نہ تھا کہ وہ اس پنشن کے خرچ پر اپنا تسلط رکھتا اگر پیشوا نے اس پنشن کی ہر سر کو پس انداز کیا تو یہہ کام اسنے بجا کیا۔ مین عرضداشت کرنے والا یہہ استفسار دلیری سے کرتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی کسی اور پنشندار سے بھی پوچھا ہے کہ وہ کس طرح سے پنشن کو خرچ کرتا ہے؟ یا پنشن کا کونسا حصہ بچاتا ہے اور کونسا حصہ خرچ کرتا ہے؟ اگر یہہ ثابت ہو کہ پنشندار نے اپنی پنشن کے بڑے حصے کو ایسا بچایا ہے کہ بجٹ اسکے بچون کی خوش گذران ہونے کے لیئے کافی ہے تو کیا یہہ دلیل کافی ہے کہ اسکی پنشن جسکا متعہد بلا زمون سے وعدہ کیا گیا ہے اسی نسبت سے اس کے بچون سے لے لی جائے؟ ہندوستانی امیرزادہ جو نسل شاہی سے ہو۔ اور برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور سخاوت پر بھروسا رکھتا ہو تو کیا وہ سرکار کمپنی کے متعہد بلا زمون سے بھی گیا گذرا ہے کہ اسکے حال پر خیال نہ کیا جاوے؟ برٹش گورنمنٹ کے اوپر جو غلط نقش جما ہوا ہے اسکے دور کرنے کے لیئے مین مستغیث نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ ۱۸۱۸ء کے عہدنامہ کے موافق آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن جو عطا ہوئی تھی وہ فقط اسلیئے نہ تھی کہ باجے راؤ اور اسکا کنبا اپنی گذران کرے بلکہ معزولی کی حالت مین جسکو اسنے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا ایک بڑا گروہ خیر خواہ نیک اندیش ملتزمین کا اسکے ساتھ تھا اسکی پرورش بھی پنشن مین ملحوظ تھی گورنمنٹ خوب جانتی ہے ان ملازمین مین سے اکثر نے اپنے وظیفہ کی طلب کو پیشوا کی آمدنی کے گھٹ جانے سے کم نہین کیا اور جب اسپر خیال کیا جاوے کہ ہندوستانی راجہ گو بے ملک اور بے حکومت ہو جائین مگر وہ مجبوری اپنی حیثیت ظاہری کو اپنے ادب کے قائم رکھنے کے لیئے گھٹاتے نہین بس ان خرچون پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ ملک کی چونتیس لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ مین آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ دیئے جائین تو اس مین سے بڑی بچت نہین ہوسکتی ہے باوجود ان بھاری خرچون کے پیشوا نے اپنی آمدنی کو اس خوش اسلوبی سے خرچ کیا کہ اسمین سے بچت ہوتی

کہ سرکاری خزانوں میں پرومیسری نوٹوں کی خرید میں داخل کی گئی جنکی آمدنی پیشوا کی موت کے وقت اسی ہزار روپیہ سالانہ کی تھی تو کیا اسطرح روپیہ کا انتظامی اور کفایت شعاری سے بچانا پیشوا کا کوئی جرم تھا جسکی سزا یہہ دی جاتی ہے کہ اسکی پنشن بند کی جاتی ہے کہ جو اسکے کنبے اور ملازمین کی خوش حالی اور خوش گزارے کے لیئے پہلے عہدنامہ کے موافق دی جاتی تھی ؟

مگر نانا صاحب کی اس عرضداشت کی نہ فصاحت نہ استدلال نے ہوم گورنمنٹ پر کچھ اثر کیا - ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز پہاڑ کی طرح سخت تھے وہ کسی طرح سے رافت و رحم کی طرف خم نہیں کھاتے تھے ۹ - مئی ۱۸۵۳ع کو انہوں نے یہہ حکم لکھا کہ ہم گورنر جنرل کے فیصلہ کو بالکل پسند کرتے ہیں اور پیشوا کا متبنے اور اسکے ملتزمین کوئی حق برٹش گورنمنٹ پر اپنا نہیں رکھتے پیشوائے سابق نے چونتیس ۳۴ برس تک بہت بڑی پنشن پائی اس میں سے جو پس انداز کیا وہ اسکے کنبے اور ملتزمین کی خوش گزرانی کے لیئے کافی ہے اور بہت سا مال اسباب جو اسنے چھوڑا ہے انکی اوقات بسری کے لیئے بہت ہے - گورنمنٹ نے نانا صاحب کی عرضداشت کو نامنظور کیا اور ۲۸ - مئی ۱۸۵۳ع کو گورنمنٹ انڈیا کو لکھا کہ وہ نانا صاحب کو اطلاع دیدے کہ پیشوائے سابق کی پنشن نسلاً بعد نسل نہیں تھی اسلیئے اسکا کوئی دعوی اس پنشن کے لیئے نہیں ہوسکتا اور اسکی درخواست بالکل منظوری کے قابل نہیں پس جب یہہ جواب نانا صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے ملا تو وہ بالکل مایوس ہوا اور اسنے جان لیا کہ اب آیندہ کوشش کرنی بالکل بے فائدہ ہے مگر اس جواب کے آنے سے پہلے وہ اپنا ایجنٹ مقدمہ کی پیروی کے لیئے انگلنڈ بھیج چکا تھا وہ مرہٹہ صوبہ دار کا بیٹا نہ تھا جسکے پہلے بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی بلکہ وہ ایک نوجوان وجیہہ مسلمان عظیم اللہ خان تھا وہ ۱۸۵۳ع کے موسم بہار میں انگلنڈ میں آیا اور اسکی وکالت میں بڈل صاحب ایک انگلش ہمین شریک ہوئے ان دونو نے ملکر نانا صاحب کے دعوے کو پیش کیا جو بالکل ہر گیا ججمنٹ پہلے ہی سے لکھی ہوئی موجود تھی ان ایجنٹوں کی قدرت سے باہر تھا کہ وہ اسکو منسوخ کراسکتے -

پہلے ستارہ کی ضبطی کے مقدمہ میں پیروی کرنے کے لیئے انگلنڈ میں ستارہ کی طرف سے ایجنٹ ایک مرہٹہ رنگو باپوجی انگلنڈ گیا تھا - مقدمہ تو ہار گیا مگر اسنے اپنی فطرت و حرفت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنے اوپر ایسا مہربان کر لیا کہ اسکو پچیس ہزار روپے نقد سرکار نے دیا اور ہندوستان میں

آنے کا جہاز کا کرایہ معاف کیا۔ عظیم اللہ خان اپنے لباس کی بھڑک لیڈیون کو دکھاتے پھرے
اور سرکار کمپنی سے کچھ اینٹھا نہین بلکہ وہ وہان ایسے پھنسے کہ وطن پھر آنے کو جی نہین چاہتا تھا
برار کا ذکر صوبہ ۱۸۱۹ع مین لارڈ ہیسٹنگز نے ناگپور کی ریاست سے جدا کر کے برٹش گورنمنٹ
کے دوست نظام کو عطا کیا تھا۔ ۱۸۴۳ع مین نظام کو اطلاع دی گئی کہ اگر آیندہ وہ سرکار کمپنی کے
قرض کو جو روز بروز کنٹنجنٹ کے خرچ نہ ادا کرنے کے سبب سے بڑھتا جاتا ہے نہ ادا کریگا تو اس کے
عوض مین اس کے ملک کا ایک حصہ بطور کفالت کے لیا جائیگا مگر نظام پر اس فہمایش کا کچھ
اثر نہین ہوا۔ ۱۸۴۹ع مین لارڈ ڈلہوزی نے جنرل فریزر رزیڈنٹ کو ہدایت کی کہ وہ نظام کو
تنبیہہ کرے کہ سرکار کمپنی کا قرض چکادے۔ نظام ناصر الدولہ ہمیشہ قرض کے ادا کا وعدہ کرتا
رہا مگر کبھی اسکا ایفا نہین کیا۔ اپریل ۱۸۵۱ع کو اس قرض کے ادا کرنے کے لیئے چھ مہینے کی مہلت
دی گئی پچاس لاکھ روپیہ کا قرض تھا اس مین سے نصف سے کچھ کم ادا کیا گیا باقی قرض کے ادا
کرنے کے واسطے چار مہینہ کی مہلت اور دی گئی اور یہہ حکم دیا گیا کہ اگر اس عرصہ مین قرض نہ ادا کیا گیا
تو حیدرآباد کے بیرونی اضلاع اس قرض کی کفالت مین رکھ لیئے جائینگے۔ میعاد گذر گئی قرض ادا ہوا
نومبر ۱۸۵۲ع مین جنرل فریزر کی جگہہ کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اسوقت نظام کو سرکار
کمپنی کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دینا تھا۔ سرکار نظام چوبیس روپیہ سیکڑہ پر ریاست کے ساہوکاروں سے
روپیہ قرض لیتی تھی نظام کی رائے یہہ تھی کہ اپنی سپاہ مین سے ایک آدمی کو بھی موقوف نہ کرے
اسلیئے خرچ سپاہ مین تخفیف نہین ہوسکتی تھی وہ کنٹنجنٹ کی تخفیف کو اپنے ملک کی محافظت کے لیئے
خطرناک جانتا تھا۔ اب گورنر جنرل نے ارادہ مصمم کر لیا کہ نظام کے ایک عذر کو نہ سنے انہون نے چار برس تک
نظام کو طرح طرح سے سمجھایا کہ وہ اپنے انتظام ریاست کی طرف متوجہ ہو ہمیشہ اپنے وزیرون کو نہ بدلا کرے
کوئی مستقل وزیر اور منتظم ریاست مقرر کرے مگر جب اس نے یہہ سنا کہ گورنر جنرل نے آخر کو یہہ
فیصلہ کیا کہ اگر نظام کو یہہ اصرار ہو کہ وہ کنٹنجنٹ کو برقرار رکھے خواہ اسکا کچھ ہی خرچ ہو تو وہ ایسی کفالت دے
کہ آیندہ وقت پر اس سپاہ کا خرچ اور قرض جو اسپر سرکار کا واجب الادا ہے ادا ہوا کرے۔ غرض لو صاحب
اور نظام کی بہت ملاقاتین ہوئین اور بڑی مشکل سے کراہیت کے ساتھ نظام نے اس عہدنامہ پر دستخط
کیئے کہ جسکے موافق تین ضلعے سرکار کے حوالے کیئے جنکی آمدنی قرض کے سود ادا کرنے کے واسطے اور مشاہرہ

سوار اور پیدل کٹنجنٹ اور چوبیس توپون کے اور ان کے انگریزی افسرون کی تنخواہون کے خرچون
کے لیے کافی ہو۔ اس عہدنامہ ۱۸۵۳ء پر دستخط ہونے کے بعد اضلاع برار و رائے چور اور نلدرگ
جن مین کوئی حصہ اصلی نظامت مین سے نہین تھا نظام نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا جس مین نظام کے
حقوق شاہی قائم رہے اور یہہ بھی قرار پایا کہ آمدنی مین خرچ کے بعد جو فاضل رہے وہ نظام کو دیا جائے
اور یہہ اضلاع جو لیے گئے ہین ان مین نظام کے دربار کے برٹش رزیڈنٹ کی فرمان روائی
رہے اور سالانہ آمد و خرچ کا حساب نظام کے روبرو پیش ہوا کرے برٹش گورنمنٹ نے حیدرآباد مین
جو کٹنجنٹ رکھی اس سے نظام کو اس لشکر کے انصرام سے فراغت حاصل ہوگئی جو اسکو لڑائی کے وقت
انگریزون کی استعانت کے لیے تیار کرنا پڑتا تھا۔ ان اضلاع مین دو سال ہی کے اندر ترقی ایسی ہوئی
کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ کی بچت نظام کو دی گئی۔

۱۸۵۳ء مین کرناٹک کا نواب کہ جو برائے نام نواب تھا اس خاندان کا جانشین تھا جسکو سو برس
ہوئے کہ منور الدولہ بانی ہوا تھا پچاس برس تک کرناٹک کے نوابون کا خالی لقب قائم رہا اور اچھی
پنشن وہ پاتے رہے جولائی ۱۸۰۱ء مین اعظم الدولہ کو لارڈ ونزلی نے عطا کی تھی یہان کے رئیس کو نواب کا
خطاب تھا اسکی سلامی کی توپین اکیس تھین وہ سرکار کمپنی کے قانون کی پابندی سے آزاد تھا ایک
نواب ۱۸۱۹ء مین مرا اور دوسرا ۱۸۲۵ء مین۔ دونو کے بیٹے تھے انکو سرکار نے باپ کے سارے
حقوق دیدیے آخری نواب بے اولاد مرا تھا اس کے چچا اعظم شاہ نے نوابی کا دعوی کیا اسپر
لارڈ ہیرس گورنر مدراس نے ایک مراسلہ گورنر جنرل کو لکھا کہ گورنمنٹ کا پیرسرے سے یہی فرض نہین
ہے کہ نواب ارکاٹ کی خاص اولاد کو اسکا جانشین اور وارث بنائے چہ جائیکہ ایک جدی وارثون کو
نوابی کا وارث بنائے لارڈ ڈیلہوزی نے بالکل ان کے ساتھ اتفاق رائے کیا کورٹ دائرکٹرز
نے حکم دیا کہ خطاب اور منصب نوابی کا مع ان تمام حقوق کے جو ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین تحریر ہین موقوف
کیے جائین۔ ایسے ہی تنجور کا راجہ بھی بے اولاد مر گیا تھا اسکے ساتھ بھی کرناٹک کا سا سلوک کیا گیا
کہ اُن کے خطاب و جاہ و منصب پنشن موقوف کیے گئے مگر ان دونو خاندانون کے جو ارکین زندہ
تھے ان کی پنشنین سرکار نے مقرر کردین۔ ان دونو خاندانون کے وارثون نے اپنے حقوق کے
لیے بڑی فریاد و واویلا کی مگر کہین انکی شنوائی نہین ہوئی دکن مین بہت سے انگریز تھے جو ان

نوابون کرناٹک و تنجور کا منصب موقوف ہونا ۱۸۵۵ء

بزرگ خاندانون کا ادب کرتے تھے اور ان کو افسوس تھا کہ وہ اسطرح بالکل مٹ مٹا گئے سرکار کے ان کامون کا بڑا اثر ملک مین ہوا۔

دہلی مین بادشاہی تو نہین رہی تھی مگر اسکا نام چلا جاتا تھا اور ایک شخص تھا جسکا سایہ شاہی نظر آتا تھا یہہ بادشاہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا اپنی زندگی آسائش اور آرام سے بسر کرتا تھا سرکار کمپنی کی پنشن پاتا تھا اپنی بلند رتبگی کا وہ زعم رکھتا تھا کہ اپنے آگے گورنر جنرل کو کمتر گنتا تھا ۱۸۴۹ء مین اسکا ولیعہد مرزا دارالبخت اس دنیا سے رخصت ہوا لارڈ ڈلہوزی کو یہہ موقع ہاتھ آیا کہ بادشاہی کی اس جھوٹی نقل کو بھی مٹا دے گو بادشاہی برائے نام تھی مگر وہ خوف خطر سے خالی نہ تھی خالی خطاب گو بے ملک و حکومت ہوتے ہین مگر وہ گورنمنٹ کے لیئے اندیشہ سے خالی نہین ہوتے بہت برس گذرے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا تھا کہ دہلی کی بادشاہی کا نام و نشان مٹا دینا ایسا نہین ہے کہ اسکی خواہش کم ہو ۱۸۴۴ء مین لارڈ ہارڈنگ نے رزیڈنٹ دہلی کو لکھا تھا کہ اگر یہہ بوڑھا بادشاہ مرجائے تو اسکا جانشین بغیر خاص اجازت کے نہ متعین کیا جائے۔ لارڈ ڈلہوزی جو اس زمانہ کے مدبر اعظم تھے ان کو یہہ معلوم ہوا کہ جمنا کے کنارہ پر قلعہ اور بالاہند کا بڑا ایسا گڑھ ہے جو شاہانہ خرابیون کی بدررو ہی نہین ہے بلکہ ایک چشمہ قطعی خوف کا ہے اور شاید بعض اوقات ہماری حکومت کے برخلاف سازشون کا مرکز ہے۔ اب انہون نے اس پردہ کو اٹھا دیا اور سب لوگون پر ظاہر کر دیا کہ خاندان بابر اور ایسٹ انڈیا کمپنی دونو شریک اعلی خداوند ہندوستان کے نہین ہین۔

لارڈ ڈلہوزی نے جو اول یہہ ارادہ کیا تھا کہ بہادر شاہ کو ہدایت کرے کہ وہ قطب مین جا کر رہے قلعہ خالی کر دے اسلیئے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ اس حکم کے برخلاف تھا جو بہادر شاہ کو جان ہوب ہوس پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے مل چکا تھا بادشاہ کی عمر ستر برس کی تھی اسکے زیادہ جینے کی توقع نہ تھی اس سے اسکے وارث جانشین مرزا فخر الدین سے ایک عہدنامہ لکھایا گیا کہ وہ باپ کے مرنے کے بعد قلعہ سرکار کو حوالہ کر دے اس شرط کے ماننے مین مرزا نے کچھ چون چرا نہین کی مگر وہ باپ سے پہلے ہی ہیضہ سے مر گیا بعض نے کہا کہ زہر دینے سے اسکا جام عمر لبریز ہوا۔

جس خاندان کو لارڈ ڈلہوزی مٹانا چاہتے تھے آئندہ سال کے غدر نے نیست نابود کر دیا۔

باب ہفتم

ملک اودھ کا سرکار کمپنی کی عملداری مین آنا۔

اودھ سنہ ۱۷۵۶-۱۷۹۱ع

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین انگریزی عملداری مین ایک اور صوبہ اودھ الحاق کیا گیا یہہ صوبہ فتح سے انگریزی عملداری مین نہین داخل کیا گیا اسلیئے کہ ہمیشہ فرماروایان اودھ انگریزون کے خیرخواہ اور نیک اندیش رہے ان ہی کی رعایا مین سے انگریزی لشکر مین تین چوتھائی سپاہی رہتے تھے۔ یہہ صوبہ لاوارث ہونے کے سبب سے بھی انگریزی عملداری مین نہین شامل ہوا اسمین تو ہمیشہ بادشاہون کی اولاد اور اسکے شرعی وارث موجود تھے اب بھی وہان جو بادشاہ تخت نشین تھا اسکے بیٹے موجود تھے وہ فقط برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ مرضی حاکمانہ سے انگریزی عملداری مین داخل کیا گیا یہہ صوبہ ہندوستان کا دل تھا برٹش گورنمنٹ اس دل کو اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتی تھی اسکی قدرتی زرخیزی اسکے لے لینے پر اسکو لالچ دلاتی تھی۔

انگریزی عملداری نے ہندوستان مین ہنوز قدم بھی نہین رکھا تھا کہ اودھ مغلون کی سلطنت کا ایک صوبہ مدت سے چلا آتا تھا جتنی مدت تک اودھ مغلون کی سلطنت کا صوبہ رہا اتنی مدت تک کوئی اور صوبہ نہین رہا۔ جب نادرشاہ کے حملہ نے سلطنت مغلیہ کے شیرازہ کو توڑا اور اس کے اوراق پریشان ہوئے اسکے خود ملازمین نے دغا و فریب اور نمک حرامی کرکے مخالفت کرلے پر کمر باندھی اور رفتہ رفتہ شاہی صوبہ دارون نے ملک دبا کے خود حکمرانیان شروع کین مگر شہنشاہ دہلی کا اعزاز و احترام بدستور کرتے رہے اور اپنے باجگذار اور خدمت گذار ہونے کا صرف زبانی اقرار کرتے رہے اور جو خطابات انکو بادشاہ نے عنایت کیئے تھے اسکو نہین چھوڑا چنانچہ اس حال مین بھی کہ شہنشاہ مغلیہ انگریزون کا پنشن دار ہوگیا تھا اور نشان و شوکت شاہی اسکی مثل سراب تھی تو بھی اودھ کے نواب اپنے تئین نواب وزیر یعنی بادشاہ کا وزیر کہتے تھے۔

گو یہہ انکا کہنا برائے نام تھا - نواب پاس ملک تھا رعیت تھی سب سے زیادہ ہمسائے تھے مگر اس کے پاس جو سپاہ تھی وہ آخور کی بھرتی بہت سی تھی جس سے بیرونی حملون اور اندرونی فسادون کے روکنے کا کافی انتظام بندوبست نواب وزیر نہین کرسکتا تھا - اسلیئے وہ انگریزون کی سپاہیانہ ہنرمندی و ڈسپلن کا محتاج تھا وہ برٹش پلٹنون کو تنخواہ دیکر اپنا کام نکالتا تھا - ابتدا مین یہ کام باقاعدہ و خوش اسلوبی کے ساتھ نہین ہوتا تھا بڑے بیڈھنگے طور پہ بدسلیقگی کے ساتھ ہوتا تھا جیسا کہ روہیلون کے قتل عام کی صورت مین بدنما ہوا مگر پھر اس انتظام کی صورت باقاعدہ خوش اسلوبی کے ساتھ منضبط ہوگئی نواب کے ساتھ یہہ عہدوپیمان وثوق کے ساتھ ہوگئے کہ انگریزی سپاہ کی تعداد معینہ کی خدمات کے معاوضہ مین وہ روپیہ دیا کرے اور یہہ سپاہ اسکی مملکت کو اندرونی و بیرونی فسادون اور حملون سے محفوظ و امین رکھے -

حکومت شخصی مین یہہ منفعت خالص ہوتی ہے کہ ایک ہی شخص کی کل توانائی و استعداد و قابلیتین کام مین آتی ہین اگر پادشاہ نیک سیرت اور عاقل ہوتا ہے تو وہ رعایا کو نہال و خوش حال کردیتا ہے مگر جب اسی کی پیٹھ پہ صرف وزیر ہی کا نہین بلکہ اسکے ساتھ انگریزی رزیڈنٹ کا زین کسا جاتا ہے تو وہ محض خرابیان ہی پھیلاتا ہے پھر اسکو یہہ ضرورت نہین رہتی کہ وہ اپنی قابلیتوں کو کام مین لانے کے لیے کوشش کرے وہ اپنے ملک کا مالک نہین رہتا اپنے برگزیدہ کامون کا صلہ نہین پاتا اگر کسی بڑی ہندوستانی گورنمنٹ کے قائم رکھنے کی کوئی تدبیر یا انتظام ہے تو وہ یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستانی والیان ملک روپیہ اسلیئے دین کہ اسکی سپاہ انکے ملک کی محافظت کرے بیرونی حملون اور اندرونی فسادون سے بچائے رکھے - انتظام مین بظاہر یہہ نظر آتا ہے کہ جب ایک پادشاہ کو بیرونی حملون کا اندرونی فسادون کا خوف و خطر نہ رہے اور اسکو آمدنی ملک بے تکلف حاصل ہو تو اسکو خاطرخواہ فرصت ملے کہ وہ نیک پادشاہ کے فرائض ادا کرے اور نیکی و احسان کے کام برگزیدہ ایسے کرے کہ وہ رعایا کو ہمیشہ یاد رہین مگر تجربہ یہ ثابت کرتا ہے کہ غلامی گو اسکی زنجیرین پوشیدہ ہون یا طلائی و سیمین ہون وہ ایک ہی سے مضر تناک اثر قوم پر اور افراد پر کرتی ہے سطلق آزادی کے افعال قوا عقلیہ کو اسی طرح بروے کار ظاہر کرتے ہین جیسے کہ جسم کے قوا کو جب پادشاہ مطیع ہوجاتے ہین اور اپنی آزادی سے محروم - اور ان کے ہاتھ سے برگزیدہ گورنمنٹ کے وسایل چھن جاتے ہین تو وہ کچھ تھوڑے ہی دنون

[margin, handwritten:] انتظام سلطنت اودھ ۱۸۰۱ء

بادشاہ رہتے ہین وہ خود ہی اپنے کامون کا بوجھ اورون کے کندھے پر اتنا رکھ دیتے ہین کہ رعایا رنجیدہ و آزردہ ہو کر دُہای مچاتی ہے اور دعائین مانگتی ہے کہ خدا انکو غارت کرے جب انگریزی حکومت ناتوان تھی تو اس نے ایسے عہدنامے والیان ملک سے کیئے کہ روپیہ لیکر اپنی سپاہ سے انکی محافظت کرے۔ جس سے اسکی قوت اور طاقت پر بوجھہ رکھا گیا اسوقت سے انگریزی گورنمنٹ کی خفت ہوئی اور وہ ہندوستانیون کے دست نگر و نوکر معلوم ہونے لگے۔ مغرب و مشرق مین تو انسانیت مشترک ہے خواہ قوم ہو یا افراد ہون دونو کے لیئے ایک ہی اصول ہین بادشاہ ہو یا ملازم ہو جسکو اندیشے نہین اسکو امید نہین۔ خوف و رجا ساتھ ہوتے ہین۔ آدمی جبتک قوائے جسمانی کے کام مین لانے کا تقاضا نہ ہو اسکا متحرک ہونا قریب المرگ آدمی کا سا ہوتا ہے۔ روزمرہ یہہ تجربہ ہوتا ہے کہ بچے جو مرفہ حالی مین پیدا ہوتے ہین وہ کمتر ممتاز و سرفراز ہوتے ہین زیادہ تر وہی بچے عروج پر پہنچتے ہین جو مفلوک الحالی مین پیدا ہوتے یہی کیفیت پہلے بھی تھی اور اب بھی ان مطیع ریاستون اور بادشاہون کی ہے جنکی پشت پناہ غیر ہون اور اسکی بڑی مثال اودھ کی سلطنت ہے۔ اگر اودھ اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو مجبوری اس مین حفاظت خود مختاری کے لیئے لایق آدمی اور قابل فرمان روا اور وزیر پیدا ہوتے اور اپنی محکوم رعایا کے حال پر متوجہ ہوتے اور اگر یہہ نہ کرتے تو ایشیائی بادشاہی کے اصول مسلمہ کے موافق سعادت علی خان کا خاندان ملیامیٹ ہو جاتا مگر اب تو انگریزی سپاہ اسکی محافظ ہو گئی تھی نالایق بادشاہون کو بھی اپنی بادشاہی کے قائم رہنے کا الیقین تھا اس سے بے فکری مین وہ ان سب بدکاریون مین ڈوب گئے جو انکی حالت کا مقتضا تھا جسکے سبب سے رعایا کی بہبودی اور آسودگی مین خلل آیا جس مین برٹش گورنمنٹ بھی شریک تھی انتظام مذکور سے بادشاہ اور وزیر کو برٹش گورنمنٹ کا سہارا اور آسرا گزرزیڈنٹ رہتا تھا اگر بالفرض یہہ تینون بادشاہ اور وزیر اور رزیڈنٹ قابل و نیک شعار اور سوچ بچار سے کام کرنے والے ہون تو بھی گورنمنٹ کا پہیہ مشکل سے ہموار خوش رفتاری سے چل سکتا ہے جب یہہ دشوار ہو کہ ایک آدمی خواہ وہ فرنگی ہو یا ہندوستانی ایسا مل سکے کہ جس مین وہ ساری لیاقتین موجود ہون جو منصف عادل منتظم مین ہونی چاہئین تو پھر ایسے تین آدمی کہان سے مل سکتے ہین جو آپس مین اتفاق سے مل جل کر کام کرین تینون مین سے ہر ایک مضرت رسان کام بے شمار کر سکتا ہے مگر کوئی ایک ان مین نفع رسان کام نہین کر سکتا جسکے باقی دو مزاحم ہون یہہ قریب ناممکن کے ہے کہ بادشاہ کو ایماندار وزیر ایسا ملے کہ

اسکا فرمان بردار ہو اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ راست باز ہو ایسا انگریزی افسر بھی شاذ و نادر ہی
دستیاب ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی ریاست مین کام لیاقت سے کرے اور ہر عمارہ تدبیر کے کرنے
مین جس تک اسکی رسائی ہو اپنے تئین دانائی اور ہوشیاری اور احتیاط سے پائین گاہ مین رکھی
اور شور دسگاریون کرنہ آفتاب کرے بادشاہ اور وزیر کے نیک کامون کے کرنے مین معاون و مددگار بنے
اور ان کامون کے کرنے سے جو عزت اعتبار حاصل ہو وہ ان کے ساتھ مخصوص رکھے اور اپنی تئین
بھول جائے دنیا مین ایسے آدمی بہت ہی کم پیدا ہوتے ہین۔ انگریزون کی بڑی غلطی یہہ تھی کہ ادنے
ادنے باتون پر مداخلت کرتے تھے اور جب اعلے معاملات پیش ہوتے تو جدا رہتے۔ ایک اور خرابی یہ تھی
کہ لکھنؤ کے فرمان روائون سے جو عہد و پیمان ہوتے انمین کوئی سلسلہ پالیسی کا نظام نہ ہوتا ہر ایک بات اس مین
قیاسی وتجویزی ہوتی ایک گورنر جنرل یا ایک رزیڈنٹ ایک تدبیر کو اختیار کرتا دوسرا اسکے بعد اسکے برخلاف
تدبیر اختیار کرتا۔ نواب یا بادشاہ و وزیر اور رزیڈنٹ مین سے ہر ایک کی باری آتی۔ ہر ایک ان مین سے
باری باری سے سب کچھ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا۔ اگر برٹش گورنمنٹ کسی لائق وزیر کو مقرر کرتی اور اسکی معاون
ہوتی اسکو بادشاہ مشتبہ سمجھ کر نکال دیتا۔ اور اگر بادشاہ کسی ملازم کو دیانت دار سمجھ کے نوکر رکھتا تو جب تک
رزیڈنٹ اسکو سہارا نہ دیتا تو وہ ساقط الاختیار ہوتا عامل اسکی پروا نہین کرتے اور زمیندار اسکو ذلیل
جانتے ایسی حالت مین نہین ہو سکتا کہ جانب داری نہ کی جائے رزیڈنٹ وزیر کا دوست موافق ہوتا
یا دشمن مخالف ان اصحاب ثلاثہ بادشاہ و وزیر رزیڈنٹ مین سے ہر ایک دوسرے کی یا دونون کی
کوششون کو بگاڑ سکتا تھا اور بے شمار برائیان کر سکتا تھا مگر نیکی جب کر سکتا تھا کہ تینون کی روحین
ایک قالب ہون یہہ ہو نہین سکتا تھا بس خرابیان ہی خرابیان تھیں۔

نظام ہی حقیقت مین برا تھا اس سے دو عملی گورنمنٹ بری قسم کی قائم ہوئی کہ پولیٹکل اور ملٹری گورنمنٹ
تو سرکار کمپنی کے ہاتھ مین تھی اور اودھ کا اندرونی انتظام و نظم و نسق نواب وزیر کے اختیار مین تھا
یعنی انگریزی لیفٹننٹ مشرقی بہ نسبل بادشاہون کی محافظت تھے لیکن بادشاہون کو اپنی مرضی کے موافق کام کرنے
یا نہ کرنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی جب یہہ صورتین ہون تو تعجب نہین تھا کہ ساری قلمرو کے طول و عرض مین
ہر قسم کی بدنظمی اور بدعملی پھیلی ہو اور طرح طرح کے دنگے فساد کھڑے ہون یہان بدعملی سے ایسی ہولناک
خرابیان پیدا ہوئین اور کاہل اور ملٹری گورنمنٹ سے مصائب و آفات کا طوفان اٹھا کہ اس سے زیادہ

کہین اور اسکا ظہور نہین ہوا - ملک کے اداس و سونے چہرہ پر دربار شاہی کی فضول خرچی اور اوباشی
و بدکاری نہایت بڑے موٹے خط مین لکھی ہوئی تھی عدالت نواب کی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی سوا اسکا
کہین پتا نہ تھا محصول اراضی کا وصول کرنا نواب کے ہاتھ مین تھا وہ رعیت کے گلے پر چھری رکھ کے
وصول کیا جاتا تھا بادشاہ کا دربار بڑا زرق برق کا تھا مگر اوباش و بدکار اور بیچاری رعیت مفلس قلانچ
بادشاہ کی جیب خاص کے خرچ کا کچھ حساب نہ تھا بے شمار دولت اس مین خرچ ہوتی تھی سیکڑون
ہاتھیون کی زرد وردی زرق برق کی جھولون مین اور سونے چاندی کے زیور اور عماریون و حوضون مین
اضلاع کی دولت اڑتی تھی نکمے نوکرون کا خرچ کثیر تھا - ناچنے کی عورتون کے طائفے بہت سے بھا[illegible]
گویون مسخرون و چٹیر قنانیون کے ریوڑ کے ریوڑ - جلسے جنمین ہزارون لاکھون روپے خرچ ہون اور
حماقت کی باتین نمایش کی چیزین جتنی کہ خیال مین آسکتی وہ سب وہان موجود تھین ان کے خرچ بادشاہی
خزانے کی تھیلیون کو خالی کرتے تھے بدکار صرف گورنمنٹ ہمیشہ مفلس و مصیبت ناک رعیت پیدا کرتی ہے
اور پھر یہہ مفلس قلانچ رعایا اپنا بدلہ لیتی ہے کہ گورنمنٹ پر ہمیشہ کے لیئے دیوالہ اور افلاس کی پھٹکار
پڑنے لگتی ہے مکافات کا اصول یقینی ہے ع از مکافات عمل غافل مشو کا سبق کسی کو یاد نہ تھا دربار
شاہی کی فرخرچیون کے لیئے جمہور انام پر رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تھا جسسے وہ خفا و رنجور و آزردہ
ہوتی تھی - اجارہ دار سپاہیون کے گروہا گروہ اس بیچاری رعایا پر چھوڑے جاتے کہ وہ عاملون کی
غارتگری کے معاون ہون جنکی صورت دیکھنے سے رعایا کی جان نکلتی تھی جب اسطرح کی جبر و تعدی
اور بالجبر استحصال زر نے ملک کو ویران بنا دیا تو گورنمنٹ کو بعد از خرابی بصرہ تجربے سے معلوم ہوا کہ
رعایا کی تونگری اور خوشحالی ہی سلطنت کی دولت و مال کا اصلی مخزن ہے مگر اس سبق کو بھی گورنمنٹ نے
یاد نہ رکھا آمدنی ملک گھٹتی گئی مگر اسکے متناسب دربار کی فضول خرچی کم نہ ہوئی اور کوئی منتظم نظام نہین داخل
کیا گیا بجائے اسکے ہر نئے سال مین یہہ کم بخت ملک مین نہایت بدانتظامی اور بدعملی پاؤن پھیلاتی گئی
جب اس بدحالی پہ مدت گذری تو برٹش گورنمنٹ ان خرابیون کے علاج کی طرف متوجہ ہوئی جو ملک کو
تباہ و برباد کر رہی تھین - اسنے نوابون کو صلاح و مشورہ دیئے پند و نصائح کیئے اپنی ناراضی ظاہر
کی تنبیہین کین مگر ان کا کچھ اثر انپر نہ ہوا وہ چکنے گھڑے تھے لارڈ کورن والس اور سر جان شور نے
نواب کو بہت کچھ سمجھایا اور پند و نصائح کین مگر کان پر اس کے جون نہ سرکی آخر کو ایک وہی طرح طبیعت کا

مدبر ملکی نمودار ہوا جسکا آگے ذکر ہوتا ہے۔

لارڈ ولزلی کے دل کی ہر رگ مین حکومت شخصی بیٹھی ہوئی تھی مگر انکی یہہ حکومت شخصی عدل و انصاف کے ساتھہ تھی وہ لیاقت و قابلیت کامل اور طبیعت مستقل رکھتے تھے اور غلطی و خطا کمتر کرتے تھے انہون نے اودھ کی سلطنت پر جلد توجہ کیجہ اس سبب سے نہین کی کہ اسکی گورنمنٹ خراب تھی اور اسکی رعیت تکالیف و مصائب کے بلا مین مبتلا تھی بلکہ اس سبب سے کہ یہہ ملک ایسا نہ تھا کہ کیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کی سلامتی کے لیئے ایک حصن حصین ہوتا یا خوف خطر کا سمندر ہوتا جسکی طوفان خیزی برٹش گورنمنٹ کو بالکل ڈبو دیتی اس مجمل بیان کی تفصیل آگے ہوتی ہے لارڈ ولزلی کی آمد سے تھوڑے دنون پہلے زمان شاہ بادشاہ کابل صدوزئی قوم کا اقبال کا ستارہ تھوڑے دنون کے لیئے چمک رہا تھا وہ اپنی نخوت اور قوت کے سبب سے ایسے بڑے بڑے ارادے و عزم کر رہا تھا کہ جنکے پورا کرنے کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ ہندوستان مین انگریزی حکومت کو اضطرار اور اضطراب کے مزمنہ مرض مین مبتلا رکھنا چاہتا تھا پہلے اس سے کہ نئی صدی کی ایک سال کی عمر ہنوز نہین ہوئی تھی زمان شاہ کا خوف اگرچہ اصل رکھتا تھا بالکل جاتا رہا تھا مگر اسکے ازسرنو پیدا ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس زمانہ مین افغانون کی قوت کا تخمینہ تعجب خیز مبالغہ کے ساتھہ کیا جاتا تھا مگر اصل حقیقت یہہ تھی کہ سرحد سے پرے مسلمانون کی یہہ قوت دھمکانے والی اور ڈرانے والی تھی وہ فقط یہی منصوبے نہین باندھتی تھی کہ ہندوستان پر حملے کیجیئے بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کو اکساکر ان کے ساتھہ کافر غاصب فرنگیون کے ساتھہ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس زمانہ مین اودھ مین سعادت علی مسند نشین تھا وہ انگریزون کا دوست تھا اور ان ہی کا نواب بنایا ہوا تھا مگر وزیر علی جسکا وہ جانشین ہوا تھا وہ انگریزون کا دشمن تھا اس نے زمان شاہ سے سازش کی اگر وہ آتا تو اسکا وہ خیر مقدم ہی نہین کرتا بلکہ وہ افغانون کی سپاہ کو اپنے قلمرو مین دولت سے بڑی مدد کرتا اس زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے جیسے جو یہہ خوف لگے ہوئے تھے انکی تہ مین نپولین اول کی اولو العزمیون اور بلند نظریون کے اندیشے بھی دامنگیر تھے بہرحال یہ صحیح پولیسی تھی کہ اودھ کو زور آور بھلائی کے لیئے اور کمزور برائی کے لیئے کیجیئے اس کام کے سرانجام دینے کے لیئے ضرور تھا کہ بادشاہ کی بہت سی ہندوستانی سپاہ جو بیڈھنگی اور بد قواعد تھی اور اس کو تنخواہ وقت پر نہین ملتی تھی اور وہ لٹیرون کے گروہون مین منقسم ہو گئی تھی اور دونو بادشاہ اور رعیت کے لیئے

لارڈ ولزلی کی مداخلت و عہدنامہ ۱۸۰۱ء سے ۱۸۱۴ء

یکسان خطرناک تھی وہ موقوف کی جائے اور اسکی بجائے برٹش سپاہ رکھی جائے بالفعل نواب وزیر انگریزون کو چھتر لاکھ روپیہ سالانہ سپاہ کے خرچ کی بابت دیتا تھا اگرچہ نواب اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر راضی تھا جسکے سبب کچھ بچت اسکو ہوتی مگر وہ برٹش محافظ فوج کے خرچ کے مقابلہ مین پاسنگ کی برابر نہ تھی نواب اودھ پر اس خرچ کا بار پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا اور اضافہ ہوتا تھا بیچارہ نواب پہلے ہی خرچون سے برابر زیر بار ہو رہا تھا اور اسکو کسی طرح ادا نہین کر سکتا تھا لارڈ ولزلی کو یہی توقع تھی بلکہ ان کی آرزو بھی یہی تھی پس اگر وزیر روپیہ نہین ادا کر سکتا تھا تو روپیہ کے عوض مین ملک دینا چاہیئے تھا اسکے پاس ملک ایسا تھا کہ جسکو وہ ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دے سکتا تھا جسکی آمدنی سے وہ روپیہ ٹھیک وقت پہ بخوبی ادا ہو جاتا جو سپاہ محافظ کے خرچ کے لیئے دیا جاتا تھا بس گورنر جنرل نے ایک عہدنامہ تیار کیا جسمین انہون نے اپنے اضلاع مطلوبہ کو لکھا کہ نواب سرکار کمپنی کو دے نواب اس سے رنجیدہ خاطر و آزردہ دل ہوا مگر اس بیچارہ کو انگلش سلطان کی مرضی کے ماننے کی سوا کوئی اور چارہ نہ تھا نئے عہدنامہ پر اسنے دستخط کر دیئے اور ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ کی آمدنی کا ملک حوالہ کیا اب اس مین انگریزی عملداری کے انتظام ہونے سے پہلے کی نسبت تقریباً دو چند آمدنی ہو گئی۔ اب اس عہدنامہ کے موافق جسپر دونو گورنمنٹون کے دستخط ہو گئے نواب وزیر لازم ہو گیا تھا کہ اپنی باقی ممالک مین ایسا نظم و نسق کرے کہ جس سے رعایا مرفہ الحال ہو اور سارے باشندون کی جان و مال کی محافظت ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسرون سے صلاح و مشورہ لیکر انتظام کے کام کرے لارڈ ولزلی جانتے تھے کہ بہت کم امید ہے کہ یہہ شرائط پوری ہونگی انہون نے فرمایا کہ مجھے خوب اطمینان حاصل ہے کہ صوبہ اودھ تباہی اور بربادی سے جب تک نہین بچ سکتا کہ اس ملک کا سوال اور ملیٹری انتظام بالکل سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل نہ ہوا اور بادشاہ اور اسکے خاندان کی پرورش کے لیئے شاہانہ ملتا ہرہ نہ دیا جائے جو انتظام انہون نے کیا تھا اسکا شکستہ ہونا خود انہون نے اپنے آگے دیکھ لیا اور انکو یقین تھا کہ چند سال سے اندر کل ملک اودھ کا انتظام سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل ہو جائے گا مگر انہون نے اس باب مین اپنے جانشینون کے اعتدال کو محسوب نہین کیا کہ اسکے سبب سے اس انتقال مین کتنا التوا ہو گا اس تحریر کے بعد وہ خود نصف صدی تک جیتے رہے مگر یہہ عہدنامہ ان کا ان کے بعد بھی بہت دنون تک زندہ رہا

اگر خالص ہندوستانی انتظام میں اودھ کے لیئے بھلائی کی کوئی امید تھی تو وہ نواب وزیر سعادت علی کے زمانہ حکومت میں تھی اسلیئے کہ وہ بڑا آدمی نہ تھا اور نظم و نسق کے معاملات عظیمہ میں روشن خیالات رکھتا تھا مگر یہہ موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ انگریزی افسرون کے صلاح و مشورے نے رعایا کے حق میں کوئی بھلا کام نہیں کیا مگر انگریزی سنگینوں اور ہتھیارون نے رعایا کو جو کام اپنی بھلائی کی کر سکتی تھیں اسے نہیں کرنے دیا اسکے ملک کی حالت بد سے بدتر ہو گئی بلکہ بدتر سے بھی زیادہ بدتر۔ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل اور ایک رزیڈنٹ کے بعد دوسرا رزیڈنٹ آیا ایک نواب وزیر کے بعد دوسرا نواب وزیر مسند نشین ہوا لیکن برائیون کے سیلاب میں تیرگی و کدورت کا عمق بڑھتا گیا۔

گو اودھ کے نواب وزیر بے شک بد حکمران و بدکار تھے مگر وہ سرکار کمپنی کے بڑے صادق وفادار دوست تھے وہ اپنی رعیت اور آدمیون کے ساتھ جھوٹے تھے مگر وہ برٹش گورنمنٹ کی ساتھ سچے تھے۔ نہ انھون نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ علانیہ عداوت کی نہ وہ اسکے برخلاف کسی سازش و دغابازی میں مخفی شریک ہوئے انھون نے گورنمنٹ کی خدمات عظیمہ بھی کین انھون نے جنگ کے وقت انگریزی سپاہ کے لیئے غلہ کی رسد رسانی اور باربرداری کے لیئے جانور بہم پہنچائے اور سب سے بڑھکر یہہ کام کیا کہ زر نقد اس حالت میں عنایت کیا کہ اسکو بہت تھوڑا قرض گورنمنٹ کا دینا تھا۔ لکھنؤ کے خزانہ میں روپیہ تھا اور کلکتہ کے خزانہ میں روپیہ نہ تھا ایسے وقت میں انگریزی حکمرانون کو نواب وزیر سے روپیے مانگنے کی ضرورت تھی لارڈ ہیسٹنگز ایک جنگ عظیم لڑ رہا تھا جس میں بہت روپیے کی ضرورت تھی دو کروڑ روپیہ انکو اپنی مہم عظیم کے سرانجام کرنے کے لیئے درکار تھا وہ عین وقت پہ نواب وزیر نے دیدیا جسکے عوض میں برٹش گورنمنٹ نے اس کو خطابات اور ملک عطا کیئے اس مبارک وقت میں انگریزون کی فتح نیپال کی لڑائی کا خاتمہ ہوا اور اس کے سبب پہاڑون کے نیچے ترائی کا ملک ان کے قبضے میں آیا۔ بس یہہ نیپالیون کا ترائی کا ملک نواب وزیر کے ہاتھ ایک کروڑ روپیہ کو سرکار کمپنی نے بیچڈالا۔ نواب کے ملک سے یہہ ترائی کا ملک ملا ہوا تھا اور نواب وزیر غازی الدین حیدر کو بادشاہ کا خطاب عطا کیا گیا پہلے وہ دہلی کے بادشاہ کا وزیر تھا اب سرکار کمپنی کی شفقت و مرحمت سے دہلی کے بادشاہ کا مقابل

ہوگیا۔ اوپر کے دو کروڑ قرض مین سے ایک کروڑ تو ترائی کا ملک دیکر ادا ہوا اور دوسرے کروڑ کے عوض مین وثیقے دیئے گئے جنکا سود بطور پنشن کے امراکو ملنے لگا اسطرح یہہ روپیہ سرکار کمپنی کی امانت مین آکر محفوظ ہوگیا جسکو امرا بہت غنیمت سمجھے کہ وہ ان کے ہندوستانی آقاؤن کی بے ٹھکانے داد و دہش سے نکل گیا اودھ کی بدعملی کی تاریخ لکھنے کے لیئے تو ایک دفتر چاہیئے اسکی گنجائش اس مختصر مین نہین ہے اس مین فرمان روا ایک ہی نوع کے ہوئے وہ خود بدی کرنے مین ایسے چست و چالاک نہ تھے جیسے کہ بدی کرنے کے خاموش اجازت دینے والے تھے۔ وہ اپنی رعیت کے حال سے بے پروا تھے مگر انکی مصیبت و تکلیف سے خوش ہونے والے نہ تھے۔ اودھ کے فرمان روا خواہ نواب وزیر ہون یا بادشاہ ہون ظلم و قہر کرنے کی توانائی نہین رکھتے تھے وہ سادہ لوح بھولے بھالے تھے جسطرح سے کہ سلطنت کے کام چلتے اسطرح وہ چلنے دیتے تھے وہ خود تو عیش کے بندے تھے شہوت پرستی و ہوا نفسانی و گناہ گاری مین مستغرق تھے مگر ظالم و جفا کار نہ تھی انکی حالت ایسی بدل جاتی تھی کہ اس سے دہشت لگنے لگتی تھی انہون نے اپنے تئین فرمانون اور بدکارون کے حوالہ کردیا تھا جب تک یہہ بدافعال انکی خواہشہائے نفسانی کا اہتمام اچھی طرح کرتے وہ ان سے خوش رہتے اور ان کے کامون کی مزاحمت نہ کرتے۔ سلطنت کے کامون کو وہ اپنے عیش و عشرت مین مخل جانتے۔ کھلی رشوت کا بازار گرم تھا عدالت کے عہدے اور اور جاہ و منصب فروخت ہوتے تھے ستار نواز قوال ڈوم ڈھاڑی فرمساق بھانڈ اور اسی قسم کے آدمی بڑے بڑے عہدہ دار ہوتے تھے۔ دار السلطنت مین تو بڑے گلچھرے اڑتے تھے اور بڑے عیش و عشرت ہوتے تھے مگر اس سے باہر ہر طرح کے ظلم و ستم بیکس بیچاری رعیت پر اسلیئے ہوتے تھے کہ وہ دربار شاہی کی عیاشی و بدکاری کے لیئے روپیہ دے زمین ان ٹھیکہ دارون و متاجرون کو دی جاتی جو اسکے لیئے زیادہ روپیہ دیتے پھر یہہ ستابر اپنا روپیہ کاشتکارون کا گلا دبا کے لے لیتے اور کوڑی تک جو وہ دے سکتے نہ چھوڑتے اکثر اس بالجبر تحصیل زر کی داد فریاد ہوتی تو وہ رشوت دینے سے دب جاتی اور بڑا حصہ ٹھیکہ دارون کے نائبون کا خزانہ شاہی کے حوالہ ہوتا دن مارے قتل ہر طرح ہوتے اور لڑائیان اور جنگین ہوتی سرکش زمیندارون کی سرکوبی کے لیئے اکثر انگریزی سپاہ بلائی جاتی اور زر بالگذاری ہتھیارون سے وصول کیا جاتا۔ نواب وزیر یا بادشاہ حکمرانی اور فرمانروائی

کے برقرار رہنے کے لیئے سرکار کمپنی کو پشت پناہ جانکر اپنے زنانہ خانہ مین چین سے پڑے ستار بجاتے اور ٹپون کی تانین اڑاتے اور ملک کی کچھ خبر نہ رکھتے کہ اس مین آگ لگ رہی ہے وہ عیش کرنے ہی کو اپنی بادشاہی کا فرض سمجھتے اور اسکو ادا کرتے تھے برسون اسی طرح گذر گئے کہ رزیڈینسی سے سپریم گورنمنٹ کی کونسل مین بڑی خوفناک بدعملی کی حکایات بھیجی جاتین بادشاہ سے رزیڈنٹ شکایت آمیز گفتگو کرتے گورنر جنرل اول اپنی رائین مخالفانہ ظاہر کرتے پھر ان ہی رایون کو دھمکیان بنا دیتے وقتاً فوقتاً اودھ کے بادشاہون کو لکھا گیا کہ اگر وہ ملک کے انتظام کی فوراً اصلاح عظیم نہین کرین گے تو برٹش گورنمنٹ جو سب سے اعلے حکومت رکھتی ہے کل حالات سلطنت اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور بادشاہ کو اپنا پنشن خوار بنا دیگی جو برا ے نام بادشاہی نشان رکھیگا۔

لارڈ ولیم بن ٹنک عملاً و نظراً عدم مداخلت کے اصول کے سب سے زیادہ حامی تھے کہ کوئی اور ان سے زیادہ نہ تھا مگر سلطنت اودھ کے معاملات مین انکو بھی یہہ انصاف معلوم ہوا کہ مداخلت ضرور کی جائے وہ اکتوبر ۱۸۳۱ء مین خود لکھنؤ گئے اور انھون نے شاہ اودھ سے بہت صاف صاف شد و مد سے زبانی کہا کہ اگر اودھ مین جن اصول انتظام کی ابتک پیروی کی گئی ہے ان کو چھوڑکر ان اصولون کی پیروی نہ کی جائے گی کہ جنکا مقصود اعظم یہ ہو کہ رعیت کی آسودگی اور بہبودی ہو تو کرناٹک اور تنجور کی ریاستون کی طرح سرکار کمپنی سلطنت کے کاروبار کو اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور بادشاہ کو ایک قیدی شاہ بنا دیگی یہہ کہنا صرف زبانی سرسری نہ تھا بلکہ وہ گورنمنٹ انڈیا کے عین مطلب کا اظہار نہایت سوچ بچار کے ساتھ تھا اور بادشاہ کے دل پر اس بات کے زیادہ نقش پذیر ہونے کے لیئے اوپر کا مضمون ایک مراسلہ مین لکھکر اس کے پاس بھیجدیا گیا۔ مگر نہ اس تقریر نے نہ اس تحریر نے بادشاہ پر کچھ اثر کیا اسنے تو پہلے سے بھی زیادہ اپنے تئین ارباب نشاط کے حوالہ کر دیا اور عیاشی مین سرتاپا ڈوب گیا اور پہلے سے زیادہ بے حیا ہو گیا کہ لکھنؤ کے بازارون مین بدمست ہوکر پھرتا۔ اسکے اولیا دولت کی رشوت ستانی نے اور بھی ملک مین بدنظمی اور بدعملی کو پھیلایا۔ اب نازک زمانہ آگیا تھا دربار اودھ سے یہہ مراسلت کی گئی کہ ملک اودھ کی سلطنت لے لینے کے لیئے ہوم گورنمنٹ سے ہدایتین آگئی ہین انکی تعمیل مین فقط اس سبب سے التوا کیا گیا ہے کہ ابتک یہہ امید چلی جاتی ہے کہ ان کے عمل مین لانے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اب سوال یہہ تھا کہ کس طرح سے برٹش گورنمنٹ انتظام کو

اوڈ کو گورنمنٹ کا مداخلت کرنا ۱۸۳۱ء لغایت ۱۸۳۷ء

اپنے ہاتھہ مین لے اور وہ کس طرح مداخلت کرے کہ جس سے ملک کی ترقی ہو؟ اسپر بہت غور
وخوض کے بعد یہہ تجویزین پیش ہوئین - اول برٹش گورنمنٹ اپنی طرف سے ایک وزیر منتخب کر کے مقرر
کرے اور اس کے توسل سے رزیڈینٹ حکمرانی کرے دوم موجودہ بادشاہ کو معزول کر کے اسکی جگھہ
دوسرا بادشاہ بٹھایا جائے جس سے یہہ امید ہو کہ وہ اچھی طرح بادشاہی کریگا سوم ملک مین بالکل برٹش انتظام
کردیا جائے اور آمدنی ملک مین بعد خرچ کے جو بچت ہو وہ بادشاہ کو دے دی جائے - چہارم بالکل
ملک کے انتظام کو برٹش گورنمنٹ اپنے ہاتھہ مین لے اور بادشاہ کو برائے نام بادشاہ رہنے دے
اور ملک کی آمدنی مین سے اسکو ایک حصہ دیدیا کرے - پنجم سرکار کمپنی کے ملک مین اودھ الحاق کیا
جائے اور بغیر لحاظ ملک کی آمدنی کے چند لاکھہ روپے سالانہ بادشاہ کو دئیے جائین - اس زمانہ
مین جو بڑے بڑے مدبر ملکی ہندوستان مین تھے ان سے اس باب مین رائین طلب کی گئین
مالکم اور مٹکلف نے آزادانہ گفتگوئین کین اوپر کی تجاویز مین سے مداخلت کی پہلی تجویز نہایت نرم تھی
لیکن اسکو دونو سول اور ملیٹری افسران نے ناپسندیدہ نفرت انگیز اور عملاً کل مداخلت کے لیے مضر و
مخرب بتایا انکے نزدیک بہتر تھا کہ ایک نیا بادشاہ تخت نشین کیا جائے اور ملک کا انتظام خود اپنے
ہاتھہ مین لیا جائے لیکن یہہ زمانہ ایسا نہ تھا کہ اس مین ہندوستانی حکمران خاندان
بالکل برے نہین سمجھے جاتے تھے اور انگریزون کی آنکھون مین ہندوستانی قوانین آئین
بالکل بے وقعت نہ تھے کچھہ وقعت رکھتے تھے اس وقت یہہ خیال کیا گیا کہ اودھ کا انتظام
لے لیا جائے مگر اپنے لیے نہین بہتر یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ بادشاہ اودھ کی ٹرسٹی (ذمہ دار)
اور گارڈن (ولی) بن جائے اور بموجب ہندوستانی قوانین آئین کے اسکے ملک کا انتظام
ہندوستانی افسران کے ذریعے کرے اور آمدنی کا ایک روپیہ تک بھی بادشاہی خزانہ مین نہ
داخل کرے -

ولیم بن ٹنک کی یہہ تجویز تھی - دیانت سندی اور عدل پروری مین کوئی دوسرا اسپر سبقت نہین
رکھتا تھا - ولایت مین بھی پسند ہوئی کورٹ ڈائرکٹرز اپنی پرانی روایتون کے سچے پابند تھے
گرتو بھی ملک کے لیے بہانہ جوئی مین اپنے ایجنٹون کی اعانت کرنے مین آہستہ رو تھی انھون نے
جو مراسلات اس باب مین ہندوستان مین بھیجے ان کے اکثر حصے اعتدال مین ایسے ممتاز تھے

کہ قابل ستائش تھے بے شک بعض اوقات انہین ایسی صاف دلی اور صداقت پائی جاتی تھی
کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مصنفون نے کوئی لاگ لپیٹ اور ایچ پیچ نہین کیا اب انہون نے اودھ کے
معاملہ کے چہرہ کو خوب اچھی طرح دیکھا باوجود مایوس ہونے کے پھر بھی یہہ امید کی کہ کچھ بہتر حالت مین
وہ ہوجائے ولیم بن ٹنک کے مراسلہ کے آنے کے بعد بھی ایک سال گذر گیا اور ایک سال
اور اس سے پہلے گذرا کہ حاکمانہ احکام ۱۶ - جولائی ۱۸۳۴ء کو ایک مراسلہ مین بھیجے گئے جنمین
اودھ کے کل معاملہ کے فیصلہ کرنے کے لیئے صاف صاف بیان کیا گیا کہ ملک کی حالت قابل
افسوس و رحم ہے جسسے ہمارے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ایک تبدیلی عظیم کے وسائل کا
پیدا کرنا اب ہم پر واجب و فرض ہے ہم نے پہلے بھی اقرار کیا تھا اور اب بھی اقرار کرتے ہین کہ
رعایا پر جو مصائب واقع ہوئے اسکا سبب یہہ ہے کہ ہم نے ظلم و ستم کی حمایت و اعانت کی
اور مظلومون کو ظالمون کا مقابلہ کرنے نہین دیا ایک مدت تک بادشاہی افسرون کی امداد ہماری
سپاہ کرتی رہی کہ وہ زر مالگزاری وصول کرین بس اسطرح وہ زیادہ ستانی اور کینہ وری کے
آلات بنے اور اب تک ہماری سپاہ موجود ہے کہ اودھ کی بری گورنمنٹ کے سبب سے جو
فتنہ و فساد برپا ہو اسکو فرو کرے اس سببسے ہم پر فرض و واجب ہوا کہ ایسی تدابیر اختیار کرین
کہ ملک کی موجودہ خرابیون مین کمی ہو گو وہ معدوم نہ ہون - یہہ امر تحقیق تھا کہ کچھ کیا جائے مگر سوال
یہہ تھا کہ وہ کچھ کیا کیا جائے؟ ملک کی بالکل بربادی کے انتظام مین برٹش گورنمنٹ بیٹھے نہین
سکتی تھی یہہ تجویز تھی کہ جو کچھہ کیا جائے وہ بادشاہ کی منظوری سے کیا جائے یہہ تجویز ظاہر کی گئی
کہ بادشاہی سارا اعزاز و احترام سابقہ باقی رکھا جائے اور ملک کی آمدنی ملک کی ترقی اور انتظام مین
خرچ کی جائے اور ایک وظیفہ مقررہ بادشاہ کو دیا جائے ✦

اسوقت مین لکھنؤ مین کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ تھے کورٹ ڈائرکٹرز کا مراسلہ کہ گورنمنٹ
اودھ کی تھوڑے دنون کے لیئے لے لی جائے ان پاس پہنچا جسکے مضامین کو انہون نے
نظر غور سے مطالعہ کیا اور تجویز مذکورہ بالا کو پسند کیا ان کے نزدیک وہ بہت اچھی تھی اس مین
انسانیت اور اعتدال دونو تھے برٹش گورنمنٹ کی خود غرضی پزیری اور آزمندی شامل تھی
مگر انکو یہہ یقین تھا کہ وہ غلط سمجھی جائیگی انہون نے کہا کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت اس معاملہ مین خواہ

کیسی ہی نیک وپاک صاف ہو گر سب ہندوستانیون کو یہہ یقین ہوگا کہ انگریزون نے اپنے لیئے اودھ کو لے لیا اسلیئے انہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح بتلائی کہ بالفعل جو بادشاہ نصیر الدین حیدر ہے وہ معزول کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا بادشاہ مقرر کیا جائے اور اس تخت نشینی مین ایک روپیہ اور ایک ایکڑ زمین نہ لی جائے تو پھر اس مین کسی خبہ کے ہونے کا شبہہ نہ پیدا ہوگا۔ انہون نے یہہ لکھا کہ مین جس بات کی سفارش کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ جو شخص وارث تخت وتاج ہو وہ بادشاہ بنایا جائے اور اسکو پورے اختیارات بادشاہی دیئے جائین اور ملک مین اسکے آئین قوانین مروجہ جاری رہین انکو یقین تھا کہ وارث سلطنت جو معزول بادشاہ کا جانشین ہوگا اسکے خصائل نیک ہین ان بادشاہون کی تبدیلی سے کاروبار سلطنت کی تدابیر مین تبدیلی ہوجائیگی۔ یہہ انصاف ہے کہ اس تجربہ کا امتحان کیا جائے ہنوز کورٹ ڈائرکٹرز کی مرضی کے موافق گورنمنٹ ہند نے کوئی کام نہین کیا تھا کہ لو صاحب نے جس تجربہ کی فرمایش کی تھی اسکا موقع خودبخود پیش آگیا کہ نصیر الدین حیدر اپنی مستانہ نوشی سے یا زہر دینے سے مرگیا جسکا حال ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ لو صاحب کی حسن تدبیر سے لکھنؤ مین شور وشر زیادہ برپا نہین ہوا گورنمنٹ کی منظوری سے بادشاہ کا چچا بادشاہ ہوگیا اگرچہ وہ بوڑھا تھا مگر اس ضعیفی مین بھی وہ بڑا معزز ومکرم سمجھا جاتا تھا اسطرح اودھ کی گورنمنٹ کو زندہ رہنے کی اور مہلت مل گئی۔

اسوقت ہندوستان مین لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل تھا نیا بادشاہ جانتا تھا کہ مین بالکل ساختہ وپرداختہ برٹش گورنمنٹ ہی کا ہون اسلیئے اسنے ایک نیئے عہدنامہ پر دستخط کرنے کا اقرار کرلیا یہہ امرواقعی سب پر ظاہر تھا کہ پہلے عہدنامہ کئے معاہدے تھے وہ روز بروز سال بہ سال تہائی صدی سے برابر ٹوٹتے چلے آتے تھے ملک مین بدنظمی کا ہونا ایک عہدشکنی مخفی چلی آتی تھی جو شخص نیک فہم اور انصاف پسند ہے اسکے نزدیک یہہ امر مشتبہ ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے لیئے برٹش گورنمنٹ اودھ کی گورنمنٹ مین سے کون زیادہ اسکا جوابدہ ہے خود عہدنامے ہی مین ناکامیابی کی خبر موجود تھی کہ خود مصنف عہدنامہ کا اچھی طرح جانتا تھا کہ اسکی شرائط کا پورا ہونا ناممکن تھا۔ ایک عہدشکنی پر دوسری عہدشکنی یہہ اور ہوئی کہ بادشاہ نے اپنی ہندوستانی سپاہ اس تعداد سے زیادہ بھرتی کرلی جسکی برٹش گورنمنٹ نے اسکو اجازت دی تھی اس ہندوستانی سپاہ کی نوبت لو صاحب کے بیان

ستر ہزار سپاہیون پر پہنچ گئی تھی یہہ برائی ایسی نہ تھی کہ جسکی اجازت برٹش گورمنٹ آیندہ کے لئے
دیتی اس پر تعجب تھا کہ اتنے دنون تک اسنے اجازت دی اسلیئے اب یہہ نیا عہدنامہ ہوا کہ
ملک کی بدنظمی وافراتفری کا علاج خود ہندوستانیون کے ہاتھ سے کرایا جائے اسکی شرائط یہہ
تھین کہ اگر آیندہ ملک مین بدعملی جاری رہیگی تو برٹش کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ملک کے سارے
چھوٹے بڑے مقامات مین اپنے انگریزی افسر حکمرانی کے لیئے متعین کرے اور پرانی ہندوستانی
سپاہ موقوف کردے اور اسکی بجائے ایک نئی سپاہ جسکے افسر انگریز ہون نوکر رکھے جسکا خرچ
بادشاہ کے ذمے ہو۔ مگر آمدنی ملک مین سے برٹش گورمنٹ کو ایک کوڑی کو بھی ہاتھ لگانا
قسم ہے۔ آمد و خرچ کا حساب کوڑی کوڑی کا لکھا جائیگا اور جو بچت ہوگی وہ خزانہ شاہی مین داخل
کردی جائے گی *

اکثر صحیح تاریخون مین یہہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کا اسقاط حمل اسطرح ہوا کہ
برٹش گورمنٹ کو دردزہ اٹھا اور سب سے اعلے گورمنٹ نے اپنے ہاتھون سے کچے بچے کو مار کر
پہلے اس سے کہ وہ پورا پیدا ہو نکال کر پھینک دیا ہوم گورمنٹ نے قطعاً اُس عہدنامہ کو نامنظور
کیا اور خاص کر اس دفعہ کو جسمین نئی فوج کے بھرتی کرنے کا ذکر تھا اور اسکے سبب سے سولہ لاکھ روپیہ
سالانہ کا خرچ خزانہ اودھ پر پڑتا تھا اسنے دیانت و صداقت کے پاکیزہ منطق کے موافق یہہ دلیل
بیان کی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق سرکار کمپنی نے ملک کی محافظت اپنے اوپر واجب و
لازم کی ہے بادشاہ سے ملک کا بڑا حصہ خاص اس غرض سے لیا گیا ہے کہ اودھ کی محافظت
کے لیے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوگی اسکا خرچ سرکار کمپنی کو دینا چاہیئے نہ بادشاہ کے ذمے پڑنا
چاہیئے لیکن صرف ان ہی بناؤن پر عہدنامہ پر اعتراض نہین کیا بلکہ سچی بات یہہ ہے کہ چند سال
پہلے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ وہ ایسی ہوشیاری کے ساتھ جس مین کوئی
خرابی نہ ہو اختیار رکھتا ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے باب مین جو انسب و اولے جانے وہ کرے یہانتک
اسکو اختیار ہے کہ اودھ کی عنان سلطنت کو کچھ مدت کے لیئے اپنے ہاتھون مین لے لے
لیکن یہہ اختیارات اس زمانہ مین دیئے گئے تھے کہ چند سال سے نصیرالدین حیدر کی بادشاہی کی
بداطواری نتیجے مین آچکی تھی اب ہوم گورمنٹ کو یہہ حال معلوم ہوا تھا کہ نیا بادشاہ نیک خو ہے

اسلیئے اسکی مستحکم راے یہ تھی کہ اس بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت جو عہدنامہ موجود تھا اس کی شرائط کے موافق اسکی بادشاہی کا امتحان اچھی طرح کیا جائے اسواسطے ہوم گورنمنٹ نے صرف ایک ہی دفعہ کو نہین بلکہ کل عہدنامہ کو نامنظور کیا لیکن اس کے ساتھ یہہ بات بھی چاہی کہ اس عہدنامہ کی نامنظوری کا اظہار زیادہ تر گورنمنٹ ہند کے فضل و کرم کے پیرایہ مین کیا جائے۔ یہہ نہ معلوم ہو کہ انگلنڈ نے اسکو قطعی بغیر کسی شرط کے نامنظور کیا ہے اسنے گورنر جنرل کو اختیار دیا کہ وہ اپنی ہوشیاری سے جس مین کوئی خطا نہ ہو اس عہدنامہ کی نامنظوری کو دربار لکھنؤ پر ظاہر کرے۔ جب گورنر جنرل پاس یہہ احکام آئے تو وہ بڑا پریشان خاطر ہوا اودھ کے لیئے نئی سپاہ کے مرتب کرنے کے انتظامات ایسی جا پر پہنچ گئے تھے کہ وہ ملتوی نہین ہو سکتے تھے یہہ وقت وہ تھا کہ جنگ افغانستان کی تخم باشی ہو چکی تھی خوف کا گمان تھا مشکل درپیش تھی اودھ کی آئینی سپاہ مین سے کچھ سپاہ کی ضرورت تھی کہ وہ میدان جنگ مین جاکر انگریزون کا کام کرے اور اس صورت مین ضرور تھا کہ امدادی سپاہ کی بھرتی روکی نہ جائے لیکن سرکار نے اسکا خرچ اپنے ذمے لے لیا گورنر جنرل نے بادشاہ کو خط لکھا کہ برٹش گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کر لیا ہے کہ حضور کو خرچ سپاہ کی تکلیف نہ دیجائے اس لیئے کہ ملک کی حالت موجودہ ایسی ہے کہ اگر خرچ سپاہ بادشاہ سے لیا جاوے گا تو رعایا سے روپیہ کی اسقدر زیادہ ستانی ہوگی جسکی وہ متحمل نہین ہو سکیگی گورنر جنرل کو قوی امید ہے کہ آمدنی ملک جو خرچ سپاہ کی موقوفی کے سبب سے بچیگی وہ ان دو کامون مین کام آویگی۔ اول رعایا پر وہ محصول معاف کیئے جائینگے جنکے بوجھ کے نیچے وہ پسی جاتی ہے۔ دوم اس سے نفع رسان پبلک ورکس تعمیر کیئے جائینگے۔ لیکن اس خط مین کچھ ذکر عہدنامہ کی نامنظوری کا نہ تھا اور نہ رزیڈنٹ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ بادشاہ یا وزیر سے بروقت ملاقات اسکا ذکر کرے گورنر جنرل کو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ ہوم گورنمنٹ کو ایسی ترغیب دی جائیگی کہ وہ عہدنامہ کی شرائط کو منظور کرینگے جنمین سے امدادی سپاہ کی شرط خارج کر دی جائیگی اس لیئے اس نے ہوم گورنمنٹ کے احکام تسلیم کرنے مین تامل کیا کیونکہ اس مین گورنر جنرل کی حکومت کی خفت ہوتی تھی لیکن یہہ غلطی تھی بلکہ غلطی سے بڑھ کر

اس مین خرابی تھی اسمین اخلاقی جرأت نہین ظاہر ہوتی تھی جسکا بچاؤ درست ہوتا یا معاف ہوتا آسانی سے نہین ہو سکتا تھا۔ سوم گورنمنٹ اسی عہدنامہ پر قائم رہی کہ شروع صدی مین لارڈ ولزلی کے عہد مین ہوا تھا اسنے اسکے بعد جو عہدنامہ ہوا اسکو کبھی تسلیم نہین کیا۔ عہدنامہ ۱۸۳۷ء کی یہہ تاریخ ہی جو اوپر بیان ہوئی کسی ایک معاملہ مین بھی اسکے موافق کاربپدائی نہین ہوئی پھر اسکا ذکر بھی کمتر سننے مین آیا سوا اسکے کہ جب بیس برس کے قریب گذر چکے تو وہ عہدنامون کے مجموعہ مین غلطی سے داخل ہو گیا کچھ مدت کے لیئے خود اودھ کا ذکر بھی بہت تھوڑا ہوا جب کسی غیر ملک کے ساتھ جنگ و نبرد مین برٹش کی توانائی اور مستعدی اور جد وجہد شنہمک ہو جاتی ہے تو اس سے ہندوستانی ریاست جو قریب الرگ ہوتی ہے ایسی تازہ و توانا موٹی ہٹی کٹی ہو جاتی ہے کہ کسی اور حال مین نہین ہوتی اب آیندہ کچھ مدت کے لیئے انگریزون کی غیر ملکون سے لڑائیان لڑنے کی فصل آگئی اول بڑی جنگی لڑائی افغانستان کی لارڈ آک لینڈ کے زمانہ مین ہوئی جس مین اودھ کو بالکل لارڈ آک لینڈ بھول گئے انکے بعد لارڈ ایلن براسندہ سے لڑے کہ ایک چھوٹی سی فتح سے بڑی شکست کے داغ کو ستائین مگر اس قومی خصلت پر ایک بڑا دھبا لگ گیا اور اسکے بعد ہی مرہٹون پر دہشت ناک چڑھائی ہوئی۔ پھر ستلج کے پار سے حملہ ہوا جسکے سبب سے سکھون سے پہلی لڑائی ہوئی جس مین لارڈ ہارڈنگ چار و ناچار بالکل مصروف ہوئے کل لڑائیان آٹھ برس تک ہوتی رہین اور تلوار میان سے باہر رہی اور دفتر کے بستے ہاتھ سے باہر رہے اودھ اپنی تاریکی اور بے وقری کے سبب سے سلامت رہا سوا اس کے برٹش گورنمنٹ کا خیر خواہ و نیک اندیش وہمدرد اودھ ایسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا۔ اگرچہ سعادت علی کا جمع کیا ہوا خزانہ مدت سے اڑ گیا تھا مگر پھر بھی لکھنؤ کے خزانہ کی تحصیلون مین روپیہ بھرا ہوا تھا۔ اب امن و صلح کا زمانہ آیا تو بدنظم صوبہ اودھ کے بادشاہون کے لیئے ایک نیا خوف خطر پیدا ہوا۔ اس زمانہ مین کوئی تبدیلی ایسی نہین ہوئی کہ جس سے اسکی حالت بہتر ہوتی بلکہ ان سرحدی لڑائیون کے زمانہ مین اور زیادہ اسکی بدتر حالت ہوگئی ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کا جانشین ہوا جو اپنے باپ دادا کے عیش و نشاط پر رشک کرتا تھا اور اس مین اپنی طرف سے خاص تغیرات کرتا تھا جب دو سکھون کی لڑائیون کے درمیان بر عافیت زمانہ مین لارڈ ہارڈنگ نے

اودھ کی طرف رغبت کی توجہ کی تو واجد علی بادشاہ تھا اور اس جوان بادشاہ کی سلطنت کا پہلا ہی سال تھا
وہ خاندان شاہی کے خصائل کے قائم رکھنے کی ناپاک امیدین دلاتا تھا۔
مدت سے ملک اودھ مین بندگان خدا کو بدنظمی شکار کر رہی تھی اسکے انسداد کے واسطے سنجیدہ
تنبیہہ اور سچی شکایت مین لارڈ ہارڈنگ نے اپنی آواز بادشاہ کے سامنے نکالی۔ نوجوان بادشاہ
انکی صاف نیلگون آنکھون کی چمک و تک کو دیکھہ سہم گیا ان کے پند و نصائح مین ایک فضول لفظ
نہ تھا نہ ان کے کہنے مین آواز مین کوئی درشتی تھی۔ انھون نے واجد علی شاہ سے صاف صاف کہا کہ
گورنمنٹ اپنے لطف و کرم سے دو سال کی مہلت آپ کو دیتی ہے اگر ان دو سال کے اندر ترقی کے
آثار نمایان نہ ہوئے تو برٹش گورنمنٹ کی انسانیت و مردمی کا یہہ مقتضا ہوگا کہ قطعی اور یقینی مداخلت
کر کے بندوبست کا نظام ایسا داخل کرے جس سے ملک مین نیک انتظام ہو اور اودھ مرفہ حال
و آسودہ ہو گورنر جنرل پہلے ہی بے خطا ہوشیاری سے ملک کے لے لینے کے اختیارات حاصل تھے
پس اگر ان نصائح پر عمل نہ ہوگا تو پھر وہ اختیارات عمل مین آئین گے جن وسائل سے انتظام کی اصلاح
ہوسکتی تھی انکا بالتفصیل ایک نقشہ ایک یادداشت مین بادشاہ کو خوب زور کی آواز سے
سنایا گیا اور اسپر یہہ اضافہ ہوا کہ اگر اس تدبیر پر بادشاہ نے دل سے توجہ کی اور دو سال کے اندر
سب خرابیون کو روکا اور دور کیا تو اسکو بالکل مطمئن ہونا چاہیئے کہ اسکی حکومت اور سلطنت کے
آئین و قوانین مین کوئی خلل نہین واقع ہوگا لیکن اگر وہ اپنی پرانی بدروشی عیش پرستی مین پھنسا
رہا تو پھر اسکے لیئے دوسری صورت اور اسکے نتائج موجود ہین۔
واجد علی شاہ گورنر جنرل کی اس تقریر کو سنکر ایسا سہم گیا کہ ہرچند اسنے قصد کیا کہ کچھ بولے مگر
خوف کے مارے بولا نہ گیا گویا ئی ہی ساقط ہوگئی اسنے کاغذ کا ایک تختہ لیا اور اسپر اسنے لکھا کہ مین
گورنر جنرل کا شکریہ ادا کرتا ہون آپ نے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ
بیٹے کو دیتا ہے مین بھی سمجھ کر اسکا پاس و لحاظ کرون گا" جب گورنر جنرل کی پیشی سے وہ جدا ہوا تو
اسکا دل ٹھکانے سے ہوا اسنے آئندہ کا کچھ خیال نہین کیا اپنے گذشتہ طریقے کو نہین چھوڑا رات
سارنگی ستار بجانے والون اور کنچنون گویون خواجہ سراون نے سلطنت اس سے غصب کی
اور ملک کی آمدنی کو ہضم کیا ان پاجیون کی برائیون کا اثر سب سوسائٹیون مین اور کل ملک کے حصون مین

طبلہ بجانے نقشہ بنانے شعر کہنے کے مشاغل مین بالکل منہمک ہوا اگر یہہ سارے کام اپنے
محل ہی مین کرتا تو اسے زیادہ نقصان نہ ہوتا اپنی طفلانہ خوشیون کے لیئے ایک بڑا تاشہ
گلے مین ڈالا اور لکھنؤ کے بازارون مین اُسے بجایا اور اُسنے خود مسرور ہوا اور اورون کو
محظوظ کیا اور بہت سی باتین زنانہ پنے کی اختیار کین ۔

امتحاناً جو دو سال کی مہلت دی گئی تھی وہ ختم ہو گئی تو رزیڈنٹ نے یہہ رپورٹ بھیجی
کہ اکتوبر ۱۸۴۷ع مین جو گورنر جنرل سے بادشاہ کی ملاقات ہوئی تھی
.... اُسوقت سے بادشاہ کی طرف سے ایسے آثار نمودار نہین ہوئے کہ
جنسے معلوم ہوتا کہ اپنی جوابدہی پر اسنے پوری آگاہی حاصل کی ہو" اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ
درحقیقت مین یہہ نہین خیال کرتا کہ کبھی بھی بادشاہ اپنی بادشاہی کی جوابدہی اور بار [illegible]
کو دل مین جگہہ دے اور سلطنت کی جوابدہی و فرائض کے اس حصہ کا بار اپنے اوپر ڈالے
جو اسکے ذمے واجب لازم ہے وہ اسکو اُن پاجی کمینون کے حوالہ کرتا ہے جو اسکا دل بہلاتے
ہین وہ انہین پر اعتماد و اعتبار کرتا ہے اور انہین کو اپنا مصاحب جلیس انیس بناتا ہے ۔
بس اب وقت آگیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اودھ کے انتظام کو از روے انصاف اپنے ہاتھ مین
لے لے ۔ بادشاہ نے تو اپنے تئین مستوجب سزا بنالیا تھا مگر گورنمنٹ اعلے نے سزا دینے
مین التوا کیا ۔ ہندوستان مین لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل تھے بیرونی جنگ و نبرد مین انکی
مصروف ہونے نے اودھ کی سلطنت کو بچائے رکھا ۔ پنجاب مین آگ لگنے نے لکھنؤ
کو بھلا دیا تھا ۔ سکھون کے فتح کرنے مین اور ان کے ملک کے الحاق کرنے مین برہما سے لڑائی
اٹھنے مین اور انکے نتائج مین ہندوستانی ریاستون کے ضبط کرنے مین جنکا ذکر پہلے باب
مین ہوا اور اندرونی انتظامات عظیم مین (جنکا بیان آگے آئیگا) لارڈ ڈلہوزی اپنے عہد حکومت
کے آخر سال تک مصروف رہے لیکن ہر ایک شخص جو اودھ کی شامت زدہ حالت پر غور
کرتا تھا جانتا تھا کہ اب اسکے آخر دن عنقریب آگئے ہین اور برٹش گورنمنٹ اپنے فرض کے ادا کرنے مین
جو بمقتضاے انسانیت و مروت اسپر واجب ہے اب نہین جھجکیگی ۔

اسوقت لکھنؤ مین کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ تھے وہ بڑے نیک دل فیاض ہندوستانیون کی

خو بو و عادات سے خوب ماہر تھے انہون نے اودھ کی بد نظمی و بد عملی کو جتنا زیادہ دیکھا اتنا ہی
انکو یقین ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا اعلے فرض یہہ ہے کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ اس زرخیز حصے
کو بچائے جو ظلم و ستم سے ہندوستان مین جہنم اور محاسن اخلاق کے لیئے وباخانہ بن رہا ہے -
۱۸۴۹ء و ۱۸۵۰ء مین انہون نے اس ملک مین دورہ کیا۔ ہندوستان مین وہ غربا پروری مین
اور ضعیفون کے حامی ہونے مین اور غلطیون کے اصلاح کرنے مین کسی اور افسر سے درجہ دوم مین نہ تھے
وہ رعیت سے بے تکلف انکی زبان مین باتین کرتے تھے انکے دکھ درد رنج و مصیبت سے
آگاہ ہوتے تھے انکے برے بھلے احوال کو سنتے تھے ان مین یہہ کمال تھا کہ وہ جو ہندوستانیون کے
جس حال پر آگاہ ہونا چاہتے تھے وہ ہندوستانیون ہی سے صحیح صحیح دریافت کر لیتے تھے
ملک کے اندر انہون نے دورہ کیا اور ہر روز جو عجیب واقعات انکے علم مین آتے گئے
انکو اپنے روزنامہ مین لکھتے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین حد سے زیادہ بد نظمی پھیل رہی
تھی - رعایا کی حالت ایسی خراب ہو رہی تھی کہ کوئی ظالم بادشاہ بھی اس سے زیادہ خراب حال
نہین کر سکتا۔ کوئی حکومت کا انتظام وہان اپنا تسلط نہین رکھتا تھا جو زبردست تھا وہ کمزور کو
مارے ڈالتا تھا زبردست خاندان غارتگری کرتے اپنی گڑھیان و کوٹ بنا لیتے نوکرون کی بھیڑ کو
اکھٹا کر لیتے خوب دل کھولکر لوٹ مار کرتے انکو اپنے ارتکاب جرائم سے سزا پانے کا خوف ہی نہین تھا
جتنا بڑا مجرم ہوتا اسکو اتنا ہی اپنے محفوظ رہنے کا یقین ہوتا کیونکہ وہ اپنے لوٹ کے حصہ دینے
سے سزا سے بچ سکتا تھا۔ ملک مین اس سرے سے اس سرے تک تمام خرابیان دربار شاہی
کی عیاشی سے پھیل رہی تھین۔ تعلقہ دارون نے تمام ملک مین کھلبلی اور ہلچل ڈال رکھی تھی
جان مال آبرو محفوظ نہ تھی ہر جگہہ محنت و حرفہ و پیشہ کی مزدوری بلکل غیر محقق تھی جب وہ آپس مین
یا گورنمنٹ کے مقامی حاکمون سے لڑتے خواہ اسکا سبب کچھ ہی ہوتا تو وہ تمام دیہات قصبات مین
جو انکی خود قوم کے نہ ہوتے بے تمیزی کے ساتھ لوٹ مار کرتے۔ نہ کوئی سڑک نہ کوئی قصبہ کوئی
گاؤن نہ کوئی مزرعہ انکے بے رحم ظالمانہ حملہ سے بچتا قزاقی و قتل تو انکی تفریح طبع کے لیئے مشاغل
اور شکار تھی وہ سورون اور ہرنون کی طرح عورتون مردون بچون کو مار ڈالتے جنہون نے کبھی کوئی
انکو اذیت نہین پہنچائی تھی وہ صرف قتل اور چوری ہی نہین کرتے تھے بلکہ آدمیون کو پکڑکر مقید کرتے

تھے اور جنکے پاس جانتے کہ روپیہ ہے انکو شکنجے مین کھینچتے جب تک کہ وہ روپیہ اپنے پاس سے یا قرض لیکر یا بھیک مانگ کر انکو نہ دیتے جب سے مینے لکھنؤ چھوڑا ہے جس ضلع مین مینے گذر سال بسال آج کے دن تک ہوا ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہوگا کہ مجھے زمینداروں کی اس قسم کی بے رحمیون کے ثبوت کثرت سے بہم نہ پہنچے ہون - یہہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ زمانہ حال ہی مین یہہ بڑے بڑے زمیندار اپنے کمزور ہمسایون مین لوٹ مار کرکے دولت و مال و جائداد کے مالک بن بیٹھے ہین اور اپنی لوٹ مار کو اسلیئے باقاعدہ جاری رکھتے ہین کہ ان پاس جو لٹیرون کے گروہ جمع ہین انکی پرورش کرین اور اپنے مال و دولت کو بڑھائین اپنر دربار شاہی بڑا مہربان ہے اسلیئے کہ وہ انکو بڑا روپیہ چٹاتے ہین - اور مقامی حکام سے مصالحت رکھتے ہین کہ وہ حکومت سے برسر مقابلہ نہ آئین -

ملک اودھ کی حالت کی باب مین کرنیل سلیمن کی یہہ رپورٹ تھی جس مین انہون نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا ہوا اور اپنے کانون سے سنا ہوا لکھا تھا اس زمانہ مین اعلے درجہ کے افسرون مین اور اخبارون کے اعلے درجہ کے عام پسند لکھنے والون مین ایک جوش اٹھ رہا تھا کہ ہندوستانی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین - کوئی شخص نہ یہان نہ انگلستان مین اہل خدمت ایسا تھا جو کرنیل سلیمن کی برابر اس انتظام الحاق کی پولیسی سے رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوتا تھا انکو صاف نظر آتا تھا کہ یہہ جو جلدی جلدی توسیع ملک کی ہوس حرص مین بڑی کوشش ہو رہی ہے اس مین کیا کیا خوف و خطر ہین انہون نے اس باب مین بڑی واویلا مچائی مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اس برے کام کے روکنے مین انہون نے بڑی جد و جہد کی گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو انہون نے چٹھیان لکھین - انکی مراسلات کی کتاب مین لکھا ہے کہ ستمبر ۱۸۴۸ء مین مین نے یہہ جرأت کی کہ حضور سے عرض کیا کہ یہہ انتظام جو ہندوستانی ریاستون کی انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا سب گورنمنٹ کے ملازمون کو اور عام اخبارون کے لکھنے والون کی ایک جماعت کو پسندیدہ اور بھلا معلوم ہوتا ہے اس سے مجھے بڑے خوف اور اندیشے ہوتے ہین کہ اسکے سبب ہم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری گورنمنٹ کا مدار بالکل ہندوستانی سپاہ پر ہوگا جب سپاہ یہہ دیکھیگی تو ایسے اتفاقات واقع ہو سکینگے کہ جن کے سبب سے وہ کل یا اسکا بڑا حصہ کسی شہد پنے و پچ پنے کے کام کرنے کے لیئے متفق ہو جائے" کرنیل سلیمن نے

لارڈ ڈلہوزی کو ۱۸۵۲ء مین لکھا تھا پھر وہ یہہ لکھتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ الحاق کے منصوبے
ہماری حکمرانی کے حق مین مضر ہین اور ملک کے بہترین اغراض و فوائد کے واسطے منصبانہ ہین -
ہندوستانی دیکھہ رہے ہین کہ ریاستون کی ضبطیان برابر جاری ہین اور انکے واسطے انعامات
اور اعزاز کے خطاب و القاب دیئے جاتے ہین وہ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ انگلنڈ
ہی ان کامون کی بالانتظام معاونت کرتا ہے اور احکام بھیجتا ہے مین خیال کرتا ہون یہہ ہندوستانی
ریاستین ہمارے لیئے بند ہین اور جب وہ سب بہ جائین گے تو صرف ہم ہندوستانی سپاہ کی
بس مین ہو جائین گے جسپر ہمیشہ ہمارا کافی تسلط نہین رہ سکتا" یہہ خط کرنیل سلیمن نے سر ہنری
ہوگ کو جنوری ۱۸۵۳ء کو لکھا خلاصہ صاحب ممدوح کے ان خطوط کا یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کے
پشت پناہ دو ہین اول ہندوستانی ریاستین دوم ہندوستانی سپاہ - جب اول کو ہم نے غارت
کر دیا تو فقط دوسری باقی رہیگی جسپر اعتماد او بھروسہ نہین ہو سکتا غرض یہہ خطوط جو انہون نے
گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو لکھے اسکا کچھہ اثر نہ ہوا کرنیل صاحب نے یہہ اچھی طرح نہین
جانا کہ اسوقت جن اصول سے وہ دہشت زدہ ہوتے ہین ان کے بانی سابق لارڈ ڈلہوزی نہین
اور کورٹ ڈائرکٹرز اپنے گورنر جنرل کے ایسے معتقد ہین کہ انہون نے اسی کے اصول کو اپنا اصول
بنالیا ہے گو کرنیل سلیمن صاحب ہندوستانی ریاستون کی ضبطی کے دشمن تھے مگر انہون نے اودھہ
کے معاملات مین مداخلت کرنے سے چشم پوشی نہین کی انکے نزدیک یہہ مداخلت کر اودھہ
کی عنان سلطنت سرکار کمپنی اپنے ہاتھہ مین لے لے بجا اور درست تھی وہ ہر سال گورنر جنرل پر
زور ڈالتے تھے کہ مداخلت کی سخت ضرورت ہے سلیمن صاحب کی یہہ صلاح تھی کہ انتظام لے لیا
جائے مگر آمدنی ملک کی نہین لی جائے بادشاہ کا تخت سلامت رکھا جائے - یہی راے ہنری لارنس نے
چند سال پہلے ظاہر کی تھی کہ ملک کا انتظام ان قواعد کے موافق جو لارڈ بن ٹنک نے تجویز کیئے ہین لے لیا جائے
اور جہان تک ممکن ہو ہندوستانی انتظام ہو اور کمپنی کے خزانہ مین اسکی آمدنی کا ایک روپیہ داخل ہو -
اودھہ کا انتظام صرف ایک بادشاہ کے لیئے نہین کیا جائے بلکہ دونو بادشاہ اور رعایا کے لیئے
کیا جائے - کرنیل سلیمن اور ہنری لارنس دونو ہم راے بڑے آپسمین دوست تھے دونو کی ایک سی
خصلت تھی - کرنیل سلیمن نے گورنر جنرل کو لکھا کہ رعایا بڑے شوق و تمنا سے یہہ دعائین مانگتی ہے کہ اودھہ مین

مستقل انگریزی عملداری ہوجائے وہ اچھی طرح حکومت کرنے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لے تمام جماعتین سوا ان شریر یا جیون اور لچون کے جو بادشاہ کو گھیرے رہتے ہین اور بادشاہ پر مسلط ہین بڑی تمنا سے یہہ دعا مانگتے ہین کہ انگریزی عملداری ہوجائے۔ تعلیم یافتہ جماعت تو اس سبب سے یہہ تمنا رکھتی ہے کہ ان کو معزز عہدون کے حاصل ہونے کا موقع ملے گا اب تو انہین سے کوئی معزز عہدہ رکھتا نہین متوسط درجے کے آدمی اس سبب سے یہہ آرزو رکھتے ہین کہ اب انکی محافظت و معاونت نہین کی جاتی اور نہ انکو یہہ امید ہے کہ ہم جو اپنے مرنے کے بعد مال و متاع چھوڑ جائینگے انہین سے سوا سرکار کمپنی کے وثیقون کے کسی اور چیز کے مالک ہمارے وارث ہونگے۔ ادنے جماعتین اس سبب سے یہہ آرزو رکھتی ہین کہ بھوکی سپاہ اور اہل سرشتہ کی بے رحم لوٹ مار سے اور ان زمینداروں کے زور ظلم سے جو موجودہ بدعملی و بدنظمی کے سبب نکالے جاتے ہین یا سرکشی کرتے ہین بچ جائین گے" لیکن اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ مجھے یقین ہے کہ حضور کی یہہ خواہش ہوگی کہ اودھ کی کل آمدنیان خاندان شاہی اور اودھ کی رعایا کے نفع رسانی مین صرف ہون اور برٹش گورنمنٹ انتظام کو اپنے ہاتھ مین لینے سے کوئی روپیہ کا فائدہ خود نہ اٹھائے اور اسی زمانہ مین اسنے پھر کورٹ آف ڈائرکٹرز کے چیرمین کو لکھا کہ سخت ضرورت ہے کہ اودھ کا انتظام ہم لے لین اگر یہہ کام کرین تو ہم کو چاہیئے کہ باقی ہندوستان مین اپنے اچھی طرح قائم رہنے کے لیئے اپنی غرض پذیری و آزمندی کو ترک کرین اور دیانت مندی و صفائی سے کل آمدنیان اودھ کے خاندان شاہی اور رعایا کی نفع رسانی مین خرچ کرین تو یہہ ہمارا کام کل ہندوستانیون کو معلوم ہوگا کہ ہم نے رعایا کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے منصفانہ کیا ہے۔ چند مہینے کے بعد ایسٹ انڈیا کے چیرمین کو اسنے پھر عزروہ اور بیشین گو ہوکر یہہ لکھا کہ ملک کا الحاق کرنا اور ضبط کرنا اور انکی آمدنیون کا بالکل مالک بننا دولت حاصل کرنے کے لیئے تو مفید ہے مگر پولیٹکل کے لحاظ سے بڑا مضر ہے اس ضبطی کے مدرسے کے مقلون کا میلان یہہ ہے کہ جلد یا دیر کر ہمارے لیئے ایک بڑا نازک وقت لائے یہہ سب باتین کرنیل سلیمن کے روزنامچہ مین لکھی ہوئی موجود ہین۔

کرنیل سلیمن صاحب نہ ہندوستان مین رہے نہ دنیا مین رہے وہ بیمار ہوکر اپنے گھر سدھارے کہ راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے مشورات اور تنبیہات کے نہ ماننے کے جو نتائج ظہور مین آئی وہ انکو دیکھنے نصیب نہ ہوئے۔

ہم نے اپنی تاریخ مین جیمس اوٹرم صاحب کے کارہاے نمایان اور انکے اوصاف حمیدہ بہت جگہہ
تحریر کیے ہین اب وہ عدن سے لکہنؤ کے نئے رزیڈنٹ مقرر ہو کے آئے تو گورنر جنرل نے ان سے
اودھ کی حالت موجودہ کی رپورٹ طلب کی مارچ ۱۸۵۵ء ختم نہ ہونے پایا تھا کہ انہون نے کلکتہ کو ایک
مفصل رپورٹ بھیجدی جس مین اودھ کی بدنظمی کی ساری تاریخ تحریر کی تھی بادشاہ اور اس کے دربار
کی سرد مہری و بے رحمی سے مضرت رسان جرائم ہوتے تھے انکی فہرست لکھی اور رپورٹ کا خاتمہ ان فقرون پر
کیا کہ کرنیل سلیمن صاحب نے جو وقتاً فوقتاً معاملات اودھ کے بیان کیئے اگرچہ وہ ان سے
بدتر نہین ہوئے مگر وہی بدستور چلے جاتے ہین سات برس گذرے کہ لارڈ ہارڈنگ نے
جو بڑی شد ومد کے ساتھ درخواست کی تھی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کی ترقی و
بہبودی ہو اسکا اثر کچھ بھی ظہور مین نہین آیا اسلیئے مین اپنی اس راے کے ظاہر کرنے مین
ذرا بھی تامل نہین کرتا کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس عہدنامہ کے موافق اسکی خرابیون
کے دور کرنے مین ذرا تامل نہ کرے اب تک اسنے جو علاج کیئے انکا اثر کچھ نہین ہوا اور مدت سے ملک
مصیبتون اور بلاؤن مین گرفتار ہے اب انصاف سے بعید ہے کہ وہ اسکی ضبطی کو ناگوار خاطر جانے
اسوقت لارڈ ڈلہوزی مدراس مین نیل گری کے پہاڑون مین خوشگوار ہوا سے اپنے دل و دماغ
کو تازہ کر رہے تھے جس سے ان مین ایک نئی قابلیت و لیاقت پیدا ہوتی تھی انہون نے کو صاحب
اور سلیمن صاحب اور اوٹرم صاحب نے جو رپورٹین لکھی تھین انکو بغور مطالعہ کیا اور انکے ان کے
دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اب اودھ مین مداخلت نہ کرنی انسانیت پر ظلم کرنا ہے اس سوال کا
حل کرنا ان کے الحاق کی پولیسی کی فتح واٹرلو کی فتح نمایان تھی اس باب مین سب متفق الراے
تھے کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین بادشاہ کی طرف سے ایسی عہد شکنیان ہوئی ہین کہ اب وہ
کالعدم ہوگیا ہے خواہ بادشاہ کی مرضی حاصل ہو یا نہ ہو ملک کا انتظام برٹش گورنمنٹ کے منتظمون کے
ہاتھہ مین منتقل ہونا چاہیئے یقینی — بادشاہ کو گھٹا کر محض صفر بنانا چاہیئے اور اس تنزل کی
حالت مین بھی اسکا جہانتک ممکن ہو احترام کرنا چاہیئے اور اسکو اور اسکے خاندان کو عطیات
عظیمہ دینے چاہئین - ان باتون مین تو کوئی چون وچرا ہونی نہین چاہیئے مگر ہان سوال زیربحث یہہ
ہے کہ ملک کی آمدنی مین سے جو نظم و نسق کے خرچ کے بعد فاضلات ہو اسکو کیا کرنا چاہیئے ؟

انصاف پسند دشمن جنکا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے یہہ اپنی راے ظاہر کرتے تھے کہ سرکار کمپنی کے خزانہ مین ایک روپیہ بھی اودھ کی آمدنی مین سے نہین داخل ہونا چاہیے وہ کہتے تھے یہ لوٹکی امرحق و بجا ہے کہ ہندوستان کی تمام فوجون اور والیان ملک پر ثابت کرنا چاہیئے کہ ہم نے شاہ اودھ کو اپنے فائدون کے لیئے معزول نہیں کیا ہے بلکہ ہم نے انسانیت کے اصول عظیمہ کے موافق ایک امرحق کیا ہے جسین ہم نے کچھ اپنا فائدہ نہین حاصل کیا ہے۔ لیکن لارڈ ڈلہوزی نے یہہ پسند کیا کہ ملک الحاق نہ کیا جائے لیکن آمدنی لی جائے۔

یہہ بات آسان نہین ہے کہ لارڈ ڈلہوزی کے یہہ خیالات سمجھ مین آئین انہون نے کہا کہ انتظام کی اصلاح اور رعایا کی بھی محافظت ہوسکتی بغیر اسکے کہ غایت درجہ کی یہہ تدبیر کی جائے کہ ملک الحاق کیا جائے اور بادشاہ معزول کیا جائے۔ اسواسطے میری راے یہہ ہے کہ صوبہ اودھ کے لیئے یہ اشتہار نہ دون کہ وہ سرکار کمپنی کا ملک ہے انہون نے یہ تجویز پیش کی کہ شاہ اودھ اپنے ملک مین پادشاہی رکھے مگر کل حکومت و دیوانی و فوجداری و مال کے کام انتظام سرکار کمپنی کو سپرد کر دے اور آمدنی ملک کی جو بچت ہو وہ سرکار کمپنی کے اختیار مین ہو۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ ملک کی بادشاہی کے کیا معنے ہین جب بادشاہ کو آمدنی ملک پر اختیار نہ ہو اور اپنی قلمرو پر حقوق شاہی نہ ہون۔ جب نواب کرناٹک اور راجہ تنجور اپنی آمدنی ملک اور حقوق سے محروم کیئے گئے انکے پاس کوئی ملک نہ تھا وہ خطابی نواب و راجہ تھے اب اسکے برخلاف نظام سے اضلاع برار کا انتظام لے لیا تھا مگر تمام ملک کی آمدنی کا حساب اسکو دینا پڑتا تھا اور جو فاضلات ہوتی تھین وہ نظام کے ہاتھ مین دی جاتی تھین اسکو اضلاع برار کے ملک کا بادشاہ کہہ سکتے تھے لیکن لارڈ ڈلہوزی کی اس تجویز مین شاہ اودھ کو اپنے ملک سے کچھ تعلق سوا اسکے نہین تھا کہ وہ اس ملک کا محض خطابی بادشاہ کہلایا جائے جیسے کہ کرناٹک و تنجور کے نواب و راجہ بن ملک کے راجہ و نواب تھے مگر پھر بھی اس سے یہہ کہا جائے کہ جسقدر ملک بادشاہ کے قبضے مین ہے وہ اسکا بدستور بادشاہ ہے۔

اگر لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کے الفاظ کے صحیح صحیح معانی لیئے جائین تو اس سے اودھ کا الحاق کرنا مفہوم نہین ہوتا اسلیئے کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین داخل و شامل نہین کیا گیا

اسکی آمدنی سرکار کے ملک کی آمدنی سے جدا لکھی گئی اسکے حساب کی فرد الگ لکھی گئی غرض یہ صوبہ بجائے خود کامل تھا اگر آمدنی ملک کی فاضلات بادشاہ کے حوالہ کی جاتین تو لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کا سمجھنا آسان ہوتا مگر ان کا تو سرکار کمپنی کے خزانہ مین داخل ہونا قرار پایا تھا جس سے ان کا سرکار کمپنی کا ملک ہونا معلوم ہوتا تھا۔ غرض اودھ مین بن ملک کا بادشاہ بنانا اور ملک کا الحاق نکرنا لارڈ ڈلہوزی کی تجویز تھی اس لباس مین سب کچھ نظر آتا تھا مگر وہ پہنا نہین جا سکتا تھا اودھ کے الحاق کرنے کا معاملہ انڈیا کونسل مین پیش ہوا اور اسی تجویز پہ ہوم گورنمنٹ نے توجہ کی۔ غرض یہہ تجویز خواہ حق ہو یا ناحق اسکی جوابدہی دونو تاجرون کے کمپنی اور وزرار بادشاہی کے ذمے تھی یہہ امر یقینی ہے کہ کمپنی نے بہت دنون صبر و تحمل کیا اسنے اپنی امید کے برخلاف امید کی اور تجربہ کے برخلاف عمل کیا اس نے ہندوستان کے والیان ملک کو آزمائش کے لیئے بہت مہلت دی ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کو نامنظور کیا اور اپنی حاکمانہ رائے ظاہر کی کہ ہندوستان مین جو ریاستین باقی رہ گئی ہین وہ بدستور برقرار اور قائم رہین لیکن جب اودھ مین اسقدر بدعملی و بدنظمی رہی تو پھر اسنے اپنے صبر پہ پتھر رکھا۔ اب اس نے وہ کام کیا جو برسون پہلے کرنا چاہیئے تھا۔

لارڈ ڈلہوزی نے یہہ چار طریقے سپریم گورنمنٹ کی مداخلت کرنے کے بیان کیئے۔

اول بادشاہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اختیارات سلطنت سے جنکو وہ بُری طرح استعمال کرتا ہے دستبردار ہو اور تاج شاہی انگلنڈ کو اپنا ملک حوالہ کرنے کو قبول کرے دوم بادشاہ اپنے سارے خطابات و حقوق و جاہ و منصب کو برقرار رکھے لیکن اپنی قلمرو کے سول اور ملیٹری اختیارات کو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے لیئے حوالہ کرے سوم یہہ کام ایک خاص مدت کے لیئے کرے۔ چہارم وہ ملک کے نظم و نسق کے سارے کامون کو رزیڈنٹ کے حوالہ کرے جنکو بادشاہی حاکم انگریزی افسرون کی اعانت سے انجام دین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے ان چارون تجویزون پر غور کرکے وسط نومبر ۱۸۵۵ء مین یہہ فیصلہ کیا کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین الحاق کیا جائے۔ ۲ جنوری ۱۸۵۶ء کو اس فیصلہ پر گورنر جنرل کو علم ہوا وہ اسوقت علیل تھے انھون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کام کے ختم کرنے تک ہندوستان مین رہونگا۔ انہون نے رزیڈنٹ کو ہدایتین بھیجین بادشاہ کے سامنے عہدنامہ پیش کرنے کے لیئے تیار کیا اشتہار کا

اودھ کا الحاق [illegible]

مسودہ رعایا مین مشتہر کرنے کے لیئے تیار کیا اور سارے انتظامات کی تجویزین مرتب کین پنجاب کا سا انتظام کرنا یہان بھی قرار پایا تھا کہ سول اور ملیٹری افسر دونو منتظم مقرر ہون کونسل مین یہہ سب معاملات پیش ہوئے۔

کرنیل اوٹرم کو یہہ بڑا نازک اور دشوار کام سپرد ہوا کہ بادشاہ کو سمجھا کر اس عہدنامہ پر راضی کرے کہ وہ ملک اپنی خوشی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو حوالہ کرے اور اگر بادشاہ اسپر راضی نہ ہو تو اشتہار دیا جائے کہ کل اودھ سرکار کمپنی کا ملک ہو گیا۔ انگریزی سپاہ لکھنؤ مین اسقدر بھیجی گئی کہ وہ ہر مقابلہ کے دبا دینے کے لیئے کافی تھی۔

اوٹرم صاحب پاس جنوری ۱۸۵۶ء کے آخر مین ہدایتین پہنچی تھین اس مہینے کی آخر تاریخ مین انہون نے اودھ کے وزیر سے خط و کتابت شروع کی اور صاف صاف اس سے کہا کہ گورنمنٹ کے آخر احکام طے آ گئے ہین چار روز اس باب مین گفتگو ہوتی رہی شرقی وضع مین یہہ بات داخل ہے کہ دربار شاہی یہہ کوشش کیا کرتا ہے کہ مہلت ملے۔ اوٹرم صاحب بادشاہ کی مان اس باب مین گفتگو کرتی تھی۔ اس مان مین بیٹے سے زیادہ ہمت مردانہ بڑے استقلال کے ساتھ تھی وہ اوٹرم صاحب سے یہہ عرض کرتی تھی کہ اپنی گورنمنٹ کو وہ سمجھائین کہ بادشاہ کو جب تک اور مہلت ملے کہ نیا گورنر جنرل آ جائے اور جن صلاحون کو وہ چاہتا ہے انکا حکم واجد علی کو دے مگر اوٹرم صاحب اسکی ساری باتون کے جواب مین یہہ ایک بات کہتے تھے کہ اب آزمائش کا اور تحمل کا وقت گذر گیا اب مین سوا اسکے کچھ نہین کر سکتا کہ اپنا پیام بادشاہ کو دون۔ واجد علی شاہ نے منظور کیا کہ رزیڈنٹ اس سے ملاقات کرنے ۴۔ فروری کو آئے اوٹرم صاحب مع اپنے اسسٹنٹون ہینس صاحب و ویسٹن صاحب کے گئے تو محل مین یہ عجیب تماشا دیکھا کہ محل کے دروازہ پر سے توپین اتار لی گئی تھین محل کے پہرہ کے سپاہیون کے پاس ہتھیار نہ تھے انھون نے رزیڈنٹ کو ہاتھ سے سلام کیا مقام معینہ پر بادشاہ نے اور اسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا۔ مراسم ملاقات کے ادا کرنے کے بعد کام شروع ہوا اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کا خط بادشاہ کو دیا جسمین نہایت اخلاق کریمانہ کے ساتھ حکم جو بادشاہ کی نسبت دیا گیا تھا لکھا ہوا تھا اور اس سے عرض کیا گیا تھا کہ وہ اس

حلم سے مقابلہ کرنے مین اصرار نہ کرے پھر عہدنامہ کا مسودہ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا گیا تو بادشاہ نے نہایت غمزدہ ہوکر غصہ سے کہا کہ عہدنامہ صرف برابر والون مین ہوتا ہی (یعنی زبردست کا زبردست سے عہد و پیمان نہین ہوتا) اسکی ضرورت نہین ہے کہ مین اسپر دستخط کرون برٹش کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین وہ کرین مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ مجھے انگلنڈ جانے کی اجازت ملے کہ اسکے تخت کے آگے اپنے دکھہ درد کا درمان چاہون۔ بادشاہ کو کسی بات نے اپنے ارادہ سے باز نہین رکھا اور عہدنامہ پر اسنے دستخط نہین کیئے اسنے اپنی دستار اُتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون مین رکھدی اور غمگین ہوکر کہا کہ خطاب و عزت وجاہ ومنصب اور سب چیزین جاتی رہین برٹش گورنمنٹ نے ہی اسکے دادا کو بادشاہ بنایا تھا وہی مجھے ناچیز کر سکتی ہے اور تاریکی مین ڈال سکتی ہے۔

اوٹرم صاحب کو بادشاہ کے اس عجز و انکسار پر اسکے ساتھ سختی کرنا ایسا ناگوار تھا جیسا کہ کسی عورت پر یا کسی اپاہج پر۔ لیکن پچاس لاکھ آدمی نسلاً بعد نسل ظلم و ستم کے حوالہ ایسے نامرد بادشاہ کی خاطر کے لیئے نہین ہو سکتے تھے کہ جب اس سے یہہ کہا جائے کہ اب وہ اپنے ملک پر جور و جفا نہین کر سکتا تو بجائے تلوار کھینچنے کے پگڑی اتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون پر رکھے اب کرنیل اوٹرم کو سوا اسکے کچھہ اور چارہ نہ تھا کہ کلکتہ سے جو اشتہار آیا تھا اسکا اعلان کرے کہ صوبہ اودھ ہمیشہ کے لیئے سرکار کمپنی کی سلطنت کا ایک حصہ ہو گیا۔ جب یہہ اشتہار اودھ کی رعایا کے پاس گیا تو انہون نے اپنے نیئے حاکمون کو قبول کیا کسی نے چون بھی نہین کی نہ اودھ کے شاہی خاندان کی حمایت مین ایک شخص نے بھی ہاتھ ہلایا۔ اس اشتہار کا آغاز اسطرح تھا کہ ۱۳- فروری ۱۸۵۶ع کو صوبہ اودھ عدل و انصاف کی بنا پر برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا کہ برٹش گورنمنٹ خدا اور بندگان خدا کے نزدیک گناہ گار ہوگی اگر وہ اور زیادہ اس انتظام کی امداد کریگی جس نے لاکھون آدمیون کی جانون کو عذاب مین پھنسا رکھا ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنے روزنامہ مین لکھا ہے کہ مین نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرتا ہون کہ اس تبدیلی سے لاکھون بندگان خدا کو آزادی اور خوشی ہوگی مین اس اپنے فرض کو سنجیدگی کے ساتھ بغیر کسی تردد و تفکر کے خاموشی سے ادا کرتا ہون اور اس مین مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے یہہ میری دلی بات نہین ہے رعایا اپنے نیئے حاکمون کے

پاس گئی اور بظاہر ملک مین پہلے سے زیادہ امن امان معلوم ہونے لگا۔ بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہین کیئے اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفے کے قبول کرنے مین بھی مضائقہ کیا۔ اسنے اپنی ماں اور بھائی اور قریب کے رشتہ دارون کے انگلستان بھیجنے کا انتظام کیا کہ وہ وہان جاکر اپنے حقوق کا دعوے کرین۔

اودھ مین جو پنجاب کے انتظام کی نقل اتاری گئی اسکا حال ہم آیندہ لکھینگے۔ غرض یہہ تغیر اسطرح ہوا کہ کسی کی نکسیر نہین پھوٹی اس سے ولایت مین گورنمنٹ کو بڑی خوشی تھی لیکن اس سے ہندوستانیون کے دلون پر برا اثر تھا جسکا سبب یہہ تھا کہ شاہ اودھ معزول ہوا جسنے خود اپنے بادشاہی کے تخت کو خاک مین ملا رکھا تھا نہ اس سبب سے کہ ایک نیا انتظام رعایا کے فائدہ کے لیئے داخل ہوا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ انسانیت کیسے کام مین یہہ رواج لگا ہوا تھا کہ عام ہندوستانی یہہ سمجھتے تھے کہ سرکار کمپنی نے اپنے ملک بڑھانے اور دولت کے حاصل کرنے کے لیئے یہہ کام کیا ہے اور اسکے لیئے ملک کی بدنظمی اور بدعملی کا بہانہ بنایا ہے اور ہندوستان مین جو چند مسلمانونکی ریاستین باقی تھین ان مین سے ایک کا خون کیا جس سے اپنے ملک کے ہزارون مربع میلون کو اور لاکھون روپیون کی آمدنی کو بڑھایا اور اس دوست پر ظلم کیا جو ہمیشہ سرکار کے ساتھہ وفادار و نیک خواہ رہا۔

باب ہشتم

ہندوستانی معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت کا فنا ہونا

۱۸۰۶ و ۱۸۵۶ ع

جبکہ بڑی بڑی ہندوستانی ریاستین سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل ہو رہی تھین اور قدیمی خاندان شاہی ملیامیٹ ہو رہے تھے تو اس ملک کے معزز امرا و شریف رؤسا کی حکومت مٹانے کے

لیئے بھی ایک جنگ برپا تھی جو اپنے اثرون مین مہلک کچھ کم نہ تھی مگر اپنی کارگذاریون مین بڑے چپ
چاپ تھی اس جنگ کا اصل اشتہار لارڈ ڈلہوزی نے نہین اجرا کیا تھا - وہ تدابیر جنسے کہ ہندوستانی
معزز امراء و شریف روسا کی حکومت و ریاست برباد ہوئی انکی ایجاد کی ہوئی نہین تھین وہ اُن
پہلے زمانون کی پولیسی تھی کہ راجہ و پرجا کے درمیان کوئی غیر واسطہ و سیانجی نہ ہو یہہ پولیسی ایک ہی
آدمی کا ایجاد نہ تھا بلکہ بہت آدمیون کا اسکی مجمل نمائش سب سے زیادہ ممالک مغربی کے بندوبست و
مالگزاری مین ہوئی وہ نیک ایمانداری اور فیاضانہ ارادون سے اختیار کی گئی تھی بہت سے
نیک دل دانشمندون نے اسکے جاری کرنے کا حکم دیا تھا ملک کی محافظت و امن عافیت کے لیئے
دانشمندانہ انسانیت فنون کا نظام یہی معلوم ہوتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت جمہور انام پر براہ راست
ہو اور ان کے بیچ مین کوئی اور واسطہ ہندوستانی رؤسا اور امرا کا نہ ہو اور سوا انگریزی افسرون کے
جو گورنمنٹ کے احکام جاری کرین کسی اور ہندوستانی صاحب اختیار جماعت کی ہستی نہ سمجھی جائے
گورنمنٹ نے یہہ ارادہ کر لیا کہ چند آدمیون کی ہوا رنفسانی اور خودکامی سے بہت سے آدمیون کو
مضرت نہ پہنچنے دے یہہ ایک امر واقعی کے طور پر مان لیا گیا تھا کہ ہندوستانیون کی اعلے درجے
کی جماعتین بالکل نالائق اور کوڑی کے کام کی نہین اور یہہ نہایت راست بازی کے ساتھ یقین
کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست کا مٹا دینا سب سے زیادہ
فائدہ یہان کی رعایا کو پہنچاتا ہے پس اس سبب سے یہہ امر وقوع مین آیا کہ جب ہندوستان کے
بادشاہ ایک ایک کر کے فنا ہوئے تو ہندوستانی امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست بھی قریب الرگ
ہو گئی ❊ برٹش گورنمنٹ نے اس صحیح مجرد مسئلہ نظری پر عمل کیا کہ زیادہ سے زیادہ آدمیون کو زیادہ
سے زیادہ خوشی پہنچائے - لیکن اگر برٹش گورنمنٹ ہندوستانیون کے قوانین آئین کو سمجھتی اور انکی
مزاج شناسی کرتی تو وہ اُنکی تمام جماعتون کے قدرتی اور اکتسابی حقوق کا ادب و لحاظ کرتی بجائے
اسکے کہ وہ ایک اپنے مجرد مسئلہ نظری پر عمل کرتی - یہہ امر تو لازمی و ناگزیر تھا کہ انگریزی عملداری جسقدر
بڑھی اسیقدر انگریزی نمونہ پر انتظامات جدید ہونے چاہیئین اور انگریزی سوال و ملیٹری (اہل قلم اہل سیف)
عہدے پاتے جائین اور اس سبب سے بڑے بڑے معزز ہندوستانی اپنے اعلے عہدون سے
معزول اور معزز ملازمت کی بالائی یافت سے محروم اور بے فائدہ دنیا ہوتے جائین - اب کیا تو وہ

ہندوستانی ریاستون مین جو سرکار انگریزی کی ضبطی سے محفوظ ہون اپنی طبیعت کی جولانیون کے لیئے نیا میدان تلاش کرین یا برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کا زخم لگا کے ایک خوفناک گروہ بنکر لٹیرون کے ساتھ اپنا وقت کاٹا کرین یہہ تو ایک بہت پرانی حکایت و شکایت ہے ـ پچاس ساٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ دکن مین ویلور کی سرکشی مین وہ قومی سرکشی کا ایک سبب بیان کی گئی تھی بس یہہ امر تو ضروری تھا کہ شریف اعلے درجہ کے عہدہ دار ملازمت پیشہ جنہین اکثر موروثی عہدہ رکھتے تھے اسطرح باقی نہ رہین بس برٹش گورنمنٹ کو ضرور تھا کہ وہ یہہ چاہتی کہ ان امیرون کی امارت کو جو زمین کے مالک ہونے سے انکو حاصل ہوئی تھی دوام کے لیئے قائم رکھے ـ یہہ سچ ہے کہ جاگیردار و معافیدار جو اپنی جاگیر و معافی پر قابض تھے بعض صورتون مین نہ وہ قدیمی تھے نہ غیر مشتبہ اصل و نسل کے تھے مگر خواہ کچھہ ہی سبب انکا اپنی جاگیر و ریاست پر قابض ہونے کا ہو جب انگریزون نے یہہ دیکھا تھا کہ پہلی گورنمنٹ نے جسکی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوئی ہے انکو اس قبضہ رکھنے کے حقوق و استحقاق عطا کیئے ہین تو اول حزم و احتیاط کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ انکو اپنے استحقاق پر مستقل کرتے اور ایسے انکو متمتع ہونے دیتے ـ وہ یہہ کام بغیر اسکے کر سکتے تھے کہ کسی دوسرے کے حق مین دست اندازی کرتے اور ادنے زراعت پیشون کی مرضی کے موافق بھی اُسے کر سکتے تھے مگر بہت قابل ہر ملکی سب جگہہ خاص کر بالائے ہند مین ایسے تھے کہ وہ کسی ہندوستانی کو جو ٹھیک جنٹل مین (اشراف) کہلا سکے نہین دیکھہ سکتے تھے وہ بڑی ہمدردی انسانی رکھتے تھے اور انسانیت انمین بڑی تھی لیکن وہ ہندوستانی شریف خاندانی آدمیون کے لیئے کوئی اور خیال سوا اسکے نہین رکھتے تھے کہ جمہور انام کے فوائد کے واسطے انکا مٹا دینا اقتضاء انصاف ہے ـ

حقدار جماعتون کے تنزل کے دو سبب تھے ایک بندوبست مالگزاری دوم ضبطی اراضی لاخراجی اس مضمون کے مفصل بیان کرنے کی گنجایش اس مختصر مین نہین اس لیئے مجمل بیان کیا جاتا ہے یہہ ایک پرانی حکایت چلی آتی ہے کہ جب ایک زیرک بانکے وکٹر جی کوئی مونٹ نے ہولٹ میکنزی سے کہا کہ آپ پانچ منٹ کی گفتگو مین زمین کے بندوبست و مالگزاری کے جتنے طریقے ہندوستان کے مختلف حصون پر مروج ہین وہ مجھے سمجھا دین ـ تو اس تجربہ کار سویلین نے کہا کہ مین اس مضمون کے سمجھنے مین بیس برس تک کوشش کرتا رہا مگر پھر بھی مین اس سے ماہر نہین ہوا آپ کو کس طرح

پانچ منٹ مین سمجھاؤن اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز ہندوستان کی حقیت اراضی کے
سمجھنے مین کیسے ناآشنا ہوتے ہین اس بندوبست کے کام مین انھون نے ابتدا مین اپنی اجنبیت
اور جہالت کے سبب بہت سے مغالطے کھائے۔ برٹش گورنمنٹ نے زمیندار کو مالک زمین قرار دیا ہی
اور زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے لینے کا حق غیر منفک گورنمنٹ کا ہوتا ہے جو ہمیشہ بدلتا
رہتا ہے پس جو انتظام کہ گورنمنٹ اور زمیندار کے درمیان اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان
پیداوار اراضی کی تقسیم کی بابت ہوتا ہے اسکو ضابطہ بندوبست و مالگزاری کہتے ہین۔ بندوبست کا
کرنا گورنمنٹ کا اہم و مہتم بالشان کام ہوتا ہے۔ جب ملک نواب وزیر سے لیکر اور مرہٹون سے فتح
کرکے سرکار کمپنی نے اسپر اپنا قبضہ کیا ہے تو سب قسم کے مالکان زمین انگریزی افسرون کے روبرو
آئے اور اپنی حقیت اراضی کے دعوے پیش کیئے۔ اس باب مین نہ تو افسرون کے سر پر تعصب سوار تھا
نہ کوئی خاص انکے اپنے نظامات دماغ مین سمائے ہوئے تھے اسلیئے انھون نے سب چھوٹے
بڑے زمینداروں کے دعوون کو مان لیا جو زمین پر حقیقت مین قابض تھے اور انکے ساتھ سرسری
بندوبست کر دیا اور عہد و پیمان کر لیئے جو آیندہ مزید تحقیقات پر موقوف تھے اب اس مین شبہ نہین
کہ اس بندوبست مین انگریزون کی طرف سے جہالت اور ہندوستانیون کی طرف دغابازی اور
فریب وہی وقوع مین آئی اگرچہ ان اضلاع مفتوحہ و مفوضہ مین زمیندارون کو انگریزی راج سے
بڑا نقصان پہنچا مگر وہ کسی نظام کے موافق نیست و نابود نہین کیئے گئے۔ کل انگریزی قوانین کا منشا
یہہ تھا کہ بڑے بڑے قدیمی زمیندارون کی حکومت مٹائی جائے۔ اضلاع زیرین مین تجربہ ہو چکا تھا
کہ زمیندار کاشتکارون پر حکومت کرنی بہت چاہتے ہین اور انپر جبر و تعدی کرتے ہین اس لیئے ان
ممالک مین جو بندوبست کیا گیا اس مین انتظام تعلقہ داری توڑا گیا اور بڑے بڑے زمیندار تہ و بالا
کیئے گئے وہ لوگ جو ایسے وسیع قطعات زمین پر قبضہ رکھتے تھے کہ جہان تک نظر جاتی تھی ان ہی کی زمین
نظر آتی تھی اب وہ جھونپڑون کے رہنے والون کسانون کے برابر ہو گئے اور ان کے پاس سوا
پکانے کے برتن بھانڈے کے کچھ نہین رہا۔ یہہ فعل جسکے نتائج یقینی تھے بتدریج عمل مین آیا اور
تباہی جو اسکا لازمی نتیجہ تھا وہ اتفاقیہ تھا وہ کسی نظام کے موافق نہین تھا یہہ حال انگریزون کی جہالت
کے سبب سے وقوع مین آیا اور ان کے سوچ بچار کے حکم سے نہین پھر ہند کے کارپردازون مین

ایک نئے پولٹیکل اعتقاد نے نشو ونما پایا اور اس نئے اسکول کے افسرون کو یہہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ برٹش گورنمنٹ اور زراعت پیشہ جماعتون کے مابین تعلقات کی تحقیقات کرین ان کے بندوبست کی جھاڑو نے اشراف زمینداروں کی ایسی صفائی کی کہ وہ زمین کے جائز وارث محض کو ہنقانی ملکیت رکھنے والے ہوگئے یہہ امر کس طرح واقع ہوا اسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ لارڈ کورنواس نے ۱۷۹۳ء مین بنگال مین بندوبست استمراری کردیا۔ جو لوگ ہندوستان کے حاکمون کی پولیسی کا فیصلہ فقط آمدنی ملک کی مقدار سے کرتے ہین تو وہ لارڈ کارنوالس کے اس کام پر لعنت ملامت کرتے ہین لیکن جو لوگ اسکا انصاف رعایا کی خوش حالی سے کرتے ہین جو بندوبست استمراری سے حاصل ہوئی تو وہ اسکی یہہ تعریف کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ نے کوئی ایک تدبیر ایسی نہین کی جو رعایا اور گورنمنٹ کے حق مین مفید بندوبست استمراری کی برابر ہو اسکے سبب سے زراعت بڑھی اور زراعت بڑھنے سے رعایا کی آمدنی بڑھی اور آمدنی کے بڑھنے سے رعایا کی آسودہ حالی بڑھی سرکار زمیندار پر محصول اراضی نہین بڑھا سکتی تھی زمیندار کاشتکار پر لگان بغیر کسی معقول دلیل کے نہین بڑھا سکتا تھا اسی سبب سے ہندوستان مین کل کاشتکارون سے زیادہ آسودہ حال بنگال کے کاشتکار ہین کہ ان کو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑتی اور اگر قحط پڑے تو اور سب جگہہ کے آدمیون سے ابتدا مین بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ وہ اسکے متحمل ہو سکتے ہین اور زمیندار بھی بہ نسبت اور صوبون کے بنگال کے مالا مال اور نہال ہین - ہندوستان مین لارڈ کورنوالس کی دانشمندانہ فیاضی اور دریا دلی کے بندوبست استمراری کرنے سے پانچ کروڑ آدمیون کی خوش حالی کو زیادہ کردیا تہائی صدی سے بار بار بندوبست کے انتظامات بدلنے سے زمیندار اور رعایا تباہ ہورہی تھی اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچ رہا تھا بندوبست استمراری کے نمونے پر حمالک مغربی وشمالی مین بھی بندوبست ہونے کا ذکر ہوتا تھا کبھی اسکا حکم ہوتا تھا کبھی وہ منسوخ ہوتا تھا - ولیم بن ٹنک نے قانون ۷ ۱۸۲۲ء بندوبست و مالگزاری کی ترمیم کے لیئے حکم صادر فرمایا وہ خود الہ آباد مین آئے اور بورڈ آوریو مقرر کیا اور قانون نہم ۱۸۳۳ء پہلے قوانین کی ترمیم کرکے جاری کیا جسکے مقاصد عظیم یہہ تھے کہ اول جمع کی ترمیم ہو دوم سرکار مین زر مالگزاری ادا کرنے کے واسطے عمدہ طور پر اقساط مقرر کی جائین سوم بحال اور موضع کی حدود بندی و

پیمائش اچھی طرح ہو یہہ قانون فیاضانہ نیت سے جاری کیا گیا اور ایمانداری سے اسپر عمل ہوا مگر اس مین بعض افسرون کے نظام نے پس ملا دیا۔ افسران بندوبست جنجوئی کی پیروی مین غلطیون کے ٹیڑھے رستون پر چلے غلطی مین رہے اور انصاف کرنے کے قصد سے ناانصافی کے مرتکب ہوئے۔ ۱۸۴۵ع مین یہہ اصول جسسے زیادہ کوئی اور اصول منصفانہ نہین ہو سکتا یہہ قرار پایا کہ ایک غریب سے غریب کسان کے اور امیر سے امیر زمیندار و تعلقہ دار کے جو حقوق موجودہ مین انکی تحقیقات کی جائے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اصول فقط کہا ہی نہین گیا بلکہ اسپر عمل بھی ہوا۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اصول سے عمل نے بہت پیچھے اپنا خیمہ لگایا زمیندارون کی نسبت اکثر افسران بندوبست کے یہہ فیلنگس تھے کہ دونو فریق زمیندارون اور کاشتکارون کے متضاد حقوق اور مقاصد کے مابین انصاف برابر نہین ہوتا۔ اکثر صاف مین افسرون کی آنکھون پر اس معاملہ کے دیکھنے مین ایسا پردہ پڑگیا کہ غریب سے غریب دہاتی کے حق مین انصاف کرتے اور دولت مند اور ذی رعب تعلقہ دارون کے حق مین انصاف تھوڑا کرتے یا بالکل نہ کرتے ؎

تعلقہ دار

تعلقہ دار و زمیندارون کی جو بڑے ذی رعب و ذی جاہ جماعت اس سبب سے تھی کہ تعلقہ دار اپنے تعلقہ مین حکومت کرتے اور راج کے مزے اڑاتے تھے اور بہت فائدے اٹھاتے تھے وہ اپنے حقوق تعلقہ داری سے محروم کیئے گئے جس کے سبب سے وہ تباہ و خستہ حال ہو گئے تعلقہ دار کا کام یہہ تھا کہ کاشتکارون سے لگان لے اور اس مین سے گورنمنٹ کو خاطر خواہ حصہ دیکر باقی خود اپنے پاس رکھے یعنی لگان منضی جمع سرکار اسکی ملکیت تھی۔ تعلقہ داری کا حق یعنی لگانون کی تحصیل کرنے کا حق زمینداری کے حق سے جدا تھا زمینداری حق مین زمین کا مالک ہونا داخل تھا تعلقہ دار دہات کے ایک بڑے مجموعہ کی جمع سرکار کو دیتا تھا اور شاید ان دہات مین سے بعض ہی مین حق ملکیت رکھتا تھا یا بالکل نہ رکھتا تھا۔ اکثر صورتون مین گاؤن والون کی جماعت ہی گاؤن مین حق ملکیت رکھتی تھی ممالک مغربی شمالی کے افسران بندوبست کی غایت درجہ کی جدوجہد یہہ تھی کہ ان دہات بسنے والون سے گورنمنٹ کے تعلقات براہ راست بلا واسطہ پیدا ہون اور دہات پر جو جمع سرکاری مقرر ہو وہی اسکو ادا کیا کرین

اور سرکار سے انہین کے عہد و اقرار ہون یہہ امر مناسب اور بجا تھا کہ ان دہات کے اصل
مالکون کے حقوق کی تحدید صفائی سے کی جائے لیکن ہمیشہ سب صورتون مین یہہ امر بجا و
درست نہ تھا کہ گورنمنٹ دہاتیون کے ساتھ عہد و اقرار کرلے اور تعلقہ دارون کے واسطے کو
بیچ مین سے بالکل اڑا دے گانوٴن کے اصلی بسانے والے پہلی نسل مین اپنا حق تعلقہ دار کے
حق سے ان صورتون مین مقدم رکھ سکتے ہین کہ انکو ویران زمینون مین کسی مستاجر نے یا کسی
سٹیٹ نے عطا کرکے بسایا ہو یا تعلقہ دار نے اپنا منصب اس طرح حاصل کیا ہو کہ اسنے یہہ حق زمینداری
خرید لیا یا مہربانی سے حاصل کیا ہو یا شاید دغا دیکر اسکے بعد لے لیا ہو کہ اصلی بسانے والے مقیم ہوئے
ہون پھر بیچ ہمیں ملکیت کی منفعت صدہا برس سے چلی آتی تھی۔ اس ملک مین تعلقہ دارون
کی جماعت امیر صاحب حکومت ذی اختیار و ذی اعتبار تھی اور زمین کے مالک ہونے کا حق رکھتی
تھی مگر اکثر اپنے اختیار کو بری طرح کام مین لاتی تھی اپنے اس اختیار کو زمانہ گذشتہ مین خواہ
اچھی طرح یا بری طرح کام مین لاتی ہو اسسے کچھ غرض نہین وہ انگریزون کے عہد مین ایک مسلم حق دار
گروہ تھا۔ یہہ ایک ظلم کرنے والی غلطی اور دکھ دینے والی خطا تھی کہ وہ اس خیال سے برباد کر دیئے جائے
کہ وہ غاصب اور مزاحم تھے۔

افسران بندوبست کا یہہ مسئلہ تھا کہ دہات کے زمیندار زمین مین ایک غیر منفک حق رکھتے ہین
اور تعلقہ دار ایک دغا باز نو دولت سے کچھ ہی بہتر ہین اسکی زمینداری کے سارے عیب چھپائے
جاتے تھے اسکی ذاتی خصائل کی برائیان نہایت مبالغہ سے بیان کی جاتی تھین وہ دغا باز
نو دولت ظالم لکھا جاتا تھا بعض نوجوان افسران بندوبست کسی تعلقہ دار کے خارج کرنے کو ایسا
اپنا بڑا کام سمجھتے تھے کہ انہون نے شیر مارا وہ اس اپنے کام کو بجا اس سبب سے جانتے تھے
کہ ان کو یقین تھا کہ ان کے اس کام سے اس ضلع کو فائدہ پہونچے گا جس مین یہہ جانور شکار
کرنے کے لیئے پھرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا وہ اس کام کو دیانت داری سے ایمانداری سے محنت شعاری
سے کرتے تھے یہہ کام وہ تھا جسکا کرنے والا مستحق انسان کی احسان مندی کا تھا۔ وہ یہہ سوال
کرتے تھے جب معزز گانوٴن والون کی جماعت گانوٴن مین اصل اہل ایسی تھی تو اسوقت کون اشراف زمیندار یا
تعلقہ دار تھا؟ بس افسر بندوبست ان اشراف مالکان زمین کو برباد کرتا تھا اور اسکی تحسین و آفرین کی

جانتی تھی کہ خوب کام کیا بہت سے افسران بندوبست کی عادت مین داخل تھا کہ حقیت ملکیت اراضی کے بڑے دقیق پیچدار معاملات کو شخصی خصائل اور چال ڈھال پر فیصلہ کرتے تھے جب کسی بڑے تعلقہ دار کے دعوون کے دیکھنے مین اپنی آنکھون پر ٹھیکری نہین رکھہ سکتے تھے تو وہ یہہ کہہ دیتے تھے کہ تعلقہ دار اوباش بدمعاش ہے یا احمق یا یہہ دونو صفات اسکی ذات مین جمع ہین اوباشی و بدمعاشی کی حالت مین ظلم وستم کرتا ہے اور حماقت کی صورت مین غفلت کرتا ہے جو ظلم سے کمتر نہین اسطرح سے وہ اپنے تمام حقوق کو تلف کرتا ہے اور گورمنٹ کی کسی رحمت اور آفت کا مستحق نہین ہے۔ غرض وہ ایک آدمی کو بدنام کرکے تباہ و برباد کردیتے اسکی توضیح کے لیئے ہم مین پوری کے راجہ کے برباد ہونے کی مثال لکھتے ہین۔ اس راجہ کا خاندان بڑا قدیمی شریف ومعزز تھا اور سرکار کمپنی کی خیرخواہی مین ممتاز و سرافراز وہ الیسا ذی جاہ و عالی قدر تعلقہ دار تھا کہ دو سو کے قریب دہات کا مالک تھا۔ افسر بندوبست جارج اڈمنسٹن صاحب تھے جو ایسے لائق وفائق تھے کہ ایک مدت کے بعد ممالک مغربی وشمالی کے لفٹنٹ گورنر ہوئے انہون نے اسکی تعلقہ داری مین یہہ رخنہ نکالا کہ حقیقت مین راجہ دوسو دہات مین سے پچاس دہات مین حق ملکیت اراضی رکھتا ہے باقی دہات مین گانؤن کے رہنے والے حق مالکانہ رکھتے ہین اسلیئے ڈیڑھ سو دہات کا بندوبست اصلی زمینداروں کے ساتھہ کیا جائے اور راجہ ایسا نالائق ہے کہ سارا کام اسکے کارندے کرتے ہین اور وہ رعایا پر بڑا ظلم وجبر کرتے ہین راجہ نے اپنے اس مقدمہ کا اپیل کمشنر ہربرٹ ہملٹن کے ہان کیا انہون نے افسر بندوبست کی راے کو منسوخ کیا کہ یہہ کوئی دلیل نہین کہ راجہ کی نالائق ہونے سے اسکی اولاد ریاست کے ورثہ پانے سے محروم کی جائے کمشنر کی راے کو بورڈ نی نامنظور کیا پھر اسکا اپیل لفٹنٹ گورنر روبرٹسن کے روبرو پیش ہوا انہون نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ کی کل ریاست کا بندوبست اسکے ساتھہ کیا جائے پھر بورڈ نے یہہ مقدمہ لفٹنٹ گورنر طامسن صاحب کے روبرو پیش کیا جنکی رحم دلی یہہ عجیب تھی کہ وہ کاشتکارون کے مای باپ بنکر انکے سر پر سے زمینداروں کی جبر وتعدی کے اٹھانے کو کار ثواب جانتے تھے ان تمام اپیل و اپیل در اپیل کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ صاحب کے ساتھہ ریاست کے صرف چوتھائی دہات کا بندوبست کیا گیا اب ان پاس روپے مین چار آنے رہ گئے۔ اس بات کو وہ افسر قبول کرتے ہین جو ممالک مغربی سے بڑا تعلق رکھتے تھے

کہ بندوبست مین بڑی پولیٹکل خطا ہوئی صحیح پولیسی کے سبب سے جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیرخواہ وسلطنت کے قوت بازو ہوتے اب وہ اسکے سخت دشمن ہوگئے جو پُرانے مدرسہ کے طلبہ تھے وہ پہلے ہی سے یہہ جانتے تھے کہ ان تدبیرون سے ہم اپنے لیئے آیندہ تکالیف کی تخم پاشی کر رہے ہین۔ ڈائرکٹر ٹکر نے جسنے ضلاع مفوضہ ومقبوضہ کا اول بندوبست ۱۸۳۲ء مین کیا تھا لکھا ہے کہ دہاتیین کے راضی اور خوش رکھنے کا یا انکی حالت کے بہتر کرنے کا طریقہ یہہ ہے کہ جو تعلقات انکے اپنے بزرگ تعلقہ دارون یا زمینداروں کے ساتھ ہین انکو شکستہ نہ کرین مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مین سے ہم نے تعلقہ دارون یا زمینداروں کو اپنی حالت پر برقرار نہ رکھا تو انکے دلون سے زمانہ گذشتہ کی یاد اور زمانہ حال مین اپنی حالت کی آگاہی ہٹا نہین سکتے انکی اولاد سمجھتی ہے کہ ہمارا باپ بڑا دولتمند امیر تھا ہم اسکی برابر آیندہ امیر و آسودہ حال نہین رہین گے وہ خاموش ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ تحمل وصبر کرنا اور اپنے حاکمون صحیح حکمون کی اطاعت کرنا ہندوستانیون کی عادت مین داخل ہے لیکن اگر مغربی سرحد پر کوئی ہمارا دشمن نمودار ہوا یا کوئی اور ناخوش شور وشر برپا ہوا تو ہم ان تعلقہ دارون کو دشمنون کی صف مین کھڑا دیکھین گے اور انکی رعایا اور ملازمین ان کے علم کے نیچے صف آرا ہونگے"۔

اس سے چوتھائی صدی کے بعد ولیم اڈورڈس جج بنارس نے بھی لکھا۔ اگرچہ ہم نے پرانے خاندانونکو جلدی سے برقرار نہین رکھا مگر زمانہ گذشتہ کی یاد کو انکے دلون سے نہین بھلا سکتے اور ان کے اور رعایا کے درمیان جو تعلقات تھے انکو مٹا نہین سکتے انہون نے صاف صاف کہا کہ اگر کوئی دنگہ فساد ہوا تو یہہ معزز فرقہ ذی رعب و ذی جاہ جنکے ذریعہ سے ہم دیہاتی رعایا پر اپنا غلبہ وتسلط رکھ سکتے ہین وہ دشمن کی طرف ہمارے مقابلہ مین کھڑا ہوگا اور ان کے موروثی ملازمین اور تابعین ان کے گرد جمع ہونگے۔ ہماری کوششین ان کے اغراض کے جدا کرنے مین ناکام رہین گین وہ یہہ اور اضافہ کرتے ہین کہ میرے شبہات پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور مجھے یہہ خیال کیا کہ مین خوف دلانے والا ہون جسنے ابتک پولیٹکل سرشتون مین خدمت کی ہے وہ بندوبست کے کام مین صحیح رائے نہین دے سکتا اس قسم کی تنبیہات کی عادتاً پروا نہین کی جاتی تھی اور نظام بندوبست جو سخت تھا وہ جاری تھا بعض صورتون مین وہ نہایت سخت ناپسندیدہ خلاف شرائط ہوتا تھا اور افسرون کو اس کے کرنے مین خوشی ہوتی تھی یہہ سچ ہے کہ آدمی جو اپنی بڑی جائدادون کے منفعت کثیر سے محروم کیئے گئے

اقتباس از ... (حاشیہ)

تھے انکو خزانہ سرکار سے براہ راست روپے کے ملنے کا حکم تھا مگر یہہ روپیہ اس زمین کا معاوضہ نہین ہو سکتا جو ان کے ہاتھ تلے سے نکل گئی تھی اور جسکے سبب سے انکی امارت اور حکومت و ثروت ستیاناس ہو گئی تھی بعض وقعہ تو وہ اس معاوضہ کو اپنی تحقیر و تذلیل سمجھتے تھے اس زمانہ مین افسرون نے یہہ رویہ و ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ وہ معزز زمینداروں کی عزت نہین کرتے تھے۔ اس اسکول کے بڑے بڑے ماسٹر اور اعلے درجہ کے پسندیدہ خصائل اور فیاض طبیعت کے اشراف زمینداروں سے خوش اخلاقی سے نہین ملتے تھے۔ شریف زمینداروں کے ساتھ بداخلاقی سے ملنے کے باب مین جان کولون کرنیل سلیمن کو لکھتے ہین کہ روبرٹ برڈ کو جب موقع ملتا تھا تو وہ زمینداروں کی بہت ملامت کرتے تھے اور مسٹر طامسن بھی ان کے اس کام مین ایسی طرح تقلید کرتا ہے جیسے ان کے اور کامون کی۔ اس وقت مین یہہ ہوا ہی چلی تھی کہ افسران انگریزی اپنی شان حکومت یہی سمجھتے تھے کہ ہندوستانیوں کی عزت نہ کیجیے اور انکی تالیف قلوب پر توجہ نہ کیجیے جبکہ بندوبست اسطرح سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا ایک اور کام حقدار اشراف جماعتون کے لیئے ہو رہا تھا جو انکی توقیر و عزت کو گھٹا رہا تھا زمانہ قدیم سے ہندوستانی گورنمنٹون کی عادت مین یہہ فیاضی داخل ہے کہ امور مذہبی اور خیرات کے کامون مین گانون کے گانون وقف کر دیتے ہین اور اپنے ہواخواہ ملازمون کو اراضیات جاگیر مین بعوض حسن خدمات دیدیتے ہین اور ایسی قسم کے زمینون کے محصول نہین لیتے یعنی وہ اپنا استحقاق جو انکو ہر بیگہ اراضی کی پیداوار سے سالانہ لینے کا ہے چھوڑ دیتے۔ ان زمینون کو لاخراجی زمینین یا معافی کی زمینین یا جاگیر کہتے تھے۔ جب ہندوستانی گورنمنٹ کی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوتی ہے تو منجملہ اور مشکلات کے سب سے زیادہ مشکل اسکو آن کر یہہ پڑتی ہے کہ وہ اُن لاخراجی اور معافی کی زمینون کا فیصلہ کرے جنکی تعریف اوپر بیان ہوئی ان معافیدارون اور جاگیردارون کے حقوق کا انفصال انگریزی عملداری کی ابتدا مین کرنا جتنا مشکل تھا اس مین التوا ہونے سے دس گنا اور مشکل ہو گیا۔ برٹش گورنمنٹ کا فیصلہ اس معاملہ مین جلد ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ جس مین پھر تغیر و تبدل نہ ہوتا انصاف تا انصافی اپنے اپنے اثرون مین منتہا ہی جلدی سے ہونی چاہیئے تھی۔ ہندوستانی انقلابات سلطنت و دولت کے عادی ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ فتح کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہمارے سارے

اخراجی زمین

حقوق ضبطی مین آجائین وہ ایسے زمانہ مین رحم اور تحمل کے توقع نہین رکھتے فاتح کے زبردست
ہاتھہ تلے ان کے سارے حقوق ہوتے ہین جنکو وہ اپنی قسمت کے حوالے کرتے ہین چاہے
وہ دے چاہے نہ دے نہ انکو اسپر تعجب ہوتا ہے نہ وہ اس کی شکایت کرتے ہین کہ پہلی گورنمنٹ
کے سارے کامون پر خاک ڈالی جاتی ہے اور جو اسنے ہم کو عطیات عطا کئے تھے وہ سب
چھینے جاتے ہین + پہلے گورنمنٹون نے ہمیشہ اور برٹش گورنمنٹ نے اپنی ابتدا سلطنت
مین ان لوگون کو لاخراج زمینین عطا کین جنہون نے سٹیٹ کی اچھی خدمتین کین تھین یا کسی
اور طرح سے حاکمون کو اپنے اوپر مہربان کیا تھا یہہ لاخراجی دار مختلف قسم کے تھے جنکی
تفصیل مین ایک دفتر سیاہ ہوسکتا ہے بعض پر انمین سے شرائط کا بار رکھا گیا تھا اور بعض پر
نہین بعض کو لاخراجی زمین تا حین حیات دی گئی تھی بعض کو نسلاً بعد نسل دوام کے لیئے
بعض انمین قدیمی تھے بعض انمین زمانہ حال کے بعض نے تو انکو اپنی جانفشانی اور کارگزاری سے
حاصل کیا تھا بعض نے دغا و فریب اور رشوت دینے سے - جیسے کہ ان لاخراجی زمینون کے
حاصل کرنے کی صورتین مختلف طرح کی تھین اسنے زیادہ انکی اصلی اور موروثی شرائط مختلف
طرح کی تھین خواہ وہ کچھہ ہی تھین گورنمنٹ نے کچھہ دنون کے لیئے لاخراجی دارون اور
معافی دارون کے حقوق کو تسلیم کرلیا اگر ان کے باب مین تحقیقات انگریزی عملداری کی
شروع ہی مین ہوتی تو وہ معقول بات تھی وہ لوگون کے توقع کے خلاف نہ تھی مگر برسون
گزر گئے کہ کسی نے کچھہ تحقیقات نہین کی لاخراجی دارون معافی دارون کو اپنے حقوق کے
برقرار رہنے مین کوئی خوف و اندیشہ نہ رہا بلکہ برٹش گورنمنٹ کے اس باب مین کچھہ کام نہ
کرنے سے اسکی بے پروائی معلوم ہوئی تو اورون کو یہہ جرأت ہوئی کہ انہون نے ایسے
حقوق کے لیئے جعل سازی کرکے اس معافی زمین کا دعوی گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا جو
پہلے ہندوستانی آقاؤن کے زمانہ مین حاصل نہ تھا -

بنگال مین معافی و لاخراجی زمینون کے لیئے وہ جعلی و مصنوعی کام ہوئے کہ ملک کی
جائز آمدنی مین کمی آئی جب سرکار کمپنی کو بنگال و اڑلیسہ و بہار کی دیوانی حاصل ہوئی تو
اس انتقال کے سبب سے اسکے قریب ہی ماقبل اور مابعد ان لاخراجی و معافی کی زمینون کی

بڑی افراط ہوگئی مگر ۱۷۹۳ء مین جب بندوبست استمراری ہوا تو لاخراجی دارون اور معافی دارون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے ان دعوون کو رجسٹر مین درج کرائین معافی کی وجوہ بتائین۔ اگر عدالت مین کسی شخص پر یہہ ثابت ہوگا کہ اراضیات لاخراج پر ناجائز قابض ہوا ہے تو اسپر جمع مقرر ہوگی مگر اس حکم کی تعمیل مین کلکٹرون نے بے پروائی کی تو اس حال مین بھی لوگ اس لاخراجی زمینون پر قابض رہے جس سے انکو یقین ہوگیا کہ ان کے حقوق اور انکی منفعتین بدستور قائم رہین بندوبست استمراری ان لاخراجی دارون و معافیدارون کے لیئے میگنا کارٹا (فرمان عظیم شاہی) تھا چالیس برس تک وہ اپنی معافیون اور لاخراج زمینون سے نفع اٹھاتے رہے اور اب ان کے دل سے یہہ خیال ہی اٹھ گیا کہ کبھی انکی معافی اور لاخراجی زمینون کی حقوق مین کوئی خلل پیدا ہوگا اور گورنمنٹ دست اندازی کریگی +

برسون اسی طرح گذر گئے جب زمینداروں مستاجرون اور عہدہ دارون نے اسناد مصنوعی بناکر زمینون کے لاخراجی بنانے مین حد سے تجاوز کیا تو مالی افسرون کو ہوش آیا کہ گورنمنٹ کو اپنی غلطیون کے سبب سے بڑا نقصان ہورہا ہے۔ بہت سا محاصل اراضی معافیون مین اڑجاتا ہے اور بالکل نالایق آدمی بہت فائدہ اٹھاتے ہین اور معافیان رکھتے ہین جس سے جمہور انام کو نقصان ہوتا ہے بس اسلیئے ایک محکمہ ضبطی اراضیات لاخراجی کا قائم ہوا اس مین کمشنر مقرر ہوئے انہون نے اسناد معافی اور معافی کے دعوون کے ثبوت ایسے طلب کیئے جیسے گورنمنٹ کے محکمہ کو اطمینان ہو لیکن جہان ایسے خاندان ہون کہ جن کی ایک نسل شاید ہی کوئی ایسی ہو کہ اسنے اپنا گھر جلتا ہوا نہ دیکھا ہو اور جہان کی آب و ہوا ایسی ہو کہ سال کے اندر کئی مہینے تک مینہہ برستا ہو اور رطوبت اور کیڑے دیمک مضبوط دیوارون کے گھرون مین چیزون کو غارت کرتے ہون وہان مشکل تھا کہ اصل اسناد باقی رہی ہون۔ جو شہادت تحریری کے لیئے وقت پر پیش ہون۔ یہ ایک بڑی دہشت ناک بات تھی کہ اتنی مدت کے بعد معافیدارون کے قبضہ مین مداخلت و دست اندازی کی جائے اور انسے کافی ثبوت طلب ہو جنکے پاس کافی ثبوت سوا قبضہ کے کوئی اور نہ ہو۔ بنگالیون کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جعلی اور مصنوعی دستاویزات اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرین۔ اسلیئے ضرور ہوا کہ ایک

لاخراجی زمینون اور معافیون کا ضبط

حکم عام ضبطی لاخراجی کا صادر کیا جائے - نوجوان ریوینیو افسرون نے کوڑیون مقدمات ایک ایک
دن مین فیصلے کرنے شروع کیے اور ان خاندانون کی لاخراجی اور معافی کی زمینین دفعتہً ضبط
ہوگئین جنکی وراثت مین وہ مدت سے چلی آتی تھین اور انکو کوئی شبہ نہ تھا کہ وہ آیندہ ان کے
قبضے مین نہین رہین گی - یہہ امر یقینی ہے کہ سرکار کو لوگون نے اس باب مین دھوکا دیا تھا بہت سے
مصنوعی لاخراجی دار اور معافیدار بن گئے تھے لیکن پھر بھی بہت سے اصلی اور واقعی سچے معافیدار
اور لاخراجی دار بھی تھے مگر انکی زمینین بھی اس سبب سے ضبط ہوگئین کہ وہ اپنی حقیت کی عدالت
مین کافی شہادت نہین دے سکے بس دغاباز غاصب اور حقدار قابض دونو یکسان تباہ و غارت
ہوگئے - سرکار کی اس کامیابی کا ملک مین بڑا غل شور مچا - ہندوستانیون کی معاشرت مین ایک انقلاب
پیدا ہوا جس سے سرکار کو بغیر کچھ خرچ کرنے کے فائدہ عظیم ہوا مگر اسے ایک عام نارضامندی سرکار
سے رعایا مین پھیل گئی - بنگالیون کا تو نامردو صابر و مصائب کا دیر تک متحمل ہونا ضرب المثل ہے
اس زمانہ مین دوربین اور پیش اندیش آدمی ایسے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ زبردست گورنمنٹ اس
کام کو اضلاع زیرین (بنگال) مین کرسکتی ہے مگر انکو نہایت حزم و احتیاط سے آگاہی حاصل
کرکے ہندوستان کے اور صوبون مین یہہ کام کرنا چاہیئے خاصکر ان اضلاع مین جہان سے
سپاہی انگریزی لشکر مین بھرتی ہوتے ہین یہہ پیشین گوئی کی گئی کہ اگر اس کام کو کروگے تو ایک دن
ایسا آئے گا کہ ہندوستان صرف فرنگستانی سپاہ کی قوت سے قبضہ مین رہ سکے گا البتہ تیغ بیرون
سے سپاہی پیشہ لوگ گورنمنٹ کے خیرخواہ و نیک اندیش نہین رہین گے - آدمیون کی خیرخواہی
و نیک اندیشی جدا ہوجائیگی - اسپر بڑا مباحثہ کلکتہ کے انگریزی اخبارون مین ہوا جو تدابیر ضبطی
کی کرتے تھے انہون نے کہا کہ ملک کے اور حصون مین اس ضبطی لاخراجی کو وسعت نہین دی جائیگی
مگر کوئی ملک کا حصہ اسسے بچا نہین - لاخراجی دار و معافیدار خواہ کسی نسل و خاندان کے ہون وہ
اپنی زمینون کے قبضے رکھنے مین سلامت و محفوظ نہین رہے انہون نے مغلون کی سلطنت اور
مرہٹون کی حکومت مین لاخراجی زمینین پائی تھین اور انکو یقین تھا کہ وہ عیسائی حکومت مین سلامت
رہ سکین ... سب ضبط ہوگئین ÷

اضلاع شمالی مغربی

اضلاع شمالی مغربی مین محکمہ بندوبست کو یہہ کام سپرد ہوا کہ وہ لاخراجی زمینون کی تحقیقات کرکر ضبط

کرے یا انکو جمع سرکار سے معاف کردے جن افسرون کو یہہ تحقیقات سپرد ہوئی انمین بہت تھوڑے افسر ایسے تھے کہ مشتبہ دعوون مین رحم دلی کو کارفرما ہوتے اور اس صحیح پولیسی پر یقین کرتے کہ ان معافیداران کو خواہ وہ ابتدا مین ناحق ہی زمین پر قابض ہوئے ہون انکے قبضہ مین خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے بُرڈ اور طامسن کے چیلے و شاگرد بہت سے تھے جو معافی مالگزاری کو شر محض سمجھتے تھے اور یہہ خیال کرتے تھے کہ معافیدارون کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنی اس گروہ کے حق مین مضر ہے جو محصول دیتی ہے ان معافیدارون کا حال تو ان نرمکھیون کا سا ہے جو چھتے مین بالکل نکمے رہتی ہین اور کچھ کام نہین کرتے۔ غرض معافی کے ضبط کرنے مین زیادہ تر حکام بندوبست کی خوشی و مرضی تھی۔ اور بعض صورتون مین یہہ انصاف کی صورت دکھائی جاتی تھی کہ لاخراجی و معافی کی زمینین تو خدمات کر لے کے لیئے لوگون کو ملتی تھین اب ان خدمات کی ضرورت نہین رہی اور وہ انکو حین حیات دی جاتی تھین جنھے اب دوامی و استمراری صورت پکڑ لی ہے جس زمانہ مین کہ ہندوستانی سلطنت متزلزل تھی لوگون نے بہت سی زمینین دغا و فریب سے لاخراجی بنا کے قبضہ مین کر لی تھین اسلیئے ان سب کا ضبط ہونا ناانصافی نہین ...... لیکن بہت سی مثالین ایسی بھی تھین کہ ان مین ثبوت کامل موجود تھا اور فرامین شاہی اور اسناد معتبر موجود تھین ان سب پر افسرون نے کچھ خیال نہین کیا اور ضبطی کا حکم صادر فرمایا۔ اور پانچ چھٹا حصہ لاخراجی زمینون کا ضبط ہو گیا فرخ آباد کے ضلع مین تو وارن ہیسٹنگز اور لیک کی اسناد معافی بھی بالا بے طاق رکھی گئین اپنر بہت ہی تھوڑا پاس و لحاظ ہوا۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ کونسل کے موافق کیا گیا جنہون نے وہ کیا انکو پورا یقین تھا کہ ہمارا کام رعایا کی عام بھلائی کے لیئے کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے علم کی بڑی شیخی بگھارتے تھے مگر اس علم مین ہندوستان کے قوانین و آئین اور ہندوستانیون کی مزاج شناسی داخل نہ تھی وہ اس پہاڑ سے کہ تھوڑا علم خوفناک ہوتا ہے ٹکراتے تھے لیکن محکمہ بندوبست مین بعض بڑے کام کرنے والے ایسے بھی تھے کہ انکو ضبطی زمین کی حرص ابتر نہ تھی وہ اپنے فرض منصبی کا اور سٹیٹ کی پولیسی کا خیال بالکل جدا گانہ ہی رکھتے تھے ان مستثنی راویون کی توضیح مسٹر مین سل کی مثال کرتی ہے انہون نے ضلع آگرہ کے بندوبست کی رپورٹ مین تحریر کیا ہے "اگر یہہ امور اہم با وقعت ہین کہ ہم رعایا کی تالیف قلوب کر کے ان کے دلون مین اپنی محبت پیدا کرین لوگ فقط تو انہین تعزیرات کے موافق حکمرانی کرین اور اگر ان اضلاع مین ہندوستانی سوسائٹی کے ہر حصہ کے قدرتی میلان کو

جو کم بخت افلاس و جہالت مین ڈوبنے کا ہے حتی الامکان ہم اپنے اصول کے موافق گورنمنٹ کے کامون کے روکین اور یہہ انسانی محامد خصائل و فضائل باطنی باپ دادا کی حمیت و غیرت و شرافت اور زمانۂ گذشتہ کی شجاعت اور ملک کی قومی خصلت حافظہ مین پرورش پاتی رہین تو بین گرم کوش ملازم ہوکر کوئی کام قابل اطمینان اسے زیادہ گورنمنٹ کا نہین نبلا سکتا کہ آگرہ کے لفٹنٹ گورنر نے فیاضانہ در دیا دلی سے بداور کے راجہ کو اپنے جاہ و منصب و ریاست پر بحال کر دیا جو ضلع آگرہ کی خوشی و آسودہ حالی سے بڑا تعلق رکھتی ہے مسٹر رو برٹس نے بداور کی جاگیر راجہ کے متبنے بیٹے کو دے دی تھی اور اسکو جو گورنمنٹ نے متبنے مان لیا تھا اس سے جین سل صاحب کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

پریسیڈنسی بمبئی کا بڑا حصہ ۱۸۱۷ء مین پیشوا سے سرکار کمپنی کے قبضہ مین آیا تھا یہان بھی مرہٹون کی حکومت مین سب قسم کے عہدہ دارون اور زمینداروں کو لاخراجی زمینین دی گئی تھین انکا نام یہان انعام تھا گورنمنٹ کو انعام دارون کے انفصال حقوق مین مشکلات پیش آئین تو یہان کے لیئے ایک انعام کمیشن مقرر کیا گیا جسنے ان انعامون کو اسطرح ضبط کیا کہ جس سے رعایا مین ایک عام نارضامندی پیدا ہوئی۔ مرہٹون کے ملکون مین جاگیرداروں نے کبھی یہہ تکلیف گوارا نہین کی کہ وہ اپنی زمینون کے لیئے اسناد رکھتے کہ تحریری شہادت اپنے ثبوت دعوے مین محکمہ انعام کمیشن مین دے سکتے وہ تو فقط اپنی زمین پر قابض ہونے کے لیئے یاد رکھتے تھے کہ بڑی گردی کے وقت زمینیں ہم کو ملی ہین ان کے قبضہ پر سالہا سال گذر گئے تھے اس قبضہ ہی کو وہ اپنی مہری اسناد جانتے تھے جب انعام کمیشن قائم ہوا تو مرہٹون کے جنوبی ملک مین اسکی شہرت ہوئی۔ ایک گانون سے دوسرے گانون مین یہہ خبر جاتی تو لوگون کے رنگ فق ہو جاتے کہ یہہ محکمہ اسناد طلب کرتا ہے جو کسی طرح بہم نہین پہنچ سکتین پس ہر روز ان معافیدارون کی قربانیون کی ایک فہرست شائع ہوتی جو خوش نصیب اس آفت سے بچ جاتے وہ اس گروہ کے بچ کو اور بڑھاتے جو بھیڑون کی طرح اپنی کھالون پر سے اون کترواکر محکمہ انعام کمیشن سے باہر آتے نہ تو وہ کسی پیشہ اور کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے بھیک مانگنے سے شرم آتی تھی تنگدستی انکی مٹی خوار کرتی تھی محکمہ انعام کمیشن نے

پینتیس ۳۵ ہزار جاگیرون کی اسناد طلب کین اور پانچ برس مین اسنے کام کرنے تھے پانچوین حصے ان کے ضبط کیئے۔

سارے ملک مین مالی عدالتون نے معافیدارون اور زمینداروں کو خوف زدہ بناہی رکھا تھا اب دیوانی عدالتون نے ان مالی عدالتون کی اسطرح امداد کی جیسے کہ کوئی غارتگر جنگ عظیم مین بڑا کارکن دوست حمایت کرتا ہے۔ دیوانی عدالت کی ڈگریون نے بہت سی زمین کے پرانے مالکون کے بدن پر سوا کھال کے کچھ اور نہ چھوڑا ایسا مفلس بنادیا کہ نان شبینہ کو محتاج بنادیا اس ملک مین آدمیون کو حق ناحق نالش کرنے کی دھن ہے وہ اعلے قانون اور ضابطہ نہین دیکھتے ایسے آدمیون مین ان ڈگریون کے ادا کرنے کے لیئے یا زر مالگزاری کی باقی کی علت مین اکثر زمینین نیلام ہوئین تھوڑے تھوڑے قطعات اراضی کے مالک بہت سے زمیندار تھے جنکے کنبے ایک ہی زمین کے مالک صدہا برس سے چلے آتے تھے وہ اسپر اپنی پیدائش کا فخر کرتے تھے اور اپنے باپ دادا کی ان زمینوں سے بڑی محبت رکھتے تھے اور اسباب منقولہ بہت تھوڑا سا چند روپیہ کی مالیت سے زیادہ نہین رکھتے تھے ان پاس زراعت کرنے کے لیئے ایک جوٹ بیلون کی ایک بھدا چھکڑا جس مین دو پہیے اور چند بالنس ہوتے تھے اور گھر کا اسباب ایک لٹیا پانی پینے کے لیئے اور چند برتن پکانے کے واسطے اور کمبل رات کو جاڑے پالے سے بچانے کے واسطے رکھتے تھے یہہ ساری ان کی کائنات ہولی دیوانی عدالت انکو چھوڑتی نہ تھی جب تک وہ اپنی زمین کو جو ان کے سرمایہ کا بڑا حصہ تھا اسکی نذر نہ کرتے بس ہر سال قرضہ کی ڈگریون مین جو چند روپیہ کی ہوئین بہت سی زمینین نیلام ہوتین انکو نیئے آدمی خریدتے تیس اسطرح سے قدیمی مالکان زمین کی بیخ کنی ہوتی وہ کاشتکار اپنے باپ دادا کی زمینون مین ہوجاتے جسکو وہ پہلے اپنی سلطنت سمجھتے تھے جیسے کسی بادشاہ کو اپنے ملک کے چھن جانے کا رنج و ملال ہوتا ہے ویسی ہی ان مالکان زمین کو اپنی آبائی زمینون کے نیلام ہونے سے قلق و الم ہوتا تھا ہندوستان مین کبھی بعلت باقی مالگزاری یا بعلت قرضہ جبراً قہراً وحکماً نیلام حقیت اراضی کا دستور نہ تھا اب یہہ انگریزی عملداری مین دستور جاری ہوا جسنے ملکیت اراضی مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور پھر انکے ساتھ وہ باتین شامل نہین جنکا اوپر ذکر ہوا- ان سب

باتون نے گورنمنٹ سے خوفناک جماعتون کی ناراضی کو بہت بڑھادیا جو اپنے تنزل کا سبب انگریزی عملداری ہی کو جانتے تھے اور ایسا انقلاب چاہتے تھے کہ جس مین وہ اپنی کھوئی ہوئی چیزون کو پھر حاصل کرلین یہہ تنزل کا عام نظام جو اپنے مختلف روپ بھرتا تھا اور مختلف طورون سے کام کرتا تھا اسکا اثر اعلے درجہ کی حق دار جماعتون کے دماغ مین یکسان ہوتا تھا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے عالی دماغ نے ان باتون کو ایجاد نہین کیا تھا مگر انہون نے تو صرف پرانے اضلاع مین انکو زیادہ مستحکم اور نئے اضلاع مین جنکو انہون نے حاصل کیا تھا انکو زیادہ وسیع کردیا پنجاب مین تو بعض بہادر انگریزی افسرون نے جو اسکے منتظم تھے اس ملک کو اس سبب سے چھوڑ دیا تھا کہ وہان کے سردارون اور جاگیردارون کے مصائب کو نہین دیکھ سکتے تھے آرتھر کوس صاحب نے پنجاب کے الحاق ہونے کے ایک سال بعد پنجاب کو اسی سبب سے چھوڑا تھا اور ہنری لارنس سے جہان تک ان کا بس چلا وہ پنجابی سردارون اور جاگیردارون کی حمایت کے لیئے گورنمنٹ سے لڑے اور اسی سبب سے انکو پنجاب سے جدا ہونا پڑا۔ اودھ مین بھی نظام مذکور بڑی بے صبری کے ساتھ کیا گیا جسکا خمیازہ ایام غدر مین گورنمنٹ کو اٹھانا پڑا۔ جونیا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آتا تھا اس سے یہہ ایک اور خراب بات پیدا ہوتی تھی اس سبب سے نہین کہ حق دار جماعتین زمینداروں و معافیدارون اور تعلقہ دارون کی الفط ہوجاتی تھین بلکہ انگریزی راج نے بتدریج وہ رقبہ تنگ کردیا جس میں اعلے درجہ کے شریف و معزز آدمی انگریزی عملداری کے انتظام کے سبب سے اسکے ملک سے باہر جاکر پر منفعت معزز عہدے و نوکریان حاصل کرلیتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ہندوستانیون کے لیئے اسطرح کی ملازمت پانے کا صیغہ مسدود ہوگیا۔ اس وجہ سے ہندوستانی عملداریون اور انگریزی عملداری مین لاخراجی و معافی کی ضبطی مین بڑا فرق تھا یہہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی عملداری مین زمینداری محفوظ نہ تھی۔ ہندوستانی راجہ بادشاہ کچھ اپنے اوپر یہہ واجب نہین جانتے تھے کہ ان کے باپ دادا نے جن لوگون کو لاخراجی و معافی کی زمینین دی ہین انکو بدستور برقرار رہنے دین وہ اکثر اپنی خودمختاری سے انکو ضبط کرلیتے تھے مگر معزز و دولت خیز ملازمت کا صیغہ ان مصیبت زدون کے لیئے مسدود نہ تھا۔ اگر کسی معافیدار کی معافی ضبط ہوگئی تو اس نے کوئی معزز نوکری کرلی۔ تمام سول اور ملیٹری یعنی قلم و سیف کے اعلے درجہ کے عہدے یہین کی سرزمین کے لوگون کے لیئے موجود تھے مگر یہہ صورت

انگریزی عملداری مین نرتھی جو اپنی زمین سے بیدخل کیا جاتا نہ تو وہ بے فائدہ نرکھیون کی طرح
اپنے بیکار رہونے کی تکلیف اُٹھا سکتا تھا نہ کارکن مکھیون کی طرح چھتے مین کوئی کام کر سکتا تھا اُسکے
واسطے کوئی جگہہ باقی نہ تھی کہ وہان جاکر اور آسائون کی ملازمت کرتا نہ تو اُسکے واسطے کوئی جگہہ انگریزون کے
نزدیک تھی نہ اُنسے دور جاکر تھی بس اسطرح سرکار انگریزی نے ایک ذی رعب و معزز شریف جماعت کو
اپنا دشمن بنالیا جنمین بہت سے خاندان شاہی کے آدمی اور سپاہ کے اعلے عہدہ دار تھے جن کے
ساتھ انکے ملتزمین کے بہت سے گروہ تھے اور بہت سے قدیمی زمیندار تھے جنکی تعظیم و تکریم
کاشتکارون کے دلون مین بیٹھی ہوئی تھی ایک گروہ برہمن پنڈتون کا تھا جو معافی کی زمین سے
پرورش پاتے تھے جو اب ضبط ہوگئی تھین وہ اپنے اقتدار کو جو اُنکو اورون کے دلون پر حاصل
تھا عام ناراضی کے جوش دلانے مین اور مذہب کے جاتے رہنے کے خوف دلانے مین کام میں لانے لگے
اُسی زمانہ مین اور باتین ایسی ہوہی تھین جنکا میلان یہہ تھا کہ وہ برہمنون کی پنڈتائی سے ہندوؤن کی
دلون مین نفرت کو مشتعل کرین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب نئے نئے شگوفے ایسے کھلے جاتے ہین کہ
عنقریب پنڈتون کے اقتدار اور نفعون کو خاک مین ملادین گے ملٹن اور بیکن کے لٹریچر (علم ادب) نے
ہندوؤن کے دلون مین صداقت وحسانت کی چاہ پیدا کردی مغربی سائنس نے برہمنون کے علوم
طبعیہ کی فاش غلطیون کو بتلادیا اُنکی تحقیقات کا شوق پیدا ہوگیا جو غالباً کبھی کم نہوگا اب پنڈتون سے
زیادہ انگریزی پروفیسرون کی عزت کرنے لگے نئے معلمون نے پرانے معلمون کی جگہہ چھین لی۔
پنڈتون نے تمام ہندوستان کی سوسائٹی کو اپنے اختیار مین کر رکھا تھا کوئی کام دینی و دنیاوی
بغیر اُنکی مداخلت کے کوئی ہندو نہین کر سکتا تھا۔ ہندوؤن کے ہر کام مین پنڈتون کی پوجا پاٹ
کی کرلگی ہوئی ہے۔ پھر ان اختیارات کے سوا ہندوؤن کے سارے علمون کے خزانون کے
خزانچی پنڈت جی ہوتے ہین۔ صرف نحو جغرافیہ علوم طبعیہ۔ دھرم شاستر، ویدک۔ علوم الہئیہ وغیرہ
مین سے ہر ایک علم ہندوؤن کے مت مین داخل ہے وہ مذہب کی کسی نہ کسی بڑی بات سے تعلق
رکھتا ہے پنڈتون نے اپنی مذہبی کتابون مین دنیاوی علوم کی ہر شاخ کو باقاعدہ نظام کے ساتھ
داخل کر رکھا ہے غرض اس دنیا مین اور اس سے باہر ہندوؤن پر اقتدار پنڈتون کو وہ حاصل ہے جسکی
نظیر دنیا مین نہین۔ اب انگریزی عملداری مین انکے ان سارے اقتدارون اور اختیارون مین خلل پڑا

مقدمات مین رجوع انگریزی عدالتون مین کی جاتی اور انکے اپیل بھی اعلے عدالتون مین ہوتے پنڈتون کی پوچھہ گچھہ انہین کمتر ہوگئی اسلیئے یہہ سارا فریق انگریزی عملداری کا بدخواہ ہوگیا۔

برسون تک یہہ کام جنکا اوپر ذکر ہوا جاری رہے لیکن تہذیب وشائستگی کی روشنی بہت آہستگی کے ساتھہ آگے بڑھی انکے جلوے بہت تھوڑے نظر مین آئے مگر ابھی وہ پنڈتون کے پاک دلون کو بہت چوکاتے تھے۔ جب تک بڑے بڑے شہرون مین اس نئے دانش وعلم کے پانے والے چند زیرک لڑکے تھے قدیمی توہمات مین سارے ہندو مبتلا تھے برہمنون کی پنڈتائی رونق پر تھی مگر جب بڑی ہوکر کنبون کے سرپرست بنے اور اپنی اس آزادی سے جو توہمات سے حاصل ہوئی تھی خوش ہونے لگے اور باپ دادا کے مذہب پر خندہ زنی کرنے لگے کہ وہ پرانی بڑھیون کی کہانیان ہین۔ گوشت کھانے اور شراب پینے لگے اور انگریزی لباس ہمیون زیب تن کرنے لگے تو یہہ معلوم ہونے لگا کہ برہمنون کی پنڈتائی کی کمبختی آرہی ہے اور انکو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پنڈتون نے دیکھا کہ اس قسم کی اصلاح جو ایک دفعہ شروع ہوگئی ہے وہ آیندہ زمانہ مین سوسائٹی کے سب قسم کے درجون مین پہیل جائیگی اور پنڈتون نے سوچا کہ انگریزی عملداری مین ایک صوبے کے بعد دوسرا صوبہ آتا جاتا ہے تو یہہ نئی روشنی پہیلتی جائیگی اور کوئی جگہہ ایسی باقی نہین رہیگی کہ ہندو بے خلل رہ سکے اور بعض نے علت ومعلول کو خلط ملط کرکے یہہ استدلال کیا کہ یہہ جو انگریز ملکون کو اپنی عملداری مین الحاق ومستغرق کرتے جاتے ہین اسکا مطلب اعظم یہہ ہے کہ اس ملک کے قدیمی مذہب کو زائل کرکے اسکی جگہہ ایک نیا مذہب قائم کرین۔

جھوٹے دیوتا ہوتے جاتے تھے مضرتناک اعمال ملک مین ملتے جاتے تھے جس سے برہمنون کی پنڈتائی کو صدمہ پہنچتا جاتا تھا انوکھی اور حیرت انگیز باتین ہندوؤن کے مذہب مین داخل نہین ان کی بیخ کنی بغیر اسکے ہو نہین سکتی تھی کہ وہ ملک مین کھل بلی اور ہلچل نہ ڈالین۔ ستی ہونا گھر مین چھوٹے بچون کو مارنا۔ دریا کے کنارہ پر بیمارون اور بوڑھون کو مارنا اور انسانون کو موٹا تازہ کرکے دیوتاؤن پر بلدان چڑھانا یہہ سب مذہبی قوانین تھے جنسے کہ پنڈتون کو فائدہ یا حکومت یا دونو باتین حاصل ہوتی تھین بلکہ اس سے زیادہ راہ چلتے بے خطا مسافرون کا گلا گھونٹنا بھی مذہبی مراسم کے لیئے مباح سمجھا جاتا تھا۔ یہہ تمام مراسم ظلم سے بھری ستائی گئین پنڈتون کی آنکھون مین اسے زیادہ یہہ خار تھا

کہ انکے بیہودہ توہمات جنمین انکی پرورش ہوئی تھی وہ ملک سے جلد غائب ہوتے جاتے تھے اگرچہ ان مراسم کی
خرابیون کو حاکم ظاہر کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ ہندوؤن کی جزو ایمان تھین - جب عقل نے ان کے بطلان کو
ثابت کردیا اور قوم کے دلون مین سے ان کے یقین کو کھودیا تو پھر دونو حمق وجرم کا خاتمہ ہوگیا قانون
بہت کچھہ کرسکتا ہے مگر تعلیم یقینی اسے زیادہ اُن دیرینہ توہمات کو دور کرسکتی ہے جنکی زمانہ قدر کررہا ہو
دنیاوی تعلیم پاک اور سیدھی سادی کافی تھی کہ وہ ہندوؤن کے مذہب کے توہمات کے گھنے بن کو
کاٹ کر صاف کردیتی اور جبکہ اسپر اور طرہ ہوا کہ انگلش سکول ماسٹر اور مشنری اکثر ایک ہی آدمی ہوتے
اور معلم مع مذہبی واعظ ہونے کے دونو پیشے آپس مین اکثر رل جاتے اور ان امتحانون مین جو جلسین
اور مشنری لیتے اعلےٰ افسران انگریزی شامل ہوتے اور ہندوستانی امرا انمین شریک ہونے کی
پروا نہین کرتے تو یہہ خوف پیدا ہوا کہ یہہ دنیوی تعلیم در پردہ عیسائی بنانے کے لیئے ہے تو پنڈتون
نے ہندوؤن کی جماعتون کے بزرگون کو اس خوف پر مطلع کیا اسلیئے ان پنڈتون کی فہمائش سے وہ
بظاہر تعلیم کی حمایت سے باز رہے گو بہادرانہ اسکے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین کرسکے ہر سال یہہ خوف
بڑھتا گیا ہر سال یہہ خواہش زیادہ ہوتی گئی کہ ہندوؤن کو جو توہمات کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے
ہین انکو اس قید سے نکالنا چاہیئے - دونو گورنمنٹ اور انگریزون کے دلون مین یہہ مشترک تمنا تھی
اور باتون مین نو سٹیٹ پولیسی مین اصلی تغیرات ہوتے تھے مگر اس مین کوئی تغیر نہین ہوا ایک گورنر کی
جگہہ دوسرا گورنر مقرر ہوا اسنے ہندوؤن کی شیطانی باتون سے مخالفت کی کوئی آدمی نہ تھا جو اس زمانہ کے
دیرینہ معزز بیہودہ مراسم پر اور مضرتناک افعال پر کم خیال کرتا ہو - لارڈ ڈلہوزی کی برابر کوئی آدمی اس کام مین
گرم کوشش نہ تھا کہ بڑی طاقت سے بیخ کنی پر کمر چست کرتا پہلے انتظامون مین کبھی برہمنون کی اخلاقی اور
مادی غلطیون نے ایسی بے رحمی سے حملہ نہین ہوا تھا انمین کوئی بات نظاماً نہین ہوئی تھی بے شک
یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ کام لاعلمی سے ہوا - اس مین صرف اس محبت کا ظہور ہوا جو ایک راست بین
ژرف نگاہ روشن دماغ سچ سے زیادہ بہ نسبت غلطی کے اور عقلی ترقی سے زیادہ بہ نسبت جہالت
کی رفاقت رکھتا ہے اس قسم کی محبت سے اور یقینی اعتقاد سے دونو انسانیت اور پولی ٹک
برابر تھے کہ برٹش انتظام کی قوت اور عدالت کو قائم مقام اسکا وہ بنائے جسکو وہ شرقی بوڑھے
ظلم و ستم جانتا تھا اسنے الحاق کی پولیسی کو جو اسکے عہد کو ممتاز کرتی ہے پیدا کیا تھا وہ خلقت کی

بھلائی کے لیئے جیسا یہہ چاہتا تھا کہ وہ برطانیہ اعظم کی ملکی حکومت کو وسیع کرے ایسا ہی وہ اسکا شوقین تھا کہ اسکی اخلاقی حکومت کو وسیع کرے اور یہان کے آدمیون کو روشنی کی قوتونکا بہ نسبت تاریکی کی قوتون کے تابع بنائے اسلیئے اسنے یہہ قوی ارادہ کیا کہ یوروپ کی تہذیب و شائستگی کی برکتین پھیلائے ان نئے اخلاقی اور مادی چیزون کے دیکھنے سے یہان کے پنڈت بڑے بھوچکے ہوتے تھے اور دہل جاتے تھے مذہب مین گورمنٹ کی مداخلت ہونے کے خوف بہت سے اور شامت کے مارے نظر آتے تھے یہہ صرف گورمنٹ کی تعلیم ہی پہلے کی نسبت زیادہ منتظم و منحوس صورت پکڑکر بہت جلد تمام آبادی ذکور مین کل ملک کے اندر جال کی طرح نہین پھیل گئی تھی بلکہ گھرون کے اندر اناث مین بھی مغربی نیا علم و نیا فلسفہ مداخلت کرنے لگا۔ انگلنڈ بھی کمپنی کو اس بات پر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ لڑائی مین کروڑون روپے خرچ کرتی ہے اور تعلیم کے لیئے سینکڑون روپے کے خرچ کرنے مین دریغ و مضائقہ کرتی ہے۔ اس باب مین انگلستان نے کمپنی کو ہدایت کی کہ وہ ہندوستانیون کی تعلیم مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور اسکے لیئے تدابیر منتظمہ اور عطیہ کرے گورمنٹ نے اپنی تین یونیورسٹیان قائم کین اور پہلے جو مشنری مدارس مفلسی کی حالت مین تھے انگو گرینٹ (عطیہ) عطا کی غرض ہندوستان مین یوروپ کی تعلیم کی اشاعت کے لیئے کوئی چیز اُٹھا کر نہین رکھی گئی ۔ وہ عالم جو علوم شرقیہ کے خازن تھے وہ صاف سمجھتے تھے کہ عنقریب یوروپ کی شائستگی و تہذیب کی طغیانی سارے ملک مین پھیل جائیگی۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین ہندوستانیون کے لیئے یہہ بات بڑی چونکا دالی وخوف دلانے والی تھی کہ سعی بلیغ اس مین کی گئی کہ انگریزون کا نیا علم اور انکی عادات کا رواج زنانہ مین ہو۔ پریسیڈنسی کے بڑے بڑے شہرون مین انگریزون نے اپنی کوشش منتظمہ شروع کی کہ عورتون کے دلون سے جو جہالت کی جنم بھوم بن رہی ہے جہالت کو دور کرین اور اس کام مین انگریزون کی بی بیون اور بیٹیون نے بھی مدد کرنی شروع کی اور انگلنڈ مین جو انکی بہنین تھین انہون نے بہت خوشی سے اس کام مین انکی ہمت بندھوانے کے لیئے مدد کی یہہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین ہندو مسلمان عورتون کی

تعلیم کا اصلی ڈھانچ گورنمنٹ نے بنایا اور مشنریون نے یتیمون اور لاوارث لڑکیون کو عیسائی
بنا کر اس تعلیم کی ابتدا کی تھی اگرچہ اس کام کو گورنمنٹ نے اپنا خاص کام نہین بنایا مگر گورنمنٹ کے
ایک ممبر بی تھیون صاحب نے ہندوؤن کی لڑکیون کا مدرسہ قائم کیا اور دولتمند ہندوؤن کو
ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالامال کرین ان کے سمجھانے سے ۱۸۴۹ء مین
کلکتہ مین ایک لڑکیون کا مدرسہ جاری ہوا جب بی تھیون صاحب مر گئے تو گورنر جنرل نے اسکا
انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر وہ سرکار کمپنی کا مدرسہ ہوگیا پہلے تھوڑے دنون پنڈت
اپنے تعصب کے سبب اور کمینون کے سرپرست مدرسہ پر حقارت سے خندہ زنی کرتے رہے
لیکن پھر ان نوجوانون نے جنہون نے انگریزی پروفیسرون سے تعلیم پائی تھی اور اب باپ اور
مالک خانہ ہوگئے تھے بڑی ضرورت یہہ جانی کہ اپنی عورتون کو جو مردون کی جلیس اور انیس
ہوتی ہین تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے انہون نے پنڈتون کے تحکمات مذہبی کا کچھ
خیال نہین کیا۔

ہندو بیواؤن کا دوبارہ شادی کرنا

اسی زمانہ مین ایک اور ایجاد نے ہندوؤن کے دلون کو دکھایا کہ ہندوؤن کے ہان دھرم شاستر
کے موافق بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا منع تھا جو عورت ستی نہ ہوتی تھی اسکے پیچھے ہمیشہ صاحب عصمت رہنے کا
عذاب لگا ہوا تھا لیکن اب انگریزی گورنمنٹ نے یہہ سکھایا کہ بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا اچھا ہے۔ ہندوؤن
کے ہان بیوہ کا شادی کرنا مذہب اور رسم و رواج کے خلاف تھا اس رسم مین برائی اور ظلم دونو تھی
اور وہ برائیون کی پیدا کرنے والی تھی پھر اسپر یہہ اور ظلم ہوتا تھا کہ بہت چھوٹی عمر کی لڑکیان بڈھون سے
بیاہی جاتین اور نوعمری مین رانڈ ہوجاتین اور بعض ان مین سے خاوند سے واقف بھی نہ ہوتین۔
وہ عمر بھر رنڈاپے کے عذاب اٹھاتین۔ انگریزی کالجون و اسکولون مین جو ہندو تعلیم پاکر روشن ضمیر
ہوئے تو انہون نے اس دوبارہ بیاہ کی ممانعت کی برائیون کو ظاہر دیکھا کہ وہ بڑی دکھدائی ہین
انہین سے ایک شخص نے ایک رسالہ لکھا جس مین بیواؤن کی دوبارہ بیاہ کرنے کی حمایت کی اور
ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے درخواست گورنمنٹ کو دی اور اس مین یہہ اپنا اعتقاد لکھا کہ دھرم
شاستر کے موافق ہمیشہ بیوہ رہنے کا حکم نہین ہے لیکن جو ٹھیٹھ ہندو تھے اور انکے پاس دھرم شاستر کی
قوی شہادت موجود تھی اور انکی تعداد بھی بہت تھی انہون نے اپنے دھرم شاستر کے موافق بیوہ عورتون کی

دوبارہ شادی ہونے کی بڑی مخالفت کی اور جب ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء جاری ہوا تو اسکو اپنی ہتک عزت
اور خاندان کی بربادی کا سبب جانا۔ دھرم شاستر اور اسکے پیغمبر انکی طرف تھے یہہ صاف ظاہر تھا
کہ یہہ بدعت انکی وراثت کے قانون پر اور صدمہ پہنچائیگی ابھی اس باب مین ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء
جاری ہوچکا تھا جسنے ہندوؤن کی وراثت کے دستور مین خلل ڈالا تھا۔ ہندوؤن کے دھرم شاستر
کے موافق اگر کوئی ہندو اپنا مذہب بدل ڈالے تو وہ محروم الارث ہوجاتا تھا وہ اپنے باپ دادا کا
ورثہ نہین پاتا تھا مگر یہہ قانون جو جاری ہوا اسکا منشا یہہ تھا کہ وہ دھرم شاستر کے قاعدہ کو منسوخ
کرے اسمین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنا مذہب ترک کرے تو وہ محروم الارث نہین ہوگا بلکہ
اپنا ورثہ اسی طرح پائے گا جس طرح کہ ہندو ہونے کی حالت مین پاتا اس پر ہندوؤن نے بڑی
طمطراق سے اعتراض کیا کہ جب گورنمنٹ ضعیف تھی تو اقرار اور وعدے کرتی تھی کہ ہم مداخلت مذہبی
نہین کرینگے اور جب طاقت ور ہوگئی تو ایسے قانون نافذ کرنے لگی جو مذہب مین مداخلت کرتے
ہین لیکن اس باب مین بنگال کی عرضداشت مین لکھا گیا کہ ہم عرضداشت دینے والے اسبات کو چھپاتے
نہین کہ جب سے کہ یہہ ایکٹ اس قانون کا حصہ بن گیا جو ہندوؤن کے لیئے استعمال کیا جائیگا تو جو اعتماد
اب تک حکام انگریزی پر اپنے مربی ہونے کا رکھتے تھے وہ اب بہت متزلزل ہوگیا ہے اگرچہ بلوہ کرنیکا
خوف نہین ہے لیکن ہم جو اپنے بادشاہ کے ساتھ ہواخواہی اور خیرخواہی کا جوش رکھتے تھے اب وہ
انگریزون کی مرضی کی اور انکی حکومت کی ناگوار اطاعت مین تبدیل ہوگیا ہے۔ مدراس کی عرضداشت
بنگال کی عرضداشت سے زیادہ سخت الفاظ مین تھی انہون نے لکھا کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا براہ راست
ظلم کرنا ہے اور کہا کہ برٹش گورنمنٹ جو ظلم کی راہ پر چل رہی ہے وہ مظلومون کی طرف سے نفرت و
حقارت کی یقینی مستحق ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے بڑے زور سے اپنی راے یہہ لکھی کہ
گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ ملکیت کی وراثت کے قواعد بنانے کو اپنے ہاتھون مین رکھے پس ایکٹ
پاس ہوگیا اور حاکمانہ مداخلت گورنمنٹ کی طرف سے یہہ ہوئی کہ ورثے کے حقوق اس اولاد کو
جو بیوہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہو پہلے خاوند کی اولاد کے برابر دیئے گئے جسکو ہندوؤن نے
بیان کیا کہ وہ دھرم شاستر حکم الہی کے بالکل برخلاف ہے یہہ تو خرابی کا ایک حصہ تھا ایک
اور برائی عورتون کے آزاد ہونے مین یہہ بیان کی گئی کہ ٹھیٹھ ہندو یقین کرتے تھے یا

یقین کرنے کا اقرار کرتے تھے کہ اگر ہندو بیواؤن کو اجازت دی جائیگی کہ وہ بجائے ستی ہونے کی
دوسرا خاوند کرین تو ان بی بیون کو یہہ ترغیب ہوگی کہ وہ خود بخود خاوندون کو مار کر بیوہ ہو جائیں
یہہ خوف جو تھا وہ بالکل بغیر دلیل کے نہ تھا مسٹر برنیس پی کوک نے لجس لیٹو کونسل کے اجلاس
۱۹ - جولای ۱۸۵۶ء مین یہہ کہا کہ ان دو باتون مین بڑا فرق ہے اول یہہ کہ ایک شخص اس
کام سے روکا جائے جسکے کرنے کے لیئے مذہب حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ وہ اس کام
کرنے سے روکا جائے کہ مذہب فقط اسکے کرنے کو جائز رکھتا ہے - اگر ایک شخص کہے کہ
میرا مذہب کثیر الازدواجی کو منع نہین کرتا اس سبب سے جتنی بیویان وہ چاہتا ہے کرتا ہے اور
جب اسکے لیئے یہہ ناممکن ہوتا ہے کہ وہ معاہدۂ نکاح کو نبھائے تو یہہ اسکے مذہب مین مداخلت
نہین ہوگی کہ لیجس لیٹو کونسل کہے کہ سو جوروون کا کرنا اور پیچھے انکو چھوڑنا سوسائٹی کے لیئے
مضر ہے اسواسطے ایسے کام کا کرنا ناجائز ہے ایسی صورت مین واضع قانون کا فرض ہے کہ
اسکو اس کام کے کرنے سے روکے جسکے کرنے کو مذہب نے روا رکھا ہے لیکن اسکے کرنے کا
حکم نہین دیا بس بیوہ عورتون کا دوبارہ بیاہ کرنے کا جلد یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوون کی کثیر الازدواجی کو صدمہ پہنچیگا جسکی نہایت
بدنما اور مضر صورت کولین برہمنون مین مروج ہے بس برہمنون نے ان گذشتہ و حال و آیندہ کے ایجادون
و بدعتون سے مایوس اور وہشت ناک ہو کر یہہ قصد کیا کہ اپنی نہایت قوت سے اس طغیانی کا
مقابلہ کرین اور اسکی غارتگر سیل کو اپنے دشمنون پر الٹا بہائین ؀

عورتون کی فعل مختاری

—— فوجداری عدالتون مین عورتون کی فعل مختاری کا ضابطہ جاری ہوا وہ بھی ہندوستانیون کی
رسم و رواج کے بالکل خلاف تھا اس سے انکی بڑی بے آبروئی ہوتی تھین عدالت فوجداری سے
منکوحہ عورتین فعل مختار ہو جاتی تھین اسکا تدارک دیوانی عدالتون سے جو ہوتا تھا ان مین التوا اتنا
ہوتا کہ وہ کافی نہ تھا اور اس سے بھی آزار پہنچتا تھا -

[illegible]

فقط اخلاقی ترقیان ایجادین اور بدعتین - ہندوستان کے پیشوایان دین کو دہشت زدہ اور ناراض
کر رہی تھین بلکہ مادی ترقیان بھی انکو ستا رہی تھین - فزیکل سائنس اپر چڑھ جاتا اور حملے کرتا تھا
جو انکو سخت ناگوار ہوتی تھین اور انکے دل کو بیقرار کرتی تھین وہ پنڈتون کا گروہ جسکی بڑی تعظیم
تکریم اس سبب سے کی جاتی تھی کہ دنیا کے سارے علوم وہ اپنے قبضے مین رکھتا ہے - شیر خوار

بچون کی طرح کمزور اور ضعیف علوم مین معلوم ہونے لگا۔ یہہ کوئی زبانی ثبوت اور خیالی افسانے تو تھے نہین کہ پنڈت اسکی تردید کرتے اور اسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے بہلا وہ اسکے خلاف کیا کہہ سکتے تھے کہ ریلوے کی گاڑیان بغیر گھوڑون اور بیلون کے تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہین اور تار برقی پر چند منٹ مین کل صوبہ کے عرض مین پیغام رسانی ہوسکتی ہے۔ یہہ امور واقعی تھے اپنر جرح قدح کچھ نہین ہوسکتے تھے انکو ہر شخص جو دوڑ سکتا تھا پڑھ سکتا تھا ان آتشی گاڑیون اور برقی تحلیون نے زمان و مکان پر فتح نمایان حاصل کی تھی وہ پنڈتون کے دعاوٰن کو شرمندہ کرتی تھی اور وہ تبلاتی تھین کہ غیر مرئی دنیا کے فوق العادت افعال پر کیسی ان کو قدرت حاصل ہے جن تک مشرقی پنڈتون کی کبھی رسائی نہین ہوئی۔ پنڈت نئے ایجادات کو دیتاؤن سے منسوب کرکے انکو مقدس بناتے تھے اور انکے ساتھ مراسم مذہبی کو ادا کرتے تھے۔ جنسے وہ متمتع ہوتے تھے اب انہون نے ان گورے رنگ کے آدمیون کو دیکھا کہ وہ عناصر کو اپنا غلام بنا سکتے ہین اور وہ اپنی امداد کے لیئے ان معجزہ کرنے والی قوتون کو بلا سکتے ہین جو برہمنون کے فلسفہ کے خواب و خیال مین بھی نہ تھین۔ پنڈتون نے جان لیا کہ اب اس بات مین کوشش کرنی عبث ہے کہ ہندوؤن کو یہہ سمجھائین کہ مغربی علوم جدیدہ صرف دھوکے کی ٹٹی ہین اور ان مین سوا شعبدہ بازی کے کچھ اور نہین آدمی دیکھ سکتا ہے کہ معمولی وقفون پر ٹرین آتی ہے اور بنارس مین ایک شخص جان سکتا ہے کہ دہلی اور کلکتے کے بازارون مین روپیہ کا آٹا کس بھاؤ سے بک رہا ہے۔ ہندوستان مین ان پر اسرار کامون کے داخل ہونے کے لیئے دونو زمانہ اور آدمی موافق تھے جب لارڈ ڈلہوزی ہندوستان کو روانہ ہوئے ہین تو انگلینڈ مین جو دولت پیدا کرنے کے خیال کی کثرت کے اثرون سے اسکی مالی حالت مین خلل ڈال رکھا تھا بحال ہوتا جاتا تھا اسنے ریلوے لاین بنانے کا خیال ان شہرون مین جہان تجارت نہ ہو اور ان ملکون مین جہان آبادی نہ ہو چھوڑ دیا تھا بہت سے نقصان اٹھا کر وہ اب بہت سوچ بچار کر اپنی دولت اور اغراض کو دیکھ کر ریلین بناتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی بورڈ آف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ رہ چکے تھے اسلیئے انکو یہہ موقع ملا تھا کہ اس زمانہ مین جو ریلوے بنانے کا سوال تھا اسکے اصول سے اور اسکے مفصل حال سے واقف ہون اور اسکی تہ پر پہنچ جائین تو انہون نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ انشاء اللہ تعالے وہ جس ملک کو جاتے ہین اسکو جب تک نہین چھوڑینگے

کہ بڑی بڑی شاہراہیں آہنی تمام گورنمنٹ اور تجارت کے مرکزوں کے درمیان نہیں جاری کرینگے اور انکی اول منزلوں میں وہ ریلوے کی سرعت کے ساتھ سفر نہ کرینگے۔ ہندوستان میں بہت سے انگریز تھے جو ریلوے بنانے کے اور اسسے دولت کمانے کے خیالی پلاؤ پکایا کرتے تھے۔ چند دوربین انگریز جنمیں میک ڈونلڈ سٹیفن سن سب پر سبقت رکھتے تھے پہلے سے کہتے تھے کہ ریلوے جلد جاری ہوجائینگی اور انکے بنانے پر قومی اتفاق ہوگا۔ جب لارڈ ڈیل ہوزی نے اسمے اپنا ہاتھ نکالا اور سرکار کمپنی نے انکی دستیاری کی تو پھر یہہ عام یقین ہوگیا کہ ریلوے کے ذریعہ سے آمد و رفت جاری ہوجائیگی وہ گورنمنٹ سے تعلق رکھیگی اور ملٹری کاموں کے لیے زیادہ تر مفید ہوگی بہ نسبت اسکے کہ وہ قومی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے عام پسند ہو یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ ریلوے سٹیشن پر ہندوستانیوں کے جمع ہونے کے لیئے کاہلی۔ طمع و وہم پرستی مانع ہونگی لیکن لارڈ ڈیل ہوزی اپنی عالی دماغی و روشن ضمیری و دریادلی سے اس نتیجہ کو خوب سمجھتے تھے جو ریلوے بنانے سے حاصل ہوگا وہ اس کام کو بالکل صحیح سمجھے۔ اب ہندوستانی خوب سمجھنے لگے ہیں کہ وقت دولت ہے اور یہہ سمجھکر وہ اسسے فائدہ اوٹھاتے ہیں اپنے پنڈتوں کا لحاظ و ادب نہیں کرتے تار برقی جو خطوط کو ہوا میں بھیجتا ہے جنکو کوئی دیکھنا نہیں اور اتنے تھوڑے عرصہ میں دور دراز کے فاصلوں سے جواب دیتا ہے جتنی دیر میں کہ کسی شہر کی ایک گلی سے دوسری گلی میں پیغام جاتا ہے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے مگر اس سے پنڈتوں کے دلوں کی بے چینی ظاہر نہیں ہوتی او شوگ ہسی کی ذہانت نے لارڈ ڈیل ہوزی کی مدد کی اور اسکے سبب سے سارے ملک کے طول و عرض میں تار برقیوں کا ایک جال بچھ گیا اگرچہ یہہ کام دانشمندی و نیکی کا تھا مگر وہ برہمنوں کے دلوں میں دہشت پیدا کرتا تھا اور انکو رنج دیتا تھا جتنی انکے علوم کی بڑی کسادبازاری ہوتی تھی جب یہہ ثابت کیا گیا زمین اپنے محور پر پھرتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہندوستان کے بہت سے توہمات کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر پنڈتوں نے یہہ سکھانا شروع کیا کہ مغربی شائستگی و تہذیب کے مقولے محض وسیع ایجادات ہیں وہ ابدی صداقت پر مبنی نہیں ہیں یہہ مادی دستکاری کے کام ہیں کوئی انمیں روحانی بات نہیں ہے مگر انکی یہہ باتیں ہندوؤں کے دلوں پر جمتی نہ تھیں۔ مادی تجربات کا جو انکو میلوں کے فاصلہ سے نظر آتے تھے یقین کرتے تھے تو متحیر ہوتے تھے۔ نہایت جاہل اور نامعقول آدمی دیکھتا تھا کہ

یہہ کام جو کئے جاتے ہین وہ برہمنون نے کبھی نہین کیئے - انہون نے اس امر واقعی کو صاف دیکھ
لیا کہ دنیا مین ایسی عجیب چیزین ہین کہ انکے پنڈت انکو نہین سکھا سکتے گو پنڈت اپنے علم و دانش کی
شیخی بڑی بگھارتے ہین مگر یہہ ایجادات انکے خواب مین بھی کبھی نہین آئے غرض اسوقت سے
پنڈتون کے علم کی آدھی قوت اس سبب سے رہ گئی کہ ہندوؤن کا اعتقاد اسپر آدھا رہ گیا
گو یہہ علمی باتین پنڈتون کے علم کی تذلیل کرتی تھین جن سے ان کا دل دکھتا تھا لیکن
اس سے زیادہ ایک اور بات تھی جس سے کہ عوام ہنود کا دل دہڑکتا تھا - ہندوؤن کے مذہب پر
حملے کیئے جائین وہ غلط ثابت کیا جائے اسکی پروا عوام ہنود کو نہین ہوتی وہ اپنے کام مین بدستور
مصروف رہتے ہین انکو آیندہ کا خوف نہ گذشتہ کا افسوس ہوتا ہے وہ اپنی جات کے
قائم رکھنے کو مذہب جانتا ہے یہہ جات ہندوؤن کے روزمرہ کے سارے کامون
مین داخل ہے ایک ذلیل سا ذلیل ہندو اسکو سمجھتا ہے مرد و عورت بچہ جانتا ہے کہ
جات کے باہر ہونے کی برابر کوئی خوفناک چیز نہین ہے برادری سے باہر رہنا مردود آلہی
وانسانی ہوتا ہے - اگر ہندوؤن کو یہہ سکھایا جائے کہ انگریز کسی عیاری کے وسیلہ سے
ہندوؤن کو ایسا خراب کردین کہ وہ ایک جات یا بالکل بے جات ہو کر سب کی برابر
ہو جائین تو پھر ہندوستانی سر اٹھا کے انگریزون کو سمندر مین بہائین - انگریز اس
کام مین بڑی احتیاط کرتے ہین لیکن کبھی کبھی اس مین غلطی بھی کر جاتے تھے جسکا بیان نیچے ہوتا ہے
برہمن ہمیشہ اس تاک مین رہتے ہین کہ انگریز کہین ہماری جات کے برباد کرنے مین دخل نہین
دیتے سو انکو ایک مقام مین یہہ مداخلت نظر آئی برہمن ہمیشہ عوام ہنود کے دلون کو اکساتے رہتے
ہین کہ غالباً انگریزون کا یہہ مقصد ہے کہ کل آدمیون کے مذہب کو سازش کر کے خراب کردین
جیل خانہ مین ایک گروہ قیدیون کا تھا جو براہ راست واسطہ گورنمنٹ سے رکھتا تھا اور جسم و روح
اسکی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی - قیدیون کی روزانہ خوراک بالکل گورنمنٹ کے اختیار مین تھی
اور یہہ آسان بات تھی کہ جیل خانون کے قواعد مین ایک نظام ایسا جاری کیا جائے کہ کیا تو
قیدی اپنی جات کو بالکل کھو بیٹھین یا بھوکے مرجائین - پرانا قاعدہ رعایتی جیل خانہ کا یہہ تھا
کہ ہر قیدی اپنے کھانے کا انتظام خود کرتا تھا اور اپنا کھانا آپ پکاتا تھا - کچھ پیسے اسکو دیدیئے

جاتے تھے جنسے کہ وہ اپنی خوراک کا آپ سامان کرلیتا تھا لیکن یہہ سامان جیل خانون کے حق مین مضر تھا۔ قیدی اپنا بہت سا وقت اپنے کھانے پکانے مین صرف کرتے اور اسکو اپنے کام کرنے کا عذر بتاتے تھے پس قیدیون کی جات کے اعتبار سے جماعتین ہانڈی وال بنائی گئین اور انکے کھانا پکانے کے واسطے باورچی مقرر کردیئے گئے کہ خاص گھنٹون مین وہ کھانا تیار کردیا کرین۔ اگر پکانے والا کھانے والے سے جات مین نیچا ہوتا تو اسکا لازمی نتیجہ یہہ تھا کہ خوراک ناپاک سمجھی جاتی اور جماعت ہانڈی وال جات باہر۔ یہہ نیا انتظام غلط سمجھا گیا اور آسانی سے اسکے معانی غلط بیان کئے گئے پس اب لوگون نے جو اس قسم کی باتون کی تفتیش و تجسس مین رہتے ہین یہہ موقع ہاتھ لگا ان کے بہکانے سے فقط قیدی ہی نہین بلکہ اہل شہر ناراض ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ قیدیون کی جات کو خراب کردے اور پھر انکو عیسائی بنالے اور اس بات پر کچھ خیال نہین کیا کہ باورچی جو اول مقرر ہوئے تھے وہ برہمن تھے اسپر یہہ گھڑت ہوئی کہ آج تو باورچی برہمن مقرر کیئے ہین کل نیچ ذات کے باورچی مقرر کیئے جائینگے۔ غرض اس جھوٹ کو نمک مرچ لگا کے ایسا مزہ دار بنادیا کہ لوگون کو وہ بھانے لگا اور اسپر یقین ہوگیا۔ جیل خانون مین کھانے پینے کے باب مین ترمیمات بڑی بے احتیاطی سے لارڈ ڈیلہوزی کے عہد سے پہلے سے ہوتی تھین۔ ایک تجربہ پر دوسرا تجربہ ہوتا تھا اور شاید جو پہلے احتیاطین ہوتی تھین انمین غفلت کی جاتی تھی۔ بہت سے جیل خانون مین ان تبدیلیون پر قیدیون نے سرکشی کی جسمین شہر والے خوش ہوتے تھے اور انکی تائید کے لیئے آمادہ ہوتے تھے کہ اس سے انکے مذہب کی محافظت ہوتی تھی شاہ آباد و سارن و پٹنے مین جیلخانون مین بڑے دنگے فساد مچے اور پچھلے زمانہ مین بنارس مین جو ہندوؤن کا دار العلوم ہے بڑا فساد برپا ہونے کو تھا مگر ہوشیاری سے ایسی باتین مان لی گئین کہ وہ فساد دب گیا۔

اس قسم کی خبرون کی اصل ابتدا ہندوؤن سے ہوتی تھی کہ جس سے عام لوگون کے کان کھڑے ہوتے تھے کہ اب [illegible] تائید مین ایسی باتین نہ گھڑی جاتین کہ وہ مسلمانون کو نہ بھڑکاتین مسلمانون کے خاص اپنے دکھہ درد جدا ہی تھے تعلیم کی کل تدابیر کے میلان نے اور سارے ملک کو انگریزون کے دھمکانے نے مسلمانون کی عزت و توقیر کو بہت کم کردیا تھا سب معزز و شریف مسلمانون کو انکے اعلےٰ عہدون اور عزت کی ملازمت سے محروم کردیا تھا۔ ایجادین اور بدعتین جو انگریز پھیلاتے انسے جیسے پنڈت بدکتے تھے اور خوف کھاتے تھے

ایسے ہی مولوی دہشت کرتے تھے جیسے پنڈتون کی سنسکرت بے قدر ہوگئی تھی ایسے ہی مولویون کی
عربی کا حال تھا عدالتون سے فارسی زبان کا رواج اُٹھ گیا تھا اور سرکاری خدمات کے لیے جو نئے
نئے امتحان اور معیار مقرر ہوئے انکے سبب سے سلمانون کو سرکاری خدمت کے ملنے کا احتمال بہت
ہی کم ہوگیا تھا یہہ عام میلان تھا کہ سلمانون کو جو انکے اپنے بڑے بڑے دارالعلومون سے فائدے
اور نفعے ہوتے ہین وہ منقطع کردیئے جائین کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کے جو ارقاف تھے وہ سب [illegible]
تھے انگریزی زبان کا انگریزی علوم کا انگریزی قوانین کا وہ رواج ہوگیا تھا کہ سلمانون کے بڑے
بڑے عالمین وفاضلون کو کوئی پوچھتا نہ تھا ادہر یہہ ملازمت کا صیغہ سلمانون کے لیے بند ہوا ادہر
لاخراجی زمینون کی ضبطی ہوئی جسکا سب سے زیادہ صدمہ شریف معزز قدیمی سلمانون کے خاندانون کو
ہوا جس سے انکے دل مین انگریزون کی بدخواہی کا جوش اٹھا ہندوؤن کی نسبت سلمان زیادہ
اولوالعزم چالاک بے باک اور آپس مین سازش کرنے والے ہوتے ہین۔ہندو جانتے تھے
کہ سلمان جو ارادے گورمنٹ کے خلاف کرین اُنمین شریک ہونا اہم ہے۔ایسی خبرین اڑا کرتی تھین
کہ برٹش گورمنٹ کا ارادہ ہے کہ ختنہ کرنے کو منع کرے اور عورتون کے باہر بے پردہ پھرنے کا حکم جاری
کرے۔مگر اس مین رائی برابر سچ نہین تھا جھوٹ کے پانون نہین ہوتے کچھ دنون ان جھوٹی خبرونکا
چرچا رہتا ہے پھر کوئی ان کا نام نہین لیتا۔ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ برٹش گورمنٹ کی بدخواہی کی تقدیم
اول ہندوؤن کی طرف سے ہوتی ہے یا سلمانون کی طرف سے اسکا حال ہم آیندہ مفصل لکھینگے
اکثر انگریزون کا میلان خاطر یہی ہے کہ گورمنٹ کی بدخواہی کی باتین سلمان زیادہ کرتے ہین۔ہم نے
اوپر بیان کیا ہے کہ انگریزی عملداری سے سلمانون کو بہت نقصانات پہنچے ہین انکی لاخراجی زمینین ضبط
ہوئین۔ان کے اعلے عہدے چھن گئے۔انگریزی زبان کی تعلیم اور اشاعت نے انکی بڑی بڑی
جماعتون کو یکبارہ حقیر کردیا۔ہندوستانی ریاستون کی ضبطی نے ان کو ان ریاستون مین بھی معزز
ملازمت حاصل کرنے سے محروم کردیا پس اگر وہ انگریزی عملداری کے ہندوؤن کی نسبت زیادہ بدخواہ
ہون تو وہ طبع بشری کا مقتضا ہے۔
باوجودیکہ انگریزون کا تجربہ ہوتا جاتا تھا کہ ہندوستانیون کے دلون پر ایسی نئی نئی باتون کے اختراع سے
بڑا رنج پہنچتا ہے جو انکی ذات پر اثر کرین مگر کوئی احتیاط نہین کی جاتی تھی جیل خانہ مین ایک اور ایجاد نے

فساد مچوا دیا۔ ہندو اور مسلمان نیم ہندو بغیر لوٹے کے نہیں رہتے۔ اس لوٹے کی بڑی احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ کسی طرح ناپاک نہ ہو لوٹے کا ہونا ضرور ہے گو کچھ اور دنیا میں سے ان کے پاس خاک نہ ہو۔ یہہ برنجی برتن علاوہ پانی پینے کے اور کاموں میں بھی کام آسکتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ کا سر پھوڑ سکتا ہے اور جیلر کا بہرہ بگاڑ سکتا ہے مسٹر رچرڈس مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ کے علی پور کے جیل خانہ میں اس لوٹے ہی کے مارنے سے مارے گئے تھے۔ غرض یہہ لوٹہ بھی اگر کسی سینہ زور اور زبردست کے ہاتھ میں ہو تو ایک ہتھیار کا کام دے سکتا ہے اِسلیئے بعض جیل خانوں میں یہہ کوشش کی گئی کہ جیل خانہ میں قیدی اس لوٹہ کو اپنے پاس نہ رکھیں اور اسکی جگہہ گلی برتن رکھیں۔ لوگوں نے اسکو بھی ایک اور مداخلت مذہبی جانا کہ ایک مذہب بنانے کے لیئے یہہ ایک دوسری ترکیب کی گئی ہے قیدیوں نے اس تبدیلی کو قبول نہیں کیا اور دنگہ فساد پر آمادہ ہوئے۔ آرہ میں یہاں تک نوبت آئی کہ قیدیوں پر بندوقیں چلائی گئیں اور مظفر پور و ترہٹ میں اس لوٹے کے حکم سے عام آدمیوں کو ایسا غصہ آیا کہ دنگہ مچایا مجسٹریٹ نے حسب سرشتہ یہہ رپورٹ لکھی کہ بالکل بغیر کسی توقع کے شہر کے اور ضلع کے باشندوں نے قیدیوں کے ساتھ ہمدرد ہوکر انکی اعانت کے لیئے ایک غضبناک بلوہ برپا کیا بلوہ کرنے والوں میں شہر کے تمام باشندے اور ایسے ہی رعایا میں بہت آدمی شریک تھے اور انہوں نے کہا کہ جب تک قیدیوں کے لوٹے واپس نہیں دیئے جائینگے ہم بلوہ کرنے سے باز نہ آئینگے یہہ اندیشہ ایسا بڑا تھا کہ قیدی جیل خانہ سے نکل جائینگے اور خزانہ اور شہر کو .... پہلے اسکے لوٹ لینگے کہ سپاہ جوان کے لیئے بلائی گئی ہے وہ آئے اسلیئے حکام ضلع نے یہہ مصلحت جانا کہ جیل خانے میں قیدیوں کو لوٹے دیکر مفسدوں کے دنگہ کو فرو کرے۔ یہہ کام اسوقت میں جاہلوں اور ناعاقبت اندیشوں کا نہ تھا بلکہ وہ شہر کے دولتمند باشندوں نے اور کچہریوں کے اعلیٰ اہل کاروں نے خوب سوچ بچار کر کیا تھا اب یہہ ظاہر تھا کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں متواتر برافروختگی زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بہت سے معزز شریف ہندو مسلمان انگریزوں کے سخت دشمن تھے اور وہ اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ یہہ جو مصالح آتش گیر انگریزوں نے اپنے لیئے جمع کیا ہے اس میں کوئی موقع ہاتھ آئے تو شتابہ لگا کے شعلہ افروزی کریں۔ جیل خانہ کے لیئے یہہ کام کرنا ایک تجربہ تھا جس میں کامیابی ہوئی لیکن قیدیوں کی فتنہ پردازی سے انگریزی سلطنت برباد نہیں ہوسکتی تھی

مگر ایک قسم کے آدمی گورنمنٹ کے ماتحت تھے جنکے بہکانے سے پنڈتون اور مولویون کو اپنی محنت کا معاوضہ مل گیا اور انکی محنت اکارت نہ گئی ⁜

باب نہم

ہندوستانی سپاہ ۱۷۵۶ء-۱۸۵۶ء

اوپر کے دو بابون کے پڑھنے سے پڑھنے والون کو معلوم ہوگا کہ شرفا و امرا و روسا کا گروہ اور ہادیان دین کا فرقہ اپنے دلون مین برٹش گورنمنٹ سے ناراض اور اسکے بدخواہ ہوتے جاتے تھے لیکن ایک اور تیسرا گروہ تھا جو سب مین زیادہ طاقتور تھا اسکو گورنمنٹ یقین کرتی تھی کہ اسکی پولیسی نے راضی و خوشی کر رکھا ہے سب طرح سے برٹش گورنمنٹ کو اپنے امن و عافیت مین رہنے کا اطمینان اس سبب سے تھا کہ سپاہ اسکی خیرخواہ و ہواخواہ ہے مدبران انگلشیہ کا یہہ اعتقاد و ایمان تھا کہ ہندوستان کو تلوار سے حاصل کیا ہے اور تلوار ہی سے وہ قبضہ مین رہ سکتا ہے۔جب تک ہماری ہاتھ تلوار کو مضبوط پکڑے رہین گے تب تک کسی اندرونی فساد کا بہت کم ہی اندیشہ و خوف ہے مشرق مین تین لاکھ سپاہ برٹش قوت و تسلط کو مستحکم و استوار کر رہی تھی۔اس سپاہ مین بہت تھوڑی ہی گورون کی سپاہ تھی نہ انگلستان مین اسقدر سپاہی مل سکتے تھے کہ وہی ہندوستان مین انگریزی عملداری کے محافظ ہوتے نہ ہندوستان مین اسقدر گنجائش تھی کہ وہ ان کے خرچ کی متحمل ہوتی بس انگریزی سپاہ زیادہ تر ہندوستانی تھی جسکی ساری وضع طرح گورون کی سپاہ کی سی تھی وہ بالکل میدان جنگ مین اسطرح لڑتی تھی جسطرح یوروپ کی سپاہ مین لڑتی تھین اول مین انکی تعداد تھوڑی تھی مگر جسقدر انگریزون کے قبضہ مین ہندوستان زیادہ آتا گیا اسی قدر اسکی تعداد سو برس تک بڑھتی گئی۔غرض ہندوستانی سپاہ کا وفادار ہونا انگریزون کے اعتقاد و ایمان کا ایک جزو تھا یہہ سپاہ موت کا مقابلہ بے خوف و خطر کرتی تھی ہر طرح کی آفت و بلا کا سامنا بغیر اُف کرنے اور آہ کھینچنے کے کرتی تھی اپنے افسرون کی اطاعت کرنے مین جان قربان کرتی تھی گو وہ اس سے رنگت و مذہب مین ملتے نہ تھے مگر وہ انسے محبت رکھتی تھی۔یہہ کہا جاتا تھا کہ کوئی ایسی چیز ہے جسکو یہہ سپاہ نہ کرے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکی وہ برداشت نہ کرے نہایت خوراک کی تنگی کی حالت مین اسنے اپنے حصہ کی خوراک خوشی سے گورون کے کھانے کے لیے دیدی

اور انگریزی علم وہان قایم کیئے جہان گورون کی جوانمردی اور بہادری لڑکھڑاتی تھی اسنے اپنی تھوڑی سی آمدنی مین سے یوروپ کی لڑائیون مین انگریزی سپاہ کی امداد روپیہ سے کی جب اسکو معلوم ہوا کہ گورمنٹ کے پاس روپیہ کی قلت ہے تو اسنے خوشی سے قبول کرلیا کہ اسکو تنخواہ وقت پر نہ ادا کی جایے گو یہہ تنخواہ وقت پر ملنی اسکی جان نثارون کی خدمت گذاری کے لئے تھی۔غرض سو برس کی تاریخ کو پڑہیئے تو معلوم ہوگا کہ سرکار کمپنی کی خیرخواہی وہواخواہی مین کیسے کیسے کام جانبازی و جان نثاری کے اس سپاہ نے کیئے ہین ۔

لارڈ ڈلہوزی کی رائے ہندوستانی سپاہ کی نسبت

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان سے اپنی رخصت کے وقت یہہ فرمایا کہ اس سپاہ کی ترقی کے لیئے کوئی ضرورت باقی نہین رہی" یہہ سچ ہے کہ ایشیائی سپاہین ہمیشہ بغاوت کی طرف میلان رکھتی ہین مرہٹون کی سپاہون کی سکھون کی سپاہون کی نظام کے عرب کی سپاہ کی گورکھون کی سپاہون کی سرکشیان پہلے دیکھنے مین آچکی تھین یہہ سب ہندوستان کی وہ قومین تھین جنکا پیشہ سپہگری ہے جنہون نے اپنی گورمنٹ کے خلاف کسی نہ کسی وقت مین بغاوتین کین تھین لیکن پچاس برس گذر چکے تھے کہ برٹش حکام کے دل مین یہہ کبھی اندیشہ نہین پیدا ہوا تھا کہ یہہ سپاہ سرکشی کریگی انگلنڈ مین سب سمجھتے تھے کہ کمپنی بڑی فیاض ہے جسکی علم برداری بڑی فائدہ مند ہے ظاہر مین چپ چاپ تھی کبھی یہہ خیال مین نہین آتا تھا کہ اس چپ چاپ ہموار سطح کے نیچے چھپے ہوئے خوف وخطر ہین جو وقت پر اپنا جلوہ دکھائیگی۔سپاہیون کی وفاداری وجان نثاری ضرب المثل تھی اور وہی انگریزون کی قوت کا دایان بازو تھا۔

بنگال کی سپاہ کی اول بغاوت سنہ ۱۷۵۶ع

بنگال کی سپاہ کی عمر سات برس کی تھی کہ اسنے اول دفعہ اپنی بغاوت کے ارادہ کے آثار دکھائے مگر یہہ بغاوت آپس مین گورون کی سپاہ سے متعدی ہوئی تھی۔گورون کی سپاہ نے بغاوت اسلیئے اختیار کی تھی کہ میر جعفر نے اسکو ایک عطیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اسکے اندر التوا ہوگیا تھا جب روپیہ آگیا تو ہندوستانی سپاہیون نے بھی گورون کی پیروی اس سبب سے کی کہ وہ جانتے تھے کہ جس انعام کے وہ مستحق ہین انکو نہین ملے گا۔گورہ سپاہی کو چالیس روپیہ اور ہندوستانی سپاہی کو چھ روپیہ ملینگے آخر کو حجت وتکرار کے سبب سے ہر ہندوستانی سپاہی کو بیس روپے ملے جسنے نافرمانی کی آگ کو بجھادیا۔لیکن سال ختم ہونے نہ پایا تھا کہ سپاہ نے اضافہ تنخواہ چاہا ایک پلٹن نے اپنے انگریزی افسر کو

قید کر لیا اور مفرور ہو گئی منرو صاحب مع سپاہ و توپوں کے ٹھیک وقت پر آپہنچے ۔ مفرورین کے افسرون کو حکم
دیا کہ سرغنوں کو جو اس شرارت کے بانی ہوں منتخب کرین جب پچاس سرغنہ وہ چھانٹ کر لائے تو
کورٹ مارشل مین چوبیس پر جرم ثابت ہوا اور توپوں سے انکے اُڑانے کا حکم صادر ہوا ۔ ساری سپاہ
گوروں اور ہندوستانیوں کی پریڈ پر جمع ہوئی توپین لگائی گئین ۔ میجر منرو صاحب نے
حکم دیا کہ چار سپاہی توپوں کے اڑانے کے لیئے آگے آئین تو چار گرانڈیلیوں نے کہا کہ ہمیشہ ہم سب لڑائیوں
مین معزز رہے ہین اسلیئے ہم چاہتے ہین کہ اسوقت بھی عزت حاصل کرین کہ سب سے پہلے اڑائے
جائین انکی درخواست منظور ہوئی وہ اڑائے گئے یہہ دیکھ کر ہندوستانی سپاہ کے تیور بدلے
تو ان کے افسرون نے منرو صاحب سے کہا کہ سپاہی کہتے ہین کہ ہم کسی اور سپاہی کے اس طرح
اڑانے کی اجازت نہین دین گے اسپر میجر صاحب نے توپوں کے منہ ہندوستانی سپاہ کی طرف
کر دیئے اور سارے گوروں کی بندوقین انکی طرف موڑ کر حکم دیا کہ ہتھیار زمین پر ڈال دو اگر عدول حکمی کرو گے
یا بھاگو گے تو سب کے سب اڑا دیئے جاؤ گے ناچار سپاہیون نے ہتھیار ڈال دیئے پھر سولہ سپاہی
توپوں سے اڑائے گئے اور چار سپاہی اور چھاونیوں مین اڑانے کے لیئے بھیجے گئے یوں سرکشی بے
ہوئی اور پھر کسی سپاہی نے بھاگنے کا نام نہ لیا ۔ میجر منرو صاحب کی فرزانگی اور شکوہ مردانگی نے
آیندہ اپنی قوم کو بتلایا کہ ہندوستانی سپاہ مین سرکشوں کو سرنگوں اور باغیوں کو یوں زبون بنایا کرتے
ہین اور ہندوستان کی سپاہ کو بتلایا کہ قانون کے ہاتھ سے کہین مفر نہین ۔

ہندوستانی سپاہ کے دل مین منرو کے غدر سے ایسا خوف بیٹھا کہ جب انگریزی افسرون نے بغاوت
اختیار کی تو وہ اسکے ساتھ نہین ہوئے انگریزی افسرون کو ڈبل بھتہ ملا کرتا تھا جب وہ موقوف ہوا
تو سب کے سب افسر بغاوت پر آمادہ ہوئے تینوں برگیڈیروں نے ایک مخفی کمیٹی بنائی پردہ ہی پردہ مین اپنا کام
کرنے لگے ایک فنڈ روپیہ کا جمع کیا کہ افسرون کا جو نقصان ہوا ہے وہ پورا کیا جائے سول کے ناراض افسرون نے
بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس فنڈ مین جمع کیا اور یہہ آپس مین معاہدہ ہوا کہ ایک ہی دفعہ دو سو افسر اپنا کمیشن
پھینک دین اسوقت بہار پر پچاس ہزار لشکر مرہٹوں کا حملہ کرنے کے لیئے چلا آتا ہے ضرور گورنمنٹ کو
ہماری احتیاج ہوگی اور ہماری درخواست ضرور منظور ہوگی مگر اس نازک وقت مین لارڈ کلایو کا
استقلال سبحان اللہ کیا تھا کہ اسنے یہہ خیال کیا کہ جن آدمیوں کے ہاتھوں مین ہتھیار ہوں اُن کی

اس درخواست کو منظور کر لینا گویا انکے ہاتھ مین ملک دیدینا ہے اسلیئے اسنے یہہ دلیرانہ بیباکی سے افسران سپاہ کو جواب دیا کہ مجھے یہہ منظور ہے کہ سپاہی اپنی سنگینین میرے بدن مین برمے کی طرح پھرائین مگر یہہ درخواست قبول کرنی منظور نہین - اسلیئے افسرون کو حکم دیدیا کہ جو افسر اپنا کمیشن دے اس سے لے لیا جائے اور اسکی جگہہ مدراس سے افسر بلا لیا جائے - اگر ہندوستانی سپاہی انگریزی افسرون کی طرف ہوجاتی تو گورنمنٹ کو کوئی چارہ سوا افسرون کی درخواست منظور کرنے کے کوئی اور نہ تھا اس سخت ضرورت کی صورت مین کلایو نے ہندوستانی افسرون اور صوبہ دارون کی محبت اور وفاداری سے کام نکالا وہ کلایو کے منہہ سے حکم کے لفظ کے منتظر تھے کہ انگریزی افسرون پر گولی چلائین - غرض اس سے کلایو کو یقین ہو گیا کہ اگر گورون کی سپاہ بغاوت اختیار کرے تو ہندوستانی سپاہ اسکی سرکوبی کے لیئے موجود ہے ❊

ہندوستانی افسران کا تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی

ہندوستانی سپاہ کے بانی کا یہہ خیال تھا کہ سپاہ مین یہین کے آدمی بھرتی کیئے جائین اور انکے افسر بھی ہندوستانی اعلے درجہ کے شریف خاندان کے مقرر کیئے جائین جو اپنے محکومون سے ٹھیک فرمانبرداری کا کام لے سکین لیکن ہندوستان مین انگریزون کی حکومت بڑہنے کا میلان یہہ ناگزیر تھا کہ ہندوستانیون کو اعلے عہدون سے خارج کر کے انکی جگہہ انگریز مقرر ہون - انگریز کو یہہ یقین تھا کہ وہ ہر سرکاری کام کو ہندوستانی سے اچھی طرح کر سکتا ہے وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتا تھا کہ ہندوستان کے ساتھہ جو انگریز بھلائی کر رہے ہین اس کے لیئے یہہ لازمی امر ہے کہ ہر اعلے اور معزز عہدہ پر انگریز مقرر ہو اور ادنے اور محنت کی خدمات پر ہندوستانی مقرر ہون اسلیئے سپاہ مین جو پہلے پہلے شریف و رئیس معزز عہدون پر مقرر ہوتے تھے اور اصل حکمرانی کرتے تھے اور خاص انکا احترام ہوتا تھا اب اس عزت کے پایہ سے گر گئے اور انکی جگہہ انگریز افسر ہونے لگے غرض سپاہ مین انگریزی افسرون کی افزائش اور ہندوستانی افسرون کی کاہش ہونے لگی تو پھر شریف ہندوستانی جو سپاہ کی نوکری کو اپنی عزت سمجھتے تھے اُسکو ذلت جاننے لگے اور اس سے کنارہ کشی کرنے لگے انہون نے دیکھا کہ جسقدر ہم انگریزی سلطنت کو بڑہاتے جاتے ہین اتنے ہی ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہین - غرض اس سے سپاہ کی حالت بدل گئی کہ سپاہ کی ملازمت کی تخصیص شرفا کے ساتھہ نہین رہی اور اس مین ذلیل اور رذیل بھرتی ہونے شروع ہو گئے -

سپاہ کا دوبارہ [illegible]

انگریزی افسرون کو یہہ شوق پیدا ہوا کہ ملٹری ترقی کی جائے - مدراس مین سر جان کراڈرک نے کمانڈر انچیف

سپاہیون کی شکایات

مقرر ہوئے تھے انہون نے جو منتشر متفرق قوانین تھے انکی ایک مجموعہ مین شہزادہ بندی کی ان مین یہہ چار باتین اور اضافہ کین اول قواعد کے وقت سپاہی ماتھے پر تلک وقشقہ نہ لگایا کرین دوم کانون مین بالا اور بالی نہ پہنا کرین سوم ٹھوڑی پر سے ڈاڑھی کے بالون کو صفاچٹ کرایا کرین اور مونچھون کو بھی ایک کینڈے کی کار کھا کرین۔ چہارم ایک گول ٹوپی جسکو انگریزی مین ہیٹ کہتے ہین پہنا کرین۔
سپاہی منطقی تو ہوتے نہین وہ بھولے بھالے شکی ہوتے ہین یہہ بات کچھ مشکل نہ تھی کہ انکو یہہ سمجھایا جاتا کہ یہہ جو ہندوستانی سپاہیون کے لیئے گورون کا لباس پہنایا جاتا ہے اسکے اصلی معنی کچھ اور ہین اور مطلب دوسرا ہے یہہ جو ٹوپی ہے وہ فقط عیسائی ہونے کی نشانی نہین ہے بلکہ اس کے اندر نجس سور کی اور مقدس گائے کی کھال لگی ہوئی ہے جسسے دونو ہندو مسلمانون کو پرہیز ہے اگرچہ مسلمان ماتھے پر ذات کی تمیز کے لیئے قشقہ نہین کھینچتے ہین مگر اپنی ریش مبارک کو بہت عزیز رکھتے ہین اور کوئی کوئی مسلمان کان کے بالے کو بھی اپنا حرز جان جانتے ہین مگر یہان کے مسلمانون مین بہت سی باتین ہندو پنے کی پیدا ہوگئی ہین اُنکے توہمات کچھ ہندوؤن سے کم نہین۔ غرض ۱۸۰۶ء کے موسم بہار مین دکن مین ہندو مسلمان سپاہی آپس مین برادرانہ ہمجان ہوکر اپنی ہمدردی کی باتین کرتے تھے اور ان سخت احکام سے بچنے کے لیئے تدابیر کرتے تھے۔ گرمی اور برسات کا موسم سپاہیون کو فرصت تھی آپس مین ملکر حکمون کی نسبت تھوڑی بہت بکواس کرتے تھے سپاہیون سے زیادہ بازارون اور ریلیون مین افواہین اڑتی تھین۔ مسافر فقیرون کو بہت سی نئی نئی باتین سوجھتی تھین اور وہ بڑی وحشت زدہ خبرین ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لے جاتے تھے اور پیشین گوئیان اپنی بیان کرتے تھے کہ وہ جلد پوری ہونے والی ہین کٹ پتلیون کے تماشون مین عجیب نقلین اتاری جاتی تھین اور وحشت انگیز گیت گائے جاتے تھے اور استعارہ دوہے پڑھے جاتے تھے غیب سے عجیب عجیب کاغذ لکھے ہوئے آتے تھے دیوارون پر عجیب عجیب اشتہارات چپکائے جاتے تھے غرض ان باتون سے سپاہی یہہ سمجھنے لگے کہ ایک انقلاب پیدا کیجیے تو فائدہ حاصل ہو اور تکلیفون سے نجات ملے سپاہیون کی بہت سی شکایتون مین سے چند نیچے لکھی جاتی ہین۔
اگر سرکار کمپنی کی ملازمت مین اسکی ساری عمر بسر ہو جائے اور جو کچھ وہ حق خدمت ادا کر سکتا ہے اُسکو ادا کرے تو بھی وہ صوبہ دار کے عہدہ سے آگے نہین بڑھ سکتا اب وہ وقت خواب خیال ہو گئے جنمین

ممتاز ہندوستانی سپاہی اعلے درجہ کے عہدون پر مقرر ہوتا تھا اور انکو بڑی تنخواہین و مشاہرے ملتے تھے اب تو وہ وقت آگئے ہین کہ ہندوستانی اعلے عہدون پر پہنچنے کے بجائے دستور کے موافق اونے عہدہ پر نیچے گرایا جاتا ہے۔ سپاہی جو پہرہ پر ہو وہ انگریزی افسر کی سلامی ہتھیار کے پیش کرنے سے اتارتا ہے لیکن ہندوستانی افسر کو گو وہ ہاتھ سے بھی سلام نہین کرتا۔ ایک انگلش سارجنٹ اعلے درجہ کے ہندوستانی افسرون پر حکمرانی کرتا ہے۔ پربڈ پر انگریزی افسر غلطیان کرتے ہین کمانڈ کے غلط الفاظ کام مین لاتے ہین اور اسکا الزام ہندوستانی سپاہیون پر لگاتے ہین اور انکو برا بھلا کہتے ہین۔ وہ ہندوستانی جنکے سر کے بال سرکار کی ملازمت مین سفید ہو گئے ہین انکو برملا انگریزی لڑکے برا کہتے ہین۔ مارچ کے مہینے مین ہندوستانی افسر اسی خیمے مین مجبوراً رہتے ہین جس مین اور عام سپاہی رہتے ہین اور ہندوستانی ریاستون کی طرح ان کی سواری کے واسطے ہاتھی پالکی نہین مقرر ہوتی خواہ انکو سفر کیسا ہی دور دراز کرنا پڑے اگر وہ گھوڑون یا ٹٹوؤن پر سوار ہوتے ہین جنکو وہ اپنی تنخواہ کی بچت سے خریدتے ہین تو انگریزی افسر اپنی ناک بھون چڑھاتے ہین کہ یہہ دولت نئے بگڑی ہین سپاہی کہتے ہین کہ نظام اور رئیسون کے سپاہی انگریزی صوبہ دارون اور جمعدارون سے اچھے ہین بیان کیا جاتا تھا کہ کمپنی کے افسر سپاہیون کو انکے گھرون سے بڑے دور دراز کے فاصلہ پر لے جاتے ہین جب وہ ایک غیر ملک مین مرجاتے ہین ان کے بیوی بچے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہین ہندوستانی والیان ملک جب نئے ملکون کو فتح کرتے ہین تو ممتاز سپاہیون کو اراضی معافی عطا کرتے ہین کمپنی کا افسر الفاظ شیرین مین خالی تعریف کرنے کو کافی جانتے ہین اشراف انگریزون کی آشنا عورتین ہندوستانی افسرون سے زیادہ تنخواہ پاتی ہین۔ انگریز تو اس ملک کی خوبصورت سے خوبصورت عورتین اپنے زنانہ مین داخل کر لیتے ہین ہندوستانی افسر مشکل سے لونڈیون کو بھی دیکھ سکتے ہین اور سب پر طرہ یہہ تھا کہ سر ارتھر ولزلی نے یہہ حکم دیا تھا کہ زخمی ہندوستانی سپاہیون کو گولیون سے مار دو۔ یہہ غلط کہانیان جو گھڑی گئی تھین انپر جھوٹ اور اتہام کا خول چڑھا ہوا تھا مگر اسکی نیچے کی تہ مین سچ بھی بہت تھا یہ شکایتین جو بیان کی گئین ان کے بڑے حصہ کے مرض مزمنہ کی طرح سپاہی برداشت کر رہا تھا اور آیندہ خاموشی و صبر سے تحمل کرتا اگر اسکی پیشانی پر سے ذات کی نشانی کا تلک نہ اڑایا جاتا اور اس کے

کان کے بالے بالیان نہ اتاری جاتین اور ہیٹ اسکے سر پر نہ پہنائی جاتی اور ڈاڑھی ٹھوڑی پر سے
نہ اڑوائی جاتی ان باتون سے وہ اپنے خشم و غصہ کو نہ روک سکا قباحتون کا مجموعہ اتنا جمع ہوگیا تھا کہ پھر
اسکو یہہ سمجھانا کہ وہ قابل برداشت نہین کچھہ مشکل نہ تھا تو اسنے اپنے حقوق کی محافظت کی لیئے سرکار کو
صدمہ پہنچانے کا قصد کیا اسکے سکھانے والے بھی دور نہ تھے۔ ٹیپو سلطان کا خاندان قریب تھا وہ
قلعہ ویلور مین امیرانہ ٹھاٹھہ سے رہتا تھا قیدیون کی طرح نہین۔ اسکے پاس دولت بے حساب تھی اور
سلمان نوکرون کا بڑا ہجوم تھا۔ یہہ شہزادے اپنی بادشاہی بھولے نہ تھے اور انگریزون نے جو احسان
انکے ساتھ کیئے تھے اُنکو بھول گئے تھے وہ اپنی عیش و عشرت کی نیند مین اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کی
خواب دیکھہ رہے تھے یہہ بھی ایک طریقہ بادشاہی حاصل کرنے کا تھا کہ سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے
برگشتہ کر دینے اب اس کام کا وقت آگیا تھا انہون نے اپنا کام شروع کیا اگر انگریزی افسرون اور
سپاہ مین وہی تعلقات ہوتے جو کچھہ برس پہلے تھے تو سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کرنا بڑا
ہی مشکل کام ہوتا مگر اب پرانے سپاہی تو پنشن پر چلے گئے تھے سپاہ مین نئے افسر اور نئے سپاہی ایسے
تھے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ تھے اسلیئے سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے باغی بنانا آسان ہوگیا

۷۔ مئی کو ایڈجوٹنٹ جرل اگینو صاحب فورٹ سینٹ جارج سے اپنے کام پر سے اٹھے تھے کہ
ان پاس یہہ خبر آئی کہ ایک پلٹن بغاوت پہ تلی بیٹھی ہے۔ سرجان کرے ڈوک نے ویلور مین آکر اس
فساد کی خبر کو رفع دفع کر دیا دو سپاہیون کو کورٹ مارشل نے بیت پٹوا دیئے۔ باغی سپاہ مدراس
بھیجدی گئی اور اسکی جگہہ اور سپاہ بلا لی گئی۔ مگر ویلور سے یہہ وبا بالکل رفع نہ ہوئی گو اس وقت
وہ دب دبا گئی یہہ مقامی وبا نہ تھی بلکہ ملک کی ساری چھاونیون مین پھیلی ہوئی تھی انگریزون کو سپاہیون
کی کارستانیون سے خبر نہ تھی۔

ویلور مین باوجودیکہ بغاوت کے آثار نمودار ہو چکے تھے مگر وہان نہ گورون کی سپاہ بھیجی نہ ہندوستانی
سپاہ کی ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھہ آمد و رفت روکی گی وہان کے آدمیون نے ان
سپاہیون کو سمجھایا کہ تم مین سے ہر یک سپاہی عیسائی بنایا جائیگا اسکی وردی کے ہر حصہ کا امتحان کیا جاتا
کوئی حصہ صلیب بتا دیا جاتا جسکا لگانا عیسائی ہونے کی خاص نشانی ہے پھر کہا جاتا کہ اس کا
پہننا تو بالکل فرنگی بننا ہے ٹوپی والا تو فرنگی کا دوسرا نام ہے غرض سپاہیون کو یہہ فہمائش ہوتی کہ

تم خوب سمجھ لو کہ اول تم عیسائی بنائے جاؤ گے اور اسکے بعد رعیت اور بازاری آدمیون کو بہہ بیسٹ پنہائی جائیگی جس سے سارے ملک پر خرابی آئیگی قلعہ کے اندر اور باہر یہی چرچا رہتا تھا کہ انگریز دیسی سپاہ کو عیسائی بنانے کو ہین اور بہہ بیٹ ہندوؤن کی ذات خراب کرنے کے لیئے اور مسلمانون کے ایمان کھونے کے لیئے بنائی گئی ہے انگریزان سب باتون سے بالکل ایسی ناواقف تھے کہ جب ایک سپاہی مصطفے بیگ نے افسرون کو یہہ خبر سنائی کہ سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے تو افسرون نے اسکو پاگل سمجھکر جیل خانہ مین بھیجدیا کہ وہ ناحق اپنی پلٹن کا منھ کالا کرتا ہے مگر جب اسکی پیشین گوئی پوری ہوئی تو اسکو دوہزار پگوڈا انعام دیئے اور صوبہ داری کا منصب دیا۔ وہ اول سپاہ کی سازش مین خود شریک ہوا تھا اور پھر اسنے انگریزون کو سازش کی اطلاع دی اسطرح اسنے اول انگریزون کو دغا دینے کا کام کیا پھر پلٹن سے دغابازی کی جب اسکو انعام ملا تو یہہ کہا گیا کہ سرکار کمپنی کے اشرف ملازمون کی طبیعت اور اسکی گورمنٹ کی خاصیت یہہ ہے کہ چور کو خوش کرتی ہے اور دیانتدار آدمی کو سزا دیتی ہے

۱۰ جولائی سنہ ۱۸۰۶ء دفعتہً بھانڈا پھوٹا۔ ایک دن پہلے بہت سے آدمی قہقہے لگاتے ہوئے شیخیان بگھارتے ہوئے اور آپس مین جنگ کی نقل اتارتے ہوئے کچھ پیدل کچھ سوار قلعہ مین داخل ہوئے جنکو یہان کچھ کام نہ تھا۔ شام کو انگریزون کو گالیان بھی خوب دین۔ ہندوستانی زبان مین ایک اجٹین کو اسکے منھ پر گالیان سنائین۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بلوہ مچانے کی کوئی تاریخ پہلے سے مقرر ہوئی تھی مگر خانگی خط وکتابت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ ہی تاریخ قرار پائی تھی۔ یہہ ٹھیرا تھا کہ میسور کا جھنڈا جو تیار ہو رہا ہے جب کھڑا ہوجائے تو اسکے پندرہ روز بعد بلوہ کیا جائے۔ اتفاق سے یوروپین افسر گارڈ بیمار ہوگیا اور صوبہ دار بھی علیل ہوگیا۔ قاسم خان جمعدار جو بغاوت کا بڑا سرغنہ تھا وہ روند کرنے گیا وہ شراب مین ایسا بدمست ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو روک نہ سکا کہ روز معینہ کا انتظار کرتا اسنے سرمست بلوہ برپا کردیا اسکے اور ساتھی اس ہین وقفہ چاہتے تھے۔ دفعتہً جو وہ بیدار ہوئے تو اپنے کام کرنے کے قابل نہ تھے اور خطوط جو انگریزون کے بدخواہ پولی گارون کے اور میسور کے لیئے لکھے گئے تھے وہ ہنوز نہین بھیجے گئے تھے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ چند روز مین دس ہزار سپاہی جو خاندان حیدرعلی کے خیرخواہ ہین مسلمانون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوجائینگے۔ صرف ویلور پر ایک ہفتہ کے لیئے قبضہ ہونا چاہیئے پھر تو کل ملک باغیون کے ہاتھ مین ہوجائیگا۔

ویلور میں گوروں کی سیاہ چار کمپنیاں شاہی ۹ پلٹن کی تھیں آدھی رات کے بعد دو بجے سے گوروں اور انگریزوں کا قتل شروع ہوا پہرہ کے سپاہیوں کو گولیوں سے مار دیا سوتے ہوئے گوروں کو ہلاک کیا اسپتال میں بیمار گوروں کو ذبح کیا۔ افسر اپنے بچھونوں میں یہہ غیر معمولی ہنگامہ کی آواز سنکر اٹھے تو انکو باغیوں نے گولیاں مار کر مار ڈالا۔ زندوں میں سے دو تین بھاگ کر بارکوں میں گئے اور وہاں جو گورے تھے انکے کمانیر بنکر باغی سپاہیوں پر حملہ آور ہوئے مگر انپر دشمن غالب آئے۔ فقط سپاہیوں نے سرکشی نہیں کی تھی محل کے آدمیوں نے بھی باغیوں کی امداد کی شہزادوں نے باغیوں کے واسطے کھانا بھجوایا جس سے تھکے ہوئے باغی پھر تازہ دم ہوئے ٹیپو سلطان کا تیسرا بیٹا شاہزادہ معز الدین بذات خود سرکشی کا سرغنہ بنا اور اپنے ہاتھ سے باغیوں کو بیڑے دیئے اور مسلمانوں کے خاندان کے بحال کرنے کے بڑے بڑے انعام اکرام مقرر کیئے اسی کے مکان میں سے شیر کی کھال کا علم میسور کا ایک خدمتگار لایا اور وہ دین دین کے نعروں کے ساتھ محل کی دیواروں پر کھڑا کیا سپاہیوں نے فرنگیوں کو قتل کیا اور لوگوں نے انکا گھر بار لوٹنا شروع کیا پھر سپاہی بھی انکے ساتھ لوٹ میں شریک ہوگئے سپاہیوں کو حرص ایسی دامنگیر ہوئی کہ وہ اپنے اصل مطلب کو بھول گئے۔ قلعہ میں انگریزوں کو نہیں مارا مگر وہ موت سے بدتر حالت کے لئے زندہ رکھی گئیں کہ جب سب انگریزوں کو فنا کرلینگے تو انکو مسلمان بی بی بنائینگے ؎

جسوقت یہاں یہہ خوفناک کام ہو رہے تھے اور ٹیپو کے بیٹے خوشیاں منا رہے تھے کہ میسور میں سلطان کی سلطنت پھر قائم ہوئی اسوقت میجر کوٹ یہہ خبر سنکر ارکاٹ میں گئے وہاں ۱۹ رجمنٹ ڈریگون کی موجود تھی جسکے کمانڈر کلیسپائی تھے کوٹ صاحب نے انکو ۷ بجے یہہ خبر سنائی تھی کہ پندرہ منٹ میں کلیسپائی مع اپنے گورے سواروں کے اور ایک ہندوستانی رسالہ کے ساتھ ویلور میں آموجود ہوئے حیدر علی کا یہہ مقولہ کہ انگلش اپنے گوروں کو شکاری چیتوں کی طرح پنجروں میں بند رکھتے ہیں جو دفعتہً اپنے دشمن پر لپک کر اسکو ہلاک کرتے ہیں جیسا اسوقت عمل میں آیا ایسا پہلے کبھی نہیں آیا تھا جسکا اثر بڑا خوفناک اسکی اولاد اور ملازموں پر پڑا کرنیل کلیسپائی نے آتے ہی قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ ان گوروں کے آنے سے کالوں کی رنگتیں سفید ہوگئیں اور پھر وہ گاجر مولی کی طرح

ویلور میں غدر
[illegible]

کاٹے جانے لگے تھوڑی دیر مین تین چار سو قتل ہوکر خاک مین برابر ہوئے اور بہت سے مقید ہوئے کچھ قلعہ کی دیوارون پر سے کود کر بھاگ گئے یا اپنے ہتھیار پھینک کر جان کی امان کے لیئے گڑگڑانے لگے برافروختہ خاطر سوار جنہون نے ویلور پر ٹیپو سلطان کا شیر کی کھال کا پھریرا پھیراتے دیکھا تھا اس گرم صبح مین گھوڑون پر سوار ہوکر جب یقین کرتے کہ ہم نے اپنا کام پورا کیا کہتے کے سب پلون کو مار ڈالتے۔ انکو بڑا شوق تھا کہ محل کے اندر گھس کر ان لوگون کو مناسب سزا دین جنہون نے انکے ہم وطنون کو بے رحمی سے قتل کرانے کے لیئے اکسایا تھا کچھ دیر کے لیئے کلیسائی صاحب کے دل مین یہہ ارادہ ہوا تھا کہ کرنیل میری اوٹ نے جنکی حراست مین میسور کا خاندان تھا اس خیال کو دور کر دیا اور کلیسائی صاحب نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی فتح کو ظلم سے ملوث نہین کیا۔ ٹیپو کے خاندان کے سب ارکین اسکے ہاتھ مین تھے انپر وہ رحم کیا جو غریب بیکس درماندون پر کرنے سے عیسائی سپاہی کیا کرتے ہین اور اس سے خوش ہوتے ہین +

ابھی یہہ طوفان پھیل کر بڑا وہشتناک نہین ہوا تھا کہ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کر لیا کہ سپاہ کے رسم و رواج و عادت کے برخلاف جو احکام جاری کیئے گئے ہین وہ سب منسوخ کیئے جائین۔ کچھ دیر کے لیئے سرکشی اپنے صدر مقامون مین فرو ہوگئی ویلور پر پھر انگریزی پھریرا پھرانے لگا۔ لیکن دکن کے اور مستحکم مقامات مین سرکشی کا مادہ پک رہا تھا میسور اور کرناٹک ہی ایسے مقام نہ تھے جہان انگریزون کے ساتھ بے وفائی و بے مہری کی بحث ہو رہی ہو بلکہ دکن مین اسطرح وہ ظاہر ہو رہی تھی کہ کچھ مدت کے لیئے اسکے سبب سے بڑا خوف و خطر پیدا ہوا حیدرآباد دارالسلطنت نظام مین بڑی برافروختگی ہو رہی تھی یہہ خوف تھا کہ ہندوستانی سپاہ انگریزی جو وہان ہے اسکو اور لوگ سوا نظام کے ایسا نہ بہکا و بھڑکا دین کہ وہ سرکش و باغی ہو جائے۔ ایک نیا کمانڈر کرنیل مونٹ الیسور ایسا مقرر ہوا تھا جو اس ملک کی عادات اور رسم و رواج سے بالکل واقف نہ تھا یا تھوڑا واقف تھا اسنے ان احکام کی جنکا اوپر ذکر ہوا سپاہ سے تعمیل کرانے مین سختی کی اور انپر کچھ اور سخت احکام اپنی طرف سے اضافہ کیئے کہ بازار مین سپاہی باجا نہ بجائے جسکے یہہ معنی تھے کہ شادی و غمی کی رسم کو اپنے رواج کے موافق نہ ادا کرے غرض سپاہ کو پورا یقین ہوگیا کہ انگریزون کا ارادہ ہے کہ ہماری حیات کو مٹا دین اور ان کے مذہب کو باقی نہ رکھین اور انکو عیسائی بنا لین۔ انگلنڈ سے نئے پادری آئے تھے اور جرنیل وی ماکسن نے

سپاہیون کو چرچ مین مارچ کرایا تھا بس حیدرآباد مین اس کا ذکر تھا کہ یہہ مارچ کیون چرچ مین ہوا تھا مگر نظام اور اسکے وزیر میر عالم نے عین وقت پر ایسی تدبیرین کین کہ بغاوت برپا نہ ہونے پائی اور جب حیدرآباد مین قتل عام کی خبر پہنچی تو کرنیل مونٹ ری سر صاحب نے احکام کی تعمیل کرنے مین سختی کو چھوڑا اور نرمی اختیار کی ۲۲-جولائی ۱۸۰۶ء کو ۳۳ رجمنٹ مدراس نے اپنی وردی مین سے سارے چمڑے کی چیزون کو الگ کر دیا مگر اس پلٹن کے چار صوبہ دار جو بغاوت کے سرغنہ تھے گورون کے پہرون مین مچھلی پٹم بھیجدیئے گئے تو اسکا اثر شہر اور چھاونی پر اچھا ہوا +

نندی ڈروک میسور کے وسط مین ہے وہان شروع سال سے سپاہ اپنی ناخوشی ظاہر کر رہی تھی وہان فقرا کا فالین دیکھنے والون کا نجومیون کا کٹ پتلیون کے تماشا گرون کا عجب عجب طرح کی پیشین گوئیان کرنے والون کا اثر بہت تھا اور انکا کہنا سننا بہت چلتا تھا اس مقام مین تھوڑی سپاہ تھی اور قلعہ اس کے پاس بڑا حصین تھا اسنے قلعہ کی دیوارون پر علم بغاوت بلند کیا جو بنگلور مین نظر آتا تھا- ہندو مسلمان آپس مین دعوتین کرتے تھے اور باہم بقسمیہ عہد و پیمان ہوتے تھے کہ ہم آپس مین ملکر بھائیون کی طرح کام کرین گے اور انہون نے قسم کھائی کہ ہم اپنے انگریزی افسرون کو قتل کرین گے مگر اس کام کے کرنے مین انہون نے اتنی دیر لگائی کہ ناکامی ہوئی روز اور ساعت انگریزون کے قتل کرنے کا مقرر ہو گیا ہندوستانی سپاہیون نے اپنی کنبون کو قلعہ کے باہر بھیجدیا اور سب طرح سے مفسدہ پردازی پر آمادہ ہوئے- ۱۸-اکتوبر ۱۸۰۶ء کو آدھی رات سے دو گھنٹے پہلے سپاہیون کا قصد اپنے افسرون پر حملہ کرنے کا اور کسی انگریز کو زندہ نہ چھوڑنے کا تھا لیکن آٹھ بجے اسی رات کو انگریزون کو اسکی خبر ہو گئی بنگلور سے کمک روانہ ہو گئی اور کرنیل ڈیوس نے گورون کے سوارون کو لاکر انتظام کر لیا +

نومبر نئی تکلیفین لایا- پالی ام کوٹا ایک مقام ساحل بحر سے بہت نیچے تھا بحر پلٹن مع چھ انگریزی افسرون کے ایک ہندوستانی پلٹن کے کمانڈر تھے ویلور مین جو باغی مارے گئے تھے انکے بہت سے رشتہ دار اس پلٹن مین تھے جو اپنے عزیزون کے سوگ مین بیٹھے تھے اور انتقام لینا چاہتے تھے اس مہینے کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین یہہ یقین کیا گیا تھا کہ مسلمان سپاہیون کا ارادہ ہے کہ یہان کے سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین انگریزی افسر کو اسکی خبر ہو گئی اسنے تیرہ ہندوستانی افسرون کو قید کر لیا اور پانچ سو مسلمان سپاہیون کو قلعہ سے باہر نکال دیا- پھر یہہ معلوم ہوا کہ اس بغاوت کی کچھ اصل نہین تھی اس کا

نندی ڈروگ

پالی ام کوٹا

خالی خوف ہی خوف تھا کرنیل وائس نے آنکر تمام سپاہیون سے وفاداری کا حلف لیا سب نے خوشی سے دیا ایسا ہی حال والاجاہ آباد مین ہوا۔

مدراس گورنمنٹ کو ان چھ مہینون مین تحقیق ہوگیا کہ سپاہ دل سے انگریزون سے اس سبب سے ناراض ہوگئی ہے کہ اسکے دل مین یہہ ایک بیجا خوف بیٹھ گیا ہے کہ گورنمنٹ اسکی جات کو برباد کرنا زبردستی عیسائی کرنا چاہتی ہے۔ گورنمنٹ نے تمام وہ قواعد جنسے سپاہ ناراض ہوئی تھی خوف کے مارے منسوخ کردئیے اور لارڈ بن ٹنک نے مربیانہ نوازش سے ۲۔ دسمبر ۱۸۰۶ء کے اجلاس مین ایک اشتہار مرتب کیا وہ ہندوستانی و تامل تلنگو زبانون مین ترجمہ ہوکر ہر پلٹن مین سنانے کے لیئے بھیجا گیا اول اس مین بیان کیا گیا کہ بعض بدنیت خبیث طینت آدمیون نے سپاہ کو بہکا کر انکے دلین یقین پیدا کردیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ انکو زبردستی عیسائی بنانا چاہتی ہے پھر بیان کیا گیا کہ سپاہ اپنی اپنی خوش نصیبی پر یقین کرے کہ دنیا کے کسی حصہ مین سپاہی کے حال پر اس سے زیادہ مہربانی و فیاضی نہین کی گئی ہے جو برٹش گورنمنٹ نے اسپر کی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے اسی قدیمی طریقہ کو اختیار کرے جسنے اسکیلارنس اور کوٹ اور بہادر افسرون کے زمانہ مین ممتاز و سرافراز کیا تھا اگر وہ یہہ نہ کریگی تو وہ خوب جان لے کہ گورنمنٹ جیسی اپنی مہربانی مستحقین کی محافظت کے لیئے کرتی ہے ایسے ہی خطاوارون کے سزا دینے کے لیئے آمادہ رہتی ہے"۔ برٹش گورنمنٹ نے خطاوارون کے سزا دینے مین بڑی نرمی اختیار کی قتل کے بہت سے مجرمون مین سے چند ہی کو پھانسی دی بہت سے مجرم جنپر اس بغاوت مین شریک ہونا ثابت ہوا وہ فقط اپنی نوکری سے موقوف کیئے گئے۔ گورنمنٹ کلکتہ نے یعنی سر جارج بارلو نے قاتل پلٹنون کا نمبر سپاہ کی فہرست مین سے نہین کاٹا ہوم گورنمنٹ نے مدراس کے اعلے حکام پر ملامت حق یا ناحق کی اور گورنر اور کمانڈر انچیف اور ایڈجوٹنٹ کو عہدون سے برطرف کیا۔

اسباب بغاوت

اگرچہ ۱۸۰۶ء مین بغاوت کی نوبت آگئی تھی مگر ۱۸۰۷ء مین اسباب بغاوت کی تحقیقات شروع ہوئی ان سوالات پر سخت مباحثہ ہوا کہ سبب بغاوت کیا تھا؟ بغاوت مین کسکی خطا تھی؟ کیا یہہ فقط سپاہ کی بغاوت سپاہیون کی اندرونی برافروختگی سے پیدا ہوئی تھی یا کوئی پولٹکل تحریک سے ہوئی تھی جو بیرونی ایجیٹیشن سے پیدا ہوئی تھی؟ ان سوالات پر بحث کرنے والے دو فریق ایک پولٹکل اور دوسرا ملٹیری تھے اول فریق یہہ کہتا تھا کہ سپاہ مین جو سخت قواعد جدید جاری ہوئے اسکے سبب سے سپاہ نے

بغاوت اختیار کی دوسرا فریق یہہ کہتا تھا کہ اس بغاوت مین کچھ قواعد جدید کو دخل نہ تھا ایک اور تیسرا
فریق یہہ کہتا تھا کہ بغاوت کے برپا ہونے مین ان دونو فریق کا قصور نہ تھا بلکہ اسکا سبب پادری
اور مشنری تھے یہہ خوف کہ ہندوستانی زبردستی عیسائی بنائے جائینگے فقط سپاہ ہی کو
نہ تھا بلکہ کل ہندوستانیون کو تھا۔ بازارون مین اسکی افواہین اڑتی رہتی تھین جو انکی واہیتین
گھڑی جاتی تھین انمین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سرکار کمپنی کے افسرون نے نئے بنے ہوئے
نمک کے دو ڈھیر لگائے اور ایک پر سور کا خون چھڑکا اور دوسرے پر گائے کا خون
اور اسکو تمام ملک مین بیچنے کے لیئے بھیجدیا کہ جس سے ہندوؤن کی جات اور مسلمانون کا
ایمان بگڑجائے اور سب انگریزون کی طرح ایک جماعت و ایک مذہب ہو جائین۔ جب یہہ
بیہودہ ڈھکوسلہ ملک مین پھیلا تو بعض آدمیون نے نمک کھانا چھوڑ دیا بعض نے مہنگا
نمک خرید کرکے اسکا ذخیرہ نہایت احتیاط سے کہین دور جاکر رکھا۔ ایک اور کہانی یہہ گھڑی
گئی کہ ٹرنکومالی کے کلکٹر نے گورنمنٹ کے حکم سے عیسائی گرجا کی بنیاد کا پتھر ہندوؤن کے
پیگوڈا (بت کدہ) کے قریب رکھا ہے اور آس پاس کے تمام سنگ تراشون کو بلایا ہے اور
ہر گھر پر ٹیکس لگایا ہے کہ جس سے عمارت کی لاگت وصول ہو جائے اور پیگوڈا مین جانے
کی اور بت پرستی کی مما نعت کردی ہے جب کلکٹر سے اس بات کی شکایت کی گئی تو اسنے یہہ جواب
دیا کہ جو کچھ مینے کیا ہے وہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے گورنمنٹ کے حکم سے اسی قسم کی عمارت
ہر شہر و قصبہ و گانوٴن مین بنائی جائیگی ہندوستان مین اس قسم کی حکایتون کا ذرا یقین
ہوتا ہے جھوٹ جتنا موٹا ہو اتنا ہی آسانی سے ہندوستانی نگل لیتے ہین انکو بدذات و دغاباز
شریر ایسی حکایتون کو شہرت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض جو شور و شر
مچانے کی ہے نکل آئیگی مفسدہ پرداز شریر یہہ امید رکھتے ہین کہ لوگون کو یہہ یقین دلانا کہ مذہب
مین گورنمنٹ مداخلت کرتی ہے انکو گورنمنٹ کا بدخواہ اور دشمن بنادیگا۔ پادریون کے مواعظ
سے اور ان کے کارخانون کے چلنے سے مفسدون کو موقع ہاتھ لگتا تھا کہ وہ ایسی کہانیان مداخلت
مذہبی کی بناتے تھے۔ گورنمنٹ تو عیسائی مذہب سے کوئی اپنا تعلق نہین رکھتی تھی سپاہ کی
افسرون مین بہت تھوڑی مذہب کی نشانیان پائی جاتی تھین سپاہیون کو مشکل سے یقین ہوتا تھا

کہ ان کے افسر کوئی مذہب رکھتے ہین یا در یون کو وہ اپنے مذہب کا غارت کرنے والا جانتے تھے جسے یہہ مداخلت مذہبی کی ہل چل پڑتی تھی +

ہوم گورنمنٹ کے خیالات

ہوم گورنمنٹ نے بغاوت کے اسباب تحقیق کرنے کے لیئے ایک خاص کمیشن مقرر کیا اور اسکی تحقیقات کے موافق اسباب بغاوت یہہ ٹھیرائے کہ سپاہیون کے لباس اور انکی ظاہری صورت بنانے کے باب مین جو نئی نئی باتین ایجاد ہوئین اسنے سپاہ کی بغاوت کو برپا کیا +

بارک پور مین بغاوت سنہ ۱۸۲۴ء

۴۷- رجمنٹ کو برہما کی لڑائی مین جانے کا حکم ہوا تھا وہ بارک پور مین مقیم تھی وہ جاڑے مین اپنے جانے کی تیاریان کر رہی تھی انتظار کرنا اکثر پشیمان ہونا ہوتا ہے برسات گرمی مین سپاہ کو انتظار کرنا پڑا کہ جنگ برہما کی یہہ وحشت ناک خبر آئی کہ رآمو مین لشکر انگریزی پر بڑی تباہی آئی برہمیون نے تمام انگریزی پلٹنون کو مار ڈالا یا سمندر مین انکو دھکیل دیا اب وہ بنگال پر حملہ کرنے کو ہین اور اخبارون نے اس خبر پر اور حاشیہ چڑھائے کہ کمانڈر انچیف لڑائی مین مارا گیا اور گورنر جنرل نے غیرت کے مارے زہر کھا لیا اور ہندوستان کے اضلاع زیرین مین یہہ یقین ہو گیا کہ اب سرکار کمپنی کی سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے. ہندوستانی سپاہ کی خیرخواہی فتح کی بھوکی ہوتی ہے شکست مین اسکی خیرخواہی کا سخت امتحان ہوتا ہے پھر اس شکست کی خبر کے سوا یہہ اور کہانیان سننے مین آئین کہ جس ملک مین سپاہ کو جانا پڑیگا وہ بڑا دشوار گذار ہے اسکی آب وہوا مہلک ہے دشمن بڑے بہادر ہین جب یہہ کہین بازارون مین اڑین تو سپاہ سرحد سے پرے جانے مین مذبذب ہوئی اتفاق سے باربرداری کے جانورون کا بھی کال تھا ہر چند کمسریٹ نے انکے بہم پہنچانے مین کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہا- اس حال مین بارک پور کی چھاونی مین یہہ خبر اڑی کہ باربرداری کے جانورونکے نہونے کے سبب سے سپاہ کا سفر بارک پور سے چٹ گانو‌ن کو جہاز مین ہوگا اور ضلع بنگال کے پار رنگون مین جانا ہوگا اسپر سپاہ نے قسم کھائی کہ وہ سمندر مین سوار نہین ہوگی- ہر چند سپاہ کو سمجھایا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے نافرمانی کے آثار نمودار کیئے پلٹن نے ۳۰- اکتوبر کو پریڈ پر صاف کہا کہ ہم سمندر مین سوار ہو کر برہما مین جائین گے پہلی نومبر کو دوبارہ وہ پریڈ پر بلائی گئی تو سپاہ نے پہلے سے بھی اپنے بُرے تیور دکھائے. کمانڈر انچیف مع گورون کی دو رجمنٹون اور توپخانہ کی بارک پور مین آئے انھون نے سپاہیون کو سمجھایا وہ نہ سمجھے اور اپنی بات پر بچون کی طرح ہٹ کرتے رہے

انکو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہتھیار رکھدین اس سے بھی انہون نے انکار کیا تو گورون کی پلٹنون نے اپنر
توپون کی باڑ چلائی وہ ہتھیار پھینک پھینک کر دریا کی طرف بھاگے کچھ گولیون سے مارے گئے
کچھ دریا مین ڈوب گئے انہون نے لڑنے کا قصد نہین کیا انکی بندوقین جو زمین پر جابجا پڑی ہوئی
تھین بالکل خالی تھین +

اب ان گرایون کے بعد ملیٹری قانون کی باری آئی - بغاوت کے بعض سرغنون پر جرم بغاوت
ثابت ہوا اُنکو پھانسی دی گئی اور ساری رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست مین سے خارج ہوا -
گو اس طاقت و قوت کے اظہار نے ایک مدت کے لیے بغاوت کو دبا دیا مگر اسکا میلان یہہ تھا
کہ نافرمانی کی بیجون کو بڑی وسعت مین پھیلائے کل بنگال کی سپاہ پر اسکا اخلاقی اثر بہت برا ہوا
اس قتل کی خبر تار برقی سے بھی زیادہ جلد ایک بازار سے دوسرے بازار مین پہنچ گئی -
رجمنٹین جو سرحد پر پہنچ گئین تھین اس وحشت ناک خبر کو سنکر بڑی مایوس ہوئین وہ اسپر اسے پہلے عداوت
کے ساتھ مناقشہ کر رہی تھین کہ انگریزی سردارون کو یہہ خبر ڈاک پہنچاے - ایک بوڑھے ہندوستانی
افسر نے کہا کہ وہ تمہارے اپنے سپاہی تھے جنکو تم نے غارت کیا اب مین آگے اس سے زیادہ کچھ
نہین کہتا -

بنگال کی رجمنٹین مع اس سپاہ کے جو برہما کی مہم پر بھیجی گئی تھین اپنی جدا ہی شکایت کرتی تھین اور اس
واقعہ نے تو انکی تکرار اور حجت کو اور زیادہ کڑوا کر دیا - اعلے درجہ کی جات کے سپاہی اس بات پر
اینٹھ اور بگڑ رہے تھے کہ اراکان کے قبضہ پانے پر یہہ حکم صادر ہو رہا تھا کہ وہ اپنی بارکین اور لینین
بنالین - گورون نے اور مدراس کے سپاہیون نے اس حکم کی تعمیل خوشی سے کرنی شروع کی مگر
بنگال کی سپاہ نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ برہمنون اور رجپوتون کی مدارات قلیون کی سی کی گئی
اس سے یہہ خوف کچھ دیر رہا کہ بارک پور کا سا ہنگامہ یہان برپا ہو مگر جنرل موریسن نے ایسی باتین
سپاہیون کی تالیف قلوب کی کین کہ جنکا ترجمہ سپاہیون کو سنایا گیا جسکے ہر لفظ نے انکے دل پر اثر کیا
اور وہ آپس مین ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اپنے ہمراہیون کے چہرہ مین جو کچھ پڑھا
اسے سمجھ گئے اور اپنے کامون مین لگ گئے اسطرح چند مہربانی کے الفاظ نے بغاوت کو نہ ہونے دیا -
جب سب طرح سے امن امان ہوگیا تو یہہ نئی تکلیف پیدا ہوئی کہ کمپنی نے تخفیف کا بازار گرم کیا اور نصف

بغاوت بارک پور

نصف بھتہ

ہنے کا حکم دیا جسکا صدمہ ایسے کمزورون پر پہنچا جو اسکی برداشت کی قابلیت نہین رکھتے تھے لیکن اب کی دفعہ افسرون نے پہلی دفعہ کی طرح سرتابی نہین کی ایکن نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ پیش ورخواست کی سپاہیون نے دیکھہ لیا کہ ہماری انگریزی افسرون کی بھی کچھہ نہین چلتی ؛

جسمانی سزا کا ہندوستانی سپاہ میں موقوف ہونا

اس امن امان کے زمانہ مین ایک اور حکم صادر ہوا کہ ہندوستانی سپاہ مین تازیانہ زنی کی جسمانی سزا موقوف کی جائے اور گورون کی سپاہ مین وہ بدستور قائم رہے۔ ہندوستانی سپاہی بدمعاش شرابی بہت کم ایسے ہوتے تھے جو تازیانہ کے نیچے آتے۔ ہندوستانی سپاہی اس حکم کو انگریزون کی انسانیت کے سبب نہین سمجھے بلکہ خوف کے سبب سے مسٹر چارلس ریکس یہہ حکایت بیان کرتی ہین کہ ۱۸۳۹ء مین ایک پرانے پنشن دار صوبہ دار سے پوچھا کہ یہہ حکم جسمانی سزا کے موقوف ہونے کا کیسا ہے تو اسنے کہا کہ اس سزا کے موقوف ہونے سے یہہ فائدہ ہے کہ بہت سے آدمی جو سپاہ کی ملازمت اس خوف کے سبب نہین کرتے تھے وہ کرنے لگین گے تو صاحب نے یہہ کہا کہ سپاہ بے ڈر ہو گیا تو ایک اور افسر نے کہا کہ انگریز ہمارے اوپر اچھی طرح تسلط رکھنے کے لیئے ایک ہاتھہ مین کوڑا اور دوسرے ہاتھہ مین مٹھائی رکھتے ہین اب آپ نے کوڑے کو پھینک دیا تو دونو ہاتھون مین مٹھائی لیجیے۔ اس حکم کی نسبت مختلف رائین تھین مگر جنکی رائے قابل تعظیم و ادب ہے وہ اس تجویز کو اچھا جانتے تھے مگر دس برس بعد لارڈ ہارڈنگ نے اس حکم منسوخ کر دیا جس کی وجوہ ہم نے انکے حالات مین بیان کین ہین ؛

جنگ افغانستان کا اثر ہندوستانی سپاہ پر

جنگ افغانستان نے ہندوستانی سپاہ کو یہہ نیا سبق پڑھایا کہ انگریزی سپاہ ایسی نہین ہے کہ اسپر کوئی دوسرا فتحیاب نہ ہو سکے اب تک اسنے سرکار کمپنی کو فتحیاب ہونے کہی دیکھا تھا اب اسنے دیکھا کہ افغانستان کی برف انگریزی سپاہ کے خون سے سرخ ہو رہی ہے۔ سرکار کمپنی کا اقبال اب وہ نہین رہا جو پہلے تھا اب سلطنت جلد ختم ہونے کو ہے اسکی فتوح صد سالہ کا طلسم ٹوٹ گیا۔ بالائے ہند کے تمام بازارون مین یہہ چرچا تھا کہ اب فرنگیون کا ادبار آگیا ہے اور وہ بہت جلد سمندر مین چلے جائین گے۔ سکھہ اور مرہٹے انگریزون کی شکست پانے سے بڑے خوش تھے انگریز اس شکست سے ہندوستانیون کے آگے منہہ کر کے بات کرنے سے شرمندہ ہوتے تھے وہ خائف تھے کہ معلوم نہین آیندہ زمانہ کیسا آئے اب انکو دوستون کی وفاداری اور سپاہ کی خیر خواہی پر پھر ویسا اعتبار نہین رہا تھا۔ جب سکھ

انگریزون کے ساتھ وفاداری مین ڈھل ل ہو گئے تھے ۔ برہمن سپاہیون سے گنگا جلی اُٹھوا کے قسمین
لے رہے تھے کہ وہ کمانڈر کے حکم کی تعمیل نہ کرین ۔ مختلف رجمنٹون مین رات کو مخفی
صلاح ومشورے ہوتے تھے لیکن پالک اور ہنری لارنس صاحب شکسپیر کی فرزانگی اور شوکت مردانگی نے
ساری سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اسکو کابل کی دیوارون تک پہنچادیا اور فتح حاصل کرکے اپنے اقبال کے
کے ستارہ کی چمک دمک پہلے ہی سے دکھادی ۔ ہندوستانی سپاہ نے جاکر وہ کارہائے نمایان کیئے
کہ پالک اور نات نے انکی تعریف کی +

جنگ افغانستان کی فتحیابی کے بعد سندھ و گوالیار سے لڑائیان ہوئین جنین فتحیابیان ہوئین سندھ
کی فتح کا نتیجہ یہہ تھا کہ سرکار کمپنی کے ملک نے وسعت پائی مملکت کا وسیع کرنا بغیر اسکی محافظت بڑھانے کے
کچھ معنی نہین رکھتا یہہ بھی مانا جاسکتا ہے کہ جب فتح کرنے اور دشمنون کے مطیع کرنے سے دشمنون کی
تعداد کم ہو تو سپاہ کی ضرورت بجائے زیادہ ہونے کے کم ہونی چاہیئے سندھ کے الحاق کرنے
سے سرکار کمپنی کے ملک کی سرحد بڑی مستحکم اور استوار ہوگئی تھی مگر سرکار کی سلطنت کی سلامتی کا مدار
سپاہ کی خیرخواہی و نیک سگالی پر تھا ۔ سرکار کے دشمنون کی کمی اور ملک کے رقبہ کی بیشی سپاہ کے
قبضہ مین رکھنے کے لیئے سپاہی کی وقعت کو گھٹاتی تھی اور اسکو اپنی خدمت زیادہ تکلیف رسان
اس سبب سے معلوم دیتی تھی کہ غیر اجنبی ملکون مین اپنے وطن سے دور دراز کا فاصلہ پڑجاتا تھا اور
زیادہ ملٹری پولس کا کام کرنا پڑتا تھا ۔ توسیع ملک انگریزون کو ہندوستانی سپاہ کا محتاج بناتی تھی اور یہہ
محتاجی زیادہ اندیشناک ہوتی جاتی تھی لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے پہلے ملک سندھ کا انگریزی
عملداری مین الحاق ہونا ابتدا الحاق ممالک کی تھی ۔ اس ریگستانی ملک مین سپاہی کو اجنبی آدمیون مین
اپنے وطن سے بہت دور دراز رہنا بڑا شاق تھا یہہ ملک اس قلمرو کی سرحد سے پرے تھا جس مین
اسنے کام کرنے کا عہد وپیمان کیا تھا پھر اسپر یہہ طرہ چڑھا کہ اسکا بھتہ موقوف کیا گیا جو دشمن کے
ملک مین لڑائی کے وقت مقرر رہا تھا اور اب وہ اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ ملک فتح ہوکر
سرکار کمپنی کے قبضہ مین آگیا اب وہان سپاہ کا رہنا ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ ملک کی اور چھاؤنیون مین
اس سخت منطق نے سپاہی کے دل مین کینہ پیدا کیا اور وہ اس تخفیف بھتہ کے برخلاف سرتابی پر
آمادہ ہوا وہ یہہ نہین دیکھ سکتا تھا کہ جب مین ایسے ملک مین ہون تو پھر اپنی پہلی تنخواہ اس سبب سے

نہ پاوٴن کہ مین نے ملک فتح کرکے سرکار کا ملک بڑھادیا اسکی رعایا مین ایک نئی رعایا کو مطیع بنا کے زیادہ کردیا
یہہ میرا ملک کا فتح کرنا میرے ہی حق مین مضر ہوا اور حسن خدمات کا صلہ مجھے یہہ ملا کہ میری تنخواہ کا ایک حصہ کم ہوگیا
پہلے زمانہ مین جب سرکار کمپنی کے لیئے سپاہی ملک فتح کرتا تھا تو اسکو طرح طرح کے انعام دیئے جاتے تھے اب
اسپر الٹی مصیبت ڈالی جاتی ہے جسے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا بہادری کرنا ایک جرم تھا۔

نتیجہ اس بھتے کی موقوفی کا یہہ ہوا کہ فروری ۱۸۴۴ء مین ۳۴ پلٹن بنگال نے جسکو سندھ جانے کا حکم
ہوا تھا وہان جانے سے فیروزپور مین انکار کیا اور بنگال کے ۷ رسالہ بنگال نے فیروزپور کے قریب
اور ہندوستانی توپخانہ نے کیا کہ جب تک بھتہ انکو نہ دیا جائیگا وہ وہان نہین جائینگے۔ یہہ تجویز
ہوئی کہ نافرمان سپاہ میرٹھ اور لدھیانہ کی چھاونیون مین جہان گورون کی سپاہ بہت سی ہے بھیجدی
جائے وہان انکے ہتھیار لے لیئے جائین کہ اسپر ان چھاونیون کی گورون کی پلٹن نے یہہ کہا کہ ہندوستانی
سپاہی اپنا حق مانگتے ہین ہم انکے برخلاف یہہ کام نہین کرینگے اسلیئے یہہ تجویز ہتھیار لینے اور موقوف
کرنے کی ملتوی کی گئی اس نافرمان سپاہ کو حکم ہوا کہ جن چھاونیون سے وہ آئے ہین انھین واپس
چلے جائین اور گورنر جنرل کے حکم کے منتظر رہین اور انکی جگہہ سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ سندھ کو جائین
وہ سرحد پر آئین کہ ۶۹ - اور ۴ - پلٹنون نے کہا کہ ہم جہاز مین جبتک نہین سوار ہونگے کہ ہم کو بھتہ نہ
دیا جائیگا۔ آدھے سپاہیون کو افسرون نے کہہ سنکر راضی کرلیا وہ دریا کے کنارہ پر آئین اور
کشتیون مین سوار ہونے کے لیئے راضی ہوگئین۔ پھر انکے ہمراہی بھی جانے کو راضی ہوگئے اور رجمنٹین
بھی راضی ہوگئین لیکن فیروزپور مین ۴ - رجمنٹ اور ۶۴ - رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی اور سپاہیون نے
ایسی بیباکی اختیار کی تھی کہ ایک نوجوان افسر فلپ گولڈین نے ایک سپاہی کے سنگین ماری جسپر اس
افسر نے غصہ مین آکر دو سپاہیون کو زخمی کیا۔ یہہ بغاوت ایسی نہ تھی کہ جس مین سپاہی افسرون کے
قتل کرنے کا ارادہ کرتے۔ لارڈ ایلن برا نے سر ابرٹ ڈک کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے مقرر کیا
تھا جو اس کام کے لیئے سب طرح سے سزاوار تھے۔ ۶۴ رجمنٹ نے جسنے دوسری جنگ افغانستان
مین بڑے کار ہائے نمایان کیئے تھے لدھیانہ مین سندھ مین جانے سے اگر اسکو بھتہ نہ دیا جائے انکار
کیا اور بہت سی بیہودہ عرضیان اڈجوٹنٹ کو بھیجین۔ ۱۵ - فروری کو اسکو بنارس جانے کا حکم ہوا
جنرل ایسٹ جو سپاہیون کی زبان سے خوب واقف تھے اور پرانے تجربہ کار تھے انھون نے انبالہ مین

سپاہ کو قیام کا حکم دیا اور ہر کمپنی کے افسر کو جدا جدا بلاکر سپاہیون کا حال استفسار کیا تو افسرون نے عرض
کیا کہ عرضیان بھیجنی چند بدمعاشون کا کام تھا سپاہ سندھ جانے کو راضی ہے بھتنے کا اثر سپاہیون پر
کچھ نہین ہے اسلیئے پھر رجمنٹ سندھ کو روانہ ہوئی پھر اسینے مد کی پیچ پہنچ کر نافرمانی کے آثار نمودار
کیئے اور بھتہ ملنے کی درخواست کی مسٹر موس لی نے اسکو بھتہ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر سرکار نہ دیگی تو
مین اپنے پاس سے دیدونگا اس خوفناک غلطی کا پھل بڑا تلخ ہوا تقسیم تنخواہ کا دن آیا تو موس لی صاحب
نے ایک جعلی بل آیندہ بھتہ ملنے کا بنایا جس سے ان کا قصور اور بھی بڑھ گیا شکارپور مین نازک وقت
آیا۔ سندھ کی لڑائی کا بھتہ نہ آیا تو سپاہ نے اپنی تنخواہ واجب کے لینے سے انکار کیا۔

سندھ مین گورنر نے پیر کے ماتحت جنرل ہنٹر تھے جو اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے سپاہ کو ہر دل عزیز تھے
جب انکو یہہ معلوم ہوا کہ سپاہ نے اپنی تنخواہ لینے سے انکار کیا تو وہ خود تنخواہ تقسیم کرنے آئے سپاہ
کی ایک کمپنی نے اپنی تنخواہ لے لی دوسری کمپنی مین سے چار سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا
تو موس لی صاحب نے جرنیل ہنٹر سے عرض کیا کہ کل رجمنٹ تنخواہ لے لیگی اگر ان کے افسر تنخواہ تقسیم
کرینگے۔ ہنٹر صاحب نے باستکراہ اس درخواست کو منظور کیا کہ پریڈ پر غل غپاڑہ سپاہیون نے
مچانا شروع کیا ہنٹر صاحب نے سمجھایا کہ سپاہیون کو یہہ کام کرنا زیبا نہین ہے تو انہون نے کہا
کہ ہم سے سندھ جانے کے لئے بھتہ کا جھوٹا وعدہ کیا گیا پھر انہون نے اس بوڑھے افسر اور
اور افسرون پر جو انکی امداد کے لئے آئے اینٹ پتھر پھینکنے شروع کیئے۔ رات تو ہنٹر صاحب کی فکر مین
بسر ہوئی صبح کو پریڈ ہوئی انہون نے ۶۴ رجمنٹ کو دیکھا کہ وہ پریڈ پر بڑی خوشنما کھڑی ہے کوئی آئین
نافرمانی نہین پائی جاتی صرف ایک کمپنی کے دس سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا سپاہیون کا
حال بچون کا سا ہوتا ہے کہ ان کے افعال کا کوئی سبب نہین بتایا جا سکتا۔ ۶۴ رجمنٹ نے بغاوت
اختیار کی ہر چند جرنیل ہنٹر نے انکو سمجھایا مگر وہ اسکے کہنے مین نہین آئے سب باتون کا یہی جواب
دیا کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دلواؤ۔ جرنیل ہنٹر نے جدا جدا ہر کمپنی مین سے ایک ایک
آدمی کو بلاکر انکی شکایت کو سنا ہر ایک نے یہی شکایت کی کہ ہمکو بھتے کے باب مین دھوکا دیا گیا غرض
آخر کو یہہ فیصلہ ہوا تھا کہ بھتہ جو بارہ روپیہ مہینہ دیا جاتا تھا وہ آٹھ روپیہ دیا جائے جو پالاک صاحب کی
لشکر کشی کابل مین دیا گیا تھا۔ کرنیل موس لی یہان کی چھاونی سے علیحدہ کئے گئے اور ۶۴ رجمنٹ کو سکھر

بھیجدیا۔ نیپئر صاحب نے خدا کا شکر یہ ادا کیا کہ سپاہ کی سرکشی بغیر کسی ایک خون کی بوند ٹپکنے کے ختم ہوگئی ۔

مدراس کی سپاہ کی بغاوت

بغاوت کے جرم کی سزا خواہ کچھ ہی دی جائے اُسّے اسکی برائی کا علاج نہین ہوتا۔ باغی رجمنٹین موقوف کی جائین ان کے سرغنون کو پھانسی دی جائے یا توپون کے منھ سے انکے چیتھڑے اڑائی جائین تو بھی یہہ مشکل حل نہین ہوتی کہ سندھ مین برٹش سپاہ کس طرح مقیم کی جائے ؟۔ پہلے گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہوا کہ صرف بنگال کی سپاہ مقیم رہے جو بمبئی اور مدراس کی سپاہ سے اچھی ہے مگر اس سپاہ نے جب یہہ اپنا رنگ دکھایا تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ اسکی بجائے بمبئی یا مدراس کی رجمنٹین متعین کی جائین۔ مگر بنگال کی سپاہ کے بھتہ طلب کرنے کی خواہش مدراس کی سپاہ مین بھی پیدا ہوگئی مگر بمبئی کی سپاہ اس طلب سے پاک تھی۔ جب جبل پور سے بنگال کی سپاہ سندھ کو چلی گئی تھی تو اسکی جگہہ مدراس کے سوارون کی رجمنٹ بھیجی گئی تھی توسیع ملک ہوتی تھی اور اسکے متناسب افزائش سپاہ نہین ہوتی تھی تو اسکے نتائج مین سے ایک یہہ تھا کہ سپاہ کی اقامت کے حدود جو پریسیڈنسیون مین مقرر تھین وہ شکستہ ہوئین اگرچہ یہہ امر قابل اعتراض نہ تھا مگر وہ نظام سپاہ مین بغیر کسی خلل اندازی وفتور کے نہ ہوتا بظاہر یہہ کوئی بڑی بات نہین معلوم دیتی تھی کہ ایک پریسیڈنسی کی چھاونی کی سپاہ دوسری پریسیڈنسی کی چھاونی مین معین کی جائے یہہ گورنمنٹ کی بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ برخلاف دستور کوئی حکم دیا جائے مگر انکے نتائج سے گورنمنٹ کو دقتین نہ پیش آئین مدراس کی رجمنٹ سوارون کی جو جبل پور مین بنگال کی سپاہ کی جگہہ بھیجی تو اس مین اور زیادہ دقت یہہ پیش آئی کہ مدراس کی سپاہ کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے کنبے سمیت کوچ کیا کرتی تھی اور بنگال کی سپاہ کا کنبا گانؤن مین رہتا تھا۔ مدراس کے سپاہی کے لیے اپنے کنبے کا ساتھ لے جانا اور اسکا خرچ اٹھانا وبال جان تھا رسالہ مذکور مین سوار اکثر اشراف مسلمان تھے جنکی عورتین پردہ نشین تھین اسلیئے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مین انکے لے جانے مین اور زیادہ خرچ پڑتا تھا۔ رسالہ سوارون کا اس سبب سے اور زیادہ دقت مین تھا کہ سنہ ۱۸۴۳ء کے آخر مین اسکو یہہ توقع تھی کہ وہ ارکاٹ مین جاکر مقیم ہوگا اب اسکو کامیٹی سے جبل پور جانے کا حکم ہوا انکی مایوسی مین کمی اس حکم سے ہوئی کہ وہ جبل پور مین چندروز قیام کرکے پھر اپنی پریسیڈنسی مین واپس آجائیگی اسلیئے وہ اپنے کنبے کو اپنی جگہہ پہ چھوڑ کر تنہا خود جبل پور چلے گئے۔ جب انکو معلوم ہوا کہ یہاں قیام بالاستقلال ہوگا اور

انکو خلاف اسپ بھتہ کم ملے گا سوار تو اس بھتے کے زیادہ ملنے سے اپنے غیر معمولی خرچ اُٹھاتے تھے تنخواہ ایسی قلیل تھی کہ یہہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے گھر خرچ کو بھیج سکتے اور آپ خود بھوکے نہ مرتے۔ غرض جب انہون نے دیکھا کہ جبل پور مین بھتہ کم ملے گا تو انہون نے اپنی ناراضی ظاہر کی انکے افسر میجر ٹیح فیلڈ تھے جو انکے ساتھ ہمدردی نہین کرتے تھے سوا رحق ناحق اپنی مصیبتون کا الزام انکے سر پر لگاتے تھے اب انہون نے حکم عدولی شروع کی۔ جب انکو افسر فہمائش کرتے تو انکی سب باتون کے جواب مین یہہ کہتے کہ پیٹ کو روٹی دو۔ یہہ اچھا ہوا کہ اس رسالہ کی برطرفی سے زیادہ بھتہ ملنے کا حکم آگیا جس سے فساد بالکل رفع دفع ہوگیا۔ پھر مدراس پیدل ۴۷ رجمنٹ نے ایسے ہی وجوہ سے جو اوپر سوارون کی رجمنٹ کے لیئے بیان ہوئین بغاوت اختیار کی۔ جنرل نے انکو سمجھایا کہ جو تم کو شکایت ہو اگر وہ سپاہیون کی طرح کروگے تو انکی تحقیقات کی جائیگی اور انکی اصلاح کی جائیگی۔ لیکن یہہ طریقہ و رویہ جو پریڈ پر تم نے اختیار کیا ہے اس سے چشم پوشی نہ کی جائیگی رجمنٹ اپنی لین کو چلی گئی بعض سرغنہ قید ہوئے۔ روپیہ سپاہیون کو پیشگی دیدیا گیا جس سے فساد رفع ہوگیا سپاہیون کی درخواست بجا تھی وہ گورے سپاہیان کی طرح زیادہ شراب پینے کے لیئے زیادہ بھتہ نہین چاہتے تھے بلکہ اپنے عزیز بھوکے کنبے کی پرورش کے لیئے وہ یہہ درخواست کرتے تھے جب اس افلاس سے انکے کنبے کی عزت جاتی تھی تو اضافہ کی درخواست کرتے تھے مگر بُری طرح سے انکو سپاہیون کی طرح یہہ درخواست کرنی چاہیئے تھی مگر اسکو وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی سنے گا نہین۔

آخر کار بمبئی پریسیڈنسی مین سندھ داخل کیا گیا اور بمبئی کی سپاہ وہان متعلق کی گئی۔ اس بات کا ٹھیک ٹھیک بیان کرنا مشکل ہے کہ سندھ کی محافظت کے لیئے جو ناقص تدابیر اختیار کی گئین اس سے ہندوستانی سپاہ کی ڈسپلین مین کتنا خلل پڑا یہہ بیماری ایسی تھی جسکا علاج کرنا مشکل تھا۔ حکام مین اتفاق رائے نہ تھا جس سے بڑی دقتین پیش آئین کسی باغی رجمنٹ کا موقوف کردینا بغاوت کی صورت مین نہایت آسان اور ظاہر تدبیر ہے جو گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہے مگر اس مین ناانصافی بھی ہے اور اسکا نتیجہ بھی خوفناک ہے ناانصافی تو یہہ ہے کہ اس مین خطاوار بےخطاوون کو یکسان سزا دی جاتی ہے اور خوفناک نتیجہ یہہ ہے کہ موقوف شدہ سپاہی ملک مین بغاوت کے مواد جمع کرتے ہین سینکڑون سپاہی بھیجے جاتے ہین جو نہایت عمدہ لڑنا

جانتے ہین کہ وہ دشمنون کی سپاہ مین جاکر وہ سبق پڑھائین جو ہم نے انکو سکھائے ہین - ایک ہزار آدمیون کو مفلس اور ذلیل بنانا سلطنت کی سلامتی کے لیئے بھی مضر ہے سزا دینے مین التوا کرنا جرم کا معاف کرنا ہے اسواسطے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ ۳۴ پیادہ پلٹن بنگال اور سوارون کی ۷ رجمنٹ بنگال نے سرحد پر سکھ سپاہ کے سامنے جو بغاوت اختیار کی تو صدر مقامات مین اسپر سخت مباحثے ہوئے کہ اسی مقام پر جہان سرکشی ہوئی تھی یا جرم کے مقام سے دور کے فاصلہ لے جاکر سپاہ کو موقوف کرنا چاہیئے تھا - لارڈ ڈالہوزی کی راے یہہ تھی کہ فیروزپور مین لدھیانہ سے گورون کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کو بلاکر اس سپاہ کو انکے روبرو بہت جلد موقوف کرنا چاہیئے تھا لیکن یہہ معاملہ گورنمنٹ مین رجوع کیا گیا اور باغی رجمنٹین بغیر کسی سزا پانے کے لدھیانہ اور میرٹھ بھیجی گئین کہ وہان سپریم گورنمنٹ کے حکم کی منتظر رہین پھر سپریم گورنمنٹ سے کمانڈر انچیف کو حکم ہوا کہ وہ کام ایسی ہوشیاری سے کرے جس مین کوئی خرابی نہ ہو سا تو ان رسالہ کل باغی نہین ہوا تھا دو سو سوار نمک حلال رہے تھے ڈسپلن اور قانون کا یہہ انتظار تھا کہ خطا و بےخطا دونو ساتھ نہ غارت کیئے جائین - لیکن ۳۴ رجمنٹ پیدل مین سب سپاہی اور افسر بغاوت کے رنگ مین رنگے ہوئے تھے وہ ہندوستانی اور گورون کی سپاہ کے روبرو برطرف ہوئے - باغیون کی پیٹھ پر سے وردی اُتاری گئی اور انکی رجمنٹ کا نمبر سپاہ کی فہرست سے خارج کیا گیا ؁

مدراس گورنمنٹ کو سپاہ کے برطرف کرنے مین بہ نسبت بنگال گورنمنٹ کے زیادہ دقت پیش آئی - ایک رجمنٹ کو جسکے ہاتھ مین ہتھیار ہون سینکڑون میل تک ریل مین لے جانا اور اس سے خدمتین لینا اور بہت ہفتہ تک یہہ دیکھنا کہ وہ اپنے کامون سے توبہ کرتی ہے اور اسکی سزا کو چھپائے رکھنا جو تجویز ہو چکی ہے اور پھر اسکو سلامتی کے پنجرے مین بند کر کے قید کرنا جس سے اس مین مقابلہ کرنے کی قابلیت ہی نہ ہو اور پھر مدت کی مخفی سزا سے اسکی ملاقات کرانا اور بہت دیر کے بعد انتقام لینا یہہ سب باتین ایسی ہین جنکو انگریز نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین ارکاٹ تک سفر کرانا ایسی حالت مین کہ وہ ابھی سزا سے لاعلم ہو بڑا ظلم تھا اور یہہ بھی ناممکن تھا کہ سوارون کو اپنی بےعزتی کا جو ہونے والی تھی علم ہوتا اور وہ چپ چاپ اپنے گھوڑون پر سوار تیز ہتھیار لیئے ہوئے چلے جاتے وہ مسلمان تھے غصے سے بھرے ہوئے ہوتے تھے جو انتقام لینے کو ہتکی جانتے تھے وہ اسطرح نہین جا سکتے تھے اس لیئے مدراس گورنمنٹ کو

انکے برطرف کرنے مین تامل ہوا اور اس تامل سے بہت سے مجرم سزا سے بچ گئے - لارڈ الین برا یہہ چاہتے
تھے کہ یہہ رجمنٹ موقوف کی جائے انہون نے کہا کہ اس رجمنٹ کا چال چلن بڑا خراب ہے اور اسکے نتائج
برے ہین کل ملک کی محافظت مین اس سے خلل پڑتا ہے - مگر یہہ رائے انکے اصول کے موافق نہ تھی کہ
ہندوستانی سپاہ کو غلطیون اور دہوکہ مین آجانے کی سخت سزا دی جائے چند حاکم ایسے بھی زندہ تھے کہ ہندوستانی
سپاہی کی لیاقتون کی بڑی قدر شناسی مہربانی کے ساتھ کرتے تھے اور اسکے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار
تھے - اگرچہ لارڈ الین برا یہہ ٹھیک نہین جانتے تھے کہ سپاہ کی بغاوت کے معاملے کس طرح فیصلہ
کرنا چاہئین اور وہ ان نتائج کا حساب صحیح صحیح کرنا نہین جانتے تھے کہ نرمی و سختی کے اندازون کو
ایسا مناسب رکھین کہ نرمی کے سبب سے جرم کی مدد نہ ہو اور نہ سختی سے ظلم ہو - وہ وہان ناکامیاب
رہے جہان اب تک کوئی اور کامیاب نہین ہوا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ صرف ہندوستانی سپاہ
کی عام بغاوت اصلی خوف ہماری سلطنت کے لیئے ہے اور انکو یقین تھا کہ سپاہیون کی خیرخواہی و
وفاداری قائم رکھنے کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہیانہ نشان و شوکت کی غذا انکی خدمات کو دی جائے
یہہ کہنا انکا صحیح تھا سندھ کے الحاق کرنے سے جو بغاوتین پیدا ہوئین انکی سزائین گورنمنٹ نے
دین وہ ضروری تھین انکی نسبت گورنمنٹ کے ذمے کوئی الزام نہین لگ سکتا ایک رجمنٹ کا برطرف
کرنا اور رجمنٹون مین چند سرغنون کو سزا دینا اور باقی کو معاف کرنا اور ایک دو انگریزی افسرون کو جو بدنظمی
پیدا کرنے کی سزا مین موقوف کرنا اور پہلے سال مین جنہون نے خدمات اچھی کین تھین انکو فیاضانہ عطیات
عطا کرنا یہہ سب کام ایسے تھے کہ انہون نے بیماری کو نہین چھیڑا اور آیندہ کی صحت کا انتظام کیا
اصل حقیقت یہہ ہے کہ ہندوستانی سپاہ کبھی بدروشی و سرتابی پر آمادہ نہین ہوتی جب تک گورنمنٹ
کے ہاتھ سے اسکی دل آزاری نہین ہوتی اسپر سختی کرنا ایک جرم تھا مگر اس مین شبہ نہین کہ نرمی کرنا بھی
بڑی خطا تھی جب سپاہ یہہ جانتی ہے کہ ہم اپنی تنخواہ کی مقدار کے لیئے گورنمنٹ کو حکم دے سکتے
ہین تو پھر گورنمنٹ کا اسپر تسلط کچھ باقی نہین رہتا - گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان بغاوتون سے یہہ سبق سیکھے
کہ سپاہ کو صاف صاف اسکی تنخواہ کے اور بھتے کے قواعد سنا دے ہر حال مین سپاہ کی تنخواہ کا
کم کرنا بڑا خوفناک امر ہے - ایسی حالت مین تو انگریزی افسرون کے خیرخواہ رہنے مین بھی کلام ہے
ان دو باتون کے مفصل نہ سمجھانے سے سپاہی رنجیدہ خاطر ہوتا ہے وہ اسمین جانتا ہے کہ دال مین

کچھ کالا کالا ہے اور اس مین دغا ہے جب اسکا حق یا حق ناحق تلف کیا جاتا ہے تو اسکے بحال کرنے کے لیئے
وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے پھر گورنمنٹ کو نہایت مشکلات پیش آتی ہین پھر وہ اسکو برائیون مین کسی کو اختیار کرنا
پڑتا ہے نرمی کے یا سختی کے اختیار کرنے مین غالباً افسوسناک غلطیان ہوتی ہین +

باب دہم

ہندوستانی سپاہ

پٹنہ کی سازش

امن امان کا زمانہ تھوڑے ہی دنون رہا کہ سکھون کے ساتھ ہنگامہ جنگ و نبرد برپا ہوا جس سے
ہندوستانی سپاہ کے دلون مین شان و شکوہ حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ مین پٹنہ
مین ایک سازش کا ساز و سامان تیار ہونے لگا۔ ستلج کے کنارہ پر تو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف
سپہ آرائی مین مصروف تھے سب کی آنکھین اس طرف لگی ہوئی تھین۔ گنگا کے کنارہ پر کلکتہ سے
چار سو میل پر پٹنہ مین ایک سازش ہو رہی تھی جسکا بھانڈا پٹنہ کے مجسٹریٹ میجر رو کرو فٹ صاحب نے
پھوڑ دیا۔ اگرچہ اس سازش کی اصل حقیقت نہ معلوم ہوئی اور نہ معلوم ہوگی مگر اسکا مقصود اتنا معلوم
ہوا کہ یہہ تھا کہ دینا پور کی چھاونی کے سپاہیون اور اسکے افسرون سے بڑے بڑے زمیندار سازش
کر کے انگریزی سلطنت مین فتور ڈالین جسکے لیئے ایسی ایسی افواہین اڑتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا
ارادہ ہے کہ ہندوؤن کی جات کو خراب کرے اور مسلمانون کے ختنہ کو بند کر کے انکو مسلمانی سے محروم کرے
اور انکی عورتون کو حکم دے کہ وہ بے پردہ ہو کر گھر سے باہر پھرا کرین۔ اگر ایسی کہانیون مین ذرا سا بھی سچ
ہوتا ہے تو بہت لوگ انکو یقین کرنے لگتے ہین۔ تانبا شار چیز کے مردم نگوبند چیز ہا۔ اب ایک اور شگوفہ
کھلا کہ پٹنہ کالج کے پرنسپل کی درخواست سے پٹنے کے مجسٹریٹ نے مردم شماری شروع کی کہ جس سے
معلوم ہو کہ مختلف جاتون اور پیشون اور حرفون کے کتنے کتنے باشندے ہین اس مردم شماری کو لوگون نے
یہہ جانا کہ اس مین بھی کوئی نئی شاخ ہے جو رعایا کے زبردستی عیسائی بنانے کے لئے گورنمنٹ نے سوچی ہے
مولویون اور پنڈتون نے سپاہ کے بہکانے پر کمر باندھی تھی کیونکہ انکا مقصد انگریزی حکومت کے استیصال
کرنے کا جب تک حاصل نہین ہو سکتا تھا کہ سرکار سے سپاہ کو برگشتہ نہ کرین سپاہی جب رخصت پر اپنے

گانوؤن مین جاتے تو وہ بہکائے جاتے کہ جیسے جیل خانون مین کھانا پینا سب قیدیون کا ایک ہوگیا
ہے اسی طرح چھاونیون مین سپاہیون کا اکل و شرب ایک ہونے والا ہے سپاہی کو اپنی ہنڈیا پکانے پر
بھی اختیار نہین رہے گا - انگریزون اور سکھون مین جو ہنگامہ جنگ برپا تھا تو اسوقت مین یہہ یقین سمجھا
جاتا تھا کہ لاکھون پنجابی آنکر انگریزون کو ہندوستان سے باہر سمندر مین نکال دین گے بہت سے نادان
اس امید مین بیٹھے تھے کہ پٹنے کے برہمن افیون کے گودام کو جس مین گورنمنٹ کا ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا
مال ہے لوٹین گے تمام بدمعاشون کی جماعتین لوٹ مار و قتل کرنے کے لیئے آمادہ بیٹھی تھین سازش
کرنے والون نے یہہ خبر اڑائی کہ بادشاہ دہلی نے ایک معتبر ایجنٹ بھیجا ہے کہ وہ تمام رجمنٹون کے ہرایک
سپاہی اور ہر ایک افسر کو ایک مہینے کی تنخواہ دیدے بشرطیکہ ملک کے اس فساد مین جو برپا ہونے والا ہے
کوئی سپاہی گورنمنٹ کی حمایت کے لیئے اپنا ہاتھ نہ ہلائے تمام زمیندار اور کاشتکار اور اہل شہر سرکشی کرنے پر
آمادہ بیٹھے ہین بشرطیکہ سپاہی کچھ کام نہ کرین - اسطرح برٹش گورنمنٹ اتنے پہلے غارت ہوجائیگی کہ وہ
ہمارے مذہب کے غارت کرنے کے لیئے حملے کرے - جب سازش کرنے والے یہہ تدبیرین کر رہے
تھے تو پہلی رجمنٹ کے ایک جمعدار نے اپنے افسر کو ان سب باتون کی اطلاع دی تو پھر بہت جلد اس
سازش کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیئے تفتیش ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے اصل نہ تھین
روپیہ سپاہیون کو رشوت دینے کے لیئے جمع ہو رہا تھا اور تقسیم کرنے کے لیئے تھیلیون مین بھرا ہوا
دھرا تھا اسپر حاکمون کا اتفاق رائے ہوا کہ یہہ جمعدار اور دوسرا اور کوئی معتبر افسر رشوت کے روپیہ کو لے لے
اور پھر اسکو اظہار کرے - رجمنٹ کا ایک حصہ گیا کو جاتا تھا جسکے ساتھ یہہ دو جمعدار تھے راہ مین ایک
بلہ مین دو معزز مسلمان اچھے کپڑے پہنے ہوئے یون ہی جمعدارون سے ملے یا وہ اور کر انسے ملنے
گئے تھے انہون نے جمعدارون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اورون کے دینے کے لیئے بھی روپیہ لیا گیا ہے
اور اسی مطلب کے لیئے بہت سا روپیہ آنے والا ہے بس روپیہ کے اسطرح تقسیم ہونے سے زیادہ
کیا اور ثبوت سازش کے لیئے ہوسکتا ہے روپیہ کو تو آدمی اس چیز کے لیئے خرچ کرتا ہے جس کا
وہ بڑا شائق ہوتا ہے - ایک اور ہندوستانی افسر نے بھی رشوت مین روپیہ لیا تھا اور رجمنٹ کا
منشی اس سازش مین شریک تھا اس سازش کو گرفٹ صاحب نے آگے چلنے نہین دیا
جو بڑی سازش کرنے والے تھے انکے پھانسی دینے سے سازش کا پردہ فاش ہوگیا اور پھر بالکل

امن امان ہوگیا۔ فساد کا خرخشہ باقی نہین رہا۔ دینا پور مین اور دو رجمنٹون کو اسطرح رشوتین دی جاتی
تھین مگر روکرو فٹ صاحب نے انکو پکڑ لیا۔ اس سازش مین بڑے بڑے نام بیان کیئے جاتے
تھے کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکم آیا ہے مہاراجہ نیپال سپاہ بھیجنے کو تیار ہین کہ میدانی ملک مین جھاڑو
پھیرے یہہ بھی کہا گیا کہ اس سازش کے بانی اول سکھہ ہین۔ تحقیقات مین ایک گواہ نے اول
مٹھاکی ہاتھ لمبا پیش کیا جس مین پٹنے کے صدہا ہندو مسلمان رئیسون کے نام لکھے ہوئے تھے
انہون نے آپس مین عہد کیا تھا کہ ہم اپنے مذہب کی حمایت مین جان دیدینگے یہان خواندہ ناخواندہ
آدمیون کو اپنے سچے دل سے یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقصد عظیم یہہ ہے کہ سب لوگون کو
بن جات فرنگیون کی طرح بنالین اس یقین کے سبب سے گورنر بنگال نے یہہ اشتہار جاری کیا کہ
برٹش گورنمنٹ نے کبھی مذہب مین مداخلت نہین کی آیندہ رعایا کو یقین رہے کہ وہ اس ملک کے
مذہب مین کبھی مداخلت نہین کریگی۔ لوگون کو یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کو سکھون کے ساتھہ لڑائی
مین بڑی ہزیمت ہوگی۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ گوف نے جو پنجاب مین فتوح حاصل کین تو لوگون کے
یہہ سارے یقین اڑ گئے اس سے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سپاہ کے
اخلاق پر بڑا اثر پڑا اور پھر کسی سازش کا خوف خطر نہ رہا سپاہیون کو پنجاب کی فتح کرنے پر فخر و
ناز تھا انکو اس فتح سے روپیہ کا بھی فائدہ حاصل ہوا۔ پنجاب بھی سندھ کی طرح سرکاری عملداری
مین الحاق کیا گیا تو بھتہ کا وہی جھگڑا جو سندھ کے لحاق مین ہوا تھا کھڑا ہوا کہ ملک کے فتح کرنے کے بعد
دہ کیون موقوف کیا جائے +

پنجاب مین جو رجمنٹین بالفعل موجود تھین اور قدیمی اضلاع سے جو اور جانے والی تھین انہون نے
اپنا یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ بھتہ کے اضافہ کے لیئے تکرار اور حجت کرینگے اور بھتہ کے کم لینے سے محض انکار
آپس مین رجمنٹون نے ایکا کرکے اپنے اس ارادہ کو پختہ کرلیا۔ سب سے اول راولپنڈی مین اس
ناراضی کا ظہور ہوا۔ جولائی سنہ ۱۸۴۹ع مین ۲۲۔ رجمنٹ نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ یہہ معلوم ہوا کہ
پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین اسی اضافہ بھتہ کے لیئے بگڑینگی اور انکا بگڑنا اس نئے ملک مین جسمین
پہلے ہی خالصہ سپاہی بیکار بیٹھے ہین بڑا اندیشہ ناک ہے۔ اس بگاڑ کے سنوارنے مین سر کولن کیمبل صاحب
نے اپنی فرزانگی اور دانائی سے بڑی عمدہ تدبیرین حزم و احتیاط کے ساتھہ کین شملہ مین سر چارلس نیپیر

کمانڈر انچیف اور گورنر جنرل کو یہہ خبر پہنچی کہ راول پنڈی مین ایک رجمنٹ نے بلکہ دو نے
تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ اور وزیر آباد مین چار رجمنٹیں اور جہلم مین دو رجمنٹین بھی اس طرح بگڑنے کو
تیار ہین تو نے پیر وڈیل ہوزی نے کونسل جمع کی اور اسپر مباحثہ ہوا کہ جن رجمنٹون نے سرکار کے
حکم سے یہہ سرتابی کی ہے کہ تنخواہ کے لینے سے انکار کیا ہے وہ موقوف ہونے کی مستحق ہین یا نہین؟
اس مین اختلاف رائے ہوا۔ سر چارلس نے نپیر کیمبل صاحب کو لکھا کہ ناراض پلٹنون کو انکی حماقت پر
تنبیہہ کردے اور خانگی چٹھی مین لکھا کہ اگر سپاہی اپنی ہٹ سے نہ ہٹین تو یورپین رجمنٹون کو انکے
دبانے کے لیئے بلالے کہ سرکشی کی صورت مین ہندوستانی سپاہیون کو وہ ٹھیک بنا سکین نے پیر صاحب
کو اپنے دورہ مین معلوم ہوا کہ تمام رجمنٹون نے آپس مین اتفاق کرلیا ہے کہ پنجاب مین جب تک
زیادہ بھتہ نہ ملے تو وہ اپنا کام نہ کرین اور انہون نے یہہ افواہین بھی سنین کہ ۲۴ پلٹنین نام کٹانے کو
تیار ہین اسلیئے انہون نے جانا کہ بغاوت مین تو اسوقت التوا ہے مگر وہ ایک دن ہونے والی ہے
وزیر آباد مین اول بغاوت نمایان ہوئی۔ یہان کے کمانڈر جان ہیرسی بڑے دانا قابل لائق اور
آزمودہ کار اور سپاہیون کی عادات و مزاج وزبان سے خوب واقف کار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حسن
انتظام و تالیف قلوب سے رجمنٹ کا مزاج ٹھیک رہ سکتا ہے انہون نے پریڈ پر سپاہ کے روبرو
ایسی تقریر دلپذیر پر تاثیر کی کہ سپاہ پر اسکا اثر سحر کا سا ہوا سپاہی اپنی حرکت پر شرمندہ ہوکر سرنگون ہوئے
اور بعض کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ سب نے تنخواہ لے لی۔ جن چار سپاہیون نے اول تنخواہ
لینے سے انکار کیا تھا انکو با مشقت قید کا حکم ہوا۔ سرکل ان سے سپاہ کے روبرو کٹوائی گئی۔ تین
سرغنون کو جو ہر ایک کمپنی مین بہکاتے پھرتے تھے کورٹ مارشل سے چودہ چودہ برس کی قید ہوئی مگر
کمانڈر انچیف نے اور مجرمون کو اور دو افسرون کو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے تھے پھانسی کے
لیئے لکھا مگر انپر رحم کیا گیا کہ وہ جلا وطن عمر بھر کے لیئے کئے گئے اور نے پیر صاحب نے اپنے جنرل
آرڈر بک مین لکھا کہ یہہ قیدی جلا وطنی مین اپنے جرمون پر پچتائین گے وہ ہمیشہ کے لیئے اپنے
وطن سے اپنے عزیز و اقارب سے پردیس مین سمندر کے پار جدا ہونگے انکی زندگی بڑی مصیبت
سے بسر ہوگی مین اس سزا کی اصلاح نہین کرسکتا وہ زندہ مقابلین قسمت کے مارے ہوئے
مصیبت زدون کی ان لوگون کے لیئے ہونگی جو اپنے علمون سے دغا بازی کرتے ہین۔

سپاہیون کے خطوں کا بوجھ جو ڈاک کے چپراسی لادے پھرتے تھے اُن مین سے بہت سے خط کھولکر دیکھے گئے تو انمین کسی کے اندر بھتہ کا ذکر کچھ نہ تھا - ۶۶ - رجمنٹ نے گوبندگڈہ مین بغاوت کی بوباڈ پر بڑا غل غپاڑہ مچایا اور قلعہ کے دروازہ پر قبضہ کرنا چاہا کہ جسکے سبب سے قلعہ کے باہر خیر خواہ سپاہ سے کوئی آمد و رفت نہ ہو سکے لیکن ہندوستانی سوارون کے پہلے رسالہ نے قلعہ کے دروازہ پر ان کو قبضہ نہ کرنے دیا - اس قصور مین ۶۶ رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست سے کاٹا گیا اور انکی جگہہ گورکھون کی پلٹن بھرتی کی گئی بس اس رجمنٹ کے برطرف ہونے سے بغاوت بالکل موقوف ہوگئی - برہمنون نے دیکھ لیا کہ ہماری جگہہ گورکھے بھرتی ہونے لگے جو ہماری برابر بہادر ہین اسلیئے پھر انہون نے بغاوت نہین اختیار کی یہہ بیان کرنا ضرور ہے کہ گورنمنٹ کا یہہ قاعدہ تھا کہ سپاہیون کی خوراک کی اجناس کی جب قیمت معمولی قیمت سے گران ہوجاتی تو اس گرانی کا معاوضہ سپاہیون کو دیتی تھی ۱۸۲۱ع مین تو یہہ معاوضہ صرف آٹے کی بابت ملتا تھا لیکن ۱۸۴۴ع مین سب اجناس خوراک کی گرانی کے لیئے یہہ معاوضہ ملنے لگا - پھر ۱۸۴۵ع مین یہہ قاعدہ بدلا گیا کہ سب جنسون کی گرانی کے اوسط پر معاوضہ ملنے لگا - ۱۸۴۴ع کا قاعدہ بہ نسبت ۱۸۴۵ع کے سپاہیون کے حق مین مفید تھا وہی سر چارلس نے پیر کی سپاہ کے لیئے جاری کیا

ڈلہوزی اور نپیر

جب پنجاب مین کمانڈر انچیف نے پیر نے سپاہ کے بھتہ کا قاعدہ درست کیا ہے تو گورنر جنرل سمندر مین تھے جہان سرشتہ کی خط و کتابت حسب ضابطہ نہین ہوسکتی تھی - جب وہ سمندر سے مراجعت کر کے آئے تو انہون نے دیکھا کہ نے پیر نے بغیر انکی اجازت و حکم کے بھتہ بڑھا دیا اسکا جواب جب نے پیر سے طلب کیا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ جنوری ۱۸۵۰ع مین سپاہ بغاوت پر تلی بیٹھی تھی ملک معرض خطر مین تھا اسلیئے مین اپنے اختیار سے بھتہ بڑھانے مین التوا نہین کر سکتا تھا - لارڈ ڈلہوزی اس پیر کہن سال کے جواب سے بڑے ناخوش ہوئے اور اسکو مانا نہین بلکہ اسکے برخلاف بیان کیا کہ نہ ملک معرض خطر مین تھا نہ سپاہ بر سر بغاوت تھی غرض ان دونو مین اس بات پر ایسی شکر رنجی ہوئی کہ سر چارلس نے پیر نے استعفا دیدیا - اب انکی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی وطن مین آرام کرنے کے دن آگئے تھے - ہندوستان کی آب و ہوا مین کام کرنا انکے لیئے مناسب حال نہ تھا - جب سپاہ تنخواہ اور بھتے کے سبب سے ناراض ہوتی تو اسکی دو صورتین ہوتین کہ کیا تو سپاہ جو مانگتی ہے وہ اسکو گورنمنٹ دیدے یا اسکے نہ دینے مین اصرار کرے -

جب ضرورت کا وقت آنکر پڑتا ہے تو بڑی مشکل اس بات کے فیصلہ کرنے مین آنکر پڑتی ہے کہ ان دونو باتون مین سے کس بات کے اختیار کرنے مین زیادہ برائی ہے اب دونو باتون مین سے جس بات کو اختیار کیا اسکے برخلاف ڈیل ہوزی نے دوسری بات کو اختیار کیا۔ غرض ان دو باتون کی ضرورت جس وقت آنکر پڑی کہ سندھ اور پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیئے گئے سپاہ نے بھی ان الحاقون ہی پر اپنے بھتے اور تنخواہ کے اضافہ ہونے پر اپنی ناراضی ظاہر کی اور سرتابی نکی اگر سپاہیون کو پہلے سے سمجھا دیا جاتا کہ جب انکو اپنے گھرون سے دور جانا پڑیگا اور ایسی حالتین پیش آئینگی کہ انکو سندھ اور پنجاب مین خدمت گزاری مین بہ نسبت قدیمی اضلاع کے زیادہ تکلیف ہوگی تو خاص انکی تنخواہ اور بھتہ مین اضافہ ہوگا تو سپاہی سمجھتا کہ ہمارے آقاؤن نے ہمارے حق مین انصاف کیا اور وہ اسکا احسانمند ہوتا اور اپنے مالکون کی عدل کی ثناخوانی کرتا مگر جب سپاہی نے اپنی درخواستون کے قبول کرنے مین اپنے آقاؤن کا انصاف نہین دیکھا بلکہ دہشت تو اُسنے اپنی ناراضی ظاہر کی اور گورنمنٹ کے ساتھ اپنی الفت و محبت مین کمی کی ❊

باب یازدہم

سپاہ کے باب مین مباحثات

سپاہ کے اخلاق کا بگڑنا

اس زمانہ کے بعد پھر امن امان کا زمانہ آیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے باقی عہد حکومت مین سپاہ نے کوئی فساد نہین مچایا جس سے ان کے اس یقین واثق مین کہ سپاہ بڑی وفادار جان نثار ہے کوئی شک شبہ واقع ہوتا بعض دور اندیشمند اُس وقت ایسے موجود تھے جو یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کی سرشت ہی ایسی ہے کہ اسکا مغز گلا سڑا ہے اسمین عیبون کے داغ ایسے لگے ہوئے ہین کہ وہ کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتے بنگال کی سپاہ کے نظام پر بڑے بڑے مدبران ملکی کی رائون مین بڑا اختلاف تھا زمین آسمان کا فرق تھا ایک روز کہتا تھا تو دوسرا شب۔ بعض بنگال کے افسرون نے دانشمندانہ تحریرین کین کہ سپاہ مین بہت سی برائیون کے خطرناک آثار نمودار ہوسے ہین تو افسرون کی نسبت کہا گیا کہ وہ اپنی خانہ خرابی خود ہی کرتے ہین اور اپنے دل کی کمزوری کے سبب ناحق ڈراتے اور چونکاتے ہین انکی باتین ذرا سی بھی توجہ کے قابل نہین

غرض اس بات کا عموماً یقین تھا کہ یہہ سپاہ دنیا کی چیدہ وعمدہ سپاہیون مین سے ایک ہے اس سے
ظاہری شرارت ظہور مین نہین آتی تھی اسلیئے ارادۃً اسکے باطن مین زہریلی علامت کی تفتیش نہین کی جاتی
تھی بنگال کی سپاہ نے اپنی گستاخانہ بدخوئی کو چند دفعہ ایسا ظاہر کیا تھا کہ وہ اہل یوروپ کی سپاہیانہ
نگاہ مین بڑی جرم نظر آتے تھے مگر اسکے صد سالہ جان نثار خدمات کے دامن پران چند دھبون سے اسکی
پاک دامنی ناپاک نہین ہوسکتی تھی یہہ ممکن نہین تھا کہ یہہ چند مستثنے خطائین انگریزون کے دلون سے ان
کارہا رنمایان کو محو وحک کر دیتین جنسے کہ انکی سلطنت عظیم قایم ہوئی تھی یہہ بات بھی انکی خاطر سے فراموش
نہین ہوسکتی تھی کہ سپاہ کے یہہ جرم اس حالت مین صادر ہوتے تھے کہ افسران انگریزی یا گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی بدنظمی ہوتی تھی جنکی وہ خدمت و ملازمت کرتی تھی۔ ہندوستانی ریاستون مین جس قسم کے سپاہی تھے
اس قسم کے سپاہی سرکار کمپنی کی سپاہ مین تھے ان سپاہیون کو انگریز دیکھ چکے تھے کہ اپنے آقاؤن سے
کس طرحسے بگڑ کر اپنی ساری قوت سے انکے تباہ و برباد کرنے کو تیار ہوجاتے تھے مرہٹون اور سکھون
کے سپاہیون کی مثالین انکی آنکھون کے سامنے موجود تھین مگر وہ ان مثالون کا مصداق اپنی سپاہ کو اس
وجہ سے نہین جانتے تھے کہ گو سپاہی سرکار سے محبت نہین رکھتے تھے مگر اپنی تنخواہ کو بڑا عزیز رکھتے تھے۔

یہہ امر طبع بشری کا مقتضا تھا اور تعریف کے قابل تھا کہ ہندوستانی سپاہ نے جو اپنے انگریزی آقاؤن
کی عمدہ نیک خدمات کین تھین وہ یاد رکھی جائین اور کل سپاہ پر اعتبار و اعتماد کیا جائے۔ انکی خصلت مین
کوئی بات ایسی نہ تھی کہ وہ اس اعتبار کو کھوتی۔ یہہ جو انہون نے سرکشیان اور نافرمانیان کین وہ انکی طفلانہ
شوخیان اور گستاخیان تھین کوئی اس مین انکا مستقل ارادہ مردانہ نہ تھا انہون نے اپنا مزاج ایسا
بتلایا کہ وہ اپنے تئین جتنا زیادہ تر نقصان پہنچاتے ہین ایسا اورون کو نقصان نہین پہنچاتے اس بات کا یقین
کرنا ان لوگون کو آسان نہ تھا جو انکو یہہ جانتے تھے کہ ان مین یہہ قابلیت ہے کہ وہ کوئی سخت خونریز صدمہ
پہنچا سکتے ہین سپاہی کی سیرت متلون صفات سے مرکب ہوئی تھی کہ جنمین ضعیف اور کم اندیشناک سمجھ کا غلبہ تھا
اگرچہ انگریز یہہ جانتے تھے کہ ہندوستانی سپاہی کو اپنے سے ملانا نہایت مشکل ہے مگر وہ یہہ نہین جانتے تھے
کہ انہون نے اسکو دہشتناک آدمی بنایا ہے اور اپنی آستین مین کالا سانپ پالا ہے۔ جب ہندوستانی
سپاہ حالت طفلی مین تھی تو ایک مدارس کے سپاہی نے مسٹر سیلی برٹن کا گلا کاٹا تو فوراً ہی دوسرے
ہندوستانی سپاہی نے قاتل کو مار ڈالا اور اس دن سے کہ بولارم مین کولن میکنزی کو انکے اپنے ہی

برگیڈ کے سواروں نے قریب القتل کیا تھا تو قتل کا کوئی واقعہ ایسا نہیں واقع ہوا کہ انڈین اسپاٹر کی سپاہ کی
تاریخ پر داغ لگاتا تمام سپاہیون مین اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہین ایک مستثنے بداخلاقی ہے ہم
یہہ نہین کہہ سکتے کہ ایک بدذات سپاہی نے خونریزی کا کام کیا اسکی ساری سپاہ بدذات خونریزی
یہہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندوستانی سپاہی کی سیرت اجزا متناقض سے مرکب ہے اسکی
خصلت مین اسلیئے مخالف اوصاف مخلوط ہوتے ہین کہ جو بظاہر یہہ معلوم ہوتے ہین کہ کبھی آپسمین
مصالحت و موافقت سے نہین رہ سکتے۔ یہہ ہندوستانی سپاہی سادہ لوح ہوتا ہے مگر
کبھی فریبیا سریع الاعتقاد ہوتا ہے جو آسانی سے اورون کے دم مین آجاتا ہے لیکن اندرونی
یقینات مین بڑا پکا ہوتا ہے۔ ایام طفلی مین تربیت پذیر ہوتا ہے مگر جوانی مین بڑا سخت ہٹیلا
ہوتا ہے پارسا متقی مگر تن پرور و نفس پرور۔ خاموش مگر تیز مزاج بھلا مانس مگر ظالم اپنی روزانہ
زندگی مین ناتوان و کاہل مگر نہایت مستعدی سے جید کام کرنے کے قابل بعض اوقات کھلاڑی بعض اوقات بعض
آسانی سے بلندی پر چڑھنے والا اور نیچے گرنے والا چھاونی مین خوش مزاج خندہ پیشانی زچبین
بجبین اسکی طبیعت مین عموماً زندہ دلی ہوتی ہے مگر بعض اوقات وہ غلط خیالات بھی سوچتا ہی
اگر ایک دفعہ اسکی روح مین کوئی مغالطہ بیٹھ جائے تو پھر اس سے بداندیشی کا زہر نہین رفع
ہوسکتا۔ اب انگریز اس بات کو سمجھتے ہین کہ سپاہی کی سیرت مین یہہ صفات بڑی خوفناک
تھین اسواسطے کہ اسکی بھل منسایت اور خوش مفرح صفتین تو ظاہر معلوم ہوتی تھین اور جلدی سے
انکی قدرشناسی ہونے لگتی تھی اور اندرونی کریہہ و زشت اوصاف تاریکی مین اپنا بھیس بدلے
ہوئے رہتے جو انگریزون کو انکی روزانہ ملاقات مین نہین معلوم ہوتے۔ بس ظاہر مین ایسی باتین
تھین کہ جس سے یورپین افسرون کو سپاہ پر نہایت اعتبار و اعتماد ہوتا ہے اور بہت تھوڑی
باتین ایسی تھین کہ سپاہ کی طرف سے انکے دل مین کوئی اضطرابی و بدگمانی پیدا ہوتی۔

یہہ سچ ہے کہ یہہ امر عقل کے خلاف تھا کہ جن اجنبی افسرون نے سپاہیون کو انکے اعلے اور
معزز عہدون سے محروم کرکے خاک مین ملا دیا ہو ان سے محبت و الفت کی امید کی جائے۔
لیکن انگریز کبھی اپنے منصب کی نسبت جو اسکو اجنبی غیرون کے گروہون مین حاصل ہے استدلال
نہین کرتا وہ اس بات کو مان لیتا ہے کہ مجھے سب سپاہی پسند کرتے ہین اور اسلیئے ادب کی توقع

توقع رکھتا ہے لیکن برٹش افسر کا ادب ہندوستانی سپاہی کی خاطر سے نہین کرتے تھے اسلیئے کہ وہ اسکے
رنگ سے اسکے مذہب سے اسکے نجس اطوار سے اسکی حکمرانی کے طریقون سے نفرت رکھتے تھے مگر اس
سبب سے ادب کرتے تھے کہ افسر کو فاتح فتح مجسم جانتے تھے ہندوستانی سپاہی کی خصائل مین
اپنی بہادری کی ڈینگین مارنا اور شیخی بگھارنا بھی داخل ہے اسکی خصلت مین یہہ تناقض بھی ہے
کہ ادھر اپنی بہادری کی شیخیان بگھارتا اُدھر دلی یقین رکھتا ہے کہ انگریز افسر ہی نے مجھ مین بہادرانہ
سپاہیانہ شکوہ و تکبر کا جذبہ پیدا کیا ہے یہی سبب تھا کہ سپاہی اپنے قدیمی کمانڈر افسر کی قبر پر
چراغ جلاتے تھے اور جس جنرل کے ماتحت میدان جنگ مین لڑائی لڑتے تھے اسکی تصویر کو
جنگ آزمودہ سپاہی سلام کرتے تھے اسکے سوا اور بھی اشرافانہ فیلنگس محبت و فیاضی کے
سپاہ مین تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص افسرون کی ذات کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔
سپاہی جو بہت سی لڑائیان کر چکا ہے وہ اپنے بیمار افسر کے بستر سے لگا ہوا اسطرح بیٹھا ہوتا ہی
جیسے کہ کوئی عورت تیمارداری کے لیئے بیٹھتی ہے اور کپتان کے برانڈہ کے آگے زرد رنگ بچون کو
بڑی محبت سے کھلا اور بہلا رہا ہے افسرون کے ساتھ اسکی محبت و پرستاری بے نظیر و بے عدیل
ہین جب انگلش عورتین یہہ جانتی ہین کہ ہمارے گھر کا محافظ ہندوستانی سپاہی ہے تو ان کے
دل مین کوئی خوف و خطر کا کھٹکا نہ رہتا وہ اسکو ساتھ لیکر ملک کے تمام طول و عرض مین بے خوف و
خطر سفر کرتین انگریز صرف سپاہی کی شفقت اور محبت کے رُخ کو دیکھتے تھے اور یہہ نہین جانتے
تھے کہ اس ہموار سطح کے نیچے خوف و خطر گھات لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور حاکمون کے ساتھ انکی
ظاہری محبت نے جو اعتبار و اعتماد انکے لیئے پیدا کیا تھا اسکے اندر جو خوف تھا اسکا انگریز یقین نہین
کرتے تھے۔

برٹش گورنمنٹ سپاہی کی عام نیک سیرت پر جو اعتماد رکھتی تھی وہ عقل کے موافق تھا لیکن اگر
وہ اپنے نظام کو بالتفصیل دیکھتے تو اسکو شبہات پیدا ہوتے وہ اپنے نظام کو بحیثیت مجموعی صحیح سمجھتی
مگر اسکے اجزا مین نقص ہونے کو قبول کرتی اور بہت سوچ بچار اور غور و خوض سے سپاہ کی اصلاح کے
کار عظیم کو انجام دیتی بجائے اسکے لارڈ ڈیل ہوزی نے ہندوستانی سپاہ کے باب مین یہہ شیخی کی بات
کہی کہ اسکے لیئے کسی بات کے چاہنے کی ضرورت نہین رہی انکو چاہیئے تھا کہ سطاحت کو چھوڑ کر

نظام موجودہ کی تمام برائیون کے زخمون کی گھرائی کو ناپا ہوتا اور اپنی ساری قوت وزور سے انکو دور کیا ہوتا
انپر آگاہی کے لئے سامان موجود تھا بڑے بڑے پرانے تجربہ کار افسر انکو تبلانے کے لیئے موجود تھے کہ انکو کیا
کرنا چاہیئے انکی کونسلرون کے درمیان اختلاف آرائی کے ایسے الجھیڑے پڑے ہوئے تھے کہ وہ سلجھنے کے
قابل نہین تھے انمین ایک سفید مورتیش بڑے تجربہ کا دوسرے سفید ڈاڑھی کے چالیس برس کے
آزمودہ کار کو جھٹلاتا تھا لارڈ ڈیل ہوزی کو جسکے ذمے ساری جواب دہی تھی ایک مشیر سمجھاتا کہ اب
اس داغ کو دیکھیئے اور اسکے مٹانے کا قصد کیجئے تو دوسرا مشیر کہتا کہ یہہ داغ نہین ہے بلکہ بڑا خوبصورت
پھول ہے آپ اسکو ایسا ہی رہنے دیجے جیسا وہ ہے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے عمدہ ملٹری نکتہ چینیون
اور عیب جو بینیون کی متضاد لڑنے والی رایون کی کش مکش سے بچنے کے لیئے وہی کیا جو گورنر جنرل سابقہ
کرگئے تھے انہون نے اس بات کو مان لیا کہ اگر پہلی دفعہ انہون نے ہندوستانی سپاہ کی ترکیب کو درست کیا تو وہ
بعض لحاظ مین اس سپاہ سے مختلف ہوگی جو انکے سامنے موجود ہے وہ نظامون اور وسائل نظری سے نہین
پیدا ہوئی اسکو تو حالات نے پیدا کیا ہے اسلیئے بہتر ہے کہ جس طرح وہ پیدا ہوئی ہے اسی طرح
وہ اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے۔ تبدیلی بعض اوقات بڑی خطرناک ہوتی ہے اور اکثر غلط سمجھی جاتی ہے
بے شک ہندوستانی سپاہ کے سمجھنے سے زیادہ مشکل کوئی اور سوال نہ تھا۔ یہہ ایک امر واقعی تھا کہ
گورنر جنرل کے دل پر متواتر مخالف رائین ان نکات کو بیان کرکے اپنا زور لگاتی تھین جو سپاہ کے خیرخواہ
اور موثر ہونے پر بڑا اثر رکھتی تھین جات کے سوال عظیم پر حاکمون کا اختلاف تھا۔ بعض یہہ کہتے تھے کہ
یہہ ضرور ہونا چاہیئے کہ ہندوستانی رجمنٹون مین سپاہی زیادہ تر اونچی جات کے ہون کیونکہ ایسی سپاہیون
مین ایسی عمدہ اور بہتر بہتر صفات اخلاقی اور جسمانی ہوتی ہین کہ جنکے سبب سے کامل سپاہی بن سکتا ہے اونچی
حالت کے سپاہی کا دل بہادر ہوتا ہے اسکو سپاہی ہونے پر فخر ہوتا ہے وہ وجاہت رکھتا ہے وہ اپنے
ملک کی ادنے جات کے آدمیون کی نسبت زیادہ سپاہیانہ وضع رکھتا ہے اور بعض یہہ کہتے تھے کہ سپاہیون
کی بھرتی مین جات کی تمیز کو دخل دینا نہین چاہیئے سپاہ کی ڈسپلن کے لیئے یہی بہتر ہے کہ اس مین برہمن اور
رجپوت نہین بھرتی کیئے جائین بنگال اور بمبئی کے سپاہیون مین فرق یون تبلائے جاتے تھے
بنگال کا سپاہی صورت شکل مین بمبئی و مدراس کے سپاہی کی نسبت زیادہ خوبصورت وجیہہ و مضبوط و بھلا مانس
نظر آتا ہے اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ وہ بھلا مانس بہ نسبت سپاہی ہونے کے زیادہ ہوتا ہے بنگالی کی

سپاہ کی اصلی حالت اس سبب سے باغیانہ ہے کہ اس مین وہ سپاہی ہوتے ہین جنین جات کا پاس بہ نسبت ڈسپلن
کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور سپاہی کے اپنی معاشرت کے دستور و رواج کو سرکار کی ضروریات پر غلبہ ہوتا ہے
اس وجہ سے اس بات پر مناقشہ ہوتا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین گھٹیا جات کے آدمی زیادہ بھرتی کیئے جائین
اب اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ ان جاتون کے خلط ملط کرنے سے ڈسپلن غارت ہوتی ہے جب
ایک ادنے جات کا ان کمشنڈ افسر اپنے عہدہ سے علیحدگی مین کسی برہمن سپاہی سے ملتا ہے تو وہ
اسے پالاگن کرتا ہے یعنی اپنے سر کو اسکے پائون مین رکھتا ہے بس جس برہمن سپاہی کی یہہ تعظیم کی جائے
تو وہی افسر کا آقا ہوگا۔ اسکا جواب یہہ دیا جاتا تھا کہ بنگال کے سپاہ کے افسرون کی کمزوری اور نفس پروری
کی پرورش جات کا تکبر کرنا ہے مدراس اور بمبئی کے سپاہیون مین سب جاتین برابر ہین نہ اس سے عمدہ
خدمت گزاری مین مخالفت ہوتی ہے نہ اندرونی ڈسپلن مین کوئی فتور ہوتا ہے ان سپاہیون مین اونچی
جات کے سپاہی خوشی سے وہ کام کرتے ہین جنکے کرنے سے بنگال کی سپاہ کو انکار ہوتا ہے۔ نیچ جات کے
افسرون کی اونچ جات کے سپاہی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہین جیسے وہ سپاہ مین اعلے عہدہ رکھنے کے مستحق
ہین یہہ بیان کیا گیا کہ بنگال مین برہمنون کا مذہب گھمنڈی اور پکا ہے وہ انگریزی افسرون کے خوفون کو خفیف
جانتا ہے اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ہم جسقدر چاہین جات کا پاس لحاظ نہ کرین مگر ہندوستانیون مین سے
تو جات کا پاس لحاظ نہین اٹھ سکتے اسکا جواب الجواب یہہ دیا گیا کہ اور پریسیڈنسیون مین جات کا پاس و
لحاظ اٹھا دیا یہی سبق ہم بنگال مین کیون نہ سکھا سکینگے؟ اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ سپاہی جو کام پر دیس و غیر ملکون
مین کرتے ہین انکو ایسی ترغیب نہین دی جا سکتی کہ وہی کام اپنے دیس مین کرنے لگین اونچ جات کے ہندوستانی
جو بمبئی یا مدراس کی سپاہ مین بھرتی ہین وہ زیادہ تر اپنی برادری سے دور ہو جاتے ہین وہان جو کام کرتے ہین
انکی خبر انکے گھر تک نہین پہنچتی۔ اسلیئے بمبئی مین جب سپاہی بھرتی ہوتا ہے تو وہ کام کرنے لگتا ہے جو بمبئی مین
کیے جاتے ہین اس مین اسکو وہ وقت نہین پیش آتی جو بنگال مین آتی ہے اس قسم کا ایک دوسرا سوال معرض
بحث مین یہہ آیا کہ ہر رجمنٹ مین ایک ہی قوم کے سپاہی رکھے جائین یا مختلف قومون کے ملے جلے سپاہی رکھے
جائین۔ اب اس سوال مین ایک طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ ایک رجمنٹ مین مختلف قومون کے سپاہیون کے رکھنے
کے سبب سے اس مین اندرونی اتحاد کی روک ہوگی اگر ایک ہی قوم کے سپاہی ایک رجمنٹ مین رکھے جائینگے
مثلاً پٹھانون کی رجمنٹین گورکھیون کی رجمنٹین سکھون کی رجمنٹین جدا جدا ہون تو سرکشی کے لیئے آپس مین متحد ہو زیادہ

آسان ہو جائے گا۔ اب اسکے برخلاف یہہ مناقشہ پیش ہوا کہ اگر رجمنٹوں مین مختلف قومون اور جاتون کے سپاہی ہونگے تو ان مین خارجی اتحاد پیدا ہوگا کل سپاہ کے اغراض مشترکہ ہونگین اگر قومون کی مخالفت مین اپنی سلامتی کی تلاش ہو تو وہ غالباً اسطرح زیادہ حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھی جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ اس مین مخلوط کر کے ایک مجموعہ غیر متجانس بنایا جائے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ایک رجمنٹ اس دوسری رجمنٹ کی شامل مین پیروی نہ کرے جو اسے مختلف قوم کے آدمیون سے بنی ہے اور ملک کے مختلف حصہ مین رہتی ہے بہ نسبت اسکے کہ رجمنٹ کا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کی پیروی نہ کرے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ان سپاہیون کو برخلاف ان سپاہیون کے لڑایا جائے کہ جنہون نے آپس مین ایک دوسرے کی صورت نہین دیکھی بہ نسبت اسکے کہ ان سپاہیون سے لڑایا جائے کہ جنکے ساتھ وہ برسون رہے ہون گو ان مین جات کی برادری نہ ہو مگر کم از کم ہم خدمت ہونے کی برادری ہو۔ ایک پلٹن مین ہندو مسلمان دونو آپس مین ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے تھے اگر انکی پلٹنین جدا ہوتین تو ایک قوم کی پلٹن دوسری قوم کی پلٹن کی اگر وہ سرتابی کرتی تو سرکچلنے کو موجود ہوتی۔

اب یہہ ایک اور مباحثہ اس سوال کی نسبت پیش ہوا کہ سپاہ کے ایک مقام مین مقیم رہنے مین یا مختلف مقامات مین تبدیل ہونے مین کیا کیا فائدے اور نقصان ہین اور انمین کسکو ترجیح ہے بعض نے یہہ کہا کہ مختلف رجمنٹین سپاہیون کی علیحدہ علیحدہ اپنے ایک ہی مقام مین مختلف حصون مین خدمت کیا کرین سوا رجنگ کی خاص ضرورت کے بعوض ایک مقامی سپاہ ہو اور ون نے یہہ کہا کہ جو بالفعل نظام ہے وہ اچھا ہے جس مین پلٹنین وقتاً فوقتاً ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتی رہتی ہین جو آپس مین سیکڑون میلون کا فاصلہ رکھتی ہین ایک جانب یہہ دلیل پیش ہوئی کہ جب سپاہ ایک مقام مین مدت دراز تک رہیگی تو وہان کے آدمیون مین اسکا اثر و رعب داب بہت ہوگا اور اس مین یہہ خوف ہے کہ سپاہ اور غیر سپاہ کے آدمیون مین مضر تناک سازشین و آمیزشین ہون سپاہ کی مقامی سکونت مین یہہ خرابی ہے اب دوسری جانب سے یہہ عرض کیا گیا کہ یہہ امر خوفناک ہے کہ سپاہی آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ واقف ہوجائین اور انکے سپاہیون مین آپس مین دوستی ہوجائے کہ سازشون کے کرنے کے لیئے اتحاد کرنیکا دائرہ فراخ ہو کر کل ملک مین اپنا جال بچھا دے۔ دانشمند اور تجربہ کار ایک دوسرے کی رائیون کو قطع کرتے تھے اور ایسی متضاد لڑنے والی رائیون سے ناممکن تھا کہ کوئی سچی بات تحقیق معلوم ہوتی +

جامع سپاہ کی مقامی سکونت

سپاہی کا کنبے کو ساتھ رکھنا

اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ سپاہ وفادار جان نثار اور اثر دار اس صورت مین بن سکتی ہے کہ سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہے یا اپنے اہل وعیال کو اپنے ساتھ رجمنٹون مین رکھے اور اسکے متعلقین اسکی قسمت مین شریک رہین۔ بنگال سپاہ مین سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہتے تھے اور مدراس مین زیادہ اور بمبئی مین کم سپاہی اپنے بیوی بچون کو اپنے ساتھ رکھتے تھے ان دونو نظامون مین سے ہر یک کے طرفدار وحامی تھے اور انکے خاص فائدے بتاتے تھے۔ بنگال کا سپاہی ایام رخصت مین اپنے کنبے مین جاتا تھا اور اسکو اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ ہمیشہ بھیجنا پڑتا تھا۔ اگر وہ یہہ روپیہ نہ بھیجتا تو اپنی رجمنٹ مین انگشت نما ہوتا اور یہہ بھی کہا جاتا تھا کہ اگر وہ اپنی خدمت کے کام مین قصور کرتا تو اسکی اطلاع اسکے گاؤن مین ہوتی جس سے تمام برادری مین اسکا منہہ کالا ہوتا اسلیئے وہ اپنے سپاہی کے کام مین کبھی قصور نہین کرتا سپاہی کے ساتھ کنبے کے رہنے مین بڑی تکلیفین اور دقتین پیش آتی تھین جب رجمنٹون کی بدلیان ہوتی تھین تو تھوڑی سی آمدنی کے سپاہی کو ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین کنبے کے لیجانے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اور اس سبب سے سپاہی ایسی شکایتین کرتے تھے کہ وہ منجر بہ نافرمانی ہوتی تھین (اس کی مثال مدراس کے سوارون کے چھوٹے رسالہ کا حال ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے) بنگال کی سپاہ مین شائد ہی کوئی رجمنٹ ایسی ہوگی کہ اس مین بیس باجہ بجانے والے عیسائی نہ ہون۔ انکے ساتھ اہل وعیال ہوتے تھے افسرون کو انکے سفر کرانے مین جو دقتین پیش آتی تھین وہ آٹھ سو سپاہیون کے سفر کرانے مین نہین آتی تھین اب ایک اور بات کہی جاتی تھی کہ جب سپاہی کے ساتھ اسکا کنبا ہوتا ہے تو سپاہی کی نیک چلنی اور خیرخواہی کی وہ پوری ضمانت ہوتی ہے اسکی اولاد بطور اول کے اسکی عورتون کی عزت وناموس ہمارے ہاتھون مین ہوتی ہے پس سرکشی وقتل کے برخلاف وہ پشت پناہ ہوتے ہین یہہ بھی بیان کیا جاتا تھا اس نظام کا میلان یہہ ہے کہ سپاہیون کا ایک جدا فرقہ ایسا بن جاتا ہے جو اپنے ملک کے آدمیون سے بالکل جدا ہوتا ہے اور اسطرح سے ان کا رشتہ اپنے ملک سے ضعیف ہوجاتا ہے اور سرکار سے مضبوط۔ ہر نظام کے حمایتی موجود تھے اور ہر ایک نظام کو اپنا اپنا کام کرکے نتائج کو بروے کار ظاہر کرتا تھا۔

سپاہی کی ترقی کے قواعد کا انتظام

سپاہی کی ترقی کے باب مین رائون کے بڑے اختلاف تھے بعض یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کے نظام سے کہ مدت ملازمت کی درازی کے اعتبار سے ترقی ہو بنگال کی سپاہ غارت ہوگئی جس مین ہر سپاہی کے لیئے برابر احتمال تھا کہ وہ کمشند افسرون مین داخل ہوجائے۔ ہندوستانی پیدل رجمنٹون مین ایک

صوبہ دار میجر اور دس صوبہ دار اور دس جمعدار ہوتے تھے جو کمشنڈ افسر کہلاتے تھے - دوسرے یہہ
راے رکھتے تھے کہ یہہ نظام ہی بڑی پشت پناہ ہے جو تمام مخالف اثرون کا مقابلہ کرتا ہی
دونوطرف بڑے بڑے مدبران ملکی اپنے براہین متین پیش کرتے تھے یہہ کہا جاتا تھا کہ اس نظام مین
کوئی بات جد وجہد کی ابھارنے والی نہین - سپاہی اپنے افسرن سے بے پروا تھے انکو ضرورت نہین
تھی کہ وہ اپنے افسر اعلے کی رائے اپنی نسبت نیک حاصل کرین انکے لیئے یہہ کافی تھا کہ خاص
سالون تک اپنی ملازمت کی اونگ مین بسر کرین پھر آرام سے کمشن مین داخل ہو جائین اور اپنی
سپاہیانہ زندگی کو پیرانہ سالی اور فراغ دلی کی اونگ مین بسر کردین گیے اسی واسطے بنگال سپاہ کے افسر
اکثر قابل تعظیم فرسودہ تن ضعیف القلب بوڑھے آدمی ہوتے تھے اپنی رجمنٹون مین وہ بڑا اثر ورعب
وداب نہین رکھتے تھے اور جہانتک ممکن تھا اپنے تئین محنت ومشقت سے بچاتے تھے اور راحت
اور آرام مین سب کو رکھتے تھے ـ اسکے مقابل مین یہہ کہا جاتا تھا کہ یہہ نظام مدت ملازمت کی
درازی کا سپاہی کی خدمت کا بڑی اڑواڑ اور سہارا ہے اس سے سب سپاہی خوش اور راضی رہتے
ہین اور اس مین انکو یہہ آس رہتی ہے کہ اگر ہم کوئی بدچلنی ایسی نہین کرینگے کہ جسکے سبب سے برخاست
ہو جائین تو سپاہ مین جو سب سے اعلے درجہ ہے اسپر ترقی کرینگے یہہ کہا گیا کہ جس سپاہی کا نام فہرست
مین اول ہے اسپر کسی اور سپاہی کو جو قلیل الخدمت ہے ترقی دینے سے رجمنٹون مین شکستہ دلی اور
انتظام سرکاری سے سخت ناراضی کا طوفان اٹھتا ہے اور سپاہی بددل کاہل ہو جاتے ہین -
ہنری لارنس اور جان جیکب سپاہ مین کمشن درجون پر افسرن کے مقرر ہونے کی برائیان بیان
کرتے تھے کہ یہہ افسر بیچارے بوڑھے جسم کے کمزور اور دل کے ناتوان ہوتے ہین سر چارلس نے بیر
بڑی شد ومد سے یہہ حکم دیتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ مین ہر درجہ مین قدیم الخدمت ہونے کے دعوی پر
بالاستقلال کمال خیال رکھا جائے اور توجہ کی جائے - ولیم سلیمن صاحب لکھتے ہین کہ ہر رجمنٹ مین
ہم چار زیادہ نیز ہندوستانی افسر اسطرح مقرر کرسکتے ہین کہ ترقی کے قاعدون پر لحاظ نہ کرین
تو اس سے یوروپین افسرن کی نسبت اچھی فیلنگس سپاہیون کی کم ہو جاینگی جس سے گورنمنٹ کا
نقصان ہزار گنا بہ نسبت فائدہ کے ہوگا تعجب ہے کہ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل آتا رہا
اور اس معاملہ مین وہ حیران وپریشان رہا مگر اسنے اپنے اول آنے مین جو اس معاملہ کی صورت دیکھی تھی

وہی جانے کے وقت برقرار رکھی

رجمنٹون مین افسرون کے مقرر کرنے کے باب مین رائون کا بڑا اختلاف تھا بعض اس بات پر بحث کرتے تھے کہ غیر آئینی نظام اچھا ہے بعض آئینی نظام کی تعریف کرتے تھے بعض یہہ خیال کرتے تھے کہ قدیم زمانہ کی طرح چند منتخب افسر مقرر ہون اور انکو اختیار دیا جائے کہ وہ سپاہ پر حکمرانی کرین بعض یہہ کہتے تھے کہ افسر زیادہ ہون جس سے ایک جنرل شاف بن سکے اور سارے اختیارات و احکام سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے اختیار مین ہون - مارچ ۱۸۵۷ء مین ہر یک ہندوستانی پیدل رجمنٹ مین ایک کرنیل ایک لفٹنٹ کرنیل ایک میجر ۶ کپتان ۱۰ لفٹنٹ ۱۵ اینسائن ہوتے تھے پھر چند مہینون کے بعد ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ اور زیادہ کیا گیا ہمیشہ افسرون کی افزایش کے لیئے دُہائی مچائی جاتی تھی ہر غیر آئینی رجمنٹ مین تین یا چار منتخب افسر ہوتے تھے جو ڈسپلن کو کامل رکھتے تھے اور میدان جنگ مین تعریف کے قابل خدمت کرتے تھے - یہہ کہا جاتا تھا کہ جب لڑائی مین سپاہ کا کوئی افسر مارا جاتا یا زخمی ہو کر بیکار ہوتا تو سپاہ مین پراگندگی آتی اور جب چند ہی افسر ہوتے تو زیادہ حیرانی ہوتی اسکا جواب یہہ دیا جاتا تا اگر ہندوستانی افسر اچھی قسم کے ہون تو وہ سپاہیون کو مجتمع رکھکر اچھی کارگزاری کر سکتے ہین لیکن اگر وہ فرسودہ کرو بیدم ہون تو انگریزی افسر کے مرنے یا زخمی ہونے سے سپاہ مین تباہی آسکتی ہے اس بات کو سنکر جھگڑا و تکرار کرنے والے یہہ کہتے تھے اگر ہندوستانی افسر مثل ہماری کارگزار ہون تو ہندوستان مین ہماری سلطنت کتنے دنون تک مہمان رہ سکتی ہے ہندوستانی سپاہیون کو اس قابل بنانا کہ وہ پلٹنون کو میدان جنگ مین لے جاکر لڑائین انکو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون کو لیکر ہم سے جنگ پر راہون

۵ کس نیاموخت علم تیراز من ٭ کہ مراعاقبت نشانہ نہ کرد ٭ اکثر اس دلیل کے طرفدار تھے کہ بے شک ہمارا سپاہ کا یہہ تعلیم کرنا اسکے موجد کے لیئے وبا ہوگا مگر ہنری لارنس کی فیاضانہ رائے یہہ تھی کہ صحیح پولیسی یہ ہے کہ ہر ایک سپاہی کی خواہ وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی جد وجہد کرنے کے لیئے سبب پیدا کرنا چاہیئے ہماری نظام مین یہہ بڑا نقص ہے کہ بڑے بہادر و شجاع و لایق ہندوستانی سپاہیون کی مستعدی اور جد وجہد کرنے کے لیئے جگہہ نہین انہون نے کہا کہ ہم جب تک ہندوستانی سپاہ کو موشر نہین بنا سکتے کہ ہم اپنی مطلب کے لیئے انکو ترغیب ایسی نہین دینگے کہ وہ اپنی اعلے درجہ کی لیاقت وجد وجہد کو کام مین لائین ٭ اس باب مین بھی رائین بڑی مختلف تھین کہ انگریزی افسر ہندوستان مین اپنی روزانہ زندگی مین اپنی قومیت کا برتنا وہت زیادہ یا بہت تھوڑا رکھین ایک طرف یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ انگریزی افسر ایسے درشت طبع ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کی

صحبت سے بہت جدا رہتے ہین اور اسپر اپنے گرد کے آدمیون کا اثر کچھ نہین ہوتا ہے - دوسری طرف یہہ
کہا جاتا تھا کہ انگریز جاتے ہی مشرقی عادتین اختیار کر لیتے ہین پھر انگریزی جنٹل مین نہین رہتے ہین جو انکو
اول سے آخر تک رہنا چاہیئے - بعض یہہ کہتے تھے کہ یوروپ کی آمد و رفت مین جو آسانی زیادہ ہوگئی
ہے اس سبب سے اپنی مشرقی صحبت اور فرض منصبی سے بہت ناخوش رہتے ہین دوسرے لوگ یہہ کہتے
تھے کہ ہندوستان کے ملیٹری سسٹم (سپاہ کے نظام) مین بڑا نقص آتا ہے کہ انگریزی افسرون کو یوروپ
جانے کے لیئے فرلو (وطن جانے کے لیئے رخصت) کا ملنا بڑا مشکل ہوگیا ہے لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین
فرلو کے قوانین مین جو سختیان تھین وہ نرم ہوگئی تھین اور یوروپ و ہندوستان مین دخانی جہازون پر جو
آمد و رفت باقاعدہ ہوگئی تھی اس سبب سے فرلو کے قاعدے عمل مین آتے تھے یوروپ کی آمد و رفت کی کثرت نے
خواہ کتنا ہی مغربی سائنس کو ہندوستانی ملیٹری (جنگی) نظام مین داخل کیا ہو مگر اس سے رجمنٹ کے انگریزی
افسرون کی ترقی نہین ہوئی جب انگریزی افسر فرلو سے ہندوستان مین اپنی خدمت پر آتا ہے وہ اپنی
چھاونی کی زندگانی کو زیادہ بے لطف جانتا ہے اور وہ اس حکم کی اطاعت کرتا ہے کہ اپنی وضع انگلش
رکھے جسکے سبب سے اس مین اور اسکے سپاہیون مین اور زیادہ مغائرت ہوتی ہے ہندوستانی سپاہ کی
موثر ہونے کے باب مین جو بڑی بڑی باتین تھین اسپر بڑے مباحثے ہوئے تھے مختلف رائین ظاہر ہوتی
تھین اور طرفین کی دلائل سنین پیش ہوتی تھین جسکے سبب سے سپاہ مین کوئی اصلاح نہ ہونے پاتی تھی
جو اسکے نظام مین برائیان تھین وہ بدستور باقی رہتی تھین -

اس سوال کا حل کرنا بھی بڑا مشکل تھا کہ ہندوستانی سپاہ پر اعتماد و اعتبار کہانتک ظاہر کیا جائے
یہہ کہا جاتا تھا کہ ہم جسقدر ہندوستانی سپاہ پر اپنا اعتبار کمتر ظاہر کرینگے اتنا ہی ہمارے حق مین مضر ہوگا
بعض یہہ کہتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت خوب کی جائے اور اسکے ساتھ گورون کی سپاہ
اسقدر رکھی جائے کہ وہ ہندوستانی سپاہ پر مسلط رہے - دوسرے یہ کہتے تھے کہ اسکی برابر کوئی مہلک
غلطی نہین کہ ہندوستانی سپاہ پر ذرا سا بھی شبہ اپنا ظاہر کرین جس سے ممکن ہے کہ ہماری کالی سپاہ کا حصہ گوری
سپاہ کے حصہ کا مخالف ہو جائے - یہہ مباحثہ نصف صدی سے چلا آتا تھا جب ویلور مین سپاہ نے سرکشی
کر کے انگریزون کو قتل کیا تو مدراس کی گورنمنٹ نے بنگال کی سپریم گورنمنٹ سے درخواست کی کہ ساحل بحر کی
سپاہ کی کمک کے لیئے کچھ گورون کی سپاہ بھیجی جائے تو بنگال گورنمنٹ نے اس درخواست کو اس بنا پر

نامنظور کیا کہ گوروں کی سپاہ کے بھیجنے سے ہندوستانی سپاہ پر جو علے العموم اعتبار کیا جاتا ہے اس مین فرق معلوم ہوگا جس کے سبب سے خیرخواہ پلٹنین بھی خوف کے سبب سے بدخواہ ہو جاینگی بہت سے مدبران ملکی گوروں کی سپاہ کی افزائش چاہتے تھے مگر انکی یہہ درخواست انگریزی فہم کی کونسلون مین مسترد ہوجاتی تھی۔ سرکار کمپنی کی سپاہ ہندوستان مین تین لاکھ تھی جنمین چالیس ہزار سپاہ گوروں کی تھی اور انمین سے ایک تہائی گوروں کی سپاہ وہ تھی جو خاص ہندوستان کے لیئے سرکار کمپنی نے بھرتی کی تھی باقی سپاہ بادشاہی تھی جسکو تنخواہ ہندوستان کی آمدنی سے ملتی تھی اور بادشاہی احکام سے اسکی بدلی ہوتی رہتی تھی + لارڈ ڈلہوزی کے جانے سے پانچ برس پہلے گوروں کی سپاہ کچھ زیادہ ہوگئی مگر انگلنڈ جو بادشاہی سپاہ ہندوستان کو مستعار دیتا تھا اسکی تعداد کم ہوگئی تھی ۱۸۵۲ء مین ہندوستان کی تینون پریسیڈنسیون مین ۲۹ رجمنٹین شاہی تھیں جنمین ۲۸۰۰۰ سپاہی تھے ۱۸۵۶ء مین جو بیس ۲ رجمنٹین شاہی تھیں جنمین ۲۳۰۰۰ سپاہی تھے اور اس پانچ سال مین سلطنت کی بہت توسیع ہوگئی تھی۔

لیکن ۱۸۵۶ء مین بہ نسبت ۱۸۵۲ء کے گوروں کی سپاہ مین بقدر تین ہزار سپاہیوں کے کمی ہوگئی تھی اس زمانہ مین انگلنڈ جنگہاء عظیم مین مصروف تھا اس سبب سے اسنے اپنی سپاہ کو ہندوستان سے بلالیا تھا وہ انگریز اپنے تئین دھوکہ دیتے ہین اگر وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انڈیا کی پبلک پر یوروپ کے پولیٹکس کا اثر نہین ہوتا۔ ہندوستانیوں کے دلون پر اسکا جو نقش جمتا ہے وہ صاف صاف نہین ہوتا لیکن جہانتک بڑی زبردست کلان مین ہوتی ہے وہ رائی کو پہاڑ بنا دیتی ہے۔ ہندوستان مین بعض فتنہ پرداز و تفرقہ انداز ایسے ہوتے ہین کہ وہ سچ کے ایک دانہ سے جھوٹ کا ایک کھیت بو دیتے ہین کریمیا کی لڑائی کے زمانہ مین بہت سی جھوٹی کہانیان گھڑی گئین اور انہون نے ہندوستانیون کے دلون مین جگہہ پکڑلی کہ انگریزی سلطنت کا بالکل زوال آگیا روسیون نے انگلنڈ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین الحاق کرلیا اور ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہند کے پاس پناہ گزین ہوئی ہین ۔ہندوستانیون کو پہلے سے یقین ہے کہ روس مسلمانون کی دریائی سلطنتون کو غارت کرتے ہوئے ہندوستان کو لیکر انگریزون کو سمندر مین دھکیل دینگے۔ جب کریمیا کی لڑائی مین ہندوستان سے گوروں کی سپاہ گئی تو دانشمند ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال آیا کہ انگلنڈ مین انگریزون کے پاس سپاہ نہین ہے جو وہ دنیا کے ایک حصہ سے سپاہ بلا کر دنیا کے دوسرے حصہ مین اپنی نمائش کرتے ہین ۔

لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین دانشمند ہندوستانی متحیر تھے کہ انگریز تمام سمتون مین ملک بڑھاتے چلے جاتے ہین لیکن یوروپین سپاہ نہین بڑھاتے ایک لوگ یہہ دلیل کرتے تھے کہ جسقدر افزائش ملک مین ہوتی ہے اسی قدر دشمنون کی تعداد کم ہوتی ہے بس افزائش ملک کے لیئے ضرور نہین ہے کہ اسکی محافظت کے واسطے سپاہ کی افزائش کی جائے بلکہ دشمنون کی تعداد گھٹنے سے سپاہ کی تعداد گھٹانی چاہیئے یہہ بابت بیرونی دشمنون کے لیئے صحیح تھی مگر اندرونی خوفون کے واسطے ٹھیک نہ تھی اور یہہ مثل فراموش خاطر ہوگئی تھی کہ مخفی چھوٹے دوست ظاہر دشمنون سے زیادہ خوفناک ہوتے ہین انگریز اپنی فتوح والحاقون کے نتایج کا تخمینہ کرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی منشا کے موافق دیکھتے تھے کہ ہندوستانی ہماری اطاعت سے راضی تھے اور وہ ہماری خیرخواہ جان نثار باطمینان خاطر تھے اور وہ قومی رائون کا قیاس ان چند غرض پرداز ہندوستانیون کے فیلنگس سے کرتے تھے جنکو تغیر سلطنت سے دولت ہاتھ آگئی تھی۔ دانشمند ہندوستانی جانتے تھے کہ انگریز مغالطہ مین پڑے ہوئے ہین اور وہ سمجھتے تھے کہ انگریز جھوٹ کو یقین کرتے ہین وہ متحیر تھے کہ انگریزون کی عقل کہان گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے ملکون پر اپنا قبضہ کرتے ہین اور انگریزون کی جانون کی محافظت کے واسطے گورون کی سپاہ کا ایک دستہ بھی ولایت سے نہین آتا وہ جانتے تھے کہ انکا اعتبار جو ہندوستانی سپاہ پر ہے وہ انکو غارت کریگا یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ جب انہون نے پنجاب فتح کیا ہے تو یہہ ناممکن تھا کہ وہ افغانستان کو بھول جاتے جسکے دل مین کینہ و بغض انگریزون کی حملہ آوری کے سبب سے بیٹھا ہوا تھا ہنری لارنس نے جو بڑے دور اندیش تھے وہ جانتے تھے کہ سکھون کے سردار اور سپاہی فرنگیون کے جوئے کے تلے آنے سے دل مین متاثر ہوئے اور وہ یہہ یقین نہین کرینگے کہ ہم ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصائب سے چھڑانے والے ہین اس لیئے انہون نے اس ملک مین اور اسکی سرحد پر تمام ملک سے گورون کی سپاہ کو کھینچ کر متعین کر دیا تھا۔ اس مین یہہ خرابی ہوئی کہ سارا ملک گورون کی سپاہ سے خالی ہو گیا۔ یہہ پرانی حکایتین چلی آتی تھین کہ انگریزون کو ہندوستان مین خوف سوا شمال مغرب کے کسی اور طرف سے نہین ہے اسلیئے پنجاب مین گورون کی سپاہ کا بڑا حصہ جمع کر دیا اور باقی گورون کی چند رجمنٹون کو وسیع قلمرو مین جا بجا تقسیم کر دیا۔ اس لیئے اب بالکل ہندوستانی سپاہ انگریزون کی پشت پناہ ہوگئی اور اس سے انگریزون کا ضعیف الجیش ہونا اور بھی ظاہر ہوگیا کہ ہندوستان سے گورون کی رجمنٹین کریمیا کی لڑائی مین بلائی گئین ؛

اودھ کے الحاق کرنے کا اثر سپاہ پر

اودھ کے الحاق کرنے کے بعض نتائج سپاہ کے حق مین مضر تھے - بنگال سپاہ کا بڑا حصہ صوبہ اودھ کا رہنے والا تھا اسکا کوئی گانوں ایسا نہ تھا جس مین انگریزی وردی اور ہتھیار پہننے والوں کا کنبا نہ رہتا ہو ان سپاہیون کو ایک مسلمان سلطنت کے برباد ہونے سے کوئی قومی کینہ نہین پیدا ہو نہ انکو واجد علی شاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی تھی نہ اُنکو وہ تکالیف اور مصائب اٹھانے پڑین جو سندھ اور پنجاب کے الحاق ہونے مین برداشت کرنی پڑی تھی کہ وطن سے دور جانا پڑتا تھا اور اجنبی غیر آدمیون مین رہنا پڑتا تھا اودھ کے الحاق ہونے سے تو وہ اپنے وطن مین آگئے تھے لیکن جب تک کہ انگریزی عملداری سے اودھ جدا رہا تو انکو خاص استحقاق اور فائدے سرکار کمپنی کے سپاہی ہونے کے سبب سے حاصل تھے وہ اودھ مین بڑی وقعت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - وہ ایک معزز فرقہ سمجھا جاتا تھا سپاہیون کے کنبون کے سوا اور انکے اہل وطن کوئی رشتہ اپنے فوائد اور محافظت کے لیئے برٹش گورنمنٹ سے نہین رکھتے اسلیئے انکے کنبے اپنے ان اہل وطن مین بڑے سربلند تھے پنجم مین بمبئی کے سوارون مین ایک اودھ کا سوار تھا اُس سے پوچھا گیا کہ وہ اودھ کے الحاق کو پسند کرتا ہے تو اسنے کہا کہ نہین جب مین اپنے گھر جاتا تھا تو لوگ میری تعظیم کو کھڑے ہوتے تھے اور مجھے بڑا آدمی سمجھتے تھے اب اونے ذلیل آدمی میرے سامنے حقہ پیتے ہین" - ان الحاق ممالک کے باب مین سر ہنری لارنس لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین کہ دس برس گذرے کہ ایک سپاہی نے پنجاب مین اپنے افسر سے کہا تھا کہ آپ ہمارے بغیر کیا کر سکتے ہین ایک دوسرے سپاہی نے کہا تھا کہ اب آپنے پنجاب لے لیا سپاہ مین تخفیف کرینگے ایک تیسرے سپاہی نے کہا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ سندھ بنگال پریسیڈنسی مین داخل ہوگی شاید یہہ حکم بھی ہوگا کہ لندن بنگال مین داخل کیا جائیگا - چونکہ اودھ مین بڑی بدعملی و بے انتظامی مدتون تک پھیلی رہی - انگریزی سپاہی کے ساتھ خواہ کیسی ہی نا انصافیان اور کرین مگر اسکو یقین تھا کہ رزیڈنٹ کے روبرو اپیل کرنے سے اسکے حق مین انصاف ہوگا - اگر وہ وہان خود موجود نہ ہوتا اور اسکے کنبے کا کوئی آدمی تھوڑی سی حقیت زمین مین رکھتا تو یہہ حقوق زمینداری جیسے کہ اسکے اہل وطن کے لیئے باعث فخر ہوتے تھے ایسی ہی تکلیف کے سبب بھی ہوتے تھے اسکے باب مین جو تنازعات ہوتے تھے انمین رزیڈنٹ اسکی اعانت وحمایت کرتا وہ جیت مین رہتا خواہ غلط یا صحیح - بعض اوقات سپاہی کے ان حقوق کے حاصل ہونے کے سبب سے ظلم بھی ہوتا تھا اور بعض اوقات وہ آدمی رجمنٹ کی پرانی وردی اور لوٹ پہنکر اپنا کام نکال لیتے تھے جنہون نے کمپنی کی سپاہ مین کمانڈر

لفظ بھی نہین سنا تھا اب اودھ کے الحاق ہونے سے وہ اور اسکے اہل وطن سب سرکار کمپنی کی رعایا ہونے مین برابر ہو گئے۔ جب رزیڈنسی موقوف ہو گئی تو سب آدمی کمشنر کی محافظت مین آکر برابر ہوئے۔ اب سپاہیون کی کمپنیون کو معلوم ہوا کہ اس انقلاب سے انکا کتنا نقصان ہوا۔

سنہ ۱۸۵۶ء کے موسم بہار مین اگر ہم ہندوستانی سپاہ کا خاص کر بنگال کی رجمنٹون کا حال دیکھین تو معلوم ہو گا کہ مخالف حالتون کا ایک سلسلہ جسکا خاتمہ اودھ کے الحاق پر ہوا ایسا جاری تھا کہ اسکا اثر سپاہی کی محبت کو اپنے علمون کے ساتھ گھٹاتا تھا ہم دیکھتے تھے کہ جب اندرونی ڈسپلن کی بندشین ڈھیلی ہو گئین تو بیرونی واقعات نے براہ راست یا بواسطہ سپاہی کی اندرونی عداوتون اور ناراضیون کو اکسایا اور بھڑکایا ہم دیکھتے تھے کہ سپاہی کی وفاداری اور فرمانبرداری مین کمی ہو گئی اسکو اپنا زعم بڑھ گیا اور وہ سمجھنے لگا کہ ہماری وفاداری و جان نثاری پر سرکار انگریزی کے کامون کا مدار ہے اس سبب سے اسکا گھمنڈ بڑھ گیا اسکو بہت موقعے ملے کہ زمانہ حال کے سانحات اور عوام کی رائون سے اسکو واقفیت حاصل ہوئی وہ اپنی چھاونی اور اپنے سفر مین مختلف فرقون سے ملتا تھا اور مختلف ملکون مین پھرتا تھا وہ اپنے دوستون سے خواہ کتنے ہی فاصلہ پر ہون خط و کتابت کرتا تھا وہ بازارون کی سب گپ شپ سنتا تھا ہندوستانی اخبارون مین جو جھوٹی سچی ملی جلی خبرین شائع ہوتی تھین انکو خود پڑھتا تھا یا پڑھوا کر سنتا تھا وہ جانتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی کیا تدابیر ہین بعض اوقات وہ یہہ نہین جانتا تھا کہ گورنمنٹ کے ارادے اور اسکی نیتین کیا ہین اور انکے معانی اپنی طرف سے وہ بیان کرتا تھا سادہ لوح شکی آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ نہایت مفید و نیک کامون مین دغا و فریب اور چھپے ہوئے خطر بتاتے ہین ایسے ہی گورنمنٹ کی نیک نیتی کے کامون مین سپاہی نتائج نکالا کرتے اس مین یہہ لیاقت نہین تھی کہ وہ یہہ سمجھتا کہ انگریز جو تبدیلیان کرتے ہین وہ محض عام بھلائیون کے لئے ہوتی ہین انگریزی گورنمنٹ کے مسایل نظریہ اسکی سمجھ سے باہر تھے انگریزون سے اپنا صلاح و مشورہ لینا ہی موقوف کر دیا تھا تو عجیب و غریب دھوکون مین آنے لگا اور نہایت خطرناک دروغ باتون کو یقین کرنے لگا۔

برٹش گورنمنٹ کی پولٹیکل اور سوشیل تدابیر جو سپاہی کے دل پر اثر پیدا کرتی تھی انکے حساب کرنے مین ہم کو ان تدابیر کے براہ راست عمل کرنے ہی پر صرف خیال نہین کرنا چاہیئے بلکہ ان باتون پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ سپاہی دور کے واقعات پڑھتا تھا جو اسکی روزانہ خوشی پر کچھہ اثر نہین رکھتے اپنر وہ اپنے خود غرض ہوکے

سبب سے کچھہ لحاظ نہین کرتا تھا وہ اکثر انکو اور آدمیون کی سمجھہ سے انہین اشیا ذکر تا تھا اگرچہ پولیٹکل اور سوشیل انقلابات جو اوپر بیان کیئے گئے ہین سپاہی پر کچھہ اثر نہین کرتے تھے مگر وہ اورون پر اثر کرتے تھے جو اس سے زیادہ اپنی نسل مین دانشمند تھے انگریزون کے ہر کام پر یہان کے تیز فہم بڑے سیانے مکار ایسے حاشیے چڑھا دیتے تھے جس سے سپاہی کا دل بگڑ جائے اور اسکو اسپر آمادہ کرائے کہ ایک اشارہ پر وہ اپنی دیوانگی کی شورش مچادے سپاہی کا حال اپنے ایمان مین بچہ کا سا ہوتا ہے اسکو سب قسم کی جھوٹی باتون کا یقین دلا دینا نہایت آسان بات ہے وہ نہایت سخت متناقض اور وحشیانہ بے سروپا باتون کا یقین کر لیتا ہے سپاہی اس بات کے یقین کرنے پر آمادہ تھا کہ انگریزون کی عملداری کا بڑھنا اسکو نوکری سے موقوف کرا دیگا اور اسکے سبب سے دوچند کام کرنے کی مشقت اوٹھانی پڑیگی وہ ان دونو طرفون مین وسط کو تو نہین اختیار کرتا بلکہ دونو کو یا ایک کو یا دوسرے کو جیسے اسکی خوشی خاطر ہوتی پسند کرتا ایسی آدمیون کی کمی نہین تھی جو اسکے تصورات کو غذا ایسی نہ کھلاتے جو اسکو سب سے زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی اسکی عقل کبھی مدد نہ کرتی تھی جو اسکو اس غذا کے زیادہ کھانے کے نتیجون سے باہر نکالتی۔

برٹش گورنمنٹ کے کامون کی شرحین عجیب عجیب رنگ کی ہوتی تھین بڑی ذہانت سے قصے وافسانے بنائے جاتے جنکا مطلب یہہ ہوتا کہ سپاہی کے دل مین بے چینی پیدا ہو اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری اور جان نثاری سے دست بردار ہو گو یہہ سب باتین مختلف راگون مین گائی جاتین مگر سب کا سم اسپر ٹوٹتا کہ سپاہی کو یہہ سمجھایا جائے کہ انگریزون کی کل تدابیر کا مآل یہہ ہے کہ جات کو بالکل غارت کردین اور کل ملک مین عیسائی مذہب کو داخل کردین۔ جب کوئی صوبہ الحاق کیا جاتا تو یہہ کہا جاتا کہ اسے عیسائی بنانے کے لیئے آسانی ہوئی کہ بہت سے آدمی عیسائی ہوجائینگے۔ لاخراجی زمینون کی ضبطی کا مطلب یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ ملک مین تمام مذہبی اوقاف کا نام نہ رہے سرکاری قانون جو جاری ہوئے انکا مطلب یہہ ہی بیان کیا جاتا کہ ہندو مسلمانون کے مذاہب تہ وبالا ہوجائین۔ تعلیم کی تمام تدابیر کو کہتے تھے کہ یہہ تو براہ راست ملک کے مذہب پر حملہ تھا۔ تعزیرات کے نظام کو بتلاتے تھے کہ وہ جات کے برباد کرنے کیلیئے ہے جیلخانون مین دیکھو لوگ سب کا کھانا پینا ایک کر دیا۔ چھاونی کی ہر لین مین اس قسم کے آدمی تھے جو سپاہیون کو ان جھوٹی باتون کی تعلیم کرتے تھے اور اسکے ساتھہ یہہ یقین دلاتے تھے کہ عنقریب وقت آنے والا ہے کہ ایک فرنگی زندہ باقی نہین بچیگا نئی سلطنت قائم ہوگی سپاہ کا نیا انتظام ہوگا جس مین سارے اعلے عہدے

جنکا فرنگیون نے اجارہ لے رکھا ہے وہ سب ہندوستانیون کو ملینگے۔ انگریز ہندوستانیون کی سوسائٹی مین جو تحریکین ہوتی ہین ان سے کم واقف ہوتے ہین وہ فقط انکے لباس کو انکے اچھے چال چلن کو دیکھتے ہین ان کے بنگلون کے سایہ مین اگر سازشین ہوا کرین تو وہ انکی خوفناک علامتون کو نہین دیکھ سکتے۔ اگر کوئی بری علامت اپنر ظاہر بھی ہوجاتی تو اصل ماخذ کے پتا لگانے مین انکی عقل حیران ہوتی ہے۔ وہ آدمی جنکا کام یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کے دلون کو بگاڑین وہ اکثر اُن پرانے خاندانون مین سے تھے جنکو انگریزون نے غارت کیا تھا۔ ویلور کی سرکشی مین معلوم ہوا کہ سوا ٹیپو کے خاندان کے آدمیون کے اور پرانے خاندان کے آدمی بھی شریک تھے اور کوئی رجمنٹ خالی نہ تھی کہ اس مین اس قسم کے آدمی سپاہی نہ ہون یا ان شریف رؤسا و امرا کے خاندانون کے آدمی تھے جو سپاہیون کو بہکاتے تھے جنکی انگریزون نے لاخراجی زمینین ضبط کر کے انکو مفلس اور نان شبینہ کو محتاج بنا دیا تھا اور نہایت ذلیل کر دیا تھا برہمنون کی سوسائٹی مذہبی کی حماقتون کو انگریزون نے ظاہر کر دیا تھا اور انکے اختیار و اقتدار کو نیست و نابود کر دیا تھا پنڈتون کے فصورات غیر منتظم مبتلا رہے تھے کہ نئے اوتار آنے والے ہین جو عیسائیون کی عظمت و شان کو مشرق مین خاک مین ملا دین گے۔ اس تعلیم و تلقین کرنے والون کا خواہ کچھ ہی مقتضائے طبیعت ہو خواہ کچھ لباس ہو وہ مسافرون کی طرح چھاونیون کی لینون مین اس طرح آئے کہ وہ پھیری کرنے والے مسافر یا مذہبی بھکاری یا کٹ پتلیون کا تماشا کرنے والے معلوم ہوتے انہون نے سرکار کی بدخواہی کی تخم افشانی کی جسکے لیئے یہان سرزمین خوب تیار تھی صرف یہہ انتظار تھا کہ موثر حالتون کا آفتاب انکو پختہ کر کے بغاوت و سرکشی کی فصل کو تیار کر دے +

باب یازدہم لارڈ ڈیلہوزی کے عہد حکومت کے متفرق واقعات

سرکار کمپنی کا نیا چارٹر (فرمان شاہی ہندوستان مین حکمرانی کرنے کا) ملنا سنہ ۱۸۵۲ و ۱۸۵۳ء

سرکار کمپنی کو جو ہندوستان مین فرمان روائی کی سند بست سالہ ملی تھی اسکی مدت سنہ ۱۸۵۳ء مین ختم ہونے کو تھی۔ اب برٹش پارلیمنٹ کے روبرو نئی سند ملنے کا سوال پیش ہوا کئی مہینے تک ہندوستان اور انگلستان مین سرکار کمپنی کے دوستون اور دشمنون کے درمیان یہہ سوال زیر بحث رہا کہ سند دیجائے یا نہ دیجائے ۳ جون سنہ ۱۸۵۳ء کو سر چارلس وڈ نے جو انڈین بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے آیندہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے باب مین مسودہ قانون کا منس ہوس مین پیش کیا اسمین اول دوسری گورنمنٹ لورڈ آف ڈائرکٹرز کی اور بورڈ آف کنٹرول کی قائم

رکھی لیکن کورٹ ڈائرکٹرز کی قوت کو اسطرح گھٹایا کہ اسکے چوبیس ممبرون مین سے اٹھارہ ممبر رکھے جنہین چھ
ممبرون کا انتخاب کرنا بادشاہ کے اختیار مین رکھا کہ وہ ان آدمیون مین سے انتخاب کیا کرے جنہون نے
ہندوستان مین دس سال خدمت کی ہو۔ باقی بارہ ممبر کورٹ پروپرائٹرز انتخاب کیا کرین جیسپر سٹریٹ
نے یہہ کہا کہ زود ہضم غذا کے ایک رتی مین دو رتی زہر ملایا گیا پہلے جو یہہ قاعدہ تھا کہ سرکار کمپنی ایڈس کومب
اور ہیلی بیری کالجون کے طالب علمون کو ملٹری اور سول عہدون پر مقرر کرتے تھے سو یہہ قاعدہ موقوف
ہوا اور اسکی جگہہ نوجوان انگریزون کے لیئے مقابلہ کا امتحان مقرر ہوا۔ ہندوستان کے لیئے ایک خاص قانونی
کونسل مقرر ہوئی۔ صوبہ بنگال مین ایک جدا لفٹننٹ گورنر مقرر ہوا۔ غرض اگست ۱۸۵۳ء مین یہہ بل پاس ہوکر
ایکٹ ہوگیا۔ اول ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ ہندوستان کے حاکم بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ روزگار
ولایت مین جاتے تھے تو پھر انکی عقل و دانش و تجربہ سے ہندوستان کو کوئی فائدہ نہین پہنچتا تھا اب بادشاہ
انکو کورٹ ڈائرکٹرز کا ممبر مقرر کرسکتا تھا جس سے انکا تجربہ پھر ہندوستان کے کام مین آنے لگا۔ دوسری ترمیم سے
یہہ فائدہ ہوا کہ پہلے کالج کے بُرے بھلے تعلیم یافتہ نوکر ہوجاتے تھے اب انکی جگہہ مقابلہ کے امتحان کے
پاس شدہ لائق فائق نوکر مقرر ہونے لگے۔ ترمیم سوم سے یہہ فائدہ ہوا کہ کلکتہ مین مئی ۱۸۵۴ء کو اس
ایکٹ کے موافق کونسل کا اجلاس ہوا جس مین ایک کونسل تمام ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے
تھی پرانی کونسل اپنے اکزیکٹو اختیارات رکھتی تھی گو قانون بنا کے اختیارات ایک اور کونسل کے ہاتھہ مین
منتقل ہوگئے تھے مگر پھر بھی وہ اس مین اپنے اختیارات رکھتے تھے نئی کونسل کے بارہ ممبر تھے جنمین چار ممبر
بنگال و آگرہ و مدراس و بمبئی کی گورنمنٹون کی طرف سے تھے اور دو سپریم کورٹ بنگال کے جج تھے دو اور ممبر
گورنر جنرل نے اپنے اختیار سے مقرر کیئے تھے۔ چہارم ترمیم سے یہہ فائدہ تھا کہ بنگال و بہار و اڑیسہ کے
صوبون کے انتظام کی خبرگیری گورنر جنرل کے ذمے تھی وہ اپنی دار السلطنت سے نصف سال جدا رہتے
تھے اسلیئے اکثر کونسل کا ممبر اول ان صوبون کا کام کرتا تھا اس بے عنوانی کے سبب سے گیارہ برس مین
دس دفعہ بنگال کے ڈپٹی گورنرون کا تغیر و تبدل ہوا۔ اب اس نئے انتظام سے یہہ تغیر و تبدل موقوف ہوا اور بنگال
کے اول لفٹننٹ گورنر ہیلی ڈی صاحب مقرر ہوئے۔

جولائی ۱۸۵۵ء مین بنگال کے شمال مغرب مین پہاڑی قومون نے سر اٹھایا اور شور و شر مچایا وارن ہیسٹنگز کے
عہد مین کلیولینڈ صاحب نے سنتھالیون کو وحشی سے اہلی آدمی بنایا تھا اور مسٹر یون نٹ نے اپنی فیاضی سے

دامن کوہ مین انکو زمینون مین زراعت کرنی سکھائی تھی وہ دفعتہ اپنی مرتفع زمینون کے جنگلون سے میدان کے
دولت مند آدمیون پر سیل باران کی طوفان برپا کرتے ہوئے چڑھ آئے۔ بنگالی مہاجنون نے انکو قرض کے
پھندون مین پھنسا کر لوٹ لیا تھا۔ عدالتون مین نالشین کر کے انسے اپنے مقاصد بدحاصل کیے جنسے
گھبرا کر وہ دیوانے بن گئے بعض جوش نوجوان انگریزی ریل وے اور سیرون نے بھی انکا ناک مین دم کیا
تھا ان سیدھے سادے وحشیون نے اپنے غول بنائے اور اپنے آپ ہی اپنے سردار مقرر کئے
اور کلکتہ کی کونسل کے روبرو اپنا استغاثہ کرنے کے لیئے چلے۔ بھوک اور توہمات نے ان ستنیشون کو
سٹیرا اور خونخوار بنا دیا انکے پاس تبر اور زہر کے بجھے ہوئے تیر ہتھیار تھے خوشحال دہات مین انہون نے
آگ لگائی اور انکو لوٹ لیا خالی بنگلون پر حملے کیئے جو ادہر اُدہر انگریز ہندو مسلمان پھرتا ہوا انکو ملا اُسے
مار ڈالا راج محل و بیر بھوم و بھاگل پور کے بڑے بڑے سول سٹیشنون کو گھیر لیا انکے پرجوش واعظون نے
اپنے مواعظ کا ایسا اثر انپر ڈالا کہ ہزارون سنتھالی ان اضلاع پر لوٹ پڑے۔ جو اچھی طرح محفوظ نہ تھے اور
ان مین ان کے اصلی دشمن رہتے تھے۔ دفعتہ بلوہ کا برپا کرنا ایسے وقت مین کہ برسات کا زور تھا ان کے
حق مین مفید تھا۔ دفعتہ سردست کوئی لشکر انکی سرکوبی کے لیئے سوا پہاڑیون کی سپاہ کے موجود
نہ تھا اور اس سپاہ سے جو سرکشون سے رشتہ مندی رکھتی تھی اور توہمات مین مبتلا تھی خیر خواہ
رہنے کی تھوڑی توقع ہوسکتی تھی۔ غرض حکام اس ہنگامہ کو دیکھ کر متحیر ہوگئے تھوڑی سی سپاہ گورون کی
اور پولس کے سپاہیون نے ان ہزارون آدمیون کا مقابلہ کیا جو اسکے خون کے پیاسے تھے سنتھال کے
اضلاع مین سے دہاتی خوف زدہ ہوکر ایسے بھاگے جیسے کہ مرہٹون کے حملہ کے خوف سے بھاگتے تھے
کلکتہ سے سپاہ نے جاکر رانی گنج کو بچایا جہان بردوان کے ضلع مین کوئلے کا بڑا کارخانہ ہے۔ راج محل
اور کول گونگ اور بھاگل پور مین دہات تک جل رہے تھے اور مرشد آباد بھی اس خوف سے لرز رہا تھا
بلوہ کے مقامون مین سپاہ آئی مگر وہ ہنگامہ فساد کو فرو نہ کرسکی۔ سوا اسکے کہ وہ چند مقامات کو
محفوظ رکھ سکتی تھی کچھ اور نہین کرسکتی تھی۔ یہہ وحشی اسکی بندوقون کے آگے سے بھاگ جاتے تھے
مگر اور طرح سے اپنے حملون سے ستاتے تھے۔ انگریزی سپاہ اچھی طرح کام کرتی تھی لیکن ان وحشیون کے
ہجوم و غوغا اور زہر کے بجھے ہوئے تیرون سے ڈر جاتے تھے۔ دو دفعہ پہاڑی سپاہ راج محل کے
لوٹنے والون کے مقابلہ کے لیئے بھیجی گئی وہ دونو دفعہ پیچھے ہٹ آئی لفٹنٹ ٹول مین ۵۶ رجمنٹ کے

سپاہیون کو ساتھ لیکر ہزارون سنتھالیون سے لڑنے گئے اور دشمنون کی کثرت تعداد کے سبب سے مغلوب ہوئے اور بہت سپاہی مع بہادر افسر کے مقتول و مجروح ہوئے۔ تازہ سپاہ آئی تو پھر ہزارون سنتھالی تھوڑی سی قواعد دان سپاہ کے آگے سے بھاگنے لگے اسسے فساد بالکل فرو نہ ہوا سنتھالی بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے اور وہان رہ کر ستانا شروع کیا بعض دہات مین سے انکو خوراک بھی مل گئی۔ لفٹننٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے مارشل لا جاری کرنا چاہا مگر سپریم گورنمنٹ اسکے مانع ہوئی ستمبر ۱۸۵۵ع کے شروع مین جرنیل لونڈ کی سپاہ نے بھاگل پور مین اور بریگیڈیر برڈ کی سپاہ نے بیر بھوم مین ان سرکشون کا سرکاٹنا شروع کیا مگر ابھی جنگل مین انکے شکار کرنے کا وقت نہین آیا تھا اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے بیر بھوم مین ہیضہ آیا اس ہیضہ نے اور سنتھالیون نے اس ضلع کی زمین کو آپس مین تقسیم کر لیا۔ سرکش ایک ضلع کی لوٹ سے مالامال ہوکر انگریزی سپاہ کے ہاتھ سے بچکر نکلنا چاہتے تھے تو امراض اور ہیضہ انکو نکلنے نہین دیتے تھے ہزارون سنتھالی بنا روقون اور بیماریون سے مرے اور سینکڑون مقید ہوئے جنمین انکا ایک بڑا نامور سردار سید و مانجی بھی تھا مگر ابھی تک زندون مین لوٹ خوب تقسیم ہوتی تھی نومبر کی سرد ہوا اور بے ابر دھوپ نے ایک نیا جلوہ دکھایا اسوقت لارڈ ڈلہوزی نیل گری مین علیل تھے انکی کونسل نے اس فساد کے دور کرنے کی تدبیر آہستگی کے ساتھ کی لفٹننٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے آخر کو مارشل لا جاری کیا تازہ سپاہ میدان کارزار مین آئی۔ عمداً سرکشون کے دہات کا جلانا شروع ہوا اور اب دشمنون کے لیئے جنگل پناہ گاہ نہ رہے انکے بہت سے سردار مارے گئے اور پکڑے گئے اور پھانسی پر چڑھائے گئے سال کے آخر روز مین لشکرکشی موقوف ہوئی اور ۳۔ جنوری ۱۸۵۶ع کو مارشل لا کی موقوفی کا اشتہار دیا گیا اور سنتھال کا ملک بنگال کے آئینی اضلاع سے جدا ہوکر غیر آئینی ملک بنایا گیا۔ ابھی سنتھالی بالکل مطیع نہ ہوئے تھے وسط جنوری مین پھر انہون نے سر اٹھایا۔ دہات کو لوٹا مارا بہت سی فیکٹریون کو مسمار کیا خیرخواہ انگریزون اور بنگالیون کی جان و مال کے لینے سے دھمکایا فروری کے ختم ہونے پر بالکل امن امان ہوگیا۔ پھر سنتھالی ریل وے کی نئی لائینون اور سڑکون اور فیکٹریون پر کام کرنے لگے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے۔ جن دنون انہون نے غدر مچایا تھا اور اپنی کھیتی نہ بوئی تھی اسکی سزا انکو یہہ ملی کہ ہزارون بھوکے مرگئے لارڈ ڈلہوزی کے ارشاد سے جان لارنس نے اپنے سکرٹری سے ۱۸۵۵ع مین آن ردی کی

آن ردی کے معنی ہین لشکر جرار پولیس ۱۸۵۵ع

سرحدون کی مہات کی رپورٹ تیار کرائی جس میں سے سرحد کی پولیسی کی توضیح کی گئی - یہہ سرحد طول مین آٹھ سو میل ہے وہان کی اقوام کے دو جتھے ہین ایک جتھے مین ایک لاکھ پینتیس ہزار آدمی اور دوسرے جتھے مین اسّی ہزار آدمی لڑنے والے ہین وہ اصلی جنگجو و شیر خو بہادر سخت جفاکش اچھے ہتھیار رکھنے والے ہین مگر ڈسپلن (قواعد) نہین جانتے انکی طبیعت مین وحشت شرافت آمیز ہے خونریزی کے بدلہ مین خونریزی کرنا انکا عین ایمان ہے وہ کبھی ہتیارون کے بغیر نہین رہتے مویشیون کے چرانے مین باربرداری کے جانورن کے ہکانے مین کھیتی کرنے مین ہتھیار لگائے ہوئے ہوتے ہین ہر خیل اور ہر خیل کا ہر فرقہ آپس مین ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لیئے لڑائیان لڑتا ہے اور ہر خاندان مین خونی جھگڑے ورثے مین چلے آتے ہین اور ہر شخص کے جنم بیرے ہوتے ہین - ہر خیل مین اپنے ہمسایون کے ساتھ جانستانی کا حساب ایسا ہی رہتا ہے جیسے کہ قرضدارون اور قرضخواہون کے مابین -

پہاڑون پر سے وہ اترکر انگریزی عملداری مین لڑائیان لڑتے تھے اور دہات کو جلا دیتے تھے یا انکو لوٹ لیتے تھے اور انگریزی رعایا کو قتل کرتے تھے مدتون تک وہ پہاڑون کے نیچے میدانون کو اپنی شکارگاہ سمجھتے تھے جنمین وہان کے باشندون کا شکار کھیلتے تھے جب انکا اس ظالمانہ شکار کھیلنے کو جی چاہتا تھا تو وہ قتل اور لوٹ مار کے لیئے حملے کرتے تھے اور بعض دفعہ آدمیون کو قید کرکے لے جاتے تھے کہ ان سے ڈنڈ لیکر رہا کرین - وہ انگریزی سپاہ پر گولیان مارتے تھے اور انگریزون کو انہی کی عملداری مین مار ڈالتے تھے وہ انگریزی عملداری مین جہان انکا جی چاہتا تھا دہات مین گھس آتے تھے اور انگریزی بازارون مین تجارت کرتے تھے انگریزی رعایا مین چند آدمی انکے ملک مین کسی ضرورت کے سبب جاسکتے تھے مگر گورنمنٹ کے کسی نوکر کی یہ مجال نہ تھی کہ انکے ملک مین قیام رکھتا اب اسکے برخلاف برٹش گورنمنٹ انکو آزاد سمجھتی تھی اور اسکے ملک مین جو وہ معانیان رکھتے تھے وہ انکو بدستور برقرار رکھتی تھی اسنے سکھون کی قدیمی قلمرو کی حدود سے باہر ایک قدم بھی آگے نہین نکالا اسنے کچھ ان کے معاملات مین مداخلت نہین کی اور کچھ تعلق انسے نہین رکھا اگرچہ اسنے اپنی رعایا کو اجازت دے رکھی تھی اور وہ اسکی مدد کرتی تھی کہ حملہ کی صورت مین اپنی حفاظت کرین مگر انکو روکتی تھی کہ وہ اسکا معاوضہ نہ لین اور حملہ کے عوض مین حملہ نہ کرین وہ ان آدمیون کو پناہ دیتی تھی جو اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگتے تھے مگر وہ انکے مسلح گروہون کو اپنے ملک مین پناہ گزین نہین ہونے دیتے تھے اسنے ان آزاد پہاڑی آدمیون کو آزادانہ اجازت دی تھی کہ وہ اسکے ملک مین آباد ہون زراعت

کرین اپنی مویشیون کو چرائین تجارت کرین اور اسطرح وہ اپنے حقوق و فائدے اور حالتین رکھتے تھے
جو اسکی خود رعایا رکھتی تھی وہ انکو اپنی اسپتالون اور دوا خانون مین بے تکلف آنے دیتے تھے اور
ڈاکٹر انکے کوڑیون بیمارون کا علاج کرتے تھے اور جب وہ اچھے ہو جاتے تھے تو اپنے کوہستانی
وطن کو چلے جاتے تھے۔ انکے واسطے سپاہ مین بھرتی ہونے کی بھی اجازت تھی کہ وہ انگریزی
تنخواہ دار اور نمک خوار بنین ۱۸۴۹ اور ۱۸۵۵ء کے درمیان پندرہ دفعہ لشکرکشیان ہوئین انمین
عدل اور عقل کے موافق پولیسی ظاہر کی گئی قتل و قزاقی کے روکنے کے واسطے زور کی ضرورت ہوئی
یہہ زور کام مین لایا گیا اور وہ کامیاب ہوا جب ان قومون کو سزا ملجاتی تو اکثر اپنے افعال سے پشیمان
ہونے کا اقرار کرتین اور جنکو وہ پورا کرتین وہ جن جرمون کی سزا پاتین انکو سزا پانے کے بعد پھر نہین کرتین
تقریباً ہر صورت مین یہہ قومین زیادتی کرنے والی اول مین برے کام کرتین اور آخر مین مصیبتین
اوٹھا کر اچھے کام کرتین اس پولیسی کے سبب سے مصالحت کی بنیاد رکھی گئی اور یہہ سرحدی قومین ۱۸۵۷ء
مین انگریزون کی خوش نصیبی کے سبب سے نچلی بیٹھی رہین جسکا آگے بیان ہوگا اگر ابتدا مین کوئی بے اثر
برتاو انسے برتا جاتا تو وہ انگریزون کی کمزوری کے وقت بہادرانہ حملہ آور یان کرتین لیکن وہ انگریزی بجا
پولیسی کے استحکام و استقلال کی عادی تھین انپر انگریزون کا خوف چھایا ہوا تھا اس لیئے وہ اسوقت
مین کہ انگریزون کو نقصان عظیم پہنچا سکتی تھین اپنی شرارت سے باز رہین پھر اس پولیسی کو لارنس کے
جانشینون نے بالاستقلال ترقی دی اسلیئے آن ردے سندھ کی سرحد انڈین ایمپائر کا قابل اطمینان
حصہ ہو گیا تمام ملک مین کسی سمت مین انگریزی اور شرقی حکومتون مین ایسا فرق عظیم نہین ہے
جیسا کہ یہان ہے ؞

اب سرحدی پولیسی مین ۱۸۵۶ء کے آخر تک افغانستان اور ہندوستان کے تعلقات کا بھی ذکر
کرنا ضرور ہے چونکہ افغانستان کے متصل پنجاب ہے اسلیئے پنجاب ہی ان تعلقات کا توسط ہے۔
۱۸۵۴ء تک پنجاب کے منتظمون نے افغانستان کے معاملات سے کچھ سروکار نہین رکھا۔ افغانستان
جنگ اول کے بعد ۱۸۴۲ء مین امیر دوست محمد خان اپنی سلطنت پر بحال ہوا تھا وہ اب بھی تخت نشین تھا
مگر بڑا بوڑھا ہو گیا تھا اسکے مرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خاندان مین تخت نشینی کے لیئے فساد برپا ہوگا
جب سے پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق ہوا نہ اسنے نہ اسکے لواحقین مین سے کسی نے برٹش گورنمنٹ کو

کوئی تکلیف پہنچائی تھی جو تکالیف کہ قومون سے انگریزون کو پہنچین تھین جنکا اوپر ذکر ہوا وہ خاص افغانستان نے نہین دی تھین بلکہ وہ آن روے سنارھ کی سرحدی قومون نے دی تھین جو عملا افغانستان کی گورنمنٹ سے بے تعلق و آزاد تھین ۱۸۵۴ء کی جنگ کریمیا کے واقعات متعلقہ سے برٹش کے خوف کچھ مدت کے لئے سو گئے تھے پھر وسط ایشیا کے معاملات نے انکو جگایا جس مین افغانستان انگریزون کا نہایت قریب کا ہمسایہ تھا۔ اب پچھلے سالون مین یہہ خیال پیدا ہوا تھا کہ انگلنڈ جو ترکی کے ساتھہ ملنے کی تدابیر کریگا اسکے برخلاف کام کرنے مین روس وسط ایشیا کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس باب مین جان لارنس نے پہلی دفعہ اپنی رائے حسب سرشتہ ظاہر کی وہ یہہ چاہتے تھے کہ اگر ممکن ہو تو اس معاملہ مین افغانستان کو کوئی دخل نہ دیا جائے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سرحد سندھ ایسی مستحکم کردی جائے کہ روس اس سے گذر نہ سکے ------- انکی راے یہ تھی کہ روسیون کے برخلاف جو حرکت کی جائے وہ یوروپ سے کی جائے وسط ایشیا سے نہین اگر روسیون پر حملہ بحر بالٹک اور بحر اسود کی طرف سے کیا جائے تو اسکے سبب سے روس بمجبوری وسط ایشیا سے بند کرکے دق کرنی سے باز رہے گا۔ ان دنون مین جان لارنس صاحب پاس خان توقند کا ایلچی آیا توقند سائبیریا کے متصل مین مشہور خانات مین سے توقند بھی ہے جنکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ روس انکو اپنی عملداری مین داخل کرینگے لیکن جان لارنس کے نزدیک برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی انکی مدد نہین ہوسکتی تھی اُنہون نے اس باب مین لارڈ ڈیل ہوزی سے مشورہ لیکر اس ایلچی کی بہت تواضع و تکریم کی لیکن اسکو واپس یہہ کہکر بھیجا کہ ہم اس معاملہ مین کچھ امداد نہین کرسکتے اسکے بعد خان کو جو خوف تھا کہ روسی توقند کو اپنی عملداری مین شامل کرینگے پورا ہوا۔

ایران نے جو افغانستان کے برخلاف دشمنانہ حرکتین کین جنپر یہہ گمان ہوا کہ وہ روسیون کے بل کے بھروسے پر کین مین تو کرنیل اڈورڈس نے جو پشاور کے بڑے دانشمند ذہین کمشنر تھے جان لارنس سے درخواست کی کہ امیر افغانستان سے دوستی پیدا کی جائے لیکن جان لارنس نے شد و مد کے ساتھہ یہ صلاح بتلائی کہ افغانستان کے ساتھہ تعلقات نہ پیدا کیئے جائین لیکن اسکے ساتھہ یہہ اضافہ کیا کہ اگر افغانستان کے ساتھہ تعلقات اختیار کیئے جائینگے تو مین اسکے خاطر خواہ انتظام کے واسطے موجود ہون۔

کرنیل ہربرٹ اڈورڈس نے نہایت حزم و احتیاط سے امیر کابل سے پیغام سلام کیئے جنکے جواب با صواب

قدیمی دشمن نے دیئیے ہو آخر کار مارچ ۱۸۵۵ء امیر کابل کا پیارا بیٹا ولیعہد غلام حیدر خان پشاور مین اسلیئے آیا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ عہد و پیمان کیئے جایئن جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب بھی اس سے ملاقات کے لیئے پشاور مین تشریف لائے انکی تجویز سے یہہ قرار پایا کہ فریقین مین صاف صاف گفتگو ہو وکیلون کی معرفت گفتگو ہونے مین جھیلے پڑ جاتے ہین اور یہہ گفتگو باری باری سے ایک دفعہ افغانی کیمپ مین اور ایک دفعہ کمشنر پشاور کی کوٹھی مین ہو۔ جب اول مرتبہ ملاقات ہوئی تو چیف کمشنر نے کہا کہ حضور گورنر جنرل کی صرف یہی خواہش ہے کہ ایک عہدنامہ کامل باہمی اتحاد کے لیئے طرفین مین ہو جائے اور اگر دوست محمد خان اسکے سوا کچھ اور چاہتے ہون تو انکے فرزند ارجمند بیان کرین۔
ولیعہد نے جواب دیا کہ ہم لوگ بہادر اور جنگ جو ہین مگر بالکل مفلس آپ سے معاہدہ کرنے مین روسی اور ایرانی ہمارے دشمن ہو جایئن گے اسلیئے امید ہے کہ آپ ہماری روپیہ سے اعانت کرین اگر روپیہ ہمارے پاس ہو تو ہم ہر ایک شخص کا مقابلہ کر سکتے ہین بغیر روپیہ کے ہم سے کچھ نہین ہو سکتا۔ ہرات ہمارا ہی ملک ہے وہ ایران کی سرحد پر واقع ہے اگر ایرانیون اور روسیون نے حملہ کیا جسکا ہونے کا ظن غالب ہے تو آپ ہم کو جواب دیدینگے کہ ہم کو اس سے سروکار نہین۔ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ مجھے تو اس کا ابھی کوئی خطرہ معلوم نہین دیتا ایران سے ہمارا عہدنامہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت اور ہماری ہندوستان کی سلطنت کے درمیانی ملک پر حملہ آور نہ ہو۔ روس کو تو ابھی یوروپ ہی کے جھگڑون سے فرصت نہین ہے۔ ہم ان کو افغانون پر حملہ کرنے نہین دینگے غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ایران کے متصل روس ہے وہ روس کو پسند نہین کرتا مگر اس سے ڈرتا ہے اسلیئے وہ روس کے کہنے پر عمل کریگا افغانون کی موجودہ حالت باہمی اتفاق کی ایسی ہے کہ ایران سے کچھ خوف نہین ہے بشرطیکہ روس اسکا شریک نہ ہو اگر روس کا قصد ہندوستان پر نہین ہے تو قوقند پر وہ کیون حملہ کرتا ہے اور آک مسجد پر قبضہ کیون کیا ہے اور وہان اپنی سپاہ کی چھاونی کیون ڈالی ہے؟۔
چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہم ہمیشہ خلیج فارس کے ساحل پر اپنی مخالفت دکھلا کر ایران کو روک سکتے ہین اس عہدنامہ مین ہم ہرات کا ذکر کر کے شاہ ایران کو بے وجہ ناراض کرنا نہین چاہتے۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ آپ کو ایک عہدنامہ کی نقل دکھادون جسکو اسلیئے تجویز کیا ہے کہ جب آپ افغانستان مین دست اندازی کرین تو وہ ہم سے اس عہدنامہ کی تکمیل کرائے + چیف کمشنر نے جواب دیا کہ یہہ سب

باتین ایران کی زبانی جمع خرچ ہے۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ اس زبانی جمع خرچ کے ساتھ سرکشی بھی ہے چیف کمشنر نے صاف صاف کہا کہ اسوقت عہدنامہ سے مراد ہماری یہہ ہے کہ نہ ہم افغانستان مین کوئی مزاحمت کرین نہ اپنے ملک مین افغانستان کو مزاحمت کرنے دین بس ہم دونو مین آپس مین اتحاد ہو جس سے کہ سرحدی اضلاع مین امان قائم ہو اور تجارت و زراعت مین ترقی ہو۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ہمکو کسی دشمن کا جسکا روس معاون نہ ہو خوف نہین ہے۔ بخارا گو ہمارا تمہارا دشمن ہے مگر افغانون کے آگے ترکمان ایسے ہین جیسے کہ بھیڑیے کے آگے بھیڑ۔ چیف کمشنر نے کہا کہ آپ مطمئن رہین کہ ہم افغانستان کوئی ہمارا قصد نہین ہے ہم اسکا زبردست اور خود مختار رہنا چاہتے ہین اصل مین دونو سلطنتون کے مقاصد ایک ہی ہین ہم دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین غلام حیدر خان نے اسکا جواب کیا برجستہ دیا ہے کہ اگر ہم دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین تو دونو ساتھ ہی ڈوب جائین گے یا تیرتے رہین گے آپ ہماری مدد کا وعدہ کرین ورنہ آپ کے جانشین کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ آپ نے اسوقت کیا کیا تھا اور مشکل کے وقت وہ ہم سے علیحدہ ہو جائین گے یہہ باتین ہو کر پہلی ملاقات ختم ہوئی دوسری ملاقات مین پھر ہرات کا ذکر چھیڑا اور جان لارنس نے ان ہی معاہدون کا حوالہ دیا کہ ایران اور انگریزون کے درمیان ہوئے تھے غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ہرات افغانستان کا دست راست ہے اگر آپ کا داہنا ہاتھ کٹ جائے تو کیا اسکا صدمہ آپ کو نہین پہنچیگا ایسا ہی ہرات کے جانے کا صدمہ ہم کو ہوگا اگر اسپر کوئی حملہ کریگا تو اسکی کمک کرنی ہم پر واجب ہوگی اگر اس عہدنامہ سے ہم کو کوئی فائدہ پہنچانا مدنظر ہو تو ہرات کا ذکر اس مین ضرور شامل کرنا چاہیئے۔ جان لارنس نے کہا کہ ہرات کے باب مین جو ہماری خواہشین ہین الینسے پھر آپ کو مطلع کرونگا غلام حیدر خان نے اس بات کو منظور کر لیا پھر امیر کی اس استدعا کا ذکر ہوا کہ غلام محمد خان کو وہ جاگیرین واپس کردی جائین جو اسکے پاس پشاور مین پہلے تھین۔ چیف کمشنر نے کہا کہ غلام محمد خان کو سکھون نے معزول کر دیا تھا اور قیدی کے طور پر رکھا تھا میرے بھائی ہنری لارنس نے پشاور اور کوہاٹ مین اسکی جاگیرین دیدین اور اسنے میرے بڑے بھائی جارج لارنس کو اہل و عیال سمیت سنگھ ہمارے دشمن کے حوالہ کر دیا تو غلام حیدر خان نے چیف کمشنر کے دونو ہاتھون کو پکڑ کر یہہ پکار کر کہا کہ آپ برائے خدا محمد خان کا نام نہ لیجئے اب مین اس ذکر کو چھوڑتا ہون محمد خان نے میری نہایت سنت سماجت کی تھی کہ میرے لیئے چیف کمشنر سے یہہ درخواست کرنا اس لیئے مین نے

ذکر کیا ورنہ وہ تمام افغانستان مین بدنام ہے بعد اسکے ملاقات کا جلسہ برخاست ہوا۔

جان لارنس نے عہدنامہ مرتب کیا جسمین تین شرائط درج تھین شرط اول سرکار کمپنی اور امیر افغانستان کے درمیان ہمیشہ صلح اور دوستی رہیگی۔ دوم افغانستان مین سرکار کمپنی کبھی دست اندازی نہین کریگی سوم شرط امیر دوست محمد خان اور انکے ورثا کبھی سرکار کمپنی کے ملک مین مداخلت نہین کرینگے اور سرکار کمپنی کے دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہین گے طرفین سے اس عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جب عہدنامہ کا مسودہ غلام حیدر خان کے روبرو پیش ہوا تو اسنے یہہ حجت کی کہ عہد و پیمان طرفین سے ہونے چاہئین یہہ تیسری شرط انگریزون کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کہ افغانون کے دوستون کے دوست اور دشمنون کی دشمن سرکار کمپنی رہیگی۔ لیکن چیف کمشنر نے اسکا یہہ جواب دیا کہ ہمارے اور آپ کی گورنمنٹون کے درمیان بڑا فرق ہے افغان ہمیشہ اپنے دشمنون سے لڑتے رہتے ہین تو اس شرط کے موافق ہمکو ہمیشہ افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑیگی ہمکو اور افغانون کو بری معلوم ہوگی اور ہم کو کسی دشمن کا خوف نہین ہے کہ جس سے لڑنا پڑے یہی دانشمندانہ پولیسی لارڈ ڈیلہوزی کی تھی اور اسکے بانی مبانی سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور تھے جسکے ثمرات قابل یاد ۱۸۵۷ء مین ظہور مین آئی اور آئندہ سب گورنر جنرلون کا سوا ایک کے اس پولیسی پر عمل رہا۔ اس ملاقات مین غلام حیدر خان کو جان لارنس نے ایک تلوار اور تمنچہ ہدیۃً دیا تھا جسکو اسنے بے تکلف قبول کیا اور اسکے عوض مین ایک گھوڑا جان لارنس کو بھیجا جب انہون نے اسکے واپس کرنے کی اجازت مانگی تو اسنے جواب دیا کہ اگر آپ گھوڑا واپس کرین گے تو مین اسکو گولی مار دونگا۔

لارڈ ڈلہوزی کا ہندوستان سے جانا

فروری ۱۸۵۶ء کی آخر تاریخ کو مارکوس ڈیلہوزی نے اپنا کام اپنے قائم مقام کو سپرد کیا سب لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان سے وہ حاکم ہند کا جو اکبر اعظم تھا چلا۔ انکی مدح سرائی اور ثناخوانی بہت ہوتی تھی وہ اسکے مستحق تھے انہون نے پبلک خدمات کے لیئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ وہ کامیابی مجسم تھے جس کام کے کرنے مین کوشش کی اس مین اپنا دل بالکل لگا دیا انہون نے جو اپنے عہد حکومت ہشت سالہ مین پولیسی اختیار کی وہ انکی اپنے ذہن رسا کی ایجاد کی ہوئی تھی اسلیئے اس مین کامیابی بھی انکی ہی تھی۔ انکے عہد حکومت مین گورنمنٹ کے نام کی جگہ ڈیلہوزی ہی کا نام لیا جاتا تھا۔

لارڈ ڈلہوزی کی سیرت

یہہ جوانمرد ایسا انگلش مین تھا جسکی برابر کمتر ہی انگلش مین ہوتے ہین انیسوین صدی مین ایک خاص زمانہ

وہ نتھا کہ ہر انگلش مین کی زبان پر ترقی کا لفظ تھا آگے نہ بڑھنے کو وہ اپنی تذلیل و تحقیر جانتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اس ترقی کو کھلا دیا۔ وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتے تھے کہ انگلش گورنمنٹ۔ انگلش قوانین۔ انگلش علم انگلش دستور و عادات۔ انگلش اوضاع و اطوار بہ نسبت ہندوستانی گورنمنٹ۔ ہندوستانی قوانین ہندوستانی علم ہندوستانی دستور عادات و ہندوستانی اوضاع و اطوار کے بدرجہا بہتر ہین بلکہ انہونے اس مسئلہ نظری کو اپنی ساری دلی و دماغی قوت سے عمل کرنا چاہا انہون نے کبھی اس مین شبہ نہین کیا کہ انگلنڈ اور ہندو دونو کے حق مین یہہ بہتر ہے کہ جس ملک کی حکومت کے لیئے وہ بھیجے گئے ہین وہ سب ایک سطح سرخ رنگ کی ہوجائے اور سارے ہندوستان مین انگریزی عملداری ہوجائے۔ بس انکو اپنی اس پولیسی کے کامیاب ہونے کا ایسا یقین تھا کہ اگر ہندوستان کی گورنمنٹ کے سب اعلے عہدہ دار انکی مخالفت پر کمر باندہتے توبھی وہ اسکو نہ چھوڑتے۔ انکے عہد حکومت کا آغاز اسوقت ہوا ہے کہ ہندوستان کے قابل اور لایق عہدہ دارون نے قدیمی مدرسہ کے مقولون کو ترک کردیا تھا۔ اب لارڈ ڈلہوزی نے اس گروہ کا اپنے تئین سرپرست بنایا اور اسکے دل پر اپنا اثر وہ ڈالا جو کبھی کسی پیغمبر نے اپنے مریدون پر کیا ہوگا انکے مصاحب و مشیر جس وفاداری کے ساتھ انکی اطاعت کرتے تھے وہ کبھی کسی بادشاہ کی بھی نہین کرتے ان کے مریدون کا ایمان اسپر ایسا پکا تھا کہ انہون نے اپنی ساری قوت کو انکی مرضی کے موافق کام کرنے مین خرچ کیا لارڈ ڈلہوزی ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ وہ اپنے کامون کے کامل کرنے کی قوت و استعداد اپنے ایجنٹون (کارکنون) مین پیدا کردیتے تھے مگر انکے کارپرداز انکے کام کے لیئے تعریف کے قابل موزون تھے جس میدان مین لارڈ موصوف کام کرنے کے لیئے بلائے گئے تھے اسکے واسطے ان کے خاص قواے کے استعمال کے لیئے بہت ہی مناسب تھے۔ برٹش امپائر کا کوئی اور حصہ ایسا نہ تھا جہان وہ اپنے انتظام کی نادر لیاقت کو بروے کار ظاہر کرسکتے انکی رگ رگ مین بادشاہی سمائی ہوئی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین بادشاہی کرسکتا ہون انکی طبیعت کسی اور کی حکومت کو مانتی نہ تھی کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اس سے انتقام لیتے تھے سب کم ہندوستان مین کونسٹی ٹیوشنل زنجیرین تھین وہ اپنی قوت کو بڑے پیمانہ و اندازہ سے کام مین لاسکتے تھے انکی لیاقتون کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ آزادانہ کام مین آئین اپنے زبردست قوت کے ساتھ انہون نے کام بھی بڑے زبردست مستعدی سے کیا انکو جو کامیابی حاصل ہوئی اسکی کوئی نظیر نہین کسی شخص کا اپنے ارادون اور تمناؤن کا پورا ہونا ہی اسکا پورا کمال ہوتا ہے۔ لیکن ایک عیب انکی خصلت مین تھا جسنے انکی پولیسی کے دریا کے

سرچشمہ کو مکدر رکھا تھا اور انکے بعض بڑے بڑے کارہا رنمایان کو بڑی روشن غلطیاں بنا دیا تھا کوئی شخص ہندوستان مین کامیابی کے ساتھ فرمان روائی نہین کر سکتا جب تک اسکی قوت متخیلہ بڑی جامع و مانع نہ ہو لارڈ ڈیل ہوزی مین قوت متخیلہ نہ تھی اس قوت متخیلہ کی کمی کے سبب سے آدمی برسوں کے تجربہ کے بعد قومی خصلت سے واقف ہو سکتا ہے لیکن جس آدمی کی قوت متخیلہ زندہ ہو تو بغیر اس تجربے کے چند ہفتہ مین قومی خصلت سے واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن لارڈ ڈیل ہوزی نے کسی طرح ان آدمیوں کی خصلت و طبیعت کو نہین سمجھا جنہین انکی قسمت حکمرانی کے لیئے لائی تھی انکی نسبت انکو فقط یہہ خیال تھا کہ وہ بادشاہ کی حکومت شخصی کے عادی ہین وہ یہ نہین سمجھ سکتے تھے کہ ہندوستانی اپنی پرانی باتوں سے کسقدر محبت رکھتے ہین وہ انکے قدیمی عالی خاندانوں کے ساتھ ہمدردی نہین کر سکتے تھے جنکا ادب و احترام ہندوستانیوں کے دل مین بیٹھا ہوا تھا وہ ان قوانین و آئین و رسم و رواج کی جنکی وہ عزت اس زمانہ سے کرتے چلے آتے تھے جواب یاد نہین رہا کچھ قدر اور توقیر نہین کرتے تھے ان مین اس بات کے خیال کرنے کی لیاقت ہی نہین تھی کہ ہندوستانی اپنے قدیمی گورنمنٹ کے طریقوں کو باوجود نقصوں اور خرابیوں کے زیادہ اچھا بہ نسبت انگریزی عمدہ نظاموں کے جانتے ہین وہ تمام مقدمات کو سکوچ منطقی کی طرح مرتب کر کے استدلال کرتے تھے وہ انہین ہندوستانیوں کی عادات دیرینہ کے پختہ تعصبات کو اور اس جہالت کو جو انکی آنکھوں کے سامنے نیک و بد مین صحیح تمیز نہین کرنے دیتے تھے دخل نہین دیتے تھے وہ اس بات کا سچا خیال نہین کر سکتے تھے کہ ایک قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے دل مین کیا اسکے اثر اس بات کے ہونگے کہ دفعتہً اسکو اور اسکے خاندان کو ایک اجنبی غاصب کا فرملیا میٹ کر دے اور اس سفید ریش امیر کی جان کیسے عذاب مین ہوگی جسکا خاندان نسلاً بعد نسلٍ امارت و ثروت آبائی پاتا چلا آتا تھا اب دفعتہً ان غیروں کے حملہ سے مفلس و ذلیل ہوگیا جنکا رنگ اور مذہب اسنے غیر ہے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی صدہا چھٹیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مین یہہ قابلیت نہین تھی کہ وہ اپنے محکوموں کی دلی کیفیتوں اور حقوق اور اولوالعزمیوں اور خیالات سے ہمدردی کر سکتے تھے اسواسطے وہ اس امر کے سمجھنے سے معذور تھے کہ ہندوستانی باوجود انگریزوں کی حکومت کے عام فیض رسانی اور یقینی فائدوں کو تسلیم کر کے بڑے ٹھنڈے ٹھنڈے سانس لیکر اپنے پرانے زمانہ کی یاد کرتے تھے اور اگر ان پر ظلم ہوتا تھا وہ لوٹے جاتے تھے تو اپنی ہی قوم کے ہاتھ سے وہ لوٹے نہین اور نہ جاتی تھی آپس مین ہی تقسیم ہوتی تھی وہ سمجھتے ہی نہ تھے کہ الحاق کی پولیسی کا اثر ہندوستانیوں کے دلوں پر

بحیثیت مجموعی کیا ہوگا انکے مذہبی تنبیت کے حق کے باطل کرنے کو وہ کیا سمجھنگے انکے مذہبی خیالات مین خلل ڈالنے کا نتیجہ کیا ہوگا غرض رعایا کی خواہشون اور خیالات کو ایسا نہین سمجھتے تھے جس سے وہ کل ہندوستان پر حکمرانی کرنے کا خاص دعوے کرسکین ہندوستان مین ایک نیا اسکول قائم ہوا تھا جسکے طلبہ ان مدبرون کے اقوال پر ہنستے جنہون نے انڈین ایمپائر کی یہہ عمارت عالی شان بنائی تھی اور پریس کی تحریرون مین جنمین شاذ و نادر ہی کوئی لیاقت ہوتی تھی اس اسکول کے خیالات کو وسیع کردیا تھا پس عام غصب کرنے کو فرض بتاتا تھا اس زمانہ مین سب ادنے اعلے اس بات کو بھول گئے تھے کہ ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند جب کوئی انگریز کونشنش سے یہہ پوچھتا کہ اپنے واسطے اس بات کو پسند کروگے ؟ تو پھر اس پر لعنت ملامت ہونے لگتی کہ وہ قوم کا فریب دینے والا ہے جب کوئی انگریز یہہ ظاہر کرتا کہ ایشیائی قوم مین بھی آزادی کا حوصلہ اور وطن کی محبت کا ولولہ ہے جنکا ظاہر ہونا فی نفسہ معزز و محترم ہے گو وہ انگریزون کے لیئے مضر ہے تو وہ انگریزی برادری سے خارج سمجھا جاتا ۔ ہندوستانیون کی کالی کھال انگریزون کی ہمدردی کی آنکھون کو تاریک کرتی تھی وہ فقط یہی نہین کہتے تھے کہ وطن کی محبت و آزادی کا حوصلہ جو یوروپ کی قومون مین ہے انکو ہندوستانی قومین نہین جانتین بلکہ ایشیائی قومون کو خاص کر ہندوستانی قومون کو یہہ حق نہین ہے کہ وہ یہہ فیصلہ کرین کہ انکے حق مین کیا بہتر ہے اور سفید رنگ مہذب قوم کی فیاضی کے خلاف سرکشی کرین جو سوچ سمجھ کر جانتی ہے کہ کن کامون کے کرنے سے ان کے کن عزیز حقوق اور نہایت قیمتی مقبوضات کے محروم کرنے سے انکی بھلائی ہوسکتی ہے ۔ پس لارڈ ڈیل ہوزی کی بڑی زبردست گورنمنٹ گو سب لحاظ سے بڑی مستحکم و استوار تھی مگر وہ ہندوستانیون کی طبیعت کے موافق نہ تھی وہ یوروپ کی شائستگی و تہذیب کے موافق نہایت تعریف کے قابل گورنمنٹ تھی جسکو وہ آدمی چلارہے تھے جنکا ترقی کا میلان ایشیا کے مٹیا پھیس ہونے سے سو برس پہلے تھا لارڈ ڈیل ہوزی نے بے فائدہ اپنے پاکیزہ لطیف نظامون کے جیرٹ کی پیتہ سے ہندوستانیون کو باندھا انکو ہر کام مین کامیابی حاصل ہوئی مگر ہندوستانیون کے اڑیل پن مین وہ کچھ کام نہ کرسکے یہان کے آدمی تاریکی کو روشنی پر اور حماقت کو دانائی پر ترجیح دیتے تھے اس مین شک نہین کہ انگلش مین صواب پر تھے اور ایشیائی قابل افسوس خطا پر انگریزون نے انجیل کے اس حکم اعظم پر کہ نئی شراب پرانی بوتلون مین نہ بھرو" بالکل لحاظ نہین کیا شراب بہت اچھی اور تیز تھی جو آدمی کے دل کو خوش کرتی تھی اگرچہ ایسی پرانی بوتلون مین بھری گئی جو ذرا سے پھٹنے والی تھین گورنمنٹ کی کامیابی کے لیئے دو چیزین ضروری ہین

اول یہہ کہ اسکی تدابیر فی نفسہ نیک ہون دوم یہہ کہ وہ جنکے لیئے کی جائین اُنکے مناسب حال ہون انگریز پہلی بات پر ایسے متوجہ ہوئے کہ دوسری بات کو بھول گئے اور یہہ غلطی کی کہ بہت جلد ترقی کی اور انگریزی لیاقت کی اشاعت کے درپے ہوگئے۔ اس غلطی کی تہ مین بڑی نیک مہر پرورنیتین تھین لارڈ ڈیل ہوزی اور انکے نائبون کو بڑا مضبوط بالاستقلال یہہ اعتقاد تھا کہ انکی تدابیر مین بہت دانائی اور نیکی ملی ہوئی ہے انہون نے انگلش قوم کی علوشان کے لئے اور ہندوستانیون کی رفاہ و بہبود کے واسطے یکسان کوشش کی لارڈ ڈیل ہوزی کی اغلاط مین بعض باتین بڑی اور نیک تھین انہین کوئی دنارت وخباثت اور اورغرض پرستی کی آلائش نہ تھی۔ انہون نے پبلک سروس مین اپنے تئین بالکل محو و وقف کر دیا تھا اور ایک کار عظیم کے کرنے مین اپنی ہمت صرف کی انکو اس اپنے فخر و ناز کے خیال سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ جس سلطنت پر وہ حکومت کرنے آئے تھے اسکو بہت زیادہ زبردست و قوی چھوڑتے ہین بہت سے نئے ملک اور نئی قومون کو وہ برٹش گورمنٹ کے عصاء شاہی کے نیچے لائے اور ایک عظیم الشان تہذیب و شائستگی کا بیج بو یا اسکی خاطر انہون نے اپنی فراغت و آسائش و آرام و صحت سب کو قربان کیا جب لیڈی ڈیل ہوزی کے مرنے کی خبر اول ان پاس آئی تو وہ گورنمنٹ ہوس کے باہر نہین نکلے لیکن گورمنٹ کے تمام کام ایمانداری سے اسی طرح انجام دیتے رہے جیسے کہ وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے اسی رنج والم مین بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے

باب دوازدہم

لارڈ کیننگ عہد حکومت

۱۸۵۶ء

جب ہندوستان مین نیا سال آیا اور پرانا سال گیا تو سب آدمیون کے منہ مین یہہ بات تھی کہ دیکھین یہہ سال کیا رنگ دکھائے سو برس بعد اس سال سے آیا ہے جس مین بلیک ہول کا مہلک حادثہ واقع ہوا تھا جس مین کلایو انتقام لینے کے لیئے سپاہ لایا تھا بہت گفتگو اس باب مین ہوتی تھین کہ لارڈ ڈیل ہوزی جیسے عالی دماغ روشن ضمیر دانشمند کا قائم مقام کون ہوتا ہے کہ صحیح خوشخبری یہہ آئی کہ لارڈ پامرسٹون کی کے بی نٹ کا سب سے زیادہ کم عمر ممبر اور ملکہ معظمہ کا پوسٹ ماسٹر جنرل لارڈ کیننگ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا پہلی اگست ۱۸۵۵ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے انڈیا ہوس مین اجلاس کیا اور لارڈ کیننگ

اس مین اپنے عہدۂ جلیل القدر کا حلف اٹھایا۔ اس تاریخ کی رات کو لندن کے ٹےورن کے دعوت کے
کمرے مین انکو ڈنر کروفرشان وشکوہ سے دیا گیا کہ پہلے کبھی کسی اور گورجنرل کو بالکل نہین یا کمتر دیا گیا ہوگا ۔
ایسٹ انڈیا کمپنی کے صدر انجمن مسٹر ایسٹ میکناٹن اس جلسے کے پریسیڈنٹ تھے اس جلسہ مین لارڈ کیننگ
نے سپیچ دیا ہے تو سامعین منکر دنگ رہ گئے انکے سپیچ کا یہ آخر فقرہ جسمین پیغمبرانہ انہونے پیشین
گوئی کی تھی ہمیشہ یاد رہیگا کہ مین نہین جانتا کہ کیا واقعات پیش آئین گے مین امید کرتا ہون اور دعا
کرتا ہون کہ جنگ وپیکار کی نوبت نہ آئے مین جانتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین
امن امان رہیگا لیکن مین یہہ فراموش خاطر نہین کرسکتا کہ ہمارے ہندوستان کی سلطنت مین جیسی
سرگستین زیادہ تر الواع الواع کے اتفاقات پر اور خاص مجہول حالتون پر منحصر ہین ایسا کہین اور دنیا کے
پردہ پر نہین ہم کو یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ہندوستان کے صاف آسمان پر ایک بادل جو اول مین آدمی کی
بالشت سے بڑا نہین ہوتا اٹھتا ہے پھر وہ بڑھتے بڑھتے آخر کو ایسا ہو جاتا ہے کہ ہم کو غارت ہونے کا
خوف دلانے لگتا ہے جو واقعہ ایک دفعہ واقع ہوتا ہے وہ دوبارہ واقع ہوتا ہے یقینی خلل اندازو
فتنہ پرداز اسباب کم ہو گئے ہین مگر وہ دفع نہین ہوئے ہین جو رعایا ہماری حکومت مین متحد ہوئی ہے
وہ ناخوش وغیر متجانس ہے ہمارے سامنے ہمسائے ایسے رہتے ہین کہ ہم بالکل اپنی خبرداری اور چوکسی کو دور
نہین کرسکتے ہماری سرحدی صورت ایسی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت کسی مقام مین مٹ بھیڑ کے اسباب پیدا
ہوون سوا اسکے ہمارے بڑے پیچدار تعلقات ان ریاستون سے ہین جنسے ہم روپیہ لیتے ہین اور اُس کے
عوض مین سپاہ سے انکی محافظت کرتے ہین مجھے اس مین شبہ ہے کہ ایسی اعظم سلطنت وسیع مین جسکا حال
یہہ ہو نہایت دانشمند گورنمنٹ کے اختیار مین ہو کہ وہ امن امان کو اپنے حکم مین رکھ سکے اگر ہم ایسا حکم نہین
رکھ سکتے تو کم از کم ہمکو سزاوار یہہ ہے کہ خبرداری سے اپنی عزت کو اپنی نیک ایمانداری کو اپنی راست معاملگی کو
سلامت رکھین اگر اسکے برخلاف کوئی ہمکو ایسی ضرورت آن پڑے کہ ہمکو صدمہ پہنچانا ضرور ہو تو وہ اپنی صاف گوشتے کو
پہنچائین اگر ہم اسطرح کے صدمے پہنچائین گے تو جھگڑا تھوڑی دیر رہیگا اور نتیجہ مشتبہ نہین ہوگا مگر
بڑی خوشی سے اپنے دل سے ان خوفونکو نکالتا ہون جو وقوع پذیر نہین معلوم ہوتے اور کورٹ ڈائرکٹرز کی امداد
اور اشتراک کو اپنے ساتھ مسرت دلی سے اپنے لیئے ایک بڑا مفید میدان پرامن جانتا ہون۔ لارڈ پامرسٹون وزیر اعظم
نے اس جلسہ مین یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ واقعیت بڑی پرمعانی ہے کہ جب ہم وحشی تھے تو پرانی تہذیب انڈیا سے

مصر مین آئی اور وہان سے ہمارے پاس اب ہم تہذیب و شائستگی و روشن ضمیری کو واپس اسکے اصلی ماخذ و
مبدا پر لیے جا رہے ہین شاید یہ امر ہمارے ہی حصہ مین آیا ہے کہ بے شمار ہندوستانیون کو انسان کے اصلی علم سے
برتر اور مقدس عطیہ عطا کرین لیکن انکی بتدریج ترقی زمانہ کے ہاتھ مین ہے" انہون نے لارڈ کیننگ کی پیشین گوئی
گو گو وہ جانتے نہ تھے اپنی سپیچ کا ضمیمہ بنایا اور بتلایا کہ کس مقام سے وہ چھوٹا بادل اٹھنے کو ہے گو لارڈ کیننگ کا
تقرر ماہ اگست ۱۸۵۵ء مین ہوگیا تھا مگر انکی روانگی مین التواء اس سبب سے ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے عہدہ
جلیلہ پر یکم مارچ تک رہنے کی اجازت مانگی تا کہ اودھ کو الحاق اپنے ہی عہد مین کرین۔ اس الحاق کو لارڈ
کیننگ نے بھی جب وہ کے بی نٹ مین ممبر تھے منظور کر لیا تھا۔ اس التوا کے زمانہ مین وہ ہندوستان کے
معاملات کا مطالعہ کرتے رہے۔ ۴۔ دسمبر ۱۸۵۵ء کو ہندوستان کو روانہ ہوئے رستے مین خوب سیرین
کرتے ہوئے فروری ۱۸۵۶ء کی ۲۹ تاریخ کو کلکتہ مین جہاز سے اترے اور اترتے ہی ۵۰ منٹ بعد گورنمنٹ
ہوس مین گئے اور اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا اور کونسل مین اجلاس فرمایا انکے آنے کے بعد لارڈ ڈیل ہوزی
ایک ہفتہ تک یہان رہے اور لارڈ کیننگ کو تمام سلطنت کے بڑے شوق سے سکھاتے رہے اور وہ بڑے
شوق سے سیکھتے رہے

کسی شخص نے انڈیا کے گورنر جنرل ہونے کا عہدہ نہین اختیار کیا کہ اسکے دل مین یہ نقش جما ہوا ہو کہ
اس عہدہ مین کام کم ہے اور آمدنی زیادہ جس شخص نے اس عہدہ کو اختیار کیا خواہ اسکی رائے انگلنڈ مین
کچھ ہی ہو جب وہ یہان آکر اپنے عہدہ کے کامون کو لیتا ہے تو جانتا ہے کہ مین نے اس کے
کامون کے لئے اپنی محنت کا تخمینہ بہت ہی کم کیا تھا۔ کام کی رو ایسے زور کی متواتر چلتی ہے کہ اس مین بہت سے
کامون کے دریا آ ملتے ہین جنسے اس مین پانی کی وہ طغیانی ہوتی ہے کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی
اسکے تیرنے مین دم اکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وقت مشکلات کو آسان کر دیتا ہے لیکن ابتدا مین ایسے
کام جنسے ناواقفیت ہوتی ہے اس کثرت سے پیش ہوتے ہین کہ ان مین بڑے سے بڑا عالی دماغ طباع ذہین چکرا جاتا
ہے۔ گورنر جنرل کی میز پر بکس کے بکس کاغذون سے بھرے ہوئے رکھے ہوتے ہین جنپر نام
اجنبی آدمیون کے اور مقامون کے لکھے ہوتے ہین انہین نامعلوم واقعات کے دفتر ہوتے ہین اور
سوسائٹی کے حالات ناقابل فہم ہوتے ہین گورنر جنرل کے روبرو ہر مقدمہ فیصلہ کے لئے بعض مسائل
سے پیش ہوتا ہے وہ اسکے واقعات سابقہ پر بعض مسایل سے علم حاصل کرتا ہے اکثر بہت سے

بیچیدار مقدمات اسی کے فیصلہ کے لئے چھوڑے جاتے ہین کہ وہ اپنے سابقین کی جھنجھٹون سے حیران پریشان نہو۔ ہفتے پر ہفتے گذر جاتے ہین کہ کامون کے انبار کا نقش اسکے دل پر تھوڑا ہی سا جمتا ہے۔ مارچ کے آخر مین لارڈ کیننگ نے لکھا کہ جو کام میرے سامنے پیش ہوتے ہین انکے رشتون کو آہستہ آہستہ جمع کرنا مین نے شروع کیا ہے لیکن یہ بڑا سخت کام ہے کہ ہر گذشتہ سوال پر جو میرے سامنے آے اسپر بہت سا وقت صرف کیا جائے چند ہفتون کے بعد مین یہہ جانونگا کہ واقعات کی رو مین سے سلامت نکلا" گورنر جنرل معاملات کو سرسری نظر سے نہین دیکھتے تھے وہ کوشش کرتے تھے کہ جو معاملات میرے روبرو پیش ہون انکو نظر غائر سے دیکھون گو ان مین التواؤن سے دقت واقع ہو۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ ابھی مجھے بہت کچھ سیکھنا ہے اور اس سیکھنے کے لیئے اپنی واسطے بہترین وسائل وہ پیدا کرتے تھے انہون نے سارے ملک کے بڑے بڑے ایجنٹون کو بلایا خاص انکو جو ہندوستانی ریاستون کے کارفرما تھے۔ انہون نے ہر ایک کے ساتھ ان معاملات مین جو انسے متعلق تھے کو انفیشل خط و کتابت کی انہین سے جتنے ملاقات کی اسکو اجازت دی کہ وہ آزادانہ بے باکانہ اپنی راے اور خیالات کو بالتفصیل سچ سچ بیان کر دے وہ یہہ جانتے تھے کہ انڈیا کے علم حاصل کرنے کے لیئے کوئی شاہی راہ ایسی نہین ہے جو مین اسکو جلدی سے طے کرلون اسلیئے انہون نے سال اول اپنے کامون کے سیکھنے ہی مین گذارا۔

اس وقت لارڈ کیننگ کی کونسل مین انکے مددگار بڑے بڑے لائق فائق ممبر تھے جنسے صحیح رای کے قائم کرنے کے لیئے صحیح علم حاصل ہوسکتا تھا اسوقت سپریم کونسل مین جنرل جان لو اور مسٹر ڈورن مسٹر جان پیٹر گرینٹ اور مسٹر بارنس پی کوک ممبر تھے جنرل لو بڑے بوڑھے تھے وہ بڑے بڑے کار ہاے نمایان کر چکے تھے اور ہندوستانی دربارون کے حالات سے کوئی انسے زیادہ واقف نتھا کوئی شخص ہندوستانیون کا مزاج شناس انسے زیادہ نتھا وہ ہندوستانیون کی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے وہ انکی زبان سے بول سکتے تھے وہ انکے سواد فہم سے پڑھ سکتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے الحاق کی پالیسی کو پسند نہین کرتے تھے اسلیئے انکی راے لارڈ ڈلہوزی کی نگاہ مین بے وقعت تھی ✦

مسٹر ڈورن کوئی بڑی لیاقت کے ممبر نہ تھے وہ خزانہ و مال کے کام مین اچھی مہارت رکھتے تھے

جنرل جان لو — مسٹر ڈورن

وہ کچھ ہندوستانیون کے حالات سے خبر نہین رکھتے تھے ملک کے حال کو بھی کم جانتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کی ہان مین ہان ملانی جانتے تھے ؛

مسٹر جان پیٹر گرینٹ

سب سے زیادہ لایق ممبر مسٹر جان پیٹر گرینٹ تھے وہ بے انتہا کام کر چکے تھے اگرچہ انکی وضع مین خفگی معلوم ہوتی تھی مگر اسکے ساتھ عجیب غریب بیدار دل بھی تھے ۔ اکثر وہ صدر مقام مین رہتے تھے اسلیئے انکو ملک اور اہل ملک کے حال سے آگاہی کم تھی وہ مال کے کامون کے الجھیڑون کے سلجھانے مین بڑا کمال رکھتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے آخر زمانہ مین کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے

مسٹر بارنس پیکاک

بیہہ جو تھے کونسل کے لا ممبر تھے وہ انگلش قانون دان تھے ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے مقرر ہوئے تھے وہ نہایت طبع مستقیم و ذہن سلیم رکھتے تھے ۔ وہ کمپنی کے طو قانون کا پاس و لحاظ کمتر کرتے تھے بعض دفعہ اپنی حد سے متجاوز کر کے غلطیون مین پڑجاتے تھے انہون نے ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کا انسداد کیا انہون نے اپنی خدمات کو صرف قانون ہی پر مقصور نہین کیا بلکہ اور بڑے بڑے کامون مین انہون نے اپنی ذہانت کے جوہر دکھایئے ۔ لارڈ کننگ کے محنت کے کامون مین بیہہ چار ممبر شریک تھے جنکی اعانت سے وہ گورنمنٹ کے کامون کو سرانجام دیتے تھے ۔ ملیٹری علم مین کونسل مین کمی تھی گو جنرل لو بڑے سپاہی تھے مگر انکی بڑی عمر کا حصہ ہندوستانی دربارون مین گذرا تھا اسلیئے میدان جنگ کے حالات کو کم جانتے تھے مگر کونسل مین ایک ممبر کمنڈر انچیف بھی ہوتا تھا جو کونسل کی ملیٹری علم کی کمی کو کم کرتا تھا ۔ اونرابل جارج این سن کمانڈر انچیف تھے وہ عمر رسیدہ نہ تھے چونکہ ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین انگلنڈ مین بڑا زمانہ صلح مین گذرا تھا اسلیئے مشکل تھا کہ یہان کوئی عمدہ کار گذار جب تک وہ عمر رسیدہ نہ ہولے ۔ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی حکومتون کی تحدید ایسی اچھی طرح نہین کی گئی تھی کہ ان دونو مین آپسمین نزاع نہ ہو ان دونو کی ان دو باتون مین نزاع رہتی اول بیہہ کہ سپاہ کے افسرون کی ترقی کی درخواستین جو کمانڈر انچیف کو دی جائین وہ گورنر جنرل پاس منظوری کے لیئے آنی چاہئین دوم گورنر جنرل جن افسران سپاہ کو سول اور پولیٹکل خدمات کے لیئے منتخب کرے اسکو کمانڈر انچیف نامنظور نہین کرسکتا ۔ مگر ان دونومین آپس مین اخلاص اور اتحاد تھا گو ان اختیارات کے باب مین بیہہ اختلاف تھا ۔ کونسل مین ان ممبرون اور بہت سے سررشتون کے لائق سکرٹریون کی اعانت سے گورنر جنرل اپنا کام کرتے تھے کام کے ہجوم سے رنجور نہین ہوتے تھے مگر بعض کام ایسے ہی الجھیڑے کے ہوتے ہین کہ ان مین حیران و پریشان ہونا پڑتا ہی

وہ بڑی مشکل سے حل ہوتے ہین۔ ہندوستان مین امن امان تھا ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ
ڈلہوزی امن امان ورثہ مین دے گئے ہین اودھ جو ابھی انقلاب سے باہر نکلا تھا خارج مین ساری علامتین
خیر و عافیت کی معلوم ہوتی تھین سب رعایا راضی خوش نظر آتی تھی بلکہ مطیع و فرمان بردار۔ نظم و نسق خاطر خواہ
ترقی کر رہا تھا لیکن وہان ایک نئے منتظم کی ضرورت تھی اوٹرم صاحب رزیڈنٹ اودھ اپنا کام
کر چکے تھے جسکی محنت سے وہ بیمار ہو گئے تھے انکی رائے مین ہندوستانی ریاستون کا قائم رکھنا
انصاف تھا انکے نزدیک اودھ کے رئیسون اور شہزادون کے ساتھ بڑی ناانصافی کی گئی تھی جسکے لیئے
بہانہ یہہ بنایا گیا تھا کہ یہہ کام رعایا پروری کے لیئے کیا جاتا ہے جب اودھ کا برٹش گورنمنٹ مین الحاق کا
اشتہار دیا گیا تو رزیڈنٹی کا عہدہ موقوف ہوا اور اسکی جگہہ چیف کمشنری کا عہدہ قائم ہوا لیکن اوٹرم صاحب کی
صحت ایسی نہ تھی کہ وہ اس عہدہ کا کام کر سکتے وہ فرلو لیکر ولایت گئے انکی جگہہ قائم مقام مقرر کرنے کا سوال
پیش ہوا جسپر بہت بحث رہی کہ کون ہو آخر کو نئے چیف کمشنر مسٹر کورلی جیکسن مقرر ہوئے جو ممالک مغربی
شمالی کے بڑے مستعد و جید مالی افسر تھے۔ انہون نے گورنر جنرل سے اپنے کام کرنے کے اور سب
افسرون اور رعایا کے خوش رکھنے کے وعدے بہت کیئے مگر کسی وعدہ کے ایفا کرنے کا بالاستقلال ارادہ
نہین کیا مسٹر مارٹن گبنس بنگال سول سروس کے افسر فنانشل کمشنر اور مسٹر اومینی دیوانی عدالت کے
اعلےٰ افسر مقرر ہوئے۔ مارٹن گبنس بڑے عالی دماغ افسر تھے انکی خدمات سے ملک اودھ کو بہت فائدہ
ہوتا اگر انکی چیف کمشنر سے کھٹاپٹ نہ ہوتی - اب یہہ معلوم نہین کہ مسٹر جیکسن نے نادانی و نامہربانی سے
اپنی ناخوشیون کو گبنس صاحب کی نسبت ظاہر کیا جس سے انکی غصہ آیا یا رنج ہوا یا گبنس صاحب نے اپنی نافرمانی کو
ظاہر کیا اب اسکی تحقیقات تو عبث ہے غرض ان دونو مین جو منازعت ہوئی اسکی خبر جلد گورنر جنرل کو ہو گئی۔
انہون نے نہایت دانشمندانہ چٹھیان چیف کمشنر کو لکھین جنمین اپنا افسوس زیادہ اور ناراضی کم ظاہر کی نہین
بطور مثال کے ایک چٹھی کا ترجمہ کیا جاتا ہے" کہ مین اپنے تجربہ سے فیصلہ کرکے یہہ کہنا چاہتا ہون کہ سرکاری
ملازم جنپر کوئی الزام عائد ہوا انکے ساتھ اسطرح برتاؤ کرنے سے ہر مطلب حاصل ہو سکتا ہے کہ انکے خطائین
صاف صاف بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ایسی زبان مین بیان کر دی جائین جس مین کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر انکی
اصلاح کا مقصود کسی اور طرح سے ایسا مفقود نہین ہوتا کہ ایسے الفاظ کام مین لائے جائین کہ ان کے
دل مین چھید کرین اور انکے رنجون کو بے ضرورت بڑھائین گو یہہ کام راستی اور واقعیت کی حد سے بالکل

متجاوز نہ ہوا مین یقین کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اپنے فرض منصبی کا خیال دل مین رکھتا ہے اور شرافت اسکی جبلت مین ہے تو جب اسکی غلطی جتنی سادگی سے اسکو بتلائی جائیگی اور زیادہ صاف و خاموش سرزنش کی جائیگی اتنا ہی قوی احتمال ہے کہ وہ جلدی سے اور خوشی سے اپنی غلطی کو صحیح کریگا اگر ہم یہہ چاہین کہ جس شخص کو ہم ضرورتاً تحریر سرزنش کرتے ہین کہ وہ بعد مین اپنا کام کرنے لگے تو جہانتک ممکن ہو اسکے دل مین اشتعال پیدا نہ ہونے دین" لیکن جیکسن کی ناہموار طبیعت کو گورنمنٹ ہوس کے عنایت آمیز صلاح و مشوری نرم نہ کرسکے جتنا وقت گذرتا گیا اتنا ہی انکا جھگڑا افساد گبنس کے ساتھہ ایسا بڑھتا گیا کہ اصلاح پذیر نہین رہا۔ ہندوستان مین جب کاغذی لڑائی ہوتی ہے تو بڑی آستینین چڑھائی جاتی ہین اور عمدہ سرکاری ملازمین بعض اوقات اپنا وقت اور استعداد ذاتی جھگڑون مین کہوتے ہین اور اپنی خدمات کے کامون کو بھول جاتے ہین جیکسن صاحب نے اپنے ماتحت افسرون کی بدچلنی کے ثابت کرنے مین جو تکلیف اٹھائی اگر اس سے آدھی تکلیف وہ اس بات مین گوارا کرتے کہ وہ برٹش کی عہد و پیمان کو پورا کرتے اور اودھ کے الحاق سے اسکے بڑے بڑے آدمیون کو تباہ نہ ہونے دیتے تو اپنے اور اپنی قوم کے لیئے بھلا کرتے لیکن جسوقت جیکسن اور گبنس آپس مین ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے اسوقت گورنر جنرل کی فیاضانہ طبیعت بادشاہ کی شکایتون اور رنجون کے سننے مین مصروف ہوتی تھی بادشاہ فریاد کرتا تھا کہ لکھنؤ مین انگریزی افسرون نے اسکی اور اسکے کنبے کی بڑی تذلیل کی ہے کہ اسکے مال اسباب کو ضبط و ضائع کیا ہے اور اسکے گھر کے ملتزمین اور اراکین کو خوار و ذلیل کیا ہے۔

واجد علی شاہ کو بالکل مایوسی ہوئی کہ ان سفید رنگ آدمیون کی دست درازیون سے مین اپنی سلطنت کو بچا نہین سکتا اسلیئے اسنے سفر کا ارادہ کیا کہ انگلنڈ مین جاکر تخت شاہی کے قدمون کے تلے اپنا سر رکھہ کر داد فریاد کرے لیکن بادشاہ کے قواء جسمانی و باطنی ایسے قوی کب تھے کہ وہ اس سفر کی سختی کی برداشت کرتے وہ لکھنؤ سے تھوڑی دور چلکر مقیم ہوا کہ اسکا وزیر علی نقی خان آجائے وہ لکھنؤ مین انتظام جدید کی امداد کے لیئے ٹھیر الیا گیا تھا۔ کچھہ دنون کی بعد بادشاہ اور وزیر اور بادشاہی ملتزمین عورت مرد کلکتہ کی طرف منزل بہ منزل روانہ ہوئے خشکی مین اول کچھہ منزلین طے کین پھر بحری سفر دخانی جہاز مین اختیار کیا۔ لارڈ کیننگ نے بادشاہ سے کہا کہ یہہ سفر ایسا مفرح ہوگا کہ بادشاہ کو سفر کی تکان ذرا نہ ہوگی آدھا مئی کا مہینہ اپنی گرمی جہکا تھا کہ بادشاہ کلکتہ مین آیا اور دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا اس مکان مین بادشاہ کا دل ایسا لگا کہ اسنے یہان رہنے کو خلیج بنگال اور بحر بڑ ٹیرنین کے سفر مین جانے سے بہتر جانا۔ اسکا وسیعہ اور ...

واجد علی شاہ

دونو ملکہ معظمہ کے تخت کی قدمبوسی کے لئے انگلنڈ روانہ ہوئے گورنمنٹ ہوس نے انکے جانے کے لیے کوئی مزاحمت نہین کی گورنر جنرل نے کہا کہ انکو جانے دو یہہ مشن مغرب کی طرف گیا اور اپنی سلطنت اودھ کی بحالی کی بڑی فضول تمنائین ساتھ لے گیا اسکی ہمت ان لوگون نے بندہوائی جو جانتے تھے کہ اس کام مین بالکل کچھ نہین ہوگا۔ اس مقدمہ مین بڑی بے عنوانیان ہوئین آپس ہی مین فساد برپا ہوئے اور اصل کام کی طرف توجہ نہین کی گئی اس مشن نے فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اٹھایا۔ بادشاہ کا ولیعہد اور اسکی مان دونو پیری لاجیس کے قبرستان مین دفن ہوئے۔ انگلنڈ مین ملکہ معظمہ سے چند منٹ کے ملاقات ہوئی نذر پیش ہوئی بے نیل مرام مراجعت ہوئی *

بادشاہی کا مقدمہ تو مشن کے حوالہ کیا گیا اب بادشاہ کو جو یہان تکلیفین پہنچ رہی تھین انکی بجا شکایتین گورنر جنرل کے روبرو پیش کین کہ انگریزی افسرون نے لکھنؤ کے شاہی محلون کو اصطبل اور کتے خانہ بنایا ہے انہون نے نازپروردہ عورتون کو بادشاہ کی بیٹیون اور اسکے مصاحبین کو محلون سے نکالکر بے خانمان و بیکس بنادیا ہے خزانون کو توڑکر روپیہ لوٹ لیا ہے خاندان شاہی کے رنج کا مال اور اسباب نیلام کردیا ہے اور بہت ایسے برے کام کئے گئے کہ جنسے بادشاہ کے آدمیون کی ذلت وخواری و بیحرمتی ہوئی ہے اور انگریزون کی عزت مین بھی بٹا لگایا ہے۔ بہت سے امیر اور شاہی خاندان کے آدمی بادشاہ کے ساتھ کلکتہ مین تھے اور بہت سے جا رہے تھے جو لکھنؤ مین باقی تھے انکی مٹی پلید ہو رہی تھی بادشاہ کی طرف سے حسب سررشتہ جو شکایتین پیش ہوئی تھین انپر لارڈ کیننگ کو بہت تھوڑا اعتبار تھا مگر گورنمنٹ کی شان وعدل کا مقتضا یہہ تھا کہ انکی تحقیقات ہو اور انکا انسداد ہو گورنر جنرل نے چیف کمشنر کو تاکیداً لکھا کہ وہ فوراً ان الزامون کو جو بادشاہ کے آدمیون نے افسرون پر لگائے ہین تحقیقات کرکے رپورٹ کرے لیکن جیکسن صاحب برخود غلط ایسے تھے کہ اس کام کو کوئی بڑا کام نہ سمجھے ٹالم ٹول کے جواب بھیجے جو قابل اطمینان نہ تھے گورنر جنرل نے خانگی اور سرکاری طور پر چیف کمشنر کو تاکید سے لکھا کہ یہہ جو داغ انگریزی قوم پر لکھنؤ کے قدیمی شاہی دربار کے آدمی لگا رہے ہین انکے مٹانے پر وہ متوجہ ہو لیکن لارڈ کیننگ کو اپنی تحریر سے جس نتیجہ کی امید تھی وہ نہ حاصل ہوا ۱۹۔ اکتوبر کو آخرکار گورنر جنرل نے غصہ مین آکر جیکسن صاحب کو لکھا کہ مین اس بات کو آپ سے چھپاتا نہین کہ اول سے آخر تک جو طریقہ تم نے اس امر مین اختیار کیا اس سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی بادشاہ نے جو نالشین دائر کی تھین انکا جواب شافی صفائی کے ساتھ دینے کے قابل تم نے گورنمنٹ کو نہین بنایا بلکہ بجائے اسکے

اودھ کا مشن انگلستان مین

شکایتون کی تحقیقات

تم انمین سے بعض نالشون سے خبر بھی نہین ہوئے تم کو جاننا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے پاس جواب دینے کے لیئے مصالح موجود نہین ہین تمہارے سارے جوابون کو بادشاہ کے خطون کے ساتھ پہلو بہ پہلو رکھکر دیکھتا ہون تو مین ہرگز اپنے تئین اس قابل نہین پاتا کہ یہہ کہہ سکون کہ عمارات جنکا بیان کیا گیا ہے مسمار ہوئی ہین اور کیون ہوئی ہین؟ اگرچہ بادشاہ کو ایک خاص جلوخانہ کی بابت اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ڈھہ رہا ہے بادشاہ نے ۲۴ ستمبر ۱۸۵۶ع کے خط مین لکھا ہے کہ جیتر منزل مین گھوڑے اور کتے باندھے گئے ہین۔ بادشاہ کی اولاد کو دھمکیان دی گئی ہین کہ انکا وظیفہ بند ہو جائیگا تم مجھہ سے کہتے ہو کہ جوابون مین تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ انکی تکمیل زیادہ ہو جائے اسلیئے مشکل سے مین یہہ خیالات کرتا ہون کہ یہہ معاملات تمہاری نظر سے نہ گذرے ہون مگر کوئی اور سبب بھی مین نہین جانتا کہ تم نے انکو کیون فروگذاشت کیا خواہ کچھہ ہی ہوا ہو تم نے جو کارروائی کا طریقہ اختیار کیا اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ بادشاہ سے ایسا برتاؤ برتنا پڑا جسکو ذلت تو نہین کہہ سکتے تھے مگر مکروہ ناسزا ضرور تھا۔ بادشاہ جو شکایتین کرتا تھا خواہ وہ سچی ہون یا جھوٹی وہ صاف صاف گورنمنٹ کے افسرون کے خلاف تھین گورنر جنرل بادشاہ کو یقین دلاتا تھا کہ جلد یہہ معاملات چیف کمشنر کی طرف رجوع کیئے جائینگے تو خاطر خواہ بادشاہ کو اسکی توجیہہ بتلادی جائیگی مین یہہ اعتبار کرتا تھا جسکے کرنے کا حق مجھکو حاصل ہے کہ چیف کمشنر اُنکی ہدایتون کی اطاعت کریگا اور اپنا فرض ادا کریگا مگر اس ہین مین نے بڑی غلطی کھائی اور بہت سی باتون مین شکست پائی جو قابل بیان بھی نہین وہ چیف کمشنر پر لکھنؤ مین ظاہر ہونگین اب کلکتہ گورنمنٹ انکو نظر انداز نہین کرسکتی یہ کوئی بات نہین ہے کہ یہہ الزامات جا بادشاہ کے بدنام طفیلیون نے برانگیختہ کیئے ہین اور وہ بالکل یا بالجبر سچے نہین ہین یا ناممکن خواہ وہ سیاہ ہون یا سفید ہون انکا جواب دینا چاہیئے ہے مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس ضرورت کی قدر نہین جانی۔

چیف کمشنر اور گبنس صاحب اور اومینی صاحب آپس مین لڑتے رہے اور خاندان شاہی کی شکایتون اور نالشون پر متوجہ ہوئے آخر کو لارڈ کیننگ کو یہہ معلوم ہوگیا کہ جس چیف کمشنر کو مین نے انتخاب کیا تھا وہ غلط تھا صوبہ اودھ کے لیئے یہہ بہتر ہوگا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ وہان سے علیحدہ کیا جائے +

ابھی لارڈ کیننگ نے گورنمنٹ ہوس مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا حقیقت مین انکو اس لڑائی سے سروکار نہ تھا پچاس برس ہوئے کہ ایران کا ہندوستان کی گورنمنٹ سے صرف

یہہ تعلق تھا کہ مالی جوابدہی کمپنی کے ذمے تھی عملی امداد گورنمنٹ کے ذمے اور پولیٹکل معاملات شاہی گورنمنٹ کے فورین آفس سے متعلق تھی اور ایران مین سفیر بادشاہ انگلنڈ مقرر کرتا۔ لارڈ کیننگ کی زمانہ مین بھی یہی تعلقات تھے کہ برطانیہ اعظم کی جنگ ایران کے ساتھ شروع ہوئی۔

پولیٹکل ایمان کا یہہ بھی ایک جملہ تھا کہ ہرات ایک آزاد مملکت ہے اسکی آزادی کے سبب سے انڈین ایمپائر کی نجات ہے جب افغانستان پر انگریزی سپاہ نے قبضہ کیا ہے اور برٹش افسرون نے دروازہ ہند پر دولت کو لٹایا ہے تو یہہ بات ٹھیری تھی کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمان روا ہے لیکن اسکا وزیر یار محمد ہمیشہ ایران کی طرف اپنا دل لگائے رکھتا تھا اور دھمکاتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون۔ جب انگریزی سپاہ نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی ہوا سے نام شاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمان روائی شروع کی اس نے دس برس تک اچھی طرح سلطنت کی اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا وہ فرمان روائی کی لیاقت نہین رکھتا تھا جب اسکو خوف معلوم ہوا تو اسنے ہرات کو ایران کے حوالہ کردیا۔

۱۸۵۲ء مین ایران کی سپاہ ہرات پر چلی یہہ بیان کیا گیا کہ یار محمد کے مرنے سے ہرات مین بدنظمی ہوگئی تھی اسکے انتظام کے لئے لشکر ایران گیا تھا مگر آخر کار اصل مقصود اس مہم کا ظاہر ہوگیا اور ایران کا ایک صوبہ ہرات ہوگیا برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا کہ وہ اپنی سپاہ کو واپس بلائے اور معاہدہ کرے کہ ہرات ہمیشہ آزاد رہے گا۔ بمجبوری ایران کو ہرات سے اپنی سپاہ ہٹانی پڑی اور معاہدہ کرنا پڑا کہ ہرات آزاد رہیگا لیکن اس سے طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوئی اور دونو سلطنتون مین پرخاش کا ہونا وقت کا منتظر تھا۔

مگر جب کریمیا کی لڑائی ختم ہوئی اور روسیون کا قبضہ ایشیا مین قرض پر ہوا تو ایران نے برٹش کے ساتھ دوست رہنے مین اپنا فائدہ نہ دیکھا روسیون کا دامن پکڑا ۱۸۵۵ء مین سفارت انگلشیہ پر ایسی طعنہ زنی ہوئی کہ مسٹر مری صاحب سفیر انگلشیہ ترکستان کی سرحد مین چلے گئے اسی زمانہ مین یہہ سانحہ رونما ہوا کہ ہرات مین سرکشی ہوئی۔ ہرات کا فرمان روا یار محمد کا بیٹا مارا گیا اور اسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا۔ اگرچہ یوسف خان مین فرمان روائی کی کوئی لیاقت نہ تھی مگر وہ پہلے فرمان روا سے گیا گذرا بھی نہ تھا۔ پہلے فرمان روا کے قتل مین کہتے ہین کہ شاہ ایران کی سازش تھی

واقعات کے پیش آنے سے مستفید ہونے کا شائق تھا۔ جب سے کہ افغانستان میں برٹش سنا امیر دوست محمد خان کو سلطنت پر بحال کیا تھا تب سے اس پیرانہ سال امیر کی چستی چالاکی و مستعدی و الوالعزمی کا اقتضا یہہ تھا کہ وہ اپنی پہلی مملکت کو مستحکم کرے اور مغرب کی طرف اپنی سلطنت کے اور بڑھانے میں سرگرمی کرے ایسی علو حوصلگی میں اسکی اپنی سلطنت کی سلامتی تھی ایران کے دعوے بڑے تھے اسکا ہرات ہی پر کچھہ حصر نہ تھا اب اس نے قندھار میں بھی اپنی دیافت پیدا کر لی تھی اسپر بھی دانت مارنے کی نیت تھی اس میں شبہ نہیں کہ ایران کو افغانستان کی فتح کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر اس میں وہ اپنا رعب داب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ شاہ ایران نے خود درخواست کی تھی کہ وہ اپنے کل ملک کی صورت سلطنت ایسی بنالے کہ وہ ایران کی حراست میں معلوم ہونے لگے۔ اب امیر کے لیئے وقت ایسا آن پہنچا تھا کہ وہ اپنے زبردست ہاتھہ کو پھیلا کر افغانستان کو بالکل آزاد کر لے ۱۸۵۵ء میں اسکا سوتیلا بھائی قندھار کا فرمان روا کہن دل خان مرگیا تو اسنے قندھار کو کابل کی حکومت میں داخل کر لیا۔ ایران کی گورنمنٹ کو یقین ہوا یا اسنے اس یقین کرنے کا بہانہ بنایا کہ امیر ہرات کی فتح کو بھی اپنے سکیم میں داخل کریگا۔ اس زمانہ میں امیر کا ارادہ یہہ تھا مگر ایرانیوں نے اپنی افزون ستانی کے لیے یہہ شعبدہ بازی کی کہ اپنی محافظت خودمختاری کے لیئے اور دہشت سے بچنے کے لیۓ ہرات پر قبضہ کرلے کو ضروری جانا ہرات کی اندرونی حالت بھی اسوقت ایسی تھی کہ جس سے اس کام کے لیئے انکی ہمت کو اور بھی تقویت ہوئی اور دوست محمد خان کی چالوں کو دیکھکر انہوں نے ان معاہدوں کو بالاۓ طاق رکھا جو ۱۸۵۳ء میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ ہوا تھا کہ ہرات آزاد رہے گا اور ہرات پر ایک سپاہ کو روانہ کیا مگر اسکا وہان خیر مقدم نہیں ہوا۔ امیر کابل کی پولیٹکل تبدیلیوں سے اور ہرات میں خود مخالف انقلابات سے ہرات کے برائے نام فرمان روا نے ایران سے استعانت چاہی لیکن جب اسنے دیکھا کہ ہرات کے بڑے بڑے سردار اہل سنت ایران کے شیعون کی استعانت چاہنے سے بیزار ہیں تو اسنے انگریزی جھنڈے کو بلند کرنا چاہا اور دوست محمد خان کو بھی امداد کے لیئے بلایا سدوزئی شہزادون کی بے ایمانی نمایاں تھی اسکے اپنے ہی آدمی اسپر اعتبار نہیں کرتے تھے۔ ایرانی ہرات کو گھیر رہے تھے اور یہہ خوف تھا کہ یوسف خان ہرات کو دغا بازی کر کے اہل ایران کو دیدیگا اسلیئے یہہ بات آسان تھی کہ ایک گروہ اسکے مخالف کھڑا کیا جائے سو عیسی خان نے جو اسکا مدار المہام تھا اسکو مقید کر کے دشمنون کے کیمپ میں بھیجدیا اور اسکے ساتھہ ایک خط اس مضمون کا لکھہ کر بھیجدیا کہ اب ہرات میں اسکا کچھہ کام نہیں اہل ایران جو چاہیں اسکا حال کریں +

جب ان واقعات نے یہان تک ترقی پائی تو لارڈ کیننگ کو وسط ایشیا کے پولیٹکل معاملات کی طرف توجہ کرنے کی تکلیف دی گئی یہہ نیا گورنر جنرل ان معاملات کی پیچید گیون کا پھیلنا اپنے لئے وبال جان جانتا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلنڈ ایران سے لڑائی خود بغیر میرے کسی دخل و مشورہ کے شروع کریگا اور اسکے ختم کرنے کے لیئے سارا کام مجھے کرنا پڑیگا اسکو اسطرح کام کرنا بڑا تلخ و ناگوار معلوم ہوتا تھا - اسنے اگست مین ۱۸۵۶ء مین پریسیڈنٹ کو لکھا کہ میری اپنی آسائش و آرام کی امید قریب المرگ ہو گئی ہے مین ان گران قیمت بے شان و شوکت لڑائیون پر جو غور کرتا ہون تو مجھے انسے ایسی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ مین اسکو بیان نہین کرسکتا مین مثل اپنے سابقین کے اپنے سچے دل سے صلح جو ہون مگر انکے ظالم مایوسیون سے جرئت پکڑ کر انہون نے کہا کہ مین ایران کے سزا دینے مین ناحق جلدی نہ کرونگا اس لیئے مین نے انگلنڈ مین اپنا مستحکم و مستقل عزم کیا تھا کہ مین کسی مخالف یا مرعوب حالتون کے سبب سے غیر ضروری جنگ کے لیئے آمادہ نہین ہونگا آپ خائف رہین کہ ناحق ایران کی سرزنش مین جلدی نہین کرونگا اگر شاہ ایران ہگلی پر دخانی جہاز مین مری صاحب سمیت آجایگا تو بھی مین صلح کو جب تک قائم رکھونگا کہ آپ کی ہدایتین میرے پاس پہنچین" وہ صرف یہی نہین چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف سے حملہ آوری کی زیادتی ہو وہ ہر ایک ایسی ڈپلومیٹک جھگڑے سے بچنا چاہتے تھے جو آیندہ انکی گورنمنٹ کے حق مین دقت اٹھانے کا سبب ہو انکو وسط ایشیا کے پولیٹکس سے نہایت نفرت تھی وہ زمانہ گذشتہ سے عبرتناک سبقون کو یاد رکھتے تھے انہون نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے ایک آدمی افغانستان مین نہین بھیجین جب انگلنڈ کے وزرا نے انکو لکھا کہ وہ دوست محمد خان کو عطیات عطا کرکے اپنا موثر دوست بنائین کہ وہ قندھار کی طرف سے خوشی و مستعدی سے ہرات کو پر آبلہ بنائے جب پچھلے زمانہ مین انکے پاس یہہ ہدایتین آئین کہ دوست محمد خان کو روپیہ اور ہتھیار دے دین اور انکو یہہ اختیار دیا جاتا ہے وہ کوئی مشن ہرات بھیجین تو اس دوسری بات سے وہ بڑے جھجکے و چکر مین آئے انہون نے لکھا کہ "مین ہرات مین انگریزی افسرون کے بھیجنے سے کوئی مقصد نہ رکھونگا - اس مطلب کے لیئے ہم وہان کا حال ایسا کم جانتے ہین کہ مشن بھیجنے کو بجا نہین جانتے یقینی اس مین بڑی جوکھون ہے ملک کو تو جیسا سمجھتے ہے محفوظ سمجھیں ہا ہے ایسے ہی دشمن سمجھیں ہے ہین - ہمارے افسر انسے نہ کوئی مدد نہ کوئی عہد لے سکتے ہین اسلیئے کہ ہم خود تو ہرات کو سفر کرتے نہین جو کچھ وہان امیر کام کریگا اسکے ایمان پر ہم کوئی توقع نہین کرسکتے" لارڈ کیننگ کے ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تدابیر کو اختیار کرنا نہین چاہتے تھے جو انکو بتلائی گئی تھین - مگر جب

ہوم گورنمنٹ نے ایران کے ساتھ لڑائی لڑنے کے اشتہار دیدینے کا ارادہ مصمم کرلیا تو لارڈ کیننگ افغانستان
عدم مداخلت کی پولیسی کو برقرار نہین رکھ سکتے تھے ابھی سال شروع ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کے شکستہ ہونے سے
پہلے خلیج فارس کی مہم کی تیاری کا حکم ہوچکا تھا ہوم گورنمنٹ کے یہہ احکام تھے کہ بمبئی مین ساری تیاریان
خلیج فارس مین بحری وبری لشکر کے بھیجنے کی کی جائین مگر یوروپ مین بعض ایسے ڈپلومیسی کے کام تھے کہ
جسمین اس مہم مین جلدی نہین کی گئی ستمبر کے آخر مین ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے سیکرٹ کمیٹی کے ذریعہ سے
ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز کو ہدایتین بھیجی ہین کہ کس طرح بحری سفر ہون اور کیونکر لڑائی کا آغاز
ہو پہلے اکتوبر ۱۸۵۶ء کی آخر تاریخ کو یہہ ہدایتین گورنر جنرل پاس کلکتہ پہنچین پہلی نومبر کو جنگ کا اشتہار دیا گیا
اسی تاریخ کو بمبئی کے گورنر لارڈ الفنسٹن اور کمانڈر جنرل پاس ہدایتین اس مہم کے باب مین بھیجی گئین اس
مہم کی سپہ سالاری کے لئے بہت سے نام بڑے بڑے نامورون کے پیش ہوئے انمین جنرل ونڈھم کا نام
بھی تھا جنہون نے کریمیا کی لڑائی مین بڑے دلاورانہ کام کیئے تھے اور وہ دنیا کے ہر حصہ مین دلیرانہ کام
کرنے کو مستعد تھے انکی تقرر پر لارڈ کیننگ نے یہہ اعتراض کیا کہ اگرچہ انکا تقرر انگلنڈ مین عام پسند ہوگا
لیکن یہان بادشاہی اور کمپنی کی فوجین مخلوط ہین اسکے لیئے یہہ امر اہم ہے کہ کمانڈر کے ساتھ ماتحت افسر
یکدل ہوکر کام کرین مگر اس بات کا ہونا غیر متعارف کمانڈر کے واسطے بہ نسبت متعارف افسر کے زیادہ مشکل
ہے کمانڈر کو چاہیئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو جب وہ ایک سپاہ عظیم کو دشوار گذار
اور نامعلوم ملک مین لیے جاتا ہو تو وہ چاہیے کہ اسکی اساس وطینت وجزئیات سے آگاہ ہو کہ وہ کن
کامون کو کرسکتی ہے اور کن کامون کو نہین کرسکتی ہے یہہ بات انگلنڈ سے تازہ وارد ونڈھم کو نہین
حاصل ہوسکتی ہے اگر کوئی بڑی لشکرکشی ہوتی تو کمانڈر انچیف جنرل این سن بھیجا جاسکتا لارڈ کیننگ نے یہہ مستقل ارادہ کرلیا
تھا کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ ہر کی حالت مین سپہ سالار انڈیا سے بھیجا جائے مگر انکو ایسے سپہ سالار کی انتخاب
مین دقت پیش آئی تو انہون نے جان لارنس سے مشورہ لیا تو انہون نے صلاح دی کہ انکا بھائی ہنری لارنس
بھیجا جائے۔ اسپر لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ ملکی انتظام کی لیاقت بڑی رکھتے ہین مگر میدان جنگ مین
سپاہ لیکر لڑانے کا تجربہ انکو نہین ہے پھر سٹرنی کوٹن کا نام لیا گیا اسپر جان لارنس نے اعتراض کیا اور
کہا کہ اگر آپ میرے بھائی کو نہین بھیجتے تو وڈرم صاحب موجود ہین جرنیل جیکب کا نام بھی سپہ سالاری کے
لیے لیا گیا پنجاب وکلکتہ ہی مین کمانڈر کی تجویز کے لیے صلاح ومشورے نہین ہورہے تھے بلکہ بمبئی مین بھی یہہ

سوال پیش تھا۔ مہم کی تیاری کا آغاز اور اسکا اہتمام و انتظام تو بمبئی کے حوالہ ہوا تھا۔ زیادہ تر بمبئی ہی سے سپاہ خلیج فارس مین روانہ ہونے کو تھی اسلیئے لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے جنرل سٹاکر کو جو بڑے شجاع نیک سیرت تھے کمانڈری کے لیئے تجویز کیا اور لارڈ کیننگ نے انکو منظور کیا مگر انگلنڈ مین یہ تجویز ہوئی کہ کرنیل اوٹرم کمانڈر مقرر ہون جو بیماری کی رخصت سے مین لیکر انگلنڈ مین ضعیف و ناتوان ہو رہے تھے جب انکو ایران کی مہم کی سپہ سالاری کا مژدہ سنایا گیا تو وہ خوشی کے مارے ایسے تازہ و توانا ہو گئے جیسے کہ بوڑھا گھوڑا لڑائی کی بو سونگھ کر اور ہتھیارون کی جھنکار سنکر ہوتا ہے۔ اس جنگ کی شوق مین وہ اپنی بیماری کو بھول گئے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ وہ ۲۶ دسمبر کے جہاز مین ہندوستان کو مراجعت کرینگے اور میرا اس مہم مین کام کرنا اودھ مین کام کرنے سے زیادہ مفید ہوگا وہان تو کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کو لکھا کہ مجھے آپکے تندرست ہو جانے سے بڑی خوشی اور مہم ایران مین کمانڈر ہونے کی مسرت حاصل ہوئی اس جنگ کی بابت آپ کی رائے کیا ہے تو انہون نے لکھا کہ اس جنگ مین طول نہین ہوگا سواحل بحری پر کچھ لڑائیان ہونگین اور پھر صلح ہو جائیگی مین اپنے پرانے عہدہ رزیڈنسی پر اودھ پر واپس آ جاؤنگا۔ لارڈ کیننگ نے لکھا اگرچہ اودھ مین بالکل امن ہی اسکی مرفہ حالی بڑھتی جاتی ہے لیکن پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ آپ اپنی عہدہ کا چارج لینگے۔

جب سٹاکر صاحب بمبئی سے پہلے ڈویژن کو خلیج فارس مین لے جا کر رزم آرائی کامیابی کے ساتھ کر رہے تھے کہ شروع سال ۱۸۵۷ء مین جیمس اوٹرم صاحب بمبئی مین آ گئے اور دوسرے ڈویژن سپاہ کے لے جانے کی تیاریان کرنے لگے دربار طہران کو فقط یہہ مہم بحری ہی نہین خوف دلا رہی تھی بلکہ ڈپلومیسی اس ملک مین اسکو خوف دلانے کا سامان تیار کر رہی تھی جو انڈیا اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ لارڈ کیننگ گو سال گذشتہ مین وسط ایشیا کی پولیسی سے استکراہ رکھتے تھے مگر اب وہ بہہ تن اسکی طرف متوجہ تھے امیر کابل کی دوستی سے مستفید ہونا چاہتے تھے اب مشکلین صلح سے آسان نہین ہو سکتی تھین لڑائی کا اشتہار دیا جا چکا تھا ہرات کو ایرانیون نے لے لیا تھا امیر دوست محمد خان برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کرنے کی تمنا مین ظاہر کر چکا تھا۔ اب سوال یہہ تھا کہ دونو کے ساتھ معاملہ کس طرح کیا جائے اس مین بڑا اختلاف رائے تھا۔ لارڈ کیننگ اس باب مین یہہ رائے رکھتے تھے کہ اس مین تھوڑا کام کرنا بہ نسبت بہت کام کرنے کے بہتر ہوگا اور یہہ تھوڑا کام بھی عین ضرورت کے وقت کیا جائے اس سے ایک دن پہلے نہ کیا جائے۔ افغانون کے ساتھ

جنرل اوٹرم کی تقرری ۱۸۵۶ء

پہلی لڑائیون کے واقعات کی ہیبت ابھی تک انگریزون کے دلون سے باہر نہین گئی تھی اسلیئے وہ افغانستان سے پھر معاملات بڑے سوچ بچار سے کرنا چاہتے تھے کہ ایران پر افغانستان کی طرف سے حملہ کس طرح کیا جائے جو ہرات پھر دوبارہ ملجائے۔

امیر دوست محمد خان

امیر دوست محمد خان سے دوستانہ پیغام سلام ہور ہے تھے انگریزون نے امیر کی ان خطاؤن کو معاف کردیا تھا جو اسنے اپنی سپاہ کو سکھون کے ساتھ ملکر انگریزون سے لڑنے کے لیئے بھیجی یا تھا اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین مصالحت و موانست کا عہدنامہ ہوگیا تھا جسکا ذکر ہم پہلے لکھ چکے ہین۔ سر ہربرٹ اڈورڈس کمشنر پشاور کی حسن تدبیر سے یہہ تجویز ہوئی کہ پشاور مین کونفرنس مین امیر بلایا جائے۔ امیر راضی ہوگیا کہ برٹش گورنمنٹ کے قائم مقام سے وہ بالمشافہ ملاقات کرکے اتحاد و وداد کے معاملہ کو طے کرے۔ اگرچہ جان لارنس کو یقین نہین تھا کہ امیر آئیگا اور اگر آئیگا بھی تو اسکے ساتھ ملاقات کا نتیجہ کچھ نہین ہوگا مگر انہون نے اپنے عالی دماغ روشن ضمیر نیک تدبیر دوست ہربرٹ اڈورڈس کی صلاح کو منظور کرلیا اور ملاقات کی تیاریان کین +

پشاور مین امیر ۱۸۵۷ء

امیر نے دعوت کو قبول کیا اور وہ اپنے دو بیٹون اور بعض چیدہ مشیرون اور منتخب سپاہ کے ساتھ آیا اور نئے سال کی پہلی تاریخ کو درہ خیبر مین اس سے برٹش کمشنرون نے ملاقات کی لارنس واڈورڈس کی اور دو انگلش افسرون نے پیرکہن سال امیر کے چہرہ کو دیکھا کہ ڈاڑھی سفید ہے اور بسیر وجاہت امارت فراست گیاست وستعدی وچستی چالاکی برسنی ہے۔ اسنے بڑی خوشی سے خندہ پیشانی کے ساتھ برٹش افسرون کا استقبال کیا یہہ صرف رسمی ملاقات ہوئی دو دن بعد امیر پشاور مین بازدید کے لیئے آیا۔ اس کی تعظیم و تکریم کے لیئے ایکمیل مین انگریزی سپاہ دورویہ کھڑی ہوئی سات ہزار سے کچھہ زائد سپاہ ایستادہ تھی امیر پر اور اسکے مشیرون پر اسکا بڑا اثر پڑتا تھا۔ رسم کے موافق مراتب ملاقات ادا کیئے گئے۔

۵ جنوری ۱۸۵۷ء کو امیر جمرود مین خیمہ زن ہوا اور وہان جان لارنس اور اڈورڈس اور میجر لمسڈن امیر سے ملاقات کو گئے دوست محمد خان کے پیچھے ان کے بیٹے اور چند چیدہ سردار داہین طرف ایستادہ تھے۔ امیر نے جو ہرات مین بالفعل فساد برپا ہورہا تھا اسکی توضیح کی اسنے بیان کیا کہ ہرات کی فتح کرنے کا میرا ارادہ نہین ہے ایرانیون نے جو ہرات کی طرف حرکت کی ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ وہ قندھار کی طرف آتے ہین اس نے راست راست یہہ بیان کیا کہ ہرات کے فتح کرنے کا شوق مجھے بہت ہے اگر خدا کی اور انگریزون کی مرضی

ہوئی تو مین ہرات کو ایرانیون سے چھین لونگا مجھے خدا اور رسول کی قسم ہے کہ اگر ساری دنیا میری دشمن ہو جائے
تو بھی مین انگریزون کا دوست رہونگا - انگریز خلیج فارس کی طرف سے حملہ کرین اور مجھے روپیہ اور ہتھیار دین
تو مین ہرات کی دیوارونکی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینک دونگا اسکے برجون کو اڑا دونگا اور بشوشیر اسکو لے
لونگا اور ملک مین وہ آگ روشن کرونگا کہ سارے ایرانی اس مین جلکر بھسم ہو جائین گے میرے حکم سے
ایرانیون کے برخلاف سارے ترکمان اور اوزبک میرے ساتھ متفق ہو جائین گے -
جب جان لارنس اور دوست محمد خان کی آپس مین یہہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک سوار گورنر جنرل کا تار لیکر
آیا جو پہلے ایک دن آیا تھا اس مین لارڈ کیننگ نے جان لارنس کو یہہ لکھا تھا کہ پانچ ہزار سپاہ کی کمک
بہت جلد جہان تک ممکن ہے خلیج فارس کو بھیجی جائیگی اور شرائط صلح مین جو ایران سے ہونگین ایک شرط یہہ
بھی ہوگی کہ وہ ہرات سے اپنی سپاہ کو ہٹا لے اور پھر آیندہ ہمیشہ کے لیۓ افغانستان مین مداخلت کرنے
سے ہاتھ اٹھا لے تے پیغام کے آخر مین لکھا ہوا تھا کہ ان الفاظ کو بہتر طور پر آپ کام مین لائین مگر ابھی انکے بہتر
طور پر کام مین لانے کا وقت نہین آیا تھا اسلیئے جان لارنس نے امیر سے فقط یہہ کہا کہ خلیج فارس مین
سپاہ کی کمک جلد روانہ ہونے کو ہے باقی الفاظ کو انہون نے اور وقت موقع کے لیۓ مخفی رکھا اس
اول ملاقات مین جان لارنس کا یہہ ارادہ تھا کہ زیادہ تر امیر کے سارے ارادون اور خیالات کو معلوم کریں
اور اپنی گورمنٹ کی نیت وارادون کو مخفی رکھین انہون نے کسی قسم کے وعدے اور قول وقرار نہین کیئے
انہون نے ان مشکلات پر اطلاع دی جو افغانستان کے فرمان روا کی راہ مین موجود ہین اور انہون نے پوچھا کہ وہ
وسائل اور مخازن بیان کیے جائین جو امیر اپنی مشکلات کو رفع کرنے کے لیۓ اپنے اختیار مین رکھتا ہے اور
انگریزون سے جو وہ اعانت چاہتا ہے اسکا اندازہ بیان کیا جائے لیکن ان باتون کا تشلا اجب تک
امیر اپنے خوب غور و تامل نہ کرلے آسان نہ تھا امیر نے اپنے سوچنے کے لیۓ مہلت چاہی اور کہا کہ دوسری
ملاقات مین اس باب مین اپنے خیالات ظاہر کرونگا بس اب آج کی ملاقات ختم ہو گی -
۷ جنوری کو دوست محمد خان چند چیدہ اپنے صلاح کارون کے ساتھ برٹش کیمپ مین آیا اور چیف کمشنر کے
خیمہ مین کونفرنس ہوئی جان لارنس نے اپنا وہی پرانا طریقہ دریافت کرنے کا جاری رکھا اور اول ہی امیر کو یاد
دلایا کہ وہ اپنے نیتین اور ارادے اور خیالات پر پوری طرح اطلاع دے اور اس معاملہ مین امرا افغان
کہین سال سے استقلال کی درخواست کی اور شکل سے امیر سے قول وقرار حاصل کیۓ آخرکار امیر نے

بیان کیا کہ موسم کی کیفیت یہہ ہے کہ ہرات کی طرف مین سفر نہین کر سکتا دو مہینے کے بعد نئی گھاس اُگیگی
اور کھیتی ہری ہوگی تو کمسریٹ کا انتظام جسمین بڑی دشواری نہین ہوگی انتظام کیا جائے گا تو سپاہ کے
لیئے رسد ملیگی مین ایک کولم سپاہ کا بلخ سے اور دوسرا قندھار سے بھیجونگا اپنی سپاہ کا شمار بتلایا کہ ۵ ہزار
سپاہ اور ساٹھ توپین موجود ہین اور انکی افزائش پچاس ہزار سپاہی اور سو توپون تک ہوسکتی ہے چار پانچوین
حصہ سپاہ کے اور تقریباً کل توپین ہرات پر چڑہائی کرسکتی ہین اگر آپ کہین کہ اور زیادہ سپاہ کرو تو مین
آپ سے زیادہ لونگا اور اگر آپ کہین گے کہ کم سپاہ کافی ہوگی تو مین کم لونگا مین نے اپنی رائے بتادی
آپ صاحب مجھ سے بہتر ایران کا حال جانتے ہین جب امیر سے امداد کی مقدار بتلانے کا تقاضا کیا گیا تو
امیر نے کہا کل صبح کو میرا بیٹا اعظم جاہ آپ صاحبون کی خدمت مین حاضر ہوگا اور وہ امداد مطلوبہ کے
حال پر بالتفصیل اطلاع دیگا پھر آپ اسکا فیصلہ فرما دیجئے گا۔
بس کونفرنس ختم ہوئی دوسرے دن صبح کو امیر کے بیٹے مع چند وزیرون کے جان لارنس کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور انکے سامنے انہون نے بالتفصیل افغانستان کی مالی حالتون کو اور سلطنت کے جنگی مخارج کو
اور اس امداد کے تخمینہ کو بیان کیا جو اسلیئے درکار ہوگی کہ افغانی ایرانیون کو ہرات سے نکال دین اور اپنی تئین
اور حملہ آورون سے بچالین انہون نے چونسٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک لڑائی ختم ہو امداد طلب کی اور
پچاس توپین اور آٹھ ہزار بندوقین اور بہت سا سامان جنگ طلب کیا انگلش گورنمنٹ جو امداد دینی چاہتی
تھی اس سے بہت زیادہ امداد مانگی گئی اور بظاہر وہ اصلی ضرورت سے بہت زیادہ طلب کی گئی یہہ سوال
سبارک نہ تھا افغان ہرات جانے کے لیے بڑے سرگرم تھے اگر وہ مملکت مین خاموش بیٹھے رہتے تو ایرانی
فرح پر قبضہ کرلیتے البتہ یہہ فیصلہ کرنا مگر وزیرون کے اختیار مین تھا کہ کوئی چال افغانون کی طبیعت اور
سیرت کے موافق چلی جائے کہ جس سے ایک زبردست پیش قدمی وہ ہرات پر کرسکین جان لارنس نے کہا کہ
اگر فقط ڈفنسو پولیسی (محافظت کی پولیسی) اختیار کی جائے تو افغانون کو امداد کی کسقدر ضرورت ہوگی تو
سردارون نے کہا کہ ہم اس بات کا جواب بغیر امیر سے صلاح لینے کے کچھ نہین دے سکتے پس مجلس شوریٰ
برخاست ہوئی دوسرے دن پھر یہہ سردار آئے انہون نے بیان کیا کہ چار ہزار بندوقین دی جائین
اور آٹھ ہزار آئینی سپاہ کی تنخواہ کے لیئے روپیہ دیا جائے جنمین سے آدھی سپاہ قندھار مین اور آدھی سپاہ
بلخ مین کام کریگی مگر افغانون کو مہمات عظیم کرنے کا شوق تھا ایک افغان نے ہربرٹ اڈورڈس کے کان مین

کہاکہ افغانون اور ایرانیون مین فقط دنیاوی عناد نہین ہے بلکہ شیعہ اور سُنی ہونے کے سبب سے ان مین عناد دینی بھی ہے اب کچھ اور گفتگو کے لیئے باقی نہ تھا افغانون نے اپنی درخواستون کو بیان کر دیا تھا اور انگریز جنٹلمینون نے کہا کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے یہہ سارا حال فوراً بیان کر دینگے ۔

اب ٹیلیگراف کے تارون کو پھر حرکت دی گئی گورنر جنرل سے کالکتہ مین دونو ملاقاتون کے حالات بیان کیئے گئے اسکا تحریری جواب جان لارنس کو پشاور بھیجا گیا۔ جان لارنس نے بھی ان ملاقاتون کا مفصل حال لکھ کر اسکے ساتھ اپنی یہہ راے شامل کرکے گورنر جنرل پاس بھیجدی تھی کہ ہرات کے محاصرہ کے واسطے امیر کو زیادہ امداد نہ دی جائے چار ہزار بندوقین جو وہ مانگتا ہے دی جائین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک دیا جائے کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے اسکے جواب مین گورنر جنرل نے فوراً تار پر جواب بھیجا کہ آپ امیر سے کہدین کہ یہہ شرائط منظور کی گئین کہ چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے دیا جائے۔ یہہ پیغام ۱۳ جنوری ۱۸۵۷ع کو آیا تھا۔

دوسرے دن صبح کو جان لارنس اور اڈورڈس دونو دوست محمد خان کے کیمپ مین گئے اور اس سے برٹش گورنمنٹ کے ارادے اور خیالات ظاہر کیئے گئے۔ امیر نے یہہ منظور کر لیا کہ وہ ہرات پر چڑہائی نہین کریگا اور اور شرائط کو جو نہ بہم کی گئی تھین منظور کرلین لیکن ایک شرط یہہ بھی تھی کہ ایک انگریزون کا گروہ کابل بھیجا جائے یہہ شرط اسکو ناپسند تھی۔ جب اس شرط پر مباحثہ ہوا تو امیر نے کہا کہ اگر انگریز کابل مین جائینگے تو افغان انکے دیکھنے کے متحمل نہ ہونگے گلا کاٹنے کو تیار ہونگے۔ یہہ بڑا غمناک خیال تھا جان لارنس نے پوچھا کہ کس طرح سے ان دونو قومون مین دوستی کی بنیاد مستحکم ہوگی جبکہ ایک ملک مین ایسے شبہات اور عداوتین کبھی سوتی نہین۔ انگریز جو چاہتے ہین وہ یہہ بات نہین ہے کہ اپنی اپنی اغراض کے وقت عارضی دوستی افغانون سے ہوجائے بلکہ وہ اتحاد و داد چاہتے ہین کہ جسکی بنا طرفین کے اعتماد اور ادب مبنی ہو لیکن امیر دوست محمد خان افغانون کے حال کو خوب جانتا تھا اسنے جو کچھ کہا اسکو سب انگریزون نے سچ جانا اسلیئے انگریزون کا کابل مین جانا موقوف رہا صرف قندہار مین انکا جانا ٹھیرا۔

۲۶ جنوری ۱۸۵۷ع کو تار کے ذریعہ سے عہدنامہ کی ساری دفعات کی منظوری گورنر جنرل کو کی گئی اور مہر اور دستخطون کے لیئے عہدنامہ تیار ہوگیا دوست محمد خان کے خیمہ مین اسکی تکمیل کے لیئے دربار ہوا عہدنامہ فارسی اور انگریزی مین لکھا گیا تھا وہ پکار کر پڑھا گیا۔ اس عہدنامہ کے موافق امیر نے وعدہ کیا کہ وہ

اٹھارہ ہزار سپاہ رکھے گا انگریزی افسرون کو اجازت دیگا کہ وہ کابل قندھار یا بلخ مین جہان افغانی سپاہ مقیم ہون قیام کرین۔ انگریزی وکیل کابل مین رہے اور افغانی سفیر کلکتہ مین رہے اور جنگ کے درمیان جو ایرانون اور ایران کے دشمنون کی تجاویز امیر کو معلوم ہون انکی اطلاع وہ برٹش گورنمنٹ انڈیا کو دے اور اس کے عوض مین انگریزون نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک ایران کے ساتھہ انگلنڈ کی لڑائی رہے ایک لاکھہ روپیہ ماہانہ امیر کو دے اور چار ہزار بندوقین دے اور جو انگریزون کے ساتھہ امیر نے خطائین کین ہین ان سب کو وہ بالکل معاف کر کے فراموش کرے اور امیر سے کہا گیا کہ برٹش افسر فقط قندھار ہی اول جائینگے جس سے امیر کو بڑا اطمینان ہوا۔ طرفین سے عہدنامہ پر دستخط و مہر ہوگئے۔ گورنر جنرل کی طرف سے یہہ تار آیا کہ سرجان لارنس دوست محمد خان سے یہہ بیان کردین کہ گورنر جنرل کو امیر کی راست معاملگی سے درست فہمی سے جنپر معاملات کی بنا رکھی گئی بڑا اطمینان حاصل ہوا مین امیر کی صحت اور درازی عمر کی تمنا رکھتا ہون اور مجھے افسوس ہے کہ مین امیر سے ملاقات نہ کرسکا امیر اس پیغام کو سنکر بڑا خوش ہوا اور اسنے کہا کہ میری یہہ خوشی تھی کہ مین خود گورنر جنرل سے جاکر ملتا مین نہین چاہتا تھا کہ وہ میری ملاقات کے لیئے ایسے دور دراز سفر کی تکلیف اٹھائین آخر کو امیر نے کہا کہ اب مین نے انگلش گورنمنٹ کے ساتھہ اتحاد کیا ہے خواہ کچھہ ہی ہو مین اسکو تا دم مرگ نبھاؤنگا۔ اسنے جو کہا تھا اسکو پورا کیا۔ وہ دم واپسین تک انگلش کا سچا دوست رہا۔

دوسرے دن برٹش کمشنر کے خیمہ گاہ مین دربار ہوا جس مین امیر کے بڑے بڑے سردار رخصت ہوئے امیر نے اپنے نہ آنے کا عذر بیماری اور ضعف کا کیا وہ دفعتہً وجع مفاصل مرض مین مبتلا ہوا وہ بہت جلد اپنے وطن کو چلا گیا ان عہد و پیمان سے اسکو بڑا اطمینان حاصل ہوا اور جان لارنس اور اڈورڈس بھی خوش تھے کہ افغانستان سے دوستی کے عہد و پیمان ارزان ہوگئے۔

۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء

سرجان لارنس کو اپنے بزرگ سیرت مہمان کے عہد و پیمان پر چندان اعتماد نہ تھا انہون نے لارڈ کیننگ کو ۳۰ جنوری ۱۸۵۷ء پشاور سے چٹھی مین یہہ لکھا کہ امیر کے اصل منصوبون اور خیالات کے باب مین رائے زنی دشوار ہے کہ وہ کیا ہین مین مقر ہون کہ امیر نے جو کچھہ بیان کیا اسپر مجھے کسی طرح کا اعتماد نہین ہے اسوقت اسنے اپنی غرض کے لیئے ہماری طرف رجوع کی لیکن یہہ یقین نہین کہ اپنی مطلب برآری کے بعد وہ ایک دن بھی ہمارا دوست رہے اسکو حیا مطلق نہین ہے اسنے بطور تحفہ کے دس گھوڑے اور دو عقاب بھیجے ہین جو بڑے حقیر اور بیجان تھے انکی قیمت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہ تھی فقط

لارڈ کیننگ کو بھی جس طور سے عہد و پیمان ہوئے بڑی خوشی ہوئی انہون نے جان لارنس کا شکریہ ادا کیا اور انکی لیاقت و قابلیت کی تعریف کی جان لارنس نے اسکے جواب مین لکھا کہ اس کام کی حسن کارگزاری کی تعریف کا مستحق ہربرٹ اڈورڈس ہے اسی کی تدابیر صائب سے سارے کام انجام ہوئے گورنر جنرل نے اڈورڈس صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ اس ملاقات ہونے کے موجد تھے۔ پہلے بھی اور اب بھی اس پولیسی کو اڈورڈس صاحب نے ہی پیش کیا تھا۔ دوست محمد خان اور اسکے مشیرون نے پشاور مین جو ملاقات کی مجلسین ہوئین ان مین اکثر یہہ ذکر کیا کہ روسیون کی امداد کرنے اور ابھارنے سے ایرانکو یہہ حوصلہ ہوا اور اسنے پہلے بھی اور اب بھی ہرات پر قبضہ کر لیا مگر لارڈ کیننگ کو اسکا یقین نہین تھا اسلیئے پرنس گورٹ چکوف نے لارڈ گرین ویل کو مسکو مین لکھا تھا کہ طہران مین سفیر روس کو یہہ ہدایت کی گئی کہ ایران کی گورنمنٹ پر زور ڈالے کہ وہ ہرات کو خالی کر دے اور خود عہدنامہ کی شرائط پوری کر کے دوسری طرف سے ایفاء عہدنامہ کا خواستگار ہو۔ امیر دوست محمد خان نے جان لارنس سے پشاور مین کہا کہ مین آپ کو خط دکھاؤنگا جو کم بخت روسیون کا سفیر وکٹی وچ میرے پاس لایا تھا مگر یہہ خط اسنے کبھی دکھایا نہین جس سے اوپر کا مضمون ثابت ہوتا ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ فورین پولیسی کی طرف متوجہ ہوئے تھے مگر انکو اپنے ملک کے اندرونی انتظامات مین بھی دقتین پیش آ رہی تھین۔ یہہ فیصلہ تو ہو گیا تھا کہ ایران مین سپہ سالار جیمس اوٹرم صاحب مقرر ہون لیکن یہہ فیصلہ کرنا باقی تھا کہ اودھ مین چیف کمشنر کون مقرر ہو اگرچہ لارڈ کیننگ کو حال کے چیف کمشنر جیکسن کے موقوف کرنے کا افسوس تھا مگر انکا موقوف کرنا بھی ضرور تھا۔ جیکسن سخت مزاج تھے مگر بہت قابل اور اچھے آدمی تھے جب انکی مخالفت کی جاتی تھی تو وہ اپنے آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ انکے نام گورنمنٹ نے چھٹیان بھی بڑی لتاڑ کی لکھی تھین۔ غرض لارڈ کیننگ نے انکو اپنے عہدہ سے جدا کر دیا اور انکی جگہہ سر ہنری لارنس کو چیف کمشنر مقرر کیا۔ ۲۰ مارچ ۱۸۵۷ء کو انہون نے ان سب آدمیون کے حال پر توجہ کی جو اس صوبہ مین جو سرکار انگریزی کی عملداری کے ہونے سے اپنی خدمات سے جدا ہو گئے تھے انہون نے ساری رعایا کی بڑی تسلی کی انہون نے سب لوگون کو اپنے پاس آنے دیا اور انکی تشفی و تسلی کی۔

—— سر ہنری لارنس دل سے ہندوستانیون کے بہی خواہ تھے۔ ہندوستانی بھی انکو دل سے عزیز رکھتے تھے۔

بمبئی مین خلیج فارس مین بوشہر پر حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین ۱۳۔ نومبر کو بمبئی کے آخر جہاز مسقط سے آگے چلے

اودھ کے چیف کمشنر کا فیصلہ

جنگ ایران

۴۵ جہاز ایک لشکر جرار ۵۷۰۰ سپاہیون کا جنمین تہائی گورے تھے لیکر چلے سرہنری لیک اس بیڑے کی کمانڈر تھے اور بڑی سپاہ کے سپہ سالار میجر جنرل سٹاکر تھے اس سپاہ نے ۴ - دسمبر کو جزیرہ کرک پر قبضہ کرلیا - ۸ - دسمبر کو سٹاکر کا سارا لشکر خشکی مین بوشہر سے بارہ میل پر اترا - ایرانی رو شہر مین جو ڈچون کا ایک پرانا قلعہ تھا چلے گئے - اس قلعہ سے انگریزی سپاہ نے ایرانیون کو حملہ کرکے نکال دیا ایرانیون کی طرف سے عرب کے سوار جو قواعد دان نہ تھے خوب لڑے انگریزی دو افسر مارے گئے - کپتان فیلکس ایک چھوٹے سے دخانی جہاز مین علم صلح لیکر بوشہر کی طرف گئے اور معمولی درخواست کی کہ شہر اور حوالہ کیا جائے اہل شہر کو اور تاجرون کو سب طرح سے پناہ دی جائیگی - بجائے حوالہ کرنے کے ایرانیون نے جہاز پر گولے چلائے - انگریزون نے حملہ کرکے بوشہر کو فتح کرلیا اور ۶۵ توپین اور بہت سا اسباب حرب و ضرب انکے ہاتھ آیا کئی ہفتے تک پھر لڑائی نہین ہوئی -

اسوقت مین اوٹرم اور ہیولوک کے دو برگیڈ بوشہر کے باہر پہنچنے کو تھے - ۲۷ - جنوری ۱۸۵۷ع کو اوٹرم صاحب کو معلوم ہوا کہ شیراز کی سڑک مین ۴۶ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار ایرانیون کا لشکر مع اٹھارہ یا بیس توپون کے موجود ہے انہون نے اسپر فوراً حملہ کرنا چاہا بوشہر مین کافی سپاہ قلعہ نشین کرکے وہ ۳ - فروری کی شام کو ساڑھے چار ہزار فوج و اٹھارہ توپین لیکر چلے اور ۴۱ گھنٹے دشوار گذار سفر کیا موسم بہت برا تھا پھر ایرانیون کے مورچے انکو نظر آئے لیکن انہون نے یہہ دیکھا کہ دشمن پاس کے پہاڑون کے گھاٹیون کے اندر گھسے ہوئے ہین انکے پیچھے ناہموار بنجر پہاڑون مین جانا ایسی لشکر کے ساتھ کہ تعداد مین تھوڑا تھا اور رسد اچھی طرح اس پاس نہ تھی مناسب نہ جانا وہ بوشہر کو ۷ تاریخ واپس چلے آئے دشمن جو بہت سا جلدی مین اسباب حرب و ضرب چھوڑ گئے تھے اسکو ساتھ لائے -

پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوئی رات کو اوٹرم صاحب گھوڑے پر گرنے کے سبب سے ضعیف ہوگئے تھے اسلیئے سٹاکر صاحب نے حملہ کیا اور کئی سو ایرانیون کو مارا دشمن بھاگ گئے دو توپین اور بہت سا میگزین چھوڑ گئے انگریزی لشکر مین سوار تھوڑے تھے اسلیئے انکا تعاقب نہ ہوسکا وہ بھاگ کر زندہ نکل گئے اوٹرم صاحب کی طرف دس سپاہی مارے گئے اور ۶۲ زخمی ہوئے فروری مین پھر کوئی لڑائی نہین ہوئی بمبئی سے اور تازہ تازہ سپاہین آتی رہین کیمپ مین جلدی سے یہہ معلوم ہوا کہ خشکی و تری کی طرف سے پہلے محمرہ پر حملہ ہوگا یہہ ایک فصیل دار شہر دریاے قارون اور شط الفرات کے ملنے کی

جگہہ سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اسکے گرد گچ بنی اینٹ آثار کے اٹھارہ فیٹ بلند مضبوط مٹی کے بنے ہوئے ہین اور توپون کی ریتیان خشتی ہین اور وہ خوب مسلح ہین شط الفرات کی راہ پر حکمرانی کرتے ہین تری کی راہ سے اصفہان جانے کے سدراہ ہین مہمرا کے گرد اور اندر تیرہ ہزار سپاہ ایرانیون کی تھی جو اسکی محافظت کرتی تھی جنرل سٹاکر اور کمموڈور آرتھرسی نے خلل دماغی کے سبب سے خودکشی کی تھی سپاہ کا سارا اہتمام اوٹرم صاحب اور ہیولاک کے ذمے تھا ان موتون کے سبب سے اوٹرم صاحب کو بوشہر مین قیام کرنا پڑا۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو کرنل جیکب کو بوشہر مین حاکم بنا کے اوٹرم صاحب بیڑے سے جا کر ملے جو دریا فرات کے دہانے پر جمع ہوا تھا۔

دو دن کے بعد ہندوستان کے دخانی جہاز کمموڈور ینگ کے ماتحت روانہ ہوئے جنمین چار ہزار نو سو سپاہی تھے اور انمین دو رجمنٹین سوارون کی اور دو توپخانے تھے اس بیڑے نے ساٹھ میل سفر طے کیا اور کوئی مزاحمت اسکو نہین آئی کنارون پر جہان عرب جمع تھے انہون نے چپ چاپ نے بڑے دئے - ۲۴ تاریخ شام کو مہمرا گانون کے قریب جہاز لنگر انداز ہوئے یہہ مقام مہمرا سے تین میل پر دریا بار قارون اور شط الفرات کے ملاپ کی جگہہ پر تھا وہان سے مہمرا کے گرد گچ اور فصیل سب نظر آتے تھے جنہون نے ہر طرف جانے کی راہ بند کر رکھی تھی رات کو اور اسکے بعد دن کو حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین اور دشمن کے مقامات معلوم کیئے گئے ۲۶ کو صبح ہوتے ہی ایک توپخانے نے دشمنون کے مورچے پر خوب توپین مارنی شروع کین ۔ سات بجے جہازون نے اپنے مقامون پر جانے کے لیئے حرکت کی اینپر دشمن آگ برساتے تھے مگر انمین سے کسی نے منھ نہین موڑا۔ ان سب جہازون نے گولے دشمن پر متواتر لگانے شروع کیئے پستول کی گولی کے فاصلہ پر دشمنون کے قریب جہاز پہنچ گئے دس بجے قلعہ کے شمال مین جو ایرانیون کا میگزین تھا وہ اڑگیا تو پھر ایرانیون کی آتش زنی ٹھنڈی ہوئی اور دو پہر کے بعد تو اسکے توپخانے کو نگے ہو گئے ڈیڑھ بجے جہازون سے لشکر خشکی مین اترا اور وہ کھجورون کے جھنڈ کی طرف جسمین ایرانیون کے مورچے تھے چلا اسنے دشمنون کے مورچون مین سوا اسباب کے جو وہ چھوڑ گئے تھے کچھ نہ پایا اس حملہ اور خشکی و تری کی سپاہ نے مہمرا کو فتح کر لیا جسپر چالیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکو طہران کے اچھے سے اچھے توپچی چلاتے تھے اور کوڑیون جن گلی اور ہزارون توڑے دار بندوقین جلتی تھین اور انگریزی لشکر کا بہت تھوڑا ہی نقصان دس سپاہیون کے مقتول اور بیس سپاہیون کے زخمی ہونے کا ہوا۔ دشمنون کی سترہ توپین ہاتھ لگین باقی دریا مین ڈبو دی گئین یا دشمن اپنے ساتھ لے گئے

تین دن بعد ۲۹ - کو کپتان رینی نے قاروں سے اوپر مفرور ایرانیوں کے تین دخانی جہاز اور اتنی جنگی کشتیاں چھین لیں اور یکم اپریل ۱۸۵۷ء کو اہواز کے داہنی کنارہ کے قریب سات ہزار ایرانی دکھائی دیئے جنگی کشتیوں سے جو انپر چند گولے سپاہ نے پھینکے تو ایرانی بھاگ گئے اور اسکے تعاقب پیچھے عرب لوٹنے والے بڑی دولت تک لوٹ مار کرکے اہواز سے بیڑا محمرہ کو گیا - ۵ - اپریل کو اوٹرم صاحب نے اطلاع دی کہ صلح ہوگئی پیرس میں ۴ - مارچ کو انگلش اور ایرانی کمشنروں نے ایک عہدنامہ پر دستخط کیے جس میں شاہ نے وعدہ کیا کہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر وہ پادشاہی کے دعوے نہیں کریگا ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی سپاہ کو ایران سے بلالیگی - ۲ - مئی کو بغداد میں عہدنامہ پر دستخط ہوگئے جولائی کے آخر میں شاہ کی سپاہ نے ہرات سے کوچ کیا اور ہرات میں امیر دوست محمد خان کا بھتیجا احمد خان حاکم مقرر ہوا - ۹ - مئی کو اوٹرم صاحب کی میدان جنگ کی سپاہ کا کالام لوٹا کچھ سپاہ بوشہر میں اکتوبر تک رہی - یہہ انگریزوں کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ غدر کے ہونے سے پہلے لڑائی ختم ہوگئی سنئے کمانڈر انچیف جنرل این سن نے ہیولاک صاحب کو شروع اپریل میں لکھا تھا کہ سپاہ بنگال اپنی نافرمانی دکھا رہی ہے اور اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے اوٹرم صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اپنے واپس آنے میں ایک لمحہ کا توقف نہ کرے اب ہم آئندہ ایام غدر ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ان افسروں اور سپاہ کے بلانے کی ضرورتیں کس سبب سے ہوئی تھیں +

حصہ چہارم

تاریخ بغاوت ہند

انڈین میوٹنی کا ترجمہ میں نے بغاوت ہند کیا ہے جس سے مراد یہہ ہے کہ ہندوستان میں سرکار کمپنی کی ہندوستانی سپاہ کا مسلح ہوکر سرکار سے برسر مقابلہ ہوکر لڑنا یا غیر مسلح ہوکر اسکے جائز حکموں کی نافرمانی کرنی اور انکو بجا نہ لانا اور اسکو مضرت پہنچانا اسکے مخالفوں کی مدد کرنا اور غدر مچانا جس سے معلوم ہو کہ سرکار کی عملداری نہیں ---

باب اول

اسباب بغاوت ہند

جنوری ۱۸۵۷ء کا چھوٹا بادل

یہہ پرانا سال تو مردہ ہوا اور اپنے قائم مقام کو وہ حزن و ملال دے گیا جو جنگ ایران کی لازمی

تکلیفات زیادہ تھے ابھی نئے سال کی عمر کچھ دنون ہی کی ہوئی تھی کہ افق پر ایک چھوٹا سا بادل جو آدمی کی بالشت سے بڑا نہ تھا نمودار ہوا جسکی پیشین گوئی لارڈ کیننگ نے انگلستان مین سرکار کمپنی کی دعوت الوداع مین کی تھی۔ یہہ بادل چھوٹا بھی ہوسکتا تھا اور بڑا بھی ہوسکتا تھا وہ ہوا کے ایک جھونکے سے اڑ بھی سکتا تھا اور ایسا پھیل بھی سکتا تھا کہ اسکی خوفناک وسعت سارے آسمان کو گھیر لے۔

جب ہندوستان سے لارڈ ڈیل ہوزی رخصت ہوئے تو انہون نے اپنی یہہ رائے لکھی کہ ہندوستانی سپاہ کے لیئے کوئی چیز باقی نہین رہی جسکی خواہش کی جائے اب کوئی وجہ نہین تھی کہ لارڈ کیننگ انکے جانشین انکی رائے پر پورا اعتماد نہ کرتے وہ انڈیا مین ہندوستانی سپاہ کی جانبازو وفاداری پر یقین اپنے ساتھ لائے تھے چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ انکے باپ بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ جارج کیننگ نے مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کی سپاہ کی حسن خدمات کی شکر گزاری مین اپنے سپیچ مین کامنس ہوس کے اندر یہہ فرمایا تھا کہ مین ہندوستانی سپاہ کی جان بازو وفاداری کی نیکی کی داد دیتا ہون کہ بمبئی کی سپاہ کے بہت سے سپاہی پیشوا کے ملک کے باشندے تھے انکا مال اسباب عزیز اقارب اور انکی تمام قیمتی چیزین جو انکو عزیز تھین وہ پیشوا کے قبضے مین تھین اسنے پہلے کہ لڑائی کا آغاز ہو پیشوا نے کوئی بات ہندوستانی سپاہ کے اغوا کرنے مین اٹھا نہین رکھی اسنے انکو خوب دھمکایا اور دم دیئے کہ وہ انگریزون کا ساتھ چھوڑکر اسکا دامن پکڑین مگر کوئی اسکی چال بازی چلی نہین۔ ہندوستانی افسر و سپاہی اپنے کمانیرون کے پاس آئے اور ثبوت ساتھ لائے کہ پیشوا انکو اغوا کرتا اور اپنی طرف انکو بلاتا ہے ایک ان کمشند افسر نے پانچ ہزار روپے نقد پیش کیئے کہ پیشوا نے خود اسکو دیئے ہین کہ وہ اپنے سپاہیون کو بھگا کر لائے۔ پیشوا کا دھمکانا خالی نہ تھا اسنے ان سپاہیون کے رشتہ دارون کو تکلیف دی جنہون نے اسکے کہنے کو نہین مانا مگر اسکا اثر الٹا یہہ ہوا کہ سپاہیون نے جو اپنی جان نثار وفاداری کا حلف اٹھایا تھا اسپر وہ اور زیادہ مستقل ہو گئے۔

لارڈ کیننگ کو اپنے باپ کا یہہ کہنا یاد تھا اور ظاہری اسباب بھی ایسے نظر نہین آتے تھے کہ سپاہ کی نیک خواہی پر کوئی بدگمانی کا تصور بھی ہوسکتا۔ مگر جب انہون نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تو ہندوستانی سپاہ کے ایسے معاملات پیش آئے کہ انکو طول طویل خط و کتابت اسکی بابت کرنی پڑی۔ لارڈ ڈلہوزی کا عہد حکومت توسیع سلطنت کے لیئے مشہور تھا مگر اس توسیع سلطنت کے ساتھ کام کرنے والے افسر ایسے نہین بڑھائے گئے تھے کہ وہ انتظام کرنے کے لیئے کافی ہوتے سیول

افسرون کا کام بہت تھا انکی تعداد بڑھائی گئی مگر اسطرح کہ ملیٹری افسر سول افسر مقرر کر دیئے گئے اگر نئے سول افسر ولایت سے بلائے جاتے تو سرکار کمپنی کے سول افسرون کا خرچ بہت ہوتا جو الحاق ممالک کے نفعون مین کمی کرتا نئے ملکون مین غیر آئینی انتظام ہوتا تھا جسکے لیئے ملیٹری افسر بہ نسبت سول افسرون کے زیادہ موزون تھے بس ملیٹری افسر سول کے کامون پر مقرر کیئے گئے جسکے سبب سے اودھ کے الحاق ہونے سے پہلے ہندوستانی رجمنٹون مین افسرون سے خالی ہوگئین اور جب اودھ الحاق ہوا تو اور بھی یہہ برائی اپنی معراج پر پہنچ گئی لارڈ کیننگ نے اپریل ۱۸۵۶ء مین انگلنڈ کو لکھا کہ ہر ہندوستانی رجمنٹ مین دو افسر اور ہر گورون کی رجمنٹ مین چار افسر زیادہ کیئے جائین

ولایت مین بعض مدبران ملکی کی رائے یہ تھی کہ ہندوستانی رجمنٹون مین بالفعل افسر زیادہ ہین انکو اور بڑھانا سپاہ کے موثر ہونے مین کمی کرنے کی برائی پیدا کرنی ہے لارڈ کیننگ ابھی نئے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہین افسرون کی افزایش کے لیئے پہلے ہی سے دہائی مچ رہی تھی انہون نے اسکو عام پسند جانکر درخواست کی ہے کہ افسرون کی افزایش ہو لیکن یہہ بات ضرب المثل ہوگئی تھی کہ ہندوستانی رجمنٹ کی ریڑھ کی ہڈی انگلش افسر ہے۔ جدید صوبون کے انتظام مین سپاہ کے افسرون کے چلے جانے سے ہندوستانی رجمنٹین نہایت کمزور ہوگئی تھین انکی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی انہین افسرون کا بڑھانا انکو اپنی اصلی حالت پر بحال کرنا تھا لیکن یہہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ریڑھ کی ہڈی مین جوڑ زیادہ لگائے جائین تو وہ کمزور نہ ہو جائے۔ سر جارج کلرک سکرٹری بورڈ اوف کنٹرول نے کہا کہ ہندوستانی رجمنٹون مین انگریزی افسرون کے بڑھانے سے زیادہ خوف بہ نسبت انکے کم کرنے کے ہے اسلیئے کہ ان افسرون کی افزایش سے ہندوستان مین خود ان افسرون کی اپنی سوسائٹی جدا بن جائیگی افسر اپنے سپاہیون سے جدا ہو جائینگے اور وہ اپنی زندگی کو بالکل یوروپین طرز پر برتنے لگینگے جب اس قسم کے شبہات لارڈ کیننگ کے روبرو پیش ہوئے تو انکو معلوم ہوا کہ واقعی ہندوستانی سپاہ کا مسئلہ بڑا مشکل ہے اسکا حل کرنا ایک پہاڑ سے بچکر دوسرے پہاڑ مین راہ چلنا یعنی کھائی سے بچکر کنوئے مین گرنا ہے۔ سرکار کمپنی کی ہندوستانی آئینی رجمنٹین یوروپین رجمنٹون کے نمونہ پر بنائی گئی تھین اس نظام کا بڑا جاندار حصہ تھا کہ اس مین بہت سے افسرون کے حکم چلانے کا اصول قائم کیا جائے غیر آئینی نظام بہ نسبت آئینی نظام کے بہتر ہوتا جسمین افسر کم ہوتے ہین لیکن آئینی رجمنٹ جسمین افسر کم ہوجائین وہ آئینی نظام رہتا نہ غیر آئینی آخر کار ہوم گورنمنٹ نے افسرون کی افزایش کے اپیل کو سن لیا ❊

اب ایک مشکل کا سوال حل کرنے کے لیئے پیش ہوا کہ جن سمتون مین انگریزی عملداری کی توسیع ہوئی تھی اسکے لحاظ سے مختلف طرح کی برائیان پیدا ہوئین جنوب مشرق ساحلون کی طرف جو توسیع سلطنت ہوئی تھی اس سے بہت تھوڑا اور یا کچھ خلل انڈیا مین پیدا ہوا تھا لیکن اس سے دوسری قسم کی برائیان پیدا ہوئین یہہ کہا جاتا تھا کہ برہما اور انڈیا کے درمیان کالے پانی (خلیج بنگال) کے واقع ہونے نے برہما کے راجاؤن کو ہندوستان کے راجاؤن کی برادری سے الگ کر رکھا ہے اور انڈیا مین انکی کچھ پروا نہین ہے کہ دنیا کے اس حصہ مین انگریزون کو

فتح ہوئی یا شکست۔ انگریزون کو ان ملکون مین جو سمندر پار انہون نے فتح کیا تھا اسکی محافظت کے لیئے سپاہ کے متعین کرنے مین وقت پیش آئی نیا صوبہ پیگو جو نیا فتح ہوا تھا اسکا انتظام سپریم گورنمنٹ انڈیا کے حوالہ ہوا تھا تو اسکے اول انتظامات مین بنگال سپاہ کی رجمنٹین اسکی حفاظت کے لیئے سفر ہوئی تھین لیکن اس سپاہ کی بڑی حصہ نے اس نوکری حکومت سے فرار اختیار کیا۔ سرجان مالکم صاحب کہتے ہین کہ ہندوؤن کو سمندری سفر سے نفرت قلبی ہے۔ جب وہ بحری سفر کرتے ہین تو اپنی حاجات کی پابندی کے سبب سے اپنے اوپر سخت تکلیفین اٹھاکر فقط چبینے پر گذرا وقات کرتے ہین جب ہم انکو جہاز پر سفر ہونے کا حکم دیتے ہین تو وہ کبھی کبھی نافرمانی کرتے ہین اسپر ہمکو حیرت نہونی چاہیئے وہ بہت کڑے کڑے وقتون پر اپنی گرمجوشی و سرگرمی ہماری جانب اطاعت اور فرمان برداری مین دکھاتے ہین جن شرائط پر سپاہیون نے اپنی تئین سپاہ مین بھرتی کرایا تھا انمین یہ شرط داخل نہین تھی کہ وہ سمندر کے پار بھی جائینگے۔ سپاہی نے سپاہ مین بھرتی ہونے کے وقت یہ قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی اپنے علمون کو چھوڑیگا نہین اور جہان اسکو حکم ہوگا وہ سرکار کمپنی کی مملکت کے اندر اور باہر سفر کریگا چوہتر رجمنٹون مین جو بنگال کی سپاہ مین تھی صرف چھ پلٹنین جنرل سروس (عام خدمت کے لیئے خواہ سمندر کے پار ہون بھرتی ہوئی تھین۔ اگر سمندر کے پار لڑنے کے لیئے زیادہ رجمنٹون کی ضرورت ہوتی تو دستور یہ تھا کہ ان رجمنٹون مین سے جنکی ملازمت محدود تھی یعنی سمندر کے پار جانے کی شرط نہین ٹھیری تھی وولنٹیر طلب ہوتے تھے وہ جمع ہو جاتے تھے (وولنٹیر کے معنی یہ ہین کہ سپاہی خود اپنی درخواست سے خدمت قبول کرلے) وہ سمندر کے پار بڑی خوشی سے جاتے تھے اور وہ اچھی طرح سمندر پار اپنی خدمتون کے حق کو ادا کرتے تھے اور بحری سفر کے تمام مصائب اور آفات کی برداشت کرتے تھے ۱۸۱۱ء مین بنگال کی سپاہ کے ہزار سپاہی وولنٹیر اسطرح جمع ہوئے تھے ایک سال مین ماریشس اور جاوا مین فرانسیسون سے لڑنے کے لیئے سات ہزار بنگال سپاہ کے سپاہی وولنٹیر تیار ہوئے تھے مگر برہما کی جنگ اول ۱۸۲۴ء مین بعض رجمنٹون نے جہاز پر سوار ہونے کے لیئے سرکشی کی جسکا بیان اوپر ہو چکا کہ ۳۸ وین بنگال رجمنٹ نے انکار کیا کہ ہم سمندر پار نہین جانیگے تو ہمکو ڈھاکہ بھیجدیا تھا جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اسکی خبر ہوئی تو اسکو یہہ فکر ہوا کہ اس سبب سلطنت مین نصف سپاہ سے جنکی اطاعت محدود خشکی مین ہو اور سمندر پار نہ جائے انتظام کرنا ۔۔۔

۲۵۔ جولائی ۱۸۵۶ء کو گورنمنٹ انڈیا نے ایک جنرل آرڈر (حکم عام) صادر کیا کہ اب آیندہ سے گورنمنٹ کسی ہندوستانی کو سپاہ مین نہین بھرتی کریگی کہ وہ بھرتی ہونے کے وقت یہہ اقرار نہین کریگا کہ سمندر پار جاکر وہ خدمت کریگا خواہ وہ سرکاری عملداری کے اندر ہو یا باہر۔ لارڈ کیننگ نے جن دلائل سے یہہ حکم صادر کیا وہ انکی خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ ۹۔ اگست ۱۸۵۶ء کو پریسیڈنٹ انڈیا بورڈ کو لکھتے ہین کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک جنرل آرڈر شائع ہوا ہے جسنے اس دستور العمل کا خاتمہ کیا جسکے موافق بنگال کی ہندوستانی سپاہ کی کل رجمنٹین سوا چھ کے محدود خدمات کے لیئے بھرتی کی جاتی تھین جسمین سمندر پار جانے کی شرط نہین ٹھیرتی تھی۔

لارڈ کیننگ کا ایکٹ جنرل انلسٹ منٹ یعنی عام بھرتی ہونے کا

یہہ دستور العمل بہت پرانا تھا مگر پولی ٹکس کے بڑا خلاف اور دق کرنے والا اور بے معنی بنگال کی سپاہ کے بھرتی کرنے کے لیے تھا تعجب ہی کہ یہہ دستور العمل اتنی مدت دراز تک جاری رہا اور گورنمنٹ انڈیا اسکی متحمل ہوئی اور بار بار وہ نئے لوگون کے لیئے محتاج ہوئی - گورنمنٹین جنہین بمبئی اور مدراس بھی داخل ہین اپنے سپاہیون سے سمندر پار خدمتین لیتی تھین اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہہ ہے کہ کوئی شخص اسکی دلیل نہین پیش کر سکتا کہ بنگال کی سپاہ کو عقل کے خلاف یہہ حق دیا جائے کہ وہ سمندر کے پار نہ جائے اس مین جات کی کچھہ مشکلات نہین ہین - بمبئی کی سپاہ مین ان ہی فرقون اور ان ہی اضلاع کے باشندے بھرتی ہوتے ہین جو بنگال کی سپاہ مین بھرتی ہین بمبئی کی سپاہ کے اچھے اچھے برہمن سمندر کے پار جاتے ہین اپنی جات کے تعصبات کا عذر کرتے نہین کچھہ دھندلا سا خوف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ظلم سے سپاہ اور گورنمنٹ کے درمیان معاملہ کرنے کی بنا جن شرائط پر اب تک مبنی چلی آتی تھین اسمین کچھہ خلل پڑا اور اس موقع پر اس حکم سے چند آدمی بھی دہلانے والے موجود ہین لیکن مین کوئی دلیل بیخوف کرنے کی نہین دیکھتا کہ یہہ حکم بنگال سپاہ کے دلون پر اپنی بری تاثیر پیدا کریگا - وہ کچھہ سپاہ کے موجودہ استحقاقون مین خلل نہین ڈالتا لیکن اسکے بعد جو کچھہ ہونے والا ہے وہ ان کے خوفون کو ابھاریگا اسلیئے کہ جب مین یہہ پیش کرونگا کہ بنگال کی سپاہ کی رجمنٹون کو گھٹانا چاہتا ہون اور سپاہیون کے نوکر رکھنے کو ترجیح دونگا جو جنرل سروس (سمندر پار جانے کی شرط) کو قبول کرین لیکن یہہ بات ہنوز میرے دل مین ہے اسلیئے وہ بالفعل اس تبدیلی سے جو حکم مذکور سے ہوگی کچھہ تعلق نہین رکھتی پھر ۸ - نومبر ۱۸۵۶ع کو چند مہینے بعد بڑی بھروسے سے انہون نے یہہ لکھا کہ بنگال سپاہ کے لیئے بھرتی ہونے کا جو نیا قاعدہ جاری ہوا ہے لتنے جات کے باب مین کوئی خوف سپاہیون کے دلون مین موثر نہین ہوا کسی شخص پر اس قاعدہ کا عمل نہین ہوگا جب تک اسکی خود اپنی مرضی نہ ہوگی - بنگال سپاہ کے اکثر سپاہیون کے ہم ملک ہم جات ہم حال بمبئی کی سپاہ مین بہت سے سپاہی بھرتی ہوتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اول بھرتی ہونے کے وقت جات کی پابندی کے لیئے یہہ عذر نہین کرتے کہ سمندر پار جانے سے وہ مخاتی رہینگی - آپ کو معلوم ہے کہ بمبئی کی سپاہ جنرل سروس کے لیئے بغیر کسی استثنا کے بھرتی ہوتی ہے - کبھی مجھے جو کوئی خوف پیدا ہوا تھا اب وہ غائب ہوگیا) یہہ تھا کہ سپاہی جو ابھی پرانی شرطون کے موافق بھرتی ہوئے ہین وہ یہہ شبہہ کرینگے کہ یہہ پہلا مرحلہ اسکے ساتھہ عہد شکنی کا ہے اور جب ضرورت اول پڑیگی تو وہ زبردستی سمندر پار بھیجے جائینگے لیکن سپاہیون کی طرف سے دہلکون کی جو چھوٹے مشہور ہور ہے ہین کوئی علامت نہین ظاہر ہوئی - یہہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ہوس مین علامتین نہ ظاہر ہوئی ہون لیکن

ہندوستانیوں کے دہاتین اور چھاونیوں کی لینوں اور بازارون مین اس بات کا بڑا چرچا رہتا تھا۔ یہہ مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ سپاہیوں کی فوائد و اغراض موجودہ مین کوئی خلل اندازی نہین ہوئی اسلیئے کہ بنگال کی سپاہ مین سپاہی کے یہہ فوائد و اغراض موروثی تھے۔ اگر گورنمنٹ نے دفعتہً سمندر پار نہ جانے کا حق سپاہی سے دفعتہً نہین چھین لیا مگر یہہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بیٹا بھیجا جائیگا۔ بنگال کی سپاہ کو جو ایک خاص استحقاق حاصل تھا جس سے اور سپاہ مین خارج تھین اور مدت سے وہ اسسے متمتع ہوتی آتی تھی۔ اب آیندہ اس کے اس استحقاق کی پرانی صورت کسی طرح اپنی حالت پر عود نہین کریگی پرانے سپاہیوں کو جو یہہ فخر تھا کہ انکے لڑکے انکے قائم مقام ہونگے وہ اب دفعتہً بالکل فنا ہو گیا سوا اسکے سپاہی کہتا تھا کہ اس قاعدۂ جدید کا یہہ اثر ہوگا کہ اونچی جات کے آدمی سپاہ کی ملازمت سے پرہیز کرین گے اسواسطے انکی جگہہ برادری کے آدمی نہین بھرتی ہونگے خالی آسامیوں پر ایسے آدمی بھرتی ہونگے جنکو اپنا ہمدم رفیق دل سے نہین سمجھینگے یہہ صرف خیال ہی نہین تھا جسوقت حکم نے صوبون مین گشت کیا اسوقت ان افسرون کو جو سپاہ کے بھرتی ہونے کا کام کرتے تھے ظاہر ہوا کہ وہی اونچی جات کے آدمی جو بڑے شوق سے سپاہ مین بھرتی ہوتے تھے وہ اب برٹش ملازمت کے لیئے آگے دوڑ کر نہین آتے۔ ہنری لارنس نے پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا جنرل سروس ان لسٹ منٹ کا حلف آدمیون کو بڑا ہی ناگوار ہے بہت آدمیون کو ملازمت مین داخل ہونے نہین دیتا اور پرانے سپاہیون کو اسنے دہشت زدہ کر دیا ہے تو جوانون کی بھرتی کے وقت قسم کھانا کل رجمنٹ پر اثر کرتا ہے مجھ سے ۱۳ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کے کپتان نے کہا کہ مین نے اس امر کو خوب تحقیق کر لیا ہے۔ مسٹر اے ای ریڈ صاحب گورکھپور کے کلکٹر نے بھی لکھا کہ رجپوت سپاہ مین بھرتی ہونے سے اس نئے قاعدہ کے سبب سے پرہیز و گریز کرتے ہین۔ یہہ یقین کیا گیا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین برہمنون اور راجپوتون کا بہت ہونا کوئی بڑی برائی نہین ہے لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ جب یہہ قاعدہ جدید تمام پلٹنون مین گشت کریگا تو بعض سپاہی اپنی جہالت سے اسے غلط سمجھینگے اور بعض دانستہ اسکے معانی غلط بیان کرین گے۔

یہہ بات بہت جلد کہی گئی کہ انگلش جنٹل مین یہہ کوشش کر رہے ہین کہ انکو قدیمی اونچی جات کے سپاہیون سے جلد فراغت ملے۔ اور ان کے لیئے سپاہ گری کا معزز پیشہ جو نسل بعد نسل چلا آتا تھا اور جسپر وہ فخر و ناز کرتے تھے وہ باقی نہ رہے اس یقین کو اور بھی اس شہرت نے مضبوط کر دیا کہ گورنمنٹ نے یہ ارادہ

مصمم کرلیا ہے کہ تیس ہزار سکھون کی سپاہ بھرتی کی جائے۔ پنجاب کے فتح کرنے سے گورنمنٹ کو ایک جنگجو قوم ہاتھ لگ گئی تھی جسکو ہمیشہ یہہ شوق لگا رہتا تھا کہ اپنی فتح کرنے والون کی سپاہی کی وردی کو ہم پہنین وہ فتح ہی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے پنجابی بہادر تھے صورت شکل سپاہیانہ رکھتے تھے اسلیئے گورنمنٹ چاہتی تھی کہ انکو اپنی سپاہ مین بھرتی کرکے اپنی ہندوستانی سپاہ کو تقویت دے اس نئی سپاہ کی زیادہ بھرتی کرنے کا ارادہ گورنمنٹ کا نہ تھا مگر پرانی سپاہ یہہ سمجھتی تھی کہ اب انگریز ہم کو ارادةً نقصان پہنچا رہے ہین سکھون کی سپاہ کی بھرتی کی جھوٹی افواہون اور جنرل سروس کے نئے حکم سے سپاہیون نے اپنی سادہ لوحی سے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ انگریز پرانی بنگال سپاہ کو الگ کرکے اسکی جگہہ ایسی سپاہی بھرتی کرنی چاہتے ہین کہ اُسکو جہان چاہین وہان بھیجین اور اس سے جو کام چاہین قلیون اور رذیل قومون کا لین ＊

ایسے مفسد آدمیون کی کچھہ کمی نہ تھی جنہون نے شوق سے بنگال کے سپاہیون کو بھڑکایا کہ یہہ نیا حکم بھی ایک کوشش عیاری کے ساتھہ ہے کہ رعایا کی جات برباد کی جائے اور سب مذہبون کے آدمی انگلش کے کہنے مین آنکر فرنگیون کا ایک مذہب اختیار کرلین۔

سب ہندوستانیون کے دلون مین یہہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ برٹش گورنمنٹ جتنا قابو پاتی جائیگی اتنی مذہبی مداخلت کرتی جائیگی اور سب ہندو مسلمانون کو عیسائی بنائیگی اور اپنے ملک کے رسم ورواج کو پھیلائیگی اب اس بات کے سلسلہ شہادت مین بڑی فطرت وحرفت سے یہہ ایک اور لڑی بڑھائی گئی کہ لارڈ کیننگ جو انگلنڈ سے آئے ہین وہ بیڑا اٹھاکے آئے ہین کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین انکو انگلنڈ کی کونسل سے جنمین ملکہ معظمہ خود شامل ہین ہدایتین ہوئی ہین کہ وہ جائز وسائل سے یا ناجائز طریقون سے جمہور کو ہندوستان مین عیسائی بنائین اب لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ کے کامون مین پہلا کام یہہ ہوا کہ اسنے یہہ حکم صادر کیا کہ سپاہ کو جہازون مین سوار کراکے کالے پانی کے پار بھیجے اور اسے دنیا کے ان بیگانہ حصون مین کام لے جکے باشندے بالکل نجس اور اسکے مذہب کی متبرک چیزون کے ناپاک کرنے والے ہون اور وہان اسکے مذہب کی نشانیان اور پابندیان کچھہ نہ ہون

اس زمانہ مین ہندوستانی بڑے فکی الحس ہو رہے تھے مشتبہ باتین جو ظہور مین آتی تھین انکے دل مین بڑا اثر کرتی تھین۔ ہم نے ان مشتبہ باتون کا ذکر مفصل پہلے بابون مین کردیا ہے۔ ریلوے اور تار برقی ملک اس ملک کے مذہب کے برباد کرنے والے حملے بتائے جاتے تھے۔ یہہ صرف ہندوستانیون کے اپنے ہی دلون کا ایجاد نہ تھا بلکہ یہہ خیال مشنریون پادریون نے بھی پیدا کیا تھا انہون نے انگریزون کی ترقی وعروج کو ایک دلیل

جنرل الانسسٹر کے افسرون کا بیان

خوف اور تشویش

ٹھیرایا کہ ہندوستان کے باشندے عیسائی مذہب اختیار کرین - پادری اے ایڈمنڈ نے [illegible]
بنگال مین کلکتہ کے تمام تعلیم یافتہ آدمیون اور سرکاری معزز عہدہ دارون کے نام اسوقت چٹھیان بھیجین جب لارڈ
ڈلہوزی کی حکومت کا زمانہ ختم ہونیکو تھا یعنی ۱۸۵۵ع مین وہ اسطرح لوگون کی طرف مخاطب ہوئے کہ
معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم لوگون کو بڑے شوق سے اس سوال پر متوجہ ہونا چاہیئے کہ آیا کل
آدمیون کو ایک مذہب اختیار کرنا چاہیئے یا نہین - ریلوے - دخانی جہاز - تار برقی روئے زمین کی سب قومون کو
آپس مین بہت جلد ایک کر رہے ہین جسقدر وہ آپس مین ملتے جاوینگے اسی قدر اس نتیجہ کا زیادہ یقین ہوتا
جائیگا سب آدمیون کی ایک ہی حاجتین ہین ایک ہی افکار و ترددات ہین ایک ہی رنج و ملال اور علیٰ ہذا القیاس
آگے پادری صاحب نے اس بات کے ثابت کرنے مین کوشش کی کہ یورپین تہذیب سب سے آگے قدم بڑھاتے
ہوئے ہے کہ اور سب مذہبون کو سفید رنگ کے حکمرانون کے مذہب مین ضرور منجذب کریگی - یہہ عیسائی مذہب کا
اشتہار جس مین عیسائی مذہب کی راستی کی دلائل اور اصول بنائے گئے تھے وہ ہندوستانی تعلیم یافتہ خاص کر
معزز مسلمانون کے پاس جو گورنمنٹ کے ملازم تھے اور بنگال مین بڑے عہدہ دار تھے بھیجا گیا کسی نے نہین
جانا کہ اسکا اصل مطلب کیا ہے اور کہان سے وہ آیا انکو صاف صاف حال نہین معلوم ہوا وہ یہی سمجھے کہ یہہ
چٹھیان گورنمنٹ کے حکم سے آئی ہین جنکا مطلب یہہ ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑکر عیسائی ہوجاو
ان چٹھیون سے ایسی ہل چل اور کھلبلی پڑی کہ قسمت پٹنہ کے کمشنر ٹیلر صاحب نے لفٹنٹ گورنر ہیلیڈے
صاحب کو لکھا کہ تمام عاقل ہندوستانیون کے خاص کر عالی خاندان مسلمانون کے دلون پر ان چٹھیون نے اس
یقین کو پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کہ گورنمنٹ ابھی یہہ کوشش کرنے کو ہے کہ اپنی رعایا کو زبردستی عیسائی بنا لے اور
اضلاع زیرین کے مختلف حصون مین اشراف ہندوستانیون مین اس بابت خط و کتابت ہو رہی ہے لفٹنٹ گورنر
بنگال ہیلیڈے نے صاف سمجھ لیا کہ یہہ بات کوئی یاوہ گوئی نہین ہے مفسدہ پردازون نے اپنے دماغ سے بنائی ہو
انہون نے جلد اس مضمون کا اشتہار چھاپ دیا کہ درین نزدیکی بسمع مبارک نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال
چنان رسیدہ کہ بعض اشخاص از راہ تعصب و نادانی محض برائے حیرانی و پریشانی جمہور خلائق چند سخنان بے اصل
و نالائق متعلق بمذاہب و ملت و رسم و طریقت ہنود و مسلمانان چنان مشہور و اعلان کردہ اند کہ باستماع خطرات
پرخطر در دل مردمان جا کردہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر را بسیار حیرت و حسرت است کہ سکنۂ این ملک حقیقت
حال را دریافت نکردہ صرف بافساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش می کنند لاجرم بذریعہ اشتہار عام حقیقت نفس الامری

اختراعات کہ بگوش حقیقت نیوش نواب محتشم الیہ در آمدہ شتہر کردہ میشود تا کافۂ انام بر حقیقت حال وا رسند و بیقین معلوم نمایند کہ سرکار بہادر را نوعی در ملت و مذہب و طریق و رسم و راہ رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و نہ آئندہ نیز نخواہد بود بلکہ حفاظت جان و مال و عزت و حرمت ایشان پیش نہاد است و مساعی جمیلہ درین باب بکار می آید و آمدنی است بدیں اول اینکہ بعض پادریان کلکتہ بطریق طریقہ و وظیفہ معمولی خود افراد سوال در بارۂ مذہب و ملت بطریق مناظرہ و مباحثہ چاپ کردہ ملفوف بلفافہا عموماً پیش ہندوستانیان فرستادہ و آنہا از غلط فہمی خود بگمان آنکہ چنان مضامین باشارہ سرکار ابد پائدار بالظہور رسیدہ حالانکہ سرکار بہادر را ازان ہیچگونہ اطلاعی و آگاہی نیست و نیز ہرگز و ہر آئینہ شان سرکار عالی اقتدار چنان نبودہ کہ ترغیب و تحریص کسے از رعایا بسوئے ملت و دین خود فرماید چہ ظاہر است کہ رعایا ے این ملک ہر قسم مردم اند و ملت و مذہب و کیش و آئین جداگانہ میدارند و رفیع الشان تحت رقبۂ اقتدار سرکار والا اقتدار ست و نظر لطف و کرم بر حال آنہا مساوی و یکسان ست با وجود امتداد مدت سلطنت سرکار ابد پائدار ہیچ وقتے مزاحمت و تعرض کیش و ملت کدامی اہل اسلام و دیگر مذاہب عمل نیامدہ پادری صاحبان این قسم امور از طرف خود اجرا میکنند و این ہمہ گویا لوازمہ عادات معمولی شان ست چنانکہ مسلمانان و ہنوداں در مساجد و معابد وعظ و نصائح و اظہار و ابراز امورات شرعی و ترغیب اطاعت و اجتناب از نواہی میسازند و اگر تامل کردہ شود صاف و واضح شود کہ این معنی سخنے نبود امرے جدید نیست بلکہ بطریق مناظرہ مباحثہ در میان علما ے مختلف المذاہب ہموارہ جاری ست و از ہیچ امورات سرکار بہادر را ہیچ علاقہ نیست دوم اینکہ در بعض اخبار اخبار کردہ در عوام نیز شہرت یافتہ بالفعل از طرف سرکار آنچنان قوانین جاری شدنی ست کہ ازان رسم تعزیہ داری و مراسم ختنہ و پردہ نشینی زنان شرفا وغیرہ احکامات شرع و شاستر بر افتادہ یکسر موقوف گردد حالانکہ این ہم غلط است و افترا ے محض سرکار بہادر را در راہ و رسم و کیش و مذہب کدامی کس دست اندازی منظور نیست بلکہ این معنی بر خلاف طریقۂ رعیت پروری کہ بجد خصیصہ سرکار بہادر بودہ است سوم اینکہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیلخانہ بعض اضلاع بلا اطلاع و واقفیت سرکار والا اقتدار بر حکم ستنبد دگرفتن ظروف اکل و شرب از قیدیان بخیال و تصور تفرقہ و امتیاز در مصائب قیدو راحت خانہ صادر کردہ بود لیکن سرکار بہادر را معلوم گردید کہ این امر نقصانے است در مذہب آنان و از الاعلمی منتظم جیلخانہ انچنان حکم صادر گردیدہ علی الفور بسبیل ڈاک برقی حکم محکم موقوفی آن صادر گشت۔

چہارم اینکہ بسمع معدلت مجتمع دارنا کہ سکنہ این مملکت بنا ے اسکول و اسباب علوم و تحصیل فنون و ترویج

زبان انگریزی را اسباب تبدیل ملت و تخریب بناے دین و مذہب می پندارند و از اینجا ست کہ بسے از مردمان
در تحصیل علم و تکمیل فنون تعلل و تہاون میکنند و بعض اشخاص بفرستادن اطفال در اسکول مضائقہ میدارند ظاہرا
منشاے آن جز نافہمی و بے دانشی نیست و الاصل این ست کہ ہرگاہ بحضور سرکار والا اقتدار محقق گردید کہ رعایاے
این مملکت بسبب بے علمی و بے ہنری از طریقہ کسب معاش چنان بے خبر اند کہ از اوقات گزاری خود ہا با راحت
و آسائش متعذر اند لاجرم بحکم والاے جناب ملکہ انگلستان کہ از راہ تفضلات خسروانہ صدور یافت براے
تعلیم و تربیت آنہا باہتمام تمام و صرف مالا کلام در ہر یک اضلاع و امصار مدارس سکول و کالج بنا گردید و در
ہر ضلع عہدہ انسپکٹر و بہ نیابت شان متعدد ہندوستانی براے طریقہ تربیت تعین گشتند و براے درس و
تدریس و تعلیم کسب علوم و فنون زبان انگریزی وغیرہ آن تاکید مزید شد تا باشندگان این ملک عموماً از جہل و
بے دانشی بخوبی تحصیل معاش نمایند و از تنگناے تنگی و عسرت برآمدہ با مسرت و عشرت صرف اوقات خود ہا نمایند
مخفی نیست کہ باشندگان ملک یوروپ (یعنی ولایت انگلشیہ) باعث تحصیل علوم ہر گونہ امورات را برسائی
عقل رسای خود بخوبیہاے تمام انجام میدہند بخلاف اہالی این دیار کہ باعث بے علمی و بیدانشی بے سلیقہ محض اند
اگر علم و ہنر و فہم و دانش در اینان شایع گردد ہر یکے لوازمہ آسائش و آرام را جا بجا شود و تشریف شاہی را کماہی
نہ دریافتن و نیکی را بجاے خود حمل نکردن چہ قدر افسوس و حسرت ست کہ بشرح نمی آید۔ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر
چنان قیاس میفرمایند کہ بناے این ہمہ خیالات فاسدہ براہ غلط فہمی ست نہ از روی تعصب و بد باطنی باید دانست
کہ غرض سرکار بہ تربیت و تعلیم انگریزی اینست کہ حرفے بر دین و آئین شان درآید بلکہ ہر کس مجاز ست کہ
ہر علم و ہنر کہ مرغوب مطبوع باشد و باعث فائدہ داند بتحصیل آن پردازند دیگر این مہم و قتنی است کہ بالفعل
بزبان انگریزی کتب و رسائل ہر فن موجود ست و ہمیشہ تجربہاے متعدد و اختراعات نو بہ نو بر روے کار
می آیند کہ بزبان دیگر حاصل نیست و زبان انگریزی زبان دائی ملک و صاحب سلطنت است و در عدالتہا
باعث افہام و تفہیم عوام زبان مروجہ این ملک جاری است درین صورت تحصیل و تکمیل زبان انگریزی و اردو
و بنگلہ از براے حصول معاش و ترقیات حرمت و عزت و اقبال بلاشک ست و از واجبات ست
مخفی مباد کہ از آوانیکہ نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر احوال این دیار را بچشم خود دیدہ و از اکثر اشخاص
شنیدہ ہمت والا نہمت محتشم الیہ بفکر درستی اوضاع باشندگان این ملک و بہ ایجاد طریق تعلیم و تربیت و آرام
و آسائش و حفظ عزت و حرمت ہر یک عموماً مصروف است و از غایت مہربانی و دلسوزی اصلاح حال

نشر فوائد بجا و زمینداران و رعایا خصوصاً مدنظر است ۔
لہذا اشتہار دادہ می آید کہ ہمگنان سکنۂ این ملک بر نیک نیتی بلند ہمتی سرکار والا اقتدار واقف و مطلع بودہ
شکر خدا بجا آرند و باطمینان تمام اوقات خود ہا بسر کردہ بدعائے دوام دولت ابد مدت سرکار دولتمدار مصروف باشند

اس اشتہار کا جواب فوراً گمنام لکھا گیا جو بلا شبہ کسی ذہین ہندوستانی یا ذہین ہندوستانیون کی چھوٹی جماعت کا طبع زاد تھا جس مین حقائق نفس الامری سے استدلال منطقی کر کے بتلایا گیا تھا کہ گورنمنٹ اپنی تدبیرون سے اس پر خطر یقین کو تقویت دیتی ہے کہ ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال محکم ہوا ہے کہ انکے مذہب کے برخلاف جنگ آزمائی ہو رہی ہے ۔ یہہ خیال کہ انگریز ہندوستانیوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہین ایسا انکے دل مین پتھر کی لکیر ہو گیا تھا کہ وہ کسی طرح نہین مٹتا تھا جسقدر اسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی اتنا ہی وہ اور زیادہ ہندوستانیون کے دل پر جمتا تھا اس اشتہار کو بھی بعض مفسد متفنی اشخاص نے لوگون کو سمجھا دیا کہ یہہ اشتہار دینا بھی منجملہ ان مکائد کے ہے جو گورنمنٹ نے ہندوستانیون کو سیدھے طریقون سے عیسائی بنانے کیلیے اختیار کیے ہین ۔ غرض ہر ہفتہ مین ہندوستانیون کا یہہ یقین محکم ہوتا گیا کہ گورنمنٹ نے ارادہ مصمم کر لیا ہے کہ زبردستی یا فریب دیکر ہندوستانیون کو عیسائی بنائین ۔ جب لارڈ کیننگ انڈیا مین تشریف فرما ہوئے ہین تو ان پر ہندوستانیون نے اپنی غلط فہمی سے شبہات کیے اور مشہور کیا کہ وہ مشنری سوسائٹیون کے بڑے حامی ہونگے اور لیڈی کیننگ جنپر ملکہ معظمہ کی خاص نظر التفات ہے بذات خود اس ملک کی عورتون کو عیسائی بنانے مین بڑی کوشش کرینگین ۔

ان باتون مین کچھ سچ نہ تھا اس گورنر جنرل نے وہی کام کیا تھا جو اور گورنر جنرلون نے کیا تھا انہون نے اس بائبل سوسائٹی کو چندہ دیا تھا جو کتب مقدسہ کا ترجمہ مشرقی زبانون مین کرتی تھی یہان کے آدمیون مین ان نئے ترجمون کی اشاعت کرتی تھی لیکن یہ ترجمے فورٹ ولیم مین نصف صدی سے ہو رہے تھے جنکے مربی لارڈ ولزلی اور انکے جانشین تھے جنکے عہد حکومت مین کلکتہ بائبل سوسائٹی قایم ہوئی تھی اور اسکی فہرست چندہ مین سے بڑی رقم لارڈ ولزلی نے لکھی تھی ۔ اس سوسائٹی کے فنڈ کی معاونت لارڈ ہیسٹنگز لارڈ ولیم بنٹنک و سر چارلس مٹکاف نے کی تھی لیکن لارڈ کیننگ نے سری رام پور کے بیپٹسٹ کالج مین بھی چندہ دیا تھا ۔ یہ کالج ۱۸۱۸ء مین لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ مین قائم ہوا تھا وہی اسکے اول پیٹرن ہوئے تھے بعد ازان گورنر جنرلون نے اسکی امداد کی جس مین کبھی کچھ چون و چرا نہین ہوئی سوا ان عطیات کے لارڈ کیننگ نے نہایت عمدہ فری چرچ مشن مین جسکے

بانی ڈاکٹر ڈف تھے چندہ دیا جس مین پہلے لارڈ ڈلہوزی نے بھی دیا تھا۔ لارڈ کیننگ نے کہا کہ مین اس بات کو مانتا ہون کہ جو گورنمنٹ کا سردار ہو اسکو ان افعال سے باز رہنا چاہیئے جنمین اسکی حکومت و اقتدار کا اظہار ہو جیسے لوگون کو اپنے مذہب بدلنے کی ترغیب و تحریص ہو لیکن اسکول جو مثل اس اسکول کے ہر مذہب کے طلبہ کے لئے عام جاری ہو اور وہ کسی پر سختی نہ کرتا ہو اور وہ معاندت اور محاسدت کو بے ہتیار کرتا ہون (ہندو و مسلمان طلبہ کی تعداد اسکو ثابت کرتی ہے) وہ گورنر جنرل کی امداد اور عنایت سے اس سبب سے محروم کیا جائے کہ اسکے مشنری مہتمم ہین مین اس مقولہ کو نہین مانتا۔

اب سوال یہ ہے کہ لیڈی کیننگ نے کیا کیا؟ انہون نے لڑکیون کی تعلیم کے لئے وہ سچا کام کیا جو انپر واجب تھا انہون نے کلکتہ کے زنانہ اسکولون کا ملاحظہ چپ چاپ نہ کیا بلکہ بیتھون کی درس گاہ پر خاص توجہ کی جسکو لارڈ ڈلہوزی نے گورنمنٹ کے اہتمام مین لے لیا تھا اس اسکول کے مینیجنگ کمیٹی کے ممبر اکثر اونچی ذات کے ہندو اشراف تھے۔ لیڈی صاحبہ نے اپنی ہمجنس عورتون کی تعلیم و تربیت مین سعی جمیلہ کی۔ گورنمنٹ ہوس مین خواہ کچھ ہی سرگرمی (ہندوستان) کے عیسائی بنانے کے لئے ہو مگر اسکے اظہار مین کوئی بے عقلی نہین کی گئی تھی لیکن ایسے وقت بھی آتے ہین کہ انمین حزم و احتیاط کام مین نہین آتے کہ وہ دروغ و افترا کو تھامین برانگیختگی کے موسم مین ایک چھوٹی سی بات جھوٹ مین رنگی ہوئی سچ کے رنگ مین اپنا رخ تاباں دکھاتی ہے اور جاہل اور بے دانش آدمیون کے دلون مین یقین پیدا کرتی ہے جب لوگ بیتھون اسکول کے دروازہ پر لیڈی کیننگ کی سواری کو کھڑا ہوا دیکھتے تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ ذات کے برباد کرنے کی تصویر مین گورنمنٹ نے ایک اور رنگ بھرا اس تصویر کو بعض چالاک شیطان سیرت جاسوس بڑے شوق سے قلمرو کے پبلک مقامات مین لٹکا دیتے تھے۔

یہہ کوئی بُری بات نہ تھی شاید کچھ بھی نہ تھی کہ اس زمانہ مین جان گرینٹ اور برنیس پی کوک نے محض خیر اندیشی کے ارادہ سے ہندوستانی عورتین جو ذلت و خواری کے گڑھے مین پڑی ہوئی تھین نکالنا چاہا کہ لارڈ کیننگ کے عہد مین بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کا بل پاس ہوا جسپر پہلے لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین بڑے مباحثے ہو چکے تھے اسکی بابت تقریرون اور تحریرون کے طومار ہندون سے اور اسکے جاری ہونے کو ہندو اپنے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت اور اپنے خاندانون کی بے آبروئی سمجھے۔

سر ہنری لارنس نے اس قانون کے پاس ہونے کی نسبت لارڈ کیننگ کو لکھا کہ پچھلے سالون مین گورنمنٹ کے بیتھے بڑی تیزی سے چل رہی ہین جو ہندوستانیون کے تعصبات کو صدمہ پہنچاتے ہین ہندوستانی اپنی کنیز لارڈ دوا کی

موقوف ہونے سے دہشت زدہ ہو رہے ہین اور اسکو یہہ بات مشکل نہین ہو کہ اسکو توڑ مروڑ کر مذہب مین داخل
کرین - بہر نہج جہاز جسقدر جلد چلے اسی قدر احتیاط چٹانون اور بالو کے ڈھیلون کے موسم کی دیکھ بھال
کی ضرورت ہے -

لارڈ کیننگ نے اپنے اس سال اول کی حکومت مین کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس مین عیسائی مذہب کی
اور ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کی ترویج مین کوئی اعتدال سے باہر کوشش ہوئی ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ
اس زمانہ مین بہت سی ناسزا و نازیبا حالتون کا مجموعہ ایسا جمع ہو گیا تھا کہ چند سالون سے ہندوستانیون کا یہہ
یقین بڑھتا جاتا تھا کہ گورنمنٹ بڑے بھلے وسائل سے یہہ چاہتی ہے کہ سب ہندوستانی عیسائی
ہو جائین یہہ امر کچھہ کم یقینی نہین ہے کہ ایسے وقت مین سپاہ کے بھرتی ہونے کے لیئے سمندر پار جانے کی
شرط کا داخل ہونا اور بیوہ عورتون کی شادی کا دوبارہ ہونے کا قانون جاری ہونا جاہلون کے سمجھانے
کے لیئے بعض مفسدین متعصبین کے لیئے جو جمہور انام کو حیران و پریشان کرتے تھے کافی تھا کہ وہ جاہلون کو سمجھا دین
کہ یہہ دونو باتین بھی اس تدبیر کا ایک جزو ہے جو ہندوستانیون کے عیسائی بنانے کے لیئے گورنمنٹ
کر رہی ہے یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز یہہ چاہتے ہین کہ سب ہندوستانی انکے مذہب کو اختیار کر لین اور یہہ
اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ سپاہ انکے حکم مین ایسی ہو کہ اسکو جہان چاہین دنیا مین لے جائین
اور وہ بحر و بر سے سب قسم کے کامون کے کرنے مین ڈرے نہین یوروپ مین بھی انگریزون کی لڑائیان
ہوتی ہین انگلستان مین تو لڑنے والے آدمیون کا کال ہے ہندوستان سے سپاہ کریمیا مین لڑنے گئی تھی -
ہندوستان مین بہت آدمی ایسے مفسد متنفی تھے کہ وہ جمہور خلائق کے اس یقین کو بڑھاتے جاتے تھے
کہ انگریزون نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین -

ان دنون مین ایک اور بڑی علامت ظاہر ہوئی کہ جسنے بعض خاص مقامات مین بنگال کی سپاہ کے درمیان
آنے والے خوف کا نقش جما دیا - اس سپاہ کے یوروپین افسرون مین بہت سے کٹے عیسائی تھے جب وہ
اپنے گرد بت پرستون کا بڑا ہجوم دیکھتے تھے تو انکے دل لرزنے لگتے تھے - خاصکر انکو اور بھی زیادہ قلق ہوتا تھا
کہ وہ دیکھتے تھے کہ انکے ہمراہی سپاہی جو انکے تابع تھے ان پر تاریکی طاری ہو رہی ہے جو افسرون مین ہوشیار و
آگاہ دل تھے وہ تو اپنے دل ہی دل مین کہتے تھے اور اورون کے مذہب کا ادب کر کے خاموش رہتے تھے
لیکن انمین ایسے افسر بھی تھے جو عاقبت اندیش ہوشیار نہ تھے وہ یہہ یقین کرتے تھے کہ یہہ ہمارا فرض مذہبی ہے

کہ ہم حواریون کا کام مستعدی سے کرین یہہ انکا اعتقاد تھا کہ سب انسان مثل انکی ہین انکی روح کی نجات ہونی چاہیئے اور کوئی خارجی حالتین ایسی نہین ہین جو ہم کو اپنے خداوند کے کام کرنے سے جدا رکھین اگر ان اپنی معتقدات اور یقینیات کے دباؤ سے انہون نے اپنے سرخ کوٹ کی جگہہ سیاہ کوٹ پہن لیا ہو اور تلوار کو گدڑیہ کے آنکڑے کی جگہہ لیا ہو وہ مستحق ہین کہ سب نیک آدمی انکی تعریف کرین وہ ایک ہاتھہ مین اور ڈربک (سپاہ کے حکمون کی کتاب) اور دوسرے ہاتھہ مین بائیبل لے جاتے اسطرح سے انہون نے اپنی گورمنٹ کی بڑی خطا کی جسکے وہ ملازم تھے انگریزی افسرون مین مشنریون کی سرگرمی کتنی پھیلی تھی اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا آسان نہین لیکن اب اس مین شبہہ نہین کہ بعض افسر مشنریون کی سرگرمی سپاہیون کے عیسائی بنانے کے لیئے کرتے تھے اور وہ اپنے اس کام پر فخر کرتے تھے۔ لفٹنٹ کرنیل ویلر نے جو ایک رجمنٹ کا کمانیر تھا ۱۸۵۷ء مین بڑے فخر سے یہہ بات کہی کہ بیس برس سے کچھہ زیادہ دنون سے میری یہہ عادت رہی کہ سب قسم کے آدمیون کو سپاہیون اور اوردون کو بغیر کسی تمیز کے عیسائی مذہب کا وعظ سناتا ہون مسیح کا سپاہی بنکر خدا کے احکام اور سرکار کمپنی کا سپاہی بنکر اسکے احکام سناتا ہون۔ غرض افسران فوج اور حکام منتعہد اپنے تابعین سے مذہبی باتین بہت کرتے تھے اور بعض حکام اپنے ماتحتون کو حکم دیتے تھے کہ اتوار کو ہماری کوٹھی پر آنکر پادری صاحب کا یا ہمارا وعظ سنو۔

غرض پادریون اور افسران سپاہ اور حکام منتعہد کے مذہبی مباحثون کا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور ہندو مسلمانون کے مذہبون کے ابطال مین پادریون کے رسالے بہت تصنیف ہوکر تقسیم ہوتے تھے جنسے ہندوستانی آزردہ خاطر ہوتے تھے یہہ سب کام زیادہ تر کلکتہ کے گرد ہوتے تھے مگر بہت دور شمال مغربی سرحد سے ایجی ٹیشن کی سیل آئی جو ہندوستانیون کے ایجی ٹیشن کے دریا سے مل گئی اور پر خطر افواہون سے مکدر ہوئی انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے۔ جب شاہ ایران سے ۱۸۵۶ء مین انگریزون کی لڑائی شروع ہوئی تو اسنے اپنے بھی جاسوس شاہ دہلی پاس بھیجے کہ وہ انگریزون کے ساتھہ برائی کرے اور ہم دونو آپس مین متحد ہوجائین جس سے امید ہوتی ہے کہ مسلمانون کی ایک بڑی سلطنت قائم ہوجائیگی اسلیئے ایک اشتہار تیار ہوا اور وہ دہلی اور جامع مسجد کی دیوارون پر چسپان ہوا اور یہہ شہرت بھی ہوئی کہ خلیج فارس مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی ہے اور یہہ بات مشہور ہوئی کہ انگلش یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم نے امیر دوست محمد خان کو دوست بنالیا مگر وہ اصل مین ایران کا زیر فرمان ہے انگریزون کے ساتھہ یہہ دوستی اسلیئے اختیار کی ہے کہ افغانون کو انگریزی پشاور دیدین ٭

شاہ ایران اور دہلی

بالاے ہند مین یہہ امر یقین کیا گیا تھا کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو افغانستان دیدینے کا
اور اس اپنے نقصان کے پورا کرنے کے لیئے کل راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کیا ہے راجپوتانہ کی ضبطی
کی خبر فقط ہندوستانیون ہی کی طبع زاد نہین تھی بلکہ وہ انگریزون کے اخبارون مین بڑی شد و مد کے ساتھ
لکھی جاتی تھی ہندوستانی ریاستون کے ساتھ انگریزون کا کوئی گذشتہ سلوک ایسا نہ تھا کہ جس سے
اس خبر کا یقین نہین ہوتا۔ ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین تو پر خوف و خطر افواہین پولیٹکل رنگ پکڑتی
تھین اور بنگال و بہار مین اکثر مذہبی سانچے مین ڈھل کر اپنا رنگ دکھاتی تھین راجپوتانہ کی پرانی ریاستون کا
نئی انگریزی عملداری مین شامل ہونے کی خبر نے راجپوتون کی حیرانی اور پریشانی کو بہت بڑھایا اور انکے
دل مین انگریزون کی طرف سی کینہ پیدا کیا اور کل ملک کی باقی ہندوستانی ریاستون مین ایک کھلبلی ادہل چل
ڈالدی یہہ ایسی پرخوف و خطر رپورٹ تھی کہ جب وہ انگلنڈ مین پہنچیں اور اخبارون مین انکا زیادہ چرچا
ہوا تو ایسٹ انڈیا کے کورٹ ڈائرکٹرز نے جو تمام پولیٹکل گروہون مین نہایت کم گو ہے اس خبر کو
حاکمانہ بالکل غلط بتایا +

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستانیون کے دلون مین افواہین جو خطرناک اثر پیدا کرتی ہین انکو انگریز
اپنے آپ دیکھین اس زمانہ مین اوف فشل زبان مین یہہ کہا جاتا تھا کہ بالاے ہند مین سب طرح سی خیر و عافیت
ہے مگر بعض مسلمان دوست یا ہندو خاص فساد و فتور کے آثار انگریزون کو بتاتے تھے جو انگریزی
آنکھون سے نظر نہین آتے تھے چنانچہ ایک افغان کہن سال جان فشان خان جو کابل کی جنگ مین
انگریزون کی خیر خواہی کے سبب سے یہان انگریزون کے ساتھ آیا تھا اور برٹش گورنمنٹ پنشن دیتی
تھی وہ مسٹر گربیٹ ہیڈ کمشنر سے کانپور مین فروری ۱۸۵۷ء کو ملا اور انسے عرض کیا کہ آجکل جو افواہین اڑ
رہی ہین وہ بہت برے اثر اپنے پھیلا رہی ہین کمشنر صاحب نے ایک خانگی چٹھی مسٹر کالون لفٹنٹ گورنر
ممالک مغربی و شمالی کو لکھی کہ چند روز ہوئے کہ جان فشان خان نے مجھ سے ملاقات کی جسکا خاص مقصد
تھا کہ ہندوستان مین جو پولیٹکل معاملات کے حالات بالفعل اسکو خوف و دہشت دلا رہے تھے
انسے مجھے مطلع کرے وہ اپنے کنبے کے بہت سے آدمیون کو بھی ساتھ لایا تھا کہ وہ اس ملاقات کے شاہد
رہین اسنے یہہ تنبیہ کی کہ مین نے جو سر ولیم میکناٹن صاحب کو کابل مین جو واقعات گذر رہے تھے
انسے آگاہ کیا تھا مگر اسکا نتیجہ کچھ نہین ہوا وہی خوف مجھے اب انگریزون کی سلامتی کے لیئے یہان

ہو رہے ہین مجھے یقین ہی کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو پشاور دینے کا اور راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا
ارادہ کر لیا ہے اسنے کہا کہ ہمارا یہہ مقولہ ہونا چاہیئے کہ پرہیز شفا سے بہتر ہوتا ہے اور اپنے گھر کے
عزیزون و اقارب کی حفاظت و سلامتی کے لیئے دشمنون کے دروازہ پر خبر لینی چاہیئے مین نے جب اسکو
یقین دلایا کہ غالباً وہ واقعات ظہور مین نہین آئینگے جو اسکو خوف زدہ کر رہے ہین تو اسکی تشفی
تسلی ہوئی اگرچہ یہہ واقعہ مشکل سے بیان کے قابل معلوم ہوتا ہے لیکن پولیٹکل گپین آج کل جو
ہندوستانیون مین اڑ رہی ہین انکی خبرین شاذونادر ہی ہم تک پہنچی ہین مین یقین کرتا ہون کہ افغانستان
نے افواہون کو یقین کر کے جو بات کہی وہ محض ہماری بھلائی کے لیئے کہی تھی اسکو ہمارے تباہ ہوتے کا یقین نہین
تھا مجھے اندیشہ ہے کہ راجپوتانہ کی ضبطی کی جو افواہین اڑتی ہین وہ جمہور خلائق کے دلون کو پریشان اور حیران
کرتی ہین اور راجپوتون مین بدگمانی پیدا کرتی ہین یہہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے برس گذر گئے کہ
کسی گورنر جنرل کو یہہ موقع نہین ملا کہ وہ بذات خود راجپوتون کو انکی سلامتی کا یقین دلاتا بعض آئندہ آنے والے
خوفون کی بے سروپا رپورٹین جنکی اصل حقیقت کوئی یقینی نہین بتلا سکتا تھا ممالک مغربی و شمالی کے حکام کے
کانون تک پہنچی نہین جنین سے آخر کو بعض آہستہ آہستہ اس بات کے یقین کرنے پر بیدار ہوئے کہ بعض
برائیان ہندوستانیون کے دلون پر اثر کر رہی ہین ۔

نیا سال آیا اسنے انگریزون کی مصیبت کی پیشین گوئی کا شگوفہ کھلایا ۱۸۵۷ء مین سو برس کے عرصہ مین
کل ہندوستان مین انگریزی عملداری ہو گئی تھی یہہ قدیم سے ایک پیشین گوئی چلی آتی تھی کہ سو برس کے بعد
انگریزی اقبال کا زوال آئیگا اور انگریزی راج نہین رہیگا ہمیشہ سے عام بدانگیختگی مین لوگون مین
عجیب عجیب پیشین گوئیان پھر زندہ ہو رہی ہین یا ضرورت زمانہ کے موافق وہ نئی ایجاد ہوئی ہون قیاس کرنا
مشکل ہے ایک کلکتہ کے اخبار مین ایک پیشین گوئی مشتہر ہوئی کہ ہزار برس پہلے یہہ پیشین گوئی ہوئی تھی
کہ اس ۱۸۵۷ء مین انگریزی راج جاتا رہے گا اسکو اور لفظون مین یون بیان کرو کہ جب انگریزون کا یہان
نام بھی نہ تھا اسنے صدہا برس پہلے انکے راج جانے کی پیشین گوئی ہو چکی تھی پیشین گوئیان خواہ نئی ہون یا پرانی
ہون وہ صداقت کے ساتھ کہی گئی ہون یا مکاری سے وہ آدمیون کے دلون پر اپنے یقین کے جانے مین
کمتر ہی ناکام رہتی ہین ۔ جب کسی پولیٹکل بات کا مذہب یقین دلا دیتا ہے تو اسکے لئے یقین کرنے والون کی
اولوالعزمی اور حرص بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے ۔ اس خاص پیشین گوئی مین جسکا لوگ ذکر کر رہے تھے اس کی

صدی انگلشیہ کا خاتمہ

معقول وجہ یہہ تھی کہ انگریزون کی عملداری کی پہلی صدی ختم ہونے کو تھی بس یہہ امر سادہ لوح سریع الاعتقاد ہندوستانیون کے دلون مین انگریزی حکومت کے جانے کے یقین کرنے کے لئیے تھا۔ اور یہ امر بھی تحقیق تھا یہہ پیشین گوئی پہلی ہی دفعہ نہین سنی گئی تھی وہ پہلے سے سنی جاتی تھی جسکے ہونے کا وقت آگیا تھا یہہ پیشین گوئی ہندوؤن کی تھی ۱۸۵۷ء مین سمت ۱۸۱۴ تھے اور ۱۸۵۷ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کے سمت کے موافق سو برس ہو چکے تھے ۱۸۳۲ء مین سوارون کے صوبہ دار تواری نے اپنی رخصت کے وقت اپنے بھائی سے کہا تھا کہ ۲۵ برس باقی ہین کہ کمپنی کا راج جاتا رہے گا اور ہندوؤن کا راج قائم ہوگا دہلی مین فیض بازار مین ایک پرانی نہر تھی جو بند پڑی تھی ایک بزرگ مولوی شاہ عبد القادر صاحب کی یہہ پیشین گوئی غدر سے بہت دنون پہلے سے مشہور تھی کہ جب یہہ نہر جاری ہوگی تو انگریزی عملداری دہلی مین نہین رہیگی یہہ پیشین گوئی انکی پوری ہوئی کہ جب انگریزون نے اس نہر کو جاری کیا تو اسکے تھوڑے دنون بعد انگریزی عملداری دہلی سے اٹھ گئی +

اسباب بغاوت کا مختصر طور پر بیان

۱۸۵۷ء مین جو فساد و شور و شر کا ہنگامہ برپا ہوا اسکو ہم غدر یا سرکشی یا بغاوت کہتے ہین لیکن انگریزی زبان مین اسکو میوٹنی کہتے ہین جسکے معنی یہہ ہین کہ بحری یا بری سپاہ مین ماتحت اپنے افسرون کے جائز احکام کی نافرمانی کرین یا بری سپاہی یا جہازی سپاہی اپنے افسرون کے خلاف غدر مچائین بس جہان ہم نے سرکشی یا بغاوت یا غدر کے الفاظ لکھے ہین انہین سے ہر ایک کے معنی وہی سمجھنے چاہئین جو ہم نے میوٹنی کے بتلائے اب سوال یہہ ہے کہ یہہ بغاوت کن سببون نے پیدا کی؟ قاعدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ وقوع مین آتا ہے تو ارباب الرائے اسکے مختلف اسباب بتلایا کرتے ہین انہین سے ہر ایک اپنی اپنی رائے زنی کرتا ہے مین نے مسٹر کین صاحب انسپکٹر مدارس میرٹھ سے کہا کہ سر سید نے اسباب بغاوت خوب لکھی ہے تو انہون نے پوچھا کہ کیا وہ ۱۸۵۶ء مین لکھی تھی مین نے جواب دیا کہ ۱۸۵۶ء مین نہین ۱۸۵۸ء مین تو انہون نے فرمایا کہ کسی واقعہ کے وقوع ہونے کے بعد اسباب بتلانے مین ارباب الرائے رائے زنی کرتے ہین مگر وہ قابل اعتبار نہین ہوتی ہان اگر کوئی بتلادے کہ ایسے اسباب موجود ہین جنسے کہ واقعہ وقوع مین آنے والا ہے تو وہ اسباب صحیح ہوتے ہین مین نے لوبرا لواب مین وہ اسباب بیان کیئے کہ جن سے سپاہ کی دل شکنی اور رعایا کی آزردگی روز بروز بڑہتی جاتی تھی بہت تھوڑے دانشمند دور اندیش ہندوستانی ایسے تھے جو گورنمنٹ کے دل سے خیرخواہ تھے ہندوستان مین رعایا کا جم غفیر مجمع کثیر تو ایسا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے کامون سے واقف ہی نہین

ہوتا گورنمنٹ کے تغیر و تبدل کا اثر اسپر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ دھور ڈنگر پر وہ تو نہ گورنمنٹ کے خیر خواہ ہوتے ہین نہ بدخواہ ہان تھوڑا سا فرقہ اعلے درجہ کا ہندوستان مین ایسا ہے کہ گورنمنٹ کے سارے کامون کو سمجھنا چاہتا ہے اور انپر اپنی راے لگاتا ہے مگر اپنی کم علمی کے سبب اس مین بڑی غلط فہمی کرتا ہے یہہ فرقہ باستثناء چند دانشمند ہندوستانیون کے گورنمنٹ کا بدخواہ ہوتا ہے اور ایسے قابو اور موقع ڈھونڈہتا رہتا ہے کہ گورنمنٹ کے کامون اور قوانین کی نسبت ایسی افواہین اُڑائے اور نکتہ چینیان کرکے جمہور خلائق مین خرابی اور پریشانی پیدا ہو گورنمنٹ کے ساتھ بدخواہی کا ارادہ لوگون کے دلون مین جب پیدا ہوتا ہے کہ انکے مزاج و رسم و رواج و مذہب و طبیعت و تعصب کے برخلاف گورنمنٹ کے کام اور احکام ہوتے ہین ہم نے گورنمنٹ کے ایسے کام و احکام و قوانین کو بالتفصیل اوپر کے ابواب مین بیان کیا یہان بالاجمال لکھتے ہین جنہون نے سپاہ کی دلشکنی کی اور سپاہ کو آزردہ اور ناراض کیا *

انہدا مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا تو ہندو و مسلمان اس عملداری کے شکر گزار اس سبب سے ہوتے تھے کہ ایک مدت کی طوائف الملوکی اور بدنظمی اور فتنہ و فساد کے بعد انکو امن و عافیت و آرام و راحت کی غیر مترقبہ نعمتین و برکتین حاصل ہوئی تھین مین آٹھ نو برس کا لڑکا تھا اور میرے جد امجد اسّی نوّے برس کے بوڑھے تھے جنہون نے شاہ عالم کا زمانہ خوب دیکھا تھا وہ یہہ بیان کیا کرتے تھے کہ اس دہلی کی دار السلطنت مین دن کو امام کی گلی مین و قاضی کے حوض پر — لال کنوے پر فتح پوری پر خونی دروازہ پر بھلے مانسون کی پگڑیان اتر جاتی تھین پانچ چار اور ان کے ہم عمر دوست آتے تھے جن کے بدن پر خانہ جنگیون کے زخم تھے وہ بیان کیا کرتے تھے کہ اب جو انگریزی عملداری مین امن امان ہے پہلے زمانہ مین اسکا سان گمان بھی نہ تھا ہم اپنے محلون میں راتون کو اپنے گھرون پہ ہتھیار لگا کے پہرہ چوکی دیا کرتے تھے جہان کوئی کھٹکا ہوا تو ہم نے کہا کون ہے بے اگر وہان سے جواب آیا کہ ہم ہین تو کیا بکتا ہے بے تو ادھر سے ہتھیار لیکر ہم گئے اُدھر سے وہ آئے دو چار آپس مین ہاتھ ہوئے کچھ ہم زخمی ہوئے کچھ وہ مجروح ہوئے کیا ہم بھاگ گئے یا انکو بھگا دیا اب ہم رات کو اپنی نیند سوتے ہین اپنی بھوک کھاتے ہین مگر افسوس ہے کہ اس امن امان نے ہم کو مرد سے عورت بنا دیا ہمارے ہاتھون مین ہتھیارون کی جگہہ سوئیان دیدین جنسے کام کرکے پیٹ کو پالتے ہین سپہ گری کے لطف و مزے سارے اڑ گئے مگر ہزار ہزار شکر ہے کہ اب جان مال ناموس سب محفوظ ہین زندگی اب خوب چین سے بسر ہوتی ہے غرض جن ہنود و مسلمانون نے شور و شر فساد و عناد کے زمانے دیکھے تھے وہ امن امان کے لیے گورنمنٹ کے بڑے شکر گزار تھے مگر جب

زمانہ گذرتا گیا ایک نئی نسل پیدا ہوئی وہ پہلے زمانہ مین جو آفتین برپا ہوتی تھین اور مصیبتین پڑتی تھین انکو بھول گئے
انمین بعض تو ایسے تھے جنکو اصل مین تکلیف و مضرت پہنچی تھی بعض ایسے تھے جو بے وجہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ان
فرنگی حاکمون نے ہمارا ستیاناس کیا ہے مسلمان اپنی پہلی سلطنت و اقبال کو یاد کرتے تھے اور یہہ بالکل بھول
گئے تھے کہ انسے بالکل سلطنت مرہٹون اور ہندوؤن نے چھین لی تھی اور اسکا حال ایسا کر دیا تھا کہ ہندوستان کے
بہت سے حصون کے کسی بڑے شہر مین انکا مقدور نہ تہا کہ اپنی اذان کی آواز اللہ اکبر کی پکار کر نکال سکتے
مگر ہندوؤن سے انگریزون نے سلطنت کو ایسا جلد لے لیا کہ مسلمانون کی اور انگریزون کی عملداری مین
فصل نہین معلوم ہوتا جسمین ہندوؤن کی سلطنت رہی مسلمان اپنی نادانی اور غلط فہمی سے یہی سمجھتے ہین
کہ انگریزون ہی نے انسے سلطنت چھینی ہے اگر انگریزی عملداری نہ ہوتی تو معلوم نہین کہ مسلمانون پر ہندو
کیا قیامت برپا کرتے یا مسلمانون کے بھائی شمال مغرب سے آنکر پھر ہندوؤن کو ٹھیک بناتے اور اپنی سلطنت
دوبارہ چھین لیتے مسلمانون کے مولوی انکو سمجھاتے تھے کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے ستاسن مین کسی طرح انکی عملداری
مین جہاد نہین کر سکتے ہم کو جب تک ان کافرون کی اطاعت کرنی چاہیئے جب تک انسے سرکشی مین کامیابی کی امید ہو
وہ اس توقع مین تھے کہ اسلام کا اقبال پھر چمکیگا۔ ہندو یہہ زعم رکھتے تھے کہ ہم نے مسلمانون کی حکومت کو
اپنے ملک مین زیر و زبر درہم برہم کر دیا برٹش راج قائم رہنا ہمارے دم اور ہمارے لطف و کرم پر موقوف ہے۔
سر جارج کیمبل لکھتے ہین کہ یہہ غدر ہندوؤن کی سرکشی نہ تھی بلکہ صرف سپاہ کی بغاوت تھی۔ لارڈ رابرٹس
یہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ زراعت پیشہ نے عام سرکشی نہین اختیار کی مگر انکی راے مین یہہ عذر نہین سمجھنا
اگر ملک کے ان حصون مین جنسے کہ سپاہ مین ہندوستانی سپاہی بھرتی ہوتے تھے خاص وہ ذی رعب
و اہل دباغت اسکے بہکانے والے نہ ہوتے جو گورنمنٹ کے نظام سے سب طرح سے ناراض تھے
یہہ ناراضی و بدخواہی گورنمنٹ کی پالیسی سے پیدا ہوئی تھی جو بہت سے مقامون مین ناگزیر تھی انگریزی
حکام ہند کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس پالیسی کو بالکل فروگذاشت کرتے یا اس مین التوا کرتے وہ تو
انکی تہذیب شائستگی کے لیے لازمی تھی کہ وہ روشن ضمیری کے قوانین بناتے بس سازش کرنے والونکو
یہہ موقع و قابو ہاتھ آیا کہ اس مقصد برآری کے لیے ان حالتون سے مستفید ہون انکی بڑی تدبیر
یہہ تھی کہ کسی طرح سے ہندوستانی سپاہ کے دلون کو انگریزون سے برگشتہ کرین حکام جو کافہ انام کی
ترقی کے لیے صلاح و فلاح مین مختلف تدابیر کرتے تھے انکے کرنے مین گورنمنٹ کی بدنیتی کی جھوٹی جھوٹی

افواہین اڑا کر جمہور خلائق کے دلون مین حیرانی اور پریشانی پیدا کرتے تھے اس مین کوئی شبہ نہین کہ یہ تدابیر گورنمنٹ کی فی نفسہ بجا و درست اور مناسب تھین لیکن وہ اس سبب سے یہان کے باشندون کے مذاق کے موافق نہ تھین وہ برہمنون کے حق مین کچھ کم مضر نہ تھین۔

بعض صورتون مین وہ قبل از وقت تھین بعض صورتون مین وہ ایسی دانائی سے نہین کی گئین جنمین کوئی خرابی نہ ہو اور اُن مین ہندوستانیون کے تالیف قلوب اور تعصبات کا کافی لحاظ و پاس نہین کیا گیا ستی ہونے کی رسم کا موقوف کرنا دختر کشی کا انسداد کرنا برہمنون کو جرائم کبیرہ کی سزا دینا مشنریون کی اشاعت مذہب مین کوشش کرنی ہندوستانی عیسائیون کی پرورش و حمایت کرنی بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کی مزاحمتون کا دور کرنا مغربی دنیاوی تعلیم کا اشاعت کرنا خاص کر عورتون مین تعلیم کا داخل کرنا ان سب باتون سے برہمنون اور اونچی جات کے ہندوؤن کو نفرت تھی اور وہ اسلیئے دہشت زدہ ہوتے تھے برہمن جو اب تک ہندوؤن کی قسمت کے فیصلہ کرنے والے تھے اور انکے ہر ایک دنیاوی دینی سیاسی کامون مین بالکل اختیار و اقتدار رکھتے تھے وہ خوب تیز نگاہون سے دیکھ رہے تھے کہ اب ہمارے سارے اقتدار و اختیارون مین خلل و فتور آتے جاتے ہین اگر ہم کوئی تدبیر ایسی نہین کرین گے کہ برٹش گورنمنٹ تہ و بالا نہ ہو تو آخر کو ہمارا کوئی اقتدار و اختیار ہندوؤن پر نہین رہیگا وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اصل اقتدار و اختیار کی بنا جہالت اور توہمات پر مبنی ہے ترقی تعلیم اور روشنی پھیلنے سے بالضرور کھوکھلی ہو جائے گی تار برقی اور ریلوے برہمنون کی نظرون مین خار معلوم ہوتے تھے وہ ان لیاقتون اور قوتون کی خاک اڑاتے تھے سوا اسکے ریلوے نے جات کے نظام پر ایک صدمہ پہنچایا تھا کہ ہر جات کے آدمی خواہ اونچی جات کے ہون یا نیچی جات کے سب ایک ساتھ بیٹھ کر سفر کرتے تھے۔

بس یہہ تو بمقتضاء طبع بشری برہمنون کی بدخواہی کا سبب برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا وہ خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح غارت ہو انہون نے جمہور خلائق کے دلون مین اپنی جھوٹی کہانیون کا بس گھولا کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کو زبردستی عیسائی کرلین بس برٹش گورنمنٹ کے قائم رہنے کے یہہ معنی ہین کہ جن باتون کو ہم متبرک اور مقدس جانتے ہین وہ سب غارت ہو جائین۔ انکو اپنے اس بیان کے یقین دلانے کا تا ؟ ہوا اور موقع مل گیا کہ جیل خانون مین اکل و شرب کا انتظام ایسا ہوا کہ وہ جو ایک قدیم سے رسم چلی آتی تھی کہ ہر شخص اپنی خوراک آپ پکائے اور اسکا سامان خود کرے اس مین خلل پڑ گیا یہہ ایک نئی بات

بڑی احتیاط سے جیلخانون کی ڈسپلن کے لیئے داخل کی گئی تھی کہ ہندوؤن کی خوراک ان ہی کی جات کے
اعلے جات کی رسوئی پکایئن باوجود اس بات کے جھوٹی افواہین اُڑائی جاتی تھین کہ جس سے سادہ لوح
ہندوؤن کی آبادی اس بات کا یقین کرے کہ قیدیون کی خوراک آیندہ نیچی جات کے آدمی تیار کیا کرینگے
تاکہ ان قیدیون کی جات کو جنکے لیئے خوراک تیار کی جاتی ہے کو جات کرین یہہ خبر کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے
ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین پہنچی جس سے اس یقین نے بتدریج خلقت
کے دلون مین جڑ پکڑی کہ زبردستی ہم عیسائی کیئے جایئن گے ۔
جیل خانون مین اس کھانے پینے کے انتظام سے مسلمانون پر کچھ اثر نہین ہو سکتا تھا انکے دلون مین شبہ
پیدا کرنے کے لیئے اور فریادین اور واویلا مچین انہین سے ایک جو ہندو مسلمانون پر یکسان اثر کرتی تھی وہ
یہہ تھی کہ بندوبست اراضی سخت ہوتا ہے جس مین ہر ایک زمیندار کی حقیت ملکیت اراضی کی تحقیقات ہوتی
ہے اور سرکار کو مالک زمین سمجھ کر باقاعدہ زر مالگزاری ادا کیا جاتا ہے ۔
ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری جلد جلد ہندوستان مین بڑہتی گئی اور اسکی سلطنت سپاہ کے زور سے سب سے
زیادہ والا اقتدار ہوگئی پہلے ہندوستانی فرمانروایون نے زمین کا بندوبست اناپ سناپ کیا تھا جس مین
زور ظلم بہت ہوتا تھا اب اس سرکار والا اقتدار نے نہایت چھان بین اور تحقیقات کرکے بندوبست کی
اصلاح کرنی شروع کی اس مقصد کے لیئے زمینون کی پیمایشین ہوتی تھین اور ملکیت اور قبضہ اراضی کی تحقیقاتین
ہوتی تھین جسکا نتیجہ اکثر صورتون مین یہہ ہوتا تھا کہ وہ اعلے خاندانی ذی اختیار زمیندارون کو نہایت
ناگوار خاطر ہوتا تھا جو اپنے زبردست ہمسایون کی زمینون کو زبردستی دبا کے آپ ہی مالک بن گئے
تھے اور اپنی جائداد کے متناسب مالگزاری ادا نہین کرتے تھے اگرچہ یہہ تحقیقاتین بڑی نیک نیتی اور
انصاف کے ساتھ کی جاتی تھین مگر وہ اعلے درجہ کے آدمیون کو تو ناگوار گذرتی تھین اور ادنے
درجہ کے آدمی ایسے خوش نہ ہوتے تھے ذی اختیار خاندان انگریزون کی اس کوشش مین رخنہ اندازی
کرتے تھے کہ زمین کا خرچ اور حقوق ملکیت اراضی صحیح صحیح تشخیص ہو کر تجویز کیئے جایئن وہ یہہ سمجھتے تھے کہ اس
انتظام سے انکی حکومت جو مدتون سے چلی آتی ہے برباد ہو جائیگی اب جو ہم اپنی خودمختاری سے احکام چلاتے
ہین وہ پھر نہین ہینگے کسی جبر و تعدی کرنے کا اختیار نہ ہوگا ۔ غرض اب جو وہاں مین راج کے مزے اڑاتے
ہین وہ بہت کم نصیب ہونگے اگرچہ اور زراعت پیشون کو انگریزون کے اس انتظام بندوبست سے

سراسر فائدے تھے مگر وہ گورنمنٹ کی اس فیاضانہ نیت کو جو انکی حالت کے بہتر کرنے کے لیئے اور آسودہ حال بنانے کے لیئے رکھتی تھی دل مین کچھ نہین سمجھتے تھے۔ مگر اس مین شک نہین کہ ....
افسران بندوبست اراضی کی جمع کی تشخیص کرنے مین غلطیان کرتے تھے کہین جمع بہت بڑھا کر سخت باندھی کہین بہت گھٹا کر نرم پھر جمع کی تحصیل مین بہت سختی کی جاتی تھی فصل کی پیداوار کی کمی پر اسکی تحصیل مین رعایت نہین کی جاتی تھی پھر اسپر یہہ غضب تھا کہ جمع کی باقی کے لیئے ملکیت زمین کے نیلام کرنے کا قانون بڑا سخت تھا جمع کی باقی کی علت مین وہ بڑا دہڑ حقیت ملکیت اراضی نیلام ہوتی تھی حکام کو نیلام کرنے مین ذرا تامل نہین ہوتا تھا۔ ہندوستان کے مزارعین پہلے ہی جاہل و مردہ دل تھے اور اب بھی ہین وہ ظلم اٹھانے اور لٹنے کے اور ایک زمانہ کے بعد سلطنتون کے الٹ پلٹ ہونے کے عادی تھے وہ اس وجہ سے شبہہ کرتے تھے کہ فرنگیون کی حکومت مغلون یا مرہٹون کی سلطنتون سے زیادہ دنون تک قائم نہ رہیگی جسقدر یہہ منصف و متحمل گورنمنٹ انکے لیئے نفع رسان تھی اسقدر وہ اسکی قدرشناسی نہ کرتے تھے اور اگر وہ اسکی قدرشناسی کرتے بھی تو انمین بہت نامردی تھی اور انکی تنظیم مین بہت ہی نقص تھا جو انکو اسکے علے الاعلان کرنے مین سہارا نہین دینے دیتا تھا بس پولٹکل اور سوشیل حالتون مین اعلے درجہ کی بڑی بڑی جماعتون کی دشمنیون کی اور انکے ملتزمین کی جو صدہا برس سے لوٹ مار اور آپس کی لڑائیون کے خوگر تھے زراعت پیشہ رعایا کی خاموشی و ضعف طرز موازنت نہین کر سکتے تھے۔
ایک اور بھاری سبب ناراضی کا جو بڑے دولتمند اور ذی جاہ جماعتون پر اثر کرتا تھا اور برہمنون کی اس افتراپردازی کو رنگ دیتا تھا کہ انگریز مذہب کو زیر و زبر کرنا اور ہندوؤن کی نہایت عزیز رسم و رواج کو مٹانا چاہتے ہین یہہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اس قاعدہ کو سختی سے اختیار کیا تھا کہ جب والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور جب مر جائے تو اسکا ملک و مال سب سرکار کمپنی ضبط کر لے اور انہون نے کئی بڑی بڑی ریاستون کو اسی وجہ سے ضبط کر لیا کہ والیان ملک کے صلبی بیٹا نہ تھا اور خاص علے ہذا پنشنین جو گورنمنٹ دیتی تھی موقوف کر دین ہندوستان کی رعایا اسکو بہت ہی برا جانتی تھی کہ گورنمنٹ ملک کے آئین و رسم مین بڑی بیجا مداخلت کرتی ہے اس سبب سے گورنمنٹ نے اپنے دشمن بہت سے پیدا کر لیئے ۔ ریاستون کی ضبطیون کی کیفیتین اور اسکے نتیجے ہم نے اوپر دو بابون مین بیان کیئے ہین کہ اودہ کی ضبطی سے اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کے رؤسا کانپنے لگے تھے جو اس امر پر تیار بیٹھے تھے کہ عمدہ وسائل ایسے پیدا کرین کہ جنکے سبب سے سرکار کمپنی کی عملداری بڑھنے نہ پائے اور وہ جو سب سے زیادہ

والا اقتدار ہو گئی اس اقتدار کو کسی طرح کم کرنا چاہیئے۔ سرکار کمپنی اپنے اقتدار و اختیار پر اور ظاہری امن امان و سلامتی پر مفتخر تھی وہ اپنے اصول کو جو فی نفسہ صحیح و بجا تھے مگر بیہودہ ہندوستانیون کے مذاق کے موافق نہ تھے وہ اسکو بیجا ظلم و ستم جانتے تھے۔ برٹش گورمنٹ نے اپنے بہت سے تدبیرون سے یہہ ثابت کیا کہ ہندوستانیون سے انگریزون کے خیالات کیسے مختلف ہین جسقدر انگریزون نے انہین اپنی خیالات کے نقش جمانے کا دباؤ ڈالا اتنا ہی انہون نے اپنے خیالات کو ترجیح دی کہ انگریزون کے ساتھ اپنی کینہ توزی اور بدخواہی کو بڑھایا جو ہندوستانی والیان ملک ایسے عالی دماغ و روشن ضمیر تھے کہ وہ اس بیہودہ بات کا یقین نہین کرتے تھے کہ ہندوستانیون کو انگریز زبردستی عیسائی بنائین گے اور انکے قدیمی رسم و رواج کو تبدیل کرین گے مگر وہ اس بات کو یقین کرتے تھے کہ گورمنٹ کے یہی خیالات ملک کی ترقی کے آڑے آگئے جو اور زیادہ حکومت بڑھانا چاہیگی تو ہماری اصلی حکومت کی ہر صفت بہت جلد رخصت ہو جائیگی۔ جب اس طرح سے سارے ملک مین یہہ ناراضی برٹش گورمنٹ سے اور اسپر نہایت شبہات پھیل رہے تھے تو یہہ توقع نہین ہو سکتی تھی کہ اگر والیان ملک کو کوئی موقع و حال تو ہم کو مضرت اور گزند پہنچانے کا مل گیا تو اس مین وہ کوشش کرنے مین کسر باقی نہین رکھینگے ایسی حالت مین انگریزون کے استیصال مین سب سے زیادہ مسلمانون مین دہلی و اودھ کے بادشاہی خاندان اور ہندوؤن مین پیشوا کا جانشین دو دو پنتھ نانا صاحب سرگرم ہونگے جنمین سے ہر ایک کسی نہ کسی وجہ سے برٹش گورمنٹ سے دلی رنجش اور آزردگی رکھتا ہے۔ ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ اودھ کی ضبطی کا کیا اثر ہوا۔ شاہ اودھ کلکتہ مین بیٹھا تھا اور بارہ لاکھ پنشن لینے سے انکار کرتا تھا اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا تھا جسکے موافق وہ خود ملک کو برٹش گورمنٹ کے حوالہ کرتا اسنے اپنی ماں اور بیٹے و بھائی کو اپیل کرنے کے لیئے ولایت بھیجا تھا۔ بہادر شاہ کی ناراضی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ یہہ بوڑھا ١٨٥٧ء مین بیس برس سے تخت نشین تھا اور اس کے مرنے کے بعد گورمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا تھا کہ اسکے خاندان مین بادشاہی لقب نہ رہیگا اور اسکا جانشین قطب مین رہیگا اور قلعہ دہلی خالی کرایا جائیگا بادشاہ نے خود اپنے لیئے بطور پیشین گوئی یہہ شعر کہا تھا۔ ے

اے ظفر اب ہے تجھی تک انتظام سلطنت + بعد تیرے نے ولیعہدی نہ نام سلطنت

بادشاہ کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نانا راؤ کی ناراضی کی وجہ اوپر خوب بلسط تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ ان تینون مین نانا سب سے زیادہ ہوشیار تھا۔ جب نانا صاحب برٹش گورمنٹ سے مایوس ہوا کہ اب وہ اسکے مقدمہ پر کچھ توجہ نہین کریگی تو اسنے اپنا ایجنٹ بنا کے عظیم اللہ خان کو بھیجا جو یورپ مین تین

برس رہا اس عرصہ مین زیادہ تر وہ لندن مین رہا وہ پیرس اور قسطنطنیہ اور کریمیا مین جنگ کے وقت مین گیا کہ انگریز فرانسیسون کے ساتھ ہوکر روسیون سے لڑتے تھے۔ ہندوستان مین تو عظیم الشان کوئی بڑی وقعت و عزت نرکھتا تھا نانا کا فقط ایجنٹ تھا مگر لندن مین انگلش سوسائٹی کے اندر شہزادہ سمجھا جاتا تھا اور ایک انگلش لیڈی سے وعدہ ہوگیا تھا کہ وہ ہندوستان مین آنکر اس سے شادی کرے گی ایک بڈھی بوڑھی لیڈی اسکو مشرقی بیٹا کہتی تھی اسکے پاس بہت سی چٹھیان بڑے بڑے انگریزون کی تھین اور دو فرانسیسی چٹھیان تھین جو لامونٹ نے چندنگر کی بابت لکھی تھین جس مین فرانسیسی آباد ہین۔ غرض وہ بڑا چلتا ہوا پرزہ نانا صاحب کے ہاتھ آگیا تھا۔

ہندوستانیون کے اسطرح ناراض ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سرکار کی ہندوستانی سپاہ کے دل مین یہہ یقین کرا دیا کہ برٹش گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے سپاہ مین بھی کچھہ بدنظمی اس سبب سے ہوئی کہ اسکے بہت سے قدیمی افسر سول مین چلے گئے تھے۔ سپاہ کے بھرتی ہونے کی قواعد مین سمندر پار جانے کی شرط لگ گئی تھی بہت سا مصالحہ آتش گیر جمع ہورہا تھا کہ چکنے چربڑے کارتوسون نے شتابہ لگا کے خوب اسکو بھڑکا دیا جسکا حال مفصل نیچے کے باب مین بیان ہوتا ہے۔

باب دوم

آغاز بغاوت

سرکاری کامون کے التوا ہونے کا سبب

کل ملکون مین گورنمنٹ کی ساری صورتون مین وہ خوف جو سلطنت کو دہشت زدہ کرتے ہین اور تاریکی مین چلنا شروع کرتے ہین۔ کامیابی مین پیش قدمی اس سے پہلے کرتے ہین کہ ملک کے فرمان روا اسکو صفائی سے دیکھین اکثر انکو زبان و مکان ایسے حاصل ہوجاتے ہین کہ گورنمنٹ کے کامون کی آہستگی اور پیچیدگی انکی شرارتون اور آگے کی ترقی کو روک نہین سکتی ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظن کو یقین بنا دیتی ہے انگریز نسل مین قوم مین زبان مین مذہب رسم و رواج وضع انداز رفتار گفتار مین ہندوستانیون سے بالکل مختلف ہین انکی باہمی ہمدردیون اور اغراض مین نقیض و تضاد ہے اس سبب سے حاکم و محکوم کے درمیان ایک پردہ لاعلمی اور تاریکی کا حائل ہے حکام انگریزی اپنی آنکھون

اور کانون سے دیکھ بھال اور سن نہین سکتے کہ کیا گذر رہا ہے اور آدمی انکو آگاہ کرنے والے بھی کمتر ہوتے
ہین اگر بعض اتفاقات سے آخر کو کوئی ظاہر ہوتا ہے تو وہ اکثر ادنے افسرون مین جہان سے ان اعلے
افسرون تک اسکے پہنچنے مین بہت وقت ضائع ہوجاتا ہے جنکے کام برائی کو روک نہین سکتے لیکن وہ اسکے
دبانے کے لیئے کیئے جاتے ہین کسی بدخواہی کے روکنے کے لیئے حسب سررشتہ وضابطہ خط وکتابت بہت
آہستہ آہستہ عمل مین آتی اور اسکا ہونا ضروری اسلیئے تھا کہ حکومت کے مرجع ومآخذ مرکز کا نظام ہی ایسا تھا
کہ جب کسی کار اہم کی درخواست ہوتی تو کاغذ وقلم سررشتون مین چلنے جہان ایک ضرب ومکا لگانے کی
ضرورت تھی اسکی بجائے ایک چٹھی لکھی جاتی اور یہہ چٹھی افسر پاس نہین جاتی کہ کچھ کام کرسکے بلکہ وہ دوسرے
افسر پاس جاتی جو اس کام کے کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور اس پاس سے تیسرے افسر پاس جاتی
ادنے افسر کے گھر سے تمام درجے کے افسرون کے پاس چکر لگاتی ہوئی گورنمنٹ ہوس تک پہنچتی -
ہندوستان کی سلطنت کے کل جنگی معاملات کمانڈر انچیف کے سپرد تھے لیکن اس کے اختیارات کے
گورنر جنرل کو فوقیت تھی برائے نام بھروسا اعتماد کمانڈر انچیف کے کامون پر گورنر جنرل کرتا تھا دونو کے
اختیارات کی حدود کا گونا یا بیان ایسی ناقص مقرر کی گئی تھین کہ اکثر یہہ دیکھا جاتا تھا کہ گورنر جنرل اور
کمانڈر انچیف کے درمیان ناچاقی رہتی تھی جو کبھی ایسی بڑھ جاتی تھی کہ جس سے عام بدنامی ہوجاتی
تھی یا کبھی خوش اخلاقی سے باہم رضامندی ہوجاتی تھی یہہ امر ان دونو کی طبایع پر موقوف تھا
گورنر جنرل اپنے اختیارات سے آگاہ ہوکر بالطبع تمام خالص جنگی معاملات کو کمانڈر انچیف کے ہاتھ مین
سپرد کرتا لیکن ہندوستان مین تفصیلی انتظام کے دائرہ سے یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ خالص جنگی
معاملات کیا ہوتے ہین - گورنر جنرل کی کونسل کا ایک ممبر کمانڈر انچیف ہوتا تھا جب یہہ دونو
ایک جگہہ ہوتے تھے تو سول اور ملیٹری معاملات کے فیصلہ کرنے مین کچھہ دشواری نہین ہوتی تھی
لیکن اکثر یہہ ہوتا تھا کہ گورنر جنرل مع اپنی ملیٹری سکرٹری کے ملک کے ایک سرے پر ہوتا تھا
اور کمانڈر انچیف مع اپنے ایڈجوٹنٹ جنرل کے ملک کے دوسرے سرے پر - ایسا ہی اتفاق ۱۸۵۷ء
کے اول حصہ مین ہوا کہ لارڈ کیننگ کلکتہ مین تھے اور جنرل اینسن کا اوفس بالائے ہند مین تھا اور
وہ خود بنگال کے اضلاع زیرین مین تھے اور ایڈجوٹنٹ جنرل میرٹھ مین تھا ان تمام حاکمون کو عملے
کار تو ہون کے باب مین کچھ کام کرنا ضرور تھا نظام ایسا ہے کہ ان تمام منتشر ایجنسیون کو مرکزی حکومت میز

ملاتا تھا اس سبب سے ایک مضرت ناک التوا ہوتا تھا چھٹیون کا دفترون مین آنے جانے کے سبب سے بہت عرصہ لگتا جس مین دشمن اپنا کام بیٹھے ہوئے بنایا کرتے یہہ تمہید اسلیئے لکھی ہے کہ جہان احکام کے جاری ہونے مین التوا ہوا اسکا سبب جو ہم نے اوپر بیان کیا سمجھنا چاہیئے۔ گورنر جنرل کو ہندوستان مین آئے ہوئے ایک سال ہوا تھا انکو اسوقت کی مشکلات پر آگاہ ہونا مشکل تھا مگر انکے پاس بڑے بڑے دیرینہ تجربہ کار مشیر موجود تھے اپنر اعتماد کرنا دانائی تھی اسوقت کرنیل رچرڈ برچ ملیٹری سکرٹری تھے وہ پہلے بڑے بڑے عہدون کے کامون کو بہت خوبی و نیکنامی کے ساتھ سرانجام دے چکے تھے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے انکو منتخب کرکے ملیٹری سکرٹری مقرر کیا تھا ملیٹری سکرٹری خود مختار نہین ہوتا مگر ایسے زمانہ مین جیسا کہ یہہ تھا گورنمنٹ کی مدد کرنی اور اسکے کامون مین سرعت کرنی اسکا کام تھا۔ اسوقت کامون مین انہون نے سہل انگاری کی جب انکو یہہ اطلاع ہوئی کہ دمدم مین سپاہ برسر فساد ہے تو انہون نے اس بغاوت کے جھوٹ سچ سبب کی تحقیقات شروع کی اور وہ خود اورڈنینسی ڈپارٹمنٹ کے چیف پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لئے گئے کہ کیا گیا ہے وہان جاکر کارتوسون کا حال دریافت کرکے گورنمنٹ کو رپورٹ کردی جسپر احکام گورنمنٹ کے کارتوس کے باب مین جاری ہوگئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کو نہ دیئے جائین۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین انگلنڈ سے چکنے کارتوسون کے بکس آئے وہ سپاہ مین تقسیم کرنے کے لیئے نہین آئے تھے بلکہ اس امتحان کے لیئے آئے کہ یہان کی آب و ہوا کا اثر انپر کیا ہوتا ہے۔ انکی ساخت مین چربی داخل تھی اسوقت کرنیل ہنری ٹکر بنگال کی سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انہون نے دسمبر سنہ ۱۸۵۳ء مین کمانڈر انچیف کی رائے کی اطلاع ملیٹری بورڈ کے سکرٹری کو دی کہ جب تک یہہ نہ معلوم ہو کہ کارتوسون مین چکنائی جو کام مین لائی جاتی ہے وہ اس قسم کی تو نہین ہے جو سپاہیون کی جات کے تعصب مین خلل انداز ہوکر انکو ناراض کرے وہ ہندوستانی سپاہ کو نہین دینے چاہیئے گورون کی سپاہ کو دیئے جائین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اس رائے کا ملیٹری بورڈ پر کچھ اثر ہوا۔ وہ ہندوستانی گارڈ کو فورٹ ولیم اور کانپور اور رنگون مین دیئے گئے سپاہیون نے انکے لینے اور کام مین لانے مین کچھ عذر نہین کیا اسکا امتحان کئی مہینے تک کیا گیا اور انگلنڈ کو رپورٹ بھیجی گئی کہ سپاہیون کو اسکے استعمال مین کچھ عذر و اعتراض نہین ہے۔ ملکہ کی ساٹھوین رجمنٹ ہندوستان مین تھی

اسکی دونالی بندوقون کے کارتوس مین صرف باروت ہوتی اور کارتوس سے جدا گولی ایک باریک کپڑے
مین جو موم و تیل سے چکنا یا ہوا ہوتا لپٹی ہوئی ہوتی۔ ہندوستانی سپاہیون کو یہی دونالی بندوق اور
کارتوس دیئے گئے جسپر سپاہیون نے کوئی اعتراض نہین کیا چکنائی جو کام مین آتی تھی اس مین کوئی
قباحت نہین جانتے تھے اور کارتوس کے کاغذ پر کوئی شبہ نہین کرتے تھے ۱۸۵۶ء ازمل بردمس
کی بجائے انفیلڈ رائیفل گورون کی سپاہ کو دی گئی اور انکے واسطے اول اول چکنے کارتوس ولایت سے
تجربتہً آئے اور اسکے ساتھ انگلنڈ سے یہہ احکام بھی آئے کہ اس قسم کے کارتوس کلکتہ اور میرٹھ مین
آرڈی نینس ڈپارٹمنٹ بنائے موم و تیل سے جو کارتوس چکنائے جاتے تھے وہ اپنے استعمال کے وقت
کام دے جاتے تھے مگر کارتوسون کی بندوقون مین کام نہین دیتے تھے اسلیئے کہ انکی چکنائی جلد جاتی
رہتی تھی بس انفیلڈ رائفل کے لیئے کارتوسون مین چکنائی چربی سے دی جانے لگی جس مین یہہ تمیز نہ تھی
کہ وہ چربی کس جانور کی ہے گائے بھیڑ یا سور اور بکری کی ہے اگرچہ اسمین سور کی چربی نہ تھی مگر گائے کی
چربی ضرور تھی۔

۲۹ جنوری ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ کا ایک سرکیولر جاری ہوا کہ جب ہندوستانی سپاہ کے واسطے کارتوس
بنائے جائین تو اس مین صرف بکری اور بھیڑ کی چربی کام مین لائی جائے اور سور اور گائی کی چربی ہرگز ہرگز
کام مین نہین لائی جائے۔ لیکن اورڈی نینس ڈپارٹمنٹ گورون کے لئے کارتوس انگلنڈ کے حکم سے بناتا
تھا اسکے حکم مین چربی کی کوئی قید نہین لگائی گئی کہ وہ کس جانور کی ہو۔ یہہ سچ بات ہے کہ دو نو فورٹ ولیم
اور میرٹھ کے ہیڈ کوارٹر ارٹلری میرٹھ مین کارتوس مکروہ چربی سے چکنائے جاتے تھے۔ اکتوبر ۱۸۵۶ء
مین دمدم کلکتہ سے ۲۲۵۰۰ کارتوس انبالہ کے لیئے اور ۱۴۰۰۰ کارتوس سیالکوٹ کے لیئے روانہ ہوئے
مگر یہہ سچ نہین ہے کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کے استعمال کے لئے بھیجے گئے تھے اسواسطے ابھی وہ وقت
نہین آیا تھا کہ مسکٹری سکول (بندوق بازی کے سکھانے کا مدرسہ) مین کسی قسم کے کارتوس بھیجے جاتے۔
جب پرانی بندوق کی کلکتہ مین رجمنٹ سپاہیون کو ملین اسکے لئے ایک مختلف قسم کی ضرورت تھی تاکہ کل ہندوستانی
سپاہ یہہ ڈرل جلدی سے سیکھ جائے تو ڈپو ایسے مقامات مین بنائے کہ جہان ہر پلٹن کے منتخب سپاہیون کو
تعلیم پانا آسان ہو۔ جو اس ڈرل کو سیکھ کر تمام رجمنٹون کو سکھائین۔ ان ڈپوؤن مین انفیلڈ رائفل جن سپاہیون
کو ملی تھین وہ کلکتہ سے قریب دمدم کی چھاونی مین تھا اور دو بالائے ہند مین انبالہ اور سیالکوٹ کی چھاونیون مین

تھے سپاہی فقط اس بندوق کے استعمال مین نوآموز تھے وہ اس نئی بندوق کی ساخت اور صفات کو اسکے
اجزا کی تحلیل کو پھر اجزا کی ترکیب کو مشقت و نشانہ لگانے کو سیکھتے تھے ان باتون کے سیکھنے مین او جاڑے
کے موسم کے آنے مین ابھی ہفتون کی دیر تھی ابتک قواعد مین پرانی بندوقین اور کارتوس کام مین آتے تھے
جو تیل اور موم سے چکنائے جاتے تھے ۔ کارتوسون کی نسبت کمانڈر انچیف نے کلکتہ کو تار بھیجا کہ چکنے
کارتوس مدت سے بغیر کسی اعتراض و خوف کے کام مین آتے ہین لیکن ہیڈ کوارٹرز مین یہہ خیال کیا گیا
تھا اگر ایک دفعہ اور چکنے کارتوسون کے باب مین توجہ کی گئی تو ہر ایک سپاہی جو پرانے کارتوس کام مین
لاتا ہے انکے استعمال سے خوف زدہ ہوگا ۔ یہہ توہم صحیح تھا یا غلط تھا وہ سپاہیون کے دلون مین ایک
مقام سے دوسرے مقام مین منتقل ہوا اس دہشتناک خوف سے سپاہی ضیق مین آگئے سچ سے جھوٹ
اگاڑی بڑھ گیا یہہ امر مشتبہ ہے کہ احکام یا اشتہارات اس دہشت کو سپاہیون کے دلون سے دور
کرتے وہ تو الکٹرسٹی کی رو کی طرح ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین دوڑی تھی اور سپاہیون کے دلون کو
سرکار کی طرف سے منحرف کر رہی تھی یہہ صاف ہے کہ سپاہیون کے دلون پر خوفناک دھوکے نے قبضہ کر لیا
تھا انکے دلون سے اس دھوکے کے دور کرنے کی ہر معقول تدبیر کرنی عین صواب تھی مگر اب اول ہی منزل مین
سپاہی عقل کی بات ماننے سے گریز و پرہیز کرتے تھے وہ چکنائی نہ تھی بلکہ چربی تھی جو سپاہیون کو برافروختہ
کر رہی تھی ۔ برسون سے ہندوستانی ہاتھون سے توپون کے پہیون اور گاڑیون مین مکروہ و ممنوع چکنائی
کام مین لائی جاتی تھی کبھی اس ناراضی کی آواز نہین سنی گئی ۔ کلکتہ اور میرٹھ مین چکنے کارتوس ہندوستانی
بناتے تھے اور میرٹھ مین تو برہمنون کے لڑکے بھی انکو بناتے تھے اس سے یہہ خیال ہوا کہ سپاہیون کو
ان کارتوسون کے سرون کے منھ سے کاٹنے مین صرف اعتراض ہوگا یہہ سچ ہے کہ چکنائی کارتوس کے
اس حصہ مین لگائی گئی تھی جو منھ کے اندر ہونٹون کے لگنے سے پرے جاتا تھا اسلئے میجر بنٹن کی رائے
کے موافق یہہ تبدیلی کی گئی کہ کارتوس بجائے دانتون سے کاٹنے کے ہاتھ کی چٹکی سے کاٹے جائین مگر سپاہیون
کو اسپر اطمینان نہین ہوا انہون نے کہا کہ ہم کو دانتون سے کارتوسون کے سرون کے کاٹنے کی عادت ہمیشہ ایسی پڑی
ہے کہ ہم انکو بے اختیار اپنے دانتون کے اندر لے جائینگے خاص کر جنگ کے وقت ۔ ہندو مسلمانون دونو کو
ایسی مہلت ملی تھی کہ کیا تو وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی طرف ہو جاتے یا اس سے بالکل منحرف یہہ بات تو مسلم تھی
کہ گورنمنٹ سپاہیون کو ترغیب دیتی کہ وہ اس کل معاملہ کو اپنے ہاتھ مین لے لین اور جس طرح سے چاہیئے وہ

کارتوسون کو چکنا کرین اور اپنی وضع پر انکو استعمال کرین مگر سپاہیون کے دلون مین ایسے بیہودہ شبہات وسوسے زمانہ گذشتہ نے بھر دئیے تھے کہ بالفعل انکو ایسا سنخہ چڑھ گیا تھا کہ وہ گورنمنٹ کی کسی بات کو یقین ہی نہین کرتے تھے ؛

جنوری ۱۸۵۷ء کو میجر جنرل ہیرسی کمانڈنگ پریسیڈنسی ڈویزن نے دو چٹھیان ایڈجوٹنٹ جنرل افسر کو بھیجین کہ فوراً گورنمنٹ انڈیا کی خدمت مین وہ بھیجی جائین انہین سے ایک چٹھی کپتان رائٹ کی تھی جو افسر کمانیر رائیفل انسٹرکشن (بندوق چھوڑنے کی تعلیم) دمدمہ کے تھے جس مین یہ بیان تھا کہ ہندوستانی سپاہیون مین جو یہان بندوق چھوڑنی سیکھنے آئے ہین انہین ایک بڑی ناخوشی کارتوسون کے چکنے بنائے جانے کے باب مین پھیل رہی ہے بعض مفسد فتنہ انگیز آدمیون نے یہہ افواہ اڑا دی ہے کہ انہین گائے اور سور کی چربی ملا کر لگائی جاتی ہے اس افواہ کا یقین ایک میگزین کے خلاصی نے سپاہیون کو اسطرح کرادیا ہے کہا سنے ۲- رجمنٹ کو ہندوستانی پیدل کے ایک برہمن سپاہی سے کہا کہ مجھے اپنے لوٹے سے پانی پلادو اسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو کس جات کا ہے اسلیئے مین تجھے اپنے لوٹے سے پانی نہین پلاونگا تیرے پانی پلانے سے وہ ناپاک ہوجائے گا- تو خلاصی نے فوراً یہہ کہا کہ اب تہاری جات بھی جانے کو ہے ابھی تم کو وہ کارتوس منھ سے کاٹنے پڑین گے جو گائے اور سور کی چربی سے چپڑے ہوئے ہین"- کپتان رائٹ نے یہہ بھی کہا کہ اس سے دمدمہ کے بعض آدمیون نے یہہ کہا کہ سارے ہندوستان مین گائے اور سور کی چربی سے ان کارتوسون کے چکنائے جانے کی شہرت ہوگئی اگر ہم اپنے وطن مین جائین گے تو ہماری برادری کے آدمی ہمارے ساتھ کھانے پینے کے نہین" مین نے انکو یقین اس بات کا دلایا جسکا مجھے خود یقین تھا کہ کارتوسون کے بنانے مین بھیڑ کی چربی اور موم کام مین آتے ہین جسکا جواب انہون نے یہہ دیا کہ ایسا ہو لیکن ہمارے دوست اسکو باور نہین کرین گے ہم کو اسکے اجزا خود بازار سے خرید نے دو اور ہم ہی کو کارتوس بنانے کی اجازت دو تو ہم جانین گے کہ کیا چیز کارتوس کے بنانے مین کام آئی اور ہم اپنے ہمراہی سپاہیون کو اطمینان کرکے یقین دلائین گے کہ کارتوس مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ وہ ہماری جات مین ممنوع ہو"

دوسری چٹھی جو جنرل ہیرسی نے بھیجی تھی وہ میجر بونٹین صاحب افسر ڈپو مسکٹری (بندوق بازی کا فن) دمدمہ کی تھی جس مین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ جب کپتان رائٹ صاحب کی چٹھی میرے پاس پہنچی تو مین نے ڈپو کے ہندوستانی سپاہیون کو پریڈ پہ بلایا اور مین نے انسے کہا کہ جو شکایتین تم کو ہون انکو عرض کرو کم از کم دو تہائی

دوسری چٹھی جنرل ہیرسی صاحب کی

سپاہی جنہین سب کمشنڈ افسر داخل تھے آگے بڑھے اور انہون نے نہایت مودبانہ صاف صاف بیان کیا کہ نئی بندوق کے لیئے کارتوس بنائے جانے کی ترکیب جو بالفعل ہے اسپر ہم کو اعتراضات ہین کہ ان چیزون سے جو ہمارے مذہب مین ممنوع ہین کارتوس چکنائے جاتے ہین انکا کاٹنا ہمارے مذہب کے خلاف ہی عاجزانہ یہہ درخواست کرتے ہین کہ انکے چکنا کرنے مین موم اور تیل ایسے اندازہ سے کام مین لائے جائین جو حصول مقصود کے لیئے کافی ہون" جنرل ہیرسی نے یہہ سفارش کی" کہ رائفل ڈپو کے کمانیر کو حکم دیا جائے کہ وہ بازار مین سے وہ اجزا جو ضرور ہون خرید کر کے سپاہیون کو دیدے کہ وہ کارتوس اپنے آپ بنالین اور کارتوسون مین اس قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے جو اب تک بندوق کے کارتوسون کے کام مین آتا ہے مجھے یقین ہے کہ اسطرح سپاہیون کے دلون کی خلش مٹ جائیگی جنرل کی درخواست کا یہہ جواب دیا گیا کہ یہہ ناممکن ہے کہ پرانا کاغذ نئے رئفل مین کام مین لایا جائے اسلیئے کہ رئفل کا سوراخ نسبت بندوق کے بہت چھوٹا ہے جسکے لیئے باریک کاغذ کا ہونا ضرور ہے تم سپاہیون کو اطلاع دیدو کہ وہ پتلا کاغذ ایسی مصالحہ سے بنایئن جس سے پہلے کاغذ بنا تھا اور چکنائی کی نسبت وہ سپاہیون سے کہدے کہ گورنمنٹ نے حکم دیدیا ہے کہ موم اور تیل سے کارتوس چکنائے جائین اور اس چکنائی سے سپاہی اپنے آپ کارتوس چکنا کرین یہہ احکام ہندوستانی سپاہ کو سنائے گئے مگر انکا نتیجہ کچھ نہین ہوا۔ انکا جو کارتوسون کی نسبت مذہبی اعتراض تھا وہ رفع نہ ہوا اور انہون نے بے باکانہ اپنے خوفون کو بیان کیا۔

کلکتہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر بارک پور مین بہت بڑی چھاونی کی سپاہ تھی جس سے بہتر ہندوستان مین کوئی چھاونی نہین تھی اور انگریزون کی بڑی آمد و رفت رہتی تھی۔ گورنر جنرل کی کوٹھی بڑی خوشنما بنی ہوئی تھی جس مین گورنر جنرل آ کر رہتے تھے یہان سے باغیانہ شگوفے کھلنے شروع ہوئے۔ اس وقت پریسیڈنسی ڈویزن کا صدر مقام بارک پور مین تھا اس مین ہندوستانی سپاہ کی چار رجمنٹین تھین دوسری گرانڈیر ۴۳۔ ہندوستانی رجمنٹ ۳۴ وین لائٹ انفنٹری اور ۷۰ وین ہندوستانی پیدل پلٹن۔ بریگیڈیر جنرل گرینٹ اس چھاونی کے کمانیر افسر تھے۔ اور اس ڈویزن کے جنرل جان ہیرسی تھے وہ بڑے جوانمرد دلیر شہسوار سپاہی تھے وہ سپاہ کے بڑے مزاج شناس تھے وہ سپاہیون کے دکھ درد رنج مین انکے بڑے ہمدرد اور دلسوز تھے وہ سپاہیون کی خو کو سمجھتے تھے وہ سپاہ کی زبان

اور عادات سے خوب واقف تھے انکی برابر ان باتون مین کوئی اور افسر نہ تھا۔ انہون نے خوب سمجھ لیا کہ
سپاہی اس وقت بڑے خوف و اندیشے مین ہین وہ ان افسرون مین نہ تھے جو یہہ سمجھتے تھے کہ کالے
آدمیون کو گورے افسرون کے ارادون پر شبہہ کرنے کا کوئی حق ہی نہین ہے۔ انہون نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ع کو
لکھا کہ کلکتہ مین جو دھرم سبھا ہے اسنے یہہ شہرت دیکر کہ گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ سپاہیون کو
عیسائی بنائے سپاہیون کے دلون مین گورنمنٹ کی طرف سے برے وسوسے پیدا کر دئیے ہین انہون نے
یہہ بھی بیان کیا کہ ان شہرتون کی کچھ وقعت میرے دل مین نہ پیدا ہوتی اگر اسکے ساتھ ہی رانی گنج مین ایک
بنگلہ نہ جلایا گیا ہوتا اور چند ہی روز مین بارک پور مین تین جگہہ جن مین ایک ٹیلیگراف اوفس کا بنگلہ بھی تھا
آتش زنی نہ ہوئی ہوتی جنرل ہیرسی نے یہہ بھی بیان کیا کہ شاید گورنمنٹ کے حیران پریشان کرنے کے لیئے
یہہ کام اس گروہ نے کیا ہو جو ہندو بیواؤن کے دوبارہ شادی کرنے سے ناراض تھے ✤

ہم نے اوپر مفصل بیان کر دیا ہے کہ بیوہ عورتون کے دوبارہ شادی کے باب مین قانون نافذ ہونے سے اور
مدارس کے اور ریلوے اور ٹیلیگراف کے جاری ہونے سے پکے اور کٹے ہندوؤن مین ناراضی پھیل رہی تھی
اور انکے دلون مین وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ انکے رسم و رواج و مذہب کے برباد کرنے کی دھن مین انگریز
لگے ہوئے ہین اور اسکے لیئے ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کرتے جاتے ہین کہ سب ہندوستانی سور کھانے اور گائے
کھانے سے فرنگی بن جائین۔ بعض ہندو اپنے مذہب کے دیوانے برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ اور دشمن تھے وہ
سپاہیون کے دلون مین یہہ خیال پیدا کرنے کے لیئے بڑی سرگرمی سے وعظ سنا رہے تھے کہ گورنمنٹ کی
ایک منتظم و منضبط حملہ قدیمی مذہب و رسم و رواج پر کر رہی ہے جسکا ثبوت یہہ ہے کہ وہ کارتوس سپاہ کے منہہ سے
کٹوانی ہے جس مین گائے کی چربی لگی ہوئی ہے وہ یہہ بیان کرتے تھے کہ گورنمنٹ مدت سے اس تدبیر کے
درپے تھی کہ کوئی ظاہری رسم ایسی جاری کر دے کہ جس سے ہندوؤن کی جات کی پابندی ٹوٹ جائے سو ان
کارتوس سے گورنمنٹ کی مدت کی آرزو برآئیگی۔ جب ہندو اس کاغذ کو کاٹین گے جو گائے کی چربی سے چکنا یا
ہوا ہے تو انکی جات باقی نہ رہیگی۔ برہمن جات کے نہ رہنے سے برادری سے خارج ہوتے ہین انکے ہان کوئی دینی
عذاب اور دنیوی ذلت جات کھونے کے برابر نہین جات جانے سے انکے دین و دنیا دونو خراب ہوتے ہین۔
اس جات کے باب مین لارڈ لارنس اپنی ایک چٹھی مین لکھتے ہین کہ ایک خیرخواہ سپاہی نے انسے کہا کہ ہندوستانی
سپاہیون مین یہہ عموماً یقین تھا کہ انگریزون نے یہہ مستقل ارادہ کر لیا ہے کہ انکی جات اور مذہب کو بالکل غارت

کردے اور یہہ یقین ایسا پختہ ہے کہ جب مین سپاہیون کے دوستون اور رشتہ دارون سے گفتگو کرتا اور لڑتا کہ یہہ خیال انکے دل سے دور ہو جائے تو آخر کو انکے دلائل سنکر مجھے خود یقین ہوتا کہ انکے خیالات سچ ہین جب مین آپ سے باتین کرتا ہون اور آپ کی باتین سنتا ہون تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیون کے یہہ خیالات کیسے سفیہانہ تھے انگریزی افسر اس بات کو بہت کم جانتے ہین کہ اس بات کا نقش سپاہیون کے دلون پر پتھر کی لکیر ہو رہا تھا کہ پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ یقین موجود تھا کہ جب گرینڈ ٹرنک روڈ (دہلی اور کلکتہ کی درمیانی سڑک) پر برداشت خانے ٹراون پر گورنمنٹ نے بنائے ہین تو یہہ کہا گیا تھا کہ جات کے برباد کرنے کی غرض سے یہہ تدبیر کی گئی ہے کہ پہلے سے ان برداشت خانون مین ناپاک قسم کی خوراک تیار کی جائے جسکو بمجبوری سپاہی اور آدمی خریدین اور کھائین" بس اس جات کے جانے کے خوف سے سپاہیون نے آپس مین اتفاق کر لیا کہ کارتوس کاٹنے سے انکار کرین گے۔ جنرل ہیرسی نے جو بارک پور مین بنگلون مین آتش زنی کی رپورٹ بھیجی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ سپاہیون کے سینون مین جو غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی اسکے شعلون کو بنگلون کی آتش زنی مین ہونے علے الاعلان دکھلایا کہ انگریز متنبہ ہو جائین کہ ہمارے دلون مین انکی طرف سے کیسی ناراضی اور رنجش بھری ہوئی ہے۔

جنرل لو ممبر سپریم کونسل نے اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی نسبت لکھا کہ میری رائے مین آئینی رجمنٹ کو جو کارتوسون کے کاٹنے مین انکار ہے وہ کچھہ گورنمنٹ اور اسکے افسرون کے ساتھہ بدخواہی اور بیوفائی کے سبب سے نہین ہے بلکہ انکو سچا اور بے ریا خوف یہہ ہے کہ ان کارتوسون کے چکنا کرنے کی ترکیب ایسی مشہور ہو رہی ہے کہ اسکے کاٹنے سے انکی جات مین خلل اور فتور آئیگا جس سے انکی عزت و آبرو مین بٹا لگ جائیگا خلاصہ یہہ ہے کہ اگر وہ ان کارتوسون کو کاٹین گے تو وہ سخت گناہ گار اپنے مذہب کے موافق ہونگے۔

جنرل ہیرسی سپاہیون کے تعصبات سے خوب واقف تھے کہ وہ آسانی سے مشتعل ہو جاتے ہین اسلیئے انہون نے حکم دیا کہ بارک پور مین ایک خاص کورٹ اجلاس کرے جس مین یہہ تحقیقات کی جائے کہ سپاہی کیا کہتے ہین اور کیا چاہتے ہین" اس مطلب کے لیئے ۲۔ رجمنٹ ہندوستانی گرانڈیر کے منتخب حصہ سے شہادت لی جائے کہ نئی بندوق کے کارتوسون کے کاغذ پر ہم کیا اعتراض ہوتے ہین۔ ۶۔ فروری کو کورٹ نے اجلاس کیا اور ربیع ناتھ سپاہی بلایا گیا اور اسکا اظہار قلمبند ہوا اس سے پوچھا گیا کہ کارتوسون پر تم کچھہ اعتراضات کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ ہان مجھے یہہ شبہ ہے کہ یہہ کاغذ میری جات پر اثر کریگا اس سے پوچھا گیا کہ

تمہارے اس شبہ کی وجہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہہ ایک نئی قسم کا کاغذ ہے جسکو مینے پہلے کبھی نہین دیکھا اس نے یہہ رپورٹ سنی ہے کہ کاغذ مین چربی ہے یہہ بازار کی شہرت ہے " اس سے کہا گیا کہ وہ بہت خبرداری سے کاغذ کا امتحان روشنی مین کرے اور کورٹ کو مطلع کرے کہ کونسی چیز اس مین قابل اعتراض اسنے دیکھی اسنے جواب دیا" کاغذ کے باب مین مجھے شبہ اس سبب سے پیدا ہوا کہ وہ سخت ہے اور کپڑے کی طرح پھٹتا ہے وہ اس پرانے کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک ہم مین مستعمل تھا دوسرا گواہ چاند خان نے بھی کاغذ پر اعتراض کیا کہ وہ کرخت ہے اور وہ جلتا ایسا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس مین چکنائی ہے اس سے یہہ سوال کیا گیا کہ جب کاغذ جلایا گیا تھا تو تو اسوقت موجود تھا اس نے جواب دیا" یہہ تاریخ کی شام کو کارتوس کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پانی مین ڈبو یا گیا اور پھر جلایا گیا تو اس مین چرچر کی آواز آتی تھی اور اسکے جلنے مین بو ایسی آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چکنائی اس مین ہے" ایک کاغذ کا ٹکڑا کورٹ مین جلایا گیا تو چاند خان اس مین چکنائی کو نہین بتا سکا لیکن جب اس سے پوچھا کہ اب بھی تمکو اپنا اعتراض باقی ہے تو اس نے کہا" مین اس کاغذ پر جو استعمال مین آتا ہے یہہ اعتراض کرتا ہون کہ ہر ایک شخص اس سبب سے اسپر اطمینان نہین رکھتا کہ وہ موم جامہ کی طرح چمکتا ہے۔ ہندوستانی افسر صوبہ دار خدا بخش نے بیان کیا کہ مجھے کارتوس پر اعتراض نہین ہے لیکن مین جانتا ہون کہ چھاونی مین عموماً یہہ شہرت ہے کہ کاغذ مین چربی لگائی گئی ہے ایک اور جمعدار گلاب خان نے کہا کہ میرے دل مین یقین ہے کہ اس مین چکنائی ہے وہ اس کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک کارتوسون کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ جنرل ہیرسی نے اس کورٹ کے اجلاس کی یہہ رپورٹ بھیجی کہ گواہون کے بیانات سے میری یہہ رائے قائم ہوئی ہے کہ کارتوس کے کاغذ کی ساخت کی نسبت بغیر کسی وجہ کے نہایت سفیہانہ بے اصل شبہ برگشتہ بختی سے عام ہندوستانی افسرون و سپاہیون کے دلون مین پیدا ہوا ہے اور اس احمقانہ خیال نے انکے اندر ایسی جڑ پکڑی ہے کہ میری راے مین اسکے اکھیڑنے مین کوشش کرنی عبث اور عقل کے خلاف ہے مین یہہ التماس کرتا ہون کہ گورنمنٹ اسپر غور کرے اور میری راے ہے کہ گورنمنٹ حکم صادر کرے کہ اس نئی بندوق کا کارتوس اس قسم کے کاغذ سے بنایا جائے جس سے وہ میگزینون مین اب تک پہلی بندوقون کے لیے بنایا جاتا تھا کہ اس طرح سے بے اصل شبہ اور اعتراض بالکل رفع دفع ہو جائے" میجر ہیرسی باوجود اپنی مشرقی تجربہ کاری کے اس بات کو نہین سمجھے کہ جب

کسی جاہل فرقہ کے بڑبڑانے اور دھمکیون سے اسکی درخواستین منظور کی جاتی ہین تو اسکی کجروی اور حماقت اور زیادہ ہوتی ہے ۔

جنرل ہیرسی نے کورٹ کی اس تحقیقات کی رپورٹ بھیجنے کے بعد گورنمنٹ کو لکھا "کہ ہم بارک پور مین ایک سرنگ بیٹھے ہین جو عنقریب اڑنے کو ہے" ۳۴ رجمنٹ کے ایک جمعدار نے انکو مطلع کیا کہ کیسے پرخوف و خطر حالت ہے کورٹ کی تحقیقات سے ایک دن پہلے دو باتین آدمی میرے پاس آئے اور مجھے پریڈ کے میدان مین لے گئے جہان مین نے دیکھا کہ اس چھاونی کے مختلف رجمنٹون کے سپاہیون کا ایک جم گھٹ لگ رہا ہے انہون نے اپنے سرون پر کپڑے ایسے ڈھک لیئے ہین کہ تھوڑا ہی سا چہرہ دکھائی دیتا ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو جاؤ مین نے کہا کہ کس کام کے لیئے آپ مجھے اپنے ساتھ کرنا چاہتے ہین انہون نے جواب دیا کہ ہم سب اپنے مذہب کے لیئے مرنے کو راضی ہین اگر ہم سے ہو سکا تو ایسا بندوبست کرین گے کہ دوسری رات کی شام (۲۶۔ فروری ۱۸۵۷ء) کو چھاونی کو لوٹ لین گے اور تمام یورپین افسرون کو مار ڈالین گے اور جہان جی مین آئیگا چلے جائین گے ۔ جرنیل ہیرسی نے گورنمنٹ کو اس امر سے مطلع کیا اور بتلایا کہ دارالسلطنت کے قریب چار پانچ ہندوستانی رجمنٹون کا پاس ہونا بڑا خطرناک ہے اور آگے یہہ بیان کیا" آپ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اس سارے کام مین ہندوستانی افسر کسی کام کے نہین درحقیقت وہ اپنے سپاہیون سے ڈرتے ہین اور کوئی کام دلیرانہ نہین کر سکتے جو کچھ وہ کر سکتے ہین یہہ ہی کہ سب سپاہیون سے علیحدہ ہو بیٹھیں اور اس کام کے کرنے مین فقط انکو یہہ توقع ہے کہ اپنے لعنت ملامت یہ نہین ہوگی کہ وہ مستعدی سے اس پیچ مین پھنسے ہوئے تھے ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور جب تک ہندوستان مین ہماری بادشاہی رہیگی یہی ہوتا رہیگا سر چارلس مٹکاف نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ کسی خاص صبح کو جاگ کر دیکھے گا کہ انگلش تاج نے ہندوستان کو کھو دیا ہے ایسی جیسا ہندوستان ایک دن مین جلد ہاتھ آیا ہے ایسا ہی ایک رات مین جلد نکل جائیگا) ۲۔ فروری کو ۳۴ وین رجمنٹ ہندوستانی پیدل افسر کو اسکی کمپنی کے سپاہی نے اطلاع دی تھی کہ اس چھاونی مین چار ہندوستانی رجمنٹین خائف بیٹھی ہین کہ انکی جات بزور بگاڑی جائیگی اور وہ عیسائی بنائی جائینگی وہ اپنے افسرون کے برخلاف سرکشی کرنی چاہتی ہے وہ اپنے افسرون کو مار کر اور انکے بنگلون کو جلا کر کلکتہ جائینگین اور فورٹ ولیم کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لیئے کوشش کرینگین اگر اسپر قبضہ کرنا انکی قدرت سے باہر ہوگا تو وہ خزانہ پر قبضہ کرینگین ۔

جنرل ہیرسی کی رپورٹ

جنرل ہیرسی کی سپاہ کے سامنے اول تقریر

جمعدار نے جو کچھ جرنیل ہیرسی سے عرض کیا تھا اس سے انکو یقین ہوگیا کہ سپاہ مین بغاوت کا عزم مصمم و پختہ ہوگیا ہے اسلیئے ضرور ہے کہ سپاہ کو جمع کرکے سمجھایا جائے کہ انکو جو اپنی جات جانے کا خوف ہے وہ بالکل بے اصل و باطل ہے انہون نے ۹- فروری کو برگیڈ کو پریڈ پر جمع کیا اور سپاہیون کی زبان مین وہ انسے مخاطب ہوئے نہایت سنجیدگی اور صفائی سے سپاہیون کو سمجھایا کہ انکے دل مین حماقت سے یہہ خوف سماگیا ہے کہ گورنمنٹ یا اسکے افسر انکی جات مین یا مذہبی تعصبات مین مداخلت کرنی چاہتے ہین تم کو اس کا یقین ایک لمحہ بھی کرنا نہین چاہیئے کہ وہ زبردستی عیسائی بنائے جائینگے اسکا بطلان نہایت فصاحت سے بیان کردیا" مین نے انسے کہا کہ انگلش پروٹسٹنٹ عیسائی اہل کتاب ہین وہ کسی شخص کو اپنے مذہب مین داخل نہین کرتے ہین سوا ر جوان بالغ آدمیون کے جو پڑھ سکتے ہین اور پوری طرح ان احکام کو سمجھ سکتے ہین جو ہماری کتاب مین لکھے ہوئے ہین اگر لوگ آئین اور ہمارے قدمون مین سر رکھکر عاجزی سے کہین کہ ہمکو عیسائی کرلو تو وہ اہل کتاب عیسائی نہین بنایا جائیگا اور اسکو اصطباغ نہین دیا جائیگا جب تک اس کتاب کے مضامین مین اسکا امتحان نہین لیا جائیگا اور اپنے تئین وہ پورا واقف کار انسے نہین ثابت کریگا اسکے بعد وہ اپنی خوشی مرضی اور خواہش سے کتابی عیسائی ہوگا۔

جنرل ہیرسی کو یقین تھا کہ انہون نے سپاہیون کے دلون سے دھوکون کو دھویا- انہون نے گورنمنٹ کو لکھا کہ رجمنٹون کے کمانیر افسرون سے مین نے سنا ہے کہ ہندوستانی افسر اور سپاہی خوش اور راضی ہوگئے ہین اور انکے دلون مین جو گرانی تھی اس سے وہ سبک ہوگئے" لیکن برہام پور مین سپاہیون نے وہ حرکت کی کہ اسکی خبر آنے سے جنرل ہیرسی کی تقریر کی نیک تاثیر سپاہیون کے دلون سے اڑی-

۱۹- رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اول علانیہ بغاوت

بارک پور سے سو میل کے فاصلہ پر اور نواب بنگال کے قدیمی دارالخلافہ مرشدآباد سے چند میل کے فاصلہ پر برہام پور مین سپاہ کی چھاونی تھی اور اس وقت اس مین ۱۹- رجمنٹ پیدل کی اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا اور توپخانہ جسکے توپچی ہندوستانی تھے مقیم تھے- چکنے کارتوسون کی خبر کے آنے مین کچھ دیر نہین لگی (ہندوستان کی ضرب المثل ہے کہ بری خبر ہوا پر جاتی ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات بری خبرین تار برقی کی خبر سے بھی پہلے پہنچ گئی ہین) ماہ فروری کی ابتدا مین ایک برہمن کچھ حولدار نے کرنیل میچل کمانیر ۱۹- رجمنٹ سے پوچھا کہ یہہ کیا کہانی ہے کہ ہر شخص کہہ رہا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ نئی بندوق کے کارتوس جس مین گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی ہے ہندوستانی سپاہیون سے منہ سے

کٹوائے جائین گے؟ کرنیل مچل نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اس افواہ مین کسی بات کا یقین کرتے ہو؟
اس نے جواب دیا کہ مین کسی بات کو یقین نہین کرسکتا - ۲۴ - فروری کو بارک پور سے ۳۴ رجمنٹ کی کچھ
کمپنیان برہام پور مین آئین انسے سپاہیون نے کارتوسون کا حال پوچھا کہ تم دار الخلافہ سے آئے ہو سچ بتاؤ
کہ حقیقت حال کیا ہے تو انہون نے انکو وہ باتین سنائین جنسے انکی دہشتین اور جاگ گئین کرنیل مچل نے حکم دیا
کہ دوسرے روز پریڈ پر قواعد ہوگی جس مین نئے کارتوسون کی مشق کرائی جائیگی شام کو حسب دستور جو نئے
کے ٹپاخے بھیجے گئے انکے لینے سے ۱۹ - رجمنٹ نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ امر مشتبہ ہے کہ کارتوس کس طرح بنائے
جاتے ہین" جب کرنیل مچل کو یہہ خبر ہوئی تو وہ ایڈجوٹنٹ کو ساتھ لیکر چھاونی کی لینون مین آئے اور سب
ہندوستانی کمشنڈ افسرون کو کوارٹر گارڈ کے سامنے بلایا اور بیان کیا کہ کل صبح کو زملون کے لیئے جو کارتوس
مشق کے لیئے بھیجی جائین گے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ انکو ہندوستانی پیدل رجمنٹ نے اپنے
ہاتھون سے بنایا تھا بہتر ہوگا کہ تم اپنی کمپنی کے سپاہیون سے کہدو کہ جو سپاہی اپنے افسرون کی حکم عدولی کرینگے
انکو سخت سزا دی جائیگی بعد ازان کورٹ مین شہادت مین دو ہندوستانی افسرون نے بقسمیہ یہ بیان
کیا کہ کرنیل مچل نے یہہ بیان کیا تھا کہ سپاہی کارتوس لین نہین تو وہ برہما چین بھیجدیئے جائین گے
جہان وہ مر جائین گے مگر کمانڈر افسرن نے اس بیان کے ماننے سے انکار کیا - کرنیل مچل کل صبح کو
سپاہ کی پریڈ کا حکم دیکر اپنے گھر گئے رات کے دس یا گیارہ بجے لینون مین نقارون کی آوازین
اور سپاہیون کا غل شور سنا - کرنیل مچل لکھتے ہین "کہ مین نے فوراً کپڑے پہنے اور ایڈجوٹنٹ کی
طرف گیا اور اسکو ہدایت کی کہ میرے گھر پر سب افسرون کو چپ چاپ بلاؤ پھر مین کپتان الکسنڈر
پاس گیا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے سوارون کو جسقدر جلد ممکن ہو چھاونی مین لائے اور ہماری لینون کے
داہین طرف کچھ فاصلہ پر تیار رہے پھر مین توپخانہ کی لین کی طرف گیا اور توپخانہ اور اسکے سامان کو فوراً
تیار کیا مین بیان کرتا ہون کہ جب مین ایڈجوٹنٹ کے گھر کی طرف جاتا تھا تو ڈرل حولدار ایڈجوٹنٹ
کے مکان کی طرف جاتا ہوا ملا تو مین نے اس سے پوچھا کہ پلٹنون مین کیا غوغا ہو رہا ہے اور ہلڑ مچ رہا
ہے اس نے کہا کہ رجمنٹ نے بیلس اوف آرمس (مکان جس مین سپاہیون کے ہتھیار اور سازوسامان
رہتے ہین) توڑ ڈالا ہے زبردستی ہتھیارون اور گولی بارود پر قبضہ کرلیا ہے اور اپنی بندوقین بھر لی
ہین مین توپخانہ اور سوارون کے رسالہ کو تیار کرا کے رجمنٹ کے افسرون کو ساتھ لیکر لینون مین گیا مین نے

دیکھا کہ لین مین سپاہی وردی نہین پہنے ہوئے ہین اور غل مچا رہے ہین کہ بعض سپاہی یہ آواز سنا رہے ہین کہ اسطرف نہ آؤ تم کو سپاہی مار ڈالین گے ین نے توپون مین گراپ بھرے اور انکو ٹھیک لگا یا کچھ سوارون کو گھوڑون پر سے اُتار ا اور مین سپاہیون کی طرف گیا افسرون کے بلانے کے لیئے آواز دی ہندوستانی افسرون اور کچھ سپاہیون نے ہم کو گھیر لیا مین نے پوچھا کہ اس ہلڑ اور غوغا مچانے کے کیا معنے ہین ہندوستانی افسرون نے اس کے لیئے سب طرح کی معذرت کی اور عرض کیا کہ آپ سپاہیون پر تشدد نہ فرمائیگا مین نے اُنسے مخاطب ہو کر پوچھا کہ انکو شکایتین کیا ہین مین نے اُنسے کہا کہ کچھ دن گذرے ہین کہ ہندوستانی افسرون سے اچھی طرح کہدیا تھا کہ اگر نئے کارتوسون کے لیئے چکنائی کی ضرورت ہوگی تو مین میجر جنرل کمانڈنگ ڈویژن سے درخواست کرونگا کہ کمپنی کے پیے حولدارون کو اجازت دے کہ وہ اپنی کمپنی کے لیئے چکنائی کا سامان خود کرلین تو سپاہیون نے کہا کہ ہندوستانی افسرون نے ہم سے یہہ بات کبھی نہین کہی مین نے افسرون سے کہا کہ وہ سپاہیون سے کہین کہ فوراً اپنے ہتھیار رکھدین تو ہندوستانی افسرون نے کہا کہ توپون اور سوارون کے سامنے اپنے ہتھیار نہین رکھین گے اگر آپ ان سوارون اور توپون کو ہٹالین گے تو وہ چپ چاپ اپنی لینون کو چلے جائین گے اسوقت صبح کے تین بجے تھے مین نے حکم دیا کہ سورج کے نکلتے ہی پریڈ ہوگی اور مین چلا گیا سوارون کو اپنی لین کو اور توپخانہ کو سیگنٹرین کو رخصت کیا۔ صبح کو پریڈ پر رجمنٹ آئی کوئی نافرمانی کی نشانی اس مین نہین تھی کرنیل مچل نے اسکا ملاحظہ فرما کر آرٹیکلز اوف وار (دفعات قانون جنگ) پڑھکر سنائے اور علمون کو سلام اور سپاہیون کو رخصت کیا +

کرنیل مچل کے اس فعل پر جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت درشتی کے ساتھ اس زمانہ مین عیب و صواب بینی ہوئی ہے اسکی نسبت بڑے زور سے یہہ کہا گیا ہے کہ جب سپاہی ہاتھون مین ہتھیار لیئے ہوئی کھلی بغاوت کر رہے تھے تو کرنیل مچل کو نہین چاہیئے تھا کہ انکی درخواست کو منظور کرلیتا جب انکے اس فعل کی تحقیقات کے لیئے کورٹ بیٹھا ہے تو انہون نے یہ کہا کہ مین نے سپاہ سے عہد و پیمان جھگڑا نپٹانے کے لیئے نہین کیا جب مجھ سے ہندوستانی افسرون نے کہا کہ بعض کمپنیون کے ہتھیار رکھ دیئے ہین تو مین نے سوارون اور توپخانہ کو روانہ کر دیا۔ گورنر جنرل نے اس کورٹ کی تحقیقات کی

کارروائی پر یہہ تحریر کیا کہ اس بات کے صحیح ہونے مین شک نہین کہ لفٹنٹ کرنیل مچل اور سپاہیون کے
درمیان کوئی قول قرار نہین ہوا لیکن اسکا فرض یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کی عرض کو نہین سنتا اور
جب تک انگریزی افسرون سے تحقیق نہین کر لیتا کہ سپاہیون نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہین انکی درخواست
کو نہین منظور کرتا اسنے ان سپاہیون کے جنکے ہتھیار ہاتھون مین لئے کھلی بغاوت کر رہے تھے قائم مقامون
کی بات کو مان لیا اور یہہ اسنے اسلیئے کیا تاکہ وہ بات اسکو الٹسے حاصل ہو جائے جو اسکو سپاہیون کی
اطاعت سے استنباط کرنی چاہیئے تھی یہہ ناممکن ہے کہ یہہ امر نہ خیال کیا جائے کہ لفٹنٹ کرنیل
مچل نے زیر کرنے والی سپاہ کو اس طرح ہٹا لیا کہ باغی سپاہیون کو فتح ہوگئی یہہ بھی خیال کرنا
چاہیئے کہ کرنیل مچل پاس آٹھ سو سپاہیون سے لڑنے کے لئے دو سو سپاہی تھے جبکہ اس نے
تحقیقات کے کورٹ مین بیان کیا کہ یہہ امر محقق نہ تھا کہ ہم ۱۹- رجمنٹ کے ساتھ لڑنے مین عہدہ برآ ہو سکتے
اس سبب سے میری بڑی خواہش یہہ تھی کہ لڑائی نہ ہو ہندوستانی سوارون اور توپخانہ نے
بیچ بیچ اپنا طریقہ ایسا دکھایا اس سے ظن غالب یہہ ہوتا ہے کہ اگر مچل صاحب نبرد آزمائی کرتے تو وہ سرکش
رجمنٹ سے ملجاتے اسلیئے مچل صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا وہ دانائی کا تھا لیکن انڈین ایمپائر (ہندوستان
کی سلطنت) بہادرانہ و بیباکانہ درشتی سے حاصل ہوئی ہے +

۴- مارچ کے قریب برہامپور کی سرکشی کی خبر کلکتہ مین پہنچی گورنمنٹ کو تحقیق ہوا کہ اس مقام مین بڑی
دشواری اور جوکھون ہے - گورنمنٹ نے باغیون کو سزا دینے کا قصد مصمم کیا - کلکتہ اور دیناپور مین تین سو
میل سے زیادہ کا فاصلہ تھا وہان ایک یوروپین رجمنٹ تھی اسلیئے ایک دخانی جہاز رنگون بھیجا گیا
کہ ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کو وہ لے آئے - چند روز اس جہاز کی روانگی مین ہوئے تھے کہ
کلکتہ مین یہہ حادثہ وقوع مین آیا کہ دوسری رجمنٹ ہندوستانی پیدل (اگرانڈیر) ایک کمپنی
فورٹ ولیم پر پہرہ چوکی دیتی تھی اسکے دو سپاہی ٹکسال کے پہرہ کے صوبہ دار سے ملنے آئے اور
اس سے کہا کہ حولدار میجر نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ گورنر جنرل بارک پور مین جاکر میگزین
لینے کو ہے اور وہان لڑائی ہوگی کلکتہ کی ملیشیا (وہ پیشہ ور جو لڑائی کے وقت سپاہی کا کام دین)
قلعہ مین آئیگی تم اپنے سپاہیون کو ساتھ لاؤ اور ہمارے ساتھ ملجاؤ صوبہ دار سمجھ گیا کہ انکی خبر کے کیا معنے
ہین اسنے حکم دیا کہ انکو قید کرو اور ان قیدیون کو فورٹ ولیم مین بھیجدیا - انکی روبکاری ایک ہندوستانی

کورٹ مارشیل مین ہوئی اپنر جرم ثابت ہوا اورانکو چودہ چودہ برس کی قید کا حکم ہوا۔ کمانڈر انچیف نے اس حکم کی نسبت لکھا کہ قیدیون پر جو جرم ثابت ہوا ہے اسکی مناسب سزا پھانسی ہے کورٹ مارشیل مین حکماً سب سے زیادہ سخت و درشت حکم سپاہی کے جرم پر جیسا ہوتا ہے اس سے زیادہ کسی اور پر نہین ہوتا لیکن چودہ برس کی قید بھی بے عزتی کے ساتھ مشقت کرنے کی موت سے زیادہ سخت ہے اسلیئے کمانڈر انچیف کورٹ مارشیل کے حکم کو تبدیل نہین کرتا اسکو یقین ہے کہ کورٹ مین جو ہندوستانی افسر موجود تھے ان مین بہت سے میرے اس خیال سے متفق ہونگے اس لیئے مینے بے تامل جو سزا کورٹ نے مجرمون کو دی تھی منظور کر لی جو کم بختی سے قیدی اپنے سر پر آپ لائے ہین اسکے ساتھ کسی سچے سپاہی کو ہمدردی نہین ہوگی"

جنرل ہیرسی کا دوبارہ سپاہ سے خطاب کرنا

بارک پور مین جن ہندوستانی افسرن کو کورٹ مارشیل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی جب بارک پور سے وہ ہندوستانی افسر چلے گئے جنکو کہ وہ دوسری رجمنٹ کے سپاہیون کے جرم کی تحقیقات کرنے کے لیئے کورٹ مارشل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی تو اسکے بعد جرنیل ہیرسی نے سپاہ کے ایک عام پریڈ کی اور سپاہیون کی طرف وہ مخاطب ہوئے انہون نے جو کلکتہ مین واقعہ گذرا تھا اسکو بیان کیا اوران سے کہا خبیث بد باطن آدمیون کی باتون سے آگاہ ہو کہ وہ اس بات مین کوشش کرتے ہین کہ اچھے نیک سپاہیون کے منہ سے انکی روٹی چھین لین اور انکو اپنی زشت کرداری اور بد افعالی کا آلہ بنائین پھر اس ناراضی کی بابت جو کارتوس کے کاغذ کی چمک دار صورت کی نسبت تھی بیان کیا کہ یہہ چمک دار صورت کاغذ کی اس سبب سے ہے کہ اسپر ابار دیا گیا ہے" انہون نے ایک خط جو مہاراجہ گلاب سنگہ کا ان پاس آیا تھا کمخواب کے خریطے مین سے نکالکر دکھایا اور سب ہندوستانی افسرون مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین دیا اور انسے کہا کہ اسے کھولکر دیکھو اور مجھ سے کہو کہ وہ کارتوس کے کاغذ سے زیادہ چمک دار ہے یا نہین جسپر انکو شبہ ہے وہ اپنے سپاہیون مین اسکو لے جائین اور انکو دکھائین انہون نے یہہ کام کر کے ہندوستانی افسرن اور سپاہیون سے پوچھا کیا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ڈوگرا برہمن یا رجپوت جو گائے کی پوجا کرتے ہین وہ اس قسم کے کاغذ پر لکھین گے جسمین چکنائی اس قسم کی ہو جسکو تم کارتوس مین بتاتے ہو۔ پھر انہون نے یہ بیان کیا کہ چکنے کاغذ کس طرح سے جھوٹے لفنگون نے ۱۹ وین رجمنٹ سے کھلی بغاوت کرائی اور گورنمنٹ کو بہت خفا کیا اور

پلٹن کو حکم ہوا کہ وہ سفر کر کے بارک پور سے جائے اور غالباً انکی موقوفی کا حکم صادر ہوگا۔ اس صورت
مین تمام سپاہ ڈویزن کی بارک پور مین اس لیئے جمع ہوگی کہ اُن کے موقوف ہونے کی سیر دیکھے اور
یورپین توپخانہ اور سوار ہونگے ۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی برطرفی کی رسم اس طرح ادا کی جائیگی
جیسے کہ میرٹھ مین ۳۴ رجمنٹ کی موقوفی کے لیئے ہوئی تھی کہ اسکا نام سپاہ کی فہرست مین کاٹا جائیگا
انہون نے یہہ اور اضافہ کیا کہ مین اسکی اطلاع تم کو پہلے سے اس لیئے دیتا ہون کہ تمہارے دشمن تم کو
یقین دلارہے ہین کہ یورپین ترپ مع سوارون اور توپخانون کے یہان بھیجے جائینگے۔
اور تم پر وہ دفعتہً حملہ کرینگے یہہ اور ایسی ہی باتین جھوٹ بناتے ہین اور انکو شہرت دیکر تم کو رنج دیتے
ہین بارک پور مین نہ یورپین نہ کوئی اور سپاہ آئیگی جب تک مین اسکے آنے کا حکم نہ دونگا
اور مین تم کو انکے آنے کی ٹھیک خبر دونگا۔ جنرل نے اپنے سپیچ کو اسپر ختم کیا کہ سپاہیون کو یقین دلایا کہ
انکی حیات اور مذہبی تعصبات بالکل سلامت ہین اور اگر ان مین مداخلت کرنے کی کوشش کی جائیگی
تو اسکی سخت سزا دی جائیگی۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر آہستہ آہستہ صفون مین گئے اور جن سپاہیون کے
گلون مین تمغے پڑے ہوئے تھے انسے پوچھا کہ کن لڑائیون مین یہہ تم کو ملے تھے۔

بارک پور مین جنرل ہیرسی نے جس دن سپاہیون کے سامنے تقریر کی تھی اسکے دو روز بعد دخانی جہاز
جس مین ۸۴ وین رجمنٹ سوار تھی کلکتہ مین آیا اور چنسرہ مین بارک پور سے آٹھ میل پر [illegible] بھی
بھیجے گئے اور برہام پور کو فوراً احکام بھیجے گئے کہ بارک پور مین انیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی روانہ
ہو لیکن بارک پور مین اسکے بھیجنے سے پہلے بغاوت ہند مین اول خون ہوگیا۔

۲۹۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو دوپہر کو ترپن وین رجمنٹ گورہ کے پچاس سپاہی دریا کی راہ سے کلکتہ سے
آئے اور دریا کی طرف اُترے ان گورون کی آمد سے ہندوستانی سپاہ کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ
ساری چھاؤنی گورون سے بھر جائیگی اور ایک جوان سپاہی منگل پانڈے کو بھنگ کے نشہ مین
چربی دار کارتوسون کے سبب سے ایسا ست چڑھا کہ جب اُس نے سنا کہ گورے سپاہی آئے ہین
تو وہ یہہ سمجھا کہ اب وہ ساعت آگئی کہ سپاہیون کی حیات غارت ہو وہ مسلح ہوکر اپنے مکان سے نکلا
اور اپنے ہمراہیون کو پکارا کہ اگر تم کارتوس کاٹنا اور لامذہب بننا نہین چاہتے ہو تو میرے پیرو ہو
وہ کوارٹر گارڈ (پہرہ کے مقام) پر کھڑا ہوا اور بگل بجانے والے سے کہا کہ سب کے جمع ہونے کا بگل

بجائے مگر اس بگل بجانے والے نے اسکا حکم نہ مانا منگل پانڈے نے اوپر نیچے چھلانگین مارنی شروع کین اور جب یوروپین سرجنٹ میجر باہر گیا تو اسپر اپنے بندوق چلائے مگر گولی نے خطا کی اس وقت ہندوستانی افسر اور سپاہی چونتیسوین رجمنٹ کے جو کوارٹر گارڈ مین اپنی خدمت پر موجود تھے دیکھتے رہے اس باولے سپاہی کو جو گرد نرسانی پر مستعد تھا گرفتار نہین کیا لیکن ایک ہندوستانی سپاہی ایڈجوٹنٹ کی کوٹھی پر دوڑا گیا اور اس واقعہ سے جو گزرا تھا اطلاع کیا۔ لفٹنٹ گف نے بے ضرورت ایک لمحہ کا توقف نہین کیا تلوار لی پستولون کو بھرا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا کوارٹر گارڈ کے پاس آیا اُس نے ابھی باگ روکی تھی کہ منگل پانڈے نے ایڈجوٹنٹ کے گولی ماری مگر گولی صاحب کے نو لگی نہین مگر اسکے گھوڑے کو اسنے زخمی کیا اور گھوڑا اور سوار دونون زمین پر گرے گف صاحب نے گھوڑے کی الجھن سے اپنے تئین نکالکر اپنا پنچہ فیورہ سے نکال منگل پانڈے کو مارا مگر اسنے خطا کی تو پھر وہ اپنی تلوار سونت کر پانڈے کے قریب گئے تو انکے ساتھ کئی آدمی تھے پھر دست بدست لڑائی ہوئی منگل پانڈے بڑا زبردست قوی سپاہی تھا اس نے اپنے حملہ آورون کو زخمی کیا غالباً وہ اپنے دونو حملہ آورون کو مار ڈالتا اگر ایک مسلمان گرانڈیر کمپنی کا شیخ پلٹو نامی انکی حمایت کو نہ آتا جسنے آنکر پانڈے کو پکڑ لیا اور اسکی ضربون کو نہ پڑنے دیا یہہ سب کچھ چونتیسوین رجمنٹ سے چند گز کے فاصلہ پر واقع ہوا جہان ۲۵ سپاہی اور ایک جمعدار اپنی خدمت پر موجود تھے بندوقون کے فیر ہونے کی آواز کے سبب سے اور سپاہی بھی وردی پہنے اور بن وردی کے جمع ہو گئے تھے لیکن سوائے شیخ پلٹو کے کسی سپاہی نے اپنے افسر کی مدد نہین کی اور نہ مجرم کو گرفتار کیا بعض گارد کے سپاہیون نے زخمی افسرون کو بندوقون کے کندے مارے ایک سپاہی نے گولی چلائی جب شیخ پلٹو نے ان کے پکڑنے کے لیئے آواز لگائی کہ باغی کو پکڑو تو اسکو گالیان دین اور کہا کہ اگر وہ منگل پانڈے کو نہین چھوڑیگا تو اسکو گولی ماردین گے لیکن وہ اس باولے پانڈے کو جب تک پکڑے رہا کہ گف اور سرجنٹ میجر بھاگ گئے اس مین شک نہین کہ شیخ پلٹو کی جانبازی خیرخواہی و بہادری سے ان دونو افسرون کی جان بچ گئی + جب ایڈجوٹنٹ لنگڑاتا ہوا جسکے زخمون سے خون جاری تھا اس جنگ سے واپس ہوا تھا تو وہ اپنی رجمنٹ کی لیبئون مین گذرا اور جو سپاہی وہان جمع تھے انپر لعنت ملامت کی کہ تم نے اپنے افسرون کو اپنی آنکھون کے سامنے زخمی ہونے دیا اور انکی کچھ مدد نہ کی سپاہیون نے کچھ

جواب نہین دیا اور منھہ بناتے ہوئے وہ چلے گئے اس اثنا مین ایک سپاہی جنرل ہیرسی کی کوٹھی پر دوڑا گیا اور اسکو اطلاع دی کہ برگیڈ کے تمام سپاہی پریڈون پر گشت کر رہے ہین جنرل نے حکم دیا کہ بہت جلد اسکے گھوڑے پر زین لگایا جائے اور اپنے تمنچون کو بھرکر قبورون مین ڈالا اور پھر اسکے بعد وہ اپنے ڈسک پر گیا اور یہہ دو چھوٹی چھوٹی چٹھیان لکھین ایک کرنیل ریڈ کو جو ملکہ کی ۴۸ وین رجمنٹ کا کمانڈر چنسرہ مین تھا اور دوسری کرنیل ایم سنک لو جو دم دم مین تھا جنکا مضمون یہہ تھا کہ ان چٹھیون کے دیکھتے ہی فوراً سپاہ کو لیکر بارک پور مین آجاؤ اسواسطے کہ یہہ میرا ارادہ ہے کہ اگر برگیڈ برگشتہ ہوکر باغی ہو تو مین گورنر جنرل کی کوٹھی مین (یہہ کوٹھی بارک پور مین تھی) پچاس یوروپین سپاہیون کو جو سٹاف گھاٹ مین ہین اور افسران سپاہ کو اور اُن سپاہیون کو جو گورنمنٹ کی سچے خیر خواہ ثابت ہونگے ساتھ لیکر مقیم ہونگا تم وہان مجھہ سے آنکر ملو اور اس مقام کی جب تک حفاظت کرو کہ اور سپاہ تمہارے بدلے آئے یا تمہاری کمک آئے پھر جنرل اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے دو بیٹون کو ساتھ لیا ۴۳ وین رجمنٹ کے پریڈ کے میدان مین گیا اور حقیقت حال پوچھا ان افسرون نے جو اسکے گرد تھے انکو بتایا کہ یہہ واقعہ پیش آیا جنرل نے دیکھا کہ کوارٹر گارڈ سے اسی یا نوے قدم کے فاصلہ پر منگل پانڈے آگے پیچھے گام زنی کر رہا ہے اور زور زور سے اپنے ہمراہیون کو بلا رہا ہے کہ وہ اسکے ساتھ مذہب اور جات کے بچانے مین جان دینے کے لیے شریک ہو جائین۔ جنرل مع اپنے دو بیٹون اور میجر روس اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ کے کوارٹر گارڈ کی طرف گیا اس نے سنا کہ ایک افسر پکار رہا ہے کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے جنرل نے جواب دیا اسکی بندوق جہنم مین جائے۔ جب جنرل گارڈ کے پاس پہنچے تو انہون نے حکم دیا کہ وہ میرے آگے پیچھے چلین تو ایک افسر نے کہا کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے وہ تم پر گولی چلائے گا جنرل نے اپنے تمنچون کو کچھہ اسکی طرف پھیر کر اور ہلا کر دکھلایا اور دوبارہ حکم دیا جمعدار نے جنرل کو ترچھی نگاہ سے دیکھ کر کہا کہ گارڈ کے سپاہی ٹوپیان چڑھا رہے ہین تو جنرل نے پھر انکو زور کی آواز سے حاکمانہ کہا کہ جلدی کرو اور میرے پیچھے چلو اور وہ باغی کی طرف گھوڑے پر سوار گیا گارڈ اسکے پیچھے گیا اور جنرل کا ایڈ دی کیمپ گھوڑے پر سوار جمعدار کے قریب تمنچون سے سلح اور دوسرا بیٹا قریب ہندوستانی افسر کے اسی طرح سلح اور میجر روس جنرل کے عقب مین تھے جب یہہ باغی کے پاس پہنچ

پہنچے تو انہون نے تیز روی اختیار کی جنرل کے بیٹے کپتان جان ہیرسی نے کہا کہ ابا جان باغی آپ کو نشانہ
بنا رہا ہے تو جنرل نے کہا کہ اگر مین مارا جاؤن تو جان تم جا کر اسکی جان لینا فوراً ہی باغی نے گولی چلائی
اور اسکی سنسناہٹ کی آواز گارڈ نے سُنی ایک آدمی گرا مگر یہ آدمی جرنیل نہین تھا وہ باولا باغی خود ہی
تھا آخر وقت مین اُس نے اپنی بندوق کے منہ کو اپنے سینہ کی طرف کر کے پاؤن سے دبا کر اسکو
چلایا جب اس پاس وہ گئے تو وہ خون مین لتھڑ پتھڑ تھا اور اسکے کپڑے جل رہے تھے دھوان
ان مین اٹھ رہا تھا۔ آگ جلدی سے بجھائی گئی ایک ڈاکٹر موجود تھا اُس نے زخم کو
دیکھ کر کہا کہ اگرچہ اسکا زخم سخت ہے مگر گھبراہٹ نہین ہے وہ اسپتال مین بھیجا گیا۔ جنرل ہیرسی ۳۴ وین
رجمنٹ پیدل مین گئے اور انسے کہا کہ جب تک مین تمہارا افسر ہون کسی شخص کا یہ مقدور نہین ہے کہ
تمہارے مذہب اور جان مین مداخلت کر سکے پھر وہ ۴۳ وین رجمنٹ پیدل مین گئے اور انکو دھتکار
بتائی مگر وہ کچھ بولے نہین اور چپ چاپ رہے سب سپاہیون نے یہہ کہا کہ منگل پاگل ہے وہ بھنگ کے
نشہ مین مست تھا جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم اسکو پکڑ نہین سکتے تھے اگر وہ تمہارا مقابلہ کرتا تو کیا اسکو
گولی نہین مار سکتے تھے یا اسکو لنگڑا نہین کر سکتے تھے اگر دیوانہ ہاتھی یا دیوانہ کتا ہوتا تو کیا اسکا یہ حال نہین
کرتے ایک مہلک دیوانے آدمی اور دیوانے ہاتھی یا باولے کتے مین کیا فرق ہے؟ تو
انہون نے کہا کہ اسکے پاس بندوق بھری ہوئی تھی تو جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم بھری ہوئی بندوق سے
ڈرتے ہو؟ وہ سب چپ تھے جنرل نے حکم دیا کہ وہ اپنی لینون کو چپ چاپ چلے جائین انہون نے حکم کی
تعمیل کی اسطرح ایام بغاوت کا روز اول ختم ہوا اور ایک پرانے سپاہی نے گھوڑے پہ سوار ہو کر
ایک باولے باغی کو گرفتار کیا یہہ ایک بہادرانہ مہم تھی۔

منگل پانڈے کی بغاوت کے دو دن بعد ۱۹ ہندوستانی پیدل رجمنٹ بارک پور مین آئی۔
جنرل ہیرسی چھاؤنی سے ایک میل کے فاصلہ پر اس پلٹن سے ملا اور اسکے ساتھ سوار پریڈ پر گیا۔ وہان
۴۳ وین رجمنٹ پیدل اور ۵۳ وین رجمنٹ کا ایک بازو اور دو یورپین توپخانے اور گورنر جنرل کا
بوڈی گارڈ اور ہندوستانی برگیڈ یہہ سب موجود تھے۔ جنرل نے چند الفاظ ۱۹ رجمنٹ کی مخاطبت
مین کہے اور پھر حکم دیا کہ رجمنٹ کی برطرفی کا حکم پڑھا جائے اس حکم مین برہام پور کے بلوہ کی بُری باتون کا
بیان تھا اور پھر یہہ بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ کا یہہ حکم ناطق ہے کہ ہر درجہ کے سپاہی کو خواہ کسی قوم کا ہو

۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا برطرف ہونا

سب وقتون اور حالتون مین بے تامل اطاعت کرنی چاہیئے سپاہیون نے اس اطاعت کے کرنے کی قسم کھائی ہے کہ گورنر جنرل کبھی اسکی صحیح تعمیل کو فروگذاشت نہین کریگا کوئی مستغیث جو ہتھیارون کو ہاتھہ مین لیکر شکایت کریگا اسکی شنوائی نہین کریگا۔ پھر جنرل نے یہہ بتایا کہ اگر سپاہی باطل و لغو باتون پر جو چھوٹے بد باطن آدمیون نے انکی فریب دہی کے لیئے بنائین تھین سفیہانہ کان نہ لگاتے تو انکے مذہبی اوہام استوار رہتے اور وہ خود جیسے کہ اب تک جان باز و وفادار تھے ایسے ہی رہتے اور سرکار انپر اعتماد کرتی اور آیندہ سالون مین وہ اپنی طویل اور معزز خدمات کا صلہ پاتے لیکن گورنر جنرل مع کونسل اب آیندہ اس رجمنٹ کا اعتماد نہین کر سکتا جنھنے اپنے تئین بدنام کیا اور اس پاس و لحاظ و دلداری و شفقت کو کھویا جو گورنمنٹ اسکی کرتی تھی گورنر جنرل مع کونسل حکم صادر کرتے ہین کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ برطرف کی جائے۔

جب یہہ حکم پڑھا جا چکا تو حکم ہوا کہ پلٹن ہتھیار رکھہ دے جب اس حکم کی تعمیل ہو چکی تو انکو حکم ہوا کہ اپنی پیٹیون کو اتار کر اپنی سنگینین آویزان کرین اس حکم کی بھی فوراً تعمیل ہوئی تو پھر اپنے علم لیکر بندوقون کے انبار پر لگا دیئے پھر انکو ان ہتھیارون سے کچھہ دور لے جا کر تنخواہ جو انکی واجب الادا تھی تقسیم کر دی گئی پھر جنرل نے سپاہیون سے کہا کہ اگرچہ گورنر جنرل نے اسکو مختصر سزا دی کہ خدمت سے جدا کر دیا لیکن وہ انکو بے عزت کرنا نہین چاہتے کہ انکی وردیان چھین لیتے اور یہہ بھی انکو اطلاع دی کہ برہامپور سے سفر مین جو تم نے اپنا نیک چلن رکھا اور اپنے کیئے سے پشیمان ہوئے تو ان کو گھر جانے تک کا خرچ راہ دیا جائے گا۔ جنرل نے لکھا کہ یہہ جو فضل و کرم کا کام ان کے ساتھہ کیا گیا تو ان کے دلون پر بڑا اثر ہوا اور انہون نے اپنی قسمت پر افسوس کیا اور رجمنٹ سے سپاہیون نے کہا کہ ۳۴ وین پیدل رجمنٹ نے ہم کو گمراہ کیا جنسے کہ انکو کینہ ہوا پھر جنرل برگیڈ کی طرف مخاطب ہوا اور گورنمنٹ کے رحم اور انصاف کے بتلانے کے بعد سپاہیون کو یقین دلایا کہ کہین سے انکی جات اور مذہبی تعصبات کے مضرت پہنچانے مین کسی طرح کی کوشش نہین کی گئی کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ جس مین چار سو سے زیادہ برہمن اور ڈیڑھہ سو رجپوت ہین وہ اپنے اپنے گھر بھیجے جاتے ہین اور انکی تنخواہ کی کوڑی کوڑی دے دی گئی ہے اور سفر خرچ گھر جانے کا دیا گیا ہے اور انکو آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس ہندو مین چاہین جائین اور اپنے دہان مین جنمین وہ پیدا ہوئے ہین

ان سندرون مین پوجا کرین جنہین انکے باپ دادا انسے پہلے پوجا کیا کرتے تہے ثابت ہوتا ہے کہ جو باہر بد افواہین اڑی تھین وہ محض جہوٹی تھین سپاہیون نے ان باتون کو بہت توجہ سے سنا اور چپ چاپ اپنی لینون مین چلے گئے سپاہیون کو تنخواہ مل چکی تو وہ لوروہین پہرہ مین بارک پور سے باہر نکال دیئے گئے جب سپاہی پریڈ سے چلے ہین تو انہون نے جنرل کو چیرز دی اور دعا دی کہ اسکی عمر دراز ہو اور جنرل سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے گہرون کو راہ مین نیک چلنی کے ساتھ جائینگے۔
جنرل ہیرسی نے جو اسوقت سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اپنی عنایت وشفقت کو اسپر ظاہر کیا تو لارڈ کیننگ نے لکھا "کہ کمنڈر پر جو بڑا امتحانی فرض ہوتا ہے اسکو کامل کامیابی کے ساتھ اسنے ادا کیا"

باب سوم

بغاوتون کا ہونا۔

بارک پور اپریل ۱۸۵۷ء

گورنر جنرل نے اپنے ایڈس ڈی کیمپ کپتان بیرنگ کو اونیسوین رجمنٹ کی برطرفی کی کیفیت حال دیکھنے کے لیئے بارک پور بہیجا تہا کہ وہ اسکی فوراً اطلاع دے جب انکے پاس یہ مژدہ آیا کہ سب کام بخیر وعافیت تمام انجام ہوا تو انہون نے اس نوید کو تار پر کمانڈر انچیف پاس بھیجا اور دار السلطنت مین ان لوگون کو جو اس خوف مین بیٹھے تھے کہ ساری ہندوستانی سپاہ باغی ہوگی تشفی وتسلی دی اب ۱۹-وین رجمنٹ برطرف ہوئی اسلیئے اب ۳۴ وین رجمنٹ کی سزا کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ملی وہ بہ نسبت اونیسوین رجمنٹ کے زیادہ مجرم تھی لیکن اب تک اسکو سزا نہین ملی تھی ہتھیار اسکے ہاتھون مین تھے اسلیئے بارک پور مین ایک انگریز ایسا نہین تہا جو اپنے تئین ایمن جانتا ہو۔ رات کو جب افسر اپنی رجمنٹون کی مسکوٹ سے واپس جاتے تو انکو یہہ ڈر لگتا تھا کہ ہماری ہی رجمنٹ کے سپاہی ہم کو نہ مار ڈالین اور انگریزی لیڈیون نے تو خوف کے مارے رات کو آپس مین ملنا جلنا چھوڑ دیا تھا۔ ۳۴ رجمنٹ کی سزا کے ملنے مین التوا ہونے مین بھی خرابی تھی اور جلد سزا دینے مین بھی برائی تھی۔ اسکو نا واجب سخت سزا دینے مین یہہ اندیشہ تھا کہ بغاوت کے لیئے اشتعال زیادہ ہوگا اسلیئے گورنر جنرل نے اسکے باب مین بڑی چھان بین اور موشگافیان کین اس مین سارا

مہینہ اپریل کا گذر گیا مگر پلٹن کی نسبت کچھ حکم نہین صادر ہوا۔ ۳۴وین رجمنٹ اپنے افسرون کی خدمت مین ایسی بے ادب تھی کہ افسرون نے کہدیا تھا کہ اگر یہہ رجمنٹ کسی خدمت پر معین کی جائیگی تو ہم اسکے ساتھ نہین جائینگے آخر کو یہہ راے لکھی گئی کہ ہندوستانی رجمنٹ مین سکھ اور مسلمان تو سرکار کے اعتبار کے قابل سپاہی ہین مگر ہندو اکثر قابل اعتبار نہین اس لیئے گورنمنٹ نے ارادہ کیا کہ رجمنٹ برطرف کی جائے مگر اس مین سے وہ افسر اور سپاہی مستثنے کئے جائین جو بارک پور مین ۲۹ مارچ کو بلوہ کے وقت موجود نہ تھے یا بالفعل کے واقعات مین انہون نے گورنمنٹ اور اپنے افسرون کے ساتھ اپنی خیرخواہی اور وفاداری کی صحیح وجوہ بیان کین ہین۔ چونتیسوین رجمنٹ کی تین کمپنیان چاٹگانون کو بھیجی گئین تھین انکی نسبت کوئی نافرمانی کا گمان نہین کیا گیا تھا انہون نے بارک پور کا واقعہ سنکر گورنر جنرل کو ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ "ہم کو منگل پانڈے کی ذلیل اور باجیانہ حرکتون کے سننے سے نہایت افسوس و رنج ہوا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ ہمارے مذہب مین گورنمنٹ کبھی مداخلت نہین کریگی ہم ہمیشہ سرکار کے وفادار اور خیرخواہ رہین گے" ہم نے جو گورنمنٹ کے ساتھ اپنے خیرخواہانہ فرائض ادا کیئے تھے اسکو انہون نے داغ لگا دیا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ گورنمنٹ ہم کو ایسا ہی اپنا خیرخواہ اور وفادار سمجھیگی جیسے کہ وہ پہلے سے سمجھتی رہی ہے"۔

ابھی اس رجمنٹ کے باب مین حکم آخر صادر نہین ہوا تھا کہ یہہ معلوم ہوا کہ جس رجمنٹ مین نئے کارتوس بھیجے گئے تھے وہ سرکشی پر آمادہ ہے۔ انبالہ مین نئی بندوق کی تعلیم کا ڈپو تھا جس مین مختلف رجمنٹون کے منتخب سپاہی مختلف چھاونیون سے نئی رفل کے چھوڑنے کی تعلیم کے لیئے آئے تھے ان کے معلمون نے کارتوس کے شبہات کو ان کے دلون سے دور کر دیا تھا وہ پریڈ پر بغیر کسی بدگمانی کے قواعد سیکھتے تھے ہنوز انکی تعلیم کی نوبت یہانتک نہین آئی تھی کہ انکو نئے کارتوس دئے جاتے اور اب تک یہہ نئے کارتوس ان کے لیئے میرٹھ سے آئے بھی نہ تھے۔ چھتیسوین رجمنٹ کمانڈر انچیف کے ساتھ تھی اسکا ایک دستہ رائفل ڈپو مین آیا تھا۔ مارچ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین اس دستہ مین سے دو نان کمشنڈ افسر اپنی رجمنٹ مین آئے کہ انکے صوبہ دار نے علے الاعلان کہا کہ وہ کرسٹان ہو گئے ہین۔ جب وہ ڈپو کو واپس گئے تو ان مین سے ایک افسر بچون کی طرح روتا ہوا اپنے معلم لفٹنٹ مارٹینو کے پاس آگیا اور کہا کہ مین جات باہر ہو گیا اور میری رجمنٹ کے سپاہیون نے میرے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا۔

مارٹی نیو صاحب بڑے صاحب فراست افسر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہہ امر بڑا دہشت ناک ہے وہ ڈپو کے
سپاہیون مین زیادہ تحقیقات کے درپے ہوئے اس تحقیقات کے بعد کوئی شبہ انکے دل مین نہین رہا
کہ ہر رجمنٹ کے دستہ کے دل مین اس خوف کا بڑا اثر ہے کہ مبادا انئے چکنے کارتوس استعمال کرنے پڑین
یا انکے استعمال کرنے کے شبہ مین اپنی رجمنٹ مین وہ جات باہر ہو جائین اور جب اپنے دہات کو واپس
جائین تو انکی برادری انکے ساتھ کھانے پینے مین پرہیز کرے - یہہ وہم محض ہی نہ تھا انہون نے مراسلت
مفصل کی رجمنٹون سے کی انہون نے اپنے دورہ کے ہمراہیون کو خطوط لکھے مگر ان کے جوابات کچھ نہ پائے
اب انہون نے استدلال کے ساتھ سوال پیش کیا کہ جب ایک صوبہ دار نے جو کمانڈر انچیف کے
کیمپ مین انکی ذات خاص کی خدمت مین تھا جات سے باہر ہونے کا طعنہ دیا تو پھر جب ہم اپنی رجمنٹون
مین جائین گے تو وہ ہمین کس طرح سے اپنے ساتھ جات مین ملائین گے؟ جب ہم کو ہمارے ہی ہمراہی
جات سے باہر کردین گے تو گورنمنٹ ہم کو کوئی انعام ایسا نہین دے سکتی کہ جات جانے کے نقصان
کی برابر ہو - ۱۹ مارچ کو صوبہ دار نے طعنہ دیا تھا - ۲۰ کو کمانڈر انچیف جنرل اینسن کو لفٹنٹ مورٹی نیو نے
رائفل ڈپو کی رپورٹ بھیجی - ۲۳ کی صبح کو کمانڈر انچیف نے رائفل ڈپو کی سپاہ کے دستون کو ایک
خالی مربع کی صورت مین کھڑا کیا اور ہندوستانی افسرون کو اپنے سامنے بلایا اور انکی مخاطبت مین
اپنا ایڈریس دیا اگرچہ وہ سپاہیون کی زبان سے ناآشنا تھے مگر مارٹی نیو صاحب نے انکے سپیچ کے
ہر فقرہ کا ترجمہ ہندوستانی زبان مین کرکے سمجھا دیا ؛

کمانڈر انچیف کی اس موقع پر یہہ خواہش ہے کہ ڈپو مین جو نئی رفل کی تعلیم کے لیئے سپاہیون کے
دستے جمع ہوئے ہین انکے افسرون کی مخاطبت مین چند الفاظ کہین - ہندوستانی افسر اس خدمت کے لیئے
عقل کی بزرگی کے سبب انتخاب کیئے گئے ہین جو انکو اپنی خدمات متعلقہ مین حاصل ہین کمانڈر انچیف کو یقین ہے کہ وہ اپنی بزرگی عقل کو اور
جو انکو اپنے منصب کے سبب حاصل ہے اپنے ماتحت سپاہیون کی بھلائی و بہتری مین کام مین لائین گے
جس گورنمنٹ کی خدمات کا انہون نے عہد و پیمان کیا ہے اس کے نیتوں اور احکام کے باب مین بدگمانیان
سپاہیون کے دلون مین سماگئی ہین انکا غلط ہونا نہایت مفید طور سے ثابت ہو سکتا ہے - جب ایک
نئی بندوق سپاہ کو دی گئی تو اسکے بھرنے کا انتظام کرنا اور اچھی قسم کے کارتوسون کا استعمال کرنا
بھی ضروری معلوم ہوا کمانڈر انچیف کو معلوم ہوا ہے کہ کارتوسون مین جو کاغذ استعمال ہوتا ہے اور

جس مصالح سے وہ اس نمونہ پر بنائے جاتے ہین جو انگلنڈ سے آیا ہے اسکے استعمال پر مختلف مذہب اور جات کے سپاہی اعتراض کرتے ہین اور انکے اغوا مین بڑی کوشش کی گئی ہے کہ وہ اس بات کو یقین کرین کہ گورنمنٹ کا ظاہر مقصد یہہ ہے کہ انکے مذہب کو درہم برہم کردے اور جات کو جسکی وہ بڑی قدر کرتے ہین مٹا دے ❊ اگر ہر ایک سپاہی ایک لمحہ بھی سوچے گا تو اسکو یقین ہو جائیگا کہ یہ کیا بے اصل اور محال امر ہے جسکے اشتباہ پر سچ کی پرچھائین بھی نہین پڑی اس طرح سے گورنمنٹ کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے ؟ کوئی شخص یہ بیان کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا مقصود اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ؟ کمانڈر انچیف یقینی جانتا ہے کہ اس بات کو سب مانتے ہین کہ یہہ شک بھی نہین ہو سکتا کہ کبھی گورنمنٹ نے یہہ چاہا ہو کہ ہندوستانیون کے مذہبی امور مین دست اندازی کرے اور بے ضرورت انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے جو انکی مختلف جاتون سے متعلق ہین۔

کمانڈر انچیف کو اس بات کے سننے سے افسوس ہوا ہے کہ سپاہ مین انکے افسر جب ان کی دلجمعی کرنی چاہتے ہین کہ انسے وہ کارتوس نہین استعمال کرائے جائین گے جو ایسے مصالحہ سے بنائے گئے ہون جنپر وہ معقول اعتراض کرتے ہین تو سپاہیون نے انکے کہنے پر یقین نہین کیا جسکی بہت سی مثالین ہین اور انہون نے وہ فعل اختیار کیا کہ جس سے وہ سارا اعتبار جو سپاہی پر ہونا چاہیئے غارت ہوتا ہے سپاہی کا اول فرض یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کی جسکی وہ ملازمت کرتی ہے اور اپنے سے برتر افسرون کی اطاعت و فرمان برداری کرے گورنمنٹ جانتی ہے کہ ایسی نافرمانی اور سرکشی مین کیا کرنا چاہیئے اور کمانڈر انچیف اس بات کے کہنے مین کچھہ تامل نہین کرتا کہ انکو سخت سزا ملنی چاہیئے لیکن کمانڈر انچیف کا مقصد یہ نہین ہے کہ وہ دھمکیان دے وہ امید کرتا ہے کہ ان سپاہیون کو جنکی چھاتیان بہادرانہ کامون اور حسن خدمات کے تمغون سے آراستہ ہو رہی ہین یہہ بتلانا بے ضرورت ہے کہ انکا فرض کیا ہے مین مثل تمہاری سپاہی ہون بس اپنے سپاہی ہونے کی عزت کی قسم کھا کے تم کو یہہ یقین دلانا چاہتا ہون کہ اس ملک عظیم کی گورنمنٹ کی کوئی کبھی یہہ نہین ہوگی کہ وہ اپنے ملازم سپاہیون کے یا ہندوستان کے مذہب مین دست اندازی کرے یا انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے ہندوستان کے افسر جو بالفعل موجود ہین وہ اپنے اپنے رجمنٹون کو بتلا دین اور خود کوشش کرین کہ ان سپاہیون کے دلون سے وہ خوف کم ہو جائے جنکو بدکار مفسدہ پرداز شریر لوگون نے پیدا کر دیا ہے کہ وہ اپنے فرض کو نہ ادا کرین۔ کمانڈر انچیف کو اطمینان ہے

کہ وہ اس شہر ساری کو روکین گے جو ان سب پر واقع ہوئی ہے جو اپنے علمون سے بے ایمانی کرتے
ہین جنکے نیچے انہون نے گورنمنٹ کے ساتھ دوست و وفادار رہنے کی قسم کھائی ہے اور وہ
اپنے تئین ثابت کرین گے کہ وہی اعلے درجہ کے خصائل اب تک رکھتے ہین جو انہون نے سپاہ مین پہلے
سیکھے ہین - کمانڈر انچیف کی ایڈرلیس کو ہندوستانی افسرون نے جو روبرو تھے بڑی توجہ دلی
سے مودبانہ سنا جب پریڈ ختم ہوئی تو انہون نے مارٹی نیو صاحب سے اپنے تئین سردارون کی
معرفت کہوایا کہ ہم کو کمانڈر انچیف کے ایڈرلیس دینے سے بڑی عزت حاصل ہوئی لیکن ہم یہہ
التماس کرتے ہین کہ اگرچہ ہم گورنمنٹ پر ان برے ارادون کا الزام نہین لگاتے جنکا ذکر ایڈرلیس
مین ہوا ہے مگر یہہ سچ ہے کہ جو بات مشہور ہو رہی ہے اسکا یقین نہین کرنے والا ایک آدمی ہے اور
یقین کرنے والے دس ہزار ہین اسکا علے العموم یقین رجمنٹون ہی مین نہین ہے بلکہ دیہات مین بھی ہر جگہہ ہے
اگر دستون کے سپاہیون مین سے ہر سپاہی تیار ہے کہ جب اسکو کارتوسون کے استعمال کا حکم ہو وہ
اسکی تعمیل کرے لیکن ہم یہہ عرض کرتے ہین کہ کمانڈر انچیف مہربانہ شفقت سے اس بات پر خیال فرماوین
کہ ہماری معاشرت کے لیئے اس سپاہیانہ اطاعت کے نتائج کیا ہونگے ہمیشہ کے لیئے ہم جات سے
خارج ہونگے ہمارے ہمراہی ہم سے اجتناب کرین گے ہم اپنے کنبون سے جدا ہو جائین گے
اس لیئے سرکار کی اطاعت کرنے سے قبل از مرگ بڑی سخت سزا ملیگی - مارٹی نیو صاحب نے سپاہیون کی عرض
کی اطلاع حسب ضابطہ کمانڈر انچیف کو کی انکے دل پر بڑا ایک بار گران آنکر پڑا تو انہون نے اسی دن
گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل پیش آئی ہے مین اس ارادہ مین ہون کہ گرمی
کے موسم کے آجانے کے سبب سے سپاہیون کے دستون کو انکی رجمنٹون مین واپس بھیجدون لیکن
اس امر کو لوگ ہماری نامردی جانین گے اسلیئے مین نے ہدایت کی ہے کہ ڈرل کی ہدایتون پر جبتک عمل نہو
کہ میرٹھ سے [illegible] جو کاغذ پر مشتبہات ہو رہے ہین انکی رپورٹ نہ آئے

لارڈ کیننگ نے کمانڈر انچیف کو انبالہ یہہ تار بھیجا کہ سپاہ کے دستون کی ڈرل مین چاندماری کا
التوا کرنا ایک غلطی ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ ہم نے سپاہیون کے نامعقول خوفون کو مان لیا جس سے
یہہ ظاہر ہوگا کہ ہم نے قبول کر لیا کہ سپاہیون کا عذر معقول تھا اور اسی مضمون کو چھٹی مین مفصل لکھا کہ مین
آپکی تحریر سے یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ ہنوز آپ نے ڈپو کے توڑنے اور چاندماری کے التوا کرنے کے

باب مین کوئی قطعی فیصلہ نہین کیا مین یقینی اسکا مخالف ہون یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کارتوسون کے
استعمال پر سپاہی خود معترض نہین ہین بلکہ انکو یہہ خوف ہے کہ جب انکے ہمراہی انسے ملین گے تو انکی
طعن و تشنیع اس بات پر مبنی نہین ہوگی کہ ناپاک چکنائی کو انہون نے ہاتھ لگایا اسواسطے کہ بہت
ہفتے گذر چکے ہین کہ آخر احکام صادر ہو چکے ہین کہ کل سپاہ کے لیئے جو کارتوس بنائے جائین
انہین ناپاک چکنائی کام مین نہ لائی جائے اب کاغذ کے باب مین سپاہ کو اشتباہ ہے اگرچہ
پہلے سے یہہ احتیاط نہین کی گئی کہ چکنائی مین وہ جزو خارج رہے جو سپاہیون مین مذہباً
ممنوع ہے ——— اس لیئے چکنائی کی بابت اشتباہ ہونے مین کسی قدر ہماری
غلطی تھی لیکن کاغذ کے باب مین ہم بالکل صواب وحق پر ہین کاغذ کے ایسے اجزا و مقوم نہین
ہین کہ وہ سپاہ کی حیات کے حق مین مضر ہون سپاہی یہ بات نہین کہہ سکتے کہ کاغذ مین کوئی
چیز ایسی ہے کہ ہماری حیات کے لیئے مضر ہے اسکے برخلاف یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کاغذ
مین کوئی چیز ایسی نہین کہ وہ حیات کے لیئے مضر ہو پس اگر ہم اس بات کو مان لین تو مین نہین
جانتا کہ ہم کو کہڑے رہنے کے لیئے کونسی جگہہ ملیگی (بگڑ جائینگے) یہ ہوسکتا ہے جیسے کہ آپ امید کرتے ہین
کہ انبالہ مین سپاہ کے دستے ایسے نیک چلن ہین کہ وہ یہہ نہین خیال کرین گے کہ انکی درخواست
منظور ہونا گورنمنٹ کا ہارنا یا ہمارا جیتنا ہے لیکن مجھے اس مین خدشہ ہے کہ یہہ حال انکے ہمراہیون کا
ہمسلکون ہو۔ جب یہہ سپاہ کے دستے اپنے صدر مقامون مین واپس جائین گے تو وہ اس بات کو بیان
کرین گے جو گورنمنٹ نے منظور کرلی ہے تو ناگزیر یہہ معقول شبہ ہوگا کہ گورنمنٹ اپنے استحقاق
کی حالت مین مشتبہ ہے کسی اور طرح سے اس بات کا سمجھنا نہین ہوسکتا اسکے بعد ہماری مشکلات اور
زیادہ ہو جائینگین اسواسطے سپاہیون کو کارتوس استعمال کرنے دو اس مین کوئی سختی انکی اپنی کوشش کی
نہین ہے اسلیئے کہ انہون نے اپنا اطمینان حاصل کرلیا ہے کہ کاغذ مین کوئی قباحت نہین ہے یہہ
میری رائے ہے کہ وہ بہت سی رجمنٹون کو عقل کی راہ راست پر لے آنے پر زیادہ تر موثر بہ نسبت
چاندماری کے التوا کے ہوگی خواہ انکے اعتراض سچے دل سے ہون یا نہ ہون اسکے سوا مین نہین خیال کرتا کہ
ہمارے لیئے کوئی اور مناسب و بہتر طریقہ ہے جو انیسوین رجمنٹ کے باب مین اختیار کیا گیا ہے جسنے
اپنے جرم کو ہتھیارون کو لیکر عروج پر پہنچایا اور کارتوسون کے لینے سے انکار کرنے سے اپنے جرم کا آغاز کیا

مجھے یہ بھی پسند نہین کہ ان کامون مین جنکے اندر سپاہیون کا کام سوا اطاعت کرنے کے اور نہین ہے
رجمنٹون کے سپاہیون کے مشورات اور رجوعات پر التفات کی جائے مجھے یہ خوف ہے کہ کارتوسون کے
معاملہ کے ملتوی کرنے مین یہہ معلوم ہوگا کہ سپاہیون کی معروضات منظور کی گئین پس یہہ فیصلہ کیا گیا
کہ نامردی کے ساتھ روز بد کا التوا نہ کیا جائے اور مسکٹری اسکولون مین سپاہ کے دستون کو
حکم دیا جائے کہ وہ موافق قواعد جدید اپنی تعلیم کی مدت معینہ تک عمل کرین" یہہ چھٹی پہاڑون کے نیچے
جا رہی تھی کہ جنرل این سن جنکی صحت خراب ہو رہی تھی شملہ پر چلے گئے اور گورنر جنرل کو بھی شملہ پر بلایا
کہ یہہ مقام ضعیفون کے لیئے بہشت ہے لیکن یہہ وقت وہ نہین تھا کہ شملہ پر عیش و آرام کیا جائے
کلکتہ اور شملہ کے درمیان ایک ہزار میل مین سول اور ملیٹری افسر اسیمہ ہو رہے تھے - چارون طرف سے
خبرین آ رہی تھین کہ سپاہ کے تیور بدلے ہوئے ہین وسط اپریل مین جیسی بارک پور مین آتش زنیان
ہوئی تھین ایسی ہی اور چھاونیون مین بھی آگ لگائی جاتی تھی خاص کر انبالہ مین وسط اپریل مین بہت جگہہ
آگ لگی مسکٹری اسکولون مین جو سپاہ کے دستے تھے وہ چاندماری کا کام بالاستقلال کرتے تھے
وہ موم اور گھی کو ملا کر کارتوسون کو چکنا کرتے تھے اور انکو یقین تھا کہ ہمارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین
کی جاتی لیکن وہ اپنے ہمراہیون کے طعن و تشنیع سے نہین بچ سکتے تھے - راتون کو جو آتش زنیان
ہوتی ہین انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی سپاہی بڑے برافروختہ خاطر ہو رہے ہین - یوروپین بارکون
مین اور کمسریٹ کے گوداموں مین و اسپتالون مین اور لینیون کے چھپرون مین راتون کو مخفی آگین لگائی
جاتی تھین - ہیڈ کوارٹر مین یہہ یقین کیا جاتا تھا کہ مکانون کی چھتین خشک پھوس کی ہین اس لیئے ان مین
آسانی سے آگ لگ جاتی ہے اور یہہ آگ لگانا کچھ چھاونی کی رجمنٹون کے سپاہیون کا اور کچھ مسکٹری
ڈپو کے سپاہیون کا ہی کام ہے - رجمنٹ کے سپاہی بری نظرون سے مسکٹری کے سپاہیون کو
دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ انہون نے ناپاک کارتوس لیئے کاٹے ہین کہ ان سے ترقی کا وعدہ کیا گیا ہے
اس لیئے وہ غصہ مین آ نکر ان دھرم ناستکون کے مکانون مین جب وہ ڈرل کو جاتے ہین آگ لگاتے
ہین اور اسکے بدلہ لینے کے لیئے مسکٹری کے سپاہی رجمنٹون کے چھپرون مین آگ لگاتے ہین تحقیقات
کے لیئے جو کورٹ مقرر کیئے جاتے ہین تو وہ جو ان آتش زنیون کی تحقیقات کرتے ہین کسی یقینی امر واقعی کے
دریافت کرنے مین ناکام رہتے ہین کوئی شخص گواہی نہین دیتا کہ کسنے آگ لگائی اور گواہون پر کوئی تشدد

سر ہنری برنارڈ

نہین ہوتا تھا کہ وہ صحیح صحیح اپنا علم بیان کرین۔

سپاہ کے ڈویزن سرہند مین انبالہ سب سے بڑی چھاونی تھی اسکے سرہنری برنارڈ کمانڈنگ افسر تھے وہ بڑے نامور دلاور سپاہی تھے اگرچہ انکو ہندوستان مین چندہی مہینے آئے ہوئے ہوئے تھے وہ یہان کے کام کو پسند نہین کرتے تھے انہون نے لارڈ کیننگ سے درخواست کی کہ جب یہان آتش زدگی کی دیوانگی موقوف ہو تو انکو شملہ پہ جانے کی اجازت ملے کمانڈر انچیف نے شملہ سے لکھا کہ برنارڈ اپنا کام سیکھتا ہے وقت چاہیئے کہ جس مین وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو اور اسکے نظام کو سمجھے۔

جنرل این سن کو چار سال ہندوستان مین آئے ہوئے ہوئے تھے انہون نے یہ اقرار کیا کہ انبالہ مین جو واقعات گذرا ہے انہون نے مجھے سخت متحیر و ششدر کیا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ آتش زنی کے پکڑنے کے لیئے ہر ایک شخص مستعد ہے لیکن مجرمون کے سراغ کا کچھ پتا نہین لگا سکتا اس مہینے کے آخر تک انبالہ مین کسی آتش زنی کے مجرمون کو گرفتار نہین کر سکے۔ یہہ ایک بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لچے شہدے آدمیون مین آپس مین اتفاق ہوگیا ہے جو سب طرح ان باتون کا کینہ نکالتے ہین جنکو وہ خیال کرتے ہین کہ انکی برائی کے لیئے کی گئی ہین اس انتظام قومی کے خوف سے کسی مخبر کا حوصلہ نہین ہوتا کہ وہ اصل حال کی خبر دے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون کی باتون کی تہ پہ پہنچنے کی کس قدر کم قدرت ہے اور انکی بے اعتباری ہندوستانیون کی تمام جماعتون مین سب ہے خواہ ہندوستانیون کے درمیان آپس مین کیسے ہی عناد و فساد ہون مگر یہہ بات عموماً سب کے دل مین ہے کہ انہون نے انگریزون کے برخلاف اپنے دلون کو بند کر لیا ہی اور ہونٹون پر مہر لگا لی ہے۔

بارکپور کے واقعات

بارک پور مین چونتیسوین رجمنٹ کی تحقیقات مین یہہ ثابت ہوا تھا کہ مسلمان اور سکھ سپاہی سرکار کے وفادار خیر خواہ ہین جب انیسوین رجمنٹ برخاست ہوئی تو ایک دانشمند ہوشیار سول افسر مقرر ہوا کہ وہ مسلمان سپاہیون سے اصل حال دریافت کرے مگر اس افسر کو اپنے کام مین کامیابی نہین ہوئی تو اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ کیننگ کو یقین ہوگیا کہ ایشیائی قومون کی باہمی عداوت سے جو ہمیشہ سے ہمارے اقتدار اور حکومت کا عنصر عظیم خیال کیا گیا ہے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوسکتا ہمارے برخلاف صاف دونو مسلمانون اور ہندوون نے باہم اتفاق کر لیا ہے اب ایک غیر متوقع مقام سے

یہہ اتفاق ثابت ہوا۔سرکار کمپنی کی پیدل سپاہ مین زیادہ تر ہندو سپاہی تھے اور سوارون مین مسلمان اس سبب سے زیادہ تھے کہ وہ ہندوون کی نسبت گھوڑے کی سواری مین اور شمشیر بازی مین زیادہ چست و چالاک ہوتے ہین پس اس سبب سے گورنمنٹ کو ہندوستانی پیدل سپاہ کی طرف سے خوف تھا کہ وہ ہندو ہونے کے سبب سے رفل کے چکنے کارتوس کاٹنے مین انکار کرین گے لیکن اب میرٹھ سے یہ عجیب خبر آئی کہ سوارون کی رجمنٹ نے بغاوت کی۔اس رسالہ مین ہندو بہ نسبت مسلمان سوارون کے زیادہ تھے۔میرٹھ کی چھاونی بہت بڑی تھی سب قسم کی سپاہ یورپین اور ہندوستانی اس مین جمع تھی وہان بنگال آرٹلری کا ہیڈکوارٹر قائم ہوا تھا اور ڈپی ٹینس کمسریٹ نہایت محنت سے دل لگا کے میگزین سے خرچ لیکر کارتوس بناتا تھا ساٹھوین رجمنٹ انگلش رائفل بغیر کسی نفرت کے بے مزہ چیزون کو کام مین لاتی تھی ایک دفعہ سے زیادہ افواہین اڑ چکی تھین کہ میرٹھ مین سپاہیون نے بلوہ مچایا اور ان کے برخلاف انگریز مستعد نہ ہوئے بالائے ہند کی بڑی بڑی چھاونیون مین ہندوستانی رجمنٹین فضول شوق کی بھری ہوئی آرزو سے میرٹھ کی طرف دیکھتی تھین کہ وہان سے کوئی اشارہ ہوگا جسکو وہ جانتے تھے کہ جلدی دیکھنے مین آئے گا۔سپاہی آپس مین پوچھتے تھے کہ میرٹھ کی خبر کیا ہے اور دیسی اخبارون مین ان مضامین کی پیشانیون کو دیکھتے تھے کہ جنمین کوئی رمز و اشارہ ہوتا۔اپریل کے اس مہینے مین جنمین میرٹھ کی لینون مین بھیڑ لگی رہتی تھی اور بازارون مین گرما گرمی رہتی تھی انمین بعض آنے والے حادثہ کے غیر محدود خوفون کی تحریکین ہوتی تھین ہر روز برانگیختگی اس لئے زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ نئی نئی کہانیان گھڑی جاتی تھین کہ جن سے انگریزون کے ان پاجی ارادون کا یقین مستحکم ہو جو دائر ہو رہے تھے ایک بد خبر رسان آوارہ گرد فقیر جو کوئی نہ کوئی رجوب بدلکر ہمارے ملک مین پھرتا تھا میرٹھ مین آیا وہ ہاتھی پر سوار تھا اسکے ساتھ بہت سے چیلے و گھوڑے ورتھ تھے یہ امر تحقیق ہے کہ وہ سپاہیون کے دلون مین برے خیالات پیدا کرتا تھا مگر یہہ یقین کیا گیا تھا کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون سے پرے نہین گیا ہندوستانی رجمنٹون کے سپاہی جب اس پاس بہت آنے لگے تو حاکمون کو اس کے حال پر توجہ ہوئی اور پولس کی معرفت اسکو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اسلئے حکم کی تعمیل کی لیکن لوگ کہتے ہین کہ بیسیوین ہندوستانی

رجمنٹ کی لین سے زیادہ فاصلہ پر نہین گیا۔
چکنے کارتوسون کا تذکرہ جیسے شوق سے میرٹھ مین ہوتا تھا ایسا کسی اور مقام مین نہین ہوتا تھا انکے سامنے اس بیان کرنے سے بہت کم فائدہ ہوتا تھا کہ ایک سپاہی سے بہی کارتوس جو دوسرے آدمی کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہون نہین کٹوائے جائینگے کارتوس کو وہ خود ہی بنائے گا۔ اسواسطے کہ ان کے قیاس مین تو بہت سی مکر و دغا کی تدابیر مین سے اس تدبیر کا بھی ہر ایک یقین کرتا تھا کہ سوکھے کارتوسون مین چربی مذہب کی غارت کرنے والی موجود ہے اپریل کے چوتھے ہفتے کے شروع مین سپاہ کی برانگیختگی جو کئی ہفتہ سے بڑہتی جاتی تھی کھلی بغاوت مین نمایان ہوئی تیسرے رسالہ کے تُرپون نے اول اپنے افسرون کے حکم سے سرتابی کی۔
کرنیل سمائتھ کو جو تیسرے رسالہ لائٹ کیولری کے کمانیر تھے پریڈ کا کرنا مصلحت معلوم ہوا تاکہ وہ سپاہیان کو بندوق کے بھرنے کا نیا طریقہ بتلادین جس مین کارتوس منہ سے کاٹنا نہین پڑتا تھا ہاتھ سے پھاڑا جاتا تھا۔ ۲۳۔ اپریل کو انہون نے حکم دیا کہ اس طرح کارتوس کٹوانے کے لیئے کل صبح کو پریڈ ہوگی شام کو حولدار میجر نے کرنیل کو اطلاع دی کہ پہلے ترپ کے سوار کارتوسون کو نہین لینگے۔ کپتان کریجی نے جو ایک ترپ کے افسر تھے ایڈجوٹنٹ کو لکھا کہ تم ابہی کرنیل سمائتھ پاس جاؤ اور کہو کہ میرے ترپ کے سارے سوار کل پریڈ پر عدول حکمی کرینگے تمام ہندوستانی سپاہ مین ایک تہلکہ کارتوسون کے سبب سے پڑرہا ہے کہ اگر وہ کارتوس کاٹ کے فیر کرینگے تو انکی بدنامی ہوگی مین سمجھتا ہون کہ کل چہون ترپون مین اس قسم کی افواہین اڑ رہی ہین۔ یہہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کرنے مین آدھ گھنٹہ بھی توقف کرینگے تو کل رجمنٹ باغی ہوجائیگی مین التجا کرتا ہون کہ آپ ایک لحہ کا توقف نکرین اور فوراً کرنیل سمائتھ پاس جائین مگر کرنیل سمائتھ نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ پریڈ ہو۔ پریڈ ہوئی۔ ہر ترپ کے نوے سپاہی موجود تھے انکے سامنے کرنیل نے پریڈ کرنے کی وجہ بیان کی اور حولدار میجر کو حکم دیا کہ بندوق بھرنے کا نیا طریقہ بتائے اسنے اپنے کاربن (قرابین) چھوڑ کر بتلادیا۔ کرنیل سمائتھ نے حکم دیا کہ ایک ترپ کو کارتوس دیئے جائین پانچ سوارون نے کارتوس لیئے اور باقی نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر کل رجمنٹ کارتوس لیگی تو ہم بھی لینگے کرنیل نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہہ نیئے کارتوس نہین ہین بلکہ وہی کارتوس ہین جنکو وہ ہمیشہ استعمال مین لایا کرتے تھے انہون نے پھر درخواست کی کہ سوار کارتوس لے لین اب تم نے دیکھ لیا کہ میجر حولدار نے

کس طرح انکار فیر کیا لیکن پانچ کے سوا رسب نے انکار کیا اسکے بعد کرنیل اڈجوٹنٹ کو حکم دیا کہ وہ سب اُن کو پریڈ سے رخصت کرے سپاہی بہت سے تھے وہ حوالات مین نہین بھیجے جا سکتے تھے مگر تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر ہوا ؎

لارڈ کیننگ پر خوب ظاہر ہو گیا کہ ہندوستانی سپاہ کے دلون مین نہایت بُرے شبہات نے خوب جڑ پکڑ لی ہے پھر انہون نے سپاہ کی ناراضی کے آثارون پر بڑی توجہ کی تو یہہ معلوم ہوا کہ شبہات فقط سپاہی کے دلون مین نہ تھے بلکہ عموماً آدمیون کے دل بے چین ہو رہے تھے صرف میرٹھ ہی مین نہین بلکہ ملک کے اور اطراف مین بھی یہہ یقین تھا کہ دونو ہندو مسلمانون کے دین کو انگریزون نے بگاڑنے کی تجویز کی ہے کہ انکی روزانہ خوراک کو انکی ممنوع و حرام چیزون سے ناپاک کردین - اب اس خوراک کے ناپاک کرنے کی بہت سی صورتین بیان کی جاتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ نے سرکار کمپنی اور ملکہ معظمہ کے حکم سے پسی ہوئی ہڈیان آٹے اور نمک مین ملادی ہین کہ وہ بازارون مین فروخت ہون اور گھی مین جانورون کی چربی ملادی ہے اور شکر کو جلی ہوئی ہڈیون سے صاف کیا ہے اور کنوون مین سور اور گائے کا گوشت ڈلوا دیا ہے تاکہ پانی پینے کا نجاست آلودہ ہو جائے یہہ چکنے کارتوس فقط مذہب خراب کرنے کی تدبیر کا ایک جزو تھا جو سپاہ کے ساتھ مخصوص تھا یہان تو گورنمنٹ سب ہندو مسلمانون کے مذہب کے بگاڑنے کی تجویز کر رہی ہے اور یہہ کہانی بھی گھڑی گئی کہ بڑے بڑے صاحبون نے حکم دیا ہے کہ تمام سلاطین و امرا و تعلقہ دار و زمیندار و روسا و اہل زراعت و اہل تجارت سب انگریزی روٹی کھائین ان جھوٹ موٹ کہانیون مین آرد استخوان آمیز کی کہانی ہندوستانیون کے دلون پر بڑی موثر تھی وہ اپریل کے شروع مین بارکپور مین مشتہر ہوئی تھی اس مہینے مین یہہ وبا بالائے ہند مین پھیلی کانپور مین آٹا مہنگا ہو گیا تھا میرٹھ کے بنیون نے گورنمنٹ کی چند کشتیان کرایہ لیکر اسمین آٹا لادکر کانپور بھیجا - پہلی دفعہ مین جب یہہ آٹا کانپور مین آیا تو سستا ہونے کے سبب سے فوراً بک گیا لیکن جب اور آٹا آیا تو یہہ گھڑت ہوئی کہ نہر کی پن چکیون مین یورپین کے اہتمام سے گیہون پیسے گئے ہین اور اس مین گائے کی ہڈیون کی خاکستر ملائی گئی ہے تاکہ ہندوون کی جات آٹے کی کھانے سے جاتی رہے اس بات کی شہرت کانپور کی لینون اور بازارون مین ایسی ہوئی کہ میرٹھ کے آٹے کا بکنا موقوف ہو گیا کوئی ایک سپاہی اسکو ہاتھ نہین لگاتا تھا اور نہ کوئی آدمی اسکو خریدتا تھا اگرچہ وہ کانپور کے بازار کے آٹے سے سستا بکتا تھا - یہہ خبر ایک چھاونی سے

آٹے مین ہڈیون کے ملائے جانیکی افواہ

دوسری چھاونی مین پہنچی - آٹے کا وہم یہانتک لوگون کے دلون پر چھایا کہ انہون نے آٹا کھانا چھوڑدیا
جو روٹیان پکی ہوئی تھین انکو پھینک دیا غرض لوگون کے دل مین یہہ نقش کالحجر ہوگیا کہ گورنمنٹ انکی
جات اور مذہب خراب کرنے کی تدبیر کررہی ہے -
لارڈ کیننگ کو یہہ یقین ہوگیا کہ رعایا کو بڑا خوف لگ رہا ہے کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے
بگاڑنے کے درپے ہے اسلیئے وہ اس سے بڑی نفرت و عداوت رکھتے ہین - یہہ خیال کرکے انہون نے
ایک دوسری کہانی پر جو چپاتیون کے تقسیم ہونے کی بابت تھی توجہ کی ممالک مغربی سے ان
چپاتیون کی تقسیم کی خبر پہنچی جسکی وجہ انکے بڑے بڑے تجربہ کار مشیر بھی نہین بتا سکے یہہ چپاتیان
وہ بدہ اسطرح بٹین کہ ایک شخص انکو ایک گاؤن مین زمیندار کو دے جاتا اور اس سے فرمائش
کر جاتا کہ تم دوسرے گاؤن مین انکو بھیجدینا بس اسطرح چپاتیان وہ بدہ گشت کرتی پھرتین انکے باب مین
نہ کوئی سوال کرتا نہ کوئی سمجھتا کہ وہ کہان سے آئی ہین اور کیون آئی ہین بے سمجھے دوسرے گاؤن مین
بھیجنے کی حکم کی اطاعت کی جاتی ایک مدت کے بعد گورنمنٹ کے عہدہ دارون کو خبر ہوئی بعض نے
اسپر بہت بعض نے تھوڑا خیال کیا ہر ایک نے اپنی طبیعت و ذہانت کے موافق اسکے مختلف بیان کیئے
اول مسٹر فورڈ کلکٹر گوڑگانوہ نے ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنر مسٹر کالون کو ان چپاتیون کا
حال لکھا انہون نے حکام اضلاع کے نام سرکیولر جاری کیئے دہلی کے بادشاہ کی تحقیقات جرم مین
یورپین و ہندوستانی گواہون کے اظہارات مین تفتیش کی گئی کہ چپاتیون کی تقسیم کا راز کھلے
مگر وہ نہ کھلا بہت سے افسرون نے بیان کیا کہ وہ صرف اس بات کی نشانی ہے کہ آئیندہ جو کوئی
حادثہ عظیم واقع ہونے والا ہے اسکے لیئے عین وقت پر سب تیار رہین ایک بڑے مستند حاکم نے
گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھ سے یہہ کہا گیا ہے کہ چپاتی آدمیون کی خوراک کی ایک علامت ہے اس کے گشت
لگانے کا مطلب یہہ ہے کہ آدمیون کو چونکا دے اور انکے دلون پر اثر کرے کہ انکی خوراک حاصل
کرنے کے وسائل چھن جائینگے اسلیئے انکو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ سب آپس مین متفق رہین -
اور افسرون نے اس خیال کی بڑی ہنسی اڑائی اور اسکو بیان کیا وہ کل ملک کے اوہام مین سے ہے
یہہ بھی کہا گیا کہ یہہ ہندوون کی عادت کے موافق ہے کہ جب کسی ہندو کے خاندان مین بیماری ہوتی
ہے تو وہ چپاتیان اس لیئے تقسیم کرتا ہے کہ اسکے گھر سے بیماری کہ چپاتیان اپنے ساتھ باہر

چپاتیون کی تقسیم

لے جائین یا جب کسی گروہ مین ہیضہ پھیلتا ہے یا وبائین آتی ہین تو وہ بھی اس طرح کا ٹوٹکا کرتے
ہین اور آدمی یہہ یقین کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ کے دشمنون نے ان چپاتیون کو اس مطلب کی لیئے
تقسیم کیا ہے کہ جھوٹی باتون کو انہون نے پھیلا رکھا ہے انکے ساتھ یہہ خوفناک دروغ بہی منسلک
ہوجائے جسکا اثر یہہ ہو کہ ان مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ہین اور انگریزون نے لوگون کے مذہب
بگاڑنے کی ترکیب کا تتمہ انکو بنایا ہے بعض نے اٹکل سے یہہ کہا کہ جیل خانون مین بعض دفعہ مراسلت
اسطرح کی جاتی ہے جسکو ہنج کوڑی خان نے ظاہر کیا تھا کہ جب کوئی قیدی سپاہیون کی سنگینون
کے تلے مقید ہوتا ہے تو اسکو روٹی کھانے کی اجازت دی جاتی ہے روٹی پکانے والے کو رشوت
دی جاتی ہے وہ ایک چھوٹا سا رقعہ چپاتی مین رکھ دیتا ہے یا رکابی پر کوئی فقرہ لکھ دیا جاتا ہے۔
بس جب قیدی روٹی کھاتا ہے تو وہ پڑھ لیتا ہے بس اسی طرح ان چپاتیون کے اندر لغاوت آمیز
فتنہ انگیز خطوط ہین جو دہ بدہ اسطرح پہنچائے جاتے ہین اور انکو گاؤن کا ایک سردار پڑھ کر
ان پر آٹا لپیٹ کر اور چپاتی بنا کر دوسرے پاس بھیجتا ہے جو اسکو کھولکر پڑھ لیتا ہے۔
کپتان کیٹیج لکھتے ہین کہ چپاتیون کا گشت ۱۸۵۷ع کے شروع سے ہوا ہے بنارس سے اسکا آغاز ہوا ہے
کہ ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین وہ بھیجی جاتی ہین مجھے معلوم ہوا ہے کہ شمالی سند مین بہی
یہی حال ہوا ہے اور وہ ایک بلوہ کی علامت بنائی گئی ہے جو اس سال مین پیچھے واقع ہوگا جب وہ
بیمارئین نمایان ہوئی ہین تو وہ سب جگہہ اندور کی طرف سے آئی تھین۔ اندور مین اس وقت ہیضے
کی وبا سخت پھیل رہی تھی اور ہر روز شہر مین بہت سے آدمی مرتے تھے بیمار کے آدمی یقین کرتے تھے
اور اب بھی یقین کرتے ہین کہ گیہون کی چپاتیان ایسے منترون کے پڑھنے کے بعد جنسے یہہ یقین ہو کہ
وہ وبا کو ساتھ لے جائینگین باہر تقسیم ہوئی ہین۔ چپاتیان شمال سے جنوب کو براہ راست نہین آتی
تھین وہ یا جانگر مین بھی ۹۔ فروری کو آئین جو گوالیار اور اندور کے عین وسط مین واقع ہے اور
مندسور مین وہ ۱۲۔ جنوری کو تقسیم ہوئین۔ بیمار مین ان پاک ناپاک ٹوٹکون کے کرنے سے لاعلمی نہین
جب گاؤن مین مبتلا بچون کو نکلتی ہے تو ایک سیدھا لیتے ہین اور اسکے گلے مین مالا ڈالتے
ہین اور چوکیدار اسکو من دا تا کی سڑک پر جو گاؤن اول آتا ہے لے جاتا ہے اسکو بستی کے اندر
آنے کی اجازت نہین ہوتی پھر اسی طرح ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین سیدھا پھرتا رہتا ہے

اسکو قرار نہین ہوتا - یہہ ترکیب دہرم شاستر مین لکھی ہے میجر ارسکن کمشنر ساگر و نربدا رپورٹ بھیجتے ہین
کہ جنوری ۱۸۵۷ء کے پیچھے تک چپاتیان ایک راز کے طور پر اکثر اضلاع مین ایک گاؤن سے دوسرے
گاؤن مین گشت کرتی رہین اگرچہ اسکو بھی آنے والی بات کی نشانی جانتے ہین لیکن کل قسمت مین
کوئی نہین جانتا کہ وہ کیا کارسازی کرتی ہین یا کہان سے وہ آتی ہین اور انکی نسبت بہت ہی کم
خیال کیا جاتا ہے الا ساگر کے مہاجنون کے بازار مین کچھ تھوڑا سا اثر ہنڈویون کے معاملہ مین کرتی
ہین مین اس معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجتا ہون لیکن امر مشتبہ ہے کہ کوئی شخص ان چپاتیون کے اسرار سے
واقف کار ہو یا انکو وہ آیندہ سرکشی کی طرف راجع جانتا ہو اگرچہ اب ہماری راے اسکی نسبت یہی ہو -
غرض بعض ان چپاتیون کے گشت کرنے کو بے معنی جانتے تھے بعض اسکے معنی عظیم بیان کرتے تھے
آیندہ زمانہ نے بھی کوئی معانی انکے روشن نہین کیئے اب تک اس کے معانی مین اختلافات چلے
جاتے ہین بعض مورخ یہہ لکھتے ہین کہ لکھنؤ مین ایک مولوی نے ان چپاتیون کو تقسیم کیا
تھا اور اسکا مطلب جہاد تھا مار اگھونٹا پھوٹی آنکھ - غرض ان چپاتیون کی بابت قیاسات تو
بہت گھڑے گئے مگر کوئی رازدان ایسا نہین ملا کہ وہ تاریخ مین لکھنے کے قابل افشاے راز
کرتا - اب تاریخ صرف اس یقینی امر کو بیان کرتی ہے کہ یہہ عجیب چپاتیان جہان ایک مقام سے
دوسرے مقام مین جاتین تو وہان نئی برانگیختگیان اور فضول توقعین پیدا ہوتین -

---

لارڈ کیننگ کو علاوہ سپاہیون کی ناراضی اور بدخواہی و بددلی کے بعض اور
باتین بھی ظاہر ہوئین مگر انہون نے اور انکے معتمد مشیرون نے اپنے تئین انکی حقیقت
حال سے آگاہ نہین کیا - گورنر جنرل کو یہہ عام خیال تھا کہ بعض کور باطن و بددل آدمی
ہین جنکے دلون مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ کینہ توزی اور انتقام جوئی بھری ہوئی ہے
انکی بڑی خوشی یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کسی طرح غارت ہو وہ اپنے جاسوسون اور گرگون کو
مخفی بھیجتے ہین لیکن وہ باستثناء معزول شاہ اودھ کے وزرا و کارپردازون کے کسی اور پر
اپنے شبہات کی خصوصیات کو ظاہر نہین کرتے تھے - نانا صاحب ادھر ادھر مو شگافیان دوانیان
کرتا پھرتا مگر وہ اسکے حال سے بالکل غافل تھے - اودھ کی ضبطی کے بعد نانا ان سب رئیسون کو

جو گورنمنٹ سے ناراض تھے آپس مین متفق کرکے گورنمنٹ کے خلاف سازش کرنی چاہتا تھا۔

باب چہارم

مئی ۱۸۵۷ء

تسکین کی نشانیان

مئی ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ کو ایسے آثار معلوم ہوتے تھے کہ جھوٹ موٹ کی باتون سے جو سپاہ کے دلون مین برافروختگی اور برانگیختگی پیدا ہوئی تھی اس مین کمی ہوگئی ہے۔ جو متضاد متناقض رائین انکے پاس مختلف مقامات سے آتی تھین انسے مشکل تھا کہ کوئی سچی حقیقت دریافت ہوتی لیکن جب بنگال سے کوہ ہمالیہ تک سب باتون پر نظر غائر سے وہ دیکھتے تھے تو شروع ہی مین وہ کالے کالے بادل جو انکے گرد جمع ہو رہے تھے انکو نظر نہ پڑتے تھے سپاہ فرمان داری کے ساتھ کام کرتی تھی و مدمم مین نئے کارتوس سپاہ کاٹتی تھی اور امید تھی کہ کلکتہ کے آس پاس جو سپاہ تھی اس کی جو فہمائشین کی گئی تھین انکی وجہ سے بے شک وہ عقل کی راہ پر آہستہ آہستہ آجائیگی بالائے ہند مین رائفل ڈپو مین سب کام ڈرل کے چپ چاپ ہو رہے ہین سیال کوٹ مین پنجاب کی آئینی وغیر آئینی ہندوستانی رجمنٹون کے جو دستے بھیجے گئے تھے وہ نئے کارتوس کے استعمال پر کچھ نہین بڑبڑاتے تھے۔ مئی کے مہینے کے شروع مین جان لارنس یہان آئے کہ نیا سکڑی اسکول ملاحظہ کرین اور سپاہیون کے دلون پر جو کارتوسون کا اثر ہو رہا ہے اس کا امتحان کرین انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا "کہ سب سپاہی نئی بندوق کے ملنے سے بہت خوش ہین اور اسکے قبول کرنے پر سب آمادہ ہین بالفعل وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ کوہستانی لڑائیون مین انسے کتنا بڑا فائدہ انکو حاصل ہوگا افسرون نے میرے دل نشین کیا کہ سپاہیون نے کوئی برے فیلنگس اپنے نہین دکھائے اور مین خود بھی خیال کرتا ہون کہ سپاہیون کی طرف سے کوئی تامل یا استکراہ نہین ہے۔ جنرل برناڈ نے انبالہ سے پہلی مئی کو لکھا کہ مین نے ہیڈ کوارٹرون کو اطلاع دی ہے کہ اس مقام مین جو نافرمانی کے فیلنگس تھے انسے مجھے اطمینان اس وجہ سے حاصل ہوگیا ہے کہ راتون مین آگون کے لگنے کے سبب سے جو رات کو بلٹ بٹھانے کی ضرورت پڑی اسکے

منتخب کام کو سپاہیون نے بڑے صبر و گرم کوشی و چستی و چالاکی سے انجام دیا تھا اور یہہ اضافہ کیا کہ مین کوئی وجہ نہین جانتا کہ سپاہیون کو اس آتش زنی کا سبب ٹھیرایا جاے نہ کوئی ظاہری فعل انسے سرزد ہوا نہ کوئی نافرمانی کی کوئی مثال واقع ہوئی ہندو چاندماری برضا و خوشی بظاہر بڑی گرم کوشی کرتے ہین مین اسے دیکھنے گیا ہون مین اسکا جواب دہ ہون کہ سپاہ کے دستون مین کوئی بدلی نہین ہے۔ مئی کے اول دنون مین گورنر جنرل کو بعض باتین تسکین کی نظر آتی تھین اور یہہ معلوم ہوتا کہ رائیفل ڈپو جو خوفون و خطرون کے مرکز تھے انہین خلل و فساد کی طغیانی کا جزر واقع ہو گیا میرٹھ سے بھی کوئی دنگا اور فساد کی خبر نہین آئی۔ تیسرے رسالہ کے سوارون کا کورٹ مارشل ہوا اور انکے ہمراہیون مین سے کسی اور نے بھی انکی نافرمانی کی تقلید نہین کی ایسی حالتین تھین کہ جنسے غالباً یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن سببون سے ان سوارون نے بغاوت کی تھی وہ بالکل ایک مستثنیٰ صورت تھی۔ شروع ماہ مئی مین لارڈ کیننگ سارے ملک کے حالات پر فلسفیانہ خیالات دوڑا رہے تھے لارڈ الفنسٹن سے ایران کی صلح کی اور خرچ جنگ کی بابت اور لفٹنٹ گورنر کالون سے تعلیم کی گرنیٹ کی اور لڑکیون کی تعلیم کی اور دہلی کے بادشاہ کے بعد جانشینی کی بابت (کچھ خیال نہ تھا کہ یہہ آخر بات خود بخود فیصل ہو جائے گی) حیدرآباد کے رزیڈنٹ میجر ڈیوڈسن سے نظام کی جانشینی کی بابت (نظام قریب المرگ ہو رہا تھا) بڑودہ کے رزیڈنٹ شیکسپیر سے گائکواڑ کی مالی حالت کی بابت اور اندور کے ایجنٹ کرنیل ڈیورینڈ سے راجہ کے خزانہ مین زیادہ روپیہ جمع ہونے کی بابت گفتگوئین اور تحریرین ہو رہی تھین گورنمنٹ کے معمولی کامون مین کوئی خرج نہ تھا گورنمنٹ ہوس مین کوئی خوف نہ تھا گورنر جنرل بڑا خوش و خرم تھا اور یہہ یقین کرتا تھا کہ تکلیفات کے جو بادل اوٹھے تھے وہ خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد منتشر ہو جائینگے مگر خاص فکر کا سبب یہ تھا کہ شروع مئی مین ۳۴ وین رجمنٹ بارک پور مین انتظار مین بیٹھی تھی کہ کیا حکم ہوتا ہے بارک پور مین کوارٹر گارڈ کے جمعدار ایسری پانڈے کو ۲۲ اپریل ۱۸۵۷ء کو تمام سپاہ کے روبرو پھانسی ملی اسنے پھانسی پر اپنے جرم کا اقرار کیا اور اپنے ہمراہیون کو نصیحت کی کہ مجھ سے عبرت پکڑو اسنے کہا کہ اے بہادر سپاہیو سنو کوئی تم مین سے میری طرح کام نہ کرے مین نے گورنمنٹ کے ساتھ وہ بیجا کام کیا کہ جسکی سزا مین

اتفاقاً پارہا ہون کوئی بہادر سپاہی یہہ کام نہ کرے جسکے سبب سے اسکو یہہ سزا ملے"
یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ایک کشنر افسر کا اس طرح علے الاعلان سزا ملنا کل ہندوستانی
سپاہ پر بڑا اثر رکھے گا لیکن ایک آدمی کا سزا پاناگو یہہ سزا پھانسی ہی کیون نہ ہو نہ وہ جرم کے
جرم کو مٹاتا ہے نہ گورنمنٹ کی حکومت کو جماتا ہے مصیبت کے وقت مین لارڈ کیننگ
نہایت آگاہ دلی سے کام کرتے تھے انکے رزولیوشن پاس کرنے کا طریقہ بڑا آہستہ تھا
اسلیئے کہ انکو ہر قدم پر نتائج نکالنے مین ایمانداری و دیانت مندی شبہہ پیدا کرتی تھی عدالت اور
پلیسی دونو انکو شبہہ مین ڈالتی تھین کہ چونتیسوین رجمنٹ کا برطرف کرنا عدل وانصاف ہوگا۔
یہہ امر یقینی تھا کہ بعض کمپنیان اپنے علمون کے ساتھ سچی وفادار تھین اور انکو یہہ صاف نظر
آتا تھا کہ باقی سب سپاہی بے وفا تھے انہون نے اس رجمنٹ کی حالت کی تحقیقات مین بڑی
تفتیش کی اور اپریل کے تیسرے ہفتہ تک یہہ امید کرتے رہے کہ صرف اس مقدمہ مین
جتنی باتین کرنی مطلوب ہین وہ ظاہری خطا وار سپاہیون کی موقوفی سے قابل اطمینان
حاصل ہو جائینگین لیکن ملیٹری حکومت رجمنٹ کی برخاستگی چاہتی تھی۔ بارک پور مین جنرل ہیرسی کو
پورا یقین تھا کہ جب تک رجمنٹ موقوف نہین ہوگی حسب دلخواہ مطلب نہین حاصل ہوگا۔
جنرل اینسن نے شملہ سے لکھا کہ اس رجمنٹ کی برخاستگی ضرور ہے کل سوال پر کونسل مین پورا
مباحثہ ہوا آخر کو ۳۰۔ اپریل کو لارڈ کیننگ نے یہہ تحریر کیا کہ "بے شک مجھے خوشی ہوتی ہے
اگر چونتیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی کی سات کمپنیون کو جو بارک پور مین مقیم ہین
اس موقع پر تھوڑی سزا دینا مناسب ہوتا مگر مین نے نہایت غور وخوض سے مقدمہ کی
کل روئداد کو جانچا تو مجھے اطمینان ہوا کہ کوئی اور سزا حالت موجودہ مین سوا برطرفی کے مناسب
وموثر نہین بعض سپاہیون کے سزا کے ملنے کے باب مین شبہات تھے اس سبب سے یہ مباحثہ
۶ مئی کو ختم ہوا۔

دو دن بعد ۶۔ مئی کو بارک پور مین ساری سپاہ کے اور دمدم کی سپاہ کے دستون
اور ملکہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کے روبرو صبح کو چونتیسوین رجمنٹ کی وہ سات کمپنیان جنہون نے
۲۹۔ مارچ کے بلوہ کو دیکھا تھا کھڑی کی گئین کہ وہ اس حکم کو سنین جو انکی نسبت دیا گیا تھا

چونتیسوین رجمنٹ کا برخاست ہونا

انکی سزا مین اونیسوین رجمنٹ کی طرح سزا مین تخفیف نہین ہوئی کہ انکی وردیان نہ اتاری جائین بلکہ انکی وردیان اتار لی گئین اور چھاونی سے گوروں کی حوالات مین باہر نکال دی گئین اور خطاوار ۳۴ وین رجمنٹ کا دوبارہ نام سپاہ کی حرکت سے خارج کیا گیا اور پانچ سو بڑے سرکش آدمی جنمین اکثر رجپوت و برہمن تھے چھوڑ دیئے گئے کہ وہ اپنے انتقام لینے کے لیئے دنیا مین اپنے کام کرتے پھرین - چونتیسوین رجمنٹ کے جرم اور سزا کے درمیان پانچ ہفتے کا وقفہ ہونا ایک بڑی غلطی خیال کی جاتی ہے اور جرم کے متناسب سزا بھی نہین سمجھی جاتی لیکن اس بات کا ہمیشہ دل مین یاد رکھنا چاہیئے کہ مارچ و اپریل و شروع مئی مین ملیٹری اور سول افسرون کو خواہ وہ کیسے ہی ملک اور اہل ملک کے واقف کار ہون یہہ شبہ بھی نہین ہوا کہ بنگال کی سپاہ کے بڑے حصہ نے بغاوت کرنے کا ارادہ مصمم کرلیا ہے۔

۱۸۵۷

جب ۴۸ وین کے سپاہی اودھ مین پہنچے جہاں انسے پہلے اونیسوین رجمنٹ کے سپاہی جاچکے تھے تو تکلیفات مصائب کے قریب آنے کے آثار زیادہ نظر آنے لگے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک اس اندوہناک زمانہ مین گورنر جنرل کو رنج آمیز فکر اودھ کی طرف سے جیسا تھا ایسا کسی اور طرف سے نہ تھا اودھ بنگال کی سپاہ کی جنم بھوم تھا سر ہنری لارنس نے اپنے خطوط مین لارڈ کیننگ کو بہت باتین جو انکے دل مین کھٹکتی تھین لکھین وہ خوب جانتے تھے کہ یہان گورنمنٹ کے سبب ناراضامندی بدولی کے عام پسند اسباب موجود ہین اور سپاہ کا ایک بڑا حصہ یہین کے باشندون کا ہے ایسی صورت مین وہ اپنے گرد کے سپاہیون کے تیورون اور اوضاع واطوار کو بڑے تفکر و غور سے دیکھتے تھے - لکھنؤ مین ایک رجمنٹ تھی گو اسنے کوئی ظاہر نافرمانی اور سرکشی نہین کی تھی لیکن اسکے اوضاع مین دھمکی دینے کا شبہ ہوتا تھا اس سبب سے مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس صوبہ سے کہین اور بدل جائے اس مین شبہ نہین کہ شہر کے بعض بڑے آدمی اسکے ساتھ خفیہ سازش رکھتے تھے اس سبب سے اسکے اس صوبہ کی حدود سے پرے کسی چھاونی مین بدل جانے مین یہان خوف و اندیشہ مین کمی ہوتی - ہنری لارنس نے اس کے بدل جانے کی درخواست کی اور لارڈ کیننگ نے اسکو منظور کیا اور انکو لکھا کہ اس مشتبہ رجمنٹ کو میرٹھ بدل دو - لیکن پہلے اس سے

کہ یہ حکم ہنری لارنس پاس پہنچے انہون نے بہت غور وخوض سے اس اپنی تجویز کے نتائج کو سوچا اور پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا "کہ بے شک ۴۸ وین رجمنٹ کے چلے جانے سے ہمارے دل پر اثر اچھا ہوگا لیکن مین اپنے دل مین یہہ نہین جانتا کہ اور رجمنٹون کا حال اس رجمنٹ سے بہتر ہے کہ جسکے سبب سے ہم کو اپر اعتبار ہوا وراس مین بہت تھوڑا ہی شک ہے کہ ۴۸ وین رجمنٹ کا حال تبدیلی سے کچھ بہتر ہوجائے گا یہہ ایک امر بڑا اہم ہے کہ سپاہ کی جو فی الحال عام حالت ہو رہی ہے اسپر توجہ کی جائے انکی یہہ راے بڑی صائب اور قریں صواب تھی ایک رجمنٹ کی تبدیلی سے اودھ کو تو کچھ فائدہ نہ ہوتا لیکن وہ سپاہ کے اور حصون مین اپنی برائی پھیلا کے اور نقصان پہنچاتی ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے

بالفعل اودھ کی سپاہ کے اور حصون مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے - ۲ مئی ۱۸۵۷ء کپتان کارنیگی شہر لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے جو سپرنٹنڈنٹ پولس بھی تھا سر ہنری لارنس کو رپورٹ بھیجی کہ اودھ کی ساتوین رجمنٹ غیر آئینی کو کارتوسون پر سخت اعتراض ہے - یہ رجمنٹ پہلے بادشاہ کی ملازم تھی اور اب لکھنؤ سے سات میل کے فاصلہ پر مقیم ہے - دو ہفتے پہلے انکے رکروٹ کارتوسون کو استعمال کرتے تھے مگر جب کارتوسون کی شہرت اُن کے کانون تک پہنچی تو وہ ان کے استعمال سے خائف ہوئے اور سرکشی کرنے کو شروع مئی مین تیار ہوئے انہون نے ۴۸ وین رجمنٹ کو خطوط بھیجے کہ وہ مذہب کے بچانے کے لیئے آمادہ ہون ہرچند افسرون نے انکو سمجھایا مگر اسکا کچھ اثر نہین ہوا - ۳ تاریخ مئی کو بریگ اے ڈیبر مع اپنے سٹاف کے ساتوین رجمنٹ کی لین مین گیا اور رجمنٹ کو اسنے دیکھا کہ کارتوسون کے باب مین وہ بڑی سرکش و نافرمان ہورہی ہے اسنے ہنری لارنس کو رجمنٹ کے حال سے مطلع کیا - رجمنٹ ۳ - مئی کو بالکل سرکش ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہم سب افسرون کو مار ڈالین گے - جب ہنری لارنس کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہون نے اس رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا اور اگر مقابلہ کرے تو بالکل غارت کر دینے کا ارادہ کیا - اتوار کا دن تھا اور چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ہنری لارنس مع اپنے سٹاف اور بریگیڈ کے ساتوین رجمنٹ کی لینون کے سامنے گئے - پریڈ پر رجمنٹ کھڑی کی گئی وہ بڑی حیران و پریشان تھی اور یہہ نہین جانتی تھی کہ آج اوائل شب مین اس پریڈ کا مقصد کیا ہے جب انہون نے دیکھا کہ یورپین سپاہ اور سوار اور توپین ان کے سامنے کھڑی ہین

اودھ مین فوجی سپاہ کی بغاوت

بعد ہندوستانی رجمنٹین انکے بازو پر اسطرح ایستادہ ہین کہ ان سے جو امداد کی امید تھی وہ بالکل جاتی رہی
اب مقابلہ کرنا بالکل جان کا کھونا ہے باغی رجمنٹ نے لفظ گیونڈ (حکم) کی تعمیل کی اور بعض نے اپنے فعال
انفعال ظاہر کیا لیکن غلطی سے توپچیون نے فلیتے روشن کر لیئے تھے اور توپین رجمنٹ کے سامنے لگی
ہوئی تھین اسنے جانا کہ توپین اب ہم کو اڑا دینگی سپاہی ڈر سے پہلے ایک سپاہی پھر دوسرا اور
علے ہذا القیاس ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگنے شروع ہوئے صفین چھدری ہوئین لیکن باقی سپاہیون نے
حکم کے ساتھ ہی ہتھیار رکھ دیئے جب مفرورین کے تعاقب مین سوار اور ہنری لارنس گئے تو انہون نے
پکار کر کہا کہ جے کمپنی بہادر کی انکو حکم ہوا کہ ہتھیار اور سب سامان حرب رکھ دو تو انہون نے فی الحال
حکم پر عمل کیا - آدھی پر ایک بجا تھا کہ برگیڈ لکھنؤ مین واپس آگیا - اسکے ساتھ تمام ہتھیار اور وہ
سپاہی جو تھوڑی دیر ہوئی کہ ان ہتھیارون کے پہنے ہوئے تھے ساتھ آئے اور ہندوستانی
رجمنٹون کی حالت ششتبہ ہو رہی تھی اسلیئے یوروپین سپاہ کا تقسیم کرنا دانائی سے بعید تھا
دوسرے دن ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو لکھا " کہتے ہین کہ رجمنٹ پر جو صدمہ پہنچایا
گیا اسکا بڑا اثر سپاہ پر ہوا لوگ یہانتک کہتے ہین کہ اڑتالیسوین جنٹ نے ۷ رجمنٹ کے بھاگنے پر
پھٹ پھٹ کی اور کہا کہ وہ کھڑی رہتی تو انگریز فیر نہین کرتے ان رپورٹون مین سے مین چوتھائی پر
یقین نہین رکھتا " ایک عام برانگیختگی مین باتین بڑے مبالغہ سے بیان کی جاتی ہین -
ہنری لارنس جو باتین سنتے تھے ان پر بڑی خرم واحتیاط سے یقین کرتے تھے ساتوین
رجمنٹ کے پچاس کے قریب سرغنہ گرفتار ہو کر حوالات مین بھیجے گئے اور کورٹ مارشل مقرر
ہوا کہ بغاوت کے اسباب تحقیق کرے لیکن کوئی بات ظاہر نہین ہوئی - انبالہ اور مقامات
مین سپاہیون کے منھ پر مہر لگی ہوئی تھی کچھ بتاتے نہ تھے وہ آپس مین لڑتے تھے مگر
جب انگریز انکی ناراضی کی عمق پیمائی کرتے تھے تو اسکے اخفا مین سب ایک آدمی بن جاتے تھے
۷ - مئی کو اڑتالیسوین رجمنٹ کی لینین جلکر خاک ہو گئین دوسرے دن ہنری لارنس ان
جلے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تو انہون نے دیکھا کہ سپاہی بڑے مؤدب اور مطیع
تھے اور اپنے مال واسباب کے جل جانے سے مغموم معلوم ہوتے تھے اودھ کی سپاہ کے
دلون مین بڑے بیہودہ اور مختلف طرح کے اثر تھے انکا دریافت کرنا آسان نہین تھا - لیکن

اگر کوئی شخص ان کو جان سکتا تھا تو وہ ہنری لارنس صاحب ہی تھے وہ ان لوگون سے بے تکلف ملاقات کرتے تھے جو سپاہ و رعایا کے خیالات خوب تشریح سے بیان کر سکتے تھے اور یہہ ملکہ انکو خدادا داوالیسا تھا کہ شاذونادر ہی ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دلون مین اپنا اعتبار واعتماد پیدا کر دیتے تھے اور لوگون سے انہون نے تحقیقات کر کے دریافت کر لیا کہ سپاہ کے بگڑنے کا اصلی سبب کارتوس ہین اس باب مین جوانکی گفتگو ہین ہندوستانیون سے ہوئین ان مین سے ایک گفتگو نیچے لکھی جاتی ہے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ ۹ مئی کو میری گفتگو اودھ کے توپخانہ کے جمعدار سے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہی یہہ جمعدار برہمن ہے چالیس برس کے قریب اسکی عمر ہے۔ اسکی جن باتون پر یقین ہے ان کے سننے سے مین چونک پڑا۔ اس نے کہا کہ گورنمنٹ دس برس سے ایسی تدبیرین کر رہی ہے کہ کل ہندوستانیون کو زبردستی یا زیادہ تر دغا بازی سے عیسائی بنائے اس کی دلیل یہہ تھی کہ جیسے ہم نے ہندوستان مین بھرت پور لاہور وغیرہ کو دغا و فریب سے فتح کر لیا ہے اسی طرح سے ممکن ہے کہ آٹے مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ملا کر ہندوون کے ہاتھ اسکو بیچ دیا ہو جب مین نے اس سے کہا کہ یوروپ مین ہماری کیسی زبردست قوت ہے کہ ایک سال کے اندر ہم نے روسیون کی لڑائی مین اپنی سپاہ کو چوچند کر لیا اور اگر دوسرے سال مین اسکی ضرورت ہوگی تو بے حد و بایان لشکر کو ہم زیادہ کر لین گے اور اسی طرح سے چھ مہینے کے اندر جسقدر یوروپین سپاہ مطلوب ہو ہندوستان مین بلا سکتے ہین اس لیئے ہم کچھہ ہندوستانی سپاہ کے اختیار مین نہین ہین تو اس نے یہہ کہا کہ مین جانتا ہون کہ ہم دولت اور سپاہی بہت رکھتے ہین لیکن یوروپین سپاہ کا خرچ بڑا ہے اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ ہندوون کو سمندر مین لے جا کر دنیا کو فتح کرین مین نے کہا کہ ہندوستانی سپاہی اگرچہ ساحل خشکی مین اچھا ہوتا ہے لیکن سمندر کے اندر بہت مبرا تو اس نے کہا کہ یہہ آپکا کہنا بجا و راست ہے ہم چاہتے ہین کہ جو آپ کھائین وہی ہندوستانیون کو کھلائین تاکہ وہ بڑے مضبوط و توانا ہو جائین اور سب جگہہ جانے لگین اس نے بار بار یہہ کہا کہ جو مین کہتا ہون وہ سب ہندوستانی کہتے ہین لیکن جب مین نے اس سے کہا کہ یہہ بات احمق و دغاباز

کہتے ہین لیکن عاقل اور دیانت سنت رتو یہہ بات نہین کہہ سکتے تم تو یہہ نہین کہوگے کہ مین خود سکا یقین کرتا ہون یا نہین تو اسنے کہا کہ مین آپ سے کہتا ہون کہ ہندوستانی تو بھیڑون کی مانند ہین کہ جہان ایک دھنسی وہان سب اسیر دستی ہین (انہین بھیڑ دھسان ہے) ایسا آدمی بڑا خوفناک ہے وہ برہمن ہے پوری لیاقتین رکھتا ہے بیس برس سے ہماری نوکری کرتا ہے ہمارے قوت وضعف سے خوب آگاہ ہے اور ہم سے نفرت کلی رکھتا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے ہمسایون سے زیادہ دیانت مند وراستباز ہو لیکن ایسے آدمی سے ڈرنا چاہیئے صرف اسنے ایک بات مین ہمکو معتبر وممتاز جانا کہ مین نے اس سے کہا کہ ۱۸۴۶ء مین ڈیڑھ سو ہندوستانی بچون کو جو ہماری سپاہ کے کابل مین رہ گئے تھے بجائے اسکے کہ وہ عیسائی بنائے جاتے مین نے انکے رشتہ دارون اور دوستون کے پاس بھجوا دیا تو اسنے کہا کہ ہان مین اسکو خوب یاد رکھتا ہون اس وقت مین لاہور مین تھا لیکن قحط سالیون مین بچون کو خرید کرکے تم نے عیسائی کر لیا آخر دو مہینون مین مین نے سب قسم کے سپاہیون سے گفتگوئین کین بہت سے انمین سے ہماری نیک نیتی اور اچھے ارادون کا اعتبار کرتے ہین لیکن ایک سپاہی ایسا ہی جو اورون کے سرون پر سردار بنانے کے لیئے انتخاب کیا گیا ہے ایسی رائین رکھتا ہے جو اسکو دل مین دغا باز بناتی ہین اسی دن انہون نے مسٹر کالون کو لکھا کہ وہ بالائے ہند مین قلعون کی خبرگیری اچھی طرح کرین ہنری لارنس کے برابر اس غدر کے باب مین کوئی دور اندیش نہ تھا جب وہ مارچ ۱۸۵۷ء مین راجپوتانہ سے اودھ کو گئے ہین تو آگرہ کے قلعہ مین وہ او کالون صاحب لفٹنٹ گورنر فصیل پر کھڑے تھے کہ سامنے تلنگے جمنا سے نہا کے اینٹھتے اکڑتے ہوئے جاتے تھے تو ہنری لارنس نے کہا کہ کالون عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ مجھے اور تمہین دونو کو اس قلعہ مین تلنگے قید کرین گے سپریم کونسل مین گورنر جنرل اور انکے مشیر اس بات پر مباحثہ کر رہے تھے کہ اودھ کی باغی پلٹن کو کیا سزا دینی چاہیئے اور ایسی صورت مین سزا کا اندازہ کیا مقرر کیا جائے۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ اور مسٹر ڈورن نے اس سزا کے باب مین یہ کہا کہ گورنر جنرل رجمنٹ کی موقوفی کا حکم صادر کرتے ہین۔ سینیر (اعلے) ممبر نے لکھا کہ جسقدر جلد بغاوت کی وبا دور کی جائے اسیقدر بہتر ہے وہ نرم سزا اُن سے نہین رفع ہوگی سختی کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ عین وقت پر

سختی آخر کار نرمی ہو جائیگی اس دن جنرل لو صاحب نے اپنی تحریر مین یہہ راے ظاہر کی کہ غالباً
رجمنٹون کا بڑا گروہ اس سبب کارتوسون کو نہین کاٹتا کہ وہ بدخواہ یا بےحمیت گورنمنٹ یا
اسکے افسرون سے ہوگیا ہے بلکہ وہ اپنے سچے دل سے ایمانداری سے یہ خوف کرتا ہے کہ کارتوس
کاٹنے سے اسکا بڑا نقصان یہہ ہوگا کہ وہ جات باہر ہو جائے گا۔ اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ وہ
گورنمنٹ کا بدخواہ یا اس سے بددل ہوگیا ہے ۱۱ مئی کو مسٹر گرینٹ لو اور مسٹر بی کوک نے اپنی
رائین لکھین کہ اور زیادہ تحقیقاتون کے ہونے کے بعد گورنمنٹ کے احکام جاری ہون ۔ ۱۲ کو
اوفس بوکس ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی کو جاتے تھے اور اسکے ساتھ یہ چھوٹا سا پرچہ بھی گشت
کر رہا تھا جس مین میرٹھ کی خبر لکھی ہوئی تھی جسکی نسبت مسٹر ڈورن ممبر کونسل نے لکھا تھا کہ یہ امید
کی جاتی ہے کہ میرٹھ کی خبر جو تار برقی پر آگرہ سے آئی ہے اور اس بوکس مین داخل ہے وہ سچی نہین ہے۔

آگرہ مین میرٹھ کے پوسٹ ماسٹر کی بہن کے پاس سے اس کے بھتیجے کے پاس یہہ تار برقی آیا تھا
۱۱ مئی ۱۸۵۷ء وقت ۹ بجے رات گو رسالہ نے بغاوت کی اور اپنے افسرون کو اور بعض افسرون کی
کوٹھیون مین آگ لگائی اور جو یورپین افسر اور سپاہی انکو لینون کے قریب ملے انکو مار ڈالا
اس تار کو دیکھ کر کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ نے لارڈ کیننگ کو تار بھیجا کہ میرٹھ کی بڑی
چھاونی مین آگ کے شعلے اٹھ رہے ہین کل رسالہ باغی ہوگیا اور باغیون کو جو انگریز ملا اسکو قتل
کر ڈالا گورنمنٹ آگرہ پاس کوئی خبر حسب ضابطہ نہین آئی تھی۔

یہہ خبر جو آگرہ سے کلکتہ مین گئی اسکا اعتبار لوگون نے نہین کیا۔ مگر تارون مین شمال سے جنوب کو
اور جنوب سے شمال کو خبرین متواتر جاری تھین۔ اول میرٹھ مین سپاہیون کا بغاوت کرنا تحقیق ہوا
پھر یہہ خبر آئی کہ باغیون نے دہلی اور میرٹھ کی درمیان کی کچھ سڑک پر قبضہ کرلیا ہے پھر یہہ خبر آئی کہ باغی دہلی پہنچ گئے اور دہلی کی
آگرہ سے ۱۳ تاریخ کو یہہ پیغام بھیجا گیا کہ دہلی کے بادشاہ کے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر و
قلعہ اور خود بادشاہ پر باغیون نے قبضہ کرلیا اور فریزر صاحب کمشنر اور بہت سے انگریز اور
انگریزون کے بچے قتل ہوئے پھر معلوم ہوا کہ خود بادشاہ کو بھی باغیون نے اپنے ساتھ شامل کرلیا اور
قلعہ پر باغیون کا جھنڈا لہرانے لگا۔ انگریزی سلطنت پر سو برس گذر چکے تھے گورنر جنرل کی کونسل کے
کمرہ مین کبھی ایسی وحشتناک خبر نہین آئی تھی۔ لارڈ کیننگ کی آنکھون کے سامنے سوا اس بات کے

کوئی اور چیز نہین تھی کہ دہلی اور میرٹھ کی سپاہین آپس مین مل گئین اور مغلون کی سلطنت کا اشتہار ہوگیا گرمی کے اس خوفناک ہفتے مین تعجب خیز افکار اور ترددات سے انتظار کرتے رہے کہ مفصل حال معلوم ہو مگر وہ نہ معلوم ہوا اور سب سے زیادہ انکو اسپر حیرت ہوتی تھی کہ اس وقت مین انکے ہم قوم کیا کر رہے ہین اور کیا نہین کر رہے ہین ایسی جگہہ جیسی دہلی ہے جو شکل سے ملیٹری وقعت مین کسی کی برابری کر سکتی ہے مگر پولٹکل وقعت مین وہ بالکل بے مثل ہے ایک گھنٹہ مین ہاتھ سے جاتی رہی اسپر اعتبار نہین ہوتا تھا کہ میرٹھ مین ایک رجمنٹ برٹش سوارون کی ہو اور ملک مین سب سے زیادہ توپ خانون کا مجمع ہو ایسا حادثہ وہان واقع ہو۔ جب وہان نتیجہ ایسا ہو جہان انگلش افسرون کے پاس سوار اور توپ خانے ہون تو وہان کا حال کیا ہوگا جہان یہ سامان امداد موجود نہ ہو۔ اب امید نہین ہے کہ ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین آگ نہ لگے اور بہت جلد کل ملک شعلہ انگیز نہ ہو۔

اب لارڈ کیننگ چہرہ پر استقلال لئے ہوئے حادثہ کے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے کبھی انسان کے سینہ مین انکے دل سے زیادہ بہادر دل نہین پیدا ہوا۔ یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی و بلند اقبالی تھی کہ ان مین وہ شخص جسکو اس زمانہ مین قوم کی عزت کا باقی رکھنا سپرد کیا گیا تھا وہ بڑی مستقل جوانمرد اور نہایت عمدہ متحمل طبیعت رکھتا تھا۔ بہت سے خیالات نے انکو دبایا لیکن سب پر یہہ خیال غالب تھا کہ وہ سب سے اعلے فرض کو اپنے باوقار متین چہرہ سے ادا کرین کبھی انکے چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار نہین ہوئے انکو یہ بڑا کار عظیم کرنا تھا کہ کل سلطنت کو بچائین جسکی جوابدہی انکے ذمے تھی وہ لڑائی کے لیئے کمربستہ ہوئے وہ جانتے تھے کہ انکے اہل ملک کے بچنے کی تدبیر اعظم خدا پر توکل کرنا اور انکی استقلال و ہمت و شجاعت پر بھروسا کرنا ہے انہون نے صاف دیکھ لیا کہ بڑا مہلک اور ہیبت ناک خوف ہے اور اس سے مقابلہ کرنے کا سامان ان پاس کافی نہین ہے لیکن جو لوگ انکے پاس رہتے تھے انہون نے ایک لمحہ کے لیئے بھی کبھی انکو مایوس و ہراسان نہین دیکھا انہون نے ان وسائل کا اور محافظت کے اسباب کا حساب کر لیا تھا جو فوراً عمل مین آسکتے تھے اور جو دور سے منگائے جاسکتے تھے۔ اسوقت سارا ہندوستان یوروپین سپاہ سے سوا پنجاب کے سرحدی اضلاع کے خالی پڑا تھا یوروپین کی سپاہ اتنی

لارڈ کیننگ کی استقلال و تدبیر

نہ تھی کہ وہ اس سرکشی کے طوفان کو جو ہندوستان مین اُٹھ رہا تھا روک سکتی۔ لارڈ کیننگ نے ۲۲ - اپریل ۱۸۵۷ع کو ہوم گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ ہوم گورنمنٹ مین اور معاملات عظیمہ الیسی پیش رہتے ہین کہ ہندوستان کی اغراض اور مقاصد کو انگلنڈ ہمیشہ نہین سُنا کرتا اس لیے مین اس امر کے بالکل خلاف ہون کہ اور جگہہ کی ضرورتون کے سبب سے ہندوستان کی قوت عظیمہ (گورون کی سپاہ) کے گھٹانے کے اختیارات ہوم گورنمنٹ کے ہاتھ مین زیادہ ہون "
اسوقت ایران کی جنگ مین ہندوستان سے چھ یوروپین رجمنٹین بھیجی گئین تھین - ان تمام مصائب مین تسلی بخش باتین یہہ تھین کہ جنگ ایران ختم ہوچکی تھی جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین وہان سے سپاہ بمبئی مین واپس آرہی تھی جہان سے ایک حکم مین فوراً اتنی دیر مین سپاہ آسکتی تھی جتنی دیر مین سٹیمر (دخانی جہاز) آسکتا ہے چین کی مہم سے بھی سپاہ اپنا کام بخوبی انجام دیکے انگلنڈ کو واپس جاتی تھی اسکو بھی لارڈ کیننگ نے اپنے دوست لارڈ ایلجن مدار المہام مہم چین کو لکھکر ہندوستان مین بلایا مگر پھر بھی چین اور ایران کی فوجون کے آنے مین ایک عرصہ چاہیئے تھا کہ وہ ہندوستان مین آئین یہہ بھی ایک خوش نصیبی تھی کہ رنگون سے ۸۴ وین رجمنٹ کلکتہ کے پاس بارک مین بلالی گئی تھی اور گورون کی ۳۵ وین رجمنٹ کے لیئے سٹیمر بھیجا گیا کہ وہ بہت جلد اسکو رنگون اور مول مین سے سوار کراکے کلکتہ مین لے آئے مدراس کے گورنر کو تار بھیجا گیا کہ ۴۳ وین پیدل رجمنٹ اور مدراس فیوزیلیر کو تیار رکھے کہ وہ فوراً جہاز پہ سوار ہو جائین اور ایک معتمد افسر جہاز مین سیلون مین بھیجا گیا کہ وہان کا گورنر جسقدر یوروپین سپاہ بھیج سکتا ہے بھیجدے -
گورنر جنرل نے یہہ ساری تدبیرین یوروپین سپاہ کے جمع کرنے کے لیئے کین اسکے سوا انہون نے تمام دخانی جہازون کو جمع کرکے اضلاع بالا مین سپاہ کے بھیجنے کی تیاری کی اس مین شک نہین کہ جنرل این سن کمانڈر انچیف کو جب یہ خبر میرٹھ اور دہلی کے غدر کی پہنچی ہوگی تو انہون نے غدر کے مقام مین سپاہ کے بھیجنے کی سب طرح تیاری کی ہوگی اسلیئے کمانڈر انچیف کو گورنمنٹ نے تار بھیجا کہ اسکو یقین ہے کہ وہ جسقدر سپاہ پہاڑ پر سے اپنے ساتھ لے جاسکین گے وہ لے جائین گے - گورنر جنرل کو سب سے زیادہ بھروسا پنجاب کی یوروپین سپاہ پر تھا اور یہہ بھی انکو یقین تھا کہ سکھ بھی امداد کرینگے کہ مغلون کی مشہور دار السلطنت کو خوب لوٹین

کمشنر سندھ کو تار بھیجا گیا کہ وہ ایک انگلش رجمنٹ پنجاب مین بھیجدے کہ وہ اس سپاہ کے قائم مقام ہو جسکی ضرورت اضلاع زیرین مین وہان سے جانے کی ہو۔ ایک اور تار مسٹر کالون کو بھیجا گیا کہ جہان تک ممکن ہو جلد سر جان لارنس کو لکھ بھیجے کہ وہ پنجاب کی رجمنٹین اور یوروپین جسقدر وہ بھیج سکتا ہے روانہ کرے ہر طرح سے یہ کوشش کی جائے کہ دہلی پھر ہاتھ آجائے۔ جنرل ہیوٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس بات کا زور کمانڈر انچیف پر کرے کہ سپاہ جلد روانہ ہو اور اگر اس کی ضرورت ہو تو گورنر جنرل کے نام سے راجہ پٹیالہ اور راجہ جیند سے مدد طلب کی جائے۔

کولون صاحب نے حتے الامکان جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ کیا جو خبرین انکے پاس آگرہ مین پہنچی تھین وہ گورنر جنرل پاس پہنچادی جاتی تھین ۱۵- مئی کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خود یہان کا کمانڈر انچیف بن گیا ہون۔ تیمور کے خاندان سے سیندھیا اور بھرت پور لڑنے کو تیار ہین مین نے راجپوتانہ کی ریاستون کو آمادہ کرلیا ہے کہ جو باغی مغرب کی طرف مفرور ہون ان سب کو گرفتار کرلین تیسرے رسالہ کے مسلمان سوارون نے بڑا خوفناک قتل کیا ہے ایسی بے رحمیون کا خوفناک عوض ہونا چاہیئے۔

لارڈ کیننگ جانتے تھے کہ ابھی وقت خوفناک عوض لینے کا نہین ہے اس وقت تو جان بچانے کے لالے پڑے ہین فقط اس مطلب کے لیئے جو کچھ وہ کرسکتے تھے اب تھوڑے سے وسائل سے انہون نے کیا۔ انہون نے انگلنڈ مین ہندوستان کے وزیر کو لکھا کہ مین دو باتون مین اپنی بڑی طاقت صرف کر رہا ہون اول دہلی سے باغیون کو جلد نکال دون دوم یوروپین سپاہ کو یہان بہم پہنچاؤن جو سارے ملک مین حملہ کرنے کے لیئے کام آئین" ان بعید امدادون مین ایک دن ضائع نہین کیا جاتا تھا جس مین فقط سلطنت ہی کی سلامتی نہین حاصل ہوتی تھی بلکہ قومی نخوت کی حمایت ہوتی تھی کہ دشمنون سے بجا انتقام لیا جائے۔ گورنر جنرل کو یقین تھا کہ بمبئی سے کمک آجائیگی اور اس خیال سے بھی روح تازہ ہوتی تھی کہ اس وقت مین کہ انڈیا کو اپنے سب بہادرون کی ضرورت ہی اوٹرم صاحب مع سپاہ کے آئیگا اگر یہہ گورون کی رجمنٹین خلیج فارس کی لڑائیون مین مصروف ہوتین تو یہان کچھ اور ہی گل کھلا ہوتا۔

گورنر جنرل ہند نے حسب ضابطہ اپنے قدیمی دوست لارڈ ایلجن کو بڑے زور سے لکھا کہ

سلطنت ہند کن بلاؤن مین گھری ہوئی ہے مین حضور کے سامنے مختصر بیان اسکا کرتا ہون مجھے یقین ہے کہ آپ جلد اس امر کا فیصلہ کر دین گے کہ چین سے ہندوستان کو سپاہ بھیجدین گے اسکی ساری جوابدہی میرے ذمے ہے - خانگی چٹھی مین ۱۹ - مئی ۱۸۵۷ء کو یہہ لکھا کہ میرے پیارے ایلجن دہلی کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اضلاع زیرین مین عموماً ہندوستانی سپاہ بغاوت کرے اور وہان یوروپین سپاہ نہین ہے وہان باغی سپاہ مفتون اور مہینون تک جو چاہیگی سو کریگی مین اپنی اس خوف کے دیکھنے مین آنکھین بند نہین کرسکتا مجھے اشد ضرورت یہہ آنکر پڑی ہے کہ اُن تمام یوروپین کو جمع کرون جو ہتھیار چلا سکتے ہین اور گورنمنٹ کی امداد ایسے کڑے وقت کے واقعات مین کرسکتے ہین یہہ امر میرٹھ اور دہلی کے سرکشون کے سر کچلنے کے لیئے نہین چاہتا یہہ کام تو آسانی سے یوروپین سپاہ کے دہلی پر جمع ہونے سے ہو جائیگا لیکن بہت جلد نہین ہوگا اس اثنا مین ایک گھنٹہ کا ناگزیر التوا ملک کے اور حصون مین سپاہ کی بغاوت اور سرکشی پر کمر بستہ کر دیگا اگرہ کی اسطرف کی رجمنٹون مین جنکی نگہداشت کچھ نہین ہے ایک رجمنٹ بھی سرکشی کریگی تو گنگا کے میدانی ملک مین کوئی ایک قلعہ اور چھاونی یا اسٹیشن ایسا نہین ہوگا جو باغی سپاہ کے قبضے مین دو ہفتے کے اندر نہ آجائیگا بعینہ یہی حال اودھ کا ہے - جو مدد آپ مجھ کو دے سکتے ہین وہ اس آفت سے ہم کو سلامت اس سبب نہین رکھہ سکتے کہ وہ عین وقت پر نہین پہنچ سکتی اب خطرناک ساعتین موجود ہین اور آئندہ دس بارہ روز مین وہ ایسی ہی رہینگی اگر اس عرصہ مین بلوہ فساد نہ ہوا تو خیر ہے ورنہ وہ وحشتناک نتائج واقع ہونگے کہ اگر ذرا سی بھی غفلت یوروپین سپاہ کے بہم پہنچانے مین کی جائیگی تو وہ ایک گناہ ہوگا اس یوروپین سپاہ ہی سے ہم اپنی یقینی دہشتون اور خوفون کو دور کرسکتے ہین اگر سپاہ ہون کو آپ بھیجدین گے تو وہ ایک گھنٹہ بغیر اشد ضرورت کے یہان نہین ٹھہرائی جائینگی اگر آپ بھی انکے ساتھ آئین تو نہایت مبارک قدمی ہوگی"

اس چٹھی کے ساتھ ایک اور چٹھی جنرل اینس برن صاحب کو جو مہم چین کا سپہ سالار تھا گورنر جنرل نے بھیجی اور کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین کو اور بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ کو بھی لکھا کہ آپ انگلینڈ سے جسقدر جلد ممکن ہو سپاہ کی کمک کے لیئے بھیجین اور مسٹر فینکلس کو لکھا کہ وہ

وہ تین رجمنٹین بنگال کے لیئے فوراً بھرتی کرلین کوئی دیوانہ آدمی بھی اس مین شک نہین کریگا کہ یہان یوروپین سپاہ کی افزائش کی ضرورت ہے اور حتی الامکان یہہ ضرورت بغیر کسی بڑے التوا کے دفع کی جائے - بالفعل انگریزون کی قوت کے ضعف سے اس ضرورت کا ہونا ظاہر ہے مین یہہ نہین چاہتا کہ ملکہ سپاہ کی تعداد جو ہین ہے وہ بڑھائی جائے بلکہ مستقل مقاصد کے لیئے کمپنی کی سپاہ کی افزائش چاہتا ہون اور اس وقت کی ضرورت کے لیئے سوا ے چین کی شاہی رجمنٹون کی کمک کے اور کمک نہین چاہتا لیکن مین یہہ عرض کرتا ہون کہ آپ گورنمنٹ مین یہہ تحریک کرین کہ ملکہ کی معینہ رجمنٹون مین جو بیان کمی ہوئی ہے وہ دفعتہً پوری کردی جائے چین کی سپاہ اسکی جگہہ نہ سمجھی جائے مسٹر ورنن سمتھ کو بھی لکھا کہ وہ انگلنڈ سے کمک بھیجے کہ آیندہ ایسے حادثات رونما نہ ہونے پائین اور جو بالفعل ہو رہے ہون انکا انسداد ہو -

بالائے ہندمین جو آگ لگ رہی تھی جیسی حیوانی زور سے اسکے بجھانے کی طرف گورنر جنرل کی توجہ تھی ایسی ہی وہ اخلاقی زور سے بھی اسکو ان اضلاع مین روکنا چاہتے تھے جہان وہ مشتعل نہین ہوئی تھی - یہہ ظاہر ہے کہ ایک خوفناک بدفہمی و بددلی سے سپاہ دیوانی ہو رہی تھی اسکو یقین اپنے مذہب اور حیات کے جانے کا تھا اس لیئے اس یقین دلانے مین کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت مین کبھی یہہ نہین آیا کہ انکے مذہب اور معاشرت کے تعصبات مین خلل انداز ہو ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ گورنر جنرل نے یہہ اشتہار دیا کہ گورنر جنرل کو معلوم ہوا ہے کہ دونو ہندو مسلمان سپاہیون اور رعایا کے بہکانے مین کوشش کی گئی ہے کہ انکا مذہب علانیہ یا مخفی گورنمنٹ کے افعال سے دھمکایا گیا ہے یہہ یقین کیا گیا ہی کہ گورنمنٹ اپنے مقاصد و مطالب کے لیئے جات کے جانے کے جال مین پھنسانے کے لیئے طرح طرح کے پھندے ڈالتی ہی لیکن گورنمنٹ نے کبھی کوئی بات رعایا کو فریب و جل دینے کی نہین کی اس لیئے وہ اپنی سب رعایا سے چاہتی ہے کہ وہ اپنے اس یقین کو دل سے نکالدین جو بدمعاش لچون دغاباز مکارون نے اپنے مطلب نکالنے کے لیئے گورنمنٹ کی بدخواہی کے لیئے جھوٹی جھوٹی باتون کے بنانے اور افترا پردازی سے پیدا کیا ہے یہہ بدذات

آدمی نیک آدمیون کو گمراہ و تباہ کرنا چاہتے ہین - یہہ اشتہار تمام دیسی زبانون مین ترجمہ ہوکر چھاؤنیون
مین سپاہیون کو سنایا گیا - لفٹنٹ گورنر آگرہ کے پاس تار پر اسکے سارے الفاظ بھیجے گئے اور بڑی
زور سے ہدایتین کی گئین کہ اسکو وہ ہر شہر و قصبہ و گاؤن و بازار و سرا ے مین مشتہر کرے یہہ
اشتہار جیسا سپاہ کے لیئے ہے ایسا ہی رعایا کے لیئے ہے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اس اشتہار کے
دینے کے نیک ثمر ہونگے اور امن و عافیت و انتظام پھر قایم ہوجائیگا لیکن یہہ امر مشتبہ ہے کہ اس
اشتہار کا اثر کچھہ بھی ہندوستانیون پر ہوا ہو انہون نے اسکو بھی منجملہ گورنمنٹ کے فریبون کی
فریب و دغا و بالکل جھوٹ جانا

اسوقت گورنر جنرل کو یہہ ضرور معلوم ہوا کہ ملیٹری افسرون کے اختیارات خیر خواہ سپاہیون کے
انعام دینے کے لیئے اور بدخواہ سپاہیون کے سزا دینے کے واسطے بڑھانے چاہئین انعام کے
دینے کے لیئے تو کسی ایکٹ کی ضرورت نہ تھی مگر سزا دینے کے لیئے ضرورت تھی اور اس کے لیئے
یہہ ایکٹ جاری کیا گیا کہ ڈویزنون کے برگیڈون کے اور سٹیشنون کے افسرون کو اختیار دیا جاتا
ہے کہ وہ کورٹ مارشل مقرر کرین اور اسکے حکمون کی تعمیل ہو بغیر اسکے کہ حکام بالا کی منظوری منگائی
جائے جیسے ملیٹری افسرون کے خیرخواہ سپاہیون کے انعام اور بدخواہ سپاہیون کو سزا دینے
کے اختیار دیئے گئے تھے ایسے ہی سول اور پولٹیکل افسرون کو بھی دیئے گئے مگر اس وقت
انگلش حرب و ضرب کا م کرتے تھے لفظون سے کام نہین چلتا تھا نہ اشتہارون کو نہ سپریم
گورنمنٹ کے احکام کو نہ جنرل اور ڈرون کوئی سنتا تھا - لارڈ کیننگ نے وہ کام کیا جو ہو سکتا تھا
اور اسکے نتیجہ کا منتظر تھا وہ ایک سمت کے فسادون کی بری خبرون کے آنے سے خائف ہوتا تھا -
اور دوسری سمت سے امداد اور کمک کی خوشخبریون سے امیدین باندھتا تھا - اس فساد کی خبرین روز
مفصل ایسی آتی جاتی تھین جس سے اسکا حال صاف انکو معلوم ہوجاتا تھا اس عرصہ مین انہون نے
اپنے دل مین سوچ لیا کہ اس سے بہتر کوئی مخزن تدبیر نہین ہے کہ چند دلیر شیر دلون اور چند عالی دماغون
کی بہادری اور تحمل پر اعتماد کرون - لارڈ کیننگ کے دل مین یہہ سخت ملال تھا کہ پریسیڈنسی مین چند
یوروپین افسر تھے کہ ایسے کڑے وقت مین اپنا اخلاقی سہارا دیتے کہ جسے انکا دل تر و تازہ و شگفتہ
ہوتا اس توقع کا کرنا اسکا حق تھا یہہ ناممکن ہے کہ اسکا یہہ رنج بیان مین آسکے جہان انکو قوت کی امید تھی

اکٹ نمبر ۱۴ مجریہ ۱۸۵۷ء

وہان ضعف نظر آیا جن آدمیون پر انکو یہہ خیال تھا کہ وہ اور آدمیون کی ہمت افزائی کرین گے اور انکو اپنے استقلال اور مشکل کے پینچون سے سہارا دینگے وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاتے اور اپنے یاس و ہراس کی وبا اپنے دوستون مین پھیلاتے ہین اور اپنی مثال سے ان دلون کو سرد کرتے جنکو انہین گرم کرنا چاہیئے تھا - لارڈ کیننگ جن افسرون کی شکایت کرتے تھے انکو وہ خوب جانتے تھے اور یہہ اقرار کرتے تھے کہ اگر ان افسرون کے پہلو مین تلوار ہو تو کافی بہادر ہین وہ اپنے ملک کی بھلائی و فلاح کے لیئے موت کی مقابلہ کو موجود ہین جس مین وہ بہادرونکی والاہمتی اور شہیدون کی عالی ہمتی دکھائین مگر جیسے وہ کامون مین مضبوط اور مستحکم ہین ایسے الفاظ مین بہو ضعیف ہین وہ بڑہیون کی پیشین گوئیان اور آزادانہ و بیباکانہ اپنے تاریک خیالات بیان کرتے پھرتے ہین جنکو پہلے سے انہون نے سوچ لیا ہے اسطرح دار السلطنت مین انگلش سوسائٹی کے سب طبقات مین وہ خوف اور دہشتین پھیلاتے ہین جنکو علے جاعتین اپنے معتمد اوضاع و اطوار سے روک سکتی تھین - لارڈ کیننگ کو اس برائی کا خیال ایسا تھا کہ انہون نے انگلنڈ کے حکام کو لکھا کہ کلکتہ سے جو خانگی خطون مین یہان کے حالات تحریر ہوکر انگلنڈ بھیجے گئے ہین انپر یقین کرنے مین بہت حزم و احتیاط چاہیئے -

کلکتہ مین تو اپنے بغل مین شرمناک عیب اپنے بعض اہل وطن مین لارڈ کیننگ نے دیکھے لیکن انہون نے بڑے فخر اور اعتماد کے ساتھ اپنے سے دور فاصلہ پر اپنے ایسے اہل وطن دیکھے کہ وہ انکے ساتھ ایکجان دو قالب تھے انکی کوششون مین سرتاپا معاون تھے بمبئی کے گورنر ایلفنسٹن اور مدراس کے گورنر ہیرسی نے انکی ساری خواہشون کے موافق بغیر اپنی اغراض پردازی کے کام کیا اور سب طرح سے بدل و جان انکی امداد پر آمادہ ہوئے جنکے وہ دل سے احسانمند ہوئے بعض حصون مین تار برقی شکستہ ہوکر بیکار تھا لیکن بعض حصون مین وہ کام اچھی طرح کرتا تھا - ١٨ مئی کو . . . کی خبر معلوم ہوئی کہ مدراس فیوزیلیر جہاز مین سوار ہوا انہون نے گورنر کا شکریہ ادا کیا ٢٢ مئی کو معلوم ہوا کہ ایران سے بمبئی مین وہ سپاہ آگئی ہے جو پہلے ایران سے روانہ ہوئی تھی اور چونسٹھوین پلٹن کا ایک بازو دخانی جہاز مین کلکتہ روانہ ہوا ہے غرض آتشی جہاز برقی ڈاک خوب کام کررہے تھے گورنر جنرل کو اس خیال سے بڑی تسکین اور تشفی ہوتی تھی کہ پنجاب مین سرجان لارنس اور

اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے ان دونو صوبون کی طرف لارڈ کیننگ بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ اودھ وہ ملک تھا جسکے باشندے بنگال کی سپاہ کے بڑے حصے مین بھری ہوئے تھے وہ سب سے پیچھے الحاق کیا گیا تھا وہان انقلاب سلطنت کے سبب سے عداوت اور کینہ انگریزون کے ساتھ تازہ پیدا ہوا تھا۔ خاندان شاہی ابھی بالکل نیست و نابود نہین ہوا تھا وہان کی جماعت امرا پر اسیری کے جانے کا زخم تازہ لگا تھا وہ اسکے اندمال کے فکر مین بیٹھی تھی لارڈ کیننگ ان باتون کو پیش نظر رکھتا تھا پنجاب ہی مین بیرونی حملون کا مقابلہ ہوسکتا تھا اور وہی دہلی کو دوبارہ حاصل کرسکتا تھا اس خیال سے بڑی تسکین و تسلی ہوتی تھی کہ دوست محمد خان سے مصالحت ہوگئی تھی۔ ملک کے اور حصون مین تو فقط سپاہ کی بغاوت ہی کا ڈر تھا مگر اسکے سوا اودھ اور پنجاب مین رعایا کی سرکشی کا بھی دھڑکا تھا مگر اس سے بڑی خاطر جمعی تھی کہ پنجاب مین جان لارنس اور اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے۔ لارڈ کیننگ خوب جانتے تھے کہ نیچر کی اس آواز مین کبھی خطا نہین ہوتی کہ مضبوط آدمی جس چیز کو پکڑ کر قبضہ مین کر لیتے ہین ضعیف آدمی اسکو چھوڑ دیتے ہین۔ ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ مجھے اودھ مین ملیٹری اختیارات زیادہ دیئے جائین اسکی منظوری فوراً تار پر ہنری لارنس پاس بھیجی گئی کہ تمکو ملیٹری اختیارات پورے دیئے جاتے ہین اور جس بات کو تم ضروری جانوگے اس مین گورنر جنرل تم کو سہارا دیگا۔

جان لارنس سے مراسلت کرنی زیادہ آسان نہین تھی وہ کشمیر جانے کے واسطے اسوقت راولپنڈی مین مقیم تھے۔ اول جان لارنس نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ اجازت ملے کہ مین غیر آئینی سپاہ سکھون کی بھرتی کرلون ہمارے یوروپین سپاہ ایسی تھوڑی ہے کہ وہ بتدریج درماندہ ہوکر تباہ ہوجائیگی۔ ضرورت کی صورت مین ایک ہزار سوارون کے بھرتی کرنے کی بھی اجازت ملے مین یہہ بھرتی بغیر اشد ضرورت کے نہین کرونگا۔ اس درخواست کے پہنچنے سے پانچ روز پہلے گورنر جنرل احکام بھیج چکا تھا جنکی سر جان لارنس نے درخواست کی تھی اور انکو لکھ دیا تھا کہ جو تجاویز تم پیش کرو وہ منظور کی جائین گین۔

اب گورنر جنرل نے یہہ سوچا کہ یہہ ہنگامہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت ہے یا رعایا اور ملک کی سرکشی بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ سپاہیون مین تو ایسا شعور فطری نہین کہ وہ اس

ہنگامہ فساد کے خود مرتکب ہوئے ہوں ضرور اسیر انکو باہر کے لوگوں نے آمادہ کرایا ہے زمانہ گذشتہ
میں خطاؤن اور غلطیوں کے درخت لگائے گئے ہیں جنکے کڑوے پھل چکھنے پڑے ہیں غرض
انہوں نے اب سپاہ کی بغاوت کی جگہہ ملک کی سرکشی سمجھی انہوں نے انگلنڈ میں انڈین منسٹر (وزیر ہند)
کو لکھا کہ ملک میں سرکشی گرم ہو رہی ہے برہمنوں نے مذہب کو اور راوروں نے پولی ٹکل سببوں کو
اسکا بہانہ بنایا ہے انہوں نے خوب جانچ لیا کہ بغاوت سے چند پہلے سالوں میں انڈیا میں انگلش نے
اپنے مضبوط ایمان اور اعتقاد سے یہہ قصد کیا کہ غیر معتدل گرم جوشی سے ہندوستان میں سب
چیزوں کو اپنے طریقے اور اوضاع و اطوار اور خیالات میں متماثل بنائیں جو نئے آدمی انگریزوں کے
متماثل بنے انسے مقابلہ کرنے کو پرانے آدمی کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ یہہ سارے مقابل
کھڑے ہوئے مگر تمام بدعتیں موقوف نہیں ہوئیں تو اسکے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے۔ انگریزوں کی
قومی خصلت اور سیرت کی خودنمائی نے کل انڈین امپائر میں آگ لگادی لیکن لارڈ کیننگ اسپر
فخر کے ساتھ پورا اعتماد کرتے تھے کہ انگریزوں کی خصلت و سیرت میں وہ عظمت و شان ہے
کہ اس نے جو یہہ آگ لگائی ہے اسکو وہ خدا کی عنایت سے پائمال کر دیگی جو انکے ہم قوم
مایوس ہوتے تھے انکی مایوسی کا رنج انکو ہوتا تھا مگر وہ جانتے تھے کہ جب ان سے کام لیا
جائے گا تو وہ اپنے بہادرانہ کاموں سے اپنے ضعیف الفاظ کو جھوٹا کر دینگے وہ آئندہ
کے لیئے دیکھتے تھے کہ آگ پھیلتی جاتی ہے اور ہندوؤں کا ملک بڑی خونخواری کے ساتھ
ہماری برخلاف ہو رہا ہے ایک بڑی سپاہ جسنے ہمارے ہی جنگی مدرسوں میں تعلیم پائی ہی
اور ہم ہی نے جو سبق اسکو سکھائے ہیں وہ انکے موافق ہم سے لڑ رہی ہے۔

کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اسکو مولویوں اور پنڈتوں نے بھڑکا دیا ہے اس ملک کے امرا نے اسکی ہمت افزائی
اور امداد کی ہے ملک کے سارے مخازن اسکے قبضہ میں ہیں مگر ان سب چیزوں کا مقابلہ
انگلنڈ کی جوانمردی بہت دور فاصلہ پر بیٹھی کر رہی ہے ✤

حصہ پنجم

ممالک شمالی و مغربی کا غدر

باب اول - دہلی کی تاریخ جسقدر کہ سرکار دولت مدار کمپنی کی حکومت سے ایام غدر تک متعلق ہے

لارڈ کیننگ اور دہلی

لارڈ کیننگ نے جو کلکتہ کے غدر کے خطرناک حادثے کے لیئے تدابیر کین اسکا مختصر ذکر اوپر ہوا - اب بڑا معرکہ لارڈ کیننگ کے سامنے یہہ پیش آیا کہ دہلی سے انگریز نکالے گئے اور کچھہ دنون کے لیئے اس شہر مین جو مسلمانون کا مرکز تھا مغلون کا خاندان شاہی پھر بحال ہوا مدتون سے شہنشاہ دہلی کی اصلی حکومت ان آدمیون پر ذرا سی بھی باقی نہین رہی تھی جنپر وہ پہلے حکمرانی کرتا تھا پچاس برس سے دہلی کی لال حویلی کا مالک انگریزون کے تخمینہ مین ایک جھوٹی نقل اور خالی نمائشی سا نگ باقی تھا لیکن اس جھوٹی نقل اور خالی تمائشی نکسال اور نام نے اپنا زندہ اثر سلاطین اور رعایا ہند پر کبھی نہین موقوف کیا تھا زمانہ حال تک ہندوستان کے مغل بادشاہون کے نام کے سکے چلتے تھے اور ہندوستان کے سلاطین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو ہون اپنے جانشینون کے لیئے برائے نام شاہی کے فرمان مانگتے تھے اور انکو سرکار کمپنی کے فرمان سے زیادہ باوقعت و مستحکم جانتے تھے - گو دہلی کے بادشاہ کا افسانہ ہی باقی تھا مگر یہہ افسانہ ؎ عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ ؛ رعایا کے دلون مین اور زبانون پر یہہ فسانہ بڑا معزز و لطیفہ تھا جسکو وہ جپا کرتی تھی ؛

ہم ایک مختصر سی تاریخ دہلی کی لکھتے ہین جس سے ایام غدر مین اس خاندان تیموریہ کی کیفیت معلوم ہوجائے - پونڑون کا بادشاہ بہادر شاہ شاہ عالم شہنشاہ دہلی کا پوتا تھا شاہ عالم اندھا بے کس او رمصیبت زدہ تھا جسکو انگریزون نے مرہٹون کے پنجہ سے اسوقت چھڑایا تھا کہ انیسوین صدی کے شروع ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک صاحب اور ولزلی کے سپاہیون نے مرہٹون کے

زور کو توڑا تھا اور فرانسیسون کی آرزوؤن کو کشتہ کیا تھا شاہ عالم باوجودیکہ نہایت مصیبت زدگی اور فرومانردگی کی حالت مین تھا لیکن بڑے بڑے عالیشان گورنر جنرل اسکو بڑا طاقتور شہنشاہ سمجھتے تھے اسکی حمایت کرنے کو اپنے حق مین مفید جانتے تھے اور اسکی بیخ کنی کو گناہ سمجھتے تھے - لارڈ ولزلی جو بازی کھیلے اس مین کوئی چال پو بارہ کی ایسی جبرت آمیز اور عظیم الشان نہین چلے جیسے کہ تخت شاہی کے غصب کرنے کی مگر ہندوستان کی آب وہوا نے انکی صحت خراب کی اور لیڈن ہال سٹریٹ کی گورنمنٹ نے انکو تھکایا جسکے سبب سے تخت شاہی لینے کی اولوالعزمی کو انہون نے چھوڑ دیا ایک آنچ کی کسر باقی رہی شاید انکو اور انکی کونسل کے ممبرون کو یہہ یقین تھا کہ بہہ زیادہ صحیح پولیسی جسکا آل ہماری عظمت و شان پر ہوگا یہہ ہے کہ پہلے اس سے بادشاہی کی راہ پر چلنے کی کوشش کرین اس بادشاہ سے اسکے حامی و محافظ ہونے کا رشتہ پیدا کرکے بتدریج اپنی قوت کو بڑھائین مگر ہر صورت مین وہ اپنے اس خیال سے اس لیئے باز رہے کہ انگلستان مین اپنر یہہ شبہہ ہوگا کہ وہ مغلون کے تخت سلطنت پر سرکار کمپنی کو اصلی یا بطور قائمقام کے بٹھانا چاہتے ہین ۲ - جون ۱۸۰۵ء کو انہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کی سیکرٹ کمیٹی کو لکھا کہ اس گورنمنٹ کو کبھی یہہ تصور نہین ہوا کہ اس بادشاہ کی محافظت اور حمایت سے یہہ استحقاق حاصل کرے کہ سکے پادشاہی حقوق کو ایک آلہ بنائے جسسے کام اپنا نکالے کہ ہندوستان کی ریاستون اور سرداروں پر استیلا اور استعلا پائے اور پادشاہ کی طرف سے آن دعوون کا اظہار کیا جائے جو اسکو ہندوستان کے پادشاہ ہونیکی حیثیت سے ان اضلاع مین جو مغلون کی کل سلطنت مین شامل حاصل ہین گورنر جنرل مع کونسل نے دہلی کے پادشاہ اور اسکے خاندان کے قائم رکھنے سے اور برٹش گورنمنٹ کی اسکی حمایت کرنے سے جن فوائد کی توقع کی ہے وہ ۱۳ - جولائی ۱۸۰۴ء کے مراسلہ مین آنریبل کمپنی کو یہہ تحریر ہوئے ہین " فرانسیسون کو جو ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین قوت و غلبہ حاصل ہوا ہے اسکے پنجہ سے جو شہنشاہ عالم کو چھڑایا ہے اسنے فرانسیسی گورنمنٹ اس زبردست آلہ سے محروم ہوگئی ہے جو وہ ہندوستانی برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دشمنانہ ارادون مین کام مین لاتی تھی اور برٹش گورنمنٹ کو یہہ مفید موقع ملا ہے کہ اس کے سبب سے تمام گرد کی ریاستین اس کی مدح سرائی کرتی ہین کہ بوڑھے معزز بدنصیب تیرہ بخت بادشاہ کی

لئے اور اسکے مصیبت زدہ خاندان کے لیئے ایک مامن ہم نے بنا دیا ہے اسکے سبب سے ہمارا اعتماد بہت بڑھ گیا ہے اور بہت سے ہمارے دوست پیدا ہو گئے ہین اگر بادشاہ شاہ عالم اور اسکا خاندان مرہٹون یا فرانسیسون کے قوت کے قید مین رہتا خاص کر فرانسیسون کے تو اسکے نام سے یہہ دونو قومین دعوے اور بہانے ایسی پیش کرتین کہ جنسے برٹش گورنمنٹ کو خرابیان اور قباحتیں وقتین پیش آتین وہ سب بادشاہ کے حامی بنے سے جاتی رہین" لارڈ ولزلی کی ذہانت پر اور انکے تجربہ کار مددگار سر جارج بارلو اور مسٹر ایڈمنسٹن کی ہدایت پر ملامت ہوتی اگر وہ کوئی سکیم ایسی تجویز کرتے کہ شاہ عالم کی سلطنت ایک چھوٹے پیمانہ پر جاری رہتی یا بحال ہوتی اور وہ پنشندار خالی نمائشی اور کاٹھ کی پتلی سے زیادہ عظمت رکھتا لیکن اصلی بادشاہ ہونے سے کم ہوتا۔ وہ بادشاہ تھا مگر بادشاہ نہ تھا وہ کچھ چیز تھا مگر کوئی چیز نہ تھا وہ ایک ہی وقت مین اصلی اور مصنوعی نقل تھا انگریزون کو اپنی بازی مین یہہ بڑی خاطر جمعی تھی کہ بادشاہ انکے پاس تھا لیکن وہ کشمکش در وتحیر اس مین تھے کہ بازی کیونکر کھیلین بیشک لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ کو پولیٹکل بات ایسی بنائی تھی کہ بظاہر باطل اور در اصل حق ہو انہون نے اسکو حالات موجودہ ا جسقدر بہتر بنا سکتے تھے بنایا جس سے خاندان تیموری سے مصالحت نہین ہوئی بلکہ رعایا کی تالیف قلوب بھی ہوئی جنکے دلون مین اس مسلمان خاندان کی تعظیم و تکریم جاگزین تھی۔ یہہ فیصلہ کیا گیا کہ ملکی حکومت سے جو عزت حاصل ہوتی ہے اسکی خاص مقدار بادشاہ کی ذات کے لیئے مقرر کی جائے یعنی خاص حدود کے اندر اب بھی حیثیت عدالت وہ سمجھا جائے اور اسکے ہاتھ مین زندگی یا موت کا اختیار قیاً فقانہ رکھا جائے اور ان اضلاع کے سوا جو تخت کے لیئے حیدار رکھے جائین بادشاہ اور اسکے کنبے کو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جائے اسطرح سے وہ شہنشاہ جو دنیا مین سب سے بڑا تھا تاجرون کی کمپنی کا ایک پنشن خوار ہو گیا اگرچہ اس سے برٹش گورنمنٹ کو بہت سے فائدے حاصل ہوئے لیکن وہ اندیشون اور خرخشون و خوفون سے خالی نہ تھے اس صعبت نے تنزل کی حالت مین بھی بادشاہ کا نام قوت کا ایک رکن اعظم تھا بادشاہی جھنڈے پہنے لباس مین بھی اپنا رکن اعظم ادب اور احترام رعایا کے دلون مین رکھتے تھے لارڈ ولزلی نے خوب سوچ لیا تھا کہ اگر یہہ آبائی سلطنت اسطرح دوامی رہیگی اور بادشاہ شاہجہان آباد کے قلعہ مین رہے گا اور اسکی مصاحب جو اس کی

شاہی مین بھی ایسے شہر مین اسکے ساتھ رہین گے کہ جسکی مسلمانون کی آبادی انکے ساتھ جان نثاری و وفاداری کریگی تو ایک دن ایسا آئیگا کہ اس غارت شدہ سلطنت کو شاہ عالم کے جانشینون مین سے کوئی شخص دوبارہ بحال کر لیگا جسکے سبب ہم کو بڑی گزند پہنچیگی یہہ تجویز پیش ہوئی کہ بادشاہی خاندان مونگیر مین مقیم ہو۔ لیکن بادشاہ اس انتقال مکانی کے خیال سے لرزان ہوا اور یہہ لرزہ اسکے خاندان و متعلقین مین کے عورت مرد بچے سے بوڑھے تک چڑھا اسواسطے لارڈ ولزلی نے اس خیال سے کہ بادشاہ کو اس مصیبت مین اور زیادہ ملال نہ دیا جائے مری پہ سو درہ نہ ہون دہلی ہی مین اسکو قلعہ کے اندر بالفعل رہنے دیا آئندہ کسی زمانہ مین انتقال مکانی موقوف رکھا جس مین یہہ دل شکن ظلم نہین ہونگے کہ وہ شاہزادے جو بادشاہی حالت مین پیدا ہوئے ہین اپنے گھر سے نکالے جانے سے اپنی اصلی بادشاہی کو یاد کرکے خستہ جگر ہون۔

۱۸۰۶ء مین شاہ عالم مر گیا اور اکبر شاہ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ وقت ایسا تھا کہ قدیمی انگریز ہندوستانی درباروں کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے سیٹن صاحب دہلی کے رزیڈنٹ تھے وہ خاندان شاہی کی تعظیم و تکریم پر مرتے تھے بادشاہ کے آگے تسلیم و کورنش مجرا بجالاتے تھے۔ نوجوان چارلس مٹکف صاحب سیٹن صاحب کے نائب مقرر ہوئے اگرچہ وہ ابھی حالت طفلی سے نکلے تھے مگر انہون نے دیکھ لیا کہ بادشاہ کے احترام کو جو گورنمنٹ نہین گھٹاتی وہ آئندہ کے لیئے اپنے حق مین کانٹے بوتی ہے انہون نے لکھا کہ مین اس پولیسی کے ساتھ موافقت نہین کرتا جو سیٹن صاحب نے خاندان شاہی کے ساتھ اختیار کر رکھی ہے جو شخص برٹش گورنمنٹ کی طرف سے دہلی مین حکمرانی کے لیئے مقرر ہو وہ بادشاہ کی تعظیم اسطرح کرے کہ جو بادشاہی قوت کو جگائے جسکا ہمیشہ کے لیئے سونا چاہیے چونکہ ہمارا مقصود یہہ نہین ہے کہ بادشاہ کو بادشاہی کے اختیار و اقتدار حاصل ہون اسلیئے ہم کو ایسی حرکتین نہین کرنی چاہئین جس سے اسکے دل مین اپنی بادشاہی کے حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو اسکا ادب اسکی شان کے موافق کرنا چاہیئے اسکو خوش و خرم آسائش و آرام سے رکھنا چاہیئے اگر ہم نہین چاہتے کہ اسکی حکومت کو پھر دوبارہ قایم کرین تو ہم کو چاہیئے کہ بادشاہی کا خیال اسکے خواب مین بھی نہ آنے دین" پھر چند سال گذرنے بعد خود دہلی کے رزیڈنٹ مٹکف صاحب مقرر ہو گئے کل معاملات کی عنان انکے اختیار مین آئی جنہین انہون نے

اپنی نوجوانی کی رالیون کو خوب قائم کرکے چلایا اب انکے سامنے وہ باتین پیش ہوئین جو عقل اور انسانیت کے لیئے نازیبا تھین لیکن نہ رسیڈنسی نہ وہ نہ انکے جانشین سوا اسکے کچھ کر سکتے تھے کہ ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کی سفارش کرتے جو بتدریج ان برائیون کو کم کرتین کہ انکے سامنے داخل ہوتی تھین +

زمانہ گذرا انڈیا مین بڑے بڑے ملک انگلش کے قبضہ مین آگئے کہ انکو کسی بیرونی حملے کا خوف نہ رہا انکو قوت ایسی حاصل ہوگئی کہ ہندوستان مین خواہ کیسے ہی خوف وخطر پیدا ہون انکو وہ خاک مین ملا سکتے تھے تو انہون نے بہادرانہ قدم مستحکم آگے بڑھانے شروع کیئے وہ کبھی سلطنت کے حاصل کرنے کے خیال سے باز نہین رہے ابتدا صدی مین جو بات مضرت ناک زعم مین معلوم ہوتی تھی اب وہ انکے جاہ ومنصب کے لیئے ناگزیر ہوگئی - لارڈ ولزلی نے جو بڑی بازی کھیلی تھی وہ انکے زمانہ مین پوری نہ ہوئی تھی دس برس بعد لارڈ ہیسٹنگز نے انکے انتظام کے نتائج دیکھے جنکا فیصلہ کچھ نہ ہوا تھا انہون نے یہہ مستقل ارادہ کیا کہ برٹش گورنمنٹ کے والاقتدار ہونے کا اعلان کرین کہ وہ ہندوستان کے کل والیان ملک پر استیلا و استعلا رکھتی ہے زمانہ بدلتا گیا اسکی ساتھ انگریزون کے خیالات بدلتے گئے - کمپنی اس بات کو بالکل بھولی نہ تھی کہ اسکی بنیاد خالص تجارت پر مبنی ہوئی تھی لیکن یوروپ مین جو انگریزون کو فتوح حاصل ہوئین جب سے انکو یقین ہوا کہ ہم بڑی ملیٹری قوم ہین گو لیڈن ہال - سٹریٹ کے ڈائرکٹر اپنے پرانے مقولات مین سچے رہے وہ مشرق مین اپنے کل پولیٹکل اور ملیٹری منصوبون کے برخلاف رہے لیکن اہل انگلنڈ اس بہادرانہ پولیسی کے مداح رہے جس مین صرف کامیابی ہی ہو - اس وقت سے انگلنڈ تمام سلاطین ہند کا سرپنچ ہوگیا پھر اسکو اپنے والاقتدار اور سب سے برتر ہونے کے اعلان مین کچھ تامل نہ ہوا - اس اعلان مین یہہ بھی ضرور تھا کہ دہلی کی سلطنت کا قصہ چکایا جائے مشرق مین اب ایمپائر (سلطنت) کا لفظ صرف برٹش حکمرانی کے ساتھ مخصوص ہوگیا اور دہلی کی بادشاہی کا برائے نام قائم رکھنا جو پہلے انگریزون کے لیئے مفید تھا اب وہ انکو گران خاطر معلوم ہونے لگا حتی الامکان جلد اسکے دور کرنے کی تدبیرین ہونے لگین یہہ بیان بھی کرنا چاہیئے کہ تیس برس کے عرصہ مین بادشاہی کے آفتاب کی روشنی تھوڑی تھوڑی کم ہوتی چلی گئی ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل گیا وہ

انگریزی پالیسی کا تغیر

فصل بادشاہ کے گھمنڈ کو ڈھاتا گیا اور خاندان تیمور کی تعظیم و تکریم کے مراسم کو گھٹاتا گیا یہہ تمام باتین
اہل قلعہ کے دلون مین کانٹون کی طرح چبھتی تھین لیکن وہ برٹش گورنمنٹ کی علو مرتبت اور والا اقتدار
ہونے کے لیئے لازمی تھین - یہہ امر مشتبہ ہے کہ ایک شخص بھی ایسا ہو جسکی رائے مستند و معتبر اچھی طرح سمجھی جائے
اور وہ اس بادشاہی کے گھٹانے کی دانائی مین شبہ کرتا ہو - انسانیت کا اقتضا رتھا کہ دہلی کی ہوا
جو پوشیدہ بادشاہی کی بڑی بڑی برائیون سے غلیظ ہو رہی تھی وہ زیادہ پاک صاف کی جائے
قلعہ جو بجائے خود شہر تھا وہ سب قسم کی برائیون کا گھر تھا جس مین عورت مرد ایسی بدکاریان کرتے
تھے کہ وہ اپنے لیئے اور اورون کے لیئے خدا کی طرف سے لعنت کا مستحق کرتے تھے مشرق
مین جتنی برائیان ہین وہ سب اس قلعہ مین موجود تھین جنکا حساب سوا خدا تعالے کے
کوئی اور نہین کر سکتا شہر کے مقدس و متبرک آدمی کہا کرتے تھے کہ اگر کسی مکان مین قلعہ کی
اینٹ بھی لگ جائے تو اس مین رہنا حرام ہے اس خاندان کے لغو و بیہودہ حرکات نے
انگریزون کی نگاہ مین اسکی کوئی اپنی وقعت اور عزت باقی نہین رکھی تھی -

۲۸ ستمبر کی شام کو اکبر شاہ بیاسی برس کی عمر مین اس جہان سے رخصت ہوا اس نے
اول یہہ کوشش کی کہ مرزا جہانگیر کو اپنا ولیعہد بنائے جنہون نے سیٹن صاحب رزیڈنٹ پر
گولی چلائی اور انکو لولو کہا وہ تو دہلی سے الہ آباد مین جلا وطن ہوئے پھر بادشاہ نے
مرزا نیلی کے لیئے کوشش کی اس مین بھی ناکامی ہوئی شہزادہ ابوظفر (تاریخی نام ہے جسکے عدد ۸۸ ہین)
تخت نشین ہوا اور ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خطاب ہوا - اسوقت
اسکی عمر ساٹھ سال کی تھی عشق و عشرت مین بسر ہوئی تھی - وہ مسکین مزاج نہایت کاہل تھا شاعری کا
بڑا شائق تھا خود بڑا شاعر تھا اس مین کسی قسم کی سازش کرنے کی لیاقت قدرت ہی نے
نہین دی تھی مگر ہان وہ حریص و زر پرست تھا کہ ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اس فکر مین ہوا کہ
انگریزون سے اپنا وہ وظیفہ بڑھوائے جسکا وعدہ ایک قسم کا اکبر شاہ سے ہوا تھا -

اسوقت سر چارلس مٹکاف لفٹنٹ گورنر تھے انہون نے اس اضافہ کی سفارش نہین کی وہ
یہہ جانتے تھے کہ اس اضافہ کا کرنا سرکاری روپیہ کا برباد کرنا ہے ایسا ہی لارڈ آک لینڈ
گورنر جنرل نے اسکو جانا انہون نے کہا کہ اگرچہ اسکا اقرار کیا گیا ہے جسکا پورا ہونا چاہیئے مگر

اسکے ساتھ پہلے یہہ شرائط بھی پوری ہونی جاہئین کہ وہ اپنے تمام دعوون سے جو برٹش گورنمنٹ پر بین ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو لیکن بہادر شاہ نے وہ کام کیا جو اسکے باپ نے کیا تھا کہ شرائط مذکورہ کے قبول کرنے سے انکار کیا اور یہہ سمجھا کہ انگلنڈ مین اپیل کرنے مین مطلب برآری ہو جائیگی اکبر شاہ نے رام موہن رائے کو راجہ کا خطاب دیا اور اپنا سفیر بنا کے انگلنڈ بھیجا۔ راجہ صاحب کی انگلش سوسائٹی مین انکے علم اور لیاقت کی بڑی قدر شناسی ہوئی کہ ہندوون کو روشن ضمیر بنانا چاہتا ہے مگر اسکی سفارت کی رتی برابر بھی قدر و حرمت نہین ہوئی۔ وہ اپنے کام مین بے نیل مرام رہا۔

مگر بہادر شاہ کو اس طرح اپنے مقصد حاصل کرنے کا خیال چلا جاتا تھا اسنے جارج طامس کی تحریر و تقریر کی بڑی تعریف سنکر بلایا اور اپنا ملازم کیا اسکے سامنے بہت سے قباحتین بیان کین کہ وہ انکی اصلاح کرائے۔ لارڈ ایلن برا نے بادشاہ کی نذر بند کردی جو رزیڈنٹ کی معرفت عیدین و نوروز اور بادشاہ کی سالگرہ کے دن گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی طرف سے بادشاہ کے روبرو پیش کی جاتی تھین۔ ۱۸۴۳ء مین بہادر شاہ کو بھی کمانڈر انچیف نے نذر پیش کی تھی ان نذرون کے موقوف ہونے سے بادشاہ کو ہمیشہ انگریزون سے کینہ و ملال رہا متعلقین قلعہ کو بھی اپنی بادشاہی کی یہہ ثابت ہوا کہ برٹش گورنمنٹ اب خاندان تیمور کی بادشاہی کو کسی طرح سے نہین مانتی اس نذر کے نقصان کا معاوضہ بادشاہ کو دیا گیا۔ کمپنی نے خاندان شاہی کے وظیفہ کے اضافہ سے بھی انکار کیا جب تک کہ وہ شرائط مذکورہ بالا کو منظور نہ کرے کورٹ ڈائرکٹرز کی چھٹی مورخہ ۱۱- فروری ۱۸۴۶ء آئی کہ یہہ ناممکن ہے کہ ہم اس شرط سے ہٹین کہ آیندہ تمام دعوون سے بادشاہ ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو اس فیصلہ کو مسٹر جارج طامس بھی راجہ رام موہن رائے کی طرح منسوخ نہین کرا سکے کوئی وجہ بھی نہ تھی کہ وظیفہ شاہی کا اضافہ ہوتا۔ ایک لاکھ روپیہ اس کثیر العیال بادشاہ کی خوش گزرانی کے لیئے کافی نہ تھا۔ اضافہ کرنا روپیہ کا رائگان کرنا تھا۔ اس لاکھ روپیہ مہینہ کے سوا بہادر شاہ کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی علاقہ کوٹ قاسم کی اور شہر مین تیول شاہی کے کرایہ کی اور تھی۔ اس ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مین سے ایک ہزار روپیہ ماہوار لکھنؤ مین بادشاہ کے بھتیجون کی تنخواہ کا جاتا تھا۔

اگرچہ بادشاہ کو برٹش گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہین تھی وہ اپنی آمدنی پر قانع تھا عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا تھا لیکن اسکے زمانہ مین ایسی سازشین ہوتی تھین کہ جنکا مقابلہ کوئی مشرقی پادشاہ نہین کرسکتا تھا حکم زعجہ بہ از حکم خدا - بہادر شاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی تھی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اسکا نام جوان بخت تھا - زینت محل بادشاہ پر بالکل مسلط تھی وہ یہہ چاہتی تھی کہ میرا بیٹا بادشاہ کے بعد بادشاہ ہو بڑھاپے کی اولاد کو آدمی بہت چاہا کرتا ہے - بادشاہ بھی جوان بخت کو بہت چاہتا تھا اسکی بھی آرزو تھی کہ وہ اسکے بعد تخت نشین ہو محل کے اندر زینت محل ایسی سازشین کرتی تھی کہ بادشاہ کا ولیعہد میرے بیٹے کے سوا کوئی اور بادشاہ کا بیٹا نہ ہو -

۱۸۴۹ء مین ولیعہد دارابخت نے انتقال کیا اسوقت بہادر شاہ کی عمر ستر برس سے کچھ زائد تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب عمر طبعی ختم ہونے کو ہے - بہادر شاہ کے بعد جانشین بنانے مین گورنمنٹ متفکر ہوئی - لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اس بادشاہی کی جھوٹی دکھاوٹ بھی باقی رہے - پہلے اسکے جو گورنر جنرل تھے وہ اس قدیمی خاندان کی باتون پر نہایت رحمدلی سے غور ہوتے تھے کہ وہ اتنی مدت دراز تک اپنی حالت پر قائم رہی جو عقل اور راستی کے برخلاف تھی بہادر شاہ کی موت کے بعد دہلی کے بادشاہ کی بادشاہی ہٹانے کا برٹش گورنمنٹ پر تقاضا ہوا پہلی اگست ۱۸۴۹ء کو کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق گورنر جنرل نے اپنے ایجنٹ دہلی کو یہہ ہدایتین کین کہ جب دہلی کا بادشاہ مرجائے تو اسکے جانشین بنانے کے باب مین ہر معاملہ کی خاص منظوری گورنر جنرل سے لینی چاہیئے اگرچہ ان ہدایتون مین بادشاہ کے لقب کی موقوفی کی نسبت خیال ظاہر کیا گیا ہے لیکن ہم اسکی موقوفی کا حکم جب تک نہین دے سکتے کہ اس باب مین زیادہ اور مفصل حال تم سے نہ سنیں اور جن باتون کی تم سفارش کرو اسکے متفصد اور وجوہ پر ہم فرصت مین غور نہ کرین -

جب ولیعہد مرزا دارابخت کا انتقال ہوا تو گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی کو موقع ہاتھ لگا کہ اس جانشینی کے باب مین فیصلہ کرین مرزا فخرالدین فتح الملک وارث شرعی بادشاہ کی جانشینی کے لیئے تھا اسکی عمر تیس سال کی تھی وہ انگریزون کی سوسائٹی کو پسند کرتا تھا گورنر جنرل نے دیکھا

کہ اس شہزادہ کی خصائل اور حالتین اسکے منصب کے لیئے ایسی ہین جسکے سبب سے جو تبدیلیان
وہ کرنی چاہتے ہین انکو وہ دانشمندانہ سرانجام کردیگا۔

لارڈ ڈلہوزی کی تجویز

گورنمنٹ کا یہہ فرض ظاہر تھا کہ وہ ایسی حالتون کو دوامی نہ بنائے جنکی بدنمائی پر صرف حکایات
سالقہ لمح کرتی ہون لیکن جس کام کا کرنا ضروری تھا اس کے لیئے دفعتہً تشدد نہین ہوسکتا
تھا اسکے واسطے موقع اور وقت درکار تھا۔ لارڈ ڈلہوزی جانتے تھے کہ وقت وموقع کچھ
دور نہین ہے اسکا انتظار صبر سے کرتے رہے اب وہ آگیا۔ دارابخت ایسا شاہزادہ تھا
جسکی عمر دہلی کی بادشاہی کی امید مین بسر ہوئی تھی اسکو اپنی ساری عمر کی امید مین مایوسی کرنی
بڑی سنگدلی تھی گو عہد شکنی نہ تھی۔ مرزا فخرالدین فتح الملک ایک پنشنخوار تھا اسکو وہ وقت یاد نہ تھا
کہ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا اور وہ ہندوستان مین بڑا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اسلیئے
یہہ ناانصافی نہ تھی کہ وہ اپنے خاندان کا سردار آن شرائط کے ساتھ بنایا جائے جو غیر آن شرائط
سے ہون جو اسکے باپ کے بادشاہ ہونے کی صورت مین مانی گئی تھین۔ گورنر جنرل کی
رائے مین یہہ صحیح پولیسی تھی کہ وہ حقوق اور فوائد جنہون نے بادشاہی کی اس بے اصل جھوٹی
نقل کو زندہ کر رکھا تھا موقوف ہوجائین۔ اسسے جو قباحتین دور ہوتین وہ بہت سی تھین مگر
انمین بہت چبھتی ہوئی یہہ تھین۔ اول دوام کے لیئے بادشاہ کا لقب رہنا بڑا ناسور تھا۔
گورنر جنرل نے اسکی مقدار کا صحیح تخمینہ کیا۔ انہون نے لکھا کہ ہندوستان کے سلاطین
اور رعایا کے دلون مین خواہ بادشاہ کی نسبت کیسے ہی خیالات ہون مگر اب وہ بادشاہ کی
کسی حالت کی پرواہ نہین کرتے۔ بے شک برٹش گورنمنٹ ہندوستان مین سب سے زیادہ
اعلے وبرتر والاقتدار بادشاہ ہوگئی ہے اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ کوئی رقیب اسکا نام
مین وہ بادشاہ ہو جسکے باپ دادا ایسے والاقتدار ہون جیسے کہ اب ہم ہین مین اسے مانتا
ہون کہ اسکے ہونے سے کوئی اصلی خوف ہمارے لئے نہین ہے مگر اسکی سازشین جو اکثر ہوتی
رہتی ہین وہ ہمکو تکلیف دیتی ہین مگر لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین سمجھے کہ گو زمانہ نے اس خاندان کے
ادب واحترام کو ضعیف کردیا ہے مگر ابھی اسکو یقینی بالکل مٹا یا نہین اسکو اگر موقع مل گیا تو وہ
برٹش گورنمنٹ کو فقط حیران وپریشان ہی نہین کریگا بلکہ اس مین اب تک اتنا دم چلا جاتا ہے

کروہ اسکو جوکھون مین ڈال دیگا۔ دوسری قباحت یہہ تھی کہ بادشاہ قلعہ مین رہے قلعہ شہر مین تھا اور شہر مین ایک بڑا میگزین تھا سر چارلس نے پیبر نے لاہور سے ۱۵- دسمبر ۱۸۴۹ء کو اس میگزین پر یہہ اعتراضات لکھے تھے - قلعہ شہر کے نہایت آباد حصے مین واقع ہے اسکے اڑنے مین بڑے ہولناک خوف ہین اول جانون کا بڑا نقصان ہوگا دوم قلعہ بالکل برباد ہو جائیگا سوم گورنمنٹ کے مال کا بڑا نقصان ہوگا - چہارم اسکی محافظت اچھی طرح نہین ہوتی صرف پچاس تلنگے اسپر پہرہ دیتے ہین اسکے دروازے ایسے کمزور ہین کہ کوئی سرکش گروہ انکو توڑکر اندر داخل ہوسکتا ہے اسواسطے مین چاہتا ہون کہ باروت کا میگزین کسی سلامتی کی جگہہ مین بنایا جائے تیمن جار سیل پہ ایک مضبوط پرانا قلعہ ہے مگر اسکی مرمت کے لیئے لاکھون روپے چاہئین جب وہ کام کا ہو اسلیئے مین چاہتا ہون کہ وہ شہر کے قریب اور جگہہ بنایا جائے ایسی رپورٹون سے لارڈ ڈیل ہوزی کو یہہ خیال ہوا کہ قلعہ سے باہر قطب مین بادشاہ آباد ہو اور قلعہ مین یہہ میگزین چلا جائے -

بے شک یہہ ایک دانائی کی بات تھی کہ بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہی خاندان قلعہ سے باہر چلا جائے سلاطین کے سب حقوق موقوف ہوجائین یہہ کام کچھ مشکل نہ تھا - لارڈ ڈلہوزی اس کام کو بغیر تاخیر کے کرنا چاہتے تھے انکے نزدیک بادشاہ کے مرنے کے انتظار کے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہ تھی غالبًا بادشاہ کو اگر کافی ترغیب دی جائیگی تو وہ قلعہ خالی کردیگا وہ یہہ سمجھتے تھے کہ قطب ایسا مقدس مقام ہے جہان ایکے لیئے بادشاہ کے باپ دادا کی قبرین ہین بہادر شاہ اور اسکے خاندان کے آدمی آباد ہونے مین کوئی اعتراض نہین کرینگا اور اگر اعتراض کرین گے تو اس بات پر غور کی جائیگی کہ آیا انپر دباؤ زیادہ نہ ڈالا جائے یا یہہ تدبیر آخر کو کی جائے کہ اگر وہ قطب مین جاکر نہ آباد ہون تو انکا وظیفہ بند کردیا جائے +

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز مین لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے خیالات مذکور ظاہر کیئے تو اس باب مین لیڈن ہال - سٹریٹ مین نہایت دلچسپی کے ساتھ مباحثہ کیا گیا" انہون نے کہا کہ یہہ سوال کمپنی کے اعلے و برتر حکومت ہونے کا نہین ہے اس مین کسی کو مناقشہ نہین ہے کہ سرکار والا اقتدار کمپنی کی حکومت اعلے و برتر ہے - دہلی کی بادشاہی

فقط ایک لقب ہے جو بالکل ہماری مضرت رسانی کی ذراسی قوت نہین رکہتا لیکن اسکا ادب
سلمان کرتے ہین کیونکہ انکے بادشاہ کا ایک قدیمی نام باقی رہے سلمان برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
اپنے دل مین نیک خیالات اس سبب سے رکہتے ہین کہ وہ اس قدیمی خاندان کی عزت کرتی
ہے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے تمام سلاطین اور رعایا کو بادشاہ کی کچھہ
پروا نہین ہے لیکن کورٹ اسکو ممکن نہین سمجہتا کہ کوئی رعیت اس خاندان کی پہلی عظمت و شان
کی یاد سے بے پروا ہوئی ہو۔ موروثی ادب و تعظیم جسکے ساتھہ وہ یاد ہوتی ہے بالکل اس امید سے
مختلف ہوتی ہے کہ اسکو از سر نو زندہ کرے اس طرح سلمانون کی دل آزاری کرنا پولیٹک کے
خلاف ہے مقابلہ کی بھی مایوسی سے معاً یہہ ظاہر نہین ہوتا بلکہ مخفی رہتا ہے کہ جب اسکے ساتھ
پبلک خوف شامل ہونگے تو وہ اپنا عمل کرین گے" بالفعل گورنمنٹ کی کونسل انڈیا مین لارڈ
ڈیل ہوزی کی بلند دماغی نے اپنا بڑا اثر کرنا شروع کیا تھا کونسل کے ایک یا دو بڑے اعلے
درجے کے عاقل خوش فہم ممبر تھے جو لارڈ ڈیل ہوزی کی ہر بات کو بغیر کسی چون و چرا کے
یقین کر لیتے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے اسکی تائید و حمایت بڑے استقلال سے کرتے
تھے کورٹ کے ممبرون کا ایک اور حصہ ایسا بھی تھا کہ وہ لارڈ ڈیل ہوزی پر کوئی خاص
اعتقاد نہین رکہتا تھا مگر حسب ضابطہ ایک نظام کے موافق کام کرتا تھا جس کے سبب سے
وہ بڑے بڑے مشکل کامون کو آسانی سے سرانجام دیتا تھا ایک اور تیسرا فریق زبردست تھا
وہ عقل ہی مین زبردست نہ تھا بلکہ اس سے زیادہ دیانتمندی و نیک دلی مین زور آور تھا
اسنے گورنر جنرل کی درخواستون کو نامنظور کر دیا اس مباحثہ کا مآل کار یہہ تھا کہ کثرت راے
سے اسپر اتفاق ہوا کہ گورنر جنرل نے جو درخواستین بھیجی ہین انکی نفی مین ہدایتین بھیجی جائین
لیکن جب اسکا مسودہ لیڈن ہال سٹریٹ سے کیلن رو مین آیا تو اسے بورڈ کنٹرول نے
قطعی اس سے مخالفت کی اس وقت سر ہوب ہوس اسکے پریسیڈنٹ تھے اس پر مباحثہ
ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے شاہ عالم سے یہہ معاہدہ نہین کیا کہ اسکے جانشینون کو ایسے حقوق
عطا کریگی جو خود اسکو دیئے گئے ہین اور کورٹ نے یہہ نہین ثابت کیا ہے کہ گورنر جنرل
نے جن درخواستون کو پیش کیا ہے وہ انصاف کے یا پولیٹک کے برخلاف ہین پس سر

[illegible] مخالفت

کورٹ اور بورڈ کے درمیان تیز و تند مخالفت ہوئی کورٹ نے بورڈ کی باتون کو یون مسترد کیا
کہ یہہ درخواستین فقط تنہا گورنر جنرل کی ہین انکی منظوری اسنے اپنی کونسل کی اتفاق رائے
سے نہین حاصل کی اور جو تجویزین اسنے کی ہین وہ دانشمندانہ اور منصفانہ نہین ہین اور وہ
ہندوستان مین مسلمانون کی سخت دل آزاری کرینگین۔ کورٹ اس حکم کے دینے پر
تیار تھا کہ قلعہ کے خالی کرانے مین ترغیبون کے وسائل کام مین لائے جائین لیکن وہ
قلعہ کے زبردستی خالی کرانے پر سخت معترض ہوئے بورڈ نے کورٹ کو یہہ جواب دیا کہ
یہہ مقدمہ ایسی ضرورت نہین رکھتا تھا کہ گورنر جنرل اپنی کونسل کے ممبرون کی منظوری حاصل کرتا
اگر ممبرون کو اس تجویز کے نتائج سے کوئی خوف ہوتا تو وہ کورٹ کو اپنے خوفون سے اطلاع
دیتے اگرچہ یہہ خوف کرنا انکا غلط ہوتا کسی قسم کا یہہ اقرار نہین کیا گیا کہ لارڈ ولزلی نے جو
استحقاق شاہ عالم کو عطا کیئے تھے وہ اسکے جانشینون کو بھی دیئے جائینگے یہہ معاملہ
صرف پولیسی سے متعلق تھا اسکا اثر جو مسلمانون پر ہوگا اسکا انصاف ہندوستان کے
حاکم بہ نسبت انگلنڈ کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بہتر کرسکتے ہین۔ لیکن جب انڈین منسٹر نے یہہ کہا
کہ برٹش ایمپائر کو خاندان تیمور کے سرپرست سے بے انتہا تھوڑا خوف ہے لیکن
اگر کوئی مسلمان کبھی یہہ خیال کریگا کہ وہ عیسائیون کی برتری پر حملہ کرنے کے لیئے اپنے ایمان کی
جوش کو مسلمانون کے دلون مین پیدا کرکے پھر انکو فراہم کرے تو یقینی اسکو یہہ سوجھیگی کہ دہلی میز
جو بالفعل بادشاہ بنا ہوا موجود ہے اور شاہانہ قلعہ اسکے پاس ہے تو وہ اسکے ہاتھ مین کارگر آلہ
بہ نسبت اس شہزادہ کے ہوگا جسکو لارڈ ڈیل ہوزی بادشاہ سے پست حالت مین رکھنا
چاہتا ہے" بورڈ نے بجا دانشمندانہ راے دی جب یہہ چٹھی کورٹ کے پاس پہنچی تو اُس نے
کہا کہ ہم اس معاملہ کو ایسا اہم و عظیم الشان جانتے ہین کہ بورڈ مین پھر اسکے اپیل کرنے سے
اپنے تئین نہین روک سکتے کورٹ نے ان دو باتون کی نسبت مباحثہ کیا اول لارڈ ولزلی کے
فعل سے جو دہلی کے خاندان شاہی کی نسبت استدلال کیا تھا اور یہہ گفتگو کی کہ اس سے
مسلمانون کے دلون مین کیا اثر پیدا ہوگا اگر مسلمانون کی آبادی نے اپنی تدابیر چلا کر برٹش
گورنمنٹ کی بدخواہی کی تو اسکے اثر کی مقدار کا بتلانا ایک راے کی بات ہے جسکے وثوق

اور اعتماد کے ساتھ بتلانے کے وسائل موجود نہین ہین ممکن ہے کہ کورٹ جس قباحت کے پیدا ہونے کا جسقدر خوف کرتا ہے اس سے وہ بہت کم وقوع مین آئے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اسکی نسبت جو وہ پہلے سے قباحت بتلائے اُس سے زیادہ ظہور مین آئے" کورٹ نے یہہ اور اضافہ کیا" کورٹ اس بات کو بغیر سنجیدہ سراسیمگی کے نہین خیال کر سکتا کہ جو نتائج اس کام سے پیدا ہونگے وہ سارے ہندوستان پر اپنا اثر کرین گے اور اسکے سبب سے جو گورنمنٹ کی بے اعتباری ہوگی وہ برسون مین اسکی مخالف پولیسی کے اختیار کرنے سے بھی دور نہین ہوگی- لورڈ نے اس مقدمہ کو پھر غور سے دیکھا اور اپنی پہلی راے پر جارہا اس نے اختلاف راے پر افسوس کیا مگر قانون کے موافق جو اسکو اختیارات حاصل تھے اسکے موافق ایک مراسلہ مین اپنا فیصلہ لکھ بھیجا-

دلائل کا تصفیہ زمان

اگر لورڈ و کورٹ کی دلائل پر غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ دونو حق پر تھے اور دونو خطا پر تھے- وہ جن باتون کا اظہار کرتے تھے انہین حق پر تھے اور جن باتون سے انکار کرتے تھے ان مین خطا پر تھے حقیقت مین یہہ ٹہری گورنمنٹ کمپنی اور بادشاہی کی برٹی تھی جسکا ہر ایک آدھا حصہ غلطی کرتا تھا کہ ایک آدھا حصہ ان خوفون کے ماننے سے انکار کرتا تھا جنکو دوسرا آدھا حصہ اظہار کرتا تھا- طرفین کے صرف خیالات ہی دوڑتے تھے جنکے امتحان کا معیار زمانہ آیندہ تھا- معلوم نہین ہوتا تھا کہ کورٹ یا لورڈ کی رائون مین سے کس کی راے کی وثاقت کو زمانہ ظاہر کریگا اگر بہادر شاہ کے قلعہ سے خارج کرنے مین کوئی ہنگامہ برپا نہ ہوتا تو لورڈ کی راے درست ہوتی اور اگر کوئی فساد کھڑا ہوتا تو کورٹ کی راے درست ہوتی-

سنہ ۱۸۵۰ء مین بورڈ و کورٹ کا التوا

۱۸۵۰ء کے موسم بہار مین لارڈ ڈیل ہوزی پاس مراسلہ آیا جس مین اس باب مین ہدایتین لکھی ہوئی تھین بعض ممبرون نے لارڈ ڈیل ہوزی کی درخواستون کے برخلاف اپنی راے کو بڑے زور سے ظاہر کیا تھا مسٹر ملکر صاحب نے جنکی عمر اسی برس کی تھی انہون نے راے دی" مین اس بات کو ایک لمحہ کے لیئے بھی یقین نہین کرتا کہ خاندان شاہی ترغیب دینے سی قلعہ کو خود خالی کردیگا- ہندوستان کے آدمیون کا خواہ وہ کیسی ہی غریب و مفلس ہون باپ دادا کے سکونت کے مکان سے بڑی محبت رکھنا مشہور ہے وہ سب لوگ خوب جانتے ہین جو

ہندوستانیوں کی باتوں کو کچھ بھی سمجھتے ہیں اور قلعہ کی صورت کی تو خاص حالتیں ہیں قلعہ سے اس
خستہ حال خاندان شاہی کو الفت ہے وہ انکی گذشتہ شان وشکوہ کی نشانی ہے یہہ مطلب
کہ قلعہ کو خاندان شاہی خالی کردے کیا تو جنگی زور سے یا دہمکیوں سے حاصل ہوسکتا ہے
جس میں گورنمنٹ کی ہتک ہوگی اور اس سے برٹش گورنمنٹ سے کینہ و نفرت پیدا ہوگی"
انہوں نے کہا کہ میں لارڈ ڈیل ہوزی کی ذہانت و فطانت اور پبلک سپرٹ کا اعلے درجہ کا
ادب کرتا ہوں لیکن مجھے یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس شخص کو ہندوستانیوں کے حال پر علم ترجمانوں
کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو وہ انکی سیرت وخصلت وعادت خو بو۔ انکی باتوں اور تعصبات پر
اچھی طرح علم نہیں حاصل کرسکتا حقیقت میں کوئی دلیل اسکی نہیں ہے کہ دہلی ایک ملیٹری مقام
بے عظمت ہو خاص کر ایسے وقت میں کہ ہم نے دریاے سندھ سے پرے اپنی قلمرو کو بڑہا لیا
ہو۔ یہہ قلعہ کوئی بڑی حصانت نہیں رکھتا اسکو تو بہت دفعہ اناڑی مجہولوں نے فتح کیا ہے
جو قواعد سپاہ سے ناآشنا تھے" لارڈ ڈیل ہوزی مع کونسل کو کورٹ نے اختیار دیا تھا کہ
وہ تجاویز مذکورہ کو عمل میں لائے لیکن انہوں نے یہہ سوچ کر کہ ان تجاویز کے برخلاف انگلنڈ
میں بہت کچھہ کہا گیا ہے گو اس سے میری اپنی راے سابقہ میں تفاوت نہیں آیا لیکن
یہہ کوئی کام ایسا اہم و ضروری نہیں کہ اس میں جلدی کی جائے اسلیئے اس معاملہ کو ملتوی
کردیا۔

ایضاً [illegible]

یہہ مباحثات ہو رہے تھے کہ بادشاہی محل میں ایک شگوفہ کھلا کہ بہادر شاہ نے اپنی ناراضی
ظاہر کی کہ مرزا فخر الدین اسکا جانشین ہو۔ بادشاہ کی بیوی زینت محل نے اسکو بہکایا تھا۔
اور یہہ چاہا کہ اسکا بیٹا جسکی عمر گیارہ سال کی تھی بادشاہ کا جانشین ہو۔ مرزا فخر الدین کی
جانشینی پر یہہ بھی ایک اعتراض تھا کہ مرزا کا ختنہ ہوا ہے اور یہہ دستور ہے کہ جو شخص
ساقط الاعضاء ہو وہ تخت نشین نہیں ہوسکتا مگر اس بیان میں مبالغہ تھا ہمایوں بادشاہ تک
خاندان مغلیہ کے بادشاہوں کا ختنہ ہوا تھا شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے وہ موقوف
ہوا اسکا یہہ قول تھا کہ "مینفرمودند از مردم بس شگفت آید کہ خرد سالان را کہ از بار فرائض
سبکدوش اند سنت ختنہ ناگزیر نہادہ۔ اسکی راے یہہ تھی کہ بچوں کو انکی معصومی کی حالت میں

تکلیف زخم کی نہ دی جائے جب وہ بارہ برس سے بڑے ہون تو انکو اختیار ہے کہ وہ اس تکلیف کو اٹھائین یا نہ اٹھائین۔ اسوقت سے خاندان تیموریہ مین ختنہ کی رسم موقوف ہوئی عام خیال یہہ تھا کہ شاہزادے ختنہ اسلیئے نہین کراتے کہ وہ ساقط الاعضا ہو جائینگے جسکے سبب سے بادشاہی سے محروم ہو جائینگے اس خاندان کے ہر شہزادہ کو یہہ خبط تھا کہ وہ بادشاہ ہو سکتا ہے شہزادے معاملات مین یہہ قسم کھایا کرتے تھے کہ خدا مجھے تخت نصیب نہ کرے غرض جہان قلعہ کی حماقت و خرافت کی اور باتین تھین انہین سے یہہ ختنہ نہ کرانا بھی تھا۔ مگر جن شہزادون کو اپنے مذہب کا پاس ہوتا تھا وہ اپنا ختنہ کراتے تھے مرزا فخر الدین اپنے مذہب کا بڑا پابند تھا اسنے اپنا ختنہ کرایا تھا شہزادے اسکو متشرع ہونے کے سبب سے وہابی کہتے تھے ان باتون کے سبب سے لارڈ ڈلہوزی نے حسب سررشتہ اس جانشینی کے معاملہ کے طے کرنے مین ایک مدت توقف کیا اور منتظر رہا کہ آگے اور کیا معاملات پیش آتے ہین۔

اس عرصہ مین گورنر جنرل نے اپنی کونسل کے ممبرون سے اس جانشینی کے باب مین رائے طلب کی اسوقت انکی کونسل کے ممبر مسٹر فریڈرک کری۔ مسٹر جان لٹلر اور جان لوئس تھے اول ممبر نے یہہ رائے دی کہ بادشاہ کے مرنے مین کچھ بہت دنون کا عرصہ نہین ہے اسکے مرنے کے بعد ہم کو اس جانشینی کی بابت فیصلہ کرنا چاہیئے اُسوقت ہم جس امیدوار کو جانشینی کے لیئے مقرر کرینگے قلعہ کے خالی کرانے کی شرائط آسانی ٹھیرائینگے مسٹر جان لٹلر کو یہہ یقین تھا کہ مسلمانون کی آبادی ہندوستان مین قدیمی خاندان مغلیہ کو بڑے ادب اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ اسکے خفت سے آزردہ اور خفا ہوگی اسلیئے انہون نے یہہ مشورہ دیا کہ جو کام کیا جائے بڑی حزم و احتیاط سے ترغیب سے کیا جائے جبر سے نہ کیا جائے۔ جان لوئس ان سب باتون کا مضحکہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین یہہ یقین نہین کرتا کہ ہندوستان کے مسلمانون کو ذرا سی بھی دہلی کی یا اسکے بادشاہ کی پرواہو حزم و احتیاط یہہ ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے بادشاہ کا خطاب موقوف کیا جائے اور قلعہ خالی کرایا جائے۔

گورنر جنرل کی کونسل کی رائین بادشاہ کی جانشینی کے باب مین

ان تمام غوروں و سوچ بچار کا ماحصل یہہ تھا کہ ایک مراسلہ انگلنڈ کو بھیجا گیا جس مین یہہ سفارش کی گئی کہ بادشاہ موجودہ کے مرنے تک تمام حالات سابقہ بدستور قایم رہین ۔ مرزا فخر الدین بادشاہ کے لقب کے ساتھہ جانشینی کے لئے تسلیم کیا جائے مگر اُسے خالی خطابی بادشاہ ہونے کے سبب سے قلعہ دینے کا حق نہ دیا جائے اور ترغیبین جاری رہین کہ وہ قلعہ کو خالی کر کے قطب مین بود و باش اختیار کرے اگر ضرورت پڑے تو اسکا حق قلعہ مین رہنے کا اضافہ مشاہرہ کے عوض مین خریدا جائے ٭

گورنر جنرل کی تمام سفارشون کو ہوم گورنمنٹ نے منظور کرلیا ۔ دہلی کے ایجنٹ کو اجازت دی گئی کہ مرزا فخر الدین سے ملاقات کر کے برٹش گورنمنٹ کی خواہشون سے اسکو اطلاع دیدے مرزا اور سر طامس مٹکاف کی ملاقات ہوئی مرزا نے اپنی گورنمنٹ کی خواہشون کو بخوشی قبول کیا بشرطیکہ اسکو خطاب بادشاہ کا عطا کیا جائے اور اسکی اپنی امارات شاہی کے قائم رکھنے کی اجازت دی جائے ۔ گورنمنٹ کو اسکی منظوری سے خوشی ہوئی ۔ جب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی دہلی مین آئے تھے کہ قطب مین انکی مرزا فخر الدین سے ملاقات ہوئی اور اسمین کچھہ معاہدات ہوئے جنکے اصلی حال تو نہین معلوم ہوئے مگر قلعہ کے خالی کرانے کی اور اسکے اندر میگزین جانے کی شہرت ہوگئی جسسے اہل قلعہ اور اہل دہلی کو بڑی سراسیمگی اور پریشانی کا خوف طاری ہوا ۔ زینت محل اور بادشاہ دونو جوان بخت کے ولیعہد نہ ہونے سے ہاتھہ ملتے رہ گئے برٹش گورنمنٹ کو وہ کسی طرح نہین سمجھا سکے کہ جوان بخت ولیعہد ہے

۱۰ ۔ جولائی ۱۸۵۶ء کو مرزا فخر الدین کا ہیضہ سے انتقال ہوا ۔ یہہ شبہہ بھی ہوا کہ انکو زہر دیا گیا ۔ بادشاہی روزنامچہ مین لکھا گیا ۔ مرزا کو اشتہا معلوم ہوئی اسنے جانا کہ خالی معدہ مین صفرا کے زور سے یہہ اشتہا ہوتی ہے کچھہ روٹی کھائی یخنی پی تو استفراغ کی زیادتی ہوئی جسسے نقاہت زیادہ ہوئی کسی دوا نے کچھہ اثر نہین کیا نزع کی حالت طاری ہوئی ۔ مرزا الہی بخش (خسر ولیعہد) نے حکیم احسان اللہ خان کو بلایا انہون نے حقنہ دلوایا جس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا چھہ بجے شام کے ولیعہد کا انتقال ہوا ۔ گھر مین کہرام ہوا بادشاہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر ہوئی بہت رنج ملال ہوا ۔ زینت محل نے اسکی تسکین و تشفی کی ۔ ولیعہد کے معالج

حکیم محمد نقی خان تھے انکی نسبت یہہ مشہور ہوا کہ زینت محل سے ملکر ولیعہد کو دوا مین زہر ملاکر دیدیا لیکن یہہ سب بازاری گپین ہین اس زمانہ مین شہر مین ہیضہ تھا ولیعہد ہیضہ ہی سے مرا تھا۔ دوسرے دن سرطامس مٹکف ایجنٹ دہلی بادشاہ کی خدمت مین آئے جہان پناہ نے ایک کاغذ ایجنٹ کے ہاتھ مین دیا اوراسمین اپنی پہلی ہی درخواست کا اعادہ کیا کہ مرزا جوان بخت کو برٹش گورنمنٹ ولیعہد مقرر کردے۔ اسکے ساتھ ایک محضر تھا جس مین بادشاہ کے آٹھ بیٹون کے دستخط لکھے ہوئے و مہرین لگی ہوئی تھین اس محضر مین لکھا تھا کہ ہم سب خوش ہین زینت محل کا بیٹا جس مین دانائی لیاقت علم دخوش اخلاقی کے صفات موجود ہین ولیعہد مقرر ہو۔ لیکن دوسرے دن بادشاہ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا قریش عرف مرزا قویاش نے اپنی عرضداشت مین ایجنٹ کو لکھا کہ بادشاہ نے شاہزادون سے اضافہ تنخواہ کا اور روپیہ دینے کا وعدہ کرکے محضر پر دستخط و مہرین کرالئے ہین مجھے بھی پوشیدہ یہہ رشوت پیش ہوئی تھی کہ اگر دستخط و مہر کردیگا تو اضافہ تنخواہ ہوجائے گا اور اگر انکار کرونگا تو تنخواہ بند ہوجائیگی مین اپنے باپ کے حکم سے سرتابی نہین کرنی چاہتا تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ زینت محل کے اغواسے بادشاہ مجھے ولیعہدی سے محروم کرنا چاہتا ہے تو مین نے برٹش گورنمنٹ کی طرف رجوع کی کہ مین اس طرح تباہ ہوتا ہون اور میرا حق ولادت مارا جاتا ہے اسلیئے مین نے اپنی حالت کو ایجنٹ کے روبرو پیش کیا کہ وہ سب حالات پر نظر کرکے حق رسی کرے علاوہ اس کے مین بادشاہ کا بڑا بیٹا ہون حافظ قرآن اور حاجی بھی ہون اور میری اور لیاقتون کا حال ملاقات مین آپ پر کھل جائیگا۔

اسوقت لارڈ کیننگ گورنر جنرل اور انکی کونسل کے ممبر دو نوے تھے اسلیئے بادشاہ کی جانشینی مین پہلے ممبرون کے مباحثون کا کچھہ اثر نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے جو طریقہ اس باب مین اختیار کیا تھا وہ نہایت دانشمندانہ تھا اگرچہ انہون نے اس بات کے یقین کرنے مین غلطی کی تھی کہ بالاسے نہین مسلمانون کی محبت بادشاہ کے ساتھ لنگڑی لولی ہورہی ہے اور خاندان شاہی جو قلعہ سے خارج کیا جائیگا اسکو اپنے خارج ہونے کا رنج و ملال نہین ہوگا اور وہ اس مین اپنی ذلت و خفت نہین جانے گا۔ مگر انہون نے اورون کی رائون کا پاس کرکے اپنے ارادہ پر عمل

نہین کیا۔ اسلیئے لارڈ کیننگ نے دیکھا کہ دہلی کا مقدمہ فیصلہ نہین ہوا اور اسکی اصلی باتون کی تنقیح نہین ہوئی۔ دہلی کے قلعہ کے خوف عظیم و کراہیت کو اپنی نئی نگاہ سے انہون نے غور سے دیکھا تو انکو لارڈ ڈیل ہوزی کی نگاہ سے زیادہ وسیع معلوم ہوئے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے جو اپنے خیالات قلعہ سے خاندان شاہی کے خارج کرنے کے بہادر شاہ کی وفات کے بعد تحریر کئے تھے انکو لارڈ کیننگ نے اپنے خیالات کے سانچے مین ڈھال کر اختیار کیا انہون نے لکھا ہمیشہ کی طرح یہہ بات جاننے کے قابل ہے کہ قلعہ دہلی حقیقت مین ایک بڑے مضبوط فصیل دار شہر مین ہے اسکی نہایت ضرورت ملیٹری کامون کے لیئے ہے اسکا ملک گورنمنٹ کے ہاتھون مین رہنا چاہیئے بادشاہ کو اور اسکے رشتہ دارون کو جو اسکے گرد رہتے ہین قانون کی قیود سے بری ہونے کے حقوق جو مضرت ناک ہین موقوف کرنے اخلاقاً نیک گورنمنٹ کے لیئے ضروری ہین مدبران ملکی کی رائون مین مشکل سے کوئی بڑا اختلاف راے اس باب مین ہوگا کہ پولی ٹکل اور پولیسی کی اشد ضرورت یہہ ہے کہ قلعہ جو شہر دہلی کو اپنے قابو و بس مین رکھ سکتا ہے وہ برٹش سپاہ کے ہاتھ مین سلامت و محفوظ ہو کسی عیسائی کے دل مین شبہ نہ ہوگا کہ انسانیت کی اغراض کے لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم ان پردون اور حجابون کو اٹھا دیوین جو ابتک قلعہ کی بد کاری پر پڑے ہوئے تھے جو اسکو دن کی روشنی مین نہین آنے دیتے تھے اور اس کے تاریک کونون سے قانون سے بچانے والے عملون کو نکال دین۔

اس برائے نام بادشاہی کا مٹا دینا اب ایک کھلا ہوا معاملہ ہے۔ لارڈ کیننگ کو ہندوستان مین چند مہینے آئے ہوئے تھے انہین بھی وہ کلکتہ ہی مین رہے تھے وہ ابھی خود اپنی ذات سے شہزادون اور بالائے ہند کے باشندون کی مضرات پر علم نہین رکھتے تھے لیکن انہون نے گورنمنٹ کے پہلے ممبرون کی تحریرات پڑھی تھین جنسے انکو معلوم ہوا تھا خاندان تیمور کی تاریخی باتین خلقت کے دلون مین بڑی ضعیف ہوگئی ہین اگرچہ وہ بالکل مٹی نہین ہین انہون نے اس سے یہہ استدلال کیا کہ جب یہہ باتین لکھی گئی تھین انہین زور تھا اب برسون کے گذرنے کے بعد انکا زور اور زیادہ ہوگیا ہوگا اب اسوقت کا ناگزیر یہہ میلان ہونا چاہیئے کہ یہہ یادگارین بالکل ملیا میٹ کر دی جائین انہون نے فرمایا کہ دلائل جنہون نے ۱۸۵۰ء مین اس مطلب مین

تبدیلی کی ترغیب دی وہ پوری رکورڈ (دفتر کے کاغذات) مین موجود نہین خواہ وہ کچھ ہی ہون زمانہ کے گذرنے نے ان دلائل کو یقینی مستحکم کردیا جنسے کہ پہلے ارادون کو سہارا دیا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ اب انپر سے اعتراض رفع ہو گیا ہو" اور زیادہ انہون نے اپنی دلیل کو بڑہایا" بادشاہی جلال کی نقل کے بہت سے زرو جواہر اتر چکے ہین جس سے اسکی پہلی سی بھڑک چمک نہین رہی ہے اور اسکے وہ حقوق جنپر خاندان تیمور کو گھمنڈ تھا ایک دوسرے کے بعد تلف ہو چکے ہین اسلیئے کچھ مشکل نہین ہے کہ قلم کے ایک ڈوبے مین بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہ کا لقب موقوف کردیا جائے" انہون نے کہا" کہ بادشاہ کی نذر جو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف دیتے تھے موقوف ہوئی - بادشاہ کا جو سکہ بنایا جاتا تھا وہ آیندہ موقوف کیا گیا (بہادر شاہ کے سکے پہلے دس بندرہ بناکرتے تھے مین نے اسکے سکے کے روپیہ کو دیکھا ہے) گورنر جنرل کی مہر مین سے بادشاہ کے فدوی خاص کے الفاظ ساقط ہوئے اور ہندوستانی رئیسون کو ممانعت کی گئی کہ وہ مہرون مین کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرین یہہ امر فیصلہ ہوگیا ہے کہ یہہ ظاہری باتین جنسے کہ کمپنی کی ماتحتی معلوم ہوتی ہے برٹش گورنمنٹ کی اصلی اور مستحکم اقتدار کی شان کے برخلاف ہے اور ایسا ہی لفظ شاہ دہلی کا ہے جس سے کہ ایک جھوٹی بادشاہی کا اعلان ہوتا ہے کسی نئے شخص کے لیئے بادشاہ کا لقب دینا اور اسکی شاہی علامات کا قائم رکھنا گورنمنٹ ہند کی خود اپنی مرضی کا کام ہے اسپر کوئی اسکا تقاضا نہین ہے" کوئی شخص سوار اسکے جسکو وہ دیا جائیگا اس بات کو قبول نہین کریگا کہ گورنمنٹ نے کوئی مرحمت و مکرمت کی ہے" گورنر جنرل نے یہہ اور اضافہ کیا کہ" خواہ موروثی مرتبہ کچھہ ہی ہو اسکا مستحق وارث گورنمنٹ مرزا قریش کو سمجھتی ہے وہ بادشاہ کا سب سے بڑا زندہ بیٹا ہے ایک اور نسل تک بے اصل شان اپنے خاندان کی باقی رکھے گا جسکی یاد کو وہ اپنے حافظہ مین لانے کا استحقاق نہین رکھتا گورنر جنرل نے باتفاق اپنی کونسل کی راے کے جس پولیسی کا فیصلہ کیا اسکو مع ہدایتون کے دہلی کے ایجنٹ کے پاس بھیجا جنکا خلاصہ یہہ تھا۔

اول اگر ایجنٹ کو بادشاہ کے خط کا جواب بھیجنا ضروری معلوم ہو تو وہ اسکو لکھے کہ گورنر جنرل مرزا جوان بخت کا ولیعہد ہونا منظور نہین کرسکتا ہے۔

دوم مرزا قریش کو یہہ امید نہین دلائی جائے کہ اسکی ولیعہدی کے لیئے وہی شرائط منظور ہونگین جو مرزا فخرالدین کے لیئے منظور ہوئی تھین اور بہادر شاہ کی زندگی مین بادشاہ سے یا کسی اور رکن خاندان شاہی سے جانشینی کے باب مین کوئی مراسلت نہ کی جائے۔

سوم بادشاہ کی وفات کے بعد مرزا قریش کو اطلاع دی جائے کہ گورنمنٹ خاندان تیمور کا سرپرست اسکو ان ہی شرائط کے ساتھ مقرر کرتی ہے جو مرزا فخرالدین کے ساتھ ہوئی تھین سوا اسکے کہ اسکا لقب بجائے بادشاہ کے شاہزادہ ہوگا اور اسکی دستاویز کوئی اسکو تحریری نہ دی جائے گورنر جنرل مع کونسل کا یہہ ارادہ نہین ہے کہ اسکے ساتھ عہد و پیمان کرنے کو قبول کرے بلکہ وہ گورنمنٹ انڈیا کے پختہ اور مستحکم فیصلہ کا اظہار کرے۔

چہارم ایجنٹ اس امر کی رپورٹ بھیجے کہ قلعہ مین جن لوگون کو رہنے کا استحقاق ہے انکی تعداد کتنی ہے اور کتنے شاہزادون کو استحقاق حاصل ہے جو نہ بادشاہ کے بیٹے اور پوتے ہین اور نہ اور بادشاہون کے زیادہ دور کے رشتہ دار ہین ۔

پنجم۔ خاندان تیمور کا جو وظیفہ ہے اس مین سے پندرہ ہزار روپیہ ماہوار مرزا قریش کو ملا کرینگے۔ بادشاہ کو اپنے حفظ صحت اور تفریح طبع کے لیئے قطب مین رہنا بہت پسند تھا وہ سال بھر مین دو چار مہینے وہان رہتا تھا اور نئے نئے مکانات وہان قلعہ کے مکانات کے نامون پر مثل دیوان عام و خاص وغیرہ کے بنواتا جاتا تھا وہ خاندان چشتیہ کا مرید تھا قطب صاحب کی زیارت سے مسرور ہوتا تھا وہین اسنے اپنی قبر سنگ مرمر کی بنوائی تھی اسکے وہان رہنے سے اسکے غریب ملازمون کو اپنی گھر سے دور رہنے مین تکلیف ہوتی تھی۔ زینت محل قلعہ مین نہین رہتی تھی وہ لال کنوے پر اپنی ایک بڑی حویلی مین رہتی تھی دن کو آٹھ نو بجے قلعہ مین جاتی اور سہ پہر کو اپنی حویلی مین واپس آتی اسکی سواری کے ساتھ آنے جانے مین گھوڑے پر ڈنکہ بجتا جاتا تھا اسلیئے اہل شہر نے اسکا نام ڈنکہ بیگم رکھہ دیا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ بھی اسکی حویلی مین جاکر آٹھہ سات روز رہا تھا۔ غرض بہادر شاہ اور بیگم صاحبہ نے قلعہ سے باہر رہنے کی بدشگونی خود ہی شروع کردی دونو کو قلعہ کے چھن جانے کی پروا نہ تھی بادشاہ خوش تھا کہ اسکے مرنے کے بعد مرزا فتح الملک کو جو اسکی مرضی کے خلاف ولیعہد ہوا تھا قلعہ نہ دیا جائیگا ان کو سخت رنج یہہ تھا کہ اسکا لخت جگر جوان بخت

ولیعہد نہین ہوا تھا پہلے ہی انکے دلون پر مرزا فخر الدین کی ولیعہدی کا زخم لگا تھا ابھی وہ بھرنے نہ پایا تھا کہ اسپر مرزا قریش کی ولیعہدی نے اور چرکا لگایا جس سے دونو بیتاب ہو گئے رات دن اسی ادھیڑ بن مین رہتے تھے کہ کسی طرح سے گورمنٹ کو مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی کرین۔ بادشاہ اپنی پیرانہ سالی کے دن چین و آرام سے بسر کرنی چاہتا تھا مگر زینت محل جوان بخت کی ولیعہدی کے جھگڑے کو اُسکے پیچھے لگا کے زندگی تلخ کرتی تھی

یہان یہہ دستور ہو گیا ہے کہ جب ہندوستان کے اندر یا اس سے باہر انگریزون سے لڑائیان ہوتی ہین تو ان آدمیون مین سے جو برٹش گورمنٹ کو اپنے حق مین مضر جانتے ہین بعض بد سرشت اشخاص انگریزون کی شکستون کی اور انکے دشمنون کی فتحون کی جھوٹی جھوٹی خبرین اپنے دل سے گھڑ کر بازارون مین دکانون پر اور مہاجنون وامیرن اور شہزادون کے مکانون میز ایسی ثقاہت و وثاقت سے نمک مرچ لگا کے بیان کرتے ہین کہ بیچارے سادہ لوح انکو یقین کرتے ہین اور ایسی ہی اسکے برخلاف وہ لوگ جو انگریزی گورمنٹ کو اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین بعض نیک سرشت ان جھوٹی خبرون کی تکذیب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انگریزون کی شکست کی خبر غلط ہے انگریز تو شکست کھانا جانتے ہی نہین۔ یہی حال اخبار نویسون کا ہے کہ بعض بد شعار انمین سے انگریزون کی ذرا سی ہیٹی ہونے کی خبر گل پھول لگا کے بڑی ٹیپ ٹاپ سے زیب و زینت اخبار بناتے ہین۔ بعض کور باطن نظرگاہ عوام پر اشتہارون مین متوحش خبرین لکھ کر منظرگاہ عوام مین چسپان کرتے ہین۔

جب ۱۸۵۶ء کے شروع مین برٹش گورمنٹ اور شاہ ایران کے درمیان لڑائی ہوئی تو اوپر کی سب باتین ظہور مین آئین مگر اس مین یہہ نیا شگوفہ کھلا کہ بادشاہ دہلی و شاہ ایران کے درمیان برٹش گورمنٹ کے خلاف سازش ہوئی اس لیئے جب بہادر شاہ قید ہوا تو اسکی تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین بھی بال کی کھال نکالی گئی جسکا ماحصل یہہ ہوا کہ یہہ سازش نہ تو بالکل جھوٹی کہانی نکلی نہ وہ ایسی مستند شہادت سے ثابت ہوئی کہ ایک تاریخی واقعیت سمجھی جاتی۔ اس باب مین بہادر شاہ کی تحقیقات جرائم مین جو شہادتین پیش ہوئین انکو بیان کرتے ہین صادق الاخبار دہلی مین ایک اخبار نکلتا تھا جسکا مہتمم جمیل الدین تھا جسکو اس جرم مین

اخبارات و اشتہارات، بادشاہ دہلی اور شاہ ایران کی سازش برخلاف گورنمنٹ

کہ وہ سرکار کی بدخواہی کی خبرین جھوٹی گھڑ کر لکھا کرتا تھا تین برس کی قید ہوئی اس کے پرچون
مین سے اور دہلی اردو اخبار کے پرچون مین سے بہت سی خبرین انتخاب ہوئین اور انکا
ترجمہ کورٹ مین بروقت تحقیقات پیش ہوا ان خبرون کا خلاصہ یہہ تھا کہ شاہ ایران درہ
بولان سے بے مزاحمت اتر آیا ہے اور اٹک تک آگیا ہے - اصل لڑائی کا حال یہ ہے
کہ شاہ ایران پانچ پیڑہیون سے خزانے پر خزانہ اور سپاہ پر سپاہ اور اسباب پر اسباب
حرب وضرب اسلیئے جمع کر رہا تھا کہ ہندوستان کو فتح کرے اب لڑائی کا وقت آگیا ہے
یہہ کہا گیا ہے کہ روسیون نے بہت سا سامان جنگ شاہ ایران کو حوالہ کیا ہے اور پانچ لاکھ
سپاہیون کا لشکر جرار جسکے ساتھ بہت کچھ اسباب حرب وضرب ہے ایران کی
کمک کے لیئے بھیجدیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ روس کی یہہ سپاہ قواعد دان کافی
نہ ہوگی تو بہت سی پولس کی سپاہ کمک کے لیئے اور بھیجدی جائیگی - شاہ ایران کے
ممد ومعاون شاہ فرانس وسلطان روم ہین اصل جنگ کا سرمنشا روس ہے جو
ایران کی آڑ مین ہندوستان کے فتح کرنے کے لیئے کارستانیان کر رہا ہے -
امیر دوست محمد خان والی کابل نے انگریزون کے ساتھ ظاہری مصالحت اس لیئے
کرلی ہے کہ آن سے ہتیار اور روپیہ لے لے اور آن دونو چیزونکو کافرونکے ساتھ لڑنے مین
ایران کی حمایت کر کے کام مین لائے اخبارون مین ولیون کی پیشین گوئیان بھی ٹرش گورمنٹ
کے ختم ہونے کی چھاپی تھین - اخبارون مین سید نعمت اللہ شاہ متخلص ولی ہانسوی کے
قصیدہ کے اشعار لکھے جاتے تھے یہہ قصیدہ بھی عجیب ہی کہ جو واقعات واقع ہوتے جاتے ہین
وہ منظوم ہو کر اس قصیدہ کے دم چھلا بنائے جاتے ہین اور وہ ولی کی پیشین گوئیان
یقین کی جاتی ہین جن اشعار مین اس زمانہ کے لیئے پیشین گوئی کی گئی وہ یہہ ہین +

قوم سلطان جیرہ دستیہا کند بر سلمین	تا چہل این جور و بدعت اندران پیدا شود
بعد ازان گیرد نصاری ملک ہندوستان تمام	تا صدی حکمش میان ہندوستان پیدا شود
چون شود در عہد آن ناجور و بدعت رواج	شاہ عربی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
در میان این و آن گردد بسے جنگ عظیم	قتل عالم بیگمان در عہد شان پیدا شود

فتح یا بدشاہ عربستان بزور تیغ جہد	قوم عیسے راکش او بیگمان پیدا شود
پانصد و ہفتاد و ہجری بود تا این گفتہ شد	در ہزار و دو صد و ہفتاد آن پیدا شود

ان آدمیون کی عقل پر رونا چاہیئے جو ان اشعار کو کسی ولی کی پیشین گوئی سمجھین - غدر مین اس قصیدہ مین اور اشعار بھی الحاق ہوئے اور یہہ تحریف بھی کی گئی کہ شاہ عربی و شاہ عربستان کی بجائے شاہ غربی و شاہ غربستان بنایا گیا تاکہ اور زیادہ تر شاہ ایران پر صادق آئے اخبارون کی ان جھوٹی خبرون کا اثر دہلی کے مسلمانون پر یہہ تھا کہ ایک شخص نے اپنا فرضی نام محمد صادق رکھ کے جامع مسجد کے اندر دیوارون پر ایک اشتہار چسپان کیا جسکے اوپر تلوار و سپر کی تصویر بھدی سی بنی ہوئی تھی اور اسکے مضمون کا خلاصہ یہہ تھا کہ ایران کی سپاہ انگریزون کے پنجہ سے ہندوستان کو چھڑانے آتی ہے سب مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ جہاد کے لیئے مستعد ہون اپنا نام بھی اشتہار پر لکھ دیا - جب مجسٹریٹ دہلی کو اس اشتہار کی اطلاع ہوئی تو اسنے اشتہار کو اکھڑوا ڈالا اشتہار تین گھنٹے چسپان رہا ہوگا - جہاد کے باب مین ایک اشتہار مہری بعد جنگ شہزادہ ایران کے خیمے مین انگریزون کے ہاتھ لگا تھا جسکا مضمون یہہ تھا کہ جوان و پیر و غریب امیر دانا و نادان و سپاہی و غیر سپاہی اپنے نبی کے دین کی حمایت کے لیئے آمادہ ہون - اس اشتہار مین کوئی اشارہ دہلی کی بادشاہی کی طرف نہ تھا لیکن جب ایران سے انگریزون کی صلح ہوگئی تو گورنمنٹ ایران نے بے باکانہ اقرار کیا کہ ہماری طرف سے دہلی مین انگریزون سے مسلمانون کے منحرف کرانے کے لیئے کوشش کی گئی الحرب خدعۃ لڑائی مین ایسے ضروری کامون کا کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے - ان دنون مجسٹریٹ دہلی کے پاس گمنام عرضی بھی آئی کہ چند ہفتون مین کشمیری دروازہ دہلی انگریزون کے دشمنون کے ہاتھ مین ہوگا - بہادر شاہ کے تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین یہہ باتین پیش ہوئین لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی کے کاغذات مین سے محمد درویش کی ایک عرضی برآمد ہوئی جسکے لفافہ پر دہلی کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۴ - مارچ ۱۸۵۷ع کی اور آگرہ کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۷ - مارچ سنہ ۱۸۵۷ع کی لگی ہوئی تھی - وہ عرضی دہلی مین تحقیقات کے لئے کورٹ کے پاس بھیجی گئی جسکا ترجمہ تحقیقات مین پیش ہوا عرضی کا مضمون یہہ تھا -

غریب پرور سلامت۔ آفتاب دولت و اقبال تابان رہے۔ مین نے اپنی پہلی عرضی مین
جناب سے عرض کیا ہے کہ دہلی کے بادشاہ کی خط وکتابت شاہ ایران سے پیرزادہ حسن عسکری
کی معرفت ہورہی ہے فقیرانہ سیاحی میری عادت ہے مجھے تحقیق معلوم ہوا ہے کہ تین چار مہینے
گذرے ہین کہ حسن عسکری مذکور کی معرفت بادشاہ دہلی کے خطوط دو آدمی لیکر قسطنطنیہ کی طرف مکہ کے قافلہ کی ساتھ
دہلی کو یقین لایا تھا کہ اسکو یہہ خبر صحیح معلوم ہوئی ہی کہ شاہزادہ ایران نے بوشہر کو فتح کر کے بالکل اسپر قبضہ کر لیا ہی اور سب عیسائیون کو
نکال دیا اور کسی عیسائی کو وہان زندہ نہین چھوڑا ہے اور بہت سے عیسائیون کو قید کر لیا ہی
اور بے شک بہت جلد لشکر ایران قندھار اور کابل کی راہ سے دہلی کی طرف آئیگا۔ اسنے
یہہ بھی کہا حضور شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے مین بالکل بے اعتنائی کرتے ہین بادشاہ نے
بیس اشرفیان حسن عسکری کو دین اور کہا کہ بہت جلد خطوط ایران کو بھیجو اور یہہ اشرفیان اس
شخص کو سفر خرچ کے لئے دو کہ خطوط لیکر ایران جائے حسن عسکری اشرفیان لیکر اپنے گھر گیا
اور اسنے چار آدمی خطوط لے جانے کے لیئے آمادہ کیئے اور انکو ہدایت کی کہ وہ گیروا کپڑے
فقیرانہ پہن کر جائین یہہ خبر ہے کہ ایک دو روز مین وہ ایران روانہ ہونگے۔ مجھے انکے نام تحقیق
نہین معلوم ہوئے کل قلعہ مین عموماً اور بادشاہ کے خلوت خانہ مین خصوصاً رات دن یہی ذکر
رہتا ہے کہ اب ایرانی آتے ہین حسن عسکری نے بادشاہ کو یہہ یقین بھی دلا دیا ہے کہ اسے
مکاشفہ سے معلوم ہوا ہے کہ یقینی شاہ ایران کی عملداری دہلی تک کل ہندوستان پر ہوجائیگی
اور دہلی کی بادشاہی کا پھر اقبال روشن ہوگا شاہ ایران بادشاہ کے سر پر تاج شاہی
رکھیگا۔ تمام قلعہ کو عموماً اور بادشاہ کو خصوصاً اسکا یقین ہے جسکی بڑی خوشیان ہورہی ہین اور
منتین اور نذرین مانی جاتی ہین اور غروب آفتاب سے پہلے ڈیڑھ گھنٹہ تک حسن عسکری
ایرانیون کے آنے کے لیئے اور عیسائیون کے خارج ہونے کے واسطے دعائین اور وظیفے
پڑھتا ہے یہہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو ملیدے اور تیل ٹکون اور کپڑون کے کئی خوان بادشاہ
حسن عسکری کے گھر بھیجتا ہے تاکہ نذر نیاز کا لازمہ پورا ہو برٹش گورنمنٹ کے اعلے عہدہ دار حسن عسکری
کے گھر جاتے ہین اور اس سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ جو دغا و مکر سے باتین بناتا ہے
اسپر یقین کرتے ہین ان دغابازون کے نام لینے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خدا تعالے گورنمنٹ کے

دشمنون کو غارت کرے یہہ خبرین مجھے ان اپنے دوستون سے معلوم ہوئی ہین جو بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتے ہین اور حسن عسکری کے پاس آتے جاتے ہین مین نے خیرخواہی کے سبب سے یہہ باتین عرض کین ہین سرکار ابد پائدار کو چاہیئے کہ وہ ضروری انتظام کرے عرضی فدوی خیرخواہ سرکار محمد درویش ۲۴ - مارچ ۱۸۵۷ع مہر فقیر محمد درویش -

لفٹنٹ گورنر نے اس عرضی کو سنکر بڑا قہقہہ لگایا شائد مسلمانون کو اس سازش پر یقین ہو مگر ایام غدر سے پہلے کسی انگریز کو اس سازش کا یقین نہین ہو سکتا تھا انگریز جب ایسی باتون کو سنتے تھے تو وہ انکو لغو پوچ پادر ہوا جانتے تھے مگر اب اس عرضی کی بنا پر بہادر شاہ کے جرائم مین گواہون سے بہت سے سوالات ہوتے تھے انہین سے ہم فقط حکیم احسن اللہ خان کی شہادت کا خلاصہ اس باب مین تحریر کرتے ہین حکیم احسن اللہ خان نے اپنی شہادت مین بیان کیا کہ لارڈ ایلن برا نے جو بادشاہ کی نذر بند کین تو اس سے بادشاہ ہر وقت اداس رہا کرتا تھا اول اس معاملہ کی باب مین انگلنڈ کو لکھا پھر ہیئتہ وہ اس حکم کا شاکی رہا اور اپنی غیر اطمینانی ظاہر کرتا رہا - بعد ازان جوان بخت کے ولیعہد ہونے سے اور مرزا فتح الملک کے ولیعہد ہونے سے اور زیادہ غم والم ہوا - اس عرصہ مین مرزا حیدر شکوہ مع اپنے بھائی مرزا مرید کے دہلی مین آیا یہہ شہزادے بادشاہ کے بھتیجے تھے وہ بادشاہ پاس محلون مین بے روک ٹوک بہت آتے جاتے تھے اول انہون نے یہہ چاہا کہ بادشاہ ایجنٹ کو لکھے کہ ان شاہزادون کو گورنمنٹ کے دفتر مین بادشاہ کا ایجنٹ مقرر کردے لیکن یہہ درخواست نامنظور ہوئی کہ اس عہدہ پر شاہزادی نہین مقرر ہو سکتے تو یہہ شہزادے چند کاغذات پر بادشاہ کی مہر کرا کے اپنے ہمراہ لکھنؤ لے گئے - لکھنؤ مین جا کر مرزا حیدر نے بادشاہ کی طرف سے شاہ عباس کی درگاہ پر علم چڑھایا اور ایک رقعہ پنسل کا لکھا ہوا جسپر بادشاہ کی مہر تھی مجتہد کو دیا اس رقعہ کا مضمون یہہ تھا کہ مین نے شیعہ مذہب اختیار کیا اور سنی مذہب کو ترک کیا امین الرحمان خان اور رشیدی بلال جو پہلے بادشاہ کے نوکر تھے اور اب شاہ اودھ کے اور اہل سنت وجماعت تھے انکے خط و کتابت اور بعض اور عرائض سے جو بادشاہ کے پاس آئین اس رقعہ کا حال معلوم ہوا جب شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی تو بعض مولوی بادشاہ کے پاس گئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوئے تو بادشاہ نے

جواب دیا کہ مرزا حیدر بہت سے لکھے ہوئے کاغذون پر میری مُہر ثبت کرکے لکھنؤ لے گیا تھا
مین نے ایک شقہ مجتہد کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ مین اہل بیت سے محبت رکھتا ہون
اور جو شخص اِن سے محبت نہ رکھتا ہو اُسکو مسلمان نہین جانتا مگر جب اس شقہ کی نقل لکھنؤ
سے منگائی گئی تو اس مین وہی مضمون لکھا تھا جو عرائض مین لوگون نے لکھنؤ سے لکھہ کر بھیجا
علاوہ اسکے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے کوئی شقہ شاہ اودھ کو بھی لکھا تھا مرزا حیدر کو یہہ توقع
تھی کہ دہلی اور لکھنؤ کے بادشاہون کے درمیان اتحاد ہونے سے اسکو ذاتی فائدہ حاصل ہوگا۔
ایک سال بعد مرزا نجف کے ایران جانے کی خبر اڑی وہ بہادر شاہ کا بھتیجا اور مرزا حیدر کا
بھائی تھا مولوی محمد باقر کے اخبار مین یہہ خبر چھپی کہ شاہ ایران نے مرزا نجف کی تواضع و تکریم
بہت اچھی طرح کی مین نے مرزا نجف کے بڑے دوست مرزا علی بخت سے پوچھا کہ مرزا نجف
بادشاہ کی طرف سے تو شاہ ایران کے نام کوئی خط نہین لے گیا ہے تو مرزا نے کہا کہ
وہ بادشاہ کی طرف سے اس مضمون کا خط شاہ ایران کے نام لے گیا ہے جس مین
بادشاہ نے یہہ لکھوایا ہے کہ مین شیعہ ہوگیا ہون میری مدد کرو اسوقت میری بڑی
زبون اور بے کسی کی حالت ہے کوئی میرا مددگار نہین مگر اس خط کا جواب کچھ نہین آیا
چند مہینے کے بعد شیدی قمبر حج کا بہانہ بنا کے ایران گیا اور میان حسن عسکری نے
روانگی کے وقت اسکو کاغذات رات کے وقت دیئے جنپر بادشاہ کی مہر لگی ہوئی
تھی اسسے ظاہر ہوتا ہے کہ شیدی قمبر مرزا نجف کے پاس بھیجا گیا تھا کہ جس سے یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو خط بھیجے گئے تھے ان کے جواب لانے کے لیئے بھیجا گیا ہے یہہ
بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ جس زمانہ مین بوشہر مین انگریزون اور ایرانیون کی لڑائیان ہورہی
تھین بادشاہ کو وہان کے حالات معلوم ہونے کا بڑا شوق رہتا تھا۔
مرزا حیدر بادشاہ کا بھتیجا اور پشتینی شیعہ لکھنؤ مین رہتا تھا وہ اپنے مذہب کے موافق
غیرون کو شیعہ بنانے کا بڑا کار ثواب سمجھتا تھا اسنے یہہ سوچا تھا کہ اگر مین بادشاہ دہلی کو شیعہ
بنالونگا تو مجھے ذاتی فائدہ حاصل ہوگا۔ اور تینون بادشاہ دہلی لکھنؤ ایران اسکے ہم مذہب
شیعہ ہوجائینگے۔

اس مین کچھ شبہہ نہین کہ اول بادشاہ دہلی کو شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے کا خیال مرزا حیدر نے سجھایا ہوگا جس مین وہ اپنا بہت فائدہ جانتا تھا اور غالباً اسنے مرزا نجف کے ایران بھیجنے سے پہلے یہہ چاہا تھا کہ بادشاہ کے شیعہ ہونے کی خبر شاہ ایران کو کسی اخبار کے ذریعہ سے پہنچائی جائے تاکہ جب مرزا نجف ایران پہنچے تو اسکی بڑی قدر و منزلت ہو۔ بادشاہ پولٹکل معاملات مین بڑا اعتبار مختار تھا خواجہ سراؤن کو اسکے سارے حالات معلوم رہتے تھے محبوب علی خان خواجہ سرا کے ہاتھ مین اسکے سارے کام تھے۔

مین نے کبھی وہ خط نہین پڑھا جو بادشاہ دہلی نے شاہ ایران کو بھیجا مگر مین خیال کرتا ہون کہ اس نے شاہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد مانگی ہوگی بادشاہ زر پرست تھا جسکی یہ وجہ ظاہر ہے کہ روپیہ کے لالچ کے سبب سے اسنے بڑھاپے مین مذہب بدل ڈالا مین نے کسی شخص سے یہہ نہین سنا کہ بادشاہ نے جو خط شاہ ایران کو بھیجا تھا اس مین کوئی اشارہ اس امر کا ہوگا کہ انگریزون کی سپاہ کو برٹش گورنمنٹ سے اغوا کرکے باغی بنائے اس تجویز کا تو قلعہ مین کبھی کچھ ذکر ہی نہین ہوا۔ مجھے خواجہ سراؤن کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ شیدی قمبر کو جو اسنے اپنے دستخطی کاغذات دیئے تھے تو اسکو یہہ ہدایت کی تھی کہ مرزا نجف کو یہہ کاغذات دیکر انکی اور پہلی تحریرات کے جوابات کا تقاضا کرنا۔ جس وقت بوشہر پر لڑائی ہو رہی تھی بادشاہ کی باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد آنے کی اسکو بہت کچھ توقع ہے۔ جب مرزا نجف ایران پہنچ گیا اور اسکے ساتھ ہی بوشہر مین لڑائی ہوئی تو یہہ بات کھلی کہ بادشاہ کو وہان سے مدد آنے کی امید ہے مگر مرزا نجف نے ایران سے کوئی خبر بادشاہ پاس نہین بھیجی اگر بھیجی ہوگی تو اپنے بھائی کو لکھی ہوگی"۔

———— حکیم صاحب نے اپنی شہادت مین اپنے علم کے سوا اپنے قیاسات کو بھی دخل دیا ہے جنکا واقعات نفس الامری ہونا ضرور نہین مثلاً حکیم صاحب کا یہہ کہنا کہ اگر بادشاہ زر پرست نہ ہوتا تو بڑھاپے مین اپنا مذہب سنی سے شیعہ کیون بدلتا اسکے ساتھ انکو یہہ کہنا بھی چاہیئے تھا کہ بادشاہ نے فارسی زبان مین نظم مین ایک کتاب دمغ الباطل تصنیف کی اور اسکو چھپوا کر شائع کیا جس مین اپنے شیعہ ہونے کو باطل ثابت کیا اور پھر

مولویون سے اسنے استفتا طلب کرکے اپنا سنی ہونا ثابت کیا۔
دلی مین وہابی مولویون کا گروہ بہادر شاہ کو بڑا بدعتی جانتا تھا اور ان مسجدون مین نماز
پڑہنے کو جائز نہین سمجھتا تھا کہ جنہین بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا اور انکا اہتمام ہوتا
بادشاہ کا میلان شیعہ مذہب کی طرف دیکھ کر وہ زیادہ اسسے متنفر ہوئے۔ دلی مین خاندان
تیمور کی سبک اور نا اہل حرکتون کے سبب سے خواص کی نگاہ مین کچھ عزت باقی نہ رہی تھی
مگر عوام الناس اسکو اپنا بادشاہ جانتے تھے اور کیون نہ جانتے جب وہ ہر روز ڈنکہ کی چوٹ
ڈہنڈہورون مین یہہ سنتے تھے کہ خلقت خدا کی اور ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی کا تو وہ بادشاہ سے
مراد بہادر شاہ ہی جانتے تھے انکا ذہن کب اسپر پہنچتا تھا کہ انگلنڈ مین ہندوستان کا بادشاہ ہے سارے
ہندوستان کے شہرون مین اسکے نام کا خطبہ عیدین اور جمعہ کی نمازون مین پڑھا جاتا تھا جب مجسٹریٹ ضلع یا ایسی حکام
ہڑتال ڈالتا تو وہ گروہ جھروکون مین ریتی مین بادشاہ کے آگے فریادی ہوکر جاتا۔ دھوبیون و
بھنگیون وقصائیون نے یہی کیا تھا کہ اپنے کامون کو سب نے بند کرکے بادشاہ سے فریاد کرکے
اپنی داد چاہی دلی مین بہت آدمیون کو قلعہ سے ایسا تعلق تھا کہ وہ جب شاہ دہلی کی شان کے خلاف
گورنمنٹ انگریزی کی کوئی حرکت دیکھتے تھے تو بہت ناخوش ہوتے۔ سرطامس مٹکف صاحب کو بادشاہ
فرزند ارجمند شفقون مین القاب لکھا کرتا تھا۔ جب انکے انتقال کے بعد ہاروے صاحب ایجنٹ
ہوکر دلی مین آئے تو انہون نے بادشاہ کو لکھ دیا کہ ہم کو آپ کا فرزند بننا منظور نہین۔ پہلے
بادشاہ کی سواری کی جلو کا یہہ ادب کیا جاتا تھا کہ کوئی انگریز جلوس کی قطار کو کاٹ کر اپنی
سواری مین نہین جاتا تھا مگر انگریز اب اس قاعدہ کے پابند نہ تھے ایسی باتون کو دیکھ کر دلی
کے مسلمان ناخوش ہوتے تھے کہ انکے بادشاہ کی کچھ عزت باقی نہین رہی۔

باب سوم

میرٹھ کا غدر

جسوقت دہلی مین یہہ شگوفے کھل رہے تھے جنکا اوپر بیان ہوا اسکے قریب ۳۶ یا ۴۰
میل کے فاصلہ پر میرٹھ مین سپاہیون کی بغاوت کا بڑا گل کھلا جس سے سپاہ کی جنگ کا

آغاز ہوا +

تیسری رجنٹ سوارون کے کمانیر کرنیل کارمیکل سمایتھ صاحب تھے وہ درجہ بدرجہ اس اپنے عہدہ پر پہنچے تھے وہ مزاج کے کڑوے اور تیز تھے۔ اس سبب سے ہر دل عزیز نہ تھے وہ خوب واقف تھے کہ سپاہ بغاوت کے لیئے کمر بستہ آمادہ ہے انہون نے کمانڈر انچیف کو سپاہ کی دہشت ناک حالت پر مطلع کیا جب جنرل آرڈر جاری ہوا کہ اب آیندہ سپاہی کارتوس منھ سے نہ کاٹین تو کرنیل سمایتھ نے یہہ سمجھ کر کہ مین ہی اول میری اس حکم کی تعمیل مین ہون کہ سپاہ مین جو برافروختگی پھیل رہی ہے اسکو فرو کرون کہ سپاہیون کے منھ سے کارتوس نہ کٹواؤن اور ہاتھ سے انکو پھٹواؤن چنانچہ ۲۴۔ اپریل کو انہون نے پریڈ اپنے سوارون کی کی جسکا نتیجہ ہم نے اوپر بیان کیا +

جنرل ہیوٹ ایک بڑے قدیمی بڈھے سرکار کمپنی کے افسر تھے انکی عمر ستر برس کے قریب تھی وہ بڑے رحم دل اور متواضع تھے سب انکو پسند کرتے تھے اور انکا ادب کرتے تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سب کام ایسے چپ چاپ ہون کہ انسے سپاہی خوش رہین اسلیئے وہ بڑی واویلا و فریاد کرتے تھے کہ کرنیل سمایتھ نے اپنی رجمنٹ کی وفاداری کا امتحان ایسا بے جا ترچھا کیون کیا کہ جسکا نتیجہ کھلی بغاوت ہوا انہون نے اُسّے کہا کہ ہائے اسنے کیون پریڈ کی! میرے ڈویژن بالکل خاموش تھی اگر ایک مہینہ اور انتظار کیا جاتا تو سب خرابیان اُڑ جاتین +

جو کچھ واقع ہوا تھا اسکے لیئے ضرور تھا کہ تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر کیا جائے۔ اس مین چھ ہندوستانی افسر سوارون کے ممبر مقرر ہوئے۔ کورٹ کی کاروائی کمانڈر انچیف کے حکم کے لیئے بھیجی اور رسالہ کے ۸۵ سوارون سے کچھ کام نہین لیا گیا انکو لین مین رہنے کا حکم دیا گیا۔ سپاہیون مین آپس مین بقسمیہ سازشین ہوتی رہین افسرون کے بنگلون مین راتون کو آگین لگتی رہین برج موہن سپاہی کے گھر مین آگ لگائی گئی جسنے کارتوس کو نئی طرح سے استعمال کیا تھا اس سپاہی کا باپ سور کا پالنے والا تھا وہ پہلے پیدل کی رجمنٹ مین سے بھاگ گیا تھا اور چوری کی علت مین قید ہوا تھا اب نام بدل کر سوارون کے تیسرے رسالہ مین

جنرل ہیوٹ صاحب

تحقیقات کا کورٹ

بھرتی ہوگیا تھا وہ کرنیل کے بنگلہ سے کمتر غیر حاضر رہتا تھا اسلیئے کُل رجمنٹ کو اور اونچی جات کے سپاہیون کو اُسسے عداوت تھی اسکا ہی پہلے گھر اسکے رجمنٹ کے سوارون نے جلایا۔
کورٹ مذکور کی تحقیقات پر کمانڈر انچیف نے حکم صادر کیا کہ ہندوستانی جنرل کورٹ مارشیل اُن پچاسی سوارون کے جرم کی سزا کے لیئے مقرر ہو پھر یہہ سوار ایک خالی اسپتال مین حوالات مین بھیجے گئے اور انکی اپنی ہی رجمنٹون کے سوارون کا پہرہ اپنر مقرر ہوا اس کورٹ مین پندرہ ہندوستانی افسر جنمین چھہ مسلمان اور نو ہندو تھے اُنمین دس افسر میرٹھ کی رجمنٹون کے تھے اور پانچ دہلی کی پیدل رجمنٹون کے افسر دہلی سے بلائے گئے تھے۔ اس کورٹ نے چھٹی مئی سے اجلاس شروع کیا اور وہ اور دو روز تک رہا سوارونکی حکم عدولی کا جرم شہادت سے ثابت ہوا۔ سوارون کی طرف سے قانوناً یا ڈسپلن کے موافق عذر نہین کیا گیا حولدار ماتادین نے اپنے لیئے اور اپنے ہمراہیون کی طرف سے یہہ دلیل پیش کی کہ اگر کارتوسون مین کوئی بات ایسی نہ تھی جو انکی جات کے لیئے مضر تھی تو پھر انکے استعمال کے لیئے نیا طریقہ کیون سکھایا گیا۔ یہہ عذر بدتر از گناہ تھا وہ جرم کا اقرار سمجھا گیا۔ کورٹ کے پندرہ ممبرون نے سوار ایک کے سوارون پر حکم عدولی کا جرم ثابت کرکے ہر سوار کو دس دس برس کی قید بامشقت کی سزا دی مگر اسکے ساتھ سوارون پر رحم کے لیئے بھی سفارش کی کہ وہ اپنے افسرون کے نزدیک ہمیشہ نیک چلن خدمت گزار رہے ہین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ جھوٹی رپورٹون کے دھوکون مین آنکر حکم عدولی کے مرتکب ہوئے ہ

کورٹ مارشیل کا یہہ فیصلہ جرنیل ہوٹ کے سامنے پیش ہوا انہون نے اسکو بحال رکھا انہون نے کہا کورٹ نے جو قیدیون کے لیئے رحم کرنے کی سفارش کی ہین اسپر متوجہ ہوتا اگر قیدیون کا جرم مجھے اسکی اجازت دیتا انکی ساری نیک چلنیون کو ان بدچلنیون نے خاک مین ملا دیا کہ وہ بجائے اسکے کہ اپنے یوروپین افسرون کے صلاح و حکم مانتے انہون نے بیہودہ افواہون پر توجہ کی۔ یہہ انکے جرم کی جڑ ہے جسکی سزا انکو دی جاتی ہے مقدمہ کی روئداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳-اپریل ۱۸۵۷ء کی شب کو انہون نے آپس مین صلاح و مشورہ

کرکے یہہ بات ٹھہرائی کہ کارتوسون کے لینے سے انکار کرین گے انہون نے اپنے سپاہی
ہونے کے فرض کو فراموش کرکے اپنے کپتانون کو اطلاع دی کہ چھاونی کی کل سپاہ جب تک
کارتوس نہین لیگی ہم بھی کارتوس نہین لینگے بعض نے یہانتک اپنی گستاخی کو بڑھایا کہ
پریڈ پر ایک فیر ہم نہین کرین گے جب تک کہ کارتوسون کا معاملہ بالکل فیصل نہ ہوجائیگا اگرچہ
کرنیل سمایتہ نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہ کارتوس وہی ہین جو تیس چالیس برس سے چلے آتے
ہین اور انہین چربی نہین ہے پھر بھی انہون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ کبھی انہون نے
اپنے قصور کا اقرار نہین کیا نہ انکے لینے پر پچھتاوا اظاہر کیا نہ رحم کی درخواست کی اسلیئے
قیدیون مین بہت سے سوارون کی سزا مین تخفیف نہین ہوسکتی مگر بعض ان مین نوجوان
ہین جو اپنے تجربہ کار بڑون کے بہکانے مین آگئے ہین انکی سزا مین نصف کی تخفیف کرتا ہون
جو پانچ سال سے زیادہ کے نوکر نہین ۔

۹ مئی ۱۸۵۷ء کی صبح کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ پریڈ پر سپاہ ہندوستانی
ویورو مین جمع ہوئی تیسرے رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ پیدل آئے بچاسی مجرم سوار حوالات
مین آگے بلائے گئے وہ اپنی وردی پہنے ہوئے تھے اب بھی سپاہی معلوم ہوتے تھے
اول سزا کا حکم پکار کر پڑھا گیا پھر تمام انکی وردیان پیٹھ پر سے اُتاری گئین پھر لہار اپنے اوزار
اور بیڑیان لیکر آئے اور جلدی سے انہون نے بچاسی سوارون کے پیرون مین بیڑیان
انکے ہمراہیون کے روبرو پہنادین جسسے انکی بے عزتی کی کوئی حد باقی نہین رہی اسوقت یہہ
حالت دیکھکر بہت آدمی افسوس کرتے تھے کہ وہ سپاہی جنہون نے برٹش گورنمنٹ کی خدمات
بڑے کڑے وقتون مین کی تھی وہ اسطرح بندھوے بنائے گئے قیدی اپنے ہاتھون کو
اٹھاکر اور آوازون کو نکالکر جرنیل کے آگے گڑگڑاتے تھے کہ ایز رحم کرے اسطرح ذلیل وخوار
نہ کرے کوئی سپاہی ایسا نہ تھا جسکی غصے کے مارے گردن کی رگین نہ پھولی ہون ۔ جب
قیدیون کو بالکل مایوسی ہوئی تو انہون نے اپنے ہمراہیون کو ملامت کرنی شروع کی کہ انہون نے
ہماری ذلت کو اسطرح دیکھا۔ اسوقت گورون کی سپاہ کے ہتھیار چمک رہے تھے انکے خوف کے
مارے ہندوستانی سپاہی کچھ نہین بولے ۔ جیل خانہ مین قیدی سوار ہندوستانی سپاہیون کے

۹ مئی ۱۸۵۷ء کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل

پہرہ مین جیلخانہ مین پہنچا دیئے گئے - پریڈ کے سپاہی غمزدہ غصے مین بھرے ہوئے
اپنی لینون کو چلے گئے - لارڈ کیننگ نے اس کارروائی پر فرمایا "کہ پریڈ پر سوارون کے
پاؤن مین بیڑیان ڈالنی جسکے اندر کئی گھنٹے لگے ہونگے ان سپاہیون کے روبرو جو بالفعل
ناراض تھے اور ان مین بہت سے ایسے ہین جو کارتوس کی کہانی کو یقین کرتے ہین برگیڈ
کے تیز ڈنک لگا نا تھا اس برتاؤ کے بعد پچاسی قیدیون کو ہندوستانی پہرہ مین بھیجنا
جو انکے جرم کو خیال کرتا ہوگا اور سپاہ کے مزاج کو پہچانتا ہوگا ایسی بیوقوفی ہے جو خیال مین
بھی نہین آسکتی" - کمانڈر انچیف نے کورٹ مارشیل کے فیصلہ کو قائم رکھا مگر یہہ کہا کہ اس مین
سول کی طرف کچھ رجوع نہین کی گئی اور پریڈ پر سپاہیون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالنا خلاف
دستور ہے یہہ ہفتے کا دن تھا اسمین انگریزون کی آنکھ جہانتک دیکھ سکتی تھی اور انکا دماغ
جہانتک سوچ سکتا تھا انکو خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی جیل خانہ مین جو چھاونی سے دو میل پر تھا
قیدیون کے پاس تیسرے رسالہ کے کپتان گئے یہہ انکا فرض تھا یا رحم تھا کہ وہ سپاہیون کی
تنخواہ اور قرض کو چکادین اور انسے پوچھ لین کہ وہ اپنے کنبے کو جس سے وہ جدا ہوگئے ہین کیا
پیغام بھیجنا چاہتے ہین - جیل خانہ مین یہہ کام ہورہا تھا بازارون مین یہ وحشتناک خبرین اڑرہی
تھین کہ لینون مین بڑا خوف ہے کہ یوروپین میگزین پر قبضہ کرنے کو ہین اور دو ہزار بیڑیان جنکی
شہرت پہلے سے ہورہی تھی تیار ہوگئی ہین جنکے تجربہ کا آغاز صبح کو ہوچکا تھا - انگریز شام کو
آپس مین خوش و خرمی سے ایسے ہی ملے جیسے ملا کرتے تھے ایک ڈنر کے میز پر یہہ ذکر ہوا کہ مسلمانون نے
دیوارون پر اشتہار لگا دیئے ہین کہ انگریزون سے لڑنے کے لئے لوگ تیار ہون اسپر انگریزون
کو غصہ تو آیا مگر یقین نہین آیا کھانا کھانے کے بعد انگریز اپنے گھرون پر ہنسی خوشی چلے گئے

یہان میرٹھ کی چھاونی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے ہندوستان مین یہہ بہت بڑی چھاونی
تھی اُسکا محیط پانچ میل تھا اسکے اندر کے رقبے کے دو حصے ٹھنڈی سڑکون سے ہوتے تھے
جسکے گرد ایک گہرا نالہ تھا جسسے چھاونی دو متوازی الاضلاعون مین تقسیم ہوگئی تھی ایک مین
یوروپین سپاہ اور دوسری مین ہندوستانی سپاہ رہتی تھی یوروپین لینین میرٹھ کے
شمالی حصے مین اور آرٹلری بارکین دائین طرف اور ڈرے گون کی بائین طرف اور رائفل کی

میرٹھ کا حال

مرکز مین تھین ان آخر دو نو بارکون کے درمیان چھاونی کا چرچ تھا زیادہ شمال کی طرف ایک
بڑا میدان پریڈ کا تھا چھاونی مین ہندوستانی سپاہیون کی لینین جنوب کی طرف تھین اور
ہندوستانی اور یوروپین لینون کے درمیان کے مقام مین بازار اور مکانات تھے جنکے
گرد باغات اور درخت تھے زیادہ جنوب کی طرف شہر تھا شمالی لینون مین یوروپین رجمنٹون اور
توپخانون کے افسرون کے بنگلے تھے اور ہندوستانی سپاہ کے افسرون کے بنگلے ان کے
سپاہیون کے نزدیک تھے برگیڈیر کی کوٹھی آرٹلیری بارکون اور میس ہوس کورٹ سے
زیادہ دور نہ تھی جنرل کی کوٹھی ہندوستانی سپاہیون کی لینون کے قریب تھی اس چھاونی
مین جو بات قابل یاد رکھنے کے ہے وہ یہہ ہے کہ اس کے دو حصے اس طرح واقع ہوئے تھے
کہ یوروپین بارکون اور ہندوستانی سپاہ کی لینون مین اتنا فاصلہ تھا کہ ایک حصہ مین جو کام ہوتا
تھا اسکی خبر دوسرے حصہ مین نہین ہوتی تھی۔

مئی ۱۸۵۷ء مین اس چھاونی مین ملکہ معظمہ کی ساٹھوین رجمنٹ رائفل اور چھٹی رجمنٹ ڈریگون
گارڈس کا لے نر (قرابین) ایک ترپ گھوڑون کے توپخانہ کا ایک کمپنی فٹ آرٹلیری کی اور
ایک لایٹ فیلڈ بیٹری اور تین ہندوستانی رجمنٹین تھین۔

۱۰ مئی سنہ ۱۸۵۷ء روز اتوار

اتوار کے دن صبح کو مئی کا آفتاب تابان نمودار ہوا انگریزون نے گرجا مین اپنی نماز پڑھنے
کی تیاریان کین بظاہر ایک خاموشی کا عالم نظر آتا تھا مگر ایسی علامتین بھی نمودار تھین کہ جنسے
معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے کوئی بلا نازل ہونے والی ہے۔ بارکون سے ہندوستانی نوکر
بھاگے جاتے تھے افسرون کے بنگلون پر بھی نوکرون کا خاص گروہ جو میرٹھ مین نوکر رکھے گئے
تھے غیر حاضر ہوتے جاتے تھے۔ انگریزان باتون کو اتفاقات پر محمول کرتے تھے اور کوئی
بڑی بات نہ جانتے تھے صبح کو نماز انہون نے باطمینان خاطر پڑھی۔ دوپہر کے بعد ہندوستانی
سپاہیون کی لینون مین اور صدر بازار مین اور گرد کے دیہات مین ایک بڑی شور و شر
کی علامات ظاہر ہو رہی تھین بچے بھی جانتے تھے کہ کچھ ہونے والا ہے سب قسم کے
آدمی مسلح ہو رہے تھے۔ بدمعاش لچے شہدے لٹیرے فتنہ انگیزی پر آمادہ بیٹھے تھے پاس
موضعون سے اور دور دور کے مقامات سے بہت سے بدمعاش اس میدان مین جمع ہو گئے

تھے کہ ان کی لوٹ کے لیئے کوئی بڑی کمائی کی صورت ہونی والی ہے لینوں اور بازاروں نکلے ملے جلے آدمیوں مین مختلف قسم کے آدمی تھے کوئی انگریزون سے نفرت وعداوت رکھتا تھا کوئی انتقام لینا چاہتا تھا کوئی مذہبی جوش مین بھرا ہوا تھا کوئی لوٹ کا بھوکا تھا لیکن اُن سب سے زیادہ یہہ بات تھی کہ جتنا دن چڑہتا جاتا تھا اتنا یہہ خوف بڑہتا جاتا تھا کہ گورے سر سے پاؤن تک مسلح ہوکر ہندوستانی سپاہیون پر اپنا وار کرین گے اور رات کے ہونے سے پہلے سپاہی انکے ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال دینگے اور سب آدمیون کا قتل عام کرین گے اور بازارون کو لوٹ لینگے۔ جب آفتاب غروب ہونے کو ہوا تو طوفان اُٹھا۔ میرٹھ کے چیپلن مسٹر روٹن یہہ بیان کرتے ہین کہ مین مع بی بی کے شام کی نماز پڑھانے کے لیئے سوار ہونے کو تھا کہ ہندوستانی آیا نے آنے والے خون سے ہم کو خبردار کیا میم صاحب سے اسنے منت کر کے کہا کہ آپ گھر کے اندر رہین باہر نہ جائین جب اسے پوچھا کہ تو کیون منع کرتی ہے تو اسنے کہا کہ سپاہیون کے ساتھ لڑائی ہوگی اس کی بات پر اعتبار نہین آیا اور اگر اس خبر کے سننے سے میم صاحب نہ چونک پڑی ہوتین تو مین اس بات پر ذرا متوجہ نہین ہوتا بی بی کے کہنے سے دو بچون کو جنکے چھوڑ جانے کا ارادہ پہلے آیا کے پاس تھا پادری صاحب نے اپنے ساتھ بگھی مین سوار کیا۔ اب جلدی سے ہم کو معلوم ہوا کہ آیا نے بے وجہ کچھ نہین کہا تھا پہلے اس سے کہ ہم گرجا مین پہنچے بندوقون کی آوازین آرہی تھین اور ہندوستانی سپاہیون کے گھرون سے دھوئے کے بادل اُٹھتے دکھائی دیتے تھے" ہم نے بی بی بچون کو ایک پناہ کی جگہہ مین چھوڑا اور خود گرجا کے احاطہ مین داخل ہی ہوئے تھے کہ ساٹھوین رائفل رجمنٹ کا بگل بجا کہ فوج ہی جمع ہو۔ برٹش سپاہی اپنی بارکون مین دوڑے گئے کہ اپنے ہتھیار اور گولی بارود لین۔ نماز کی جماعت آدھی نماز چھوڑ کر جلدی سے پراگندہ ہوگئی بعض انگریز اپنے گھرون کو گئے بعض قریب کے گاردین چلے گئے۔

یہہ کبھی نہین معلوم ہوگا کہ غضبناک کھلی بغاوت جسکی نشانیان یہہ غل شور مچنا اور شورش کا ہونا تھین اول کہان سے اُٹھی لینون مین کون کونسی مجلسین اور سازشین ہوئین آیا فیدلیون کے چھٹانے کی یا چھاونی کے جلانے کی یا سب عیسائیون کے افسرون کے مار ڈالنے کی کوئی

منتظمہ تجویزین ہوئی تھین یہہ سب باتین فقط دھندلے قیاسات سے بیان کی جاتی ہین
اس فرض کے خلاف ظنون غالبہ موجود ہین کہ میرٹھہ مین ہندوستانی سپاہ نے سوچ
بچار کر ایسی مہم اختیار کی جہین بظاہر مایوسی معلوم ہوتی تھی - وہان انگلش سپاہ کثرت سے
تھی یوروپین سوار پیدل توپخانے بغاوت کے وقت مقابلہ کرنے کو موجود تھے عقل کے
موافق کوئی امید نہ تھی کہ وہ جلدی سے باغیون کا کچلا نکالکر معاوضہ نہ لینگین ؟ ہندوستانی
سپاہی انگلش سپاہیون کی قوت اور مزاج سے خوب واقف تھے وہ کیا اُنکے اتفاقیہ
بیکار رہنے پر اعتبار کر سکتے تھے جسکی نظیر انہون نے پہلے کبھی نہین دیکھی تھی ؟ ہندوستان مین
میرٹھہ کی جنگی چھاونی کے برابر کوئی ایسی چھاونی نہ تھی جس مین سپاہیون کے بلوہ کرنے کا
ذرا سا بھی گمان ہو سکتا ہو - میرٹھہ دنیا کے بہترین توپخانون کی رجمنٹون کا ہیڈکوارٹر تھا
اس مین انگریزون کی اس قوت کی چیرہ دستی ہی نے سپاہیون کو دہشت و مایوسی مین
گرفتار کیا تھا جسنے انکو دیوانہ بنا دیا تھا مرتا کیا نہ کرتا - جسسے یہہ غیر متوقع نتائج اتوار کی رات کو
پیدا ہوئے کچھہ دنون سے یہہ نحس خبر اڑ رہی تھی کہ جسکا اوپر ذکر ہوا کہ یوروپین عنقریب
دفعتہً سپاہیون کی رجمنٹون پر آنکر ٹوٹ پڑے گی اور انکے ہتھیار لے لینگے اور ہر یک سپاہی
کو پابزنجیر کرین گے سپاہی خوف زدہ ترسان لرزان ہوکر یوروپین رجمنٹون کی ہر حرکت کو دیکھتے
تھے کہ اب ہم پر آفت آتی ہے جب ساٹھوین رجمنٹ گرجا کے جانے کے لیئے پریڈ پر جمع
ہوئی تو سپاہیون کو یقین تھا کہ اب قیامت کی ساعت ہمارے سر پر آئی - تیسرا رسالہ سب سے
زیادہ بالطبع افروختہ خاطر تھا اسکے پچاسی سوار جیل خانہ مین بیٹھے ہوئے رو رہے تھے غم الم
شرم غیظ و غضب ان کے دلون مین اپنے ہمراہیون اور اپنے خوف کے سبب سے طاری تھی
بازار کے آدمی انپر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تمہارے بھائی قید مین بیڑیون کا زیور اس سبب سے
پہنے ہوئے بیٹھے ہین کہ وہ اپنے ایمان سے نہین پھرے اور تم نامرد ہو اپنے ایمان کی پروا
نہین کرتے اگر تم مین رتی بھر بھی مردانگی و غیرت و حمیت ہو تو قیدیون کو چھڑاؤ - سپاہیون نے
ایک دن جو پہلے سوارون کا حال دیکھا اسکو اس ظلم کا سایہ جانتے تھے جو انپر ہونے والا تھا اس سبب
جب یوروپین سپاہی گرجا مین جانے کے لیئے اپنی تیاری کر رہی تھے تو ہندوستانی سوار اپنے

گھوڑون پر سوار ہوکر مہمیزین مارتے ہوئے پرانے جیلخانہ کی طرف دوڑ رہے تھے ٭

اب معلوم ہوا کہ ایک بڑی مہلک غلطی یہہ کی گئی تھی کہ جس جیلخانہ مین یہہ سوار مقید ہوئے تھے اسکی محافظت اچھی طرح نہین کی گئی تھی جیلخانہ سول کے اختیار مین تھا بیسوین رجمنٹ کے کچھ سپاہی زیادہ پہرہ کے لیے جیلخانہ پر بڑہائے گئے تھے سوار جانتے تھے کہ ان سپاہیون کے لون کیا ارادہ ہے سب سوار جنمین کچھ اپنی وردی کچھ اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے مگر سب کرچین کھینچے ہوئے پستول لگائے ہوئے جیلخانہ پر گئے اور جیلخانہ کو توڑ کر اور لہارون سے پچاسی سوارون کی بیڑیان کٹوا کر اپنے پیچھے گھوڑون پر بٹھا کر پیدلون کی لین کی طرف چلے اور جیلخانہ کے اور قیدیون کو انہون نے چھٹایا نہین اور جیلخانہ کو جلایا نہین اور یورپین جیلر کو اور اسکے کنبے کو ستایا نہین۔ سوارون کے سوا اور قیدیون کو چھٹانے کے باب مین مختلف روایات ہین مگر مسٹر ولیمس صاحب کمشنر میرٹھ کی سرکاری رپورٹ مین یہہ لکھا ہے کہ سوارون نے نئے جیلخانے کے قیدیون کو جو آٹھ سو کے قریب تھے نہین چھٹایا مگر پرانے جیلخانے کے قیدیون کو جسمین سات سو تیس قیدی تھے چھٹایا تھا یہہ جیلخانہ لین اور چھاونی کے درمیان تھا۔ کرنیل میلکن زی اپنی دلچسپ تاریخ بغاوت مین تحریر کرتے ہین "کہ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء شام کے چرچ پریڈ یہلی اتوار کی نسبت آدھ گھنٹے کے بعد ہوئی یہہ میرا یقین ہے کہ اس آدھ گھنٹے کی دیر نے ہم کو خوفناک حادثہ سے بچایا ان دنون مین برٹش سپاہ نماز کے لیے ہتیارون اور گولی بارود کے گرجا مین جاتی تھی صرف ان پاس پہلو کے ہتھیار ہوتے تھے۔ باغیون کو وقت کی تبدیلی سے آگہی نہ تھی اسلیئے انہون نے آدھ گھنٹہ پہلے دنگہ مچادیا اگر وہ یہہ انتظار کرتے کہ ساٹھوین رجمنٹ گرجا مین عافیت سے بیٹھے تو پھر وہ چھوٹا سا گارد جو رائیفل اور توپون پر تھا انکو مزاحم نہ ہوسکتا تو وہ محفوظ سپاہیون کو جو گرجا کی چاردیواری کے اندر بھیڑون کی طرح بند تھے بالکل فنا کر دیتے خدا نے ہم کو بچایا۔ جب اول سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے یورپین لین پر آئے تو انہون نے دیکھا کہ گورے اپنی جگہہ پر بدیر کھڑے ہین پس قتل عام کرنے کی اُمید کے بجائے انپر خوف طاری ہوا کہ یہہ یورپین سپاہ جو لیس کھڑی ہے ہم سے اپنا عوض لیگی اس خوف نے انکی ساری تدبیرون کو الٹ دیا اور

انہون نے وہین بھاگنے کی تیاری کی۔

جب یہہ واقعات گذر رہے تھے دو ہندوستانی رجمنٹین وحشیانہ خشمناک اپنی اپنی پریڈون پر جمع ہوئین اوراپنی بندوقین بکریلیس چھوڑنی شروع کین اور اپنے چھپرون مین آگ لگائی۔ جب انگریزی افسرون نے یہہ فساد دیکھا تو وہ سپاہیون کی لینون مین انتظام کے لیئے دوڑے گئے حتی المقدور انتظام کے لئے کوشش کی مگراس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا سپاہی اپنے جامہ سے باہر ہوگئے دونو دہمکیون اور منتون کے سننے مین وہ بہرے ہوگئے تھے انہون نے اپنے افسرون پر حملہ نہین کیا مگر انکو متنبہ کردیا کہ کمپنی کا راج ختم ہوا۔ انہون نے یہہ رحم جو اپنے افسرون پر کیا وہ غیر رجمنٹون کے افسرون پر نہین کیا کرنیل فن ٹس صاحب جو چالیس برس سے ہندوستانی سپاہیون کی افسری کرتے تھے اور انکو بالکل سپاہیون کی وفاداری پر یقین تھا وہی اول قتل ہوئے وہ اپنی گیارہوین رجمنٹ کو فہمائش کر رہے تھے کہ وہ اپنی نمک حلالی پر متوجہ ہون کہ بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون نے انپر گولیان چلاکر مار ڈالا۔

قتل و غارتگری

اب قتل ولوٹ مار کا بازار گرم ہوا جس مین بازارون کے اور ہمسایہ کے دہات کے آدمی بڑی خوشی سے شریک ہوئے مسٹر سمانیقہ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ سب مسلح تھے وہ سپاہیون کے حملہ کرنے سے پہلے قتل پر آمادہ تھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح سے اس واقعہ سے واقف تھے جو وقوع مین آنیوالا تھا ہر طرف سے وہ ہزارون آدمی لوٹ پڑے اور حیرت ناک ذراسی دیر مین ہندوستانی رجمنٹون نے افسرون کے بنگلون پر جمع ہوکر انہین آگ لگادی علاوہ کرنیل فن لس کے انہون نے سات افسرون اور تین افسرون کے بی بی بچون کو قتل کیا ادہر اُدہر جہان انگریزون اور انکے بی بی بچون کو پھرتے ہوئے دیکھا مار ڈالا۔ شہر کی اوارہ سے آدمی ایسے دوڑے چلے آتے تھے جیسے کہ بھٹون سے درندے شکار کے لیئے نکلتے ہین ڈکٹر ہیوگو صاحب لکھتے ہین کہ شہرون مین مثل جنگلون کے بھٹ ہوتے ہین جنمین ہر ایک چیز جو نہایت موذی اور ہیبت ناک ہوتی ہے مخفی ہوتی ہے فرق یہہ ہے کہ شہرون مین جو چیز مخفی ہوتی ہین وہ خونخوار ناپاک

اور چھوٹی ہوتی ہین یعنی بدصورت اور جنگلی ین چیزین مخفی ہوتی ہین وہ خونخوار وحشی اور بڑی ہوتی ہین یعنی
خوبصورت۔ غرض حیوانون کے بعض آدمیون کے بعض سے بہتر ہوتے ہین" میرٹھ کی چھاونی سے
آدمیون نے نکلکر درندون کا کام کیا۔

اب سپاہیون کو اپنی پڑی۔ انہون نے سرکار کمپنی کے دامن کو تو بالکل چھوڑ دیا تھا
وہ قتل و غارتگری و آتش زنی کے مجرم تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم میرٹھ مین رہین گے تو
ہم سے سخت باداش لیا جائیگا۔ اسلیئے انہون نے دہلی کا رستہ فوراً لیا انکو بڑا موقع ملا تھا کہ
انہون نے اس باب مین دہلی کی پلٹنون کے افسرون سے پہلے ہی سے مشورہ لے لیا تھا
انکے افسر تیسرے رسالہ کے لیئے جو کورٹ مارشل میرٹھ مین مقرر ہوا تھا اسمین مقرر ہو کر آئے تھے
انکو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ انکی امداد سیگزین کے لیئے اور مغل خاندان کے مردہ سلطنت کے دوبارہ
زندہ کرانے مین کوشش کرین گے وہ یہی پکارتے تھے کہ دہلی کو چلو چنانچہ وہ گئے اور اپنے لینون مین
سوار اپنے افسرون کے گھر کی خاک کے اور انگریزون کی لاشون کے خاک پہ نہین چھوڑا۔

اب سوال یہ ہے کہ اسوقت برٹش سپاہ کہان تھی؟ جسوقت فساد کی خبر ہوئی وہ مسلح
ایسی تھوڑی دیر مین ہوئی جسپر اعتبار نہین ہوتا لیکن اس تاخیر کا سبب نہین معلوم ہوتا جو انکی
اس مقام کے پہنچنے مین کی جہان اسکی امداد کے لیئے اشد ضرورت تھی ہندوستانی سپاہیون
کی لینون سے چند سو گز کے فاصلہ پر کارابینیر اپنی بارکون مین تھی ساٹھوین رائیفل ڈیڑھ
میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکے پیچھے ارٹلیری تھے۔ برگیڈیر ولسن صاحب نے ایک کمپنی ساٹھوین
رجمنٹ کی خزانہ کی حفاظت کیلیئے بھیجی ایک دوسری کمپنی کو بارکون کی محافظت سپرد کی باقی کمپنیان
اور کارابینیر اور آرٹلیری کو ساتھ لیکر آہستگی کے ساتھ وہ ہندوستانی لینون کی طرف
گیا جب وہ یہان پہنچا تو تاریکی تھی لیکن روشنی ایسی تھی کہ اس مین مکانون کے کھنڈرون
اور افسرون کے لاشون کے نظر آنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بے رحمی و سنگدلی سے بغاوت
ہوئی ہے۔ جلے ہوئے چھپرون کے پیچھے سے چند گولیان چھوٹین لیکن کوئی زندہ آدمی نظر
نہین آیا سوار دو تین سوارون کے جو فاصلہ پر جیلخانہ سے آتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ اب
سپاہیون کا گروہ یہان نہین رہا لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کہان گیا ایک بڑا طول طویل مباحثہ ہوا

کہ اب تعاقب کے لیئے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جسکا فیصلہ یہہ ہوا کہ سپاہ اپنی چھاونی کے سرے پر جائے اور ٹھنڈی سڑک پر کھلے میدان مین رات کو شب باش رہے جنرل اور برگیڈ کو شہر کے بلوہ و فساد کے غل و شور نے جسکو وہ سنتے تھے مغالطہ مین ڈالدیا اور اس سے انہون نے یہہ نتیجہ نکالا کہ شہر کی دیوارون کے اندر سپاہ مجتمع ہے اور انکو یہہ امید تھی کہ وہ چھاونی کے اس حصہ پر حملہ کریگی جہان یورپین رہتے ہین انکو صبح تک یہہ نہین معلوم ہوا کہ کل تینون رجمنٹین دہلی کو روانہ ہوگئی ہین بعد از وقوع واقعہ ۔ ایسی کو دانشمند بننا آسان ہی کہ اس پر آشوب حوادث کے موقع پر میرٹھ کی سپاہ نے اپنی مستعدی و چستی و چالاکی و قوت و زور کو نہین دکھایا اسکا کوئی سبب معقول نہین بیان ہوسکتا مگر یہہ امر ایسا بھی نہین ہے کہ وہ مستوجب سزا ہو بعد ازان کمنڈنگ افسرون پر سخت لعنت ملامت ہوئی کہ انہون نے بلوہ و غدر کا حال پہلے ہی سنکر کافی مستعدی و آمادگی نہین کی انہون نے اس بات کے تحقیق کرنے مین کوشش نہین کی کہ باغی کہان گئے کوئی کوشش انہون نے نہین کی کہ باغیون کو دہلی پہنچنے سے پہلے انکو جا کر پکڑ لیتے ۔ گورنمنٹ انڈیا نے اپنی ناراضی کو جنرل ہیوٹ کے معزول کرنے سے جتلایا ۔

معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین برگیڈیر ولسن بھی ایسا ہی بالکل متحیر و سراسیمہ تھا جیسے اور انگریزی افسر تھے لیکن اسکی وجہ کیا تھی کہ تیسرے رسالہ کے سوارون نے جب باغیانہ طریقہ اپنا دکھایا تھا تو ۹ تاریخ کی پریڈ ہونے کے بعد ایسی تدبیرین کیون نہین اختیار کی گئین کہ جن سے پھر غدر ہونا ممکن ہو جاتا یا غالباً نہ ہوتا اسکا سمجھنا مشکل ہے اگر کوئی اسکی وجہ سمجھی جاسکتی ہے تو وہ الا دہندا عتقاد وجہ ہندوستانی سپاہیون کی وفاداری پر تھا اور ان بغاوت کی ارادون کا یقین نہ کرنا تھا جنسے ایسے شامت زدہ نتائج ساری ہندوستان مین نمایان ہوئے ۔

— حکایت مفصلہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ میرٹھ کے حکام کو کیسا کورانہ اعتماد اور اعتقاد سپاہ کی وفاداری پر تھا ۹ تاریخ کی دوپہر کو تیسرے رسالہ کے افسر قیدی سوارون کے پاس جیلخانہ مین گئے کہ قیدیون کی تنخواہون کا حساب کرکے دیدین تو ان افسرون مین لفٹنٹ میوگف صاحب بھی تھے (جو پیچھے لفٹنٹ جنرل سر میوگف دکٹوریا کرس جی سی بی ہو گئے تھے) جب

وہ اپنے گھر کو الٹے جیلخانہ سے آتے تھے تو ایک ہندوستانی افسر نے اُنسے کہا کہ سپاہیون نے اپنا یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیون کو قید سے چھڑائین اور جیلخانہ کے ہندوستانی سپاہیون کے پہرہ نے انسے وعدہ کرلیا ہے کہ ہم اس کام مین انکے مدد و معاون ہونگے۔ گف صاحب نے لفٹنٹ کرنیل سمائتھ کے پاس فوراً جاکر اس بات کی اطلاع دی جو انہون نے سنی تھی لیکن کرنیل نے اسپر لیوہ لیوہ (چھی چھی) کرکر کہا یہہ خیال ہنسی کے قابل ہے مین ایسی لغو باتون کا یقین نہین کرتا۔ سہ پہر کو گف برگڈیر ولسن سے ملا اور اس خبر سے اطلاع دی جو سنی تھی تو ذرا سا بھی نقش اسکے دل پر اس خبر کا نہین ہوا جیسے کرنیل سمائتھ نے اس خبر کو حقارت کے ساتھ یقین نہین کیا تھا ایسے ہی ولسن صاحب نے نہین کیا۔ دوسرے دن اتوار کو یہی ہندوستانی افسر مذکور دو سوارون کو ساتھ لیکر گف صاحب کی کوٹھی پر گیا اور چلایا کہ بلوہ شروع ہوگیا ہے اور ہندوستانی سپاہی افسرون پر گولیان چلا رہے ہین۔ گف صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور ان مین سوارون کے ساتھ جہان تک جلد ممکن تھا پیدل سپاہ کی پریڈ کے میدان مین گیا اسوقت یہان بلوہ بڑی شدت سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا۔ بعض سپاہی وردی اور بعض اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے ادھر اُدھر منتشر تگ و دو کررہے تھے ناچتے کودتے غل غپاڑہ ایسا کرتے تھے کہ انہون نے کوئی گڑھ فتح کرلیا ہے اور ان شیطانی کامون پر چھپرون کے جلنے کی دھندلی روشنی پڑرہی تھی۔ جب گف صاحب کے گروہ کو سپاہیون نے دیکھا کہ انہون نے تینون سوارون سے کہا کہ تم رستہ مین سے پرے ہی جاؤ ہم صاحب پر گولیان چلاتے ہین مگر سوارون کو اس کہنے کی کچھ خبر نہ ہوئی سپاہیون نے گولیان مارین مگر کوئی گولی کسی کے لگی نہین۔ گف صاحب نے یہہ حال دیکھکر کہ اب بلوہ روکنے پر کوئی اختیار نہین تھا وہ اپنے تین سوارون کے ساتھ اپنی لین مین آئے تو وہان انہون نے دیکھا کہ سپاہی اپنے گھوڑون پر زین لگا رہے ہین اور رجمنٹون کے میگزین توڑ کر گولی بارود لے رہے ہین انہون نے اس برافروختگی کے فرو کرنے مین کوشش بیفائدہ کی ری کروٹون (رنگ روٹ) نے دو گولیان انپر چلائین مگر انکی جان لینے کا سپاہیون نے عزم مصمم نہین کیا۔ آخر کو ہندوستانی افسرون نے انسے کہدیا کہ اب ہم آپکی جان بچانے کے ضامن نہین ہوتے۔ اسوقت بالکل

اندھیرا تھا گف صاحب مع اپنے معتمد سوارون کے یوروپین لین کی طرف گئے انکو راستہ مین آدمیون کی بڑی بھیڑ ملی جو باھر سے چلے آتے تھے انکے پاس تلوارین اور لکڑیان اور ہتھیار تھے ان کو پھار چیر کر وہ نکل گئے ہندوستانی افسر اور دو سوار انکے پیچھے قریب تھے انہون نے صاحب کا ساتھ جب تک نہین چھوڑا کہ آرٹلیری میس صاحب کو نظر آیا تو انہون نے اپنے گھوڑون کی باگین تھام کر کہا کہ اب ہم آپ کے ساتھ نہین جائین گے۔ ہرچند صاحب نے انکو اپنے ساتھ رہنے کے لیے کہا مگر اسپر اثر نہین ہوا انہون نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ ہم اپنے دوستون اور رشتہ دارون کو چھوڑ دین انہون نے صاحب کو مودبانہ سلام کیا اور اپنے باغیون کے ساتھ گھوڑے دوڑائے پھر گف صاحب نے ان اپنے دوستون کی جنہون نے مصیبت کے وقت مین دستگیری کی تھی تلاش کی مگر کچھ پتا نہ ملا ٭

ہرچند میرٹھ کے حکام ان باتون کے سبب سے ملامت کے مستحق ہین کہ انہون نے ابتداء بغاوت مین کاہلی کی اور جب باغی بھاگ گئے تو انکی سراغ رسانی مین اور تعاقب کرنے مین دہلی کی راہ پر پکڑنے کے اندر کوتاہی کی اور کوئی مستعدی وچالاکی نہین دکھائی۔ مگر مجھے اس مین شبہ ہے کہ سپاہیون کے تعاقب کرنے سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا یا یہ ممکن بھی تھا کہ انکو دہلی پہنچنے سے پہلے یوروپین سپاہ جالیتی۔ تعاقب کرنے کے لیے تھوڑے یوروپین سوار جا سکتے تھے اسلیے کہ وہ ہندوستان مین تھوڑے ہی دنون سے آئے تھے اکثر انمین رنگ روٹ تھے اور بہتوں وہ سواری سیکھنے کے اسکول مین گھوڑون پر قواعد کرنا سیکھتے تھے۔ ان کے گھوڑے سدھے ہوئے نہ تھے۔ یہہ چند سوار گھوڑون کے توپخانہ کے ساتھ تعاقب کے لیے بھیجے جا سکتے تھے لیکن وہ باغی سوارون کی دوڑ کو نہین پہنچ سکتے تھے اور جب پیدل سپاہیون کو معلوم ہوتا کہ یہہ سوار ہمارے تعاقب مین آتے ہین تو وہ ملک مین جسمین وہ خوب واقف تھے منتشر ہو جاتے اور تاریکی مین وہ نظر بھی نہ آتے اسلیے تعاقب سے ان کا کچھ بگاڑ نہین ہو سکتا تھا۔ میرٹھ سے دہلی چالیس میل کے فاصلہ پر ہے ساٹھوین رجمنٹ گورون کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مئی کی خوفناک گرمی مین سفر کر کے ۱۱۔ مئی کی شام سے پہلے پہنچ سکتے۔ دہلی مین قتل و غارت اس تاریخ کی صبح ہی سے شروع ہو گیا تھا انہون ہندوستانی رجمنٹین اور توپخانہ جو دہلی کی چھاونی مین تھا وہ میرٹھ کے سوارون سے

ہندوستانی باغیون کے تعاقب نہ کرنے کے بارے مین جو الزام لگایا جاتا ہے اسپر بحث

انکے پہنچنے سی پہلے ل گیا تھا۔ میگزین جس مین اسباب جنگ بہت موجود تھے وہ بادشاہ کے اختیار مین آگیا تھا اور شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندے فرنگیون کے مرد وعورت بچون کے قتل عام کرنے کے لئے اور انکی مال واسباب کے لوٹنے کے واسطے مدد کرنے کو تیار تھے۔

میرٹھ کی سرکشی کے تمام حالات پر غور وخوض کرکے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر باغیون کے تعاقب مین ایک چھوٹا سا گروہ سوارون کا جو بہم پہنچ سکتا تھا دسوین کی رات کو باغیون کے تعاقب مین بھیجا جاتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا اور کل سپاہیون کے دلون مین وہ جوش وخروش تھا کہ میرٹھ کی حکام خواہ کیسی ہی مستعدی وچستی سے کام کرتے وہ بغاوت کو نہین روک سکتے تھے۔ سپاہیون نے اپنا عزم مصمم کرلیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی محبت کو ترک کیجیئے اور یہہ ترک کب اور کیونکر کیجیے وقت وموقع پر موقوف رکھا تھا۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون پر کوئی رات ایسی دہشت ناک نہین گذری جیسی کہ دسوین گیارہوین کی درمیانی شب گذری۔ چارون طرف انگریزون کے بنگلے جل رہے تھے اور انکے شعلے دھنوؤن کے بادلون مین طرح طرح کے رنگ صورتین دکھارہے تھے عمارتون کے چوبی حصون کی چٹخنے گرنے کی آوازین نکل رہی تھین باغیون کے غل شور وبندوقون کی آوازین دلون کو ہلا رہی تھین۔ جلتے ہوئے مکانون سے جو عیسائی عورتین مرد بچے باغون اور اور مکانون مین پناہ لینے جاتے تھے تو باغی انکا پتا لگا کے اکثر گولیون سے مار ڈالتے تھے یا اور طرح سے انکے ٹکڑے اڑاتے تھے۔ بعض تاریکی کے سبب سے چھپ چھپا کر پناگاہون مین پہنچ جاتے تھے بعض ہندوستانی ملازم ان بیوفاؤن مین ایسے وفادار تھے جنہون نے اپنے گورے رنگ کے آقاؤن کی جانون کو بچایا اور محسن کشی نہین کی سید میر خان (سردار بہادر) ایک باشندہ افغان نے کمشنر اور انکی میم صاحب کی جان بچائی بعض میمین جنکے شوہر لینون مین اپنے فرض منصبی ادا کرنے گئے تھے اپنے جلتے ہوئے گھرون مین بڑی بیرحمی سے قیمہ قیمہ ہوئین چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اپنی ماؤن کے سامنے قتل کیئے گئے لیکن بعض لیڈیان ایسی دلاور ہمت والی تھین کہ انہون نے اور لیڈیون کی جانین اپنی جان پر کھیل کر بچائین۔ ان لیڈیون کی ہمت مردانہ کے حالات لکھنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے وہ اس کتاب مین نہین لکھ سکتے۔

دسوین گیارہوین کی رات انگریزوں پر [illegible]

میرٹھ کے برگیڈ نے جیسے رات کی تاریکی مین کچھ کام نہین کیا تھا ایسے دوسرے دن کی صبح کی روشنی مین کچھ کام نہین کیا انگلش سپاہ رات کو سوکر بیدار ہوئی تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ سوار باغی دہلی کو روانہ ہوئے - اب بعض کی یہہ راے ہے کہ اگر توپخانہ اور سوار تعاقب مین جاتے تو دو پہر سے پہلے دہلی مین پہنچ جاتے اور بغاوت کو روک دیتے اس باب مین ہم اوپر فیلڈ مارشل لارڈ رابرٹس کی راے لکھ چکے ہین اسّے بہتر ہم اورون کی رائون کو نہین سمجھتے اسلیے نہین لکھتے ✢

مجرمون سے انتقام نہ لینا

یہہ بات بہی کچھہ کم حیرت ناک نہین ہے کہ باوجودیکہ سپاہیون کے سوار اور آدمیون نے بھی بڑے بڑے جرم کیئے تھے اور انکا ثبوت بھی موجود تھا مگر انگریزی افسرون کے دلون مین انتقام کا جوش نہین اٹھا کہ وہ ان مجرمون کو سخت سزا دیتے پیر کی صبح کو بازارون مین انگریزون کے گہرون کا لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا جو شب گذشتہ کے جرمون کا کافی ثبوت تھا بہت سے قاتل ایسے تھے کہ جنکے ہاتھ ابہی خون مین سرخ تھے لیکن کوئی رجمنٹ ان مجرمون کے تباہ کرنے کیلیے نہین متعین کی گئی مُردون کی لاشین جمع کی گئین اور شام کو رنج والم کے ساتھہ دفن کی گئین عورتون اور بچون کے قاتل اور انگریزون کے گہرون کے غارت گر غلین بجاتے اور مونچھون پر تاؤ دیتے پھرتے تھے انگریزون کی لاشون اور اعضا بریدہ مُردون کے گرد خوش خوش جنون کے گروہ پھرتے تھے مگر سپاہ کے کسی کولم نے صدر بازار سے اپنا فوراً انتقام نہین لیا -

بازار مین بہت تھوڑے ہی گھر ایسے ہونگے جنکے اندر انگریزون کی کوٹھیون کا لٹا ہوا اسباب موجود نہ ہو لیکن انکی کوئی تلاشی نہین لیتا تھا صرف ایک قسائی کو جسنے ایک میم کو قتل کیا تھا پھانسی دیگئی اور ایک آنب کے درخت مین اسکی لاش لٹکائی گئی - غرض میرٹھ جیسی اور تمام ملک مین مجرمون کو سزائین دی گئین نہین دی گئین میرٹھ مین انتقام لینے کا عزم بڑا سست تھا باغی سوارون کے کنبے میرٹھ مین رہ گئے تھے انسے حکام نے کچھ تعرض نہین کیا انکو دہلی سے سوار جاکر میرٹھ مین لے آئے وہ اپنے کنبے پر حاکمون کی عنایت اور رحم کو نہین سمجھے بلکہ یہہ کہنے لگے کہ انگریزون کے ایسے ہوش وحواس اڑے ہوئے ہین کہ انکو ہمارے جانے اور کنبے کے لے آنے کی خبر نہین ہوئی اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین بعض انگریزون نے بڑی بڑی بہادری کے کام کیئے

جو تاریخ مین اچھی طرح لکھے گئے ہین مگر اسکے ساتھ یہ بات بھی بھولنی نہین چاہیئے کہ بہت سی عمدہ مثالین
ایسی ہین کہ جنہین ہندوستانیون نے انگریزون کی جان بچانے مین اپنی جان بازی کی جنکے
انگریز نہایت ممنون منت ہین - ۱۱ ہندوستانی پیدل کے دو سپاہیون نے دو لیڈیون
اور ان کے بچون کو ڈریگون بارک مین پہنچا دیا - شہر مین ایک مسلمان نے دو عیسائی کنبون کو
اپنی جان پر کھیل کر بچایا ایک دھوبی اور ملازمہ نے ایک لیڈی کے بچون کو قتل ہونے سے
بچا دیا لیڈی کو بھی وہ ہندوستانی لباس پہنا کے بچانا چاہتے تھے مگر ایک بدمعاش نے برقعہ
اٹھا کر زرد چہرہ دیکھا اور اسکو مار ڈالا

باب سوم

دہلی پر باغیون کا قبضہ

دلی کا حال

جب سے کہ میرٹھ مین سوار قید ہوئے تھے دہلی مین وہان کی بڑی متوحش خبرین غدر کے ہونے
کی آتی تھین جنکو شہر کے بعض گروہ سنکر بڑے خوش ہوتے تھے ۹ - مئی ہفتہ کا ذکر ہے کہ مسٹر الیف
ٹیلر صاحب پرنسپل دہلی کالج نے مولوی سید محمد صاحب مدرس اول عربی سے پوچھا کہ شہر کی کیا
خبر ہے تو انہون نے کہا کہ میرٹھ مین غدر مچنے کی خبرین مشہور ہو رہی ہین اور لوگ یہ کہہ رہے ہین
کہ بنگال حاطہ کی ساری فوج ہندوستان مین انگریزون سے برگشتہ ہو رہی ہے اور اب
انگریزی عملداری کا خاتمہ ہے یہ خیال دیوانون کا ہے سرکار والا اقتدار کا انتظام وہ اعلے درجہ کا
ہے کہ سلطنت مین خلل پڑنے کا خیال بھی نہین ہو سکتا پرنسپل صاحب نے یہ سنکر اپنا ہاتھ
اٹھا کر اوپر خدا کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ سلطنت خدا کی مرضی پر موقوف ہے انسان کے انتظام پر نہین
غرض دہلی کے مفسد بدمعاش غدر کے منتظر بیٹھے تھے اور انکو اسکے ہونے کا بالکل یقین تھا -
اس رات کو میرٹھ کا انگلش برگیڈ پریڈ کے بڑے میدان مین سوتا تھا اور تیسرے رسالہ کے سوار
چاندنی رات مین گھوڑون پر سوار دہلی کی طرف پویان تھے کہین انہون نے گھوڑون کی باگ
نہین کھینچی پیدل پلٹنین بھی انکے پیچھے پیچھے خوف کے مارے کشان کشان لیے قدم اٹھائے

ہوئی دوان تھین اس بات کا لیقین شکل سے ہوتا ہے کہ اتوار کی رات کو کسی ہندوستانی سپاہی
نے اپنی بندوق کا فیر بغیر اس حق الیقین کے کیا ہو کہ اب مین شہید ہونگا انکے سر پر وہی جنون سوار تھا
جو خودکشی مین ہوا کرتا ہے بالفعل وہ سپاہی غصے کے مارے دیوانے ہورہے تھے اور آیندہ کے خوف سے
وہ بے تاب تھے کارباین (قرابین) اور رفلون اور گراپ زن توپون کو جانتے تھے کہ اب وہ ہمارے پیچھے آتی
ہین اور ہماری جان لیتی ہین - چاندنی رات مین وہ آگے بڑہتے جاتے تھے اور پیچھے دیکھتے جاتے
تھے کہ کہین ڈریگون ہماری موت کا فرشتہ تو نہین آتا - لیکن گھنٹہ پر گھنٹہ گذرتا گیا انکو اپنے
تعاقب مین کسی گورے کے پاؤن کی آہٹ بہی سننے مین نہین آئی - صبح ہوتے ہی ان کو اپنی
جناجی کے درشن ہوئے جناجی کی جے کا آوازہ لگایا اور اب وہ شہر انکی آنکھون کے سامنے تھا
جسکو وہ اپنا ملجاو ماوا بنانا چاہتے تھے اول سیلم پورمین پرسٹ کی چوکی کو آگ لگائی اور اسکے
کلکٹر کو قتل کیا - آٹھ بجے سے پہلے جمنا کی کشتیون کے پل سے چند سوارون نے جو سب سے
آگے بڑہے ہوئے تھے عبور کیا مسٹر ٹوڈ صاحب کو جو میرٹھ کے تار کے بگڑ جانے کی درستی
کے لیے جاتے تھے پل پر ابر ہاتھ صاف کیا اور کلکتہ دروازہ پر گئے جسکو بند دیکھا تو قلعہ کے
نیچے جھروکون مین آئے - میرٹھ سے رات کو ہندوستانیون کی معرفت دہلی مین بغاوت
سپاہ کی خبر بھیجنے مین بہت روپیہ خرچ کیا گیا اور یہہ خبر بہت سویرے اندھیرے مین مسٹر
سائمن فریزر صاحب کمشنر اور ہچنسن صاحب کلکٹر دہلی پاس پہنچ گئی - شہر مین اس
خبر کی نسبت یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ رات کے دس گیارہ بجے مسٹر سائمن فریزر صاحب
کمشنر کے نام ایک سوار چٹھی لایا جمعدار چٹھی لیکر صاحب کمشنر پاس گیا وہ سوتے تھے جمعدار نے
کئی دفعہ پکار کر انکو جگایا اور چٹھی دی کہ یہہ میرٹھ سے ایک سوار لایا ہے - کمشنر صاحب نے
جمعدار کو جھڑکا کہ باہر جاؤ اور چٹھی بغیر پڑھے جیب مین ڈالکر پھر سو گئے - سوار کی زبانی خدمتگارون کو
میرٹھ کا حال معلوم ہوا اسنے کہا کہ مجھے پیٹرول نے یہہ چٹھی دیکر کہا کہ بہت جلد رات کو پہنچا دو
مگر کمشنر صاحب کو دوبارہ جگانے کی جرأت خدمتگارون کو نہین ہوئی - سرکاری تحقیقات سے
یہہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمشنر پاس کوئی خبر اسطرح نہین پہنچی جسطرح کہ وہ شہر مین مشہور
ہوئی انکو وہی خبر پہنچی تہی جسکا ذکر اوپر ہوا اسی خبر ہی کے سبب سے باغیون کے آنے سے پہلے

صاحب کمشنر اور کلکٹر نے شہر کے دروازون کے بند کرنے کا اور جمنا کے کشتیون کے پل کا بند و بست کیا مین نے خود دیکھا کہ سات بجے صبح کے قریب فریزر صاحب کمشنر دو گہوڑون کی بگھی مین سوار اور پیچھے اردلی مین چھہ کے سوار چلے جاتے ہین کمشنر صاحب نے اپنی بگھی کو میگزین کے پاس تھما یا وہان تلنگون کی کمپنی وردی پہنے کہڑی تھی اسکے صوبہ دار کو کمشنر صاحب نے بلا کر کچھ باتین کین جو مین نے نہین سُنین مگر لوگون نے جب صوبہ دار سے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین تو اس نے کہا کہ صاحب کمشنر نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو ہم نے کہا کہ ہم اپنے دہرم کے ساتھی ہین۔ کمپنی نے کمشنر صاحب کی سلامی دستور کے موافق نہین اُتاری کمشنر صاحب نے اپنی سواری آگے بڑہائی انکی بگھی کے گرد آدمیون کی بڑی بھیڑ لگی ہوئی تھی انکی ایک جھڑکی مین چھیڑ ہو گئی۔ کئی آدمی خوف کے مارے گر پڑے۔ جب مین آگے قلعہ کے نیچے لال ڈگی کی سڑک پر آیا تو مین نے دیکھا کہ سڑک پر مسٹر ہچنسن صاحب مجسٹریٹ گہوڑے دوڑائے آتے ہین اور انکے پیچھے دو سوار دلی کے سوار اور معین الحق کوتوال ساتھ ہین پھر تھوڑی دیر کے بعد آٹھ سات ترک سوار خونخوار گہوڑے دوڑاتے ہوئے آتے ہین مین یہہ دیکھکر اپنے گھر چلا آیا۔ معلوم نہین کہ کس طرح اور کس وقت سب سے پہلے ایک ترک سوار شہر مین آگیا تھا۔ اول وہ قلعہ کے لاہوری دروازہ کے تلنگون پاس گیا جسکی خبر سنکر قلعہ دار کپتان ڈگلس نے اس سے کچھ باتین کین۔ پھر یہ سوار میگزین کے تلنگون پاس آیا اور اس سے باتین کرکے کشمیری دروازے کے تلنگون کے پاس گیا قلعہ کے دروازہ اور میگزین اور کشمیری دروازہ پر تلنگون کی ایک ایک کمپنی رہا کرتی تھی ترک سوار کلکتہ دروازہ کو بند دیکھکر جھروکون مین قلعہ کے ثمن برج کے نیچے گئے اور زیر جھروکہ سوارون نے بادشاہ کی دُہائی مچائی اور کہا کہ ہم کو اپنے مذہب کے لیئے لڑنے کے واسطے بادشاہ کی امداد چاہیئے۔ بادشاہ ہی ہمارے دین و دنیا کا نگہبان ہین۔ بادشاہ نے یہ سنکر انکو کچھ جواب نہین دیا اور نہ انکے سامنے آیا۔ بادشاہ نے حکیم احسن اللہ خان اور غلام عباس شمشیر الدولہ کو بلایا اور غلام عباس کو حکم دیا کہ وہ کپتان ڈگلس صاحب قلعہ دار پاس جاکر سوارون کے آنے کی خبر دے اور ان سے درخواست کرے کہ اس معاملہ مین جو کارروائی ضروری ہو وہ کرین پھر بادشاہ اپنی بیٹھک مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر مین غلام عباس کپتان ڈگلس کو ہمراہ لیکر آگیا۔

کپتان صاحب فوراً برآمدہ مین آئے اور زیر جھروکہ جو سوار گھوڑے تھے انسے کہا کہ یہہ بادشاہ کی خوابگاہ ہے تم اپنی داد فریاد سے بادشاہ کو تکلیف نہ دو یہہ تمہاری فریاد سننے کی جگہہ نہین ہے کوٹلہ کی طرف جاؤ وہان جو عرض کرنا ہے وہ کرو شنوائی ہوگی۔ سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے بادشاہ کپتان صاحب کے آنے کی خبر سنکر بیٹھک اور دیوان خاص کے کھلے صحن مین آئے تو کپتان ڈگلس نے کہا کہ حضور گھبرائین نہین یہہ شور و شر فوراً رفع کردیا جائیگا مین سپاہیونکو اب جاکر دھمکائے دیتا ہون حضور ثمن برج کے نیچے کا دروازہ کھلوادین جو اسوقت بند تھا مین جاکر سپاہیون کو فہمائش کرونگا اور وجہ فساد پوچھونگا تو بادشاہ نے کہا کہ نہ آپ پاس طپنچہ بندوق ہے نہ سپاہ ہمراہ ہے آپ کا سلح سوارون مین جانا دانائی سے بعید ہے جان جانے کا خوف ہے تو کپتان ڈگلس اپنے مکان کو چلے گئے۔ سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے۔ اب اسکی روایات مختلف ہین کہ یہہ دروازہ جو بند تھا کسنے کھول دیا کوئی کہتا تھا کہ کسی نمک حرام پہرہ کے نجیب نے کھول دیا کوئی یہہ گپ لگاتا تھا کہ مردے از غیب برون آید و کارے چنین کند۔ کوئی سبز پوش سوار آیا تھا اسنے کہولدیا۔ تہوڑی دیر بعد کپتان ڈگلس نے غلام عباس اور حکیم احسن اللہ خان کو بلایا وہ دونو کپتان صاحب پاس حاضر ہوئے اور کپتان صاحب سے ملے انہون نے کہا کہ دو پالکیان مع کہارونکے بہیجدو کہ ان مین دو لیڈیان سوار ہوکر بادشاہ کے محل مین جاکر پناہ گزین ہون اور اسی وقت مسٹر سائمن فریزر نے کمرہ مین آکر کہا کہ بادشاہ دو توپین مع توپچیون کے لیکر ہمارے مکان کے نیچے دروازہ کے محاذی لگادو غلام عباس اور حکیم احسن اللہ خان دونو بادشاہ پاس پیغام مذکور پہنچانے گئے۔ بادشاہ کے حکم سے فوراً دو پالکیان بہیجی گئین اور توپون کے بھیجے جانے کا حکم دیا گیا۔ پہلے اس سے کہ پالکیان پہنچین اور توپین لگین وہان کچھہ اور ہی سانحہ وقوع مین آیا۔

شہر مین جو شر و فساد بڑھا اسکا بیان کرنا دشوار ہے۔ راج گھاٹ سے سوارون نے داخل ہوکر جو پورب مین انکو ملا اسکو قتل کیا۔ مسٹر سٹڈلنس صاحب ہیڈ ماسٹر مشن اسکول ایک لڑکے کو جسکی بہن سے انکی شادی ہونے والی تھی بگھی مین لیئے جاتے تھے کہ پنچکی کے قریب دونو کو سوارون نے قتل کیا۔ انگریزون کی کوٹھیون مین آگ لگادی۔ وہ کلکتہ دروازہ کی طرف گئے انکو قلعہ کے لاہوری دروازہ کی

اڑتیسوین پلٹن کے تلنگون نے بتا دیا تھا کہ وہان تمکو کمشنر فریزر اور ڈگلس اور اور انگریز ملین گے
جب سوار جاتے تھے تو وہ دین دین پکارتے جاتے تھے اس لیئے انکے ساتھ مسلمانون کی
بھیڑ ہوتی جاتی تھی۔ دہرا تما ہو دہی انکو اولون اور بتاسون کا شربت لٹیون مین پلاتے جاتے تھے
سارے شہر مین ہڑتال تھی ایک سناٹے کا عالم تھا سارا شہر ایک سرے سے لیکر دوسرے
سرے تک حیران و سراسیمہ تھا اور اس سے ڈرتے تھے کہ دیکھیئے شہر سے انگریز کیا معاوضہ لین گے
اور ان بھگوڑے سپاہیون کو کیا سزا دین گے لیکن کوئی انگلش رجنٹ دلی کی انگریزون کو مصیبت سے
چھڑانے کو نہین آئی۔ اور باغی سپاہی اور دلی کے شہدے آدمیون کا ہجوم انکے ساتھ ہوجاتا
تھا۔ باغی سپاہی شہر کے مالک ہوگئے تھے وہ جانتے تھے کہ چھاونی مین جتنی پلٹنین ہین انمین سے
ایک سپاہی بھی ایسا نہین ہے کہ انگریزون کی حمایت کے لیئے اپنی بندوق کا گھوڑا چڑہائے
یا تلوار چلائے یا توپ کو پلیتہ لگائے شہر کے ایک سرے سے باغی داخل ہو رہے تھے دوسرے
سرے پر کمشنر فریزر اور انگریز گارڈ کے سپاہیون کو خیر خواہی کے لیئے بلا رہے تھے۔ فریزر صاحب
نے کپتان ڈگلس کو اپنے پاس کلکتہ دروازہ پر بلایا تو وہ کپتان دلدار علی کی بگھی مین جو دروازہ کے
باہر اس سبب سے رکی کھڑی تھی کہ دروازہ بند تھا سوار ہو کر فریزر صاحب پاس چلے گئے۔ جب
باغی یہان آئے تو انہون نے کپتان ڈگلس اور کمشنر و کلکٹر کو یہان دیکھا یہہ افسر سرتھیو فلس مٹکاف
کی مدد سے جنہون نے اس اثنا مین کوتوالی مین جاکر دروازہ کے بند ہونے کا بندوبست
کرلیا تھا جمع ہوئے تھے اس مجمع پر باغیون نے حملہ کیا اور ہچنسن صاحب کے بازو کو زخمی کیا
فریزر صاحب نے اڑتیسوین[۳۸] پلٹن کے سمجھانے مین کوشش کی مگر اس نے نو واردون سے
بھائی بندی کا رشتہ جوڑا انکی کچھ نہ سنی نہ تقریر کام مین آتی تھی نہ حکم کام دیتا تھا۔ اب ان انگلش
جنٹل مینون نے دیکھا کہ ہر لحظہ باغیون کی تعداد بڑہتی جاتی ہے انکے مقابلہ مین سر کف ہوگئے
فریزر صاحب و ڈگلس صاحب دونو ایک بگھی مین بیٹھے تھے یہہ دیکھ کر کہ خوف زیادہ ہے دونو
پولیس سٹیشن مین اترے جہان الفنسٹن اور انگریز بھی ملے۔ فریزر صاحب نے اپنے گارڈس سے
بندوق لیکر ایک سوار کے جو سب سے آگے بڑھا آتا تھا بندوق ماری جس سے وہ مرگیا یہہ دیکھ کر اور
سوار کچھ دور پرے ہٹے لیکن شہر کے آدمیون نے انگریزون پر ریل پیل ایسی کی کہ ان کو یہہ معلوم ہوا

کہ اب فرار مین سلامتی ہے۔ فریزر صاحب اپنی بگّی مین بیٹھے اور قلعہ کے دروازہ کی طرف روانہ ہوئے
اور ڈگلس صاحب قلعہ کی خندق مین کودے جس سے انکے پاؤن مین سخت چوٹ لگی وہ آگے سے
نیچے کھائی مین گرے اس ضرب سے ایسے کم زور ہو گئے کہ چپراسیون نے اٹھایا اور انمین سے
ایک اپنے کندھے پر بٹھا کر قلعہ کے اندر لے گیا اور فریزر صاحب اور ہچنسن صاحب جنکا بازو
اول ہی دہلیہ مین زخمی ہوا تھا قلعہ مین پہنچے۔ ہچنسن صاحب کے حال بیان کرنے مین بڑا اختلاف
ہے۔ بادشاہ کی تحقیقات جرم مین ایک گواہ نے یہہ بیان کیا کہ ہچنسن صاحب ڈگلس صاحب کی
ہمراہ تھے دوسرے گواہ کا بیان ہے کہ وہ فریزر صاحب کے ساتھ آئے تھے تیسرے کا بیان
ہے کہ ڈگلس صاحب نے چپراسیون کو حکم دیا کہ مسٹر ہچنسن صاحب کو تلاش کر کے قلعہ مین لے آؤ
غرض انکے مارے جانے کا حال صحیح نہین معلوم ہوا اتنیہ سے کہ شنکرداس وکیل عدالت جی
برادر عزیز پروفیسر ولے رامچندر کہتے تھے کہ جب دیوانی کی کچہری جو کشمیری دروازہ کے باہر مٹکاف
صاحب کی کوٹھی مین ہوتی تھی اس بلوہ کے سبب برخاست ہوئی تو ہم سب وکیل اور لے باس
صاحب سشن جج کشمیری دروازہ مین آئے تو ایک بوڑھے درزی نے جو صاحب سشن جج کا
پرانا ملازم تھا انکے گھوڑے کی باگ کو موڑ کر کہا کہ صاحب مرنے کو کہان جاتے ہو وہ اُلٹے پھرے
کہ ہچنسن صاحب کلکٹر ملا انکو دروازے مین آتے ہوئے ملے تو انسے جج صاحب نے کہا کہ
شہر مین کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ انتظام کے لیئے تو جج صاحب نے کہا کہ انتظام
کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے ناحق مرنے کو کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ شہر کا انتظام
کرنا میرا فرض ہے مین جاؤن گا وہ شہر مین آئے مگر یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ کیونکر مارے گئے
کپتان ڈگلس کے مکان مین مہمانون کے طور پر مسٹر جیننگس انگلش چپلین اور انکی نوجوان
بیٹی مس جیننگس اور انکی سہیلی مس کلفرڈ یہہ سب رہتے تھے۔ پادری صاحب صبح ہی سے قلعہ کے
دروازہ پر سے دوربین لگا کے باغی سپاہ کی آمد کو دیکھ رہے تھے وہ جانتے تھے کہ ہوا سے
شرارت برسنے والی ہے وہ ایک آواز سنکر نیچے اترے تو انہون نے دیکھا کہ مسٹر ڈگلسن ابھی
آئے ہین اور وہ نیچے صحن مین ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھے ہین انکے حکم سے ڈگلس صاحب اور
ہچنسن صاحب کو دروازہ کے اوپر کے کمرون مین قلعہ کے پہرہ والون نے پہنچا دیا۔ بعض بیان

مسٹر فریزر صاحب کا مارا جانا

کرتے ہین کہ جننگس صاحب دونو ڈگلس صاحب کو اٹھا کر لے گئے۔ فریزر صاحب نیچے آئے کہ لوگون کی براَنگیختگی وغصہ کے فرو کرنے مین کوشش کرین۔ وہ زینہ کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور انکے ہاتھ مین تلوار تھی غل کرنے والی جماعت کو سمجھا رہے تھے کہ مغل بیگ قلعہ کے گارڈس کے وردی والے نے انکے گال پر ایک کر ایسی تلوار لگائی کہ وہ ہڈی تک پہنچی۔ کوئی کہتا ہے کہ اول ضرب حاجی تھہر کندے نے لگائی پھر اینر اورون نے تلوارین چلائین کوئی کہتا ہے کسی حبشی نے انکو مارا۔ غرض سا ہی صاحب کمشنر دہلی جنکی ایک جھڑکی سے میگزین کے آگے کی بھیڑ مین بیسیون آدمی گرے تھے جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے) اب وہ مردہ پڑے تھے اور مرے پر سو درے ہو رہے تھے۔

اوپر کے کمرون مین ڈگلس صاحب اور ہچنسن صاحب زخمی زار و نزار پلنگون پر پڑے ہوئے تھے اور پادری صاحب اور انکی بیٹی تیمارداری کرتے تھے کہ وہ گروہ جسنے کمشنر صاحب کو مارا تھا انگریزون کی خونریزی کے لیئے جنوبی زینہ سے چڑھ آیا اور اسنے ڈگلس صاحب اور ہچنسن و پادری صاحب اور دونو انگریزی لیڈیون کو جنہون نے نیچے کا غل شور سنکر اپنی نماز شروع کی تھی اور وہ ختم نہ ہوئی تھی بڑی بے رحمی سے مار ڈالا۔ کوئی انگریز ڈگلس صاحب کے مکان سے بچکر مرزا کوچک سلطان کے مکان تک گیا تھا مگر وہان وہ قتل ہو گیا۔ پھر قلعہ مین وہ شور شغب ہوا کہ بوڑھے بادشاہ کے ہوش حواس قائم نہ رہے۔ قاتل جنکی تلوارون مین خون لگا ہوا تھا اپنے جرمون کی شیخی بگھارتے ہوئے اور اورون کو سمجھاتے ہوئے کہ ایسے ہی کام ہماری طرح کرو پڑے پھرتے تھے۔ قلعہ کے چوک اور غلام گردشین تیسرے رسالہ کے سوارون اور ۳۸ وین پلٹن اور میرٹھ کی باغی پلٹنون سے جو دن بھر آتی رہین بھر گئے اور ایک مسلمان سرکشون کا گروہ اور قلعہ کے پہرہ کے سپاہی یہہ دونو باغیون کے ساتھ ہو گئے۔ دیوان عام کو سوارون نے اپنے گھوڑون کا اصطبل بنایا۔ پیدل جو رات بھر چلکر ہارے تھکے میرٹھ سے آئے تھے انہون نے دیوان خاص کو اپنی بارک بنا کے اس مین اپنے بستر لگائے قلعہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دیئے۔ بدنصیب بیکس بادشاہ نے دیکھا کہ اسکے رہنے کا مکان سپاہیون نے چھین لیا جس مین وہ گورنر جنرل کے آنے کا روادار نہ تھا اب اسمین یہہ ذلیل تلنگے رات کو سوتے تھے۔

جسوقت قلعہ کے اندر تو یہہ حال گذر رہا تھا شہر کے اندر ان مقامات مین جہان انگریز رہتے تھے وہان جو انگریز اور انکا عورت بچہ ملتا تھا قتل کیا جاتا تھا اور انکا گھر لوٹا جاتا تھا۔ اس بات کا بیان کرنا آسان نہین ہے کہ ایک فہرست بنائی جائے جس مین ہر ایک انگریز اور انکے کنبے کے قتل کا اور گھر کے لٹنے کا وقت صحیح صحیح بیان کیا جائے لیکن دوپہر سے پہلے دہلی مین بڑے بڑے انگریز جو سرکاری عہدہ دار نہ تھے رہتے تھے وہ قتل ہو گئے دوپہر کے قریب دہلی بنک جو شمرو کی بیگم کے باغ مین ایک بڑی بلند کوٹھی مین تھا ہاتھ پڑا۔ اس بنک کے منیجر مسٹر بریسفورڈ صاحب تھے جب بنک لٹنا شروع ہوا تو وہ خود اور انکا کنبا بنک کے دفتر کے مکان کی چھت پر جو بہت اونچی تھی تلوار اور نیزہ لیکر چڑھ گئے بنک کے پاس ایک کوٹھی تھی جس مین مور رنڈ ہیرڈ صاحب اور کوکس صاحب رہتے تھے وہ بھی اس مکان کی چھت پر آ گئے انہون نے چھت کے زینہ کو خوب مضبوط بند کر لیا اور زینہ پر کسی حملہ آور کو چڑھنے نہین دیا جب دشمنون کو چھت پر چڑھنے سے مایوسی ہوئی تو زینے لے آئے اور کوٹھی کے پاس کے درختو پر چڑھ کر گولیان مارنی شروع کین اس نئے حملہ کا بھی انگریزون کے چھوٹے گروہ نے سخت مقابلہ کیا اور ایک شخص کو جو زینہ پر چڑھتا تھا مسس بریسفورڈ نے یا در نڈ ہیرڈ نے ایک نیزہ ایسا مارا کہ وہ زینہ سے نیچے گر کر مر گیا۔ اب زیادہ مقابلہ کرنا موت کے انتظار کو بڑھاتا تھا الانتظار اشد الموت وہ مغلوب ہو کر سب قتل ہو گئے۔ بنک مین نیچے اوپر آدمی بھر گئے۔ بنک کے روپے لٹنے کی عجب کیفیت تھی کہ اسکے لوٹنے کے لیے بعض معتبر و ثقہ آدمی اس بنک مین گھس گئے لیکن جب روپیون کے توڑے بغل مین لیکر چلے تو تلنگون نے بندوقون کے کندے مار کر روپیونکو چھین لیا یا زبردست بدمعاشون نے انکو مار کر بغل مین سے تھیلی نکال لی دفتر کے بہی کھاتے بھی لٹ گئے تھے اور چورون پر مور پڑے کہ بدمعاشون سے بھی تلنگون نے روپیہ چھین لیا بنک کا دفتر لٹ گیا تھا مگر یہہ تعجب کی بات ہے کہ دہلی کے فتح ہونے کے بعد جب بنک نے اپنے دفتر کی کتابونکے بہم پہنچانے کا اشتہار دیا اور انعام مقرر کیا تو پھر یہہ دفتر کتابونکی دستیابی ایسا درست ہو گیا کہ گویا لٹا ہی نہ تھا۔

دہلی گزٹ پریس کا حال بھی بنک کا سا ہوا۔ عیسائی کمپوزیٹر جو وہان جمع تھے اپنے کام میں مصروف تھے

جب سے پریس قائم ہوا تھا ایسا غمناک کام کبھی انہون نے نہین کیا تھا جیسا کہ آج کرنا پڑا ان کو ٹائپ مین یہہ لکھنا پڑا کہ موت کا ہاتھ انکے سر پر ہے بہت ہی صبح کو تار برقی پر ان پاس یہہ خبر آئی تھی کہ میرٹھ کے باغی دہلی کو جا رہے ہین اور بہت جلد شہر مین داخل ہو نگے۔ یہہ خبر دہلی گزٹ کے غیر معمولی پرچہ مین شائع ہوئی جسکو کمپوزیٹرون نے یہہ جانا کہ ہم نے اپنی موت کا وارنٹ آپ کمپوز کیا ہے۔ دوپہر کے قریب ایک گروہ بدمعاش شہدون کا چھاپہ خانہ مین گھس گیا اور تمام عیسائی کمپوزیٹرون کو انہون نے مار ڈالا کوئی مفر نہ ملا مکان کو غارت و تباہ کیا اور سارے ٹائپ لوٹ کر لوگ لے گئے کہ انکی گولیان بنا کے لوگون کو مارین گے ہر ایک جگہہ عیسائی ذبح کئے جاتے تھے انکا اسباب لوٹ لیا جاتا تھا یا غارت کر دیا جاتا تھا اور انکے گھرون کو آگ لگا دی جاتی تھی۔ سوار کوٹھیون مین جاتے تھے گھوڑون کو باہر درختون سے باندھ کر اندر جا کے کہتے تھے کہ ہم مال کی لوٹ کے لیئے نہین آئے جان لینے آئے ہین۔ جب ان انگریزون کے خون کے پیاسون کی پیاس نہ بجھتی تو وہ گھر مین شہر کے بدمعاشون کو داخل کرتے جو آدھ گھنٹے مین ایک اچھے سے سنورے گھر کو لوٹ کر جھاڑو کا تنکا بھی اس مین نہ چھوڑتے۔ شہر والون کو مدتون کی دشمنی کے لئے یہہ بہانا خوب ہاتھ آگیا تھا کہ وہ تلنگون کو اپنے دشمنون کے گھر پر یہہ کہکر کہ یہان انگریز چھپا ہوا ہے لے جاتے اور گھر لٹوا دیتے۔ قاضی واڑہ مین اسی طرح قاضی ینو کو جو بڑا برچھیت مشہور تھا اسکے سگے بھائیون نے کہہ کر قتل کروا دیا صرف یہہ ایک مسلمان تو قتل ہوا مگر کوئی ہندو اس طرح قتل نہین ہوا۔ انگریزون کے گھرون مین آگ لگاتے اگر مکان پختہ ہوتا تو اسکے کواڑ اور چوکھٹین اکھیڑ کر لے جاتے اور چھتون کی کڑیان اتار لیتے۔ گرجا پر باغی اپنا غصہ نکالتے تھے اسکی مقدس چیزون کے نجس کرنے سے بڑے خوش ہوتے تھے۔ گرجا کے برج کی اوپر جو صلیب لگی ہوئی تھی اسپر گولیان اسقدر چلائین تھین کہ چھلنی کر دیا تھا۔ دیوارون پر جو کتابون کی سلین لگی ہوئی تھین انکو سب کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور سیکرمینٹ کی پلیٹون کو لے لیا۔ گرجا کے گھنٹے کی رسیون کو کاٹ دیا جس سے نیچے کے پتھرون پر اسکے گرنے کا بڑا دھاکا ہوا۔

چھاونی مین سپاہ مین بڑی شورش برپا تھی یہہ چھاونی شہر سے دو میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکی ایک طرف پہاڑی تھی جسپر سے سارا شہر دکھائی دیتا تھا میرٹھ مین جو بڑا کورٹ مارشل بیٹھا تھا

اس مین دہلی کی رجمنٹون کے افسر شریک ہوئے تھے۔ یہہ تحقیق ہے کہ جس اتوار کو میرٹھ مین انگریزون کو
خون سے بڑا اصطباغ ملا تھا اسکی دوپہر کے بعد ایک گاڑی ہندوستانیون سے بھری ہوئی
چھاونی مین آئی تھی اگرچہ وہ تلنگون کی وردی نہین پہنے ہوئی تھی مگر مشہور یہ تھا کہ میرٹھ سے
تلنگے آئے ہین اب اس رات کو اور آئندہ آپس مین کیا کیا باتین ہوئین اور کیا کیا کام ہوئے وہ
تحقیق نہین معلوم قیاس اسپر ہو سکتا ہے مگر پیر کی صبح کو ہر ایک رجمنٹ بغاوت کے لئے تیار تھی
صبح کے وقت طلوع آفتاب کی پریڈ مین کل سپاہ دہلی کی چھاونی کی ۳۸ وین رجمنٹ بلم بردار (ولنٹیر)
اور ۵۴ وین رجمنٹ ٹی پرٹ د ۷۴ وین رجمنٹ سکندر اور ہندوستانی توپخانہ موجود تھا۔
بارک پور مین جو ایسری پرشاد جمعدار کا کورٹ مارشل ہوا تھا اسکے واقعات سپاہ کو پکار کر سنائی گئے
تھے جسپر کل تلنگے ناراض ہو کر بڑبڑائے اس سے چھاونی کے بعض افسرون نے جانا کہ دال مین
کچھ کالا کالا ہے۔ جب افسر اپنی حاضری ان کھا پی چکے تو ان پاس خبر آئی کہ میرٹھ سے ترک سوار
باغی ہو کر شہر مین داخل ہو رہے ہین۔ ہندوستانی ملازم اور اردلی کے سپاہیون نے اپنے افسرون کو
اس خبر پر مطلع کیا۔ تو افسرون نے اپنے تئین تیار کیا کہ کام کرنے کا وقت آگیا انمین سے اکثر کو یہہ
خیال تھا کہ سوار جو میرٹھ مین قید ہوئے تھے وہ جیلخانہ توڑ کر آئے ہونگے۔ کوئی نہین جانتا تھا
کہ وہ بغاوت ہوئی کہ ایک دفعہ سلطنت کی چولین ہلا دینگی یہہ کہا جاتا تھا کہ اگر میرٹھ کی سپاہ بغاوت
کرتی تو وہان یورپین لشکر جرار موجود ہے وہ ان کے تعاقب مین ہوتا اور ممکن نہین تھا کہ وہ
چند سفر وہین کے کسی سپاہی کو زندہ چھوڑتا۔
پہاڑی پر افسر آپس مین یہہ باتین کر رہے تھے کہ انہون نے بگل کی آواز سنی تو
انہون نے اپنے کرچون کو سنبھالا ۵۴ وین رجمنٹ کو حکم ہوا کہ دو ڈی پیپر کی توپین ہمراہ لیکر
شہر کو جائے۔ توپون کی تیاری مین ضرور تھا کہ کچھ وقت لگتا تو رپلی صاحب نے دو کمپنیون کو
چھوڑ دیا کہ وہ توپون کے ساتھ آئین اور وہ کشمیری دروازہ کی طرف جو شہر کا دروازہ سب سے
زیادہ چھاونی کے قریب تھا چلے اس دروازہ کی ایک جانب مین مین گارڈ رہتا تھا جس مین
۳۸ رجمنٹ کے کچھ سپاہی تھے جو دل مین باغیون سے ملے ہوئے تھے جب رپلی صاحب کو
انہون نے دیکھا کہ وہ ۵۴ وین رجمنٹ کو ساتھ لیکر لڑنے کو جاتے ہین تو انہون نے جانا کہ لڑائی کا

وقت آگیا تو اس پلٹن نے اپنی بغاوت پر سے پردہ اٹھا دیا۔ تیسرے رسالہ کے ترک سوار شہر کے آدمیون کی ایک بھیڑ بھاڑ لیئے دروازہ کی طرف چلے آتے تھے تو ۵۴ وین رجمنٹ کو جنکی بندوقین خالی تھین حکم ہوا کہ بندوقین بھر لین اور اسی وقت کپتان وال لیس نے جو فیلڈ افسر آج کے دن کے تھے اور مین گارڈ کشمیری دروازہ کے گارڈ کے کمانیر تھے انہون نے ۳۸ وین رجمنٹ کے تلنگون کو حکم دیا کہ باغیون پر باڑہ مارین اسپر سپاہیون نے ناک بھون چڑہا کر عدول حکمی کی اور ایک بندوق انہون نے نہین چھتیائی۔ ۵۴ وین رجمنٹ بھی باغی ہونے مین ہمراہیون سے کم نہ تھی انہون نے بھی بندوقین ہوائی چھوڑین شاید بعض نے افسرون پر فیر کیا لیکن کرنیل رپلی کو باغی سوارون نے پاس آنکر مار ڈالا اور جو افسر گھوڑون پر سوار تھے انکو تلنگون نے بندوقون اور قرابینون سے مارا اور جو افسر پیدل تھے انکو سنگینون سے مارا سمتھ و بروش و ایڈورڈس و واٹر فیلڈ اسطرح قتل ہوئے۔ جب توپخانہ اور دو کمپنیان جو پیچھے رہ گئی تھین کشمیری دروازہ کے قریب آئین تو کپتان وال لیس ان پاس دوڑے گئے اور سپاہیون سے بمنت کہا کہ جلدی کرو سپاہی تو اپنے ہی افسرون کو مارنے لگے ہین انکو اس بیان کی تصدیق بھی ہوگئی کہ کرنیل کی لاش انکی آنکھون کے سامنے آئی ہیرسن صاحب نے حکم دیا کہ توپین جلدی بھر کے کشمیری دروازہ مین چلو۔ ان توپون کے پاس آنے کی خبر سنکر باغیون کو خوف پیدا ہوا جب توپین کشمیری دروازہ مین گذرین تو ان دشمنون کا پتا نہین تھا جنپر وہ حملہ کرنے آئین تھین چند ترک سوار شہر کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے مین گارڈ مین کشمیری دروازہ کے آگے دو توپین لگا دی گئین اور ۵۴ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان متعین کی گئین۔ انکے پاس دو گھنٹے تک باغیون کی کچھ خبر نہین آئی وہ اس خیال سے خوش تھین کہ فوج جرار میرٹھ سے انکی مدد کو آئیگی۔

میجر ایبٹ نے کپتان ڈیل لیس کو حکم دیا کہ وہ ۷۴ وین رجمنٹ کو مع توپخانہ کی دو کمپنیون کے لے آئے۔ میجر ایبٹ کو جب یہہ خبر ہوئی کہ ۳۸۔ رجمنٹ بگڑ گئی ہے اور ۵۴ وین رجمنٹ قابل اعتبار نہین رہی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر بہت جلد اپنی رجمنٹ مین آئے اور سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ یہہ وقت ہے کہ جس مین ثابت ہوگا کہ تم سچے وفادار نمک حلال سپاہی ہو جنکا دل چاہے وہ میرے ساتھ کشمیری دروازہ چلے۔ ایک سپاہی بھی نہ تھا جو انکی

سامنے آیا ہو جب انکو بندوقون کے بھرنے کا حکم دیا تو انہون نے نہایت مناسب طور سے
حکم کی تعمیل کی۔ انہون نے مع دو توپون کے لفٹنٹ ابنر لے بائی کے زیر حکم کوچ کیا ان کا
خیر مقدم راہ کے عین وسط مین ہیرسن صاحب اور اسکے ساتھیون نے کیا اس سپاہ کو
۵۴ رجمنٹ کے ان سپاہیون کے مل جانے سے تقویت ہوئی جو ادہر اُدہر حیران اور پریشان
پڑے پھرتے تھے اور ان حالات کے منتظر تھے کہ میرٹھ سے جو سپاہ انتقام لینے آتی ہوگی وہ
اس مفلون کی دار السلطنت پر کسی طرح جھاڑو پھیر کر صفاً صفاً کرتی ہے دن ڈھلتا جاتا تھا سورج
اپنی ترچھی کرنین کشمیری دروازہ پر ڈالتا جاتا تھا مگر کوئی شہر کی صحیح خبر افسرون کے پاس نہین
لاتا تھا کہ وہان کیا ہو رہا ہے سوا اسکے کہ انگریز شہر سے بھاگتے ہوئے آتے تھے اور اپنی جان
بچنے کی کہانی سناتے تھے جسکا عجیب و غریب بیان معجزہ سے کم نہ ہوتا تھا۔ مگر یہان اس پناگاہ
مین آنے سے ہی انگریزون کو خوشی نہین ہوتی تھی پُرانی مصیبت سے چھوٹ کر نئی آفت مین
آتے تھے۔ کھائی سے بچتے تھے کنوی مین گرتے تھے۔ کشمیری دروازہ تمام تلنگون سے
گھرا ہوا تھا جو بغاوت پر چلے ہوئے اور انگریزون اور انکے بی بی بچون کے مارنے کے لیئے تیار
تھے یہہ وقت عجیب حیرانی و سرگردانی کا انگریزون پر تھا معاذ اللہ۔ شہر کے غل غپاڑہ کی آوازین
آتی تھین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا دنگہ فساد مچ رہا ہے انگریزون کے مسکنون سے
آگ کے شعلے اور دہوئین کے بادل آسمان پر اڑتے نظر آتے تھے توپ کی آواز کچھ ٹھیر ٹھیر کر آتی
تھی جسکے معنی صحیح نہین معلوم ہوتے تھے کہ دفعتہً وہ آوازہ ہوا کہ کشمیری دروازہ کی زمین ہل گئی اور
دہوئین کا ایک ستون آسمان پر اڑتا ہوا نظر آیا جسنے آسمان کو تاریک کر دیا کشمیری دروازہ مین دو انگریز
ولوبای اور فوریسٹ آئے جنین سے ایک کا منہ دہوئین سے کالا ہو رہا تھا وہ پہچانا بھی نہین جاتا کہ انگریز ہے انہون نے
جو میگزین اڑانے کا حال بیان کیا اسکو انگریز کبھی نہین بھولینگے ہم نیچے اس میگزین کے اڑانے کا بیان اس
رپورٹ سے انتخاب کر کے لکھتے ہین جو لفٹنٹ جی فوریسٹ نے ۲۷ مئی کو میرٹھ سے انسپکٹر جنرل آف
آرڈینینس اور میگزین کو فورٹ ولیم بھیجی ہے وہ لکھتے ہین کہ ۱۱ مئی کو جو دہلی کے میگزین پر باغیون
اور سرکشون نے قبضہ کیا اسکے واقعات کی رپورٹ گورنمنٹ کی اطلاع کے لیئے آپ کو اس سبب سے
مین لکھتا ہون کہ لفٹنٹ ولوبائی جو میگزین کے افسر اعلے تھے وہ دہلی سے باہر جانے کے بعد مارے گئے

اس تاریخ کی صبح کو ۹ و ۱۰ بجے کے درمیان سر تھیوفلس مٹکف میرے گھر پر آئے اور مجھ سے انہون نے
درخواست کی کہ میرے ساتھ تم میگزین اس غرض سے چلو کہ وہان سے دو توپین لیکر
پل پر لگا دی جائین کہ اس پر سے باغیون کا عبور نہ ہو سکے جب ہم دونو میگزین مین آئے تو
کون ڈکٹرون بکلی و شاوسکلی اور سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹون اڈورڈس اور سٹورٹ
ہندوستانی عملہ کے ساتھ لفٹنٹ ولوبائی اور لفٹنٹ رے نر کامون مین مصروف تھے۔
تھیوفلس مٹکف اپنی بگی سے اترے پھر وہ اور مین اور لفٹنٹ ولوبائی بگی مین بیٹھکر دریا کی طرف جاکر
ایک چھوٹے سے برج کی طرف چڑھے جہان سے سارا پل صاف دکھائی دیتا تھا کہ باغی جن کے
سرے پر سوار تھے پل پر چلے آتے ہین اور پل کا سرا جو دہلی کی طرف ہے اسپر وہ بالکل قابض ہین
یہہ دیکھ کر سر تھیوفلس مٹکف کے ساتھ ولوبائی صاحب چلے گئے کہ جاکر دیکھین باغیون کے لیئے
شہر کے دروازے بند کئے گئے ہین لیکن اب اسکی ضرورت نہین رہی تھی کہ باغی شہر مین
داخل ہو کر قلعہ کی طرف خوشی کے نعرے مارتے ہوئے چلے آتے تھے ولوبائی صاحب
میگزین کو واپس آگئے اور آتے ہی میگزین بچانے کا جو انتظام ہو سکتا تھا وہ شروع کیا میگزین
کے دروازہ کو بند کیا اور مٹی بھر کر تھیلون کی مورچہ بنایا اور دروازہ کی اندر دو توپین گرایون سے بھر کر لگا دین
اور اینیر سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹ سٹورٹ کو متعین کیا کہ وہ روشن بتیان ہاتھ
مین لیکر کھڑے رہین اور انکو یہہ حکم دیا گیا کہ اگر دروازہ پر کوئی حملہ کیا جائے تو دونو توپین
ایک ہی دفعہ ساتھ فیر کرین اور میگزین کے اس حصہ مین جہان مین اور ولوبائی ہین چلے
آئین اور میگزین کے بڑے دروازہ کی بھی اسی طرح محافظت کی گئی کہ اسکے سامنے دو توپین
لگا دی گئین اور بیچ کے مناسب مقامات مین دو ہوٹ رز لگا دیئے گئے اور گرایون
سے بھر دیئے گئے پھر ہندوستانیون کو ہتھیار دیئے جنکو انہون نے باستکراہ لیا وہ برافروختہ
خاطر ہی نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ حکم عدولی کرنے پر تیار تھے وہ انگریزون کے حکم کی طاعت
نہین کرتے تھے خاصکر مسلمان تو انکو سنتے ہی نہ تھے۔ اسکے بعد زمین پر باروت ایک قطار مین
کون ڈکٹرون بکلی اور سارجنٹ سٹورٹ نے بچھائی اور پہلے سے اس مین آگ لگانے کے
لیئے اشارہ مقرر ہو گیا کہ جب ولوبائی صاحب حکم دین تو بکلی اپنے سر پر سے ٹوپی اٹھائے

تو باروت مین آگ کون ڈ کر سکلی لگائے یہہ انتظامات ہو رہے تھے کہ قلعہ سے ایک گارڈ آیا
اور بادشاہ دہلی کے نام سے اُس نے درخواست کی کہ میگزین حوالہ کرو مگر اسکا جواب کچھ نہین دیا گیا
فوراً اسکے بعد تلنگون کا صوبہ دار جو میگزین پر متعین تھے آیا اور ولوبائی صاحب کو اور مجھکو خبر دی
کہ بادشاہ دہلی نے باغیون پاس پیغام بھیجا ہے کہ وہ فوراً قلعہ سے زینے بھیجے گا کہ میگزین کی دیوار پر
چڑھ جائین جسکی تھوڑی دیر بعد زینے آگئے اور وہ دیوارون پر لگا دیئے گئے اور کل ہندوستانی
ملازم میگزین کے اندر کے سائبانون کے اوپر چڑھ کر زینون سے باہر اتر گئے۔ جب
دیوارون پر بہت سے دشمن چڑھ آئے تو ہم نے متواتر گراپ مارے جنہون نے خوب
اچھی طرح کام کیا یہانتک کہ اب ہمارے پاس ایک گولہ رہ گیا۔ ہندوستانیون نے
بھاگنے سے پہلے توسدان چھپائے کریم بخش دربان باہر کے دشمنون سے باتین بہت
کرتا تھا اور میگزین کی حالت انکو بتلاتا تھا ولوبائی کو اسپر ایسا غصہ آیا کہ اسنے مجھے حکم دیا کہ اگر اب کی
دفعہ وہ دروازہ کے پاس جائے تو اسکو گولی مار دینا۔
لفٹنٹ رے نر اور ریوربین نے میگزین کی حفاظت مین جسقدر ممکن تھی کوشش کی اور
سب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ مین کسی کی ان مین خصوصیت نہین بیان کر سکتا لیکن میرا
یہہ فرض ہے کہ گورنمنٹ کے کون ڈکٹرون بکلی اور سکلی کی دلاوری سے مطلع کرون جو انہون نے
اس امتحان کے وقت مین ظاہر کی بکلی کا مددگار مین تھا اسنے تو پین جنکا ذکر اوپر ہوا متواتر فیر کین
ہر توپ کو چار دفعہ چلایا اور کئی سو دشمنون کو جو ہم پر پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ سے بندوقین مار رہے
تھے روکے رکھا۔ بکلی کے بازو مین ایک گولی کہنی کے اوپر لگی جو اس وقت نکال لی گئی میرے
بھی اسوقت بائین ہاتھ مین کہنی سے اوپر دو گولیان لگین جنہنے مجھے تھوڑی دیر کے لیئے بیکار
کر دیا۔ میری یہہ حالت تھی کہ ولوبائی صاحب نے میگزین اڑانے کا حکم دیا جسکی تعمیل فوراً کونڈکٹر
سکلی نے کی کہ اسنے کئی جگہہ باروت مین آگ لگا دی اسنے اپنی بہادری کا اظہار پہلے ہی سے کیا تھا
کہ اس میگزین اڑانے کی درخواست کی تھی جسکو وہ بجا لایا۔ میگزین کے اڑاتے ہی ہم دریا کی
طرف اس سے نکل کر بھاگے مین اور ولوبائی کشمیری دروازہ مین پہنچے اور اپنے ہمراہیون کا حال
بیان نہین کر سکتا۔ میگزین کے انگریزون کو یقین تھا کہ صرف باغی ہی نہین بلکہ اہل شہر بھی ہم پر حملہ کرینگے

مگر اس سے وہ خوش تھے کہ یہہ محافظت ہم کو تھوڑی دیر کرنے پڑیگی پھر میرٹھ سے فوج اور گورون کا توپخانہ آجائیگا۔ مگر وہ اس اپنی امید مین مایوس ہوئے۔ ایک بجے سے ابر حملہ شروع ہوا جو کچھ انکے مقابلہ مین انہون نے کام کیا وہ اوپر بیان ہوا۔ جب دیوارون پر سے میرٹھ کی گیارہوین اور بیسوین رجمنٹ کے سپاہی دوسری طرف کی دیوارون پر سے میگزین مین داخل ہوگئے تو چند سکنڈ مین میگزین کو اڑا دیا میگزین کے انگریزون کو یہہ امید نہین تھی کہ ہم مین سے ایک کی بھی جان بچیگی لیکن نو انگریزون مین چار زندہ بچکر باہر نکل آئے۔ اگرچہ میگزین مین چند بہادرون کی جانین گئین مگر انہون نے میگزین اڑا کر صدہا اپنے دشمنون کی جانین لین۔ میگزین کے گرد صدہا مردے پڑے ہوئے تھے منصور خان کی حویلی مین بعض مکانون کے گرنے سے مر گئے تھے سینکڑون اہل شہر اپنے مردون کو روتے ہوئے رات کو اٹھا کر لے گئے۔ جن مردون کے وارث شہر مین نہین تھے وہ دن کو گرمی مین پڑے سوکھا کیئے مین نے ان لاوارث لاشون کو دوسرے روز جاکر دیکھا کہ کسی کا سر پھٹا ہوا تھا کسی کی ٹانگین ٹوٹ گئی تھین کسی کے کوئی ضرب نہین آئی تھی مرا پڑا تھا۔ اس میگزین کے اڑنے سے شہر مین زلزلہ آگیا تھا۔ مگر اس میگزین کے اڑنے سے میگزین کے سامان کا ایسا نقصان نہین ہوا تھا کہ دشمنون کے لیئے کچھ سامان باقی نہین رہتا بعد اڑنے کے میگزین کچھ لٹا مگر سپاہیون نے اسکا انتظام کرلیا اور اسکے اسباب کو آخر وقت تک کام مین لاتے رہے اسکی صدہا توپون کو شہر کے گرگجون پر چڑھایا۔ ان نو بہادرون کا نام تاریخ مین یادگار روزگار رہیگا ہندوستان مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک انکی تعریف ہوئی جبوقت انگلنڈ مین یہہ خبر پہونچی کہ ایک نوجوان افسر ولوبائی نے دہلی میگزین کو اڑایا تو ساری قوم نے بڑی خوشدلی سے اسکی تعریف کی۔ یہہ اول کام بہادری و شجاعت کا تھا جسپر انگریزون کو بڑا فخر و ناز ہے۔ ان بہادرون کی یادگار مین میگزین کے دروازہ پر یہہ کتابہ لگایا گیا ہے۔

۱۱ مئی ۱۸۵۷ع

نو مستقل انگلش مین

لفٹننٹ جارج ڈوبیری ولوبائی بنگال ارٹلری۔

جاکم

لفٹنٹ ولیم رے نر ۔ لفٹنٹ جارج فورسٹر ۔ کون وکٹر جی ولیم شا ۔ کون وکٹر جان بکلی ۔ کون وکٹر جان سکلی ۔ سب کون ڈکٹر ولیم کرو ۔ سرجنٹ برای این اڈورڈس ۔ سرجنٹ پیٹر سٹوورٹ نے میگزین دہلی کی محافظت کثیر التعداد سرکشون اور باغیون کے مقابلہ مین جب تک کی کہ دیوارون پر زینے لگ گئے اور کمک کی کوئی امید نہین رہی تو بہادرون نے میگزین کو آگ لگادی اس میگزین کے اڑنے مین اس بہادر جماعت کے پانچ آدمیون کی جانین گئین جنہون نے اپنے بہت دشمنون کو ہلاک کیا ۔

لہارخانہ میگزین

اس میگزین کے محاذی چند گز کے فاصلہ پر اسکا لہارخانہ تہا جسکی محافظت انگریزون نے نہین کی اسکے ہلکے اوزار اور اسباب کو ہاتھون مین اور بھاری اسباب کو گاڑیون مین لوگ لوٹ کر لے گئے ۔

جیلخانہ و خزانہ

جیلخانہ پر نجیبون کا پہرہ رہتا تہا وہ دوپہر تک غل غپاڑہ صبر سے سنتے رہے جیلخانہ کو لوٹنے نہین دیا مگر پھر انہون نے نمک حرامی کی اور بغاوت اختیار کی ۔ ترک سوار ہی پہنچے انہون نے اس جیل خانہ کو توڑا ۔ قیدی خوشی خوشی بیڑیان اتار کر پھرائے ایک دو جسنم قیدی رہائی کی خوشی مین شادی مرگ ہوئے ۔ قید فرنگ اور قید حیات دونو سے آزاد ہوگئے ۔ خزانہ لٹا نہین امانت کا امانت تلنگون نے بادشاہ کے حوالہ کردیا ۔

چھاونی مین بغاوت کی ابتدا

چار بجے میگزین اڑا تھا چھاونی مین برگیڈیر گریوس اور انکے ماتحت افسران سپاہیون کو جمع کیے ہوئے تھے جو شہر کو نہین بھیجے گئے تھے ہر وقت انکو یہہ امید تھی کہ میرٹھ سے سپاہ انکی امداد کے لیے آتی ہوگی اسکے نہ آنے پر بڑا التعجب تھا اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ جنرل ہویٹ پاس میرٹھ کوئی شخص بہیجا جائے کہ وہ سپاہ دہلی مین بھیجین اس خدمت کو ۷۴ وین پلٹن کے سرجن ڈاکٹر بیٹسن صاحب نے قبول کیا ایک چٹھی لکھکر اس بہادر ڈاکٹر کو دی گئی وہ اپنی بی بی بچون سے رخصت ہوئے جنسے پھر ملنے کی امید نہ تھی انہون نے اس جان جوکھون کے سفر کے لیے بھیس فقیرانہ بنایا وہ ہندوستانی زبان ہندوستانیون کی سی بولنی جانتے تھے مگر انکی آنکھون کے کیرے رنگ نے انکا اس بھیس مین بھی بتلا دیا کہ وہ انگریز ہین سپاہیون نے ان پر گولیان چلائین گنوارون نے انکے کپڑے اتارے وہ آوارہ سرگردان حیران پریشان جنگلون مین پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے

ہو کے ننگے پڑے پھرے۔ بہزار خرابی خدا خدا کر کے اپنا لا بین زندہ پہنچ گئے۔ سپاہی بغاوت پر آمادہ تھے مگر افسرون پر دست درازی نہین کرتے تھے اب تک انکو میرٹھ سے گورون کے آنے کا خوف چلا جاتا تھا عورتین اور بچے باوٹے پر جمع ہوئے۔ وہ توپین باوٹے کے آگے لگی ہوئی تھین مگر ان کے توپچیون پر اعتبار نہ تھا۔ باوٹہ دہلی کی تاریخ مین ایک بڑا مشہور مقام ہوگیا ہے۔ ۱۱ مئی کو وہ کچھ ہی بہتر بلیک ہول سے تھا وہ ایک گول گھر ہے جسکا قطر ۱۸ فیٹ ہے اسپر چھاونی کا جھنڈا لگا رہتا تھا اس مین بہت سی لیڈیان اور بچے تھے اور انکے ساتھ عورت مرد ملازم بھی گھسے ہوئے تھے گرمی کی شدت کے سبب ضعیف دماغ لیڈیون کو غش آتے جاتے تھے انکو مایوسی مارے ڈالتی تھی انمین بیوہ عورتین تھین جو اپنے خاندان کا ماتم کر رہی تھین جو مارے گئے تھے اپنے بہن بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر رو رہی تھین بعض ایسی تھین جنکے خاوند اپنی خدمت پر باغیون مین گھرے ہوئے تھے جنکی خبر انکو نہ تھی کہ کیا اثر گذری۔ چھاونی مین علاوہ سپاہ کے افسرون کے انیس اور یورپین پا کرسچن تھے۔ میگزین اڑنے کے بعد ہندوستانی سپاہ نے چھاونی مین کھلی بغاوت اختیار کی بارود خانہ پر جو ۳۸ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان تھین انہون نے پرتھوی راج کی جے پکاری۔

دہلی کی پلٹنون نے عام بغاوت اختیار کی وہ کچھ دیر اس سبب بغاوت سے رکی رہین کہ میرٹھ سے گورون کی سپاہ اپنے بھائی بندون کے قتل کا عوض لینے آتی ہوگی مگر اب بادشاہ اور شاہزادے اور انسے زیادہ شہر کے مضبوط آدمی انکے ساتھی ہوگئے۔ صبح سے ہر ایک جگہہ یہ غل مچنا شروع ہوا کہ بادشاہ باغیون کی طرف ہے اب انگریزون سے لڑنا گویا بادشاہ کی طرف سے اور مغلون کی سلطنت کے بحال کرنے کے لیئے ہے۔ اہل قلعہ اگرچہ نامرد کمزور وڈرپوک تھے لیکن عیسائیون کی سلطنت کے برباد کرنے کے لیئے مرد بن گئے انہون نے اپنا گلا حاکمون فرنگیون کے جوئے کے تلے سے نکال لیا۔ ہندو مسلمان جانتے تھے کہ بادشاہ کی حکومت قائم ہونے سے پھر ہم بڑے ممتاز عہدون پر سرافراز ہو جائینگے اور لچے شہدے آدمیون کی لوٹ کے ہاتھ لگنی کی خوشی تھی۔ آفتاب افق کے نیچے جانے کو ہوا انگریز میرٹھ سے امداد دینے نہ آئے جسکے سبب بغاوت ساری دہلی مین پھیل گئی۔

اب سرکشون اور باغیون کے جم غفیر سے انگریزون کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوگیا۔ کشمیری دروازہ مین

۳۸ وین رجمنٹ نے گولیان چلانی شروع کین گورڈن صاحب جو آج کے دن فیلڈ افسر تھے اور
آرسمتھ اور ردی لی افسر ۷۴ وین پلٹن کے مارے گئے ـ بعض عیسائیون کا ان گولیون سے
بچ جانا بڑے اچنبھے کی بات تھی ـ انگریزون کو سوار فرار کے کوئی اور چارہ سلامت رہنے کا
نہ تھا کشمیری دروازہ مین ایک کھڑکی خندق کی طرف جانے کی تھی ـ خندق کا ڈھلان بمونیت تھا
اور ایسی ہی پھر اوپر چڑہنے کا ڈھلان تھا اسکے پرے دریا کا بیلا تھا جو مفرورین کو رات تک چھپائی
رکھتا نوجوان اور چیت و چالاک افسر جنکو زخمون نے لنگڑا نہ کیا ہو خندق کے اندر اتر کر پھر اسکے
اوپر چڑھ سکتے تھے لیکن کمرون کے اندر سے انگریزون کی دردناک آوازین انکو بتلا رہی تھین
کہ یہہ کام کرنا فقط اپنے ہی لیئے نہین کرنا چاہیئے ہم کو بھی یاد رکھنا چاہیئے ـ اب کشمیری دروازہ مین
رہنا موت کی جہانی کرنی تھی ـ بس عورتین کھڑکی کے پاس آئین وہ مایوسانہ سوچ رہی تھین کہ آیا
اس خندق سے اتر کر چڑھ سکتی یا نہین کہ ایک گولا انکے سر پر سے گذرا کچھ افسر نیچے خندق مین
اترے کچھ اوپر رہے اوپر کے انگریزون نے سیمون کی کمرون مین ٹپکے ڈال کر کچھ نیچے اتارا اور
نیچے کے انگریزون نے انکو سہارا دیکر خندق مین اتارا بہزار دقت وہ نیچے خندق میں اترین
اب اس اترنے سے زیادہ تر مشکل دوسری طرف خندق پر چڑھنا تھا وہ کچھ چڑھتی تھی پھر کھسل کر
نیچے کھائی کی تہ پر آتی تھین ـ مگر مایوسی اور خوف نے انکو فوق البشر قوت دے دی تھی وہ
لڑکھنیان کھاتی ہوئی اوپر چڑھ گئین اور کھائی کے اوپر جا کر کچھ دریا کی جانب بیلے کی طرف
چلین ...... اور جنگل مین پہنچ گئین چھاونی کی طرف گئین ـ لیکن بعض مشکف صاحب کی کوٹھی
کی طرف یہہ وہ ناتوان پری چہرہ سیم اندام تھین جو صبح کو خس کی ٹٹیون مین اپنا بدن ٹھنڈا
کر رہی تھین یا اسوقت گرمی کے مارے ماہی بے آب کی طرح بیتاب تھین ـ
پہاڑی پر چھاونی مین انگریز بالکل مایوس تھے سپاہی ان سے برگشتہ ہو گئے تو مین انکی قبضہ سے
نکل گئین ـ اب یہان ٹھیرنا ممکن نہ تھا چند سپاہی نمک حلال تھے اور افسرون کے گھر بھی پاس تھے
جہان سے انہون نے اپنی سواریان گھوڑے گاڑیان منگالین اور ضروری اسباب ساتھ لیا
اور روپیے بھی جو گھر کے دیوتا ہوتے ہین ساتھ لے لیئے ـ یہان شہر کے آدمیون کا اور بادشاہی
ملازمون کا اثر بھی سپاہیون پر ابھی نہین ہوا تھا کہ وہ انکو بے رحمی سے قتل کرتے ـ جب وہ

پہاڑی چھاونی سے انگریزون کا بھاگ جانا

چلے ہین تو سپاہیون نے بھی انکے ساتھ تھوڑی دور معیت کی اور افسرون سے بنت کہا کہ آپ
جلدی چلے جائین کہین ایسا نہ ہو کہ شہر سے سرکشون کی بھیڑ یہان آجائے۔ بعض افسرون نے
جانے مین اس لیئے دیر لگائی کہ وہ اپنی رجمنٹون کے علم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔

شہر اور چھاونی سے انگریز بھاگ گئے یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کہین جنگلون مین اور
غیر آباد کھنڈرون وگڈھون مین چھپے۔ کبھی انہون نے اپنے لباس اُتارے کہ جس سے وہ
چاندنی مین نہ پہچانے جائین کہین چورون نے انکو لوٹا کہین گنوارون نے دوست بنکر دغا کی
کبھی وہ اپنے بی بی بچون سمیت دریا کے پانی اور دلدل کیچڑ کرکے پار اترے کہین وہ خوب
پٹے کہین گرمی کی شدت کی دھوپ مین دن کو ننگے اور بھوکے وہ چلے راتون کو ایسی حالت
مین کہ ہر لحظہ جان جانے کا خوف تھا بعض وقت نازک عورتین اپنے خاوندون سے اور بچے
اپنے ماباپون سے جدا ہوجاتے تھے لیکن اکثر اشراف انگریز انکے محافظ ہوجاتے تھے مس ووڈ اور
مس بیل نے ایک زخمی افسر کو بچایا جو بغیر انکی امداد کے چل نہین سکتا تھا۔ بعض خوش نصیب
انگریز بہت اچھی طرح میرٹھ مین کرنال مین انبالہ مین خیر وعافیت سے پہنچ گئے بعض راہ مین
فنا ہوگئے بعض اپنے ہمراہیون کے ساتھ آگے چل نہین سکتے تھے اسلیئے ان کو ہمراہیون نے
چھوڑ دیا۔ یہہ مفرورین کے امتحان کا سخت وقت تھا۔ بہادرون کے دلون مین یہی آیا کہ جو
مصیبت زدہ ہمارے ساتھ بھاگ نہین سکتے انکو چھوڑ دیا جائے۔ اس کے سوا وہ اور کیا
کیا کرسکتے تھے۔ ایک آدمی کی بچانے مین بہت سی جانین کیون کھوتے۔ لیکن سچ بات یہ بھی ہے
کہ بہت سے ہندوستانیون نے اپنی جان پر کھیل کر انگریزون کی جانین بچائین اور اپنی قوم کی
سنگدلی اور بدکاری کے داغ کو مٹایا۔ دہات مین بہت سے ہندوستانیون نے مفرور
انگریزون کی بڑی خاطرداری کی اور انکو حفاظت کی جگہہ پہنچا دیا ان بچانے والون مین بڑے بڑے
زمینداروں سے لیکر خاکروب تک تھے جنہون نے عیسائیون کی جان بچانے مین اپنی جان کو
جوکھون مین ڈال دیا۔

۱۱ مئی ۱۸۵۷ء پیر کے دن صبح کے چھ بجے سے ۸½ بجے تک کالج بدستور کھلا رہا اس کے بعد
آٹھ سات لالا بھاگ گئے اور اپنے اپنے ہوئے جاعتون مین گئے اور انہون نے اپنے لڑکون سے

کہا کہ جلد گھر چلو انگریزون کو تو سوار قتل کر رہے ہین - یہہ سنتے ہی لڑکے تو بھری ہونے شروع ہوئی
پرنسپل صاحب کو خبر ہوئی وہ ششدر و متحیر ہوئے کہ اتنے مین میگزین کا چپراسی افسر میگزین کی
چھٹی لایا کہ خوف زیادہ ہے اب آپ مع اپنے انگریزی ماسٹرون کے میگزین کے اندر آجائیے اس
چھٹی کے پڑھتے ہی پرنسپل صاحب نے کالج مین چھٹی دی - اس وقت کالج مین مسٹر ایف
ٹیلر صاحب پرنسپل تھے وہ تنہا کالج کی کوٹھی مین رہتے تھے اور مسٹر روبرٹ صاحب ہیڈ ماسٹر
تھے وہ کالج کے احاطہ ہی مین ایک کوٹھی مین مع اہل و عیال کے رہتے تھے مسٹر سٹورٹ صاحب
سکنڈ ماسٹر کالج کے قریب منصور علی خان کی حویلی مین اور مسٹر سٹینر صاحب تھرڈ ماسٹر کشمیری
دروازہ کی طرف رہتے تھے یہہ چار انگریز تھے اور پانچوین ہندوستانی عیسائی لیسوع داس مجنذر
پروفیسر ریاضی تھے چارون انگریز تو میگزین مین گئے پروفیسر صاحب پیدل پن چکی کی سڑک پر تلے کے
نیچے آئے جب انہون نے دیکھا کہ آٹھ سات ترک سوار ننگے کرچین چمکاتے ہوئے لال ڈگی کی سڑک پر آتے
ہین تو وہ خدا کو یاد کرتے ہوئے اپنی کوٹھے پیر جو چاندنی چوک مین تھا چلے گئے - بارہ بجے کے بعد سے
کالج کے کتب خانے لٹنے شروع ہوئے - لٹیرے عربی - فارسی - اردو وغیرہ کی کتابون کے
گٹھڑ باندھ کر کتاب فروشون اور مولویون اور طالب علمون کے پاس بیچنے کے لیئے لے گئے
ان مین سے کسی کتاب کو ضائع نہین کیا بعض طلبہ کتابون کے شوقین بھی لوٹ مین خود شریک
ہوکر اچھی اچھی کتابین چھانٹ کر لے گئے لوگون نے انگریزی کتابون کے شیرازہ توڑ کر انکے پٹھے
اتار لیئے کہ جلد سازون کے ہاتھ وہ بیچینگے ایسے پٹھے خوبصورت کب ہاتھ آئینگے باقی کتابون کے
ورقون کو پھاڑ کر پراگندہ کر کے کالج کے باغ اور احاطہ مین کئی انچ موٹا فرش روی کا بچھا دیا -
آلات طبعیہ کو توڑ کر ان کا لوہا اور پیتل نکالکر لے گئے مکان کو آگ تو نہین لگائی مگر اسکی جوڑیان
کواڑ سب اتار کر لے گئے اور سارا اسباب الماریان میز کرسیان اور پرنسپل و ہیڈ ماسٹر
کے گھر کا اسباب سب لوٹ لیا غرض کالج مین سوا کاغذ کی ردیون کے اور دو چودہ پندرہ
برس کی لڑکیون کے نیم برہنہ لاشون کے کچھ اور نہ تھا - جب میگزین اڑا تو مسٹر ایف ٹیلر صاحب
اور مسٹر سٹینر صاحب اس سے باہر زندہ نکلے - سٹینر صاحب تو فصیل کی دراڑ مین سے جو
میگزین کے اڑنے سے پڑی تھی نکل کر جمنا سے پار ہو کر میرٹھ زندہ پہنچ گئے - ٹیلر صاحب میگزین سے

نکل کر ادل اپنے کالج کے احاطہ مین آئے اور اپنے بوڑھے خانساماں کی کوٹھڑی مین گئے اسنے انکو مولوی محمد باقر کے گھر پہنچا دیا جو انکے بڑے قدیمی دوست تھے۔ مولویصاحب نے اپنے امام باڑہ کے تہ خانہ مین ایک رات انکو رکھا مگر محلہ مین یہہ مشہور ہو گیا کہ ٹیلر صاحب کو مولوی صاحب نے چھپایا ہے اسلئے مولویصاحب ان کو اپنے گھر مین نہین رکھہ سکے ہندوستانی صورت انکی بنا کے گھر سے باہر کیا وہ بیرام خان کی کھڑکی سے باہر نکلے تھے کہ ایلون کی ڈنڈی پر اہل شہر نے پہچانکر لاٹھیون کے مارے انکا کچلا نکال دیا۔ پروفیسر رامچندر کو انکے کوٹھے پر سے انکے بھائی رائے شنکر داس صاحب نے لیجاکر کابتون کے محلہ مین اپنے کسی عزیز کے ہان چھپایا مگر انکے رشتہ دارون نے یہ جانکر کہ انکے سبب سے ہم سب پر آفت آئیگی انکا یہان چھپا رہنا گوارا نہین کیا۔ انکا ایک قدیمی وفادار نوکر جاٹ انکو گنوار بنا کے اپنے گاؤن مین لے گیا وہان سے انگریزی لشکر سے یا دلی کی سرا مین جا ملے۔ سوا ان پروفیسر اور مسٹر سیٹز کے کوئی عیسائی ماسٹر باغیون کے قتل سے نہین بچا پانچ چھہ لڑکے غریب انگریزون کے کالج مین پڑھتے تھے انکو بھی اجل نے زندہ گھر تک نہ پہنچنے دیا۔ والا گوہر مسٹر ایف ٹیلر صاحب اس کالج مین تیس[۳۰] برس سے ہیڈ ماسٹر رہے تھے اور دو تین برس سے پرنسپل ہو گئے تھے۔ وہ اپنے شاگردون پر پدرانہ شفقت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہہ سب میری اولاد ہین اور انسے بہتر اولاد ہو نہین سکتی کہ سب صاحب لیاقت ہین اور انکے پالنے اور پرورش کرنے کا مجھے کچھ فکر نہین۔ بیمار ہون تو تیمارداری کرنی نہین پڑتی۔ مجھے انکی خوش لیاقتی اور نیک خصلتی سے دلی خوشی ہوتی ہے سچی نیکی کا معیار سب سے بڑا یہہ ہے کہ نیک آدمیونکے پاس رہنے سے اور آدمی نیک خیال نیک دل پاک نفس ہو جائین۔ سو اس نیک سرشت مین یہہ خوبی تھی کہ اس کے شاگردون مین سے شاید ایک دو فیصدی بھی بدکردار نہ ہونگے۔ ان کے شاگردون کو بھی استاد سے ایسی محبت تھی جیسی کہ باپ سے بلکہ بعض کو تو باپ سے بھی زیادہ کہ انکا مذہب اپنے باپ کے مذہب کو چھوڑ کر اختیار کر لیا۔

اکثر اس تارگھر کا بیان انگریزی تاریخون مین مختلف طرح سے لکھا ہے مگر مین شا صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر سابق دہلی نے نہایت صحیح تحقیق کر کے یہہ حال لکھا ہے کہ ٹیلیگراف ماسٹر مسٹر ٹوڈ دہلی سے

بہت سویرے صبح کو اسلیے روانہ ہوئے کہ تار برقی کی لین مین جسکو باغیون نے کاٹ دیا تھا
دیکھین کہ کیا خرابی واقع ہوئی ہے اسکو باغیون نے مار ڈالا اسکے دو اسسٹنٹ جنکے نام
برنڈش و پلکنگٹن تھے وہ اوفس مین دوپہر کے دو بجے تک رہے۔ اس وقت تک ملیٹری حکام نے
کوئی تار نہین بھیجا تھا وہ ابہی تک میرٹھ سے اپنی کمک کے لیئے انتظار کر رہے تھے۔
سگنیلرس اپنی آلہ پر چاک چاک کی آواز سنا کرتے جاتے تھے اور وقتاً فوقتاً انبالہ کے اوفس کو اطلاع دیتے
تھے کہ دہلی مین کیا ہو رہا ہے۔ تین بجے کے قریب پلکنگٹن باڑے سے ایک ملیٹری افسر کے
ساتھ اپنے اوفس کو آیا۔ ٹیلیگراف اوفس کے انگریزون کو صلاح دی گئی تہی کہ وہ باڑے پر
آجائین۔ حسب سررشتہ ایک ضعیف ٹیلیگرام انبالہ کو بھیجا گیا جو حقیقت مین ایک بات چیت بغیر
کسی جوابدہی کے ایک کلرک کی دوسرے کلرک کے ساتھ تہی مگر اس نے تمام پنجاب کو آگاہ کر دیا
کہ دہلی مین کیا واقعات ظہور مین آئے جسکے سبب سے یہان کے حکام نے وہ تدابیر کین
کہ جنسے اسوقت پنجاب مین بغاوت کو روک دیا۔ پلکنگٹن مدت ہوئی کہ مر گیا اور مسٹر برنڈش کی
چار سال بعد ۱۸۵۷ع کی حسن خدمات کے صلہ مین پوری تنخواہ کے برابر پنشن ہوگئی وہ ابہی تک
زندہ ہیں اسکو دہلی مین لارڈ کرزن نے ایک سونے کا تمغہ دہلی مین تارگھر کی یادگار کے جلسہ مین
دیا۔ تار جو دہلی سے انبالہ بھیجا گیا تہا اسکا مضمون یہہ تھا کہ سپاہی میرٹھ سے آگئے ہین اور
ہر چیز کو جلا رہے ہین مسٹر ٹوڈ مارا گیا اور چند اور یوروپین مارے گئے۔ ہم بند ہو رہے ہین
ہم نے اوپر لکھا ہے کہ کیسی بیکسی و بیچارگی کی حالت مین انگریز مقتولون و مجروحون اور بیمرد دلون پر
آفت پر آفت آئی کہ خدا کی پناہ اب ہم یہہ لکھتے ہین کہ قلعہ کے اندر قیدیون پر کیا قیامت
برپا ہوئی۔ شہر مین گورون کی سپاہ تو تہی نہین مگر سول اور ملیٹری افسران کے سوا اور قسم کے انگریز
سوداگر تاجر پیشہ در رہتے تھے وہ زیادہ تر دریا گنج کشمیری دروازہ اور منصور خان کی حویلی مین
بستے تھے اور انکے دو چار گھر بہی کا غذی محلہ و چلی قبر پر تھے۔ جب دریا گنج مین باغی گہس آئے اور
انگریزون کو قتل کرنا اور بنگلون مین آگ لگانا شروع کیا تو کشن گڑھ کی کوٹھی نمبرہ مین چھہ انگریز
اور انکے دو ہوشیار لڑکے اور بنیس چھبیس عورتین اور بچے جمع ہو گئے۔ یہ کوٹھی مضبوط تہی اور
اس مین تہ خانہ تھا جو اس گرمی کے موسم مین بڑے کام کا تھا اس کوٹھی کو انگریزون نے مورچہ

قلعہ کے اندر قیدیوں کا قتل ہونا

بنالیا۔ بندوقین وگولی بارود ان پاس تھے۔ اگرچہ بدذات شریر نوکرون نے پانی کے برتنون
مین سے پانی بہا کے اپنے آقاؤن کو پیاسا مارنا چاہا تھا۔لیکن ایک سقہ نے تہ خانے کے موکھے
سے پانی انگریزون کے پاس پہنچایا اور منھ مانگی قیمت انسے لی۔ اس کوٹھی پر دور دور تک
سینکڑون باغی اور سرکش حملہ کرتے رہے مگر وہ انگریزون کے مقابلہ مین عہدہ برآ نہ ہوسکے۔مرزا
ابوبکر بھی توپ ساتھ لیکر چڑھائی کو گئے مگر بندوقون کی گولیون کو چلتا ہوا دیکھ کر اپنے گھر کو
واپس آئے آخر کار انگریزون سے تلنگون نے بقسم قول و قرار کیا کہ تم اپنے تئین ہمارے حوالہ کردو
ہم تمہین مارکر جان نہین لینگے۔ بادشاہ کی حراست مین تم کو پہنچا دین گے اس شرط پر حوالہ کردیا
وہ اب زیادہ لڑ بھی نہین سکتے تھے نہ ان پاس گولی بارود تھی نہ کھانے پینے کو پاس تھا۔ وہ ان
عورتون بچون و انگریزون کو جو تیس کے قریب ہونگے قلعہ مین لے گئے۔ وہ بادشاہ کے حکم سے
بڑے خاصہ کے مکان (باورچی خانہ) مین محبوس ہوئے۔ تلنگے شہر کے اندر آنے کے بعد گلی
گلی کوچہ کوچہ انگریزون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اور شہر کے آدمی انکے ساتھ جھوٹ سچ
بتاتے پھرتے تھے کہ یہان انگریز ہے وہان میم ہے۔ اسطرح بھی انکو پندرہ بیس بچے
عورتین ہاتھ لگ گئین جنکو انہون نے قیدخانہ مذکور مین پہنچا دیا مین نے چاندنی چوک مین
خود دیکھا کہ ایک جوان میم صاحبہ اپنا سارا نفیس لباس مع ٹوپی کے پہنے ہوئے اور ایک
تولیہ مین اپنے بچے کو لپیٹے ہوئے دونو ہاتھون سے چھاتی سے لگائے تین چار تلنگون
کی حوالات مین جاتی تھین اور ان کے ساتھ پانچ چھ برس کا ایک لڑکا ایک ہاتھ سے ماں کے
سایہ کو پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ مین ٹین کا تام لیٹ لیے ہوئے جاتا تھا رستہ
مین سفاک ننگی تلوارین انکو دکھا کر تلنگون سے کہتے تھے کہ ہمین قتل کرنے دو تو وہ غصہ سے
اپنے چہرہ کو آتشناک بنا کے انکو دیکھتی تھی اور کچھ نہین بولتی تھی۔ غرض یہہ عورت اپنی مردانہ
ہمت سے اسطرح جاتی تھی جیسے کہ وہ ہوا کھانے جاتی ہوگی جس مکان مین یہہ قیدی مقید
ہوئے تھے چالیس گز طول مین اور بارہ گز عرض مین تھا اسطرح ۹ ۳/۵ مربع گز رقبہ ہر قیدی کے
لیے تھا مگر گرمی کا موسم تھا انگریزون کے لیے وہ قفس جان گزا تھا۔ جائے تنگ مردمان بسیار
اول روز دو وقت اچھا کھانا بادشاہ کے خاصہ سے آیا جسکو پھر تلنگون نے بند کیا پھر خراب کھانا

جیساکہ قیدیون کو ملاکرتا ہے ان قیدیون کو ملنے لگا۔ قیدبین بہی حرامزادے سپاہی قیدیون کو جاکر دھمکاتے اور گالیان دیتے ۔مسس آلڈویل جو اپنے چار بچون سمیت جہوٹ موٹ کی مسلمان بنکر اس قیدخانہ سے زندہ نکلی تھین وہ اس قیدخانہ کی یہہ حکایتین بیان کرتی ہین کہ تلنگے بار بار پوچھتے تھے کہ اگر بادشاہ تمہاری جان بخشی کردے تو مسلمان اور غلام ہو جاؤگی؟ مگر بادشاہی سپاہی تلنگون سے کہتے تھے کہ تم سوا انکی جان ستانی کے کچھ اور بات پر اپنی رضامندی نہ ظاہر کرو بادشاہ کے ایک ملازم نے مسس سٹیز سے پوچھا کہ اگر انگریزی عملداری پھر ہو جائے تو تم ہمارے ساتھہ کیا سلوک کروگی تو انہون نے جواب دیا کہ جو تم نے ہمارے خاوندون اور بچون کے ساتھہ کیا ہے ۔ اب ۱۶ ۔ مئی ہفتہ کا روز ان قیدیون کی موت کا دن آیا ۔ قلعہ کے سپاہی قیدخانہ کے دروازہ پر آئے اور انہون نے قیدیون سے کہا کہ چلو ہم تم کو ایک اور اچھے مکان مین لے چلین ۔ اگرچہ قیدیون کو اُن سپاہیون کے کہنے کا ذرا سا بھی اعتبار نہ تھا مگر وہ قیدخانہ سے باہر نکل کر جمع ہوئے ۔ ایک رسہ کا حلقہ انکے گرد ڈالا گیا کہ کوئی ان مین سے بھاگ نہ جائے پھر وہ نقارخانہ کے سامنے حوض پر بٹھائے گئے انکی اس قتل گاہ پر پہلے ہی سے عیسائیون کے قتل ہونے کا تماشا دیکھنے کے لئے تماشائیون کا ہجوم لگ گیا تھا وہ انگریزون کو گالیان دیتے تھے اور خوشی کے نعرے مارتے تھے ۔ اب قتل کا آغاز ہوا ۔ تیسرے رسالہ کے ترک سوارون نے جو یہان موجود تھے اپنی قرابینین اور بندوقین قیدیون پر چلائین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ بادشاہی ملازمین مین سے ایک ملازم کے انکی گولی لگی پھر بادشاہ کے خاص برداروسپاہیون نے ان سب بیگناہون اور معصومون کو تلوارون سے قتل کرڈالا تہوڑی دیر مین پچاس عیسائیون کا خون اپنی گردن پر لیا جس بھنگی نے ان لاشون کو چھکڑے مین لادا تھا اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھ انگریز تھے باقی سب عورتین اور بچے تھے ۔ یہہ سب لاشین چھکڑے مین لادکر جمنا مین پھینک دی گئین یہہ بہی مشہور ہوا کہ ان لاشون مین ایک بالک جیتا تھا جو تلوارون سے بال بال بچ گیا تھا مگر اسکو بہی پھر ظالمون نے مارڈالا ۔

شہر مین جو دیندار مسلمان تھے وہ تو ایک سناٹے کے عالم مین تھے کہ یہہ عورتون اور بچون کا قتل ہونا خدا اور رسول کے حکم کے برخلاف ہے اس گناہ کے سبب قلعہ پر خدا کا قہر ضرور نازل ہوگا

اور ہم پر بلا اس سبب سے نازل ہوگی کہ ان معصومون و بیگناہون کی جان بچانے کے لیئے نہ کوشش کرنے سے ہم بھی اس گناہ مین شریک ہوئے۔ مگر بعض مفسد بے ایمان مسلمان بڑے زور شور سے یہہ کہتے پھرتے تھے کہ افعی راکشتن و افعی بچہ را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست۔ سعدی کے اس فقرہ کا اثر ان مسلمانون پر قرآن شریف کی آیتون اور حدیثون سے بھی بڑھ گیا تھا۔

اب بڑی تحقیقات یہہ ہوئی کہ یہہ قیدی بادشاہ کے حکم سے مارے گئے یا نہین۔ حکیم احسن اللہ خان اپنی شہادت مین بیان کرتے ہین کہ ان عیسائیون کے قتل کے بڑے محرک گلاب شاہ تیسرے رسالہ کا افسر اور ان سیٹ الگزنڈر رجمنٹون کے افسر اور بادشاہی ملازمون مین سے رشیدی نصیر خان اور بسنت خواجہ سرا اور شاہزادون مین مرزا ابو بکر اور مرزا خضر سلطان تھے۔ مین نے خواجہ سرا ان کی موجودگی مین عرض کیا تھا کہ عورتون اور بچون کو قتل کرنا ہمارے مذہب مین منع ہے اور دنیاوی دانائی کا بھی یہہ مقتضا ہے کہ یہہ قتل نہ کیا جائے مین بادشاہ کو یہہ صلاح دی تھی کہ اس کا فتوی علما سے لیکر فوجی افسرون کو دکھادیا جائے اور محلسرا مین عورتین اور بچے حفاظت سے رکھے جائین۔ اسطرح سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین اُن کی مثال جنگ افغانستان مین اکبر خان کی بتلادی تھی کہ اس نے عورتون اور بچون کی جانین بچا کے اپنے باپ کو انگریزون کی قید سے رہا کرایا اور سلطنت پر بحال کرایا۔ بادشاہ یہہ باتین سنکر عیسائیون کے قتل کے حکم دینے سے دو روز باز رہا مگر پھر لوگون نے بادشاہ پر زیادہ زور ڈالکر قتل پر اسکی رضامندی حاصل کرلی اور عیسائی قتل ہوگئے۔ حکیم صاحب کی یہہ راے کہ اگر بادشاہ عورتون اور بچون کو اپنی محل مین لے جاتا اور جب سپاہی انکو اس سے قتل کے لیئے مانگتے تو وہ سپاہیون سے کہتا کہ مین ان عیسائیون کے قتل پر جب راضی ہونگا کہ تم پہلے میری بیوی بچون کو قتل کرڈالو تو ظن غالب یہہ تھا کہ بادشاہی محلسرا مین سپاہیون کو داخل ہونے کی جرأت نہ ہوتی کہ وہ عورتون اور بچون کو زبردستی پکڑ کر مار ڈالتے۔ یہہ راے ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جو غلط اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ اول بادشاہ کے اختیار ہی مین یہہ تھا کہ وہ قیدیون کو سپاہیون کے پنجہ سے چھٹا کر محلسرا مین لے جاتے دہلی کے فتح ہونے کے بعد دفتر شاہی مین مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر کے ہاتھ مین نبی بخش خان کی عرضی آئی

جسکا مضمون نیچے لکھا جاتا ہے۔

جہان پناہ سلامت۔ مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضور عالی پر ظاہر ہے کہ خالق جہان کو عدل پسند اور ظلم ناپسند ہے اگر حضور عالی کی راے عالی مین یہہ مناسب ہو تو حضور سپاہ کے ان افسرون سے جو عورتون اور بچون اور قیدیون کے قتل کرنے کی آپ سے درخواست کرتے ہین یہہ فرمادین کہ مین نے تمہارے سرون پر جب ہاتھ رکھا ہے اور مذہب کے سبب سے تمہارے ساتھ شریک ہوا ہون کہ تم نے میری بڑی منت سماجت کی ہے تم کو چاہیئے کہ اول فتوے اور ہر دستخط لکھائین اگر ان مین انکو قتل کی اجازت ہو جائے تو وہ قتل کر ڈالین مین انکے قتل کا حکم اپنی شرع و حدیث کے برخلاف نہین دونگا اگر وہ یہہ نہین منظور کرین گے تو ضرور اول وہ اپنے انتقام لینے کی جھنجلاہٹ حضور پر نکالینگے مجھے یقین ہے کہ حضور کے احکام میری عرائض کے موافق سپاہ کے افسرون کے نام اسطرح جاری ہونگے جنسے انکو معلوم ہو کہ حضور نے یہہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ حضور کے روبرو مین نے یہہ عرض ضروری سمجھ کر پیش کی ہے۔

خدا حضور کی سلطنت کو اقبال مند کرے۔ عرضی فدوی نبی بخش خان مختار عرش آرامگاہ

تاریخ ندارد

اس عرضی پر اول صاحب کمشنر نے توجہ کی اور نبی بخش خان کو دہلی مین آباد رہنے کا حکم دیا۔ مگر بعد ازان اس عرضی مین یہ شبہ پڑ گیا کہ وہ اصل مین بادشاہ کو دی گئی تہی یا دفتر مین ڈلوا دی گئی تہی۔ بہر نہج عرضی دینے والے کو سوجہی بڑی دور کی تہی۔ چنی لال مخبر نے یہ بہی بیان کیا کہ مرزا مغلے نے یہہ کہا تہا کہ عورتون اور بچون کا مارنا ہمارے مذہب کے خلاف ہے تو تلنگے مرزا کے مارنے پر چلے بمشکل سے بہاگ کر انہون نے اپنی جان بچائی ۱۲ مئی کے بعد نہ دلی کے شہر مین نہ چھاونی مین ایک فرنگی باقی تہا۔ مظلومون کی دار السلطنت مین برٹش کا کوئی قدم نہ تہا۔

بیک دور چرخ چنبری ــــــ نہ نادر ماند نہ نادری

انگریز بالکل تباہ ہو گئے بادشاہ انکی جگہہ فرمانروا ہو گئے۔ سراج الدولہ اور بلیک ہول کے زمانہ سے کبہی اب تک ایسی مصیبت انگریزون پر نہین پڑی تہی۔ جس دن سے کہ انہون نے ہندوستان مین قدم رکہا تہا اب تک انکی نہ ایسی تفضیح اور نہ تذلیل ہوئی تہی۔ اسقدر عیسائیون کا قتل نہایت بڑی غم کی بات تہی

مگر اس قتل کے انتقام کے لیئے کچھ نہ کرنا بڑے شرم کی بات تھی یہہ غم دہلی مین تھا اور یہہ شرم میرٹھ مین تھی بعض ارباب الرائے کی یہہ رائے ہے کہ اگر میرٹھ سے تھوڑی سی فوج ہی دہلی مین آجاتی تو یہہ فساد ایک دن مین مٹ جاتا۔ یہہ بھی ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جسکے باب مین ہم لارڈ روبرٹس کی رائے پہلے لکھ چکے ہین۔

شہر مین ہندوستانی عیسائی خاصکر جو نئے عیسائی ہوئے ہون بہت کم رہتے تھے۔ ان نئے عیسائیون مین دریا گنج مین ولایت علی کو اور قلعہ کے پیچھے سرکاری اسپتال مین ڈاکٹر چمن لال سب اسسٹنٹ سرجن کو شہر والون نے عیسائی بتلاکر ترک سوارونکے ہاتھ سے قتل کرایا کوئی اور ہندو عیسائی نہین قتل ہوا۔ وہ تیس چالیس گرفتار ہوکر کوتوالی کی حوالات مین رہے۔ زیادہ انہین سکھ صاحب کے خاندان کی عورتین تھین سکھ صاحب کے ہان مولوی اسمعیل لیکر تھے۔ انھون نے قاضی فیض اللہ کوتوال سے سفارش کی کہ یہہ سب مسلمان ہین اور اگر نہین ہین تو اب مسلمان ہوتے ہین مستوجب قتل نہین کوتوال نے سب عیسائیون سے کلمہ پڑھوا کے چھوڑ دیا مولوی صاحب کو اس خیرخواہی کے صلہ مین نوے روپے ماہوار پنشن ہوئی مگر کوتوال صاحب کو یہی وجہ بیان کی کہ مین نے عیسائیون کے بچانے کے واسطے کوتوال ہونا قبول کیا تھا وہ ناسموع ہوئی اور اسکو پھانسی کی سزا ملی۔ بعض عیسائی جو مسلمان ہوئے اُن کے لڑکون کا ختنہ زبردستی مسلمانون نے کرادیا۔

اب سوال یہ ہے کہ میرٹھ مین جو سکوت اختیار کیا گیا اسکی جوابدہی جنرل ہویٹ کے ذمے تھی یا برگیڈیر ولسن کے ذمے بھی جنرل صاحب تو یہہ بیان کرتے ہین کہ چھاونی کا کمانڈر حکم برگیڈیر کے ہاتھ مین تھا سپاہ کا حرکت کرنا اسکے حکم پر موقوف تھا۔ لیکن جب ایک جنرل افسر سپاہ کے ایک ڈویژن کا کمانڈر ہوتا ہے تو اسکو اپنے کام کو اپنے ماتحت کے کندھے پر ڈالنا حقیقت مین اپنے اوپر آپ ملامت کرنی ہوتی ہے۔ جب کئی مہینے کے بعد اعلے درجہ کے ملٹری حکام نے ولسن صاحب سے جواب طلب کیا کہ ۱۰ مئی کی رات کو پورب مین سپاہ کو کیون نہین حرکت دی گئی اور جرنیل ہیوٹ کے بیان پر بھی انکو مطلع کیا تو برگیڈیر ولسن نے اسکا یہہ جواب دیا کہ قوانین بنگال سپاہ فصل ہفتدہم سے ظاہر ہوتا ہے کہ برگیڈیر کو بہت کم اختیارات سپاہ پر اس

چھاونی مین دیئے جاتے ہین جس مین ڈویزن کا ہیڈکوارٹر ہوتا ہے مین یہان کوئی اپنا جدا حکم کام مین نہین لا سکتا تہا جہان میجر جنرل موجود تھا مین برگیڈیر تھا میجر جنرل کے احکام کی سپاہ مین تعمیل کرنے والا تھا مین نے اپنی رائے جو غلط یا صحیح نہین کہی جاسکتی میجر جنرل کو دی تہی۔ مین ایسے وقت مین اپنی بہترین ججمنٹ کو کام مین لایا اور چونکہ یہہ معلوم نہین تھا کہ سپاہ مفرور کس جانب کو گئی ہے مین اپنی رائے کے صواب ہونے کا بالیقین کرتا ہون۔ اگر مفرورین کی تلاش کرنے کے لیئے برگیڈ الا دہند چلا جاتا اور باقی حصہ چھاونی کا تباہ و غارت ہوجاتا جس مین ہمارے بیمار و عورتین اور بچے اور قیمتی ذخیرے تھے میرٹھ کے کمانڈرون کے برخلاف اب سے بہت زیادہ غل شور مچتا۔

بڑی ناکامی جو ہوئی جسکو ہر انگریز سنکر ششدر و متحیر ہوا اور جسکے بڑے ہولناک نتیجے پیچھے ظہور مین آئے اسکی توجیہہ قدرے یہہ کی جاتی ہے کہ میرٹھ مین سپہ سالارون کو یہہ عقیدہ تہا کہ اول انکا یہہ فرض ہے کہ وہ چھاونی مین جان و مال کی حفاظت کرین جیل خانے سے چھوٹے ہوئے قیدی اور بازار کے بدمعاش و دہات کے چوٹٹے لٹیرے یہہ سب باغیون کے مدد و معاون تھے انہون نے مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کیا تھا چھاونی کے اس ایک حصہ مین جس مین ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انگریزون کے گھرون کو جلایا اور لوٹا تھا یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اگر چھاونی کے دوسرے حصہ کی خاطر خواہ محافظت پہلے سے بڑی احتیاط سے نہ کی جاویگی تو اسکا بھی برا حال پہلے حصہ کا سا ہوگا خزانہ لٹ جائے گا اور میگزین دشمنون کے ہاتھ لگ جائے گا ولسن صاحب کا مقتضاء طبعی یہہ تھا کہ اول چھاونی کے بچانے کے لیئے خبرگیری کی جاوے میرٹھ ڈویزن مین دہلی کی چھاونی اور اسکا بہت بڑا میگزین داخل تھے اور اس میگزین کے اسباب کی محافظت کے لیئے کوئی گورہ سپاہی نہ تہا اس ڈویزن کا سپہ سالار ہیویٹ صاحب تھا اسکے واسطے اس بات کے سمجھنے کے لیئے کسی بڑی پیش بینی اور دور بانی کی ضرورت نہ تہی کہ میرٹھ سے ایک رات کے سفر پر خوف عظیم تھا جو مقامی نہین تھا بلکہ قدمی تھا اور یہہ منحوس خوف جیسا پولیٹکل تھا ایسا ہی ملیٹری تھا لیکن اس نے کوئی تدبیر اس طوفان کے روکنے کی نہین کی جو دہلی مین اٹھہ رہا تہا۔ جنرل ہیویٹ نے نہین جانا کہ میرٹھ کے کل ڈویزن کا مین سپہ آرا ہون اسکی ساری جوابدہی میرے ذمے ہے وہ تو صرف چھاونی کی

محافظت مین چند روز تک مصروف رہے جس مین وہ مصروف رہتے تھے اور لیٹیون کے اور جیلخانون
اور بازارون کے باغی اپنے کامون کے کرنے سے خوش خوش پڑے پھرے اور اپنی سزا
نہ ملنے کو اپنی کامیابی کے برابر سمجھے مگر مورخ صرف یہہ بیان کرکے خاموش ہو جائے
تو اسکی رائے ناقص سمجھی جائیگی اسلئے زیادہ یہہ ہی کہنا چاہیئے کہ ان شخصی اغلاط کی تہ مین
خراب نظام اور دروغ پالیسی کی غلطیان تھین جنکا الزام کسی گورنر جنرل وکمانڈر انچیف پر
لگانا غلطی ہے اپہی نہ یہہ نہ وہ کوئی ایسا نتھا جس مین دانشمندی کی کمی ہو۔ بڑی عیفی و
عمیق قباحت قومی سیرت مین تہی ۔ انگلش مین کا تکبر و غرور اسکو یہہ دہوکا دیتا ہے کہ وہ
اس خوف کو جو اسکو گھیرتا ہے نہین دیکھنے دیتا اور اسکی آنکھون کو یہہ دیکھنا ناممکن ہے کہ ہندوستان
مین کوئی بڑی مصیبت وشامت اسکو مغلوب کرسکتی ہے ۔بس یہی سبب میرٹھ کی بڑی ناکامی کا
ہوا۔ انگریز اپنی جھوٹی سلامتی کے دھوکہ مین پڑے ہوئے تھے انکو بڑی بڑی تنبیہین ہوتی
تھین مگر انکو وہ حقارت اور بے چینی کے برش سے اڑا دیتے تھے ان کو سب طرف
سکوت وسکون ہی نظر آتا تھا خواہ بادل کیسے ہی نیچے ہون اور طوفان کیسے ہی اٹھین مگر انگریزونکو
سب طرف مطلع صاف ہی نظر آتا تھا وہ اپنے لیئے نامبارک جانتے تھے کہ طوفان سے
بچنے کے لیئے تیاری کرین۔ جو کوئی انکو متنبہ کرتا کہ خوف ودہشت کے بڑے آثار نمودار
ہورہے ہین اُسکو ڈرپوک ڈرانے والا جانتے ۔ بارک پور اور برہام پور مین جو واقعات
پیش آئے تھے چاہیئے تھا کہ انگریزون کو وہ بیدار کرتے کہ وہ اپنی خبرداری کے لیئے تیار ہوتے
دیکھتے کہ انکی آنکھون کے سامنے طوفان انکے غارت وتباہ کرنے کے لیئے اٹھا ہے مگر اسکی
انہون نے کچھ پروا نہین کی ۔ ہنری لارنس نے لکھا تھا کہ ہم کیسے خواب غفلت مین پڑے
سوتے ہین کہ کابل مین جو حادثات وقوع مین آئے تھے وہ کسی نہ کسی دن دہلی و میرٹھ و بریلی
مین وقوع مین آنے والے ہین مگر کسی انگریز نے انکی اس پیشین گوئی پر خیال نہین کیا اسکو
یہی سمجھے کہ یہہ پیشین گوئی ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے ۔
باوجود بلوہ وفساد کے آثار صاف نمودار تھے مگر میرٹھ مین کوئی چیز ایسی نہین تھی کہ لڑائی کے لیئے
تیار ہو۔ سوار تھے مگر گھوڑے نہ تھے ۔سوارون کو گھوڑون پر چڑہنا نہین آتا تھا ۔

توپچی بغیر توپون کے تھے توپچی ایسے تھے جو مورٹر اور چھوٹ زرہین اور گول گولے اور گراپ مین
تمیز نہین کر سکتے تھے - یہہ خطا جنرل ہویٹ یا برگیڈیر ولسن کی نہ تھی بلکہ یہہ خطا نظام و پولیسی
کی تھی کہ گورنمنٹ یہہ چاہتی تھی کہ سب چیزون مین سکون رہے اسی سبب سے یہی خیال
سب پر غالب ہو رہا تھا اور اسکے واسطے گورنمنٹ نے بہی اپنی اچھی سند دیدی تھی کسی توپخانہ کی
بیٹری کا جنگ کے لیئے فوراً تیار رکہنا ایک بڑی خوفناک حرکت سمجھی جاتی تھی - جب میرٹھ مین ایک
توپخانہ کے افسر نے بلوہ سے چند روز پیشتر یہہ اجازت چاہی کہ وہ اپنے توپخانہ کو ایسا تیار رکھے
کہ کسی حادثہ کے واقع ہونے پر فوراً اسکو مستعدی کے ساتھ کام مین لائے تو اسکی درخواست
اس سبب سے نامنظور ہوئی کہ توپخانہ کی تیاری ہندوستانی سپاہ مین شبہہ و بدگمانی پیدا کریگی
یہہ بات سچ ہو مگر غلطی تو یہہ تھی کہ حالت ایسی بنا رکھی تھی کہ جس مین خاموشی نہ خوفناک صورت
سمجھی جاتی تھی - پولیسی یہہ تھی کہ یہہ یقین کیا جائے یا یقین کا بہانہ بنایا جائے کہ ہماری یقین آسائش
اور آرام کی عافیت گاہ مین ہین اسی واسطے نظام یہہ تھا کہ کسی اشد ضرورت کے لیئے آمادگی
نہ ہو حرکت کرنے کے لیئے کوئی تیاری نہ ہو اور کبھی یہہ نہ معلوم ہو کہ کیا کرنا چاہیئے اس نظام کے بدولت
کما نڈر انچیف شملہ کی بڑی بازی گاہ مین تھے اور سرشتون کے اعلے افسر یہہ یقین دلا رہے تھے کہ بادل
جو اٹھا ہے وہ ابہی اڑ جائے گا - ایسے ہی ممالک شمالی مغربی کے بڑے بڑے ڈویزن سر ہندو
میرٹھ و کانپور مین سب درجے کے افسر ادنے اعلے اپنے صدر اعلے کے نمونہ کے مطابق اور انگلش
مشفو رفلری کے موافق کام کر رہے تھے اسی واسطے جب طوفان برپا ہوا تو وہ عریان نا ایمن
و لاچار بیکس تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ کس طرح اس طغیانی سے عہدہ برآ ہون -
اس بات پر بڑا مباحثہ ہوتا ہے کہ باغیون کے تعاقب مین جو آمادگی کے ساتھ حرکت
کی جاتی تو اس مین کامیابی نہین ہوتی - انصاف یہہ ہے کہ تمام مشکلات کا حساب کرنا
چاہیئے کہ کیا کیا تھین - بغاوت رات کو ہوئی تہی - باغی ادہر ادہر چلے گئے انگریزون کو خبر
نہین تہی کہ وہ کہان کہان گئے جو انکا تعاقب کیا جاتا - باغی سوار جس سڑک پر گئے تھے اسکے
پیچھے گورون کا ڈریگون جاتا تو اس سبب سے کہ ہندوستانی سوار بڑے تیز رو تھے
وہ دہلی مین اول داخل ہوتے جمنا کے پل کو غارت کر دیتے اگر بالفرض گورون کے سوار اور ان کے

توپخانے شہر مین داخل ہی ہوجاتے تو شہر کے کوچہ و بازار مین گھر جاتے جہان ایک سرکش مسلح گروہ تلنگون کی رجمنٹون کو اغوا کرتا کہ وہ اپنے بھائی بندون کا جو میرٹھ سے آئے ہین خیر مقدم کرین۔ مگر اس بات پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اگر تیسرا رسالہ شہر مین داخل ہوکر جمنا کا پل توڑ ڈالتا تو وہ اپنی پلٹنون کے لیئے بھی راہ بند کرتا جو سارے دن شہر مین داخل ہوتی رہین اگر میرٹھ کی سپاہ جمنا کے کنارہ پر ایک لائق سپہ سالار کے ماتحت پہنچ جاتی تو وہ اپنی ساری سپاہ کو دریا کے پار اتار دیتی اور پل کو غارت کردیتی کہ دشمن اُن کا تعاقب کرسکین لیکن یہہ نہین ہوتا راہ ہی مین انگلش مین ہندوستانی پیدلون کو گراپ مار کر جھرکس نکال دیتے اور انکو قلعہ کے دروازے دیکھنے بھی نصیب نہ ہوتے قلعہ مین ایک گورہ کا چہرہ دکھائی دیتا تو اس مین سے ایک لشکر بھاگ جاتا۔ اس بات کا ماننا عقل کے برخلاف نہین ہے کہ اگر میرٹھ کی صبح کو ڈریگون سوار جمنا کے قریب آتے ہوئے معلوم ہوتے تو یہہ یقین کیا جاتا کہ ایک بڑا لشکر گورون کا انکے پیچھے آتا ہے تو وہ بغاوت جو انگریزون کے سکون و سکوت سے ہوئی وہ آسنے والے معاوضہ کے خوف سے فرو ہوجاتی اگر ڈریگون اور گھوڑون کا توپخانہ تلنگون سے پہلے جکی بیشک توقع نہین ہوسکتی تھی دہلی مین گھس جاتا تو بڑی ہل چل مچتی اور ترک سوار اور سرکش آدمی بڑے جوش مین آنکر لڑتے اور بہت سی جانین تلف ہوتین لیکن مصیبت زندگی محدود ہوتی اور شکست تھوڑی دیر کے لئے ہوتی یہہ امر نوشتنیہ ہے اگر انتقام لینے والے انگلش مین دہلی کی دیوارون کے اندر داخل ہوتے تو دہلی کی رجمنٹین بغاوت کرتین یا نہ کرتین لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ گورون کی فوج کی موجودگی مین خاندان شاہی اپنی بادشاہی کا اشتہار نہ دیتا

— سورج کے ڈوبنے کے بعد یہہ تحقیق ہوا کہ دہلی ایک انقلاب عظیم کے درد زہ مین مبتلا ہوئی ورنہ صبح سے شام تک اس مین شبہ و تامل ہی رہا۔ انگریزون کی اس "دفعتہ" افتادگی نے اسکے دشمنون کی ہمت اور جرأت بڑھائی کہ وہ یہہ سمجھنے لگے کہ ہمارے اقبال کا وقت آیا اور انگریزون کے دوستون کو انکے اقبال مندی اور زور آوری پر اعتبار نہین رہا۔ اگر انگلش سپاہی دہلی مین آنکر شکست پاتے اور پٹ جاتے تو بہ نسبت اسکے بہتر ہوتا کہ وہ بالکل نہین آئے۔ ایسے وقت مین تعاقب مین کوشش نہ کرنی نے بڑی قباحت پیدا کی۔ ایک

چھاونی سے دوسری چھاونی مین یہہ خبر پہنچی کہ باغیون نے میرٹھ مین انگریزون پر فتح پائی اور دہلی مین مغلون کی بادشاہی کا اشتہار دیدیا اول سب سے زیادہ صدمہ فرنگیون پر پہنچا اور ایک مقام سے دوسرے مقام مین یہہ شہرت ہوئی کہ اب انگریز لاچار ہوگئے انکے بچنے کا اب کوئی چارہ نہین۔

عام بغاوت کی سازش کا ثبوت ہونا

اب ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ کل بنگال کی سپاہ مین آپس مین یہہ تمام سازش ہوئی تہی کہ ایک معین تاریخ کو سارے ملک مین وہ بغاوت اختیار کرین۔ میرٹھ مین یہہ بلوہ قبل از وقت جو اٹھا نی ہوا جسنے اس سازش کا بھانڈا پہوڑدیا اور انگلش کو اپنی محافظت پر تیار کرادیا اسی سبب سے سلطنت انگلشیہ تباہ وغارت ہونے سے بچ گئی۔ کرنیل کارمیکل سمانیتھ کو دلی یقین ہے کہ ان کے تیسرے رسالہ کے سوارون کی بغاوت نے سلطنت انگلشیہ کو تباہ ہونے کی آفت سے بچایا جس کے سبب سے بغاوت کی سازش عامہ کا پردہ فاش ہوگیا۔ یہہ کرنیل کا کہنا فقط ایک یاوہ گوئی اسلیئے ہے کہ لوگ انکی خطا کو بھی صواب جانین لیکن یہہ ایک اعلےٰ امر شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی عام سازش ہوئی تہی۔ جب سپریم گورمنٹ نے غدر کے بعد ایک خاص کمشنر مسٹر کریک رفٹ ولسن کو اس لیئے مقرر کیا کہ وہ بدخواہون کو سزا اور نیک خواہون کو انعام دے تو اس کمشنر نے اپنا پورا یقین سرکاری تحریر مین یہہ ظاہر کیا کہ نہایت احتیاط سے زبانی بیانات کو آپس مین مقابلہ کرنے سے مجھے اس امر واقعی کا یقین ہوا کہ ۳۱۔ مئی ۱۸۵۷ء اتوار کا دن تمام بنگال کی سپاہ کے بغاوت کرنے کا مقرر ہوا تھا۔ ہر رجمنٹ مین تین آدمیون کی کمیٹی اس کام کے فرائض ادا کرنے کے لیئے مقرر ہوئی تہی اگرچہ یہہ تدابیر تمام رجمنٹون کو معلوم نہ تہی مگر آپس مین یہہ عہد وپیمان ہوگیا تہا کہ خاص رجمنٹین جو کام کرینگین وہی اور رجمنٹین کرینگین۔ ان کمیٹیون مین آپس مین خط وکتابت ہوتی تہی اور آپس مین ملکر یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ۳۱۔ مئی ۱۸۵۷ء کو ان کمیٹیون کو اطلاع دی جائے کہ وہ تمام یورپین عہدہ دارون کو مار ڈالین جنمین سے زیادہ تر گرجا مین نماز پڑھنے ہونگے خزانون پر قبضہ کیا جائے جو اس وقت فصل ربیع کی قسطون کے آنے سے بڑے معمور ہونگے جیل خانون سے قیدی چہوڑ دیئے جائین جنکی ایک بڑی سپاہ پچیس ہزار سپاہیون کی تیار ہو جائیگی۔ دہلی کی رجمنٹون اور اسکی آس پاس کی پلٹنون کو ہدایت ہوئی تہی

کہ وہ میگزینوں اور قلعوں پر قبضہ کرین بس اس ۳۱- مئی ۱۸۵۷ء کے قتل عام سے جو ایک ہی وقت
مین سے نہ ہوتا لفٹنٹ کرنیل سمائیتھ نے جو تیسری رجمنٹ بنگال لائٹ کیولری کے کمانیر تھے
بچا لیا- سرنگ کھودی گئی تھی اسکے اڑانے کے لیے بارود ایک خط مین بچھائی گئی تھی- لیکن اسمین
دیا سلائی لگانے کے لیے تین ہفتہ کا انتظار کیا گیا تھا لیکن ۱۰- مئی ۱۸۵۷ء کی رات کو ایک
چنگاری نے وہ آگ لگادی کہ برٹش گورنمنٹ نے ابتداء زمان روائی سے کبھی نہین دیکھی تھی- یہہ
صرف ولسن صاحب کی راے مین عام سازش کا ثبوت ہے مگر ایسی سازش کے لئے بہت سے ثبوتون
کی ضرورت ہے جو موجود نہین لیکن اس مین شک نہین کہ اگر کل ملک مین ایک ہی وقت مین سازش
ہوتی تو چند ہی انگریز زندہ باقی رہتے تو برٹش قوم کے لیے نہایت سخت کام ہوتا کہ وہ اس
ملک کو دوبارہ فتح کرتے یا وہ ایک ایسی مشرقی سلطنت کی منحوس حکایت چھوڑتے خواہ آدمی نے
یہہ سازش کی ہو یا نہ کی ہو لیکن خدا نے اسکو پورا نہ ہونے دیا اول ہی وہلہ کے چند گھنٹون کے اندر
تاربرقی نے ملک کے تمام حصون مین اس منحوس خبر کو انگریزون کے کانون تک پہنچا دیا
اور اسکی آواز تمام قلمرو کے طول وعرض مین جہان انگریز تھے پہنچ گئین- جنہون نے
اپنی محافظت کے لیے بڑی مستحکم سعی کی-

ہم نے جو اوپر چھوٹے چھوٹے جزئیات بالتفصیل لکھے ہین انکی خبرین کلکتہ مین گورنر جنرل
پاس آتی گئین تو وہ ان دشمنیون اور دقتون کے دور کرنے مین بڑے استقلال سے مصروف
ہوئے اول جہان مصیبتین پڑ گئی تھین انکے رفع دفع کرنے کا علاج کیا اور ان غیر محفوظ
اضلاع کی محافظت کے لیے تدبیرین کین جن مین غالباً بغاوت وسرکشی ہونے کا احتمال تھا

گورنر جنرل نے انڈیا بورڈ کے پریسیڈنٹ کو لکھا کہ ملک کے جس حصہ کا مجھے بڑا اندیشہ ہے وہ یہی ہے جو بنگال کے طول مین بارکپور سے آگرہ کے قریب ممالک شمالی و مغربی مین جاتی ہے اس ساڑھے سات سو میل کے طول مین دیناپور کے اندر صرف ایک گورون کی رجمنٹ ہے بنارس مین ایک سکھون کی رجمنٹ ہے کوئی گورہ رجمنٹ نہین۔ الہ آباد کا حال بھی یہی ہے چند روز سے جو وہان سو گورے ضعیف و فرسودہ بھیجے گئے ہین وہ کسی گنتی مین نہین ان مقامات مین ہر ایک جگہہ ہندوستانی رجمنٹ مشتبہ ہے اگر وہ سن لیگی کہ باغی رجمنٹون کے قبضہ مین دہلی ہے تو اسکو قلعہ یا خزانہ پر قبضہ کرنے کے لیئے بڑی ترغیب ہوگی اسواسطے مین سرتا پا دو امور پر متوجہ ہون اول یہہ کہ دہلی سے باغیون کو نکال باہر کرون دوم جسقدر یوروپین سپاہ جمع ہوسکے اسکو جمع کرکے ملک مین بھیجدون۔ لارڈ کیننگ نے دور دراز فاصلہ سے گورون کی سپاہ کے جمع کرنے کے لیئے تدابیر کین انکا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ ان ابتدائی تدابیر کا نتیجہ عنقریب بروے کار ظاہر ہونے والا تھا لیکن امن و عافیت کے زمانہ مین جس سپاہ کا بھیجنا جلد معلوم ہوتا ہے وہ ایسی وقت مین کہ ایک گھنٹے کے نفع و نقصان پر حیات و ممات موقوف ہو الانتظار اشد الموت معلوم ہوتا ہے۔

کلکتہ کا حال

اس عرصہ مین ہندوستان کا دار السلطنت عظیم بڑی آفت گاہ بن رہا تھا۔ اس مین عیسائی عورت مرد بچے بہت کثرت سے جمع ہوگئے تھے لیکن یہہ کثرت تعداد نہ قوت نہ جرأت ہمت پیدا کرتی ہے۔ ان عیسائی باشندون مین کثرت سے ایسے آدمی تھے جو مدت ہائے دراز سے امن و عافیت و خیر و سلامت مین رہنے کے عادی تھے۔ شاید کل دنیا مین کلکتہ کے برابر کوئی دار السلطنت ایسا نہ ہوگا جس مین تقریباً سو سال سے امن امان ہی رہا ہو۔ اکثر بڑے شہرون مین دنگے فساد ہوتے رہتے ہین اننسے بھی وہ خالی تھا صرف ایک دفعہ ملاحون اور تاجرون کے درمیان دنگہ فساد دہرم ٹولہ اور چتپور کے بازار مین ہوا تھا۔ عموماً ملک کے کل باشندون کی سرشت مین کم آزاری مسکینی و نامردی ہے آتش مزاج انگریز انکو گالیان دیتے ہین بعض دفعہ مارتے پیٹتے ہین مگر وہ اسکی چپ چاپ برداشت کرتے ہین۔

کلکتہ مین زیادہ تر غیر ملازم انگریز رہتے تھے جو تجارت کے معاملات مین بڑے تیز فہم اور ہوشیار بیوپاری تھے مگر وہ صرف ان ہی ہندوستانیون کے خصائل سے آگاہ تھے جنسے انکو کام پڑتا تھا باقی ہندوستانیون کی خصلتون کو وہ کم سمجھتے تھے اور وہ ہندوستان کی دقیق پولیسی سے کوئی سروکار نہین رکھتے تھے کلکتے مین مرہٹون کی جو خندق ہے اُسکے باہر وہ کمتر قدم رکھتے تھے۔ اگرچہ ریلوے نے اس خانہ نشینی کو کچھہ کم کر دیا تھا مگر پھر بھی اُن میں سے بہت سے کلکتہ سے باہر دنیا کو نہین جانتے تھے۔ وہ صرف تجارت سے روپیہ پیدا کرکے اسکے بڑہانے کو جانتے تھے۔ جن انگریزون نے سوا امن و عافیت کے کچھہ اور نہ دیکھا تھا جب ممالک مغربی کے غدر کا حال سنا تو وہ بڑے سراسیمہ ہوئے اور انکو خوف پیدا ہوا کہ یہی آفت بنگال پر آئیگی۔ وہ ہتھیار چلانا جانتے نہین تھے اس سبب سے اور بھی زیادہ گھبراتے تھے وہ ان خیالی خوفون اور دہشتون کے لیئے چاہتے تھے کہ گورنمنٹ انکی محافظت کرے۔ وہ پہلے امن و عافیت اور اپنی سلامتی پر بھروسا کیئے ہوئے ہندوستانیون کو کمال ذلیل و حقیر جانتے ہوئے بیٹھے تھے اب اسکے برخلاف ہندوستانیون سے خوف و دہشت انکو مبالغہ کے ساتھہ پیدا ہوئے انکے ڈرپوک پنے کی حکایات بہت سی کہی جاتی ہین کہ وہ دریا مین جہازون مین فورٹ ولیم کی دیوارون کے اندر اپنے اہل و عیال کو لے گئے اور اپنی نامردی کو تاریکیون مین چھپا کر دکھانے لگے یہہ جنبش نامردی زیادہ تر یوریشین پرتگیزون یا ادنے درجہ کے یورپین دکانداروں مین تھے انہین سے بعض نے حوالی شہر مین رہنا چھوڑ دیا بعض نے انگلنڈ کی راہ لی۔ بہتون نے بندوقین اور تپنچے خریدے۔ جب وہ جانتے تو کونے مین تپنچے رکھہ لیتے اور اپنے بیرا اُن کو انکا بھرنا اور چھوڑنا سکھا دیا تھا۔ دریا مین شب خون کے خوف سے جہاز اور کشتیان کنبون سے بھری ہوئی ہوتین ہر جگہہ انکو غیر محفوظ معلوم ہوتی یہ طبع البشری کا مقتضا رہا کہ جب غدر و ہنگامہ اس قسم کا ہو تو لوگ خوف زدہ ہون۔ یہہ حالت ماہ مئی مین رہی جون کے مہینے مین اسکی چون بدلی۔ یہہ تحقیق ہے کہ یہہ خیال سب پر غالب تھا کہ گورنر جنرل نے خوف کی مقدار کا اندازہ ٹھیک نہین کیا وہ ایسے وقت مین

گورنر جنرل ہونے کی قابلیت نہین رکہتا تھا۔
یہ کیا انصاف سے بعید ہے کہ کلکتہ مین جو عیسائیون کو خوف پیدا ہوا تھا وہ بیجا و نامعقول تھا۔ بڑا خوف انکو بارک پور کی ہندوستانی سپاہ کا تھا جو انکے پاس ایک رات کے سفر پر بپھری بیٹھی تھی کہ وہ بگڑ کر کلکتہ پر حملہ کرکے قلعہ کو لے لیگی اور سارے عیسائیون کو قتل کرڈالیگی۔ دریا کے کنارہ پر معزول شاہ اودھ اور اس کا وزیر اول اور انکے اور ملتزمین کا گروہ سازشون کے کرنے کے لیئے بیٹھا تھا جنکو گورنمنٹ نے ابہی بلندی سے پستی مین گرایا تھا۔ پھر ان خوفون کے علاوہ یہہ اور زیادہ غالب تھا کہ نواح کے باشندے طرح طرح کے اور بازار کے آدمی انگریزون سے سرتابی کرکے جیلخانون سے قیدیون کو چھڑا کے اور ان کے ساتھہ بلکہ اس بڑی دارالتجارت کو لوٹ لینگے۔ یہہ سب باتین ممکن تھین۔ جیسا دہلی اور میرٹھہ مین غدر ہوا ایسا ہی کلکتہ مین اس سے بڑھ کر ہو۔
جن چیزون کو عیسائی خوف کی عینک لگاکر دیکھ رہے تھے سا ان کے اندھے کو سب طرف ہرا ہی ہرا دکھائی دے رہا تھا لارڈ کیننگ ان چیزون کو بالکل ٹھیک اور درست دیکھ رہے تھے دن پر دن گذرتے تھے لارڈ کیننگ مثل کوہ بنے ہوئے انتظار مین بیٹھے رہتے تھے کہ غدر کی کیا تازی خبر آتی ہے وہ مصیبت زدون کی اعانت کے لیئے اور دشمنون کی پامالی کے لیئے وہ کام کر رہے تھے جسکا کرنا طاقت بشری مین ممکن تھا لیکن کلکتہ مین انگریزون کا بڑا گروہ اپنی غلط فہمی سے یہہ سمجھ رہا تھا کہ گورنر جنرل اپنی دارالسلطنت کے خوفون سے لرزان نہین ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خوف کا اندازہ صحیح نہین کیا۔ لیکن لارڈ کیننگ نے جو بشپ ولسن کو خط لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خوف کو ٹھیک سمجھے ہوئے تھے وہ لکھتے ہین "کہ آسمان بہت سیاہ ہو رہا ہے اور اسکے صاف ہونے کے آثار بہی ہنوز ضعیف ہین لیکن اسکے ابتدا ہی سے عقل و ہوش ہمارے ساتھہ ہین گورنمنٹ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسکے بادی انصاف و اعتدال ہین مین نہین جانتا کہ عاقبت اندیشی اور طاقت متعدی کی کوئی تدبیر جسکی انسان پیش بینی کرسکتا ہے فروگذاشت

لارڈ کیننگ کا استقلال اور تدبیر

ہوئی ہو۔ سب سے زیادہ خوفناک مقامات آگرہ۔ لکھنؤ۔ بنارس ہین وہان بڑے بڑے
تنو یل عالی دماغ برٹش ضمیر موجود ہین باقی اور مقامات مین آل کار ہمارے ہاتھون سے
زیادہ زبردست ہاتھون مین ہے مجھے پورا بہروسا ہے کہ کامل تحتیابی ہوگی" انکو جہان
وہ خود تھے ایسا اندیشہ اور خوف نہ تہا جیسا اور مقامات کا تھا جو بلاؤن مین گھرے ہوئے
تھے انکی ثابت ذاتی نے اپنے تئین چھپا دیا تھا اسلیئے وہ انکا خیال بہی کم رکھتے تھے جو انکے
گرد تھے جسکے سبب سے خوف زدہ انگلش مین گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ یہ نہین
خیال کر سکتے تھے کہ انگریزی عملداری کلکتہ کی مرہٹہ خندق سے پرے بھی ہے۔

جب مئی کا مہینہ آگے بڑہا اور خوف زیادہ ہوا مگر یہہ خوف گورنر جنرل کو پریسیڈنسی کے
سیئے ظاہر نہین معلوم ہوا اس لیئے انہون نے اول دفعہ اس درخواست کو جو وولنیٹر
ہونے کے لیئے عیسائیون نے پیش کی تو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھی۔ بہت سے
برٹش باشندون نے کلکتہ کی حفاظت کے لیئے اپنے تئین وولنیٹر سپاہ مین بہرتی
ہونے کے لیئے پیش کیا اور انکے ساتھ فرانسیسی اور اہل امریکہ بہی ہمدردی کے سبب
شریک تھے انہون نے یہہ چاہا کہ انکو ہتھیار ملین اور سپاہیون کی طرح انکو قواعد
سکھائی جائے۔ تو اس درخواست کے جواب مین لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ بطور خاص
کونسٹیبلون کے اپنے تئین بہرتی کرالین اس جواب مین درخواست کرنے والے
اپنی تحقیر سمجھے۔

لارڈ کیننگ کو یقین تھا کہ ان لوگون کو خوف ناحق ہے انکی درخواست کا نامنظور کرنا
حقارت کے سبب سے نہ تھا بلکہ وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی ظاہری علامت خوفناکی
اور بے اعتباری کی نہ پیدا ہو وہ کسی خاص جماعت و گروہ کے حاکم نہ تھے بلکہ وہ حاکم سب
گروہون اور جماعتون کے تھے انہون نے خوب دیکھ لیا کہ شہر مین اور اسکے نواح مین بہت
طرح طرح کے باشندون کو خوف نے مضطرب و بیقرار کر رکھا ہے مگر وہ یہہ جانتے
تھے کہ جو ایک جانب مین راحت و عافیت پیدا کرنے کے لیئے کوشش کی جائیگی وہ
دوسری جانب مین خوف و دہشت و قباحت پیدا کریگی۔ انگریزی تاریخ مین

لارڈ کیننگ اور عیسائیون کی درخواست

ہندوستان کے باشندون کو کبھی ایسا خوف کا بحران نہین ہوا کہ ایک طرف تو وہ اپنی جات کے جانے کے خوف سے لرزان ہون اور دوسری طرف جان جانے کی دہشت سے لرزہ چڑہتا ہو۔ عجیب عجیب طرح کی افواہین اڑتی تھین کہ انگلش ہین یہہ جانتے تھے کہ لارڈ کیننگ ان افواہون کی تکذیب عام اشتہارون سے کرین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا ہے کہ سب سے آخر افواہ بازار مین یہہ اڑی کہ مین نے حکم دیا ہے کہ تالابون مین گائی کا گوشت ڈالا جائے کہ ان مین نہانے سے تمام ہندوٴون کی جات بگڑ جائے اور ملکہ معظمہ کی سالگرہ کے دن تمام اناج کی دکانین بند کی جائین تاکہ لوگ ناپاک غذا کو خرید کر کے کھائین تمام آدمی جو اپنے کندھون پر سرون کو رکھنا چاہتے ہین وہ بڑی تمنا سے یہ درخواست کرتے ہین کہ ایسی ہر یک کہانی کی تکذیب عام اشتہارون سے کی جائے اور جب یہہ نہین کیا جاتا تو وہ اپنے تئین تینچون سے مسلح کرتے ہین مین نے بالفعل یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان افواہون کے رد کرنے مین صبر و استقلال و تحمل کو مصلحت جانون اور مجھے امید ہے کہ لوگون کے عقل و ہوش جو دہوکہ مین پڑ گئے ہین وہ پھر جلدی سے بحال ہو جائین گے باقی سب کام اپنے کرین گے"۔ وہ بہت صاف صاف ان متضاد خوفون اور شبہون کو سمجھتے تھے وہ انکے درمیان استقلال سے مگر نہایت خبرداری و ہوشیاری چلتے تھے۔ خاص امداد کے لیئے انپر چارون طرف سے حملے ہو رہے تھے مگر وہ خوب جانتے تھے کہ ان سب کے مقابلہ مین میری قوت و ثابت قدمی و استقلال پر سب کی سلامتی موقوف ہے حسب دستور ملکہ معظمہ کی سالگرہ کی رسم ادا ہوئی گورنمنٹ ہوس مین ایک بڑا بال دیا گیا۔ ۲۴ کو اتوار تھا اسلیئے ۲۵ کو یہہ جشن سالگرہ ہوا۔ لارڈ کیننگ کی یہہ خواہش تھی کہ کوئی بات ایسی نہ ظاہر کی جائے کہ جس سے رعایا کی خیرخواہی کے اعتبار مین کچھ بھی شبہہ پیدا ہو۔ انکو ترغیب دی گئی کہ وہ اپنے ہندوستانی بوڈی گارڈ کو بدلکر یوروپین گارڈ مقرر کرین مگر انہون نے اس سے انکار کر دیا لوگون نے عرض کی کہ سالگرہ کی خوشی مین توپون اور بندوقون کی سلامی ضرور موقوف رکھنی چاہیئے مگر گورنر جنرل نے اسے منظور نہین کیا ایک گانہ سپاہیون کا بھیجا گیا کہ وہ پہانے کارتوس لائے جس سے سپاہیون کو انکے باب مین غلط فہمی نہ ہو

۲۵ مئی کو ملکہ معظمہ کی سالگرہ

بال مین بعض انگریز اس خوف سے نہین آئے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اس مجمع مین بڑے بڑے انگریزون کو یکجا جمع دیکھہ کر ہندوستانی اپنے حملے کرنے کے لیئے سمجھین کہ اچھا موقع ہاتھہ لگا ہے۔ عید کے دن جو مسلمانون نے رات کو آتش بازی چھوڑی تو اس سبب سے انگریزون کے گھر چونک پڑے اور سمجھے کہ علی پور کا جیلخانہ ٹوٹ گیا بہت سے جنٹلمینون نے اپنی بگیان تیار کرا کے قلعہ مین اپنی بیویون کے لیجانے کا قصد کیا۔

گورنر جنرل کی تجویزین

ابتدا ہی سے لارڈ کیننگ کا مقصد اعظم یہہ تھا کہ دہلی پر دوبارہ قبضہ کیجیے اور اضلاع گنگ کو محفوظ بنایئے۔ ان ہی دو باتون کی تدابیر مین وہ اپنے مشیرون سے صلاح و مشورہ کرتے تھے لیکن ان دونو کامون کے واسطے سپاہ کی ضرورت تھی وہ کافی نہ تھی۔ اس کمی سپاہ کے سبب سے سپریم کونسل کے سول ممبرون مین اختلاف آرا تھا ایک طرف یہہ راے تھی کہ جو سپاہ بالفعل موجود ہے اسکے بڑے حصہ کو دہلی کی دیوارون کے گرد جمع کرنے سے ملک کے طول و عرض مین دشمنون کی لوٹ مار پھیل جائیگی اس لیئے بہتر ہے کہ مغلون کی دارالسلطنت کی تسخیر مین تاخیر کی جائے اور بالاے ہند کی یورپین سپاہ سے ملک کی عام محافظت کی جائے۔ سر جان کی راے اسکے خلاف تھی وہ بدلائل یہہ کہتے تھے کہ فوراً دہلی پر جو ہمارے ہاتھہ سے نکل گئی ہے قبضہ کرنا چاہیئے۔ گورنر جنرل نے یہہ کہا کہ مین نے ایک دن بھی اس مین شبہہ نہین کیا کہ خواہ اور مقامات مین کچھہ واقعات پیش آئین اول میرا فرض یہہ ہے کہ مین دہلی کو باغیون کے ہاتھہ تلے سے نکالون۔ گورنر جنرل نے خوب دیکھہ لیا کہ دہلی پر حملہ کرنا سارے خوف کے دل پر حملہ کرنا ہے۔ اس کے فتح کرنے کے بعد سارے ملک سے سرکشی کا دور کرنا کچھہ مشکل بات نہین رہیگی۔ دہلی کے اندر سپاہ ہی کی سرکشی نہین تھی بلکہ وہ پولیٹیکل اور نیشنل سرکشی بھی تھی۔ بس اسلیئے انہون نے دہلی پر حملہ کرنے کے لیئے احکام بھیجنے شروع کیئے اور تاربرقی پر کمانڈر انچیف پر زور سے تقاضا کیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین۔ اگرچہ اضلاع زیرین مین یورپین سپاہ کا کال ہے مگر شمالی کوہستان ہلی مین پلٹنین ہین وہ جانتے تھے کہ یہہ تینون پلٹنین بآسانی دہلی کے گرد جمع ہو جائینگی۔ سول کے حاکم بلیر بڑی دشواریون کو کم سمجھتے ہین۔ گورنر جنرل

حملہ کرنیکی جگہہ سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اسلیئے وہ جانتے تھے کہ کچھ
تھوڑاہی سا کام وہ خود کر سکتے ہین مگر انکو کمانڈر انچیف اور ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر
اور پنجاب کے چیف کمشنر پر بڑا بھروسا تھا۔ جب میرٹھہ مین غدر ہوا ہے تو انہون نے
انگلنڈ کو لکھا تھا "کہ باغیون اور سرکشون کی سرکوبی کے لیئے میرا دہلی سے ہزارہا
میل پر دور ہونا مجھے دقت مین ڈالتا ہے۔ لیکن بہت جلد جستہ جستہ جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوگی
سپاہی دہلی پر جمع ہوجائینگے مجھے پورا اعتماد ہے کہ لوگون کی امداد اور مثال
ہر ایک آدمی پر اثر کریگی مین نے کمانڈر انچیف کو آگاہ کر دیا ہے کہ اضلاع زیرین
کے لیئے نہایت اہم ہے کہ یہہ کام بہت جلد ختم کیا جاوے وقت ہمہ چیز است دہلی کو
کو فوراً پائمال کرنے کے اور اسکو ایک خوفناک مثال بنانے کے بعد پھر کچھہ زیادہ دشواری
نہین رہیگی"۔

اضلاع زیرین مین کلکتہ کے قریب دو یوروپین رجمنٹین ۵۳ وین اور ۸۴ وین تھین
جو بنگال کی حفاظت کر رہی تھین انہین سے سپاہ کا منگانا ان اضلاع کی حفاظت
کو ضعیف کرنا تھا ایک رجمنٹ کلکتہ سے چار سو میل کے فاصلہ پر دیناپور مین تھی یہان ان
مقامات کی محافظت کرنی ضروری تھی۔ فورٹ ولیم کی جس مین بڑا میگزین تھا۔ کاشی پور
کی جسمین توپون کے بنانے کا بڑا کارخانہ تھا۔ ایشاپور کی جس مین باروت بنانے کا
کارخانہ تھا۔ دمدمہ کی جس مین ارٹلری اسکول تھا۔ علی پور کے جیل خانہ کی جو ہر قسم کے
بڑے بڑے مجرمون سے بھرا ہوا تھا۔ سپاہیون کی وردی وغیرہ بنانے کے
گودام ٹکسال۔ خزانہ۔ بنکون کی جنمین سکون کے ڈھیر لگے ہوئے ہین اگر یہہ
سب چیزین باغیون کے ہاتھہ لگ جاتین تو پھر انکو جنگ کا ایسا پورا سامان مل جاتا کہ
مدتون تک وہ باقاعدہ تقسیم تنخواہ کرکے انگریزون سے لڑتے اور ان پاس گولی
باروت کی بھی کمی نہ ہوتی بس کلکتہ سے یوروپین سپاہ کے بھیجنے مین یہہ قباحت تھی
کہ ان اوپر کی چیزون کی محافظت مین کمی ہوجاتی۔

اضلاع زیرین [illegible]

— پبلک رائٹرون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ ماہ مئی کے تیسرے ہفتے مین یورپین
باشندون کی والنٹیر ہونے کی درخواست کو منظور کر لیتے اور بارک پور کی ہندوستانی
سپاہ سے ہتھیار لے لینے اور دیناپور مین سپاہ سے ہتھیار لے لینے کا حکم بھیجدیتے
(ان کامون کے کرنے کی ضرورت پیچھے ہوئی) تو بنگال مین یوروپین سپاہ کے ایک
بڑے حصہ کو ایسی فراغت مل جاتی کہ وہ ریلون اور سٹرکون پران مقامات مین بھیجا جاسکتا
جو خوفون سے بہت ہی گھرے ہوئے تھے اسطرح سے وہ سخت مصیبتین اور آفتین جو
انگریزون پر پڑین ٹل جاتین - یہہ بھی ایک فرضی صورت فرضی نتیجہ ہے - بیشک اگر وہ
لوگ جو اسوقت کام کر رہے تھے آیندہ کا حال جانتے کہ کیا ہونے والا ہے تو بے شک
وہ ماہ مئی مین بہت سے کام جسطرح سے انہون نے کیئے اسسے مختلف طرح سے
کرتے اور وہ بہت بہتر ہوتے مگر انسان عالم الغیب نہین اسلیئے اسکے کامون کا انصاف
حالت امروزہ مین کرنا چاہیئے نہ حالت فردا کے مطابق مثلاً بارک پور اور دیناپور کے
سپاہیون سے ہتھیار لے لینا بہتر جب معلوم ہوا کہ انہون نے آیندہ بغاوت کی ورنہ بالفعل
وہ سب طرح سے اپنی خیرخواہی کا اظہار کرتے تھے اور درخواست کرتے تھے کہ ہم باغیون سے
لڑنے کو تیار ہین اور انکی اس بات کو ڈویژن کا جنرل پورا الیقین کرتا تھا اسوقت ملک مین تمام
سپاہ کی طبیعت دہلی کی قسمت پر منحصر تھی اور بڑے بڑے تجربہ کار مدبران ملکی اور لارڈ کیننگ
یہہ یقین کرتے تھے کہ دہلی کی سرکوبی جلد ہوجائیگی - بس جب تک یہہ امید زندہ تھی تو
بنگال کی سپاہ کا بحال رکھنا ضرور تھا اسوقت ناممکن تھا کہ بنگال مین جو رجمنٹین تھین ان سے
ہتھیار لے لئے جاتے لارڈ کیننگ نے فرمایا کہ "سپاہ سے ہتھیار لے لین - جہان وہ عمل مین
آسکین نہایت موثر تدبیر ہے مگر بنگال مین جہان بارک پور سے کانپور تک پندرہ ہندوستانی
رجمنٹون کے پیچھے ایک یوروپین رجمنٹ ہے وہان ہتھیار لینے ناممکن ہین یہان مختلف
طرح سے شکار کھیلنا چاہیئے" سپاہیون کی رجمنٹون کی بغاوت کے خوف کے سوا
کلکتہ اور دیناپور کے قریب اور خوف بھی موجود تھے - پٹنے کے وہابیون کا اندیشہ تھا -
لارڈ کیننگ کی والنٹیریون کے سپاہ کی نسبت بڑی نیچی رائے تھی وہ کلکتہ کے یوروپین

باشندون کی طبیعت و عادت سے خوب واقف تھے کہ ہلاحون اور سولین کا گروہ غیر قواعددان چند قومی افسرون کی ماتحت ایک یوروپین رجنٹ کا کام نہین دے سکتا جہان آدمی کی دولت ہوتی ہے وہین اس کا دل ہوتا ہے اور اکثر وہین ہاتھ ہوتا ہے۔ جسوقت کوئی کڑا وقت آ نکر پڑیگا توان وولنٹیر لوگون کا دل اپنے بیوی بچون اور مال دولت کی طرف زیادہ بہ نسبت سرکاری خدمت کے ہوگا۔ اگرچہ بعض ان مین سے بہادر اور اولوالعزم تھے اور سرکاری خدمت کے لیے جان دینے کو تیار تھے مگر زیادہ تر آدمی ان مین سے تھے کہ غالباً وہ قواعددان سپاہ کے قائم مقام نہین بن سکتے مگر ہان ایک خدمت گذار ضمیمہ سپاہ بن سکتے تھے اسوقت لارڈ کیننگ کو یہہ خیال نہین تھا کہ اضلاع گنگ مین ایسا بڑا خوف وخطر ہے کہ بنگال چند ہفتے کے لیے بھی اپنی معتمد محافظون سے محروم کیا جائے۔ بالائے ہند سے اسوقت خبرین آرہی تھین کہ زیادہ خوف واندیشہ کی بات نہین ہے ظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت کا زور کم ہوگیا ہے۔ تارون پر بنارس سے ۱۹ و ۲۰ کو یہہ خبر آئی کہ بالکل خیروعافیت ہے سپاہین سیدھی ہین ۱۹۔ مئی کو لکھنؤ سے ہنری لارنس نے تار بھیجا کہ شہر مین اور چھاونیون مین اور ملک کی بہت اچھی حالتین ہین۔ اسی تاریخ کا نپور سے ویلر صاحب نے اسی قسم کا تار بھیجا کہ سب طرح خیروعافیت ہے پراگندگی کچھ کم ہے الہ آباد سے خبر آئی کہ سپاہین خاموش و نیک چلن ہین ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر نے آگرہ سے گورنر جنرل کی دلجمعی کی کہ سب چیزین خوش معلوم دیتی ہین بہت تہوڑا توقف دہلی مین سپاہ کے بھیجنے مین ہے بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ بغاوت بھڑکنے کا نہین وہ بجھ جائیگا۔ آیندہ دنون مین اچھی خبرین آتی رہین صرف یہہ ایک خبر تھی کہ علی گڈہ مین بغاوت ہوئی اسکے ساتھ آگرہ سے یہ خبر آئی کہ علی گڈہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے بڑی مستحکم چڑہائی کی گئی ہے اسواسطے لارڈ کیننگ مئی کے اول ہفتون مین ممالک مغربی کے لیے ایسی اشد ضرورت نہ جانی کہ وہ بنگال سے سپاہ بھیجکر اسکو معرض خطر مین لاتے انہون نے ۸۴ وین رجمنٹ شاہی مین سے کچھ گورون کو روانہ کیا اور دیناپور مین جنرل لوئڈ کو لکھا کہ وہ گورون کی دسوین رجمنٹ مین ایک دو کمپنی بنارس روانہ کردے۔

سمندر پار سے جو یورپین سپاہ کے لیئے جو تدابیر انہون نے کین وہ انکی اس تحریر سے معلوم
ہوتی ہین جو انڈین منسٹر کو انگلنڈ مین ۱۹ - مئی کو لکھی "اس مطلب کے لیئے کہ یوروپین سپاہ
ہندوستان مین جمع ہو مین نے یہہ تدبیرین کین ہین کہ مدراس فیوزیلیر رجمنٹ کو
بلایا ہے جو ۲۱ و ۲۲ مئی کو یہان آجائیگی۔ رنگون سے ایک رجمنٹ بلائی ہے جو دوسرے
ہفتے مین آجائیگی۔ اور دو رجمنٹین اور ایک توپخانہ (شاید تین رجمنٹین) بمبئی سے آئینگین جب
وہ بمبئی مین آجائینگین۔ وہ سمندر مین ایران سے چلی آرہی ہین ایک رجمنٹ کو کراچی
مین حکم دیا ہے کہ وہ سندھ سے فیروزپور مین جائے اگر جان لارنس اسکی امداد چاہین۔
آج ایک افسر سیلون کو جاتا ہے کہ وہ سر ہنری وارڈ سے کہے کہ آپ کل سپاہیون کو جو
بھیج سکتے ہین بھیجدین۔ مین نے اس سے پانچ سو یوروپین سپاہیون کی درخواست
کی ہے لیکن وہ انکی جگہہ ملایا کو یا علاوہ انکے وہ منظور کرسکتا ہے اور ایلجن اور
ایش برن ہم کے پاس بھی افسر خطوط لیکر گئے ہین جنہین انسے یہہ التماس کیا گیا ہے
کہ جو سپاہین چین سے انگلنڈ کو جارہی ہین وہ اول ہندوستان مین آئین۔ اس مین
بالفعل اسی قدر یوروپین سپاہ کو جمع کرسکتا ہون۔ اگر کوئی دخانی جہاز مل گیا تو پیگو
سے بھی ایک رجمنٹ بلائی جائیگی"۔

جنرل نیل اور مدراس فیوزیلیر

مدراس فیوزیلیر جسکے سپہ سالار جنرل نیل تھے کلکتہ مین آگئی۔ یہ سپہ سالار بڑا آزمودہ کار
بہادر جوانمرد خدا پرست تھا اور اسکی پلٹن بھی بڑی نامور جنگ آزما تھی۔ ۲۳ - مئی کو وہ
اپنی سپاہ کے دو ونگ کو لیکر روانہ ہوا۔ بحری سفر تو آسان تھا مگر خشکی کا سفر بڑا مشکل تھا
دریا اور سڑکون پر جو اسباب سفر مہیا کرنا ممکن تھا وہ مہیا کیا گیا کوئی گاڑی چھکڑا جو گورنمنٹ
لے سکتی تھی اس سپاہ کے لیئے چھوڑا نہین گیا۔ دریا مین سارا اسباب دخانی جہاز
لے جاتے تھے لیکن وہ ضرورت کے موافق چل نہین سکتے تھے غرض نوسو سپاہی بڑے
جوانمرد بنارس روانہ ہوگئے۔

ممالک مغربی شمالی کا حال

جب مئی کا مہینہ اپنی گرمی چمکا چکا تو اسکے بعد بڑی منحوس خبرین آنے لگین۔
ممالک مغربی شمالی مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغاوت کی آگ روشن ہوگئی

لارڈ کننینگ اور انکے مشیرون کو اپنی امیدون مین بڑی مایوسی ہوئی اب انہون نے دیکھا کہ
ہندوستان مین انگلش حکومت کے لیئے ضرور ہے کہ ہر جگہہ ہمارے آدمی دشمنون سے
لڑنے کے لیئے بلین بلکہ اس نازک وقت کا مقتضا یہہ ہے کہ وہ اختیارات کے ہتھیار و ن سے
مسلح کیئے جائین جنکو وہ استعمال کرین۔ اب غیر قانونی حکومت کا آغاز ہوا لیکن کچھہ مدت تک تحریری
قوانین نے گورنمنٹ کے دست انتقام کو کوتاہ رکھا۔ بہت سے وحشی انگریزون کے دشمن جان
ہوگئے تھے اسلیئے اب انگریزون کے لیئے ناگزیر تھا کہ ان وحشیون کے ہتھیارون سے ان سے
لڑین۔ ۳۰ مئی کو لیجس لیٹو کونسل نے یہہ ایکٹ پیش کیا جس سے وہ عدالت کا قدیمی قانون عمل کا
اٹھہ گیا جو مدت سے عزیز ہو رہا تھا۔ ایکٹ کا مطلب یہ تھا کہ تمام آدمیون پر برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ
نیک خواہ ہونا واجب ہے پس جو شخص ملکہ معظمہ کے یا ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کے برخلاف
سرکشی کریگا یا اس سے لڑیگا یا اس لڑائی مین کوشش کریگا یا لوگون کو اس بغاوت کے لیئے ابھاریگا
و اکسائیگا یا معین ہوگا تو اسکو پھانسی و جلاوطنی کی یا قید کی سزا دی جائیگی ہر اگزیکیٹو گورنمنٹ کو
اختیار ہے جو ضلع سرکش ہو اسکا اشتہار دے اور ایک کمیشن مقرر کرے کہ جو گورنمنٹ کے
برخلاف جرائم کرین یا قتل کرین یا آتش زنی کرین یا کسی پر دست درازی کرین تو ایک کمشنر
یا کئی کمشنر جو اس کام پر مقرر ہون انکو اختیار ہے کہ وہ ضلع کے کسی حصہ مین کورٹ
کرکے بغیر قانونی فتوے کے افسر کی اجازت لیئے کے جس شخص پر کورٹ مین جرائم
مذکورہ بالا مین سے کوئی جرم ثابت ہو اسکو موت کی جلاوطنی کی یا قید کی سزا دیدین۔
اس کورٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا اور یہہ کورٹ صدر کورٹ کا ماتحت نہین ہوگا۔ ۸۔ جون کو
یہہ ایکٹ پاس ہوگیا جس سے خاص سول افسرون کے بڑے وسیع اختیارات ہوگئے مگر اسکے
ساتھہ ہی گورنر جنرل کونسل کا ادر ڈر پاس ہوا کہ ملیٹری افسرون کو خواہ وہ کسی درجے کے کسی
مقام مین بنگال پریسیڈنسی مین ہون وہ ایک عام جنرل کورٹ مارشل جو یورپین کا یا
ہندوستانیون کا یا ملا ہوا دونو کا ہو جسکے ممبر پانچ سے کم نہ ہون مقرر کرین اور اس
کورٹ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔
— جب نیا مہینہ جون کا شروع ہوا تو کلکتہ کے سمندر پار سے سپاہین آنی شروع ہوئین تو

عیسائیون کے ہوش حواس درست ہوئے - اگرچہ بالاے ہندمین سرکشی پھیل رہی تھی
مگر دارالسلطنت مین یوروپین سپاہیون کے متواتر آنے سے کلکتہ کے عیسائیون کے لیئے
عافیت وسلامتی تھی - ایران سے جو ہندوستان میں سپاہ واپس آئی اس مین سے
۶۴وین رجمنٹ ۳-جون کو آئی اور اسکے بعد بہت جلد ۵۳وین رجمنٹ مول مین سے
آئی - ۷۸وین ہائی لینڈرس کی رجمنٹ آئی جنکی ڈاڑھیان سرخ اور گھٹنے ننگے تھے جو
بنگالیون کی نگاہ مین وہ آدھے عورت اور آدھے حیوان دکھائی دیتے تھے انکے
بھیجنے کے لیئے گھوڑ اگاڑیون اور بلک ٹرین (بیلون کی گراڑی) کا انتظام کیا گیا انکے اندر
خشکی مین بے سامانی کے ساتھ سفر کرنا گورون کا سخت جفاکشی کا کام تھا - گھوڑ اگاڑیونکا
بنارس تک پانچ دن کا سفر تھا - لارڈ کیننگ کو سرکاری طور پر معلوم ہوا کہ گھوڑ اگاڑی مین
چوبیس سپاہی اور بلک ٹرین مین سو سپاہی ہر روز روانہ ہو سکتے ہین - ۱۰-جون کو لارڈ
کیننگ نے کالون صاحب کو لکھا کہ ایک سو چوبیس سپاہی ہر روز بلاناغہ روانہ ہونگے
وہ نہ بنارس مین نہ الہ آباد مین ٹھیرینگے بلکہ کانپور جائین گے جس سے غرض یہ ہے کہ سر ہیو ویلر
پاس ایسی سپاہ کی جمعیت ہو جائے کہ وہ کانپور کے مورچون کو چھوڑ کر لکھنؤ یا کہین اور
جاکر موجود ہون آپ خود جانتے ہین کہ اس کام کا وقت کب آئے گا -

باب ششم

او نرابل جنرل این سن کمانڈر انچیف کے آخر ایام

جب یہہ حادثات واقع ہو رہے تھے تو کمانڈر انچیف اور ان کا ہیڈکوارٹرس سٹاف
شملہ پر تھا اسوقت ہندوستان مین کمانڈر انچیف او نرابل جنرل این سن تھے ان کی
مدت ملازمت پر ۴۳ سال گذر چکے تھے لیکن ان کو ہندوستان کی ملازمت مین چارسالہ

تجربہ ہوا تھا وہ لائق فائق دانشمند ہوشیار تھے سپاہیون کی خصلت و مزاج کو خوب پرکھ لیتے تھے وہ گنجفہ بازی اور شہسواری مین بڑے ستند سمجھے جاتے تھے اور لندن کی سوسائیٹی مین بڑے نامور تھے - جب انہون نے ہندوستان مین میرٹھ ڈویژن کی سپہ سالاری کا عہدہ قبول کر لیا تو وہان لوگون کو تعجب تھا مگر وہ اس عہدہ پر زیادہ دنون نہین رہے کہ مدراس کے کمانڈرانچیف مقرر ہو گئے اور ڈیڑھ سال کے بعد ہندوستان کے کمانڈرانچیف - جنرل این سن واٹرلو کی لڑائی مین ان سپاہیون تھے مگر انکو میدان جنگ مین جانے کا اتفاق نہین ہوا - کامنس ہوس مین بہت سے ملیٹری عہدون کے مختلف کام کرتے رہے - جب تک وہ ہندوستان مین نہین آئے انکو کوئی اعلے عہدہ نہین ملا تھا -

کمانڈرانچیف کو شملہ پر آئے ہوئے ایک مہینہ گذرا تھا کہ شنگل کے دن ۱۲ مئی سنہ ۱۸۵۷ع کو سرہند کے ہیڈکوارٹرس انبالہ کی چھاونی کا ایڈوی کیمپ کپتان برنارڈ اسی میل کے فاصلہ پر شملہ مین گھوڑون پر دوڑا دوڑ کر کے پہنچا اور کمانڈرانچیف کو دہلی کے دو تار دیئے جنکا مطلب نیچے لکھا ہے اور وہ دہلی سے ایک دن پہلے انبالہ مین آئے تھے -

ہم اوفس کو چھوڑتے ہین تمام بنگلون مین آگ لگ رہی ہے میرٹھ کے سپاہیون نے یہہ آگ لگائی ہے وہ صبح کو آئے ہین ہم دور ہین مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر ٹوڈ زندہ نہین ہین وہ صبح کو گئے تھے ابتک پھر کر نہین آئے - ہم کو معلوم ہوا ہے کہ نو یورپین افسر مارے گئے ہین یہہ تار تین بجے کا تھا - دوسرا تار چار بجے یہہ آیا تھا کہ چھاونی میرٹھ سے تیسرا رسالہ سوارون کا باغی ہو کر آیا ہے جنکی تعداد نہین معلوم کہتے ہین کہ ڈیڑھ سو سوار ہین - میرٹھ اور دہلی کے درمیان تار کٹ گیا کشتیون کے پل پر باغیون کا قبضہ ہو گیا ہے ۵۴ وین رجمنٹ انکے مقابلہ کے لیئے بھیجی گئی مگر اسنے کچھ کام نہین کیا چند افسر مقتول اور مجروح ہوئے ہین شہر مین بڑا اودھم مچ رہا ہے سپاہین نیچے بھیجی گئی ہین مگر انکا حال معلوم نہین اطلاع آئندہ دی جائیگی -

جب یہہ خبر کمانڈرانچیف کو پہنچی تو نہ انہون نے اور نہ انکے دیرینہ تجربہ کار ہیڈکوارٹرس اسٹاف نے

۱۲- مئی [illegible]

اس نہایت خوفناک خبر کے پورے معانی جانے مگر انہون نے یہہ سوچا کہ کچھ کرنا چاہیئے
انہون نے دیکھا کہ شہر دہلی اور وہان کے یوروپین افسر باغیون کے پنجے مین پھنس گئے
ہین یہہ مجھپر فرض ہے کہ اگر آتش بغاوت زیادہ بھڑکے تو مصیبت زدون کی امداد
کے لیئے تمام گورون کی پلٹنون کو جو پہاڑ پر ہین روانہ کرون اور اپنے ایک ایڈیکیمپ
کو کسولی بھیجا کہ وہ ۷۵ وین فٹ پلٹن کو انبالہ سفر کرنے کے احکام سنا دے۔ کپتان
برناڈ جب شملہ کو جاتے تھے تو انہون نے اس رجمنٹ کو کہدیا تھا کہ وہ سفر کے لیئے
تیار رہے کہ ہیڈ کوارٹرس سے حکم آتے ہی روانہ ہوجائے اور اسی وقت ڈاک شاہی
اور سباٹو مین جو یوروپین رجمنٹون کی کمپنیان تھین انکو حکم بھیجا کہ وہ سفر کے لیئے تیار
ہون حکم آتے ہی فوراً روانہ ہون۔ مگر انہون نے خود اپنے تئین کوئی حرکت نہین دی
لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین مترددانہ اور خبرون کا منتظر بیٹھا ہون اگر اچھی خبرین نہ آئین تو
انبالہ کو خود روانہ ہونگا۔ ابھی یہہ چٹھی روانہ ہونے نہ پائی تھی کہ ایک تیسرا ٹیلیگرام آیا
جسے انکو بالتفصیل حال معلوم ہوا کہ میرٹھ مین اتوار کے دن کیا واقعات پیش آئے۔

۱۲ مئی ۱۸۵۷ء

لارڈ کیننگ کو دوسرے دن صبح کو بھی انہون نے یہی لکھا کہ میرا سفر کرنا ان خبرون پر
موقوف ہے جو میرے پاس آئینگین لیکن اب انکو خوف زیادہ معلوم ہونے لگا کہ انہون نے
دو فیوزیلیر رجمنٹون کو حکم دیا کہ وہ انبالہ کو جائین اور سرمور پلٹن کو حکم دیا کہ وہ دہرہ سے
میرٹھ جائے پہلے یوروپین گورہ رجمنٹ کے میجر جیکب جو شملہ پر تھے انکو رات کو ڈاک شاہی
بھیجا کہ وہ رجمنٹ کو صبح سے پہلے اطلاع دے کہ وہ روانہ ہوجائے۔ جنرل این سن
کو میگزینون کی طرف سے بڑا فکر و تردد دامن گیر تھا اسلیئے انہون نے بغیر کسی توقف
کے میگزینون پر یوروپین سپاہ کو قبضہ کر لینے کا حکم دیا انہون نے ۱۲ مئی کو لارڈ کیننگ
کو لکھا کہ مین نے خاص آدمی ڈاک مین بھیجا ہے کہ وہ ۶۱ وین فٹ رجمنٹ قلعہ فیروزپور پر
اور ۸۱ وین رجمنٹ قلعہ گوبند گڈھ پر قبضہ کر لے اور جالندھر سے دو کمپنیان پھلور مین جائین
پھلور کے میگزین پر قبضہ ہونا نہایت اہم تھا۔ میجر برون کہتے ہین "کہ پنجاب مین یہ افواہ اڑی
جسکے سچے ہونے سے انکار کرنے کی خبر کبھی ہم نے نہین سنی کہ ایک ممبر سٹاف نے یہ

بیان کیا کہ تمام یورو پین سپاہ پھلور مین یکجا جمع ہوکر اور ستلج مین کشتیان بہم پہنچا کر جسقدر جلد ممکن ہو انگلنڈ کی راہ لین - پھلور اور گوبند گڈھ کی محافظت جسطرح کہ پنجاب کے حاکم نے کی اسکا بیان آیندہ کیا جائیگا - کپتان ورتھنگٹن جو شملہ پر بیماری کی رخصت پر آئے ہوئے تھے وہ پھلور بھیجے گئے کہ وہان محاصرہ کے توپخانہ کی روانگی کا انتظام کرین جسکے ذریعہ سے دہلی مین دوبارہ داخلہ ہوا اور گورکھی کے نصیری پلٹن کو جو جتوگہ مین شملہ کے قریب تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ نوین غیر آئینی سوارون کے ساتھہ پھلور سے انبالہ کو محاصرہ کا توپخانہ لانے مین ساتھہ ہولے - جنرل اینسن نے اسقدر کام کیا جو چند سالون کا تجربہ کار افسر کرسکتا تہا مگر لوگ اپنر اعتراض کرتے ہین کہ انہون نے کام کم کیا -

جب ایک دن گذر گیا تو کمانڈر انچیف نے ارادہ کیا کہ شملہ سے روانہ ہون انہون نے لارڈ کیننگ کو ۱۴- مئی کو آٹھ بجے صبح کو لکھا کہ مین ٹھیک ابہی انبالہ جانے والا ہون بڑا مصیبت ناک کام پیش آیا ہے اور یہ ممکن نہین کہ معلوم ہوسکے اسکا مآل و نتیجہ کیا ہوگا لوگ کہتے ہین کہ اس کی تہ مین دلی کا بادشاہ ہے مگر مجھے اس مین شبہ ہے لیکن اس مین شک نہین کہ بادشاہ کو یہہ موقع اپنے نفع پہنچانے کا خوب ہاتھ لگ گیا ہے اور وہ باغیون کا معین و مددگار ہے - اگر باغی شہر پر قبضہ کر کے اسکی دیوارون کے پیچھے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے تو ہمارے پاس اچھی سپاہ اور اچھا توپخانہ ہونا چاہیئے - یہہ سب سامان کرنال مین جمع ہونا چاہیئے میرے نزدیک یہ دانائی سے بعید ہے کہ سپاہ کو متفرق تقسیم کرین اور اسکے ایک حصہ کو دریا کی مقابل سمت مین میرٹھہ سے روانہ کرین - مجھے امید ہے کہ آیندہ مجھے ایسا علم حاصل ہو جائیگا (انبالہ پہنچکر یہہ فیصلہ کرونگا) کہ مجھے کیا کرنا بہتر ہوگا -

۱۵- مئی کی صبح کو کمانڈر انچیف انبالہ پہنچے یہان بڑی بڑی خبرین انہون نے سنین - یہہ ظاہر تہا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین کھلی یا مخفی باغی تھین اسواسطے انکو امید نہین تہی کہ وہان کوئی مدد تو آپہنچ جائیگی انہون نے لکھا کہ ہمارے پاس توپخانون کے سامان مین خوفناک کمی ہے مین نے دو کمپنیان رزرو آرٹلری کی لاہور اور لدہیانہ سے مانگین جو بالفعل نہین بھیجی جاسکتین

۱۴- مئی جنرل اینسن کا انبالہ کو سفر

۱۵- مئی سنہ ۱۸۵۷ع

اور ہمارے پاس محاصرہ کے توپخانون کے لیئے سامان نہین ہے۔ تمام یوروپین سپاہ جو
جمع ہوسکتی ہتی وہ سب ۲۰۔ مئی کو یہان جمع ہوجائیگی اگر ہم دہلی کی طرف جائین تو کرنال
سے جانا چاہیئے یہہ تعجب کی بات ہے کہ ملک کے اور حصون مین جو واقعات وقوع
مین آرہے ہین انسے ہم کسقدر کم واقف ہین۔ آگرہ۔ کانپور۔ اودھ وغیرہ کی کچھ خبر نہین"
دوسرے دن پھر لارڈ کیننگ کو لکھا "مین اس سپاہ کی درستی مین حتی الوسع بہتر کوشش
کررہا ہون جو سفر کرنے کے لیئے تیار ہے لیکن خیمے اور گاڑیان تیار نہین اور وہ نہایت
ضروری ہین۔ ہمارے پاس میگزین (سامان حرب وضرب) بہی تہوڑا ہے جسکی پہلور سے
آنے کی توقع ہے۔ ہماری حالت ایسی ہے کہ اگر ضرورت ہوگی تو مجھے امید ہے کہ
تہوڑے دنون مین سفر کیا جائیگا۔ لیکن دہلی مین باغیون پر حملہ کرنے کے لیئے ہمارے
پاس قلعہ شکن بہاری توپین نہین۔ اگر ہم کو بڑی سخت ضرورت آنکر نہین پڑیگی تو ہم اپنی
یوروپین سپاہ کو پراگندہ اور قربان نہین کرینگے۔"

انبالہ کی ہندوستانی رجمنٹین

ـــــ جنرل اینسن سخت دشواریون اور تکالیف مین پھنسا ہوا تھا ہم یہہ پہلے لکھ چکے ہین
کہ انبالہ مین ہندوستانی رجمنٹین آتش زنیان کررہی تھین یوروپین سپاہ انکے نزدیک
تھی اسلیئے وہ کھلی بغاوت نہین اختیار کرتی تھین۔ یوروپین سپاہ انبالہ مین اسقدر
جمع ہوگئی تہی کہ جنرل اینسن ایک گھنٹے مین انکو بالکل بے ہتھیار کرسکتا تھا۔
سرجان لارنس کی نہایت صاف صحیح پالیسی یہ تہی کہ دہلی جانے سے پیشتر انبالہ کی ہندوستانی
سپاہ کے ہتھیار لے لینے چاہیئے تھے۔ چیف کمشنر پنجاب نے یہہ خیال کیا کہ پہلا کام یہ کرنا
چاہیئے کہ انبالہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لینے چاہیئے انکا دہلی ساتھ لیجانا یا انبالہ مین پیچھے
چھوڑ جانا دونو خطرہ سے خالی نہین اس سپاہ کے باغی ہونے مین ذرا سا بھی شبہ نہین رہا
تہا مگر کمانڈرانچیف نے چیف کمشنر کی تجویز کی تعمیل نہین کی جسکا سبب آگے بیان ہوگا کہ
اس تجویز پر عمل کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بعض ان مشکلات سے جو انبالہ مین کمانڈرانچیف کو
گھیرے ہوئے تھین بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے لیکن اب بھیڑیے کے کان انکے ہاتھ مین تھے
نہ چھوڑسکتے ہی بنے نہ پکڑے رہتے بنے نہ اسمین سلامتی تہی کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کو اپنے ساتھ

لے جائین اور نہ وہ انکو یہان پیچھے چھوڑ سکتے تھے اور ہتھیار اس سبب سے نہین لے
سکتے تھے کہ یہان کے افسرون نے انبالہ کی سپاہ سے عہد و پیمان کر لیا تھا کہ ان سے
ہتھیار نہین لیئے جائینگے ۔ ہتھیار لینے مین عہد شکنی ہوتی جو شرافت کی شان سے بعید
تھی مگر حقیقت مین سپاہیون نے اپنے عہد و پیمان کو خود توڑا تھا کہ جب ان کے دستونکو
بعض مقامات مین جانے کا حکم دیا تو انہون نے یہ حکم مانا نہین پس اسلیئے ہتھیار لینے مین
کوئی عہد شکنی نہین تھی ۔ بلکہ ان ہی کی دغابازی کا انکے خلاف کام مین لانا تھا غرض
ایسے ہتھیار نہین لیئے گئے جنکو انہون نے پاجی پنے سے انگریزون پر چلایا جنہون نے
انکے ساتھ تحمل کا برتاؤ برتا تھا ۔

نصیری پلٹن گورکھون کا باغی ہونا اور پہاڑ والون پر تسلط

۔ ایک اور فکر یہہ پیدا ہوا کہ پہلے اس سے کہ ایک ہفتہ گذرا ہو یہہ خبر آئی کہ گورکھون کی
نصیری پلٹن اس سبب سے نہین کہ وہ رگیولر سپاہ سے ہمدردی کرتی ہے بلکہ
اپنی ذاتی بددلی کے سبب سے ایسے وقت مین باغی ہوئی کہ اسکی خدمات کی حاجت تھی اپنی
پھلور جانے سے انکار کیا اور اسنے کمانڈر انچیف کے بیگیج کو لوٹ لیا اور شملہ پر حملہ کرنے کا
قصد کیا ۔ پہاڑ پر سے جہان سے این سن ابھی آئے تھے اور چند روز پہلے وہان سینکڑون
خوش گھرون مین عیش و نشاط کے فنون کی سریلی آوازین نکل رہی تھین وہان سے
اب آہ و فغان کی آوازین آنے لگین اس موسم مین انگلش لیڈیان بعض اپنے شوہرون
سمیت اور بعض بغیر شوہرون کے گرم ہواون سے بچنے کے لیئے پہاڑون کی خوشگوار
ہواؤن سے اپنے تئین اور اپنے چھوٹے بچون کو تازہ و توانا کرنے کے لیئے آئین تھین
یہہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ وہ بغاوت گاہون و قتل گاہون اور سپاہیون کی چھاونیون سے
دور عشرت گاہون مین آئی ہوئی تھین مگر یہہ عشرتکدہ بھی انکا بغیر محافظت کے تھا خدا ہی
ان کا محافظ تھا ۔ اب انکے گھرون مین خوف نے اپنی آنکھین دکھائین ۔ خبر آئی کہ نصیری
گورکھون کی پلٹن جو تین چار میل پر شملہ سے تھی باغی ہوگئی تو سب متحیر و ششدر ہو گئے اور
یہہ گپ اڑی کہ جتوگ مین انگریزون کے کنبے قتل ہو گئے ——— اور گورکھے
قتل و غارت کے ارادہ سے شملہ مین آنے والے ہین ۔ ان گرمیون کے ----

بڑے دنون کے بڑے حصے مین انگلش سوت کے تلخ مزے چکھ رہے تھے۔ عورت
مرد بچے اپنے بنے سنورے گھرون کو چھوڑکر خوف کے مارے بنک مین جمع ہوئے
اوران دو دن کے اندر چارسو عیسائی وہان جمع ہوگئے جنمین سو مرد قوی اور توانا تھے
مگر یہہ افواہ غلط تھی گورکھون کی ناراضی کا سبب یہہ تھا کہ انکو میدان مین جانے کا حکم
ہوگیا اور انکے کنبون کی محافظت کا کچھ سامان نہین کیا گیا اور کچھ انکی تنخواہ بھی چڑھی ہوئی تھی
کبھی گورکھون کا ارادہ یہہ نہین ہوا وہ انگریزون کو مار ڈالین۔ جب انکی شکایتین بعض
افسرون نے دور کردین تو وہ ایسے جانثار خیرخواہ ہوگئے جیسے کہ ہونے چاہئین یہہ
عورتین مرد اپنے گھرون کو آئے تو انہون نے انکو ایسا ہی بنا سنورا پایا جیسا کہ چھوڑکر
گئے تھے۔

جب نصیری پلٹن کی بددلی کی خبر کمانڈر انچیف نے سنی تو انکو یہہ اندیشہ پیدا ہوا
کہ محاصرہ کا توپخانہ کس کی محافظت مین انبالہ پہنچے گا اسوقت یہہ بھی خیال تھا کہ یوروپین
سپاہ گرمی کی دہوپ مین نہ چلے۔ یہہ مہینہ سخت گرمی کا ہوتا ہے۔ گورکھون کی نہایت
جفاکش رجمنٹ نے جسکی خیرخواہی پر ابتدا مین کچھ شبہ نہین ہوسکتا تھا وہ کچھ تھوڑی دیر کے لیئے
بددل معلوم ہوئی تو اب اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مشتبہ ہندوستانی سپاہ کی طرف
یا دوست رئیسون کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ سپاہ سے کمک کرین۔ رات دن
انگلش سپاہ کے لفٹنٹ گرفتھ کمسری اور ڈی نینس نے متواتر محنت کی کہ محاصرہ کا
توپخانہ اور سب قسم کا اسباب حرب وضرب تیار ہوجائے ایک یوم کیا بلکہ ایک ساعت
کا ضائع ہونا مہلک تھا اسواسطے کہ ستلج مین پانی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا اور کشتیون کا
پل پہلے اس سے کہ توپخانہ کی تیاری پوری ہو بہنے کو تھا۔

مگر سب سے بدترین دقتین اور تھین جنکے سبب سے این سن صاحب کو سالاری
بار گران معلوم ہونے لگی انکی کہنی کے تلے سپاہ کے سب سٹاف ڈپارٹمنٹس بیٹھے تھے
وہ سب تجربہ کار اور خوش لیاقت تھے۔ انسے صلاح و مشورہ کرنا کمانڈر انچیف کا عین
صواب تھا لیکن ڈپارٹمنٹس ہمیشہ آہستہ رو ہوتے ہین انکے ذمے جوابدہیون کا ایسا

[illegible]

[illegible] ۱۸۵۷ع

بوجھ ہوتا ہے کہ انکو مہلک زور سے مفلوج کرتا ہے - صلح کے زمانہ مین ہندوستان کے اندران ملیٹری ڈپارٹمنٹون سے بہتر ڈپارٹمنٹ نہین ہوسکتے - وہ کسی کام کو بیقاعدہ نہین ہونے دیتے تھے افسر خواہ کیسا ہی ہوشیار ہو جب ضابطہ و سررشتہ کے خلاف کام کرتا تو اسکی چشم نمائی کی جاتی کوئی شخص اپنے کام کرنے مین آزاد نہ تھا - وہ جب تک ہی چستی و چالاکی و مستعدی نہین دکھا سکتا تھا کہ ان ڈپارٹمنٹون کی ماتحتی سے باہر نہ ہو - انکا نام برائے نام لرڈ ڈپارٹمنٹس (جنگی سررشتے) تھا اگر دنیا سے لڑائی کا قلم قط ہوجاتا تو پھر انکی ضرورت نہ ہوتی - لیکن ان وار ڈپارٹمنٹون کی یہہ تخصیص تھی کہ وہ لڑائی کے لیئے کبھی تیار نہ ہوتے تھے - بغیر بڑی تاخیر کے انگریز اپنے تئین ڈھونڈ و ڈھاڈ فضول لڑائی کے لیئے تیار نہین کرسکتے تھے وہ مقابلہ مین مستقل مثل دنیا کے اور قومون کے قائم رہتے لیکن آسانی سے حرکت نہین کرسکتے - کارزار کی ضرورت کے وقت مین ان کی حالت ایسی ہوتی جو کارزار کو ناممکن بناتی - ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کمسری جنرل اور آرمی مڈیکل ڈپارٹمنٹ کا چیف ان سب مین سے ہریک ایسی دلیلین بیان کرتا تھا کہ کیون یہہ چیز ناممکن ہے میگزین (اسباب حرب و ضرب) نہین گاڑیان نہین - اسپتال کا سامان نہین - بیمارون اور زخمیون کے لیئے دوائیان نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا افسر کمانڈر انچیف کے روبرو شکایت کرتا اب اور کبھی نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا ڈپارٹمنٹ سو ٹو تھا - ڈپارٹمنٹون کا یہی دستور تھا - سروس کا یہی قاعدہ تھا اس کہنے سے شرمسار نہین ہوتا تھا یہہ سب خرابیان ڈپارٹمنٹون مین متواتر چلی آتی تھین اور جب وہ صاف صاف زبان مین پبلک کے روبرو بیان کی جاتین تو بعض چلاتے کہ یہہ کسطرح سچ ہین اور بہت سے اپنی سادہ لوحی سے مسکراتے اور کہنے والے کو کہتے کہ وہ دل دہلانے والا ہے اب جنرل ابن سن نے سب چیزون کی اصلی حالت کو دیکھا کہ وہ تیار نہین ہین جنکو اسکے سابقین جنکا وہ قائم مقام ہے دیکھ کر خوش ہوتے تھے وہ بھی انکے قدم بقدم چلتے اور کسی چیز مین شبہہ نہ کرتے مگر دفعتہً ایسی سخت ضرورت اس کے روبرو آئی کہ اس نے ہریک چیز کو دیکھا کہ وہ غلط مقام مین ہے - طوفان اٹھ رہا ہے کشتی

جان بچانے والی چرچ کے برج مین ہے جسکی کنجی نہین ملتی - ۱۸ - مئی کو جنرل برنارڈ نے انبالہ سے لکھا کہ اب یوروپین رجمنٹین جمع ہوگئی ہین مگر ان کے پاس خیمے نہین نہ گولی بارود ہے ہریک سپاہی پاس بیس گولیان ہین - گھوڑون کے توپخانہ کے دو ترپ ہین مگر ان پاس رزرو میگزین نہین اور انکے ویگن لدھیانہ مین ہین جو سات منزل ہے کسری کے پاس باربرداری موجود نہین یہہ ہندوستان کی سپاہ ہے جسکی شیخیان ملدی جاتی ہین اور سولین تقاضا کررہے ہین کہ دہلی پر چڑہائی کرو - اسواسطے یہہ تعجب کی بات نہین تھی کہ جنرل این سن کے دل مین یہہ بات آئی کہ انکے پاس جو سامان جنگ موجود ہے اس سے دہلی پر لشکرکشی کرنی خرم و دانائی سے بعید ہے انہون نے ۱۷ - مئی کو سرجان لارنس کو لکھا کہ آپ اس بات پر غور فرمائیے کہ یہان فوج تھوڑی ہے میرے نزدیک مناسب نہین کہ اس قلیل فوج کو دہلی پر لشکرکشی کرکے جان جوکھون مین ڈالون - میری راے مین اس مہم کے لیئے فوج کی تعداد کافی نہین البتہ اس مین شک نہین کہ ہم شہر کی دیوار ون کو بھاری توپون کی مار سے مسمار کردین گے اور شہر مین داخل ہونے کے لیئے ہمارا مقابلہ کم کیا جائیگا - لیکن میری راے مین ایسی قلیل سپاہ ایسے بڑے شہر مین جاکر جسکے ہر کوچہ و ہر بازار کے موڑون مین جاکر بری طرح پھنس جاینگے جس کے ہر کوچہ و برزن کے مڑدڑون اور گوشون مین لوگ ہتھیار لگا کے بر سر جنگ بیٹھے ہونگے اگر وہان جاکر چھ سات سو سپاہی مجروح و مقتول ہو جائین گے پھر کیا باقی رہ جائیگا؟ جب سارا شہر ہمارا مخالف ہوگا تو کیا ہم اسپر اپنا قبضہ رکھ سکینگے ؟ کیا شہر کے اندر یا باہر ٹھیر سکین گے ؟ ان تمام باتون پر نظر کرکے میری راے اب یہہ ہے کہ ہم اپنی تمام سپاہ اور سامان کو یکجا جمع کرین اور اس مین سے تمام برے سپاہیون اور سامان کو جو قابل اعتماد نہو نکال ڈالین اور بجاے انکے قابل اعتبار سپاہ اور سامان داخل کرین اگرچہ اس کام کے سرانجام دینے مین دیر لگیگی مگر پھر کوئی احتمال ناکامی کا نہ رہے گا - اور ہم اپنی خوشی سے جسطرف چاہینگے جاسکینگے - آپ نے جو تاربرقی پر خبرین میری اس اطلاع کے لیئے بھیجی ہین کہ نئی سپاہ کی بھرتی کی تجویزین کی گئی ہین میری راے مین آج

تجاویز مستحکم ہین ہین ان مین آپ کے ساتھ متفق الرائے ہون - مجھے یہ بھی اور بیان کرنا
چاہیئے کہ مین نے میجر جنرل و برگیڈیر ایڈ جیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کامیسری
جنرل سے جو صلاح و مشورہ لیا ہے ان سب کی رائے یہ ہے جو میری رائے ہے -
بڑی مزاحمت آنکر یہہ پڑی ہے کہ کامیسری جنرل نے یہہ کہا کہ یہ ناممکن ہے
کہ اس لشکر کشی کے لیئے ضروری سامان تیار ہو جائے اور اس مین ۱۶ و ۲۰ روز نہ لگین -
میرا یہ خیال تھا کہ یہ سامان کم عرصہ مین تیار ہو جائیگا - مگر جب میری کرنیل طامسن سے ملاقات
ہوئی تو میرا یہہ خیال بدل گیا - چالیس گھنٹہ سے کچھ ہی زیادہ وقت مجھے یہان آئے ہوئے
ہوا ہے کہ ہر گھنٹے مین ایسی ایک بات پیش آتی ہے جو میری پہلی رائے کو بدل دیتی ہے"

لارڈ کیننگ اور جنرل این سن کی خط و کتابت

- یہ سارے وسوسے اور شبہے تھوڑے ہی دنون باقی رہے کلکتہ سے لارڈ کیننگ نے
اور پنجاب سے سر جان لارنس نے بڑی شد و مد سے تحریر اور تار بھیجے کہ این سن دہلی پر لشکر کشی
اس سپاہ سے کرے جو وہ جمع کر سکتا ہے - این سن صاحب نے اپنی ان رایون سے جو انہون نے
چیف کمشنر پنجاب کو لکھی تھین لارڈ کیننگ کو مطلع نہین کیا تھا اسلیئے وہ اس خیال سے بڑے
خوش تھے کہ ہیڈ کوارٹرس مین بڑی چستی و چالاکی و مستعدی سے کام ہو رہا ہے انہون نے
۱۷ تاریخ این سن صاحب کو چٹھی لکھی "کہ مین نے بڑی خوشی سے خوش خبریان سنین کہ مجھے شبہ تھا کہ
اسوقت تم اسقدر لشکر جرار اپنے پاس جمع کر لوگے اب مجھے شبہ نہین رہا کہ بہت لشکر بالکل کافی
ہوگا - مین آپکا نہایت احسانمند ہون - اب مجھے پورا اس باب مین بھروسہ ہو گیا ہے ایسی حالت مین
کہ ہماری فوج دلی پر لڑنے کے لیئے پہنچ جائے تو پھر ناکام سپاہیانہ نمائش یا لڑنے مین
تساہل بڑا ہی مضر اثر رکھتا ہے - خاص کر بنگال پر عموماً - ہر ایک مقام پر اور ہر ایک چھاونی مین
برانگیختگی و برافروختگی ہو رہی ہے اگر دفعتہً کسی قسم کا توقف ہوگا تو تمام بددل رجمنٹون کو جرأت
ہوگی کہ وہ دہلی سے بھی زیادہ ہمارے لیئے خوف و دہشتین پیدا کرین - جب تک دہلی کا فیصلہ نہ ہوگا
الہ آباد بنارس اودھ باستثناء لکھنؤ جو پر امن ہے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات جہان
صرف ہندوستانی سپاہ ہی ہے وہ سب معرض خوف و خطر مین رہین گے - اس وجہ سے مین نے
آپ پاس ٹیلیگراف بھیجا کہ ان باغیون کا جہان تک ممکن ہے قافیہ تنگ کرو جنہون نے دلی مین

سر جان لارنس کی رائے

اپنے تئین بند کیا ہے جنکی سرکوبی آپ بہت بیرحمی اور سنگدلی سے نہین کرسکتے ہین اس بات کے سننے سے مین بہت خوش ہونگا کہ ہمارے سپاہیون نے کچھ توقف نہین کیا اور بڑا مہیب انتقام لیا ہے -

—لارڈ کیننگ این سن صاحب کے ممنون منت ہو رہے تھے اور سر جان لارنس ان صلاح و مشورون سے جو ہیڈ کوارٹرس مین ہو رہے تھے خوب واقف ہوکر لشکرکشی کے توقف کے برخلاف اپنی رائین ظاہر کر رہے تھے وہ ہندوستانیون کے مزاج شناس تھے - انکے تجربہ کی نگاہ کو اس سے زیادہ صاف بات کوئی نظر نہین آتی تھی کہ سب باتون سے زیادہ ہمکو اپنی مستعدی وچستی و چالاکی دکھانے کی ضرورت ہے اس وقت مفلوجون کی شکل بے حرکت رہنا ہماری حق مین زہر ہے - ایسے وقتون مین ہندوستانی اس انتظار مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - جان لارنس خوب جانتے تھے کہ اگر ہندوستان مین کسی وقت بھی انگلش مین خوف کے مقابلہ مین اپنا متزلزل ہونے کی نشانیان دکھائین گے تو ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی یہہ یقین کرین گے کہ انگریزون کے اقبال کا زمانہ ختم ہوگیا وہ ہم سے اول جدا ہوجائین گے اور پھر اپنے حاکمون سے لڑنے لگینگے انڈین برٹش ایمپائر کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا پہلے نہین آیا کہ جس مین انگریزون کی بداقبالی کے آنے کے آثار ایسے نمودار ہوئے ہون ایسے آدمی بھی بہت ہین کہ انگریزون کے کیمپ مین ضعف کی ابتدائی علامت کو دیکھ کر بہت خوش ہونے لگے کہ وہی انکے ختم ہونے کی ابتدا ہے - بے شک یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ اس مین وسائل و ذخیرون اور مخازن و سامان کا حساب کیا جائے یا ہماری سپاہ کے رفتار و طریقہ مین جنگ کے اصول صف آرائی پر پاس لحاظ کیا جائے صرف حرکت کی جائے اور ضرب لگائی جائے - انہون نے ۱۲ - مئی ۱۸۵۷ء کو جنرل این سن کو یہہ چٹھی لکھی "مین یہہ نہین خیال کرتا کہ ملک ہمارے برخلاف ہے یقینی یہان سے لیکر دہلی سے چند میل کے فاصلہ تک کہین ملک مین یقینی ہماری مخالفت نہین ہے مین نے دہلی مین تیرہ برس کے قریب حکومت کی اسکے باشندون کو مین خوب جانتا ہون - مجھے یقین ہے کہ اگر سول افسرون کی طرف سے حسن انتظام ہو تو ہماری سپاہ کے نزدیک پہنچتے ہی اسکے دروازے ہمارے لیے کھل

جائینگے یہہ خیال کرنا سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے کہ باغی دہلی پر قبضہ رکھ کے اسکو محافظت کر سکینگے مگر مین اس بات کو مانتا ہون کہ جنگی اصول کے موافق حالات موجودہ مین دہلی پر لشکر کشی کرنی مصلحت نہین ہے جب تک اور یہی یقینی مناسب نہین ہے کہ میرٹھ کی فوج گارد کرنے کے لیئے تیار نہو اور یہہ تیاری اسکو جب حاصل ہوگی کہ وہ اور سب طرف سے فارغ اور آزاد ہوگی ۔ میرٹھ کے بچ جانے سے ہمارے سارے ملک مین ساکھ بندھ جائیگی پھر بار برداری کے بہم پہنچنے مین کچھ دشواری نہین ہوگی عمدہ انتظام کے ہونے سے گاڑیونکے مالک خود بخود ہمارے پاس چلے آئین گے بہرحال گاڑیان جمع ہوجائینگین ۔ میرٹھ سے آپ اپنی صحیح رائے قائم کر سکینگے کہ کس طریقہ پر چلنا چاہیئے ۔ اگر ممالک زیرین مین شور و شر پیدا ہوا اور سپاہیون نے بغاوت اختیار کی تو میرے نزدیک سب سے بڑا فرض ہمارا یہہ ہوگا کہ ہم اسطرف جائین اور ہر مقام کو بچائین اور باغیون سے ہتھیار لے لین یا ان کو پامال کرین اگر اسکے برخلاف سب جگہ امن و عافیت ہو تو پھر یہہ سوال ہوگا کہ آپ وہان اپنے ذخائر و سامان حرب کو مستحکم کیجیئے یا دہلی پر لشکر کشی کیجیئے مین یہہ خیال کرتا ہون کہ یہہ بات مان لی جائے کہ ہماری یوروپین سپاہ اس مقام مین یا اُس مقام مین فقط اس لیئے نہین رکھی گئی ہے کہ وہ اس پر قبضہ کیئے ہوئے بیٹھی رہے بلکہ جہان اس کی ضرورت ہو وہ وہان جانے کے لیئے تیار و آمادہ ہے اُنکی سکونت کے لیئے ایسے مقامات منتخب کیئے تھے کہ جنکی آب و ہوا صحت بخش ہے اور وہ عین وسط مین واقع ہون لیکن جب تک ہم اپنی عزت و آبرو کو قائم اور ملک مین امن و عافیت رکھین تو یہہ بات کچھ نہین ہے کہ ہم کتنی چھاونیان چھوڑ دین لیکن یہہ بات جب ہم نہین کر سکتے کہ ہندوستانی سپاہ کے دو یا تین جماعتون کو گورون کے بڑے گروہون کے شہ مات کرنے کو روا رکھین یہہ معاملہ بالکل وقت پر منحصر رہے گا ۔ آہستہ آہستہ مگر یقینی ہندوستانی سپاہ ہم کو غارت و ہلاک کردیگی ۔ اپنے استحکام کے لیئے جو تدبیرین ہم سے ہوسکتی ہین وہ کر رہے ہین ۔ اور براہ راست یا بواسطہ آپ کی کمک اور امداد کرنی چاہتے ہین (ان تدابیر سے مراد وہ تدابیر ہین جو پنجاب مین وہ کر رہے تھے) لیکن کیا حضور اس بات کو ایک لمحہ کے لیئے بھی مان سکتے

ہین کہ غیر آئینی سپاہ اس حال مین ثابت قدم رہ سکتی ہے کہ وہ یہہ دیکھے کہ گورے اپنی چھاونیون
مین بیٹھے ہوئے سکینی سے یہ انتظار کر رہے ہون کہ کیا واقعات پیش آتے ہین حضور لکھنے ہین
کہ ہمکو نہایت خرم و احتیاط سے اپنی سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کرنا چاہیئے۔ ہمارے
یوروپین سپاہی ہماری توپین اور ہمارے سامان حرب جو بالفعل تیار ہین ہمارے سپاہ و
سامان ہین صرف دانشمندی اور شہ زوری ایسے نتائج عظیمہ کے پیدا کرنے کے لیے درکار
ہین - ہمارے پاس روپیہ بھی ہے ہم ملک پر بھی مسلط ہین لیکن اگر بغاوت پھیلی تو پھر قیامت
برپا ہو جائیگی نہ ہم زر مالگذاری وصول کر سکین گے نہ رسد بہم کر سکینگے مین التماس کرتا ہون
کہ حضور ہندوستان کی کل تاریخ کو خیال فرمائین کہ ہم کس جگہہ ناکام رہے ہین جہان ہم نے
شہ زوری سے کام کیا؟ کب ہم کو کامیابی حاصل ہوئی جب ہم نے ڈرپوک پنے سے کام کیا
کلائیو بارہ سو سپاہیون کو ہمراہ لیکر اپنے بڑے بڑے افسرون کے خلاف صلاح و مشورہ کے
پلاسی مین جنگ آرا ہوا اور چالیس ہزار سپاہیون کو شکست دے کر بنگال فتح کر لیا -
مونسن صاحب چنبل سے الٹا چلا گیا وہ آگرہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ اسکی سپاہ منتشر ہو گئی
اور اسکا ایک حصہ غارت ہو گیا- کابل کے حادثہ کو دیکھیئے اگر استقلال اور دلاوری سے کام
لیا جاتا تو یہہ حادثہ وقوع مین نہین آتا- غیر آئینی سپاہ اور قزلباشون نے غرض ہمارے
دوستون نے جو بہت سے تھے یہہ دیکھ کر ہمکو چھوڑا کہ ہم سچے دوست اپنے ہی نہ تھے یہ
کس طرح سے مانا جا سکتا ہے کہ اجنبی آدمی اور اجورہ دار سپاہی اپنی جان و مال کو
ہمپر نثار کر دین گے؟ صرف ایک بات ہے جسکے سبب سے وہ ہمارا ساتھ دین گے
کہ وہ جانتے ہین کہ ہم ہمیشہ آخر کار فتحیاب ہوئے ہین اور ہم اچھے آقا ہین لیکن اس بات کے
سوا ہر یک سپاہی اپنے فائدے اور اپنی موجودہ سلامتی کو خیال کریگا پنجاب کی غیر آئینی
سپاہ بڑی عالی حوصلگی اور جوش سے سفر کر رہی ہے اسکو یہہ فخر و ناز ہے کہ اسپر اعتماد کیا گیا
ہے اور اسکو بڑا شوق ہے کہ وہ آئینی سپاہ پر اپنی فوقیت و برتری کو دکھائے وہ گورون
سے اپنا کندھا ملا کر لڑنے کو تیار ہے لیکن وہ پہنچکر اگر دیکھیگی کہ گورے پناہ مین دلوارون
کے پیچھے بیٹھے ہین تو وہ خیال کریگی کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا- یہہ بات یاد رکھیئے کہ جتنی

دیر تک ہم اپنے مقامون مین ٹھیرے رہین گے اتنی دیر تک باغیون کے جاسوس ہر چھاونی
مین خطوط بھیجینگے اور خود جائینگے مین نہین سمجھ سکتا کہ کسر بٹ لی اس سے کیا مراد ہے کہ ۱۰ روز
اور بیس روز کے درمیان سامان رسد بہم پہنچیگا مجھے یقین ہے کہ دو تین روز مین سارا سامان
جو آپ اپنے ساتھہ لے جانا چاہتے ہین تیار ہو سکتا ہے۔ فصل غیر معمولی اچھی ہوئی ہے اور
انبالہ اور میرٹھہ کے درمیان غلہ بافراط موجود ہے ملک کے زیادہ تر حصے مین زراعت خوب
ہوئی ہے۔ ہم بغیر کسی دشواری کے ہر سمت مین ایسے خطون مین جو بمقابلہ یہان کے رگیستان
مین سپاہی بہیج رہے ہین ہماری سچی پولیسی یہہ ہے کہ ہم مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ جیند پر اور
ملک پر عموماً بھروسا و اعتماد کرین کیونکہ انہون نے ہماری طرف دار ہونے کا ثبوت دیا ہے
اور آئینی سپاہ پر بالکل اعتماد نہ کرین۔ ہر لیورو بین سپاہی کے بھیجنے مین مین خرچ کی
کفایت نہین کرونگا خواہ اسکے لیجانے کی کچھہ ہی شرح ہو باربرداری سے وہ پیدل و سوار سفر
کرینگے جس سے انکی قوت و ہمت قائم رہیگی ہم پنجاب کے مختلف حصون سے گائڈس و
چوتھی سکھہ پلٹن اور پہلی اور چوتھی پنجابی پلٹنین بھیج رہے ہین ہیڈکوارٹرس مین ایک نوجوان
افسر ہے گو وہ سالون مین خرد ہے لیکن اسنے جنگی خدمت بہت کی ہے اور اسنے اپنا عمدہ سپاہی
ہونا ثابت کیا ہے اس افسر سے مراد میری کپتان نورمن ہے جو ایڈجوٹنٹ جنرل کے اوفس مین
ہے سر کولن کیمپل اسکے ججمنٹ کی نسبت اپنی بڑی نیک رائے رکھتے ہین اور جب وہ پشاور
سے چلا گیا تھا تو لوگون نے یہہ خیال کیا تھا کہ پبلک کو اسکے جانے سے بڑا نقصان ہوا "
پنجاب کے چیف کمشنر اعظم نے جو کمانڈر انچیف کو لکھا وہ اسوقت کے لیئے نہایت مناسب
تھا انکی طرز تحریر مین کوئی طنز و طعن ملیٹری چیف پر نہ تھے۔ پھر انہون نے دو روز بعد ۲ مئی کو
کمانڈر انچیف کو لکھا "کہ مجھے نہایت افسوس ہوگا اگر کسی میرے پیغام جنگی نے آپ کو رنجیدہ کیا ہو
جنہین نہایت شدومد و گرمجوشی سے لشکر کشی کے لئے اس سبب سے لکھا ہے کہ مجھے یقین ہے
کہ میری یہہ پولیسی سچی ہے۔ خواہ کیسا ہی ناگہانی حیرت ناک صدمہ ہم پر واقع ہو ہمارے فوجی
انتظام مین ایسی گنجائش ہے کہ ہم فوراً کارگزار کر سکتے ہین یقینی تقریباً کل ملک ہمارے
ساتھہ ہے بشرطیکہ ہم اسکو تکالیف و مصائب سے بچانے مین کوشش کرین خاصکر اس حالت

موجودہ مین زیادہ تر ملک ہمارے ساتھہ ہوگا کہ ہم اپنی سپاہ سے لڑتے ہین جنکے ساتھہ وہ کسی طرح کی ہمدردی و موانست نہین رکھتا - میری سمجھ مین نہین آتا کہ کرنیل طامسن کیون اسقدر سامان سپاہ مانگتا ہے سپاہ کے ساتھہ اسقدر خوراک کا سامان لیجانا فوج کو زیربار کرنا اور روپیہ کا ضائع کرنا ہے - اتفاقات سے بچنے کے لیئے تین چار روز کے واسطے سامان غذا رکھنا کافی ہے زیادہ زیادہ ہے - میرا یقین ہے کہ دس ہزار سپاہ تمام ممالک مغربی و شمالی مین جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنی اشیاء مطلوبہ کی قیمت ادا کرسکے سامان رسد کی بہم رسانی مین کوئی دشواری نہین واقع ہوگی" - یہہ صاف ظاہر ہے کہ پنجاب مین دہلی کی دشواریان آسان سمجھی جاتی تھین اسواسطے جان لارنس نے اپنے پہلے ایک خط مین یہہ لکھا تھا کہ مین ابھی تک یہہ خیال کرتا ہون کہ دہلی مین اصلی مقابلہ کرنے مین کوشش نہین کی جائیگی لیکن اول ہمکو چاہیئے کہ میرٹھہ کی فوج کا انتظام کرین اور وہ لڑنے کے لیئے تیار ہوکر دہلی کی طرف جائے - میرے دل پر یہہ نقش جما ہوا ہے کہ جب ہمارا لشکر دہلی کے قریب پہنچیگا تو باغی منتشر ہوجائینگے اور شہر کے آدمی اٹھہ کر ہمارے لیئے دروازہ کھولدینگے - انہون نے پہلے ۲۱- مئی کی چھٹی مین یہہ بھی لکھا تھا کہ دہلی مین سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا اور ہماری توپون پر قبضہ کرلیا مگر وہان پھر بھی اپنا قیام نہین کرسکتے معتدل تعداد کے گورے جو اچھی طرح لڑین تو انکا مقابلہ باغیون کی بڑی تعداد بھی نہین کرسکتی پچھلے سالون مین جو سپاہ علمون کے سایہ مین بھلے کامون کے واسطے لڑتی تھین اور یورپین افسر انکے سر پر ہوتے تھے اور انگلش ہمراہی انکی بغل مین ہوتے تھے تو بھی وہ بہت کم کام کرتی تھین باغی ہوکر کیا لڑینگین وہ آتش زنی اور غارتگری و قتل عام کرسکتی ہین مگر لڑ نہین سکتین -

— لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف اینسن کو اپنے خیالات بڑے زور سے لکھے کہ وہ دلی پر لشکر کشی کرے تو انہون نے ۲۳- مئی کو گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ ممکن نتھا کہ زیادہ تر جلد دہلی کی طرف کوچ کیا جاتا - آپ تار برقی کے پیغامون مین لکھتے ہین کہ دلی تسخیر ہونی چاہیئے لیکن میرے نزدیک یہہ کام ایک یورپین لشکر جرار کے ساتھہ اختیار کرنا چاہیئے -

لیکن یہہ لشکر جرار ہندوستان مین نہین ہے جسقدر ہمارے بس مین تھا یہ لشکر جمع کیا گیا ہے مین دلیری سے کہتا ہون کہ ایک گھنٹہ بھی ضائع نہین کیا گیا اور ایسا ہی لشکرون کی حرکت ایسے عرصہ مین کامل کی گئی ہے کہ جب مین آیا ہون تو وہ اسکا ممکن ہونا خیال مین بھی نہین آتا تھا"۔ اور انہون نے اپنے خط کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ مجھے اس بات کے جاننے سے خوشی ہوگی کہ جس لشکر سے مین نے دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ آپ کے نزدیک کافی ہے یعنی برٹش سپاہ بڑی شہ زور ہے۔

جنرل این سن نے میرٹھ مین جنرل ہوٹ کو اس تمام سپاہ کا حال بہ تفصیل لکھا جو ہمکو کرنال مین جمع ہوگی۔ لارڈ کیننگ نے بھی کمانڈرانچیف کو لکھا کہ کلکتہ مین کس یورپین سپاہیون کے آنے کی توقع ہے" اور یہہ بھی تحریر کیا کہ دہلی پر جلد قبضہ کرنے پر اور اسکو ایک مہیب مثال بنانے پر کل کام موقوف ہے سختی کی مقدار زیادہ نہین ہوگی مین ہرطرح سے تمہارا ممد و معاون ہونگا۔ جنگی دشواریان جنکو جنرل این سن دیکھتا تھا انکو گورنر جنرل آسان سمجھتا تھا۔ ۳۱۔ مئی کو کمانڈرانچیف کو پھر گورنر جنرل نے لکھا کہ آج مین نے سنا ہے کہ ۹۔ جون تک آپ کے دہلی پہنچنے کی امید ہے اس عرصہ مین کانپور اور لکھنؤ بڑی سختی سے دبائے جائینگے۔ اور دہلی اور کانپور کے درمیان سارا ملک باغیون کے قبضے مین ہوگا۔ اس بات کا روکنا اور کانپور کی امداد کرنا بڑا ضروری و اہم ہے آپ کی جلد نبرد آزمائی سے یہ کام ہوجائیگا۔ آپ کے توپخانہ کی سپاہ دہلی کو یقینی جلد فتح کریگی اسواسطے مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ یوروپین پیدل رجمنٹ کا دستہ اور تھوڑے سے یوروپین سوار دہلی کے جنوب مین آپ بھیجدینگے اور انکو لڑائی کے لیئے وہان روکینگے نہین تاکہ علی گڈھہ دوبارہ پھر ہاتھہ لگ جائے اور کانپور کی تخفیف تکلیف ہوجائے۔ نا ممکن ہے کہ دہلی اور کانپور کے درمیان یوروپین سپاہ کے نمودار ہونے کے اہم ہونے کا زیادہ اندازہ کیا جائے الہ آباد اور لکھنؤ کی سلامتی اسپر موقوف ہے۔

یہہ بات آسانی سے خیال مین آسکتی ہے کہ یہہ ہدایتین جنرل این سن کے دل کو کیسا ملول کرتی ہونگین۔ جو سامان جنگ و اسباب انکے پاس تھا اس سے وہ دہلی کے دوبارہ

حاصل کرنے کے لیئے ضعیف جانتے تھے کہ اب اسپر یہہ اور طرہ چڑھا کہ انسے یہہ فرمائش
اور کی جاتی تھی کہ پرے کے ملک مین بھی وہ کام کرین اب دہلی کی طرف سپاہ چلی جاتی
تھی ۔ ملیٹری افسر تو سپاہ کے سفر کی ناقابلیت کو ظاہر کرتے تھے اور سول مین افسر خاص کر
این ردی ستلج کی پوری طاقت کو اس کام مین لارہے تھے کہ انکے چارون طرف ایجنٹ اپنے
اختیار اور اقتدار کو کام مین لاکر دہلی کی طرف لشکر کے سفر کرنے کے لیئے سامان فراہم کرین اسوقت
سول کے کام نہین ہوتے تھے ۔ تمام سول مین فوج کی اعانت کرنے کے لیئے مستعد تھے اور خود
کم یا زیادہ سپاہی بن گئے تھے ۔ جمنا اور ستلج کے درمیان تمام سول افسرون نے کوشش کرکے
گاڑی چھکڑے باربرداری کے جانور وقلی جمع کردیئے اور انبالہ مین سپاہ کے لیئے غلہ
کے انبار کے انبار لگادیئے ۔ بارنس صاحب نے شہر انبالہ مین پانچ سو گاڑی کرانچی چھکڑی
دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی اور تیس ہزار من غلہ جمع کردیا ۔ ہر قسم کے ہندوستانی
دیکھ رہے تھے آیندہ کیا ہوگا وہ ہندوستانی انگریزون کی اعانت سے پہلو تہی کرتے
تھے جو جانتے تھے کہ انگریز کل باقی نہین رہینگے ۔

سول افسرون نے اسوقت اور خدمات عظیمہ ایسی کین کہ جنکے بغیر اور سب کام کیا کرایا اکارت
جاتا ۔ جمنا اور ستلج کے درمیان سکھون کی ریاستین محروسہ تھین جنکو انگریزون نے رنجیت سنگھ
کے ہاتھ سے بچا کر اپنی حراست مین لے لیا تھا سکھون کی اور ریاستین تو سب برباد ہوگئی تھین
مگر یہہ تین ریاستین پٹیالہ ۔ جیند ۔ نابھہ انگریزون کی حراست کے سبب سے باقی رہی تھین
انکے رئیس انگریزون کا بڑا احسان مانتے تھے ۔ ساری قومون کی زندگی مین ایسے موسم
آتے ہین کہ جنمین ایمان ضعیف اور ترغیبین قوی ہوتی ہین اسلیئے اسوقت مین کہ انگریزون پر
پہلے پہل آفتون و بلاؤن کی گھٹا چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر کے لیئے ان رئیسون کے
دلون مین بھی جو جانب ضعیف کے طرفدار تھے وسوسے اور دقتین اور دہشتین پیدا ہوئین
لیکن ڈگلس سورسایتھ صاحب نے اپنی دانائی اور جد و جہد سے ان وسوسون کو بہت جلد
دور کردیا ۔ وہ خیر خواہی کی راہ مستقیم پر انکو لے آئے ۔ جان لارنس ۔ اس پولیسی کے بڑے
زور سے حامی تھے کہ مہاراجہ پٹیالہ اور جیند اور نابھہ کے راجاؤن پر اعتماد کیا جائے ۔ ان رئیسون کی

سکھون کی ریاستون [illegible]

نیک اسلوبی بڑی اہم تھی اگر وہ انگریزون کے حال پر ملتفت نہ ہوتے تو پھر پنجاب اور دہلی کے
درمیان آمد و رفت خطرناک ہو جاتی اسلیئے انبالہ مین انگریزون کو بڑا تردد تھا کہ پٹیالہ و جیند
و نابھہ جو پھولکی خاندان کے رکن اعظم تھے کونسا طریقہ اختیار کرتے ہین - ڈگلس مورسائیقہ
(جو پیچھے سر ڈگلس مورسائیقہ کے سی ایس پی ہوئے) ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراجہ پٹیالہ کے
ذاتی دوست تھے مہاراجہ سے ملاقات کی صاحب نے مہاراجہ سے اپنی مشکلات بیان
کرنی شروع کی تھین کہ انہون نے قطع سخن کرکے کہا مین کل واقعات سے واقف ہون جبیر
صاحب ممدوح نے پوچھا کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے پیغام لیکر پٹیالہ مین آدمی آئے ہین تو مہاراجہ
نے بعض آدمیون پر جو کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے اشارہ کرکے تبلایا کہ یہہ آدمی آئے ہین جب
یہہ دونو تنہا رہ گئے تھے تو صاحب ممدوح نے مہاراجہ سے خلوت مین یہہ بات پوچھی کہ
مہاراجہ صاحب آپ میرے ایک سوال کا جواب دین کہ آپ ہمارے موافق ہین یا مخالف -
مہاراجہ صاحب نے سچا اور بے ریا جواب یہہ دیا کہ مین جب تک زندہ ہون آپ کا ہون
مگر آپ جانتے ہین کہ میرے دشمن میرے ہی ملک مین موجود ہین بعض میرے رشتہ دار ہی
میرے ساتھ عداوت رکھتے ہین میرا بھائی ہی میرا دشمن ہے آپ جو چاہتے ہین وہ مین
کرونگا پھیر صاحب ممدوح نے کہا کہ آپ کرنال کی طرف کچھ سپاہ بھیجد یجے کہ ٹرنک روڈ پر
رستہ کھلا رہے مہاراجہ نے اس درخواست کو قبول کیا اور کہا کہ پورہ مین سپاہ انکی امداد
کے لیئے جلد بھیجی جائے یہہ ایک ضروری شرط تھی اسلیئے وہ چاہتا تھا کہ اسکی سپاہ پر جب ہی
تک اعتماد کیا جاسکتا ہے کہ اسکو یہہ یقین ہو کہ انگریزون ہی کو فتح حاصل ہوگی - برناس صاحب
اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ سب سے اول مقصد یہہ تھا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ لشاہ راہ
اعظم دہلی پنجاب کے درمیان محفوظ و مامون کی جائے - تھانیسر اور لدھیانہ مین سپاہ ہین ایسی
تھین کہ جنپر کچھ اعتبار نہین ہو سکتا تھا اس لیئے مین نے ہدایت کی کہ راجہ جیند جسقدر سپاہ فراہم
کرسکین اسکو کرنال روانہ کرین - مہاراجہ پٹیالہ نے میری درخواست پر اپنے بھائی کو افسر بنا کے
سپاہ اور تین توپین تھانیسر بھیجدین جو کرنال اور انبالہ کے درمیان ہے راجہ نابھہ اور
نواب مالیر کوٹلہ سے درخواست کی گئی کہ وہ سپاہ سمیت لدھیانہ روانہ ہون اور راجہ فریدکوٹ سے

درخواست کی گئی کہ فیروزپور کے ڈپٹی کمشنر کے ماتحت کام کرین پس اس طرح وہ شاہراہ اعظم کے بڑے بڑے مقامات محفوظ ہو گئے اور راجہ جیند کو یہہ ہدایت بہی کی گئی کہ رسد اور میدان جنگ کی سپاہ کے لیئے چھکڑے گاڑیان جمع کرین جس سے کرنال وغیرہ مقامات کی محافظت ہو۔ سرجان لارنس نے بہی ۱۳ مئی کو انبالہ سے راجہ پٹیالہ کو تار دیا تھا کہ وہ ایک رجمنٹ تہانیسر مین اور دوسری رجمنٹ لدہیانہ مین بہیجدین۔ اس زمانہ مین یہہ بڑی بات تہی کہ انبالہ اور کرنال کے درمیان سڑک کھلی رہے انبالہ سے سپاہ روانہ ہو رہی تہی اور کرنال پر قبضہ رکہنے مین یہہ بہی فائدہ تھا کہ میرٹھ سے آمد ورفت جاری رہ سکتی تہی اور ان دونو مقامون کی سپاہین آپس مین آسانی سے سفر کرکے مل سکتی تھی - یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تہی کہ نواب کرنال انگریزون کا دلی خیرخواہ تھا وہ لے پاس صاحب (دہلی سشن جج تھے جو دہلی سے بہاگ کر کرنال گئے تھے) پاس گیا اور اسنے کہا کہ صاحب مین رات بھر سویا نہین سوچ بچار کرتا رہا آخر کو مین نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ مین اپنی قسمت کو آپ کے ہاتھ مین سپرد کرون میری تلوار میری تہیلی میرے ملازمین یہہ سب آپ کے حوالہ ہین - غرض انگریزون کو ان رئیسون سے بڑی مدد پہنچی - جب راجہ جیند نے اپنی سپاہ کرنال مین بھیجی ہے تو پھر اس طرف رعایا کی سرکشی کا خوف جاتا رہا - پانی پت مین مہاراجہ جیند کی سپاہ موجود تہی - ان رئیسون کے لشکرون کے سبب سے گورون کی سپاہ بے کھٹکے سفر کرتی تھی اگرچہ گورون کو گرمی مضمحل کرتی تہی مگر لڑائی کے لیئے وہ بڑے سرگرم تھے

— ۱۹ - مئی کو جنرل اینسن اس خبر کے سننے سے خوش تہے کہ جان لارنس نے گائڈس سپاہ اور پنجاب کی چار معتبر رجمنٹین انکی کمک کے لیئے بہیجی تہین یا وہ چلے چلے سفر کر رہی تہین -

— ۲۱ - گورنر جنرل نے انکو اطلاع دی کہ مدراس اور بمبئی اور سیلون سے یوروپین سپاہین آتی ہین اور انہون نے یہہ بہی سنا کہ محاصرہ کا توپخانہ انبالہ مین آتا ہے انہون نے چیف کمشنر پنجاب کو تار بہیجا کہ دہلی پر لشکرکشی کے لیئے جو سپاہ تجویز ہوئی ہے اسکا پہلا حصہ روانہ ہو چکا ہے -

۲۳ - کو کمانڈرانچیف نے اپنی کارزار کی کیفیت جنرل ہیوٹ کو یہہ لکہی کہ دو برگیڈ انبالہ سے روانہ ہونگے ۲ جسکے سپہ سالار برگیڈیر ولسن ہونگے پہلے دونو برگیڈ ۳۰ - مئی کو کرنال مین جمع ہونگے

۲ جنکے سپہ سالار برگیڈیر ہلی فیکس اور کرنیل جونس ہونگے اور ایک برگیڈ میرٹھ سے روانہ ہوگا +

۲۷ - مئی جنرل اینسن کی وفات

اور جنرل این سن انکو ہمراہ لیکر چلینگے کہ باغپت کے مقابل وہ میرٹھ کے برگیڈ سے پانچوین جون کو ملجایئن گے اور یہہ سب ملکر دہلی پر چڑہائی کرینگے - جب یہہ سارے انتظامات ہو چکے تو ۲۴ مئی کو این سن صاحب انبالہ سے چلے اور دوسرے دن صبح کو کرنال مین پہنچے ۲۶ مئی کو انکو ہیضہ ہوا - ۲۷ کو سر برنارڈ ڈیڑھ بجے رات کے اپنے دوست سے آخری وداع ہونے کے لیئے آئے گو این سن صاحب حالت نزع مین تھے مگر انہون نے اپنے دوست کو پہچانکر نہایت لڑکھڑاتی آواز سے کہاکہ برنارڈ مین کمانڈ تم کو دیتا ہون تم بیان کروگے کہ مین نے کس طرح بخوبی اپنا فرض ادا کیا ہے خدا تم کو برکت دے گڈ بائی (سلام رخصت) ۲ بجے ۵ امنٹ پر انکا دم نکل گیا انکو یون انسانون کی ... سے فرصت ملی (فوراً انکے مرنے کی خبر دہلی مین باغیون کے پاس بہی آگئی تو انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ وہ زہر کھاکر مر گئے) وہ بڑے بہادر اور سچے اشراف تھے انکو ناحق یہہ الزام لگائے جاتے ہین کہ انہون نے تساہل کیا اور تذبذب کی حالت مین رہے انسے کہا گیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین لیکن پہلے جتنے سپاہی انکے پاس تھے دلی کے لے لینے سے پہلے اسی زیادہ مارے جاتے یہہ صلاح کہ دہلی پر یلغار کیجائے صحیح تھی لیکن اگر وہ الاد ہند کی جاتی تو ضرور اسکا نتیجہ خرابی و بربادی ہوتی اگر کما حقہ بغیر محاصرہ کے توپخانہ اور میگزین یا بغیر کافی سپاہ کے حملہ آور ہوتا تو باغیون کی غالب جماعت کے ہاتھ سے انگریزی لشکر بالکل فنا ہوجاتا ان باغیون نے بادلی کی سرائے مین برنارڈ کی سپاہ کثیر کا مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کیا اگر انکا مقابلہ تھوڑی سپاہ سے کیا جاتا تو وہ اسکو اگر بالکل غارت نہ کرسکتین تو پسپا ضرور کردیتین -

— ابتدائی التوائون اور انکے سببون کے بابت جو لارڈ کیننگ کی ججمنٹ ہے وہ صحیح اور بجا مانی جاتی ہے انہون نے لکھا کہ مین جنرل این سن کی چٹھیون سے یہ اخذ کرتا ہون کہ زیادہ تاخیر ہونے کے سبب یہہ تھے کہ محاصرہ کا توپخانہ نہ تھا اور یوروپین کے لیئے گاڑیان اور سواریان نہ تھین مین یقین کرتا ہون کہ محاصرہ کے توپخانہ کے نہ ہونے کے سبب سے ... نادانی تہی دہلی کی سرکوبی آسانی سے کرسکتے تھے لیکن مین یہہ نہین یقین کرتا کہ اگر محاصرہ کا توپخانہ نہ ہوتا تو ہم کو شکست ہوجاتی بس اسطرح وقت کے ضائع ہونے سے بے شک

ہم کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ کمسریٹ کی باربرداری کی گاڑیون کے باب مین اس سبب سے
کہ کل آگاہی اسکی نسبت نہین ہے یہ کہنا ناممکن ہے کہ تاخیر کسقدر قابل الزام ہے اور کسقدر وہ
الزام سے بچ سکتی ہے۔ اگر اس موسم گرما مین یورو پین سپاہ کے سفر کرنے اور اسکی سواری
کی گاڑیان کافی نہین ہوتین (جبکہ اس مین ہیضہ بھی موجود تھا) تو یہہ حرکت دیوانہ پنے کی ہوتی
مگر مجھے اس مین بڑا شبہ ہے کہ آیا جنرل این سن کی پاس یہہ گاڑیان خاطر خواہ جمع کی گئی
تھین۔ ہیڈ کوارٹرس کے بہت سے خطوط میرے سامنے رکھے ہین انسے مجھے خاطر خواہ
معلوم ہوتا ہے کہ سوا ایک نوجوان افسر کی سپاہ کے سٹاف مین ایک آدمی بھی ایسا
نہین تھا کہ جسنے تاخیر کی بابت اکل خوفون کو اور ان نقصانون اور جوکھون پر کما حقہ خیال کیا ہو
جو اور مقامون مین ہمارے سر پر جب تک منڈلاتے رہتے کہ دہلی پر چڑھائی کرتے۔ سٹاف کے
ساتھہ میڈیکل سٹاف خاص جنجتین اسکی تکمیل کی ضرورتون کی کرتا تھا لیکن وقت کی نہایت
بیش قیمتی کو نہین جانتا تھا۔ طون غالب یہ ہے کہ اس مین وقت ضائع کیا گیا اس مضمون پر تم
ایک خط دیکھو جو جان لارنس نے کمانڈر انچیف کو لکھا ہے مثل انکے اور خطون کے کیا سنجیدہ و
سچا و بکار آمد ہے مین اپنے سارے دل سے یہہ چاہتا ہون کہ ہیڈ کوارٹرس کے نہایت ہی قریب
وہ ہون انکے صلاح و مشورے انکی ملک کی حال سے پوری آگاہی بڑی بے بہا ہین تم کو اس
بات کو دل نشین کرنا چاہیئے کہ انہون نے سپاہ کی حرکت کرنے کے وقت کا تخمینہ کافی کیا ہے
تین سال ہوئے کہ کمسریٹ مین بڑی تبدیلی یہ کی گئی تھی کہ باربرداری کے سررشتہ کو برخاست
کر دیا تھا اور یہہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وقت پر باربرداری کے لیئے جانورون کے کرایہ پر لینے کے
اوپر اعتبار کیا گیا تھا اب اس وقت پہلی دفعہ اس تبدیلی کا تجربہ ہم کر رہے ہین۔ کفایت شعاری
کے انتظام کے اعتبار سے یہہ تبدیلی بہت اچھی تھی اور معمولی جنگ مین اچھی کارروائی بھی بخوبی
ہوسکتی تھی لیکن مجھے حیرت ہوتی اگر جرنیل این سن اسکے سبب سے زیادہ نہ رکا رہتا اگر یہہ
پہلے سے عیب بینی ہوتی کہ ہم کو اپنی رجمنٹون اور رعایا سے لڑنا پڑیگا تو کوئی دیوانہ آدمی بھی
اس تبدیلی کی سفارش نہ کرتا۔

جرنیل این سن نے اپنے بستر مرگ سر ہنری برنارڈ کو میدان جنگ کا سپہ سالار بنایا انہون نے

لشکر آرا ہوکر یہہ خیال کیا کہ اگر این سن کو جلد موت نہ آجاتی تو اسکا آخری وقت سویلین کے
طعن و تشنیع سے بڑا تلخ ہوتا اہل قلم اہل سیف کی طرح جنگی مشکلات کا اندازہ نہین کرسکتے وہ ناممکن
باتین اہل سیف سے کرانی چاہتے ہین - مجھ سے بہی وہ ایسے ہی کام چاہینگے - لیکن انہون نے
اپنا کام ایسی عالی ہمتی اور والاہمتی سے شروع کیا کہ سب نوجوان افسرون نے انکی ستائش و
مدح کی ۷-۲- کی صبح کو اسنے یہہ فیصلہ کیا کہ محاصرہ کی توپون کا انتظار نہ کیا جائے اور بریگیڈیر
ولسن کے لشکر سے جو میرٹھ سے آتا ہے اس سے ملنے کے لیے سفر کیا جائے - جنرل این سن
کی وفات کے ایک دن کے بعد انہون نے لارنس صاحب کو لکھا کہ جب تک مین اپنی کسی قوت کو
کام مین لاسکتا ہون آپ کی خاطر جمع رہے کہ ہر طرح کی جد و جہد ان مقاصد کے حاصل کرنے کے
لیئے کی جائیگی جو بالفعل مدنظر ہین کہ جسقدر سپاہ جمع ہوسکتی ہے وہ دہلی پر جمع کی جائیگی -
باغپت کے پل کی محافظت کی جائیگی اور ایسا انتظام کیا جائیگا کہ میرٹھ سے آمد و رفت جاری
رہے - ان ہی مقاصد کے لیئے سارے کام ہورہے ہین آخر کولم شب گذشتہ کو انبالہ سے
روانہ ہوگیا ہے محاصرہ کا توپخانہ سپاہی لیئے چلے آتے ہین جو بارنس صاحب نے اُن کے
ساتھ مقرر کردیئے ہین کمسریٹ کو اطلاع دیدی ہے کہ رسد کی ضرورت ہوگی جب دہلی دو پڑاؤ رہ
جائیگی تو ہمارے موجود ہونے کا وہی اثر ہوگا جو آپ نے پہلے سے سوچ رکھا ہے اور آپ
بہت جلد سنین گے کہ ہم نے دہلی پر قبضہ کرلیا - اسکو مقام کرونڈہ سے انہون نے پھر لارنس کو
لکھا کہ مین نے کمینڈنگ انجنیر سے صلاح کرکے دہلی کا نقشہ ایسا بنالیا ہے کہ جب ہم دہلی
پہونچینگے تو مجھے امید ہے کہ کوئی مزاحمت ۵ جون کو دہلی پر حملہ کرنے کے اندر نہین ہوگی -
انبالہ سے لشکر دہلی کی طرف پورا کوچ کررہا تھا گورون پر مئی کی گرمی بڑا ستم کررہی تھی دن کو
تو گرمی کی شدت کے سبب سے سفر نہین کرسکتے تھے رات کو سفر کرتے تھے دن کو خیمون
مین ہارے تھکے ایسے سوتے تھے کہ مردے معلوم ہوتے تھے مگر شام کے ہوتے ہی وہ پھر
زندہ ہوجاتے تھے وہ اس گرمی مین پانی کے پیاسے ایسے نہین تھے جیسے کہ باغیون کے
خون کے پیاسے تھے جن دہاتیون نے ان انگریزون کو جو دہلی سے مفرور ہوکر گئے تھے ستایا
تھا یا مارا تھا جب وہ گرفتار ہوکر آتے تو انکی گرفتاری اور روبکاری اور سزا یابی کے تھوڑے سے

وقت مین بہی بعض گورے بڑی اذیت انکو دیتے وہ انکے بال کہینچتے اپنی سنگینین انکے بدن مین چہوتے اور زبردستی گائے کا گوشت انکو کھلاتے اور گورون کی ان سب حرکتون کو انکے افسر دیکھ کر سکرا ئے گورے کیمپ کے آدمیون پر ایسی سختی کرتے کہ وہ بھاگے جاتے۔ جتنا سفر آگے ہوتا جاتا اتنا ہی انکی یہہ خواہش بڑہتی جاتی تہی کہ مجرمون کو گرفتار کیجیئے اور اپنا انتقام لیجیئے حکام کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اپنے سپاہیون کو انتقام لینے سے روک سکین۔ روز کارزار اب بعید نہ تھا سب کو یقین تھا کہ عنقریب انتقام عظیم لینے کا دن آن پہنچا ہے بہت سے سپاہیون کو یقین تھا کہ ایک لڑائی مین باغیون کی رجمنٹون کا فیصلہ ہو جائیگا۔ وہ صبح کو لڑین گے اور رات کو دہلی مین اپنی شراب پئین گے۔ اسپتال کے خیمون مین بیمار گورون مین لڑائی کا شوق ایسا زور شور پر آرہا تہا کہ اسپتال کے خیمون مین جو گورے تھے انہون نے کہا کہ ہم تندرست ہین اور اپنی کمزور آواز سے منتین کرتے تھے کہ اپنے نفرت زدہ دشمنون سے لڑنے کے لیئے بھیجے جائین لیکن برنارڈ کا لشکر ضعیف تھا اس لیئے ضرور تھا کہ وہ ولسن کے لشکر سے ملے جو دریا کی دوسری طرف سے آرہا تہا۔ ولسن کے برگیڈ نے جو ۱۰ مئی سے کام کیئے اسکا آگے بیان کیا جاتا ہے

باب ہفتم

دہلی پر لشکر کشی

(بلوہ کے بعد ۱۲ مئی سے ۲۷ مئی تک میرٹھ کا حال)

—میرٹھ مین ہولناک شب کے بعد حکام اس کوشش مین ہمہ تن مصروف ہوئے انگریز جو زندہ تھے اور مال اسباب جو بچ سکتا تھا اور خزانہ سرکاری یہہ سب دمدمہ مین جمع کیئے جائین کہ وہ لٹیرون کے ہاتھ سے بچین جو چارون طرف پھر رہے تھے پاس کے دیہات کے بھاگے ہوئے قیدی اور بازارون کے لچے بدمعاش لنگین بجاتے اور موچھون پر تاؤ دیتے پھرتے تھے اور حکام کی تساہل اور سہل انگاری سے خوش ہوتے تھے جسنے ارتکاب جرم کو سودمند اور آسان بنادیا تھا وہ مسافرون کو رستون مین ڈاک کی گاڑیون کو

دہر ادہر لوٹتے تھے گھرون مین گھس کر زبردستی سارا مال اسباب لے لیتے تھے اور بعض دفعہ گھر والون کو مار ڈالتے تھے رامدیال ایک دیوانی کے قیدی نے جیل خانے سے بھاگ کر اپنے ڈگریدار کو اور اسکے گھر کے چھہ آدمیون کو مار ڈالا۔ غرض میرٹھ مین سوا دمدمہ کے کہین اور انگریزی عملداری نہین تھی سارے ضلع مین لوٹ مار ہو رہی تہی میرٹھ مین جب دہلی کی ساری خبرین آئین اور بغاوت مین کچھ شبہ نہ رہا تو میرٹھ مین مارشل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیا گیا مجرمون کو پھانسیان ملنے لگین۔

سیپر اور مائی نر (سفر مینا)

ـــ میرٹھ سے ساٹھ میل پر رڑکی مین سیپر ماینر کی رجمنٹ تھی اور میجر فریزر اسکے کمانیر تھے انکو میرٹھ کے جنرل نے حکم بھیجا کہ وہ بہت جلد میرٹھ مین اپنی رجمنٹ سمیت آجائین۔ اس رجمنٹ مین سات سو تیس سپاہی تھے انمین سے دو کمپنیان رڑکی مین رہین باقی نے کشتیون مین نہر گنگ فریزر صاحب کے ماتحت سفر شروع کیا۔

رڑکی کی محافظت

ـــ جب رڑکی مین میرٹھ کی خبر آئی اور سفرمینا میرٹھ کو روانہ ہوئی تو بیرڈ سمتھ سپرٹنڈنٹ جنرل آبپاشی نے سپاہی بن کر ایسا عمدہ انتظام کیا کہ رڑکی کی ورک شوپ کو ایک حصن حصین بنالیا اور اس مین ۱۶ مئی کو سب انگریزون اور انکے اہل وعیال کو جو نہر کے قریب تھے جمع کردیا اور انکے آسائش و آرام کا سامان مہیا کردیا اور انگریزون کے واسطے انکے مناسب حال کام سپرد کردئیے انمین قواعد دان گورے پچاس تھے جنمین آٹھ یا دس لایق افسر تھے باقی اہل قلم اور اہل پیشہ تھے۔ جب رڑکی مین سیپر ماینر کو معلوم ہوا کہ دہرہ سے سرمور کی گورکھون کی رجمنٹ میجر چارلس ریڈ کے ہمراہ آتی ہے تو ان کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ وہ ہمپر حملہ کر کے قتل کریگی یا ہم سے ہتھیار لے لیگی اس لیئے بیرڈ سمتھ نے میجر ریڈ کو لکھ بھیجا کہ وہ رڑکی مین نہ آئین نہر مین کشتیون مین بیٹھ کر میرٹھ کو چلے جائین انکے لیئے کشتیون کا سارا سامان نہر مین موجود ملے گا۔ میجر صاحب کے ارشاد کی تعمیل کیگئی کہ رجمنٹ نے نہر مین سفر کیا۔

۱۵ مئی کو سیپر مائی نر کی سرکشی

ـــ سیپر ماینر کی رجمنٹ کشتیون مین سفر کرتی ہوئی جب میرٹھ مین آئی تو اُسے یہہ شبہ و وسوسہ پیدا ہوا کہ میرٹھ کی یوروپین سپاہ انسے اپنے بہائی بندون کے قتل کا عوض لیگی اس خوف کے مارے انہون نے عدول حکمی شروع کی اور فریزر صاحب کو گولی مار کر زخمی کیا۔ اور

ایڈجوٹنٹ مین سل پر گولی چلائی مگر اسنے خطا کی تو گورون کی سپاہ اور توپخانہ نے انپر حملہ کیا اور پچاس کے
قریب سپاہی مارے باقی سب بھاگ گئے۔ غرض یہہ رجمنٹ رجمنٹ نہ رہی۔ میرٹھ مین دوسری
طرف انکی دو کمپنیان کام کرتی تھین انسے ہتھیار لے لیئے اور انسے دمدمہ کی حصار بندی مین مزدورونکا
کام لیا گیا۔

میرٹھ اور آگرہ کے درمیان تار اگرچہ ہمیشہ نہین مگر بعض اوقات کام دیتا تھا۔ لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی
خدا کے واسطے دیگر جنرل ہیوٹ اور برگیڈیر ولسن سے التجا کرتا تھا کہ دوابہ کی سپاہ کی بغاوت
کو یوروپین سپاہ بھیجکر روکین مگر ولسن صاحب کی راے مین سپاہ کا اسطرح متفرق کرنا پسند
نہ تھا وہ ابھی تمام سپاہ کو دہلی پر جمع کرنا چاہتے تھے انہون نے لفٹنٹ گورنر کو لکھا کہ میرٹھ مین
میری اور تمام افسرون کی یہ راے ہے کہ جب تک کمانڈر انچیف کا حکم نہ آئے میرٹھ سے سپاہ کا
سفر کرنے مین یہہ قباحت ہے کہ بیمارون اور عورتون اور بچون کو چھوڑ جانا پڑیگا اور کمسریٹ سے
بھی یہ رپورٹ آئی ہے کہ وہ آدھی سپاہ کے لیئے بھی باربرداری کا سامان نہین مہیا کر سکتے
لفٹنٹ گورنر یہہ جواب سنکر خاموش ہوگئے اور جان لیا کہ میرٹھ سے مدد کی امید نہین۔

جب میرٹھ کی یوروپین سپاہ نے کچھ کام نہین کیا تو تمام آس پاس یہہ خبر مشہور ہوگئی کہ میرٹھ
مین ایک انگریز بھی زندہ نہین رہا تو لوٹ اور غارت کا بڑا زور شور ہوا اسکے بند کرنے کے لیئے
گورہ سوارون کی ایک جماعت نکلی کہ ان لٹیرون کو ٹھیک بنائے مسٹر جانسٹن مجسٹریٹ ضلع انکے
ہمراہ ہوئے۔ اختیار پور گاؤن کو پھونک دیا تو لوگون نے جانا کہ ہان ابھی انگریز زندہ ہین۔
مسٹر جانسٹن اپنے گھر کو گھوڑے پر سوار آتے تھے کہ وہ اسپر سے گرے اور ایسی چوٹ آئی
کہ تیسرے دن انکا انتقال ہوگیا۔

ولیم ہوڈسن ایک بڑے جوانمرد شجاع افسر تھے کرنال سے میرٹھ کے درمیان راہ کے کشادہ
ہونے مین شبہ تھا۔

کچھ جیند کے راجہ کے سوار انکے ساتھ گئے وہ کرنال سے ۷۶ میل سفر کرکے میرٹھ مین آئے اور
کمانڈر انچیف کے تمام مراسلات برگیڈیر ولسن صاحب کو دیئے غسل کیا حاضری کھائی اور پھر
ولسن صاحب سے جوابات لیکر کمانڈر انچیف کے پاس پہنچے اب ۲۷- مئی کی رات کو میرٹھ سے

لشکر کا سفر شروع ہوا اس لشکر کے کوام مین دو سکو ئڈرن کارے بینر کے ر و ز ایک و نگ فیلڈ بیٹری کا اور ٹومبس کا نرپ گھڑ چڑھی توپون کا اور دو اٹھارہ پونڈ کی توپین اور کچھ ہندوستانی سیپرائی نر تھے اس سپاہ کے ہیرلشکر برگیڈیر آرچ ڈیل ولسن تھے اور سول افسر مسٹر ہاروے گریٹ ہیڈ انکے ساتھ تھے اور اس لشکر کے ساتھ افغان پنشندار جان محمد خان بھی مع اپنے سوارون کے ساتھ تھے

۳۰- اتوار کو سفر کرکے یہہ لشکر غازی الدین نگر (غازی آباد) مین پہنچا جو ہینڈن کے قریب دہلی سے گیارہ میل پر ہے بادشاہ کی دارالسلطنت کے ایسے قریب لشکر کے آنے سے کچھ شبہہ نہ تھا کہ باغی اس سے لڑنے آئینگے مسٹر گریٹ ہیڈ نے لکھا کہ مین خیال کرتا ہون کہ ہم دہلی کی ناک پکڑ لینگے مجھے توقع ہے کہ کل جمنا کے کنارے تک دشمن کی فوج اور مقام دریافت کرلیا جائیگا انہون نے ابھی یہہ چٹھی بھیجی تھی کہ لشکر کی چوکی کے ایک سوار نے آنکر کہا کہ دشمن قریب آگیا ہے اور حملہ کرنے کو ہے اس خبر کے آنے کے ساتھ ایک گولا لشکر مین آنکر پڑا سپاہ جلد تیار ہوگئی طرفین سے توپین چلنی شروع ہوئین - ہینڈن کے پل اور ادہر ادہر سے رائفل نے عبور کیا دشمنون پر حملہ کرکے انکو اپنے مقام سے ہٹا دیا اور فتح کامل حاصل کی سات سو پیٹیش سپاہیون نے اپنے سے کئی گنے لشکر کو شکست دیدی پانچ توپین لے لین اور بہت سا میگزین چھین لیا جسکی ضرورت تھی - انگریزی لشکر کا نقصان یہ ہوا کہ کپتان اندریوسن اور انکے چار آدمی میگزین کی ایک بیٹی کے اڑنے سے مارے گئے کل نقصان یہ ہوا کہ ایک افسر اور دس سپاہی مقتول اور ایک افسر اور اٹھارہ سپاہی مجروح ہوئے - دوسرے دن اتوار تھا بریگیڈ چرچ نہین ہوا مردے دفن ہوئے - دہلی سے باغی لڑنے آئے دوپہر کے بعد دو گھنٹے تک لڑائی رہی پھر باغیون کو شکست ہوئی اور انگریزی سپاہ نے ان کے مقام کو چھین کر اس مین قیام کیا باغی دہلی کو بھاگتے ہوئے نظر آتے تھے باغیون کو یہہ کامیابی ہوئی کہ وہ اپنی توپین جو کل چھنوا گئے تھے پھر واپس لے گئے انگریزی سپاہ گرمی اور پیاس کی شدت کے سبب سے تعاقب کرنے کی قابلیت نہین رکھتی تھی اور ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور دو افسر اور دس سپاہی زخمی ہوئے زخمیون مین ایک نوجوان انکا بہتیجا تہا

۳۰ مئی و ہینڈن کی لڑائیان

تھا جو بڑا بہادر اور اپنے ساتھیون مین بڑا دلیر تھا اسکی ٹانگ مین گولی لگی تھی جب ٹانگ کاٹی
گئی تو اسنے اف نہین کی اور اپنی ٹانگ کا نہ افسوس کیا مگر بار بار یہہ افسوس ظاہر کیا کہ مین
اب رفل لیکر میدان جنگ مین نہین جاسکونگا میرے سپاہی رہنے کا وقت ختم ہوگیا اب مین
اپنی عزیز رجمنٹ کے ساتھ نہین جاؤنگا وہ میرٹھ بھیجا گیا وہان چند روز بعد مرگیا۔
ان دو لڑائیون کا بڑا اثر تھا اسنے تلنگون کا غرور ڈھا دیا اسنے دیکھ لیا کہ انگریز جنہون نے
ہندوستان فتح کیا ہے اور انکو تعلیم کیا ہے وہ تعداد مین ہم سے خواہ کتنے ہی کم ہون
مگر وہ ہمکو شکست دیدینگے۔ باغیون کا نقصان بہت ہوا تیئیس۲۳ تو ایک خندق مین مرے
پڑے تھے اور تین میل تک سڑک پر جا بجا انکے مردے پڑے ہوئے تھے انگریزون کا نقصان چار افسرون
اور پچاس سپاہیون کا ہوا تھا گو یہہ نقصان بہت کم ہوا تھا مگر جب قلت سپاہ پر خیال کیا جاتا تو وہ بڑا معلوم ہوتا
ہے انگریزون نے بہی جان لیا کہ باغیون مین بعض بڑی جیوٹ بہادر لڑنے والے سپاہی ان ہی قواعد کے موافق جنمین ہم نے انکو سکھایا ہے
جون کی پہلی تاریخ کو گورکھون کی رجمنٹ جس مین پانچ سو توانا سپاہی تھے اور میجر چارلس
ریڈ اسکے کمانیر تھے ولسن کے لشکر سے آن ملے یہ گورکھون کی وہ بہادر رجمنٹ ہے جسنے
ایام غدر مین وہ بہادرانہ کام کیئے ہین کہ یادگار روزگار رہینگے۔ اسوقت اس پلٹن کا آجانا
بہت غنیمت تہا۔ یہہ امر مشتبہ تھا کہ انگریزی لشکر جو دو روز کی سخت جنگ سے مضمحل ہوگیا تہا
وہ تیسرے حملہ کی باغیون کی برداشت کرسکے گا۔ اس اثنا مین ۵ جون کو برنارڈ کی سپاہ
علی پور مین دہلی سے ۱۲ میل پر آئی اور وہ میرٹھ کی سپاہ کے انتظار مین خیمہ زن ہوئی
احکام کے سمجھنے مین افسرون کو ایسی غلطی ہوگئی تہی کہ یہہ خیال کیا گیا تہا کہ جمنا کی دونو طرف کے
کنارون پر سے دہلی پر حملہ ہوگا۔ ہینڈن کی لڑائیون کے بعد ولسن کا لشکر خیمہ زن رہا۔
۴ جون کو احکام آئے تو رات کو میرٹھ کے لشکر نے سفر کیا ۶ جون کو جمنا کے پار باغپت سے
اترا۔ جنرل برنارڈ کا لشکر انتظار مین بیقرار تھا کہ اسکے خون مین باغیون سے انتظام لینے کے
لیئے جوش پرجوش اٹھتے تھے مگر یہہ بیتابی جلدی رفع ہوگئی کہ ولسن کا لشکر قریب آگیا انتظار
مین یہہ فائدہ ہوا کہ ۶ جون کو محاصرہ کا توپخانہ بہی آگیا۔
محاصرہ کے توپخانہ کی تیاری کے لیئے احکام ۱۷ مئی کو پہلواری گئے تھے۔ ۲۴ مئی کو قلعہ کے پہاٹک کھلے

توپین اور ویگن اور بیل سب تیار تھے۔ پہلو کی تیسری رجمنٹ نے اس توپخانہ کے ساتھ جانے کی خود درخواست کی تہی وہ اور نوین غیر آئینی رسالہ کے کچھ تر پ اسکے ساتھ تھے ستلج کی طرف انہون نے کوچ کیا۔ دریا کے پل پر سے توپین اتر گئین اسکے دو گھنٹے کے بعد پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ سیہ کشتیون کا پل بہ گیا اسلیئے نہ رجمنٹ پل پر سے نہ اتر سکی دوسری طرف رہگئی اس مین بغاوت کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے۔ جب ستلج کے دوسرے کنارہ پر توپخانہ پہنچ گیا تو اس رجمنٹ سے کہدیا گیا کہ اب اسکی خدمات کی ضرورت نہین رہی۔ راجہ نابھہ کی پیدل اور سوار سپاہ توپخانہ کے ساتھ ہوئی اس سپاہ نے اور غیر آئینی رسالہ کے سوارون نے توپخانہ کو ۲۷ مئی کو انبالہ پہنچادیا مگر توپچیون کو نہ ہونے سے توپین بیکار تھین ایک ضعیف سی کمپنی فیروز پور سے بلک ٹرپون مین بیٹھکر آئی میرٹھہ کے رکروٹون نے اسکو قوی کیا نصیری گورکھون کی پلٹن انبالہ مین آئی تو اسکو انبالہ کی پانچوین رجمنٹ نے بہکایا کہ توپون پر قبضہ کرے مگر یہہ سازش انکی چلی نہین اور توپخانہ جنرل برنارڈ کے لشکر مین ۶ جون کو علی پور پہنچ گیا اب جنرل برنارڈ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا انکے پاس تقریباً چھہ سو سوار اور ۲۴۰۰ پیادے تھے اور ۲۲ توپین تھین انکے سوار ۱۵۰ یورپین تو پچی تھے جنین اکثر رنگروٹ محاصرہ کے توپخانہ کے ساتھ تھے۔ اگرچہ توپین بالکل بے کار نہ تھین مگر جس کام کے لیئے جاتی تھین اسکے واسطے غیر مناسب تھین مگر انسے زیادہ اچھی دستیاب بہی نہین ہوسکتی تھین جارج کیمبل اس توپخانہ کی نسبت لکھتے ہین کہ مین اس خیال سے اپنے تئین روک نہین سکتا کہ یہ توپخانہ ایک دہوکے کی ٹٹی ہے جو ایک مضبوط فصیل دار شہر پر چلانے کے لیئے جاتا ہے مجھے بڑا مستحکم یقین ہے کہ اس توپخانہ سے دہلی کبھی ہاتھہ نہین آئیگی۔

جنرل برنارڈ نے سنا کہ دشمن کا ارادہ ہے کہ وہ انکے سفر کا سد راہ ہو اسکے مقام کی تحقیقات کے لیئے انہون نے لفٹنٹ ہوڈسن کو بھیجا جو پہلے کرنال اور میرٹھہ کے درمیان آمد و رفت کی راہ کا بندوبست کر چکے تھے انہون نے اطلاع دی کہ باغی بادلی کی سرائے مین ہین جو علی پور اور دہلی کے درمیان وسط مین تقریباً واقع ہے اسلیئے ۷ جون کو آدھی رات کو علی پور سے سفر کا حکم ہوا۔ جسوقت یہ سپاہ کو معلوم ہوا کہ جنگ سر پر کہڑی ہے تو وہ خوشی کے مارے

۷ جون علی پور سے کوچ

پھولے نہ سمائے انکے سینہ مین میرٹھ اور دہلی کے قتل کے انتقام کی آگ سلگ رہی ہتی۔ اسپتالون
مین بیمار سپاہیون نے کہا کہ ہم ان مین زیادہ دنون تک نہین رہین گے بہت سے ان مین
چل نہین سکتے تھے انہون نے اصرار کیا کہ حملہ آور سپاہ کے ساتھ جائین گے وہ اپنے ہمراہیون
کی منتین کرتے تھے کہ وہ انکو بیمار نہ بتائین مبادا وہ لڑائی مین نہ بہیجے جائین۔

باغیون نے سڑک کے دونو طرف بڑے مستحکم مقامات مین مورچے جمائے تھے انکی داہین طرف
سرائے تہی اور ایک گاؤن فصیل دار تہا جس مین بہت سے پیادے سما سکتے تھے اور اسکے گرد
جھیل تہی جس سے گذرنا مشکل تہا۔ انکی بائین طرف ایک اونچی زمین تہی اسپر ریت بھرے تھیلون کا
مورچہ بنایا تہا اس پر چار بھاری توپین لگائی تھین اور ایک ۸ انچ کا مورٹر جمایا تہا مورچہ کے
دونو طرف دلدل تہی جنمین کہین کہین پانی تہا اور دشمن کی بائین طرف ایک میل پر سڑک کی متوازی
مغربی نہر جمن تھی۔

مقررہ گھنٹے پر بریگیڈیر ہوپ گرینٹ دس گھوڑون کے توپخانہ کو اور نوین لینسر کے تین سکوڈرن
اور جنیند کے پچاس سوارون کو جنکے افسر لفٹنٹ ہوڈسن تھے لیکر چلے کہ دشمن کے بائین بازو
کو ہٹائین تہوڑی دیر کے بعد بڑا لشکر سڑک پر جب تک چلا کہ دشمنون مین روشنیان نظر
آنے لگین۔ جب دن نکل آیا توپین آگے بڑہین باغیون کے ایک توپخانہ نے انگریزون کا
بہت نقصان کیا اسکا جواب انگریزی توپخانہ اس سبب سے نہین دے سکتا تہا کہ اس مین
توپین تہوڑی اور چہوٹے منھ کی تھین۔ ایک اور دقت یہہ تہی کہ بھاری توپون کے ہندوستانی
گاڑی بان اپنے بیلون کو لیکر چلے گئے اور ایک توپ اڑ گئی اسوقت جنرل برنارڈ نے
حکم دیا کہ باغیون کی توپون پر گولیون کی باڑین ماری جائین۔ ملکہ کی ۷۵ وین رجمنٹ بڑی
بہادری کر کے دشمنون کے مقام پہنچی اور انکو اپنی سنگینون پر رکھ لیا۔ افسر اور سپاہی ۱۹
مارے گئے اور ۴۳ زخمی ہوئے۔ پہلے فیوزیلرس رجمنٹ کی کمک کو آئے۔ اسی رجمنٹ نے
سڑک پر چلکر سرائے کے دروازون کو کہول لیا ایک سخت لڑائی ہوئی مگر باغی گورون کی سنگینونکی
متحمل نہ ہو سکے اور سمجھے کہ ہماری بدکرداری کی سزا خوب مل رہی ہے۔ غرض باغیون کو پوری شکست
ہوئی اور وہ اپنی توپون کو چھوڑ کر دہلی کی طرف بھاگے اگرچہ سپاہ بہت تھک گئی تہی مگر جنرل برنارڈ نے

یہہ ارادہ مصمم کیا کہ آگے بڑھے انکو یہہ خوف تھا کہ اگر باغیون پر حملہ کرنے مین توقف ہوگا تو وہ کوئی اور مقام مستحکم کرلینگے۔اس لیے سپاہ نے باغیون کا تعاقب کیا۔جب ۔۔۔۔
آزادپور پر سپاہ آئی تو یہان سے دو سڑکین جاتی تھین ایک سبزی منڈی کے حوالی مین شہر کو اور دوسری چھاونی کو۔جنرل برنارڈ تو چھاونی کی سڑک پر سپاہ کو لیکر چلے اور برگیڈیر ولسن سبزی منڈی کی سڑک پر۔پہاڑی پر باغیون نے باولے کے اوپر مین توپین لگا رکھی تھین جنسے سر ہنری برنارڈ کے کولم پر گولے لگائے جاتے تھے پہاڑی کے متوازی نہر تھی جس کا پکا پل بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہاڑی سے تھا اسکا ایک حصہ باغیون نے اڑا دیا تھا مگر ایک حصہ اتنا باقی تھا کہ اسپر سے جنرل کی توپین اتر گئین۔اس پل کے اترنے مین باغیون نے انگریزی سپاہ پر گولیان چلائین مگر اسنے آگے بڑھ کر باولے کی توپین چھین لین اور ہندوراؤ کی کوٹھی مین وہ پہنچ گیا یہان برگیڈیر ولسن کا کولم بھی سبزی منڈی کی طرف سے آیا راہ مین باغیون کے ساتھ لڑائی مین ایک توپ ۱۸ پونڈر ہاتھ آئی۔جب یہہ دونو کولم ملکر پہاڑی پر چلے تو کشمیری دروازہ سے انپر گولون کی بھرمار شروع ہوئی جسنے سپاہیون کو مارا اور ایک توپ کا پہیا اڑا دیا۔اب یہان چھاونی کی پریڈ کی زمین پر لشکر کی خیمہ زنی کا حکم ہوا۔سپاہ تو یہان آگئی مگر خیمے اس پاس تھے۔گرمی بڑی شدت کی تھی فصیل پر سے باغی دو بجے دن کے بڑے گولون کی بھرمار کر رہے تھے مگر گولے بہت پرے پہاڑی سے جاکر گرتے تھے۔باغیونکی ایک گروہ نے شہر سے باہر نکل کر ہندوراؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا مگر وہ ہٹا دیا گیا لیکن باغیونکی توپ زنی بالکل موقوف نہین ہوئی مگر رات کو کوئی حملہ نہین ہوا۔
جنرل نے ان مختصر الفاظ مین جنگ کا بیان کیا کہ مین نے اس لشکر پر فتح پائی کہ جو تعداد مین زیادہ تھا اور بڑا مستحکم توپخانہ رکھتا تھا اور اس مین دلیری اس مایوسی کے سبب سے تھی کہ وہ قتل کرنیکا مجرم تھا اسکو کہین کوئی امید بچنے کی نہ تھی۔لیکن یہہ فتح بڑے بھاری نقصان اٹھانے سے ہوئی ہے سپاہی ۵۳ مارے گئے۔ایک سو اکیس زخمی ہوئے۔کرنیل چیسٹر ایڈجوٹنٹ سپاہ کے قتل ہوئے اور باغیون کی سپاہ جو لڑنے کے لیے آئی تھی اس مین سے ہزار سپاہیون کو دہلی جانا نصیب نہین ہوا تیرہ توپین ان کی چھن گئین جنمین دو چوبیس پونڈری تھی۔اسکی

سوار گھوڑے ۳۴ مارے گئے اور ۱۹ زخمی ہوئے اور دو سپاہی اور ۱۱ گھوڑے گم ہوئے
یہہ کہنا مبالغہ ہے کہ باغیون کے ہزار آدمیون کو شہر مین دیکھنا نصیب نہین ہوا مگر غالباً تین چارسو
کے درمیان باغی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن ہیڈن اور بادلی سرائے کی شکستون سے
بہت تلنگے اپنے گھرون کو مفرور ہوگئے۔ جن تلنگون کو لوٹ کا روپیہ بہت سا ہاتھ آگیا تھا
انہون نے اس روپیہ کے بوجہ ہلکا کرنے کے لیئے اسکو اشرفیان بندہوالین تھین یا سونا
خرید کر کے اسکے کڑے اور سلاخین بنوالین تھین جنکو وہ اپنی دہوتی کے اندر رانون تک چڑھا کر
چھپا رکھتے تھے انکا دل لڑنے کو نہین چاہتا تھا وہ اپنے گھر جانیکا خیال بڑا رکھتے تھے وہ ان شکستون کے بعد اپنے گھرونکو اسطرح چلدیئے
کہ یہہ نہ معلوم ہو کہ وہ مقتول ہوئے یا مفرور سب شہر والے یہ جانتے تھے کہ اگر ہیڈن سے
یا بادلی کی سرائے سے انگریز سیدھے چلے آتے تو دہلی کو تلنگون سے خالی پاتے آسانی
سے اسپر قابض ہوجاتے اور پھر شہر والے ہی تلنگون کو اس طرح مارنا شروع کرتے جس طرح
انہون نے انگریزون کو قتل کیا تھا۔ اگر یہہ ہوتا تو جان لارنس کی اس رائے کی تصدیق
ہوجاتی جو انہون نے اپنی ایک چٹھی مین لکھی تھی کہ شاہدرہ مین تھوڑی سپاہ اور چند
دانشمند سول افسر مقیم ہو کر دہلی کے دروازہ کہلوا سکتے ہین جمنا کے پار جانا کچھ مشکل نہین
مین آدھی رات کو اس سے پار اترا ہون۔ یہہ ناممکن ہے کہ باغی سپاہ کی تعداد کا صحیح
صحیح تخمینہ کیا جائے کہ وہ اس لڑائی کے وقت کتنی تھی۔ مگر بادلی کی سرائے کی لڑائی
کے وقت جو سپاہین دہلی مین موجود تھین وہ یہہ تھین دہلی کی تینون رجمنٹین اور میرٹھ کا تیسرا
رسالہ سوارون کا اور دو رجمنٹین اور دہلی کا ہندوستانی توپخانہ اور کچھ کمپنیان علی گڈھ سے
اور ہانسی حصار اور سرسے کچھ سوار پیدل سپاہی اور رڑکی کے تھوڑے سیپر اور مائی نر
اور متھرا سے دو کمپنیان فیروزپور سے بن ہتھیارون کے کچھ کمپنیان اور انبالہ کے بہت
مفرور تلنگے آئے تھے دہلی کے گرد جو سو میل کے اندر پیدل سوار فرلو پر آئے ہوئے تھے
وہ اور دہلی کے نجیبون کی پلٹن اور کسٹم کے چپراسی اور پولس کے برقنداز اور اسی قسم کے
اور آدمی جمع ہوگئے تھے جو تلنگے بن ہتھیارون کے آتے انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار
ملجاتے دہلی کے بدمعاش شرارت کرنی اور فتنہ انگیزی کرنی جانتے تھے مگر میدان جنگ مین

ہتہیار لیکر لڑنے سے انکی جان نکلتی تہی - شہرون کے آدمی بودے و نامرد اکثر ہوتے ہین خاص کر اس شہر کے - اس شہر کا پانی نامرد مشہور ہے - دہلی کے آدمیون نے ایک گپ اڑائی تہی کہ سلیم گڈھ مین بادشاہون کا خزانہ دفن کیا ہوا تھا اور اسپر طلاق لکہی ہوئی تہی کہ یہہ دفینہ جب نکالا جائے کہ بادشاہ کو اسکی نہایت اشد ضرورت ہو سو اب بادشاہ نے یہہ خزانہ نکال لیا اسکے نکال لینے کے سبب سے یہہ اشتہار دیا گیا کہ سوار کو تیس روپیہ اور پیدل کو دس روپیہ ماہوار مشاہرہ ملے گا جنکا دل چاہے وہ آنکر بادشاہ کی ملازمت کرلین اس طرح سے بہت سے انگریزی پنشن خوار سپاہی وسوار و توپچی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے تھے - توپچی دُور دُور سے آئے تھے - کالے خان ان مین مشہور تھا -

فتح گڈہ جہان بنا ہوا ہے دو لوکولم آنکر ملے تھے اسکے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی تہی وہ ایک سنگین عمارت تہی اسکے گرد دیوار کہنچی ہوئی تہی اسکے جنوب مغرب مین پہاڑی ہے جو اونچی نیچی زمین پر جمنا کے کنارہ تک ڈہائی میل طول مین ہے ہندو راؤ کی کوٹھی کے نیچے تہوڑی دور پر سڑک پر ختم ہو جاتی ہے یہہ پہاڑی دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے وہ حملہ کرنے کے لیے مفید ہی نہین تہی بلکہ ایک فصیل بہی حفاظت کے لئے تہی - سر ہنری برناڈ نے فتحگڈہ کی جگہہ شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر ایک توپخانہ لگایا شمال مین تہوڑے فاصلہ پر ایک بہاری سورٹر توپخانہ کو پہاڑی کی ایک کہوہ مین لگا دیا اسکے پرے ہندو راؤ کی کوٹھی پر بڑا پکٹ بٹھایا - تین سو گز آگے شمال مین جہان نما کی ایک بہاری بیٹری قائم کی اس جہان نما سے پرے ایک پرانی پٹھانون کی مسجد تہی جسکی دیوارین مضبوط تہین اسکی پناہ مین ایک پکٹ بٹھایا اسے آگے یاد ٹہ تھا جسپر ایک پکٹ مضبوط بٹھایا تہا -

انگریزی سپاہ کا یہہ مقام سب طرف سوا ایک طرف کے بڑا مضبوط تھا - اس طرف مین سبزی منڈی تہی جس مین مکانات کا مجموعہ اور فصیل دار باغات تھے جنسے کہ باغی انگریزی خیمہ گاہ کی داہنی طرف کو ستا سکتے تھے اور انبالہ یا پنجاب کو جو سڑک جاتی تہی اسپر قطاع الطریقی کر سکتے تھے داہنی بیٹری سے کچھ دور یہین پہاڑی ختم ہوتی ہے پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عیدگاہ فصیل دار ہموار زمین پر بنی ہوئی ہے جسکے حوالی مین پہاڑ گنج اور کشن گنج ہین پہاڑی اور شہر کی فصیل کے درمیان

باغیون اور انگریزی لشکر کی جگہہ

جو زمین ہے اس مین قدیمی عمارات ہین اور درختون کے جھنڈ ہین اور باغات ہین جو فصیل کے
باہر باغیون کی پناہ گاہ بن سکتے ہین شہر کی فصیل طول مین سات میل ہے اور بلندی مین ۲۴ فیٹ
ہے اسکے اوپر گرگج خوب بنے ہوئے ہین جنپر دس یا بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی ہین اور
چل سکتی ہین فصیل کے گرد خندق بڑی چوڑی ہے اور ۲۴ فیٹ گہری شہر کی شرقی جانب مین
دریا جمن ہے۔ برسات کے موسم مین جبکہ لڑائی ہوئی تہی اسکا پانی فصیل کے قریب پہنچ جاتا
ہے اگر دریا کے سامنے سے محاصرہ کیا جاتا تو شہر تک جانا مشکل ہوتا اور نہ اس طرف سے
محاصرہ ہوسکتا۔ انگریزی سپاہ دہلی کا محاصرہ نہین کر سکتی تہی کئی ہفتے تک محاصرین خود محصورین
ہوگئے تھے انکی کوشش یہہ نہین تہی کہ شہر کو لے لین بلکہ اپنی محافظت کرین دشمنون کا توپخانہ کبہی
بند نہین ہوا عمارتون کے گرد نشانہ انداز بیٹھے رہتے تھے انہون نے محاصرین پر حملہ آوری
موقوف نہین کی ہر روز انگریزی سپاہ کو تمازت آفتاب مین مسلح دشمنون کے حملون کے
ہٹانے کے لیئے کمر بند رہنا پڑتا تہا کئی مہینے تک اسنے گرمی برسات کی بڑی تکلیف اٹھائی

پانچوان حصہ

بالائے ہند مین بغاوت کی ترقی

(مئی۔ جولائی ۱۸۵۷ء)

باب اول

بنارس الہ آباد

مئی

لارڈ کیننگ کو جیسا اس انتظام کا فکر تھا کہ یوروپین سپاہ کو دہلی مین جمع کرے ایسا ہی
یہہ تردد تہا کہ گنگا کی لین سے الہ آباد تک اور یہان سے دوابہ مین آگرہ تک ان مقامات کو
جو محفوظ نہین ہین اور ان مین ابتک غدر بہی نہین ہوا آفات سے بچائین اور غدر نہ ہونے دین

دینا پور مین ایک اور آگرہ مین ایک گورون کی پلٹن تہی سواران کے کل ملک مین لڑنے والے
سپاہیون مین کچھ گورے توپچی اور چند ضعیف سپاہی سرکار کمپنی کی یوروپین سپاہ کے تھے۔
گنگا کے کنارہ پر کانپور کی چھاونی بڑی تہی جس مین یوروپین کی بڑی آبادی تہی اس مین کئی
ہندوستانی رجمنٹین تھین۔ تہوڑے سے گورے سپاہی بہی تھے۔ گنگا جمنا کے درمیان
تمام چھاونیون مین ہندوستانی رجمنٹین بہری ہوئی تہین سارے خزانے اور مال اسباب گورنمنٹ کے
اور سولین کے جانون کے محافظ بہی ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان اضلاع مین جب تک
بغاوت تہی رہی کہ سپاہیون کو یہہ انتظار رہا کہ دہلی اور میرٹھ سے انگلش اپنا انتقام کیونکر لیتے
ہین مگر ہر چھاونی مین برانگیختگی کے آثار ایسے نمودار ہوتے جاتے تھے کہ معلوم ہوتا تہا کہ بغاوت ہوگی

بنارس

کلکتہ سے کچھ زیادہ چار سو میل پر بنارس کا شہر ہے جو گنگا کے کنارہ پر ہندوؤن کا
بڑا دار العلوم اور بزرگ پرستش گاہ ہے۔ جیسی یہان ہندوون کی علم وفضل کی تحصیل ہوتی
ہے اس سے زیادہ کہین ہندوستان مین نہین ہوتی مگر اس علم وفضل کا کچھ اثر باشندون پر نہین ہوتا
ہی ۱۸۵۷ء کو مسٹر ٹکر کمشنر بنارس لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین کہ بنارس کے بڑے شہر مین
ایک لاکھ اسی ہزار آدمیون کی نہایت متعصب آبادی ہے کہ جس سے بدتر سارے ملک مین
کہین اور آبادی نہین ہے۔ یون تو اس شہر کے باشندون مین ناراضی اور بددلی پہلے سے چلی
آتی تہی مگر اب ۱۸۵۷ء کی گرمی مین قحط سالی نے اسکو اور بڑہا دیا تھا وہ قحط کا سبب انگریزی
عملداری ہی کی نحوست کو سمجھتے تھے سوا اسکے یہان خاندان تیمور کے شاہزادے اور بہت سے
معزز قیدی سکھ اور مرہٹے ومسلمان رہتے تھے جو ایسے وقت مین اپنی سازشون اور ریشہ
دوانیون سے باز نہین رہ سکتے تھے۔

شہر سے تین میل کے فاصلہ پر سکرولی مین چھاونی اور تمام انگریزی کچہریان اور سررشتے و دفتر
تھے۔ چھاونی مین آدھی کمپنی یوروپین توپخانہ کی تہی اور ایک لدھیانہ کی سکھ پلٹن اور ۳۷ وین
رجمنٹ پیدل تہی اور تیرہوان غیر آئینی رسالہ سوارون کا تہا۔ غرض ہندوستانی سپاہی دو ہزار
اور انگریزی تیس گولہ انداز تھے اور جارج پونسونبی صاحب یہان کے برگیڈیر تھے۔
اور سولین یہان مسٹر ہنری کارٹکر صاحب کمشنر اور گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ تھے

سیہہ تینون افسر بڑے لایق اور ہوشیار تھے۔ جب ان پاس دہلی اور میرٹھہ کی خبر وحشت اثر آئی
تو انہون نے ایسی تدبیرین شروع کین کہ بنارس کا حال ان شہرون کا سا نہ ہونے دین۔ ایک
مجلس مشورہ مین سول اور ملیٹری حکام جمع ہوئے ان مین سے دو ملیٹری افسرون کی رائے یہ ہوئی
کہ چنار کے قلعہ مین جو بنارس سے اٹھارہ میل پر ہے ہم کو چلا جانا چاہیئے مگر سول کے حاکمون نے
اس رائے سے اختلاف کیا آخر کو یہہ رزولیوشن پاس ہوا کہ کوئی فکر و تردد کی علامت نہ سپاہیون پر
نہ رعایا پر ظاہر کرنی چاہیئے ہر یک کو اپنے گہر مین ایسا ہی رہنا چاہیئے جیسے امن و عافیت کے
زمانہ مین رہتے تھے مسلح ہونا نہین چاہیئے نہ کوئی ایسی بات کرنی چاہیئے جس سے کہ معلوم ہو کہ
سپاہیون کی بے اعتباری کی جاتی ہے لیکن اگر دفعتہً سپاہی یا رعایا بلوہ کرین تو ٹکسال مین
سب جا کر پناہ لین۔ کمشنر صاحب نے گورنر جنرل کو لکھا کہ بڑا اشکار یہ ہے کہ آدمیون کو نیک دل کہون
اسلیئے مین بری خبرون کو چھپائے رکہتا ہون اور اچھی خبرون کو مشتہر کرتا ہون اس عرصہ مین
مین اور میرے شریک جو کچھہ کر سکتے ہین وہ بغیر کسی پراگندگی کے چپ چاپ کرتے ہین۔ شہر کے
بازارون مین غلہ کا نرخ گران ہو رہا ہے اسکا علاج کرنا آسان نہین غلہ فروشون کے فائدون
مین بغیر کسی مداخلت کے بندوبست ایسا کیا گیا کہ قحط کی سختی کا برا اثر سپاہیون پر نہ پڑے
کمشنر نے گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم دیدیا ہے کہ سپاہیون کو آٹا اسی بھاؤ سے ملے
جس بھاؤ سے معمولی وقتون مین ملا کرتا ہے گنبس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ سارے
دن بازارون مین غلہ فروشون کو سمجھاتے رہین کہ غلہ جہانتک ممکن ہے ارزان بیچو جسکا انجام
تمہارے لیئے اچھا ہوگا اور کسی بلوہ کا خوف نہ ہوگا۔ کمشنر صاحب نے لکھا کہ مجھے سپاہ و رعایا پر
ایسا اعتماد ہے کہ مین اپنے پاس ایک ہتھیار سوا ر چابک کے نہین رکھتا سپاہی اور رعایا بچے ہین
ان پر اخلاق کا زور بڑا اثر رکہتا ہے۔ اسوقت تمام سکھہ سردار جو بنارس مین قیدی تھے وہ بڑے
خیر خواہ انگریزون کے ہوگئے تھے وہ کمشنر کے باڈی گارڈ اور اسکے گہر کے پہرہ دار بنگئے تھے
کلکتہ کے قریب چنسرہ سے ۲۴۔ مئی کو ۲۴ گورے ۸۴ وین رجمنٹ کے ڈاک مین بنارس
مین آ گئے۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان گورون کی سپاہ کی کمک کے لیئے خدا کے واسطے دیئے
جا رہے تھے۔ گورون ہی پر انگریزون کی جان کی سلامتی موقوف تھی۔ ۲۶۔ مئی کو خبر آئی کہ

اعظم گڈھ مین ۱۷ وین رجمنٹ بغاوت کرنے کو تیار ہو رہی ہے اور اسی اشارہ پر بنارس کی رجمنٹین بگڑنے کو بیٹھی ہین - ہنری لارنس نے ٹکر صاحب اور پون سون بائی صاحب کو لکھا کہ کانپور مین گورون کی سپاہ کی اشد ضرورت ہے جسقدر گورے بھیج سکو بھیجدو" پھر دینا پور سے گورون کی کمک آتی گئی گو گورون کی بنارس مین بڑی ضرورت تھی مگر وہ کانپور جہان اسکی زیادہ ضرورت تھی بھیجے گئے -

اسوقت انگلش مین کی مردانگی عجب نیرنگی رنگ برنگ کی دکھا رہی تھی بعض ان خوفون کے دور کرنے کے لیئے جو وہ پہلے سے جانتے تھے کہ آنے والے ہین کمربستہ ہوکر بڑے بڑے شجاعون کی مانند ہاتھ پاؤن کے کام مین لانے کے لیئے مستعد ہوئے - بعض باغیون کے مقابلہ کرنے کے لیئے ضعیف تھے مگر وہ اپنا خدا پر ایسا توکل کرتے تھے کہ انکو بڑا استقلال اور صبر تھا - بعض انگریز ایمان کے پکے سرتاپا خدا کی عبادت مین مستغرق تھے غرض اسوقت انگریزی قوم اپنی شجاعت و بہادری اور خدا تعالے پر توکل کرنے کو دکھا رہے تھے - لڑائی مین جاکر جان دیدینی آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ موت کا انتظار صبر سے کیا جائے - صبر کرنا بہادری کرنے سے زیادہ مشکل ہے - غرض صبر و شکر و تسلیم و رضا و ہمت جرأت شجاعت سب ہی انگلش مین اپنی دکھا رہے تھے -

ہنری ٹکر صاحب بڑے اشراف عیسائی تھے وہ انگلشی جرأت و ہمت اپنی مذہبی صورت مین دکھا رہے تھے وہ بڑے بے خوف و خطر پڑے پھرتے تھے انکا قول یہہ تھا کہ خدا میرا چٹان ہے میرا حصن ہے میرا نجات دینے والا ہے خدا جو میرا چٹان ہے اسپر توکل کرتا ہون وہ میری سپر ہے اور میری نجات کا سینگ ہے میرا بڑا برج ہے میری پناہ ہے" وہ اپنے اس توکل کے سامنے انسانی وسائل محافظت کو اور انسان کی محافظت کی کوششون کو ہیچ جانتے تھے انکے نزدیک دوسرے وسائل پر بھروسا کرنا خدا پر ایمان نہ رکھنے کو ظاہر کرنا تھا انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ میری اور پون سون بائی کی مرضی کے خلاف مسس گنبس اور لنڈا اور اور یورپین باشندون کی التجا پر ہتھیار اور میگزین آج کے دن انکو دیدیئے گئے ہین جنہون نے اسکی درخواست کی مجھے یقین ہے کہ اس سے انکی دلجمعی اور تشفی خاطر ہو جائیگی مین خدا کا شکر

انگلش مین کی مردانگی کا ظہور

ہنری ٹکر صاحب

کرتا ہون کہ جہان کوئی حفاظت کی جگہہ نہین ہے اور ہمارے لیئے کہین بھاگنے کی بھی جگہہ نہین ہے
اسلیئے ہم اپنی جگہہ پر مستحکم قائم ہین اب تک یہان ذرا بھی دنگہ فساد نہین ہے انہون نے یہ
بھی کہا کہ دشمن یہان آئین گے تو بائبل ہاتھہ مین لیکر انکے مقابلہ مین جاؤنگا جیسے داؤد
غولی ایتھ سے لڑنے کے لیئے فلاخن لیکر گیا تھا وہ اپنے صاحبزادے کے ساتھہ بے خوف و خطر
ہر شام کو اس طرح پھرا کرتے تھے جیسے کہ پہلے امن و عافیت کے زمانہ مین جب انسے لوگون نے
کہا کہ آپ کی ٹوپی اس قسم کی ہے کہ آپ کمشنر معلوم ہوتے ہین کوئی باغی آپ کو پہچانکر گولی
نہ مار دے تو انہون نے ٹوپی کو بدلا نہین اور یہہ کہا کہ جیسا مین ایک ٹوپی کے نیچے نامون
ہون ایسا ہی دوسری ٹوپی کے نیچے ایسے قول اور فعل چلن پر دلالت کر سکتے ہین مگر مسٹر
ٹکر کی خصلت نہایت مذہبی گرمجوشی کی تھی جسکے سبب سے وہ اس موقع کے لیئے مناسب حال
نہ تھی اور انکی خصلت عام آدمیون کی سمجھ مین بھی نہین آتی تھی لیکن انمین انسانیت اور دانائی
ایسی تھی کہ وہ اس وقت مین تعریف کے قابل کام کراتی تھی اس مروت و فتوت کو دیکھیئے کہ
جو یورپین سپاہ بنارس مین آئی اسکو کانپور بھیجدیا یون سو تو بابی نے کمشنر کو لکھا کہ آپ اور
مین اس باب مین بہت کچھ برداشت کرتے ہین مصیبت زدون کی مدد کرنی بری نہین ہوتی
غرض جو کام بنارس مین ٹکر صاحب اور گبنس صاحب نے کیئے انکی بڑی تعریف ہوئی اور لارڈ کیننگ
نے دونو کا شکریہ ادا کیا اور انکے کامون اور انتظامون کی تعریف کی۔

مئی کے مہینے کے آخر تک تو ظاہرا امن و عافیت کی صورت تھی مگر جب جون کا مہینہ آیا
تو آتش زنی شروع ہوئی اور یہہ خبر آئی کہ بنارس سے ساٹھہ میل پر اعظم گڈھہ مین سپاہیون کی
سترہوین رجمنٹ نے بغاوت کی۔ میجر بروس اسکے کمانیر تھے ہورن صاحب مجسٹریٹ کے
سمجھانے سے رجمنٹ نے مئی مین سرکشی نہین کی مگر جب روپے کی جھنکار انکے کانون مین پہنچی
تو انکی نیت بگڑی گورکھپور کے خزانہ سے پانچ لاکھہ روپیہ آیا تھا اور اعظم گڈھہ کے خزانہ سے
دو لاکھہ روپیہ اسپر اضافہ ہوا یہہ چمکتے ہوئے سب روپے سپاہیون کے قبضے مین تھے یہ
ترغیب ایسی تھی جسکو وہ روک نہین سکتے تھے اول انہون نے یہہ کہا کہ یہان سے خزانہ جانے نہ
پائیگا مگر ۳ - جون کو خزانہ اعظم گڈھہ سے روانہ ہوگیا۔ سپاہیون نے ان دو توپون کو جو اعظم گڈھہ مین

تھین فیر کرنا شروع کیا اور نقارہ بجائے۔ دو افسرون کو مارا باقی افسر اور عورتین و بچے کچہری مین
بھاگ گئے جسکو مجسٹریٹ نے محافظت کا انتظام بنایا تہا۔ غیر آئینی سوارون نے افسرون کی جانون کو
بچا دیا لیکن خزانہ کو نہ بچایا۔ ۱۷ رجمنٹ کے سپاہیون نے خزانہ کو جو بنارس کی سڑک پر
جاتا تہا جاکر لے لیا اور اسکو اعظم گڈھ مین لے آئے اس اثنا مین اعظم گڈھ کے انگریز
بھاگ کر غازی پور مین چلے آئے۔ سپاہیون نے یہان آنکر دیکھا کہ کوئی انگریز نہین ہے
تو وہ اس خزانہ کو ساتھ لیکر فیض آباد کی چھاونی کو چلے گئے۔

بنارس مین کرنیل نیل صاحب کا آنا

کرنیل نیل صاحب نے اپنی سپاہ کو ریل مین رانی گنج بھیجا اور وہ خود ریل مین اور گھوڑی
کی ڈاک مین بنارس مین آئے اور انہون نے انگلش بہادری و دلاوری کو گنگا کے اضلاع
مین دکھا دیا اور اپنے کام بڑے استقلال و عالی ہمتی و والا نہمتی سے شروع کیے خوف و خطر کے
خطے کے ایک سرے سے جان لارنس اور دوسرے سے لارڈ کیننگ سپاہ کی کمکین بھیج رہے تھے
پہلے کا کام یہہ تھا کہ دہلی کو باغیون کے پنجے سے چھڑائے دوسرے کا کام یہہ تھا کہ بنارس
الہ آباد کانپور لکہنؤ و آگرہ مین امن و امان قائم رکھے اور بغاوت کی آگ نہ سلگنے دے۔ بنارس
مین ایک مدراس فیوزیلرا اور دیناپور سے دسوین رجمنٹ کے سپاہی آ گئے تھے۔

بنارس مین سپاہ سے ہتھیار لینا

بنارس مین ہندوستانی سپاہ تو دو ہزار تہی اور گورون کی سپاہ ڈہائی سو سپاہی تھے
اسلیے ہتھیار لینے کا کام مشکل تھا اب تک پلٹنون کے افسرون کو اپنے سپاہیون پر ایسا اعتماد
چلا جاتا تھا کہ انکے ہتھیار لینے سے انکا دل ٹوٹتا تھا معلوم ہوتا تہا کہ سکھون کی رجمنٹ وفادار ہے
وہ ہندوستانی سپاہ سے لڑنے کو آمادہ ہے۔ بنارس ہی مین نہین بلکہ سب جگہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ سکھ انگریزون کے خیرخواہ رہین گے۔ ۳۷ وین رجمنٹ پریڈ مین اول بلائی گئی
اور کرنیل سپٹ وڈ نے اسکو حکم ہتھیار رکھنے کا دیا اسنے حکم کی تعمیل کی مگر اس کے ساتھ غل مچا
کہ ہمکو دغا دی سامنے یوروپین سپاہ انکو مارنے کے لیے آتی ہے۔ سپٹ وڈ صاحب نے
پکار کر کہا کہ یہہ خبر غلط ہے سپاہیون نے کہا کہ آپ ہمیشہ سے ہمارے مای باپ رہے ہین
کرنیل نیل بہی اپنی تہوڑی سی سپاہ لیکر لین مین آکر مقیم ہوئے۔ اور آگے جاکر سپاہیون سے
کہا کہ اگر تم ہتھیار دیدینے مین ایسی اطاعت کروگے جیسے کہ اچھے سپاہی کیا کرتے ہین تو تمہارے

لیئے کوئی قباحت نہین ہوگی۔ اُنہون نے اس بات کے یقین دلانے کے لیئے ایک سپاہی
کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسنے کہا کہ ہم نے کوئی قصور نہین کیا تو پونسونبائی نے ہندوستانی
زبان مین کہا کہ نہین مگر تمہارے بھائیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا ہے جنہون نے کبھی
انکو اذیت نہین پہنچائی اور انہون نے بغاوت کی اسلیئے تم سے ہتھیار لینے کی ضرورت آنکر
پڑی ہے وہ یہہ کہہ ہی رہے تھے کہ سپاہیون نے بندوقین بھر لین اور انکو بھر کر اپنے
افسرون اور یورپین پر چلائین۔ ستر اسی گز سے نشانہ بازون نے ایسی گولیان چلائین کہ
دسوین رجمنٹ کے سات یا آٹھ گورے گولیون کے لگنے سے گرے۔ غرض گورے کالون
مین بندوق بازی ہونے لگی اور کالون پر توپون کے متواتر گراب چلنے لگے۔ ۳۷وین رجمنٹ
لین کی طرف بھاگی یہان انپر گولیان پڑین تو سپاہی شہر کی طرف بھاگے اور پھر شہر سے بھی باہر ملک مین
دنگہ فساد مچانے چلے گئے۔

اس اثنا مین گورون کی اور سکھون کی رجمنٹ اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا پریڈ پر آیا۔ غیر آئینی
رسالہ کا مزاج پہلے سے معلوم تھا کہ کیا ہے انکے افسر کپتان گائس کو ۳۷وین رجمنٹ کے سپاہیون نے
مار ڈالا تھا اور اسکی جگہہ ڈوڈسن صاحب مقرر ہوے تھے انپر بھی ایک سوار نے فیر کیا دوسرے نے
انکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن سکھون کا ارادہ سرکشی کرنے کا نہ تھا اگر انکو پریڈ کا مقصد کافی
طور پر سمجھا دیا جاتا تو انکے دل مین کوئی شبہ نہ رہتا مگر جب غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی تو وہ
بھی ڈھل مل ہوئے۔ اسوقت ایک سکھ نے کرنیل گورڈن صاحب کو گولی ماری تو دوسرا سکھ
بچانے کے لیئے دوڑا اسپر ایک انگریزی افسر چلایا کہ سکھ رجمنٹ نے بغاوت کی سکھون کی
گولیان توپخانہ مین آنے لگین تو توپین انپر چلائی گئین دو تین دفعہ اُنہون نے توپون کے چھیننے کے
لیئے قصد کیا۔ غرض سکھ اور غیر آئینی رسالہ پریڈ پر سے بھگا دیا گیا۔

اب کرنیل نیل صاحب سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے اور انہون نے تمام فوجی جوابدہی اپنے
ذمے لی اب بہت سے آدمیون پر چند آدمیون کی فتح کامل ہوگئی۔ جن سپاہیون نے لین مین
پناہ لی تھی وہ باہر نکالکر قتل کیئے گئے اور بعض جو اپنے چھپرون مین جاکر چھپے تھے وہ جلا دینے سے
بھسم ہوگئے۔ ۴۔ جون کو جو پریڈ ہوئی اس مین بدنظمی ہوئی ۶۔ جون کو کمشنر صاحب نے

لارڈ کیننگ کو لکھا کہ ہتھیار لینے کا کام بری طرح ہوا سپاہیون کے دل مین اس خیال کا ناسور رہے
کہ ان پر حملہ اس حال مین کیا گیا کہ اگر سپاہیون پاس ہتھیار نہ تھے یہہ تو ایک سویلین کی راے
ہے جو چندان اعتبار نہین رکھتی لیکن دو ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے یہی لکھا کہ سپاہ کے
ہتھیار لینے مین جلدی کی گئی اور ہوشیاری نہین کی گئی سکھون کی رجمنٹ کے ایک حصہ کا مقابلہ
کیا گیا مجھے یقین ہے کہ اگر اس سے مناسب طور سے یہہ معاملہ کیا جاتا تو وہ خیرخواہ رہتا
اس معاملہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یہہ کام جیسا برا کیا گیا تھا ایسا ہی جلدی کیا گیا تھا یا شاید جلدی
کیا گیا تہا اسلئے برا کیا گیا تہا اگرچہ یہہ کام جلدی کرنے سے خراب طرح سے کیا گیا ہو مگر وہ اگر
دیر کر کیا جاتا تو اور زیادہ خراب ہوتا۔ غرض اس باب مین صفحے کے صفحے لکھنے والے
فرضی صورتین بنا کے فرضی نتیجے نکالتے ہین جو کچھ بڑی وقعت نہین رکھتے۔

اگرچہ فوجی کامیابی پوری ہوئی لیکن خوف وخطر دور نہین ہوا۔ ٹکر صاحب کا توکل جو خدا پر تھا
اسنے اپنا ظہور دکھایا۔ گبنس صاحب کو ایسے نازک زمانہ مین دوست مل گئے جنہون نے عیسائیون
کی جان ومال کی محافظت کی یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اگر بلوہ ہو تو عیسائی جو لڑنے والے نہین ہین ٹکسال
مین چلے جائین جو شہر اور چھاونی کے درمیان واقع ہے یہہ عمارت محافظت کے لیئے مناسب تہی
جب توپ بندوقون کی آوازون کا شور ہوا تو عیسائی ٹکسال مین آگئے مشنری رام نگر مین
چلے گئے کہ وہان سے چنار چلے جائین سویلین کچہری مین چلے گئے لیکن بڑا خوف یہہ تھا کہ سکھ
جو خزانہ کے محافظ ہین جنمین انکی جلاوطن مہارانی کے جواہر وزیورات رکھے ہوئے ہین وہ کچہری
کی عمارت مین آگ نہ لگادین اور عیسائیون پر جہان انکو وہ ملین حملہ نہ کرین۔

لیکن ایک سکھ سردار سورت سنگھ نے اس مصیبت کے وقت مین انگریزون کی بڑی
خدمت گزاری کی سکھون کی دوسری لڑائی کے بعد اس سردار کو حکم ہوا تھا کہ وہ بنارس مین
رہا کرے جسکے سبب وہ سرکار کا بڑا شکرگزار تھا اسکو گبنس صاحب پر بڑا بھروسا اور اعتماد تھا
وہ صاحب کے ساتھ کچہری مین دونالی بندوق کندھے پر دھرے ہوئے کچہری مین جاتا تھا
سکھ سپاہیون کو جو غصہ آرہا تہا انکو وہ اپنے سمجہانے سے دہیما کرتا تہا اور انکے دلون مین جو اپنے
بہائی بندون کے انتقام کا جوش اٹھتا تہا اسے دباتا تھا۔ غرض اسکے سمجہانے سے سکھون نے

سرکاری خزانہ اور لاہور کے جواہر یوروپین کے حوالہ کیئے کہ وہ اپنی محافظت کے مقام مین لے جائین
معزز و مشہور برہمن پنڈت گوکل چند نے اپنے تمام اثر و رعب وداب کا وزن انگریزون کی
خیرخواہی کی ترازو کے پلڑے مین چڑھا دیا وہ جج کی عدالت کا ناظر تھا۔ گبنس صاحب پاس
بہت آتا جاتا تھا۔ اگر وہ اشراف عیسائی بھی ہوتا تو رات دن برابر انگریزون کی اعانت ایسی متواتر
نہین کرتا جیسی اسنے پنڈت ہونے کی حالت مین کی۔

ایک اور خیرخواہ بڑے دولتمند صاحب حکومت دیونراین سنگھ تھے وہ برٹش گورنمنٹ
کے بڑے خیرخواہ و فرمانبردار بڑے عاقل روشنضمیر فیاض صاحب مروت و فتوت تھے انھون نے
اہل شہر کو انگریزون سے برگشتہ نہین ہونے دیا انکی خدمات کا خواہ کسی الفاظ مین بیان کیا جائے
مبالغہ نہین ہوگا۔

خطابی راجہ نبارس بھی انگلش کی خدمات بہت اچھی طرح بجالاتے تھے۔ ۴۔ جون کی رات کو
جو سنری بھاگ کر رام نگر مین گئے انکی بڑی اچھی طرح مدارات کی غرض اگر ہندوؤن مین سے ایسے
خیرخواہ انگریزون کے نبارس مین خدا نہ پیدا کرتا تو پھر وہان عیسائیون کا نام و نشان باقی نہین بچتا
۵۔ جون کو لارڈ کیننگ کو کمشنر ٹکر صاحب نے لکھا کہ شہر مین امن ہی امن ہے مگر ٹکسال
مین آدمیون کا ایسا ہجوم ہے کہ انکی آوازون کے غل شور مین لکھنا مشکل ہے وہ ایسا دیوستہان
بن رہا ہے کہ اس مین خیال کرنا لکھنا یا کسی کام کا کرنا ناممکن ہے"۔ پھر ۹۔ جون کو صاحب کمشنر نے گورنر جنرل
کو لکھا کہ یہہ مجھے بالکل ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر اور چھاؤنی مین امن امان رہا ٹکسال مین
ہم سب رات کو سوتے ہین مگر کسی بنگلے و کوٹھی کو کسی نے انگلی نہین لگائی اور دن کو سارے
کام معمول کے موافق ہوتے ہین۔ فرزانگی و مردانگی سے گبنس نے جج کے کامون کی جگہہ
مجسٹریٹی کے کام کرنے شروع کیئے ہین اسنے اپنی کچہری بند کردی ہے اور انتظامی کام
اپنے ذمے لے لیئے ہین۔ کچھ اپنی ہیبت سے کچھ اپنی محبت سے سارے شہر کو اپنے بس مین
کرلیا ہے۔

۴۔ جون کو جب باغی سپاہی دیہات مین پھیلے تو سارے دیہات مین فوراً بدانتظامی اور
غارتگری نے پاؤن پھیلائے۔ چند روز مین قانون اور انتظام رخصت ہوا۔ ۱۳۔ جون کو

مسٹر ٹکر صاحب لکھتے ہین کہ ہین اس بات کا یقین نہین کرسکتا تہا کہ جس لمحہ مین گورنمنٹ کا ہاتھ اٹھ جائیگا تو دفعتہً زمیندار آپس مین ایک دوسرے کو لوٹنے لگینگے اور لوگ سڑکون پر غارتگری کرنے لگینگے تمام بڑے بڑے زمیندار اور نیلام مین حقیتون کے خریدنے والے بیدخل ہو رہے ہین وہ اپنی زمینون سے بیدخل کردئیے گئے انکے کارندے اکثر مارے گئے ہین اور انکا مال واسباب سب لٹ گیا ہے۔

قسمت بنارس اور الہ آباد مین گورنمنٹ نے مارشیل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیدیا۔ اس دن مسٹر ٹکر نے بھی گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ ہر سول افسر کو پورے اختیارات مجسٹریٹی کے مل جائین اور انکو موت حیات کا اختیار دیا جائے۔ مین اس قانون کو مارشیل لا پر ترجیح دیتا ہون مین نہین خیال کرتا کہ ملیٹری افسرون مین سے بہت سے افسرون کو موت و زندگی کا اختیار دیا جائے۔ تو اس سبب سے کہ انگریز بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہین اس نے انگلشی خون مین حرارت پیدا کردی ہے اسلیئے ادنے وجہ پر وہ ہندوستانیون کو گولی مارینگے یا پھانسی دینگے اسواسطے مین ترجیح دیتا ہون کہ اختیارات ان ہی ہاتھون مین رہین جنکی عادت مین داخل ہے کہ وہ شہادت کو جانچتے و پرکھتے ہین غالباً کوئی سولین کسی آدمی کے مارے جانے کا حکم بغیر کسی اصلی علت کے نہین دیگا۔ اگرچہ کمشنر بنارس نے اپنی جماعت کی طرفداری کا تھوڑا سا تعصب دکھایا تھا مگر یہہ اسکا لکھنا بالکل صحیح تھا کہ انگلشی خون کی گرمی رائے دینے مین دماغ کی سردی کو کام مین نہین آنے دیگی بالفعل ملیٹری افسر سب قسم کے مجرمون کو...... شکار کرتے پھرتے تھے۔ کتون اور گیدڑون یا کیڑون کی طرح انکو مارتے تھے اور کچھ افسوس نہین کرتے تھے اسی زمانہ کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ پریڈ پر ہتھیار لینے کے بعد اسنے ٹکسال سے صبح کو یہہ دیکھا کہ پھانسیون کی قطار لگی ہوئی ہے چندروز کے بعد ملیٹری کورٹ یا کمیشن ہر روز اجلاس کرتا اور بے غیرتی کے ساتھ آدمیون کو پھانسیان دینے کا حکم دیتا۔ کھیل کے طور پر کچھ کم عمر لڑکون نے باغیون کے علمون کو بلند کرکے تاشے بجائے تھے وہ سب پکڑے گئے اور انکو پھانسی لگنے کا حکم ہوا اسی کمیشن مین ایک جوان افسر تھا وہ روتا ہوا کمینڈنگ افسر پاس گیا کہ وہ اس حکم کو منسوخ کردے مگر کچھ رحم نہین کیا گیا۔ ایک گروہ پھانسی

دینے والا ضلع مین گیا ایک جنٹل مین اسپر فخر کرتے تھے کہ مین پھانسی بڑی حکمت سے دیتا ہون کہ مجرم کو ہاتھی پر چڑھاتا ہون اور مجرم کے گلے مین رسی ڈالکر آب کے درخت سے باندھتا ہون اور پھر ہاتھی کو بھگا دیتا ہون اس طرح سے وحشیانہ انصاف کی قربانی آٹھ کے نہد سے کی طرح کچھ دیر کے لیئے لٹکتی رہتی ہے ملیٹری افسرون نے مجرمون کے پھانسی دینے مین جو کام کیا تھا اس سے کچھ کم سویلین نے بھی نہین کیا۔ بنارس کا جیل خانہ ٹوٹا نہین تھا۔ نئے مجرمون کی کثرت تھی جیل خانہ مین مکانات انکے سمانے کے لیئے نہین تھے اس لیئے بڑے مجرمون کو پھانسی دی جاتی تھی اور چھوٹے مجرمون کی پیٹھ بیتون سے زخمی کی جاتی تھی اور وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے

بنارس سے چالیس میل کے فاصلہ پر جونپور تھا اس مین سکھون کی لدھیانہ رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جب ان کو خبر ہوئی کہ بنارس مین یوروپین نے انکی رجمنٹ پر فیر کیئے تو انہون نے کھلی بغاوت اختیار کی۔ لفٹنٹ میرا اپنے کمانیر کو اور مسٹر کیبج جنٹ مجسٹریٹ کو مار ڈالا خزانہ لوٹ لیا اور جو زندہ یوروپین تھے انسے ہتھیار لیکر کہا کہ جہان اپنی عافیت دیکھین چلے جائین۔ چند سکھون کی بغاوت نے سارے ضلع مین آدمیون کو باغی بنا دیا سپاہی روپیونکا بوجھ لیکر اودھ کو روانہ ہوئے کیٹری بڑھیاؤن اور قلانچ لڑکون نے جنہون نے عمر بھر روپیہ کی صورت نہین دیکھی تھی لوٹ کر خزانہ مین کوڑی نہین باقی رکھی ضلع کا سلسلہ بندوبست و انتظام بلبلہ کی طرح پھٹ گیا انگریزون نے ایک نیل کی کوٹھی مین پناہ لی۔ مسٹر فین اور انکے ہمراہیون کو جنہین پانچ لیڈیان اور گیارہ بچے تھے کمشنر بنارس نے کچھ گورون کو بھیجکر بنارس مین بلاکر بچا لیا۔

اضلاع زیرین سے اضلاع بالا کو گورون کی سپاہین روزانہ روانہ ہوتی تھین مگر انمین سے زیادہ تر سپاہی الہ آباد اور کانپور کو بھیجے جاتے تھے۔ مسٹر ایرچن بالڈ پالک کو جو اس نامور سپہ سالار کے بیٹے تھے جنہون نے کابل فتح کیا تھا ان سپاہیون کے لیجانے کی خدمت سپرد تھی۔ سپاہ کے لیئے کافی سواریان نہین ملتی تھین اور گورون کے لیئے آٹا اور رم شراب دونو پوری میسر نہین ہوتی تھین مسٹر ٹکر نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ وہ کمسریٹ کے ذخائر بھیجین یہان یوروپین سپاہ کی ضروریات کی رسد کچھ بھی بہم نہین پہنچتی"۔ کمشنر بنارس نے

۵ جون بغاوت جونپور

امداد اضلاع زیرین سے اضلاع بالا کی

مرزاپور اور غازی پور سے گورون کو دخانی جہازون مین بھیجکر خزانے منگا لیئے -

الہ آباد

بنارس سے الہ آباد سنتر میل پر ہے یہان گنگا جمنا ملتی ہین اور انکا دوابہ ختم ہوتا ہے شہر ایسا مفلس ہے کہ اسکا لوگون نے ظرافت سے فقیر آباد نام رکھ چھوڑا ہے گداوگر وہان کثرت سے رہتے ہین - اس مین ایک قلعہ نہایت مستحکم و استوار ہے اس مین سب قسم کے آلات حرب کا ایک بڑا میگزین رہتا ہے -

میرٹھ کے غدر کی خبر الہ آباد مین ۱۲ - مئی کو آئی اور چند روز کے بعد پھر غدر کے پھیلنے اور دہلی کی بادشاہی کی بحال ہونے کی خبر آئی - شروع ماہ مئی مین یہان ایک رجمنٹ چھٹی ہندوستانی تھی اور اسکے کمانیر کرنیل سمپسن صاحب تھے - ۹ - مئی کو مرزاپور سے فیروزپور کی سکھ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور دس روز بعد اودھ کے نیو آیئنی رسالہ کے دو ترپ اور بعد اسکے چار سے ساٹھ ضعیف و ناتوان گورے آ گئے تھے - چھاونی میوج قلعہ سے تین میل پر تھے اس مین زیادہ تر ہندوستانی سپاہ تھی اور قلعہ مین گورے اور سکھ تھے - سول افسر مسٹر چیسٹر کمشنر اور مسٹر کورٹ مجسٹریٹ تھے -

کرنیل سمپسن اور چھٹی رجمنٹ اور عوام اور سپاہیون کا خیال

ملیٹری افسرون کو اس چھٹی رجمنٹ کے سپاہیون کی خیرخواہی پر پورا اعتبار تہا وہ ان کو اپنا بچہ سمجھکر پیار کرتے تھے مگر سول افسر انکی طرف سے مشتبہ تھے - ہر روز طرح طرح کی افواہین چھاونی اور شہر مین اڑتی تھین - سرکشی کے سرغنہ لوگون کے دلون مین بددلی پیدا کرنے مین کوشش کرتے تھے بازار بند تھے شہر کے آدمی تو مجسٹریٹ کو اطلاع دیتے تھے کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے اور سپاہی اپنے افسرون سے اہل شہر کی شکایت کرتے تھے کہ انسے ہوشیار رہنا چاہیئے وہ فساد کرنے کو آمادہ ہین - ایک دفعہ یہہ خبر اڑی کہ انگریزون نے یہہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ کارتوس قلعہ کے سامنے رجمنٹ سے کٹوائے جائینگے اور اگر وہ کارتوسون کے کاٹنے سے انکار کریگی تو وہ قلعہ کی توپون سے اڑادی جائیگی - یہہ بھی کہا گیا کہ سپاہی خزانہ کو قلعہ مین نہین جانے دینگے اور سکھ رجمنٹ کے آدمیون سے وہ انگریزون پر حملہ کرنے کے لیئے سازشین کر رہے ہین اسوقت ہر جنس کی قیمت گران ہوگئی تھی اسکی گرانی بھی لوگ انگریزون ہی کے سبب سے جانتے تھے -

۲۲-مئی کی مجلس شوریٰ میں یہ بات فیصل ہوئی کہ عورتین اور بچے اور انگریز قلعہ مین چلے جائین چنانچہ قلعہ مین وہ سب چلے گئے۔ مجسٹریٹ صاحب نے یہہ بھی حکم دیا کہ انگریز جو سپاہی نہین ہین وہ پولس کے سوارون کو ہمراہ لیکر شہر مین انتظام رکھین۔ ۶- رجمنٹ کے سپاہیون نے کہا کہ ہم کو دہلی کے باغیون سے لڑنے کو بھیجدو ان کے افسرون نے کلکتہ کے تار پر یہہ خبر لارڈ کیننگ کو بھیجی گورمنٹ نے دل سے انکا شکریہ ادا کیا۔

بنارس میں جو واقعہ ۴-جون کو واقع ہوا تھا اسکی خبر تار پر اول سمپسن صاحب پاس آئی انہون نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے رات دن بند رہین اور کوئی شخص خواہ کسی رنگ اور مذہب کا ہو قلعہ مین بغیر پاس کے نہ جانے پائے اور یہہ بندوبست کیا کہ پل پر چھٹی رجمنٹ کی ایک کمپنی متعین کی اور پل پر دو توپین لگائین کہ بنارس سے الہ آباد مین باغیون کو نہ آنے دین اور اودھ کی غیر آئینی رسالہ کو بھی اس کام کے لیئے ایک جگہ متعین کیا۔ جب رجمنٹ مین یہہ خبر آئی کہ بنارس مین رجمنٹون نے بغاوت کی اور انپر یورپین سپاہ نے حملہ کیا تو اسکو بھی اپنے لیئے اندیشہ و خوف پیدا ہوا۔ جب رجمنٹ کے نن کمشند افسرون نے ایڈجیوٹنٹ کو اطلاع دی کہ سپاہ کو یہہ اندیشہ پیدا ہوا ہے تو ایڈجیوٹنٹ (اجیٹن) نے کرنیل سمپسن کو اطلاع دی انہون نے اسپر کچھہ التفات نہین کیا۔ رجمنٹ کو پریڈ پر بلایا اور انکو گورنر جنرل کا وہ شکریہ سنایا جو رجمنٹ کی خیر خواہی کے اظہار کا انہون نے کیا تھا اسپر سپاہیون نے خوب چیرز دیئے۔ سب افسر میس کوٹ مین کھانا کھانے گئے۔ اور آپس مین گفتگو ہو کر یہہ بات قرار پائی کہ پل پر جو دو توپین گئی ہین وہ قلعہ مین منگائی جائین۔ انکے قلعہ مین آنے کا حکم کرنیل نے دیدیا۔ میس ہوس مین بہت سے نوجوان لڑکے کیڈٹ (نو آموز قواعد) آ گئے تھے جنکے رخسارون مین انگلنڈ کے گلاب کا رنگ چمکتا تھا اور انکی بو سے ہنوز انکی ماؤن کے لبونپر تازہ تھے مس کوٹ سے جا کر سب انگریز اپنے گھرون مین چلے گئے ۹ بجے کے قریب الہ آباد مین سارے انگریز چونک پڑے کہ رجمنٹ نے شور وشر کا بگل بجایا اور غدر مچایا۔ کرنیل اور سب افسر کوارٹر گارڈ پر جمع ہوئے تو انکو معلوم ہوا کہ پلٹن نے جنکو وہ وفادار سمجھے بیٹھے تھے بغاوت کی کرنیل نے جو پل کی توپون کے قلعہ مین جانے کا حکم بھیجا تھا اس حکم کو سپاہیون نے مانا نہین اور لفٹنٹ ہارورڈ

ادہ ۲۲-مئی

اصلاح ۱۸۵۷ء ۶-جون ۵۷ء

افسر توپخانہ سے کہا کہ توپین قلعہ مین نہین جانے پائے کی وہ چھاونی مین جائینگین ۔ صاحب
غیر آئینی رسالہ سے مدد مانگنے گئے جسکے افسر کپتان الکسنڈر تھے انہون نے اپنے سوارون کو
حکم دیا جنہون نے با دل ناخواستہ حکم کی تعمیل کی ۔ یہہ دو نو افسر مع رسالہ کے چلے کر رستے
مین توپین چھاونی کو جاتی ہوئی ملین انہون نے سوارون کو توپون پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو
تین سوارون نے حکم کی تعمیل کی باقی سب جانب مخالف سے جا ملے الکسندر صاحب
مارڈالا ہارورڈ صاحب نے مشکل سے اپنی جان بچائی اب کل رجمنٹ باغی ہوگئی سیمپسن صاحب
پریڈ سے قلعہ مین بھاگ آئے اور بعض اور افسر بھی بچ گئے مگر باغیون نے سات افسرون
اور سات انسائین لڑکون کو جنکا ذکر اوپر ہوا بڑی بے رحمی سے مارڈالا ایک انسائین زخمی
ہوکر بچا وہ قلعہ مین جاکر مرگیا ۔

زیادہ تر انگریز قلعہ کے اندر تھے اپر اس باہر کی سرکشی کا اثر کچھہ نہین ہوا مگر قلعہ کے اندر یہہ
خوف لگا ہوا تھا کہ باغی رجمنٹ کی ایک کمپنی اور سکھہ سپاہی قلعہ کے اندر تھے جب کرنیل سمپسن
صاحب زخمی ہوکر قلعہ مین آئے تو انہون نے اس کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور انکو قلعہ سے
باہر نکالدیا کہ وہ باغیون کے ساتھ ملجائین سکھون کو لفٹننٹ برسے سیر صاحب نے بڑی دانائی
سے اپنا خیرخواہ بنالیا ۔

رجمنٹ کی بغاوت کے ساتھہ ہی اہل شہر نے بھی سرکشی اختیار کی یہان پرانے خاندانی مسلمان
بہت رہتے تھے جو ابھی تک مغلون کی بادشاہی کو بیٹھے ہوئے رو رہے تھے انکو سرکشی کے لیئے
اچھا موقع ملا ۔ ۶ ۔ جون کی رات کو لوٹ و غارت کا بازار گرم ہوا جیل خانہ ٹوٹ گیا ۔ قیدی جنکے
پاؤن مین بیڑیان چھن چھن کرتی تھین لوٹ کے لیئے انگریزی کوٹھیون کی طرف دوڑے اور
راہ مین جو یوروپین اور یوریشین ملا اسکو بڑی بے رحمی سے قتل کیا ۔ عیسائیون کے گھر لوٹ لیئے
بنگلون کے جلانے کے شعلے آسمان پر جاتے تھے اور اہل قلعہ کو بتلاتے تھے کہ اب وہ اپنے
گھرون کو جاکر خاکستر دیکھین گے ۔ عیسائیون کی تمام دوکانین لوٹ لین اور سٹیم کمپنی کے
کارخانہ کو خاک مین ملادیا ۔ ریلوے کے کام کو مٹادیا ۔ ٹیلیگراف کو توڑدیا قلعہ سے باہر جتنے
انگریز تھے انکو مارڈالا شہر کی مفسد آبادی نے فرنگیون کو لوٹ مار کر کے اپنا بغض و کینہ خوب

نکالا۔ سپاہیون کے ساتھ جو سرکار کے پنشن خوار سپاہی تھے وہ بہی شریک ہوگئے گو لڑنے کی
طاقت ان مین نہین تہی مگر صلاح و مشورہ دینے مین وہ بہی شریک تھے قانون اور حکومت دونو
تھوڑی دیر کے لئے سب خاک مین مل گئے کوتوالی مین مسلمانون نے اپنا سبز جھنڈا کھڑا کیا
اس ملک مین پہلے بنگالی انگریزون کے بچے سمجھے جاتے تھے انکو بہی سب طرح سے شہر کے
بدمعاشون نے لوٹ لیا۔

۷ جون ۱۸۵۷ء

خزانہ کے لوٹنے پر باغیون اور شہر کے بدمعاشون کی اول نگاہ ہوتی ہے لیکن یہان رات کو
باغیون نے آپس مین بالاتفاق یہہ ٹھیرایا کہ پورا خزانہ دہلی لے جاکر بادشاہ کے قدمون کی
تلے رکہنا چاہیئے۔ لیکن رات کی نیت حرام ہوتی ہے وہ صبح کو بدل گئی دوسرے دن دوپہر
کے بعد انہون نے خزانہ کو کہولا اور ہر ایک سپاہی نے جسقدر روپیہ وہ اٹھا سکتا تھا
لے لیا جب سب نے خاطر خواہ روپیہ لیا تو باقی خزانہ اور لٹیرون کے لوٹنے کے لئے چھوڑ دیا
بہادر شاہ کی قسمت بھی گئی خزانہ مین کوڑی نہ رہی ہر سپاہی روپیہ لیکر اپنے گاؤن کو گھر روانہ
ہوا مگر بہت ہی تہوڑے سپاہی زندہ رہے ہونگے جنکو یہہ حرام کا روپیہ آرام سے کھانا نصیب
ہوا ہوگا۔

اضلاع کی سرکشی

الہ آباد اور بنارس کے اضلاع مین تمام گنوارون نے سر اٹھایا اور تلنگون کو جو روپیہ
لیئے اودھ کو جاتے تھے خوب لوٹا۔ تعلقہ دار جنکی زمینین دیوانی عدالت کی ڈگریون مین
نیلام ہوگئی تھین انکو گنوارون نے اپنا سرغنہ بنایا —— ان لوگون کو خوب لوٹا
مارا جنہون نے نیلام مین اراضی خریدی تہی اور نئے زمیندار بنے تھے انکے ساتھ گنوار
کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے مسلمان زمیندارون اور پریاگ وال برہمنون نے خوب سر اٹھایا۔
دیہات کو جلایا انکا مال اسباب لوٹا مگر راجہ مانڈا اور راجہ بتیا و راجہ آیارہ سرکار کے خیرخواہ
تھے وہ اضلاع کے انتظام مین انگریزون کے ممد و معاون تھے۔

مولوی لیاقت علی قوم کا جلاہا تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تہا اپنے تقوے کے سبب سے
اپنے گاؤن مین بہت سے مرید بنائے تھے جب اول بغاوت کا ظہور ہوا تو پرگنہ چائل کی
زمیندارون نے اسکو اپنا سرغنہ بنایا اور بادشاہ دہلی کی طرف سے الہ آباد کا صوبہ

قرار دیا (یہہ مولوی دہلی مین آنکر بادشاہ کی طرف سے الہ آباد کے صوبہ ہونے کا فرمان لے گیا تھا) کچھ دنون الہ آباد کے خسرو باغ مین بیٹھ کر اپنی گورمنٹ کی صورت بنائی۔

۱۱ جون کرنیل نیل کا الہ آباد مین آنا

اب ۱۱-جون کو وہ ایک بہادر شجاع کرنیل نیل الہ آباد مین آیا جسنے باغیون کو ناک چنے چبوائے اور اسنے چند آدمیون کی سلطنت کو بہت سے آدمیون کی مملکت مین قائم کر دیا اور اپنی قوم کی بہادری کے جوہر دکھادئے وہ قلعہ کے دروازہ مین داخل ہوئے سنتری نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اب جناب ہم کو بچادین گے۔ لارڈ کنینگ نے تار پر حکم بھیجدیا کہ وہ الہ آباد کا کمنڈر ہے وہ گھوڑے کی ڈاک مین جون کی گرمی مین جلتے ہوئے آئے وہ اپنی بی بی کو لکھتے ہین کہ مین بنارس سے الہ آباد کے قلعہ مین دوپہر کو آیا مین گرمی کے مارے ایسا مضمحل ہوگیا تھا کہ کئی روز تک پلنگ پر سے اٹھا نہین گیا۔ جب ہم پر حملے ہوتے تھے تو مین توپون پر بیٹھ کر حکم دیتا تھا مین نے چند روز تک پانی اور شیمپین قوت کے لیے پی" مگر انہون نے ایک لمحہ بھی اپنی لیاقت و قابلیت مین شبہہ نہین کیا کہ وہ سب مشکلات کو رفع دفع کریگی۔ انہون نے اپنی بی بی کو لکھا "کہ مین نے ہمیشہ اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے اگرچہ مین بہت مضمحل ہوگیا ہون مگر مین اپنے دل کو ہمیشہ قوی رکھتا ہون" انہون نے بنارس سے آتے ہوئے راستہ مین خوب سوچ لیا کہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت نہین ہے بلکہ رعایا کی بھی سرکشی ہے انکو اول یہ خیال تھا کہ مشیت ایزدی عجیب ہے کہ قلعہ اب تک ہمارے ہاتھون مین ہے انہون نے لکھا کہ قلعہ کو سکھون نے نہین لیا یہہ عجیب بات ہے وہ ظاہر مین چڑچڑاتے ہوئے خفا معلوم ہوتے ہین ہم کو دشمن چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہین اور ہم قلعہ مین بند ہین انہون نے اپنے آنے کے بعد دوسرے دن قلعہ پر سے دارا گنج پر جسمین بہت سے باغی سرکش بھرے ہوئے تھے توپون کے گولے مارنے شروع کیئے اور سکھون اور فیوزیلیر کو بھیجکر باغیون سے اسکو صاف کیا اور اس مین آگ لگا دی اور پل پر قبضہ کر کے اسکو درست کر لیا۔

۱۲-۱۸ جون قلعہ کے سکھون کا بلوا

سکھ قلعہ سے بہت باہر آتے جاتے تھے۔ لوٹ مار خوب کرتے تھے اور والنیٹر بھی انسے لوٹ مین کم نہ تھے سکھہ بئیر اور وائن اور سپرٹ بہت سے انگریزی سوداگرونکی دکانونکو لوٹکر قلعہ مین لے آئے تھے اور پانی کی طرح خود پیتے تھے اور یورپین کے ہاتھ بیچتے تھے۔ بدقسمتی کی فرمان روائی ہو رہی تھی

جسنے ملیٹری حکومت کچھ مدت کے لیئے غارت ہوگئی تھی اور اسنے انگریزون کو بچون کی طرح
بیکس و بیبس ناچار کھا تھا - غرض شراب بھی ایک دشمن تھی جسکو نیل صاحب نے گولی باروت سے
نہین بلکہ اپنی عالی دماغی سے یون اپنے بس مین کیا کہ کمسریٹ کے محکمہ کو ہدایت کی کہ وہ سکھون سے
ساری شراب خرید لے اور انکی منھ مانگی قیمت انکو دیدے اور گورنمنٹ کے گودام مین اُسے
رکھ دے - انہون نے صلاح ومشورہ مجسٹریٹ کورٹ سے لیکر یہہ فیصلہ کیا کہ سکھ لوٹ کے
بڑے بھوکے ہین انکو باغی زمیندارون کے لوٹنے کی ترغیب دی جائے تو وہ بہت خوش ہونگے
بس اس ترغیب سے وہ قلعہ کے پاس ایک سرکاری عمارت مین بھیجے گئے جسپر قلعہ کی فصیل کی
توپون سے مار پڑسکتی تھی -

اب نیل صاحب نے قلعہ سے سکھون کو نکالکر باغیون کے پراگندہ اور انتظام کرنے کا ارادہ
کیا کہ ہندستانیون کو معلوم ہو کہ وہ اپنی محافظت کے سوا اور کام بھی کرسکتے ہین - انہون نے
کیٹڈ گنج اور بھول گنج پر قلعہ سے توپین مارنی شروع کین اور ایک دخانی جہاز مین فیوزلیر اور
سکھون اور غیر آئینی سوارون کو بھیجا کہ وہ دہات پر حملہ کرین - غرض انہون نے دہات مین سرکشون
کے دہوئین اڑا دیئے اور انکو بالکل بیدم کردیا -

۱۷ - جون کو مجسٹریٹ شہر کی کوتوالی مین آئے کسی نے مقابلہ نہین کیا سارا شہر خالی پڑا
تھا - اہل شہر کو خوف تھا کہ انگریز سارے شہر کو قلعہ کی توپون سے اڑا دین گے -

۱۸ جون کو نیل صاحب مع اپنی تمام سپاہ کے باہر نکلے اور کچھ سپاہ اپنی دریاباد
اور سیواتیون کے دہات سیدآباد و رسول آباد پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجی اب یوروپین
شہر کے اور تمام اپنی چھاونی کے مالک ہوگئے - اب یہہ بڑا سوال پیش ہوا کہ باغیون کے
ساتھ نرمی کی جائے یا سختی - الہ آباد کی مدبرون نے یہہ تجویز کی کہ باغیون و سرکشون کے
ساتھ سختی کی جائے -

الہ آباد مین باغیون کی سرزنش مین اور سب جگہہ سے زیادہ سختی کی گئی وہ انتقام لینے مین

ہندوستانیون سے بہی زیادہ سختی بڑھ گئی۔ مارشیل لا جاری ہوا اور سی وجون مین گورمنٹ نے
تین بڑے سخت قوانین جاری کیئے جنکا ماحصل یہہ تہا کہ اکثر سول اور ملیٹری افسرون کو باغیون کے
مار ڈالنے اور سخت سزا دینے کا اختیار تہا جسکا اپیل کچھ نہ تہا ان سب قوانین پر پورا عمل ہوا گورنر جنرل
مع کونسل نے جو کاغذات پارلیمنٹ مین بہیجے ہین انمین لکہا ہے کہ بوڑہی عورتین اور بچے بہی باغیون
کی طرح مارے گئے ہین۔ اگرچہ وہ پہانسی نہین دیئے گئے مگر جب دیہات جلائے گئے یا انپر
گولیان ماری گئین تو اس مین عورتون اور بچون کے بچانے کا کچھ لحاظ و پاس نہین کیا گیا یہہ بات
بڑے فخر سے سرکاری کاغذات مین بیان کی جاتی ہے کہ تین مہینے تک روزانہ آٹھ گاڑیان
ان مردون سے بھری ہوئی صبح سے شام تک بہیجی جاتی تھین جو سڑکون اور بازارون مین پہانسی
دیئے جاتے تھے چھ ہزار آدمی عدم آباد مین بسائے گئے۔

آگے جانے کے لیئے لشکر تو موجود تہا مگر اسباب سفر مہیا نہ تہا نہ گاڑیان تھین نہ خیمے ڈیرے
نہ گورون کی خورش کا سامان۔ کپتان ڈیوڈسن صاحب کمسریٹ کے افسر تھے انہون نے بڑی
کوشش کرکے رسد اور گاڑیان جمع کین۔ ٹھیکہ دار ڈہونڈھے نہین ملتے تھے باغیون کے ڈر سے
اور کچھ انگریزون کے انتقام لینے کے خوف سے۔ اسوقت سب سے زیادہ آفت اہل تجارت پر آ رہی تہی
انکا مال اسباب لوٹا جاتا تہا شہر کے سارے بازار لٹے ہوئے پڑے تھے۔ اسباب رسد
کہان سے اور کیونکر خریدا جا سکتا تہا غرض اس مین کمسریٹ کے سررشتہ کی برائی نہین تہی
بلکہ یہہ وقت ہی ایسا تہا کہ اس مین خاطر خواہ رسد کا جمع ہونا ناممکن تہا۔

رسد کی بہم رسانی کی مشکل پڑ رہی تہی اب اسپر ایک اور آفت ہیضہ کی آئی۔ گرمی شدت سے
پڑتی تہی سپاہ کو خوراک اچھی ملتی تہی۔ ۲۳ جون کو ستر سپاہیون سے کمانڈر کام نہین لے سکتا تہا
فیوزیلیر کا ایک افسر لکہتا ہے "کہ تین راتین گذری ہین کہ ہم نے ۲۳ سپاہیون کو دفن کیا دو لیڈیون کی
جان ہیضہ کے خوف سے نکل گئی"۔ جو بیمارون کی آرام کا سامان تہا وہ پیچھے چھوڑ دیا گیا تہا۔
ہماری اسپتالون مین پنکہا کہینچنے والے اور ٹٹیان جہڑکنے والے آدمی بہت تہوڑے یا بالکل نہ تھے
ڈولیان تہوڑی تھین اور انکے لیئے بہی کہار موجود نہ تھے۔ ہندوستانیون کی مدد کے بغیر انگریز کچھ
کر نہین سکتے تھے لیکن پھر بہی جو انسے ہو سکتا تہا وہ بغیر انکے کرتے تھے کہ اپنے خیمون کی جھالک

کمسریٹ کی پریشانیان

ہیضہ کا پھیلنا

ہندوستانیوں کو دکھائیں۔

جون کی آخر تاریخ میں میجر رینالڈ مدراس فیوزیلر کے چار سو یورپین اور تین سو سکھ اور بیقاعدہ رسالہ کے سوار لیکر الہ آباد سے روانہ ہوئے۔ نیل صاحب نے انکو یہہ ہدایتیں لکھکر دین کہ سڑک کے قریب جو آپ کی راہ مین دشمنون کے مقامات ملین انپر حملہ کرکے غارت وتباہ کرو مگر ادرون کو ہاتھ نہ لگاؤ ان باشندون کی ایسی اعانت کرو کہ پھر وہ سرکار کے مطیع وتابع ہون خاص باغی دہات بتلا دیئے گئے تھے کہ وہ بالکل غارت کیئے جائین اور انکے باشندون کو پھانسی دیجائے باغی رجمنٹون کے تمام سپاہی جو اپنے تئین بری نکرسکین پھانسی دیئے جائین فتح پور کے قصبہ نے بغاوت کی ہے وہ برباد کیا جائے اور اسمین پٹھانون کا محلہ منہدم کیا جائے اور اسکے تمام باشندے قتل کیئے جائین اور تمام باغیون کے سر لٹکائے جائین اگر وہان کا ڈپٹی کلکٹر پکڑا جائے تو اسکو پھانسی دی جائے اور اسکا سر قصبہ کے مسلمانون کے بڑے مکان پر لٹکا یا جائے۔ یہہ لشکر سیدھا کانپور کی سڑک پر روانہ ہوا اور کپتان سرجن دخانی جہاز مین لشکر لیکر گنگا مین روانہ ہوا اسکو حکم تھا کہ وہ جہانتک ممکن ہو ویلر صاحب کے مورچون کے قریب لنگر انداز ہو اور سر ہیو کو جہاز حوالہ کیا جائے کہ وہ عورتون بچون بیمارون زخمیون کو بٹھاکر کلکتہ لے جائے۔

باب دوم

کانپور

(کرنیل ہنری ہیولوک)

کرنیل صاحب ایک قدیمی افسر ملکہ کی سپاہ کے تھے لیکن وہ کمپنی کی ایک رجمنٹ مین متعین ہو گئے تھے وہ برہما اور افغانستان و مرہٹون سے لڑائیان لڑے تھے سپاہیون کی خو بو سے خوب واقف تھے۔ وہ متوسط درجہ کے آدمی تھی بڑے امیرون سے کوئی ناتہ

رشتہ نہین رکھتے تھے اسلیئے انکے عہدون کی ترقی بہ تدریج ہوئی وہ نصف صدی سے سپہ گری کے کامون کو بڑے غور سے مطالعہ کرتے تھے وہ تمام یوروپین جنگون کے اصول سے واقف تھے غرض کل سپاہ مین کوئی افسر ایسا نہ تھا جو انپر سبقت رکھتا ہو جیسے وہ پختہ کار سپاہ مین تھے ایسے ہی اپنے مذہب مین پکے تھے وہ ولی کہلاتے تھے اور انکی رجمنٹ بھی ولیون کی کہلاتی تھی انکے سپاہی کبھی شراب نہین پیتے تھے اور خدمت گزاری کے لیئے مستعد رہتے تھے باوجودیکہ وہ عیسائیت مین بڑے گرمجوش تھے مگر وہ جنگ کو حق سمجھتے تھے اور اسکی خونریزی مین گلستان کی بہار کا لطف اٹھاتے تھے۔ وہ میدان جنگ مین ہمیشہ رہنا چاہتے تھے وہ ہندوستان مین ملکہ معظمہ کی سپاہ کے ایڈ جیوٹنٹ جنرل تھے اور جنگ ایران مین برگیڈ جنرل ہوکر گئے تھے وہان سے واپس ہوکر مدراس مین آئے تھے وہان انکو معلوم ہوا کہ سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس پریسیڈنسی کے کلکتہ مین بلائے گئے ہین۔

جب جنرل این سن کی وفات کی خبر لارڈ کیننگ پاس آئی تو انہون نے مدراس سے سر پیٹرک گرینٹ کو انکے عہدہ پر مقرر کیا اور کلکتہ مین بلایا۔ یہہ اور ہیولوک صاحب دونو ایک جہاز مین کلکتہ گئے اسوقت کانپور اور لکھنؤ کی حالت بڑی نازک ہو رہی تھی ایڈ لشکرکشی کے کمانڈر ہیولاک صاحب مقرر ہوئے انہون نے جو نقشہ لڑائی کا کھینچا اسکو گرینٹ صاحب نے پسند کیا۔ غرض وہ اس مہم مین بالکل خودمختار تھے وہ جانتے تھے کہ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اسلیئے وہ اپنے اوپر ایسا بھروسا نہین کرتے تھے جیسا کہ خدا پر۔ انہون نے کہا کہ خدا مجھے ایسی فرزانگی دیسکتا ہے کہ مین گورنمنٹ کی تمناؤن کو پورا کرون اور جن اضلاع مین دنگہ فساد ہو رہا ہو انہین امن امان قائم کرون انکے پاس سپاہ مین چار رجمنٹین مع سوارون اور توپخانون کے تھین مگر بڑی مشکل یہہ تھی کہ گھوڑے تھے اور توپون اور توپچیون کی کمی تھی گاڑیان کمیاب تھین انکے لشکر کو الہ آباد مین جمع ہونے کو حکم ہوا تھا۔ وہ ۲۵۔ جون کو ڈاک مین کلکتہ سے روانہ ہوئے۔

ہیولوک صاحب اور نیل صاحب نے الہ آباد مین ۳۰۔ جون کو ایک ہی جگہہ حاضری کھائی اگرچہ پہلے اس مہم کے سپہ سالار خودمختار نیل صاحب مقرر ہوئے تھے وہ اس کے لیئے بڑی تیاریان کر رہے تھے اب انکو ایک دوسرے افسر کے ماتحت کام کرنا پڑا اگر اس سے ان کے

ہیولوک صاحب کا تقرر

ہیولوک صاحب کا الہ آباد پہنچنا

دل مین بال برابر بھی ملال نہین ہوا - دونون سپہ آرائون نے ایک دل ہوکر کام کیا دونو کی بالاتفاق
یہہ راے ہوئی کہ پہلے رے ناڈ صاحب کا لشکر پیش قدمی کرے اور جہاز مین سر جن صاحب
پیچھے روانہ ہون جہاز نسبت لشکر کے تیز سفر کریگا اسلیئے پیچھے روانہ ہونے کے سبب سے
وہ اور لشکر دونو برابر پہنچینگے -

اگرچہ رے ناڈ صاحب کے لشکر نے تیزی سے اندھیری راتون مین تین روز سفر کیا اور
مین اسنے درختون مین بہت سے آدمیون کو پھانسی مین لٹکا ہوا دیکھا لیکن ۲- یا ۳- جولائی کو
ایک ہندوستانی مخبر رے ناڈ کے لشکر مین آیا جسکو سر ہنری لارنس نے بھیجا تھا اُسنے خبر دی کہ
اب کانپور مین ویلر صاحب نے اپنے تئین باغیون کو حوالہ کیا اور انکے سب ہمراہی بڑی بیرحمی
سے قتل کئے گئے - نیل صاحب کو اس خبر کا یقین نہین ہوا انہون نے یہہ خیال کیا کہ دشمن نے
یہہ فریب اسلیئے کیا ہے کہ لشکر آگے نہ بڑھے ہیولوک صاحب کو اس خبر کا پورا یقین تھا
اور دو مخبر الہ آباد مین آئے جنہون نے کانپور کا مفصل حال بتلایا - نیل اور ہیولوک کے درمیان
اس امر مین اختلاف ہوا ایک مخبرون کی خبر پر یقین کرتا تھا دوسرا اسکو دشمن کی دھوکہ بازی جانتا تھا
اب ہیولوک صاحب نے رے ناڈ کے لشکر کو حکم بھیجا کہ وہ آگے نہ بڑھے -

بنارس اور آگرہ کی طرح کانپور کوئی تاریخی شہر نہین ہے وہ صرف چمڑے کے کام مین اور تجارت مین
مشہور تھا - بوٹ اور گھوڑے کے زین اور ساز اور جوتے اس مین اچھے بنتے تھے اور مقامات
کی نسبت سستے بکتے تھے انگریزی اسباب کثرت سے یہان فروخت ہوتا تھا - ساٹھہ ہزار آدمیون کی
آبادی تھی اودھ کے قریب کے سبب سے اسکی چھاونی بڑی تھی اسکا رقبہ چھہ یا سات مربع میل تھا
برسون تک وہین چھاونی مین انگریزی سپاہ بہت رہی مگر افغانستان کی سرحد کی طرف سرکاری عملداری
بڑھنے سے اور اودھ کے الحاق ہونے سے اس چھاونی مین سپاہ کا کثرت سے رہنا موقوف ہوگیا
مگر پھر بھی یہہ چھاونی ایک ڈویژن کی ہیڈ کوارٹرس تھی کوئی یوروپین رجمنٹ اسکی بارکون مین نہیں تھی
ہندوستانی سپاہ بہت تھی صرف ساٹھہ یوروپین گولہ انداز تھے بنارس سے ۸۴ وین رجمنٹ کے
ساٹھہ گورون اور چند مدراس کے فیوزیلر کو ٹکر صاحب کمشنر بنارس نے یہان بھیجا تھا ہندوستانی
پہلی و ۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹین پیدلون کی اور دوسری رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی کل

سر ہیو ویلر

تین ہزار سپاہ تھی - کانپور ڈویزن کے کمانڈر جنرل سر ہیو ویلر تھے وہ سرکار کمپنی کے بوڑھے بڑے تجربہ کار افسر تھے - وہ پچاس برس سے ہندوستانی سپاہ کو دیکھ رہے تھے کہ کیسی اچھی طرح سے فرمان برداری کے ساتھ بہادرانہ اسنے جنگ کی - اسوقت بڑھاپے نے انکی قوت جسمانی و دماغی کو کم کردیا تھا مگر پھر بھی وہ سپاہیون کے قصورون کو خوب سمجھتے تھے بارک پور و برہام پور کے واقعات کو سنکر وہ جانتے تھے کہ سپاہ نمک حرامی ضرور کریگی - جب دہلی اور میرٹھ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تو انہون نے ایسی تدبیرین کین کہ کانپور مین سپاہیون مین یہہ آگ مشتعل ہو - یہان کی گورون کی ۳۲ وین رجمنٹ لکھنو چلی گئی تھی اور اپنی عورتین بچے و بیمار ناتوان یہین چھوڑ گئی تھی اور بہت سے یوروپین و یوریشین سوداگر اور انکے بیوی بچے کانپور مین رہتے تھے اور انکی کوٹھیان دور دور بہت جگہہ پھیلی ہوئی تھین - اب اس بوڑھے جرنیل کو ان سب کی محافظت کا کام کرنا پڑا جسکا اسنے اپنی پچاس برس کی ملازمت مین کبھی نہین کیا تھا

حفاظت کا سوال

چھاونی مین محافظت کے لیئے کوئی مکان میگزین سے بہتر نہ تھا لیکن اسکو جنرل نے اس سبب سے پسند نہین کیا کہ وہان سے ہندوستانی سپاہ کے پہرہ کو ہٹانا پڑتا جس سے اندیشہ تھا کہ سپاہ مین بددلی پھیلیگی اسلیئے ایک اور جگہہ انہون نے تجویز کی جو دریا سے کچھ فاصلہ پر تھی اور سپاہیون کے کاہی مکانون کے قریب تھی اور اس مقام مین ایک حصار تعمیر بنایا اور اس مین مورچے بنائے اور انہین توپین لگائین کمسریٹ کے سررشتے پاس رسد کی بہم رسانی کے احکام بھیجے مگر رسد کا سامان حسب ضرورت نہین جمع ہوا -
حصار کی دیوار ایسی بنائی گئی کہ چار فیٹ سے زیادہ اونچی نہین تھی جسپر سے گھوڑا پھلانگ کر اندر جا سکتا تھا - گرمی کا موسم تھا زمین سخت تھی اسکا کھودنا بھی مشکل تھا - جیسے میگزین پر سپاہیون کا پہرہ اسلیئے موقوف نہین کیا گیا تھا کہ سپاہ کے دل مین شبہ نہ پیدا ہو شاید جس سے کوئی فساد کھڑا ہوتا اسلیئے خزانہ بھی سپاہیون کی سپردگی سے نکالکر حصار مین نہین منگایا کہ مبادا کوئی فساد پیدا ہو - ویلر صاحب نے سر ہنری لارنس سے ۳۲ وین رجمنٹ کی ایک دو کمپنیون کی کمک مانگی سو انہون نے ۸۴ گورے بھیجدیئے اور ہندوستانی سوارون کے دو دستے بھیجدیئے

کہ وہ آگرہ اور کانپور کی سڑک کو جاری رکھین اور دو سیدانی توپین بھی بھیجین جنکے افسر لفٹننٹ
الیٹس تھے۔ ہنری لارنس نے اپنے ملیٹری سکرٹری میجر ہیس کو بھی بھیجا کہ وہ کانپور کا حال
دریافت کرکے اس سے اطلاع دے وہ کانپور مین آکر اپنے کام مین مصروف ہوئے
نانا صاحب کا پہلے بہت کچھ حال لکھا جاچکا ہے کہ کیا کیا اسنے اپنی پنشن کی بحالی کے لیئے
کوششین کین اور ان مین ناکامیاب ہوئین مگر اسنے کبھی انگریزون کے ساتھ اپنی کسی عداوت کا
اظہار نہین کیا بظاہر انگریزون کا دوست بنا رہا اور انسے دوستانہ ملاقاتین کرتا رہا وہ کانپور
کے مجسٹریٹ مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے بڑا دوستانہ ارتباط رکھتا تھا۔ جب سپاہیون
نے اپنی ناراضی کے آثار دکھائے تو اسنے کہا کہ یہہ سپاہیون کی بیوقوفی ہے جو یہہ یقین
کرتے ہین کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اسنے ریاکاری اور
مکاری سے دوستی ہی نہین دکھائی بلکہ جب میرٹھہ کی بغاوت کی خبر کانپور مین آئی تو اسنے
مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے کہا کہ آپ اپنے بی بی بچون کو اور لیڈیون کو بٹھور مین
بھیجدین۔ مین انکی سب طرح سے محافظت کرونگا خواہ کتنے ہی سپاہی لڑنے کو آئین مین انکا
مقابلہ کرونگا اسنے اپنے سپاہی بھیجدیئے کہ وہ تلنگون کے ساتھ ملکر خزانہ کی حفاظت کرین چنانچہ
اسکی مجسٹریٹ نے منظوری اسنے ۲۲۔ مئی کو دو سو مرہٹے مسلح اور دو توپین بٹھور سے کانپور
مین بھیجدین کہ وہ خزانہ کی محافظت کرین اور وہ خود مع اپنے باڈی گارڈ کے انکے ساتھ آیا اور
چھاونی کے قریب سول سٹیشن مین مقیم ہوا۔

ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دن تھا جس مین کروڑون آدمی خوشی مناتے ہین اسکی سلامی کی توپین
نہین چھوڑی گئین کہ کہین ہندوستانیون کو یہہ شبہہ نہ ہو کہ سپاہیون نے غدر کیا۔ شام کو
سر ہیو ویلر نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی "یہان بالکل خیر وعافیت ہے لیکن یہہ کہنا ناممکن ہے
کہ کتنے دنون خیریت رہیگی۔ ابھی یہہ تار بھیجا تھا کہ جنرل پاس معتبر خبر آئی کہ رات کو یا کل دن کو
بلوہ ہوگا۔ سب طرح کی اسکے روکنے کے لیئے تیاریان کی گئین لیکن بلوہ نہین ہوا۔ ۲۶ کو
جنرل نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ "یہان بالکل خیر وعافیت ہے غالباً آیندہ بھی رہیگی مین نے
حصار بنا کے مورچے بنا لیئے ہین اسپر خواہ کتنے ہی آدمی حملہ کرین مین انکا مقابلہ کرونگا۔ اب

نانا صاحب

۲۴ مئی

مجھے امید ہے کہ اس بڑے مقام مین بغیر خونریزی کے امن قائم رکھونگا۔ ۳۰- مئی کو سر ہنری نے
گورنر جنرل کو لکھا کہ ۳۲- رجمنٹ کے جو گورے سپاہی آئے تھے سر ہنری لارنس نے انکو واپس
بلایا وہ ڈاک گاڑیون مین کل صبح لکھنؤ پہنچ جائینگے - ۸۴ وین پیدل کے اس وقت اکھتر گورے
آئے ہین - سب طرح خیریت ہے - سب کے دل دہلی کی طرف سے پریشان ہورہے ہین -
۳۱- مئی کو پھر انہون نے لکھا کہ یہان سب طرح کی خیر و عافیت ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ رہیگی -
۳- جون کو پھر انہون نے لکھا کہ اب تک خیر و عافیت ہے مگر سپاہ مین برگشتہ ہونے کے دورے
اٹھتے ہین پھر ایک گھنٹہ کے بعد انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ہنری لارنس نے اپنی تکلیف بیان
کی تھی اسلیئے مین نے ان پاس پچاس گورے ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین پیدل رجمنٹ کی ڈاک گاڑی
مین بھیجدیئے ہین جس کے سبب سے میری سپاہ کا زور بہت ضعیف ہوگیا ہے مجھے یقین ہے کہ
جب تک اور یورپین سپاہ آئیگی مین اپنے تئین سنبھالے رہونگا -
یہہ آخر پیغام تھا جو سر ہیوویلر کا لارڈ کیننگ کے پاس بھیجا گیا تھا - یہہ اس جنرل کی بڑی بہادری و
دلاوری تھی کہ باوجودیکہ اسکو روز خبرین آتی تھین کہ سپاہ بغاوت کرنیکو ہے مگر پھر بھی وہ
ہنری لارنس پاس گورون کی سپاہ بھیجے جاتا تھا جس رات کو انہون نے ہنری لارنس پاس
پچاس گورے سپاہی بھیجے ہین انکے پاس خبر آئی کہ سوار بگڑنے کو بیٹھے ہین تو اسنے احکام جاری
کیئے کہ عورتین اور نہ لڑنے والے آدمی حصار مین چلے جائین اس رات مین وہان قریب آٹھ سو
آدمی کے زندہ درگور ہوئے جنمین سے چار سو کے قریب عورتین اور بچے تھے انکی حفاظت کے لیئے
فقط سب قسم کے سپاہی دو سو تھے اور اسی افسر تھے جنمین چند سویلین تھے اور ایک تھوڑا گروہ خیر خواہ
سپاہیون کا تھا کل سپاہی لڑنے والے تین سو تھے - کانپور اسکول کے لڑکے تین سو دو غلی نسل کے
تھے -

۴- جون کو ایک مہینے کے کھانے کا سامان جمع کرلیا گیا اور خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ حصار مین
آگیا - لیکن خزانہ مین نو لاکھ روپیہ باقی تھا - میگزین سے کچھ سامان حرب و ضرب نہین لیا گیا اسکو
ناناصاحب کے اعتبار پر چھوڑ دیا گیا اور مجسٹریٹ کو یہہ خبر لگی کہ شام کو جھٹ پٹے کے وقت
پہلی جون کو نانا اور اسکے بھائی کی ملاقات ایک کشتی مین ٹیکا سنگہ صوبہ دار رسالہ دوم سے ہوئی

صوبہ دار نے نانا صاحب سے کہا کہ آپ انگریزون کے خزانہ اور میگزین کی حفاظت کے لیے آئے ہین ہم سب ہندو مسلمان اپنے مذہب بچانے کے لیے متفق ہوئے ہین اور تمام بنگال کی سپاہ اس مقصد کے لیے متحد ہو گئی ہے آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین؟ نانا نے جواب دیا مین بھی اپنے تئین سپاہ کے حوالہ کرتا ہون جو وہ کہینگی مین کرونگا۔ نانا صاحب نے بیان کیا کہ یہہ صلاح و مشورہ سپاہ کے خیرخواہ رکھنے کے لیے کیا گیا تھا۔ دوسرے دن ایک سوار جو اس صلاح مشورہ مین شریک تھا اسنے ایک کسبی سے جسکے گھر مین وہ شراب پیتا تھا کہا کہ پیشوا کی سلطنت کا اشتہار دیا جائیگا اور کانپور مین نانا بادشاہ ہوگا تو پھر اسکا گھر چاندی سے نہین بلکہ سونے سے بھر دیا جائیگا اسی رات کو خزانہ کے تحویلدار نوکس نے دوسرے رسالہ کے پیٹرول (شب گرد) سوار کو مار ڈالا۔ مجرم کورٹ مارشیل سے اس سبب سے رہا ہو گیا کہ وہ شراب کے نشہ مین بالکل بیہوش تھا اس رہائی سے دوسرے رسالہ کے سوار نہایت ناراض ہوئے اور انہون نے غصہ مین آنکر کہا کہ ایک دن ہماری بندوقین بھی اسی طرح اتفاقیہ چلنے والی ہین۔

۴۔ جون کی رات کو دوسرا رسالہ سوارون کا اور پہلی پیادہ رجمنٹ فوراً بغاوت پر تیار ہوئی سوار گھوڑون کے لینے کے لئے دوڑے اور پیادے ہتھیارون کے واسطے سب سے اول سوارون کا باغی ہونا ایک دستور ہو گیا تہا۔ انہون نے تپنچے بغیر کسی نشانہ کے چھوڑنے شروع کیئے۔ پھر آگ لگائی جسکے شعلے آسمان سے باتین کرتے تھے۔ انگریزون کو حصار مین بتلاتے تھے کہ غارتگری و تباہی شروع ہوئی۔ نواب گنج مین دیوانہ وار سوار خزانہ و میگزین کے لیے دوڑے اور پہلی رجمنٹ نے بھی انکی پیروی کی۔ کرنیل اورٹ انکے پیچھے گئے اور بے فائدہ پکارا سکئے کہ بابا لوگ کہان جاتے ہو بہت مربیانہ طور پر انکو سمجھایا مگر انہون نے کچھ نہ سنا انکی محبت کے الفاظ نے انکو شرارت سے نہین باز رکھا۔ سپاہیون نے افسرون کے مارنے کا قصد نہین کیا مگر بغاوت کا ارادہ کیا اور سیدھے خزانہ و جیل خانہ اور میگزین کی طرف گئے جہان وہ گئے وہان آگ لگائی لوٹ کی لیکن عیسائیون کو چھوڑ دیا انکا خون نہین کیا۔

نواب گنج کے ہمسایہ مین دونو رجمنٹون کے سپاہی آئے اور نانا کے سپاہیون کے یار بن گئے خزانہ لوٹا جیل خانے کے دروازے کھولے قیدیون کو چھٹا دیا۔ سرکاری دفترخانون کو آگ لگائی

بیان موبرے ٹامسن [illegible]

اور اسکے تمام کاغذات کو جلا دیا۔ میگزین کی توپین اور اسکے ذخیرے باغیون کے ہاتھ مین آئے سوار لینون مین جاکر ہاتھی اور چھکڑے لائے اور ان پر اپنے لوٹ کے مال کو لادا۔ سپاہیون کو یہہ خیال تھا کہ مرکز بغاوت کی طرف یعنی دہلی کی طرف جلد سفر کیجئے۔ وہ نواب گنج مین اس انتظار مین ٹھیرے کہ اور جو دو رجمنٹین ۵۳ وین اور ۵۶ وین ہین انکو دیکھین کہ وہ ہمارے ہمراہ ہوتی ہین یا نہین۔ انکے افسر انکے ساتھ لینون مین سوئے دو بجے سے طلوع آفتاب تک رجمنٹین پریڈ پر تھین ہر ایک افسر اپنی کمپنی کے ساتھ تنہا پھر وہ پریڈ پر سے رخصت ہوئے اور وردیان اتار کر اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے اور انگریزی افسر اپنے حصار مین یا بنگلون مین گئے پھر چھپی ہوئی بغاوت کی آگ پھیلنی شروع ہوئی ایک سپاہی سے دوسرے سپاہی کو اور ایک کمپنی سے دوسری کمپنی کو لگتی چلی گئی۔ دوسرے رسالہ کے بعض سفوی انکے پاس آئے اور انکو بہکایا کہ تم اپنی تاخیر کے سبب سے خزانہ کے حصہ سے محروم ہو جاؤگے۔ اب اس امر کا تجربہ نہین کیا گیا کہ انگریزی افسرون کا اثر ان پر ابتک اتنا باقی ہے یا نہین کہ وہ انکو وفادار دوست بناتا بلکہ بجائے اسکے یہہ کہا گیا کہ دور انداز توپ سے تین گولے ۵۶ وین رجمنٹ کے سپاہیون پر مارے گئے جسکے سبب سے وہ پراگندہ ہوکر نواب گنج کی طرف بھاگے مگر سب نے بغاوت نہین کی بعض اپنے آقاؤن کے ساتھ وفادار تا دم مرگ رہے۔ رجمنٹ کے علم اور خزانہ جو کوارٹر گارد مین تھے انکے بچانے مین صوبہ دار میجر بھوانی سنگہ نے بڑی کوشش کی اور اس کوشش کرنے مین وہ زخمی ہوا خون مین لتھڑ پتھڑ پڑا تھا کہ حصار مین بھیجا گیا

۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹون نے نواب گنج کی دو رجمنٹون کے ساتھ ملکر خزانہ لوٹا اور جیل خانہ توڑا اور قیدیون کی امداد سے یوروپین کے مکانات کو لوٹا۔ خزانہ مین بیس لاکھ روپیہ تھا اسکو ہاتھیون و گاڑیون مین لدوایا جنکو وہ اپنی لین سے لائے تھے اور کل لشکر نے دوپہر کو کلیان پور کی طرف سفر کیا جو پہلا پڑاؤ دہلی کی سڑک پر تھا۔

یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ سوارون کے دوسرے رسالہ اور پہلی ہندوستانی پلٹن کے افسرون کا ایک ڈیپوٹیشن نانا پاس گیا اور اسنے کہا اگر آپ ہمارے ساتھ ہون تو سلطنت آپ کے لئے ہے اور اگر آپ ہمارے دشمنون کے ساتھ ہون تو موت آپ کے لیے ہے تو نانا نے

فوراً جواب دیا مین انگریزون کے ساتھ رہکر اب کیا کرون گا مین تو اب تمہارا ہون پھر اسنے افسرن کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسم کھائی کہ مین تمہارا ساتھی ہون - یہہ ڈیپیوٹیشن خوشی خوشی کلیان پور مین اپنے ہمراہیون سے جا ملا-

ناتیا ٹوپی نے اپنی شہادت مین یہہ بیان کیا کہ جب رجمنٹون اور دوسرے سوارون کے رسالہ نے بغاوت کی تو اسکے دو دن بعد انہون نے ہم کو گھیر لیا اور مجھکو اور نانا کو خزانہ مین قید کرلیا اور خزانے و میگزین کو لوٹ لیا اور دونو مین کسی چیز کو باقی نہین رکھا خزانہ مین سے دو لاکھ گیارہ ہزار روپیہ نانا کو دیا کہ وہ اپنے سپاہیون کو دیدے نانا ان اپنے سپاہیون کی حراست مین تھا جو باغیون سے مل گئے تھے اسکے بعد تمام باغی نانا کو اور مجھے اور ہمارے ملازمون کو ساتھ لیکر چلے اور انہون نے ہم سے کہا کہ تم دہلی چلو کانپور سے تین کوس گئے تھے تو نانا نے کہا کہ اب شام ہونے کو ہے بہتر ہوگا کہ یہین مقام کرو اور دوسرے دن سفر کرو سپاہیون نے انکے کہنے کو مان لیا اور یہین ٹھیر گئے - صبح کو کل سپاہ نے نانا سے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ دہلی چلے نانا نے انکار کیا تو پھر انہون نے کہا کہ ہمارے ساتھ کانپور چلو اور وہان لڑو تو نانا نے اسپر اعتراض کیا لیکن انہون نے اسپر کچھ توجہ نہین کی اور نانا کو وہ قیدیون کی طرح لیکر کانپور مین چلے آئے اور لڑائی شروع کی"۔ نربت افیون کا ٹھیکہ دار اپنے روزنامچہ مین یہہ لکھتا ہے کہ جب نانا نے دیکھا کہ تمام رجمنٹین باغی ہوکر دہلی جانے کے لیئے بیتاب ہین تو اسنے افسرن اور سپاہیون کو بلایا اور انسے کہا کہ جبتک دہلی جانا مناسب نہین ہے کہ کانپور مین یورپین کو اور انکے عورت و بچون کو قتل نہ کرلو - انہون نے نانا کی رائے سے اتفاق کیا اور وہ کانپور آنے پر راضی ہوئے اور ۶- جون کو واپس آکر صوبہ دار کے تالاب پر خیمہ زن ہوئے"۔ ایک اور ہندوستانی مورخ اس اوپر کے بیان کی تصدیق کرتا ہے - جب ڈےپیوٹیشن مذکور نانا کے پاس سے چلا گیا تو نانا نے اپنے بھائیون اور شریر عظیم اللہ سے صلاح و مشورہ لیا عظیم اللہ نے یہہ کہا کہ دہلی جانا حماقت ہے اس شاہی دارالسلطنت مین جاکر ہم بادشاہ کے دربار کے ماتحت و مطیع ہونگے اور شاید اپنے اختیار و اقتدار کھو بیٹھینگے - سپاہ نانا سے ٹوٹ کر بادشاہ کے ساتھ ہوجائے بادشاہ نانا کو نکالدیگا نانا کے لیئے عقل کی بڑی بات یہہ ہے کہ کانپور کو لے لے اور سمندر تک اپنی سلطنت کو وسعت دے

عظیم اللہ نے کہا کہ میں انگریزون کے ضعف سے خوب واقف ہون کہ لکھنؤ مین جن بلاؤن مین انگریز مبتلا ہین انکے لیئے امداد کہین اور سے بنارس الہ آباد آگرہ سے نہین آئیگی کہین سے ویلر صاحب کو کمک کی امید نہین چار ہندوستانی رجنٹین قواعد دان اور بٹھور کی سپاہ اور توپخانی اور سامان حرب وضرب اتنا ہے کہ کونسا کام ہے جو ہم نہین کر سکتے ۹ ہندوستان مین ہندوستانیون کی سپاہ سے گورون کی سپاہ چوتھائی ہے اور اس سپاہ نے بغاوت کی ہے بس انگلش کی حکومت فنا ہوگئی (ایک میم صاحب بیان کرتی ہین کہ جب مین عظیم اللہ کے روبرو گئی تو اسنے کہا کہ تم کیون واویلا کرتی ہو دہلی کے بادشاہ نے دہلی لے لی اور شمالی ہند سے انگریزون کو نکالدیا اور جب ہم کانپور اور لکھنؤ لے لینگے تو کلکتہ پر لشکرکشی کرینگے اور دکن کے مالک ہو جائینگے اور تمہارا خاوند (ایک سوار تھا جسنے اس میم کو پکڑ لیا تھا) جواب کرنیل بنایا گیا ہے بڑا آدمی ہو جائیگا اور تم بڑی بیگم ہوجاؤگی) ان دلائل نے انکو یقین دلا دیا کہ کانپور واپس جانا بہتر ہوگا۔ نانا اور اسکا بھائی بالا بھٹ اور عظیم اللہ کلیان پور گئے نانا نے ہر سپاہی کو سونے کا کڑا اور لوٹ کا لالچ دیا سپاہ سب کانپور واپس جانے کے راضی ہوگئی۔ برہمن سپاہیون نے پیشوا کے متبنے کو اپنے راجہ بنانے کی سلامی اتاری اور صوبہ دار ٹیکا سنگہ سوارون کا جنرل اور جمعدار جوجن سنگہ ۵۳ وین پلٹن کا اور صوبہ دار گنگا دین ۵۶ وین رجمنٹ کا کرنیل مقرر ہوا سب اعلے عہدون پر ہندو مقرر ہوئے کوئی مسلمان نہین مقرر ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان برہمنی تعصب غالب تھا یہان کی بغاوت مین مسلمانون کو دخل کم تھا۔

۶ - جون کو باغی سپاہ نانا صاحب کو اپنا سپہ سالار بنا کے کانپور مین آئی شہر کے اندر داخل ہونے مین اول اسکا قصد تہا کہ پہلے متمول مسلمانون کے گھرون کو لوٹین لیکن پھر دست آز اور دراز ہوا جسنے ہندو مہاجنون کو اور سنارون کو زور اور ظلم کرکے لوٹا اس اثنا مین سوارون کی ٹولیان چھاونی مین گئین ادہر ادہر خوب گھوڑے دوڑائے۔ رامچندر کی جے کے خوب آوازے لگائے مسلمانون نے بھی نعرے لگائے کہ خدا نے کافرون کو غارت کیا۔ انگریزون کی کوٹھیون کو جلایا ہوا بڑی تیز چلتی تھی ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی مین جلد آگ لگجاتی تھی۔ سوار عیسائیون کے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ جو انکو بیچارے یورپین اور ایسٹ انڈین اور ہندوستانی عیسائی ملتے انکو قتل کر ڈالتے

ایک کوٹھی مین چار کلرک اوفس رہتے تھے انہون نے لڑکر باغیون کو ہٹا دیا مگر جب باغیون نے انکی کوٹھی کو آگ لگا دی تو دہوئین سے انکا دم گھٹا وہ باہر آئے اور مارے گئے عورتین اور بچے بڈھے کہین بھاگ کر جاتے تھے تو مارے جاتے تھے ۔ چند گھنٹون مین کانپور کی چھاونی جلکر خاکستر ہوگئی ۔

نانانے اپنے تئین مرہٹون کے مہاراجہ ہونے کا اشتہار نقارون کی آوازون کے ساتھ دیا ۔ اسکا بھائی بالو دہتو بیس سوار ہمراہ لیکر بٹھور مین گیا کہ مرہٹون کی حکومت کا اعلان کرے اسنے اس نئی گورنمنٹ کو شہر اسطرح کیا کہ پیشوا کی بیواؤن کے ایجنٹ کو اور اسکے کنبے کو توپون کے منھ سے اڑایا اس طرح سزا دینا مرہٹون کو بہت مرغوب ہے پیشوا کا بہنوئی اور بہت سے مرہٹے جو نانا کو گزند پہنچاتے تھے پابزنجیر ہوئے نانا نے خود اقامت اس مکان مین اختیار کی جو چھاونی کے شمال مین تھا وہان بالفعل ایک توپ لگا دی تہی ۱۰ بجے پہلے ایک گولہ محصورین پر مارا گیا لیکن اسدن باغیون کی توجہ زیادہ تر لوٹ پر بہ نسبت لڑائی کے تھی ۔ رات کو شہر مین ہلڑ رہا گنا ہون مین سے جو آدمی لوٹ کے لالچ سے یا جذبات شہوانی کے سبب سے کرسکتا ہے انمین سے ایک بھی چھوڑا نہین گیا ہر شخص کے دل مین جو آتا وہ کرتا ۔

۶ ۔ جون کو سر ہیو ویلر صاحب پاس نانا نے ایک چھٹی بھیجی کہ آج میرا ارادہ آپ پر حملہ کرنے کا ہے اس ارادے سے بڑی سراسیمگی پھیلی جسکی وجہ معقول تہی کہ جب سپاہ دہلی گئی تو محصورین جانتے تھے کہ اچھا ہوا کہ سب باغی دہلی گئے اب کوئی خوف ڈرانے والا باقی نہین رہا ۔ اگر شہر کے مفسدین حملہ کرینگے تو انکا مقابلہ محصورین جب تک اچھی طرح کرینگے کہ یورپین سپاہ جو کلکتہ سے آنیوالی ہے آجائیگی یا جلدی سے سب الہ آباد چلے جائینگے ابھی دن بہت نہین چڑہا تہا کہ بندوقون کی آوازون اور توپون کی دہوان دہون نے دکھلا دیا کہ نانا نے حملہ کی خالی ہی دہمکی نہین دی تہی ۔ عورتون اور مردون نے اپنے حصار کے نیچے دیوارون سے دل فگار ہوکر دیکھا کہ ان کے جلتے ہوئے گھرون سے شعلے اٹھ رہے ہین دشمنون کے نزدیک ہونے کی آوازین قریب ہوتی جاتی ہین ۔ لفٹنٹ اشبی بیس وولنٹیر اور اپنی توپین لیکر دشمنون کا مقام دریافت کرنے گئے وہ پانچسو گز گئے ہونگے کہ انہون نے دیکھا کہ شہر کے کنارہ پہ باغی سپاہ صف بستہ کھڑی ہے یہہ دیکھ کر وہ فوراً دوڑ کر چلے آئے ابھی حصار مین وہ داخل ہی ہوئے تھے کہ پہلا گولہ

حصار کی کچی دیوار پر لگتا ہوا چھوٹی بارک مین گیا اور ایک توپچی اس سے ہلاک ہوا۔ بارکون کے باہر عورتون اور بچون کا ایک گروہ تھا وہ اس گولہ سے پراگندہ ہوا۔ بگل ہوا کہ سب آدمی اپنے ہاتھون مین ہتھیار لین اور ہر شخص خواہ وہ نقارچی ہو یا محرر ہو یا رجمنٹل افسر ہو اپنی اپنی جگہہ پر جلد چلا جائے سب لڑنے والے اپنی اپنی جگہون پر گئے اور لڑنے کو تیار ہوئے۔ جتنا دن چڑہتا گیا دشمنون کی توپون سے گولے پے در پے آنے لگے اور آدمیون کو نشانہ بنانے لگے۔ جب ایک گولہ آتا اُسکے ساتھ عورتون اور بچون کی آہ و فغان کا شور مچتا۔ محاصرہ کے پہلے دن مین تو ہیبت و دہشت نے جسکی عادت نہین تھی صبر و شکیب اختیار مین نہین رکھا مگر جلدی سے ان بیکسون مین سے یہہ ضعف بشری جاتا رہا پھر انکا تحمل و صبر دہشت و ہیبت پر غالب ہو گیا۔

پھر محاصرہ شروع ہوا جسکے سبب سے محصورین پر وہ بلائین اور آفتین نازل ہوئین کہ اُنسے زیادہ کبھی دنیا کی تاریخ مین نہین دیکھنے مین آئین۔ حصار بودا تھا اور اسکے اندر پناہ کی جگہہ بہت تھوڑی تھی اور عورتون بچون و بیمارون کا ہجوم تہا انکے آسائش و آرام کا سامان نہ تہا ان سب مصیبتون پر سب سے زیادہ بلا گرمی کے موسم کی شدت تھی جون کا آسمان محصورین کے سر پر آگ کا شامیانہ تنا ہوا تھا لوئین چلتی تھین جو بھٹی کی آگ کی گرمی سے کم گرم نہ تھین۔ اس موسم مین یورپین کی قوت دانائی نہایت تنزل کے درجہ پر ہوتی ہے پھر اس مین لڑائی کا ہونا انگریزون کے لیئے قیامت ہے۔ اس موسم مین عورتون کو جو خس کی ٹٹیون اور پنکھون کے نیچے پر آرام کے کمرون مین بیٹھا کرتی تھین اب انکو اس حصار کے آتشکدہ مین رہنا پڑا جسکو محاصرین سب طرف سے گھیرے ہوئے آگ برسا رہے تھے لڑنیوالے مردونکو کثیر التعداد دشمنون سے رات دن لڑنا پڑا۔ ہندوستان مین انگریزون کی ضروریات مین یہہ باتین داخل ہین کہ اس موسم مین صبح و شام نہائین اور کئی دفعہ کپڑے بدلین اور آسائش و آرام کے لیئے خدمتگارون سے کام لین۔ دفعتہً وہ ان سب باتون سے محروم ہو گئے توپون کی دھوان دھار اور بندوقون کی دہڑا دہڑ اور موت کی طرح طرح کی ڈراونی صورتون مین پھنسے تھے تمام زندگی بسر کرنے کے طریقون کو خاک مین ملا دیا خاص کر عورتون کو بہت سے کام کرنے پڑتے تھے جو انکی عادت و رسم کے خلاف تھے انکو تنہا رہنا پسند تہا یا اب ایک ہجوم مین رہنا پڑا جس مین وہ اپنے بود و باش کے طریقون کو نہین برت سکتی تھین۔ یورپین سپاہ اپنے

جون ۶ سے ۲۷ جون تک محاصرہ

مقابلہ مین ہندوستانیون کے کثیر التعداد ہونے کو خاطر مین نہین لاتی اور انکو اپنے مقابلہ مین حقیر و ذلیل سمجھتی ہے ۔ ہندو مسلمانون کے لشکر جو نانا چڑھا کر لایا اسکو انگریز بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگر انگریزون اور ہندوستانیون کے مقامات بدل جاتے تو ۔

انگریز اس کچے عارضی حصار کو ایک حملہ مین تباہ کر دیتے اور محصورین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب کوئی چیز محاصرین کو حصار سے باہر نہین رکھ سکتی سوا اسکے کہ چیدہ آدمیون کی بہادری غیر مغلوب اور بہت آدمیون کا پلپلا و کھس پھسا استقلال محاصرین تو ہر گھنٹے مین تازہ دم ہوتے رہتے ہین ایک گروہ انکا نہاتا ہے کھانا کھاتا ہے حقے پیتا ہے دوسرا گروہ اسکا لڑائی لڑتا ہے اور اسکے کمک کے لیے سپاہین حملہ کرنے آتی ہین وہ ان پاس کے مقابلہ کرنے والون سے پرے ہٹتی ہین جو تھکے ہوئے ہوتے ہین جنکے نسے کام کا انبوہ ہوتا ہے پیٹ بھر کے کھانا نہین ملتا مورچون مین ہر دم مشقت شاقہ اٹھاکے آگ کے مینہ کے نیچے رہتے ہین بوسیدہ کپڑے انکی پیٹھ پر ہوتے ہین انکے چہرون اور ہاتھون پر توپون کی کالک کی پپڑیان جمی ہوئی ہوتی ہین اگرچہ دشمن ذلیل حقیر تھے مگر وہ دولتمند اور شاہانہ ٹھاٹھہ رکھتے تھے انکے پاس توپون کا خزانہ تھا کانپور کے میگزین کی بندوقون و توپون و گولی باروت کی افراط تھی گورنمنٹ کی اور ڈی فینس کی حالت یہہ تھی کہ مورچون مین اسکو ملازم چلاتے تھے اور ان کی تعداد گھٹتی جاتی تھی انگریزی توپچی اپنی توپون کے نیچے ایک دوسرے کے بعد مرتے جاتے تھے اور ان قواعدوان توپچیون کی بجائے والنٹیر اور شائقین مقرر ہوتے تھے گو انکے دل مضبوط تھے لیکن انکی آنکھون کو شصت لگانی کب سکھائی گئی تھی اور انکی ہلکی توپین دشمنون کی بھاری توپون کی آتش زنی کا جواب نہین دے سکتی تھین لیکن جب وہ مورچون کے قریب آجاتے تھے اور زیادہ دق کرنا چاہتے تھے تو بھی توپین انکو بھگا دیتی تھین ۔

سر ہیو ویلر پر تو ستر برس کی عمر کا بار گران تھا انکی جسمانی قوت اتنی باقی نہین رہی تھی کہ وہ اس حصار کی محافظت کی جزئیات کی خبر گیری اچھی طرح کر سکتے انہون نے یہہ کام کپتان مور کے سپرد کر دیئے ۔ یہہ کپتان صاحب دشمنون سے مقابلہ کرنے مین بڑا دلاور و بہادر و ثابت قدم تھا دشمنون کے مقابلہ مین سب سے آگے وہی رہتا تھا اور اپنی مثال سے اورون کی ہمت او

جرأت بڑہاتا تھا وہ کسی محنت سے تھکتا نہ تھا کسی خوف سے ڈرتا نہ تھا وہ ۳۲ وین رجنٹ کا
کپتان تھا محاصرہ کی ابتدا مین زخمی ہوا تھا وہ اپنے ہاتھ کو گلے کی پٹی مین ڈالے ہوئی چارون
طرف پھرتا تہا اسکا دل کسی درد کو مانتا نہ تھا رات دن محنت کرتا تھا جہان جاسوسون نے اسکو
خبر دی کہ دشمن آگے بڑہا ہے تو فوراً تھوڑی سی سپاہ کو ساتھ لیکر حصار سے باہر دشمنون پر
حملہ کرنے جاتا اور جب تلنگے بھنگ کے نشہ مین بدمست ہوکر آگے قدم بڑہاتے انکو زندہ جانے
نہین دیتا - جب اسکو کوئی امید نہین رہتی تھی تو بہی دل نہین ہارتا تہا - جنگ کی ابتدا سے انتہا تک
کوئی انگلش کپتان اسسے زیادہ اپنی بہادری و دلاوری دکھانے والا نہ تھا -
اس محاصرہ کی تاریخ مین اس کپتان کے بہادرانہ کام اول درجہ رکہتے ہین مگر اور بہادرون نے
بہی کار ہار نمایان کیئے ہین کہ وہ یادگار روزگار رہین گے - دوسرے رسالہ کے میجر وائی برٹ تھی
جلکورڈان (بارک کا نام ہے) سپر تھی وہ اپنی کوششون مین رات دن لگے رہتے تھے دشمن آگ
برسا رہے ہین وہ اسکے اندر اپنا کام بڑی مضبوطی سے آخر وقت تک کرتے رہتے - دوسرے
رسالہ کے کپتان جینکنس صاحب تھے وہ بڑے بہادرون کے گروہ مین سے ایک تھے
وہ مورچون سے باہر ایک مقام کو دشمنون سے جب تک بچاتے رہے کہ ایک سپاہی نے دم چرا کر
انکے جبڑے مین ایک گولی ماری جسنے انکا کام تمام کیا - بنگال انجنیرون کے کپتان واٹسنگ صاحب
تھے جو حصار کے شمال مغرب کے محافظ تھے وہ دماغ روشن اور دل بہادر رکہتے تھے ۷۵ وین
رجنٹ کے چھوٹے افسر موسیو طامسن صاحب تھے - جہان زیادہ خوف ہوتا وہین آن موجود
ہوتے اگر وہ کانپور کی تاریخ خود نہ لکھتے تو اور مورخون کے بیان مین انکے کامون کی زیادہ تعریف
ہوتی مسٹر ٹروبلین صاحب نے خوب لکھا ہے کہ اس افسر نے اپنی جان کو جوکھون مین ڈالنے
مین کوئی کسر باقی نہین رکھی مگر تقدیر الٰہی کو یہہ منظور تھا کہ اسکو اسلیئے سلامت رکھے کہ انگلنڈ
جانے کہ نہایت مصیبت کی حالتون مین اسکے بیٹے اپنی قدیمی عزت کے رکہنے سے غافل نہین ہوتے
انکے دوست اور ہمراہی فوکس سی صاحب ۵۳ وین رجنٹ کے نوجوان افسر تھے انہین
بہادرانہ کام کرنے کی بڑی لیاقت تہی ایک دشمن کے گولے سے میگزین کے قریب آگ لگی باغی
اور محصورین جانتے تھے کہ اگر یہہ آگ نہ بجھیگی تو سارا میگزین اڑجائیگا بس سپاہی اسکے بجھانے کیلیئے

اٹھارہ و چوبیس پینی توپون کے گولون کی بوچھاڑ کے نیچے دوڑے گئے۔ موت کے پیغام لانے والے گولون سے نڈر ہوکر جلتی ہوئی گاڑی کے نیچے صاحب ممدوح گھس گئے اور جلتی ہوئی لکڑی کو گاڑی سے اپنے ہاتھون سے الگ کر دیا اور خشک مٹی آگ پر ڈالکر اسکو پہلے اس سے بجھا دیا کہ وہ پھیلے۔ مسٹر لنگ صاحب بارک کی دیوار پر بیٹھے ہوئے چیدہ چیدہ سپاہیون کو تاک کر نشانہ اجل بناتے وہ حملہ کرنے والون کے لیئے بڑے تازیانہ تھے وہ گولی سے مارے گئے اور جرڈس صاحب انجنیرون مین ایسی قومی غیرت وحمیت رکھتے تھے کہ کالے آدمی کے آگے سے بھاگنے کو اپنا ننگ و عار جانتے تھے انکے ہمراہی پکارتے رہے کہ اپنے تئین دشمنون کی گولیون سے بچاؤ مگر انہون نے انکی آواز کو سنکر بھی اپنے تئین کالے سپاہی کئے آگے سے بھاگ کر نہین بچایا۔ ان کے دل مین گولی لگی اور مر گئے۔ ابٹس صاحب بڑے گولہ انداز تھے انہون نے اپنی نو پینی توپون سے پے در پے گولہ زنی سے کل محصورین کی قابل تعریف محافظت کی اور محاصرین کو ڈرایا۔ وہ توپ چھوڑکر توپ کے پیچھے ہو بیٹھتے تھے اور اپنی آنکھ سے شصت بندی کر کے گولون سے دشمنون کو اڑاتے تھے۔ محصورین مین اور بہادر سپاہی تھے جنکی داد دینا تاریخ کی قدرت سے باہر ہے۔

صرف یہی بات نہ تھی کہ وہی آدمی جنکا پیشہ سپہ گری تھا اپنی کامل شجاعت کے جوہر دکھاتے تھے بلکہ وہ آدمی بھی جو سپہ گری سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے فوراً قوی جوانمرد بن گئے۔ ایسٹ انڈین ریلوے کے بعض انجنیر تھے جو کام کرنے کی طاقت اور مصیبت سہنے کی برداشت رکھتے تھے انہون نے حصار کی محافظت مین اپنے تئین ہمہ تن مصروف کیا اور اپنے حملہ آورون پر ظاہر کر دیا کہ ہم بھی رزم آرا کے فرقہ مین سے ہین گو ہماری پیٹھ پر سپاہی کی وردی نہین ہے ان مین سب سے زیادہ نامور مسٹر ہیرڈین صاحب تھے جنکے بدن کو گراپ کی گولیون نے چھلنی بنا دیا تھا انہون نے نزاع کی تکالیف مین بھی کبھی اُف نہین کی کہ موت نے انکو اس تکلیف سے چھڑا دیا۔ مسٹر مون کریف چیپلن نے بہادرون سے کم کام نہین کیئے جو بیمارون اور زخمیون کے پاس جاتے اور مرنے والون کو مذہبی تشفی و تسلی و تسکین دیتے جنسے ان نہین قوت غیر مترقبہ انجیل کے وعدون سے آجاتی۔

پہلے قدیمی بہادری کے زمانہ مین شاعرون نے مدح سرائی کی ہے کہ عورتون نے اپنے سر کے بالون کو کتر کر کمانون مین لگانے کے لئے دیدیئے لیکن اب زمانہ تیرون کا نہین رہا اب تو انکی جگہہ توپون کے غل مچاتے ہوئے دہنون سے گولے اوگراپ وکنبسٹر پھینکے جاتے ہین۔ جب ان چیزون مین کمی ہوئی اور دشمنون کی بھاری توپون سے حصار کی توپون مین ایسا نقصان آیا تو پھر وہ اس طرح سے نہین چل سکین جسطرح پہلے چلتی تھین تو عورتون نے اپنے لباس دیدیئے کہ وہ سیگزین کی ضرورتون کو رفع کرین۔ اگر ہر عورت کی بہادری کا بیان کیا جائے تو اسکے واسطے ایک ایسے بڑے دفتر کی ضرورت ہے جسکی اس مختصر مین گنجائش نہین۔ اس مصیبت اور آفت کے زمانہ مین عورتون کے بچے جننے کی تکالیف اٹھانی پڑتی تھین دشمنون کی آتش فشانی سے بعض مائین اپنے بچون کا دم اپنی گود مین آہستہ آہستہ نکلتے ہوئے دیکھتی تھین۔ بعض دیکھتی تھین کہ انکی گود مین سے دشمن کا گولا انکے بچون کو دفعۃً اڑا کر لے گیا۔ غرض کوئی بلا جسکو انسان سہ سکتا ہے ایسی نہ تھی کہ وہ انگریزی عورتون پر سختی کے ساتھ نازل نہوئی ہو بعض عورتون نے گولے اٹھا اٹھا کر سپاہیون کو دیئے۔ بعض نے زخمیون کی تیمارداری کی۔ بہت سی عورتون پر موت نے مہربانی کی ایک گولہ سے سات عورتین ایک دفعۃً مقتول و مجروح ہوئین۔ دورسن بستہ قیدیوں پر

۳۲ وین رجمنٹ کے ایک سپاہی ڈوڈسن کی بی بی ننگی کرچ لگا کے ـــــ پہرہ دیتی رہی کہ قیدی ـــــ بھاگ نہ سکے مگر جب تو مرد پہرہ دینے آیا تو وہ بھاگ گیٔ۔ غرض جب سے کہ دنیا مین لڑائی کا آغاز ہوا ہے کانپور کے لڑنے والون کی بی بیون اور بیٹیون نے جو اپنی بہادری اور صبر وتحمل کو دکھایا ہے وہ کبھی پہلے نہین دکھایا۔

محاصرہ ایک ہفتہ تک جاری رہا تھا جب ہین حصار مین بلا پر بلا زیادہ آتی گئی دو بارکون مین عورتین بچے اور ضعیف و ناتوان اور بیمار رہتے تھے انہین سے ایک بارک پر چھپر پڑے ہوئے تھے جسکے سر پر سب ہم کے گولے اور گولیان چل رہے تھے ہر طرح سے کوشش کرکے ان چھپرون پر کھپرے اور اینٹیں لگائی گئی تھین مگر وہ اسکی محافظت کے لیئے کافی نہ تھین ایک رات کو اس بارک مین آگ لگی اور سب جلکر بھسمنت ہوگئی۔ یہہ ایک حادثہ بڑا جانکاہ تھا بیمارون اور زخمیون کو اس سبب سے

کہ انہین بھاگنے کی طاقت نہ تھی زندہ جلکر مردہ ہونا پڑا انکے ہمراہی انکو بچا نہین سکتے تھے اسواسطے
دشمن اپنی اس کامیابی سے خوش ہوہوکر متواتر گولے و گولیان جلتی ہوئی بارک پر برساتے
تھے جسکے شعلے اندھیری رات مین انکے نشانے مارنے کے لیئے جگہہ بتلاتے تھے دو توپچی
مارے گئے لیکن بارک کا غارت ہونا ایک بڑا صدمہ جان خراش محصورین کے لیئے تھا
جسکے سبب سے بہت سی عورتین بے خان ومان ہوئین انکو دن رات کھری زمین پر رہنا
پڑا انکی کچہہ حفاظت پال کے ٹکڑے اور صندوق کرتے تھے جو جلدی جلدی دشمنون کی متواتر
آتش فشانی سے غارت ہوتے تھے اور اس سے زیادہ یہہ اور مصیبت تھی کہ اس آتش زنی
سے اسپتال کا دوائی خانہ اور اسکے سارے آلات جراحی برباد ہو گئے پھر تو کوئی چیز موت اور
درد کی تکالیف سے بچانے والی باقی نہین رہی۔

اس آتش زنی کا ایک اور نتیجہ یہہ تھا کہ بعض وفادار کالے سپاہی بھی گورون کے ساتھ
اس حصار مین محصور تھے انکو اس بارک کے برانڈے مین رہنے کی اجازت دیدی گئی تھی
ایک بڑا پرانا افسر میجر صوبہ دار بھوانی سنگھ دوسرے رسالہ کا تھا جسکا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین
کہ وہ زخمی ہوا تھا وہ حصار مین بھیجدیا گیا تھا اثناء محاصرہ مین یہہ دلیر پیر گولی کے لگنے سے
مرگیا۔ ۵۳ وین رجمنٹ کے دس ہندوستانی افسر مع وفادار سپاہیون کے جنرل ویلر کے
کیمپ مین تھے اور باقی اور رجمنٹون کے وفادار نمک حلال سپاہی حصار مین تھے اور انہون نے
محاصرہ کے اول ہفتے مین کچہہ خدمات بھی انگریزون کی کین تھین۔ لیکن جب بارک جل گئی تو
انکے رہنے کے لیئے کوئی جگہہ نہین رہی۔ خوراک کا سامان تھوڑا رہ گیا تھا اگرچہ کوئی وجہہ نہین تھی
کہ انپر اعتبار نہ کیا جاتا مگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ زیادہ تر بار بہ نسبت مددگار ہونے کے ہین اسلیئے
انسے کہدیا گیا کہ وہ حصار سے باہر جا سکتے ہین اگرچہ انکے لیئے حصار سے باہر جانے مین خوف
ہے مگر اس سے زیادہ خوف اندر رہنے مین ہے اسلیئے انہون نے اپنے گھر کی راہ لی انکی تعداد
اسی یا سو تھی جنمین اکثر افسر تھے بعض رستہ ہی مین فنا ہوئے بعض اپنے دیہات مین پہنچ گئے
لیکن چند ہی ایسے تھے جو برٹش کیمپ مین ایک وقت کے بعد آئے جنہون نے محاصرہ کے
اول دنون کے تجربون کو بیان کیا ان سپاہیون کے کنبون کے لیئے سرکار کی طرف سے خاطرخواہ

پنشنین مقرر ہوئین۔

حصار مین موت

دن بدن یہہ چھوٹا حصار ضعیف ہوتا جاتا تھا اور دشمنون کی آتش زنی زیادہ گرم ہوتی جاتی تھی - جو جلد مر گئے وہ بڑے خوش نصیب تھے ہیرس ڈدن کلکٹر کانپور جنھون نے نانا صاحب سے عہد وپیمان کئے تھے انکی لاش انکی نوجوان بی بی کے پاؤن تلے پڑی تھی گولی کے لگنے سے انکی انتین باہر نکل آئی تھین تھوڑے دنون بعد بی بی بھی خاوند کے سوگ سے مر کر فارغ ہوئی جنرل کا بیٹا لفٹنٹ وہیلر اپنے مان باپ بہن بھائی کی آنکھون کے سامنے گولہ سے مر گیا مسٹر لنڈ گولہ سے زخمی ہوکر اپنی بی بی کے سامنے زندہ رہے پھر چند دنون کے فصل سے دونو میان بی بی مر گئے کرنیل ویلیمس زخمی ہوکر اپنی بی بی اور بیٹیون کو حصار مین زندہ چھوڑ کے فنا ہوئے بی بی بھی چند روز مین زخمی ہوکر مر گئی کرنیل الیورٹ محاصرہ کے آخر مین بڑی بیرحمی سے مارے گئے کپتان ہلی ڈے بہی گولی سے مارے گئے - غرض جنرل کے بڑے بڑے افسر نہایت کام کے دشمنون کی پے در پے آتش باری کے سبب سے مارے گئے - بوڑھا جنرل تو بارکون کی پناہ مین بیٹھا ہوا احکام جاری کرتا تھا اور حصار کی محافظت کے عملی کامون مین خود جاکر کمتر حصہ لیتا تھا اب وہ اپنی آنکھون سے دیکھتا تھا کہ مین جنسے کام لیتا تھا وہ روز بروز کم ہوتے جاتے ہین اس سے وہ بڑا شکستہ دل اور جگر خستہ ہوتا تھا -

مردون کا شمار

اس حصار کے مردے ایک کنوے مین ڈالے جاتے تھے اس مین تین ہفتے کے اندر ڈہائی سو مردے ڈالے گئے - اگر دشمنون کے مردے جو جلائے گئے یا گدھون اور گیدڑون کے لقمے بنے انکا شمار کیا جائے تو وہ انگریزون کے مردون سے کئی گنے ہونگے مگر انکا صحیح صحیح شمار ہونا ناممکن ہے حصار مین ہاتھ تھوڑے تھے مگر بندوقین بہت تھین ایک ایک سپاہی پاس کئی کئی بندوقین بھری ہوئی تیار رہتی تھین جنکو وہ ایسا جلدی جلدی چلاتا تھا کہ دشمنون کو کبھی معلوم ہی نہین ہوا کہ حصار مین کتنے تھوڑے آدمی زندہ ہین - انگریزون کے پاس فقط حصار ہی نہ تھا جہان سے حملہ آورون کا سوت سلام کرتی جاتی تھی بلکہ اس سے باہر بارکین تھین جنکی طرف کہین کہین اوپر اشارہ کیا گیا ہے ان بارکون کی ایک قطار تھی وہ سب بنکر بالکل تیار نہین ہوئی تھین جنمین سے کل پر یا بعض پر قبضہ رکھنا نہایت ہی ضرور اسلیئے تھا کہ اگر وہ دشمنون کے قبضہ مین ہوتین تو انگریزون کے کچے حصار کو

بالکل تباہ کر دیتین ان مین سے دو بارکون کو انگریزون نے اپنے رہنے کے لیئے درست کر رکھا تھا ان دو کے درمیان تیسری بارک تھی جسمین کنوان تھا اور اس مین مردے دفن کیئے جاتے تھے جنپر دشمن کا قبضہ انگریزون نے نہین ہونے دیا تھا جب دشمن حصار کے قریب آتا تو ان پناگاہون سے حصار کے دونو طرف اسپر ایسی گولیون کی بھرمار ہوتی کہ وہ بھاگ جاتا ان بارکون کے بڑے ناموری بچانے والے جنیکنس اور مسٹر میٹرطامسن صاحب تھے اور ان نیک نامون پر لفٹنٹ گلین ول کے نام کا اور اضافہ ہونا چاہیئے جنہون نے سولہ گورون سے نمبر ۲ بارک کی جبتک محافظت کی کہ وہ سخت زخمی ہوکر کام کے قابل نہ رہے ۔ یہہ بارک انگریزون کی اقامتگاہ کی کنجی تھی یہان بڑی سخت کارزار ہوتی تھی اسلیئے زیادہ خونریزی ہوتی تھی جو جانباز سپاہی انگریزون کی رفلون اور بندوقون کی مار کے نیچے آجاتا تو اسکو اس بیباکی کی ایسی سزا ملتی کہ وہ پھر انگریزونکو تکلیف دینا نہ سیر کرنے آتا بعض اوقات ایسے اچھے موقعے ملجاتے کہ انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ حصار سے باہر نکلکر دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوک دیتی اور راہ مین جو اسکو ملتا قتل کرتی توپون مین خواہ میخین ٹھوکی جائین یا سپاہی قتل کیئے جائین مگر دشمنون پاس توپون اور سپاہیون کی وہ کثرت تھی کہ ایسے ایسے نقصان انکے بہاو مین بھی نہ تھے محاصرہ پر جتنی مدت گزرتی جاتی تھی اتنی محاصرین پاس تازہ سپاہ کی کمکین آتی جاتی تھین ۔ اودھ کی دو رجمنٹین مع توپخانہ کے اور اعظم گڈھ سے ۱۷ وین رجمنٹ باغی ہوکر کانپور مین باغیون سے مل گئین اور نئے ہاتھ بہ نسبت پرانے ہاتھون کے زیادہ کام کرنے لگے ۔ برخلاف اسکے حصار مین ایک آدمی کا مارا جانا ایک آفت تھی اس لیئے کہ یہان کمک کی امیدین کی جاتی تھین مگر وہ کبھی پوری نہین ہوتی تھی

۲۳ - جون ۱۸۵۷ء کو جنگ پلاسی پر ایک صدی پوری ہوتی ہے اس تاریخ کو ہندوؤن نے گنگا جلی پر اور مسلمانون نے قرآن پر قسم کھائی کہ کیا آج لڑکر مرجائینگے یا فرنگیون کو بالکل مار ڈالینگے اور ان مین کسی کو زندہ نہین چھوڑینگے انہون نے بڑے زور شور سے حملہ کیا مگر مقابلہ بھی اسکا ایسا کیا گیا کہ وہ اپنے حملہ مین ناکام رہے سوار آگے بڑھکر آئے تھے جنکے گھوڑے بہت سے بے سوار ہوگئے پیدل مٹی بھری تھیلون کی آڑ بناکر بڑی احتیاط سے آگے بڑھے مگر تھیلون مین آگ لگی وہ جل گئے بہت سے وہ چھوڑ گئے جو اہل حصار کے کام مین آئے ۔ غرض جیسی جنگ پلاسی مین

۲۳ - جون ۱۸۵۷ء

آج کی تاریخ فتحیابی انگریزون کی ہوئی تھی ایسی آج ہی دشمن پر ہوئی مگر ایک اور دشمن نے منھ دکھایا جسکا ہٹانا توپ اور بندوق کا کام نہ تھا

تھوڑی سی سپاہ حصار نشین کو گرسنگی نے کترنا شروع کیا - وہ خوراک جو پچھلے دنون مین نفرت کے قابل سمجھ کر پھینک دی جاتی تھی وہ اب نہایت مزہ دار سمجھ کر بڑی خوشی سے کھائی جاتی تھی - گوشت کی پتیلیون مین سڑا ہوا گوشت اور مردار کا پکنا ہی برا نہین سمجھا جاتا آوارہ کتون کی یخنی بنائی جاتی تھی بوڑھا گھوڑا جو قصاب کے کام کا ہوتا وہ بڑا مزہ دار گوشت سمجھا جاتا تھا - اگر دشمن کے کسی بیل کو مار کر اسکی لاش حصار کے اندر آجاتی تو فتح کی سی خوشی ہوتی - لیکن جون کے آتشی مہینے مین گرسنگی سے زیادہ تکلیف تشنگی کی تھی - کنوان جس سے پانی کھینچا جاتا تھا وہ دشمنون کی بندوقون کی چاند ماری تھی پانی کے بدلے مین جانین دی جاتی تھین پیاسون کے ہونٹھ تر کرنے کے لیئے مشکون و پکھالون مین پانی لانے کے لیئے جانین جاتین مضبوط آدمی اور عورتین تو پیاس کی برداشت مین خاموش تھے مگر پانی کے لیئے بچون اور زخمیون کے رونے کی آوازون کے سننے سے کلیجہ پھٹا جاتا تھا - جب بہشتی پانی لانے والے سب قتل ہو گئے تو سپاہی سقے بنے کنوے سے پانی لانے کا کام جان جوکھون کا انھون نے اختیار کیا - شیر دل سولین جان میک کلوپ کنوے کے کپتان بنے ایک ہفتے کے بعد یہ جانجوکھن کی خدمت بجالا کے گولی سے مارے گئے اپنی نزع کے وقت مین بھی اپنی خدمت کو بھولے نہین انھون نے کہا کہ مین نے ایک لیڈی صاحبہ سے پانی لادینے کا وعدہ کیا تھا کوئی پانی لاکر انکو پلادے - جب بھوک پیاس سے اسطرح آدمی ضائع ہونے شروع ہو گئے تو نانا یہہ امیدین کرنے لگا کہ اب عنقریب حصار کا کام تمام ہونے کو ہے -

جب محاصرہ شروع ہوا تھا اسپر تین ہفتے کے قریب گذر چکے تھے - یہہ تین ہفتے ایسے درد والم و رنج وغم کے گذرے تھے کہ جب سے دنیا مین رنج وغم نے قدم رکھا ہے ایسے چند ہی بار وہ گذرے ہونگے کوئی کمک و امداد سپاہ اسکے لیئے نہ آئی - اب یہ توقع کرنی کہ اضلاع زیرین سے امداد سپاہ آئیگی ایک خواب وخیال تھا - حصار مین تعداد اتنی کم ہو گئی تھی کہ اس سے ڈر لگتا تھا توپین کام کی نہین رہی تھین گولہ بارود سب خرچ ہو چکا تھا - بھوکا پیاسا مرنا آنکھون کے سامنے

نظر آتا تھا۔ حصار کو دیر تک دشمنون کے ہاتھون سے جیسا بچائے رکھنا ناممکن تھا۔ ایسے ہی بال بچون عورتون کو ساتھ لیکر اس سے باہر نکل جانا ناممکن تھا۔ ایک بڑی مایوسی کا سایہ سر پر چھا رہا تھا اس حالت زار مین نانا کا پیغام ایک عیسائی عورت لائی جو ایک کاغذ کے پرچہ پر عظیم اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اسکا عنوان یہہ تھا کہ نہایت رحم دل عالی جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا کی رعایا اسکا مضمون یہہ تہا کہ تمام وہ آدمی جو لارڈ ڈلہوزی کے ایکٹون سے کسی طرح کا تعلق نہین رکھتے اگر وہ اپنے ہتھیار رکھہ دینگے تو خیر و عافیت کے ساتھ الہ آباد پہنچا دئے جائینگے۔ تمام سپاہ حصار نشین مین ایک سپاہی ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے تئین حوالہ کرنے سے جھجکتا نہ ہو وہ دغا باز مرہٹے کے پاؤن مین ہتھیار رکھنے سے تلوار ہاتھ مین لیکر مرنے کو سو دفعہ اچھا جانتا تہا۔ سر ہیو ویلر نے اس حوالہ کرنے کے برخلاف آواز نکالی۔ اس انگلش جنرل کے نزدیک حصار کے چھوڑنے کی تذلیل اٹھانے کے آگے موت کی تلخی کا چکھنا کوئی بات نہ تھی اسکو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ اضلاع زیرین سے امداد سپاہ آئیگی اسکو نانا پر کچھہ اعتبار نہ تھا تمام جوان افسر تا دم مرگ لڑنے کو تیار تھے۔ کپتان صاحب مور صاحب اور وائٹنگ صاحب سے جنرل نے صلاح و مشورہ کیا تو انکے نزدیک اپنے تئین حوالہ کر دینے مین بہتری تھی انکو کچھہ اس مین اپنا خیال نہین تھا۔ اگر حصار مین صرف مرد ہی ہوتے تو وہ نہایت عمدہ مردانہ طریقہ کے اختیار کرنے کی صلاح دیتے لیکن انہون نے عورتون اور بچون پر خیال کیا اور ان باتون کو سوچا جو دشمنون کے ہاتھون سے انپر واقع ہو سکتی تھین تو انہون نے اس امید پر توجہ کی کہ حوالہ کرنے مین جو اقرار کئے جائینگے تو آئندہ ہولون سے جو گذشتہ ہولون کی نسبت ہی زیادہ ہونگے نجات ہو جائیگی۔ یہان بیمارون اور زخمیون کا بہی بڑا گروہ تھا جو نہ چھوڑا ہی جا سکتا تھا نہ مقابلہ کرنے والے دشمن کے آگے سے کہین اور جا سکتا تھا اس لیئے نانا نے جو شرائط پیش کین تھین انسے انکار نہین کیا گیا جو شخص پیغام لایا تہا اسی کے ہاتھ دشمن کے کیمپ مین یہہ جواب بہیجا گیا کہ ویلر اور بڑے بڑے افسران شرائط پر جو نانا نے انکے روبرو پیش کین غور و خوض کر رہے ہین دوسرے دن لڑائی تھمی رہی اسکی صبح کو عظیم اللہ اور جوالا پرشاد حصار کے قریب آئے اور ان پاس کپتان مور صاحب اور وائٹنگ صاحب اور مسٹر ریچ پوسٹ ماسٹر

بالکل اس معاملہ مین خودمختار ہوکر گئے اس مجلس مین یہہ امر پیش کیا گیا کہ برٹش اپنے حصار کو اپنی توپونکو اور اپنے خزانہ کو حوالہ کردین اور مع اپنے ہتھیارون کے ہر سپاہی اپنے توسدان مین ساٹھ گولیان اور انکے لیئے باروت بھر کر باہر سفر کرین اور اسکے عوض مین نانا یہہ اقرار کرتا ہے کہ وہ دریا کی طرف انکو صحیح وسالم لے جائیگا اور وہان عورتون اور بچون بیمارون وزخمیون کے لے جانے کی لیئے کافی گاڑیان تیار ملینگین - گھاٹ پر کشتیان بھی تیار رہینگین کہ انکو گنگا مین نیچے کی طرف لے جائین اور آٹا (بعض کہتے ہین کہ بھیڑ بکری بھی) اسقدر کشتیون مین رکھ دیا جائیگا کہ وہ سفر مین الہ آباد تک جانے کے لیئے کھانے کے واسطے کافی ہوگا - یہہ سب شرائط کاغذ پر لکھی گئین اور عظیم اللہ کے حوالہ ہوئین اسنے نانا کے روبرو انکو پیش کیا دوپہر کے بعد باغیون کے کیمپ سے ایک سوار پیغام لایا کہ نانا نے ان شرائط کو قبول کیا اسی رات کو سب آدمی حصار کو خالی کردین تو اسکے برخلاف ویلر صاحب نے اپنی راے ظاہر کی اور مسودہ معاہدہ واپس بھیجا گیا اور یہہ اطلاع دی کہ کل صبح کو حصار کا خالی کرنا ممکن ہے - اسپر نانا نے اپنی لاف زنی شروع کی کہ ہم ہمالیہ کو ہلا سکتے ہین اور انگریزون کو ڈرایا اور انگریزون کو اسنے کہلا بھیجا کہ مین اب حفاظت گاہ کے حال سے اور توپون کی کیفیت سے اور غلہ کی کمی سے خوب واقف ہون آپ کی حفاظت گاہ پر آگ برسا کر چند روز مین ایک آدمی کو بھی زندہ نہین چھوڑونگا - واٹننگ صاحب اور مئوبرے ٹامسن صاحب بٹھور کے پیغامبرون پاس گئے اور شیردل واٹننگ صاحب نے کہا ہم کو یہہ خوف نہیں ہے کہ کبھی باغی اس قابل ہونگے کہ وہ ہمارے حصار مین داخل ہوسکین گے اب تک جتنے حملے انہون نے کیئے ان سب کو ہم نے ہٹا دیا اگر وہ اپنی کثرت تعداد کے زور سے حصار مین داخل بھی ہوجائین گے تو ہمارے پاس میگزین مین اتنی باروت ہے کہ اگر اس مین ہم آگ لگا دین گے تو طرفین کے سپاہیون کو وہ اڑا دیگا - اس تقریر نے اپنا اثر کیا کہ نانا نے کل تک انتظار کرنا قبول کرلیا اور ایک اشراف آدمی مسٹر ٹوڈ صاحب جنہون نے اسکو پہلے انگریزی زبان پڑھائی تھی وہ نانا پاس عہدنامہ لیکر سواد کوٹھی مین گئے اور اسپر اسکے دستخط کرا کر لے آئے -

نانا اپنے پرانے استاد کے ساتھ بڑے ادب وتعظیم کے ساتھ پیش آیا ایسے ہی جب جوالا پرشاد اور دو آدمیون کے ساتھ بطور اوّل کے انگریزی کیمپ مین آیا تو جنرل ویلر کے ساتھ بڑی نرم نرم

باتین بنائین اور اسپر بڑا افسوس ظاہر کیا کہ آپ کو اس پیرانہ سالی مین پچاس سال کی حسن کارگزاری کے بعد یہہ مصیبتین جھیلنی پڑین جب آپ کی زندگی کے دن قریب آئے تو اس سپاہ نے جسپر نصف صدی سے آپ فرمان روائی کرتے یہہ برا دن دکھایا الحمدللہ کہ اب یہہ مصیبتین ختم ہوئین عنقریب سب بلاؤن سے نجات ہونے والی ہے ہر طرح سے احتیاط کی جائیگی کہ انسران انگریزون اور انکے اہل وعیال کو جب وہ دریا کی طرف جائین تو راہ مین کسی طرح کی اذیت نہ دیجائے جوالاپرشاد کے ہمراہیون نے اسی طرح کی خوش اخلاقی کی باتین افسرون سے کین رات کو توپین دشمنون کے حوالہ کی گئین انکے اوپر سرکار کمپنی کے پرانے گولہ انداز جو جوالاپرشاد کے ساتھ آئے تھے متعین ہوئے

سویرے صبح کو حصار سے عورتین و بچے اور سپاہی جو زندہ رہے تھے نکلے انکی شکلون پر مردنی چھائی ہوئی تھی وہ بڑے لاغر و ناتوان ہو گئے تھے لباس انکا پھٹا ہوا تھا۔ فاقون کے مارے خستہ و شکستہ حال تھے بعض زخمی تھے بعض کے بدن پر زخمون کے نشان تھے جہان سے یہ گروہ چلا تھا وہان سے دریا ایک میل تھا۔ مگر ان مصیبت زدون کے لیئے تو یہ ایک میل کا سفر بھی سفر سے کچھ کم نہ تھا۔ اکثر زخمی پالکیون مین سوار تھے۔ عورتین بچے بیلون کی گاڑیون اور چھکڑون مین سوار تھین یا ہاتھیون پر توانا آدمی پیدل چلتے تھے مگر سپاہ کی طرح نہین۔ مور صاحب اس غمزدہ سواریون کے آگے اور وائی برٹ صاحب پیچھے تھے پیر کہن سال ویلر اور انکی بی بی اور بیٹیان کشتیون مین گئین اسوقت انکے دل کے حال کو خدا ہی جانتا ہوگا کہ کیا اس مین امید اور اعتبار ہوگا۔ مگر بہت سے برٹش یہ جانتے تھے کہ اب ہم بلاؤن سے چھوٹے کشتیون مین سوار ہونے کی جگہ ستی چاورا گھاٹ ٹھہری تھی اسکے قریب ہر دیو کا مندر تھا اس ایک میل کے سفر مین بعض سپاہی اپنے پرانے افسرون سے باتین کرتے تھے اور انکی بہادری کے بڑے ثنا خوان تھے اور انکے حال پر بڑا تاسف کرتے تھے لیکن اکثر سپاہی انگریزون کے گرد جمع ہو کر برا کہتے تھے کرنیل و مسس الورٹ کو جو پیچھے رہ گئے تھے انکے اپنے ہی سپاہیون نے مار ڈالا۔

کشتیان دریا مین تیار تھین گرمی کے موسم مین دریا اترا ہوا تھا اسلیئے وہ کنارہ پر فاصلہ پر تھین

۲۶ جون کو کشتیون پر گئے

جنہین سوار ہونے کے لیئے پایاب پانی مین سے ہوکر جانا پڑتا تھا۔ یہ کشتیان معمولی بجری تھین جنپر پھوس کے چھپر پڑے تھے ان کشتیون مین سوار ہونے کے واسطے عورتون کو اپنی بچونکو اپنے ہاتھون مین لیکر پانی مین جو انکے گھٹنون تک آتا جانا پڑتا تھا۔ نو بجے تھے کہ سب کشتیون مین بیٹھ گئے۔ مگر ہر ایک کشتی انگریزون کے لیئے مسلخ تھی جنہین ذبح ہونے کے لیئے وہ سوار ہوئے تھے ✤ نانا نے جیسا دغابازی کا کام یہہ کیا ہے ایسا دنیا مین کمتر ہوتا ہے۔ اس طرح کی دغابازی تو انکے باپ دادا سے ہوتی ہی ہے ان مین سے ایک نے جھوٹا بہانہ بنا کے سلمان سفیر کو بلا کر اپنی ناک واک سے قتل کیا تھا ایسے ہی اسنے دوستی کے لباس مین ہزارون ہتھیارون کو چھپا کر انگریزون کو ہلاک کیا۔ سارے اسباب خون ریزی کے لیئے تیار رکھے تھے تانتیا ٹوپی نے اس قتل کا اہتمام اپنے ذمہ لیا تہا وہ سارے احکام قتل کے جاری کرتا تھا عظیم اللہ اور نانا کے بھائی اور ٹیکا سنگہ جو رسالہ کے نئے جرنیل بنے تھے اور بٹھور کے اور بڑے بڑے آدمی موجود تھے اور ضلع کے بہت سے زمیندار اور شہر کے آدمی تماشا دیکھنے کے لیئے جمع ہو گئے تھے انہین اکثر آدمی جانتے تھے کہ کیا ہونے والا ہے اور شاید وہ انگریزون کی اس تذلیل سے خوش ہو رہے تھے۔ غرض ایک میلہ کی سی خوشی وگہما گہمی ہو رہی تھی۔ سوارون اور پیدلون نے ایک اشارہ کے ہوتی ہی ذبح کرنا شروع کر دیا ✤ اس ظلم وستم کا بانی سیانی تانتیا ٹوپی تھا۔ اس قسائی کا بیان جو نیچے لکھا جاتا ہے وہ پڑھنے والون کو دلچسپ معلوم ہوگا وہ بیان کرتا ہے کہ نانا نے ایک انگریزن کو پہلے گرفتار کیا تھا جسنے جرنیل کو ایک چٹھی مین یہہ مضمون لکھا کہ نانا کے احکام کی تعمیل سپاہی نہین کرینگے اگر آپ چاہین گے تو نانا کشتیان بہم پہنچا کر اور آپ کے ہمراہیون کو جو حصار مین ہین الہ آباد تک پہنچا دیگا جنرل کے پاس سے جواب آیا کہ جو انتظام کیا گیا ہے اسے پسند کرتا ہون اور اسی رات کو نانا پاس ایک لاکھ روپیہ سے کچھہ زائد جنرل نے بھیجے کہ وہ امانت رکھے دوسرے دن مین نے گھاٹ پر چالیس کشتیان تیار دیکھین انہین کل جنٹل مین اور لیڈیون اور بچون کو کشتیون پر سوار کرا کے کشتیون کو الہ آباد چلتا کیا۔ اس اثنا مین کل سپاہ جنہین توپخانہ بھی شامل تھا مسلح ہوکر دریا گنگ پر آ موجود ہوئے سپاہی پانی مین کود پڑے اور عورتون مرد بچون کا قتل عام کرنا شروع کیا اور کشتیون مین آگ لگا دی انہون نے انتالیس کشتیان غارت کر دین ایک کشتی کا لاکنگر بھاگ گئی وہان پکڑی

گئی اور کانپور مین الٹی لائی گئی اور جو کچھ اثنین تھا وہ غارت کیا گیا چار روز بعد نانا نے کہا کہ مین بٹھور
اپنی ماں کی برسی کرنے جاتا ہون" اس بیان مین سچی باتین بھی ہین اور اس مین یہہ بیان بھی کیا
گیا ہے کہ جو اسنے اشارہ کیا تھا وہ کشتیون کی روانگی کے لیئے تھا اس امر کی تحقیقات کے لیئے
شہادت جرح کے ساتھ لی گئی شب شہادتون کا نتیجہ ایک ہی تھا ایک گواہ نے کہا کہ مین نے
اپنی موجودگی مین یہہ سنا کہ "تانتیا ٹوپی نے ٹیکا سنگہ صوبہ دار رسالہ دوم کو جواب جرنیل مشہور
ہوگیا تھا بلایا اور حکم دیا کہ دریا مین جاؤ اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو دوسرے گواہ نے بیان کیا جہان
تانتیا ٹوپی بیٹھا ہوا تھا اسکے قریب ہی مین ایک کونے میں چھپا کھڑا تھا مین نے اسکو ٹیکا سنگہ
صوبہ دار رسالہ دوم معروف بہ جنرل سے یہ کہتے سنا کہ تم سوارون کو حکم دو کہ دریا مین جاکر وہ سب
یوروپین کو مار ڈالین اسکے حکم کے موافق وہ گئے اور دریا مین جاکر انہون نے انکو مار ڈالا اور
گواہون نے بھی یہی بات بیان کی اور ایک نے اتنی بات اور اضافہ کی کہ قتل عام کے تمام احکام
نانا دیتا تھا اور تانتیا انکی تعمیل کرتا تھا ۔ اس مین ذرا سا شبہ نہین کہ سارے پاپ کے کام
تانتیا ٹوپی نے کیئے ۔

فرنگی کشتیون مین بیٹھے ہی تھے کہ برے ارادے نمودار ہونے لگے ۔ ایک بگل کی آواز سنائی
دی ۔ ہندوستانی ملاح کشتیون مین سوار ہوئے انکو دریا کے کنارہ کی طرف کھینے لگے ۔ پھر
توپون کے گراپ اور بندوقون کی گولیان دریا کے دونو طرف کے کنارون سے مسافرون پر
چلنے لگین اور جلتے گولون سے بجرون کے چھپرون مین آگ لگا دی کہ انسے شعلے اٹھنے لگے غرض
سب عیسائیون کے لیئے ایک ظالمانہ موت موجود تھی انمین جو مرد قوی تھے وہ کشتیون کے
پیٹے کو اپنے کندھون سے دھکیلنے لگے کہ کشتیان منجدھار مین جائین مگر وہ سرکین نہین اور آگ
پھیلنی شروع ہوئی بیمار اور زخمی جلکر خاکستر ہوئے یا دہنوئے سے انکا دم ایسا گھٹا کہ دم نکل
گیا طاقتور عورتین بچون کو اپنے ہاتھون مین لیئے ہوئے دریا مین گئین تو انپر گولیان چلائی
گئین سوار انکے پیچھے دوڑے گئے اور تلوارون سے انکو مار ڈالا اخشکی مین جو آئین انکو سنگینون سے
مار ڈالا یا ان کو قید کر لیا تاکہ انکو اور زیادہ تکلیف پہنچا کر قتل کرین ۔ ان ظلمون کا جسقدر بیان کم کیا
جائے بہتر ہے ۔ غرض جنرل کی اسی برس کی عمر کا سر اور ان چھوٹے معصوم بچون کا جو ماؤن کی چھاتی پر

لگے ہوئے تھے ان ظالمون کو رحم نہ آیا دریا کے کنارہ پر عیسائیون کا خون خوب دل کھول کے بہایا
جب گھاٹ پر یہہ ہولناک کام ہو رہے تھے ناناکو یقین تھا کہ اسکے نائب دریا کے کنارہ پر سنگدلی
کے کام بڑی چستی سے کر رہے ہونگے وہ چھاونی مین انکی خبر کا شائق بیٹھا تھا۔ کہتے ہین کہ اسکا
دل بے چین تھا اور اپنی عادت کے موافق وہ کاہل ایک جگہہ ٹک بنا نہین بیٹھا تھا ادھر اُدھر
ٹہیل رہا تھا کچھ دیر کے بعد ایک آدمی گھوڑے پر سوار خبر لایا کہ قتل عام ہو رہا ہے۔ انسان کا
قلم یہہ نہین لکھ سکتا کہ ان گھنٹون مین اسکے دل مین کیا گذر رہا ہوگا۔ اس کے قلب مین کچھ
تشنج ہوا ہو اسنے یہہ خیال کیا ہوگا کہ زندہ انگریزون سے بہ نسبت مردون کے کچھ کام نکل سکتا
ہے اسکو رحم آیا ہو یا اسنے مکر کیا ہو کہ اسنے سوار کو الٹا بھیجا کہ وہ منع کر دے کہ اب عورتین اور بچے
نہ قتل کیے جائین مگر کوئی انگلش مین زندہ نہ چھوڑا جائے۔ غرض اس حکم سے قاتلون نے ذبح
کرنے سے ہاتھ روکا اور ایک سو پچیس عورتون اور بچون پر اپنا ہاتھ نہین صاف کیا انمین بعض
سخت زخمی تھے بعض ادھ موئے گنگا کے پانی سے تربتر کیچڑ مین لت پت تھے وہ کانپور کے جیلخانہ مین
بھیجے گئے انکو مردون پر رشک آتا تہا کہ کاش ہم کیون نہ انکے ساتھ مارے گئے۔

کانپور کی سپاہ حصار نشین مین سے جو زندہ رہے انمین سے بعض اپنی جان کے لیے بہادری سے
لڑے اور اپنی جانون کو بڑی قیمت لیکر بیچا۔ مضبوط تیراک دریا مین گئے مگر اکثر تعاقب کرنے والونکی
آگ سے پانی کو سرخ کر کے ڈوب گئے بعض خشکی مین کنارہ پر یا ٹاپوؤن مین آئے اور اپنی تیغونکو
کام مین لائے جنسے کچھ فائدہ نہین ہوا۔ ایک کشتی مین مور صاحب وائی برٹ صاحب وائٹنگ صاحب
ومنٹو یر ے طامسن صاحب اور الیش صاحب ڈلا فوس صاحب اور لولٹن صاحب اور بڑی بڑی
بہادر سوار تھے جنہون نے حصار کی محافظت مین بڑا نام پیدا کیا تھا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے کہ اس کشتی
کے چھپر مین آگ ہی نہین لگی تھی اور وہ سب کشتیون مین ہلکی تھی اسکو بڑے زبردست قوی آدمی
کندھون سے دھکیل کر دھار پہ لے گئے۔ مور صاحب اور الیش صاحب اور لولٹن صاحب کشتی کے
دھکیلنے مین مارے گئے مور صاحب کے دل مین گولی لگی تھی مر دے یا قریب المرگ کشتی کی تہ مین پڑے
ہوئے تھے اور جو زندہ تھے وہ بھوکے مرتے تھے۔ انہون نے چلتے وقت کھانے کے لیے کشتیون
مین کچھ نہین رکھا تھا سوا اسکے کہ انکے ہونٹون کے نیچے گنگا چل رہا تھا اور دعائین آہ و فغان

نکلتی تھین اور نہ گذرتا تھا۔ کشتی کے ہلکا کرنے کے لیئے مردون سے خالی کرنا بھی ضرور تھا اور گرمی کی شدت کے سبب سے انکے سڑنے سے او رخوف بھی تھا۔

۲۸-جون

کشتی مذکور کے تعاقب مین کانپور سے ایک کشتی مین پچاس یا ساٹھ مسلح سپاہی سوار ہوکر روانہ ہوئے انکو حکم تھا کہ کشتی مین ایک آدمی کو زندہ نہ چھوڑین وہ انگلش بہادر جوانمردون نے گو وہ بیدم بھوکے پیاسے وزخمی ہورہے تھے انکو دیکھکر یہہ انتظار نہین کیا کہ ہم پر وہ حملہ کرین بلکہ خود انہون نے مسلح ہوکر انپر حملہ کیا جو انکو قتل کرنے آئے تھے۔ انہین سے بہت ہی کم آدمیون کو زندہ چھوڑا ہوگا جو جاکر اپنے تعاقب کی داستان سنائین یہہ کانپور کے جوانمردون کے لیئے آخر فتح تھی انہون نے دشمنون کی کشتی چھین لی جس مین انکو میگزین بہت ہاتھ آیا مگر ان کو تھوڑی سی خوراک چاہیئے تھی وہ اپنی کشتی مین گئے جہان انکو گرسنگی سے کشتی لڑنی پڑی جو انکو بیجان کیئے دیتی تھی کشتی کو مردے ہلکا کرتے جاتے تھے۔

۲۹-جون

رات آئی جو زندہ رہے تھے وہ سو گئے جب سو کے اٹھے تو ہوا تیز تھی کشتی دھارے پر سے چلی گئی۔ اندھیرے مین معلوم نہین ہوا کہ کشتی کدھر جاتی ہے۔ بعض بیداری مین نجات کے خواب دیکھ رہے تھے صبح کی جھلک دیکھتے ہی پاس ان پاس آئی کشتی منجدھارے سے ہٹکر ایسی جگہہ آگئی جہان دشمنون نے انکو دیکھ لیا اور بندوقون کی باڑین انپر چلائین وای برٹ صاحب باوجودیکہ انکے دونون بازوؤن مین گولی لگی تھی انہون نے اپنا آخر حکم دیا تو منٹو برے صاحب طامسن ڈلافوسی ۳۲ و ۸۴ وین رجمنٹون کے کچھ سپاہی خشکی مین اترے اور اپنے حملہ آورون پر حملہ کیا اور سپاہیون کو اور انکے ساتھ جو گنوار دل تھا بھگا دیا اور پھر اپنی جگہہ پر واپس آئے تو دیکھا کہ کشتی چلی گئی چودہ آدمی خشکی مین رہ گئے اور باقی انکے ہمراہی تری مین گئے۔

بس اب ایک دفعہ اور منٹو برے۔ طامسن کو اور انکے ہمراہیون کو دشمنون کے مقابلہ مین ایستادہ ہونا پڑا۔ گنگا کے کنارہ پر جب انہون نے دیکھا کہ ہم کشتی تک کسی طرح نہین پہنچ سکتے تو انہون نے مراجعت کی انکو ایک مندر نظر آیا جس مین وہ داخل ہوئے۔ اور دروازہ کو سنگینون سے بند کیا۔ حملہ آورون نے ایسا دیوانہ وار حملہ کیا کہ انکی لاشون کا ایسا پشتہ بن گیا کہ وہ مندر کے اندر جانے کے لیئے دشمنون کے واسطے ایک سدّراہ ہوگیا۔ مندر کے اندر تھوڑا سا سڑا ہوا پانی انگریزونکو ملا

جسکو پیکر انہین توانائی آئی اور انہون نے پھر ایسی بہادری اور دلیری سے دشمنون کا مقابلہ کیا کہ انکو
امید نہین رہی کہ ہم اپنے ہتھیارون سے انکو مندر سے باہر نکال سکینگے انہون نے نانا پاس خبر
بھیجی کہ انگریزی سپاہ ابھی باقی ہے جسپر فتح نہین حاصل ہوئی - حملہ آورون نے مندر کے گرد بہت
اور لکڑیون کے گٹھے اکھٹے کرکے اُس مین آگ لگائی کہ مندر کے اندر انگریز جل جائین لیکن تائید
ایزدی ایسی ہوئی کہ ہوا ایسی مخالف چلی کہ اسنے شعلون اور دھوئون کو مندر کی طرف نہین جانے دیا
تو پھر دشمنون نے چنگاریون پر بارود کی تھیلیون کو لا رکھا تو ناگزیر انگریزون کو مندر کے اندر سے
بھاگنا پڑا - انہون نے دشمنون پر گولیون کی باڑ ماری اور سنگینین چلائین چودہ مین سے
سات مارے گئے اور سات جان بچاکر دریا کے کنارہ کی طرف بھاگے اس بھاگنے مین بھی تین
مارے گئے چار انمین بڑے زبردست پیراک تھے وہ دریا کے اندر گئے دریا کی دھار نے
بھی انکے پیرنے مین مدد کی کہ انکا تعاقب کرنے والون سے پیچھا چھوٹا - یہہ چار صاحب مئوبرے
طامسن اور ڈیلافوس سی اور سپاہی مرفی اور سلیوین تھے وہ زندہ دریا کے کنارہ کے
قریب پہنچے جہان انکی گردن تک پانی تھا - کنارہ پر مگر مچھ دھوپ مین پڑے اینڈ رہے تھے
کہ آدمیون کے پائو ن کی آہٹ سنکر وہ دریا کے اندر چلے گئے انگریزون نے بھی دریا مین
غوطہ لگایا جب اسسے نکلے تو انہون نے سُنا صاحب صاحب کیون آپ تیرتے ہین ہم آپ کے
دوست ہین تو انہون نے جواب دیا کہ ہم کو دوستون نے ایسی دغائین دی ہین کہ ہمکو کسی کا اعتبار
نہین رہا ہے تو ہندوستانیون نے اپنے ہتھیار کھولکر الگ رکھ دیئے کہ انگریزون کو اعتبار
آئے اس سبب سے کچھ ضعیف سی امید ہوئی کہ شاید ہندوستانی اپنی بات کے سچے ہون
تو وہ کنارہ پر تیرتے ہوئے آئے جب وہ پایاب پانی مین آئے تو انکی حالت ایسی خستہ تھی کہ
ہندوستانیون نے انکو ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا وہ چھ میل تک بغیر ایک لمحہ کے دم لینے کے تیرتے
آئے تھے وہ دریا سے ننگے منگے نکلے انکی جلدین دھوپ مین جلنے سے کالی ہوگئی تھین انکو آدمی
قریب گانؤن مین لے گئے دوپہر سے دن مہاراجہ دربجے سنگہ کے قلعہ مین لے گئے مہاراجہ
نے انکو تین ہفتے تک اچھی طرح رکھا اور پھر جرنیل ہیولوک کے لشکر مین جو الہ آباد سے کانپور جاتا تھا
بھیجدیا لیکن یہہ چار انگریز سلامت رہے کہ کانپور کی ساری داستان اپنے اہل وطن کو سنائین

ان چار بہادرون کی جان تو اسطرح بچی اب انکی ہمراہی جو کشتی مین گئے تھے انکا صحیح صحیح حال نہین دریافت ہوسکتا سوا اسکے کہ کشتی گرفتار ہوئی اور سپاہیون کے ایک جم غفیر مین کشتی سے خشکی مین انگریز اتارے گئے اور دریا کے کنارہ پر سے پرانی چھاونی مین انکی کے قریب مصیبت زدہ عیسائی جنین مرد عورتین بچے تھے لائے چھکڑون مین بٹھا کے کانپور مین لائے گئے۔

نانا خود انکی مصیبت کو دیکھکر دل خوش کرنے گیا اسنے حکم دیا کہ مرد ابھی مارے جائین اور عورتین اور بچے جیلخانہ مین بھیجے جائین۔ مردون کے قتل کے وقت ایک لیڈی اپنے بچے کو ساتھ لیکر خاوند کے پاس کھڑی ہوگئی جب اسسے الگ ہونے کو کہا تو اسنے کہا کہ مین وہین کھڑی رہونگی جہان میری قوم کے آدمی کھڑے ہین بچہ اسسے مانگا گیا تو اسکے دینے سے بھی انکار کردیا۔ جب ان مردون کے قتل کے لیئے بندوقین بھری گئین تو انگلش افسر نے جسکے پاس دریا کے سفر مین ہمیشہ نماز کی کتاب رہتی تھی اجازت مانگی کہ مین دعا ان اپنے رفیقون کے سامنے پڑھون اسکو پڑھنے کی اجازت دی گئی اسنے بندوقون کی آوازون اور آدمیون کے غل غپاڑے مین عیسائیون کی نجات پانے کی نوید سنائی جسکو وہ سنتے ہوئے دوسری دنیا مین چلے گئے عورتین و بچے ان قیدیون مین بھیجے گئے جنکو دشمنون نے اسلیئے قید کر رکھا تھا کہ خوب مزے لے لیکر انکو قتل کرین۔

اب نانا بڑی خوشی بٹھور مین آیا محل مین گیا اور دوسرے دن بڑی دہوم دہام کروفر و شان و شوکت سے مسند پر بیٹھا اور راجائی کا ٹیکا دستور کے موافق لگایا گیا۔ نقارخانون مین خوب نقارے بجے توپون کی سلامی اتری شہر مین روشنی ہوئی آتش بازی چھوٹی۔ رقص و سرود کی محفلین آراستہ ہوئین مگر پیشوا کے راج گدی پر بیٹھتے ہی سر پر اولے پڑے۔ وہ آخر کو اورون کے ہاتھ کا ایک ناکیا اوزار بنا اسکے پاس جلدی سے خبر آئی کہ کانپور مین اسکی غیر حاضری کے زمانہ مین اسکی حکومت مین فتور آیا اور مسلمانون کا گروہ غالب ہوگیا۔ اب تک ہندوؤن کو مسلمانون پر اس سبب سے غلبہ تھا کہ کوئی مسلمانون کا سرگروہ نہ تھا لیکن ایک بڑے عمدہ نواب ننھے صاحب مسلمانون کا بڑا لائق سردار بنا اسنے محاصرہ مین کار ہائے نمایان کیئے تھے ابتدائے غدر مین نانا نے اسسے مقید کیا تھا اور اسکا سارا گھربار لوٹ لیا تھا لیکن پھر دونو مین آپسمین اتفاق و اتحاد ہوگیا اور نواب کو سپہ آرا نانا نے مقرر کیا نواب ریک گورنمنٹ کورٹ مین ایک نوبتچہ حکمرانی کرتا تھا وہ اپنی گاڑی مین سوار ہوکر آتا تھا اور کرسی پر بیٹھا

زرق برق لباس پہنکر بیٹھنا اور تلوار ہاتھ مین لینا دو رہین ہاتھ مین رکھتا جیسا نواب کے توپخانہ سے حصار مین نقصان ہوا ایسا کسی اور توپخانہ سے نہین ہوا۔ اسکے پاس ایسے کاریگر ہوشیار آدمی تھے کہ وہ رال کے گولے بناکے چھوڑنے جانتے تھے جن سے کبھی انکے چھوڑنے والون کی جانون کا بھی نقصان ہوجاتا تھا اس رال کے گولے ہی سے بارکون مین آگ لگی تھی جسکے سبب سے نانا ایسا خوش ہوا کہ نواب کو پانچ ہزار روپے تحفتہً بھیجے۔ یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ کانپور کا گورنر نواب ہوگیا مسلمان نواب کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ چارون طرف سے مسلمان اس پاس جمع ہوگئے۔

نواب کی طرف سے تو نانا کو کھٹکا لگا ہوا ہی تھا کہ اب اس پاس ایک اور خطرناک خبر یہہ آئی کہ الہ آباد سے انگریزی سپاہ آرہی ہے جو انتقام لینے کے لیئے بڑی سرگرم ہے اور اپنے دشمنون کے خون کی پیاسی ہے یہہ بھی سنا کہ گورون کو جو کالے سڑک پر ملے انکو انہون نے پھانسی دیدی۔ غرض اب سخت کارزار کا وقت عنقریب آگیا تھا کانپور کے باشندون پر یہہ خوف ایسا طاری ہوا کہ وہ اپنا گھر بار چھوڑ چھاڑ دیہات مین چلے گئے اور سپاہیون نے جنکا ایسی حالت مین دستور ہے بڑے بڑے انعام مانگنے شروع کیئے اور نانا کے بخل کی شکایتین کرنی شروع کین ۱۱ جولائی کے مہینہ مین شہریون اور سپاہیون کی بڑی خوشامدین کیا کرتا رہا اور انکو بہت روپے دیتا رہا اور سونے کے کڑے سپاہیون کو پہناتا رہا۔

کانپور مین نانا جو اپنے نائب چھوڑ آیا تھا انہون نے اسکو بلایا وہ ۸ جولائی کو آیا اور ہوٹل مین ٹھیرا یہان ناچ رنگ مین مصروف رہا ایک مشہور کسبی سلطانہ کے ساتھ عیش اڑاتا اور شراب پیتا رہا اسطرح اپنے افکار اور تردداتِ کا بار دل پر سے ہلکا کرتا رہا۔ روز بروز جاسوس خبر لانے لگے کہ گورون کی پلٹنین قریب آتی جاتی ہین اسنے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ وہ لڑنے جائین اسنے یہہ عجیب اشتہار دیا کہ آدمیون کو یقین کرنا چاہیئے کہ انگریزون کا سارا گھمنڈ خاک مین مل گیا ہے اور انکے سپاہیون کو زبردست قومون نے مغلوب کرلیا ہے یا مشیت ایزدی سے وہ سمندر مین ڈوب گئے ہین۔ نانا نے اور اسکے نائبون نے کسی جھوٹ کو نہین چھوڑا جسکی کوئی نہ کوئی صورت بناکر مشہور نہ کی ہو تاکہ لوگون کی دلجمعی اس یقین سے ہو کہ اب خستہ حال انگریزون سے کسی بات کی امید یا دہشت نہین ہے

۸ جولائی

بی بی گڈھ مین قیدی

جولائی کا مہینہ جب آگے بڑھا تو نانا پاس اضلاع زیرین سے خبر آئی کہ انگلش بڑھے چلے آتے ہین - یہ سنکر پیشوا اپنے عیش و عشرت مین بھی خوف کے مارے لرزان ہوتا تھا - پیشوا نے پہلے اس سے کہ گنگا کے کنارہ پر اسکی حکومت کا خاتمہ ہو انگریزون پر ایک اور فتح پائی جسکا نیچے ذکر ہوتا ہے -

یہہ فتح بیچاری عورتون اور معصوم بچون پر تھی جو آسانی سے حاصل ہوگئی - انگریزی قیدی سوادکوٹھی سے اس چھوٹی سی کوٹھی مین آگئے تھے جو ایک افسر نے اپنی ہندوستانی بی بی کے لئے بنائی تھی اس لیئے اسکا نام بی بی گڈھ تھا اور بالفعل اس مین ایک غریب یورپشین رہتا تھا اس مین زنانا اسباب نہ تھا جتنا ایک کنبے کے لیئے ہوتا ہے اب اس مصیبت کدہ مین بھیڑون کی طرح ذبح ہونے کے لیئے دو سو عورتون و بچون سے زیادہ بند ہوئے اسوقت قیدیون کی تعداد باہر کے قیدیون کے آنے سے بڑھ گئی تھی جسوقت کہ کانپور مین عیسائیون پر وہ مصیبتین نازل ہورہی تھین جو اوپر بیان ہوئین تو فتحگڈھ مین جو شہر فرخ آباد کے قریب ہے اور وہان برٹش ملیٹری سٹیشن تھا عیسائیون پر ایک بہت برا وقت آیا تھا - فرخ آباد گنگا کے کنارہ پر کانپور سے اسی میل کے فاصلہ پر ہے - جون کے اول ہفتے مین یورپین کو معلوم ہوا کہ فتحگڈھ مین ٹھیرنے کی اندر جانون کے جانے کا بڑا خطرہ ہے انکو جون کے اول ہفتے مین کانپور کا حال معلوم نہ تھا بہت سے انگریز کشتیون مین سوار ہوکر کانپور کی طرف اس امید مین چلے کہ یہان کی بڑی چھاونی مین امن سے رہینگے - فتحگڈھ کا حال ہم جدا بیان کرینگے صرف یہان یہ بیان کرنا کافی ہے کہ جو انگریز کشتی مین روانہ ہوئے انپر رستہ مین حملہ ہوا اور جب ایک کشتی کانپور کے قریب آئی تو نانا کے آدمیون نے اسکو گرفتار کرلیا اور اس مین سے غریب بیکس آدمیون کو کھینچکر اور باندھکر نانا کے قدمون کے تلے لے گئے سب کے سامنے کل مرد سوا تین کے قتل ہوئے اور عورتون اور بچون کو بی بی گڈھ مین قیدیون کی مصیبت بڑھانے کے لیئے بھیجدیا پس قید خانہ مین قیدیون کا بڑا ہجوم ہوگیا کھانے کو دال چپاتی ملنے لگی جب انسے یہہ نہ کھائی گئی تو گوشت جسکی قیمت دال کے برابر ہوتی ملنے لگا - خاکروب قیدیون کو کھانا کھلاتے تھے - غرض انکی مصیبت قابل برداشت نہ تھی - ہیضہ اور اسہال قیدیون مین شروع ہوا انسے وہ مرنے شروع ہوئے

پھر عورتون کی یہہ تذلیل کی گئی کہ نانا کے گھر مین دو دو کرکے چکی پیسنے کے لیئے بلائی گئین۔ ایک مرہٹے کے گھر کے صحن مین فرمان روائون کی عورتون کے چکی پیسنے نے قومی ذلت کو اپنی حد پر پہنچا دیا۔ ان عورتون کو چکی پیسنے مین یہہ غنیمت تھا کہ وہ کچھ آٹا اپنے بھوکے بچون کے لیئے بی بی گڈھ مین لے جاتی تھین بی بی گڈھ نانا کے مکان کے قریب تھا جس مین اسکے گانے ناچنے کی آوازین و مشعلون کی روشنیان آتی تھین اسکے گھر کے نیچے ایک دشمن نہایت ضعیف تھا جسپر حملہ سے مزاحمت ہوسکتا تھا اور وہ آسانی سے غارت ہوسکتا تھا لیکن ایک دوسرا دشمن الہ آباد سے چلا آتا تھا جسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ ہر شخص کو مارتا چلا آتا ہے اسے لڑنا مشکل تھا۔ بہت سی سوار اور پیدل اور توپخانے بھیجے گئے کہ وہ جاکر انگریزون سے جو بڑھے چلے آتے ہین لڑین ابھی نصف جولائی نہین ختم ہوا تھا کہ خبر آئی کہ انکو شکست فاش ہیولوک صاحب نے دیدی صاحب ممدوح کی جوانی کی امیدین پوری اور جوانی کی دعائین قبول ہوئین کہ وہ سپاہ کے سالار بننے کے لیئے زندہ رہے اور فتح حاصل کرکے اپنے نام سے مراسلہ بھیجا ✦

باب سوم

سفر کانپور کی طرف

جب جنرل ہیولوک کو کانپور کی حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو انہون نے رینالڈ کی سپاہ کو لوہنگا مین ٹھیر جانے کا حکم بھیجا اور کلکتہ سر پیٹرک گرینٹ کو یہہ تار بھیجا کہ کانپور ہمارے ہاتھ تلے سے نکل گیا وہ مراسلت کی لاین مین ایک بڑا مقام تھا اور وہان سے لکھنؤ مین امداد ہوسکتی تھی - مجھے ایسا ہے کہ نہایت مشکل ہے کہ منقاطع راہون مین لڑائیان ہوسکین اسواسطے میرا یہہ اول فرض ہے کہ کانپور پر قبضہ کرلین جسکے پورا کرنے مین اپنی سب طرح کی کوشش کرونگا مین ٹرنک روڈ پر سفر فوراً اسیوقت کرونگا کہ چودہ سو برٹش پیدل اور چھہ توپون کا توپخانہ باسازوسامان میرے پاس آجائیگا۔ لفٹنٹ کرنیل نیل جنکے اوصاف کی مین پوری تعریف نہین کرسکتا وہ میرے پیچھے ایک اور کولم کے ساتھ جب سب سامان سفر درست ہوجائیگا روانہ ہونگے قلعہ چنار سب ہاتھون کے حوالہ کیا جائیگا۔

ہیولوک صاحب کا ارادہ تھا کہ ۴ - جولائی کو سفر کرین - لیکن سامان سفر مہیا نہ ہو سکا اس لیئے ۷ - جولائی کو سفر شروع ہوا - بڑا کام کرنا تھا اسکے لیئے یہہ لشکر تھوڑا تھا ایک ہزار یوروپین پیدل تھے جنمین بعض ری کروٹ تھی ایک سو بیس بریزیرے کے سکھ تھے اور ایک توپخانہ چھ توپون کا تھا اور گھوڑے سے سوار والنیٹر تھے جنمین اٹھارہ صاحب شمشیر تھے مگر انمین سے ہر ایک ایسا لائق تھا کہ پانچ پانچ سپاہیون کے برابر تھا اکثر انمین باغی سپاہ کے نوجوان ملیٹری افسر اور بند کچہریون کے سول افسر تھے - جنرل ہیولوک صاحب کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ انکے ساتھ بڑے بڑے دلاور افسر لفٹنٹ کرنیل فریزر ٹیٹلر صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل اور کپتان سٹورٹ صاحب ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انکی برابر لائق اور افسر نہ تھے -

۷ - جولائی ۱۸۵۷ع لشکر کی روانگی

جب جرنیل ہیولوک کے بریگیڈ نے الہ آباد سے دوپہر سفر کیا ہے تو موسلا دھار مینھ برسنا شروع ہوا جسنے سفر کرنا مشکل کر دیا اس دن زیادہ سفر نہین ہو سکا بہت سے سپاہی ایسے تھے کہ انکو اسطرح سفر کرنے کی عادت نہین تھی وہ پیچھے رہ گئے انکے پاؤن دکھنے لگے مگر ہیولوک صاحب نے آگے سفر کیا کانپور سے باغیون کی سپاہ انسے لڑنے کے لیئے چلی آتی تھی اس لیئے انکو اس سفر کی ضرورت بڑھتی جاتی تھی - ۱۱ - ۱۲ جولائی کو جنرل ہیولوک کی سپاہ رینالڈ کی سپاہ سے جا ملی - سپاہیون کو آپس مین ملنے کی بڑی خوشی ہوئی - بلندہ مین فتح پور سے چار میل لشکر کا قیام ہوا -

۷ - ۱۲ جولائی ۱۸۵۷ع رینالڈ سے ملاپ

سپاہ تھکی ہوئی تھی اسکے پاؤن دکھ گئے تھے ہیولوک صاحب اسکو آرام دینا ضروری جانتے تھے جسسے وہ پھر تازہ دم ہو بس سپاہ ہتھیار کھول کے اپنے صبح کے کھانے کے لئے تیار ہو رہی تھی کہ جنرل کے پاؤن کے قریب ایک گولہ آ کر پڑا کرنیل ٹیٹلر صاحب دشمن کا مقام دیکھنے گئے بعض جاسوس انکو ملے جنہون نے ہنری لارنس کا پرچہ لکھا ہوا دیا کہ فتحپور مین باغی جمع ہین بس سب سپاہ حاضری کو چھوڑ چھاڑ میدان جنگ مین گئی دشمن نے بھی یہہ جانکر کہ انگریزی سپاہ ہاری تھکی ہوئی آئی ہے اسپر جلد حملہ کرنا چاہا - لڑائی ہوئی نانا کی عمدہ سپاہ جو پہلی کامیابیون پر پھولی ہوئی تھی شکاری کتون کی طرح لپک کر آئی مگر انگریزی سپاہ کی بندوقون اور توپون کے گولون کے آگے نہ ٹھہر سکی اپنی توپین چھوڑ کر بھاگی اور انگریزون کو پوری فتحیابی حاصل ہوئی -

۱۲ - جولائی ۱۸۵۷ع فتحپور کی لڑائی

ہیولوک صاحب کا ارادہ تھا کہ ۴ - جولائی کو سفر کرین - لیکن سامان سفر مہیا نہ ہوسکا اس لیئے ۷ - جولائی کو سفر شروع ہوا - بڑا کام کرنا تھا اسکے لیئے یہہ لشکر تھوڑا تھا ایک ہزار یوروپین پیدل تھے جنمین بعض ری کروٹ تھی ایک سو بیس بریزیر کے سکھ تھے اور ایک توپخانہ چھہ توپون کا تھا اور گھوڑے سوار وولنٹیر تھے جنمین اٹھارہ صاحب شمشیر تھے مگر انمین سے ہر ایک ایسا لائق تھا کہ پانچ پانچ سپاہیون کے برابر تھا اکثر انمین باغی سپاہ کے نوجوان ملیٹری افسر اور بنید کچہر لوگ سول افسر تھے - جنرل ہیولوک صاحب کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ انکے ساتھ بڑے بڑے دلاور افسر لفٹنٹ کرنیل فریزر ٹیٹلر صاحب کوارٹرماسٹر جنرل اور کپتان سٹورٹ صاحب ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انکی برابر لائق اور افسر نہ تھے -

جب جرنیل ہیولوک کے برگیڈ نے الہ آباد سے دوپہر سفر کیا ہے تو موسلا دھار مینھہ برسنا شروع ہوا جسنے سفر کرنا مشکل کر دیا اس دن زیادہ سفر نہین ہوسکا بہت سے سپاہی ایسے تھے کہ انکو اسطرح سفر کرنے کی عادت نہین تھی وہ پیچھے رہ گئے انکے پاؤن دکھنے لگے مگر ہیولوک صاحب نے آگے سفر کیا کانپور سے باغیون کی سپاہ انسے لڑنے کے لیئے چلی آتی تھی اس لیئے انکو اس سفر کی ضرورت بڑہنی جاتی تھی - ۱۱ - ۱۲ جولائی کو جنرل ہیولوک کی سپاہ رینالڈ کی سپاہ سے جا ملی - سپاہیون کو آپس مین ملنے کی بڑی خوشی ہوئی - بلندہ مین فتح پور سے چار میل لشکر کا قیام ہوا -

سپاہ تھکی ہوئی تھی اسکے پاؤن دکھ گئے تھے ہیولوک صاحب اسکو آرام دینا ضروری جانتے تھے جسے وہ پھر تازہ دم ہوبس سپاہ ہتھیار کھول کے اپنے صبح کے کھانے کے لئے تیار ہورہی تھی کہ جنرل کے پاؤن کے قریب ایک گولہ آنکر پڑا کرنیل ٹیٹلر صاحب دشمن کا مقام دیکھنے گئے بعض جاسوس انکو ملے جنہون نے ہنری لارنس کا پرچہ لکھا ہوا دیا کہ فتحپور مین باغی جمع ہین بس سب سپاہ حاضری کو چھوڑ چھاڑ میدان جنگ مین گئی دشمن نے بھی یہہ جانکر کہ انگریزی سپاہ ہاری تھکی ہوئی آئی ہے اسپر جلد حملہ کرنا چاہا - لڑائی ہوئی نانا کی عمدہ سپاہ جو پہلی کامیابیون پھولی ہوئی تھی شکاری کتون کی طرح لپک کر آئی مگر انگریزی سپاہ کی بندوقون اور توپون کے گرالون کے آگے نہ ٹھیر سکی اپنی توپین چھوڑ کر بھاگی اور انگریزون کو پوری فتحیابی حاصل ہوئی -

۷ - جولائی ۱۸۵۷ء سفر شروع کرنا

۱۱ - ۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء رینالڈ کی سپاہ سے ملنا

۱۲ - جولائی ۱۸۵۷ء فتحپور کی لڑائی

پہلی لڑائی مین باغیون کا سارا غرور ڈھ گیا اس اول فتح نمایان کی خبر سننے سے انگریزون کے ہر بنگلہ و ہر کوٹھی مین خوشی ہوئی جنرل نے سپاہیون اور افسرون کا اور زیادہ تر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور انگلستان مین جب خبر پہنچی تو ہیولوک کا نام اسکے تمام کوچہ و بازارون کے گوشون اور سائن بورڈ پر لکھا گیا۔

فتح پور مین ہیولوک صاحب کی اول فتح تھی اسی شب کو انہون نے اپنی بی بی کو یہہ چٹھی لکھی کہ اپنے سکول کے چھوڑنے کے بعد مین بار بار جو دعائین مانگتا تھا وہ آج پوری ہوئین کہ مین اس لڑائی مین مفتحیاب ہوا جسکا مین میر لشکر تھا۔ دشمن نے بڑے کیمپ پر حملہ کیا ہم اسسے لڑے اور دس منٹ مین لڑائی کا فیصلہ ہوگیا۔ بیہودہ تیغ نہین مارتا۔ خدا تعالے کا شکر بھیجتا ہون جسنے مجھے مفتحیاب کیا مین نے چار گھنٹے مین گیارہ توپین چھین لین اور دشمن کی کل سپاہ کو برباد کردیا"

اس لڑائی کی نسبت تانتیا ٹوپی کا بیان جو سب سے زیادہ معتبر ہے یہہ ہے کہ سپاہ چاہتی تھی کہ فتحپور نانا اسکے ہمراہ جائے مگر اسنے انکار کردیا اور یہہ کہا کہ مین اور نانا دونو کانپور مین رہین گے اور اسکا ایجنٹ جوالاپرشاد لشکر کے ہمراہ فتحپور جائیگا مگر دوسرے رسالہ کا صوبہ دار اسکے ہمراہ ہوگیا اور اسوقت الہ آباد کا مولوی لیاقت علی بھی نانا کے گروہ سے آن ملا تھا۔ ایک گواہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکا سنگہ جنرل اور الہ آباد کا مولوی اور جوالاپرشاد اس لشکر کو میدان جنگ مین لڑاتے تھے۔

فتح پور مین خزانہ پر پہرہ چھٹی رجمنٹ کے ساٹھ ستر سپاہیون کا تھا۔ مئی کے آخر مین ۵۶ وین رجمنٹ کا بڑا حصہ مع دوسرے رسالہ کے بعض سوارون کے فتحپور مین باندہ کا خزانہ لایا اور الہ آباد کے پاس سے گذرا بغاوت کی کوئی بڑی علامت ظاہر نہ تھی سارے کام سرکاری بدستور ہورہے تھے مسٹر روبرٹ ٹیوڈور ٹکر صاحب جج تھے جو سچے عیسائی اور پکے مسیحی تھے۔ انہون نے فتحپور کے دروازہ پر چار پتھر کے مینار کھڑے کیئے تھے اور انہین سے دو پر احکام عشرہ اور دو پر عقائد مسیحیہ کندہ کرائے تھے تاکہ ہندوؤن مسلمانون کو مذہب عیسائی کے عقائد سے اطلاع ہوجائے۔ انہون نے لوگون کے عیسائی بنانے مین کوشش کی اور کسی نے انکو ستایا نہین انکی مہربانی اور فیاضی ایسی تھی کہ سب قسم کے آدمی انکو عزیز رکھتے تھے اور غریب پرور

جانتے تھے وہ محتاجون اور بیمارون کے مائی باپ تھے وہ اس بات سے بڑے خوش تھے کہ
انکے بی بی بچے اس مصیبت کے زمانہ مین ولایت مین تھے وہ تنہا تھے ۔

۹۔ جون کو یہان الہ آباد اور کانپور سے باغیون نے آنکر ایک طوفان برپا کیا۔ ہندو مسلمان دونو
انگریزون سے لڑنے کو کھڑے ہوئے۔ مسلمانون نے زیادہ شورش مچائی ۔ سپاہیون سوارون نے
تمام اضلاع مین دند مچائی مسلمانون نے شہر کے وسط مین سازش کی۔ خزانہ لوٹا گیا۔
جیلخانہ توڑا گیا۔ کچہریان و سرکاری مکانات اور دفتر کے کاغذات جلائے گئے تمام انتظام جاتا
رہا پولس باغیون سے مل گیا تمام یورپین افسر بھاگ کر باندہ مین چلے گئے اور سلامت رہے لیکن
ٹکر صاحب اپنی جگہہ پر قائم رہے انہون نے اپنی جان جانے کی کچھ پروا نہین کی جب تک انکے
دم مین دم رہا وہ اپنی گورنمنٹ کے لیئے جان قربان کرنیکو فرض سمجھا کیئے اگر انکے بھائی ہنری ٹکر
کمشنر بنارس تو سوار ہنٹر کے کوئی اور ہتھیار نہین رکھتے تھے مگر ان پاس گولی بندوق تھی
وہ مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور چند سوار اردلی مین انکے پیچھے ہوئے چند باغیون کو
بازار مین انہون نے مارا اور خود زخمی ہوئے۔ وہ اپنی کچہری کی چھت پر تھے کہ باغیون نے
اپنر حملہ کیا انہون نے اپنی بندوق کو بار بار بھر کر ان حملہ آورون کو مارا اور بعد اسکے خود قتل ہوگئے
وہ اپنی بہادری کی یاد چھوڑ گئے ہندوستانیون مین اب تک ذکر ہوتا ہے کہ اپنی گورنمنٹ
کے جان نثار دلاور ایسے ہوتے ہین جیسے کہ ٹکر صاحب تھے انکے مارنے والون بدمعاشون کو
جب ہندوؤن نے لعنت ملامت کی کہ کیسے غریب پرور جج کو تم نے مار ڈالا تو انکو بھی انہون نے
مار ڈالا غرض یہہ شہر باغی اور خونی تھا اسلیئے جب وہ فتح ہوا تو اسکے لوٹنے کا حکم دیا گیا انتقام
لینے کا وقت آگیا تھا۔

دوسرے دن سپاہ نے بعد فتح کے آرام لیا جو ضروری تھا اور ان توپون و میگزین کو غارت کیا
جسکے ساتھ لیجانے کے لیئے بیل گاڑیان موجود نہ تھین۔ ۱۴۔ جولائی کو سپاہ نے پھر سفر کیا اور کیمپ مین
پہنچکر آسانی سے نیم آئینی رسالہ سے گھوڑے اور ہتھیار لے لیئے جنہون نے فتحپور مین دشمنون کے
مقابلہ مین بداطواری کی تھی اسکے سوا انہون نے یہہ کوشش کی تھی کہ ہیولوک کے پر تل کے
جانورون کو ہنکا دین انکے گھوڑے وولنٹیرون کو دیئے گئے۔

۱۵ جولائی کو انکو پھر دشمنون کے مقابلہ مین آنا پڑا جنہون نے اونگ کے گاؤن مین مقام کیا تھا وہ انگریزی سپاہ کے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکے سارے اپنے خیمے ڈیرے توپین اور سامان چھوڑکر بھاگے مگر انگریزون کا نقصان عظیم یہہ ہوا کہ انکا بڑا بہادر رافسر میجر رینا ڈسخت زخمی ہوا اس گاؤن اونگ سے چند میل کے فاصلہ پر پانڈو ندی تھی جو برسات کے سبب سے طغیانی پر آگئی تھی اسکا ایک پل تھا اگر اسکو دشمن غارت کر دیتے تو لشکر کا ندی پار جانا بڑا مشکل ہو جاتا وہ اسکو غارت کرنے کو تھے کہ دو گھنٹے سفر کرکے انگریزی لشکر نے دشمنون کو جا لیا جسکے پاس کانپور سے تازی کمک آگئی تھی انگریزی سپاہ نے پل کو نہ توڑنے دیا اور انکو مار کر بڑی ہزیمت دی اور پل کے پار اتر گئی اور بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔

۱۵ جولائی کو نانا نے سنا کہ ہیولوک صاحب کا لشکر پانڈو ندی سے پار اتر آیا ہے اور اسکی راجدھانی کی طرف جلد جلد سفر کر رہا ہے۔ بالا راو بازو مین زخم لیکر میدان جنگ سے آیا اور نانا پاس شکست کی خبر لایا تو پیشوا نے جانا کہ اب پیشوائی کے تھوڑے دن رہ گئے ہین۔ اب صلاح و مشورہ کیا گیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ صلاح کارون مین اختلاف آرا ہوا کہ بٹھور مین قیام رکھین یا فتحگڈھ کے باغیون کو ساتھ لیکر کانپور کی سڑک پر دشمنون سے لڑین۔ آخر کو دوسری بات ٹھیری کہ ہیولوک صاحب لشکر کی پیشقدمی کو مقابلہ کرکے روکنا چاہیئے۔ یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ہیولوک صاحب جو لشکر کو جلدی جلدی بڑہائے لیئے آتا ہے اسکا مقصود یہہ ہے کہ اپنے قیدیون کو چھڑائے اور جب وہ سن لیگا کہ کل قیدی مارے گئے تو وہ الٹا چلا جائیگا اسلیئے سیاہ دل نانا نے حکم دیا کہ بی بی گڈھ مین عورتون اور بچون کا قتل عام کیا جائے۔ ان قیدیون مین چار پانچ مرد تھے وہ قیدخانہ سے بلاکر نانا کے روبرو قتل کئے گئے پھر سپاہیون کو حکم ہوا کہ وہ عورتون اور بچون کو جا کر قتل کرین۔ سپاہیون کے دل مین اپنے سپاہی پنے کا خیال آیا کہ انہون نے اس کام کے کرنے کو اپنی شان سے بعید جانا انہون نے کمرون کی چھت مین گولیان مارین عورتین بچے جلدی مارے جائین اسلیئے بازار سے قسائی بلائے گئے مسلمان قسائیون نے اور نانا کے پہرہ کے ہندو سپاہیون نے اندر جا کر تلوارون اور چھرون سے بھیڑون کی طرح عورتون اور بچون کو ذبح کیا۔

۱۵ جولائی کو اونگ کا [illegible]

[illegible]

رات بھر مرتے اور بسمل پڑے رہے صبح کو وہ پاس کے ایک کنوے مین ڈال دئیے گئے
بعض بچے زندہ بچ رہے تھے وہ اس کنوے کے گرد پھرتے تھے مگر ظالمون نے انکو بھی زندہ
نہین چھوڑا- اس ظلم و ستم نے انگریزون کے دلون مین وہ انتقام کا جوش پیدا کیا کہ وہ برسون مین
جا کر فرو ہوا اب کسی عورت کی عصمت بگاڑی نہین گئی- کوئی قیدی اسطرح نہین مارا گیا کہ اسکے اعضا کی قطع
و برید ہوئی ہو-

نانا اور اسکے دوستون نے یہہ مہا پاپ کرکے ۱۶- جولائی کی صبح کو پانچ ہزار سپاہ پیدل سوار
توپخانہ لیکر کانپور کے جنوب مین قیام کیا اور بڑی دانائی سے اپنے مورچے جمائے- ہیولوک
صاحب اور اسکے لشکر کو یہہ خبر نہ تھی کہ قیدی قید حیات سے رہا ہو گئے ہین وہ جلدی جلدی
سفر اس لئے کرتے آئے کہ قیدیون کو رہا کرین گے- دوپہر کو جنرل صاحب کو دشمن کا مقام
معلوم ہوا طرفین سے لشکر آرائی ہوئی اور خوب خوب لڑائیان ہوئین ہر دفعہ انگریزی لشکر نے
باغیون کو شکست دی اور وہ منتشر ہو کر مفرور ہوئے- باغیون نے لڑنے مین اپنے
سب ہنر دکھائے مگر وہ انگریزون کے آگے کچھ کام نہ آئے-

دوسرے روز صبح کو چھاونی پر دو میل سفر کرکے قبضہ کر لیا- ہیولوک صاحب کے جاسوسون نے
آنکر خبر دی کہ جن قیدیون کے چھڑانے کی امید تھی اب انکو قدرت بشری چھڑا نہین سکتی غرض
اس صبح کی خبر نے کل کی فتح کی خوشی کو مکدر کر دیا- دشمنون نے اپنے مقام کو خالی کیا اور
میگزین کو اڑا دیا جسسے ایک زلزلہ کی کیفیت انگریزی لشکر کو معلوم ہوئی- اب کانپور مین انگریزی
لشکر کا پھریرا پھر لہرانے لگا- جنرل نے لشکر کا شکر ادا کیا کہ ساتوین اور سولھوین تاریخون کے
درمیان اس گرمی اور دھوپ اور سخت موسم مین ۱۲۶ میل سفر کیا اور چار دفعہ لڑائیان لڑین
جو استقلال اور جوانمردی لشکر نے دکھائی اس سے زیادہ کبھی نہین دیکھی-

جب لشکر انگریزی کانپور مین پہنچا تو اسنے شراب پی کر مستانہ نوشی اختیار کی اسکو کانپور
کوچہ و بازار مین شراب بہت سی مل گئی جو انگریزون کی دوکانون اور کوٹھیون سے لوٹ کر مے نوشون نے
اپنے گھر مین بھر رکھی تھی ہیولوک صاحب نے وہی ترکیب اختیار کی جو نیل صاحب نے الہ آباد مین
اختیار کی تھی کہ کمسریٹ نے اس شراب کو مول لے لیا جسکی نسبت جنرل ہیولاک نے کمانڈر انچیف کو

لکھا کہ اگر یہہ شراب سپاہیون کے پاس رہتی تو آدھے سپاہی بدمست ہوتے اور آدھی آنکے سنبھالنے مین رہتے اسطرح میرے کیمپ مین ایک سپاہی کام کے لیئے نہ رہتا۔

باب چہارم

کانپور پر دوبارہ قبضہ

۱۶-۱۸ جولائی سپاہیون کی حالت

انگلش سپاہی کبھی متحمل نہین ہوتا جب اس مین خون اوپر اور شراب نیچے ہوتی ہے تو جو اسکو رستہ مین ملتا ہے اسکے لیئے وہ خوفناک ہوتا ہے۔ جب وہ عیسائی دشمن سے بھی حق لڑائی لڑتا ہے تو ایسے اوقات اور موسم ہوتے ہین جس مین اسکی عقل اور کانشنس کی قوتون پر اسکی قوت بہیمی غالب ہوتی ہے۔ گھر اور مذہب کے لیئے بہادرانہ مقابلہ کرنے مین سپاہیون کے جذبات نفسانی ایسے جوش مین آتے ہین کہ وہ نہ عورت پر نہ بچے پر رحم کرتے ہین اور کسی ارتکاب گناہ سے باز نہین رہتے جیساکہ ہیولوک کی پلٹنون مین کانپور کی طرف سفر کرنے مین لڑنے والے سپاہیون کو اشتعال طبع کے پیدا ہونے نے سنگدل بنایا ہے ایسا کبھی اور نہین بنایا انکے دل مین جو طیش و غضب تھا وہ بیجا نہ تھا اسلیئے اسکی تہ مین بے انتہا شفقت و رافت عورتون اور بچون پر بھی جو نہایت بُری طرح ذبح ہوئے تھے اور ظالمون پر جنہون نے یہہ جرم و گناہ کیئے تھے اسنے نفرت و ہیبت تھی اسلیئے انکو جو غصہ آیا وہ ان کا اچھا کام تھا۔ کانپور کے غمناک حادثہ نے دور کے ملکون مین ایک مدت کے بعد انگریزون کے دلون مین قومی عداوت کو اکسایا بیان تو وہ اپنی آنکھون کے سامنے قسائی پن دیکھتے تھے اور قسائیون کے ہاتھ ابھی خون مین بھرے ہوئے تھے اور ذبح کرنے کی شہادتین موجود تھین جو آنکھون کو دکھائی دیتی تھین اور بڑی دہشتناک مفہوم ہوتی تھین۔ سپاہی چھاونی مین گئے وہان وہ متحیر و متعجب ہوئے وہ بی بی گڈھ مین گئے جسکو دیکھ کر وہ کپ کپائے اور روئے ان باتون نے معتدل سپاہیون کو بھی دیوانہ بنادیا کہ انہون نے خوفناک انتقام لیا۔

کانپور پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ابتدا کے دنون مین سپاہیون نے زیادتیان کین جوان سے

کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آئی ہین توبھی مورخ کا یہہ فرض ہے کہ حالات موجودہ پر نظر کرکے انکی خطاؤن کو تخفیف کی نظر سے دیکھے ۔ نہ شہر مین نہ چھاونی مین کوئی ایسا دشمن تھا جسپر ملیٹری یعنی دشمن کے صادق آئین ۔ نانا کی شیخی باز سپاہ شکستہ ہوکر پراگندہ ہوگئی تھی اور کوئی اچھی طرح نہین جانتا تھا کہ کہان گئی مگر یہہ دن ایسے تھے کہ کل قومین دشمن معلوم ہوتی تھین اور کل شہر مجرم تھا جو انگریزون کے خون سے آلودہ ہورہا تھا ۔ اگر ہیولوک کے لڑنے والے ایسی حالت مین کہ عورتون و بچون کا قتل گاہ مین خون تازہ پڑا دیکھتے تھے ہریک ہندوستانی کو اس ملعون جگہہ کے آس پاس دیکھ کر اسکو بے عزتی کے ساتھہ نانا کا وابستہ سمجھکر قتل کرڈالتے تو وہ کوئی شرمناک کام نہین تھا ۔ سرکاری تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کانپور مین جو تعزیرات کا بار رکھا گیا تھا وہ گران نہ تھا خدا جانتا ہے کہ سپاہیون کے دل مین کیا تھا اور وہ کیا کرتے انکے کمانڈر کے ہاتھہ نے انکو روکا شہر کے آدمی یقین کرتے تھے کہ سزا ہم کو یقینی ملیگی ۔ جب انگریز یہان آئے تو انکے کیمپ مین بہت تھوڑے آدمی نباتات وپھول بیچنے کے لیئے آئے ۔ شہر کے بہت آدمی بھاگ کر ایسے دہات مین چلے گئے تھے کہ جہان سے اودھ مین چلے جانا آسان ہو جنمین سے بعض مفرور اپنے جرمون سے آگاہ تھے انکی سزا کے خوف سے بہت سے اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگ گئے تھے ۔ انگریزی سپاہ چارون طرف لوٹتی پھرتی تھی ۔ سکھون کا تو لوٹ مار پیشہ ہی ہے وہ بڑے شوق سے اس کام مین سرگرم تھے زیادہ تر مال تو لوٹ مین وہی ہاتھہ لگا جو انگریزون کا لٹیرے لوٹ کرلے گئے تھے اب پھر وہ اسی قوم کو ملگیا جو اسکے اصلی مالک تھے ۔ مگر یہہ کام ہیولوک کی آنکھون کو پاک نہین معلوم ہوتا تھا وہ اس کے برخلاف ہمیشہ استقلال کے ساتھہ رہے ۔ انہون نے یہ حکم جاری کیا کہ اس کیمپ مین غارتگری مردہ نانا کی تھوڑے دنون کی اتفاقیہ فتحیابی کی بدنظمی سے بڑھ گئی ہے ایک پروسٹ مارشل یعنی ایسا حاکم جو سپاہیون کو غارتگری سے باز رکھے مقرر کیا اور اسکو یہہ ہدایتین کین کہ اگر کوئی برٹش لوٹے تو اسکو وردی پہنی ہوئی حالت مین پھانسی دیجائے ۔ یہہ کوئی خالی دھمکی نہین تھی اس حکم سے کمانڈنگ افسر بڑے متنبہ ہوئے ایک زمانہ مین کانپور کے انتقام لینے کے لیئے خونریزی کی کہانیان بڑے مبالغہ کے ساتھہ

مشہور ہوئین - انگلو انڈین اور یوروپ کے اخبارون مین لکھا گیا کہ کانپور مین دس ہزار آدمی قتل کئے گئے - اس مین حد سے زیادہ مبالغہ ہے اتنے آدمی مارے نہین گئے تھے جتنے وہ مشہور ہوئے - یہہ مبالغے اسلیئے کئے جاتے تھے کہ جتنی معلوم ہو انگریز بڑا تشدد کرتے ہین یا انتقام بڑا لیا جاتا ہے -

فتح کی خوشی ہی نہ تھی بلکہ اسکے ساتھ بہت سے ترددات و تفکرات بھی لگے ہوئے تھے کہ ہیضہ و اسہال کے امراض بھی کیمپ مین پھیلے ہوئے تھے - ایک بڑا دلاور رسے ناڈ زخمی پڑا تھا دوسرا جوانمرد بیٹسن دبا مین مبتلا تھا دونو کی مدد کرنی قدرت بشری سے باہر تھی - دشمن کے مقام مین بڑا اشتبہ تھا کہ وہ کہان ہے اگرچہ ہیولوک کا کالم بڑا قوی زبردست تھا مگر تعداد کے اعتبار سے ضعیف تھا یہہ خبر آئی کہ نانا کا لشکر بٹھور مین ہے اسنے پانچ ہزار سپاہی اور تلوار بند اور ۵ ہا تو پین جمع کین ہین - غالباً اسنے اپنے مقام کو ایسا مستحکم کر لیا ہوگا کہ انگریزون کا ہلکا توپخانہ کچھ اثر نہ کرسکے - یہہ سب باتین ایسی تھین کہ جس سے ہیولوک صاحب کا دل بجھا جاتا تھا لیکن بعنایت ایزدی یہہ ترددات تھوڑی دیر مین رفع دفع ہوگئے جن سے جنرل کا دل بیٹھا جاتا تھا پھر انکا عزم پژمردہ شگفتہ ہوا اور انھون نے کہا کہ اگر بدترین حالت سے بدترین حالت بھی ہوگئی تو بھی ہم شمشیر بدست جان دینگے -

حقیقت مین نانا کو ہیولوک نے ایسی شکست فاش ۱۶ - کو دی تھی کہ وہ اپنی شکستہ حال پلٹنون کو میدان جنگ مین انگریزون کے مقابلہ مین نہین لاسکتا تھا - لڑائی کے بعد چند سوارون کے ساتھ یہہ سرگشتہ و برگشتہ مرہٹہ بٹھور مین گیا اسکا گھوڑا اچھا گون مین نہار رہا تھا - جن لوگون سے راہ مین ملتا تھا انسے کہتا جاتا تھا کہ فرنگی تقریباً سب غارت ہوگئے اور ان مین چند جو باقی ہین انکے سرون کے لیئے مین نے انعام مقرر کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے یہہ فکر پڑی کہ انگلش کے تعاقب سے کسی طرح پیچھا چھٹائیے - جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسنے دیکھا کہ بازی بالکل ہرگئی اسکے نوکرون نے جلدی سے بھاگنا شروع کیا بہت سے اس کو شکست پہ لعنت ملامت کرتے تھے - سب کے سب اپنی تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اس خوف زدہ کو سیاہ انتقام جو اپنے پیچھے لگی ہوئی زیادہ معلوم ہوئی اب اپنی حفاظت کے لیئے اسکو یہہ سوجھی

ترددات اور تفکرات

نانا کا حال

کہ اسنے اپنی بیوی بچون کو جمع کیا اور رات کو کشتی مین سوار کیا کہ گنگا مین چلا کر فتح گڈھ مین پہنچ جائے اور راہ مین اپنے گنگا باشی ہونے کا اعلان کیا اور گنگا مین ڈوبنے کی یہہ علامت مقرر کی کہ جب کشتی پر روشنی بجھ جائے تو یہہ جاننا چاہئے کہ مین نے خودکشی کی۔ مگر اسکا ارادہ خودکشی کا دراصل نہ تھا۔ جب کشتی کی روشنی بجھی تو گنگا کے کنارہ پر برہمن بیٹھے تھے انہون نے رونا پیٹنا شروع کیا انکو یقین تھا کہ نانا مر گیا۔ مگر وہ اندھیرے مین گنگا کی دوسری طرف اترا۔

اس اثناء مین ہیولوک صاحب یہہ خیال کر کے کہ دشمنون کا لشکر جرار اسکے مقام پر حملہ کرنے کے لئے آئیگا نواب گنج کی طرف گیا تا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ کی لین کی حفاظت کرے اس مین یہ حکمت تھی کہ لشکر شراب سے دور ہو جائے جس سے ڈسپلن مین جو فتور آرہا تھا وہ دور ہو۔ جنگی انتظام یہ ہو رہا تھا کہ سول افسر مسٹر شیر رصاحب کو توالی مین گئے اور شہر مین انہون نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ اب پھر امن و عافیت کا زمانہ آیا۔ کوتوالی مین بہت سے آدمی ان پاس جمع ہوئے اور انگریزون کے پھر آنے کی خوشی ظاہر کی۔ اس خوشی کے ظاہر کرنے مین مکاری نہ تھی اسلیئے انگریزون کے چلے جانے سے اہل تجارت کے تو سارے کاروبار بند ہو گئے تھے اور اہل شہر کی جان مال ناموس سب خطرمین تھین ایسے زمانے مین تو صرف بدمعاش لچون کی بن آئی تھی اور باقی سب کی جان عذاب مین تھی

میجر سٹیفن سن صاحب تھوڑی سپاہ کے ساتھ بٹھور مین بھیجے گئے وہان کوئی دشمن نظر نہ آیا۔ نانا کا محل مسمار کیا گیا اسکے مکانات مین انگریزی اسباب لوٹ کا بھرا ہوا تھا۔ نانا زیورات و زر جواہرات اپنے ساتھ لے گیا یا کہین چھپا گیا تھا جنکا پتا اب اس سبب سے نہین لگ سکتا تھا کہ پھر مکانات ڈھئے ہوئے پڑے تھے۔ اگر ڈھانے سے پہلے تلاشی کی جاتی تو شاید دولت مل جاتے۔

اب پیشوا کے خاندان کا ایک رکن نانا نرائن راو باقی تھا جسکو نانا نے قید کیا تھا اسی نے جرنیل کو اول خبر بھیجی تھی کہ بٹھور خالی ہے آپ تشریف لائیے اسلیئے جنرل اسپر عنایت بہت احتیاط کے ساتھ کرتا تھا۔

کرنیل نیل نے قلعہ الہ آباد اور شہر کی محافظت کا خوب بندوبست کر کے کانپور کی طرف سفر کیا۔ ۱۵۔ جولائی کو کمانڈر انچیف کا ان پاس تار آیا کہ ہیولوک صاحب کو فتح پور کے سامنے فتح ہوئی لیکن ہیولوک صاحب کی صحت اچھی نہین ہے اسلیئے اگر وہ کسی سبب سے اپنی خدمت و کام کے لائق

نہ رہے تو تم اسکی جگہہ کام کرنا اور تم کو درجہ برگیڈیر جنرل کا دیا جاتا ہے وہ الہ آباد سے چلکر ۲۰ کو کانپور مین پہنچے ایک دوست کی معرفت ہیولوک صاحب نے نیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ اب مجھے اور تمہین آپس مین ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیئے کہ تم کو جب تک تم یہان ہو کوئی اختیار و اقتدار نہین ہے تمکو چاہیئے کہ ایک حکم بھی جاری نہین کرو۔

نیل صاحب لکھتے ہین کہ جب مین کانپور مین آیا تو اول مین بی بی گڈھ مین آیا تو اسمین لیڈیون اور بچون کے کپڑے اور جوتیان خون آلودہ اور انکی چوٹیان کچی ہوئی پڑی تھین جس کمرہ مین سب اکٹھے کر کے قتل ہوئے تھے اسکا فرش خون مین تر بتر تھا کوئی اس کو دیکھ کر اپنی فیلنگس کو قابو مین نہین رکھ سکتا جو شخص اس قتل سے تعلق رکھتا ہو اسپر کون رحم کر سکتا ہے ؟ اول کا ظلم آخر کو رحم ہو جاتا ہے مین یہہ چاہتا ہون کہ ہندوستانیون کو ایسی سخت سزا دون کہ وہ بھی یاد رکھین کہ ایسی کامونکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے مین نے ۲۵ - جولائی ۱۸۵۷ع کو حکم دیا ہے کہ گورے اس کنوئے کو قبر کی صورت بناوین جس مین بد ذات نانا نے انگریزون کی لاشین ڈلوائی ہین جس گھر مین وہ قتل ہوئے ہین اور وہ انکے خون مین بھرا ہوا ہے اسکو انکے ملک کے آدمی صاف نہین کرینگے - بلکہ مین نے یہ ارادہ مصمم کر لیا ہے کہ ہر بیگناہ کے خون کے دھبے کو وہ لچے بدمعاش صاف کرین جنکو پھانسی کا حکم دیا گیا ہو وہ ایک پہرہ کے اندر اس مکان مین آئین اور ان دھبون کے ایک حصہ کو صاف کرین اگر اسکے صاف کرنے مین عذر کرین تو بیت لگائے جائین اور اسکے بعد انکو فوراً پھانسی دیجائے - اول مجرم چھٹی رجمنٹ کا ایک صوبہدار او نچی جات کا برہمن بڑا موٹا تازہ وحشی پکڑا آیا اسکے ہاتھ مین بھنگی کی جھاڑو بھنگی نے دی اور اسکو حکم ہوا کہ مکان مین وہ جھاڑو دے اسنے نصف مربع فیٹ صاف کیا تھا کہ اسنے اس کام پر کچھہ اعتراض کیا لیکن جب وہ تازیانہ کے نیچے آیا تو پھر اسنے حکم مانا اور سب مکان اسنے صاف کیا تو پھر اسکو پھانسی دیگئی اسکی لاش سڑک کے اندر دفن کی گئی - کچھ دنون بعد سول کورٹ کا ایک مسلمان ملازم جو بڑا بدمعاش تھا پکڑا گیا اسنے کچھ اس کام مین اعتراض کیا تو اسکو بیت لگائے گئے اور خون کے دھبے اسکی زبان سے چٹوا کے صاف کرائے گئے اور پھانسی دیگئی - اگرچہ یہہ عجیب قانون تھا مگر موقع و وقت کے لیئے نہایت موزون تھا جبتک سارا کمرہ اسطرح بالکل صاف نہین ہو جائیگا مین اپنے حکم نہین بدلونگا خدا میری

نیل صاحب کا بدلہ

مدد کریگا۔ خدا کی انگلی اس کام مین ہے ایسے وقت مین بڑے بڑے رحمدل عاقلون مین
حق و ناحق مین فرق کرنے کے لیئے قوت تمیز باقی نہین رہتی - بڑے بڑے عقلمند انگریز
یہہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ رحم کو اپنے سے دور رکھین جیسے یہہ جرائم مستثنی الصورت کے
ہین ایسی ہی انکی سزا بھی مستثنی الصورت کی ہونی چاہیئے انکی دلیل یہہ تھی کہ جیسے قتل کے مختلف
درجے ہوتے ہین ایسے ہی انکی سزا کے مختلف درجے ہونے چاہئین - کرنیل جان نکلسن
جیسے عاقل شجاع کی یہہ راے تھی کہ ایک ایکٹ پاس ہو جس مین موت کی سزا طرح طرح کی تکلیفات
دیکر دیجائے انہون نے مئی کے آخر مین اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ ایک بل پیش کرین
جسمین عورتون اور بچون کے قاتلون کو موت کی سزا اسطرح دیجائے کہ مجرم کی زندہ کھال
اتاری جائے سولی دی جائے زندہ جلا یا جائے - غرض ایسے قانون جاری کرانے
کے لیئے بڑی کوشش کی اور اسکی دلیل بیان کی - اس طرح سزا دینا ہندوستانیون مین مروج ہے
بائبل مین لکھا ہے کہ جرمون کے مطابق تازیانہ زنی ہوگی - بس اگر پھانسی ایسے شریر
قاتلون کے لیئے کافی ہے تو وہ معمولی باغیون کے لیئے سخت سزا ہوگی - پھانسی نہایت
آسان موت ہے جیسے کہ چوری جعلسازی اور جرمون کی مختلف طرح کی سزا ہوتی تو پھر قتل کے
واسطے کیون نہ مختلف طرح کی سزا ہو - عیسائی مذہب کے رحم نے ایسا قانون نہین جاری ہونے
دیا - مگر نیل صاحب نے جسطرح عورتون اور بچون کے قاتلون کو سزا دی اسکو حق جانا - خدا کا
حکم نہین ہے کہ قاتلون کی جان چھوڑدو انکی جان لینا خدا کا حکم ہے -
انگلش جنرلون کے سامنے جو بڑے بڑے کام پیش تھے اسکا یہہ خفیف حصہ تھا کہ دشمنو کو
سزا دی گئی بے شک انکا کام بچانا تھا نہ غارت کرنا - ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے دلین
یہہ خیال پیدا کیا کہ لشکرکشی شروع ہوئی ہے - لکھنؤ جوکھون مین پڑا ہے دہلی بغاوت کا مرکز اب ہے
آگرہ کا گھرا ہوا ہے انہون نے نیل صاحب کو لکھا کہ جسوقت تم مجھ سے ملجاؤگے تو مین خدا تعالے کے
فضل و کرم سے دشمنون کو وہ صدمہ پہنچاؤنگا جسکی سارے ہندوستان مین دھوم ہوجائیگی"
اب انہون نے گنگا کے پار سپاہ کو ساتھہ لیکر اودھ مین جانے کی تیاریان کین -
جنرل ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے صرف تین سو سپاہی کانپور کی محافظت کے واسطے نیل صاحب

پاس چھوڑے اور گنگا کے کنارہ پر مناسب مقام مین ایک حصار دو سو گز طول مین اور سو گز عرض مین
بنایا اس حصار کو ہندوستانی مزدورون نے بنایا تھا وہ خاطرخواہ مزدوری لینے کی طمع سے
بہت جمع ہو گئے تھے ہر شام کو انکو باقاعدہ مزدوری ملتی تھی - ہزارون ہندوستانی خدمت
کرنے کو موجود تھے انکو اسکی پروا نہ تھی کہ کسکی گورنمنٹ ہے کسکو غلبہ ہے وہ تو اپنے کھانے پینے
کو اور اپنی آسائش و آرام کو جانتے تھے - غیر آئینی سپاہ کے موقوف شدہ سپاہی جن سے ہتھیار
لے لیئے گئے تھے وہ بھی حصار مین کام کرتے تھے - اور اپنی مزدوری خاطرخواہ لیتے تھے -

نیل صاحب جب کانپور مین آئے تو انہون نے دیکھا کہ حصار کا کام بڑی تیزی اور سرعت سے
ہو رہا ہے اگرچہ انکی سپاہیانہ آنکھ مین اس مین کچھ نقص نظر آئے مگر وہ اسکا علاج نہین کرسکتے
تھے انہون نے سب طرح سے یہان کی محافظت کا انتظام کرلیا -

گنگا کا پرانا کشتیون کا پل تو غارت ہو گیا تھا دخانی جہاز جو الہ آباد سے سپاہ لایا تھا وہ
کشتیون کے جمع کرنے کے لیئے کام مین لایا گیا - ملاح اس خوف کے سبب سے کہ کشتیون مین انگریز
قتل ہوئے تھے دور دور بھاگ گئے انکا جمع کرنا بڑا مشکل کام تھا جب انکو روپیہ کا لالچ اور معافی
قصور کا یقین دلایا گیا تو وہ جمع ہوئے تو ہیولوک صاحب کے لشکر نے گنگا سے عبور کیا -

۱۹-۲۳ جولائی دریائے گنگا سے عبور

بہت انگریز یہہ یقین کرتے تھے کہ لکھنؤ کانپور سے تھوڑے فاصلہ پر ہی ہیولاک کا لشکر
آسانی سے اسکو فتح کرلیگا یہان فاصلہ تھوڑا تھا مگر سارا ملک اودھ بگڑا ہوا تھا اور ہتھیار لیئے
ہوئے لڑنے کو موجود تھا - یہہ ملک سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تھا ساری جماعتین جو
ذی رعب اور صاحب جاہ تھین وہ غصہ مین بھری ہوئی لڑنے کو تیار بیٹھی تھین شاہ اودھ
کی پرانی سپاہ موقوف شدہ اور معزول تعلقہ دارون کی سپاہ اس گورنمنٹ سے جسنے انکو خاک مین
ملادیا تھا جنگ کرنے کو آمادہ تھین اسکے علاوہ ملک اودھ تو کل سپاہ بنگال کی جنم بھوم تھی ہر گاؤن
مین وقریہ مین سپاہی اور اسکے کنبے کے آدمی رہتے تھے جو انگریزون سے لڑنے کو تیار تھے -

اودھ کی حالت

سر ہنری لارنس ایک تھوڑی سی جگہہ مین غیر آئینی سپاہ لیئے ہوئے چھاونیون کی پلٹنون سے لڑنے
کے لیئے مستعد تھے - لیکن یہہ غیر آئینی سپاہ بھی آئینی سپاہ کی بھائی بند تھی انپر اعتماد کرنا دھوکہ مین
آنا تھا کمپنی کا بڑا اقبال تنزل پر تھا دوستون نے اسکو یہہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا کہ اب وہ کمزور ضعیف ہے

انگلش سپاہیون کی شجاعت و بہادری اور انگلش سربرآوردہ افسرون کی دانائی و فرزانگی کے سواو اور آسرا نہ تھا اسوقت جو اودھ کی حالت تھی اسکی نسبت۔ گبنس صاحب فنانشل کمشنر اودھ اپنے ایک خط مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھتے ہین"۔ اس صوبہ اودھ کے ہر چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی تمام اضلاع مین اندھیر ہورہا ہے تعلقہ دار اپنی دیہات سابقہ پر ازراہ زبردستی قبضہ کر رہے ہین جو انکا مقابلہ کرتا ہے اسکے گاؤن کو جلاتے ہین اور اسکے باشندون کو قتل کرتے ہین انکے آپس کے پرانے بغض و کینے ازسرنو زندہ ہوگئے ہین اور وہ سارے ملک مین کم و بیش آپس مین توپون اور بندوقون اور اور ہتھیارون سے لڑتے ہین ہر صیغے کے سول کے حاکمونکو بمجبوری اپنا صدر مقام چھوڑنا پڑا سب تھانے و تحصیلین برباد ہوگئین کسی طرح کی بدنظمی اور بدعملی کی مزاحمت نہین ہوسکتی۔ اگر باغی چلے جاتے تو سول کے حکام جاکر پھر انتظام کر لیتے مگر باغی گئے نہین صوبہ مین منڈلا رہے ہین کہ لکھنؤ پر حملہ کرنے کا موقع ملے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لکھنؤ کو کبھی نہین لے سکینگے خود ہی گداز ہو جائینگے۔ بالفعل صوبہ اودھ کی چھاونیون اور ضلعون کی یہہ کیفیت ہے۔ خیرآباد کی قسمت مین سیتاپور و محمدی و ملاؤن بالکل چھوڑ دئیے گئے ہین۔ شاہجہان پور اور محمدی مین انگریزون کا ہولناک قتل عام ہوا ہے۔ باغیون کی سپاہ مین سے اہم وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور دسوان اودھ کا غیر آئینی رسالہ اور گیارہ سو سپاہی جو اودھ کی غیر آئینی سپاہ مین باغی ہین اور پولس کی سپاہ یہہ سب لکھنؤ سے چالیس میل کے فاصلہ پر محمود آباد مین موجود ہین جو تعلقہ دار کو اغوا کر رہی ہے کہ وہ انکی ساتھ شریک ہون وہ روز گھٹتے جاتے ہین۔ قسمت لکھنؤ (لکھنؤ۔ اناؤ۔ دریاباد) مین لکھنؤ کے گرداگرد آٹھ میل مین کل اودھ کے اندر ہمارا انتظام و بندوبست ہے۔ ہمارے پاس دو مقام ریذیڈنسی اور مچھی بھون ہین علاوہ اسکے ایک بدنصیب یورپین سپاہ چھاونی مین ہے مچھی بھون کے سر پر تو اہل شہر سوا ہین شہر کے آدمی بھی جانتے ہین اور انجنیرون نے بھی کہدیا ہے کہ یہہ مقام استوار و مستحکم نہین ہے اگر اسکا محاصرہ ہوگا تو وہ اڑ جائیگا۔ ریذیڈنسی مین عمارتون کے مستحکم و استوار کرنے کا بڑا انتظام کیا گیا ہے جس مین بیری کوٹھی اور اور مکانات ہین اچھی مدت تک محافظت کر سکتے ہین۔ دریاباد مین پانچوین اودھ کے غیر آئینی باغی رجمنٹ ہے مگر اسکی تعداد بہت کم ہوگئی ہے وہ فشر کے پندرھوین رسالہ سے اور آٹھوین غیر آئینی پیدلون کی رجمنٹ سے جو

سلطان پور سے آئی ہے مل گئے ہین - بہرائچ کی قسمت مین دوسری و تیسری اودھ کی غیر آئینی پلٹنین اور نللوہ کا توپخانہ اور سو سوار باغی ہین ابھی انہون نے گھاگرا سے عبور نہین کیا ہے وہ انتظار مین بیٹھے ہین فیض آباد کی قسمت سب سے زیادہ ہولناک ہے ۲۲ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور اعظم گڈھ کی ۱۷ وین رجمنٹ اور چھٹی اودھ کی غیر آئینی پیدل رجمنٹ اور اودھ کے سوارون کا ایک حصہ اور دل کا توپخانہ یہہ سب باغی جمع ہین اودھ کا پندرھوان رسالہ کانپور کی طرف گیا ہے۔ سلطان پور مین سپاہ نے آگ لگائی اور وہان سے چلی آئی بہت سے یوروپین قتل ہوئے۔ سلونی مین یوروپین کی جانین بچ گئین۔

ملک کا یہہ حال تھا مگر سب جگہہ یوروپین کی بڑی خاطر جمعی یہہ تھی کہ سرہنری لارنس انکے لیے طاقت و قوت کا حصن حصین ہے آخر جون کو چنہٹ مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی تھی ساری جولائی مین لکھنؤ کا محاصرہ رہا - کانپور کی فتح مین جنرل ہیولوک کو اس خبر کے سننے سے نہایت دل مین رنج والم ہوا کہ لکھنو کے محاصرہ مین اول سر ہنری لارنس کی قربانی ہوئی وہ جنرل کے قدیمی دوست تھے انکے مرنے سے جو نقصان ہوا اسکو جنرل صاحب ہی خوب سمجھتے تھے۔

عام حالات

بالائے ہند کے بہت سے حصون سے بڑی خبرین کانپور کے حاکمون کے پاس آرہی تھین ایسی مصیبت اور آفت پر آفت پے در پے جلد جلد آرہی تھین کہ انپر حیرت ہوتی تھی تقریباً ہر روز بغاوت و قتل عام کی ایک نئی حکایت سنی جاتی تھی نئی فہرست مقتول مردون اور عورتون بچون کی آتی تھی - بعض حکایات بڑی ہولناک ہوتی تھین اور بعض فہرستین بہ نسبت اورون کے بڑی لمبی ہوتی تھین - اگرچہ حکایتین غم افزا تھین مگر انکے ساتھ یہہ بھی کہنے مین آتا تھا کہ بہت سے نامرد ظالمون کے مقابلہ مین چند بہادر دلاور انگریزون نے اپنی خوب مردانگی و فرزانگی دکھائی - کانپور کے مقابلہ مین اور سب جگہہ کے مصائب بونے تھے - جھانسی مین جسکے ملک کو لارڈ ڈیلہوزی نے صلبی بیٹے نہ ہونے کے سبب سے الحاق کیا تھا - بڑا مفسدہ برپا ہوا - جسکی مہرعنہ وہان کی رانی تھی جسنے بہت سے انگریزون کی جانون کو فنا کیا - تقریباً تمام سنٹرل کمشنڈرا انگریزون کے برخلاف اپنے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھا - سیندھیا اور ہولکر کے سپاہیون نے جو بغاوت کی وہ سرکار کمپنی کی پوربی سپاہ سے آن ملی - یہان کے رئیسون کے

ملک مین بہت سے انگریز مارے گئے لیکن انکے درباروں نے کوئی ابتک بغاوت کی بات نہین ظاہر کی تھی۔ رہیلکھنڈ مین صرف سپاہی باغی نہ تھے بلکہ رعایا بھی سرکش تھی۔ مسلمانون نے اپنی فرمان روائی کا اشتہار دیا اور خان بہادر خان کو بادشاہ کی طرف سے نائب سلطنت مانا۔ ہانسی حصار نے انگریزون کو سخت دل فگار بنایا۔ پنجاب مین اگرچہ معلوم ہوتا تھا کہ طوفان بغاوت کو انگریز فرو کر رہے ہین مگر اسکی اڑ نہین سکتے تھے۔ بنگال کی رجمنٹین بغاوتین کرتی تھین اور دہلی کی باغیون کی سپاہ مین بلکہ اسکی طغیانی کو بڑہاتی جاتی تھین۔ دہلی کے فتح ہونے کی جھوٹی افواہین اڑاتی تھین مگر ہفتون پر ہفتے گذرتے تھے کہ وہ فتح نہ ہوتی تھی اس مین بہادر شاہ کی فرمان روائی تھی جس کے پاس چارون طرف سے ناخواندہ سپاہین اور سرکش آدمی جمع ہوتے جاتے تھے۔ آگرہ مین جو ممالک مغربی کا دار الحکومت تھا ابھی تک تھوڑا امان رہا مگر جہان مین نیمچ و نصیر آباد کی بھی رجمنٹون نے آنکر اسپر حملہ کیا۔ لفٹنٹ گورنر اور سب افسر قلعہ مین بند بیٹھے تھے کل ممالک شمالی مغربی کے اضلاع مین کہین کچھ انتظام نہ تھا۔ جولائی کے اول ہفتے مین سپریم گورمنٹ کو یقین تھا کہ اسوقت ممالک مغربی وشمالی ہماری حکومت کے تلے سے نکل گئے کل سارا انتظام جو انگریزون نے کیا تھا وہ انکے قدمون کے تلے ریزہ ریزہ ہوگیا۔ سرکار کو اس سے کچھ دلجمعی تھی کہ مدراس اور بمبئی کے سپاہیون نے بغاوت نہین اختیار کی تھی صرف ایک رجمنٹ نے بغاوت کی دکن مین ریاست عظیم نظام کی تھی جسکے وزیر سالار جنگ نے اپنی عقل کامل سے کسی طرح کا فساد نہین ہونے دیا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ و رئیس نے بغاوت نہین کی مگر وہ دہلی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کیا ہوتا ہے۔ نیپال انگریزون کا دوست تھا وہ ہر طرح کی کمک اور امداد کرنے کو تیار تھا مگر اس سے مدد کا خواستگار ہونا انگریزون کے ضعف کی نشانی ہوتی۔ غرض اسوقت انگریز چارون طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے کہین اطمینان خاطر نظر نہین آتا تھا۔

۲۵ جولائی کو جنرل ہیولوک نے مع اپنی تھوڑی سی سپاہ کے گنگا سے عبور کیا۔ کل سپاہ مین پندرہ سو سپاہی تھے اور دس توپین تھین جنکا سامان پورا نہ تھا اور توپچی کم تھے اور ساٹھ سوار و ولنٹیر تھے۔ غرض یہہ برگیڈ چھوٹا تھا اور اسکے آگے کام بڑا تھا۔ ۲۱ و ۲۹ جولائی کے درمیان

جو ہفتہ تھا اس مین جنرل ہیولوک کو پورے حالات معلوم ہوئے ۲۸ - جولای کو منگل وار مین لشکر کا قیام ہوا - جولائی کا مہینہ برسات کا تھا اس مین مینھ موسلا دھار برستے تھے - لشکرگاہ مین ہیضہ نے قدم رکھا سپہ سالار کو سوا لکھنؤ کے بچانے کی امید کے کسی اور خیال سے خوشی نہین ہوتی تھی ان کے چارون طرف باغی سپاہیون اور مسلح سرکش رعایا کا ہجوم تھا یہہ انگریزون ہی کا کام تھا کہ وہ اپنے سے اسقدر زیادہ دشمنون سے مقابلہ کرتے تھے -

حصہ ششم - پنجاب و دہلی

مئی - جولائی ۱۸۵۷ء

باب اول

پہلی لڑائیان پنجاب مین

پنجاب کی حالت ماہ مئی مین

لارڈ کیننگ کو بڑے خوف اور دہشتین یہہ تھین کہ ممالک زیرین مین انگریزی عملداری کی خیر اس سبب سے نہین معلوم ہوتی کہ وہ یوروپین سپاہ سے خالی ہے مگر انکو پنجاب مین انگریزی عملداری کے لیئے ان خوفون سے بالکل مختلف قسم کے اندیشے و فکر لگے ہوئے تھے - اضلاع زیرین مین تو انکو ہندوستانی سپاہ کے بغض و عداوت کا خوف لگا ہوا تھا مگر پنجاب مین پنجابیون کی طرف سے اندیشہ تھا سکھون کے سارے ملک مین پوربی رجمنٹین پھیلی ہوی تھین لیکن اس مین یوروپین سپاہ بھی بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ تھی - پنجاب کی سرحد کی محافظت کے لیئے یوروپین سپاہ کے رکھنے کی زیادہ ضرورت تھی - اگرچہ یہان بھی اسکی تعداد بمقابلہ ہندوستانی سپاہ کے کم تھی سات برس ہوئے تھے کہ مہاراجہ رنجیت کی مملکت انگریزی جوے کے تلے آ گئی تھی - اب انگریزی سپاہ نے اس سلطنت کو پامال کیا تھا اور پنجاب کی خالصہ سپاہ کا ستیاناس ملایا تھا اس لیئے اندیشہ تھا کہ وہ کہین پھر از سر نو سکھون کی سلطنت کو نہ قائم کرے - انگریزون کے ہاتھ سے پنجاب کے سردارون نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے تھے وہ کیون انگریزون کے ساتھ بر سر مصالحت رہین گے ؟ بنکین کے یہہ الفاظ قلیل جنین معانی جلیل تھے انگریز بھولے نہ تھے کہ کوئی حیقد

شکستین دیتا ہے اسی قدر گزند رسانی کے لیے رایئن ہوتی ہین"۔ اسکے سوا اور بہت سے
خوف و دہشت کے مخازن تھے۔ سپاہ جسکے ہتھیار لیکر موقوف کیا تھا وہ ایک طوفان برپا کرسکتی
تھی بیکن ہی کا یہہ قول تھا"کہ فصیل دار شہر میگزین اسلحہ اور ہتھیارون اور سامان حرب وضرب سے
بھرے ہوئے۔ نیک نسل کے گھوڑے جنگی رتھین۔ ہاتھی۔ توپ خانے اور اسی قسم کی چیزین
شیر کی کھال اوڑھے ہوئے ایک بھیڑ ہی رہان آدمی جاہئین کہ جنکی طبیعت و سرشت قوی و
جنگ جو ہیہ۔ بس سکھون کی سرشت اور طبیعت قوی و جنگ جو تھی۔ سکھون نے انگریزون کے ساتھ
لڑنے مین اپنی بہادری ایسی دکھائی تھی کہ ہارڈنگ اور گاف جیسے دلاور و بہادر ششدر رہ گئے تھے
چیلیان والا مین انگریزون کے ڈریگنس کو انہون نے بھیڑون کی طرح آگے رکھ لیا تھا۔
اب پنجابیون کے خوف کے سوا سرحدی قومون کا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ اگر وہ سکھون سے متحد المطلق
ہوکر ملجاتین تو پنجاب سے انگریزون کو نکال دیتین۔ اسوقت دوست محمد خان سے مصالحت
تھی۔ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ سرکار اسکو دیتی تھی اس روپیہ کی طمع نے اسکی کینہ توزی کو دبائے
رکھا وہ باغیون کا طرفدار نہین ہوا انگریزون کا دوست رہا۔
یہہ باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ پنجاب مین انگریزون کے حق مین مضر تھین مگر یہہ باتین مفید
تھین کہ پنجاب کی آبادی مختلف قسمون کی تھی ان مین آپس مین قومی اور مذہبی ایسا بڑا اختلاف
تھا کہ ان مین اتفاق و اجتماع جو کمزور کو بھی زور آور بنا دیتے ہین نہین پیدا ہو سکتے تھے۔ اگرچہ
انگریزی عملداری کے اور حصون مین اختلاف مذہبی تھا مگر بہت دنون تک آپس مین رہنے سے
مسلمانون مین دامن چولی کا ساتھ تھا۔ لیکن پنجاب مین مسلمانون اور سکھون کے درمیان بڑا
افتراق تھا اور یہہ دونو سکھ اور پنجابی مسلمان ہندوستانیون سے جدا تھے۔ سکھون کو دہلی کے
بادشاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی کہ پرانی دار السلطنت مین اسکی بادشاہی کا اعلان ہوا ہے۔
اور یا لائے سندمین غالباً پھر مسلمانون کی سلطنت جمیگی۔ سکھون مین یہہ پہلے سے پیشین گوئی چلی
آتی تھی کہ وہ کسی دن دہلی کو لوٹین گے۔ اب موقع ملا کہ وہ فرنگیون کے ساتھ ہوکر اپنی پیشین گوئی کو
پورا کرین۔ ایک یہہ بھی انگریزون کی دلجمعی تھی کہ پنجاب کے آدمیون سے ہتھیار لے لئے گو وہ پوری
طرح سے نہین لیئے گئے تھے اب بھی زمین مین مدفون اور مخفی مقامات مین چھپے ہوئے بہت سے

مسلمانون مین بعض ہندون اور ہندوون مین بعض مسلمانون کے ایسے کھل مل گئے تھے کہ ...

ہتھیار ہونگے ۔ لیکن جب آدمی ہتھیار روز نہ چلاتا رہے تو اسکے ہاتھون مین ہتھیار کام نہین دیتے اسلیے سپاہیون کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی تلوارون کا لوہا ہلون مین لگ گیا تھا اور سپاہی کسان ہوگئے تھے ۔ رنجیت سنگھ مر گیا تھا انگریزی عملداری کے سبب سے ایسا امن وامان ہوگیا تھا کہ اسنے آدمیون کے سپاہیانہ عزم مین افسردگی و پژمردگی پیدا کردی تھی آرام سے رہنے کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ سپاہیانہ جفاکشی سے دل دور بھاگتا تھا اسکے سوا ممالک زیرین سے چیدہ چیدہ افسر بڑے لایق فائق پنجاب مین چلے گئے تھے ۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے پنجاب کو سارے دانشمند تجربہ کار افسرون سے بھر دیا تھا ۔ جنکا افسر اعلے چیف کمشنر جان لارنس تھا جو غدر کی اول سہ ماہی مین اپنی باریک بین آنکھون سے سارے پنجاب کو دیکھ رہا تھا وہ خیبر کے تاریک درون سے دہلی تک اپنے آہنی ہاتھون مین قبضہ کیئے ہوئے تھا وہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے کامون کو ضرورت کی صورت مین بخوبی انجام دیتا تھا وہ ہر مہم کی تحریک وہر فوج کشی کی ہدایت کرتا تھا ۔ انکے بعد روبرٹ مونٹ گومری اور ڈونیلڈ میکلوئیڈ تھے پھر ان کے بعد تھورنٹن اور بارنس وریکٹس سول کے اعلے درجہ کی لیاقت کے حاکم تھے ۔ ایڈورڈس و نکلسن و میجر ۔ لیک وٹیلر و چیمبر اور بہت سے اور افسر ملیٹری تھے جو رعایا کے دلون کو ہاتھ مین رکھتے تھے انہون نے رعایا کو سکھایا تھا کہ وہ انگریزون کی تعظیم کرین اور انسے محبت رکھین ۔ جان لارنس نے بھی سپاہین بھرتی کرلین ۔ سرنیول چیمبرلین نے انکی سپہ سالاری کی ۔ جو پہلے بیس لڑائیون مین انکی میر لشکر رہ چکے تھے انکی ماتحت منتخب ڈویلی اور اسی قسم کے اور افسر تھے ہر افسر ایک لشکر کی برابر کام دیتا تھا ۔ لارڈ کیننگ سے بہتر کوئی شخص اس بات کو نہین جانتا تھا کہ خاص ضعف سے سب کچھ جاتا رہتا ہے اور خاص طاقت سے سب کچھ حاصل ہوجاتا ہے ۔ میرٹھ اور دہلی مین سب کچھ برباد ہوجاتا اگر لارڈ معتشم الیہ کو لارنس پر اور انکے ماتحتون پر جنہون نے انکے ساتھ پنجاب مین کام کیا اعتماد و اعتقاد نہ ہوتا ۔ واقعات سے یہہ اعتماد اور اعتقاد روز بروز بڑھتا گیا ۔ اسوقت پنجاب مین اس سبب سے کہ انگریزی عملداری کی سرحد تھی دو قسم کی سپاہین کالی و گوری اتنی تھین کہ باقی پانچون صوبون مین نہ تھین ۔ یوروپین سپاہ تخمیناً بارہ رجمنٹین یعنی گیارہ ہزار کے قریب قریب سپاہی تھے اور ہندوستانی آئینی سپاہ ۳۶ ہزار گورون کی سپاہ سے سہ چند سے کچھ زائد اور پنجابی غیر آئینی سپاہ چودہ ہزار

لیٹن زبان کی ضرب المثل ہے جتنے غلام اتنے ہی دشمن یہہ مثل پوربی سپاہیون پر صادق آتی تھی اسکو گورنمنٹ نے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔

گرمی کی شدت کے سبب سے سرجان لارنس نے لاہور سے سفر کیا۔ برسون کی متواتر محنت نے انکے قدرتی تنومند جسم کو ناتوان کیا تھا ڈاکٹرون کی صلاح یہہ تھی کہ وہ اپنی صحت درست کرنے کے لئے ولایت جائین مگر انکو پنجاب سے ایسی الفت و محبت تھی کہ وہ ولایت تو نہ گئے مگر کوہ مری مین جانے کا ارادہ کیا کہ جسم و روح مین توانائی پیدا کرکے بہت سے کام انجام دین وہ آدھا سفر کرکے راولپنڈی مین آئے۔ ۱۳ مئی کو وہ کرنیل اڈورڈس کو لکھتے ہین کہ مین بہت بیمار ہوگیا ہون اور لکھہ نہین سکتا۔ شب گذشتہ کو مین نے اکونیٹ (ایک قسم کا زہریلا روغن) کی کنپٹی پر مالش کی تھی وہ بڑا مہلک زہر ہے رات کو اسکا اثر میری آنکھون پر ایسا ہوا کہ مجھے بہت کم دکھائی دیتا ہے اس حالت مین میرٹھ اور دہلی کے حادثات کی خبرین جو ٹیلیگراف کے ذریعہ سے پنجاب مین آئی تھین ان پاس بھیجین اور اس اپنی علالت کی حالت مین بھی بہت جلد بستر سے اٹھے جیسے کوئی شخص بلندی پر چڑھ کر اپنے نیچے طرح طرح کی چیزین دیکھتا ہے اسطرح انہون نے سارے پنجاب پر نظر غور سے دیکھا کہ پنجاب مین کیا ہو رہا ہے کل ملک مین اپنے نائبون پاس احکام جاری کیئے اور اپنے ذہن عالی کو اپنے ماتحت صوبہ کی حد سے پرے بھی دوڑایا۔

چیف کمشنر کے بعد جیوڈیشل کمشنر کا درجہ ہوتا ہے۔ مسٹر روبرٹ مونٹ گومری صاحب تیس برس کے تجربہ کار سول افسر بنگال تھے۔ پنجاب مین جو نیا انتظام ہوا تھا اس مین وہ پنجاب کے چیف کمشنر کے ماتحت جیوڈیشل کمشنر مقرر ہوئے تھے وہ عمر بھر کے دوست جان لارنس کے تھے ان دونون کی طبیعتون مین مشابہت بہت تھی انکی طبیعت مین شرافت تھی۔ نرم آواز سے مسکرا مسکرا کر باتین کرتے تھے جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ امن و عافیت کے وقت مین اپنی ذہانت کی روشنی دکھا سکتے ہین۔ مگر اب ایک بڑے موقع پر انہون نے اپنے مستقل ارادہ کو اور شجاعت و دلاوری کو ایسا دکھایا کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن ظالمون نے انکی قوم پر ستم کیا ہے وہ انکے ڈھونڈھ ڈھانے اور انکے ہلاک کرنے مین پتھر سے زیادہ سخت اور فولاد سے زیادہ کٹھور تھے یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ وہ اس وقت مین لاہور کے اندر کار فرما تھے۔

راولپنڈی مین سرجان لارنس

۱۱-۱۲ مئی کو پنجاب مین مسٹر منٹگمری صاحب

سپاہ کی حالت میان میر مین

اس نازک وقت کے گھلنے مین مسٹر مونٹ گومری سول سٹیشن مین پنجاب کی دارالسلطنت مین تھے شہر لاہور مین مختلف طرح کی آبادی لاکھ آدمیون کے قریب تھی ان مین بہت سی جماعتین سکھون اور مسلمانون کی تھین جو بہادر زاد سپاہی تھے قلعہ شہر کی فصیل کے اندر تھا اس مین یوروپین رجمنٹ کی ایک کمپنی اور کچھ یوروپین توپچی اور نصف ہندوستانی پیدلون کی تھی - میان میر کی چھاونی لاہور سے چھ میل پر تھی اسمین تین پیدلونکی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی سوار ون کی رجمنٹ تعین اور گورون کی ۸۱ وین پیدل رجمنٹ اور دو ترپ یوروپین توپخانہ کے غرض ہندوستانی سپاہ یوروپین سپاہ سے چوچند تھی -

١١ و ١٢ مئی اور سپاہ مین بدخواہی کے آثار

پیر کے روز ١١ - مئی کو لاہور مین معلوم ہوا کہ میرٹھ کی رجمنٹون نے بغاوت کی اور ١٢ - وین کی صبح کو یہہ خبر آئی کہ دہلی پر باغیون کا قبضہ ہوگیا - مونٹ گومری صاحب ان خبرون کے معانی اپنی رائے رسا سے خوب سمجھے اور تھوڑی دیر کے لیئے متحیر رہے انکو یہہ بات صاف معلوم ہوئی کہ پنجاب کی سلامتی پر ساری سلطنت کی سلامتی کا مدار ہے اگر پنجاب ہاتھ نکلنے سے نکل گیا تو کل بالائے ہند سے ہمارا قبضہ اٹھہ جائیگا یہہ تحقیق تھا کہ دلی کا بڑا میگزین ہمارے ہاتھ سے نکل گیا - اگر پنجاب کے اور اسکے متصل کے ملکون کے میگزین چھن گئے تو ناممکن ہے کہ انگلش کی بیکسی مبالغہ کے ساتھ بیان ہو سکے - آئینی سپاہ کی رجمنٹون کی بغاوت کا اثر تمام غیر آئینی پلٹنون پر ہوگا اور پھر اسکے ساتھ اور آدمی سرکشی اختیار کرینگے - مگر یہہ صاف نہین معلوم ہوتا تھا کہ اس خرابی کے روکنے کا علاج کیا کیا جائے - صاحب ممدوح ہندوستانیونکی سیرت وخصلت کو خوب سمجھتے تھے کہ سپاہی دشمن پر جیسے خوف کے سبب سے آمادہ ہوتے ہین ایسے ہی کینے وبغض کے سبب سے - بس سلامت روی کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہ پر کوئی علامت اپنے شبہ کی نہ ظاہر ہو اور سب کام بدستور خاموشی کے ساتھ کئے جائین مگر اسکے برخلاف اول صدمہ پہنچانے مین بڑا فائدہ ہے جو فریق کارسازی مین اول ہوگا اسکے کامیاب ہونے کا دوچند احتمال ہے -

ابتک یہہ علم نہین ہوا تھا کہ پنجاب کے سپاہیون مین بغاوت کا عزم پیدا ہوا ہے یا نہین اس علم حاصل کرنے کے واسطے مونٹ گومری صاحب کے کہنے سے رچرڈ لارنس پولس اور ٹھگی کے افسر اعلے نے ٹھگی کے اوفس کے ہیڈ کلارک کو جو اودھ کا رہنے والا برہمن تھا متعین کیا کہ وہ یہ دریافت کرے کہ لاہور مین سپاہ کے کیا ارادے ہین - اس نمک حلال برہمن نے باوجودیکہ وہ سپاہ کا ہم وطن وہم مذہب تھا مگر وہ برٹش گورنمنٹ کے نمک حرامون اور بدخواہون کے ساتھ ذرا سی بھی ہمدردی

نہین رکھتا تھا - اسنے مخبری کے کام کو بڑی ایمانداری اور نمک حلالی کے ساتھ انجام دیا اور یہہ خبر لایا کہ میان میر مین سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے وہ فساد سے بھری ہوئی ہے اور اپنے گلے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ وہ اس کام کے لیئے تیار ہے اسسے صاف ظاہر تھا کہ وہ بغاوت کرنے کے لیئے ممالک زیرین کی خبر کی منتظر تھی کہ میرٹھ اور دھلی مین جو اسکے بھائیون نے کیا ہے اسی کی تقلید وہ کرے -

۱۱ مئی انارکلی مین کونسل

بس اس بات کے معلوم ہوتے ہی مونٹ گومری صاحب نے انارکلی کے سول افسرون کو سیکفرسن صاحب ملیٹری سکرٹری کے مکان پر بلایا مسٹر ڈونلڈ و میک لوئڈ و مسٹر ایجرٹن کرنیل اومنی مسٹر روبرٹس اور کپتان سیکفرسن و رچرڈ لارنس و واٹر لو ہچنسن صاحب اس کونسل مین آئے اور کونسل مین یہ قرار پایا کہ سپاہیون سے میگزین (گولی بارود) لے لیا جائے اور سپاہیون سے کہدینا چاہیئے کہ چکنے کارتوسون کے سبب سے ان کو خوف لگ رہا ہے اسلیئے انسے بالکل میگزین لے لیا جاتا ہے کہ کوئی بناء فساد نہ رہے اسپر رچرڈ لارنس نے کہا کہ مین سپاہ سے بالکل ہتھیار لینا چاہتا ہون اسپر سیکفرسن صاحب نے کہا کہ ملیٹری افسر غالباً اسکو پسند نہین کرینگے تو مونٹ گومری صاحب اور سیکفرسن صاحب دونو چھاونی مین بریگیڈیر پاس گئے کہ ہندوستانی رجمنٹون سے بالکل میگزین لے لیا جائے اس باب مین حسب ضابطہ چیف کمشنر سے صلاح مشورہ کرنا چاہیئے مگر لاہور اور راولپنڈی کے درمیان تار مین خلل آجانے سے چیف کمشنر کے ساتھ مراسلت بند ہوگئی تھی اسلیئے اس کام کی ساری جوابدہی مونٹ گومری صاحب کے ذمے پر تھی اور انہون نے اسکو خوشی سے اپنے ذمے لیا -

بریگیڈیر کاربیٹ

میان میر کی چھاونی کے بریگیڈیر سٹورٹ کاربیٹ صاحب تھے جو چالیس برس سے سرکار کمپنی کے ملازم تھے اس پیری مین جسمانی قوت کچھ کم ہوگئی تھی مگر عقلی قوت جوانی کی سی تھی - جب مونٹ گومری صاحب نے سارا حال بیان کیا اور سپاہ سے میگزین لینے کے لئے کہا تو اول انہون نے اس مین کچھ تامل کیا مگر پھر شام کو انہون نے سیکفرسن صاحب کو لکھا کہ وہ سپاہ سے بالکل ہتھیار لے لیگا مونٹ گومری صاحب نے اسے منظور کر لیا -

۱۲ مئی (۱۸۵۷ع) چھاونی میان میر مین پریڈ

یہہ بڑی بہادرانہ تدبیر جب ہی پوری ہو سکتی تھی کہ اس مین کسی طرح کا افشائے راز نہ ہو -

مونٹ گومری اور کاربٹ کو یقین تھا کہ ایک گورون کی رجمنٹ اور گورون کا توپخانہ ہندوستانی برگیڈ
سے ہتھیار لے لینے کے لیئے کافی ہوگا اور زبردستی ان سے ہتھیار رکھوا لیگا - صبح کو جنرل پریڈ کا حکم
ہوا - شب کو چھاونی مین کرنیل رینیکس اور ۸۱ وین پلٹن کے افسرون کو چھاونی کے افسرون نے ایک بال
دیا تھا تمام سپاہی دیکھ رہے تھے کہ انگلش کھانا کھا رہے ہین اور ناچ رہے ہین انکو سان گمان بھی
نہ تھا کہ ہمارے افسر ہم پر بغاوت کا شبہ رکھتے ہین - اگر میان میر مین سپاہیون کا ارادہ انگریزونکے
قتل کا ہوگا تو وہ جانتے ہونگے کہ ہماری قربانیان کیسی بے خبر ہین کہ ناچ رنگ مین مشغول ہین اور وہ
قربان ہونے کی خبر نہین رکھتے - بال مین جو انگریز راز سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ کل صبح
کو موت کا مقابلہ کرنا ہے انکو یہہ رقص رقص بسمل معلوم ہوتا ہوگا -

۱۳ مئی - سپاہ سے ہتھیار لینا

جب سحر کی تاریکی دور ہوئی اور میان میر مین دن کی روشنی چمکی برگیڈ پریڈ کی زمین پر جمع ہوا کوئی نئی
بات سوا اسکے پریڈ پر نہ تھی کہ سول افسر انارکلی کے مونٹ گومری صاحب رابرٹس صاحب
اور راور صاحب گھوڑون پر سوار موجود تھے سپاہیون کو جو حکم دیا گیا اسکی انہون نے اطاعت کی
رجمنٹین پیوستہ صف بستہ کھڑی کی گئین - توپخانہ اور ۸۱ وین گورہ رجمنٹ کے سپاہی ڈہائی سو
سے زیادہ نہ تھے وہ سوارون کے رسالہ کے بائین طرف تھا داہین طرف تھے اور ہندوستانی
رجمنٹین قلب مین تھین - گورے کالون مین ایسے معلوم ہوتے تھے کہ جیسے سیاہ خطون کے درمیان سفید
نقطے کہین کہین لگا دیئے جائین - ہر سپاہ کے سر سے پر آواز بلند گورنمنٹ کا حکم بارک پور کی
پلٹن سے ہتھیار لینے کا پڑھا گیا اسکے بعد اصل کام شروع ہوا - ہندوستانی اور گورون کی رجمنٹون
کو ایسا حکم دیا گیا کہ وہ دونو آمنے سامنے آگئین - انکے پیچھے گورے توپون کو بھر رہے تھے
جو ہندوستانی رجمنٹون کو دکھائی نہین دیتی تھین - ۲۶ - رجمنٹ کے ایڈجیوٹنٹ موکوٹا صاحب
نے جو ہندوستانی زبان خوب بول سکتے تھے سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ
بغاوت کا عزم اور رجمنٹون مین ظاہر ہوا ہے جسکے سبب سے بہت سے عمدہ سپاہی تباہ و برباد
ہوئے ہین یہہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میان میر کی ممتاز رجمنٹین جنہون نے سرکار کمپنی کی بڑی
عمدہ خدمتین کین ہین وہ بغاوت کی ترغیبون سے اپنے تئین اسطرح دور رکھین کہ وہ سب آلات
گزند رسانی ہم کو حوالہ کردین بس تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہتھیار رکھدو جسوقت کہ ہندوستانی سپاہ کو

ہتھیار رکھنے کا حکم دیا گیا تو انہون نے دیکھا کہ گورون کا توپخانہ انکے سامنے تیار کھڑا ہے اور روشن فلیتے توپچیون کے ہاتھون مین ہین اور اسی وقت کرنیل رینی نے ۸۱ وین رجمنٹ کے گورون کو حکم دیا کہ بندوقین بھرو۔ بندوقون کے گزون کی جھنکار سنتے ہی سپاہیون نے جانا کہ اب ہتھیارون کے دبدبے مین تامل کرنا جان کا کھونا ہے اسلیئے انہون نے حکم کے موافق ہتھیار رکھ دیئے اور سوارون نے بھی کرچین کمر سے کھولکر رکھ دین۔ سپاہی حیران پریشان اپنی لینون مین گئے اور انکے ہتھیار گاڑیون مین لادے گئے۔ یہہ ایک بڑا کار عظیم بغیر کسی قباحت کے نہایت سلیقہ مندی سے انجام ہوا اور صدمہ اول سے ایک جنگ مین فتحیابی ہوئی۔ پنجاب مین یہہ فتح مونٹ گومری و کاربٹ و رینی نے حاصل کی۔

اس صبح کا کل کام فقط یہی نہین تھا کہ میان میر مین ایسی فتح کرے کہ جس مین خون کا ایک قطرہ بھی نہین گرے اور گورون نے اپنے سے ست گنے کالے سپاہیون سے ہتھیار رکھوا لیئے جب پریڈ سے فراغت ہوئی کہ ۸۱ وین گورون کی رجمنٹ نے قلعہ کی طرف سفر کیا جب اس سفر کی سپاہیون کو خبر ہوئی تو انہون نے جانا کہ ۱۵ تاریخ کو جن کامون کے کرنے کے لیئے ہم نے سازشین کین تھین وہ کھل گئین اور شکار بالکل نکل گیا۔ کرنیل سمتھ مع تین کمپنیون کے قلعہ مین آئے اور سپاہیون کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار حوالہ کرین۔ سپاہیون نے یہہ سمجھکر کہ مقابلہ کرنا عبث ہے ہر ایک سپاہی نے ہتھیار رکھ دیئے یہہ سپاہی میان میر کی چھاونی مین بھیجے گئے جہان انہون نے گورون کے ہتھیارون کی چمک دمک کے سوا کچھ اور نہ دیکھا ہر مقام پر گورون ہی کا پہرہ چوکی تھا ایسے انتظامات کیئے گئے کہ انگلش بارکون مین عورتین اور بچے بلائے گئے کہ وہ محفوظ سلامت رہین اور سارے ملک مین پیغامات بھیجے گئے کہ کیا کیا فساد انگریزون کی جانون کے لیئے برپا ہو رہے ہین۔

لاہور سے تیس میل کے فاصلہ پر امرتسر مین قلعہ گوبندگڈھ ہے۔ یہہ شہر کا بڑا معبد ہے۔ پنجاب مین کوئی شہر ایسا نہین جہان سکھون پر گروؤن کا کہنا ایسا چلتا ہو جیسا کہ امرتسر مین۔ سب سے زیادہ بغاوت کے ہونے کا احتمال اس شہر مین تھا ۱۲۔ مئی کو مونٹ گومری صاحب نے امرتسر کے ڈپٹی کمشنر کوپر صاحب کو لکھا کہ ٹیلیگرافون سے جو ملفوف ہین معلوم ہوگا کہ ہمارا قتل کس طرح ہوا اسلیئے آپ قلعہ گوبندگڈھ کی خبر رکھین۔ شہر کا سارا حال دریافت کرتے رہین اور سپاہیون سے کوئی اپنا

لاہور کے قلعہ مین فوجی انتظام

قلعہ گوبندگڈھ اور امرتسر کا انتظام

ظاہر نہ کرین- کوپر صاحب اور میکناٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دل گردہ کے آدمی تھی- امرتسر مین
یہہ افواہ تھی کہ گوبندگڈھ مین جو رجمنٹ ہے اسکی امداد کو سیالکوٹ سے وہ سپاہی آتے ہین جنسے
ہتھیار لے لیئے گئے ہین- قلعہ گوبندگڈھ مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی صرف توپخانہ کی ایک
کمپنی ضعیف سی گورون کی تھی- چھاونی مین گورون کا گھوڑون کا توپخانہ تھا کپتان ڈاڈری اسکے
افسر تھے یہہ توپخانہ قلعہ مین آگیا تھا- کوپر صاحب کچھ غیر آئینی سوار اور وفادار سکھ لیکر قلعہ کے
دروازون کے سامنے مقیم ہوئے- میکناٹن صاحب لاہور کی سڑک پر گئے کہ دہاتیون کو اپنے
ساتھ لیکر باغیون کو امرتسر مین نہ آنے دین- اہل زراعت انگریزی عملداری مین بڑے
خوش حال ہوگئے تھے اسلیئے وہ انگریزون کے حامی و مددگار تھے اکثر یہہ کسان جفاکش جاٹ
تھے جو ہندوستانی سپاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے- ان پاس جو ہتھیار تھے
انکو لیکر انگریزون کی کمک کرنے کو جہان انکو وہ طلب کرین موجود تھے- غرض انہون نے لاہور سے
باغیون کو لاہور مین آنے نہین دیا- سب سے زیادہ خوف سڑک پر تھا اور دین رجمنٹ کی ایک
کمپنی تیس میل سفر کرکے قلعہ گوبندگڈھ مین داخل ہوگئی اور اسکو محفوظ کرلیا-

مونٹگومری اور کارپٹ کی کوششون سے دو بڑے شہر لاہور اور امرتسر بے خوف وخطر
ہوگئے انہون نے سپاہیون کی سرکشی جس گھنٹے مین پیدا ہونے کو ہوئی اسکو ان ہی مقامات مین
مفلوج کردیا جہان وہ اپنی قوت دکھاتی- بڑے بڑے شہرون اور سلح خانون ہی پر مونٹگمری صاحب
نے نہین خیال کیا- پنجاب کے سول کے اعلے افسرون کے پاس قاصد دوڑائے اور انہون نے حکم دیا
کہ اپنے ہان کے تمام خزانے پنجابی پولس کی حراست مین قریب کی فوجی چھاونیون مین پہنچادین اور
ہندوستانی سپاہیون کے گاردون پر بھروسہ نکرین اور ہندوستانی سپاہیون کے خطوط کو
ڈاکخانہ مین روک لین منٹگومری صاحب کی یہہ دانائی تھی کہ وہ سب کو ہدایت کرتے تھے کہ خاموشی
اور اطمینان سے یہ کام کیا جائے خوف و اضطراب و اضطرار کی کوئی علامت نہ ظاہر کی جائے بلکہ
کام کے لیئے مستعد رہنا چاہیئے اور جسطرح ہو سکے تمام اطراف سے معتبر خبرین دریافت کرنی
چاہئین دوسرے روز مجھے مطلع کرنا چاہیئے کہ اہل ضلع کے کیا خیالات ہین اس مشکل کام کے
کرنے مین مجھ کو آپ کی مستعدی پر اور رائے پر پورا بھروسہ ہے-

دو مقام فیروزپور و پھلور بڑے تھے جنکا محفوظ رکھنا ضرور تھا انمین سامان حرب و ضرب بہت تھا
ان دونو مقامون مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی اور گورون کی سپاہ بہت تھوڑی پنجاب مین
سب سے بڑا میگزین فیروزپور مین تھا اس مین دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹ اور ایک
ہندوستانی سوارون کی رجمنٹ تھی اور ۶۱ وین رجمنٹ اور یوروپین توپخانے کی دو کمپنیان تھین
اور یہان میر لشکر بریگیڈیر انسن صاحب تھے ان پاس دہلی و میرٹھ و لاہور کے سپاہیون کی
خبرات کو آئی انہون نے ۱۳ - کو پریڈ کی تو انکو سپاہیون کے تیور بدلے ہوئے نظر آئے
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دال مین کچھ کالا کالا ہے سپاہ کو پریڈ پر سے رخصت کر کے انہون نے
جنگی کونسل منعقد کی اس مین بیان کیا گیا کہ سپاہ کے تیور بگڑے ہوئے ہین - یہہ صلاح نہین
ٹھہری کہ سپاہ سے دفعتہً ہتھیار لے لیئے جاتے یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہ کو جا بجا تقسیم کر کے ان سے
جدا جدا ہتھیار لینے چاہئین مگر اسپر عمل نہین کیا گیا کہ کار امروز را بفردا مگزار - یہہ کام ایسا نہین تھا
کہ کل پر چھوڑ دیا جاتا - آج ہی سپاہ پر ضرب لگانی چاہیئے تھی - رجمنٹون کے جدا جدا میدانون مین
پریڈ ہوئی ۵۷ وین رجمنٹ نے فوراً حکم کی تعمیل کی لیکن ۴۵ وین رجمنٹ نے ہتھیار دینے مین
ٹر پھش کی - اسکا ارادہ ہوا کہ میگزین پر قبضہ کیجے مگر اسکے محافظ ریڈ مونڈ کے یوروپین سپاہی
تھے - سپاہیون نے بہت سے زینے لگائے مگر گورون نے اسکو میگزین کے اندر نہین
داخل ہونے دیا - میگزین کے اندر اور باہر جو باغی تھے انمین سے اندر والون سے ہتھیار
لے لیئے اور باہر والے بھگا دیئے مگر اس مین ریڈ مونڈ صاحب زخمی ہوئے - میگزین اسطرح
بچ گیا ۶۱ وین گورون کی پلٹن کی تین کمپنیان اس مین اور بڑھا دی گئین - مگر اس سبب سے
کہ گورون کی سپاہ جا بجا تقسیم ہوگئی تھوڑے سے گورون سے چھاونی کا بچانا مشکل ہوگیا
بازار کے ہزارہا آدمی چھاونی کے لوٹنے پر ٹوٹ پڑے - انگریزون کے سب بنگلون مین
آگ لگا دی - افسرون کے اہل و عیال بارکون محفوظ تھے - ۵۷ وین رجمنٹ نے تو اپنے ہتھیار رکھدئے
مگر ۴۵ وین رجمنٹ شرارت اور بغاوت پر آمادہ ہوئی - بریگیڈیر نے اسکو غارت کرنا چاہا -
ان دونو پلٹنون کے میگزینون مین آگ لگا کر ہوا مین اڑا دیا -
اب ۴۵ وین رجمنٹ کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ مفرور ہوتا کہ جو چاہے وہ آزادانہ کام

کرے بس سپاہ اپنے علم لیکر دہلی کی طرف چلی ۶۱ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیون نے اسکا تعاقب کیا اور فیروزپور سے بارہ میل پرے بھگادیا - اور سپاہیون نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور جنگل اور دیہات مین چلے گئے تعاقب کرنے والون نے ان مین سے کچھ گرفتار کیئے بعض کو دیہاتیون نے پکڑکر انگریزون کے حوالہ کیا لیکن دلی مین باغی سپاہ سے آنکر ملجانے مین بعض کامیاب ہوئے - اگرچہ فیروزپور کا میگزین بچ گیا مگر یہان انگریزون نے سیان بھر کا سا لوئی کار نمایان نہین کیا -

ایک اور جنگی مقام پھلور تھا اسپر قبضہ کرنا پنجاب مین قبضہ رکھنے کے لیئے کار عظیم تھا پھلور کا قلعہ جالندھر اور لدھیانہ کے درمیان تھا دہلی کی شاہ راہ پر تھا اسکو کلید پنجاب کہتے تھے مگر اس کے محافظ ہندوستانی سپاہ تھی وہان یوروپین سپاہی کوئی نہ تھا اس مین بڑا اسلحہ خانہ تھا اور ہندوستانی ۳ - رجمنٹ پیدل مقیم تھی اور پاس کی چھاونی مین رہتی تھی جو بیس میل کے فاصلہ پر جالندھر کی چھاونی مین آٹھوین رجمنٹ گورون کی تھی اور اسکے ساتھ دو ہندوستانی رجمنٹین پیدل اور ہندوستانی سوارون کی ایک رجمنٹ تھی اور اسکے متنا سب توپخانہ تھا - یہہ سپاہ باغیون سے ملی ہوئی تھی وہ فیروزپور کے میگزین پر قبضہ کرنے کے لیئے تدابیر کرتی تھین یہان کا بریگیڈیر جانسٹن صاحب تھا وہ اسوقت جالندھر مین موجود نہ تھا اسکی جگہہ کرنیل ہارٹ لی کام کرتے تھے - ۱۲ - مئی کو کرنیل ہارٹ لی نے بڑے بڑے سول و ملیٹری افسرون سے صلاح و مشورہ کیا - سب نے اس بات پر اتفاق رائے کیا کہ پھلور کی خیر اس مین ہے کہ وہ یوروپین سپاہ کے قبضہ مین ہو اسلیئے آٹھوین رجمنٹ کا ایک حصہ مخفی رات کے اندر بھیجا گیا - اور احتیاطین بھی کی گئین - توپین گورون کے ماتحت مناسب مقام پر لگائی گئین - لیڈیان اور بچے بھی شاہی بارکون مین مقیم ہوئے یہہ خیال تھا کہ ہندوستانی سوار توپون پر حملہ کرین گے تو پتھرون کے ڈھیر اطراف مین لگا دیئے گئے کہ وہ سوارون کو آگے بڑھنے نہ دین اور انکو حیران اور پریشان کرین اور انگریزون پر گرا پڑنے نہ دین - سپاہیون سے ہتھیار لینے کا خیال اس سبب سے چھوڑ دیا گیا کہ جالندھر کے ہمسایہ مین بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات ہوشیارپور و کانگڑا و نورپور اور پھلور تھے جنمین صرف ہندوستانی سپاہ تھی وہ اپنے افسرون کے برخلاف نہ برانگیختہ ہو

اور سب جالندھر مین جمع ہوکر اپنے ہتھیار نہ لے لین اور کل ملک مین آگ لگا دین۔

پھلور مین آٹھوین رجمنٹ کے ڈیڑھ سو گورے اور دو گھڑ چڑھی توپین پہنچ گئین اور پنجابی سوارون کا بھی ایک گروہ قلعہ کی دیوارون کے اندر نمودار ہوا اسطرح سے یہہ قلعہ بچ گیا جو آیندہ باغیون کے ساتھہ لڑائیون مین بہت کام آیا۔

باب دوم

پشاور اور راول پنڈی اور جان لارنس کی دانشمندانہ تدابیر

پشاور مئی ۱۸۵۷ء

پنجاب مین جتنی سپاہیون کی چھاونیان تھین ان سب مین زیادہ خوف پشاور کی چھاونی کی طرف سے تھا جو سرحد پر واقع تھی - یہان مئی ۱۸۵۷ء مین دو رجمنٹین ملکہ کی مع توپخانہ و سوارون و پیدلون کے تھین غرض کل دو ہزار سے کچھ زائد یورپین سپاہ سب قسم کی تھی اور ہندوستانی سپاہ ان سے چوگنے کے قریب تھی اور ہمسایہ مین وادی پشاور مین نوشہرہ مین ۲۷ وین پیدل گورہ پلٹن تھی جس مین تقریباً ہزار آدمی تھے اور ہوتی مردان مین نامور گائڈس کور پس تھی گورون کی رجمنٹین کوئی اسپر فوقیت نہین رکھتی تھین - غرض وادی پشاور مین دو ہزار پانچ سو یورپین اور دس ہزار ہندوستانی سپاہ تھی جنمین سے ایک دسوین حصہ پر انگریز اعتبار کر سکتے تھے اندرونی خوف سپاہ کی بغاوت کا تھا مگر بیرونی خوف سرحدی افغانی قومون آفریدی اور یوسف زئی و مہمند اور اور قومون کا تھا - اگر یہہ قومین انگریزون کے ساتھہ برسر فساد ہوتین تو اندرونی بیرونی دشمنون کے ملنے سے انگریزون پر دوہری مصیبت واقع ہوتی پھر انگریزی جوانمردی انکی برداشت نہ کر سکتی پھر ان سرحدی قومون کے سوار کابلیون کا خوف تھا - دوست محمد خان کی دوستی انگریزونکی ساتھہ روپیہ سے خریدی گئی تھی دوست محمد خان پشاور کے پھر ہاتھہ آنیکے خیال مین دیوانہ تھا اسکو یہہ موقع خوب ہاتھہ لگا تھا اگر سرحدی قومین اور افغانستان اسوقت انگریزون سے بگڑ بیٹھتے تو مشکل سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان مین انگریزون کا حال کیا ہوتا۔

اسوقت پشاور مین ہربرٹ اڈورڈس کمشنر اور جان نکلسن ڈپٹی کمشنر تھے یہہ دونو صاحب

پولیٹکل اور ملٹری وسول کے کامون مین جید عصر تھے اور پشاور کے بریگیڈ کے ہیڈ کوارٹر سٹنی کوٹن تھے ۔

یہہ تینون افسر پشاور مین تھے کہ ۱۲ کو ان پاس میرٹھ کے غدر کی خبر آئی ۔ سر ہربرٹ اڈورڈ کمشنر افغانستان کی پولیسی پر ایسا اعتبار رکھتا کہ انکو ذرا خوف نہ تھا کہ پشاور انگریزی عملداری سے نکل جائیگا انہون نے سر جان لارنس سے درخواست کی آپ بغیر کسی تاخیر کے حکم دیجے کہ ایک سپاہ روان تیار کی جائے کہ جہان سرکشی پیدا ہو وہان جاکر اسکا سر کچلے اور نکلسن صاحب اس سپاہ روان کا لشکر آرا ہو ۔

کونسل اوف دار (جنگ کی صلاح مشورہ کی کونسل) جنرل ریڈ کی کوٹھی مین منعقد ہوئی اس مین یہہ ممبر موجود تھے ۔ بریگیڈیر اڈورڈ صاحب و چیمبرلین صاحب اور نکلسن صاحب اس مجلس کے جمع ہونے سے آدھہ گھنٹے پہلے جان لارنس کا تار اڈورڈس صاحب پاس آیا کہ جس مین انہون نے لکھا تھا کہ مین گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو پسند کرتا ہون اور مطلع کرتا ہون کہ میان میر مین صبح کو ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیے گئے ہین ۔ کونسل مین کوئی اختلاف رائے نہ تھا ۔ پشاور کے ملیٹری اور پولیٹکل حکام ایسے متفق اپنے ارادون مین تھے کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک آدمی ہین ۔ سب کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ یہہ وقت جو سر پر آیا ہے اس مین پنجاب کے اندر سول اور ملیٹری قوت کا ایک جگہہ مرکز ہونا چاہیئے جنرل ریڈ تمام سپاہ کے ہیڈ کوارٹر ہون اور وہ چیف کمشنر کے ہمراہ رہا کرین تاکہ سول اور ملیٹری حکام کی اتفاق رائے سے کام ہوا کرے اس بات کا اصل مطلب سطح کے اوپر نہ تھا بلکہ اسکے نیچے تھا اڈورڈس صاحب اور نکلسن صاحب آپس مین ایک دوسرے کو دیکھہ کر مسکراتے تھے کہ اس دیرینہ سال جنرل کو جو اس وقت کے مناسب حال بالاستقلال کوئی رائے نہین رکھتا تھا کس خوش اسلوبی سے پولیٹکل ہاتھون مین دیدیا ۔ جب ریڈ صاحب کو یہہ معزز منصب ملا تو انہون نے یہہ سمجھکر کہ مجھہ سے زیادہ دانشمند افسر موجود ہین اپنے احکام جاری کرنے چھوڑ دیئے اسوقت بڑا کام دماغون کا تھا جنکو جان لارنس مع اپنے وزیرون اڈورڈ صاحب اور نکلسن صاحب کے کام مین لارہے تھے اس معاملات مین اعلے ہدایتین کرتے تھے اور ہمیشہ ملیٹری حکام سے صلاح مشورہ کر لیتے تھے انکی خوشامد کرکے اور انکو سمجھا بجھا کر اپنی رائون کا مطیع انکو بنا لیتے تھے ۔

۱۲ مئی غدر میرٹھ کی خبر کا آنا

۱۳ مئی پشاور مین کونسل

کونسل کا پہلا رزولیوشن اوپر بیان ہوا دوسرا رزولیوشن یہہ تھا کہ معتمد سپاہیون کا ایک گشتی لشکر مرتب و منضبط کیا جائے کہ پنجاب مین جہان کہین فتنہ و فساد و سرکشی و بغاوت برپا ہونے کو ہو وہان وہ دوڑ کر فوراً جائے اور فتنہ و فساد کو دور کرے اور اسکا افسر اعلے نہایت لایق و قابل مقرر ہو۔ قلعہ اٹک مین جو سپاہ متعینہ مشتبہ تھی وہ قلعہ سے خارج کر دی جائے دریاے اٹک پر گھاٹون پر اترائی کا انتظام پٹھان گارڈ کے سپرد کیا جائے اور معتبر پٹھان اسکا افسر مقرر کیا جائے اور سپاہ کے لیئے یہہ انتظامات اور کیئے جائین کہ ہندوستانی رجمنٹین اس طرح سے مختلف مقامات مین بھیجدی جائین کہ وہ آپس مین ملکر کام نہ کرسکین اور آسانی سے وہ گورون کی سپاہ سے ڈرائی جاسکین اور چیف کمشنر پاس بریگیڈیر صلاح مشورہ لینے کے واسطے فوراً بھیجا جائے۔ اور جان نکلسن اس گشتی لشکر کا پولیٹکل افسر مقرر ہو ـ سر جان لارنس پاس یہہ درخواستین بھیجی گئین تو انہون نے سب منظور کین الا آخر درخواست چیف کمشنر کے نزدیک پشاور مین نکلسن صاحب کی خدمات کی ضرورت تھی یہان سے اسکے چلے جانے سے سرکاری کام کا نقصان ہوتا۔

نسبت گشتی لشکر ...

گشتی لشکر کی یادداشت لکھی گئی مگر اس مین یہہ فیصلہ نہین ہوا کہ اسکا اعلے افسر کون مقرر ہو۔ اس امر کے فیصلہ کے لیئے جنرل این سن کمانڈر انچیف کی طرف رجوع کی گئی انہون نے کرنیل چیمبرلین کو گشتی لشکر کا اعلے افسر مقرر کیا۔

راولپنڈی مین کونسل ہونا ۱۶ مئی

راولپنڈی مین ۱۶ مئی کو جنرل ریڈ اور بریگیڈیر چیمبرلین چیف کمشنر سے ملے اسی تاریخ کی شام کو کرنیل اڈورڈس صاحب پاس تار آیا کہ وہ راولپنڈی کی کونسل مین شامل ہون۔ وہ اپنا کام نکلسن صاحب کو سپرد کر کے فوراً راولپنڈی کو روانہ ہوئے اسوقت اڈورڈس صاحب ایسے عالی ہمت و والا نہمت ہو گئے کہ انہون نے پنجابی سردارون کے دلون مین اپنا وقار اور اعتبار بٹھا دیا تھا۔ اڈورڈس صاحب اور چیف کمشنر صاحب دونو یہہ جانتے تھے کہ ہمارا کام صرف پنجاب ہی کا بچانا نہین ہے بلکہ کل سلطنت ہند کا۔ جان لارنس کو کبھی یہہ خیال نہین ہوا کہ پنجاب میرا صوبہ ہے اسی کا محفوظ رکھنا میرا کام ہے اسسے باہر میری کچھ جوابدہی نہین ہے وہ سلطنت کی تقویت دینے کے لیئے پنجاب کے ضعیف کرنے کی کچھ پروا نہین کرتے تھے شاید سلطنت کے بچانے کے لئے وہ پنجاب کو فدا کرتے تھے کونسل مین یہہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت کس طرح برپا ہوئی ہو مگر اب اسکی تحویل اس صورت مین ہو گئی ہے

کہ دہلی مین مسلمانون کی سلطنت قائم ہوگئی ہے جسمین اب رزم آرائی ہے - لارنس صاحب کو لاہور اور امرتسر و پشاور کا ایسا خیال نہین تھا جیسا دہلی کا وہ ہمہ تن اسی کی طرف توجہ کرتے تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ پنجاب سے نیچے معتمد سپاہ نہین بہم ہوسکتی اس لیئے جسقدر سپاہ پنجاب سے دہلی روانہ ہوسکتی ہے وہ روانہ کی جائے وہین سلطنت کے استیلا اور استعلا کی لڑائی ہوگی -

اول کمک دہلی کے لیئے نامور گائڈس کورپس روانہ کی گئی جسکو ہنری لارنس نے خاص اسی کے لیئے ہندوستان مین بھرتی کیا تھا کہ جہان لڑائی ہو وہان وہ مقدمۃ الجیش ہو وہ اسوقت ہوتی مردان مین تھے اور اسکے افسر علے ڈیلی صاحب تھے - ۵۵ وین ہندوستانی پلٹن نوشہرہ مین تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ ہوتی مردان مین جائے اور کورپس گائڈ ہوتی مردان سے سفر کرے اڈورڈس صاحب نے اپنے ایک خانگی خط مین اس سفر کے سبب کو ڈیلی صاحب کو لکھ بھیجا تھا کہ دہلی اور میرٹھ مین سپاہ نے بغاوت کی ہے - یہہ گائڈس کورپس ان مقامات مین جائیگی کہ جہان بغاوت ہوئی ہے یا ہونے کو ہے اسلیئے ناگزیر ہے کہ سپاہ کا کولم ایسا بنایا جائے کہ جس مین سپاہی قابل اعتبار ہون اسکے لیئے گائڈس اور ملکہ معظمہ کی ۲۷ - رجمنٹ تجویز ہوئے ہین کہ بغیر کسی توقف کے دونون ساتھ ملکر روانہ ہون - بس ڈیلی صاحب نے گائڈس کو جمع کیا اور آدھی رات سے پہلے وہ نوشہرہ مین آن پہنچی ابھی انہون نے کچھ آرام نہین لیا تھا کہ کوٹن صاحب کو حکم آیا کہ گائڈس اٹک مین جائے توپ چھٹے انہون نے اپنا دوبارہ سفر شروع کیا اور دوپہر سے پہلے منزل مقصود پر جا پہنچے سفر مین دھوپ کی گرمی نے سپاہیون کو سکھا یا تھا مگر انکی ہمت و جرأت لڑائی کے لیئے شگفتہ تھی -
ہر گائڈس کے بہادر دلاور ہیرٹ کرنے آج کہا کہ پنجاب ہندوستان کو اپنی لاگت کو جو اسکے لینے مین لگی تھی الٹی ادا یون کر رہا ہے کہ سپاہین الٹی ہندوستان کو بھیج رہا ہے جو اسکی مدد کرنے مین بڑی مستحکم اور مستقل ہین -

ڈیلی صاحب نے قلعہ اٹک پر جب تک قبضہ رکھا کہ کوہاٹ سے سپاہ وہان اسکی حفاظت کے لیئے آئی - ۱۶ تاریخ کو رات کے دو بجے چاندنی مین سفر کیا اور ۲۲ میل سفر کرکے وہ آٹھ بجے درختون کے جھنڈون کے سایہ مین اتری جنمین خیمون کی ضرورت نہ تھی پھر وہ سفر کرکے ۱۸ تاریخ

راولپنڈی مین پہنچی -

ڈیلی صاحب نے یہہ ایک بے نظیر سفر کیا وہ پہلی جون کو لدھیانہ مین اور ۳ - کو انبالہ مین اور ۴ - کو کوکرنال مین پہنچے - یہان ڈیلی صاحب سٹرلی پاس صاحب اور سر تھیوفلس مٹکف صاحب سے ملے جو دہلی سے بھاگ کر یہان آئے تھے - انکی یہہ آرزو تھی کہ جن دہات مین سرکش مفسدہ پرداز مقیم ہین اور وہ آدمی بھرے ہوئے ہین جو فرنگیون کو لوٹنا چاہتے ہین انکو ڈیلی صاحب سزا دین ڈیلی صاحب کو دہلی کی لو لگ رہی تھی وہ اس کام کو کرنا پسند نہین کرتے تھے کہ چند آدمیون کے ارتکاب جرم کی سزا کل گاؤن کو دی جائے جس مین بہت سے بیگناہ ہونگے - بعد بہت سی تکرار اور بحث کے انہون نے بعض دہات کو جلایا جنکے شعلے دور تک کئی میل کے فاصلہ پر نظر آتے تھے مگر ڈیلی صاحب نے عیسائی مذہب کا رحم عورتون اور بچون پر کیا کہ انکو مع اسباب کے جو وہ لے جاسکتے تھے جانے دیا - مگر اس التوا کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ بادلی کی سرائے کی لڑائی مین شریک نہ ہو سکے وہ ۹ - جون کو دہلی مین میدان جنگ کی سپاہ سے جا کر ملی اسوقت برٹش کیمپ مین دو گورکھون رجمنٹین تھین جنکے افسر ریڈ صاحب تھے اور پنجاب گائڈس کورپس تھے جکے افسر ڈیلی صاحب تھے - گائڈس کورپس بڑی بہادری سے باغیون سے لڑے -

باب سوم

پنجاب کی سرگذشتین

مئی مین سر جان لارنس کی پولیسی

جب کہ دہلی کی گائڈس کورپس اپنا بڑا شاندار سفر کر رہے تھے اور پنجاب اپنی قوت مجتمع کے اول پھلون سے دہلی کی انگریزی سپاہ کو متمتع کر رہا تھا تو سرحدی صوبے مین جان لارنس اپنے مصاحبون کے مشورون سے شاہانہ کام کر رہے تھے - چیف کمشنر اپنے مشیرون اڈورڈز اور چیمبرلین سے مشورہ لیکر وہ پولیسی اختیار کر رہے تھے کہ جس سے پنجاب محفوظ و مامون رہے جب ان پاس دار السلطنت کی سرگذشتون اور سیالکوٹ مین ہندوستانی رجمنٹون سے ہتھیار لینے کی خبر پہنچی تو وہ چونک پڑے انکے نزدیک یہہ امر شتہ تھا کہ یہہ کام دانائی کے ساتھ

کیا گیا ہے کہ جان لارنس مین خلقی اور کسبی بڑی قوت اور ثابت قدمی و مستعدی تھی مگر حزم و احتیاط
بھی انمین اسقدر تھا کہ وہ اشتعال طبع سے کوئی کام نہین کرتے تھے ہمیشہ بہت سوچ بچار کے سب
پہلوؤن کو دیکھ بھال کر کے کام کرتے تھے۔ ابتدا مین انہون نے یہہ خیال کیا کہ سرکار کی طرف سے
سپاہیون کے برخلاف اس حرکت کا کرنا اپنر ایسی حالت مین بے اعتباری کرنا ہے اور جلدی
سے ان کے ساتھ لڑائی کا اشتہار دینا ہے انہون نے اس صوبہ مین بیوفائی کی کوئی علامت
اب تک نہین دکھائی . . . . اس کام کے صحیح و صواب ہونے مین معقول
شبہہ ہوسکتا ہے مگر انکو جلد بہت یقین ہوگیا کہ اسوقت مین جو کام کیا گیا ہے وہ بالکل بجا و صحیح
درست دانشمندانہ ہے اس باب مین وہ ایک خانگی خط اڈورڈس صاحب کو لکھتے ہین کہ
معاملات کی صورت حال مین بڑی کم بختی یہہ ہے کہ ہم اپنی محافظت کے لیئے جو قدم اٹھاتے
ہین وہ آئینی سپاہ کے لیئے ایک صدمہ ہوتا ہے۔ اب ہم کو اپنی طرف سے آگے قدم جب تک
بڑھانا چاہیئے کہ انکو برطرف کرین یا غارت کرین وہ بغاوت کرینگین اور اپنے افسرون کو قتل کرینگیں
چیف کمشنر کی یہہ پولیسی تھی کہ سکھون اور افغانون کی سپاہین نئی بھرتی کی جائین اسلیئے کہ یہہ دونو قومین کچھ
ہندوستانی پوربی سپاہ سے نہین رکھتین بلکہ یہہ چاہتی ہین کہ جیسا انہون نے ہم کو شکستین دے کر
ذلیل کیا ہے ایسا ہی ہم انکو ہزیمتین دیکر ذلیل کرین اور جیسے انگریزون کے سبب سے پوربیون کو
سربلندی حاصل ہوئی ہے ایسی ہم کو بھی ارجمندی انکی بدولت حاصل ہو۔ یہہ پولیسی تمام پولٹکل افسرون کو
پسند تھی ہر ضلع مین اس قسم کی سپاہ کی بھرتی شروع ہوئی۔ پولس قوی کیا گیا اسکو بہت کام سپرد ہوئے
دریاؤن کے گھاٹون کی حفاظت کی گئی کہ وہ ان جاسوسون کو نہ عبور کرنے دین جو فقیرانہ بھیس
بنا کے بغاوت کو پھیلانے کے لیئے پھرتے ہین انکے واسطے راستون کے بند کرنیکا خوب انتظام
کیا گیا۔ گورنمنٹ کے خزانون کے بچانے کے لیئے کوشش کی گئی اور اس مین کامیابی ہوئی اگر وہ
باغی سپاہ کو ہاتھ لگجاتے تو انکو بڑی تقویت ہوجاتی۔ جہان بیرونی مقامات مین خزانے
ہندوستانی سپاہیون کے پہرون مین تھے وہان سے وہ یورپین پہرون مین پہنچا دیئے گئے
روپیہ۔ تب مین ایک حکم جاری کیا گیا جسکا انجام رحم پر ہوا مگر اس ضرورت کے وقت مین وہ بڑا
دہشتناک تھا کہ تمام آدمیون کو جنہون نے سرکار کے برخلاف سر اٹھایا ہے ایسی سخت سزا

دی جائے کہ لوگون کے دل مین خوف و دہشت پیدا ہو۔ رحم کی جگہہ نہیں ہے عوام کی سلامتی کا بڑا خیال ہے معمولی قوانین بالائے طاق رکھے گئے۔ وصول کے افسرون کو تمام مجرمون کو سزا دینے کا اختیار دیا گیا اور ضرورت کی صورت مین انکو پھانسی دینے کا بھی اختیار تھا بہت سے ہندوستانی جو سپاہی پیشہ نہین تھے وہ گورنمنٹ کے خلاف سازشین کرتے تھے وہ پنجاب سے نکال دیئے گئے انمین بہت سے ہندوستانی پولیس مین اور سررشتون مین ملازم تھے وہ موقوف کئے گئے۔ چھاونی مین بہت سے ذلیل ہندوستانی نوکرون کا ہجوم تھا انہین سے بھی بہت موقوف کردیئے گئے۔ غرض اندرونی سلامتی اور محافظت کے انتظامات کی طرف جان لارنس نے خوب توجہ کی۔

راولپنڈی سے ۱۲ مئی کو اڈورڈس صاحب پشاور مین آئے یہان کوٹن صاحب اور نکلسن صاحب پاس کوئی مژدہ ان کے سنانے کے لیئے نہین تھا۔ اس مقام مین سپاہ مین بغاوت کے آثار صریح ظاہر تھے۔ کوٹن صاحب نے ہندوستانی سپاہ کو ایسا جابجا متفرق و منقسم کردیا تھا کہ وہ مجتمع ہوکر فساد نہین اٹھا سکتی تھی۔ اور انکے ہمسایہ مین گورون کی سپاہ کو رکھا تھا کہ اگر وہ فساد پر آمادہ ہون تو انکا تدارک کردین۔ سپاہیون کے جو خطوط پکڑے گئے انسے معلوم ہوا کہ ساری سپاہ باغی ہوگئی ہے۔ ۵۵ وین پلٹن کا ایک حصہ جو نوشہرہ کو بھیجا گیا تھا اسنے بغاوت کی اور میگزین کو توڑا پشاور سے ۲۷ وین پیدل رجمنٹ اور کورپس گائڈس کے چلے جانے سے پشاور مین سپاہ کا زور کم ہوگیا تھا اور سپاہ کی بے مہری و بددلی بڑھتی جاتی تھی اور یہہ دیکھ کر سرحد کی بڑی بڑی قومون کا بھی ایسا رنگ بدلتا جاتا تھا جسسے ڈر لگتا تھا نکلسن صاحب ان سرحدی قومون کو سپاہ مین بھرتی کرتے تھے تو بہت کم آدمی اس مین رغبت سے بھرتی ہوتے۔ ابھی ۱۸۴۱ و ۱۸۴۲ء مین جو افغانستان مین انگریزون کی تباہی ہوئی تھی انکو یہ قومین بھولی نہین تھین نکلسن صاحب کوئی ترغیب انکو ایسی نہین دے سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ شریک حال ہوجائین۔ اس لیئے ضرور تھا کہ کوئی ایسی جدید تدبیر جلد کی جائے کہ جس سے یہہ مخمصہ دور ہوجائے کہ سرحد پر عام فتنہ انگیزی ہوگی۔

جب ۱۲ مئی کو نوشہرہ کی رجمنٹ کی بغاوت کی خبر اڈورڈس صاحب پاس آئی وہ نکلسن صاحب کو

ساتھ لیکر آدھی رات کو بریگیڈیر سدنی کوٹن کی کوٹھی پر گئے اور انکو جگاکر اپنا خیال سپاہ سے ہتھیار لے لینے کا ظاہر کیا انہون نے انکے ساتھ بالکل اتفاق کیا کہ ہتھیارون کا لے لینا ایک ضروری کام ہے انہون نے تمام ہندوستانی پلٹنون کے افسرون کو صبح کو بلایا۔ جب یہہ سب افسر جمع ہو گئے تو بریگیڈیر صاحب نے بیان کیا کہ سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے تیار بیٹھی ہے اسلیئے اس سے ہتھیار لے لینے چاہئیں۔ اگرچہ مجھے اس کام کرنے کا بڑا افسوس ہے مگر مجبوری ہے افسرون نے اپنی راے اسکے خلاف بیان کی انہون نے کہا کہ گو بعض جگہہ ان پلٹنون نے بغاوت کی ہے مگر ہمکو اپنی رجمنٹون کے بالکل خیرخواہ ہونے پر اعتبار ہے اور کوئی وجہ ان پر بے اعتباری کی نہین ہے اسلیئے ہم انکے ہتھیار لے لینے کے حکم کو نہین مانین گے۔ بریگیڈیر صاحب سمجھتے تھے کہ یہہ افسر اپنے سپاہیون کے ساتھ مدتون تک رہے ہین اور انسے مروت رکھتے ہین انکا یہہ کہنا بمقتضاء طبع بشری ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ سب سپاہ مین بغاوت پھیل گئی ہے اسکے ساتھ مصالحت کا معاملہ کرنا برا ہی نہین ہے بلکہ بے فائدہ ہے۔

۷ بجے صبح کو پریڈ ہوئی اس مین بڑی دانشمندی سے کام کیا گیا ہے ایسی خوش اسلوبی سے یوروپین سپاہ کھڑی کی گئی کہ انسے مقابلہ کرنا سپاہیون کو بیفائدہ معلوم ہوا اور چار آئینی ہندوستانی رجمنٹ کو حکم ہوا کہ ہتھیار رکھدین ۲۱ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اس بے عزتی سے اس سبب سے باز رکھی گئی کہ اسنے کوئی بغاوت کی علامت نہین دکھائی تھی اس کے افسر بڑے اچھے تھے اور کچھ اس وجہ سے کہ ہندوستانی پیدل سپاہ کے بغیر ملٹری خدمات کی بجا آوری نہایت دشوار تھی۔ وہ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹون سے بھی ہتھیار نہین لیئے گئے۔ یہہ امید تھی کہ ہندوستانی افسر سوار اپنے گھوڑے اور ہتھیار اپنی ملکیت سے رکھتے ہین وہ یہہ اپنا نقصان بغاوت شریک ہوکر نہین اٹھائین گے اور انپر برٹش افسرون کا اثر بھی ایسا ہے کہ وہ انکو گمراہ نہین ہونے دیگا انکی وفاداری کی امید بے اصل نہ تھی سنہ ۱۸۵۷ع مین اٹھارہ رجمنٹین غیر آئینی سوارون کی تھین انمین سے آٹھ جو خاص مین باغی نہین ہوئین تھین اب تک بنگال کی سپاہ مین موجود ہین اور دس آئینی سوارون کی رجمنٹون مین ایک باقی نہین ہے اور پیدلون کی ۷۴ رجمنٹون مین صرف گیارہ رجمنٹین باقی رہین پشاور مین جو سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے اسکا نیک اثر جو ہوا وہ اڈورڈس صاحب کی اس تحریر سے معلوم

ہوتا ہے جب ہم سپاہ سے ہتھیار لینے کے لیئے سوار ہوئے ہین تو چند ہی سوار اور دولت مند زمیندار ہمارے ہمراہ ہو گئے اور مین انکے چہرون کو دیکھکر سمجھتا تھا کہ وہ یہہ دیکھنے آئے تھے کہ کیا ہوتا ہے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے جب ہم ہتھیار لیکر اٹھے چلے تو سردار اور زمیندار ہمارے گرد گرمیون کی مکھیون کی طرح چمٹتے تھے کیونکہ سپاہ کی بھرتی خوب ہونے لگی۔

۱۰ وین رجمنٹ ان چار رجمنٹون مین تھی جنکے ہتھیار لیئے گئے تھے اسکے ایک صوبہ دار نے چند روز پہلے ۶۴ وین رجمنٹ کے سپاہیون کو لکھا تھا جو مختلف مقامات مین منقسم ہو کر متعین ہوئی تھی کہ وہ ۲۲ مئی کو پشاور مین آجائین یہہ تاریخ باغی ہونے کی ٹھیری ہے۔ خط دوڑایا گیا کہ جس طرح ہو سکے ۲۱ کو یہان آجاؤ کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو بات کو سمجھ جاؤ۔ ہتھیارون کے لینے مین جو جلدی ہوئی تو صوبہ دار میجر کے منصوبے کی چھوٹی سی بازی بگڑ گئی وہ ۲۲ تاریخ کی رات کو دو سو پچاس (۲۵۰) سپاہیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا مگر وہ اپنی امید مین دوبارہ پھر مایوس ہوا۔ اسکی دو سو پچاس بندوقین آفریدیون کو مبارک ہوئین دو سو پچاس سپاہی بن ہتھیارون کے کوئی بڑی چیز نہ تھے۔ پہاڑون مین جو قومین انگریزون کے ہمسایہ مین رہتی تھین انہون نے دیکھ لیا تھا کہ انگریزی راج کی حالت ایسی تباہ نہ تھی جیسے پہلے وہ خیال کرتی تھین انہون نے اپنی عمدہ پولیسی خیال کی کہ انگریزون کے طرفدار ہون انہون نے ان مفرورون کو ضلع کی پولیس کی امداد سے گرفتار کرلیا اور حکام ضلع کے حوالہ کیا انکا کورٹ مارشل ہوا اور صوبہ دار میجر کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دی گئی۔

سپاہ کے ہتھیار لے لینے کے بعد پشاور مین خبر آئی کہ ۵۵ وین ہندوستانی رجمنٹ نے مردان مین بغاوت کی اور دسوین نمبر آئینی سوارون کی رجمنٹ نے جو نوشہرہ اور مردان مین منقسم تھی اپنی سرکار سے بغاوت کی لشکر انتظام کے لئے بھیجا گیا اور نکلسن صاحب پولیٹکل افسر اسکے ساتھ گئے۔ ۲۵ مئی کو انگریزی سپاہ کی صورت دیکھتے ہی باغی قلعہ چھوڑ کر بھاگے اور سوات کی پہاڑون مین چلے گئے۔ نکلسن صاحب انکے تعاقب مین پولس کے سپاہیون اور نئی سپاہ کو لیکر گئے اور رات کے ہونے سے پہلے ایک سو بیس مفرورین کو مار ڈالا اور انسے زیادہ کو قید کیا جو باقی رہے انکو کوہستانی قومون نے اپنے پہاڑون مین آنے کو ناخواندہ مہمان جانا۔ آخر کو

وہ آوارہ گرد جب تک رہے کہ مارے گئے یا اپنی موت سے مرے نکلسن صاحب نے ۵۵ پلٹن
کے قیدیون کی نسبت اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ اس رجمنٹ کے تمام افسر یہہ کہتے ہین کہ سکھ آخر تک
ہمارے ساتھہ رہے ہے اسلیئے مین انصاف مین رحم کو ملاتا ہون اور تمام سکھون کو اور نوجوان رنگروٹون
کو رہائی دیتا ہون اور باقی سب کو توپ کے منہ اڑاتا ہون ان لڑکون کو جو ہنوز اپنے ایام طفلی سے
نہین نکلے اور اصلی خیرخواہون کو جو باغیون مین شریک نہین ہوئے رہائی دیتا ہون رجمنٹ نمبر ۵۵
کی بابت اڈورڈس صاحب نے یکم جون کو لارنس صاحب کو اپنی چٹھی مین لکھا کہ میری تجویز ہے کہ
کل لشکر کے روبرو ایک سو بیس آدمیون کو جو قید ہوئے ہین توپ کے منہ سے اڑا دوان جسے
دیکھہ کر لوگ نہایت خائف ہوجائینگے ہندوستانی فوج کو خوف دلانا بڑا ضروری کام ہے
کیونکہ اسنے ہمارے ڈرانے مین احتراز نہین کیا۔ اسکا جواب جو ایسی ڈاک چیف کمشنر نے جنسے کوئی
رائے نہین طلب کی گئی تھی نہ انکو اس سزا مین دست اندازی کا اختیار تھا یہہ لکھا کہ ۵۵وین
رجمنٹ کے سپاہی اسوقت گرفتار کیئے گئے ہین جبوقت وہ ہم سے لڑتے تھے پس وہ ذرا سے
رحم کے بھی مستحق نہین ہین مین غور و خوض کرنے کے بعد یہہ نہین چاہتا کہ وہ سب ہلاک کیئے
جائین مین نہین خیال کرتا کہ ہمارا یہہ قتل خدا کی نگاہ مین عدل و انصاف ہوگا۔ ہلاک کرنے کے لیئے
ایک سو بیس آدمی کی تعداد بہت بڑی ہے ہمارا مقصد تو سزا دینے سے یہ ہے کہ اورونکو عبرت
وہیبت ہو یہہ مطلب مین سمجھتا ہون کہ تہائی چوتھائی حصہ کے ہلاک کرنے سے اچھی طرح حاصل
ہوجائیگا مین بدمعاشون اور مفسدہ پردازون و نمک حرامون اور ان آدمیون کو جنہون نے لڑائی
مین اپنے افسرون کے ساتھہ بے ادبی و گستاخی ۲۶ مئی سے چندروز پہلے یا اس قسم کی اور باتین
کین ہون انتخاب کرتا ہون اگر اسطرح انتخاب سے تعداد مطلوبہ پوری نہ ہوگی تو مین اونپر پرانے سپاہیون
کی تعداد اور زیادہ کرونگا ان سب کو گولی ماری جائے یا توپ سے اڑا دیئے جائین جیسا زیادہ
مناسب ہو۔ باقی ماندہ قیدیون مین تقسیم بعض کو دس برس کی بعض کو سات برس کی بعض کو پانچ برس
کی بعض کو تین برس کی قید کی جائے مین خیال کرتا ہون کہ اس طرح بخوبی تنبیہہ ہوجائیگی اور اس طرح
سزا دینے مین امتیاز کرنے سے بھلائی ہوگی کوئی برائی نہین ہوگی کہ سپاہی دیکھہ لینگے کہ ہم جرم سے
باز رکھنے کے لیئے سزا دیتے ہین اپنا انتقام لینے کے لیئے نہین - سزایابون کے ساتھہ عوام بھی

ہمدردی نہین کرینگے ورنہ لوگون کو یقین ہوگا کہ جان ضرور جائیگی وہ آخر دم تک جم کر لڑین گے۔

۱۰- جون پشاور مین باغیون کو سزا

اب درشتی کے ساتھ انتقام لینے کا وقت آیا ۱۰- جون کو ۵۱ وین پلٹن کے ۱۲ مفرورین کو پھانسی دیگئی۔ دسوین کو اور سپاہیون کے گلے مین پھانسی کا پھندا پڑا۔ ہوتی مردان کے ایک سو بیس مفرورین کے لیئے توپون سے اڑانے کا حکم ہوا لیکن چیف کمشنر نے اس سزا مین یہہ تخفیف کی کہ انہین سے صرف تیس چالیس سپاہی توپون سے اڑائے جائین وہ پریڈ پر کل سپاہ کے سامنے سنگین بندھے ہوئے آئے اور توپون سے اڑائے گئے ہزارون تماشائی جمع تھے کسی آدمی نے انکی حمایت کے لیئے ہاتھ نہین اٹھایا۔ اس نامعقول حرکت سے بڑا نیک نتیجہ یہہ ہوا کہ تماشائیون مین جو عاقل تھے وہ اپنے گھر کو جب واپس گئے تو رستہ مین آپس مین کہتے تھے کہ انگریزون کو فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ وہ خوف نہین کرتے ۲۲- مئی کو جو سپاہ کے ہتھیار لینے سے اور دسوین جون کو اسطرح سزا دینے سے انگریزون کی قوت کا بڑا خیال لوگون کے دلون مین پیدا ہوگیا اور اسکے سبب سے بہت سی جانین بچ گئین یہہ اتنا امین جو سزا دی گئی اسکی سختی و درشتی کے دیکھنے سے ہر قسم کے آدمیون کی جانین بچ گئین اسطرح سے پریڈ پر جو پلٹنون سے انگریزون نے ہتھیار رکھوا لیئے تو اس سے سرحد کی قومون کو یقین ہوا کہ انمین بڑی قوت وہمت وشجاعت ہے۔ بس وہ قومین انگریزون کے ساتھ گرویدہ ہوگئین اور ہر ایک آدمی جسکے پاس توڑے دار بندوق یا تلوار یا گھوڑا تھا وہ پشاور مین انگریزی افسرون کے پاس سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے آموجود ہوا۔ جب جون کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا اور دہلی فتح نہ ہوئی تو انگریزون کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ سرحد کہین جہاد کے لیئے قومین نہ کھڑے ہو جائین جس سے کہ پشاور کا بچانا محال ہو جائے۔ اگر پشاور مین انگریزون کی حالت زبون ہو جاتی تو وہ بالکل مغلوب ہو جاتے مگر مسلمانون کو روپیہ کی محبت ایسی غالب ہوئی کہ انہون نے جہاد کو سلام کیا۔

۵۵ رجمنٹ کے مفرور سپاہیون کا حال توپ کے منہ سے اڑنے والون سے بھی زیادہ زبون ہوا مصیبتین اٹھائی اور آفتین جھیلنی پڑین جس ملک مین وہ بھاگ کر گئے وہان آخوند سوات اور بادشاہ کی لڑائی ہو رہی تھی۔ وہ بدنصیبی سے بادشاہ کے پاس گئے جس کے

جسکے پاس تنخواہ دینے کے لئے پیسا نہ تھا تو انکو معلوم ہوا کہ ہم نے بڑی غلطی کی پھر مہاراجہ کشمیر
کی طرف انہون نے رخ کیا کہ اب ایک رجپوت مہاراج کی ملازمت کرین گے مسلمانون نے
تو انکو نکال دیا یہہ سمجھکر بھاگے تھے کہ گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے اب وہ مسلمانون
مین گئے جو انکو مسلمان بنانا چاہتے تھے یہاں چکنے کارتوسون کے خوف سے بھاگے تھے
وہان ختنہ ہونے کا اور زنار اترنے کا خوف لگا۔ انکی مصیبت کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی تھی
بھوکے ننگے پاؤن میں چھالے پڑے ہوئے ہزارہ کی سرحد پر سرگردان تھے یہہ چکنے چربے
پر برہمن مسلمان ہوتے تھے اور مسجدون میں جھاڑو دیتے تھے اور غلامون کی طرح بیچے جاتے
تھے افواہ تھی کہ ایک بڑا موٹا تازہ صوبہ دار چار آنے کو بکا ایک صوبہ دار نے خودکشی کر کے
اورون کو بتایا کہ یون خودکشی کر کے مصیبتون سے بآسانی چھوٹ جاؤ۔ اسطرح مرنا سسک
سسک کر بھوکے مرنے سے اچھا ہے۔ انگریزی سپاہیوں کے کوہستانی دوست ہو گئے میجر
صاحب نے اپنی سپاہ اور ان دوستون کی امداد سے باغیوں کو مارا یا گرفتار کیا جنکو پھر پھانسی
اور توپون نے دنیا سے رخصت کیا۔ قیدی جو پکڑے آئے تھے وہ اسی جگہہ جہان بغاوت
کی تھی پھانسی دیئے جاتے تھے یا توپ سے اڑائے جاتے تھے۔ ہزارہ کے ملک میں دو سو
سپاہیوں کو پھانسی ہوئی وہ وحشی جانورون کی طرح شکار کیئے جاتے تھے تاکہ سرحد پر انگریزی
صولت اور سطوت وشوکت کا یقین سرحدی قومون میں ہو۔ ۵۵ رجمنٹ کی خستہ حالی نے
اور باغی رجمنٹوں کو بتلایا کہ انگریزی عملداری سے باہر کہیں جان کی سلامتی نہیں۔

سرحد پر بے چینی اور شورش

اب سرحد پر بڑے منحوس آثار نمودار ہو رہے تھے ۵۵ وین رجمنٹ کے مفرورین پر بڑے
دھاوے کرنے کے بعد بھی نکلسن صاحب کے آگے میدان جنگ موجود تھا اور انہون نے ایڈورڈس
صاحب کو لکھا کہ سرحد کے سرخیل سرگزشتون کے اجرا کو بڑے شوق سے دیکھ رہے ہیں اور
ہندوستانی سپاہیون کی بغاوت کے لیئے ہمت بڑھا رہے ہیں اور انکے ساتھ قول قرار کر رہے
ہین۔ ایک بڑا مشہور واجب القتل سرغنہ ارجن خان یقینی ہماری سپاہ سے سازشیں کر رہا ہے
ابازی ایک قلعہ دریاے سوات کے کنارہ پر ہے نکلسن صاحب کا ارادہ تھا کہ اسپر چھاپا ماریں
لیکن اس شکار پر پنجہ مارنا آسان نہ تھا۔ مردان سے ۲۶ مئی کو نکلسن صاحب نے لکھا کہ

ارجن خان نگر مین آیا ہے اور یقینی اسنے ہماری سپاہ کو اغوا کیا ہے اس مین شبہہ نہین کہ کچھ دن ہوئے کہ ملا نے جاسوس بنکر کوہستان سے آئے تھے۔ وہ ۵۵ وین رجمنٹ کے سپاہیون اور اپنے ملک کے درمیان اپنے فرقون کے پاس آتے جاتے تھے پھر چار روز بعد ۳۰ مئی کو انہون نے عمرزئی سے لکھا کہ ہم ابازئی کو جاتے ہیں مین آج شام کو بتلاؤنگا کہ مین نے ۶۴ وین رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا ارادہ کیا ہے مین چاہتا ہون کہ اس رجمنٹ کو اور دسوین غیر آئینی رسالہ سے فقط ہتھیار ہی نہین لون بلکہ انکو برطرف بھی کرون اس مین ذرا شبہہ نہین کہ یہہ دونو رجمنٹین آخوند سوات سے خط وکتابت رکھتی ہین اگر میرا یہہ ارادہ مصمم ہوا تو بغیر اس کے کہ پشاور سے سپاہ کی مدد طلب کرون اپنے آپ کام پورا کر لونگا۔ مین یقین کرتا ہون کہ ہم نے ۵۵ وین رجمنٹ مین الپناد گی بہت جلد دیکھی ہوگی ایک دن نہین کی یہہ پلٹن اور ۶۴ وین رجمنٹ دونو کا ارادہ تھا کہ آخوند سوات پاس چلے جائین۔ جب میری سپاہ جاتی تھی تو ایک آدمی نے اسپر یہہ طعن کیا کہ وہ جہاد کو چھوڑکر کافرون کے ساتھ ہو گئی ہے مین اسکو پھانسی دونگا۔

آئندہ دن مین نکلسن صاحب نے ابازئی سے لکھا کہ مین یہان پہنچا کل سب طرح خیر وعافیت تھی ۶۴ وین رجمنٹ بہت شریر معلوم ہوتی ہے مگر بالکل نچلی بیٹھی ہے وہ بغاوت کی باتین دونو علزئی (قلات غلزئی کی رجمنٹ) اور ملک کی رعایا سے تیار ہی ہے غلزئیون نے تو انسے ملنا چھوڑ دیا ہے رعایا بلوہ کی امید کر رہی ہے جسکے سبب وہ زر مالگزاری کے ادا کرنے سے بچ جائین جو کچھ مین نے دیکھا اسکو سمجھا ہون کہ ایک ہی دفعہ مین اپنا کام کرون۔ بس انہون نے شب قدر اور مچنی مین سپاہ بھیجکر شب قدر و مچنی اور ابازئی مین ۶۴ وین رجمنٹ سے ہتھیار رکھوا لیے اور اسکے واسطے بغیر کسی وقت اٹھانے کے نکال لیئے اور دسوین رسالہ کا تباہ کرنا کسی اور وقت پر موقوف رکھا گیا۔ نکلسن صاحب کے نزدیک اس رسالہ کے برخلاف کوئی کام کرنا جب تک پنجاب مین دہلی کے فتح ہونے کا مژدہ نہ آئے نامناسب تھا۔

جالندھر مین جو ہندوستانی رجمنٹین تھین انسے مئی مین برگیڈیر جان سٹون نے ہتھیار نہین لیئے تھے میجر اڈورڈس لیک جو یہان کمشنر تھے وہ دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ مگر مہینے کے ختم ہونے سے پہلے وہ اپنے صدر مقام مین آ گئے انہون نے دیکھا کہ سپاہ کی تیور بگڑی ہوئی ہین اور وہ بغاوت کرنے کے لیئے

حالات جالندھر

موقع اور وقت کی منتظر رہے انہون نے اس سے ہتھیار لینے کا مشورہ دیا۔ کوٹن صاحب اسوقت جالندھر مین نہ تھے سپاہ کے افسرون نے اپنی عادت کے موافق سر ہلایا بریگیڈیر صاحب ادھر ادھر پھرا وہ ہتھیار لینے پر چپکے ہوگئے۔ ۷ - جون کو دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹون نے اور ایک سوارون کی رجمنٹ نے دنگہ مچایا اور رلکہ کی رجمنٹ کے کرنیل کے بنگلہ مین آگ لگائی۔ آدھی رات کو فساد اٹھایا باوجودیکہ گورہ سپاہ انکے سر پر تھی معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ نے آپس مین یہہ قرار دیلیا تھا کہ روز معین پر وہ بغاوت اختیار کرکے دہلی روانہ ہوگی۔ کل سپاہی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اپنے افسرونکا خون کرین مگر اس افراتفری مین بعض افسر مارے گئے کوٹھیون مین آگ لگائی گئی مگر بہت سی مثالین سپاہیون کی خیر خواہی اور جان نثاری کی بھی تھین کہ وہ اپنے افسرون کی جان بچانے کے لیئے آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ مین آدھی بد دلی تھی کوئی افسرون کے کاٹنے کے لیئے تیار ہوتا تھا کوئی انکی جان بچانے کے لئے جان نثار کرتا تھا۔

جالندھر کے برگیڈ کا یہہ ارادہ تھا کہ پھلور مین جو سپاہ بہت دنون سے مذبذب ہورہی ہے اسکو ساتھ لیکر دہلی کو سفر کرین۔ اس سپاہ کا پھلور مین پہنچ جانا جنگ کی بڑی ذلتون مین سے ہے باغیون نے اپنا کام کرکے چھاونیون سے ایک بجے سفر کیا چھ گھنٹے کے بعد حکم دیا گیا کہ سپاہ انکا تعاقب کرے۔ برگیڈیر جانسٹون کو گورون کی سپاہ کا اسقدر خیال تھا کہ جب سورج نکلا ہے تو اسنے انکو حرکت کرنے کا حکم دیا اور جب تک انتظار کرتا تھا کہ کمسریٹ تیار ہو وہ انتظار ہی کرتا رہا کہ دشمن بچکر بھاگ گیا۔ تعاقب کرنے والے اسکے پیچھے گئے اور پھر الٹے آئے کبھی انہون نے دشمن کو نہ دیکھا۔

جب روبرٹس صاحب لدھیانہ مین ریکٹس صاحب ڈپٹی کمشنر کے مہمان ہوئے تو انہون نے جالندھر کی سپاہ کی بغاوت کا بیان یہہ کیا ہے جو انہون نے اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین بیان کیا ہے کہ جالندھر کے باغیون نے اول ارادہ پھلور جانے کا کیا یہان ایک چھوٹی سی چھاونی ہے اور اس مین خاصہ میگزین ہے اور ستلج پار جانے کے لیئے پہلے پل ہے اس مین سپاہ متعینہ تیسری ہندوستانی پیدل سپاہ تھی وہی میگزین کی محافظ تھی تیسری رجمنٹ کے سپاہی جو مچلے بیٹھے تھے انہون نے دریا کے پار توپخانہ کے لے جانے مین بڑی کوشش کی تھی اور خزانہ کے

محافظ رہے تھے یہہ حالت اسکی ۸ - جون تک رہی جب اس پاس جالندھر کی باغی سپاہ آئی تو وہ بگڑ گئی انہون نے اپنے افسرون کو آگاہ کیا کہ ہم آپ کی جان و مال کے خواہان نہین ہین لیکن اب ہمنے ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ سرکار کی نوکری آیندہ نہین کرینگے - بارہ انگریزی افسر تھے وہ تین ہزار سپاہ سے مقابلہ نہین کرسکتے تھے وہ بڑھ بھی نہین سکتے اسلیئے ایسی بیکسی کی حالت مین قلعہ کے اندر چلے گئے ریکٹس صاحب پاس اسوقت انکا اسسٹنٹ ٹھورن ٹن بھی اور پیچھے سی ایس آئی اور سکرٹری گورنمنٹ انڈیا کے فورین ڈپارٹمنٹ کے ہوئے تھے وہ پھلور مین خزانہ مین روپیہ جمع کرانے گئے تھے یہہ افسر لدھیانہ کو الٹا گھوڑا اڑپٹا کر آیا کہ دفعتہً اسکو آگاہی ہوئی کہ کیا حادثات وقوع مین آئے اور یہہ مقام کیسا معرض خطر مین آ رہا ہے اگر انکو اپنی سلامتی کا خیال ہوتا تو وہ یہہ مراجعت کرکے قلعہ مین پناہ گزین ہوتے اسکی بجائے وہ گھوڑے پر سوار دوڑے ہوئے باغیون کے قریب کشتیون کے پل کے پاس گئے اور نہایت تعریف کے قابل کام یہہ کیا کہ کشتیون کے پل کو کاٹ ڈالا اور پھر جلدی آنکر ریکٹس صاحب کو مطلع کیا کہ کیا واقعہ وقوع مین آیا کہ باغی عنقریب دریا سے عبور کرنے کو ہین - خوش نصیبی سے چوتھی سکھ رجمنٹ ایبٹ آباد سے صبح ہی لدھیانہ مین آگئی اور ریکٹس صاحب کو امید تھی کہ اسکی مدد سے وہ باغی سپاہیون کو جب تک روکے رکھے گا کہ برٹش سپاہ کی کمک باغیون کے تعاقب مین جالندھر سے آجائیگی -

لدھیانہ مین سپاہ متعینہ ہندوستانی تیسری پیدل رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جو قلعہ کی محافظ تھین جس مین باروت کا بڑا خزانہ تھا - اس سپاہ کے کمانیر لفٹننٹ یورک صاحب تھے جنکو سپاہی انکے محاسن اخلاق کے سبب سے عزیز رکھتے تھے - سپاہیون نے انسے کہدیا کہ ہماری رجمنٹ جالندھر کے باغیون سے مل گئی ہے اور ہم بھی آیندہ آپ کے حکم کی اطاعت نہین کرینگے - ریکٹس صاحب سمجھے کہ ان پاس چوتھی سکھ رجمنٹ اور راجہ نابھہ کی تھوڑی سی سپاہ ہے جسپر بھروسا ہوسکتا ہے - سکھ کی رجمنٹ کے ساتھ دو افسر کپتان روتھنی کمانیر اور لفٹننٹ ویمس ایڈجیوٹنٹ تھے - ریکٹس صاحب کشتیون کے پل کی طرف چلے ان کے ساتھ سکھون کی رجمنٹ کی تین کمپنیان ماتحت ویمس صاحب اور نابھہ کا توپخانہ دو توپون کا تھا ایک توپ کو اونٹ کھینچتے تھے اور دوسری توپ کو گھوڑے - وہ گھوڑا دوڑا کر گئے تو انہون نے دیکھا کہ باغیون نے پل مین وہان کشتیان

نہیں جو زین جہان سے تھورن ٹن صاحب نے انکو نکالا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ اس پل کی
راہ سے نہین عبور کرینگے انہون نے اس پل کی ادہر زیادہ کشتیون کو نکال لیا اور کشتی مین بیٹھکر وہ
دریا کے پار اترے تا کہ انکو پھلور کی حقیقت حال معلوم ہو انکو معلوم ہوا کہ باغیون کے تعاقب مین
جالندھر سے سپاہ نہین روانہ ہوئی اور باغی پل پر سے اترتے ہین اس سبب سے ناکام رہے
کہ اس کو تھورن ٹن صاحب نے توڑ دیا تھا وہ دریا سے تین میل اوپر اپنے اترنے کا سامان کر رہے
ہین ریکٹس صاحب جسقدر جلد ممکن تھا دریا سے عبور کر کے ولیمس صاحب پاس آ گئے ۔ بالکل
تاریکی تھی مگر امید تھی کہ وہ باغیون کو روکے رکھیں گے وہ گھاٹ کی طرف چلے جو بجائے تین میل
کے چھ میل کے قریب نکلا ۔ راہ اونچی نیچی تھی کہین گڑھے تھے کہیں ریت بڑی گہری تھی سب
طرح کی کیچڑ و دلدل تھی جسکے سبب سے توپ کا ایک اونٹ لنگڑا ہوا رہبر غائب ہو گئے انکو مایوسی
ہوئی کہ عین وقت پر گھاٹ پر نہیں پہنچ سکتے دیر لگ گئی ۔ باغی سپاہیون کو دریا کے پار اترنے
مین کامیابی ہوئی اور وہ سامنے پڑاؤ پر پڑے تھے ۔ سویلین اور ملیٹری افسرون کی یہہ
مرضی ہوئی کہ لڑنا چاہیئے ولیمس صاحب نے اپنے پیادون سے بندوقین چلوائین اور
ریکٹس صاحب توپخانہ کے افسر نے پہلے ہی توپ چلانے مین گھوڑے ایسے بمڑا کر بھاگے کہ پھر نظر
نہیں آئے ۔ ریکٹس صاحب نے لڑائی کو جبتک جاری رکھا کہ میگزین ان پاس ختم ہو گیا اور ولیمس
صاحب زخمی ہو کر گر پڑے تو مجبور ہو کر ...... ایک گاؤن مین پناہ لی پچاس باغی سپاہیونکو ما
ریکٹس صاحب دوسرے دن صبح کو سویرے لدھیانہ مین آئے اتنے پہلے باغی شہر مین گذر کر
چلے گئے باغی سپاہیون نے شہر کے جیلخانہ کے پانچسو قیدیون مین سے بعض کو چھٹایا اور اپنی خوراک کا
سامان کیا مگر وہ قلعہ یا چھاؤنی مین نہیں گئے ۔ ستلج کی راہ بند کرنے کے لیئے جو چھوٹی سی کوشش
بہادرانہ کی گئی وہ اس سبب سے ناکام رہی کہ باغیون کے تعاقب کرنے والی سپاہ نے کچھ کمک
نہیں کی اگر وہ کمک کرتی تو ریکٹس صاحب کی تھوڑی سی سپاہ بھی اسکی بڑی امداد کرتی ۔ جالندھر سے
یوروپین سپاہ پھلور مین پہنچی اور اسنے توپونکی آوازین سنین مگر ان کے افسرون نے توپونکے چلنے کا
سبب کچھ نہین دریافت کیا دوسرے دن وہ لدھیانہ مین فرصت مین چلے آئے ۔
جب باغی رجمنٹیں زیادہ دیر تک رک سکیں نہ انسے مقابلہ ہو سکا تو وہ دو پہر سے ایک گھنٹہ پہلے

۹- جون کو لدھیانہ میں داخل ہوئیں - قلعہ میں جو کمپنی تھی اپنے باغیون کے ساتھ بھائی چارہ جوڑا۔ مفسد جماعتین ایک دفعہ فساد برپا کرنے کو کھڑی ہوگئیں کہ لوٹ سے خوب مالا مال ہون تھوڑی دیر شہر مین بڑی لوٹ مار رہی - شہر قیدیون اور کشمیری شال بافون اور گوجرون اور باوریون سے اور آوارہ گرد قومون سے بھرا ہوا تھا۔ قلعہ تھا جس میں کوئی یورومین پہرہ محافظ نہ تھا شہر میں کوئی آئینی سپاہ باغیون کی روکنے والی نہ تھی۔ ضلع میں ہر طرف سڑکین جاتی تھین ایک دریا تھا جس مین سال بھر کے اندر مہینون پایاب پانیوں کا جال بچھا ہوا رہتا تھا۔ باغیونکی لوٹ میں اہل شہر شریک ہو گئے۔ سرکاری اور انگریزون کی ساری چیزون کو جنکو وہ اپنے ساتھ اٹھا کر نہیں لے جاسکتے تھے خاک میں ملا دیتے تھے۔ سوداگر و تاجر ہر طرح سے باغیون کی مدد کرتے تھے۔ بنیون کے ہاں سے آٹے کے ڈھیر ان پاس آتے تھے۔ گھوڑا ۔ ٹٹو ۔ خچر۔ غرض جو باربرداری کا جانور باغیون کو نظر پڑ جاتا تھا اسکو وہ تھیا لیتے تھے۔ تعجب تھا کہ تاجر اور سوداگر وہی زیادہ روپیہ اور سامان سے باغیون کی امداد کرتے تھے جنکو برٹش گورنمنٹ سے زیادہ فائدہ ہاتھ لگا تھا۔

جان سٹون صاحب اسوقت ہر کام مین تاخیر کر رہے تھے۔ یورومین سپاہ نے رات کو توپونکی آوازین سنی تھین مگر اسکو تیاری کا حکم صبح تک نہین دیا۔ ریکٹس صاحب کی ایک توپ میگزین کے نہ ہونے سے بند ہو گئی تھی اسکے تین گھنٹے کے بعد حکم آیا کہ نہری او لفرٹس صاحب اپنے توپخانے اور سپاہ کو شہر کی محافظت کے لیئے اور باغیون کے ہلاک کرنے کے واسطے لیجائین مگر اس حکم میں بھی پھیر التوا ہو گیا۔ ریکٹس صاحب نے ہر چند جان سٹون پر تقاضا کیا کہ وہ اپنے گھوڑ دن کے توپخانے کو اسکی امداد کے لیئے بھیجے مگر دن ختم ہو گیا اور کوئی مدد نہ آئی۔ باغی لدھیانہ کو بغیر کسی مزاحمت کے رات تک لوٹتے رہے۔ باغیون نے دہلی کی طرف اس رستہ سے سفر کیا جسپر کمتر آمد و رفت ہوتی ہے۔ اور جب یورومین سپاہ آئی تو باغیونکا تعاقب کرنا بے فائدہ تھا۔ جالندھر کے باغی بال بال بچکر لدھیانہ سے بھاگ گئے اگر وہ یہاں رہ جاتے تو انگریزون کو بڑا نقصان پہنچتا۔ پنجاب و دہلی کے درمیان روز خزانہ اور اسباب حرب و ضرب دہلی اور لدھیانہ کی سڑک پر بھیجا جاتا اسکے رکنے سے بڑا نقصان ہوتا

اور رستہ بے کھٹکے رہتا۔ اگر یہہ رستہ بند ہوجاتا تو معلوم نہین کہ کیا آفت برپا ہوتی۔
جب باغی چلے گئے تو مفسدون کی کم بختی آئی بیس مفسد کشمیریون کو پھانسی دیگئی اور بہت سے
بدخواہ آدمیون کے گلے مین پھانسی کی رسی پڑی

جان لارنس کا لوگون سے ہتھیار لینا

لدھیانہ کے باشندون سے ہتھیار لئیے گئے۔ ریکیٹس صاحب نے کوک کی رجمنٹ کے
ذریعہ سے اہل شہر سے ہتھیار لے لیئے اور سب جگہہ این ردے ستلج بھی عمل کیا کہ رعایا سے
ہتھیار لے لیئے گو بہت سے لوگون نے چھپا رکھے۔ پنجاب کمیشن کا یہہ بڑا کام تھا کہ مسٹر بارنس نے
محروسہ ریاستون کے رئیسون کو بھی ہدایت کی کہ وہ اپنی رعایا سے ہتھیار لے لین بظاہر انہون نے
حکم کی تعمیل کی مگر بڑی کاہلی و تاخیر سے انکو اس حکم سے انگریزون کے نیتون پر شبہ ہوتا تھا
یہہ وقت ہی ایسا تھا کہ کوئی ایک دوسرے پر اعتبار نہین کرتا تھا اور بالفعل تحقیق ہوگیا کہ لوگ فقط
ہتھیارون کو چھپاتے ہی نہین بلکہ بارود نبانے کے لیئے شورہ اور گندہک اور اور اجزا بہت
خریدتے ہین کہ بوقت ضرورت کام آئین۔ گورنمنٹ نے اشتہار دیدیا تھا کہ ہتھیار اور انکے چلانے
اور نبانے کا اسباب ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نہ جائے اور انکی خرید و فروخت نہ ہو اور جو شخص ایسا
کریگا وہ سرکاری مجرم ہوگا۔

اس طرح کی احتیاطین اور انسداد ہو رہے تھے اور کل پنجاب مین یہ بڑا اہتمام ہو رہا تھا کہ سب قسم کی
رسید اور اسباب دہلی مین برنارڈ کی سپاہ کے لیئے بھیجا جائے۔ سڑک پر رسد رسانی کا تار بندھا
ہوا تھا اسکے لے جانے کے لیئے باربرداری کے جانورون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ غرض پنجاب
ہی سامان اور سپاہیون کو بھیج رہا تھا کہ دہلی فتح ہو اور سرکشی فرو ہو۔ جنرل این سن کی وفات کے
سبب سے جنرل ریڈ پنجاب کے کمانڈر انچیف ہوگئے تھے دہلی مین بادلی کی سرائے کی لڑائی مین
ایڈجیوٹنٹ سپاہ کا مارا گیا تھا اسکی جگہہ نیول چیمبرلین مقرر ہوئے اور انکی جگہہ پنجاب کی
گشتی سپاہ کے بریگیڈیر نکلسن مقرر ہوئے۔

باغیون کی سپاہ کی تعداد

اسوقت مین شہر کے اندر باغیون کی سپاہ کا شمار یقیناً نہین بیان ہوسکتا مگر تخمینا یہ ہے کہ میرٹھ
اور دہلی کی پانچ باغی پلٹنین اور ایک رجمنٹ سوارون کی ہندوستانی توپخانہ کی ایک یہہ سب
شہر کی فصیل کے اندر تھین۔ میرٹھ سے جو سیپرز مائنرز باغی ہوکر آئے تھے انکی تعداد معلوم نہین کہ

کتنی تھی اور علی گڈھ کی باغی رجمنٹ اور فیروزپور کی باغی مفرور رجمنٹون کے بہت سے سپاہی
اور متھرا کی ہندوستانی پیدلون کی کمپنیان اور ہانسی حصار سرسہ کی غیر آئینی سپاہ نے دہلی کے
فصیل سے باہر باغیون کی تعداد کو بہت بڑھا دیا تھا - بادشاہ کی خود سپاہ اگرچہ بارہ سو تعداد مین
تھی اور کالی اور اگمری اور بکھیرہ پلٹنون مین منقسم تھی اور کچھ توپین اور سوار بھی تھے مگر ان مین
تھوڑی ہی سی اپنی توڑہ دار بندوقین بھرنی اور نشانہ پر گولی لگانا جانتی تھی اور انکے اس پاس
جو انگریزی سپاہی رخصت پر آئے تھے یا پنشن پاتے تھے وہ بھی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے
تھے - توپچی بہت سے تھے اور اپنے کام مین اُستاد تھے اور انگریزی سپاہ جنرل برنارڈ پاس
یہ تفصیل ذیل تھی کہ ۶۰۰ سوار ۲۴۰۰ پیدل ٭

باب چہارم

دہلی کا محاصرہ اور دھلی کا انگریزون کا فتح کرنا

انگریزون کا انتظام دہلی مین

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ انگریزون کی دو فتحمند سپاہین ہندو راؤ کی کوٹھی مین آپس مین ملین
یہہ کوٹھی بڑی سنگین عمارت تھی اسکی فصیل اور دروازے تھے پہلے زمانہ مین ہندو راؤ مہارانی
بیجا بائی کا بھائی یہان رہتا تھا اسکے جنوب مغرب مین ایک لمبی پہاڑی ہے جو جمنا کے کنارہ پر
شکستہ زمین پر بلند ہوتی ہے وہ دہلی سے اوپر ڈہائی میل کے قریب ہے اور وہ دو میل مین
پھیلتی ہے اور ہندو راؤ کی کوٹھی سے نیچے ختم ہو جاتی ہے جہان گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ اعظم)
جاتی ہے یہہ پہاڑی جو دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے حملہ کرنے کے لیے گوشہ عافیت تھی اور
محافظت کے لیے ایک فصیل - اسکے نیچے پرانی چھاونی مین اور اسکے گرد انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا
اس پہاڑی پر قبضہ رکھنے کے لیے سر ہنری برنارڈ نے انتظام کیا اسکے داہنے سرے پر جہان
اب فتح گڈھ بنایا گیا ہے بھاری توپین لگائین اسکا نام رائٹ بیٹری رکھا بیٹری کے معنی

یہہ ہین کہ دیوار چھاتی تک اونچی یعنی سینہ پناہ ایسی بنائی جائے کہ اسپر توپین لگائی جائین اور وہ
توپون اور توپچیون اور سپاہیون کی محافظ و پناگاہ ہو) جو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر شمال
شمال مین تھوڑے فاصلہ پر ایک بھاری مورٹر کا توپخانہ ڈھلان کے غارون مین جمایا اس سے
پرے ہندو راو کی کوٹھی تھی یہان پر پکٹ بٹھایا۔ پکٹ کے معنے یہ ہین کہ تھوڑے سے سپاہی
لشکرگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پہرہ چوکی کے لیئے بٹھائے جائین کہ وہ دشمنون کو دیکھتے رہین
اور مورٹر اُس چھوٹی سی توپ کو کہتے ہین کہ جسکا منہ پست پڑا ہو اور اس سے بم کے گولے چھوڑے
جائین یعنی ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور انمین باروت بھری ہو اور شتابہ لگا ہو اور شیل چھوڑے
جائین ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور ان مین مصالحہ پھٹنے والا بھرا ہوا ہو۔ شمال مین تین سو گز
آگے جہان سما تھا جو ایک قدیمی مستحکم عمارت تھی وہان بھاری توپون کی بیٹری لگائی اور جہان سما سے
پرے پٹھانون کی ایک قدیمی مسجد تھی جسکی مضبوط دیوارین پکٹ کی بڑی محافظ تھین اسسے آگے
شمال مین فلیگ سٹاف ٹور راونڈ تھا وہان پیادون کا قوی پکٹ لگایا انگریزون کا لشکرگاہ
سب طرح سے بڑا استوار تھا مگر ایک طرف سے ضعیف تھا وہ طرف سبزی منڈی کے قریب تھی جسمین
مکانات اور فصیل دار باغات کا ایک مجمع تھا جسکے سبب سے باغی داہنی طرف کو حملہ کر سکتے تھے اور
انبالہ یعنی پنجاب کی سڑک کو بند کر سکتے تھے۔ رائٹ بیٹری سے بہت دور نہین پہاڑی ختم ہو جاتی ہے
مگر پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عیدگاہ بنی ہوئی ہے اور ہموار زمین پر کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی
ہین۔ پہاڑی اور شہر کے درمیان جو زمین ہے اُس مین پرانی عمارتین ہین اور درخت اور باغات
بہت سے ہین جو شہر کی فصیل کے باہر باغیون کے لیئے امن اور پناگاہ تھے شہر کے گرد فصیل
سات میل طول مین ہے اور ۲۴ فیٹ عرض مین ہے۔ یہہ فصیل وہی ہے جو لارڈ لیک کے زمانہ مین
سنہ ۱۸۰۳ع مین تھی اسکو غدر سے چند سال پہلے لفٹنٹ روبرٹ نیپیر نے مرمت کر کے اسکے برج
دیارہ یعنی گرگجون کو بہت مستحکم بنا دیا تھا۔ ہریک گرگج پر دس بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی تھین
فصیل کا پشتہ اسکی نہائی بلندی کی برابر بڑا خوبصورت بنا ہوا ہے اور اسکے آگے بڑی چوڑی کھائی
چوبیس فیٹ گہری ہے۔ شہر کی شرقی سمت مین جمنا ہے اس موسم مین کہ لڑائی ہو رہی تھی اسکا پانی فصیل
کے بہت قریب آپہنچتا ہے۔ اس دریا کی طرف سے شہر پر اصلی محاصرہ نہین ہو سکتا اس لیئے انگریزی

لشکر سارے شہر کا محاصرہ نہین کرسکتا تھا چند ہفتے تک محاصرین خود محصور رہے انکی بڑی کوشش یہہ نہ تھی کہ شہر کو تسخیر کرلین بلکہ بڑا سخت کام یہہ تھا کہ اپنی محافظت کرتے رہین دشمنون کی توپون کے اور نشانہ بازی کے مقامات چارون طرف تھے اور باغی محاصرین پر روز بروز حملے کرتے تھے اسلیئے جلتی دھوپ مین محاصرین ہمیشہ کمربستہ رہتے تھے اور وہ باغیون کے زبردست اور مستقل حملون کو ہٹاتے تھے۔

جب پہاڑی پر پہلے ہی دن انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا تو دوپہر کے بعد باغیون نے جو ٹھہر ٹھہر کر توپین مارتے تھے شہر سے باہر نکلکر ایک بڑا تیز و تند حملہ ہندو راؤ کی کوٹھی پر کیا۔ انگریزی لشکر کی خوش نصیبی تھی کہ آج انکی بڑی کمک آگئی تھی گائیڈس کور جس مین تین ترپ سوارون کے تھے اور چھہ کمپنیان پیدلون کی تھین وہ کیمپ مین آگئے تھے انکے افسر اعلے کپتان ڈیلی صاحب تھے اس سپاہ نے گرمیون کے موسم مین مردان سے جو یوسف زئی کی سرحد پر ہے ۵۸۰ میل کا میل کا سفر ۲۲ دن مین کیا تھا گو پیدلون کی امداد اونٹ اور ٹٹو کرتے تھے لیکن یہہ سفر سوارون کے لیئے بھی بڑا سخت و دشوار تھا مگر یہہ سپاہ ایسی تازہ و توانا داخل ہوئی کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ہی منزل طے کرکے آئی ہے سر ہنری برنارڈ نے انکو حکم دیا کہ وہ میدان جنگ کے لئے تیار رہین اپنے آنے کے چند گھنٹے کے بعد انہون نے پلٹون کی کمک کی اور باغیون سے دست بدست لڑے اور انکو الٹا بھگایا اور انکو بہت نقصان پہنچایا اور شہر کی فصیل تک انکا شکار کیا۔ لفٹنٹ کوئن ٹن بیٹ یا صاحب جو گائڈس کے سوارون کے افسر تھے سخت زخمی ہوئے۔ جب وہ اپنی رجمنٹون کے ساتھ چلے تو انہون نے بہت خوش ہوکر یہہ کہا کہ مجھے پہلے ہی یہہ اتفاق جنگ کا ہوا ہے وہ بڑے تیز و تند شمشیر باز سپاہی تسمہ سوار تھے یہہ نوجوان بڑا ہونہار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ پہلی ہی لڑائی مین زخم سے افتادہ ہوا۔ حالت نزع مین انہون نے اپنی موٹی زبان سے یہہ رومیون کی ضرب المثل کہی کہ وہ اچھی شیرین اور مناسب موت ہے جو اپنے ملک کی حمایت کے لیئے جان دینے مین آئے۔ سوارون اور پیدلون کی توپین دشمن کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہتی تھین۔ چند بھاری توپین تھین وہ پہاڑی پر مقامات مین لگادی گئی تھین انسے بڑی بڑی باتون کی توقع تھی مگر جلد یہہ معلوم ہوا کہ ان مین یہ

قدرت نہین ہے کہ وہ دشمن کی توپون کا منھ بند کرسکین انکے لیئے جو تھوڑا سا میگزین تھا
وہ جلد ختم ہوگیا باغیون کا توپخانہ بڑا قوی تھا اور انکے توپچی انگریزون کے سکھائے ہوئے
ایسے وقت کے لیئے تھے - برنارڈ صاحب کو معلوم ہوگیا کہ شہر کے قریب بہ تدریج جانے کا
سامان نہین ہے کل ۱۵۰ اسپیرمائی نر تھے اور پیادے اسکے کام کے لیئے نہین بچائے
جاسکتے تھے (سپیرمائی نر اُس سپاہ کو کہتے ہین جو مورچون قلعون اور سرنگون اور رستون کے
بنانے کے لیئے تعلیم کی جاتی ہین)۔

۱۰ جون

۱۰ - جون کو باغی قریب پانچ سو کے دہلی توپین اور کچھ سوار لیکر اجمیری دروازہ کی طرف سے
اس ارادہ سے نکلے کہ وہ انگریزی سپاہ کے داہنی طرف کو جاکر آئین اور اسکے عقب کو دھمکائین
میجر ریڈ صاحب غور میجر سکوٹ کی دو توپین اور سرمور پلٹن کی سات کمپنیان اور ساٹھوین رائفل کی
دو کمپنیان اور ڈیڑھ سو گائڈس لیکر لڑنے کے لئے آئے چھ بجے کے قریب انگریزی لشکر کے
قریب تلنگے آئے تلنگون کو امید تھی کہ گورکھے ہم سے ملجائین گے جب وہ ان کے قریب آئے
تو انہون نے انسے کہا کہ ہم تمپر گولے نہین مارتے تم سے کہتے ہین کہ ہم سے آنکر ملجاؤ تو گورکھون نے
جوابدیا کہ ہم تم سے ملنے آئے ہین جب گورکھے بیس قدم کے قریب پہنچے تو انہون نے تلنگون پر
گولیان مارین اور بیس تیس کو مار اور انکو مارتے ہوئے آگے گئے کہ اپنر اجمیری دروازہ کی
توپون کے گولے پڑنے لگے۔

ہندوراؤ کی کوٹھی پر حملہ

دوسرے دن باغیون نے ہندوراؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا اور بہت نقصان اٹھاکر پس پا ہوئے
باغی ہندوراؤ کی کوٹھی کو انگریزی خیمہ گاہ کی کنجی سمجھتے تھے وہ تمام ایام محاصرہ مین اس
مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے سخت کوشش کرتے رہے مگر اس مقام کی محافظت میجر ریڈ صاحب اور انکے
بہادر سپاہی گورکھے تھے تلنگون کی ساری کوششین انکے آگے اکارت ہوئین - اول ریڈ صاحب پاس
انکی اپنی پلٹن گورکھون کی اور ۶۰ وین رائفل کی دو کمپنیان تھین مگر کچھ دنون بعد ان پاس گائڈس کی
پیدلون کی افزائش ہوگئی تھی جس کوٹھی مین وہ سپاہ سمیت رہتے تھے وہ بالکل دشمنون کی بھاری
توپون کے سامنے تھی انکے گولے گولیون سے وہ چھلنی ہوگئی تھی - ریڈ صاحب دشمنون سے لڑنے
کے لیئے پہاڑی سے نیچے اترتے تھے اور سوا اسوقت کے کبھی پہاڑی سے نیچے نہین

اترتے تھے وہ ہمیشہ سے سخت زخمیون اور مردون کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔
ہندو راو کی کوٹھی جیسی گورکھون کی بارک تھی ایسی ہی انکی اسپتال تھی گورکھون اور زخمیون کو اپنی پلٹن
سے جدا ہو کر کیمپ مین جانا پسند نہ تھا۔

دسوین اور گیارہوین جون کو باغی شکست پاکر اپنی حملہ بازی سے رکے نہین۔ ۱۲ جون کو
انہون نے انگریزی لشکر کی باہین طرف حملہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا۔ باوٹہ سے تھوڑے فاصلہ پر
دو ہلکی توپین اور ۷۵ وین پلٹن کی کچھ کمپنیان دریا کے کنارہ پر سر تھیوفلس مٹکف کی کوٹھی مین مقیم
تھین۔ باغیون کے بڑے انبوہ نے اپنی تئین درختون کے اندر چھپایا اور زمین کے لہریادار
ہونے کے سبب وہ پہاڑی پر چڑھ گیا اور انگریزی سپاہ کو خبر نہ ہوئی اور دفعتہً باوٹہ کے پکٹ
حملہ کیا۔ کپتان نوکس ۷۵ وین رجمنٹ کے کمانیر مع اور سپاہیون کے اور کئی توپچیون کے
مقتول ہوئے اور قریب تھا کہ باغی توپین لے لیتے کہ ۷۵ وین پلٹن نے باغیون پر حملہ کیا۔
باغیون کی گولیان کیمپ مین آنکر پڑین اور بعض باغیون کے سپاہی پہاڑی سے نیچے کیمپ مین
گھس آئے اور تین ان مین سے سپاہی لاین کے خیمون کے قریب مارے گئے۔ پکٹ کی
حمایت کے لیئے سپاہ جلد پہنچ گئی باغی بھاگ گئے اور کچھ دور تک انکا تعاقب کیا گیا۔ اسلیئے
کہ لشکرگاہ کے قریب باغی دوبارہ نہ آجائین۔ سر تھیوفلس مٹکف کی کوٹھی مین ایسا ایک بڑا
پکٹ بٹھایا گیا کہ پھر دشمن کو اسکے پاس آنا ناممکن ہوگیا۔ آخر کو کوٹھی سے آگے بڑھ کر یہ پکٹ
تین حصون مین منقسم ہوا۔ ایک مورچہ کوٹھی کے احاطہ کے دائین طرف اس سڑک کے قریب
بٹھایا گیا جو کشمیری دروازہ اور چھاونی کے صدر بازار کے درمیان جاتی ہے اس مین ایک سو
پچاس سپاہی متعین ہوئے اور اس مورچہ اور دریا کے کنارہ کے درمیان گاؤخانہ مین پچاس
سپاہی اور دریا کے قریب اصطبل مین ایک سو پچاس سپاہی متعین کیئے گئے

ان کل مقامات کا استحکام انجینیرون کے رہنے سے ہوگیا تھا اور وہ بہت کام مین آیا۔ باوٹہ پر
سو سپاہی اور دو توپین رہتی تھین اور رات کو سنتری اس پکٹ و مورچہ کے بیچ مین
گشت کرتے تھے۔ باوٹہ کے اوپر جو باغیون نے حملہ کیا تھا وہ ہنوز رفع نہین ہوا تھا کہ انہون نے
ہندو راو کی کوٹھی پر سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کیا میجر جیکب صاحب نے اول بنگال فیوزیلیر کو

ساتھ لیکر بڑی بہادری سے باغیون کو شکست دیکر بھگایا - اس مین شک نہین کہ باغیون کا یہ ارادہ تھا کہ آج ہی باوٹہ اور کوٹھی پر ایک ہی وقت مین حملہ کرین مگر انگریزون کی یہہ خوش نصیبی تھی کہ اس دن کے مختلف گھنٹون مین حملے ہوئے

اب یہہ انگریزون کو صاف معلوم ہوا کہ شہر کے محصور کرنے کا کافی سامان ان پاس نہین ہے سائینس کے موافق تعداد سپاہ کی وہ افزایش نہ تھی جو کسی حصار کے لینے کے لیئے چاہیئے یہان تو حصار مین محاصرین سے ہزارون سپاہ زیادہ تھی - شہر کے صرف شمال کی طرف اپنی تھی جسکو انگریزی سپاہ محصور کیئے ہوئی تھی دریا کے جنوب کی طرف باغیون کو اختیار تھا جہان چاہین آمد و رفت رکھین ان چند دنون کے اندر ثابت ہوگیا تھا کہ توپون کی لڑائی مین باغیہ کا پلڑا بھاری تھا - ان کے پاس توپون کے چلانے کا سامان افراط سے تھا انگریزی سپاہ بیچ مین وقفے دے دیکر اپنی توپون سے توپون کا جواب دیتی تھی بھاری توپون کا میگزین ان پاس نہ تھا - باغی جو گولے اُنپر مارتے تھے انکو چن کر وہ پھر الٹے باغیون پر چلاتے تھے - انکی جوتی ان ہی کا سر کرتے تھے - جب باغی لڑتے تو کپتون کی حمایت کے لیئے سپاہ بھیجنے کے بعد ریزرو مین چند کمپنیان پیادون کی اور کچھ سوار اور توپین رہجاتی تھین جو اس حالت مین کہ سخت حملہ ہو تو دشمنون سے مقابلہ کرنے مین امداد کرین - ایسی جوکھون اور تکالیف مین بعض افسرون کو یہہ سوجھی کہ شہر کو دفعتہً حملہ کرکے لے لینا چاہیئے جنرل برنارڈ نے اس تجویز پر بہت غور کی اُنپر چارون طرف سے اس شہر کے جلد لینے کا تقاضا وہ انگریز کر رہے تھے جو یہہ نہین سمجھتے تھے کہ شہر مین قواعد دان سپاہ موجود ہے اور ایک بڑی آبادی جوش مین بھری ہوئی بیٹھی ہے شہر آسانی سے مغلوب نہین ہوسکتا تھا - برنارڈ صاحب کو نوجوان انجنیر نے یہہ صلاح دی کہ شہر کو دفعتہً حملہ کرکے لے لینا چاہیئے اسمین زیادہ صاف کوئی بات نہ تھی کہ جسقدر شہر کے لینے مین التوا کیا جائے گا اتنا ہی فتح یابی کے احتمال ضعیف ہوتے جائینگے - باغیون کے پاس تازی کمکین آتی جائینگین اور انکی تعداد بڑھتی جائیگی اور شہر کے استحکام کے اسباب بڑھتے جائینگے وہ دروازونکو اینٹ پتھر کچے دھش گھونگٹ بنا کے مضبوط کرلینگے - انجنیرون نے تحقیق کرلیا کہ ۱۱ - جون تک دروازونکا استحکام کچھ زیادہ نہین کیا گیا ہے اس تاریخ کو انہون نے دفعتہً شہر پر حملہ کرکے لے لینے کا نقشہ

دفعتہً حملہ کرکے شہر کے لینے کی تجویز

جنرل کے روبرو پیش کیا کہ وہ کل صبح کو اس کام مین کوشش کرین انہون نے جو یادداشت جنرل کے ہاتھ مین دی اس مین بیان کیا کہ لاہوری اور کابلی دروازے اب تک اینٹون کے دھس گھونگٹ بنانے سے مستحکم نہین کئے گئے ہین اور آگے کے پل اب تک پورے قائم ہین دروازون سے چار پانچ سو گز کے فاصلہ پر کیمپ سے سپاہ اٹرڈون کے اندر جا سکتی ہے اور داخلہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ کابلی دروازہ کے قریب اس نالی مین سے جس مین نہر گذر کر شہر مین جاتی ہے سپاہ داخل ہو اور اسکے ساتھ ہی یہہ کوشش کی جائے کہ باروت کے تھیلون سے لاہوری دروازہ اڑایا جائے اور اڑانے والے گروہ کے افسر دشمن کے مقام کی تحقیقات کرکے ان دو سد راہون کابلی دروازہ اور نہر کے جنگلے مین سے جس ایک کو وہ ترجیح دین اڑادین انہون نے یہہ ضرورت بھی بیان کی کہ چند کولم آگے بڑھکر انہین سے دو تو فصیل کی داہین بائین طرف کے گرگجون پر قبضہ کرین اور انکی ہر ایک توپ لے لین اور باغیون کو شہر سے باہر یا قلعہ کے اندر کردین اور باقی کولم بڑی بازارون مین ہوکر قلعہ کی طرف آگے بڑھین اور قلعہ کے آگے کے میدان مین اپنے مورچے قائم کرکے قلعہ کو محصور کرین اور داہین بائین متصل کولمون کے درمیان آمد و رفت رکھین یہہ حملہ صبح سے پہلے ہو اور دروازے ساڑھے تین بجے رات کے اڑا دئے جائین اور پھر کولم جن مقامات پر حملہ کرنے کے لیئے تجویز ہوئے ہین انپر حملہ کرین وہ تین بجے رات کے تیار ہین اس نقشہ پر چار بڑے افسرون کے دستخط تھے جنکے نام یہہ ہین ولبر فورس صاحب گریٹ ہیڈ صاحب مون سل صاحب اور چیسنی صاحب یہہ سب انجینیر تھے اور مخبری کے سر رشتہ کے افسر ہڈسن صاحب کے دستخط تھے اس تجویز کو بیرد اسمتھ صاحب نے منظور کرکے احکام جاری کردیئے کہ حملہ عمل مین آئے۔

آدھی رات کے حملہ کی ساری تیاری ہوگئی اور اس کام کے لیئے جو سپاہین منتخب ہوئی تھین انکو مناسب وقت پر اطلاع ہوگئی۔ ہر انجینیر اپنے کام کو جو اس کے لیئے مقرر ہوا تھا کر رہا تھا دو اور تین کے درمیان رات کی تاریکی مین سپاہین جمع ہوگئین تھین اور چپ چاپ ان دروازون کی طرف جا رہی تھین جنکے اڑانے کی باروت کے تھیلون سے تجویز ہوئی تھی

جب پریڈ ہوئی تو ایک حصہ سپاہ کا جو حملہ کے لیئے تجویز ہوا تھا وہ پریڈ پر غائب تھا اول فیوزلیر کے
تین سو سپاہی جو برگیڈیر گریوس لائے مگر مقررہ گھنٹے پر موجود نہ تھے اسلیئے ایک کولم اپنے وقت پر
کام کرنے کے لیئے ضعیف ہوگیا وہ عالی حوصلہ افسر جو یہہ سمجھتے تھے کہ جون مین شہر ہمارے
قبضہ مین ہوگا بڑے مایوس ہوئے اسواسطے حملہ ملتوی کیا گیا اور سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ اپنے
اپنے مقام کو واپس جائے اس بات کا یقین کرنا مشکل ہے کہ برگیڈیر گریوس نے عدول حکمی
کی مگر وہ حکم کو غلط سمجھے اور برنارڈ صاحب نے بھی انکے عذر کو منظور کرلیا۔ اس واقعہ کا بیان
اس طرح کیا جاتا ہے کہ رات کے گیارہ بجے کے قریب برگیڈیر گریوس کے پاس جو آج کے
دن کا فیلڈ افسر تھا زبانی حکم آیا کہ وہ پکٹون سے پورہ مین سپاہ کو ملینری پر جمع کرے چونکہ یہہ حکم
تحریری نہ تھا زبانی تھا اسلیئے اس کی تعمیل سے انہون نے انکار کیا اور وہ گھوڑے پر سوار ہوکر
جنرل برنارڈ کے خیمہ پر گئے کہ کچھ اور ہدایتین انسے سنین۔ جنرل نے کامیابی کے باب مین
انسے راے پوچھی تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ دو باتین ہین ایک شہر کا لے لینا دوسرے
اسکو لیکر قبضے مین رکھنا یقینی آپ شہر کو جا کر لے لینگے لیکن اسکو لیکر آپ پاس اس کے
رکھنے کی بھی قوت ہے اسکا جواب مجھے دیجیئے اس راے کے سننے کے بعد جنرل کو
بھی اپنے ارادہ مین تامل ہوا۔

اسطرح گو شہر کے دفعتہً حملہ کرکے لینے مین التوا مگر وہ متروک نہین ہوا ولبرفورس
گریٹ ہیڈ صاحب نے اسکی ترمیم کی اس حملہ کے لیئے تاریکی شب کی ضرورت تھی اور اب چاندنی
پچھلی راتون کو ہونے لگی تھی یہہ بھی حملہ مین توقف ہونے کا ایک سبب ہوا مگر وہ دفعتہً حملہ
کرنے کے پیچھے چمٹے رہے جس مین کیا بڑی فتحیابی ہوتی یا ناکامیابی ہوتی جو لنگر اٹھا کر دیتی
جنرل نے ۱۳- جون کو لارڈ کیننگ کو لکھا کہ دہلی بڑا مستحکم مقام ہے میرے پاس سامان واسباب
کے نہ ہونے کے سبب سے اسپر حملہ کرنا یا بہ تدریج اس کے نزدیک جانا دونون برابر ہی مشکل ہین
بلکہ مین کہتا ہون کہ ناممکن ہین دفعتہً حملہ کرنے مین جو میرا عین مطلب ہے جان پر کھیل کر کوئی
بات نہین اٹھا رکھونگا اگر مین کامیاب ہوا تو سب طرح بھلائی ہے لیکن اگر اسکے برخلاف ہوا تو
ہلاکت ہے میرے پاس سپاہ کا وہ گروہ جو لڑنے والے لشکر کے پیچھے چھوڑا جائے کہ ضرورت کے

[illegible] ۱۳- جون

وقت مدد کرے نہین ہے جسمین مراجعت کرسکون یقینی آپ سب صاحب دہلی کی مشکلات کا
تخمینہ کم کرتے ہین - باغیون کے پاس ۴۰ ہیوی توپین ہر دروازہ اور گرگٹ برجون کے بازؤن پر لگی
ہوئی ہین وہ انکو بہت اچھی طرح چھوڑتے ہین انمین سے ایک تو ہماری پانچ توپون کو مارتی ہے
ہمارے پاس صرف چھ بھاری توپین لگی ہوئی ہین جو انکی توپون کو بند نہین کرسکتین ہین اسکے
سوا کوئی اصلی بات نہین دیکھتا کہ ایندفعتہً حملہ کرون آپ سنینگے کہ خدا تعالے کی عنایت سے
اس مین کامیابی ہوئی -

۱۴ - جون کو ولبر فورس گریٹ ہیڈ نے دفعتہً شہر پر حملہ کرنے کا نقشہ پیش کیا اور ۱۵ جون
کو کونسل اوف وار جنرل ریڈ نے اپنے خیمے مین منعقد کی سر ہنری برنارڈ بریگیڈیر ولسن اور
ہارڈی گریٹ ہیڈ اور انجنیرون کے چیف افسر موجود تھے انجنیرون کی تجویز مین کل سپاہ حملہ مین
مصروف ہونی چاہیئے تھی جس مین کیمپ مین کوئی سپاہ رزرو نہین رہتی تھی اس صورت مین شکست
کی حالت مین باغی کیمپ پر حملہ کرکے ساری توپین لے سکتے تھے اور بہت نقصان پہنچا سکتے تھے
ملیٹری افسرون کی رائے مین جب تک کہ کمک نہ آئے التوا کرنا بہتر تھا - سوی لین جو ممالک شمالی و مغربی
کی گورنمنٹ کے قائم مقام تھے وہ التوا کے برخلاف تھے -

گریٹ ہیڈ صاحب نے بڑے زور سے کونسل مین یہ بیان کیا کہ دو ہفتہ کا التوا اسیدون
مین مایوس کریگا - ملک مین جو بدنظمی پھیل رہی ہے وہ بڑے پاؤن پھیلائیگی بمبئی پریسیڈنسی
مین مسلمانون کی آبادی جو بگڑی بیٹھی ہے وہ زیادہ بدخواہ ہوجائیگی - اور ہندوستانی رئیسون
کی طرف بے اعتمادی ہوجائیگی - یہہ اور انہون نے اضافہ کیا کہ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ التوا سے
ہندوستانی ریاستین برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی سے الگ ہو جائینگین اور کانپور اور اودھ
اور شرق کے طرف کے ملک کی خیر و عافیت مین خلل پڑیگا - صاحب ممدوح نے یہہ مان لیا
تھا کہ ہندوستانی ریاستون کے تعلقات جو برٹش گورنمنٹ سے ہین وہ آسانی سے ٹوٹ
سکتے ہین اور کانپور مین سپاہ کے اجتماع پر اضلاع مذکورہ کی سلامتی موقوف ہے - ولبر فورس
گریٹ ہیڈ جانتے تھے کہ خونی شہر پر فوراً حملہ کیا جائے وہ کہتے تھے کہ سپاہ کی تقسیم کی ترمیم ایسی
ہوسکتی ہے کہ کیمپ مین بہت سی سپاہ رزرو رہے آخر کو یہہ قرار پایا کہ فیصلہ کے لیے کل کونسل

۱۴ - جون ۱۸۵۷ کونسل

اور مسٹر گریٹ ہیڈ صاحب کے خیالات

پھر جمع ہوئے۔

۱۶۔ جون کو کونسل دوبارہ جمع ہوئی پہلے روز کی کونسل مین اہل کونسل کا دل یہہ چاہتا تھا کہ جسوقت پہلی کمک آجائے تو فوراً شہر پر حملہ کیا جائے یہہ امر پولیٹکل بنا پہ مبنی تھا لیکن ۱۵۔ تاریخ کی شام کو اس تجویز مین تنزلزل آگیا۔ ہاروے گریٹ ہیڈ کی دلائل کے سبب سے ولبرفورس نے جو تحریک مذکور کی تھی اور ایک یادداشت جنرل برنارڈ صاحب کو دی تھی اسکا اثر جنرل پر ہوا۔ جنرل اپنے اوپر اعتماد کم کرتا تھا وہ اور آدمیون کے تحریری یا زبانی صلاح مشورون مین ادھر اُدھر ہلتا جلتا تھا۔ اس لیئے ۱۶۔ جون کو کونسل مین ملیٹری ممبرون نے سوا ولبرفورس گریٹ ہیڈ کے فوراً حملہ کرنے کی مخالفت کی تو جنرل بھی انکے ساتھ متفق ہوگیا اور ملیٹری اصول و نظائر کا پایا بند ہوگیا۔

صاحب ممدوح کا عذر اپنی راے لکھ کر لے گئے جو بآواز بلند کونسل مین پڑہی گئی " کہ شہر کی وسعت پر خیال کرتا ہون کہ وہ کشمیری دروازہ سے دہلی دروازہ تک دو میل طول مین اور ایک میل عرض مین ہے۔ شہر کے اندر داخل ہوکر فتحیابی مین مجھے ایسا ہی اندیشہ ہے جیسا ناکامیابی مین۔ ہمارا تھوڑا سا لشکر دو ہزار سنگینون کا اسی وسیع شہر مین داخل ہوکر غائب ہوجائیگا باغیون نے ہمیشہ اپنے مستقل حملون سے ہم کو دکھا دیا ہے کہ وہ فصیل کی آڑ مین اچھی طرح لڑتے ہین ایسے ہی وہ شہر کی گلیون اور بازارون مین ہم سے لڑین گے جہان ہر ایک سپاہی ہمارے یورپین سپاہی کے برابر ہوگا۔ انہون نے جو شہر کی فصیل پر تیس چالیس بھاری توپین چڑھا رکھی ہین انسے دروازون تک جانے مین ہمارا بھاری نقصان ہوگا۔ انکی توپین شہر کی فصیل کے آس پاس کی چھ سات سو گز کی زمین پر خوب گراپ چلائینگین مین حملہ کرنے کے لیئے جب ووٹ دونگا کہ سپاہ کی پہلی کمک آجائیگی۔ یہہ میرا ووٹ صرف اس پولیٹکل بنا پر مبنی ہوگا جو گریٹ ہیڈ صاحب نے قائم کی ہے مگر اسکے ساتھ ہی میرے دل مین یہہ خیال ہے کہ یہہ ایک ملیٹری تدبیر ایسی ہے جس مین نہایت ہی خطرناک مایوسی ہے اور میرے نزدیک پولیٹکل خیال سے بھی ہم کو اپنی جگہہ پر ثابت قدم رہنے کے لیئے ان کمکون کا انتظار کرنا چاہیئے جو لاہور سے چلی آتی ہین اور انکے آنے پر حملہ کرنے مین کامیابی ہونے پر اطمینان ہوگا۔ جب تک ہم اپنے مقام پر جمے ہوئے ہین تو تمام باغی دہلی کے اندر

۱۶۔ جون کو کونسل کا دوبارہ اجلاس

جنرل برنارڈ صاحب کی راے

یا اسکے گرد جمع ہین جب ہم دہلی لے لینگے تو ضرور بالضرور وہ اپنے بڑے بڑے گروہ بنائینگے اور ملک مین ہر سمت مین غارتگری کرتے پھرینگے - ان گروہون کا تعاقب فوراً کرنا پڑیگا - اور جہان وہ ملین انکا قتل کرنا ہوگا - اس کام کا کرنا ہمارے تھوڑے سے لشکر سے ناممکن ہے کہ ہم دہلی کی محافظت کے لیئے بھی لشکر چھوڑین اور ایسے برگیڈ بھی بھیجین جو باغیون کے لیئے مطلوب ہون - یہہ بات میری نزدیک وقت پر موقوف ہے (کل امر مرہون باوقاتہا) یہہ بات سچ ہے کہ چارون طرف ملک باغیون اور لٹیرون کے ہاتھون مین ہے اور وہ جب تک ان کے ہاتھون مین رہیگا کہ ہمارے برگیڈ جاکر انکو صاف نہ کرین - مسٹر گریٹ ہیڈ کو یہہ سوچ بچار ہے کہ غالباً ہندوستانی رئیس جو ہم پر مہربان ہین وہ ہمارے ساتھ سرد مہر ہو جائین گے - لیکن انہون نے ہمارے لیئے اب تک کیا کیا ہے - گوالیار اور بھرتپور کے سپاہیون نے ہم کو چھوڑ دیا ہے کہ ہم اپنی سپاہ کام کرین اور جے پور کنٹنجنٹ سے بہت تھوڑی توقع ہے کہ جب تک اسکو یہہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ہم نے باغیون پر فتح کامل پائی ہے وہ ہمارے لیئے کچھ کام کرے -

صاحب ممدوح نے سب باتون پر خیال کرکے یہہ رائے دی کہ ملٹری دلائل اس بات کے لیئے کہ کافی سپاہ کا جسسے فتحیابی یقینی حاصل ہو انتظار کیا جائے زیادہ وزن رکھتی ہین بہ نسبت پولٹکل خرابیون کے جو پیدا ہون ان سب خرابیون کا تدارک یقینی فتحیابی سے ہو جائیگا -

اس کونسل مین میران کونسل کی رائین دینے کا نتیجہ یہہ تھا کہ شہر پر دفعتہً حملہ کرنے کا ارادہ موقوف کیا گیا - اور ۱۸ - جون کو سر جان لارنس کو برنارڈ صاحب نے ایک چھٹی لکھی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ پہلے پولٹکل مشیرون کی صلاح و مشورے سے شہر پر حملہ کرنے کو مین نے منظور کیا تھا مگر مشیت ایزدی سے ایسے اتفاقات وقوع مین آئے کہ حملہ نہین کیا گیا - اب مین نے جو صلاح کارون سے مشورہ لیا تو مجھے یقین ہوا کہ جیسی شکست ہمارے حق مین نازیبا ہے ایسی فتح ہے - ہمارے پاس دو ہزار سپاہ دہلی جیسے وسیع شہر مین داخل ہو کر غائب ہو جائیگی اور ہمارے چارون طرف دغا بازی وہ ہو رہی ہے کہ ہمارے مصالح جنگ کسی کام کے نہین رہین گے -

جب یہہ دفعتہً حملہ کا منصوبہ چھوڑ دیا گیا تو ۱۳ و ۱۴ تو خیریت سے گذری اور ۱۵ - کو دلی سے

باغیون کے لشکر کثیر نے شلف کوٹھی کے پکٹ پر اس ارادہ سے حملہ کیا کہ بائین بازو کو پریشان کرین مگر بہت نقصان اٹھا کر وہ بھاگ آئے۔ ۱۷ جون کو صبح کو پہاڑی پر سے انگریزون نے دیکھا کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کے دائین طرف عید گاہ مین بعض سپاہی مورچے بنا رہے ہین اگر وہ اپنا مورچہ بنا کے توپین لگا دیتے تو انکے سیدھے گولے انگریزی خیمہ گاہ پر پڑکر اسکو چھلنی بنا دیتے۔ معمول سے زیادہ آج باغیون کی توپ زنی ہو رہی تھی ایک گولہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین آ نکرٹا جسنے دس آدمیون کو مجروح و مقتول کیا۔ سر ہنری برنارڈ نے ارادہ مصمم کیا کہ اس مورچے کو نہ بننے دین انہون نے حکم دیا کہ تھوڑی سی سپاہ دو کولمون مین منقسم ہو کر یہہ مورچہ جتنا باغیون نے بنایا ہے اسکو تباہ و غارت کر دے۔ ایک کولم میجر ٹومبس کے اتحت تھا اسمین انکا اپنا توپخانہ تھا چار سو سپاہی اول فیوزلیر اور ۶۰ وین رائیفل کے تھے اور تیس سوار گائڈس کے تھے اور بیس سیپر و مائی نر تھے اس کولم نے دشمن کی بائین طرف کوچ کیا۔ دوسرا کولم میجر ریڈ کے ماتحت تھا ہندو راو کی کوٹھی سے نیچے اترے انکے ساتھ چار کمپنیان ۶۰ وین رائیفل کی تھین۔ گورکھے کشن گنج کی طرف دشمن کی داہین سمت مین آگے بڑھے۔ ٹومبس صاحب باغیون کو متواتر باغونسے نکالتے ہوئے عید گاہ پہنچے جسکی مضبوط فصیل مین رینیان بنی ہوئی تھین اس مین بہت سے باغی مقیم تھے۔ یہان تھوڑی دیر بڑی تیزی و تندی سے بندوقین طرفین سے چلین۔ دو گھوڑ چڑھی توپین انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے آگئین ان توپون کی گولہ زنی سے دشمن کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا اور انگریزی سپاہ نے حملہ کر کے باغیون کے مقام پر قبضہ کر لیا اور ایک ۹ پونڈی توپ لے لی یہہ کولم اپنا مقصد حاصل کر کے اپنی خیمہ گاہ مین ۷ بجے شام کے واپس چلا آیا۔ اس کولم کا نقصان بہت تھوڑا ہوا ٹومبس صاحب کے ایک ہلکا سا زخم لگا اور انکی ران کے نیچے دو گھوڑے مارے گئے۔ آج تک لڑائی مین اس بہادر جوانمرد کی ران کے تلے پانچ گھوڑے مارے گئے تھے اس کولم مین دو سپاہی مقتول اور نو سپاہی و سات گھوڑے مجروح ہوئے۔ میجر ریڈ کے زیر فرمان جو کولم گیا تھا وہ بھی فتحیاب ہوا۔ ریڈ صاحب لکھتے ہین" کہ مین دیوار کے سرے تک گیا اور داہین طرف ایک سرائے مین داخل ہوا۔ دو مختلف سرایون کے دروازون کو توپون سے توڑ کر مین کشن گنج مین داخل ہوا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے انمین سے بہت نے دیوانہ وار

حملہ کیا انکو ہماری سپاہ نے گولیاں چلا کر مار ڈالا ایک بیٹری کے قریب ۳۱ باغیون کو مردہ پڑا ہوا دیکھا اور کشن گنج کے ایک وسط کی عمارت مین ۹ مردے پڑے ہوئے تھے۔ تخمینا پچاس ساٹھ آدمیون کے درمیان مرے ہونگے اور بہت سے آدمی انکے زخمی ہوئے ہونگے۔ مین نے انکے مورچے کو جو ابھی بنکر بالکل تیار نہین ہوا تھا غارت کر دیا۔ گاؤن مین آگ لگا دی لکڑیون کو جس سے مورچہ وہ بناتے تھے جلا دیا۔ میگزین اور سرائے کے تین دروازے اڑا دیئے"۔ اس کام مین ایک سپاہی مارا گیا اور ۵ سپاہی زخمی ہوئے۔ آج اور اس سے ایک دن پہلے باغیون پاس نصیر آباد سے باغی برگیڈ آ گیا جس مین دوسری کمپنی ساتوین توپخانہ کی پلٹن اور نمبر ۶ گھوڑ چڑھی توپخانہ ۱۵ وین ۳۰ وین رجمنٹیں ہندوستانی پیدلون کی تعین اور چند سوار بمبئی لین سر یعنی نیزہ بردار تھے۔

۱۹۔ جون کو ایک مخفی خبر آئی کہ باغی شہر سے باہر نکلکر حملہ کرین گے۔ پکٹون پر سپاہ زیادہ کی گئی۔ دوپہر کے بعد باغیون کا بڑا گروہ لاہوری دروازہ سے باہر آیا جس مین زیادہ تر باغی نصیر آباد کے برگیڈ کے تھے اور انگریزون کے مقامات پر حملہ کیا۔ باغون مین اور انکے حوالی مین باغیون کا بڑا انبوہ پوشیدہ انگریزی لشکر کے داہنی طرف پہنچ گیا۔ گشت کے بعض سوارون نے خبر دی کہ دشمن ہمارے عقب مین حملہ کرنے کو ہے۔ پکٹون مین سپاہ بھیجی گئی۔ کیمپ مین تھوڑی سی سپاہ رہ گئی۔ بارہ توپین چار پانچ سوار برگیڈیر گرینٹ نے جمع کر لیئے اور لڑنے کے لیئے انکو بھیجدیا۔ انہون نے دیکھا کہ دیوار دار باغون مین باغیونکے پیادے مستحکم اقامت رکھتے ہین جنکے مقابلہ مین انگریزی توپخانہ تھوڑا سا کام کرسکتا ہے توپون نے خوب نشانہ باندھ کے آگ برسائی۔ باغون مین سے باغیون نے بھی خوب گولیان چلائین جنہون نے انگریزی توپچیون اور توپون کے گھوڑون کو مارا۔ ٹومبس کی توپین معرض خطر مین تھین کہ گائڈس کے سوارون کا ایک حصہ سوار ہوا ٹومبس صاحب نے گائڈس کے افسر ڈیلی صاحب سے کہا کہ اگر تمہارے سوار حملہ نہ کرین گے تو میری توپین دشمن چھین کر لے جائین گے۔ ڈیلی صاحب جھاڑیون مین گھس گئے انکے پیچھے مشکل سے ایک درجن سوار گئے ہونگے کہ انکے بازو مین ایک گولی لگی تو وہ الٹے چلے آئے لیکن اس سبب سے دشمن کی توجہ ایسی ہٹ گئی کہ جسکے سبب سے

توپین بچ گئین - جب تک دن کی روشنی رہی انگریزی توپون کی آتش زنی اور سوار دن کی حملہ آوری سے
باغی رکے رہے لیکن جب شام کا اندھیرا ہوا تو باغی کثیر التعداد ہونے کے سبب سے انگریزی سپاہ کے
ایک بازو کے شکست دینے مین کامیاب ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیئے انگریزی دو توپین بڑے
خطرے مین پڑی رہین - لیمن سرس اور کا ٹرس نے ان توپون کے بچانے مین جان بازی کی لیکن
خندق اور مکانون کے ہر طرف ہونے نے انکے کام کو بیکار کیا اور انہون نے بڑا نقصان اٹھایا
اب بہت انتشار تھا اور رات کی تاریکی نے اور بد انتظامی کو پھیلایا - پیادے اور آگے چلے
اور سر کشون کے درمیان جاکر ایک گلی مین سے باغیون کو مار کر بھگایا اور اپنی توپون کو بچایا اب
دونو طرف سے آتش بازی بتدریج موقوف ہوئی - انگریزی پیادون کی تعداد اتنی کم
تھی کہ وہ دشمن کی وسیع لاین پر حملہ نہین کر سکتے تھے - وہ اپنے کیمپ مین ساڑھے آٹھ بجے
رات کے واپس گئے - باغیون کی آتش باری بالکل موقوف ہوئی - اس لڑائی مین تین
افسر اور سترہ سپاہی و ۲۵ گھوڑے مقتول اور سات افسر اور ستر سپاہی مجروح ہوئے
اور ۳۵ گھوڑے زخمی اور دو سپاہی گم ہوئے - مقتول افسرون مین لفٹنٹ کرنیل
سول تھے جو حسین و بہادر تھے زخمیون مین بریگیڈیر جان ہوپ گرینٹ تھے ان کے
گھوڑے کے گولی لگی انکی جان بچانے مین انکی آیمنی رجمنٹ کے دو سپاہیون ہیڈ کوک
اور سپیل نے اپنی جان کا کچھ خیال نہین کیا - ہیڈ کوک نے جب گرینٹ صاحب کو گھوڑے کے
مرجانے کے سبب سے دشمنون کے اندر پیدل دیکھا تو اپنا گھوڑا انکو دیدیا اور روپر خان
اردلی کے مسلمان سوار نے گرینٹ صاحب سے کہا کہ آپ میرے گھوڑے پر سوار
ہو جایئے - اس سبب سے آپکی جان بچ سکتی ہے - بریگیڈیر صاحب لکھتے ہین اس سوار کی
مین بڑی تعریف کرتا ہون وہ ایک ہندوستانی مسلمان سوار اس رجمنٹ کا تھا کہ جسنے بغاوت
کی تھی اسکے لیئے یہہ آسان بات تھی کہ وہ مجھے مار کر دشمن سے جا ملتا مگر اسنے نہایت عمدہ یہہ کام
کیا کہ میری جان کے بچانے کے لیئے اپنی جان کی پروا نہین کی مین نے اسکا گھوڑا نہین لیا
مگر مین نے اسکے گھوڑے کی دم مضبوط پکڑ کر کہا کہ تو مجھے اس بھیڑ سے نکالکر لے جا اس نے
یہہ کام بڑی خوش اسلوبی اور جرأت سے کیا دوسرے دن بریگیڈیر نے روپر خان کو

اپنے خیمہ پر بلایا اور اسکی بہادری کی تعریف کی اور کچھ روپے اسکے آگے رکھے تو رویر خان نے ایک استغنا کے ساتھ روپیہ لینے سے سلام کر کے انکار کیا اور عرض کیا کہ آپ میرے افسر سے میرے عہدہ کے بڑھنے کے لیئے سفارش کر دین تو مین جناب کا بڑا شکر گزار ہونگا۔
محاصرین آج کے حملے سے بڑے سراسیمہ ہوئے۔ باغیون نے انگریزون کے مقامات پر حملہ کیا جو ضعیف تھے اور انکے لشکرگاہ کی جان تھے آج کی سخت لڑائی کے بعد انگریزون نے اپنی عادت کے موافق باغیون کو شہر کی فصیل تک نہین بھگایا اگر باغی اپنے مقام مین ٹھیر جاتے تو وہ پنجاب کی راہ کو مسدود کر دیتے اور انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ محصور ہو جاتی نہ اسکو سامان رسد بہم پہنچتا نہ سپاہ کی کمک اس پاس آتی تو پھر باغیون کی روزافزون تعداد کے حملون کی وہ برداشت نہین کر سکتی۔ کیمپ مین بہت سے آدمیون کو لڑائی کا نتیجہ معلوم ہوا تو وہ بیدل ہو گئے لیکن محاصرین کے عزم مین پھر جان آگئی اور دوسرے روز صبح کو دشمن سے پھر لڑنے کا ارادہ ہوا۔ صبح ہوتے ہی دشمن سے لڑنے کے لیئے انگریزون کا لشکر بڑھا تو انہون نے دیکھا کہ وہان ایک مضبوط پکٹ لگا ہوا ہے جسکو انہون نے آسانی سے نکال دیا اور ایک توپ اور دو ویگن پر قبضہ کیا جسکو باغی پہلی رات مین چھوڑ گئے تھے۔ سڑک پر مردہ آدمی اور گھوڑے جابجا پڑے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کیسی سینہ زوری کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے ایک جگہ چالیس آدمی پڑے ہوئے تھے جنکی ہڈیون کو توپون کے گولون نے چھیدا تھا۔ بعض کے چہرے بگڑے ہوئے تھے اور بعض آرام سے سوتے تھے باغیون کو رات بھر فرصت اپنے مردون کے لے جانے کے لیئے ملی تھی مگر پھر بھی اسقدر مردے پڑے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا بھاری نقصان ہوا تھا ابھی انگریزی لشکر نے کیمپ مراجعت کی تھی کہ دشمن نے اپنی توپون پر جا کر گولہ زنی شروع کی۔ انگریزون کے لشکر نے پھر آنکر انکو بہت جلد پراگندہ کر دیا تاکہ دشمن عقب پر آسانی سے حملہ نہ کر سکے جسسے کہ پنجاب سے آمدورفت مسدود ہو جائے۔ اٹھارہ پونڈ توپونکا مورچہ کیمپ کے پیچھے بنایا گیا اور مسلح کیا گیا۔ اور عقب کے پکٹ مین سوارون اور پیادون کے وہان متعین کئے گئے اسسے پہلے ایک مورچہ مین اٹھارہ پونڈ توپون کا کیمپ داہنی طرف لگایا گیا تھا کہ وہ سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کو رد کرے

ایک پیدلون کا پکٹ تمام طول مین اور سوارون کا پکٹ تتیب مین مع دو گھڑچڑھی توپون کے وہان
رہتا تھا۔

انگریزی کیمپ کے عقب پر حملہ ہونے کے بعد تین دن تک کوئی لڑائی نہین ہوئی۔ یہہ
خوشخبری آئی کہ میجر اولفرٹس سپاہ ہمراہ لیئے دہلی سے بیس میل کے فاصلہ پر آگئے ہین۔ باغیون کے
پاس بھی جالندھر اور پھلور سے تین رجمنٹین پیادون کی اور چھٹا رسالہ سوارون کا آگئے تھے۔
جاسوس خبر لائے کہ ایک دوسرا حملہ انگریزی کیمپ کے عقب مین ہوگا۔ حملہ کی تاریخ ۲۳ جون مقرر کی
گئی تھی۔ جنگ پلاسی پر ایک صدی اسی تاریخ پر ختم ہوتی تھی۔ تمام ہندوستان مین یہ پیشین گوئی پھیل رہی
تھی کہ انگریزی راج سو برس بعد ختم ہو جائیگا اور کلائو نے جو سلطنت انگلشیہ کی بنیاد پلاسی کے
آنب کے درختون مین رکھی ہے وہ اس فتح کی صدی پوری ہونے پر ختم ہو جائیگی۔ جوتشیون نے
کہا کہ اس تاریخ مین صورت ایسا اچھا ہے کہ باغیون کو ضرور فتح ہوگی۔ سرہنری برنارڈ نے یہہ سنکر
کہ باغیون کا ارادہ لشکرگاہ کے عقب پر بڑے زور شور سے حملہ کرنے کا ہے ۲۲ جون کو
ایک حکم میجر رول فرئٹس پاس بھیجا کہ وہ کیمپ کی طرف فوراً سفر کرے۔ شہر کی فصیل پر سے
بڑی وحشتناک توپ بڑنی شروع ہوئی اور اسی وقت مین باغیون نے انگریزی لشکر کے داہین
طرف اور ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی پر سخت توپ زنی شروع کی۔ انگریزان پاس تھوڑی توپین
تھین وہ باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے۔ اور سبزی منڈی مین ہندو راؤ کی کوٹھی کے
پیچھے باغیون نے پیش قدمی کرکے مونڈ بیٹری اور میجر ریڈ کے مورچہ پر سخت حملہ کیا۔ دلاور میجر ریڈ
نے باغیون کی تعریف مین لکھا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر سپاہی نہین لڑ سکتا۔ انہون نے
رائیفل وگائڈس پر اور میرے سپاہیون پر بار بار حملہ کیا اور ایک وقت مجھے یہہ خیال ہوا کہ مجھے
شکست ہوئی۔ شہر پر سے گولے برس رہے تھے باغی پہاڑی توپین ساتھ لائے تھے جس سے
میرے مورچے جلدی جلدی خوب گولے مار رہے تھے۔ ہزارون باغی میری تھوڑی سی سپاہ
لڑتے تھے لیکن مین اپنے مقام کی عظمت کو جانتا تھا اور مین نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ جہانتک
مجھ سے ہوسکے گا مین اپنے مقام کو ہاتھ سے جب تک نہین دونگا کہ میری کمک آجائیگی۔ تھوڑی دیر کے
بعد کمک آگئی اور مونڈ بیٹری سے سبزی منڈی سے باغیون کے بھگانے کے لیئے کوشش کیگئی

۲۳ جون روز جنگ پلاسی کی صدی کا آخری روز

جسکی تنگ گلیون اور کچی دیوارون اور احاطون اور مکانون کی چوڑی چھتون نے پیادون کو خوب پناہ دی اور انگریزی سپاہ نے جو پیشقدمی کی اسپر دیوارون اور چھتون سے باغیون نے گولیونکا مینھہ برسایا۔ دشمنون کی گولیون اور سورج کی کرنون کی تیزی سے سپاہی جلدی جلدی افتان و خیزان اور زخمی ہوتے تھے۔ بہت سے باغی انگریزی سپاہ کی داہین طرف سبزی منڈی اور باغون مین گئے اور ہندو راؤکی کوٹھی کے عقب پر اور مورچے پر تین دفعہ حملے کیئے۔ انگریزی سپاہ سبزی منڈی مین انکے پیچھے تین دفعہ گئی۔ باغی گھرون مین دروازون کو بند کرکے گھس گئے اور جب انگریزی سپاہ ہٹی تو باہر نکل آئے اور گولیان مارنی شروع کین۔ بڑی جان جوکھون اٹھاکر بھگائے جاتے تھے۔ ہر سپاہی کے کام کرنے کی ضرورت تھی فیروزپور اور سکھہ جو تیس میل سفر کرکے آج صبح آئے تھے وہ دشمنون کے حملہ روکنے کے لیئے بلائے گئے ان گرمی کے دنون مین سارے دن لڑائی رہی شام کو وہ ختم ہوئی۔ باغی شہر کے اندر چلے گئے ایک ہزار آدمی مارے گئے ہونگے۔ ایک احاطہ مین ڈیڑھ سو مردے ان کے پڑے ہوئے تھے۔

اب سبزی منڈی پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا اور اس وقت سے انہون نے آگے ایک پکٹ ایک سو اسی گورون کا بٹھایا اور اُسکو منقسم کرکے ایک حصہ کو سرائے مین ایک طرف اور دوسرے حصہ کو مندر مین دوسری طرف گرینڈ ٹرنک روڈ کے بٹھایا اور فوراً دونو سرائے اور مندر انجنیرون نے استوار بنائے کہ خوب محافظت ہوسکے۔ ہندو راؤکی کوٹھی کی پہاڑی کے داہین مورچہ سے یہہ دونو مقام دوسو اور تین سو گز کے فاصلہ پر تھے۔ غرض اب انگریزون کا مقام ایسا محفوظ ہوگیا تھا کہ دشمن ٹرنک روڈ پر گذر کر عقب مین داہین طرف حملہ نہین کرسکتا تھا۔ اس لڑائی مین انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور ۸ سپاہی اور چار گھوڑے مارے گئے اور تین افسر اور ۱۱۸ سپاہی اور گیارہ گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک گھوڑا گم۔ ہندو راؤ کے پکٹ کی دو توپون پر سامنے سے دشمنون کی توپون کی ایسی بھرمار ہوئی تھی کہ اُسکی ایک توپ اور چودہ گھوڑے لڑائی کے کام کے نہین رہے۔ کوئی دن نہین گزرتا تھا کہ سپاہ انگریزی کو کیمپ سے باہر نکل کر دشمنون سے لڑنا نہ پڑتا تھا۔ ۲۷- جون کی صبح کو شلف کے پکٹ و سبزی منڈی کے پکٹون پر

باغیون نے حملہ کیا جو آسانی سے بھگا دیئے گئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا
اور ایک افسر اور ۱۴ سپاہی زخمی ہوئے -

چیمبرلین صاحب کا انگریزی لشکرگاہ مین آنا

سبزی منڈی کی لڑائی کے ایک دن کے بعد جنرل چیمبرلین لشکرگاہ مین ایڈجوٹنٹ مقرر ہو کر
آئے وہ ایک نامور دلاور سوارون کے افسر تھے جبکہ جنرل اینسن نے اس گشتی سپاہ کا افسر
اعلے مقرر کیا تھا جو اسلیئے مرتب کی گئی تھی کہ جہان پنجاب مین سرکشی اور فساد برپا ہو وہان جاکر اسکو
فرو کرے اس کام مین کامیاب ہونے سے صاحب ممدوح کی شہرت اور بھی زیادہ ہوگئی تھی
دہلی مین انکی آمد کا بڑا شوق سپاہیون کو ہو رہا تھا وہ کہتے تھے کہ جب وہ یہان آجائینگے تو
سب کام ٹھیک ہو جائینگے - چیمبرلین صاحب اپنے ساتھ لفٹننٹ ایلکسنڈر ٹیلر کو لائے تھے
وہ ایسے انجنیر تھے کہ دہلی کی فتحیابی مین وہ بھی اپنا بڑا حصہ رکھتے ہین

۲۶ جون و ۳ جولائی کے درمیان پنجاب سے کمک کا آنا

۲۶ - جون و ۳ جولائی کے درمیان کمک ان کے آنے پر چھ ہزار چھ سو سپاہی ہر قسم کے انگریزی لشکرگاہ
مین جمع تھے - باغیون پاس اسوقت بڑی کمک آگئی تھی پہلی اور دوسری جولائی کو رہیلکھنڈ کے باغی
سپاہی دہلی مین آگئے تھے وہ جمنا کے کشتیون کے پل پر سے اترتے ہوئے پہاڑی پر انگریزون کو بھی
نظر آئے وہ چار پیدلون اور ایک سوارون کی رجمنٹین تھین اور ایک گھوڑون کا توپخانہ تھا اور
دو پوسٹ گن تھین ان سب کا سپہ سالار بخت خان ایک پرانا صوبہ دار توپخانہ کا تھا - انگریزی
لشکرگاہ مین اسکو بہت انگریزی افسر جانتے تھے وہ الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی تھا اور اسکو انگلش
سوسائٹی کا بڑا شوق تھا اور انگریز اسکو بڑا ہوشیار اور دانشمند جانتے تھے - دلی کے بوڑھے
بادشاہ نے بھی اسکی بڑی قدرشناسی کی کہ اسکو کل سپاہ کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا اور اسسے وعدہ
کیا کہ اگر انگریزون کو پہاڑی پر سے نکال دوگے تو گورنر جنرل مقرر کیئے جاؤگے - اب باغیونکی
سپاہ تیس ہزار کے قریب ہوگئی اور انکے پاس توپین بہت تھین اور انکا میگزین اسقدر تھا کہ وہ کبھی
خالی ہوتا جانتا نہ تھا -

دفعتہً حملہ کرکے شہر لینے کی تجویز [illegible]

جب لشکرگاہ مین کمک آگئی تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ شہر یکایک حملہ کرکے لے لیا جائے -
اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ ایک کالم تو کابلی دروازہ کے قریب نہر کی آہنی جالی کو اڑائے اور دوسرا
کالم کشمیری دروازہ کو اڑائے اور تیسرا کالم فصیل پر زینے لگا کے چڑھے کچھ سپاہ دریا کی طرف

جا کر شہر مین داخل ہونے کی کوشش کرے۔ لیکن یہہ منصوبہ اسلیئے چھوڑ دیا گیا کہ جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ روہیلکھنڈ کے باغیون کے آجانے کے سبب سے باغیون نے ۴۔ جولائی مقرر کی ہے کہ انگریزی لشکرگاہ پر حملہ کیا جائے۔ انگریزی حملہ کی کامیابی اس پر موقوف تھی کہ انگریزی سپاہ دفعتہً یکایک باغیون پر ایسی آنکر ٹوٹ پڑتی کہ وہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے مگر باغی ایسے ہوشیار تھے کہ وہ سب باتون کی خبر رکھتے انکے پٹرول پھرتے تھے یعنی سپاہی رات کو گشت کرتے تھے۔ اور اپنے پکٹ بٹھائے رکھتے تھے وہ کچھ شہر مین مقید نہ تھے۔ علاوہ اسکے صرف تین ہزار پیادون سے حملہ ہو سکتا تھا جو کافی نہ تھے۔ انگریزی سپاہ شہر کے نہائی حصہ کے محاصرہ کے لیئے بھی کافی نہ تھی اس لیئے اس حملہ کا نہ ہونا بہتر ہوا۔ ۳۰۔ جون کو ایک اور حملہ باغیون کا سبزی منڈی اور تہار درائے کے بکٹون پر ہوا اور وہ دفع کیا گیا۔ ۸ سپاہی مقتول اور تین افسر زخمی ہوئے۔ دن کو خبر لگی کہ عیدگاہ کے قریب باغی پھر مورچہ بناتے ہین بریگیڈیر شوورس صاحب مع سپاہ کے وہان پہنچے تو سرا سے جسمین مورچہ بنانے کی خبر تھی خالی تھی لیکن ایک پاس کے مکان مین شورہ اور ریت بھرے تھیلے اور مورچہ بنانے کے اوزار تھے جنمین سے کچھ تلف کیئے گئے اور باقی اپنے ساتھ لے گئے

بیرڈ سمتھ صاحب رڑکی مین تھے وہ خوب کام کر رہے تھے اور دہلی کے آگے جو انگریزی سپاہ تھی اسکا بڑا فکر رکھتے تھے مگر انکو اس لڑائی مین حصہ لینے کا خیال بھی نہ تھا جب آخر جون مین ان پاس خبر پہنچی کہ دہلی مین وہ چیف انجینیر کے عہدہ کے لیئے مطلوب ہین تو وہ گرمی مین منزلین طے کر کے دہلی کی طرف چلے تو انکو معلوم ہوا کہ ۲ جولائی کو دہلی پر دفعتہً حملہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے سو وہ ۱۲۰ میل کا لمبا سفر کر کے ۳۔ جولائی کو دہلی مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ حملہ کا ارادہ موقوف کیا گیا۔

بیرڈ سمتھ صاحب نے جسوقت سے کہ دہلی مین قدم رکھا انہون نے اس اسباب کا امتحان شروع کیا جو دہلی پر حملہ کرنے کا بالفعل موجود تھا۔ یہہ انکی راے تھی کہ اگر محاصرین پاس سامان حملہ کا کافی ہو تو محصورین انکے سامنے ٹھہر نہین سکتے۔ چیف انجینیر کو معلوم ہوا کہ حملہ کے لیئے توپین بہ تفصیل ذیل موجود ہین۔ دو چوبیس پینی توپین اور نو ۱۸ پینی توپین اور چھ ۵⅖ انچ مورٹاس علاوہ تین ۸ انچ چھوٹا ٹرز اور دشمن پاس اسسے بہت زیادہ توپون کا سامان ہے وہ ہر مقام پر مقابلہ کے لیئے ۲۴ چوبیس سے ۳۰ تک توپین اور دس یا بارہ مورٹاس لا سکتا ہے اور انکو ایسی اچھی طرح

حصہ دوم ... (حاشیہ پر قلمی تحریر)

جیسے کہ انگریزاگر انگریزون کے پاس توپین زیادہ ہوتین تو انکے پاس میگزین کا سامان نہ تھا بیرڈسمتھ کے نزدیک بھاری توپون کے لیئے گولے اسقدر بھی نہ تھے کہ وہ ایک روز کے حملہ کے لیئے کافی ہونے اور زیادہ گولون کے آنے کی بھی امید نہ تھی اسکے برعکس دشمن پاس دہلی میگزین کا وہ سامان تھا جو کبھی خالی نہ ہوتا ایسی حالت مین حملہ کا شروع کرنا دبو اگئی تھی اسکا ارادہ جلدی سے ترک اسلیئے کرنا چاہیئے کہ اسکا سامان بہم نہین پہنچ سکتا تھا۔

لیکن یہہ سوال پھر پیش ہوا کہ کیا دلی حملہ سے نہین فتح ہوسکتی تو اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاسکتا تھا کہ ہان ہوسکتی ہے ۔ بیرڈسمتھ نے یہہ استدلال کیا کہ سپاہیون کے زورون کے منفذت مین بڑا تغیر ہے ہمارے پاس اعلے درجہ کی قواعددان سپاہ موجود ہے اور اسکا ایک اعلیٰ سپہ سالار ہے جو دلیری اور دلاوری سے بھرا ہوا ہے اور حملہ کرنے کا شائق ہے اور بڑے انتہا خود اعتماد ہے دشمنون پاس سپاہ بے سری ہے جسکا عزم شکستہ اور دل مردہ اس سبب سے ہے کہ لڑائی مین ہمیشہ ہم سے ہزیمت پائی ہے خواہ وہ اپنی کتنی ہی سپاہ زیادہ لایا ہو یہہ بھی سچ ہے کہ اسکی سپاہ کی تعداد ہماری سپاہ کی تعداد سے بہت زیادہ ہے اور شہر کے اندر اور کوچہ و بازارون مین قواعددان سپاہ بہ نسبت میدان کے کم قدر و قیمت رکھتی ہے ۔ نپولین نے یہہ سچ کہا ہے کہ ایک کتاب اور ایک بطا اپنی تنقیحات کا خود فیصلہ کرسکتی ہے ناکامی کے نتائج ایسے خوفناک دل کے بجھانے والے پیدا ہوسکتے ہین جیسے کہ فتحیابی کے نتیجے شادمان اور دل کے شگفتہ کرنے والے مین نے ان سب باتون پر بڑی غور و خوض سے نظر کی ہے اور فتح و شکست کے احتمالات کو جانچ اور تول کر نتیجہ نکالا ہے کہ فتح پانے کا ظن شکست کے ظن پر غالب ہے اور حملہ کرنے کی دلائل زیادہ استوار بہ نسبت نہ حملہ کرنے کی دلیلون کے ہین اسنے جنرل سے سررشتہ کی چٹھی مین یہہ التماس کی کہ شہر پر حملہ اسطرح کیا جائے کہ فصیل پر سیڑہی لگا کے سپاہ چڑہے اور جن دروازون سے سپاہ کو داخل کرنا چاہین وہ بارود کے تھیلون سے اڑا دیئے جائین" پھر چار مہینے بعد انہون نے لکھا کہ اعلی تجربہ جواب ہوا ہے (یعنی دلی فتح ہوگیئی) اور اتنے فائدے حاصل ہوئے ہین تو مین پہلے نتیجے پر ایسا ہونے کا خیال بالکل نہین رکھتا کیونکہ وہ وقت گذر گیا مگر اس وقت بھی مین یہہ خیال کرتا ہون کہ اگر چوتھی اور چودھوین جولائی کے درمیان

باغیون کی توپون کا انگریزی توپون سے افضل ہونا

دلی پر حملہ ہوتا تو ہم اسکو فتح کر لیتے ۔
اگرچہ انگریزی لشکر مین ساری انگلشی سپاہیانہ طرز و روش تھی مگر وہ بڑی تھکانے والی
اور بیبدل کرنے والی تھی اگر انمین بہت کم آدمی اور انکے دشمنون مین بہت زیادہ آدمی مارے
جاتے تو دشمنون کے پاس مُردون کے بدلہ مین اور زیادہ آدمی آجاتے انکے پاس لڑنے والے
آدمیون کی کبھی کمی نہ ہوتی ۔ انگریزون نے دہلی کی تسخیر مین کچھ ترقی نہین کی ہر روز یہ ظاہر ہوتا
جاتا تھا کہ باغیون پاس توپین بہ نسبت انگریزون کے تعداد مین اور زور مین زیادہ ہین باغیون
کی توپین انگریزون کو جس فاصلہ پر مارتی تھین اس فاصلہ پر انگریزون کی توپین باغیون کو نہین
مار سکتی تھین باغیون کی توپین انگریزون کی توپون کی نسبت وزنی دہات کی بنی ہوئی تھین
اور زیادہ فاصلہ پر نشانہ لگاتی تھین اور بعض اوقات غضب کا نشانہ مارتی تھین ایک موقع پر
چوبیس پنی توپ سے ایک گولہ ایسا تاک کر ہندو راؤ کی کوٹھی پر انہون نے مارا کہ اسنے ایک
انگریزی افسر اور آٹھ آدمیون کو ہلاک کیا اور چار کو زخمی کیا جنمین ایک ادنے درجہ کا
افسر تھا ۔ انگریز باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے ۔ لڑائی مین صرف ایک توپ چوبیس پنی
دشمن سے انکے ہاتھ آئی تھی سو اسکے واسطے انکے پاس گولے نہ تھے باغیون کے گولے جو انکے
لشکر مین جاتے انکو چن چن کر اس توپ مین الٹے باغیون پر مارتے ۔ انگریزون پاس توپون
کے لیئے میگزین کم ہوتا جاتا تھا باغیون پاس وہ سامان تھا کہ ہر روز اور ہر گھنٹے مین جتنے گولے
چاہتے چلاتے ۔ ولوبائی صاحب نے دہلی کے میگزین مین باروت کو تو اڑا دیا مگر سارا سامان
جو ہوا مین اڑ نہین سکتا تھا باغیون کے استعمال کے لیئے چھوڑا اسکو وہ کم نہ کر سکے ۔
پہاڑی پر موری دروازے کی توپین انگریزی لشکر کو بڑا ہلاک و حیران اور پریشان کرتی تھین
باغیون کے توپچی ظرافت و وحشت اور مسرت کے ساتھ انگریزی لشکر کے سارے کامون کو
دیکھتے تھے ۔ اگر سپاہ کا دستہ دوسری سپاہ کی مدد کو جاتا ۔ اگر اکیلا افسر بیٹری کے دیکھنے
کو جاتا ۔ اگر پکٹ پر گورون کے کھانے کے لیئے بورچیون کے لڑکون کی قطار سرون پر کھانا
رکھ کے جاتی تو انپر گولے چلا کے حیران و پریشان کرتے ۔ لشکر کے آدمیون کی ان گولونکی
اپنے اوپر آنے کی دیکھنے کی عادت ہوگئی تھی وہ انسے بچنے کے لیئے زمین پر لیٹ جاتے

لڑکے جھک کر گھٹنیون چلتے اور اپنے سر کے بوجھون کو رکھدیتے جہان گولے انکے سر پر سے
گذر جاتے تو وہ پھر کھانے کو لیکر چلتے۔ اسوقت گورون اور کالون مین وہ پیر ہو گیا تھا کہ باوجود
یہہ لڑکے بڑی وفاداری اور جان نثاری سے کام کرتے تھے دفعتہً مر جانے کا خوف نہین کرتے
تھے چاہیئے تھا کہ گورے انپر مہربانی کرتے مگر وہ نہین کرتے تھے لیکن بعض انگلش مین کیمپ مین ایسے بھی
تھے کہ ان غیر مسلح بے گناہ بدنصیب رذیل ملازمون پر سختی کرتے تھے۔ جب یہہ لڑکے اپنی جان کو
اور اپنے سر کے بوجھ کو بچا کر گورون پاس کھانا لے جاتے تو بعض اوقات گورے یہ کہتے
کہ میرے لڑکو تمہارے لیئے بھلا ہوا کہ تم نے ہمارا کھانا ضائع نہین کیا۔

۳۔ جولائی کی دوپہر کو باغی جوق جوق انگریزی لشکرگاہ کے حوالی اور باغون مین گئے
جرنیل پاس اس حملہ کی پہلی خبر آگئی تھی اسلیئے ساری سپاہ تیار تھی۔ شہر سے باہر رات کو باغیون کی
سپاہ رہی اور دفعتہً بہت جلد علی پور کی طرف باغیون کی پانچ چھ ہزار سپاہ نے کوچ کیا ان پاس
توپین بھی بہت تھین۔ علی پور ایک بڑے لشکرگاہ کے عقب سے ایک منزل پر تھا۔ پانچوین
رسالہ کے پنجابی سوارون کو باغیون نے مجبور کیا کہ انکے افسر لفٹنٹ ینگ ہسبینڈ رائی کی
طرف اپنے سوارون کو لے گئے۔ باغیون کی توپون کی آوازین لشکرگاہ مین آئین تو بیچ
انگریزی لشکر کو میجر کوک صاحب لیکر چلے کہ باغیون کے مغلوب کرنے مین یا ان کے سد راہ
ہونے مین کوشش کرین۔ انکے پاس چار توپین کپتان منی کے ترپ کے اپنی توپخانہ کی تھین اور
دو توپین ہندوستانی توپخانہ کے ترپ کی تھین تین سو سوار اور آٹھ سو پیدل تھے اور بارہ توپین
تھین اسی قدر لشکر کیمپ سے بھیجا جاسکتا تھا اس سے زیادہ نہین بھیجا جاسکتا تھا۔

اول اس بات کا دریافت کرنا ناممکن تھا کہ آیا باغی علی پور کو لوٹ کر سیدھے رائی اور لڑسولی کی طرف
جائینگے یا دہلی کو پھر لوٹ کر آئینگے بڑا خوف یہہ لگ رہا تھا کہ ہندوستانی پہرہ مین خزانہ جو
دہلی اور کرنال کے درمیان آتا تھا کہین اُسے جا کر باغی نہ لوٹ لین اور کرنال پر اپنی دوڑ نہ
لے جائین۔ صبح کے وقت یہہ معلوم ہوا کہ علی پور کے قریب انہون نے نہر سے عبور کیا ہے
اور دہلی کی طرف بلند اور خشک زمین پر چلے جاتے ہین جو متوازی اور محاذی نہر کے ایک
میل کے یا اس سے کچھ زائد فاصلہ پر ہے میجر کوک صاحب نے اول انکے بازو کی طرف حرکت کی لیکن

انکو ڈیڑھ میل تک نہر کے بین باری پل تک ایسی سڑک پر چلنا پڑا جو بالکل کیچڑ اور دلدل سے بھری ہوئی تھی پھر ایک میل تک کھیتوں کی کیچڑ مین چلنا پڑا۔ اول توپون نے اپنا کام شروع کیا جنکا جواب باغیون نے فوراً دیا وہ ایک گاؤن مین چلے گئے تھے۔ جب باغیون نے انگریزی سپاہ کو پاس آتے ہوئے دیکھا تو وہ اسکے مقابلہ مین آئے۔ پیادے کچھ گاؤن مین مقیم ہے باقی چلنے شروع ہوئے تھوڑی دیر بعد سوارون نے بھی چلنا شروع کیا توپون کی آوازین بھی دھیمی ہوئین تو یہہ ظاہر معلوم ہوا کہ باغیون نے اپنی توپون کو بھی ہٹا لیا۔ پھر انگریزی توپین بڑی مشکل سے آگے بڑہین پیدلون اور سوارون کو حکم ہوا کہ وہ جلدی حملہ کرین۔ بائین طرف گائڈس کے سوار تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً جاکر دشمن کی مراجعت کی راہ کو روکین۔ سپاہ بالکل کیچڑ کی مچھلی بن رہی تھی وہ بہت آہستگی کے ساتھ آگے بڑھی باغی اپنی سب توپین لے گئے۔ ایک میگزین کی گاڑی اور ایک توپخانہ کی گاڑی البتہ چھینی گئی اور علی پور سے جو لوٹ وہ لے چلے تھے اسکو واپس لیا کچھ باروت اور بندوقین بھی انگریزی سپاہ کو ہاتھ آئین۔ گائڈس کے سوارون نے غالباً اسی باغی مارے ہونگے اب زیادہ تعاقب کرنا مناسب اسلئے نہ تھا کہ گرمی کی بڑی شدت نہ تھی اور گورے تھک گئے تھے۔ میجر کوک نے نہر کی طرف مراجعت کی اور اسکے کنارہ پر درختون کے سایہ کے تلے سپاہ کو آرام دیا۔ غلطی سے انکا توپخانہ کیمپ مین واپس گیا تھا۔ جب سپاہ آرام کر رہی تھی کہ دہلی سے ایک تازہ سپاہ نے جسمین آٹھ سو سوار بھی شامل تھے حملہ کیا۔ انگریزی سپاہ نے اسے مار کر دور تک بھگایا لیکن باغیون کا ہجوم دور تک اسے گھیرے ہوئے تھا۔ میجر کوک پیادونکو ہٹا کر ایسے مقام مین لائے کہ جس کے سبب سے نہر کے پل پر قبضہ رہے۔ باغی اپنی توپین چڑھا لائے تو میجر صاحب نے اپنا توپخانہ کیمپ سے منگایا مگر ہنوز وہ نہ آیا تھا کہ باغیون نے دوسرا حملہ کیا انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگا دیا۔ انگریزی سپاہ کیمپ مین آئی۔ گرمی کی شدت سے وہ بہت مضمحل ہوئی۔ ۶۔ رجمنٹ کے گورے درختون کے نیچے ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ انکے لے جانے کے واسطے کیمپ سے ہاتھی آئے۔ اس لڑائی مین اسی سوار جو کوہاٹ مین بھرتی کئے گئے تھے بڑی بہادری سے لڑے مگر انکا میر جو میجر کوک کا بڑا دوست تھا وہ اس حال مین مارا گیا کہ گھوڑے سے باغیون کا تعاقب کر رہا تھا انگریزی سپاہ کا یہ نقصان ہوا کہ تین سپاہی اور سات گھوڑے

مارے گئے اور ۲۳ آدمی اور سات گھوڑے زخمی ہوئے۔ ان مین کوہاٹ کے سوارون کے
مقتول اور مجروح داخل نہین ہین۔

میجر کوک کی جنگ کی اضافی ناکامی پر سخت نکتہ چینی ہوئی ہوڈسن صاحب نے لکھا کہ مین دن کے
سارے کام سے ناراض اور غیر مطمئن ہون کام کا زیادہ ہونا چاہیئے تھا وہ ہو سکتا تھا اور جو کچھ
کیا گیا وہ اس ثبوت کے لیئے قابل اطمینان ہے کہ انگلو سیکسن آسانی سے اہل ایشیا کو خواہ
انکی تعداد کثیر ہو ہزیمت دے سکتے ہین کل باغی دس سے پندرہ تک ایک انگریزی سپاہی کے
مقابلہ مین تھے۔

سر ہنری برنارڈ کی وفات

دوسرے دن صبح کو سر ہنری برنارڈ کو ہیضہ نے آسانی سے اپنی قربانی بنایا انکا دل اور جسم دونو
رات دن کی محنت سے فرسودہ ہو گئے تھے۔ انکی ہمت اور شجاعت کے سبب سب سپاہی انکی مدح خوانی
اور تعظیم کرتے تھے جن بہادرون اور دلاورون پر وہ کارفرمائی کرتے تھے انمین وہ آگ کے نیچے
زیادہ روشن نظر آتے تھے وہ اپنے کریمانہ اور شریفانہ اخلاق کے سبب سپاہ کے دلون مین
اپنی محبت پیدا کرتے تھے وہ کبھی اپنی گرم کوشی مین ناغہ نہین کرتے تھے وہ اپنی قسمت کی سختی کے
سبب سے نہایت مشکل اور امتحان کے وقت مین گرفتار ہوئے تھے۔ وہ اس ملک مین اجنبی تھے
مشرقی جنگ آرائی سے لاعلم تھے وہ جنرل این سن کی وفات کے بعد اس کام پر مقرر ہوئے
کہ ایک اپنے ضعیف لشکر کو ایسے دشمن سے لڑائین جسکی تعداد دہشت ناک تھی اور
سامان حرب بہت کچھ اسکے پاس تھا۔ انہون نے بادلی کی سرا مین بڑی مردانگی اور
فرزانگی سے فتح پائی اور دہلی کے سامنے ایک بڑے استوار اور مستحکم مقام مین انگریزی
لشکرگاہ کو مقیم کیا۔ ہفتون تک یہان بار بار قوی دشمنون کے حملہ کرنے مین وہ دلیری
اور دلاوری دکھائی کہ دشمنون کے دلون مین انگریزی ہیبت جو ضعیف ہوگئی تھی وہ پھر ایسی پیدا
ہوگئی کہ وہ اس سے تھرانے لگے ہندوستان کی اور ہندوستانی جنگ آزمائی کی لاعلمی نے
انکو مجبور کیا کہ وہ اپنی اوپر اعتماد کم رکھین اور اورون کے صلاح مشورہ پر اعتماد کرین جسنے وہ بڑے
[illegible] رہتے تھے اور اپنی تدابیر کے موافق فیصلہ نہین کرتے تھے۔ وہ ہندوستان مین
عمر رسیدہ آئے تھے اس سخت موسم گرما مین لشکر کشی انکے لیئے بڑی سخت تکلیف تھی جسم و روح

دونو دکھ درد مین رہے تھے چارون طرف سے متواتر اپر تقاضا ہوتا تھا کہ دہلی جلد فتح کرو اور
انکو تسخیر کرنے کے منصوبے جنکا عمل مین آنا ممکن نہ تھا بتائے جاتے تھے جنسے وہ بہت دق ہوتے
تھے اور انکے جسم یا روح کو آرام نہین ملتا تھا مرتے وقت انہون نے آخری الفاظ یہہ کہے کہ
داہنی جانب کو مستحکم کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتے دم تک فکر و تردد مین رہے
اسکے بعد انکی آواز لڑکھڑانے لگی اور پھر اُن کا دم نکل گیا دوسرے دن لین سر نے ایک لکڑی
کے تابوت مین توپ پر لے جاکر چرچ کے اندر قبر مین دفن کیا اور دشمن کی توپون کی آوازون نے
انکی ماتمی سلامی اُتاری -

جنرل برنارڈ کی وفات کے بعد انکی جگہہ جنرل ریڈ مقرر ہوئے جس روز بادلی کی سرائے کی
لڑائی ہوئی ہے اسکی صبح کو وہ لشکر مین آئے تھے مگر گرمی کے موسم مین بڑے بڑے لمبے
سفرون کے کرنے سے تھک کر چکنا چور اور رنجور ہو گئے تھے - انہون نے اس جنگ مین جنرل برنارڈ
سے اپنے اعلے عہدہ کا کام نہین لیا - گو وہ انسے اعلے عہدہ رکھتے تھے انہون نے اول ہی
سپہ سالار ہوکر دانشمندانہ کام یہہ کیا کہ نہر کے سب پل چند میل تک متوازی بڑی سڑک کے تھے
سوار بین باری پل کے اڑا دیئے - اس پل کو اپنے کام کے لیے رکھا کہ عقب لشکر سے دو میل پر
آزاد پور مین جو پکٹ ہے اسکی نگہبانی سوارون کے سنتری اچھی طرح کرسکین - پل جادر کے منبع
کو جو نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اڑا دیا - جس سے نہر کا پانی شہر مین نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ مین
گذر کر آتا تھا اور اس مین سے سوار ہو کر لشکر گاہ کے عقب مین آسکتے تھے اس تدبیر سے
شہر مین نہر کا پانی آنا بند ہوگیا - مگر اسکا اثر کچھ شہر پر نہ تھا دریا پاس تھا اور صدہا کنوے
تھے - نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ کا بسی پل بھی اڑا دیا - جو انگریزی کیمپ سے تقریباً آٹھ میل کے
فاصلہ پر تھا جسکے سبب سے باغیون کو لشکر گاہ کے عقب مین آنا اور بھی دشوار ہوگیا اس
پل کو ۸ - جولائی کی صبح کو بریگیڈیر لونگ فیلڈ نے سیپرائی نراور اور سپاہ لے جاکر اڑایا تھا
انکی کسی نے اس کام مین کچھ مزاحمت نہین کی -

دوسرے دن صبح کو شہر سے باغیون کا بڑا لشکر آیا ہوا انگریزون نے اپنے بڑے
بڑے پکٹون مین سپاہ کو زیادہ کیا اور خیمون مین سپاہ کمربستہ لڑائی مین جانے کے

جنرل ریڈ

[illegible]

دہی۔ شہر کی توپون سے اور شہر کے باہر میدانی توپخانون سے متواتر گولے برسنے شروع ہوگئے
ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کی طرف مورچے مین ۱۸ اینچی توپون کا توپخانہ تھا
اور پیدلون کا پکٹ سبزی منڈی کے حوالی مین تھا اور مونڈ کی داہنی طرف نشیب مین دو
گھوڑون کی توپین تھین اور ڈریگون کا ایک ترپ تھا۔ یہہ توپین آج میجر ٹومبس کے توپخانہ
سے آئی تھین اور انکے کمانیر لفٹنٹ ہلس تھے کار بینیر سوارون کے کمانیر لفٹنٹ سٹل مین تھے
پھر اس سے اور آگے کی طرف ایک فقیر کے احاطہ مین نوین غیر آئینی رسالہ کے ایک ہندوستانی
افسر کا پکٹ تھا جسکے دو پہرے بغیر خیمہ کے بڑی سڑک سے دو سو گز کے فاصلہ پر تھے سڑک کی
دوسری طرف زیادہ تر گھنے گھنے باغ تھے جس مقام پر سوارون کے پہرے تھے وہ کیمپ سے
نظر نہین آتے تھے سفید پوش سوار جو اسطرف نظر آتے تھے انپر توجہ نہین کی جاتی کہ نوین
رسالہ کے سوارون کا لباس بھی سفید تھا جنھین سے فقیر کے احاطہ مین پکٹ بٹھائے گئے تھے۔
ایک لمحہ مین باغیون کے سوار بہت جلد پکٹ پاس آن دھمکے۔ وہان کار بینیر کا ایک ترپ تھا جس مین
اکثر نوجوان سپاہی قواعد دان نہ تھے اور کل انکی تعداد تنیس تھی وہ سب بھاگے صرف دو افسر اور
دو تین اور سپاہی مستقل ایستادہ رہے۔

لفٹنٹ ہلس نے حکم دیا کہ توپون کی بیٹیون کی گاڑیان کھلی جائین اور توپین بھری جائین
اسلیے کہ اس کام کے کرنے کے واسطے سپاہیون کو فرصت ملے۔ تن تنہا انہون نے دشمن کے
کولم کے سوارون پر حملہ کیا پہلے آدمی کو قتل کیا اور دوسرے کو مجروح کیا اسی طرح سے گھوڑون
اور سپاہیون کو فرصت ملی۔ جب وہ کھڑے ہوکر اپنی تلوار تلاش کرنے لگے تو تین اور سپاہی
جنھین دو سوار تھے آئے پہلے آدمی کو انہون نے اپنی پستول سے زخمی کیا دوسرے آدمی کے نیزہ
کو باہین ہاتھ مین پکڑ کر اسکو اپنی تلوار سے زخمی کیا تو پہلا آدمی پھر آیا وہ قتل ہوا۔ تیسرا پیادہ
سپاہی آیا اور اسنے لفٹنٹ ہلس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اسکو نیچے گرا کر دشمن اُس کا
گلا کاٹنا چاہتا تھا کہ میجر ٹومبس نے جو اپنی دو توپون کو دیکھنے گئے تھے یہہ حال دیکھ کر تیس گز کے
فاصلہ سے دشمن پر تپنچہ چلا کر اسکا کام تمام کیا اور لفٹنٹ ہلس کی جان بچالی۔

اسی وقت باغیون کے سوار میجر ٹومبس اور لفٹنٹ ہلس کے پاس سے ہوکر گزرے جو اپنے زخمیون کی

لفٹنٹ ہلس اور میجر ٹومبس

تلاش مین گئے تھے۔ جب لفٹنٹ ہلس نے دیکھا کہ دشمن سپاہی انکے پاس سے ان کا
پستول لیئے ہوئے جاتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑے وہ سپاہی اپنی تلوار چمکا کر ناچنے
لگا اپنے اول تلوار کا وار ہلس صاحب پر کیا جس سے انہون نے اپنے تئین بچا لیا
اور دوسرا وار میجر ٹومبس پر کیا مگر وہ خالی گیا پھر دوسری دفعہ ہلس صاحب پر تلوار چلا کر
انکے سر پر زخم شدید لگایا اور انکو مار ہی ڈالا ہوتا اگر میجر ٹومبس نے جا کر اسکو تلوار سے نہ
مارا ہوتا ان دونو جوانمردون کو اس بہادری کے صلہ مین سرکار سے کروس اوف وار
مرحمت ہوا۔
اس اثنا مین باغی سوار کیمپ مین داخل ہو کر توپخانہ کے ہندوستانی نبرب پاس گئے
اور انہون نے چلا کر کہا کہ اپنی توپین تیار کرو اور ہمارے ساتھ دہلی چلے آؤ توپخانہ کے
سپاہیون نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو ہم کو حکم دیتے ہو ہم تو صرف اپنے افسرون کے
حکم کی اطاعت کرتے ہین انہون نے میجر اولی فرنسٹ کے یوروپئین کو بلایا جس نے
باغیون پر فیر کیا۔ ہمارے کپتان فیگسن صاحب خیمے مین کچھ لکھ رہے تھے انہون نے
قلم پھینکی اور تلوار لے لی اور کچھ پیدلون کو اور پہلی فیوزیلر کی ایک کمپنی کو ہمراہ لیکر سوارون کے
ایک حصہ کو کیمپ سے باہر نکالا اور انہین سے پندرہ کو مارا اور توپخانہ نے انکر اپنر حملہ کیا اور
باغی سوارون کو بھگا دیا انہین سے ۳۵ سوار مارے گئے اور اس مین وہ سروار بھی مارا
گیا جسنے یہہ بہادرانہ کام کیا تھا۔ یہہ کل سو سوار تھے۔
اسوقت شہر کی فصیل پر سے اور بہت ہی میدانی توپون سے گولون کی بوچھاڑ لگ رہی
تھی اور جلد اور تیزی سے گولے پھینکے جاتے تھے۔ حوالی سبزی منڈی مین باغی سپاہی
مکانون اور باغون مین بیٹھے ہوئے تھے اور سبزی منڈی کے پلٹون اور مورچے پر
آتش باری کر رہے تھے جنکو اپنے تئین سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ بریگیڈیر چیمبرلین کا
ایک کولم انکے نکالنے کے لیئے تیار ہوا۔ یہہ کولم سبزی منڈی مین گیا اور میجر ریڈ کی ہدایت ہوئی
کہ بڑے پلٹون سے جو سپاہی کام سے زائد ہون وہ اس کولم کی اعانت کرین۔ بغیر
کسی دشواری کے باغیون کو باغون سے انگریزی سپاہ نے نکال دیا۔ لیکن سرائون اور

سبزی منڈی مین لڑائی

مکانون مین باغیون سے سخت لڑائی ہوئی - مکانون کی چھتون پر جو تنگ زینے جاتے تھے
انکی ہر سیڑھی پر چڑھتے ہوئے باغیون کو انگریزی سپاہیون کی سنگینون نے ہلاک کیا
شام کو غروب آفتاب کے وقت سارے باغی بھگا دیے گئے وہ شہر مین بہت نقصان
اٹھا کر داخل ہوئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور چالیس سپاہی مقتول اور
آٹھ افسر اور ایک سو ساٹھ سپاہی مجروح ہوئے اور گیارہ سپاہی گم ہوئے - باغیون کے
پانچ سو سپاہی مارے گئے جنمین بہت سے اپنے مقام پر مارے گئے تھے - سوارون نے
جو کیمپ کے اندر گھس کر حملہ کیا اسکی اصل حقیقت صحیح نہین معلوم ہوئی مگر تھوڑی سی وجہ اس
شبہ کرنے کی ہے کہ نوین غیر آئینی رسالہ کے پلٹ کی سازش باغیون سے تھی اور باغی سوارون کو
یہہ بھروسا تھا کہ کیمپ مین انکے ہندوستانی سوار اور پیادے امداد کرین گے مگر اس
ہندوستانی سپاہ سے اپنا چال چلن درست رکھا -

یا دلی کی سرائے کی لڑائی مین چوتھے اور نوین غیر آئینی رسالون کے حصو نپر پورا اعتماد نہین
کیا گیا تھا بعض سپاہیون نے اپنا چال چلن اچھا رکھا لیکن اکثر سپاہیون مین یہہ معلوم
ہوتا کہ انکے دل مین بغاوت ہے سکھ اور پنجابی صاف صاف اس بات کو بیان کرتے تھے اب
نوین رسالہ کا دوسرا بازو اور ۱۷ وین غیر آئینی رسالہ کا ایک بازو دہلی مین آیا تو یہہ امر قرار پایا
کہ وہ پنجاب کو الٹا بھیجا جاوے چنانچہ وہ بھیجا گیا - چوتھے رسالہ کے سوار صرف ستورہ کئے تھے
ایک سوار بھی انمین سے کل جنگ مین مضر نہین ہوا لیکن آخر وقت مین انکے گھوڑے اور
تلوارین لے لی گئین اور اردلی کا کام انسے لیا گیا -

ایک منتخب دستہ پہلے پنجابی رسالہ کا جس مین بالکل سکھ اور پنجابی تھے دہلی مین آیا (دستہ مین
دو تین سو کے قریب سوار تھے) کل سوارون کی فوج باستثناء دو سو ملتانی سوارون کے
اگست مین جنرل نکلسن کے ماتحت ہو گئی اسمین چھہ دستے ڈرگونس کے ضعیف سے تھے
اور پانچ دستے پنجاب اور گائڈس سوارون کے تھے اور کپتان ہوڈسن کے سکھ سوار تھے
علی پور مین جو کرنال کی سڑک پر پہلا پڑاؤ تھا ہمیشہ ایک دستہ ہندوستانی سوارون کا
رہتا تھا - توپخانہ کے ہندوستانی ترپ سے پچھلی تاریخون مین توپین لے لی گئی تھین

کہ انکو بری ترغیب نہ ہو اسکے نوجوان سپاہی مفرور بھی ہو گئے تھے۔ اس محاصرہ مین کوئی
پرانا ہندوستانی سپاہی مفرور نہین ہوا انسے کام لیا گیا اور مور ٹر سیطر لین مین انہون نے
نہایت اچھی طرح کام کیا۔ جب دہلی تسخیر ہو گئی تو توپین اور گھوڑے جن سے لئے گئے
تھے انکو دیدیئے گئے۔ چوتھے غیر آئینی رسالہ کو بھی گھوڑے اور ہتھیار واپس کر دیئے گئے
پانچ روز بعد ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ صبح کو باغیون نے فصیل پر سے توپین خوب
چلائین اور انکا ایک بڑا انبوہ شہر سے باہر نکلا اور سویرے ہی سے ہندو راؤ اور سبزی منڈی
کے مورچون پر یورش کی اور گھنٹون تک اینر گولے اور گولیون کا متواتر مینھ برسایا پہاڑی
پر سے جو آتش باری اینر ہوئی تو اس سے وہ پرے نہین ہٹے تو تین بجے بریگیڈیر شوورس
صاحب سبزی منڈی مین مورچون سے باہر ایک کولم لیکر باغیون کے بھگانے کے لئے آئے
انکے کولم مین چھ گھڑ چڑھی توپین میجر ٹرنر اور کپتان منی کے ماتحت تھین اور پہلی فیوز یلرس
میجر جیکب کے ماتحت اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن میجر کوک کے ماتحت اور گائڈ کے سوار اور
ہوڈسن کے سوار اور کوہاٹ کا رسالہ یہہ سب تھے۔ بریگیڈیر چیمبرلین اس کولم کے ہمراہ
تھے اور جب ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے نیچے وہ آئے تو میجر ریڈ صاحب سے
ملے جنکے ساتھ اپنی انی سپاہ تھی جتنی وہ لا سکتے تھے دشمن کے گراپ کی بوچھار مین سپاہ
آگے بڑھی کہ ایک دیوار کے پاس آئے جسپر باغیون کی صف کھڑی ہوئی تھی سپاہ اس
دیوار پر سے پھلانگی نہین بلکہ رک گئی تو چیمبرلین صاحب یہہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو
کودا کر دیوار کے پار دشمنون مین گھس گئے اور آدمیون کو پکارا میرے پیچھے آؤ وہ گئے
انکا شانہ زخمی ہوا۔
فیوز یلر اور کوک کے سپاہی باغیون کو باغون سے باہر نکال رہے تھے کہ ہوڈسن صاحب
مع گائڈس اور گورکھون کی سپاہ کے بڑی سڑک پر آئے جو سیدھی دہلی کے دروازون مین
جاتی تھی۔ سپاہ فصیل کی توپون کے گرا لون کے نیچے اور سامنے آئی تو اسکے پیچھے سے
درختون اور پہاڑی کی چٹانون پر سے گولیان ماری جاتی تھین مگر ہوڈسن صاحب نے
باغیون کو فصیل تک بھگایا۔ چھ سو گز فصیل رہ گئی تھی اور پھر سپاہ کو واپس چلے آنے کا

حکم دیا گیا یہہ کام جلدی سے تو پچانون نے کیا کچھ اس مین بے ترتیبی ہوئی سپاہ نے واپس جانے مین بہت جلدی کی اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ باغیون کے پیادون اور سوارون و دو توپون نے پیچھے سے حملہ کیا ہوڈسن صاحب اپنے آٹھ سوارون سے سامنے کھڑے رہے اور کچھ گائڈس کے پیدلون کو لیکر حملہ کیا۔ گرلوائل صاحب اور میجر جیکب انکی کمک کے لیئے پراگندہ فیوزلیر کو جمع کرکے لائے۔ باغیون کے سوارون نے آگے بڑھکر حملہ کیا۔ ہوڈسن کے حکم سے انکی تھوڑی سی سپاہ نے فیر کیئے تو سوار پھر گئے انکے پاؤن پھر جمے پراگندہ ہوکر بھاگے وہ اپنی توپین چھوڑ گئے ہوڈسن صاحب نے ان توپون کے لینے مین کوشش کی وہ توپون سے تیس قدم کے فاصلہ پر تھے پچیس مستقل سپاہی توپون کے لینے کے لیئے کافی تھے مگر سپاہی توپون پر اڑ رہے تھے سپاہ کثیر کے سامنے جانے کی جرأت نہ ہوئی ساری سپاہ الٹی چلی گئی تھی انکی کمک کے لیئے بھی کوئی نہ تھا ہوڈسن صاحب آٹھ سوارون کے ساتھ اپنی جگہہ پر جمے رہے کچھ افسرون نے انکی مدد کرنے مین کوشش کی کہ دفعۃً دو باغی روشن فلیتے ہاتھون مین لیئے اپنی توپون کے پاس آئے جنمین گراپ بھرے ہوئے تھے اور انکو ہوڈسن صاحب کی سپاہ کے چہرہ کی طرف چھوڑا جب دھوان صاف ہوگیا تو ہوڈسن صاحب نے دیکھا کہ باغی اپنی توپون کو لے گئے پھر وہ اپنے کولم سے ملنے کے لیئے باغیون کے گولے اور گولیون کی زد مین آئے اور بہت سے سپاہی اور افسرون پر گولے گولیان پڑین مگر ہوڈسن صاحب نے یہہ انتظام کیا تھا کہ گائڈس چپ چاپ واپس لے جائین مگر وہ لڑتے ہوئے گئے اور دشمن کو روکتے رہے کہتے ہین وہ گھوڑا سرپٹ دوڑا کر گئے اور دو توپین لائے پھر اپنے اوپر حملہ کو بالکل روک دیا اور ہر یک پانڈے کو بھگا کر دہلی کے اندر داخل کیا۔ انگریزونکا نقصان یہہ ہوا کہ پندرہ سپاہی اور دو گھوڑے مارے گئے اور سولہ افسر اور ایک سو ستتر سپاہی و ۷ گھوڑے زخمی ہوئے اور دو سپاہی گم۔ زخمیون مین چیمبرلین صاحب کے شانہ مین گولی لگی تھی اور رو برٹس صاحب کے (جو پیچھے لارڈ روبرٹس ہوئے تھے) ہلکا زخم لگا۔ باغیون کے نقصان کا ہزار آدمیون کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ گھنٹون تک چھکڑون مین باغیون کی لاشین شہر کو جاتی ہوئی انگریزون نے دیکھین ایک بڑا مندر تھا جسکا نام انگریزون نے

سمی ہوس رکھا تھا وہ پہاڑی کی ڈھلان پر شہر کی طرف ۹۰۰ گز کے فاصلہ پر موری دروازہ سے تھا اور وہ کچھ وقت تک انگریزون کے قبضے مین رہا تھا وہان سخت لڑائی ہوئی وہان گائڈس کے پیادے تھے جنہون نے باغیون کی کسی کوشش کو مندر کے لینے مین چلنے نہین دیا صبح کو باغیونکی اسّی مردے وہان پڑے ہوئے گنے گئے

۱۷- جولائی جنرل ریڈ کا مستعفی ہونا

۱۷- جولائی کو جنرل ریڈ نے دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری سے استعفا دیدیا۔ وہ کچھ پہلے ہی سے بیمار دہلی مین آئے تھے یہان کی تھوڑے دنون کی جوابدہیون کے روزانہ افکار اور تردّدات نے انکی صحت کو بالکل بگاڑ دیا سو انہون نے اپنے عہدہ کا کام بریگیڈیر آرچ ڈیل ولسن کو سپرد کردیا اور خود شملہ کو اپنی حفظ صحت کے لیئے چلے گئے

بریگیڈیر ولسن کی سپہ سالاری -

کیمپ مین ایسے افسر کے انتخاب سے جسنے میدان مین لڑائیان بڑی بہادرانہ لڑی ہون سب کو اطمینان تھا مگر بعض ایسے بھی تھے جو یہہ دیکھتے تھے کہ اس تبدیلی سے حملہ کرکے شہر کے لے لینے مین چستی وچالاکی کی افزائش کی اچھی امید نہین ہے لیکن حقیقت مین یہہ زمانہ ایسا تھا کہ اپنی محافظت مین چستی وچالاکی دکھانی چاہیئے تھی -

یہہ امر یقینی ہے کہ صاحب ممدوح نے جسوقت دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری کا عہدہ لیا ہے اس مین جن حالتون کا مقابلہ کرنا انکو پڑا وہ بڑی ہمت ہرا دینے والی اور دل شکن تھین پہلے دو سپہ سالارون کو موت آچکی تھی اور تیسرا قریب المرگ ہوکر چلا گیا تھا سٹاف کے چیف ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل اپنے خیمون مین زخمی پڑے تھے۔ پانچ ہفتے سے سپاہ دہلی کے آگے اپنی محافظت دشمنون سے کر رہی تھی۔ وقتاً فوقتاً شہر کو حملہ کرکے لے لینے کی منصوبے باندھے جاتے تھے اور ملتوی کیئے جاتے تھے اور آخر کو یہہ بہادرانہ ارادہ ترک کردیا گیا۔ ان پانچ ہفتون مین دشمنون نے بیس دفعہ حملہ کیا اور مدت سے یہہ بات مان لی گئی تھی کہ انگلش محاصرین نہین ہین بلکہ محصورین ہین۔ یہہ ناممکن تھا کہ یہہ تمام باتین سپاہ کی ڈسپلن (جسمانی اور عقلی تربیت) پر اپنا اثر نہ کرتین۔ یہہ اسی سپاہ نے عزت دوام حاصل کی ہے کہ ایسی حالتون کی اسپر بگاڑنے والے اثر صاف دکھائی دیتے تھے۔ باغیون کی قوت روز بروز متواتر بڑھتی جاتی تھی گو انکا نقصان انگریزون کی نسبت زیادہ ہوتا تھا۔ اس بات کا بتلانا مشکل تھا کہ کب تک باغی

متواتر دق کرنے والے حملے انگریزون پر کرتے رہین گے - انگریزون کا لشکر دشمنون کو مارتے مارتے تھک گیا تھا گو بظاہر انکے مخالفون ضعیف نہین ہوئے تھے نہ انکے اعتبار مین کمی آئی تھی یا اپنے حملون کے درمیان توقف مین طول ہوا تھا اسلیئے یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ اس جولائی کے مہینے کے وسط مین سپہ سالار نے اس مشکلات کو دیکھا جو اس مقام مین دشمنون کے سامنے رہنے مین تھین اور اس بات مین شبہات اسکو پیدا ہوئے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کے مقابلہ مین ہم ٹھیر سکتے ہین یا نہین لیکن ایسے شبہات تھوڑی دیر کے لیئے بھی نہین ٹھیر سکتے تھے - انگریزون کی سپاہ بڑی حیرانی اور پریشانی مین تھی - اسکی تعداد کم ہوگئی تھی اور وہ دیکھتی تھی کہ متواتر سینہ زور دشمنون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکا نتیجہ کچھ نہین ہوتا اور وہ اس حالت سے تھکی جاتی تھی جسکا انجام و مآل وہ نہین دیکھ سکتی تھی کہ کیا ہوگا اگرچہ انکی ڈسپلن مین کچھ تھوڑا سا فرق آگیا تھا مگر وہ بے دل ذرا بھی نہین ہوئی تھی وہ بے صبر تھی مگر نا امید نہ تھی جس کام کی اس سے درخواست کی جاتی تھی وہ اسکو انجام دیتی تھی اور وہ یہان سے مراجعت کرنے کے خیال سے نہایت ناراض ہوتی تھی -

اس مہینے کے شروع ہوتے ہی ان آدمیون کے دلون مین پہاڑی کے چھوڑ جانے کا خیال پیدا ہوا جو یہہ بڑا بہادرانہ عزم رکھتے تھے کہ شہر کو حملہ کر کے لینا چاہیئے اب اسکو جواری کا پانسہ پھینکنا کہنے لگے - جنرل برنارڈ کی موت سے پہلے بارو سے گریٹ ہیڈ جو دہلی مین سب سے بڑے سول افسر تھے اور پہلے دہلی پر حملہ کرنے کے لینے کے بڑے حامی تھے انہون نے چوتھی جولائی کو لکھا کہ دہلی کو حملہ کر کے لے لینے کی دو دفعہ تیاریان کی گئین اب مجھے اعتبار نہین ہے کہ پھر یہ ارادہ پختہ ہوگا مین اپنی رائے کو صحیح مانکر یہہ کہتا ہون کہ یہہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا ہم اپنے مقام پر جمے رہین یا محاصرہ کو اٹھالین اور سپاہ سے اس طرح کام لین جب تک کہ دوبارہ دہلی پر لشکر کشی ہو کہ وہ پبلک کو فائدے پہنچائے - غرض صاحب ممدوح اس بات پر خیال کرنے لگے کہ ملک کو فائدے علے العموم اسطرح حاصل ہونگے کہ سپاہ جو اس شہر عظیم کی فصیلون کے آگے مقید پڑی ہے اور اپنی قوت کو اپنی نحس محافظت مین ضائع کر رہی ہے وہ آزاد کی جائے جسکی ضرورت ملک کے ان حصون مین ہے جہان انگریز بلاؤن اور آفتون مین گھرے ہوئے ہین - یہہ دہلی کی سپاہ وہان

جاکر جو فتوحات متواتر حاصل کرینگی اسکا بڑا اخلاقی اثر ملک پر ہوگا اور بہت سے فائدے اس سے
حاصل ہونگے نیول چیمبرلین اور بیرڈ سمتھ کی راے اسکے خلاف تھی کہ اسطرح سے محاصرہ
کے اٹھا دینے مین کامیابی کی کوئی امید نہین ہے حالت موجودہ مین یہہ امر خطرناک ہے
کہ ہم شہر مین جاکر اپنی سپاہ کو اسکے کوچہ و بازار مین الجھا دین اسلیئے یہہ بہتر ہے کہ ہم اپنے
مقام پر قائم رہین اور جب کمک آجائے تو شہر پر حملہ کرین ہیڈ کوارٹرس مین اس
سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ پولیٹکل اور ملیٹری بنا پر یہہ دانشمندانہ کام ہے یا نہین کہ ہم دہلی کو
چھوڑکر اس شوقین سپاہ کو ملک کے اور حصون مین کام مین جب تک مصروف کرین
کہ دہلی کے سامنے ایک زبردست سپاہ لائین۔

اس باب مین جرنیل کے دل مین اگر کوئی شبہ پیدا ہوا ہو تو اُسکو چیف انجنیر
بیرڈ سمتھ صاحب نے بالکل دور کردیا۔ جب جرنیل نے اس معاملہ کو انکے روبرو پیش
کیا تو انھون نے کہا کہ محاصرہ کا اٹھا دینا ہمارے قومی اغراض کے حق مین زہر ہوگا۔
یہہ ہمارا فرض ہے کہ دہلی کی جو ایک مضبوط گرفت ہمارے ہاتھ مین ہے اسکو قائم رکھین
ہمارے حق مین یہہ باتین مفید ہین کہ پنجاب سے ہماری آمد و رفت کشادہ ہے پنجاب
مین امن امان ہے وہان کی امداد اور کمک سے ہماری بہت تقویت ہوسکتی ہے۔ سپاہ کی قوت
و صحت بہت اچھی ہے اسکے لیئے سامان رسد خاطر خواہ ہے۔ یہہ سچ ہے کہ ہمارے محاصرہ سپاہ
کے مقام کا استحکام تھوڑا کیا گیا ہے اور ہماری توپین ایسی جگھون مین نہین لگائی گئین ہین کہ وہ
دشمنون کو زیادہ ہلاک کرین اور انکے مورچون کو تباہ کرین مگر مین وعدہ کرتا ہون جو اب تک کام
نہین کیا گیا ہے وہ مین کرونگا۔ پھر اسنے جنرل سے کہا کہ آپ غور کیجیئے کہ محاصرہ کے چھوڑ دینے کا
نتیجہ کیا ہوگا۔ سارے ہندوستان کو یہہ یقین ہوگا کہ ہم جو دہلی سے واپس آئے تو اس کا
سبب یہہ تھا کہ ہم کو شکست ہوئی ایسی صورتون مین ہندوستانیون کے دلوں پر بڑھی نقش ہوگا
جو ہماری شکست فاش سے ہوتا۔ محاصرہ کے اٹھا دینے کی صورت مین ہماری پنجاب سے
آمد و رفت بند ہوجائیگی اور پھر جو اس ملک سے لوگون کی امیدین ہین وہ جاتی رہینگی اور پھر
ہم کو دہلی پر دشمنون سے جنکی قوت افزونی تعداد سے بڑھ جائیگی لڑنا پڑیگا اور پھر بڑا کام ہمکو

یہہ کرنا پڑیگا کہ دہلی میں جو بغاوت کا مرکز اور آب ہے اسکو روکنا پڑیگا اب تو تمام باغی سپاہی
دہلی میں جمع ہوتی ہیں اور ہم جو انسے لڑتے ہیں تو وہ سارے ملک میں نہیں پھیلتین اور ہمارے
ان مقامات پر جو ضعیف اور تنہا بے پناہ ہیں حملہ آور نہیں ہوتین - ان دلائل نے جنرل ولسن کے
دل کو یقین دلا دیا کہ محاصرہ کا اٹھانا بالکل نامناسب ہے اسلیئے چیف انجنیر کا شکریہ ادا کیا -

۱۸ جولائی کو باغیون کا حملہ پہاڑی کے مورچے اور سبزی منڈی پر

۱۸ - جولائی کو باغیوں نے پھر پہاڑی کے مورچہ اور سبزی منڈی پر بڑی تیزی و تندی سے
دیر تک حملہ کیا دوپہر کے قریب ایک کولم انگریزی باغیوں کو اپنے مقامات سے نکالنے کیلیئے آیا - باغی بہت سے
احاطوں میں اور نشیبوں میں بیٹھے ہوئے انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے - لفٹنٹ کرنیل جونس نے باغیونکو
بہت نقصان پہنچاکر شہر میں بھگا دیا آج کی لڑائی میں انگریزوں کا نقصان یہہ ہوا ایک افسر اور بارہ سپاہی
مارے گئے اور تین افسر اور چھیاسٹھ سپاہی زخمی ہوئے - سبزی منڈی پر باغیون کا یہہ آخری حملہ
تھا اسلیئے کہ انجنیرون نے متواتر کوشش کرکے ان پرانی سراؤں اور دیواروں اور باغونکو کچھ فاصلہ تک مسمار کر دیا -
جنکی آڑ میں باغی پاس آنکر کمٹیوں پر حملہ کرسکتے تھے جس میں انکی آتش زنی سے بہت نقصان ہوتا
تھا جسوقت انجنیر اس کام میں مصروف تھے وہ پہاڑی کی محافظت کے کاموں سے بھی بیپروا نہیں
کرتے تھے انہون نے اسکو بھی بتدریج مہیب بنا دیا تھا - باغیون سے جو توپیں چھینی تھیں وہ مورچون
میں مناسب مقاموں پر لگائی گئیں اور پنجاب سے جو نئے سکھ توپچی آئے تھے وہ انپر متعین
کیئے گئے - سمن ہوس جسکا پہلے ذکر کیا ہے وہ شہر کی فصیل سے بہت قریب تھا اسکو مستحکم خوب کرکے
کر دیا اور سپاہیون کے رہنے کے لیئے سائبان بنا دیا یہہ ایک ضروری تدبیر تھی وہ موری دروازہ
کے گرگجوں کی توپوں کے گولیون کی مار کے نیچے تھا - اب فصیل سے تھوڑے فاصلہ پر سپاہی اسطرح
آسکتے تھے کہ دشمنون کو نہ معلوم ہو - ۲۰ - جولائی کو یہہ خبر آئی کہ لشکر گاہ کی داہنی طرف باغون میں
باغی ایک ایسا مورچہ بناتے ہیں کہ جسکی بھاری توپوں کے گولے کیمپ میں آنکر پڑیں - لفٹنٹ کرنیل
سیٹن اسکا حال دریافت کرنے کے لیئے ایک کولم لیکر گئے —— وہان نہ کسی دشمن کا
نہ مورچہ بنانے کا نشان پایا مگر سپاہ واپس آتی تھی کہ کشن گنج کے حوالی سے کچھ باغی نکلکر انگریزی
سپاہ کے تعاقب میں آئے گائڈس پیادوں نے انکو مار کر بھگا دیا آج کے دن انگریزوں کا نقصان یہ ہوا
کہ ایک سپاہی مارا گیا اور تین افسر گیارہ آدمی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے -

۲۳- جولائی کی صبح کو باغی کشمیری دروازہ سے انبوہ در انبوہ باہر آئے اور انہوں نے لڈلو کیسل پر اور اسکے آس پاس قبضہ کیا اور مٹکف کے پکٹ اور پہاڑی پر خاص کر مسجد کے پکٹ پر میدانی توپوں سے آتش زنی شروع کی جسکا جواب پہاڑی کے مورچونکی دو توپوں نے دیا اور دو اور توپیں انکی امداد کو آ گئیں لیکن توپونکی جنبش اور درختوں اور دیواروں کی آڑ دان کے سبب سے انگریزوں کی توپیں باغیون کی توپون کو بند نہ کر سکیں بریگیڈیر شوورس کو حکم ہوا کہ وہ بائیں طرف سے پہاڑی کے ایک تنگ رستہ سے جاکر باغیوں کے بازو پر حملہ کریں جو اسوقت پہاڑی کے گولوں کی طرف متوجہ ہیں- اس کام لیئے جو سپاہ چلی اسکی تفصیل یہ ہے کہ چھ گھوڑ چڑھی توپیں میجر ٹرنر کے ماتحت اور ملکہ معظمہ کی آٹھویں اور اکسٹویں رجمنٹوں کے ۴۰۰ سپاہی اور پہلی بنگال فیوزیلیر اور کوک کی رائفل کے ۳۶ اور گائڈ کے سواروں کا ایک گروہ مٹکف پکٹ کے دو سو پچاس سپاہی ماتحت کرنیل ڈرافٹ کے جو آج کے دن کا فیلڈ افسر تھا گئے کہ وہ سپاہ میسرہ کی امداد کرے جب بڑا کولم اس بلند سڑک پر چلا جو کشمیری دروازہ کو جاتی ہے تو باغیون کو بظاہر یہ نہ معلوم ہوا کہ بہت سپاہیں آتی ہیں- انکو وہ آتی ہوئی جب معلوم ہوئیں کہ ان سے چند گز کے فاصلہ پر آ گئیں تو وہ اپنی توپوں سے دو گولے چلا کر شہر کے اندر چلے گئے مگر باغوں اور احاطوں میں جو باغیون کے پیادے تھے انسے چھیڑ چھاڑ ہوئی جب سب باغی بھاگ گئے تو انگریزی سپاہ اپنے کیمپ میں الٹی چلی آئی انگریزی سپاہ کا نقصان یہ ہوا کہ ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور پانچ افسر اور چھتیس سپاہی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک سپاہی گم ہوا-

۲۳- جولائی کے بعد چند روز تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی طرفین سے گولے ایک دوسرے پر چلتے رہے اور جب باغی انگریزی مورچے کی دیواروں کے پاس آتے تو کچھ چھیڑ چھاڑیں ہو جاتیں لیکن ۳۱ جولائی کو کئی ہزار سپاہیوں کا لشکر تین مورٹر اور دس توپیں لیکر شہر سے باہر نکلا اور رہتک کی سڑک پر اس ارادہ سے چلا کہ ایک عارضی پل نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ پر بنائے اس پل بنانے کے لیئے وہ لکڑیاں بھی ساتھ لے گیا انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ ان کا تھا اگر باغی اس پل کو بنا لیتے تو پھر انگریزی لشکر کو بہت ستاتے اگرچہ باغیون کے بھیجی کا مونگا

بڑی نگرانی کی جاتی تھی اور ایک گشتی کولم میجر کوک کے ماتحت تیار رہتا تھا کہ وہ دفعتہً باغیوں کے مقابلہ کے لیئے سفر کرے لیکن اگروہ نالہ پہ پہنچ بھی جاتا تو بارش کے سبب سے سب طرف پانی کی ایسی طغیانی ہو رہی تھی کہ توپوں کا اس میں چند میل لے جانا ناممکن تھا اور پھر نہر سے عبور کرنا تھا اسکے بعد کہیں بڑی سڑک پہ سپاہ آ تی جیسا اس موسم میں آسانی سے سپاہ چل سکتی تھی آج کے دن کمایوں کی پلٹن جسمیں چار سو نو اسّی سپاہی تھے لڑائی میں لشکرگاہ سے دو پڑاؤ پہ تھی جو بڑا خزانہ اور بہت سا سامان جنگ لیئے آتی تھی اسکے کمانیر پاس حکم بھیجا گیا کہ وہ رات کو کوچ کرکے چلا آئے اور میجر کوک کا کولم پہلے پڑاؤ علی پور پہ اسکی امداد کے لیئے گیا۔ مینہ موسلادھار برس رہا تھا اسکے اندر یہ سپاہ صبح کو کیمپ میں آگئی اور میجر کوک کا کولم تیار رہا کہ جسوقت حکم آئے روانہ ہو جائے۔ دوپہر کے بعد باغیوں نے بستی میں پل تیار کر لیا تھا کہ پانی کی ایسی طغیانی ہوئی کہ پل بہہ گیا اسکی لکڑیاں کیمپ کے پاس بہتی ہوئی نظر آئیں پھر باغیوں کا لشکر دہلی کی طرف چلا گیا کہ اسی وقت شہر سے ایک بڑا انبوہ پیادوں کا نکل کر انسے ملا جب یہہ دو لشکر ملے تو وہ کشن گنج کے حوالی میں داخل ہوئے اور پہاڑی پہ انگریزوں کے مورچوں کے داہیں طرف پر حملہ آور ہوئے۔ اسوقت آفتاب غروب ہونے کو تھا رات بھر بندوقیں اور توپیں متواتر چلتی رہیں باغی مورچہ کی دیوار پاس جانے تو انگریزی پیدلون کی بندوقوں کے گراپ کی باڑھ سے پسپا ہوتے ملکہ موسٹر بھی ہمارے پیچھے کے کیمپ کے آدمیوں کی بھیڑ پہ گولے مار کر خوب کام کرتی دوسری اگست کی صبح کے دس بجے باغیوں کی لڑائی موقوف ہوئی اور انہوں نے چار بجے تک بالکل شہر میں راجعت کی انگریزی سپاہ تعریف کے قابل انکے سامنے ڈٹی رہی اور انکے مورچے کی دیواروں نے خوب محافظت کی اور سپاہ نے دشمنوں کو پیٹھ صورت سوا اسوقت کے نہیں دکھائی کہ وہ مورچے کے پاس آجاتے اگرچہ اپنر شہر کشن گنج سے گولے اور گولیوں کی بھرمار متواتر رہی مگر اسکا نقصان بہت کم ہوا ایک افسر اور ایک سپاہی مارے گئے اور چھتیس زخمی ہوئے باغیوں کا نقصان بہت ہوا ایسن ہوس کے گرد ۱۲۷ لاشیں انکی شمار کی گئیں انکی بہت سی لاشیں اور جگہہ پڑی ہوئی تھیں اور معلوم نہیں کہ اندھیرے میں وہ کتنی لاشیں اٹھا کے لے گئے ہونگے۔

آج پہلی اگست کو مسلمانوں کی بقرعید تھی اور ہندوؤں کی دوج تھی ہندوؤں اور مسلمانوں نے

فتح کی بہت دعائیں مانگیں اور بڑے جوش خروش سے حملے کیئے مگر انکا انجام وہ ہوا جو اوپر بیان کیا گیا بادشاہ عید کو عیدگاہ میں جا کے نماز پڑھتا تھا اور اونٹ کی قربانی کرتا تھا مگر آج اگر وہ وہاں جاتا تو خود اسکی قربانی ہوتی ۔ تلنگوں نے مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہیں کرنے دی انکو سمجھایا کہ گائے کی بجائے فرنگیوں کی قربانی کرو مگر انکی قربانی کرنے میں تو اپنی قربانی ہوتی تھی اسلیئے مسلمان آج کچھ اور دنوں سے زیادہ جنگ میں مصروف نہیں ہوئے ۔

باغی شہر میں آئے وہ مایوسی کے سبب بڑے شکستہ دل ہو رہے تھے کہ نہ کسی حکمت سے نہ کسی بہادری سے پہاڑی پر سے انگریزوں کو نکال کے باہر کر سکتے ہیں ۔ باغیوں نے نہایت عمدہ طور پر انگریزی لشکرگاہ کے عقب پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہے ۔ چھ ہفتے سے روز بروز انگریزی مورچوں پر توپ زنی کی اور انکے باہر حملے کیئے اور مورچوں پر قبضہ کرنے کی تدبیریں کیں مگر ہمیشہ انکو فصیلوں تک انگریزوں نے بھگا دیا باغی جانتے تھے کہ اب وقت بہت قریب آگیا ہے کہ انگریزی کیمپ میں سپاہیوں کی کمکیں آجائیں گیں اب وہ اپنی بدقسمتی پر روتے تھے کہ ہوا کا رخ بدل گیا تھا کہ انگریز کیا تو محصور تھے یا اب وہ محاصرین بن گئے ۔ باغیوں کو یہہ اندیشے اور خوف ہو رہے تھے کہ انہوں نے جو چوڑی والوں میں باروت بنانے کا کارخانہ بنایا تھا وہ اتفاق سے اڑ گیا اور باروت بنانے والے سب جلکر بھسم ہو گئے ۔ اب انگریزی لشکرگاہ پر حملہ کرتے ہوئے باغیوں کی جان نکلتی تھی ۔ بہت ہی تھوڑے بہادران میں ایسے تھے جو لڑنے کا قصد کرتے تھے وہ شہر سے باہر لڑنے کے لیئے جاتے تھے اور شہر کے باہر کے کھنڈرات میں ادہر ادہر بیٹھ جاتے تھے جھوٹ موٹ کی ٹھوٹھاں کر کے چلے آتے تھے وہ کشمیری دروازہ سے باہر چند توپیں لے گئے اور شہر کی فصیل سے چند سو گز کے فاصلہ پر لڈلو کیسل اور قدسیہ باغ میں مقیم ہوئے اور شکف پکٹ پر گولے گولیاں ماریں اسوقت میں پیدل لڑنے والوں نے برابر گولیاں جھاڑیوں میں سے انگریزوں کے مقام پر چلائیں ۔ بعض اوقات وہ غل مچاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے مگر جلدی سے انگریزوں کی آتش باری سے پیچھے ہٹ آتے تھے اسطرح کی بے ترتیب لڑائی سے انگریزوں کا نقصان بھی ہوتا تھا انکو تکلیف بھی ہوتی تھی تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ دفعتہً جا کر یکایک باغیوں کی توپیں چھین لیجے اس مطلب کے لیئے بریگیڈیر شوورس صاحب بہ تفصیل ذیل سپاہ لیکر چلے چھ گھڑ چڑھی توپیں کپتان

ریمنگ کے ماتحت ۹ نمبر لین سر کا ایک دستہ کپتان این سن کے ماتحت اور گائڈ کے سوار کپتان سپین فورڈ
کے ماتحت اور ہندو سوار سنگف کے پکٹ کے کپتان فریزر کے ماتحت ملکہ معظمہ کی ۲۷ ویں رجمنٹ
اور پہلی بنگال فیوزیلر کے ۳۶۰ توانا سپاہی جیکب اور میجر کوک کی رائیفل کے ۲۵۰ سپاہی اور ملکہ معظمہ
کی آٹھویں رجمنٹ کے سو سپاہی کپتان روبرٹس کے ماتحت اور دوسری فیوزیلر کے سو سپاہی کپتان
ہیرس کے ماتحت اور کمایون کی پلٹن سو سپاہی کپتان طامس کے ماتحت اور چوتھی سکھ پیدل
پلٹن کے سو سپاہی کپتان چیمبرس کے ماتحت انکو صاف حکم تھا کہ آڑون کے اندر چپ چاپ لڈ کویل
میں جا کر توپیں لے لیں اس حکم کے موافق کولم کے دونو طرف پیدل تھے اور توپخانہ سڑک پر تھا
نہایت چپ چاپ دشمن کے مقام کی طرف پیش قدمی ہوئی باغیون کے سنتری نے کہا۔ ہکم در۔
(کون آتا ہے) اسکا جواب گولی نے اسکے پیٹ میں جا کر دیا نید وقون کی باڑ سے باغیون نے
متحیر ہو کر مراجعت کرنے میں کوشش کی صرف انہوں نے دو توپیں چھوڑی تھیں کہ انگریزی سپاہی
توپوں کے قریب جا پہنچے۔ تیسری توپ کو ایک سپاہی ریگن نے لپک کر چھوٹنے نہیں دیا۔
ایک ہوٹ رنڈ گراپ سے بھرا ہوا انگریزی سپاہیون کی طرف لگا ہوا تھا اس میں توپچی فلیتہ
لگانے کو تھا کہ ریگن نے اسکے سنگین ماری مگر خود بھی شدید زخمی ہوا۔ توپچی اپنی توپون پر کھڑے
ہوئے اور ویگنون کی طرف پیٹھ کر کے جب تک لڑے کہ مارے گئے انگریزوں نے چار
توپیں لے لیں باغیون نے پاس کے گھروں میں پناہ لی تھی انکو انگریزی سپاہیون نے
مار ڈالا اور انگریزی لشکر بڑی خوشیاں مناتا ہوا کیمپ میں آیا توپیں جو انہوں نے چھین لیں تھیں
ان کے گھوڑوں پر گورے سوار تھے اور خوشی خوشی انکو اپنے کیمپ میں لیئے جاتے تھے ---
انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر مارا گیا آٹھ افسر زخمی ہوئے اور ایک سو نو سپاہی لڑنے کے
قابل نہیں رہے زخمی افسروں میں بریگیڈیر شوورس اور میجر کوک تھے میجر اپنے ہاتھ سے توپ
چھینے میں زخمی ہوئے تھے شوورس صاحب کے مرنے سے انگریزونکا بڑا نقصان ہوا۔ وہ بڑے جری اور عاقل افسر تھے
باغیوں سے لڑائیاں ہوتی تھیں جسکے سبب سے مجروحون اور مقتولون کی فہرست میں بہادر
دلاور انگریزوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی مگر اس سے کیمپ میں سپاہ کے دل کمتر مضطرب ہوتے
تھے ایک دفعہ ایک مامور انجنیر دشمن کے مقام کی جاسوسی کے لیئے رات کو گیا تھا جب انگریزی سنتری نے

پوچھا کہ تو کون ہے تو وہ پیرول (وہ خاص بات جو ہر روز سپاہیوں کو اپنے اور غیر میں تمیز کرنے کے لیئے بتلائی جاتی ہے) کو اچھی طرح نہیں بتا سکا تو اسنے اسکو گولی سے اندھیرے میں مار ڈالا۔ یہہ بھی اکثر ہوتا تھا کہ افسر جو ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے اور مورچہ کی دیوار سے باھر انکا سر نظر آجاتا تو انکو وہ اپنا نشانہ بناتا پھر جان کا بچانا مشکل ہو جاتا۔ کیمپ میں ہنسی اور ٹھٹول کی باتیں بھی ہوتیں ایک سپاہی نے شکایت کی کہ جب سے مورچہ کی دیوار چھاونی تک اونچی بنائی گئی ہے بیٹری میں کام کرنے والوں کے جب گولی لگتی ہے تو سر ہی میں ایک صاحب کو توپ کی رینی کے باہر اپنے تیئں دشمن کے دکھانے کا ایسا شوق تھا کہ باوجودیکہ انکے ہمراہیوں نے منع کیا کہ کیوں ایسی خطرناک جگہہ میں بیٹھے ہو مگر اس نے نہ مانا وہ ایک دن اس خوفناک مقام میں مارا گیا۔ گو کیمپ میں ساری باتیں مصیبت کی ہوتی تھیں کہ جنسے دل شکنی ہونی چاہیئے تھی مگر سپاہی خوشدل ہشاش بشاش رہتے تھے۔ اور افسر نہایت خوش و خرم آپس میں ملتے تھے ہنسی اور ٹھٹول کی باتیں کرتے تھے اور کیمپ اور دور دور کی خبریں ہنس ہنس کر ایک دوسرے کو سناتے تھے پہلے کے دوست اور ناآشنا یکجا جمع ہو گئے وہ سب آپس میں یک دل دوست ہو گئے۔ جب شام کو سینہ کھلا ہوتا تو بیمار اور زخمی اپنے خیموں سے اپنے بستروں پر یا ڈولیوں میں تازی ہوا کھانے کے لیئے پھرائے جاتے دوست انسے ایسی باتیں کرتے کہ انکا دل خوش ہو جاتا۔ ایک اعلے درجہ کا شریف ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے خیمہ سے باہر اس لیئے نہیں آتا تھا کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنے زخموں کا کر پر بیٹھ کر اتا ہے۔

میس کوٹ میں جب افسر کھانا کھانے کے لئے جمع ہوتے تو بڑی ہنسیاں ہوتیں۔ اگرچہ کھانے کی چیزوں میں کمی نہیں ہوتی تھی مگر پھر بھی افسروں کے کھانے کی خاص ضروری چیزیں باقی نہ رہتی تھیں مگر افسروں میں ایسا اتفاق تھا کہ جب ایک میس کوٹ میں کسی ایک چیز کی کمی ہوتی تو دوسرے میس کوٹ اسکو دیدیتی۔ ہر میس میں ہر ایک ممبر کے لیئے واین اور بیر کی مقدار مقرر تھی جب کسی میس میں بہت مہمانوں کے آجانے کے سبب سے کوئی بوتل انکی باقی نہ رہتی تو دوسری میس اس تکلیف کو رفع کر دیتی۔ کیمپ میں اچھی پوشاک پہننے کے لیئے موجود نہ تھی۔ جو اچھے کپتان کے کپڑے پہننے تھے وہ موٹی اون کا لباس پہنتے۔ آدھے کپڑے سویلیوں کے ہوتے آدھے ملیٹری

لڑائی میں جو بھائی مارے جاتے انکے کپڑے پہنے جاتے۔ بارہوی گریٹ ہیڈ صاحب اپنے چھوٹے بھائی سے جو انجینیر تھا ایک بوٹوں کا جوڑا لیکر بڑے خوش ہوئے اور نوجوان برنارڈ جب اپنے باپ کے مرنے کے بعد کیمپ سے گیا تو اسنے انہوں نے ایک سنگار میز خریدی پادری صاحب کا بھی پادریانہ لباس نہیں تھا جب نماز پڑہانے جاتے سپاہی کا لباس پہنکر جاتے غرض کیمپ میں گورے بڑے خوشدل رہتے جب بارش اور پانڈے انکو چین لینے دیتے تو وہ چہل قدمی کرتے کریکٹ کھیلتے ...... جمناسٹک کی ورزشیں کرتے کبھی لڑائی میں انکو اپنی فتح میں شبہہ نہ ہوتا تھا انگلش کیمپ میں گورے شراب پینی زیادہ چاہتے تھے لیکن یہ انکی بڑی عزت کی بات ہے کہ شراب کے اثر سے بہت کم ہی انہوں نے شرارت کے چھپانہ کام کیئے۔ برسات کا موسم ہوا اور گھٹائیں جھوم جھوم کے آتی ہوں لڑائی میں جاکر کام کرنا پڑتا ہو تو ایسی حالت میں خواہ مخواہ انکا دل شراب پینے کو چاہتا تھا کہ دل دماغ میں توانائی اور قوت پیدا ہو۔ کیمپ میں بعض دانشمند افسر تھے کہ وہ اس موسم میں بخار کی حفظ ماتقدم کے لیئے سپاہیوں کی کونین کی گولیاں دیتے تھے جب توپخانہ کے ایک افسر کے توپچیوں نے اس دوا کے کھانے پر بڑبڑانا شروع کیا کہ ہمکا کھانا سپاہی کا کوئی فرض نہیں ہے تو اس افسر نے انسے کہا کہ جو سپاہی کونین کھائے گا اسکو ایک ڈرام رم کا زیادہ دیا جائیگا تو سب سپاہی خوشی خوشی کونین کی گولیاں کھانے لگے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کسی توپچی کو بخار نہیں آتا۔

جب انگلش کیمپ میں یہ خبر آئی کہ کانپور میں ساری انگریز اور انکی بی بیچے مارے گئے اور یہ امر کچھ تعجب خیز نہیں ہے کہ انگریزوں کو ہندوستانیوں سے پہلے کی نسبت بھی اور زیادہ عداوت اور نفرت ہوگئی انگریز تو چاروں طرف سے ہندوستانیوں سے گھرے ہوئے تھے پانڈے کا فریق تو ہندوستانیوں کے فرقوں کا ایک حقیر جزو تھا جو باغی ہوگیا تھا مگر اور فریق تو انگریزوں کے خیرخواہ تھے۔ اس بغاوت میں بڑی عجیب بات تو یہی تھی کہ ہندوستانی ہی باغی تھے اور انگریزوں کی طرف ہندوستانی ہی اس بغاوت کے مٹانے والے تھے انگریزوں کے ہندوستانی بدخواہوں اور نیک خواہوں میں لڑائی ہوتی تھی۔ انگریز اپنا ایک کام تو بغیر ہندوستانیوں کی مدد کر نہیں سکتے تھے اگر

اسوقت سارے ہندوستانی انگریزون سے بیوفائی اور بغاوت کرتے تو انگریز ہندوستان
مین ایک دن نہیں رہ سکتے تھے اگر کسی انگریز کے خانگی نوکر بالکل بھاگ جائین تو پھر پوچھیے
کہ اسکی زندگی کیسی تلخ ہوتی ہے - کیمپ مین ہر ایک انگریز کے لیئے دس ہندوستانی موجود
تھے توپخانہ کے ہر ترپ مین گورون سے چوگنے کالے تھے - سوارون کے رسالہ مین ہر گھوڑے
کے واسطے دو ہندوستانی تھے انکے بغیر انگریز اپنے گھوڑون کو دانہ کھلا سکتے تھے نہ توپونکو
چلا سکتے تھے اور نہ بیمارون کو بلا سکتے تھے - اس محاصرے مین تمام ہندوستانی ملازم سرکاری اور
غیر سرکاری باستثنا بعض آدمیون کے وفادار اور خیرخواہ رہے ماہ بماہ اپنی تنخواہ پاتے رہے اور نوکری کے سارے
کام اسی طرح بجا لاتے رہے جیسے ان ایام مین کہ غدر نہ تھا لیکن انکی قدرشناسی ان خدمات کی
جیسی ہونی چاہیئے تھی نہیں ہوئی - بورچیون کے لڑکے پلٹون پر گورون کا کھانا توپون اور
بندوقون کے گولون اور گولیون کی بوچھاڑ مین اپنی جان پر کھیل کرلے جاتے تھے مگر ان کے اس
خوفناک کام کرنے پر بہت کم خیال کیا جاتا تھا - ہندوستانیون کی انگریز پرستی کی بہت سی
مثالیں ہیں وہ انگریزون پر اپنی جانین نثار کرتے تھے - ایک ہندوستانی توپ کے ہنکانے والے
کی گھٹنے کے نیچے سے ٹانگ ٹوٹ گئی وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا افسر نے اسے کہا کہ گھوڑے
سے اترکر ڈولی مین آجا تو اسنے کہا کہ کچھ پروا نہین صاحب مین اپنے گھوڑے پر توپ کے
ساتھ ہونگا - اگر صاحب اسکو حکم ڈولی مین آنے کا نہ دیتے تو وہ گھوڑے ہی پر سوار رہتا
کیمپ مین بہت سے انگریز ایسے تھے کہ ہندوستانیون کی اس حسن خدمات کے عوض میں
گالیان دیتے اور ڈگ لگاتے اور انپر طعن وتشنیع پہلے زمانہ سے زیادہ کرتے مگر ہندوستانی
اسکی صبر کے ساتھ برداشت کرتے - یہہ وقت اب دل گئے مگر وقت کے ساتھ انگریز نہین بدلے
انگریزون کی قومی خصلت وہ فولاد ہے خواہ اسکو کیسی ہی بھٹیون مین ڈالو مگر وہ پگھلتا اور
مڑتا نہین - ہندوستانیون کی مٹھی مین انگریزون کی زندگی ہے مگر وہ انسے ہمیشہ نڈر رہتے
ہین اور انکے ساتھ خشونت کرتے ہین یہہ مصیبت اور آفت کا زمانہ اور قومون کو گمزور اور
نرم کردیتا مگر اسنے انگریزون کے قومی غرور وتکبر کو کم نہین کیا اس غرور نے انکی قوم کو اس ملک
مین قائم رکھا اسکے بغیر وہ ہلاک ہو جاتے اس غرور نے ہی ہندوستانیون کو یقین دلایا کہ انگریز

ہندوستان مین ایک فرنگی بھی باقی رہے گا تو وہ اپنی قوم کی سلطنت کو پھر حاصل کرلیگا۔ غرض انہون نے اپنے ضعف کی حالت مین اپنی قوت کو ایسا دکھایا کہ ہندوستانیون نے ان کا لوہا مان لیا۔

شہر کے باہر کیمپ مین تو انگریز اپنے خصائل یہہ دکھا رہے تھے لیکن شہر کے اندر ہندوستانی اپنے خصائل کا اور ہی رنگ دکھا رہے تھے نہ انکی صلاح مشورہ مین اتفاق تھا انکی اغراض مین اختلاف تھا آپس میں جھگڑا فسانہ تھا ظلم و ستم ہو رہا تھا مصیبت اور آفت کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ انگلش کیمپ مین تو وہ اتحاد تھا کہ وہ ایک شخص واحد معلوم ہوتا تھا اور شہر مین باہم وہ فساد و عناد تھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے جدا تھا۔ دربار شاہی اور سپاہیون اور اہل تجارت اور اہل پیشہ مین آپس مین کوئی اتحاد نہین تھا شہر میں جسقدر سپاہ بڑھتی جاتی تھی اتنی مشکلات اس مین بڑھتی جاتی تھین بہادر شاہ کی بادشاہی کا خلاصہ ایک باب مین اس تاریخ مین بیان کیا جائیگا۔

اس تاریخ مین بریگیڈیر نکلسن صاحب کیمپ میں جلوہ افروز ہوئے۔ ایام بغاوت مین جن بہادرون نے کار ہای بزرگ کیئے ہیں ان مین سب سے زیادہ کار عظیم صاحب ممدوح نے کیئے ہین وہ شیر پنجاب کے لقب کے مستحق ہیں وہ تہمتن و دلاور تھے انکی حسن سیرت نے انکی شجاعت اور قوت کو اور زیادہ حسین کر دیا تھا۔ جب انہون نے ایام نوجوانی میں یہہ حکم سنا تھا کہ برٹش سپاہی اپنے ہتھیار دیدین تو وہ تین دفعہ اس حکم کو ذلیل سمجھ کر دشمن پر حملہ کرنے گئے اور دشمن کو دیوارون سے بھگا کے سنگین کی نوک پر لائے اور آخر کو جب وہ اپنی تلوار دینے پر مجبور کیئے گئے تو غم و شرم کے مارے رونے لگے۔ جب پنجاب انگریزی عملداری میں داخل ہوگیا تو وحشی سرحدی قومون کے محکوم کرنے کا کام انکو سپرد ہوا وہ بڑے بہادر اور مستقل مزاج تھے انہون نے ان قومون کو اپنے ساتھ مانوس ہی نہین کیا بلکہ انکے دل میں اپنی عظمت و شوکت و عزت وہ پیدا کی کہ وہ انکو اوتار سمجھ کے انکی پرستش کرنے لگے۔ جب غدر ہوا ہے تو وہ وادی پشاور میں امن و عافیت و انتظام کرنے میں مصروف تھے جب پشاور مین کونسل اوف وار (جنگی کونسل) منعقد ہوئی تو انہون نے یہہ تجویز پیش کی کہ ایک گشتی سپاہ مرتب ہوکے پنجاب میں جہان غدر و بغاوت ہو تو وہان وہ جاکر اسکو دور کرے اس گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو سرجان لارنس نے

برگیڈیر نکلسن کا ورود

بریگیڈیر جان نکلسن صاحب

دل سے قبول کیا اور وہ بغیر کسی تاخیر کے مرتب ہوا بریگیڈیر چیمبرلین اسکے کمانڈر مقرر ہوئے جب وہ دہلی
مین اڈجیوٹنٹ مقرر ہوکر آئے تو انکی جگہہ صاحب ممدوح مقرر ہوئے اور بریگیڈیر جنرل کے عہدہ پر ممتاز ہوئے
اسوقت انکی عمر ۳۵ سال کی تھی ۲۲ جون کو انہون نے اپنے عہدہ کا کام لیا تھا دو دن بعد وہ پھلور کو
روانہ ہوئے اور اس مقام کے ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اسطرح سے اس سلاح خانہ کو
بچالیا جو دہلی مین انگریزی لشکر کو سب طرح کے ہتھیارون کو بھیجتا تھا اب دوسری مہم انکی یہہ تھی کہ
وہ ان باغیوں کو ہلاک کرین جنہون نے سیالکوٹ مین بہت انگریزون کو مارا تھا پھر ان کے پاس
یہہ خیال حکم آیا کہ وہ دہلی جائیں وہ بہت جلد انبالہ مین آئے اور وہ اپنی سپاہ سے پہلے جنرل ولسن
پاس دہلی مین صلاح و مشورہ کرنے آگئے صلاح و مشورہ کرکے وہ اپنی سپاہ مین پھر چلے گئے اور ۱۴ اگست کو
وہ اس گشتی لشکر سمیت کیمپ مین داخل ہوئے -

اس لشکر مین یہہ فوجین تھین

کپتان بٹور جیر کی یوروپین گھوڑون کی بیٹری -
ملکہ معظمہ کی ۵۲ وین پیدل رجمنٹ -
ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ کا باقی ونگ -
دوسری پنجابی پیدل رجمنٹ اور دو سو ملتانی سوار -

چھ ہفتے کی لڑائی کے بعد یہہ سپاہ کی کمک آئی تھی جس کے سبب سے کیمپ مین بڑی خوشیان
ہو رہی تھین اور سب کا دل اس سے خوش تھا کہ اب دہلی پر حملہ ہوگا لیکن اس حملہ سے پہلے محاصرہ
کے توپخانہ کا انتظار کرنا پڑا جو آہستہ آہستہ پنجاب سے آرہا تھا اور اسکے ساتھ بہت گولہ باروت تھا
جس دن یہہ کومک کیمپ مین داخل ہوا تھا یہہ تحقیق ہوا کہ باغیون کے سوارون کا گروہ دہلی سے اس ارادہ
سے روانہ ہوا ہے کہ وہ پنجاب کے رستہ کو بند کرے انکی خبر لینے کے لیئے ہوڈسن صاحب بھیجے گئے انہون نے
اپنے ساتھ گائیڈس کے سو سوار اور پچیس جیند کے سوار اور اپنی نئی بھرتی کی دو سو تینتیس اناڑی سوار
ہمراہ لیئے - اناڑی سوارون مین بہت سے تو ہتھیار لیکر گھوڑے پر چڑھنا سیکھتے تھے ان کے
گھوڑے بھی آدھے سدھے ہوئے تھے لیکن وہ وحشی بہادر سپاہی سرحدی تھے جو اس افسر کے ساتھ
جان لڑانے کو موجود تھے جسکو وہ جانتے ہون کہ سپاہ کا لڑانا جانتا ہے - جب انہون نے کیمپ سے

سفر کیا ہے تو وہ خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور سرخ منڈاسے باندھے ہوئے اور سرخ ٹیکے لگائے ہوئے تھے انکی صورت سپاہیون کی سی معلوم ہوتی تھی پہلے ہی دن کے سفر مین کھرکھودہ مین مختلف نمبر آبمنی رسالون کے سوارون کے گروہ کو جسکا بشارت خان رسالدار پہلے نمبر آبمنی رسالہ کا سردار تھا دفعتہً جالیا اور بہت سوارون کو مارڈالا - برسات کے موسم سے جابجا پانی کھڑا ہوا تھا لشکر کو سفر کرنا مشکل تھا لیکن ہوڈسن صاحب نے رہتک کی طرف سفر کیا جب اسکے قریب آئے تو پیدلون اور چند سوارون سے انکی چھیڑ چھاڑ ہوئی اس لشکر کا سردار بابر خان رانگھڑ ونکا امیر تھا - اپر حملہ کیا گیا اور تیرہ سوار اُن کے مار ڈالے دوسرے دن بابر خان نے پھر حملہ کیا اسکے پاس تین سو سوار اور نو سو سپاہی توڑہ دار بندوقون کے تھے - حملہ آورون کے سردارون پر حملہ کیا گیا اور انکو بھگا دیا لیکن شہر کے قریب احاطون کے اندر سے گولیان آتی تھین اسلیئے لفٹنٹ ہوڈسن پیچھے ہٹے کہ احاطون سے دشمن نکل کر کھلے میدان مین آئے - جب اسطرح دشمن باہر آیا تو اسپر حملہ کیا گیا اور شہر کے اندر مار کر بھگا دیا - میدان جنگ مین دشمن کے پچاس سوارونکی لاشین دیکھی گئین - سب باغیون نے رات کو رہتک کو خالی کر دیا تو ہوڈسن صاحب حکم کے موافق ۲۲ - کو اپنے کیمپ مین آ گئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ گائڈس کے سوارون مین آٹھ سوار اور ایک گھوڑا زخمی ہوا جینڈ کے سوارون مین دو سوار زخمی ہوئے - ہوڈسن صاحب کا گھوڑا زخمی ہوا لفٹنٹ گف کے ہلکا سا زخم لگا اور پانچ سوار اور پانچ گھوڑے زخمی ہوئے +

اس وقت پہلے کی نسبت انگریزی لشکر باوجود بیمارون کی کثرت کے قوی اور زبردست ہو گیا تھا جسکی تفصیل یہہ ہے

پیمایش انگریزی لشکر

یوروپین آرٹلری	۵۴۸
ہندوستانی آرٹلری	۴۷۷
ہندوستانی سیپرمائنز	۶۷۳
یوروپین سوار	۴۸۵
ہندوستانی سوار	۷۶۹
یوروپین پیدل	۲۷۰۴

ہندوستانی پیدل ۲۴۶۷

غرض اسوقت سب قسم کی سپاہی آٹھ ہزار تھے سوار انکے باوجودیکہ اپنا لہ کو بہت سے زخمی اور بیمار بھیج دیئے گئے تھے پھر بھی ۵۳۵ بیمار اور ۳۰۴ زخمی لشکرگاہ مین موجود تھے -

۲۴- اگست کو باغیون کی بڑی سپاہ اٹھارہ توپین ساتھ لیکر دہلی سے یہ ارادہ مصمم کرکے چلی کہ انگریزی کیمپ کی طرف پنجاب سے جو محاصرہ کا توپخانہ آتاہے اسپر چل کر ہاتھ ماریئے دوسرے دن صبح کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کے ساتھ ایک کولم روانہ ہوا کہ باغیون کے پیچھے جاکر لڑے اس لڑائی کا حال مفصل اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے جو جنرل نکلسن صاحب نے خود ۲۸- اگست ۱۸۵۷ء کو لکھی ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے کہ "میجر جنرل ولسن سپہ سالار دہلی کی اطلاع کے لئے یہہ رپورٹ بھیجکر عزت حاصل کرتا ہون کہ مین آپ کے حکم کے موافق خوشی سے ۲۵- اگست کو سپاہ مفصلہ ذیل لیکر اس سپاہ کی راہ روکنے کے لیئے روانہ ہوا جو دہلی سے بہادر گڑھ کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوئی تھی کہ ہمارے عقب پر حملہ آور ہو-

تفصیل سپاہ

ملکہ معظمہ کی نمبر ۹ لینسر کا ایک دستہ	۱
گھوڑ چڑھی توپین	۱۶
گائڈس کے سوار	۱۲۰
۲ رجمنٹ پنجاب کے سوار	۸۰
ملکہ معظمہ کی ۶۱ رجمنٹ کا دنگ	۴۲۰
پہلی بنگال یوروپین فیوزلیر	۳۸۰
پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل	۴۰۰
دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل	۴۰۰
سیپر مائی نر	۳۰
ملتانی سوار	۲۰۰

بایں موضع نانگلوئی میں پہنچا جو یہان سے ۹ میل ہے وہانتک پہنچنے میں نے دلدل زمینونکو

بغاوت ہند (۱۸۵۷ء)

مشکل سے طے کیا مجھے معلوم ہوا کہ پہلے دن دشمن بالم مین تھا اور غالباً دو پہر کے بعد وہ نجف گڑھ
مین پہنچے گا تب مین نے یہہ ارادہ کیا کہ بہادر گڈھ کی سڑک چھوڑ کر اگر ممکن ہو تو رات ہونے سے
پہلے نجف گڈھ مین دشمن کو شکست دون مین نے نجف گڈھ کی جھیل کی ایک شاخ پر عبور
کیا جس میں گھیرے اور چوڑے پایاب پانی کو مین نے طے کیا اور چار بجے کے قریب موضع
بھاپ رولا کے قریب پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دشمن میرے سامنے اور بائین طرف نجف گڈھ
کی جھیل کے پل سے نجف گڈھ تک پونے یا دو میل مین پھیلا ہوا ہے اصل مین دو میل سے
کچھ زائد تھا اسکا نہایت مستحکم مقام ایک قدیمی باغ (سرا) ہے اور اپنے سنٹر کے بائین
طرف چار توپیں لگا رکھی ہین اور نو اور تو پین اس مقام اور پل کے درمیان لگا رکھی ہین۔
پانچ بج گئے تھے کہ لشکر پایاب ہو کر اس مقام کے محاذی آیا شام ہونے کو تھی رہبر میرے پاس
نہ تھے باوجود اس نقص کے مین نے مجبوراً بڑی محنت سے جلد دشمن کے مقام کا حال تحقیق کیا کہ
دشمن کے بائین سنٹر پر جو مجھ سے دشمن کا سب سے زیادہ مستحکم مقام بیان کیا گیا تھا زور ڈال کر
اپنے فرنٹ (سامنے) کو میسرہ سے بدلون اور توپون کی لین کو تلف کرتا ہوا پل کیطرف جاؤن
منصوبے کے موافق ۶۱۔ رجمنٹ ملکہ معظمہ اور پہلے فیوزیلرس اور دوسری پنجاب پیدل کو مع چار
توپون کو میمنہ بنایا انہین سے ہر ایک پلٹن مین سے سو سو سپاہیون کو عقب مین رزرو رکھا اور
دس توپیں میسرہ میں رکھیں جنکے ساتھ ۹ لین سر کا دستہ اور گائڈس کے سوار تھے۔ توپون نے
چند گولے چلائے تھے کہ میں پیدلون کو لیکر حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھا۔ دشمنون کو بھگا دیا
کچھ ہمارا نقصان تعداد میں زیادہ نہین ہوا مگر ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ کا بڑا بہادر ہونہار افسر
لفٹنٹ گیب بٹ سخت زخمی ہوا تو پھر مین نے اپنے فرنٹ کو میسرہ سے بدلا اور کل مقام کو
جس مین دشمن کی توپین تھین تہ و بالا کیا۔ دشمن نے تھوڑا مقابلہ کیا ہم آگے بڑھے بہت جلد
پل کے پار دشمن ہٹے ہماری توپین ابتر اپنے گولے چلاتی تھین تیرہ توپیں دشمنون کی ہمارے
ہاتھہ آگئیں جس وقت مین باغ پر حملہ کر رہا تھا مین نے لفٹنٹ لمسڈن کو جو قائم مقام کپتان میجر
کوک کی پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل کا تھا حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر ہماری طرف نجف گڈھ کو دشمنون سے
صاف کرے اس خدمت کو لفٹنٹ مذکور نے خوب اچھی طرح سے انجام دیا اور اپنے داہین بازو کو

آگے لایا اور بڑی لین کے عقب مین گیا۔
اب دشمنونکی ساری توپین ہمارے قبضہ مین تھین مین نے یہہ خیال کیا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہو کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ ایک چھوٹے سے موضع نگلی مین تھوڑے سے باغی سپاہیون نے اپنے تئین چھپایا ہے جو ہماری لین کے عقب سے چند سو گز کے فاصلہ پر تھا مین نے فوراً لفٹنٹ لمسڈن کو جو اس گاؤن کے قریب تھا حکم دیا کہ وہ باغیون کو اس گاؤن سے نکالدے اگرچہ یہہ باغی تعداد مین تھوڑے تھے مگر وہ اتنی دیر جمے رہے کہ چارون طرف سے انگریزی سپاہ نے گھیر لیا۔ اب انکے لیئے کوئی راہ بچکر فرار ہونے کی نہ تھی وہ خوب جان توڑ کر لڑے۔
مجھے افسوس ہے کہ لمسڈن صاحب مارا گیا اور اسکے ساتھ گیارہ سپاہی ہلاک ہوئے مین نے مجبور ہوکر پہلی پنجاب پیدل پلٹن کمک کو بھیجی اس سپاہ کا بھی ایک بڑا بہادر افسر لفٹنٹ ایلکنگٹن سخت زخمی ہوا اور پانچ سپاہی مارے گئے اور پہلے اس سے کہ گاؤن ہمارے قبضہ مین آئے پانچ سپاہی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔
دشمنون کو سوارون نے جو بظاہر ہزار سے کم نہین معلوم ہوتے تھے ایک دفعہ سے زیادہ لڑائی مین اپنی حملہ آوری کو دکھایا مگر ہماری توپون کی آتش فشانی نے انکو پسپا کیا مجھے افسوس ہے کہ مین اپنے سوارون کو انکے مقابلہ مین کام مین نہین لاسکا مین مجبور تھا کہ دوسری رجمنٹ پنجاب سوارون کے ایک دستہ کو لفٹنٹ نکلسن کے ماتحت اور ۱۲۰ ملتانی سوارون کو اپنے بیگیج کی محافظت کے لیئے چھوڑ دیا تھا میرے ساتھ لین سر گائڈس و ملتانی سوار تین سو سے زائد نہ تھے وہ توپون کے ساتھ تھے اور ریزرو تھے۔ مین نے پل پر رات بسر کی میرے ساتھ پہلی فیوزیلیرس اور دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل اور ارٹلری اور لین سر کے دستے تھے مین نے سیپرس سے سُرنگ لگوا کے پل کو اڑا دیا اور تمام ویگن اور لڑہے و چھکڑے جو مین اپنے ساتھ نہین لاسکتا تھا میجر ٹومبس کو حکم دیکر اڑوا دیئے۔ دن کے ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مین نے اپنے کیمپ کی طرف مراجعت شروع کی اور اس خوف سے کہ مینھ کے اور زیادہ برسنے سے بھی زیادہ رستہ دشوار گذار نہ ہوجائے۔ اسی دن کی شام کو اپنے کولم کو کیمپ میں لے آیا۔
اب میرا یہی خوش کن فرض پورا کرنا باقی رہا ہے کہ مین ان لڑائیون کی سپاہیون کی تعریف کرون

ملکہ معظمہ کی ۱۰ وین رجمنٹ اور پہلی فیوزیلیرس اور دوسری پنجابی رجمنٹ جس استقلال اور بہادری سے حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑہی ہے اس سے زیادہ بہادری کے ساتھ کبھی کسی سپاہی نے یہہ کام نہین کیا اسکی امداد ارٹلری نے جس لیاقت سے کی ہے اس سے زیادہ کبھی کسی نے امداد مین اپنی لیاقت نہین دکھائی میجر کوک کی رجمنٹ نے اپنے بہادر افسر لفٹننٹ شٹن کے ماتحت بڑی ناموری حاصل کی ہے افسوس ہے کہ یہہ افسر مارا گیا۔

اس طرح سپاہین بھی بڑی عزت کے لائق ہین جنھون نے بڑی خوشی و بہجت کے ساتھ تخفیفون کی جو انکے سامنے آئین برداشت کی انہون نے سورج کے نکلتے ہی سفر کیا اور دو دشوار گذار دلدلون کو طے کر کے موضع نانگاوی مین پہنچین اور چونکہ یہہ ممکن نہین تھی کہ بیگیج بجاپ رولا کے پایاب پانی کے پار لے جائین وہ مجبور تھے کہ چودہ گھنٹے کے سفر کرنے اور لڑنے کے بعد وہ رات کو میدان مین بغیر خوراک اور کسی قسم کے سایہ بان کے شب باش ہون۔

جن افسرون کی خدمات کا اس لڑائی مین مین نہایت ممنون ہون اور میجر جنرل کی مہربانی ان کے حال پر چاہتا ہون وہ میجر لومبس کمانیر ارٹلری ہین اس افسر کی لیاقتون سے میجر جنرل خوب واقف ہین انکے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہین ہے اور میجر جبکسپ اول فیوزیلیر کے کمانیر تھے اور کپتان گرین جو دوسری پنجابی رجمنٹ کے کمانیر تھے اور کپتان ایم انگلٹن اور کپتان لینٹ اور لفٹننٹ ولسن اور سینکی توپخانون کے افسر شکریہ کے قابل ہین۔ میجر اپنے شاف اور ڈرلی سے بھی ہر طرح کی مدد ملی جنکے نام یہہ ہین کپتان ملین مرے برگیڈ میجر کپتان شیوٹ ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل و کپتان شریچ و لفٹننٹ ڈکسن اور مرے اور ڈرمی افسر اور لفٹننٹ لو میجر جنرل کمنگ کے شاف لفٹننٹ سر میل ملکہ معظمہ کی نوین لین سر کو مین نے سوارون کا کمانیر تولپون کے ساتھ لڑائی مین عقب مین مقرر کیا تھا اسنے ۲۶۔ اگست کو اپنی خدمات کا حق خوب ادا کیا اور یہی حال کپتان گورڈون ۱۰ وین رجمنٹ ملکہ کا ہے جو ..... کا کمانیر ۲۵۔ اگست کی رات کو تھا۔ سرجیمز ہلس شکفا میرے ساتھ تھا وہ یہان کے حالات سے ایسا واقف تھا کہ جس سے مجھے بڑی مدد ملی وہ باغ پر حملہ کرنے مین موجود اور پیش پیش تھا۔ لفٹننٹ سینٹی انجنیر بڑی تعریف کا مستحق ہے جسنے پل کو پوری کامیابی کے ساتھ اڑا دیا۔

جنرل ولسن کی [illegible]

۲۶ - کی صبح کو بہت سے باغی شہر سے باہر یہہ یقین کر کے نکلے کہ ہم نے جنرل نکلسن کے کیمپ مین بہت تھوڑے سے آدمی زندہ چھوڑے ہین - فوراً گنٹون مین سپاہ کی افزائش ہوئی باغیون نے پہاڑی کے داہین طرف حملہ شروع کیا اور لڈلو کیسل سے مسجد پہ توپین مارنی شروع کین یہہ حملہ کچھ تشدد کے ساتھ نہین ہوا جب انگریزون کی توپون کی اینٹ بھر مار ہوئی تو وہ الٹے شہر مین چلے آئے انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ آٹھ سپاہی مقتول اور تیرہ مجروح ہوئے -

اس مہینے کے آخر مین انگریزی لشکر مین بیمارون کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی ۳۱- اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی اسپتال مین تھے -

۴ ستمبر کو جسقدر کمکون کی امید ہوسکتی تھی وہ سب دہلی کیمپ مین آگئین انہین محاصرہ کا توپخانہ بھی تھا جس مین بتیس توپین تھین اور انکے ساتھ بہت سا گولہ بارود تھا اب یہہ وقت آگیا تھا کہ ولسن صاحب کے لیئے ضرور تھا کہ وہ یہہ قطعی فیصلہ کرین کہ آیا دہلی حملہ کر کے لے لی جائے یا اسکے لئے کوشش کرنی چھوڑ دی جائے ؟ ہر روز سپاہ کو دہوپ مین جلنا اور مینھہ مین بھیگنا پڑتا تھا بیماری کی افزائش کی کوئی حد باقی نہین تھی ۳۱- اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی بیمار تھے چھہ دن کے اندر انکی تعداد ۲۹۷۷ ہوگئی انگریزون کی سب قسم کی سپاہ ۸۷۴۸ تھی جس مین برٹش سپاہ ۳۳۱۷ تھی جو اسطرح مرکب ہوئی تھی کہ ۵۸۰ آرٹلری اور ۴۴۳ سوار اور ۲۲۹۴ پیدل - پیدلون کی سپاہ مین سپاہیون مین صرف پوست و استخوان باقی تھا ان مین سب سے زیادہ توانا تنومند ۴۰۰ سپاہی تھے جن ہفتے ہوئے کہ ۵۲ وین رجمنٹ آئی تھی جس مین ۶۰۰ توانا سپاہی تھے اب انہین ۲۴۲ سپاہی کام کرنے کے قابل تھے -

اس اوپر کی تعداد مین کشمیر کی کنٹنجنٹ داخل نہ تھی اس مین ۲۲۰۰ سپاہی اور چار توپین تھین جو اسوقت دہلی مین آگئی تھی اور کئی سو سپاہی جیند کے لشکر کے تھے جنہون نے پہلے کرنال کی سڑک کے جاری رکھنے سے بہت فائدہ پہنچایا تھا راجہ جیند خود آیا تھا اور اسکی درخواست سے اس کی سپاہ کو دہلی کے فتح کرنے کا اعزاز دیا گیا - ولسن صاحب سے زیادہ کوئی ان باتون کو نہین جانتا تھا کہ اب کہین سے زیادہ کمک آنے کی امید نہین اور اس تھوڑی سی سپاہ کی روز بروز قوت کم ہوتی جاتی ہے لیکن یہہ انکی پختہ رائے تھی کہ جب تک جنوب سے کمک نہین آئے گی

دہلی کا فتح ہونا ناممکن ہے انہون نے ۲۰ اگست کو ہیرڈ سمتھ صاحب کو چٹی لکھی اسمین اپنے دلائل کو مفصل بیان کیا کہ دہلی کے فتح ہونے کی جب تک مجھے کوئی امید نہین ہے کہ اضلاع زیرین سے سپاہ کی کمک نہ آئے۔ وہ جانتے تھے کہ پنجاب سے کوئی کمک نہین آسکتی اور سر جان لارنس نے انسے صاف کہدیا تھا کہ اب میرے پاس ایک آدمی بھی باقی نہین جسکو مین دہلی کی سپاہ کے لیے پنجاب سے بھیج سکون۔ ۲۹ اگست کو لارنس صاحب نے ولسن صاحب کو لکھا کہ حملہ کرنے کے لیے بہت سی براہین متبین ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو حملہ کیا جائے اس مین ایک دن کے التوا سے بھی خوف وخطر بڑھتا جاتا ہے ہر روز ناراضی اور بغاوت بڑھتی جاتی ہے۔ ہر روز یہہ خوف بڑھتا جاتا ہے کہ ہندوستانی رئیس ہمارے مخالف نہوجائین لیکن ولسن صاحب کے نزدیک یہ بات آسان نہین تھی کہ وہ حملہ کرکے دہلی کے لے لینے کے لیے مستعد ہون۔ وہ بیمار تھے جواب دہی اور افکار سے متردد تھے اور ضعیف الدماغ ہو گئے تھے ہر کام کے کرنے مین متامل ہوتے تھے جسقدر تاخیر ہوتی جاتی تھی اتنی ہی دقت و دشواری انکو زیادہ معلوم ہوتی تھی یہہ انگریزون کی سلطنت کے باقی رہنے کے لیے خوش نصیبی تھی کہ ولسن صاحب کے گرد ایسے شیر دل تھے جو جانتے تھے کہ یہہ ناممکن ہے کہ جس حالت مین وہ ہین اس مین رہ سکین یا دہلی حملہ کرکے لے لینی چاہیئے یا اسکے آگے سے سپاہ ہٹا لینی چاہیئے مگر ولسن صاحب اس بات کو نہین سمجھے تھے اول انہون نے بیرڈ سمتھ سے مشورہ لیا وہ بھی بیمار تھے اور اس بیماری پر زخم کا اور اضافہ ہوا تھا جو انکو کیمپ مین آتے ہی لگا تھا انکی راے مین تاخیر کرنے مین جو ہیبتناک جوکھون اور ہولناک نقصان تھے وہ حملہ کرکے شہر کے لے لینے مین نہ تھے ولسن صاحب کو خواہ چیف انجنیر کی باتون کا یقین آیا ہو یا نہو انہون نے اسکی صلاح کو منظور کرلیا اور انکو ہدایت کی کہ حملہ کرنے کی سکیمین (نقشہ) بنائین۔ بیرڈ سمتھ کی راے کے بڑے حامی نکلسن و چیمبرلین و ڈیلی و فوربس اور الکسنڈر ٹیلر تھے۔ یہہ سب ایک ہی سنجھے و پنجاب کے حکام سے خط وکتابت رکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر دہلی تسخیر نہین کی جائیگی تو صرف یورپین سلطنت ہی نہین جائیگی بلکہ پنجاب مین یوروپین کی ہستی باقی نہین رہیگی۔

اسوقت پنجاب کی حالت نازک ہورہی تھی مری پہاڑون مین مسلمان قومون کی سازش

ہو رہی تھی گوگیرہ کے ضلع مین فساد برپا تھا ان دونون کی کوشش یہہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کے جوئے کے تلے سے کندھا نکال لیجئے انکو یہہ یقین تھا کہ انگریزون کے اقبال کا زوال آ گیا - یہہ یقین مسلمانون ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ ہر قسم کی جماعتون اور قومون میں ایک بیچینی زیادہ ہوتی جاتی تھی جو لوگ بڑے خیر خواہ تھے وہ بھی دیکھ رہے تھے کہ انگریز اپنے تئیں سنبھال سکتے ہین یا نہین - وہ انگریزون کے ساتھ ہونے مین اپنی مصلحت سمجھتے تھے پنجاب کے سکھ سپاہ مین بھرتی ہونے سے جبتک کراہیت کرتے رہے کہ دہلی فتح ہوئی -

اسوقت کونسل اوف وار اس مقصد کے لیئے جمع کی گئی کہ دہلی پر یورش کی جائے یا نہین - لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک ساله مین لکھتے ہین کہ نکلسن صاحب نے اپنے سٹاف کے سوا بہت آدمیون سے دوستی نہیں رکھی تھی یہہ میری خوش نصیبی تھی کہ وہ میرا دوست تھا مین ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا تھا کونسل میں جانے سے پہلے میں انکے خیمے مین بیٹھا تھا وہ اپنے راز کی باتین مجھ سے کیا کرتے تھے انہون نے کہا کہ اگر دہلی پر حملہ کرنے مین کونسل نے کوئی ارادہ اپنا مصمم ظاہر نہین کیا تو میرا ارادہ ہے کہ ایک غیر معمولی کام کرونگا انہون نے کہا کہ دہلی ضرور لینی چاہیئے اور اسکا دفعتہً فوراً لے لینا قطعی پر ضرور ہے اگر ولسن صاحب نے اس مین زیادہ تامل کیا تو میرا ارادہ ہے کہ کونسل میں یہہ امر پیش کرون کہ ولسن صاحب کی جگہہ دوسرا شخص مقرر ہو مین یہہ سنکر مسکرانے لگا اور میں نے دلیری کر کے کہا کہ چیمبرلین تو زخمی ہونے کے سبب سے بیکار ہین ولسن کی برخاستگی پر وہ تو مقرر نہین ہو سکتے اور انکے بعد پھر آپ کے مقرر ہونے کا نمبر ہے تو انہون نے مسکرا کر مجھے یہہ جواب دیا کہ مین نے اس امر واقعی کو نظر غائر سے نہین دیکھا - مین صاف صاف بیان کرونگا کہ مین ولسن کا عہدہ پر مقرر ہونا نہین چاہتا اسکا عہدہ ۵۲ وین رجمنٹ کے کیمبل کو دینا چاہیئے مین اسکے ماتحت خدمت گزاری کرونگا تاکہ کوئی مجھ پر خود غرضی کا الزام نہ لگایا جائے - کونسل مین نکلسن کو اس اپنے ارادہ کے اظہار کرنے کی ضرورت نہین پڑی ولسن صاحب نے دہلی کو حملہ کر کے لے لینے کو منظور کر لیا نکلسن صاحب کا یہہ کام کرنا صحیح تھا یا غلط اسکے فیصلہ مین تو رائین مختلف ہین مگر اس مین شک نہین کہ میرے نزدیک اس وقت میں انکی

رائے عین صواب ہے -

ابتداء ماہ ستمبر سے دہلی کی یورش کی تیاریان شروع ہوئین انجنیر بڑی تیاریان کر رہے تھے اول انہون نے یہہ کام کرنا ضروری جانا کہ سمی ہوس کے بائین طرف ایک سلامت کوچہ بنائین جسکے سرے پر ایک بیٹری ۴ توپہی توپون کی اور دو چوبیس پہنی ہیوٹ زر کی لگائین اس بیٹری کا مقصود یہہ تھا کہ لاہوری یا کابلی دروازہ سے دشمنون کے حملے شہر کی فصیل سے باہر قلعہ شکن توپون پر ہون انکا انسداد ہوجائے اور موری دروازہ کے گرگج سے جو توپین چلتی ہین وہ بند ہوجائین علاوہ اسکے دشمن کو یہہ یقین ہوجائے کہ انگریز اس طرف سے حملہ کرین گے - مگر انکی امید کے برخلاف ارادہ یہہ تھا کہ بائین طرف سے حملہ کیا جائے جسکے سبب سے دریا لشکر کے بازوؤن کو حملہ سے بچائے گا اور اس طرف لشکر کے لیئے آڑین بہت سی تھین جنکے اندر سپاہ فصیل کے قریب بہت نزدیک جاسکتی تھی سامنے موری و کشمیری اور دریا کی طرف کے گرگج تھے اور جو ان گرگجون کے درمیان فصیل تھی ان گرگجون پر توپین چڑھ سکتی تھین مگر فصیل جو انکے درمیان تھی اس مین ریپنیان بندوق مارنے کے لیئے بنی ہوئی تھین مگر اسپر توپین نہیں چڑھ سکتی تھین اس لیئے جب گرگجون کی توپین بند کردی جائین تو فصیل پر قبضہ بغیر کسی مشکل کے ہوسکتا تھا - ۶ ستمبر کو تمام سپاہ جو کمک کے لیئے آسکتی تھی آگئی تھی اور یہہ فیصلہ ہوگیا تھا کہ بڑے زور شور سے شہر کے لے لینے کے لیئے حملہ کیا جائے - کل سپاہ یہہ تھی ۶۵۰۰ پیدل اور ۱۰۰۰ سوار اور ۶۰۰ توپچی جن مین یوروپین سپاہ ۳۳۱۷ تھی چونکہ توپچی تھوڑے تھے اس لیئے لین سر اور ۶ نمبر دریگونس اور گائیڈس سے سپاہی بلا لیئے گئے تھے کہ وہ توپون پر کام کرین اور گھر چڑھی توپون کے توپچی مورچون پر بھیجدیئے گئے تھے - مورچون مین وہ قدیمی سکھ توپچی تھے جو فیروزپور اور سبراؤن مین انگریزی سپاہیوں کو مردہ بناتے تھے مگر اب جان لارنس نے انکو ایسی رغبت دلائی تھی کہ وہ آپ اپنے ہاتھون کو چھوڑ کر دلی چلے آئے تھے اور انگریزون کی عمدہ خدمات بجالاتے تھے - مذہبی سکھون کی بعض کمپنیان تھین جو سپیرمائی نر کی کمی کا معاوضہ کرتی تھین اور وہ انکا کام دیتی تھین اور قلیون کا بھی ایک بڑا گروہ تھا جنہون نے مورچون کے

تیاری یورش دہلی بیان

نبانے مین بہادرانہ کام کیا تھا انجنیرون نے دس ہزار فیس سائین (وہ لکڑیون کے گٹھے جو
خندق مین بھرے جاتے ہین) اور ایک لاکھ بالو سے بھرے ہوئے تھیلے اور بہت سے
گیبین (استوانہ کی صورت کے سنٹیون سے بنے ہوئے ٹوکرے جنکو مورچون مین لگاکے
مٹی بھر دیتے ہین) اور زینے اور فالتو پلیٹ فارم جمع کر لئے تھے ۷ ستمبر کو شام کی تاریکی مین
اول بیٹری چپ چاپ موری دروازہ سے سات سو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی - چاندنی نکلی
اونٹون کی قطارین رسیون سے بندھی ہوئی لکڑیون کے بنڈل اور ریت کے بھرے
ہوئے تھیلے لائے - سینکڑون آدمیون نے انکو اونچا لگایا - صبح ہونے تک یہہ کام
پورا تیار ہو جاتا - اگر دشمنون کو اسکے بنانے کی خبر نہ ہوتی اور وہ انکے پورا ہونے کو ناممکن
نہ کرتے جہان تک ممکن تھا کام خاموشی سے کیا گیا پھر بھی اسکی آواز دشمن کے کان تک پہنچ گئی
کہ موری گرگج کا ایک شعلہ آسمان پر گیا اور اسنے مورچے کی زمین میں کاریگرون کے درمیان گرایون
کو بودیا انمین سے بہت سے مر گئے پھر دوبارہ گولون کی بوچھاڑ آئی اور آدمی مرے - اگر یہہ
آتش زنی جاری رہتی تو یہہ کام ترک کر دیا جاتا کیونکہ اسکے اندر دشمنون کی زد کے سامنے آتے
تھے - لیکن یہہ خوش نصیبی تھی کہ باغیون نے خیال کیا کہ کام کرنے والا گروہ جھاڑیون مین سے
لکڑی کاٹ رہا ہے اسکی آواز آتے ہی یہہ یقین کرکے آتش زنی موقوف کی کہ ہم ان کے
زخمی کرنے مین کامیاب ہوئے - رات بھر ہر ایک آدمی نے مشقت شاقہ اٹھائی جب صبح ہوئی
تو صرف مورچہ مین ایک توپ چڑھی - دشمن نے یہہ دیکھکر اسپر آتش زنی شروع کی - گولہ پر گولہ اور
گراپ پر گراپ مارنے شروع کیئے لیکن آدمی اپنا کام کرتے اور اسکو پورا کیا تو پھر انگریزون کی
توپون نے ڈکاریں لینی شروع کین اور فصیل کے پرخچے اڑائے اور اس مین بھنبھاتے توڑنے
شروع کیئے اور دوپہر کو موری دروازہ کا گرگج ایک ڈھیر ہو گیا اس بیٹری کا نام برنڈ
بیٹری رکھا گیا اس بیٹری کے کار فرما میجر برنڈ تھے وہ کبھی سوئے نہین اپنے کندھے پر بندوق
رکھ کے سپاہیون سے کہا کہ اب تم سو رہو مین تمہارا افسر بیٹری کا محافظ ہون غرض آخری محاصرہ
تک انہون نے بڑے دلاورانہ کام کیئے اسی لیئے اس بیٹری کو نمبر ا یا برنڈ بیٹری کہتے تھے
اس بیٹری کے دو حصے کیئے گئے اسکے داہنے حصے مین پانچ ۱۸ پونڈی توپین اور ایک ہوٹزر

آٹھ انچ کا رکھا گیا اور اسکے بائین طرف کے آدھے حصے مین چار چوبیس پونڈ والی توپین لگائی گئین اور اسکے کارفرما میجر کے صاحب تھے جو کشمیری گڑگج پر توپ زنی کرتے تھے اس حصہ مین آگ لگ گئی تھی جسکو لفٹننٹ لوک ہارٹ اور آٹھ سات گولندازون نے مٹی ڈالکر بجھایا ۔

بیٹری نمبر ۲

۸ ستمبر کو انگریزون نے لڈلو کیسل لے لیا جو شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر تھا یہان دشمنون کا پکٹ بڑھ بڑھ کر آتا تھا اس مین تھوڑا شبہ ہے کہ دشمن پھر بھی یہہ خیال کرتا تھا کہ رسپر داہین طرف سے حملہ ہوگا جہان اب تک لڑائیان ہوئی ہین اور دہلی کے پرانے مورچے انگریزون کے قایم ہین ۔ یہ بیٹری لڈلو کیسل کے سامنے کشمیری دروازہ سے پانچ سو گز کے فاصلہ سے قایم کی گئی ۔ اس بیٹری کے بھی مثل پہلی بیٹری کے دو حصے کیے گئے داہین طرف کے آدھے حصے مین سات بھاری ہوٹ زر اور دو اٹھارہ پینی توپین لگائی گئی تھین اور بائین طرف آدھے حصے مین جو دو سو گز کے فاصلہ پر تھا نو چوبیس پینی توپین لگائی گئی تھین ۔ کل اٹھارہ توپین کشمیری دروازہ کے گڑگج کی توپون کے بند کرنے کے لیے اور اسکے داہین بائین طرف رہنی وار دیوار کے اڑانے کے لیے لگائی گئی تھین وہ باغیون کو پناہ دیتی تھی ۔ اس مین درار ڈالکر شہر مین داخل ہونے کا ارادہ تھا ۔ داہین طرف کے حاکم میجر کے صاحب تھے اور بائین طرف کے میجر کیمبل جنہون نے گراپ سے زخمی ہوکر کپتان جانسن کو اپنا کام سپرد کیا ۔

بیٹری نمبر ۳

دسوین ستمبر کو نمبر ۴ بیٹری قدسیہ باغ مین تیار ہو گیا اس مین دس بھاری مورٹر لگائے گئے اسکے حاکم میجر ٹومبس تھے یہہ بیٹری ایک مذہبی عمارت کی پناہ مین تھی جو بیٹری نمبر ۲ و ۳ کے وسط مین تھی ۔

بیٹری نمبر ۴

اول دفعہ جو اس بیٹری کے لیے جگہہ تجویز ہوئی تھی وہ خراب تھی ۱۰ ستمبر کو کپتان ٹیلر نے تلاش کرکے ایک عمدہ جگہہ نکالی جس مین بڑی وسیع کوٹھی کسٹم کی تھی جو دریائی گڑگج سے ایکسو ساٹھ گز کے فاصلہ پر تھی معلوم نہین کہ باغیون نے اس گڑگج پر قبضہ کیون نہین کیا اسکو مسمار کیون نہین کیا ۔ اسپر قبضہ کیا گیا اور راتکو بیٹری نے اپنا کام شروع کیا ۔ باغیون نے جب دیکھا کہ انگریزی سپاہی اسطرف کام کر رہے ہین تو انہون نے متواتر گولے اور گولیان مارنی شروع کین رات کو انتالیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن کاریگر

اپنی بہادری سے کام کرتے تھے شاذ و نادر ہی ایسی بہادری کے کام ہوتے ہین یہہ کاریگر سفرمینا کے
سپاہی تھی جنسے کہ ہتھیار لے لئے تھے وہ لڑنے والے سپاہی نہ تھے۔ ہندوستانیون مین
اکثر بہادری مخفی ہوتی ہے جب کوئی انکا آدمی مرتا تو وہ تھوڑی دیر ٹھیر کر اسکو اپنے مردون کی
لاشون کی قطار مین رکھہ آتے اور پھر آنکر پہلی طرح کام کرنے لگتے صبح کو کاریگرون کا گروہ بلا لیا گیا
نہین تو انہین سے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا گیارہوین تاریخ بھاری توپین یہان متواتر بندوقون
کی بوچھاڑ کے نیچے آئین جس مین کئی بہادر سپاہی زخمی ہوئے۔ جب بیٹری تیار ہوگئی تو اٹھارہ بینی
توپین اور بارہ ساڑھے پانچ انچ ہوٹزر چڑھائی گئی میجر سکوٹ اس بیٹری کے کار فرما تھے
پہلی رات مین اس بیٹری کے بنانے مین ۳۹ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔
۱۱ ستمبر کی صبح کو آٹھہ بجے قلعہ شکن توپون نے اپنی آگ برسانی شروع کی تو فصیل کے پتھر اڑنے
اور زمین پر پٹاپٹ گرنے شروع ہوئے اور توپچیون نے خوشیون کے نعرے مارنے شروع
کئے کشمیری دروازہ کے گرگچ نے اسکا جواب دیا مگر وہ جلد خاموش کردیا گیا گرگچ اور فصیل مین سب
طرف سے رخنے پڑنے شروع ہوئے۔ ۱۲ ستمبر کو بیٹری نمبر ۳ کھولا گیا پچاس توپون اور مورٹرنے چارون
بیٹریون سے گولے گولیان شہر پر برسانی شروع کین۔ یہہ بلا کی آتش زنی رات دن جاری رہی
لیکن شہر کی سپاہ نے متواتر توپ زنی کو جاری نہین رکھا جب گرگچون پر وہ ایک توپ بھی نہین
چھوڑ سکتے تھے تو وہ توپون کو انگریزی بیٹریون کے سامنے کھلے میدان میں لے گئے فصیل مین
ایک سوراخ کر کے توپ توپ کے مقابلہ مین لگائی انہون نے بان مارنے شروع اور سب
آگے بڑھے ہوئے مورچے اور فصیلون پر سے گولیان مارنی شروع کین غرض انگریزی بیٹری
کوئی باقی نہین رہی جسکی خبر باغیون نے اپنی گولیون سے نہ لی ہو۔ انکے گولے اور گولیون نے
بہت سے انگریزی سپاہیون کو ہلاک کیا۔ بیٹریون کے کھلنے کے بعد چھہ دن کے اندر تین سو
انتالیس آدمیون کا نقصان ہوا۔
۱۳ ستمبر کی رات کو چار انجنیر افسر بھیجے گئے کہ وہ کشمیری اور دریائی گرگچون مین جو دو شگاف
ڈالے گئے ہین انکا امتحان کرین۔ میڈنی صاحب اور لینگ دشمنون کی آنکھہ بچا کر خندق
کے کنارہ پر پہنچے اور اسکے اندر اترے اور شگاف کے اوپر پہنچے ہوتے کہ انہون نے اپنی طرف

آنے والون کی پاؤن کی آہٹ سنی تو وہ اپنی طرف الٹے چلے آئے اور گھاس پر اس انتظار مین لیٹ گئے کہ چپ چاپ بالکل ہو جائے چند شکلین شگاف کے سر پر نمودار ہوئین انکی صورتین چاندنی مین دکھائی دیتی تھین کہ وہ بیس گز کے فاصلہ پر تھے وہ ایسے چھپے ہوئے تھے کہ نظر نہ آئے وہ آہستہ آہستہ باتین کرتے تھے کہ انکی بندوقون کے گزون کے بھرنے کی آواز آئی وہ چپ چاپ اس انتظار مین پڑے رہے کہ جب وہ چلے جائین تو دوبارہ شگاف کے اوپر جانے کی کوشش کرین اس اثنا مین انہون نے دیکھ لیا کہ شگاف خاطر خواہ ہے ڈھلان پر آسانی سے چڑھ سکتے ہین اور توپین ہمارے بازو کی طرف نہین ہین - ہم تجربہ کر چکے تھے کہ کھائی مین اترنا آسان ہے شگاف کے اوپر جانا اگر ممکن ہو ضرور تھا مگر سنتری ٹلتے نہ تھے میڈلی صاحب نے چند گھنٹے انتظار کر کے اشارہ کیا کہ سپاہی اپنے کیمپ مین مراجعت کرنے آئے - انکو باغیون نے دیکھ لیا تھا اور بندوقون کی باڑھ اپنر چلائی - گولیان سنسناتی ہوئی اسکے کانون کے پاس سے گذرین مگر کسی کے لگی نہین - میڈلی صاحب نے رپورٹ بھیجی کہ دڑاڑ کافی ہے ہوم صاحب اور گریٹ ہیڈ صاحب نے احکام جاری کئے کہ آیندہ صبح کو شہر کے اس مقام کے لینے کے لیئے حملہ کیا جائے -

حملہ کرنے والے پیدلون کی سپاہ کے پانچ کولم تھے اول کولم بریگیڈیر نکلسن کے ماتحت تھا جسکی تفصیل یہہ ہے -

ملکہ معظمہ کی ۷۵ نمبر رجمنٹ -	۳۰۰	سپاہی
اول بنگال یوروپین فیوزیلیر -	۲۵۰	"
دوسری پنجاب پیدل -	۴۵۰	"
	۱۰۰۰	

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ کشمیری دروازہ کے گرد گچ پر اور شگاف پر چڑھکر ہو اس کولم سے متعلق انجنیر میڈلی صاحب لینگ صاحب اور بنگ ہم صاحب تھے -

دوسرا کولم بریگیڈیر جونس صاحب کے ماتحت تھا جس مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی

نمبر ۸ ملکہ معظمہ کی رجمنٹ -	۲۵۰	سپاہی -
دوسری بنگال یوروپین فیوزیلیر -	۲۵۰	"
نمبر ۴ سکھ رجمنٹ پیدل -	۳۵۰	"
	۸۵۰	

دریا کی طرف گرنگ کی دڑاڑ پر حملہ کرنے کا کام اسکے سپرد تھا اور اس کے ساتھ انجنیر گریٹ ہیڈ صاحب اور ہچین وین صاحب اور ہیم برٹن صاحب تھے۔
تیسرا کولم ماتحت کرنیل کیمبل کے تھا جس مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔

نمبر ۵۲ رجمنٹ لائٹ الفنٹری	۲۰۰ سپاہی
کمایون کی پلٹن گورکھون کی	۲۵۰ ״
پہلی پنجاب رجمنٹ پیدل	۵۰۰ ״
	۹۵۰

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ جب کشمیری دروازہ اڑا دیا جائے تو وہ حملہ کرے اس مین انجنیر ہوم صاحب اور سالکینڈ صاحب اور ٹانڈی صاحب۔
چوتھا کولم ماتحت میجر ریڈ صاحب کے تھا جسکے ماتحت سر مور پلٹن گورکھون اور گائڈس کی اور وہ سپاہی جو ہندو راؤ کے پکٹون سے یورپین اور ہندوستانی بچ سکین کل ۸۶۰ سپاہی اور ۱۲۰۰ کشمیر کنٹنجنٹ کے سپاہی تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی پر حملہ کرے اور کابلی دروازہ مین داخل ہونے کے بعد حملۂ عظیم کرے اس کولم کے ساتھ انجنیر مونسل اور ٹننٹ تھے۔
پانچوان کولم رزرو بریگیڈیر لونگ فیلڈ کے ماتحت تھا۔

ملکہ معظمہ نمبر ۱۰ رجمنٹ	۲۵۰ سپاہی
چوتھی پنجاب پیدل	۴۵۰ ״
بلوچ پلٹن	۳۰۰ ״
	۱۰۰۰

جیند کنٹنجنٹ کے ۳۰۰ سپاہی اسکے ساتھ۔ ان کے سوا اور ملکہ معظمہ کی رجمنٹ نمبر ۶۰ کے ۲۰۰ سپاہی نکلسن کے کولم کے پیش قدمی کے حامی رہین اور حملہ ہونے کے بعد وہ رزرو سے ملجائین۔
ان پانچ کولمون مین پانچ ہزار توانا سپاہی تھے انکی خدمت کے لیئے ہر ایک آدمی جو ہتھیار ہاتھ مین سنبھال سکتا تھا موجود تھا۔ بکٹ خطرناک درجہ پر کمزور ہو گئے تھے اور بہت سے بیمار اور زخمی جو اسپتال مین رہنا چاہتے تھے وہ کیمپ کے محافظ بنائے گئے
پہاڑی پر ایک محکمہ مخبری تھا جسکے مہتمم ہاڈسن صاحب تھے وہ اس کام کے لیئے بڑے

لائق افسر تھے جاسوس ان پاس یہہ خبرین لائے کہ علے العموم شہر کے باشندون اور فوجی افسرون اور سارے دربار مین توآپس مین حد سے زیادہ نفاق اور عناد و فساد ہے ایک دوسرے کا بس نہین چلتا کہ کھا جائے۔ تلنگے آپس مین جلے کٹے مرتے ہین بادشاہ کی توہین برسر دربار سپاہی کرتے ہین بادشاہ کے سامنے فوج کے جنرل آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین۔ بادشاہ کے بیٹے باپ کو معزول کر کے خود بادشاہی کے لیے سازشین کرتے ہین۔ خزانہ بالکل خالی پڑا ہے کمبخت مہاجنون سے تین دفعہ بالجبر قرض لیا گیا ہے۔ اب انکی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ کچھ امید باقی نہین رہی ہے کہ وہ روپیہ سے امداد کر سکین۔ بادشاہ نے مہتاب باغ مین سپاہیون کے چلے جانے کا حکم دیا مگر انہون نے حکم نہین مانا بادشاہ نے سپاہ پر لعن طعن کی کہ تم کو متواتر شکستین ہوتی ہین تم دشمنون سے جنکی تعداد بہت تھوڑی ہے ایک توپ بھی نہین چھین سکے مگر بادشاہ یہہ جانتا تھا کہ میرے حکمون کا اثر سپاہ پر کچھ نہین ان پر نہ لعن طعن کا اثر ہوتا ہے نہ دھمکیون کا۔ اس نے انگریزون کے پاس پیام بھیجا کہ اگر وہ میری پنشن بحال رکھین تو مین تخت انکے حوالہ کردون اور شہر کے دروازے کھولدون جب یہ بات بھی نہ بنی تو بادشاہ نے فقیر بننے کا اور حج کے جانے کا قصد کیا۔ روز بروز باغی سپاہ جتنی شہر مین آتی جاتی تھی اتنی شہر مین خرابیان پھیلتی جاتی تھین۔ تمام شہر سپاہ کے اختیار مین تھا اہل شہر کی جان و مال ننگ و ناموس سب معرض خطر مین تھے بس تمام خبرین جو انگریزون تک پہنچتی تہین ایسی ثابت ہوتا تھا کہ انگریز شہر کے لے لینے مین زیادہ تاخیر کرتے تو معلوم نہین کہ اہل شہر و سپاہ کا حال کیا خراب خستہ ہوتا۔

ارادہ یہہ تھا کہ بہت سویرے صبح کو دہلی پہ یورش کی جائے لیکن رجمنٹین جو اس یورش کے لیے تجویز ہوئین تھین انکے بہت سے سپاہی رات کو پکٹون مین رہے تھے انکو اپنی رجمنٹون مین آنے مین کچھ دیر لگی اور کچھ دیر اس مین ہوئی کہ باغیون نے جو رات کو باوجودیکہ ابر متواتر گولے مارے گئے اپنے گرگچون کی شکستگی کی مرمت کرلی تھی وہ گولون سے ڈھائے گئے

جسوقت یہ کام ہو رہا تھا سپاہیون کو حکم تھا کہ وہ آڑون مین لیٹے رہین۔ اس یورش کے سربراہکار نکلسن صاحب تھے جنکی شجاعت کے کارہاے بزرگ کی یادگار ایام غدر کی تاریخ مین مدام رہیگی

دروازہ کا حال۔

پشاور مین وہ اڈورڈس صاحب کمشنر کے داہین ہاتھ تھے کشتی سپاہ کی سپہ سالاری
مین انہون نے پنجاب مین امن و امان قائم کیا دہلی مین تھوڑے ہی دنون مین رہکر کیمپ
کی رہنمائی کے لیئے اپنے تئین قطب بنا لیا۔ یہہ انہین کی ذات والاصفات کا طفیل تھا کہ
آج یورش کی صورت نظر آتی ہے ورنہ معلوم نہین کہ وہ کب ہوتا۔ بعض سپاہیون کو سرکار
کمپنی کے ماتحت کام کرنے سے ابتک کراہیت چلی جاتی تھی مگر انکی خاص اپنی ذات ستودہ صفات
کے سبب سے یہہ کراہیت دور ہوگئی۔ انہون نے اپنی فطرت بلند سے سرحد کی وحشی قومون کو
رام بنا لیا۔ ابھی تہوڑے دن ہوئے کہ اڈورڈس صاحب نے لارڈ کیننگ کو لکھا تھا کہ آپ
نکلسن صاحب پر بالکل بھروسہ رکھیئے جو کام مشکل سے زیادہ مشکل اسکے سپرد کیا جائیگا وہ اسکو
سرانجام کریگا یہہ نازک وقت جو ہمپر گذر رہا ہے اسنے ہاتھا پائی کرنی وہ خوب جانتا ہے اسکو
اپنے مرنے کی پرواہ نہین ہے۔ سورج آسمان پر اونچا چڑھا کہ قلعہ شکن توپون نے اپنا منھہ
بند کیا جس سے سپاہی سمجھ گئے کہ ہمکو یہہ بہت تھوڑی مہلت ملی ہے کہ یورش جواب ہونے
والی ہے اسکے لیئے تیار ہون۔ ساٹھوین رائفل رجمنٹ چیر کا غل شور مچاتی ہوئی جنگ آرائی کی
ترتیب سے فرنٹ مین آئی اور اسی وقت قدسیہ باغ سے اول اور دوسرے کولم نے
اپنا سر نکالا اور شہر پناہ کے شگافون کی طرف جو توپون نے ڈالے تھے یکسان رفتار سے
چلے۔ باغیون نے اس فرنٹ کے دیکھتے ہی ہر طرف سے اسیر گولے گولیون کی بوچھاڑ لگا دی
کھائی کے کنارہ پر افسر اور سپاہی کشتہ ہوئے۔ چند سکنڈ تک دشمنون کی شررفشانی مین سپاہی
کھائی کے کنارہ پر کھڑے رہے ایک یا دو زینے آئے باقی زینے اس لیئے پیچھے رہ گئے کہ انکے
لانے والے مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ دڑاڑون پر کالی شکلین نظر آتی تھین کہ وہ سپاہیون پر
پتھر پھینکتیں اور انکو آگے آنے سے ڈراتی تھین اتنے مین بہت زینے آگئے وہ کھائی مین
نیچے اتار کر لگائے گئے اور پھر وہ الٹ کر فصیل کی طرف چڑھنے کے لیئے لگائے گئے۔ ان زینون پر
سب سے اول چڑھکر نکلسن صاحب آئے اور باقی ان کی سپاہی داہین طرف زینے لگا کے فصیل پر
چڑھ آئے ان چڑھنے والون مین اول پچہترین پلٹن کے کپتان بارٹر اور فٹز جرلڈ تھے
انہین دوسرے صاحب کے زخم کاری لگا۔ دڑاڑین بہت جلد زخمیون اور مردون کی لاشون سے

بھر گئین مگر باغی الٹے قدمون بھاگے اور وہ فصیل جسکا مدتون سے مقابلہ ہو رہا تھا اب انگریزون کے قبضے مین آئی دریا کی طرف کے گڑگج کی دڑاڑون پر کولم نمبر ۲ نے قبضہ کیا۔ پرمٹ کی کوٹھی سے اسنے سر نکالا ہی تھا کہ سپر باغیون نے ایک خوفناک باڑ ماری۔ دونو انجنیر گریٹ ہیڈ اور ہوڈسین جو سربراہ کار تھے سخت زخمی ہوئے۔ انتالیس آدمی جو زینے لائے تھے انمین سے انتیس آدمی مقتول اور مجروح ہوئے۔ انکے ہمراہیون نے فوراً زینون کو اٹھالیا وہ انکے لگانے مین ایک دو دفعہ ناکام رہے مگر پھر انہون نے زینون کو لگادیا اور پتھرون اور گولیون کی بوچھاڑ مین سپاہی فصیل پر چڑھ آئے اور جو انکے سامنے آیا اسے مارڈالا اور فصیل پر سے کل باغیون کو بھگادیا۔

اس عرصہ مین تیسرا کولم کشمیری دروازہ کی طرف آگے بڑھکر ٹھیر گیا۔ لفٹنٹ ہوم اور سال کیلڈ مع آٹھ سیپر و مائی نر کے اور ایک بگل بجانے والے کے کشمیری دروازہ کے اڑانے کے لیے آگے بڑھے۔ باغی دشمن کی اس بہادری اور جرأت کو دیکھکر ایسے ششدر و متحیر ہوگئے کہ دو تین منٹ تک کچھ مقابلہ نہین کیا لیکن جب انہون نے دیکھا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین اور انکا مقصد بھی چھوٹا سا ہے تو انہون نے ان بہادرون پر دروازہ کے اوپر سے اور اسکی کھڑکی مین سے اور فصیل پر سے آتش فشانی شروع کی۔

دروازہ کے آگے جو خندق کا پل تھا اُسکو باغیون نے توڑدیا تھا اسکا فقط ایک شہتیر باقی رہ گیا تھا جسپر چلنا مشکل تھا ہوم صاحب مع اپنے آدمیون کے پچیس ۲۵ پونڈ باروت کے بھرے ہوئے تھیلے دروازہ کے پاس لے گئے اور دروازہ سے تھیلون کو چپان کردیا سارجنٹ کارمیکل مارا گیا اور حولدار مادھو سنگھ زخمی ہوا اور باقی آدمی خندق مین اسلیئے چلے گئے کہ شتابہ لگانے والا اگر وہ اب آنکر اپنا کام کرے۔ سال کیلڈ صاحب اسکو لیکر آئے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے جب صاحب ممدوح شتابہ مین آگ لگانے کو تھے کہ انکی ٹانگ اور بازو مین زخم آیا تو انہون نے دھیمی سلگتی ہوئی دیا سلائی کو رنو ریل برکیس کو دی جب وہ اپنا کام کا۔ یا ہی سکے ساتھ کرچکا تھا تو اس کے ایک مہلک زخم لگا۔ جب دروازہ اڑ گیا تو انھون بگل نوازنے ۵۲ وین پلٹن کے بلانے کا بگل بجایا مگر اس کے بگل کا جواب جب نہ آیا تو اسنے دوبارہ بگل بجایا لیکن کولم تک نہ بگل کی نہ دروازہ کے اڑانے کی آواز گئی

مگر کیمبل صاحب تستنا بہ مین آگ لگانے والے گروہ کے پیچھے لگے چلے آتے تھے انہون نے سپاہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سب سے اول دروازہ کے اندر کپتان گروس صاحب اور انکے ساتھ ہی کورپوریل ٹیلر اور کپتان ساینج صاحب آئے انہون نے اس بہادر گروہ کی لاشین پڑی ہوئی دیکھین جو دروازہ اڑانے آیا تھا۔ یہہ افسر اور انکے بعد انکے سپاہی کھڑکی مین سے جو اُڑی تھی کشمیری دروازہ کے اندر داخل ہوے جسمین باغیون کی ایک توپ اٹھارہ پینی لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس دو تین تلنگون کی جلی ہوئی لاشین پڑی تھین جو غالباً دروازہ کے اڑنے سے سوختہ ہوئی ہونگین باقی کولم بھی دروازہ کے اندر داخل ہوا کیمبل صاحب نے اندر جا کر نکلسن اور جونس کے کولمون کو اپنے روبرو دیکھا یہہ تینون کولم کشمیری دروازہ اور گرجا کے درمیانی میدان مین خلط ملط ہو گئے۔

کولم نمبر ۴ سبزی منڈی سے کشن گنج اور پہاڑ گنج کی طرف چلا۔ بدنصیبی سے ریڈ صاحب جو کمانڈر تھے وہ بہت سویرے ہی دن کو زخمی ہو گئے اور چند افسر مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اب اس مین کچھ گڑبڑ ہوئی کہ اس کولم کا کمانڈر وہ اپنی سپاہ کا افسر مقرر ہو جسکا نمبر اعلے یعنی سینیر ہو یا کشمیر کے کنٹنجنٹ کا پولیٹکل افسر مقرر ہو جنگ بڑی سخت تھی۔ دشمنون کی تعداد زیادہ تھی اور بڑے استحکام کے ساتھ وہ نہر کے کنارہ پر ایستادہ تھے ایک وقت مین غالباً یہہ معلوم ہونے لگا کہ دشمن کیمپ مین جسکی محافظت ضعیف تھی آئین گے اور وہ حملہ آور سپاہ کو پس پا کر دین گے۔ لیکن ہندو راؤ کے مورچہ کی توپون نے باغیون پر گولے برسا کر انکے آگے بڑھنے کو روکا۔ اس نازک وقت مین ہوپ گرینٹ سوارون کے برگیڈ کو کمک کے لیئے لایا جو حملہ آور کولم کی پشت پناہ تھا۔ گھڑچڑھی توپون نے دشمنون پر گولے مارنے شروع کیئے کشن گنج کے مکانون اور باغون کے اندر سے دو یا تین سو گز کے فاصلہ سے باغیون نے انگریزی لشکر پر بندوقون سے گولیون کا مینھہ برسا دیا اور لاہوری دروازہ کے گرگج سے گرابون کی بھرمار کی جسنے انگریزی لشکر کو بڑا نقصان پہنچا۔ زمین ایسی تھی کہ اس مین سوار اپنا حملہ نہین کر سکتے تھے اگر وہ چلے جاتے تو توپین چھن جاتین اور اگر توپین ہٹائی جاتین تو میدان جنگ دشمن کے ہاتھ مین آ جاتا دو گھنٹے تک سوارون کے ترپ میدان جنگ مین صف آرا بے حس و حرکت

کھڑے رہے اور انہین سوار مرتے رہے مگر ہر یک سوار اپنی جگہہ پر استوار کھڑا رہا اپنی جگہہ سے نہین ہلا ہوپ گرینٹ اور اسکے سٹاف کے منرون کے چار افسرون کے گھوڑے مارے گئے اور ان چارون افسرون مین سے دو زخمی ہوئے اور ہوپ گرینٹ کے بھی اچٹتی ہوئی گولی لگی۔ ٹومبس کی گھڑ چڑھی توپون کے ترپ مین پچاس آدمیون سے پچیس زخمی ہوئے اور سترہ گھوڑے مارے گئے یا زخمی ہوئے اور نوین لینسر مین ۳۸ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور ۱۰ گھوڑے ضائع ہوئے۔ ہوپ گرینٹ صاحب لکھتے ہین کہ یہہ بہادر سپاہی ذرا نہیں ڈرے اور اپنی جگہہ پر بڑے صبر و استقلال سے تھمے رہے جب مین نے انکی بہادری کی تعریف کی تو انہون نے کہا کہ ہم اس آتش باری کے اندر جب تک آپ چاہین گے اسی طرح آگ مین کھڑے رہنے کو تیار ہین" انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ہندوستانی سوارون کا بھی کام قابل تعریف ہے نہ انکے استقلال سے نہ انکی سپاہیانہ برداشت سے زیادہ تحمل و استقلال ہو سکتا ہے۔

گھڑ چڑھی توپون اور سوارون کے بہادرانہ فرنٹ سے کولم نمبر ۴ اس قابل ہوا کہ ترتیب و انتظام کے ساتھ وہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین اُلٹا چلا گیا اور اسنے کشمیر کے کنٹنجنٹ کی بھی جو عیدگاہ سے بھاگا ہوا چار توپین چھنوا کے آتا تھا مدد کی۔ اس کولم کی مراجعت نے ان سیکڑون سپاہیون کے آزاد کرانے مین مشکلات پیدا کین جو شہر کے اندر سخت جنگ مین مصروف تھے اس عرصہ مین تین حملہ آور کولمون نے فصیل پر اپنا مقام کیا کشمیری اور دریا کی طرف کے گرگجون پر جو دشمنون کی توپین تھین وہ اب الٹ کر انہی پر چلنے لگین اور آگے بڑھنے کی تیاری ہونے لگی۔

نکلسن صاحب نے حکم دیا کہ فصیل کے نیچے جو سڑک ہے اسپر ایک سپاہ اجمیری دروازہ تک جائے اور فصیل اور گرگجون پر سے دشمنون کو صاف کرے۔ جونس صاحب کو کابلی دروازہ پر اور کیمبل صاحب کو شہر کے اندر جامع مسجد جانے کا حکم دیا۔ یہہ تین کولم کشمیری دروازہ کے اندر داخل ہو کر از سر نو بنائے گئے تھے۔ نکلسن صاحب اتفاقیہ اپنے کولم سے تھوڑی دیر کے لیئے جدا ہو گئے تھے وہ کیمبل صاحب پاس جو جامع مسجد کی طرف جانے کے لیئے گرجا تک

دوڑ کر گئے تھے اسوقت دو لو کولم ایک ہو کر جونس صاحب کے زیر فرمان فصیل کے نیچے کابلی دروازہ پر پہنچے جسکے اوپر جونس صاحب نے انگریزی پھریرا قائم کیا اور برن کے گرٹ گنج تک تمام توپون پر قبضہ کیا یہانتک وہ بہادرانہ جرأت کرکے آئے انکی کوئی مزاحمت بھی نہیں ہوئی یہان تھوڑے سے دشمن انکی مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے اور ایک توپ بھی لائے اور فصیل کی جنوب کی طرف تمام شگافون مین پیدل تلنگے کھڑے ہوئے تھے انہون نے ایسی گولیونکی بھرمار کی کہ برن گرٹ گنج سے انگریزی سپاہ اسوقت نکلسن صاحب اپنے کولم سے آنکر ملے انکی غیرت و غرور کب یہہ برداشت کرسکتے تھے کہ مراجعت کا خیال کیا جائے وہ یہہ جانتے تھے کہ ہمارا رکنا خواہ کیسا ہی خفیف ہو وہ باغیون کے اپنے اوپر اس اعتماد کرنے کو بحال کریگا۔ جسسے کہ ہماری متواتر پیش قدمی نے انکو محروم رکھا ہے انکو یہہ یقین تھا کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکو بہادر آدمی نہ کرسکین اس لیئے انہون نے مصمم ارادہ کیا کہ برن گرٹ گنج پر قبضہ کرنے کے لیئے دوبارہ کوشش کیجائی جس راہ پر انکو پھر جانا تھا وہ فصیل سے لگی ہوئی داہین طرف ۲۰۰ گز لمبی تھی اور اسکے بائین طرف بڑی بڑی چوڑی چھتون کے مکانات دیوار دار تھے جنکی پناہ مین دشمن آرام سے بیٹھ سکتے تھے جب اس راہ مین انگریزی سپاہ بڑھی تو باغیون نے انپر آگ برسائی۔ بار بار انہون نے اسکو روکا اور بار بار وہ آگے بڑھے۔ اسی راہ مین میجر جیکب جو بڑے بہادر کمانڈر پہلی بنگال فیوزیلر کے تھے زخمی ہوکر گرے انکے آدمی چاہتے تھے کہ انکو عقب مین لے جائین مگر انہون نے یہہ پسند نہین کیا کہ وہ اپنی سپاہ سے پیچھے رہین اپنے سپاہیون کی امداد سے انکار کیا اور دشمن پر آگے بڑھنے کے لیئے دباؤ ڈالا۔ افسر جو سپاہ کو آگے لے گئے اور بعد ایکدوسرے کے مرتے گئے اور جب سپاہیون نے اپنے افسرونکو مرتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی لڑکھڑائی تو نکلسن صاحب دوڑکر آگے گئے اور سپاہیونکو کہا کہ میرے پیچھے آؤ کہ فوراً انکی چھاتی مین گولی لگی اسلیئے کابلی دروازہ دوبارہ مراجعت کیمبل کولم جسکے راہ نما سر تھیوفلس مٹکف صاحب تھے وہ شہر کے حال سے اس سبب سے خوب واقف تھے کہ شہر کے کلکٹر اور مجسٹریٹ تھے وہ اس کولم کو ایسے رستہ سے لے گئے جس مین دشمنون کی آتش باری بہت کم تھی وہ اس کولم کو لیکر جامع مسجد کے پاس پہنچے اور یہان نصف گھنٹے تک انتظار کیا کہ کولم ان کی مدد کو آئین مگر اوپر بیان ہوا کہ ان کولمون کو

اور جگہہ ایسے کام کرنے تھے جنکے لیئے وہ کافی نہ تھے بس کیمبل صاحب جو زخمی ہوگئے
تھے کمک کے آنے سے مایوس ہوگئے تھے اور توپین اور باروت کے تھیلے ان پاس نہین
تھے جس سے کہ وہ جامع مسجد کے دروازے اڑاتے وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ
سپاہ گرجا مین واپس لے آئے اور ریزرو کولم مین مل گئے جو بہ تدریج اور حملہ آورون کی امداد کی
لیئے جانے سے خالی ہوگیا تھا صرف اس مین چوتھی پنجاب پیدل پلٹن باقی تھی۔
لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک رسالہ مین لکھتے ہین اسوقت کہ یہہ واقعات وقوع مین آرہے
تھے مین جنرل ولسن صاحب پاس تھا۔ جنرل لڈلو کیسل مین آگئے تھے اسکی چھت پر سے انہون
نے اپنی سپاہ کی ناکامیابی دیکھی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر کشمیری دروازہ سے گرجا تک آئے
اور دن بھر وہین رہے۔ وہ بیمار تھے۔ اور تھکے ہوئے بھی تھے۔ جب دن ختم ہونے کو ہوا
تو ان پاس ایسی بُری خبرین آئین کہ جس سے وہ زیادہ متفکر و مشوش ہوئے اور اُن کا
دل بجھنے لگا انہون نے سنا کہ ریڈ صاحب ناکام رہے اور وہ خود سخت زخمی بھی ہوئے۔
پھر یہہ نحس خبر آئی کہ نکلسن صاحب بھی زخمی پڑے ہین اور یہہ جھوٹی خبر بھی آئی کہ ٹومبس اور
ہوپ گرینٹ دونو مارے گئے ان سب خبرون سے جنرل ایسا سراسیمہ و پراگندہ خاطر
ہوا کہ وہ یہہ سوچنے لگا کہ مصلحت یہہ ہے کہ شہر کو چھوڑکر پھر اپنے پہاڑی پر چلے جائین۔
مجھے جنرل نے حکم دیا کہ یہہ جو رپورٹین آئین ہین انکی حقیقت حال دریافت کرو اور ہماری
داہنی طرف جو کولم نمبر ۴ تھا اسپر اور سوارون پر کیا بنی اس کا حال ٹھیک ٹھیک تحقیق کرکے لاؤ
مین یہہ پیغام لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر کشمیری دروازہ مین آیا تو مین نے سڑک کے
ایک طرف ایک ڈولی رکھی ہوئی دیکھی جسکے ساتھ کہار نہ تھے ظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے
اندر کوئی زخمی آدمی ہے مین گھوڑے پر سے یہہ دیکھنے کے لیئے اُترا کہ مین اس ڈولی کی
اندر کے آدمی کی مدد کرون مین یہہ دیکھکر متحیر ہوگیا کہ ڈولی کے اندر جان نکلسن صاحب ہین جن کے
چہرہ پر موت لکھی ہوئی ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ کہار ڈولی رکھ کے لوٹنے چلے گئے ہین
مین اسوقت بڑی تکلیف مین ہون اور چاہتا ہون کہ مجھے کوئی اسپتال مین پہنچادے وہ
اسطرح لیٹے ہوئے تھے کہ زخم ان کا نہین دکھائی دیتا مگر ان کے چہرہ پر اس سخت درد کے

نکلسن صاحب کا زخمی ہونا

آثار نہین دکھائی دیتے تھے جو وہ اٹھا رہے تھے مین نے کہا کہ آپ کے سخت زخم نہین لگا ہے امید ہے کہ آپ اچھے ہو جائین گے تو انہون نے کہا کہ مین مر رہا ہون میرے جینے کی کوئی آس نہین ہے۔ اس مرد بزرگ کی یہ بیکسی کی حالت دیکھکر مجھ مین صبر کی طاقت نہ رہی تھی میرے گرد میرے دوست اور ہمراہی مرتے تھے مگر میری دلکا یہ حال نہین ہوتا تھا مین نے بشکل چار آدمی تلاش کیے اور انکو ایک سارجنٹ کے سپرد کیا اور زخمی افسر کا نام اسکو بتا دیا اور حکم دیا کہ انکو اسپتال مین جلد پہنچا دے پھر مین گھوڑے پر سوار ہوکر ہوپ گرنیٹ کے برگیڈ مین آیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ وہ میدان جنگ سے جس مین وہ دشمنون کی چاند ماری بنا تھا گائڈس کے پیدلون اور بلوچ پلٹنونکی کمپنیون کی کمک پہنچنے سے سلامت بچکر آیا تھا مین اسے بڑا خوش ہوا کہ ٹومبس کو زندہ پایا اسکو کچھ گزند نہین پہنچی تھی۔ مین گھوڑے پر سوار ہوکر جسقدر ممکن تھا جلد گڑھ مین آیا اور مین نے آنکر بغیر کسی توقف کے جنرل کو اطلاع دی کہ ہوپ گرنیٹ اور ٹومبس زندہ ہین اور سوار بھی سلامت آگئے ہین اب مریڈ کے کولم کی طرف سے کوئی خوف اور اندیشہ کی بات نہین ہے اسکے سننے سے جنرل کچھ خوش ہوا مگر کیمبل کا کولم جو ناکام واپس آیا اور نکلسن صاحب کی زندگی سے جو مایوسی ہوئی اور ایک بڑی فہرست مردون اور زخمیون کی پیچھے آئی تو پھر جنرل کی جرات وہمت بالکل پست ہوئی اسکی افسردگی اور پژمردگی زیادہ ہوتی گئی اور اسکو یہہ یقین ہوگیا کہ دانشمندانہ کام یہی ہے کہ شہر سے سپاہ کو الٹا پہاڑی پر لے جاوٴن ہر افسر انکی مصلحت کے خلاف تھا۔ بیرڈ سمتھ باوجودیکہ اسوقت اپنے زخم کی تکلیف مین مبتلا تھے اور بیماری کے سبب سے ضعیف ہو رہے تھے مگر انکی ہمت وشجاعت اس حالت مین بھی ایسی قوی تھی کہ انہون نے بیمارون کی فہرست مین نام لکھوانے سے انکار کیا اور جب ولسن صاحب نے اپنے اس باب مین صلاح پوچھی کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اسکو اپنے پاس رکھنا چاہیئے یا نہین تو انہون نے مختصر سا جواب یہہ دیا کہ رکھنا چاہیئے اور یہہ جواب ایسی آواز اور انداز سے دیا کہ آگے کچھ اور قیل وقال نہین ہوئی۔ کیمبل صاحب نے بھی یہی جواب دیا اگرچہ انکو زخم کی تکلیف ایسی تھی کہ وہ مشکل سے چل سکتے تھے۔ مگر وہ ہندو راو کی کوٹھی مین بڑے بڑے سارے کام جو دلیر طرح کیے تھے کرتے تھے۔

انکے ساتھ ڈیلی صاحب اور ایک بڑا دانشمند جری ہندوستانی افسر کھان سنگھ بھی تھا یہہ دونو بھی ان ہی کی طرح زخمی تھے انکے پاس جنرل ولسن کی دو چٹھیان آئین ایک مین یہہ لکھا تھا کہ جامع مسجد اور لاہوری دروازہ پر حملہ آوری مین ناکامی ہوئی اب بلوچ پلٹن کو جو آپ نے ریڈ کے کولم کی کمک کے لیئے بلالیا تھا واپس بھیجد یجیے جسکے آنے پر ہم کو امید ہوگی کہ جو کچھ آج ہم نے لیا ہے اسپر متقبضو رکھہ سکین گے اور چار بجے دن کے یہہ نوٹ لکھا کہ ہندو راؤ کی کوٹھی سے چیمبرلین ہماری مدد کر سکتا ہے ہماری سپاہ مین خوفناک کمی ہوگئی ہے اور اتنے سینر افسر مارے گئے ہین کہ اب سپاہین اچھی طرح قابو اور بس مین نہین رہین مجھے اس مین بھی شبہ ہے کہ اگر وہ کچھ کر سکین گے۔ مین اس باب مین آپ کی صلاح پوچھتا ہون اگر ہندو راو کے پکٹ حرکت نہین کر سکتے تو مین یہہ خیال نہین کرتا کہ ہم ایسے طاقتور ہونگے کہ شہر کو لے سکین گے۔ چیمبرلین صاحب اس دوسری چھٹی کا مطلب سمجھ گئے کہ ولسن صاحب یہہ سوچ رہے ہین کہ سپاہ کو شہر سے ہٹالین انہون نے اس چھٹی کے جواب مین لکھا کہ ہم کو ضرور ہے کہ شہر مین آخر دم تک قائم رہین انہون نے فائدے بتلائے کہ ابتک ہم کو کیا حاصل ہوئے ہین اور دشمن کو ہم نے کیسا ذلیل بنادیا ہے۔ نکلسن صاحب مرنے کی حالت مین بھی اسی بات کو چاہتے تھے کہ شہر پر قبضہ رہے جب اُن سے بیان کیا گیا کہ جنرل شہر سے مراجعت کا اظہار کرتا ہے تو وہ ایسے غصہ اور طیش مین آئے کہ انہون نے یہہ کہا کہ مین خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ ابتک مجھ مین ایسی قوت ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو مین ولسن کو گولی سے ماردون۔ غرض ولسن صاحب کی رائے کے خلاف ایسے بڑے بڑے جلیل القدر افسرون کی رائین ہوئین کہ انہون نے شہر کو چھوڑ کر مراجعت کرنے کے خیال کو بالکل چھوڑ دیا بعض جگہہ بڑی ابتری تھی سپاہی تھے تو ان کے افسر نہ تھے اور افسر تھے تو انکے سپاہی نہ تھے اور کوئی انکو ہدایتین بھی نہین تھین وہ یہہ نہین جانتے کہ ہمارے پاس ہمسایہ مین کیا ہورہا ہے یہہ جلد پیشقدمی کرنے کا لازمی نتیجہ تھا اب ریزرو کولم کا بیان کرتے ہین۔ اس کولم کے کمانڈر بریگیڈیر لونگ فیلڈ صاحب تھے وہ نمبر ۳ کے کولم کے ساتھ کشمیری دروازہ مین داخل ہوئے اور انہون نے کالج کے باغ کو صاف کیا اور اُس مین کولم کے ایک حصہ نے جسمین ۴ پنجاب رائیفل اور کچھ سپاہی

۶۱ وین رجمنٹ کے تھے قیام کیا اور دوسرے حصہ نے جس مین ۶۰ وین رجمنٹ کچھ سپاہی
اور جنید کے معاون سپاہ تھی دریا کی طرف گرگج اور کشمیری دروازہ اور کرنیل سکنر کی
کوٹھی اور حامد علی خان کے عالی شان مکان مین قیام کیا۔

پانچ حملہ آور کولمون مین سے چار کولمون کے مقامونکا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے
کہ شام کو کہا انکا تھے شہر کے اندر تمام زمین جو لال دروازہ کے گرگج سے کابلی دروازہ تک تھی اسپر اول
و دوم و پنجم کولم کا قبضہ تھا۔ چوتھا کولم جو کشن گنج سے واپس آیا تھا وہ ہندوراؤ کی کوٹھی کے
نیچے بیٹریون پر قابض تھا اب تیسرے کولم کا حال بتلانا باقی رہا وہ بیگم کے باغ پر جو چاندنی چوک
کے متوازی تھا کرنیل کیمبل کے ماتحت قابض تھا جسپر گولیان اور گراپ اور کین سٹر خوب برس
رہے تھے اور وہ منتظر تھا کہ اور کولم اسکی امداد کو آئین مگر جب وہ نہ آئے تو کرنیل کیمبل بیگم کے
باغ مین سے گرجا مین چلے گئے۔

۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ ع کے کام کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ انگریزی سپاہ کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔
اور کام جو کرنا چاہتے تھے پورا نہ ہوا لیکن بہت سی مزاحمتین دور ہوگئین اور ایک مستحکم مقام
ایسا حاصل ہوگیا کہ جہان سے آگے کام جاری ہوکر کامل ہو سکتا تھا چھ گھنٹے کی لڑائی مین
چھیاسٹھ افسر اور گیارہ سو چار آدمی مجروح و مقتول ہوئے حملہ آور پانچ کولمون مین سے
چار کولم شہر کے اندر داخل ہوئے جس مقام پر وہ قابض ہوئے بڑی وسعت رکھتا تھا اور
چوتھے کالم کی ناکامیابی کے سبب سے داہین بازو پر دھمکیان ہورہی تھین اب بھی دشمنونکی
تعداد زیادہ تھی ان پاس توپین بہت تھین انکا مقام مستحکم تھا۔ اگرچہ سترہ انجنیرون مین دس انجنیر
کام کے تھے انہون نے رات ہی کو کچھ مورچہ بندی کردی اور انہین رینیان بنادین پکٹ بٹھائے گئے
اور گشتی پہرہ جمائے گئے۔

پانچ حملہ آور کولمون مین پانچ ہزار ایک سو ساٹھ سپاہی تھے جنمین سے گیارہ سو چار سپاہی اور
چھیاسٹھ افسر مجروح اور مقتول ہوئے یعنی ہر نو آدمیون مین دو انہین بڑے بڑے بہادر جو
مارے گئے یا زخمی ہوکر مرے انکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔ نکلسن صاحب جنکے مرنے کا
حال جدا لکھا جائیگا۔ جیکب صاحب اول فیوزیلیر سپیک صاحب ۶۵ رجمنٹ ہندوستانی پیدل

سال گیلڈ انجنیر- رویر صاحب ۴ ۳- پیدل ٹانڈی صاحب انجنیر- فیڑ جرنلڈ ۵ پیدل بریڈ شا
۴ پیدل- ویپ صاحب ۸- پیدل- رین فرے صاحب ۴- پنجابی پیدل بلوگسن صاحب
۸- رجمنٹ- لیک بریٹ ڈیوڈسن- مری- زخمی افسرون کی تعداد باون تھی جنمین آٹھ انجنیر تھے-
یہہ وہ بہادر شجاع جری تھے جنپر انکے سپاہی پورا اعتماد رکھتے تھے وہ دماغی و جسمانی قوت بڑی رکھتے
تھے اور انکو کام مین لاتے تھے- انکی یاد ہمیشہ عزت کے ساتھ کی جائیگی وہ جانتے تھے کہ اپنے سپاہیونکو
کسی طرح فتحمند کرتے ہین-

۱۵- ستمبر ۱۸۵۷ء

اس تاریخ مین جو مقامات حاصل ہوئے تھے انمین بیٹری مورٹار کے بنائے گئے اور قلعہ و سلیم گڈھ
اور شہر پر گولے برسائے بیرڈ سمتھ صاحب اور چیمبرلین صاحب اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ
اگر ولسن صاحب کی رائے کے موافق سپاہ رجعت قہقہری کرتی تو ہندوستان ہاتھ سے جاتا رہتا
انجنیرون نے کالج کے باغ مین ایک مورٹار کی بیٹری لگائی اور اسنے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا
دشمن جو سلیم گڈھ اور میگزین سے بندوقین اور توپین چلاتے تھے اس سے بہت کم نقصان
انگریزی سپاہ کا ہوتا تھا-

۱۵- کو یہہ کوشش کی گئی کہ انتظام کیا جائے اور بے تمیزی سے جو لوٹ ہو رہی ہے وہ بند
کی جائے- دہلی کا جو حصہ قبضہ مین آیا تھا اس مین شراب کی دکانین بہت تھین اور ان مین
بہت سی شراب موجود تھی- گورے جو مشقت شاقہ کے اٹھانے سے ضعیف ہو گئے تھے
اور پہاڑی پر مہینون سے وہ اس نعمت سے محروم تھے بھلا جب انکو یہہ مفت کی شراب کے
ذخیرے ملین تو وہ کیسے مے نوشی سے باز رہ سکتے تھے آدھ گھنٹے بھی اگر یہ روک ٹوک شراب
پینے کو ملجاتی تو پھر وہ مفلوج ہوجاتے یہہ خوف بڑا تھا- گارڈس جو سب سے پہلے شہر مین گیا وہ
شراب پیکر بدمست ہوا لیکن جنرل نے حکم دیا کہ بوتلین توڑکر کل شراب پھینک دی جائے اس
حکم کی تعمیل اچھی طرح ہوئی-

۱۶- ستمبر کو باغیون نے کشن گنج کے حوالی کو جہان سے چوتھے کولم کو پیچھے ہٹایا تھا خالی کردیا
محاصرین نے اسپر قبضہ کیا اور انکے بھاری پانچ توپین ہاتھ آئین جنکو باغی چھوڑ گئے تھے اور اسی وقت
میگزین مین توپون نے دڑاڑ ڈالی اور اسکو حملہ کرکے لیا صرف اسمین تین آدمی زخمی ہوئے-

اس میگزین مین اب بھی ۱۷۱ توپین اور ہوٹ رزاور ہر قسم کا اسباب جنگ بکثرت موجود تھا دوپہر کے بعد باغیون نے اس میگزین اور ورک شوپ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے کوشش کی ورک شوپ پر قبضہ کرلیا مگر پھر وہ اس سے اور میگزین سے پرے بھگا دیئے گئے۔ اسوقت لفٹنٹ رینی صاحب نے بڑی بہادری کی کہ وہ میگزین کی چھت پر چڑھ گئے اور شیل گولون کو جنکے شتابے سلگ رہے تھے اپنے ہاتھ مین لیکر دشمن پر ایسے مارے کہ وہ نوک دُم بھاگا۔

۱۵-۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ع

ان تاریخون مین انگریزی سپاہ نے بنک پر اور میجر ایبٹ کی کوٹھی پر اور خان علی خان کی کوٹھی پر قبضہ کرلیا اور اب قلعہ اور چاندنی چوک کے بہت قریب انگریزی لشکر آگیا۔ اسوقت توپخانے چپ نہین رہے شہر پر اور قلعہ پر گولون کا مینھ برسا دیا تھا۔ اب باغیون مین بھی لڑنے کا دم نہین رہا تھا اب نہ ان کو فتح کی امید اور نہ جان کی مایوسی انگریزون سے لڑا سکتی تھی۔ ان تین روز مین انگریزون کا بہت ہی کم نقصان ہوا۔

۱۷ ستمبر ۱۸۵۷ع

لاہوری دروازہ پر گریٹ ہیڈ صاحب نے حملہ کیا مگر وہان ایک دروازہ کے اندر چھپا کر باغیون نے توپ لگا رکھی تھی اس سے گراپ مارنے اور مکانون پر سے گولیان چلانی شروع کین جسکے سبب صاحب ممدوح واپس چلے آئے۔ صبح کو لاہوری دروازہ پر حملہ کرنے سے گورون نے انکار کردیا تھا کہ انکو گلی کوچون مین لڑنا پسند نہین تھا کہ جہان انکو دشمن نظر نہین آتا تھا مگر وہ انکی گولیون سے جو وہ چھتون پر چڑھ کر مارتے تھے اپنے ساتھیون کو مرتے دیکھتے تھے۔
اسوقت شہر کے اندر تین ہزار ایک سو انگریزی سپاہ تھی اور انکو کہین سے کمک آنے کی امید نہین تھی اور ہنوز شہر کا بہت بڑا حصہ فتح کرنا باقی تھا جس سے جنرل ولسن سراسیمہ ہوئے جاتے تھے وہ اپنی سپاہ کے بچانے کے لیئے پہاڑی پر جانا چاہتے تھے۔

۱۸-۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ع

کپتان ٹیلر صاحب نے برن گڑگچ کو جو کابلی اور لاہوری دروازہ کے درمیان تھا لے لیا اور بریگیڈیر جونس اپنی سپاہ کو لیکر آگے بڑھے کہ انکے سپاہی بھاگ گئے انکو بہت سی برانڈی ہاتھ لگ گئی تھی اسکو پیکر وہ ایسے مست ہوئے کہ افسرون کے بس کے نہین رہے غرض اسی طرح بتدریج شہر کے حصے فتح ہوتے گئے کہ ایک حصہ لیا اور اسکے پاس کے حصہ پر گولے اور گولیان ایسی مارین کہ اسکو فتح کرلیا۔ اسی طرح قدم بقدم شہر فتح ہوتا گیا اور جنرل ولسن کو ڈھارس بندھ گئی کہ شہر فتح ہوجائیگا

۲۰ کی صبح کو بریگیڈیر جونس کے کولم نے لاہوری دروازہ پر قبضہ کیا اور گارسٹن گڑنج کو لیا جو لاہوری دروازہ اور اجمیری دروازہ کے درمیان تھا تو بریگیڈیر پاس حکم آیا کہ وہ اپنی سپاہ کو تقسیم کرکے ایک حصہ کو چاندنی چوک مین بھیجے کہ وہ جامع مسجد پر قبضہ کرے اور باقی سپاہ کے ساتھ وہ اجمیری دروازہ پر جائے - بریٹ صاحب نے سپاہ ساتھ لیکر آسانی سے جامع مسجد پر قبضہ کرلیا اور انہون نے جنرل سے درخواست کی کہ وہ قلعہ پر حملہ کرے اس عرصہ مین جونس صاحب اجمیری دروازہ مین داخل ہوئے - رسالہ سوارون کا عیدگاہ کے گرد گیا تو اسے معلوم ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر باغیون کا کیمپ خالی پڑا ہے لفٹننٹ ہوڈسن نے لپک کر اسپر قبضہ کیا اور ان کے سوارون نے زخمی اور بیمار سپاہیون کو مارا جسقدر کپڑے اور گولی بارود اور لوٹ جو انکو ہاتھ لگی تھی اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ باغی سرکش بہت بدحواس ہوکر بھاگے تھے انکی گیلی دہوتیان الگنیون پر لٹک رہی تھین

بریٹ صاحب کی درخواست پر میگزین سے قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے جنرل ولسن نے ایک کولم بھیجا وہ قلعہ جو بڑا نامور تھا بابر کی اولاد نے جس مین رہکر فرمان روائی کی تھی بالکل اس مین سناٹا تھا نہ اس سے کوئی توپ چلتی تھی نہ کوئی بندوق خاندان تیمور اس مین سے بے سروپا بھاگ رہا تھا بہت جلدی سے اس کے دروازہ کے پاس بارود کے تھیلے رکھدیئے ہوم صاحب نے آنکر اسمین شتابہ لگایا دروازہ اڑا انگریزی سپاہ شور مچاتی ہوئی داخل ہوئی اور اسنے اسکے دروازہ پر اپنا علم قائم کیا - قلعہ کے چھتے مین جو تلنگون کا اسپتال تھا اسمین وہ زخمی پڑے تھے جو اپنی پلٹنون کے ساتھ جا نہین سکتے تھے انکو انگریزی سپاہ نے اپنی گولیون سے انکے زخمون کی تکلیف کا علاج کردیا -

شاہزادے جو اپنے مکانون کی حفاظت کے لیئے بڑے بوڑھے اور گھر سے زائد آدمیون کو بٹھا گئے تھے وہ بھی مارے گئے ان دونو قسمون کے آدمی تھوڑے تھے ایک مین صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر کلکتہ دروازہ کو کھولکر سلیم گڈھ کی طرف گئے کہ باغیون کو نرغہ مین لائین اور ان کو بچکر بھاگنے نہ دین انکی صورت دیکھتے ہی تھوڑے سے سپاہی دریا کے پار بچکر بھاگ گئے صاحب نے اس پل کے دروازہ پر جو قلعہ اور سلیم گڈھ کے درمیان تھا قبضہ کیا کہ باغیون کو بھاگنے نہ دین مگر باغی دلاور پہلے بھاگ گئے تھے بھاگنے کے لیئے تھوڑے سپاہی باقی تھے -

۱۸۵۷ء

غرض اب دہلی بالکل انگریزون کے قبضے مین تھی جامع مسجد اور قلعہ اور سلیم گڈھ مین انگریزی سپاہ مقیم تھی

جب ۱۹ ستمبر کی رات کو انگریزون کا قبضہ شہر کے بڑے حصے پر ہوگیا تو بادشاہ کو سوجھی کہ اب بھاگنا چاہیئے۔ باغیون کے سپہ سالار بخت خان نے بادشاہ کو سمجھایا کہ انگریزون نے حضور سے دلّی لے لی تو کیا ابھی تو سارا ملک حضور کے ہاتھ مین ہے اگر حضور ہمارے ہمراہ چلین تو حضور کے نام اور ذات کی برکت سے ظن غالب ہے کہ ہم کو لڑائیون مین فتوح حاصل ہوسکتی ہیں۔ بادشاہ نے بخت خان کو رخصت کیا اور کہا کہ ہمایون کے مقبرہ مین تم کل مجھ سے ملنا

جب سے کہ شہر مین انگریز داخل ہوئے اور باغیون کو شکست ہوئی تو ان کے سردارون کا کوئی منتر بادشاہ پر نہین چلتا تھا مگر مرزا آلہی بخش کا منتر اسپر چل گیا۔ مرزا کو ابتداء غدر سے یہ یقین تھا کہ انگریزی عملداری پھر دلی مین یقینی آئیگی منشی رجب علی جو انگلش کیمپ مین دہلی کی مخبری کے سررشتہ کے سرفتر تھے وہ جو مخبرون کو بھیجتے تھے دلی مین آنکر وہ مرزا کی پاس رہتے تھے اور وہ اس کام مین انکا ممد و معاون ہوتا تھا۔ جو انگریزی ایجنٹ مخبری کے لئے آتے تھے انکا راز دار تھا۔ ۱۳۔۱۴ ستمبر کو جب مرزا نے باغیون کی شکستین دیکھین تو اسکو یقین ہوا کہ اب انگریز دو چار روز مین دہلی پر مسلط ہوجائین گے اسنے اپنی اور اپنے کنبے کی جان بچانے کی تدابیر کین اسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ہمایون کے مقبرہ مین تشریف لے چلیئے اسنے رات کو بادشاہ کو شیشہ مین اتارا اسکو بتلایا کہ اگر آپ سپاہ کے ساتھ چلے جائین گے تو بڑی بڑی مصیبتین اور آفتین آپکو جھیلنی پڑینگی اور یقینی آپ کو شکست ہوگی اور اگر آپ باغی سپاہیون سے بالکل جدا ہوجائین گے تو فتحمند انگریزون کو یہ یقین ہوگا کہ آپ کو سپاہ نے اپنے ساتھ رکھنے مین مجبور کر رکھا تھا اور آپ کو جب موقع ملا تو آپ ان دغاباز نمکحرامون سے جدا ہوگئے۔ انگریزون کو حوالہ کردینے مین آپ کی بلا ٹوکی رکابی نہین نہین گئی *

مرزا کی دلائل نے اس پیر ضعیف العقل کے دماغ پر پورا اثر کیا۔ دوسرے دن بادشاہ اسکا زنانہ اسکے بیٹے اسکے امرا ہمایون کے مقبرہ مین باغیون کے سپہ سالار بخت خان سے ملے تو ان سب نے اسکے ساتھ جانے سے انکار کردیا۔ انہون نے ساتھ جانے مین یہ سوچا کہ معلوم

نہین کہ کیا کیا سختیان اٹھانی پڑینگی معلوم نہین کہ یہہ جھگڑا کتنی مدت تک جاری رہیگا اور اسکا انجام معلوم نہین کہ کیا ہوگا اس لیئے فتحمندون کے رحم کرم پر بھروسا کرکے اپنے تئین ان کے سپرد کر دینا چاہیئے غالباً جو اپنے اوپر انگریزون کے رحم وہ سمجھتا تھا اس مین وہ اپنے اوپر تکلیف کا پہنچنا بہت نہین جانتا تھا۔

باغی سپاہ کا دہلی سے چلا جانا

بخت خان اور باغی سپاہ نے اپنا رستہ لیا بادشاہ اور اسکے کنبے اور اسکے تمام دولتمندون اور قلعہ کے بدمعاشون کو جنکو سوا خوشامد کے کوئی اور کام نہ آتا تھا چھوڑ دیا۔ مرزا الٰہی بخش کی تدبیر چل گئی۔ اب مشکل کام یہہ باقی رہا تھا کہ کس طرح سے بادشاہ کو وہ انگریزون کے ہاتھ مین گرفتار کرا دین یہہ کام ایسا مشکل نہ تھا کہ آسان نہ ہوسکتا۔ سرکار انگریزی کے جو ایجنٹ اس مخبری کے لیئے کہ دشمن کیا حرکتین کرتا ہے دہلی مین رہتے تھے ان سب کے سردار منشی رجب علی تھے۔ جاسوسی کے لیئے جو اعلے درجہ کی لیاقتین چاہیئن وہ انمین نہین۔ منتظم انگریزون کو انکا پورا اعتبار تھا اور وہ ہمیشہ اپنے کارفرماؤن کے ساتھ راست باز تھے۔ سچی بات کے دریافت کر لینے کی عجیب قابلیت

مرزا الٰہی بخش کی سازش

و استعداد و فراست و کیاست رکھتے تھے۔ مرزا الٰہی بخش نے انسے خط و کتابت کی منشی رجب علی نے مرزا سے یہہ درخواست کی کہ آپ فقط یہ کام کیجیے کہ باغیون کے چلے جانے کے بعد بادشاہ کو چوبیس گھنٹے تک ہمایون کے مقبرہ سے کہین جانے نہ دیجیے باقی کام مجھپر چھوڑ دیجیے مین اسکو کر لونگا۔

منشی رجب علی نے مراسلت کا حال ہوڈسن صاحب سے کہا وہ یہ سنتے ہی جنرل کے ہیڈکوارٹر مین گیا اور اس خبر کو سنایا اور اس سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے سوارون کو ساتھ لے جا کر دہلی کے بادشاہ کو لے آئے۔ جنرل ولسن بادشاہ کو واجب القتل سمجھتا تھا اور اسکو سزا دینی واجب تھی دینی جانتا تھا۔ غرض جنرل کو بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر یہ انسے اجازت دلائی کہ وہ بادشاہ سے اسکی جان بخشی کا معاہدہ کر لے۔ ہوڈسن صاحب اپنے پچاس سوارون کا ترپ لیکر مقبرہ پر سرپٹ دوڑا گیا۔

ہوڈسن روانہ ہوا

بعض آدمی ایسے پیدا ہوتے ہین کہ وہ اپنی عمر مین پہلے ترقی کرتے ہین بعض ایسے ہوتے ہین کہ دیر کر بڑی عمر مین ترقی کرتے ہین سو ہوڈسن صاحب دوسری قسم کے آدمیون مین تھا میدان جنگ ہی اسکا بال روم عشرت کدہ تھا اسکی نفیریون کی آوازہی اسکا موسیقی تھا کوئی انسان کی مصیبت اسکے دلپر اثر نہین کرتی تھی نہ کسی کی خونریزی سے اسکو رنج ہوتا نہ کسی کے

مار ڈالنے کا افسوس۔ مفروروں کا قتل کرنا اور انکے مال اسباب کا لوٹنا انکی بڑی خوشی تھی۔
ہوڈسن صاحب مقبرہ کے پاس جا کر ایک شکستہ عمارت مین سوار کھڑے رہے اور اپنے سوار انکو
اسکے سایہ مین آرام دیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ ہوڈسن آگیا ہے آپ اپنے تئین حوالہ کیجیے۔
مقبرہ مین بادشاہ کے دل مین یاس اور توکل آپس مین لڑ رہے تھے۔ زینت محل بادشاہ کی چہیتی
بیوی اپنے بیٹے کے لیئے جو بغاوت مین شریک ہونے کے قابل نہ تھا اور ایسا چھوٹا تھا کہ قتل عام سے
بچنے کے لایق تھا اسکی جان بچانے کے لیئے بوڑھے خاوند سے التجا کر رہی تھی کہ اس کا وعدہ
انگریزون سے وہ لے اسوقت بہادر شاہ کو سوجھی کہ اگر مین سپاہ کے ساتھ چلا جاتا تو بادشاہی
کرتا۔ مگر جب وہ بخت خان کو رخصت کر چکا تھا تو اب اس سوچنے کا وقت نہین رہا تھا۔ دو
گھنٹے تک وہ سوچ بچار مین رہا زینت محل کی سنتا سے اور دغاباز مشیرون کی صلاح و مشورت سے
وہ اپنے تئیں حوالہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اسنے ہوڈسن صاحب پاس پیغام بھیجا کہ مین اپنے تئین
اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ میری جان بخشی کی جائے۔ اس پیغام آنے پر ہوڈسن صاحب نے وعدہ
کیا۔ چار دن بعد ہوڈسن نے اپنی یادداشت مین لکھا ہے کہ مین دہلی مین بادشاہ کو مردہ لانا
بہ نسبت زندہ لانے کے زیادہ پسند کرتا تھا پھر اسی یادداشت مین لکھ دیا کہ بادشاہ بغاوت
مین عملی حصہ لینے سے بری تھا۔

ہوڈسن صاحب پھر مقبرہ کے دروازے پر گئے اور تنہا کھڑے رہے کہ بادشاہ
آگے آیا تھا اس کے پیچھے پالکیون مین زینت محل اور جوان بخت سوار تھے پھر بادشاہ کو بھی
پالکی مین سوار کیا تو بہادر شاہ نے پوچھا کہ میرا گرفتار کرنے والا ہوڈسن صاحب بہادر ہین تو صاحب نے
جواب دیا کہ ہان تو بہادر شاہ نے کہا کہ مین آپکی زبان سے بھی اپنے اور اپنے بیوی اور اپنے بیٹے
کی جان بخشی کا وعدہ سننا چاہتا ہون۔ ہوڈسن صاحب نے وعدہ کیا تو بہادر شاہ نے اپنے ہتھیار
حوالہ کیئے وہ بہت سہج سہج لاہوری دروازہ سے شہر مین چاندنی چوک کی راہ سے قلعہ مین زینت محل
کے مکان مین مقید ہوا۔ بہادر شاہ جنرل ولسن سے ملنا چاہتا تھا جنرل نے ملنے سے انکار کیا اپنے
ایڈی کیمپ لفٹنٹ ٹرنبل کو اس پاس بھیجدیا اس نے زینت محل کے محل پر پورہ مین گارڈ
نشین کر دیا۔

جن ایجنٹون نے پادشاہ کو پکڑوایا تھا انہون ہی نے ہوڈسن صاحب کو مطلع کیا کہ بادشاہ کے
دو بیٹے اور ایک پوتا جنہون نے ناحق کے قتل مین بڑا حصہ لیا تھا وہ باغی سپاہ کے ساتھ نہیں گئے
مقبرہ مین یا اس کے پاس چھپے ہوئے ہین۔ اس اطلاع سے ہوڈسن صاحب کا خون جوش مین
آیا اور کہا کہ ان آدمیون پر رحم نہین کیا جائیگا ان بدکارون کو قتل کرکے زمین کو انکی نجاست سے پاک
کرونگا۔ دوسرے دن صبح کو جنرل سے اجازت حاصل کرکے اور میک ڈونیلڈ کو ہمراہ لیکر ان شہزادون
کے قتل کے لئے روانہ ہوا۔ سو سوار اور دو جاسوس منشی رجب علی اور مرزا الہی بخش ساتھ تھے
تینون شاہزادے مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر مقبرہ مین تھے اور ان کے ساتھ
بہت سے بدمعاش تھے جنہین بعض دل چلے ہوڈسن صاحب سے لڑنے کی صلاح دیتے تھے مگر
شاہزادون نے دو گھنٹے تک جان بخشی کے اقرار کے لئے گفتگو کی مگر ہوڈسن صاحب نے اسکو
نامنظور کیا اور ناچار انہون نے اپنے تئین ہوڈسن صاحب کے حوالہ کیا۔ صاحب انکو رتھون مین
سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لائے پھر انکو رتھون سے اترنے کا اور اندر کے کپڑے
اتارنے کا حکم دیا اور ایک سوار سے قرابین لیکر تینون کو خود مار ڈالا اور لاشون کو لاہوری دروازہ سے
لاکر کوتوالی مین چوبیس گھنٹے تک لٹکائے رکھا۔ اب اس بات پر مختلف رائین ہین کہ ہوڈسن کا یہ کام
محمود تھا یا مذموم۔ لارڈ روبرٹس صاحب لکھتے ہین کہ ہوڈسن صاحب نے اپنی نیکنامی مین
اس کام کے کرنے سے بٹا لگایا اور بے ضرورت شہزادونکو مارا انکو بادشاہ کے پاس
بھجوانا چاہیئے تھا۔ بعض کہتے ہین کہ یہہ وقت ایسا تھا کہ اپنی عورتون و بچون کی قتل کی یاد
خون مین ایسا جوش پیدا کرتی تھی کہ قدرت بشری سے باہر تھا کہ یہہ قیدی زندہ چھوڑ دیئے
جاتے۔ دہلی مین یہہ واقعہ یون غلط بیان کیا گیا ہے کہ شاہزادے بادشاہ کے ساتھ آئے
تھے انکو جیلخانہ کے قریب ہوڈسن صاحب نے خود مار ڈالا اور انکا خون پیا اور کہا کہ میرا خون
اسوقت ایسا جوش مین آیا تھا کہ اگر ان شاہزادون کو نہ مار ڈالتا تو میرے دماغ مین خلل آجاتا
یہ بڑا غمناک حادثہ تھا کہ پنجاب امن امان کا قائم کرنے والا اور دہلی مین نجف گڈھ مین باغیون کا
شکست دینے والا اور دہلی کی تسخیر کے لیئے ۱۴ ستمبر کو حملہ کرنے والا اور سب سے پہلے دہلی کی
فصیل پر چڑھنے والا۔ جان نکلسن آٹھ روز زخم کی تکلیف مین رہکر اس دار فانی سے عالم جاودانی کو

بادشاہ کے بیٹون اور پوتے کا قتل ہونا

۲۳ ستمبر جان نکلسن صاحب کا واقعہ انتقال

رخصت ہوا۔ ان کی وفات کے بعد سرحد کے امیرون اور ملتانی سوارون کے افسرون کو اجازت دی گئی کہ وہ ان کے چہرۂ مبارک کی آخری زیارت کرین یہ بہادر سپاہی اسکو دیکھ کر زار زار روئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے افسر سے کیسی دلی محبت رکھتے تھے۔ ۳۵ سال کی عمر مین صاحب محتشم الیہ نے فرزانگی و مردانگی مین شہرت حاصل کی انہون نے اس مقولہ کی تصدیق کردی کہ اعلے درجہ کے ذہین آدمیون مین یہہ قابلیت ہوتی ہے کہ وہ سب کامون مین اپنی ذہانت کو کام مین لا سکتے ہین جس کام مین وہ مصروف ہوئے اس مین کامیاب ہوئے۔ انہین آدمیون کو اپنے ساتھ گرویدہ کرنے کی عجب قابلیت تھی انکی نظر جسپر پڑتی تھی اسپر اثر کرتی تھی۔ یہہ ناممکن تھا کہ کوئی شخص انسے باتین کرتا اور اسپر انکی باتون کا سحر کا سا اثر نہ ہوتا۔ باوجودیکہ وہ اپنے زبردست تلوار سے ماہر تھے مگر پھر بھی منکسر المزاج تھے انہون نے ایک مصنف سے ۱۸۵۱ء مین کہا تھا کہ میرا اڈورڈس صاحب سے مقابلہ نہ کرو۔ ان مین بہادری و شجاعت لارڈ کلایو کی سی اور انتظام کی لیاقت وارین ہسٹنگز کی سی تھی وہ سب آدمیون کے حقوق سمجھنے مین بڑے عادل تھے۔ انہون نے اپنے آخر وقت مین اس شہر کی فتح کا مژدہ سن لیا کہ جسکے فتح کرنے کے لیئے جان دی تھی۔ کشمیری دروازہ سے باہر نئے قبرستان مین ۲۴ ستمبر کو دفن ہوئے۔ نہ انکے مرنے کی توپین چلین نہ بندوقین چھٹین جنسے کہ انکی قبر کے گرد خاموشی مین غل ہوتا انکی قبر سادی بنی ہوئی ہے جسپر سنگ مرمر پر جو دہلی کے قلعہ سے لایا گیا تھا یہہ عبارت کندہ ہے۔

قبر برگیڈیر جان نکلسن کی

جسنے دہلی پر حملہ کیا

لیکن فتح کی ساعت مین اسکے مہلک زخم لگا اور

۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ۳۵ سال کی عمر مین

وفات پائی

اب دہلی مین انکے سٹی چیبو لگنے کے لیئے ایک جگہہ قبر کے قریب تجویز ہوئی ہے جسکے گرد باغ ہے۔ انہون نے اس زخم کی تکالیف مین کبھی اپنے منہہ سے اُف و آہ نہین نکالی۔ آخر وقت تک

اپنے ملک کی عزت کا خیال رہا۔ بستر مرگ پر کرب کی حالت مین کروٹین بدل رہے تھے مگر اسوقت
بھی اپنے دلی دوست اڈورڈس کے دیدار کے مشتاق تھے انکو آخری ملاقات کے لیئے
بلایا مگر وہ پشاور کی سرحد پر مشکل کامونکو انجام دے رہے تھے وہ ان پاس نہین جا سکتے تھے
مگر انکا دل نکلسن ہی کی طرف لگا ہوا تھا۔ دل بیار و دست بکار۔

جب تار پر انکے پیمانۂ عمر کے لبریز ہونے کی خبر پہنچی تو انہون نے یہہ فرمایا کہ اگر دلی سو دفعہ فتح
نہ ہوتی تو کچھ پروا نہ تھی مگر نکلسن نہ مرتا۔ انہون نے اپنے دوست کے لیئے ایک کتابہ
لکھا کہ وہ آئرلینڈ مین لسبرن کے گرجا گھر مین لگایا جائے۔ جہان انکی مان زندہ موجود
تھین۔ نکلسن صاحب نے انکی مان کو بھی تسلی تشفی افزا خط لکھا تھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ صبر فرمائینگین
انکی مان بیٹے کے مرنے کے بعد سترہ برس تک زندہ رہین ۱۸۷۴ء مین بیاسی برس کی عمر مین مرین
ان کے ایک بیٹے کا ہاتھ بھی دہلی کی لڑائی مین اڑ گیا تھا۔ اگرچہ جان لارنس کبھی اپنے
رخسارون کو آنسوؤن سے تر کرتے تھے مگر جب نکلسن صاحب کی وفات کی خبر ان پاس پہنچی
تو دھاڑین مار مار کر رونے لگے اور انہون نے مشتہر کیا کہ نکلسن صاحب بہادر عقیل شخص کاہی کو
پیدا ہوگا فوج بنگالہ مین نکلسن صاحب سے بڑھکر کوئی اولوالعزم اور لایق سپاہی نہ ہوگا۔
رپورٹ مین لکھا کہ شہر دہلی بغیر نکلسن صاحب کے فتح نہین ہوتا۔

نقشہ مقتولین و مجروحین اور گم شدگان جو ابتدا ر جنگ سے دہلی کے سامنے۔ ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء
سے دہلی کی تسخیر کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ہوئے۔

میزان	ہندوستانی	یورپین	گھوڑے	میزان	سپاہی	[illegible]	[illegible]	ہندوستانی افسر	یورپین افسر	تفصیل
۱۰۱۲	۴۴۰	۵۶۲	۱۳۹	۱۰۱۲	۸۶۵	۷	۸۰	۱۴	۴۶	مقتول
۲۷۹۵	۱۲۲۹	۱۵۶۶	۱۸۶	۲۷۹۵	۲۳۹۰	۱۰	۲۰۶	۴۹	۱۴۰	مجروح
۳۰	۱۷	۱۳	۵۳	۳۰	۲۹	۰	۱	۰	۰	گم شدہ
۳۸۳۷	۱۶۸۶	۲۱۵۱	۳۷۸	۳۸۳۷	۳۲۸۴	۱۷	۲۸۷	۶۳	۱۸۶	میزان

نقشہ مین وہ افسر بھی داخل ہین جو زخمی ہوکر مرے ہین۔ آٹھوین ستمبر کو بیٹریان لگائی گئی تھین کہ

فتح کرنے والی سپاہ کی ستائش و آفرین — فتح کی خوشیان

شہر لے لیا جائے اس تاریخ تک ۲۱۶۳ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے تھے
اس تاریخ سے حملہ کی صبح کی تاریخ تک ۱۷۰ افسر و سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے اور
۱۵ ستمبر سے دہلی کی بالکل فتح ہونے کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ۱۱۷۷ افسر اور سپاہی مقتول
اور مجروح ہوئے انکے علاوہ سیکڑون جانون کا نقصان بیماری سے ہوا۔ اس دہلی کی
لڑائی مین تو کریمیا کی جنگ سے بھی زیادہ نقصان ہوا کریمیا کی لڑائی مین کل سپاہ ۹۷۱۳۴
تھی جسمین ۲۳۶۵۹ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے تھے یعنی ۲۴٫۳۷ فیصدی اور دہلی مین ۹٫۷۳ فیصدی
جب سارے شہر پر قبضہ ہوگیا اور بادشاہ بھی گرفتار ہوگیا تو دہلی کی فتح کی خوشی کی توپین قلعہ مین
چھوٹین اور دیوان خاص مین ۲۷ ستمبر کو اتوار کے دن فتح کی شکرگزاری کی نماز پڑھی گئی۔
جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو جنرل ولسن صاحب نے سپاہ کی نسبت جو انکے ماتحت تھی یہہ
مراسلہ لکھا۔
چار مہینے تک اس موسم مین کہ سال کے اندر نہایت سخت موذی ہوتا ہے اس سپاہ پر جو
در اصل تعداد کے اعتبار سے بڑی ضعیف تھی کثیر التعداد دشمنون نے متواتر حملے کیئے اسکے
پاس بڑے زبردست بہت توپخانے تھے سب سپاہیون کو جو کام سپرد تھے وہ بڑی
جفاکشی اور مشقت شاقہ اٹھا کے اور پے درپے دق کرنے والے تھے۔ لڑائیون مین
جدا جانین جاتی تھین اور بیماریون سے جدا ہلاکت ہوتی تھی مگر باوجود ان سب نقصانون کے
سپاہی بڑی خوشی اور گرمجوشی سے اپنے فرض ادا کرتے تھے۔
سر کولن کیمبل نے جو سپہ کے سپہ سالار اعظم تھے اس سپاہ کی یہہ تعریف لکھی ہے کہ
اس سپاہ مین جرنیل سے لیکر ایک ادنے سپاہی تک نے جو اپنی بے تکان ہمت و جرأت
اور اپنی بے خلل ثابت قدمی و استقلال اور اپنی شان و شکوہ شجاعت دکھائی ہے اسکی
تعریف مین ناممکن ہے کوئی بات فضول کہی جائے۔ سب نے اپنی مرضی کو عمدہ طور پر شریفانہ
ادا کیا سپاہ کی بالاستقلال والاہمتی ہی نے جنرل کو اس قابل بنایا تھا کہ اس موذی مہلک
موسم مین اور اسباب حرب کی کمی مین اسنے اپنی مہم اہم کو جاری رکھا۔ لارڈ رابرٹس فیلڈ مارشل
اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین تحریر کرتے ہین کہ مین بھی مثل نورمن کے دہلی کے محاصرہ کی اپنی مختصر

تاریخ مین سپاہیون کی تعریف کرتا ہون جنہون نے ابتدا سے انتہا تک نہایت عمدہ طور سے کام کیا سارے کامون مین انکے طریقہ وطور کی تعریف نہین ہوسکتی کہ کی جائے انکی ثابت قدمی اور استقلال مین کبھی خلل نہین آیا۔ انکی شجاعت وبہادری بڑی نمایان تھی انہون نے مختلف تیس ۳۲ لڑائیون مین اپنے سے دس گنے دشمنون پر فتح پائی جنکے پاس توپخانے انکے توپخانون کی نسبت بڑے زبردست تھے سوا اسکے انکے پاس مستحکم شہر تھا انمین سے ہریک سپاہی نے ایسی جنگ کی اور کام کیا کہ گویا وہ یہہ سمجھتا تھا کہ خاص اسی کوشش پر آج کی فتح کا نتیجہ منحصر ہے انہون نے رضامندی ہی نہین بلکہ خوشی سے اُن سختیون کی ایک مدت برداشت کی کہ جو ہی سپاہیون کو پیش آئی ہونگین تین مہینے تک ہر روز کے بڑے حصے مین ہر سپاہی کو کمربستہ مسلح رہنا پڑتا تھا جسکو دھوپ کی گرمی ہلاک کیئے دیتی تھی اور اسکی برداشت کرنی دشمنون کی آگ سے جو کبھی سرد نہین ہوتی تھی زیادہ ناگوار اور دشوار تھی وہ اپنی آنکھون کے سامنے دیکھتے کہ انکے ساتھی ہیضہ و لُو و اسہال سے مرے جاتے ہین ۔ یہہ امر ہزار مرتبہ زیادہ دل شکن لڑائی کے روزانہ زخمیون اور مردون سے تھا وہ اپنے دشمنون کو دیکھتے تھے کہ روز بروز کمک ان کے آنے سے طاقت مین بڑھتے جاتے ہین اور انکی اپنی تعداد جلدی جلدی کم ہوتی جاتی ہے مگر اسے کبھی وہ اپنے دا ہمین ہراسان نہین ہوئے اور آخر مین جب انہون نے ظاہر دیکھا کہ کہین سے انکو کمک آنے کی امید نہین ہوسکتی ہے اور دہلی کی تسخیر ضرور ہے تو انہون نے ایک ہی دفعہ اس کے لے لینے کا قصد کیا وہ حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھے اور اعلے درجہ کی بہادری سے حملہ کیا اسکے نتیجہ پر انکو پورا بھروسہ تھا باوجودیکہ وہ اس سپاہ کے بقیہ تھے جو بارہ ہفتے سے مصیبتین اٹھانے سے اور عسرت مین تنگ حال رہنے سے فرسودہ ہوگئی تھی اسکی امیدون کے بر آنے مین التوا ہوتا تھا (جیسے کہ انسان کا دل بیمار ہوتا ہے) اور اس امداد کا جو کبھی نہین حاصل ہوئی انتظار کرنا اسکے لیئے اشد من الموت تھا ۔ باوجود ان سب باتون کے اُس نے ایسے شگفتہ خاطر ہو کر حملہ کیا کہ گویا ابھی تازی لشکرکشی ہوئی ہے اس مین کوئی پہلے تکان ہوئی ہی نہین فصیل کے پاس بیطریان اسطرح لگا نا کہ جس مین آسانی ہو ایسا بہادرانہ کام

کام تھا کہ پہلے کبھی نہین کیا گیا تھا لر کرنیل ہیر دسمتھ نے ۷۰۰ گز و ۶۰۰ گز و ۶۰ ۱ گز کے فاصلہ پر
ان بیطریون کو لگایا تھا او حقیقت مین اول دو بیطریون کا فاصلہ اس سے بھی کم تھا جو بیان کیا
گیا ہے) آخر کار ان تھوڑے بہادرون نے جسپر انگلنڈ ہمیشہ سچا فخر و ناز کریگا اس استوار حصار پر
دن دہاڑے حملہ کیا جسکی تیس ہزار سینہ زور سپاہی حفاظت کر رہے تھے اور ان کے پاس
ہر طرح کا سامان حملہ کے روکنے کا موجود تھا۔ مقتولین اور مجروحین کی فہرست شہادت
دیتی ہے کہ ہر قسم کی سپاہ نے اپنے کام مین بڑی دلاوری و دلیری کی۔ دہلی مین کبھی دس ہزار
سے زیادہ سپاہ کارپرداز نہین جمع ہوئی اس مین سے ۹۹۲ مارے گئے اور ۲۸۴۵
زخمی ہوئے اس کے علاوہ سیکڑون امراض ولو سے ہلاک ہوئے سب نے کام
بہت عمدہ طرح کیا مشکل ہے کہ انمین سے کسی کی تخصیص کی جائے لیکن مین امید کرتا ہون
کہ اگر مین خاص توجہ ان چار پلٹنون کی کارگزاری پر دلاؤن تو اس سے حسد انگیزی نہین ہوگی
ساٹھوین رائفل رجمنٹ اور سرمور پلٹن گورکھا اور گائیڈس اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن یہہ ہمیشہ
دشمن کے مقابلہ مین لڑائی مین مصروف رہین ہمیشہ انپر آگ برستی رہے اور ان مین جو سپاہیونکا
نقصان لڑائیون مین ہوا وہ شہادت دیتا ہے کہ کیسی خدمات انھون نے کین۔ ساٹھوین
رائفل رجمنٹ جب میرٹھ سے آئی ہے تو اس مین ۴۴۰ سپاہی تھے حملہ سے چند روز پہلے
انہین تقریباً دو سو اور سپاہی آ نکر ملے کل ۶۴۰ ہوئے انہین ۳۸۹ مجروح و مقتول ہوئے
اور سرمور پلٹن گورکھا مین ابتدا مین ۴۵۰ سپاہی تھے ۹۰ سپاہی اور آ نکر ملے کل ۵۴۰
سپاہی ہوئے انہین ۳۱۹ مجروح و مقتول ہوئے۔ گائیڈس جب لشکرگاہ مین آیا ہے
تو ان مین ۵۵۰ سوار اور پیدل تھے انہین ۳۰۳ مجروح و مقتول ہوئے۔ پنجاب
کی پیدل پلٹن دہلی مین آئی ہے تو اس مین تین انگلشی افسر ۶۶۴ سپاہی تھے ان مین سے
دو انگریزی افسر مارے گئے اور تیسرا سخت زخمی ہوا اور ہندوستانیون مین آٹھ افسر
اور ۲۰۰ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور پھر جو اور برٹش افسر اس پلٹن سے متعلق کئے
گئے انہین سے ایک مارا گیا اور چار زخمی ہوئے سوا اسکے مجھے اس سے بڑی خوشی ہوتی
ہے کہ ارٹلری اور انجنیرون نے بھی بڑے کار ہار نمایان کئیے ہین۔ ارٹلری کی چھوٹی سی تعداد

مین ۳۶۵ اور انجنیرون مین دو تہائی افسر اور ۲۹۲ سپاہی مارے گئے یا بیکار ہوئے۔
پھر لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے جو تھوڑے دنون بعد اول وائسرائے ہند مقرر ہوئے ایک
ایسی تحریر گرم لفظون مین اس دہلی کی حملہ آور سپاہ کی مہمات کی لکھی ہے جس سے بہتر نہین ہو سکتی
رائٹ آنریبل گورنر جنرل مع کونسل پاس ٹیلیگراف مین نہایت خوش کرنے والا یہ مژدہ
آیا ہے کہ کل دہلی میجر جنرل ولسن کی سپاہ کے قبضہ اختیار مین ہے۔
دہلی بغاوت و سرکشی کا مرکز آتشی تھا جسنے چار مہینے سے سارے ہندوستان کو دق و حیران
کر رکھا تھا وہ باغی سپاہ بنگال کا مستحکم و استوار حصن حصین تھا جہان اسنے اپنی ساری قوت کو
مجتمع کیا تھا وہ اب باغیون کے ہاتھ سے چھین لیا گیا۔
بادشاہ قلعہ مین نظر بند قیدی ہے اور میجر جنرل ولسن کا ہیڈ کوارٹرس دیوان خاص مین قائم
ہوا ہے اور ایک جرار کولم باغیون کے تعاقب مین بھیجا گیا ہے۔
خواہ باغی سپاہیون کے اور انکے جو شریک اسکے ساتھ ہوئے کچھ ہی بغاوت کے اور جذبات
کے علل و اسباب ہون جنہون نے انکو سرکشی و بغاوت اور ارتکاب جرائم پر برانگیختہ کیا ہو مگر اسمین
شبہ نہین کہ انکی یہہ جرأت و حوصلہ اس یقین کے دھوکہ سے پیدا ہوا تھا کہ ہندوستان کی
ضعیف محافظت انگلینڈ کرتا ہے۔ اور پہلے اس سے کہ گورنمنٹ اپنی قوت کو انکی محافظت مین
مجتمع کرے وہ اپنے منشا مدعا کو پورا کر لین گے۔ اب انکا یہہ دھوکہ دور ہوا۔ ان ہزارون سپاہیون
مین سے جو انگلستان سے ہندوستان کو برٹش قوت کی برتری اور بزرگی ثابت و قائم
کرنے کے لیئے جلد جلد چلے آرہے ہین انہین سے ایک سپاہی نے بھی اس ملک کے
سواحل پر قدم نہین رکھا کہ صرف ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب کی حدود کے اندر سپاہ نے جمع
ہو کر اس باغی سپاہ کو وہان غارت و تباہ و پراگندہ کر دیا جہان سب سے زیادہ طاقتور تھی اور
متفق ہو کر یکجا جمع ہوئی تھی اور بے حساب اپنے پاس اسباب جنگ رکھتی تھی۔ یہہ کام
پہلے اس سے سر انجام ہو گیا کہ چین و شرقی کولونیون سے سپاہ مین بنگال مین جمع ہو کر میجر
جنرل ولسن کی سپاہ سے جا کر ملین یہہ صرف ہمت جرأت و شجاعت و مردانگی بہادر سپاہ کی
تھی کہ بہادر جنرل ولسن نے اپنی ہنرمندی اور صائب رائے اور مستقل ارادہ سے اور

بعض ہندوستانی رئیسون کی امداد سے جو اپنی دوستی و وفاداری مین سچے رہے اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے سرکشی و بغاوت کے سرکوبل دیا اور خیر خواہی و انسانیت اور حق حکومت کی حمایت کی۔ گورنر جنرل مع کونسل کو امید ہے کہ میجر جنرل ولسن کے جب مراسلات آئینگے تو مجھے دہلی کی لڑائیون کے مفصل حالات معلوم ہونگے۔ پھر مین ان افسرون کا اور ان آدمیون کا جنکی ہدایت و جرأت و ہمت و جد وجہد سے لڑائیون مین فتحیابی ہوئی ہے وہ شکر ادا کرون گا اور انکی تعریف کرونگا جسکے وہ مستحق ہین۔ مگر گورنر جنرل مع کونسل چیف کمشنر پنجاب کی ان خدمات سلطنت کا جو اس زمانہ مین کین ہین احسان مندی کے ساتھ شکر کرنے مین التوا نہین کرتا۔ دہلی کے سامنے جو سپاہ تھی اسکی امداد براہ راست ممالک زیرین سے موقوف ہوگئی تھی سر جان لارنس ہی کے سبب سے ہمیشہ اس سپاہ کی سپاہیون سے کمک و امداد پہنچتی رہی اور اسکی تقویت ایسی مؤثر و کارگر ہوئی کہ اسکے سپہ سالار نے فقط یہی کام نہین کیا کہ اپنے مقام مین کوئی خلل نہین پڑنے دیا بلکہ کامل فتح وظفر پائی۔

سر جان لارنس نے اپنی توجہ تامہ اور دانائی اور فرزانگی سے تجویز کرکے ایسی لائق سپاہین بھیجین کہ میجر جنرل ولسن کی سپاہ الفے وقت نہین ہوئین نہ پنجاب کی طرف سے وہ خوف زدہ ہوئی اور پنجاب کی خود گورنمنٹ قائم رہی اور علی العموم اسکا ادب کیا گیا۔

گورنر جنرل مع کونسل کو جو اول موقع ملے گا تو وہ بہت خوشی سے ان خدمات بزرگ جو عین وقت پر کی گئی ہین اعلیٰ درجہ کی قدرشناسی پر اپنی شہادت ظاہر کریگا۔

ایک مہینے کے بعد گورنر جنرل نے دہلی کے میدان جنگ کی سپاہ کی خدمات کا اور خاص افسرونکا شکر ادا کیا۔

رائٹ اونرایبل گورنر جنرل اِن کونسل کے پاس میجر جنرل ولسن کا ایک مراسلہ آیا بہ تسلسل اس سلسلہ مراسلات کے جو اشتہار نمبری ۱۲۵۷ مطبوعہ ۸ ماہ گذشتہ چھپا تھا۔ اس مین دہلی کی فتح کا پورا حال لکھا تھا رپورٹین اور نقشے جو اس مراسلہ کے ساتھ آئے وہ اس لڑائی کی دشواری اور مشکلات کے ثابت کرتے ہین جو ایسے دشمن سے لڑنی پڑی جسکی تعداد بہت زیادہ تھی جسکے پاس نہایت مستحکم مقام تھا جسکے اندر سامان جنگ مرتب تھا اور اسکا ساون سال کا وہ موسم تھا

جو ہماری کا ہوتا ہے اور بڑی ایذا پہنچاتا ہے۔
اس مین انگلش سپاہیون نے ایسی ثابت قدمی و بہادری اور جرأت و ہمت دکھائی
جو مغلوب نہین ہو سکتی تھی اور اس مین انہون نے اپنے تئین بہادرانہ قوت و مضبوطی سے
محو کیا اور اپنے مستقل ڈسپلن اور اپنے سخت عزم بالجزم کو دکھایا ہے۔ لڑائی مین میجر
جنرل ولسن کی سپاہ نے حسب استقامت سے اپنے مقصد کو حاصل کیا ہے اس مین کوئی غلطی
نہین کی۔ ہر شخص نے اپنا دل و جان اس لڑائی مین لڑا دیا ہے انکی تعداد بموجب تمام
معمولی قاعدون کے حملہ کے لیئے خوفناک غیر کافی تھی۔ مکار اور قاتل دشمن سے جلد عوض لینے مین
ہر ایک سپاہی کی امداد جس طور سے کہ نہایت فائدہ مند کسی مقام پر ہو سکتی تھی وہ اسنے دی
معصوم بچون کے خون کا جو بے رحمی سے بہایا گیا تھا اور انسانیت کو جو غصہ دلایا گیا تھا
اسکا زشت کارو دغا بازون سے عمدہ انتقام لیا گیا مجھکو بالکل یقین ہے کہ جب انگلنڈ ہی مین
نہین بلکہ تمام مہذب و شائستہ ملکون کی حدود کے اندر انکی فتح کی خبرین پہنچینگی تو وہان تعریف
کی پیشکش دی جائیگی۔ میجر جنرل شہادت دیتے ہین کہ مین نے اپنے ماتحت لشکر کی ہر ایک
شاخ سے موثرہ کارگر و متحمل امداد پائی اسکے آگے ایک بڑی لمبی فہرست افسرون کی ہے
جنکے کامون کی گورنر جنرل نے شکرگزاری اور منت پذیری کی انمین سے چند بڑے بڑے
شجاعون کے نام لکھے جاتے ہین۔
سر نارڈ نکلسن۔ بیرڈ سمتھ۔ نیول چیمبرلین۔ چارلس ریڈ۔ ہوپ گرینٹ۔ جان جونس۔
رو برٹس۔ اودن جانسن۔ ایبک ٹیلر۔ ٹینٹ۔ جیمس بریڈ۔ لوک ہارٹ۔ ٹرنبل۔ سیٹن
ہوڈسن۔ ڈیلی۔ ٹومبس۔ رینی۔ جیکب۔ پیرو یاٹن۔ جان کوک۔ ویٹسن۔ ہیڈلی
جیمس ہلس۔ کومٹن بیٹ یا۔ سپیک۔ گریول۔ ایک مین۔ سال کیلڈ۔ ہوم اور بہت سے
جنکی فہرست لمبی ہے۔ آخر مین گورنر جنرل نے یہہ لکھا ہے کہ خیر خواہی اور مستقل طور پر انگریزون
کے ساتھ ملکر دشمنون کے ساتھ لڑنا مہاراجہ پٹیالہ اور اسکی سپاہ کا اور راجہ جیند کا جو لڑائی
مین خود شریک ہوا اور اپنی سپاہ سے بالاستقلال استعانت کی اور جان فشان اور سردار میر خان
صاحب کا جنہون نے انگریزی سپاہ کی مدد کی۔ گورنر جنرل مع کونسل نہایت شاکر و ممنون ہے

یہہ سچے دل کے سردار اپنے وعدون کو ہمیشہ ایفا کرتے رہے اور انکو ہمیشہ برٹش گورمنٹ کی
قوت و عزت اور دوستی پر اعتبار رہا اس سے وہ کبھی روگردانی نہین کرین گے۔۔
گورنر جنرل مع کونسل مہاراجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر کی بڑی خوشی کے ساتھ شکرگذاری کرتے ہین
انہون نے عین وقت پر میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی بھیجکر عین وقت پر امداد
کی کشمیر کے فرمانروا نے بے ریا صادق دوست ہونے کا طریقہ اختیار رکھا

باب پنجم

ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

دہلی سے سرکار کمپنی کی عملداری کا اٹھ جانا

کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس سرکار کی جسکو ابد پائدار کہتے تھے تریپن چون برس کی جمی جمائی
عملداری یکایک چند گھنٹون مین ۱۱۔مئی ۱۸۵۷ء کو دہلی سے اڑگئی اور اپنی ساری نعمتین اور
برکتین اپنے ساتھ لے گئی۔ شہرت ہوگئی کہ مسلمانون کی گئی گذری سلطنت پھر بحال ہوئی یاسی
کڑہی مین ابال آیا۔ انکا نقلی برائے نام بوڑہا بادشاہ بہادر شاہ سچ مچ کا اصلی بادشاہ
ہوگیا جسکے دماغ مین نہ بادشاہ ہونے کی صلاحیت تھی نہ بادشاہی کے حاصل کرنے کے لیئے کسی
سازش کرنے کی قابلیت تھی مگر اسنے چار مہینے چار روز تک ۱۱۔مئی ۱۸۵۷ء سے ۱۴ستمبر ۱۸۵۷ء
تک فرمانروائی اسطرح کی کہ یہہ امر تحقیق نہین ہوا کہ آیا اسکے دماغ مین یہہ خبط سما گیا تھا کہ مین
اپنے باپ دادا کی طرح ہندوستان کا بادشاہ ہون یا باغی سپاہ کے ہاتھ کی کٹ پتلی ہون
کہ جس ناچ چاہتے ہیں اوسے نچاتے ہین اور اسکو مقید رکھتے ہین۔
اور جو کام چاہتے ہین وہ اس سے کراتے ہین اسکے نام و مہر و دستخط و تحریر کو کام مین لاتے ہین ان
دونو باتون مین سے ایک بات کے ٹھیرانے مین انگلشی ارباب الرائے مین بڑا اختلاف رہا ہے
ہی گو کثرت رائے اس طرف ہے کہ وہ اپنے تئین ہندوستان کا بادشاہ سمجھتا تھا اسباب
مین ہم سب سے زیادہ جان لارنس صاحب کی رائے کو ترجیح دینگے جسکا ذکر اور رایون
کے ساتھ آیندہ کرین گے۔ ۱۱ مئی کو دن مین دہلی مین غدر مچا تو بادشاہ نے اسکا حال جناب

لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی شمالی کو اپنے ایک شقہ مین لکھ کر سانڈنی سوار کے ہاتھ آگرہ بھیجا جسکے آخیر مین حسب حال یہ شعر تھا ع برب رسید جانم تو بیا کہ زندہ مانم ۔ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ برگشتہ بخت بادشاہ اپنی ہستی کو سرکار انگلشیہ کے ساتھ وابستہ سمجھتا تہا ۔ جناب محتشم الیہ نے اس شقہ کو سنکر فرمایا کہ خود بادشاہ بن کر بیٹھ گیا ہے اور ہمکو یہہ لکھتا ہے ۔ اسوقت جواب لکھنے کی ضرورت نہین ہے ۔ سانڈنی سوار سے کہا کہ اگر ضرورت ہوگی تو جواب بہیجے جائینگا ۔

اول حکم بادشاہ کا جو صادر ہوا وہ یہہ تھا کہ گائے ذبح نہین کی جائیگی ۔ ۹ ۔ جولائی کو ڈھنڈورا پٹوایا کہ جو گائے ذبح کریگا وہ توپ کے منھ اڑایا جائیگا ۔ بقرہ عید کو گائے کی قربانی منع کی گئی ۔ اگر بادشاہ کو اختیار ہوتا تو وہ کیون ہندو راجہ کے سے احکام دیتا مگر تلنگون کی ہاتھ سے وہ مجبور تھا جو اسنے اپنی مرضی اور مذہب کے خلاف یہہ حکم دئیے ۔ گائے قصاب چار مہینے تک اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے رہے اگر باہر نکلتے تھے تو تلنگے انکو اسی طرح ذبح کرتے تھے جیسے وہ گائے کو ذبح کرنے تھے پانچ چار مسلمان قصائی ہندو قصائیون کے ہاتھ سے ذبح ہوئے ۔ پھر تلنگون نے دوسرا حکم بادشاہ سے یہ صادر کرایا کہ شہر کے ڈلاؤ اور کوڑا جو بیلون پر لاکر شہر سے باہر کھیتون مین ڈالنے کے لیئے جاتا ہے وہ گدھون پر لدکر جایا کرے ۔ بھنگیون کے ہاتھ جب تک گدھے ہاتھ لگے شہر مین ڈلاؤ کے ڈھیر لگے ۔ مگر بہت دن نہین لگے کہ حلال خورون نے اپنے بیل بیچکر گدھے مول لیئے ۔ پھر کبھی ایام غدر مین بیلون کی پیٹھ پر ڈلاؤ لدا ہوا دیکھنے مین نہین آیا ۔ مسلمانون کو یہہ بادشاہی احکام ناگوار گذرے اور انہون نے کہا کہ یہہ اسلام کی بادشاہی نہین ہیر تو ہندوؤن کا راج ہے لیجے شہدے ذلیل مسلمانون نے ایک دفعہ اپنا محمدی جھنڈا ہندوؤن پر جہاد کے لیئے لگایا ۔ دوسری دفعہ مولوی محمد سعید نے جامع مسجد مین یہہ جھنڈا کھڑا کیا تو بادشاہ نے انسے کہا کہ یہہ کسکے لیئے ہے انگریز تو شہر مین باقی نہین تو انہون نے کہا کہ ہندوؤن کے لیئے لگایا گیا ہے بادشاہ نے انکو یہہ سمجھا کر اس جھنڈے کو اکھڑوا دیا کہ سارے تلنگے ہندو ہین انسے بیچارے مسلمان کیا لڑین گے ۔

جب دیوان خاص مین تلنگون کا ہجوم ہوا تو بادشاہ دیوان خاص مین آنکر کرسی پر بیٹھا اور انسے پوچھا کیا مانگتے ہو انہون نے عرض کی کہ ہماری زندگی کا مدار حضور کی پرورش پر ہے ہماری پرورش کیجیئے نہین ہم آپ اپنے لیئے انتظام کرلین گے۔ پھر انہون نے بادشاہ کے قدمون پر سر جھکا کر نذرین دین اور عرض کیا کہ جہان پناہ ہمارے سر پر ہاتھ رکھین۔ بادشاہ نے انکے سر پر ہاتھ رکھا انہون نے بادشاہ کو دعائین دین۔ اب سر پر ہاتھ رکھنے کے دو سبب ہو سکتے ہین کہ کیا تو بادشاہ نے اس برگشتہ سپاہ کی سرکشی کی سرپرستی کو قبول کرلیا یا اسنے اس خوف سے انکی درخواست کے موافق سر پر ہاتھ رکھا کہ انکار کی صورت مین اپنا سر دھڑ پر نہین رہنا۔ بہرحال خدا کو معلوم ہے کہ بادشاہ کے دل مین کیا خیال اس وقت تھا۔ قیاس سے اسکو جو چاہو کہہ لو۔ جب رات کو سب باغی سپاہ قلعہ مین جمع ہوگئی تو انہون نے اپنے توپخانہ سے ۲۱ توپین سر کین اب معلوم نہین کہ یہہ توپین بادشاہ کی بادشاہی کے اعلان کی تھین یا ان کی اپنی فتح مندی کی تھین جو انکو دن مین انگریزون کے قتل کرنے مین حاصل ہوئی تھی۔

جس وقت سے کہ انگریزی عملداری شہر سے کافور ہوئی تو چوبیس گھنٹے کے اندر شہر مین کوئی گناہ اور پاپ ایسا نہ تھا کہ جو انسان کرسکتا تھا وہ نہ ہوا ہو قتل لوٹ مار کا بازار گرم رہا کھاری باولی چاندنی چوک دریبہ چاوڑی مین دکانین بند ہوگئین اگرچہ انمین سے بہت تھوڑی لٹی تھین دریبہ مین صراف کی ایک دوکان لٹی تھی اور سب صرافون نے اپنا زر و زیور روپیہ گھر چلتا کیا اور اپنی دکانون کو تالے لگا کے واویلا مچانے کو کھڑے ہوگئے کہ ہائے ہم لٹ گئے اگرچہ اور گلی کوچون مین اس لوٹ کا کچھ اثر نہ تھا سب سودا سلف بدستور بک رہا تھا اگر کوئی بدمعاش گلی کوچہ کے دکاندار سے ٹرپھش کرتا تو اہل محلہ اسکو درست کردیتے اپنے پرانے دکانداروں پر ذرا ظلم و ستم نہ ہونے دیتے تلنگے ابھی شہر کی گلی کوچون سے نابلد تھے۔ چوڑے چوڑے بڑے بڑے بازارون کو جانتے تھے انمین انکو اپنی ضرورت کی چیزین ملتی نہ تھین انہون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور سوار ہو کر بازار کی دکانین کھلوادین۔ بادشاہ نے انکی درخواست کے موافق سواری کا حکم دیا اسکی سواری کے آگے معمولی

جلوس تھا کہ ہاتھیون پر چھتر و ماہی و مراتب اور انکے پیچھے شتری زنبورکین اور انگریزی کالی
پلٹنین وردیہ پوسیدہ وردیان پہنے ہوئے اور شکستہ بستہ توڑے دار بندوقین
کندھے پر لگائے ہوئے تھین جو اس سواری مین نئی بات تھی وہ یہہ تھی کہ سینکڑون تلنگے
دھوتی باندھے ہوئے اور اپنی ٹپکیان کندھون پر دہرے ہوئے بادشاہ کی سواری
کے ہاتھی کے آگے سارے بازار مین بہادر شاہ کی جے پکارتے چلاتے تھے اور اسکو
دین دنیا کے گُسیان کہتے جاتے تھے۔ بادشاہ عماری مین ہاتھی پر سوار تھے۔ اسکے نقیب
احکام سناتے جاتے تھے کہ دکانون کو کھولو اسکے ہاتھی کے پیچھے ترک سوار تھے جو
بادشاہ کی جے کی دہائی دیتے تھے۔ یہہ سواری بھی خدا کی قدرت کا تماشا تھا کہ یہہ کسکی سپاہ
تھی اور کسکی جے پکار رہی تھی اپنی سرکار کے خون کی پیاسی تھی اور اسکے ایک پنشن خوار کی انکے
منھ سے جے کی آواز نکلتی تھی۔ بادشاہ وہی بوڑھے منشی تھے جنکے حکم کو باد ہوائی جانتے تھے
ادھر کوئی دکان کھلی اُدھر بند ہوئی۔ ان بازارون مین صبح آمد و رفت رہتی تھی دکانین کہیں کہیں کھلتی تھین
دوکاندار بہت ڈرتے تھے مگر شہر کا اور گلی کوچون کا حال بدستور تھا ان مین ہڑتال نہین تھی کہ اہل
شہر کو اپنی ضروری چیزین خریدنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی

غدر سے پہلے ڈھنڈورا اسطرح پٹیا جاتا تھا کہ نقارہ پر چوٹ لگا کے ڈھنڈورچی اول
یہ کہتا تھا کہ خلقت خدا کی ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی بہادر کا پھر آگے وہ بات کہتا تھا جس کا
مشتہر کرانا منظور ہوتا تھا۔ ۱۲ مئی کو ڈھنڈورے مین حکم سرکار کمپنی کا اڑ گیا اسکی جگہہ بادشاہ
کا حکم ہو گیا۔ اسطرح کا ڈھنڈورا اور رات کو توپون کا چھوٹنا بادشاہ کی بغاوت کے جرم مین
ایک دلیل بیان کی گئی کہ اسنے باوجودیکہ وہ سرکار کمپنی کا پنشن خوار تھا سرکار کے ملک مین اپنی بادشاہی کا
اعلان کیا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون۔

تلنگے کئی سبب سے لوگون کو قتل کرتے تھے اول جنکو وہ کرسٹان جانتے تھے سیٹھ
بدری چند ڈپٹی انسپکٹر مدارس دہلی جو بڑا کٹا سراوگی ہندو تھا مگر وہ انگریزی کپڑے پہنتا تھا
لوگ اسکو زیادہ تر کرسٹان جانتے تھے اسکو تلنگون نے ایسا زخمی کیا کہ وہ مر ہی گیا۔
کشمیری پنڈت موہن لال جسنے مسلمان ہو کر اپنا نام آغا حسن جان رکھا تھا مگر

وہ کوٹ پتلون پہنتا تھا اسکو بھی تلنگون نے کرسٹان سمجھ کر قتل کرنا چاہا مگر اسکی خوش نصیبی سے میان نظام الدین اسکے دوست پہنچ گئے اسکی مسلمانی کی خود شہادت دیکر اور اورون کی شہادت دلوا کر اسکی جان بچائی وہ افغانستان کا جاسوس و مخبر مشہور تھا اگر شہر مین رہتا تو تلنگے معلوم نہین کیا اسکی گت کرتے مگر وہ ولی داد خان تعلقہ دار مالاگڈھ ضلع بلند شہر کے ساتھ دلی سے چلا گیا اور وہان سے میرٹھ مین آگیا۔ دوسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور انکے گھر لوٹنے کا یہہ تھا کہ تلنگون سے شہر کے آدمی یہہ تبلا دیتے تھے کہ اس گھر مین انگریز عورت مرد بچہ چھپا ہوا ہے۔ اس آفت مین ۱۱ مئی کو اول قاضی پنو جو بڑا بر چھیت ریاست الور کا ملازم تھا اسکے سگے بھانجون نے عداوت کے سبب سے اسکے گھر کو کہدیا کہ اسمین فرنگی چھپا ہوا ہے تلنگون نے اس بیچارے کو بیگناہ مارا۔ ۱۲ مئی کو نواب حامد علی خان بھی اس بلا مین گرفتار ہوا کہ تلنگون کو لوگون نے یہہ شبہہ ڈلوایا کہ انگریز اسکے گھر مین چھپا ہوا ہے وہ اسکو کشان کشان قلعہ مین لائے محبوب علی خان وزیر بادشاہ نے اسکی رہائی کے لیئے سفارش کی تلنگون نے اس شرط سے اسکو چھوڑا کہ اسکے گھر کی خانہ تلاشی کی جائے اگر انگریز اسکے اندر سے نکلا تو جو ہمارا جی چاہے اسکا برا حال کرین گے نہین چھوڑ دینگے۔ مرزا ابوبکر نے جا کر نواب کے گھر کی خانہ تلاشی لی وہان کوئی انگریز نہین نکلا اس لیئے وہ رہا ہوا۔ گھر کا اسباب کچھ تھوڑا سا شائد لٹ گیا ہو۔ مگر شہرہ یہہ ہوا کہ سارا گھر لٹ گیا ۱۳ مئی کو نراین داس نہر والے پر تلنگون کو یہہ شبہہ ہوا کہ اس مین کوئی انگریز چھپا ہے انہون نے اسکو جا کر گھیرا اور دو فرنگیون کو نکالا اور انکو مار ڈالا اور لالہ کا مکان لوٹ لیا۔ اسی طرح شہر مین اور دو چار غریب آدمیون کے گھرون کی کمبختی آئی ایک درزی کے گھر مین سے تین فرنگی نکالے۔

تیسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور لوٹنے کا یہہ ہوتا تھا کہ انکو شبہہ ہوتا تھا کہ وہ انگریزون کے ساتھ سازش رکھتے ہین انکو چٹھیان و خبرین بھیجتے ہین یا رسد کا سامان انکے لیئے بہم پہنچاتے ہین تلنگون کو اکثر صحیح پتا لگ جاتا تھا کہ شہر مین کون کون انگریزون سے سازش رکھتے ہین اور کون کون آدمی خبرین بھیجتے ہین مگر بعض دفعہ وہ ناحق اپنی غلط فہمی سے لوگون پر شبہ کرتے تھے یا جان بوجھ کر تہمت لگاتے تھے کہ گھر کے لوٹنے کے لیئے بہانہ ہاتھ آئے۔ کل ایام غدر مین اس بہانے سے

بہت گھر لٹے۔ انہون نے مان سنگھ اور تراب علی کو مخبری کی علت مین گرفتار کیا حقیقت مین یہ دونو مخبر تھے انکو جکڑ بند کر کے وہ قلعہ مین لے گئے مگر وہان جا کر شہزادون کی سفارش سے وہ چھوٹ گئے۔ سب سے زیادہ جو انکو انگریزون کے ساتھ سازش رکھنے کا شبہ تھا وہ محبوب علیخان وزیر شاہ اور حکیم احسن اللہ خان اور زینت محل بادشاہ کی بی بی کی طرف سے تھا۔ کبھی کبھی بادشاہ اور بخت خان کسا نڈر انچیف کی طرف بھی انکو یہہ شبہہ ہو جاتا تھا۔ محبوب علیخان مرض استسقا مین مبتلا تھا۔ سارا جسم تحلیل ہو گیا تھا صرف استسقا کی توند باقی رہ گئی تھی۔ حکیم احسن اللہ خان نے بادشاہ کی طرف سے لفٹنٹ گورنر کو شقہ آگرہ لکھا تھا جسسے اول ہی روز سے تلنگون کو اسپر شبہ تھا کہ وہ بادشاہ کی طرف سے انگریزون کے ساتھ خط و کتابت رکھتا ہے۔ ایک چٹھی انہون نے پکڑی اسکے لکھنے کا شبہ محبوب علیخان و حکیم احسن اللہ خان پر ہوا دونو کو گرفتار کیا مگر بادشاہ کی سفارش سے اور اُنکے حلف اٹھانے سے چھوڑ دیا۔ شہر مین یہہ اشتہار دیا گیا کہ آخوند سوات نے چودہ سو جہادی بادشاہ پاس بھیجے ہین وہ عنقریب دہلی مین داخل ہونے والے ہین۔ حالانکہ یہہ چودہ سو پٹھان انگریزون کے کیمپ مین پوربیون سے لڑنے کے لیئے جان لارنس نے بھیجے تھے بس اس اشتہار کی تہمت حکیم پر لگائی کہ اسنے ہم کو دہوکہ دینے کے لیئے یہ اشتہار لگایا ہے اسکے قتل کرنے کے لیئے اسکے گھر پر چڑھ گئے مگر وہ اپنے گھر مین نہ تھا بادشاہ پاس تھا بادشاہ کی سفارش سے اسکی جان بچی۔ چوڑی والون مین شمرو کی بیگم کے مکان مین باروت بنانے کے کارخانہ مین آگ لگی تو تلنگون کو یہہ یقین تھا کہ حکیم احسن اللہ خان نے یہ آگ لگائی ہے وہ اسکے گھر پر چڑھ گئے اور سارا گھر لوٹ لیا مکان کی چھت مین آگ لگا دی اگر وہ ہاتھ آجاتا تو ضرور اسکو تلنگے مار ڈالتے مگر وہ بادشاہ پاس تھا بادشاہ نے بڑی مشکل سے تلنگون کے ہاتھ سے اسے بچوایا اور اس کے لٹے ہوئے مال کے جمع کرنے کے لیئے آدمی مقرر کیئے۔ راجہ اجیت سنگھ مہاراجہ پٹیالہ کا چچا دہلی مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ تلنگے اس شبہ مین قلعہ مین پکڑ کر لے گئے کہ وہ پٹیالہ اور انگریزون پاس خبرین بھیجتا ہے اسکا بھتیجا مہاراجہ پٹیالہ انگریزون کا طرفدار ہے۔ بادشاہ نے اسکو یہہ کہکر کہ وہ برسون سے دہلی مین مہاراجہ پٹیالہ سے ناراض ہو کر رہتا ہے وہ یہہ کام نہین کرتا ہوگا رہائی دلائی۔ لچھمن سنگھ

علی پور مین تھانہ دار تھا وہ انگریزون کے ساتھ تھا اسکا بھائی بلدیو سنگھ شہر مین
کوڑیا پل مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ مخبری کے جرم مین گرفتار کیا پہلی دفعہ چھوڑ دیا دوسری دفعہ
گولی مار کے اسکی لاش کو کوتوالی کے سامنے الٹا ٹانگ باندھ کے لٹکا دیا۔

پیارے لال مدرس تحصیل مظفر نگر کو جو دہلی مین رخصت پر آیا تھا اسپر مخبری کا الزام لگا کے
توپ سے اڑا دیا۔ رائے رام سرن داس ڈپٹی کلکٹر سابق کے رشتہ دارون پر بھی الزام
لگا کے سارا گھر لوٹ لیا غرض کوئی مہینہ خالی نہین گیا کہ دو چار آدمیون کی کم بختی اس طرح
تلنگون کے ہاتھ سے نہ آتی ہو۔ کنہیا لال حیدر آبادی کا بھی گھر اسی سبب سے لوٹا تھا
میر حسن علی وکیل پٹیالہ پر یہہ الزام لگا کے کوتوالی مین پکڑ لائے تھے۔

چوتھا سبب لوٹنے مارنے کا یہہ تھا کہ وہ لوگون پر یہہ شبہہ کرتے تھے کہ وہ پہاڑی پر
انگریزی لشکر گاہ مین رسد پہنچاتے ہین کشمیری و موری دروازہ کے نان بائیون کو اس
جرم مین مار ڈالا کہ وہ ڈبل روٹیان پکا کے پہاڑی پر بھیجتے ہین۔ اناج کے چھکڑون مین کچھ
گولے باروت نکلے اسکا الزام محبوب علیخان و حکیم احسن اللہ خان پر لگایا گیا کہ وہ انگریزون
پاس میگزین بھیجتے ہین انپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب انہون نے حلف اٹھایا کہ یہ کام
ہمنے نہین کیا تو ان کا پیچھا چھوڑا۔ ان سببون کے سوا اور اسباب بھی گھر لٹنے کے
ہوتے تھے۔ ایک دفعہ سلیم گڑھ کی توپون مین کنکر پتھر بھرے ہوئے نکلے۔ دوسری
دفعہ ان مین میخین ٹھکی ہوئی نکلین دونو باتون کا شبہہ محبوب علی خان اور حکیم احسن اللہ خان پر
ہوا۔ تلنگون نے دونو پر تلوارین سونتین دونو نے حلف اٹھایا کہ ہم نے یہہ کام نہین کیا اور
سنتری کے پہرہ مین ہم یہہ کام کس طرح کر سکتے تھے۔ بادشاہ نے انکے غصہ کو دھیما کیا اور دونو کی
جان بچائی پیچھے یہ تحقیق ہوا کہ ایک سنتری یہہ کام کرتا تھا۔

شہر کے لچے شہدے ہندو و مسلمان تلنگون کو ساتھ لیکر ہر روز کسی نہ کسی بھلے مانس کا
مکان لوٹتے تھے۔ گامی خان پنجابی شہر کا ایک مشہور بدمعاش تھا اسنے اپنے ہی بھائی
بندون ولی محمد و حسین بخش و قطب الدین کی دکانون کو تلنگون کو ساتھ لے جا کر لٹوا دیا
سب سے بڑے پنجابی سوداگر دہلی مین یہی تین تھے۔ جب ایک گھر لٹتا تھا تو سارے محلے کے

لٹنے کی خبر شہر مین مشہور ہو جاتی تھی اگر دس روپیہ کا مال لٹتا تھا تو ہزار روپیہ کا شہرہ ہوتا تھا۔ غرض جیسی اس لوٹ مار کی شہر مین شہرت ہوتی تھی اسکا سوان حصہ بھی صحیح نہین ہوتا تھا۔ صدہا محلے تھے جنمین ایک کوڑی کا مال بھی نہین لٹا۔

باغی سپاہ نیمچ کے افسرون غوث محمد خان و ہیرا سنگھ کی عرضی ایک شتر سوار متھرا سے بادشاہ پاس لایا جس مین لکھا تھا کہ ہم نے آگرہ مین جا کر انگریزون پر فتح حاصل کی اور انکو قلعہ مین بھگا دیا اور قلعہ کو محصور کر لیا لیکن ہمارے پاس قلعہ شکن توپین نہین تھین اس لیئے ہم آگرہ سے چلے آئے دہلی سے توپین لیکر پھر قلعہ کو فتح کرنے جائینگے۔ ہم نے اپنے یورپین افسرون کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے ہدایت کی کہ عرضی کا جواب دیا جائے کہ وہ دہلی مین آئین اس ہدایت کے موافق حکم بھیجا گیا۔

چھاؤنی کی سپاہ کی عرضی قاصد لایا اور خواجہ سراؤن کی معرفت وہ بادشاہ کے روبرو پیش ہوئی اس مین لکھا تھا کہ ہمنے اپنے یورپین افسرون کو مار ڈالا ہم دہلی آتے ہین بادشاہ نے ہدایت کی کہ انکو آنے کے لیئے حکم لکھا جائے وہ لکھا گیا۔ غدر کے دو ڈھائی مہینے کے بعد دہلی کی پلٹنون کے ایک دینا پور کی سپاہ کی عرضی بادشاہ کو دی جسمین لکھا کہ ہم دہلی کی طرف چلے ہین یا چلنے کو ہین بادشاہ نے انکے آنیکا حکم دہلی مین صادر کیا۔ غدر کے دو مہینے بعد دو سپاہی سادہ لباس مین الہ آباد کی سپاہ کی طرف سے عرضی لائے وہ بلم ٹیر کے افسر کے ذریعہ سے بادشاہ کو دیگئی اسمین لکھا تھا کہ ہم بادشاہ کے فدویان خاص ہین اور ہمارا ارادہ دہلی آنیکا ہے۔ بادشاہ نے انکے حاضر ہونیکا حکم نافذ کیا۔ غدر سے ڈھائی مہینے بعد علی گڈھ سے بھی سپاہ کی غدر کے بیس روز بعد قاصد متھرا کی سپاہ کی عرضی لائے جسکو رجمنٹ کے افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کیا جس مین لکھا تھا کہ ہم دہلی خزانہ لیکر آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا وہ ایک لاکھ روپیہ لیکر دہلی مین آگئے۔ مرزا مغل نے بادشاہ کے روبرو بلند شہر کا ایک سپاہی پیش کیا جسنے یہ عرضی بادشاہ کو دی کہ وہان کے سپاہی سارا خزانہ لیکر دہلی آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا سپاہ تیس ہزار روپیہ لیکر دہلی مین داخل ہوئی۔

غدر کے ڈیڑھ مہینے بعد ایک سپاہی سادہ لباس مین دہلی مین آیا اور ایک عرضی رڑکی کی سپاہ کی مارپیٹ کی پلٹن کے افسر کی معرفت پیش کی جس مین لکھا تھا کہ ہم عرضی دینے والون کی یہ درخواست ہے

کہ وہ دہلی آئین اور بادشاہ کی خدمت صدق دل سے بجالائین جواب معمولی بھیجا گیا دو سو
سپہر نامی نمبر کے سپاہی تاوبخش کے ماتحت آئے - یہہ افسر مرزا خضر سلطان کے بہت
منہہ لگ گیا اور بادشاہ کے مزاج مین دخیل ہوگیا - سپاہ کے معاملات مین بھی وہ رائے
دینے لگا اور بخت خان کے ساتھ متفق ہوکر اسنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی کہ وہ دہلی کے
ساہوکارون سے اور متمول مسلمانون سے روپیہ وصول کرے -
ہانسی سے دو سوار وہان کی سپاہ کی عرضی لائے جسمین لکھا تھا کہ ہم اپنے مذہب اور
بادشاہ کے لیئے لڑتے ہین یہہ عرضی غدر کے چھ ہفتے بعد گلاب خان میرٹھ کی سپاہ کے
افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کی ہانسی سے سوار آئے -
سرسہ سے تین عرضیان آئین ایک ٹکپور رجمنٹ کے صوبہ دار گوری شنکر کی دوسری
رسالدار کی اور تیسری شاہزادہ محمد عظیم کسٹم ڈپارٹمنٹ کے افسر کی ان سب عرایض مین یہ
بیان تھا کہ ہم نے اب تک بادشاہ کی اچھی خدمتیں کین ہین اور ہم سب کسٹم کا روپیہ ساتھ
لیکر دہلی آتے ہین - یہہ عرضیان غدر سے ڈیڑھ ہینے بعد ایلچی لائے تھے تھوڑے دنون
بعد سپاہ تیس ہزار روپیہ اور دو سو بیل اور پچاس ساٹھ بھیڑین لیکر آئی -
نصیر آباد سے سپاہ کی معمولی عرضی آئی کہ ہم دہلی آتے ہین - یہ عرضی مرزا مغل نے بادشاہ
کے روبرو پیش کی بادشاہ کی طرف سے معمولی جواب بھیجا گیا تھوڑے دنون بعد دو ہائی
ہزار سپاہ پیدل اور سوار توپون سمیت شہر مین داخل ہوئی -
ساگر اور جبل پور سے عرضیان آئین انکے جواب بھیجے گئے -
ایک سپاہی فقیر کے لباس مین فیروز پور سے آیا اور اسنے بادشاہ کو عرضی دی اس سے
کہا گیا کہ کل جواب دیا جائیگا اس سپاہی نے بیان کیا کہ مین فیروز پور سے آتا ہون وہان
سپاہ نے بغاوت کی وہ دہلی آتی ہے - کچھ دنون بعد سپاہ دہلی مین آگئی -
انبالہ سے بھی سپاہ کی عرضی ایک سپاہی فقیرانہ لباس پہنکر بادشاہ پاس لایا -
پھلور سے بھی سپاہ کی عرضی آئی کہ ہم پھلور مین اپنا کام پورا سرانجام کرکے دہلی آتے
ہین معمولی جواب بھیجا گیا - مدت کے بعد یہان کی سپاہ دہلی مین آئی -

جالندھر کے سپاہیون نے مسافرانہ لباس مین آنکر عرضی دی جسکا مضمون اور جواب معمولی تھا وہان سے سپاہ آگئی۔

سیالکوٹ سے غدر کے ڈہائی مہینے بعد سپاہ کی عرضی آئی کہ وہ دہلی کو آتی ہے جواب بھیجا گیا۔

غدر کے تین مہینے بعد جہلم کی سپاہ کی عرضی قادر بخش نے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی مضمون وجواب معمولی تھا۔

غدر کے دو مہینے بعد راول پنڈی کی سپاہ کی طرف سے دو سپاہیون نے عرضی دی جو برہمن مسافرون کے لباس مین آئے تھے عرضی کا مضمون اور اسکا جواب معمولی تھا

لدھیانہ سے بھی سپاہ کی ایک عرضی آئی تھی۔

غدر کے دو مہینے بعد گوالیار کی سپاہ کی ایک عرضی آئی جسمین لکھا تھا کہ ہمارے پاس پچاس توپین اور سامان جنگ اسقدر موجود ہے کہ جسکی بار برداری کے لیئے پانچ ہزار چھکڑون کی ضرورت ہے مگر اسوقت دریا چنبل ایسا چڑھا ہوا ہے کہ ہم اسسے اتر نہین سکتے۔ اسکا جواب یہ لکھا گیا کہ جب دریا اترے تو آؤ

فتح گڈھ کی سپاہ کی عرضی آئی کہ جسمین لکھا تھا ہم نے سب انگریزون کو مار ڈالا ہے ہمارے پاس آٹھ ہزار سپاہ موجود ہے بادشاہ کے حکم کے منتظر ہین۔

ایک حکم مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۵۷ء بغیر مہر اور دستخط کے دفتر بادشاہی مین یہہ نکلا کہ بمبئی کے پیدلون اور توپخانہ کے پچیس رجمنٹون کے تمام افسرون کے نام یہہ حکم ہے۔

گردھاری سنگھ ۱۶ وین رجمنٹ کے گرانڈیر کمپنی کا صوبہ دار ہماری حضور مین حاضر ہوا ہے وہ تمہاری بہادری وشجاعت ومردانگی اور اولوالعزمی کی تعریف کرتا ہے جسے سنکر ہم بہت خوش ہوئے۔ تم آج کے دن سے ہمارے بندگان خاص مین داخل ہوئے تم پر یہہ واجب ہے کہ اس حکم کے دیکھتے ہی ڈبل سفر کر کے حضور کے سامنے حاضر ہو۔ کہین کسی سبب سے توقف نہ کرو۔ ہم تمہارے آنے کے انتظار مین شوق کی آنکھین لگائے بیٹھے ہین سفر مین کہین قیام نہ کرو اور پھرتی سے آؤ۔

غلام عباس وصدا ایپلے ترپ چوتھی رجمنٹ سوار کی عرضی یہہ ہے کہ مین مظفر نگر مین انگریزون کو قتل

کر کے ۲۳ - جون کو حاضر ہوا ہون قدیمی باپ دادا سے نمکخوار چلا آتا ہوں۔ اس عرضی پر
بادشاہ کا حکم اپنے قلم کا لکھا ہوا یہہ ہے کہ مرزا مغل اسکو نوکری دین۔
بادشاہ پاس مخبر خبر لائے کہ گوڑگانوہ سے تلنگون کی کمپنی کئی لاکھ روپیہ کا سرکاری خزانہ
لیکر چلی تھی کہ راستے مین میواتیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور لڑائی ٹھنی بادشاہ نے حکم دیا کہ
مولوی محمد باقر دو کمپنیان پیدلون کی اور ایک ترپ سوارون کا لے جاکر خزانہ لے آئے
چنانچہ خزانہ آگیا۔
۲۰ - جولائی کو نجیب آباد کے نواب محمود خان کی عرضی آئی جسکے جواب مین فرمان شاہی لکھا گیا
امیر الدولہ ضیاء الملک محمد محمود خان بہادر مظفر جنگ بعافیت باشند۔
تمہاری عرضی آئی جسمین تمنے ضلع کے تمام پرگنون کی بدنظمی کا حال لکھا تھا جو وہان چورون
اور لٹیرون نے کر رکھی ہے اور اسکے دور کرنے کے لیئے یہہ تجویز کی ہے کہ ما بدولت پیدل
اور سوار بھیجین اور اس ضلع کے حال پر توجہ فرمائین جیسی کہ ہمیشہ رہی ہے۔ تمہارے باپ
دادا کے حال پر ہمیشہ سے شہنشاہون کی مہربانی رہی ہے۔ جب مرزا شاہرخ (بادشاہ کا بیٹا)
شکار کھیلنے بجنور کے ضلع مین گیا تھا تو اُسکی خدمات تم نے اچھی کی تھین۔
جب تک کہ تمہارے پاس کل ضلع کی سند تیار ہو کر پہنچے تم کو چاہیئے کہ ضلع کی جمع کا روپیہ
وصول کر کے اور اس مین سے سپاہ کی تنخواہ منہا کر کے باقی روپیہ حضور کے پاس بھیجدو
اور برٹش انگریزی افسرون کے بھاگنے سے جو تمکو خزانہ اور گھوڑے اور اسباب ہاتھ لگا ہی
انکو فوراً متھرا داس خزانچی کے ہاتھ بھیجدو اور خزانہ کا حساب بھی لکھ کر روانہ کرو تا کہ ثابت
ہو جائے کہ تم ہمارے دولت خواہ ہو فقط ۲۸ - ذی الحجہ سال جلوس ۲۱ مطابق ۲۱ - جولائی
بادشاہ پاس لکھنؤ کی چار رجمنٹون کی عرضی آئی جس مین انہون نے لکھا کہ وہ اودھ پر
بالکل قبضہ کر کے دہلی آئین گین ہیلی گارڈ مین انگریزون کو محصور کر رکھا ہے۔ قدرت اللہ خان
رسالدار سو سوار ساتھ لیکر اودھ کی کل سپاہ کی عرضی لایا۔ بخت خان نے بادشاہ سے رسالدار
کی ملاقات کرائی اسنے بادشاہ کو اشرفیان بہادر شاہ کے نئے سکے کی نذر دین جنپر یہہ منقش تھا
کہ بزر زد سکہ نصرت طراز سراج الدین بہادر شاہ غازی۔ اسکے سوا نذر مین یہہ چیزین
دین دو گھوڑے دو ہاتھی اور کلاہ جسمین بیش بہا موتی ٹکے ہوئے تھے اور ایک جوڑی باز و بند الماس

اسکی تخت نشینی شہنشاہ کی منظوری پر ہے بادشاہ نے بخت خان سے کہاکہ وہ ہر عرضی کی جواب میں لکھدے کہ یہ انتظام منظور کرنا اپنا پاس جہجر وبلب گڈھ و فرخ نگر کے رئیسون نے بہت سی عرائض بھیجین ان عرائض مین انہون نے اپنے نہ حاضر ہونے کا عذر یہہ لکھا کہ ہمارے ملک مین ہماری غیر حاضری سے بدنظمی ہو جائیگی نواب جہجر نے تین سو سوار اپنے خسر عبدالصمد خان کے ماتحت بھیجے اور راجہ بلب گڈھ نے پندرہ سوار؟ خان بہادر خان حاکم بریلی نے اپنی عرضی اور وکیل بھیجے اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا اور ایکسو ایک اشرفیان نذر کے لیے بھیجین اور چاندی کے زیورات بھیجے۔ راؤ تلارام رئیس ریواڑی نے چند عرائض سپاہ کی طلب مین بھیجین۔ اسنے چالیس ہزار روپے بھی بھیجے تھے جو بخت خان کی معرفت خزانہ شاہی مین داخل ہوئے۔ ولی داد خان جو غدر کے وقت دلی مین تھا اور بادشاہ کیطرف سے میان دوآبہ کا گورنر مقرر ہو کر گیا تھا اسنے بھی سپاہ کی طلب مین چند عرائض بھیجین مگر اس پاس یہ سپاہ آخر مین بھیجی گئی۔ اسکی ایک ایسی درخواست پر بخت خان نے خط لکھکر بھیجا کہ ایکہزار روپیہ بھیجدو تو دلی سے سپاہ بھیجی جاسکتی ہے۔ راجہ مین پوری نے بھی بادشاہ سے سپاہ منگانے کی درخواست کی بادشاہ نے مرزا مغل کو حکم دیا کہ وہ اسکا انتظام کرے مگر سپاہ نے وہان جانے سے انکار کردیا یہی جواب راجہ کو لکھا گیا۔

نواب رام پور کا وکیل آیا اسکی ملاقات بادشاہ سے ۳۰۔ اگست کو دوپہر کے بعد قرار پائی پھر کچھ خبر نہین کیا ہوا۔ اگست مین ایک ایلچی گوالیار کی سپاہ کیطرف سے یہ پیغام لایا کہ کل سپاہ حضور کی قدمبوسی کی مشتاق ہے۔ بادشاہ نے اسسے کہا کہ یہان ساٹھ ہزار سپاہ ہی جو انگریزون سے ایک چپہ برابر زمین نہین لے سکتی۔ وہ آنکر یہان کیا کریگی۔ دو ولایتی دلی مین آئے انمین سے ایک نے اپنے تئین آخوند سوات کا خلیفہ بیان کیا اور بادشاہ پاس جاکر آخوند کی طرف سے ایک تلوار نذر مین دی اور ایک تحریر بھی پیش کی۔ جسپر آخوند کی مہر بھی لگی ہوئی تھی اسنے درخواست کی آخوند سوات دلی مین جلد آئیگا اسکا آنے کا اشتہار دیا جائے۔ ایک سید نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ یہ باتین سب جعلی ہین نہ یہ آخوند سوات کا خلیفہ ہے نہ آخوند آتا ہے نہ یہ تحریر اسکی ہی پادشاہ نے اس امر کی تحقیقات بخت خان کے سپرد کی خلیفہ تیسرے روز دلی سے چنپت ہوا۔ الہ آباد سے مولوی لیاقت علی جہادیون کے سرغنہ کی عرضی آئی کہ مین عنقریب آنے والا ہون میری سپاہ سے امداد کی جائے کہ مین اسطرف کے سارے ملک کو مطیع کرلون اسکو جواب اسلیے نہین بھیجا گیا کہ وہ آنے کو تھا جب وہ آیا تو بادشاہ سے اسکی ملاقات ہوئی اور الہ آباد کی گورنری کا فرمان بادشاہ سے لے گیا۔ ــ۵

آبدولت کو اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہمیشہ سے ہمارے خیر خواہ رہے ہو۔ تم نے سب کافرون کو دریغ شمشیر کیا اور اپنی مملکت کو فرنگیون

ہمکو یقین واثق ہے کہ تمہاری کل عملداری میں منحوس انگریزون کا نام و نشان باقی نہیں رہا ہوگا اور اگر کوئی کونہ کھدرے مین چھپا چھپایا ہو تو اسکو ڈھونڈھکر اول قتل کرو اور پھر اپنے ملک کا نظم و نسق کرکے ہمارے دربار مین حاضر ہو اور اپنے کل اہل سیف کو ہمراہ لاؤ۔ تمپر ہزارون لطف و کرم ایسے کیئے جاوینگے کہ تمہارے احاطہ لیاقت مین سما بھی نہ سکینگے۔

بادشاہ کے روبرو ایک جعلی عرضی گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کی پیش ہوئی جس مین لکھا تھا کہ مین مع سپاہ بہت جلد دہلی آتا ہون اور اپنے رستہ مین مہاراجہ پٹیالہ کی بھی گوشمالی کرتا آؤنگا میرا بڑا اپکا دوست امیر دوست محمد خان والی کابل ہے وہ بھی حضور کی خدمت کے لیئے سب طرحسے حاضر ہے اسکی عرضی کا جواب بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ کے نام یہہ لکھا گیا کہ ما بدولت کو تمہاری عرضی سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے سارے ملک کو کس طرح سے ملعون کافر انگریزون کو قتل کرکے پاک صاف کیا تم صد ہا تعریف کے مستحق ہو تم نے یہہ کام وہ کیا ہے جو ہمیشہ بہادر و دلاور کیا کرتے ہین خدا تم کو با اقبال زندہ و سلامت رکھے۔ اب تم یہان ہمارے پاس چلے آؤ اور ملعون کافر انگریزون کو اور دشمنون کو جو تم کو راستے مین ملین قتل کرو۔ تمہاری ساری امیدین اور آرزوئین پوری کی جائینگین اور ایسے بلند مرتبہ پر سرفراز کیئے جاؤگے کہ کل اپنے ہمجنسون مین مرتفع الشان ہوجاؤگے وہ رفعت و شوکت تمہارے خیال سے بڑھکر ہوگی۔

سپاہ کی درخواست سے بادشاہ نے رؤسا مفصل کے نام اس مضمون کے بھیجے کہ وہ یہان مع سپاہ و سامان جنگ حاضر ہون

جھجر بلب گڈھ فرخ نگر خان بہادر خان بریلی۔ جےپور۔ الور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ گوالیار بیجابائی جیسلمیر بیجابائی کے نام دو شقے بھیجے گئے مگر اسنے کوئی جواب نہین بھیجا۔

بخت خان کی معرفت ایک شقہ مہاراجہ پٹیالہ کو بھی اس مضمون کا بھیجا گیا تھا کہ مہاراجہ پٹیالہ کے سارے قصور بادشاہ معاف کرتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ روپے بھیجے اور انگریزون سے انکر لیڑے ان شقون کے جواب جھجر و بلب گڈھ فرخ نگر کے رئیسون نے اور بریلی کے خان بہادر خان نے بھیجے لیکن جےپور الور جودھپور بیکانیر گوالیار جیسلمیر پٹیالہ جمون سے کچھ جواب نہین آیا۔ ان رئیسون نے جواب اس سبب سے نہین بھیجے کہ وہ بادشاہ کی طرف

کچھ میلان خاطر نہین رکھتے تھے - یہہ سب رئیس سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ تھے سپاہ کی بغاوت سے انکے دل مین سرکار سے ذرا سا بھی سرکشی خیال نہین آیا - یہہ شقے ان ہی رئیسون کے نام بھیجے گئے تھے کہ جنکو سپاہ نے بتلایا تھا - جب بادشاہ کے شقون کے جواب نہ آئے تو سپاہ نے جانا کہ وہ شقے بھیجے ہی نہین گئے پھر انہون نے خود لکھے جب جوابات نہین آئے تو انہون نے کہا کہ یہ رئیس سب بادشاہ کے بدخواہ ہین جب ہمکو لڑائی سے فرصت ملیگی تو ہم ان رئیسون سے اپنا عوض لینگے سپاہ مین جو عاقل تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ یہہ رئیس دیکھ رہے ہین کہ کونسی جانب غالب ہوتی ہے جو جانب غالب ہوگی اسی کی طرف ہو جائینگے - بالفعل حالتین ایسی نہین ہین کہ وہ اس باب مین کوئی قطعی فیصلہ کرین - گوری شنکر جو سپاہ مین بڑا دانشمند ہے اسنے کہا پہاڑی پر انگریزی سپاہ کا ہونا ہمارے پہلو مین بڑا کانٹا ہے جب ہم اسکو نکال لین گے تو ہمارے سب کام درست اور صحیح ہو جائینگے - نانا کی کوئی عرضی نہین آئی تھی مگر غدر کے دو مہینے بعد اسکا ایک معتمد مرہٹہ آیا تھا اسکی بادشاہ سے مرزا مغل کے ذریعہ سے ملاقات ہوئی مرزا ہی کی درخواست سے اسکو شقہ شاہی اس مضمون کا نانا کے نام کا دیا گیا کہ وہ دہلی مین آئے مگر اسکا کچھ جواب نہین آیا - کسی سیاہو کار کی کوئی عرضی نہین آئی مگر سپاہ کے کہنے سے سیٹھ لکشمی چند کو یہہ حکم لکھا گیا کہ وہ ایک کرور روپیہ قرض دے وے اور اپنا کوئی گماشتہ بھیجے جو خزانہ شاہی کے خزانچی کا کام کرے آمدنی ملک سے جو وصول ہوتا جائیگا وہ اسکو قرض مین دیا جائیگا اور اسکے قرض کا سود بھی ادا کیا جائیگا - مگر سیٹھ نے اسکا جواب کچھ نہین دیا -

دھلی مین جتنے اعلے سرکاری عہدہ دار تھے انمین سے کسی نے بادشاہ کو عرضی نہین دی - مفتی صدرالدین خان صدر الصدور مولوی عباس علی صدر امین و کرم علی خان منصف دھلی اور مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کے نام شقے بھیجے گئے کہ وہ ان عہدون کا کام کرین جو سرکار کمپنی کی عملداری مین کرتے تھے مگر کسی نے کوئی خدمت منظور نہین کی -

بخت خان کے اصرار سے ایک شقہ نواب رام پور کو لکھا گیا مگر نواب نے کچھ جواب نہین دیا - بخت خان کہتا تھا کہ جب مین رام پور گیا تو رام پور کے نواب نے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ وہ کسی کا طرفدار نہین ہوگا -

روساء شہر نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان جاگیرداران لُہارو و نواب حسن علیخان برادر نواب جھجر اور نواب حامد علیخان اور راجہ اجیت مہاراجہ پٹیالہ کے نام شقے جاری کئے گئے کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر باش رہا کرین وہ بادشاہ کی خدمت مین آتے جاتے رہے مگر انہون نے بادشاہ کو کوئی عرضی نہین دی۔ جب سپاہ نے انسے بحسب حیثیت روپیہ وصول کرنا چاہا تو انہون نے دینے مین عذر کیا اور ایک حبہ نہین دیا اس لیئے سپاہ نے اُنکے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مرزا ابوبکر نے جو سوارون کے کرنیل تھے اپنے سوارون کو ساتھ لیجاکر حامد علی خان کا گھر لوٹ لیا نواب امین الدین خان اور نواب ضیاء الدین خان کے گھر لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ برسر مقابلہ ہوئے اسلیئے وہ لٹنے سے بچ گئے۔

پٹودی مین محمد خان رسالدار کچھ سوار لیکر دہلی سے گیا تھا نواب تو پٹودی سے آپ بھاگ گیا ان سوارون نے اسکا گھر لوٹ لیا یہہ سب سوار ایک سرائے مین اُترے تھے کہ نواب نے رانگھڑون سے کہکر اس سرائے مین آگ لگوادی۔ کچھ سوار سرائے مین جلکر مردہ ہوئے کچھ بھاگے وہ مارے گئے اس باب مین بادشاہ نے نواب اکبر علی خان رئیس پٹودی کو شقہ لکھا کہ جو کچھ تمنے کیا اچھا کیا۔ محمد خان رسالدار نے تمہارے ساتھ بڑی شرارت کی تھی جو سزا تم نے اسکو دی وہ اُسکا سزاوار تھا تم اب پٹودی مین چلے آؤ اور اپنے علاقہ کا انتظام کرو اور ہمیشہ اپنے تئین مورد عنایت شاہی سمجھو۔

باغی سپاہی جو دہلی مین جمع ہوئے اُنکی صحیح صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے اٹکل پچو انکی تعداد کتابون مین لکھی جاتی ہے۔ یہ تو تحقیق ہے کہ مقامات مفصلہ ذیل سے رجنٹیں پیدلون اور سوارون اور توپخانون کی آئین مگر یہہ بات صحیح نہین معلوم کہ انمین سپاہی کتنے تھے پھر انکا تخمینہ بھی ٹکر لیس ہے .... پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا جاتا ہے۔ مرزا خضر سلطان نے جو جرنیل سپاہ تھا اپنی ایک تحریر مین پیدلون کا اسّی ۸۰ نوّے ۹۰ ہزار اور سوارون کا دس پندرہ ہزار تخمینہ کیا ہے۔

[illegible]

فہرست باغی سپاہ پوربیان

نام مقام	نام و نمبر رجمنٹ
دھلی	تیسری کمپنی ساتوین پلٹن ارٹلری مع نمبر ۵ ہورس ارٹلری بیٹری اور ۳۸ وین و ۵۴ وین و ۷۴ وین رجمنٹین پیدل
میرٹھ	۳ - رجمنٹ سوارون کی و ۱۱ وین ۲۰ وین رجمنٹیں پیدل
علی گڈھ و بلند شہر	نوین رجمنٹ پیدل -
ہانسی حصار سرسہ	ہریانہ پیدل پلٹن و چوتھے غیر آئینی رسالہ کی رجمنٹ کا بڑا حصہ -
میرٹھ و رڑکی	سیپر مائی نر کی دو کمپنیان -
متھرا	۴۴ وین و چھٹی رجمنٹون کی کچھ کپنیان
فیروزپور وانبالہ	۴۵ وین رجمنٹ پیدل اور پانچوین رجمنٹ پیدل کے بھاگے ہوئے سپاہی
بریلی	آٹھوان غیر آئینی رسالہ اٹھارہوین مع اٹھائیسوین پیدل رجمنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری
نصیر آباد	۱۵ وین و ۳۰ وین پیدل رجمنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری -
نیمچ	۷۲ وین پیدل رجمنٹ ۷ وین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ -
جالندھر	دو پیدل لوکل رجمنٹین اور ایک سوارون کی رجمنٹ کے کچھ سپاہی و سوار -

دہلی کی باغی سپاہ کو سب مقامون کے سپاہیون کی بغاوت کی ادہر چھاونی کی جسمین بغاوت ہوتی تھی فوراً صحیح خبر آتی تھی اور جب وہ سپاہ دہلی کی طرف منزل پیما ہوتی تھی تو ہر منزل کی خبر ان پاس آتی تھی جب وہ دہلی کے قریب آتی تو اسکے چند سپاہی و افسر دہلی مین باغی سپاہ پاس آتے اور انکے ذریعہ سے بادشاہ کو اطلاع دیجاتی اور دہلی کی سپاہ کے افسر شہر سے باہر اس نو آمد سپاہ پاس جاتے اور خوب تحقیق کر لیتے کہ وہ انکے ساتھ بغاوت مین شریک ہین تو شہر کا دروازہ انکے آنے کے لیئے کھولا جاتا اور بادشاہ کے حکم سے انکے ٹھہرنے کے واسطے مقام شہر کے آس پاس تجویز ہوتا - جب بریلی کا برگیڈ دھلی کے قریب ان کا سپہ سالار بخت خان لایا تو بادشاہ کی طرف سے اسکے استقبال کے لیئے نواب احمد علی خان بادشاہ کا خسر گیا تھا - بعض کمپنیان باغی پلٹنون کی بیلے ہتھیار آتین انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار مل جاتے یا جو سپاہی لڑائی مین لڑتے مارے جاتے انکے ہتھیار انکو دیدیئے جاتے -

سب سے اول مولوی رحمت اللہ کیرانہ سے اس ٹولہ مین آئے کہ دہلی مین جہاد کی کیا صورت ہے وہ بڑے
عالم فاضل تھے عیسائی مذہب کے رد مین صاحب تصنیف تھے وہ قلعہ کے پاس مولوی محمد حیات کی
مسجد مین اترے اس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی مین جہاد کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ
فساد بیجا تھا وہ یہہ سمجھکر اپنے وطن کو چلا گیا۔ پھر سو دو سو کے قریب وہابی جہادی بن کے ٹونک سے
آئے اور دلی کے بادشاہ پاس یہہ شکایت ساتھ لائے کہ نواب ٹونک نے انکو خرچ کے لیئے پھوٹی
کوڑی نہین دی اور نہ کچھ امداد کی۔ دہلی مین جب باغی سپاہ کے افسر علے بخت خان و غوث محمد خان
و مولوی امام خان رسالدار جمع ہوئے اور انکے ساتھ مولوی عبدالغفار و مولوی سرفراز علی آئے
تو پھر وہابیون کا اجتماع دہلی مین شروع ہوا اور مولوی سرفراز علی جہادیون کے میر لشکر اور بخت خان
اسکا معاون ہوا۔ جے پور۔ ہانسی حصار بھوپال سے بھی جہادی آئے تین چار سو جہادیون کا مجمع
ہو گیا۔ ان وہابیون نے ایک اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ سب مسلمانون پر فرض ہے کہ جہاد کے لیئے
مسلح ہون۔ اکثر جہادی بھوکے مرتے تھے انکے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے مگر بغل مین تلوار
یا کمر مین خنجر باندھے پر توڑے دار بندوق ضرور تھی بادشاہ سے یہہ جہادی فریاد کرتے کہ بھوکے
مرتے ہین تو وہ کہدیتا خزانہ مین روپیہ نہین مگر اسنے انکے لیئے یہہ انتظام کرا دیا کہ اہل شہر خیرات
کی روٹیان کھلایا کرین اور ثواب کمایا کرین۔ نواب محی الدین خان عرف بڈھے صاحب نے انکو
دو ہزار روپے دیئے۔ شہر کے مسلمان چند ہی اس جہاد مین شریک ہوئے۔ محمد شریف نامور
مصور دہلی اپنے سارے گھر کا اسباب و مکان سوا بیوی کے زیور کے خیرات کرکے جہادیون مین
شریک ہوا اور پھر زندہ سلامت نہین آیا۔

نصیر آباد سے عرضی آئی کہ ہم چھ ہزار جہادی دہلی آتے ہین تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ یہان ساٹھ ہزار
سپاہ تو انگریزون پر فتح نہین پاسکتی تم چھ ہزار یہان آنکر کیا کروگے۔

جب تک دہلی مین بخت خان نہیں آیا جہاد کے فتوے کا چرچا شہر مین بہت کم تھا۔ مساجد مین منبر پر
جہاد کا وعظ کمتر ہوتا تھا۔ دلی کے مولوی اور اکثر مسلمان خاندان تیمور کو ایسا خولہ خبطہ جانتے تھے
کہ وہ نا ممکن سمجھتے تھے کہ اس خاندان کی بادشاہی ہندوستان مین ہو مگر اسکے ساتھ جاہل مسلمانونکا
یہہ یقین تھا کہ انگریزی سلطنت کے بدن مین یہہ ایسا پھوڑا نکلا ہے کہ وہ جانبر نہین ہوگی۔ یہ کام

پچے شہدے مسلمانون کا تھا کہ وہ جہاد جہاد پکارتے پھرتے تھے مگر جب بخت خان جسکا نام اہل شہر نے
کم بخت خان رکھا تھا دلی مین آیا تو اسنے یہہ فتوے لکھایا کہ مسلمانون پر جہاد اس لیئے فرض ہے
کہ اگر کافرون کو فتح ہوگی تو وہ انکے سب بیوی بچون کو قتل کرڈالین گے اسنے جامع مسجد
مین مولویون کو جمع کرکے جہاد کے فتوے پر دستخط و مہرین انکی کرالین اور مفتی صدرالدین نے
بھی انکے جبر سے اپنی جعلی مہر کردی - لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاءالدین نے فتوے پر مہرین
نہین کین اور بیباکانہ کہدیا کہ شرائط جہاد موافق مذہب اسلام موجود نہین اس فتوے کا اثر
یہہ تھا کہ جاہل مسلمانون مین جوش مذہبی زیادہ ہوگیا جن مولویون نے فتوے پر مہرین کین تھین
وہ کبھی پہاڑی پر انگریزون سے لڑنے نہین گئے - مولوی نذیر حسین جو وہابیون کے مقتدا
اور پیشوا تھے اونکے گھر مین تو ایک میم چھپی بیٹھی تھی - اس فتوے پر کچھ مہرین اصلی کچھ جعلی تھین -
ایک مولوی کی مہر تھی جو غدر سے پہلے قبر مین سو چکا تھا - غرض جہاد کا غل مچانا اور محمدی جھنڈا
لگانا رذیل و ذلیل مسلمانون کا کام تھا بادشاہ نے اس جھنڈے کو دو دفعہ اکھڑوا دیا اس
فتوے مین اسکا کچھ دخل نہ تھا -

پنڈتون کی منادی انگریزون سے لڑنے کیلیئے

ہندوون کے پنڈت مسلمانون کے مولویون کی نسبت انگریزون سے عداوت کرنے مین
کچھ کم نہ تھے کئی دفعہ انہون نے پترون کو دیکھ بھال کر لڑنے کی سبھ مہورت نکال کے تلنگون کو
بتلائے اور انکو یقین دلایا کہ ان مین اگر لڑنے جاؤگے تو فتح پاؤگے چنانچہ وہ ان مہورتون مین جاکر
خوب لڑے پنڈتون نے تلنگون کو یقین دلایا تھا کہ انگریزی راج پھر نہین ہوگا ان ہی کا راج
ہوگا - ایک عجیب تماشا چاندنی چوک اور اور بازارون مین یہہ دیکھنے مین آتا تھا کہ پنڈتون کے
ہاتھہ مین پوتھیان ہین اور وہ ہندوؤن کو دھرم شاستر کے حکم احکام سنا رہے ہین کہ انگریز ملیچھون
سے لڑنا چاہیئے جب لڑائی ہین تلنگون کی لاشین چارپائیون پر انکے سامنے آتین تو وہ
ہندوؤن کو اپدیش دیتے کہ ان سرگ باشیون کی طرح سرگ مین چلے جاؤ نہ جنکے لیئے ارتھی کی
ضرورت ہے نہ کریا کرم کی - مگر پنڈتون پر ان اپدیشون کا ایسا اثر نہین ہوتا جیسا کہ مسلمانون پر
جہاد کے وعظ کا ہوتا تھا -

باغی سپاہ کا حال روپیہ کے اعتبار سے اور انکی تنخواہ کا انتظام -

دہلی مین جو باغی سپاہ داخل ہوئی تھی وہ روپیہ کے اعتبار سے بڑی مختلف الحال تھی ان مین بعض

پلٹنین تھین کہ خزانہ جو انکو ہاتھ لگا تھا اس مین سے اول انہون نے اپنا دامن خاطرخواہ پر کیا جو بچا وہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ علی گڈھ بلند شہر کی رجمنٹون نے کیا۔ بعض نے خزانہ مین سے کچھ نہین لیا کل خزانہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ دہلی کی رجمنٹون نے۔ بعض نے خزانہ اپنے قبضہ مین رکھا جیسا کہ بریلی بریگیڈ نے۔ بعض کو خزانہ ہاتھ ہی نہین لگا تھا جیسے کہ میرٹھ کی سپاہ کو بس بعض تلنگون پاس روپیہ اتنا تھا کہ وہ اسکو اٹھا نہین سکتے تھے وہ شہر مین سونا خریدتے پھرتے تھے۔ انکی سونے کی خریداری کے سبب سے سونے کا بھاؤ سولہ سترہ روپیہ سے ستائیس اٹھائیس روپیہ تولہ ہوگیا۔ دلال بازارون اور گلی کوچون مین انکو لیئے پھرتے تھے اور انکو مہاجنون کے گھرون سے سونے کے زیور مول لے دیتے تھے۔ مسلمانون نے اکثر اپنی ضرورتون کے سبب سے اور ہندوون نے اپنی طمع کے سبب سے سونے کے زیور انکے ہاتھ بہت بیچڈالے۔ سنارون کی دکانون پر تلنگون کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور وہ انسے کڑے ہاتھون اور رانون کے بنواتے تھے۔ بعض تلنگون کی رانون پر پانچ پانچ ایسے کڑے چڑھے ہوئے تھے۔ دلال اگر کسی محلہ مین انسے دغا کرتے تو پھر سارے محلہ کی کم بختی آجاتی ایسے مالدار تلنگے تو تھوڑے تھے مگر مفلس بہت تھے اسلیئے وہ بادشاہ پر تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اور اسکے ساتھ گستاخیان ارے بادشاہ۔ ارے بڈھو کہتے تھے کبھی اسکا ہاتھ کبھی ہاتھ سے اسکی ڈاڑھی پکڑلیتے۔ ۲۰ مئی کو سپاہ نے بادشاہ پر تقاضا کیا۔ بادشاہ نے محبوب علی خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کو تقسیم تنخواہ کردے اور سپاہیون کو جو پہلے دیا جاچکا ہے وہ منہا کرکے سوار کو نو روپے اور پیدل کو سات روپے دیدے۔ اسپر سپاہ نے اودھم مچایا سوارنے تیس روپیہ ماہوار کے حساب سے اپنی تنخواہ کے روپے طلب کیئے اور جو پہلے اسکو دیا جاچکا تھا اسکو منہا دینے سے انکار کیا اس سبب سے دہلی کی پیدل اور میرٹھ کے سوارون کے درمیان تکا فضیحتی ہوئی۔ میرٹھ کے سوارون نے دلی کی رجمنٹون پر یہہ الزام رکھا کہ انہون نے لوٹ سے اپنے تئین دولت مند بنایا ہم نے نمک حلیلی کے سبب سے اپنا دامن لوٹ اور قزاقی سے آلودہ نہین کیا۔ دہلی کے پیدلون نے کہا کہ یہہ ساری سرکشی کے کرتوت تمہارے ہی ہین۔ تم نے صرف اپنے افسرون ہی کو مارکر نمک حرامی مین پیش قدمی نہین کی ہے بلکہ اپنے ہم وطنون سے بھی جوتی بیزار کرنے کو تیار ہو

ہم کو افسوس ہے کہ جب تم دہلی مین پہلے پہل آئے تھے تو ہم نے بھی توپون سے تم کو کیون نہ اڑادیا
غرض طرفین کو ایسا طیش و غضب آیا کہ قریب تھا کہ انہین ہتھیار چلتا مگر بادشاہی ملازمین نے
بیچ مین پڑکر طرفین کو بڑی کوشش و سعی سے آپس مین لڑنے سے باز رکھا محبوب علی خان نے
سوار کو بیس روپیہ مہینہ دینے کا وعدہ کیا

سپاہ جسقدر شہر مین زیادہ ہوتی گئی اسیقدر اسپر آفت پر آفت پڑتی گئی اسکی تنخواہ کے لیئے نہ خزانہ
مین روپیہ تھا نہ ملک کی آمدنی تھی جو اسکو تنخواہین دی جاتی۔ سپاہ کے خرچ کا بار شہر کے
ساہوکارون اور دولتمندون پر پڑا روز بڑے بڑے ساہوکار گھسیٹے جاتے تھے۔
بادشاہزادے دھمکاتے تھے کہ روپیہ دو نہین توپ کے منھ اڑا دیئے جاؤ گے۔ ہزارون
روپے انسے لیئے جاتے تھے اور ہزارون روپے کے اقرار لکھائے جاتے تھے جنین تھوڑے
سے پورے ہوتے تھے۔ اس طرح ساہوکارون سے چار پانچ لاکھ وصول ہوا مگر اس روپے
سے کیا ہوتا تھا اونٹ کے منھ مین زیرہ تھا۔ ریواڑی سے راؤ تلا رام نے چالیس ہزار
روپیہ بھیجا۔ کچھ روپیہ جھجر سے آیا۔ غرض اس سپاہ کا گذر صرف شہر کے نوچنے سے ہوتا
تھا کسی روز جوہری پکڑے جاتے تھے ان سے روپیہ لیا جاتا تھا کسی روز پنجابی سوداگر پکڑے
جاتے تھے انسے رقم وصول ہوتی تھی۔ کبھی کسیرے پکڑے جاتے تھے انسے روپیہ لیا جاتا
تھا۔ بڑے بڑے آدمی جنپر اس روپے کے لینے مین جبر و تعدی ہوئی یہ تفصیل ذیل ہین
منشی سلطان سنگھ۔ رائے جیون لال۔ راجہ اس گوڑ والے۔ منشی آغا جان۔
منشی سعادت علی۔ ان دو مسلمانون نے دس دس ہزار روپے دیکر اپنے تئین چھڑایا۔
شاہزادہ اس سپاہ کے لیئے کاسہ گدائی لیئے پھرتے تھے جو کچھ ملتا تھا اس مین سے خود بھی
پیٹ بھر کے کھالیتے تھے۔ پھر سپاہ ان کا کھایا پیا بھی نکالنا چاہتی تھی اس سپاہ مین سب سے
اچھا حال بریلی برگیڈ کا تھا کہ جنے چھ مہینے کی تنخواہ پیشگی لے لی تھی اور اس کے سپہ سالار کے
پاس چار لاکھ روپیہ بھی تھا کوئی حساب کتاب ایسا موجود نہین کہ جسسے معلوم ہو کہ شہر سے کتنا
روپیہ ڈنڈ لیا گیا اور اس مین سے کتنا روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم ہوا اور کتنا روپیہ لوگ
بیچ مین کھاگئے۔

جس تاریخ سپاہ آئی دوسرے روز قلعہ مین اکابر شہر کی ایک مجلس مقرر ہوئی کہ شہر کا اور سپاہ کی رسد رسانی کا انتظام کیا جائے اگر رسد کا بندوبست نہین ہوگا تو وہ سارے شہر کو لوٹ کر کھا جائینگے اس کام کا اہتمام محبوب علی خان اور میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کو سپرد ہوا شہر مین انگریزون کی طرف سے رسد آنے کا انسداد تو کسی جانب سے نہین ہوا تھا چارون طرف سے صبح سے شام تک سب طرح کی اجناس ضرورت کے موافق آتی تھین۔ بیلون گدھون ٹٹوون خچرون گاڑیون چھکڑون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ شہر مین جابجا یہہ اجناس بکتی تھین کسیکی مقدور نہ تھا کہ اپنر ہاتھ ڈال سکے۔ تلنگے رسد کے قواعد سے خوب واقف تھے۔ جنس کی قیمت نرخ کے موافق خوب دیتے تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم قیمت کم دینگے تو رسد بند ہوجائیگی پھر ہم بھوکے مرینگے غرض تلنگون نے خود اپنی رسد کا انتظام ایسا رکھا کہ انکو بادشاہی اہتمام کی ضرورت نہین ہوئی کبھی کوئی جنس کم ہوجاتی تو وہ بادشاہ سے اسکے بہم پہنچانے کی درخواست کرتے وہ انکو منگا دیتا۔ ایک دفعہ افیون کا توڑا ہوگیا تھا تو بادشاہ نے راؤ تلارام کو لکھا کہ دو من افیون بھیجدے قیمت دے دیجائے گی۔ جب وہ میدان جنگ مین جاتے تو بادشاہی اہل کار حلوائیون سے مٹھائی وغیرہ بنواکر چھکڑون مین ان پاس بھیجتے لیکن ایسا اتفاق دو تین ہی دفعہ ہوا ہوگا شہر مین نہ سپاہ کو نہ اہل شہر کو ضروری چیزون کے میسر ہونے مین تکلیف ہوئی

سپاہ نے اس خیال سے کہ اگر ہم اپنون مین سے اعلے عہدہ دار کمانڈر انچیف اور جرنیل کرنیل وغیرہ مقرر کرینگے تو آپس مین محاسدت اور معاندت پیدا ہوگی جس سے فساد کھڑا ہوگا بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ شاہزادون کو اعلے عہدون پر مقرر کردے۔ بادشاہ نے انکی درخواست سے ۱۸- مئی کو اپنے بیٹون مین سے مرزا ظہیر الدین عرف مرزا مغل کو کمانڈر انچیف اور مرزا خضر سلطان کو جرنیل اور مرزا کوچک سلطان کو دلی کی رجمنٹون کا کرنیل اور پوتون مین سے مرزا ابوبکر کو سوارون کا کرنیل اور مرزا عبد اللہ عرف مرزا سیڑھو کو میرٹھ کی پلٹنون کا کرنیل مقرر کردیا ان شاہزادون مین مرزا ابوبکر کو گھوڑے پر چڑھنا اور گولی کا نشانہ مارنا خوب آتا تھا وہ دریا مین مچھلیون کا شکار بندوق سے کھیلتا تھا وہی سب سے اول شہزادون مین سے

ہیڈن کی لڑائی مین شریک ہوگیا اور ایک کوٹھے پر بیٹھ کر لشکرون کی لڑائی دیکھ رہا تھا
کہ ایک گولہ بیٹری مین آنکر پھٹا یہہ تماشا اسنے عمر بھر اپنی آنکھون سے دیکھا نہ تھا وہ ڈرکر
گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا سپاہی اسے پکارتے کے پکارتے رہ گئے اسنے کچھ نہین سُنا
اسکا کام یہہ تھا کہ جہان کہین شہر مین انگریزون کے ہونے کی خبر وہ سنتا دوڑ کر جاتا کچھ
لوٹ مار کرتا اس کے کرتوتون مین سے ایک یہ ہے کہ وہ بہرام خان کے نراہہ مین شاہزادی
فرخندہ زمانی بیگم بادشاہ کی بہو کے گھر گیا رات کو ڈیڑھ بجے اپنے گھر آنا چاہا مگر محلہ کا پھاٹک
مقفل تھا چوکیدار کنجی لیکر تھانہ مین چلا گیا تھا مرزا شراب کے نشہ مین ایسا بدمست تھا کہ اسنے
دروازہ پر بندوق کی گولیان چلائین اور جب چوکیدار آیا تو اسکا سر پھوڑا اور اور محلہ والون کو
بھی مارا دھاڑا۔ اسنے سوارون اور سپاہیون کے ہاتھ سے محلہ اور بازار کو لٹوایا۔ جب بادشاہ
سے اسکی شکایت ہوئی تو اسنے مرزا مغل کو حکم دیا کہ مرزا ابوبکر کے نوکرون نے جو اسباب لوٹا ہے
وہ اس کے مالکون کو دلوا دے۔ سوارون نے ایک دفعہ یہہ چاہا کہ بادشاہ کو مار کر مرزا ابوبکر
کو بادشاہ بنائین۔ یہہ حال جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اسنے مرزا کا دربار بند کر دیا حکم دیدیا کہ آیندہ
اسکی تعظیم شاہزادون کی سی نہ ہوا کرے مگر پھر یہہ غصہ بادشاہ کا پوتے پر نہین رہا۔

مرزا خضر سلطان بادلی کی سرای کی لڑائی مین شریک ہوکر گئے وہان جب سپاہ کو شکست ہوئی
تو سب سے پہلے بھاگے رستہ مین محبوب علی خان سے محلدار خان کے باغ کے قریب ملاقات
ہوئی اگرچہ وہ خواجہ سرا تھا مگر دل گردہ ایسا رکھتا تھا کہ وہ مرزا اور سپاہ کو چاہتا تھا کہ میدان
جنگ سے ابھی بھاگے نہین مگر مرزا نہ ٹھہرا اسنے کہا کہ مین توپخانہ و میگزین لینے جاتا ہون
سپاہ کے ٹھہرانے مین بھی اسکی کوشش کچھ کارگر نہ ہوئی۔

کوئی اور شہزادہ اس پر نہین چڑھا مرزا مغل بادشاہ کا داہان ہاتھ تھا۔ بادشاہ پاس سپاہ کی
یا اہل شہر کی جو عرائض آتی تھین اپر بادشاہ حکم لکھکر تعمیل کے لیئے مرزا پاس بھیجدیتا تھا۔ وہ
سپاہ کی تقسیم تنخواہ کے لیئے شہر کے مہاجنون اور ساہوکارون سے تمسکات لکھکر سودی روپیہ
لیتا تھا یا اور طرح سے ڈنڈ لیکر روپیہ وصول کرتا تھا۔ سپاہ کی تنخواہ ماہوار تقسیم ہونے کی جگہ روزینہ
تقسیم کرنا شروع ہوا۔ لاکھون روپے شہر سے ڈنڈ کے وصول کیئے ہزارون روپے زبردستی سودی

ایک روپیہ اور لوٹ آنے سیکڑہ پر زبردستی قرض لیئے۔ غرض قرض کے لینے کی بہت سی حکمتین اور رقم وصول کرنے کے لیئے سختیان کی گئین مگر جو رقم اسطرح وصول ہوئی وہ بھی شاید ساہوکارون کو دیئے مگر وہ دم مین نہین آئے اگر اُنسے ایک روپیہ مانگا تو مشکل سے ایک آنہ جب دیا کہ تیمور خانے مین کئی کئی روز تک وہ بند رہے اسکا حساب کتاب بھی موجود نہین کہ کتنا روپیہ قرض لیا گیا اور وہ کس طرح خرچ ہوا۔

جولائی کے شروع مین بخت خان بڑی سلیقہ مندی اور ہوشیاری سے دہلی مین آیا کہ جب وہ شہر کے قریب شاہدرہ مین پہنچا تو پادشاہ نے نواب احمد قلی خان اپنے خسر کو اسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور جب وہ پادشاہ سے ملاقات کرنے آیا تو اس سے مصافحہ کیا اسکی دعوت کے لیئے اپنے خاصہ سے ستر تورے بھیجے۔ بخت خان نے بھی اپنے سلسلہ نسب کو خاندان تیمور تک بھڑا دیا۔ جب بادشاہ نے اُسنے کہا کہ تم بڑے بہادر ہو تو اسنے کہا کہ آپ مجھے جب بہادر فرمائینگے کہ مین پہاڑی پر انگریزون کا بالکل قلع قمع کرون۔ بادشاہ پر اُسنے کچھ ایسا سحر کیا کہ وہ اسکے کہنے مین آگیا اسکو اپنے فرزند کا خطاب دیا۔ اور ساری سپاہ اور شہر پر اسکو نیم بادشاہ بنا دیا۔ بخت خان نے بھی کمانڈر انچیف کی نقل اتاری کہ آج میگزین کو دیکھتا ہے اور اس مین با ترتیب سامان رکھنے کی ہدایتین کرتا ہے۔ کل شہر کے رئیسون کو پولس کی معرفت اپنے پاس حاضری کا حکم دیتا ہے۔ جب رئیسون کو یہہ امر ناگوار خاطر ہوا اور انہون نے بادشاہ سے شکایت کی عرضی دی کہ اگر بخت خان کو ہمین بلانا تھا تو خط کے ذریعہ سے بلایا ہوتا نہ کہ پولس کے پیادون کی معرفت۔ بادشاہ نے بخت خان سے اسکا جواب طلب کیا تو اسنے کہا کہ مین نے تو پولس کی معرفت یہہ اطلاع دی تھی کہ وہ مسلح رہا کرین۔ ۳ جولائی کو بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کی تنخواہ کا اور جن لوگون کا مال اسباب لٹ گیا ہے انکو تاوان دینے کا اور عدالت و پولس اور مال کے سررشتون کا انتظام کرے اور پادشاہ نے حکم جاری کر دیا کہ سپاہ شاہزادون سے بالکل تعلق نہ رکھے۔ ایک دن جنرل بادشاہ پاس دو یوروپین سارجنٹون کو ساتھ لے گیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ دونو میرٹھ سے ہمارے ساتھ آئے ہین وہ توپ زنی کے فن سے خوب ماہر ہین بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ سلیم گڈھ اور کشمیری دروازہ اور لاہوری دروازہ کے گرد گھون کے توپخانون کو دیکھکر رپورٹ کرین

جنرل نے لال ڈگی اور جامع مسجد کے درمیان ہزارون سپاہ کی پریڈ لی اور انکو اپنے اپنے مقامون پر واپس کیا۔ بخت خان نے اشتہار دیا کہ شہر کے باشندے چاندنی چوک مین ایک ضروری حکم سننے کے لیئے جمع ہون بہت آدمی جمع ہوئے مگر جنرنیل وقت پر نہ آیا لوگ اپنے گھرون کو چلے گئے۔ بخت خان نے خیمون کی مرمت کے لیئے اور پچاس چپراسیون کے ملنے کے واسطے اور سپاہ کے مکانون کے خس پوش ہونے کے لیئے اور شہر مین بعض مکانون مین رہنے کے واسطے درخواستین کین بادشاہ نے سب منظور کین بخت خان نے کئی آدمیون کو انگریزون کا جاسوس سمجھکر قتل کیا۔ بادشاہ کو اسنے عرضی دی کہ چار لاکھ روپیہ نواب جھجر سے طلب کیا جائے اسکی درخواست منظور ہوئی۔ بخت خان نے نمک اور شکر پر جو محصول مقرر ہوا تھا وہ اس نظر سے موقوف کیا کہ غربا کو تکلیف ہو اور روز مرہ جو لڑائی ہوتی تھی وہ بخت خان کے آنے سے موقوف ہوئی اس لیئے شہر والون نے اسکا نام کم بخت خان رکھا اور مرزا مغل نے بادشاہ کو ایک عرضی اسکی شکایت مین ۷ جولائی کو یہہ لکھی کہ جہان پناہ سلامت۔

مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضرت عالی خوب آگاہ ہین کہ بخت خان کے آنے سے پہلے ہر روز بلاناغہ ہنگامہ جنگ گرم ہوتا تھا حضور اس امر سے بھی آگاہ ہین کہ جب سے جنرل آیا ہے کئی لڑائیان ہوئی ہین۔ آج کا یہہ واقعہ ہے کہ فدوی نے آج حملہ کرنے کے لیئے شہر سے باہر سپاہ بھیجی تو جنرل مذکور نے مداخلت کی اور کل سپاہ کو کھڑا رکھا اور کچھ کام نہ کرنے دیا اور انسے دریافت کیا کہ تم کسکے حکم سے شہر سے باہر لڑنے گئے ہو تم کو بغیر میری اجازت کے جانا نہین چاہیئے اب واپس آؤ۔ یہ کام تو کوئی کھلا دشمن بھی نہین کرے گا۔ کہ سپاہ حملہ کرنے جائے اور اس مین مداخلت کرکے واپس بلائے اسلیئے فدوی التماس کرتا ہے کہ اگر حضور نے سپاہ کا کل انتظام جنرل کو سپرد کردیا ہے تو فدوی پاس تحریری حکم ارسال فرمائیے کہ وہ سپاہ کے کسی کام مین مداخلت نہ کرے پھر مین کسی کام مین مداخلت نہین کرونگا اور سپاہ کی کل افسرون کو اطلاع دیدونگا کہ آئندہ تم جرنیل کے ماتحت ہو اس کی فرمان برداری کرو اگر اسکے حکم کے خلاف کوئی اعلے ادنے افسر کام کریگا تو سزا پائیگا۔ اور اگر حضور سپاہ کے انتظام کو فدوی کو سپرد کرتے ہین تو جنرل کو حکم فرمایئے کہ وہ سپاہ کسی معاملہ مین دخل نہ دے اسکو اپنی رجمنٹون پر کلی

اختیار رہے اسکی رجمنٹون سے جو خدمات کی درخواستین کی جائین انکو وہ ہمیشہ منظور کرے اس
عرضی پر بادشاہ نے کوئی حکم نہین دیا۔
۲۹- جولائی کو دربار ہوا کہ جس مین بخت خان بادشاہ کا قائم مقام ہو کر آیا اس مین سپہر زورائی نر
کے صوبہ دار تما در بخش نے جنرل بخت خان پر یہہ الزام لگایا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین
غفلت و کاہلی کرتا ہے بہت دن ہو چکے ہین کہ جنرل انگریزون سے لڑنے کے لیئے سپاہ کو نہین لیگیا
جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انگریزون نے شہر پر حملہ کرنے کے لیئے بہت ساز و سامان جمع کر لیا ہے۔
اسپر بخت خان بہت لال پیلا ہوا مگر آخر کوئی امر فیصل نہین ہوا۔
سپاہ نے بخت خان کی شکایت بھی بادشاہ سے کی کہ وہ صرف اپنی سپاہ کے لیئے سامان رسد
کرتا ہے اور باقی اور سپاہ کے لئے سامان رسد نہین کرتا بادشاہ نے کہا کہ یہہ شکایت تم خود
بخت خان سے کرو۔ بخت خان نے بر سر دربار کوئی بات بادشاہ کے کان مین کہی تھی اسپر شاہزادون نے
اسکو دھتکار بتائی تو بخت خان نے بڑی چاپلوسی اور خوشامد سے اپنا قصور معاف کرایا۔
سپاہ سے بادشاہ اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ کبھی مرزا ابو بکر کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے کبھی
مرزا مغل کو جب بخت خان آیا تو اسنے صلاح دی کہ سپاہ کے اختیارات شاہزادون کے ہاتھ مین
زیادہ نہین چاہئین۔ تمام احکامات میرے پاس بھیجی چاہئین اور جو کام بادشاہ کرانا چاہے وہ
مجھ سے کہے۔ بادشاہ شہزادون سے ناراض تھا اس صلاح سے وہ بخت خان پر بہت
مہربان ہو گیا اور اسکو سب سے اعلے اور برتر بنا دیا اور اسکو گورنر مقرر کر دیا۔
جب مرزا مغل نے بخت خان کی شکایت مین عرضی دی تو اس مین اور بخت خان مین ناچاقی ہو گئی
مگر پھر دونون مین آپس مین ملاپ ہو گیا۔ بخت خان نے بادشاہ سے خلوت مین ملاقات کی دو مولویان
کو بھی ساتھ لے گیا تھا اور ایک عرضی پر بادشاہ سے دستخط کرا کے اور پھر مرزا مغل سے ملا اور یہہ
تجویز ہوئی کہ چند روز تک ایک عام پریڈ ہوا اور ہر سپاہی سے حلف لیا جائے کہ وہ انگریزون سے
لڑیگا۔ سپاہی جو اس لڑائی کے لیئے بزدل ہون انکو اجازت دیجائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائین
اس حلف کے بعد جو سپاہی جنگ کرنے مین پہلو تہی کرے تو اسکو سزا دی جائے۔ اس کام کے لیئے
ایک حکم نافذ ہوا۔ مرزا مغل نے بخت خان کے احکام سپاہ کو سنائے سب سپاہیون نے بحلف

اقرار کیا کہ ہم آخر دم تک انگریزون سے لڑین گے۔
۲۲۔ جولائی کو بخت خان نے بادشاہ سے عرض کی کہ بعض شریر بدنفس یہہ مشہور کرتے ہین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا ہون کہ جب سپاہ انگریزون سے لڑنے جاتی ہے تو خود پہلو تہی کرتا ہون اور سپاہ بے ترتیب لڑتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تمہاری خیرخواہی مین مجھے کچھ شبہ نہین مجھے افسوس ہے کہ بدنہاد آدمی اس غلط بات کو مشہور کرکے تمہاری دل آزاری کرتے ہین۔ سپاہ نے عرضی دی کہ بخت خان توپخانہ کا افسر تھا وہ اس کام کو جانتا ہے میدان جنگ مین سپاہ لڑانے مین بے بہرہ ہے وہ گورنر کے عہدہ کے قابل نہین نہ وہ بادشاہ کا ادب کرتا ہے نہ خزانہ بادشاہ کی نذر کے لیئے لایا ہے۔ مرزا مغل کو جو سپاہ کے تمام کامون مین کل اختیارات دیئے گئے تھے وہ اسکا سزاوار تھا بلکہ وہ گورنر جنرل ہونے کے لائق ہے ساری سپاہ چاہتی ہے کہ وہ ہمارا سپہ سالار مقرر ہو بادشاہ نے یہ عرضی بخت خان کے پاس بھیجی کہ اسکا جواب باصواب لکھے۔ اس عرضی کا جواب بخت خان نے یہہ دیا کہ سپاہ تین حصون مین منقسم ہونی چاہیئے ایک حصہ مین دہلی اور میرٹھ کی رجمنٹین ہون دوسرے حصہ مین وہ سپاہ ہو جو بخت خان کے ساتھ آئی ہے تیسرے حصہ مین باقی سپاہ۔ بادشاہ نے مرزا مغل کو بلا کر بخت خان کا یہہ جواب سنا دیا۔ ۲۔ اگست کو بخت خان نے کہا کہ سپاہ جو تیسی کے پل کی طرف گئی تھی وہ بارش کی کثرت کے سبب سے واپس چلی آئی اسپر بادشاہ نے خفا ہوکر کہا کہ کبھی تم سے پہاڑی نہین فتح ہوگی۔ ۳۔ اگست کو بخت خان نے بادشاہ سے شکایت کی کہ اب سپاہی میرے حکمونکو نہین مانتے تو بادشاہ نے کہا کہ جو سپاہی حکم نہین مانتے انسے کہدو کہ وہ شہر خالی کرین۔ جب چوتھی اگست کو حکیم احسن اللہ خان کا گھر لٹا تو بادشاہ نے سپاہ کے تمام افسرون کو بلایا اور انسے کہا کہ مین نے مرزا مغل اور بخت خان کو تمہارا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا ان دونو مین سے جسکو چاہو انتخاب کرکے اپنا جنرل مقرر کرو مین تمہارے انتخاب کو پسند کرونگا مگر یہہ پسند نہین کرنے کا کہ شہر لٹے اسکے باشندے حیران پریشان سرگردان ہون۔ انگریز تو غارت نہ ہون مگر ہندو مسلمان تباہ ہون۔ سپاہی اپنی شیخی بگھارا کرین کہ ہم شہر سے باہر انگریزون کو غارت کرنے جاتے ہین لیکن وہ پھر شہر کے اندر آجاتے ہین شہر کی فصیل انکی پشت پناہ ہے جو انکو سلامت رکھتی ہے

مجھے یہ صاف نظر آتا ہے کہ آخر کو شہر کو انگریز فتح کر لین گے اور مجھے مار ڈالین گے بادشاہ کے
اس کہنے سے یہ افسر متاثر ہوئے انکو کچھ غیرت آئی انہون نے کہا کہ حضور ہمارے سر پر ہاتھ
رکھین ہم یقینی فتحیاب ہونگے۔ بادشاہ نے افسرون کے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا دی اور کہا کہ
جلد جاؤ اور پہاڑی کو فتح کرو۔ غرض ان تمام بیانات سے یہہ ہے کہ بادشاہ کو سپاہ سے
فقط یہ تعلق تھا کہ اسنے انکی درخواست سے شہزادون کو کمانڈر انچیف و جرنیل و کرنیل مقرر کر دیا سوا
اسکے سپاہ کے کامون مین بادشاہ کو دخل نہ تھا جو سپاہ مین پہاڑی پر حملہ کرنے جاتین انکو ایک روز
پہلے افسران سپاہ خود مرزا مغل کے مکان پر بادشاہ کے صلاح و مشورے بغیر تجویز کر لیتے بادشاہ
کبھی اس مین دخل نہین دیتا لڑائی کے وقت سپاہ خود مختار تھی جہان چاہتی وہان رہتی۔
گوری شنکر کو بادشاہ نے اجازت دی کہ وہ سب افسرون کو جمع کرکے سپاہ کا انتظام کرے جو
انگریزون کے عہد مین تھا مگر وہ افسرون کو جمع نہین کر سکا۔
سپاہ مین جو افسر لڑائی مین مارے جاتے تھے انکی جگہہ اور عہدہ دار نہین ہوتے تھے۔ نہ
کسی عہدہ دار کی ترقی ہوتی تھی نہ تنزل
بعض سکھون نے بادشاہ سے یہ شکایت کی کہ ہم کو انگریزی مورچون پر حملہ کرنے کی عادت ہے
مگر پوربئے ہمارے ساتھ ہو کر نہین لڑتے اس لیئے ہم پھر آتے ہین اسلیئے بادشاہ سے التماس
کرتے ہین کہ رجمنٹون مین سکھون کو جدا کرکے ایک رجمنٹ جداگانہ مقرر کی جائے اور دو توپین
اسکو مرحمت ہون تو وہ انگریزون پر فتحیابی کے ساتھ کامیاب ہو انکی خاطر جمع کی گئی کہ
فتح سے مایوس نہ ہو۔ اس درخواست پر پوربیون کو یہہ شبہہ ہوا کہ سکھ اپنے تئین اسطرح
جدا کرکے انگریزون کے ساتھ ملنا چاہتے ہین ان کے سارے بھائی بند انگریزون کے
ہواخواہ ہین انہین سے بہت سے پہاڑی پر ہم سے لڑ رہے ہین۔ غوث محمد خان رسالدار
نیمچ اور بخت خان کی آپس مین ایسی ناچاقی ہوگئی کہ نیمچ کے افسرون نے بادشاہ سے درخواست
کی کہ انکو اجازت دی جائے کہ وہ بریلی کی سپاہ کے ہتھیار لے لین بادشاہ نے انکی اس درخواست کا
کچھ جواب نہین دیا مگر دوسرے دن یہ حکم دیا کہ تمام افسر کیا مرزا مغل کی اطاعت کرین پاکسی اور
جرنل کی جسکو وہ خود انتخاب کرکے پسند کرین پھر بادشاہ نے بارہ ممبرون کا کورٹ مقرر کیا جس مین

چھ ممبر بادشاہ کی طرف سے منتخب ہون چھ سپاہ کی طرف سے - سپاہ کو چاہیئے کہ اس کورٹ سے جو
حکم صادر ہون انکی بجا آوری کرے - بخت خان نے بڑے بڑے افسرون کے سامنے قرآن اُٹھایا
کہ وہ انگریزون کے ساتھ کچھ سازش نہین رکھتا - جنرل بخت خان نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ
آج ۴ - اگست کو لڑنے کے لیئے جانے کو ہون مجھے اجازت دیجیئے - بادشاہ نے کہا خدا حافظ
اپنی خیر خواہی کو حملہ کرنے سے ثابت کرو اور انگریزون کو غارت کر کے فتحیاب واپس آؤ - ۶ - اگست کو
بخت خان کی ایک عرضی بادشاہ پاس آئی کہ بادشاہ کو لوگ جو لڑائی کی صلاح دیتے ہین اس سے
کچھ حاصل نہین ہوتا پس آیندہ مین سوا اپنی بریلی کی سپاہ کے کسی اور سپاہ سے تعلق نہین رکھونگا
بادشاہ نے جواب دیا کہ مین تم سے راضی ہون تم ہی سپاہ کے سپہ سالار رہو *
سیپر مائی نر (سفر مینا) نے یہہ شکایت کی کہ ہم نے اپنی جانون پر کھیل کر ایک بیطری بنائی
تھی کہ لڑائی کے وقت وہ حضور کی سپاہ کی محافظ ہو مگر سپاہی رات کو انکو چھوڑ کر چلے آئے
انگریزون نے اسے غارت کر دیا بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ اس شکایت پر توجہ کرے
غلام معین الدین رسالدار نے بادشاہ کو عرضی دی کہ فدوی ٹونک سے تقریباً پانچ سو آدمیونکے
ساتھ آیا انکو سپاہ کی صورت مین مرتب کیا اور پندرہ سو اور جہادی غازی یا شہید بننے کے
کے لیئے جمع ہوئے ہین کل ہین اور میرے ہمراہی حملہ مین شریک ہوئے اور ہم نے اٹھارہ
کافرون کو فی النار کیا اور پانچ جہادی شہید اور پانچ زخمی ہوئے - جب ہم کافرون سے لڑے
تو سپاہ نے ہماری کچھ مدد نہین کی - اگر وہ ہماری امداد کرتے تو خدا کی مدد سے بالکل فتح ہوتی
مگر خدا کی مرضی مین چارہ نہین - مجھے امید ہے کہ کچھ ہتھیار لڑنے کے لیئے اور کچھ روپیہ خرچ کے
واسطے مرحمت ہوگا - جسکے سبب سے ہماری مرادین پوری ہونگین - اس عرضی پر ۲ - اگست کو
غالباً مرزا مغل نے حکم صادر کیا کہ بالفعل ہتھیار موجود نہین اگر کہین سے آجائینگے تو دیئے
جائینگے - روپیہ کا بھی انتظام ہو کر عطا کیا جائیگا -
بخت خان نے ۴ - اگست کو توپون کے ملنے کی درخواست کی اسپر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواب لکھا جائے
بمبئی پریسیڈنسی کی سپاہ جو دہلی آتی تھی اسکے سردارون اور صوبہ دارون اور افسرون کو مرزا
خضر سلطان نے لکھا کہ تم نے جو بادشاہی سپاہ کی شکست پانے کی خبر سنی ہے وہ انگریزونکی

جھوٹی لڑائی ہوئی ہے۔ اسی نوّے ہزار آئینی سپاہ اور دس پندرہ ہزار آئینی سوار
یہان موجود ہین رات دن لڑائی ہوتی ہے انشاء اللہ تین چار روز مین پہاڑی فتح ہو جائیگی
اور کافر فی النار ہو جائین گے۔ تم دہلی مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو۔

گوالیار کنٹنجنٹ کے افسرون کی عرضی کا جواب۔

تمہاری عرضی پہنچی۔ لڑائی مین جو تمنے اپنی مردانگی دکھائی وہ معلوم ہوئی یہہ تم پر فرض ہے
کہ سپاہ اور راجہ کو ہمراہ لیکر قلعہ آگرہ کو فتح کرو۔ ہم افسرون اور سپاہیون پر نہایت عنایت کرینگے
اور اعلے عہدون پر سرافراز اور ممتاز بنائین گے۔

محسن علی جیلخانہ کے داروغہ جہانسی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین نے ایک رجمنٹ تیار کی ہے
علی غول اسکے نام رکھنے کی اجازت دی جائے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس رجمنٹ کا نام فیض
رکھا جائے۔

بادشاہ کا حکم مرزا مغل کے نام یہہ صادر ہوا کہ بہت سے امیدوار جو سپاہ مین بھرتی ہونے
کے لیئے جمع ہین انسے کہدو کہ خزانہ مین روپیہ نہین ہے جو وہ ملازم رکھے جائین۔ انکو نوکری کی
کوئی امید نہین رکھنی چاہیئے۔

ہم نے بادشاہ کے جنگی انتظامات اور احکامات کا اوپر بیان کیا اب ملکی انتظامات کا بیان
کرتے ہین۔ بہادر شاہ نے یہہ حکم جاری کیا کہ سلطنت کے عدالت کے کامون مین شاہزادے
اور سپاہ مداخلت نہ کرے۔ عدالت کے سارے کام صرف مفتی اور صدر الصدور کیا کرین
نہ سپاہ نہ مال کے حکام اس عدالت مین دخل دین مگر بادشاہ کے اس حکم کی کبھی تعمیل نہین
ہوئی۔ شاہزادے سپاہ کے زور سے ہمیشہ ان کامون مین دخل دیتے تھے۔

ضلع گوڑگانوہ کے زمیندارون کی طرف سے درخواست آئی کہ سارے ضلع مین بدنظمی
ہورہی ہے کوئی حاکم انتظام کے لیئے بادشاہ کی طرف سے بھیجا جائے۔ بادشاہ نے یہ کام
مولوی فضل حق کے سپرد کیا۔ مولوی صاحب عالم متبحر مشہور تھے وہ الور سے ترک ملازمت
کر کے دہلی مین آئے تھے انہون نے بادشاہ کے لیئے ایک دستور العمل سلطنت لکھا تھا جس کی
دفعہ اول یہ مشہور ہوئی تھی کہ گائے کہین بادشاہی عملداری مین ذبح نہ ہو جب مولویون نے

انکا خوب مضحکہ اڑایا مگر یہہ دستور العمل کہین کسی کے ہاتھ نہین آیا انکو اس بغاوت کے سبب سے جلا وطنی کی سزا ملی تھی وہ رہا ہوئے مگر جلا وطنی ہی مین روح نے جسم کی قید سے رہائی پائی اُنھون نے گوڑگانوہ مین اپنے بیٹے مولوی عبد الحق کو کلکٹر اور آدمیون کو تحصیلدار مقرر کیا جنکی عمل درآمد نہین ہوئی۔ بخت خان نے ہوڈل پلول شاہدرہ مین تحصیلدار مقرر کیئے مگر کبھی زر مالگذاری وصول نہین ہوا شاہزادون نے ارادہ کیا تھا کہ سپاہ بھیجکر زر مالگزاری وصول کرین مگر اسپر عمل کبھی نہین ہوا۔ راؤ تلارام جاگیردار ریواڑی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین یہان بندوبست مالگزاری کے لئے کر رہا ہون فصل خریف کی آمدنی تو سپاہ مین خرچ ہوگئی آیندہ پینتالیس ہزار روپیہ سال نذرانہ ادا کرونگا اسکو ریواڑی کی جاگیر کی سند دوام کے لئے مرحمت ہو بجنور کے زمینداروں کی بھی عرضی آئی کہ ضلع مین بدعملی ہو رہی ہے بادشاہ اسکا انتظام کرین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سپاہ بھیجکر انتظام کیا جائے گا۔

مولوی فیض احمد آگرہ مین صدر بورڈ کا سررشتہ دار تھا اور باغی ہوکر دہلی مین آیا تھا اسکو اور مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان کو عدالت کا کام سپرد ہوا۔ شہر مین کوتوال اور تھانہ دار مقرر ہوئے۔ پہلا کوتوال شہر مین معین الدین حسن خان مقرر ہوا جو نواب قدرت اللہ خان کا بیٹا تھا اسکا بیان ہے کہ مین نے یہ کوتوالی اسلیئے اختیار کی تھی کہ انگریزون کی خیر خواہی اس بدخواہی کے لباس مین کرون وہ چند روز مین اپنے ظلم وستم کے سبب سے برخاست ہوا۔ اسکے بعد خواجہ وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوال شہر اور قاضی عبد الرحیم نائب کوتوال مقرر ہوئے۔ قاضی نے استعفا دیا اسکے بعد سید مبارک شاہ رامپور کا باشندہ کوتوال مقرر ہوا اور آخر غدر تک وہی کوتوال رہا۔ نجف گڈھ۔ مہرولی۔ شاہدرہ۔ پہاڑ گنج۔ بدرپور اور شہر مین جہان پہلے تھانے تھے تھانہ دار مقرر ہوئے۔ ان کامون مین سوا شاہزادون کے بخت خان بھی دخیل تھا۔ بادشاہ نے تھانہ دارون اور کوتوال کے نام حکم جاری کردیا تھا کہ وہ بخت خان کے احکام کی تعمیل کیا کرین۔ سپاہی کہا کرتے تھے کہ انھون نے کل ملک کا اپنے تئین مالک بنایا ہے وہ شاہزادون مین ملک کو تقسیم کرکے انکو صوبہ بنا دین گے۔

انتظام ملکی کے لئے بادشاہ نے بہت آدمی نہین مقرر کئے تھے مگر شاہزادون اور بخت خان نے

انکو مقرر کیا تھا - بادشاہ نے تو صرف دوابہ مین ولی داد خان کو صوبہ مقرر کیا تھا جو مالاگڈھ
ضلع بلند شہر مین حکومت کرتا تھا جب اسنے انتظام کے لیئے بادشاہ سے سپاہ کی درخواست
کی تو بخت خان نے اسکو حکم دیا کہ وہ ایک ہزار روپیہ بھیجدے تو سپاہ بھیجدی جائیگی -
اودھ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان کو مقرر کیا تھا جو آگرہ کا سب اسسٹنٹ سرجن تھا اور باغی
ہوکر دلی مین آیا تھا اور بخت خان کا بڑا دوست تھا مگر وہ گیا نہین - رہیلکھنڈ مین خان بہادر
خان کو گورنر مقرر کیا تھا - دفتر شاہی مین علی قاسم کے لیئے اضلاع الہ آباد مین صوبہ مقرر ہونیکا
حکم موجود ہے مگر اسپر بادشاہ کے دستخط نہین کہ راجہ و نواب اور رؤسا اضلاع الہ آباد
کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہم نے اپنے فدوی خاص علی قاسم کو اضلاع الہ آباد مین صوبہ مقرر کیا ہی
تم سب اسکے حکمون کی تعمیل کرو اور سارے کام اسکی مرضی کے موافق کرو کوئی کام اسکی
مرضی کے خلاف نہ کرو - اور یہہ تمپر فرض ہے کہ ملعون کافرون کو غارت کرنے مین اس کے
معاون ہوان اپنی خدمات کا صلہ بادشاہ سے پاؤگے نواب باندہ کے نام بھی ایسا ہی
حکم تھا -

مولوی لیاقت علی کو بھی پہلے صوبہ الہ آباد کی حکمرانی کی سند بادشاہ نے دی تھی -

بادشاہ کا ایک حکم دفتر شاہی مین بغیر دستخط و مہر کے یہہ بھی موجود ہے -

تمام ہندو و مسلمانون کے نام جو ترقی مذہب چاہتے ہین

تم کو معلوم ہو کہ ملک الدین ان آدمیون مین سے ایک ہے جنہون نے جہاد کے لیئے کمر
کسی ہے اور وہ خزانہ کا مہتمم اور سپاہ کا پیشوا ہے وہ غازیون کے جمع کرنے کے لیئے
اور خداداد سپاہ کے خرچ کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لیئے بہیجا جاتا ہے - اس سپاہ نے
ہزارون گورون اور انکے افسرون کو فی النار کیا ہے بہہ تمپر واجب ہے کہ اپنے فائدہ کے لیئے
بتفصیل ذیل روپیہ اسکو دیدو اور اپنے کسی معتمد کو اسکے ساتھ کردو تمکو چاہیئے کہ راہ مین اسکی
امداد سپاہ سے کرو اور عیسائیون کے قتل کرنے مین اسکے معاون ہو اور جو کوئی عیسائیون
کے ساتھ سازش کریگا اسکے جان و مال غارت کیئے جائینگے -

فہرست مطالبہ زر

رئیس چھتاری	ساتو ہین اور روپیہ ۵۰۰۰۰
رئیس بہدلی	۱۰۰۰۰
رئیس دھرم پور	۵۰۰۰
رئیس دان پور	۵۰۰۰
رئیس پہاسو	۵۰۰۰
رئیس سعد آباد	۵۰۰۰
رئیس دتاولی	۲۰۰۰
رئیس بھیکم پور	۱۰۰۰۰
رئیس بدائون	۱۰۰۰۰
روسار جیور	۵۰۰۰
مہاجنان متھرا	۵۰۰۰۰
راجہ بلب گڈھ	۱۰۰۰۰۰
رئیس غلام علی انزولی	۲۰۰۰۰
راجہ بھرت پور	۵۰۰۰۰۰
میزان کل	۱۲۴۵۰۰۰

پیمن داس زمیندار متھرا کی بھی عرضی آئی تھی کہ اسکو سند متھرا اور میرٹھ کے درمیان انتظام کرنیکی اجازت ملے مگر کچھ حکم نہین صادر ہوا۔

غدر کے تین مہینے کے بعد دوندے خان کے بھائی جاگیردار گڑھی (اتھرا کے پاس ہے) نے اپنے بھتیجے امراؤ بہادر کے ہاتھ اپنی عرضی بھیجی کہ اسکی وہ جاگیر معاف ہو جائے جو سرکار انگریزی نے ضبط کی ہے۔ بخت خان نے اس درخواست پر توجہ کی اسنے حامل عرضی سے کہا کہ تمہاری درخواست منظور ہوگی اگر تم انگریزون سے ہمارے ساتھ کسی لڑائی مین شریک ہو۔ امراؤ بہادر انگریزون سے لڑا زخمی ہوا اور ایک ہفتہ کے اندر دہلی میں مرگیا

سند معافی جاگیر تیار ہوگئی تھی مگر وہ اس پاس نہین پہنچی۔
مولوی فیض احمد ضلع بلند شہر اور ضلع علیگڈھ کی تحصیل زرمالگزاری کے لیئے مقرر ہوا اور حسن بخش انکی بھی ضلع علیگڈھ کی تحصیل مالگذاری کے لیئے مقرر ہوا اور ولی داد خان کے نام حکم بھیجا گیا کہ وہ ان دونو آدمیون کے کام مین امداد کرے۔ راؤ گلاب سنگھ رئیس کچیسر کے نام حکم تھا کہ وہ بارہ ہزار روپیہ جمع سرکاری کے حسن بخش و فیض احمد کو ادا کرے۔ ظہور علی خان رئیس دھرم پور محمد داؤد خان رئیس چھیلم پور و راجہ دمن سنگھ کے نام احکام تھے کہ وہ زرمالگزاری فیض احمد اور حسن بخش کو ادا کر دین۔ مولوی عبدالحق کے نام حکم تھا کہ وہ ضلع گوڑگانوہ کی تحصیل زرمالگزاری کا انتظام کرے۔
مرزا مغل کے نام بادشاہ نے یہہ حکم لکھا ہے کہ ہمارے فرزند کو معلوم ہو کہ جب سپاہ کے پیدل اور سوار اول ہی میرے پاس آئے ہین تو مین نے انسے خود اپنی زبان سے کہدیا تھا کہ میرے پاس خزانہ اور مال اسباب نہین ہے جسسے مین انکی مدد کر سکون لیکن اگر میری جان انکے کام آئے تو اسمین مجھے دریغ نہین میرے اس کہنے سے وہ سب خوش و راضی ہو گئے اور انہون نے اقرار کیا کہ وہ میری فرمان برداری و اطاعت مین اپنی جانین مجھ پر قربان کر دین گے مین نے انکو ہدایت کی کہ انکا اول کام یہہ ہے کہ بیگزین اور خزانہ کا انتظام ایسا کرین کہ وہ آیندہ انکے اور میرے کام آئے اسکے بعد انہون نے دیوان خاص و دیوان عام و مہتاب باغ مین اور اور مقامات مین جہان انکی خوشی مین آیا قیام کیا۔ مین نے انکی جہالت و آسائش و آرام کی خاطر سے اپنے نوکرون کو منع کر دیا کہ وہ اس کام مین انکے مزاحم نہ ہون اگرچہ کوئی مین نے ان سے اقرار نہین کیا تھا مگر روپیہ قرض لیا گیا کہ ہر پیادہ و سوار کو روزینہ دیا جائے مین نے بار بار یہہ حکم دیا کہ وہ شہر مین جبر و تعدی و غارتگری نہ کرین مگر اس سے کچھ کام نہ نکلا آج دس روز گذرے ہین مگر اب تک وہی خرابیان چلی جاتی ہین۔ دیوان خاص و دیوان عام مین سے رجمنٹین چلی گئی ہین مگر مین نے انکو حکم دیا تھا کہ وہ شہر سے باہر جا کر مقیم ہون اور کوئی پیدل اور سوار شہر مین ہتھیار باندھکر نہ پھرے اور شہر کے باشندون پر زیادتی نہ کرے مگر ایک رجمنٹ دہلی دروازہ مین اور دوسری اجمیری دروازہ مین اور تیسری لاہوری دروازہ مین شہر کی

فصیل کے اندر رہتی ہین اور بعض بازارون کو انہون نے بالکل لوٹ لیا ہے نہ رات کا خیال کرین نہ دن کا وہ لوگون کے گھرون مین یہہ بہانہ بنا کر کہ گھر مین کوئی فرنگی ہے گھس کر لوٹ لیتے ہین دکانون کے قفل توڑتے ہیں کواڑ نکال لیتے ہین اور انکے اندر کا اسباب بے حجاب لوٹتے ہین وہ سوارون کے گھوڑے کھول لے جاتے ہین باوجودیکہ یہہ دستور چلا آتا ہے کہ جو شہر حملے و تیغ زنی سے پہلے لئے جاتے ہین وہ لوٹ مار سے بری کئے جاتے ہین مگر اسپر وہ کچھ خیال نہیں کرتے چنگیز خان و نادرشاہ بھی جو بڑے ظالم مشہور ہین، وہ شہرون کو پناہ و امن دیتے تھے جو اپنے تئین بغیر مقابلہ کے انکو سپرد کر دیتے تھے اسکے علاوہ سپاہی میرے ملازمون اور اہل شہر کو دھمکاتے و ستاتے ہین باوجودیکہ مین نے بیدلون کو فراش خانہ کے اور سوارون کو مہتاب باغ کے خالی کرنے کا باربار حکم دیا ہے مگر وہ خالی نہین کرتے۔ یہہ وہ مقامات ہین جنمین نہ نادرشاہ اور نہ احمدشاہ اور نہ کوئی گورنر جنرل ہند گھوڑے پر سوار ہو کر اب تک آیا تھا۔ سپاہ نے اول درخواست کی کہ شاہزادے انکے لئے علے افسر مقرر ہون ہم سب اُن کی فرمانبرداری و اطاعت کرین گے۔ یہہ کام انکی مرضی کے موافق کیا گیا۔ پھر انہون نے اس بات پر زور ڈالا کہ اس مین ہمارا اعتبار بڑھ جائے گا اگر ان شاہزادون کو ان کے عہدون کے لئے خلعت مرحمت ہون جسنے وہ مستقل ہمارے حاکم معلوم ہون اور تمام قیدی فرنگی ایک ہی دفعہ مین مارے جائین یہہ کام بھی انکی مرضی کے موافق کیا گیا اور اسی دن اشتہار عام دیا گیا جسپر مہر شاہی لگی ہوئی تھی کہ شہر مین عدالت کی کچہریان مقرر کی گئین لیکن اہل شہر پر اسکا کچھ اثر نہین ہوا۔ ان باتون سے قطع نظر کرکے یہہ لکھا جاتا ہے کہ جب برٹش گورنمنٹ کا کوئی اعلے افسر قلعہ مین آتا تھا تو وہ دیوان عام کے دروازہ پر گھوڑے سے اترتا تھا اور پیدل پھرتا تھا لیکن یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے دیوان خاص اور جلو خانہ تک آتے ہین جنکا لباس نامناسب ہوتا ہے۔ سر پر دستار نہین ہوتی وہ شاہی آداب و تعظیم کو بجالانا جانتے نہین۔ دربار مین سپاہ کے افسر اپنے لباس کی کچھ پروا نہین کرتے سرون پر ٹوپیان سجائے پگڑی کے ہوتی ہین اور تلوار ساتھ ہوتی ہے انگریزی عملداری مین اسکی کسی فہم نے ایسا نہین کیا۔ انہون نے بے فائدہ میگزین کے کل اسباب کو خرچ کیا اور خزانہ کے روپیہ کو اڑادیا

اب بڑا غل مچا مچا کے اپنا روزینہ اتنے آدمیون کا جتنے وہ ہین نہین مانگتے ہین - پھر دکانداروں پہ طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے ہین انسے اجناس لے لیتے ہین اور قیمت دیتے نہین - اب شہر کے باہر کا حال یہ ہے کہ سپاہی شہر سے باہر انتظام کرنے کے لیئے تو جاتے نہین اسلیئے سیکڑون آدمی مارے جاتے ہین اور ہزارون آدمی لوٹے جاتے ہین ملک کے نظم و نسق کی صورت یہ ہے کہ شاہی سپاہ کافی نہین کہ وہ کل اضلاع کے بندو بست کو سنبھالے تحصیلدار اور پولس افسر مقرر نہیں ہو سکتے - قلعہ و شہر سے باہر نہ کوئی پیدل نہ کوئی سوار پاہر قدم رکھتا ہے کہ انتظام ہو - ایسی حالتون مین ملک سے رسد کا آنا اور زر مالگزاری کا وصول ہونا سخت مصیبت ہے ان سب حالتون کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شہر اور ملک کے بالکل تباہ و غارت ہونے کے سوا کچھ اور امید نہ ہو سکے - ان باتون پر یہہ اور طرہ ہے کہ وہ بادشاہی ملازمون پر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہمارے مخالف ہین اور اپنا روزینہ ان سے بڑی حکومت سے گستاخانہ مانگتے ہین - میرے حکم کے موافق میرے یہ ملازم انسے بلجاجت و خوشامد و بہ سنت پیش آتے ہین مگر اسپر بھی وہ راضی نہین ہوتے - ایسی صورتون مین کب اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ سپاہی ملک کی صلاح و فلاح چاہتے ہین یا حکومت شاہی کی اطاعت کے خواستگار ہین ؟ اب ایک اور بات خیال کرنے کی ہے کہ خزانہ مین تو روپیہ نہین شہر کے مہاجن و سوداگرون مین لٹ جانے اور تباہ ہونے کے سبب سے استطاعت نہین رہی کہ وہ روپیہ قرض دین - پس کسطرح سے انکو کسی وقت تک روزینہ تقسیم ہو سکتا ہے ؟ - جب انکا یہہ روزینہ بند ہو جائیگا اور ملک سے جو رسد آتی تھی بند ہو جائیگی تو کیا حالت ہو گی ؟ - پھر تماشا یہ ہے کہ سپاہی یہہ خود کرتوت کرتے ہین جس سے ساری خرابیان پیدا ہوتی ہین اور اسکا الزام ملازمان شاہی پہ لگاتے ہین (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) خلاصہ یہہ ہے کہ جب سپاہ کا یہہ حال ہو تو ظاہر ہے کہ میری بادشاہی بالکل غارت و تباہ ہو جائیگی - میری بیکسی و بیچارگی کی نوبت یہان تک پہنچ گئی ہے کہ مین نے عہد کر لیا ہے کہ اپنی باقی زندگی یاد الٰہی مین بسر کرون اور بادشاہی کو سلام کرون جس مین سراسر تکالیف اور مصائب ہین اول خواجہ صاحب کی درگاہ مین جاؤن اور وہان سے اپنا انتظام کر کے

انکے چلا جاؤن یہہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جب سپاہ آئی تو بادشاہی ملازمون نے اور اہل شہر نے
ان کا کسی طرح کا مقابلہ نہین کیا نہ کوئی کام دشمنی کا انکے ساتھ کیا اس لیئے اہل شہر مستحق نہین
ہین کہ انکی جان و عزت و مال اسباب تلف ہون مین اپنی رعایا کی طرف سے قائم مقام ہوکر
سپاہ کو سمجھاتا ہون کہ پھر کیون ہم ان کے کام مین شریک ہون اور اپنی اولاد کو انکے کامون
مین شریک و معاون بنائین؟ ظلم و تعدی و جبر جو اب ہو رہا ہے اسکو مین اپنی بادشاہی
کی کسر شان سمجھتا ہون کہ بادشاہ ہوکر سپاہ کا رفیق بنون اور انکو قتل و غارت کرنے
کو پسند کرون۔۔۔ یہہ بات سوچنے کی ہے کہ ایک طرف بادشاہ اور رعیت کے درمیان
محبت و دوستی و نیک خواہی ہو۔ دوسری طرف سپاہ کے ایسے افعال ہون کہ وہ اپنے ان
کامون کو جو دشمن کی سپاہ بھی نہین کرتی اپنی نیک کرداری جانے سپاہ کے لیئے قابل تعریف
کے یہہ ہوشیاری اور دانائی کا کام سزاوار تھا کہ وہ رعایا کی پرورش اور محافظت کرتی اور
ملازمان شاہی کے ساتھ یگانگی قائم رکھتی اور اپنے تئیں بادشاہ کے دل پسند بنانے
کے لیئے غور کرتی۔ ہم کو توقع تھی کہ اگر وہ اس طرح عمل کرتی تو امن امان رہتا۔ میرے فرزند
تم پیدل اور سوارون کے افسرون کو بلا کر ان کے سامنے ان باتون کو خوب توضیح کے ساتھ
بیان کردو اگر وہ حقیقت مین میری سلطنت کی خدمت کرنی چاہتے ہین تو وہ ایک تحریری اقرارنامہ لکھیں
جسکا مسودہ انکے پاس بھیجا جائیگا اور انکی دل جمعی کے لیئے ہم بھی ایک تحریری اقرارنامہ لکھ دینگے
انکو چاہیئے کہ وہ اپنے ان جبر و تعدی و ظلم و ستم اور ناسزا کامون کو چھوڑین جو اب تک
کر رہے ہین اور آج ہی پیدل سپاہ اپنے خیمون کو شہر سے باہر لے جائے اگر کوئی سپاہی
کسی باشندہ کو قتل کریگا یا لوٹیگا تو اس جرم کے ثابت ہونے کے بعد اسکو مناسب
سزا دی جائیگی تاکہ اور آدمیون کو عبرت ہو اور وہ جانین کہ ایسے برے کامون کے کرنے سی
سزا یابی سے وہ بچ نہین سکتے اور ایک رجمنٹ کو یا کئی رجمنٹون کو احکام شاہی دیئے جائین
کہ وہ جا کر ملک مین سے فسادون کو دور کرین اور امن امان قائم کرین تو وہ بغیر بڑبڑانے
اور چون و چرا کے سفر کرین اور رسیدہ روپی کے ساتھ میگزین اور سامان رسد کی نامعقول
درخواستین نہ کرین یہ رجمنٹین اس حالت مین مراجعت کرنے کا اختیار رکھتی ہین کہ جب یہ امر

تحقیق ہوجائے کہ انگریزی سپاہ قریب آگئی ہے تو پھر وہ جس ترتیب و انتظام سے لڑنا
چاہین لڑین - سپاہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ کسقدر سپاہ جداگانہ مختلف مقامات مین رکھی جائے
اور انکی تقسیم کس طرح ہو - شہر مین بھی سپاہ کے رہنے کی ضرورت ہوگی لیکن بالفعل ضرورت
نہین ہے - شہر و ملک دونو یکسان غارت و تباہ ہورہے ہین اور سپاہ شہر سے باہر
نکل کر ذرا کوشش بندوبست مین نہین کرتی یہہ ایک اور بات ان کے سامنے اچھی طرح
بیان کرو کہ اگر وہ بادشاہ کی ان خواہشون اور ارادون کے برلانے مین خوشی و رضامندی
سے سعی نہ کرینگے تو ہم فقیر ہوکر خواجہ صاحب مین جا بیٹھینگے اور ہم کو کوئی اس کام کے کرنے مین
روکے نہین وہ شہر و قلعہ و ملک کے خود مالک ہو بیٹھین قدیم زمانہ کے بادشاہون مین سے
کسی نے نہ جنگ آزاؤن مین سے جو انکے بعد آئے کسی نے اس زمانہ تک اس شخص پر
ظلم کیا ہے جسنے اپنے پناہ مانگی اور امن چاہا ہو انہون نے اسکو آزادانہ اختیار دیا کہ وہ
اپنا طریقہ اختیار کرے تم سپاہ سے کہو کہ اوپر جو دو باتین بیان کی گئی ہین انمین سے
وہ ایک بات اختیار کر کے اپنی عرضی مین بیان کرین اور اسپر افسر اپنے دستخط و مہرین
کرین اور وہ عرضی ہمارے پاس بھیجدو تم اس بات کو خفیف معاملہ نہ جانو پیرانہ سالی و
ضعیف حالی کے سبب سے مین ان امکار کا بار نہین اٹھا سکتا کسی قوم پر سلطنت کرنی
اور سپاہ کو قابو مین رکھنا لڑکون کا کھیل نہین ہے -

۴ - جولائی کو بادشاہ کے احکام جاری ہوئے کہ شہر کے باشندون کو کوئی شخص لوٹے نہین
مگر اس کے ساتھ بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ میرے احکام جاری کرنے عبث ہین اس لیئے
کہ کبھی انکی تعمیل نہین ہوتی کوئی نہین سنتا کہ مین کیا حکم دیتا ہون - بادشاہ سے بخت خان
نے کہا تھا کہ اگر کوئی شہزادہ شہر کو لوٹے گا تو مین اسکی ناک کان کٹوا دونگا - بادشاہ نے کہا کہ
یہہ تم کو اختیار ہے - پھر بخت خان نے شہر کے کوتوال پاس حکم بھیجا کہ اگر شہر مین آیندہ
لوٹ مار ہوگی تو کوتوال کو پھانسی دی جائیگی اور اسنے ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ سارے دکاندار
اپنے پاس ہتھیار رکھین اور گھر مین کوئی مرد بغیر ہتھیارون کے نہ رہے اور جس کسی پاس
ہتھیار نہ ہون تو وہ ہم سے ہتھیارون کی درخواست کرے ہم اسکو ہتھیار مفت دیدینگے

اور جو سپاہی لوٹتا ہوا گرفتار ہوگا اسکے ہتھیار لے لیئے جائینگے ۔

حالات متفرقہ

ایک جاسوس کا مارا جانا

۲۹ ۔ جولائی کو تلنگے قدسیہ باغ مین سے ایک آدمی کو پکڑ لائے اور کہا کہ یہ جان لارنس صاحب ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ اسکی پیٹھ پر زخم ہے ۔ جب اس کے کپڑے اُتارے تو کوئی زخم پیٹھ پر نظر نہ آیا ۔ یہہ آدمی جوتشی پنڈتون کے بھیس مین تھا پترا اور پوتھیان اس پاس تھین اسپر جاسوسی کا شبہ ہوا اسکو مار ڈالا مگر یہہ ایسا مستقل مزاج آدمی تھا کہ اسنے اپنی جان بچانے کے لیئے ایک لفظ نہین کہا اسپر زخم پر زخم لگائے گئے مگر اس نے اُف نہین کی جس سے لوگون کو یقین ہوا کہ وہ ضرور جاسوس تھا ۔

ایک حوالدار کا مارا جانا

بعض کہتے ہین کہ علی پور سے انگریزی لشکر سے ایک حوالدار سونے کا کنٹھا گلے مین پہنے ہوئے آیا ۔ بعض کہتے ہین کہ وہ فیروزپور کی کسی رجمنٹ کا صوبہ دار تھا اپنے گھر رخصت پر آیا تھا جو پوری ہو گئی تھی وہ پھر اپنی رجمنٹ مین جاتا تھا اسنے لاہوری دروازہ کے باہر اپنے بھائی بندون کو سمجھایا کہ اب مین اپنی پلٹن مین واپس جاتا ہون اگر تمہاری مرضی ہو تو انگریزون سے عرض معروض کردون کہ تم اُنسے صلح کرنی چاہتے ہو یہ سنتے ہی تلنگے ایسے آگ بھبوکا ہوئے کہ کرچون سے اسکا گلا کاٹا اور کنٹھا اپنے پہننے کے لیئے اُتارا

میدان جنگ سے انگریزون کے سر کاٹ کر لانا

دو تین دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دو چار انگریزون کے سر کاٹ کر تلنگے یا جہادی شہر مین لے آئے اور انکو ایک طاس مین رکھ کر امیرون اور شہزادون کے پاس لے گئے وہ انکو دیکھ کر شاد شاد ہوئے اور دو چار روپے انعام کے اس طاس مین ڈالدیئے اور دعائین مانگنے لگے کہ خدا ہم کو انگریزون کی صورت اس طرح دکھائے ۔ ایک آدھ سر کی آنکھ بھی نکال لیتے اور کہہ دیتے کہ یہ سر کانڑے بن مشکٹ کا ہے ۔

۹ ۔ جولائی کو لڑائی مین محبوب علی خان کی سرائے مین چند گورے ایسے گھر گئے کہ تلنگے ان کو مار کر سر کاٹ لائے اور انکو بادشاہ کے روبرو رکھا تو بادشاہ بڑا خوش ہوا اور سر کاٹنے والون کو انعام دیا ۔

محبوب علی خان کا مرنا

۱۴ ۔ جون کو محبوب علی خان خواجہ سرا وزیر بہادر شاہ نے جو مدتون سے بیمار تھا انتقال کیا

اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھا - خانم کے بازار مین شاہ کرم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین
دفن ہوا - اسکی فاتحہ سوم مین سارے شہر کے رئیس آئے - مگر اب قبر کا نشان باقی نہین رہا مگر اسکی
ایک سرائے سبزی منڈی مین مشہور ہے وہ اس سبب سے بڑا نیکنام تھا کہ بادشاہ کے
ملازمون کی تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کرتا تھا -

بادشاہ کا دم تو پہلی ہی جون کو سپاہ کے ہاتھ سے نکلنے لگا تھا اسنے اپنے بیٹون اور پوتون کو
بلا کر کہا کہ مجھے اسپر بڑا غصہ آتا ہے کہ تم باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دلسوزی کرتے ہو -
میرا کہنا یاد رکھو کہ انگریز ایک دن آنکر تم کو پھانسی دین گے اور میرا حال یہہ ہوگا - ع
کفن پہنکر زندگی کے ایام + کسی باغ مین گذران دونگا -

بادشاہ کو سرکار کمپنی ایک لاکھ روپیہ ماہوار دیتی تھی - بادشاہ اس لاکھ روپیہ مین سے
اپنی اولاد کو اور شاہزادون کو اپنے نوکرون کو مشاہرہ دیتا تھا جسسے انکی گذر اوقات ہوتی
تھی - اب نہ بادشاہ کو تنخواہ ملتی تھی نہ وہ شاہزادون مین تقسیم ہوتی تھی - اس لیئے
انکے گھرون مین فاقے ہونے لگے - جب لوگ شاہزادون کو مبارکباد دیتے تھے کہ شاہی
بیٹھے بٹھائے انکے گھر مین آئی تو وہ کہتے تھے کہ شاہی نہین گدائی آئی ہے - فاقے مرتے
ہین - بھیک بھی کہین سے نہین ملتی اس شاہی سے تو انگریزی عملداری اچھی تھی جسمین
عیش و آرام سے گذرتی تھی -

بادشاہ کے اکثر ملازمین بہت تھوڑی تنخواہ پاتے تھے از دست تا دہان رہتے تھے ان کو
صرف ایک دفعہ ایام غدر مین تنخواہ ملی - کوٹ قاسم بادشاہ کا ایک علاقہ تھا جس مین
غلام فخر الدین خان تحصیلدار تھا وہ تیس ہزار روپیہ اس علاقہ کی آمدنی کا بادشاہ کے
پاس لایا تھا تو اسمین سے ان غریب نوکرون کو بھی تنخواہ ملی تھی انکا برا حال تھا نہ موت
آتی تھی نہ رزق ملتا تھا تجارت وصنعت وحرفت کی بڑی کساد بازاری تھی - جن پیشون کی ضرورت
تھی اُن پیشہ ورون سے بیگار مین کام لیا جاتا تھا جیسے نعلبند و چھپر بند مزدور وغیرہ وہ بھی
حیران تھے کہ کہان سے کھائین گے - ہان کچھ دنون شہر کے لچے شہدون وبدمعاشون کا
کام لوٹنے سے بن گیا تھا سو اسکا بھی انسداد اسطرح ہوگیا کہ جو دولت مند تھے انہون نے اپنے

مکانون پر رسالدارون اور صوبہ دارون و حولدارون کو اپنے گھرون مین آباد کیا تھا ان کے خوف کے مارے شہر کے بدمعاشون کا حوصلہ نہین ہوتا تھا کہ دولت مندون کے گھرون پر ہاتھ ڈالین۔ سب طرف سے رزق کے دروازے بند تھے سارا شہر حیران و پریشان تھا۔ عورتین خدا سے دعائین مانگتی تھین کہ تلنگون کو خدا کہین غارت کرے بعض انہین بے باک تلنگون کے منھ پر کہہ دیتی تھین کہ موئے تم کب اپنا شہر سے منھ کالا کرو گے۔ تلنگون مین ایسی نامردی آگئی تھی کہ وہ یہہ سب گالیان کو سنے شہر والون کے سنتے تھے اور کچھ نہین بولتے تھے۔ تلنگون کا رعب اہل شہر کے دلون مین سے ایسا اٹھ گیا تھا کہ وہ انکی شرارتون کا مقابلہ کرتے تھے کئی جگہہ وہ گھر لوٹنے گئے تو زخمی و گھائل ہوئے۔

انگریزی لشکرگاہ سے جولائی مین ایک دبلا پتلا مریل ہاتھی ایک فیلبان لاہوری دروازہ سے شہر مین لایا بادشاہ کو اسکی اطلاع مرزا مغل نے دی بادشاہ نے اپنے فیل خانہ مین ہاتھی کے داخل ہونے کا حکم دیا۔ مگر اس ہاتھی کی نسبت یہ روایات شروع ہوئین کہ تین مہینے سے اس ہاتھی پر پڑھنتین پڑھی جاتی تھین اور پنڈت ہوم کرتے تھے تو اس ہاتھی مین یہ خاصیت پیدا ہوئی کہ وہ جس طرف جائے اسکو شکست ہو غرض ایسی نحوستین اس ہاتھی کی بیان ہوئین کہ اسکی جان نکالی گئی۔

۱۳ جولائی کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نیمچ کی سپاہ نے آگرہ فتح کرلیا۔ اس فتح کی خوشی مین سلیم گڈھ سے ۲۱ توپین سلامی کی سر ہوئین شہر مین اس خبر کی تین روز تک بڑی گہما گہمی رہی پھر معلوم ہوا کہ یہہ خبر غلط ہے۔

۲۶ جولائی کو مرزا الٰہی بخش نے بادشاہ کو صلاح دی کہ انگریزون سے صلح کا پیغام دو۔ بادشاہ نے کہا کہ مین اس باب مین کچھ اختیار نہین رکھتا تو مرزا نے کہا کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو بہت پچتاؤ گے اور نقصان اوٹھاؤ گے۔ بادشاہ نے دو دفعہ پہاڑی پر صلح کا پیغام بھیجا مگر انگریزون نے نامنظور کیا۔

کالے خان پہلے انگریزی سپاہ مین اٹھائیس روپیہ ماہوار کا نوکر تھا وہ موری دروازہ کے گرگچ پر سے انگریزی لشکرگاہ پر توپین چلاتا تھا۔ اسکی نشانہ بازی کی کہانیان روز مشہور ہوتی تھین

انگریزی لشکر سے ایک ہاتھی کا آنا

آگرہ فتح کی خبر

مرزا الٰہی بخش اور بادشاہ کا صلح کا پیغام

کالے خان

پھر آخر کو اسپر یہ شبہ ہوا کہ وہ انگریزون سے مل گیا ہے اس قصور مین معطل ہوا پھر بحال ہوا۔

۲۸۔ جون کو دہلی سے سپاہ نے جاکر باغپت لوٹ لیا اور وہان کے تھانہ دار اور محرر کو گرفتار کرکے لے آئے جو انگریزون کی رسد رسانی کا اہتمام کرتے تھے

اول اول جب شہر مین باغی سپاہ داخل ہوئی ہے تو وہ دین دین پکارتی تھی اور اپنی بغاوت کا سبب فقط یہی بتاتی تھی کہ انگریز انکو بیدین کرنا چاہتے تھے مگر دو مہینے کے بعد اس بات کا ذکر سننے مین نہین آتا تھا ہر رجمنٹ و رسالہ مین تلنگے و سوار ایسے اشراف و بھلے مانس تھے کہ وہ کہتے تھے کہ یہہ دنگہ فساد مچانا اور افسرون کو قتل کرنا ہم مین سے صرف تھوڑے سے آدمیون کا کام ہے۔ ہمارا جرم یہہ ہے کہ ہم نے انکو یہہ کام کرنے دیا اس خیال مین وہ سب متفق تھے کہ اس جرم کے سبب سے ہم کو انگریز زندہ نہین چھوڑین گے اگر انگریز قائم رہین گے تو ہم کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے۔ ہم ہین تو وہ نہین اور وہ ہین تو ہم نہین اگر وہ رہے تو ہم ان کے ہاتھ سے کہین بچکر نہین جا سکتے ہمارے سارے گھر بار کا اتا پتا انکی کتابون مین لکھا ہے ہمارا حلیہ انکے پاس ہے اس لئے ہم لڑتے ہین کہ انگریزون کو نیست و نابود کرنے پر ہماری زندگی کا مدار ہے،

اکثر انکے افسر بڑے پژمردہ خاطر رہتے تھے انکو اپنی تنخواہین اپنی عزتین آخر عمر مین پنشنین پانے کی امیدین یہ سب باتین یاد آتی تھین تو انکی جان نکل جاتی تھی۔ سپاہی ان کے حکم کو نہین مانتے تھے انکو باتین بھی ایسی سنا دیتے تھے جس سے وہ شکستہ خاطر ہوتے تھے۔

مختلف مقامات سے دہلی مین جو سپاہین جمع ہوئین انمین آپس مین اتفاق نہین تھا۔ جب نجف گڈھ کی لڑائی کے لیئے نیمچ اور بریلی کے برگیڈ جانے لگے ہین تو اول جھگڑا اس بات پر ہوا کہ کون پہلے جائے ہر ایک کہتا تھا کہ کیا ہم پیچھے جاکر پہلے کے پہنچانے پر پہنچا نہ پھرین گے اسکو وہ اپنی تذلیل سمجھتے تھے۔ جب اول نیمچ کا برگیڈ گیا تو بریلی برگیڈ اسسے اتنے فاصلہ رہا کہ توپ کی آواز سنتا تھا اسنے کچھ خبر نہین لی کہ نیمچ کی فوج پر کیا بڑی بنی وہ پچھلے پاؤن دہلی کو واپس چلا آیا اس سے اتنا بھی نہین ہوا کہ ایک وار کرتا۔ بریلی برگیڈ کو جیسا بخت خان لایا تھا بغیر کسی نقصان اٹھانے کے دہلی کے فتح ہونے کے بعد صحیح سلامت لے گیا

اپنا نام کم بخت خان شہر مین مشہور کر گیا۔ جب تلنگے شکست پاکر شہر مین آتے تو اہل شہر
انکو چھیڑتے کہ تم سے پہاڑی فتح نہین ہوتی جس مین تم کہتے ہو کہ تھوڑے سے گورے
باقی ہین تو وہ کہتے کہ ہم سب کیا کرین ہم جہان انگریزونکو سامنے گئے وہان گراپ مارے کہین گراپ
نہین کھائے اب انگریزکے گراپ کے سامنے ہم کیسے ٹھہر سکتے ہین ہم وہی ہین جو ہم مین سے ایک
گروا کہے کہ لیٹ جاؤ ہم لیٹ گئے اسنے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ کھڑے ہو گئے۔ اب اس سے
کیسے لڑنے جائے جہان اسکی صورت دیکھی پھر ہمارے پیر نہین جمتے دنیا مین کبھی کوئی سپاہ
بغیر سردار کے بھی کہین لڑی ہے ہم نے اپنے سردارون کو مار ڈالا یا ان سے برگشتہ ہو گئے
اب وہ نہ ہمارے سر پر ہین نہ ہم سے لڑا جائے۔ یہ سردار ہمارے ایسے تھے کہ کبھی کوئی نہین
مرتا ہی نہین تھا جو افسر مرتا اسکی جگہہ دوسرا افسر اسکا ماتحت آجاتا جس سے ہمکو معلوم بھی
نہین ہوتا کہ کوئی افسر ہمارا مرا ہے بے سری فوج جیسی ہماری ہے کبھی نہیں لڑ سکتی۔

وہ کسی جوش مذہبی کے سبب سے لڑتے تھے افسر اس مایوسی کے سبب لڑتے تھے
کہ انکو امید نہین تھی کہ انگریز انکو زندہ چھوڑین گے لڑکر مرنا اور طرح مرنے سے بہتر جانتے تھے۔ انمین
ایک گروہ تلنگون اور زیادہ تر سوارون کا ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے بالون مین خوشبودار
تیل ڈالتا اور گلے مین پھولون کے کنٹھے اور ہار پہنتا اور بھنگ کے نشہ مین بدمست ہوتا
اور چاندنی چوک کی سیر گشت کرتا اور گیت گاتا۔ جب اس کے ساتھی اسکو لعنت ملامت
کرتے تو کہہ دیتا کہ تم نے بغاوت کی ہے تم لڑو بھڑو۔ ہم نے کچھ نہین کیا ہے جو لڑین انکو
یہہ یقین دل مین ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ انگریز ہمکو مار ڈالین گے کہ اگر انگریز انکے قصور کے
معاف کرنے کا اشتہار دیتے تو بھی وہ یقین نہین کرتے۔ متواتر شکستون کے باعث
ایسے افسردہ خاطر ہو گئے تھے کہ شہر کے آدمیون سے دبنے لگے تھے۔ آخری شکست کے
دن تو انکی بدحواسی و نامردی کا حال یہہ تھا کہ اگر عورتین چاہتین تو انکے ہتھیار چھین لیتین

باب ششم

ایام غدر کے اور اسکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

انگریزی کیمپ یعنی پہاڑی پر سے شہر پر گولون کے آنیکا اثر

شہر پر جب اول اول پہاڑی پر سے گولے آنے شروع ہوئے تو شہر کے بودے آدمیونکو
دست آنے شروع ہوئے۔ مگر چند روز مین گولون کے آنے کے ایسے عادی ہو گئے کہ پہاڑی سے
جب گولے چھوٹنے کی روشنی معلوم ہوتی تو اسکو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ کے یہہ کہتے کہ یہہ آیا
وہ آیا اور ایسے خوش ہوتے کہ جیسے بچے شبرات کے لٹٹوؤن کے چھوڑنے سے۔ شہر پر
گولون کا اثر اس سبب سے کچھ نہین ہوتا تھا کہ اس مین دو باغ بڑے بڑے تھے اور چوڑی
چوڑی سڑکین بہت تھین چند مکانات کے صحن وسیع تھے اکثر گولے خالی جگہہ پر آنکر پڑتے
تھے جہان نہ آدمی ہوتا نہ مکان۔ سیکڑون گولون نے شاید دس بیس عورتون بچون
مردون کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو اور دو چار مکانون کی دیوارون اور چھتون کو کچھ صدمہ
پہنچایا ہو۔ شہر کی فصیل پر اگر گولون کے اثر کو دیکھیے تو وہ بہت خفیف معلوم ہوتا ہے۔
موری دروازہ کا گرگج گرکے آدھا ڈھیر ہوا۔ کشمیری دروازے کی فصیل مین دو شگاف
پڑے جنین سے انگریزی لشکر داخل ہوا۔ فصیل کہین کہین سے کھڑ گنجی ہوئی اہل دہلی کا تو
یہ اعتقاد ہی اٹھ گیا کہ کوئی شہر یا قلعہ گولون سے سمار ہوتا ہے۔

بعض دلی کے باشندے پہاڑی پر ملازم سرکار تھے وہ اپنی رشتہ دارون اور دوستون کو بار بار لکھتے
تھے کہ تم سے جسطرح ہوسکے شہر سے باہر چلے جاؤ وہ انکے کہنے سے خود چلے گئے اور اپنے
اہل محلہ سے بھی کہہ گئے کہ باہر چلے جاؤ۔ کچھ تھوڑے سے آدمی اس طرح شہر سے باہر
بہانے بنا کے چلے گئے۔ پھر جب ۱۴ ستمبر کو خداوندان ملک کا کشمیری دروازہ کی
طرف سے عمل دخل شروع ہوا تو کشمیری و موری و کابلی دروازہ کی آبادی بھاگ کر دلی و ترکمان
و اجمیری و فراش خانہ کی کھڑکی طرف سمٹ کر آئی اور جب انگریزی لشکر نے شہر مین اور آگے

قدم بڑھایا تو شہر کے لوگون نے باہر بھاگنے کا قصد کیا۔ انکو دروازون پر تلنگون نے روکا مگر انہون نے بعض سے رشوت لیکر بعض کی منت سماجت پر دیا کرکے شہر سے باہر جانے دیا تو شہر کے باہر انپر یہہ آفت آئی کہ گوجرون و میواتیون نے سوار بدن کے کپڑون کے شہر والون پاس کچھ نہ چھوڑا۔ اگروہ قطب صاحب سلطان جی روشن چراغ دہلی یا کسی اور گاؤن مین تھکے ہارے پہنچے تو وہان کے لوگون نے دوت دبک بتائی اور کہا کہ یہان سے دور ہو دور ہو۔ انکو خوف تھا کہ معلوم نہین ان دلی والون کی بدولت کیا آفت و بلا ہمارے سر پر آئے۔ قطب صاحب اور سلطان جی کے خادم جو ہمیشہ اہل شہر کی خیرات سے پرورش پاتے تھے انہون نے ایسے طوطے کے سے دیدے بدلے کہ گویا وہ دلی والون کبھی آشنا ہی نہ تھے کہ ایک ایک مکان اور مقبرہ کا کرایہ دس بیس گنا مانگنے لگے بعض خادمون نے امانتون مین خیانتین کین جو اہل شہر نے اپنی اس مصیبت کی حالت مین رکھائین۔ دلی والونکے ساتھ سوا قصبہ پانی پت کے اشرافون کے کہین اور کسی نے اشرافانہ سلوک نہین کیا اگرچہ شہر کا بہت سا حصہ اسطرح خالی ہوگیا تھا مگر پھر بھی جب صاحبان ملک کا سارے شہر پر قبضہ ہوا تو صدہا مکانات آباد تھے اور نیل کا کٹرہ سارا آباد تھا۔ انکے ویران ہونے کا حال نیچے لکھا جاتا ہے یہہ شہر کی بدنصیبی مین خوش نصیبی تھی کہ شہر کے ملیٹری گورنر کرنیل برن صاحب مقرر ہوئے جو ایک نفس خردمند عالی خاندان تھے ان کے باپ نے بھی اول دفعہ دہلی کے فتح کرنے کے بعد یہہ عہدہ پایا تھا۔ انہون نے چاندنی چوک مین قطب الدین سوداگر کی کوٹھی مین اقامت کی۔ ایک سپاہ گشتی مقرر کی کہ وہ دن بھر سارے شہر مین چکر لگائے جہان آدمیون کی آبادی پائے اسکو ان پاس پکڑ لائے۔ چنانچہ بہت دنون تک یہہ سپاہ دن بھر شہر مین پھرتی اور آباد گھرون مین سب عورت مرد بچون کو پکڑتی۔ یہہ گرفتاری بھی بڑی دردانگیز تھی۔ عورتین بچون کو گود مین لیتین مرد اوڑھنے بچھونے کا پشتارہ سر پر رکھتے حوالات مین صاحب ممدوح پاس آتے۔ تلاشی مین ان پاس جو اسباب بیش قیمت نکلتا وہ چھین لیا جاتا اور جو اسباب ایسا ہوتا کہ وہ کسی قیمت پر بک نہین سکتا تھا سر پر لادنے کے لیئے دیدیا جاتا۔ کوئی برتن بھانڈا نہین لیجاسکتے

تھے۔ پھر وہ پہرہ کی حوالات مین شہر سے لاہوری دروازہ سے باہر چھوڑ دیئے جاتے
کہ جہان انکے سینگ سمائین وہان چلے جائین۔ بہت ہی کم خوش نصیب عورت مرد ایسے
تھے جو روپیہ پیسا اور راوڑ ہنا چھونا لیکر شہر سے باہر نکلے ہون۔ اسطرح سارا شہر
خالی ہوگیا مگر اس مین ایک محلہ نیل کا کٹڑہ لالہ سہیری داس کمسریٹ کے گماشتہ کی
خیر خواہی کے سبب سے آباد تھا۔ یہہ غدر اس محلہ کیلیئے مبارک ہوا مین پانچ گھر اور آباد تھے انمین سب سے
زیادہ نامور گھر حکیم محمود خان کا تھا اس خاندان کو ایک قدیمی تعلق مہاراجہ پٹیالہ سے تھا۔
مہاراجہ نے اپنی سپاہ کا پہرہ ان کے مکان پر بٹھا دیا تھا کہ اسکو کوئی آسیب فتحمند لشکر کے ہاتھ سے
نہ پہنچنے دے۔ یہی کیفیت دیوان نہا لچند کے مکان کی تھی جو مہاراجہ پٹیالہ کے دیوان تھے اور دو چار
اور ہندو مسلمان خیر خواہون کے گھر آباد تھے جیسے کہ شیخ تراب علی کا مکان میر عاشق کے کوچہ مین
اور رائے سدا سکھ لال کا مکان ترکمان دروازہ مین اگرچہ سرکار کی طرف سے شہر مین خیر خواہون
کو اپنے گھرون مین آباد رہنے کے سرٹی فکٹ مل گئے مگر یہہ سرٹی فکٹ انکو لوٹ سے بچا نہین
سکتے تھے گو شہر مین وہ آباد رہ سکتے تھے مگر خوف کے سبب سے اپنا سارا مال اسباب چھوڑ کر
باہر چلے گئے جیسے پروفیسر رامچندر دہلی کالج۔ بعض ارباب کمال کو کرنیل برن صاحب
نے اپنی قدر شناسی سے شہر سے باہر نہین نکالا آباد رہنے کی اجازت زبانی دیدی جیسے کہ
مرزا اسد اللہ خان غالب و بدر الدین خان مہر کن تھے جب یہ دونو پکڑے ہوئے کرنیل صاحب
پاس گئے۔ انہون نے اپنے کمال کی اسناد ملکہ معظمہ کی دکھائین تو انہون نے اپنے گھر مین
رہنے کی یہہ سمجھ کر اجازت دیدی کہ ایسے ارباب کمال کو ستانا شیوہ مردمی سے بعید ہے
ایک خانگی عورت نے اپنا گھر اسطرح خوب بچایا کہ اسکی کسی زمانہ مین کسی انگریز کرنیل سے آشنائی
تھی اور اس سے اولاد بھی ایک بیٹا و بیٹی تھی جنکے باپ کے مرنے کے بعد انکے وصیت نامہ کے
موافق بہت دولت ہاتھ آئی تھی۔ ان مان بیٹیون نے انگریزی لباس پہنکر اپنے تئین انگریز
بنایا اور اسناد وراثت دکھائین اور کالون کے ہاتھ سے جو مصیبتین اٹھائی تھین کچھ جھوٹی کچھ
سچی بنائین وہ بھی آباد رہین۔ شہر مین تو ایک محلہ اور چند گھر آباد تھے مگر قلعہ مین تو صفا صف
تھا اس مین ایک گھر آباد نہ تھا مگر شہر کے اشراف زادیون اور امیر زادیون کو جو لیے پردگی

کی ذلت اور پیادہ روی کی تکلیف اٹھانی پڑی وہ شہزادیون کو پیش نہین آئین ۔

. . . .

. . . .

. . . . . . پادشاہی رتھین اور انکی اپنی سواریان موجود
تھین وہ ان مین بیٹھکر اور اپنا نقد و زیور لیکر باہر چلی گئین انکو دلی دروازہ پر تلنگون نے
روکا بھی نہین اور گوجرون و میواتیون نے لوٹا بھی نہین ۔ قطب کے شاہی مکانات
اور ہمایون کا مقبرہ انکے لیئے زندہ درگور بنانے کے واسطے موجود تھا ۔ مگر آخر کو
جو اپر آفتین پڑین وہ خدا کسی کو نہ دکھائے ۔ غرض وہ عورتین جنہون نے کبھی اپنے
دروازہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا وہ پیادہ پا دو چار قدم مشکل سے چلکر گر گر پڑتی
تھین مگر پھر انکو اٹھکر چلنا پڑتا تھا ۔ پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے تھے ۔
ننگے پاؤن تھے کہین بیٹھنے کا ٹھکانا نہ تھا ۔ وہ عورتین کہ نامحرمون کی نگاہ کے سامنے
آنے کو موت سے بدتر جانتی تھین وہ بے پردہ صحرا نوردی کرتی تھین غرض اس وقت
طفل و عورت و پیر و جوان پر جو مصیبت پڑی تھی وہ کبھی جب سے دہلی آباد ہوئی تھی
نہین پڑی تھی ۔ انکو کسی پہلو سے کل نہین آتی تھی مگر ان مین سے ہزار ہا کو اجل نے
کل سے بٹھایا ۔ ہیضہ نے بھی رحم کیا کہ دنیا کی ذلت و مصیبت سے چھڑا دیا ۔ بیابان مین مرگ ہونا
بڑی خوش نصیبی تھی جنکی دعا مرگ قبول ہوئی وہی زندہ درگور ہونے سے بچے اتفاقیہ
غلہ کی ارزانی نے اہل شہر کو بہت فاقون سے بچایا ۔ روپے کے دو ڈھائی من چنے
بکتے تھے ۔ بعض خداترس چنون کو بھنوا کے یا ابلوا کے دلی کے بھوکون کو اسکی ٹھڈیان
و گھنگنیان مٹھی بھر کے دیدیتے تھے جسے کھا کر وہ جیتے تھے ۔ اسوقت شہر پر خدا کے
قہر کی نظر ایسی تھی کہ اسنے حاکمون کے دل مین یہہ بات پیدا کر دی تھی کہ شہر کے باہر
اہل شہر کے زندہ یا مردہ ہونے کی کچھ پروا نہ کیجیے ۔

عورتون کا کنوؤن مین ڈوب کر مرنا

بعض غیرت مند عورتون نے اپنے بے عصمت ہونے کے خوف سے اور گھر سے باہر
نکلکر بے پردہ دربدر خاک بسر پھر کر جینے سے مرنے کو اچھا جانا ۔ وہ کنوؤن مین گرنے کیلیے

ڈوبین ۔ کنوؤن مین عورتین اتنی گرین کہ پانی مین ڈوبنے کی جگہہ نہ رہی پھر جو ابتر اور عورتین گرین وہ زندہ رہین ۔ جب مال کی تلاش مین گورے ان کنوون کے پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ ان مین عورتین زندہ ہین انہون نے ان پر رحم کھا کر خود کنوون مین اتر کر انکو زندہ نکالا ایسی عورتین مدتون تک مردون سے بدتر زندہ رہین ۔ چند سال بعد جو شہر کے کنوے صاف ہوئے تو بہت کنوون مین عورتون کی لاشین نکلین ۔ ایک جاہل مسلمان نے اپنی بہو بیٹی بیوی کو اس خوف سے کہ دشمن معلوم نہین انکا حال کیا کرین اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور خود جہاد کرنے گیا مگر بےحیا وہان سے زندہ آیا کچھ دنون کے بعد اس قتل کے جرم مین پھانسی دیا گیا +

جب اول سپاہ شہر کشا نے شہر مین قدم رکھا تو اسکے سامنے جو مرد آیا اسکو وہ گولی مارتے اسوقت دوست دشمن و مجرم و غیر مجرم مین تمیز نہین ہو سکتی تھی اس مین کچھ ہندو مسلمان کی تخصیص نہ تھی مگر جب سارے شہر پر قبضہ ہو گیا تو انگریزی سپاہ تمام گلی کوچہ و بازار مین پھیلی ۔ سپاہ مین گورکھی و گورے تھوڑے تھے وہ گلی کوچون مین سوا بڑے بڑے بازارون کے پھرتے بھی نہین تھے مگر سکھ و پنجابی و سرحدی سپاہی بہت تھے وہ کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جس مین نہ جاتے ہون ۔ سکھون کے گرو تیغ بہادر کو جب سے دہلی کے بادشاہ نے قتل کیا تھا وہ دہلی کے مسلمانون کے خون کے پیاسے تھے ۔ انکو اپنے گرو کے اعضاء بریدہ آنکھون کے سامنے نظر آتے تھے وہ جس گلی کوچہ مین کسی مسلمان کو وجیہہ یا تنومند جوان دیکھتے اسکو اپنا شکار بنا کے دل کو ٹھنڈا کرتے انکے ہاتھ سے بہت سے معزز خاندانی مسلمان جو اپنی بدقسمتی سے شہر مین رہ گئے تھے مارے گئے وہ بوڑھے باپون کے سامنے ان کے جوان بیٹون کو مار ڈالتے اور باپ کو کہہ دیتے کہ چلا جا ۔ غرض حسین وجیہ مسلمانون کو اتنا انہون نے مارا کہ دلی مین خوش صورت مسلمانون کا پیدا ہونا ہی بہت کم ہو گیا ہے ۔ اگر دلی کے پہلے اور اب کے مسلمانون کی صورتین ملا کر دیکھی جائین تو معلوم ہو گا کہ غدر نے انکی حسانت و وجاہت و صورت کو بہت کم کر دیا ہے ــــ مسلمانون کا کوچہ چیلون کا بالکل قتل ہوا اسپر یہہ آفت آئی کہ اس مین کوئی سپاہی انگریزی لشکر کا زخمی ہوا یا مارا گیا

سپاہی کو کسنے گھایل کیا اسکے باب مین روایات مختلف ہین کوئی کہتا ہے کہ نواب شمشیر جنگ خان کے بیٹے محمد علی خان نے کوئی کہتا ہے کہ حکیم فتح اللہ خان نے ایک سپاہی کو اسلیئے زخمی کیا تھا کہ وہ انکے زنانہ مین بدنیتی سے جانا چاہتا تھا۔ غرض اس قصہ مین کہ اس محلہ مین ایک انگریزی سپاہی زخمی یا قتل ہوا۔ حاکمون نے حکم دیا کہ اس کوچہ کے سارے مردون کو مار ڈالو یا پکڑ کے لے آؤ بہت سے مردون کو تو سپاہیون نے انکو گھرون مین مار ڈالا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس مین کوئی نہ کوئی مرد مارا نہ گیا ہو۔ کچھ آدمی زندہ بھی گرفتار ہوئے جنکو حکم ہوا کہ جمنا کی ریتی مین قلعہ کے نیچے گولی سے مار دیئے جائین۔ سپاہی انکو ریتی مین لے گئے انپر سپاہیون نے صرف گولیون کی ایک باڑ ماری انمین سے دو آدمی مرزا مصطفے بیگ اور وزیرالدین زندہ بچے۔ جو اس قتل کا حال یہ بیان کرتے ہین کہ ہم سب رسن بستہ جمنا کی ریتی میں گئے گولیونکی باڑھ پر سپاہیون نے صرف ایک دفعہ ماری پھر وہ چلے گئے۔ بہت سے تو گولیون کے لگتے ہی سرد ہوئے۔ بعض انمین سے دریا کی طرف بھاگے۔ آگ سے بچے مگر پانی مین ڈوب کر مرے۔ ان دو آدمیون مین سے مرزا مصطفے بیگ تلو کیطرف بھاگا اسکے کوئی گولی نہین لگی تہی اور وزیرالدین مہابت خان کی ریتی کی طرف بھاگا اسکی ساق مین ضعیف سا گولی کا زخم لگا تھا یہہ دونو بچکر زندہ سلامت رہے۔ مرزا رسالدار سوارون مین ہوا اور وزیرالدین کانپور کی جج کا سررشتہ دار ہوا ان مقتولون مین بیگناہ ایک صاحب کمال مولوی امام بخش صہبائی اور اس کے کنبے کے اکیس مرد تھے جنمین سے صرف مولوی صاحب کا بھانجا جو داماد بھی تھا وزیرالدین بچا باقی سب فنا ہوئے۔ مولوی صہبائی دہلی کالج مین مدرس اول فارسی تھے۔ ہندوستان مین کوئی انکی برابر فارسی زبان کا محقق نہ تھا معمے و عروض و قوافی مین کمال تھا۔ ان کے ہندو مسلمان صدہا شاگرد تھے انکے مفتی صدرالدین آزردہ بڑے دوست تھے جنکے مرنے پر انہون نے یہہ شعر کہا ہے ؎ کیونکہ آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو ✤ قتل اس طرح سے بے جرم جو صہبائی ہو ✤ دیکھئے ایک صاحب کمال جو بے گناہ قتل ہوا وہ۔۔۔۔ سید احمد میان امیر پنجہ کش خوشنویس تھا جو خوشنویسی مین سارے ہندوستان مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا۔ ایک ڈاکٹر صاحب ہر مسلمان کو باغی سمجھتے تھے۔ جب وہ کسی ہندوستانی سے پوچھتے کہ تو ہندو ہے

یا مسلمان توجہان اسنے کہاکہ مین مسلمان ہون تو اسکو گولی سے مار ڈالتے تھے۔ جب انکو
ایک دوست نے اس غلطی پر متنبہ کیا تو وہ اپنی اس حرکت سے باز آئے۔ غرض شہر
مین جو گولی سے قتل ہوئے اسکا تخمینہ سولہ سو آدمیون کا انگریزی تاریخون مین لکھا
جاتا ہے مگر مردون کی لاشون کو کون گنتا ہے ہمیشہ اس کے تخمینے غلط ہوتے ہین انکی
صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے۔ رابرٹس صاحب اپنی تاریخ جہل و یکسالہ مین تحریر فرماتے
ہین کہ ہم صبح کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک مین گئے تو ہمکو شہر حقیقت مین مردون کا
شہر نظر آتا تھا کوئی آواز سوا ہمارے گھوڑون کی ٹاپون کے نہین سنائی دیتی تھی۔ کوئی زندہ
آدمی نظر نہین آیا۔ سب طرف مردون کا بچھونا بچھا ہوا تھا۔ جس مین حالت نزع کی ہر طرح
کی وضع نظر آتی تھی۔ ہم جب جاتے تھے تو بہت ہولے سے بولتے تھے خوف تھا کہ آواز سے
مردے چونک نہ پڑین۔ اس بات کے دیکھنے سے کہ ایک طرف مردون کے
لاشون کے اعضا کتے بھنبوڑ کے کھا رہے ہین دوسری طرف لاشون کے گرد گدھون کے جھنڈ
انکے گوشت کے مزے لے رہے ہین وہ ہماری آواز سے اپنے کھانے کو چھوڑ کر تھوڑے فاصلہ
جا بیٹھے تھے تو ہم کو بڑی عبرت ہوتی تھی اور دل رنجور ہوتا تھا۔ بہت سے مردے پڑے ہوئے
زندہ معلوم ہوتے تھے بعض مردے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جیسے معلوم ہوتا تھا کہ
وہ کسی طرف اشارہ کر رہے ہین۔ غرض ان مردون کی کیفیت نہین بیان ہو سکتی جیسے کہ ہم کو انکے
دیکھنے سے خوف لگتا تھا ایسے ہمارے گھوڑے انکو دیکھ کر ڈر کے مارے بدکتے اور ہنہناتے
تھے۔ مردون کی لاشین پڑی سڑتی تھین ان کے تعفن سے ہوا مین بدبو بیمار کرنے والی اٹھتی
تھی"۔ ایک اور انگریز رحم دل لکھتے ہین کہ دلی کے باشندے اگرچہ بالکل نہین مگر آدھے بیقصور
شہر کے گرد نواح کے دہات و مقامات مین پڑے ہوئے ہلاک ہو رہے ہین۔ ان سب کیفیتون کی
مجموعی ہیئت سے ایک ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھ کر پتھر بھی پگھل جاتا ؎

کبھی کچھ دیکھ کر آنکھون سے آنسو تھم نہین سکتا + کبھی کچھ سوچ کر دل زیر پہلو تھم نہین سکتا

(یہ بعض زبان کے شعر کا ترجمہ جان لارنس کی لایف مین لکھا ہے)

بہت سے شاہزادے تو سپاہ کے ساتھ دور دور خوف کے مارے بھاگ گئے تھے مگر پھر بھی

دلی کے اردگرد انکی کمی نہین تھی۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ ہیجے کا مہینہ تو یہہ بیداد ساتھ لایا کہ شہر مین گھر گھر یہہ تلاشی ہو رہی تھی کہ کوئی فرنگی تو اس مین چھپا ہوا نہین ہے۔ جو ملتا مارا جاتا تا اب ستمبر اپنے ساتھ یہہ داد ستم نالایا کہ مارنے کے لئے شہزادون کی تلاش ہونے لگی انکے پکڑنے والے کے لیئے دلی مین کچھہ مخبرون کی کمی نہین تھی۔ خود ایک شہزادہ مرزا الٰہی بابر کا بیٹا شاہزادون کے پکڑوانے کا مخبر تھا۔ یہہ مخبر شاہزادون کو پکڑواتے اور انکو سکھا دیتے کہ حاکمون کے سامنے تم یہہ کہنا کہ ہم بادشاہ کے بڑے قریب کے رشتہ دار ہین تو وہ تم کو بادشاہ پاس بھیجدین گے وہان تمہاری پلاؤ کی رکابی کہین نہین گئی۔ غرض اس سکھانے سے انکی یہہ تھی کہ حکام کے نزدیک انکا رسوخ پیدا ہو کہ وہ بڑے شہزادے کو انکے شکار کرنے کے لیئے لائے ہین۔ غرض دلی کے آس پاس جتنے شاہزادے ملے جنکی تعداد ۲۹ بیان کی جاتی ہے پکڑے گئے اور انہین بوڑھے لنگڑے بیمار سب کے سب پھانسی مین لٹکائے گیئے۔ سب سے زیادہ بوڑھا شاہزادہ میرزا قیصر اکبر شاہ کا بھائی تھا اور مرزا محمود شاہ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا۔ اسکی لاش پھانسی مین گولا اٹھی ہوئی لٹکتی تھی۔ ان شہزادون کے لیئے جان لارنس نے سفارش کی کہ شہزادون کی تحقیقات واجبی کی جائے ان مین سے جو کسی فرنگی مرد عورت بچے کے قاتل یا انکے قتل کے معاون ہون تو انکو سزا دی جائے اس سفارش نے کچھہ کام نہین کیا۔ دہلی مین دو طرح کے انگریزی حاکم تھے ایک وہ جنکو اہل شہر کی یہہ حالت دیکھکر بہت رحم آیا اور اپنے حکم احکام اور افعال سے اہل شہر کے مصائب کے کم کرنے مین اپنے حتی المقدور کوشش کرتے زخمیون کا اسپتال مین علاج کراتے اور بھوکے ننگون کی اپنے روپے سے بھی امداد کرتے۔ دوسرے حاکم ایسے تھے جو اپنی بی بیون و بچون و اسباب کے زائل ہو جانے کے انتقام کے جوش مین ایسے بھرے ہوئے تھے کہ انکی عقل سلامت نہین تھی وہ چیتون کی طرح خون کا ذائقہ چکھہ کر اور زیادہ خون کے پیاسے ہوتے تھے۔ وہ جان لارنس کی مدبرکی رحم آمیز چٹھیون کے جواب مین بڑی شد و مد سے اپنی چٹھیون مین لکھتے تھے کہ سب سے زیادہ قوت کو دکھلانا اور سب کو پامال کر کے انتقام لینا چاہیئے اس وقت ایسے ہی حکام کی حکمرانی چل رہی تھی شہزادے بے تمیزی کے ساتھ پھانسی پاتے تھے یا جیل خانے مین جنم قیدی بنا کے بھیجے جاتے جہان

وہ چکی پیسنے سے یا چکی نہ پیسنے پر مار کھانے سے بہت جلد مرجاتے۔ اکثر شہزادے جیلخانہ مین جاکر چند ہی روز جیتے تھے۔

دہلی کی ایجنسی مین سات ریاستین جہجر۔ پاٹودی۔ دوجانہ۔ لہارو۔ بلبھ گڈھ۔ فرخ نگر۔ بہادر گڈھ دادری تھین۔ باغی سپاہ انکو بہت دھمکاتی تھی بادشاہی احکام انکی بڑی جان مارتے تھے جہجر مین عبدالرحمن خان مرزبان تھا وہ عیش و عشرت کا بندہ تھا خود کوئی لیاقت نہین رکھتا تھا اس لئے اس کے سارے کار پرداز نالایق تھے۔ جب سر تھیوفلس مٹکف مفرور ہوکر اس پاس اس خیال سے گئے کہ وہ اس کے باپ ہی کا ساختہ پرداختہ تھا تو وہ انسے نہ ملا اور بالکل اجنبی بن گیا۔ انکی جان تو بچادی مگر ریاست سے باہر کردیا۔ اسکی عرائض سے جو دفتر شاہی مین موجود تھین ثابت ہوا کہ وہ تاج انگلشیہ سے بالکل برگشتہ ہوگیا تہا اور بہادر شاہ ہی کو اپنا بادشاہ مانتا تھا۔ انیسوین یا بیسوین اکتوبر کی تاریخ سپاہ انگریزی جہجر گئی۔ نواب نے اسکو خود اپنے تئین بغیر کسی شرط کے حوالہ کیا اور مجرمون کی طرح گرفتار ہوکر دلی مین آیا۔ دیوان عام مین مقید ہوا۔ بلبھ گڈھ کا راجہ ناہر سنگھ کچھ نول خبط تھا مشہور تھا کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے اُسنے اپنی عرائض سے دفتر شاہی کو بھر دیا تھا۔ سنڈرز صاحب وکیل رزیڈنٹی دہلی کی جان بچانے مین کوشش نہین کی بلبھ گڈھ مین وہ مارا گیا سترہوین نومبر کو وہ بھی گرفتار ہوکر آیا۔ قلعہ کے قیدیون کی تعداد مین اسنے ایک کا اضافہ کیا۔ احمد علی خان فرخ نگر کا رئیس بھی تیئیسوین اکتوبر کو پکڑا آیا اور قلعہ مین قید ہوا۔ لہارو کے رئیس نواب امین الدین خان اور نواب ضیاءالدین خان دلی سے مفرور ہوکر دوجانہ مین چلے گئے تھے صاحب کمشنر نے انکو دلی مین بلایا وہ ۱۷۔ اکتوبر کو قلعہ مین نظر بند ہوئے۔ دوسری نومبر کو بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ ودادری گرفتار ہوا اور قلعہ مین نظر بند ہوا۔ ان سات ریاستون مین سے پانچ کے رئیس قلعہ مین جان گزین ہوئے اور دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ اپنی ریاستون مین بدستور رہے جہجر کے نواب کو اور بلبھ گڈھ کے راجہ کو اور فرخ نگر کے رئیس کو جدا جدا مختلف تاریخون مین پھانسی دی گئی۔ سب کی پھانسی کا وقت سہ پھر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے سب دروازے بند ہو جاتے تھے اور سپاہ کی ایک کمپنی باجہ بجاتی ہوئی کوتوالی کے سامنے پھانسی کے پاس آ کر

کھڑی ہوتی تھی۔ قلعہ سے رئیس پھانسی پانے والا کراچی پر جسکے گرد کٹھرا نہ ہوتا تھا اکڑ وں بٹھایا جاتا تھا اور اس کے پیچھے مشکین کسی ہوئی ہوتی تھین جنپر کچھ کپڑا ڈال دیا جاتا تھا۔ چارہ نظرف کوتوالی کے فرنگی تماشائی بیٹھے ہوتے تھے۔ جسوقت تختہ پر مجرم کو چڑھا کے گلی مین اس کا پھندا ڈال کے تختہ کو نیچے گراتے تھے تو تماشائی فرنگی دل شاد ہوکر ایک خندہ و ندان نما کرتے تھے لاش پھانسی سے اتار کر ایک کرنچی مین اوندھے منھ ڈالکر شہر سے باہر کسی گڑھے مین دفن کردی جاتی تھی۔

نواب امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کئی مہینے تک قلعہ مین نظر بند رہے۔ اور بہت دنون تک مارشل لا کے محکمہ مین دس بجے سے چار بجے تک ایستادہ یا کھڑے رہے جسکی تکلیف سے نواب ضیاء الدین خان سخت علیل ہوا۔ یہہ دونو بھائی بادشاہ کے دربار کے حاضر باشون مین تھے۔ بادشاہی فرمائشین کام کرنے کے لئے بہت ہوتی تھین۔ مگر انہون نے ایام غدر مین نہ کوئی بادشاہی کام کیا نہ بادشاہ کو کوئی عرضی دی اس لئے انکے اوپر کوئی جرم ثابت نہین ہوا جب جان لارنس صاحب دہلی مین کلکٹر مجسٹریٹ تھے ان دونو بھائیوں پر نظر التفات رکھتے تھے صاحب محتشم الیہ نے انکی بے جرمی اور اپنے التفات پر خیال کرکے اور اپنی مروت و فتوت سے انکی ریاست لہارو بدستور سابق بحال رکھی۔ بہادر جنگ رئیس دادری نہ ایسا مجرم قرار پایا کہ اسکے گلے مین رسی یا پاؤن مین بیڑی پڑتی نہ ایسا بے قصور ثابت ہوا کہ اپنی ریاست پر بحال ہوتا۔ اسکو لاہور مین رہنے کا اور ہزار یا پانچ سو روپے پنشن پانے کا حکم ہوا۔ رئیس پاٹودی اکبر علی خان نے تو ان باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا اس سے کوئی بازپرس نہین ہوئی حسن علیخان نواب دوجانہ نے بھی بادشاہ سے کوئی خط و کتابت نہین کی وہ اپنی ریاست پر بحال رہا۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ایسے چھیانوے آدمیون کی بن گئی تھی جنکی نسبت حکم تھا کہ وہ گرفتار ہوتے ہی دار پر چڑھائے جائین۔ شہر مین ایسے مخبرون کی کمی نہ تھی۔ گامی خان اور علاء الدین خان نے مخبری مین بڑا نام پایا۔

گامی خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا پھر باغیون کے یہہ اصناف تھے کہ جو انہین سے

پکڑا جاتا فوراً پھانسی پاتا - اول صنف بادشاہی خاص برداروں کی تھی جنہوں نے قلعہ میں انگریزوں کے معصوم بچوں اور عورتوں کے خون سے اپنے ہاتھ لال کیا تھا ان میں سے ایک بھی پھانسی سے نہیں بچا - دوسری صنف میگزین کے ملازموں کی تھی جنہوں نے میگزین میں انگریزوں کے ساتھ شرارت سے کام کیے تھے انکا سردار کریم بخش تھا - میگزین کے ملازمین میں سے بہت تھوڑے بھاگ کر بچے - تیسری صف زخمی جہادیوں کی تھی جو مسجدوں میں پڑے ہوئے ملتے تھے اور زخمی سپاہیوں کی تھی جو بھاگ نہیں سکتے تھے - چوتھی صنف باغی تلنگوں کی تھی جو آس پاس سے چھپے چھپائے پکڑے آتے - پانچویں صنف اجمیری دروازہ کے موچیوں کی تھی جو اپنی دکانوں کے پردوں کے بانس نکال نکال کر سر تھیوفلس مٹکف کے مارنے کے لیئے تیار ہوئے تھے جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان بچانے کے لئے جاتے تھے چھٹے میواتی اور گوجر تھے جنہوں نے بڑی لٹس مچائی تھی کوتوالی اور تریپولیہ کے درمیان جو حوض تھا اس کے تین طرف پھانسیاں کھڑی کی گئیں تھیں انہیں ایک دفعہ دس بارہ آدمیوں کو پھانسی لگ سکتی تھی جس روز پھانسی پانے والے زیادہ ہوتے تھے تو ان میں سے ایک گروہ پھانسی پر چڑھتا تھا دوسرا گروہ کھڑا دیکھتا تھا کہ اب ہماری باری آئیگی زیادہ تر عمائد شہر جنمیں بعض بڑے عالی خاندان شرفا تھے یہ سمجھ کر الور بھاگ گئے تھے کہ وہاں دلی کے آدمی بڑے بااختیار ہیں ان کی جان بچالیں گے مگر انکی جان کے لیئے غلام فخرالدین خان عزرائیل بن کے پہنچا اور ایک ایک کو چن چن کر گرفتار کر کے لایا - ان میں سے کچھ گوڑگانوہ کے مجسٹریٹ نے درختوں میں پھانسی پر لٹکائے باقی جو دہلی میں آئے انکے گلوں میں بھی پھانسی کی رسی پڑی - انکی ٹاٹ باقی جوتیاں اور سروں کے تنارسی ٹوپے جو پھانسی کے وقت اترے انکو لیکر پھانسی دینے والا حلال خور نہال ہوگیا آج کے دن دو چار بوڑھی شریف زادیاں عورتیں اپنی اولاد کے دیدار کو آخری وقت میں دیکھنے کے لیئے کسی طرح پھانسی کے پاس آ گئی تھیں اسوقت کی حالت بیان نہیں ہوسکتی - جان لارنس کی لائف میں لکھا ہے کہ ایک واقف کار دیسی دکاندار نے یہہ بندوبست کیا تھا کہ اپنی دکان کے سامنے چند کرسیاں لاکر بچھاتا تھا اور ان کرسیوں پر چند انگلش افسر بیٹھکر چرٹ پیتے تھے اور کرسیوں کے

کرایہ مین پیسے دیدیتے تھے اور پھانسی والون کی حالت نزع کا تماشا دیکھتے تھے۔ کبھی میمون کا گذر آدمیون کی پھانسی کے لگنے کے وقت پھانسی کے پاس ہوتا تو وہ اپنی ٹوپی اتار کر اس سے اپنا چہرہ چھپا لیتی تھین۔ نواب محمد حسن خان کو پھانسی اس لیئے لگی کہ انہون نے ایک میم کو اپنے گھر مین چھپا دیا۔ اس کی گردن پر جو شیطان سوار ہوا اسکو حاملہ بنا دیا اس جرم مین پھانسی ملنے کا حکم ہوا۔ مگر میم صاحب نے نواب کی بی بی پر جو بنو چماری کسبی تھی یہہ سلوک کیا کہ اسکا سارا مال و متاع لوٹ سے بچوا کے اور کچھ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اسکے آرام و آسائش کا سامان کر دیا۔ بہت ہی کم مسلمان ایسے تھے کہ سپاہیانہ شان رکھتے ہون وہ پھانسی کی ریسمان سے بیجان نہ ہوئے ہون۔ ایک دفعہ بارہ آدمیون کا گروہ کمیشن کے روبرو پیش ہوا انکا کوئی جرم نہ تھا مگر وہ سپاہیانہ صورت رکھتے تھے۔ پھانسی پانے والون کی تعداد تاریخوں مین چار سو کے قریب بتلاتے ہین مگر انکی ٹھیک تعداد خدا جانتا ہے یا موت کا فرشتہ اگر کوئی ہو۔

مسلمانون کا گرفتار ہونا اور بعض کا رہا ہونا

اب شہر کے رئیسون اور عمائدین مین سے کوئی ایک آدمی بچا ہوگا جو قلعہ مین یا کوتوالی مین یا کرنیل برن پاس قطب الدین کی کوٹھی مین حوالات مین نہ رہا ہو۔ یہ بڑے رئیس ایک ہی پنجانہ کی کھاڑیون پر آپس مین بے حجاب بیٹھ کر باتین کرتے تھے۔ ایک غریب آدمی جو کوتوالی کی حوالات سے چھوٹ کر آیا تو اسنے کہا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلا وطن ہوا حوالات مین نو روز پنجانہ مین نواب حامد علی خان و مفتی صدر الدین خان اور شہر کار و رؤسا سے بے تکلف باتین برابر کی ہوتی تھین۔ اب یہہ بات کب مجھے میسر ہے قلعہ کی حوالات مین رئیس تھے جنکا اوپر ذکر ہوا اور حکیم حسن اللہ خان و نواب احمد قلی خان و سید سردار مرزا اور انکے بھائی اور بہت سے امیرزادے تھے انہین سے بعض ایسی لہو و لعب کے شوقین تھے کہ شطرنج و گنجفہ و چوسر حوالات مین بھی کھیلتے تھے جس مین سے ایک دو کو روز پھانسی ملتی تھی۔ بدذات مخبرون نے خبر دی کہ حکیم محمود خان کا مکان باغی مسلمانون کی پناہ گاہ ہے۔ وہان مسٹر تھیوفلس مٹکف صاحب پولس کو لیکر پہنچے انہون نے حکیم محمود خان کے سوا ایک سو پچاس ساٹھ مسلمانون کو گرفتار کیا جب وہ انکو رستہ مین حلقہ کر کے لے چلے تو حکیم صاحب بھی انکے ساتھ ہو لیئے جس سے لوگون کو گمان ہوا کہ یہہ بھی اس حوالات مین ہین

گو اسکے رسم سے باہر تھے وہ ایک رات عزت کے ساتھ کوتوالی رہکر پھر چلے آئے اور اپنی بائمردی
اور جوانمردی سے ان سب کو جو انکے مکان پر گرفتار ہوئے رہائی دلائی کوئی مجرم نہ تھا مگر وہ
دو دو چار چار کرکے مختلف تاریخون مین رہا ہوئے۔ مسلمان جہان زیادہ تر جا کر رہے تھے
جیسے قدم شریف وغیرہ مین تو وہان سر تھیوفلس مٹکاف جا کر حلقہ ڈالتے یعنی خاص حدود کو
محدود کرکے پولس سے گھیر لیتے اور ان مین جو مسلمان جوان تنومند یا وجیہہ ہوتے سو پچاس
پکڑ کے کوتوالی مین بھیج دیتے۔ انکو مختلف طرح کی سزائین دیتے کسیکو قید کسی پر جرمانہ
کسی سے فعل ضامنی طلب کرتے مشکل سے مسلمانون کو جرمانہ اور ضمانت دیتے کو ملتے
وہ اکثر قید مین رہتے۔

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر سکھ اور پنجابی و سرحدی قومین تھین جو غارت گری کے پیشہ مین
بڑا کمال رکھتی تھین وہ اپنے اس پیشہ آبائی کو کبھی بدسلیقگی سے نہین کرنا چاہتی تھین
اپنے جسقدر ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ لوٹا گیا لوٹا۔ وہ شکاری کتون کی طرح
جھول پہنکر گلی کوچون مین پھرتین۔ وہ دیوارون پر تھپکیان مار کے پہچان لیتی تھین
کہ اسکے اندر روپیہ تو نہین ہے وہ زمینون پر پانی ڈالکر اسکے جذب ہونے سے پہچان
جاتی تھین کہ اس مین مال تو نہین دبا ہوا ہے۔ وہ یقین کرتی تھین کہ دلی مین قارون کا خزانہ
بھرا ہوا ہے وہ سیم و زر و جواہر و گوہر کی کان ہے۔ جیسا اس مین نفیس بیش قیمت مال ہے
وہ کہین اور نہین۔ اسی لالچ و طمع مین دور دراز فاصلہ سے لڑنے آئین اور لڑائی کی نہایت
سخت مصیبتین اٹھائین اور آفتین جھیلین۔ اس سپاہ کا یہہ حق تھا کہ سرکار اسکو تین دن کی
اجازت دیتی کہ وہ شہر کو جسطرح چاہے لوٹے اس تین دن کی لوٹ کے بعد سپاہ نے خود درخواست کرکے
پرائز ایجنسی کا ایک محکمہ مقرر کرایا جسکا یہہ کام تھا کہ تین دن کے لوٹنے کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے بچے
یکجا جمع کرے اور اسکو نیلام کرکے فروخت کرے اور جو زر قیمت ہاتھ لگے وہ اسکو سپاہ مین تقسیم کردے یہہ محکمہ لشکر کی لوٹ کو روک
نہین سکا جب انکا لوٹ کا مال شہر کے دروازون سے باہر لے جانا بند ہو گیا تو انہون نے اسکے لے جانے
کی یہہ ترکیب نکالی کہ آپس مین ملکر دو گروہ بنتے ایک شہر کے اندر آنکر مال کو فصیل سے باہر اُتارتا
دوسرا اسکو باہر اٹھا کر لے جاتا۔ غرض گورے اور کالے جو اصلی سپاہی تھے وہ تو ایسی چوری کے

کام نہین کرتے تھے۔ مگر سپاہ مین فقط سپاہی نہین ہوتے بہت سے بہیر بنگاہ کے آدمی ہوتے ہین
ان مین اور بعض سپاہی بھی بڑے چوٹٹے اور قزاق ہوتے ہین۔ وہ کسی طرح لوٹنے سے باز
نہین آئے۔ اب پرائز ایجنسی کے محکمہ کے کارپردازون نے اسکے کامون کو آپس مین تقسیم کر لیا
کسی نے شہر کے تیغون کو توڑ کر اور زمین کو کھود کر مال نکال لینے کا کام لیا اس کارپرداز کا نام کھدنی
صاحب ہندوستانیون نے رکھا تھا کسی کارپرداز نے کتابون کے جمع کرنے کا کام لیا کسی نے
برتنون و چارپائیون و چلیمون کے جمع کرنے کا۔ جب سے تلنگے شہر مین گھسے تھے تو اہل شہر نے
سیم و زر و زیور و جواہر کو زمین کے اندر دفن کیا تھا اور اور قسم کے اسباب لباس و برتنون
وغیرہ کو کوٹھڑیون مین اور کولکیون مین بند کرکے اوپر سے تیغہ نامعلوم لگا دیا تھا اگرچہ
یہ کام انہون نے اپنے معتبر راجون اور مزدورون سے کرایا تھا مگر جب ان تیغہ کرنے والون کو
معلوم ہوا کہ کھدنی کے ایک صاحب ایسے مقرر ہوئے ہین کہ جو انکو تیغہ کے اندر کا اور زمین کے
نیچے کا مال اسباب بتلاتا ہے تو اسکو وہ فیصدی مال کی قیمت کچھ روپیہ دیدیتے ہین تو وہ راج مزدور
مخبر بن گئے اور کھدنی کے صاحب پاس جا کر جو تیغے انہون نے لگائے تھے بتلا دیئے۔
صاحب وہ تیغے توڑتے اور زمینین کھودتے اور مال اسباب برآمد کرتے اور اسکو لدوا کر گودامون
مین بھرتے۔ منصور خان کی حویلی مین شہر کے اندر تانبے پیتل کے برتن بھرے جاتے
پروفیسر رامچندر کی کوٹھی پر کتابون کے انبار لگتے۔ کھدنی سارہ سے شہر مین ایسی ہوئی کہ پہلے زمانہ
کے روپے اشرفیان گڑی ہوئی نکل آئین جنکی خبر اہل خانہ کو نہ تھی کہتے ہین کہ نواب محمد میر خان کے
مکان مین سے ایک دفینہ برآمد ہوا جس مین ساٹھ ہزار روپے ٹھیکہ کے سکہ کے تھے جسکی خبر
کسی کو نہ تھی اس پرائز ایجنسی کے سوا ایک اور طریقہ بھی امیرون کے لوٹنے کا تھا کہ بعض
ذی اختیار انگریز مجرمون کو سب طرح سے جرم سے بری ہونے کی اسناد دیدیتے اور ان سے
خاطر خواہ روپیہ لے لیتے مشہور ہے کہ نواب حامد علی خان اور مفتی صدرالدین خان اور رکن لال
مصر نے اس طرح زر کثیر دیکر اپنی جانین بچائی تھین۔ ایک صاحب جوان بخت بادشاہ کے بیٹے کو
ہاتھی پر عماری مین بٹھا کے زینت محل کے مکان مین لال کنوے لے گئے اور جوان بخت سے
پوچھ کر سارا حال زینت محل کے مال کا پوچھ لیا اور اسکو نکال کر معلوم نہین خود لے لیا یا پرائز ایجنسی کے

بعض آدمی کھانے پینے سے ایسے محتاج تھے کہ انہون نے خود اپنا مال پرائز ایجنسی کے کسی کارپرداز کو بتلا دیا اور اپنے مال کا کچھ حصہ لے لیا باقی صاحب کو دیا۔ بعض ناخلف بیٹون نے ماں باپون کا بعض نے اپنے عزیزون کا مال بتانے کا حصہ لیا۔ ایک صاحب کو یہہ کام سپرد تھا کہ شہر کے محلون اور بازارون اور بڑی حویلیون کے دروازون کو وہ اکھیڑتے اور آگ مین صبح کو جلانے کے لیئے رکھ جاتے اور دوسرے دن انکے لوہے پیتل کو اٹھوا کر لے جاتے خلاصہ یہ ہے کہ انگریزی عملداری بیچ پچاس برس مین اہل شہر نے تجارت اور امن وعافیت کے سبب سے دولت جمع کی تھی اس مین سے کچھ باقی نہین رہا۔

اگرچہ سرحدی فوجین قزاقی مین مشہور ہین مگر ان مین بعض ایسے سچے و پکے باایمان مسلمان تھے کہ وہ مسلمانون کے گھرون کو لوٹنا گناہ جانتے تھے وہ مسلمانون کے گھرون مین صرف قرآن شریف کو لے لیتے اور انکو اپنی چادرون مین باندھ کر سر پر رکھ لیتے جہان قرآن کو بری طرح پڑا ہوا دیکھتے تو چشم پرآب ہو کر اسکو اٹھاتے اور چومتے۔ ایک فہیم ایک مسلمان افسر نے جو جامع مسجد مین لشکر کے ساتھ فروکش تھا جامع مسجد کے کل تبرکات اور ہزار بارہ سو روپیہ کی چاندی کی کشتی جس مین یہہ تبرکات رکھے جاتے تھے درگاہ شریف کے تہ خانہ مین سے نکالکر اسکے خادمون کو دیدی جسکے سبب سے آجتک خادمون کے گھر پلتے ہین۔

جب پرائز ایجنسی نے دیکھا کہ اب لوٹ سے کچھ مال ہاتھ نہین آتا تو انہون نے ہندوؤن کے محلون کو ہندوؤن سے جرمانہ لیکر آباد کرنا شروع کیا سب سے زیادہ جرمانہ تیل کے کٹڑہ کے باشندون سے پچاس ہزار لیا گیا یہہ محلہ لٹرا ہی نہ تھا اسکی دولت مندی کے لحاظ سے یہ جرمانہ کچھ زیادہ نہ تھا غرض لاکھون روپے اسطرح ہندوؤن سے جرمانہ کے وصول کیئے گئے یہہ تاوان جنگ تھا

جب سر جان لارنس دہلی مین آئے ہین تو انہون نے مارچ ۱۸۵۸ء مین دہلی مین مسلمانون کے آباد ہونے کا حکم دیا سنہری مسجد مین منشی دیوکی نندن جو چوکیدارہ کا بخشی تھا آنکر بیٹھا اسکے پاس چوکیدارہ کا رجسٹر جس مین مکانات کے مالکون کا نام درج تھا لوٹ سے بچ گیا تھا اسکے موافق سرٹیفکٹ مسلمانون کو اپنے گھرون مین آباد ہونے کے لیئے لکھا ہین دیا بنا سندی سے تقسیم کیئے۔ اس آباد ہونے کے ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ ڈیڑھ روپیہ دیکر دو چار پائیان اور

انگریزی سپاہ مین بعض سچے و پکے مسلمان

ہندوؤن سے جرمانہ لیکر انکو اپنے گھرون مین آباد کرنا

شہر مین مسلمانون کا آباد ہونا

اور ایک چکی وہ مول لین اس وقت چارپائیون کا سستا ملنا غریب مسلمانون کا بہت غنیمت تھا
اسکے سوا چارپائیان اور چکیان جو سارے شہر کی جمع ہوئی تھین آسانی سے فروخت ہوگئین جب
مسلمان اپنے گھرون مین آباد ہوئے تو انکے مکانون مین نہ کوئی اسباب تھا نہ انکے دروازون کے
کواڑ اور نہ زلفیان تھین انکے ویران گھرون کے کواڑون کو ان لوگون نے جو شہر مین آباد تھے بڑی
بیدردی سے ایندھن کی طرح جلایا پیسے کی لکڑیان نہین خریدین مسلمانون کے روپے کے
کواڑ کو جلایا مسلمانون کی تباہی کا کچھ ٹھکانا نہ تھا ۔ مئی سنہ ۱۸۵۸ء مین انکی آبادی کا جو تخمینہ کیا گیا تو
موجودہ باشندے آبادی سابق کی ایک چوتھائی بھی نہ تھے سنہ ۱۸۵۹ء تک مسلمانون کے
مکانات سرکاری ضبطی سے چھوٹے نہین اور نہ انکے اخراج کا حکم منسوخ ہوا ۔ وہ شہر کے
اندر بغیر کسی افسر کے پاس کے نہین آسکتے تھے ۔

ہندوؤن کے مندرون و مساجد کا حال

قدیم زمانہ سے یہ ایک دستور چلا آتا ہے کہ جب غیر مذہب والا کسی شہر کو فتح کرتا ہے
تو اپنی صولت و ہیبت و سطوت کے جتلانے کے لئے یہ دکھلاتا ہے کہ مفتوحین جن چیزونکو
اعتقاداً متبرک جانتے ہین وہ انکو نجس جانتا ہے اور انکی تذلیل و تحقیر کرتا ہے ۔ بس جب
دلی کے کشورکشاؤن نے فتح کیا تو ہندو مسلمان جو اپنے مندرون و مساجد کو متبرک و معظم
و مکرم جانتے تھے انکی تذلیل و تحقیر مین کوئی بات چھوڑی نہین ۔ انکے مسلمان سپاہی مندرون
مین گھسے اول ان کا مال و اسباب لوٹا پھر بتون کی خبر لی کسی کی ناک کاٹی کسی کے کان
کترے ٹھاکرون کو اپنے سنگھاسنون سے اتار کر خوب ٹھکرایا ۔ اس کام مین گورے بھی شریک
ہوتے تھے ۔ غرض شہر کے سارے مندرون کی ایسی دردشا کی کہ جب دلی مین ہندو آباد
ہوئے تو انکو اپنے سب مندرون کو پوتر کرنا پڑا ۔ مساجد کا حال یہہ ہوا کہ جامع مسجد جو شہر کی
کل مساجد کی ناک تھی اسکو یون نکٹا بنایا کہ سکھ سپاہ کی بارک اسکو بنایا ۔ اس مین بول
و براز کرنے سے کچھ پرہیز نہین کیا ۔ سکھون نے اپنی کڑہائے حلوے کی مینار کے نیچے خوب
چڑھائے ۔ سور ذبح کرکے پکائے ۔ کتے جو انگریزون کے ساتھ تھے وہ درگاہ شریف
مین پڑے پھرتے تھے ۔ ایک اور مسجد رفیع الشان زینت المساجد تھی جو گورون کی مسکوٹ ٹھہر
ہی شیعون کی مسجد بھی جو سب سے بڑی مسجد نواب حامد علی خان کی تھی اُس مین

گدھے بندھے تھے۔ ان مساجد کے واگذاشت ہونے کا حال ہم پیچھے لکھینگے۔ قلعہ
کے نیچے میدان کرنے مین ایک بڑی عالیشان مسجد اکبرآبادی بالکل منہدم
ہوئی اور بہت سی اور چھوٹی چھوٹی مساجد مسمار ہوئین انکے معاوضہ ملنے کی درخواست
مسلمانون کی طرف سے خواجہ علی احمد خان نے کی مگر خدا کو منظور نہ تھا کہ مسلمانون کو
اسکے گھرون کا معاوضہ اس لیئے ملے کہ وہ اسکے نام سے پھر نئے گھر بنائین۔ سرکار نے
کچھ التفات اس درخواست پر نہین کیا۔ جیساکہ مکانون کا معاوضہ مالکون کو دیا تھا ایسا
مساجد کا معاوضہ نہین دیا انکا مالک خدا تھا۔ جسکو وہ معاوضہ نہین دے سکتے تھے۔
کوتوالی کے قریب سکھون کے گردوارہ سے جہان ایک مسجد تھی اسکے ملنے کی درخواست
مہاراجہ جیند نے سرکار سے کی وہ اسکو سرکار نے دیدی۔ مہاراجہ نے مسجد کو مسمار کرکے
مندر مین ملالیا۔

جب شہر پر انگریزون کا تسلط ہوا تو گھوڑے جو شہر مین تھوڑے سے باقی تھے وہ بہت
جلد سپاہیون کی رانون کے تلے دوڑنے لگے۔ بیل ٹٹو بھینسے گدھے بھی جلد ان کا بوجھ اٹھانے
لگے۔ گائین بھینسیں بکریان اپنا دودھ سپاہیون کو انکے ٹھکانے مین جاکر پلانے لگین۔ کتون کو
ہر گلی کوچہ مین انکی لاشین کھانے کے لیئے مل گئین جو انکو دوت دوت کہتے تھے اور پتھر
مارتے تھے آٹھ دس روز تک انکو کھا کھا کر بڑے موٹے ہوئے مگر پھر بھوکے مرنے لگے
تو شہر سے باہر چلے گئے۔ مگر بلیون کی کمبختی یہہ تھی کہ وہ اپنے گھرون کی محبت کے مارے
کہین باہر نہین جاسکتی تھین۔ سارے گھرون مین سے آدمی نکل گئے مگر بلیان اپنے
گھر سے باہر نہ نکلین۔ انکی خوش قسمتی سے بعض محلون مین گورون کے پکٹ بٹھائے جاتے
تھے وہ ان پاس جمع ہوجاتی تھین جو انکو کچھ کھانے کو دیدیتے مگر انکو اچھال اچھال کر یہہ تماشا
بھی دیکھتے تھے کہ وہ خواہ کتنی بلندی سے انہین پھینکین وہ ہمیشہ اپنے چارون پاؤن کے
بل گرتی تھین۔ کبھی کبھی یہہ گورون کا کھیل بلیون کی موت ہوجاتا تھا۔ ہاتھی اونٹ سرکاری
فیلخانون اور شترخانون مین بندھے۔ یہہ تو چوپاؤن کا حال تھا۔ اب پرندون کا حال سنیئے
کہ مرغے مرغیان تیتر بٹیر تو بہت جلد اڑکر سپاہیون کی پتیلی مین پہنچ گئے۔ بھن بھنا کر

انکے پیٹ مین چلے گئے اہل شہر جو اپنی بدحواسی سے کبوتروں کو قلقلون وکابکون مین اور
قمریون فاختاؤن ولال پدڑیون اور طوطون مینا ؤن کو پنجرون مین بند چھوڑ گئے
تھے ان کی جانون نے تو آب ودانہ کے نہ ملنے سے قفس ہی سے پرواز کی۔ اور جو لوگ
ان قلقلون اور پنجرون کو کھولکر ان پرندون کو آزاد کر گئے تھے انہین سے کبوتر تو چھرون کے
شکار ہوئے یا بھوک پیاسے مر گئے۔ انکا تو ایسا ستیاناس ہوا کہ انکی بعض نسلین مخصوص
دہلی سے تھین وہ ایسی فنا ہوگئین کہ پھر دہلی مین وہ نہین پیدا ہوئین۔ غدر سے پہلے جسقدر
کبوتر شہر مین تھے اسقدر اب تک شہر مین جمع نہین ہوئے — اب انکی قیمت غدر کی پہلی
قیمت سے چوچند ہوگئی۔

یہہ بتلانا تو مشکل ہے کہ مسلمانون کے پاس لٹنے سے پہلے کتنے روپیہ کا مال اسباب تھا
اور بعد لٹنے کے کتنا باقی رہا مگر اس بات کا بتلانا کچھہ مشکل نہین کہ وہ کس کس طرح لٹے اور
انکی دولت کس کس پاس گئی بہادر شاہ کو لاکھ روپیہ ماہوار اور چند نوابون اور رئیسون کو
ہزارون روپے کی پنشنین ملتی تھین وہ سب سرکار کے قبضہ مین ضبط ہو کر آئین۔ گو مسلمان
سود لینے کو حرام سمجھتے تھے مگر پرومیسری نوٹون کے سود لینے کو بعض سنی مسلمان اور کل
شیعہ علی العموم حلال جانتے تھے ان پاس پانچ سات لاکھ روپیہ کے نوٹ تھے۔ ان
مسلمانون کو یہہ یقین تھا کہ اب انگریزی عملداری پھر نہین آئیگی اس لئے نوٹ جس قیمت پر فروخت
ہون انکو بیچ ڈالے اسوقت دلی مین ان نوٹون کا بھاؤ پینتالیس روپیہ سیکڑہ کا تھا
بعض ہندو انکو اس خیال سے کہ انگریزی عملداری یقینی ہوگی خریدتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے
تھے کہ جو نقد روپیہ انکے گھر مین ہے وہ وبال جان ہے اسکو باغی لوٹ لینگے یا بادشاہ ڈنڈ مین
یا قرض مین لے لیگا اسکی جگہہ نوٹون کا رکھنا بہتر ہوگا۔ غرض کئی لاکھ روپے کے نوٹ مسلمانون نے
۴۵ روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ سے بیچڈالے انکے اس نقصان سے ہندوون کو فائدہ پہنچا۔
مسلمانون کا سارا اسباب جو پرائز ایجنسی نے یکجا جمع کیا تھا وہ زیادہ تر ہندوؤں نے نیلام مین بہت
ارزان خریدا جسکے سبب سے بہت سے ہندوون نے شہر مین اس مال و اسباب کی دکانین کھولکر
خوب فائدے کمائے۔ باغی مسلمانون کے جو مکانات ضبط ہو کر نیلام ہوئے وہ سب ہندوون نے

مسلمانوں کی کس کس طرح سے [illegible]

بہت ہی سستے خرید سے اب انکی قیمت دس بیس گنی ہوگئی ہے۔ بڑے بڑے مکانات جو مسلمانونکی
تھے جیسے کلان محل۔ مرزا خستہ بخت کی حویلی۔ جھجروالون کی کوٹھی۔ شیش محل۔ نواب منصور خان
کی حویلیان جو ایک محلہ کے برابر تھین سب ہندوون کی خریداری مین آئین جن محلون مین غدر سے
پہلے ہندوون کی مالک سے ایک مکان نہ تھا۔ غدر کے بعد ان مین بہت مکانات کے خریدنے
سے مالک ہوگئے۔ ان مکانات کی فروخت کا روپیہ سرکار نے خود نہین لیا جسکا آگے ذکر آئیگا۔
مسلمانون نے اپنی ضرورتون کے سبب سے اپنا زیور جو گڑا دبا بچ گیا تھا یا وہ چھپا کر اپنے ساتھ
لے گئے تھے بہت سستا ہندوون کے ہاتھ بیچا۔ بارہ آنہ تولہ چاندی چودہ پندرہ روپیہ تولہ سونا
غرض انگریزی سپاہ کی تین روز کی لوٹ مین اور پرائز ایجنسی کی لوٹ مین تو ہندو مسلمانون مین
کچھ تمیز نہ تھی دونو برابر تھے۔ مگر اس سبب سے کہ شہر مین ہندو مسلمانون سے پہلے آباد ہوئے
اور انکو مسلمانون کے مال اسباب و مکانات کے خریدنے کا مقدور تھا انہون نے فائدہ کمایا۔ ہندوون کے
گھر لوٹ سے اتنے برباد نہین ہوئے جتنے خوش حال ہوئے۔ بہت سے ہندوون کے
گھرون مین غدر کیا آیا لکشمی آئی وہ پہلے کی نسبت زیادہ دولت مند ہوگئے۔ جب ہندو آباد
ہوگئے ہین تو لال ڈگی پر انکی دکانون کی قطارین اس لوٹ کے اسباب کے بیچنے کی لگتی تھین
انہون نے سپاہیون سے لوٹ کا یا چوری کا مال بہت ارزان خریدا تھا۔ یہہ اس شہر کی خوش نصیبی
تھی کہ انکی لوٹ کا مال اتنا پنجاب کے شہرون مین جاکر فروخت نہین ہوا جتنا دلی مین ہوا۔
جسکے سبب سے اسکی دولت شہر ہی مین رہی۔ گو مسلمانون کے ہاتھ سے چھنکر اور قومون کے
ہاتھ مین گئی شہر ہی مین ایک تھیلی سے یا ہتیلی سے روپیہ نکلکر دوسری تھیلی مین یا ہتیلی مین چلے گئے
گورنمنٹ نے انگریزون کو اس اسباب کا معاوضہ جسکو باغیون نے لوٹا تھا اور ہندوستانی
خیرخواہون کو جنکا اسباب انگریزی سپاہ نے لوٹا تھا بڑی شاہانہ فیاضی سے معاوضہ عطا کیا۔
یہہ معاوضہ سب سے بڑا ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مرزا الٰہی بخش کو جو خیرخواہ سرکار تھے
مختلف زمانون مین عطا کیا۔ نواب امین اللہ خان عرف منشی امو جان کو جو ریاست الور مین
سرکار کے خیرخواہ رہے پندرہ ہزار روپیہ عطا کیا گیا اور بہت سے آدمیون کو تھوڑی تھوڑی
رقمین معاوضہ مین عطا ہوئین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین۔

دہلی مین کسی شخص کا مکان اسلیئے جلایا اور ڈھایا نہین گیا کہ اسنے بغاوت کی تھی مگر شہر جب فتح ہوا ہے تو اسکے بعض مکانات مین کسی سبب سے آگ لگ جاتی تھی وہ بجھائی نہین جاتی تھی خود بخود مکان کے گرنے سے بجھ جاتی تھی۔ قلعہ کے نیچے اس سبب سے مکانات مسمار کیئے گئے کہ اس کے آگے ایک وسیع میدان کرنا ضروری تھا انکو ہاتھیون نے ڈھایا تھا۔ اول انکا کاٹ نیلام ہوا۔ اینٹ پتھر اسکے قلعہ کی کھائی کے پشتہ بنانے کے کام مین آئے اسطرح ایک میدان قلعہ کے آگے ہو گیا۔ پھر اس میدان مین مضبوط لکڑی کے درخت جیسے املی وغیرہ تھے نیلام ہوئے اور اب انکی بنیاد و نکے پتھر بیچے گئے۔ بعض مکانات ثابت کے ثابت اینٹ پتھر سے بھر کر برابر کر دیئے گئے تھے اب وہ کھد کر پھر نکالے گئے۔ اس سبب سے بلاقی بیگم کا کوچہ خانم کا بازار خاندوران خان کی حویلی گلیون کا بازار دریا گنج کی گھاٹی انگوری باغ بنگواباڑی وغیرہ یہہ بعض بالکل بعض کے حصے منہدم ہو گئے۔ ان مکانات مسمار شدہ کے مالکون کو جو باغی تھے معاوضہ نہین دیا گیا باقی اور سب کو مکانات کا معاوضہ اس طرح دیا گیا کہ جو روپیہ ان مکانات منضبطہ کی قیمت کا سرکار کو ہاتھ آیا اسکو ان مالکان مکانات کو معاوضہ مین دیدیا جو باغی نہین ہوئے اور ان کے مکانات ضرورت کے سبب سے منہدم ہوئے۔ غرض سرکار نے جائداد منضبطہ کی قیمت سے کچھ فائدہ نہین اٹھایا۔

جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو انکی بوڑھی و جوان و نوجوان عورتین بیاہی و کنواری لڑکیان لاوارث ہوئین۔ انگریزی سپاہ مین ایسے مسلمانون کی بھی کمی نہین تھی جو بڑی غنیمت یہہ سمجھتے تھے کہ کوئی خوبصورت عورت دلی کی ہاتھ لگ جائے اس لیئے انہون نے ایسی عورتین تلاش کر کے اپنے نکاح پڑھائے اور انکو اپنے ساتھ لے گئے ان عورتون نے یہہ اپنی خوش نصیبی جانی کہ انکو خاوند ایسا ہاتھ لگ گیا جسکے پاس لوٹ کا زیور اور زری گوٹہ کا لباس پہنانے کو تھا اور روٹی کھلانے کو تھی۔ بعض چالاک عورتین ایسی تھین کہ نکاح پڑھا کے چندروز مین خاوند کا مال اسباب لیکر چلتی بنین۔ خاوندون کو انکا پتہ کہین نہین ملا۔ انکا سارا لوٹ کا مال یون لٹ گیا مال حرام بود بجائے حرام رفت۔ ایک دو صورتین ایسی بھی ہوئین کہ خاوندون کو جب اپنی بیبیون کا پتہ نہین لگا تو ان مردون کو جنکی معرفت یہہ نکاح ہوا تھا اپنے افسرون کو اطلاع دیکر

سزا دلوادی کہتے ہین کہ ذوق کا بیٹا فوق اس سبب سے پھانسی دیا گیا۔ مگر اسکے پھانسی لگنے کا سبب اور بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا۔ بعض رسالدارون اور صوبہ دارون نے شہر کی مصیبت زدہ بیٹیون سے نکاح کیا اور بی بی کے کنبے کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکے بھائیون بھتیجون کو سرکاری نوکر کرا دیا۔ اس طرح بی بی کے کنبے کو نہال کر دیا۔

شہزادیان جو پہلے سے اپنی بار باشی و عیاشی مین بدنام تھین اب قلعہ کی چار دیواری سے نکلکر آزاد ہو گئین انمین جو خوبصورت تھین وہ آسودہ حالون کے گھر مین بیٹھ گئین۔ بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی بورچی سے اسلیئے پڑھایا کہ بروز تہ دیگی کھانے مین آئیگی۔ فاطمہ سلطان نے جسکے باپ کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا تھا مشنریون کے زنانہ اسکول مین وظیفہ دار بن کر معلمی کا پیشہ سیکھا اور معلمہ بن کر اچھی طرح کچھ مدت تک زندگی بسر کی۔ علاوہ ان شاہزادیون کے اور صدہا عورتون نے بدکاری کا پیشہ اختیار کیا راتون کو برقعے اوڑھ کر مسافرون کی سرائون کے گرد قطارون کی قطارین مسافرون کے بلانے کے انتظار مین بیٹھی یا کھڑی رہتین اسطرح دو چار پیسے صبح کو کما لاتین صدہا عورتون نے اپنا سر جوؤن کی شدت سے منڈوا ڈالا۔ اگر کہین کوئی شخص ایک ایک خمیری روٹی یا ایک مٹھی چنے یا کچھ کوڑیان تقسیم کرتا تو صدہا مسلمان عورتین جمع ہو جاتین۔ جنمین سے بعض صورتون سے نجیب زادیان معلوم ہوتین۔ جو کبھی خود صدہا روپے کی خیرات کرتی تھین یا اب کوڑیان مانگتی ہین یا ان کے آگے دو دو چار چار مامائین کام کرتی تھین یا خود ماماگری کے قابل نہین رہین۔ بعض بڑی حسین عورتین جنکی حسانت پر فرنگیون کو بھی رشک آتا تھا اپنی خوش نصیبی سے بعض انگریزون کے گھر مین بیٹھ گئین انکو تو وہ چین و آرام حاصل ہوا کہ کبھی ہندوستانیون کے گھرون مین نہین حاصل ہوتا۔ دلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اشراف کبھی اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے۔ یا پھر جب شہر آباد ہوا ہے تو ہر محلہ مین ایسے تین چار گھر ضرور ہوتے۔ اب ہم وہ شہر آشوب اشعار لکھتے ہین جو شہر کے حال مین شاعرون نے کہے ہین ❊

مفتی صدرالدین آزردہ

آفت اس شہر مین قلعہ کی بدولت آئی	وہانکے اعمال سے دلی کی بھی شامت آئی
روز موعود سے پہلے ہی قیامت آئی	کالے میرٹھ سے یہ کیا آئے کہ آفت آئی

گوش زد تھا جو فسانون سے وہ آنکھون دیکھا	جو سنا کرتے تھے کانون سے وہ آنکھون دیکھا
جنکو دنیا مین کسی سے بھی سروکار نہ تھا	اہل نااہل سے خلطا انہین پڑنا نہ تھا
انکی خلوت سے کوئی واقف اسرار نہ تھا	آدمی کیا ہے فرشتہ کا بھی وہان بار نہ تھا
وہ گلی کوچون مین پھرتے ہین پریشان دربدر	خاک بھی ملتی نہین انکو کہ ڈالین سر پر

نواب مرزا داغ

خدا پرستی کے بدلے جفا پرستی ہے	جو مال مست تھے اب انکی فاقہ مستی ہے
بجائے ابر کرم مفلسی برستی ہے	پتنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے
غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا	یہہ پوری نہین آئے خدا کا قہر آیا
زبان سے کہتے ہوئے دین دین آئے لعین	جو مانتا دین تھا کوئی تو کوئی گنگا دین
یہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین متین	کئے تھے قتل زن و بچہ کیسے کیسے حسین
روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا	غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا
جلین ہین دھوپ مین شکلین جو ماہتاب کی تھین	کھنچین ہین کانٹون پہ جو پتیان گلاب کی تھین

نواب محمد مصطفے خان شیفتہ

اگر کہین کہ یہ دلی ہے تو ہرگز نہ پڑے	دلی والون کے بھی دلپہ یہ گمان دہلی
دلی اب ہے تن بیجان تن بیجان کیا خاک	جان سے جا چکے جو لوگ تھے جان دہلی

جان لارنس کی لائف مین قلعہ کی حالت لکھی ہے جس مین سے چند فقرے نیچے نقل کئے جاتے ہین جو بڑے درد انگیز ہین۔ قلعہ مین ایک بڑے سلسلہ خاندان شاہی کے آخر بادشاہ کی عالیشان غلام گردشین اور شاہانہ خلوت سرا عوام الناس کی نگاہ کے روبرو کھلی ہوئی تھیں اور مسلح آدمی جو اسکے سرپرست نہ تھے آستان متبرک پر مجتمع تھے۔ ایک دوسرے سے پیوستہ صدہا کمرے دور تک چلے گئے تھے جو اصل مین ان اشعار کے مصداق تھے۔

خلوتین وہ سجی سجائی ہوئی -	شب کو دولہ دولہن کے رہنے کی
بیگمین رشک زہرہ و ناہید -	جس سے بہتر ہے وارثون کی امید
سونے چاندی کا ہر طرف اسباب	لوٹ کا مال بے شمار و حساب

یہان بیچارہ بوڑھا بادشاہ جو بمجبوری باغیون کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا تھا اپنے محل سے نکالا ہوا
ایک علیحدہ کمرے مین بیٹھا ہوا تھا جسکے پھانسی دینے کے بارہ مین عنقریب تجویز ہونے والی تھی
اور جو افسرون اور سپاہیون کی گالیان اور گھرکیان سن رہا تھا اور اسکے گرد شہنشاہ بیگم اپنی تئین
چھپاتی تھی کہ مبادا کسی نامحرم یا ظالم کا سامنا ہو جائے۔ اس بدنصیب جماعت مین سب سے
زیادہ خوش یا یہ کہیئے کہ سب سے کم ناخوش خود بادشاہ تھا جسکو ظاہرا اپنی مصیبت یا ہتک عزت
کا کچھ خیال نہین ہوتا تھا۔ بقول شاعر

جو فرط پیری سے ہوش گم تھے تو بچنے کا سا طور کچھ تھا ؞ نہ سامعہ تھا نہ باصرہ تھا نہ ذائقہ تھا نہ اور کچھ تھا"

گوسون نے اپنے دل بہلانے کے لیئے قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک تصویر بنائی
تھی جسکے گلے مین پھانسی ڈالی تھی۔ غرض بادشاہ کی تذلیل کی کوئی حد باقی نہ تھی مگر زندگی باقی
تھی۔ ایک سرکاری افسر نے بادشاہ کی تعظیم کے لیئے اپنے سر پر سے ٹوپی اتاری تو اسپر انگریزی
اخبارون نے لعن طعن کا تار باندھ دیا۔ اچیسن صاحب جان لارنس کی لائف مین لکھتے ہین کہ دلی
فتح ہونے کے بعد شہر خموشان بن گیا۔ ایک صاحب اپنی آنکھون دیکھا یہ حال تحریر کرتے ہین کہ
کوسون تک بجز ایک فاقہ زدہ گربہ کے اور ایک بوڑی مصیبت کی ماری عورت کے
جو گودڑ ٹھیٹتی پھرتی تھی کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ کالج کی عمارت مین یوروپین توپ خانہ نصب تھا
جامع مسجد جو ایک بے نظیر تمام ہندوستان مین شاہجہان کی بنائی ہوئی تھی سکھون کی
فوج کی بارک تھی۔ مارشل لا جاری تھا۔

پرانی دلی مین شاہجہان نے ایک نیا شہر آباد کیا تھا اسکا نام اپنے نام پر شاہجہان آباد
رکھا تھا اسلیئے دلی کا دوسرا نام شاہجہان آباد اکثر زبان زد خلائق تھا اب کوئی بھولکر اسکا
یہہ نام نہین لیتا۔ اسی کے سر پر ایام غدر مین دنیا کی ساری آفتین نازل ہوئین۔ اگر جان لارنس
پنجاب کے چیف کمشنر ہوتے تو شاہجہان آباد بھی مثل اپنے گرد کی قدیمی دلیون کے ایک
ویرانہ خراب آباد ہوتا۔ اب جو شہر مین یہہ رونق نظر آتی ہے جو شاہجہان کے وقت کی رونق
کو بھی مات کرتی ہے ہرگز دیکھنے مین نہین آتی۔ مین تمام چٹھیان جو سر جان لارنس نے
دہلی کے فتح ہونے کے بعد اس شہر اور اہل شہر کے باب مین تحریر فرمائی ہین نقل کرتا ہون

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شہر کو ویران ہونے سے بچانا ان ہی کے لطف و کرم و فضل
و رحم کا کام تھا۔ ورنہ اس شہر کا کام تمام ہوچکا تھا۔ سر جان لارنس نے شہزادوں کی نسبت لکھا
کہ انکی تحقیقات کماحقہ کرو اگر وہ انگریزون یا انکی عورتون بچون کے قاتل ہون یا انکے قتل کے معاون
ہون تو انکو موت کی سزا دو لیکن کسی شہزادہ کے ساتھ اس طرح پیش نہ آؤ جسطرح ہاڈسن صاحب
اپنے کشتون کے ساتھ پیش آئے"۔ نواب جھجر و راجہ بلب گڈھ کی نسبت لکھا کہ انکو اپنی جنگی
صولت جو خون فشانی سے خالی ہو دکھا کر مطیع کرو اور انکے ساتھ انصاف کرنے کا وعدہ کرو
انہین سے ہر ایک کو اس کے جرم کے مناسب سزا دو۔ پھر انہون نے شہر کے باشندون کی
نسبت جو اپنے گھرون سے باہر مارے مارے پھرتے تھے ۲۶ ستمبر کو جنرل ولسن کو یہہ لکھا کہ مین
نہین خیال کرتا کہ اگر شہر کے باشندے اپنے گھرون مین واپس آئین تو آپ کو اس بات کا
خوف پیدا ہو کہ دہلی پر کسی طرف سے حملہ ہوگا۔ مین ان تمام مصائب سے قطع نظر کر کے جو ان پر
گذرے ہین یہہ کہتا ہون کہ ہماری حکومت مین پچاس برس کے عرصے سے کبھی انہون نے
سرتابی نہین کی اگر ہماری اپنی فوج نے غدر نہ مچایا ہوتا تو وہ اور پچاس برس تک خاموش
رہتے۔ اگر کشمیری دروازہ پر چند سر لٹکا دیئے جائین تو پھر کسی طرح کا خوف و خطر نہین ہے"
دہلی کے فتح ہونے کے دس روز بعد ہی انہون نے ۳۰ ستمبر کو برن صاحب ملیٹری گورنر دہلی کو
یہہ چھٹی لکھی ہے کہ شہر کے باشندون کی نسبت میری یہہ راے ہے کہ جب قلعہ کی محافظت کا
بندوبست خاطر خواہ ہوجائے تو وہ رفتہ رفتہ حزم و احتیاط کے ساتھ الٹے شہر مین بلا لیئے
جائین۔ شہر کے ڈرانے کے لیئے چاندنی چوک کے سامنے جو پھاٹک ہے اسپر توپخانہ کے
لگانے سے سیطرح اطمینان رہے گا۔ باغیون کے جو سرغنہ ہین انکو پھانسی دی جائے
مگر اور لوگون کے ساتھ ملائمت اور عاطفت و شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے لو سے فیصدی
باشندون کو اس غدر سے کچھ علاقہ نہ تھا اگر ایسے ہوسکتا تو یہہ ہمارا ساتھ دیتے بہت سے
دلی کے باشندے مجبوراً بغاوت کے ہنگامے مین جبراً پھنس گئے اگر ہم خود اپنی حماقت و ضعف
کے سبب سے انکی محافظت کے قابل نہ رہے تو یہہ الزام ہمپر عاید ہوتا ہے۔ ۶ اکتوبر کو وہ چارلس
ساؤنڈرس صاحب کمشنر دہلی کو لکھتے ہین کہ مجھے اس بات کے سننے سے خوشی ہوئی کہ شاہزادون کے

مجرم ہونے کا ثبوت آپ کے نزدیک کافی تھا اس قسم کے آدمیوں کو سزا ملنی چاہیئے باقی عوام الناس کو
جب تک ہمارے ساتھ سرکشی و مخالفت کا جرم نہ ثابت ہو ہرگز سزا نہیں دینی چاہیئے۔ میری رائے میں
مناسب شرطوں کے ساتھ شہر کے تمام باشندوں کو بلا لینا چاہیئے اب سب سے زیادہ تکلیف عاجز و
بیقصور باشندوں ہی پر ہے"۔

نیول چیمبرلین کو ۸-اکتوبر کی چٹھی میں لکھا۔

میں کسی طرح اس بات کی صلاح نہیں دیتا کہ شہزادے یا اس قسم کے مفسد بلا تحقیقات قتل کیئے
جائیں۔ انکو تحقیقات کا موقع دیا جائے۔ بوڑھا بادشاہ اگر بھاگ گیا ہوتا تو اسکو گولی مار دیتے
لیکن وہ بھاگا نہیں اس لیئے میں یہہ رائے نہیں دیتا میں سمجھتا ہوں کہ بادشاہ نے بمقتضاء وقت
عمل کیا"۔ جان لارنس کی رائے تھی کہ شہر میں بعض جگہہ تو پیں لگا کے بے کھٹکے شہر میں باشندوں کو
آباد کر لینا ضروری ہے۔

۹-اکتوبر کو انہوں نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ دلی کے باشندوں کو
واپس آنے کی اجازت دینا ایک عمدہ پولیسی ہے۔ دلی عرصہ دراز سے بڑی تجارت کی
منڈی ہے اور پولیٹکل اور تمدنی لحاظ سے وہ ایک بڑا ضروری مقام ہے۔ ہر طرح سے
اسپر قبضہ رکھنا اسکے برباد ہونے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوگا گو اس کے باشندے کیسے
ہی قصوروار ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص جو متعصب نہ ہو وہ اس امر سے
انکار نہیں کریگا کہ دلی کے باشندوں میں اکثر آدمی بغاوت میں شریک نہ تھے اگر ہم صاحب
اختیار ہوتے تو انمیں سے اکثر آدمی ہمارے ساتھ ہوتے لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ ایک ظالم بے رحم
شتر بے مہار سپاہ کے اختیار میں تھے۔ انپر بڑی مصیبت پڑی ہے اسواسطے یہہ عمدہ پولیسی ہے
کہ زندہ باشندوں کو اپنے گھروں میں بسنے کی اجازت دی جائے۔

سر جان لارنس کو دہلی کے حالات کی خبریں برابر رفتہ رفتہ پہنچتی تھیں۔ جب انکے دوستوں نے
یہہ درخواست کی کہ وہ دل سے چاہتے ہیں کہ دلی پر ہل پھیر دیا جائے اور اگر شہر نہیں تو
جامع مسجد ضرور منہدم کر دی جائے تو انہوں نے ایسی درخواست کے جواب میں برن صاحب کو
جنہوں نے اس باب میں صلاح پوچھی تھی لکھا کہ اس باب میں میں کسی طرح رضامند نہیں ہونگا ہم

مذہبی عمارتوں کے انہدام سے ہم کو احتراز کرنا چاہیئے نہ دوستوں کی خوشی کے لیئے نہ

دشمنون کی آزردگی کے لیئے ایسا کام کرنا لازم ہے۔ بہت سے انگریز کہتے تھے کہ دلی کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ جنکا غصہ کچھ اتر گیا تھا وہ کہتے تھے کہ جامع مسجد کو گرجا بنادو اسکے میناروں پر صلیب لگادو اسکی سنگ مرمر کی سلوں پر جو بہت صحیح اس عیسائی کا نام کندہ کرو جو غدر مین شہید ہوا ہے مسلمانون کو مسجد کا دل سے دینا ایک جنون سمجھا جاتا تھا۔ جب پنجاب کے ذی اختیار افسرون اور انکے دلی دوستون نے اور بعض نے اصالتاً حاضر ہوکر یہہ دلیل بیان کی کہ دنیا مین دلی کی جامع مسجد سب سے زیادہ رفیع الشان ہے اسکے انہدام سے ہر مقام کے مسلمانون کے مذہب پر ایک ضرب پڑیگی تو انہون نے بہت نرمی و ملائمت سے دلائل کو بیان کیا جب دیکھا کہ اس کہنے کا کچھ اثر نہین ہوتا تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا بابا یہہ راے نہ دونگا بہت سے امور ایسے ہین کہ جسکے لیئے تم مصر ہوسکتے ہو کہ مین انکو کرون لیکن کبھی اس باب مین مجھ سے اصرار نہ کرنا بس مناسب ہے کہ آپ اس معاملہ مین اپنے تئین تکلیف نہ دین۔ ۲ ستمبر ۱۸۵۷ع کو لارڈ کیننگ کو اپنی چیٹھی مین انہون نے لکھا کہ مجھے معلوم نہین کہ لارڈ شپ نے دہلی کے باب مین کیا تجویز کی ہے اگر جناب اسکو شہر کی حیثیت سے قائم رکھنا چاہتے ہین تو میرے نزدیک پرائز ایجنسی کی کارروائیون کو روکنا چاہیئے۔ مین کوشش کرتا ہون کہ شہر مین سے مارشیل لا موقوف کیا جائے۔ دلی کے لیئے صرف ایک مستعد و جری نیک چلن سپاہی کی ضرورت ہے کہ وہ سپاہ کو اپنے اختیار مین رکھے اور ایک زبردست پولیس اور عمدہ مجسٹریٹ امن امان قائم رکھے۔ جب تک ہندوستانی باشندون کی جان ومال کی محافظت نہین کی جائیگی تب تک امن امان قائم ہونا دشوار ہے مین اس امر کی اصلاح کا بڑا خواستگار ہون کہ جن لوگون پر جرم ثابت ہو انکو فوراً سخت سزا دی جائے۔ لیکن جو لوٹ مار اسوقت برابر ہو رہی ہے اس سے یہہ بات ضرور واقع ہونے والی ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستانی آشفتہ و برہم ہوجائیں اور ہمارے اور انکے درمیان اسوقت جو رخنہ پڑا ہوا ہے وہ اور ہمیشہ کے لیئے کشادہ ہوجائے اسی زمانہ مین انہون نے لارڈ الفنسٹن کو لکھا کہ اگر دہلی مین مارشیل لا اور پرائز ایجنسی موقوف کردی جائے تو بخوبی اصلاح ہوجائے۔

اسی زمانہ مین جنرل پیپی کو انہون نے بڑے زور سے چٹھی لکھی ہے کہ اگر ہم سے اعلی دماغی کی

کارروائیان نہین ہوسکتین تو معمولی پولیسی کے اعتبار سے بھی ہم پر لازم ہے کہ اپنے ہم وطنون کو ظلم و تعدی سے باز رکھین مجھ سے کوئی اور شخص زیادہ باغیون اور قاتلون کو پھانسی دینے اور گولی مارنے پر آمادہ نہ ہوگا لیکن جسوقت تک ہم دوست و دشمن مین تمیز نہ کرین گے اسوقت تک یہی کھٹکا لگا رہے گا کہ سب کے سب ہندوستانی ہمارے مخالف ہو جائین اور ہر ایک مقام پر گوناگون بلوؤن لڑائیان ہونے لگین اور ملک رفتہ رفتہ ویران ہو جائے اور آخر کار اپنا گرم ہو جائے کہ ہمارا رہنا دشوار ہو جائے - اس چھٹی کا اثر فوراً ہوا دوسری چھٹی مین وہ ایک ہفتہ کے بعد جنرل ہیی کو لکھتے ہین کہ مین آپ کا بہت ممنون ہون کہ آپ نے لوٹ مار کے روکنے مین بہت جلد کارروائی کی مجھے اس بات کے سننے سے نہایت افسوس ہوا کہ ہمارے ملک کے لوگ بے سبب ہندوستانیون کو مار ڈالتے ہین جنکے مجرم و بے جرم ہونے پر لحاظ کرنے کا اختیار انکو نہ تھا -

جب انہون نے دیکھا کہ میرے دلخواہ اصلاحین نہین ہوئین تو وہ ۲۴ - فروری ۱۸۵۸ء کو خود دہلی مین آئے اور یہان آنکر پہلا کام انہون نے یہ کیا کہ دہلی کے کل خاص افسرون کو بلایا جنمین چارلس سانڈرس و فلپ ایجرٹن - نیول چیمبرلین اور بعض اور افسر تھے - سپیشل کمشنرون کی کارروائیون کی بابت سرجان لارنس نے ملائم تقریر فرمائی کہ مین تسلیم کرتا ہون کہ خاص حالتون مین شر و فساد کے انسداد کی خاص تدابیر جائز تھین لیکن پھر فرمایا کہ اب ان تدابیر کا زمانہ گذر گیا اب تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہندوستانیون مین امن امان قائم کیا جائے اور انکے دلون مین اپنا اعتماد جمایا جائے اور اسکے ساتھ ہی انہون نے لارڈ کیننگ سے بذریعہ تار برقی استفسار کیا کہ جن افسرون کو پھانسی دینے اور رہا کرنے کا اختیار دیا گیا تھا انہون نے اس اپنے اختیار کو بری طرح استعمال کیا فوراً ان کے اختیار سلب کرنے کی مجھے اجازت دیجائے انکی جگہہ سول اور ملٹری حکام کو شامل کرکے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو مفسدہ کے مقدمات کی تحقیق کرے اور بلا منظوری گورنمنٹ کسی کو موت کی سزا نہ دینے پائے - پھر انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین نے مفسدہ اور بغاوت کے مجرمون کی تحقیقات کے لیے تین افسرون کے کمیشن مقرر کرنے کا بندوبست اس لیے کیا ہے کہ ہر ایک جو ڈسٹرکٹ افسر کو بذات واحد موت کی

سزا دینے کا جو اختیار دیا گیا اس انتظام مین کوئی بہبودی نہین پیدا ہوئی۔
دہلی مین انکے بڑے عزیز سکرٹری رچرڈ ٹمپل آ گئے تھے انہون نے انسے کہا کہ شہر مین بالکل امن امان ہے۔ خوف کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن لوٹ مار و خونریزی ابتک جاری ہے ہندوستانیون کے رنگ فق تھے۔ اب بھی وہ کثرت سے گرفتار ہوتے اور اکثر پھانسی پاتے ہین یا قید کیئے جاتے ہین۔
غرض وہ مارچ کے تیسرے ہفتے مین اس شہر سے روانہ ہو گئے اور مسلمانون کو شہر مین آنے کی اجازت دے گئے اور جنرل کمانیر کو انکی محافظت کے بندوبست کی تاکید کر گئے۔
دہلی کی مسجد منہدم نہین ہوئی شہر کے باشندے آوارہ وطن نہین ہوئے اور کل شہر اور اسکی پر رونق عمارات اور تواریخی یادگارین مسمار نہین ہوئین اور اسپر ہل نہین چلایا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے روم کے قیصرون نے جو شہر کارتھیج اور کورنتھ کو مسمار کر کے طوق لعنت اپنے گلے مین ڈالا تھا جسکا حال تواریخ ماضیہ مین شایع کرایا تھا۔ اس قسم کی باتین انگلش مین کی ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین جو درج نہین کی گئین تو اسکا بڑا سبب جان لارنس کی عدل پروری و مہرورزی و مدبری و عیسائی مذہب کی پابندی تھی جو آتش مزاج امرا انکے گرد جمع تھے اور ان مین اکثر افسر ایسے بھی تھے کہ جو بیہودیون کے غضبناک پیغمبر کے ساتھی تھے وہ مظلوم یا معصوم خلقت کے ساتھی نہ تھے ان لوگون سے سر جان لارنس اپنی اعلے ہمتی اور والا ہمتی و نیک نہادی سے ایسے پاک الفاظ مین بہ تقریر کرتے تھے کہ کیا مین ہندوستانیون کو مار ڈالون کیا مین اس شہر کو جو ننیوا کے مقابلہ کا ہے نہ بچاؤن جس مین ایک لاکھ بیس ہزار باشندے رہتے ہین اور جنکو اپنے داہنے ہاتھ سے باہین ہاتھ کے تمیز کرنے کا بھی شعور نہین ہے بلکہ وہ تو چوپایون کے موافق ہین انگلش قوم مین اور کل اقوام شہنشاہی مین ایک فرقہ انسان کی صورت درندون کی سیرت کا ہوتا ہے۔ انکا میلان طبع یہ ہوتا ہے کہ اگر اشتعال اور خوف کا زمانہ جاتا بھی رہے اور کسی طرح انتقام لینا جائز بھی نہ ہو تو بھی وہ اپنی وحشیانہ حرکتون سے باز نہین رہتے۔ جسنے ہندوستان مین مجروح سلطنت انگلشیہ کی تاریخ کو پڑھا ہے وہ ان عیوب کے جاننے مین اندھا نہین بن سکتا باوجود اسکے اقوام مین سے ہندوستان کی شہنشاہی حاصل کر کے

کوئی قوم ایسی نہین ہوئی کہ جسنے محکوم رعایا کی ذمہ داریون کا انگلش قوم سے زیادہ خیال رکھا ہو۔ اگر دلی جیسا شہر جسکو اکثر انگریز جوش غضب مین آنکر یہہ چاہتے تھے کہ وہ مسمار کردیا جائے منہدم کردیا جاتا تو انگلش قوم کی نیکنامی کی سفید چادر پر ایسا دہبا لگتا کہ کسی طرح دھوئے نہین دھلتا پھر وہ ان قومون کے مقلد بنجاتے جو انسے پیشتر ہندوستان مین فتحیاب ہوئے تھے وہ یہہ کرتے کہ زندہ شہر کے گرد مردون کے شہر جو آباد ہین اور جو اپنی زبان حال سے پکار پکار کر کے غارتگرون کی کارسازیان کہہ رہے ہین انمین انگریز ایک اور شہر کو بڑھا دیتے۔ اور پھر انکو یہہ کہنے کے لیئے منہہ رہتا کہ ہمارا ہندوستان کے فتح کرنے سے اپنے متقدمین سے مختلف مقاصد ہین انکی ساری کارروائی ہندوستانیون کی محافظت وہمدردی کرنا اور ترقی دینا ہے۔ یغماگری اور بربادی مقصود نہین۔

اس اوپر کے بیانات سے ہمنے ثابت کردیا کہ جان لارنس اس امر کے مستحق ہین کہ ہم دلی کا دوسرا نام لارنس آباد رکھین جنکی بدولت وہ آباد رہا اور اسکی آج وہ رونق ہے کہ شاہجہان کے زمانہ مین بھی نہ تھی۔ انکے ہم قوم انکو سیویر اوف انڈیا کہین یعنی ہندوستان کا بچانے والے کہین اور اسکی جامع مسجد مین انکی قوم کے لیئے دعا مانگا کرین کہ اگر جان لارنس اسکو نہ بچاتے تو یہہ مسجد ایک ڈھیر ہوتی جسمین جانورون کے بل اور گھونسلے ہوتے۔

۲۵ نومبر کو الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے سر جان لارنس کو چٹھی مین لکھا ہے کہ دلی کے بعض حالات نہایت قابل افسوس معلوم ہوئے ہین کہ اس کے فتح ہونے کے بعد ہمارے سپاہیون نے وہان کیا کام کیئے ہین۔ دوست دشمن مین کچھ تمیز نہین کی دونو کو ایک ہی لاٹھی ہانکا اسوقت دلی مین نادرشاہ کے وقت سے بھی زیادہ لوٹ ہوئی۔ یہہ بہت صحیح ہے کہ ہمارے ہموطن اپنے مقتولون کا انتقام لیں۔۔۔ لیکن میری سمجھ مین یہہ نہین آتا کہ بیقصور باشندے کیون پائمال کیئے جاتے ہیں۔ اس مین شک نہین کہ عدل وانصاف اور نیک پولیسی کا اقتضاء یہہ ہے کہ بہت جلد ان باتون کا انسداد کیا جائے۔ جان لارنس نے جو گورنمنٹ ہند کو رپورٹ بھیجی ہے اس مین یہ فقرہ لکھا ہے کہ ہمارے اور باغیون کے سر پر ایک عادل فرمان روا ہے اسکے فضل وکرم سے ہمارے سر پر سے یہ بلا آئی ہوئی ٹلی ہے۔ بس جب خدا نے اپنا رحم ہم پر کیا ہے

ہم کو بھی رحم اور ون پر کرنا چاہیئے۔ اگر قادر مطلق ان خطاؤن و غلطیون کا جو ہم نے کی ہین محاسبہ
لے تو ہماری وہ آسمانی محافظت ضبط ہو جائے جسکے بل وسہارے پر ہم ہندوستان مین بیٹھے
ہین۔ اس فقرہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے خدا پرست تھے۔ اس فقرہ کا مطلب یہہ تھا کہ
ہم کو خدا کے اخلاق پر چلنا چاہیئے جیسا وہ اپنے بندون کی خطاؤن اور قصورون کو معاف کرتا ہی
ایسے ہی ہمکو اپنی رعایا کے خطاؤن اور قصورون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شروع ۱۸۵۸ء مین سرجان لارنس دہلی مین رونق افروز ہوئے
جہان انکے ایام جوانی کا بڑا زمانہ بسر ہوا تھا۔ جب وہ دلی کے بازارون مین پھرے تو
انکو وہ ساری باتین یاد آئین کہ کیسی انمین تجارت کی چہل پہل رہتی تھی اور سودا بیچنے والونکا
غل شور رہتا تھا۔ ہاتھی گھوڑون پر شاہزادے اور امیر اپلے گہلے پڑے پھرتے تھے یا اب وہی
بازار اجڑے سونے پڑے ہین۔ انمین سوا سپاہیون کی بندوقون کے کچھ اور نہین دکھائی
پڑتا وہ قلعہ مین تشریف لے گئے وہان تقتل اپنی قوم کے معصوم بچون اور بیگناہ عورتون کا
دیکھا انکے قیدخانہ کا ملاحظہ کیا پھر وہ بادشاہ کو جو ایک اپنے محل مین مقید تھا دیکھنے گئے۔ یہہ
بوڑھا مصیبت زدہ خاندان تیمور کا آخری بادشاہ تھا تیمور دنیا کے ان پانچ سات
جہان کشاؤن مین ہے۔ جنہون نے ساری دنیا کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور فقط
ارادہ ہی نہین کیا تھا بلکہ اپنی کشورکشائی سے ثابت کردیا تھا کہ اگر عمر وفا کرتی تو دنیا کو فتح کرلیتا
اسکے خون کی عجب تاثیر تھی کہ اسکی نسل مین جس شہزادہ نے کہین بادشاہی کا دعوے کیا
وہ کچھ نہ کچھ کامیاب ہوا۔ دنیا مین جن خاندانون نے بڑی زبردست سلطنتین کین ہین
انمین سے ایک اسکا خاندان بھی تھا۔ اب آخر بادشاہ اسکے خاندان کا یہہ بہادر شاہ
تھا اسکی نسل مین ہونے کا یہہ اثر تھا کہ چار مہینے تک دہلی مین بادشاہی کی ہزارون سپاہ قواعد
آموختہ نا خواندہ مہمان کی طرح اُس پاس جمع ہوگئی۔ ایک بڑا میگزین ہاتھ لگ گیا کئی خزانے
سپاہیون نے لاکر اسکے قدمون کے تلے رکھ دیئے اب سرجان لارنس صاحب کے حکم سے
اسکی تحقیقات جرائم کے لیئے ایک کمیشن ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو مقرر ہوا جس مین غلام عباس
بادشاہ کا وکیل اور میجر ایف جی گورنمنٹ کا وکیل تھا۔ اس کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین

بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے جرائم کی تحقیقات

ہوتا تھا جیسے بہادر شاہ قیدیون کی طرح آتا اور پلنگڑی پر کبھی بیٹھتا اور کبھی لیٹتا - جہان انکی چار مہینے تک شاہانہ جلوس کیا تھا وہان اسکے جرمون کی شہادت دینے کے لیئے بعض چپراسی اور چوبدار آتے اور اسکی طرف قیدی کا خطاب کرتے - اسپر یہہ چار الزام لگائے گئے - اول باوجودیکہ وہ برٹش گورنمنٹ کا پنشن خوار تھا اسنے ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیان زمانہ مین مختلف اوقات مین محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور سرکار کمپنی کی سپاہ کے کمیشنڈ افسرون اور سپاہیون کی برٹش گورنمنٹ کے خلاف غدر و فساد کرنے مین ہمت افزائی و اعانت کی -

دوم اس زمانہ مین مختلف اوقات مین دلی مین اپنے بڑے بیٹے مرزا مغل اور بہت سی آدمیون ممالک مغربی کے باشندون کو جو سرکار کی رعایا مین سے تھے مفسدہ پردازی اور جنگ آرائی کرنے کی ہمت افزائی اور اعانت کی -

سوم سرکار کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے تئین بادشاہ یا شہنشاہ ہند مشہور کیا اور شہر دہلی پر دغابازی سے بے قاعدہ قبضہ کرلیا اور زمانہ مذکور مین مختلف اوقات مین مرزا مغل و محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور بہت سے نامعلوم مفسدہ پردازون کے ساتھ سلطنت انگلشیہ کے برباد و غارت کرنے کی سازشون مین شریک ہوا اور مسلح سپاہ سے سرکار انگلشیہ سے لڑائیان لڑا - چہارم اسی زمانہ کے اندر اسنے اپنے قلعہ کے اندر ۴۹ انگریزی عورتون اور بچون کے اور دہلے انگریزون کے اور اور مقامات مین بھی انگریزون اور انکی عورتون اور بچون کے قتل کرانے کی ترغیب دی اور اپنے قاتلونکو نوکریان دین اور انکی ترقی کے خطابات دینے کے وعدے کیئے اور ہندوستان کے مختلف خودمختار والیان ملک اور رئیسون کے نام احکام بھیجے کہ عیسائیون اور انگریزون کو اپنی حدود اور عملداری مین جہان پائین قتل کرین - یہہ سب باتین بموجب ایکٹ ۱۶ مصدرہ ۱۸۵۷ء جرائم مین داخل ہین -

ان جرائم کی تحقیقات مین کمیشن نے چالیس دن صرف کئے اور گواہون کی گواہیان لین اوران شہادتون سے جرائم مذکور ثابت ہوئے -

۹- مارچ کو منگل کے دن جج ایڈوکیٹ کے بادشاہ نے جو اپنے بری ہونے کی وجوہ بیان کین تھین
انکا ترجمہ کمیشن کے روبرو پڑھا کہ اصل واقعی حال یہ ہے کہ بلوہ کے دن سے پیشتر مجھے اصلا کوئی
خبر بلوہ ہونے کی نہ تھی۔ صبح کے آٹھ بجے کے قریب ناگاہ زیر جھروکون سوارون نے آنکر غل
مچانا شروع کیا کہ ہم میرٹھ سے آئے ہین اور وہان انگریزون کو اس سبب سے قتل کیا ہے کہ وہ
ہمارے دانتون سے چکنے کارتوس کٹوانا چاہتے تھے جو گائے اور سور کی چربی سے چکنائے
گئے تھے جسکے سبب سے دونو ہندو و مسلمانون کی جات بگڑجاتی۔ جب مین نے یہہ سنا تو حکم
دیا کہ زیر جھروکہ جو قلعہ کے دروازے ہین بند کیئے جائین اور قلعہ دار کو اسکی خبر دی جائے۔ قلعہ دار
اس خبر کے سنتے ہی فوراً خود میرے پاس آیا اور اسنے قصد کیا کہ جہان سوار کھڑے ہین ان
پاس باہر جائے اس لیئے آسنے مجھ سے درخواست کی کہ دروازہ کھولنے کا مین حکم دون مین نے
اسکو باہر جانے سے روکا تو اسنے چوک مین جنگلے پر کھڑے ہوکر سوارون سے کچھ باتین کین وہ
سوار چلے گئے اسکے بعد قلعہ دار مجھ سے یہ کہکر چلا گیا کہ مین اس فساد کا ابھی بندوبست کرتا ہون اس سے
تھوڑی دیر بعد فریزر صاحب کا یہہ پیغام آیا کہ دو توپین بھیجدی جائین اور قلعہ دار کا یہہ پیغام آیا کہ
دو پالکیان بھیجی جائین جنمین دو لیڈیان جو انکی یہان ہین بیٹھکر میرے محل شاہی مین جائین مین نے
پالکیان فوراً بھیجدین اور توپون کے بھیجنے کا حکم دیا اسکے تھوڑی دیر بعد مین نے سُنا کہ پالکیان
وہان پہنچنے نہ پائی تھین کہ فریزر صاحب اور قلعہ دار اور دونو لیڈیان یہہ سب مارے
گئے۔ کچھ دیر نہین ہوئی کہ باقی سپاہی دیوان خاص مین گھس آئے اور دیوان خاص کے
صحن مین ان کا ہجوم ہوا اور تسبیح خانہ مین مجھے گھیر لیا اور سب طرف سنتری بٹھادیئے مین نے
انسے پوچھا کہ تمہارا مقصود کیا ہے تم یہان سے چلے جاؤ۔ اسکا جواب انہون نے یہہ دیا
کہ آپ چپ چاپ تماشا دیکھتے رہیئے کہ ہم اپنی جانون پر کھیل گئے ہین اور اب جو ہماری
طاقت مین ہے وہ کرین گے۔ مین اس خوف سے کہ وہ مجھے مار نہ ڈالین چپ رہا اور اپنے
زنانخانے مین چلا گیا۔ شام کے قریب یہہ دغاباز کچھ انگریزون اور میمون کو جو انہون نے
میگزین مین گرفتار کیئے تھے لائے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا مین نے انکو سمجھایا کہ ان کو
مارو نہین انہون نے پھر سے کہنے کو اسوقت مان لیا کہ انکو قتل نہین کیا مگر ان باغیون نے

انکو اپنی ہی حراست مین مقید رکھا پھر اسکے بعد انہون نے دو دفعہ ان فرنگی قیدیون کے
مارنے کا قصد کیا مگر مین نے انکو اس قصد سے منت سماجت کر کے باز رکھا اور قیدیونکی
جانون کو بچا لیا۔ لیکن آخیر دفعہ ہرچند مین نے انکی منت سماجت کی کہ فرنگیون کو قتل نہ کرو
مگر انہون نے میری ایک نہ سُنی۔ ان بیچارے قیدیون کو قید خانہ سے لا کر مار کر اپنا
ارادہ پورا کیا مین نے اس قتل کا حکم نہین دیا۔ مرزا مغل و مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر
اور میرے خاص ملازم بسنت نے جو باغیون سے ملے ہوئے تھے اس قتل کے لئے میرا
نام لیا ہو مگر مجھے جہان تک علم ہے انہون نے میرا نام نہین لیا۔ مین یہ جانتا ہون کہ میرے
مسلح سپاہی نافرمانی کر کے اس قتل مین شریک ہوئے ہون اگر انہون نے ایسا کیا ہو تو
مرزا مغل کی تحریک سے کیا ہوگا۔ جب وہ قتل کر چکے تو مجھے اسکی اطلاع کچھ کسی شخص نے
نہین دی۔ بعض گواہون نے جو اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ میرے ملازم فریزر صاحب
اور قلعہ دار کے قتل مین شریک تھے تو مین انکا جواب یہ دیتا ہون کہ مین نے انکو اس کام کے کرنیکا
حکم نہین دیا۔ اگر انہون نے یہہ کام کیا تو اپنی مرضی سے کیا ہوگا مجھے نہ اسکا علم ہوا نہ اسکی کوئی
اطلاع مجھے دی گئی۔ میرا خدا شاہد ہے۔ مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ مین نے حکم نہین دیا
کہ مسٹر فریزر یا کوئی اور فرنگی قتل کیا جائے۔ مکند لال اور اور گواہون نے جو یہ کہا ہے کہ مین نے
یہہ حکم دیا وہ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان نے یہہ حکم دیا ہو تو تعجب نہین
وہ باغی سپاہیون سے ملے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد باغی سپاہی مرزا مغل و مرزا خضر سلطان
و مرزا ابوبکر کو میرے پاس لائے اور انہون نے کہا کہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ یہہ شاہزادے
ہمارے افسر مقرر کیئے جائین مین نے انکی یہہ درخواست نامنظور کی لیکن جب سپاہیون نے
اسپر اصرار کیا اور مرزا مغل بھی غصہ ہو کر اپنی ماں کے گھر مین چلا گیا۔ مین سپاہیون کے خوف کے
مارے اس معاملہ مین خاموش رہا تو طرفین کی رضامندی سے مرزا مغل سپاہ کا کمانڈر انچیف
مقرر ہوا۔ احکام جنپر میری مہر اور دستخط مین انکا اصل حال یہ ہے کہ اس دن سے کہ سپاہی
آئے اور انہون نے انگریزی افسرون کو قتل کیا انہون نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا اور مین
انکے بس مین بالکل ایسا ہو گیا کہ جن کاغذات کو وہ مناسب جانتے تھے تیار کراتے تھے اور

انکو میرے پاس لاتے تھے اور مجھے مجبور کرتے تھے کہ مین انپر دستخط اور مہر کر دیتا تھا۔ بعض اوقات وہ احکام کا مسودہ لاتے تھے اور میری منشی سے صاف کرا کے لے جاتے تھے۔ بعض اوقات وہ اصلی نسخے لاتے تھے جنکو وہ بھیجتے تھے اور انکی نقل دفتر مین رکھتے تھے۔ اسواسطے بہت سے مسودے مختلف ہاتھون کے لکھے ہوئے شامل مثل ہین اکثر خالی ملفوفات کے اوپر مہر کر لیتے تھے جنپر یہ نہین لکھا ہوتا تھا کہ وہ کس پاس بھیجے جائینگے۔ مجھے معلوم نہین کہ انہون نے ان لفافون مین کیا کاغذات ملفوف کیئے اور کن لوگون پاس بھیجے۔ مثل مین ایک عرضی شامل ہے جو کلنڈل کی طرف سے کسی مجہول گروہ کی طرف خطاب نہین کی گئی ہے۔ اسمین تفصیل متعدد احکام کی ہے جو ایک تاریخ مین جاری کئے گئے ہین۔ اس فہرست مین صاف صاف خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ بہت سے احکام کتنے آدمیون کی ہدایت سے لکھے گئے ہین اور کتنے احکام ایک ہی شخص کی ہدایت سے مرقوم ہوئے ہین اور علے ہذا القیاس۔ مگر ان مین کوئی حکم میرے نام سے نہین لکھا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگون نے چاہا اپنی طرف سے اپنے دلخواہ احکام لکھائے۔ بغیر اسکے کہ مجھ سے انکی اجازت لی ہو بلکہ ان کے مطلب پر بھی مجھے مطلع نہین کیا۔ مین اور میرے سکرٹری اس باب مین اپنی جانون کے خوف کے مارے کچھ کہہ نہین سکتے تھے اور جن عرائض پر میرے احکام اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہین انکی نسبت بھی میری یہی گزارش ہے۔ جب کبھی سپاہی یا مرزا مغل یا مرزا خضر سلطان یا ابوبکر کوئی عرضی لاتے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ سپاہ کے افسرون کو لاتے اور جن احکام کو وہ چاہتے اسکو جدا کاغذ پر لکھکر لاتے اور مجھے مجبور کرتے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے عرائض پر لکھ دون بس اسطرح نوبت یہان تک پہنچی کہ انکا یہہ کہنا مجھے سننا پڑا کہ اگر مین انکی درخواستون پر توجہ نہین کرونگا تو پچھتاؤنگا۔ انکے خوف کے مارے مین کچھ نہین کہہ سکتا تھا اسکے سوا وہ میرے ملازمون پر یہہ تہمت لگاتے تھے کہ وہ انگریزون کے ساتھ خط و کتابت و سازش رکھتے ہین۔ خاصکر میرا حکیم احسن اللہ خان اور محبوب علی خان اور میری بی بی زینت محل۔ جنکو وہ کہتے تھے کہ ہم انکے ان کامون کے کرنے کے سبب سے مار ڈالینگے۔ چنانچہ ایک دن انہون نے میرے حکیم کے گھر کو واقعی لوٹ لیا اور اسکو قید اس ارادہ سے کر لیا کہ اسے مار ڈالین لیکن وہ بڑی میری منت سماجت کرنے سے

اس اپنے ارادہ سے باز رہے مگر پھر بھی اسکو مقید رکھا اسکے بعد بھی میرے اور ملازمون کو
مقید کیا۔ مثلاً شمشیر الدولہ والد زینت محل کو پھر انہون نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ مجھے معزول کرینگے
اور مرزا مغل کو بادشاہ بنائینگے۔ ایسی صورت مین یہ بات نہایت تحمل و تامل سے غور کرنی چاہیے
کہ مجھے کسی طرح کے اختیارات کیا تھے اور کونسی وجہ تھی کہ مین انسے مطمئن ہوتا؟ افسران سپاہ کی نوبت
یہانتک آگئی تھی کہ وہ درخواست کرتے تھے کہ مین اپنی بی بی زینت محل کو ان کے حوالہ کردون
کہ وہ اسکو مقید کرین اسکو یہہ کہتے تھے کہ وہ انگریزون سے دوستانہ تعلق رکھتی ہے اگر
مجھے حکومت ایسی حاصل ہوتی کہ مین اپنے اختیارات کو کامل طور سے کام مین لاسکتا تو کیا اپنے
طبیب حکیم احسن اللہ خان اور محبوب علی خان کو مقید ہونے دیتا اور اپنے حکیم کا گھر لوٹنے دیتا؟
باغیون نے اپنا کورٹ (کچہری) جدا بنا رکھی تھی وہ اپنے تمام معاملات اور مقدمات پر غور
و مباحثہ کیا کرتے تھے اور کورٹ کی کونسل مین جو امور طے پاتے تھے وہ اختیار کرتے تھے۔ مین
کبھی انکی اس مجلس مشورہ مین شریک نہین ہوا۔ بس انہون نے بغیر میری اطلاع کے یا حکام کے
بہت سے خاص آدمیون کے سوا کئی محلون کو لوٹ لیا۔ جن آدمیون کو انہون نے چاہا مار ڈالا
مقید کیا لوٹ لیا اور سوداگرون و معزز رئیسون اور ساہوکارون سے جسقدر روپیہ چاہا زبردستی
ڈنڈ لیا اور اس روپے کو وہ اپنے کام مین لائے۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ باغی فوج نے کیا۔
مین انکے بس مین تھا کیا کرسکتا تھا؟۔ انہون نے یکایک آنکر مجھے مقید کرلیا مین بیچارہ بے بس
بیکس تھا مین انسے ایسا خوف زدہ ہوگیا تھا کہ وہ جو چاہتے تھے مجھے کرنا پڑتا تھا۔ اگر انکا کہنا نہ کرتا
تو وہ مجھے مار ڈالتے اس بات کو سب جانتے ہین۔ میرے اہلکارون کو اپنی جان بچنے کی امید
نہ تھی مین تو باغیون کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اپنی جان سے عاجز ہوگیا تھا کہ مین نے ارادہ کرلیا
تھا کہ فقیر بنکر گیروا کپڑے پہن لون اور قطب صاحب کی درگاہ مین جا بیٹھون اور پھر اجمیر چلا جاؤن
اور پھر آخر کو مکہ کا سفر کرون مگر سپاہی مجھے اس کام کو بھی نہین کرنے دیتے تھے۔ یہی سپاہی تھے
کہ جنہون نے گورنمنٹ کا میگزین اور خزانہ کو لوٹا تھا۔ اور جو ان کے دل مین آتا تھا وہ کام
کرتے تھے مین نے انسے کوئی چیز نہین لی اور نہ انہون نے اپنی لوٹ مین سے مجھے کچھ دیا۔ وہ
ایک دن زینت محل کی حویلی پر لوٹنے کے ارادہ سے چڑھ گئے لیکن وہ حویلی کے دروازہ کو توڑ

نہ سکے پس اس حالت کے موافق یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر سپاہی میرے زیر فرمان ہوتے یا مین انکے ساتھ سازش کرتا تو یہہ واقعات کس طرح وقوع مین آ سکتے تھے؟ ان باتونکے علاوہ یہہ بات خیال کرنے کی ہے کہ نہایت غریب آدمی سے بھی کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ تو اپنی بی بی کو میرے حوالہ کر کہ مین اسکو مقید رکھون۔ حبشی قمبر کی نسبت گزارش یہ ہے کہ اسنے مکہ حج جانے کے لیئے مجھ سے رخصت لی مین نے اسکو ایران نہین بھیجا نہ مین نے شاہ ایران کو کوئی خط لکھا بعض آدمیون نے یہہ جھوٹی افواہ اڑادی۔ محمد درویش کی عرضی کوئی میری تحریر نہین ہے کہ اسپر اعتبار کیا جائے۔ اگر کسی میرے یا میان عسکری کے دشمنون نے یہہ عرضی بھیجی ہو تو اسپر اعتبار کرنا نہین چاہیئے۔ باغی فوج نے میرے ساتھ یہہ برتاؤ رکھا کہ اسنے کبھی مجھے سلام کیا نہ اسنے کوئی اور تعظیم کی وہ میرے دیوان خاص اور تسبیح خانہ مین جوتیان پہنے آتے تھے۔ مین اس سپاہ پر کیسے اعتماد کرسکتا تھا۔ جسنے اپنے خداوندان نعمت کو قتل کیا ہو؟ جیسا انہون نے انکو قتل کیا تھا ایسا ہی انہون نے مجھے مقید کیا تھا کہ میرے نام کی آڑ مین جو کام چاہین اسکو کرین۔ مین نے یہہ حال دیکھ کر سپاہ نے اپنے ولی نعمتون کو اور ذوی اختیار حاکمونکو قتل کر ڈالا ہے۔ مین بیچارہ جس پاس سپاہ ہے نہ خزانہ ہے نہ اسباب حرب وضرب کا ذخیرہ ہے نہ توپ خانہ ہے انکا مقابلہ کیا کر سکتا تھا اور انکی مرضی کے برخلاف انتظام کیا کرسکتا تھا؟ مگر مین نے انکی امداد کسی طرح نہین کی۔ جب باغی سوار آئے تو مین نے زیر جھروکہ قلعہ کے دروازہ بند کرادیئے جنپر مجھے اختیار تھا اور قلعہ دار کو مطلع کیا کہ یہہ واقعہ پیش آیا ہے اور اسکو باغیونکے درمیان جانے سے روکا۔ مین نے قلعدار کی درخواستون کے موافق دو پالکیان لیڈیونکی سوار ہونے کے واسطے اور دو توپین قلعہ کے دروازون کی محافظت کے لیئے بھیجدین اور اس رات کو سانڈنی سوار کے ہاتھ اپنا شقہ لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی پاس بھیجدیا۔ جسمین اس شورانگیز واقعہ کا حال تحریر کیا۔ جب تک مجھے اختیار تھا جو کچھ مجھ سے ہوسکتا تھا مین نے کیا۔ مین شہر مین سوار ہوکر اپنی خوشی سے جلوس کے ساتھ نہین گیا مین بالکل سپاہ کے بس مین تھا جو اسکا جی چاہتا تھا اسکو بالجبر مجھ سے کراتی تھی۔ مین نے جو چند آدمی ملازم رکھے وہ اپنی جان کی محافظت کے لیئے رکھے تھے۔ مجھے باغی سوارون

اور سپاہیون سے خوف لگتا تھا۔ جب یہہ سپاہ بھاگنے لگی تو مین بھی پوشیدہ قلعہ کے دروازون سے نکلکر ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا۔ اس مقام سے مین اس شرط کے ساتھ کہ میری جان کو امان دی جائیگی بلایا گیا مین نے اپنے تئین فوراً گورنمنٹ کے حوالہ کر دیا۔ باغی سپاہ مجھے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھی لیکن مین نے انکے ساتھ جانا نہ چاہا جو کچھ مین نے خود لکھایا ہے اس مین ذرا جھوٹ نہین ہے کہین سچ سے انحراف نہین کیا ہے۔ خدا میرا شاہد ہے اور وہ جانتا ہے کہ مین نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہی مجھے یاد ہے مین نے اول ہی بحلف کہا تھا کہ مین بے کم و کاست راست راست بیان لکھاؤن گا وہی مین نے کیا ہے۔ دستخط بہادر شاہ۔

ان دستخطون کے بعد یہہ عبارت اور اضافہ کی گئی۔

جس حکم کی نقل شامل مثل ہے۔ اور اس مین مرزا مغل سے مین نے سپاہیون کی حرکتون کی شکایت کی ہے جنکے سبب سے مین نے قطب صاحب اور وہان سے مکہ جانے کا قصد ظاہر کیا ہے مجھے یاد نہین کہ مین نے یہہ حکم جاری کرایا ہو۔ حکم مذکور اردو زبان مین لکھا ہوا ہے اور میرے دفتر مین کل احکام اور کام فارسی زبان مین لکھے جاتے ہین۔ بس مین نہین جانتا کہ یہہ حکم میرے دفتر کے قاعدہ کے مخالف کس طرح داخل ہو گیا۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا مغل نے یہہ دیکھکر کہ مین سپاہ کے ہاتھ سے تنگ ہو کر ایسا حیران پریشان ہوا ہون کہ تارک الدنیا ہونے کا اور فقیری اختیار کرنے کا اور مکہ چلے جانے کا ارادہ کیا ہے تو اسنے یہ حکم اپنے دفتر مین لکھایا ہو اور میری مہر اسپر لگائی ہو۔ بہرنہج میرا سپاہ سے ناراض ہونا اور بالکل مایوس بے بس ہونا اس حکم مذکور سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اس سے میرے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ بلحاظ اور کاغذات کے سوا کاغذات مذکور کے جو شامل مثل ہین جیسے کہ گلاب سنگھ کے نام مراسلہ پر اور بخت خان کی عرضی کی نقل پر جو احکام دستخطی اور اپنر میری مہر لگی ہوئی ہے وہ یاد نہین لیکن ابھی مین نے بیان کیا ہے کہ سپاہ کے افسر جو احکام چاہتے تھے لکھاتے تھے جنکا مجھے علم تک نہین ہوتا تھا انکے مستند کرنے کے لیے اپنر میری مہر ثبت کر لیتے تھے۔ مین اپنے دل سے یقین کرتا ہون کہ بخت خان کی عرضی پر اور

اور عرائض پر مجھے مجبور کر کے احکام اپنے حسب دلخواہ لکھا لیتے ہونگے۔

دستخط بہادر شاہ۔

ایڈوکیٹ نے جرائم کے ثبوت مین دلائل تحریر کین جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ عدالت کے روبرو جو شہادت پیش ہے اس کے موافق میری رائے یہ ہے کہ قیدی دہلی کے معزول بادشاہ محمد بہادر شاہ پر جو الزامات لگائے گئے بعض انمین سے بالکل بعض بالجز ثابت ہین اس لیئے وہ مجرم ہے ان جرمون کے ثبوت کے سبب سے بہادر شاہ جلاوطن کیا گیا وہ اپنے دو بیٹون جوان بخت و عباس شاہ اور دو بی بیون زینت محل اور تاج محل کے برہما کو روانہ کیا گیا۔ تاج محل کلکتہ سے واپس چلی آئی۔ جب بادشاہ دہلی سے ایک ڈولی مین سوار ہو کر گورون کے پہرون مین منزل بمنزل روانہ ہوا ہے تو راہ مین ان لوگون کے گھر مین ماتم تھا جو اس کے باپ دادا کی دی ہوئی اراضی سے اب تک روٹی کھاتے تھے بہادر شاہ کا ۷۔ نومبر ۱۸۶۲ء کو نواسی (۸۹) سال کی عمر مین پیغام اجل آیا۔ اب برہما مین اسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا۔ مگر اب تک اسکا کلام یادگار ہے۔ ہندوستان مین بہت جگہہ اسکی غزلین محفلون مین گائی جاتی ہین اسکی ایام غدر کی ان باتون کا ذکر بھی بہت دنون تک دہلی مین ہوتا رہا کہ جب ہندو اس پاس فریادی جاتے کہ مسلمان ہم کو ستاتے ہین تو وہ مسلمانون کو ہدایت کرتا کہ تم ہندوؤن کو ستاؤ نہین جیسے تم میری ایک آنکھ ہو ایسے میری دوسری آنکھ ہندو ہین۔ جب سپاہ نے دلی کے مہاجنون اور مسلمان دولت مندون کو بہت تنگ کیا تو اسنے تین دفعہ سپاہ سے کہا کہ میرا اور میری بی بی کا تمام زیور لیکر اپنے کام مین لاؤ اور میرے شہر کو مت ستاؤ۔

باب ہفتم

لارڈ کیننگ کی پولیسی اور واقعات کلکتہ

اب یہ ضرور ہے کہ ان چند گذشتہ مہینون کا حال سرکار والا اقتدار کی دار السلطنت کلکتہ کا بھی ہم لکھین

لارڈ کیننگ کی اس ابتدائی زمانہ کی کارروائیان

دہلی کے فتح ہونے کے چند روز بعد دھوکہ دینے والی امیدون سے لارڈ کیننگ باہر نکل آئے۔ جو انگریز اس ملک کے حال سے خوب آگاہ تھے اور انکی رائین بڑی مستند سمجھی جاتی تھین اُن سے مقابلہ کرنے کی قوت لارڈ کیننگ مین نہین تھی اِن انگریزون نے انکو یہہ یقین دلایا کہ غدر کی خرابی جو پھیلی ہے وہ جلد رفع ہو جائیگی۔ کولون صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی نے ۱۶۔ مئی کو ان پاس تار بھیجا کہ جو طوفان اٹھا تھا اس کی برائی دور ہوگئی ہے اور واقعات کی صورت جلد اچھی ہونے کو ہے۔ پھر انہون نے ۲۰ مئی کو ان پاس تار بھیجا جس مین کمشنر گریٹ ہیڈ صاحب کے یہہ الفاظ نقل کیئے کہ یہ بے باکانہ فساد جو ہوئی اسکا چند روز مین خاتمہ ہو جائے گا۔ لارڈ کیننگ کو ان پیشین خیالی باتون سے مطمئن ہو کر اپنی محافظت سے دست کشی نہین کرنی چاہتے تھے انکے لیئے یہہ بُرا وقت تھا کہ وہ اپنی رفعت شان ایسے دکھلاتے کہ جس سے ثابت ہوتا کہ وہ بیشک ہندوستان کے گورنر جنرل ہین۔ اگرچہ انہون نے ایسے وقت اپنی ذاتی دلاوری اور مردانہ تحمل کا نمونہ دکھایا جس مین کلکتہ کے بعض انگریزی باشندے شمال مغرب سے وحشتناک خبرون کے آنے سے نامرد ہوگئے تھے مگر بعض انکے معتقدین کے دل پر بھی یہی نقش جما ہوا تھا کہ وہ اس وقت کے لیئے مرد میدان نہین تھے۔ بغاوت اور قتل کی نئی نئی خبرین آتی تھین مگر انکو یہہ یقین نہین آتا تھا کہ کل سپاہ سرکار سے برگشتہ و باغی ہوگئی ہے۔ اگرچہ وہ گورون کی سپاہ کچھ کلکتہ مین آتی گئی اس کو جلد جلد ممالک شمالی و مغربی مین روانہ کرتے گئے اور ۶۔ جون کو ایک ایکٹ پاس کیا کہ جو لوگ امن و عافیت مین خلل انداز ہون انکی سرسری تحقیقات کر کے سول اور ملیٹری افسر سزا دیدین جس سے عجیب اختیارات ان افسرون کو حاصل ہوگئے۔ لیکن انہون نے بنگال اور دارالسلطنت کی محافظت کے لیئے کوئی تدبیر نہین کی۔ کلکتہ مین صرف انگلش ہی نے نہین بلکہ ہر قسم اور قوم کے عیسائیون نے دیکھا کہ بڑا خوف و خطر ہے تو مئی کے تیسرے چوتھے ہفتے مین ٹریڈ ایسوسی ایشن (جماعت تجار) نے اور فری میسن گروہ نے اور ارمنی اور فرانسیسی باشندون نے اپنی خیر خواہی کا منشا دی ہونا اپنے ایڈرسون مین ظاہر کیا اور شہر کی محافظت کے لیئے خدمتون کے کرنے کی درخواستین دین لیکن گورنمنٹ نے انکی درخواستون کو نامنظور کیا۔ ۲۵ مئی کو مسٹر سیٹن

سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ نے فرانسیسی کونسل اور فرانسیسی باشندون کی درخواست کے جواب مین جو انہون نے سرکار کی خیرخواہی کی ندا ہونے کی دلیل تھی لکھا کہ کلکتہ سے چھ سو میل تک سب طرح خیریت ہے ایک بے اصل خوف سے جو خلل پیدا ہوا تھا وہ دور کر دیا گیا ہو جسے امید ہے کہ چند روز مین کل پریسیڈنسی مین گورنمنٹ کا اعتبار اور امن امان بحال ہو جائیگا۔ غرض انہون نے وہ اطمینان دکھایا جو کولون کے حال کے تارون مین بھی نہ تھا۔

سکرٹری کی اس چھٹی پر شہر کے بعض خیر اندیش باشندون نے سخت اعتراض کیئے انہون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ وولنٹیرون کی خدمات سے استفادہ حاصل کرتا تو بالکل ایک رجنٹ کو باغیون سے مقابلہ کرنے کے لیئے فرصت ملجاتی اور اگر وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہیون سے مستعدی کے ساتھ ہتھیار لے لیتا تو وہ یوروپین سپاہ جو برگشتہ سپاہ کی نگہداشت کر رہی ہے اور جس سے کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کانپور جانے کے لیئے فراغت پاتی۔ اور وہان جاکر انگریزون کی تکلیف مین تخفیف کرتی۔ لیکن لارڈ کیننگ کو یہہ اعتبار نہ تھا کہ وولنٹیر کسی کام کے ہونگے پچھلے واقعات سے ثابت ہوا کہ یہہ یقین انکا غلط تھا وہ بارک پور اور دانا پور کی رجمنٹون سے ہتھیار اس لئے نہین لیتے تھے کہ انکو یہہ ڈر لگتا تھا کہ اس ہتھیار لینے سے ان چھاونیون مین برانگیختگی پیدا ہو گی جہان عیسائیون کی جان بچانے کے لیئے گورے سپاہی کا نام نہین تھا کہ وہ کالون کے انتقام لینے سے انکو بچاتا۔ سوا اس کے وہ اکثر ان وعدون پر یقین کرتا تھا جو وہ اپنی خیرخواہی اور جان نثاری کے ہوشیاری سے کرتے تھے۔ ان دلائل مین سے اول دلیل بظاہر پسندیدہ معلوم ہوتی تھی مگر وہ صحیح نہین تھی لارڈ کیننگ کو آخر کار بارک پور کے سپاہیون سے ہتھیار لینے پڑے اور اسکے جن برائیونکا ان کو خوف تھا کوئی نہین واقع ہوئی۔ اسکے برخلاف دانا پور کے سپاہیون سے جو ہتھیار نہین لئے گئے ان سے وہ برائیان وقوع مین آئین جنہین مبالغہ کرنا مشکل ہے۔ سپاہ کے اقرارون کے اعتبار کرنے مین وہی اکیلے نہ تھے بلکہ رجمنٹون کے تمام افسر بغیر کسی استثنا کے اپنے سپاہیون پر اعتماد اور اعتبار کرتے تھے۔ وہ سپاہ کے ساتھ مدتون تک رہے تھے وہ ان کے کام کاج سے دلچسپی رکھتے تھے وہ انہین احسانمند ہونے کی بہت سی علامتین دیکھتے تھے اور بعض صورتون مین

بغیر کسی اپنے سود و غرض کے جان نثار خیر خواہی دیکھنے تھے - بہت سی لشکر کشیون مین انکا ساتھ وہ شریک ہوتے تھے - انکے سبب سے بہت سی فتوح حاصل ہوئی تھین وہ شکست کی حالتون مین اپنے افسرون کی پژمردہ عزمون کو شگفتہ کرتے تھے اس لیئے یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ چند ہی افسر ایسے پیش اندیش و دوربین تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سپاہ کا عزم سرکشی کا ہے - کرنیل جنکے پاس ہر روز کی ڈاک خبر بد لاتی تھی کہ انکے گروجمنٹین اپنے افسرون سے بغاوت کرتی جاتی ہین بلکہ بغاوت پر یہہ طرہ اور چڑہاتی ہین کہ افسرون کو قتل کرتی ہین مگر وہ اسی دہوکہ مین رہے کہ ان کی خاص سپاہ خیر خواہی رہیگی - اعتقاد اسکا جب ہی دل سے دور ہوا کہ سپاہیون کی گولیان ان کے بچون کی چہاتی مین آلگر بیٹھین - اگر ان افسرون کو اپنے رجمنٹون پر اعتبار ہوتا تو چندان تعجب نہ تھا زیادہ تر تعجب خیز امر تاریخ بغاوت مین یہ ہے کہ لارڈ کیننگ جو سپاہ کی صحبت مین نہین رہا تھا وہ ان سپاہ کے افسرون کے ساتھ اس اعتبار مین شریک تھا - جو لوگ ان کو سپاہ سے ہتھیار لینے سے انکار کرنے پر اور والنٹیرون کی درخواست کے نامنظور کرنے پر طعن و تشنیع کرتے تو وہ ان خیالات پر لحاظ نہین کرتے جو لارڈ کیننگ پر اثر کرتے تھے اور اسکے برخلاف انکے حامی یہہ نہین دیکھتے تھے کہ ان خیالات کے جائز رکھنے نے ثابت کیا کہ انہون نے اور معزز مدبران ملکی کے ساتھ شریک ہوکر غلطی کی - ایک مشہور مورخ جو والنٹیرون کی درخواست کے نامنظور کرنے کی اس وجہ کی حمایت کرتا ہی کہ خوف کے وقت مین ان مین سے دس مین نو اپنے کنبے اور مال کے بچانے کی خاطر گھر سے باہر نہین نکلینگے اور اپنی کمپنیون سے جاکر نہین ملینگے مجبور ہوکر یہہ مانتا ہے کہ پیچھے جب ان کی درخواست کو ضرور منظور کرنا پڑا تو انہون نے سرکار کی عمدہ خدمات نمایان کین - یہی مورخ لارڈ کیننگ کی پولیسی کو جو بعد وقوع واقعہ غلط ثابت ہوئی لعنت ملامت کرنے کو بیہودہ و بیجا جانتا ہے وہ اس بات کو بھول گیا کہ ہندوستان مین اور مدبران ملکی تھے جنہون نے اول ہی سے وہ پولیسی اختیار کی جسکی صورت کو انہون نے اپنی پیش بینی سے دیکھ لیا تھا اور وہ بعد وقوع واقعہ صحیح ثابت ہوئی - کیننگ صاحب نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے ضروری نہین تھا کہ وہ اپنی جان نثاری و خیر خواہ ہونے کا اقرار کرتے تھے - اسکا اعتبار کرنا چاہیئے تھا - جان لارنس نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے ضرور تھا کہ

انکی خیرخواہی کے اقرارون کا اعتبار نہین تھا بس اگر یہہ بیجا ہے کہ کیننگ پر یہہ الزام لگایا جائے کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا غلط الرائے ہونا ثابت ہوا تو یہہ بھی بیجا ہے کہ لارنس کی تعریف کی جائے کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا صحیح الرائے ہونا ثابت ہوا۔ کیننگ نے اب تک اس بڑی سچی بات کو دل نشین نہین کیا تھا کہ ایک مٹھی بھر انگلش مین لاکھون بدخواہ اہل ایشیا کو اس طرح روک سکتے ہین کہ ابتداہی مین انکے برخلاف بہادرانہ کام کرین اور یہہ پورا اعتماد رکھین کہ انکو ایسا خوف زدہ کرسکتے ہین کہ جسکے سبب سے ان کے دلین یہہ خیال ہی نہین پیدا ہو کہ انکے ولی نعمتون مین وہ مادی قوت نہین ہے کہ اپنی حکومت کے اظہار کو نہ سنبھال سکین۔ غیر محفوظ چھاونیون مین جو لارڈ کیننگ نے عیسائیون کی جان بچانے مین زیادہ امداد نہین کی تو اسکا سبب یہہ نہین تھا کہ انکو انکے ساتھ ہمدردی نہین تھی بلکہ انہون نے نہ دل سے اسکا افسوس ظاہر کیا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ انکی امداد کرتے انکا یہہ یقین حق تھا کہ سلطنت کے بچانیکا فرض انکا خاص آدمیون کی جان بچانے پر مقدم و زیادہ ضروری تھا انہون نے وہ کل سپاہ بھیجی جبکہ وہ بچا کر بھیج سکتے تھے کہ وہ ان مقامات کو بچائین جنکا پولیٹکل اور ملیٹری لحاظ سے بچانا ضرور ہے۔ اگر وہ وقت پر کلکتہ مین والنیٹر کو بھرتی کرلیتے اور بارک پور اور دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لے لیتے تو کانپور کی جاہ کی حکایت نہین سُنی جاتی یہہ ایک فرضی خیال ہے جسکا واقع ہونا لازمی نہین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگر فورٹ ولیم کی کل سپاہ حصار نشین بھیجنے کے لئے بچ سکتی تو بھی ایسے وسائل نہین تھے کہ ایک سپاہی بھی اس سپاہ سے زیادہ بھیجا جاسکتا جو کانپور کی ریلیف کے لیئے بھیجے گئے تھے۔

صرف کلکتہ کے شہر ہی مین آدمی دوست نہین تھے جنکی امداد کی درخواست کو گورنر جنرل نے نامنظور کیا بلکہ ریاست نیپال مین اسوقت نامور جنگ بہادر اصل مین حکمرانی کررہا تھا وہ بڑا ہوشیار وزیر تھا جو آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کی سیر کو بھی گیا تھا۔ جب ہندوستان کو واپس آیا تو برٹش قوت کے اعتقاد کو اپنے ساتھ لایا۔ جسوقت سے کہ غدر ہوا تھا اسکو یقین تھا کہ آخر کو انگلش اپنی برتری کو دوبارہ قائم کرلین گے اسنے میجر رام سے رزیڈنٹ کاٹھ مانڈو سے درخواست کی کہ وہ گورکھون کی سپاہ برٹش گورنمنٹ کو مستعار دے۔ رام سے صاحب نے چندروز

نیپال

اس درخواست پہ تامل کیا - پھر انکو یہہ علم ہوا کہ گورنر جنرل نے ہنری لارنس صاحب کو
اجازت دی کہ اگر گورکھے سپاہ تمہاری اعانت کرنے کے لیئے پیش کرین تو وہ ان سے مستفید ہو
اس نظر سے رام سے صاحب نے جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر جنگ بہادر کی اس درخواست
کو منظور کرلیا اور لارنس صاحب اور جنرل لوائیڈ کمانڈر قسمت داناپور کو اطلاع دی کہ وہ
سپاہ کے وستے انکی کمک کے لیئے بھیجنے کو ہے - ۱۵ - جون کو اول ایک ہزار گورکھے سپاہی
تنومند و توانا کاٹھمانڈو سے روانہ کیئے - صرف دو روز بعد فورین سکرٹری ایڈمنسٹر کا
یہہ حکم پہنچا کہ اگر گورکھے سرحد سے پرے نہ گذرے ہون تو وہ انکو واپس بلالے - رام سے
صاحب نے حکم کی تعمیل کی - پہاڑکی ترائی کی خراب آب و ہوا کے سبب سے اس سپاہ نے
بیماری کی بڑی تکلیف اٹھائی لیکن لارڈ کیننگ صاحب کے تلوّن نے پھر ان گورکھون کو یہی
تکلیف دی کہ ابھی وہ کاٹھمانڈو پہنچنے نہ پائے تھے کہ انہون نے رزیڈنٹ کو حکم بھیجا کہ وہ جنگ بہادر
سے درخواست کرے کہ وہ تین ہزار گورکھے لارنس صاحب کی کمک کے لیئے بھیجدے -

جنگ بہادر کی طرح کلکتہ کے خیرخواہ شہریون نے پھر اپنی درخواست والنٹیر ہونیکی
پیش کی جو پہلے حقارت کے ساتھ نامنظور ہوچکی تھی - جب سے کہ سکرٹری بیڈن نے فرانسیسی
باشندون کی مخاطبت مین کلکتہ کے گرد چھ میل تک امن امان ہونے کو بیان کیا اخبار نویسون
نے لارڈ کیننگ پہ زور ڈالا کہ وہ والنٹیر کی درخواست کی نامنظوری کو واپس لے - لیکن انکے
کان پہ جب تک جون نہ چلی کہ جان گرینٹ ممبر کونسل نے یہہ نہ بتلایا کہ دارالسلطنت کے گرد اتنے
دشمن موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے بارک پور مین ساڑھے تین رجمنٹین جنمین سے آدھے تو
بڑے بگڑے و بپھری بیٹھے ہین اور گارڈن ریچ مین معلوم نہین ایک یا دو یا تین ہزار مسلح
آدمی اور دمدمہ مین امیران سندھ کے سو مسلح آدمی اور شہر کے مسلمانون کی نصف آبادی
اور پھر اس چھ لاکھ باشندون کے شہر کے سارے بدمعاش پھر ان سب کے مقابلہ مین نیم جان
رجمنٹین جنمین سے اکثر کو قلعہ سے باہر جانے کی جرأت نہین اور جسوقت بلوہ فساد ہو تو پولیس سے
بھی امداد کی امید نہین اور فساد اٹھتا ہوا ہمارے قریب چلا آتا ہے اور یہہ بھی اپنا یقین ظاہر کیا
کہ اگر کلکتہ کے کسی بازار مین بلوہ فساد ہو تو اسکا اثر تمام بنگال ہی پر نہین بلکہ وہ ہندوستان کی

نہایت حد درجہ پہنچے گا۔ آخرکار کیننگ صاحب کے سب اعتراضون کو رد کیا تو انہون نے
والنٹیرون کے بھرتی ہونے کو ۱۲۔جون کو منظور کر لیا۔ ان والنٹیرون نے اپنے تمام
ذاتی خیالات کو سرکار کی خدمت کے لیئے چھوڑا نہ دھوپ مین چلنے کا نہ مینہ مین
بھیگنے کا خیال کیا اور فیور کیونا گھ صاحب ٹشون میجر کی ہدایتون پر عمل کرنے سے وہ زورمند
بریگیڈ بن گیا اور پھر ان کے کامون کی سرکولن کیمبل نے وہ تعریف کی کہ لارڈ کیننگ کے
سارے اعتراض اپنے یون ہی دھرے ہی رہے ✣

لارڈ کیننگ نے گو والنٹیرون کے بھرتی کرنے کو ایک بدنمائی سے منظور کیا تھا مگر اس سے
کلکتہ کے شہری آدمی راضی و خوش ہوگئے۔ لیکن دوسرے ہی روز انہون نے ایسا کام کیا
کہ جس سے از سر نو انکی ناراضی اور زیادہ بڑھ گئی جسکی تفصیل ذیل مین ہوتی ہے

اسوقت جو واقعات وقوع مین آتے تھے انکی اطلاع پبلک پریس کو بھی ہوتی تھی۔ پریس
دو قسم کے تھے۔ ایک یوروپین دوسرے ہندوستانی۔ دونو پریس اپنی اپنی اغراض کا گیت گاتے
تھے اپنے کام کی خبر سناتے تھے۔ ایک پریس مین انگریز لکھنے والے تھے دوسرے مین
ہندوستانی۔ دونو کے واسطے گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہی قانون و قاعدہ تھا دونو
پریس کی اغراض ایسی متحد و مشترک ہو گئی تھین کہ یہہ دستور ہو گیا تھا کہ گورنمنٹ کی تدابیر کی
ایک ہی طرح کی دونو حمایت کرتے تھے۔ بہت ہی کم ایسا کوئی موقع آ نکر پڑتا تھا کہ اختلاف آرا ہو
جیسے کہ اس معاملہ مین ہوا تھا کہ ہندوستانی مجسٹریٹون کو ایسے اختیارات دیئے جائین کہ وہ
انگریزون کے مقدمات فیصل کیا کرین۔ انگریز کہتے تھے کہ ہرگز یہہ اختیارات ہندوستانیون کو
نہین ملنے چاہئین۔ ہندوستانی لکھتے تھے کہ ملنے چاہئین۔ تجارت پیشگی کے سبب سے
دونو انگریزون اور ہندوستانیون کی اغراض واحد ہو گئی تھین چنانچہ جب اراضی کا معاملہ
عظیم پیش ہوا تو دونو اس باب مین متفق الرائے تھے۔ غرض گورنمنٹ کے کامون مین دونو
انگریز ہندوستانی انصاف و اعتدال و صداقت سے ایک ہی طرح کی چون و چرا اور نکتہ چینی
کرتے تھے یہہ سچ ہے کہ خاص عہدہ دارون کے معاملات مین ہندوستان کا پریس خواہ
وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی اکثر ایسی تحریرین کرتا تھا جس مین مصالحت کم ہوتی تھی مگر

ایکٹ ۱۵ اخبارون کی آزادی کے منسوخ کرنیکا

مگر حقیقت مین وہ بچھاوڑے کو پھاوڑا ہی کہتے تھے۔ چونکہ ہندوستان مین انگریزی عہدہ دار سخت تربیت کے خوگر نہین ہوتے اور اکثر لیاقت کے استحقاق سے نہین بلکہ مہربانی کے سبب سے اعلے عہدون پر پہنچے تھے تو انکو پریس کی صاف گوئی نہین بھاتی تھی اس سبب سے ان کے سینے مین سخت کینے پیدا ہوتے تھے وہ پریس کے دشمن ہو جاتے تھے۔

جب بغاوت کے ابتدائی واقعات وقوع پذیر ہوئے تو نمبر ۱۹ رجمنٹ پیدل نے برہام پور مین شورش برپا کی تو انگلش پریس نے صاف صاف لکھنا شروع کیا جس سے گورنمنٹ کو تحریک ہوئی کہ فوراً قطعی تدابیر کرنی چاہیئن۔ کئی لکھنے والون نے لکھا کہ برہام پور کا حادثہ ایک چنگاری ہے اگر وہ جلد نہ بجھائی جائیگی تو بھڑک کر شعلہ افشانی کریگی۔ اس باب مین ہندوستانیون کا پریس کم گو اور متامل تھا لیکن اسنے اس امر سے مخالفت نہین کی کہ گورنمنٹ جد وجہد کے ساتھ مخالفت کرے۔ مگر گورنمنٹ نے پریس کی انتباہ کو سُنا نہین۔ گورنمنٹ نے کوئی کام مستعدی و آمادگی سے نہین کیا اور جب کام بھی کیا تو کچھ زور وطاقت سے نہین کیا۔ جب کچھ دیر کے بعد وہ چنگاری بھڑکی تو میرٹھ مین غدر برپا ہوا۔ تو ان انگریزون کو جو اپنی خودرائی سے اندھے نہین ہو رہے تھے دکھائی دیا کہ نہایت وسعت عظیم مین دنگہ فساد بغاوت برپا ہے پھر بھی یوروپین پریس نے بڑی شدومد کے ساتھ لکھا کہ کام مستعدی و جد وجہد سے کیا جائے اور گورنمنٹ کو تحریک دی کہ وہ یوروپین گروہ پر اعتماد کرے لیکن اس موقع پر ہندوستانی پریس نے اپنی طرز کو بالکل بدلدیا غالباً جب اس پریس کے کارکنون نے گورنمنٹ کے کام مین کاہلی دیکھی تو اس بات کا انکو یقین ہوا کہ انگریزون کے فنا ہونے کا وقت ایسا ہی آگیا ہے جیسا کہ انکے باپ دادا کے وقت مین مغلون اور مرہٹون اور سکھون کا آیا تھا۔ ہندوستانی پریس مین بڑا حصہ بنگالیون کا تھا جو اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ تھے مگر سپہ گری سے بالکل نا آشنا تھے اگر ہندوستانی عملداری ہو تو ملک مین نظم ونسق کرنے کی لیاقت ان مین تھی وہ یقین کرتے تھے اگر انگریزی سلطنت جاتی رہی تو انکی امیدین و آرزوئین زیادہ بر آئینگین یہہ انگریزی خیال ہے لیکن ہندوستان مین اگر ہندوستانی عملداری ہوتو انگریزی تعلیم یافتہ آدمیون کو کوئی جھنجی کوڑی کو بھی نہ پوچھے ان مین سے بہت سے یقین کرتے تھے کہ آخر کو انگریزون کو فتح ونصرت ہوگی لیکن وہ بظاہر

اس مین شبہات بیان کرتے تھے خواہ کوئی وجہ ہو مگر اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جب کلکتہ مین میرٹھ کے غدر کی خبر آئی تو ہندوستانی پریس نے اپنی لے بدل دی اسنے گورنمنٹ کے خلاف صاف صاف لکھنا شروع کیا اور اپنی ہمدردی کو سرکشون کے ساتھ عیان کر کے نمایان کیا ابتدا ء جون مین لارڈ کیننگ کو اطلاع ہوئی کہ ہندوستانی پریس نے اپنی جون کو بدل لیا ہے تو پھر انہون نے مع کونسل کے پریس کی آزادی مین مداخلت کرنے کا ارادہ کیا۔ لارڈ کیننگ برخلاف اپنے مصاحبون کے آزاد ملک مین پلے تھے انکی تو عمر بھر کی عادت مین اخبار کی آزادی کا دیکھنا داخل تھا۔ انہون نے انگلنڈ مین دیکھا تھا کہ اس ملک کا قانون کافی ہے کہ پریس کو لائیسنس لینے کی ضرورت نہین۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ دیانت مند گورنمنٹ کا کوئی سچا اوراچھا دوست آزاد پریس اور صاف گو پبلک نکتہ چین سے زیادہ نہین ہے۔ انسے درخواست کی کہ وہ ہندوستانی اخبارون کے اڈیٹرون کو گرفتار کر کے تفتیش کرین تو انہون نے کہا کہ مرض سے بدتر علاج ہے۔ لیکن تھوڑے دنون بعد لارڈ کیننگ کی راے اس باب مین بدل گئی۔ وہ ۱۳ جون کو خود لیجس لیٹو کونسل مین آئے جس سے پہلے کبھی نہین آئے تھے۔ اور چالیس منٹ کونسل کے کمرہ مین بیٹھ کر اس ایکٹ کو پیش بھی کیا اور پاس بھی کیا کہ ہر پرنٹر کو چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ سے اخبار کے لیئے لائیسنس لے اور مجسٹریٹون کو حکم دیدیا کہ وہ جہان مناسب جانین ہر مطبوعہ کاغذ کو بغیر اطلاع روک دین۔ اس ایکٹ مین دونو ہندوستانی اور انگریزی پریس مساوی تھے جسپر انگریز انسے نہایت ناراض ہوئے۔ لارڈ کیننگ نے یوروپین پریس کی نسبت اپنی زبان سے فرمایا کہ جو مین نے ہندوستانی پریس کی نسبت کہا وہ مین یوروپین پریس کی نسبت نہین کہتا مگر مین کوئی مستحکم بنیاد ایسی نہین دیکھتا کہ جسپر ان دونو پریس کے درمیان ایسی حد فاصل بنا دون کہ دونو جدا جدا ہو جائین سوال یہ ہے کہ پریس ایسی تحریرات سے باز رکھا جائے جو شرارت وفساد پر لوگون کو برانگیختہ کرے۔ یوروپین پریس کے انشا پردازون کی خیر خواہی اور فرزانگی کے انسے سے خوش ہوتا ہون مگر مین نے انکے اخبارون مین ایسے فقرے پڑھے ہین کہ وہ یوروپین پڑھنے والون کے واسطے بالکل مضر نہین مگر۔ اس نازک زمانہ حال مین ایسے لوگ ہین کہ انکے معانی تراش کر ہندوستانیون کے کانون تک اسطرح پہنچا سکتے ہین جنسے کہ شور وشر پیدا ہو

اس زمانہ سے کہ پرائینی کے ناک کان ایک مضمون کے لکھنے پر کاٹے گئے تھے کوئی قانون انگلش مدبران ملکی نے ایسا نافذ نہین کیا تھا جسپر لوگون کو ایسا غصہ آیا ہو جیسا کہ اس ایکٹ پر ہمعصر لکھنے والون نے بے شک لوگون کے رنج و غصہ کو مبالغہ سے بیان کیا مگر کلکتہ کے عام قانون دانون کی رائین لارڈ کیننگ کی معاون تھین لیکن اخبار و رسالہ نویسون نے اس ایکٹ پر بڑی لتاڑ کی۔ انگریزی اخبار نویسون کو زیادہ تر برآشفتہ خاطر اس بات نے کیا کہ ایکٹ نے مہذب اخبار نویسان انگلنڈ کے قائم مقامون کو ہندوستانی و غا باز یا وہ نویسون کے ساتھ برابر کر دیا۔

اس ایکٹ پر دو طرح سے نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔ اول بلحاظ پولیسی کے تو وہ بر اس سبب تھا کہ اسکی کچھ ضرورت نہ تھی یہہ سچ ہے کہ ہنری لارنس نے جو ہندوستانیون کو خوب جانتا تھا لارڈ کیننگ سے کہا کہ ہندوستان کا بدخواہ پریس بہ نسبت خیر خواہ انگلش پریس کے کم خوفناک ہے یہہ سچ نہین ہے کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا کوئی غلطی فاش تھی اس سبب سے پریس کو اسپر غصہ آیا اس مین بڑی برائی گھیری تہ مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اس زمانہ مین بلکہ اب تک بھی بعض آدمی یہہ یقین کرتے ہین کہ اس ایکٹ کا اصل منشا یہہ تھا کہ گورنمنٹ ہند جو غلطیان کرے وہ انگلنڈ کے کانون تک نہ جانے پائین

لارڈ کیننگ کو سپاہ کی وفاداری کے ان اقرارون پر اعتبار تھا جو وہ ہوشیاری سے کرتی تھی۔ اس لیئے وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہون سے ہتھیار لینے سے انکار کرتے تھے۔ ۸-جون کو ہیرسی صاحب نے ایک عرضی ان پاس بھیجی کہ نمبر ۴۳ و ۷۰ رجمنٹون کو اجازت دی جائے کہ وہ ان فیلڈ رفلون کو استعمال کرین اب یہہ دیکھنے کی بات ہے کہ ۱۳-جون کو ہیرسی صاحب کا یہہ ٹیلیگرام لارڈ کیننگ نے پڑھا کہ اسی رات بارک پور کی رجمنٹون کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے مجھے فوراً ان سے ہتھیار لینے کی اجازت دیجے انہون نے غمزدہ ہوکر اجازت دی وہ اب تک یہہ یقین کرتے تھے کہ ہتھیار لینا بے ضرورت ہے ۱۴-کو ہیرسی صاحب نے تار بھیجا کہ سپاہ سے ہتھیار لینے مین بالکل کامیابی ہوئی اسی وقت بارک پور کی رجمنٹون کی جو کمپنیان پریسیڈنسی اور دمدمہ مین تھین ان سے بھی ہتھیار لے لیئے گئے

۱۴ جون کا اتوار

بغاوت کی تاریخ مین یہہ اتوار یادگار کے قابل ہے بارک پور کی سپاہیون کے ارادونکی افواہین کلکتہ مین آئین اور بہت سے آدمیون کو یہہ یقین ہوا کہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنے افسرون کو مارکر کلکتہ مین آئے اور شاہ اودھ کی مسلح سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر عیسائیون کو قتل کرے - کلکتہ کے سوداگرون نے ان افواہون کے سننے کے لیئے اپنے کان بند کرلیئے اور اپنی مستقل بہادری کا نمونہ دکھایا - مگر اس نمونہ پر اورون نے علے العموم پیروی نہین کی کونسل کے ممبرون اور اور گورنمنٹ کے سکرٹریون نے کیا اپنے دروازون کو سلاخون سے خوب مضبوط بند کیا یا گھر چھوڑکر جہازون پر پناہ لینے کے لیئے چلے گئے - جب تک ان کو اپنی ذات کو یہہ خطرہ نہ پیش آیا تھا وہ بغاوت کے خیال پر ہنستے تھے اور بہادر افسرون پر طعن کرتے تھے کہ وہ سپاہ کو باغی ہونے دین - ادنے درجہ کے عہدہ دار حیران پریشان پورنگی اور قلعہ کے درمیان میدان مین سرگردان تھے اور قلعہ دار سے التجا کرتے تھے کہ وہ انکو قلعہ مین داخل ہونے دے - یوریشین شہر سے باہر جاکر خیالی دشمن سے حوالی شہر مین پناہ ڈھونڈ لیتے تھے - مفرورین کی گاڑیون اور پالکیون کی قطارون سے بازار بھرے پڑے تھے انہون نے اپنے گھر بدمعاشون کے لیئے چھوڑدیئے تھے مگر چور ان خالی گھرون مین نہین آئے کہ وہ اور ہندوستانی خوف زدہ ہوکر گھرون مین چھپے ہوئے بیٹھے تھے انہون نے یہہ سنا تھا کہ گورے انکی تلاشی کے لیئے آئینگے اور قتل کرڈالینگے - صبح سے لیکر دوپہر کے بعد تک یہہ حال رہا لیکن شام کو یہہ دہشت رفع ہوئی بھاگے ہوئے آدمی اپنے گھرون مین آئے رات خیر سے کٹی دوسرے روز شہر نے بدستور اپنی قدیمی صورت کا لباس پہنا -

۱۵ جون کو بادشاہ اودھ کا فورٹ ولیم مین بھیجا جانا

پیر کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور واقعہ قابل یاد یہہ واقع ہوا کہ بارک پور کی سپاہ کے ارادون کے سبب سے جو ہول اٹھتے تھے وہ انکے ہتھیارون کے لینے سے دور ہوئے مگر ہنوز شاہ اودھ کے آدمیون کی طرف سے دغدغہ و کھٹکا لگا ہوا تھا کہ غالباً وہ دنگہ و فساد کرینگے - گورنمنٹ کے پاس ایسے ثبوت موجود تھے کہ بادشاہ کے بعض ملازمین نے قلعہ کے ہندوستانی سنتریون کے اغوا کرنے مین کوشش کی کہ وہ سرکار کی نمک حرامی کرین یہہ کہنا ناممکن ہے کہ ان کی سازشین زیادہ نہ پھیلی ہون اس لیئے لارڈ کیننگ نے مسٹر گرینٹ کی صلاح سے ایڈمنسٹن صاحب

فورین سکرٹری کو بھیجا کہ وہ شاہ اودھ اور اس کے اعلے مشیرون اور وزیرون کو فورٹ ولیم
مین پہنچا دے۔ وہ صبح کو سویرے محل شاہی پہ پہنچے اور اس کے سب طرف دیوارون کے
پاس گورون کے پہرے جما دیئے کہ بادشاہ کہین محل سے نکلکر بھاگ نہ جائے۔ بادشاہ کے
وزیر علی نقی خان اور اسکے بڑے بڑے مشیرون کو اپنے قابو مین کرلیا اور پھر بادشاہ پاس
جانے کی درخواست کی۔ کچھ دیر کے بعد انکو شاہی کمرون مین داخل ہونے کی اجازت ملی
نہایت مودبانہ انہون نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ گورنر جنرل نے یہہ سنا ہے کہ سازشین
حضور کے نام سے ہو رہی ہین اس لیئے وہ چاہتے ہین کہ احتیاطاً حضور کو گورنمنٹ ہوس مین
(قلعہ مین جو مکان گورنر جنرل کے رہنے کا تھا) رکھین۔ بادشاہ نے نہایت عمدہ تقریر متانت
و سنجیدگی سے کی کہ مین نے اپنے کسی قول اور فعل سے باغیون کی مدد نہین کی مین خوش
ہون کہ گورنر جنرل جہان چاہین وہان مجھے رہنے دین۔ ایڈمنسٹن صاحب کے ساتھ
قلعہ کو روانہ ہوا کچھ دیر تک وہ اپنے تئین ضبط کرتا رہا۔ راہ مین رو کر کہنے لگا کہ میرے باپ
دادا کیا شان و شکوہ رکہتے تھے یا مین یہہ بدنصیب ہون اگر اسوفت اوٹرم صاحب
ہوتے تو وہ اس امر کی شہادت دیتے کہ مین برٹش گورنمنٹ کا کیسا مطیع و تابع ہون۔
ایڈمنسٹن صاحب نے بادشاہ کو اور اسکے وزرا کو جنکے ہاتھ کی وہ کٹ پتلی تھا کیون گاہ
صاحب کی حراست مین سپرد کر دیا۔

دو دن بعد کلکتہ مین سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس آئے اور بنگال کی سپاہ کے
کمانڈر انچیف مقرر ہوئے کہ وہ بغاوت کو دور کرین انہون نے میدان جنگ مین جانے سے
انکار کیا اور کلکتہ مین رہ کر سپاہ کے کل انتظام کرنے کو اپنے ذمے لیا اور بجاے اپنے جنرل
ہیولاک کو میدان جنگ مین جانے کے لیئے تجویز کیا جنکو انکی قوم نے نہایت پسند کیا۔

گرینٹ صاحب کو ایک ہی دن آئے ہوئے ہوا تھا کہ کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ دہلی فتح ہو گئی مگر اس
خوشخبری کی خوشی تھوڑی دیر رہی کہ معلوم ہوا دہلی فتح نہین ہوئی بلکہ اسکی چھاونی جو پہاڑی کے قریب
تھی انگریزون کے قبضہ مین آئی ہے۔ پھر اس کے بعد وحشتناک یہہ خبرین آئین کہ جولائی کے شروع
مین لارڈ کیننگ نے یہہ خبر سنی کہ کانپور مین ساری انگریزی سپاہ ماری گئی۔ گو وہ ایسی وحشتناک

[margin notes: ۲۲ جون ۱۸۵۷ ... ; ۱۸۵۷ ...]

خبرین سنتے تھے مگر انکے سننے سے پریشان دماغ نہین ہوتے تھے اپنی تدابیر بڑے استقلال اور والاہمتی سے کرتے تھے - وہ چین کی سپاہ کا انتظار کر رہے تھے اور مدراس مین سامان لشکرکشی کی تیاریان کر رہے تھے - سوارون اور توپخانون کے لیئے گھوڑے جمع کر رہے تھے زخمیون اور بیمارون کے لیئے سواریون کا بندوبست کر رہے تھے

انگریز تو اپنی قوم کی قتل کی خبرین سنکر انتقام کے جوش مین بھرے آتے تھے مگر لارڈ کیننگ اس بات پر کچھ خیال نہین کرتے تھے وہ اس حال مین بھی عدل و داد کو اور آدمیون کے استحقاق کو ہاتھ سے نہین دیتے تھے جسکو ان کے ہم قوم غلط سمجھ کر بیجا و بیداد سمجھتے تھے انہون نے ۱۳ جولائی کو یہہ رزولیوشن پاس کیا کہ رجمنٹ کے کسی سپاہی کو جسنے بغاوت نہین کی سزا نہ دی جائے اگر وہ ہتھیار ہاتھون مین لیئے ہوئے گرفتار ہو تو وہ ملیٹری حکام کو حوالہ کیا جائے یا جب تک گورنمنٹ اسکی نسبت حکم صادر کرے وہ مقید رہے - باغی یا مفرور کسی باغی رجمنٹ سے متعلق ہون - لیکن انہون نے اسکے افسرون کو قتل نہ کیا ہو جب وہ بغیر سلح گرفتار ہون تو انکا فیصلہ ملیٹری افسر کرین - آخر مین یہ فقرہ تھا کہ باغی یا مفرور جو ان رجمنٹون سے متعلق ہون جنہون نے یوروپین پر حملہ کیا ہو انکا فیصلہ سول حکام کرین اور جب تک انکو سزا نہ ملے کہ انکے جرمون کے متعلق تخفیف سزا کے لیئے گورنمنٹ اپنا فیصلہ نہ کرے - اگرچہ اس رزولیوشن مین ان لوگون پر کوئی رحم کا حکم نہ تھا جو رحم کے مستحق نہ تھے لیکن انکی قوم نے عموماً یہہ جانا کہ یہہ رزولیوشن انصاف پر مبنی نہین ہے - لارڈ کیننگ انصاف کرنا ہی نہین جانتے فقط ہندوستان ہی مین انکی نسبت یہہ خیال نہین تھا بلکہ انگلستان مین بھی پبلک نے اور پریس نے انکا برا نام رحم دل کیننگ رکھا تھا -

اس روز رزولیوشن کے بعد ۱۱ ستمبر کو ہتھیارون کے باب مین ایکٹ نافذ ہوا کہ کوئی شخص بغیر لائیسنس کے اپنے پاس ہتھیار نہ رکھے اسپر انکی قوم بڑی بڑبڑائی اگرچہ اس ایکٹ مین یہ تھا کہ اگر وہ لائیسنس کی ضرورت اپنی بیان کرکے درخواست کریگی تو وہ نامنظور نہین ہوگی مگر اسپر بھی انگریز گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ اسلیئے بڑے ناراض تھے کہ اس قانون مین ہندوستانی و انگریز ہتھیار رکھنے کے لئے دونو برابر ہوگئے -

حکم رحمدلی لارڈ کیننگ

ہتھیارون کا ایکٹ

گورنر جنرل سے جب کلکتہ کے معزز انگریزی باشندون نے یہہ درخواست کی کہ وہ کل بنگال مین مارشل لا جاری کرین تو انہون نے اس سبب سے انکار کر دیا کہ اب بھی مجرمون کے سزا دینے کے اختیارات بہت سے اگزیکیوٹو حکام کو دیئے گئے ہین اس لیئے مارشل لا کے جاری کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر مارشل لا جاری کرنے کی وہ ضرورت سمجھتے ہین تو یوروپین سپاہ کا جسکی تقویت کے لیئے وہ اس ایکٹ کو جاری کرانا چاہتے ہین بچانا ناممکن ہو جائیگا غرض لارڈ کیننگ کے ان احکام سے یوروپین گروہ ایسا ناراض ہوا کہ انہون نے آخر سال مین ملکہ معظمہ پاس یہہ درخواست بھیجی کہ وہ ولایت بلا لیئے جائین۔

ان سخت تکالیف و مصائب میں بڑی تسلی یہہ ہوئی کہ پہلی اگست کو اوٹرم صاحب کلکتہ مین ایران کی فتحیابی سے تازہ و توانا ہوکر ہندوستان کی خدمات کی بجا آوری کے لیئے آگئے چند روز بعد ولیم پیل صاحب مع اپنے بحری برگیڈ کے آگئے جنکے کار ہائے نمایان تاریخ مین یاد رہین گے۔ ۱۳۔ اگست کو سر کولن کیمبل آگئے جو سپاہ کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اسکے سوا گورون کی سپاہ کی کمکین بھی جلدی جلدی آتی جاتی تھین۔

باب ہشتم

پٹنہ و آرہ ۔ بنگال مغربی بہار

۱۸۵۷ء روہنی مین میک ڈونیلڈ

لارڈ کیننگ بالائے ہند کی بغاوتون کی خبرین سن رہے تھے کہ اب اور تازہ بگل بنگال مین یہہ کھلا کہ ضلع سنتھال مین جو کلکتہ سے تین سو میل کے قریب فاصلہ پر تھا روہنی مین نمبر ۵ بنگال کا رسالہ سوارون کا تھا جسکے کمانڈر میک ڈونیلڈ صاحب تھے انکو اپنی سپاہ کی وفاداری مین کچھ شبہ نہ تھا۔ ۱۲ جون کی شام کو وہ اپنے خیمے مین اپنے دوستونکے ساتھ چاء پی رہے تھے کہ ناگاہ تین سوار آئے اور انہون نے انکو اور دو انکے دوستون کو

زخمی کیا۔ اول انہون نے اس بات کا یقین نہین کیا کہ یہہ دغا بازان ہی کے رسالہ کے سوار تھے
مگر پیچھے انکو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو پھر ان تینون سوارون کو گرفتار کر کے تحقیقات کی۔ اگرچہ انکو زخم کی تکلیف
تھی مگر وہ ان مجرمون کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دینے کے لیئے خود آئے۔ ایک سوار نے
اپنے ہمراہیون سے التجا کی کہ وہ مجھ کو چھڑائین تو صاحب نے دھمکایا کہ اگر اب کچھ بولے گا تو
تیرا بھیجا نکال لیا جائیگا۔ انکے سامنے پھانسیان دی گئین فقط اس افسر کی شجاعت و عالی ہمتی
تھی کہ ہزارون باغیون کی حیوانی قوت پر غالب آئی۔

پٹنہ

اس شہر مین ۱۵۸۰۰۰ باشندے رہتے تھے جنمین ۳۸۰۰۰ مسلمان تھے وہ گنگا کے داہنے کنارہ پر
کلکتہ سے شمال مغرب مین ۳۷۷ میل کے فاصلہ پر اور مشرق مین داناپور سے دس میل کے فاصلہ پر
واقع تھا۔ وہ ایک تاریخی نامور شہر ہے۔ اسمین کمشنر رہتا تھا اسکی کمشنری مین اضلاع بتفصیل ذیل
تھے۔ ضلع گیا جس مین اسی نام کا ہندوؤن کا بڑا متبرک شہر ہے۔ ضلع شاہ آباد جو گنگا اور کرم ناسا
وسون دریاؤن کے درمیان ہے اور اسکا صدر مقام آرہ ہے جو پٹنہ سے مغرب مین ۵۰ میل پر
ہے۔ سارن جسکا صدر مقام چھپرا ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چمپارن جسکا صدر مقام موتی ہاری
ہے اور ترہت جو نیپال اور گنگا کے درمیان واقع ہے جسکا سول سٹیشن مظفرپور ہے۔
ان اضلاع مین سے ہر ضلع مین مجسٹریٹ حکمرانی کرتا ہے۔

داناپور کی چھاونی اور ڈویژن

داناپور کی چھاونی مین تین ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۷ و ۸ و ۴۰ اور توپخانون کی گورونکی
ایک کمپنی اور ہندوستانیون کی ایک کمپنی اور گورون کی ایک رجمنٹ نمبر (۱۰) تھین اور داناپور
کے ڈویژن مین کمانڈر میجر جنرل لوئڈ صاحب تھے۔ اس ڈویژن کی سپاہ کی حکمرانی شمال مین
اس ملک پر تھی جو نیپال کے پہاڑون کے دامن مین واقع ہے اور مشرق مین برہام پور تک
اور جنوب مین ہزاری باغ اور رام پور تک ہے۔ سپاہ مین جو اس وسیع ملک کی حراست کرتی تھین
سب داناپور مین رہتی تھین الا رجمنٹ غیر آئینی سوارون کی نمبر ۱۲ اسکولی مین رہتی تھی جو ۵۱ میل
کے فاصلہ پر شمال مغرب مین موتی ہاری سے نیپال کی سڑک پر تھی اور داناپور سے شمال مین
سو میل پر تھی۔

صوبہ جسکا دارالسلطنت پٹنہ تھا وہ نہایت زرخیز تھا چند سال سے وہ اسلیئے انتخاب کیا گیا تھا کہ

انگلش زمینداروں کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کی محنت شعاری بروے کار انگلینڈ کے سرمایہ کے خرچ کرنے سے ظاہر ہو یعنی انگریزوں نے نیل کے کارخانے اپنے سرمایہ سے جاری کیئے تھے جس سے ہندوستانی کاشتکاروں کو بہت فائدہ ہوتا تھا۔ قدیمی زمیندار بھی یہاں بڑے بڑے متمول رہتے تھے۔ کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان صرف داناپور ہی میں گوروں کی ایک رجمنٹ تھی اسکو مغربی بہار کی وسعت ۲۱۰۱ مربع میل کی حراست کرنی پڑتی تھی جس مین پندرہ لاکھ باشندے رہتے تھے۔ سپاہ سے لاہور کی طرح یہاں ہتھیار نہین لئے گئے تھے۔ اس لئے گوروں کی رجنٹ کو داناپور کی ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت کرنی پڑتی تھی لفٹنٹ گورنر انسے ہتھیار نہین لیتے تھے اور مسٹر ٹیلر کمشنر کو اصرار تھا کہ انسے ہتھیار لے لئے جائین۔ بنگال سول سروس کا ایک ممبر مسٹر ولیم ٹیلر تھا وہ شریف و عالم تھا۔ خداداد بہت سی استعداد و لیاقتین رکھتا تھا جنکو وہ اس نازک وقت مین کام مین لایا۔ وہ مشکل حالتوں کے سہل کرنے مین کبھی غلطی نہین کرتا تھا کبھی اسکے استقلال مین تزلزل نہین آتا تھا۔ جب شروع سال مین بارکپور اور برہامپور مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے تو وہ انسے بے اعتنا نہین ہوا۔ اسی وقت سے وہاں کے حالات کی جستجو مین لگا رہا۔

جب ۱۰ مئی کو میرٹھ مین خوفناک حادثہ واقع ہوا تو اسنے پٹنہ کے سارے انگریزوں کو بلایا کہ وہ اس بات پر غور کرین کہ اگر پٹنہ مین کوئی کڑا وقت آن پڑے تو اسکے دور کرنے کے کیا کیا وسائل بہم پہنچانے چاہئین۔ جج صاحب نے اسکو یہہ صلاح دی کہ سرکاری خزانہ داناپور بھیجنا چاہیئے اور جب بغاوت کا ذرا سا بھی کھٹکا ہو تو داناپور چلے جانے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے اس ڈرپوک پنے کی صلاح کو ٹیلر صاحب نے مانا نہین اب انہوں نے مختصر طور پر انگریزوں کے سامنے بیان کیا کہ میرے پاس کیا کیا خبرین آئی ہین میری کیا کیا بیم و امیدین ہین اگر آپ سب صاحبوں کو مجھپر اعتبار ہو تو مین تیار ہوں کہ ساری جوابدہی اپنے ذمے لے لوں اور وہ کام کروں جو ضروری ہین اسکے جواب مین سب انگریزوں نے پکار کر کہا کہ وہ اپنے کمشنر پر پورا اعتبار اور بھروسا رکھتے ہین۔

۷ جون کو گھوڑدوڑ کے میدان مین ٹیلر صاحب جاتے تھے کہ انکو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ داناپور مین

آج شام کو ہندوستانی رجمنٹین برانگیختہ خاطر ہو رہی ہین اور اندیشہ ہے کہ آج ہی رات کو وہ بلوہ کرین پس انہون نے اپنے گھر کو قلعہ بنا لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پاس پاس کی کوٹھیون مین انگریزون کے پاس خود گئے اور دور کی کوٹھیون مین انگریزون کو لکھ بھیجا کہ میری کوٹھی مین اس نازک وقت مین میرے مہمان بنیئے۔ ایک گھنٹہ بھی نہین گذرا تھا کہ پٹنے کے چارون طرف سے مرد اور عورت اور بچے سب جمع ہو گئے۔ کوٹھی پر کل پہرہ دینے والے پولس کے ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان سپاہیون پر کیا بھروسا ہو سکتا تھا؟ ایک پولس کے سپاہی نے اپنے افسر کو دو خط دکھائے جن مین پولس کے سپاہیون کو دانا پور کے سپاہیون نے یہہ لکھا تھا کہ ہم سب دفعتہً بغاوت کرین گے ہم چاہتے ہین کہ تم خزانہ لیکر ہمارے ساتھ ہو جاؤ اس افسر نے یہہ خطوط جب ٹیلر صاحب کو دکھائے تو وہ انکو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ گو یہہ خاص سپاہی پولس کا خیر خواہ ہو مگر ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور دانا پور کے سپاہیون کے درمیان سازش ہے۔

یہہ خوش نصیبی تھی کہ کپتان رٹیبری صاحب نے سکھون کی سپاہ بھرتی کی تھی وہ پٹنہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھے ٹیلر صاحب نے کپتان صاحب پاس ڈاک مین خط ایک یا دو روز پہلے بھیجا تھا کہ وہ یہان چلے آئین۔

۸۔ جون کو یہہ سکھ بہت سویرے پٹنہ مین آ گئے جسکے سبب سے اسپر خیر گذری۔ سپاہیون نے اپنی بغاوت کو ملتوی کر دیا تھا پھر انگریز اکثر صاحب کمشنر کی کوٹھی سے اپنے گھرون مین واپس چلے گئے وہ یہہ سمجھ گئے کہ اس شور و شر کے زمانہ مین یہہ کوٹھی ہماری پناہ گاہ ہے۔

پریسیڈنسی بنگال پر جو خوف و خطر طاری تھے ان کے تخمینہ کرنے مین لفٹنٹ گورنر اور کمشنر کی رائون مین بڑا اختلاف تھا اور شہر کی عافیت اس تخمینہ کے صحیح ہونے پر منحصر تھی۔ گو لفٹنٹ گورنر مین بہت سی صفات و خوبیان ہون مگر ان مین سے کسی کا ظہور اسوقت نہین ہوا بہت انگریزون کی یہہ رای تھی کہ غدر کے زمانہ مین اس عہدہ جلیل القدر پر انکا ہونا نامناسب بلکہ مضر تھا اور ٹیلر صاحب کا کمشنر ہونا نہایت مناسب و مفید تھا انہون ہی نے اپنی ذکاوت و فرزانگی اور مردانگی سے پٹنہ کو بچا لیا۔ اس کام کا کرنا خاص ان ہی کا حصہ تھا۔

پٹنہ مین جو فسادات اپنی آنکھین دکھا رہے تھے انکی پوری رپورٹ لفٹنٹ گورنر کو بھیجی جاتی تھی مگر

گورنمنٹ میجر جنرل کو حکم نہین بھیجتی تھی کہ داناپور کی سپاہ سے وہ ہتھیار لے لے - میجر جنرل نے
بالکل آنکھیں بند کر کے یہہ نہین دیکھا کہ تین رجمنٹون مین سے دو بگڑی اور بھری ہوئی بیٹھی
ہین انکو ابتک اپنی ہندوستانی رجمنٹ پہ اعتبار بدستور چلا جاتا تھا اور اب اسپر یہہ اور اضافہ ہوا کہ
۷- جون کو جب اور رجمنٹون نے برانگیختہ و برگشتہ ہونے کا ارادہ کیا تھا اور انکو یہہ موقع تھا کہ سرکاری
بیس لاکھ روپے کو وہ اپنے قبضے مین کر لیتے مگر انہون نے اسکو آنکھ اٹھا کر بھی نہین دیکھا - اسنے
۲- جون کو گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ رجمنٹین نچلی بیٹھی رہنگین اگر کوئی ترغیب و تحریک
انپر غالب نہین ہوئی اور پانچ روز بعد پھر اسنے یہی رپورٹ بھیجی -

اب گورنمنٹ کے سامنے کمشنر کی رپورٹ تھی کہ ۷- جون کو پٹنہ کس خوف و خطر مین تھا اور
میجر جنرل کی راے یہی تھی کہ ہندوستانی سپاہین بالکل نچلی بیٹھی رہینگین اگر کوئی بڑی ترغیب
اور تحریک انپر غالب نہین ہوگی - گورنمنٹ کو سوچنا چاہیئے تھا کہ سپاہ کے لیئے ترغیب و تحریک
ایسی موجود ہین جو انپر غالب آیئن - اہل پٹنہ انکو ابھارنے والے اور اکسانے والے اور پٹنہ کی دولت
انکو ترغیب دینے والی موجود تھے - گورنمنٹ کی دانائی سے بعید تھا کہ اسنے ان دو باتون کو نہین
دیکھا - اسوقت ہتھیار کے لینے بڑی آسان بات تھی - یہان گورون کی دسوین رجمنٹ موجود تھی
اور دخانی جہازون پر گورون کی سپاہین داناپور کے پاس آتی تھین -

لارڈ کیننگ یہہ نہین خیال کرتے تھے کہ کسی خاص شخص کے لیئے یا کسی خاص مقام کے
لیئے کونسی بات مفید و بہتر ہے بلکہ وہ عام آدمیونکی اغراض پر جو ان کے ماتحت تھی نظر رکھتے تھے
وہ یہ جانتے تھے کہ ہتھیار لے لینے کا نہایت برا نتیجہ ان آدمیون کے لئے ہوگا جو ملک کے
اور ایسے حصون مین رہتے ہین کہ جہان ہندوستانی سپاہیون کی کثرت ہے اور وہان یورپین
سپاہ کا ایک دستہ بھی دکھائی نہین دیتا - بس گورنر جنرل اس امر کے منتظر تھے کہ تازی کمکین
آجائین تو پھر شکار بالکل ہاتھ مین آجائے گا اضلاع زیرین کی ایسی شکستہ حالی کی صورت مین انکے
اور ان کے ممبرون کے نزدیک سپاہ سے ہتھیار لینا نامناسب تھا -

کپتان رٹیبری صاحب نے اپنے سکھ سپاہیون کی مدارات کی رپورٹ بھیجی تو وہ اس قسم کی تھی کہ جس نے
ٹیلر صاحب کے دل مین ان خوفون اور اندیشون کو ابھارا و اکسایا جو اس صوبہ کے حالات سے

نجوبی واقف ہونے کے سبب سے پیدا ہوئے تھے۔ ان سکھ سپاہیون کو جب وہ پٹنہ کی طرف
سفر کرتے تھے لوگ ہمیشہ گالیان دیتے تھے وہ جس طرف ہوئے تھے اسپر طعن کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ وہ اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہین اور انسے پوچھتے تھے کہ تم اپنے دہرم کے
ساتھی ہوگے یا کافرون کے ساتھی ہوگے۔ جب وہ پٹنے مین داخل ہوئے ہین تو انکو سکھون نے
شہر مین گردنے نہین داخل ہونے دیا۔ جہان وہ نظر آتے تھے باشندے انسے نفرت کرتے
تھے اور انکی حقارت کرتے تھے۔ ٹیلر صاحب نے جو مخفی تحقیقاتین کین تو انکے دل مین
یقین پیدا ہوا کہ فتنہ انگیزی کے لیئے مخفی صلاحین ہورہی ہین اور راتون کو بدخواہون کی
مجلسین اسطرح ہوتی ہین کہ سازش کرنے والون کا پکڑنا مشکل تھا۔

ہول زیادہ اٹھتے جاتے تھے۔ پٹنہ کے جج اور افیون کے ایجنٹ نے اور اور انگریزون نے
مع اپنی کنبون کے گھر چھوڑ دیئے اور افیون کے گودام مین پناہ لی۔ یہی حال اور اضلاع کا
تھا۔ ۱۱۔ جون کو مسٹر ویک صاحب آرہ کے مجسٹریٹ نے ٹیلر صاحب کو لکھا کہ ریلوی
کے بہت سے اہلکار اور یورپین اس ضلع سے ہول زدہ ہوکر داناپور بھاگ گئے ہین۔

اس حالت مین ٹیلر صاحب نے طاقت عظیم سے رائے صائب سے قوت فیصلہ سے
کام لیا اپنے تئین برابر والون مین سرافراز کیا۔ اپنے بڑون سے کسی بات کو چھپایا نہین
اسکے صوبہ مین جو اس نازک زمانہ کی حالتین تھین وہ بالتفصیل کلکتہ مین لوگون کو معلوم تھین
جب بنارس سے اعظم گڈھ سے ممالک متوسط ہند سے ممالک شمالی و مغربی سے سپاہیون
کی سرکشیون کی خبرین آتی تھین تو یہہ سوال بے اختیار لبون پر آتا تھا کہ کیا سبب ہے کہ پٹنہ
مین خیر و عافیت ہے؟ اسکا سبب یہہ تھا کہ اس ڈویزن مین ولیم ٹیلر صاحب کمشنر تھا وہ جری
سپاہ اور مستقل مزاج ایسے تھے کہ جہان ضرب لگانے کی ضرورت ہوتی وہان ضرب لگانے کے لیئے
تیار ہوتے وہ نہایت تاریک حالتون مین بھی تامل یا خوف نہین ظاہر کرتے تھے جس بات سے
انکی خصلت بنائی گئی تھی اسکے زیادہ امتحان کا وقت جلد آگیا۔ داناپور کے سپاہیون مین
اور اضلاع کے باشندون مین ہر روز بدخواہی زیادہ ہوتی جاتی تھی مسٹر ٹیلر نے حکم دیا کہ
چھپرا اور آرہ کے خزانے پٹنے مین آجائین تاکہ ان کے روپیے انکی آنکھون کے سامنے ہوجائین

اضلاع میں بیجان کا اٹھنا

ٹیلر صاحب کی دلی متانت اور مردانگی

کمشنری کے چھون اضلاع مین عہدہ دارون کو اپنی جگہہ سے ہلنے نہین دیتا تھا اور جو انگریز
اس خوف کے مارے کہ بلوہ ہونے کو ہے اپنے کام چھوڑ کر چلے گئے تھے انکو واپس بلایا
ہر روز ڈاک و قاصد ان پاس خبرین لاتے تھے کہ ایک طرف بدخواہی اور دوسری
طرف خوف زدگی ہو رہی ہے قتل کرنے کوٹھیون مین آگ لگانے اور بلوہ کرنے کے لیئے
سازشین ہو رہی ہین انکو یہہ خبر بھی ہوئی کہ کنور سنگھ جو ایک بڑا زبردست زمیندار تھا اور
اسکے علاقہ مین آرہ کے پاس بہت سے سپاہی منش آدمی رہتے تھے وہ اسکے ساتھ شریک
ہو کر مخفی تیاریان کر رہے ہین کہ جب پہلا موقع ہاتھ آئے تو غدر مچا دین۔

اسوقت ٹیلر صاحب ان خبرون پر اعتبار نہین کرتے تھے جو خاص کنور سنگھ کے باب مین آ رہی
تھین وہ خوب جانتے تھے کہ اضلاع کے زمیندارون اور رئیسون کو بغاوت پر آمادہ یہہ دو
چیزین یا انمین سے ایک کر سکتی ہین کہ دانا پور مین ہندوستانی سپاہ بغاوت کرے یا پٹنہ
مین باشندے سرکشی کرین۔ یہہ بات صاف ظاہر تھی کہ دانا پور کی سپاہ کی کامیاب
بغاوت پٹنہ کے باشندون کو سرکش بنا دیگی اور پٹنہ کے باشندون کی کامیاب سرکشی دانا پور
کی سپاہ کو شتابی سے باغی بنا دیگی۔ غرض ان مین سے کوئی فساد کھڑا ہوگا تو وہ وبا کی طرح
کمشنری کے تمام اضلاع مین پھیل جائیگا۔ انکی ساری توجہ اس بات پر تھی کہ سپاہ کسی طرح
باغی نہ ہو۔

سوا اور علامات کے خطوط جو پکڑے جاتے تھے انسے ثابت ہوتا تھا کہ ہندوستانی
سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے موقع و وقت کے انتظار مین بیٹھی ہے۔ اس لیئے ٹیلر صاحب
کو یہہ امر ناگزیر معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ سے بلا توقف فوراً ہتھیار لے لیئے جائین۔ انہون نے
بڑی کوشش کی کہ اس باب مین لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال اور ہم رائے بنائین مگر وہ اس امر
کامیاب نہین ہوئے۔ لوئڈ صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر مذکور ہوئے انہون نے کہا
کہ مین اس باب مین لارڈ کیننگ سے جداگانہ خط و کتابت رکھتا ہون مین اس نازک زمانہ مین
کل صوبہ کے کامون کو جاری رکھونگا بغیر اسکے کہ ہتھیار لینے کی تدبیر عظیم کی جائے۔

ٹیلر صاحب کی مشکلات اب ہزار گنی ہو گئی تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ایک بدخواہ شہر انکی

ٹیلر صاحب کا لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال بنانے مین ناکامیاب

ٹیلر صاحب کی مشکلات

آنکھون کے سامنے تھا۔ اضلاع مختلف رقبون کے سو میل سے زیادہ سے لیکر تیس میل تک بگڑے بیٹھے تھے۔ بدخواہ زمینداران اضلاع کے بڑے حصون مین اپنا اقتدار رکھتے تھے۔ دروازہ سے چند میل کے فاصلہ پر تین ہندوستانی رجمنٹین موجود تھین جو بغاوت کرنے کے موقع و وقت کی منتظر تھین انکی خط وکتابت سے ثابت ہوتا تھا کہ ان مین بغاوت کرنے کیلئے آپس مین عہد و پیمان ہو گئے ہین۔ ان مشکلات کا دیکھنا بھی مشکل ہے جو شخص واحد کے سر پر آ نکر پڑی تھین۔ ہندوستان کے اور مقامات بھی معرض خطر مین تھے مگر وہ کمشنری پٹنہ کے برابر نہ تھے۔ اس کمشنری مین بہت سی جانون کا خزانون کا وسیع ملک کا بچانا ایک شخص کے ذمے تھا کوئی مددگار نہ تھا۔ اس کے پاس ایک یوروپین سپاہی نہ تھا۔ صرف چند سکھ سپاہی اس پاس تھے ٹیلر صاحب کو کئی سو یوروپین کی جانین بچانی تھین جو تمام کمشنری مین پھیلے ہوئے تھے اسکو خزانہ بچانا تھا جسکے اندر تیس لاکھ روپیہ اسکی آنکھون کے سامنے تھا اور اس خزانہ سے زیادہ روپیون کو اور اضلاع مین بچانا تھا۔ افیون کا گودام لاکھون روپیہ کا قیمتی بچانا تھا۔ یہہ سب کام انکو اپنی نیکنامی اور قوم کی ناموری کے لئے کرنے تھے۔ چارون طرف ہل چل ہو رہی تھی ایک لمحہ مین بغاوت و سرکشی انکی دروازہ کے قریب آسکتی تھی۔

ٹیلر صاحب خوب سمجھتے تھے کہ اس نازک وقت مین دو سپاہین یا دو پولیٹکل فریق آپس مین ایک دوسرے پر ہتھیار لگائے بیٹھے ہین اور ہر ایک اپنے موقع و وقت کی نگرانی کر رہا ہے فتحیابی کا غالباً اسطرف میلان ہوگا جو اول ضرب لگائے گا اس لیئے انہون نے یہہ قصد کیا کہ بدخواہون کے سرغنون پر مین ایسا صدمہ پہنچاؤن کہ وہ بے دست و پا ہو جائین۔ انہون نے جو تدبیر سوچی تھی وہ ایک معنی کر دشمنون سے ہتھیار لینے کی تھی مگر انہین یہہ زور تو تھا نہین کہ وہ پٹنے کے باشندون سے ہتھیار لیکر غیر مسلح بنا دیتے مگر انہون نے انکے صلاح و مشورہ کی عقل کے ہتھیار اسطرح لے لیئے کہ انکے معتبر و معزز پیشواؤن اور مقتداؤن کو مقید کر لیا۔ یہہ کام انکا بڑا بہادرانہ دلیری کا تھا انہون نے یہہ امر خوب تحقیق کر لیا تھا کہ بدخواہ باشندون کے سرغنہ وہابی مولوی ہین جنین سر برآوردہ تین مولوی شاہ محمد حسین۔ احمد اللہ۔ واعظ الحق ہین جنکے کہنے مین سارے وہابی چلتے ہین۔ ان مولویون کے معمولی طور پر گرفتار کرنے مین تو بلوہ ہونے کا اندیشہ تھا جس مین جانون کی

ٹیلر صاحب کا اول حملہ وہابی مولویون پر

جانے کا خطرہ تھا اس لیئے انہون نے یہہ حکمت کی کہ ۱۸ - جون کو ان تینون مولویون اور چند
معزز رئیسون کو یہہ کہکر اپنی کوٹھی پر بلایا کہ بعض انتظامی معاملات مین گفتگو کرنی ہے - ۱۹ - جون
کی صبح کو انکی کوٹھی پر یہ سب رئیس جمع ہوئے - کمشنر صاحب مع رئیٹری صاحب اور چند انگریزون
کے ملاقات کے کمرہ مین آئے - مولوی احمد اللہ نے شہر کی محافظت کے لیئے چند معقول تدبیرین
بتلائین پھر کچھ باتین ہوا کر مجلس برخاست ہوئی اور ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ سوا ان تین مولویون کے
جنکا نام اوپر لکھا ہے سب رخصت ہون پھر وہ مولویون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ مین مجبور
ہون آپ کو بطور اوّل یا ضامن کے رکھتا ہون تاکہ آپ کے مُرید و معتقد نیک چلن رہین یہ
کہکر مولویون کو رئیٹری صاحب کی حراست مین حوالہ کیا انہون نے انکو سکھون کے قریب ایک
آسائش کے مکان مین رکھا - مولوی احمد اللہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہہ آپ کا بڑا لطف و کرم ہمارے
حال پر ہے اور آپ کی بڑی دانائی ہے ــــ ہم علماؤن کو آپ کے اس حکم کے سبب سے
ان جھوٹی تہمتون سے رہائی ہو گئی جو ہمارے دشمن ہمپر لگایا کرتے تھے - ٹیلر صاحب نے
مسکرا کر فرمایا کہ جس بات مین آپ کی خوشی ہو وہ ہمین پسند ہے - جب یہہ تینون مولوی جانے لگے
تو مولوی احمد اللہ سے ٹیلر صاحب نے کہا کہ مین نے تمہارے باپ کو گرفتار نہین کیا - اب
اسکی جان تمہارے ہاتھ مین اور تمہاری جان اسکے ہاتھ مین ـــ مولوی اس کنایہ کو
خوب سمجھ گیا -

۱۹ - جون کو مولوی مہدی گرداور شہر کا مجسٹریٹ اس شبہ مین گرفتار ہوا کہ وہ بدخواہون
سے چشم پوشی کرتا ہے ان سرغنون کی گرفتاری سے ہندوستانی سپاہ مین ایک خوف پیدا ہوا
۲۰ - جون کو ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اہل شہر تمام اپنے ہتھیار حوالہ کردین
اگر اس حکم کے خلاف کام کرینگے تو سزا پائین گے اور کوئی اہل شہر سوا ان آدمیون کے جو
اس حکم سے مستثنے کیئے گئے ہین رات کے نو بجے کے بعد اپنے گھر سے باہر نہ نکلین - انہون نے
داناپور کی چھاونی مین اہل شہر کی آمدو رفت بھی بند کردی -

ٹیلر صاحب کی بہادرانہ تدبیرین بڑی کامیابی ہوئی - بدخواہون کے سرغنہ گرفتار ہوئے
جسکے سبب سے اہل شہر کو سرکشی کرنے کا حوصلہ نہ ہوا ہزار ہا ہتھیار ضلع کے ساتھ لے لیئے گئے

نشب مین سازشون کے کرنے کی مجلسین بند ہوگئین - اسکا پہلا عملی نتیجہ یہہ تھا کہ جج صاحب اور
افیون کے گودام کے ایجنٹ اور بعض اور انگریز جو خوف کے مارے اپنے اپنے گھر چھوڑ کر افیون کے
گودام مین چلے گئے تھے پھر اپنے گھرون مین آنکر آباد ہوئے مسٹر ٹیلر کے ان احکام سے اور ضلاع
مین بھی بدخواہون کی تعداد کم ہو گئی -

ٹیلر صاحب کی کا سپاہیون کا تار ٹوٹا نہین - ۲۳ - جون کو وارث علی ایک ہندوستانی پولس
افسر ضلع ترہت مین گرفتار ہوا جس پاس بہت سے خطوط ایسے نکلے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ
علی کریم نے بہت دور تک لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے لئے سازش کی ہے علی کریم
بڑا دولت مند زمیندار پٹنہ سے نو میل پر رہتا تھا - ٹیلر صاحب نے پٹنہ کے مجسٹریٹ لوئس
صاحب کو اسکی گرفتاری کے لیئے بھیجا ایک ہندوستانی افسر نے مجسٹریٹ کو سمجھایا کہ سوار ساتھ
لیجانے کی ضرورت نہین اور اسنے علی کریم کو اطلاع دی کہ مجسٹریٹ تم کو گرفتار کرنے آتے ہین
وہ یہہ خبر سنکر ہاتھی پر سوار ہو کر مجسٹریٹ کی آنکھون کے سامنے سے بھاگ گیا مجسٹریٹ
صاحب اپنے ٹٹو پر سوار اسکو دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اسکے ہاتھی کا نہ انکا ٹٹو نہ انکی
دو ٹانگین تعاقب کر سکین -

۲۳ - جون کو وارث علی کا گرفتار ہونا

یہہ بلوہ اسطرح ہوا کہ دو سو مسلمان جہادیون مقتدا اور پیشوا پیر علی کتاب فروش بنا اور نقارہ
بجا کے جہاد کا سبز جھنڈا کھڑا کیا اور شہر کے وسط مین رومن کیتھولک چرچ کی طرف بڑھا
جب اسکی خبر ٹیلر صاحب کو ہوئی تو انہون نے اس بلوہ کے مٹانے کے لیئے رٹیری
صاحب کو ۱۵۰ سکھون کے ساتھ بھیجا اور شہر کے یوروپین کے بچانے کے لیئے وہی تدبیر
کی جو ۷ - جون کو کی تھی - پاس کی کوٹھیون کے انگریزون کو وہ خود بلا کر اپنی کوٹھی مین لے
آئے - اس عرصہ مین کہ جہادیون سے سکھ لڑنے کے لئے پہنچین جہادیون نے ڈاکٹر
لائل صاحب کو مار ڈالا - یہہ خون انکے منھ کو ایسا لگا کہ وہ اورون کے شکار کرنے پر مستعد
ہوئے - مگر سکھون کا مقابلہ انسے چند سکنڈ بھی نہین ہو سکا - سکھون کی سنگینون نے
اس بلوہ کو بالکل دور کر دیا -

۳ - جولائی کو پٹنہ مین بلوہ

چوتھی پانچوین جولائی کو شہر مین سرغنون کی تلاشی ہوئی ۳۱ فتنہ انگیز گرفتار ہوئے انہین

پیر علی ہی جو اصل بانی فساد تھا اور شیخ گھیٹا جو لطف علیخان کا بڑا اعتبر لازم تھا گرفتار ہوئے
لطف علیخان پٹنے مین سب سے زیادہ دولت مند تاجر تھا۔
اُن اکتیس مجرمون مین سے چودہ کو تو فوراً پھانسی دی گئی۔ انمین وارث علی بھی تھا جسکا نام
پہلے لکھا گیا ہے دو مجرمون کی جنکا نام اوپر لکھا گیا ہے زیادہ تحقیقات کی گئی۔
یہہ ثابت ہوا کہ تمام فساد کی جڑ پیر علی تھا جسنے انگریزون کے برخلاف جہاد قائم کیا۔
شیخ گھسیٹا مہینون سے بہت سے آدمیون کو تنخواہ دیتا تھا کہ جب وقت آئے تو وہ اپنے
مذہب اور شاہ دہلی کے لیئے لڑنے کو تیار رہون ان کامون کے واسطے بہت روپیہ چاہیئے تھا
پیر علی تو غریب آدمی تھا۔ شیخ گھسیٹا ایک بڑے مہاجن کا ہاتھ تھا۔ غرض ان دونو کو پھانسی
ہوئی لطف علیخان اس سبب سے کہ شہادت ناکافی تھی جج نے چھوڑ دیا۔
سید ولایت علی خان و مولا بخش ڈپٹی مجسٹریٹ اور ہدایت علیخان صوبہ دار سکھونکی
پلٹن کا یہہ تینون مسلمان سرکار کے بڑے پکے و سچے خیر خواہ تھے۔ ٹیلر صاحب کے تمام
کامون مین مدد و معاون تھے۔ وہ ان ایام غدر مین رات دن سرکار کی خیر خواہی کے کامون
مین لگے رہے تھے اور شہر کے سارے حال سے کمشنر صاحب کو اطلاع دیتے تھے۔
پٹنہ کے مسلمانون کی قسمت ان ارباب ثلاثہ کے ہاتھ مین تھی وہ ان مسلمانون کو سزا سے بچاتے
تھے جنپر جرم ناحق لگائے جاتے تھے اور ان مسلمانون کو سزا دلاتے تھے جو حقیقت مین مجرم
ہوتے تھے۔
قسمت پٹنہ کی سرحد پر سگولی ایک چھاونی تھی جسمین نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی
اور اسکے کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے۔ جب کہ یہان مین غدر کے خون نے اپنی آنکھین کھانی
شروع کین تو میجر ہومز نے ۲۵ مئی کو لارڈ کیننگ کو بڑی صفائی اور آزادی سے لکھا کہ اسوقت
کی پولیسی یہہ ہے کہ نہایت تشدد کے ساتھ بغاوت کے دبانے مین جدجہد کی جائے تو اس کے
جواب مین ۳۰ مئی کو لارڈ کیننگ نے لکھا کہ تمہاری پولیسی بالکل غلط ہے بے سوچے سمجھے خونی تدابیر کا
کرنا مرض کا علاج نہین ہے مگر ہومز صاحب نے اس ملامت کا خیال نہین کیا بلکہ ۱۵ جون کو یہ
جواب دیا کہ مین نے اپنا عزم جزم کرلیا ہے کہ ان اضلاع مین اپنے قوت بازو سے انتظام

قائم رکھون - اسنے وہ تدبیر کی جو سادی تھی مگر بڑی موثر و کارگر - اس کے پاس ایک ہندوستانی رجمنٹ تھی جسکے سوارون پر وہ پورا اعتبار کرتا تھا - اگرچہ سپاہی دلی خیر خواہ اس کے نہ تھے مگر اسکی شجاعت کے سبب سے انکے کہنے کا اثر انپر ایسا ہوتا تھا کہ وہ ان کے احکام کی فوراً تعمیل کرتے تھے انکے نام کا خوف لوگون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا تھا کہ کسی شخص کو یہہ جرأت نہین ہوتی تھی کہ وہ بغاوت کے لئے اپنی انگلی بھی اٹھا سکے - لارڈ کیننگ نے" اپنی چٹھی مین یہہ استدلال کیا کہ جن سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی ہے انکو خوف نے دیوانہ بنا رکھا ہے" لیکن ہومز صاحب اس کے برخلاف یہ سمجھتے تھے کہ خوف ہی سپاہیوں کو اپنی پہلی حالت پر عود کرائیگا جیسے کہ جانور جب خوف زدہ ہوتے ہین تو اپنے مالکون کے پاس چلے آتے ہین ایسے ہی سپاہیون کو بالکل خوف زدہ ہونا اپنے مالکون کے پاس لے آتا ہے - جب تک سپاہی گائے کی طرح مطیع و فرمان بردار نہ ہو جائین ان کے خوف کی نسبت استدلال کرنے مین کوشش بے فائدہ ہے - مسٹر ہومز کا اپنے رسالہ پر اعتبار بمقتضاء بشری تھا وہ اس کے ساتھ مدت تک رہے تھے اس کے کار ہاء نمایان کابل سے لیکر برہما تک دیکھ چکے تھے - یہ ناممکن ہے کہ کوئی یہہ کہہ سکے کہ اگر گورنمنٹ انڈیا دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لینے مین انکار نہین کرتی تو کتنی جانین بچ جاتین اور کتنی مصیبتین ٹل جاتین -

ٹیلر صاحب تین ہفتے تک کرنیل لوئڈ کو سمجھاتے رہے کہ وہ دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لے لین اس عرصہ مین انہون نے انتظام بھی رکھا مگر وہ جانتے تھے کہ اگر لوئڈ صاحب نے میری صلاح ماننے مین غفلت کی تو دیر سویر غدر ضرور برملا برپا ہوگا اور باغی سپاہیون کے ملک مین پھیلنے سے جو کچھ مین نے نیکی کی ہے وہ برباد جائیگی میرا سارا بندوبست بگڑ جائیگا - چونکہ کلکتہ کے انگریزی سوداگر بہار سے اپنی بڑی اغراض اس سبب سے رکھتے تھے کہ ان کا بڑا سرمایہ نیل کی زراعت و تجارت مین لگا ہوا تھا انہون نے یہ عزم کیا کہ اپنی دلائل کو گورنمنٹ کے روبرو بیان کرکے اسکو ترغیب دین کہ وہ جنرل کو حکم دے کہ سپاہ سے ہتھیار لے لے جرنیل کو خود ہمت و جرأت ایسی نہین ہے کہ وہ جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر یہہ کام کرے - انکو اپنے خیالات کے ظاہر کرنیکا

موقع اسلیئے خوب ہاتھ لگ گیا تھا کہ لارڈ کیننگ نے دانا پور کی سپاہ کے ہتھیار نہ لینے کے لئے یہہ
عذر کیا تھا کہ جب تک ان پاس تازہ کمکین نہین آئینگی انہین یہہ قوت نہین ہے کہ وہ سپاہ سے
ہتھیار لے لین - اب یہہ عذر نہین ہو سکتا تھا اسلیئے ان پاس تازہ کمکین آگئین تھین اور
انکو حکم ہوا تھا کہ وہ گنگا مین دانا پور کے پاس سے ہو کر گذرین اور وہان کے جرنیل سے اجازت
لیکر آگے بڑہین - گورنر جنرل خود اقرار کرتے ہین کہ اب شکار میرے اپنے ہاتھون مین ہے -
مگر انکو جو کام خود کرنا چاہیئے تھا اسکی جوابدہی دانا پور کے بوڑہے جرنیل لوئڈ کے ذمے ڈال دی
وہ خوب جانتے تھے کہ لوئڈ صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ انکی سپاہ چلی اور ساکت رہیگی اگر انپر شریر ترغیبون
وتحریکون نے غلبہ نہین کیا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ لوئڈ صاحب کی کبھی یہہ ہمت وجرأت
نہین ہوگی کہ وہ اپنی ہوشیاری کو کام مین لاسکے - پھر بھی یہہ امر اسکی راے پر چھوڑا کہ تازہ کمکین سپاہ
کی جو آئی ہین انسے وہ مدد لیکر اپنی سپاہ سے ہتھیار لے لے جسکے سبب سے کسی شرارت کا
کرنا سپاہ کے اختیار مین نہین رہے - تاجرون کو اپنے خانگی طور پر جنرل کے فیصلہ پر جو نامردی پر
مبنی تھا اطلاع ہوگئی تھی اس لیئے انہون نے پھر عزم کیا کہ آخر کوشش پھر کیجیئے کہ لارڈ کیننگ
اپنی راے کو بدلین انہون نے اپنا ڈیپیوٹیشن لارڈ کیننگ پاس بھیجا کہ وہ انسے التجا کرے
کہ وہ تجارتی اغراض پر غور کرین جنپر دانا پور کی سپاہ کے دھمکانے سے صدمہ پہنچنے کو ہے
اور انسے التماس کرے وہ انکی اغراض کی باتون کو محفوظ رکھین اور لوئڈ صاحب کو حکم دین کہ وہ
سپاہ سے ہتھیار لے لین جس سے پھر پبلک کو بھروسہ واعتماد ہو جائے - لارڈ کیننگ نے انکی درخواست
کو نا منظور کیا -

گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ

واقعات جو پیچھے وقوع مین آئے وہ نتائج گورنمنٹ کے ان فیصلون کے تھے جنکا
خلاصہ ذیل مین درج ہوتا ہے اول دانا پور کی سپاہ کے ہتھیارون کے لینے سے ایسے وقت
مین انکار کرنا کہ اسکے جنوب مین سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے تھے اور شمال مین بغاوتین ہوئی
تھین اور شہر مین اور دنیا پور کے پاس کے اضلاع مین رعایا کی بدخواہی روز بروز عیان
ہوتی جاتی تھی دوم کلکتہ کے اہل تجارت کی اس درخواست کا نا منظور کرنا کہ دانا پور کی سپاہ سے
ہتھیار ایسے حال مین لے لیئے جائین کہ یورپین سپاہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی - سوم تمام

جوابدہی کو اس افسر پر منتقل کرنا اپنی ماتحت سپاہ سے ہتھیار لینے کی برخلاف راے رکھنا تھا
اب ان فیصلون کے نتائج لکھتے ہین۔

میجر جنرل لوید کا فیصلہ کہ ہتھیار نہین لینے چاہئین

میجر جنرل کو یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ نمبر ۵ فیوزلیرس جو الہ آباد کو جاتا ہے اگر وہ مناسب جانے تو اسکو ٹھیرا کے انکی اور نمبر ۱۰ رجمنٹ کی مدد سے دانا پور مین اپنے ماتحت تین ہندوستانی رجمنٹون سے ہتھیار لے لے مگر میجر جنرل نے اس جوابدہی پر لات ماری اُنکو سپاہ سے ہتھیارون کا لینا ہی پسند نہ تھا۔

جب ۲۲ جولائی کو نمبر ۵ فیوزلیرس کا بڑا حصہ دانا پور مین آیا تو جنرل نے نہ اُسنے یہہ کہا کہ جہاز پر سے اترو یا ٹھیرو۔ اُسنے بے تامل اپنی راہ لی۔ جب وہ چلا گیا تو میجر جنرل کو یہہ شبہہ ہوا کہ اُسنے کام صحیح نہین کیا وہ الٹا پلٹا نہین سکتا تھا۔ نصف افسوس اور نصف شبہہ مین بیٹھا تھا کہ دو دن کے بعد نمبر ۳۷ رجمنٹ کی دو کمپنیان دانا پور کے اسٹیشن پر آئین تو انکو جنرل نے فوراً ہدایت کی کہ وہ جہاز سے اُتر ہین مگر میجر جنرل مین یہ لیاقت ہی نہ تھی کہ وہ اس سپاہ سے کوئی کار نمایان کرتا۔ اگر یہہ سچ ہے کہ آدمی برائی مین دفعتہً نہین ڈوب جاتا بلکہ تبدریج غرق ہوتا ہے تو یہہ بھی سچ ہے کہ ایک ضعیف آدمی یکایک قوی نہین ہو سکتا۔ لوئڈ صاحب کے سر سے جو جوابدہی زبردستی چپکی گئی تھی وہ اس سے بتنگ ہوتا تھا اسکی کم بختی تو یہہ تھی کہ اسکی گرفت مین وہ خاردار درخت تھا جسکے کانٹے سوئیون کی طرح چبھتے تھے اسکے پکڑنے سے بھی اور اس کے چھوڑنے سے بھی ڈرتا تھا چھوڑے ہی بنتی تھی نہ پکڑے ہی بنتی تھی۔ انہون نے ابھی اسے چھوا تھا جب اس کے کانٹے چبھے تو وہ اور دن پر الزام لگائی

پورے ہتھیارون سے ٹوپیان لینی اور کارتوس لینے کی تجویز

جنرل صاحب نے سوچ بچار کرنے کے بعد یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہیون سے پرکشن کیپس (ٹوپیان) لے لی جائین جس سے انکی قوت سلب ہو جائے مگر انکی عزت باقی رہے وہ اپنی بندوقین اپنے پاس رہنے دین انہون نے ۲۵ جولائی کی صبح کو حکم دیا کہ گورون کی پریڈ ہو۔ جب یہہ سپاہ کھڑی ہو تو میگزین مین دو چھکڑے جا کر اس مین سے ٹوپیون کے صندوقون کو بھر لے آئین۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ گورون کی نمبر ۱۰ رجمنٹ اور نمبر ۳۷ کی رجمنٹ کی دو کمپنیان اور ایک کمپنی توپخانہ کی پریڈ پر آئی اور میگزین کو دو چھکڑے اور اس کے ساتھ ایک افسر اور کچھ سپاہی بھیجے گئے

چھکڑے میگزین پر گئے اور ٹوپیون کے صندوقون کو بھر کے لے آئے۔ جب یہہ چھکڑے ہندوستانی رجمنٹ کی لینون مین آئے تو سپاہی برانگیختہ خاطر ہوئے مگر افسرون نے ان کے غصہ کو دھیما کر دیا۔ جنرل صاحب اپنی اس تدبیر کے چل جانے سے بڑے خوش ہوئے کہ اب ہر سپاہی پاس پندرہ ٹوپیان رہ گئین ہین وہ ایسے دیوانے نہین ہین کہ ایسی حالت مین مقابلہ و حملہ کرینگے میجر جنرل نے اب ہندوستانی سپاہ کے افسرون کو یہہ سخت حکم دیا کہ وہ سپاہ کے توسدان کی ٹوپیان لے لین اس حکم کی تعمیل ہوئی کہ ایک بجے پریڈ ہوئی۔ جنرل نے یہہ احتیاط نہین کی کہ یوروپین سپاہ کو پریڈ پر بلاتے جسوقت پریڈ ہوئی گورے اپنی بارگون مین کھانے پینے مین مصروف تھے۔ جنرل بے سروپا ہدایتین کر کے خود دریا پر ایک دخانی جہاز مین جا بیٹھا جو اس دن صبح کو آیا تھا۔ سپاہ جو پریڈ پر بن ہتھیارون کے کھڑی تھی ان کے کمانڈرون نے ہندوستانی افسرون سے کہا کہ وہ ہر سپاہی کے توسدان مین سے ٹوپیان لے لین اور اس کے سامنے یہ وجہ بیان کر دی کہ یہہ تدبیر احتیاطاً اس لیئے کی جاتی ہے کہ جو سپاہی سرکار کے نیکخواہ ہین انکو مفسدہ پرداز سپاہی اغوا کر کے گمراہ نہ کر سکین۔ ہندوستانی افسرون نے جو اپنے سپاہیون کے خیرخواہ تھے اس بات کو کہہ کر ہوا مین اڑا دیا۔ نمبر ۲ و ۸ رجمنٹون کے سپاہیون نے ٹوپیان نہ دین وہ بیلیس (سلحخانے) مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین لے آئے اور اپنے افسرون پر فیر کرنے شروع کیئے نمبر ۴۰ رجمنٹ نے تھوڑی دیر تامل کر کے یہی طریقہ بغاوت اختیار کیا۔

جسوقت یہان یہہ ہنگامہ برپا تھا میجر جنرل لوئیڈ دخانی جہاز پر چہل قدمی کر رہے تھے اور یوروپین سپاہی ڈنر کھا رہے تھے۔ میجر جنرل پہلے سے یہہ انتظام کر گئے تھے کہ اگر کوئی دنگہ فساد ہو تو اسپتال کا یوروپین گارڈ بندوقون کی دو گولیان متصل چھوڑے۔ ڈیڑھ بجے دن کے گولیون کی آوازون نے جنرل صاحب کو خبر دی کہ ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی۔ اس بغاوت کے ہوتے ہی بگل گورون کی سپاہ کے جمع ہونے کا ہوا۔ دسوین رجمنٹ ماتحت لفٹنٹ کرنیل فین وک صاحب کے اور سینتیسوین رجمنٹ کی دو کمپنیان موجودہ سپاہ میجر کپتان کے ماتحت اور توپخانہ کرنیل ہیوش کے ماتحت باہر جمع ہوا مگر کوئی افسر نہ تھا جو ساری

سپاہ کا کمانڈر بنتا۔ میجر جنرل لوئڈ لکھتا ہے کہ مین نے پہلے سے ہدایتین کردی تہین کہ ضرورت کی صورت مین کرنیل ہیوٹس کو کس کس طرح کامون کو کرنا چاہیئے۔ مین جانتا تھا کہ میرے ان احکام کے موافق یوروپین سپاہ باغی سپاہ پر حملہ اور انکا تعاقب کریگی۔ سپاہ کے جنبش نہ کرنے پر جنرل نے مضطربانہ دوپہر کے بعد ایک سٹاف افسر بہیجا کہ وہ توپخانہ کو آگے لے جائے اور دوسرا افسر بہیجا کہ وہ نمبر ۳۷ رجمنٹ کا کمانڈر بنے اور کرنیل فین وک کے ماتحت کام کرے۔

یہہ امر تو تحقیق نہین کہ میجر جنرل نے سپاہ کی بغاوت سے پہلے صحیح اور درست احکام دیئے تھے یا نہین۔ مگر یہہ امر یقینی ہے کہ میجر جنرل کی غیر حاضری سے بہت توقف سپاہ کے بڑہنے مین ہوا۔ اور جب سپاہ نے اپنی جگہہ سے جنبش کی تو بہت دیر ہوگئی تھی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ میجر جنرل کہان ہے اور نہ دسوین رجمنٹ کا کمانڈر نہ توپخانہ کا کمانڈر یہہ سمجہتا تھا کہ مجھے میجر جنرل کی غیر حاضری مین کام کرنے کا کیا اختیار ہے۔ بہت دیر کے بعد جو دو افسر جہاز پر سے آئے تو سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا۔

باغیون کو حیرت تھی کہ اس آسانی سے انکو کامیابی حاصل ہوگئی انہون نے اپنی لال کرتیان اتار ڈالین اور اپنے توسدانون مین رجمنٹ کے سٹور مین سے سب ٹوپیون کو بھر لیا اور سب دریا سون کی طرف دوڑے کہ دریا پار ہو کر آرہ جاپہنچین چند سپاہیون نے گنگا پار جانے کا قصد کیا تو میجر جنرل نے دخانی جہاز پر سے اپنر گولیان چلا کر روک دیا۔ بعض کہتے ہین کہ میجر جنرل دخانی جہاز پر اسی خیال سے آگیا تھا کہ سپاہ کو گنگا پار نہ اترنے دے۔

یوروپین سپاہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون پر پہنچی تو انہون نے دیکھا کہ سپاہ غائب ہے اسنے انکے چھپرن مین آگ لگادی اور قیام کیا کچھ احکام اس پاس آئے نہین میجر جنرل دخانی جہاز پر تھا کسی اور نے اسکے اختیارات کو غصب نہین کیا۔

دانا پور مین جس دن ہنگامہ بغاوت برپا ہوا ہے اسی دن اس ڈویزن کی سرحد پر سگولی کی چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی۔ ہم نے لکھا ہے کہ یہان نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی جسکا کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے وہ اپنی سپاہ پر پورا اعتماد رکہتے تھے۔ انکی بڑی پولیسی یہ تھی کہ جو شخص کوئی بغاوت و بدخواہی کا کام کرے فوراً اسکو سزا دی جائے۔ ان خیالات کے

باغیون کا آرہ کی طرف جانا

[illegible] کا مرکز ہونا

سگولی مین سپاہیان کی بغاوت

سب سے انہون نے قانون کو اپنے ہاتھ مین لے لیا انہون نے اپنے اختیار سے اپنی چھاونی کے متصل کے پانچ اضلاع مین مارشل لا کا اشتہار دیدیا۔ پہلے بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون پر پورا اعتبار رکھتے تھے وہ بیس سوارون سے لیکر پچاس سوارون کے غول اضلاع مین بھیجتے تھے کہ وہ بدخواہون کو ڈرائین اور انتظام قائم رکھین ہر سپاہی یا باغی جو بغاوت کے سبب سے پکڑا جاتا تو اسکی روبکاری کورٹ مارشیل مین ہوتی اگر جرم ثابت ہوتا تو پھانسی پاتا اگر دانا پور کی سپاہ بغاوت نہ کرتی تو غالباً میجر ہومز اپنے پاس کے اضلاع مین بندوبست قائم رکھتے۔ مگر جب دانا پور مین سپاہ نے بغاوت کی تو ۲۵۔ جولائی کو نمبر ۱۲ کے رجمنٹ کے چار سوارون نے میجر ہومز کو اور انکی بی بی کو جو نامور جرنیل سبل کی بیٹی تھی مارڈالا اور یوروپین کو قتل کیا خزانہ لوٹ لیا۔

جب ٹیلر صاحب کو معلوم ہوا کہ دانا پور مین سپاہ نے بغاوت کی اور اسکا تعاقب بھی نہین ہوا اور یہہ بھی نہین معلوم ہوا کہ باغی سپاہ کس طرف گئی اس لیئے انہون نے والنٹیرونکا ایک گروہ مرتب کیا اور اس کے ساتھ پچاس سکھ اور پچاس پولس کے سپاہی اور کچھ تھوڑے سے سوار شامل کیئے اور ان سب کو پھلواری بھیجا کہ وہان شب باش ہون اور میجر جنرل کو اس گروہ کی روانگی کی اطلاع دی اور درخواست کی کہ وہ کچھ گورون کی سپاہ اور پھلواری کو بھیجدین انکو یہہ یقین تھا کہ باغی سپاہ اسی طرف جائیگی۔ مگر ٹیلر صاحب کو دوسرے روز صبح کو معلوم ہوا کہ نمبر ۱۲ اغیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی اور کل رجمنٹ سارے ملک مین پھیل گئی معلوم نہین کہ وہ کہان کہان صدمہ پہنچائے اس لیئے انہون نے پھلواری سے سپاہ کو بلا لیا کہ سب یکجا مجتمع ہو کر پٹنے کی محافظ ہون۔ اب پٹنہ و بہار کی قسمت میجر لوئڈ کے ہاتھ مین تھی۔ اگر وہ سپاہ کے تعاقب کا جلد حکم صادر کرتے تو سب طرح خیر رہتی۔

باغی سپاہ کو وقت مل گیا کہ وہ با ساز و سامان اپنا سفر کرین۔ یوروپین سپاہ ہندوستانی سپاہ کے چھپرون کو جلا کے اپنی بارکون مین واپس چلی آئی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ باغی سپاہ آخر کار کس رستے پر جائیگی لیکن یہہ یقینی امر تھا کہ جب گنگا پار جانے کی راہ ان کے لیئے روک دی گئی ہے تو وہ دریا سون کے پار جائیگی۔ اگر اسوقت میجر جنرل

دخانی جہاز سے آکر باغی سپاہ کے تعاقب مین گورون کی سپاہ بھیجد یتے تو کام بخوبی بن جاتا دریاے
سون برسات کے سبب سے طغیانی پر تھا بغیر کشتیون کے سپاہ کا عبور ہونا مشکل تھا اور کشتیان
ابتک وہان جمع نہین ہوئی تھین - مگر میجر جنرل نے اپنی راے مین یہہ لکھا ہے کہ غالباً براہ راست
تعاقب کرنا بے سود ہے - یہہ لکھنا تو انکی ذات سے کچھ تعجب نہ تھا جب وہ صبح کو اپنی کمزوری
دکھا چکے تھے تو شام کو غالباً وہ لایق کمانڈر نہین بن سکتے مگر تعجب تو یہہ ہے کہ انہون نے
دوسرے روز صبح کو دریا سون پر دخانی جہاز مین کچھ رائیفل مین بھیجے کہ وہ باغیون کو روکین
مگر دخانی جہاز کی روانی کے لیئے پانی کافی نہ تھا کہ بے نیل مرام واپس آیا اس کے سپاہیون نے
کچھ کام نہین کیا - اس سے پہلے کہ وہ مراجعت کرے اسکے پاس کنور سنگھ کی ایسی خطرناک خبر آئی کہ
کہ اسنے داناپور مین مورچہ بندی کا قصد کیا اور اسکے گرد کے ملک کو اسکی قسمت پر چھوڑ دیا -
کنور سنگھ بہار مین ایک معزز قدیمی خاندان کا رجپوت تھا گو اسکی عمر اسی برس کی تھی اور میجر جنرل سے
زیادہ بوڑھا تھا - مگر ہمت جوانمردانہ رکھتا تھا - بندوبست اراضی نے اسکو برٹش گورنمنٹ کا
دشمن بنا دیا تھا - اس بندوبست اراضی مین وہ ایسا غلط فہم تھا کہ اسکے سبب سے اسکی
کل جائداد حساب کی بیباقی کے لیئے قرق ہو رہی تھی مگر پھر بھی اسکا ایک مقدمہ عدالت مال
مین ایسا دائر تھا کہ اسکے جیتنے سے اسکے نقصانون کی مکافات ہو جاتی مگر عدالت نے یہہ
مقدمہ بھی ہرا دیا تو برٹش گورنمنٹ کا جانی دشمن ہو گیا وہ پہلے اسکا بڑا دوست تھا -
جب ہنگامہ بغاوت برپا ہوا تو وہ گورنمنٹ سے اپنا انتقام لینے کے در پے ہوا - جب اسنے
سنا کہ داناپور کی سپاہ نے بغاوت کی اور وہ آرہ کی طرف آرہی ہے تو اسنے یہہ ارادہ کیا
کہ اپنے مسلح ملازمین کو ساتھ لیکر داناپور کے باغیون سے جا کر ملے اور جو دولت اس کے
ہاتھ تلے سے نکل گئی ہے اسے حاصل کرے - جب یہہ خبر میجر جنرل پاس آئی تو اسنے یہ ارادہ
کر لیا کہ داناپور مین ٹھیرنا چاہیئے اور یہین مورچہ بندی کرنی چاہیئے -
ٹیلر صاحب نے میجر جنرل کی سنت سماجت کی کہ وہ سپاہیون کے تعاقب مین سپاہ کو روانہ
کرے جب میجر جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ سپاہیون نے سون سے عبور کیا اور آرہ کا محاصرہ کیا
تو اسنے نمبر ۳۷ رجمنٹ کے ۱۹۳ سپاہی دخانی جہاز مین روانہ کیئے - دخانی جہاز کے کمانڈر کو

حکم دیا کہ وہ سپاہ کو اس مقام مین اتارین جہان آرہ کی سڑک سے دریا ملتا ہے اور اس سپاہ کو یہہ ہدایت تھی کہ وہ آرہ مین جاکر سویلین کو جو محصور ہو رہے ہین ساتھ لیکر واپس چلی آئے رات کی چاندنی جب جاتی رہی تو اتفاق سے دخانی جہاز نیچے جاکر ایک ریت کے ٹیلہ سے اٹک گیا میجر جنرل نے سپاہ کو واپس بلالیا دوبارہ سپاہ کے بھیجنے کا قصد نہین کیا۔ پھر ٹیلر صاحب نے انکے اس مقصد کو منسوخ کرایا کہ انہون نے دخانی جہاز مین نمبر ۱۰ کے ۲۵۰ سپاہی اور ۷۰ سکھ اور کچھ ولنٹیر دانا پور سے ۲۹- جولائی کی صبح کو روانہ کیے اور سون مین جہاز مین جاکر وہ اس مقام مین اترے جو پہلے مقرر کیا گیا تھا۔ کرنیل فین وک صاحب اس سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے مگر وہ اعلے درجہ کے افسر تھے۔ اس تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ کیا جاتے انکی جگہہ کپتان ڈن بار صاحب مقرر ہوئے جہاز مین ۱۵۰ گورے اور ۷۰ سکھ اور دوشریف ولنٹیر دانا پور سے روانہ ہوکر مقام مقررہ پر دو بجے پہنچے۔

۲۶- جون کی صبح کو باغی سپاہی مع اپنے اسلحہ و ساز و سامان کے چلکر سون پر پہنچے۔ عبور کرنے کا سامان دریا پر نہین تھا اس لیئے وہ شام تک دریا سے پار نہین جا سکے۔ اس اثنا مین کنور سنگھ کے ملازمون نے جسقدر کشتیان ان سے جمع ہو سکتی تھین انہون کے لیئے جمع کین پہلے اس سے کہ رات شروع ہو ہر ایک سپاہی دریا کے پار اتر گیا۔ کنور سنگھ اس مقام پر پہنچ گیا تھا اسکے صلاح و مشورے سے یہ بات ٹھہری کہ سب آرہ چلین اور وہان کے انگریزون کو مارین اور خزانہ کو لوٹین۔ یہہ حضرت راجپوت سپاہ کو بہار کے اندر ہی رکھنا چاہتا تھا۔

باغی سپاہ نے ۲۷- جولائی کو جاکر جیلخانہ سے قیدیون کو رہائی دی اور خزانہ کو لوٹا اور پھر وہ انگریزی باشندون کے قتل کے لیئے چلے مگر اس کام مین انکا مقابلہ ایسا کیا گیا کہ جسکا انکو سان گمان بھی نہ تھا۔

آرہ کے انگریزی باشندون مین مسٹر وائی کرس بوئل صاحب بھی ریلوے کے انجنیر تھے انہون نے اپنی دو کوٹھیون کو توڑ پھوڑ اور بنا بنو کے ایک چھوٹا دمدمہ یعنی حصن حصین بنالیا

اور اس مین سامان رسد سب قسم کا آٹا۔ وائن۔ بیر۔ پانی۔ بھیڑین وغیرہ بہ تدریج ایک مہینے کے اندر جمع کر لیا۔ میگزین رکھ لیا۔ دیوارون مین سوراخ بند وقین مارنے کے لیے بنائے چھت پر ریت کے بھرے ہوئے تھیلے لگائے۔ غرض سب طرح کا پناہ کا سامان تیار کر لیا آرہ مین یوروپین اور یوریشین باشندے پندرہ تھے اور انکے ساتھ ایک مسلمان بھی ہو گیا تھا ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے پچاس سکھ اس دمدمہ کے محافظت کرنے کے لیے بھیجدئے تھے باغی سپاہیون نے اس قلعہ پر حملہ بار بار کیا اور ہر دفعہ شکست پائی پھر وہ پاس کے مکانونپر چڑھکر دمدمہ کے اندر گولیان مارنے لگے تو اسکا جواب قلعہ .... کے ریت بھرے تھیلون کی رینیون سے دیا گیا۔ سپاہی جانتے تھے کہ قلعہ مین سکھون کا ایک گروہ ہے باغیون کے ساتھ بھی سکھ سپاہی اپنی اپنی رجمنٹونکے ہمراہ تھے۔ ان سکھون کی معرفت انہون نے قلعہ کے اندر کے سکھون کو ترغیبین دین کہ ہمارے دہرم کے ساتھی اور انکے ساجھی ہون مگر یہ سکھ ایسے نمک حلال تھے کہ باغیون کے بہکانے مین نہین آئے۔

کنور سنگھ نے کسی زمانہ کی دبی دبائی دو توپین نکال لین اور انکو لاکے قلعہ پر لگایا مگر اس سے بھی باغی کامیاب نہین ہوئے تو انہون نے شرائط پیش کر کے صلح چاہی وہ کا پنور کا سا داؤن چلنا چاہتے تھے کہ اہل قلعہ اپنے تئین حوالہ کر دین مگر انکی کسی نے نہین سُنی۔ اہل قلعہ کو مرنا منظور تھا مگر اپنے تئین حوالہ کرنا منظور نہین تھا۔

باغی جابجا اپنی توپون کے مقامات بدلکر قلعہ پر لگاتے مگر کامیاب نہین ہوتے تھے۔ جب باغیون نے خالی مکانونکی چھت پر توپون کو لگایا تو اہل قلعہ نے بھی اپنی محافظ دیوار کو بلند کیا۔ ۲۹۔ جولائی کی آدھی رات کو اہل قلعہ کے کانون مین توپون کی آوازین آئین جس سے انکو امید ہوئی کہ ہمارے لئے کمک آئی مگر توپونکی آوازین دریا کی طرف سے دور ہوتی گئین اور آخر کو خاموش ہو گئین تو اس سے اہل قلعہ کو یقین ہوا کہ ہماری کمک آئی ہوئی الٹی چلی گئی۔

آرہ کے پہنچنے قریب ۲۹۔ جولائی کی دوپہر کو ۳۴۳ گورے اور ستر سکھ اور دو ولینٹر سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ کھانا کھائے۔

کل چارسو پندرہ سپاہی افسر جہاز سے اترے۔ کچھ تھوڑے سے سپاہی کشتیون کی تلاش مین قلعہ نشینون کے بچانے کے لیے۔

۲۸۔ جولائی

۲۹۔ جولائی ٭ کپتان ڈنبار ... قلعہ نشینون ...

اس لیئے گئے کہ ان مین سوار ہوکر نالہ سے جو بڑا گہرا اور چوڑا تھا پار اترین۔ کل سپاہی کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ انہون نے بندوقون کی آواز سنی انہون نے کھانا چھوڑ چھاڑ کر سفر کیا اور چند منٹ مین انہون نے دیکھا کہ انکے ہمراہی نالہ کے دوسری طرف باغیون پر گولیان چلا رہے ہین۔ دو تین گھنٹے مین کشتیان اٹھ لگین۔ سات بجے کل سپاہ نالہ سے پار اتری گو سپاہ تھکی ہوئی فاقہ سے تھی مگر اسکو یہہ شوق تھا کہ اپنے ہم وطن محصورین کو بچائین اسلیئے فوراً سفر شروع کیا آدھی رات سے ایک گھنٹے پہلے چاندنی غائب ہوئی تو ڈنبار صاحب نے قیام کرنے کا قصد کیا۔ انہون نے اس رپورٹ پر اعتبار کیا کہ محاصرین نے محاصرہ چھوڑ دیا اسلیئے انہون نے سفر کرنے پر اصرار کیا۔ چند منٹ بعد گارڈ جو سب سے آگے تھا کہ وہ حوالی آرہ مین داخل ہوا تو سڑک کی داہین طرف سے گھنے آمون کے درخت سے ایک بندوقون کی باڑ چھوٹنے کی روشنی دکھائی دی۔ دوسری تیسری باڑ کے چھوٹنے کی آواز آئی۔ ان بندوقون کے باڑون کے چھوٹنے کی روشنی مین دشمن ذرا سی دیر کے لیئے دکھائی دیتے تھے مگر گورے اپنی سفید پوشاک کے سبب سے دشمنون کو اندھیرے مین صاف دکھائی دیتے تھے اور وہ انکو خوب گولیون کا نشانہ بناتے تھے۔

ڈنبار صاحب مارے گئے جو زندہ تھے وہ حیران و پریشان تھے ان مین ڈسپلن کچھ نہین رہی تھی۔ اس مصیبت زدہ حالت مین ایک کونسل اوف وار جمع ہوئی اس مین یہہ صلاح ٹھیری کہ صبح ہوتے ہی مراجعت کرنی چاہیئے۔ اس تھکی ہوئی سپاہ فاقہ زدہ کو ابھی پندرہ میل سفر کرنا باقی تھا جس مین دشمن سے ہر قدم پر مقابلہ تھا۔ آخر کو جب ہاری تھکی سپاہ نالہ کے کنارہ پر آئی تو اسنے کشتیان دیکھین کہ نالہ کے کنارہ پر پڑی ہوئی ہین۔ سپاہی انکو زور لگا کے پانی کی دھار پر لائے اور انمین سوار ہوئے باغیون نے کشتیون پر گولیان چلائین اور جوان گولیون سے بچنے کے لیئے پانی مین چلے گئے تھے وہ ڈوبے۔ تھوڑے ہی سے دخانی جہاز پر پہنچے۔ داناپور مین جسوقت یہہ جہاز آیا ہے اور شکست کی خبر لایا ہے۔ بہت سے سپاہیون کی بیویان روتی پیٹتی بالون کو بکھیرتی جنرل کو گالیان دیتی ہوئی جہاز کے پاس پہنچین اور انہون نے بڑا کہرام

مچایا - چار سو پندرہ آدمی جو گئے تھے انمین پچاس آدمی ایسے تھے جنکے گولی نہ لگی ہو اور پندرہ افسرون مین تین ایسے تھے جو زخمی نہ ہوئے ہون -

باغی جنکے ہاتھ ابھی گورون کے خون سے سرخ ہوئے تھے - پھر قلعہ پر حملہ آور ہوئے انہون نے یہہ ارادہ کیا کہ محصورین کا دم دھوئین سے گھوٹ کر نکالین - اس مطلب کے لیئے قلعہ کی دیوارون کے نیچے انہون نے رات کو سو ختنی چیزین جمع کین اور انکے گرد لال مرچین ڈالین اور اس مین آگ لگادی اسکا اثر محصورین پر بہت بڑا ہوا ہوتا مگر ہوا ایسی الٹی چلی کہ محصورین پر تو کچھ اثر نہین ہوا بلکہ محاصرین کو اسنے ستایا - اس ہوا نے اہل قلعہ کو اس زہردار بدبو سے بھی بچایا جو قلعہ کی دیوارون کے پاس مرے ہوئے گھوڑون کی لاشون سے اٹھ رہی تھی جنکا ڈھیر باغیون نے لگایا تھا - پھر باغیون نے سرنگین لگائین جنکی مسٹر ویک صاحب نے ایسی حکمت کی کہ وہ الٹی دشمنون ہی پر لگ گئین توپ جو ایک بڑی حویلی کے اوپر باغیون نے لگائی تھی اور بعض دفعہ محصورین کو نقصان پہنچاتی اس سے بچنے کے لیئے مسٹر ویک اور مسٹر بوائل نے تھوڑی دیر مین قلعہ کو دوچند مستحکم کر لیا -

تیسرے دن جب پانی کی قلت ہوئی تو سکھون نے ایک کنوان کھود لیا - اور کنوئے کی مٹی سے قلعہ کو استوار کر لیا - سیسہ بھی قلعہ مین موجود تھا جس سے نئی گولیان ڈھالی گئین اور باروت بھی موجود تھی جس سے نئے کارتوس بنائے گئے -

محصورین جانتے تھے کہ ہمارا سامان رسد محدود ہے وہ دیر سویر ضرور ختم ہو جایگا مگر انکے دل مین یہہ کبھی نہین آیا کہ ہم دشمن کو اپنے تئین حوالہ کر دین ایک دفعہ انہون نے قلعہ کی قید سے چھڑانے والا ولنٹ آئر صاحب آ گیا -

صاحب ممدوح جولائی کے مہینے کی ۲۰ تاریخ کو کلکتہ سے ایک یورپین توپچیون کی کمپنی اور چھ گھوڑون کا توپخانہ لیکر الہ آباد جانے کے لیئے چلے - وہ پہلے بڑی کار ہای نمایان کر چکے اور محمد اکبر خان کے پاس افغانستان مین بطور یرغمال کے رہ چکے تھے غرض وہ بڑے لایق فایق افسر تھے - وہ جہاز مین ۲۵ - جولائی کو دیناپور مین آئے اور سپاہ کی بغاوت کا حال سنا - جو اس تاریخ مین داناپور مین ہو رہی تھی ۲۶ - جولائی کو جہاز مین

سوار ہوکر ۲۸ کو بکسر مین آیا ۔ کو یہہ خبر ہوئی کہ دانا پور کے باغی آرہ کو محصور کر رہی ہین
پھر سہ پہر کو یہہ خبر سُنی کہ باغی بکسر کے گورنمنٹ سٹڈ کے لوٹنے کے لیئے روانہ ہونے کو ہین
بکسر مین اسنے اپنے جہاز کو ٹھیرایا دوسرے دن صبح کو جب یہہ معلوم ہوا کہ بکسر مین کوئی بڑا
خطرہ نہین ہے وہ غازی پور مین اس ارادہ سے دوڑا گیا کہ اگر وہان کوئی فساد نہ ہو
تو پھر الٹا بکسر مین چلا آئے اور یہان سے جاکر محصورین کی اعانت کرے ۔ غازی پور
مین اگرچہ امن تھا مگر خطر سے خالی نہ تھا وہان اسنے اپنی دو توپین جہاز سے اتار دین اور
انکے عوض مین ۲۵ ہائی لیڈرز جو یہان تھے اسلیئے ساتھ لے لیئے کہ وہ آرہ کی مہم مین انکا
معاون ہونگے ۔ بکسر مین شام کو وہ یہان آیا تو اسکو یہہ بڑی خوشی ہوئی کہ کلکتہ سے
نمبر ۵ فیوزیلرس کے سپاہی ایک سو ساٹھ ابھی یہان آ گئے تھے ۔ اسنے سوچا کہ انکی امداد سے
وہ بہت قوی ہوکر آرہ کی طرف فوراً سفر کر سکتا ہے اسلیئے اسنے انکے کمانڈر کپتان ایل
اسٹرینج سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ اس مہم مین شریک ہو جائے اسنے اس
شراکت کو اس شرط سے قبول کیا کہ مہم کی ساری جوابدہی میجر آئر اپنے ذمے لے ۔ میجر
صاحب نے مہم کی ساری جوابدہی اپنے ذمے لی اور ہائی لینڈرز کو جو غازی پور سے
ساتھ لائے تھے واپس بھیجدیا اور بکسر کے سپرنڈنٹ سٹڈ کپتان ہسٹنگز کو اپنا
سٹاف مقرر کیا جسکے سبب سے ایک دن مین سارا سامان رسد جمع ہوگیا ۔ پھر انہون نے
گرمی اور برسات مین سفر شروع کیا اور پہلی اگست کو انکو کپتان ڈنبار کی ہزیمت کی
خبر ہوئی وہ آج کی تاریخ موضع گجراج سنگھ مین پہنچے جو آرہ کے بہت قریب تھا ۔

۲ ۔ اگست کی صبح کو ابھی خیمے اکھڑے نہ تھے کہ باغی لڑنے کو آن موجود ہوئے ۔
انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگادیا ۔ دو میل ایک نالہ تھا باغی اس سے پار جاکر موضع بی بی گنج
مین جو نالہ کے کنارہ پر دوسری طرف تھا چلے گئے انگریزی سپاہ کو کنور سنگھ کی سپاہ نے
دق کیا ۔ مگر آئر صاحب کی سپاہ نے دشمنون کی سپاہ کو مار ہٹایا اور ۳ ۔ اگست کو محصورین آرہ
کو تکلیف سے بچایا ۔ جب وہ محصورین سے ملے تو انہون نے بڑی خوشی سے اسکو چیئرز دیئے
باغی شکست پاکر جگدیس پور گئے جو کنور سنگھ کی ایک مستحکم دارالریاست تھی ۔ آئر صاحب نے

کمک مانگی تھی اسکے انتظار مین تھا۔ مارشل لا اسنے جاری کیا۔ تیس زخمی باغی پکڑے آگئے انگریز
اور سرکاری ملازمون کو جو کنور سنگہ کے معاون تھے پھانسی دیگئی۔ ۸ و ۹۔ اگست کو نمبر ۱۰ رجمنٹ
کے دو سو سپاہیون اور سو گولہ انداز سکھون کی کمک آگئی۔ ۱۱۔ کو آئر صاحب نے جگدیس پور پر
چڑھائی کی۔ کنور سنگھ کی یہہ غلطی تھی کہ اسنے اپنی سپاہ کو مختلف مقامات مین انتظام کے لیئے
بھیجدیا تھا جسکے سبب سے اسکی سپاہ جگدیس پور مین ضعیف ہوگئی تھی۔ وہ پھر بھی بہادری
سے لڑا مگر شکست پاکر ۱۳۔ اگست کو بھاگا اسکا تعاقب انگریزون نے کیا مگر وہ ان کے
ہاتھ نہین آیا ـــــــ کنور سنگہ نے اپنے حصار مین غریب دہاتیون سے غلہ چھین کر
اسقدر جمع کرلیا تھا کہ بیس ہزار سپاہ کو چھ مہینے کے لیئے کافی ہوتا۔ جب آئر صاحب کو یہ
غلہ ہاتھ لگا تو انہون نے غریب دہاتیون کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے غلہ کو اٹھا لیجائین
آئر صاحب نے جگدیس پور کی تمام عمارات کو منہدم کیا اور ۲۰۔ اگست کو الہ آباد روانہ ہوا۔
فقط اسنے آرہ کے محصورین ہی کو نہین چھڑایا بلکہ اس دنگہ و فساد کو مٹایا جو بہار سے کل بنگال
تک پھیل رہا تھا اور ممالک مغربی و شمالی کے درمیان دریا کی راہ کو بالکل بے خوف
و خطر کردیا۔

اب پٹنہ کی طرف پھر توجہ ہوتی ہے۔ اگرچہ دانا پور کے سپاہیون کی بغاوت نے
اور نمبر ۱۲ کے غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کی سرکشی نے اور ڈن بار صاحب کی شکست نے
ان تمام تدابیر خجستہ کو جو ٹیلر صاحب نے کین تخمین خاک مین ملا دیا تھا مگر آئر صاحب کی
فتح نے پھر اس اعتبار کو جسین اوپر کے تین واقعات نے خلل ڈالا تھا پھر بحال کردیا۔
غرض ٹیلر صاحب کی مردانگی اور فرزانگی نے اور میجر کی جدوجہد اور استقلال نے میجر
جنرل کی ضعیفی اور خوت زندگی کی مکافات کردی۔

صوبہ بہار مین تمام خزانون اور انگریزون کی جانون کا بچانا۔ ٹیلر صاحب کا کام تھا۔
ڈن بار صاحب کی شکست نے دانا پور کی سپاہ کو ساکت کر رکھا تھا۔ ڈمراؤن کا راجہ
کی نسبت مشہور تھا کہ باغیون سے مل گیا ہے یا مل جائیگا۔ مقامی سپاہ کا کچھ اعتبار نہین
تھا۔ اکثر سکھ سپاہی پہرہ چوکی کے کام کے تھے ان کے باہر بھیجنے سے کام کمتر نکلتا تھا۔
اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا۔

پٹنہ کے اضلاع کی یہہ کیفیت تھی کہ آرہ صدر مقام شاہ آباد تو باغیون کے قبضہ مین تھا اور گیا مین ایک سو سکھ اور ۵۰ گورے سپاہی تھی ۔ ترہت کا صدر مقام مظفر پور غیر محفوظ تھا اور اضلاع سارن اور چنپارن کے صدر مقامات چھپرا اور موتی ہاری کو باغیون کے دباؤ سے یورپین حکام ضلع چھوڑکر چلے گئے تھے ۔ ان مین گیا اور مظفر پور زیادہ معرض خطر مین تھے اگر ٹیلر صاحب کوئی ڈرپوک اور ڈینگ مغرور ہوتے تو گورنمنٹ کی طرف سے جو اضلاع مین حکام مقرر تھے وہ اپنے ضلعون مین بدستور رہنے دیتے انکو وہان سے بلانے کی جوابدہی اپنے ذمے نہ لیتے لیکن وہ خوب جانتے تھے کہ گورنمنٹ کا مون کی داد انکے نتائج کے موافق دیتی ہے اور اب تک انکے کامون کو گورنمنٹ نے درشتی کے ساتھ جج کیا ہے بس ان حاکمون کو اضلاع سے بلا لینا اپنے ذمے بڑی جوابدہی لینی ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ گیا مین ایسے آدمی بھرے ہوئے ہین جو سرکشی کے موقع کے منتظر بیٹھے ہین وہان کے جیلخانہ مین آٹھ سو قیدی ہین جو چھوٹ کر ایک آفت برپا کردینگے ۔ باغی آرہ کو فتح کرکے گیا پر آنکر جھکینگے پس اسکا علاج بہت زیادہ بہتر یہہ ہے کہ انہون نے مظفر پور اور گیا کے حکام کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے دفترونکو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آئین اور اگر انکی خاص اپنی ذاتون کے لیے کوئی خوف وخطر نہو تو خزانون کے روپیون کو بھی اپنے ساتھ لیتے آئین ۔

مسٹر ٹیلر جنہون نے صوبہ بہار کو فتنہ وفساد سے بچایا تھا وہ اس سبب سے کہ لفٹنٹ گورنر بنگال سے انکی نا چاقی رہتی تھی موقوف کیے گئے انکا قصور یہہ قرار دیا گیا کہ انہون نے گورنمنٹ کی اجازت بغیر اضلاع کی مجسٹریٹون کو حکم بھیجا کہ وہ اپنی اپنی ضلع چھوڑکر داناپور مین چلے آئین لیکن پھر گورنمنٹ کو اس موقوفی پر بڑا افسوس ہوا یہہ حکم ٹیلر صاحب کا ۳۱ جولائی کو ڈن بار کی شکست پانے کے بعد پہنچا تھا ۔ اس حکم کی تعمیل کرنے سے مظفر پور مین اچھے نتائج پیدا ہوئے ۔ یہان انگریزون کی محافظت کا کچھ سامان نہ تھا اور نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ کا ایک دستہ موجود تھا جسکی بغاوت کا دغدغہ ہر وقت لگا رہتا تھا ۔ یہان مسٹر لائڈ صاحب مجسٹریٹ تھے انہون نے داناپور مین میجر لوئڈ صاحب پاس درخواست بھیجی تھی کہ وہ کچھ گورون کی سپاہ محافظت کے لیئے بھیجدے مگر اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا ۔ جب ٹیلر صاحب کا حکم پہنچا تو یہان کے انگریزون نے اسکو مرحبا کہا انہوں لطف

مسٹر ٹیلر کو انکی حسن خدمات کا پورا صلہ دیدیا اور انکو صوبہ بہار کا بچانے والا جانا

انکو موت سے بلکہ موت سے بھی بدتر حالت سے بچالیا۔ لائر صاحب پاس سپاہ تو تھی نہین جسکی پہرہ چوکی مین وہ خزانہ ساتھ لاکر پٹنے مین لاتے بس وہ منظفرپور ہی مین خزانہ چھوڑکر چلے تو نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کے دستہ نے سرکشی کی اور سرکاری مکانات پر حملہ کیا۔ انکو سرکاری عہدہ دارون اور پولس نے بھگادیا اور ہندو رئیسون نے جو انگریزی عملداری کی بدولت دولت مند ہوئے تھے خیرخواہ بن کر انہون نے دنگہ فساد نہین ہونے دیا۔ جب یوروپین حاکم منظفرپور مین آئے تو انہون نے خزانہ کو بدستور پایا باغیون کو لوٹنے نہین دیا۔ باغیون نے خزانہ کی جگہہ دو اور دولت مندون کے گھر لوٹ لیئے۔

گیا کی حالت منظفرپور سے مختلف تھی اس ضلع کے مجسٹریٹ الون رومنی صاحب تھے۔ انہون نے حکم آنے سے تین روز پہلے یہہ راے لکھی تھی کہ یہان اہل شہر کی طرف سے کوئی خوف و خطر نہین ہے۔ مگر اور دو خوف لگے ہوئے ہین ایک دانا پور کے بہت سے باغیون کے حملہ کرنے کا دوسرا نمبر ۵ غیر آئینی سوارون کی باغی رجمنٹ کے پاس آنے کا۔ ہر صورت مین جہان تک مجھ سے ہوسکے گا مین سٹیشن اور خزانہ کی محافظت کرونگا۔ منی صاحب پاس ڈن بار کی شکست کی خبر کا خط اور ٹیلر صاحب کا یہہ حکم دونو ساتھ پہنچے کہ یوروپین باشندون اور سپاہ کو اور خزانہ کو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آؤ لیکن خزانہ لانے مین تمہاری اپنی ذات اور یوروپین کی جانون کے لیئے کوئی خطرہ نہ ہو۔

منی صاحب پاس جب یہہ حکم آیا تو اسنے ضلع کے یوروپین سول افسرون کو بلایا کہ وہ آنکر صلاح بتلائین کہ کیا کرنا چاہیئے مجلس شورے مین بود سے پنے کا مشورہ غالب آیا ہرچند بعض افسرون نے کہا کہ جب تک خزانہ لادنے کے لیئے چھکڑے آئین ٹھیرنا چاہیئے۔ انہون نے ٹیلر صاحب کے حکم کا اس حصہ پر عمل کیا کہ پٹنے کو روانہ ہوئے اور خزانہ کو چھوڑ دیا۔

کوئی وجہ نہ تھی کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا۔ منی صاحب پہلے لکھ چکے تھے کہ میرے پاس ۵۰ یوروپین اور سو سکھ ہین اور پولس کے نئے سپاہی ہین وہ اہل شہر کے دنگہ فساد کے روکنے کے لیئے کافی ہین اور ۶۴ رجمنٹ کی کمپنی گورون کے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ خزانہ کو کسی طرح چھوڑنا نہین چاہیئے تھا اسکو اس گورہ کی کمپنی کے پہرہ میں رکھہ کر ساتھ لیجانا چاہیئے تھا۔

غرض منی صاحب جیلخانون کو قیدیون سے اور خزانہ کو اسّی لاکھ روپیون سے بھرا ہوا چھوڑکر دوسرے روز چھہ بجے روانہ ہوئے۔

مسٹر ہولنگس صاحب سرشتہ افیون کے افسر کو یہہ حرکت انگلش شان و سیرت کے خلاف معلوم ہوئی انکو یہہ خیال ہوا کہ انکے ہم قوم بڑی غلطی کرتے ہین جو خزانہ بغیر جاتے ہین۔ انہون نے منی صاحب کو جاکر سمجھایا کہ یہہ کیا تم نے غلط کام کیا ہے۔ منی صاحب بھی اسکے دلائل سنکر خزانہ مین روپیہ چھوڑکر آنے سے پشیمان ہوئے اور اپنی خطا پر متنبہ ہوئے وہ مع سپاہ اور ہمراہیون کے پھر گیا مین واپس چلے آئے۔ جب منی صاحب گیا مین آئے تو سب طرح سے امن امان تھا انہون نے دوسرے دن صبح کو نمبر ۶۴ رجمنٹ کو گیا مین بلا یا وہ ۲۔ اگست کو گیا مین آ گئی۔ خزانہ چھکڑون مین لادکر اس کمپنی کے حوالہ ہوا کہ یہان جیلخانے کے سپاہیون نے قیدیون کو چھوڑ دیا۔

منی صاحب کا ارادہ پٹنے جانے کا تھا مگر ان پاس جھوٹی رپورٹین آئین کہ پٹنے جانے مین رستہ کے اندر بڑے خوف و خطر ہین۔ غرض وہ قیدیون کو گیا سے باہر ادھار کر کلکتہ کی سڑک پر روانہ ہوئے اور دور دراز سفر طے کرکے خیر و عافیت سے کلکتہ مین خزانہ لیکر پہنچ گئے

ہیلی ڈے لفٹنٹ گورنر بنگال اور ٹیلر صاحب کی ان بن پہلے سے چلی آتی تھی جب آئر صاحب کی فتح کی خبر کلکتہ مین انکو اور گورنر جنرل کو پہنچی تو لفٹنٹ گورنر نے ٹیلر صاحب پر یہہ الزام لگا کے گورنمنٹ انڈیا سے موقوف کرادیا کہ ایسی حالت مین کہ کوئی خوف و خطر باقی نہین رہا تھا اضلاع کے حکام ضلع کو بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے فقط اپنے اختیار سے جو انکو نہ تھا پٹنے بلالیا مگر کئی سالون کے بعد جن ممبرون نے انکو موقوف کیا تھا انہون نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور بڑا افسوس کیا کہ ٹیلر صاحب کو جنھنے صوبہ بہار مین انگریزون کی جانون کو بہت سی آفتون سے بچایا تھا ناحق غلط خبرون پر ہم نے موقوف کردیا۔ غرض اس تاریخ مین ٹیلر صاحب کا نام ان حاکمون مین لکھا جاتا ہے جنہون نے ہندوستان مین انگریزی عملداری کو پھر قائم کیا۔ درحقیقت وہ بڑے دانشمند و عالی دماغ روشن ضمیر تھے انہون نے صوبہ بہار مین بڑے کار ہای نمایان کیے جو تاریخ بغاوت مین ہمیشہ یادگار روزگار رہین گے۔

منی صاحب کلکٹر گیا کا خزانہ لیکر پھر گیا مین واپس آنا ۱۸۵۷ع

ٹیلر صاحب کا موقوف ہونا ۱۸۵۷ع

باب نہم

آگرہ و گوالیار

ممالک مغربی و شمالی

۱۸۴۹ء مین پنجاب سرکار انگریزی مین داخل ہوا تھا۔ اسوقت سے ۱۸۵۷ء تک ممالک
مغربی و شمالی بہار کے مغربی حصہ اور راجپوتانہ کی شرقی سرحد کے اور ان ردے ستلج کی ریاستہای
محروسہ اور سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) کی شمالی سرحد کے درمیان واقع رہے وہ ہمالیہ
کو چھوتا ہے رہیل کھنڈ اسکے اندر ہے اور سنٹرل پروونس مین جھانسی کے نیچے تک
وہ ہے اس مین بادشاہی شہر دہلی اور آگرہ اور ہندوؤن کا قدیمی متبرک شہر بنارس
مین ایک بڑا مستحکم قلعہ الہ آباد مین ہے اور بڑے تجارتی شہر مرزاپور اور کانپور اس مین ہین
دریا جمن و گنگ اس مین بڑی آب و تاب سے بہتے ہین۔ اس مین آبادی وہ ہے جسکو
سرکار والا اقتدار کمپنی نے مرہٹون کے ظلم کے ہاتھ سے نجات دلائی تھی اور سرکار کی
عملداری مین اسکی ثروت و آسودگی بہت بڑھ گئی تھی اس کی ملکی تقسیم یہہ تھی کہ آٹھ
قسمتین بنارس۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ جھانسی۔ آگرہ۔ رہیل کھنڈ۔ میرٹھ۔ دہلی اسمین تھین
جب اس مین سرکشی ہوئی تو آگرہ مین گورون کی ایک پلٹن اور ان کا توپخانہ تھا اور یورپین
سپاہ میرٹھ مین تھی جو پہلے اپنی تذلیل دکھا چکی تھی۔

ممالک شمالی و مغربی کے فرمان روا لفٹنٹ گورنر جان کالون صاحب تھے۔ وہ انتظام
ملکی کے کل جزئیات و کلیات پر حاوی تھے۔ لارڈ آک لینڈ کے پرائیوٹ سکرٹری جنگ
افغانستان کے زمانہ مین رہ چکے تھے وہ سول افسر بڑے لایق فایق سمجھے جاتے تھے۔ وہ
بڑے عالی حوصلہ تھے دوستون پر بڑی مہربانی کرتے تھے۔ دلاور اور عیسائی جنٹل مین تھے
گو ان مین یہہ سب خوبیان تھین کہ عاقل اور خصائل حمیدہ اور شمائل حسنہ رکھتے تھے مگر
انکی نسبت انکے دوستون کی یہہ رائے تھی کہ وہ ۱۸۵۷ء مین غدر کے زمانہ مین اپنے عہدہ

جان کالون صاحب

کے لیئے سزاوار نہین تھے -

برہام پور اور بارک پور کی پلٹنون کی بغاوت پر تو کالون صاحب نے یہہ خیال ہنین کیا کہ کل سپاہ کے بغاوت کرنے کی تمہید ہے مگر جب میرٹھ مین ۱۰ مئی کو غدر ہوا تو وہ اسکی خبر سنکر ششدر و متحیر ہوگئے - پھر اسکے بعد ۱۱ مئی کو ان پاس یہہ اور خبر آئی کہ باغی شہر دہلی لوٹ کر آگرہ کی طرف چلے آتے ہین انہون نے کونسل اوف وار کو جمع کیا -

ممالک شمالی و مغربی کا دارالسلطنت آگرہ تھا - صدر دیوانی عدالت کے جج اور صدر عدالت مال کے بورڈ اور بریگیڈیر و کرنیل ممبر اور ادنے درجہ کے افسر موجود تھے سائینٹفک گروہ بھی موجود تھا علاوہ اس کے کمشنر مجسٹریٹس اور متعہد وغیر متعہد حکام اور رومن کیتھلک کا بشپ اور اور پرٹسٹنٹ کے دو چیپلین موجود تھے - یہہ سب قسم کے افسر کالون کے بلانے سے جنرل کونسل مین آئے - غدر کی تاریخ مین کسی کونسل مین ایسے ممبر نہین جمع ہوئے جیسے اس کونسل مین کہ جنکی رائین پراگندہ و پریشان ایک دوسرے سے مخالف ہون اور اسکا کوئی عمل اصولی نہ ہو - کالون صاحب نے اپنا خیال یہہ ظاہر کیا کہ شہر کو چھوڑ کر قلعہ کے اندر چلا جانا چاہیئے انہون نے صرف اپنے اس ارادہ ہی سے مطلع نہین کیا بلکہ یہہ بھی کہا کہ مین نے ہندوستانی رجمنٹون کو حکم دیا ہے کہ وہ قلعہ خالی کردین تا کہ عیسائی قلعہ کی دیوار کے اندر پناہ گزین ہون انکے اس خیال کے برخلاف بہت سے ممبرون نے اپنی راے ظاہر کی خاصکر ہیرنگٹن صاحب نے جو صدر دیوانی عدالت کی ججی سے الگ ہوکر گورنر جنرل کی لیجس لیٹیو کونسل مین جانے کو بیٹھے تھے اور ڈرمنڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بڑے زور شور کے ساتھ اسکے خلاف اپنی راے ظاہر کی - غرض کسی اصل پولیسی کی پیروی کرنے کے لیئے اتنی رائین تھین جتنے اس کونسل کے ممبر تھے - شام ہی کو معلوم ہوگیا کہ یہہ خبر جھوٹی تھی کہ باغی آگرہ کی طرف آتے ہین تو اس تکذیب سے آدمیون کی عقل پر تاریکی چھاگئی - آخر کار یہہ فیصلہ باتفاق راے ہوا کہ بہتر پولیسی یہہ ہے کہ بغیر کسی خوف و وحشت کرنے کے قلعہ مین یوروپین سپاہ کو بھیجنا چاہیئے اور سوار و پیدل وولنٹیر بھرتی کرنے چاہیئن اور کل صبح کو دیلراد پریڈ کرنی چاہیئے جس مین لفٹنٹ گورنر گورون اور کالون کی سپاہ کی طرف مخاطب

کچھ ارشاد فرمائین - آگرہ مین ایک بیٹری بنگال ارٹلیری اور نمبر ۳ رجمنٹ یوروپین اور نمبر ۴۴ و ۶۷ ہندوستانی پیدل رجمنٹین تھین - ۱۴ مئی کی صبح کو یہہ پریڈ اپنے اپنے مقامون پر ہوئی اور اس مین لفٹنٹ گورنر اور بڑے بڑے سول افسر موجود تھے - کالون صاحب نے گورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ وہ اپنے ہم پیشہ ہندوستانی سپاہیون پر پورا اعتبار کرین" مگر برخلاف اپنے اس کہنے کے یہہ بھی کہا کہ دہلی کے بدمعاشون نے ایک پادری کی بیٹی کو مار ڈالا ہے اسلیئے وہ میدان جنگ مین جب ہندوستانی سپاہیون کے سامنے ہون - اس بات کو بھولے نہین - پھر وہ ہندوستانی سپاہیون کی طرف اس طرح مخاطب ہوئے کہ مین تمپر پورا اعتبار کرتا ہون اگر تمکو شکایت ہو تو وہ میرے آگے آکر بیان کرو اور مین یہہ بھی کہتا ہون کہ جو سپاہی اپنے علم کو چھوڑنا چاہے مین اسکو اسی مقام پر موقوف کرتا ہون - ان سپاہیون کے افسرون نے انکو جرأت دینے کے لیئے ابھارا تو انہون نے غل شور مچایا اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑہا کے دیکھا -

سپاہ کے اس غل شور مچانے سے اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑہا کے دیکھنے سے گورنمنٹ کی اپنی آنکھین کھولی ہونین اور ان علامتون مین مطالعہ کرنا چاہیئے تھا کہ یہہ دونو رجمنٹین مشل اور سپاہیون کی رجمنٹون کے بغاوت کرنے کے لیئے وقت کی منتظر بیٹھی ہین - مگر انہون نے یہہ دیکھا نہ یہہ سوچا - انکی کونسل کے پاس زمانہ شناس افسر بھی موجود تھے جو سپاہ کی حالت کو خوب سمجھتے تھے - چنانچہ انمین ایک چیف انجنیر کرنیل ہیو فریزر صاحب تھے انہون نے کالون صاحب کو نصیحت کی کہ وہ ہر شخص کو غیر معتبر جانین اور اسوقت کی ضرورتون کو سمجھین کہ کیا کیا ہین - انہون نے صاف لفظون مین بیان کیا کہ قلعہ مین چلے جانا چاہیئے صرف یہی نہین کہ قلعہ کے اندر خزانہ اور دفتر کو اور عورتون اور بچون کو بھیجدینا چاہیئے بلکہ لفٹنٹ گورنر کو مع اپنے سٹاف کے قلعہ مین رہنا چاہیئے - یہہ لفٹنٹ گورنر کی خود اپنی راے پہلے سے تھی اب اسکو اور تقویت صلاح کارون کی رائون سے ہوئی - انہون نے تیسرے ہفتہ مین تار برقی پر اس خبر کے بھیجنے سے لارڈ کیننگ کی بڑی دلجمعی کی کہ مجھے قوی امید ہے کہ آگرہ مین امن امان رہیگا اور جو کچھ خرابی وقوع مین آئی ہے وہ جلد رفع ہو جائیگی وہ یہہ

لفٹنٹ کالون صاحب اس بات [illegible]

جانتے تھے کہ اسوقت جو طوفان بلا اٹھا ہے وہ آسانی سے رفع دفع ہو جائیگا مگر تاہم خدا کو خالی
بیٹھنا نہین چاہیئے ۔

کالون صاحب کا خیال یہہ تھا کہ دھلی کے پادشاہ کی درباریون کی سازش سے یہہ بنگالہ
کی سپاہ کا غدر پیدا ہوا ہے اسلیئے انہون نے یہہ خیال کر کے کہ مرہٹے اور جاٹ دہلی کی بادشاہی
کے سخت جانی دشمن ہین ۔ مہاراجہ گوالیار اور راجہ بھرت پور سے امداد کی درخواست کی کہ وہ
اپنی مرہٹون اور جاٹون کی سپاہ سے امداد کرین جنکو وہ جانتے تھے کہ پہلے عداوتون
کے سبب سے دہلی کے بادشاہ سے وہ خوب لڑین گین ۔

ستر میل کے فاصلہ پر گوالیار مین سیندھیا جیاجی راؤ مہاراجہ تھا جسکے ساتھ لارڈ ایلن برا نے
اسکی ایام طفولیت مین بہت سلوک کیا تھا جسکے سبب سے وہ سرکار انگریزی کا بڑا
احسانمند تھا ۔ اس سبب سے اول سے آخر تک سرکار انگریزی کے ساتھ ایام غدر
مین صدق دل سے خیرخواہ رہا ۔ بھرت پور بھی آگرہ کے پاس تھا ۔ ان دونو راجاؤن نے
کالون صاحب کی درخواست کا جواب دل خواہ دیا اور سیندھیا نے اس وقت آگرہ مین
کپتان پیرسن کے ماتحت چھ توپون کا توپخانہ اور کپتان الکسنڈر کے ماتحت سوارون کی رجمنٹ
اور اس کے بعد کپتان برل ٹن کے ماتحت ایک اور رجمنٹ بھیجدی اور بھرت پور کے راجہ
کی طرف سے کپتان نکسن کے ماتحت پیدلون کی سپاہ متھرا بھیجی گئی ۔ گو یہہ امداد عین وقت پر
آگئی مگر اسکے آنے سے کوئی برائی دور نہین ہوئی ۔

۲۱ ۔ مئی کو آگرہ مین خبر آئی کہ علی گڈھ مین ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی جسکے سبب سے
آگرہ اور میرٹھ کی سرکاری آمد و رفت بند ہو گئی ۔ میرٹھ اور آگرہ کے درمیان جو شاہراہ ہے
اسپر آگرہ سے پچاس میل پر اور میرٹھ سے اسی میل پر علی گڈھ واقع ہے اس مین ایک
استوار پائدار قلعہ ہے جسپر سنہ ۱۸۰۳ع مین لارڈ لیک اور مرہٹون کی لڑائیان ہوئی تھین
اس مین نمبر ۹ پیدل رجمنٹ کی چار کمپنیان رہتی تھین ۔

جب میرٹھ کے غدر کی خبر علی گڈھ مین آئی تو اسکی سب طرف بدنظمی شروع ہوئی ۔ افسر سپاہ نے
اسکی تحقیقات کے لیئے سپاہی بھیجے وہ دو دن کے بعد واپس آئے اور یہہ خبر لائے کہ افواہین

مبالغہ کے ساتھ مشہور ہوئی ہین۔ جب وہ شہر کی طرف پریڈ کے میدان مین گئے تو انہون نے دیکھا کہ یورپین سپاہیون کو سمجھا رہے ہین کہ اپنے افسرون کو قتل کر ڈالو اور بغاوت اختیار کرو سپاہیون پر اس کہنے کا کچھ اثر نہ تھا جو لوگ انکو بغاوت پر آمادہ کرنے آتے انکو اپنے اپنے افسرون کو سپاہی حوالہ کر دیتے۔ ان آدمیون مین سے انہون نے ایک برہمن کو بھی افسرون کے حوالہ کیا جو بعض آس پاس کے دہات نے سپاہ کے اغوا کرنے کے لیے مقرر کیا تھا اس برہمن نے ایک ایسی سازش برات کی صورت مین کرنی چاہی کہ انگریز قتل کیے جائین اور خزانہ لوٹا جائے۔ یہان خزانہ مین سات لاکھ روپیہ تھا جو سپاہیون کے ہاتھ مین تھا۔ اس برہمن کو بعد ثبوت جرم ۲۰۔ مئی کی ہندوستانیون کے فیصلہ سے شام کو تمام ہندوستانی سپاہ کے روبرو پھانسی دیگئی۔ یہہ دیکھ کر تمام سپاہی خاموش کھڑے رہے۔ لیکن ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر اس کے آویزان جسم بیجان کی طرف اشارہ کر کے پکار کر کہا کہ اے سپاہیو اپنے مذہب پر قربان ہونے والے کو دیکھو۔ اس کہنے کا اثر ان ہندوستانی سپاہیون پر جادو کا سا ہوا جنہون نے خود اسکو پھانسی دینے کا فتوے دیا تھا۔ انہون نے اپنے افسرون کو اور اور انگریزون سے کہا کہ جہان تمہارا انکا جی چاہے چلے جائین اور خود انہون نے خزانہ کو لوٹا اور جیلخانہ کو توڑا اور خود سب ملکر دہلی روانہ ہوئے۔

اسی نمبر ۹ کی پلٹن کی کمپنیان بلند شہر۔ اٹاوہ۔ مین پوری مین رہتی تھین جب انہون نے علی گڈھ مین اپنی پلٹن کی بغاوت کی خبر سنی تو انہون نے بھی بغاوت کی۔ بلند شہر مین تو کچھ کشت و خون نہین ہوا سپاہی خزانہ لیکر دہلی روانہ ہوئے۔ بلند شہر کے مجسٹریٹ ٹرنبل صاحب گھوڑے پر تنہا سوار پانچ ہزار گوجرون کو جو انکو مارنا چاہتے تھے تپنچے چلاتے ہوئے میرٹھ چلے گئے۔ ضلع مین جیا انکی اس بہادری کا ذکر ہوتا ہے تاریخ مین نہین ہے۔ مگر اٹاوہ اور مین پوری کی حالت بلند شہر سے جدا گانہ ہے جس کا بیان ہوتا ہے۔

آگرہ سے مشرق مین اکہتر میل کے فاصلہ پر مین پوری ہے وہان نمبر ۹ ہندوستانی

پیدل پلٹن کا ایک حصہ تھا لفٹنٹ کرافورڈ اسکے کمانڈر تھے - ۲۲ - مئی کو علی گڈھ کی سپاہ
کی بغاوت کی خبر مین پوری مین آئی مسٹر کوپ مجسٹریٹ نے مسٹر آرتھر کوکس سے صلاح و مشورہ
کیا کہ کیا کرنا چاہیئے ان دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ لیڈیون اور بچون کو آگرہ کو اور سپاہیون کو
مین پوری سے باہر بھگاؤن کو روانہ کرنا چاہیئے دوسرے دن صبح کو مسٹر جی این پورٹ
اسسٹنٹ مجسٹریٹ عورتون اور بچون کو ساتھ لیکر آگرہ روانہ ہوئے وہ ایک منزل جاکر
عورتون اور بچون کو ایک مسلمان کے حوالہ کر کے مین پوری مین واپس چلے آئے اور
مسلمان نے عورتون و بچون کو آگرہ پہنچادیا -

اس اثناء مین لفٹننٹ کرافورڈ اور ڈی کنٹ رو نے کوشش کی کہ نمبر ۹ پیدل سپاہ کو
مین پوری سے باہر لیجائین سپاہی پریڈ کے میدان تک انکے ساتھ گئی پھر انہون نے
آگے جانے سے انکار کیا اور بغاوت اختیار کی اور افسرون سے کہا کہ آپ چلے جائیے
بعض نے اپر فیر بھی کیئے - کرافورڈ صاحب مجسٹریٹ اور کمشنر کو اطلاع دی اور اپنے
آگرہ جانے کا قصد ظاہر کیا -

مسٹر کوکس صاحب کمشنر تو آگرہ کو روانہ ہوئے باقی اور آٹھ دس انگریزون نے
یہہ اپنا فرض جانا کہ مین پوری سے جانا نہین چاہیئے - راجہ مین پوری کا بڑا بھتیجا راؤ
بھوانی سنگھ کچھہ سپاہی پیدل اور سوار لیکر آیا اور مسٹر پورٹ کا معاون ہوا - اس اثنا مین
ڈی کنٹ رو نے سپاہیون کی منت سماجت کی برا بھلا کہا دھمکایا مگر سپاہیون نے اسکا
کہنا نہ مانا وہ خزانہ کی طرف آئے - سول گارڈ کے تیس سپاہیون کے پاس جو خزانہ پر پہرہ
دیتے تھے صاحب موصوف آئے انکی کوشش سے سپاہیون کے ہاتھ سے خزانہ بچ گیا وہ
سپاہیون سے لڑے نہین مگر اپنی دانشمندی سے باغیون کو اس حرکت سے باز رکھا پھر
راؤ بھوانی سنگھ بھی انکی امداد کو آگئے - انہون نے باغی سپاہیون کو اپنے ساتھ لیا - اسطرح
خزانہ بچ گیا - ڈی کنٹ رو صاحب کو اپنی فرزانگی و مردانگی کا یہہ صلا ملا کہ لارڈ کیننگ نے
انکی تعریف کی اور افسرون کے لیئے اس نوجوان افسر کی بہادری اور دانائی نمونہ ہے -

آگرہ سے جنوب مشرق مین اٹاوہ تہتر میل پر ہے اس مین نو پیدل رجمنٹ کی ایک کمپنی

رہتی تھی - یہان ایلن ہیوم صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر اور ڈانیال صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ تھے - ہیوم صاحب نے دہلی اور میرٹھ کی بغاوت کی خبر سنکر سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اسکی ٹولیان سڑکون پر گشت کرین اور جن باغی سپاہیون کو وہ سڑک پر آتے ہوئے دیکھین انکو پکڑ لائین چنانچہ ایک دفعہ وہ تیسرے باغی رسالہ کے سات سوار قید کر لائے مگر غلطی یہہ کی کہ انکے ہتھیار نہین لیئے - انہون نے انگریزی افسرون پر حملہ کیا مگر ان سوارون مین سے پانچ مارے گئے اور دو بھاگ گئے جنمین سے ایک گرفتار ہوا -

تین دن بعد جسونت نگر مین اٹاوہ سے دس میل پر اس گشتی سپاہ نے ایک گاڑی کو جو تیسرے رسالہ کی تھی اور ہتھیارون سے بھری ہوئی تھی ٹھیرایا انہون نے سوارون سے ہتھیار لینے مین کوشش کی مگر اس مین ایسی بے احتیاطی کی کہ بہت نقصان اٹھایا سوار ایک مندر مین جو بڑا مضبوط تھا چلے گئے جسکو مسٹر ہیوم بھی فتح نہ کر سکے ڈانیال صاحب زخمی ہوئے اور سوار بچکر چلے گئے -

اس واقعہ کے چار روز بعد اٹاوہ مین ہندوستانی پیدل سپاہ نے بغاوت کی تو عورتین اور بچے سول افسرون کے ہمراہ ہرپورہ کے تھانہ مین جو گوالیار کی سڑک پر ہے چلے گئے - اٹاوہ مین لوٹ ہوئی خزانہ لوٹا گیا - قیدیون نے جیل خانہ سے رہائی پائی - مگر یہہ حالت زیادہ دیر نہین رہی ۲۵ - مئی کو گوالیار کنٹنجنٹ کی اول گرانڈیر رجمنٹ اٹاوہ مین آئی اور پھر اسنے انتظام و بندوبست بدستور کر لیا -

اگرچہ جابجا بغاوت پھیلتی جاتی تھی مگر کالون صاحب کو یہہ امید چلی جاتی تھی کہ سپاہیون کی بڑی جماعت سمجھانے سے خیر خواہ رہ سکتی ہے انکو یہہ یقین تھا کہ بغاوت کے سرغنون نے گورنمنٹ کو ناراض کیا ہے اب اور سپاہی جو انکی پیروی کرتے ہین وہ فقط اس خوف سے کرتے ہین کہ گورنمنٹ سب پر سختی و درشتی کریگی جسکے سبب سے چند سپاہیون کی بدچلنی کل ہندوستانی سپاہ مین فساد برپا کریگی اگر معافی کا اشتہار دیا جائیگا تو وہ سپاہ کے فساد کو مٹا دیگا - ان کے خیالات کی ان کے مشیرون نے بھی تائید کی - بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے یہہ اشتہار ۲۵ - مئی کو دیا جسکا منشا یہہ تھا کہ کل سپاہی جو ہتھیار

مسٹر کالون صاحب کا اشتہار بغیر منظوری

دیدینگے انکے تصور معاف کردیئے جائین گے مگر صرف ان لوگون کو یہہ سزا دی جائیگی
جو بغاوت کے سرغنہ یا کسی انگریز کے قاتل یا اسکے قتل کے معاون ہونگے اس اشتہار مین الفاظ
ایسی تعمیم کے ساتھ لکھے گئے تھے کہ لارڈ کیننگ کو یہہ اندیشہ ہوا کہ بہت سے آدمی جو
مستوجب سزا ہین انکے لیئے سزا سے بچنے کا دروازہ اس اشتہار سے کھل جائیگا
اس لیئے اُنہون نے خود اشتہار کا مسودہ صاف الفاظ مین لکھکر بھیجا اسکا مضمون
لفٹنٹ گورنر کے اشتہار سے مختلف نہ تھا۔ اس اشتہار کا اثر بغاوت کے فرو
کرنے مین ذرہ کی بھی برابر نہین ہوا ایسا ہی معافی کی قدر جب تک نہین کرتے کہ انکو
سزا کے خوف کا سبق نہ سکھایا جائے۔ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب نے اس
اشتہار کو سنکر فرمایا کہ اس اشتہار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی کے سر پر
جوتیان مار رہا ہو اور پٹنے والا جوتیون کے مارنے والے کو کہے کہ تمہارا قصور ہم نے معاف کیا

۲۵- کو یہہ اشتہار جاری ہوا اسکے پانچ روز بعد ۳۰- مئی کو متھرا مین جو آگرہ سے
۳۵ میل تھا ہندوستانی پیدلون کی تین کمپنیون نے جو آگرہ کی دو مقیم رجمنٹون سے تعلق
رکھتی تھین یکایک بغاوت کی اور ایک افسر کو مار ڈالا دوسرے کو زخمی کیا۔ خزانہ لوٹ لیا۔ انگریزونکی
گھرون مین آگ لگائی جیلخانہ کو توڑ کر قیدیون کو رہا کیا اور خود دہلی روانہ ہوئین۔ یہہ پہلا جواب
کولون صاحب کے اشتہار کا تھا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ بھرت پور کے راجہ نے نکسن صاحب کے ماتحت سپاہ متھرا مین انگریزونکی
اعانت کے لیئے بھیجی تھی۔ جب متھرا مین ۳۰- مئی کو سپاہیون نے بغاوت کی تو راجہ کی سپاہ ہوڈل
مین مقیم تھی- ہوڈل ایک چھوٹا سا قصبہ دہلی اور آگرہ کے درمیان ہے وہ آگرہ سے ۳۷ میل
اور دہلی سے ساٹھ میل پر ہے وہ ایک نہایت مناسب مقام تھا کہ باغی جو متھرا سے دہلی
بھاگین تو انکو بیچ مین یہہ سپاہ روک لے۔ ہاروے صاحب کمشنر آگرہ اس لشکر کے ہمراہ
تھے انہون نے نکسن صاحب سے مشورہ کر کے باغی سپاہ کے روکنے کے لیئے ایک مناسب
مقام مقرر کردیا تھا۔ مگر دفعتہً بڑی دشواری یہہ پیش آئی کہ بھرت پور کے راجہ کی سپاہ نے
صرف اطاعت ہی سے انکار نہین کیا بلکہ انگریزی افسرون سے کہدیا کہ تم ہم سے علیحدہ ہوکر

چلے جاؤ - بس یہہ بغاوت اس سپاہ کی نہ تھی جو انگریزی نمک کھاتی تھی وہ راجاؤنکی
سپاہ پر بھی اثر کرتی تھی - ہر چند بھرت پور کی سپاہ کو دھمکایا اور اسکی منت سماجت کی مگر
کچھ اثر نہ ہوا - اسنے اپنی توپین انگریزون پر جو اسوقت یہان تمیس جمع ہو گئے تھے لگائین
تو یہہ افسر بڑی مشکل سے بھاگ کر بھرت پور پہنچے -

متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر

اس متھرا کی بغاوت کے سبب سے کولون صاحب کی آس یاس سے بدل گئی
اب انہون نے بغاوت کے دور کرنے کی اور تدابیر کرنی شروع کین مسٹر ڈریمنڈ
صاحب نے اسی دن کی آدھی رات کو متھرا کی بغاوت کی خبر لفٹننٹ گورنر کے کان مین
پہنچائی - ڈریمنڈ صاحب پہلے کولون صاحب کے قلعہ مین جانے کے بڑے مخالف
تھے مگر متھرا کی بغاوت نے انکی اس راے کو معکوس کردیا کہ سپاہ کی وفاداری اور
خیرخواہی پر اعتبار کرنا ضرور ہے - جب انہون نے کولون صاحب کو جگا کے متھرا کی
بغاوت کی خبر سنائی تو انہون نے یہہ صلاح تبلائی کہ آگرہ کی رجمنٹون سے ہتھیار
لے لینے ضرور چاہیئن - جب کولون صاحب اس کام کے کرنے مین متامل ہوئے تو ڈریمنڈ
صاحب نے کہا کہ دفعتہً سپاہ جو بغاوت کریگی تو غالباً اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جیل خانہ سے
قیدی رہائی پائینگے اور سب جگہہ بدنظمی پھیلائینگے تو پھر کولون صاحب نے کچھ تامل
نہین کیا فوراً حکم دیدیا کہ کل صبح کو سپاہ سے ہتھیار لے لیئے جائین -

آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا

اگرچہ آگرہ مین پلٹن اور مقامات کے اضافی امن امان تھا مگر راتون مین بنگلون
مین آگ لگنے سے پوشیدہ بغاوت کے لیئے مجلسون کے ہونے سے یہہ معلوم ہوتا تھا
کہ یہان بھی اور مقامات کی طرح سپاہیون کے دلون مین بغاوت کا بس گھلا ہوا ہے - انگلش مین
مصیبت زدہ معطل بیٹھے تھے - ہر روز جج مجبور کیئے جاتے تھے کہ وہ کچہری کرکے مقدمات کو
منفصل کرین وہ یہہ کام بے دلی سے کرتے تھے اور جانتے تھے کہ اب مقدمات کے فیصلے قانونی
نہین ہونگے بیداد و ستم سے ہونگے -

۳۱ مئی کی صبح کو پریڈ ہوئی آگرہ کی پریڈ کے میدان مین سپاہ جمع ہوئی - گورون کا توپخانہ تھا
اور ایک رجمنٹ تھی - اور دو ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۴۴ و ۶۷ تھین جنکے علم سندھ سے لیکر

برہنہ شمشیر لہرائے تھے اب وہ باقی نہین رہے ۔ ان سے برگیڈیر پول وبل صاحب نے ہتھیار لے لیئے انہون نے انکے حکم سے سرتابی نہین کی ہتھیار رکھ دیئے ۔

والنٹیئرون کا بھرتی ہونا

جنرل کونسل مین یہہ امر بھی فیصل ہوا تھا کہ سوار اور پیدل والنٹیئر بھرتی ہون ۔ ان مین کلرکس اور پبلک افسر اور پنشندار سپاہی اور یوریشین اور تاجر اور اشراف بھرتی ہوئے شہر کی محافظت پیدل والنٹیئرون کو سپرد ہوئی اور قلعہ کی محافظت والنٹیئر سوارون کو اور یہ کام بھی سپرد ہوا کہ اگر بلوہ ہو تو وہ عورتون اور بچون کو بحفاظت قلعہ مین پہنچا دین اور ہمسایہ کی مقامات سے جو انگریز بھاگ گئے ہین انکی امداد کرین ۔

کلوین صاحب کی دقتین و پریشانیان ۔

اگرچہ ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لیئے مگر اس سے صاحب محتشم الیہ کی دلجمعی نہین ہوئی ۔ آگرہ کے چارون طرف ملک مین بغاوت کی آگ روشن ہو رہی تھی ۔ ممالک مغربی کے تمام اضلاع سے آمد و رفت و مراسلت براہ راست موقوف ہوگئی تھی ۔ جون کے اول ہی ہفتے مین کلکتہ اور آگرہ کے درمیان مراسلت مسدود ہوگئی ۔ اس طرح لفٹنٹ گورنر اپنے ہی صوبہ مین دارالسلطنت مین تنہا رہ گیا ۔ سارے ضلعے اس کے ہاتھ سے ایک دوسرے کے بعد نکلتے گئے ۔ ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لینے نے اور گورون کے ایک توپخانہ اور رجمنٹ کے ہونے نے آگرہ کو بچا رکھا تھا ۔

گوالیار کنٹنجنٹ

سب سے زیادہ قریب خوف آگرہ کو گوالیار کنٹنجنٹ کا تھا ۔ مہاراجہ گوالیار نے اسکو لفٹنٹ گورنر کی درخواست کے موافق آگرہ مین بھیجدیا تھا ۔ انہون نے کچھ دنون اچھا کام کیا مگر یہہ سب باغی سپاہ کے بھائی بند اور ہم مذہب و ہم خیال تھے ۔ اس لیئے سیندھیا نے اپنا خاص باڈی گارڈ مرہٹون کا لفٹنٹ گورنر کے پاس بھیجدیا ۔ مگر وہ بھی کچھ کام نہ آیا ۔ گوالیار کنٹنجنٹ مین چار میدانی توپخانے اور چھوٹا سا محاصرہ کا توپخانہ اور آٹھ ہزار تین سو اڑتیس سپاہی تھے اس سپاہ کا بڑا حصہ گوالیار مین مقیم تھا وہ برگیڈیر رام سے صاحب کے ماتحت تھا ۔

گوالیار کی فوج کا بگڑنا ۔

کنٹنجنٹ سپاہ پر نہ مہاراجہ گوالیار کو اور نہ انکے وزیر با تدبیر راجہ ڈنکر راؤ کو نہ رزیڈنٹ میجر میکفرسن کو اعتماد اور بھروسہ تھا ۔ اس لیئے مہاراجہ نے درخواست کی کہ لیڈیون اور بچون کو اسکے محل مین بھیجدین وہ ۲۵ مئی کو بھیجدی گئین ۔ لیکن پھر سپاہ کے افسرون کے اظہار خیرخواہی پر

ایسا اعتبار کیا گیا کہ پھر لیڈیان اور بچے چھاونی مین بلا لئے گئے۔
ممالک مغربی کی سرکشیون کی خبرین گوالیار مین آتی رہتی تھین۔ اب پاس سے یہ خبرین آئین کہ
اجمیر اور نصیر آباد کی سپاہ نے بغاوت کی اور دہلی کو روانہ ہوئین۔ پھر نیمچ کی فوج نے بھی انکی پیروی
کی رسیل کھنڈ کے اضلاع نے بغاوت کی۔ جھانسی مین قتل عام ہوا اسکا ہول کلکتہ مین ہوا
کانپور و الہ آباد اور پاس کے اضلاع سے کچھ خبر کے نہ آنے سے اور پریشان و اضطراب بیحد
گیا۔ پہلے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ گوالیار سے عورتین اور بچے آگرہ بھیجدیئے جائین مگر کولون صاحب
نے یہہ تار بھیجدیا کہ جب تک بغاوت نہ ہو لیڈیان اور بچے آگرہ مین نہ بھیجے جائین۔
اس تاریخ مین دوپہر کو انگریزی بنگلہ مین آگ لگی جس سے معلوم ہوا کہ سپاہ نے بغاوت
اختیار کی اور اپنے افسرون اور انکی عورتون و بچون کو مارنا شروع کیا۔ گوالیار مین سپاہ کے
جو چودہ افسر تھے انمین سے آدھے مارے گئے اور انکے ساتھ انکے بیوی بچے بھی قتل
ہوئے اور چھ سارجنٹ پنشن دار قتل ہوئے۔ جو انگریز زندہ باقی رہے وہ آگرہ مین آگئے
آگرہ مین گوالیار کی سپاہ کی سرکشی کی خبر ۱۵- جون کو آئی تھی اور اسکے ساتھ یہہ بھی خبر آئی کہ مہاراجہ
گوالیار اور اسکا وزیر ڈنکر راؤ سرکار کے سچے خیرخواہ ہین۔

باب دہم

جھانسی و بندیلکھنڈ

ممالک مغربی کی ایک کمشنری جھانسی ہے۔ شہر جھانسی آگرہ سے ایک سو بیالیس
میل کے فاصلہ پر ہے اسمین ایک رانی رہتی تھی جسکے خاوند کی ریاست کی ضبطی کا حال
لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین بیان کیا گیا ہے۔ اس رانی کو ۱۸۵۴ع سے ۶۰ ہزار روپیہ
سالانہ پنشن ملتی تھی اس پنشن سے وہ راضی نہ تھی اور جب خاوند کے قرض کا بار بھی اس
پنشن پر پڑا تو اور زیادہ ناراض ہوگئی۔ اس نے دہائی مچائی کہ جب اسکے خاوند کی ریاست سرکار نے

ضبط کی تو اسکا قرض بھی اپنے ذمے لیا ہوتا مگر گورنمنٹ نے اسکی یہہ شکایت سنی نہین تو وہ بڑے غصے اور طیش مین آگئی اور جب اسکی راجہ صاحب جہانسی مین گائے ذبح ہوئی جواب تک کبھی نہین ہوئی تو پھر وہ سرکار سے اور زیادہ نفرت کرنے لگی ۔

جہانسی کی چھاونی مین بالکل ہندوستانی سپاہ بھرتی ہوئی تھی اس مین آرٹیلری کا ایک دستہ و نمبر ۱۲ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کا وا بان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوار کا بایان ونگ اور ہیڈکوارٹرس تھا۔ جہانسی ایک فصیل دار شہر ہے۔ شہر سے تھوڑی دور فاصلہ پر چھاونی تھی۔ اسی مین ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جسکو ستار قلعہ کہتے تھے اس مین توپخانہ اور خزانہ رہتا تھا ایک اور قلعہ تھا جسکو قلعہ کلان کہتے تھے ۔

سپاہ کے کمانڈر کپتان ڈن لوپ صاحب اور پولیٹکل افسر کپتان اسکندر سکین تھے جب رانی کو میرٹھ کے ۱۰ مئی کے واقعہ کی خبر پہنچی تو وہ بڑے خوش ہوئی کہ اب میرے بھلے دن آئے میری آرزوئین بر آئینگیں مگر اسنے انگریزون سے ایسی خیر خواہی کی باتین بنا کر جو آپ کے دشمن ہین مین انکی دشمن ہون انکی آنکھون مین خاک ڈالی کہ انہون نے اسکو یہہ اجازت دیدی کہ وہ اپنی محافظت کے لیئے سپاہ بھرتی کرے اسنے اس اجازت کے پاتے ہی اپنی ریاست کے پرانے سپاہیون کو نوکر رکھ لیا اور بھاری توپین جو زمین مین اس کے خاوند کے زمانہ کی دبی دبائی پڑی تھین انکو نکال لیا ۔ انگریزون کو اپنی ہندوستانی سپاہ پر اور رانی پر بالکل اپنے خیر خواہ ہونے کا اعتبار تھا۔

جہانسی مین جن بنگلون مین انگریز رہتے تھے آگ لگنی شروع ہوئی جو ہمیشہ بغاوت کے آغاز پر دلالت کرتی تھی۔ نمبر ۱۲ رجمنٹ پیدل نے ۵۔ جون کو ستار قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ڈن لاپ صاحب کو جو اپنے خطوط ڈاک مین ڈالکر آتے تھے مار ڈالا۔

+ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء

۵۔ جون کو جب ستار قلعہ پر باغیون نے قبضہ کر لیا تو ۶۔ جون کی دوپہر کو رانی مع اپنے جلوس کے محل سے باہر سوار ہو کر چھاونی کی طرف گئی۔ شہر مین ایک ملا نے اسکے لیئے دعائین پڑہین پیدل اور سوارون نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون کو مارنا شروع کیا۔ بعض افسر بچ کر قلعہ کلان مین

+ انگریزی کی جانب سے ... [illegible] ... کی جہانسی ... [illegible]

... [illegible] ... جون ... [illegible]

[illegible]

پہنچ گئی۔ پھر اس قلعہ مین کپتان سکین صاحب اور گورڈن صاحب آ گئے۔ انہون نے عورتین اور بچے اور مرد سب مل ملا کر اس قلعہ کلان مین پچپن ۵۵ جمع کئے۔ باغی ان افسرون کو قتل کر کے جو انکے ہاتھ آئے قلعہ پر جھکے۔ یہان کپتان سکین اور ان کے ہمراہیون نے قلعہ کو اپنی محافظت کے لیئے تیار کیا تھا۔ زملون کو تقسیم کیا عورتون کو گولیون کے ڈھالنے کے لیئے اور کھانا پکانے کے لیئے متعین کیا۔ دروازون کے پیچھے پتھرون کے ڈھیر لگائے اور قلعہ کا ہر ایک حصہ حفاظت کے لیئے ایک انگریز کے سپرد کیا۔ غرض جب باغی قلعہ پر حملہ کرنے آئے تو ان پر وہ گولیون کی مار پڑی کہ انکا منھ پھر گیا۔

انگریزون نے کونسل اوف وار جمع کی اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ رانی پاس تین افسر یہہ پیغام لیکر جائین کہ قلعہ مین جو عورتین بچے مرد ہین انکو انگریزی عملداری مین کسی امن کی جگہہ مین بخیر و عافیت جانے دے۔

رانی پاس تین انگریزون کا صلح کے پیغام لیجانا

۷۔ جون کی صبح کو انڈریو صاحب و سکوٹ صاحب و پیبل صاحب پیغام لیجانے کے واسطے قلعہ سے باہر نکلے تو فوراً انکو باغیون نے گرفتار کر لیا اور رانی کے محل مین لے گئے۔ رانی صاحب اسوقت اپنے راج کی خوشی مین مست ہو رہی تھی اسنے کہا کہ مجھے ان انگریزی سؤرون سے کچھ کام نہین اسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ ان قیدیون کو غیر آئینی رسالہ کے رسالدار پاس لے جاؤ وہ رانی کے محل سے باہر نکلے تھے کہ باغیون نے انکو مار ڈالا۔

قلعہ پر باغیون کا دوسرا حملہ

باغیون نے پھر قلعہ پر حملہ کیا۔ اہل قلعہ نے پھر انکو مار کر پس پا کیا۔ اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ انکے ہندوستانی خدمتگارون مین دو ایسے دغا باز تھے کہ وہ قلعہ کے ایک مخفی دروازہ کو باغیون کے لیئے کھولنے کو تھے انہون نے ان دونو کو مار ڈالا

جب رانی اور باغیون کو معلوم ہوا کہ قلعہ کا فتح کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے تو ایک آدمی صلح کا جھنڈا ہلاتا ہوا رانی کی طرف سے قلعہ مین یہہ پیغام لایا کہ رانی فقط قلعہ چاہتی ہے اگر لوگ مین ہتھیار دیدین اور قلعہ کو حوالہ کرین تو وہ بحفاظت اور مقام مین پہنچا دیئے جائین گے۔ کپتان سکین نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اہل قلعہ نے ہتھیار دیدیئے اور

قلعہ سے باہر نکل آئے۔

یوروپین قلعہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ سرکش ان پر ٹوٹ پڑے اور سب کو باندھ کر جوکن باغ مین لے گئے اور درختون کے جھنڈ کے پیچھے انکو کھڑا کر دیا۔ پھر رسالدار نے سب کے قتل کرنے کا حکم بھیجا۔ قیدیون کی تین قطارین ایک مردون کی دوسری عورتون کی تیسری بچون کی بنائی گئین اور سب بڑی بیرحمی سے قتل ہوئین کوئی ان مین زندہ سلامت نہین رہا۔

راجہ کا کوئی رشتہ دار مدعی ریاست کھڑا ہوا۔ سپاہی روپیے کے بھوکے تھے سو رانی نے انکو خوب روپیہ چٹایا۔ رانی راج چاہتی تھی سپاہی روپیہ۔ اسطرح جھانسی مین رانی کا راج مشتہر ہو گیا یہہ رانی ہوشیار اور دانشمند تھی کا سنے رعایا اور سپاہیون کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

نمبر ۱۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا داہان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کا بایان ونگ اور ہندوستانی پیدل توپخانہ کا ایک حصہ۔ غرض ایک ہی رجمنٹین اور توپخانہ کا نصف نصف حصہ دونو جھانسی اور ناؤگانون مین منقسم تھا۔ اس چھاونی کے کمانڈر میجر کرک صاحب تھے۔ ۲۳- مئی تک سپاہ کی وفاداری و خیرخواہی پر افسرون کو پورا اعتبار رہا۔ ۵- جون کو نمبر ۱۲ رجمنٹ کی چار کمپنیون نے باغیون سے لڑنے کے لیئے اپنے تئین والنٹیر بنایا۔ ۹- جون کو جھانسی کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی۔ دوسرے دن رانی پور کے ہندوستانی مجسٹریٹ نے میجر کرک کو یہہ خبر بھیجی کہ جھانسی مین سارے یوروپین قتل ہوئے اور میرے پاس ضابطہ کا حکم آیا ہے کہ جھانسی کی رانی مسندنشین ہوئی اور اسکو حکم دیا کہ وہ بدستور کام کرے اس خبر کا اثر برقی تھا۔ سورج کے ڈوبنے پر جو گارڈس کی پریڈ ہوئی تو نمبر ۱۲ رجمنٹ کے تین سکھ آگے بڑھ کر سامنے آئے اور انہون نے ایک ہندوستانی سرجنٹ میجر کے سر مین گولی ماری اور توپین چھین لین مگر اسوقت سے خیرخواہی کا جوش اتار پر آیا۔ افسرون نے دیکھ لیا کہ سپاہی بغاوت سے بھرے ہوئے ہین اس لیئے سوا اسکے کوئی اور چارہ نہ تھا کہ یہان سے سب انگریز اور عورتین اور بچے ملکر مفرور ہون ستاسی سپاہی

جو ابتک خیر خواہ رہے تھے ان مفرورین کے ساتھ ہوئے۔

یہہ مفرورین چھتر پور کی طرف بھاگے اور دو دفعہ رستہ بھولکر چھتر پور پہنچے یہ ایک رانی کی چھوٹی سی ریاست تھی۔ اسنے انگریزون کی مدارات بہت اچھی طرح کی وہ سرکار عالی وقار کی دل سے خیر خواہ و وفادار تھی۔ ان مفرورین نے ۱۱ و ۱۲۔ جون کو چھتر پور مین قیام کیا۔

بارہوین تاریخ کی شب کو یہہ مفرورین چھتر پور سے الہ آباد کی طرف چلے۔ انہون نے ۱۶ تاریخ کو سنا کہ باندہ و ہمیر پور مین بغاوت ہوئی اس لیے انہون نے اپنا رستہ ۱۷۔ جون کو کالنجر کی طرف موڑا اس راہ مین ڈاکو اُن کے سد راہ ہوئے اور ان سے روپیہ مانگا۔ ہمراہی خیر خواہ سپاہیون نے اول انگریزون کو منع کیا کہ وہ روپیہ نہ دین اور پھر کہا کہ دیدین تو انگریزون نے روپیہ دیدیا۔ جب دوسرے دن صبح کو وہ روانہ ہونیکو ہوئے تو ڈاکوؤن نے اپنر قہر کرنے شروع کیئے۔ اسکے جواب مین خیر خواہ سپاہیون نے اناپ سناپ گولیان چلائین۔ دس بارہ سپاہی تو خیر خواہ رہے باقی چلتے بنے۔ انگریزون نے ڈاکوؤن کو مارکر بھگادیا پھر وہ ۳ بجے کل راے مین آئے ٹون شینڈ گولی سے مارے گئے۔ اور میجر کرک اور میس سمالی اور ایک ہندوستانی لو اور سرسام سے مرے۔ عورتون اور مردون کو سفر کرنا بڑی مصیبت تھا۔ مرد گھوڑون پر سے اتر پڑے ڈالکر انہین عورتون اور بچون کو سوار کیا جنہین سے آج اور آج کے بعد بہت سے مر گئے۔

کل راے مین انگلش امین نہ تھے یورپین پیچھے رہ گئے۔ انگلش مہوبہ کی طرف چلے انکی تعداد بہت کم ہو گئی تھی۔ سات افسر ایک سارجنٹ دو سویلین تین عورتین اور دو بچے تھے۔ ۲۰۔ جون کو وہ آگے بڑھے رستہ مین اپنر حملہ ہوا جس سے وہ متفرق ہو گئے چار انگریز اور ایک بچہ لو اور تکان سے مر گئے۔ سارجنٹ پر دیہاتیون نے حملہ کیا۔ اسنے دم چرا کر اپنے تئین مردہ بنایا اس طرح اپنے تئین بچایا۔ انگریزی عملداری کے دیہات مین گاؤن والے انگریزون کے بڑے دشمن تھے

انگریزون کا مفرور ہونا — ۱۶۔ جون کو مفرورین کے مصائب چھتر پور سے جانے تک

اگر نواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو ان مفرورین مین سے ایک بھی زندہ سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہ مفرورین انگریزی عملداری مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۶ رجمنٹ کے کچھ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے ۱۴۔ جون کو بغاوت کی مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچادی اس نواب نے سب انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتح پور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندکا بھی حال مہاراجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اس کے کہنے مین نہ تھی وہ باغیون کے ساتھ بغاوت مین شریک ہوگئی تھی نواب باندہ سرکار کا دلی خیر خواہ تھا مگر اپنی سپاہ کے برگشتہ ہو جانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کرسکتا تھا۔

تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاسوین ہندوستانی رجنٹ تھی اسنے سرکار سے بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجنٹ کا ذکر ہوگا۔

باب یازدہم

سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ

۱۸۵۷ء سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی)

سنٹرل انڈین ایجنسی کا صدر مقام اندور تھا اور مہاراجہ ہلکر کی راجدھانی بھی اندور مین تھی۔ اور اس ایجنسی مین گورنر جنرل کے ایجنٹ کرنیل ہنری ڈیورینڈ صاحب تھے کرنیل صاحب ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدہ دارون مین سے بڑے سربرآوردہ اور نامور تھے۔ خدا نے انکو عالی دماغ ایسا بنایا تھا کہ وہ ہر معاملہ کی تہ بہ فوراً پہنچ جاتے تھے۔ حافظہ وہ بلا کا تھا کہ بات کو بھولتے ہی نہ تھے مستعد وجد و جہد کرنے والے ایسے کہ کبھی تھکتے ہی نہ تھے سرکار کے عہدہ دار ایسے کمتر ہونگے جنہون نے مختلف عہدون کے کامون کو اس خوش اسلوبی اور معاملہ فہمی کے

ساتھ انجام دیا ہوگا جیسا کہ انہون نے ۔ وہ بڑے کشادہ دل و فراخ حوصلہ تھے وہ غریب پرور
اور مہر گستر ایسے تھے کہ بیکسون کی ہمدردی اور مظلومون کی دادرسی کرتے تھے ۔ یہہ بات
انکی نسبت غلط مشہور ہے کہ وہ ہندوستانیون سے نفرت رکھتے تھے بلکہ وہ راستی پسند
اور راستباز ایسے تھے کہ جھوٹے مکار و غاباز زمانہ ساز آدمیون سے نفرت قلبی رکھتے تھے
خواہ وہ یوروپین ہون یا ایشیائی وہ اپنی منت سے ہمیشہ لڑا کرتے تھے خوشامد درآمد سے
اپنا کام نہین نکالتے تھے کھرتل بڑے تھے اسی سبب سے بعض اوقات اعلےٰ عہدہ دار انکے دشمن
ہوجاتے تھے ۔ اصل عہدہ انکا شاہی انجنیر کا تھا مگر آخر عہدہ انکا پنجاب کی لفٹنٹ گورنری کا تھا
اندور مین سر روبرٹ ہملٹن رزیڈنٹ تھے وہ یوروپ فرلوپر گئے تو انکے قائم مقام کرنیل
ڈیورنڈ جو اسوقت بھوپال کے ایجنٹ تھے مقرر ہوئے ۔ اور انہون نے اپنے عہدہ کا کام
۲۴۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو لیا ۔

جب کرنیل صاحب نے اپنے عہدہ کا اہتمام لیا ہے تو سنٹرل انڈیا مین سب طرح سے امن
امان چین چان تھا ۔ ۲۵۔ اپریل کو ایک شخص پکڑا گیا جو ریواہ کے دربار کو بغاوت انگیز خطوط لیے
جاتا تھا اسوقت سے ایسے اضطرار کی حالت نمودار ہوئی کہ کرنیل ڈیورنڈ نے یقین جانا کہ
طوفان آنے کو ہے ۔ ۱۴ مئی کو انہون نے سن لیا کہ ۱۰ مئی کو میرٹھ مین یہہ طوفان آگیا ۔

سنٹرل انڈیا مین ہندوستانی ریاستین جنسے کہ برٹش گورنمنٹ کا سب سڈری الائینس تھا
بہ تفصیل ذیل تھین ۔ ہولکر کی ۔ سیندھیا کی ۔ بھوپال کی دھار کی ۔ دیواس کی ۔ جاورہ کی ۔
ان ریاستون مین سے ہر ریاست اپنی اپنی سپاہین رکھتی تھی جنکا ترتیب وار بیان یہ ہے
کہ گوالیار کی ریاست مین قواعد دان سپاہ آٹھ ہزار تھی جسکے افسر انگریز تھے ۔ اس سپاہ کا
بڑا حصہ گوالیار مین رہتا تھا اور اس کے بعض حصے سیپری اور گنا مین اور ہلکر کے ملک کی
سرحد پر آگر مین رہتے تھے ۔ آگر سے تیس میل پر مہدی پور تھا وہ مالوہ کنٹنجنٹ کا ہیڈکوارٹرس
تھا جس مین ایک رجمنٹ پیادہ کی ایک بیٹری آرٹلری کی اور کچھ سوار رہتے تھے جنکے افسر
انگریز تھے ۔ مہدی پور کے جنوب مین جاورہ ہے اور پھر اسے شمال مین دہلی کی بڑی سڑک پر نیمچ و
نصیر آباد کی چھاونیان مین جنمین آئینی سپاہ انگریزی رہتی ہے ۔

۲۵۔ اپریل سے اول بغاوت کا شعلہ روشن ہونا ۔ سنٹرل انڈیا اور مالوہ [illegible]

جاورہ و دھار و دیواس مین سپاہین خالص ہندوستانی تھین انکی تعداد بھی قلیل تھی اور وہ کسی بڑے کام کے لایق بھی نہین تھین۔ مگر اندور کے شرق مین سو میل کے فاصلہ پر بھوپال کنٹنجنٹ سیہور مین رہتا تھا جسکے افسر انگریز تھے پھر اسکے شمال مشرق مین ہندوستانی آیئنی سپاہین ساگر اور نربدا کے ملکون اور بندیل کھنڈ مین رہتی تھین۔

اندور تین طرف شمال و شرق و مغرب مین ہندوستانی ریاستون سے مقفل ہو رہا تھا جنمین قومی اور کنٹنجنٹ سپاہین تھین۔ جنوب کی طرف سترہ میل کے فاصلہ پر ایک انگریزی چھاؤنی مئو مین تھی۔ اس مین ہندوستانی ایک رجنٹ پیدل کی اور ایک ونگ سوارون کی رجنٹ کا رہتا تھا اور وہان کوئی یوروپین سپاہ سوار ایک توپخانہ کے گولہ اندازون کے کوی اور نہ تھی اور اس توپخانہ کے ہنکانے والے بھی ہندوستانی تھے بس ایک بیٹری کی یہہ گولہ اندازی ایسی تھی کہ جنکو کرنیل ڈیورنڈ صاحب اپنی حفاظت کے کام مین لا سکتے تھے۔ خاص اندور مین دو سو سپاہی مالوہ کنٹنجنٹ کے تھے۔

اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ صاحب کے لیئے بڑے خطرات تھے اور انکے رفع کرنے کے اسباب ان پاس تھوڑے تھے مگر کبھی ہراس انکے پاس نہین آی انھون نے دیکھہ لیا کہ انتظام رکھنے کے واسطے وریا رنربدا قبضہ مین رکھنا چاہیئے جسکے سبب سے آتش فتنہ و فساد جو شمالی ہند مین دوڑ رہی ہے جنوب مین نہ پہنچنے پائے اور بمبئی اور آگرہ کے درمیان جو شاہ راہ ہے اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے جسکے اوپر ٹیلیگراف لاین لگی ہوی ہے اور جسکے سبب سے سپاہ کمک کے لیئے آسانی سے آسکتی ہے اور اس سے اندور انکے قبضہ مین حتی الامکان رہ سکتا ہے۔ یہہ بھی انھون نے سمجھ لیا کہ اندرونی فساد جو سنٹرل انڈیا کے امن مین خلل انداز ہون اس کے لیئے یہہ ایک عمدہ تدبیر ہے کہ کمپنی کی آیئنی ہندوستانی سپاہون کی کنٹنجنٹ کی سپاہون کے ساتھہ آمد و رفت بالکل مسدود کی جائے کہ جسنے ہندوستانی سپاہ کی بغاوت کا اثر کنٹنجنٹ مین نہ پھیلنے پائے۔

بہت سے کام ہلکر کی خیرخواہی پر منحصر تھے اگر وہ سرکار سے باغی ہوتا تو اس کے ساتھہ سنٹرل انڈیا کے کل رئیس باغی ہوجاتے۔ اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ کو ہلکر کی وفاداری و خیرخواہی مین کوئی شبہ نہ تھا

اندور کا حال اور جو کرنیل ڈیورنڈ صاحب نے انتظام کیا

مگر اسپر اعتبار بھی ایسا وثوق کے ساتھہ نہ تھا کہ جسمین کبھی خلل نہ آسکتا ہو۔ انہون نے لکھا ہے "کہ ہلکر کے اندیشے اور اغراض ہماری طرف وابستہ ہین اور اسکا دربار ایسا قابل اعتبار ہے جیسے کہ اور ہندوستانی دربار ہین خاص کر مرہٹون کے"۔ یہہ امر واقعی ہے کہ ہلکر خیر خواہ تھا اسکی خیر خواہی صرف اپنے خوفون اور اغراض ہی پر مبنی نہین تھی بلکہ برٹش گورنمنٹ کی اصلی محبت کی جڑ سر رو برٹ ہملٹن صاحب نے اس کے دل مین اپنی دانشمندانہ صلاحون اور دوستانہ ہمدردیون سے مضبوط جمائی تھی۔

جب کرنیل صاحب کو ۱۴ مئی کو میرٹھ کے واقعہ پر اطلاع ہوئی تو انہون نے سپاہیون کو بلانا شروع کیا اور اندور سے چالیس میل پر سردار پور مین ایک بھیل کی رجمنٹ تھی بھیل جات کا تعصب نہین رکھتے تھے اور خوب لڑتے تھے انھین سے دو سو ستر سپاہی بلائے۔ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو سنبر سمجھ کر حکم بھیجا کہ ایک قوی دستہ سوارون اور پیدلون کا اور دو توپین فوراً اندور روانہ کی جائین یہہ سپاہین ۲۰ مئی کو اندور مین آگئین۔ اور ان سپاہیون کا کمانڈر کرنیل سٹوکلی بھیل رجمنٹ کا افسر مقرر کیا گیا۔

مئو کی ہندوستانی سپاہ مین بھی بغاوت کا مرض متعدی ہوا گو وہ اس وقت بغاوت پر آمادہ نہین معلوم ہوتی تھی مگر وہ یہہ سوچ رہی تھی کہ اندور کی راہ سے گذر کر اپنے بھائیون مین جو لڑرہے ہین جا ملین۔ کرنیل ڈیورینڈ صاحب نے یہہ سمجھ کر کہ مئو مین سپاہ کے باغی ہونیکا احتمال ہے اس لیئے مہاراجہ ہلکر سے سپاہ کی درخواست کی تو انہون نے اپنے سوار بھیجدیئے کہ وہ سڑکون پر پکٹ بن کر انکی محافظت کرین اور نصف بیطری تین توپون کی اور تین کمپنیان پیدلونکی بھی بھیجدین جو ریزیڈنسی مین متعین کی گئین۔ تھوڑے سوار ہمیشہ زین پر سوار رہتے تھے۔ ان سپاہیون سے حفاظت کرانا چوہٹی کتیا جلیبیون کی رکھوالی تھی۔ جب دربانون کی نگہبانی اچھی طرح نہ ہوسکی تو دروازہ کو زلفیون اور زنجیرون سے بند کرنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

وسط جون مین بھوپال سے سوارون کا ایک دستہ ماتحت کرنیل ٹریورس کے اندور مین آیا صاحب ممدوح بہ نسبت اور سب افسرون کے قدیم الخدمت تھے اس لیئے ریزیڈنسی کی کل سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ اب اس بہادر سپاہی کو ریزیڈنسی کی کل سپاہ کی خبر گیری کرنی پڑی۔

کرنیل ڈیورینڈ کا سپاہیون کا بلانا۔

مئو مین سپاہ کا باغیانہ حرکات کی طرف میلان۔ کرنیل ٹریورس کا اندور مین آنا

کرنیل ٹریورس کے آنے سے پہلے ایسے آثار دکھائی دیتے تھے کہ بغاوت کی آندھی بڑے زور شور سے اٹھتی ہوئی سنٹرل انڈیا پر چلی آ رہی ہے۔ نیمچ اور نصیر آباد سے دل کو بیقرار کرنے والی خبرین آتی تھین اور اس سے زیادہ گوالیار کنٹنجنٹ کے دستون کی مشتبہ خیرخواہی کی خبرین مضطرب کرتی تھین اس کنٹنجنٹ کے افسر کا ایک خط آیا جس مین لکھا تھا کہ یہہ سپاہ قابل اعتبار نہین رہی اور یہہ خبر بھی آئی کہ مئو کی سپاہ کے بھی معنوی معلوم ہوئے ہین کہ وہ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو اغوا کرتے ہین ایسی متواتر خبرون کے آنے سے ڈیورینڈ صاحب نے جانا کہ مین ریگ رواں پر کھڑا ہون قدمون کا جمنا مشکل ہے انکو یقین تھا کہ اگر جلدی سے بغاوت کے دل پر صدمۂ عظیم پہنچایا جائیگا تو پھر اس پاس ایسا سامان نہین ہے کہ اسکا علاج کر سکے۔ ان پاس پہلی جون کو نصیر آباد کی سپاہ کے باغی ہونے کی اور ۶ جون کو نیمچ کی سپاہ کے باغی ہونے کی خبرین آئین یہہ خبرین مئو کی آئینی سپاہ پاس بھی پہنچین تو معلوم ہوتا تھا کہ انپر بھی اسکا اثر یہہ ہوگا کہ وہ بغاوت کرینگی۔

گو کرنیل ڈیورینڈ صاحب پاس گوالیار کنٹنجنٹ کے باغی ہونے کی بڑی خبر آئی تھی جس کے سبب سے آگرہ سے جو براہ راست مراسلت ہوتی تھی وہ بند ہو گئی تھی مگر بڑی آس یہ لگ رہی تھی کہ جنرل وڈبرن کا کولم مئو کی طرف بڑھا چلا آتا ہے محض اس خبر کے آنے ہی نے اندور مین سپاہ کی بغاوت کے عزم کو ڈھیلا کر دیا تھا۔ مگر اورنگ آباد مین ایسا فساد برپا ہوا کہ وڈبرن صاحب اس کے مٹانے کے لیئے الٹے اورنگ آباد چلے گئے اور فساد دور کرنے کے بعد وہین رہ پڑے۔

۲۵ جون کو لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے تار بھیجا کہ کولم آگے نہین بڑھ سکتا۔ اسلیئے مین پوچھتا ہون کہ اس صورت مین جس ملک کی جوابدہی تمہارے ذمے ہے اسکا حال کیا ہوگا۔ اس کے جواب مین کرنیل ڈیورینڈ نے یہہ لکھا کہ جس وقت اس امر واقعی کا اعلان ہو جائیگا کہ کولم مذکور آگے نہین بڑھ سکتا تو مین ایک گھنٹے کے لیئے اس ملک کی سلامتی کی جوابدہی نہین کر سکتا۔ کرنیل ڈیورینڈ اپنی اس امید مین تو مایوس ہوئے۔ پھر ان پاس خبر آئی کہ جبل پور و للت پور و ساگر مین بھی سپاہ مین بغاوت کرنے کو ہین اور بندیل کھنڈ مین

سب جگہ بغاوت پھیل گئی ہے جسکے سبب سے ملکو کی سپاہ کے بھی تیور بگڑتے جاتے ہین مگر ان بالوسیو ن مین ایک نوید نے اپنا جلوہ دکھایا۔

اندور کے تمام بازارون مین یہہ خبر اڑ رہی تھی کہ دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا۔ ڈیورینڈ صاحب پاس یہہ خبر آئی تھی۔ اس خبر کے آتے ہی رعایا جو سرکشی پر کمر بستہ بیٹھی تھی اسنے اپنی کمر کھول ڈالی۔ مگر یہہ خوشی تھوڑی دیر رہی یکم جولائی کو آگرہ سے ایک خط مورخہ ۲۸ جون آیا کہ دہلی کی فتح کی خبر غلط ہے۔ ۸ بجے صبح کے یہہ خط آیا تھا وہ اسکے مضمون کو اپنے خط مین گورنر بمبئی پاس بھیجنے کو لکھ رہے تھے کہ انکو ریسیڈنسی کے احاطہ مین تین توپون کی آواز سنائی دی پہلے اس سے کہ ہم واقعات کو تحریر کرین پریسیڈنسی کا حال لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہو کہ کرنیل ٹریورس کے حکم سے سپاہ اس مین کہان کہان مقیم ہوئی تھی۔

اندور کی ریسیڈنسی ایک دو منزلی سنگین عمارت تھی جو کھلے میدان مین کھان ندی سے چارسو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی تھی وہ اندور سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ اس احاطہ مین انگریزون کی کوٹھیان تھین اور بازار تھا۔ وہ ایک پارک کی کیفیت رکھتی تھی کہ اسکے گرد باغات اور درختون کے جھنڈ تھے۔ مغرب مین سامنے مئو کی سڑک جاتی تھی اس سڑک کے مغرب مین مختلف قسم کے ہندوستانی مکانات سے سڑک پر دورویہ بنے ہوئے تھے ان مین یا انکے قریب ہلکر کی تین کمپنیان اور تین توپین رہتی تھین جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیئے آئی تھین۔

اس عمارت کے شمال مین اصطبل کا مربع تھا اس کے پاس ہی پوسٹ اوفس اور ٹیلیگراف اوفس اور خزانہ تھا۔ یہان سوارون کے پکٹ رہتے تھے اور اس کے گرد بھوپال اور مہدی پور کے کنٹنجنٹ سکونت رکھتے تھے۔ جنکی تعداد چارسو تھی اور بھیل کی رجمنٹ کے دو سو ستر توانا سپاہی رہتے تھے ان تمام سپاہیون مین سوار ریسیڈنسی سے بہت دور رہتے تھے یکم جولائی کو سب طرح خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی سب لوگ اپنے کامون کو بدستور کر رہے تھے مگر دفعتہً توپون کی آوازون نے چوکایا ڈیورینڈ صاحب ریسیڈنسی کے زینہ پر چڑھے کہ انہون نے دیکھا کہ سرکش ادہر چڑھے چلے آتے ہین۔ یہہ سرکش ہلکر کے سپاہی تھے اور اسکی تین توپون کے گولہ انداز تھے جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیئے آئے تھے اٹھ بجے

دہلی کی فتح کی خبر کا اندور میں آنا

اندور کی ریسیڈنسی

سپاہیوں کے مقامات

سعادت خان کے سپاہیوں کا دھاوا

بعد ایک شخص سعادت خان (جو کسی شریف خاندان کا آدمی تھا اس کے باپ دادا ہلکر کے
معزز عہدہ دار تھے) ہلکر کے سوارون کا افسر جسکی اردلی مین آٹھ سوار تھے مہاراجہ کے محل کی
طرف سے یہہ غل مچاتا ہوا آیا کہ مہاراجہ کا حکم ہے کہ تیار ہو کر صاحبون کو مار ڈالو سعادت خان کے
پیچھے کچھ فاصلہ پر شہر کے سرکش آدمیون کی بھیڑ تھی جو انگریزون کے خون کے پیاسے اور
لوٹ کے بھوکے تھے۔ غرض اس قسم کے بدمعاشون نے عیسائیون کو چن چن کر مارنا شروع
کیا۔ لیڈرون کو اس جھوٹی خبر نے بھی جمع کر دیا تھا کہ کرنیل ڈیورینڈ نے حکم دیا ہے کہ ایک مضبوط
مکان مین جو پندرہ لاکھ روپیہ کا خزانہ بند تھا وہ مئو بھیجا جائے۔

سعادت خان جب دربار کی سپاہ سے مخاطب ہوا تو وہ ریسیڈنسی سے باہر آئی۔ انکے
افسر بنس گوپال نے اقرار کیا کہ یہہ سپاہ پہلے سے برگشتہ ہو رہی تھی یہہ نہین تھا کہ وہ
اسوقت حیرت زدہ ہو کر باہر نکل آئی تھی انسے زیادہ کوئی فتنہ وفساد و شور و شر بپا نہین کرتا تھا
گولہ اندازون نے سوارون کے پکٹون پر گراپ اور گولے مارنے شروع کیئے۔

غرض ڈیورینڈ صاحب اور ٹریورس صاحب نے یہہ تماشا ساڑھے آٹھ بجے دیکھا۔ کرنیل
ٹریورس صاحب پکٹ کے سوارون پاس گئے اور انسے کہا کہ باہر آن کر توپون کو لگاؤ اور باغیون پر
چلاؤ۔ انہون نے تین دفعہ سوارون کی صف آرائی کی مگر انہون نے تینون دفعہ اپنی صف بندی
کو توڑ دیا۔ غرض انہون نے دغا بازی کی اور باغیون سے مل گئے۔ باوجود اسکے بھی ٹریورس
صاحب نے حملہ کرنے کا حکم دیا اور بہادرانہ وہ توپون کے پاس صرف پانچ سوار ان کے
ساتھ گئے اور توپون پر قبضہ کر لیا۔ اور سعادت خان کو زخمی کیا اگر انکو مدد پہنچتی تو آج ہی
باغیون کا فیصلہ ہو جاتا مگر ان تھوڑے سے آدمیون کو پیدلون نے دیکھ کر ریسیڈنسی پر گولیان
مارنی شروع کین ٹریورس صاحب واپس چلے آئے۔ ٹریورس کے اس بہادرانہ حملہ سے یہ
فائدہ ہوا کہ کرنیل ڈیورینڈ کو یہہ فرصت مل گئی کہ انہون نے نئے سرے پھر ریسیڈنسی کی محافظت
مین کوشش کی کہ گولہ اندازون سے توپین بہت سی لگوائین اور افسرون کو باہر بلایا کہ وہ اپنی
سپاہیون کی صف آرائی کرین اور ایک خط بھی کرنیل پلیٹ مئو کے کمانڈر کو لکھا کہ ہنگری
فورڈ کے یوروپین توپخانہ کو اسکی مدد کے لیئے بھجوائے۔

باغیون کا حملہ ریذیڈنسی پر۔

اس اثنا مین باغیون نے ٹریورس صاحب کے حملہ سے فرصت پاکر توپون کو ریذیڈنسی
کے سامنے لاکر جمایا اسکے جواب مین ٹریورس صاحب نے اپنی دو توپین کھڑی کین اور
چودہ خیرخواہ گولہ اندازون اور سارجنٹ اوڑا ورمرفی کی مدد سے باغیون کی ایک توپ کو
بیکار کیا اور انکو بھگا دیا۔ اب سوارون کو یہہ کام تھا کہ جنگ کا فیصلہ کرتے مگر انہون نے کہنا
نہ مانا پچیس تیس سوار توڈر کے مارے سیہور کو بھاگ گئے اور یہہ ہوائی خبر اڑاتے گئے
کہ اندور وہین سب قتل ہو گئے۔

ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیے سپاہیون کو ترغیب دینا

جب بھوپال کی سپاہ نے لڑنے سے انکار کیا تو ٹریورس صاحب نے کپتان سگینی ایک کو
حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر ایک درجن یا نصف درجن سوارون کو لے آئین کہ بیٹری کو جو کھلے میدان
مین بے حفاظت پڑی ہے حملہ کرکے لے لین مگر سوارون نے ایک نہ سنی۔ جب ٹریورس صاحب
سوارون سے مایوس ہوئے تو پیدلون پاس گئے مگر انسے بھی مایوس ہوئے۔ مہدی پور کے
دو سو سپاہیون نے لڑنے سے بالکل انکار کر دیا۔ بھوپال کنٹنجنٹ کے دو سو ستر سپاہیون
مین سے بارہ سپاہی خیرخواہی مین ثابت قدم رہے۔ باقی نے اپنی بندوقین افسرون پر چھتیائین
اور انکو بھگا دیا۔ وہ انگریزون کی طرف سے لڑائی مین اپنی ایک انگلی نہین ہلانی چاہتے تھے۔ پھر
انہون نے بھیلون کی طرف رجوع کی اور انکو ریذیڈنسی کے اندر لائے انسے یہہ امید تھی کہ وہ
دیوار کی آڑ مین کھڑے ہو کر دشمنون پر بندوقین چلائین گے مگر باغی گراپ اور گولے دیوار پر
مار رہے تھے۔ اس خوف کے مارے بھیل مکانون کے اندر گھس گئے اور دشمنون پر بندوقین
نہین چلائین۔

ریذیڈنسی کا محصورون سے خالی کیا جانا

اب چودہ ہندوستانی گولہ انداز خیرخواہ اور آٹھ لڑنے والے افسر دو ڈاکٹر دو سارجنٹ
اور پانچ انگریز ٹیلیگراف اوفس کے ریذیڈنسی کے بچانے والے تھے۔ سوار جو خیرخواہ ابتک
تھے انہون نے اپنے افسر کی معرفت ڈیورینڈ صاحب کو پیغام بھیجا کہ اب ہم یہان اس خوف کے
مارے زیادہ نہین ٹھیر سکتے کہ مبادا ہماری مراجعت کی راہ بند ہو جائے۔ اب ہم التماس
کرتے ہین کہ ریذیڈنسی کے محافظین اور عورتین بچے ہماری محافظت سے مستفید ہونا چاہین
تو ہم انکو اپنی محافظت مین سیہور پہنچا سکتے ہین۔ ڈیورینڈ نے فوراً یہہ فیصلہ کیا کہ اب یہہ

اب یہہ دیوانہ پن ہے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کثیر کے سامنے ریسیڈنسی کی حفاظت کی جائے
مئو کی بیٹری جسکی کمک کی امید ہوسکتی ہے وہ دو گھنٹے سے کم مین نہین آسکتی اگر رستہ مین
اسکو بہت دشمنون سے مقابلے کرنے پڑے تو وہ بھی نہین آسکیگی۔ اگرچہ اس مین کمال خفت
ذلت ہے کہ دشمنون کے سامنے سے مفرور ہون مگر اس خفت کا اٹھانا عورتون اور
بچون کی جانین کھونے سے بہتر ہے۔ اس لیئے انہون نے اور سب افسرون نے مفرور
ہونا پسند کیا۔ وہ مئو کو جانا چاہتے تھے مگر جانے مین چار سو گز تک دشمنون کی آتش فشانی
کے اندر بھننا پڑتا اور مئو مین بھی پہنچکر غالباً قلعہ مین محصور رہنا پڑتا اس لیئے انہون نے ارادہ
کیا کہ وڈبرن کے کولم سے جاکر ملین وہ کچھ تھوڑی دور چلے تھے کہ انکو معلوم ہوا کہ سمرول کی
گذرگاہ جو راہ مین پڑتی ہے باغیون نے بند کررکھی ہے اور سردارون نے بھی کہا کہ ہم نے
سیہور مین پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اگر سیہور چلیئے تو ہم آپ کے ساتھ ہین اور اگر کہین اور
آپ جاتے ہین تو ہم آپ کے ساتھ نہین۔ سوارون کا وطن سیہور مین تھا وہ دہلی جانا چاہتے
تھے۔ اس لیئے کرنیل ڈیورنیڈ مجبور ہوکر سیہور کی طرف مڑے اور جلد ہی سے ۴ جولائی کو
وہان پہنچ گئے۔

سانحۂ اندور

اندور مین جب بغاوت کی چنگاریان روشن ہوئین تو انہون نے چارون طرف اپنی
شعلہ فشانی کرکے آگ لگادی۔ ہنگرفورڈ حسب الطلب ڈیورنیڈ صاحب کے اندور جاتے تھے
مگر جب انہون نے رستہ مین سنا کہ ریسیڈنسی خالی ہوگئی تو وہ مئو واپس آگئے۔ اس
رات کو مئو کی آئینی سپاہ نے ہلکر کی سپاہ کے ساتھ سازباز کرکے بغاوت کی۔ اول انہون نے
سیس کوٹ مین آگ لگائی اور پھر اپنے کرنیل پلیٹ کو مارا ایڈجیوٹنٹ اور کپتان ہیگن انکو
سمجھانے گئے تھے انکو بھی مارڈالا۔ سوارون نے بھی اپنے کمانیر ہیرس کو ہلاک کیا اور افسر
اپنی جان بچاکر بھاگ گئے۔

جب بغاوت کی پہلی آواز کرنیل پلیٹ کے کان مین آئی تو اسنے کپتان ہنگرفورڈ کو بلایا کہ
توپین لیکر وہ آئے۔ وہ توپین لیکر پریڈ پر آئے تھے تو انہون نے دیکھا کہ بنگلے جل رہے
ہین اور دشمنون کا کہین پتہ نہین۔ ہنگرفورڈ نے لینون پر گولہ اندازی کی تو سپاہی نیست

آزاد ہو کر باہر آئے اور اندور کی طرف بھاگے کہ وہاں کے باغیون سے ملین اور اسکے بعد دہلی چلے جائین ۔

اب تک سنٹرل انڈیا مین تہذیب و شائستگی کی امید چلی جاتی تھی ۔ جب ہنگرفورڈ کا کرنیل مارا گیا اور ڈیورینڈ صاحب اندور سے مجبوراً بھاگ گئے تو صاحب ممدوح نے ایجنٹ ہونے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لی سوا اس کے وہ کچھ اور کر بھی نہین سکتا تھا وہ بغاوت کے تلاطم کے لیئے ایک بندھ بن گیا اسنے کل مئو مین مارشل لا کا اعلان کر دیا اسنے قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور اسکو ایسا استوار بنا لیا کہ وہ حملہ کا متحمل ہوا اور اس مین رسد کا سامان بھی رکھ لیا بلکہ بھی خیرخواہی مین ذرا سی بھی کوتاہی نہین کرتا تھا جس دن اندور مین غدر ہوا ہے تو اسنے ڈیورینڈ صاحب کو یکم جولائی کو لکھا کہ مین ہر کام کو جو برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی کے لیئے مجھ سے کہا جائیگا بڑی خوشی و شوق سے کرونگا مجسٹریٹ مئو پاس بھی اسنے آدمی بھیجے کہ مراسلت جاری رہے ۔ باغی اسکے محل کے گرد جمع ہوئے اور اس سے باصرار کہا کہ ان عیسائیونکو جنکو اسنے اپنی پناہ مین لیا ہے ہم کو حوالہ کرے مگر اسنے انکی دھمکیون اور محل شور کا مقابلہ بہادرانہ کیا اور کہا کہ جب تک میرا دم مین دم ہے انکو نہین دونگا ۔ ۴ ۔ جولائی کو جب باغی چلے گئے تو اسکے دل پر سے بوجھ اتر گیا اور اب وہ آزاد ہو گیا کہ خیرخواہی کے کام صداقت کے ساتھ کرے تین دن بعد ۷ ۔ جولائی کو اسنے اپنی سپاہ بھیجی کہ وہ ان یوروپین کو جو ملک مین سرگردان مصیبت زدہ مارے مارے پھرتے ہین مصیبت اور آفت سے نکالے اسنے خزانہ جسپر باغیونکا دست آزاد دراز نہین ہوا تھا مئو مین بھجوا دیا ۔ اونٹون پر لدے ہوئے جو خطوط آئے تھے وہ مکتوب الیہون پاس بھجوا دیئے ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ہلکر نے ہنگرفورڈ کے ساتھ ملکر ایسے کام کیئے کہ صاحب ممدوح نے ڈاک پھر جاری کر دی اور تار لگا لیا اور اس کے پاس کے اضلاع مین بندوبست کر لیا اسوقت مین اصلی اختیارات ڈیورینڈ صاحب کے ہاتھ مین تھے ۔

جب ڈیورینڈ صاحب سیہور مین پہنچے تو بھوپال کی بیگم نے صاف صاف کہدیا کہ میری قدرت سے باہر ہے کہ مین آپ کو اور آپ کے ساتھیون کو اپنی قلمرو مین رکھ سکون اس لیئے وہ ہوشنگ آباد مین چلے گئے ۔ یہان پہنچکر انکو معلوم ہوا کہ شہر مئو بخیر و عافیت سلامت ہے تو وہ بڑی تیزی کر کے

منزلین طے کر کے اسیر گڈھ مین اس ارادہ سے پہنچے کہ ڈ بڈ برن کے کولم کو اورنگ آباد سے
مئو مین لے آئین خواہ اس مین کچھ ہی نقصان ہو تا کہ دریا ئو نربدا پر قبضہ ہو اور سنٹرل انڈیا
کی بدنظمی موقوف ہو جائے اور یہہ مقصد اپنا حاصل کر کے مئو یا اندور مین چلے آئین اور باغیون کو اور
اندور کے قاتلون کو سزا دین اور سنٹرل انڈیا کے رئیسون پر گورنمنٹ کی وہی حکومت اور
سطوت وصولت اپنی جمائین جسقدر سے پہلے تھی۔ وہ راہ ہی مین تھے کہ ۱۷۔ جولائی کو بریگیڈیر
سٹورٹ صاحب کی جو ڈڈبرن کی جگہہ مقرر ہوئے تھے یہ چٹھی آئی کہ کولم آگے بڑھ رہا ہے
اسطرح نربدا بے خوف وخطر ہو گیا۔ مئو مین امن امان تھا۔ ڈیورینڈ صاحب یہان سپاہ کے
ساتھ آنا چاہتے تھے جسمین کہ انکی شان وشکوہ ظاہر ہو اس لیئے انہون نے کولم سے ملنے کا
اپنا پہلا ارادہ قائم رکھا۔ ۲۲۔ جولائی کو کولم اس پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہوا جسپر قلعہ اسیر گڈھ
تھا اس مقام مین جو یورپین رہتے تھے انکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ نمبر ۶ گوالیار کنٹنجنٹ جو
یہان تھا وہ بغاوت نہ کرے یہہ انکی خوش نصیبی تھی کہ انکی کمک آگئی اور انہون نے
گوالیار کی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اور جسروز سٹورٹ کا کولم آیا اس دن ڈیورینڈ صاحب اس سے
جا ملے اور ۲۳۔ کو کولم نے مئو کی طرف کوچ کیا پہلی اگست کو سمرول کے درہ سے گذر کر
دوسرے روز مئو مین داخل ہوئے۔ نربدا کی لاین محفوظ ہو گئی۔

بڑے مباحثے یہہ ہوتے ہین کہ اس نازک زمانہ مین ہلکر خیرخواہ تھا یا بدخواہ۔ بعض اسکی
بدخواہی پر یقین کرتے ہین بعض اب بھی یہہ یقین کرتے ہین کہ وہ ہوا کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرف
چلتی ہے بعض یہہ یقین کرتے ہین اسکی خیرخواہی مین کوئی کسر نہ تھی۔

اصلی واقعات کا بیان کرنا مورخ کا کام ہے وہ بیان کیئے جاتے ہین۔ یہان اس امر کی
تنقیح کی ضرورت نہین کہ ڈیورینڈ ہلکر کو ناپسند کرتا تھا یا ہلکر ڈیورینڈ کو ناپسند کرتا تھا۔ مگر
یہہ بات مانی جاتی ہے کہ ڈیورینڈ ہلکر کی خصائل کا مدح خوان نہین تھا اور ہلکر
ڈیورینڈ کو سر روبرٹ ہملٹن رزیڈنٹ سابق اندور کا قائم مقام کچھ مدت کے لیئے سمجھتا
تھا جانتا تھا کہ وہ تھوڑے روز دن مین چلا جائیگا اس لیئے اس سے مصالحت سے رہنے
کی چندان پروا نہین کرتا تھا۔

اس مین شک نہین کہ پہلی جولائی تک ڈیورنیڈ صاحب ہلکر کی خیر خواہی پر پورا اعتبار کرتے
تھے۔ اس لیئے انہون نے جب مہاراج نے اپنی سپاہ بھیجی تو اسکو اپنی ریسیڈنسی کی محافظت
کے لیئے منظور کرلیا۔ مگر جب اس سپاہ نے اپنی توپین چلائین اور ہلکر کی طرف سے
کوئی انکی مخالفت مزاحمت نہین ہوئی پھر انکے دل سے ہلکر کا اعتبار جاتا رہا مگر مہاراج نے پہلے
ہی اطلاع دیدی تھی کہ سپاہ میرے اختیار مین نہین رہی پہلی جولائی سے پہلے ہی بعض
سپاہیون نے ایسی اپنی سرکشی دکھائی تھی کہ مہاراج نے انکو باربرداری اور رسد دیکر اندور
سے خارج کردیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ بادشاہ خواہ کیسا ہی ہر دلعزیز ہو۔ جب وہ اپنی سپاہ کے
دلی یقینیات و اعتقادات کے برخلاف کام کرتا ہے تو پھر وہ سپاہ پر حکمرانی نہین کرسکتا
ہلکر اپنی سپاہ کو اس نازک وقت مین اپنے قابو و اختیار مین نہین رکھ سکتا تھا اسنے راستبازی
کے ساتھ ڈیورنیڈ صاحب سے کہدیا تھا کہ مین اپنی سپاہ پر اعتبار و اعتماد نہین رکھتا۔
یکم جولائی کو جو سپاہ نے کام کیا اسکی مرضی کے خلاف کیا اس مین اسکو کچھ شرکت و سازش نہ تھی
مہاراج خود اسکا سبب یہہ بیان کرتے ہین کہ اسوقت ہلڑ ایسا مچ رہا تھا کہ ریسیڈنسی تک
وہ نہین آسکتا تھا۔ ۹ بجے جب سعادت خان زخمی ہوکر مہاراج پاس گیا اور اسنے کہا کہ مین نے
ریسیڈنسی پر حملہ کیا اور ایک صاحب کو زخمی کیا تو ہلکر نے اسکو تھوڑی دیر قید کیا مگر وہ پھر آزاد ہوکر چلا
گیا۔ اصل مین ہلکر کی حکمرانی سپاہ پر باقی نہین رہی تھی۔ چوتھی جولائی کو ہلکر گھوڑے پر سوار
علم ہاتھ مین لیئے ریسیڈنسی مین آیا تو باغی اول بتعظیم و تکریم پیش آئے مگر جب اُس نے
انکے کہنے کو نہین مانا اور صاف صاف کہدیا کہ مین تمہارا طرفدار نہین ہون تو سپاہ نے
اسکو گالیان دین اور کہا کہ جسونت راؤ ہلکر کی تو نالائق اولاد ہے۔

ہلکر سپاہ کے پاس کیون نہین گیا

ہلکر کی خیر خواہی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب باغیون نے اس سے ان عیسائیون کو مانگا
جو اسکی پناہ مین تھے تو اسنے کہا کہ مین اپنا سر دیدونگا مگر انکو نہین دونگا بھلا اس سے زیادہ
کیا اور خیر خواہی ہوسکتی ہے۔
غرض ہلکر کسی طرح باغیون کے ساتھ شریک نہین ہوا اور نہ اسکا کوئی عہدہ دار رشتہ دار
انگریزون کے خلاف نہین ہوا۔ جب گورنمنٹ نے اسکو اپنا خیر خواہ تسلیم کرلیا تو اور ونکے

شبہات کرنے عبث ہین - ہندوستان کے راجاؤن اور نوابون و رئیسون کی سپاہ اپنی
ولی نعمتون کی نسبت باغی انگریزی سپاہ کی زیادہ طرفدار تھی۔ انگریزی سپاہ سے لڑنے
سے اسکی جان نکلتی تھی - وہ بالکل اپنے آقاؤن کے اختیار سے باہر ہوگئی تھی جو ہلکر کا
حال تھا وہی سیندھیا اور راجاؤن کا تھا۔
اب ہم سنٹرل انڈیا کا حال چھوڑکر راجپوتانہ کا ذکر کرتے ہین جو اسکے ہمسایہ مین تھا

باب دوازدہم

راجپوتانہ اور جارج لارنس

راجپوتانہ

راجپوتانہ مین جو راجپوتون کا ملک ہے اٹھارہ ریاستین تھین جنین سے سترہ مین ہندو
راج کرتے تھے اور صرف ٹونک مین مسلمان حکمران تھا۔
کرنیل جارج لارنس بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس کے تھے انہین اپنے دونو بھائیون کے
بعض اوصاف تھے - ہم نے انکی صفات جمیلہ اور خصائل حمیدہ کا اکثر جنگ افغانستان مین
کیا ہے - وہ اسوقت راجپوتانہ مین رزیڈنٹ تھے۔ اس زمانہ مین اس عہدہ جلیلہ پر
انکا ہونا نہایت موزون تھا۔ ان ہی کی دانشمندانہ تدابیر سے راجپوتانہ سنبھلا رہا۔
اپریل مین کرنیل صاحب کوہ آبو پر تھے کہ ان پاس ۱۹ مئی کو دہلی و میرٹھ کے غدر کی خبر
پہنچی تو کرنیل صاحب کو خیال ہوا کہ کل بنگال سپاہ ضرور بغاوت کریگی اسپر کچھ اعتبار نہین ہو سکتا
راجپوتانہ مین اسوقت کروڑ ڈیڑھ آدمیون کی آبادی تھی - رقبہ اسکا ایک لاکھ مربع میل تھا
اور اس رقبہ مین بنگال رسیڈنسی کی پانچہزار ہندوستانی سپاہ سب قسم کی تھی اور سوار
بیس یوروپین سارجنٹ ان کے جو ہندوستانی رجمنٹون مین تھے اور چند یوروپین بیمار
سپاہیون کے جو کوہ آبو پر ڈیسہ کی چھاونی سے بیمار ہوکر آئے تھے کوئی اور یوروپین
سپاہی نہ تھا جو کام کے لائق ہو سب سے قریب چھاونی جسمین گورون کی سپاہ تھی

ڈیسہ تھین جو بنبئی ریسڈنسی مین آبو سے ڈیڑھ سو میل پر تھی

کرنیل لارنس کے اول خیالات مین سے یہہ ایک خیال تھا کہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو جو معرض خطر مین ہے بچانا چاہیئے۔ اجمیر راجپوتانہ کا مرکز ہے اس مین انگریزی عملداری تھی اگر اس مین کوئی خرابی اور خلل پیدا ہوتا تو تمام راجپوتانہ مین اسکا اثر ہوتا۔ یہہ شہر مسلمان و ہندو دونون کی زیارت گاہ تھا اور اس مین راجپوتانہ کے بڑے بڑے دولت مند ساہوکار اور تجار رہتے تھے۔ ایک قلعہ ٹوٹا پھوٹا تھا اس مین سلحہ خانہ اور خزانہ رہتا تھا اور ایک کمپنی نمبر ۱۵ ہندوستانی رجمنٹ کی رہتی تھی مگر جب میرٹھ کی خبر نصیر آباد مین آئی تو وہان حکام فوجی نے یہہ خیال کرکے کہ چور پکڑنے کے لیئے چور مقرر کرنا چاہیئے اس رجمنٹ کی ایک کمپنی گرانڈیر کی اور بھیجدی تھی۔ اجمیر کے سلحہ خانہ مین تمام آلات اور سامان جنگ رہتا تھا جو کل راجپوتانہ مین کام آتا تھا۔ وہ میرٹھ کے غدر کی خبر آنے کے وقت اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کی محافظت مین تھا کہ کرنیل اور اس کے تمام افسر بدخواہ جانتے تھے۔

یہہ ضرور تھا کہ اجمیر کا سلحہ خانہ باغیون کو نہ سپرد کیا جائے۔ کرنیل لارنس نے فوراً ڈیسہ کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ وہ ہلکی میدانی سپاہ بھیجین جسکے سبب سے وہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو بچا سکے اور نصیر آباد کی سپاہ کو ڈرائے ڈیسہ سے سپاہ روانہ ہوئی مگر اس سے پہلے اجمیر کے محفوظ رکھنے کی یہہ تدبیر کی گئی کہ ڈکسن صاحب نے میرواڑہ کی ایک پلٹن بھرتی کی تھی جس مین اونے قومون کے سپاہی تھے وہ برہمنون کی طرح یہہ تعصب نہین رکھتے تھے کہ کھانا پینا ہی مذہب ہے اس لیئے یہ امید تھی کہ وہ بنگال پلٹن کے ساتھ ہمدردی نہین کرین گے بلکہ وہ سرکار کے ساتھ خیرخواہی مین ثابت قدم رہین گے۔ اس لیئے یہہ امر ضروری معلوم ہوا کہ اجمیر مین اس پلٹن کی ایک کمپنی بھیجی جاوے۔ وہ اسوقت بیور مین مقیم تھی۔ ایک چھوٹی اسی جگہ نصیر آباد کے جنوب مین ڈیسہ کی سڑک پر واقع ہے۔ بغیر کسی تامل کے ایک ہی دن مین ولسن صاحب کے حکم سے ڈبلیو کارنل صاحب اسکی پلٹن کے سو سپاہیون کو سینتیس ۳۷ میل رات کو جلدی جلدی طے کرکے صبح کو اجمیر مین لے آئے ان نو آمد سپاہیون نے سلحہ خانہ کو اپنی محافظت مین لے لیا اور نمبر ۱۵ رجمنٹ کی کمپنی نصیر آباد

بھیجدی کہ اپنی پلٹن سے وہان جاملے۔ اسطرح راجپوتانہ آفت سے بچ گیا۔

یہہ میرواڑا ونے جات کے سرکار عالی وقار کے ساتھ تمام ایام غدر مین خیر خواہی مین ثابت قدم رہی

کرنیل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ راجپوتانہ مین برٹش گورنمنٹ کا سلطے اور برتر رہنا اور عام امن و امان کا قائم رہنا راجپوتانہ کے قدیمی راجاؤنکی وفاداری اور ثابت قدمی پر منحصر ہے اس لیئے انہون نے ۲۳ مئی کو سب راجاؤن پاس اس مضمون کا اشتہار بھیجا کہ وہ اپنی ریاست کی حدود کے اندر امن امان قائم رکھین اور اپنی اپنی ریاستون کی سرحدون پر سپاہیون کو مجتمع رکھین تاکہ وہ ضرورت کے وقت برٹش گورنمنٹ کی مدد کرسکین اور انکے ملک مین سے جو قومی باغیون کی جماعت گذرے تو اسے وہ بڑی گرمجوشی اور سرگرمی سے مقابلہ کرسکین۔ علاوہ اسکے کرنیل لارنس نے تمام چھاونیون کے افسرون پاس احکام بھیجے کہ وہ بڑی مستعدی وجد وجہد سے کام کرین اور بمبئی کی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ یوروپین سپاہ جو ایران سے واپس آرہی ہے جسکی خدمات کی ضرورت ممالک مغربی مین ہے وہ آگرہ کو گجرات اور راجپوتانہ کی راہ سے بھیجی جائین۔

دو چھاونیان نصیرآباد اور نیمچ کرنیل لارنس کے ماتحت تھین اور دونو مین رجمنٹیں اور بیٹریان بالکل ہندوستانی تھین وہ انکو جانتے تھے کہ بغاوت ضرور کرینگین اس لیئے انہون نے پیش بندی یہ کی تھی کہ ڈیسہ سے سپاہ منگائی تھی مگر پہلے اسکے کہ یہہ سپاہ آئے بلوہ ہوگیا مگر اسنے آنکر یہان کے فساد کو بہت کم کردیا۔

نصیرآباد مین سپاہ نمبر ۱۵ اور ۳۰ ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی بیٹری اور پہلا بمبئی کا لین سر رہتا تھا۔ میرٹھ کی خبر آتے ہی نمبر ۱۵ رجمنٹ کا بگڑ جانا مشہور ہوگیا تھا۔ اس کے لیئے احتیاطین کی جاتی تھین۔ اول لین سر کے سوار جو معتبر سمجھے جاتے تھے رات بھر گشت کرتے تھے۔ توپین گراپون سے بھری رہتی تھین۔

۲۸ کو چار بجے نمبر ۱۵ رجمنٹ نے بغاوت کرکے توپون پر قبضہ کرلیا۔ غیر آئینی رسالہ تیرہ برداروں کو جسکی وفاداری پر ابتک اعتبار کیا جاتا تھا حکم دیا گیا کہ حملہ کرکے توپون کو چھین لے چنانچہ اسنے حکم کی تعمیل کی اور حملہ کیا مگر جب توپین چند گز کے فاصلہ پر رہ گئین تو یہ سوار تین تین ہوکر

چلے آئے اور انکو اپنے افسرون کے تنہا چھوڑ دینے سے کچھ شرم نہ آئی - ان افسرون نے بڑی بہادری سے حملہ کیا مگر کچھ فائدہ نہین ہوا - دو افسر مارے گئے اور دو زخمی ہوئے الغرض بریگیڈیر نے یہہ دیکھ کر کہ کمک کو کوئی نہین آتا تو تمام یوروپین افسرون کی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بیور کو روانہ ہوئے - باغیون نے تمام نصیرآباد مین چھاونی اور سرکاری اور غیر سرکاری بنگلون اور کوٹھیون کو جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا اور دوسرے روز دہلی کو روانہ ہوئے - اس بغاوت کی خبر کوہ آبو پر کرنیل لارنس کو یکم جون کو ہوئی - وہ ڈاک گاڑی مین بیور مین آئے - یہان لفٹنٹ گورنر کا آگرہ کا حکم ان پاس آیا کہ وہ تمام راجپوتانہ کی فوج کے بریگیڈیر جنرل یعنی سپہ سالار مقرر ہوئے - اسطرح انکو فوجی و ملکی اختیارات دونو راجپوتانہ مین مل گئے -

نصیرآباد سے جنوب مین ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر نیمچ کی چھاونی تھی - یہان نمبر ۷ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور نمبر ۲ رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کی اور پہلا بنگال سوارون کا ایک ونگ رہتا تھا - ۳ جون تک سپاہ نے بغاوت نہین کی - جب ۲۸ مئی کو نصیرآباد کی سپاہ نے بغاوت کی تو نیمچ مین سپاہ نے بغاوت کا ارادہ کیا - ۳ جون کی شب کو انہون نے چھاونی کو جلایا اور جیلخانہ کو توڑا اور خزانہ کو لوٹ لیا - اول گوالیار کنٹنجنٹ نے خیر خواہی کا اظہار کیا مگر پھر وہ بھی اپنے ہمراہیو نکے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے - افسرون کی جانین نہین تلف ہوئین ایک سارجنٹ کی بی بی اور تین بچے مارے گئے اور باقی افسر مع عورتون اور بچون کے ایک گاؤن مین بھاگے جو اودے پور سے ۵۰ میل کے قریب تھا انہون نے رانا اودی پور سے مدد مانگی رانا نے حکم سے راو بیلا کے انکا انتظام اور ترتیب کے ساتھ آگرہ کی راہ سے دہلی روانہ ہوئی - اس باغی سپاہ کی روانگی کے بعد کپتان لائڈ سپرنٹنڈنٹ نیمچ یہان آئے اور انہون نے اپنی عدالت اور حکومت پھر جمائی جو چند گھنٹون کے لیئے ملتوی ہو گئی تھی - کرنیل ڈکسن کمشنر مر گئے تھے انکا کام بھی جنرل لارنس کے سپرد ہوا - وہ تمام کام یہان اس طرح کرتے تھے جسطرح کہ امن کے زمانہ مین -

۱۲ - جون کو ڈیسہ کی سپاہ نصیرآباد مین آن پہنچی اس سپاہ مین چارسو توانا سپاہی ۸۳ ملکی کی رجمنٹ کے تھے اور نمبر ۱۲ بمبئی کی ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹ اور ایک تمپ لیدین اپی توپخانہ کا تھا

کرنیل لارنس نے حکم دیا کہ سو سپاہی قلعہ اجمیر مین کمپنی کی کمک کے لیئے بھیجی جائین۔ پھر کرنیل
لارنس نے اجمیر کو اپنا ہیڈ کوارٹرس بنالیا وہ بیور اور نصیر آباد کو کبھی کبھی جاتے تھے۔
سلحہ خانہ کے حفاظت کامل کے لیئے یہہ امر ضروری تھا کہ تاراگڈھ کی پہاڑی پر جو قلعہ ہے
اس مین کسیقدر فوج متعین کی جائے کہ میگزین اور شہر کو اپنی دیدبانی مین رکھے
چونکہ اس مطلب کے لیئے کافی سپاہ بہم پہنچ سکی تو اسکی محافظت مسلمانون کے سپرد کی۔
یہان مسلمانون کے کسی بزرگ کا مزار تھا اس لیئے وہان کے سجادہ نشین نے نہایت
خوشی سے بہ تمنا اسکی حفاظت اپنے ذمے لی اور بخوبی اپنے کام کو انجام دیا۔
یہہ تو ناممکن تھا کہ جنرل لارنس بذات خود ہر ریاست مین جاکر سارے کام خود کرتے
انہون نے تو بھی بڑے کارہاے نمایان کیئے کہ اجمیر کا سلحہ خانہ بچادیا اور نصیر آباد اور نیمچ کو جو مرکز
بغاوت تھے اپنے پھر قبضہ کرلیا اب آگے چند صفحون مین انکے نائبون کے کام لکھے جاتے ہین
جو راجپوتانہ مین انہون نے کیئے۔
جی پور مین میجر ولیم ایڈن صاحب ہوشیار بدرخوش لیاقت و مستقل مزاج ایجنٹ تھے اور
مہاراجہ رام سنگھ راج کرتے تھے۔ مہاراج نے عمدہ تعلیم پائی تھی وہ راجپوتانہ کی تاریخ سے
خوب ماہر تھے اور برٹش گورنمنٹ سے صداقت کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ میجر ایڈن صاحب
جس خیرخواہی کے کرنے کی انسے استدعا کرتے تھے وہ اسکو بدل وجان کرنے کو موجود تھے
یہی حال انکی رعایا کا تھا مگر سپاہ کا حال یہہ نہین تھا۔ انکی سپاہ مین بھی پوربیے سپاہی
تھے جنکے دل برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ تھے۔ اندور اور گوالیار کے حالات دیکھنے
سے ثابت ہوتا تھا کہ مشرقی سپاہیون مین جب جوش مذہبی اٹھتا ہے تو نہ انکا راجہ
نہ انکا باپ اسکو دبا سکتا ہے۔ مہاراج کی پانچہزار سپاہ نے میدان جنگ مین جانے
کے لیئے سفر کیا اور وہ اضلاع متھرا اور گوڑگانوہ کی طرف گئین کہ اضلاع مین بندوبست
قائم رکھین اور سول گورنمنٹ کو دوبارہ قائم کرین مگر جلدی سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ
اس سپاہ سے یہہ دونو کام اس حالت مین نہین ہوسکتے جسمین باغیون سے لڑائی
کرنی پڑے۔ جہان لڑائی ہوئی انہون نے بغاوت و سرتابی کی سیہوڑ کے سوار دنگی

طرح وہ یوروپین مفرورین کی جانین بچانے کو موجود تھے مگر لڑائی مین حملہ کرنے سے جان چراتے تھے اسلیئے یہہ پانچہزار سپاہ پھر جے پور کے ملک مین واپس بلالی گئی -

جودھپور جودھپور مین ایجنٹ کپتان سوک مین صاحب تھے جو بڑے عالی دماغ روشنضمیر بلند حوصلہ تھے - مہاراجہ تخت سنگھ راج کرتے تھے جنسے انکے بھائی بند ٹھاکر ناراض تھے مہاراج سمجھتے تھے کہ میراان ٹھاکرون کے ہاتھ سے محفوظ رکھنا برٹش گورنمنٹ ہی کے طفیل سے ہے اسلیئے وہ سرکار کے نیک خواہ تھے انھون نے اپنی کنٹنجنٹ سپاہ دو ہزار سپاہیون کی اور چھہ توپون کی ایجنٹ کے حوالہ کین - جون تک جودھپور مین خیر دعافیت رہی اسکے بعد جو واقعات وقوع مین آئے وہ آیندہ بیان کیئے جائینگے -

بھرت پور بھرت پور مین میجر نکسن صاحب ایجنٹ تھے - راجہ کے دربار اور اسکی سپاہ کی بغاوت کا حال پہلے ہو چکا ہے بیان الور الور مین کوئی پولیٹکل ایجنٹ نہین تھا - راو راجہ بنے سنگھ راج کرتا تھا انھون نے اپنی تھوڑی سی فوج انگریزون کی خدمت کے لیئے بھیجی مگر وہ باغی ہوگئی پھر مہاراج کا خود جلد انتقال ہوگیا -

اودے پور اودے پور مین رانا سروپ سنگھہ راج کرتے تھے انکا بھی اپنے بھائی بند ٹھاکرون سے عناد و فساد رہتا تھا - جب میرٹھہ کی خبر آئی ہے تو یہان کے پولیٹکل ایجنٹ کپتان شورس صاحب کوہ آبو پر تھے - جب کرنیل لارنس نے انکو اودے پور جانے کا حکم دیا تو وہ اودے پور نہین گئے - اور بھی عدول حکمیان کین جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ پولیٹکل ایجنٹ کے عہدہ سے برخاست کیئے گئے اور پھر انکی خدمات ملٹری سررشتہ سے متعلق کی گئین -

خلاصہ ہم نے راجپوتانہ کا حال آخر ماہ جون تک لکھا ہے - جب بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو اجمیر کا سلحہ خانہ محفوظ کیا گیا - نیمچ اور نصیر آباد مین جو سپاہ نے بغاوت کی تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی - اگر راجپوتانہ مین سرکشی ہوتی تو آگرہ مین بڑی بنتی -

باب سوم
آگرہ اور ساسیہ

آگرہ کا حال جون کے آخر دو ہفتے مین

پہلے تین بابون مین جو حالات اور واقعات بیان ہوئے ہین انہون نے آگرہ کی حالت پر بڑا اقتدار اثر کیا کہ آخر جون مین اسکا سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ جمنا کے داہین کنارہ کا جو ملک تھا وہ سب برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ ہوگیا۔ جمنا کے باہین کنارہ کے ملک مین بھی فتنہ و فساد کے شعلے اٹھ رہے تھے۔ غرض جون کے آخر ہفتہ مین ممالک مغربی کا دارالسلطنت تنہا بے پناہ رہ گیا تھا اور ابھی آئندہ اس کے لئے برے دن آنے والے تھے۔

۱۴- جون کو گوالیار کنٹنجنٹ نے سرکشی کی تھی وہان سے یوروپین بھاگ بھاگ کر آگرہ مین آتے تھے۔ یہان انکی سب طرح کی خاطرداری کی جاتی تھی اور انکی آسائش و آرام کا سامان مہیا کیا جاتا تھا۔ آگرہ کی محافظت وولنٹیر یون کے سپرد تھی جسکے افسر پرنڈر گیسٹ صاحب تھے سوا ان کے یوروپین سپاہ تھی جس مین ساڑھے چھ سو سپاہی لڑنے والے تھے۔ ان محافظین کے سوار ہندوستانی پولس محافظ سمجھا جاتا تھا جسپر ناحق اعتماد کیا جاتا تھا وہ باغیون سے سازش رکھتا تھا افواہ اڑ رہی تھی کہ نصیر آباد اور نیمچ کی باغی سپاہ دو ہزار چھ سو سپاہیون کی بارہ توپین لئے ہوئے آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلی آتی ہے۔ جب لفٹنٹ گورنر کو بہ تحقیق معلوم ہوگیا کہ باغی آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلے آتے ہین تو انہون نے حکم دیدیا کہ عیسائیون کی عورتین اور بچے قلعے مین چلے جائین۔ مگر اسباب فقط اتنا ساتھ لے جائین جو ایک تھیلے مین آسکے جسکو ہاتھ مین اٹھا سکین اس سے زیادہ نہ ہو۔ اس زیادہ اسباب کے لیجانے کی ممانعت کے سبب سے سیکڑون خانمان برباد ہو گئے۔ اسوقت سے قلعہ مین رسد کے سامان بہم پہنچانے مین زیادہ سعی ہونے لگی۔

۲۔ جولائی کو فتح پور سیکری مین جو آگرہ سے تیئس میل پر ہے باغی لشکر آگیا۔ پہلے
بیان کیا گیا ہے کہ لفٹنٹ گورنر کی درخواست سے مہاراجہ گوالیار کی کنٹنجنٹ سپاہ بھیجی گئی
تھی وہ ضلع آگرہ اور ضلع علی گڈہ مین انتظام کرنے کے لیئے گئی ہوئی تھی۔ اسوقت دارالسلطنت
مین موجود نہین تھی۔ اس کے بعد کوٹہ کے کنٹنجنٹ سپاہ کا ایک دستہ آیا وہ آگرہ مین
مقیم تھا۔ نواب سیف اللہ خان قرولی کے چھ سو توڑہ دار بندوقچیون اور بھرت پور کے
تین سو سوارون کی اور دو بینی توپون کی افسری کر رہے تھے وہ ایک بڑے ہوشیار
دلاور ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اس تمام لشکر کی افسری لفٹنٹ ہنڈرسن صاحب لفٹنٹ گورنر کے
ایجنٹ بن کے کر رہے تھے۔

۲۔ جولائی کو جب یہہ معلوم ہوا کہ باغی لشکر فتح پور سیکری مین آگیا ہے تو کوٹہ کی سپاہ
چھاونی مین محافظت کے لیئے بھیجی گئی اور سیف اللہ خان کی سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ شاہ گنج مین
جو فتح پور سیکری کی سڑک پر ہے جائے۔ اس دن ۲۔ جولائی کو کولون صاحب
ایسے بیمار ہو گئے کہ وہ اپنا کام نہین کر سکتے تھے اس لیئے انہون نے اپنا کام ایک
کونسل کے سپرد کیا جسکے تین ممبر ریڈ صاحب ممبر اعلے صدر بورڈ اور برگیڈیر پول وائیل
اور میجر لیک موئنڈ تھے۔

اس کونسل نے یہہ سمجھ کر کہ جب باغیون کا حملہ ہوگا تو جیلخانہ مین قیدی رہا ہو جائین گے
اور وہ شہر مین بڑا دنگہ فساد مچائین گے انکو قابو مین رکھنا دشوار ہوگا اس لیئے جیلخانہ سے
تمو مفسد قیدی جمنا پار لیجا کر چھوڑ دیئے گئے۔ قلعہ کے قریب جو پیپون کا پل جمنا کا تھا
وہ بھی توڑ دیا کہ اس طرف سے باغی شہر مین نہ آسکین۔ ہندوستانی عیسائی بھی قلعہ مین
داخل کیئے گئے۔ سیف اللہ خان پاس جو توپین تھین قلعہ مین لا کر میگزین مین لگانے کی تجویز
ہوئی اور کوٹہ کے کنٹنجنٹ کی وفاداری مشتبہ تھی اس لیئے اسکی خیر خواہی کا امتحان اسطرح
کیا گیا کہ اسکو حکم ہوا کہ وہ باغیون کے لشکر پر جو آگے بڑھا چلا آتا ہے حملہ آور ہو۔
جب اس سپاہ سے توپین مانگی گئین اور اسکو باغیون پر حملہ کرنے کا حکم ہوا تو اسنے بغاوت
اختیار کی اور اپنے یوروپین افسرون پر گولیان چلائین جنکا اثر کچھ نہین ہوا وہ باغیون پر

حملہ کرنے کی جگہہ انسے جا ملی۔ نواب سیف اللہ خان نے جب کہا کہ قرولی کی سپاہ قابل اعتبار نہین ہے تو اسکو حکم ہوا کہ وہ سپاہ کو قرولی لے جائے

جناب ممدوح کی علالت مین کمی ہوئی تو وہ ۴۔ جولائی کی شام کو قلعہ مین داخل ہوئے اور اپنے عہدہ کے کام کو سرانجام دینے لگے۔ ۵۔ جولائی کو باغی قریب آگئے۔ فتح پور سیکری مین باغیون کا لشکر بہت بڑھ گیا تھا۔ اب اس مین چار ہزار کے قریب پیادے اور پندرہ سو سوار تھے اور گیارہ توپین تھین بریگیڈیر پول ڈہیل پاس بہ تفصیل ذیل سپاہ تھی۔ تیسری یوروپین رجمنٹ کے پانچسو ساٹھ سپاہی اور ایک بیٹری جسکے گولہ انداز مع افسرون کے ساتھہ اور چون ہندوستانی توپخانہ کے ہنکانے والے اور پچپن سوار ملیشیا کے اور پچاس ملیٹری اور سویلین افسر جو آگرہ مین پناہ گزین ہوئے تھے۔

اس تاریخ کی صبح کو بہت سویرے کرنیل فریزر نے بریگیڈیر پول ڈہیل سے عرض کی کہ یہہ وقت ایسا ہے کہ اس مین یہہ بہتر ہے کہ ہم آگے جاکر باغیون پر حملہ کرین۔ بریگیڈیر نے اس سے انکار کر دیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ باغی اسپر حملہ کرنے کو آتے ہین تو اسنے فریزر صاحب کی صلاح پر دوبارہ سوچ بچار کیا۔ اب دو طریقے اسکے سامنے تھے ایک یہہ کہ وہ قلعہ نشین اس سبب سے ہو کہ اس پاس ایسی زبردست سپاہ نہین تھی کہ وہ سپاہ سے آگرہ کی محافظت اس باغی سپاہ سے کر سکتا جسکی تعداد اسکی سپاہ سے بہت زیادہ تھی۔ دوسرا طریقہ یہہ تھا کہ وہ سفر کر کے باغیون پر حملہ کر کے انکو ایسی شکست دیتا کہ انکا حوصلہ ہی یہہ نہ ہوتا کہ وہ آگرہ پر دست درازی کرتے۔ اس برٹش افسر نے جسکے پاس آٹھ سو برٹش سپاہی تھے یہہ مناسب جانا کہ آگے بڑھکر بہادرانہ حملہ کرنا بڑی ہوشیاری و دانائی ہے۔

دوپہر سے پہلے یہہ تھوڑی سپاہ پریڈ کے میدان سے روانہ ہوئی۔ تین میل اس نے سفر کیا تھا کہ اسکو دشمن نظر آیا کہ وہ گاؤن ساسیہ کے پیچھے مقیم ہے اور اسنے توپین اپنے دونو بازوؤن پر ٹیلون اور درختون کی آڑ مین لگا رکھی ہین اس کے بائین طرف کے توپخانہ نے توپین چلانی شروع کین۔ پول ڈہیل صاحب نے اپنے سپاہیون کو ٹہیرا کر ہدایون کو حکم دیا کہ وہ لیٹ جائین اور توپخانہ کو دو حصون مین منقسم کر کے اپنی سپاہ کے دونو بازوؤن پر

قائم کیا اور انکو دشمنون کی توپون کے جواب مین چلانا شروع کیا۔ اگرچہ توپخانہ کے افسرون نے بہادرانہ
کام کیئے مگر دشمنون کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ اسنے انگریزی توپون کی دو چھکڑے بیلون کے
اڑا دیا اور تیسری توپ کو گرا دیا۔ افسرون نے یہہ دیکھکر کہ میگزین ختم ہونے کو ہے پول ہویل
سے درخواست کی کہ وہ آگے بڑہنے کا حکم عام دے۔ پیدل بیکار پڑے پڑے بیتاب
تھے کہ انکو دشمنون پر حملہ کرنے کا حکم ہو۔ مگر پول ہویل صاحب کو یہہ خوف تھا کہ سپاہ تھوڑی
ہے اسطرح کرنے سے اسکی تعداد اور بھی کم ہوجائیگی اس لیئے اسنے حکم مطلوب نہین دیا۔
اگر جنرل مین معمولی عقل بھی ہوتی تو وہ یہہ سمجھتا کہ جس مطلب کے لیئے وہ آیا تھا اچھی طرح یون ہی
حاصل ہوسکتا تھا کہ وہ آگے بڑھکر دشمنون کی سنگینون سے خبر لیتا۔ جسسے ہمیشہ ہندوستانی
لشکرون مین ایسا خوف پیدا ہوتا تھا کہ وہ بھاگ جاتے تھے۔ ہویل ایسا جنرل تھا کہ جسمانی
جرأت عقل عملی کی مکافات نہین کرسکتی تھی وہ پیدلون کو اس وقت کام مین لایا کہ توپخانہ کا
میگزین بالکل ہوچکا تھا اور دشمنون کے سوارون نے نصف بیٹری پر حملہ کیا تھا مگر اب وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ پیدلون نے اپنی بڑی بہادری لڑائی مین دکھائی کہ دشمنون کو گاؤن سے
پرے ہٹادیا آس پاس کی عمارتون مین اسکو دھکیل دیا۔ مگر توپخانہ انکی حمایت کے لیئے
نہ تھا کہ آگے وہ کچھ اور کام کرتے۔ غرض انہون نے باغیون کو بھگادیا مگر انپر فتح نہین حاصل کرسکے
اب پول ہویل نے دیکھا کہ باغی اسکی مراجعت کا رستہ بند کرنے کو ہین اسنے سپاہ کو حکم دیا کہ وہ
آگرہ کو الٹی چلے۔

اس اثنا مین قلعہ مین عورتین انتظار مین بیٹھی تھین کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے جسپر
انکی جان کی سلامتی منحصر تھی۔ جن عورتون کے خاوند لڑائی مین گئے ہوئے تھے ان کا
دل بڑا مضطرب تھا۔ تین گھنٹے سے برابر وہ توپون کی لڑائیون کی آوازین سن رہی تھین
بعض ان مین سے بیقرار ہوکر دہلی دروازہ کے اوپر جو جھنڈا لگا ہوا تھا اسکے نیچے آنکر بیٹھین
تاکہ وہ سپاہیون کی حرکتون کو دیکھین مگر یہہ دیکھکر انکو بڑی مایوسی ہوئی کہ انکے ہم ملک
تو واپس چلے آتے ہین اور انکے پیچھے سے دشمنون کے سوار بڑی سرگرمی سے انکو دبائے
چلے آتے ہین۔ فی الحال سپاہیون کا ایک گروہ گرد آلودہ اور خون آلودہ قلعہ مین پانی پانی

پکارتا ہوا داخل ہوا۔ یہہ دیکھ کر عورتین اپنے رنج والم کو بھول گئین۔ انمین سے بعض بیمار
بجھانے کے سامان کے لئے دوڑی گئین بعض زخمیون کے بسترون پاس بیٹھ کے
تیمارداری کرنے لگین۔ توپخانہ کے کپتان ڈی اومین نے اپنے مرتے وقت یہہ الفاظ کہے
کہ میری قبر پر ایک پتھر رکھو اور یہہ لکھو کہ مین اپنی توپون پر لڑتا ہوا مر گیا۔ اسوقت آگرہ کے
بدمعاشون نے باغیون کو متحمند سمجھ کر چھاونی کے مکانون کو جلایا اور اس اسباب کو غارت کیا
جو لفٹنٹ گورنر کے حکم سے قلعہ مین نہین داخل ہونے پایا تھا اور عیسائیون کو قتل کیا جو شہر مین
ابتک پڑے رہے تھے۔ قلعہ کے اندر ایک مرتفع زمین پر اسکے پناہ گزینون کا مجمع زخمیون
کے غل غپاڑہ کو سن رہا تھا اور بیکسی و بیچارگی کی حالت مین دیکھہ رہا تھا کہ انکے گھرون مین
شعلے اٹھ اٹھ کے جمنا کے پانی پر اور تاج گنج کے سنگ مرمر پر اپنا پرتو ڈال رہے ہین دو دن
تک آگرہ کی یہی حالت رہی تیسرے دن جب راجہ رام نے جاکر کہا کہ اب شہر مین کوئی باغی نہین
رہا تو ڈریمنڈ صاحب مجسٹریٹ آگرہ شہر مین آئے اور بندوبست کرلیا۔ تو پھر اہل قلعہ کو شہر والونکا
خوف کچھ نہین رہا۔

قلعہ کے اندر قریب چھہ ہزار آدمیون کے جمع ہوگئے تھے وہ اپنے تئین مقید جانتے تھے۔
اور قید کی میعاد کو نہین جانتے تھے کہ کتنے دنون رہیگی۔ قلعہ کے اندر مختلف قسم کی عمارات
تھین۔ گورنمنٹ کی صاف عمارتین سنگ مرمر کے بڑے بڑے کمرے۔ خوبصورت مسجدین
برج۔ کوشکین اور بڑے شاندار محل۔ ان مکانون مین سب رہتے تھے۔ مقید آدمیون
پاس وہ سامان آسائش تھا جو اس حالت مین حاصل ہوسکتا تھا قلعہ مین جو مفرد ہوکر آئے
تھے انمین مختلف نسلون اور مذہبون اور پیشون کے آدمی تھے۔ سپاہی سویلین۔
انگلش لیڈیان انکے بچے یوروشین۔ ہندوستانی ملازم۔ مونکس (راہب) اور نن
نٹ و سرکس والے جو ایک فرانسیسی کمپنی کے تھے۔ اگرچہ ابتدا مین کچھ ابتری تھی مگر پھر بہت
اچھی طرح انتظام ہوگیا اور ہر قسم کے آدمیون کے لئے مکانات مقرر ہوگئے اور سب مکانات پر
نمبر لگ گئے۔ اسوقت سب مذہب کے آدمی آپس مین ہمدردی و مدد کرنے مین اور ایک
دوسرے کی مصیبت کم کرنے مین متفق تھے موتی مسجد زخمیون کی اسپتال تھی جس مین عورتین

تیمارداری کرتی تھین - صبح سے شام تک سول اور ملیٹری افسر اپنے اپنے کامون مین لگے رہتے تھے - بہت سی لیڈیان تھین جو اپنی قید کی تکالیف کو بھول گئی تھین وہ زخمیونکی تیمارداری کرتی تھین یا بچون کو پڑھاتی تھین مگر بعض انمین بیکار رہنے سے گھبراتی تھین قلعہ مین نہ کسی کو بھوکے رہنے کا خوف تھا نہ کسی کو یہہ ڈر تھا کہ کوئی اسکو گولی ماریگا بہت سے بہادر قلعہ مین ایسے تھے کہ وہ اپنی ہم قومون پر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ یہہ کیا نامردی کی زندگی ہے کہ قلعہ مین مقید پڑے ہین گو دشمنون کی تعداد زیادہ ہو مگر چند سو توانا و تنومند سپاہیون کا بیکار پڑا رہنا شجاعت و دلاوری کا مقتضا نہین ہے - ہم محصور نہین ہین مگر محصورین کی سی تکلیف اٹھاتے ہین ہمکو چاہیئے اپنے گرد کے ملک مین اپنی سلطنت پھر جمائین اور لوگون کے دلون سے اس تمام یقین کو دور کرین کہ انگریزی عملداری بالکل جاتی رہے اس لیئے علی گدھ پر لشکر کشی ہوئی -

کرنیل کوٹن صاحب بریگیڈیر پول ویل کی جگہہ مقرر ہوئے تھے انہون نے تین گورون کی کمپنیان اور تین توپین اور تیس والنٹیر اور چند معتبر ہندوستانی سوار یہہ سب میجر مونٹ گومری کے ماتحت ۲۰ - اگست کو آگرہ سے روانہ کیئے یہہ سپاہ ۲۴ - اگست کو علی گدہ مین آئی یہان ایک دیوار دار احاطہ مین بہت سے جہادی اور تیسرے رسالہ کے کچھ سوار تھے - ان پر حملہ کیا جہادی خوب لڑے مگر شکست پاکر بھاگے اور انکے دوست بھی علی گدھ سے معزول ہوئے -

اسوقت لفٹنٹ گورنر کی زندگی تلخی سے گذرتی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین کوئی کام جو میرے عہدہ کے لیئے سزاوار ہے نہین کرسکتا - علاوہ ان امتحانات کے ان پاس خطوط طنز آمیز ایسے آدمیون کے آتے تھے جنکو انکی مدد کرنی چاہیئے تھی بتدریج انکی صحت بگڑتی گئی - ڈاکٹرون نے ہرچند انکو سمجھایا کہ اگر آپ آرام نہیں کرینگے تو آپ کی جان جاتی رہیگی مگر وہ اپنے ملک کی خدمت گزاری اپنی نہایت عمدہ لیاقت و قابلیت سے کرتے رہے اور ۹ ستمبر کو اس دنیا سے رخصت ہوئے -

اگرچہ وہ دنیا کے ہیرو مین سے نہ تھے مگر بغاوت کی تاریخ مین انکے بڑے بڑے

لکھے جاتے ہین جنمین انکو بہادرانہ ناکامیابیان ہوئین وہ آخر دم تک اپنی خدمات کے بجالانے مین راست باز ایماندار رہے وہ ان جوابدہیون کا مقابلہ کرتے رہے جنکو وہ جانتے تھے کہ میرے واسطے بہت بڑی ہین - جب تک انگلنڈ مین ان آدمیون کی قدرشناسی چلی جائیگی جو اپنے فرائض خدمت کے ادا کرنے مین جد و جہد کرتے ہین - کولون صاحب کا نام بھی تعظیم و تکریم کے ساتھ انکے اہل وطن لینگے اور ان کے یہ آخری الفاظ جو مرنے کے وقت کہے ہین بعض آدمی یاد رکھین گے کہ خدا تعالے نے جس بوجھ کو میرے اٹھانے کے لیئے مقرر کیا مین اس کے اٹھانے سے کبھی جھجکا نہین مین نے اپنے سچے دل سے ہمیشہ یہہ قصد کیا کہ مین خدا کے اور انسان کے ناراض کرنے سے پرہیز کرون

باب چہارم

ممالک شمالی و مغربی

ہم نے پہلے علی گڈھ و مین پوری و اٹاوہ و بلندشہر کی بغاوتون کا ذکر کیا ہے اب اور اس کے متصل کے اضلاع کی سرکشیون کا ذکر کرتے ہین -

مہاراجہ سندھیا نے جو سپاہ لفٹنٹ گورنر پاس بھیجی تھی اس مین سے لفٹنٹ کوک برن تین سو تینتیس سپاہیون کو ساتھ لیکر ۲۳ مئی کو روانہ ہوئے اور ۲۶ کو علی گڈہ مین پہنچے - اول ہاتھرس مین انگریز تھے انکے بچانے کے لیئے وہ یہان آئے - ہاتھرس مین انکے سو سوارون نے جنمین اکثر مسلمان تھے سرکشی کی اور ضلع کے دیہاتیون کو اغوا کرنا شروع کیا - کوک برن نے گو ان کے سوارون کی تعداد ایک سو تینتیس رہ گئی تھی - باغیون کو پھندے مین پھنسانے کی یہہ ترکیب کی - ایک گاڑی مین پردہ کے اندر چار سوارون کو مسلح کر کے بٹھایا اور باغیون کی طرف گاڑی کو بھیجا اور آپ خود اس کے پیچھے درختون کے سایہ مین سوارون سمیت چلے - جب گاڑی باغیون کے سامنے آئی

تو انہون نے یہہ جانا کہ کوئی عورت اس مین بیٹھی ہوگی وہ اسکی طرف لپک کر دوڑے سی
تو گاڑی کے اندر کے سوارون نے انپر گولیان چلائین تو انکی آواز سنکر کوک برن صاحب
باغیون پر دوڑے اور ان مین سے اڑتالیس کو ہلاک کیا اور سب کو بھگا دیا۔

گوالیار کے سپاہیون کا بغاوت کرنا - علی گڈھ وغیرہ

پہلے سوارون کے رسالہ نے ہاتھرس مین سرکشی کی اور اپنے افسرون سے کہا آپ
چلے جائین - دوسرے دن پھر سوارون کے دوسرے رسالہ اور توپخانے کے گولہ اندازون
نے بغاوت کی اور اپنے افسرون سے کہا کہ اب ہم کو آپ کی ضرورت نہین ہے باغی رسالے
آپس مین مل گئے اور انکے افسر آگرہ کو چلے گئے تعجب کی بات یہہ ہے کہ اسی کنٹنجنٹ کے پیادون نے
اپنا انگریزون کے خون کا پیاسا ہونا دکھلایا باوجودیکہ انمین انہیں بیسوین حصے ہندو تھے سوارون
مین مسلمان زیادہ تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغاوت کا سبب زیادہ جات کا تھا
وولنٹیر جو گھوڑون پر چڑھنا اچھا جانتے تھے وہ دفترون کے کلرک اور دکاندار اور
نیل کے زراعت کار تھے انہون نے بھی عمدہ خدمات کین - ایک نیل کی کوٹھی مین انکے
ہموطن چھ سات گھرے ہوئے تھے انکا بچانا پہلا کام انکا تھا وہ علی گڈھ دوڑے گئے
اور یہان سٹروبٹسن صاحب ضلع کے مجسٹریٹ سے جو بڑے بہادر عالی ہمت
تھے مل گئے مگر وہ باغیون کا مقابلہ نہین کر سکے اس لیئے آگرہ کو واپس چلے گئے انمین سے
بارہ نے فرار کی عار کو پسند نہین کیا وہ علی گڈھ سے پانچ میل پر ایک نیل کی کوٹھی مین رہگئے
جب گوالیار کے سوار باغی ہوئے تو وہ بھی آگرہ چلے آئے - یہہ آگرہ کے وولنٹیر متھرا کی سڑک پر
پکٹ بن کے بیٹھے تھے کہ نصیر آباد کی باغی سپاہ کی دیدبانی کرین - جمنا کے بائین کنارہ پر
سب ہی جگہہ بغاوت پھیل گئی -

سہارنپور

سہارنپور ایک ضلع کا صدر مقام ہے جب میرٹھ مین بغاوت ہوئی تو اس مین چھ یا سات
یوروپین تھے جنمین کلرک بھی شامل تھے اور اتنے ہی یوریشین رہتے تھے - خزانہ پر
ستر اسی سپاہی مرادآباد کی رجمنٹ نمبر ۲۹ کے مامور تھے جنکا افسر بھی ہندوستانی تھا -
اور جیلخانہ اور انگریزی افسرون کی کوٹھیون پر پہرہ چوکی دینے والے سو سپاہی تھے
اور تمام ضلع مین پولیس تھا جو اس امان کے زمانہ مین اس کام کے لیئے کافی تھا کہ ضلع کے

دس لاکھ باشندون مین سے کسی کو دنگہ فساد کرنے دے۔ سہارنپور سے سوری
وغیرہ دون اور لنڈھور کو راستہ جاتا تھا رڑکی اسکے پاس تھی جہان سے دہلی کے
انگریزی لشکرگاہ مین محاصرہ کا مصالح بڑہایا جاتا تھا وہان انجنیرنگ کالج تھا اور رشتہ
اور نہر کے رشتہ کا بڑا کارخانہ تھا۔ یہہ سب کارخانے ہندوستانی سپاہیون کے
ہاتھ مین تھے۔ اس ضلع کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ وہان مسٹر رابرٹ سپنکی صاحب
مجسٹریٹ تھے جو بڑے جری بہادر دانشمند تھے انکے نائب ڈنڈاس رابرٹس صاحب
تھے جو بڑے عالی ہمت اور مستعد و چست و چالاک تھے۔ لفٹنٹ برن لو صاحب انجنیر بڑے
بہادر ان کے ساتھ تھے۔ بس ایسے عالی دماغ روشن ضمیر دلاور افسرون کے ہونے سے سہارنپور کے
بچنے کی امید ہوسکتی تھی ...... ۱۴ مئی کی شام کو میرٹھ مین غدر ہونے کی اور دوسرے دن
دہلی مین انگریزون کے قتل ہونے کی خبر آئی سپنکی صاحب نے سب انگریزون کی مجلس
منعقد کی جسمین یہہ فیصلہ ہوا کہ عورتین اور بچے سوری بھیجدیئے جائین اور سب یورومین
اور یوریشین ایک کوٹھی مین یکجا رہین۔ ضلع مظفرنگر کی سرکشی نے اور سیپر مائنر کی دو سرکش کمپنیون
کے قریب آنے نے اور سرکش دہاتیون کے ان کے ساتھ ملجانے نے سہارنپور مین خوف
بڑہا دیا تھا۔ ایام غدر مین ان دہاتیون کے دبانے کا بڑا اصول یہہ تھا کہ دلاوری ہوشیاری سے کام لیا
جائے مسٹر رابرٹس صاحب نے چند خیرخواہ زمیندار انتخاب کرکے اپنے ساتھ ملائے کہ سازش
کرنے والون کو گرفتار کرین انہون نے چند نیزہ بردار ہندوستانی سوار اور نمبر ۲۹ ہندوستانی
رجمنٹ کے پیادے ساتھ لیئے اور ضلع کے اس حصے مین گئے جو زیادہ سرکش ہو رہا تھا۔ وہان
انہون نے اپنی عقل و اندیش کے زور سے انگریزی حکومت کو جما رکھا انکو تحقیق ہوگیا کہ زمیندار
سرکشون کے مددگار ہین اور انکا مقصود سرکشی سے لوٹ نہین جس سے انکو اپنا کام کرنا زیادہ
مشکل ہوگیا۔ کامیابی کا مدار سپاہیون کی وفاداری پر منحصر تھا۔ وہ ابتک وفادار معلوم ہوتے
تھے۔ ۲۰ مئی کو نمبر ۵ ہندوستانی رجمنٹ کی دو کمپنیان انکے پاس آئی تھین انہون نے ۳۰ جون
کو سرکشی کی۔ انکے پاس اسی تاریخ کچھ گورکھے آگئے تھے۔ غرضکہ یہان کے دانشمند سول افسرون نے
اسطرح کام کیا کہ ضلع مین سے انگریزی عملداری کو اکھڑنے نہین دیا۔

مظفرنگر

میرٹھ اور سہارنپور کے درمیان مظفر نگر صدر مقام ضلع کا ہے وہان کے خزانہ پر پہرہ چوکی
نمبر ۲۰ رجمنٹ ہندوستانی میرٹھ کی ایک کمپنی کا تھا۔ میرٹھ کے بڑے غدر مین اس رجمنٹ نے
بہت شور برپا کیا تھا اس لیئے یہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ پلٹن نے بغاوت کی ہو تو اسکا یہ حصہ
بغاوت نہ کرے مگر تین دن تک اسنے سرکشی نہین کی اور معلوم نہین کہ کب تک سرکشی نہین کرتا
اگر مسٹر برفورڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع کچہریون کے بند کرنے سے یہ نہ بتلاتے کہ سرکار انگریزی کی
عملداری کا انکو یقین بالکل نہین رہا۔ صاحب ممدوح نے غدر کی خبر سنتے ہی تمام کچہریان بند
کردین اور خود ایک چھوٹی سی کوٹھی مین جا رہے اور جیلخانہ کچہری کے سپاہیون کو اپنی محافظت کے
لیئے بلالیا۔ اسطرح حکمرانی سے انکے جدا ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ ضلع کے سارے باشندے سرکشی
آمادہ ہوگئے۔ زمیندارون اور کاشتکارون کو یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کا آفتاب اقبال غروب
ہوگیا جن لوگون کا غارت گری پیشہ تھا اور لٹیرے اور مفلسون کو یہہ لوٹ کا موقع خوب
ہاتھ لگا۔ سپاہیون نے خزانہ توڑا اور جتنا روپیہ وہ اٹھا سکے اسکو لیکر مرادآباد روانہ ہوئے
زیادہ لوٹ اہل شہر اور ضلع کے مفسدون کے ہاتھ لگی۔ برفورڈ صاحب کے جاتے ہی ضلع
مظفرنگر سے سرکاری عملداری اٹھ گئی۔ ایام غدر مین صاحب کی نامردی یہہ ایک عجیب مثال تھی
انہون نے کچہریون کو بند کرکے خود بتلا دیا کہ اب انگریزی عملداری نہین رہی۔

بریلی

جن ضلعون کی بغاوتون کا اوپر ذکر ہوا وہ رہیل کھنڈ کی بغاوت کے آگے خفیف تھین رہیل کھنڈ
مین سب سے بڑی چھاونی بریلی تھی ۱۸۵۷ع مین اسکے اندر نمبر ۸ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ
اور نمبر ۱۸ و ۶۸ پیدلون کی رجمنٹین اور ہندوستانی بیٹری تھین اور اس برگیڈ کے برگیڈیر
سب بالڈ صاحب تھے۔ بریلی مین کمشنر بھی رہتا تھا۔ سو سے زیادہ یورپین و یوریشین آدمی
رہتے تھے۔ مارچ مین بنگال مین سپاہ مین جو ایک بےچینی پھیلی تھی وہ اپریل مین یہان کے
سپاہیون مین پیدا ہوئی۔ جب انکو نئی بندوقین دی گئی ہین تو وہ کہتے تھے کہ ہم نے پرانی
بندوقون سے سارے ہندوستان کو فتح کرلیا اب ان نئی بندوقون کے دینے کی کیا
ضرورت ہے ہندوستانی قدامت پسند بڑے ہوتے ہین پرانی لکیر پر فقیر ہوتے ہین یہہ
بدعت پر چونکتے ہین۔ وہ ان بندوقون کے دینے مین جانتے تھے کہ دال مین کچھ کالا ہے

انکو اول ان بندوقون کی سنگینون کی قواعد سکھائی گئی پھر جب گولی چھوڑنے کی قواعد کا
آغاز ہوا اور نمبر ۱۸ ہندوستانی رجمنٹ کو نئے کارتوس دیئے گئے اور پریڈ پر توپخانہ انکے
پہلو پر کھڑا ہوا تو سپاہیون کے دلون مین طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہوئے
۲۹ مئی تک تو خیر رہی مگر اس تاریخ کی صبح کو کرنیل ٹروپ نے سنا کہ چند گھنٹے کے بعد دونو
پیدل رجمنٹین بغاوت کرنے پر تیار ہین باقی رجمنٹ نمبر ۸ سوارون کو مسلح ہونے کا حکم ہوا
سوارون نے نہایت گرمجوشی سے حکم کی تعمیل کی مگر بغاوت نہین ہوئی۔ شام کو ٹروپ صاحب
نے سنا کہ اس غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ مین بھی دغاباز موجود ہین مگر اسکے کپتان سکین ئی
صاحب کو جو اس رجمنٹ کے کپتان تھے سوارون پر کچھ بدگمانی نہین تھی وہ کوئی بری
بات انکی نسبت سنتے نہ تھے وہ اسکے ساتھ برسون رہے تھے اسکی وفاداری اور
جات کی بے تعصبی دیکھ چکے تھے اپنا پورا اعتبار کرتے تھے اب اس اعتبار کے امتحان کا
وقت عنقریب آگیا تھا۔

۳۱ مئی کی صبح کو کپتان برون لو کا بنگلہ جلایا گیا۔ خزانہ کے پہرہ کے سپاہی نے ایک
ہندوستانی افسر سے چٹھی جو وہ قلعہ کو لیے جاتا تھا چھین کر اور پھاڑ کر اسکے منھ پر پھینکی
اور اسکو گالیان دین ان دو واقعات کو دیکھ کر بہت سے فرنگیون کو اپنی محافظت کا خیال
پیدا ہوا۔ گیارہ بجے ایک توپ اور بندوقون کی باڑھ چھٹی اور سپاہیون نے غل شور مچایا
تو معلوم ہوا کہ بغاوت کا وقت آگیا۔

سپاہیون نے بغاوت کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ ان مین سے ہر کمپنی اپنے افسرون کو
گیارہ بجے ۳۱ مئی روز یکشنبہ کو مار ڈالے۔ گیارہ بجتے ہی اڑسٹھ وین رجمنٹ کے
سپاہی توپون کے پاس دوڑے گئے اور لین مین پاس کے گھرون مین گراپ ماری
اور چھوٹی چھوٹی سپاہیون کی ٹولیان بندوقین لیکر جدا جدا بنگلون مین گئین باقی سب سپاہی
جلانے و قتل کرنے و غارت و تباہ کرنے پر جھکے افسرون نے یہ حال دیکھ آٹھوین غیر آئینی سوارون
کی رجمنٹ کو اپنا امن بنایا یا شہر مین جا کر پناہ گزین ہوئے۔ برگیڈیر گھوڑے پر سوار لین مذکور کو
جاتے تھے کہ انکے سینہ مین سپاہیون نے گولی ماری وہ مر گئے اور اور افسرون کا بھی یہی حال ہوا

دس بجے صبح کو ایک ہندو رسالدار نے میکسن زئی صاحب سے کہا کہ بعض سوار یہ کہہ رہے تھے کہ انہون نے اٹھارہوین و اٹھارویں رجمنٹون کے سپاہیون کو آپس مین کہتے ہوئے سُنا کہ ارادہ ہے کہ گیارہ بجے بلوہ کرین اور انگریزون کو اور انکے بیوی بچون کو مار ڈالین میکسن زئی صاحب نے اس بات پر کچھ اعتبار نہین کیا مگر احتیاطاً اپنے سوارون کی رجمنٹ کے افسرون کو حکم دیدیا کہ وہ ایسے تیار رہین کہ فوراً اطلاع ہوتے ہی میدان مین آجائین وہ خود وردی پہنکر تیار ہوئے تھے کہ برگیڈ میجر کپتان برون دوڑے ہوئے آئے کہ بغاوت ہوگئی اور ان کے اس کہنے کی تصدیق توپون کی آوازون اور بندوقون کی باڑ کے چلنے اور غل غپاڑہ کے ہونے سے ہوگئی۔ کرنیل ٹروپ فوراً آگئے اور میکسن زئی صاحب اور میجر صاحب سوارون کو میدان مین لانے کے لیئے گئے۔ داہنی ونگ مین اول و دوم و سوم و ہشتم ترپ تھے اپنی لین کے سامنے فوراً تیار ہوکر آن کھڑے ہوئے اس عرصہ مین ہر لحظہ مین شور و شر بڑھتا جاتا تھا۔ بریلی کی سب طرف سے افسر اور سویلین لینون مین پناہ لینے کے لیئے چلے آئے۔ ان افسرون پر سپاہی گولیان چلاتے تھے اور بنگلون مین آگ لگاتے پھرتے تھے۔ میکسن زئی اور میجر صاحب بائین ونگ کو میدان مین لائے کہ انہون نے دیکھا کہ دایان ونگ چلا جا رہا ہے وہ انکے پاس دوڑ کر گئے اور انسے اس حرکت کا سبب پوچھا تو ایک رسالدار نے جواب دیا کہ کرنیل ٹروپ کے حکم سے یہ جنبش ہوئی ہے تو وہ کرنیل ٹروپ جب پاس جو برگیڈیر کے پاس جاتے سے خود برگیڈیر تھے گئے تو پوچھا کہ تو میکسن زئی صاحب نے جنکو اپنے سوارون پر اعتبار چلا جاتا تھا بمنت کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ مین اپنی رجمنٹ کو الٹا لے آؤن اور تو مین پھر اپنے قبضہ مین کرلون تو ٹروپ صاحب نے جواب دیا کہ اس سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ جو بات تم کو پسند ہے وہ کرو۔ کرنیل ٹروپ نے تو یہہ حکم اس لیئے دیا تھا کہ وہ آٹھوین سوارون کی رجمنٹ مین جانتے تھے کہ دغاباز بھرے ہوئے ہین جنمین محمد شفیع جو سب سے بڑا افسر تھا وہ سب سے زیادہ دغاباز تھا۔

جب بایان ونگ بالکل تیار تھا تو محمد شفیع انکو چھاونی کی طرف لے گیا۔ میکسن زئی صاحب کو

میکسن زئی صاحب کے کام

محمد شفیع کا ... میکسن زئی صاحب کو دغا دینا

اسکا سبب نہین معلوم ہوا اسکے ساتھ یہ آواز آئی کہ وہ توپون پر حملہ کرنے کے لیئے گیا ہے
میکن زئی صاحب نے داہین ونگ سے کہا کہ وہ توپون کے لینے کے لیئے جاتا ہے
تو وہ ان کے پیچھے خوشی خوشی ہو لیا جب وہ پریڈ پر آ گئے تو انہون نے دیکھا کہ بظاہر
بایان ونگ باغیون کے ساتھ ملنا چاہتا ہے وہ اس پاس گئے اور وہ انکے ساتھ
چلنے کو راضی ہوا کہ اٹھارہوین رجمنٹ کے میگزین کے پاس جہان سپاہی جمع تھے اور ایک
توپ رکھی تھی محمدی جھنڈا کھڑا تھا۔ وہان سے آواز آئی کہ سارے سوارون کو چاہیئے
کہ وہ اس محمدی جھنڈے کے نیچے جمع ہون اور مذہب کی حمایت کرین تو مسلمانونکو سور کا
اور ہندوون کو گائے کا گوشت زبردستی کھلایا جائیگا ان آوازون کے سننے سے
اور سبز جھنڈے کے دکھائی دینے سے سوارون کی نیت مین فرق آیا پھر میکن زئی
صاحب کی کوشش نے کچھ اثر نہین کیا وہ داہین ونگ پاس آئے تو اسکا حال بھی بایین ونگ کا سا
دیکھا آخر کو وہ مجبور ہوا تیئس ۲۳ سوارون کے ساتھ جو خیر خواہ وفادار رہے تھے نینی تال کی
راہ لی ان سوارون مین بارہ افسر تھے وہ کرنیل ٹروپ صاحب سے مل گئے جنہون نے
خدا کا شکر ادا کیا کہ میکن زئی جو موت کے منہ مین گئے تھے وہان سے صحیح سلامت بچکر
نکل آئے یہ سب فرنگی چھیاسٹھ میل کا سفر بائیس گھنٹے مین طے کر کے نینی تال مین پہنچ گئے
جب نینی تال کو انگریز بھاگ گئے تو بریلی مین یوروپین کا ہر ایک گھر سوار ایک کے جلکر
خاک سیاہ ہوگیا۔ خان بہادر خان کے نائب السلطنت ہونے کا اشتہار دیا گیا۔ اسکی
حکومت نے انگریزون کا خون بہا کے اپنا منہ سرخ کیا۔ دو جج روبرٹسن صاحب اور ریکٹس صاحب
اور ڈپٹی کلکٹر ڈی ایٹ صاحب اور ڈاکٹر ہے صاحب ڈاکٹر ابد صاحب اور ریک صاحب
اور تین اور سویلین قتل ہوئے۔ تمام فرنگی سوداگر پیشہ ور اور کلرک اور انکی سب عورتین بچے
قتل ہوئے۔ وہ خان بہادر پاس پکڑے آتے تھے اور وہ انکو قتل کرنے کا حکم دیتا تھا
ان بہادر قیدیون نے خان بہادر خان کے منہ پر کہا کہ گو تو اپنے نئے تخت سلطنت
کی آبپاشی ہمارے خون سے کر سکتا ہے مگر اسکی جڑ زمین کے اندر نہین جا سکتا تو آسانی
سے غیر مسلح مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کر سکتا ہے مگر برٹش قوت اسکا بڑا کچلا

خان بہادر خان

نکالیگی۔ بخت خان بریگیڈیر ہوکر سپاہ سمیت دہلی روانہ ہوا۔ خان بہادر خان نے اسسے
کہاکہ وہ دہلی جاکر بادشاہی فرمان بریلی مین میرے نائب السلطنت ہونے کا بھجوادے
خان بہادر نے طامسن صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی ومغربی کی قبر کو کھدوا کے پھکوادیا
اوراس کے مصالح سے اپنا مقبرہ بنوانا چاہا۔

شاہجہان پور

جس روز بریلی مین دردناک واقعہ وقوع مین آیا اسیدن شاہجہان پور مین جو بریلی
سے ۴۷ میل فاصلہ پر تھا ایساہی الم ناک حادثہ واقع ہوا۔ شاہجہان پور مین اٹھائیسوین
ہندوستانی پیدل رجمنٹ رہتی تھی۔ انکو میرٹھ کے غدر کی خبر ۱۲ کو پہنچی یہان کے سب فرنگیونکو
سپاہیون پر یہہ اعتماد تھا کہ وہ بغاوت نہین کرینگے۔ مگر یہہ اعتبار نہین رہا اتوار کے دن
۱۳ مئی کو انگریز گرجا مین نماز پڑہنے گئے ہنوز وہ نماز مین مشغول تھے کہ اٹھائیسوین
رجمنٹ کے سپاہیون نے گرجا کو جاگھیرا۔ جب پادری صاحب گرجا کے دروازہ مین آئے
توانکا ہاتھ تلوار کے زخم سے اڑادیا وہ بھاگ گئے تو دہاتیون کے ہاتھ سے مارے گئے
مسٹر ریکس صاحب مجسٹریٹ ضلع کو بھی قتل کیا کئی کلرکون اور انکے بیوی بچون کا خون باغیون نے
اپنے سرلیا۔ چرچ کے دروازہ پر یہہ مقابلہ ہوا تو اور انگریزون اور لیڈیون نے دروازہ
بندکرکے اپنی محافظت کی انکے نوکرون نے انکے پاس بندوقین اور تپنچے لادیئے تووہ چرچ سے
باہر نکلے وہ بگیان اور گاڑیان موجود تھین جنمین وہ آئے تھے مگر سو سکھ انکی محافظت اور
جان بچانے کے لیئے موجود تھے۔

چھاونی مین قتل

سپاہیون کا ایک گروہ گرجا مین فرنگیون کو قتل کرنے کے لیئے گیا تھا دوسرا گروہ چھاونی
مین بنگلون مین آگ لگانے اور یوروپین کے قتل کے لیئے تلاش کرنے گیا تھا اسسٹنٹ
مجسٹریٹ کو مارا کپتان جیمس صاحب سپاہیون کو سمجھانے لگے تو انہون نے کہا کہ ہم دغاباز
نمک حرام نہین ہین۔ ہم بیس برس سے سرکار کی ایمانداری کے ساتھ خدمت کرتے رہے
ہین انکو بھی مارڈالا اور کئی انگریزون ومیمون اور بچون کو مارا۔ جو انگریز زندہ رہے وہ ایک جا
جمع ہوئے۔ انکی حالت بڑی خستہ تھی مگر جیسے خستہ حالی سخت تھی ایساہی اسکا علاج سخت تھا۔
وہ راجہ پوایان پاس گئے جو چند میل کے فاصلہ پر تھا مگر راجہ نے انکی خاطرداری اچھی طرح

نہین کی اور کہا کہ مین آپ کے بچانے کا مقدور نہین رکھتا - مسٹر جنکنس اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے محمدی کے ڈپٹی کمشنر کو چھٹی لکھی کہ جسمین یہان کا سارا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ جسقدر سواریان بھیج سکے بھیجدو - ٹامسن صاحب نے چھٹی کے آتے ہی سواریان بھیجدین دو دن بعد مفرورین محمدی مین پہنچ گئے مگر یہان آنکر بھی بچے نہین -

بداؤن

بداؤن مین ولیم اڈورڈس صاحب مجسٹریٹ تھے ضلع بداؤن مین بندوبست اراضی سے سارے زمیندار اور رعایا ایسے ناراض تھے کہ بغاوت کرنے کو تیار تھے - ایڈورڈس صاحب اس بات کو خوب جانتے تھے انہون نے میرٹھ کی خبر سنتے ہی اپنے بیوی بچون کو نینی تال بھیجدیا - ۲۰ مئی کو الفرڈ فلپ صاحب ایٹہ کے مجسٹریٹ بھی بھاگ کر آ گئے تھے - دو دن کے بعد اڈورڈس صاحب پاس خبر آئی کہ قصبہ تلسی پر باغی حملہ کرنے کو ہین - انہون نے بریلی سے مدد چاہی جسکا جواب ان پاس خاطرخواہ آیا مگر پہلی جون کو خود بریلی مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوگیا تھا - بداؤن مین سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی تھی انکے افسر نے بغاوت کی خبر سنکر اڈورڈس صاحب سے کہا تھا کہ انکے پاس جو خزانہ ہے وہ اسکی محافظت کرینگی - مگر اسی رات کو وہ بریلی کے باغیون کے گروہ اور جیلخانے کے قیدیون سے جو قفس سے پرندون کی طرح چھوٹے تھے مل گئے اور لوٹ مار شروع کردی اڈورڈس صاحب چار انگریزون اور ایک افغان مسلمان خیرخواہ ملازم کو ساتھ لیکر بداؤن سے بھاگے اور گنگاپار جاکر فتح گڈھ مین پہنچے انکے ہمراہیون مین سے ایک آدمی کی جان تلف ہوئی اڈورڈس صاحب کے چلے جانے کے بعد بداؤن مین خان بہادر خان کی عملداری شروع ہوئی سپاہیون نے خزانہ لیکر دہلی جانے کا قصد کیا مگر خزانہ خالی تھا دانشمند کلکٹر نے زمیندارون سے اس فصل کی قسط لینے سے انکار کردیا تھا جسکے سبب سے خزانہ مین بہت روپیہ نہین تھا -

مرادآباد

بریلی سے شمال مغرب مین اٹھتالیس میل کے فاصلہ پر مرادآباد تھا اس مین انتیسوین ہندوستانی پہلی رجمنٹ اور آدھی ہندوستانی بیٹری رہتی تھی اس مین جج اور مجسٹریٹ کلکٹر اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور سول سرجن رہتے تھے -

مرادآباد مین میرٹھ کی بغاوت کی خبر ۱۶ مئی کو پہنچی ۔۔۔ ۱۸ کو حکام کو خبر آئی کہ

ایک چھوٹا سا گروہ بیسوین ہندوستانی رجمنٹ کا جسنے میرٹھ مین بغاوت کی تھی مراد آباد سے پانچ میل کے فاصلہ پہ ایک جنگل مین خیمہ زن ہے اس پاس بہت سارو پیہ اور اسباب و سامان ہے یہہ موقع اس انتیسوین رجمنٹ کے پہلے امتحان کا خوب ہاتھ آیا اسکی ایک کمپنی کپتان فیلڈ ڈی صاحب باغیون سے لڑنے کے لیئے لے گئے انکو مار کر بھگا دیا انکا سارا اسباب اور گھوڑے اور ہتھیار اور دس ہزار روپیہ چھین لیا آٹھ آدمی قید کیئے اور ایک کو مار ڈالا اس امتحان میں وفاداری و فرمانبرداری کے اندر یہ رجمنٹ پوری اتری۔

دوسرا امتحان

باغی سپاہی یہہ نہین سمجھے تھے کہ ۲۹ رجمنٹ کے سپاہی ایسے خفا اور بر خلاف ہین۔ کیونکہ جو جو سپاہی بھاگے تھے انہین سے صبح کو چند سپاہی بیباکانہ ۲۹ رجمنٹ کی لین مین داخل ہوئے تو پھر اس رجمنٹ نے اپنی یہ خیرخواہی دکھائی کہ ہندوستانی سارجنٹ جو ان باغیون کو لین مین لایا تھا اسے مار ڈالا اور باغی سپاہیون کو قید کر لیا جنکو جیلخانے مین بھیجدیا ہندوستانی سارجنٹ جو مارا گیا تھا وہ ۲۹ رجمنٹ کے ایک سپاہی کا قریب کا رشتہ دار تھا یہہ سپاہی رجمنٹ پر اپنا رعب داب و اثر رکھتا تھا۔ اسکو جب معلوم ہوا کہ میرا رشتہ دار مارا گیا تو اس نے سو سپاہی اپنے پاس جمع کر لیئے اور جیلخانہ پر جاکر اسنے بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون کو اور جیلخانہ کے چھ سو قیدیون کو چھڑایا۔ گو یہہ سپاہی باغی ہو گئے تھے مگر اب تک زیادہ تر سپاہی اس رجمنٹ کے خیرخواہ تھے وہ ایڈجیوٹنٹ گارڈنر صاحب کے ماتحت ان قیدیون اور مفسدون کے پکڑنے کے لئے دوڑے اور پھرتی سے ڈیڑھ سو مفسدون اور مجرمون کو پکڑ لائے اور اس کے بعد سول اور ملیٹری افسرون کی کوشش سے اور باغی پکڑے گئے۔

۲۱ مئی۔ تیسرا امتحان

۲۱ مئی کو رام پور کے کچھ مسلمانون نے مراد آباد کے سامنے رام گنگا کے پار سبز محمدی جھنڈا کھڑا کیا بہت سے سرکار کے بدخواہ اسکے نیچے آکر جمع ہوئے تو شہر کی ساری دکانین بند ہو گئین بازار خالی ہو گئے گھرون مین کنڈیان لگ گئین وقت ولسن صاحب جج نے سپاہ کو اپنی امداد کے لیئے بلایا اور سوار اور دو افسر اور انتیسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی لیکر گئے اور ان مفسدونکو پراگندہ کر دیا

۲۳ مئی کو ایک واقعہ پیش آیا کہ اس تاریخ مین خبر آئی کہ دو کمپنیان سپرمائنر بہت لوٹ کے مال سے لدی ہوئی مراد آباد کے قریب آتی ہین کپتان ولسن صاحب دو توپین اور ساتھ سوار اور ۲۹ رجمنٹ کی دو کمپنیان ساتھ لیکر گئے

نگران کے آنے کی خبر انکے پہنچنے سے پہلے باغیون پاس پہنچ گئی تو وہ ترائی کی طرف بھاگ گئے سپاہ ان کے پیچھے گئی اور اسنے انسے ہتھیار انکا میگزین انکا روپیہ لے لیا انکی وردی اتروالی نگران کا مقید رکھنا مصلحت نہ جانا۔

مگر جب بریلی کی بغاوت کی خبر مراد آباد کی رجمنٹ پاس آئی تو اسکا اثر انکے دل پر بہت برا ہوا ۲- جون کو ۲ بجے نواب رامپور کی معرفت جج مجسٹریٹ مراد آباد کو بریلی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا۔ جج صاحب نے اپنی دانشمندانہ تدبیر سے سپاہ کو دو ہفتے تک باغی نہین ہونے دیا اسنے تین امتحانون مین اس وفاداری اور جان نثاری کو ثابت کیا مگر بریلی کی بغاوت کے بعد وہ بگڑ گئی پھر انگریزون کے کہنے مین نہ رہی اسنے سرکاری خزانہ پر قبضہ کیا جسمین پچھتر ہزار روپیہ نکلا تو خزانچی کو پکڑا کہ خزانہ مین روپیہ کیون استقدر کم ہے اسکو توپ سے اڑانے کے لئے گئے مگر اسکو انگریزون کی سفارش سے چھوڑ دیا۔ جب ولسن صاحب اور اور انگریز گھوڑون پر سوار بھاگنے کے لئے ہوئے تو انپر باغیون نے بندوقون کے فیر کیے مگر ہندوستانی افسر جو اپنے عہد کے پورے تھے وہ اسکی جان بچانے کے لئے آگئے سپاہیون نے خزانہ پر قبضہ کرکے افیون پر اور سارے سرکاری صندوقون پر جو نوٹون کے تھے قبضہ کیا۔ پولیس نے کام کرنا چھوڑ دیا سویلین اور انکے بی بی بچون کو ایک ہندوستانی افسر اور غیر آئینی رسالہ کے سوارون نے میرٹھ اور افسرون اور انکے بی بی بچون کو نینی تال بھیجا۔ مراد آباد مین اکثر یوریشین اور ہندوستانی عیسائی پیچھے رہ گئے تھے ان مین سب مقتول و مجروح ہوئے۔ اکیس ہندوستانی عیسائیون نے اور مسٹر پول نے اسلام قبول کرکے اپنے تئین شکنجہ عذاب سے بچایا۔ ان نومسلمون کا حال معلوم نہین کہ پیچھے کیا ہوا۔ اب روہیلکھنڈ کی کمشنری مین صرف ضلع بجنور کا حال بیان کرنا باقی ہے وہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس ضلع کا رقبہ اٹھارہ سو پیمائی مربع میل ہے سات لاکھ کے قریب آبادی ہے شہ۱۸۵ء مین یہان شیکسپیر صاحب مجسٹریٹ کلکٹر اور پامر صاحب جنٹ مجسٹریٹ اور ڈاکٹر نائٹ صاحب سول سرجن تھے اور مسٹر روبرٹ کری صاحب سول افسر جو پہاڑ پر جاتے تھے وہ یہان مقیم تھے باقی اور تیرہ کلرک اور انکے بیوی بچے تھے۔ ہندوستانیون کی معرفت انگریزون کو سپاہی کو

میرٹھ کے ۱۰ مئی کے غدر کی خبر ہوئی - انہون نے میرٹھ سے اصل حال دریافت کرنے کے لیئے
خط و کتابت کی مگر گوجرون نے اور میرٹھ کے جیلخانے کے چھوٹے ہوئے قیدیون نے
وہ لوٹ مار دنگہ فساد مچا رکھا تھا کہ رستہ بند ہو گیا تھا اس مین سوا رلنگوٹ بند سانڈ کے
کسی اور کا گذر مشکل تھا اس لیئے ۱۳ مئی کو جو سوار صاحب ممدوح نے بھیجا اسکو میرٹھ
اور بجنور کے درمیان میرٹھ کے غدر کی خبر ملی

شیکسپیر صاحب کا سپاہیون اور زمینداروں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا

جب شیکسپیر صاحب نے دیکھا کہ فساد بڑھتا جاتا ہے تو سرکار کی عملداری کے قائم
رکھنے کے لیئے انہون نے ضلع کے زمینداروں سے امداد کی درخواست کی کہ وہ
جہان تک مدد کر سکتے ہین کرین اور تمام سپاہیون کے پاس جو رخصت پر ضلع مین آئے
ہوئے تھے حکم بھیجا کہ وہ آنکر سرکار کی خدمت گزاری کرین - ہلدور اور تاجپور کے
چودھریون نے ۲۳ - کو جواب باصواب دیا اس کے کچھ دنون بعد غیر آئینی رجمنٹون کے
چند افسر اور سوار آئے پولس بڑھایا گیا مگر فساد بڑھتا ہی گیا - ۱۹ مئی کو مراد آباد کا جیلخانہ
ٹوٹا - بجنور کے سخت مجرم قیدی چھوٹ چھوٹ کر اپنے ضلع مین آئے جنکے سبب سے لوگون کی
جان و مال و آبرو اور زیادہ معرض خطر مین آئی پھر اور یہہ زیادہ خطرہ بڑھا کہ رڑکی کے
تین سو سیپر مائنر باغی ہو کر ضلع بجنور مین داخل ہوئے اور محمود خان نواب نجیب آباد سے
انکے قول و قرار ٹھیرے - ان پاس میگزین تھوڑا تھا اس لیئے انہون نے یہہ بہتر جانا
کہ مراد آباد اول جائے اور ۲۹ - رجمنٹ کو اپنے ساتھ ملائے اور اس سے اپنا میگزین بڑھائے
اور رستہ مین نگینے کو لوٹتی جائے مگر جب وہ مراد آباد گئے تو وہان انکے پاس جو کچھ تھا اسے
بھی کھو بیٹھے *

بجنور کا جیلخانہ ٹوٹنا

اس ۱۲ - تاریخ کو یہہ باغی نگینہ مین داخل ہوئے کہ بجنور کے جیلخانہ سے قیدی بھاگے -
شیکسپیر صاحب جلدی سے جیلخانہ پر خود پہنچے اور کچھ قیدیون کو اپنی بندوقون کے فیر سے روکا
قیدی جو بھاگ گئے تھے انکے پیچھے پامر صاحب کو سوارون کے ساتھ بھیجا مگر ان بندھوون کو
دریا کے کڑاڑے کی ایسی آڑ مل گئی کہ سوار وہان کام نہ کر سکے پیادون کی ضرورت ہوئی جو
بلائے گئے مگر انکے آنے تک رات ہو گئی جسکے اندھیرے مین ڈھائی سو قیدی بھاگ گئے

شیکسپیر صاحب جانتے تھے کہ جیل خانہ سے قیدیون کا بھاگنا اسقدر آزادمی کے لیئے نہین
ہے جسقدر لوٹ کی طمع کے لیئے - خزانہ لوٹ کی بڑی طمع دلاتا ہے اس لیئے انہون نے خزانہ کے
بہت سے روپیہ کو کنوے مین ڈالا کچھ روپیہ بقدر ضرورت خرچ کے لیئے باہر پاس رکھا
یہہ کنوان خزانہ کے مکان کے قریب تھا اس کے منہ کی محافظت اس مکان کی چھت پر سے
خوب ہو سکتی تھی اس دانشمندانہ حکمت سے خزانہ کے بڑے طالبین بھی سمجھ گئے کہ بغیر جان
جوکھون کے کسی طرح سے روپیہ ہاتھ نہین لگ سکتا -

شیکسپیر صاحب کی یہہ پیش بندی خوب کام آئی محمود خان اس خزانہ کے لیئے خالی چھکڑے
لیکر آیا کہ سارے روپیہ کو نجیب آباد لے جائے مگر وہ مایوس ہوا - دو روز بعد بہت سے ہندو
زمیندارون کے نوکر بجنور مین آگئے اور نئے سوار بھرتی ہو گئے ۲۸ - کو ایک رسالدار چودہ سوار
جو رخصت پر ضلع مین آئے ہوئے تھے لیکر آگیا - ۲۹ - رجمنٹ کے چالیس سپاہی مرادآباد سے
آگئے تو نواب نجیب آباد کو چلا گیا

پامر صاحب ۲۹ رجمنٹ کے سپاہیون کو اور تیس سوارون کو ساتھ لیکر منڈاور گئے جو بڑا
دولتمند قصبہ تھا اور لٹیرون سے گھرا ہوا تھا - پامر صاحب نے سرکشون کو بڑا صدمہ پہنچایا
اور ضلع مین نواب نجیب آباد کے آدمی بھی جب انکو روپیہ نہ ہاتھ آیا تو خالی چھکڑے اپنے ساتھ
لیکر نجیب آباد کو روانہ ہوئے شیکسپیر صاحب نے نواب سے کہا تھا کہ میواتی بڑا دنگہ فساد
مچا رہے ہین انکو جا کر درست کرو مگر وہ گیا نہین یہہ امر بطور امتحان تھا جسمین نواب پورا
نہین اترا جس کے سبب سے اسکی طرف سے شیکسپیر صاحب کو خدشہ پیدا ہوا -

جب بریلی کی بغاوت کی خبر ۳ جون کو شیکسپیر پاس آئی تو انہون نے بڑی دانشمندی کا
کام یہہ کیا کہ ۲۹ - رجمنٹ کے سپاہیون کو الٹا مرادآباد بھیجدیا - اس بغاوت کا اثر بجنور پر
یہہ ہوا کہ اسکی مراسلت باقی سب اضلاع سے منقطع ہو گئی - لفٹنٹ گف صاحب چوتھی غیر آئینی
رجمنٹ کے سوارون اور اونٹون کی ایک قطار کو ساتھ لیکر بجنور کے خزانہ کے لینے کے
لیئے آئے مگر شیکسپیر صاحب نے بجائے اونٹون کے ہاتھیون پر پچاس ہزار روپیہ لاد کر بھیجدیا جو بہت جلد میرٹھ
مین پہنچ گیا - اونٹون پر خزانہ کا جلد و سلامت پہنچنا مشکل تھا -

نواب کا بجنور مین آنا

نواب نے یہہ سُنا کہ شیکسپیر صاحب کا ارادہ ہے کہ باقی خزانہ خیرخواہ ہندوؤن کو سپرد کردین تو وہ یہان بجنور مین بن بلائے آیا۔ اسکی نیت بگڑی ہوئی تھی۔ خوش نصیبی سے شیکسپیر صاحب پاس سید احمد خان بھی جو سچے وفادار جان نثار ایماندار خیرخواہ سرکار تھے عقل و دانش کے پتلے تھے۔ وہ نواب محمود خان پاس گئے اور اسسے کہا کہ چند انگریزون کے مار ڈالنے سے تم کو کیا ہاتھ آئیگا۔ انکو زندہ جانے دو اور تم ضلع کے مالک ہوجاؤ اور اسکو اور سارے نشیب و فراز ایسی خوبی سے سمجھائے کہ اسنے سب انگریزون کو اسی رات باغیون سے بچاکر رڑکی کو روانہ کردیا۔ شیکسپیر صاحب نے ایک دستاویز لکھکر نواب کو دی کہ وہ دس روز تک ضلع مین حکمرانی کرے مگر زر مالگذاری وصول کرنے کا اس کو اختیار نہین ہے۔ خزانہ مین سے روپیہ خرچ کرے مگر اس کا حساب کتاب باقاعدہ سوافق رکھے۔

شیکسپیر صاحب مع اور تمام فرنگیون کے سوارون کی محافظت مین رڑکی پہنچ گئے دس روز کے بعد انہون نے پھر رڑکی سے بجنور مین واپس آنے کے لیئے بڑی کوشش کی مگر ایک سپاہی بھی انکو ہاتھ نہین لگا کہ انکو وہان پہنچادیتا اس لیئے واپس آنا ممکن نہ تھا۔

بجنور مین نواب محمود خان کی عملداری

نواب نے اوّل یہہ اعلان کیا کہ وہ دہلی کے بادشاہ کی طرف سے یہان حکمران مقرر ہوا ہے۔ دوم نواب نے چاہ مین سے سارا روپیہ نکال لیا اور اپنے گھر نجیب آباد روانہ کیا ڈاک بند کردی دریاؤن کے گھاٹون پر پہرہ بٹھادیئے سپاہ جسقدر بڑھا سکا بڑھائی اپنا ایک معتمد آدمی دہلی کے بادشاہ پاس بھیجا کہ ضلع بجنور اسکی جاگیر مین بادشاہ عنایت کرے اوزان و پیمانے سرکاری بدلکر بادشاہی وزن اور پیمانے جاری کیئے جنپر دہلی منقش کرایا۔ اسنے ہندوؤن سے لڑنا شروع کیا۔ شیرکوٹ کے چودہری کو باہر نکال دیا یہہ کام اس کے حق مین زہر ہوا ہندو رئیس اور چودہری اس کے دشمن ہوگئے۔ ہلدور کے چودہریون نے نواب کو بجنور سے نکال کر نجیب آباد کو بھگایا تو شیکسپیر صاحب نے پھر چودہریون کو ضلع حوالہ کیا اور سید احمد خان اور رحیب خان ڈپٹی کلکٹر پاس حکم بھیجا کہ وہ ضلع مین سرکار کی طرف سے انتظام کرین ان دونو وفادار جان نثار خیرخواہون نے انتظام اچھی طرح کیا۔ مگر محمود خان نے اپنا تسلط بجنور پر کرلیا

رہیلکھنڈ کا حال خان بہادر خان کی عملداری مین

تو ان دونو کو ضلع چھوڑکر بھاگنا پڑا - اب ہم نے رہیلکھنڈ کے سارے اضلاع کے باغی ہونیکا
ذکر کرو یا انہین سرکاری عملداری کے بحال ہونے کا ذکر آیندہ کرینگے -
خان بہادر خان حافظ رحمت خان کی اولاد مین سے تھا اور حافظ رحمت خان کسی زمانہ مین
رہیلکھنڈ کا مطلق العنان فرمانروا تھا وہ سرکاری عملداری مین صدرامین تھا اب پنشن پاتا تھا -
مراد آباد مین سپاہ کی بغاوت کے بعد تمام رہیلکھنڈ کا وہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکمران ہوگیا
مگر یہہ حکمرانی اسکی براے نام تھی مگر بدنظمی کی فرمانروائی پوری تھی - اسوقت تو یہہ ضرب المثل آنکھون کے
سامنے نظر آئی کہ جسکی لاٹھی اس کی بھینس بڑی بڑی خانہ جنگیان اور آپس مین ہندو مسلمانون
مین خونریزیان ہوتی تھین - جو زمیندار اپنی حقیت اراضی سے سرکاری عملداری مین محروم ہوگئے تھے
وہ اب اپنی زبردستی قابض ہوتے تھے - دن کو بھی کوئی شخص سوار اپنے گاؤن کے گرد پھرنے
کے کہین اور نہین جاسکتا تھا اور اگر رات کو جاتا تو بہت بڑی احتیاط سے چھپ چھپاکر [illegible]
حالت تو رہیلکھنڈ کی یہ تھی اور یوپلی کل حالت اس ہندوستانی عملداری مین مرہٹون اور
سکھون کی عملداری سے بھی بدتر تھی - ٹھاکرون اور خان بہادر خان کی آپس مین لڑائیان
رہتین یہہ ٹھاکر دیہات کو خوب لوٹتے مارتے تھے - مگر ان پاس ہتھیار کام کے نہ تھے
وہ ہمیشہ خان بہادر خان کی آئینی سپاہ سے شکست پاتے تھے اور پکڑے آتے تھے
مارے جاتے تھے یا انکے اعضا کی قطع و برید ہوتی تھی انکی زمین اور انکا مال اسباب
ضبط ہوتا تھا - اسنے اشتہار دیدیا تھا کہ عیسائیون کے قتل کرنے مین جو ہندو اسکے ساتھ
شریک نہین ہونگے تو وہ انکی گائین مارڈالے گا ٹھاکر سب آپس مین ملکر خان بہادر خان
کے سامنے نہین ٹھیر سکتے تھے - ان بدنظمیون اور مصیبتون کے سبب سے تھوڑے ہی
دنون مین اہل زراعت کی آبادی تو انگریزی عملداری کو یاد کرنے لگی - خان بہادر خان نے
شیخی بھر اشتہار دیدیا کہ انگریزی بڑے جھوٹے دغا باز اور ہندو مسلمانون کے مذہب
غارت کرنے والے اور جائدادون اور جاگیرون کے ضبط کرنے والے ہین مگر دیہاتی اپنے
گھرون مین کہتے تھے کہ انگریز بڑے راستگو ہین وہ کبھی عورتون اور بچون سے نہین
لڑتے ہین وہ دغا و فریب کے پاس نہین جاتے -

فتح گڈھ

اب ہم فتح گڈھ کا حال لکھتے ہین جو آگرہ کی کمشنری کا ایک ضلع گنگا کے کنارہ پر شاہجہان پور سے جنوب مین پچیس میل پر تھا فتح گڈھ مین ایک شکستہ قلعہ مین گن کیرج (توپون کے پہئے وغیرہ) بنانے کا کارخانہ تھا اور یہان دسوین ہندوستانی پلٹن کا ہیڈ کوارٹر تھا اور ایک ہندوستانی بطری تھی تین یا چار میل پر شہر فرخ آباد تھا جس مین تفضل حسین خان قوم کا پٹھان نواب تھا۔ دس لاکھ باشندے تھے جنمین ایک لاکھ مسلمان جنگجو تھے یہان کی سپاہ مئی کے مہینے مین سرکش نہین ہوئی۔ ۳۔ جون کو بریلی و شاہجہان پور اور رہیل کھنڈ کی سپاہ کی بغاوت کی خبرین یہان آئین تو کرنیل سمتھ نے جو یہان کمانڈر بڑا اسنعاروولا ور تھا بڑے بڑے انگریزون کو بلا کر اپنے اس ارادہ پر مطلع کیا کہ وہ آج رات کو عورتون اور بچون کو کشتیون مین بٹھا کے دریا ر گنگ مین کانپور مین بھیجا جاتا ہے۔ یہان اب تک لوگ جانتے تھے کہ کانپور مین امن ہے وہان گورونکی سپاہ آگئی ہے اور آرہی ہے۔ غرض کانپور سب طرح سے امین معلوم ہوتا تھا۔

۴۔ جون کو ایک سو ستر کے قریب نہ مرنے والے فرنگی جنمین زیادہ تر عورتین اور بچے تھے کشتیون مین کانپور روانہ ہوئے۔ دوسرے دن ان کشتی نشینون پاس مختلف خبرین آتی رہین اس لئے انہون نے دو حصون مین منقسم ہونے کا ارادہ کیا ایک سو چھبیس ۱۲۶ تو کانپور کو روانہ ہوئے جہان نانا نے انکو گرفتار کیا اور جو حال انکا کیا وہ ہم بیان کر چکے ہین۔ دوسرے گروہ مین پروبلین صاحب اور انکا کنبا تھا انہون نے دھرم پور کے رئیس ہردیو بخش کی مہمانی قبول کی مگر بعد تامل کے چالیس انمین سے ۱۳۔ جون کو فتح گڈھ مین واپس چلے آئے۔

کرنیل سمتھ نے جس روز کشتیان روانہ کی تھین اسی روز انہون نے قلعہ مین خزانہ لانے کے لیئے کوشش کی مگر سپاہی اس کے مانع ہوئے سپاہیون کی عجیب متناقض کیفیت تھی ادہر وہ اودھ کے باغیون سے خط و کتابت کرتے ادھر وہ انگریزون کے حکمون کی اطاعت کرتے تھے انکے حکم سے کشتیون کا پل توڑ دیا جس کے سبب سے فرخ آباد اور رہیل کھنڈ مین آمد و رفت کا انقطاع ہو گیا۔ اودھ مین سیتاپور مین اکتالیسوین رجمنٹ نے بغاوت کی تھی

کانپور کو کشتیون مین عورتون اور بچون کا جانا۔ سپاہیون کی متناقض کیفیت

اسکے صوبہ دار کا خط ۱۶۔ جون کو سپاہیون نے کرنیل سمتھ کو دیا جس مین لکھا ہوا تھا کہ وہ اور اسکی رجمنٹ فتحگڈھ سے چند میل کے فاصلہ پر آگئی ہے وہ اور اسکی رجمنٹ یہ چاہتی ہے کہ دسوین رجمنٹ اپنے افسرون کو مار ڈالے اور خزانہ پر قبضہ کرے اور انسے آن ملے جس افسر نے یہ خط کرنیل صاحب کو دیا تھا اسنے بیان کیا کہ رجمنٹ نے یہ جواب دیا ہے کہ سرکار کمپنی کی خدمت برسون کی ہے اب وہ اس کے ساتھ دغا نہین کریگی اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ نمک حلال اور وفادار سرکار کے ساتھ رہیگی اگر وہ اسطرف آئینگے تو انکا مقابلہ رستہ مین کریگی مگر ۱۸۔ جون کو رجمنٹ نے کرنیل سمتھ کو مطلع کیا کہ اب وہ انگریزون کے حکم کی اطاعت نہین کریگی۔ بہتر ہے کہ وہ اور اور افسر قلعہ کے اندر چلے جائین ٭

اسسے معلوم ہوتا ہے کہ دسوین رجمنٹ کا ارادہ افسرون کے مارنے کا نہ تھا مگر ہان خزانہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ تھا۔ دوسرے دن اکتالیسوین رجمنٹ کشتیون مین بیٹھ کر دریا سے پار اتر آئی اور خونریزی کی تدبیرین کرنے لگی انگریز سو کے قریب قلعہ مین چلے گئے جنمین تینتیس ۳۳ آدمی تازہ و توانا تھے باقی عورتین بچے اور ضعیف تھے انہون نے قلعہ کی فصیلون پر توپین چڑھائین۔ تین سو بندوقین زمین سے کھود کر نکالین۔ میگزین کا توڑا تھا قلعہ کے اندر آدمیون کے تین حصے ہوئے ہر ایک حصہ کا ایک افسر مقرر ہوا فرنگیون کے ان کامون کے کرنے مین سپاہیون نے کچھ مزاحمت نہین کی۔ در اصل باغی سپاہیون مین آپس مین اتفاق نہین تھا۔ دسوین رجمنٹ نے اپنے تئین نواب کے حوالہ کیا مگر اسکو خزانہ دینے سے انکار کیا جب ۴۱ پلٹن شہر مین داخل ہوئی تو اسنے خزانہ کا حصہ دسوین رجمنٹ سے طلب کیا تو اس نے خزانہ کے دینے سے انکار کیا تو ۴۱ رجمنٹ نے اسکو افسرون کے نہ قتل کرنے پر لعنت ملامت کی اور وہ نواب پاس دوڑے گئے کہ وہ ۱۰ رجمنٹ کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اسکے ساتھ شریک کردے۔ نواب نے انکی مرضی کے موافق حکم دیدیا دسوین رجمنٹ نے خزانہ آپس مین تقسیم کر لیا اور ان مین سے اکثر نے یہ ارادہ کیا کہ جب اول موقع ہاتھ آئے تو اپنے گھر جلد پہونچے۔ اس سبب سے دونو دسوین و اکتالیسوین رجمنٹون مین آپس مین گولی چلی۔ طرفین کے

آدمی مارے گئے۔ آخر کار دسوین رجمنٹ اسپر راضی ہوگئی کہ وہ اکتالیسوین رجمنٹ کی مرضی کے
موافق کام کریگی۔

۱۹ سے ۲۴ تک خونریزی کی تدابیر ہوتی رہین نواب نے اکتالیسوین پلٹن کو رسد
اور میگزین دیا۔ سپاہ لڑائی کے مہورت کے انتظار مین بیٹھی ۲۵۔ جون کو مہورت
اچھا تھا اس دن قلعہ پر سخت حملہ کیا مگر شکست پائی۔ چار روز تک باربار وہ حملہ کرتے رہے کبھی
زینے لگانے مین کبھی سرنگ اڑانے مین ناکام رہے کبھی برابر کے اونچے مکانون کی چھتون پر
چڑھکر قلعہ پر گولیان چلائین مگر کسی طرح وہ فتحیاب نہ ہوئے۔

روز بروز اہل قلعہ کی تعداد اور سامان رسد و میگزین گھٹتا جاتا تھا۔ باغیون نے
توپین ایسی جگہ لگائین جو اس مکان پر صدمہ پہنچاتی تھین جس مین عورتین اور بچے قلعہ
قلعہ مین تھے اور اور ضرر بھی وہ پہنچاتی تھین۔ قلعہ کی فصیلون مین دراڑین بھی پڑگئین
تھین غرض دشوار تھا کہ اس قلعہ مین محصورین زندہ بچے اس لیئے انہون نے قلعہ سے باہر
مفرور ہونے کا ارادہ کیا۔ قلعہ کے نیچے دریا مین تین کشتیان موجود تھین۔ ۳۔ جولائی
کی رات کو ان کشتیون مین سوار ہونے کی کوشش کی گئی۔ عورتون اور بچون کے تین
گروہ بنائے گئے اور ہر گروہ ایک کشتی مین آدھی رات کو بٹھایا گیا۔ سوار ہونے سے قلعہ
کی توپون مین میخین ٹھوک دین اور جو کچھ سامان حرب و ضرب تھا وہ سب برباد کردیا گیا
کشتیان روانہ ہوئین مگر رات کی روشنی نے سپاہیون پر روشن کردیا کہ فرنگی بھاگتے
ہین انہون نے انپر گولیان چلائین مگر انکا اثر کچھ نہین ہوا۔

تین کشتیان تھین انکے کمانڈر کرنیل سمتھ اور کرنیل گول ڈائی اور میجر روبرٹسن تھے۔
کرنیل گول ڈائی کی کشتی روانہ نہ ہوسکی اس لئے اسکی سواریان بھی باقی دو کشتیون مین آن
بیٹھین۔ اس سبب سے التوا ایسا ہوا کہ باغیون نے کشتیون پر توپ لگائی مگر انکے گولے
ان تک نہین پہنچے۔ غرض یہہ مسافر بغیر کسی نقصان کے موضع سنگھی رام پور مین پہونچے۔
یہان کرنیل سمتھ کی کشتی کی مرمت کی گئی مگر دیہاتیون نے انپر حملہ کیا اور دو ملاحون مین سے
ایک ملاح کو مار ڈالا۔ پانچ افسرون نے کشتیون مین سے اُترکر ان دیہاتیون پر حملہ کرکے

فتح گڈھ کی فوج کا قلعہ پر حملہ

قلعہ سے محصورین کا کشتیون پر فرار

کشتیون کا حال

پراگندہ کر دیا وہ تین سو کے قریب تھے انکے سرغنہ مارے گئے پھر وہ اپنی کشتی مین جو دور ہوگئی تھی تھوڑی دور گئے تھے کہ میجر روبرٹسن کی کشتی ریت مین آگئی ۔ کشتی مین سے مفرورین نے اتر کر ہر چند زور کیا کہ کشتی کو دھار پر لائین ۔ کرنیل سمتھ کی کشتی دور چلی گئی تھی کشتی نشین جنکی کشتی ریت مین چلی گئی تھی آدھے گھنٹے کے بعد دیکھتے ہین کہ دو کشتیان مسلح سپاہیون کی آنکر ان پر آتش فشانی کرنے لگین مسٹر روبرٹسن زخمی ہوئے انہون نے لیڈیون کو کہا کہ وہ کشتی سے کودین اور دریا کی دھار پر بہ نسبت ناؤ اور باغیون کے زیادہ اعتبار کرین کہ وہ لیڈیان کشتیون سے کودین انمین سے بعض خود بعض اور آدمیون کی مدد سے تیرین آخر کار انمین سے کچھ ڈوب گئین کچھ ماری گئین اور جو زندہ رہین وہ گرفتار ہو کر نانا پاس جاکر اپنی دائمی آرامگاہ مین سوئین ۔ اس اثناء مین کرنیل سمتھ کی کشتی جو دھار پر جا رہی تھی ملک اودھ مین کو سوم کھور کے موضع مین پہنچی ۔ یہان دہاتیون نے مفرورین کی مدد کی رات کو وہ یہان سوئے انکو بھینس کا دودھ اور روٹی کھانے کو ملی ۔ مگر یہ کشتی آگے چلکر باغیون کے ہاتھ سے نہین بچی کشتی نشین مارے گئے فرخ آباد مین فرخی کے ساتھ تفضل حسین خان نواب ہوئے ۔ ضلع سے چالیس یوروپین پکڑے آئے روبرٹسن صاحب کی کشتی سے جو قیدی آئے وہ دو ہفتے تک قید مین رہے پھر بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے ۔ مگر اس خون سے نواب کا تخت جما نہین ۔ وہ ہندوؤن کو راضی نہین کرسکا انکی آبادی ضلع مین نو دسوین حصے تھی انہون نے اسکو چین سے بیٹھنے نہین دیا ۔ نواب نے اپنی حرکتون سے اپنے تئین برباد کیا ۔ اسکا زندہ رہنا مرنے سے بدتر تھا ؞

اتفاق سے چار بابون کا ترجمہ چھپنے سے رہ گیا اور آگے چھپنا شروع ہو گیا اسلیئے ہندسون پر ۷۹۳ سے آگے اَ لگا دیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ جدا صفحے ہین ۔
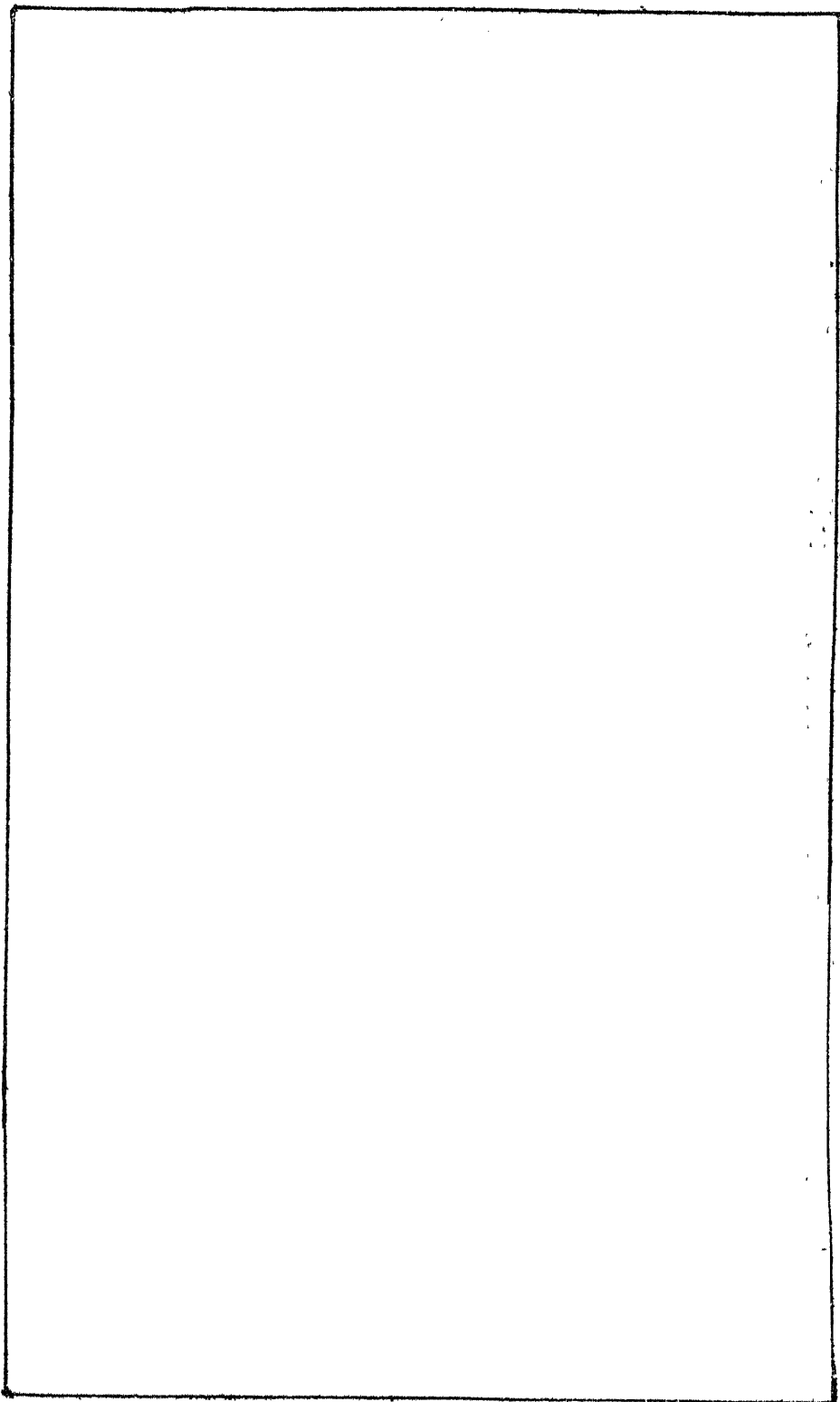
پلو گیا مین بھی تمہاری طرح بے ایمان ہو جاؤن؟ اتنے مین ایک بندوق چھوٹی دوسرے
باغی نے کہا کہ ایک لمحہ ٹھیرو ہم دیوار پر چڑھتے ہین تو اسنے جواب دیا کہ تم چڑھو میرے پاس بھی
سنگین تمہارے پکڑنے کے لئے تیار ہے - غرض اس طرح گالیون سے اور بندوقون
سے آپس مین لڑائی ہوتی رہی - ایک سپاہی مارا گیا ہیلی زخمی ہوا باغی اپنی کوشش کو بیکار سمجھ کر
واپس گئے کانپور کی بیٹری پر باغیون نے حملہ کیا دشمن بڑی دلیری کر کے آگے بڑھے ایک
مولوی سبز علم لیکر سب سے آگے بڑھا کہ وہ مورچے کی خندق مین مارا گیا - جرمن اور گنس کی
چوکیون پر دشمنون نے حملہ کیا وہ بھی مورچہ نشینون نے دفع کیا - بیلی گارڈ کے دروازہ پر حملہ ہوا
ہندوستانی رجمنٹ نے بڑی بہادری کی کہ حملہ آورون کو جو انکے ہمراہی تھے مار کر ہٹا دیا -
تین بجے باغیون نے حملہ کر کے اس مورچہ کے لینے کے ارادہ کو موقوف کیا مگر کئی گھنٹے تک
اسپر توپین چلاتے رہے ان حملون مین جتنے باغی مارے گئے انکی تعداد تحقیق معلوم نہین
مگر تین سو قیاسی تبلائی جاتی ہے - لیکن یہہ تحقیق ہے کہ محصورین مین چار سپاہی مارے گئے
اور بارہ زخمی ہوئے - پندرہوین جولائی کو انڈرسن کی کوٹھی کو بھی اپنے گولون سے بالکل
غارت کر دیا مگر وہ انگریزون کے قبضے سے باہر نہین گئی -

محصورین نے جو ان حملوں کو دفع دفع کیا اور انمین انکا نقصان بہت تھوڑا ہوا تو ان کے حوصلے
اور عزم بڑھے اور اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ پچھلی رات کو یک نیک فال انگد آیا یہہ قاصد
آخر جون مین نانا کی خبر لانے کے لیے بھیجا گیا تھا - وہ دشمنون کی لینون سے دبک کر
گذرتا ہوا مورچہ مین داخل ہوا اسنے ایک نیچے کے کمرہ مین جسمین ایک لیمپ ٹمٹما رہا تھا اپنی
کہانی سنائی اسکو عہدہ دارون اور سردارون نے گھیر لیا اور اس کے منہ کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی تھین
کہ وہ کیا خبر سناتا ہے سب اسسے یہہ سوال کرتے تھے کہ نانا دریا کے پار اتر کر محاصرین کے ساتھ
تو نہین ملگیا؟ اسنے جواب دیا نہین ہیولوک صاحب نے نانا کو تین لڑائیون مین شکستین دیکر
اب کانپور مین انکا عمل دخل ہو گیا اس خبر کے سنتے ہی چیرز کا غل مچا - مینھ برس رہا تھا اور اندھیری
رات تھی اس لیئے انگد آج ہی روانہ کیا گیا کہ وہ دشمنون مین سے چھپ چھپا کر نکل جائے اور
اسکو ایک چھٹی یونانی خط مین لکھ کر دی جسمین یہان کا سب حال لکھا ہوا تھا - اس کے آخر مین

یہہ فقرہ تھا کہ ہم کو کمک کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہین وہ جلد بہیجو مورچے ہماری پراگندہ
ورابتر ہین ہمارے پاس اتنے سپاہی نہین کہ ان مورچون کے لیئے کافی ہون۔ توپخانہ ہمارا ضعیف
ہے اور موتین زیادہ ہوتی ہین چہٹی ایک پتلی نلی مین رکھی گئی اور اس کے دونو سرون پر مہر لگائی
گئی اور ایک تیز رفتار سے جواب کے جلدی لانے پر ایک بھاری انعام کا وعدہ کیا گیا۔ پانچ دن
بعد اس چٹھی کا جواب کرنیل فریزر ٹیلر اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کا لکھا ہوا وہ لایا۔ جواب بڑا
سرتناک تھا اس مین لکھا تھا کہ ہماری دو تہائی سپاہ اور آٹھ توپین دریا کے پار بالفعل
موجود ہین اور باقی جلد پار جانے کے لئے تیار ہین ہین آج رات کو یا کل اور زیادہ خبرین
بہیجونگا۔ ہم اپنے مقابلہ کرنے والون کے غارت کرنے کے واسطے بہت سپاہ رکھتے ہین شہر میں
جو تمہارا مقام ہے اسکا نقشہ بنا کے بہیجو اور اسکے اندر داخل ہونے کی ہدایتین لکھو۔
پانچ یا چھہ دن مین ہم تم سے ملینگے۔ اگر دشمن باہر نکلے تو تم اس کے عقب کو دھمکاؤ اور ہم انکے
ٹکڑے ٹکڑے اڑا دینگے آیندہ رات کو اس چٹھی کے جواب مین جان انگلس کو جو باتین معلوم تھین
وہ انہون نے لکھین اور چھٹی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ تمہارے پاس خندگین ہون تو انہین سے
آٹھ بجے اس رات کو چھوڑو جس کے اندر شہر مین داخل ہونے کا تمہارا ارادہ ہو کہ جسمین ہم کو
اطلاع ہو جائے کہ تم آتے ہو تو پھر ہم سڑک کے دونو طرف کے مکانات پر گولے چلائینگے
تمہارے لشکر کی قوت اور اسکی ترتیب کی لاعلمی کے سبب سے صرف یہہ باتین ظاہر کر سکتا ہون
کہ جب تم ہمارے نزدیک کافی آجاؤگے تو ہمارے نہایت ضعیف اور ستم رسیدہ مورچے
تمہارے موڑ توڑ کے حق مین کیا کام بہتر کر سکتے ہین۔

خدنگون کے چھوٹنے کی امید مین عورتین کئی راتون تک آسمان کی طرف آنکھین لگائے
بیٹھی رہین۔ ۲۹۔ جولائی کو ایک افسر نے کانپور کی طرف سے توپون کی آوازین سنکر
کہدیا کہ لشکر ہماری مدد کو آن پہنچا ہے وہ شہر مین لڑ رہا ہے جسکو سنکر سارے محصورین
خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے مگر آخر کو معلوم ہوا کہ یہہ توپین باغیون نے اپنی
کسی قومی خوشی کے سبب سے چھوڑی تھین۔

۳۰۔ جولائی کو فصیل پر ایک طاؤس تھوڑی دیر بیٹھ کر اڑ گیا۔ جب بندوق کی شست

اسپر لگائی گئی تو یہ کون نے کہا کہ اس نیک فال پرند کو مارنا نہین چاہیئے اس لیئے گولی
اسپر نہین لگائی گئی وہ صحیح سلامت اڑ گیا۔

جولائی گذر گیا اور اگست آ گیا مگر کوئی کمک کو نہین آیا۔ قاصد جو خبر لانے کے لیئے بھیجا
گیا اس کے پاس سے چٹھی تلف ہو گئی مگر اسنے زبانی یہہ خبر سنائی کہ ہیولوک صاحب کو
دریا کے پار لکھنؤ کی جانب مین دو فتحین حاصل ہوئین مگر مجبوراً انکو منگل وار مین قیام کرنا
پڑا پھر ایک دوسرے سپاہی نے جو مخبری کے لیئے بھیجا گیا تھا خبر مذکور کی تصدیق کی
اسوقت انگریزی لشکر پر یہہ ضرب المثل صادق آتی تھی کہ امید کے بر آنے مین دیر لگنا دل کو
بیمار کرتا ہے۔ دشمنون نے انگریزون کی بری خبرون کے اڑانے مین کسی جھوٹ کی کسر باقی نہین
رکھی تھی انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ ہم نے شکست دیکر اپنے بادشاہ کے سر پر تاج رکھ دیا ہے
جسکی خوشی مین ہم نے توپون کی سلامی اتاری۔ انگریزون پاس یہہ جھوٹی خبر آئی تھی کہ وہ
لکھنؤ آتا ہے۔

ریزیڈنسی کی دیوارون سے باہر دشمن بڑے عیش و عشرت کے جلسے کرتے تھے گرد کے
مکانون سے ہر رات انکے ناچنے گانے بجانے کی آوازین ریزیڈنسی مین آتی تھین جسپر ترش
سپاہیون کو بڑا غصہ آتا تھا۔ ایک سپاہی نے چلا کر بل صاحب سے کہا کہ اگر یہہ ہزار اوباش
بدمعاش بہت سی بلیون کی طرح مگر وہ آوازین نہ نکالتے تو مین بھول جاتا۔ بل نے جواب
دیا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت وہ گائین تو مین ٹین کی پتیلی کڑوے پانی سے
بھری ہوئی لیئے انکے پیچھے کھڑا ہون کہ ادھر گانے کی آواز انکے منھہ سے نکلے
ادھر ان کے منھہ مین وہ کڑوا پانی انڈیل دون۔ ایک اور سپاہی نے جو انکے گانے سے
ناخوش ہوتا تھا کہا کہ یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت کالا بدمعاش گائے تو وہ میرے ہاتھ
مین گرفتار ہو جائے تو مین اسکو جان سے نہین مارون بلکہ اس کے ماتمی ساز کو
اسکی ناک کے بانسے سے توڑ دون۔ مورچون کے اندر مصیبتون کے یکسان چلے جانے
نے اور متواتر موت کے بڑھ جانے نے اپنے قدرتی آثار پیدا کیئے اہتزاز خاطر
بالکل جاتا رہا ہنسی مذاق بہت کم ہو گیا۔ جیسا محاصرہ خطرناک ہوتا تھا ایسا ہی موسم

دہشتناک ہوتا جاتا تھا۔ مردون کو پاس تو رکھ نہین سکتے تھے آدمیون اور جانورون کو دفن کرنا سخت مشکل تھا لیکن جائے ایسی تنگ تھی کہ پورے نہین گاڑے جا سکتے تھے۔ ہوا کی برائی سے مکھیون کی وبا کو پھیلایا انکی گنتی کا شمار نہ تھا۔ مارٹینیر کالج کے لڑکے جو سب سے زیادہ میلے کچیلے اور مصیبت زدہ حالت مین رہتے تھے وہ زخمیون پر سے ان مکھیون کے اڑانے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ اب اسپتالون مین جیسا کہ دشمنون کی گولیون نے زخمیون کو بھرا تھا ایسا ہی ہیضے اور چیچک نے بیمارون سے انکو بھرا۔ پہلے کی نسبت اب آتش فشانی زیادہ ہوگئی تھی ہر جگہ افسر اور سپاہی زخمی کو چون پر خون مین سنے ہوئے پڑے رہتے تھے اور ان کے زخمون مین کیڑے پڑ تے تھے۔ بہت سے زخمی صرف بوریون اور کمبلون پر پڑے ہوئے آہ و فغان کر رہے تھے۔ ہر جگہ نزع کی تکالیف نظر آتی تھین لوگ چلا رہے تھے کہ ہائے مرے ہم کو پانی دو اور ہماری دستگیری کرو جسقدر دستگیری اور امداد ہوسکتی تھی وہ کی جاتی تھی لیکن اسپتال کا سٹاف بہت تھوڑا تھا۔ نیک نہاد عورتون نے زخمیون کی تیمارداری اسپتالون مین اختیار کی لیکن اسپتالون کی ہوا ایسی بگڑ رہی تھی کہ ڈاکٹرون نے ان عورتون سے کہا کہ اسپتال سے باہر چلے جائین ڈاکٹر تو بڑی توجہ اور محنت زخمیون اور بیمارون کے علاج مین کرتے تھے مگر ہوا ایسی خراب ہوگئی تھی کہ زخمیون اور بیمارون کا بالکل اچھا ہونا ناممکن کے قریب تھا اور اعضا تراشی کی صورت مین سپاہیون کا مرنا یقینی تھا۔ پادری پول ہیٹن اور پادری ہریس دو نو ڈاکٹرون کے ساتھ مریضون اور زخمیون کو جانی اور جسمانی راحت پہنچانے مین بڑی جد و جہد کرتے تھے۔ پادری پول ہیٹن اول زخمی ہوئے اور پھر ہیضے سے مر گئے۔ انکی بیوہ نے بھی بیمارون اور زخمیون کی بڑی خدمت گزاری کی

باغیون نے اب اپنی جنگ بازی کو زمین کے نیچے منتقل کیا۔ اب اکثر لڑائیان تنگ و تاریک چھتون مین ہوئین۔ ۲۰ جولائی کے حملہ کے بعد باقاعدہ قریب آکر زمین کے نیچے سے حملے شروع کئے۔ جب محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین تو محصورین نے ان سرنگون کے نیچے سرنگین کھودنی شروع کین اسکو خدا کی عنایت کہیئے یا قسمت کہیئے کہ لکھنؤ کے مورچون مین بڑے بڑے ہنرمند سرنگ لگانے والے یوروپین موجود تھے۔ کپتان فلٹن اس فن مین کمال

سرنگون کا لگانا

رکھتے تھے۔ ہر مورچہ بیرونی کے کمانڈر کو حکم تھا کہ وہ اپنے سپاہیون کو کہدے کہ وہ تھوڑی تھوڑی
دیر کے وقفہ سے دو سرنگون کی آواز کو سنتے رہین۔ سپاہیون نے اپنے کان زمین پر لگا دئیے
اگر انکو آواز کا ذرا بھی کھٹکا ہوتا تو وہ اسکی رپورٹ کرتے اور پھر سرنگ کے نیچے سرنگ لگانے
کی تیاری بڑی مستعدی سے کی جاتی چھ راستے اور چھپتے زمین کے نیچے بنائے جاتے۔ دشمنون
کے پاس تو زمین کے کھودنے والے بہت اچھی پالسی قوم کی کثرت سے تھے مگر انکی ہدایت
کرنے والے سائنس سے بے بہرہ تھے اور انگریزون پاس زمین کے کھودنے والے کم تھے
مگر سائنس کے جاننے والے انکی ہدایت کے لیے بہت تھے سرنگون کے لگانے کا کام اکثر ہندوستانی
سپاہیون سے لیا جاتا تھا وہ بڑے شوق سے بہت اچھی طرح اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔
گورون کو اس کام کے کرنے کی فرصت نہین ملتی تھی۔ کپتان فلٹن اور انکے مددگار سارجنٹ
ان سرنگون کے کامونکی نگرانی خوب کرتے تھے جس چوکی پر انکے جانے کی ضرورت ہوتی وہان
وہ جاتے۔ ایک دفعہ وہ خود سرنگ کے اندر چلے گئے تو ایک افسر نے سارجنٹ سے پوچھا کہ
کیا وہ سرنگ کے اندر ہین تو اسنے کہا کہ ہان وہ دو گھنٹے سے چوہے کے بل مین گئے ہوئے
ہین اور غالباً سارے دن رہین گے۔ گو باغی ریڈن کے مورچہ کو سرنگ سے اڑانے
مین ناکام رہے مگر وہ بے دل نہیں ہوئے انھون نے کانپور بیٹری کے نیچے سرنگ
لگائی۔ انگریزون نے اس سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی اور انھی فیٹ الٹے آگے بڑھ گئے
انکا حصہ ایسا سطح زمین کے قریب تھا کہ اسکی چھت گر پڑی تو پھر انھون نے اسپر تختہ لگائے
اور نہایت کوشش سے کام کیا مگر کولم صاحب نے ایک گولہ اسکے اندر ایسا مارا کہ سارا کام ان کا
بنا بنایا بگڑ گیا اور کئی جگہ باغیون نے سرنگین لگائین مگر اسکے اڑانے مین ناکام رہے۔
باغی صرف سرنگون کے لگانے ہی مین مصروف نہ تھے بلکہ وہ نئی بیٹریون کے بنانے مین
بھی مشغول تھے۔ انس کی چوکی پر انھون نے ۲۴ پونڈی توپ لگائی جس سے انس کی کوٹھی
ہی کو نقصان نہین پہنچا یا بلکہ حرج اور ریذیڈنسی کو بھی۔ اس کے جواب مین ۲۰ اگست کی رات کو
ایک توپ ۸ پونڈی انس کی کوٹھی پر لگا دی گئی جسکے گولون نے دشمنون کی توپ کو بند کیا۔ جب یہ
توپ اپنا کام کر چکی تو اس رات کو اسے اتار لیا۔ محاصرہ کی تاریخ مین ساتوین اگست بڑی مبارک سمجھی جاتی ہے
کہ کوئی آدمی اسمین نہین مرا۔

۱۰ اگست باغیون کا دوسرا حملہ

جو سرگذشتیں اوپر بیان ہوئین وہ بدستور دسوین اگست تک جاری رہین اس تاریخ مین دشمنون نے دوسرا حملہ کیا۔ برگیڈ میس کے قریب ایک سرنگ اڑائی جس نے انگریزی پناگاہ کی بیس فیٹ فصیل کو بالکل تباہ و غارت کردیا اور اس کوٹھی کا جسمین شلنگ صاحب کی سپاہ تھی باہر کی دیوار کا بڑا حصہ اڑا دیا۔ جب گرد غبار صاف ہوا تو معلوم ہوا کہ بغارہ ایسا بڑا ہی کہ اس مین سے ایک رجمنٹ باترتیب آسکتی ہے اور بعض دشمن بڑے بڑے ارادے کرکے آئے مگر برگیڈ میس کے سر پر افسر و سپاہی بیٹھے تھے جنہون نے ایسی بندوقین مارین کہ دشمن جلدی بھاگ گئے ان مین جو من چلے تھے وہ بغارے کے کنگرون پر مارے گئے۔ جس وقت یہان یہہ کارزار ہو رہی تھی کہ دشمنون کا ایک بڑا گروہ کانپور بیطری کی طرف بڑھا اور اسکی خندق مین جاکر چند منٹ ٹھیرا مگر انکو پہلوان سپاہیون نے اپنے ہاتھ سے نکالا۔ پھر باغی کپتان انڈرسن کی چوکی پر بہت بہادرانہ آئے اور زینے ساتھ لاکر دیوارون سے لگا دیئے مگر یہان بھی اور جگہون کی طرح انکا سخت مقابلہ کیا گیا اور انکے سردار مارے گئے تو باقی بھاگے اور زینے چھوڑ گئے اور اپنی بیطریون اور رینی دار دیوار کے اندر چلے گئے جہان سے انہون نے بھاری توپین اور بندوقین چلائین۔ یہان ہر ایک سپاہی اپنی جان کے لیئے نہین لڑتا تھا بلکہ عورتون اور بچون کی جانون کے لیئے جو خدا تعالے نے اپنی امانت انکو سپرد کی تھی اپنی جان لڑا دیتا تھا اور سمجھتا تھا کہ شکست پانے سے انکی جانون کا جانا یقینی تھا۔ لڑائی بڑی سخت اور شدید تھی۔ توپون اور بندوقون کے غل شور سے زیادہ یہہ دہائی مچ رہی تھی کہ یہان زیادہ سپاہیون کی ضرورت ہے دو چار سپاہی اپنے ان ہمراہیون کے پاس پہنچے جو زیادہ ضیق مین آرہے تھے لیکن والنٹیرون نے جو حقیقت مین بڑے بہادر اور شجاع تھے اپنے افسر کیپر صاحب کی ہدایت کے موافق بندوقین خوب متواتر چلائین۔ جب ہنگامہ جنگ گرم تھا تو موشیر جیوفری نے سنا کہ باغیون کا ایک سرغنہ کہتا تھا "اے بھائیو یہان کوئی نہین ہے" تو اس کے جواب مین ہندوستانی زبان مین انہون نے کہا کہ او بدمعاش ہم یہان بہت سے ہین یہہ کہکر گولی سے اسکو اور اسکے ایک ہمراہی کو مار ڈالا اور باغیون کے سرغنہ نے فرنٹ مین بڑھکر کہا کہ آؤ آؤ یہہ

مقام ہم نے لے لیا ہے وہ ہمارے قبضہ مین ہے اس کہنے سے باغی بار بار حملہ کرنے پر
چلے لیکن گولیون سے وہ ہلاک ہوئے۔ جب سب سرغنہ مارے گئے تو باغی واپس اپنی مورچون اور
ریفیون وار مکانون مین چلے گئے وہان سے بہت توپین اور بندوقین مارنی شروع کین۔
دو گھنٹے کے بعد لڑائی کچھہ کم ہوئی مگر جب سورج ڈوبنے کو ہوا تو باغیون نے کپتان سانڈرس
کی کوٹھی پر سخت حملہ کیا اور ایک دشمن دلیری کرکے دیوار پاس گیا مگر مارا گیا۔ ۳۰ منٹ کی لڑائی
مین دشمن پراگندہ و پریشان ہوکر اپنے مورچون مین واپس گئے۔ یہہ دوسرا حملہ باغیون نے
بڑی دہوم دہام سے کیا تھا مگر محصورین نے انکو شکست دی۔ معلوم نہیں کہ کتنے باغی مارے
گئے قیاس سے جتنے چاہو بتادو مگر اس مین شبہہ نہین کہ بہت سے مارے گئے ہونگے
باغی اس بھاری نقصان اٹھانے سے بیدل نہین ہوئے۔ صبح نے اپنی جھلک
دکھائی تھی کہ انہون نے توپین متواتر چلانی شروع کین۔ ریذیڈنسی مین بہت سے گولے
لگے کہ اسکا بایان بازو گر پڑا جس کے اندر ۶ سپاہی بتیسوین رجمنٹ کے دب گئے
انہین سے بڑی کوشش سے دو زندہ نکالے گئے باقی چار دبے رہے۔ ایک کمرہ
مین سے عورتین اور بچے دوسرے مکان مین بھیجے گئے۔

اس دوپہر کو میجر انڈرسن چیف انجنیر مارے گئے وہ بڑے لایق افسر تھے اور اس
محاصرہ مین انہون نے بڑے بڑے کام کیئے تھے انکی جگہہ کپتان فلٹن صاحب مقرر
ہوئے۔

۱۲ اگست کو دن مین دشمنون نے کانپور کی بیٹری پر جو ہانس کی کوٹھی سے ایسی
شدومد سے توپ زنی کی کہ اس مین توپین چلانی یا رکھنی ناممکن ہوگئین۔ ایک سنتری کے
سوا تمام سپاہ وہان سے ہٹائی گئی یہہ سنتری بھی مارا گیا پھر جو نقصان ہوا تھا اس کی مرمت
کی گئی

ساگو کی کوٹھی کے قریب دشمن سرنگ لگانے کے لیئے کام مین مشغول ہوئے لفٹنٹ
ہچن سن نے محاصرہ سے نکلکر حملہ کیا مگر دشمنون نے اپنی ایسی گولیون کی باڑین مارین کہ وہ الٹے
بغیر کسی نقصان اٹھانے کے چلے آئے۔ پھر انگریزون نے ایک سرنگ لگائی دشمنون نے

سرنگ لگانے والون کی بڑی مزاحمت کی وہ چاہتے تھے کہ جتنے انگریزون کے مکانات
بانسون کے بنے ہوئے ہین اڑا دین مگر وہ اس اپنے ارادہ مین کامیاب نہین ہوئے
۱۴- اگست کو انگریزون نے جو باغیون کی سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی تھی وہ تیار ہوگئی
اور وہ اڑائی گئی جس سے دشمنون کی سرنگ کے لگانے والے سرنگ کے اندر ہی دبکر
مرگئے- اسطرح ساگو کی کوٹھی کا بیچا کچھ دلون کے لیئے چھوٹ گیا- دشمنون نے جو انڈرسن
کی کوٹھی کے پاس سرنگ لگائی تھی اسکا بھی علاج کیا گیا-

۱۵- اگست کی رات کو انگد چھپ چھپا کے ریسیڈنسی مین آیا اور کرنیل فریزر کی یہ چٹھی
لایا-

میرے پیارے- ہمارے پاس کمک آگئی ہے ہم لکھنؤ کو کل صبح چلینگے جہانتک
ممکن ہوگا جلد تمہارے پاس پہنچینگے- ہم کو امید ہے کہ چار روز مین تمہارے پاس آجائینگے
تم کو ہماری مدد ہر یک طرح سے کرنی چاہیئے ہماری سپاہ تھوڑی ہے اگر ہم اندر جاکر
تمہارے پاس نہ پہنچ سکین تو تم باہر نکلکر ہم سے آن ملنا-

اس چٹھی مین ۴- اگست مقام منگل وار لکھا ہوا تھا انگد نے بیان کیا کہ مجھے باغیون نے
قید کر لیا تھا مین قید سے چھوٹا تو پھر الٹا منگل وار گیا تو وہان انگریزی لشکر مین نے موجود
نہ پایا تو مین گنگا کے کنارہ پر گیا تو وہان جاکر مجھے تحقیق ہوا کہ جنرل ہیولوک کانپور مین اسسبب سے
واپس گیا کہ نانا نے کانپور کو دھمکایا تھا- جنرل دو دفعہ بشیرت گنج مین آیا اور دشمنون کو
دو شکستین دیکر پھر الٹا چلا گیا- اس بیان سے محصورین کا بڑا دل شکستہ ہوا ایک صاحب
نے کہا کہ کیا لکھنؤ کا حال بھی کانپور کا سا ہوگا؟ افسوس ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہوا معلوم ہوتا
ہے ہماری تعداد کم ہوتی جاتی ہے موت منھ کے سامنے کھڑی رہتی ہے" ابھی ایک
گولہ نے برآمدہ مین توپچی کو مارا ہے- ہوا کے بگڑ جانے سے اور غذا کے کم اور بری
ملنے سے اسقدر امراض زیادہ ہوگئے کہ وہ دشمنون کی گولیون سے زیادہ مارنے لگے-
ایک رات مین پانچ بچے بیماری سے مرے- باپ تمام دن مسلح رہتے تھے اور لڑتے تھے
رات کو پہرہ دیتے اس لیئے وہ اپنے مصیبت زدہ کنبے کی کچھ خبر گیری نہین کرسکتے تھے

انگد کا دوبارہ واپس آنا

انگد کا بیان اور محصورین کی حالت

مائین اپنے بچون کو بیمار دیکھکر دیوانی ہوئی جاتی تھین نہ انکو دوا ملتی تھی نہ غذا۔ قبرستان کی ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ مردون کی نماز قبر پر نہین اسپتال ہی مین پڑہائی جاتی تھی۔ ان مصیبتون کے علاوہ اب قحط نے اپنی آنکھین دکھائین ایسی حالت مین برگیڈیر نے ۱۶۔ اگست کو جنرل ہیولوک کو یہہ خط لکھا۔

میرے پیارے جنرل کرنیل ٹیلر کا خط مورخہ ۴۔ اگست گبنس صاحب کے نام آیا جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ تم ہماری مدد سب طرح سے کرو اگر ہم بزور تمہارے پاس نہ پہنچ سکیں تو تم رستہ نکالکر ہمارے پاس آجاؤ ہماری فوج کم ہے" اس فقرہ سے میرا دل بڑا بےچین ہوا یہہ ناممکن ہے کہ مین اپنی ضعیف اور شکستہ حال سپاہ کو ساتھ لیکر اپنی پناگاہ سے باہر نکلون آپ کو دلمین یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ میرے پاؤن مین کیسی بیڑیان پڑی ہوئی ہین کہ میرے پاس ایک سو بیس سے زائد تو زخمی اور بیمار ہین اور کم از کم ۲۲۰ عورتین اور ۲۳۰ بچے ہین اور کسی قسم کی باربرداری کی گاڑیان نہین ہین۔ خزانہ مین تئیس لاکھ روپیہ ہے اور تیس توپین ہین ان سب کو کس طرح چھوڑ کر ریسڈنسی کے باہر آسکتا ہون اس خبر کے سننے کے سبب سے مین سپاہ کو آدھی خوراک روزانہ دونگا جب تک آپ کے پاس سے کوئی خبر آئے۔ میرے ذخیرے غذا وغیرہ کے ۱۰ ستمبر تک خرچ ہوجائینگے اگر آپ اس سپاہ کے بچانے کی آس رکہتے ہین تو جلد آنے مین ذرا دیر نہ لگائیے۔ ہماری پناگاہ سے چند گز کے فاصلہ پر دشمن ہے جو ہر روز ہمپر حملہ آور ہوتا ہے اسکی سرنگون نے ہماری چوکیون کو ضعیف کردیا ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اور سرنگین لگ گئی ہین۔ ہماری بعض بطریون سے دشمنون کی ۱۸ بیچی توپین ایک سو پچاس گز کے فاصلہ پر ہین اور ہم جنگی قابلیت ایسی نہین رکہتے کہ انکا جواب دے سکین جواب دینے مین ہمارا نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اب سپاہ یورپین ۳۵۰ اور ہندوستانی فوج تین سو ہے اور سپاہی بڑے اندیشناک ضیق و ضغطہ مین آرہے ہین۔ ریسڈنسی کا ایک حصہ توپون سے مسمار ہوگیا ہے اس لیئے اب کوئی جائے امن و امان نہین رہی۔ اگر ہندوستانی سپاہ جس کا اعتبار کم ہوتا جاتا ہے چھوڑ کر چلی جائے تو مین نہین جانتا اپنی امن گاہون کی کس طرح

آدمیون کے متعین کرنے سے محافظت کرسکتا ہون - آپ اس سوال کا جواب لکھیئے کہ مین نے
جو آپ پاس چھٹی بھیجی تھی اور نقشہ بھیجا تھا یہ دونو آپ پاس پہنچے یا نہین -

آپ کا سچا دوست جی انگلس

جنرل انگلس نے یہہ بھی لکھا تھا کہ تمام ایام محاصرہ مین باغیون نے ہمارے خیرخواہ سپاہیون
کے بہکانے کے لیئے کسی موقع کو اپنے ہاتھ سے جانے نہین دیا وہ انسے کہتے تھے کہ اگر ہم ریسیڈنسی
کو نہین لے سکینگے تو وہ سب کو بھوکا رکھ کر مار ڈالین گے اور اسکو یہہ یقین دلاتے تھے کہ
ہندوستان مین انگریز مارے گئے اور کوئی امید نہین ہے کہ انگریزون پاس کہیں سے
کمک آئیگی ہماری کمک کے آنے مین اسقدر التوا ہوا ہے کہ انکے کہنے پر بہت سے سپاہیون کا
یقین ہوگیا مجھے یہہ خوف ہے کہ اگر ہماری کمک کے آنے مین بہت التوا ہوا تو ہمارے بہادر سپاہی
جو اب تک خیرخواہ رہے ہین انکی وفاداری متزلزل ہو جائیگی -

۱۸- اگست کو دشمنون نے سکھ لینیون کے سامنے ایک سرنگ اڑائی جسکا اثر بڑا مہلک ہوا
کپتان اور صاحب اور لفٹنٹ میچم صاحب اور سویٹ صاحب جو باجہ بجانے والون کی
ریسیڈنسی مین افسر تھے وہ ہوا مین اڑ گئے مگر خدا کی یہہ عنایت ہوئی کہ وہ جب زمین پر
آئے تو کوئی انکو گزند سوار سخت جنبش مین آنے کے نہین ہوئی مگر کم بختی سے گیارہ زندہ آدمیون
سے کچھ کم نہین اینٹ پتھرون مین دبے جنکا نکالنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ دشمن ایسے
مکانون سے آگ برسا رہے تھے کہ دس گز سے زیادہ فاصلہ پر سامنے کی دڑاڑ سے
نہ تھے جو تیس فیٹ کے پرے تھی سرنگ اڑانے کے بعد دشمنون نے ایک عام حملہ کیا
جو پہلے دو حملون کی طرح سخت و شدید نہ تھا - اس حملہ کا رفع دفع کرنا چندان مشکل نہ تھا -

۱۸- اگست کو شکست نے باغیون کے حوصلون کو پست کردیا تھا - اگرچہ انہون نے
دوسرے دن بھی بھاری آتش باری کی لیکن ان مکانات کے مسمار ہونے مین جن کی
آڑ مین وہ انگریزی مورچون پر توپین اور بندوقین مارتے تھے انگریزون کی کچھہ مزاحمت
نہین کی - ان مکانات کا انہدام کپتان فلٹن اور ہچنسن صاحب اور انڈرسن کے اہتمام سے
ہوتا تھا جو ہان نیس کی کوٹھی باغیون کے قبضہ مین تھی اسکے اندر ایک مینار تھا جس کے

۱۸ - ۱۹ - اگست کو شکست

مورچون کی مزاحمت عمارات کا مسمار ہونا

جسکے اوپر سے ایک خواجہ سرا رسیڈنسی مین آدمیون کا شکار اپنی بندوق سے کیا کرتا تھا اور بہت
نقصان پہنچاتا تھا۔ اسپر انگریزون کا قبضہ تو ہو نہین سکتا اسلیئے یہہ تجویز ہوئی کہ اسکو سرنگ سے
اڑانا چاہیئے۔ یہہ سرنگ بہت سی راتون مین محنت کرکے بنائی اور جب وہ تیار ہو گئی تو کوٹھی پہ
توپین اور بندوقین مارنی شروع کین جس سے باغیون نے جانا کہ کوٹھی پر حملہ ہونے کو ہے۔
اس لیئے وہ بہت سے کوٹھی کے اندر چلے آئے جب انکا مجمع ہو گیا تو سرنگ اڑائی گئی
جس سے کوٹھی مسمار ہو گئی اور بہت باغی اسکے اندر دب کر فنا ہوئے۔

باغیون نے توپین لگا کے برگیڈ میس کے اوپر کی منزل کو مسمار کر دیا مگر نیچے کی منزل اسکی
ایسی مستحکم تھی کہ اسپر توپون کا اثر کچھ نہین ہوا۔ رسیڈنسی پر اتنے گولے پڑے کہ اسکا مغربی برانڈہ
بالکل گر گیا اور تمام عمارت ایسی شکستہ ہو گئی کہ اسمین کوئی امن کی جگہ نہین رہی ذخیرے نیچے کی
منزل مین اتارے۔ عورتین بچے بیگم کی کوٹھی مین بھیجے گئے۔ غرض عمارات کی شکستگی کے سبب سے وہ
رات کو تہ خانون کے فرش پہ بورئے بچھا کر سوتے تھے اور دن کو انہین لپیٹ کر دیوار سے
لگا دیتے تھے اور پنکھے کے نیچے رہنے کے لیئے تھوڑی جگہ مین بہت آدمی جمع ہو جاتے
تھے۔ جب اگست کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا تو خوراک کی بہت سی چیزون کا توڑا ہوا۔ چاء
اور شکر بیمارون اور زخمیون کے لیئے تھوڑی سی باقی رہی تھی تمباکو نہین رہا تھا جسکے سبب سے
ہندوستانی اور یوروپین سپاہیون نے خشک تمباکو کے پتے اگر انکو میسر ہو جاتے تو
پائپ مین رکھ کر پیتے تھے۔ چند پیپے پورٹ کے باقی تھے جنکی نگہبانی خزانہ کی طرح کی جاتی تھی
برانڈی کی ایک درجن بوتلین سولہ پونڈ کو اور بیر کی ایک درجن بوتلین سات پونڈ کو آتی
تھین سور کی قیمت سات پونڈ تھی کوارٹر بوتل شہد کی قیمت چار پونڈ تھی اور دو چھوٹے ٹن سوپ
کی قیمت چار پونڈ تھی۔ صابن تو روپیہ دیکر بھی ہاتھ نہین آتا تھا۔ خوراک دیر ہضم اور بری ملتی تھی
آدمی اور گھوڑے اور بیل نیم دفن ہوتے تھے انکی سڑاندسے ہوا متعفن رہتی تھی جب سے
محاصرہ شروع ہوا تھا تین سو یوروپین مرے تھے۔ وہ ہر روز مرتے تھے۔ گرجا مین نئی بیواؤن
کے ہجوم دیکھنے سے دل لٹتا تھا۔ اب یوروپین مین رات دن مشقت شاقہ اٹھانے سے اور
رات کو آرام سے نہ سونے سے اچھا کھانا نہ ملنے سے اچلے طاقت کام کرنے کی بہت کم ہو گئی تھی

دشمنون کے گولے گولیون سے بچنے کے لیئے کوئی مامن نہ تھا۔

سرنگون کا الٹنا

۱۲۔اگست کو دشمنون نے بڑی محنت کر کے برگیڈ میس کے نیچے سرنگ لگائی وہ دن کو کام کرتے تھے اور انگریزی انجنیر رات کو انہون نے اس سرنگ کا پتا لگا کے الٹا باغیون ہی کو ہلاک کیا

انگد کی آمد و رفت

۲۸۔اگست کو خیرخواہ جان نثار بیک انگد آیا اور کانپور سے جنرل ہیولوک کا خط محررہ ۲۴۔اگست لایا جسمین لکھا تھا "میرے پاس تمہارا خط مورخہ ۱۶ اگست پہنچا۔سرکولن کیمبل جو ایک دن کی اطلاع پانی پر جنرل این سن کی موت کی خبر سنکر انکی جگہہ کام کرنے آیا ہے وہ میرے پاس تازی سپاہون کے بھیجنے کا وعدہ کرتا ہے مین سب سے اول تمہارا خیال رکھونگا بیس پچیس روز مین میرے پاس سپاہ کی کمک آئیگی مین سب طرح کی تیاریان لکھنؤ کی روانگی کے لیئے کرونگا تم کبھی دشمن سے عہد و پیمان نہ کرنا شمشیر بدست ہو کر مرجانا

اب یہ بیس پچیس روز کا انتظار محصورین کے لیئے بڑا اشتیاق تھا دشمن کا حال یہہ تھا کہ وہ روز بروز رات دن رسیڈنسی کے غارت اور تباہ کرنے کی تدابیرین کرتا تھا اس لیئے بیلی گارڈ کے دروازہ سے سو گز کے فاصلہ پر لکھنؤ دروازہ کے اوپر ایک بیٹری لگائی جسکے جواب مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہیون نے خزانہ اور بیلی گارڈ کے دروازہ کے درمیان ایک بیٹری لگائی ہے۔

۱۴-۱۸ اگست کو دشمنون کی بیٹری لگانا لکھنؤ دروازہ پر + یکم ستمبر سے ۱۰ ستمبر تک واقعات

یکم ستمبر کو انگد بریگیڈیر کی چٹھی پھر لیکر جنرل ہیولوک پاس گیا جسمین لکھا تھا "کہ مین آپ سے بیباکانہ عرض کرتا ہون کہ دشمنون کی توپون اور بندوقون کی بھرمار سے میری سپاہ ہر روز کم اور میری امن گاہ کمزور ہوتی جاتی ہے اگر دشمن حملہ کر کے رسیڈنسی کے لینے کا قصد بالاستقلال کریگا تو مین اسکو مقابلہ کر کے اس سبب سے نہین ہٹا سکونگا کہ میرے پاس لشکر تھوڑا ہے اور وہ بھی شکستہ و خستہ حال ہے۔جب سے محاصرہ ہوا ہے تین سو سے زائد صرف یوروپین مارے گئے ہین۔دشمنون کی سرنگین لگانے سے ہمارا ناک مین دم آیا ہے اس پاس بیس توپین بڑی دور کی مار کی ہین۔آپ کا اسطرف پیش قدمی کرنا خواہ کسی طرح کا ہو ہمارے حق مین مفید ہے اور ہندوستانی سپاہ بڑی بڑی تقویت

کرتے ہین جو اب تک ہمارے ساتھ خیرخواہ اور وفادار رہے ہین اگر آپ کو اپنی اس طرف پیش قدمی کرنے کی خبر بھیجنی ممکن ہو تو بذریعہ خط بھیجیے اور قاصد سے کہدیجے کہ وہ خط مجھہی کو دے اور آگرہ کا لفظ اسے کہدیجے کہ وہ اپنے گذرنے کے لیئے کہے -

باغی سرنگون کے لگانے مین بڑی مصروف تھے نئی نئی سرنگین لگاتے تھے ۲۲- اگست کو انہون نے انڈرسن کی چوکی کے قریب سرنگ لگائی - چھہ روز بعد سنا کہ ساگو کی چوکی کے قریب سرنگ کہودی گئی ہے انکا ارادہ یہہ تھا کہ سانڈرس کی چوکی کو اڑا کر بیلی گارڈ پر قبضہ کرلین مگر انگریزی انجینیرون نے انکو ان سرنگون کے کام مین کامیاب نہین ہونے دیا انکی سرنگون ہی سے انکو نقصان پہنچایا -

بڑی محنت مشقت سے یہہ نئی بیٹری بیلی گارڈ اور خزانہ کے درمیان تیار کر کے سپاہی بڑے خوش تھے مگر انکا کمانڈر میجر برڈیر جو بڑا بہادر تھا مارا گیا - ہندوستانی سپاہی اسنے ایسے انوس تھے کہ انکی لاش کو برہمن سپاہی اٹھاکر قبر پر لے گئے اور انکو خود دفن کیا یہہ محبت ہی کا سبب تھا کہ انکی لاش اٹھانے مین برہمنون نے اپنی جان کا پاس نہین کیا

محصورین کو اس ناامیدی نے کہ کہین سے کوئی کمک آئیگی نہ کوئی اور دستگیری و تائید ہوگی انکی ذہانت کو تیز کردیا تھا وہ اپنی محافظت کے لیئے نئی نئی تدابیر اپنی فکر دقیق سے ایجاد کرتے تھے - وہ بہت سی بھری ہوئی بندوقین اپنے پاس رکہتے تھے وہ کبھی بے ضرورت ایسی جگہہ نہین آتے تھے کہ وہان اینر دشمن کی زد لگ سکے جب انہون نے رینیان بنائین رینیون کے بنانے کی کیفیت کبھی فراموش نہین کرنی چاہیے محصورین اور محاصرین مین بہت سے مقامات مین فاصلہ ایسا کم تھا کہ طرفین مین سے کسی کو یہ جرأت وہمت نہین ہوتی تھی کہ آمنے سامنے ہوکر ایک دوسرے پر بندوق چلائین جب عام حملہ ہوتا تھا تو دیوارون کی رینیون مین سے بندوق زنی ہوتی تھی - جب فریقین ایسے پاس پاس ہون تو وہ جان سکتے ہین کہ رینیون مین سے گولیان کس طرف جائینگی اس لیئے وہ انسے بچ سکتے ہین - غرض یہہ رینیان طرفین کو ایک دوسرے کی زد سے بچاتی تھین اور زیادہ خونریزی نہین ہونے دیتی تھین باوجودیکہ طرفین سے رات دن

برابر گولیان چلتی تھین - حملہ کا کوئی مقام متعین نہین ہوسکتا تھا - دشمنون کے قریب ہونے کے سبب سے محصورین کو رات دن جنگ کے لئے آمادہ رہنا پڑتا تھا - باروت کے صرف کرنے مین یہہ احتیاط کی گئی کہ آغاز محاصرہ پر توگولے گولیان اناپ سناپ ماری جاتی تھین خواہ دشمن نظر آئے یا نہ آئے مگر دس روز کے تجربہ کے بعد جب ہی دشمن پر توپ ماری جاتی تھی یا گولی چلائی جاتی تھی کہ اس کے مارنے کا احتمال ہو -

بڑی بات یہہ تھی کہ دشمنون کی حرکات کا حال معلوم ہوتا رہے اسکی دیدبانی کے لیے یہہ انتظام کیا گیا تھا کہ صبح کو ایک افسر سنتری کو ساتھ لیجاکر ریذیڈنسی کی بلند چھتون اور برجون پر لیجاتا اور وہان سے دشمنون کی سب حرکات کو دیکھتا اپنے ساتھ کاغذ کے پرچے رکھتا جب ضرورت ہوتی تو اپنر حال لکھکر سپاہی کے ہاتھ بھیجتا - دو دو گھنٹے بعد افسرون و سپاہیون کی بدلی ہوتی بس اسطرح سے برگیڈیر کو دشمنون کی ساری حرکتون کا حال معلوم ہوتا رہتا - یہ کام بھی خالی از خطر نہ تھا دو افسر اسی مین سخت مجروح ہوئے ریذیڈنسی کے سب سے بلند مقام پر ہمیشہ انگریزی پھریرا پھراتا رہتا اگر دشمن اسکی دھجیان اڑانے مین بڑی کوشش کرتے تھے اور جب اسکو اڑا دیتے تھے تو پھر از سر نو تیار ہوکر لگایا جاتا تھا جس سے دشمنون کو معلوم ہوا کہ انگلنڈ کی طرف سے ابتک انگریز لڑنے کو موجود ہین -

اس محاصرہ مین سرنگ درسرنگ لگانے کا کام بہت آتا تھا - سرنگ لگانے کو پڑھنے والے نہین جانتے ہونگے کہ کیونکر لگتی ہے اس لیے اسکا حال لکھا جاتا ہے کہ پہلے اپنی محافظت کے مقامات مین ایک کوٹھی جسکا قطر چار فیٹ ہوتا تھا اس زمین کے اندر بارہ فیٹ سے لیکر ۲۰ فیٹ عمیق اتاری جاتی تھی جو قریب اس مقام کے ہوتی جسپر حملہ کرنے کا ارادہ ہوتا - پھر اس کے اندر ایک گیلیری یعنی گلی یا چھتہ سمت مطلوب مین جتنے لمبے بنانے کی ضرورت ہوتی اس طرح بڑی محنت سے بنایا جاتا تاکہ ایک سپاہی یا افسر ایک چھوٹی سی کدال لیکر زمین کو اپنے سامنے کھودتا - اور ایک چور راستہ بناتا جسکی بلندی اور چوڑائی اسقدر ہوتی کہ وہ اس کے اندر بیٹھ سکتا اور اسکا سر چھت سے نہ ٹکراتا - اس کاریگر کے پیچھے

ایک اور کاریگر ایک خالی پیپہ لیکر بیٹھتا جسمین وہ مٹی بھرتا جاتا جسکو پہلا کاریگر کھودتا پھر یہ پیپہ کوٹھی مین لڑکایا جاتا اور یہان سے وہ رسیون مین بندھ کر اوپر کھینچا جاتا اور وہ خالی ہوکر پھر سرنگ مین اتارا جاتا۔ بس اسطرح پانچ آدمی سرنگ کھودنے کے لیئے کام کرتے ایک اندر دو کوٹھی کی تہ مین اور اسکے اوپر دو۔

اکثر دس آدمی سرنگ پر لگائے جاتے جنکی آپس مین باری باری سے آدھ آدھ گھنٹے کے بعد بدلی ہوتی تھی۔

یہہ سرنگین ہمیشہ اس لیئے نہین کھودی جاتی تھین کہ دشمنون پر یورش کی جائے بلکہ زیادہ اس لیئے کھودی جاتی تھین کہ دشمن زمین کے اندر ہوکر حملہ کرنا چاہتے تھے انکا انسداد کیا جائے۔ موسم گرما مین ہندوستان مین انگریزون کا کند اوزارون سے یہ کام کرنا بڑا دشوار کام تھا سارے دن لڑنا اور رات کو ان سرنگون کا کھودنا انکا طاقت بشری سے بڑھکر کام تھا سپاہی اور افسر دونو ایک ہی طرح کام کرنے مین شریک ہوتے تھے جیسے سپاہی سنتری بنکر پہرہ دیتے تھے ایسے ہی افسر۔

۵ ستمبر کو باغیون نے اپنا آخری حملہ بڑے زور شور سے کیا۔ پہلے ایک بڑی سرنگ اڑائی جو میجر ایپ تھروپ کے مورچے سے چند منٹ کے فاصلہ پر اڑ کر رہ گئی پھر باغی بڑے بڑے زینے لیکر آگے بڑھے اور دیوارون سے اپنے زینون کو چسپان کر دیا اور لمحہ کی لمحہ ایک توپ کی زینون مین گھس آئے مگر گرانڈیرون کی بندوقون کے مارنے سے جلدی سے وہ بہت نقصان اٹھاکر پسپا ہوگئے۔ چند منٹ بعد انہون نے برگیڈ میس کے پاس ایک سرنگ اڑائی اور دلیرانہ و بے باکانہ آگے بڑھے مگر بہت جلد باغ کے اندر انکی لاشون کے جابجا گل کھل گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی مورچہ کے بہادرون کی بندوقون نے اپنی ہدف زنی مین خطا نہین کی ہر گولی ان کے دشمن پر لگی جسکے بعد سے دشمن ذلت کے ساتھ بھاگے اور اپنے سردار کو جو بڑا خوبصورت پرانا ملازم سرکار تھا چھوڑ گئے انہون نے اور مورچون پر اسی طرح حملے کیئے مگر انہین انہون نے اپنی زیادہ بہادری کو نہین دکھایا ہر جگہ انکو شکست ہوئی آج کے دن انکا نقصان بہت اس لیئے ہوا کہ وہ بہت آگے دلیری کر کے حملہ کرنے آئے تھے

روت کو چھاونی کی طرف وہ اپنے زخمیون کو اور مردون کی لاشون کو لے جاتے ہوئے دکھائی دیئے جتنے حملے انہون نے کیئے انمین سے چار حملے بڑے تھے جنکا تفصیل وار بیان کیا گیا ہے - انہین محصورین نے مصیبت کی حالت مین اپنی محنت وہمت وجرأت کو ظاہر کیا دشمنون نے اپنے حملون کا آغاز اکثر سرنگون کے اڑانے سے کیا جس کی برداشت کرنے کی قوت رسیڈنسی مین پوری نہ تھی اگر سرنگون کے پورے تیار ہونے اور اڑانے سے پہلے ان کے انسداد کی تدابیر بہادرانہ محصورین نہ کرتے اور ہمت وشجاعت کو کام مین نہ لاتے تو غالباً انپر بہت سے حملے ہوتے اور شاید انکا مآل رسیڈنسی کی تسخیر پر ہوتا لیکن انکی سرنگون کی سمتین ہر ایک جا مین تحقیق کی جاتین اور انکی سرنگون کے نیچے سرنگین لگائی جاتین - بڑے بڑے مورچون مین جو انہون نے چار سرنگیں لگائی تھین انکی سمتون کو انگریزون نے پہلے سے دریافت کرلیا اور انکو الٹا دشمنون پر اڑا دیا اور دو مین بڑی کامیابی ہوئی کہ ایک مین آٹھ باغی ہوا مین اڑ گئے اور دوسرے مین بیس باغی مجروح ہوئے - ان سرنگون کے لگانے مین انگریزون کو بڑی محنت جان گزا اور مشقت روح فرسا اس سبب سے زیادہ اٹھانی پڑتی تھی کہ ہنرمند زمین کے کھودنے والے تھوڑے سے تھے ایسے کامون کے کرنے کا اتفاق لڑائیون مین بہت ہی تھوڑے سے سپاہیون کو ہوا ہوگا اس تکلیف مالایطاق کو دیکھو سپاہ کو دن کو تو گرمی کی شدت مین جلنا پڑتا تھا رات کو اوس مین تر ہونا پڑتا تھا دونو سے بچنے کا سامان ناکافی اس پاس تھا اور بعض مقامات مین تو بالکل نہ تھا - دن کی گرمی اور رات کی تری بڑی تکلیف دیتی تھی اصلی حملون کے روکنے کے سوا رات دن دشمنون نے جھوٹے حملون کے خوف اور زیادہ جان مارتے تھے - باغی اکثر بڑی بھاری آتش باری کرتے تھے اور گھنٹون تک ایسا غل شور مچاتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ حملہ کرنے آتے ہین مگر ایک آدمی نہین دکھائی دیتا تھا وہ یہہ کام جان بوجھ کر انگلشیہ سپاہ کے دق کرنے کے لیئے کرتے تھے جسکو وہ جانتے تھے کہ ہاری تھکی پڑی ہے ان کا یہہ مقصد اس طرح حاصل ہو جاتا تھا کہ سارے لشکرگاہ مین کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس مین دشمن رخنہ اندازی نہ کرسکیں اس لیئے ان جھوٹے حملون کے لیئے ایسی تیاری کرنی پڑتی تھی جیسے کہ اصلی حملون کے لیئے

سپاہی اپنے ہتھیاروں کے پاس کھڑے رہتے تھے اور اپنے مورچون مین سکونت رکھتے تھے جب تک کہ سر اوٹرم صاحب کے آنے سے محاصرہ ختم ہوا رات دن سپاہ کو سر پر یہی آمنتین کھڑی رہین ۔علاوہ ان ملیٹری فرائض کے ادا کرنے کے سپاہ کو رات کو فصیل و مورچون کی شکست ریخت کی مرمت کرنی پڑتی تھی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ توپون کو لیجانا اور میگزین کو ڈھونا کمسریٹ کے ذخیرون کو لے جانا پڑتا تھا اور اسکے سوا اور بہت سے کام رہتے تھے۔اس سپاہ کو جو محنت و مشقت اٹھانی پڑتی تھی اسکا بیان صحیح صحیح الفاظ مین نہین ہوسکتا۔اس محنت مشقت مین کل سپاہی اور سول اور ملیٹری افسر ..... شراکت مین برابر حصہ لیتے تھے۔سب کے سب سرنگون مین اترتے تھے۔سڑے ہوئے بیلون کے دفن کرنے کے لیئے سب ہاتھ مین بیلچے لیکر انکو اٹھاتے تھے سب بندوقین اور سنگینین لگاکے پہرہ چوکی دیتے تھے ان مین کچھہ تمیز افسر و سپاہی و سویلین کی نہ تھی باری باری سے سب سنتری بنکر پہرہ دیتے تھے باوجود ان تمام محنت و مشقت کے محصورین نے پانچ دفعہ محاصرہ سے باہر جاکر دشمنون پر حملہ کیا جنمین ایک دفعہ دشمنون کی دو بھاری توپون مین میخین ٹھونکین اور بہت سی وہ حویلیان اڑادین جنکی آڑمین دشمن بیٹھہ کر انگریزی سپاہ پر وار کرکے آزار پہنچاتے تھے چونکہ سپاہ کی تعداد کم تھی اس لیئے ہر سپاہی دل مین جانتا تھا کہ میری خاص توجہ ہی پر اس کل رسیڈنسی کی سلامتی موقوف ہے جو مقام افسر و سپاہی اور کسی آدمی کو سپرد ہوتا تھا اسکی محافظت مین وہ جان لڑانے کو یہہ سمجھتا تھا کہ مین ان جانون کے لیئے لڑتا ہون جو خدا نے میری امانت مین رکھی ہین پھر اس مین اپنی شجاعت اور دلاوری دکھاتا تھا کہ دشمن باوجودیکہ متواتر حملے کرتے تھے اور بڑی بڑی سرنگین کھودتے تھے اور سپاہیون کی تعداد بڑی کثرت سے رکھتے تھے اور متواتر آگ کا مینھہ برساتے تھے لیکن باوجود ان سب باتون کے رسیڈنسی کی ایک انچ زمین بھی نہین چھین سکے باوجودیکہ لشکر کا ضعیف تھا اگر دشمن کسی بیرونی مورچے پر اپنے قدم جما لیتے تو ساری رسیڈنسی کو لے لیتے۔مکانات بے چھتون کے تھے دیوارین و مکانات شکستہ و خستہ تھے فصیلون مین شگاف

پڑے ہوئے تھے۔ توپین بیکار تھین حصار ضعیف تھا باوجود ان باتون کے خدا کے فضل سے
اور بڑے بڑے بہادرون کی جان لڑا کر لڑنے سے ریسیڈنسی قبضہ مین رہی اسی سے
اندازہ ہوسکتا ہے کہ محصورین نے اپنی عالی ہمتی اور عالی حوصلگی سے کیا کام کئے ہین۔
ان انقلابات کے ابتدائی زمانہ مین محصورین کو کچھ خبر نہین ہوتی تھی کہ باہر کیا ہورہا ہے ہر روز
مخبر وجاسوس خبرون کے لانے کے لیئے اور کمک کے منگانے کے لیئے بھیجے جاتے تھے
ان مین سے آغاز محاصرہ سے ۲۶ دن تک کوئی خبر نہین لایا۔ انگد جو خبر لایا اسکا ذکر پہلے کیا
گیا۔ پھر مخبر وجاسوس اس مطلب کے لیئے آتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کو بہکائین انسے
کوئی معتبر خبر نہین مل سکتی تھی مگر ہان انگد جو دو دفعہ خبرین لایا انکا ذکر اوپر ہوا۔ پھر یہی مخبر تیسری
دفعہ مژدہ جانفزا اور نوید سر جیمز اوٹرم کے آنے کی دو روز پہلے انکے آنے سے لایا
علاوہ ہیضے اور چیچک کے یہہ ایک بیماری عام تھی کہ ایک بڑا سوذی دانہ نکلتا پھر ضعیف سا
بخار آتا جسکے سبب سے گو جانین نہین تلف ہوئین مگر سپاہی کمزور و مضمحل ہوجاتے تھے
انکو کوئی مقوی غذا نہین ملتی تھی بجز اگائے کا گوشت موٹا آٹا ملتا تھا جسسے وہ اور بھی کمزور
ہوجاتے تھے۔ ان بیماریون سے عورتین اور انسے زیادہ بچے تلف ہوتے تھے اسکے سوا
محصورین کے لیئے اور تکالیف تھین۔ ہندوستانی ملازمونکا کال تھا جسکے سبب سے بہت تکلیف
اٹھانی پڑتی تھین۔ دفعتہً جو افسرون کو محصور ہونا پڑا تو ہندوستانی ملازم جو غالباً وفادار رہتے
حصار سے باہر رہ گئے۔ بہت سے بھاگ گئے۔ بعض کنبون مین ایک ملازم بھی نہ تھا بہت سی
لیڈیون کو اپنے بچون کی ساری خدمتین کرنی پڑتی تھین اپنے کپڑے آپ دھونے پڑتے
تھے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنا کھانا آپ پکانا پڑتا تھا۔ ضروری سامان راحت کی کمی نے اور بھی
عورتون کو بیمار بنا دیا تھا۔ غرض ان سب عورتون نے بڑے توکل ورضا سے مصائب کا
تحمل ایسا کیا کہ وہ مردون کے لیئے ایک مثال اور نمونہ بن گئین جنسے انکے دل کی قوت بڑھ گئی
ان مین سے بعض عورتین بیوہ عورتین ہوتی تھین بچے انکے بن باپ کے ہوتے تھے مگر خدا کی
مرضی پر راضی تھین ان خداپرست عورتون مین مس نائٹ انگل (یہہ ایک نامور مس ہے
جسنے کریمیا مین جاکر زخمیون کی تیمارداری کی تھی) کی مقلد برچ عزسول مین ..... کی

بیویان تھین کہ جو اسپتال مین بیمارون اور زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین۔

۱۶ ستمبر کو جنرل ہیولوک صاحب پاس انگد بھیجا گیا تھا اسکو جانا ناگوار نہ تھا اگرچہ جانے مین جوکھون بڑی تھی اور پکڑے جانے مین موت یقینی تھی مگر انعام بھی بڑا ہر پھیرے پر پانچہزار روپیہ تھا۔ وہ چھ روز بعد ۲۲ ستمبر کو یہہ خط لایا کہ سپاہ گنگا پار اتر آئی ہے تین چار روز مین یہان آنے والی ہے۔ بریگیڈ نے یہہ مژدہ جان افزا محاصرین کو سنادیا کہ دو ہفتے کے اندر یقینی ہماری کمک یہان آجائیگی۔ اس خبر کو سنکر بیمارون اور زخمیون مین بھی اس امید سے جان آگئی کہ جلد تبدیلی آب وہوا سے صحت ہوجائیگی انگد نے کہا کہ جب مرون یا جیون انگریزون کے ساتھ رہونگا مگر تین دفعہ جاچکا ہون اب چوتھی دفعہ نہین جاؤنگا ۲۳ ستمبر کو کانپور کی سمت مین توپون بندوقون کی آوازین آئین۔ شہر مین بھی دیکھا باغیون کی سپاہ مین ہل چل مچ رہی ہے۔ ۲۴ ستمبر کو شہر مین بھی بندوقون اور توپون کی آوازین سنائی دین معلوم ہوا کہ باغیون کی سپاہ مین بھی تلاطم آرہا ہے کہ انگریزی سپاہ شہر کے قریب آگئی ہے۔ دوسرے دن صبح کی توپون کی آواز دور کی آتی تھی کہ ایک مخبر نے آنکر خبر دی کہ کمک شہر کے حوالی مین آگئی ہے۔ دوپہر کو بندوقون و توپون کی آوازین بہت پاس سے آنے لگین۔ آوازون کے سننے اور دھوون کے دیکھنے سے محصورین کو خوشی ہوئی کہ ہمارے دوست لکھنؤ کی حدود کے اندر آگئے ہین۔ ڈیڑھ گھنٹے تک سخت لڑائی ہوئی جسمین یوروپین کو غلبہ رہا۔ ڈیڑھ بجے دن کے شہر کے آدمیون نے سر پر پشتارے رکھکر چھاونی مین جانا شروع کیا۔ ۲ بجے مسلح سپاہی بھی بھاگنے شروع ہوئے جنپر محصورین نے اپنی توپین اور بندوقین لگانی شروع کین گومتی کا ایک پل اڑادیا تو سوار ندی مین تیر کر پار اتر گئے۔

کپتان بیس صاحب اپنی یادداشتون مین کمک کے آنے کا حال یہہ لکھتے ہین کہ چار بجے یہہ رپورٹ ہوئی کہ بعض افسر شکاری کوٹ اور شولہ ہیٹ (ٹوپی) پہنے ہوئے اور ایک یوروپین رجمنٹ نیلی پتلون اور شرٹ پہنے ہوئے اور بیلونکا توپخانہ یہہ سب مسٹر مارٹن کی کوٹھی وار محل کے قریب دیکھے گئے ہین۔ پانچ بجے ہمارے سر پر بندوقون کی آوازین زور سے آنے لگین جسطے

معلوم ہوا کہ ہمارے دوست بہت قریب آ گئے ہین مگر اب تک انکی صورت بالکل نہین دکھائی
دیتی تھی یاد کھائی دی تو کچھ یون ہی سی مگر مکانون کی چھتون پر دشمن گولیان مارتے ہوئے
دکھائی دیتے تھے پانچ منٹ بعد دوستون کی صورتین نظر آئین وہ شہر کے ایک بڑے
بازارین سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین ہر قدم پر انکے گولیان لگتی تھین
مگر وہ بہادرانہ ہماری کمک کے لیئے چلے آتے تھے پھر تو یہہ سب دوست اچھی طرح
دکھائی دینے لگے پھر محصورین کی مسرت کا حال نہ پوچھیئے زور و غل شور مچایا کہ کان بہرے
ہو گئے۔ ہر ایک گڑھے سے خندق سے مورچے سے بیٹری سے ریت کے تھیلون
کے پیچھے سے چیئرز کی آوازین آ رہی تھین اسپتال سے بہت سے لڑھکتے پڑکتے ہو بیمار
آئے کہ ان مبارکباد کی آوازون مین شریک ہون یہہ خوشی کا وقت کبھی بھولنے کا نہین
پھر جلدی سے عقب کا گارڈ اور بھاری توپین ریسڈنسی مین داخل ہوئین اسوقت جو خوشی کا
سمان تھا وہ بیان نہین ہو سکتا تاسی دن سے لکھنؤ کا لشکرگاہ انگریزی بالکل آگاہ
نہ تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ بہت سی بیبیان اپنے شوہرون کو مردہ سمجھ کر ماتمی لباس پہنے ہوئے
بیٹھی تھین کہ دفعتہً ان کے خاوندان کے پاس آ گئے بہت سی بیبیان اس خوشی مین
بیٹھی تھین کہ اب ہم اپنے خاوندون سے ملینگین کہ انکو اول دفعہ یہہ معلوم ہوا کہ خاوند زندہ
نہین چارون طرف لوگ اپنے اپنے عزیز و اقارب کے حالات استفسار کر رہے تھے
افسوس ہے کہ اکثر انکو جواب ماتم آمیز و غم انگیز ملتا تھا۔ اگرچہ یہہ سپاہ کی کمک آ گئی تھی
مگر اس مین اسقدر جانون کا زیان ہوا تھا کہ یہہ کمک اور محصورین دونو ملکر دشمن کو
مغلوب نہین کر سکتے تھے۔ بعض لحاظ سے لشکرگاہ انگریزی کی حالت مین خرابی پیدا
ہو گئی تھی اب کھانے والے منہ تو بہت زیادہ ہو گئے تھے مگر اس کے کھانے کا سامان زیادہ
نہین ہوا تھا۔ آرام اور راحت کے سامانون مین بھی کمی تھی اور تحقیق نہین معلوم تھا کہ گورنمنٹ کتنے
مہینون مین اس قابل ہوگی کہ بالکل رفع تکالیف کریگی۔

اس سپاہ کے آنے سے لکھنؤ کی ریسڈنسی کے اول محاصرہ کا زمانہ ختم ہوا۔ محصور ضعیف
سپاہ کو اپنی بڑی مردانگی اور فرزانگی سے دشمنون کے ہاتھ سے بچایا۔ پھر بڑی خوبی ان مین

یہہ تھی کہ کبھی اپنے کاموں کے کرنے کا ذکر تک نہین کیا ایسا انکسار و ایثار نفس کمتر ہوتا ہے۔ اس محاصرہ کی جو رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی ہے اس مین اپنے کاموں کی نمائش نہین کی بلکہ اور افسرون کو لکھا ہے کہ انہون نے اپنے تئین مختار و سرفراز کیا اور میری بیش بہا امداد مین محاصرہ کے اندر لیکن انمین بہت سے تو محنت سے فراغت پاکر آرام سے قبرمین سوتے ہین ان مین سے ایک لفٹنٹ کرنیل کیس اور کپتان ریڈکلف اور کپتان فلٹو میجر اندرسن چیف انجنیر کپتان سائمی من لفٹنٹ شیپ ہرڈ کپتان ہیوز اور کپتان کیپ اور کپتان نیلس عیلڈ مسٹر لیوکاس مسٹر بوےسن۔ یہہ سب لڑائیون مین زخمی ہوکر اس دنیا سے سدہارے اور اپنے کار ہاے بزرگ کی یادگار چھوڑ گئے۔

کپتان ولسن صاحب کو بریگیڈیر اپنا داہنا ہاتھ بتاتے ہین۔ انہون نے ریذیڈنسی کی محافظت مین اپنی قابلیت کے ہنر اور لیاقت کے جوہر دکھائے۔ رکمرپٹ کے افسر لفٹنٹ جیمس نے لشکرگاہ کی جانون کو اپنی سعی و کوشش سے بچایا نوجوانی مین انکو پیغام اجل آیا مسٹر کوپر صاحب جو آخر کو سر جارج کوپر لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی ہوئے بڑے بڑے کام کرتے تھے سرنگون مین اتر جاتے تھے مورچون مین سامان رسد پہنچاتے تھے۔ خندقین کھودتے تھے مردون کو دفن کرتے تھے لڑائیون مین لڑتے تھے ہر سر رشتہ کے افسرون کی شکرگزاری کی ہے جنکی فہرست بڑی لمبی ہے۔

پھر انہون نے سپاہ کے کار ہاے بزرگ کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی ہے انہون نے بیان کیا ہے ملکہ معظمہ کی بتیس ۳۲ رجمنٹ پیدل اور .... ملکہ معظمہ کی ۸۴ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور یوروپین و ہندوستانی ارٹلری و ۱۳ و ۴۸ و ۷۱ رجمنٹین ہندوستانی پیدلون کی اور ان رجمنٹون کے سکھ سپاہیون نے بڑے کار ہاے نمایان کئے ۳۲ رجمنٹ مین صرف تین سو سپاہی زندہ ہین پہلی رجمنٹ کے اور یوروپین ارٹلری کے سپاہی جانتے تھے کہ کس طرح سے اپنے اہل وطن کے لیے جانین قربان کرتے ہین۔ ان سب سپاہیون کا صبر و تحمل و استقلال تعریف و ستائش کے قابل ہے۔

تیرہوین واڑتالیسوین وانکھتروین رجمنٹون مین جو سپاہی خیرخواہ رہے انکی بہادری نمایان
دلیری وفاداری کا بیان کرنا دشوار ہے ان رجمنٹون مین تیرہوین رجمنٹ کے سپاہی تعداد
مین زیادہ تھے انہون نے لفٹنٹ اینک مین کے ماتحت بڑے بڑے بہادرانہ شجاعت
کے کام کیئے وہ ہمیشہ دشمنون کی آتش فشانی کے نیچے رہتے تھے اس لیئے انکی تعداد
بہت کم ہوگئی تھی وہ دشمنون کے ایسے قرابتی تھے کہ انسے انکی باتین ہوتی تھین وہ انکو اغوا
کرتے تھے انکی منت سماجت کرتے تھے مگر وہ کبھی انکے کہنے مین نہین آئے۔ اگر یہہ ہندوستانی
سپاہی انگریزون کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تو غالباً مٹھی برابر انگلش مین کی جانین تلف
ہوجاتین یہہ ہندوستانی سپاہی سب کامون مین یوروپین سپاہیون کے برابر کام
کرتے تھے وہ اپنے بہادر افسرون جرمن صاحب وانیک مین صاحب و اور لوفنن صاحب کا
اقتدا کرتے تھے یہہ سپاہی لڑنے کے سوا اور کام بھی کرتے تھے وہ اپنی جان کو بھی انگریزون پر
قربان کرتے تھے وہ مورچے کھود کر بناتے تھے نئی بیٹریان ان مقامون مین قائم کرتے تھے
جہان مرے پہلے سے دفن ہوئے تھے۔ تیرہوین رجمنٹ کے اعلے درجہ کے برہمن اپنے
بہادر افسر اٹکن کے کہنے سے سڑی ہوئی لاشون کو خندقون سے نکال کر پھینکتے تھے۔

سرہنری لارنس کے طلب کرنے سے پنشندار جمع ہوئے تھے جنمین سے انہون نے
ایک سواسی پنشندار منتخب کیئے تھے ان خیرخواہون کے کامون کی خوبیون کی تعریف
نہین ہوسکتی بہت سے ان مین بوڑھے تھے بعض کو ضعف بصر تھا مگر انہون نے پھر بھی
بہادرانہ کام کیئے وہ بہت کام نہین کرسکتے تھے اس لیئے وہ ریدون پر تعین کیئے گئے
تھے جو ان مین کمزور تھے وہ بندوقون کو جو ان پاس فاضل خالی دھری رہتی تھین بھر کر
اپنے ہم وطنون کو دیتے تھے اس محاصرہ کے کل زمانہ مین ان پاس کوئی خبر ان کے کنبے
اور رشتہ دارون کی نہ آئی۔ انکو خوراک کم ملی اور کوئی مزہ دار چاٹ نہین ملی جس کا
بڑھاپے مین ہندوستانیون کو چسکا ہوتا ہے باوجود ان سب باتون کے ان مین سے
ایک سپاہی بھی مفرور نہین ہوا بعض اپنی موت سے مر گئے بہت سے لڑائی مین مارے گئے
مگر جو زندہ رہے انہون نے کوئی واویلا نہین کی۔ وہ اپنے آخر دم تک باغیون کو

ہندوستانی سپاہی

پنشندار

محاصرہ لکھنؤ میں جانون کا نقصان

عبرا کہتے رہے کہ اتنی مدت تک سرکار کا نمک کھاکر نمک حرامی کی سرکار تو انکی جان کے مالک ہونے کا حق رکھتی ہے ۔

جب محاصرہ کا آغاز ہوا ہے تو لیڈیون کی تعداد اڑسٹھ اور بچون کی تعداد چھیاسٹھ تھی ۔ لیڈیون مین سات اور بچون مین تئیس کو موت آئی انکو اچھی غذا نہین ملتی تھی دشمنون کی آگ مین رہنا پڑتا تھا اور سب طرح کی عسرت تھی یہہ انکی موت کے اسباب تھے

محاصرہ کے شروع مین سپاہ کی تعداد نو سو ستائیس ۹۲۷ یوروپین اور سات سو چھیاسٹھ ہندوستانی تھی لڑائی مین یوروپین سپاہ مین سے ایک سو چالیس مرے یا زخمی ہونے کے بعد مرے اور ایک سو نوے زخمی ہوئے ان مین وہ سولہ مقتول اور چودہ مجروح نہین داخل ہین جو سپاہی نہ تھے ہندوستانی سپاہ مین بہتر ۷۲ مرے اور ایک سو اکتیس زخمی ہوئے اور سببون سے بھی سپاہی مرے مگر مفرور چند ہندوستانی ہی ہوئے ۔ یہہ تحقیق ہے کہ ۲۵ ستمبر کو یوروپین محافظین کی تعداد جسمین بیمار اور زخمی دونو شامل ہین کم ہوکر پانچ سو ستتر ۵۷۷ تھے اور ہندوستانیون کی تعداد چارسو دو ستاسی دن کے محاصرہ مین مختلف طرح سے محصور سپاہ کی تعداد بقدر تین آٹھوین حصہ کے کم ہوگئی ۔

اب لکھنؤ کی تکالیف مین تخفیف نہین ہوئی تھی بڑی تسلی و تشفی یہہ تھی کہ وہ دو دلاور شجاع عاقل فرزانہ ہیولوک اور اوٹرم موجود تھے اب ہم ان ہی کا حال آگے لکھتے ہین ۔

ضمیمہ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیے۔

نیل۔ ہیولوک۔ اوٹرم

بریگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا

نیل صاحب پر سر پیٹرک گرینٹ نے زور ڈالا کہ وہ بہت جلد کانپور جائین اور اگر ہیولوک صاحب کسی سبب سے اپنے عہدہ کے کام کرنے کے لائق نہ رہین تو انکی جگہہ وہ کام کرین وہ الہ آباد سے ۱۶۔ جولائی کو روانہ ہوئے اور ۲۰۔ جولائی کو کانپور مین داخل ہوئے۔

نیل صاحب رستہ ہی مین تھے کہ ان کے پاس جنرل ہیولوک نے چٹھی اس مضمون کی بھیجی کہ مین آپ کے انتظار مین آنکھین لگائے بیٹھا ہون جسوقت آپ آجائین گے تو میرا ارادہ ہے کہ فوراً ہی ایسا ایک صدمہ پہنچاؤن کہ سارا ہندوستان بھنا جائے جب ۲۰ جولائی کو آ گئے تو انہون نے جنرل ہیولوک کے ساتھ شام کو ڈنر کھایا اُسی ہیولوک صاحب نے کہا کہ کل مین گنگا پار جانا اس لیئے شروع کرونگا کہ محصورین لکھنؤ کو امداد پہنچاؤن اور آپ کو کانپور مین کمانڈر مقرر کرجاؤن اور آپ کے پاس دو سو سپاہی چھوڑ جاؤن جن مین کثرت سے بیمار اور زخمی ہین اس سے نیل صاحب کو تردد یہہ ہوا کہ ہیولوک صاحب تمام سپاہیون کو جو کام کرنے کے قابل ہین ساتھ لے جائین گے اور میرے پاس زیادہ تر نکمے سپاہی چھوڑ جائین گے۔

لکھنؤ مین امداد کے لیئے جانے سے پہلے ہیولوک صاحب نے گنگا کے کنارہ پر اپنے ایک دمدمہ کی داغ بیل لگائی کہ اس مین تھوڑی سی سپاہ بھی سپاہ کثیر کا مقابلہ کرسکے۔ جب نیل صاحب آئے ہین تو اس دمدمہ کے مورچے بن چکے تھے اور کچھ توپین بھی انپر نصب کردی گئی تھین۔ نیل صاحب کا کام یہہ تھا کہ اسکو پورا بنالین اور اسپر قبضہ رکھین

۲۱ - جولائی کو صبح مینہ موسلا دھار برسنا شروع ہوا مگر وہ جنرل ہیولوک کے ارادہ سفر کو روک نہین سکا اسکی تیاری شام سے ہو رہی تھی - اس تاریخ توپخانہ کا ایک حصہ اور اٹھترویں رجمنٹ ہائی لیڈرس دریا کے دوسرے کنارہ پر اترے - برسات مین گنگا پار جانا آسان نہین تھا اس موسم مین گنگا چڑھاؤ پر ہوتی ہے اسکا پاٹ بڑا چوڑا ہوتا ہے اس مین بڑی خوفناک مزاحمتین پیش آتی ہین - جنرل کی یہہ خوش نصیبی تھی کہ اسکو ایک چھوٹا سا دخانی جہاز ہاتھ لگ گیا تھا - پانچ یا چھ ہندوستانی کشتیان اس مین جوت دی جاتی تھین جو سپاہ کو دریا پار لے جاتی تھین - اس طرح سے چار روز مین لشکر اترا جسکی تعداد پندرہ سو سے کچھ زائد تھی خیمے ڈیرے کچھ ساتھ نہ تھے وہ گنگا پار جاکر پانچ میل چلی اور ایک چھوٹے سے گاؤن منگلوار مین جاکر شب باش ہوئی -

جنرل ہیولوک جو سپاہ کو لکھنؤ کی سخت مہم کے لیئے لے گیا اس مین دس توپین تھین جنکا سازوسامان پورا تھا انکے لیئے توپچی کافی تھے - پیدل اور چوسٹھوین و چوراسوین و اٹھترویں پیدل رجمنٹون کے باقی ماندہ سپاہی تھے اور برے سیر سکھہ تھے اور ساٹھہ وولنٹیر تھے اگرچہ یہہ لشکر تھوڑا تھا مگر اسکا جنرل ایسا بہادر و شجاع تھا کہ فتحمند ہونے کی امید قوی تھی -

۲۵ - جولائی کی رات کو منگلوار مین سپاہ سوئی اور چار روز یہان مقیم رہی تاکہ جنرل گاریون اور رسد اور بار برداری کا سامان اچھی طرح درست کرلے یہہ سب سامان جیساکہ ملک کی بدنظمی کی حالت مین جمع ہوسکتا تھا جمع ہوگیا تو ۲۹ تاریخ ۵ بجے صبح کے لشکر آگے بڑھا تین میل اسنے سفر کیا تھا کہ دشمن کے سب سے آگے کے پکٹ اسکو نظر آئے - انگریزی سپاہ نے اپنا اپنا دباؤ ڈالکر اس مستحکم مقام سے نکال دیا - دشمنون کا بڑا لشکر قصبہ اناؤ مین تھا - یہہ قصبہ پون میل مین بے ترتیب آباد تھا - بارش کی کثرت اور زمین کی خاصیت کے سبب سے اسکا الٹ پلٹ کرنا ناممکن تھا اس قصبہ اور انگریزی لشکر کے مدھیان دیوار دار احاطے تھے جو لڑنے والون سے بھرے ہوئے تھے - یہہ احاطے ایک گاؤن سے ملتے جسکو ایک تنگ راہ اناؤ سے نکالتی تھی - اور اس گاؤن مین تمام آباد

گھرون مین رنبیان بنی ہوئی تھین تنگ راہ کی بھی دو رویہ مکانات تھے جنمین رنبیان بنی ہوئی تھین اور دشمنون نے اپنی بیٹریون کو اسطرح لگایا تھا کہ اگر دشمن قصبہ کیطرف بڑھے تو اسپر ایک مرکز پر سے آگ برسائی جاوے۔

انگریزی سپاہ کو ہمیشہ فتحمندی اس مقولہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوئی تھی کہ براہ راست بڑھو اسپر ہیولوک صاحب نے عمل کرکے دشمنون کو شکست دی اور سنگینون سے گھرون مین سے دشمنون کو مار کر نکال دیا۔ مگر ہنوز قصبہ اناؤ دشمنون کے قبضے مین رہا۔ ہیولوک صاحب نے لکھنؤ کی سڑک پر اپنا توپخانہ جمایا دشمن اسپر حملہ کرنے آیا تھوڑی دیر مین شکست پاکر بھاگ گیا اور پندرہ توپین اپنی چھوڑ گیا جو جنرل کے قبضہ مین آئین سوار نہ تھے جو دشمنون کا تعاقب کیا جاتا۔ جنرل نے لشکر کو قیام کا حکم دیا۔ یورپیون نے سپاہ کا کھانا پکایا ڈاکٹرون نے زخمیون پر مرہم پٹی کی۔ پندرہ توپین جو ہاتھ آئین تھین انکے لیجانے کے واسطے باربرداری کا سامان نہ تھا اسلیئے انکو بیکار کرکے اپنی جگہ پر چھوڑ دیا۔

تین گھنٹے مین سپاہ فارغ ہوکر آگے بڑھی اسنے چھ میل سفر کیا تھا کہ اس کے سامنے قصبہ بشیرت گنج جسکی شہرپناہ بنی ہوئی تھی نظر آیا وہ بڑا مہیب معلوم ہوتا تھا اس کے سامنے ایک تال تھا جو برسات کے پانیون کے سبب دریا بن رہا تھا۔ اور لکھنؤ کی جانب مین اس کے ایک جھیل تھی اسپر پل تھا جسکی اونچی سڑکین بنی ہوئی تھین سوا اس کے بشیرت گنج کے گرد خندق تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا۔ اس کے بڑے دروازہ پر ایک مٹی کا گرگج تھا جسپر چار توپین لگی ہوئی تھین اور اس کے دونو طرف کنگورے ریتی دار بنے ہوئے تھے۔ ہیولوک صاحب سپاہ کو ٹھہرا کر خود دشمن کے مقامات کو دیکھنے گئے اور دیکھ بھال کر عاقلانہ دشمن کے بالکل غارت کرنے کی یہہ تدبیر سوچی کہ اول توپ زنی کی جائے جسکے سبب سے باغیون کی توجہ اسطرف ہو اور چھٹھوین رجمنٹ پل کی سڑکون کو کٹوا دے جب اس لیئے جب بڑے دروازہ پر حملہ ہوا تو دشمن اس پل سے بھاگ گئے۔ پھر بھی دشمنون کا بڑا نقصان ہوا یہہ حساب کیا گیا ہے کہ چار سو آدمیون سے کم مجروح و مقتول نہ ہوئے ہونگے

اور انگریزون کی طرف اٹھاسی سپاہی بیکار ہوئے۔

جنرل صاحب کے نزدیک سپاہ مین بڑا نقصان آگیا تھا۔ بیماری اس مین اپنا بڑا کام کر رہی تھی۔ ان دو لڑائیون کے بعد دوسرے ہی روز پہرہ چوکی پر سپاہیون کو چھوڑ کر وہ میدان جنگ مین ساڑھے آٹھ سو پیدلون سے زیادہ صف آرا نہین کر سکتا تھا وہ جانتے تھے کہ آگے چلکر ان مقبوضہ مقامات سے بھی زیادہ استوار و دشوار مقامات فتح کرنے پڑینگے جتنا آگے جاؤنگا اتنا کانپور سے دور ہو جاؤنگا جسکو نانا دھمکا رہا ہے اور جب سے اسنے یہہ سنا ہے کہ گنگا پار جنرل چلا گیا ہے تو اسنے اپنے سوارون کے رسالے دریا کے پار بھیجدیئے ہین کہ وہ رستہ کانپور مین آنے کا بند کردین۔

جنرل کے کوارٹر ماسٹر جنرل فریزر ٹیلر نے کمانڈر انچیف کو یہہ تار ۳۱ جولائی کو بھیجا کہ ہم کو امید نہین کہ ہم لکھنؤ پہنچین ہمارے پاس چھ سو کام کرنے والے یوروپین سپاہی ہین ہم کو ایک ندی پار جاتا ہے اور ڈیڑھ میل بازارون مین گذرنا ہے جنمین ہزارون قواعد دان سپاہ سے اور سلح بے شمار انبوہ سے لڑنا ہے۔ ان وجوہ کے سبب سے جنرل دوسرے دن صبح کو ۳۱ جولائی کو منگل وار مین واپس چلا آیا اسنے بیمارون اور زخمیون کو کانپور مین بھیجدیا اور جنرل نیل کو یہہ خط لکھا کہ مین مجبوراً واپس چلا آیا ہون مین لکھنؤ جب پہنچ سکونگا کہ ایک ہزار سپاہی اور ایک اور بیٹری میری کمک کو آئین

نیل صاحب پاس یہہ خط اسی روز پہنچ گیا۔ نیل صاحب ایسے لائق بہادر تھے کہ کسی اور افسر کو انپر فوقیت نہین دی جاسکتی۔ ان کے کارہائے نمایان کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ۲۴- جولائی کو وہ کانپور مین کمانڈر مقرر ہوئے تھے۔ ۲۵- کو انہون نے پہلا کام یہہ کیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولس مقرر کیا کہ وہ شہر مین انگریزی عملداری جمائے اور شہر اور بازارون کو لوٹ مار سے بچائے۔ دوسرے دن انہون نے کمانڈر انچیف کو تار دیا کہ یہان کی حالت اچھی ہے خواہ مجھ پر کتنے ہی زیادہ آدمی حملہ کرین مین سب سے بھگت لونگا۔ وہ جانتے تھے کہ نانا اس سے چوبیس میل کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا دریا کے پار جانے کے لیئے دہمکیان دے رہا ہے اور انپر حملہ کرنے کو ہے اور باغی بیالیسوین ہندوستانی

پیدل پلٹن تو آٹھ ہی میل کے فاصلہ پر ہے اور باغی ہندوستانی رجمنٹین بہ تدریج جمنا کے داہین کنارہ پر اس ارادہ سے جمع ہو رہی ہین کہ کانپور پر یورش کرین مگر نیل صاحب کو اس سے کچھ گھبراہٹ نہین وہ اپنے روزنامہ مین ۳۰- جولائی کو لکھتے ہین کہ بیالیسوین رجمنٹ میرے نزدیک ہے مین اسپر ایسا صدمہ پہنچاؤنگا کہ وہ متحیر ہو جائیگی اور نانا کی سپاہ سے مین بھگت لونگا- ۳۱- جولائی کو جانج مئو جہاز مین انہون نے کپتان جان گورڈن صاحب کے ماتحت لشکر بھیجا کہ وہ ان کشتیون کو پکڑ لائے جنمین نانا دریا کے پار آنے کا قصد کرتا ہے کپتان نے اس لشکر کی بہت سی کشتیان غارت کردین چھ یا آٹھ کشتیان لیکر کانپور مین چلا آیا-

نیل صاحب پر جن خیالات نے اثر کیا اور خطوکتابت بین نیل اور ہیولاک

اس اثنا مین تھوڑی سی نیل صاحب پاس کمک آگئی تھی نصف بیٹری اول غرٹ کا ہیولوک کی امداد کے لیئے آگیا تھا- لیکن کمبختی یہہ تھی کہ بارود کی کمی تھی اور یہہ بارود ایک ہفتہ سے کم مین نہین آسکتی تھی- نیل صاحب کو ہیولوک صاحب کی نسبت یہہ خیال تھا کہ وہ لکھنؤ کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے- ۳۱- جولائی کو جنرل ہیولوک کی چٹھی نیل صاحب پاس یہہ آئی کہ وہ جب تک آگے نہین بڑھ سکتا کہ ہزار یوروپین سپاہی اور ایک اور بیٹری کی کمک اس پاس نہ آئے- جنرل کی دوسری چٹھی آئی کہ سپاہی جو بھیج سکو وہ اور آدھی بیٹری بھیجو اور ان توپون کی طلب کے ساتھ یہہ خبر بھی آئی کہ پندرہ توپین جو دشمن سے چھینی تھین وہ بیکار کردی گئین- نیل صاحب نے غصہ مین آنکر ہیولوک صاحب کو جنسے وہ کچھ محبت نہین رکھتے تھے یہہ لکھا کہ میرے پاس رات کو آپ کا خط کل چھ بجے کا لکھا ہوا پہنچا مین نہایت ہی افسوس کرتا ہون کہ آپ ابھی پیچھے ہٹ آئیے اس سے ہماری نیکنامی اور عزت پر بڑا اثر ہوا- ابھی آپ کے خیمے گڑے بھی نہ تھے کہ اس سے پہلے شہر مین سب طرح کی افواہین اڑ رہی تھین کہ آپ اس لیئے واپس آئے کہ اور توپین ساتھ لیجائین پہلے جو توپین ساتھ لے گئے تھے وہ سب چھنوا دین سب لوگ یہہ یقین کرتے ہین کہ آپ کو شکست ہوئی آپ کو مجبور ہو کر واپس آنا پڑا یہہ بد اقبالی کی نشانی ہے کہ دشمنون سے آپ نے جو توپین چھینی تھین ان کو اپنے ساتھ نہین لائے

اس لیئے ہندوستانی یقین نہین کرتے کہ آپ نے ایک توپ بھی چھینی ہوگی آپ کے واپس
آنے کا اثر بہت ہی مضر ہمارے لیئے سب مقدمات مین ہوگا اور ہم پر ان بہت سے
آدمیون کا حملہ کرائیگا جو حملہ آوری سے باز رہتے یا ہمارے ساتھ مل جاتے۔ گوالیار کے
لشکرون نے کوچ کیا ہے۔ یہہ معلوم نہین کہ وہ آگرہ کو جاتا ہے یا کانپور کو آتا ہے۔
فتح گڈھہ مین جو سپاہ مین جمع ہین وہ بھی گوالیار کے لشکرون کی پیروی کرین گی۔ اب وہ
بیالیسوین ہندوستانی رجمنٹ سے مل گئی ہین جو ابھی یہان سے گذری ہے۔ نہ مین باہر
جاسکتا ہون نہ ان فوجون کی مزاحمت کرسکتا ہون آپ نے لکھا ہے کہ مین لکھنؤ جانے مین
جب قدم آگے بڑہاؤنگا کہ ایک ہزار یوروپین پیدل اور ایک بیٹری میری امداد کو آئین گے
آپ کی بیٹری مطلوبہ کا نصف تو صبح کو یہان سے اور دوسرا نصف آج یا کل الہ آباد سے روانہ
ہوا ہے وہ پانچ چھہ روز اور آپ کو توقف کرائیگا اور پیادے جو آپ طلب کرتے ہین وہ
موجود نہین ہین وہ آپ کو اتنا انتظار دکھائین گے کہ لکھنؤ کا حال کانپور کا سا ہو جائیگا
اگر کا محاصرہ ہوجائیگا یہہ مقام اور شہر کانپور دشمنون کے قبضہ مین آجائینگے۔ میرے پاس
سپاہ نہین ہے کہ مین انکو آنے نہین دونگا۔ جہان تم ہو وہان ایک دن نہین ٹھیرنا چاہیئے
اب آٹھہ توپین آپ پاس بھیجی گئی ہین اور نصف بیٹری بھی جسکے ساتھ چوراسوین رجمنٹ کی
ایک کمپنی ہے بس آپ کو اب آگے جانا چاہیئے اور لکھنؤ کی سپاہ حصار نشین کو بشرط
امکان جب تک آپ امداد نہ پہنچائین کہین ٹھیرنا نہین چاہیئے اسکے بعد یہان جلد آنا چاہیئے
کانپور اور آگرہ اور دہلی کے درمیان بہت کام کرنا ہے"۔ اس چھٹی کا جواب ہیولوک صاحب
نے بڑا سخت یہہ لکھا کہ یہہ خط ایسا عجیب ہے کہ مین نے آجتک کوئی ایسا خط نہین
پڑھا ایسی کارروائیان فوراً ختم ہونی چاہئین مین نے آپ کو معاملات کا حال مخفی راز کی
طور پر لکھا تھا آپ نے اس کے جواب مین میری فضیحت کی اور آئندہ کے لیئے نصیحت کی
اور میری تدابیر کی تفضیح کی مین اپنے ماتحت افسر سے خواہ اسکا تجربہ کتنا ہی بڑا ہو نصیحت نہین سننی چاہتا
نہ اسکی مجھے ضرورت ہے آپ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لین کہ اسوقت فقط یہہ بات
مجھے آپ پر تشدد کرکے آپ کو مقید کرنے سے باز رکھتی ہے کہ اس سے پبلک سروس مین

بُرے خلل پیدا ہونگے - آپ متنبہ ہون اور آئندہ ایسے خط لکھنے سے توبہ کرین مین اپنی دلائل کو خود جانتا ہون جنمین سے مین آپ کو ایک پر بھی مطلع نہین کرتا جس طریقہ کو مین اختیار کرتا ہون اس کی جوابدہی سارے میرے ذمے ہے بعد اس رنجش کے پھران دونو جنرلون کے درمیان ایسی صفائی ہوگئی کہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے تھے -

۳- اگست کو ہیولوک صاحب پاس اولفرٹ کی آدھی بیٹری اور چودہوین رجمنٹ کی ایک کمپنی آگئی پس اب ہیولوک صاحب کے زیر حکم چودہ سو کے قریب تنومند سپاہی اور دو بھاری توپین چوبیس پینی اور دو چوبیس پینی ہوٹزر اور ڈیڑھ بیٹری توپون کی تھی وہ ۴- اگست کو دوبارہ لکھنؤ کی طرف چلے - انکو یہہ خبر ملی کہ بشیرت گنج مین دشمنون نے پھر قبضہ کرلیا ہے وہ اناؤ مین شب باش ہوئے اور دوسرے روز صبح کو وہ آگے بڑھے تو انہون نے دشمنون کو ایسے مقام مین پایا جو بہت سا بہ اس مقام کے تھا جس مین سے ۲۹- جولائی کو انہون نے اسکو نکالا تھا - ہیولوک صاحب نے توپین اور لشکر ان کے نکالنے کے لیئے بھیجے دشمنون سے خوب لڑائی ہوئی - کچھ دیر باغی بشیرت گنج کے داہنے بائین باغون مین جمے رہے مگر آخر کو وہ وہانسے نکالے گئے - مگر کل کارزار قابل اطمینان نہین تھی دشمنونکو شکست نہین ہوئی بلکہ وہ پیچھے ہٹ گئے اور صرف دو چھوٹی توپین ان پہلی توپون مین سے ہاتھ آئین جو انگریزون نے اپنے خیال کے موافق بیکار کرکے چھوڑدی تھین -

انگریزی سپاہ کا کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا صرف دو سپاہی مقتول اور تئیس مجروح ہوئے باغیون کے نقصان کا تین سو آدمیون کا شمار کیا گیا ہے مگر انگریزی کیمپ مین ہیضہ آگیا اس ہیضہ اور بخار کے سبب سے بیمارون کی فہرست مین پچھتر سپاہی داخل ہوئے بشیرت گنج کی اس لڑائی مین توپون کا چوتھا میگزین خرچ ہوگیا - اس قصبہ اور لکھنؤ کے درمیان ایک ندی سائی تھی جسپر سے عبور کرنا تھا اور تین مستحکم مقامات مین تیس ہزار آدمی مسلح لڑنے کے لیئے موجود تھے - ہر گاؤن کا زمیندار بگڑا ہوا بیٹھا تھا - پانچ یا چھ سو آدمیون کا غول اپنے ساتھ رکھتا تھا یہہ غول انگریزی سپاہ سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے - کل جو آدمی مارے گئے وہ اکثر

ہیولوک صاحب پاس تھوڑی کمک کا آنا اور بشیرت گنج کی دوسری لڑائی

ہیولوک صاحب کا بشیرت گنج سے دوبارہ چلنا

گنوار تھے - یہہ انگریزی لشکر ایسا قوی نہین تھا کہ سفر کی ساری مزاحمتون کو دور کرکے لکھنؤ کے
کوچہ و بازارون مین لڑکر رسیڈنسی مین پہنچتا - بشیرت گنج کی دوسری لڑائی کے دوسرے دن
مشکل تھا کہ ریڈیڑھ سو سپاہی کھڑے کیئے جائین معلوم نہین کہ رسیڈنسی پہنچتے تک انین
کتنے سپاہی کم ہو جائین ؟ ۵ - اگست کو جنرل ہیولوک پاس خبر آئی کہ گوالیار کی کنٹنجنٹ باغی
ہوگیا اور وہ اب کالپی مین آتی ہے - کالپی ایسا مقام تھا جہان سے یہ باغی کانپور کو بھی
دھمکا سکتے تھے اور الہ آباد کی راہ کو بھی بند کرسکتے تھے - اب اس کالپی کی خبر سنکر
جنرل ہیولوک اس ششن و پنج مین ہوئے کہ آگے بڑہنا چاہیئے یا پیچھے ہٹنا - جنرل کی راے
مین آگے بڑہنے سے فتحیابی کی امید مشکل سے ہوسکتی تھی اور شکست پانے کی صورت
مین تو سارا لشکر تباہ ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی کانپور مین ہلڑ مچ جائیگا - مراجعت
کرنے مین تو صرف لکھنؤ کا نقصان ہے لیکن اگر اسکی طرف جانے مین ناکامی ہوئی تو پھر لکھنؤ کا
ٹھکانا نہین رہیگا -

بھوریا چوکی کی لڑائی اور جنرل ہیولوک کا کانپور مین آنا -

جنرل ہیولوک منگلوار مین واپس آئے اور چار روز تک مقیم رہکر سپاہ کی درستی
کرتے رہے پھر ۱۱ اگست کو انکا یہہ ارادہ ہوا کہ گنگا سے پار اترکر کانپور مین چلے جائیے
لیکن ان پاس یہہ خبر آئی کہ بشیرت گنج مین دشمنون کا بڑا جمگھٹ لگ رہا ہے اور اس کا
مقدمۃ الجیش اناؤ مین آگیا ہے اسکا یہہ ارادہ ہے کہ جب جنرل گنگا پار اترے تو اس کی
مزاحمت کرین اسلیئے تیسری دفعہ لکھنؤ کی سڑک پر جنرل کی سپاہ نے سفر کیا اور اناؤ سے
دشمن کے مقدمۃ الجیش کو نکال دیا اور اناؤ کے لشکر پر شب باش ہوا - دوسرے دن
صبح کو یعنی ۱۲ - اگست کو انگریزی لشکر آگے چلا تو اسنے دیکھا کہ بشیرت گنج سے ڈیڑھ میل آگے
بھوریا چوکی گاؤن مین کچی مٹی کے مورچے بنائے دشمن بیٹھے ہین - انگریزی لشکر نے ان کے
مورچون پر توپین مارین مگر بہت کم اسکا اثر ہوا تو پھر باغیون پر حملہ کرکے انکو نکالا تو نتیجہ یہہ ہوا کہ
دشمنون کی دو توپین ہاتھ لگین اور انکو مار کر بھگا دیا - وہ ایسے اوسان باختہ ہوکر بھاگے
کہ دوسو آدمی انکے مجروح و مقتول ہوئے - انگریزی لشکر مین پینتیس آدمیون کا نقصان ہوا
پھر ۱۳ - اگست کو فراغت سے بآسانی جنرل ہیولوک کانپور مین آگئے -

نیل صاحب کانپور مین کاہل نہین بیٹھے تھے ان کے پاس پانچوین اگست کو یہہ خبر آئی کہ بیالیسوین رجمنٹ کی باغی سپاہ نے بعض سرکش دہاتیون کی مدد سے بٹھور کا ایک حصہ لوٹا ہے اور صوبہ دار نراین راؤ کا گھر لوٹ لیا اور اس کے دو بیٹون کو گرفتار کر لیا۔ یہہ صوبہ دار نانا کا رشتہ دار تھا اور سرکار انگریزی کا بڑا پکا اور سچا ابتدا سے خیر خواہ تھا نیل صاحب نے کپتان جی گورڈون کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو اور صوبہ دار کو ساتھ لے جائے اور باغیون کا علاج کرے۔ دوسرے دن صبح کو کپتان گورڈون اور صوبہ دار لشکر ہمراہ لیکر ایک دخانی جہاز مین سوار ہوئے۔ جب بٹھور کے پاس جہاز آیا تو گورڈون صاحب کو معلوم ہوا کہ نانا کے مکانات کی چھتون پر سپاہی بھرے ہوئے ہین۔ انہون نے ان پر فوراً آگ برسا کے انکو پراگندہ کر دیا۔ پھر انہون نے اپنی سپاہ کا ایک گروہ کنارہ پر بھیجا کہ وہ صوبہ دار کے بیٹون اور ان کے مال کی بازیافت کرے یہہ دونو چیزین مل گئین۔ دخانی جہاز نے مکانات کا اور باغیون کی کشتیون کا بڑا نقصان کیا انکی سولہ کشتیان ڈبو دین صوبہ دار کا مال تلاش کر کے اور اسکی بھولڑکیون کو جنمین سے بڑی لڑکی آٹھ برس کی نہایت خوبصورت تھی بازیافت کیا اور پھر اسی دن شام کو کانپور مین جہاز آگیا۔

ایک تیسری مہم دخانی جہاز کی۔ کپتان گورڈون کے اہتمام سے ہوئی جسکا منشا اسوقت یہہ تھا کہ نانا کی سپاہ نے بٹھور سے تین میل اوپر سے گنگا سے عبور کرنے کا قصد کیا ہے اسکا انسداد کیا جائے دخانی جہاز سپاہ لیکر ۹۔ اگست کو چار بجے روانہ ہوا۔ جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسپر گولے گولیون کی بھرمار ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ بیالیسوین رجمنٹ کے بہت سے سپاہی کھڑے ہوئے ہین دخانی جہاز نے انپر گولہ اندازی کی باغی آڑون مین تین میل تک اسکے پیچھے گئے۔ جہاز دھار کے برخلاف چلتا تھا دھار ایسی تند و تیز ہوئی کہ جہاز کو آگے نہین جانے دیتی تھی۔ باغیون نے کنارہ پر ایک مکان پر قبضہ کر کے دخانی جہاز پر بڑی آتش باری کی۔ اسنے بھی اسکا جواب دیا۔ دھار کے برخلاف جہاز کو کپتان گورڈون نہیں لے جا سکتا تھا۔ جہاز آگے چل نہین سکتا تھا انکو معلوم ہوا کہ باغی دریا کے پار جانیکا قصد نہین رکھتے اس لئے وہ جہاز کو دھار پر لے آیا پھر جہاز ایک ریت کے ٹیلے مین اٹک گیا

پانچوین اگست کو نیل صاحب کا بٹھور پر دخانی جہاز بھیجنا

۹ اگست کو دخانی جہاز بھیجا

رات بھر وہ یہین پھنسا رہا کہ صبح کو دشمن توپین اسپر مارنے کے لیئے لایا مگر دھارنے ایسا زور کیا کہ جہاز کو ٹیلے کے اندر رستہ بکے باہر نکال دیا ۱۱ر کو سویرے کانپور مین آگیا۔ کپتان گورڈون نے تحقیق کیا کہ بٹھور مین آئینی سپاہ قریب دو ہزار کے ہے۔ نیل صاحب نے دوسرے دن دو سو سپاہی اور چار توپون کو ساتھ لیکر بٹھور کی سڑک پر تین میل گشت لگایا خیرخواہون کے دلون مین اعتبار پیدا ہوا اور بدخواہون کی اور انکے دوستون کی ہمت شکستہ ہوی۔ نیل صاحب نے دوسرے اور تیسرے روز بھی اسی طرح گشت کیا۔

۱۴۔ اگست کو جنرل ہیولوک کانپور مین آگئے تھے انہون نے آتے ہی سپاہ کی سپہ سالاری لے لی دونو جنرلون مین ظاہر ہی ملاقات دوستانہ ہوی مگر انمین بے ریا دوستی نہ تھی نیل صاحب نے ہیولوک کے سامنے اپنی یہہ راے بیان کی کہ آپ کی سپاہ کی حالت اس قابل نہین ہے کہ وہ لکھنؤ سفر کرے۔ وہ آرام کرنے کی محتاج ہے اسکو بے ضرورت معرض خطر مین نہین ڈالنا چاہیئے۔ یہہ نہایت ضرور ہے کہ بٹھور مین باغیون سے اول بھگت لینا چاہیئے۔ ہیولوک صاحب نے اسکی اس راے کو مان لیا اور چودھوین اور پندرہوین کو سپاہ کو آرام دیا۔ ۱۶۔ اگست کی صبح کو کانپور مین سو سپاہی دمدمہ کی نگہداشت کے لیئے چھوڑ کر ساری سپاہ ساتھ لی اور بٹھور کی طرف سفر کیا اس مقام پر باغیون کی سترہوین اٹھارہوین اکتیسوین چونتیسوین و بیالیسوین پیدل رجمنٹین اور دو سو تیس غیر آئینی سوارونکی رجمنٹ اور نانا کے ملازم اور دو توپین موجود تھین۔ بٹھور کے محل برج نما کے نیچے یہہ ساری باغی سپاہ صف آرا تھی۔ اس کا مقام نہایت مستحکم تھا مورچے مٹی کے چار ضلعون کی شکلون کے بنے ہوئے تھے انکے اندر سپاہی تھے اور انکی بڑی آڑ ایکھ کے درختون کی تھی جو سر سے اونچے کھڑے تھے انکے بازوؤن پر دو گاؤن تھے جو آپس مین مٹی کے کام سے ملا دیئے گئے ہین ان دہات مین سپاہی بہت بھرے ہوئے تھے۔ دشمن ایسا مہیب معلوم ہوتا تھا کہ ہیولوک صاحب نے یہہ ارادہ کیا کہ توپون کی قوت جو ہمارے پاس زبردست ہے کام لینا چاہیئے انہون نے بہت دیر تک سپاہیونکو ٹھہرا رکھا اور توپون سے کام لیا مگر انکا اثر چار ضلعی مورچون پر کم ہوا تو پھر انہون نے سپاہیون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا وہ چار ضلعی مورچونکو قریب پہنچ گئے

بیالیسوین رجمنٹ سرخ کوٹ پہنے ہوئے مقابلہ مین آئی اور جب تک اسکے ساٹھ سپاہی نہ مرے وہ پرے نہ ہٹے پھر وہ دونو گاؤن کی پناہ مین چلی گئی سخت لڑائی کے بعد وہ اس مقام سے باہر گئی تھی کہ اس کے دوسو سوارون نے حملہ کیا اور بیس تیس آدمی بہیر کی مارے اور والنٹیرون کا میس کا اسباب لوٹ کرلے گئے۔ آخر کو نتیجہ جنگ یہہ تھا کہ باغیونکو شکست ہوئی اور انکی بیس توپین چھنین اور اپنے مقام سے خارج ہوئے۔ انگریزی لشکر مین بارہ گورے دھوپ کی گرمی مین مرے اور پچاس ساٹھ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ سپاہ کو تکان بڑا ہوا وہ دشمنون کا تعاقب نہین کرسکی جہان رہتی تھی وہین رات کو سوئی۔ دوسرے دن صبح کو وہ کانپور مین واپس آئی۔

فتح نمایان کے بعد جنرل ہیولوک صاحب پاس کلکتہ گزٹ مورخہ ۵۔ اگست ۱۸۵۷ء آیا جسمین لکھا تھا کہ میجر جنرل سرجیمس اوٹرم ملیٹری کمانڈر اس ملک مین مقرر ہوا جسمین ہیولوک صاحب جنگ آرائی کررہے تھے۔ جرنیل ہیولوک کو گورنمنٹ کی طرف سے اپنی فتوح نمایان کا یہہ صلہ ملا کہ انکے افسر سرجیمس اوٹرم صاحب مقرر ہوئے۔

یہہ امر مخصوص انگریزون ہی کی خصلت کے ساتھہ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی اپنی امیدون کے بر آنے مین شکستہ خاطر اور مایوس ہون مگر وہ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین ذرا پہلوتہی نہین کرتے وہ اپنی ذات سے زیادہ اپنے ملک کو عزیز رکھتے ہین انکی اپنی ذات کی کیسی ہی تحقیر و تذلیل گورنمنٹ کرے مگر کوئی کام اپنی ذاتی اغراض کے لیئے ایسا نہین کرتے کہ جس سے ملک کی عزت مین بٹا لگے۔ نیل صاحب جسوقت کار ہائے نمایان کر رہے تھے انکے سر پہ ہیولوک افسر بنا کے بھیجے گئے۔ مگر ان دونو نیک سرشت سپہ سالارون نے باوجود اپنی شکستہ دلی اور مایوسی کے اسی طرح کام کیا جیسے کہ وہ پہلے کرتے تھے۔ اور فرائض منصبی مین بال برابر فرق نہین کیا۔

بٹھور کی فتح کے بعد جنرل ہیولوک کے سامنے یہہ مشکلات پیش تھین۔ جب سے الہ آباد انہون نے چھوڑا تھا ان کے ماتحت سترہ سو یورپین سپاہ تھی جس میں اب چھہ سو اٹھاسی سپاہی کام کرنے کے قابل رہ گئے تھے مجبور آنکو اودہ مین جانے کا

میجر جنرل سرجیمس اوٹرم

انگلش مین کے صفات کا بیان

جنرل ہیولوک کی مشکلات

ارادہ ترک کرنا پڑا تھا گوالیار کنٹنجنٹ کالپی کو اپنے ڈراوے دے رہا تھا جس سے یہہ امر مشتبہ ہو رہا تھا کہ کانپور بھی قبضہ مین رہیگا یا نہین اسلیئے اگر یہہ آٹھ پانچہزار سپاہ جسکے پاس تیس توپین تھین کالپی پر قبضہ کرلیتی تو ہیولوک کی آمد و رفت اور مراسلت الہ آباد کے ساتھ مسدود ہو جاتی شمال مین نواب فرخ آباد تیس ہزار آدمیون کے ساتھ اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ اگر کانپور پر کوئی آفت آئے تو اس سے فائدہ اٹھائے ان آدمیون مین کچھ قواعد دان سپاہی اور بہت سے اناڑی سپاہی تھے۔ اودھ کے اندر باغیون کے اختیار مین تھا کہ وہ کانپور کے کسی زیرین مقام سے گنگا پار اتر کر گوالیار کی کنٹنجنٹ سے ملجاتے اور اس کے ساتھ ملکر ہیولوک کی سب راہین بند کر دیتے۔ کانپور مین رہنا بیشک ایک جوکھون کی بات تھی مگر اسے چھوڑ کر الہ آباد مین چلے جانا سخت آفت تھی جنرل ہیولوک نے نو آمد کمانڈر انچیف سر کولن کیمبل کو مطلع کیا کہ اگر کمک سپاہ کی امید مین اس سے باز رکھی جائینگی تو وہ باوجود ساری دہمکیون اور ڈراوون کے کانپور پر قبضہ رکھیگا اور نہین مجبور ہو کر الہ آباد واپس چلا جاؤنگا۔ جسکا جواب سر کولن کیمبل نے یہہ دیا کہ آپ بھی رکھین کہ کمکین راہ مین ہین وہ آپ پاس پہنچینگی۔ ہیولوک نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ اس کا انتظار کانپور مین کرے۔

۲۰۔ اگست کو سیٹمبر مین کپتان گورڈون پھر گنگا مین بھیجے گئے انہون نے دریا مین جاکر باسٹھ کشتیان اودھ کے باغیون کی ڈبو دین باغیون نے یہہ کشتیان راجگھاٹ کے سامنے ضلع فتحپور مین جمع کین تھین۔ ان کشتیون کا بھی غارت کرنا ضرور تھا جنمین باغی بیٹھ کر الہ آباد کی آمد و رفت کو بند کرنا چاہتے تھے۔ گورڈون صاحب اپنے ساتھ ۱۹ تاریخ مدراس فیوزیلیرس کے سو سپاہی اور بارہ نوبچی اور بارہ سکھ اور تین توپین لے گئے تھے راستہ مین انگریزی کیمپ کے مقابل مین اودھ کی سمت مین دریا کے کنارہ پر سوار اور پیدل جمع تھے۔ ایک قلعہ پر سے دخانی جہاز پر گولہ مارا گیا۔ اس مہم مین یہہ کامیابی ہوئی کہ چار روز کے اندر پینتیس کشتیان مختلف قد و قامت کی دشمنون کی غارت کی گئین بیمار اور زخمی جنمین سفر کی طاقت تھی کانپور سے الہ آباد بھیجدیئے گئے۔ بتدریج تھوڑی

تھوڑی تکلیفین بھی سپاہ کی کانپور مین آئین ملک کے انتظام کے لیئے قواعد و قوانین
جاری ہوتے تھے اور مورچون کے بھی استحکام ہوتے تھے انتظام ملکی مین بڑی
بیش بہا خدمت شرر صاحب نے کین سپاہ کی تفریح کے لیئے کھیل کود اور گھوڑ دوڑین
سر شام ہوتی تھین اور کبھی کبھی تھی ایٹرون کے تماشے بھی ہوتے تھے۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سر جیمس اوٹرم صاحب کلکتہ مین پہلی اگست ۱۸۵۷ء کو آئے
اور اودھ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے اور دانا پور اور کانپور کے ڈویزنون کا کمانڈ
انکے سپرد ہوا اسطرح سے وہ اس تمام ملک مین جو کلکتہ اور آگرہ کے درمیان واقع تھے
سپاہ کے سالار مقرر ہو گئے۔ وہ ۲ ستمبر کو دخانی جہاز مین بیٹھ الہ آباد مین آئے یہان
تین دن ضروری سامان تیار کرنے مین رہے۔ پانچوین کی صبح کو پانچوین فیوزلیرس اور
۶۴ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیان اور پہلی مدراس فیوزلیرس اور میجر ایر کی بیٹری روانہ
کی اور اس کے پیچھے نمبر ۹۰ رجمنٹ پیدل کو ہمراہ لیکر خود روانہ ہوئے۔

تین دن تک سفر مین انکو کوئی واقعہ نہین پیش آیا۔ لیکن چوتھے روز جب وہ
کالے گاؤن مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ باغی ان کے سفر مین مزاحم و مانع ہونگے۔ اودھ
کے باغیون کا ایک گروہ تین چار سو سپاہیون کا مع چار توپون کے گنگا کے پار
کنڈ اپنی کے گاؤن کے قریب فتح پور اور الہ آباد کی شاہراہ اعظم پر اترا ہے۔

جیمس اوٹرم نے ان باغیون کی گوشمالی کے لیئے میجر ایر کو سپاہ کے ساتھ بھیجا۔ باغی
انکو دیکھکر کشتیون مین بیٹھ کر دریا پار جانے لگے۔ ایر صاحب کے سوارون نے انہین
گھیرا تو باغیون نے جانا کہ اب دشمن کے ہاتھ سے کوئی مفر نہین تو انہون نے
خود اپنی کشتیون کو ڈبانا چاہا مگر انمین سے ایک کشتی کچھاڑی باقی وہ نہ اڑا سکے
تو انہون نے اپنی توپون کو دریا مین ڈالا اور خود حیران پریشان ہو کر بھاگے انمین سے
کسی ایک شخص نے بھی اپنے تئین حوالہ نہین کیا مگر تین بچکر بھاگ گئے ایک اور گروہ باغیونکا
اودھ سے انکی حمایت کرنے آیا تھا مگر میجر ایر نے اسکو بھی مار کر گنگا پار بھگا دیا۔ اب اوٹرم
صاحب کے لیئے سارا رستہ صاف ہو گیا اور وہ ۱۶ ستمبر کو کانپور مین آگئے اور انہون نے

اپنی نیک دلی اور ایثار نفسی سے یہہ اور ڈر دیا جسکی امثال شاید دنیا کی تاریخ مین کمتر ملینگے" کہ لکہنؤ کے محصورین کو محاصرہ سے نکالنے کا کار عظیم بریگیڈیر جنرل ہیولوک سی بی کے سپرد ہوا تھا میجر جنرل اوٹرم دل سے یہ چاہتا ہے کہ یہہ کام ان ہی کے سپرد رہے انہون نے ابتک اس کام کو کمال دانشمندی اور بہادری سے انجام دیا ہے اس کے انجام دینے کی عزت کے بھی وہی مستحق ہین خدا کے فضل و کرم سے وہ اور انکی سپاہ اس کام کو نیک انجام پہنچائینگے تمام کام ملیٹری میجر جنرل ہیولوک کے سپرد رہین گے اور مین چیف کمشنری کا کام سول کا ان کے ماتحت کرونگا سپاہ کے سپہ سالار وہی رہین گے ہر دلکا نڈر انچیف نے حکم اعلان کیا کہ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم کے سی بی نے اپنے لیئے جو نیکنامی حاصل کی ہے وہ اور دل کے ساتھ شان و شکوہ و عظمت مین شریک ہوگا اسنے جو بریگیڈیر جنرل ہیولوک سی بی کو اودھ کی جنگ آرائی کا اپنا کام سپرد کیا ہے جسمین اسکی کوئی خودغرضی شامل نہین ہے اس کے کامون کی قدر و قیمت زبان نہین پہنچا سکیگی۔

ہیولوک صاحب پاس سب قسم کی سپاہ تین ہزار ایکسو اناسی تھی جسکی تفصیل یہہ ہے کہ یوروپین پیدل ۲۳۵۸ اور یوروپین والنٹیر سوار ۱۰۹ اور یوروپین ارٹلری ۲۸۲ سکھہ پیادے ۳۴۱ ہندوستانی غیر آئینی سوار ۵۹ کل ۳۱۷۹ یہہ سپاہ تین برگیڈ مین منقسم ہوئی اول برگیڈ کے افسر اعلے نیل صاحب دوسرے برگیڈ کے افسر اعلے بریگیڈیر ہملٹن صاحب اور تیسرے برگیڈ کے افسر اعلے میجر کوپر صاحب تھے ——— علاوہ انکے ایک سو نو والنٹیر تھے جنمین سر ولیم اوٹرم بھی تھے اور ۵۹ غیر آئینی بارہوین رجمنٹ کے سوار جنپر کپتان ایل بیرو کو پورا اعتبار تھا یہہ سپاہ جب ۱۶ کو جمع ہوئی تو یہہ بات قرار پائی کہ جب تک گنگا پر پل نہ بنے سپاہ دریا پار نہ اترے۔

اس اثناء مین باغی چوکنے ہوئے۔ ۱۷ کو انکا ایک گروہ گنگا کے دوسرے کنارہ پر آیا وہ پار تو نہ اتر سکے مگر دریا مین جو گھاس لمبی کھڑی تھی اسکی آڑ مین انگریزی سپاہ سے لڑتے رہے مگر انگریزون کی توپون نے اسکو مار ہٹایا۔ ۱۸ ستمبر کو پل تیار ہو گیا تھا کہ دشمنون نے پھر پل کے سرے پر توپین لگائین مگر پھر وہ شکست پا کر پسپا ہوا - ۱۹ کو پل

تیار ہو گیا اور اسیر سے سپاہ نے مجبور کیا تو دشمنون کی اس سپاہ سے مٹبھیڑ کی مگر شکست پائی ۔

جب لشکر انگریزی منگل وار پر پہنچا تو اسکو معلوم ہوا کہ دشمنون کا بڑا ہجوم یہان ہے دشمنون سے یہان لڑائی ہوئی انکی دو توپین اور بہت سے علم اور ایک ہاتھی انگریزی لشکر نے چھینا اور ایک سو اکیس آدمیون کو قتل کیا ۔ پانچ سپاہیون کو تو جنرل کے بیٹے لفٹنٹ ہیولک ایڈی کیمپ نے اپنے ہاتھ سے مارا ۔ باغی ایسے بے سر و پا بھاگے کہ اپنے پاؤن کی جوتیان چھوڑ گئے کہ بھاگنا آسان ہو ۔ انگریزی سپاہ نے اثناء ان مین کچھ دم لیا اور کھانا کھایا ۔ آدھ گھنٹے یہان ٹھیرے پھر بشیرت گنج پہنچے ۔ یہان سے بھی باغی بھاگ گئے تھے لشکر انگریزی ایک سرائے مین جو ایسی وسیع تھی جس مین سارا لشکر سما سکتا تھا ٹھیرا ۔

مینھ اس شدت سے برسا تھا کہ ہر شخص کی کھال تک تر ہو گئی تھی دو گھنٹے کے بعد بہنگیے آئے تو تھکی ہوئی سپاہ کو خشک کپڑے پہننے کو اور ڈنر کھانے کو نصیب ہوا ۔

دوسرے دن صبح کو بڑی شدت سے مینھ برسا لشکر ۱۰ میل سفر کرکے موضع بنی مین پہنچا ۔ یہہ مقام بڑا مستحکم و استوار تھا اور یہان لشکر کو سائی ندی کے پار بھی اترنا تھا جسکا پختہ پل اینٹ کا بنا ہوا تھا ۔ باغیون نے اس پل کو توڑا نہین یہہ انکی غلطی تھی دشمنون کے اوسان ایسے خطا ہو گئے تھے کہ انکو کوئی تدبیر انگریزی لشکر کے روکنے کی سوجھتی ہی نہین تھی ۔ باغیون نے اپنے اس مستحکم مقام کو بغیر حملہ کے چھوڑ دیا ۔ بنی لکھنؤ سے سولہ میل پر تھا ہیولک صاحب نے ایک شاہانہ سلامی توپون کی اتاری جس سے لکھنؤ کے محصورین کو اطلاع ہو جائے کہ ان کے چھڑانے والے آن پہنچے ہین رات کو بنی مین سپاہ سوئی ۔

۲۳ ستمبر کو چلنے سے پہلے سپاہ نے حاضری کھائی ۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سفر کر رہے تھے کہ بارش کم ہو گئی مگر حبس بڑا تھا ۔ سپاہی عالم باغ کی طرف بڑھے راستہ مین کوئی دشمن نہ ملا مگر عالم باغ مین جو ایک فصیل دار باغ ہے باغیون کی سپاہ کا ہجوم تھا انہون نے مورچہ بندی بڑے قرینہ سے کی تھی اور توپین اپنے موقع پر چڑہائی تھین مگر ہیولک صاحب نے اسکو نرغہ مین کرکے دشمنون کو اس باغ سے نکالدیا اس باغ سے باغیون کو نکالکر لشکر انگریزی آگے بڑھا تو لکھنؤ کے مکانات عالی شان اور اس کے بلند مینار اور برج انگریزی

دشمنون کا منگل وار سے بھاگ جانا ۔

انگریزی سپاہ کا منگل وار سے بنی تک جانا اور بنی کا چھوڑنا ۔

سپاہ کی نظرون کے سامنے آئے۔ دشمنون نے اپر حملہ کیا اور دو منزلی بیلی کوٹھی کو جو
بڑی مضبوط تھی اپنی پناہ گاہ بنایا۔ بارش کی وہ کثرت تھی کہ سپاہیون کی کھال تک
تر بتر ہو رہی تھی۔ ہیولوک صاحب اپنی سپاہ کو پھر عالم باغ مین لائے۔ سپاہ رات کو
بعض چھپرون مین بعض کھلے میدان مین سوئی یہان پر مژدہ جان فزا ۲۵ ستمبر کو آیا
کہ دھلی فتح ہو گئی جسکی خوشی مین سپاہ نے چرز کا وہ غل شور مچایا کہ زمین سے آسمان پر پہنچا
۲۴ ستمبر کو لشکر نے آرام کیا اور ۲۵ ستمبر کو پھر وہ آگے بڑھا اور چارباغ کے
پل پر پہنچا اور اسکو بڑی مشکل سے فتح کیا۔ جنرل ہیولوک کے بیٹے نے نیل صاحب سے
جھوٹ موٹ آنکر کہا۔ کہ جنرل ہیولوک کا حکم ہے کہ اس پل پر آپ حملہ کرین۔ غرض بڑی
جان لڑاکر اس پل کو فتح کیا۔ پھر لشکر شہر مین داخل ہوا۔ جہان اسپر ہر کوچہ و ہر برزن مین
مکانات کے اوپر سے گولیان ماری جاتی تھین اور توپون کے گولے مارے جاتے تھے
مگر انگریزی سپاہ کی بہادری سب مزاحمتون پر غالب آئی۔ ولیم ہولفرٹ نے چارباغ کو
پل پر وہ اپنی شجاعت دکھائی کہ وکٹوریا کروس انکو انعام ملا۔ اگرچہ عقب مین سپاہ انگریزی
دشمنون سے لڑ رہی تھی مگر آگے سپاہ نے قدم بڑھایا۔ نیل صاحب مارے گئے اس
بہادر کے مارے جانے کا جو ان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوا تھا انگریزی سپاہ پر
بڑا صدمہ ہوا۔ سپاہ جو آگے بڑھی اسکو جو سخت مزاحمتین پیش آئین اسنے سب کو رفع دفع کیا
اور بیلی گارڈ کا دروازہ جو مدت سے تنہا تھا اسکے آنے کے لیئے کھولا گیا اور سپاہ نے
بیلی گارڈ کے فرحت محل کے درمیان آرام کیا۔ بعض سپاہی ریسیڈنسی مین رات ہی کو داخل
ہوئے۔ بعض دوسرے روز صبح کو۔ عقب کی سپاہ کو موتی محل پر سے باغیون نے سخت
نقصان پہنچایا۔ ایک توپ چھن گئی تھی اس کے واپس لینے مین بھی لڑائی ہوئی۔ پھر ریسیڈنسی
مین ساری توپون کے لیئے رستہ کھولا گیا۔ تھوڑی سی سپاہ سے محاصرہ مین
محصورین کی امداد مین بڑا بھاری نقصان ہوا۔ ۲۶ ستمبر تک پانچسو چونسٹھ افسر و سپاہی
مارے گئے اور ستتر گم ہوئے۔ یہہ گم شدہ سپاہی زخمی یا بیمار تھے اس لئے غالباً وہ
بھی قتل ہوئے ہونگے انکو مقتولین مین شمار کرنا چاہیئے اس لیئے ان دونو تعدادون کا مجموعہ

ایک سو اڑتیس مقتولین سمجھنا چاہیئے۔ غرض کل مجموعہ مقتولین کا سات سو دو افسرون اور سپاہیون کا غرض جس بہادری سے اس محاصرہ مین محصورین کی امداد کی گئی ہے ساری تاریخ مین کوئی مثال ایسی نہین ملیگی جو اسپر سبقت رکھتی ہو۔ بڑے بڑے بہادرون نے اس لڑائی مین جان دینے مین حیات جاوید پائی فقط

حصہ سوم

تاریخ بغاوت ہند

باب اول

آگرہ کی حیرانی اور دوآبہ

دھلی کی فتح کے بعد روانگی لشکر

اس واقعی امر ہے کہ اگر فتح کے بعد پیروی نہ کی جائے تو فتح بیکار رہے۔ جنرل ولسن نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد بلند شہر اور علی گڈھ پر لشکر بھیجا کہ وہ باغیون کا استیصال کرے اس لشکر کے افسر لفٹنٹ کرنیل اڈورڈ گریٹ ہیڈ صاحب مقرر ہوئے اس لشکر مین دو ہزار سات سو نوے سپاہی بہ تفصیل ذیل تھے۔

	یوروپین	ہندوستانی
کپتان ریم فنکٹن کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا۔	۶۰	—
کپتان بلنٹ کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا	۶۰	—
کپتان بورچیئر کا بیطری چھ توپون کا	۶۰	۶۰
سیپر	—	۲۰۰
ملکہ معظمہ نوین لین سر	۳۰۰	—
پہلی و چوتھی و پانچوین پنجابی رسالے سوارون کے ہوڈسن سوار	—	۴۰۰
ملکہ معظمہ کی آٹھوین و پچھتروین رجمنٹین	۴۵۰	—
پہلی اور چوتھی رجمنٹین پنجابی پیدلون کی	—	۱۲۰۰
میزان کل	۹۳۰	۱۸۶۰

یہہ سپاہ ۲۴ ستمبر کو روانہ ہوئی پہلی منزل اسکی غازی الدین نگر مین اور دوسری منزل
دادری مین - تیسری منزل ۲۷ ستمبر کو سکندرآباد مین ہوئی - اس قصبہ کو گوجرون نے
ایسا لوٹا تھا کہ کسی مکان کی چھت باقی نہین رہی تھی - ۲۸ ستمبر کی صبح کو لشکر چلکر بھوڑ پر جہان
سڑکون کا چوراہہ ہے پہنچا - وہ بلند شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے - بلند شہر سے تین کوس
مالاگڈھ تھا جسمین ولیداد خان دلی کے بادشاہ کا سمدھی بادشاہ کی طرف سے حکمرانی
کرتا تھا - اس پاس سپاہ بادشاہ نے پہلے بھیجی تھی اور کچھ اب دلی سے بھاگ کر سپاہ
جمع ہوئی تھی - اس سپاہ سے لڑائی ہوئی - باغیون کو شکست ہوئی اور وہ بڑا نقصان
اٹھا کر بھاگ گئے اور ولیداد خان بھی مفرور ہوا - اسکا قلعہ مالاگڈھ خالی پڑا تھا وہ یکم اکتوبر کو
سرنگون سے اڑایا گیا - اتفاقاً لفٹنٹ ہوم سرنگ اڑانے مین خود اڑ گئے - دہلی کے
کشمیری دروازہ کے اڑانے والون گروہ مین صرف یہی ایک زندہ تھے وہ اُڑ گئے اور فتحمندونکے
سینتالیس سپاہی مقتول و مجروح ہوئے -

۳ اکتوبر کی دوپہر کو لشکر خورجہ مین پہنچا - اول چیز جو اسنے دیکھی وہ ایک پل پر بے سر
ایک لاش تھی جسمین فقط پوست اور شکستہ استخوان باقی تھین ڈاکٹرون کی تشخیص مین
وہ کسی انگریزن کی لاش تھی جس کے سبب سے سپاہ کی آنکھون مین خون اُتر آیا - اہل خورجہ
کو اس جرم کی وہ سزا دیتے مگر اہل خورجہ نے اپنی بیگناہی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم سرکار کے
غلام ہین اس لیئے انکو شبہہ جرم کا حق دیا گیا - بعض باغی سپاہی چھپے ہوئے وہان ملے جنکو
پھانسی دیگئی جہان انگریزی لشکر خیمہ زن تھا - وہان ایک فقیر ملا جو کسی سے بات نہین
کرتا تھا - جب اسے انگریزون نے بات کی تو اسنے تھالی کی طرف اشارہ کیا جس کے نیچے سے
ایک صندوقچی نکلی جس کے اندر یونانی خط مین جنرل ہیولوک کی چٹھی لکھی ہوئی تھی جسکا مضمون
یہہ تھا کہ مین لکھنؤ کو محصورین کی رفع تکلیف کے واسطے جاتا ہون جسقدر جلد ممکن ہو میری
کمک کے لیئے سپاہ بھیجی جائے اسکی سخت ضرورت ہے میرے پاس تھوڑی سپاہ ہے اور
باربرداری نہین اس لیئے گریٹ ہیڈ صاحب نے یہہ مصمم ارادہ کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو
کانپور مین پہنچنا چاہیئے - جہاجر کے قریب خورجہ سے سوا میل پر ایک گاؤن مین ایک ہیم

سیتاپور سے ایک سوار کے ساتھ چلی آئی تھی اور اس سے نکاح پڑھالیا تھا۔ لفٹنٹ روبرٹس صاحب کو مخبر نے اسکی خبر دی وہ اس پاس دوڑے گئے ہم سے ملے جسکی عمر سولہ برس کی ہوگئی۔ اُس نے کہا کہ مین اپنے حال مین خوش ہون اس لیئے صاحب اسکو چھوڑ کر کیمپ مین واپس آگئے۔

سومنہ مین رات کو لشکر نے آرام کیا یہان یہ خبر سُنی کہ سرکش مسلمان و جیل خانہ کے چھوٹے ہوئے قیدی اور آس پاس کے باغی رجپوت تیار ہین کہ جب انگریزی لشکر آگے بڑھے تو اس سے لڑین انکو یہہ اسپا تھی کہ دہلی سے جو باغی بھاگے ہوئے آئے ہین وہ بھی انکے مدد معاون ہونگے۔

۵۔ اکتوبر کی صبح کو انگریزی لشکر علی گڈھ کے سامنے آیا۔ انگریزی لشکر کے روکنے کے لیئے ایک غول آیا جسمین سپاہی نہ تھے مگر وہ غل بہت مچاتا تھا ڈھول وبھوپو بجاتا تھا اور فرنگیون کو خوب گالیان دیتا تھا وہ انگریزی توپ خانہ کو دیکھتے ہی شہر کے اندر بھاگ گیا اور دو توپین اپنی چھوڑ گیا۔ پھر شہر سے بھی نکلکر باہر بھاگا تو سوارون نے اسکا تعاقب کئی میل تک کیا۔ کھیتون مین درختون کے اندر اس کے آدمی قتل ہوتے تھے انگریزون کا نقصان بہت تھوڑا ہوا۔ علی گڈھ کے باشندون نے باغیون کے ہاتھ سے بہت ظلم وستم اٹھائے تھے اس لیئے انگریزون کے آنے سے وہ بڑے خوش ہوئے اور لشکر کے لیئے سامان رسد خوب جمع کیا۔ علی گڈھ مین دو کمپنیان پنجابیون کی چھوڑی گئین کہ وہ ضلع مین بندوبست رکھین۔ علی گڈہ سے چودہ میل پر اکرآباد مین سڑک کلان پر دو توام بھائی رجپوت منگل سنگھ اور مہتاب سنگھ آئے تھے انہون نے ایام غدر مین ایسا سر اٹھایا تھا کہ سرکار نے انکے سرون کے لئے انعام مقرر کیا تھا انکا گرفتار کرنا ضرور تھا۔ انگریزی سپاہ نے اکبرآباد کو جاکر گھیر لیا۔ وہ بھاگے اور بھاگتے ہوئے مارے گئے اور ان کے گھرون مین سے تین توپین اور ریور وبین لیڈیون کا بہت اسباب برآمد ہوا۔

آگرہ سے خط پر خط ہر زبان مین اور رموز مین گریٹ ہیڈ صاحب پاس آتے تھے کہ وہ آگرہ مین جسقدر جلد ممکن ہو آئین۔ ۹۔ اکتوبر کو لشکر بیجے گڈھ مین آیا جو آگرہ سے اٹھتالیس میل تھا۔

اس مقام کے قریب سپاہ ایک کوٹھی کو دیکھ کر بڑی متعجب ہوئی کہ وہ نیل کے کارخانہ سے
متعلق تھی اور سب طرح سے آراستہ پیراستہ تھی اور سب کوٹھیون کی طرح اجڑی بجڑی
نہ تھی سارے اسکے ملازم واسباب موجود تھے۔ اسکا مالک ایک انگریز تھا جو آگرہ کو بھاگ گیا
تھا۔ آگرہ کی طرف سے جب گریٹ ہیڈ صاحب پر بہت تقاضا ہوا کہ سپاہ بھیجے تو انہون نے
آدھی رات کو سوار اور اسپی توپخانہ آگرہ روانہ کیا۔ چار گھنٹے کے بعد وہ خود اپنے پیادون کو تین
گاڑیون اونٹون پر سوار کرا کے روانہ ہوئے اور جمنا کی کشتیون کے پل پر سے اتر کر ۱۰ اکتوبر کو
آگرہ کی دیوارون کے نیچے پہنچ گئے۔

اس تاریخ تک ہم آگرہ کا حال پہلے لکھ آئے ہین اب آگے حال لکھتے ہین کہ کولون صاحب کی
وفات کے بعد ریڈ صاحب ممبر اعلے صدر بورڈ انکے قائم مقام ہوا مگر انہون نے گورنمنٹ سے
یہہ درخواست کی کہ جب تک امن امان قائم نہ ہو کسی ملیٹری افسر کا لفٹنٹ گورنر ہونا مناسب ہے۔
کالون صاحب کی وفات سے پہلے آگرہ اس شہرت سے پریشان خاطر تھا کہ اسپر حملہ ہوگا۔
یکم جولائی کو مئو مین تیئسوین رجنٹ پیدل نے سرکشی کی تھی اور وہ سنٹرل انڈیا کے
کنٹنجنٹون مہدی پور اور مالوہ اور بھوپال سے اور ہندوستانی ریاستون کے اور سرکش
گروہون سے ملکر گوالیار مین چلی آئی تھی مہاراجہ سیندھیا نے ان سرکشون کو اگست تک روکے
رکھا مگر پھر انکا روکنا انکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ آئندہ ماہ ستمبر مین سنٹرل انڈیا کے باغی
گوالیار کے مفسدہ پردازون کے ساتھ ملکر دھول پور گئے۔ یہہ مقام آگرہ سے ۳۴ میل پر ہے
آگرہ کے قریب مین سپاہیون کا جمع ہونا قلعہ آگرہ کو دھمکاتا تھا۔
قلعہ آگرہ مین جو سپاہ تھی اسپر ہزارون آدمیون کی جانون کی سلامتی موقوف تھی اس لیے
تو سپاہ باغیون کی سرکوبی کے لیے نہین جا سکتی تھی اس لئے باغیون کو یہہ جرأت
ہوئی کہ ان کے غول دھول پور سے ۱۱ ستمبر کے قریب خیراگڈھ و فتح پور سیکری اور اراد نگر
مین آنے لگے اور برٹش گورنمنٹ کے جو ملازم تھے انکو یہان سے نکال دیا۔
دہلی کی تسخیر ہونے سے آگرہ مین برٹش گورنمنٹ کے لیے مشکلات اور زیادہ ہوگئین
دہلی سے بہت سپاہی بھاگ کر متھرا گئے اور [illegible] سنگھ صوبہ دار کی باغی سپاہ سے مل گئے

ان شہرتون کے سبب سے ۱۹ ستمبر کو گورنمنٹ کا یہہ حکم جاری ہوا کہ قلعہ کے آگے بڑی
بڑی عمارتین اور خاص کر جامع مسجد ڈھاکر میدان صاف کیا جائے کہ وہ توپون کی مار کے
مانع نہ ہون -
۲۰ ستمبر کو گورنمنٹ کے حکم سے کرنیل ہیو فریزر آگرہ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے -
جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو یہہ امید تھی کہ دہلی سے سپاہ گوڑگانوہ اور متھرا کی راہ سے آگرہ
بھیجی جائے گی -
جب آگرہ مین یہ خبر آئی کہ دہلی سے سپاہ کانپور کو روانہ ہوئی تو اسنے اس سپاہ پر بڑا تقاضا
شروع کیا کہ وہ آگرہ مین آنکر اسکو باغیون کے ہاتھ سے بچائے اور ممالک مغربی مین انگریزی
عملداری جمائے -
یورپین جو قلعہ مین مدت سے قیدیون کی طرح رہتے تھے گریٹ ہیڈ کے لشکر کے پہنچنے سے
آزاد ہوئے وہ بڑے خوشی خوشی اپنے دوستون سے باہر ملنے آئے - جب سپاہ یہان
آئی تو باغیون کا جن کے ہونے کا بڑا غل شور تھا پتا نہ تھا انکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ انگریزی
لشکر کے آنے کی خبر سنتے ہی کاری ندی کے پار چلے گئے جو آگرہ سے بترہ میل ہے اور
گوالیار کو بھاگے جاتے ہین - اس بات پر یقین نہین ہوتا تھا کہ باغیون کا ایک زبردست
غول فقط انگریزی سپاہ کے آنے کی شہرت سے اسطرح بھاگ جائے - آگرہ کے
حکام مخبری نے لشکر کو یقین دلادیا کہ خاطر خواہ آرام کرنے کے بعد پھر باغیون کا تعاقب
کیا جائے - مگر آگرہ کا انتظام ایسا سست وضعیف ہوگیا تھا کہ اسکی کسی بات کا اعتبار کم ہوتا
تھا - اسوقت آگرہ کی گورنمنٹ ایسے افسرون کے ہاتھون مین تھی جو اسوقت کی ضرورتون کو
کم سمجھتے تھے اور نہ ایسے کام کرتے تھے کہ جنسے انکو خود عزت حاصل ہو یا سرکار کا فائدہ ہو
بریگیڈیر نے ملیٹری قوانین کے موافق پکٹ نہین بٹھائے حکم دیدیا کہ جب خیمے ڈیرے
آجائین تو پریڈ کے میدان مین لگائے جائین اور وہین لشکر فروکش ہو -
جنرل ہڈوبرٹس صاحب اپنی تاریخ جہل دیک رسالہ مین لکھتے ہین کہ خیمون اور اسباب کے آنے مین
دیر تھی اس لیئے مین اور لوزمین اور ویٹسن تینون ساتھ قلعہ مین حاضری کھانے گئے

وہان ہم جاکر بیٹھے ہی تھے کہ لیڈیون کے ساتھ کھانا کھاتے کہ توپون کی آوازون سے چونک پڑے ایک میزبان نے قلعہ کے ایک مقام مین جہان سے وہ گروہ کا حال دیکھہ سکتا تھا جاکر دیکھا کہ لڑائی ہورہی ہے اسنے لپک کر ہم کو خبر دی کہ لڑائی ہورہی ہے -

یہہ خبر سنکر ہم جلدی سے گھوڑون پہ سوار ہوئے - قلعہ سے باہر اس سمت میں کہ آتش جنگ نظر آتی تھی سرپٹ گھوڑے دوڑائے - کیمپ کی طرف آدھی دور آئے ہونگے کہ دیکھا کہ رستے مین مرد عورت بچے سب رنگ کے اور جانور آپس مین ملے جلے ابتر و پریشان چلے آتے ہین وہ ایسے گھبرائے ہوئے چیخ کر دہائی مچاتے جاتے تھے کہ گویا دیو انکے پیچھے چلے آتے ہین -

قلعہ مین جو لوگ پناہ گزین تھے وہ مدت سے قیدی بن رہے تھے اب انکو لوگون کے آنے سے اطمینان ایسا ہوا تھا کہ وہ قلعہ سے باہر نکل کر اپنے لٹے و اجڑے ہوئے گھر دیکھنے گئے تھے - شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندون مین سے دو تہائی اس لشکر کی سیر کو آئے تھے جو دہلی کو فتح کر کے آئے تھے جنپر ابتک انکو یقین نہین آتا تھا - یہہ طرح طرح کا ازدحام اول ہی توپ کی آواز سنکر خوف زدہ ہوکر شہر اور قلعہ کی طرف بھاگا اور وہ راستہ مین ان لوگون سے ملا جو کیمپ کا بھاری اسباب لیئے چلے آتے تھے فوراً ہاتھی اونٹ گھوڑے کہار جو بیمارون اور زخمیون کی ڈولیان لئے آتے تھے اور بیل جو بھاری اسباب کے چھکڑون مین جتے ہوئے تھے سب دفعتہً چونک پڑے اور ان مین بھگڑ پڑ گئی - ہاتھی اور ان کے مہاوت ڈرے وہ آپس مین گڈمڈ ہوکر چنگھاڑتے تھے - گاڑیبان بیچارے تھکے ہوئے بیلون کی دمین مروڑتے اور انپر آرین چلاتے تھے کہ وہ جلد چلین - ساربان اونٹون کی نکیلین ایسی کھینچتے تھے کہ انکے نتھنے چرے جاتے تھے - غرض ہر ایک یہہ کوشش کرتا تھا کہ جانورون کو غیر معمولی تیز رفتاری سے چلائے - ہم اس بھیڑ بھاڑ کو چیر پھاڑ کر کارزار مین پہنچے تو وہان مین نے دیکھا کہ پرےٹ کی زمین پہ الگ الگ لڑائیان ہورہی ہین - ایک جوڑ سوارون کی لڑ رہی ہے - پیادون مین تلوارین اور سنگینین چل رہی ہین - دشمنون کے سوارون نے بلنٹ کی توپخانہ پر حملہ کر کے اسکو اپنے قبضے مین کر لیا ہے (وہ اسکو کچھ تھوڑی دور لیجا بھی نہ سکے تھے کہ کامیاب)

پچھترھوین پلٹن اپنا مربع دشمنون کے سوارون سے لڑنے کے لیئے بنارہی ہے۔
اور پلٹن کے کچھ بائین طرف اسپی توپخانہ اور ہیو جیبر کی بیٹری توپین بارک ین سے
چلارہے ہین بغیر اسکے کہ انکا نشانہ درست ہو۔ ہندوستانی اور سائینس انکے گھوڑونپر
جلدی جلدی ساز ڈال رہے ہین۔ داہنی جانب مین آٹھوین پیدل اور دوسری
اور چوتھی پنجابی رجمنٹین مسلح ہورہی ہین اور تین سکوئڈرن پنجابی سوارون کے
ماتحت بیردبائن اور ینگ ہسبنڈ دشمنون کے بازو پر حملہ کرنے کے لیئے جلدی کر رہے
ہین۔ ویٹسن صاحب تو اپنے پنجابی سوارون کی کمانڈ لینے دوڑ اگیا اور مین اور لوڈمین
برگیڈ کی تلاش مین کہین طرف گئے۔ جب مجھے برگیڈیر نہین ملا تو مین سپہر افسر میجر
فرینک ٹرنر کے ماتحت توپخانہ کا کام کرنے لگا جو ارٹلری کے کمانڈر تھے بتدریج
دشمنون کو مار کر ہٹایا اور تعاقب کرنے کے لیئے تیار ہوئے۔ اسوقت گریٹ ہیڈ
میدان جنگ مین دکھائی دیئے۔
سپاہ کم تجربہ کار تھی اسپر دفعتہً دشمنون کا آن پڑنا غالباً خطرناک نتائج پیدا کرتا۔
بہت سے سپاہی چند خیمون مین جو آ گئے تھے یا اور اسن کے مقامات مین جو سردست
مل گئے سوئے پڑے تھے اسپر ایک گولہ اور اس کے بعد دوسرا گولہ اس بیٹری سے
آیا جو سامنے کھیتون کے دراز درختون مین چھپا ہوا تھا۔ اسوقت چھ باغی نقارہ
بجاتے ہوئے نوین لین سر کے کوارٹر گارڈ مین آئے اور سنتری کو انہون نے قتل
کیا۔ وہ بیردبائن کے سپاہیون کی طرح لال کرتیان پہنے ہوئے تھے اس مغالطہ سے
وہ گارڈ کے قریب آ گئے کہ وہ بیردبائن کے سپاہی سمجھے گئے اس کے بعد ہی دشمن کے
سوارون نے ایک عام حملہ کیا جس سے لڑائیون کا ایک سلسلہ اسوقت بندھا ہوا تھا کہ
ہم وہان پہنچے۔ کمانڈر موجود نہ تھا کوئی نہین جانتا تھا کہ اسوقت سپہر افسر موجود ہے
اس لیئے ہر ایک رجمنٹ اور بیٹری اپنی دانائی اور ہوشیاری کے موافق لڑتی تھی سپاہین
طرفتہ العین مین تیار ہوگئین اور دشمن کے پرے ہٹانے مین مصروف ہوئین توپخانہ دشمنونکی
توپون کا جواب دیتا تھا۔ پیدلون سے جو کچھ ہوسکتا تھا وہ انھون نے کیا مگر وہ اس غرض سے

پابند ہو رہے تھے کہ دوستون کو بہ نسبت دشمنون کے زیادہ نقصان نہ پہنچائین اس لیئے
سارے دھاوے سوارون ہی کے ہوتے تھے۔ نوین لین سر نے متواتر حملے کیئے ایک
ترپ بلٹنٹ کی توپین جنکو دشمنون نے چھین لیا تھا پھر چھین کر واپس لایا۔ کپتان فریج اور
جونس مارے گئے۔ ویٹسن پرو بائن اور ینگ ہسبینڈ نے اپنے سکوڈرین
سے داہین بازو کو صاف کیا اور دشمن کی دو توپین چھین لین اور بعض علم لے لیئے اور
ہیوگف صاحب نے بھی اپنے سکوڈرین سے بازو پہ یہی کام کیا۔ اس موقع پر پروبائن
صاحب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا۔ گریٹ ہیڈ صاحب
آگئے انہون نے عام حکم آگے بڑھنے کا دیا۔ دشمن کے تعاقب کے لیئے بڑھ ہی رہے
تھے کہ تیسری یورپین رجنٹ اور فیلڈ ارٹلری کو لفٹنٹ کرنیل کوٹن صاحب ساتھ لیکر
قلعہ سے باہر آئے وہ بریگیڈیر سے سینیر افسر تھے اس لیئے سپاہ کا کمانڈ انکے
سپرد ہوا۔ ناوقت توقف اس سبب سے ہوا کہ انکو مقام کا حال بالتفصیل دریافت کرنا
پڑا جب انکو اطمینان ہوگیا کہ دشمن کا تعاقب کرنا چاہیئے تو انہون نے گریٹ ہیڈ صاحب
کے حکم پر دستخط کر دیئے اور ہم دشمن کے تعاقب کرنے کے لیئے چلے۔
ہم نے بھاگتے ہوئے دشمن کو جا لیا جو کبھی کبھی مڑ کر ٹھیر جاتا تھا مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوتا تھا
چار میل چلکر ہم دشمن کے کیمپ پہ پہنچے وہ بڑی وسیع جگہ مین پھیلا ہوا تھا اس کے اٹھانے
اور لگانے مین بڑا وقت صرف ہوا ہوگا۔ آگرہ کے حکام ایسے غافل تھے کہ دشمن ایسا
قریب آگیا اور پھر بھی اسکی خبر نہ ہوئی پیدل اپنا کام خوب کر چکے تھے تقریباً ساٹھ گھنٹون
سے وہ سفر کر رہے تھے ایک یا دو دفعہ کچھ دیر کے لیئے بیچ مین ٹھیرے تھے تیسری یورپین
رجنٹ تھی جو قلعہ مین مدت سے بیکار بیٹھی تھی گرمی مین دن بھر کام کر چکی تھی اور سوتی
کرتیان پہنے ہوئے تھی وہ درست لباس نہ تھی۔ دشمن اپنی توپون کو ساتھ نہین لیجا سکا
اس لیئے پیدلون کو تو دشمن کے کیمپ مین چھوڑا کہ وہ وہان اپنا دل بہلائین اور
اسباب منگوائین۔ ہم ارٹلری اور سوارون کو ساتھ لیکر آگے بڑھے۔ بہت سا بڑا دل کا
ابھارنے والا تھا۔ سب قسم کا مال اسباب ہمارے ہاتھ آیا پہلے اس سے کہ ہم کالی ندی تک

پہنچے - تیرہ توپین ہمارے ہاتھ آئین جنمین بعض بڑی تھین اور گولی باروت کا میگزین بہت ہاتھ آیا - دشمنون کا زیادہ نقصان نہین ہوا - ہندوستانی سپاہی جب فصیل پر کھڑے ہوتے ہین تو اسکے اندر عجب آسانی سے چلے جاتے ہین -

ہمارا نقصان خفیف تھا افسر اور سپاہی بارہ مارے گئے اور ۴۵ زخمی ہوئے اور دو گم اور بیس آدمی بھیر کے مارے گئے -

ہم نے سپاہ کے اور باربرداری کے جانورون کے آرام کے لیئے گیارہوین بارہوین و تیرہوین کو آگرہ مین قیام کیا - قلعہ کے اندر ہمارے زخمی ایک خوبصورت عمارت موتی مسجد مین بھیجے گئے جو اسپتال اسوقت بن رہی تھی جس مین سپاہیون کی بڑی خدمت گزاری لیڈیان کرتی تھین جو یہہ جانتی تھین کہ ہم دہلی کے کولم کی خدمات کا حق کافی نہین ادا کر سکتین -

۱۴ - اکتوبر کو جمنا کے بائین کنارہ پر انگریزی کیمپ آیا یہان دہلی مین جو تین سو سپاہی چھوڑے تھے وہ آ ملے - ۱۸ - کو مین پوری مین جو آگرہ سے ستر میل تھا پہنچے راستہ ہی مین تھے کہ ہوپ گرینٹ کرنیل نوین لین سر کا کیمپ مین آیا کہ وہ کولم کا کمانڈر ہے - وہ دہلی مین رہ گیا تھا اور گریٹ ہیڈ کے مقرر ہونے سے بڑا ناخوش تھا اسنے اوسکے تقرر کے حکم کو منسوخ کرا دیا یہہ عہدہ اسکا حق تھا مین پوری کا راجہ تو باغی ہو گیا تھا وہ بھاگ گیا اور کئی توپین اور باروت اپنے قلعہ مین چھوڑ گیا تب لشکر نے بیسوین تاریخ یہان قیام کیا اور باروت کو اڑا دیا - راجہ کا ایک رشتہ دار سرکار کا خیرخواہ تھا اسنے ڈہائی لاکھ روپیہ خزانہ کا بچایا تھا وہ پھر انگریزون کے حوالہ کر دیا - یہان کے حکام سویلین جو آگرہ بھاگ گئے تھے وہ اب سپاہ کے ساتھ آئے تھے اپنے اپنے عہدہ کا کام کرنے لگے

۲۱ - اکتوبر کو لشکر بیور مین پہنچا یہان بریگیڈیر پاس سر جیمس اوٹرم کی لکھنؤ ریذیڈنسی سے یونانی خط مین چھٹی آئی کہ جلدی آؤ تو دوسرے دن لشکر ۲۸ میل سفر کرکے گور سہائے گنج مین اور ۲۳ کو میران کی سرائے مین آیا جو قنوج کے قریب تھا یہان باغیونکا گروہ تین سو سوارون اور پانچسو پیدلونکا تھا اور چار توپین یہہ باغی کالی ندی سے پار تھے - انگریزون نے چند گولے مارے تھے کہ باغی اپنی توپین

چھوڑ کر بھاگے - چار میل تک ان کا تعاقب کیا گیا باغی سوار گنگا مین اترے وہ اور ان کے
گھوڑے بہت تھوڑے ہی گنگا پار اترے ہونگے - ۲۶ - اکتوبر کو لشکر کانپور مین پہنچ گیا
یہان ایسا انتظام کیا گیا کہ اس کولم مین پانچ ہزار پیادہ ہو گئے - ۳۰ - اکتوبر کو گریٹ
صاحب نے گنگا سے عبور کیا کہ عالم باغ جائین - لیکن کمانڈر انچیف کے حکم سے انہون نے
ایک گاؤن مین پھترا کے قریب قیام کیا وہ لکھنؤ کی جانب مین پہنچ بل سے چار میل پر
تھا - اس گاؤن مین باغی تھے جنسے لڑائی ہوئی اور انکو مار کر بھگا دیا اور ان پاس ایک ہی
نو پہنی توپ جو سرکار کمپنی کی ملک سے تھی چھین لی -

وین کورٹ لینڈ صاحب مہاراجہ رنجیت کی سپاہ مین کرنیل تھے پھر سرکار کمپنی کے ملازم ہو گئے
تھے اور بہت سے کار ہائے نمایان کیئے انہون نے بہت سی ہندوستانی سپاہ بھرتی کی تھی
اور وہ اس کے افسر تھے اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ دہلی کے شمال مغرب کے انتظام کے لیئے
اسوقت دہلی سے روانہ ہوئے کہ گریٹ ہیڈ صاحب کا کولم آگرہ کو جاتا تھا - انہون نے تمام
بڑے بڑے دہات بغیر کسی لڑائی کے مطیع کر لیئے - ۲۴ ستمبر کو انہون نے تمام ضلع رہتک
کو تابع کر کے اسکا بندوبست کر دیا اور تمام سول افسر اسمین مقرر ہو گئے -

بریگیڈیر صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر دھلی کے مغرب وجنوب کے اضلاع مین انگریزی
عملداری جانے کے لیئے روانہ ہوئے - اول راجہ بلب گڈھ کو جسنے دہلی کے بادشاہ کی طاعت
کی تھی ہوڈسن صاحب اپنے ساتھ بگھی مین بٹھا کے بریگیڈیر پاس لائے - ہوڈسن صاحب
کی راے مین راجہ مع مصاحبون کے قابل دار تھا مگر ابھی اسکی نسبت گورنمنٹ کا کوئی حکم قطعی
نہین صادر ہوا تھا اس لیئے راجہ دہلی روانہ کیا گیا - پھر واڑی کے ضلع مین ہو کر لشکر جھجر
پہنچا - یہان کے نواب نے ۱۸ - اکتوبر کو بغیر کسی مقابلہ کے اطاعت کی اس ریاست مین
کانونڈ بڑا مستحکم قلعہ تھا جسپر چودہ توپین چڑھی ہوئی تھین اور پانچ لاکھ روپیہ تھا اسپر
اکتالیس میل پندرہ گھنٹے مین سفر کر کے ہوڈسن کے سوارون نے قبضہ کیا - پھر ریگستان کی
سرحد پر پہنچکر شوڈس صاحب نے دہلی مراجعت کی اس مہم مین انہون نے چار قلعون پر قبضہ کیا
بہت سے دہات کو جلا کر خاک سیاہ کیا اور تقریباً ستر توپین لین اور آٹھ لاکھ روپیہ لیا - اور

وین کورٹ لینڈ کا دہلی کے شمال و مغربی اضلاع کا انتظام کرنا -

بریگیڈیر شوڈس کا مغرب و جنوبی اضلاع مین جانا -

نواب جھجر اور راجہ بلبھ کو گرفتار کرکے دہلی بھیجا۔

ابھی شوورس صاحب دہلی مین آئے تھے کہ جنرل پینی پاس خبر آئی کہ جودھپور کے سوار باغیون نے خیرخواہ مہاراجہ جےپور کے لشکر کو شکست دیکر ریواڑی پر قبضہ کرلیا ہے اور تمام اس ضلع مین پھیل گئی ہین کہ جس مین لشکر ابھی ہوکر آیا ہے۔ دہلی میں سپاہ کا ایک کولم مرتب ہوا اسکے افسر کرنیل جرارڈ مقرر ہوئے۔ وہ دسوین نومبر کو دہلی سے روانہ ہوئے اور ۱۳ نومبر کو رواڑی مین پہنچے اور قلعہ رواڑی پر پھر قبضہ کیا کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ یہان انکے اور سپاہ بھی آنکر مل گئی۔ پھر وہ نارنول کی طرف روانہ ہوئے۔ نارنول مین دسوین نومبر کو باغیون کا بڑا ہجوم تھا وہ قلعہ نارنول پر قبضہ رکھتے تھے مگر یہہ پچاسوین یا ساٹھوین دفعہ اس ایک ہی سال مین تھی کہ استحکم مقام تعداد سپاہ و ذاتی بہادری جبتک کام مین نہین آسکتین کہ سپاہ کا ایسا جرنیل نہ ہو جو مقام کے استحکام سے اور سپاہ کی تعداد کثیر سے اور اسکی ذاتی بہادری سے کام لینا نہین جانتا ہو اسکی بڑی عمدہ مثال یہ ہے کہ اگر شیرون کی رہنمائی گدھے کرین تو شیرون سے کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا۔ نارنول مین باغیون کی سپاہ جی پور کی سپاہ کی شکست دینے کی خوشیان منارہی تھی۔ انکا سردار صمدخان نواب جھجر کا خسر تھا جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو اسنے کچھ مورچہ بندی نہین کی۔ نارنول کو اسنے خالی کردیا۔ جرارڈ صاحب نے وہان جاکر دشمنون کو نہ دیکھا مگر وہ اپنے مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے پھر آئے تو انہون نے اسکو اپنے دشمنون کے ہاتھون مین دیکھا۔ پھر وہ انگریزی لشکر سے بڑی بہادری سے لڑے۔ دیر تک یہ نہ معلوم ہوا کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دشمن اپنی مایوسی کی حالت مین بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر آخر کو انہین پوری شکست ہوئی مگر جرارڈ صاحب اس لڑائی مین مارے گئے۔ انکی جگہہ کول فیلڈ مقرر ہوئے۔ انہون نے قلعہ نارنول کی عمارات سے باغیون کو نکالا یا باغی مہاراجہ الور کے راج کی طرف بھاگے انگریزی سپاہ انکے تعاقب مین بھیجی گئی اور لفٹنٹ کرنیل کین صاحب دہلی سے سپاہ لیکر گئے۔ مگر انکو حکم ہوا کہ وہ کمانڈر انچیف کے کیمپ سے جاکر ملین وہ غلہ اور ذخائر اسقدر ساتھ لے گئے جسکا تانتا سڑک پر اٹھارہ میل تک لگا۔

کوہ مری پر حملہ

کوہ مری پر لیڈی لارنس مقیم تھین۔ پہلی ستمبر کو انکے ایک ملازم نے اسسٹنٹ کمشنر کو
اطلاع دی کہ آج رات کو حملہ ہوگا۔ یہہ خبر سچ تھی۔ پہاڑی آدمی آدھی رات کو اس امید
مین کہ فتح آسانی سے ہوگی آئے مگر پولس نے اور چند انگریزون نے انکا ایسا مقابلہ کیا
کہ تھوڑی دیر لڑکر وہ بھاگ گئے انمین سے بہت آدمیون کا تعاقب ہوا اور وہ گرفتار ہوگئے
باقی ہزارہ مین بھاگ گئے وہان کے باشندون نے انکو گرفتار کرکے میجر صاحب کے حوالہ کیا
جنہون نے انکو سزا دی۔

ملتان مین سرکشی

ملتان کی سرکشی خوفناک تھی۔ ۱۴ ستمبر کو چیف کمشنر پنجاب کو خبر ہوئی کہ ملتان مین سرکشی ہوئی
اور گوگیرا کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوئے ہین۔ تین گھنٹے کے عرصہ مین انہون نے جسقدر وہ
سپاہ بھیج سکتے تھے بھیجی۔ کچھ عرصہ تک گھنے جنگلون اور دلدلون نے انکو حملہ سے روکا۔
آخر کو انگریزی سپاہ نے گڈریون کی رہنمائی سے اپنر حملہ کیا اور شکست دی۔ پھر کوئی دنگہ فساد
ایسا نہین برپا ہوا کہ وہ پنجاب کے امن امان مین رخنہ اندازی کرتا۔
دلی کے فتح ہونے کے بعد برٹش کی صولت وسطوت کا سکہ پنجابیون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا
کہ انکو سوا خیرخواہی کے کچھ اور خیال نہین پیدا ہوا۔

باب دوم

بنگال کی سرگذشتین اور تیاریان

سر کولن کیمبل کی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی حالت

سر کولن کیمبل بڑے عاقل فرزانہ زمانہ دیدہ تجربہ کار سپہ سالار تھے وہ معرکہ ہائے عظیم مین
ایشیا و یورپ مین اپنے جوہر جوانمردی و شجاعت دکھا چکے تھے اس زمانہ مین انکی برابر کوئی
اس عہدہ جلیل القدر کمانڈر انچیف پر دوسرا شخص نہین مقرر ہو سکتا وہ سب طرح سے سپہ سالار

ہونے کے لیئے سزاوار تھے۔ وہ ۱۲۔ اگست ۱۸۵۷ء کو کلکتہ مین رونق افروز ہوئے۔
انکی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی بدترین حالت تھی
ممالک شمالی و مغربی و دہلی و رہیلکھنڈ اور اودھ مین سے انگریزی عملداری اٹھ گئی تھی
پنجاب مین ابال آرہے تھے سنٹرل انڈیا مین بغاوت منھ پر نقاب ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی۔ ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی بقا دہلی کی فتح پر تھی اور وہ انگریزون کے
قبضہ مین نہ تھی۔

جو اضلاع کہ باغیون کے قبضہ مین تھے انکے جو آخر حالات معلوم ہوئے تھے انکے
دلجمعی نہین ہوتی تھی۔ دہلی کے سامنے جو انگریزی سپاہ تھی وہ ایسی محاصر نہین تھی جیسی کہ
محصور۔ آگرہ مین جو برٹش سپاہ قلعہ نشین تھی وہ تنہا نشین تھی۔ اسکی آمد و رفت ساری
دنیا سے منقطع تھی لکھنؤ مین جو تھوڑی سی برٹش سپاہ تھی اسکو لوگ جانتے تھے کہ اس نے
میدان جنگ مین شکست پاکر اپنے تئین ایسے احاطہ مین بند کیا ہے جو ملیٹری لحاظ سے اس
قابل نہین ہے کہ وہ اسکی محافظت کر سکے اس مین بہت سی عورتین اور بچے ہین جنکا بچانا
اسکے ذمے ہے۔ جنرل ہیولوک نے دو دفعہ کوشش کی کہ اس پاس پہنچکر اسکی رفع
تکالیف کرین مگر دونو دفعہ ناکامیاب ہوکر انکو کانپور مین واپس آنا پڑا۔

روز بروز انگریزی عملداری کا تنزل ہوتا جاتا تھا اور اسکی صورت بگڑتی جاتی تھی ہر روز
سکھون کی خیرخواہی زیادہ مشتبہ ہوتی جاتی تھی۔ ہر روز یہہ بات مشکل ہوتی جاتی تھی کہ مہاراجہ
سیندھیا اپنی سپاہ کو آگرہ جانے سے باز رکھ سکے یا کانپور جانے دے جہان اسکا
جانا زیادہ ہولناک تھا۔ ہر روز راجپوتانہ اور بندیل کھنڈ کے والیان ملک پر انگریزون کا اقتدار
کم و پھیکا ہوتا جاتا تھا۔ مغربی پریسیڈنسی مین بغیر کسی مغالطہ کے ایسے آثار نمودار ہوتے
جاتے تھے کہ جنوبی مرہٹون کے ملک پر قبضہ صرف ایک بڑا زبردست و قوی ہاتھ رکھ
سکتا ہے۔ انگریزون کے قبضہ مین الہ آباد تھا جسکا دریائی فاصلہ کلکتہ سے آٹھ سو
میل تھا۔ اور الہ آباد اور کلکتہ کے درمیان تین بڑے شہرون بنارس غازیپور اور پٹنہ
مین انگریزی عملداری تھی جسکے سبب سے کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کے اوپر حکمرانی

تھی۔ جب سرکولن کیمبل تشریف لائے ہین تو لڑائیون کیلئے سپاہ کہین سے نہین ہاتھ لگ سکتی
تھی۔ صرف دو رجمنٹین نمبر ۵ و ۹۰ جنرل ہیولوک صاحب پاس کانپور مین امداد کے لیئے
بھیجی گئین باقی ساری سپاہ کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کی آمدورفت کی نگہداشت
کرتی تھی۔ کلکتہ سے رانی گنج تک ایک سو بیس میل ریل بنی ہوئی تھی اس سے آگے شاہراہ
اعظم پر راہ تھی جسپر باغی جابجا پڑے پھرتے تھے

سپاہ جو چین اور انگلنڈ اور کلکتہ سے آنیوالی تھی اسکے لیئے سامان سفر اور رسد تیار
کرنے مین گورنمنٹ نے بہت ہی کم توجہ کی تھی کیونا گاہ صاحب نے بہت تھوڑا اسباب تیار
کیا تھا اب نئے کمانڈر انچیف نے گورنمنٹ سے یہ سامان تیار کرائے کہ گھوڑے جو ضروری
تھے بڑی بڑی قیمت دیکر خرید لیئے۔ انگلنڈ کو درخواست بھجوائی کہ وہ ان فیلڈ رائفل
کے گولی باروت کا میگزین بھیجے اور یہان بھی اس کے بنانے کے سامان تیار کرائے
کیپ سے آٹا منگایا کاشی پور مین جہان لوہے کا کارخانہ تھا توپین ڈھلوائین خیمے اور
گھوڑون کے ساز تیار کرائے۔ غرض اگست کے مہینے کے ختم ہونے تک اُنہون نے
ہر کارخانہ کی چستی چالاکی کو چگنا کر دیا اور گورنمنٹ مین اپنی مستعدی جسین کبھی نکان نہین آتا
پیدا کردی۔

بلک ٹرین کا جاری کرانا

انہون نے گورنمنٹ سے بلک ٹرین جاری کرائی۔ کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دو طرح کی
راہین ایک دریائے گنگا مین دوسری بڑی شاہراہ اعظم پر تھین۔ دریائی راہ مین یہ نقص تھا
کہ اس مین دخانی جہازون کی آمدورفت جون جولائی اگست مین ہو سکتی تھی پھر دریا پر سات کے
بعد ایسا اُتر جاتا تھا کہ اس مین دخانی جہازون کا چلنا مشکل ہوجاتا تھا اور یہہ یقینی امر نہیں ہوتا
تھا کہ وہ منزل مقصود پر پہنچینگے۔ اسلیئے خشکی کی راہ کا انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا۔ شاہراہ اعظم پر
بیلون کی چوکیان بٹھائی گئین اور کراچیان بنائی گئین جنمین چند سپاہی آرام سے
بیٹھ سکتے تھے۔ اسطرح بلک ٹرین یعنی بیلون کی کراچیون کی ڈاک الہ آباد تک رانی گنج سے
جاری کی گئی۔ اسپر رات کو اور صبح وشام گورے سفر کرتے اور گرم وقت مین ٹھیر کر کھاتے
پیتے آرام کرتے یہہ بلک ٹرین کا انتظام ایسا کیا گیا کہ کلکتہ سے الہ آباد مین ہر روز دو سو گورے

پہنچ جاتے انکو دو ہفتہ سفر کرنا پڑتا۔ راہ مین کہین کہین اس سفر مین باغی رخنہ اندازی
کرتے اس کے بند کرنے کے لیئے کئی گشتی کولم مقرر کئے گئے جنین سے ہر ایک کولم مین
چھ سو سپاہی و توپچی تھے وہ سڑک پر گشت کیا کرتے تھے تاکہ کوئی ان چھوٹے گوروں کے
گروہون کو جو بلاک ٹرین مین سفر کرتے ہین کسی طرح کا آزار نہ پہنچائے۔ اس سپاہ سے
علاوہ اس محافظت راہ کا اور یہ فائدہ ہوا کہ حکام سول کو اضلاع کے بندوبست کے
اہتمام مین اس سے بڑی امداد ملی گشتی سپاہ مین دو ہزار چوبیس سپاہی تھے جنین سے
تقریباً اٹھارہ سو سپاہیون سے سول افسر اضلاع کے انتظام مین کام لیتے تھے۔

اکتوبر کے آخر دو ہفتون مین چین کی مہم سے لارڈ ایلگن کی بھیجی ہوئی سپاہ بتفصیل ذیل
کلکتہ مین آئی ہائیلنڈرس کی رجمنٹ نمبر ۹۳ اور فیوزیلرس رجمنٹ نمبر ۲۳ پیدل رجمنٹ نمبر ۸۲
کی تین کمپنیان شاہی ارٹلری کی دو کمپنیان اور سیپر کی ایک کمپنی۔ اکتوبر کے پہلے ہفتے مین
کیپ گڈ ہوپ سے بتفصیل ذیل سپاہ آئی۔ شاہی ارٹلری کی ایک کمپنی جسکے ساتھ اٹھاون ۵۸
گھوڑے بھی تھے تیرہوین پیدل رجمنٹ کے تقریباً پانچ سو سپاہی۔ اس سپاہ کا لکھنو
بہت جلد بھیجنا ضروری تھا ان سپاہیون کے آنے سے پہلے ہی دہلی فتح ہوگئی تھی۔ پہلے
دہلی کا فتح کرنا سب سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا اب لکھنؤ کا فتح کرنا سب سے مقدم تھا
گوالیار کی باغی سپاہ نے بڑا سر اٹھایا تھا اس سے بڑا اندیشہ تھا کہ کلکتہ اور کانپور
کے درمیان آمد و رفت کا مسدود کر دینا اس کے اختیار مین تھا۔ الہ آباد مین کلکتہ سے
سپاہ کے بھیجنے مین بہت شتابی کی جاتی تھی اور اسکے واسطے بڑا سامان الہ آباد مین
تیار کرایا جاتا تھا۔ ۱۸ اگست کو ولیم پیل دو دخانی جہاز شانون اور پرل اپنے
زیر حکم لیکر الہ آباد کو روانہ ہوئے۔

کپتان پیل بڑے بہادر و دانشمند افسر تھے وہ الہ آباد مین دوسری ستمبر کو پہنچے۔ شانون
برگیڈ مین پانچ سو بیس سپاہی مع افسرون کے تھے اور پرل کے برگیڈ مین ایک سو چھپن سپاہی
اکتوبر کے دوسرے دو ہفتے مین پیدل نمبر ۸۲ رجمنٹ کے باقی سپاہی اور اٹھتیسوین رجمنٹ
کے ۱۹۸ سپاہی اور ۳۴ وین رجمنٹ اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۴۴ سپاہی اور ۱۰۲

رہی کروٹ اور اسکے بعد ۶۱۲ شاہی ارٹلری کے سپاہی اور رائفل برج کے ۹۰۳ سپاہی اور دوسری اور تیسری پلٹن اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۲۹۰ اور چونتیسوین پیدل کے ۳۵۲ اور ۹۸ رجنٹ کے ۸۴۳ رہی کروٹ اسے۔ اب سر کولن کیمبل مع اپنی سپاہ اور ہیڈکوارٹرس اور سٹاف کے ۲۷۔ اکتوبر کو ڈاک مین الہ آباد کو روانہ ہوئے۔ اب ہم سر کولن کیمبل کی مہمات کے بیان کرنے سے پہلے بنگال اور بہار کا حال بیان کرتے ہین۔

بھاگل پور کی قسمت مین اضلاع بھاگل پور۔ منگیر۔ پورنیا۔ سنتھالیا تھے اور راج محل سب ڈویزن تھا اور جارج یول کمشنر تھے۔ یہ قسمت ایسی بڑی تھی کہ اس مین صوبہ بہار آدھا داخل تھا اسکا دار الحکومت گنگا کے کنارہ پر بھاگل پور ۲۶۶ میل کلکتہ سے تھا۔

جب تک کہ دانا پور کی سپاہ نے سرکشی نہین کی بھاگل پور کی قسمت مین بغاوت نہین ہوئی اس مین ہندوستانی سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔ پانچوان غیر آئینی رجنٹ سوارون کا مع ہیڈکوارٹر کے بھاگل پور مین بتیسوین رجنٹ باسوئی مین اور تریسٹھوین برہام پور مین۔

یول صاحب نے اپنی دانائی اور ہوشیاری سے جولائی کے تیسرے ہفتے تک سپاہ کو باغی نہین ہونے دیا مگر جب دانا پور کی سپاہ باغی ہوئی اور مغربی بہار قبضہ سے نکل گیا تو یول صاحب نے پانچوین فیوزیلیرس کے پچاس سپاہی بھاگل پور مین رکھے اور اس کے پچاس سپاہی منگیر کے قلعہ مین بھیجے۔

دانا پور کی سپاہ کی سرکشی اور کنور سنگھ کی بغاوت نے مشرقی بہار کی حالت کو خطرناک بنا دیا یول صاحب نے بھاگل پور اور منگیر مین یوروپین سپاہ کو رکھ کر ان دونو شہرون کو بچایا اور دریا کی راہ کو محفوظ رکھا۔ یہان کی سپاہ یہ دیکھ رہی تھی کہ آرہ کے محاصرہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ جب ان پاس ۱۴۔ اگست کو یہ خبر آئی کہ ایر صاحب نے آرہ کے محاصرہ کو اٹھا دیا تو اسکو یقین نہین آیا وہ یہ جانتے تھے کہ انگریز یا انکے دوست ایسی جھوٹی خبرین گھڑ گھڑ کر اڑایا کرتے ہین بلکہ خبر مذکور کے برخلاف انکو یقین ہوا اور پانچوین رجنٹ غیر آئینی سوارون کی باغی ہو کر باسوئی مین گئی۔ جہان ۳۲ رجنٹ مقیم تھی یہان کے کمانڈر برفی صاحب تھے انہون نے اس پلٹن کو اپنی فصاحت سے اسطرح سمجھایا کہ اسنے پانچوین رجنٹ پر گولیان چلائین اسکی پانچوین رجنٹ

بھاگل پور

ہندوستانی سپاہ قسمت بھاگل پور

اپنی امید مین مایوس ہوکر روہنی کے رستہ سے آرہ چلے گئے۔
مشرقی بہار تو یول صاحب کی حسن تدابیر سے خونون سے خلاص ہوا مگر اسکے ہمسایہ مین ایک پہاڑی ضلع چوٹیا ناگپور تھا۔ اسمین بڑی بڑی چھاونیان ہزاری باغ ع رانچی وچن باسا و پرولیا تھین۔ یہان قائم مقام کمشنر کپتان ڈالٹن تھے۔
دانا پوری سپاہ کی سرکشی کی اور کنور سنگھ کی بغاوت کی خبر ہزاری باغ مین ۳۰۔جولائی کو پہنچی۔ یہان جو آٹھوین رجمنٹ کے دستے تھے انہون نے بغاوت کی اور اپنے افسرون اور سول کے حاکمون کو نکال دیا ابتک سپاہ پر اعتبار کے ایام چلے جاتے تھے ہندوستانی سپاہ کے ہر افسر کو اپنی سپاہ پر اعتبار چلا جاتا تھا وہ اپنی سپاہ کی خیرخواہی کا یقین کرتا تھا اور اور افسرون کی سپاہین باغی ہوئی تھین انپر دہ دلی افسوس کرتا تھا جب یہ خبر ڈرونڈہ مین جو سول سٹیشن رانچی کے قریب تھا پہنچی کہ ہزاری باغ مین جو ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا سپاہ تنزلزل ہورہی ہے تو وہان کے کمانڈنگ افسر نے لفٹنٹ گریہم کے ساتھ تیس سوار اور رام گڈھ کے غیر آئینی سوار اور رام گڈھ کی پلٹن کی دو کمپنیان اور دو توپین ہزاری باغ بھیجین کہ وہان کی سپاہ کے ہتھیار لے لے۔ گریہم صاحب نے سفر کیا ابھی وہ دوسری منزل پر نہ پہنچے تھے کہ کپتان اوس ملے انہون نے کہا کہ آٹھوین ہندوستانی رجمنٹ کے دستون نے تو ایک دن پہلے ہی بغاوت کی اس اثنا مین اسکی سپاہ نے بغاوت کی اور توپین اور میگزین اور چار ہاتھی اور کپتان کا اسباب چھین لیا اور الٹے رانچی کو یوروپین کو بددعائین دیتے ہوئے گئے۔ سوار مستقل رہے۔
کپتان ڈالٹن اور چند یوروپین افسر رانچی مین تھے جب انکو بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ ہزاری باغ چلے گئے جسکو باغی چھوڑکر چلے گئے تھے لفٹنٹ گریہم مع چند خیرخواہ سوارون کے وہان پہلے آگئے تھے۔ رانچی اور ڈرونڈہ کے مقامات باغیون کے قبضہ مین آئے انکو لوٹا اور خزانہ پر قبضہ کیا۔ چرچ پر گولے مارے قیدیون کو چھٹایا لوگون کا مال اسباب برباد کیا ڈالٹن صاحب نے راجہ رام گڈھ کی مدد سے ہزاری باغ مین بندوبست کرلیا۔ باغیون نے جو بہت سا مال لوٹا تھا اسکو واپس لے لیا۔ چند روز مین کچہریان کھل گئین اور بدستور سابق

سب کام ہونے لگے۔
مدراس پریسیڈنسی کے ہندوستانی سپاہی باستثنا ۸ آٹھوین رجمنٹ سوارون کے
باغی نہین ہوئی تھی ــ اُنہون نے بنگال کی سپاہون کی طرح بغاوت کا کلنک کا
ٹیکا ماتھے پر نہین لگایا بلکہ یہ کہتے تھے کہ یہ ہم کو ایک موقع ہاتھ لگا ہے کہ سرکار
جنے ہم کو پالا پوسا ہے اسکی خیر خواہی کو ہم دکھلائین اُنہون نے گورنمنٹ سے درخواست
کی کہ اسوقت ہم سے کام لیا جائے۔ گورنمنٹ نے کچھ تامل کے بعد انکی درخواست کو
مہربانی کرکے منظور فرمایا پھر مدراس کی بہت سی سپاہ پانچوین اگست سے کلکتہ مین
آنی شروع ہوئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار بریگیڈیر کارٹھیو صاحب مقرر ہوئے
تھے جنکے کامون کا بیان ہم آگے کرین گے۔ علاوہ مدراس کی سپاہون کے خشکی
مین کٹک سے مشرقی بنگال مین سپاہین چلی آتی تھین انہین اٹھاروین رجنٹ مدراس
تھی۔ کرنیل فس جراس سپاہ کے سپہ آرا تھے۔ مدراسی سپاہ گورنمنٹ کی تقویت کا
بڑا مخزن تھا۔ ڈالٹن صاحب نے جو یورپین پلٹن کی درخواست کی تھی اسکے جواب مین
گورنمنٹ نے لکھا کہ مدراس سے سپاہ بھیجی جاتی ہے کہ وہ انتظام کو بحال کرے اسکا
ایک کولم اور ہزاری باغ کو بھیجا جائے کہ ٹرنک روڈ کی محافظت کرے اور دوسرا کولم
پرولیا اور رانچی کو جائے۔ گورنمنٹ کو امید ہے کہ جب تک یہ سپاہ پہنچے کپتان ڈالٹن اپنے
تئین ہزاری باغ مین سنبھالے رکھیگا۔ مگر صاحب ممدوح اپنے تئین نہین سنبھال سکے
ہزاری باغ مین ایسے خوف پیدا ہوئے کہ وہ ۱۳۔ اگست کو بگوڈا مین الٹے چلے آئے
یہان وہ چندروز ٹھہرے کہ ان پاس سکھ بیٹری کے ۵۰ سپاہی ماتحت لفٹنٹ ارل کے
آگئے انکی مدد سے ہزاری باغ مین پھر وہ چلے گئے۔
باغی بڑھتے جاتے تھے اگرچہ گورنمنٹ کو دانشمندانہ تجربہ ہوگیا تھا کہ اسنے انکی تعداد کو اسطرح
گھٹایا کہ ۲۔ اگست کو تر سیٹھ وین ہندوستانی پیدل اور گیارہوین غیر آئینی سوارون کی
رجنٹ سے اور برہام پور کے نواب ناظم کی سپاہ سے ہتھیار لے لئے تھے لیکن پھر بھی
ٹرنک روڈ کے گرد باغی سپاہیون کا جنکے پاس سب قسم کے ہتھیار تھے بڑا غول رہتا تھا

مدراس کی سپاہ

ہزاری باغ مین بدانتظامی

جس سے بڑا خوف رہتا تھا جسکا علاج کرنا ناگزیر تھا۔ اور یہہ خوف اس سبب سے اور بھی زیادہ ہوگیا تھا کہ ویلوگڈہ مین اضلاع سنتال مین باغی سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا تھا اس لیئے گورنمنٹ نے اپنی پہلی تجاویز کو بدلکر کرنیل فسس جر کو یہہ حکم دیا کہ وہ ڈورونڈہ کی راہ سے ہزاری باغ مین جائے مگر یہہ حکم مسٹر فسس جر صاحب پاس ۱۳ ستمبر کی رات کو برہی مین پہنچا اس پیغام کے آنے سے پہلے اسنے یہہ تحقیق دریافت کرلیا تھا کہ باغی چٹیا ناگپور سے غالباً رہتاس گڈھ کی طرف گئے ہین اسنے انکے روکنے کے لیئے درخواست بھیجی وہ کچھ دیر مین منظور ہوئی تو اسنے میجر انگلش کو سپاہ کے ساتھ ڈورونڈہ بھیجا۔ یہہ سطرف سفر کررہا تھا اور ریڈی صاحب ڈیرے کی طرف اور فسس جر جالیا کی طرف جارہے تھے فسس جر صاحب نے یہ خیال کیا کہ ہزاری باغ ضلع چھترا مین باغیون نے پناہ لی ہے اسنے ان تمام حالات کی اطلاع اپنے حاکم بالا کو دی اسکا جواب یہہ آیا ہے کہ تم صرف گرینڈ ٹرنک روڈ کی محافظت کرو اور باغیون سے کہین لڑائی نہ لڑو اور اس ڈاک مین میجر انگلش کو یہہ ہدایت ہوئی کہ وہ کمانڈر انچیف سے براہ راست حکم لیکر چٹیا ناگپور مین لڑائیون کا اہتمام کرے۔

میجر انگلش نے چھترا کی طرف سفر کیا جہان تین ہزار باغی تھے اور انگلش صاحب پاس تین سو پچاس سپاہی تھے مگر انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور ایک گھنٹہ لڑکر انکو شکست دی دشمن ہزیمت پاکر بڑا اسراسیمہ بھاگا۔ اسکی چار توپین اور پورے دیگن اور چالیس چھکڑے سیگزین سے بھرے ہوئے دس ہاتھی ۹۲ جوڑیان توپخانہ کے بیلون کی اور کئی صندوق خزانہ کے فتحمندون کے ہاتھ لگے انگریزون کی طرف ۴۲ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اس فتح سے ٹرنک روڈ پر سے بالکل خوف دور ہوگیا۔ اور اضلاع مین سپاہ متعین ہوکر انتظام ہوگیا۔

یہ کالم فتحپور مین جو الہ آباد اور کانپور کے وسط مین ہے ۳۱ اکتوبر کو آدھی رات مین پہنچا پول صاحب پاس دوپہر کو خبر آئی کہ دانا پور کی باغی رجمنٹین جنکو آئر صاحب نے بہار سے مار کر بھگایا تھا انکے ساتھ بہت سے اور باغی جمع ہوگئے ہین وہ ایک بڑے مستحکم قصبہ کجوہ مین مقیم ہین جو فتحپور سے شمال مغرب مین چوبیس میل ہے۔ باغیون کی تعداد کا تخمینہ دو ہزار

آئینی سپاہیوں کا اور غیر آئینی سپاہیوں کا کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ میں کجوا کا مقام اس سبب سے نامور ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے بھائی شجاع پر یہیں فتح پا کے ہندوستان کی بادشاہی حاصل کی تھی۔ اس قصبہ کے پاس ایک بڑا وسیع باغ تھا اس کی فصیل کنگورے دار تھی اسکے بازوؤن پر احاطے تھے جنمین اگر اچھے سپاہی ہون تو وہ دشمن کی پیش قدمی کو روک سکتے ہین اس مقام مین سپاہ مقیم ہوکر ہر کوچ کی جو فتحپور سے کانپور کو جائے راہ بند کر سکتی ہے۔ پول صاحب مین توپچہ گری کا فطری شعور تھا جب بغاوت شروع ہوئی تو وہ فورٹ دلیم مین اپنی رجمنٹ کے کمانیر تھے وہ بغاوت کی ساری باتون کو غور کی نگاہون سے دیکھتے تھے اور اس حالت مین بھی کہ انگریزی سپاہ نہایت پست حالت مین تھی انکو یقین تھا کہ آخر کو انگریزون ہی کو فتحیابی ہوگی۔ انکا دل لڑائی کے لیے پھڑکتا تھا۔ اب انکو لڑائی کا موقع ہاتھ لگا انہون نے فتحپور کو فوراً سفر کیا آدھی رات کو وہان پہنچے رات بھر جنگ کے لیے تیاری کرتے رہے دوسرے دن صبح کو حملہ کرنے کے لیے دوڑے گئے۔

لڑائی کجوا

پہلی نومبر کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے پانچسوتیس سپاہی اور دو توپین لیکر روانہ ہوئے۔ دوسرے دن دوپہر تین بجے پہنچے۔ دشمنون نے باغ اور احاطون کو تو چھوڑ دیا تھا ٹیلون کی آڑ مین مورچے لگائے تھے اور سڑک پر تین توپین لگائی تھین۔ کرنیل پول کی تو دو توپون کے بیچ مین جان گئی انکی جگہ پیل صاحب منظر ہوئے انہون نے باغیون کو شکست دیکر تین توپین چھین لین اور اپنے لشکر مین لے آئے۔ تعاقب کرنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ تین دن مین پیادہ سپاہ نے بہتر میل سفر کیا تھا سوار ساتھ نہ تھے۔ لڑائی مین سخت نقصان ہوا تھا کہ بچانوے سپاہی مقتول مجروح ہوئے تھے۔ پیل صاحب نے سڑک پر قبضہ کر کے کانپور کی طرف سفر کیا۔

باب سوم

سرکولن کیمبل کی دو لشکرکشیان

کلکتہ مین سرکولن کیمبل لشکرکشی کے لیئے تیاریان کر رہے تھے کہ لکھنؤ سے ایسی خبر آئی کہ جسنے انکو متنبہ کردیا کہ وہ وہان جانے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرین - یہہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب کی تھوڑی سی سپاہ ۲۵ ستمبر کو لکھنؤ کی رسیڈنسی مین داخل ہوئی تھی - سپاہ کا ایک حصہ جو فرید بخش مین چھوڑا گیا تھا وہ دوسرے دن صبح کو رسیڈنسی مین داخل ہوا - دشمنون کے عقب کی سپاہ پر حملہ کیا تھا تو کرنیل رو برٹ نے پیر اسکی مدد کو گیا - ۲۷ ستمبر کو جو لشکر مین زندہ رہے تھے وہ سب سواران کے جو عالم باغ مین متعین تھے رسیڈنسی مین داخل ہو کر محصورین سے ملے - جب دونو جرنیل ہیولوک اور اوٹرم رسیڈنسی مین داخل ہوئے تو ان مین مشورہ ہوا کہ کسی طرح سپاہ محصور کو کسی عافیت گاہ مین لے جانا چاہیئے مگر اوٹرم صاحب کے نزدیک یہ امر ناممکن تھا انہون نے کہا کہ عورتون اور بچون اور زخمیون کے لے جانے کے واسطے سواریون کا اور باربرداری کا سامان موجود نہین ہے اگر یہہ سامان بہم پہنچا یا بھی جائے تو دونو پہلی اور اب کی سپاہون مین متفق ہو کر بھی اتنی طاقت نہین ہے کہ وہ ان عورتون بچون و زخمیون کو کانپور تک بخیریت پہنچا سکین انکو یہ خوف بھی لگ رہا تھا کہ جب تک سپاہ معین آئے خوراک کے ذخیرے محصورین کیلئے کافی نہین ہونگے یہ ہی خوف انکو ایسا تھا کہ لوگون نے انکو دیکھا کہ وہ راتون کو اسکے دور ہونے کے لیئے خدا سے دعا مانگا کرتے تھے جو گروہ انکے زیر اہتمام تھا اسکی آسائش و آرام کے لیئے تدابیر کرتے تھے اسلیئے انہون نے گومتی کے کنارہ پر جو عمارات تھین انپر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس مین وہ بغیر کسی مزاحمت کے کامیاب ہوئے - ہیولوک صاحب ان نئے مقامات کے مورچون کے مہتمم مقرر ہوئے اور پہلی سپاہ حصار نشین کی جوابدہی انگلس صاحب کے ذمے تھی

عالم باغ ایک افسر کے سپرد ہوا کہ وہ اسپر جہان تک ممکن ہے قبضہ رکھے وہ بڑی عمدہ قیام گاہ اس سپاہ کے لیئے ہے جو کمک کو آئیگی۔ مہینے کے ختم ہونے سے پہلے اوٹرم صاحب کو تحقیق ہوا کہ باقی خوراک کا تخمینہ غلط کیا گیا ہے اگر وہ کفایت کے ساتھ خرچ کی جائیگی تو کئی ہفتے تک کام چل سکتا ہے اس لیئے انہون نے صبر کے ساتھ جبتک انتظار کیا کہ سر کولن کیمبل انکی اعانت کے لیئے آوئین۔ انگریزون کی اقامت گاہ کے شمال مشرق مین حدود وسیع ہو گئی تھی۔ جنوب اور مغرب مین وہ وسعت نہین پا سکتے تھے۔ پھر بھی نئے مورچے بنائے گئے۔ بیرونی مورچے دشمنون کے اس سڑک پر لے گئے جو آہنی پل کی طرف جاتے تھے اور وہ قبضہ مین رکھے گئے پرانی فصیل و برج و بارہ کی مرمت کی گئی اور نئی بطریان بنائی گئین۔ دشمنون نے ابھی کارزار سے ہاتھ نہین اٹھایا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ ایسے فاصلہ پر چلے گئے تھے کہ انکی بندوقین پہلی طرح سے کارگر نہین ہوتین تھین۔ مگر وہ انگریزی مورچون مین گولے مارتے تھے اور سرنگون کے لگانے مین بڑے سرگرم تھے۔ اب سپاہ حصار نشین ایسی طاقتور ہو گئی تھی کہ وہ فقط اپنی ہی محافظ نہین تھی بلکہ وہ محاصرہ سے باہر نکلکر حملہ کرتی تھی اور دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوکتی تھی اور انکے مکانات اور بطریون کو برباد کرتی تھی اور سرنگون پر بار بار قبضہ کرتی تھی اور انکو غارت کرتی تھی غرض انکی حالت پہلے سے اچھی تھی وہ پہلے اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون سے اپنی محافظت کرین اب اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون پر حملہ کرین۔ اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب نے انگلس صاحب کی گردن پر سے بوجھ ہلکا کر دیا تھا اور سب کو یقین ہو گیا تھا کہ انکی کمک ضرور آئیگی خواہ اس کے آنے مین کتنا ہی توقف ہو جائے۔ مگر یہہ تکالیف جسمانی محصورین کی چلی جاتی تھین کہ توپون کے بیلون کو ذبح کرکے وہ کھاتے تھے تو انکی جسمانی قوت اس قابل ہوتی تھی کہ وہ کام کرین اور لڑائی لڑین۔ خوراک کو کم کرین تو اناج انکے لیئے کافی ہو انکے پاس باورچی نہین تھے اس لیئے وہ ڈبل روٹی کی جگہہ چپاتیان کھاتے تھے اس سبب سے بہت سے یوروپین اسہال اور پیچش مین مبتلا تھے اور نباتات ملتے نہ تھے اس لیئے خارش کی بیماری ہوتی تھی۔ اسپتالون مین بیمارون کا ہجوم ایسا تھا کہ مریضون کی تکالیف اور زیادہ ہوتی تھین۔ وہ لوگ جو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیئے

ناقابل نہین ہوئے تھے وہ کمزور اور مضمحل ہوگئے تھے تنبا کو نہین ملتا تھا اس لیئے وہ جار کے پتے اور اور درختون کی چھالین چلمون مین رکھ کر پیتے تھے وہ رات کے متواتر پہرہ چوکی سے دق ہوتے تھے ۔ رات کی سرد ہوائین گرمی کے کپڑون کے اندر گھسی جاتی تھی۔

ہندوستانی سپاہ اپنے جرنیلون کی ہمدردی اور دلسوزی کرنے کے سبب سے ساری سختیون اور مصیبتون کی برداشت کرتی تھی اور کوئی شکایت نہین کرتی تھی وہ خیرخواہانہ گورون کی طرح کام کرتی تھی اور اپنے جرنیلون کی تقلید کرتی تھی لیکن سپاہ کی امیدون کے دیر کر نہ آنے سے دل بیمار ہوتے تھے ۔ اکتوبر کا مہینہ آخر ہونے کو ہوا مگر اب تک سر کولن کیمبل کے آنے کی کچھ خبر نہ تھی۔

سر کولن ۲۷ - اکتوبر کو کلکتہ سے روانہ ہوئے راہ نا امین تھی وہ گرفتار ہونے سے بچ گئے وہ اپنے سٹاف سمیت کوچ کرتے اور محافظ سپاہ ہمراہ نہین رکھتے تھے۔ شیر گھاٹی تک تو وہ بخیر و عافیت آئے جب یہان سے دس بارہ میل آگے چلے تو سڑک کے موڑ پر آگے کی گاڑی کے کوچبان نے دیکھا کہ چودہ ہاتھیون پر باغی سوار ہین اور پچیس سوار ان کے ہمراہ ہین - یہ خوش نصیبی تھی کہ تھوڑی دور پیچھے بلک ٹرین مین گورے چلے آتے تھے وہ ان سے جا ملے اسطرح وہ گرفتار ہونے سے یا کسی اور بلا مین مبتلا ہونے سے بچ گئے۔ بلاے رسیدہ بود ولے بخیر گذشت کچھ اکی فتح سے جسکا اوپر بیان ہوا راہ صاف ہوگئی تھی۔ سر کولن پہلی اتوار کو الہ آباد مین داخل ہوئے اور ایک دن ٹھیر کر انہون نے اضلاع کے انتظام کے لیئے پاونگڈن صاحب کے ماتحت ایک سپاہ بھیجی کہ اعظم گڈھ کے ہمسایہ مین باغی سپاہ جو دنگہ فساد کر رہی ہے اسکو مٹائے - کمانڈر انچیف تیسری نومبر کو کانپور مین آ گئے ۔

کانپور ایسا معرض خطر مین آ رہا تھا کہ لکھنؤ جانے سے پہلے سر کولن کیمبل اس کے حال پر نظر کرتے تو انصاف تھا جسوقت دہلی فتح ہوئی تو گوالیار کنٹنجنٹ مہاراجہ سیندھیا کے قابو مین نہین رہی کہ اسکو وہ اپنے پاس روک رکھتے - انہون نے ہر چند اسکو پھسلایا مگر وہ پھسلاوے مین نہین آئی - تانتیا ٹوپی نے اسسے درخواست کی کہ وہ مجھے اپنا پیشوا بنائین تو مین انکو انگریزون سے لڑنے کے لیئے لے جاؤنگا - انہون نے یہہ درخواست منظور کرلی

اب یہ سپاہ کالپی کی طرف اس غرض سے چلی کہ نانا سے اور دانا پور کے باغیون سے ملکر کانپور پر یورش کرے۔ اوٹرم صاحب نے سر کولن کو لکھا کہ لکھنؤ مین ہم خود اک ٹھٹھا کر اپنا کام بخوبی آخر نومبر تک چلا سکتے ہین۔ بس سٹیٹ کے لیئے یہہ فائدہ مند ہے کہ گوالیار کے باغیون کا علاج اول کیا جائے اور وہ بالکل فنا کیئے جائین اور پھر ہماری امداد پہ توجہ کی جائے۔ لیکن سر کولن نے اپنی اس راے پہ اصرار کیا کہ اول لکھنؤ جانا چاہیئے۔ انہون نے ونڈہیم صاحب کو کانپور حوالہ کیا اور پانچسو گورے اور کچھ سکھ ان پاس چھوڑے اور ۹ - نومبر کو سفر شروع کیا کہ ہوپ گرینٹ صاحب سے بنینی کے پرے بان تھر مین جا کر ملین۔

اوٹرم صاحب کی صلاح کے برخلاف سر کولن کیمبل نے کانپور کے محفوظ کرنے سے پہلے لکھنؤ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اس لیئے ضرور تھا کہ وہ لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ کے تمام مقامات سے بخوبی آگاہ ہوتے۔ کچھ دنون پہلے اوٹرم صاحب نے نقشون کا مجموعہ ان پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک مراسلہ لکھا تھا کہ جس سے انکی سمجھ مین آتا کہ حملہ کرنے کے لیئے کونسی راہون پہ چلنا چاہیئے۔ اب اس کے سمجھنے کے لیئے بڑی ضرورت یہ تھی کہ کوئی یورپین جو ریسیڈنسی مین ممبر ہو ان پاس جائے اور زبانی انکو سمجھاتے کہ آپ کو ان راہون پر چلکر حملہ کرنا چاہیئے۔ لیکن ہندوستانی جاسوس اسقدر دشمنون نے گرفتار کیئے تھے کہ مشکل تھا کہ کوئی یورپین انکی گرفتاری سے بچتا۔ جنرل کی آدمیت سے یہ امر بعید تھا کہ وہ کسی یورپین سے یہ فرمائش کرتا کہ وہ اپنی جان کو اسطرح معرض خطر مین ڈالے لیکن ایک شخص خود بخود مستدعی ہوا کہ وہ یہہ کام کریگا ریسیڈنسی مین غیر متعہد ملازمین مین کاوانا گھ ایک کلرک تھا جسم اسکا بڑا قوی تھا اور رگین اس کی آہنی بتقین اسکے مزاج مین۔۔۔۔ ترفع کی عادت دیوانگی کی نوبت پہ پہنچ گئی تھی مگر بہادر آدمی کے ان عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے اب اسنے وہ بہادری کا کام کیا کہ کوئی اور کام شجاعت کا اسپر سبقت نہین لے جاسکتا اسلیئے اسکے عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے وہ اپنے تئین جانتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اس کام کے کرنے کے لئے کوئی لائق نہین ہے کہ وہ کتا عہدہ الجیف کا رہنما ہو۔ کرنے مین ہنے اسنے ایک ہندوستانی جاسوس قنوجی لال کو سمجھایا کہ وہ اسکے ہمراہ ہو اور پھر اسنے اوٹرم صاحب سے درخواست کی کہ مین یہہ جان جوکھون کا کام کرونگا۔ اوٹرم صاحب نے اسکی درخواست کو منظور کر لیا اگرچہ انگریزکو

اوٹرم صاحب کا مراسلہ انکے پاس بھیجنا

ہندوستانی کا بہروپ بھرنا مشکل ہے مگر اس نے اپنا منہ جیکٹ سے کالا کر کے لکھنؤ کے ٹھیٹ بدمعاشون کی صورت بنائی اور کمر مین اسلیئے تلوار لٹکائی کہ اگر پکڑا جائے تو خودکشی کرے۔ دسوین تاریخ کو سر کولن کیمبل کی خدمت مین وہ پہنچ گیا۔ اور انکو سارا الفتہ حملہ کرنے کا سمجھا دیا

۱۱۔ نومبر کی دوپہر کو سر کولن نے سپاہ کا معائنہ کیا۔ ایک بڑے میدان کے مرکز مین تھوڑی ہی سپاہ جمع ہوئی اسکی تعداد تین ہزار چار سو تھی۔ اس مین پیل کے ملاح آٹھ توپین اپنی لیئے ہوئے موجود تھے اس مین گولہ انداز اپنی توپون کے گرد گھیرا بنائے ہوئے کھڑے تھے جو دہلی کی پہاڑی پر لڑائیون مین سیاہ رنگ ہو گئی تھی۔ ۹ لین سر تھی۔ ہوپ گرینٹ کی بہادر رجمنٹ تھی جنکی نیلی وردیان تھین اور فوجی ٹوپیان تھین جنکے اوپر سفید مونڈاسے بندھے ہوئے تھے پیسکھ رسالہ قد گندم گون سیہ چشم خوش رو بہ جنگجو ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر سوار تھے جنکی ریشمی ڈاڑھیان خوب کنگھا کی ہوئی تھین۔ سرخ نیلی پگڑیان سر پر تھین ڈھیلے لباس پہنے ہوئے تھے انکی برابر ملکہ معظمہ کی آٹھوین اور پچہترین رجمنٹین تھین جنکے چہرہ کہے دیتے تھے کہ موسم گرما مین انہون نے لڑائیون کی تکلیف اٹھائی ہے اور دوسرے روز چوتھی پنجابی پیدل پلٹن جنہون نے جان نکلسن کے ساتھ دہلی پہ حملہ کیا تھا اور سرے پر ۹۳ وین ہائی لنڈرس کی رجمنٹ کھڑی تھی جب اس رجمنٹ کے پاس کمانڈر انچیف گذرا تو انہون نے چرز دے وہ جنگ کریمیا مین اسکے افسر تھے۔

دوسرے روز صبح کو سپاہ نے سفر کیا۔ اسنے تین میل سفر کیا تھا کہ اسکے مقدمتہ الجیش پہ دشمن نے فیر کیئے۔ کپتان بیو چیر اپنی بیٹری کو اسکے مقابلہ مین لائے اور دشمنون کی توپون کا جواب بڑی مستعدی سے دیا اور گف صاحب نے ہوڈسن سوارون سے حملہ کیا۔ دشمن مفرور ہوا پھر سپاہ کا کسی نے مقابلہ نہین کیا وہ عالم باغ مین آئی اور اسکی دیوارون کے اندر خیمہ زن ہوئی۔

۱۳۔ نومبر کو سر کولن نے اپنے انتظامات کیئے سپاہ مین متواتر کمکین اتنی آگئی تھین کہ اب سپاہ کی تعداد پانچ ہزار ہو گئی تھی۔ عالم باغ مین تین سو سپاہی چھوڑ کر ۱۴۔ نومبر کی صبح کو سر کولن آگے بڑھے اور دفعتہً دشمنون کو جا لیا انہون نے حیران ہو کر دل کشا اور مارٹی نیز کو خالی کیا نہایت ہی خفیف سی لڑائی ہوئی۔ پھر سر کولن نے سپاہون کے مختلف دستے بھیجے کہ وہ اس زمین کو محفوظ و مصئون رکھین جو انہون نے لی ہے اگرچہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے دشمن نے

[illegible]

[illegible]

اپنے مقام کے لینے کے لئے دو دفعہ کوشش کی مگر دونوں دفعہ وہ آسانی سے پرے ہٹایا گیا۔
یہاں سپاہ خیموں کے بغیر ہتھیار بغل میں لئے ہوئے سوئی۔ سر کولن نے اوٹرم صاحب کو اشارہ
میں حکم دیا کہ وہ اپنی کارزار کرے جبکہ خانہ ہو اور دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے بائیں طرف ایسی
چال چلی کہ جس سے دشمن کو یقین ہوا کہ اسپر اس طرف حملہ ہوگا۔

اسی تاریخ بہت سویرے صبح کو سپاہ چلی اور نہر کے پار جاکر ندی کے کنارہ پر ایک میل
تک صف آرا ہوئی پھر ایک بڑی پیچدار تنگ گلی میں چلی۔ دشمن کو اس راہ سے انگریزی
سپاہ کے آنے کا خیال نہ تھا غرض وہ لڑتی بھڑتی سکندر باغ میں داخل ہوئی اس میں دو ہزار
باغی تھے جنمیں سے انگریزی سپاہ نے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔

سکندر باغ کے حملہ آوروں کا زندہ گروہ ریزیڈنسی کی طرف چلا۔ سڑک ایک میدان کو
قطع کرتی تھی جو بارہ سو گز عریض تھا اور سڑک سے پانچ پچاس گز نیچے اور سو گز پر اس کے داہنی
طرف ایک مسجد شاہ نجف تھی جو ایک باغ کے اندر تھی جسکی فصیل بلند اور بڑی مستحکم تھی اور اسکے
گرد جنگل اور بستی کے جھونپڑے تھے سر کولن نے یہ ارادہ کیا کہ رات ہونے سے پہلے اس
حصار کو لے لینا چاہیئے۔ چنانچہ پیل نے اپنا توپخانہ اسپر لگا دیا۔ دشمن نے جنگل کی کمین گاہ سے
اور فصیل کے رخنوں سے انگریزی سپاہ پر متواتر گولیاں مارنی شروع کیں اس اثناء میں
ایک تنگ راہ میں جو جانور میگزین لیے جاتے تھے انہوں نے اپنے سامنے آگ دیکھی اور
پیچھے انکے دھکا پیل ہوئی تو وہ آپس میں خلط ملط ہوگئے۔ مگر خوش نصیبی سے ایک افسر نے
ایک اور راستہ دیکھ لیا تھا ان جانوروں کو لے جاکر تازہ میگزین شاہ نجف پر پہنچا دیا
مگر پھر بھی یہہ اچھا راستہ نہ تھا۔ سر کولن سفید گھوڑے پر متفکر بیٹھے ہوئے لڑائی کو دیکھ رہے
تھے سپاہ کے لئے مراجعت کرنے کے واسطے جگہ نہ تھی اور فتح مشتبہ تھی۔ اب کیا تو فتح
ہوتی یا اوٹرم اور ہیولوک جو ریزیڈنسی میں تھے غارت و تباہ ہوتے انہوں نے اپنے گرد
ہائی لینڈرس کو جمع کیا اور انسے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم کو بندوقوں کی مار کے
نیچے لاؤں مگر میں شاہ نجف کو فتح کرنا چاہتا ہوں توپوں سے وہ فتح ہوتا نہیں سنگینوں سے
تم کو فتح کرنا چاہیئے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں انکے کہنے کے موافق رجمنٹ تیار ہوگئی۔

مڈل ٹن کا شاہی توپخانہ بھی آگیا۔ توپ ہنکانے والے اپنے کوڑون کو ہلاتے اور توپچی اپنی
ٹوپیون کو ہلاتے ہوئے شاہ نجف کی دیوارون کے تلے پہنچ گئے جہان دشمنون کی گولیونکا
لگاتار مینھہ برس رہا تھا وہان توپون کی بیٹیان کھولکر گراپ مارنے شروع کیئے ۹۳
رجمنٹ کے زمانہ دیدہ سپاہیون نے اور ان کے سفید پوش جنرل اور انکے سٹاف اور اسکے
کرنیل ہوپ گرینٹ نے بڑی گرمجوشی و سرگرمی سے کام کیا مگر انکی یہ ساری گرم جوشی اکارت
گئی۔ شاہ نجف کی دیوارین لوہا لاٹھ تھین انپر گولون کا کچھ اثر نہین ہوتا تھا دھنوے کا
ابر انپر چڑھتا رہتا تھا وہ اپنے مہیب چہرہ سے انگریزی سپاہ پر ناک بھون چڑھاتے تھے
اب انگریزی سپاہ نہ آگے بڑھ سکتی تھی نہ پیچھے ہٹ سکتی تھی اور فصیل پر سے جو گولیان آتی
تھین انسے وہ مجروح و مقتول ہوتی تھی۔ ہوپ اور اس کے ایڈوی کیمپ کے گھوڑے رانون
کے تلے مارے گئے وہ زمین پر گرے اور اور دو افسر مارے گئے شام ہونے کو تھی سرکولن
فتح سے مایوس تھے انہون نے حکم دیا کہ توپین ہٹائی جائین۔ ہوپ صاحب پچاس آدمیونکو
ساتھ لیکر فصیل کے گرد اس تلاش مین گئے کہ کوئی اسکا ضعیف مقام دیکھین۔ ایک سارجنٹ
پیٹن نے انکو فصیل مین ایک چھوٹا سا مقام تبلایا جو توپ کے گولہ سے ہوا تھا اس مین سے
ایک سپاہی کو دوسرے سپاہی نے دھکیل کر داخل کیا اور اس کے بعد اور باقی ہمراہی داخل
ہوئے۔ تعجب تھا کہ وہان کوئی باغی مقابلہ کرنے کو موجود نہ تھا انہون نے دروازہ کھولا پھر
انگریزی سپاہ اس کے اندر داخل ہوئی۔ باغی مفرور ہوئے انکے سفید کپڑے دھنوے
مین نہین دکھائی دیتے تھے۔ بس جہان سے دشمنون کی بندوقون کی آوازین آتی تھین
اُن سے ہائی لینڈرس کی فتح کی نعرون کی آواز آنے لگی۔ سرکولن کیمبل کا چہرہ کہ جو شاہ نجف
کی بندوقون اور توپون کی روشنی مین روشن ہوتا تھا یا اس فتح نمایان سے چمکنے لگا۔
انہون نے یہ جانکر کہ شاہ نجف بالکل اپنے قبضہ مین آگیا یہین سپاہ کو رات کو سونے کا حکم دیا۔
اس اثنا مین محصورین حتی الوسع ان سپاہون کی تائید مین کوشش کرتے تھے جو انکی اعانت
کے لیئے آنے والی تھین۔ اوٹرم صاحب نے لڑائیون کا اہتمام جنرل ہیولوک کو سپرد کیا تھا۔
انہون نے فرید بخش پر قبضہ کرلیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اور دو عمارتون پر جنکا نام ہرن خانہ اور

سٹیم انجائن ہوس (دخانی کلون کا کارخانہ) تھا اپنے قبضہ مین کرلین تاکہ وہ فاصلہ جو سر کولن
کیمبل کو ریسیڈنسی کے آنے مین طے کرنا پڑے گھٹ جائے۔ گیارہ بجے انہون نے سُنا کہ
سکندر باغ پر ہماری معین سپاہ حملہ کر رہی ہے تو ویسٹ ائر نے فرید بخش کی باہر کی دیوار
اور اس سے پرے کی عمارات پر گولے مارنے شروع کیئے۔ سوا تین بجے دو سرنگین جو ہرن خانہ
کے نیچے لگائی گئی تھین وہ اڑائین اور انہون نے اپنا عمدہ اثر کیا اب ہیولوک صاحب نے
جان لیا کہ پیدلون کے کام کرنے کے لیئے راستہ صاف ہوگیا۔ چند منٹ کے بعد لشکر کے
آگے بڑھنے کا بگل بجایا گیا لشکر اس سے بہت خوش ہوکر یورش پر پلا بہت جلد دونو عمارتین
اس کے قبضہ مین آگئین ۔

سر کولن کیمبل اپنی سپاہ مین آرام فرما رہے تھے کہ صبح ہونے سے پہلے شہر کی گھڑیالون
کی اور دشمنون کے نقارہ ون کی بڑی آوازون نے انکو جگایا مگر کوئی حملہ نہین ہوا سر کولن نے
میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ وہ بڑی عمارتین مقید محصورین کے
پاس جانے کے لیئے مزاحم تھین۔ کئی گھنٹے تک پیل صاحب نے میس ہوس پر گولون کا
مینہ برسایا تین بجے اسکی بندوقون کے چلنے کو بند کیا اور اسپر سر کولن نے یورش کرنے کا حکم دیا
باغی جلدی سے بھاگ کر موتی محل مین پناہ گزین ہوئے۔ حملہ آورون نے کپتان گارنٹ ولزلی
کی اعانت سے مفرورین کو موتی محل مین دبایا اور دیوار مین ایک شگاف ڈالا۔ اور اس شگاف
مین گھس کر اندر گئے اور خوب لڑکر باغیون کو موتی محل سے باہر نکالا۔ اب معین و معان مین چند سو
گز کا فاصلہ باقی رہا تھا جسپر قیصر باغ سے گولیون کی بوچھاڑ لگ رہی تھی باوجود اس کے اوٹرم
و ہیولوک و نے پیرامائیر اور نوجوان ہیولوک اور چار افسر اس زمین مین سے کمانڈر انچیف کو
مبارکباد دینے گئے۔ وہ موتی محل مین بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

یہان ہیولوک نے اول ہاتھ ہوپ گرینٹ سے ملایا جنہون نے اول انکو رفع تکالیف کی مبارکباد
دی پھر وہ سپاہیون مین گئے جنہون نے انکو بڑے ادب و تعظیم کی نظر سے دیکھا جنرل نے بھی
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ سپاہیون مین تم سے ملکر بڑا خوش ہوا۔ سپاہیون مین اس خیال کرنے سے
خوش ہون کہ اس جاے کے حاصل کرنے مین تمہارا بہت کم نقصان ہوا ہے مین خیال کرتا تھا کہ

۱۷ نومبر کو میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ

جرنیلون کی ملاقات

زیادہ نقصان ہوگا پھر یہ گروہ ایک سڑک پر سے اتر کر میس ہوس مین کمانڈر انچیف کے خیمے مین گیا راستہ مین نو افسرون مین چار زخمی ہوئے۔ ہیولوک صاحب بھی زخمی ہونے سے بچ گئے چند منٹ مین وہ اور اوٹرم صاحب اپنے سپہ سالار سے ملے اور آپس مین مبارک سلامت ہوئی کہ لکھنؤ کے رلیف کا کام کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا گیا۔

اب رسیڈنسی کے خالی کرنے مین بھی بڑی سپاہ کا مقابلہ کرنا باقی تھا اسکا خالی کرنا بھی ایک بڑا مشکل اور نازک کام تھا۔ یہہ ضرور تھا کہ قیصر باغ کی بناوٹون کی مار بند کی جائے تاکہ عورتین اور بچے و زخمی و بیمارون کا گروہ میس ہوس مین سرکولن کیمبل کی خیمہ گاہ تک بخیر کسی مضرت و آسیب پہنچنے کے پہنچ جائے اس لیئے سرکولن کیمبل نے ۱۶ - نوامبر کو ایک عالیشان عمارت پر جسکو بارکس کہتے تھے اور دوسرے دن ان بارکون کے قریب کے بنگلون پر اور ریلکس کی کوٹھی پر قبضہ کرلیا تھا اور اسطرح سے قیصر باغ اور دل کشا کے درمیان دشمنون کی آمدورفت کی راہ کو بند کردیا تھا ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کو پیل صاحب نے قیصر باغ پر گولہ باری کی۔ اسی اثنا مین عورتین اور بچے و بیمار و زخمی رسیڈنسی سے سرکائے گئے۔ مردون نے جب یہ سنا کہ وہ بھی اس رسیڈنسی سے جدا کیئے جائینگے تو انکو غصہ آیا اور تعجب بھی ہوا۔ یہان وہ پانچ مہینے سے رہتے تھے اور اپنی سینہ زوری سے دشمنون کے ہاتھ سے اپنے تئین بچایا تھا اس لیئے وہ اس رسیڈنسی سے مانوس ہوگئے تھے اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب اور اور افسرون نے سرکولن صاحب سے عرض کی کہ دشمن شکست پانے سے بیدل و سراسیمہ ہوگیا ہے اس لیئے فتح کے بعد لکھنؤ پر برٹش گورنمنٹ کے تسلط اور اقتدار کو قائم رکھنا چاہیئے انگلس صاحب نے کہا کہ چھہ سو سپاہی میرے حوالہ کیئے جائین تو رسیڈنسی بدستور اپنے قبضے مین رکھونگا خواہ کیسے ہی کثیر التعداد دشمن اسپر حملہ کرین۔ مگر سرکولن نے کسی کے کہنے پر کچھ خیال نہین کیا۔ انکے نزدیک اس رسیڈنسی مین رہنا سرے ہی سے غلط تھا وہ جانتے تھے کہ جو سپاہ میرے ساتھ ہے اس مین سے ہر ایک سپاہی کی ضرورت کانپور مین ہے ۲۲ - کو سب دل کشا مین چلے گئے مگر یہان رہنے کا سامان اچھی طرح نہین کیا گیا تھا۔ دشمن قیصر باغ کے حملہ کے دفع کرنے مین مصروف رہے +

سرنگون کا حال

سر جیمس اوٹرم صاحب سرکاری رپورٹ مین لکھتے ہین کہ مین خوب واقف ہون کہ
زمانہ حال کی لڑائیون مین کوئی مثال سرنگون کے ایسے سلسلون کی نہین ہے جیسی کہ
اس لکھنؤ کی لڑائی مین ہے ہم نے سرنگون کے لئے اکیس کوٹھیان بنائین جنکے عمقون کا
مجموعہ دوسو فٹ تھا اور انکی چوڑائیون کے طولون کا مجموعہ تین ہزار دوسو اکانوے
فیٹ تھا دشمنون نے ہماری بڑی عمارتون اور مورچون کے اڑانے کے لیئے ۲۰ سرنگین
لگائین اور انکو اڑایا جنمین تین نے ہماری جانون کا نقصان کیا اور دو نے کچھ نقصان نہین کیا
اور سات اور اڑائی گئین اور باقی سات مین سے ہمارے مائی نرزون نے قبضہ کرلیا

جنرل ہیولاک کی وفات

ارٹن گبنس صاحب ایک خیمہ مین داخل ہوئے تو وہان دیکھا کہ زمین پر ڈولی مین ہیولوک
صاحب سخت بیمار پڑے ہین - اس دنیا مین وہ اپنی آخر لڑائیان لڑ چکے تھے - لڑائیون کی
محنتون اور مصیبتون سے وہ فرسودہ ہوگئے تھے انکو دو روز سے پیچش تھی وہ جانتے تھے
کہ اس مرض کے دور کرنے کی قوت انکی طبیعت مین نہین ہے ان کا بیٹا اس بیماری مین
انکی خدمت کرتا تھا وہ جانتے تھے کہ مین نے جو ملکہ معظمہ اور اپنی قوم کی خدمتین کین ہین
وہ انکی قدرشناسی کرتی ہین انہون نے کہا کہ مین خوش مرتا ہون مین نے چالیس برس سے
اپنی زندگی کا ایسا قاعدہ رکھا ہے کہ جب موت آئے تو مین اسکا مقابلہ بغیر کسی خوف کے کرون
ساڑھے نو بجے صبح کے ۲۴ - نومبر کو انہون نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سفر کیا
انکے مرنے کا صدمہ ان مقامات مین ہوا جہان انگریزی زبان بولی جاتی ہے انگلنڈ اور
یونائٹیڈ سٹیٹس مین انکے ماتم کا لباس پہنا گیا اور انکی لاش عالم باغ مین دفن ہوئی -

سرکولن کیمبل کا کانپور مین جانا

سر کولن کیمبل بیتاب تھے کہ کسی طرح کانپور پہنچ جائین - کئی دن ہوئے تھے کہ
کانپور سے کوئی خبر نہین آئی تھی - عالم باغ مین انہون نے اوٹرم صاحب کو اس کام کے لیئے
مقرر کیا کہ وہ باغیون کو جب تک روکے رکھین کہ وہ پھر سرکشون کی سرکوبی کے لیئے لکھنؤ
مین آسکے وہ ۲۷ - نومبر کو صبح کے گیارہ بجے تین ہزار سپاہ اور تمام عورتون وبچون بیمارون
وزخمیون کو ساتھ لیکر چلے - توپون کی کچھ دھیمی دھیمی آوازین دور کی سنائی دیتی تھین -
جب شام کو بنی کے پل پر سرکولن پہنچے تو انکو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ دو دن سے توپون کی آوازین

یہان چلی آرہی ہین۔ اس خبر سے وہ اور سراسیمہ ہوئے۔

اس عرصہ مین کانپور مین واقعات عظیمہ وقوع مین آئے ——— ونڈہم صاحب کو بڑا مشکل کام کانپور مین سرکولن سپرد کر گئے تھے اور اس کے سرانجام دینے کے لیئے یہہ ہدایتین لکھ گئے تھے کہ چار مہینے پہلے ہیولوک صاحب کا نپور مین جو دمدمہ بنا گئے ہین اسپر وہ اپنا قبضہ رکھے۔ اور اسکو مستحکم و استوار بنائے جو یورپین پیدل سپاہی اس پاس آئے اسکو لکھنو بھیجتا رہے اور اگر باغی بالکل اسپر حملہ کرنے کا عزم جزم کرین تو وہ اپنی تھوڑی سی فوج کو دمدمہ سے باہر بہت پھیلاؤ مین خیمہ زن کرے مگر وہ مجاز نہین ہے کہ کوئی بہانہ بنا کے دشمنون پر خود حملہ کرے الا اس صورت مین کہ کسی طرح سے وہ دمدمہ کو دشمنون کی گولہ زنی سے بچا ہی نہین سکے ونڈہم صاحب نے انکی ہدایتون کے موافق کام کیا دمدمہ کو استوار کرنے کے لیئے مزدور برابر لگائے رکھے۔ دمدمہ عارضی چند روز کے لئے بنایا گیا تھا اسکو وہ حصن حصین نہین بنا سکتے تھے اور اسکے آس پاس مکانات و باغات اس کثرت سے تھے کہ دشمن انکی آڑ مین توپخانہ لیکر ایک بندوق کی گولی کے فاصلہ پر آسکتے تھے۔

اس عرصہ مین تانتیا ٹوپی سرکولن کے چلے جانے سے اپنے تئین مستفید کر رہا تھا۔ اس کے پاس پچیس ہزار سپاہ تھی اور سگے ناناکے ساتھی ملازم شامل تھے وہ اول کالپی مین آیا اور یہان سپاہ متعین کی کہ وہ اسپر اپنا قبضہ رکھے اور پھر کانپور کی طرف سفر کیا اور اثناء راہ مین جو مقامات مستحکم آئے انمین سپاہین متعین کرکے ونڈہم کی ساری راہین اس ملک کی بند کرین جہان سے رسد ان پاس آتی تھی۔ اس خبر سے کہ تانتیا ٹوپی اسطرح چلا آتا ہے۔ ونڈہم صاحب نہایت مشوش ہوئے انہون نے کمانڈر انچیف سے درخواست کی کہ کمک کے لئے جو سپاہین آتی ہین انمین سے کانپور مین اسکے بعض حصہ کو رکھنے کی اجازت مجھے ملے۔

۱۴ نومبر کو اس درخواست کی منظوری کا جواب آگیا۔

تین دن بعد سترہوین نومبر کو وہ اپنی سپاہ کو شہر کی آڑ مین لے گئے اور سرکولن کی ہدایت کے موافق اسکو ایک بڑے پھیلاؤ مین خیمہ زن کیا۔

ونڈہم صاحب کو جو یہ اجازت ملی تھی کہ وہ اپنی سپاہ کی قوت کو بڑھا سے اس سے کچھ اسکی دلجمعی

ہوئی تھی مگر وہ جلد جاتی رہی۔ اسکو ہر روز یہہ امید ہوتی تھی کہ سر کولن لکھنؤ کو فتح کرکے آتے ہونگے مگر کہین انکے مقدمۃ الجیش کی جھلک بھی نظر نہین آتی تھی۔ وہ سر کولن کی چٹھیون کا روز منتظر رہتا تھا مگر ۱۹ تاریخ کے بعد انکی کوئی چٹھی نہین آئی جو خبر آئی وہ بڑی متوحش تھی اسنے یہہ سنا کہ ۲۲ تاریخ کو باغیون کے ایک گروہ نے بنی کے پل پر قبضہ کرلیا ہے اور ادھر سے تانتیا ٹوپی کی امداد کے لیئے سپاہ آتی ہے۔ ۲۳ تاریخ کو ایک کمسریٹ افسر کی جو سر کولن کے لشکر سے متعلق تھا چٹھی اس مضمون کی آئی کہ لکھنؤ کو دس روز کی رسد فوراً بھیجدو۔ تین دن سے سر کولن کا کوئی مراسلہ نہین آیا اب اس چٹھی کے آنے سے ناگزیر یہہ خوف پیدا ہوا کہ لکھنؤ کو باغیون نے گھیر رکھا ہے۔

ایسی حالتون مین ونڈہم صاحب نے سوچا کہ کوئی لڑائی کی تدبیر کرنی چاہیئے اگر تانتیا ٹوپی نے اپنے لشکر عظیم اور کثیر توپخانون سے حملہ کیا تو یہہ ناممکن ہے کہ مین شہر کو اور دمدمے کو اس طرح محافظت کرکے بچا سکون جسطرح سر کولن نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کامیابی کی امید اسطرح ہوسکتی ہے کہ مفصلات مین جو دشمن کے مستحکم مقامات ہین انکو غارت اور تباہ کرنا چاہیئے ۱۷۔ نومبر کو انہون نے ایک نہایت خوش اسلوب تدبیر اور تجویز لکھکر کمانڈر انچیف پاس منظوری کے لیئے بھیجی۔ مگر اس سبب سے کہ لکھنؤ کی آمد و رفت کی راہ بند تھی اس درخواست کا جواب سر کولن کے پاس کچھ نہین آیا۔ تانتیا ٹوپی کی سپاہ جن مقامات مین مقیم تھی انمین دو گاؤن بڑے مستحکم گنگا کی نہر پر کانپور سے ایک کڑی منزل کے فاصلہ پر تھے۔ ونڈہم صاحب کا یہہ خیال تھا کہ رات کو اپنی سپاہ کو نہر پر لے جائے اور ان دونو گاؤن مین سے کسی ایک پر چھپٹا مارے اور اسکو تباہ کرکے کانپور مین اس لیئے چلا آئے کہ اگر دشمن مقابلہ کو آئے تو اس سے لڑے۔

ونڈہم صاحب کو اپنی تدبیر کی کامیابی پر ایسا یقین نہین تھا کہ وہ اپنے اعلے افسر کے حکم سے سرتابی کرکے سرخرو ہوتے۔ اگر کوئی افسر اپنے اعلے افسر کی حکم عدولی کرکے اپنے کام مین کامیاب ہو تو پھر اسکو نافرمانی کی سزا نہین ملتی لیکن اگر ناکامیاب ہو تو پھر اسکو اپنی حکم عدولی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

گو ونڈہم صاحب کو اپنی تجویز پر بیدھڑک عمل کرنے کا حوصلہ نہ تھا مگر وہ ایسے گئے گذرے بھی نہ تھے کہ بالکل بے کار بیٹھے رہتے ابتک انکو امید چلی جاتی تھی کہ انکی تجویز کی منظوری آتی ہوگی اس لیئے وہ آمادہ ہو رہے تھے کہ جب انکو اول موقع ملے تو اسکو عمل مین لائین چنانچہ ۲۴ - نومبر کو انہون نے جنوب مغرب کی سمت مین چھ میل سفر کرکے اپنے خیمے وہان لگائے جہان کالپی کی سڑک پر نہر کا پل بنوایا تھا - اس طرح ونڈہم کے آنے کو تانتیا ٹوپی مقابلہ کرنے کے لیئے پیشقدمی سمجھا - اکبرپور سے جو ان دیہات مین سے تھا جنپر اسنے قبضہ کیا تھا چلا اور دوسرے دن پانڈو ندی کے داہنے کنارہ پر اس مقام مین خیمہ زن ہوا جو تھوڑی دور پر ونڈہم کی خیمہ گاہ سے جنوب مغرب مین تھا - دوسرے دن ونڈہم صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور شکست دیکر کانپور مین چلے آئے - کالپی کی سڑک پر اینٹون کے پژاوون مین اپنے خیمے لگائے جہان وہ جانتے تھے کہ دشمن آئیگا تو دمدمہ کی نسبت یہان اچھی طرح محافظت ہوسکیگی - آخر کو اس پاس ایک مراسلہ آیا جس مین لکھا تھا کہ لکھنؤ مین سب کام خاطر خواہ بن آئے انکو ایک دو روز اور اپنی محافظت کرنی چاہیئے اسکے بعد تمام انکی تشویشات رفع ہو جائینگین اور اسکا قصور معاف ہو جائیگا کہ انہون نے تانتیا ٹوپی پر اسلیئے حملہ کیا تھا کہ اسکو شکست دے تاکہ اسکو حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو

تانتیا شکست پانے سے ذرا نہین ڈرا - اسنے اپنی ذہانت سے یہہ سوچا کہ ونڈہم صاحب جو فتح پانے کے بعد کانپور واپس چلا گیا تو انکو ضرور خوف ہوا ہوگا کہ کانپور پر حملہ ہوگا اسکو بچانا چاہیئے اب اسنے ارادہ مستحکم کیا کہ کانپور پر حملہ جلدی سے کرنا چاہیئے - دوسرے روز ونڈہم صاحب نے اپنی سپاہ کو حسب دستور مسلح کیا - انکو دشمنون کے ارادہ سے مطلق خبر نہین تھی اس لیئے کہ جاسوس جو انہون نے بھیجے تھے وہ اتنے گرفتار ہوئے تھے کہ اب خبر لانے کے لیئے کسی جاسوس کے جانے کی ہمت نہین پڑتی تھی - خوف کے مارے جان جاتی تھی - بارہ بجے ونڈہم صاحب ایک مکان کی چوٹی پر کھڑے تھے کہ انہون نے دھوان اٹھتا ہوا دیکھا اور توپون کی آواز مین سنین - وہ فوراً نیچے اترے اور حملہ کے دور کرنے کی تدابیر کرنے لگے -

ونڈہم صاحب نے بریگیڈیر کارتھیو کو جو کل کی لڑائی مین بڑے کارہائے نمایان کر چکے تھے حکم دیا کہ

وہ جاکر شہر کی جانب راست کی محافظت کرین جو بھٹور کی سڑک کی طرف ہے اور کرنیل وال پول کو
کالپی کی سڑک کی طرف بھیجا کہ وہ دشمن کی داہین طرف کی سپاہ سے یعنی میمنہ سے لڑے
تا منتیا ٹوپی کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ وال پول کی سپاہ کو جلد خوف پیدا ہوا کہ وہ
مغلوب نہ ہو جائے ایک گھنٹہ تک لڑائی رہی و نڈہیم صاحب کارتھیو کی لڑائی کی نگہبانی
کرتے تھے پھر وہ باہین برگیڈ کی طرف گئے ایک افسر جو گارڈن ہیتی بغیر حکم کے نامردی سے بغیر
مقابلہ کرنے کے بھاگ آیا۔ گارڈی بان بھاگ گئے۔ میگزین ٹھہر گیا۔ ونڈہیم صاحب نے یہ دیکھکر
کہ فتح پانا ناممکن ہے خود پڑاو ون مین مراجعت کی اور کارتھیو صاحب کو حکم دیا کہ وہ بھی یہین چلے
آئین۔ کارتھیو صاحب اول تو اس حکم سے خبر نہ ہوئے وہ میدان جنگ مین ابتدا سے کامیاب
ہو رہے تھے اور انکو یقین تھا کہ وہ آخر تک فتحیاب رہین گے مگر جب یہ حکم دوبارہ ان پاس
آگیا تو انھون نے حکم کی اطاعت کے لیئے مجبور ہوکر اپنے برگیڈ کو ہٹایا گو یہ ہٹانا انکو
ناگوار خاطر تھا اب انھون نے پڑاو ون کے پاس آنکر جو حال دیکھا تو انکو اور غصہ آیا کہ
باہین برگیڈ کے سپاہی ابتر و پراگندہ ہوگئے ہین انکے خیمے اور بھاری اسباب جابجا بے ترتیب
اکھڑے پڑے ہین اور مویشیون کو دشمن بھگا کر لے گئے ہین۔

اب یہہ اور زیادہ خراب نوبت آئی کہ پانچ بجے ایک سپاہی خبر لیکر آیا کہ باغی دمدمے پر
حملہ کر رہے ہین اسکی محافظت کے لیئے پڑاو ون کو چھوڑ کر دمدمہ مین جانا پڑا۔ ونڈہیم
صاحب نے اس افسر کو جسکے پڑاو سے سپرد کئے تھے حکم بھیجا کہ وہ واپس آئے اور خود ایک
لشکر کو جو فتحپور سے آگیا تھا ساتھ لے دمدمہ پر گیا اور باغیون پر حملہ کیا اور انکو مار کر
وہان سے بھگا دیا پھر وہ گھوڑے پر سوار کارتھیو پاس گئے اور انکو حکم دیا کہ وہ داہین
طرف اپنے اصلی مقام پر آجائین اور وہان سے چلکر نہر ایلے پر قبضہ کرین۔ کارتھیو صاحب نے
بڑی ہنرمندی اور خوش اسلوبی سے ونڈہیم صاحب کے حکم کی تعمیل کی اور جو باغی
انکے سامنے آیا اسکو مار کر ہٹایا۔ مگر اس کے خلاف سپاہ کلان اپنے خیمے ڈیرے
اور اسباب چھوڑ کر واپس چلی گئی اور واپس جانے مین دشمنون کی بندوقون کی مار سے
بڑی گزند اٹھائی۔ ان مین سے بعض نے بڑی بے غیرتی کا کام یہہ کیا کہ اپنے علم

پھینک دیئے اور بالکل ڈسپلن کے خلاف کام کیئے۔ شراب جو بیمارون کے لیئے رکھی تھی اسکو
گودام توڑکر نکال لیا اور شراب پی کر ایسے بدمست ہوئے کہ افسرون کے صندوق توڑے۔
ونڈہم صاحب کو خیال تھا کہ دشمن دوسرے روز از سرِنو حملہ کریگا رات بھر اور افسرون سے وہ صلاح
مشورہ کرتے رہے اور گنگا کے پاس جو شہر کا حصہ تھا اسکی حفاظت کرتے رہے۔ وال پول صاحب
پھر دوبارہ بائین طرف نہر کی جانب مین محافظ تھے جو پڑاوون کے قریب تھا۔ برگیڈ ولسن ودمدمکی
حراست کرتے تھے۔ کارتھیو صاحب بٹھورکی سڑک کی جو کلیدِ شہر تھی روک تھام کر رہے تھے تاکہ وہ تمام
ذخائر اور گودام بچے رہین جنہین لکھنؤ سے آنے والی عورتون اور بچون کے لیئے کپڑے اور اور
چیزین رکھی تھین۔ ونڈہم صاحب نے جو خاص سپاہ اس کام کے لیئے جدا مقرر کی تھی وہ کافی نہ تھی۔
۲۸ تاریخ صبح کو دشمن نے حملہ کیا۔ کارتھیو صاحب نے ایک نالہ کے پل پر جو تھی ایٹہ کے سامنے تھا قیام
کیا۔ دشمن اینر ڈھائی گھنٹے تک بڑے زور شور سے حملہ کرتا رہا مگر وہ انکو اپنے مقام سے نہ ہٹا سکا
بارہ بجے انکو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھین۔ انکی راہ مین ایک زمین آتی تھی جسکا طول چھ سو گز تھا
اور اسکے مقابل جانب مین دشمن نے تین توپین لگا رکھی تھین۔ کارتھیو صاحب بہادرانہ لڑتے
ہوئے توپون سے سو گز کے فاصلہ پر پہنچے مگر یہان گرد کے مکانون سے اینر توپون اور
بندوقون کی ایسی بھرمار ہوئی کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے۔ اس ناکامی سے کارتھیو صاحب بیدل
نہین ہوئے وہ توپین لائے اور انسے انہون نے دشمنون کی توپون کو بند کر دیا۔ مگر ان
پاس سوار نہین تھے کہ انکی امداد کرتے اس لیئے وہ اور زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس عرصہ
مین ولسن صاحب نے بھی کارتھیو کے میسرہ کے متوازی دشمن کی ایک دوسری
بیٹری پر بڑھے اور ابتدا مین کارتھیو کے برگیڈ سے زیادہ کامیاب ہوئے انکی سپاہ نے
توپون پر حملہ کیا اور کچھ دیر کے لیئے اینر قبضہ بھی کر لیا مگر سپاہ کلان نے جو بہت پیچھے چلی
گئی تھی انکی اعانت نہین کی اس لیئے جب اسپر حملہ ہوا تو سپاہ غارت ہوئی اور ولسن صاحب
خود افتادہ ہوئے۔ فوج کلان دمدمہ کو واپس گئی۔ کارتھیو کا میمنہ دشمنون کی زد مین
آیا اگر ونڈہم صاحب انکی امداد کرنے تو بگڑی ہوئی لڑائی پھر سنبھل جاتی۔ ۔ ۔ سر کولن
تھوڑی دیر مین آنے والے تھے انکے آنے کے بعد اگر لڑائی کا فیصلہ ہوتا تو یون لڑائی

بالکل نہ بگڑتی -

بٹھی سے صبح کو سرکولن کا سفر شروع ہوا - ہر وقت توپون کی آواز زیادہ تیز آتی جاتی تھی مگر ونڈہم صاحب پاس سے کوئی خبر نہین آتی تھی - میل بہ میل جلدی جلدی طے ہوتے تھے دوپہر سے پہلے ایک ہندوستانی نے ایک سٹاف افسر کو چٹھی مورخہ ۲۶ - نومبر کو دی جسکے عنوان پر نہایت ضرور لکھا تھا وہ اس کمانڈر کے نام تھی جو کانپور کی سڑک پر سپاہ کا افسر خواہ سرکولن کیمبل ہون یا کوئی اور افسر - سرکولن نے اس چٹھی مین پڑھا کہ کانپور پر حملہ کیا گیا پھر ایک اور چٹھی اور اسکے بعد دوسری چٹھی انکے پاس آئی جسسے معلوم ہوا کہ ونڈہم صاحب پر ایسا دباؤ پڑا کہ وہ اپنے دمدمہ مین چلے گئے - سرکولن گھوڑے پر سوار ہوکر سوارون اور توپخانہ کو لیکر اپنے لشکر سے آگے گئے - وہ پل پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ پل ہنوز قائم ہے چند منٹ مین وہ پل پر گئے جب وہ پار اترے تو دریا کے پاٹ پر سورج کے ڈوبنے کی کرنین پڑ رہی تھین اور دور کے فاصلہ پر آتش جنگ مشتعل تھی اور کانپور پر اسکی شعلہ افشانی ہو رہی تھی

جس وقت لڑائی کے نازک وقت مین ولسن صاحب کا حملہ ہٹایا گیا تھا ونڈہم کی جریلی ناکامیاب ہوگئی تھی انہون نے بالفعل سپاہ وال پول کی امداد کے لیئے بھیجی مگر اس پاس سپاہ کافی تھی اس لیئے یہ امداد کچھ بڑی اہم نہ تھی - مگر کارتھیو صاحب پر لڑائی کا سارا بوجھ آن پڑا تھا اور اسکی قسمت پر سارے لشکر کی قسمت کا مدار تھا اس پاس امداد کے لیئے ایک سپاہی نہین بھیجا گیا مگر ایسے سخت امتحان کے وقت مین کارتھیو بیدل نہین ہوا وہ مجبور ہوکر پل پر واپس آیا - یہان بھی لڑے گیا - دشمن اسکے اوپر توپون پر توپین چڑھا کر لایا - گرد کے مکانون و باغون مین بڑھا آگیا اور اس کے تھوڑے سے لشکر پر ہندوقون کی باڑ پر باڑ مارتا رہا مگر جب کارتھیو نے دیکھا کہ اب مین چارون طرف سے گھر جاؤنگا تو اسنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ دمدمہ کو واپس چلے اسوقت ونڈہم صاحب سرکولن کیمبل کو جو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ دمدمہ مین آگئے تھے اپنی خزانچی گری کا حساب سمجھا رہے تھے - انہون نے وہ کام پورا انہین کیا جو انکو کرنا چاہیئے تھا جسکے سبب سے سارا شہر اور تمام ذخائر گودام اور بہت کل کا اسباب دشمنون کے ہاتھ مین آیا مگر انہون نے یہہ دو بڑے بہادرانہ کام کیئے کہ دمدمہ کو اور پل کو قائم رکھا -

رات خیر و عافیت سے گذری ۲۹ - نوامبر کی صبح کو تانتیا نے دیکھا کہ گنگا کے کنارہ سے پرے کا
میدان انگریزی لشکر کے خیموں سے سفید ہو رہا ہے تو اس لیئے یہ جانا کہ اگر مین اس سپاہ کو
پل کے پار اترنے دونگا تو وہ مجھ پر حملہ آور ہوگی اسلیئے اسنے اپنے توپخانون سے پل پر
گولہ زنی شروع کی - پیل کی بھاری توپون نے اور اور توپخانون نے اسکی توپون کا جواب
دیا - تھوڑی دیر کے لیئے دریا کے کنارون پر دھوئیں کی گھٹا چھاگئی - مگر دشمن بہ تدریج
مغلوب ہوا اور اپنی کوشش سے باز رہا - پھر سر کولن کیمبل کا مقدمۃ الجیش پل پر آیا اور اسکے
بعد عورتین بچے زخمی بیمار اترے اور پھر سب اسباب کی گارڈیون کا تانتا اترا اور پھر عقب
کی سپاہ نے عبور کیا اور لشکر وہان خیمہ زن ہوا جو اس مقام کے قریب تھا جو پہلے انگریزی فوج کا
مقتل بن چکا تھا - یہہ سب کام ۲۹ - نومبر کے ۳ بجے اور ۳۰ نومبر کے چھ بجے صبح تک ہوتے
باغی اپنے پہلے مقامات پر جمے رہے سر کولن کیمبل جانتے تھے کہ مین انکے نکالنے مین
جب تک کوشش نہین کرسکتا ہوں کہ ان عورتون بچون وغیرہ کا گروہ الہ آباد نہ روانہ ہو وہ
میرے لیئے حملہ کرنے کے واسطے ایک روک ہے - اس لیئے انکی روانگی کے سامان کے
تیار کرنے کا بڑا اہتمام کیا گیا ۳ - دسمبر کی رات کو وہ الہ آباد روانہ ہوئے - اس کے بعد
سر کولن دو روز اور باغیون کو دیکھتے رہے کہ وہ انکو خوف کی رسائی سے بالکل پرے کردین
اس عرصہ مین باغیون نے انکو بھی ایسا ہی حیران کرنا شروع کیا جیسا کہ وہ مہینے کی ابتدا سے
اپنے منتشر حملون سے کرتے تھے - لیکن اب وقت معاوضہ لینے کا قریب آگیا تھا -
باغیون کا مقام بڑا مستحکم تھا - انکی بائین جانب کی محافظ گنگا تھی اسکا مرکز شہر تھا جس کی
پیچدار گلیون کے مکانات محافظت کے لیئے نہایت مناسب تھے انکی داہنی جانب مین
نہر کے پار ایک کھلا میدان تھا داہنی طرف سے دو میل کے فاصلہ پر کالپی کی سڑک کے
قریب گوالیار کنٹنجنٹ کا خیمہ گاہ تھا - باغیون کی سپاہ کا یہی حصہ بڑا مہیب تھا - سر کولن نے
دشمن کے سارے مقامات ملاحظہ کرکے یہہ سوچا کہ باغیون کے داہنی جانب فقط مجروح
ہونے ہی کے قابل نہین ہے بلکہ اسپر قبضہ کرنا اس سبب سے بھی اہم ہے کہ کالپی کی سڑک پر
قبضہ ہو جائیگا جو فقط ایک ہی راہ گوالیار کنٹنجنٹ کے بھاگنے کے لیئے ہے اسواسطے انہون نے

اپنا ارادہ مصمم کرلیا کہ اسپر سارا لشکر لے جاکر حملہ کیجئے اور اسکو اس سے پہلے مغلوب کرلیجئے کہ مرکز سے اس پاس کمک پہنچے۔ اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر قبضہ کرکے کالپی کی سڑک پر اپنا خیمہ گاہ بنائے اور دشمن کی آمد ورفت پر ضرب لگائے۔ سر کولن کی کل سپاہ مین پانچ ہزار پیادل تھے اور وہ چار برگیڈ مین منقسم تھے چھ سو سوار تھے اور پینتیس توپین تھین۔

۶۔ دسمبر کو دس بجے صبح کے ونڈہم صاحب نے جو مدرسہ کے کمانڈر تھے اپنی ساری توپون سے دشمن کی بائین جانب اور مرکز پر گولے مارنے شروع کیئے تقریباً دو گھنٹے مین شہر کی گلیون مین جو باغی جمع تھے ان گولیون کی ضرب سے بہت ان مین فنا ہوئی۔ اس حملے کے جوش وخروش نے باغیون کی توجہ کو ایسا پریشان کیا تھا کہ وہ اس کے دفع کرنے کے واسطے داہین طرف سے سپاہ پر سپاہ بلاتے تھے اور اسطرح داہین جانب کو ضعیف کرتے تھے یون سر کولن کا پہلا منصوبہ تھا سدھ ہوا۔ توپونکا عمل غبارہ موقوف ہوا۔ دھوان صاف ہوا۔ گریٹ ہیڈ برگیڈ کے پیادے نظر سے چھپے ہوئے بہت قریب نہر کی لین کے پاس پہنچے اور دشمن کے مرکز یعنے قلب کی سپاہ کو لڑائی مین بندوق باری سے مصروف رکھا۔ پھر کچھ جانب چپ سے برگیڈ وال پول کی سپاہ لباس رفل دار سپاہی نہر سے پایاب اترے اور دشمن کے ان سپاہیون کو ابتر و پریشان کیا جو شہر کے کوچہ و بازارون سے میمنہ کی مدد کو جاتے تھے اس اثنا مین سوار اور توپخانے غائیت جانب سے دوڑتے ہوئے نکلے اور ہوپ اور انگلس کے برگیڈون نے دفعتہً اپنی کمین گاہون سے سرعت سے نکلکر میدان مین دولیفون مین لہرین مارنی شروع کین۔ پیادون کے پیچھے دشمنون کا ہجوم تھا انہون نے خوب گولیان انپر چلائین مگر لڑنے والون کی یورش کی تاب نہ لائے نہر کے پل پر واپس چلے گئے اور اس مقام سے انہون نے ایسی گولیان انگریزی لشکر پر مارین کہ وہ آگے بڑھنے سے رک گیا۔ پیل صاحب کے ملاح دوڑے آئے اور اپنی چوبیس بیبی توپون کو گھسیٹ کر لائے اور پل کی داہین طرف یورش کرکے ایک توپ اسپر لگادی۔ پیادون نے نہر سے پایاب اترکر دشمنون کو پراگندہ کیا اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر دوڑے گئے تو انکے ہوش پران ہوئے کہ دفعتہً یہ بلا کہان سے انپر ٹوٹ پڑی وہ اس بلائے ناگہانی سے بچنے کے لیئے

سپاہی اپنے توون پر روٹیان پڑی ہوئی چھوڑکر کے بھاگے۔ بیل گاڑیون سے رسیان
تڑاکر بھاگے۔ ڈاکٹر اسپتالون سے مریضون کو چھوڑکر فرار ہوئے۔ سرکولن نے جنرل
ہپنس فیلڈ کو اسکے پاس بھیجا کہ وہ مرکز اور میمنہ سے باغیون کو بھاگنے نہ دے اور
وہ خود گو الیار کنٹنجنٹ کے تعاقب کرنے مین مصروف ہوئے انکے سوار اور توپخانے فوراً
ایسے آن ملے اور مفرور جو بھاگے جاتے تھے انکے پیچھے پڑے۔ میگزین کے بھرے ہوئے
چھکڑے جابجا سڑک پر بکھر رہے تھے۔ بہت سی توپین بیخین ٹھکی ہوئی پڑی ہوئی تھین انکے
پاس سے لشکر انگریزی گذرتا ہوا گھوڑون کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اور بیدریغ باغیون کو
میلون تک مارتا ہوا چلا گیا جب تک اسنے توقف نہین کیا کہ باغیون نے مایوس ہوکر اپنے
ہتھیار پھینک دیئے اور سڑک سے بھاگ کر جنگل مین جاکر چھپے ملک مین ادھر اُدھر سرگردان
اور پریشان ہوئے۔ آدھی رات کو لشکر ظفر و منصور کانپور مین واپس آیا۔ جرنیل ہینس فیلڈ
جس کام کے لئے بھیجے گئے تھے اسکو انہون نے کچھ نہین کیا۔ اس لیئے بہت سے باغی بچکر
بٹھور کی طرف بھاگ گئے۔ سرکولن نے انکی لیاقت کے سمجھنے مین غلطی کی۔

سرکولن کو جنرل ہینس فیلڈ کی ناکامیابی کے سبب سے ایک اور سپاہ باغیون کے تعاقب
مین بھیجنی پڑی جسکا ہوپ گرینٹ صاحب کو کمانڈر مقرر کیا۔ صاحب ممدوح نے مفرور باغیون کے
نشان قدم سے جان لیا کہ وہ بٹھور کی سڑک پر پھیل کر گنگا کے پار گھاٹون سے اترکر اودھ
مین جابین گے۔ وہ اس راستے پر بہت جلد رات بھر چلے اور موضع شیوراج پر پہنچے جو
تین میل گنگا کے گھاٹ سے تھا۔ یہان اپنا اسباب چھوڑکر دریا کے قریب پہنچے اور وہان
باغیون کو دیکھا اور اپنی توپون سے انکے دھنوین اڑا دیئے۔ باغی کنارہ کی طرف اپنی
پندرہ توپین چھوڑکر بھاگے وہ ان توپون کو کشتیون پر لادنے کو تھے کہ انگریزی سپاہ نے
ان توپون کو چھین لیا انکے بیل نایاب و عمدہ تھے۔

ان لڑائیون سے باغیون کی فوجون کا کچلا نکل گیا۔ ان چھٹی و نوین کی لڑائیون مین
انکی بتیس توپین چھن گئین ایک مستحکم مقام قبضے سے نکل گیا بہت سے آدمی قتل ہوئے
باغیون کی سپاہ جن حصون پر مشتمل تھی وہ آپس سے جدا ہو گئے کہ پھر کبھی نہ ملے ایک حصہ

کالپی کی طرف بھگا دیا گیا دوسرا حصہ اودھ مین جانے سے روکا گیا اور بغیر توپون کے بٹھور کی طرف بھاگا۔ برٹش نے اپنے ننانوے آدمیون کے مجروح و مقتول کرانے سے یہ نتائج حاصل کیے۔

جب ہوپ گرینٹ کی رپورٹ فتح کی سر کولن کیمبل پاس آئی تو انہون نے افسرون کو ہدایت کی کہ فوراً جاکر نانا کی راجدھانی کو غارت کردو۔ گرینٹ صاحب نے ۱۱ دسمبر کو بٹھور مین جاکر مندر کو اڑا دیا اور نانا کے محل مین آگ لگا دی۔

باب چہارم

دوآبہ مین اور لڑائیان

چھٹی و نوین دسمبر کی فتوحات نمایان حاصل ہوئین تو سر کولن کیمبل دل سے یہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھکر باغیون اور انکے معاونون پر حملہ کیجیے۔ ان کے دلون مین ان شکستون کی یاد تازی ہی جیسی وہ سہمے ہوئے ہین۔ مگر اسباب باربرداری کے موجود نہ ہونے سے وہ آگے جانے کے لیے معذور تھے انہون نے دو ہزار گاڑی چھکڑے اپنی بڑی عرق ریزی سے جمع کیے تھے جنمین عورتون اور بچون وغیرہ کو الہ آباد روانہ کیا تھا اب انکے واپس آنے کے منتظر تھے۔ وہ ۲۳۔ دسمبر کو کانپور مین واپس آگئے۔ اس عرصہ مین کہ انکو کانپور مین توقف کرنا پڑا وہ لشکرکشی کی تدابیر سوچتے رہے کہ اودھ اور رہیل کھنڈ کی فتح کرنے سے پہلے دہلی و پنجاب سے دوآبہ کی آمد و رفت کا راستہ کھولنا چاہیے اور یہہ راستہ جب کھل سکتا ہے کہ دوآبہ بالکل فتح ہو۔ اس فتح ہونے سے زیرین گنگا اور سندھ کے درمیان ملک بالکل باغیون سے پاک صاف ہو جائیگا پہلے گریٹ ہیڈ صاحب نے جو دہلی سے دوابہ مین سفر کیا تھا اسکا اثر مستقل نہ تھا۔ آگے دوڑ پیچھے چوڑ تھی وہ آگے بڑھے پیچھے انکے پھر وہی باغیون کا ڈھنگ فساد موجود تھا۔ سرکولن کی راے مین جمنا کے بائین کنارہ پر چھوٹے چھوٹے

مقامات مین اور الہ آباد کے مشرق مین اس فساد کے بجھانے کے لیے گشتی کولمون کا بھیجنا کافی ہوگا۔

سرکولن نے یہ تجویز بڑے حزم واحتیاط سے کی کہ فتح گڈھ کی طرف سپاہین روانہ کی جائین۔ انہون نے وال پول صاحب کو ہدایتین کین کہ سیٹن صاحب جو علی گڈھ سے سفر کر رہے ہین انسے ملاقی ہوکر اور کالپی کی سڑک پر نیم مقوس دوڑ کرکے اکبرپور ہوتا ہوا اٹاوہ مین پوری جائے اور کالپی کی سپاہ کو ڈراتا جائے اور آگرہ کے اضلاع کو باغیون سے صاف کرتا جائے اور مین پوری مین وال پول صاحب سیٹن صاحب سے ملجائے تو دونو ملکر فتحگڈھ کی طرف جائین۔ ہم وال پول صاحب اور سیٹن صاحب کے سفرون کا جدا جدا حال — اور پھر ان دونو کے مل جانے کے بعد فتحگڈھ کی طرف سفر کرنے کا بیان اور پھر سر کولن کیمبل کے سفر کا بیان اور کانپور مین فتح گڈھ مین انکے آنے کا حال لکھتے ہین

۱۸۔ دسمبر کی صبح کو وال پول صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور اکبرپور کی راہ سے اٹاوہ پہنچ گئے۔ راہ مین کوئی لڑائی بھڑائی نہین ہوئی۔ بغاوت کی ابتدا مین اٹاوہ لٹا تھا اب چرچ و کچہریان شکستہ ہورہی تھین۔ باشندے بھی برباد ہوگئے تھے باغی اٹاوہ پر قابض تھے۔ وال پول صاحب کے آنے کی خبر سنکر اٹاوہ سے بہت سے سرکش کھسک گئے مگر تھوڑے مذہب کے دیوانے ایک مضبوط احاطہ مین جسکی فصیل رہنی عمارتی جم کر شہادت کے شوق مین لڑے انگریزون نے سرنگ لگا کے انکو اڑا دیا انکی شہادت کی تمنا پوری ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۹۔ دسمبر کا ہے۔ پھر کولم سفر کرکے مین پوری مین گیا۔ اور ۳۔ فروری کو بریگیڈیر سیٹن کے لشکر سے بیور مین ملا جو فتح گڈھ سے پندرہ میل پر تھا۔

سیٹن صاحب اس لشکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے۔ دہلی مین کانپور جانے کے لیئے تجویز ہوا تھا اسکے ساتھ غلہ وغیرہ اور حرب وضرب کا سامان اور لاؤ لشکر اسقدر تھا کہ انیس میل مین اسکا تانتا لگتا تھا۔ دہلی سے جس روز سیٹن صاحب چلے ہین اسنے پہلے رات کو انہون نے سنا تھا کہ ضلع علی گڈھ مین باغیون کا جماؤ ہے۔ وہ ۱۹۔ دسمبر کو علی گڈھ روانہ ہوئے انہون نے یہان آنکر قلعہ علی گڈھ کی توپون کی محافظت مین اپنے سامان رسد وغیرہ کو رکھا اور خود کچھ لشکر

لیکر جنوبی شرقی سمت مین سفر کیا - اور باغیون کو کاسگنج اور پٹیالی مین شکست دی اور
نواب فرخ آباد کے موروثی کمانڈر انچیف حکیم کو مارا اور اسکا ہاتھی جسکا حوضہ چاندی کا تھا چھینا
یہہ حساب کیا گیا ہے کہ باغی چھہ سو مارے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مقتول اور
تین مجروح ہوئے اور انہون نے تیرہ توپین چھینین سیٹن صاحب پٹیالی مین تین روز
ٹھیرے کہ سول کے حاکمون کی حکومت کو سارے ضلع مین جما دین انکے اس مظفر سفر کا نتیجہ یہ
تھا کہ چارون طرف سے باغی خوف زدہ ہوکر فتحگڈھ کو بھاگے کہ گنگا پار اتر کر اودھ مین چلے
جائین سیٹن صاحب ۲۰ کو الٹے پھرے اور ۲۲ - کو کاسگنج سے چند میل کے فاصلہ پر کوکس
صاحب کمشنر آگرہ سے ملے جنہون نے بیان کیا کہ جواہر سنگہ مشہور باغی جو کاسگنج کی لڑائی
مین ہم سے لڑا ہے وہ اپنے بیٹے کے ساتھ آیا ہوا ہے - ہوڈسن صاحب نے جا کر دونو کو پکڑا
بیٹے کو مارڈالا اور باپ کو قید کیا جو توپ سے مارا گیا وہ سرکار سے پنشن پاتا تھا -
سیٹن صاحب ایٹہ کو جاتے تھے کہ انہون نے سنا کہ مین پوری کے سرکش راجہ تیج سنگ
نے انکی راہ روکنے کے لیئے لشکر جمع کیا ہے سیٹن صاحب مین پوری گئے انہون نے
دو گولے دشمن پر چلائے تھے کہ وہ اپنا سارا اسباب قلعہ مین چھوڑ کر بے اوسان میدان
جنگ سے بھاگا - انگریزون کے ہاتھ آٹھ توپین لگین اور سو کے قریب باغیون کو قتل کیا
اور سیٹن صاحب کے سپاہی دو زخمی ہوئے وہ اپنے لاؤ لشکر سے جا ملے -

مین پوری کی لڑائی

باب پنجم

اودھ کے دوبارہ فتح کرنے کی تہیات

سر کولن کیمبل کا فتح گڈھ مین آنا -

کانپور سے سر کولن نے خود ۲۴ دسمبر کو سفر کیا اور سڑک کے بازؤن کو باغیون کے
خس وخاشاک سے صاف کرتے ہوئے ۳۱ - دسمبر کو گورسہائے گنج مین آئے - ہن

قصبہ سے کچھ فاصلہ پر فتح گڈھ کی سڑک پر کالی ندی کا آویزان پل تھا اگر باغی پل کو انگریزی سپاہیون کے ملنے سے پہلے توڑ ڈالتے تو فتحگڈہ مین کچھ دنون امن سے بیٹھتے۔ جسدن گورسہاے گنج مین سرکولن آئے ہین باغی پل کے توڑنے مین مصروف ہوئے مگر اب وقت اسکے توڑنیکا نہین رہا تھا۔ ایک گروہ انجنیرون اور سپیرون اور ملاحون کا وہان پہنچ گیا تھا جنہون نے اسکی شکست کی مرمت کردی۔

دوسری جنوری کی صبح کو پل سے نیچے سرکولن اترے کہ دیکھین انکی سپاہ کس طرح اتر رہی ہے ابھی وہ آئے ہی تھے کہ ایک ٹیلہ کی چوٹی پر سفید لباس بھیر نظر آئی یہ ٹیلہ بہ تدریج ندی کے مقابل کے کنارہ سے اونچا ہو گیا تھا اور اسکی ڈھلان ایک گاؤن کی طرف ختم ہوئی تھی جو پل کے سامنے تھا۔ اس بھیڑ نے سرکولن کے لشکر پر بندوقین بڑی تیز چلانی شروع کین پل تیار ہوا ہی تھا کہ ۵۳ وین رجمنٹ پار اتری اور پل کے گرد پھیل گئی۔ پل کے پیچھے ۹۳ وین رجمنٹ کا ایک حصہ رزرو رکھا گیا۔ پھر جنرل نے حکم دیا کہ سپاہ کلان اسکی امدادکو آئے اور توپین گاؤن پر لگائی جائین۔ دشمن لڑائی استقلال سے لڑا اور اسکی ایک توپ نے جبتک نقصان بہت پہنچایا کہ لفٹنٹ ووگ نن نے اسکو نشانہ بنا کے نہین اڑایا۔ جب ۵۳ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ فتح گڈھ کی سڑک پر روانہ ہوئے مگر جب سوارون نے اسکا تعاقب کیا تو وہ اپنے ہتھیارون کو پھینک کر سرگشتہ و پریشان ہو کے بھاگے اور اپنی خیمہ گاہ پر پہنچے جو کچھ اپنے ہاتھون سے اٹھا سکے اٹھا کر لے گئے اور پیدل ہو کر گنگا پار چلے گئے باغیون کو پوری شکست ہوئی۔ آٹھ توپین اور کئی علم۔ پالکیان اور میگزین کے چھکڑے فتحمندون کے ہاتھ لگے۔ سرکولن بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے قلعہ فتحگڈھ کے اندر داخل ہوئے۔ قلعہ مین باغی سارا اپنا اسباب چھوڑ گئے اور دوسری جنوری کو سیٹن اور والپول صاحب بھی سرکولن سے آن ملے۔

ایک بڑا سوال فیصل کرنے کے لیے یہہ پیش ہوا کہ جس ملک مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوا اسکا کونسا حصہ دوبارہ فتح کرنے کے لیے سرکولن کے حصہ مین آیا ہے؟ لارڈ کیننگ نے

۲۰ - دسمبر کو سر کولن کیمبل کو لکھا کہ بالفعل فوراً اودھ کو لے لینا چاہیئے اور سب جگہون سے زیادہ باغی وہان جمع ہین اس کام مین اودھ کے خاندان کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی ہین کہ آیا ہم مین یہ قدرت ہے یا نہین کہ اسپر اپنا تسلط قائم رکھ سکتے ہین اسکی مثال دہلی کی سی ہے کہ لکھنؤ کے دوبارہ نہ فتح کرنا ہمارے حق مین ایسا ہی مہلک ہے جیسا کہ دہلی سے واپس چلے آنا ہوتا - غرض ان دلائل کی وجہ سے لارڈ کیننگ کو یہہ اصرار تھا کہ اول لکھنؤ جسقدر جلد ممکن ہو فتح کیا جائے اور اس کے ساتھ یہ شرائط تعین کر اول سپاہ اسقدر دوآبہ مین چھوڑی جائے کہ وہ آمد و رفت کو جاری رکھے دوم یہ کہ لکھنؤ کی فتح کے ساتھ یہہ کچھ ضرور نہین کہ کل اودھ کی تسخیر کے لیئے اسکے ساتھ کوشش کی جائے -

لکھنؤ کی تسخیر کی تیاریان

سر کولن کی برابر کوئی نیک سگال سپاہی نہین تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ سول گورنمنٹ کے ماتحت ملیٹری حکومت ہونی چاہیئے انہون نے گورنمنٹ کے حکم کی تعمیل کی تیاریان کین انہون نے فتحگڈھ کو تجویز کیا کہ ایسا مقام ہے کہ وہ بریلی کی دارالحکومت رہیل کھنڈ کی سڑک پر واقع ہے تو وہ ان باغیون کو روک سکیگا جو دوآبہ بالا پر حملہ کرنا چاہین گے لکھنؤ اور اس کے درمیان بھی سڑک ہے اسواسطے وہ اٹرم صاحب کی بھی اودھ کے باغیون کے روکنے مین مدد کریگا - گوالیار کنٹنجنٹ جو کالپی مین ہے اگر وہ زیرین دوآبہ پر مفسدہ پردازی کرنی چاہے گے تو اسکو بھی روک دیگا - اور لکھنؤ کی تسخیر کے لیئے آگرہ سے محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسکی بھی حفاظت کرکے کانپور مین پہنچا دیگا - غرض انہون نے فتحگڈھ مین برگیڈ ان سب اوپر کے کامون کے لیئے متعین کیئے -

فتحگڈھ مین کرنیل سیٹن صاحب کا مقرر ہونا

سر کولن نے فتحگڈھ مین کرنیل سیٹن صاحب کو فرمان روا مقرر کیا کہ وہ اٹاوہ مین پوری اور میران کی سرائے کی محافظت کرین - کرنیل صاحب ہندوستانیون کی خصائل سے خوب واقف تھے وہ بڑے بہادر دلیر سپاہی تھے کسی جواب دہی کو اپنے ذمے لینے سے جھجھکتے نہ تھے ہر وقت اپنے ملک پر اپنی جان فدا کرنے کو موجود تھے - یہہ کام جو انکو سپرد ہوا وہ بڑا مشکل تھا اور زیادہ تر اس سبب سے دشوار ہو گیا تھا کہ سپاہ ان پاس تھوڑی اور ضعیف چھوڑی گئی تھی -

اسوقت سرکولن کیمبل نے ایسے کام کیئے کہ جیسے اہل رہیلکھنڈ بریلی پر حملہ آور ہوتے ہین
فتح گڈھہ پر قبضہ کرنے کے بعد انہون نے ہوپ کے برگیڈ کو مقرر کیا کہ وہ ہمسایہ کے ملک
مین جاسوسی کرے اس جاسوسی کرنے سے انکو معلوم ہوا کہ آٹھ سات میل کے فاصلہ پر
رام گنگا کے کنارہ پر علی گنج مین پندرہ ہزار باغی جمع ہین۔ سرکولن نے وال پول کے برگیڈ کو
بھیجا اور وال پول کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کی شان وشکوہ کی نمائش دکھلائے مگر دریا کے
پار جاکر کوئی لڑائی نہ لڑے۔ سرکولن کی ان باتون سے ایک وقت مین باغی ایسے مغالطہ
مین پڑگئے کہ وہ دریا کے بائین کنارہ پر مقیم ہوئے۔

باغی دس بارہ روز تو اس حالت مین رہے پھر انہون نے پانچہزار سپاہی ان اضلاع مین
بھیجے جو دوبارہ انگریزون نے فتح کیئے تھے۔ وہ رام گنگا سے اتر کر رام گنگا کے سوج گھاٹ
مین آئے دریا پار اتر کر شمس آباد مین آن دھمکے۔ ۲۶ جنوری کو ہوپ صاحب نے ان کو
سوتیا مین شکست دی وہ بھاگے۔ بھاگنے مین بہت قتل ہوئے وہ رام گنگا کے پار
بھگا دیئے گئے اور انکی چار توپین چھین لین۔ انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ پانچ یا
چھہ آدمی مارے گئے اور بیس کے قریب زخمی ہوئے۔

سرکولن کیمبل نے پنجاب کے چیف کمشنر جان لارنس سے یہ انتظام کرایا کہ وہ رڑکی
مین سپاہ کو اس لیئے جمع کرین کہ وہ رہیل کھنڈ مین شمال ومغرب سے داخل ہو۔ ہوپ
صاحب کو سوتیا مین جو فتح حاصل ہوئی تھی اسنے باغیون کو بڑا ہوشیار بنا دیا تھا۔ سرکولن
فتح گڈھہ سے یکم فروری کو روانہ ہوئے اور چوتھی کو کانپور مین پہنچے جس مین پھر وال پول
برگیڈ و ہوپ برگیڈ و سیٹن برگیڈ شامل ہوگئے تھے یہہ سب اودھ مین گنگا پار ہوکر داخل
ہوئے اور یہان تھر کے میدان مین جمع ہوئے ایسی یوروپین فوج کبھی ہندوستان مین
جمع نہین ہوئی تھی اس مین سترہ پلٹنین پیدل تھین جنمین پندرہ یوروپین تھین اور ۲۸ سکوڈرین
سوارون کے تھے جنمین چار گورون کے تھے اور چار انگریزی رجمنٹین داخل تھین اور
چون ہلکی اور اسی بھاری توپین اور موٹار تھی۔ اس سپاہ کے حال بیان کرنے سے پہلے
یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بہادر اور فرینکس صاحب کا بیان کیا جائے کہ وہ کسطرح

جنوب مشرق سے کام کرتے ہوئے آئے اور عالم باغ مین اوٹرم صاحب اور اسکے ہمراہیون نے کیا کام کیئے ۔

باب ششم

مشرقی اودھ مین سپاہ کی پیش قدمی

نیپال کے وزیراعظم جنگ بہادر نے جو نیپال مین حقیقت مین حکمرانی کرتا تھا۔ مئی کے مہینے مین اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کے سپرد کرنے کی درخواست کی۔
لارڈ کیننگ نے جنگ بہادر کا شکریہ ادا کیا اور جون کے مہینے مین اسکی درخواست منظور فرمائی جنگ بہادر نے تین ہزار سپاہی کاٹھ مانڈو سے جولائی کے مہینے مین بھیجے۔ وہ اس مہینے کے آخر مین گورکھپور کے شمال مین انگریزی عملداری مین داخل ہوئے۔ مگر اگست مین اسکا یہان آنا سپاہ سے ہتھیار لینے کی نشانی تھی پاس کے اضلاع اعظم گڈھ اور جونپور مین بھی بدنظمی اور اندھیری نگری چوپٹ راج ہو رہا تھا۔ اگرچہ خاص شہر بنارس مین فریڈرک گبنس کے آہنی پنجہ نے بندوبست کر رکھا تھا مگر اسکے اضلاع مین کوئی انتظام اور بندوبست نہ تھا۔ گورنمنٹ نے ایک بہادر نیل کے کارخانہ دار وِنبل ایل صاحب کو اختیارات حکومت دے رکھے تھے اسنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کی اعانت سے اعظم گڈھ کو جسکو سول افسر چھوڑ کر چلے گئے تھے آخر جون تک اپنے قبضہ مین رکھا اور جولائی مین سرکشونکو دو دفعہ شکست دی اور پھانسیان گڑوا کے جرائم کا بھی کچھ انسداد کیا مگر پھر بھی غریب رعایا کو اودھ کے باغی آ کر ستاتے اور بعد فتوح کے خود اسکی سپاہ نے بغاوت کے آثار دکھائے تو وہ اور چند اور یورپین ۳۰۔ جولائی کو غازی پور مین چلے گئے۔
اعظم گڈھ اور اسکے ہمسایہ مین بندوبست انتظام کرنے کے لیئے عین وقت پر نیپالی آ گئے انہون نے ۱۳۔ اگست کو اعظم گڈھ پر اور ۱۵ اگست کو جونپور پر قبضہ کیا۔ جب وہ گورکھپور سے چلے آئے تھے تو اودھ کے باغیون کے ایک سرغنہ محمد حسن نے اودھ سے

انکر اسپر قبضہ کر لیا ۔

گورنمنٹ نے بنارس کے ملیٹری افسرون کو حکم بھیجدیا تھا کہ خاص افسر جو بیکار بیٹھے ہین وہ نیپالی لشکر سے جا ملین اس حکم کی تعمیل کے لیئے کپتان بوائلو اور لفٹنٹ مائلس اور ہال کیمبل جونپور مین آئے اور جو کام انکے سپرد ہوا وہ انھون نے کرنے شروع کیئے ۔

اعظم گڈھ مین خوف پیدا ہوا تو جونپور کے کمانڈر لفٹننٹ کرنیل روٹن صاحب نے شمشیر رجمنٹ نیپالیون کی جس مین بارہ سو تنومند سپاہی تھے اور دو توپین تھین اعظم گڈھ کے لشکر کی کمک کے لیئے بھیجین ۔ یہہ نیپالی ۱۸ ستمبر کو دس بجے چلے اور چالیس میل ایک دن مین سفر کر کے شام کو چھ بجے اعظم گڈھ مین پہنچے ۔ باغی مانڈوری مین دس میل کے فاصلہ پر تھے ۔ شمشیر رجمنٹ نیپالی ڈیڑھ بجے چلی اور دوسرے دن صبح کو اسنے باغیون پر حملہ کیا اور انکے کرنیل شمشیر سنگھ نے فتح پائی دوسو باغی مجروح اور مقتول کیئے اور انکی تین برنجی توپین چھین لین اور نیپالی دو مارے گئے اور چھبیس زخمی ہوئے اس فتح حاصل کرنے سے نیپالیون کی بہادری کی دھاک بندھ گئی ۔

اس فتح سے نہایت عمدہ اثر ہوا اسوقت تک انگریزون کو تامل تھا کہ نیپالیون کو باغیون سے لڑائین لیکن مانڈوری کی فتح سے انکے باب مین سارے شبہات اٹھ گئے انکے دو دن مین پچاس میل سفر کرنے اور پھر غیر معلوم ملک مین فتح پانے نے آزمودہ کار سپاہیون کے دلون مین انکا بڑا اعتبار پیدا کیا ۔

۲۷ ستمبر کو کرنیل روٹن صاحب سول کے حاکمون اور نیپالیون کے ایک گروہ کو ساتھ لیکر جونپور چلے اور مبارکپور پر قبضہ کیا ۔ یہہ ایک قطعہ باغی راجہ کا تھا اس راجہ کو اردنخان نے گرفتار کیا اور تحقیقات کے بعد وہ پھانسی دیا گیا ۔ روٹن صاحب اور نیپالیون نے کل ضلع مین امن امان قائم کر دیا اسی طرح ضلع اعظم گڈھ مین بالکل بندوبست ہوگیا ۔ اترولیا ایک قلعہ باغیون کے سرغنہ بینی مادھو کا تھا وہ مسمار کیا گیا ۔ بینی مادھو ضلع سے بھاگ گیا ۔ اسوقت اودھ کی سرحد تک ملک مین بالکل انتظام پھر بحال ہوگیا ۔

گورنمنٹ کے حکم سے لفٹنٹ کرنیل لونگ ڈن صاحب سپاہ دیکر نیپالی سپاہ کی مدد کیلیئے

روانہ ہوئے - پہلے اس سے کہ یہہ سپاہ کارزار کے مقام پہنچے نیپالی سپاہ نے ۱۹ اکتوبر
کو کٹڈیا مین اودھ کے باغیون کو شکست دی وہ سرحد اودھ سے یہان آ گئی تھی - ان
باغیون کی تعداد چار پانچ ہزار تھی انکا مقام مستحکم تھا اور ان پاس سات توپین تھین اور
نیپالی سپاہ گیارہ سو تھی اور دو توپین ان پاس تھین - لڑائی خوب ہوئی اور باغیونکو
پوری شکست ہوئی انکے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین انکی چھن گئین نیپالیون
مین کرنیل مدن مان سنگھ مارا گیا اور گیارہ آدمی مارے گئے اور انسٹھ زخمی ہوئے
اب نیپالیون کی بہادری آشکارا ہو گئی - سرکاری رپورٹ مین چھپا ہے کہ لفٹنٹ گنبھیر سنگھ
نے تنہا اپنے ہاتھ سے ایک توپ دشمن سے چھین لی اور پانچ توپچیون کو اپنے ہاتھ سے
مارا وہ خود زخمی ہوا مگر اچھا ہو گیا -

لونگ ڈن صاحب چاندہ کی لڑائی کے بعد جونپور مین آئے - ۴ نومبر کو ایک ہزار
باغی دو توپین لیکر سرحد اودھ سے باہر آئے اور قلعہ اتراولیا پر قبضہ کر لیا -
لونگ ڈن صاحب نے نیپالیون کو ساتھ لیکر اسطرح دشمن کی تفتیش کی کہ وہ رات کو
قلعہ خالی کر کے چلا گیا -

سرکاری عملداری ابتک اودھ کے باغیون کے ہاتھ سے محفوظ نہین تھی اس مین ایسی
قدرت نہین تھی کہ وہ کل سرحد کو محفوظ اور مامون رکھتی - اکثر باغیون کے حملون کو سپاہ
ہٹا کر بنارس مین پھر چلی آتی تھی - اس لیئے یہ انتظام کیا گیا کہ جنگ بہادر نو ہزار
منتخب سپاہی ساتھ لیکر کارزار مین آئے اور کرنیل بیک گریگور صاحب اس سپاہ کی
بریگیڈیر جنرل ہون -

اسی عرصہ مین اودھ کی شرقی سرحد پر انگریزی سپاہ کے بڑھانے کی تدابیر
کی گئین - جونپور کی سپاہ کی بڑی کمک بھیجی گئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار
بڑے بہادر اور دانشمند جنرل فرینکس بی مقرر ہوئے - اور اسی طرح سے
ایک محفوظ سپاہ مدراسی و نیپالی و گورون کی مغربی بہار مین مرتب ہوئی
کہ کرنیل رو کرو فٹ گریٹ سے گندک سے اتر کر گورکھپور جائین -

لونگ ڈن صاحب کا اتراولیا سے لینا ... غیر ممکن ... انتظام کیا گیا کہ جنگ بہادر نیپالی سپاہ ساتھ ... مدد کے لیے آئے -

ان تینون سپاہیون کا مقصد واحد تھا کہ نبارس کے شمال مین اور اودھ کے مشرق مین انتظام اور امن امان قائم کرین۔ انمین سے ایک تو اضلاع مین انتظام کے لیئے رہے اور باقی دو سرکوئین کے ساتھ لکھنو کے حملہ مین شریک ہون۔ روکرافٹ کے لشکر مین تین سو پچاس نیپالی سپاہی تھے اور باقی سپاہ انگریزی تھی وہ میروا کے کیمپ مین مقیم تھی جو چھپرا سے انچاس میل تھا گندک ندی کے مغربی کنارہ سے سات میل کے فاصلہ پر سیان پور کے باغیون کی ایک چھوٹی سپاہ تھی جس مین بارہ سو آئینی سپاہ اور اور چار ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ تھی۔ ۲۶۔ دسمبر کو روکروفٹ صاحب گورکھ ناتھ پلٹن کو جو سگولی سے آنے والی تھی منتظر تھے وہ باغیون کی سپاہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ باغیون سے لڑے۔ لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ سیان پور سے بھاگے اور چھپرا مجولی تک تعاقب ہوا اور یہان سے بھی گندک پار بھگا دیئے گئے اور ایک بڑی آہنی توپ انسے چھین لی۔ روکروفٹ صاحب نے ندی سے عبور کرکے بڑے بڑے باغی سرغنون کو گھر پہنچایا۔ پھر وہ برگیڈیر جنرل میک گرگور کے حکم سے دریا گھاگرا کے برگٹ گھاٹ پر گئے

جنگ بہادر کی تھوڑی سی سپاہ نے نیپال سے حرکت کی اور برٹش سرحد کے اندر داخل ہوئی ۲۳۔ دسمبر کو بیتیا آمین گورکھپور سے بیاسی میل کے فاصلہ پر داخل ہوئی اور یہان میک گریگوری صاحب سے ملی۔ ۵۔ جنوری کو یہہ سپاہ گورکھپور مین آئی جو باغیون کے قبضہ مین تھا نیپالیون نے اپر حملہ کیا وہ خفیف سا مقابلہ کرکے راپتی ندی سے باہر چلی گئی اور سات توپین چھوڑ گئی جنپر فاتح قابض ہوئے۔ نیپالیون کے دو آدمی مارے گئے اور سات زخمی ہوئے۔ باغی دو سو مارے گئے گورکھپور مین دوبارہ انگریزی انتظام ہوگیا۔ روکروفٹ کو حکم ہوا کہ وہ اپنی تھوڑی سی سپاہ کو کشتیون مین بٹھا کے گھاگرا مین آجائے اور نیپالی سپاہ کے عبور ہونے کا انتظام کردے *

جنگ بہادر ۱۴۔ فروری کو گورکھپور سے روانہ ہوا اور گھاگرہ کے باہین کنارہ پر برار مین ۱۹۔ فروری کو پہنچا اور اسی روز روکروفٹ صاحب گھاگرہ کے داہین کنارہ پر آئے اور ۲۰۔ کی صبح کو نیپال کے ایک برگیڈ سے ملے جس پاس چھ توپین تھین۔ پھر روکروفٹ

پاس حکم پہنچا کہ وہ اپنی کشتیون کو پھول پور مین لائین تاکہ باقی نیپالی سپاہ دریا سے عبور کرے مگر رو کروفٹ صاحب کو معلوم ہوا کہ پھول پور مین باغی بھرے ہوئے ہین وہ پھول پور آئے اور باغیون کو مار کر یہان سے نکال دیا اور انکی تین توپین چھین لین۔ پھر وہ اپنی کشتیون کو لائے اور انسے دریا کا پل بنایا جسپر نیپال کی سپاہ نے عبور کیا پھر یہہ انتظام کیا گیا کہ رو کروفٹ صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر گورکھپور واپس جائین تاکہ آمد و رفت جاری رہے اور جنگ بہادر سلطان پور کی راہ سے لکھنؤ جائے۔

جنگ بہادر گھاگرا سے پار اتر کر ۲۵ فروری کو امبر پور مین داخل ہوا۔ رستہ مین ایک قلعہ نہایت استوار آیا جسکا فتح کرنا ضرور تھا اس کے اندر چونتیس باغی تھے نیپالی سپاہ نے حملہ کیا جس کی تسخیر مین نیپالی سات مقتول اور تینتالیس مجروح ہوئے۔ اہل قلعہ جو تعداد مین چونتیس تھے سب اس قلعہ مین مارے گئے۔

اس چھوٹے سے قلعہ کی فتح کا یہہ اثر ہوا کہ ایک بڑے قلعہ سے جس مین دوسو باغی تھے بھاگ گئے۔ نیپالی اس قلعہ کی طرف جاتے تھے سلطان پور کے قریب گومتی سے پار ہوئے مین اور وہان سے لکھنؤ کی طرف جانے مین دشمن نے کچھ مزاحمت نہین کی۔ وہ ۱۰ مارچ کو لکھنؤ کے قریب پہنچے اور ۱۱ مارچ کو انگریزی لشکر سے جا ملے جس کے ساتھ لکھنؤ کی تسخیر مین سب وقت شریک رہے۔

جنگ بہادر کا اودھ مین داخل ہونا — ۱۱ مارچ ۱۸۵۸ء

جنرل فرینکس

اب جنرل فرینکس کا حال لکھا جاتا ہے۔ ۱۲ نومبر کو وہ اعظم گڈھ اور جونپور کی فوجون کے افسر اعلے مقرر ہوئے تھے ان کے پاس سپاہ پانچ ہزار پانچ سو تھی جنمین تین ہزار دوسو نیپالی تھے اور بیس توپین تھین انکے اسسٹنٹ اڈجیوٹنٹ جنرل کپتان ہیولوک تھے جو بڑے باپ کے بیٹے تھے۔ فرینکس صاحب کو حسب سررشتہ اطلاع دی گئی تھی کہ ان کے فرائض عظیم یہہ ہین کہ بنارس پر باغیون کے حملے نہ ہونے دین اور بہار مین گنگا کے پار باغیون کو نہ داخل ہونے دین اور باغیون کے قبضے مین جو اضلاع ہین ان کو چھین لین۔ سب سے زیادہ مقدم کام انکا یہہ تھا کہ بنارس کو بخیر و عافیت رکھین۔

دسمبر کے آخر مین فرینکس صاحب نے اپنی سپاہ کو اس طرح ترتیب دی کہ دا ہان کولم اعظم گڈھ کے

قریب رکھا اور جونپور کے سامنے کچھ میلون کے فاصلہ پر سنتر رکھا اور بابان کولم بدلالپور مین
رکھا۔ اس ترتیب سے اضلاع کے صدر مقامون کے قریب باغی حملہ کرتے ہوئے ڈرتے
تھے مگر جونپور کے مغرب مین سوا سو میل کے فاصلہ پر غارتگری کرتے تھے۔

باغیون کا سرغنہ مہدی حسن تھا وہ اپنے تئین ناظم سلطان پور کہتا تھا اسنے دہلی کے
بادشاہ پاس سے الہ آباد مین فرمان روائی کی سند بھی منگالی تھی۔ بعض من چلے آدمی
بلوہ و فساد کے زمانہ مین اپنے تئین سربرآوردہ بنا لیتے ہین انہین سے وہ بھی تھا اس کا
صدر مقام چاندہ تھا جو جونپور سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے پاس پندرہ ہزار کے قریب
سپاہ تھی جنہین اکثر پاس توڑہ دار بندوقین تھین ان مین نہای آدمیون کو سپہ گری آتی تھی اسکا
نائب فضل عظیم ایک بڑے مستحکم مقام مین سراؤن مین رہتا تھا جو الہ آباد سے شمال مین
چودہ میل کے قریب ہے۔

فرنیکس صاحب پاس سوار نہ تھے گورنمنٹ کو اسکا خیال تھا اسنے ۲۰ جنوری ۱۸۵۸ع کو
اس پاس دو سکوئڈرین ہیں کے بھیجے اور چار اسپی توپین الہ آباد سے بھیجدین ۲۱ جنوری
کو فرنیکس صاحب اپنا بابان کولم لیکر چلے اس مین چودہ سو سپاہی تھے جنہین آٹھ سو نیپالی تھی
وہ سکندرہ مین آئے۔ فضل عظیم پاس سراؤن مین یہہ خبر پہنچی کہ فرنیکس صاحب سکندرہ مین
آئے ہین تو وہ نصرت پور مین آیا جہان اسکا دوست ایک بڑا تعلقہ دار بینی بہادر سنگھ ایک
مستحکم مقام مین رہتا تھا۔ نیپالیون نے اسپر حملہ کیا تو باغی جلدی سے بھاگ گئے اور دو توپین
چھوڑ گئے اور اودھ مین چلے گئے۔ فرنیکس صاحب سراؤن مین آئے الہ آباد کی سرحد پر
جو اضلاع تھے ان مین سول کی حکومت کو پھر جما دیا اور پھر بدلالپور مین آ گئے اور سلطان پور
کی راہ سے لکھنؤ جانے کی تیاریان کین اور آٹھ میل چلکر سنگرام پور مین آئے اور جنگ بہادر
کے آنے کے منتظر رہے۔

روکرو فٹ صاحب نے جنگ بہادر کو گورکھپور سے فارغ کر دیا تھا۔ جب فرنیکس صاحب کو
یہہ معلوم ہوا تو وہ سلطان پور کی طرف چلے جسکا فاصلہ ۳۲ میل تھا راہ مین بہت سے
باغی بھرے ہوئے تھے باغیون کا بڑا مقام سنگ رام پور سے ۱۲ میل پر چاندا مین تھا

جس کے محافظ آٹھ ہزار آدمی تھے جنمین دو ہزار پانچ سو سپاہی تھے جنکو انگریزی افسرون نے قواعد سکھائی تھی - ان پاس آٹھ توپین تھین - انکا میر لشکر بندہ حسن تھا اسنے مہدی حسن کو خبر دی کہ انگریز آ گئے ہین اب جلد دس ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر میری امداد کو آیئے - بینپالیون نے دشمن کو اتنی فرصت نہ دی کہ اس پاس امداد آتی چاندا کو فتح کرلیا اور رام پور تک اسکا تعاقب کیا رام پور مین فرینکس صاحب نے دو گھنٹے توقف کیا وہ جانتے تھے کہ مہدی حسن سپاہ ساتھ لئے رستہ مین چلا آتا ہے تو انہون نے موضع ہمیر پور مین قیام کیا - مہدی حسن چلا آتا تھا اسپر فرینکس صاحب نے یورش کی دشمن نے مقابلہ کیا مگر مفرور ہوا صاحب ممدوح نے تھوڑی دور توقف کیا پھر سپاہ کو اس زمین پر رات کو سلایا جسپر قبضہ کیا تھا - دونون لڑائیون مین دشمنون کے نقصان کا صحیح تخمینہ نہین ہوسکتا مگر نیپالی دوستون کے گیارہ آدمی زخمی ہوئے

مہدی حسن دہورارہی مین اس ارادہ سے گیا کہ پھر لڑائی لڑے ان دو لڑنے والونکے مقام اور سلطان پور کے درمیان بڑا استوار قلعہ بڈہا یان تھا - مہدی حسن جانتا تھا کہ اگر مین اس قلعہ پر قابض ہوگیا تو فرینکس صاحب کی پیش قدمی کا سد راہ ہونگا - اس نے بہت سی حکمتین اور حرفتین اس قلعہ پر قابض ہونے کے لیئے کین مگر سب اکارت گئین - فرینکس صاحب نے ۱۲ - فروری کو اس قلعہ پر قبضہ کرلیا اگرچہ مہدی حسن مشوش ہوا مگر مایوس نہین ہوا - وہ سلطان پور کو گیا اور اس سے دو میل فاصلہ پر بادشاہ گنج مین بینپالیون کے سد راہ ہونے کے واسطے اسنے اپنے پراگندہ طرفدارون اور بندہ حسن کی شکست یافتہ سپاہ کو جمع کیا اور یہان مرزا جعفر بیگ سے جو شاہ معزول کا جنرل توپخانہ کا تھا ملا وہ اسکی استعانت کے لیئے لکھنؤ سے بھیجا گیا تھا - اب باغیون پاس پچیس ہزار سپاہ کا مجمع ہوگیا تھا اور ان پاس پچیس توپین تھین -

مرزا جعفر بیگ سپہ سالار لشکر تھا - اسنے ایک گہرے نالے کے نیچے جسپر لکھنؤ کو ایک سڑک جاتی تھی اپنی کل سپاہ کی صف آرائی کی اور اپنا سب سے زیادہ زور آور توپخانہ سڑک کی قریب لگایا - مگر اسنے یہہ غلطی کی کہ نالہ پہ ایک اور سڑک اس کے داہنے طرف جاتی تھی اس کی خبر نہ لی - فرینکس صاحب جب نالہ پہ آئے تو ایک نگاہ مین انہون نے تاڑ لیا کہ کیونکر لڑنا چاہیئے

قلعہ دہوراہرا

سلطان پور کی لڑائی

انہون نے دشمن پر سامنے سے ایک خفیف سا حملہ کیا اور اپنی سپاہ کلان کو نالہ پر بھیجدیا کہ وہ دوسری سڑک پر سے جسکی دشمن نے کچھ روک نہین کی تھی قبضہ کرے دشمن تو اس سامنے کے مقابلہ مین مصروف تھا کہ دفعتہً اسکی آنکھین کھلین کہ یہہ کیا ہوا - مقام کی حالت ہی منقلب ہوگئی - فرنیکس صاحب نے ایک یورش مین جنگ گاہ پر قبضہ کرلیا - دشمنون کے توپچی جو اپنی توپون کے پاس کھڑے رہے وہ قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے - میدان جنگ مین بیس توپین چھوڑ گئے +

ایک مین صاحب جالندھر سے سوارون کا رسالہ ساتھ لیکر فرنیکس صاحب کے لشکر سے ملے تھے - اب ظاہر یہہ معلوم دیتا تھا کہ لکھنؤ کی سڑک صاف ہے اس مین کوئی کھٹکا نہین لیکن پہلی مارچ کی صبح کو ایک مین صاحب کو جو خیمہ گاہ سے تین میل آگے اپنے سپاہیون کے ساتھ مقیم تھے معلوم ہوا کہ پانچ سو پانچ پیادے اور ایک مشہور منصب علی پانچسو باغی سپاہی اور دوسو سوار اور دو توپین سڑک کے اوپر لیئے ہوئے تین میل کے فاصلہ پر موجود ہے - صاحب نے فرنیکس صاحب سے کمک منگا کر دشمن پر یورش کی اور اسکو شکست فاش دی اور سو باغی مار ڈالے اور زندون کو گومتی کے پار بھگا دیا اور دو توپین انکی چھین لین صاحب ممدوح کا یہہ کام بڑا بہادرانہ و دلیرانہ تھا ——— فرنیکس صاحب ۴ مارچ امیٹھی مین جو لکھنؤ سے آٹھہ میل تھی ایک مسجد کے پاس جو ایک میل کے فاصلہ پر تھی فروکش ہوئے - ان پاس کمانڈر انچیف کا حکم آیا کہ وہ آگے نہ بڑھین - انکو معلوم ہوا کہ سڑک کے داہنے طرف دو میل پر قلعہ دورآرا یا وداؤدی آرا ہے اس مین باغی بہت بھرے ہوئے ہین اور ان پاس دو توپین ہین انکو یہہ اندیشہ ہوا کہ یہہ باغی ان کی بہیر بنگاہ اور پرتل کے اسباب پر ضرور جھپٹا مارین گے اس لیئے انکو یہان سے نکالنا ضرور ہے -

اس قلعہ کے فتح کرنے کے لیئے فرنیکس صاحب نے سپاہ بھیجی اس کے ساتھ اسپی توپین بھیجین مگر انہون نے قلعہ پر کچھ اثر نہین کیا تو ۳ ہ انچی ہوٹ زر بھیجی گئین اور قلعہ پر حملہ کیا گیا - باغی ایک مکان مین چلے گئے اسکا دروازہ بند کرلیا اور لڑنا شروع کیا

ان ہی کی توپون مین سے ایک توپ اس دروازہ پر لگائی اور دروازہ مین آگ لگائی مگر کچھ اثر نہین ہوا اور ہیک لوئیڈ اس دروازہ کے کھلوانے مین سخت زخمی ہوئے تو فربنکس صاحب نے سپاہ کو بلالیا اور اسی شام کو سرکولن کے لشکر سے ملنے کے لیئے سفر کیا۔

فربنکس صاحب نے مشرقی سرحدون سے اودھ کے مرکز مین سفر کامیابی کے ساتھ کیا اور ۴ مارچ کو سرشام سرکولن کے لشکر سے مل گئے انہون نے ۱۳۰ میل سفر کیا چار لڑائیون مین کثیر التعداد دشمنون کو شکستین دین اور چونتیس ضرب توپ چھین لین اپنا نقصان بہت خفیف یہہ ہوا کہ ۲۷ افسر و سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ صاحب ممدوح رجمنٹ کے عمدہ افسرون مین مامور ہوئے۔ ان کے معین و مددگار بھی بڑے بہادر افسر سرہنری لوک ہیو اور ہیٹیرک کارینگی صاحب تھے۔ اب ہم اوٹرم صاحب کی کہانی سناتے ہین

فربنکس صاحب کا لشکر کولن سے ملنا

باب ہفتم

میجر جنرل اوٹرم صاحب اور عالم باغ

ہم نے دوسرے باب مین بیان کیا ہے کہ ۲۷ نوامبر کو سرکولن کیمبل صاحب جب کانپور روانہ ہوئے ہین تو عالم باغ مین اوٹرم صاحب کو اس کی جگہہ چھوڑے گئے تھے کہ وہ لکھنؤ کی چشم نمائی و گوشمالی جب تک کرتے رہین کہ وہ پھر لکھنؤ واپس آئین۔ میجر جنرل پاس تین اور چار ہزار کے درمیان سب قسم کی سپاہ تھی اور پچیس توپین اور ہوٹ زر تھی۔ اب سرکولن کی مراجعت کا زمانہ قریب آ گیا تھا اس لیئے جو زمانہ انکے جانے اور آنے کے درمیان تین مہینہ سے کچھ زیادہ گذرا ہے اسکا حال بیان کرین۔

عالم باغ کا رقبہ پانچ سو گز مربع ہے وہ ۹ فیٹ اونچی فصیل سے گھرا ہوا ہے اور اس کا دروازہ بڑا عالی شان ہے۔ اس کے اندر ایک دومنزلی کوٹھی ہے اور اسکے گرد میوہ دار درخت ہین جنکا نام و نشان بھی باقی نہین رہا تھا۔ اب اس کی فصیل و برج وبارہ مٹی کے کام

عالم باغ

بڑے مضبوط و مستحکم بنا دیئے گئے تھے اور اس کے ہر گوشہ پر دمدمہ بنائے گئے تھے۔ غرض ہر طرح سے دشمنون کے حملون کی برداشت کرنے کے لیئے اسکا استحکام کر دیا تھا اور ایک خندق گرد کھود دی تھی ✤

اوٹرم صاحب کا مقام

اوٹرم صاحب نے لشکر کلان عالم باغ کے اندر نہین رکھا تھا اسکے اندر تو تھوڑی سپاہ اور چند توپین رکھی تھین باقی سپاہ کو کھلے میدان مین عالم باغ کے پیچھے نصف میل مین پھیلا دیا تھا۔ سڑک کی داہین طرف قلعہ جلال آباد تک اور اس کی باہین طرف سپاہ پھیلی ہوئی تھی اور جا بجا اس کے مورچے بنے ہوئے اور بیٹریان لگی ہوئی تھین۔

باغیون کی ہمت

سکندر باغ اور شاہ نجف کی شکستون سے اور قیصر باغ پر توپ زنی سے باغیون کا دل ایسا شکستہ ہو گیا تھا کہ کچھ دنون تک انکو لڑنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ ۲۱ دسمبر کو ان مین ایسی جان آئی کہ عالم باغ سے اوٹرم صاحب کے نکالنے کا ارادہ کیا۔

مولوی احمد اللہ شاہ اور باغیون کی کوشش

باغیون کا بڑا مشہور اور لایق سرغنہ مولوی احمد اللہ شاہ تھا اسنے بڑی معقول تدبیرین اوٹرم صاحب کے نکالنے کی دسمبر کے اول ہفتے مین کین اور اس کے لشکر کے قریب توپین لگا کے گولے اس مین پھینکنے شروع کیئے۔ ۲۲ دسمبر کو باغیون نے چار ہزار پیدل اور چار سو سوار اور چار توپین گیلن اور مدروپ کی راہ سے بہنی مین بھیجین کہ کانپور سے انگریزون کی براہ آمد و رفت مسدود کرے جیسے انہون نے اس راہ کے بند کرنیکا ارادہ کیا ایسا اوٹرم صاحب نے انکی لکھنؤ کی راہ بند کرنیکا قصد کیا۔

۲۲ دسمبر کی صبح کو اوٹرم صاحب نے انپر حملہ کیا باغی ایسے حیران و پریشان ہوئے کہ اپنی چار توپین اور ایک ہاتھی چھوڑ کر فرار ہوئے اور مدروپ مین گئے یہان سے بھی نکالے گئے پھر انہون نے اپنی مراجعت کا رستہ بدلا وہ دل کشا مین چلے گئے پچاس آدمی انکے مارے گئے انگریزون نے انکا تعاقب کرنا چھوڑا۔ اس شکست کے بعد باغی تین ہفتے تک خاموش بیٹھے رہے۔ انگریزی لشکر پر گولے مارتے رہے جسنے کچھ نقصان نہین ہوا ہان نیند مین خلل پڑتا تھا۔

اوٹرم صاحب نے خالی چھکڑے کانپور بھیجے تھے کہ وہ وہان سے سامان رسد بھر کر لے آئین اور انکے ساتھ سپاہ بھیجی تھی۔ باغیون نے اپنے سرغنہ منصب علی کو اس کام کے لیئے مقرر کیا۔

کہ اتنی تھوڑی سی سپاہ اور چھکڑون کو کانپور نہ پہنچنے دے مگر یہہ انگریزی کاروان کانپور پہنچ گیا +

۱۲- جنوری کو تیس ہزار کے قریب لشکر نے اوٹرم صاحب کی سپاہ میمنہ پر حملہ کیا۔ اوٹرم صاحب نے اولفرٹس اور گورون کو بھیجا جنہون نے اپنی توپون سے بڑے بہادرانہ کام کیئے اور برے سر صاحب کے سکھون نے بھی اپنی شجاعت دکھائی اور باغیون کو شکست دیکر بھگا دیا۔ لوہے اور سیسے نے اپنا مینھ ایسا برسایا کہ سینکڑون ان مین ہلاک ہوئے اس شکست سے باغیون کی ہمت ایسی پست ہوئی کہ ۱۵- فروری تک پھر انہون نے لڑنیکا قصد نہین کیا۔ یون ہی حملون کے بگل بجاتے رہے مگر حملہ نہین کیا۔

باغیون والی بڑی لڑائی شکست

سرداروں مین آپس مین اختلاف آرا ایسا ہوا کہ آپس مین لڑائی شروع ہوگئی۔ لکھنؤ کی بیگم حضرت محل اور مولوی احمد اللہ کے سپاہیون مین ایسی لڑائی ہوئی کہ سو آدمیون کا نقصان ہوگیا اور مولوی قید ہوگیا۔

باغیون کے درمیان آپس کی لڑائی +

اوٹرم صاحب پاس ۲۳- جنوری کو دس توپین اور انکے ساتھ ۳۴ رجمنٹ کا ایک حصہ کمک کے لئے آگیا۔ ۷۵ وین رجمنٹ پہاڑ کو چلی گئی۔

اوٹرم صاحب پاس ایک کمک کا آنا +

مولوی بیگم کی قید سے بھاگ کر پھر باغیون کا بڑا سرغنہ بن گیا اور اسنے ۱۵- فروری کو اوٹرم صاحب پر حملہ کیا۔ اولفرٹس صاحب کی توپون کے سامنے باغی نہین ٹھیر سکے بھاگ گئے انگریزون کا ایک سپاہی قتل اور ایک زخمی ہوا۔ پھر باغیون نے اور حملے بیفائدہ کیئے۔ ایک حملہ مین انکے ساٹھ آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ پھر باغیون نے بڑا زور لگا کے آخری حملہ کیا۔ باغیون نے یہہ سمجھکر جنرل اور سپاہ اتوار کی صبح کو نماز پڑھنے مین مصروف ہونگے — اتوار کا دن حملہ کا مقرر کیا۔ یہہ مقولہ کہ جو تامل کرتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے۔ لڑائیون سے زیادہ زندگانی اور کامون کے متعلق ہے باغیون نے اپنے پھر ارادہ کے از سر نو لڑنے مین تامل کیا سوا دس بجے واپس چلے گئے — بہت پیچھے تین سو چالیس آدمی انکے مقتول اور مجروح ہوئے اس سے انکی ہمت اور حوصلے پست ہو گئے۔ باغیون نے جب حملہ کیا انکو شکست ہوئی مگر وہ مفرور ہونے مین کامیاب ہوئے +

۱۵- فروری کو مولوی کا حملہ

اوٹرم صاحب پاس تقریباً چار ہزار سپاہ تھی جسنے باغیون کے لشکرِ کثیر کو روکے رکھا۔
اوٹرم صاحب کو ۲۷ جنوری کو یہہ تحقیق معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو دشمن کے لشکر مین بہ تفصیل ذیل سپاہ تھی

۳۷ رجمنٹین آئینی سپاہیون کی	۲۷۵۵۰ سپاہی
۱۴ رجمنٹین نئی بھرتی کی	۵۴۰۰
۱۰۶ رجمنٹین نجیبون کی	۵۵۱۵۰
۲۶ رجمنٹین سوارون کی	۷۱۰۰
ساونڈنی سوارون کی رجمنٹ	۸۰۰
	۹۶۰۰۰

پہلی آئینی سپاہ تیس ہزار تھی مگر دہلی کے فتح ہونے کے بعد وہ سہ چند ہو گئی۔
بس اس سپاہ سے جو چارون طرف حملہ کرتی تھی عالم باغ کو بچائے رکھنا اور کانپور کی راہ کو کھلا رکھنا اوٹرم صاحب کا بڑی مردانگی اور فرزانگی کا کام تھا۔
ان کے ہمدم و معاون بھی بڑے بڑے بہادر تھے جنکے نام نامی یہہ ہین۔ کرنیل برکلی صاحب وہ اوٹرم صاحب کے داہنے ہاتھ تھے اور بریگیڈیر ولیسٹ آئر و اولفرلٹس اور ولسن صاحب اور سوئنڈ صاحب اب پہلی مارچ کو عالم باغ کو کمانڈر انچیف صاحب آئے انکا حال لکھا جاتا ہے

باب ہشتم

لکھنؤ کا دوبارہ فتح کرنا

۲۔ مارچ ۱۸۵۸ع کو سرکولن کیمبل عالم باغ کے پاس سے گذرے۔ انکے پاس بڑے زور آور چار ڈویژن پیدلون کے تھے جنمین فرینکس کا ڈویژن شامل تھا اور سرہوپ گرینٹ کے سوارون کے دو بریگیڈ بڑے اچھے تھے اور سر ایڈ جی ڈیل ولسن کے تین بڑے ذی شان بریگیڈ آرٹلری کے تھے اور ایک بریگیڈ انجینیرون کا تھا۔ یہہ سب ملکر پچیس ہزار سپاہ تھی جسکے دو تہائی انگلستانی سپاہی تھے۔ اول پیادون کے ڈویژن کے سپہ سالار اوٹرم صاحب تھے اس مین فتح پور اور لکھنؤ کی جنگون کے بڑے بڑے بہادر

سپاہی تھے۔ نیل کے فیوزیلیرس واٹھترین ہائی لینڈرس اور برے سیر کے سکھ۔ دوسرے ڈویژن کے میرلشکر جنرل لیوگارڈ تھے جس مین نمبر ۹۳ رجمنٹ ہای لینڈرس اور چوتھی پنجاب رائفل تھی۔ ہوپ گرینٹ کے ڈویژن مین نوین لین سرو ہوڈسن کے سوارون کا رسالہ اور وولنٹیر سوار تھے۔ انجنیر بریگیڈ کے پیشوا قوم کے سرمایہ فخر ونازہ رابرٹ نیپیر تھے بیطری کے بڑے کارخانہ مین ٹرنر۔ ٹومبس۔ اولفرٹس۔ ریم سنگٹن۔ مڈل ٹن۔ بشپ بڑے نامور افسر تھے جنہون نے دہلی لکھنؤ کی فتحون مین کار بار بزرگ بےمثل ونظیر کیئے تھے۔ میجر نورمن ایڈجیوٹنٹ جنرل اور سٹاف افسر مینس فیلڈ اور ڈاکٹر برون سرابینڈینٹ سرجن۔ میجر جانسن اسسٹنٹ ایڈجیوٹنٹ جنرل کپتان فٹزجریلڈ کمسریٹ کے حاکم کپتان آل گوڈ کوارٹرماسٹر جنرل یہہ سب افسر اپنی اپنی صنف مین بڑے مشہور ونامور تھے لالہ جوتی پرشاد کمسریٹ کا نامدار ٹھیکہ دار تھے۔ سرکولن کیمبل کے لشکر مین موجود تھے۔ ایک تیز وتند لڑائی مین جسکے اندر دشمن کی ایک توپ ضائع ہوئی کیمبل کی سپاہ نے دل کشا کے گرد اپنے پاؤن جمائے۔ اسکا میمنہ گومتی کے کنارہ پر تھا اور اس کے آگے کا پکٹ دلکشا کی دائین طرف قائم تھا۔ ان دونو مقامون پر بھاری توپین لگائی گئین جنہون نے ان فیرونکو بند کیا جو شہر کی النگ پر مورچون کی لین سے ہوتے تھے۔ آیندہ دو دنون مین باقی سپاہ اور توپون اور سب قسم کے ذخائر کے لانے مین صرف ہوئے۔ کرنیل کیمبل کے سوارون کا بریگیڈ کیمپ کے میسرہ کا حارس تھا اور عالم باغ کے سامنے جاسوسی کرتا تھا اور ہوڈسن کے ترپ جو سب جگہہ کام کرنے کو موجود تھے وہ قلعہ جلال آباد کی طرف میسرہ سے پرے نگہبانی کرتے تھے ۲۸ تاریخ کو جنرل فرینکس نے اس جگہہ کو بھرا جو اوٹرم صاحب گومتی کے پار جانے مین کل کے دن کیمبل کی لین مین چھوڑ گئے تھے۔

۱۰ مارچ کی صبح کو اوٹرم صاحب کی سپاہ نے حرکتین کرنی شروع کین۔ کمانڈرانچیف نے اپنے معتمد لفٹنٹ کو بھیجا کہ وہ گومتی کے باہین کنارہ پر باغیون کو شہر کے اس طرف سے بھاگنے نہ دے اور اپنی بھاری توپون سے دشمنون کے شرقی اور شمالی مورچون پر حملہ کرے یا انکو خراب کرے اس سپاہ عظیم کو جو کام کرنا تھا وہ آسان نہین تھا۔ ستر اسی ہزار آدمی اپنی بھاری

اور استقلال اور ہوشیاری سے اپنے مستحکم مقام کو استوار کر رہے تھے۔ انہین سپاہی اور
والنٹیر اور مسلح ملازمین جنکو قومی عزت نے مذہبی دیوانگی نے لوٹ کی امید نے جوانمرد عورت
حضرت بیگم نائب السلطنت کے علمون کے سایہ کے نیچے اور اسکے مشتبہ رقیب مولوی فیض آبادی
احمد اللہ شاہ کے سبز جھنڈے کے نیچے ایسے بڑے شہر مین جمع کیا تھا جسکے اندر تنگ
گلیان اور بازار تھے اور بڑی بڑی حویلیان اور چوک تھے جو بجاے خود ایک حصن حصین تھے
پھر انکے استوار کرنے کے لیئے باغیون کو بہت وقت مل گیا تھا جو مقام استوار تھے انکو اور
زیادہ استوار بنا لیا تھا۔ نہر بھی ایک بڑی خندق عمارات اور قیصر باغ کے لیئے بن گئی تھی۔
۶۔ مارچ کو سر جیمس اوٹرم صاحب وال پول کے پیدلون کو اور ہوپ گرینٹ کے چیدہ
سوارون کو اور توپون کی پانچ بیٹریون کو ان دو پلون کے پار لے گئے جو ندی پر
نے پیر صاحب نے بیئر کے پیپون کو رسون سے جوڑکر دو تین دن مین تختے لگا کے بنائے
تھے۔ رات کو ندی کے بائین کنارہ پر آرام کیا دوسرا دن اس مین خرچ ہوا کہ اوٹرم کے پکٹون پر
دشمنون نے جو حملے کیئے انکو رفع کیا۔ آٹھوین تاریخ بھاری توپون کے مورچے بنانے مین صرف ہوا۔
نوین تاریخ صبح کو چکر کوٹھی کے دشمنون کے مورچون پر آٹھ توپون اور تین ہوٹزرز نے گولون کا
مینھ برسایا گیا۔ وال پول کے پیادون اور روڈ کی توپون نے اس کوٹھی کو یورش کرکے لے لیا۔ اور
مفرور باغیون کے پیچھے جا کر اوٹرم صاحب نے آسانی سے بادشاہ باغ کو بھی لے لیا۔ مارٹی نیر
کے پیچھے کی عمارتون پر بھی بھاری توپون سے گولے مارنے شروع کیئے اور پھر مارٹی نیر کی
کوٹھی پر قبضہ کر لیا اس مین لفٹننٹ ٹیلر نے بڑا کام یہ کیا کہ وہ ندی کے پار تیر کر گئے کہ ہوپ صاحب
کو اوٹرم صاحب کی فتح سے مطلع کرین۔
دوسرے دن لیوگارڈ صاحب نے بنکس ہوس کو فتح کیا۔ قیصر باغ پر گولہ اندازی شروع
ہوئی پھر سکندر باغ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس مین پہلی دفعہ ماہ نومبر مین بڑا قتل ہوا
تھا۔ غرض بہت سی عمارات حملہ کرنے سے یا توپون کے مارنے سے فتح ہو گئین۔ بیگم کی
کوٹھی چند گھنٹے تک گولون کے مارنے سے فتح ہو گئی۔ جسوقت یہ فتوح ہو رہی تھین سر کولن
جنگ بہادر سے ملاقات کر رہے تھے جو میدان جنگ مین اپنے ساتھ گورکھون کو لایا تھا

بہہ ملاقات بڑی کروفر وشان وشکوہ سے ہوئی۔ دونو دوست ملکر بڑے خوش ہوئے
پھر جنگ بہادر اسی جگہہ گیا جو اسکی خیمہ زنی کے لیئے تجویز ہوئی تھی۔
بیگم کی کوٹھی پر جیسی سخت لڑائی ہوئی ایسی کوئی اور لڑائی اس محاصرہ مین نہین ہوئی آٹھ نو
گھنٹے تک گولہ زنی رہی تو ایک دڑاڑ پڑی۔ نے پیر نے اسکو یورش کر کے لے لیا۔ باغیون کی
لاشین پانچ سو شمار کی گئین۔ انگریزون کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ ہوڈسن صاحب ایسے زخمی ہوئے
کہ زندہ نہ رہے وہ بڑے بہادر جوانمرد دلیر تھے سپاہیون سے بڑی محبت کرتے تھے۔
جب وہ مرے ہین تو سپاہی انکے لیئے بچون کی طرح روتے تھے انکے بڑے بڑے کام ہم نے
پہلے لکھے ہین۔ غرض ایسے روشن دماغ سپاہی کم ہوتے ہین وہ عالم باغ مین دفن ہوئے
اوٹرم صاحب نے میس ہوس اور فیض باغ پر توپون کی ضربین لگائین۔ ان کے سپاہیون نے
ایک مسجد پر قبضہ کیا اور باغیون کو گومتی کے کنارہ پر مچھی بھون تک بھگایا اور آہنی پل پر قبضہ کیا
ان لڑائیون مین انگریزون کے آدمی ۲۲ مقتول اور ایک سو تیرہ مجروح ہوئے۔
۱۲۔ مارچ کو بیگم کی کوٹھی اور قیصر باغ کی درمیانی عمارات پر قبضہ ہوا پھر امام باڑہ ہاتھ آیا۔
۱۴ تاریخ قیصر باغ فتح ہوا۔ پھر میس ہوس تارا کی کوٹھی و موتی محل و چھتر منزل جہان پہلے ماہ نومبر
مین بڑی معرکہ آرائیان ہوئین تھین قبضے مین آئے۔
غرض یہ تمام فتوح بڑی ارزان حاصل ہوئین کہ صرف نو سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ اور شہر پر
قبضہ ہو گیا۔ باغیون کی تعداد انگریزون کی سپاہ سے سہ چند تھی مگر ان پاس توپین اتنی نہین تھین
جتنی کہ انگریزون کے پاس۔
ڈاکٹر رسل اپنی چشم دید لوٹ کا جو حال لکھتے ہین اسین سے چند فقرے ترجمہ کرتے ہین کہ
لوٹ کا حال بیان نہین ہو سکتا۔ سپاہیون نے اسباب کے سکالمون کے کواڑون کو توڑا جسین
زربفت و زردوزی و کمخواب کے لباس چاندی سونے کے ڈھیر معلوم ہوتے تھے۔ چاندی کے
برتنون کا انبار تھا۔ ہتھیار۔ شالے۔ طبلے و شالین و ڈوپٹے و دلائیان و رضائیان
آلات موسیقی و آئینے تصویرین۔ کتابین۔ بیاضین و داؤن کی پوتلین بڑے پر تکلف
قیمتی شیشے سب پر مین وغیرہ۔ غرض اگر ان سب چیزوں کے ڈھیرون کی فہرست بنائی جائے

تو وہ ایک سوداگر کی دکان کی فہرست اسباب بنے۔ ان چیزون کے لوٹنے کے لیے سپاہی غنیمت کی خوشی سے مست ہو رہے تھے انہون نے تمام جامہاے زربن مین آگ لگائی کہ زین سے چاندی سونا نکال لین زیورون مین سے جواہر اکھیڑے۔ چینی کے برتنون اور گلاسونکو توڑ ڈالا۔ تصویرون کو لپیٹ کر آگ مین رکھ دیا اور اسباب کا حال یہی کیا۔ یہہ ساری کام دن بھر شوخی و شرارت سے کیئے۔ غرض لکھنؤ پر جب سپاہ قابض ہوئی اور امیرون کے مکانون مین داخل ہوئی تو لوٹ کا عجیب تماشا تھا۔ ان مکانون مین تمام ایشیائی صنائع کی چیزون کے اور عیش و نشاط کے اسباب کے خزانے تھے وہ سب خلط ملط پڑے تھے۔ جو سپاہی حریص تھے انہون نے پوشیدہ اور مدفون مالونکو نکال لیا۔ بیش قیمت چیزین انکے حصے مین آئین کم قیمت چیزین بہیر بنگاہ کے آدمیون کے ہاتھ لگین۔ ہنوز فتح کامل کے ثمر چکھنے باقی تھے ۱۶ مارچ کو اوٹرم صاحب اپنے برگیڈون کو گومتی کے پار موسی باغ مین لے گئے اور ریزیڈنسی اور آہنی پل پر قبضہ کیا۔ آسانی سے ان دو مقامون پر فتح حاصل ہو گئی۔ پھر انہون نے مچھی بھون اور اس کے پاس کی عمارتون کے لینے مین توقف نہین کیا۔ باغی روہیلکھنڈ مین بھاگے کچھ موسی باغ مین مقیم ہوئے۔ کچھ عالم باغ پر حملہ آور ہوئے جہان فرینک من کی تھوڑی سی سپاہ مقابلہ کے لیئے موجود تھی۔

موسی باغ کو چھوڑ کر جنرل نے دو دن اس کام مین صرف کئے کہ لکھنؤ کے اندر جو باغی لٹے مقامون مین موجود ہین انکو نکالین اور جو بدمعاش انکے پیرو ہین انکے منھ مین لگام دین سخت حکم جاری ہوئے کہ لوٹ نہ ہونے پائے۔ سارے شہر مین پکٹ بٹھا دیئے۔ ہندوستانی سپاہی جو ممنوع لوٹ کا مال لیجاتے تو یہہ پکٹ کے سپاہی اسکو رکھوا لیتے۔ تمام سپاہی جو اپنی خدمت پر ہوتے انکو حکم تھا کہ وہ اپنی خیمہ گاہ سے تا حکم ثانی باہر نہ جانے پائین اور تمام کمانڈنگ افسر کے ذمے جوابدہی تھی کہ وہ اپنے سپاہیون سے کوئی کام غارت گری کا خلاف ڈسپلن کے نہ ہونے دین۔ سرکولن یہہ نہین چاہتے تھے کہ لکھنؤ ویران ہو کر ایک خرابہ بن جائے۔ جس اہل شہر نے ہتھیار انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہاتھ مین نہ لیئے تھے ایک معقول عہد کے ساتھ اپنے گھر مین آباد ہونے کے لیئے بلایا گیا۔ اس اثناء مین اوٹرم صاحب شہر کے شمالی مغربی

مقامات مین گئے اس وقت مین جنگ بہادر نے عالم باغ کے ہمسایہ سے باغیون کو نکالا اور لکھنؤ کی جنوبی جانب مین گیا اور حضرت گنج کے ہمسایہ کو باغیون سے صاف کیا۔ یہہ ایک بڑی گلی چار باغ سے حضرت گنج تک تھی۔

نیپالی سردار نے دو فرنگیون کو بھی جو باغیون کے ہاتھ مین مقید تھین رہائی دلائی۔

انیسوین مارچ کو اوٹرم صاحب کے ماتحت سپاہ نے موسی باغ کی طرف حرکت کی جہان پانچ ہزار باغی جمع تھے۔ یہہ کام بھی جلدی سے سرانجام پاگیا ان پاس بارہ توپین تھین جنمین سے دو تو انہون نے فوراً چھوڑ دین اور چار توپین اوٹرم صاحب نے تعاقب کرکے اور چھ توپین کیمبل کے سوارون نے یورش کرکے چھین لین۔ سوار تھوڑے تھے وہ سب باغیون کو نہین مار سکتے تھے بہت سے باغی بنگلون مین چھپ چھپا کے اور مقامون مین شرارت برپا کرنے کے لیئے زندہ رہے۔

باغیون کا ایک سرغنہ بڑا اسینہ زور مولوی احمد اللہ شاہ فیض آبادی پھر لکھنؤ مین آیا اور اسکے مرکز مین شہادت گنج مین مقیم ہوا۔ ۲۱۔ مارچ کو اڈورڈ لیو گارڈ اسکے نکالنے کے لیئے بھیجے گئے۔ اس مولوی نے جیسا استقلال اور شہ زوری سے مقابلہ کیا ایسا کسی اور باغی نے نہین کیا۔ وہ بڑی بہادری سے لڑا اسنے کئی آدمی انگریزون کے مارے اور ان کے بہت آدمیون کو سخت زخمی کیا۔ جب آخر کو وہ اپنی جگہ سے نکالے گئے تو انکی مٹ بھیر بریگیڈیر کیمبل کے سوارون کے بریگیڈ سے ہوئی۔ چھ میل تک ان کا تعاقب ہوا اور بہت ان کا نقصان ہوا اور مولوی بچکر بھاگ گیا۔ کرسی مین جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر تھا مقیم ہوا۔ چار ہزار باغی اس پاس جمع تھے۔ ہوپ گرینیٹ کو حکم ہوا کہ وہ مولوی کو یہان سے نکالدین وہ انکی صورت کرسی میں دیکھتے ہی بھاگا اور قصبہ کو خالی کردیا۔ ہوپ گرینیٹ نے سوارون کو اس کے تعاقب مین بھیجا انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور دو سو کے قریب باغیون کو مارا اور تیرہ توپین چھین لین۔ دو افسر انگریزون کے بھی مارے گئے۔

اس فتح نے لکھنؤ کی فتح کا کام تکمیل کو پہنچایا اور یورپ مین جو سلح باغیون کا بڑا مرکز تھا وہ سرکولن کیمبل کے ہاتھ مین آیا جس مین ۲ مارچ سے ۲۱۔ مارچ تک بیس افسر اور سپاہی ۱۲۷

مقتول اور پانچ سو ننانوے مجروح ہوئے۔ جب لکھنؤ باغیون کے قبضہ سے نکل گیا تو انکے
بڑے بڑے سرغنے لڑنے سے عاجز ہوئے۔ انہین سے مان سنگھ نے شرائط صلح پیش کیں۔
سرکشون کے سرکچلنے کے لیئے چھوٹے چھوٹے کولم اپنے افسرون کے ماتحت جدا جدا بھیجے گئے
شہر مین ایک بڑا لشکر سرہوپ گرینٹ کے ماتحت چھوڑا گیا اور وہ خود چیف کمشنر اوٹرم
کے ماتحت بنائے گئے۔ لیوکارڈ کا ڈویژن جنوب کی طرف باغیون سے لڑنے گیا جنکا
بڑا زور کنور سنگھ کے ماتحت اعظم گڈھ کی طرف ہو رہا تھا۔ وال پول اپنے لشکر جرار کو شمال کی
طرف رہیل کھنڈ مین لے گیا۔ جنگ بہادر اپنے چیدہ چیدہ نیپالیون کے ساتھ الہ آباد گیا
جہان گورنر جنرل اسکے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ اسکا شکریہ ادا کرین۔ باقی نیپالی
اپنے وطن کی طرف جلد منزل پیما ہوئے کہ اودھ کے میدانون کی لو اور گرمی سے بچین
جب اوٹرم صاحب موسی باغ سے واپس اپنے پہلے مقام مین آئے تو لارڈ کیننگ کا اشتہار
اودھ انکو ملا۔ اس اشتہار کا منشا یہ تھا کہ سرزمین اودھ مین کل حقیت اراضی باستثنار
چھ تعلقہ دارون کے ضبط کی جائے۔ سرکش امیدوارون مین جو کوئی فوراً اپنے تئین گورنمنٹ کی
حوالہ کردے تو اس سے موت اور قید کی سزا سے معاف کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے بشرطیکہ
وہ یہہ ثابت کرے کہ وہ بغیر اشتعال کے کسی کے قتل کا مرتکب نہین ہوا اور جن لوگون نے
انگریزون کی جانین بچائی ہین انکے ساتھ خاص عنایتون کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ یہہ اشتہار
اسوقت آیا کہ لکھنؤ پر تو قبضہ ہوگیا تھا مگر کل اودھ مین فتنہ و فساد برپا تھا۔ باغی سپاہ جنکی کوشش لکھنؤ
کے بچانے مین اکارت گئی تھی وہ ضلعون مین چلی گئی تھی کہ از سرنو انگریزون کا مقابلہ کرے۔
ہر افسر جو اس لشکرکشی مین شریک تھا اس اشتہار کی پولیسی کے برخلاف تھا کہ ایسی حالت مین
کل آدمی جو مسلح میدان جنگ مین موجود ہین اپنے حق موروثی سے محروم کیئے جائین۔
اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کو بتلایا کہ سنہ ۱۸۵۶ء کے بندوبست مین تعلقہ دارون کے ساتھ
ناانصافی کی گئی ہے اگر انکی یہہ حق تلفی نہ بھی ہوئی ہوتی تو بھی انکا وفادار رہنا خصائل ایشیائی سے
بعید تھا۔ وہ گورنمنٹ کی ایسی متزلزل حالت مین کبھی خیرخواہ نہیں رہ سکتے تھے ان وجوہ سے
انکے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جیسا کہ معزز دشمن سے کیا جاتا ہے نہ ایسا کہ باغیون کے ساتھ

اگر انسے سوا اسکے کہ وہ موت اور قید کی سزا سے معاف کیئے جائینگے کوئی اور نیک سلوک کا
وعدہ نہین کیا جائیگا تو وہ مایوس ہوکر بن مانسون کی لڑائیان لڑینگے جنمین یورپین کی ہزارون
جانین لڑائی اور بیماری اور لو کے مارے ضائع ہو جائینگین اسکے برعکس اگر یہہ مستحکم سند
انکو دی جائیگی کہ وہ اپنی زمینون پر قابض رہینگے تو وہ بندوبست و انتظام کرانے مین
گورنمنٹ کے مدد و معاون ہونگے۔ اسکا جواب لارڈ کیننگ نے رنجیدہ خاطر ہوکر لکھا اور اپنی
بات پر اڑے مگر بعد بہت سی بحث و تکرار کے سر جیمس اوٹرم کو یہہ اجازت دی گئی کہ وہ اس
اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کرین کہ وہ لوگ جو اپنے تئین گورنمنٹ کے لطف و کرم کے
حوالہ کرینگے اور امن و امان صلح کی کے قائم کرنے مین گورنمنٹ کے مدد و معاون ہونگے
انکے استحقاق مستحکم کیئے جائینگے اشتہار مین باقی فقرے بدستور رہین۔ فقط

مشرقی بنگال و اڑیسہ و بہار و رہیل کھنڈ و راجپوتانہ کے واقعات

باب اول

مشرقی بنگال و مشرقی بہار و اڑیسہ و جنوب مغرب سرحد

لشکرکشی مین سرکولن کے کل اختیارات

سرکولن کیمبل ۲۷ نوامبر کو کلکتہ سے کانپور کیا روانہ ہوئے کہ سارے ملک کی حکومت کو اپنے
اختیار مین لے گئے۔ اسوقت سول کے حکام موجود تھے مگر ساقط الاختیار تھے۔ ہندوستان
کی قسمت لارڈ کیننگ کے اختیار مین نہ تھی بلکہ سرکولن کیمبل کے ہاتھ مین۔ گو گورنر جنرل سے بھی تمام
لشکرکشی مین تدابیر پوچھی جاتین مگر ان کا عمل مین لانا بالکل کمانڈر انچیف کے اختیار مین تھا۔
غرض سرکولن کے سامنے گورنر جنرل مع کونسل کو کچھ فوقیت و برتری نہ تھی۔
جنوری ۱۸۵۸ء کے تیسرے ہفتے مین لارڈ کیننگ کلکتہ سے الہ آباد کو روانہ ہوئے

اور ۹ - فروری کو یہان پہنچے - انہون نے آگرہ کی چیف کمشنری کے عہدہ کو جو عارضی تھا شکست کیا اسوقت اس عہدہ پر کرنیل فریزر سی بی تھے اور ممالک مغربی سے دہلی کو مستثنے کر کے انہین لفٹنٹ گورنر مقرر کیا - گورنر جنرل کے جانے کے بعد کلکتہ مین ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ بارک پور مین جن سپاہیون سے ہتھیار لیے گئے ہین وہ چھپ چھپ کر کلکتہ مین آتے ہین اور حوالی کلکتہ مین انکے دینے کے لیئے ہتھیار جمع کئے جاتے ہین تاکہ وہ انگریزون پر حملہ کرین ایسی خبرون سے یوروپین کی جان نکلتی تھی - جب ایسی خبرون کی تحقیقات ہوتی تھی تو وہ بے اصل نکلتی تھین ÷

۱۱ - نومبر کو چونتیسوین ہندوستانی رجمنٹ کے ایک حصہ نے چٹاگاؤن مین بغاوت (چٹاگانو کو چاٹگام بھی کہتے ہین مسلمان اسکو اسلام آباد کہتے ہین) انہون نے خزانہ لوٹا - جیلخانہ کو توڑا قیدیون کو رہا کیا اپنی لین کو آگ لگائی میگزین کو اڑایا اور پھر یہان سے گورنمنٹ کا سارا مال اور تین ہاتھی ساتھ لے کر چلے - کلکٹری کے خزانہ مین تین سو چالیس روپیہ نقد چھوڑ گئے - اسٹامپ اور گورنمنٹ نوٹ اور دفترون کو انہون نے ہاتھ نہین لگایا کسی یوروپین پر حملہ نہین کیا جیلخانہ کے داروغہ کو مار ڈالا - اسنے انکو مزاحمت کی تھی اور انگریزی عملداری سے نکلکر شمالی مغربی پہاڑون مین چلے گئے -

چار روز بعد ۲۲ - نومبر کو ڈھاکہ مین جو تہتروین ہندوستانی رجمنٹ اور ہندوستانی توپخانہ تھے انسے لوئس صاحب نے ۸۵ برٹش بلاحون اور تیس وولنٹیرون اور دو شاہی ہوٹرز کی اعانت سے ہتھیار لے لیئے - لوئس صاحب کا مقابلہ ان سپاہیون نے نہین کیا جو سرکاری افسون مین پہرہ پر تھے - مگر لین مین سپاہیون نے میگزین مین جاکر اپنے ہتھیار اور دو توپین لین اور لوئس صاحب پر حملہ آور ہوئے اور لڑائی ہوئی جسمین اکتالیس باغی مرے اور آٹھ زخمی پکڑے گئے اور تین ڈوبے یا دریا مین گولی سے مارے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مارا گیا اور اٹھارہ آدمی زخمی ہوئے - سپاہی اپنے صدر مقام جلپائی گوڑی کی طرف بھاگے وہان نہ پہنچ سکے تو بھوٹان مین جاکر پناہ لی کمشنر قسمت نے راجہ تپرہ سے امداد کی درخواست کی راجہ نے بسر وچشم منظور کی وہ

وہ اپنی سپاہ اور رعیت کو ساتھ لیکر باغیون کے روکنے مین ساعی ہوا۔ کمشنر نے اور دو بڑے
خیر خواہ تعلقہ دارون کی بھی مدد لی۔ اور کلکتہ سے دریا مین ۲۔ نومبر کو چون دین رجمنٹ کی
تین کمپنیان اور سو ملاح اور ۲۷ کو اس راہ سے اور ملاح بھیجے کہ وہ رنگ پور اور دیناج پور
کو چٹاگانگ کے باغیون کے ہاتھ سے بچائین جو اس طرف آتے تھے۔ چٹاگانگ کے
باغیون کو راستہ مین ۲۔ دسمبر کو راجہ تپرہ نے شکست دی وہ سلہٹ کی طرف چلے آسکے
تین ہاتھی اور خزانہ کی چوری کے روپیہ مین سے دس ہزار روپے بھی چھین لیئے اور قیدی
جو انہون نے چھٹائے تھے وہ روز پکڑے جاتے تھے۔ راجہ تپرہ اور زمینداروں کے
مقابلہ سے باغیون نے دق ہوکر منی پور کی راہ لی اور ۱۵۔ دسمبر کو ایک انگریزی پولس
سٹیشن کو لوٹا مارا۔ سلہٹ مین پیدل سپاہ تھی جسکے افسر میجر بائننگ تھے اسکو سلہٹ کے
سول افسر اعظم مسٹر ایلین نے حکم دیا کہ وہ باغیون کے پیچھے پڑے اسنے لاٹو مین باغیونکو
شکست دیکر لاٹو اور منی پوری کے درمیانی جنگلون مین باغیون کو منتشر کردیا۔ ۲۶ باغی
مارے گئے اور اس سے بہت زیادہ زخمی ہوئے اور میجر بائننگ مارے گئے۔
چٹاگانگ کے باغی پھر منی پور مین آئے اور یہان کا ایک راجہ بھی اسکا سرغنہ بنا۔ ۱۲ جنوری کو
کپتان سٹیون نے اپنر حملہ کیا۔ باغی دو گھنٹہ تک لڑے اور پھر جنگلون مین بھاگ گئے پھر جمعدار
جگاتھر نے جو سلہٹ کی رجمنٹ مین تھا باغیون کو جنگلون مین بھی جاکر مارا۔ غرض لڑائیون
مین ان باغیون کے دو سو چھ آدمی مارے گئے جو زندہ رہے وہ پہاڑون مین چلے
گئے۔ جہان سے انکے نکلنے کی سب راہین بند تھین وہ بھی بری طرح فنا ہوئے۔
یول صاحب کمشنر جلپائی گوری کی چھاونی مین تھے اس مین تھرڈ وین رجمنٹ کا
ہیڈ کوارٹرس تھا۔ شر صاحب اسکے کمانڈر تھے۔ ڈھاکہ مین اس رجمنٹ کے جن سپاہیون
نے بغاوت کی تھی اپنر یہ گمان ہوتا تھا وہ جلپائی گوری مین آنکر اپنے ساتھیون کو اغوا کرینگے
گورنمنٹ نے برٹش ملاحون کو پورنیا بھیجا تھا جو بھاگل اور جلپائی کے وسط مین تھا وہ
نومبر کے آخر مین یہان آئے۔ ۷۔ نومبر کو منگیر سے پانچوین فیوزیلیرس کے ایک حصہ کو اور
ان ملاحون کو لیکر وہ پورنیا مین پہلی دسمبر کو آئے یہان سب طرح سے امن امان تھا تو وہ
سپاہ کے ساتھ پورنیا جاتا۔

یول صاحب - یول صاحب اور جلپائی گوری

۱۳ میل سفر کرکے کشن گنج مین آئے۔

مداری گنج اور جلپائی گوری مین سپاہیون کی سرکشی

۵ دسمبر کی رات کو گیارہوین رجمنٹ سوارون کے حصون نے مداری گنج اور جلپائی گوری
مین سرکشی کی اور کل ضلع مین دوند مچادی ۔ اسوقت سول کے افسرون نے بڑی دانائی کی۔
میک ڈونلڈ صاحب کلکٹر رنگ پور نے تمام خزانہ سرکاری کا روپیہ ہاتھیون پر لادکر جنگل مین
اس خیال سے بھیجا کہ باغی رنگ پور کو خالی دیکھ کر انکے پیچھے نہین پڑین گے۔ چنانچہ باغی
کبھی رنگ پور کے پاس نہین آئے وہ سیدھے دیناج پور گئے یہان کے کلکٹر ڈال رائمپل
صاحب تھے انکے پاس خزانہ مین دس لاکھ روپیہ تھا انہون نے اس خزانے کے لیئے لڑنیکا
مضبوط ارادہ کیا۔ انہون نے سب انگریزون کو جو یہان جمع ہوسکتے تھے ہتھیار دیکر خزانہ کی
محافظت کے لئے مقرر کیا اور ان سب نے یہہ ارادہ کرلیا کہ جب تک دم مین دم رہیگا
باغیون سے لڑینگے مگر اپنی کبھی اعتبار کے [illegible] حوالہ نہین کرین گے۔ باغی دیناج پور مین نہین
آئے مگر وہ ملاحون کے سفر کی خبر سنکر پورنیا مین پول صاحب کے پنجے مین پھنسنے کے
لئے چلے گئے۔

باغیون سے مقابلہ

پول صاحب کشن گنج مین مداری گنج و جلپائی گوری کی بغاوت کی خبر سنکر بہت جلد
پورنیا مین عین وقت پر آگئے دوسرے روز باغی صبح کو شہر مین لوٹنے کے لئے داخل
ہوئے ۔ جب انہون نے یوروپین چہرے دیکھے تو کچھ گولہ بازی ہوئی پھر وہ چند میل پرے
جاکر خیمہ زن ہوئے ـــــــ اس طرح پورنیا کو پول صاحب نے بچایا پھر وہ باغیون کے
پیچھے پڑے جنکو مار کر نیپال مین بھگا دیا۔ جہان انکا کچھ زمانہ کے بعد پوری کم بختی آئی۔

جلپائی گوری

اس اثناء مین جلپائی گوری کے باغیون کی سرکوبی کے لئے سو گورے اور تین سو
گورکھے دارجیلنگ سے پن کی باری مین بھیجے گئے اور یہان سے جلپائی گوری گئے
مشہور بات ہے بہادری ہوشیاری ہوتی ہے اس سپاہ نے وہان دو ترپ سوارونکے
جو باغی ہونے کو تھے توپون سے اڑادیئے۔
۱۵ دسمبر کو کلکتہ سے جو ملاح دیناج پور بھیجے گئے تھے وہ بھی آگئے ۔ باغیون کو ایسا مجبور
کیا کہ انہون نے نیپال مین پناہ لی انکو برٹش سرحد سے ۱۳ میل پر جنگ بہادر نے روک دیا

ڈھاکہ کے سرکشوں نے جلپائی گوڑی میں آنے کا قصد کیا مگر وہ نہ آسکے بھوٹان میں چلے گئے
بنگال میں یوہین رہی سواروں کی رجمنٹ رہتی تھی جس میں یوروپین اور یوریشین بھرتی
ہوئے تھے۔ رچرڈسن صاحب اسکے افسر تھے وہ ۱۱ جنوری کو پول صاحب سے ملے باغی
چھترا میں تھے اس وقت جنگ بہادر نے گیارہویں غیر آئینی باغی سواروں کے باب میں
پول صاحب کی چھٹی کا جواب ان پاس بھیجا کہ مین نے اپنے لفٹنٹ رتن مان سنگہ کو حکم
دیا ہے کہ وہ انگریزی سپاہ کے ساتھ شریک ہوکر باغیوں سے لڑے۔ پول صاحب
نیپال کی سرحد میں پی رارا میں جو چھترا سے دس میل کے قریب تھا ۱۴ جنوری ۱۸۵۸ع
کو پہنچے۔ مگر باغی انکے ہاتھ نہیں آئے۔ اودھ کے شمال مشرق کی طرف باغیوں نے راہ لی

رچرڈسن پول اور جنگ بہادر

ضلع پالاسؤ میں نومبر کے مہینے میں لفٹنٹ گریہم تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ
ایک ٹھاکر کی بڑی حویلی میں تھے انکو اول دو ہزار پھر چھ ہزار باغیوں نے گھیر لیا۔ ان کو گریہم پر
حملہ کرنے کا تو حوصلہ نہیں ہوا مگر انہوں نے ملک کو لوٹنا شروع کیا۔
گریہم صاحب کی مدد کے لیے سپاہ ۲۷ نومبر کو سیسرام سے روانہ ہوئی۔ وہ گریہم صاحب کو
محاصرہ سے نکال لائے اور وہی بخش رائے کو جسنے یہہ ہنگامہ برپا کیا تھا پکڑ لیا۔ اسطرح
پالاسؤ کا فساد دست گیا۔

ضلع پالاسؤ

پھر بغاوت کا طوفان سنگھبھوم میں پہنچا۔ یہاں کے پہلے راجاؤں میں سے پورہٹ
راجہ تھے مگر یہاں کے فساد کو رینڈی کے سکھوں نے رفع کردیا گو وہ تھوڑی دیر
قائم رہا۔

سنگھبھوم میں بغاوت

مان بھوم اور سنگھ بھوم کی قسمتوں کے کمشنر لشنگٹن تھے جنکے ساتھ پچاس سکھ تھے باغیوں کو
گرفتار اور قتل کرتے پھرتے تھے کہ اسکو تین چار ہزار سرکش کولوں نے گھیر لیا۔ وہ اس کے
ہاتھ سے بہادری سے لڑکر بچے پچیس سکھ زخمی ہوئے۔ سرکش کول ڈیڑھ سو مارے گئے
انگریزی گروہ کو خیمے ڈیرے چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

اسے کچھ دن پہلے عزم بغاوت ضلع سنبل پور کے جنوب میں پھیلتا جاتا تھا ستمبر کے
مہینہ تک تو ضلع کو رام گڈھ کی پلٹن کی دو کمپنیوں اور رام گڈھ کے سواروں نے سنبھال رکھا

توفنا کے مقام میں گھرنا۔

لیکن یہان کے سپاہیون کو ہزاری باغ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ بھی بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ کپتان لیف نے گورنمنٹ سے درخواست کر کے چالیسوین رجمنٹ مدراس پیدل کی دو کمپنیان کٹک سے بلالین یہہ امداد کافی نہین تھی اس لیئے کٹک سے پھر کمک مانگی تو اس رجمنٹ کی ایک کمپنی اور دو پہاڑی توپین آئین۔ وہ چوتھی نومبر کو سنبھل پور مین آئے اور کپتان لوکر نے شیر گھاٹی کے درہ پر قبضہ کیا اور سرکشون کی گڈھیون اور دیہات کو غارت وتباہ کیا۔ یہان انگریزی سپاہ کے لیئے دشمنون کی آگ سے زیادہ تپ قاتل تھی۔ سب افسر اس بخار مین مبتلا ہوئے۔

باوجودیکہ حکام نے بڑی کوشش کی مگر ضلع مین بغاوت وسرکشی کم نہ ہوئی ڈاکٹر مور کو جو سنبل پور جاتے تھے باغیون نے مار ڈالا۔ بغاوت ایسی بڑھی کہ کپتان لیف نے کپتان ڈالٹن کمشنر سے امداد کی درخواست کی مگر وہ کچھ امداد نہین کر سکے۔ کپتان لیف مایوس ہوئے انکی آدھی سپاہ بیمار پڑی تھی صرف لفٹنٹ ہیڈو کام کے قابل تھے۔

کوک برن کمشنر کٹک نے سنبل پور مین انگریزی عملداری قائم رکھنے کا قصد کیا یہہ ضلع کوک برن صاحب کو تھوڑے دنون کے لیے سپرد ہوگیا۔ کپتان لیف کی کمک کے لیئے ۲۹ دسمبر کو ناگپور کی غیر آئینی رجمنٹ سوارون کا ایک سکوڈرن آگیا جسکے کمانیر ووڈ صاحب تھے انہون نے دوسرے دن صبح کو باغیون پر حملہ کیا اسنے ان باغیون کو شکست دی اور تین بڑے سرغنون کو قتل کیا سور ندر سہا باغیون کا بڑا سرغنہ تھا وہ اپنے گھر مین چھپا ہوا اسکی تلاش مین مصروف ہوئے اگر یہہ سرغنہ ہاتھ آجاتا تو ضلع سے بغاوت بالکل مٹ جاتی وہ اسکی تلاش کر رہے تھے کہ زخمی ہوئے۔ اسطرح بغاوت ضلع سے بالفعل موقوف نہین ہوئی مگر بہ تدریج بالکل دب دبا گئی۔

باب دوم

کنور سنگھ اور لارڈ مارکر

پٹنہ کا حال بعد ولیم ٹیلر صاحب کی موقوفی کے

ہم نے مغربی بہار کا حال ٹیلر صاحب کی برطرفی تک پہلے لکھا ہے انکے قائم مقام سیمویلس صاحب ہوئے اور ان کے حکم سے پٹنہ کی محافظت کے لئے دوسو یوروپین آ گئے اور چھپرا کے مجسٹریٹ کے حکم سے ایک گن بوٹ آئی کہ وہ گھاگرا کے کنارہ پر گشت کیا کرے اور افیون کا گودام استوار بنایا گیا اور اسمیں چھ توپین شہر کی طرف لگائی گئیں غرض اہل شہر کے ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے اچھے اور مناسب سامان ہوگئے مگر ضلع مین بدعملی بدستور رہی۔ کنور سنگھ ہزار آدمیون کو ساتھ لیئے ہوئے دریا سون پر مقیم تھا اور اس کے علم کے نیچے اسکا بھائی امر سنگھ اور نیتن سنگھ و جوتن سنگھ اور آدمی جمع ہوجاتے تھے اور پانچوین غیر آئینی رجمنٹ سوارون کی سارے ضلع مین لوٹ مار کرتی پھرتی تھی اور اضلاع مین بغاوتون کے برپا ہونے سے مغربی بہار کی حالت اور زیادہ ابتر ہوجاتی تھی اس مین اودھ کے باغی چلے آتے تھے۔ مہدی حسن اضلاع مظفرپور و چھپرا و چنپارن مین شورش مچاتا تھا۔

پانچوین پلٹن بیقاعدہ رجمنٹ سوارون کا فساد

پانچوین رجمنٹ سوارون کا کوئی روکنے والا نہ تھا وہ نواد آمین سرکاری عمارت کو برباد کرتا تھا۔ گیا کی طرف سفر کرتا تھا جس مین سکھ اور یوروپین سپاہی دوسو کے قریب محافظ تھے ۸ ستمبر کو انہون نے گیا سے باہر جاکر باغیون پر حملہ کیا مگر انکے بیس آدمی زخمی ہوئے اور وہ گیا مین واپس نہ آنے پائے تھے کہ اس مین باغی گھس آئے اور انہون نے چارسو قیدیونکو جیلخانہ سے چھڑا دیا اور اس حویلی پر حملہ کیا جو انگریزون نے اپنے لیئے حصار بنایا تھا مگر سکھ

جو کمشنر سابق پٹنہ کے بیٹے تھے پھر باغیون کو بھگا دیا۔

۹۔ اکتوبر کو بتیسوین رجنٹ کی دو کمپنیون نے دیوگڈھ مین بغاوت کی اور کنور سنگھ کی طرف چلین کمشنر صاحب پاس ریٹری کے سکھ اور نیول برگیڈ کا ایک حصہ ماتحت کپتان سوتھ بائی کے تھے۔ اور کرنیل مُس چر کا برگیڈ مدراس کا مغربی بہار کے اضلاع مین اکتوبر مین آگیا تھا اسکے سوا سیسرام مین لفٹنٹ سیٹن ٹن انجنیر تھے۔

ریٹری کے سکھون نے اول اکبرپور مین باغیون کو شکست دی اور پھر وہ بتیسوین رجنٹ کے تعاقب مین گئے اور ۶۔ نوامبر کو انہین ڈیجوا گاؤن مین جالیا۔ طرفین مین سپاہیون کی تعداد برابر تھی۔ جب لڑائی ہوئی تو رات ہوگئی تھی باغی واپس چلے گئے۔

کانپور کی لڑائی کے بعد مدراس برگیڈ سے کارتھیو صاحب جدا کرکے فتحپور مین مقرر کئے گئے تھے۔ ان اضلاع کالپی وجھانسی اور بندیل کھنڈ سے حملہ ہوتے تھے۔ ان حملون کا دور کرنا اور کانپور اور الہ آباد کے درمیان ٹرنک روڈ کو مامون ومصؤن رکھنا انکا کام تھا۔ الہ آباد کا صوبہ مغربی بہار کے نیچے تھا

دسمبر ۱۸۵۷ء وجنوری ۱۸۵۸ء مین یہان برگیڈیر کیمبل کمانڈنگ افسر تھا۔ ۱۹۔ دسمبر کو کارتھیو صاحب نے فتحپور مین کمانڈ لیا۔ ان کے آنے سے پہلے ۱۱۔ دسمبر کو کرنیل بلد کرنے باہر جا کر دہات جلائے تھے اور اور دہات سے مفسدون کو باہر نکالا تھا۔ اس طرح ضلع بدخواہون سے پاک صاف ہوگیا تھا۔ زرمالگزاری وصول ہوتا تھا اور سامان رسد غلہ وغیرہ صدر مقام مین جمع ہوتا تھا۔

باقی جو نکالے گئے وہ جمنا پار اتر گئے اور جمنا کے داہنے کنارہ پر کالپی سے لیکر باندہ تک گوالیار وجھانسی۔ بندیل کھنڈ اور فتح گڈھ کے مفرور باغی جمع ہونے شروع ہوئے۔ ان مین چرکاری کا راجہ اور نانا کا بھائی اور بھتیجا بھی موجود تھے۔ بعض کہتے ہین کہ خود نانا بھی وہان تھا اصل یہ ہے کہ باغیون کے سرغنہ جنکے صدر مقام بیتوا ندی پر کالپی کے نزدیک جلال آباد مین تھے وہ جمنا کے مغرب کے زمیندارون پر اپنے راج کا دعوی کرتے تھے۔ انسے زبردستی روپیہ وصول کرتے تھے اور پیشوا کی خدمت کے لئے سپاہی بھرتی کرتے تھے۔

بتیسوین رجنٹ کی بغاوت اور کمشنر صاحب

کارتھیو صاحب فتحپور مین

فتحپور

جمنا کے اس پار باغیون کا جمع ہونا

کارتھیو صاحب کا جمنا کے بائین کنارہ کے ملک کو باغیون سے صاف کرنا + بریگیڈیر کیمبل صاحب کا گنگا کے پار کے ملک کو باغیون سے صاف کرنا۔

۱۰- جنوری ۱۸۵۸ء کو کارتھیو صاحب سپاہ ہمراہ لیکر کانپور کی سڑک پر چلے اور جہاناباد مین پہنچکر کالپی کی طرف مڑے اور چونتیسوین رجمنٹ سے جو کانپور سے انکے ساتھ کام کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی ملے اور بھوگن پور مین آئے اور اسپر قبضہ کیا جسکے سبب سے باغیونکی گروہ جو کالپی سے آئے تھے وہ جمنا پار بھاگ گئے اور کارتھیو صاحب سکندرہ گئے اور وہان سے فتحپور مین آئے اسطرح اس ضلع کو باغیون سے بالکل پاک صاف کردیا

۵- جنوری ۱۸۵۸ء کو بریگیڈیر کیمبل کی سپاہ کو ہمراہ لیکر الہ آباد کے متصل کے ملک کو گنگا کے بائین کنارہ پر باغیون سے صاف کیا تین جگہ ان کا باغیون نے مقابلہ کیا مگر ان سب مین انکو فتح نصیب ہوئی اور باغیون کا بڑا نقصان ہوا۔ کرسٹی صاحب نے سرولی سے جو ضلع ہمیرپور مین ایک قصبہ ہے باغیون کو نکالدیا اور قصبہ مین آگ لگادی انہون نے کشتیون کے نہونے کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔

لکھنؤ کے فتح ہونے کا اثر اضلاع پر

مفسدے اپنے موقعون پر برپا ہوتے رہتے تھے۔ ۲۰- مارچ کو باغیون کے ایک گروہ نے ہمیرپور کے پاس جمنا سے عبور کیا اور گھاٹم پور کو لوٹ لیا اور جلا دیا اور وہان سے چلے آئے۔ لکھنؤ کے فتح ہونے کے بعد نئے نئے جلوے نظر آنے لگے سر ہیو لوک اور جنرل وٹ لوک کی سپاہین نظر آنے لگین اور میگر ڈیل صاحب سپاہ لیکر کالپی کی طرف بڑھے۔

چاندی پور مین کپتان سوتھ بای صاحب کا باغیونکو شکست دینا

۱۹- فروری کو گورکھپور مین روکروفٹ صاحب آئے اور ۲۰- کو انہون نے باغیون کو شکست دی اور ۲۵- کو یہان سے نیپالی لکھنؤ کو چلے گئے اور گورکھپور کے روکروفٹ صاحب کمانیر ہو گئے۔ انکے آنے سے دو دن پہلے سوتھ بائی صاحب کپتان نیول برگیڈ (بحری برگیڈ) کی کشتیون کے ساتھ گھاگرہ مین آئے۔ ایک سو تیس سپاہی اسی برگیڈ کے اور ۳۵ سکھ اور ۶۰ نیپالی انکے ساتھ تھے۔ انہون نے قلعہ چاندی پور پر جس مین تین سو باغی تھے حملہ کیا۔ یہہ قلعہ جمنا کے بائین کنارہ پر تسیان مین تھا۔ انہون نے اس قلعہ کو اور اسکی توپون کو لے لیا ان کے چند آدمی زخمی ہوئے۔

قصبہ آمورہا اودھ مین گورکھپور سے مغرب مین ۸۱ میل اور فیض آباد سے شرق مین ۹ میل
تھا۔ یہان کروفٹ صاحب آئے وہ بیلوا سے قریب تھا جہان باغی چودہ پندرہ ہزار جمع تھے
یہان مہدی حسن ناظم سلطان پور گونڈہ اور چار وہ کے راجے اور بڑے بڑے باغیونکے
سرغنہ موجود تھے۔ ۵۔ مارچ کی صبح کو باغیون نے برٹش کیمپ کی طرف کوچ کیا۔ آٹھ بجے
انکی ایک میل کے فاصلہ پر روکروفٹ اور سوتھ بائی ورچیڑ وسن سے سخت لڑائی ہوئی۔
باغیون کی قواعددان سپاہ خوب لڑی۔ مگر پھر انکے پاؤن میدان جنگ مین نہین جمے
اور وہ بیلوا مین اپنے وحس کے اندر چلے گئے۔ یہان انکو اس سبب سے [illegible] مل گیا کہ انگریزی
سوار نہین جا سکتے تھے روکروفٹ صاحب آمورہا مین رہے اور کمک کے منتظر رہے۔
کہ وہ آجائے تو باغیون کے مستحکم مقامات پر حملہ کیا جائے

اب یہہ تین بڑے باغیون کے سرغنہ باقی تھے تانتیا ٹوپی و مولوی احمد اللہ فیض آبادی
اور کنور سنگھ۔ کنور سنگھ کی اصلی سپاہ تھوڑی تھی۔ انگریزی آئینی سپاہ بارہ سو کے قریب اس
پاس تھی اور کئی سو اسکے اور اس کے بھائی کے اور ضلع کے ناراض زمیندارون و تعلقہ دارون کے
سپاہی تھی۔ اسنے یہہ دیکھ کر کہ انگریزی سپاہ تو چارون طرف سے سمٹ کر لکھنؤ کے فتح کرنے
کے لیئے چلی گئی یہہ موقع خوب ہی جانا کہ مشرقی اودھ پر عزم کیجیے اور وہان سے بہت سی
باغیون کو ساتھ لیکر اعظم گڈھ پر یورش کیجیے اور اگر اس مین کامیابی ہو تو پھر الہ آباد و بنارس کی
خبر لیجیے۔

اعظم گڈھ مین تھوڑی سی سپاہ تھی۔ کرنیل مل مین صاحب اس کے کمانڈر تھے کنور سنگھ
مع اپنے دوستون کے اترولیا مین اعظم گڈھ سے پچیس میل تھا اور مل مین صاحب ضلع مین
قریب کوئلسا مقیم تھا۔ ۲۱ مارچ کو مل مین صاحب کو خبر ہوئی کہ اعظم گڈھ کے قریب باغی
آگئے ہین اس لیئے ساری رات چلکر صبح کو باغیون کے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا جو قلعون کے
اندر نہ تھا بلکہ آمون کے درختون کے کئی جھنڈون کے اندر تھا وہ شکست پاکر بھاگ گیا
کرنیل مل مین نے اپنی سپاہ کو حاضری کھانے کی اجازت دی ابھی ہاتھ مین نوالہ تھا منھ کے
اندر نہین گیا تھا کہ مل مین پاس خبر آئی کہ دشمن آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ کنور سنگھ اس لشکر پر

حملہ کرنے مین کامیاب ہوا ل ہین صاحب شکست پاکر خیمہ گاہ کو ٹلسا مین واپس آئے
ل ہین صاحب کی درخواست کرنے سے لکین بنارس غازی پور سے آگئین
۲۷- کو الہ آباد مین لارڈ کیننگ پاس ل ہین کی ہزیمت کی خبر آئی جس سے وہ آسیمہ سر
ہوئے- یہہ بالکل ممکن معلوم ہوتا تھا کہ کنور سنگھ اپنی فتح پر نازان ہو کر بنارس پر حملہ کرے
اور کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان راہ کو بند کر دے- خوش نصیبی سے الہ آباد مین کرنیل لارڈ
مرک کر موجود تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً اعظم گڑھ کی کمک کو روانہ ہوان- انسے بہتر کوئی اور
افسر اس کام کے لیے نہین مقرر ہو سکتا تھا- رات سے پہلے وہ روانہ ہوئے- چار روز
مین بنارس آئے- یہان بیس کا ایک ترپ اور چند توپچی اور دو توپین اور دو مورٹار
ہمراہ ہوئے وہ آگے بڑھے- ۵- اپریل کو اعظم گڑھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پہونچے
وہ ملک کے حال سے واقف نہین تھے اس لئے وہ صبح تک ٹھیرے چار بجے
سفر شروع ہوا- دو گھنٹے کے بعد انہون نے دیکھا کہ باغی ایک حویلی اور آمون کے درختونکے
جھنڈون مین سڑک کی بائین طرف جمع ہین اور اس کے داہین طرف کھیتون کی خندقونپر
صف آرا ہین- لارڈ مارک نے پیدل کی ایک کمپنی بھیجی کہ باغیون کو ان خندقون سے
نکالدے تو دشمن خندقون کے دوسرے سرے مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین
مارنی شروع کین- لارڈ مارک کے حکم سے توپون نے حویلی مین گولے مارے تو وہ باغی
حویلی سے نکلکر آمون کے درختون پر چڑھ گئے اور وہان سے بندوقین چلانی شروع کین
اور انکا ایک حصہ لارڈ مارک کے پیچھے کے لوٹنے کے لئے گیا- جس عالی شان حویلی مین باغی
مقیم تھے اس مین دراڑ پڑی جب اس کے اندر سپاہ گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے اندر ایک اور
دیوار ہے جسمین کوئی رخنہ نہین پڑا- اس لیے سپاہ بمجبوری واپس آئی- لارڈ مارک کا
ارادہ اسپر حملہ کرنے کا تھا مگر دفعتہً حویلی کو باغیون نے خالی کر دیا- حویلی کے اندر گر بھر اونچی
لاشون کا ڈھیر لگا ہوا تھا بھگوڑون کے تعاقب مین سیس سوار گئے اور اس اثنا مین
باغیون نے جو انگریزی لشکر کے عقب پر حملہ کیا تھا وہ بھی رفع کیا گیا- چند گھنٹے کے اندر
اعظم گڑھ کے دمدمہ مین لشکر داخل ہوا- اس لڑائی مین افسر اور سپاہی آٹھ مارے گئے

لارڈ کیننگ کا ل ہین کی ہزیمت کا حال سنا

اعظم گڑھ کی لڑائی

اور چونتیس سخت زخمی ہوئے۔

باب سوم

کنور سنگھ کا مغربی بہار میں غرہ مین آنا

ہم نے سر کولن کیمبل کا حال ۲۱۔ مارچ تک لکھا ہے کہ وہ لکھنؤ مین تھے اب آگے اور بیان لکھتے ہین۔ یہہ تین مقصد اعظم انکے پیش نظر تھے۔ اول ضعیف مقامات کا مستحکم کرنا جنکو باغی دھمکا رہے تھے دوم ایک گشتی کالم کا مقرر کرنا کہ وہ مغربی و شمالی مغربی اودھ کو دوبارہ فتح کرے۔ سوم رہیلکھنڈ کا دوبارہ فتح کرنا۔

۲۴۔ مارچ کو سر کولن نے لکھنؤ مین بڑی سپاہ متعین کی اور اسکا کمانڈر سرہوپ گرینٹ کو بنایا ۲۸۔ مارچ کو ان پاس مل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جسکا ذکر اوپر ہوا۔ ۲۹۔ کو انہون نے سر لیگارڈ کو بڑی سپاہ دیکر اعظم گڈھ روانہ کیا کہ وہ اعظم گڈھ مین لشکر کی کمک کرے اور جنگ بہادر کا لشکر جو فیض آباد کی طرف آگے بڑھا جاتا ہے وہ روکرو فٹ صاحب کی امداد آمور یا مین کرے۔ لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے جو پندرہ منزل پر لکھنؤ سے تھا مگر راہ مین ایک پل کو باغیون نے جلا دیا تھا اور کشتیان موجود نہین تھین اس لئے راہ مین ایک ہفتہ کا توقف ہوا اور جونپور کی طرف سفر کرنا پڑا۔ جونپور سے چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن ٹیگرا تھا۔ اسسے چار میل کے اندر تین ہزار باغی موجود تھے جنمین تہائی قواعددان سپاہی تھے اور دو توپین انکے ساتھ تھین اور انکا سرغنہ غلام حسین تھا جسنے ۱۰۔ اپریل کو جونپور کو دھمکایا۔ دوسرے دن حملہ کیا اور ایک گاؤن کو ٹیگرا سے چھ میل کے اندر جلا دیا۔ لیوگارڈ صاحب نے ان باغیون پر حملہ کیا کچھ تھوڑی دیر لڑکر وہ مفرور ہوئے ان کے اسی آدمی قتل ہوئے اور دو توپین میدان جنگ مین چھوڑ گئے۔ فتحمندون کے چھ سو سوار زخمی ہوئے اور بڑا نقصان یہہ ہوا کہ جرنیل ہیولوک مرحوم کے بھتیجے چارلس ہیولوک مارے گئے لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے۔ ۱۴۔ اپریل کو وہ اعظم گڈھ سے ستائیس میل کے

فاصلہ پر پہنچے۔ کنور سنگھ نے اسوقت اعظم گڈھ کو گھیر رکھا تھا اس کے پاس تیرہ ہزار سپاہی تنومند تھے۔ شہر کے اندر باغی تھے اور وہ انگریزی دمدمہ کو دھمکاتے تھے۔ اسنے ۱۵- اپریل کو لیگارڈ کو ٹونس ندی کے کنارہ پر روکنا چاہا مگر وہ رکے نہین ندی کے پار اتر گئے ان کے ساتھ وہی پی بلیس صاحب کارخانہ دار بھی تھے جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ سخت زخمی تھے اور اسی حالت مین بھی لشکر کے ہمراہ تھے وہ اس ملک کے حال سے خوب واقف تھے اس لیے لشکر کو انسے بڑی مدد پہنچی تھی۔ وہ اس زخم کی تکلیف سے مر گئے۔

ٹونس مین باغیون نے انگریزی لشکر کا مقابلہ کیا اور بھاگے۔ انکا بارہ میل تک تعاقب ہوا۔ جب سوارون نے انپر حملہ کیا تو اسکا اثر انپر کچھ نہین ہوا اور باغی انتظام اور ترتیب کی ساتھ گنگا کی طرف چلے گئے کئی انگریزی افسرون کو زخمی کر گئے۔

لیوگارڈ ٹونس ندی سے پار ہوکر خیمہ زن ہوئے اور اعظم گڈھ کی سپاہ کو اپنے پاس بلایا اور کنور سنگھ کے دوست دو راجہ ہو گئے تھے اور وہ شمالی اودھ کو جاتے تھے اور غلام حسین کے لشکر سے ملنا چاہتے تھے۔ لیوگارڈ صاحب کو جب یہہ خبر پہنچی کہ تعاقب کرنے والے کالم نے ناتھوپور مین قیام کیا ہے تو انہون نے ڈگلس صاحب کو بہت سے لشکر کے ساتھ ناتھوپور بھیجا وہ ۱۶- اپریل کو یہان پہنچ گئے۔

ناتھوپور سے چودہ میل پر موضع نانگھی مین کنور سنگھ مقیم تھا۔ ۱۷- اپریل کو ڈگلس صاحب نے اسپر حملہ کیا۔ وہ فرصت پاکر مغرور ہوا۔ بہت سے آدمی اس کے مارے گئے۔ ڈگلس صاحب نے ۱۷- ۲۰- اپریل کو چار یا پانچ میل تعاقب کیا۔ وہ اہوسی مین باغیون سے چھ میل پر مقیم ہوئے پھر انہون نے باغیون کا تعاقب کیا باغی بغیر کسی نقصان اٹھانے کے ناگراین اٹھارہ میل کے فاصلہ پر چلے گئے دن بھر اسکا تعاقب ہوا مگر پیادے سوارون کے ساتھ نہین پہنچ سکے اس لئے ڈگلس صاحب نے حملہ نہین کیا۔ دشمنون کے مقام سے تین چار میل پر خیمہ زن ہوئے کنور سنگھ کو جب جاسوسون نے انگریزی لشکر کے آنے کی خبر دی تو وہ غازی پور کے ضلع مین منوہر مین چلا گیا اور یہان اسنے قیام کیا کہ کھائے پیئے آرام کرے۔

منوہر پور مین ڈگلس صاحب نے جاکر کنور سنگھ پر حملہ کیا۔ لڑائی مین دشمنون کے پاؤن نہین جمے وہ پراگندہ اور پریشان بھاگ گئے۔ میدان جنگ مین ایک برنجی توپ اور بہت سا میگزین اور خزانہ اور بہت سے چھکڑے اور بیل اور چار ہاتھی چھوڑ گئے چھ میل تک باغیون کا تعاقب ہوا وہ مختلف کولمون مین مختلف راستون سے بھاگ گئے تھے۔ مگر سب نے ایک جگہ مین جمع ہونا آپس مین قرار دے لیا تھا۔ ڈگلس صاحب کو معلوم نہین ہوا کہ وہ کہان یکجا جمع ہونگے کنور سنگھ بلیا سے سات میل نیچے شیوپور گھاٹ سے گنگا پار کشتیون مین بیٹھ کر اتر گیا جب ڈگلس صاحب یہان آنکر پہنچے تو دوسو آدمی پار جانے کے لیئے باقی تھے جن کو انہون نے قتل کیا اور ایک توپ لی اور کچھ ہاتھی لیئے۔ اور ایک کشتی کو جو سب سے پیچھے تھی ڈبو دیا کنور سنگھ گنگا پار صحیح سلامت چلا گیا اور اپنے باپ دادا کی ریاست مین جگدیس پور پہنچا۔ یہان اس کے بھائی امر سنگھ کے پاس کئی ہزار دہاتی مسلح موجود تھے جو اس کے لیئے جان دینے کو حاضر تھے۔ قلعہ جگدیس پور کے گرد بڑا گھنا جنگل تھا اس مین اسنے اپنے سب آدمیونکو پھیلا دیا کہ وہ انگریزون کو اس جنگل مین گھسنے نہ دین۔ اسوقت آرہ مین پینتیسوین رجنٹ کے ۵۰ سپاہی اور بیٹری کے ۱۵۰ سکھ اور نیول بریگیڈ کے پچاس ملاح تھے اور اس سب سپاہ پر کپتان لی گرینڈ کمانڈر تھے۔ کپتان صاحب سپاہ مذکور کو اور دو بارہ بینی ہوٹ زر کو لیکر چلے اور ۲۳۔ اپریل کی صبح کو وہ کنور سنگھ کی دو ہزار سپاہ پر چڑھے جو مسلح تھی مگر توپین اس پاس نہین تھین۔ وہ ڈیڑھ میل گھنے جنگل پر قبضہ رکھتی تھی لی گرینڈ صاحب جنگل مین دشمن سے ایسی بری طرح لڑے کہ سپاہ بے ترتیب بھاگی اور دشمن نے تعاقب کرکے دو تہائی سپاہیون کو اور لی گرینڈ صاحب اور اور دو افسرون کو مار ڈالا۔

اس ہزیمت سے ضلع مین پھر بد انتظامی نے پاؤن پھیلائے۔ چھپرا مین ہول اٹھا۔ دیناپور مین ڈگلس صاحب سے اعانت کی درخواست ہوئی۔ وہ ۲۵۔ اپریل کو سیتا گھاٹ سے گنگا پار اترے۔ چوراسوین رجنٹ اور دو توپون کو آرہ بھیجا اور ۲۹۔ کو وہ خود گئے۔

کنور سنگھ جب جگدیس پور پہنچا تو اسکی کلائی زخمی ہونے کے سبب تراشی گئی۔ پیرانہ سالی کے سبب سے وہ اس صدمہ کا متحمل نہین ہوا تین روز بعد مر گیا اسکا بھائی امر سنگھ اسکا جانشین ہوا

منوہر پور مین ڈگلس صاحب کا کنور سنگھ کو شکست دینا

کنور سنگھ کا جگدیس پور مین پہنچنا ۲۲ اپریل

کنور سنگھ کا مرنا

وہ استقلال و ہمت و جرأت میں اپنے بھائی سے کم نہین تھا۔

باغیون نے لی گرینڈ پر فتح پا کے آرہ پر حملہ کیا۔ گو حملہ ہٹایا گیا مگر وہ موقوف نہین ہوا۔ لیوگارڈ صاحب یہہ خبر سنکر مع اپنی سپاہ کے آرہ کے ہمسایہ مین ۸- مئی کو بیہیا مین آگئے اور آرہ کی محافظت کے لیئے سپاہ بھیجی۔ بیہیا اور جگدیس پور کے جنگلون مین آٹھ ہزار کے قریب باغی موجود تھے۔ ۲۷- مئی تک باغیون سے لڑائیان ہوتی رہین۔ مگر اُنسے باغیونکی دم خم مین فرق نہین آیا۔ ۲۷- مئی کو دلیل پور مین شکست پاکر وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیون مین منقسم ہوکر غارتگری کرنے لگے۔ ایک گروہ نے نیل کا کارخانہ ڈمراؤن کے قریب برباد کیا۔ دوسرے گروہ نے ایک گاؤن راجپور مونگیر کے قریب لوٹا۔ تیسرے گروہ کرمناسا مین ریل کے کامون کو ستیاناس ملایا۔ ان کامون نے ضلع شاہ آباد مین بڑی ہلچل ڈالدی۔

اس لشکر مین گرمی اور دھوپ کے سبب سپاہ کو بہت تکلیف پہنچی۔ لیوگارڈ صاحب نے جنگل کے دو متقابل مقامون مین سپاہ کو متعین کیا اور انکے بیچ مین جنگل کے اندر بڑی سڑک بنوائی پھر اُن مین چوکیان مقرر کین کہ باغیون کو جنگل کے اندر مارین اور باغیون پر باہر کی طرف حملہ کیا اور جب وہ جنگل مین گھسے تو انہین سے چوکیون کے سپاہیون نے بہت باغیون کو مارا مگر پھر بھی باغی بھاگ کر نکل گئے۔

موسم کی سختی اور گرمی کے سبب سے لیوگارڈ صاحب ایسے بیمار ہوگئے کہ مستعفی ہوکر ولایت چلے گئے اور سپاہیون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے مقامات مین جاکر آرام کرین۔ جب سپاہ میدان جنگ مین چلی تو باغی بڑے خوش ہوئے کہ اب ہم کو برسات کے چار مہینے تک دنگہ و فساد کرنے کے لیئے فراغت ملی اس لیئے وہ جنگلون مین اپنے مقامات کو چلے انکی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

لیوگارڈ صاحب کی جگہہ ڈگلس صاحب مقرر ہوئے انکو اپنے اس عہدہ مین بہت مشکلات پیش آئین کہ امر سنگھہ اور سرکشون اور گیا کے جیلخانہ کے چھوٹے ہوئے سرکشون کے درمیان سازشین ہورہی تھین وہ آرہ پر حملے کررہے تھے۔ ایک انگریز کا بنگلہ جلادیا تھا۔ یہان ہر مقام پر سول حکام کا کہین پتا نہ تھا۔

لیوگارڈ صاحب کا باغیون کو دوبارہ شکست دینا ❊ لیوگارڈ صاحب کا مستعفی ہونا ❊ ڈگلس صاحب کا لیوگارڈ کی جگہہ مقرر ہونا۔

ڈگلس صاحب کا باغیون پر حملہ

ڈگلس صاحب کو دانا پور تک اضلاع پر حکومت دی گئی - انہون نے سپاہ کو گیا مین اسطرح
متعین کیا کہ وہ فوراً سب آپس مین ضرورت کے وقت مل جائین اور معتبر سپاہیون کو بھیس
بدلکر بھیجا کہ وہ باغیون کا حال دریافت کرین یا انکو قتل کرین بڑی تدبیر انکی یہہ تھی کہ باغی سب طرف سے
اسطرح بھگائے جائین کہ وہ جگدیس پور مین سب جمع ہون اور پھر ان پر حملہ کر کے جگدیس پور لے لیا جائے
باغی بڑے مستقل تھے - امر سنگھ نے جگدیس پور پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا اور تھوڑے تھوڑے گروہون
مین منقسم ہوکر جولائی اگست ستمبر مین اضلاع مین اور گنگا کے جنوب مین اور سون کے مغرب مین
لوٹ مار کرتے رہے - اس کام مین کئی دفعہ انکو شکستین و ہزیمتین ہوئین - ۹ ستمبر کو کرنیل والٹر نے
انکو رام پور مین شکست دی اور ۲۰ کو کپتان فریخ نے دریاے سون مین باغیون کی کشتیون کی غارت
کیا - ۱۴ اکتوبر کو مسٹر ہیو بائن سول افسر نے شاہ آباد مین دریا مین انکی چار بڑی کشتیون کو
جنکی محافظت ۳۰۰ سپاہی کر رہے تھے ڈبو دیا مگر ان نقصانون سے باغیون کے کوئی خوف
نہین پیدا ہوا وہ آرہ کو دھمکاتے رہے - برسات کے موسم کو اپنا بڑا معین و مددگار سمجھتے رہے
اب اکتوبر کا مہینہ آگیا تھا - ڈگلس صاحب نے اپنی سپاہ کے کالم بنائے اور باغیون کے پیچھے
لگائے کہ ان سب کو گھیر گھار کر جگدیس پور لائین - وہ اس اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوئے
جب یہہ باغی جگدیس پور مین جمع ہوئے تو انہون نے اسپر حملہ کیا مگر ایک کولم کے افسر نے آنے مین
ایسی دیر کی کہ باغی بہت سے بچکر باہر نکل گئے - جب یہہ ترکیب نہ چلی سر ہنری ہیولوک نے
ڈگلس صاحب کو یہہ ترکیب بتائی کہ وہ ایسی پیادہ سپاہ کو کام مین لائین جو سوار ہوکر لڑنا بھی جانتی
ہو - ڈگلس صاحب نے انکی اس تجویز کو دل سے منظور کیا - ہیولوک صاحب نے ایسی سپاہ کو لیکر
بڑے کام کئے - جب پیادے باغیون کو شکست دیتے تو وہی پھر گھوڑون پر سوار ہوکر باغیون
کا تعاقب کرتے اور انکو تھکاتے - غرض ہیولوک کی اس تدبیر سے اکتوبر نومبر مین باغی بالکل غارت
ہوئے اور اضلاع مین پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی اور جگدیس پور کا جنگل کاٹا گیا - باغی ایک
جگہہ سے دوسری جگہہ بھگائے جاتے مگر کہین اپنا امن نہ پاتے - ۲۴ نومبر کو ڈگلس صاحب نے
سالہادھار مین کیمور پہاڑ پر باغیون کو بڑی شکست دی اور انکا سارا میگزین اور سامان حرب و ضرب
چھین لیا اور باغیون کو یہہ لشکر کشی بڑی تھکانے والی تھی مگر اس کے نتائج بڑے ہی شان و شوکت کے تھے

جیسے اس مین تھوڑے بڑے سفر سپاہ کو کرنے پڑے ایسے کسی اور لشکر کشی مین نہین کرنے پڑے ایک دفعہ پیدلون کو پانچ روز تک متواتر سفر ہر روز ۲۶ میل کرنا پڑا اور ہیولوک صاحب کے سوارون کو ہر روز چالیس میل کے قریب۔

باب چہارم

اودھ اور رہیلکھنڈ مین ترقی - ہوپ گرینٹ - نیپی - وال پول کا روبکار مین ہونا - کوک - جان جونس - ہم برڈن - ولیم پیل - پی پیلیس

اب ہم پھر لکھنؤ کا حال لکھتے ہین جب سپاہ نے لکھنؤ کو فتح کیا تھا اسکا ایک ڈویزن سر لیوگارڈ کی ماتحت بھیجا گیا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا - ایک ڈویزن سر ہوپ گرینٹ کے اور ایک ڈویزن وال پول کے ماتحت بھیجا گیا اول ہوپ گرینٹ کے ڈویزن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لکھنؤ سے باری ۲۹ میل کے فاصلہ پر تھا وہان مولوی احمد اللہ شاہ کی سپاہ جمع تھی - سر ہوپ گرینٹ صاحب تین ہزار سپاہ لیکر لکھنؤ سے ۱۱ - اپریل ۱۸۵۸ء کو منزل پیما ہوئے انہون نے لکھنؤ سے تین چوتھائی فاصلہ باری کا طے کیا ہوگا کہ دشمن کے سوار انگریزی لشکر مین آنکر سارا حال دیکھ کر واپس چلے گئے - جب مولوی کو سب حال معلوم ہوگیا تو اسنے باری سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن مین اپنے مورچے بڑی دانائی سے جمائے - مگر یہ دانائی سر ہوپ گرینٹ کی فرزانگی اور مردانگی کے آگے کچھ نہ چلی - باغیون کے سوارون نے انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اِس مین چھ ہزار چھکڑے بار برداری کے ساتھ آنے کر لیا مگر کپتان کوپ ہم صاحب نے ان توپون کو پھر چھین لیا تو باغی سوار عقب پر حملہ کرنے گئے اور وہان دو دفعہ انہون نے شکست پائی - ہوپ گرینٹ نے گاؤن پر حملہ کیا مولوی نے گاؤن کو خالی کر دیا ایک گولی بھی نہین چلائی - مولوی نے اچھی طرح منصوبہ سے کام کیا تھا مگر

مگر وہ چلا نہین۔ بارہ ہین سر ہوپ گرینٹ جا کر شرقی کی طرف چلے ۱۵۔ کو محمود آباد مین پہنچے
اور ۱۹۔ کو رام نگر مین جس سے چھ میل کے فاصلہ پر بٹیاؤلی تھی جہان یہ خبر مشہور تھی کہ لکھنؤ
کی بیگم اور اسکے پیرو مقیم ہین مگر عورت ایسی بیوقوف نہین تھی کہ وہ یہان بیٹھی ہوئی انگلش
جنرل کے آنے کا انتظار کرتی۔ اب بٹیاؤلی خالی تھی تو ہوپ گرینٹ صاحب جنگ بہادر کے
نیپالی لشکر کی طرف بڑھے وہ سولی مین تھے جو رام نگر اور نواب گنج کے درمیان تھا۔ یورپین
افسر جو اس سپاہ کا جرنیل تھا وہ اپنے روزنامچہ مین لکھتا ہے کہ اس لشکر کو ایسے ملک مین سفر
کرنا پڑا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے اس لیئے جنگ پردازی کرنی پڑی میرے لشکر مین
آٹھ ہزار سپاہی اور بیس توپین تھین مگر لڑنے کے لیئے صرف دو ہزار آدمی شمار مین آسکتے تھے
دو ہزار سپاہی بیمار تھے اور چار ہزار چھکڑے تھے۔ جنمین سے ہر ایک مین خیمے ڈیرے اور
سپاہیون کا اسباب اور لوٹ کا مال بھرا ہوا تھا۔ اس لشکر کے دستور کے موافق ہر چھکڑے
کے لیئے ایک سپاہی محافظ درکار تھا۔ یہان سے ہوپ گرینٹ لکھنؤ اور کانپور کے درمیان
سڑک کی محافظت کے لیئے گئے جس پر اناؤ مین خلل آ گیا تھا۔ لڑائیان خفیف سی ہوئین جنمین
باغی منتشر ہوئے وہ ۱۶۔ مئی کو جلال آباد کے قلعہ مین لکھنؤ کے قریب آئے۔ پھر یہان سے
رہیل کھنڈ گئے جسکا بیان آگے آئیگا۔

اب سر کولن کو گورنر جنرل کے حکم کے موافق لکھنؤ کی فتح کے بعد رہیل کھنڈ کا فتح کرنا ضرور
تھا جہان اودھ کے باغی بھاگ کر آ گئے تھے۔ انہون نے تین کولم تجویز کیئے کہ وہ مختلف
مقامات سے حرکت کر کے ایک جگہ آن ملین ایک کولم کے کمانڈر جنرل پینی صاحب مقرر
کیئے انکو ہدایت ہوئی کہ وہ نڈولی سے گنگا پار اتر کر جنرل والپول کے لشکر سے جو لکھنؤ
سے چلا ہے میران پور کی لڑائی مین ملجائین جو شاہجہان پور سے بیس میل ہے اور ایک اور
کولم رڑکی سے روانہ ہو جو رہیل کھنڈ مین شمال مغرب سے داخل ہو۔ اور تیسرا کولم فتح گڈھ سے
سیٹن صاحب لیکر چلین ایک طرف رہیل کھنڈ کے جنوب مشرق مین باغیون کو داخل نہ ہونے دین
اور دوسری طرف ان اضلاع مین جو گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہین۔

سیٹن صاحب نے فتح گڈھ مین رہ کر قلعہ کو استوار کیا اور کشتیون کے پل کو قلعہ کی دیوار کے نیچے

نیچے قائم کیا۔ روہیلکھنڈ کے باغی رام گنگا کی طرف سے انکو دھمکا رہے ہے۔ مین پوری کا راجہ تیج سنگھ
باغیون سے آنکر ملا اور انکو دوآبہ مین دنگہ وفساد مچانے کے لئے اغوا کیا سیٹن صاحب نے ان باغیون پر
اس لیئے حملہ کیا کہ وہ دوابہ مین دنگہ مچا کے ٹرنک روڈ پر خلل انداز ہون سیٹن صاحب نے تحقیق
کیا کہ باغیون کے پاس تین مستحکم مقام ہین۔ ایک علی گنج جو فتح گدھ سے سات میل پر رام گنگا کے
پرے کنارہ پر ہے دوسرا مقام بن گاؤن ہے جو گنگا کے گھاٹ سے تین میل پر اور فتحگڈھ سے
چوبیس میل سے کچھ زائد فاصلہ پر ہے اور تیسرا مقام کنکر پر اسی سمت مین بائیس میل کے فاصلہ پر
ہے۔ سیٹن صاحب نے کنکر پر حملہ کیا جو علی گنج اور بن گاؤن کے درمیان واقع تھا انہون نے
اس متوسط مقام پر حملہ اس سبب سے کیا کہ اوپر کا مقام گرکر نیچے کے مقام مین آجائیگا۔ وہ
۶-اپریل کو سپاہ لیکر کنکر پر مین گئے اور دہات پر حملہ کرکے اپنے قبضہ مین لاتے گئے اور
ڈہائی سو باغی مارے اور زخمی کئے اور تین توپین چھین لین سیٹن صاحب کے آدمی پانچ
مارے گئے اور ستر زخمی ہوئے اس فتح کا اثر ایسا ہوا کہ باغیون نے دوابہ پر فتح کرنے کا
خیال چھوڑا اور علی گنج مین ایسا اثر ہوا کہ انہون نے رام گنگا کا پل توڑ دیا۔

جنرل پینی کا مارا جانا

پنی صاحب بلندشہر سے چلے کہ روہیلکھنڈ مین جائین۔ وہ اپنے لشکر سمیت گنگا کے پار
۲۷-اپریل کو اترے اور ان پاس خبر آئی کہ سب باغی ادھر مین بھاگ گئے ہین وہ بداؤن
مین بے مزاحمت جاسکتے ہین۔ پینی صاحب نے ۳۰-اپریل کو رات کو بیس میل سفر کرکے
بداؤن مین جانے کا قصد کیا وہ ککرالی مین پہنچے تھے۔ بالکل تاریکی تھی کہ اس مین روشنی چمکی اور
اینر گراپ پڑنے شروع ہوئے۔ پھر پینی صاحب زندہ نظر نہین آئے۔ یہہ خیال کیا گیا ہی
کہ انکا گھوڑا دفعتہً توپون کی آواز سے چمکا اور انکو دشمنون کی صفون مین لے گیا۔ یہہ تحقیق
ہے کہ جب لڑائی ہوچکی تو انکی لاش وہان پائی گئی۔ جب گراپ پڑے ہین تو پیادے پیچھے تھے
کہ انہون نے حملہ کرکے توپ لے لی بالکل اندھیرا تھا جب وہ آگے کے مورچے مین بڑھے تو وہ
غازیون سے بھرا ہوا تھا۔ انگریزی لشکر نے ان غازیون پر حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی بہت سے
افسر قتل ہوئے۔ مگر جب انگریزی لشکر نے غازیون کے پھندے سے نکل کر گاؤن پر
جس مین باغی بھرے ہوئے تھے گولے مارے تو غازی اور باغی تھوڑا سا نقصان اٹھاکر بھاگ گئے

رب کرنیل جونس صاحب بمبئی صاحب کی جگہہ مقرر ہوئے تھے وہ سفر کرکے ۱۲ مئی کو میران پور کے کٹرہ مین کمانڈر انچیف سے مل گئے ۔

وال پول صاحب مع اپنے لشکر کے ۷-اپریل کو لکھنؤ سے چلے انکو حکم تھا کہ وہ گنگا کے بائین کنارہ سے روہیل کھنڈ مین داخل ہوں ۔ ۱۵-اپریل تک انہون نے سفر کیا کوئی مزاحمت انکے سامنے نہین آئی ۔ ۱۵-اپریل کی صبح کو نو میل سفر کرکے وہ روبان مین آئے وہ ایک چھوٹا سا قلعہ لکھنؤ سے اکیاون میل پر اور گنگا کے مشرقی کنارہ سے دس میل پر تھا ۔ اس قلعہ کی مٹی کی فصیل تھی اور اس مین رہنیان بنی ہوئی تھین اور اسکے گرد بڑی گہری خندق تھی ۔ یہ قلعہ نرپت سنگھ زمیندار کے پاس تھا جو باغی اسوقت تک تھا کہ بغاوت سے فائدہ پہنچتا تھا ۔ لیکن وہ نہین چاہتا تھا کہ برٹش سپاہ سے اپنا سر کٹوائے ۔ وال پول صاحب کو خبر لگی کہ اس قلعہ مین باغی ہین مگر انکی تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی وہان نرپت سنگھ کے ملازمین سمیت پندرہ سو باغی تھے ۔ ہوڈسن صاحب کے سوارون مین سے ایک سوار اس قلعہ مین مقید تھا وہ بھاگ کر وال پول صاحب پاس گیا اور اسنے یہان کا سارا حال بیان کیا اور کہا کہ نرپت سنگھ بظاہر مقابلہ کریگا مگر دوپہر کے بعد انگریزی لشکر کے آنے کے لیئے قلعہ کا ایک دروازہ کھولدیگا وال پول صاحب نے اس بیان کو سچ نہین جانا ۔ اور خود کچھ زیادہ تجسس نہین کیا ۔ انہون نے یہہ اپنے نزدیک سمجھ لیا کہ قلعہ کے اندر پندرہ سو باغی ہین ۔ غرض بغیر تحقیقات کے وال پول صاحب نے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اپنی سپاہ مغربی و جنوب کی طرف کو ضعیف سمجھ کر بھیجی ۔ جب لشکر آگے بڑھا تو دشمن نے اسپر ایسی آگ برسائی کہ بہت سی سپاہ ماری گئی اور زخمی ہوئی کپتان روس گرو صاحب نے جو حملہ کر رہے تھے بگل کے ذریعہ سے جنرل کو اطلاع دی کہ یہان دروازہ نہین ہے زینے بھیجو تو وہ انپر چڑھ کر اس قلعہ کو فتح کرے ۔ گرو صاحب پاس وال پول صاحب کا کوئی جواب نہین آیا ۔ آدمی زیادہ لڑنے لگے اور دشمن اور اس کے درمیان چند قدم کا فاصلہ رہ گیا ۔ انہون نے پھر کمک کی اور زینون کی درخواست کی اور یہہ بیان کیا کہ خندق کے پار جانا بغیر زینون کے ناممکن ہے ۔ فوراً کپتان کیف صاحب سکھون کو ساتھ لیکر آئے ۔ کیف صاحب کے سپاہی خندق مین گئے ۔ انکے سپاہیون کے پاس زینے نہین تھے

وہ کھون کی طرح مارے گئے جو افسر مارے گئے انہین اڈورڈ ڈلو بائی بھی تھے۔ کیف
صاحب کے جو ایک سو بیس آدمی اپنے ساتھ لائے تھے ان مین چھیالیس مرے اور دو زخمی
ہوئے۔ انہون نے یہہ سمجھکر کہ لڑنا بے فائدہ ہے اپنے باقی آدمیون کو بلایا اور ولوبائی کی لاش کو
دو سپاہیون طامسن اور سنیس کے ساتھ کیف صاحب نکال لائے اور خود زخمی ہوئے اس
بہادرانہ کام کے جلد وین انکو وکٹوریا کروس ملا گرد صاحب پاس کوئی حکم نہین پہنچا وہ اپنی سپاہ
کے ساتھ دشمن کی آگ مین کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد ایڈرین ہوپ صاحب فقط ٹیلر صاحب
کو ساتھ لیکر آئے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سپاہ اس طرح قلعہ کے ایک رخ کی طرف لڑ رہی تھی
تو وال پول صاحب نے الادھند قلعہ کی دیوار پر دوسرے رخ پر گولے مارنے شروع کیے
جسکی خبر ایڈرین ہوپ صاحب کو ہوئی کہ دوسری طرف سے جو گولے مارے جاتے ہین
وہ اپنے ہی لڑنے والو پر گرتے ہین۔ وال پول صاحب پاس وہ گھوڑے پر سوار ہوکر
گئے یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ انمین کیا باتین ہوئین مگر ہوپ صاحب نے ٹیلر صاحب سے کہا
کہ وال پول صاحب نے انکے کہنے کا یقین نہین کیا اور انکی طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ خود جاکر دیکھین گے۔ جب گرد صاحب نے ہوپ صاحب کو دیکھا تو وہ کودا اور دوڑا
ہوا ان پاس گیا اور کہا کہ جنرل یہہ جگہ تمہارے لئے نہین ہے خدا کے واسطے پیچھے لیٹ جاؤ
مگر اب اس کہنے کا وقت نہین رہا تھا انکا جسم دشمنون کی آماج گاہ بن گیا تھا۔ فوراً ہوپ صاحب
کے ہاتھون مین ان کا دم نکل گیا۔ ہوپ صاحب کی بھی ٹوپی اور کپڑون پر گولیان لگین۔ گرد صاحب نے
ٹیلر صاحب سے کہا کہ مین بغیر حکم کے مراجعت نہین کرسکتا مجھے فقط زینون کی ضرورت ہے تو
ٹیلر صاحب وال پول صاحب کے پاس اطلاع کرنے گئے۔ اس عرصہ مین گرد صاحب خندق کے
کنارہ پر دو آدمیون کے ساتھ رینگتے ہوئے گئے کہ قلعہ مین جانے کا کوئی رستہ ملجائے مگر
جب انکے ساتھ کا آدمی انگریزون ہی کے گولہ سے جو قلعہ کی دوسری طرف سے آتا تھا مارا گیا
تو وہ الٹے چلے آئے۔ کچھ منٹ کے بعد سیجر کوکس حکم لیکر آئے کہ لشکر مراجعت کرے جسکی تعمیل ہوئی
نقصان بڑا بھاری ہوا۔ لفٹننٹ ڈگلس اور بریغلی صاحب اور ۵۵ آدمی مارے گئے اور دو افسر
زخمی ہوئے اور لفٹننٹ ہارنگٹن بھی مارے گئے۔ ان چارون افسرون کے مارے جانے سے

قومی نقصان ہوا۔
اسی رات کو باغیون نے قلعہ خالی کر دیا۔ نرپت سنگھ نے اپنے قول کے موافق قلعہ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اپنے تخت کا پاس رکھکر اسنے سفر کیا۔ وال پول نے ناحق یہ خونریزی کرائی اس دو بیان میں افسران مذکور اور سو سے زیادہ اور آدمی مقتول ہوئے اور اڈرین ہوپ کا مرنا بڑا قومی رنج وملال کا سبب ہوا اسپر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے بڑا اپنا افسوس ظاہر کیا۔
ردیان سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک گانون نہایت مستحکم رام گنگا کے کنارہ پر سرسا ہے جو علی گنج سے بہت دور نہین ہے اس مین باغی بھرے ہوئے تھے۔ وال پول نے اسپر ہی مبیس توپین ایسی چلائین کہ باغی گاؤن سے بے سروپا ہوکر دریا پار بھاگے اور اپنی چار توپین چھوڑ گئے مگر انکے تعاقب کا انتظام اچھا نہین کیا گیا اس لیئے ان مین سے بہت سے بال بال بچکر بھاگ گئے۔
رہیل کھنڈ کی جو جانب فتح گڈھ کی طرف ہے وہان وال پول صاحب ۲۷ اپریل کو کمانڈر انچیف سے مل گئے۔ یہ لشکر شاہجہان پور کی طرف گیا اسکو باغیون نے خالی کر دیا۔ پھر لشکر بغیر کسی مزاحمت کے میران پور کے کٹرہ مین گیا یہان ۳ مئی کو جنرل پینی کا لشکر بھی آملا۔ سر کولن نے رڑکی مین ایک بریگیڈ رہیل کھنڈ کی فتح کے لیئے مقرر کیا تھا۔ کرنیل کوک اس کے کمان افسر تھے وہ ۲۲ فروری ۱۸۵۸ء کو رڑکی مین آئے۔ سامان باربرداری کے تیار کرنے مین اپریل کا مہینہ نزدیک آگیا۔ ملک کے برباد ہونے کے سبب سے باربرداری کا سامان مشکل سے میسر ہوتا تھا۔ کوک صاحب کو پرانا انتظام بنجارون کا یاد آیا۔ ترائی مین بہت سے بیل چرنے آئے تھے انہون نے انکے مالکون کو بلا کر بنجارون کا سا انتظام کر دیا جس سے باربرداری کی دقتین دور ہوگئین۔ جب لشکر کا سب سامان سفر تیار ہوگیا تو دفعتہً کوک صاحب کے اوپر افسر کرنیل جان جونس کو مقرر کر دیا مگر پھر بھی سارا اختیار کوک صاحب کے ہاتھ مین رہا۔
ہردوار سے کوک صاحب گنگا پار اتر کر نگینہ کی طرف چلے۔ چار میل چلے تھے کہ بھوگن پور مین انکو باغی بہت سے ملے انکے پاس چھ توپین تھین۔ کوک صاحب نے انکو فاش شکست دی وہ ایسے ہوش باختہ ہوکر بھاگے کہ اپنا سارا ساز و سامان اور توپین چھوڑ گئے۔ ہتھیار اور

کپڑے تک اتار اتار کر پھینکتے گئے کہ بھاگنے مین آسانی ہو۔ امام بخش خان جمعدار نے ملتانی سوار لیکر بڑا کام کیا کہ وہ ایک قلعہ پہ پہنچا اور اسکو ایسا دھمکایا اور پھسلایا کہ اہل قلعہ نے اپنے ہتھیار اسکے سامنے رکھ دیے اور اس کے نواب کو وہ مقید کر کے لشکر مین لایا

۱۸ کو جونس صاحب نجیب آباد گئے۔ باغی یہان سے چلے گئے تھے اور قلعہ فتح گڈھ بھی خالی پڑا تھا۔ ان دو مقامون مین باغیون کی آٹھ توپین اور میگزین انکے ہاتھ آیا۔ پھر ۱۷ کو انہون نے نگینہ کی طرف کوچ کیا وہان انہون نے سنا کہ دس ہزار پیادے اور دو ہزار سوار موجود ہین جنکے پاس پچاس توپین ہین اور ایک مستحکم مقام مین مقیم ہین۔

نگینہ کے قریب باغیون کا شکست پانا

۲۱۔ اپریل کو باغیون کے اس لشکر کو نگینہ کے قریب انہون نے شکست فاش دی۔ اس لڑائی مین کیپورٹن صاحب نے اور ان کے ملتانی سوارون نے بڑی بہادری اور جوانمردی کے کام کیئے انہون نے ایک ٹیلیگراف کے انگریز کو جو باغیون کی قید مین تھا اپنی جان جوکھون مین ڈالکر چھڑایا۔

کیپورٹن صاحب کا باغیون کو شکست دینا۔ جونس صاحب کا مرادآباد کو کوچ کرنا

جب کیپورٹن صاحب باغیون کے سردار اور انکے تیس سوارون کو قتل کر کے آئے تو انہون نے دیکھا کہ شکست یافتہ باغیون کا لشکر آٹھ سو پیدلون اور پانچ سو سوارون کا کئی توپون کو لیئے ہوئے چلا آتا ہے وہ سڑک کی ایک جانب مین درختون کے اندر بالکل چپ چاپ اسلیئے ہو بیٹھے کہ ان کے ساتھ ہاتھی تھے جس سے انہون نے یہہ گمان کیا کہ ہاتھیون کے ہونے سے ان کے ملتانی سوارون کو باغی یہہ سمجھینگے کہ وہ نواب کا لشکر ہے۔ چنانچہ باغی انکے لشکر کو اپنی دوست کا لشکر سمجھ کر پاس آئے تو ایک انگریز نے نکل کر آواز دی کہ حملہ کرو تو سپاہ نے ان باغیون کو دل کر چلا نکالا۔ ایک سو باغی مارے گئے — اور ایک سبز علم اور کئی توپین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انگریزون کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔ لفٹنٹ گوسٹ لنگ کے مارے جانے کا افسوس ہوا۔ رڑکی کالج کے ایک نوجوان طالب علم نے لڑائی مین بڑی بہادری دکھائی جسکا صلا اسکو یہہ ملا کہ وہ ہندوستانی سپاہ مین افسر مقرر ہو گیا۔

بجنور مین انگریزی عملداری پھر قائم ہو گئی۔ جونس صاحب نے یہان قیام نہین کیا مرادآباد مین کوچ کیا۔ نواب رامپور سرکار کے دلی خیرخواہ تھے وہ اور ساری رعایا انگریزون کے

آنے سے یہان بڑی خوش ہوئی - ۲۱- اپریل کو فیروزشاہ شاہزادہ دہلی روہیلکھنڈ کے باغیون کا ساتھ چھوڑ کر مرادآباد مین چلا آیا تھا وہ شہر کے باشندون سے روپیہ اور رسد مانگتا تھا مگر کوئی شہر کا آدمی اسکو کوڑی نہین دیتا تھا - جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگا مگر دوسرے دن چھپکر شہر کے اندر ایک محلہ مین آیا - جونس صاحب ۲۶ اپریل کو مرادآباد کے حوالی مین آئے اور اس کیمپ مین جان انگلس سول حاکم آئے - وہ شہر کے حال سے خوب واقف تھے انہون نے بریگڈیر کوک کو اطلاع دی کہ شہر مین باغیون کی بڑے بڑے سرغنہ چھپے ہوئے بیٹھے ہین - کوک صاحب نے انکے گرفتار کرنے کے لیئے ملتانی سوارون کو ساتھ لیا - اور اکیس مشہور باغیون کے سرغنون کو ان کے گھر پر چڑھ کر گرفتار کیا - جب انپر ایک مکان کی بلندی پر سے گولے آئے تو وہ تنہا اس مین چلے گئے وہان سات باغی تھے جنمین سے تین کو اپنے تمنچے سے مارا اور دو کو تلوار سے جب تک روکے رکھا کہ انکی امداد آئے - انہین سے فیروزشاہ نکل کر بھاگ گیا - چند روز کے بعد جونس صاحب کمانڈر انچیف کے لشکر سے بریلی کی تسخیر مین شریک ہو گئے -

سرکولن شاہجہانپور مین پانچ سو سپاہ معین کر کے اور یہان کپتان ہیل کو کمان افسر مقرر کر کے بریلی کی طرف چلے اور ۴ مئی کو فریدآباد مین بریلی سے ایک منزل پر پہنچے - روہیلکھنڈ کی دارالحکومت بریلی مین خان بہادر خان کی حکمرانی چلی جاتی تھی اس کی سپاہ کی تعداد تحقیق نہین معلوم مگر جاسوسون کی زبانی یہہ سنا گیا کہ خان بہادر خان کے پاس تیس ہزار پیادے اور چھہ ہزار سوار تھے اور چالیس توپین تھین مگر یہہ تعداد یقینی غلط ہے -

سرکولن کی فرودگاہ اور بریلی کے درمیان ندی نٹیا تھی جسپر پل بنا ہوا تھا - شام کو اس پل سے خان بہادر خان اترا اور ریت کے ٹیلون پر جو اس سڑک کے دوسری طرف تھے جسپر انگریزی لشکر آنے کو تھا اپنی توپون کو لگایا اور پیادون سوارون کی لین اسطرح جمائی کہ وہ توپون کی خدمت کر سکین اور ایک دوسری لین پرانی چھاونی مین قائم کی - ۵ مئی کی صبح کو سرکولن کے لشکر نے جنبش کی اور جہان چھوٹا پل لگا ہوا تھا وہان قیام کیا - کل سپاہ ان پاس سات ہزار چھہ سو سینتیس سپاہیون کی تھی اور انیس میدانی توپین تھین اس لشکر کی دو لین مقرر کین دوسری لین کو بھیج اور محاصرہ کے

آوازون کا غل شور ہوا مین پھیل رہا تھا انکے گھوڑون کی ٹاپون کی گرج میدان مین ہو رہی تھی

توپخانہ کی محافظت سپرد کی اور پہلی لین کو جب سات بجے پل کے قریب لائے تو دشمن نے اپنی توپین چھوڑنی شروع کین دو نو بازون پر سے برٹش سوار اور آپہی توپخانے نمودار ہوئے اور انکی توپون نے دشمنون کی توپون کا جواب دیا۔ دشمنون کی پہلی لاین شکستہ ہوئی چند توپین وہ اپنی چھوڑکر پل کے پار چھاونی مین بھاگے انگریزی لشکر نے انکو تعاقب کرکے دبایا اور ندی کے کنارہ پر میسرہ نے خیمہ لگایا اور میمنہ نے ندی کے پار عبور کیا اور پہلی تک شہر کی طرف آہستہ آہستہ کوچ کیا اور سکھون کی ایک رجمنٹ نے سڑک کے بائین طرف ایک غیر آئینی سوارون کی لینون پر قبضہ کیا۔ دفعتہً غازی سبز پھینٹے سر سے باندھے ہوئے سپرون کو منھ کے آگے لگائے ہوئے تلوارین چمکاتے ہوئے آئے اور دین دین پکارکر لودیانہ کی وہ ادل سکھ پر گرے جنکو انہون نے اپنی صفون سے بھگا دیا وہ بیالیسوین ہائی لینڈرس کے پاس گئے جنہون نے انکی کمر تھامی۔ سر کولن اپنے گھوڑے پر سوار تھے ۴۲ رجمنٹ کو انہون نے کہا کہ کھڑی ہو اور غازی جب ان کے نزدیک آئین تو انپر سنگینین چلائین ۔ ۴۲ رجمنٹ نے حملہ کیا جسکا اثر اچھا ہوا لیکن سر کولن غازیون کے ہاتھ سے مارے جانے سے یون بچ گئے کہ وہ گھوڑے پر سوار ایک کمپنی سے دوسری کمپنی مین دیکھنے کو جاتے تھے ایک غازی کو انہون نے دیکھا کہ وہ بظاہر مردہ کی شکل انکے گھوڑے کی ٹانگون کے نیچے پڑا ہوا تھا کہ دفعتہً وہ اپنے پاؤن پر کود کر تلوار سے سر کولن کو مارنا چاہتا تھا کہ ایک سکھ نے اپنی تلوار سے اسکی گردن اڑا دی۔ غازی خوب لڑے کوئی ان مین زندہ سلامت نہین گیا۔ انہون نے اپنے کام کا حق ادا کیا۔ ہائی لینڈرس کی سنگینون پر جان دیدی مگر میدان وغا سے منھ نہین موڑا۔ روہیل کھنڈ مین کئی دفعہ غازیون سے انگریزون سے لڑائی ہوئی ہر دفعہ انہون نے حق غزا ادا کیا اپنی جانین دین اور ڈورون کی لین اور بھیر بنگاہ کے آدمی زمین پر لوٹ رہے تھے جنکے سر پھٹے ہوئے تھے اور زخمون سے خون بہ رہا تھا عورت مرد بچے گھوڑے اونٹ اپنی بھیانک آوازین نکال رہے تھے اور ابتر و پریشان ایک طرف بھاگ رہے تھے ۔ ٹومبس کے ڈریگون نے سوارون پر حملہ کیا اور دوڑ کر انپر بندوقین چلائین تو سوار ایسے جلد منتشر ہوگئے جیسے وہ جلد آئے تھے ۔ لڑائی چھ گھنٹے تک جاری رہی لو چل رہی تھی کئی آدمی لو لگنے سے

مر چکے تھے سپاہ پیاس کے مارے مری جاتی تھی اور بڑی مضمحل ہو گئی تھی۔ سر کولن نے اس کے حال پر رحم کر کے آرام کرنے کا حکم دیا اور فتح کو نامکمل رکھا دوسرے دن ۷ مئی کی صبح کو سر کولن چھاونی مین گئے تو انکو معلوم ہوا کہ خان بہادر خان بہت سی سپاہ ساتھ لیکر بھاگ گیا۔ جونس صاحب شہر مین شمال کی طرف سے توپین مارتے ہوئے داخل ہوئے۔ دوسرے دن ۷ مئی کو شہر پر بالکل قبضہ ہو گیا اور انگریزی لشکر کے دونو کولم آپس مین مل گئے۔ رات سے پہلے سر کولن پاس شاہجہان پور کے مفسدون کی خبر آئی۔

کرنیل ہیل صاحب شاہجہان پور مین کمان افسر تھے وہ بڑے بہادر جری اور دانشمند تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ غالباً پھر دشمنون کا حملہ ہوگا اس لیئے انہون نے جیلخانہ کی جو سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا حصار بندی کر کے اور زیادہ استوار دمدمہ بنایا اور اس سے باہر درختون کے اندر اپنے خیمہ لگائے۔ ۳ مئی کی صبح کو انہون نے سنا کہ مولوی کے ماتحت ایک بڑا لشکر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر آگیا ہے۔ اسی وقت انہون نے خیمون کے اکھیڑنے کا حکم دیا اور سارا اسباب اپنے دمدمے مین لے گئے۔ دشمن نے کنہٹ ندی سے عبور کر کے جیلخانہ پر گولہ زنی شروع کی۔

سر کولن نے شاہجہان پور کی خبر سنتے ہی جونس صاحب کو حکم دیا کہ وہ سفر کر کے ہیل صاحب کو جا کر بچائین۔ جونس صاحب تین دن سفر کر کے ۸ مئی کو ندی کے کنارہ پر آئے۔ مولوی صاحب سوارون کو ساتھ لیئے ہوئے انکے اترنے کو روکنے کے لیئے موجود تھے جونس صاحب نے بھاری توپون کے چند گولے سوارون پر مارے سوار پل سے پار بھاگ گئے تو جونس صاحب نے اپنی میدانی توپون کے گولے مارنے شروع کیئے تو وہ سوار شہر کی گلیون مین بھاگ گئے وہ انکے پیچھے گئے اور شہر پر گولے مارے اس کے کئی مکانون مین شعلے اٹھنے لگے۔ پھر جونس صاحب جیل خانہ کے قریب گئے دشمنون نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا انکو دیکھ کر دشمن محاصرہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور جونس صاحب ہیل صاحب سے بے مزاحمت جا کر ملے۔ باغیون کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ یہی مناسب جانا کہ انسے حفظاً اپنی محافظت کرنی چاہیئے انکے پیچھے نہین پڑنا چاہیئے اور امداد کے لیئے سر کولن سے درخواست کی جائے۔

مولوی کا پاس سے میدان خالی چھوڑنا -

١١ مئی کی سرگذشت اوپر بیان ہوئی - ١٢ و ١٣ و ١٤ مئی اس لڑائی کی تیاریون میں صرف ہوئیں جو آیندہ عنقریب ہونے والی تھی - جونس صاحب نے اس سامان کی افزائش میں کوشش کی جو مقابلہ کرنے کے لیئے کام مین آئے - مولویصاحب پاس بھی نئی نئی کمکین جمع ہوتی جاتی تھین - مولویصاحب کے کیمپ مین پہلی لڑائیون کے بھاگے ہوئے باغی اور بہت سے باغی زمیندار اور لٹیرے بدمعاش اور لکھنؤ کی بیگم اور مرزا فیروزشاہ کے آدمی نانا کے بھیجے ہوئے سپاہی جمع ہوئے - ١٥ کو مولوی نے ایک بڑا حملہ کرنے کا قصد کیا اسنے اپنی کل سپاہ سے جونس صاحب پر حملہ کیا - جونس صاحب کے ساتھ وہ سپاہی تھے جو میدان جنگ مین کبھی اپنی پیٹھ دشمن کو دکھانا نہین جانتے تھے - جونس صاحب پاس سوار نہین تھے اسلیئے وہ دشمن کے کیمپ سے لڑکر عوض نہین لے سکتے تھے - لیکن دشمن بھی انسے ایک انچ زمین نہین چھین سکے - شام ہوگئی - دشمنون نے حیران ہوکر حملہ کرنا موقوف کیا - جونس صاحب کا لشکر اپنی جگہہ سے ایک بالشت نہین ہٹا - تین دن بعد خود سرکولن اس تماشاگاہ مین تشریف لائے اب آگے انکا بیان کیا جاتا ہے -

سرکولن کا جونس صاحب کو شاہجہانپور بھیجنا اور سپاہ کا تقسیم کرنا +

٨ مئی کو سرکولن کیمبل نے جونس صاحب کو شاہجہانپور روانہ کیا انہون نے یہہ سمجھ لیا کہ مین نے مولوی کا فیصلہ کردیا اور ملک کو محمدی تک اودھ مین باغیون سے پاک صاف کردیا - رہیلکھنڈ کی لشکرکشی ختم ہوئی اس لیئے انہون نے سپاہ کو اس طرح تقسیم کیا - جنرل وال پول کو رہیلکھنڈ کی سپاہ کا ڈویزنل کمانڈر مقرر کیا ان سپاہیون کو بتلادیا جو بریلی رہین گین اور اودھ مین جائینگے اور ایک یا دو جو میرٹھہ کو جائینگین - انہون نے بریگیڈیر کوک کو ایک بڑی سپاہ دیکر اس کام کے لیئے مقرر کیا کہ وہ خان بہادر خان کا تعاقب پیلی بھیت مین کرین جہان وہ بھاگ کر گیا ہے پھر ان سب کامون کو کرکے سرکولن ١٥ کو بریلی سے فتح گڈھ کو روانہ ہوئے -

١٦ کو فریدپور مین سرکولن پاس جونس کا پیغام بطلب کمک آیا - دوسرے دن وہ احتیاط کے ساتھ تلہر مین آئے آج شام کو ان پاس خبر آئی کہ مولوی شاہجہانپور پر حملہ کررہا ہے اور اسکی بڑی سپاہ محمدی کی طرف جاتی ہے ساری سڑک پر وہی حکمران ہے -

١٨ مئی کو سرکولن نے شاہجہانپور کی طرف کوچ کیا - دشمن نے پندرہ سو سوارون اور پانچ

توپون سے اپنر حملہ کرنے کے لیئے آنکھین دکھائین۔ وہ سر کولن بریگیڈیر جنرل جونس بھیجا ملے انگریزی لشکر سوارون کے لحاظ سے ضعیف تھا اس لیئے کوئی ایسی لڑائی وہ نہین لڑ سکتا تھا کہ جس سے کوئی قطعی فیصلہ ہو۔ تعاقب کرنا سپاہ کا ہلاک کرنا تھا۔ کچھہ سوار دشمن کے مقام کے تجسس مین گئے ہوئے تھے کہ اپنر دشمنون نے چین ہٹ گاؤن سے توپین ماریں اور پھر دشمنون کے سوارون نے نکلکر سر کولن کی کل سپاہ پر حملہ کیا۔ توپون کے چلانے مین دشمنون نے اپنا ہنر و سلیقہ دکھایا مگر آخر کو وہ میدان جنگ مین پاؤن نہ جما سکے بھاگ نکلے۔ یہہ واقعات ۱۵ سے ۲۴ مئی کے درمیان واقع ہوئے۔ دشمنون کے بھگا دینے سے سر کولن کا اطمینان ہوا۔ انہون نے ایک قطعی جنگ کو جبتک ملتوی کیا کہ زیادہ سپاہ اور سوار کمک کو آئین انہون نے بریگیڈیر کوک کو حکم بھیجا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو اپنے بریگیڈ کو شاہجہان پور لیجائے۔

کوک صاحب الٹے پھر کر کمانڈر انچیف سے ۲۲ مئی کو آن ملے۔ ۲۴ کو کل لشکر نے دشمن پر حملہ کرنے کے لیئے سفر کیا۔ مولوی نے پھر سر کولن کو حیران کیا اسکے سوار انگریزی سپاہ کے تحری جانے کے باعث ہوئے جسوقت تعاقب کرنیوالون نے توپونکے مارنے کے لئے توقف کیا تو مولوی اور اس کے دوستون نے اس مقام کو خالی کر دیا اور اسکی مستحکم عمارتون کو غارت کر دیا اور اودھ مین الٹے چلے گئے یہی کام انہون نے قلعہ محمدی مین کیا۔ اس لشکرکشی کا نتیجہ یہہ تھا کہ رہیل کھنڈ باغیون سے صاف ہو گیا۔ یہہ ہم آئندہ بیان کرین گے کہ اودھ مین باغیون کا استیصال کس طرح ہوا۔ جب مولوی رہیلکھنڈ سے نکل گیا تو دونو بریگیڈ رہیل اور رڑکی کے شکستہ ہو گئے اور انکی پلٹنین اپنے اپنے مقامون مین چلی گئین۔ کمانڈر انچیف فتح گڈھ کو روانہ ہوا۔ کرنیل ایم کا رلیبنڈ شاہجہان پور مین کمانڈر مقرر ہوئے۔

اب ہم چند واقعات ضروری بیان کرتے ہین اول مولوی کا مرنا اور پھر ہیل صاحب کی وفات خاص کر مولوی کا حال بیان کرنے کی قابل ہو سر طامس سٹین صاحب مولوی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ وہ بڑی لیاقت و قابلیت رکھتا تھا وہ ایسا شجاع تھا کہ خوف نہین کرتا تھا اور اپنے عزم مین پکا اور ارادہ مین بڑا مستقل تھا باغیون مین اس سے بہتر کوئی سپاہی نہین تھا۔ اس مولوی کو انگریز کہتے ہین کہ اسنے اپریل ۱۸۵۷ء مین چپاتیان تقسیم کرائین تھین اور فتنہ انگیزی کے لئے سارے

اودھ مین کاغذ دوڑائے تھے۔ وہ اس جرم مین گرفتار ہوا اور اسکو پھانسی لگنے کا حکم دیا گیا مگر پہلے اس سے کہ اس حکم کی تعمیل ہو اودھ مین غدر ہوگیا اور وہ جیلخانہ کے فرش سے اٹھکر سلطنت کے عرش پر پہنچ گیا۔ یہہ فخر اس مولوی ہی کو حاصل ہے کہ اسنے سرکولن کو میدان جنگ مین دو دفعہ ناکامیاب رکھا۔

مولوی اور راجہ پوایان

ابتک مولوی صاحب کے وہی دم خم چلے جاتے تھے انکے عزم جزم مین کچھ فرق نہین آتا تھا انہونے اپنا نام شاہ رکھا تھا وہ بہ نسبت اور باغیون کے اس خطاب کے لیئے زیادہ مستحق تھے۔ جونسنکی کولم سے بچکر انہون نے پالی کے سٹیشن پر حملہ کیا اور ایک ہندوستانی اہلکار کے اعضا کو قطع کیا۔ ۵ جون کو مولوی ہاتھی پر سوار ہوکر پوایان اس غرض سے پہنچا کہ راجہ پوایان پاس جو سرکار انگریزی کے ملازم چھپے ہوئے بیٹھے ہین انکو حوالہ کرے۔ جب وہ آیا تو اس نے دروازہ کو بند پایا۔ راجہ اور اسکا بھائی اور اسکے نوکر فصیل سے لگے ہوئے کھڑے تھے انہین اشارون ہی اشارون مین کچھ باتین ہوئین مولوی نے چاہا کہ مین اندر بزور جا سکتا ہون اپنے مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی سے دروازہ ٹکرا دے۔ ہاتھی نے اپنی مستک سے دروازہ پر دو تین ٹکرین مارکر توڑا کہ راجہ کے آدمیون نے مولوی پر گولیان چلاکر مار ڈالا۔ راجہ کے بھائیون نے اسکا سر کاٹ لیا۔ راجہ سر کو رومال مین لپیٹ کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہجہان پور کے مجسٹریٹ پاس سر کو لے گیا جو اسوقت اور دوستون کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے تھے راجہ نے رومال کھولکر مولوی کا سر دکھایا جسکو مجسٹریٹ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے دوسرے دن یہہ سر کوتوالی مین لٹکایا گیا۔

مولوی کی تعریف

اگر وطن کے محب ہونے کے یہہ معنے ہین کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیئے جو غلطی سے برباد ہوگئی ہو سازشین کرے اور لڑائیان لڑے تو یقینی مولوی اپنے ملک کا محب صادق تھا۔ اسنے کبھی اپنی تلوار کو مخفی اور سازشی قتلون سے خون آلود نہین کیا وہ بہادرانہ معرکہ آرا بیگانون اور اجنبیون سے ہوا جنہون نے اسکا ملک چھین لیا تھا۔ بس ساری قومین اس مولوی کو یاد کرینگی کہ وہ تعظیم و ادب کا جو شجاعت و صداقت کے لیئے لازمی ہے مستحق تھا۔

اس خوفناک دشمن کے قتل ہونے سے برٹش گورنمنٹ خوش ہو رہی تھی کہ اسپر ایک صدمہ عظیم یہہ واقع ہوا کہ ولیم پیل نے وفات پائی وہ لڑائی مین زخمی ہوئے تھے اس زخم سے اچھے نہین ہوئے تھے کہ انکو چیچک نکل آئی جس کے سبب سے اُنہون نے وفات پائی انکا ماتم والم انگریزون کے گھر گھر ہوا۔ ان مین ایسے اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ تھے کہ کمتر آدمیون مین ہوتے ہین ویسے ایلس صاحب نیل کے کارخانہ دار تھے۔

جنہون نے اعظم گڈھ کے ضلع مین بڑے بڑے کام اپنی لیاقت سے انجام دیئے جو پڑھنے والون کو یاد ہونگے کہ ان کامون سے کیسے کیسے فائدے حاصل ہوئے ان کے زخم کی تکلیف کو موت نے مٹایا وہ بھی ان چند انگریزون مین سے تھے جنہون نے ہندوستان مین ایام غدر مین بڑے کام کئے تھے۔

ولیم پیل کی وفات

باب پنجم

جارج پیٹرک لارنس اور راجپوتانہ

راجپوتانہ کے واقعات کی تاریخ جون ۱۸۵۷ء تک پہلے لکھ چکے ہین جس مین بیان کیا گیا کہ جارج پیٹرک لارنس کی دانائی اور پیش بینی نے باغی سپاہیون کی کسی مفسدہ پردازی کو چلنے نہین دیا۔ اور اس وسیع ملک مین برٹش حکومت کو قائم رکھا۔ جون مین جو اُنہون نے امن قائم کیا تھا وہ جولائی مین بھی قائم رہا۔ جنرل لارنس کا صدر مقام اجمیر مین تھا وہ کبھی ضرورت کی صورت مین بیور اور نصیرآباد جاتے تھے وہ اپنا گارڈ مہر وارہ لوگون کو رکھتے تھے جس سے یہ معلوم ہو کہ انکو یہان کے آدمیون پر کوئی بے اعتباری نہین تھی۔ راجپوتانہ کے سب راجہ مہاراجہ وراؤ و ٹھاکر لارنس صاحب پر بڑا اعتبار اور بھروسا رکھتے تھے اور انکی تعظیم وتکریم دل سے کرتے تھے جنرل لارنس صاحب بھی انکی ہر طرح سے خاطر جمعی اور تسلی کرتے وہ خود اپنے تئین ایسا نمونہ بناتے جسسے معلوم ہو کہ کوئی محل خوف وخطر نہین۔ ان مہینون

جارج پیٹرک لارنس کی [illegible]

چند مرتبہ مہاجنون نے اپنے اہل و عیال باہر بھیجدیئے تھے۔ لیکن جنرل لارنس نے بندوبست ایسا عمدہ کیا کہ مہاجنون کو ایسا بھروسہ ہوا کہ اپنے کنبون کو پھر بلالیا جب اجمیر سے نوسارے معمولی کام کچہری وغیرہ کے بدستور سابق کرتے وہ ہر روز شہر مین جاتے شہر مین پہنچا سے بدخواہ لوگ اپنے ہیبتناک و خونخوار چہرے دکھاتے لیکن پھر بھی انکا ادب نہایت تعظیم و تکریم سے کیا جاتا۔ گو وہ رعایا پر عنایت و شفقت کرتے تھے مگر بدکارون کے سزا دیتے مین کوئی اور رعایت نہین کرتے اور پر ہیبتناک و خونخوار چہرون کا ذکر ہوا ہے سو عام قاعدہ ہے کہ سارے ملکون کے بڑے بڑے شہرون مین ایسے آدمی موجود ہوتے ہین جنکو ہر روک و قید سے نفرت ہوتی ہے جیسے کہ مجرم پیشہ جماعتین ہوتی ہین اور وہ لوگ جنکے پاس کچھ نہین ہے اور وہ دیانت کے ساتھ محنت ریاضت کرکے روٹی کمانی نہین چاہتے وہ ہمیشہ مطلق العنان اور شتر بے مہار ہونا چاہتے ہین۔ ایسے لوگ مفسدہ پردازی کرتے ہین مگر ۱۸۵۷ء مین یہہ صورت تھی کہ مفسدہ پرداز سپاہی تھی ہندوستانی ریاستون کی سپاہ سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کرنے مین ہمساز و ہم نفس تھی اسکا سبب یہہ تھا کہ یہہ دونو سپاہ مین ہم مذہب ہم قوم و ہم وطن تھین اس لیئے آپس مین ہمدردی و دلسوزی کرتی تھین۔

باوجود جنرل لارنس کے اس انتظام کے ۹۔ اگست کو اجمیر کا جیلخانہ توڑکے پچاس قیدی بھاگ گئے۔ جنرل لارنس خود گھوڑے پر سوار ہوکر اور پولیس سوارون کو ہمراہ لیکر بھاگے ہوئے قیدیونکو گرفتار کرنے گئے اور چند شریف مسلمان انکی اس کام مین مدد کرنے کے لیئے ہمراہ ہوئے اور بڑا اخلاص ظاہر کیا جن قیدیون نے مقابلہ کیا وہ مارے گئے۔ جو زندہ بچے وہ گرفتار کیئے گئے دوسرے دن سپاہیون نے اپنے دانت دکھائے۔ جنرل لارنس نے جو رجمنٹین ڈیسہ سے طلب کین تھین اور وہ ۱۲ جون کو نصیرآباد مین آگئی تھین ان مین بارھوین رجمنٹ پیدل بمبئی تھی۔ پہلی بمبئی کی سوارون کی رجمنٹ مین سے ایک سوار اپنے گھوڑے پر چڑھکر افیون کے نشہ مین مست اپنے سپاہیون کی لین کے اردگرد بڑا پھرا اور غل مچاتا رہا کہ اسکی رجمنٹ کے سوار بغاوت کرین مگر یہہ سوار خیرخواہی مین پکے تھے کوئی اسکے ساتھ نہین ہوا ایک ہندوستانی افسر رجمنٹ کا اس کے پکڑنے مین کوشش کرتا تھا اسپر اسنے گولی چلائی مگر وہ

چند آدمیون کا بدخواہ ہونا۔

جیلخانہ مین دنگہ و فساد۔

نصیرآباد مین خفیف سا بلوہ

خالی گئی۔ وہ سوار بارہوین بمبئی کی رجمنٹ کی لین کی طرف گیا تو سپاہیون نے اسکو لیجا کر پناہ دی اس اثناء مین برگیڈیر سہنری میکین پریڈ پر آئے اور فوراً بارہوین رجمنٹ کے سپاہیون کو حکم دیا کہ وہ باہر آئین۔ صرف چالیس سپاہیون نے اطاعت کی تو بریگیڈیر توپین اور تراسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی کو ساتھ لیکر بارہوین رجمنٹ کی لین پر گیا تو باغی سوار مذکور نے بریگیڈیر پر گولی چلائی مگر وہ خطا ہوئی تو پھر اس اصل باغی سوار کو ایک توپچی نے گولی سے مار دیا۔ بارہوین رجمنٹ پریڈ پر بلائی گئی اور جن سپاہیون نے پہلے عدول حکمی کی تھی انسے ہتھیار لے لئے گئے اور کورٹ مارشیل مین سرغنون کی تحقیقات ہوئی پانچ کو پھانسی ملی اور تین جنم قیدی ہوئے۔ پچیس سپاہی پہلے سے بھاگ گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنی حرکت پر پشیمانی و تاسف کا اظہار کیا تو انکو ہتھیار دیدیئے گئے انہون نے بعد ازان اپنا چال چلن درست رکھا۔

ایک دوسرے مقام پر اس طرح کی حالت پیش آئی۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جب نیمچ کی چھاونی کی ہندوستانی سپاہ نے سرکشی کی تو جنرل لارنس نے اس مقام مین بیوار و کوٹہ بوندی کی سپاہ مین بلا کر متعین کی تھین لیکن پھر اس سپاہ پر اعتبار کم ہوگیا تو انہون نے حکم دیا کہ انکی جگہہ دوسری بمبئی کی لائٹ کیویلری کا ایک دستہ اور تراسوین رجمنٹ کے سو سپاہی اور بارہوین رجمنٹ پیدل بمبئی کے دو سو سپاہی متعین کئے جائین لیکن جیسے کہ پہلی سپاہ مین بعض بدخواہ تھے ایسے ہی اس مین تھے۔ ۱۲۔ اگست کو دوسری رجمنٹ کے بعض سوارون نے اور بارہوین رجمنٹ کے بعض پیدلون نے دنگہ مچانا چاہا۔ لیکن کرنیل جیکسن کمانیر افسر نے بڑی پھرتی کی کہ پہلے اس سے کہ بغاوت ہو انہون نے تراسوین رجمنٹ کے گورون کو لاکر سرغنون کو گرفتار کرلیا۔ آٹھ ان مین سے بھاگ گئے ایک گورہ مارا گیا اور ایک افسر اور دو گورے زخمی ہوئے۔ لیکن بغاوت کی کھلنے نہ پائی کہ فرو ہوگئی۔

ریاست سروہی مین آبو ایک پہاڑ ہے جسپر موسم گرما مین گورنر جنرل کا ایجنٹ اور اکثر اسکے افسرون کے بیوی بچے جا کر رہتے ہین۔ اسوقت جنرل لارنس کی بیوی اور دو بیٹیان اور اکثر ان افسرون کے اہل و عیال وہان تھے جو میدان جنگ مین لڑتے تھے یورپین بارک مین

تراسوین پلٹن کے تیس گورے رہتے تھے جو بیماری سے تندرست ہوئے تھے مگر ضعف و نقاہت انہین بیماری کے باقی تھے اور اس مقام کے محافظ ساٹھ سے ستر تک سپاہی جودھپور کے بی جی ان کے تھے انکا ہیڈ کوارٹرس ارن پورم مین تھا اور انکے کمانیر افسر کپتان ہال صاحب تھے

جودھپور بی جی ان مین توپچی و سوار اور پیادے تھے دو توپین تھین جنکو اونٹ کھینچتے تھے اور پیادے توپ چھوڑتے تھے۔ سوارون کے تین ترپ تھے۔ ہر یک ترپ مین دو ہندوستانی افسر اور آٹھ نن کمشنڈ افسر اور بہتر سوار تھے اور ایک نفیری نواز تھا۔ پیادون کی آٹھ کمپنیان تھین ہر یک مین دو ہندوستانی افسر تھے اور بارہ نن کمشنڈ افسر اور ہر کمپنی مین اسی سپاہی اور تین کمپنیان بھیلون کی تھین جنمین سے ہر یک مین ستر سپاہی سوا افسرون کے تھے۔ بی جی ان مین سوار بڑے کارگزار مشہور تھے۔

۱۹۔ اگست کو بی جی ان کی پیدلون کی ایک کمپنی ہمسایہ کے ایک باغی سردار کے روکنے کے لیئے بھیجی گئی تھی وہ انادرا مین آئی یہان چند روز پہلے بی جی ان کے سوار بھی اسلیئے آئے تھے کہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین تقسیم ہوکر دہات مین رہین اور ڈیسہ اور آبو کے درمیان سڑک کو امین رکھین۔ دوسرے دن کپتان ہال دوپہر کے بعد انادرا مین آئے تاکہ ان سوارون کو دہات مین رہنے کا حکم دیدین۔ سپاہیون کے بیگیج بارش کے سبب تر بتر ہو رہے تھے مگر سپاہی سب خوش خرم تھے کپتان صاحب انکو ضروری احکام دیکر پھر کوہ آبو پہ چلے گئے۔

۲۱۔ اگست کو کہر خوب پڑ رہا تھا۔ کوہ آبو پر اکثر انگریز صبح کو دیر کر سوتے سے جاگنے کی عادت رکھتے تھے۔ مگر انادرا مین جودھپور کے بی جی ان کی یہہ عادت نہ تھی۔ وہ بہت سویرے اٹھے اور پہاڑ پہ چڑھ گئے اور کہر کی تاریکی مین بارک کے دروازون پر جا پہنچے اور بارکون کی کھڑکیون مین سے جھانک کر گورون کو دیکھنے لگے کہ وہ ابھی سوتے ہین۔ انہون نے بندوقون کا منھ کھڑکیون کے اندر کرکے گورون پر گولیان چلائین مگر نشانہ انہون نے اونچا لگایا۔ گورے یہ آواز سنکر جاگے اور انہون نے اپنی بندوقین سنبھالین کہ دشمنون نے ایک اور بار گولیون کی ماری مگر اسے بھی انکا کچھ نقصان نہین ہوا۔ پھر گورے

بندوقین بھرکر باہر نکلے ایک باغی کو انہون نے مار ڈالا اور باقی باغیون کو جگا دیا۔
ایک گروہ باغیون کا کپتان ہال کے مارنے کے لیئے انکی کوٹھی پر گیا۔ اسکو معلوم ہوا کہ کپتان صاحب سوتے ہین انہون نے مکان کے اندر گولیون کی باڑھ ماری تو یہہ آواز سنکر کپتان صاحب جاگے اور ایک دوسرے دروازہ سے مع اپنے کنبے کے نکلکر اسکول مین چلے گئے جسکی حصاربندی پناہ لینے کے لیئے کی گئی تھی۔ کپتان صاحب یہان اپنے کنبے کو چھوڑ کر چار گورون کو ساتھ لیکر گئے اور پہاڑ پر سے سب باغیون کو نکالدیا لیکن جنرل لارنس کے بیٹے الکسنڈر کو زخمی کر گئے پھر وہ اچھے ہو گئے۔
یہ باغی پھر اپنے مقام ارن پورم مین گئے اور اپنے ہمراہیون سے ملے اور اس مقام کو خوب لوٹا اور جلا کر خاک سیاہ کیا اور پھر وہ اجمیر کی طرف راہی ہوئے۔ اندر پورم مین ایڈجیوٹنٹ کونولی اور دو سارجنٹ اور ان کے بی بی بچے تھے۔ باغیون نے کونولی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور دو سارجنٹون کو مع بی بی بچون کے چھوڑ دیا۔ پھر تین منزل کے بعد کونولی صاحب کو بھی چھوڑ دیا جو چار خیرخواہ سوارون کے ساتھ اجمیر مین چلے آئے۔
عباس علی رسالدار کپتان کونولی کا خیرخواہ تھا جب باغیون نے صاحب مذکور کے مارنیکا قصد کیا ہے تو اسنے اپنے سر پر سے پگڑی اتار کر ان سرکشون کے پاؤن مین رکھی جو سب انگریزون پر بڑے غصہ ہور ہے تھے اور اسنے کہا کہ پہلے اسے کہ وہ انگریزون پر ظلم و ستم کرین مجھ پر کرین۔ اسے پہلے کہ انکو مارین مجھے مار ڈالین۔ عبد العلی ایک اور افسر رسالہ کا تھا اسنے بھی رسالدار کی پیروی کی اور مخدوم بخش اردلی تھا اسنے بھی صاحب کی خیرخواہی کا دم بھرا۔ غرض ان آدمیون نے عزت پر جان کے قربان کرنے کا قصد کیا۔ اس رسالدار عباس علی نے کپتان مینک مینسن صاحب ایجنٹ جودھپور سے یہہ درخواست کی کہ مین بہت سے سوارون اور توپون کے ساتھ حضور کی خدمت مین بھاگ کر آنا چاہتا ہون بشرطیکہ میرا اور میرے ہمراہیون کا قصور معاف کیا جائے اور ہم بدستور اپنی نوکریون پر بحال رہین۔ صاحب ممدوح تو اس درخواست کو بڑی خوشی سے مان لیتے مگر گورنمنٹ کے اس حکم نے ان کے ہاتھ باندھ رکھے تھے کہ تمام افسرون کو ممانعت کی گئی تھی کہ وہ ان باغیون سے جنکے ہاتھون مین ہتھیار ہون کوئی شرط

مصالحت نہ کرین اسلیئے انہون نے رسالدار کو جواب دیا کہ اس حکم سے مجبور ہون کہ تمہاری درخواست کو منظور نہین کر سکتا لیکن اگر عباس علی ایسے کام کریگا جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ وفادار سپاہی کو کرنے چاہئیین اور اس طرح اپنے فرار ہونے سے باغیون کا زور گھٹائیگا اس مین شبہ نہین کہ گورنمنٹ اس کے معاملہ مین ملائمت کریگی اور اسکو بغیر کسی شرط کے معاف کریگی اور انعام دیگی۔ عباس علی اس حکم کو اپنی درخواست کی نامنظوری سمجھا اور وہ پھر بغاوت کا بڑا سرغنہ ہوگیا۔

باغی کونولی صاحب کو رہا کر کے اجمیر کی طرف بڑھے انکا راستہ جو دھپوریون سے تھا ان کے روکنے کے لیئے یا غارت کرنے کے لیئے مہاراجہ جودھپور نے مونک میسن صاحب کی ہدایت کے موافق اپنی سپاہ بھیجی جسکا افسر نہایت بہادر اور لائق انار سنگہ اسکا بھائی تھا وہ پالی مین آیا جو راجدھانی کی سڑک پر تھی اور میدان جنگ مین اور انار سنگہ کی امداد کے لیئے جنرل لارنس کے حکم کے موافق لفٹنٹ ہیتھکوٹ مقرر ہوئے۔ جودھپور کی سپاہ پالی مین حصارنشین ہوئی۔

باغی اجمیر کی سڑک پر پراگندہ ہوکر آوا مین گئے اور وہان جاکر آوا کے ٹھاکر کے ملازم ہوگئے یہہ ٹھاکر مارواڑ مین درجہ دوم کا رئیس تھا یہہ راجہ جودھپور سے جو اسکا راجہ تھا عداوت رکھتا تھا۔ راجہ کی دشمنی کے سبب سے وہ راجہ کے بادشاہ کا یعنی انگریزون کا بھی دشمن تھا اس ٹھاکر نے مونک میسن صاحب پاس چند شرائط لکھ کر بھیجین کہ اگر آپ انکو منظور فرمائین تو مین باغیون کو اپنے قلعہ مین گھسنے نہ دون اور آپ کا دل سے خیرخواہ ہوجاؤن مگر ان شرائط کا منظور کرنا گورنمنٹ کے حکم سے مونک میسن صاحب کے اختیار سے باہر تھا اس لیئے وہ نامنظور کی گئین ٹھاکر آوا کی باغیون سے شرائط ٹھیر گئین اور وہ انکا سردار ہوگیا۔

باغیون نے پالی کی طرف کوچ کیا مگر یہان راجہ جودھپور کی سپاہ حصارنشین تھی اس لیئے انہون نے حملہ کرنے مین توقف کیا مگر انار سنگہ اپنے مستحکم مقام سے باہر آیا اور باغیون کے قریب خیمہ زن ہوا۔ ۸ ستمبر کی صبح کو لڑائی ہوئی اور جودھپور کے لشکر کو شکست ہوئی انار سنگہ مارا گیا اسکی سپاہ مفرور ہوئی اور اسکی توپین خیمے ڈیرے اور اسباب جنگ باغیون کے قبضے مین آئے۔ ہیتھکوٹ صاحب میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

راجہ جودھپور کی سپاہ کا باغیون سے مقابلہ اور سپاہ کا بھاگنا۔

آوا کا ٹھاکر

باغیون کا حملہ اور راجہ جودھپور کی سپاہ کی شکست

جنرل لارنس

جنرل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ اگر باغی آوا مین رہین گے اور انکی کوئی مزاحمت نہین کی جائیگی تو وہ فیض آباد اور ڈیسا کے درمیان ہماری مراسلت اور آمد و رفت کو بند کردین گے تو اسکا اثر علی العموم سارے ملک پر پڑا ہوگا انہون نے اس غرض سے بیور مین سپاہ جمع کی کہ جو باغیون کے نکالنے مین جودھپور کی سپاہ کی مدد کرین انکو کسی قدر اس بات پر بھروسا تھا کہ اگر باغی آوا سے جدا ہو کر کھلے میدان مین آنکر لڑین گے تو انکو یقینی شکست ہوگی جس سے وہ منتشر و منتشر ہو جائین گے وہ اس امید کو فضول جانتے تھے کہ جو وسائل ان کے قبضہ و اختیار مین ہین انسے آوا کے اوپر حملہ کامیابی کے ساتھ ہو سکے اس لیئے کہ وہ ایسا استوار حصار تھا کہ بغیر بھاری توپون اور بڑی فوج کے محصور اور مفتوح نہین ہو سکتا تھا۔

جنرل لارنس اس سپاہ کے افسر بنکے آوا پر پہنچے اس قصبہ کی بڑی بلند فصیل تھی اس مین جانے کی راہ صرف ایک بڑے گھنے جنگل مین تھی جب انکا لشکر اس جنگل سے باہر نکلا تو اسپر قلعہ کی توپون سے اور ان توپون سے جو قلعہ سے باہر بلند پڑاؤ پر ایک تالاب کے نزدیک لگائی تھین گولون کا مینھ برسنے لگا ان توپون کا جواب جنرل کے لشکر نے ایسا دیا کہ باغی اپنی باہر کی توپون کو قلعہ کے اندر لے گئے اور جنرل کے لشکر کی ایک توپ اور ایک توپ کا پہیہ تھوڑی دیر کے لیئے بیکار ہو گیا۔ جنرل صاحب نے جو یہ خیال کیا تھا کہ کھلے میدان مین جنگ ہوگی وہ ظہور مین نہین آیا اور رات ہو گئی اس لیئے جنرل نے فوج کو ہٹا لیا اور مقام چلیدوس مین جو ایک گاؤن آوا سے ساڑھے تین میل پر تھا چلے آئے کپتان میکسن پولیٹکل ایجنٹ جو دھ پور اونٹ پر سوار ہو کر آوا کی جنرل کی سپاہ سے ملنے آتے تھے کہ وہ ایک بگل کی آواز سے مغالطہ پر دشمن کے لشکر مین چلے گئے اور وہان دشمنون نے انکو قتل کر ڈالا۔ جنرل تین روز تک چلیدوس مین مقیم رہا کہ دشمن قلعہ سے باہر آنکر کھلے میدان جنگ مین آئے مگر جب وہ نہ آیا اور مخبرون کی زبانی بھی انکو معلوم ہوا کہ باغیون کا یہہ قصد نہین ہے کہ وہ کھلے میدان مین لڑنے آئین اور اپنے قلعہ کے استوار کرنے مین مصروف ہین تو جنرل نے اجمیر اور نصیر آباد کی طرف آہستہ روی کے ساتھ کوچ کیا گو آوا پر چڑھائی مین کامیابی نہین ہوئی اس سے یہ نفع حاصل ہوا کہ کوٹہ کے سوار راجپوتانہ مین

کوئی بغاوت تین مہینے تک نہین ہوئی ۔

ریاست بوندی کی ریاست کوٹہ ایک شاخ ہے اسکی جنوبی مغربی سرحد پر سیندھیا کی مملکت ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل مربع تھا اور آبادی چار لاکھ تینتیس ہزار باشندون کی تھی اور مہاراؤ رام سنگھ یہان کا راجہ تھا ایک بددگار سپاہ سب قسم کی انگریزی افسرون کے ماتحت ۱۸۳۸ع مین مقرر ہوئی تھی اس سپاہ کا تمام خرچ مہاراؤ دیتا تھا۔ پولیٹکل ایجنٹ میجر برٹن صاحب تھے۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ نیمچ مین کوٹہ کی فوج گئی تھی اس کے ساتھ جنرل لارنس نے میجر برٹن کو بھیجا تھا۔ جب کوٹہ کی فوج کوٹہ کو واپس آئی تو اس کے ساتھ وہ کوٹہ مین واپس نہین آئے مہاراؤ نے انکو لکھ بھیجا کہ مین اپنی سپاہ پر بالکل بھروسہ نہین کرتا ایسی بدنظمی کی حالت مین آپکا نیمچ ہی مین تین ہفتے تک ٹھیرنا مناسب ہے ۔

اس لیے برٹن صاحب نیمچ ہی مین رہے لیکن آوا کے واقعہ کے بعد انہون نے کوٹہ مین رہنے کو مصلحت جانا وہ اپنے دو بیٹون کے ساتھ کوٹہ مین آئے ان بیٹون مین سے ایک کی عمر اٹھارہ اور دوسرے کی عمر سولہ برس کی تھی اور اپنی میم صاحب اور لڑکی اور تین بیٹون کو نیمچ ہی مین انگریزی سپاہ کی پناہ مین چھوڑا ۔ وہ ۱۲ - اکتوبر کو کوٹہ مین آئے دوسرے دن صبح کو مہاراؤ انسے ملنے آئے اور ۱۴ - اکتوبر کو برٹن صاحب مہاراؤ کی بازدید کو گئے ۔ انکے پیچھے مہاراؤ نے بیان کیا کہ اس بازدید کی ملاقات مین میجر برٹن نے مجھ سے میرے بعض افسرون کا نام لیا کہ وہ بدخواہ ہین انکو مہاراؤ سزا دین یا کم از کم انکو یہہ سزا دین کہ موقوف کردین - اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ ان افسرون کے سزا دینے کی صلاح برٹن صاحب نے دی تھی یا نہین مگر یہہ تحقیق ہے کہ مہاراؤ کے کنٹنجنٹ کے افسرون اور سپاہیون سے کہدیا کہ میجر برٹن نے انکی نسبت یہ کہا تھا جو اوپر بیان ہوا ۔ دوسرے دن ان افسرون اور سپاہیون نے جمع ہوکر مسٹر سالڈر ریزیڈنسی سرجن کو اور مسٹر سیویل ڈاکٹر ڈسپنسری کو شہر مین مارڈالا اور ریزیڈنسی پر حملہ کیا اس کے گارڈ اور ملازم بھاگ گئے اور باقی بچے گھیرے کے کہڈون مین جاکر چھپے میجر برٹن اور اس کے دو بیٹوان اور ایک شتربان بھی

رسیڈنسی کی چھت پر چڑھ کر ایک کمرہ مین پناہ لی۔ باغیون نے رسیڈنسی پر چارون طرف سے
گولیان مارنی شروع کین۔ چار گھنٹے تک یہہ بہادر باغیون کے مقابلہ مین جمے رہے۔
پھر باغیون نے رسیڈنسی مین آگ لگادی۔ میجر برٹن نے مایوس ہوکر یہہ تجویز کی کہ اپنے
تئین باغیون کو اس شرط سے حوالہ کردین کہ وہ اس کے بیٹون کی جان بخشی کرین مگر
ان نوجوان سعادتمند بیٹون نے باپ سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ جان دین گے آپ کو
باغیون کو حوالہ نہین ہونے دین گے۔ باپ نے ان کا کہنا مانا اور اپنی تجویز کو ملتوی کیا
بیٹے پھر سجدۂ آلہی مین جھکے یہہ عبادت انکی آخری تھی اور پھر بہادرانہ صبر و خاموشی کے
ساتھ اپنے نوشتہ تقدیر کو پورا کیا اس عرصہ مین باغی زینے لے آئے اور انکو لگا کے چھت پر
چڑھ گئے اور انہون نے انگریزون کو قربان کیا۔ ساربان زندہ بھاگ گیا۔ باغیون نے
برٹن صاحب کا سر کاٹ لیا اور شہر مین اسکی تشہیر کی اور پھر توپ سے سر کو اڑا دیا۔
لیکن مہاراؤ کے حکم سے اس شام کو تینون لاشین دفن کی گئین۔ مہاراؤ نے فوراً جنرل
لارنس کو ان واقعات سے اطلاع دی اور اپنا بہت رنج ایجنٹ اور اس کے لڑکونکی
سرگذشت پر ظاہر کیا اور اپنی مجبوری بیان کی کہ سپاہ نے قانون اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا
مین بے بس تھا۔ باغیون نے شہر پر قبضہ کر کے مہاراؤ کو اسکے محل مین مقید کر دیا اور بعد ازان
باغیون نے مہاراؤ سے ایک نوشتہ پر بالجبر دستخط کرائے جسمین ۹ دفعہ تحریر تھین انمین ایک دفعہ یہ تھی کہ
ایجنٹ اور ان کے دو بیٹون کے مارنے کا خاص حکم مہاراؤ نے دیا تھا۔ مہاراؤ نے قرولی کی
راجہ سے امداد طلب کی مہاراؤ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اسنے مہاراؤ کی اعانت
کے لیے سپاہ آگئی اسنے اپنی بہادری اور استقلال سے شہر کے اس حصہ سے باغیونکو
نکال دیا جہان مہاراؤ کا محل تھا۔

اس کوٹہ کے فساد کے بعد اکتوبر مین نیمچ کے قریب یہہ فساد اور اٹھا کہ مندسور سے ایک گروہ
باغیون کا آیا جسکا سردار دہلی کا شہزادہ تھا اور اسنے اجیرن کے قلعہ پر جو نیمچ کی
بارہ میل کے اندر تھا قبضہ کر لیا۔ یہ قلعہ بڑا مستحکم و استوار تھا اسکی خبر لینی ضرور تھی نیمچ سے
۲۱۔ اکتوبر کو چار سو سپاہی اور دو توپین بھیجی گئین لیکن سپاہی اکثر بمبئی کے ہندوستانی سوار

پیدل تھے اور انکے ساتھ نمبر ۸۳ رجمنٹ کے پچاس گورے تھے اور کل لشکر کے کمان افسر کپتان ٹکر تھے۔ انہون نے دیکھا کہ دشمن اجیرن مین ہے ٹکر صاحب نے قلعہ پر توپین مارنی شروع کین اور پیادلون کو شہر پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجا۔ مگر باغیونکی تعداد ایسی زیادہ تھی کہ وہ غالب آئے پیادلون کو بھگادیا اور ایک مورٹر چھین لیا مگر سوارون نے حملہ کرکے مورٹر واپس لے لیا اور دشمنون کو مجبور کیا کہ وہ قصبہ مین داخل ہوئے اور انکی توپین بند ہوئین۔ یہہ جگہہ بڑی مستحکم تھی اور انگریزی سپاہ تھوڑی تھی اس لیئے وہ الٹی چلی آئی اور دو افسر ٹکر صاحب اور ریڈ صاحب مارے گئے اور تین افسر زخمی ہوئے۔ تعجب یہہ ہے کہ رات کو دشمنون نے اجیرن کو خالی کردیا۔

نیمچ پر باغیون کا حملہ

۸- نومبر کو چار ہزار باغیون نے آگے بڑھ کر نیمچ پر حملہ کیا اور اسپر قبضہ کرلیا۔ اور یوروپین اور ہندوستانی سپاہ کو مجبور کیا کہ وہ ایک مربع دھس مین پناہ گزین ہون۔ پندرہ روز تک باغیون نے اس دھس کو محصور رکھا نقب لگانے سے بھی کامیاب نہین ہوئے یہہ سنکر کہ انگریزی لشکر کی اور کمک آتی ہے وہ محاصرہ چھوڑکر چلے گئے۔

جنرل لارنس کا کمک کی درخواست کرنا

جنرل لارنس نے میجر برٹن کے قتل کی خبر سنکر بمبئی سے سپاہ کی درخواست کی کہ اس کی بڑی ضرورت ہے۔ تھوڑی سپاہ جنوری ۱۸۵۸ع مین راجپوتانہ مین آگئی لیکن پوری کمک مارچ ۱۸۵۸ع مین آئی اور جنرل روبرٹس راجپوتانہ کی سپاہ کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ جنرل لارنس سپاہ کے کام سے سبکدوش ہوئے۔

آوا کا محاصرہ

جنوری ۱۸۵۸ع مین جو بمبئی سے کمک راجپوتانہ مین آئی تو اول یہہ ضرور تھا کہ آوا کے ٹھاکر کی گوشمالی اور سرکوبی کی جائے اسنے جو دصہ پوربی باغی سپاہ کو نوکر رکھا تھا۔ اور برٹش سپاہ کا مقابلہ کیا تھا۔ کپتان میک مسن صاحب کے قتل کا سبب ہوا تھا اور علاوہ اس کے وہ شاہ دہلی سے بھی سازباز رکھتا تھا۔ ۱۹ جنوری کو ہومس صاحب سپاہ ساتھ لیکر آوا گئے۔ پانچ روز محاصرہ کے بعد قلعہ مین ایک شگاف پڑا دوسرے دن صبح کو حملہ کرنے کا حکم تھا مگر شب کو عجب طرح کا آندھی کا طوفان غل شور کے ساتھ آیا اور ایسا اندھیرا ہوگیا کہ پہرے کے سپاہی چند قدم پر نہ کسی کو دیکھ سکتے تھے نہ کسی کی آواز سن سکتے تھے

اس تاریکی مین محصورین چھپ کر آوئے سے چلے گئے اور اسکو خالی کر گئے - یہہ قلعہ بڑا مستحکم تھا اسکی دوہری فصیلین تھین - تیرہ توپین اور ۴۸ ٹن بارود اور تین ہزار گولیان چھرے اور اور اسباب جنگ یہان فتحمندون کو ہاتھ آیا اس قلعہ کے سارے مستحکم مقام اڑا دیئے گئے تاکہ یہہ قلعہ پھر باغیون کا مامن نہ بن سکے - باغیون کی لوٹ مار اور انگریزون کی توپون نے کوٹہ کی شکل بگاڑ دی تھی کوٹہ ہر قسم کے اسباب تجارت کی بڑی منڈی تھا مگر اب ویران خراب ہوگیا - ۲۰ - اپریل کو انگریزی سپاہ یہان سے چلی گئی راجہ نے اپنی ریاست کا خود انتظام کرلیا - آیندہ دو مہینون تک راجپوتانہ مین سب طرح امن رہا کہین کہیں لٹیرے اور قزاق فساد مچاتے تھے تو وہ آسانی سے مٹ جاتے تھے -

مئی ۱۸۵۷ع سے فروری ۱۸۵۸ع تک ہندوستان مین انگریزی عملداری متزلزل حالت مین رہی - راجپوتانہ مین انیس ریاستین تھین جنہین راجہ مہاراجہ جدا جدا فرمانروائی کرتے تھے ان مین سے کسی ایک کی بھی جان نثاری وفاداری مین بال برابر فرق نہین آیا وہ اپنے سچے دل سے سرکار والا اقتدار کے فرمان بردار رہے - انہون نے نہ خود نہ انکی رعایا نے باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دوستی کی - اس وقت کہ خود انگریزی عملداری مین توپ بندوق ملک کو تاخت و تاراج کر رہی تھی یہ وسیع خطہ راجپوتانہ ایک لاکھ مربع میل وسعت کا اور ایک کروڑ آدمیون کی آبادی کا متسلسل امن کی حالت مین رہا گو اس کے اندر انگریزی فوج نے بغاوت کی - تجارت و زراعت بدستور معمولی جاری رہی - انتظام و بندوبست مین شاذ و نادر ہی کہین ہتھیارون کی ضرورت پڑی ہوگی - برٹش گورنمنٹ نے ایسی منصفانہ پولیسی ان راجہ و مہاراجاون کے ساتھ اختیار کی تھی کہ ان کے دل مین یہ بات جم گئی تھی کہ ہمارے فوائد اور آسائش و راحت برٹش گورنمنٹ کے ساتھ وابستہ ہین اور اسی کی برتری اور بزرگی سے ہماری ریاست کی بقا ہے -

تانتیا ٹوپی نے جو راجپوتانہ پر حملے کیئے ان کا ذکر آگے اپنے موقع پر آئیگا -

تاریخ بغاوت ہند

بمبئی سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) و دکن

باب اول

لارڈ الفنسٹن مسٹر سیٹن کار مسٹر فورجیٹ

بمبئی پریسیڈنسی

مغربی پریسیڈنسی یعنی بمبئی پریسیڈنسی ایک تنگ ٹکڑا ملک کا مختلف العرض ہے جس مین ملک سندھ بھی داخل ہے اس کی حدود اربعہ یہ ہین مغرب مین بلوچستان بحر عرب - جنوب مین میسور مشرق مین مدراس پریسیڈنسی حیدر آباد و برار و سنٹرل انڈیا و ریاستہاء سنٹرل انڈیا و راجپوتانہ شمال مین بہاولپور و پنجاب و بلوچستان - پریسیڈنسی مین انگریزی عملداری کا رقبہ ایک لاکھ چھتیس ہزار ایک سو پینتیس مربع میل اور آبادی اس مین چودہ کروڑ ہے ۱۸۵۷ء مین ہندوستانی ریاستین جو اس سے تعلق رکھتی تھین انکا رقبہ الکھتر ہزار تین سو بیس مربع میل اور آبادی ساٹھ لاکھ ہے اور بڑی بڑی ریاستین یہہ ہین بڑودہ - کاٹھیاواڑ - کچھ - کھمبات - مہی کانٹا - ریوا کانٹا کولہاپور - ساونت واری - خیرپور -

لارڈ الفنسٹن

۱۸۵۷ء مین بمبئی مین گورنر لارڈ الفنسٹن تھے - جنکے اوصاف حمیدہ اور خصائل حمیدہ مشہور و معروف ہین جب ان پاس بمبئی مین میرٹھ کے غدر کی خبر پہنچی تو اس دانشمند پیش بین نے جان لیا کہ یہہ غدر ہندوستان مین پھیلے گا - اس کے فرو کرنے کے لیے

بغیر کسی توقف کے یوروپین سپاہ ہندوستان مین آنی چاہیئے یہہ اتفاق کی بات تھی کہ
بمبئی مین ان پاس جنرل ایش برن ہم مہم چین کے سپہ سالار مقیم تھے اُنہون نے اس جنرل سے
عرض کیا کہ وہ فوراً کلکتہ جائین اور اپنی اور اپنی سپاہ کی خدمات کو جو چین سے واپس آتی ہے
گورنر جنرل کی حضور مین پیش کرین -

یہہ سرکار کی اقبالمندی تھی کہ ایران کی جنگ کا انجام نیک ہوگیا تھا اور بمبئی کی سپاہ مین
سرکار کی بدخواہی کی وبا نہین پھیلی تھی لارڈ الفنسٹن نے سندھ کے کمشنر فریزیر کو حکم بھیجا کہ
وہ پہلی فیوزیلرس کو کراچی سے پنجاب مین بھیجدین اور ایسا انتظام کیا کہ چونسٹھوین اور اٹھتروین
رجمنٹین جو ایران سے چلی آتی ہین وہ بمبئی مین نہ اترین سیدھی کلکتہ کو چلی جائین - اُنہون نے
ان رجمنٹون کے لیئے جہازون کو سب طرح سے تیار رکھا کہ بمبئی کے اندر آتی ہے وہ فوراً
کلکتہ روانہ ہوجائین چنانچہ وہ اس طرح روانہ ہوئین کہ وقت پر انسے خوب کام نکلے مدراس
ارٹلری کی ایک کمپنی بھی اسوقت انکے پاس بمبئی مین موجود تھی اسکو بھی کلکتہ روانہ کردیا اور
اسی وقت ڈیسہ کے کمان افسر کو حکم بھیجدیا کہ وہ اجمیر جانے کے لیئے گورون کی تراسوین
رجمنٹ اور اسی توپخانہ کی کمپنی کو تیار رکھے - اُنہون نے دو سٹیمر (دخانی جہاز) مورشیس
اور کیپ ماتحت کپتان گرفتھ جیکسن کے بھیجی اور وہان کے گورنرون کو چٹھیان لکھین کہ
ہندوستان مین ایسا وقت آگیا ہے کہ یوروپین سپاہ کی سخت ضرورت ہے پس جس سپاہ
وہ بھیج سکین بھیجدین - چنانچہ انکی تحریر کا اثر یہ تھا کہ مورشیس کے گورنر نے تینتیسوین رجمنٹ
کی جسقدر سمائی پو تجر جہاز مرسلہ بمبئی مین ہوسکتی تھی روانہ کردی اور پھر باقی رجمنٹ اور ایک
بیطری کرایہ کے جہاز مین روانہ کی اور جزیرہ مین جسقدر خزانہ بچ سکتا تھا اس کے ساتھ کیا
کیپ کے گورنر نے جسکے پاس اتفاق سے اسوقت برٹش سپاہ کا بڑا ہجوم تھا بغیر کسی
توقف کے نمبری ۸۹ و ۹۵ رجمنٹیں بمبئی کو بھیجین اور بہت سی اور پلٹنین کلکتہ کو روانہ کین
اور پھر جہازون مین اسنے بہت سے گھوڑے بھیجدیئے -

اسی وقت مین بھروچ مین پارسیون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی جسکو لارڈ الفنسٹن نے
بڑی دانائی سے فرو کیا گو وہ فساد کے مٹانے مین مشغول تھے مگر اُنہون نے اپنی اس

پولیسی کو چھوڑ انہین کہ اپنی محافظت کے لیئے دشمنون پر حملون کے کرنے کی پیشقدمی کی جائے انہون نے اول ہی سے یہ انتظام کرنا چاہا کہ آگرہ اور بمبئی کے درمیان سڑک کھلی رہے اس لیئے ایک کولم ماتحت میجر جنرل وڈبرن کے مرتب کیا گیا کہ وہ سنٹرل انڈیا اور ممالک مغربی کے درمیان آمدورفت کو جاری رکھے - جون مین اسکو حکم دیا کہ وہ مئو مین جائے اسنے پونہ سے ۸ - جون کو سفر کیا اسکو حکم تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ مئو جائے تاکہ مالوہ مین فساد نہ پھیلے اور بمبئی کے شمال مین وہ نہ آنے پائے -

مئو اور اندور کی حالت ایسی تھی کہ اسوقت جنرل وڈبرن صاحب کو بڑی مستعدی سے کام کرنا چاہیئے تھا مگر سانحات ایسے وقوع مین آئے کہ جنرل مئو مین نہ جاسکے -

نظام کی عملداری مین اورنگ آباد ایک بڑا مشہور شہر ہے اس مین پہلی اور تیسری رجمنٹ سوارونکی دوسری رجمنٹ پیدلون اور ایک بیٹری ارٹلری کی رہتی تھی یہہ سب سپاہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی تھی اور افسر اسکے برٹش تھے - جون کی ابتدا مین پہلی رجمنٹ سوارون نے اپنی بدخواہی کے آثار نمودار کیئے تھے - ۱۳ - جون کو اسنے علانیہ یہہ سرکشی کی اور وجہ اسکی یہہ تھی کہ یہہ تجویز کیا گئی تھی کہ سوارون کی رجمنٹ وڈبرن صاحب کے کولم کے ساتھہ جائیگی - اس رجمنٹ کے سوار برٹش رعایا نہ تھے اور وہ اکثر اس فرانرواکی اولاد کی رعایا تھے جسکو دہلی کے بادشاہ نے مقرر کیا تھا اس لیئے انکو بادشاہ سے لڑنا ناگوار خاطر تھا انہون نے قسم کھائی کہ اگر دہلی بھیجنے کے لیئے مجبور کیئے جاوینگے تو اپنے افسرون کو مار ڈالینگے - افسر بڑے ہوشیار و دانا کپتان ایبٹ صاحب تھے انہون نے افسرون کو بلاکر سمجھایا تو افسرون نے کہا کہ ہم تو احکام جائز کی اطاعت کے لیئے موجود ہین مگر اور ہمارے سوار باغیون سے نہین لڑینگے - کپتان صاحب نے انکی دلجمعی کردی کہ وہ ہرگز ہرگز دہلی نہین بھیجے جاینگے اس حکم سے انتظام ہوگیا مگر طرفین کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا کہ اورنگ آباد مین ۲۳ جون کو جنرل وڈبرن کا کولم داخل ہوا - اور اسنے سوارون سے ہتھیار لے لیئے - سوار ایک ترپ کے ہتھیار دینے مین سب نے حکم کی اطاعت کی - اس ترپ کو جنرل نے اجازت دی کہ وہ چھہ منٹ مین سوچ لین کہ وہ کیا کرینگے - جب یہ وقت گذر گیا تو بجائے اطاعت

کرنے کے سوار بہت سے بھاگ گئے دوسرے روز تین چار گرفتار ہوئے اور انکو پھانسی دی گئی ۔

لارڈ الفنسٹن کے نزدیک جنرل ووڈبرن کا یہ کام ایسا ضروری نہین تھا جیسا کہ مئو کا جانا اس لیئے انہون نے جنرل پر تقاضا کیا کہ وہ مئو کو جائین تمہارے جلد جانے سے مہدی پور وساگر و ہوشنگ آباد غدر کی وبا سے بچ جائینگے مگر جنرل ووڈبرن اورنگ آباد سے ہٹے نہین انہون نے لارڈ الفنسٹن کی چھٹی کے جواب مین چھٹی لکھی جس مین بہت سی دلائل بیان کین کہ اورنگ آباد مین بہت دنون تک انکو ٹھیرنا پڑیگا مگر یہہ دلائل کچھ متین نہین کہ اورنگ آباد سے چلے جانے سے ایک بلوہ ہوگا ابھی چونسٹھ قیدیون کی تحقیقات کورٹ مارشیل مین باقی ہے ۔ غرض ان دونو مین آپسمین حیص بیص ہوتی رہی کہ جنرل ووڈبرن علیل ہوگئے تو گورنمنٹ نے جلد کرنیل سٹورٹ کو انکی جگہہ مقرر کردیا وہ ۱۲ ۔ جولائی کو اورنگ آباد سے روانہ ہوئے مگر ان کے چلنے مین اتنی دیر ہوگئی کہ مئو اور اندور کی بغاوت رک نہ سکی ۔ کرنیل ڈیورنڈ اپنی سپاہ سے اسیر گڈھ مین آن ملے کہ وہ سنٹرل انڈیا مین امن و عافیت بحال کرین ۔

جنوبی ملک مرہٹون کا ستارہ اور مدراس پریسیڈنسی کے درمیان شمالاً و جنوباً اور نظام کی مملکت اور مغربی گھاٹون کے درمیان شرقاً و غرباً واقع ہے اسکا رقبہ چودہ ہزار میل اور آبادی تیس لاکھ ہے جنمین اکثر خالص مرہٹے رہتے ہین اس مین دو کلکٹریان بیل گاؤن اور دھارواڑ ہین اور اس مین کولہاپور کی ریاست اور بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین نیم مختار ہین ۔

اس ملک مین بیل گاؤن مین کلکٹر و مجسٹریٹ جارج برکلی سیٹین کار صاحب تھے جن مین عجیب و غریب لیاقتین تھین وہ ہندوستانی ریاستون مین رئیسون کو متبنٰے کرنے کے بڑے طرفدار تھے ۔

یہان کی رعایا انعام کمیشن سے اور رئیسون کے متبنٰے کرنے کی اجازت نہ دینے سے اور ریاستون کی ضبطی سے بڑی ناراض تھی جسکا بیان پہلے ہوچکا ہے ۔ غرض گورنمنٹ

یہان کے رئیس اکثر ناخوش و ناراض تھے ۔

میرٹھ و دہلی کے غدر کا اثر اس ملک پر

ملک کی یہہ حالت تھی کہ ۱۲- مئی کو میرٹھ و دہلی کے غدر کی خبر بیل گاؤن مین آئی جسکو ہندو مسلمان سنکر چونکے وہ جانتے تھے کہ اس ملک مین انگریزی عملداری کی جڑ ایسی مستحکم جمی ہوئی ہے کہ اسکا دفعتہً اپنی جگہہ سے اکھڑنا مشکل ہے ۔

اسوقت بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور ایک ضعیف بیٹری ارٹلری یوروپین اور چونتھوین رجمنٹ کا ڈپو تھا جس مین تیس گورے کام کے قابل تھے اور انکو اس رجمنٹ کے چار سو سے زیادہ عورتون اور بچون کی حفاظت کرنی پڑتی تھی ۔ مشکل سے سو گورے سوار ارٹلری کے ایسے جمع ہو سکتے تھے کہ ہتھیار لیکر میدان جنگ مین جاسکین ۔ بیل گاؤن اور پونہ اور شولاپور کے درمیان دو ہزار ہندوستانی سپاہی اور صرف ایک سو تیس یوروپین سپاہی تھے اور بیل گاؤن مین ایک قلعہ تھا جسکا محیط ایک میل کا تھا اور اسکی فصیل مدت سے بے مرمت پڑی تھی جس مین جابجا دڑارین اور شگاف پڑے ہوئے تھے اگرچہ وہ ملیٹری اعتبار سے کوئی محفوظ جگہہ نہ تھی مگر صرف یہی ایک جگہہ تھی جس مین پانچ سو سے زیادہ یوروپین عورتین اور بچے امن پا سکتے تھے ۔

اس سپاہ کے جنوبی ڈویزن کا ہیڈکوارٹرس بیل گاؤن تھا اور میجر جنرل لیسٹر اس کے کمانڈر مقرر ہو کر ۱۱- مئی کو آئے تھے سیٹن کار نے انسے خط و کتابت کر کے انکی ہدایتون کے موافق قلعہ کو استوار کر لیا تھا ۔

شمال و مغرب سے جاسوس کا آنا

جون کے مہینے مین سیٹن کار صاحب نے ایک جاسوس گرفتار کر کے قید کیا جو شمال مغرب سے یہان سپاہیون کو بغاوت کرنے کے لیئے اغوا کرنے آیا تھا ۔ یہان بہت سے سپاہی اودھ کے رہنے والے تھے انکی گستاخانہ حرکتون سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے باغی بھائی بندون کی پیروی کرنے کے لئے موقع وقت کے منتظر ہین ۔ نانا جی کانپور سے بیٹھا ہوا اس ملک مین موشگافیان کرتا تھا اسکی سسرال یہان تھی اس کے خاندان کے نمک پروردہ یہان بڑے بڑے خاندان تھے جن کے پاس ریاستین سانگلی و جام کھنڈی و میرج اور کورنڈواڑ تھین ۔ یہہ سب رئیس پٹوردھن خاندان کی شاخین تھین

جو پیشوا کے خاندان کا متوسل تھا غرض اُن رئیسون کی سازشون سے بھی سیٹن کار صاحب
خائف تھے ۔

بہت سے رئیس تھے جنکی ناراضی کچھ کم اندیشناک نہ تھی انمین سب سے بڑی ناراضی بسائی
نپالی کی تھی جسکے پاس ایک قلعہ بھرت کھنڈ کے نمونہ کا بنا ہوا بیل گاؤن سے پچیس میل
فاصلہ پر تھا انعام کمیشن کے سبب سے اس رئیس کی ریاست کا خصہ ضبط ہوگیا تھا اس کی ناراضی
مشہور تھی اور جام بوٹی کا دیسائی بھی انعام کمیشن کا مارا ہوا تھا وہ بھی بڑا ناراض تھا وہ
بغاوت کرنے کو سمجھتا تھا کہ اس سے کچھ اسکا نقصان نہین ہوگا جو کچھ حاصل ہوگا وہ فائدہ
ہی ہوگا ۔ کٹور کا رئیس بھی ناراض تھا اور نرگنڈ کے رئیس کا حال بھی ایسا ہی تھا سیٹن کار صاحب
ہندوستانی رئیسون کے حال سے خوب واقف تھے اس لئے زیادہ خوف انکو معلوم ہوتا تھا ۔
انہون نے لارڈ الفنسٹن سے یہہ درخواست کی کہ انکو یہان کے معاملات مین پورے اختیار
دیدیئے جائین انکی یہہ درخواست منظور ہوگئی ۔ جب انکو اختیارات حاصل ہوگئے تو انہون نے
اپنی محبت و اخلاص سے رئیسون کے دلون پر وہ اثر پیدا کیا کہ جس سے بغاوت کا ارادہ
رئیسون کا مردہ ہوگیا ۔

مشکل آنکر یہہ پڑی کہ ۳۱ ۔ جولائی کو کولہاپور مین جو ستائیسوین ہندوستانی پیدل رجمنٹ
تھی اسنے بغاوت کر کے خزانہ کو لوٹ لیا اور جو افسر انکو راہ مین ملے انکو مار ڈالا اور گھاٹون
مین چلی گئی ۔ جو بیل گاؤن سے پینسٹھ میل ہے ۔ ستائیسوین رجمنٹ کی مراسلت انتیسوین
رجمنٹ سے تھی جو بیل گاؤن مین اکثر رہتی تھی بیل گاؤن سے دھارداڑ بیالیس میل ہے
وہان اٹھائیسوین رجمنٹ بغاوت پر تلی بیٹھی تھی ۔

بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ کا ایک سردار ٹھاکر سنگھ بغاوت پھیلانے کے لیئے
بڑی سازشین کرتا تھا اس کے گرفتار کرنے سے زیادہ فساد برپا ہونیکا اندیشہ تھا اس لیئے
اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کو جنمین سے ایک کمپنی ٹھاکر سنگھ کی تھی بدامی جانے کا حکم ہوا ۔
یہہ مقام بیل گاؤن سے نوّے ۹۰ میل کے قریب فاصلہ پر تھا اسطرح بغاوت کے پھیلنے کا
خوف دور نہین ہوا ۔ بیل گاؤن کے مسلمانون کی آبادی بھی سرکشی کرنے کے لیئے

سازشین کر رہی تھی اسکا اثر بھی دور دور پھیلتا تھا۔ سیٹن کار نے اس امر پر مطلع ہوتے ہی بیل گاؤن مین سرغنون کو گرفتار کیا جنکے مجرم ہونے کے لیئے شہادت کافی نہ تھی انکو چھوڑ دیا اور جنپر جرم ثابت ہوا انکو توپون سے اڑا دیا۔

اس واقعہ سے تین دن پہلے ۱۰۔ اگست کو بیل گاؤن مین یورپین سپاہ کچھ آگئی جس سے بالکل دلجمعی ہوگئی اور ایسے ہی دھاروار مین یورپین سپاہ کے آنے سے خوف جاتا رہا جنرل لیسٹرا ونتیسوین پیدل رجمنٹ کے دل سے بغاوت کے خیال کو مٹانے کے لیئے آئے اس رجمنٹ کے پانچ سپاہی پکڑے گئے ایک کو پھانسی ملی باقی چار دائم الحبس و جلا وطن ہوئے اسکا بڑا عمدہ اثر ہوا۔ سیٹن کار صاحب نے سارے ضلعون سے جس مین بیل گاؤن اور شاہ پور بھی داخل تھے ہتھیار لے لیئے۔ غرض سیٹن کار صاحب اپنی تمام تدابیر مین کامیاب ہوئے۔

۳۱۔ جولائی کی رات کو ستائیسوین رجمنٹ نے بغاوت کی اور ہتھیار لیکر افسرون کے بنگلون پر انکو مارنے گئے۔ ایک یہودی اور ہندو حوالدار نے لیڈیون کو خبر دی اور کہا کہ پہلے اس سے کہ سپاہی آئین اپنے گھرون کو چلی جائین۔ تین افسر جو بھاگ گئے وہ گولی سے مارے گئے باقی نے ریسیڈنسی مین جو چھاونی سے ایک میل تھی پناہ لی کولہاپور مین ایک مقامی رجمنٹ تھی وہ خیرخواہ تھی وہ اس ریسیڈنسی کے پاس تھی۔

کرنیل جیکب صاحب اس فساد کے مٹانے کے لیئے اول ستارہ مین آئے۔ اور وہان انکو اپنی توپخانہ اور گھوڑے گونس مل گئے۔ برسات کی شدت تھی۔ ستارہ اور کولہاپور کے درمیان سڑک سیاہ مٹی کی تھی جس مین گھوڑا پیٹ تک اور گاڑی دھری سے اوپر تک ڈوب ڈوب جاتے تھے رستے مین بہت سی ندیان بغیر پل کے تھین باوجود ان سب مشکلون کے جنرل جیکب ۳۔ اگست کو کولہاپور مین آگئے تو انکو معلوم ہوا کہ کرنیل لوک من کی کوشش سے بغاوت فرو ہوگئی ہے۔ ستائیسوین رجمنٹ کے چالیس سپاہی لڑائی مین مارے گئے اور بہت سے جنگل مین بھاگ گئے باقی سپاہی خیرخواہی و فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتے رہے کوئی شہادت انکے خلاف نہ تھی اپنے آنے سے تین دن بعد ۱۸۔ اگست کو جنرل جیکب نے

کولہاپور و ستارہ و دھاروار

اس رجمنت سے ہتھیار لے لیئے۔ بس یہان کی بغاوت کا قصہ تمام ہوا۔ اب بمبئی کا حال سنو
بمبئی مین محرم آیا تو انتظام کے لیئے بریگیڈیر جنرل شورٹ کو اور مسٹر فورجیٹ کو شہر کا انتظام
سپرد ہوا۔ محرم کی پانچ تاریخین تو خیریت سے گذرین مگر اس کے بعد رات کو ایک باجہ بجانے
والے گورے نے جو دسوین ہندوستانی رجمنٹ سے علاقہ رکھتا تھا شراب کے نشہ مین ایک
بت پر جسکی سواری ہندو لیئے جاتے تھے حملہ کیا۔ پولیس کے دو آدمیون نے اسکو گرفتار
کر کے حوالات مین رکھا۔ مسٹر فورجیٹ نے ایسا عمدہ انتظام رکھا کہ محرم بغیر فساد کے ختم ہو گیا۔
پھر محرم کے بعد دوالی آئی انگریزون کو یہہ خیال ہوا کہ ہندو اسدن شہر کے لوٹنے کا اور
انگریزون کے مارنے کا قصد کرینگے۔ مگر صاحب ممدوح کے بندوبست سے دوالی مین
بھی کوئی ڈنگہ فساد نہین مچا۔ اور سازشین جو ہوئین وہ پکڑی گئین۔ مجرمون کو سزائین دی گئین
غرض لارڈ الفنسٹن اور سٹین کار اور جنرل لیسٹر ایسے سبارک بیش مین موجود تھے کہ بمبئی مین
کسی سازش کو چلنے نہین دیا۔

باب دوم

سنٹرل انڈیا اور کرنیل ڈیورینڈ صاحب

اسیر گڈھ و اسکی سپاہ

سنٹرل پروونس کے ضلع نمار مین اسیر گڈھ ایک بڑا مضبوط مشہور قلعہ ہے اُس مین
۱۸۵۷ء مین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کا ایک ونگ رہتا تھا اور اس کے کمانیر افسر لی میسیو
تھے اور قلعہ کے ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ جان گورڈون صاحب تھے۔ نیمچ و گوالیار کے معاملات
کے سبب سے اس سپاہ کا انگریزون کو اعتبار نہین رہا اس لیئے ایڈجیوٹنٹ نے نوی
دہاتیون کو سپاہ مین بھرتی کیا اسکا نام گورڈون وولنٹیر رکھا گیا۔ جب سے نیمچ اور نصیر آباد
کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تھی۔ گورڈن صاحب اس سپاہ کو قلعہ سے دور رکھنا چاہتے تھے

چنانچہ اسکی ایک کمپنی برہان پور مین بھیجی جو اسیر گڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ کپتان
کیننگ صاحب نے چودہ میل کے فاصلہ پر ایک دمدمہ بنایا تھا جسسے اسیر گڈھ مین لیڈیونکو
اندیشہ کم ہوگیا تھا۔ برہان پور کی کمپنی نے بغاوت کی اور وہ اسیر گڈھ پر چڑھی جسکو کپتان
گورڈون اور اسی رجمنٹ کے خیرخواہ حولدار میجر نے قلعہ کے اندر گھسنے نہین دیا۔ اسی رجمنٹ
کی جو چار کمپنیان قلعہ کے اندر تھین وہ قلعہ کے نیچے باہر بھیجین گئین اور انسے ہتھیار گورڈون
کے وولنٹیر نے لے لیئے۔ دوسرے دن لفٹنٹ برچ کی بھیل کی کمپنی نے برہان پور کی
باغی کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور ہتھیارون کو اسیر گڈھ مین لے آئے اور پھر کپتان ملیئیر
دو کمپنیان ہندوستانی پیدل کی لے آئے۔ بس اسیر گڈھ محفوظ ہوگیا۔ جہان کرنیل سٹورٹ کا
کولم آنے والا تھا۔

کرنیل سٹورٹ کا کولم اورنگ آباد سے چلکر ۲۲- جولائی کو اسیر گڈھ مین آگیا جہان کئی روز
پہلے کرنیل ڈیورینڈ صاحب مئو سے آگئے تھے۔ ۲۴- کو یہہ کولم مئو کو چلا اور ۲۸- کو حیدرآباد کی
تیسری رجمنٹ سوارون سے ملا جسکے کمان افسر کپتان اور صاحب تھے ۳۱- کو وہ سمرول
کے درہ سے گذرا یہان ایک روز قیام کرکے مئو کو روانہ ہوا۔ بارش اس سپاہ کے سفر کی
مانع نہین ہوئی۔ اگست و ستمبر مین خوب بارش ہوئی۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مئو مین دارالسلطنت
اندور سے ساڑھے تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اس مین کرنیل ڈیورینڈ صاحب تھے کہ ہلکر کی
سپاہ نے سرکشی ظاہر کی جسکے سبب سے وہ یہان سے ایک مہینہ ہوا تھا کہ چلے گئے تھے
اب پھر یہان آئے کہ برٹش حکومت کی حمایت کرین اور مجرمون کو ایسی سزا دین کہ وہ ہمیشہ
یاد رکھین کبھی بھولین نہین۔

کرنیل ڈیورینڈ صاحب سمرول کی گھاٹی مین تھے کہ مہاراجہ ہلکر اور انکے وزیر نے انکو اطلاع
دی کہ ہم اپنی سپاہ کے ہاتھ سے خوف زدہ ہو رہے ہین آپ ہماری امداد کرسکتے ہین ؟
اس کے جواب مین کرنیل صاحب نے لکھا کہ اگر مہاراج چاہین تو مین تیار ہون کہ سپاہ سمیت
اندور مین آؤن اور مئو نہ جاؤن مگر دربار کا اصل مطلب یہہ تھا انھیون نے اپنی درخواست کو
واپس لے لیا۔ ڈیورینڈ صاحب نے مئو کو کوچ کیا۔ انسے چند دن مین چار کمپنیان گورون کی آن لین

کچھ سبب ایسے واقع ہوئے کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیار نہین لیئے گئے

اندور سے ایک سوبیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر مندسور ہے جولائی کے مہینے مین
یہان گوالیار کی سرکش سپاہ رہتی تھی اور اسکو بہت افغانون و مکرانیون اور سوانیون سے تقویت
ہوتی رہتی تھی - مندسور کے ہنگامہ فساد نے مغربی مالوہ اور نیمچ مین ایک ہل چل ڈالدی اور
اس سپاہ نے ہلکر کی سپاہ سے زیادہ دنگہ فساد مچانا شروع کیا - اس لیئے اس مندسور کی بغاوت کا
بہت جلد دبانا اب ضرور ہوگیا کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیارون کا لینا ایسا ضرور نہ تھا - اگر چھوٹی برائی
کے دور کرنے مین کوشش کی جاتی تو بڑی برائی بڑھ جاتی اور بڑی برائی پر صدمہ پہنچانے سے
چھوٹی برائی کا مہلک اثر کم ہو جاتا - برسات کی شدت مین تو کچھ ہو نہین سکتا تھا - اب اکتوبر مین
اہتمام جنگ شروع ہوا -

مندسور مین اصل بانی فساد دہلی کا شہزادہ فیروز شاہ تھا ستمبر مین یہہ تخمینہ کیا گیا تھا کہ اس پاس
پندرہ ہزار سپاہ اور سولہ یا اٹھارہ توپین ہین - یہہ تخمینہ کچھ کم کیا گیا تھا - کرنیل ڈیورینڈ تو پندرہ
سپاہیون سے زیادہ سپاہی میدان جنگ مین نہین لاسکتے تھے نو توپین ان پاس تھین
ستمبر کے آخر مین جو حیدرآباد و ناگپور و سورت و اجین و گوالیار و مندسور کے خطوط پکڑے گئے تو سب سے
یہہ ایک مضمون معلوم ہوا کہ دسہرہ کے بعد مالوہ مین سب ساتھ سرکشی کرین گے اور سرکشی مین
مین جان ڈالنے کے لیئے بڑے بڑے امیر ناگپور اور حیدرآباد سے آئینگے -

ابتداے اکتوبر مین فیروز شاہ کی سپاہ جو پہلے دھار اور آم جھرہ مین تھی وہ مبئی کی سڑک پر آگے
بڑھی اور اسنے کرنیل ڈیورینڈ کی مراسلت کی راہ مبئی سے بند کرنی چاہی اور سر درا پر قبضہ
کر کے نیمچ پر حملہ کرنا چاہا انہون نے ہلکر کی سپاہ کو اپنے پاس آنے کا بڑی تاکید سے بلاوا دیا
ہر ایک کام کا مدار اس سرعت پر موقوف تھا جو کرنیل ڈیورینڈ دشمن پر صدمہ پہنچانے مین کرتے
تھے - ذرا سی دیر لگانے مین سارے کام خراب ہوتے تھے - ڈیورینڈ صاحب نے جلدی
کی ضرورت جانکر ۲ اکتوبر کو ایک سپاہ مندسور اور دوسری گوجری بھیجی کہ باغیون کی
سد راہ ہون دھار مین ایک لڑکا تیرہ برس کا انند راؤ پوار اپنے بھائی کی جگہ جو ۲۳ مئی کو
ہیضہ سے مرگیا تھا مسند نشین ہوا تھا - اسکا وزیر رامچندر بالوجی تھا - وہ بڑا ہوشیار

انگریزی زبان سے خوب واقف تھا اور بہت سے انگریزون سے دوستی رکھتا تھا۔ اس سے یقین ہوتا تھا کہ انگریزون کا منصلہ ہوگا مگر اسنے سارے کام انگریزی پولیسی کے خلاف کرنے شروع کیئے۔ اسنے سپاہ مین بجائے دیسی اجورہ دار سپاہیون کے افغان و مکران و عرب اجورہ دار سپاہی بھرتی کرنے شروع کیئے۔ جب دھار مین اندور کی پہلی جولائی کے غدر کی خبر پہنچی تو یہہ اجورہ دار سپاہی چار سوام جھیرہ کی سپاہ سے جاملے اور بھیوپورا اور سردارپور کو لوٹ لیا اور اسپتالون کو بیمارون اور زخمیون کے سرپہ جلادیا۔ جب لوٹ لیکر وہ دھار مین آئے تو یہان نوعمر راجہ کے ماموں بھیم راؤ بھوسلا نے انکی بڑی عزت کی اور وہ جو تین توپین چھین کر لائے تھے وہ راجہ کے محل مین لگائی گئین۔

۳۱ اگست کو وہ قلعہ دھار پہ قابض تھے۔ یہہ معلوم نہین کہ اس مین دربار کی مرضی تھی یا نہین ۱۵ اکتوبر کو کپتان ہچن سن پولٹکل ایجنٹ نے رپورٹ بھیجی کہ بہت سی براہین ہتین اس بات کے یقین کرنے کے لیئے ہین کہ راجہ کی ماں اور ماموں اور دربار کے ممبر دھار مین سپاہ کو بغاوت کرنے کے لئے اغوا کرتے ہین اور دربار کے سب میر منچ کردار مشتبہ ہین۔ جب یہہ اطلاع کرنیل ڈیورینڈ کو ہوئی تو انہون نے دھار کے مختار کو جو انکے ساتھ رہتا تھا برخاست کیا اور اسکی معرفت دربار پاس پیغام بھیجا کہ اس کے ممبران کے ذمہ سارے کامون کی جوابدہی ہے جو وقوع مین آئے ہین یا آسکتے ہین اور اپنی ساری سپاہ جو جمع ہوسکتی تھی دھار پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی۔ ۲۲ اکتوبر کو برٹش سپاہ دھار کے سامنے آئی۔ قلعہ سے باہر خوب لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پاکر قلعہ کے اندر بھاگے اور چالیس مردے اپنے میدان جنگ مین چھوڑ گئے اور انگریزون کی طرف تین ڈریگونس اور ایک ہندوستانی سوار زخمی ہوئے اور ایک جمعدار اور ایک سوار مارا گیا۔

شہر دھار سے قلعہ دھار جدا ہے وہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اسکی فصیل ۳۰ فیٹ اونچی ہے اور اس مین تیرہ مدور اور دو مربع برج بنے ہوئے ہین۔ ۲۵ اکتوبر سے قلعہ کا محاصرہ شروع ہوا اور چھہ دن تک رہا۔ یہان اہل قلعہ نے یہہ دیکھکر کہ فصیل مین دراڑ پڑگئی ہے سفید جھنڈا اہلاکر درخواست کی کہ ہم اپنے تئین حوالہ کرین تو آپ کیا شرائط کرین گے

اس کے جواب مین یہہ کہا گیا کہ تم اپنے تئین بغیر کسی شرط کے حوالہ کرو فصیل مین ایسی درازین تھین کہ سپاہ آسانی سے اس مین داخل ہوئی۔ باغی قلعہ خالی کر کے شمال مغرب مین مفرور ہوئے انکا تعاقب کیا گیا تو چند آدمی لنگڑے سے پکڑے گئے اور کچھ حاصل نہین ہوا۔ کرنیل ڈیورینڈ نے قلعہ کو مسمار کر دیا اور سردربار کے ممبرون پر الزامات تحریر کیے اور گورنمنٹ کے فیصلہ کے لیے بھیج دیے۔

مغربی مالوہ مین سپاہ باغیون کے تعاقب مین مندسور کی طرف گئی۔ ۸۔ نومبر کو باغیون نے مہدی پور کی چھاونی پر حملہ کیا۔ یہان ہندوستانی کنٹنجنٹ سپاہ رہتی تھی جسکے افسر میجر ٹمنس تھے۔ انہون نے اپنی نادانی سے باغیون کو اپنی توپون اور پیادون کے قریب مقیم ہونے دیا۔ اس کنٹنجنٹ نے دغابازی اور نامردی کی کہ بہت سے جا ملے نصف سوار خیر خواہ رہے انہون نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور انکا افسر کپتان مین مارا گیا اور انکے ہندوستانی افسر بھی سخت زخمی ہوئے سو وہ انگریزی افسرون کے ساتھ کرنیل ڈیورینڈ کے کیمپ مین نوین نوامبر کو پہنچ گئے

لفٹنٹ ہچنسن نے حیدرآباد کے تھوڑے سے سوارون اور پیدلون سے قلعہ جھیرا کو تسخیر کر کے مسمار کر دیا۔ یہان کچھ مقابلہ نہین ہوا۔ دریائے نربدا پر قبضہ ہو گیا جسنے شمال کے شعلون کو جنوب مین آگ لگانے سے روک دیا۔

جب اورنگ آباد سے بریگیڈیر سٹورٹ نے سفر کیا ہے تو حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ایک رجمنٹ ان سے آن ملی تھی۔ سوار اور بہت سی سپاہ و توپخانہ الہ آباد مین جمع ہوا یہان یہ سب جبتک رہے کہ برسات رہی۔ جب وہ موقوف ہوئی اور سڑکین خشک ہوئین تو ان سب نے مالوہ مین بہت جلد سفر کیا اور راہ مین پیپلا اور راگھوگڈھ مین سرکش زمیندارون کی سرکوبی کی اور دھار کے سامنے کرنیل ڈیورینڈ کے لشکر سے مل گئے۔

جب مہدی پور کی خبر آئی کہ باغی اس مین کامیاب ہوئے تو میجر اور صاحب تھوڑی سپاہ ساتھ لیکر مہدی پور کے غارتگرون کے تعاقب مین گئے اور مہدی پور کے سامنے آئے تو انکو معلوم ہوا کہ آج صبح ہی کو باغی یہان سے تمام توپین و ذخائر و میگزین جو انکے ہاتھ لگا

میجر اور صاحب کا مہدی پور کے غارتگرون

لیکر چلے گئے۔ صاحب اس لیئے ٹھیرے کہ لشکر کھاپی لے تو وہ ٹمنس صاحب کی لیڈی
سے ملے جو اپنے خاوند کے ساتھ بھاگ نہ سکی تھی بحفاظت تمام خاوند پاس پہنچا دیا
پھر اور صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے بارہ میل کے فاصلہ پر رسول گاؤن مین
وہ انسے ملے جنکی تعداد ساڑھے چار سو تھی اور ان پاس دو توپین تھین شام تک
ان باغیون سے سخت لڑائی ہوئی پھر باغی بھاگ گئے اور آٹھ توپین اور اپنا سارا
سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والون کے ہاتھ لگا اور اس لڑائی مین باغیون کے
ایک سو چھہتر آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور ستر آدمی مقید ہوئے

کرنیل صاحب بہت جلد سفر کرکے ہرسیا مین چنبل ندی کے کنارہ پر پہنچے۔ اس
دریا سے پار جانا بڑا مشکل تھا جب سیپرائی نرنے دو سٹرکین بنائین تو اسپر گارڈیان
اور توپین چلکر دریا پر پہنچکر پار اترین یہہ باغیون کی بیوقوفی تھی کہ انہون نے اس دریا کو بالکل
خالی چھوڑ دیا اور انگریزی لشکر کی کچھ مزاحمت نہین کی۔

۲۰۔ نومبر کو لشکر نے چنبل ندی کے مشرقی کنارہ پر قیام کیا۔ پھر وہ شہر مندسور کے
قریب آیا۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بالکل امن ہے تو نیچے ڈیرے ڈالے گئے اور سپاہیون نے
اپنا کھانا کھایا۔

باغیون مین یہہ مشہور ہوا کہ انگریز دن کو دھار پر شکست ہوئی ہے اسلئے وہان سے
بھاگ کر مندسور پر حملہ کرنے وہ آئے ہین۔ باغیون کے مقتدا و پیشوا ایسی کہانیان
بہت گھڑا کرتے تھے۔ ۲۰۔ نومبر کو باغیون نے یہہ سمجھکر کہ انگریزی لشکر پٹ کر آیا ہے اپر
حملہ کیا۔ مگر میدان جنگ مین انکے قدم نہین جمے حیدرآباد کے سوارون نے انکو بھگادیا اور اسکا
تعاقب کیا۔ بھگوڑون مین کچھ مارے گئے باقی شہر مین گھس گئے۔

دوسرے دن ۲۲۔ نومبر کو کرنیل ڈیورینڈ نے مندسور کی ندی سے اترکر شہر کے مغرب مین
یا اسکی فصیل سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر قیام کیا اس سے مطلب انکا یہہ تھا کہ وہ ایک ہاتھ
سے مندسور کو دھمکائین اور دوسرے ہاتھ سے نیمچ کے باغیون کو روکین جو مندسور کے باغیونکی
مدد کو آتے ہین۔ انکو جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ نیمچ کے باغی بہت سے گوراریا کے گاؤن مین

مندسور اور نیمچ کے باغیون کے درمیان کرنیل ڈیورینڈ کا آنا۔

جمع ہین۔

۱۴ - نومبر کو کرنیل ڈبلیو رینڈر نے سفر کیا۔ انگریزی پانچ میدانی توپون نے باغیون ایسے گولے چلائے اور بڑی تیزی وتندی سے سخت لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی۔ انگریزی لشکر مین ساٹھ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ رات ہوگئی تو باغی پھر گوریا مین چلے گئے مگر دوسرے دن دس بجے یہہ گاؤن فتح ہوگیا۔ گولون سے اس مین جو چیز جلنے کے قابل تھی جل گئی۔ دوپہر کو دوسو بیس آدمی مارے گئے اور انہون نے اپنے تئین حوالہ کردیا۔ جو وہان باقی رہے رہیلے تھے وہ گاؤن مین خوب جمے رہے۔ غرض یہہ شکستہ خستہ گاؤن حملہ کرکے لیا گیا جب انگریزی لشکر رہیلون سے لڑرہا تھا تو فیروزشاہ اور اسکے دوہزار افغانون اور مکرانیون نے مندسور کو خالی کرکے بان گڑھ مین چلے گئے۔

تعاقب کرنا ضرور تھا گوریا مین جو صدمہ عظیم پہنچا تو افغان اور مکران شہرون وقصبون وگاؤن کو چھوڑکر جنگل مین بھاگنے شروع ہوئے ایک گروہ انکا پرتاب گڑھی مین آیا یہان کا رئیس انگریزون کا خیرخواہ تھا اسنے اپنے ٹھاکرون کو بلاکر باغیون پر حملہ کیا ان مین سے اسی کو مارڈالا اور باقی کو بھگادیا۔ بہت سے باغی اپنے اور فتح کرنے والون کے درمیان چنبل کو بیچ مین رکھتے تھے۔

اس لشکرکشی سے جو کرنیل ڈیورینڈ کے مقاصد تھے وہ سب پورے ہوئے اب وہ اندور کی طرف چلے اور اندور مین ۱۴ - دسمبر کو داخل ہوئے۔ انہون نے یہہ ارادہ کرلیا تھا کہ اگر انکے شہر مین داخل ہونے کا مقابلہ مہاراجہ کی سپاہ کرے تو وہ اس سے لڑین۔ مہاراجہ کی سپاہ مین جسنے دغابازی سے یکم جولائی کو حملہ کیا تھا اب وہ انگریزون کی فتوح کو دیکھکر بڑی پست حوصلہ ہوگئی تھی اور انگریزون سے مقابلہ کرنے کی جرأت اب اس مین نہین رہی تھی

۱۴ - دسمبر کو کرنیل ڈیورینڈ نے ہلکر کے آئینی سوارون سے ہتھیار لے لئے اور ان کو بھوپال کنٹنجنٹ کے سکھ سوارون کو سپرد کردیا اور انہون نے ہلکر کے وزیر کو لکھا کہ باقی سپاہ سے بھی ہتھیار لے لئے جائین۔ اگر درخواست کے موافق کام نہین کیا جائیگا تو وہ خود سپاہ سے ہتھیار لینگے۔ مہاراج کا مختار جواب لایا کہ دربار کا ارادہ پیادون کے

ہتھیار لینے کا ہے آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ جسوقت یہہ ہتھیار لیئے جائین تو وہ سوارون
کی لین سے ایک میل کے فاصلہ پر ہون - کرنیل صاحب نے یہہ درخواست منظور کرلی
ہلکر کے سوا سپاہیون سے اسی شام کو ہتھیار لے لئے گئے کچھہ فساد نہین ہوا۔

کرنیل ڈیورینڈ مہاراج ہلکر سے انکے ملنے کے لیئے محل مین گئے اور بڑی ہنسی خوشی
ملاقات ہوئی - مہاراج نے اپنی خوشی اپنی فوج کے ہتھیار لینے پر ظاہر کی دوسرے دن
سر روبرٹ ہملٹن آگئے جنکی جگہہ کرنیل ڈیورینڈ مقرر ہوئے تھے -

ڈیورینڈ صاحب نے اپنے مشکل کام کو بخوبی انجام دیا - اگر وہ یہان نہ ہوتے تو نتیجہ
کچھہ اور ہی ظہور مین آتا وہ یہان کے پولیٹکل ایجنٹ بھی تھے اور جنرل بھی تھے وہ ہر چیز کو
جو وقوع مین آنے والی تھی پہلے سے دیکھہ لیتے تھے اور اسکا علاج کرتے تھے - انکی سی
پیش بینی اور پیش اندیشی کمتر آدمیون مین ہوتی ہے جو کچھہ انگریزون کے ہاتھہ سے نکل گیا
تھا اسکو انہون نے اپنے حسن تدابیر سے چار مہینے مین پھر حاصل کرلیا اور بڑی بڑی
لڑائیون مین انہون نے مردانگی اور فرزانگی کو نمایان کیا - انکے کارہای نمایان کی تفصیل کے
لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے

باب سوم

ساگر اور نربدا کا ملک اور ناگ پور

وہ ملک جو ساگر اور نربدا کے اضلاع سے موسوم ہے اس کے شمال مین اضلاع
باندہ واله آباد و مرزاپور ہین اور جنوب مین ناگپور اور مملکت نظام اور مغرب مین
گوالیار اور بھوپال - اس مین ہندوستانی ریاستین ریوان و کوٹی و میہر و اجھاری
و سہاول ہین اور انگریزی اضلاع ساگر - جبل پور - ہوشنگ آباد - سیونی - دموہ -
نرسنگ پور - بیتول و جھانسی و چندیری و ناگودہ و سندیہ ہین -

ان اضلاع مین تین چھاونیان تھین ایک ساگر مین دوسری جبل پور مین و تیسری ہوشنگ آباد مین۔ ساگر مین نمبری ۳۱ و ۴۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹین اور تیسری غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اور اڑسٹھوین یوروپین گولہ انداز جبل پور مین نمبری ۵۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور ہوشنگ آباد مین اٹھائیسوین مدراس پیادل رجمنٹ اور ساگر کے ضلع مین سیج صاحب بریگڈیر تھے جنکا ہیڈکوارٹرس ساگر مین تھا بریگڈیر سیج صاحب کو ہندوستانی سپاہ پر اعتبار ایسا تھا کہ جب ایک راجہ نے سرکشی کی تو اس سے لڑنے کے لئے ساگر سے سپاہ بھیجی اور اسنے وعدہ کیا کہ اگر راجہ کو زندہ پکڑ کر یا اس کا سر کاٹ کر لاؤ گے تو چھ ہزار روپیہ انعام پاؤ گے چند روز بعد بریگڈیر کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی سپاہ پر بے اعتباری ظاہر کرنے کی پولیسی سے کام نہین چلے گا مگر ساگر مین ان پاس صرف اڑسٹھ یوروپین سپاہی تھے۔ اور ایک سر بر قلعہ تھا جس مین میگزین اور بیٹری کا سامان رہتا تھا۔ غرض یہہ ضلع ہندوستانی سپاہ کے ہاتھہ مین تھا۔

۱۳ جون کو سیج صاحب پاس للت پور سے توپون کے لئے درخواست آئی صاحب ممدوح نے توپین اور سپاہ بھیجی جس شام کو ساگر سے اس سپاہ نے سفر کیا ہے للت پور مین گوالیار کنٹنجنٹ کی تین کمپنیون نے کھلی بغاوت کی خزانہ کو لوٹ لیا انگریزی افسران کو نکالدیا جو بھاگ کر بان پور کے راجہ پاس گئے جو بظاہر دوست معلوم ہوتا تھا مگر للت پور کے قریب آدمیون کو بغاوت کے لئے آمادہ کرتا تھا۔

جب راجہ بان پور نے دیکھا کہ سپاہی للت پور کے خزانہ کو لیکر سفر کر رہے ہین تو اپنر حملہ کیا مگر ہزیمت پائی تو حیران ہو کر اسنے اپنے انگریزی مہمانون کو ٹیڑھی مین بھیجکر مقید کیا اور جلدی سے اس سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا جو ساگر سے روانہ ہوئی تھی تا کہ اسکو یہہ ترغیب دے کہ وہ اس کے ساتھہ شریک ہو جائے۔ میجر گاس سین جو اس سپاہ کے افسر تھے انہون نے للت پور کی بغاوت اور بان پور کے راجہ کی حرکت سنکر سیج صاحب سے کمک طلب کی انہون نے چار سو پیادے اور سو سوار کمک کے لئے بھیجدیئے

اضلاع نربدا و ساگر مین چھاونیان

ساگر مین سیج صاحب

للت پور مین سرکشی

راجہ بان پور

یہہ سپاہ ۱۹ جون کو چلی اور ۲۳ جون کو میجر گاس سین کی سپاہ سے ملی۔ میجر صاحب نے اس اپنی کل سپاہ سے قلعہ بالا بیت پر جسمین باغی بھرے ہوئے تھے حملہ کیا اور سولہ سپاہی قید کیئے جنسے کہ حملہ آور سپاہ نے انکی جان بچانے کا اقرار کرلیا۔ دو دن بعد جب بال تھون مین سپاہ آئی تو سپاہیون نے ان قیدیون کو ٹھیرایا۔ میجر گاس سین نے انکو بان پور کے راجہ کو حوالہ کیا۔ یہہ کام ہوا ہی تھا کہ راجہ بان پور انگریزی سپاہ مین آیا اور اسنے کہا کہ مین تم کو بارہ۱۲ روپیہ ماہوار دونگا تم اپنے افسرون کو چھوڑکر میرے پاس اپنے ہتھیار اور میگزین لے کر چلے آؤ سپاہیون نے اسکی درخواست کو قبول کرلیا اور اپنے افسرون کو نکال دیا۔

جب اس حال کی خبر سیج صاحب کو پہنچی تو انہون نے میگزین اور خزانہ اور عورتون بچونکو محفوظ کیا اور ہندوستانی سپاہیون کو قلعہ کی پہرہ چوکی سے برخاست کیا اور ۳۰ جون کو یوروپین اور ساٹھ ہندوستانی خیرخواہ سوارون کے ساتھ قلعہ مین گیا اور یہان تمام ہندوستانی افسرون کو بلایا اور آزادانہ اپنے اس کام کی وجہ کو بیان کیا اور یہہ اسپر اضافہ کیا کہ سپاہیون نے اپنی عزت کو خاک مین ملایا اور بغاوت کی اس عزت کے حاصل کرنے کی فقط یہہ ایک ترکیب ہے کہ وہ بغاوت کے سرغنون کو حوالہ کرین جنکو انصاف کے موافق سزا دی جائے۔

تینون رجمنٹون کے افسرون پر صاحب ممدوح کی تقریر کا اثر ہوا انہون نے قرار کیا کہ جو کچھ آپ فرمائینگے وہ ہم کرینگے۔ دوسرے دن صبح کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ اور بیالیسوین پیدل رجمنٹ نے کھلی بغاوت کے بازار کو اور انگریزی بنگلون کو لوٹ لیا۔ اکتیسوین رجمنٹ خیرخواہ رہی اور ۷ جولائی کو انکے ایک سپاہی نے ایک سوار کو مار ڈالا جنے اسپر گولی چلائی تھی۔ جسکے سبب سے دونو ہندوستانی رجمنٹون مین لڑائی ہوئی۔ بیالیسوین رجمنٹ پاس دو توپین تھین اسکی اکتیسوین رجمنٹ اسپر بجا اب نہ آسکی تو اسنے قلعہ مین امداد کی درخواست کی۔ سیج صاحب نے انکی امداد کے لیئے ساٹھ خیرخواہ سوار بھیجے پھر دونو پلٹون مین خوب لڑائی ہوئی اکتیسوین رجمنٹ کے چالیس سپاہی باغی پلٹن سے جا ملے تو پھر اس پلٹن نے قلعہ سے توپون کی امداد چاہی۔ شام ہونے کو تھی اس لیئے سیج صاحب نے کہلا بھجوایا کہ کل صبح کو تم کو ہم فتحمند کرائینگے

سیج صاحب کی تقریر کا اثر [illegible] سپاہیون کا خیرخواہ ہونا اور [illegible]

اس کہنے سے اس رجمنٹ کی تو ہمت بڑھی اور باغی رجمنٹ کی ایسی دلشکنی ہوئی کہ وہ رات کو
بھاگ گئی کچھ میلون تک اسکا تعاقب خیرخواہ سپاہ نے کیا اور ایک توپ انکی چھین لی ۔
اس خیرخواہ رجمنٹ کے تو چالیس سپاہی بھاگ گئے تھے باقی خیرخواہ رہے چالیس جو
بھاگ گے تھے انکے عوض مین بیالیسوین باغی رجمنٹ کے پچاس سپاہی انکے ساتھ آن ملے
اور ساٹھ خیرخواہ سوارون کے ساتھ اسیقدر اور سوار خیرخواہ بن گئے ۔

اسوقت سے لیکر اسوقت تک کہ سر ہیو روز لشکر لیکر چلے ۔ جبل پور ۔ ساگر ۔ چندیری
جھانسی ۔ جالون باغیون اور انکے قبضے مین تھے اور وہ انکو پامال کرتے تھے ۔ قلعون کو فتح
کرتے تھے وہات کو لوٹتے تھے مدتون تک کسی نے انکو ان کرتوتون کی سزا نہین دی
ہریک ضلع کا حال اب ہم تم کو سناتے ہین ۔

للت پور کا حال تو تم سن چکے اب جبل پور ساگر سے جنوب مشرق مین ایک سو گیارہ میل کے
فاصلہ پر ہے اس مین باونوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی رہتی تھی جسکے کمان افسر
لفٹنٹ کرنیل جینیمی سن صاحب تھے ۔ ممالک ساگر اور نربدا کے پولیٹکل ایجنٹ میجر
ارسکن صاحب تھے صدر مقام جبل پور مین تھا ۔ اس رجمنٹ نے اپنے افسرون سے کہا کہ ہم
جب تک خیرخواہ رہین گے کہ کوئی یوروپین رجمنٹ ہمارے ہتھیار لینے نہین آئیگی ۔ جب
کامٹھی سے کشتی کولم جبل پور مین ۱۲ ۔ اگست کو آیا اور ایک گونڈ خاندان کا راجا سنکر شاہ
اور اسکا بیٹا بغاوت کے سبب سے توپ سے اڑائے گئے باونوین رجمنٹ چپ چاپ
پٹن کی تحصیل مین چلی گئی یہان اسکی ایک کمپنی رہتی تھی جسکے کمانیر میک گریکور صاحب تھے
جسکو انہون نے مار ڈالا ۔

مدراس کا کولم اس رجمنٹ کے پیچھے پڑا اسنے کٹن جی مین اسکو بڑی شکست دی اور سو اسو
آدمیون کو مار ڈالا اور اسنے زیادہ کو زخمی کیا اور فتحمندون کا ایک سپاہی مارا گیا اور پچاس زخمی
ہوئے ۔ پھر جبل پور مین یہہ کولم واپس آیا ۔

یہہ راجہ بہت جگہہ سے مال لوٹ کر نرولی مین جو ساگر سے نو میل ہے مقیم ہوا اور خوب قلعہ بندی
کرلی ۔ ۱۵ ستمبر کو اسکی سرکوبی کے لیئے ساگر سے لشکر ماتحت لفٹنٹ کرنیل دال بیل کے بھیجا گیا

مگر اس مہم مین کامیابی نہین ہوئی لڑائی مین سپاہ افسر مارا گیا گو باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر اس سے کچھ اسن نہین ہوا باون وین رجمنٹ کے باغی سپاہی جنکا ذکر ابھی ہو چکا ہے اور پانچ سو بیس تھی کرشن جی سے شکست پاکر ملک برباد کرنے لگے اس پاس کے باغی راجہ انکے ساتھ ملتے جاتے تھے جس سے انکو تقویت ہوتی تھی ہے۔ اور وہ ملک کو تاخت وتاراج کرتے پھرتے۔ کئی دفعہ انسے مدراس کولم کی لڑائیان ہوئین جنکا نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ وہ ایک مقام سے بھاگ کر دوسرے مقام مین جا کر غارتگری کرنے لگے یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین چلے گئے۔

نرسنگپور مین افسر کلان کپتان ٹرنن تھے اور یہان اٹھائیسوین رجمنٹ مدراس کی چار کمپنیان اور انکے افسر کپتان وول لی تھے۔ یہہ سپاہ سب وقت خیر خواہ رہی اور افسرون کے ساتھ سارے ضلع کا بندوبست کرتی پھری شرید اکے شمالی اضلاع سے انہون نے باغیون کو نکال دیا۔ باغیونکی ایک مجمع کا افسر دل گنجن جان تھا اس سے لڑائی ہوئی اسکو پکڑکر پھانسی دی۔ چیرالپور کے قریب باغی اکٹھے تھے جب وول لی صاحب وہان گئے تو اس مقام کو باغیون سے خالی پایا۔ ٹرنن صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے تو انہون نے انکے خیمے اور ایک توپ اور بہت سے ہندوستانی ہتھیار چھینے۔ اس افسر نے جنوری ۱۸۵۸ء مین رائے گڈھ اور مدن پور کے حملہ کرنے والے باغیون کو شکست فاش دی۔ اس طرح سے نرسنگھپور کا ضلع بالکل باغیون سے پاک صاف ہوگیا۔

ناگود ایک چھاونی اونچا ہاڑا ضلع مین ہے جو ریوان سے ۴۸ میل اور الہ آباد سے ۱۰۰ میل اور ساگر سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر ہے اس مین پچاسوین رجمنٹ پیدل بنگال ہندوستانی رہتی تھی جسکے افسر میجر ہیمٹن صاحب تھے۔ ۲۷ اگست تک یہہ سپاہ خیر خواہ رہی۔ جب ناگود مین کنور سنگھ کے آنے کی خبر ہوئی تو انکو حکم ہوا کہ وہ اس سے لڑنے جائے۔ اس نے بہت خوشی سے لڑنے کے لئے کوچ کیا مگر جب وہ ناگود سے دوسرے میل پر پہنچی تو اسنے اپنے افسرون سے کہا کہ اب آپ کی ہمکو ضرورت نہین رہی آپ چلے جائیے۔ کچھ سپاہی تو افسرون کے ساتھ مرزاپور چلے گئے باقی ناگود مین واپس آئے۔ اسکو لوٹ لیا اس مین آگ لگادی اور تمام ضلع کو لوٹنا شروع کیا۔

ریوان مین راجہ رہتا تھا وہان ولوہائی اوسس بلورن صاحب ایجنٹ تھے جو یہان بالکل صاحب اختیار

انہون نے اس راجہ کو اپنے اختیار مین ایسا کر لیا کہ ۱۸ جون کو اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کو سپرد کر دی ولوبائی صاحب نے راجہ کی سپاہ مین سے آٹھ سو سپاہی اور دو توپین اور پلٹن مین بھیجین جو ضروری راستون کو کھلا رکھین اور گیارہ سو سپاہی اور پانچ توپین کرٹا بھیجین کہ وہ مرزا پور اور ساگر کے درمیان راہ کھلی رکھین اور راجہ کی اجازت سے سات سو سپاہ باندہ بھیجی اور راجہ سے اشتہار دلا دیا کہ جو سپاہی اچھی کارگذاری کرینگے انکو بڑا انعام اکرام ملیگا۔ غرض صاحب ممدوح نے ایسی دانائی سے بندیل کھنڈ کے چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو باغی نہین ہونے دیا۔ راجہ ریوان کی سپاہ سے ایسا بندوبست کیا کہ بندیل کھنڈ مین باغیون کا پاؤن جمنے نہ پائے

ناگپور جو پہلے بھوسلا کے خاندان کا دارالسلطنت تھا ۱۸۵۳ء سے سنٹرل انڈیا کے چیف کمشنر کا صدر مقام تھا اسکا محیط سات میل تھا اور آبادی ایک لاکھ تھی۔ غرض سنٹرل انڈیا مین سب سے بڑا شہر یہی تھا اس مین جارج پلوڈن صاحب چیف کمشنر تھے انکے پاس یورپین سپاہ مدراس ارٹلری کی ایک کمپنی تھی جسکا صدر مقام کامٹی گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا اور مقامی ہندوستانی سپاہ جوان پاس تھی اس کے رہنے کے مقامات یہہ تھے کہ کامٹی یا ناگپور مین ہیڈ کوارٹرس پہلی پیدل و پہلی سوارون کی رجمنٹ کا اور ناگپور کی غیر آئینی سپاہ کے ارٹلری کا تھا اور ناگپور سے جنوب مین پچاس میل پر دوسری پیدل اور پہلی رجمنٹ کے ایک حصہ کا صدر مقام تھا اور ناگپور سے شرق مین چالیس میل پر بھنڈارہ مین پہلی رجمنٹ کے دوسرے حصہ کا ناگپور سے ۷۰ میل پر اور رائے پور مین تیسری رجمنٹ کے بڑے حصہ کا اور اس رجمنٹ کا باقی حصہ کا بلاس پور مین صدر مقام تھے۔ یہہ سب سپاہ مین مقامی تھین اور کامٹی مین مدراس کا ایک برگیڈ رہتا تھا اور میجر پرائیٹر اس سپاہ کے کمانڈر تھے۔ جب سے کہ میرٹھ کے غدر کی خبر یہان مشہور ہوئی تو یہان کی سپاہ مین بغاوت کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے۔ خاصکر مقامی سپاہ کے سوارون مین۔ پلوڈن صاحب اسکو دیکھتے تھے ان پاس یورپین سپاہ تھوڑی تھی اور ہندوستانی رجمنٹین پانچ تھین۔ ۱۳ جون کو انکو بغاوت کے آثار معلوم ہوئے تو انہون نے بڑے کمال کا کام یہہ کیا کہ کرنیل کیمبرلین جو اپنی سپاہ پر پورا اعتبار کرتے تھے انکو اپنے ساتھ شریک کر کے ۱۷ جون کو ہندوستانی سوارون سے ہتھیار لیلئے

اور ریسیڈنسی کو بارک بنالیا جس مین سول اور ملیٹری افسرات کورہا کرین مدراس کی سپاہ خیرخواہ رہی اور جب اسکا ایک حصہ جبل پور بھیجا گیا تو اسکا قائم مقام بھی خیرخواہ سپاہ کا آیا۔ غرض جارج پلوڈن صاحب کی دانائی اور ہوشیاری سے یہان کوئی دنگہ فساد برپا نہین ہونے پایا۔

باب چہارم

قلمرو نظام

حیدر آباد

قلمرو نظام جسکا نام حیدر آباد دکن ہے بندھیاچل کے جنوب مین ہندوستان کا ایک حصہ ہے جسکا رقبہ تقریباً پچانوے ہزار تین سو سینتیس مربع میل ہے اس کے شمال شرق مین اضلاع متوسط ہین جنکا دارالحکومت ناگپور ہے اور جنوب مغرب مین مدراس پریسیڈنسی کا ایک حصہ ہے اور مغرب مین بمبئی پریسیڈنسی اور شمال مغرب مین بمبئی پریسیڈنسی کا ایک حصہ اور سندھیا کی ریاست و ساگر و نربدا کے اضلاع ہین پس جب حیدر آباد کے گرد ایسے شعلہ ناک مقامات ہون اور وہ خود مسلح ہو تو سب سے زیادہ وہ دہشتناک مقام ہے جس کے لیئے یہہ امر ضرور تھا کہ اس کی سرحدون پر امن امان رکھا جائے۔

شروع ۱۸۵۷ء مین حیدر آباد مین نظام ناصرالدولہ تھا اسنے ۱۸ مئی ۱۸۵۷ء کو وفات پائی افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا ۱۸۵۳ء مین سالار جنگ وزیر ریاست تھے۔ وہ نہایت دانشمند اور اعلی درجہ کے زیرک تھے وہ اپنے ملک اور اپنے آقا کے سچے دل سے خیرخواہ تھے وہ اس بات کے ثابت کرنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے کہ ہندوستان مین ہندوستانیون پر انکی عادات اور خیالات کے موافق عدالت کے ساتھ ہندوستانی جیسی فرمانروائی کرسکتے ہین ناممکن ہے کہ کوئی اور اجنبی قوم اپنر ایسی حکمرانی کرسکے گو انکی رائین یہہ تھین مگر وہ اپنے سچے دل سے

برٹش خصائل واوصاف کے مداح وثنا خوان تھے وہ اس امر کو قطعی ضروری جانتے تھے کہ کوئی
ایسی محیط بادشاہی موجو کل ہندوستان پر سلطنت کرے اور جہان تک اس سے ہوسکے
وہ ہندوستانی ریاستون کے اندرونی معاملات مین مداخلت نہ کرے فقط کسی ریاست میں
ایسی قوت نہ لے کہ وہ اپنے ہمسایہ پر تلوار چلا سکے ۱۸۵۶ع کے شروع مین یہان رزیڈنٹ
مسٹر بشبائی تھے وہ فروری ۱۸۵۷ع مین مرگئے انکی جگہ میجر سٹھ برٹ ڈیوڈسن صاحب مقرر
ہوگئے۔ ۱۶۔اپریل کو انہون نے اپنے عہدہ کا چارج لیا۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ناصر الدولہ مرگیا اور اسکا بیٹا افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا۔حیدرآباد مین
جو لوگ ناراض تھے انکو ایک نظام کا مرنا اور دوسرے نظام کا مقرر ہونا بہت سی امیدین دلاتا
تھا۔نظام اول سالار جنگ پر پورا اعتماد رکھتا تھا یہہ بالکل ممکن تھا کہ اس زبردست وزیر پر دوسرا
نظام اعتماد نہ رکھے بس اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔جب ۱۲۔جون کی
صبح کو حیدرآباد کے رہنے والون نے اپنی آنکھین کھولین تو دیکھا کہ سارے شہر مین دیوار وپر
اشتہارات چسپان ہین جنپر بڑے بڑے مولویون کی مہرین ثبت ہین جو مومنین کو فتوے
دے رہے ہین کہ کل یوروپین کو مار ڈالو میجر ڈیوڈسن پاس یہہ خبر کچھ دیر کر نہین پہنچی انہون نے
جنرل سے بڑی مستعدی کے ساتھ درخواست کی کہ وہ کل سپاہ کو پریڈ پر بلائے اور چالیس
گولیون کی باروت ہر سپاہی کو دیدی۔اس پریڈ کا بڑا اثر بدخواہون پر ہوا۔۱۵۔مئی کی صبح کو بھی
ایسی پریڈ ہوئی جسمین رزیڈنٹ صاحب بھی موجود تھے انہون نے سپاہ کی مخاطبت مین تقریر کی
اسوقت یہہ بات بتحقیق معلوم ہوگئی کہ سالار جنگ پر جو اعتماد اور اعتبار نظام سابق کو تھا وہی
نظام حال کو بھی ہے۔اس خیرخواہ وزیر نے جب سنا کہ مسجد مکہ کے پاس آدمیون کا بڑا
ہجوم ہو رہا ہے اور ایک سبز جھنڈا بھی کھڑا ہے تو اس وزیر نیک تدبیر نے عرب کے
سپاہیون کو کہ جنپر اسکو اعتبار تھا بھیجا کہ وہ اس ہجوم کو پراگندہ کردے انہنے جاکر اسکو
متفرق کردیا۔بعد ازان سرغنون کو گرفتار کیا اس طرح یہہ بلوہ رفع دفع ہوگیا
مگر تھوڑی دیر کے لیئے شہر مین جب باہر سے وحشتناک روزانہ خبرین آنے لگین جن مین
اکثر مبالغہ ہوتا تھا وہ متعصب آبادی کے دلون پر اپنا نقش جانے لگین اور وہ یہہ دلیلین دینے لگیں

کہ ممالک شمالی و مغربی مین جب ہمارے ہم مذہبون نے اپنے ایمان کے لیے بیڑا اٹھایا ہو تو ہم کو
دکھن مین یہہ سزاوار نہین ہے کہ چپ چاپ ہاتھ پہ ہاتھ دیئے بیٹھے رہین انہون نے اپنے سامعین
کے دلونپر یہہ نقش جمایا کہ پچاس برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ دہلی جو ہندوستان مین
مسلمانون کا دار السلطنت تھا کافرون کے ہاتھ مین آگیا تھا اب پھر بڑی کوشش سے وہ مسلمانونکو
پھر ہاتھ آیا ہے پس اگر اسکی اعانت دکن کے تمام مسلمان کرینگے تو پھر وہ ان سے نہین
نکلے گا بالاستقلال اسپر قبضہ ہوگا۔

ان الفاظ کا کہنا بہکانا تھا۔ حیدرآباد کے آدمیون کے دلون مین وہ اثر کر گئے۔ حیدرآباد
کے باشندے انگریزی عملداری سے آشنا نہ تھے اور کبھی اسکی برکتین انکی سرحد پر بھی نہین
آئی تھین چند ہفتون مین وہ بگڑ بیٹھے۔

حیدرآباد مین بغاوت

۱۷۔ جولائی کو شام کے ۵ بجے سے کچھ پہلے پانچ سو روہیلے سپاہی نظام کے ملازم اور حیدرآباد
کے آدمیون کی چار ہزار کی بھیڑ بھاڑ نے بلوہ کیا اور وہ رزیڈنسی کی طرف چلے کہ ان تیرہ (۱۳)
باغیون اور مفرورون کو چھڑائین جنکے ہاتھ بغاوت کے خون مین رنگے ہوئے تھے اور انکو میجر
ڈیوڈسن نے سالار جنگ کے حوالہ کیا تھا۔ اس وزیر نے جنکے کارندے بہت اچھی طرح
کام نہین کرتے تھے اس بلوہ کا حال جب سنا کہ وہ واقع ہوا ہی تھا اس نے فوراً ایک خاص
پیغام رزیڈنٹ کے پاس بھیجا میجر ڈیوڈسن کو ایسے ہنگامہ کے برپا ہونے کا پہلے ہی سے
خیال تھا انہون نے اپنی رسیڈنسی کی خوب قلعہ بندی کرلی تھی اسکے گرد برجون پر توپین چڑھادی
تھین انہون نے اپنے ملیٹری سکرٹری میجر برگس کو اطلاع دے رکھی تھی کہ جو سپاہ اس پاس
ہے اسکا انتظام ایسا رکھے کہ اگر کوئی حملہ ناگہانی ہو تو سپاہ فوراً اس کے دفع کے لیے آن موجود
ہو۔ سات منٹ لگے کہ رسیڈنسی مین ہر سپاہی اپنے مقام پر آن موجود ہوا۔ سرکش مفسد
آئے مگر ان مین کوئی ترتیب۔ صف بندی نہ تھی بے قاعدہ جوش مذہبی مین بدمست آئے
رزیڈنسی کی فصیل پہ سے جو انپر گریپ کی ایک باڑ پڑی تو جیسے جلدی آئے تھے ایسے ہی
جلدی بھاگ گئے کتے کی چال آئے تھے بلی کی چال بھاگے۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح آئے
اور اسی طرح بھاگے رزیڈنسی کی اس مار نے انکو لنگڑا کر دیا تھا پھر نظام کی سپاہ نے تو انکو

بالکل ابتر و پریشان کرکے بھگا دیا انمین سے بہت سے ننگنا کے سرے پر ایک دو منزلی
حویلی مین جا ٹھیرے - یہہ تجویز ہوئی کہ انکو اس حویلی مین صبح تک ٹھیرنے دین - مگر وہ صبح تک
ٹھیرے نہین رات ہی کو بھاگ گئے - رزیڈینسی پر جو حملہ کیا تھا اس مین کئی آدمی مارے
گئے اور نظام کی سپاہ نے جو انکو بھگایا تھا تو بھاگنے مین وہ بہت گرفتار ہوئے
ان کے دو بڑے سرغنہ تھے طرہ باز خان اور مولوی علاء الدین تھے - پہلے تو بھاگنے مین مارے
گئے - دوسرے گرفتار ہوئے جرم ثابت ہوا انڈمان کو دائم الحبس ہوکر جلاوطن کیا گیا
حیدرآباد کی آبادی پر ان کاموں نے جو اس گستاخانہ حملہ کے فرو کرنے مین کئے گئے بڑا اچھا
اثر پیدا کیا انکو یہہ تحقیق ہو گیا کہ ہمارے خود فرمان روا اور ہمارے ہم مذہب ہی انگریزون کے
طرفدار ہین بس سالار جنگ کی رائے کی منشا کو مسلمان اپنے مذہب کے دیوانے سمجھ گئے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے تو
ہمکو صرف انگریزون ہی سے لڑنا نہین پڑیگا بلکہ اس کے ساتھ اپنی گورنمنٹ نظام سے بھی پرخاش کرنی پڑیگی
باوجود ان باتون کے حیدرآباد کی حالت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی حیدرآباد مین بہت سے جنگی عرب بھرے ہوئے تھے تیسری رسم چلی
آتی تھی کہ سمندر پار سے عرب حیدرآباد مین آتے انکی رجنٹیں بنائی جاتین تھین - ان کے سوا ہندوستان کی
بھی جنگی قومین جیسے رہیلے و پنجابی و سکھ و سندھ پار کی نظام کی سپاہ مین بھرتی تھین اور ان سب پر
طرہ یہہ تھا کہ بہت سے باغی اور موقوف شدہ سپاہی جو دہلی تک نہین پہنچ سکے اور سیندھیا نے
انکو نوکر نہین رکھا - حیدرآباد مین آگئے تھے سب سے زیادہ وہ خوفناک تھے - غرض اس طرح
حیدرآباد مین بدخواہون کا بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا
گو اور مقامات سے وحشت ناک خبرین آکر شہر مین شہرت پاتین جس سے ان لوگون کے دلون مین
جو انگریزون اور انکی عملداری سے نفرت رکھتے تھے اور اپنے مذہب سے رغبت رکھتے تھے فساد
کرنے پر آمادگی پیدا کرتی تھین جس سے سالار جنگ اور نظام کے لئے دشواریان زیادہ ہوتی تھین مگر
گورنمنٹ نظام اور برٹش رزیڈنٹ مین آپس مین حسن ظن اور اعتماد ایسا تھا کہ فقط اس سبب سے
امن امان رہا - نظام سب قسم کی حکمتین کام مین لاتا تھا جو ہندوستانی صاحب قدرت گورنمنٹ
کام مین لاسکتی تھی کہ بدخواہون کے جوش مذہبی کو روکے اور اس کے ساتھ ہی رزیڈنٹ
نظام کے ساتھ متفق ہوکر ان آدمیون کو اپنی یوروپین سپاہ سے ڈراتا تھا میجر ڈیوڈسن صاحب

حیدرآباد مین اس اعلان کا بہت اچھا اثر ہوا

حیدرآباد کی حالات کا نازک ہونا

نظام کی عقلمندی

اس پور وہین پیدلون وسوارون اور توپخانون کی کمک آگئی تھی

شروع سال مین میجر ڈیوڈسن نے نظام اور سالار جنگ اور اپنی گورنمنٹ کی منظوری سے حیدر آباد کنٹنجنٹ کا ایک برگیڈ بنایا جسمین پہلی و تیسری اور چوتھی رجمنٹین سوارون کی اور تیسری و پانچوین رجمنٹین پیدلون کی اور تین فیلڈ بیٹری اور رسالہ ٹلری تھین۔ اس برگیڈ کا کام ہم آئندہ بیان کرین گے جس سے معلوم ہوگا کہ میجر ڈیوڈسن کو اس پالیسی مین کامیابی ہوئی۔ اسوقت یہہ نظام اور اس کے وزیر کی پولیسیون کی خوبیان تھین کہ بعض اضلاع مین اگر فساد پیدا ہوا تو وہ آسانی سے رفع دفع ہوگیا۔

راجہ شولاپور ایک مستثنی صورت تھی۔ قلمرو نظام مین ایک چھوٹی سی ریاست جنوب مغرب مین شولاپور ہے جسکا راجہ نوجوان تھا اپنی ساری دولت فضول خرچی مین اڑا چکا تھا وہ جانتا تھا کہ بغاوت کرنے سے پھر دولت ہاتھ لگیگی اس لئے اسنے رہیلون اور عربون کو نوکر رکھنا شروع کیا میجر ڈیوڈسن کو راجہ کے سارے حالات کی خبر تھی انہون نے بمبئی پریسیڈنسی کے گورنر سے درخواست کرکے وہان سے اور مدراس پریسیڈنسی سے اور حیدر آباد سے سپاہ مین روانہ کرائین اور ان کے مقامات ایسے تجویز کیے کہ ضرورت کی صورت مین وہ سب یکجا جمع ہوجائین سوا اس کے انہون نے راجہ کو حماقت سے باز رکھنے کے لیئے اس کے دربار مین جنوری ۱۸۵۸ء مین اپنے بڑے معتمد اسسٹنٹ کپتان روس کیمبل کو بھیجا مگر راجہ نے اسکی پند و اندرز سننے کے لئے اپنے کان بہرے کرلیے۔ باغیون ہی کا ہمدم و ہم نفس رہا صاحب کے قتل کی تدبیرین کرنے لگا۔ راجہ کے رشتہ دارون نے صاحب ممدوح کو راجہ کے ارادہ سے مطلع کردیا۔

کپتان کیمبل صاحب بن سوگور مین آئے اور انہون نے حکم دیا کہ ونڈہم صاحب شوراپور جائین۔ وہ ۷۔ فروری کو شوراپور مین آگئے۔ راجہ کے رہیلون اور عربون نے سر شام ونڈہم صاحب پر حملہ کیا۔ رات بھر لڑائی رہی۔ ونڈہم صاحب پاس کمکین آگئین تو باغیون نے اپنا حملہ موقوف کیا اور شہر کے قریب جو بلند مقامات تھے اسپر چڑھ گئے۔ ان بلندیون سے انگریزی سپاہ نے توپین مار کر باغیون کو نکالا اس نکالنے مین نیوبری صاحب مارے گئے اور سٹورٹ صاحب سخت زخمی ہوئے۔ باغی شہر مین گھسے یہہ شہر بھی بڑا مضبوط تھا اس کے فتح کرنے کے لیئے اور سپاہ آئی

حیدرآباد کنٹنجنٹ کا برگیڈ

ونڈہم صاحب کا شوراپور جانا

راجہ نے جب یہہ حالات دیکھے تو وہ چند سوارون کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی طرف مفرور ہوا۔ بازار مین پھرتا تھا کہ سر سالار جنگ نے اسکو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا۔
جب راجہ بھاگ گیا تو شورالپور کو سپاہ نے خالی کردیا کپتان روس کیمبل نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لیا بس اس طرح قلمرو حیدرآباد مین جو فساد اٹھا تھا وہ ختم ہوگیا۔ اگر خدانخواستہ حیدرآباد کا نظام سرکشی کرتا تو ہندوستان مین بڑی ہل چل پڑتی سارے دکن مین زلزلہ آجاتا اور طوفان برپا ہوتا۔ مگر یہہ سالار جنگ ہی کی دانائی اور دور اندیشی تھی کہ انہون نے اس ملک مین بغاوت کے ہنگامہ کو برپا نہین ہونے دیا۔

سنٹرل انڈیا۔ کڑدی۔ گوالیار۔ جنوبی مرہٹون کا ملک۔

باب اول

سر ہیوروز اور سنٹرل انڈیا

سر ربرٹ ہملٹن

ہم نے پہلے کسی باب مین بیان کیا ہے کہ سر روبرٹ ہملٹن پولیٹکل ایجنٹ اندور جب رخصت پر ولایت گئے تو انکی جگہہ کرنیل ڈیورنیڈ مقرر ہوئے۔ جب ولایت مین سر روبرٹ ہملٹن نے میرٹھ کی غدر کی خبر سنی تو انہون نے چھ ہفتے کے بعد ہی گورنمنٹ سے ہندوستان مین واپس جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ وہ اگست ۱۸۵۷ء مین کلکتہ مین آگئے۔ سنٹرل انڈیا مین ہی عہدہ ہائے جلیلہ پر انکی ایام ملازمت کا بڑا حصہ بسر ہوا وہ اس ملک کے چپہ چپہ پر پھرے تھے وہ یہان ہر قسم کے آدمیون سے خواہ ادنے ہون یا اعلے واقف تھے راجہ کے ایام طفلی مین وہی مربی و محافظ تھے راجہ کو انہون ہی نے رموز سلطنت سے آگاہ کیا تھا راجہ انسے بڑا مانوس تھا۔
اس لیئے سر روبرٹ ہملٹن جب ولایت سے آئے تو گورنر جنرل نے انسے درخواست کی کہ وہ ایسی تدبیر بتائیں

کہ جیسے سنٹرل انڈیا مین انتظام و بندوبست پھر بحال ہو۔ سر رابرٹ نے یہہ تدبیر انکو بتائی کہ ایک بمبئی کولم مئو سے چلے اور جھانسی کی راہ سے کالپی جائے اور ایک دوسرا مدراس کولم جبلپور سے چلے اور بندیل کھنڈ مین گذر کر باندہ جائے۔ یہہ تجویز کمانڈر انچیف پاس بھیجی گئی۔ جنہون نے اسپر منظوری کا حکم صادر کیا۔ ان دونون کولمون کے کام جدا جدا نہ تھے بلکہ وہ ایک ہی اصل کی دو فرع تھین وہ ایک دوسرے کے مدد معاون تھے انکا صرف کام یہی نہین تھا کہ سنٹرل انڈیا مین نظم و نسق کو بحال کردین بلکہ گوالیار کنٹنجنٹ کا اور اور باغیون کا جو سرکولن کے عقب مین ہین سر کچل دین۔

سر ہیو روز

بمبئی کولم کا کمانڈ سر ہیو روز کے سپرد ہوا جنکی سینتیس برس عمر کے سپہ گری کے بڑی بڑی کامون مین گذری تھے آئرلینڈ کے فسادون کو انہون نے مٹایا تھا سنہ ۱۸۴۰ء مین انہون نے سریا کی مہم کا خوب اہتمام کیا تھا۔ کریمیا کی لڑائی مین کار ہاے نمایان کیئے تھے غرض انکے سارے کارنامے تاریخ مین قابل یاد سمجھے جاتے ہین۔ وہ ہندوستان مین کہین رزم آرا نہین ہوئے تھے مگر ہندوستانی جنگ آزمائی مین مظفر و منصور ہونے کے لیئے وہ قدرتی عقل و شعور رکھتے تھے۔ ایام غدر کے اور نامی شجاعون سے انکی ذات والا صفات بالکل جداگانہ اوصاف رکھتی تھی۔ انکی سپاہیانہ استقلال پر وضعداری کی پالش کی ہوئی تھی جیسی میدان جنگ مین انکی شجاعت نمایان تھی ایسی ہی ڈرائنگ روم مین بھی جلوہ آرا تھی انکے دشمن یہہ کہتے تھے کہ وہ اس مقولہ کی ایک مثال ہے کہ بانکا پن ہی آدمی کو عمدہ افسر بناتا ہے

وہ سپاہ جسکا نام سنٹرل انڈیا فیلڈ فورس رکھا گیا تھا اسکا کمانڈ سر ہیو روز نے ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۵۷ء کو لیا اسکے دو برگیڈ تھے ایک برگیڈ مئو مین اور دوسرا برگیڈ سیہور مین تھا ان برگیڈون مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی یوروپین پیدلون کی دو رجمنٹین اور یوروپین سوارون کی ایک رجمنٹ اور ہندوستانی پیدلون کی چار رجمنٹین اور ہندوستانی سوارون کی چار رجمنٹین اور چار توپخانے اور سیپر و مائی نر کی کچھ کمپنیان اور ایک قلعہ شکن توپخانہ

سر رابرٹ ہملٹن نے جو سپاہ کے سفرون کے لیئے تجویزین کین تھین انین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سر ہیو روز جب تک سفر نہ کرین کبھی انکو یہہ تحقیق نہ معلوم ہو کہ جبلپور سے ویٹلوک صاحب نے سفر کیا ہے پس اس لیئے سر ہیو روز کو بمجبوری مئو مین تین ہفتے کے قریب ٹھیرنا پڑا مگر انہون نے اپنا وقت نہین ضائع کیا انہون نے دو برگیڈ مرتب کیئے۔ ملک جو اس کے پاس تھا اس مین انتظام و بندوبست کیا آگے سفر کرنے کی بین مقرر کی سپاہ کو فرصت دی کہ وہ اپنے بین ری کروٹ داخل کرلے۔

۲۰ جنوری ۱۸۵۸ء کو سر ہیو روز مئو سے سیہور میں دوسرے برگیڈ سے ملنے آئے۔ یہاں ۸ کو قلعہ شکن توپخانہ بھیجا گیا تھا وہ ۱۵ کو پہونچ گیا۔ بھوپال کی خیر خواہ بیگم نے اپنے آٹھ سو سپاہی سر ہیو روز کی امداد کے لیے بھیجدیئے۔ یہہ امداد ساتھ لیکر وہ راحت گڈھ یا رتھ گڈھ قلعہ کو جو نہایت مضبوط قلعہ باغیون کے قبضہ مین تھا۔ دسوین جنوری کو پہلا برگیڈ چندیری کو چلا۔ چندیری ایک بڑا مشہور قلعہ سیندھیا کی عملداری مین ہے پہلے دوسرے برگیڈ کی قسمت آزمائی بیان کرتے ہین۔

ساگر سے پچیس میل کے فاصلہ پر راحت گڈھ ایک لمبی پہاڑ کی شاخ پر قلعہ ہے جسکے شرقی وجنوبی رخ تقریباً عمود وار پہاڑ ہین کہتے ہین۔ اسکے قاعدہ کے گرد ایک عمیق اور تند رو ندی بہتی ہے جو قلعہ کے لیئے تر خندق کا حکم رکھتی ہے اور اسکے شمالی رخ پر ایک مضبوط فصیل ہے اور اس کے محاذی جنگل ہے اور جنگل اور فصیل کے درمیان خندق بیس فیٹ چوڑی ہے اور اسکا مغربی رخ شہر کی اور ساگر کی سڑک کو دیکھ رہا ہے اور اس کے دروازہ کے بازوؤن پر گول اور مربع برج اور بارہ بنے ہوئے ہین۔ ہر رخ پر اور چارون کونون پر گرگج بنے ہوئے ہین کہ دشمن کو جہانتک ممکن ہو پاس پھٹکنے نہین دین۔ خلاصہ یہہ ہے کہ وہ ایک خوفناک مقام ہے۔

۲۴ جنوری کی صبح کو سر ہیو روز اس جگہ آئے انہون نے کچھ تھوڑا سا نقصان اٹھا کر دریا کے کنارون پر سے اور شہر کے بیرونی مقامات سے دشمنون کو نکالدیا اور اس مقام کا محاصرہ کرلیا۔

جب سر ہیو روز آگے بڑھے تو دشمن پیچھے ہٹے۔ سر ہیو روز نے شہر پر قبضہ کرلیا دشمنون نے فصیل سے باہر گھنے جنگلون سے جسکا اوپر ذکر ہوا نکلکر کئی دفعہ انگریزی بھیر بنگاہ پر اور بار برداری کے جانورون پر اور رات اس مقام پر بھی حملہ کیا جہان بھوپال کا لشکر مقیم تھا۔ تھوڑے سے نقصان اٹھانے سے انکے حملے رفع دفع کردیئے گئے۔

دوسرے دن صبح کو بہت سویرے سر ہیو روز نے لشکر لیکر آگے حرکت کی اور ساگر کی سڑک سے اترکر جنگل مین داخل ہوئے۔ دشمنون نے جنگل کی گھاس مین چارون طرف آگ لگادی۔ سر ہیو روز نے شعلون سے اپنے تئین بچاکر سپہ ڈالی نہ سمجھے کہ وہ ایک سڑک بنائین جسپر توپین چلکر شہر کے شمال مین بلندی پر پہنچین۔ سڑک بنانے مین اور اسپر توپون کے لانے مین دن کا بہت سا حصہ

اس عرصہ مین انگریزی باقی سپاہ نے شہر پر قبضہ کرلیا اور دشمنون کو قلعہ کے اندر بھگا دیا
تین بجے اس پہاڑی کی بلندی پر قبضہ کرلیا جو قلعہ کے شمالی رخ پر تھی۔ سر ہیو روز نے قلعہ شکن توپونکے
مقامات مقرر کرکے قلعہ پر توپون کے گولون کی بھرمار کی جس سے ۴ بجے کے وقت قلعہ کی فصیل میں
ایک بڑا شگاف پڑا۔ دو آدمی اسکے اندر دیکھنے بھالنے کے لئے گئے ابھی وہ باہر آئے تھے کہ دفعتہً
بھیڑ کے ایک خوف زدہ ہوکر چیخنے چنگھاڑتے ہوئے لشکر کے پیچھے آئے جس سے معلوم ہوا
کہ کوئی انکو ڈرانے چونکانے والا آیا ہے تو فوراً معلوم ہوا کہ کسی باغی کا لشکر باغیون کی امداد
کے لئے آیا ہے۔

راجہ بان پور محاصرین کے لشکر کے عقب مین بہت سے سرکش سپاہیون کو ساتھ لیئے آگے
بڑھتا ایک شان کے ساتھ چلا آتا تھا اس کے پھریرے لہراتے تھے اس کے سپاہی اپنی قوم کے
گیت گاتے تھے۔ سر ہیو روز نے راجہ سے لڑنے کے لیئے سپاہ بھیجی۔ راجہ اور سپاہ انگریزونکی
گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکر اتنے بھی نہین ٹھیرے کہ ان پر حملہ ہوتا

لشکر کے محاصرین کو توقع تھی کہ صبح کو یورش ہوگی مگر جب صبح کو انکی آنکھ کھلی تو انکو قلعہ کے اندر ایک عجیب
عالم خاموشی نظر آیا۔ دو سرا افسر اختلاف مین کود کر اور شگاف مین داخل ہوکر قلعہ کے اندر حقیقت حال دریافت
کرنے گئے تو انہون نے دیکھا کہ چند بوڑھے اور عورتین اور بچے قلعہ کے اندر ہین اور قلعہ کی شرقی
دیوار کی سنڈ پر سے رستے لٹکے ہوئے ہین اور اسکے نیچے ایک یا دو آدمیون کی لاشون کے
ٹکڑے پڑے ہوئے ہین محصورین مایوس ہوکر رات کو رستون پر اتر کر اسطرح بھاگ گئے
کہ انگریزی لشکر کو نظر نہ آئے۔

باغیون کا تعاقب کیا گیا مگر اسکا کوئی بڑا اثر نہین ہوا۔ انگریزون کو جب قلعہ کے خالی ہونے
کی خبر ہوئی تو وہ اسسے پہلے بہت دور نکل گئے تھے۔ ۳۰ اپریل کو دوپہر سے پہلے سر ہیو روز کو خبر
ہوئی کہ راجہ بان پور پاس قلعہ سے سپاہ بھاگ گئی ہے اور وہ اس کے ساتھ بردوڈیا
گاؤن کے قریب مقیم ہے جو پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے تو سر ہیو روز فوراً سپاہ کو ساتھ لیکر
راجہ کے تعاقب کرنے کے لیئے گئے۔ ۴ بجے وہ بنیا ندی کے کنارہ پر مقیم ہوئے اور پار اترنے
کے لیئے لڑائی پر مستعد ہوئے۔ دفعتہً حملہ کیا اگرچہ باغی اچھی طرح لڑے مگر وہ دریا کے پار اتر گئے

دریا کے پار بڑا گھنا جنگل تھا باغیون کو اسنے خوب پناہ دی - دریا سے بروڈیا تک قدم قدم پر لڑائی ہوئی جس مین دو انگریزی افسر مارے گئے اور چھ افسر زخمی ہوئے بہت سپاہیون کی جانونکا نقصان ہوا - انجام کار یہہ ہوا کہ باغیون کو پوری شکست ہوئی - راجہ گرفتار نہین ہوا وہ ملک کی راہون کے اینچ پیچ سے خوب واقف تھا کہین جنگل مین جاکر چھپ گیا دوسرے دن رات کے لشکر راحت گڈھ مین آگیا - یہان اسکو رسد ملی جو ساگر سے ہندوستانی ۳۱ رجمنٹ اپنی حراست مین لائی تھی -

راحت گڈھ کے ہاتھ آنے سے دو بڑے فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ ساگر کے جنوب کا ملک باغیون سے بالکل پاک صاف ہوگیا - دوم جنرل کے لئے ساگر جانے کا رستہ صاف ہوگیا جسکے سبب سے ساگر مین ان محصور انگریزون کی امداد ہوگئی جو آٹھ مہینے سے محصور بیٹھے تھے -

پہلے باب مین ساگر کی حالت بیان ہوئی ہے اس مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا - محصورین نے کئی موقعون پر باہر نکلکر دشمنون پر حملے کئے اور ان مین کم و بیش کامیابی ہوئی - اس ضلع مین جتنے مستحکم مقامات تھے وہ باغیون کے قبضے مین تھے اور انہی کی بدولت وہ ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور اپنی غصب کی ہوئی حکومت کو جسطرح وہ کام مین لاتے تھے اسسے اہل زراعت بڑے نالان تھے وہ انگریزی عملداری کے آنے کی رات دن دعا مانگتے تھے کہ ظلم و ستم کی حکومت جائے اور قانونی حکومت آئے - اب انکی دعا مقبول ہوئی - سر ہیو روز نے راحت گڈھ سے ساگر کی طرف کوچ کیا ۳ - فروری کو وہ اس مین داخل ہوئے - قلعہ مین جو یورپین محصور تھے وہ ہاتھیون گھوڑون پالکیون مین سوار ہوکر اپنے رہائی دلانے والون پاس مبارکباد دینے آئے اور ہندوستانی اپنے زنگار رنگ کے لباسون مین سڑک کے دورویہ کھڑے ہوئے مبارکباد دیتے تھے اکتیسوین ہندوستانی رجمنٹ ان چند رجمنٹون مین سے ایک تھی جو کل ایام غدر مین سرکار کی خیرخواہ رہی جسکے سبب سے اسکا بڑا اعزاز و احترام کیا گیا -

ساگر سے مشرق مین پچیس میل کے فاصلہ پر بڑا مضبوط قلعہ گرطھا کوٹا تھا اس مین فروری ۱۸۵۸ع مین نمبری ۵۱ و ۵۲ رجمنٹون کے باغی سپاہی اور اور باغی جمع تھے ان پاس میگزین اور کھانے پینے کا

سامان بہت تھا۔ سر ہیوروز نے ۸۔ فروری کو تھوڑی سی سپاہ ننوڑا کے قلعہ کی تسخیر کے لیئے بھیجی اور ۹ تاریخ کو خود انہون نے قلعہ گڑھا کوٹا کی طرف کوچ کیا ۱۱۔ فروری کو ساڑھے تین بجے دن کے قلعہ انکو نظر آیا۔ انہون نے اسکی آٹھ بجے رات تک خوب تفتیش کی انہون نے دیکھا کہ باغیون نے مٹی کے مورچے سڑک پر جنوب مین بنائے ہین جسپر انکو توقع تھی کہ انگریزی لشکر آیگا اور وہ قلعہ کے نزدیک بساری گاؤن کے پاس مقیم ہوئے۔ انہون نے باغیون کو بساری سے نکالدیا رات کو دو دفعہ اس مقام کے لینے کے لیئے باغیون نے کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہے۔ دوسرے دن سر ہیوروز نے یورش شروع کی۔ لفٹنٹ سٹرٹ نے ایسے تاک تاک کر گولے ٹھیک نشانون پر مارے کہ باغیون کا دل لڑنے سے چھوٹ گیا انکی ایک توپ نشانہ لگنے سے بیکار ہوگئی۔ ۱۲ر کی رات کو دروازہ سے باغی سپاہ نکلکر بھاگ گئی۔ کپتان ہیر نے دوسرے دن صبح کو انکا پچیس میل تک تعاقب کیا۔ باغی دریاے بیاس پر بیاگاؤن کے قریب آئے ہیر صاحب بھی انکے پیچھے آئے اور دریا کے پار اترے اور کچھ فاصلہ تک باغیونپر توپین مارین اور انکا بڑا نقصان کیا۔ گڑھا کوٹا سامان سے بھرا ہوا تھا۔ سر ہیوروز نے اسکا مغربی رخ مسمار کردیا اور ۱۷۔ فروری کو ساگر مین واپس آگئے۔

ساگر سے ۱۲۵ میل کے فاصلہ پر جھانسی کا فتح کرنا سر ہیوروز کا عین مقصد تھا۔ لیکن جھانسی اور ساگر کے درمیان مال تھون اور مدن پور کی گھاٹیان اور سراہی و مزار کے قلعے اور شاہگڈھ اور بان پور کے قصبے تھے۔ یہہ مقامات جو انکے سد راہ ہوتے انکے مغلوب کرنے کے بعد جھانسی جانے سے پہلے وہ سٹورٹ کے برگیڈ سے ملنا چاہتے تھے۔

جھانسی کا مارچ

اس مہم مین جانے سے پہلے بعض اور خیالات قابل توجہ تھے۔ سر ہیوروز ساگر سے جا نہین سکتے تھے جب تک انکو یہہ صحیح خبر نہ ہو کہ وٹلوک صاحب کا کولم جبل پور سے ساگر مین آنے کے لیئے چلا ہے پس اس عرصہ مین کہ یہہ خبر ان پاس آئے انہون نے اپنے نقصانات کا جبر کیا اور سامان رسد پہنچایا۔ رسد کی بہم رسانی کی ضرورت اسلیئے تھی کہ یہہ تحقیق ہو گیا تھا کہ جن اضلاع مین لشکر کا گذر ہوگا وہ باغیون سے اور بدخواہ رئیسون سے بھرا ہوا ہے اس لیئے کمشنر کو اس مین کوئی جیز بہت نہین ہوگی اور اگر ہوگی تو بہت تھوڑی چند ہفتے کے بعد کمشنر ساگر ہم

بعض خیالات کے سبب سے توقف کرنا

بھی شروع ہونے کو تھا جس میں سبز گھاس کا ایک پتا بھی نہ ملتا۔ سر ہیو روز نے ان باتون کو سوچکر بھیڑ بکریان بیل اناج آٹا بہت سی چارا اور سوڈا واٹر یہہ سب چیزین جمع کین۔ بھوپال کی خیرخواہ بیگم نے بہت سا غلہ ان پاس بھیجدیا۔ انہون نے بیمارون اور زخمیون کو ساگر کے فیلڈ اسپتال مین بھیجدیا۔ قلعہ شکن توپون کا میگزین خوب اکٹھا کیا اور اس مین ساگر کے اسلحہ خانہ سے بہت قسم کی بھاری بھاری توپین زیادہ کین جس کے سبب سے اسکا زور بہت بڑھ گیا ہاتھی اکٹھے کیئے اور سب سے بڑی بات یہہ کی کہ یورپین سپاہ کے لیئے گرمی کی وردی تیار کرائی۔

آخر کو یہہ خبر آئی کہ وٹ لوک صاحب جبل پور سے چلے ہین۔ اب تو ۲۶- فروری کو سر ہیو روز نے بیجر اور صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتھ اس راستہ پر جائین جو انکے خود راستہ کا متوازی ہے اور وہ دو نجے خود باقی لشکر کے ساتھ چلے دوسرے دن انہون نے کچھ گولے مار کر قلعہ بڑودیا لے لیا۔

۳- مارچ کو وہ مال تھون گھاٹی کے سامنے آئے۔ یہہ گھاٹی قدرتی بڑی طاقتور تھی اور اسکو باغی سپاہیون اور سرکشون نے اور بھی زیادہ استوار کر لیا تھا۔ سر ہیو روز کو اس کے حالات خوب دریافت کرنے سے یقین ہوا کہ اسپر براہ راست حملہ کیا جائیگا تو جانون کا بہت نقصان ہوگا اس لیئے انہون نے ٹھیرایا کہ دشمن کے دھوکا دینے کے لیئے سامنے حملہ کیا جائے اور سپاہ کا بڑا حصہ پہاڑون پر مرتفع زمین پر قبضہ کر کے مدن پور کی گھاٹی سے گذرے یہہ سوچکر انہون نے ۴- مارچ کو بیجر سکوڈمور کو حکم دیا کہ وہ مال تھون کی گھاٹی کو دھمکائے اور خود سپاہ لیکر مدن پور پر گئے

گھاٹی جو مدن پور کو جاتی تھی وہ ایک تنگنا دو پہاڑون کے سلسلہ کے درمیان تھی جو جنگل اور جھاڑیون سے بھری ہوئی تھی اس کے دونو طرف باغی بلندی پر چڑھے ہوئے تھے اور انہون نے اسپر توپین بھی لگا دین تھین۔ اور دور دور لڑنے والے بھیجدیئے تھے کہ وہ جنگل مین چھپکر انگریزی لشکر کو ستائین جو آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ انگریزی لشکر چھ میل پاس کو وہین آیا اور پھر اسنے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا۔ اسپر باغیون نے حملہ کیا۔ انگریزی توپون نے اپر گولے مارنے شروع کیئے۔ برٹش لڑنے والون نے باغیون کے پیدلون کو بھگایا مگر پھر انہون نے انگریزی لشکر کو ایسا توپخانہ لگایا کہ اسکی پیش قدمی تھوڑی دیر کے لیئے رک گئی۔ سر ہیو روز نے حکم دیا کہ توپین چند گز

سر ہیو روز اور بیجر ۔۔۔ کی روانگی

مال تھون کی گھاٹی

مدن پور کی گھاٹی

پیچھے ہٹائی جائین - انکا خود گھوڑا رانون کے تلے زخمی ہوا اور توپچیون کو مجبور ہو کر توپون کی آڑ مین چھپنا پڑا - گولیان اولون کی طرح پڑتی تھین اور مقتولین اور مجروحین کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی - ایشیائی سپاہی سب چیزون کا مقابلہ کر سکتے ہین مگر یورپین پیدلون کے سامنے نہین ٹھیر سکتے - جب پیدلون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ بے اوسان ہو کر بھاگے - انکا تعاقب انگریزی سپاہ نے کیا اور جب وہ قصبہ مدان پور پر پہنچے تو اسنے دم لیا - مگر اس قصبہ مین باغی بھرے ہوئے تھے - چند منٹ تک وہ لڑے مگر پھر توپون کی باڑ سے جنگل مین بھاگ گئے سوار انکے تعاقب مین بھیجے گئے انہون نے سروہی تک تعاقب کیا -

اس فتح کا بڑا اثر یہہ ہوا کہ اسنے باغیون کو ایسا ڈرایا کہ انہون نے بڑے مستحکم مقامات مفصلۂ ذیل خالی کر دیئے خوفناک گھاٹی مال تھون - اسکے عقب مین قلعہ نرسہٹ چھوٹا سا قلعہ سروہی مین بڑا مضبوط قلعہ مرار - بان پور کا قلعہ بڑا مستحکم - قلعہ تال بہٹ جو ممتنع الفتح تھا انہون نے بہیا اور بیتوا ندیون کو چھوڑ دیا - صرف قلعہ چندیری کو جو بیتوا کے بائین کنارہ پر تھا اپنے قبضہ مین رکھا -

اب ہم سر ہیو روز کا ذکر مدان پور کی فتح کے بعد چھوڑ کر حیدر آباد کنٹنجنٹ کا ذکر کرتے ہین جو مندسور مین میجر آور صاحب اور میجر کیٹنج کے ماتحت چھوڑا گیا تھا -

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ جب کرنیل ڈیورینڈ اندور مین آئے ہین تو انہون نے مغربی مالوہ مین بالکل امن امان قائم کر دیا تھا اور اس مین امن امان قائم رکھنے کے لیئے مندسور مین حیدر آباد کنٹنجنٹ کو ماتحت میجر اور صاحب اور میجر کیٹنج صاحب کے متعین کیا تھا - دوسرے صاحب اس صوبہ کے پولٹکل ایجنٹ اور ملٹری گورنر تھے - یہہ بریگیڈ سر روبرٹ ہملٹن کے آنے تک مندسور مین مقیم رہا مگر انہون نے آتے ہی اس لشکر کو حکم دیا کہ وہ آگرہ کی سڑک پر روانہ ہو اور ڈاک اور تار کو جاری کرے جو غارت ہو گئے ہین - جب ان دونو صاحبون نے آگرہ کی سڑک پر سفر شروع کیا تو لوگ رات کو سڑک پر تارون کے گولے اس خوف کے مارے رکھ جاتے کہ اگر یہہ تار انکے گھر مین پکڑے جائینگے تو معلوم نہین کیا خرابی سر پر لائین گے اور ڈاک کے تھیلے جو پوسٹماسٹر چھوڑ کر بھاگے تھے وہ گھاس اور لکڑیون کے ڈھیرون مین چھپے ہوئے انکو ملتے تھے اس چھوٹی سپاہ نے گونہ تک تار لگا دیا اور یہان انہون نے توقف کیا کہ چندیری کو جو میجر جنرل بریگیڈیئر ماتحت سٹوورٹ صاحب کے

چلا آتا ہے اسے لیکن اب اس سے پہلے برگیڈ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

سر ہیو روز کی ہدایت کے موافق سٹوورٹ صاحب نے ۱۰ جنوری کو مئو سے گونہ کی سڑک پر سفر کیا جسکو اور صاحب اور کٹینج صاحب نے صاف کر دیا تھا۔ چندیری ایک بڑا مشہور شہر ہندوستان کا ہے مسلمانون کے عہد مین اسکا بڑا عروج تھا اب اس مین کوئی نشان عظمت کی چیز سوا اس قلعہ کے باقی نہین رہی۔ یہہ قلعہ بڑا مضبوط تھا اس مقام مین فروری ۱۸۵۸ء مین وہ سپاہی جمع ہوئے تھے جنکو سر ہیو روز نے شکست دی تھی اور انہون نے آپس مین حلف اٹھایا تھا کہ ہم اس قلعہ کو کامیابی کے ساتھ دشمن کے ہاتھ سے بچائینگے یا مر جائینگے۔ برگیڈیر اور صاحب اور کٹینج صاحب کے ساتھ گونہ سے برگیڈیر سٹوورٹ صاحب روانہ ہوئے۔ ۵ مارچ کو وہ کھوک واسا مین آئے جو چندیری سے چھ میل پر تھا۔

کھوک واسا اور چندیری کے درمیان سڑک بڑے گھنے جنگل کے اندر جاتی ہے سٹوورٹ صاحب نے پانچ میل اس سڑک پر سفر کیا آگے باغیون نے اسکو مسدود کر رکھا تھا مگر انجنیرون نے اسکو صاف کرنا شروع کیا انہون نے کچھ بہت دیر تک یہہ کام نہین کیا تھا کہ باغی باہین طرف پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہان پہنچکر انہون نے بندوقین مارنی شروع کین۔ یہان سے انگریزی سپاہ نے اسکو نکال دیا۔ پھر انگریزی سپاہ کچھ آگے بہت نہین گئی تھی کہ ایسر ایک احاطہ کی دیوار سے جو قلعہ سے ایک میل پر تھا دشمنون نے بڑی آتش باری کی۔ چند افسر دیوار کی منڈیر پر چڑھ کر احاطہ کے اندر گئے اور باغیونکو یہان سے نکالدیا اور سٹوورٹ صاحب نے قلعہ کی مغربی طرف پہاڑی پر قبضہ کیا۔

سٹوورٹ صاحب ہمسایہ کے وہات کے صاف کرنے مین اور مناسب مقامون پر توپون کے لگانے مین چند روز تک مصروف رہے۔ ۱۳ فروری کو قلعہ شکن توپون نے قلعہ پر اپنے گولے لگانے شروع کیے اور ۱۶ کو قلعہ کی فصیل مین دراڑ ایسی ڈالی کہ اس مین سے سپاہ قلعہ کے اندر جا سکتی تھی۔ ۱۷ فروری کو سپاہ نے یورش کر کے قلعہ کو مع توپون کے تسخیر کر لیا اور باغی بھاگ گئے۔

چندیری پر حملہ ہونے کی خبر سر ہیو روز کو ۱۸ فروری کو پہنچی اور اطلاع ہوئی کہ وہان کی قلعہ نشین سپاہ

شمال کی طرف بھاگی جسکے تعاقب مین سر ہیو روز نے حیدر آباد کنٹنجنٹ روانہ کیا۔ اسنے بعض اونٹ اور ٹٹو پکڑے ۱۹۔ کو سر ہیو روز نے چنچان پور کو کوچ کیا جو جھانسی سے چودہ میل پر تھا دو گھنٹے یہان ٹھیر کر انہون نے سپاہ بھیجی کہ وہ تفتیش کر کے جھانسی کا محاصرہ کر لے۔

سر ہیو روز اور سر رابرٹ ہملٹن کے پاس مراسلات کا آنا۔

جب ۲۰ تاریخ کو سر ہیو روز کے دوسرے برگیڈ کے سوارون اور اسی توپخانہ نے جھانسی کا محاصرہ کر لیا اور چند گھنٹے کے بعد وہ خود اپنی پیدل سپاہ کو ساتھ لیکر جانے والے تھے کہ ان کے پاس ڈاک مین دو مراسلے آئے ایک گورنر جنرل کا سر رابرٹ ہملٹن کے نام اور دوسرا سر کولن کیمبل کا سر ہیو روز کے نام تھا۔ مطلب دونون مراسلون کا واحد تھا۔ ان مین لکھا تھا کہ بندیل کھنڈ مین راجہ چرکھاری جو سنہ ۱۸۵۷ء مین سرکار کا بڑا خیر خواہ رہا ہے اسکے قلعہ کو گوالیار کنٹنجنٹ اور تانتیا ٹوپی نے گھیر لیا ہے اس لئے وہ سر رابرٹ ہملٹن اور سر رابرٹ روز کو حکم دیتے ہین کہ وہ فوراً جا کر اسکی تائید کرین۔ وٹلوک صاحب کی سپاہ ایسی قریب نہین ہے کہ اس کام کو کر سکے۔

سر ہیو روز کے لشکر گاہ سے باندہ کی سڑک پر اسی میل کے فاصلہ پر چرکھاری تھی اور جھانسی چودہ میل کے اندر تھی۔ عقل اسکو کب صواب جانتی تھی اور قواعد جنگ اسکو کب جائز رکھتے تھے کہ جھانسی کو جو قریب ایک بڑی جگہ ہے لشکر چھوڑ کر بعید فاصلہ پر ایک چھوٹی جگہ چرکھاری کو بچانے جائے۔ مگر سر ہیو روز سپاہی تھا گو وہ اپنے اعلے افسرون کی حماقت کو جانتا تھا مگر آئین اطاعت کو مقدم سمجھتا تھا مگر سر رابرٹ ہملٹن نے کہا کہ میرے پاس ایسی خبرین آئی ہین کہ اگر سپاہ جھانسی کو چودہ میل پر چھوڑ کر چرکھاری کو اسی میل سفر کریگی تو وہان جب تک پہنچیگی باغی راجہ کا کام تمام کر چکینگے۔ بس انہون نے جھانسی پر حملہ کرنے کی مہم کی جوابدہی اپنے ذمے لیکر سر ہیو روز سے کہا کہ آپ اپنا کام کیجیے مین لارڈ کیننگ کو مراسلہ بھیجتا ہون کہ آپ کے حکم کی تعمیل مین سراسر نقصان ہے وہ ہم نہین کر سکتے۔

سر ہیو روز اور جھانسی

بس سر رابرٹ نے سر ہیو روز کو کمانڈر انچیف کے حکم حماقت آمیز کی ضروری اطاعت سے آزاد کرا دیا۔ وہ ۲۱۔ فروری کو دو بجے رات کے چلے اور شہر کے سامنے آئے اور انکا لشکر ایک کھلے میدان مین جھانسی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اور اپنے سٹاف کو لے جا کر

دشمن کے مقامات کی خوب تفتیش کی اور ۶ بجے شام کے واپس آئے جس سے معلوم ہوتا ہی
کہ انہون نے اپنا کام خوب کیا

قلعہ جہانسی مین ایسی بڑی وسعت اور قدرتی اور مصنوعی حصانت تھے کہ وہ ایک حصن حصین لاجواب
تھا وہ میدان مین ایک اونچی پہاڑی پر نہایت مضبوط گچ کا بنا ہوا تھا۔ اسکی دیوارون کے آثار
۱۶ فیٹ سے ۲۰ فیٹ تک تھے۔ اس کے گرد بڑے مستحکم برج و بارہ بنے ہوئے تھے جنپر توپین لگی
ہوئی تھین۔ سفید برج پر رانی کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ قلعہ چارون طرف باستثناء مغربی اور جنوبی جانب کے
ایک حصے کے شہر سے گھرا ہوا تھا۔ مغربی جانب کا محافظ بہت اونچا ڈھلوان پہاڑ تھا اس کے جنوبی
مشرقی سرے پر ایک بڑا اونچا ٹیلہ تھا اس کے اوپر ایک گول گرگچ بنا ہوا تھا جسپر پانچ توپین لگی
ہوئی تھین اور اس کے گول حصہ کے گرد خندق بارہ فیٹ گہری اور پندرہ فیٹ چوڑی بڑی مضبوط
گچ کی بنی ہوئی تھی اس شہر اور قلعہ مین دس ہزار بندیلے اور ولایتی سپاہی اور پندرہ سو باغی
سپاہی تھے جنکی سپہ سالار ایک عورت تھی عظمت اور شجاعت کی جو تعریف کی جاتی ہے اسکے
موافق رانی کی شجاعت اور عظمت تیسرے درجہ کی اسکے دشمن بھی مانتے ہین۔

رانی نے محاصرین کے حیران کرنے کے لیئے یہہ تدبیر کی تھی کہ جہانسی کے گرد ملک کو ایسا ویران
کردیا تھا کہ کہین گھاس کا پتا تک نظر نہین آتا تھا۔ مہاراجہ سیندھیا اور راجہ ٹیہری کی
سرکار بڑی ممنون منت ہے کہ انہون نے ایام جنگ مین گھاس اور جلانے کی لکڑیان اور
ترکاریان افراط سے بھیجی تھین۔

۲۲ کو سوارون نے شہر کو گھیر لیا تھا اسی دن کی رات سے محاصرہ کا آغاز ہوا۔ شہر کی فصیل کی
شرقی جانب مین اوندچھہ کی سڑک پر ایک بیٹری لگائی گئی اور رات دن محنت کرکے پورشن
(سپاہ حملہ آور دو حصون مین منقسم ہوئی تھی جنمین سے ایک حصہ کا نام پورشن راسٹ اور دوسرے
حصے کا نام پورشن چپ رکھا گیا تھا) راسٹ کے لیے چار بیٹریان بنائی گئین اور ۲۵ سے
انہون نے توپ زنی شروع کی اس دن پہلے برگیڈ کی بہت سی سپاہ آگئی اور قلعہ کے جنوب مین
خیمہ زن ہوئی وہ پورشن چپ کے لئے تجویز ہوئی۔

سترہ دن تک برابر محاصرہ کرنے والی توپون نے اور شہر اور قلعہ کی فصیلون کی توپون نے برابر اور متواتر

ایک دوسرے پر گولہ باری کی - گولے شہر کے اندر جاتے تھے دشمن بھی انکا جواب دیتے تھے کبھی اُنہین
توقف نہین کرتے تھے - محاصرین کی سپاہ تھوڑی تھی اسکو بڑی مشقت شاقہ اٹھانی پڑتی تھی - ان
دنون مین سپاہیون نے کپڑے نہین اتارے اور گھوڑون کے دہنون سے کبھی لگامین
سوار پانی پینے کے وقت کے نہین اترین - محصورین بھی بڑی محنت کرتے تھے - عورتین
اور بچے دکھائی دیتے تھے کہ وہ دیوارون کی شکست وریخت کی مرمت مین مدد کرتے تھے
اور پانی اور کھانا ان سپاہیون کے پاس لے جاتے تھے جو اپنے کام مین مصروف ہوتے
تھے - رانی ہمیشہ سپاہ مین خود آتی اور اپنی باتون سے انکی محبت اور جرأت بڑھاتی اور
انکے دلون مین لڑائی کا جوش پیدا کرتی -

فصیل مین شگاف کا پڑجانا

سرہیو روز نے دو توپین اٹھارہ پینی شگاف اندازی کے لئے مقرر کی تھین اور باقی
اور توپین شہر مین گولہ اندازی کے لیے - فصیل ایسی مضبوط تھی کہ ان اٹھارہ پینی توپون کا اثر
اسپر آہستہ آہستہ ہوتا تھا - ۲۹ - کو ٹیلہ کے گرلگ کے سب کنگورے توپون نے اڑادیے
اور سپر دشمنون کی توپین بند ہوگئین - آیندہ دو دن تک توپ زنی بڑے زور سے ہوئی
فقط ایک دراڑ پڑی جہان سے کام چل سکتا تھا - مگر باغیون کی جرأت دہمت مین اس سے
کچھ خلل نہین آیا - یہان کی یہہ سرگذشت تھی کہ محاصرین کے لیئے ایک نیا خوف پیدا ہوا -
۳۱ - مارچ کی شام کو سرہیو روز پاس خبر آئی کہ شمال سے کوئی سپاہ اہل قلعہ کی امداد کے لیے
آتی ہے یہہ سپاہ تانتیا ٹوپی کی تھی -

تانتیا ٹوپی

تانتیا ٹوپی بڑا لایق مرہٹہ سردار تھا وہ دنڈہم پر فتح پاکر اور سر کولن کیمبل سے شکست پاکر
گنگا پار اترا اور ناناکے بھتیجے راؤ صاحب کے حکم سے وہ چرکھاری گیا اور نو سو سپاہی اور
چار توپین ساتھ لیتا گیا تھا - گیارہوین دن چرکھاری کو فتح کرلیا - یہان تین لاکھ روپیہ اور
چوبیس توپین ان کے ہاتھ آئین - اسی وقت اس پاس جھانسی کی رانی کا خط آیا کہ میری
استعانت کرو - پھر راؤ صاحب سے جھانسی جانے کی اجازت حاصل کی - اسوقت اسکی سپاہ مین پانچ
یا چھ رجمنٹین گوالیار کنٹنجنٹ کی اور سرکش راجاؤن کی سپاہین شامل ہوگئی تھین جسکے سبب سے اس پاس
بائیس ہزار سپاہ کی جمعیت تھی - اٹھائیس توپین ہوگئی تھین - اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ جھانسی کے سامنے آیا

اسوقت سر ہیوروز کی حالت نہایت معرض خطر مین تھی اسکے آگے ایک قلعہ غیر مفتوح تھا جس مین گیارہ ہزار آدمی بڑے پُر جوش لڑنے والے موجود تھے بیس ہزار سپاہ کو ایک سردار جسکو انگریزون سے عداوت تھی اور وہ واقعہ انکو شکست دینے کی شہرت حاصل کر چکا تھا آگے بڑھاتا ہوا انکے قریب لا رہا تھا۔ ایسی حالت کی جوابدہی کے واسطے ایک خاص درجہ کی بڑی بہادری اور نہایت استقلال و قوت کی ضرورت تھی۔ اگر ایک قدم چھوٹا رکھا جاتا یا رائے مین فقط غلطی ہوتی تو وہ ہلاک کر دیتی۔ مگر سر ہیوروز اس موقع کے لیئے سب طرح سے سزاوار اور لائق تھے۔ انہون نے یہہ صحیح یقین کیا کہ قلعہ کو جو سپاہ محاصرہ کر رہی ہے اگر اسکا اس مطلب کے لیئے ہٹاؤن کہ نئے دشمن کی سپاہ سے وہ جا کر لڑے تو محصورین کو اخلاقی فائدے فتح کے ایسے ہی حاصل ہونگے جیسے مادی فائدے اصلی محاصرہ کے اٹھ جانے کے۔ اس انگریزی جنرل نے محاصرہ مین اور زیادہ تشدد کیا اور اس سپاہ کو ساتھ لیکر جو درحقیقت لڑائی مین شریک نہ تھی نئے دشمن سے لڑنے گیا پڑھنے والے جب یہہ جانین گے کہ ان پاس سب قسم کی سپاہ پندرہ سو آدمیون سے زیادہ نہین جمع ہو سکی۔ تو سمجھینگے کہ یہہ کام کیسا جلیل القدر شجاعت کا تھا اس سپاہ مین صرف پانچ سو گورے تھے اور تانتیا ٹوپی کے بیان کے موافق اس پاس بائیس ہزار سپاہ تھی سر ہیوروز نے اسی کو جنگ کی تیاریان کین اور پہلی اپریل کو لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔

سر ہیوروز نے دو نو برگیڈ سے سپاہ لی۔ پہلے برگیڈ کا حصہ کو برگیڈیر سٹورٹ کے لیئے گئے اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود۔ سپاہی احتیاطاً لباس سمیت سوئے تاکہ لڑائی کے لئے ہتیار ہو جانے مین ذرا دیر نہ لگے۔ پہلی اپریل کو ۴ بجے رات کے تانتیا ٹوپی نے انگریزی لشکر کی طرف پیشقدمی کی۔ آدھ گھنٹے کے بعد انگلش جنرل کو انکے پاس آنے کی خبر ہوئی ۲ چند منٹ بعد انگریزی توپون نے دشمن کے لشکر پر فیر کئے اور انسے انکے جواب دیئے۔ لیکن چند توپون کے فیر کرنے مین یہہ قدرت نہ تھی کہ وہ اس لشکر کشی کو تھامے رکھتا جو انگریزی لشکر کے دونو بازوؤن کو گھیرے ہوئے تھا۔ تانتیا اس سپاہ کی طرف سیدھا چلا جو قلعہ کو محاصرہ کر رہی تھی وہ اسطرح سے دونو کے درمیان آجاتی۔ سر ہیوروز فوراً اپنے مقام کی حالت کو سمجھ گئے اور اس کے لئے یہہ تدبیر کی کہ اپنی توپخانہ کو جو ماتحت کپتان لائٹ فٹ کے تھا اور اس کے ساتھ چودہوین ڈریگونس کو جو کپتان

سر ہیوروز کا روانہ ہونا جانب تانتیا ٹوپی ۳۱ مارچ ۱۸۵۸ء

مقابلہ سر ہیوروز و تانتیا ٹوپی یکم اپریل ۱۸۵۸ء

پربیٹ بچ جان کے ماتحت تھا حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ پر حملہ کرے اور اپنے لیئے میسرہ پر حملہ کرنا
مقرر کیا۔ کرو صاحب کی دو توپون کے ڈویزن کو بھیجا کہ دشمن کے میسرہ کی کل لین پر توپین
مارے۔ اس خدمت کو صاحب ممدوح نے بہت اچھی طرح انجام دیا گو ایک توپ انکی بیکار ہوگئی
تھی مگر باقی ایک ہی توپ سے ایسی صحیح نشانہ اندازی کی کہ میسرہ متزلزل ہوگیا۔
دشمن کی سپاہ کے مرکز یا قلب نے جو اب تک استقلال کے ساتھ بڑھا چلا آتا تھا انگریزی
پیدلون کی رفتار کو دیکھا تو وہ غیر مرتب غولون مین منتشر ہوگیا۔ سر ہیو روز نے پیدلونکو
حکم دیا کہ وہ سوارون کے حملہ کے ساتھ یورش کرین۔ اس حکم کی ٹھیک تعمیل ہوئی انھون نے
گولیون کی باڑ ماری اور یورش کی۔ اس کا اثر جادو کا سا ہوا۔ دشمن کے لشکر کی پہلی لاین شکستہ
ہوئی اور بالکل ابتر و پریشان ہوکر دوسری لاین کی طرف بھاگی اور کئی توپین اپنی چھوڑ گئے پھر
ڈریگون نے اپر حملہ کیا تو وہ اور زیادہ ابتر و پریشان ہوئی۔
دوسری لاین پر تانتیا ٹوپی خود حکمران تھا وہ ایک پہاڑی پر مقیم تھا پہلی لاین کے عقب مین ایک
جنگل دو میل لمبا تھا اسنے دیکھا کہ دوسرے سپاہی بکے ہوکر اس کی طرف بھاگے چلے آتے
ہین اور اس کے تعاقب مین تین قسم کی سپاہ انگریزی چلی آتی ہے اور برگیڈیر مع اپنی سپاہ کے
پہاڑی کے سامنے میدان مین چلے آتے ہین تاکہ اس سپاہ کثیر کو روکین جو جھانسی کی طرف
جاری ہے۔ سٹوورٹ صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور پس پا کیا اور بڑی سرگرمی
سے اسکے پیچھے دوڑ گئے۔ یہہ تعاقب ایسا قریب تھا کہ دشمنوں کو فرصت نہین ملی کہ وہ اپنی تئین
بالترتیب درست کرتے منتشر و پریشان ایسے بھاگے کہ توپ پر توپ وہ چھوڑتے گئے جو فتحمندون
کے ہاتھ آئین میدان جنگ مین بہت سے مرے پڑے اور مرتے ہوئے سپاہی چھوڑ گئے
تانتیا ٹوپی یہہ حال دیکھکر مایوس اور دل شکستہ ہوا۔
پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ تانتیا کے لشکرگاہ کے آگے جنگل تھا وہ خشک تھا اس لئے آگ
لگائی اور اس کے دھوئین اور روشنی کی آڑ مین بھاگ کر بیتوا کے پار اتر گیا اور اس ندی کو
اپنے اور اپنے تعاقب کرنے والون کے درمیان حائل کرلیا۔ وہ اپنے پیادون اور سوارونکو
توپون کی حمایت سے پار لے گیا۔ مگر اس طرح سے اسکا پیچھا نہ چھوٹا۔ انگریزی لشکر تے چلتے

تانتیا کا جنگل جلانا اور بھاگنا

ہوئے جنگل مین گذر کر تعاقب کیا اور ساری توپین اس نے چھین لین۔ آج پندرہ سو باغی
مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ باقی سپاہ تانتیا ٹوپی کے ساتھ کالپی کی سڑک پر بھاگی۔

جسوقت یہہ لڑائی ہو رہی تھی تو محصورین نے اپنی آتش فشانی کو دوچند کر دیا تھا فصیل اور
گرگجون اور برجون پر وہ آتے تھے اور بڑا غل شور مچاتے تھے اور بندوقین ایسی جلدی جلدی
چلاتے تھے کہ یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ اب قلعہ سے باہر نکلکر حملہ آور ہوتے ہین۔ محاصرین نے
بھی دشمنون پر ایسی توپین چلائین کہ کبھی پہلے نہین چلائی تھین جب قلعہ نشینون نے
لڑائی کا حال دیکھا تو پھر سٹ پٹائے اور سب خوشی کے نعرون کو بھول گئے اور سمجھنے لگے کہ
ابھی ہماری فتحیابی کا وقت نہین آیا۔

سپاہ انگریزی مظفر و منصور ہوکر اپنے مقامات سابقہ پر آئی۔ تانتیا ٹوپی کی شکست نے
قلعہ نشینون کا بڑا دل شکستہ کیا۔ سرہیوروز نے پہلی اپریل کو رات بھر توپون کی بھرمار رکھی
جس سے ۲۔ اپریل کو شہر کی فصیل مین ایک بڑا شگاف پڑا تو سرہیوروز نے مصمم ارادہ کیا کہ دوسرے
دن صبح کو یورش کی جائے۔ انہون نے حملہ آور لشکر کو دو حصون مین منقسم کیا اور انکا نام
یورش راست اور یورش چپ رکھا ان مین سے ہر ایک کی پھر تقسیم و تقسیم دو کولمون اور
ایک رزرو مین کی اور حملہ کے اشارہ کے لیے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک تھوڑی سی سپاہ مغربی دیوار پر
دشمن کو دھوکہ مین ڈالنے کے لیئے جائے اور اپنی توپین چلائے پھر یورش راست تو
فصیل پر زینے لگا کے حملہ کرے اور یورش چپ کا بایان کولم شگاف پر حملہ کرے اور اسکا داہان
کولم ایک برج پر (جسکا نام روک ٹور رکھا گیا) اور قلعہ کی النگ پر حملہ کرے۔

۳۔ اپریل کو ۳ بجے رات کو کولمون نے چپ چاپ سفر کیا۔ چاندنی خوب کھل رہی تھی یورش
راست کے سپاہیون نے اس خوف سے کہ ہم کو دشمن نہ دیکھ لے کچھ دیر توقف حملہ کے مقررہ
اشارہ کے انتظار مین کیا۔ آخر کو احکام حملہ نے سرگوشی کی۔ سپہ نے اپنے کندھون پر زینونکو
اٹھایا اور آگے چلے اور سپاہ اس کے پیچھے چاندنی مین اپنی تلوارون اور سنگینون کو چمکاتی
ہوئی چلی۔ جب وہ اس سڑک پر مڑے جو فصیل کی طرف جاتی تھی تو بگلون کا شور مچا اور فصیل
اور برج ایکدفعہ روشن معلوم ہونے لگے کہ اندر آتشین فرش کیا گیا ہے اور گولے گولیان اوپر سے

اینٹ پڑنے لگے۔ باوجود اسکے وہ آگے بڑھتے گئے اور سیپر نے اپنے زینے لگا دیئے تو باغیون نے
اور زیادہ گولیان مارنی شروع کین۔ توپین خوب مارین اور بان چلائے اور باجے بجائے
پتھر لکڑیون کے کندے پھینکے درختون کو فصیل پر سے گرایا تو کالمون نے تھوڑی دیر
متزلزل ہوکر توقف کیا اور اپنی کمین گاہ مین گئے لیکن سیپر زینون کو پکڑے ہوئے
کھڑے رہے تو حملہ کرنے والون کے ہوش و حواس درست ہوئے اور انہون نے
زینون پر چڑھنا شروع کیا بعض زینے بہت چھوٹے تھے اور بعض زینے ایسے تھے
کہ آدمیون کے بوجھ سے ٹوٹ گئے اور بہت سے آدمی اوپر سے زمین پر گر پڑے اس سے
تھوڑی دیر کچھ رکاؤ ہوا۔ کپتان ڈک زینے پر چڑھ کر فصیل پر کود پڑے اور لفٹنٹ
میکل جان کود کر باغیون کے اندر گھس گئے۔ پیچھے اور آدمی چڑھے اور انہون نے فصیل پر
قبضہ کرلیا۔ صاحب مذکور قتل ہوئے۔ فصیل پر ابھی لڑائی ہو رہی تھی کہ فتح کا آوازہ بلند ہوا
اسوقت یورش چپ کے افسر بروک مین صاحب نے تعجب خیز بہادری کا کام کیا کہ محصورین کے
عقب اور بازو پر ایسا حملہ کیا کہ انکے پاؤن اکھڑ گئے اور انہون نے مقابلہ کرنا چھوڑ دیا اور یورش
راست کی سپاہ نے حملہ کیا قلعہ کی فصیل کے اندر گورے اور اپنے ہمراہیون کے ساتھ
مل گئے۔

محصورین کا یہہ حال ہوا تو محاصرین حملہ آورون نے محل کیطرف جانے کا قصد کیا اور لونڈ صاحب
انگارہ نما بنا۔ محل کو باغیون نے لڑنے کے لیئے تیار اور استوار کیا تھا۔ حملہ آورون کو گلیون
اور بازارون مین سے ہوکر محل پر جانا پڑا تو سخت لڑائی لڑنی پڑی اور محل پر جاکر اور بھی
زیادہ ہنگامۂ جنگ گرم ہوا محل کی طرف بازارون اور گلیون کے دونو طرف کے مکانات
جل رہے تھے اور گرمی بڑے غضب کی پڑ رہی تھی۔ جب حملہ آور محل کے چوک مین پہنچے تو معلوم
ہوا کہ ابھی مقابلہ کی ابتدا ہوئی ہے۔ ہر ایک کمرہ پر وحشیانہ جنگ ہوئی سنگینون سے
ایک ایک کوٹھری اور دالان سے دشمن نکالے گئے آخر کو سارا محل فتح ہوگیا۔ ابھی لڑائی کا
خاتمہ نہین ہوا تھا کہ دو گھنٹے کے بعد معلوم ہوا کہ اصطبل مین پچاس سپاہی رانی کے باڈی گارڈ
کے موجود ہین وہ سب خوب لڑے اور مارے گئے۔ انگریزی لشکر کو یونین جیک (علم انگریزی)

حملہ آورون کا محل پر قبضہ کرنا

ہاتھ آیا جو لارڈ ولیم ہنٹنگ نے رانی کے دادا کو وفاداری اور خیر خواہی کے صلہ مین دیا تھا اور اجازت دی تھی کہ وہ اسکو آگے اپنی سواری مین رکھا کرے۔

چار سو کے قریب باغیون نے ایک پہاڑی پر قیام کیا۔ میجر گال نے وہان جا کر سب کو مارا تو انکے بیس آدمی بچے تھے جنہون نے پہاڑی پر جا کر اپنے تئین آپ مار ڈالا۔ انگریزون کے اپنر حملہ کرنے مین ایک افسر اور کئی سپاہی ضائع ہوئے۔ ایک اور گروہ پندرہ سو باغیون کا شہر کے حوالی مین جمع تھے وہ بھی بھاگ گئے ان مین تین سو آدمی ضائع ہوئے۔

تمام رات اور اس کے بعد سارے دن مختلف مقامات مین لڑائیان ہوتی رہین جنمین باغی مقتول یا مفرور ہوئے۔ سر ہیو روز نے قلعہ کی فتح کی تدبیر کی رانی نے قلعہ کی خاطر بہت تکلیف نہین اٹھائی ۴ تاریخ کو وہ رات کو قلعہ سے اپنے ملازمین سمیت کالپی کی طرف بھاگ گئی اور اسکا تعاقب کیا گیا مگر وہ ہاتھ نہ آئی چند باغی مارے گئے وہ کالپی مین اس شام کو پہنچی جس مین تانتیا ٹوپی وہان آیا تھا۔

پانچوین اپریل کو سر ہیو روز نے قلعہ پر قبضہ کیا۔ اس لڑائی مین اور بیتوا کی لڑائی مین انگریزون کے تین سو تینتالیس آدمی مجروح و مقتول ہوئے جنمین چھتیس افسر تھے اور دشمنون کے آدمیون کی مرنے کی تعداد پانچ ہزار شمار ہوتی ہے جنمین سے ایک ہزار تو جھانسی مین جلائے گئے یا دفن کئے گئے۔ سر ہیو روز نے جس تدبیر و حکمت سے جھانسی کو فتح کیا وہ انکی شجاعت و جبارت و لیاقت و ذہانت پر دلالت کرتی ہے۔ دلاوری و ہنرمندی و پیش بینی و استقلال جیسے اس مہم کے انجام دینے مین تکمیل کے ساتھ باہم جمع ہوئے مین ایسے کبھی نہین ہوئے۔

اب سر ہیو روز کا ارادہ کالپی کو سفر کرنے کا تھا کہ باغیون کو جو جمنا پر اس مستحکم مقام مین رہتے ہیں اور ہمیشہ انگریزون کی آمد و رفت مین مخل ہوتے ہین نکالدین۔ کالپی باغیون کا اسلحہ خانہ تھا اور نانا کے بھتیجے کا صدر مقام۔ اس مین توپون کا سامان اور جنگ کا اسباب افراط سے تھا وہ جمنا کے کنارہ پر جھانسی سے شمال مشرق مین ایک سو دو میل کے فاصلہ پر تھا اور کانپور سے جنوب مغرب مین

ایک افسر کو سزائے موت ... ایک ہزار ... (marginalia illegible)

۴۴ میل پر ہے اس شہر پر قبضہ کرنے سے سرجان کیمبل کے لشکر سے سر ہیو روز مل سکتے تھے
اور اسکی امداد سے اس تقلیب سے جسکے تینون کونون پر جھانسی و کالپی و آگرہ ہین باغیون سے
پاک صاف کر سکتے تھے اور گوالیار تو جھانسی و آگرہ کے درمیان آتا تھا۔

سر ہیوروز کا جھانسی مین قیام کالپی کے سفر کی تیاری کے لیئے۔

سر ہیوروز کی سپاہ تو سترہ روز سے آرام کو جانتی بھی نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے۔ اس لیئے
وہ جھانسی کی فتح کے بعد تقریباً انیس روز یہان مقیم رہی اسکو یہہ نہین کہنا چاہیئے کہ انہون نے
آرام کیا انکو جھانسی مین بہت کچھ کام کرنا تھا۔ نئی لشکرکشی کے لیئے سامان بہم پہنچایا۔ سامان
رسد جمع کیا۔ میگزین کو خوب بھرا۔ آخر کو سب طرح کی تیاری کر لی۔ جھانسی مین انہون نے
تھوڑا سا لشکر متعین کیا اور اسکا کمانڈر کرنیل لڈل کو مقرر کیا۔ ۲۲۔ کی رات کو میجر گال کو سپاہ کے
ساتھ بھیجا کہ وہ کونہ مین ان باغیون کی خبر لے جو اسکے پاس مئو مین جمع ہو رہے ہین اور
وہان سے پہلے برگیڈ کے ساتھ ۲۵۔ کو روانہ ہو اور دوسرے برگیڈ کو ہدایت کر دے کہ وہ دو
روز بعد روانہ ہو میجر اور صاحب کو حیدر آباد کی سپاہ کے ساتھ پہلے سے بھیجدیا تھا کہ وہ بانپور
اور شاہ گڈھ کے راجاؤن کو اور اور سرکشون کو جو بیتوا کے پار جنوب کی طرف آنا چاہین روکے
اب ان افسرون کے حال کو چھوڑکر ہم جھانسی کی رانی اور تانتیا ٹوپی کا بیان لکھتے ہین۔

کالپی مین جھانسی کی رانی

مین نے پہلے بیان کیا ہے کہ کالپی مین دو بڑے شخص ایک ہی دن مین آئے تھے جھانسی
کی رانی کا پہلا کام یہہ تھا کہ اسنے نانا کے بھتیجے راؤ صاحب کی منت کی" کہ وہ اسکو سپاہ دے
جسکو ساتھ لیجا کر وہ لڑے"۔ دوسرے دن راؤ صاحب نے کل سپاہ کو پریڈ پر جمع کیا جنمین کچھ رجمنٹیں
گوالیار کنٹنجنٹ کی اور کئی رجمنٹیں آئینی سرکش سپاہ کی اور کئی سرکش راجاؤن کی سپاہین اور جھانسی کی
بچی ہوئی سپاہ یہہ سب تھین۔ راؤ صاحب نے سپاہ کا معائنہ کیا اور تانتیا ٹوپی کو حکم دیا کہ
اس سپاہ کو انگریزون سے لڑنے لے جائے۔ تانتیا ٹوپی نے حکم کی تعمیل کی اور کونچ مین گیا
جو جھانسی کی سڑک پر کالپی سے بائیس میل تھا۔ اور وہان ایک مستحکم مقام مین استقامت کی جو
درختون اور باغون اور مندرون سے گھرا ہوا تھا اور جنکی مضبوط دیوارین تھین ان کے درمیان کو چبندی کی

انگریزی لشکر کا کونچ جانا۔

اس اثنا مین انگریزی سپاہ نے کونچ کی طرف کوچ کیا۔ میجر گال کو راہ مین دشمنون نے
ستایا وہ پہلی مئی کو کونچ سے چودہ میل پر قصبہ لوہاری مین پہنچا۔ اسی دن وہ سر ہیو اور پہلے

برگیڈ سے ملا۔ میجر اور صاحب نے بیتوا سے پار اتر کر بان پور اور شاہ گڈھ کے راجاؤن پر کو سرا حملہ کیا اور انکی ایک توپ چھین لی۔ یہہ ناممکن تھا کہ وہ ان سب کو مار ڈالتا وہ جنوب کی طرف بھاگ گئے انکے پیچھے ان کے دغاباز راجہ نے سامان رسد بہم پہنچایا۔ پھر اور صاحب کونچ مین آئے۔

پونچ اور کونچ کے درمیان ملک مین چھوٹے چھوٹے قلعے بہت تھے جہان سے باغی انگریزی تھوڑی تھوڑی سپاہ کو بہت ستا سکتے تھے مگر جب باغیون نے یہہ لشکر عظیم دیکھا تو وہ ان سب قلعون کو چھوڑ کر کونچ مین چلے گئے۔

سر ہیو روز لہارو مین جو کونچ سے دس میل کے قریب بعید تھا آئے۔ یہان کے قلعہ مین باغی تھے میجر گال نے جاکر اس قلعہ کو فتح کرلیا اور اس مین سے ایک باغی کو بھاگنے نہین دیا۔ دو انگریزی افسر اور کچھ آدمی انکے ضائع ہوئے۔

سر ہیو روز خوب واقف تھے کہ ایشیائی سپاہ کو توقع ہوا کرتی ہے کہ مقابلہ فرنٹ (سامنے) مین ہوگا۔ وہ دشمن کی سپاہ کے موڑ توڑ سے بہت گھبراتی ہے اس لیئے سر ہیو روز نے کونچ کے اس جانب کو سفر نہین کیا جسکو باغیون نے لڑنے کے لیئے تیار کیا تھا بلکہ وہ اس جانب مین گئے جو غیر محفوظ تھی اور وہان سے دشمنون کے فرار ہونے کی راہ بھی مسدود ہوسکتی تھی۔ ۶ مئی کو انہون نے اپنے خیمے اکھڑے اور چودہ میل سفر کرکے وہ اپنے مقام پر آئے۔ پہلا برگیڈ ناگوپور کے گاؤن مین اور دوسرا برگیڈ چومری گاؤن مین اترا اور میجر اور صاحب اُمری گاؤن مین اُترے یہہ مقام کونچ سے دو میل پر تھا۔ سات بجے صبح کو سر ہیو روز نے پہلے برگیڈ کو جو انکے ساتھ تھا ایک ڈرام رم اور کچھ بسکٹ کھانے کو دیئے اور ایک گھنٹہ کے بعد میجر گال کو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ دشمنون کے مقامات کا تجسس باغون اور مندرون مین کرے اور گولے اور گولیان چھوڑتا ہوا آگے بڑھے اور انہون نے قلعہ شکن توپین ایسے مقامات پر لگائین کہ وہ شہر پر خوب گولہ زنی کرین۔ گال صاحب نے جلد آنکر ان مقامات کا حال سنایا۔ تو سر ہیو روز اور سٹوورٹ صاحب اور صاحب نے مختلف جانبون سے حملہ کرکے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ باغیون نے کالپی کا رستہ لیا مگر بھاگنے مین وہ بڑی خوش ترتیبی سے

چلے جابجا وہ اپنی گروہ بندی ایسی کرتے تھے جو ایک مورچہ کا کام دیتی تھی ۔
آج بڑے غضب کی گرمی پڑتی تھی اور سورج کی گرمی یوروپین سپاہیون کو ہلاک کیئے دیتی تھی
اس لیئے سرہیوروز نے ایسی حالت مین سپاہ کو تعاقب مین بھیجنا مناسب نہ جانا اسکو قیام کا
حکم دیا۔ مگر سوارون اور کسی قدر توپخانہ کو تعاقب مین بھیجا ۔ وہ باغیون کو کالپی کی سڑک پر جانے سے
نہین روک سکے خود تھک کر چلنا چور ہوگئے۔ گھوڑے اس سے زیادہ نہین چل سکتے تھے جیسے
آدمی قدم چلتا ہے ۔ توپین باغیون کے قریب ایسی نہین جاسکتی تھین کہ اپنا گراپ مار سکین ۔ پھر
زمین ایسی اونچی نیچی آگئی کہ باغی نظر بھی نہین آتے تھے اس کے تعاقب کا کام ختم ہوا لیکن اس سے
نتائج بڑے مفید پیدا ہوئے ۔ باغیون کی نو توپین بہت سا میگزین اور سامان جنگ چھینا اور پانچ
یا چھ سو آدمی انکے مارے گئے انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ تین افسر اور انسٹھ سپاہی مقتول اور
مجروح ہوئے ۔

کونچ کی شکست کا اثر باغیون پر

کونچ کی شکست سے باغیون مین آپس مین بڑی بے اعتباری پیدا ہوئی ۔ پیدل سوارون پر
یہہ طعن کرتے تھے کہ وہ انکو چھوڑ کر چلے گئے اور تینون قسم کی سپاہ تانتیا ٹوپی پر یہہ الزام لگاتی تھی
کہ وہ کونچ سے ایسا جلدی بھاگ گیا کہ بیتوا سے بھی نہین بھاگا تھا ۔ بعض فریقون مین ایسی دشمنی اور
عداوت بڑھی کہ وہ یہہ سنکر کہ کالپی کی طرف سرہیوروز چلے آتے ہین وہ بھاگ گئے اور یہہ مشہور ہوگیا
کہ کالپی کے شہر مین صرف گیارہ آدمی رہتے ہین اور باقی سب بھاگ گئے ۔

سرہیوروز کا کالپی کے قریب گلاوٹی مین ٹھہرنا

سرہیوروز ۱۵ مئی کو جمنا کے کنارہ پر گلاوٹی مین کالپی سے چھ میل پر ٹھہرے ۔ گلاوٹی کالپی اور
کونچ کی درمیانی سیدھی سڑک پر نہ تھا یہان ٹھہرنے کی دو وجہ تھین ایک یہہ کہ سرہیوروز نے کمانڈرانچیف
سے سنا تھا کہ کرنیل میکس ویل سپاہ کے ساتھ انکی امداد کے لئے بھیجا گیا ہے ۔ اب یہہ لشکر جمنا کے کنارہ
گلاوٹی کے قریب آگیا تھا اس لیئے یہان وہ ان تمام قلعہ بندیون کو جو اسکے آگے بڑھنے کے روکنے
کے لئے کی گئی تھین مسمار کردے ۔ سرہیوروز اسکی سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر شریک جنگ کرسکتے
تھے ۔ دوم گلاوٹی کے سفر کرنے مین انہون نے ان تمام قلعہ بندیون کو جو انکی پیشقدمی کی انسداد
کے لئے کی گئی تھین مسمار کردے اور کالپی کو ایک غیر متوقع مقام سے چشم نمائی کرے

اگرچہ سر ہیوروز کے سفر کا گلاولی میں کوئی دشمن مزاحم و مانع نہیں ہوا لیکن گرمی کی شدت
اور سورج کی کرنوں کی حرارت نے سپاہ کو موت کا مزہ چکھا دیا اور موتوں کی اور اسپتال جانے
والے بیماروں کی تعداد کو بہت زیادہ کر دیا جسکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا۔ اس بات کو باغی
خوب جانتے تھے اور وہ اس سے پورا استفادہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انکے جنرل نے حکم دیا
تھا کہ ہمیشہ لڑائی دس بجے ہوا کرے جسکے سبب سے گورے ہارے جائیں یا اسپتال
میں جانے کے قابل ہو جائیں۔ مگر باوجود اسکے سر ہیوروز گلاولی میں پہنچ گئے اور میکسویل
صاحب کے لشکر سے مل گئے۔

اگرچہ کالپی سر ہیوروز کے آنے سے ہیبت سے خالی ہو گئی تھی مگر نواب باندہ دو ہزار سپاہ کو
ساتھ لیکر اس میں داخل ہوا۔ کچھ توپیں اور اور سپاہی بھی اس کے ساتھ تھے۔ رانی جھانسی بھی
نواب کی ممد و معاون ہوئی بھاگے ہوئے سپاہی بھی پھر کالپی میں آ گئے ان سبنے یہہ ارادہ کیا
کہ جب تک دم میں دم ہے انگریزوں سے لڑیں گے۔

کالپی ایک بڑا مستحکم مقام تھا اسکی سب طرفیں گریووں اور کھنوں سے گھری ہوئی تھیں۔ اس کے
سامنے پانچ لینیں اور پیچھے جمنا محافظ تھیں۔ جمنا میں ایک پہاڑی تھی جسپر قلعہ تھا انگریزی
لشکرگاہ اور کالپی کے درمیان ایسے گریووں اور کھنڈروں کی بھول بھلیاں تھی کہ توپخانہ اور
سوار نہیں جا سکتے تھے اور پیدلوں کے لیے بھی بڑی سد راہیں تھیں باغیوں نے مورچے
اور خندقیں ایسی بنا لیں تھیں کہ مشکل تھا کہ وہاں سے نکالے جاتے۔ چوراسی مندر موجود تھے جنکے
گرد مضبوط دیواریں کھنچی ہوئی تھیں انمیں وہ پناہ لے سکتے تھے۔ غرض یہہ مندر دوسری
لائن اور گریووں میں مورچے تیسری لائن اور شہر کالپی چوتھی لائن اور ایک اور سلسلہ گریووں کا
پانچویں اور قلعہ چھٹی لائن یہ سب لینیں تھیں۔

۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ کو دونوں لشکروں میں لڑائیاں ہوتی رہیں جنکی ابتدا باغیوں کی طرف سے
ہوتی تھی۔ ان سب لڑائیوں میں باغی پسپا ہوئے۔ لیکن انگریزوں کو سورج اور متواتر جفاکشی
اور تفکرات اور گرمی بڑا ستاتے تھے۔ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ کو انگریزی توپخانوں اور سپاہیوں نے حملے کیے
اور سٹوورٹ صاحب اور میکسویل صاحب اور سر ہیوروز کی اور ان کے سپاہیوں کی بہادری و

دلاوری سے باغیون کو شکست ہوئی اور باغی بھاگے انکا تعاقب ہوا - اس بھاگڑ مین رانی بھی ایک رات درخت کے نیچے سوئی - ڈاکٹر لو اپنی چشم دید اس لڑائی کا حال لکھتے ہین کہ یہہ لڑائی ایک ڈنکا بڑا سخت کام تھا اور ایک بڑی شاندار فتح تھی جو اپنے سے دس گنے دشمن پر نہایت سخت حالتون مین حاصل ہوئی - کالپی کا مقام مستحکم تھا دشمنون کی تعداد کثیر تھی اسنے جتنے اپنی جنگ آرائی کے ہنر و جوہر استقلال کے ساتھہ ایسے دکھائے جو پہلے کبھی نہین دکھائے تھے جنرل کی سپاہ تھکی ہوئی تھی سارے دن گرم ہواؤن اور دہوپ کی تپش کی برداشت کرنی پڑی اسلئے ناک مین دم چلا آتا تھا اور گلا گھٹا جاتا تھا پھر اسپر یہہ آفت تھی کہ کھانے پینے کے لیئے فرصت نہین ملی - اور پھر وہ کام کرنا پڑا کہ جسپر مشکلات مین پہلا کوئی کام سبقت نہین لے جاسکتا تھا جو روح اس کام مین شریک ہوئی اسکو تھوڑی یا بہت تکلیف پہنچی افسر اور سپاہی لو اور گرمی کے اثر سے برق روان کی طرح گرے جاتے تھے اور ضعف کے مارے بیٹھے جاتے تھے - ان سب باتون کی وہ برداشت کرتے تھے شکایت کا ایک لفظ منھ سے نہین نکالتے تھے - شام کی ٹھنڈک مین یہہ سوچتے تھے کہ کل کالپی کو کسطرح تسخیر کرین -

دوسرے دن صبح کو سر ہیو روز وہان گئے انہون نے پہلے برگیڈ کو ماتحت برگڈیر سٹوورٹ کے گریوون مین بھیجا اور خود دوسرے برگیڈ کو لیکر کالپی کی سڑک پہ گئے - کرنیل میگزویل کی بیٹریون نے قلعہ پر اور اسکے سامنے کے دہات پر گولہ زنی کی - جب دونو برگیڈ بڑھے تو باغی دہات کو چھوڑ کر بھاگے تو یہہ معلوم ہوگیا کہ اب کوئی بڑا مقابلہ نہین ہوگا - جب دونو برگیڈون نے اپنی سد راہ مین سب مزاحمتون کو دور کردیا تو وہ شہر کے قریب آپس مین مل گئے انکا مقابلہ کسی نے نہین کیا - بس باغی اپنے اسلحہ خانہ کو جسکو وہ بہت مدت تک کام مین لائے تھے ہمیشہ کے لیئے چھوڑ کر بھاگ گئے -

کالپی کے تسخیر ہوجانے سے سر رابرٹ ہملٹن کا وہ منصوبہ پورا ہوا جو انہون نے مئو سے لشکر کی روانگی کے لیئے تجویز کیا تھا - سر ہیو روز نے مئو سے چلکر پانچ مہینے کے اندر سنٹرل انڈیا مین سفر کیا بہت سے دریاؤن سے عبور کیا بہت سے مضبوط قلعون کو حملون سے تسخیر کیا بہت سے شہرون کو فتح کیا بہت سے کثیر التعداد لشکرون کے سپہ سالارون مرد اور عورت کو شکستین دین

کے جنکے برابر کوئی ہندوستان مین انگریزون کا دشمن نہ تھا یہہ سارے کام بہادرانہ سر ہیوروز نے
ہمراہیون نے ایسے موسم مین کیئے جن مین سورج اپنی گرمی سے دشمنون سے کچھ کم نہین ہلاک
کرتا تھا۔ مگر وہ اپنا سفر جاری رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ جو مشکلات سد راہ ہونگین وہ حل
ہو جائینگین جو مقصد اپنا ٹھیرا لیتے کبھی اس سے منہ نہین پھیرتے خواہ کیسی ہی دشواریان
پیش آئین وہ فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے چلے گئے ان ہی خصلت کے سبب سے فتح ونصرت
حاصل ہوتی تھی وہ دشمنون کے مقامات کی تفتیش کرنے خود جاتے تھے اور اس مین کچھ اپنی جان
کی پروا نہین کرتے تھے۔ ہر لڑائی کا نقشہ وہی بناتے تھے ہر حملہ مین سب سے آگے وہ رہتے
تھے ہر خوف وخطر کی خاطر کرتے تھے سپاہیون کے حال پر وہ ایسی توجہ کرتے تھے جو کوئی انکا
پیشوا نہین کرتا ہے وہ سپاہیون کی آسائش وآرام کو مدنظر رکھتے تھے سخت لڑائی لڑنے
کے بعد وہ رجمنٹون کے حال پر متوجہ ہوتے اور دور دراز تھکانے والے سفرون کے بعد
سپاہیون کے کھانے پینے کے ذخیرے افراط سے دیتے اسکو وہ اپنا مقدس فرض
سمجھتے۔ یہی سبب تھا کہ سپاہیون کو وہ عزیز ہو گئے تھے اور وہ خوشی سے کثیر التعداد دشمنون سے
لڑتے تھے اور آفتاب کی مہلک شعاعون کی برداشت کرتے تھے سپاہ دیکھتی تھی کہ وہ
اسکی تمام طاقت اور قوت کو لڑائی کے کام مین لانا چاہتے ہین تو اس کے ساتھ وہ یہہ بھی
جانتے تھے کہ لڑائی کے بعد وہ انکی ساری احتیاجون کو پورا کردینگے کبھی وہ اپنے تئین
فرصت نہین دیتے ادھر جنگ کے احکام دیتے تھے ادھر سپاہیون کے حال پر متوجہ
ہوتے تھے انکی ہمدردی اور دلسوزی انکے سپاہیون مین وہ جوش پیدا کرتی تھی جسکے سبب
وہ کام کرتے تھے جو تاریخ مین لڑنے والون کے لکھے جاتے ہین۔
اب یہہ لشکر کشی ختم ہوئی اسنے اپنا مقصد وقت پورا کیا۔ اب جنرل ہیوروز نے کمپو توڑ دیا
اور اپنی صحت کے لیئے تبدیل آب وہوا کی۔

باب دوم

کرٹوی اور باندہ

وٹ لوک صاحب

۱۶- نومبر ۱۸۵۷ع کو بریگیڈیر جنرل وٹ لوک مدراس سپاہ کے افسر اس ڈویزن کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے جو ناگپور اور ساگر اور نربدا کے ملکون کی فتح کے لیئے تجویز ہوئے تھے - بریگیڈیر ۶- فروری کو جبل پور مین آئے اور یہان تھوڑی سی سپاہ متعین کرکے ساگر روانہ ہوئے ۲۴- فروری کو وہ یہان پہنچے اور خیرخواہ راجہ اور چھ سے ملے یہان کچھ ٹھیر کر دموہ کی طرف چلے اور ۴- مارچ ۱۸۵۸ع کو یہان پہنچے - یہ بات بیان کرنے کے قابل ہے کہ اس پندرہ روز کے سفر مین انکے ہمراہی پولیٹکل افسر میجر ارسکن نے اپر سخت تقاضا کیا کہ سپاہ بھیجکر جبل پور اور دموہ کے درمیان ان مستحکم مقامات سے باغیون کو خارج کرے جہان سے وہ اضلاع مین فساد پیدا کرتے ہین مگر انہون نے سکے جواب مین یہہ کہا کہ وہ کل سپاہ کو اپنے ہاتھ تلے رکھنا چاہتے ہین بس جن دہات مین انکا گذر ہوا انکو مطیع نہین کیا مگر دموہ پر قبضہ کرلیا -

۵- مارچ کو وہ ساگر مین آئے - پھر دموہ کو چلے گئے ۱۷- مارچ کو ڈاک مین گورنر جنرل کا حکم آیا کہ وہ ناگود و پنا جائین اور بندیل کھنڈ کے خیرخواہ راجاؤن کی اور خاصکر راجہ چرکھاری کی مدد کرین اور پھر سر ہیوروز سے ملکر انکے کام مین مدد و معاون ہون - اس حکم کے موافق وٹ لوک صاحب دموہ سے ۲۲- مارچ کو چلے اور بندیل کھنڈ مین پنا مین ۲۹- مارچ کو آئے وہ ۴- اپریل تک پنا مین مقیم رہے - ۳- اپریل کو سر ہیوروز کا حکم آیا کہ وہ بہت جلد جھانسی مین آئین وہ چھترپور مین ۹- اپریل کو آئے جو باندہ کے راستہ مین تھا اور قلعہ جگنی کو باغیون سے خالی کرادیا اور مہوبہ کی طرف کوچ کیا اور یہان سے باندہ کی طرف -

[illegible] خالی کرادیا اور وہان سے باندہ مین آیا -

باندہ کی ریاست مین نواب خودمختار رئیس تھا۔ وہ بڑا ہوشیار تھا اسنے وٹ لوک صاحب کو
اپنے پھندے مین پھنسانا چاہا۔ جب اسکو خبر جنرل کے آنے کی معلوم ہوئی تو اسنے اپنی سپاہ کو
مہوبہ سے کبرائی مین بھیجدیا کہ جہان انگریزی لشکر صبح کو آنیکو تھا جب کبرائی مین صبح سے
ایک گھنٹہ پہلے انگریزی لشکر آیا تو نواب کی سپاہ نے اسپر گولہ زنی شروع کی مگر انگریزی
لشکر نے نواب کے لشکر کو تھوڑی دیر مین مار کر بھگا دیا۔ جب جنرل باندہ کے قریب آیا تو نواب
بہ نو ہزار سپاہ لئے ہوئے باندہ کے شہر مین اس کے داخل ہونے کا مانع ہوا۔ مگر اب تھورپ صاحب نے
اسکو شکست دیکر بھگا دیا نواب دو ہزار سپاہ کے ساتھ کالپی مین مفرور ہوگیا۔
پہلے لکھ چکے ہین کہ سر ہیوروز نے کالپی کو فتح کر لیا تھا جب اسکی خبر وٹ لوک صاحب کو ہوئی
تو اُنھون نے اپنے سفر کی راہ کو بدلا اور لشکر کو کرڑوی کی جانب جانے کا حکم دیا۔
وٹ لوک صاحب کی سپاہ بڑی خوش نصیب تھی کہ سر ہیوروز کی لشکرکشی کی جفاکشی کا سارا
فائدہ باندہ کو فتح کر کے اسنے اٹھایا۔ باندہ کی ساری لوٹ وٹ لوک صاحب کے لشکر کو ہاتھ
لگی اس مین سے کسی اور لشکر کو کوڑی نہین ملی اب اندھی لکشمی کو دیکھیے کہ وہ کرڑوی مین بھی وٹ لوک
صاحب کے لشکر کو مالامال بغیر اس کے کرتی ہے کہ وہ ایک گولی بھی چلائے۔ کرڑوی جسکو
پہلے تردہا کہتے تھے باندہ سے پینتالیس میل اور الہ آباد سے ستر میل ہے۔ اس وقت کرڑوی کی
یہہ کیفیت تھی کہ اس مین نو برس کی عمر کا لڑکا مادہو راے راؤ تھا اور رادہا گوبند رام اسکا مدارالمہام
تھا جسکو گورنمنٹ نے اپنی طرف سے اپنا معتمد اور خیرخواہ سمجھ کر مقرر کیا تھا اور یہان سب چھوٹے
بڑے زمیندار گورنمنٹ انگریزی سے عداوت رکھتے تھے۔ جسکا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے
کہ کرڑوی کے راؤ امرت راؤ نے گورنمنٹ کو ۱۸۰۴ء مین دو لاکھ روپیہ چھ روپیہ سینکڑہ سالانہ
سود پر اس غرض سے دیئے تھے کہ وہ اس کے سود کو بنارس کے مندرون مین خرچ کیا کرے
دس برس ۱۸۳۷ء مین گورنمنٹ نے اپنے نوٹون کا سود چار روپیہ سیکڑہ کر دیا تو کرڑوی کے راؤ
نانک راؤ نے تین لاکھ روپیہ اور گورنمنٹ کو دیا کہ کل پانچ لاکھ روپیہ کا سود چار روپیہ
سیکڑہ کے حساب سے بنارس کے مندرون کے خرچ کے لیئے دیا کرے۔ نانک راؤ کی
زندگی مین تو تین برس تک یہہ سود مندرون مین خرچ ہوتا رہا مگر اس کے مرنے کے بعد کبھی جو ہی

جسکو گورنمنٹ نے عوام مین مشتہر نہین کیا یہہ سود دینا موقوف کر دیا۔ راؤ تو سات برس کا
بچہ تھا وہ تو اس بات کو سمجھتا نہ تھا کہ کیا ہوتا ہے مگر اس امر کی شہرت پانے سے کہ گورنمنٹ نے
مندرون کے خرچ کو ناحق بند کر دیا تمام کرڑوی کی ریاست مین برہمنون کو پنڈتون اور رعایا
کو گورنمنٹ سے نفرت ہوگئی۔ پس جب غدر ہوا تو راجہ اسوقت نو برس کا تھا وہ اس قابل
ہی نہین تھا کہ بغاوت کرتا اسنے ۱۹۔ اپریل ۱۸۵۸ء کو جب باندہ فتح ہوگیا سر روبرٹ
ہملٹن کو لکھا کہ مین سرکار کا خیرخواہ ہون برٹش سپاہ کو میری راجدہانی مین بھیجدیجیے
جب وٹلوک صاحب باندہ سے چلکر لڑائی سے بارہ میل پر ۲۔ جون کو بہرت کوپ مین آئے
تو راجہ انسے آ ملکر ملا اور انکو دوست سمجھکر مبارکباد دی راؤ تو خیرخواہ سرکار تھا مگر اس کی
کل رعایا بدخواہ سرکار تھی جسکی سزا راؤ کو بھگتنی پڑی۔ وٹلوک صاحب ۶ جون کو کرڑوی مین
داخل ہوتے کسی نے انکا مقابلہ نہین کیا۔ ایک گولی بھی نہین چھوٹی مگر وٹلوک صاحب نے
اس نوعمر راؤ سے ایسی مدارات کی کہ گویا وہ برسر مقابلہ آیا تھا۔ وجہ اسکی یہہ تھی کہ کرڑوی مین
اسقدر زر و جواہر تھے کہ انکی طمع سے وٹلوک صاحب کو اپنے تئین باز رکھنا ایسی حالت مین
مشکل تھا کہ جس سپاہ نے ایسی مشقت شاقہ لڑائیون مین کی ہے وہ اس سے متمتع نہ ہو۔ وہ اس
دولت کا مستحق اس سپاہ ہی کو جانتے تھے انہون نے راؤ کا تمام مال و اسباب پرائز منی (انعام کا
روپیہ) مین داخل کیا۔ کرڑوی کے راؤ کو بریلی کالج مین تحصیل علم کے لیے بھیجدیا۔

کرڑوی کے راؤ کا وٹلوک صاحب سے ملنا۔

باب سوم

سر ہیوروز اور گوالیار

کالپی کے فتح ہونے کے بعد تانتیا ٹوپی ورانی جھانسی و راؤصاحب کی حرکات

تانتیا ٹوپی کونچ مین شکست پاکر چرکی مین گیا جو چار میل کے فاصلہ پر تھی جہان اس کے
مان باپ رہتے تھے وہ یہان جب تک رہا کہ سر ہیوروز نے کالپی کو فتح کیا جب اسنے سنا کہ

راؤ صاحب اور جھانسی کی رانی کلاوٹی سے شکست پاکر گوپال پور گئے ہین جو گوالیار سے جنوب
مغرب مین ۴۶ میل ہے تو وہ کمربستہ و مستعد ہوکر لڑنے چلا - اسوقت ان سب پر بڑی بنی
ہوئی تھی انکو جنوب مشرق مغرب مین انگریزی لشکرون نے گھیر رکھا تھا اور شمال مین گوالیار تھا
جسکا مہاراجہ ان کا ایسا ہی دشمن تھا جیسے کہ انگریز اسوقت چار بڑے باغی سرکار کے برخلاف
تھے راؤ صاحب - نواب باندہ - تانتیا ٹوپی - رانی جھانسی - ان سب مین جھانسی کی رانی کو
مردانگی اور فرزانگی مین تفوق تھا وہ سب سے زیادہ انگریزون کی جانی دشمن تھی اس کمبخت
حالت مین بھی ایک تدبیر سوچی جس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہین ہوسکتی تھی -

جھانسی کی رانی نے اپنے ہمراہیون کے سامنے یہہ تدبیر پیش کی کہ گوالیار کی طرف
سپاہ کے ساتھ بڑے زور سے سفر کرنا چاہیئے اور سیندھیا کی فوج کو مذہبی اور قومی جوش
دلانا چاہیئے اور اسکی دارالسلطنت گوالیار پر بشرط ضرورت زبردستی قبضہ کرنا اور پھر اس کے
قلعہ کوہ تمثال سے انگریزون کو بلاکر کہنا چاہیئے کہ آئیے ہم سے لڑیئے - یہہ تدبیر سب
ہمراہیون کو پسند آئی اور اسکی تعمیل فوراً ہوئی گوالیار کی سپاہ کے بہکانے کے لیئے جاسوس
بھیجے اور پھر لشکر روانہ ہوا وہ ۳۰ - مئی کی رات کو مرار مین جہان پہلے کنٹونمنٹ کی چھاونی تھی آن پہنچا
مہاراجہ سیندھیا اس بات کی بڑی قدر کرتا تھا کہ سرکار انگریزی کے والا اقتدار ہونے سے وہ
ایسی راحت و عافیت دامن مین رہتا ہے کہ کبھی اس کے باپ دادا کو نہین میسر ہوا کبھی بیرونی حملہ کا
خوف نہین ہوا کہ جس سے ملک مین خلل و فتور پڑنے کا اندیشہ ہوتا - اب انگریزون نے دہلی اور لکھنؤ کو
تسخیر کرلیا تھا اور بہت سی فتوح حاصل کین تھین جس سے راجہ کو یقین واثق ہوگیا تھا کہ آخر کو انگریز
فتحیاب ہونگے مگر اسکی قوم اور اسکے عالی موالی انگریزون سے ایسے ناراض تھے کہ جب انہون نے
دیکھا کہ وہ انگریزون کے دامن کو نہین چھوڑتا انکے سایہ عاطفت ہی مین ہمیشہ رہنا چاہتا
ہے تو انکا یہہ ارادہ ہوا تھا کہ اسکو معزول کرکے کسی اور کو گوالیار کا مہاراجہ بنائین جب مہاراج
پاس خبر آئی کہ تانتیا ٹوپی اور جھانسی کی رانی اور اور بڑے بڑے امیر ایک لشکر عظیم کے ساتھ مرار
مین آگئے ہین جس مین سات ہزار پیدل اور چار ہزار سوار اور بارہ توپین ہین تو وہ پہلی جون کی
صبح کو مرار کے مشرق مین دو میل کے فاصلہ پر لڑنے کے لئے گیا اسکے ساتھ چھ ہزار پیدل اور

پندرہ سو سوار تھے اور بوڈی گارڈ چھ سو تنومند سپاہیون کا تھا اور آٹھ توپین تھین۔
اس سپاہ کو تین ڈویژن مین تقسیم کیا توپون کو مرکز مین رکھا اور دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہوا
۷ بجے صبح کے باغی سشتری توپخانون کو پشت پناہ بناکے آگے بڑھے۔ جب وہ نزدیک آئے
تو مہاراجہ سیندھیا کی توپون نے اپنے گولے مارے۔ جب توپون پر انکے چھوٹنے کا دھوان
صاف ہوا تو باغیون کے پیادے اور دو ہزار سوار سیندھیا کی توپون کو چھین کر لے گئے
سوار مہاراج کے بوڈی گارڈ کے سب پیدل اور سوار کیا تو باغیون سے جا ملے یا ایسے مقام پر
جا کھڑے ہوئے کہ جس سے معلوم ہوا کہ وہ اب لڑنے کے نہین پھر باغیون کے سوارون نے
مہاراجہ کے بوڈی گارڈ پر حملہ کیا جنکے ساتھ سیندھیا تھا۔ بوڈی گارڈ کے بعض سپاہی بڑے
بہادری سے لڑے اور جب تک ان مین بہت سے نہین مارے گئے وہ لڑتے رہے اب
سیندھیا نے دیکھا کہ لڑنے سے کچھ فائدہ نہین تو وہ گھوڑے پر سوار بگٹٹ آگرہ کو بھاگا
کہین گھوڑے کی باگ کو روکا نہین۔

باغیون کا گوالیار مین داخل ہونا اور انکی گورنمنٹ کا قیام

باغی گوالیار مین داخل ہوئے قلعہ اور خزانہ سلحخانہ اور شہر پر قبضہ کیا۔ خزانہ زر و جواہر سے
سلحخانہ سب قسم کے ہتھیارون سے اور شہر دولت مندون سے معمور تھا جو ان کے ہاتھ آئے
اب انہون نے اپنی باقاعدہ گورنمنٹ قائم کی۔ نانا نے پیشوا ہونے کا اشتہار دیا اور راؤ صاحب
کو گوالیار کا گورنر مقرر کیا۔ گوالیار کی سپاہ کو اور کالپی سے جو سپاہ آئی تھی اسکو بخششین اور
انعامات تقسیم کئے رام راؤ گوبند جسکو سیندھیا نے اپنے اہل دربار مین سے نہایت ذلیل کیا
تھا اسکو وزیر اول مقرر کیا۔ مہاراجہ کا سارا مال اسباب ضبط کر لیا۔ چار مرہٹے سردار جن کو
بغاوت کے جرم مین سیندھیا نے مقید کیا تھا چھوڑ دیئے گئے اور انکو خلعت دیئے گئے
اور انکو اضلاع مین بھیجا کہ وہ سپاہیون کو بھرتی کرین جو جنیل برا انگریزون کا ایسا مقابلہ کرین
کہ وہ اس سے اترنے نہ پائین شہر کے باہر جو سپاہ تھی وہ جھانسی کی رانی کے زیر فرمان آئی
اور جو شہر کے اندر سپاہ تھی وہ تانتیا ٹوپی کے حوالے ہوئی کہ اس کے احکام کی اطاعت کرے
اضلاع مین سرکش راجاؤن کے نام جنمین زیادہ سربرآوردہ بان پور اور شاہ گڈھ کے
راجہ تھے خطوط جاری ہوئے کہ وہ گوالیار مین انگریزی گورنمنٹ مین شامل ہون۔

۲۵ مئی کو سر ہیو روز نے کرنیل روبرٹس کو ایک چھوٹا سا کولم دیکر جنوب مغرب مین ان باغیون کے تعاقب مین بھیجا تھا جو کالپی سے بھاگ گئے تھے۔ چوتھی جون کو سر ہیو روز پاس خبر آئی کہ گوالیار پر یقینی باغیون نے قبضہ کر لیا ہے۔ انہون نے سٹوورٹ صاحب کو پہلے بریگیڈ کی کچھ سپاہ کے ساتھ روبرٹس کی امداد کو بھیجا۔ سر ہیو روز نے اس واقعہ کے سب پہلو دن پر غور کر کے کسی خوف و اندیشہ کا خیال نہین کیا اور گوالیار کے دوبارہ فتح کرنے کا عزم مصمم کیا۔

سر ہیو روز پاس کمانڈر انچیف کا تار آیا کہ بریگیڈیر سمتھ کا برگیڈ اور ایک کولم کرنیل رڈل کے ماتحت انکے پاس بھیجا گیا ہے۔ سر ہیو روز نے جھانسی مین جو سپاہ چھوڑی تھی اس کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سپاہی جنکو اپنے گھرون کے جانے کی رخصت مل چکی تھی اور وہ بہت دور چلے گئے تھے جب ان پاس گوالیار کی خبر بھیجی گئی تو وہ خوشی خوشی پھر سر ہیو روز پاس آ گئے۔ سر ہیو روز کی یہہ تجویز تھی کہ گوالیار کے مشرق مین ضعیف مقام پر حملہ کیا جائے اور ایسا چارون طرف سے گھیرا جائے کہ باغیون کے نکل جانے کے لئے کوئی راہ باقی نہ رہے اس لئے انہون نے یہہ احکام صادر کئے کہ آگرہ کی سڑک پر رڈل صاحب جائے سمتھ صاحب کوٹہ کی سرے مین آئے جو گوالیار سے جنوب مشرق مین چار میل ہے اور حیدرآباد کنٹنجنٹ جنوب مین باغیون کے سدراہ ہون۔

وٹ لوک صاحب کو کالپی کی محافظت پر متعین کیا اور خود اپنے قدیمی برگیڈ جسکے سردار سٹوورٹ صاحب اور نے پیر صاحب تھے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور ایک اور نمبر ا برگیڈ جلدی جلدی راجپوتانہ سے آتا تھا۔ نو دن سفر کر کے یہہ کالپی کی سپاہ ۱۶ جون کو ایسی مقام پر آئی کہ مرار سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ سوارون نے دشمن کے مقامات تحقیق کر کے ایسے اطلاع دی کہ فوراً دشمنون کی لینون پر کامیاب حملہ ہوا۔ پہلے اس سے کہ باغیونکی کمک اور مقامات سے پہنچنے پائے چھاونی کے محافظین کو پیچھے ہٹا دیا اور درمیانی میدانون مین شکار کر کے شہر مین بھگا دیا۔ سر ہیو روز منتظر سمتھ کی لشکر کے تھے جو جنوب مشرق کی جانب سے دشمن کے مقامات پر حملہ کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ ۱۷ جون کی شام کو اس افسر نے اپنی راہ مین لڑائی لڑنے سے کئی توپین بعض ان بلندیون تک لے لین جو لشکر کے اوپر تھین لشکر پرانی چھاونی

تھی اور اب بیا اچھا شہر فصیل دار تھا) دوسرے دن انھون نے پہاڑیون کے ہلال پر قبضہ کر لیا
جو جنوب کی طرف سے گوالیار کے آنے مین سد راہ ہین۔

جب ہیوروز نے مرار پر یورش کر کے اسکو لے لیا بعض باغی خشک نالہ مین جو ایک گانون کے
گرد تھا بھاگ کر گئے اٹھترو ین ہائی لینڈرس نے ان مین سے ایک آدمی کو زندہ نہین
چھوڑا۔ باقی اور باغی بھاگ گئے اسکا چودھوین ڈریگون نے شکار کیا۔ اب سر ہیوروز مرار کے
بالکل مالک تھے جسکے سبب سے آگرہ کی سڑک پر وہ حکمران ہو گئے اور سمتھ صاحب کے ساتھ
انکی آمد و رفت کی راہ کھل گئی۔

جھانسی کی رانی بھی جو بڑی مستقل مزاج تھی اور باغیون کے تھٹ میدان جنگ مین اور صلاح مشورہ کی
محفل مین جان تھی مردانہ لباس پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار تھی وہ سارے دن اپنی سپاہ کو
لڑنے کے لیے تازہ دم کرتی رہی۔ جب انگریزون نے گھاٹی مین ایک ایک چپہ لے لیا اور سمتھ
صاحب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تو انہون نے حصار سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رانی جھانسی نے
بہادرانہ انگریزی سوارون کا مقابلہ کیا جب اس کے ہمراہی بھاگے رانی نے ہر چند اپنے گھوڑے کو
روکا مگر وہ نہ رکا اور گھوڑون کے ساتھ بھاگا اور چھاونی کے قریب نہر کے پار جانے مین اسکا
گھوڑا اگرا اور رانی کو ایک سوار نے مار ڈالا اسنے یہ نہین جانا کہ یہہ بڑے رتبہ کی عورت ہے بس وہ ایسی
گری کہ پھر نہ اٹھی اس کے ہمراہیون نے یہہ سمجھ کر وہ مردہ بھی انگریزون کے ہاتھون مین نہ پڑے
اسکی لاش کو جلا دیا۔

سپاہ جو سارے دن بغیر کھائے لڑی تھی تھک کر بالکل چکنا چور ہو گئی تھی ہسار کے سوار مشکل سے
زین پر بیٹھ سکتے تھے اور ایک پیادہ کی رجمنٹ مین چوراسی سپاہی لو کے مارے ہوئے تھے۔
سر ہیوروز صاحب نے انکی مشکلات پر نظر کر کے رابرٹس صاحب کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ
انکی کمک کو بھیجا۔ باوجودیکہ باغیون کو شکست ہوئی تھی مگر یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ پھر حملہ کرنے پر تیار ہین
کالپی کی سپاہ سر ہیوروز پاس آگئی انہون نے دوپہر کے بعد سمتھ صاحب سے ملنے کا قصد کیا
مرار کی چھاونی مین سر رابرٹ نے پیئر کو جو دوسرے برگیڈ کے کمانڈر تھے چھوڑا سپہ میل سفر کیا تھا
گرمی کی وہ شدت تھی کہ اس سفر مین صرف ایک رجمنٹ کے سو سپاہی لو لگنے سے گر پڑے۔

جھانسی کی رانی کا مارا جانا

سر ہیوروز کا سمتھ صاحب سے ملنا ۱۸ جون ۱۸۵۸ء

مرار کی ندی پر شام کو قیام کیا جو سمتھ کی خیمہ گاہ سے قریب تھی۔ سرہیوروز نے دیکھا کہ پہاڑ دون باغیون کا ایسا مقام ہے کہ گوالیار سے انکی مدد نہین ہوسکتی اور وہ اپنے ہمراہیون سے جدا جا پڑے ہین اس لیے انھون نے ۲۰ تاریخ کی صبح کو بہت سویرے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا انھون نے ۱۹ تاریخ کی صبح کو دیکھا کہ ایک بڑی سپاہ گوالیار سے نکلی چلی آتی ہے جسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر حملہ کرے اس لیے انھون نے خود اسپر حملہ کرنے کا قصد کیا۔

۱۹ تاریخ کو سرہیوروز و سمتھ دونو کا لشکر متفق ہو کر آگے بڑھا انہر بندوقون کی گولیان اور تراٹ نرٹ گولے قلعہ اور شہر کے قریب کی مورچہ دار پہاڑیون سے پڑ رہے تھے۔ لیکن نمبری ۸۶ و ۹۵ رجمنٹون کے پیدلون اور توپون کی مار کے آگے دشمنون کی کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی تھی بڑتر گولہ اندازو دشمنون کی مہلک آتش زنی کے منھ مین اپنی بیٹریون کو نہر کے پار جوا سکے پار تھین لائے۔ تھوڑی دیر تک تیز و تند لڑائی ہوئی اس کے بعد انگریزی لشکر سب اونچی بلندی پر چڑھ گیا جو قلعہ کے جنوب مین ہین پہاڑی توپون نے جہانتک انکی رسائی ہوسکی ایک توپ چھین لی ایک اور بیٹری اور دشمن کے میسرہ کی انتہا کے پیدلون نے حملہ کیا۔ بمبئی کی سپاہ گورون کی مانند لڑتی تھی۔ بمبئی کی رجمنٹ نے پیدلون کو بلندیون پر سے جنپر وہ تھے ہٹا دیا اور بیٹری کو لے لیا بلندیون کے کنارون پر مجتمع سپاہیون نے جمع ہو کر نیچے اپنے گوالیار کو دیکھا جسکا فتح کرنا انکا عین مقصود تھا لشکر یعنی نئے شہر مین مکانات درختون مین چھپے ہوئے بائین طرف نظر آتی تھے اور داہین طرف ایک سرسبز باغ مین پھول باغ کا محل نمایان تھا۔ شکست یافتہ باغی دکھائی دیتے تھے کہ وہ میدانون مین اس لیے جمع ہورہے ہین کہ ان مکانون مین پناہ لین جو شہر سے باہر درختون کے اندر ہین۔ سرہیوروز نے جب یہہ دیکھا تو انھون نے گوالیار پر قبضہ کرنیکا ارادہ شام سے پہلے لینے کا کیا۔ سرہیوروز نے تو لشکر فتح کرلیا اور اس اثنا مین سمتھ نے پھول باغ کو لے لیا۔ تانتیا ٹوپی اپنی عادت کے موافق پہلے سے بھاگ گیا۔ سرہیوروز نے لشکر اور محل پر قبضہ کر کے شہر کا انتظام کیا وہ آسانی سے اس لیے ہوگیا کہ دکاندارون کی جماعت ہمیشہ انگریزون کی خواستگار رہی ہے۔

۱۹ جون کی رات کو کل گوالیار کے سرہیوروز ستاسی آدمیون کو مقتول اور زخمی کر کے مالک مختار

ہو گئے بس اب ایک بڑا ہیبت ناک قلعہ فتح کرنا باقی رہا تھا یہہ پہاڑی قلعہ ڈیڑھ میل طول مین
اور تین سو گز عرض مین تھا اسکی فصیل پہ سے تمام لڑائیون مین توپین انگریزی سپاہ پر چلتی رہین
گو انکا اثر کچھ نہین ہوا - ۲۰ جون کو بھی اسپر سے توپین چلتی رہی تھین - صبح دو افسرون نے
وہ بہادری کا کام کیا کہ جیسے کوئی بہادری کا کام سبقت نہین لے جا سکتا - اگر اس قلعہ مین
سپاہ اچھی طرح انتظام کے ساتھ بیٹھتی تو دشمنون کا خوب مقابلہ کر سکتی مگر اب تو اس مین تیس سپاہی تھے
۲۰ تاریخ کی صبح کو لفٹنٹ روس پچیسوین ہندوستانی بمبئی پیدل کے کوتوالی کے افسر تھے
جو قلعہ کوہی کے بڑے دروازہ کے قریب تھے . قلعہ کی فصیل سے توپین چلتی تھین تو روس صاحب نے
اپنے افسر برادر لفٹنٹ والر سے جو انکے قریب ایک تھوڑی سی سپاہ پر کمانیر تھے کہا کہ تم میرے
ساتھ اس قلعہ کے فتح کرنے مین شریک ہو گئے اگرچہ اس مین جوکھون بہت ہے مگر عزت و
نیکنامی بھی بڑی ہے والر صاحب نے انکے کہنے کو قبول کر لیا یہہ دونو افسر مع اپنی سپاہ اور
ایک لہار کے دروازہ کے پاس گئے لہار زبردست تھا اسنے قلعہ کے دروازہ کو کھول دیا اور
اسی طرح اور باغ کے دروازون کو کھولا - جب چھٹے دروازہ کے کھولنے کو گئے تو دشمنون کو
خبر ہوگئی انہون نے اپنی آتش زنی شروع کی تو پھر دست بدست دشمنون سے لڑائی ہوئی -
طرفین سے آدمی ہلاک ہوئے - روس صاحب نے اپنی بڑی بہادری اس کام مین دکھائی
مگر انکے سپاہی نے انکو آنکر مار ڈالا اور اس سپاہی کو والر صاحب نے مارا - یہہ قلعہ کوہی فتح ہو گیا

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سر ہیو روز نے بریگیڈیر جنرل روبرٹ نے پیشتر سے درخواست کی تھی کہ
وہ باغیون کا تعاقب مین جہانتک ممکن ہے قریب جاکر لڑین انہون نے تعاقب کیا اور ۲۲ کو آفتاب کے
غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے انہون نے گوالیار کے جنوب مین دس میل پر جاورا علی پور مین پانچ ہزار
باغی سپاہ بڑی تعداد دیکھی جن مین تمام کالپی کی بچی ہوئی سپاہ اور گوالیار کی کنٹنجنٹ سپاہ تھی
روبرٹ نے اسپر حملہ کیا ہر ایک سپاہی نے بڑی بہادری کی - باغی تھوڑی دیر لڑ کر بھاگے
تو بڑی سرگرمی سے تعاقب ہوا - باغیون کی پچیس توپین سارا میگزین اور ہاتھی خیمے ڈیرے
گاڑیان بیگیج چھن گئے اور تین و چار سو کے درمیان آدمی مارے - اس سے زیادہ کوئی
شکست نہین ہو سکتی اس کے بعد گوالیار کی تسخیر کی مہم ختم ہوئی اس سے سر ہیو روز کا نام

سربلند ہوا جنکے اوصاف پہلے بیان ہو چکے ہین۔ موسم گرمی مین سنٹرل انڈین فیلڈ فورس گوالیار
و مرار و سیپری اور جھانسی مین آرام کرنے کے لیئے گیا۔

باب چہارم

سدرن مرہٹہ کنٹری (جنوبی مرہٹونکا ملک) اور لی گرینڈ جیکب

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۱۸۵۸ء کے موسم بہار مین بیل گاؤن اور اس کے ہمسایہ مین فسادات مٹ مٹا گئے تھے امن عافیت و بندوبست ہو گیا تھا۔

سیٹن کار کے پاس کامون کی کثرت بہت تھی مرہٹون نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ انکی کامون مین تخفیف کرائی جائے گورنمنٹ نے انکی درخواست پر یہہ حکم دیا کہ وہ صرف ملک کا سول انتظام اپنے ہاتھ مین رکھین اور پولیٹکل کام اپنے اسسٹنٹ مین سن صاحب کو سپرد کردین اس حکم سے کار صاحب ناخوش ہوئے

لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے بعض وجوہ سے کل جنوبی مرہٹون کے ملک مین کرنیل لی جیکب صاحب کو پولیٹکل ایجنٹ مقرر کردیا۔ سیٹن کار نے اسپر یہہ اعتراضات کیئے کہ اول مین سن صاحب کو پولیٹکل ایجنٹ مقرر کیا جو انعام کمیشن کا بڑا طرفدار تھا جسکی سبب رئیسون کو اس سے نفرت تھی پھر بعد اس کے یہہ دوسری تبدیلی کی گئی جس سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ رونما نہو۔

سیٹن کار صاحب ملک سے ہتھیار لے رہے تھے اور کرنیل جارج مالکم صاحب انکے مددگار تھے مالکم صاحب کی رجمنٹ مرہٹہ سوارون نے سارے ملک مین انتظام کر رکھا تھا۔ شوراپور کی لڑائی مین انکی خدمات کا بیان کیا گیا ہے اس جنگ سے قبل ۹ نومبر ۱۸۵۷ء کو ایک مستحکم گاؤن ہل گلی پر چڑھائی کی تھی یہہ گاؤن بدخواہون اور سرکشون کا ملجا و ماوا تھا۔ ان باغیون کو کچھ دنون کر صاحب اور لاٹوچ صاحب نے روک کے رکھا تھا ان افسرون نے حملے کر کے دشمنون کو قصبہ مین گھسا دیا وہ باغیون سے گلیون مین لڑ رہے تھے کہ مالکم صاحب مع

جمع سپاہ آگئے اور انہون نے شہر کو فتح کر لیا۔ ملک ابھی غیر منتظم تھا۔ گھاٹون کے نیچے اور اوپر انگریزون کا مقابلہ ہوتا۔ بعض جگہہ سے ابھی توپین اور ہتھیار سب کے سب نہین لئے گئے تھے اس لئے خوف منتشر پھیلے جاتے تھے مگر کرنل جیکب نے وہ سب رفع کر دیئے لیکن تھوڑی دیر بعد ایک اور مقام پر فساد کھڑا ہوا۔

تارگنڈا کا راجہ گورنمنٹ کا بد خواہ تھا سنہ ۱۸۵۸ء تک اس سے بچی گئی بسیٹن کار اور مین سن صاحب نے اسکو دیا کر اسکی توپون اور میگزین کی فہرست منگائی اور پھر حکم دیا کہ یہہ توپین دھاروار بھیجدے۔ جو لوگ یہہ جانتے ہین کہ ہندوستانی رئیسون کو اپنی توپین کیسی عزیز ہوتی ہین وہ یہہ سمجھ سکتے ہین کہ راجہ کے دل مین اس گورنمنٹ کے حکم سے کیسی ناراضی پیدا ہوئی ہوگی۔ اسی زمانہ مین مسٹر کار نے اسکے بڑے دوست جام کھنڈی کو مقید کرکے جیلخانہ مین بھیجا تھا اسکو بھی یہہ خیال پیدا ہوا کہ وہ بھی اس دوست کی طرح جیلخانہ مین بھیجا جائیگا اسنے اپنا ایک معتمد مختار دھاروار مین بھیجا کہ وہان کے مجسٹریٹ سے جاکر اصل حقیقت دریافت کرے۔ جیکب صاحب پاس تار آیا کہ دھاروار کے قریب بلوہ ہوا ہے جسکا معین و مددگار راجہ تارگنڈا ہوا ہے جیکب صاحب نے تارگنڈا کے راجہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور اُس کے ٹھیک بنانے کے لئے مالکم صاحب کو بھیجا۔ اس جوانمرد افسر نے ڈھائی سو سوار ساتھ لیکر ان باغیون پر حملہ کیا جنہون نے دھاروار کے علاقہ مین خزانہ لوٹا تھا۔ مین سن صاحب رام ڈروگ مین آئے وہ انکو خالی ملا۔ یہان کے راجہ کی معرفت معلوم ہوا کہ اسکا ہمشیر بھائی راجہ تارگنڈا دغابازی کررہا ہے انہون نے اسکے نام خطوط دیکھے اسنے رام ڈروگ کے راجہ کو لکھا تھا کہ وہ بھی میری طرح بغاوت کرے اور تارگنڈا کی طرف کوچ کرے مگر اس راجہ نے مالکم کے ساتھ سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ مین سن صاحب اور انکے ساتھ بارہ سوار تھک کر چکناچور ہو گئے تھے مین سن صاحب پالکی مین سوار ہو کر چلے اور دس بجے ایک گاؤن مین جاکر مندر کے اندر سو رہے۔

تارگنڈا کے راجہ کو جب مین سن صاحب کے مندر مین سونے کی خبر ہوئی تو وہ آدھی رات کو سو آدمیون کو لیکر مندر پر چڑھ آیا اور مین سن اور ان کے ساتھیون کو مار ڈالا اور تارگنڈا مین انکا سر لاکر دروازہ پر لٹکا دیا۔

جیکب صاحب پاس بلوہ کی خبر آنا — مین سن صاحب ... کا مارا جانا

ین باغیون کے گروہ نے خزانہ لوٹا تھا وہ کوپال ڈروگ مین آیا۔ کرنیل ہیوز نے سہاورانہ حملہ کرکے کوپل ڈروگ کو فتح کرلیا اور بھیم راؤ راجہ ہیم باجی کو اور باغیون کو مار ڈالا۔

بالکم صاحب بہت جلد تار گنڈ گئے اسکی کمک کے لیے تو پہنچ پایا ... آگے باغیون نے سفر کرکے اسپر حملہ کیا انہون نے اسکو شکست دیکر بھگا دیا اور ۲ جون کو تار گنڈ کو لے لیا۔ راجہ بھیر جوگیون کا بھیر کر بھاگا۔ ۳ جون کو سیٹن صاحب نے اسکو گرفتار کر لیا۔ بیل گاؤن مین اس کی تحقیقات ہوئی اور جرم ثابت ہوا۔ ۱۱ جون کو سپاہ اور سارے اہل شہر کے روبرو اسکو پھانسی دی گئی اسنے اپنی بغاوت کے لیے یہہ عذر کیا کہ مقید ہو جانے کا خوف تھا۔

جب کرنیل جیکب کو مین سن صاحب کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو انہون نے ملک کی شمالی ریاستون کے انتظام کی طرف توجہ کی انہون نے میراج کے راجہ سے سارا میگزین لے لیا وہ برگیڈیر جنرل بھی مقرر ہو گئے تھے ان کے مستحکم قواعد و آئین سے گھاٹون کا اوپر کا ملک بالکل امن امان ہو گیا مگر گھاٹون کے نیچے کے ملک مین گوا کی سرحد پر ساونت کے باغیون پاس مدراس اور بمبئی کی آئینی و غیر آئینی سپاہ اور پرتگیزی سپاہ انگریزون سے لڑنے کے لئے تھی۔ آخر نومبر کے مہینے مین جرنیل جیکب نے گوا کے پرتگیزی وائس رائے سے صلاح مشورہ کیا جس نے ان پاس اپنی تمام سپاہ کے بھیجدینے کا اقرار کیا مسٹر جر یلڈ اس مہم کے مدار المہام ... نے جو باغی تھے انکو اطلاع دی گئی کہ وہ ۴ نومبر تک اپنے تئین حوالہ کردین نہین تو بغیر کسی ترس رحم کے انکا تعاقب کیا جائیگا۔ انتی باغیون نے پرتگیزون کے افسر کو اپنے تئین حوالہ کیا اور باغیون کے سرغنہ پرتگیزون کی عملداری مین تیمور بھیجے گئے بس سدرن مرہٹہ کنٹری مین بالکل انتظام و بندوبست سرکار انگریزی کا ہو گیا۔

باب اول

لارڈ کیننگ کا اشتہار اودھ

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ لارڈ کیننگ نے اودھ کے تعلقہ دارون کے باب مین اشتہار جاری

کیا تھا اب ہم اسکا حال بالتفصیل لکھتے ہین ۔

لارڈ کیننگ نے اودھ کا اشتہار سر جیمس اوٹرم چیف کمشنر اودھ کے پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک چٹھی مورخہ ۳۔ مارچ ۱۸۵۸ع بھیجی تھی جس مین انکو ہدایت کی تھی کہ جب تک اشتہار کا اعلان نہ کیا جائے کہ لکھنؤ بالکل قبضہ مین نہ آجائے یا فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین نہ آئے یہہ اشتہار اس سرکش صوبہ کے باشندون کی مخاطبت مین تھا جو انکی چشم نمائی کرتا تھا اور ان کے حق مین ایک فتنہ سے تھا جو تنبیہہ کرتا تھا مطلع کرتا تھا کہ لکھنؤ نے نو مہینے تک سرکار والا اقتدار کی حکومت سے مقابلہ ومجادلہ کیا اب وہ اس کے فتح کرنے والون کے قبضہ اختیار مین آیا ہے اس مقابلہ ومجادلہ مین باغی سپاہیون نے اپنی نافرمانی سے ابتدا کی تھی شہر وصوبہ کے باشندے زیادہ تر معین ومددگار رہے جنکی ثروت وامارت برٹش گورنمنٹ کے طفیل سے پیدا ہوئی تھی اب اس کے معاوضہ و پاداش کا وقت آیا ہے۔ اس اصول کے موافق کہ بے گناہون کو انعام واکرام پہلے اس سے دیا جائے کہ مجرمونکو سزا دی جائے اس اشتہار مین چھ آدمیون کا نام لکھا گیا جنمین تین راجہ تھے اور دو زمیندار اور ایک تعلقہ دار جو سرکار کے ساتھ خیر خواہ رہے گو انکو بہت جبری ترغیبین دی گئین انکی نسبت یہہ ظاہر کیا گیا کہ وہ صرف اپنی ان موروثی زمینون کے مالک نہین رہین گے جو ان پاس سوقت تھین کہ اودھ مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا بلکہ ان سے اقرار کیا جاتا ہے کہ وہ اور زیادہ انعام بھی پائینگے اسی طرح کا اقرار ان لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے جو اسی قسم کے استحقاق اپنے قائم کرینگے اور اگر گورنمنٹ کو اطمینان ہوگا تو انکی خدمات کے متناسب انعام واکرام دیئے جائینگے لیکن انکی سوا تمام صوبہ مین جملہ حقوق اراضی برٹش گورنمنٹ ضبط کرتی ہے وہ ان حقوق کے باب مین اپنی مرضی کے موافق جو مناسب جانیگی فیصلہ کریگی۔ امیر تعلقہ دار و زمیندار جو فوراً اطاعت کرینگے اور اپنے ہتھیار دیدینگے اور چیف کمشنر کے احکام کی تعمیل کرینگے انکے لیئے اس اقرار کا اشتہار دیا جاتا ہے کہ انکی جان اور آبرو سلامت رکھی جائیگی بشرطیکہ ان کے ہاتھ انگریزون کے قتل کے خون سے آلودہ ہوئے ہونگے اور از دیاد عنایت کے لیئے اشتہار مین یہہ اضافہ اور کیا گیا کہ اس کے بعد ایسے آدمی جس حالت مین رکھے جائینگے وہ برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور رافت پر موقوف ہے" آخر کو اشتہار مین یہہ اقرار کیا گیا کہ جن جماعتون کا اوپر ذکر ہوا ہے

جسقدر وہ چیف کمشنر کی امداد امن و انتظام کے قائم کرنے مین مستعدی و چستی و چالاکی سے
پیش قدمی کرینگے اسیقدر ان پر عنایات کی جائینگی اور گورنر جنرل انکے حقوق کے خیال کرنے
آمادہ رہیگا اور فیاضانہ سلوک کریگا کہ اس کے پہلے حقوق کو بحال رکھیگا اور جن لوگون نے
انگریزون اور انگریزنون کے قتل مین شرکت کی ہے ان پر کوئی رحم نہین کیا جائیگا اور جن لوگون نے
انگریزون کی جانین بچائی ہین وہ خاصکر مستحق سمجھے جائینگے کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے
اور ان کے حقوق پر خیال کیا جائے - چٹھی جو اس اشتہار کے ساتھ آئی تھی اس مین فورین
سکرٹری اڈمنسٹن صاحب نے احتیاطاً لکھا تھا کہ اس اشتہار کا اعلان جب تک نہ کیا جائے
کہ لکھنؤ فتح نہ ہو یا وہ فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین نہ آئے اور جب اس اشتہار کا
اعلان کیا جائے تو وہ صرف اودھ کے ان باشندون کی مخاطبت مین سمجھا جائے جو لڑنے
والے نہ تھے اور کسی معنی گروہ باغی سپاہیون سے متعلق نہ جانا جائے اور لارڈ کیننگ کو
یقین ہے کہ ظاہری درشتی کی طرز جو اشتہار کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے وہ ضروری ہے
ایسے سرکاری کاغذ مین فیاضی اور معافی تقصیرات کا اعلان اسکے معانی مین مغالطہ پیدا
کرتا ہے اور اشتہار کی جان رحم و رافت و نرم دلی ہے کہ اس مین یہہ اقرار کیا گیا کہ راجہ و تعلقہ دار اور
زمیندار موت اور قید کی سزا سے معاف کئے گئے ہین جو گورنمنٹ سے لڑے ہین
اور جنہون نے گورنمنٹ کے خلاف سازشین کین ہین جائدادون کا قرق کرنا زیادہ تر معاوضہ
سخت سزا کا بہ نسبت عدالت کی درشتی کے ہے اس چٹھی کے خاتمہ مین یہہ بیان کیا گیا تھا
کہ باغیون کے جرمون کے مختلف مدارج ہین انکے ساتھ معاملہ کرنے مین کونسے اطوار سر جیمس
اوٹرم کو اختیار کرنے مناسب ہین -

سر جیمس اوٹرم پاس ۵ - مارچ کو یہہ چٹھی اور اشتہار آئے ان کو پڑھکر سر جیمس اوٹرم کی رائے بالکل نکلی
اس اشتہار کے خلاف ہوئی انہون نے ۸ - مارچ کو فورین سکرٹری کو یہہ چٹھی لکھی جسکا مضمون یہہ تھا کہ مجھکو یقین ہے کہ ان زمیندارون
تعلقداران ملک مین بھی تعداد نہین کہ جنہون نے کسی نہ کسی طرح سے باغیونکی امداد نہ کی ہو اسواسطے
حقوق کی تلف کرنے والی جو قرقی ہوئی ہے اسکی مستثنےٰ صورتین چند ہی ہونگین - مین اپنا یقین
ظاہر کرتا ہون کہ جس وقت اس اشتہار کا اعلان کیا جائیگا تو امرا و رؤسا و تعلقہ دار اپنی ریاستون مین

چلے جائین گے اور سخت مقابلہ و مجادلہ کے تیاریان کرین گے۔ میری راے مین انہیند زمیندارون نے سرکشی کی ہے جنکے حق مین بعد الحاق اودھ نہایت ہی نا انصافی بندوبست اراضی مین کی گئی ہے بس انکا باغیون کی امداد کرنا فی الحقیقت بمقتضائے طبع بشری تھا۔ جب باغیون نے اودھ مین برٹش گورنمنٹ کی حکومت کو بالکل برباد کیا ہے توراجاؤن اور تعلقہ دارون نے گورنمنٹ کے برخلاف انکی طرفداری کی ہے بس انکے ساتھ مدارات ایسی کرنی چاہیے جیسے کہ معزز دشمن کے ساتھ ہوا کرتی ہے نہ ایسی کہ سرکشون کے ساتھ کی جاتی ہے اگر انکی زمین قرق کی جائیگی تو وہ بڑے سنگدل دشمن ہوجائینگے پھر انکے چھوٹے چھوٹے گروہ لڑائیان لڑین گے جنمین ہزارون یوروپین کی جانین لڑائی مین بیماریون مین جائینگین۔ لیکن اگر انکی زمینین انہین کو دیدی جائینگین تو وہ فوراً انتظام کے بحال کرنے مین معین و مددگار ہونگے اور سم کاروا لاقتدار کے ساتھ شریک و مددگار ایسے ہونگے کہ پھر اسکی ضرورت نہین رہیگی کہ اودھ مین بڑا لشکر رکھا جائے اسکے جواب مین لارڈ کیننگ نے ۱۰- مارچ کو لکھا کہ اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کیا جائے کہ انمین سے جو مستعدی و چستی و چالاکی کے ساتھ چیف کمشنر کے امن انتظام کی بحالی مین پیشقدمی کرینگے انپر یہہ مہربانی کی جائیگی کہ گورنر جنرل انکے ان حقوق پر جو وہ حاصل کرین گے غیاضانہ خیال کرکے انکے پہلے استحقاقون کو بحال کرینگے تین ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کے مضامین کا جواب طول طویل لکھا مسٹر ایڈمنسٹن نے ۳۱ مارچ کو مراسلہ مین لکھا کہ لارڈ کیننگ قبول کرتے ہین کہ اودھ کے باشندون کی حالت بلحاظ برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی کے بالکل مختلف ان صوبون کے باشندون کی حالت سے ہے جو برٹش سلطنت مین مدتون رہے ہین۔ لیکن گورنمنٹ کی راے مین یہہ فرق کوئی مستحکم بنا اس بات کے لیے نہین ہے کہ امرا و روسا اور تعلقہ دارون کے ساتھ ترجیح اور شفقت و رافت اسطرح کیجائے جسطرح کہ اوٹرم صاحب بیان کرتے ہین۔ جرم کبیرہ کے مرتکب ہونے کی صورت مین موت و جلاوطنی اور قید کی سزا سے معاف رکھنا بھی بڑی بخشائش ہے۔ اب باغیون کے ساتھ اس سے زیادہ نرم دلی اور رحم کا برتاؤ کرنا معزز دشمنون کے ساتھ سلوک کرنا نہین ہے (جسکی استدعا اوٹرم صاحب کرتے ہین) بلکہ دشمنون کو یہہ کہنا ہے کہ انہون نے فتح حاصل کی ہے اوٹرم صاحب جو یہہ لکھتے ہین کہ بندوبست

اراضی مین الحاق اودھ کے بعد بندوبست اراضی مین تعلقہ دارون اور زمیندارون کے ساتھ ایسی ناانصافی کی گئی ہے جسکے سبب سے انھون نے سرکشی کی ہے - لارڈ کیننگ اسکی اس بات کو نہین مانتے - یہہ بات مان بھی لی جائے کہ اودھ مین بندوبست اراضی مین دیہاتی نظام بجائے قدیمی تعلقہ داری نظام کے داخل کرنا بالکل دانشمندانہ پولیسی نہ تھی تو بھی لارڈ کیننگ اس بات کو یقین نہین کرتے کہ زمینداروں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ اس پولیسی کا نتیجہ تھا - انکے نزدیک تعلقہ دارون نے جو طریقہ اختیار کیا اسکی وجوہ یہہ تھین کہ تعلقہ دار جو خود مختاری سے اپنے اختیارات کام مین لاتے تھے وہ گھٹ گئے تھے قانونی ساوات سے انکے مراتب عظمت مین فرق آگیا تھا اور اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور کئے گئے تھے یہہ دلائل تھین جنکے سبب سے لارڈ کیننگ نے اشتہار لکھا -

اسوقت لارڈ ایلین برا بورڈ اوف کنٹرول کے پریسیڈنٹ تھے - اس اشتہار کی نقل ۱۲ مارچ کو انکے ہاتھہ مین آئی اس اشتہار کے ساتھ اسکی تفصیل نہ تھی جسکا وعدہ لارڈ کیننگ نے پیچھے بھیجنے کا کیا تھا اس اشتہار کو پڑھ کر لارڈ ایلین برا نے اسکے اعلان کرنے کا نتیجہ وہی نکالا جو اوٹرم صاحب نے نکالا تھا لارڈ ایلین برا کو یقین تھا کہ جب اودھ پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کیا ہے تو اس مین تعلقہ داران اودھ کے ساتھ سخت ناانصافیان کی گئی ہین - جو بڑا سبب صوبہ مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تمام قومی بدخواہی کا ہوا ہے اگر یہہ اشتہار اودھ مین دیا جائیگا تو تعلقہ داران اودھ یہ جانینگے کہ انکا مالک ہونے سے خارج ہو گیا وہ اس زمین کے مالک ہونے کو بہت عزیز رکھتے تھے اب انکا اس گورنمنٹ سے لڑنا جو انکو زمین کے مالک ہونے سے محروم کرتی ہے بہ نسبت سابق کے زیادہ مستعدی و جدوجہد سے لڑنا حق معلوم ہوتا ہے انھون نے لارڈ کیننگ کو مراسلہ مین لکھا کہ اودھ کے باشندے باغی نہ سمجھے جائین بلکہ ایسے دشمن جو عداوت کرنے کے مجاز تھے - اور فاتحین جب فتح حاصل کر لیتے ہین تو وہ بہت تھوڑے آدمیون کو سزا کا مستحق جانتے ہین اور اپنی فیاضی اور دریادلی کی پولیسی سے اپنا رحم و کرم زیادہ تر آدمیون پر کرتے ہین مگر لارڈ کیننگ نے ایسے مختلف اصول پر عمل کیا ہے کہ بہت تھوڑے باشندگان اودھ کو لطف و کرم کا مستحق سمجھا ہے اور انکے ایک مجمع کثیر کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جسکو وہ اپنے لیئے سخت سزا سمجھین گے اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ تعلقہ داران اودھ کے

برخلاف جو ترقی کی سخت پولیسی اختیار کی ہے اس مین تخفیف کی جائے - ہم چاہتے ہین کہ ہندوستان
کی تمام رعایا بخوشی برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کرے لیکن جہان ترقی عام ہوگی وہان نہ فرمانبرداری
خوشی سے ہوگی - اور نہ رعایا راضی وخوشی رہیگی - لارڈ ایلین برا اپنے عہدہ سے برخاست ہوئے
انکے سبب سے جو لارڈ کیننگ کی دلشکنی ہوئی تھی اسکی مکافات اور وزرار سلطنت نے کی
مسٹر ہربرٹ سٹڈنی اور لارڈ گرین ویل اور لارڈ ایبرڈین نے بڑی ہمدردی اور دلسوزی
کے ساتھ چٹھیان بھیجین - سر جیمس اوٹرم سپریم کونسل کے ممبر ہوگئے - لارڈ کیننگ نے رابرٹ
مونٹ گومری کو اودھ کا چیف کمشنر کردیا - مئی ۱۸۵۸ء مین مونٹ گومری کو لارڈ کیننگ نے
اپنی اس پولیسی کو جو مشہور اشتہار مین مندرج تھی حوالہ کیا - انہون نے اس پولیسی کو بڑی
دانشمندی سے اپنے لیئے ایک ٹیکن بنایا درشتی اور سختی کے ساتھ اسپر عمل نہین کیا -

باب دوم

اودھ مین امن وامان کا انتظام کرنا

ہوپ گرینٹ اور بینی مادھو و نواب گنج کی لڑائی

جلال آباد سے ہوپ گرینٹ صاحب بینی مادھو کی تلاش مین چلے وہ کانپور کی سڑک پر فساد کرتا
تھا سب سے بڑا باغی راجہ اودھ مین یہی تھا - ہوپ گرینٹ صاحب نائٹ کمانڈر اوف باتھ
ہو گئے تھے اس لیئے انکا آیندہ نام لارڈ کلائیڈ لکھا جائیگا - اور انکے ساتھ راجہ کپورتھلہ نوسو سکھ
اور تین برجی توپین دے بینی ساتھ لاکر شریک ہوگیا تھا بینی مادھو فیض آباد کی سڑک پر ایک مستحکم مقام
نواب گنج مین لکھنؤ سے اٹھارہ میل پر مقیم تھا اسکی سپاہ کی جھوٹی تعداد بارہ ہزار مشہور تھی -
سر ہوپ گرینٹ اور بینی مادھو کی سخت لڑائی نواب گنج مین ہوئی جس مین باغیون کو شکست ہوئی
اور باغیون کی چھ توپین چھنین اور چھ سو آدمی میدان جنگ مین کھیت رہے اور انگریزون کی
طرف ستھ آدمی مجروح ومقتول ہوئے تینتیس سپاہی لو سے مرے اور ڈھائی سو اسپتال مین گئے

اس نواب گنج کی فتح سے یہہ فائدہ ہوا کہ پھر باغیون کو یہہ حوصلہ نہین ہوا کہ وہ لکھنؤ کے قرب و
جوار مین اپنی جمگھٹ لگاتے۔

جولائی کے تیسرے ہفتے مین انکے نام سر کولن کیمبل کا حکم آیا کہ وہ راجہ مان سنگہ کی کمک کو
جائے یہہ راجہ بڑا اشہور تھا وہ ایک دفعہ باغیون کے ساتھ ہو گیا تھا لیکن مونٹ گومری صاحب
کے صلاح و مشورہ سے وہ انگریزون کا وفادار خیر خواہ ہو گیا اسکو انکے قلعہ مین بیس ہزار
باغیون نے جنکے پاس بیس توپین تھین گھیر لیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے سپاہ وہان بھیجی اور
۲۲ جولائی کو خود چلے۔

سر ہوپ گرینٹ کی روانگی کے وقت سے پہلے پڑھنے والون کو یہہ جاننا چاہیے کہ اس وقت
اودھ مین باغیون کے گروہ کہان کہان پھیلے ہوئے تھے انمین ایک بیگم اور اس کے عاشق
ماموں خان کی افواج تھین اور اس کے سوا رچوکا گھاٹ مین نو اور بڑے بڑے غول تھے اور
بہت سے چھوٹے چھوٹے جو اس وقت نو بڑے غول تھے اسمین ساٹھ یا ستر ہزار اسلحہ
سپاہی تھے اور انکے پاس چالیس یا پچاس توپین تھین انمین سے نصف سے زیادہ رچوکا گھاٹ
مین گھاگرہ کے قریب بیگم اور ماموں خان کے زیر حکم تھے یہہ سپاہ فیض آباد سے کچھ دور نہ تھی
اور اس کے ایک بڑے حصہ نے مان سنگہ کو گھیر رکھا تھا۔ باقی سپاہیون کے سرغنہ اور سردار
یہہ تھے۔ رام بخش۔ بھو ناتھ سنگہ۔ چندا بخش۔ گلاب سنگہ۔ ترپ سنگہ۔ عرف بھوپال سنگہ
فیروز شاہ۔ یہہ سب سارے صوبے مین پھیلے ہوئے تھے وہ بہت دیر تک یکجا جمع نہین رہتے
تھے یہہ امید انکو رہتی تھی کہ کہین ایسا اتفاق صدمہ رسانی کا ہاتھ لگ جائے کہ انکو فتح یا غنیمت
حاصل ہو۔

باغیون نے مان سنگہ کو شاہ گنج کے قلعہ مین گھیر رکھا تھا جب انکو انگریزی لشکر کے قریب
آنے کی خبر ہوئی وہ اس طرح سے تین حصون مین منقسم ہو کر بھاگے کہ ایک گونڈہ مین گیا اور
دوسرا سلطان پور مین گومتی کے کنارہ پر اور تیسرا ابا ندہ مین گھاگرہ کے کنارہ پر۔

ہوپ گرینٹ فیض آباد مین گئے۔ اور اجودھیا کے گھاٹ پہنچے وہان بہت سے باغی کشتیون مین
بیٹھے ہوئے دریا کے دوسرے کنارہ کی طرف جا رہے تھے انہون نے کشتیون پر آتش زنی

کرکے سب کشتیون کو سوار ایک کے ڈبو دیا - باغیون کے بڑے گروہ بچکر نکل گئے دوسرے دن انہون نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کی -

وہ یہان ٹھیرے نہین انکو خبر لگی کہ سلطان پور مین باغیون کا بڑا ہجوم ہورہا ہے وہان ایک کولم برگیڈیر ہورس فورڈ کے ماتحت بھیجا - بارش کے سبب سے ہورس فورڈ صاحب نے توقف کیا اور ساتوین اگست کو روانہ ہوئے اور ۲۲ - اگست کو سلطان پور سے چار میل کے فاصلہ پر پہنچے ندی سائی کے پار جانے کی مشکل پیش آئی اور ہوپ گرینٹ صاحب کو دشمن کے مقام اور اسکی طاقت سے بھی اطلاع ہوئی تو انہون نے ہورس فورڈ صاحب کی کمک کے لیئے اور سپاہ بھیجدی جو ۲۴ - اگست کو انسے جا کر ملی - چوگھڑون پر سپاہ ندی سے پار گئی - کرنیل گال دے دونو مین ۹ بیپی بھی ۱۶ مار کر لے گیئے اور دو گاؤن کو انہون نے فتح کر لیا - ۲۸ - اگست کو باغیون نے انگریزی لشکر پر حملہ کیا اور شکست پائی اور بھاگ گئے اور سلطان پور کو خالی کر گئے -

مشکل تھا کہ اودھ مین باغیون کا تعاقب کیا جاتا وہ متواتر سفر کرتے تھے ابھی یہان سے گئے تھے پھر وہین آگئے - اصل باغی سپاہی تو تھوڑے سے تھے مگر انکے ساتھ تعلقداروں اور زمینداروں کے ملازمین کی بھیڑ بھاڑ ساتھ ہو جاتی تھی انکی تعداد بدلتی رہتی تھی اسپر آبادی کے میل کچیل اور چیلخانون کی غلاظت اور زیادہ ہو جاتی تھی - باغی سفر بڑا بیقاعدہ کرتے تھے ایک دن معلوم ہوا کہ قصبہ امیٹھی مین وہ گئے ہین جو سلطان پور سے چھبیس میل پر تھا اس قصبہ کا محیط سات میل تھا اسکے گرد مٹی کی فصیل تھی جسکے گرد جنگل تھا - وہان لال مادھو سنگھ نوجوان رئیس رہتا تھا جو انگریزون کا دشمن تھا پھر باغی سنظر نگر گئے تھے پھر رام پور کاسیا مین آگئے - سر ہوپ گرینٹ خوب جانتے تھے کہ باغی صرف سپاہ سے مغلوب ہو سکتے ہین جسکو کام مین لانے کے لیئے انکو پوری ہدایتین ہو چکی تھین - بیماریون کا موسم تھا - جب وہ سلطان پور مین آئے تو سر کولن کیمبل کی صلاح لیکر انہون نے زیادہ لڑائیون کو ماہ اکتوبر تک ملتوی کیا -

اب یہان اودھ مین اسطرح جنگون مین توقف ہوا اس عرصہ مین جو روہیل کھنڈ مین واقعات واقع ہوئے انکو سناتے ہین - ہم پہلے روہیل کھنڈ کا حال اور شاہ احمد اللہ کے قتل ہونے کا بیان کر چکے ہین - روہیل کھنڈ اور اودھ کی سرحدون پر دونو طرف کے بعض زمیندار ہتھیار لیکر راجہ

پوایان کو سزا دینی چاہتے تھے جنہنے بڑی دغابازی کے کام کئے تھے باغیون کے سرغنون مین آپس مین اتفاق نہین ہوسکتا تھا ان مین سے ہر ایک اپنا خودہی آزادانہ کام کرنا چاہتا تھا یہہ چار باغی سرغنہ تھے نظام علیخان بہت سے آدمیون کی ساتھ پیلی بھیت کو دھمکاتا تھا۔ خان بہادر خان چار ہزار سوارون کے ساتھ تھا اور نواب فرخ آباد پانچ ہزار آدمیون کے ساتھ۔ اور ولایت شاہ تین ہزار آدمیون کے ساتھ۔ گورنمنٹ انگریزی اپنی محافظت پر تیار رہتی تھی ڈی گانٹا روصاحب کو ایک سپاہ کے ساتھ پوایان کی محافظت کے لئے بھیجا۔ یہان کے راجہ کے پاس دو ہزار سپاہ تھی اسکے ہمیشہ ہتھیار رکہنے کی تاکید تھی جسکے سبب سے پوایان بچ گیا۔ مگر ہیل کھنڈ کے اور اضلاع مین فساد و شور و شر کا فرو کرنا مشکل تھا۔ اگست کے آخر مین علی خان میواتی نظام علی خان کے ساتھ شریک ہوکر پیلی بھیت کے قریب ایک بڑے گاؤن نوریہ کے نزدیک آیا جو برٹش کی چھاونی سے دس میل پر تھا۔ پیلی بھیت مین سپاہ کے کمانیر کپتان روبرٹ پارکنس تھے دونو کپتان پارکنس اور مجسٹریٹ مالکم لو نے نوریہ سے باغیون کا نکالنا چاہا پارکنس صاحب نے لفٹنٹ کریگی صاحب کو سپاہ کے ساتھ بھیجا اور مجسٹریٹ اس کے ہمراہ گئے۔ ۲۸۔ اگست کو وہ نوریہ پہنچے۔ اس گاؤن سے کریگی صاحب نے لڑنے کا قصد کیا۔ باغیون کے اونیس سوار حق داد خان رسالدار کے سوارون سے دست بدست لڑے اس مین سے چودہ تو مارے گئے کریگی صاحب نے حملہ کرکے باغیون کو بھگا دیا وہ تین میل بھاگ کر بڑے سرپورہ مین گئے۔ پھر کپتان برون صاحب سپاہ کے ساتھ پیلی بھیت سے نوریہ سے باغیون کو نکالنے آئے۔ باغی انسے خوب لڑے اور انکو زخمی کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ باغیون کے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین اور انکا میگزین اور انکا ذخیرہ سب چھن گیا۔ نظام علی خان زخمی ہوا اور باقی اور باغی سرغنہ بھاگ گئے بابو رام پرشاد سنگھ سراؤن کا تعلقہ دار سرکار کا بڑا وفادار خیرخواہ تھا۔ باغیون نے اس کے گھر کو جلا دیا قصبہ کو لوٹ لیا اسکو اور اسکے کنبے کو مقید کرلیا۔ لارڈ کیننگ نے جوالہ آباد مین تھے ایک لشکر بریگیڈیر برکلی صاحب کے ماتحت سراؤن روانہ کیا کہ وہ ملک کے اس حصہ مین انگریزی حکومت کی پاؤن جمائین۔

برکلی صاحب ۱۲۔ جولائی کو گنگا کے پار اترے اور ۱۴ کو انہون نے دبائی مین باغیون کو دیکھا

ڈبائن ایک شکستہ حصار جنگل کے اندر تھا جسکے گرد خندق تھی برکلی صاحب نے حملہ کرکے اسکو لے لیا
ڈھائی سو باغی تو خندق مین مردہ پڑے تھے اور جنگل مین بہت سے مارے گئے۔
۱۵۔ اگست کو یہان برکلی صاحب بھی ٹھیرے اور ۱۶۔ کو قلعہ ترول پر گئے جو سراؤن سے
سات میل پر تھا۔ اس کے گرد جنگل ایسا گھنا تھا کہ قلعہ نظر نہین آتا تھا۔ جب قلعہ پر توپین
چلائی گئین تو باغیون نے رات کو اس قلعہ کو خالی کردیا اور اپنی تین توپین مع میگزین کے
چھوڑ گئے برکلی صاحب نے قلعہ سمار کردیا اور اسی طرح قلعہ بھرسلوپر کو منہدم کرکے الہ آباد مین واپس
آگئے۔ تھوڑے دنون کے بعد وہ پھر اودھ کے قلعون کے سمار کرنے کے لیے بھیجے گئے
اس طرح وہ قلعون کو برباد کرتے ہوئے پرتاب گڈھ مین آئے اور سلطان پور مین گرینٹ
صاحب کے لشکر سے مل گئے ان دونو نے ملکر الہ آباد اور لکھنؤ کے درمیان ڈاک قائم کردی۔

روکروفٹ صاحب کی سپاہ اور پرل بریگیڈ

روکروفٹ کی سپاہ اور پرل بریگیڈ جو کپتان سوتھ بائی کے ماتحت کام کرتے تھے امورہا مین تھے
مگر اپریل کے آخر مین وہ پھر کپتان گنج مین آگئے۔ ان دونو لشکرون مین ایک حصہ میجر ڈولس
صاحب ۹۔ جون کو لیکر امورہا مین گئے وہان سے خبر آئی تھی کہ محمد حسن مع سپاہ کے وہان آگیا
ہے لشکر انگریزی امورہا سے ایک میل کے فاصلہ پر آیا۔ اسنے دشمن کو اپنی جگہہ سے ہٹا دیا۔ پھر
نو دن بعد روکروفٹ صاحب کا بڑا لشکر آیا۔ محمد حسن چار ہزار باغیون کے ساتھ امورہا مین تھا
اسکو روکروفٹ صاحب نے ایسی شکست دی کہ اسکا کچلا نکال دیا کہ وہ اس ملک کے حصہ سے
بھاگ گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد روکروفٹ صاحب اپنی سپاہ سمیت ہیر ضلع گورکھپور مین گئے تا کہ
سرحد کی جب تک محافظت کرین کہ سرہوپ گرینٹ کا لشکر نیچے کے اضلاع مین باغیون پر
جھاڑو پھیرے۔

موہن پر باغیون کا حملہ

اودھ کے مغربی حصہ مین جو جدا جدا لڑائیان ہوئین انکے نتائج بھی مفید ہوئے۔
۷۔ اگست کو سائی ندی کے کنارہ پر موہن پر باغیون نے جنکا سرغنہ فیروز شاہ تھا حملہ کیا موہن
فتح گڈھ کی سڑک پر لکھنؤ سے سترہ میل پر تھا۔ موہن مین انگریزی عملداری قائم ہوگئی تھی وہ ان دنون مین
ضلع کے ڈپٹی کمشنر بٹ کارنیگی کا صدر مقام تھا انکے پاس ایک ہندوستانی پولس کی پلٹن تھی
سائی کی ندی کا پل موہن کے قریب بنا ہوا تھا۔ ۷۔ اگست کی شام کو باغیون کے ایک لشکر عظیم نے

مقدمۃ الجیش نے جس مین دو سو پیادے اور ڈیڑھ سو سوار تھے۔ پولس پلٹون کو پل کے
پار ہٹا دیا اور دوسرے دن صبح کو حملہ کی تیاریان کین۔

اس حملہ کی خبر ۸۔ اگست کی صبح کو کرنیل الوسیگھہ صاحب کو پہنچی وہ نواب گنج مین سپاہ کے کمانیر تھے
ایک گھنٹے کے بعد وہ لشکر لیکر چلے اور موہن سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر پہنچے فیروزشاہ کا
عام صدر مقام حسین گنج تھا جو موہن اور رسول آباد کے درمیان تھا۔ جب الوسیگھہ صاحب حسین گنج سے ایک میل
فاصلہ پر آئے تو باغی الٹے۔ اس مقام مین آتے ہوئے معلوم ہوئے جنپر انکی تھوڑی سی فوج نے جو
ماتحت گوڈ ہائی صاحب کے تھی حملہ کیا انہون نے پینتالیس باغی قتل کیئے اور انکی تین برنجی توپین
تین پہیے لیلین اور ایک ہاتھی اور دو اونٹ چھین لیے۔

شمال مغرب مین لکھنؤ سے بارہ میل پر ملیح آباد ہے جسمین کیوانا گھ صاحب اسسٹنٹ کمشنر تھے اور اس سے
اٹھارہ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب مین قصبہ سندیلہ تھا جسمین پٹھان رہتے تھے انکے خشتی
مکانات بڑے بڑے تھے اور ایک چھوٹی سی گڑھی انکے پاس تھی وہ انگریزون سے
بڑی عداوت رکھتے تھے وہ انکی آمدورفت مین خلل انداز ہوتے تھے۔ کیوانا گھ صاحب کی
کہنے سے کپتان ڈاسن صاحب پولس افسر نے سندیلہ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا اور کیوانا گھ صاحب
نے کئی زمینداروں کو دوست بنا کے انکو ہدایت کردی کہ وہ اس قصبہ کی محافظت اپنی
توڑے دار بندوقچیون سے کرین۔

اودھ مین گنگا کے کنارون کی جولائی اگست ستمبر مین محافظت بڑی ضروری تھی ابتر باغیون کے
پھرتے تھے کبھی وہ اودھ کے دہات کو لوٹتے تھے کبھی گنگا سے پار اتر کر انگریزی عملداری
مین غارتگری کرتے تھے اس برائی کے دور کرنے کا علاج یہہ کیا گیا تھا کہ برسات کے موسم مین
دخانی جہازون سے جہان تک وہ دریاؤن مین جا سکتے تھے کام لیا گیا۔ باغیون نے بہت سی
کشتیان تیار کین تھین کہ انمین بیٹھکر دریا کے پار جائین اور ملک مین لوٹ مار مچائین انگریزی
سپاہ ایک دخانی جہاز مین بھیجی گئی جسنے باغیون کی بیس کشتیان غارت کردین مگر انکے
قلعے ایسے دور دور تھے کہ دخانی جہاز سے ان پر مار نہین پڑ سکتی تھی۔ اگست و ستمبر مین اکثر موقعون پر
تھوڑی تھوڑی سپاہ مین بھیجکر باغیون کو لوٹ مار سے باز رکھا۔

اودھ میں باغیون کے مقامات - سندیلہ پر باغیون کا حملہ

ستمبر ۱۸۵۸ء کے آخر مین اودھ کا ایک حلقہ جو اس کے مرکز کے گرد تھا شرق سے مغرب تک انگریزون کے قبضہ مین تھا اور شمال جنوب مین جو اضلاع تھے اپنر کیا باغیون کا تصرف اور قبضہ تھا یا ان مین وہ لوگون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے۔ اس حلقہ کے شمال مین بیگم و مامون خان و فیروزشاہ و نرپت سنگھ باغیون کے مشہور سرغنہ تھے اور انسے کم مشہور اور بہت سے سرغنے مع اپنے آدمیون کے تھے جنوب مین بینی مادہو ہمت سنگھ و ہری چند اور اور تھے علاوہ انکے شمال مشرق مین نیپال کی سرحد کے قریب نانا اور اس کے ملازمین سازشین کر رہے تھے۔

اکتوبر مین بارش کے موقوف ہونے سے سپاہیون کو سفر کرنا آسان ہوا۔ باغیون نے اس تغیر موسم سے اول استفادہ کیا۔ تیسری اکتوبر کو ہری چند چھ ہزار آدمیون اور آٹھ توپون کو لیکر گومتی سے پار سندیلہ سے دس میل پر اترا زمیندار اور گنوار دل اسکے ساتھ ہوا جس سے اسکے ہمراہیون کی تعداد بارہ ہزار ہوگئی اور توپین بارہ ہوگئین۔ ۴ تاریخ کو وہ سندیلہ سے تین میل کے فاصلہ پر آیا کپتان ڈاسن صاحب سندیلہ مین تھے اور ان پاس نئی بھرتی کی ایک پولس کی پلٹن تھی اور اور سپاہی بھی کل چودہ سو توانا سپاہی اور پانچ سو غیر آئینی سوار نئی بھرتی کے تھے انہون نے باغیون کو چھٹی تک روکے رکھا پھر میجر بارڈ صاحب سپاہ لیکر آ گئے۔ اور انہون نے فوراً باغیون پر حملہ کیا اور چار میل پانو تک بھگایا جہان باغیون نے ایک مستحکم مقام مین قیام کیا ۸ کی صبح کو انپر حملہ کیا گیا اور سخت لڑائی ہوئی مگر باغیون کو پوری شکست ہوئی انگریزون کا بھی بھاری نقصان ہوا سپاہی اور افسر کل بیاسی مجروح و مقتول ہوئے باغیون کے بہت آدمی مارے گئے خاصکر جب انکا تعاقب ہوا۔ چند روز بعد پھر باغیون سے ایک سخت لڑائی ہوئی جس مین انگریزون نے قلعہ بیرواہ فتح کرلیا۔

لارڈ کلائیڈ کا [illegible]

۵۔ اکتوبر کو برگیڈیر ایوبیگھ صاحب نے کپتان گنج مین جو لکھنؤ اور کانپور کے درمیان تھا باغیون کو شکست دی اور دو توپین چھین لین اور انکے دو سو آدمیون کو بیکار کیا اور ۸۔ اکتوبر کو سر طامس سیٹن نے شاہجہان پور کی سرحد پر باغیون پر فتح حاصل کی انکی تین توپین چھینین اور تین سو سپاہی مارے اسی تاریخ مین پوایان کے راجہ نے پوایان پر جو حملہ ہوا تھا ہٹا دیا انکا کچھ تھوڑا سا نقصان ہوا لارڈ کلائیڈ نے الہ آباد کی استقامت کے زمانہ مین یہہ تدبیر سوچی کہ سپاہ کے کولمون کو مقرر کیا کہ

ہو ایک ہی وقت مین سب اضلاع سے باغیون کو نکال باہر کرین۔ رہیلکھنڈ سے ایک کولم چلے
جو شمال مغرب مین اودھ کے محمدی نورنگ آباد اور اسی قسم کے اور بڑے بڑے مقامات سے
باغیون کو خارج کر کے انگریزی عملداری قائم کرے بیسواڑہ کے ملک مین برگیڈ مقرر کیا
اور دوابہ کی محافظت کے لئے ایک کولم۔ دوسرا کولم کانپور کی سڑک کی محافظت کے لئے مقرر کئے اور
ایسے ہی کولم مقرر کئے کہ وہ لکھنؤ اور نواب گنج و دریاباد و فیض آباد مین سفر کرنے کے لئے تیار رہین
اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بیسواڑہ مین جو برگیڈ مقرر ہوئے تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ
کل فیض آباد کے ضلع یہہ گنگا اور گھاگرا کے درمیان قبضہ رکھین ادھر گھاگرا اور راپتی ندی کے درمیان
ملک کو فتح کرین اور سر ہوپ گرنٹ صاحب کی سپاہ گورکھپور کے ضلع کو اپنی گرفت مین رکھے اس کے ساتھ
ہی رہیل کھنڈ کی سپاہ سیتاپور اور خیرآباد کی قسمت کے مقامات کو دوبارہ فتح کرے لارڈ کلائیڈ نے
اپنے لئے یہہ کام مقرر کیا کہ زندہ باغیون کو بھی اپنے تئین حوالہ کرنے سے انکار کرین نیپال کی
عملداری مین بھگائے۔

۲۳- اکتوبر کو لارڈ کلائیڈ نے سر ہوپ گرینٹ کے پاس ہدایتین بھیجین کہ وہ برگیڈیر ینکلی
اور برگیڈیر ویدرآل صاحب کے ساتھ شریک ہو کر گومتی سے پار جگدیس پور تک جائے
اور پھر یہ شاہ ولپور اور امیٹھی کے درمیان باغیون کو نکالتا ہوا آئے۔

ان ہدایتون کے موافق سر ہوپ گرینٹ روانہ ہوئے ویدرآل صاحب نے رام پور کسیا پر
حملہ کیا جس مین رام غلام سنگھ باغی تھا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم جنگل کے اندر تھا اسکو فتح کر لیا اور
تئیس توپین لے لین انگریزون کے ۷۰ آدمی مجروح و مقتول ہوئے باغیون کے تین سو آدمی
مارے گئے۔

سر ہوپ گرینٹ نے ویدرآل صاحب کی فتح کی خبر ۳- نومبر کی دوپہر کے بعد سنی تو وہ رام پور
کسیا مین جا کر ملے یہان سے وہ امیٹھی کو روانہ ہوئے۔ یہان بھی ایک قلعہ جنگل سے گھرا ہوا
تھا اس مین چار ہزار سپاہ تھی جنمین پندرہ سو باغی سپاہی تھے اور تیس توپین تھین۔ ۷- نومبر کو
اس قصبہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہنچے۔ کمانڈر انچیف نے پرتاب گڈھ سے ۶- نومبر کو سفر کیا
اور راجہ امیٹھی کو ایسی فہمائش کی کہ وہ ۸- نومبر کو انگریزی لشکرگاہ مین آیا اور اسنے اپنے تئین

اور قلعہ کو انہیں حوالہ کر دیا۔

اسیٹھی کو لیکر گرینٹ صاحب شنکر پور پر حملہ کرنے آئے جو مادھو کی دار الریاست تھی اور پندرہ ہزار سپاہی اسکے پاس تھے۔ ۸۔ نومبر کو موراسؤ مین باغیون کو شکست دی اور ۹۔ کو سیمری کا قلعہ لے لیا۔ کمانڈر انچیف نے خونریزی سے بچنے کے لیئے بینی مادھو کے روبرو نرم شرائط پیش کین کہ وہ اپنے تئین حوالہ کر دے لیکن بینی مادھو نے انکے جواب مین کہا کہ مین قلعہ آپ کو اس لیئے حوالہ کرتا ہون کہ اسکی حراست نہین کر سکتا مگر اپنے تئین اس لیئے حوالہ نہین کر سکتا کہ مین اپنے بادشاہ کا تابع ہون۔ رات کو اس نے قلعہ خالی کر دیا اور آپ جلدی دوندیا کھیرا کو چلا گیا راہ مین اسکا مقابلہ ایوسیگھ صاحب نے کیا اور انکو شکست دی اور تین توپین چھین لین۔ شنکر پور پر گرینٹ صاحب کا قبضہ ہو گیا اور پھر گھاگرا کے پار اترے جہان ۲۷ نومبر کو باغیون سے سامنا ہوا جنکے سرغنہ راجہ گونڈہ اور مہدی حسن تھے انہون نے ان باغیون کا چوبیس میل تک تعاقب کیا اور چار توپین چھین لین پھر وہ رامسے بریلی گئے اور ۴۔ دسمبر کو مچھلی گاؤن مین باغیون کو شکست دی اور دو توپین چھینین پھر وہ قلعہ مین بن ہتھیار پہنچے جہان ۵۔ دسمبر کو پانچ توپین نکالین۔ ۹۔ دسمبر کو گونڈہ مین آئے اور ۱۶۔ کو بلرام پور مین

لارڈ کلائیڈ نے بینی مادھو کے جانے کی راہ کا حال دریافت کر کے اپنی ساتھ ایوسیگھ کے برگیڈ کو ساتھ لیا اور دوندیا کھیرا کو سفر کیا اور ۲۴ نومبر کو اسپر حملہ کیا اور بینی مادھو کو پوری شکست دی اور اسکی ساری توپین لے لین مگر بینی مادھو بھاگ گیا۔ اور کالمون نے مشرقی اودھ پر اپنا ایک پورا حلقہ بنا رکھا تھا اور قلعہ پر قلعہ فتح کرتے جاتے تھے اور انکے اور استحکم مقامات کو مسمار کرتے جاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے اور انگریزی عملداری کو جماتے جاتے تھے۔

پس اسطرح مشرقی اودھ مین امن امان اور بندوبست ہوتا جاتا تھا۔ ہزبلی کے کالم کے کمانڈر کولن ٹروپ صاحب تھے جو ہمہ تن مغرب مین امان امن بندوبست کے قائم کرنے مین مصروف تھے روہیل کھنڈ کی سرحد سے نکلکر اکتوبر کے آخر مین وہ سیتاپور کی طرف بڑھے۔ جن تعلقداروں نے اسکا مقابلہ کیا انکو منتشر کر دیا اور ۸۔ نومبر کو متھولی کو لے لیا اور ۱۸ کو مہدی حسن کو شکست دی اس اثنا مین کورڈون کا کالم کارمیکائیل صاحب اور ہورسن فورڈ صاحب کے ماتحت ملک کو

گھاگرہ کے جنوب کو باغیون سے پاک صاف کر رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ سرغنہ بغاوت جو صلح نہین کرتے تھے اور بینی مادھو الٹے پھر چلے گئے

پہلے لکھا ہے کہ بلرام پور مین ۱۶ دسمبر کو سر ہوپ گرینٹ آگئے تھے انکو یہہ معلوم ہوا کہ قلعہ تلسی پور مین جو بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ناناکا بھائی بالاراؤ اپنے ہمراہیون سمیت آٹھ نو توپین لئے ہوئے موجود ہے محمد حسن مع اپنے ہمراہیون کے بھی اس کے ساتھ آن ملا ہے گرینٹ صاحب نے روکروفٹ صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنے مقام پر سے جاکر تلسی پور پر حملہ کرے روکروفٹ نے اس حکم کی تعمیل کی باغیون کو دیکھا کہ وہ اس کے مقابلہ کرنے کے لیئے تیار ہین مگر خفیف سا مقابلہ کر کے وہ بھاگ گئے۔ سوارون کے نہ ہونے کے سبب سے روکروفٹ صاحب انکا تعاقب نہ کر سکے مگر ہوپ گرینٹ صاحب نے انکا تعاقب کیا اور گورکھپور کی طرف انکو نہ آنے دیا بالاراؤ چھ ہزار سپاہ اور پندرہ توپون کے ساتھ کنڈاکوٹ کے قریب چلا گیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے ۴ جنوری ۱۸۵۹ع کو انکی ساری توپین چھین لین اور انکو انگریزی سرحد سے باہر نکال دیا۔

جب سر ہوپ گرینٹ لڑائیان لڑ رہے تھے تو لارڈ کلائیڈ نے ایوسیگھ صاحب کو مغرب کی طرف بھیجا کہ وہ ٹروپ صاحب سے ملے وہ خود ان مقامات سے جہان انکی سپاہ تھی باغیونکو نیپال کی سرحد کی طرف دھکیل رہے تھے انہون نے بیگم اور ناناکو بونڈی اور بہرائچ سے نکالدیا اور پھر نان پارہ مین جاکر گھاگرا اور نان پارہ کے درمیان باغیونکو پاک صاف کیا پھر وہ نیپال کی سرحد کے قریب بانکی مین گئے اور باغیون کے کیمپ پر چڑھ کر انمین سے بہت کو ہلاک کیا اور انکو نیپال مین دھکیل دیا۔ غرض اب ملک اودھ باغیون سے بالکل پاک صاف ہوگیا۔ لارڈ کلائیڈ نے خیال کیا اب سرکشی کا سر بالکل کچلا گیا تو انہون نے اودھ کو سر ہوپ گرینٹ کے حوالہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ نیپال کی سرحد کی طرف خوب نگہبانی رکھے کہ باغی پھر ملک مین نہ آنے پائین۔

اب نیپال کی سرحد کی طرف سے جسکا طول سو میل تھا خوف وخطر تھا۔ جس مین پہاڑ اور جنگل تھے نیپال مین مہاراجہ جنگ بہادر نے ہمیشہ کی طرح یہہ خیر خواہی کی کہ اسنے باغیون کو جو اسکی سرحد مین داخل ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ وہ انکی امداد کسی طرح کی نہین کریگا اور اسنے انگریزی سپاہ کو اجازت دیدی کہ وہ نیپال کی سرحد مین داخل ہوکر باغیون سے جو بہت سے گھس آئے ہین

ہتھیار لے لے۔ اس اجازت کے موافق برگیڈیر ہورس فورڈ شروع سال مین وادی ستار مین داخل
ہوئے اور سدڈونیا کے گھاٹ سے راپتی کے پار اترے اور باغیون کے ایک گروہ پر حملہ کیا اور انکی
چودہ توپین چھین لین اور بعد ازان کرنیل کیل لی نے پہاڑون مین باغیون کا شکار کھیلا چھ
توپین ان سے لے لین۔ نیپال کی سرحد مین پچاس ہزار باغی گھسے تھے جنمین سے نصف اپنے
ہتھیار پھینک کر اپنے گھر گئے انکو امید تھی کہ یہان کوئی انکو ستائے گا نہین۔

چند ایسے باغی تھے جنہون نے سخت جرم کئے تھے انکو امید نہین تھی کہ ہم پر رحم کیا جائے گا
جیسے کہ وہ پلٹنین جنہون نے کانپور مین انگریزون کا قتل عام کیا تھا اسکا سردار گوجادر سنگھ تھا
جو انگریزون کا جانی دشمن تھا انکے ساتھ لڑائی مین اپنا ہاتھ کھو چکا تھا وہ ان تینون کو سرحد نیپال سے
نکالکر سکرورہ پر چڑھ آیا اور دو ہاتھی اچک لیے۔ کرنیل واکر نے اسکا تعاقب کیا اور اپریل ۱۸۵۹ء
کو اسپر حملہ کیا اور پوری شکست اسکو دی۔

اگرچہ گرمی کا موسم شروع ہوگیا تھا مگر سر ہوپ گرینٹ نے باغیون کا جنگل سے نکالنا ضروری
جانا۔ انکو خبر ہوئی کہ باغیون کی غیر مرتب سپاہ سروا کے درہ مین ہے تو سر ہوپ گرینٹ خود انسے لڑنے گئے
اور باغیون کو جنگلون سے نکال دیا پہاڑون مین انکے پیچھے پڑے اب باغیون کا حال
بڑا خستہ ہوگیا نہ موت آتی تھی نہ رزق ملتا تھا نہ ان پاس ہتھیار تھے نہ توپین تھین نہ ان پاس
کھانے پینے کے لیے پیسہ کوڑی تھا اب سر ہوپ گرینٹ نے تعاقب چھوڑ دیا۔ جابجا سپاہین انکی
روکنے کے واسطے متعین کردین انکو افسوس یہہ تھا کہ نانا اور اسکا بھائی اور بالاراؤ نے نیپال
مین پناہ پائی۔

اب آخر کار اودھ مین بالکل بندوبست ہوگیا ۱۸۵۶ء کی طرح یہہ ملک اودھ انگریزون کے ہاتھ
نہین آیا تھا بلکہ انہون نے اب اسکو فتح کیا تھا جب اس ملک مین جب انکا مقابلہ کیا گیا ایسا ہندوستان کے
کسی اور حصہ مین نہین کیا گیا۔ بہت سے باغیون نے مرنا قبول کیا مگر اپنے تئین حوالہ نہین کیا۔ غرض
اب برطانیہ اعظم کو ان فتوح سے ملک اودھ کے مالک ہونے کا استحقاق حاصل ہوگیا۔

باب چہارم

پنجاب و ممالک مغربی

پنجاب مین بغاوت کی سازشین

جب جولائی ۱۸۵۷ء مین نکلسن صاحب کالوم پنجاب سے جدا ہوا ہے تو کل پنجاب مین یورپین سپاہ چار ہزار تھی جس مین بہت سے آدمی بیمار و ضعیف و ناتوان تھے۔ سر جان لارنس کو اسمین شبہ تھا کہ پنجاب مدت دراز تک وفادار و خیر خواہ رہے گا۔ چنانچہ کچھ آثار اسکے ظہور مین آتے جاتے تھے۔ ستمبر کے شروع مین معلوم ہوا کہ شیبی ہزارہ مین بغاوت کے لیئے سازش ہوئی ہے جسمین بہت مسلمان شریک تھے۔ اول اس سازش کی اطلاع لیڈی لارنس کو ہوئی جو کوہ مری پر اسوقت تشریف فرما تھین انہون نے راولپنڈی کے کمشنر اڈورڈ تھورنٹن صاحب کو لکھا کمشنر نے بہت جلد سرغنون کو گرفتار کر کے اس سازش کو مٹا دیا۔ چند روز بعد لاہور اور ملتان کے درمیان گوگیرا مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے۔ سر جان لارنس نے سپاہ بھیجکر جلدی سے ان قومون کو مطیع کر لیا جنہون نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا اسکے بعد پنجاب کی رعایا مین سے کسی حصہ نے بغاوت کا ارادہ نہین کیا۔ صرف ۱۸۵۸ء کے نصف آخر کے حصے مین دو ایک فساد کھڑے ہوئے تھے۔

جولائی ۱۸۵۸ء مین اٹھارہوین پنجابی پیدل کا ایک حصہ ڈیرہ اسماعیل خان مین رہتا تھا اسنے بغاوت کا ارادہ کیا اس حصہ مین سو مالوی سکھ تھے انہون نے اپنے افسرون کے مارنے کا اور قلعہ کے میگزین کے لے لینے کا اور ۳۹ وین رجمنٹ کے ہتھیار دینے کا قصد کیا۔ یہہ رجمنٹ پہلے سے بن ہتھیارون کے بیٹھی تھی۔ ۲۰ جولائی کو اس سازش کا راز کھل گیا۔ آج ہی میجر گارڈنر لیفٹون مین گئے۔ مالوی دو سکھ سپاہی بلائے تو ایک سپاہی آگے آیا جسکو انہون نے قید کا حکم دیا اسنے اور ایک اور جمعدار نے ایک سپاہی کو مار ڈالا اور دوسرے کو زخمی کیا۔

اسلام آباد ... [illegible]

اور بھاگ گئے بہت دلون کے بعد پکڑے آئے بغاوت جسکے وہ سرغنہ تھے بالکل مٹ مٹا گئی۔

ملتان مین باسٹھوین اور اکہترین ہندوستانی رجمنٹین تھین اور اسی توپخانہ کا ترپ تھا ان سب سے ہتھیار لے لئے گئے تھے۔ اب ان بن ہتھیارون کی سپاہ کا بغیر یوروپین سپاہ کی حراست کے رکھنا خطرناک تھا اس لئے یہہ تجویز ہوی کہ انکے تھوڑے تھوڑے سپاہی حصے کرکے روانہ کیئے جائین اور انسے کہدیا جائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائین۔ اس حکم کو وہ یہہ سمجھے کہ ہمارے مارنے کے لیئے یہہ تجویز کی ہے انہون نے ۳۱۔ اگست کو لاٹھی اور نگا جو کچھ ہاتھ لگا لیکر یوروپین اور سکھ سپاہیون کو مارنا شروع کیا اور پانچ سپاہیون اور لفٹنٹ ہلس کو مارڈالا پھر پنجابی اور یوروپین سپاہیون نے انکو مارنا شروع کیا۔ گیارہ سو وہ تھے ان مین سے شاید چندہی اپنے گھر زندہ پہنچے ہونگے۔ پنجاب کی یہہ کیفیت تھی اب ممالک غربی کا حال سنو۔

جب سر ہیوروز نے گوالیار کی سرکش سپاہ کو شکست دی تو ان شکست یافتہ سپاہیون کا گروہ جمنا کے کنارہ کھاڑون مین چھپنے آگیا انکا سردار روپ سنگھ بناجو بڑا من چلا آدمی تھا اور وہ قلعہ بیہڑی پر قابض ہوگیا جو چمبل اور جمنا کے ملاپ کی جگہہ سے قریب تھا۔ اور مسافرون سے خواہ خشکی مین چلین یا دریا پر خراج لینے لگا۔ انگریزی سپاہ نے یہہ قلعہ لے لیا اور روپ سنگھ کو بھگادیا۔ پھر کچھہ دلون کے بعد روپ سنگھ کنواری کے گاؤن مین نمودار ہوا۔ یہان اسکو شکست دی گئی اور اسکے تمام اونٹ اور اسباب چھین لیئے اسطرح اٹاوہ کا ضلع بالکل باغیون کی آلائش سے پاک صاف ہوگیا۔

۱۸۵۹ع کے شروع مین برگیڈیر شاورس صاحب ضلع آگرہ مین بھیجے گئے تھے کہ اس ضلع کی سپاہ کے کمانڈر ہون اول انہون نے ان باغیون سے انتقام لیا جنہون نے قصبہ باہ مین فساد مچایا تھا اور حاکمون کو مارا تھا۔ یہہ کام انہون نے ۱۰ مارچ ۱۸۵۹ع کو کیا۔ پھر گرجر مین جاکر باغیون کو مارا اور سرغنون کو گرفتار کیا۔ مگر ضلع مین گوالیار کے باغی بڑے گھس آئے تھے اس سبب سے خوف رہتا تھا کہ دنگہ فساد نہ کھڑا ہو۔ آگرہ مین میڈ صاحب نے سوارون کی نئی رجمنٹ کی بھرتی کی جسکا نام میڈ ہورس رکھا گیا۔ مہاراجہ سیندھیا جو گوالیار سے بھاگ کر آگرہ مین آئے تھے جب پھر گوالیار مین اپنی راج گدی پر بیٹھنے گئے ہین تو یہہ میڈ کی رجمنٹ سوارون کی انکے ساتھہ گئی تھی۔

ملتان مین فساد

اٹاوہ کا ضلع

ضلع آگرہ

جب گوالیار دوبارہ تسخیر ہوگیا ہے تو آگرہ کے ضلع مین انگریزون کو اطمینان خاطر ہوا ہے۔

۲۲۔ جون ۱۸۵۸ء کو جاورا علی پور مین تانتیا ٹوپی شکست پاکر بھاگا تھا اور راؤ صاحب اور نواب باندہ اس کے ہمراہ تھے اسکو امید تھی کہ جے پور مین اسکو بہت طرفدار اس کے ملینگے اور اسکے ساتھ ہوجائینگے اس لیئے اسکی طرف جانے کا قصد کیا۔

تانتیا ٹوپی کے تعاقب سمجھنے کے لیئے یہہ سمجھنا ضرور ہے کہ کولم سپاہیون کے جو اسکے تعاقب کے لیئے مقرر کیئے گئے تھے انکا مقام کہان کہان تھا۔

۲۰۔ جون کو سر ہیو روز بمبئی پریسیڈنسی مین کمانڈر انچیف کا عہدہ لینے چلے گئے اور اپنی سپاہ کا کمانڈر بریگیڈیر جنرل روبرٹ نےپئیر کو مقرر کر گئے۔ یہہ موسم لڑائی کا نہ تھا اس لیئے نےپئیر صاحب نے گوالیار مین اپنی سپاہ کے آرام کے لیئے چھپرون کے مکان بنوائے اور کچھ سپاہ انہون نے اپنی جھانسی مین بھیجاری۔ سمتھ برگیڈ نے سیپری اور گونہ مین قیام کیا۔

راجپوتانہ کے فیلڈ فورس کے کمانڈر جنرل روبرٹس تھے انہون نے جون کے آخر مین اپنی سپاہ کے ساتھ نصیر آباد مین قیام کیا۔

۲۷۔ جون کو روبرٹس صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی نے اپنے مخفی معتمد جے پور مین انگریزون کے بدخواہون پاس بھیجے ہین کہ انکو یقین دلاوین کہ وہ جے پور مین آتا ہے اسکے ساتھ ملنے کے لیئے وہ تیار رہین۔ روبرٹس صاحب نے ۲۸۔ جون کو نصیر آباد سے کوچ کیا اور تانتیا ٹوپی کے آنے سے پہلے وہ جے پور مین آ گئے۔

جب تانتیا نے جے پور کا یہہ حال دیکھا تو اسنے ٹونک کی طرف رخ کیا۔ اسکے پیچھے کرنیل ہولمس صاحب گئے

ٹونک کا نواب وزیر محمد خان تھا بھلا وہ کب اس بھگوڑے مرہٹے تانتیا کا مطیع ہوتا تھا جسکے پیچھے انگریز لگے ہوئے چلے آتے تھے اسلیئے وہ مع اپنے معتمدین کے اپنے قلعہ مین بند ہوا اور باہر جو سپاہ تھی اور اسکے پاس چار توپین تھین اسکو حکم دیا کہ وہ باغیون کا مقابلہ کرے لیکن اس سپاہ نے باغیونکے مقابلہ کرنے کی بجائے برادرانہ مدارات کی اور اپنی چارون توپین انکو دیدین جس سے تانتیا کی سپاہ کا اضافہ ہوگیا۔ وہ مع اضافہ کے جنوب کی طرف مادھوپور اور اندرگڈھ کی جانب گیا جو کوٹہ سے بینتالیس میل شمال مشرق مین ہے

تانتیا ٹوپی کا جے پور کی طرف جانا

تعاقب کرنیوالے سپاہیون کے مقامات

تانتیا کے آنے سے پہلے روبرٹس صاحب کا جے پور مین پہنچنا

تانتیا کا ٹونک کی طرف جانا

تانتیا کا ٹونک مین آنا

یہان پھر ہولمس صاحب اسکے تعاقب مین موجود تھے اور اسکے بعد روبرٹس صاحب آگے بڑھے
بارش کی وہ شدت تھی کہ نہ اس مین بھگوڑے اچھی طرح بھاگ سکتے تھے نہ انکے پیچھے تعاقب
کرنے والے اچھی طرح جا سکتے تھے چنبل ایسی چڑھی ہوئی تھی کہ تانتیا اسسے پار نہ جا سکا تو بوندی
مین چلا آیا۔ ہولمس صاحب اسکے تعاقب مین رہتے تھے اسلیئے وہ کہین قیام نہین
کرسکتا تھا وہ بوندی کے پہاڑون کے پار کنیاہ کے درہ سے گذر کر وہ سانگانیر اور بھیلواڑہ
کے درمیان آیا۔ یہہ دونو مقام اودے پور کی ریاست مین نصیر آباد اور نیمچ کی سڑک پر تھے
روبرٹس صاحب بارش کی کثرت کے سبب سے سروار مین تھے جو اجمیر سے تیس میل پر ہے
بھیلواڑہ کے سامنے باغیون کے پیدل اور توپین اور اسکے سوار ندی کوٹریا کے پار
سنگانیر تک پڑے ہوئے تھے اور ہاتھی اور اسباب انکے پیچھے تھے۔ روبرٹس صاحب نے
باغیون پر حملہ کیا اور تانتیا کو بھگا دیا۔ دوسرے دن جب روبرٹس صاحب پاس سوار آئے
تو تانتیا کا تعاقب کیا اور باغیون کو انکے مقامات سے نکالنا شروع کیا۔ باغی بیاس
ندی کے کنارہ پر پہنچ گئے۔ ۱۳۔ اگست کو تانتیا ناتھ دوارا کے درشن کرنے گیا جب وہان سے
آتا تھا تو آدھی رات کو اسنے سُنا کہ انگریزی لشکر قریب آگیا ہے حملہ کے خوف سے اسنے اپنے خیمے
ڈیرون کے اکھیڑنے کا اور لشکر کو سفر کرنیکا حکم دیا۔ دوسرے دن ایک مستحکم مقام مین قیام کیا انگریزی
لشکر نے اسکو شکست دی اور ستر ہ میل تک پھر تعاقب کیا پھر تعاقب نہ ہو سکا تانتیا ٹوپی
نے چنبل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا روبرٹس صاحب نے اپنی عقل سے اسکے اس ارادہ کو
پہچان لیا وہ سفر کرکے چوتھے روز چھوڑ کے قریب قصبہ پونا مین پہنچے۔ یہان برگڈیر پارک سے
ملے وہ نیمچ برگیڈ کا کمانڈر تھا۔ اب روبرٹس صاحب نے تانتیا کے تعاقب کا کام اسکو سپرد کردیا
اس عرصہ مین تانتیا چنبل سے اترا اور تیس میل کے فاصلہ پر جھالراپاٹن مین پہنچا جھالراپاٹن
ایک خوبصورت شہر ریاست جھالاوار مین ہے جو جے پور کے نمونہ پر بنایا گیا ہے اس ریاست کا
رانا پرتھی سنگھ تھا وہ بڑا خیر خواہ سرکار انگریزی کا تھا۔ رانا کی سپاہ باغیون سے مل گئی۔
تانتیا نے اول رانا کی توپون پر قبضہ کیا جو تیس سے کم نہ تھین انکا میگزین اور بیل گھوڑے لے لیئے
پھر رانا کے محل کو گھیرا اور دوسرے روز رانا سے ملاقات کی اور روپیہ مانگا۔ رانا نے پانچ لاکھ روپیہ

تانتیا کا بوندی مین جانا

روبرٹس صاحب کا حملہ

تانتیا کا جھالراپاٹن مین جانا

دینے کا وعدہ کیا مگر راؤ صاحب نے جو پیشوا کی جگہ تھا پچیس لاکھ روپے مانگے آخر کو راضی
پندرہ لاکھ روپے دینے کو تیار ہو گیا لیکن اصل مین اسنے پانچ لاکھ روپے دیئے مگر تانتیا نے
اسپر طعن و تشنیع ایسے کئے کہ وہ اسی رات کو بھیس بدلکر بھاگا اور سنوین آگیا اور اپنی بی بی کو کچھ بارود
کے پیپے دے گیا کہ اگر کوئی اسکی ناموس و عصمت کو بگاڑنا چاہے تو وہ بارود مین اڑجائے غرض
تانتیا کو یہان بہت سا روپیہ اور جواہر اور ہر قسم کا اسباب ہاتھ آیا۔ یہان پانچ روز قیام کیا
جو روپیہ ہاتھ آیا تھا وہ اپنی سپاہ کی تین مہینے کی تنخواہ مین تقسیم کیا سوار کو تیس روپیہ
ماہوار کے اور پیادہ کو بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ دی۔ یہان کی اقامت مین
اسکے ہمراہیون راؤ صاحب اور نواب باندہ کو یہہ سوجھی کہ اندور چلیئے اور ہلکر کی سپاہ
کو اپنے ساتھہ ملانے کے لیئے بلائے کہ وہ مرہٹون کے پیشوا کی خدمت کرے۔ بس اس
خیال سے تانتیا ٹوپی راجگڈھہ مین آیا۔

لاک ہارٹ صاحب اجین سے سوس نیر مین راجگڈھہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر آگئے اور
سوس نیر سے تین میل کے فاصلہ پر جنوب مین انکی کمک کے لیئے نال کیرہ مین آگئی۔ میجر جنرل روبرٹس کی جگہہ میجر جنرل
میچل صاحب مقرر ہوئے وہ مالوہ اور راجپوتانہ دونو کے کمانڈر افسر تھے وہ لوگ ہارٹ
صاحب اور ہوپ صاحب کے کالمون سے نال کیرہ مین ملے۔

میچل صاحب راجگڈھہ کے قریب پہنچے تو یہان سے تانتیا مع اپنی سپاہ کے رات کو بھاگ
گیا۔ میچل صاحب نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو شکست فاش دی اور ستائیس توپین چھین لین
تانتیا سرونج مین بھاگ گیا۔ اب جاڑے کے موسم کا آغاز ہو گیا تھا ہم جنرل نے پیر اور برگیڈیر
سمتھہ کے لشکرون کا حال بیان کرتے ہین۔

سینڈھیا کا ایک سردار مان سنگھہ ناڑواڑ کا راجہ سینڈھیا سے لڑ رہا تھا جنے اسکے ساتھہ
بدسلوکی کی تھی۔ اسنے بارہ ہزار سپاہیون کی جمعیت کر لی تھی اور ۲۔ اگست کو ایک مستحکم
قلعہ پاوری پر قبضہ کر لیا تھا جو سیپری سے اٹھارہ میل بر شمال مغرب مین تھا اس مین میگزین
اور کھانے پینے کا سامان چھہ مہینے کے لیئے موجود تھا۔ سمتھہ کا برگیڈ سیپری مین موجود تھا۔ اسکو
۴۔ اگست کو مان سنگھہ کی خبر معلوم ہوئی وہ ۵ ہر کو لشکر لیکر چلا اور بہت جلد پاوڑی کے پاس

۷- اگست کو آن پہنچا- مان سنگھ برگڈیر پاس صلح کا علم بھیجا اور عرض کیا کہ مین انگریزون کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا ہون میرا جو جھگڑا ہے صرف وہ مہاراجہ سیندھیا کے ساتھ ہے سمتھ صاحب نے مصالحت کو قبول کر لیا- اسنے آنکر مہاراجہ سیندھیا کے ساتھ جو اُسکا جھگڑا تھا اسکی کہانی برگڈیر کو سنائی اور کہا کہ میرا کوئی تعلق باغیون کے ساتھ نہین ہے گو یہ عذر سچا ہو اور سننے والیکو اسکا یقین بھی آگیا ہو مگر وہ اس قسم کا نہ تھا کہ اسکو انگلش کمانڈر منظور کر لیتا- سمتھ صاحب نے مان سنگھ کو اطلاع دی کہ تم کو سزا ضرور دیجائیگی تو مان سنگھ نے مقابلہ کے لئے مصمم ارادہ کیا-

پاوری کا قلعہ بڑا مستحکم تھا اور اس مین سامان جنگ خوب تھا- سمتھ صاحب نے اسکا محاصرہ کیا اُسکی کمک کے لئے نے پیر صاحب گوالیار سے آئے اور اس مہم کا تمام کام اپنے ہاتھ مین لیا وہ ۱۹ اگست کو سمتھ صاحب سے آن ملے دوسرے دن سے قلعہ پر جنگ شروع کی- چوبیس گھنٹے تک قلعہ کے اندر خوب گولے پھینکے- قلعہ کے اندر مان سنگھ کا بڑا چچا اجیت سنگھ آگیا تھا اسنے ۲۳ اگست کو قلعہ خالی کر دیا- نے پیر صاحب نے قلعہ کو مسمار کیا اور توپون کو توڑ ڈالا- روبرٹس صاحب کے ماتحت ایک کالم بھیجا کہ مان سنگھ کا تعاقب کرے اور وہ خود سیپری مین چلے آئے- روبرٹس صاحب مان سنگھ کی گرفتاری مین ناکام رہے تو انہون نے یہان اسکے تعاقب کے لیے اور انتظام کیا-

روبرٹس صاحب نے باغیون کا تعاقب کیا اور اجیت سنگھ کو بیجاپور مین جا لیا اور انہون نے دیکھا کہ پاربتی ندی کے کنارہ پر باغی خیمہ زن ہوئے تو انہون نے اچانک ان پر حملہ کیا- باغیون نے خفیف سا مقابلہ کیا- کئی افسر انگریزی اور اٹھارہ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے- اب یہہ معلوم ہوا کہ جس لشکر کو شکست ہوئی ہے وہ اجیت سنگھ کا لشکر تھا- مان سنگھ کا نہ تھا- مان سنگھ کو جب خبر ہوئی کہ اسکا تعاقب کیا گیا ہے تو اسنے اپنی سپاہ کو تین حصون مین منقسم کر کے تین مختلف سڑکون پر بھیجا تھا اور انکو ہدایت کی تھی کہ وہ سب ایک مقام مین آنکر ملجائین انہین سے یہہ ایک حصہ اجیت سنگھ کا تھا جسکو شکست ہوئی تھی اور ان مین سے تین چوتھائی مارے گئے اور اجیت سنگھ بھاگ گیا تین چوتھائی کا مارا جانا تو مبالغہ ہے مگر پانچ سو آدمی مارے گئے-

روبرٹس کا تعاقب کرنا

تانتیا اور [illegible] کا [illegible] مین آنا

اب برسات کا موسم ختم ہو گیا تھا چار طرف کی فوج کشی کا حال ہم سناتے ہین- تانتیا ٹوپی بیتوا ندی کے دونو طرف جنگلون مین سرونج کی طرف پھر تا رہا اور وسط ستمبر مین سرونج مین

پہنچ گیا۔ یہان آٹھ روز ٹھیر کر بھی گڈھ مین پہنچا یہہ قصبہ مع قلعہ سیندھیا کی عملداری مین سپری
کے جنوب مین تھا۔ یہان اسنے لوگون سے رسد مانگی انہون نے دینے سے انکار کیا تو اسنے
اس قصبہ کو لوٹ لیا اور سات توپین لے لین پھر تانتیا ٹوپی سپاہ لیکر چندیری کی طرف اور
راؤ صاحب مع سپاہ نان بھت کی طرف روانہ ہوئے۔ چندیری مین مہاراجہ سیندھیا کا
ایک سچا خیرخواہ سپاہی موجود تھا اسنے تانتیا کو چندیری مین نہین داخل ہونے دیا تو تانتیا نے
چندیری کو حملہ کرکے لینا چاہا۔ تین دن تک اسکے لینے کے لیئے ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ نہوا
تو وہ منگرولی مین بیتوا کے بائین کنارہ پر چندیری سے بیس میل کے فاصلہ پر جنوب مین چلا گیا
۹۔ اکتوبر کو مچل صاحب منگرولی کی طرف چلے انکو معلوم ہوا کہ تانتیا اس مقام کے متصل مرتفع
زمین پر موجود ہے۔ یہان تانتیا مچل صاحب سے لڑا اور شکست پاکر اور اپنی توپین چھوڑ کر بھاگا
تانتیا بیتوا سے پار ہوکر جکلاؤن مین آیا۔ دوسرے روز للت پور مین جاکر راؤ صاحب سے
ملا۔ تانتیا یہان رہا اور دوسرے دن راؤ صاحب مع سپاہ اور توپون کے جنوب مشرق کی طرف
آگے بڑھا اور سندھوایا مین آیا۔ مچل صاحب نے اسکو یہان شکست فاش دی اور بارہ میل
تک تعاقب کیا باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر راؤ صاحب بھاگ کر نکل گیا۔ انگریزون کے
پانچ افسر اور بیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ راؤ صاحب للت پور مین تانتیا سے ملا اور
دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ اس ملک مین تو انگریزی سپاہ نے ہم کو نرغہ مین کر رکھا ہے نربدا کے پار
جانا چاہیئے۔

جب مچل صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی جنوب کی طرف جا رہا ہے تو انہون نے اسکو
کھورئی مین شکست دی اور تانتیا کے میمنہ کو بالکل غارت کر دیا مگر تانتیا اور راؤ صاحب
اپنی نصف سپاہ کو ذبح کراکے خود بھاگ گئے۔ یہہ لڑائی ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو ہوئی۔ اب
تانتیا راج گڈھ مین پہنچا۔ راہ مین اسکو بگروڈے سے چار میل کے فاصلہ پر کرنیل چارلس ہچر نے
اسپر حملہ کیا اور چالیس آدمی اسکے مار ڈالے لیکن تانتیا ٹوپی نربدا کے پار ناگپور کے ملک مین
چلا گیا جو ہوشنگ آباد سے چالیس میل پر تھا۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مرہٹون کے
ملک مین آگئے۔ انہون نے بمبئی اور آگرہ کی سڑک پر انگریزون کی رسد کے چھکڑے انکو لوٹ لیا

جسکے سبب سے بمبئی و مدراس پریسیڈنسیون مین انگریزون کو اندیشے اور خطرے پیدا ہوئے۔
اس ملک مین تانتیا نے دیکھا کہ کہین اسکو انگریزون کے تعاقب سے نجات نہین ہے تو اسنے نربدا سے پار ہو کر بڑودہ جانے کا قصد کیا۔
کورائی مین تانتیا کو مچل صاحب شکست دیکر تانتیا کے تعاقب کے لیئے ۔ نومبر کو ہوشنگ آباد مین پہنچے یہان وہ پارک صاحب سے ملے جنکو انہون نے ہوشنگ آباد مین چھوڑا اور خود نربدا کے پار جاکر بیتول کے قریب آئے تانتیا بھاگتا پھرا شکست پر شکست کھاتا رہا اب اس پاس تین چار ہزار آدمی تھے۔ سدرلینڈ صاحب اسکے تعاقب مین تھے اسکو ایک جگہہ شکست دی اور توپین چھین لین تانتیا توپون کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور نربدا کے پار اتر گیا اور ایک گانو جلا لوٹ لیا اور بڑودہ کی طرف چلا۔ نربدا کے کنارہ سے چونتیس میل چلکر وہ راج پور امین پہنچا۔ یہان کے رئیس سے تین ہزار نوسو روپے اور تین گھوڑے لیئے اور پھر چھوٹے اودے پور کی طرف چلا جو بڑودہ سے پچاس میل تھا مگر اس کے تعاقب کرنے والے بہت سے تھے۔
پارک صاحب بہت جلد تانتیا کے تعاقب کے لئے چلے آتے تھے انہون نے چھوٹے اودے پور مین تانتیا کو آلیا۔ اور تانتیا کو شکست دیکر بڑودہ اسکو نہ جانے دیا تو وہ بھاگ کر بانسواڑہ کے جنگلون مین آیا جو راجپوتانہ کے غایت جنوب مین تھے یہہ جنگل بڑے گھنے ہین اور اس مین بھیل رہتے ہین غرض اب راؤ صاحب اور تانتیا بڑی مصیبت کی حالت مین تھے نواب باندہ نے نومبر مین جو اشتہار شاہی دیا تھا اسسے استفادہ اٹھایا اور اپنے تئین سرکار کے حوالہ کیا۔ یہہ دونو مرہٹے بڑے محل خطر مین تھے مگر صابر و بہادر اور رویہ سے مالا مال ایسے تھے کہ انکا حال ایسا ہی تھا جیسا کہ پہلے تانتیا جنگلون مین ہوتا ہوا دیوگڈھ باریا مین پہنچا اب اس پاس سپاہ بہت تھوڑی رہ گئی تھی ۔ دو دن اسنے یہان قیام کیا کہ اسکی سپاہ بھی پھر اس پاس آن پہنچی ۔ دسوین دسمبر کو بانسواڑہ مین داخل ہوا یہان ایک دن ٹھیرا اور سولہ سترہ اونٹ کپڑون سے لدے ہوئے احمد آباد سے جاتے تھے انکو لوٹ لیا وہ یہان زیادہ ٹھیرتا مگر اسکو خبر لگی کہ رتلام سے کرنیل سمرسٹ کا کولم قریب آگیا ہے تو وہ سلومبیا مین بھاگا یہہ ایک قلعہ اودے پور کے راناکا ہے یہان اسنے سامان رسد بہم پہنچایا جسکی ضرورت اسے

تانتیا کا نربدا اتر کر بڑودہ جانا
پارک صاحب اور تانتیا کا بڑودہ کی طرف جانا

بہت تھی دوسرے دن اس امید مین چلا کہ اودے پور کو جا کر دھمکاؤن گا مگر جب انگریزونکو اسکی خبر ہوئی تو بیچر روک صاحب کولم لیکر بھانس رور مین آئے جہان سے انکو اودے پور کی حمایت کرنی اور تانتیا کا رہ کنا آسان تھا تانتیا اسنے بچکر بھیلواڑہ گاؤن مین آیا اس نے یہان یہہ صلاح کی کہ اپنے تئین حوالہ کر دینا چاہیئے مگر مان سنگھہ اور فیروزشاہ اسکے پاس آنے والے تھے اسلیئے یہہ صلاح موقوف رہی۔

تانتیا بھیلواڑہ مین دو روز مقیم رہا پھر پرتاب گڈھ گیا۔ انگلش جنرل تانتیا کی راہ کو جانتا تھا اب اسکو فیروزشاہ کی حرکات کی بھی خبر آئی۔

۲۵۔ دسمبر ۱۸۵۸ع کو جب تانتیا جنگلون سے نکلکر پرتاب گڈھ کی طرف چلا ہے تو بیچر روک سے اسکا سامنا ہوا تانتیا اس سے دو گھنٹے تک لڑا اس عرصہ مین اسکے ہاتھی اور بیگیج نکل گئے تو پھر وہ مندسور کی طرف گیا اور اس سے چھ میل کے فاصلہ پر رات کو ٹھیرا۔ پھر تین دن مین جلدی سفر کر کے زیرا پور مین آیا جو نیمچ سے شرق جنوب مین سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

تانتیا جبکہ زیرا پور مین آیا اسی روز بن سن صاحب یہان آن موجود ہوئے۔ تو تانتیا متحیر ہو کر اپنے چھ ہاتھی چھوڑ کر بڑودہ مین چلا گیا یہان اسکو سومرسٹ صاحب نے شکست دی تو وہ بھاگ کر ناہر گڈھ مین گونہ کے ملک مین چلا آیا۔ قلعہ دار نے اسپر توپ چلائی راو صاحب نے مان سنگھہ کو بلایا جب وہ آگیا تو باغی بیرون مین چلے گئے۔ یہان دو روز ٹھیر کر اندرگڈھ کی طرف چلے۔ جب وہ چنبل کے کنارہ پر آئے تو بے وجہ مان سنگھہ انکو چھوڑ کر چلا گیا۔ ۱۳۔ جنوری کو وہ اندرگڈھ مین آئے یہان فیروزشاہ مع اپنے لوڈی گارڈ اور بارہوین غیر آئینی رجمنٹ کے ان سے آن ملا

جب فیروزشاہ کو مندسور سے کرنیل ڈیوربنڈ نے نومبر ۱۸۵۷ع مین نکال دیا تھا تو وہ اپنی ملازمین کے ساتھ رہیل کھنڈ مین چلا گیا تھا۔ لارڈ کلائیڈ نے اسکو رہیل کھنڈ سے بھی نکالدیا تو وہ اودھ مین داخل ہوا اور ان باغیون کے ساتھ ملا جنھون نے سرکار والا اقتدار کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیئے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ جب اودھ مین بھی باغیون کا کوئی معاملہ درست نہوا تو فیروزشاہ نے چنبل اور جمنا سے پار اتر کر تانتیا ٹوپی سے

فیروزشاہ کا کوچ

بن سن صاحب کا تعاقب اور تانتیا کی شکست

فیروزشاہ

ملنے کا ارادہ کیا وہ تانتیا کو جانتا تھا کہ وہ اسکو لایق دوست جانے گا اس سبب سے وہ
بسوآہ مین جو سیناپور کے قریب تھا آیا یہان سے جلدی سفر کر کے ۷- دسمبر ۱۸۵۷ع کو گنگا پار
اترا اور اسنے سڑک کلان پر تار کو کاٹا اور خبر اڑائی کہ وہ شمال مغرب کی طرف آگے بڑھے گا
مگر اسکی بجائے وہ اٹاوہ کی سڑک پر چلا اور لفٹنٹ فوربس نے جسکے ساتھ ہیوم صاحب اور
کپتان ڈوے صاحب تھے بڑی کوشش کی کہ اسکو ہرچند پور مین گھیر لیے مگر اس مین خرابی ہوئی
اور کپتان ڈوے ایل صاحب کی جان گئی - برگیڈیر ہربرٹ ایک کولم کو لیکر اسکے تعاقب کرنے
کے لیئے روانہ ہوئے - فیروزشاہ ۹ کو جمنا کے پار اتر کر جھانسی کی طرف چلا وہ ایسا جلدی چلا کہ ۱۷ کو
رانوڈ کے ہمسایہ مین آگیا یہہ ایک بڑا شہر گونہ سے شمال مشرق مین پچاس میل پر ہے یہان
پہلی دفعہ اسکی روک ہوئی -

جنرل جواب سر روبرٹ نےپیر ہو گئے تھے انکو جب فیروزشاہ کے جانے کے رستے معلوم
ہوئے تو انہون نے ان سڑکون پر اسکے روکنے کے لیے سپاہین بھیجین جنکو وہ سمجھتے تھے
کہ باغی جاوینگے - نےپیر صاحب فیروزشاہ کے تعاقب کے لیئے بہت جلد رانوڈ مین
پہنچ گئے - فیروزشاہ نے رانوڈ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر بریٹی جان صاحب کی بہادری نے فیروزشاہ کو
شکست فاش دی اور سات میل تک اسکا تعاقب ہوا باغیون کے چھ ہاتھی بہت سے گھوڑے
اور ٹٹو اور بہت سے ہتھیار چھینوائے اور پچاس آدمی ہلاک کرائے نیڈ صاحب نے تعاقب
کرنے مین سو باغی مارے اور انگریزون کی طرف سولہ سپاہی زخمی ہوئے -

فیروزشاہ مفرورین کو چندیری کی طرف لے گیا مگر جب انکو معلوم ہوا کہ انگریزی سپاہ چندیری
کی طرف آرہی ہے تو وہ دفعتہً عیسی گڈھ اور رپوچار کی طرف چلا اور آرونی کے جنگلون مین
جانے کی تیاری کی - گونہ اور سرونج کے درمیان رام پور کے نزدیک گنسا اور سپلی ہنبی کی لین سیر
کے چالیس سپاہیون پر حملہ کیا جو برگیڈیر سمتھ پاس پوشاک لیئے جاتے تھے اس کے آدمیون نے
پوشاک پر قبضہ کر لیا اور ایک سوار کو قید کر لیا مگر جب سینک صاحب اپنے سپاہیون کو لڑنے
کے لئے لائے تو باغی ارونی مین چلے گئے پھر کپتان راس صاحب نے ۲۲- دسمبر کو سرپور پر
باغیون کو اچانک جالیا - باغیون نے تھوڑا سا مقابلہ کیا اور سو گھوڑے کئی اونٹ بہت سے

جنرل نےپیر صاحب

فیروزشاہ کا بھاگنا -

ہتھیار اور کپڑے چھوڑ گئے۔ یہان سے فیروزشاہ راج گڈھ اس امید مین گیا کہ وہان تانتیا ٹوپی سے ملیگا چار روز وہ یہان پڑا رہا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ برگیڈیر سمتھ اسکی سراغ رسانی کر رہا ہے تو وہ اندر گڈھ مین ۱۳۔جنوری ۱۸۵۹ء کو تانتیا ٹوپی سے جا ملا۔

اندر گڈھ امن کی جگہہ نہ تھی۔ تانتیا ٹوپی کو معلوم تھا کہ انگریزی سپاہیون کے دو کولم ادھر چلے آرہے ہین اس لئے ڈیواسا مین چلا گیا یہہ ایک بڑا قصبہ جے پور اور بھرت پور کے درمیان ہے۔ دو برگیڈیر شوورس اور ہولمس صاحب ڈیواسا کی طرف سے چلے اور وہان پہنچے ۱۶۔جنوری ۱۸۵۹ء کو جبوقت تانتیا و راؤ صاحب و فیروزشاہ آپس مین جنگ کے باب مین صلاح و مشورے کر رہے تھے کہ شوورس صاحب آ گئے۔ اسوقت ان تینون آدمیون کا بچ جانا کرامت تھی۔ تانتیا ٹوپی اپنے روزنامہ مین لکھتا ہے "کہ انگریزی لشکر نے یکایک ہم پر چڑھ کر متحیر کر دیا" تین سو باغیون کو مقتول و مجروح و بیکار کیا اور باقی سب بھاگ گئے۔ تانتیا اور اس کے ملازم الور ہوتے ہوئے سکر مین ۲۱۔جنوری کو پہنچے کہ ابر ہولمس صاحب نے حملہ کیا۔ باغی اپنے گھوڑے اور اونٹ اور ہتھیار بھی چھوڑ کر حواس باختہ ہو کر بھاگے تھوڑے دنون کے بعد انمین سے چھ سو باغیون نے اپنے تئین راجہ بیکانیر کو حوالہ کیا۔

اس شکست سے باغیون کا جتھا ٹوٹ گیا اسی دن فیروزشاہ مع اپنے سوارون کے تانتیا ٹوپی سے جدا ہو گیا۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مین بھی ان بن ہو گئی تانتیا لکھتا ہے کہ مین نے اسے کہا کہ اب مین اور زیادہ دنون نہین بھاگونگا اور جب کبھی مجھے موقع ملیگا تو مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤنگا۔ مان سنگھ کے بعض رشتہ دار ٹھاکر تانتیا سے آن ملے۔ سپاہ کو چھوڑ کر تانتیا صرف دو برہمن رسوئی کرنے کے لیئے اور ایک سائیس اور دو گھوڑے اور ایک ٹٹو اپنے ساتھ لیکر پیرون مین چلا گیا۔ پیرون کے جنگل مین راجہ مان سنگھہ سے تانتیا ملا۔ راجہ نے پوچھا کہ سپاہ کو کیون چھوڑ دیا یہہ کام تمکو نہین کرنا چاہیئے تھا تو تانتیا نے جواب دیا کہ آپ بھاگتے بھاگتے تھک گیا تھا اب مین تمہارے ساتھ رہونگا خواہ یہہ کام مین نے صحیح و صواب کیا یا غلط و خطا۔

اس عرصہ مین راؤ صاحب تین چار ہزار سپاہیون کو ساتھ لیکر کشالی مین اجمیر کے مغرب مین جو جھم

دس میل کے فاصلہ پر ۱۰ - فروری ۱۸۵۹ء کو آیا ۔ انتقام لینے والے اسکے پیچھے لگے ہوئے تھے
ہومز صاحب کشائی مین آموجود ہوئے اور انہون نے راؤ صاحب پر حملہ کیا اور دو سو آدمی اسکے
مار ڈالے ۔ راؤ صاحب بھاگ کر ۱۵ - فروری کو چتر بھج کے درہ مین پہنچا ۔ جب انگریزی لشکر ادھر
کی طرف آیا تو راؤ صاحب بانسواڑہ کے جنگل مین چلا گیا تو سومرسٹ صاحب نے اسکا تعاقب کیا
تو راؤ صاحب کے ساتھی تھوڑے رہ گئے اور وہ بھی تانتیا کی طرح بھاگتے بھاگتے تھک گیا ۔
اسکے ساتھیون مین سے بہت سے آدمی ہتھیار پھینک کر اپنے گھرون کو چلے گئے ۔ بڑے بڑے
سرغنہ سرونج کے جنگل مین چلے گئے وہ فقیرانہ گذران کرنے لگے دہاتیون سے بھیک مانگ کر
اپنا پیٹ پالتے تھے ۔ باغیون کے صرف پانچ منڈ باقی رہ گئے تھے راؤ صاحب ۔ فیروز شاہ
مان سنگھ ۔ اجیت سنگھ ۔ تانتیا ٹوپی ہر ایک کی قسمت کا حال بڑا دلچسپ ہے ۔ راؤ صاحب تو
ایک جگہ سے دوسری جگہ مارا مارا پڑا پھرا ۱۸۶۲ء مین وہ پنجاب کے شمالی پہاڑون
مین جاترپون کے بھیس مین پکڑا گیا اور کانپور بھیجا گیا یہان اسپر جابر جرم ثابت ہوئے وہ ۲۰ اگست
کو پھانسی دیا گیا ۔ فیروز شاہ حاجیون کے لباس مین انگریزون کے ہاتھ سے بچ کر کربلا یا مکہ
چلا گیا ۔ سلطان روم اس کے ساتھ سلوک کرتا رہا ۔ مکہ مین مر گیا ۔ سرسا ٹو مین ایک بوڑھے
ٹھاکر نرائین سنگھ نے جو مان سنگھ کا رشتہ دار تھا اپنے تئین میڈ صاحب کو حوالہ کیا وہ مان سنگھ
کے معتمد مختار ۔ کو میڈ صاحب پاس لایا اسکی معرفت میڈ صاحب اور مان سنگھ کے درمیان ایسے
قول و قرار ہوئے کہ مان سنگھ نے اپنے تئین انکے حوالہ کیا اور اسکے تمام اہل و عیال جو شہر کے قریب
تھے انگلش کیمپ مین آ گئے ۔ اجیت سنگھ کچھ تھوڑے آدمیون کے ساتھ پندرہ میل کے فاصلہ پر
جنگل مین رہتا تھا ۔ میڈ صاحب کے لشکر کے ساتھ مان سنگھ وہان پہنچا جہان اجیت سنگھ رہتا
تھا جب اجیت سنگھ کو انگریزی سپاہ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ستر اسی میل بھاگ کر
سرونج مین اور باغیون سے جا ملا ۔

میڈ صاحب کو یقین تھا کہ پرون کے جنگل مین تانتیا ٹوپی ہے مان سنگھ کی بڑی آرزو و
تمنا یہہ تھی کہ وہ اپنی حالت سابقہ پر عود کرے ۔ ۸ - اپریل کو سر رابرٹ ہملٹن نے میڈ
صاحب پاس تار بھیجدیا تھا کہ اگر مان سنگھ اپنے تئین حوالہ کریگا تو اسکی جان بچائی جائیگی ۔

اور اسکے حقوق پر خیال کیا جائیگا میڈ صاحب نے اسکو سمجھا یا کہ اگر وہ تانتیا کو پکڑوا دیگا تو اس خدمت عظیم کے عوض مین وہ اپنی حالت سابقہ پر بحال ہو جائیگا۔ بس اسوقت سے مان سنگھ کو یہہ دھن لگی ہوئی تھی کہ وہ تانتیا کو گرفتار کرائے اسکو یہہ اندیشہ تھا کہ مبادا تانتیا اس کی مٹھی مین سے نکل جائے تانتیا نے میڈ صاحب کے لشکر مین مخفی آدمی بھیجکر مان سنگھ سے صلاح مشورہ پوچھا تھا کہ وہ فیروزشاہ سے جا کر ملے یا نہ ملے۔ مان سنگھ جانتا تھا کہ اگر تانتیا کہین چلا جائیگا تو پھر اسکو پکڑوانے کا قابو ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ مان سنگھ کو نہ اپنی عزت کا نہ اپنے مصاحب دوست کی دوستی کا خیال تھا وہ تانتیا کو دغا و فریب سے پکڑوانے پر اس شرط پر تیار تھا کہ اسکو پہلے اپنی ریاست ملجائے۔ میڈ صاحب کو تو ریاست بحال کرنے کا اختیار نہین تھا اس لیئے وہ سر رابرٹ ہملٹن سے یہہ وعدہ کرانا چاہتا تھا کہ شاہ آباد یا اوڑچی اسکو ملجائے یا نمار کے راج کا کوئی حصہ اسکو ملجائے۔ میڈ صاحب مان سنگھ سے اس معاملہ مین گفتگو کر رہے تھے تانتیا ٹوپی جنگل مین براج رہا تھا۔ اب بھی تانتیا کے پرانے ہمراہی سردار بیچ مین آٹھ ہزار موجود تھے۔ راؤ صاحب نے تو انکو چھوڑ دیا تھا مگر فیروزشاہ اور آسبا بانی نواب اور امام علی وردی میجر انکے ساتھ تھے اس وردی میجر نے تانتیا کو خط بھی لکھا تھا کہ وہ ہم سے آنکر ملجائے۔ تانتیا اگرچہ جانتا تھا کہ مان سنگھ نے انگریزونکو اپنے تئین حوالہ کر دیا مگر پھر بھی وہ اسپر اعتماد کرتا تھا اور اپنے تئین اسکے حوالہ کر دیا تھا۔ مان سنگھ نے ایک آدمی تانتیا پاس بھیجدیا تھا اور سمجھا دیا تھا کہ جہان یہہ آدمی کہے وہان ٹھیرنا۔ تانتیا کو قاصد کی زبانی مان سنگھ نے کہلا بھیجا تھا کہ وہ تین دن کے اندر اس سے ملنے آئیگا اس اقرار کے موافق تیسرے دن ۷۔ اپریل کی آدھی رات کو تانتیا کے چھپنے کی جگہہ پر مان سنگھ آیا اور بمبئی کے سپاہیون کو فاصلہ پر چھوڑ آیا۔ تانتیا سوتا تھا اسکو سوتا ہوا پکڑ کر میڈ صاحب کے کیمپ مین لے آئے وہ یہان ۸۔ اپریل ۱۸۵۹ع کو طلوع آفتاب کے وقت آیا۔ سیپری ہی مین وہ کورٹ مارشل کے سپرد ہوا اور اسپر یہہ جرم لگایا گیا کہ اسنے جون ۱۸۵۷ع سے دسمبر ۱۸۵۸ع تک برٹش گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ جنگ کی تانتیا نے اپنے بری ہونے کے لیئے یہہ سیدھا سادا جواب دیا کہ مین نے کالپی کے فتح ہونے تک سب باتون مین اپنے آقا نانا کے

حکمران کی تعمیل کی اور اسکے بعد راؤ صاحب کے حکمون کی ۔ مین نے کسی انگریز یا انگریزن کے قتل کرنے مین کوئی کام نہین کیا ہے نہ مین نے کسی کے پھانسی دینے کا حکم دیا ہے مگر ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ء کو اسکو پھانسی دی گئی ۔

سر رابرٹ نے ہیر نے تانتیا کو جاؤرا علی پور مین شکست دی تھی اسکے بعد نو مہینے تک اسنے انگریزی سپاہیون کو اپنے تعاقب مین بڑا حیران پریشان کیا وہ ایک یا دو دفعہ راجپوتانہ اور مالوہ مین گیا نربدا پار اترا اور مغربی ہند کو دھمکایا ۔ اسکی لیاقتین قابل تعریف ہوتین اگر اس مین جرنیل ہونے کی قابلیت ہوتی اسکے سفر عجیب و غریب تھے وہ اپنے بھاگنے کے لیے مقامات خوب منتخب کرتا تھا مگر اس مین لیاقت نہین تھی کہ وہ دشمنون کے ضعیف مقامات کو تحقیق کر لیتا یا انکی غلطیون کو پکڑ لیتا ۔ اور ان دونو باتون سے استفادہ کرتا کبھی لڑائی مین وہ اپنی نتیئن جوکھون مین نہین ڈالتا ۔ سب سے اول وہی بھاگتا اور بھاگتا بھی ایسا کہ انگریز بھی اسکے تعاقب کرنے سے بہت دفعہ عاجز ہو گئے اور زیادہ تعاقب کرنے کو ناممکن جاننے لگے ۔ اس کے تعاقب کرنے مین نے ہیر صاحب اور رابرٹس صاحب اور مچل صاحب نے اپنی قابلیت و لیاقت و شجاعت کے بڑے جوہر دکھائے جنکا اوپر بیان بتفصیل ہوا ہے کہ کیا کیا اس کام مین انہون نے جفاکشی کی ہے ۔

باب دوم

باغیون کے سرغنون کا فنا یا تباہ ہونا اور ملکہ معظمہ کا اشتہار

ان سنگھ اور تانتیا ٹوپی کے گرفتار ہونے سے جنوبی و مغربی ہند مین بھی ایسا ہی امن امان و انتظام ہو گیا جیسا کہ ممالک مغربی اور اودھ مین ہو گیا ۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ باغیون تے پادشاہ محمد بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کی ۲۷ جنوری ۱۸۵۸ء سے اسی کے دیوان خاص مین تحقیقات جرائم شروع ہوئی اور اسپر جرائم ثابت ہو گئے ۔

چیف کمشنر پنجاب کا اسکی نسبت یہہ حکم صادر ہوا کہ بہادر شاہ معزول بادشاہ دہلی سمندر کے پار بسخت مجرمون کی طرح جلا وطن کیا جائے وہ کسی ایسے جزیرہ یا مقام مین رکھا جائے جہان وہ سب مسلمانون سے علیحدہ رہے اسکی بیوی زینت محل اور اسکے بیٹے جوان بخت کی نسبت کوئی جرم نہیں ثابت ہوا جوان بخت کی عمر تو سترہ برس کی ہے لیکن یہہ دونو دہلی مین موجود تھے چیف کمشنر انکو اجازت دیتا ہے کہ خواہ وہ قیدی کے ساتھ اسکی جلاوطنی کے مقام مین رہین اور اگر انکو یہہ منظور ہو تو وہ بنگال پریسیڈنسی کے اضلاع زیرین مین کسی ضلع مین شاہی قیدیون کی طرح مقید رہین۔

نانا راؤ اور بالا راؤ وسپاہ دل عظیم اللہ ۱۸۵۹ء مین نیپال کی ترائی مین مر گئے۔ بینی مادھو پلوان سنگہ کے گورکھون کے ساتھ لڑائی مین قتل ہوا۔ خان بہادر خان کو مارچ ۱۸۶۰ء مین اس مقام پر پھانسی ملی جہان اسنے اپنے وحشیانہ کام کئے تھے۔ محمود خان نواب نجیب آباد دائم الحبس ہوکر جلاوطن کیا گیا۔ جوالا پرشاد کو ۳ مئی ۱۸۶۰ کو اس گھاٹ پر پھانسی ملی جہان نانا کی طرف سے اسنے کشتیون مین انگریزون کے قتل کا اہتمام کیا تھا۔ امیر سنگہ برادر کنور سنگہ گورکھپور مین انگریزون کے ہاتھ لگا۔ اودھ کی بیگم کاٹھمانڈو مین بغیر کسی تکلیف پہنچنے کے رہتی تھی۔ تفضل حسین خان نواب فرخ آباد عمر بھر کے لیئے مکہ کو جلاوطن ہوا۔

بہت سے چھوٹے چھوٹے سرغنہ بغاوت جو میدان جنگ سے بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے پکڑے گئے اور انکے جرائم کی تحقیقات ہوئی سزا ملی یا بری کیئے گئے انکو جرمون کے مثنا سب سزا ملی باقی سب کے بغاوت کے جرم سوا قاتلون اور مشہور سرغنون کے سرکار نے معاف کر دیئے کئی سو سپاہی اور اور مجرم جزیرہ انڈمان (کالے پانی) مین بھیجے گئے اور چند ہزار مجرمون نے تھوڑی تھوڑی میعاد کے لیئے قید سخت کی سزا پائی وہ ہین جیل خانون مین رہے شاید انمین دو چند سے زیادہ بری کر دیئے گئے۔ بڑی زبردست سپاہ بنگال اور مقامی کنٹنجنٹون مین چند ہی ضعیف رجمنٹین تھین جو بغاوت سے الگ تھلگ رہین۔ ان بدخواہون مین سے دو سال کے اندر ایک لاکھ آدمیون سے زیادہ زخمون سے سختی سے حاکمون کی پھانسی دینے سے مرے ہونگے اور اس عرصہ مین جو باغی لڑائی مین مارے گئے

انکو شامل کرو تو تعداد بہت زیادہ ہوجاتی ہے غلطی سے بے گناہ مارے گئے انکا کچھ
حساب نہین۔

سرکار کمپنی کے ہاتھ سے ہندوستان کی سلطنت کا ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل ہونا

اگرچہ بغاوت مین بہت سی مصیبتین اور تکلیفیں اٹھانی پڑین اور روپیہ کا خرچ ہوا مگر ان
نقصانون کو میزان عدل کے ایک پلڑے مین چڑھاؤ اور دوسرے پلڑے مین ان نقصانونکے
سبب سے جو فائدے حاصل ہوئے رکھو تو فائدون کا پلڑا بھاری رہیگا۔ پولیٹکل کا جسم
جن سخت مرضون مین مبتلا تھا اسکا بغاوت نے نہایت سخت شدید علاج کیا مگر اس سے
ازالہ امراض ہوگیا اسکا پہلا نتیجہ یہہ تھا کہ کورٹ ڈائرکٹرس خارج ہوئے خواہ انہون نے
کیسے ہی اچھے کام کیئے ہون مگر وہ اسوقت ایک دہوکے کی ٹٹی تھے۔ ۱۳۔ فروری ۱۸۵۸ع کو
ہوس کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست
بادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اسکا انتظام انگلستان مین کسی منسٹر کو سپرد کیا جائے جسکی امداد
اسکی کونسل کیا کرے مگر انکی وزارت بدل گئی تو نئی وزارت مین بھی مسٹر ڈزرئیلی نے بھی
اسی تجویز کے مشابہ بل انتقال سلطنت مرتب کیا اس بل مین بعض باتین نامناسب تھین
انکو بدلکر لارڈ رسل نے ایک تجویز پیش کی جسپر تمام کامنس ہوس نے توجہ کی۔ ۷۔ جون کو
اس بل کا مسودہ تیار ہوا اور وہ ۸۔ جولائی کو تیسری دفعہ پڑھا گیا بعد خفیف ترمیمات کے
لارڈس ہوس مین پاس ہوگیا اور ۲۔ اگست کو ملکہ معظمہ نے اسے منظور کرلیا دوسرا نتیجہ
اس بغاوت کا جسنے ہندوستانی سپاہ سے خودکشی کرائی یہہ تھا کہ گورون کی سپاہ جو ہندوستان
مین بہ نسبت ہندوستانی سپاہ کے بہت کم رہتی تھی اسکا فیصلہ ہوگیا۔
تیسرا نتیجہ یہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے بیج بویا تھا مگر اسکا پھل نہین کھایا تھا کہ دہلی کے بادشاہ کو جسکے
باپ دادا سے سرکار کمپنی نے بنگال وغیرہ کی دیوانی حاصل کرکے اپنی بادشاہی کی نیو جمائی تھی دہلی کے
قلعہ سے نکالین اور اس کے نام کے ساتھ بادشاہ کا نام نہ رکھین جو ہندوستان مین مسلمانونکی
ایسی دل شکنی کرتا جیسا اودھ کا ضبط ہوتا وہ اس بغاوت نے دوسری طرح کرکے دکھا دیا۔
سال کے آخر مین ہندوستان مین انتظام ہوگیا تھا ایک شاہانہ اشتہار جسکی اصلاح خود
ملکہ معظمہ نے فرمائی تھی وہ ہندوستان کی بیس زبانون مین ترجمہ ہوکر پہلی نومبر ۱۸۵۸ع کو انگریزی

علمداری کی ہر شہر مین اور ہر چھاونی مین پڑھا گیا- لارڈ کیننگ کو اول وائسرائے یعنی نائب ملکہ معظمہ کا
لقب ملا سوا ان لوگون کے جنکی نسبت ثابت ہوا ہو یا آیندہ ثابت ہو کہ وہ رعیت سرکار
انگریزیہ کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے اور ون کی نسبت ترحم کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکا قتل کے
انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ انپر ترحم نہو اور جن لوگون نے جان بوجھ کر قاتلون کو پناہ
دی ہو یا جو لوگ باغیون کے سردار ہوئے ہون یا ترغیب دینے والے ہوئے ہون ان کی
نسبت صرف یہی وعدہ ہوسکتا ہے کہ انکی جان بخشی ہووے - اور سبھون کو جو سرکاری مخالفت
مین ہتھیار بند ہین وعدہ ہوتا ہے کہ انکی تقصیر سرکار کی نسبت یا ہماری سلطنت و منزلت
کی نسبت بلا شرط معاف کی جائیگی مگر وہ ، اپنے اپنے گھرون مین جائین اور اپنے اپنے پیشہ
صلح و سودا مین ہاتھ لگائین یہ ایک بڑا پولیٹکل معاملہ تھا کہ ہندوستان کے امرا و غربا کو
معلوم ہو گیا کہ انکی جان و مال ایک بڑی قوی و رحیم حکومت مین ہے ہندوستانیون مین بڑی خواہش
تھی کہ کوئی انکا شہنشاہ ہو وہ پوری ہوئی - ہندوستانیون کے لیئے یہہ اشتہار فرمان عظیم
شاہی تھا جس مین معدلت اور مذہبی مسالمت تھی - سارے ہندوستان مین جو مشنی کرنے کی
ممانعت سے کھلبلی پڑی ہوئی تھی وہ بھی اس اشتہار نے دور کر دی -
غدر کے مٹانے سے ہندوستان کا قرض چالیس کروڑ روپیہ زیادہ ہو گیا اور سپاہ مین جو
تغیرات ہوئے اس سے دس کروڑ روپیہ خرچ بڑھ گیا - اب یہ ضرور تھا کہ ایسی تدابیر کی جائین
کہ جنسے خرچ گھٹے آمد بڑھے - خرچ کا گھٹانا تو گورنر جنرل کے اختیار مین تھا مگر آمد کا بڑھانا نہین
تھا بغیر ضرور سپاہ کی تخفیف کرنے سے بہت خرچ کم ہوسکتا تھا اب اگر کسٹم کے محصولون کے
بڑھانے سے آمد زیادہ کی جاتی تو تجارت کی کساد بازاری ہوتی اگر پیشون اور تجارتون پر ٹیکس
لگایا جاتا تو سارے ملک مین واویلا ہوتی وائسرائے نے اپنی یہہ مشکلات لارڈ سٹین لی
سکرٹری اوف سٹیٹ سے عرض کین تو اسکا یہہ جواب ملا کہ ایک نامور کونسلر رائٹ آنریبل
جیمس ولسن بھیجا جاتا ہے جو خزانہ و مال کے کام مین ید طولے رکھتا ہے اس نامی فنینس منسٹر نے
لارڈ کیننگ کے ساتھ ۱۸۵۹ء کے موسم سرما مین ملک کے اندر دورہ کیا اور جب کلکتہ مین آیا تو
اسنے کونسل مین تین نئے ٹیکسون کی تجویز پیش کی جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوئی اور باقی

دوسرے انکم ٹیکس چار فیصدی ان آمدنیون پر لگایا گیا جو پانچ سو روپیہ سالانہ آمدنی سے زائد اور اس سے کم آمدنی رکھنے والون پر کم انکم ٹیکس لگایا گیا۔

پہلا انکم ٹیکس پانچ سال کے لیے امتحاناً لگایا گیا تھا۔ ان ٹیکسون کے سبب سے دو کروڑ روپیہ سالانہ کی آمدنی بڑھی۔ ولسن صاحب نے خزانہ و مال کے باب مین اور بہت سی تدبیرین ایجاد کین تھین مگر وہ انکے نتائج دیکھنے کے لیئے زندہ نہ رہے اگست سنہ ۱۸۶۰ع مین انھون نے انتقال فرمایا انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوئے جنھون نے انکم ٹیکس ایکٹ کو پاس کیا۔

گو اس وقت یہ مالی وقتین پیش تھین مگر لارڈ کیننگ نے یہہ کار عظیم کیا جو قابل لکھنے کے ہے کہ این رائے ستلج کے راجاؤن پٹیالہ و جیند و نابھہ و کپورتھلہ کو اور راجپوتانہ کے راجاؤن ۔ جے پور و اودے پور اور قرولی اور مہاراجہ سیندھیا اور سب سے بڑے نظام حیدر آباد کو اور انکے لایق وزرا کو ملک اور خطاب عنایت کیئے اور سب سے بڑی عنایت اپنیریہ کی کہ ان کو متبنی کرنے کی اسناد دین۔

اس کونسل مین یہہ اصلاح کی گئی کہ اس مین ممتاز لایق ہندوستانی مقرر کیئے گئے اور چھوٹی چھوٹی پریسیڈنسیون مین بھی ایسی ہی کونسل کے ممبرون کی جماعت مقرر ہوئی ۔ دو برس بعد ایکٹ نمبری ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ع بنگال کے لیئے جاری ہوا اسکا منشا یہ تھا کہ مالکان اراضی مزارعین پر بیجا طور کی افزائش نہ کر سکین۔ اس کے سبب سے بنگالے مین مالکان اراضی اور کاشتکارون کے درمیان بہت سے جھگڑے کھڑے ہوئے۔ بنگالیون نے اس ایکٹ کے خلاف بڑا غل مچایا مگر اس سے ملک کے انتظام مین اصلاح ہوتی تھی اور کاشتکار زمیندارون کے ظلم و ستم سے بچتے تھے اس لئے اسکا جاری ہونا ضرور تھا۔ صدر عدالت موقوف ہوئی اور اس کی جگہہ ایک ہائی کورٹ ہر پریسیڈنسی مین بادشاہی حکم سے مقرر ہوا جسمین کچھ جج ولایت سے آئین گے اور کچھ جج یہین کے سول حاکمون مین سے مقرر ہونگے۔ انڈین پینیل کوڈ (تعزیرات ہند) جسکو مکولی صاحب نے تصنیف کیا تھا اور پی کوک صاحب نے اسکو تمام کیا تھا وہ سنہ ۱۸۶۰ع مین قانون بن کر پاس ہو گیا ہر پریسیڈنسی کلکتہ و مدراس و بمبئی مین یونیورسٹی مقرر ہوئی۔

ہندوستانی امیرون اور رئیسون کو خطاب اور عہدون اور انعامون کا ملنا ۔ مجلس ... کونسل کی اصلاح اور دیگر اصلاحین

جولائی ۱۸۵۸ء مین ایک شاہی کمیشن مقرر ہوا جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور سپاہی تھے انکے سامنے سپاہ کے مرتب کرنے کے لیئے بارہ سوال پیش تھے ان مین ایک بڑا سوال یہ تھا کہ ہندوستان مین یوروپین سپاہ کی تعداد کیا ہونی چاہیئے اور کس بنا پر اسکو قائم کرنا چاہیئے آیا وہ سپاہ جدا گانہ ہو یا وہ - بادشاہی سپاہ کے مجموعہ کا ایک جزو جسکو ایک مدت کے بعد تبدیلی ہوتی رہے یعنی شاہی سپاہ کچھ مدت تک ہند مین رہ کر انگلنڈ کو چلی جائے اور اسکی جگہہ انگلنڈ سے اور سپاہ آجائے - اس کمیشن کی تحقیقات اور غور و خوض کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سفارش کی کہ ہندوستان مین جو یوروپین سپاہ رکھی جائے اس کی تعداد اسی ہزار مقرر کی جائے جسمین سب قسم کے ہتھیار رکھنے والے سپاہی ہون ملکہ معظمہ اور انکے شوہر کی مرضی مبارک کے موافق یہہ نظام تھا سنہ ۱۸۶۰ء کے وسط مین اسکا قانون جاری ہو گیا اسی وقت مین ایک نئی ہندوستانی سپاہ بنگال مین مرتب ہوئی جس مین ایک یا دو پلٹنین پہلے خیر خواہ سپاہیون کی تھین اور باقی سکھ گورکھے پٹھان اور ادنے جات کی آدمی بھرتی تھے انہین سے ہر ایک قوم کی پلٹن یا کمپنی جدا جدا تھی - پوربیون کی تخصیص سپاہ کی ساتھ نہین رہی - ہر رجمنٹ مین یوروپین افسرون کی تعداد پہلے کی نسبت کم ہو کر چھ مقرر ہوئی - اور سوا ر چند کوہستانی توپخانون کے کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے پاس نہین رہا - توپخانہ بغاوت کی بری ترغیب دینے والا ہوتا ہے سو اب وہ ہندوستانیون ہاتھ سے چھن گیا - بنگال پریسیڈنسی مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہ کی نسبت دو اور ایک کی اور مدراس اور بمبئی پریسیڈنسیون مین ایک اور تین کی تھی ان دونو پریسیڈنسیون مین سپاہ کی اصلاح کی زیادہ ضرورت نہ تھی -

پہلے گورنر جنرل کی کونسل مین جو تجویز پیش ہوتی خواہ وہ ادنے ہو یا اعلے وہ کل کونسل کے سامنے پیش ہوتی اور اسپر مباحثہ ہوتا اور کثرت رائے سے فیصل ہوتا اب اس مین انڈین کونسل ایکٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا) کے موافق پوری تقسیم محنت داخل ہوئی اب کل کونسل کے ذمہ جوابدہی نہین رہی بلکہ ہر ممبر کے ساتھ ایک محکمہ (ڈپارٹمنٹ) مخصوص کیا گیا یہہ ممبر اور وائس رائے اس محکمہ کے کامون کے جوابدہ تھے فائی نینس (خزانہ و مال) کا محکمہ - فائی نینس اور حساب

کمیشن واسطے انتظام فوج ہندوستان

گورنر جنرل کی کونسل

کتاب بالکل از سرنو مرتب ہوا۔ ولسن صاحب نے جو بجٹ بنایا تھا اسکی لینگ صاحب نے ترمیم کی۔ اسکی بڑی ضرورت تھی سپاہ کا خرچ سوا اٹھارہ کرؤرروپیہ کے قریب تھا نقد روپیہ کی بچت بہت ہی تھوڑی تھی۔ ریلوے کے زیادہ بنانے کے لیئے بیس کروڑ روپیہ کی ضرورت تھی سالانہ خرچ مین نئے نوٹون کا سود دو کرؤرروپیہ بڑھ گیا تھا۔ نئے ٹیکسون کی آمدنی ڈیڑھ کرؤڑ روپیہ تھی جسکا بوجھ غریب آدمیون پر ایسا تھا کہ اسپر خود گورنمنٹ کو افسوس تھا۔ اور وہ اسکی ترمیم کرنی چاہتی تھی۔ لارڈ کیننگ اور لینگ صاحب کے حسن انتظام سے سول اور ملیٹری خرچون مین پونے چار کرؤڑ روپیہ کی تخفیف ہوگئی۔ اس حسن انتظام ہی کا نتیجہ یہہ تھا کہ لارڈ کیننگ کے عہد حکومت کا جو آخر سال تھا اس مین بچت کی صورت نمودار ہونے لگی۔ اب ان دنون مین ایک اور آفت آئی کہ نیچر نے ہندوستان مین اپنا زور غیر معمولی دکھایا۔ ۱۸۶۱ء کے سال مین ملک کے وسط مین گنگا کے جنوب سے گوداوری کے وادی تک بارش کی وہ کثرت ہوئی کہ دریاؤن مین ایسی طغیانی ہوئی کہ سڑکین بہ گئین اور پل ٹوٹ گئے اور لاکھون کسانون کی امیدین خاک مین مل گئین۔ شمال مین بارش کی وہ قلت ہوئی کہ ایسا قحط پڑا اور ایسی وبا آئی کہ کسی طرح اسکا علاج نہین حاصل ہوسکتا تھا اس کے سبب سے ایسی مصیبتین آئین کہ جنہون نے انکو دیکھا ہے وہ کبھی بھولینگے نہین۔ اس زمانہ مین ایک بڑی تدبیر یہہ بھی تھی کہ برٹش برہما کے تمام صوبے یکجا شامل کردیئے گئے اور چیف کمشنری برہما اسکا نام رکھا گیا اور اس مین کرنیل سر ارتھر اول چیف کمشنر مقرر ہوئے اور ایسی ہی بھوسلا کا ملک جو تھا اس کے ایک چیف کمشنر مقرر ہوئے اور اسکے اول چیف کمشنر سر رچرڈ ٹیمپل مقرر ہوئے۔

اس زمانہ مین جو چین کی لڑائی ہوئی فقط اسکا تعلق ہندوستان سے اسقدر تھا کہ اس مین ہندوستان سے چند سکھون کی رجمنٹین سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چین گئین جنہون نے ٹاکو کے قلعون کی فتح مین حصہ لیا۔ اور پیچھے پیکن کی خبر لی پھر ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو صلح ہوگئی سال آیندہ میں سکم جو نیپال اور بھوٹان کے درمیان ایک ریاست تھی وہ اس کے راجہ کی گستاخی کے سبب سے انگریزی عملداری مین الحاق کی گئی۔

۱۸۶۱ء کے شروع مین ایسٹ انڈیا ریلوے کلکتہ سے الہ آباد تک کھل گئی اسپر تجارت کی وہ

چین کی لڑائی ۔ سکم ۔ ریلوی کا کھلنا

گرم بازاری تھی کہ پہلے ہی سال مین اس کل روپیہ کا سود بحساب پانچ روپیہ سیکڑہ وصول ہوگیا جو ریلوے کمپنیون کو بطور گارنٹی دیا گیا تھا اس کے بعد ہی جلد جنوب مین لینون پر کام شروع ہوا اس زمانہ مین کل ۵۰۰۳ میل ریل کھل گئی اور تین ہزار میل اور تیار ہونے کو تھی بڑی بڑی شاہی نہرین بھی روپیہ کا فائدہ دینے لگین مگر یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ان فیض رسا کامون سے جو اور فائدے اور فیض حاصل ہوتے ہین انہین روپیہ کا حاصل ہونا دوسرے درجہ پر ہے۔

ملک کی سب جانبون مین معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت اور اور مصائب کا خاتمہ ہوگیا ۱۸۵۸ء مین کل تجارت ساٹھ کروڑ روپیہ کی تھی اب ۱۸۶۱ء مین اسی کروڑ روپیہ کی ہوگئی بمبئی اور کراچی کی بدولت اس افزایش کا نصف حصہ حاصل ہوا تھا۔ جیوٹ (سن) و روئی اور چاء کے سبب سے اہل زراعت کو بڑی منفعت کثیر ہوئی۔ جنگلات کے محفوظ رکھنے کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس سے فوریسٹ ڈپارٹمنٹ (جنگلون کی نگاہداشت کا محکمہ) مقرر ہوا جسکو ڈاکٹر برنڈیس نے خوب سرسبز کیا اسی زمانہ مین چن چونا کی کاشت کا بھی آغاز ہوا جس سے کوئنین نکلتی ہے جو بخارون کی حرارت کم کرتی ہے۔ بیس سال کے اندر اسے ایسا فائدہ ہونے لگا جو اسکی کاشت کی لاگت سے دوچند تھا

ان مفید کوششون مین لارڈ کیننگ کی زندگی فرسودہ ہوگئی اور ان کامون مین انکی ساری قوت خرچ ہوگئی۔ مارچ کے مہینے مین اپنے قدیمی دوست جیمس بروس ارل ایلگن کو اپنے عہدہ کا چارج دیا اور اپنے گھر مرنے کے لئے گئے۔ یہہ لارڈ کیننگ ہی کا حصہ تھا کہ انہون نے ہندوستان مین ہنگامہ بغاوت کو مثا کر حفظ امان کا زمانہ پیدا کیا انہون نے نہایت تاریک زمانہ مین بھی اپنے عدل و انصاف و رحمدلی کی روشنی کو بجھنے نہین دیا کبھی تعصب و طرفداری کو اپنے پاس نہین آنے دیا جسکے سبب سے انکی ایک طرف تعریف ہوتی تھی دوسری طرف مذمت انکا وہی لقب رحمدل کا جو حقارتاً انکے ہم وطنون نے دیا تھا انکی عزت کا خطاب ہوگیا۔ وطن مین جاکر وہ کچھ دنون زندہ رہے۔

لارڈ ایلگن سلطنت کے کار ہائے عظیم کر چکے تھے انکے صلہ مین ۱۸۶۲ء مین ہندوستان کے وائسرائے مقرر ہوئے۔ یہہ عہدہ انگلنڈ کے بلحاظ اختیار اور اعتماد کے اور سب عہدہ ہائے عظیم مین زیادہ جلیل القدر اور اعلٰے درجہ کا سمجھا جاتا تھا۔ لارڈ کیننگ نے آخر سالون مین جو پالیسی اختیار کی تھی اسکی پوری پیروی کی کہ ہندوستانی ریاستون کے معاملات مین مداخلت نہ کرین اور وہ ٹیکس لگائین

جنکی عادی رعایا نہین ہے۔ اسوقت ہندوستان کے بڑے تجربہ کار ٹرولین صاحب فنانشل کمشنر تھے وہ یہان کی رعایا کے دلون سے واقف تھے کہ وہ ٹیکسون کو ایک طرح کی قزاقی سمجھتے تھے بس انہون نے پہلے محصولات کو سلطنت کے خرچون کے لئے کافی جانا۔ لارڈ ایلگن شمل اور وائس رائون کے گورنمنٹ کے فورین ڈپارٹمنٹ کو اپنے خود اختیار مین رکھتے تھے اور اس باب مین جو ایک مقدمہ عظیم پیش آیا اسکا فیصلہ انہون نے نہایت انصاف و فرزانگی سے کیا پیر کہن سال دوست محمد خان جو انگریزون کے کبھی دوست اور کبھی دشمن تھے سلطان خان حاکم ہرات سے لڑنے گئے تو لارڈ ایلگن نے انکار کردیا کہ وہ طرفین مین سے کسی کی معین و مددگار نہین ہونگے اور اپنا ہندوستانی وکیل کابل سے بلالیا کہ شائد اسکے ہونے سے کسی غلط فہمی یا غلط بیانی کا ظہور ہو۔ دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ع مین اس جہان سے رخصت ہوئے تو وائسرائے نے ایسا انتظام کیا کہ وکیل لے جاکر نئے امیر کو مبارکباد دی۔ لارڈ ایلگن شمالی ہند مین دورہ کرنے گئے تو اپنے ساتھ لاؤ شکر لیکر نہین گئے جس سے رعایا کو تکلیف ہوتی وہ سیدھی سادی ریلوے مسافر بن کر گئے انہون نے سر چارلس وڈ سکریٹری اوف سٹیٹ کو خود لکھا تھا کہ کوئی شخص معمولی اوقات مین بھی ہندوستان کے اندر کلکتہ مین ٹانگ باندھ کر حکمرانی نہین کرسکتا۔ ۷۔ فروری ۱۸۶۳ع کو بنارس مین انہون نے دستور و آئین کے موافق دربار کیا اور رات کو ڈنر مین انہون نے ارشاد کیا کہ ریلوے کا جو بالفعل انتظام ہے اس کے خرچون سے خوب ماہر ہون انکو کمپنیون کے سپرد کرنا چاہتا ہون کہ وہ اپنے روپے سے ریلین بنوائین۔ گیارہوین فروری کو کانپور مین کاٹن صاحب نے سب جگہہ کے غدر کے کشتگان ستم رسیدہ کی قبرون کے متبرک بنانے کی رسم ادا کی اس تقریب مین لارڈ ایلگن بھی شریک ہوئے۔ پھر ریل مین سوار ہوکر آگرہ مین تشریف لائے یہان انہون نے ۱۷ فروری کو دربار عظیم کیا جس مین سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ کے رؤسا اپنے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ حاضر ہوئے انہون نے دربار کے خیمے مین ملکہ معظمہ کے جانشین ہوکر سب رؤسا کی مخاطبت مین سپیچ مختصر سا دیا جس مین انہون نے بیان کیا کہ جیسے ملکہ معظمہ تمہارے حال پر مہربانی اور شفقت کرتی ہین ایسے ہی تم اپنی رعایا پر کیا کرو تم مین سے جو ہندوستان کی بہبودی اور بھلائی مین کوشش کریگا مین اسکے ساتھ دوستی اور

اعانت کرنے کے لیئے آمادہ ہون۔ ۱۲۔ مارچ کو انبالہ مین انکا آخری دربار تھا سکھ سردار اور پنجاب کے رئیس اس دربار مین آئے تھے پھر وہ موسم گرما کے بسر کرنے کے لیئے شملہ کی بلندی پر خوشنما سبزہ کی سیر کرتے اور راحت فزا ہوا کھانے گئے۔

جب وائس رائے ایسے آرام کے کامون مین مصروف تھے کہ بادل کے ٹکڑے پولیٹکل افق پر وہان نظر آئے جہان وہ شاذ و نادر ہی غائب ہوتے ہین۔ پشاور کے شمال مین سندھ و جہلم کے دریاؤن کے درمیان ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگی ہوئی ہے وہ مہابن کے نام سے مشہور ہے وہ سمندر کے لیول سے ۷۴۰۰ فیٹ بلند ہے اسکی ڈھلاؤن پر ایک مقام ہے جسکو ستانا کہتے ہین وہان متعصب المذہب مسلمان رہتے ہین انمین باغی جنیتون کے سپاہیون کا اور وہابیون کا اجتماع ہوگیا تھا۔ اور ہندوستان سے انکی امداد روپیہ سے کی جاتی تھی خاصکر پٹنے سے جہان وہابیون کا زور تھا۔ لارڈ ایلگن کو بالطبع یہہ امر ناپسند تھا کو وہ ایسی راہ پر جھگڑا کرتے جو امیر افغانستان کی دارالسلطنت کو جاتی تھی نگران دشمنون سے گزند رسائی کا اندیشہ تھا اسلیئے انکو سزا دینی ضرور تھی چھ ہزار سپاہ سر نیول چیمبرلین کے ماتحت پہاڑون مین گئی قومون نے امبالا درہ کو جس مین اس سپاہ کا مقدمۃ الجیش تھا روک لیا اور کہتے ہین اسکے مقابلہ کے لیئے قومون کے ساٹھ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور انہون نے ایسا سخت مقابلہ کیا جسکے سبب سے انگریزی لشکر کو کمک کی ضرورت ہوئی۔ دسمبر کے وسط مین حملہ کرنے مین پیش قدمی کی نوبت آئی اس عرصہ مین قابل و جفاکش وائس رائے زندہ نہ رہے وہ شملہ کے مغرب مین پہاڑون مین دورہ کرتے تھے کہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۶۳ء کو اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

انکا یہہ کام کہ انہون نے ایک گورہ کو ہندوستانی کے مارڈالنے پر پھانسی کا حکم دیا ہندوستانی ہمیشہ یاد رکھیں گے پنجاب مین کسی ہندوستانی کو گورہ نے مارڈالا تھا اسکو پھانسی کا حکم دیا گیا تو انگریزون نے تخفیف سزا کی استدعا کی مگر انہون نے اسکو نہ سنا اور کہا کہ گورہ نے بغیر کسی اشتعال کے ہندوستانی کی جان کو کتے کی جان کے برابر نہین جانا۔ اسکو پھانسی دیگئی۔

سر ولیم ڈینی سن صاحب گورنر مدراس جب تک کہ کوئی مستقل وائسرائے انگلنڈ سے آئے لارڈ ایلگن کے قائم مقام مقرر ہوئے جناب ممدوح کو یہہ سرحدی مہم پسند نہین تھی وہ اس

بات کو ضرور چاہتے تھے کہ سر نیول چیمبرلین اس مہم سے عزت کے ساتھ نکل آئین - جب
چیمبرلین صاحب کی طاقت بڑھ گئی تو ۱۵- دسمبر کی رات کو انہون نے دشمنون کی پناہ کی جگہہ پر
یورش کی اقوام نے آیندہ مقابلہ کرنے ہی سے دست برداری نہین کی بلکہ انہون نے خود ہی مورچونکو
مسمار کر دیا - چیمبرلین صاحب ایسے زخمی ہوئے تھے کہ انہون نے اپنا کام جنرل گارووک کے سپرد
کر دیا تھا جنہون نے اقوام کی خدمات کو خوشی سے قبول کر لیا - ۲۳ دسمبر کو انگریزی سپاہ کے
روبرو مقام امبیلا کو جلا دیا گیا - منعصب السلمان فرصت پاکر بھاگ گئے - ۲۵ دسمبر کو انگریزون
نے ملک کو چھوڑا - اس مہم نے دشمنون کو سبق پڑھایا اور گورنمنٹ کو متنبہ کیا -

اگر دنیا مین عیش بے رنج اور قناعت بے لوث ہوتی ہے تو یہہ برکتین لارڈ لارنس کو انگلستان
مین حاصل تھین لیکن ۱۸۶۳ع مین ہندوستان مین ایسے دو واقعات وقوع مین آئے جس سے
انکے دل مین اضطراب پیدا ہوا اول پشاور کے قریب کوہستانی قومون کا فساد تھا ان قومون نے
انگریزی سپاہ کو کچھ روکا اور اپنے ہمسایہ کے پہاڑون مین بھی اپنا اثر کچھ پھیلایا جس سے یہہ
اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ اور قومین بھی برسر فساد کھڑی ہوگئین دوسرا واقعہ یہہ تھا کہ لارڈ ایلگن
ایسے سخت علیل ہوئے تھے کہ انہون نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا تھا تو گورنمنٹ
انگلنڈ نے سر جان لارنس کو ہندوستان کا وائس راے یہہ سمجھ کر مقرر کیا کہ وہ سرحد کے
حال سے خوب واقف ہین مدتون تک اسکے وہ محافظ رہے ہین اور ہندوستان مین مدتون
تک رہنے سے اسکی آب ہوا بھی انکو موافق ہے انکا وہ حال نہین ہوگا جو ڈلہوزی و کیننگ و ایلگن کا
ہوا کہ ناوقت موت ہندوستان مین رہنے کے سبب سے آگئی - لارڈ لارنس نے بھی اس
عہدہ جلیل القدر کو فوراً منظور کر لیا اور بہت جلد لارڈ ایلگن کی وفات کے دو مہینے بعد ہی
وہ کلکتہ مین آگئے - اگرچہ مہم امبیلا سر جان لارنس کے آنے سے پہلے ختم ہو چکی تھی مگر کئی مہینہ کا
کام کلکتہ مین جمع ہوگیا تھا - جبکہ کلکتہ مین شروع جنوری سے لیکر وسط اپریل تک کلکتہ مین
کونسل کے ساتھ سر جان لارنس نے دس گھنٹے ہر روز کام کرکے جلد ختم کر دیا -

اسوقت انگریزی کیپوٹو کونسل کے ممبر بڑے نامی گرامی لایق فایق تھے - فائی ننس ڈیپارٹمنٹ
یعنی مال اور خزانہ کے محکمہ کے ممبر انکے قدیمی دوست سر چارلس ٹریویلین تھے - قانون بنانے کے

ممبر ہنری مین صاحب تھے جو بڑے نامور مقنن تھے اور انہون نے جو ایک کتاب قدیمی قوانین کے باب مین تصنیف کی تھی اس سے انکی بڑی شہرت ہوگئی تھی ملیٹری ممبر (فوجی ممبر) سر دربرٹ نے پییر تھے جنکی زندگی انجینیر کے کام مین بسر ہوئی تھی اور ابتک انکی جنگ آزمائی کا زمانہ ختم نہین ہوا تھا۔ ہوم ڈپارٹمنٹ کے کام ولیم گرے صاحب اور ہنری ہیرنگٹن کے درمیان منقسم تھے اور تمام فورین ڈپارٹمنٹ کا کام جس مین تمام ہندوستانی ریاستون کا کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور ہندوستان سے باہر سلطنتون کے متعلق سارے کام وائس رائے خود کرتے تھے۔ کمانڈر انچیف سر ہیو روز بھی کونسل کے ممبر تھے جو کونسل کے تمام ممبرون مین وائس رائے کے ایسے مخالف تھے کہ وائس رائے نے چند مہینے کے بعد سر چارلس وڈ کو لکھا کہ جیسے سر ہیو روز خودرائے اور ضدی ہین ایسے اور ممبر کونسل کے ہوتے تو سلطنت کے سارے کامون مین ایسی پیچیدگیان پڑتین کہ کارروائی رک جاتی لیجس لیٹو کونسل مین تین ہندوستانی ممبر تھے نواب رام پور جنکو کلکتہ کی آب وہوا ایسی ناموافق آئی کہ وہ دو ہفتے ہی مین کلکتہ سے چلے گئے دوسرے ممبر مہاراجہ دڑیان گریم اور تیسرے ممبر سکھ راجہ صاحب دیال سنگھ تھے۔

سر جان لارنس کے آنے سے پہلے مہابن کے تو سارے کام پورے ہو چکے تھے مگر انہون نے شمال مغربی سرحد پر جسکے وہ مدت تک محافظ رہ چکے بڑی توجہ کی کبھی قومون کا اعتماد کیا کبھی انکو چشم نمائی کی کبھی دانشمندانہ کی سڑکین بنائین کبھی قومون کے لڑکون کی تعلیم کے لیئے مدرسے بنائے۔ غرض ایک قسم کی تہذیب آن ردے سندہ کے کنارہ کی قومون مین داخل کی جس سے وہ نکلی بیٹھین۔

۱۸۶۸ء مین کوہ سیاہ کی جنگجو قومون پر ایک بڑی لشکرکشی ہوئی۔ کوہ سیاہ ایک اونچا سلسلہ پہاڑون کا شمالی ہزارہ مین سندھ اور کشمیر کے درمیان ہے کوہ سیاہ کی جنوبی ڈھلائی پر وادی اگرور ہے وہان پنجاب پولس کا سرحدی سٹیشن اوگھی گاؤن مین ہے۔ جولائی ۱۸۶۸ء مین حسن زئی افغان جرگے نے اوگھی پر حملہ کیا پولس اسنے خوب بہادرانہ لڑا اور انکو بھگادیا۔ اکتوبر تک یہہ قومین بڑی تکلیف دیتی رہین انگریزی عملداری مین ہمیشہ ہاتھ کو تاخت و تاراج کیا۔ کب تک انکی شرارتون سے چشم پوشی کی جاتی ان مفسدون کی سزا کے لیئے ایک لشکر جرار

(۱۸۶۸ء-۱۸۶۹ء)

بھیجا گیا جو بے تکلف کوہ سیاہ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور دشمنوں کے قلعوں پر قبضہ کرلیا اور خان اگرور کو قید کرلیا اور قوموں کو مطیع کرلیا۔

اب دوسری طرف افغانستان میں امیر دوست محمد خان کی وفات کے سبب سے فساد برپا ہوا۔ اول اسکا بیٹا شیر علیخان امیر کابل ہوگیا اسکا جھگڑا بھائی بھتیجوں سے شروع ہوا کبھی اسکا ایک بھائی افضل خان کبھی اسکا دوسرا بھائی اعظم خان امیر کابل ہوگئے جان لارنس نے یہہ پولیسی اختیار کی کہ افغانستان کے ان فسادوں میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جو کوئی ان بھائیوں میں کابل۔ قندھار۔ ہرات کا امیر بنا اسکو امیر تسلیم کرلیا

سر جان لارنس کو ایک چھوٹی سی لڑائی بھوٹانیوں سے لڑنی پڑی یہہ ایک وحشی ملک انگلستان سے بڑا کوہ ہمالیہ میں ہے جو سکم کے شرق میں بنگال اور آسام کی شمالی سرحد پر اور تبت کے جنوب شرق میں ہے اس میں کئی لاکھ تاتاری بدھ مذہب کے رہتے ہیں اس میں راجہ راج کرتے تھے اور تھوڑا سا خراج آسام کے راجاؤں کو دیتے تھے مگر اپنا بڑا فرمانروا لاسا کے لاما کے گرو کو جانتے تھے ۳ جنوری ۱۸۶۴ء کو اونرابل ایشلی ایڈن کو گورنمنٹ نے اپنا سفیر بناکے بھیجا تاکہ ان مفسد ہمسایوں سے باقاعدہ اور مستقل عہد و پیمان کرے مگر ان بھوٹانیوں نے اس سفیر کی ذرا قدر و منزلت نہیں کی۔ اول اس سفارت کو یہہ دقت پیش آئی کہ بھوٹان میں اصلی راجہ تو معزول تھا اور اسکا ایک باغی سردار ٹونگ سوپن لو کوشش کررہا تھا کہ خود راجہ بن جائے بے شک بھوٹانیوں اور انگریزوں میں پرانی رنجش چلی آتی تھی گورنمنٹ بنگال تو انکے حملوں کی شکایت کرتی تھی اور بھوٹانی یہہ شکایت کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ جو انکو ماہانہ وظیفہ دیتی تھی وہ موقوف کردیا تھا۔

سر جان لارنس پاس مشن (سفارت) کے کیمپ سے بہت جلد خبر آئی کہ سفیر کو ان مشکلوں نے گھیرا جنکا مقابلہ صرف انکا عزم جزم ہی کرسکتا تھا۔ انکو بودی چیزوں پر بیٹھ کر اور رسوں اور سرکنڈوں کی لرزاں پلوں پر ندی نالوں سے عبور کرنا اور مرطوب وبائی ترائیوں میں اور برف سے پٹی ہوئی راہوں پر چلنا پڑا اگر ایک قدم بھی غلط اٹھایا جاتا تو موت کے منہ میں وہ لے جاتا مگر انہوں نے اپنے عزم مردانہ سے ان مشکل منزلوں کو طے کیا۔ سفیر ۱۵۔ مارچ کو راجدھانی میں پہنچے وہاں ٹنگسو نے

دوست محمد خان کی وفات کے بعد افغانستان کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کا معاملہ

جنگ بھوٹان

سفیر کی کچھ عزت وقدر نہین کی اور زبردستی ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جس مین وہ سب شرائط لکھی تھین جو بھوٹان چاہتا تھا۔

گورنمنٹ ہند نے فوراً دربار کو ایک چٹھی لکھی کہ عہدنامہ مذکور کی کسی شرط کو منظور نہین کرتے اور جو بھوٹانیون نے خطائین کین تھین انکا معاوضہ بڑی مستعدی سے طلب کیا۔ چھ مہینے گذر گئے کہ بھوٹانیون نے اس چٹھی کا جواب کچھ نہین دیا ۱۲ نومبر ۱۸۶۴ کو جان لارنس نے اشتہار دیدیا کہ مغربی درے انگریزی عملداری مین داخل کیے گئے۔ تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ان دوارون پر بغیر ایک گولی چلانے کے قبضہ ہوگیا۔ جب کسی مقابلہ کا خوف نہین رہا کہ دفعتہً بھوٹانیون کی سپاہ نے قلعہ دیوناگری پر جس مین پانچ سو انگریزی سپاہ تھی حملہ کیا اس سپاہ پاس رسد نہ تھی اسکا پانی بھوٹانیون نے بند کردیا تھا۔ نہ کوئی اور اسکو سہارا تھا وہ قلعہ سے واپس چلی آئی اور دو توپین اپنی چھوڑ آئی۔ مگر اسکا علاج جلد یہہ کیا گیا کہ جنرل ٹومبس ایک جرار کولم لیکر گئے اور دیوان گیری دوبارہ قبضہ کرلیا اور ہر مقام پر دشمنون کا خوب شکار کیا وہ بھاگ کر اپنے پہاڑون مین چلے گئے راجہ اور پین لو نے لڑائی کے موقوف کرنے کی درخواست کی۔ گورنمنٹ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہ ان سب دوارون کو اور اسکی متصل زمینون کو جو مفتوح ہوئی ہین حوالہ کرے جو ۱۸۰ میل طول مین اور ۲۵ میل عرض مین ہے اور انگریزون کی رعایا مین سے جو لوگ وہ پکڑ کرلے گئے انکو اور دیوان گیری مین جو دو توپین انگریزی رہ گئین تھین انکو دیدین چونکہ ریاست بھوٹان کی آمدنی فقط اسی ملک پر موقوف تھی جسپر قبضہ رکھنے کا گورنمنٹ کا ارادہ تھا اسلیے گورنمنٹ نے اسکی لگان دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ بھوٹانی اپنا چال چلن درست رکھین جس سے انہون نے اپنے زخم پر یہہ مرہم لگایا کہ ہم نے ہند کو اپنا باج گذار بنایا مگر نیک چلن رہنے کی ضامنی بڑی بھاری دینی پڑی یہہ شرائط بھوٹانیون نے منظور کرلی اور پھر کوئی مفسدہ انگریزی عملداری مین برپا نہین کیا۔ مغربی دوار یعنی وہ درے جو بھوٹان سے بنگال مین جاتے ہین نو پرگنون مین تقسیم ہوکر اضلاع زیرین بنگال کی گورنمنٹ مین داخل ہوئے۔ انمین چاء کی کاشت کی تیاری ہوئی اور مشرقی دوار آسام سے متعلق کیے گئے ان مین لکڑی اور چاول کی پیداوار کا انتظام کیا گیا۔

ہندوستانی ریاستون کے ساتھ تعلقات

ہندوستان کے اندر جو ہندوستانی ریاستون سے گورنمنٹ کے تعلقات تھے انہون نے
بہت تھوڑی سرجان کو تکلیف دی اب وہ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی ہندوستانی ریاستون کے
الحاق کی اور ضبط کرنے کی نہ اجازت دینے کی نہین رہی تھی کہ جس سے سارے رئیسون کے دل
شکستہ اور اداس ہوئے تھے لارڈ ڈلہوزی کی اس پولیسی کی کہ ہندوستانی ریاستین الحاق
کی جائین وہ بڑی موئد تھی مگر جب غدر ہوا اور ان ہندوستانی ریاستون نے مدد کرکے گورنمنٹ
انگریزی کی ڈوبتی ہوئی سلطنت انگلشیہ کو بچایا تو لارڈ ڈلہوزی کی راے کہ ہندوستانی
ریاستون سے برٹش گورنمنٹ کی کبھی تقویت نہین ہوتی غلط ثابت ہوئی چنانچہ لارڈ کیننگ نے
دربار مین ہندوستانی رئیسون کے شکریہ ادا کرتے وقت فرمایا کہ ہندوستانی ریاستین اس
طوفان کے پانی روکنے کے بندھ تھے اگر وہ نہ ہوتے تو ہم پانی کے ایک ہی ریلہ مین بہ
جاتے ان دیسی رؤسا کے برقرار رہنے سے جو ہمارے دوست ہون ہماری سلطنت کی محافظت
ہوگی اور اس مین امن و عافیت کی ترقی ہوگی - اگر ہندوستان پر کوئی باہر سے حملہ ہوگا یا انگلنڈ
کو مشرقی سلطنت مین کوئی خطر عظیم پیش آئیگا تو بھی ہندوستانی ریاستین برٹش گورنمنٹ کی بڑی
پشت پناہ ہونگین اب سرجان لارنس نے پنجاب مین ایام غدر مین ہندوستانی ریاستون کی خیر خواہی
اور معاونت اپنی آنکھون سے دیکھین تو انہون نے اپنی پہلی راے کو بدل دیا اور لارڈ کیننگ کی
طرح ہندوستانی ریاستون کے قدر شناس ہوگئے کہ اگر ہندوستانی ریاستین انکے ساتھ شریک
نہ ہوتین تو دہلی کبھی فتح نہ ہوتی - لارڈ کیننگ نے دیسی رؤسا کی ریاست کے دوامی قیام کے لیئے
یہہ شرط لگائی تھی کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے جان نثار وفادار خیر خواہ رہین - مگر جان لارنس نے
اس شرط مین یہ اضافہ اور کیا کہ وہ اپنی رعایا پر فرمانروائی عدل و انصاف و رحم و کرم سے کرین
اگر وہ اس شرط کو بجا نہ لائینگے تو سزا پائینگے - الحاق اور بے قید مداخلت کی پولیسی اور ان
باتون مین یہہ فرق تھا کہ وہی ریاستین خود مختار تھین جو عملداری اچھی طرح کرتی تھین انمین گورنمنٹ
کوئی مداخلت نہین کرتی تھی - ٹراونکور مین مادھوراؤ اور نظام کے ملک مین سرسالار جنگ گوالیار
کے ملک مین سرڈنکر راؤ بڑے مدبران ملکی تھے اور جوہر قابلیت اور اپنے اصلی اصول رکھتے
تھے انکے قدر شناسی سرجان لارنس کرتے تھے مگر جن ریاستون مین بدعملی اور بے انتظامی ہوتی

تو لارنس صاحب انکے رئیسون کو اپنی شفقت و مہربانی سے سمجھاتے کہ تم اعلے منزلت ہوکر غریب بیکس رعایا کو ستاؤ نہین عدل و انصاف و زیرکی ہوشیاری سے رعایا کے ساتھ برتاؤ رکھو تاکہ تمہاری عزت بھی باقی رہے۔ انہون نے رئیس جھالوا پر اس سبب سے کہ وہ رعایا پر ظلم و جبر کرتا تھا جرمانہ کیا جب محمد علی خان والی ٹونک نے دعا دیکر آدا کے ٹھاکر کو مارا جسنے یہہ سمجھ لیا تھا کہ وہ اسکی سزا سے بچ جائیگا۔ لیکن یہہ نواب معزول ہوا اور بنارس مین شاہی قیدیون کی طرح رکھا گیا اور ریاست ٹونک مین ایک کونسل مقرر ہوئی کہ جب تک اسکا بیٹا نابالغ ہے وہ ریاست کا بندوبست کرے مارواڑ مین مہاراجہ جودھپور بخت سنگھ کو تنبیہہ کی گئی۔ اسنے ایسا ظلم و ستم برپا کیا تھا کہ رعایا کے سرکش ہونے پر نوبت آگئی تھی۔

لارڈ لارنس نے تین بڑے دربار شاہانہ کیئے انمین اپنی زبان فیض ترجمان سے اردو زبان مین وہ گوہر افشانی کی جو پہلے کسی گورنر جنرل نے نہین کی تھی۔ انمین سے ہم چند فقرے جو نصائح و پند سے متعلق ہین نقل کرتے ہین۔ لاہور کے دربار مین انہون نے فرمایا کہ اے شہزادو اور اشرافو اگر کسی ملک کے حاکمون کی دانشمندی مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ اپنی رعایا کی زبان جانین اور اپنی رعایا کی دلی حالتون کو ایسا پہچانین کہ انکو تکلیف نہ ہو تو رعایا پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حاکمون کے حال پر علم حاصل کرین یہی ایک صورت ہے کہ جس مین ہم دونو حاکم و محکوم خوش و خورم رہ سکتے ہین اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ اپنے لڑکون اور لڑکیون کو تعلیم کیجیے۔

دوسرا دربار آگرہ مین ہوا اس مین ۴۸ راجہ مہاراجہ نواب رئیس راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے آئے۔ سیندھیا۔ ہلکر بھوپال کی بیگم موجود تھے راجپوتون کے بڑے معزز و قدیمی خاندان کے راجہ اور رانا موجود تھے انمین سے بعض کو نیا اور ٹور ستارا و فانڈیا دیا گیا جنہون نے ایام غدر مین سرکار والا اقتدار کی خدمات برگزیدہ کی تعین یہہ دربار گذشتہ خدمات کا انعام اور آیندہ حسن خدمات کی پیشگی اجرت تھی اس دربار مین انہون نے رئیسون کو یہہ نصیحتین کین کہ تجارت کے لیئے سڑکون کو اور بچون کی تعلیم کے واسطے مدرسون کو بیمارون کی صحت کے لیے اسپتالون کو جرمون کے انسداد کے واسطے پولس کو ترقی دو مالی اور خزانہ کی حالت کو درست

اپنی ریاست سے باہر جاکر اپنی عقل و فراست کو روشن کرو۔ یہہ جانکر کہ ہندوستانی امیرون کو خوشامد بڑی پسند ہوتی ہے اور غیر مستحق نیک نامی کے بڑے آرزومند ہوتے ہین۔ یہہ ارشاد فرمایا کہ ایک رئیس مرجاتا ہے تو کوئی اسکو یاد نہین کرتا ہے کہ وہ نیک حکمران تھا۔ بڑے آدمیون کی جب وہ زندہ رہتے ہین انکی ان نیکیون کی تعریف ہوتی ہے جو درحقیقت انمین نہین ہوتین اور جب وہ مرجاتے ہین تو اصل سچی حقیقت بیان کی جاتی ہے فتح کرنے والون کے نام مٹ جاتے ہین اور نیک امیر کو حیات دوام حاصل ہوتی ہے۔ ارکان ریاست کو سمجھایا کہ وہ رئیسون کی اولاد کو بڑے بڑے معاملات کے مباحثون مین شریک کرلیا کرین اور ریاست کے معاملات مین انکی تعلیم ضروری جانین۔ فرزانگی اور نیکی کے ساتھ حکمرانی کا فن نہایت دشوار ہے اور بڑی غور و خوض محنت و مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ بڑے آدمیون مین سے جو کسی مصنف اور فیض رسان حکمران کو شہرت حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنی چاہیئے۔ فتح مند اور شجاع گمنام ہوجاتے ہین مگر نیک منش اور صاحب دانش فرمانراؤن کو حیات دوام حاصل ہوتی ہے۔ یہہ سمجھ کر کہ ہندوستانی رئیس آپس مین لڑتے بہت ہین انہون نے یہہ بیان کیا" اس رئیس کی گورنمنٹ بڑی عزت کرتی ہے جو اپنی رعایا کے لئے اچھا انتظام کرتا ہے اور اپنے ملک کی ترقی مین بڑی جدوجہد کرتا ہے دربار مین ایسے رئیس موجود ہین جنہون نے ان کامون کے کرنے کے سبب سے بڑی نیکنامی حاصل کی ہے مین انکا نام لیتا ہون کہ وہ مہاراجہ سیندھیا اور بھوپال کی بیگم ہین مجھے جاورہ کے نواب غوث خان کے مرنے کا افسوس ہے جسکو مین نے سنا تھا کہ وہ ایک دانشمند فیض رسان حکمران تھا۔ مالوہ مین راجہ سیتامئو جسکی بالفعل نوے برس کی عمر ہے پھر بھی وہ اپنے ملک کا اچھا بندوبست کرتا ہے جی پور مین راجہ کھیتڑی اپنی ریاست مین ایسا عمدہ انتظام کرتا ہے کہ عوام اس کی عزت کرتے ہین۔

نمبر ا آخر دربار لکھنؤ مین ہوا اگرچہ اس دربار مین لاہور اور آگرہ کے دربار کی شان و شکوہ نہین تھی مگر پھر بھی تعلقہ دار سات سو ہاتھیون پر سوار سر جان لارنس کی سواری کی جلو مین تھے اور پھر انکے خیمے مین تخت گاہ کے گرد جمع ہوئے اور انکو ایڈرس دیا جسکے جواب مین سر جان لارنس نے اردو زبان مین یہہ دررافشانی کی کہ اے تعلقہ دارو گو ہم تم سے نسل مین مذہب مین عادات اور

خیالات جدا ہین مگر ہم سب کو خدا نے پیدا کیا اور ہم سب قوانین عامہ سے وابستہ کیے گئے ہین ہم سب کو خدا کے روبرو یہہ حساب دینا ہے کہ ہم نے اسکے احکام کی کتنی اطاعت کی ہے بس یہہ رشتہ اتحاد ہم سب کے درمیان ہے جو اعلے ہو یا ادنے۔ مفلس ہو یا امیر۔ عالم ہو یا جاہل" تعلقہ دارون کی خوب دلجمعی کی کہ انکے حقوق کو گورنمنٹ ہمیشہ برقرار رکھیگی۔

ہندوستانی ریاستون مین اصلاحین

لارڈ لارنس دل سے چاہتے تھے کہ ہندوستانی فرمانروا اپنی رعایا پر انصاف وعدل ورحم وکرم سے حکمرانی کرین۔ چونکہ ملکہ معظمہ کی شہنشاہی تسلیم ہو چکی تھی اسلیئے برٹش گورنمنٹ اپنا بڑا فرض یہہ سمجھی کہ ہندوستانی فرمانراؤن کو کسی طرح سے اپنی رعایا پر ظلم وتعدی وجبر نہ کرنے دے وہ ان رئیسون کے دلی خیر خواہ تھے۔ جب راجگڈھ کے راجہ مسلمان ہونے کا مقدمہ انکے روبرو پیش ہوا تو انہون نے یہہ اصول قائم کیا کہ والیان ریاست کو اپنے مذہب کے بدلنے کا اختیار ہے۔ جس ریاست مین وہ کسی ظلم وستم کی رسم دیکھتے اسکو بند کراتے تھے کوٹہ مین ستی ہونے کی رسم چلی جاتی تھی وہ بالکل موقوف کرائی۔ سروہی اور مارواڑ کی ریاستون مین جذامیون کے زندہ دفن کرنے کا دستور تھا وہ بند کردیا جہان کہین دختر کشی کی رسم باقی رہ گئی تھی اسکو بھی دور کرایا۔ جہان گائے کے مارڈالنے پر موت کی سزا ملتی تھی اسکو موقوف کرایا۔ غرض جان لارنس نے یہہ اصول قائم کیا کہ ہندوستانی والیان ملک برٹش گورنمنٹ کے تابع ہین اس لیئے انکی رعایا بھی برٹش گورنمنٹ کی زیر فرمان ہے بس جو انگریزی رعایا کو حقوق حاصل ہین وہی ہندوستانی ریاستون مین بھی رعایا کو حاصل ہونے چاہئین۔ برٹش گورنمنٹ پر یہہ واجب ہے کہ جیسی وہ خود رعایا پروری کرتی ہے اسی طرح ہندوستانی رئیسون سے رعایا پروری کرائے ہندوستانی ریاستون مین جتنی ریلوے لاین تھین وہ لارڈ لارنس نے سب انگریزی قوانین دیوانی وفوجداری کے ماتحت کرادین۔

تعلقہ داران اودھ

سنہ ۱۸۵۷ء اودھ مین تعلقہ داران اودھ نے برٹش گورنمنٹ کو ان آفات سے بچایا تھا جو رعایا کی ناراضی پیدا ہو کر گورنمنٹ کو مضرتین پہنچاتین بس اس سبب سے انکو یقین ہو گیا تھا کہ تعلقہ دارونکی ریاست کا برقرار رکھنا برٹش گورنمنٹ کے حق مین مفید ہے جو ہندوستانی لائق ہون وہ جیسے ہندوستانی ریاستون مین اپنی عقل و ذہانت کو کام مین لاسکتے ہین ایسی انگریزی عملداری مین نہین اور اس سے برٹش گورنمنٹ کو فائدہ پہنچتا ہے

ریاست میسور

سنہ ۱۸۶۶ع مین ریاست میسور کا سویا ہوا سوال پھر جاگا۔ یہان کا راجہ معزول ہوگیا تھا وہ اسی حالت معزولی مین ۷۰ سال رہ کر مرگیا۔ اسنے وائسرائے کی مرضی کے خلاف ایک چھ برس کا لڑکا متبنے کیا تھا جسکو وہ میسور کا راجہ ہونا چاہتا تھا راجہ کے مرنے کے بعد چند سال کے لئے ایجنسی مقرر ہوئی۔ میجر ال لیبن صاحب چیف کمشنر مقرر ہوئے۔ اس موقع پر سرجان لارنس نے اپنا ایک مشہور سرکیولر جاری کیا کہ انگریزی عہدہ دارون سے یہہ استفسار کیا کہ رعایا ہند کس کی حکومت مین زیادہ خوش رہتے ہین انگریزون کی حکومت مین یا ہندوستانیون کی حکومت مین؟ اس سرکیولر مین جو سوال کیا گیا اسکے جواب کو وائسرائے پہلے سے جانتے تھے کہ کیا دیا جائیگا۔ افسرون سے یہہ سوال کیا گیا تھا انہون نے جواب مین اپنی شہادت دی کہ انگریزی حکومت مین رعایا کی جان و مال کی زیادہ محافظت ہوتی ہے اور بہبودی و آسودگی کے زیادہ سامان اسکو حاصل ہوتے ہین۔ انتظام انصاف کے ساتھ ہوتا ہے احکام ہر وقت جاری ہوتے ہین جنکا حاکم اعلے وائسرائے ہوتا ہے۔ مگر یہہ سوال اسطرح سے کب حل ہوسکتا ہے کہ چند عہدہ داران انگریزی سے پوچھا جائے جو انکی اپنی کامیابی و کامرانی سے متعلق ہو۔ اس لیئے یہہ سوال زیادہ تر اس حالت مین رہا جیسا پہلے تھا مگر طول طویل ایک علمی مباحثہ ہوا نتیجہ یہہ تھا کہ وزیر ہند نے حکم دیدیا کہ لڑکا جو متبنے کیا گیا ہے وہ حد بلوغ پر پہنچکر میسور کا راجہ ہوجائے۔

افغانستان سے پولیٹکل تعلقات

دول خارجیہ کے باب مین جو سرجان لارنس نے پولیسی اختیار کی تھی اس مین زیادہ تر حصہ افغانستان کا ہے جسکو مختصر طور پر ہم بیان کرتے ہین۔ اصل مین انکی یہہ خواہش و تمنا تھی کہ وہ افغانستان کے معاملات سے بالکل اپنے تئین الگ تھلگ رکھنا چاہتے تھے۔ پہلے دو گورنر جنرلون کی ہدایتون سے امیر دوست محمد خان سے دو عہدنامے کیئے گئے تھے جنکے موافق سالانہ روپیہ کچھ دینا پڑتا تھا اب جب خود گورنر جنرل ہوگئے تو انہون نے دیکھا کہ دوست محمد خان کے مرنے کے بعد اسکی اولاد مین ایک دوسرے کے خون بہانے کے لیئے لڑائیان ہورہی ہین تو وہ بڑے حزم و احتیاط سے انکی آپس کی لڑائیون سے الگ رہے کسی فریق کے طرفدار نہین ہوئے اور اس انتظار مین بیٹھے رہے کہ جو افغانستان کا اصلی امیر ہو اسکے امیر ہونیکو وہ بھی تسلیم کرین۔ آخر کو یہہ ہوا کہ امیر شیر علیخان لڑبھڑکر افغانستان کا امیر ہوگیا اسکو انہون نے

امیر مانگر جو سالانہ روپیہ برٹش کی طرف سے دیا جاتا تھا وہ اسکو دیا اس امیر کے ساتھ دوستانہ
تعلقات قائم رہے اسکو بہت سے تحائف دیئے اسکے ساتھ نیک اخلاقی کا برتاؤ رکھا اس سے
اپنی بنیاد ایسی پر قائم کی جس سے پرے کبھی آگے قدم نہین رکھا وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ جب امیر کو روپیہ
خرچ سپاہ کے لیئے بھیجتے ہین اور اور طرح سے بھی اسکی مدارا اچھی طرح کرتے ہین تو اسکو چاہیئے کہ وہ
ہمارے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن رہے اور بات یہ ہے کہ ہم حزم و احتیاط کے ساتھ
افغانستان کے حاکم کو آزاد امیر جانکر تعظیم اور تکریم کرینگے مگر برٹش کی طرف سے امیر کے ساتھ ایسی
دوستی نہین رکھین گے کہ کوئی حملہ اسپر ہو یا وہ کسی پر حملہ کرے تو اس مین شریک ہو کر افغانون کی غلطیون کے
سبب سے جو دقتین پیش آئین انہین برٹش گورنمنٹ کو الجھیڑے مین ڈالین۔ اگرچہ یہہ اصول ایک طرفہ
تھا مگر انکے نزدیک حالات موجودہ مین وہ ناگزیر تھا۔ جب امیر حق پر ہو تو اسکی استعانت کرنے کے لیئے
یقینی برٹش گورنمنٹ موجود تھی لیکن برٹش گورنمنٹ سے امیر کو کبھی یہہ توقع نہین کرنی چاہیئے
کہ وہ افغانستان مین اپنی سپاہ بھیجیگی انہون نے صرف افغانستان کے اندرونی معاملات ہی
مین مداخلت کرنے سے اپنا منہ نہین موڑا بلکہ کابل قندھار یا کسی اور مقام مین انگریزی افسرون کے
بھیجنے سے بھی انکار کیا انکو یہہ سوجھ گیا تھا کہ افغانستان مین برٹش افسرون کا موجود ہونا ہر کام کو
بگاڑ دیگا انسے حب کا جوش ایسا پیدا ہوگا جسکا انجام یہہ ہوگا کہ وہ قتل کیئے جاینگے انکو یقین
تھا کہ افغان انکے دشمن ہوتے ہین جو انکی حکومت مین مداخلت کرتے ہین اور جو اس مداخلت سے
انکے تئین بچاتے ہین انکے وہ دوست ہوتے ہین بس ہمکو چاہیئے کہ دشمن جو ہمارے فطری دشمن
ہین افغانستان مین مداخلت کرین اور ہم افغانون کو اس مداخلت سے بچاینٔ تاکہ افغان ہمارے
دوست ہون اور روسیون کے دشمن۔ اس صورت مین انکو امید تھی کہ ہندوستان کی طرف
اگر روسی پیشقدمی کرین گے تو افغان انکا مہلک مقابلہ اپنے الکھڑ ملک مین کرینگے وہ یہہ بھی جانتے
تھے کہ کوئی نہین جان سکتا کہ اپنا کیا طریقہ اختیار کرین گے۔ وہ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ افغانون
کے لیئے ہندوستان کی لوٹ تو ایسی ترغیب ہے کہ وہ روسیون کے ساتھ شریک ہو جاینٔ
مگر غالباً ایسی شرکت کبھی ہونے کی نہین اب اگر افغانستان مین انگلش پیشقدمی کرینگے کہ روسیونسے
لڑین تو یقینی افغانون کو وہ اپنا دشمن بنائین گے اور روسیون کا دوست اگر روس افغانستان پر

اپنا سفیر بھیجیگا یا انگریزون کی اغراض کے برخلاف افغانستان مین کوئی اپنی ایجنسی قائم کریگا تو وہ اپنی
فہمائشون کو رائگان نہین کریگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ افغان کبھی اسکی سفارت کو خوشی سے نہین قبول
کرین گے اور انکے اس گناہ کے برخلاف وہ اور زیادہ گناہ کرینگے اور روسیون کو فہمائش کرینگے کہ تمہاری
اس سفارت کے پیچھے آہنی جہاز اور پلٹنین انگریزی کی کھڑی ہوئی ہین وہ اس صلح کے وقت
کے افغانستان سے اخلاقاً نہایت وثوق کے ساتھ کہتے تھے کہ وہ افغانستان مین اور اسکے متصل کے
ملک مین کسی کو مداخلت نہین کرنے دینگے اگر کوئی عام جنگ ہوئی اور یوروپ مین روسیون کو برٹش
اپنے مقابلہ مین نہ روک سکے اور روس نے ہندوستان کی طرف پیش قدمی کی تو بھی وہ کسی طرح
افغانستان مین اپنے لڑنے نہین جائین گے کہ اپنی جان و مال کو ضائع کرین اور دشمنون کے ہاتھون سے
کھیلین ایسی پیشقدمی کے سخت دشمن ہونگے گو کچھ تھوڑی دیر کے لیئے مطیع ہو جائین۔ اس صورت
مین برٹش گورنمنٹ افغانون کی امداد اسباب اور روپیہ سے کریگی مگر سپاہیون سے نہین۔ اس
طرح سے افغان مدد پاکر روسیون کی پیشقدمی کو ہٹا دینگے خواہ کچھ ہی ہو مگر برٹش گورنمنٹ اپنی سرحد پر
قائم رہیگی اگر لڑائیون کا خدا برٹش سپاہیون کے دلون کو فولاد بنا دیگا تو روسیون کا حملہ یقینی دور
ہٹا دیا جائیگا اور جب روسی ہزیمت پا کے افغانستان کے اندر جائین گے تو انسے افغان بڑی
خوفناک لڑائی چھوٹے چھوٹے گروہون مین تقسیم ہو کر لڑین گے کہ آیندہ کے لیئے حملہ کرنے والون کو
تنبیہ ہو جائیگی۔ غرض جان لارنس کی رائے کا لب لباب یہہ ہے جو اوپر بیان ہوا خواہ یہہ رائے صحیح
ہو یا غلط انہون نے اس اپنی رائے کی تائید اپنے رنج کے خطون مین اور سرکاری مراسلات مین
کی ہے۔ اسکا نام اخبار نویسیون نے ماسٹرلی ان ایکٹوٹی یعنی خود مختار کاہلی رکھا ہے۔ روس افغانستان کے
معاملہ مین انہون نے جنوری ۱۸۶۹ع کے شروع مین سکرٹری اوف سٹیٹ کو لکھا کہ میری مع کونسل یہہ
رائے ہے" کہ اگر کوئی اپنی سلطنت جیسی کہ روس کی ہے کبھی باہر سے حملہ کرنے کا یا اسکے اندر بدخواہی
اور شور و شر کے مواد پیدا کرنے کا پیچیدگی کے ساتھ خیال کرے تو ہماری صحیح پالیسی اور ہماری نہایت
مستحکم سلامتی ان باتون مین ہے کہ ہم پہلے سے کابل قندھار کے یا اسی قسم کے کسی ملک کے
الجھیڑون مین نہ پھنسے ہوئے ہون۔ ہمارے ہی ملک مین سرحد پر ایک لشکر جرار ایسا موجود ہو کہ جسپر
پورا اعتماد ہو اور اس پاس اعلے درجہ کا سامان جنگ ہو اسکی ڈسپلن خوب ہو اور ہندوستان مین عام

رعایا راضی ہو گو اسکو محبت اخلاص نہ ہو اور ہماری کل پولیسی یہہ ہو کہ بڑی بڑی والیان ملک اور ہندوستانی جماعت
امرا کے دلون مین بتدریج ہم یہہ یقین دلا دین کہ انکے حقوق اور منصبوضات سلامت و محفوظ ہین
اور برٹش انڈیا مین ایسے ایسے بڑے بڑے مادی کام بنائین کہ انسے رفاہ خلائق بھی ہون
اور وہ ہماری ملیٹری اور پولیٹکل قوت کو بھی بڑھائین ہم اپنے مال و دولت کو اور اپنے مخازن کو
بڑھائین اور مستحکم کرین اور تمام ضرورتون کے لیئے چپ چاپ تیاریان کرین جنکا سب مدبران
ملکی پاس و لحاظ کرتے ہون -

سر جان لارنس یہہ سمجھتے تھے کہ دہقانون کی خوشحالی بہ نسبت زمیندارون اور تعلقہ دارون کی خوشحالی کے
برٹش گورنمنٹ کو زیادہ تقویت دے سکتی ہے - زمیندارون اور تعلقہ دارون کو جسقدر محاصل اراضی
دیا جاتا ہے وہ کاشتکارون سے لیا جاتا ہے ایک کے مفلس بنانے سے دوسرا دولتمند بنایا
جاتا ہے اسلیئے انہون نے پنجاب کے ٹیننسی ایکٹ یعنی اراضی پنجاب مین دخل رعیتانہ کے باب مین
بڑی سرگرمی سے حصہ لیا - پنجاب مین جو بالفعل بندوبست اراضی تھا اس مین کاشتکاران موروثی کے
حقوق بہت تلف ہوتے تھے انہون نے ایکٹ مذکور کے پاس کرانے مین کاشتکاران موروثی کے حقوق کے
محفوظ رکھنے مین دل و جان سے کوشش کی اسی قسم کا معاملہ اودھ مین کاشتکارون کے حقوق کے باب مین
پیش ہوا - وہ یہہ جانتے تھے کہ تعلقہ داران اودھ کو جون ۱۸۵۹ع مین گورنمنٹ نے آبرو دی ہے
اس مین ذرا فرق نہ آئے اور کاشتکارون کے خواہ موروثی ہون یا نہ ہون حقوق تلف نہ ہون وہ
اور انکے ساتھی اس بات کو یقین کرتے تھے کہ تعلقہ دارون کے حقوق کے ساتھ ہی کاشتکارون کے
بھی حقوق قائم ہوئے ہین مگر پانچ سال کے اندر کاشتکارون کے حقوق مین فتور آگیا ہے اس لیئے
محفوظ رکھنے کے لیئے زیادہ تر تدبیرین کرنی چاہئین اس لیئے انہون نے کاشتکاران موروثی اور
غیر موروثی کے حقوق سلامت رکھنے مین بڑی کوشش کی کہ وہ ایکٹ مین مندرج ہو جائین -
چونکہ تعلقہ داران اودھ اور زمینداران بنگال کی اس باب مین اغراض مشترک تھین تو سر جان لارنس
کی ان تدابیر کی بڑی مخالفت کی اور انگلو انڈین اخبارون مین انگلو انڈین کے اخبار نویسون نے
دشنام آمیز باتین انکی نسبت لکھنی شروع کین - غرض ہندوستان سے لیکر انگلستان تک یہہ ایجیٹیشن
شروع ہوا - چند اشخاص ذی وقعت اور صاحب ثروت ایسے تھے کہ انکی شکایت کی آوازین سمندر پار گئین

مگر یہان لاکھون آدمی گونگے تھے جنکی حمایت سرجان لارنس نے بڑی سرگرمی اور جد وجہد سے کی۔ انکی راے مین یہہ ایک سوال انصاف یا ناانصافی کا برٹش رعایا کی مستحق ومحنتی وجفاکش جماعت کے باب مین تھا وہ یہہ خوب جانتے تھے کہ اس سوال کی چھان بین انگلستان مین ہوگی اور کامنس ہوس مین خوب دلائل کی رزم آرائی ہوگی مگر انکو یہہ امید تھی کہ سر چارلس وڈ اور کوبنٹ انکے طرفدار اور حامی ہونگے انہون نے اپنا یہہ عزم مصمم کرلیا تھا کہ اگر اودھ کی اس پولیسی کو وہان سہارا نہ پاگیا تو وہ اپنے جلیل القدر عہدہ سے دست بردار ہوجائینگے۔ انگلنڈ مین سرجان لارنس کو کامیابی ہوئی اور ایکٹ حسب مراد انکی پاس ہوگیا۔

۱۸۶۶ع اضلاع اڑیسہ کا قحط

۱۸۶۵ء مین بارش بہت کم ہوئی اور بیقاعدہ ہوئی سپتمبر کے بعد وہ ہوئی نہین۔ چاول کی فصل بالکل نہین ہوئی اور چاول ہی ان اضلاع کے باشندون کی خوراک ہے۔ ملک اڑیسہ مین قحط نے زیادہ شدت سے سختی کی۔ قحط کے پہلے سے ایسے آثار نمودار ہوئے تھے کہ حکام قحط کا انتظام کرتے۔ غرض خوراک ایسی گران ہوگئی کہ اکثر لوگ اسکو نہین خرید سکتے تھے۔ خیراتی امدادی کام جو جاری ہوئے تو انکی مزدوری نقد دی جاتی تھی مگر چاول موجود نہ تھے جو اس زر نقد سے خوراک خریدی جاتی اسلیئے ان امدادی کامون کا اجرا بے سود رہا۔ بعض آدمی جو اس قحط مین امداد کرسکتے تھے وہ یہہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اڑیسہ مین چاول کی گرانی چارون طرف سے چاولون کے انبار لے آئیگی۔ مگر اڑیسہ کے پاس کوئی چاولون کا ایسا انبارخانہ نہ تھا کہ وہان سے چاول چلے آتے۔ سمندر پر اس وقت بارش کی وہ کثرت تھی کہ کوئی کشتی اور جہاز چاول نہین لاسکتا تھا۔ آخر اکتوبر تک اڑیسہ مین ۲۷۰۰۰۰ من چاول آئے جنہون نے ڈھائی لاکھ آدمیون کی جانین بچائین۔

۱۲۔ فروری ۱۸۶۶ء کو کلکتہ مین زندہ آدمیون کی امداد کے لئے چندہ کے جمع کرنے کے لیئے گورنر جنرل نے ایک عام کونسل جمع کی اور فہرست کے چندہ مین سب سے اول اپنے نام سے دس ہزار روپے چندہ کے دیئے جہان آدمی جد وجہد کرنے والے ہوشیار ہوتے ہین وہان برائی کے پیچھے بھلائی آیا کرتی ہے اب تجویزین ایسی کی گئین کہ اڑیسہ مین نہرون کی آبپاشی کی جائے۔ دریاؤن سے آبپاشی باقاعدہ ہو خشکی اور تری مین آمد ورفت کی راہین درست کی جائین۔ یہہ انتظام بھی ہوا کہ آئندہ اس قسم کے کامون کے لیئے روپیہ قرض لیا جائے اور

سود جو اسکا دیا جائے وہ بھی قحط کی رسد مین مندرج کیا جائے۔ اس اصول کے قائم ہونے نے
ہندوستان کی رعایا کو بہ نسبت اور نمائشی تدبیرون کے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ لارنس کے عہد حکومت
کے آخر دو سالون مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض رفاہ عام کی تعمیرات عمارت کے لیئے لیا گیا یہان
یہہ مصیبت تھی اور دوسری جگہہ راحت تھی۔ سنٹرل انڈیا اور ان کے قرب مین فائدون کا دروازہ
روئی کی خریداری نے کھول رکھا تھا۔ چار سال کے عرصہ مین روئی کی قیمت چوچند ہوگئی تھی اور
سالانہ ایک کروڑ روپیہ کی روئی بکنے لگی تھی۔ قیمت زیادہ ہوگئی مزدوریان باستثناء بمبئی اور
بندرگاہون کے شہرون کے ٹھہری رہین امریکہ کی آپس کی لڑائی کے سبب سے روئی کی
گرانی ہوئی جب وہ موقوف ہوئی تو بہت روئی کی تجارت کرنے والون کے دیوالے نکل گئے
ترقی کی فہرست مین دو صوبون کے نام چڑھائے گئے سر اے فر صاحب نے برٹش برہما
مین عام پسند دانشمندانہ انتظام کیا کہ صوبہ کی آمدنی دس کروڑ روپیہ ہوگئی یعنی پہلے سے دوچند
ہوگئی۔ آبادی بھی بہت بڑھ گئی۔ سنٹرل انڈیا مین ترقی کی نشانیان نمودار ہوئین سر رچرڈ ٹیمپل
یہان کے چیف کمشنر تھے ۱۸۶۸ع کے آخر مین بانچہزار پانچ سو ستر مدرسے تھے باوجودیکہ
بہت جگہہ جمع سرکاری مین تخفیف کی گئی تھی مگر پھر بھی ملک مین چودہ فیصدی کی افزائش ہوگئی تھی
پردیسی مال کی تجارت تیرہ لاکھ سے ۲۵ لاکھ روپیہ تک نوبت آگئی تھی دو سال مین آبادی
ایک فیصدی بڑھی تھی۔ یہہ معمولی تعداد افزائش نہایت خوش نصیب اضلاع مین ہوتی ہے۔
جب ملک مین ترقی ہوئی تو اسکا اقتضا یہہ تھا کہ سارے ہندوستان مین سول افسرون کی تنخواہ کا
اضافہ کیا جائے جس سے کہ انتظام موثر ہو۔ جان لارنس نے ماتحت سول افسرون کی تنخواہین بہت
جلد ایسی بڑھا دین کہ جن کے سبب سے وہ بہت آسائش و آرام سے رہین اور رشوت ستانی کی طرف
بھی میلان نہ پیدا ہو بہت سے محکمے بڑھائے گئے یا جدید قائم ہوئے اسطرح سے کل سالانہ
خرچ مین آٹھ فیصدی زیادہ ہوئے۔
لارڈ ایلجن کی موت سے سر جان لارنس کے جاتے تک سوا تین کروڑ روپیہ کی کمی تھی سر ولیم
نے ۱۸۶۹ع مین ۲۸۰۰ ۴۹۱۰ روپیہ کی بیشی پیدا کی۔ مگر وہ اس سال مین ولایت چلے گئے
اور انکی جگہہ فائی ننس منسٹر میسی صاحب مقرر ہوئے جنکے اول سال ہی یہہ بیشی غائب ہو گئی اور

اسکی بجائے ڈھائی کروڑ روپیہ کی کمی ہوگئی۔ اس کمی کو سال آیندہ میں میسی صاحب نے ایک کروڑ روپیہ نقد گھٹایا لیکن سنہ ۱۸۶۸ و ۶۹ء مین ۳۴۲۶۴۴۱ کی عجیب کمی ہوگئی پانچ سو روپیہ کی آمدنی سے زیادہ آمدنیون پر انکم ٹیکس لگا تھا اسمین فیصدی کی افزائش ہوئی غرض یہہ نہین کہا جا سکتا کہ سرجان لارنس کو خزانہ مال کے انتظام مین کامیابی ہوئی۔

اس بڑے سویلین (جان لارنس) کو انتظامات سلطنت مین بڑی فتوح حاصل ہوئین جو لارڈ ڈلہوزی نے کام شروع کئے تھے انکو تکمیل پر انکے شاگرد رشید نے پہنچایا۔ تعلیم کی بڑی ترقی ہوئی۔ ٹیلیگراف بہت جگہہ لگائے گئے سند یافتہ کمپنیان کی بہت امداد کی گئی کہ وہ اپنی ریلوے لینون کو ختم کرین پبلک فنڈ سے سستی لینون کے بننے کا سیٹر گاج کے پیمانہ پر نیا انتظام کیا گیا سنہ ۱۸۶۴ء مین جبمین سرجان لارنس ہندوستان سے گئے ہین گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مستحکم کرلیا کہ خود اپنے روپے سے ریلون کو بنوائے اور اس قسم کا قاعدہ آبپاشی کی نہرون کے لیئے مقرر کیا گیا۔ نہرون کے بنانے کا کام جو کمپنیون کو دیا گیا تھا اس مین ناکامی ہوئی۔ پوسٹ اوفس مین یہہ اصلاح کی کہ آدھ آنے محصول کے خط کا وزن دوچند کردیا یعنی پہلے تین ماشہ کا خط آدھ آنے مین جاتا تھا اب چھ ماشے کا جانے لگا۔ روئی کی کاشت کی ترقی کے لئے پہلے سنٹرل انڈیا اور برار مین اول ایک خاص کمشنر مقرر کیا تھا پھر کل ہندوستان مین مقرر کردیا فوریسٹ ڈپارٹمنٹ (جنگلون کا محکمہ) جسکو میں انسپکٹر جنرل ڈاکٹر سر لارنس نے مرتب کیا تھا اس مین اتنا رقبہ شامل ہوگیا کہ وہ انگلنڈ و ویلز و سکوٹ لینڈ کے رقبہ سے بھی بڑا تھا سنہ ۱۸۶۵ء مین ایکٹ پاس ہوا کہ اس بڑے رقبہ عظیم پر گورنمنٹ کا کل اختیار ہے اور سال آیندہ مین انسپکٹر جنرل ولایت بھیجا گیا کہ وہ جرمنی و فرانس کے شاہی فوریسٹ مدرسون مین فوریسٹ افسرون کو تعلیم دلائے۔ آخر کو انہون نے محکمہ حساب کو بھی از سر نو درست کیا۔

اسی وقت سے کہ لارڈ لارنس نے ساحل ہند پر دوبارہ قدم رکھا اپنے دلمین شاہانہ پولیسی کے کم از کم پانچ امور عظیمہ کے منصوبے باندھے تھے اول عام سینیٹری یعنی حفظان صحت و صفائی دوم یوروپین سپاہیون کی جسمانی آسائش و آرام سوم نہرون کی آبپاشی سے خشک سالی کا علاج چہارم قومی سرمایہ کے خرچ سے جسمانی ترقیون کا کرنا۔ زراعت کے متعلقات کا انتظام

یہہ احوال وہ تھے جو انکے ذہن نشین مدتون سے تھے۔ اور جب وہ انگلستان مین کچھ مدت کے لیئے مقیم رہے تو وہان کے تازہ پولی ٹکل خیالات نے انکو اور زیادہ مستحکم کردیا۔

جب ہندوستان سے جاکر انگلستان مین کچھ عرصہ کے لیئے مقیم رہے تو ہندوستان کے حفظان صحت کے انتظام کے لیئے کہ آیندہ وہ کیا ہوا انہون نے توجہ کی وہ اپنی ابتداء ملازمت سے ہندوستان کے شہرون کے غلیظ ہونے کی اور انہین بیماریون کے پھیلنے کی حالت سے خوب واقف تھے انکی چٹھیان موجود ہین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ یہہ چاہتے تھے کہ کوئی محکمہ سینیٹری شاہی مقرر ہوجائے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوئے تو انہون نے سینیٹری کمشنر مقرر کیا۔ جب وہ انگلنڈ مین تھے تو انہون نے فلارنس نائٹ انگیل سے ملیٹری اسپتالون اور یوروپین سپاہیون کی تندرستی کے باب مین بہت سے سبق سیکھے۔ یہان ہندوستان مین آکر انہون نے گورون کے لیئے بارکین بنوائین انکی خوراک پوشاک کا انتظام کیا دس فیصدی بیاہ کرنے کی اجازت انکو دی غرض بڑی دلسوزی وہمدردی سے انکی ظاہری وباطنی ترقی مین سعی کی۔ وزیر ہند سے خط وکتابت کرکے یہہ اجازت حاصل کی کہ گورنر جنرل مع کونسل خاص سکرٹریون کے ساتھ ہمیشہ گرمی اور برسات کے موسمون مین شملہ پر رہا کرے۔ مگر دار السلطنت کلکتہ ہی رہے جسے زیادہ ہندوستان مین کوئی شہر دار الامن دار السلطنت کے لیئے نہین ہوسکتا۔

لارڈ میو ۱۸۶۹ - ۷۲

۱۸۶۹ء مین لارڈ میو لارڈ لارنس کے جانشین ہوئے۔ انہون نے ہندوستان کی ترقی کے لیئے سعی بلیغ کی افغانستان کے امیر شیر علیخان کی ملاقات کی تمہید تو لارڈ لارنس کے عہد مین ہوئی تھی اسکی تکمیل لارڈ میو نے کی کہ انبالہ مین بڑا شاندار دربار شاہانہ کیا اور اس مین لارڈ میو اور امیر شیر علیخان کی ملاقات ہوئی ۱۸۶۹ - ۱۸۷۰ کے درمیان عالی جناب شاہزادہ ڈیوک ایڈنبرا ہندوستان مین آئے جس سے ہندوستان کے باشندون کو بڑی خوشی ہوئی اور اس سے ہندوستان کے والیان ملک اور خاندان شاہی مین رشتہ اتحاد مستحکم ہوا

لارڈ میو کی اصلاحین۔

لارڈ میو نے انتظام سلطنت کی بہت سی فروع مین اصلاحین کین محکمہ زراعت انہون نے قائم کیا اور پروونشل فنانس کا انتظام جدید کیا۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کی تحریک کی جس سے ہندوستانیون کی قابلیتین واستعدادین بروے کار ظاہر ہون اور ہندوستان کی آمدنی مین

کفایت شعاری ہو انگلش منتظم اپنی جوابدہیون کے معانی خوب سمجھین اور ہندوستانیون مین ایک
پولٹکل زندگانی پیدا ہو لارڈ میونے نمک کے محصولات کی اصلاح کی بنا ڈالی جسکے سبب سے
انکے جانشینون کو کسٹم کی قدیمی مضر لینون کو دور کرنا آسان ہوا - یہہ لینین صوبون کے درمیان
مین دیوارین تھین جنکے سبب سے انگریزی عملداری اور ہندوستانی ریاستون کے درمیان تجارت کی
چھاتی پر سوار ہو کر وہ پینٹو ادبانی تھین - ڈلہوزی نے جن رفاہ عام کی تعمیر عمارات کا آغاز
کیا تھا - انکو لارڈ میونے بڑی ترقی دی - بہت سی نہرون اور آہنی سڑکون کو وسعت دیکر ملک کے
مادی مخازن کو بروے کار ظاہر کیا - انہون نے سارے ملک مین دورہ کیا اور نہایت محنت اور
شوق سے قلمرو مین دورہ کیا اور ملکون کی احتیاجون اور ضرورتون کو بچشم خود ملاحظہ کیا افسوس ہے
کہ ۱۸۷۲ء مین انکی یہہ فیض رسان زندگی جزیرہ انڈمان مین ایک جنم قیدی نے انکو قتل کر کے
ختم کر دی - وہ آئرلینڈ کے امیر کبیر تھے وہ اس عہدہ کے لیئے سب طرح سے موزون تھے
انہون نے اپنی عقل خداداد سے ہندوستان کے بڑے پیچدار معاملون کو سلجھادیا - آہنی سڑکین
نہرین انکے عہد مین اتنی تیار ہوئین کہ انہون نے ملکی مخازن کو بروے کار ظاہر کیا - انہون نے
جو پروونشل دس سنٹری لیزنس کی تجویز کی اس مختلف صوبون کے انتظام مین جان پڑ گئی

لارڈ میو کے جانشین لارڈ نورتھ بروک ہوئے انکی انگریزی شہرت یہہ تھی کہ وہ محکمہ مالی اور
خزانہ مین بڑا ملکہ رکھتے ہین - انکے عہد حکومت مین ۱۸۷۴ء مین بہار مین قحط نے اپنی آنکھین
دکھائین انہون نے خزانہ شاہی سے ایسی امداد کی کہ یہہ قحط کامیابی کے ساتھ دور ہو گیا
برٹش انڈیا کی تاریخ مین یہہ پہلی دفعہ تھی کہ خزانہ شاہی کے خرچ سے قحط کی ساری مصیبتین
دور کی گئین اور بھوک کے لوگ نہین مرے ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ گائکوار بڑودہ اس سبب سے
معزول کیا گیا وہ اپنی ریاست مین ظلم و تعدی بہت کرتا تھا اور بدخواہی شاہی کے کام کرتا تھا
اسی کے خاندان مین ایک لڑکا اسکا جانشین کیا گیا - اسکی ریاست بدستور اسکے خاندان مین رہی

۱۸۷۵ - ۱۸۷۶ء کے موسم سرما مین ہندوستان مین عالی جناب شاہزادہ ویلز نے دورہ
فرمایا - کبھی انگریزی عملداری مین ایسی خیر خواہی اور نیک خواہی کا جوش ہندوستانیون نے ہندوستان کے
ایک سرے سے دوسرے سرے تک نہین ظاہر کیا جیسا کہ اس ولیعہد سلطنت کے آنے پر ہندوستانی

۱۸۷۵ - ۷۶

والیان ملک اور روسا و امرا نے پہلی دفعہ جانا کہ وہ ایک قدیمی بڑے شاندار خاندان شاہی کی زیر فرمان ہین -

۱۸۷۶ء مین لارڈ نارتھ بروک کے بعد لارڈ لٹن وائسرائے ہند ہوئے - پہلی جنوری ۱۸۷۷ء کو ملکہ وکٹوریا کا خطاب قیصر ہند ایک دربار مین اعلان کیا گیا - بے مثل دربار دہلی کی پرانی چھاونی مین اسی پہاڑی کے نیچے منعقد ہوا تھا کہ جہان سے انگریزون نے اس باغی شہر کو فتح کیا تھا - جس وقت اس ملک کے شاہزادے اور اعلی درجہ کے عہدہ دار اس عالیشان دربار کا تماشا دیکھ رہے تھے دکہن مین قحط کی کالی گھٹا نے اندھیر پھیلا رکھا تھا -

۱۸۷۶ء مین بالکل بارش نہ ہوئی ۱۸۷۷ء مین موسم کچھ پہلے کی نسبت بہتر تھا - یہہ خشک سالی دکن مین راس کماری تک پھیلی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد اسکا حملہ شمالی ہند پر ہوا جسکے سبب سے قحط کی بلائین ایسی نازل ہوئین کہ ۱۸۰۲ء سے پہلے کبھی نہین واقع ہوئین - اگرچہ سمندر کی اور ریل کی راہ سے بہت سا اناج یہان آیا اور گورنمنٹ نے خزانہ شاہی سے جانون کے بچانے کے لئے گیارہ کروڑ روپیہ خرچ کیا اسپر بھی بھوک کے مرنے سے یا ان بیماریون سے جو فاقہ کشی کے لیئے لازمی ہین جانون کے تلف ہونے پر رونا آتا ہے پچپن لاکھ آدمیون کے مرنے کا تخمینہ کیا گیا کہ بھوک کے مرگئے - یا ان بیماریون سے مرگئے جو قحط کے بعد آیا کرتی ہین -

۱۸۷۸ء کے موسم خزان مین افغانستان کے معاملات نے پھر ایسی صورت دکھائی کہ انکو تاریخ مین لکھنا پڑا - لارڈ میو نے جس امیر شیر علیخان کی دعوت بڑے حسن اخلاق سے کی تھی وہ روسیون کی سازشون مین شریک ہونے لگا اپنی دار السلطنت مین برٹش سفیر کے آنے کی اجازت نہین دی جسکے ساتھ ہزار آدمی تھے اور روسیون کے سفیر کو داخل کرلیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی - جسکے سبب سے برٹش نے اشتہار جنگ دیا - لارڈ بیکنس فیلڈ جو اسوقت انگلنڈ کے وزیر اعظم تھے اس جنگ کو بیان کیا کہ وہ سائنٹفک سرحد قائم کرنے کے لئے ہے اور انگریزی سپاہ تین رستون سے افغانستان مین داخل ہوئی - درہ خیبر - کرم بولان سے ان درون مین سپاہ گذر گئی اسکا کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا - افغان ترکستان کو چھوڑ امیر شیر علیخان بھاگ گیا اور وہین مرگیا - گندمک مئی ۱۸۷۹ء مین اسکے بیٹے یعقوب خان کے ساتھ صلحنامہ لکھا گیا جس کے موافق برٹش کی

سانٹیفک سرحدان ورون کے پار تک قرار پائی اور کابل مین برٹش رزیڈنٹ کا رہنا امیر نے قبول کیا لیکن چند مہینون کے بعد برٹش رزیڈنٹ سر لوئس کیواگناری صاحب پر فریب اور دغا سے حملہ ہوا اسکو مع اسکے ہمراہیون کے مار ڈالا یہہ خبر ستمبر مین آئی اور اکتوبر مین کابل پر ایک تازہ حملہ انگریزون نے کرکے قبضہ کیا۔ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا انگریزون نے اسکو ہندوستان مین بھیجدیا۔

اس عرصہ مین انگلستان مین پارلیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو کن سرویٹو منسٹری کو شکست ہوئی بس اسکی شکست ہوتے ہی لارڈ لٹن نے استعفا دیدیا اور انکی جگہہ مارکوئس رپن اپریل ۱۸۸۰ء مین نامزد ہوئے۔ اس سال مین ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار ایوب خان تھا قندھار اور دریا ہیلمند کے درمیان برٹش برگیڈ کو شکست ہوئی۔ جنرل سر فریڈرک روبرٹس نے کابل سے قندھار فوج لے جاکر اس شکست کا یہہ علاج کیا کہ پہلی ستمبر ۱۸۸۰ء کو ایوب خان کو شکست فاش دی اور امیر عبدالرحمن خان کو جو دوست محمد خان کا پوتا تھا برٹش گورنمنٹ نے کابل کا امیر ہونا تسلیم کیا اور سپاہ انگریزی کابل سے واپس چلی آئی اب دارالسلطنت مین انگریزون کا دوست امیر تھا۔ اور اس کے ساتھہ ہی قندھار سے بھی سپاہ واپس آگئی اسکے بعد ہی ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا اور امیر عبدالرحمن کی سپاہ کو شکست دیکر قندھار پر قبضہ کرلیا۔ مگر یہہ فتحیابی تھوڑے دنون رہی۔ امیر عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان کو پوری شکست دی اور قندھار پر پھر قبضہ کرلیا ۱۸۸۴ء مین امیر کی منظوری سے سرحدی کمیشن مقرر ہوا کہ وہ اپنے ساتھہ روسی کمشنرون کو شریک کرکے افغانستان کی شمالی مغربی سرحد مقرر کرے۔

ہندوستانی ریاست میسور جسمین ۱۸۳۱ء سے انگریزی عملداری راجہ کی طرف سے چلی جاتی تھی اس مین مارچ ۱۸۸۱ء مین قدیمی راجہ راج گدی پر بٹھایا گیا اور وہ موروثی راجہ قرار پایا۔

لارڈ رپن کے باقی زمانہ ۱۸۸۱–۱۸۸۴ء مین ہندوستان مین بالکل امن امان رہا اس سبب سے گورنمنٹ انڈیا کو فرصت ملی کہ اندرونی اصلاحین کرین۔ بہت سے انگریز انکی ان اصلاحون پر اعتراض کرتے ہین کہ یوروپین قوانین کو ایشیا مین داخل کرنا ایسا ہے کہ انگریزی اوک کو چھوٹے پودے کی جگہہ...

مارکوئس آف رپن ۱۸۸۰–۸۱

میسور ۱۸۸۱

لارڈ رپن کے اندرونی انتظامات ۱۸۸۱–۱۸۸۴

ہو گنگا کے کنارہ پر لگانا مدبران ملکی کے مدرسہ کا یہہ اصول ہے کہ امور خانگی و سرکاری مین بڑی آزادی
بھرتی چاہیئے جسمین خود مختاری نہ ہو۔ ایک شاعر کا قول ہے کہ خام جلدی التولکی سوتیلی بہن ہوتی
ہے۔ ان تمثیلات کو چھوڑ کر ہم کو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ لارڈ رپن کی گورنمنٹ کیا تھی اور کیا اسنے کام کیا
ابتدا مین انکے شرکا یہہ تھے میجر اے بیرنگ فائی نینس منسٹر تھے وہ لائق اور یہہ ہم درد مشورہ کار تھے
سرڈی سٹورٹ ملیٹری ممبر تھے جو پیچھے کمانڈر انچیف ہو گئے۔ کورٹنی ایلبرٹ صاحب لا ممبر تھے۔ سب کے
سب ممبر ایسے تھے جو گلیڈسٹن کی آزادانہ پولیسی کو اچھی طرح ہندوستان مین کام مین لاسکتے تھے۔
اول کام لارڈ رپن کا یہہ تھا کہ لارڈ لٹن نے جو دیسی زبان کے مطبوعات کی نسبت جو قانون جاری
کیا تھا وہ منسوخ کیا۔ ہندوستان مین پریس کا ایسا معاملہ ہے کہ پچاس سال سے اس کے
باب مین بڑے بڑے مدبران ملکی کا اختلاف رائے چلا آتا ہے۔ سر طامس منرو گو اور باتون
مین آزادانہ اصول کے پیروکار تھے مگر وہ پریس کی آزادی کے مخالف تھے اسکو مضر جانتے تھے
جب وہ گورنر مدراس تھے تو انہون نے ایک منٹ (نوشتہ) گورنر جنرل اور کورٹ ڈائرکٹرس
ملاحظہ کے لیئے لکھا تھا کہ ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے دو باتون پر خیال کرنا چاہیئے اول
یہہ کہ ہماری بادشاہی جہان تک ممکن ہے زمانہ دراز تک ہندوستان مین رہے دوسرے
یہہ کہ جب ہم مجبور ہوکر ہندوستان کی سلطنت کو چھوڑین تو ہندوستانی ایسے قابل و مہذب ہون
کہ وہ اپنے تئین آزاد رکھہ سکین اور اس مین کم از کم باقاعدہ گورنمنٹ آئینی قائم کرسکین یہہ مقاصد
پریس کی آزادی روکنے سے حاصل ہونگے۔ لیکن گورنر جنرل ہیسٹنگز کی عادت مین داخل تھا
کہ وہ پریس کی آزادی کو رعایا کا قدرتی حق سمجھتے تھے اور اگر اعلے حکومت کی نیتین نہایت پاک صاف
ہون تو اسکو پبلک کے منھ کو دیکھنا سودمند ہے۔ انہون نے اس اصول پر خیال کرکے
ہندوستان کے پریس پر سے تمام قیدون کو اٹھا دیا اور اسی زمانہ مین دیسی زبان مین پہلا
اخبار جاری ہوا۔ اڈم صاحب نے جو تھوڑے دنون کے لیئے گورنر جنرل ہو گئے تھے
سنہ ۱۸۲۳ء مین قانون مذکور منسوخ کر دیا۔
پھر سنہ ۱۸۳۵ء مین قائم مقام گورنر جنرل مٹکف صاحب نے ایکٹ پاس کرکے
پریس پر سے تمام بندون کو اٹھا دیا۔ ایام غدر مین عارضی طور پر چند روز

پریس ایکٹ نے پریس کی آزادی کو خواہ یوروپین ہو یا ہندوستانی معطل کردیا پھر لارڈ لٹن کے ایکٹ نے نو پریس کے لیے مستقل قیدین لگادین۔ لارڈ رپن کی گورنمنٹ نے لارڈ لٹن کے ایکٹ کو منسوخ کردیا اور فقط پریس پر یہہ دباؤ رکھا کہ اگر وہ گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت و اغوا کے مضامین چھاپے گا تو واسطے سزا پانے انکے قانون ایسا موجود ہے کہ وہ اخبارون کی بدخواہی کے مضامین چھاپنے کا مانع ہے۔ جو ایسے مضامین بغاوت انگیز چھاپے گا سزا پائیگا۔

لارڈ رپن کا دوسرا کام یہہ تھا کہ انہون نے اہل شہر و دہاتیون کو انتظام ملکی مین اختیارات دئیے جسکا نام لوکل سیلف گورنمنٹ رکھا گیا۔ پہلے کلکتہ و بمبئی و مدراس اور چند اور بڑے شہرون مین جہان یوروپین جماعت زیادہ رہتی تھی وہان میونسپل انسٹی ٹیوشن تھین مگر اور سارے ملک کے اندر انتظام یوروپین حکام ضلع کے سپرد تھا۔ لارڈ رپن نے جو سیلف گورنمنٹ کی تجویز کی تھی وہ میونسپل انسٹی ٹیوشن کی صورت مین بروے کار ظہور مین آئی جو اس زمانہ سے بڑہتی جاتی تھین کہ ملکہ معظمہ نے عنان سلطنت اپنے ہاتھہ مین لی تھی ایسے قوانین منضبط ہوگئے کہ جنکے موافق اہل شہر اور اہل دہ کو لوکل سیلف گورنمنٹ کے اختیارات دئیے جائین جہان دہاتی بورڈس موجود نہ تھے وہان لارڈ میو نے کوشش کی کہ ایسے اسباب مہیا کیجیے کہ جن سے بورڈس پیدا ہو جائین۔ اس خیال سے یہہ کہا جاتا ہے کہ لارڈ رپن نے لوکل سیلف گورنمنٹ کے اصول کو شہریون سے دہاتیون تک پہنچادیا اور جہان دہاتی بورڈس موجود تھے ان کے اختیارات بڑھادئیے اور جہان تک ممکن تھا انکو اختیار دیا کہ وہ اپنی مرضی سے آدمیون کو منتخب کرکے انتظام مین شریک کرین۔ ہندوستان کے ہر ضلع مین مقامی تجربہ اور علم مقامی مقدمات کے انفصال مین محد و معاون ہوتا ہے۔ لارڈ رپن کے عہد مین اسکو پہلے کی نسبت زیادہ وسعت ہوگئی اور ہندوستانیون کو اپنے مقدمات کے خود فیصل کرنے کا زیادہ اختیار ہوگیا میونسپل ایکٹ کے پاس ہونے سے محصول دینے والون کو اپنے لیے میونسپل کمیٹی کے ممبرون کے انتخاب کرنے کا اور ممبران کے لیے اپنے پریسیڈنٹ ہونے کا زیادہ اختیار ہوگیا۔

۲۔ فروری ۱۸۸۳ء کو البرٹ صاحب نے کونسل مین ضابطہ فوجداری کی ترمیم مین ایک بل پیش کرنے کی اجازت مانگی جسکی تائید کے لیے سر ایشلی ایڈن لفٹنٹ گورنر بنگال کی چھٹی تھی جو انہون نے گورنمنٹ کو

لوکل سیلف گورنمنٹ

البرٹ بل

لکھی تھی کہ اب ضرور ہے کہ وہ قوم کی قید کو اڑا دے ۱۸۷۳ء کے ضابطہ تعزیرات مین یہہ قانون تھا کہ کوئی مجسٹریٹ یا سشن جج کسی یوروپین برٹش رعایا کے کسی الزام کی تحقیقات نہ کرے۔ جب تک وہ خود انگلش نہ ہو۔ پریسیڈنسی شہرون مین کسی کونسل کی تمیز نہ تھی یہہ اصلاح جو پیش کی تو انگریزون نے بڑے زور شور سے اسکی مخالفت کی کہ اس مین ہمارا یہہ حق پایا جاتا ہے کہ انکے جرمون کی تحقیقات ان ہی کی قوم کے حاکم کرتے ہین اس مین انکی تذلیل ہے کہ وہ ہندوستانی ججون اور مجسٹریٹون کے روبرو مجرم بن کے کھڑے ہون۔ ہندوستان مین بہت سے مقامات مین اس بل کے برخلاف مجلسین منعقد ہوئین اور جولائی مین ولایت مین انڈیا اوفس مین سکرٹری اوف سٹیٹ کے پاس انگریزون کا ڈیپوٹیشن گیا۔ پہلی اگست کو برائٹ صاحب نے ایک مجمع کثیر کے روبرو سپیچ دیا جس مین آزادانہ خیالات ظاہر کیئے۔ ۱۰۔ اگست کو ہوم گورمنٹ پاس تمام کاغذات پہنچ گئے جنمین اس بل کی نسبت مخالف و موافق رائین لکھی ہوئی تھین ان سب کا یہہ نتیجہ ہوا کہ مجرم انگریز کو یہہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مقدمہ کا فیصلہ جیوری سے کرائے۔ یہہ حق پہلے انکو حاصل نہ تھا۔

ابتدائی کام لارڈ رپن کے عہد حکومت کا یہہ تھا کہ انہون نے قحط کے کمیشن کی سفارش سے اے گری کلچرل اور روی نیو کا ڈپارٹمنٹ دوبارہ قائم کیا اسکو پہلے لارڈ میو نے قائم کیا تھا لیکن انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد اسکے کام فائی نینس اور ہوم ڈپارٹمنٹ مین تقسیم ہو گیا۔ اب وہ پہلی ہی بنا پر دوبارہ قائم کیا گیا اسکے لیئے گورنمنٹ انڈیا مین ایک جدا سکرٹری مقرر ہوا قحط کی امداد کے کامون کو اور آمدنی اراضی کی منتظم اصلاحون کے کامون کو جنکی قحط کے کمیشن نے سفارش کی تھی اپنے ذمے لیا۔ اور ان کامون پر خاص زیادہ توجہ کی زراعت کی ترقیون پر ہندوستان کی پیداوار کی نمائشون پر خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا یوروپ مین اور وہ کام جو خام پیداوار ہند کی توضیح کرین اور اراضی کی روی نیو کے انتظامات مین ان باتون کی ہدایت کی کہ جن اضلاع مین بندوبست چند سالہ ہوتا ہے انکا دوبارہ بندوبست اسطرح نہ کیا جائے کہ جسکا بڑا بار کاشتکارون پر پڑے آیندہ ان جدید بندوبستون مین باستثناء خاص صورتون کے دوبارہ پیمائش نہ کی جائے اور دق کرنے والی تحقیقاتین نہ کی جائین اور زمینداران اور

اور کاشتکارون کو وہ فائدے چھوڑ دیئے جائین جو انہون نے حیثیت اراضی کے بڑھانے مین خود کیے ہین۔

آیندہ ان بنیادون پر جمع سرکاری کا اضافہ کیا جائے (۱) قیمت اجناس کی گرانی پر (۲) مزروعہ زمین رقبہ کے بڑھ جانے پر (۳) حیثیت اراضی کی ترقیون پر جنکو گورنمنٹ نے کیا۔ اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ (محکمہ زراعت) یہہ بڑے بڑے کام کرتا ہے کہ وہ ملک کے استعدادون کو بروئے کار ظاہر کرتا ہے۔ اور رعایا کی آسودگی و بہبودی کے کام کرتا ہے جنمین پیمایشین اور آدمیون کا نقل مکان کرنا۔ میٹرولوجی (علم کائنات الجو) کے محکمہ سرکاری کے کام۔ مویشیون کے معالجہ مین امداد کا اور اندرونی تجارت کے سٹے ٹسٹک (نقشے وجدولین) بنانے داخل ہین۔

لارڈ رپن نے اس خیال سے ایک ایجوکیشنل کمیشن مقرر کیا کہ عام تعلیم کی زیادہ وسعت کے ساتھ اشاعت ہو۔ کمیشن نے تمام ہندوستان کی پریسیڈنسیون مین پھر شہادتین لیکر جمع کین اور ۱۸۸۳ء مین گورنمنٹ کو رپورٹ بھیجی اس تمام محنت کا نتیجہ یہہ تھا کہ گورنر جنرل مع کونسل نے ایک رزولیوشن پاس کیا جس مین سب درجے کی تعلیم اعانت کی خاص کر عوام الناس کی ابتدائی تعلیم کی کہ وہ اعلے تعلیم کے ہم عنان وہم قدم ہو۔ کمیشن کے سفارشون نے اور اس رزولیوشن نے جو ان سفارشون پر مبنی تھا ان دیسی مکتبون کی بڑی امداد کی جو بعض صوبون مین ایسے تھے کہ جنکی گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم نے پہلے کبھی پوچھا بھی نہ تھا۔

کمیشن نے بڑی یہہ سفارشین کی تعین کہ اعلے درجہ کے اسکولون اور کالجون کے بڑھانے مین اصول اپنی آپ امداد کا داخل کیا جائے اور اس پر خاص زیادہ زور ڈالا کہ ابتدائی تعلیم کی امداد پروونشل اور میونیسپل فنڈون سے کی جائے ان قومون کے لیئے جو تعلیم مین پیچھے رہ گئے تھے خاص کر مسلمانون کے لیئے جو خاص سببون سے گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم سے پوری طرح مستفید نہین ہوئے تھے اور جنکے لیے یہہ سررشتہ تعلیم ناقص ثابت ہوا تھا بڑی کوشش کی کہ وہ تعلیم سے مستفید ہون۔ کمیشن کے تحقیقون کا اور اس رزولیوشن کا جو انکا سفارشون پر مبنی تھا عام اثر یہہ ہوا کہ ان اسکولون اور کالجون کی امداد ہر قسم کی بڑی

ایجوکیشن کمیشن ۱۸۸۲ء

بڑی فیاضی سے کی جو گرینٹ ان ایڈ کے سسٹم پر قائم ہوئے ۔

۱۸۸۲ء مین لارڈ سیو کا فائی نینس منسٹر و سر ایولی بیرنگ تھے انہون نے تمام روئی کی چیزون پر جو باہر سے ہندوستان مین آتی تھین اور انسے محصول لیا جاتا تھا محصول لینا موقوف کردیا اور تقریباً کل چیزون پر باستثنا ہتھیارون و شراب وغیرہ کے کسٹم کے محصول موقوف کردئے ۱۸۸۴ء مین کومنس ہوس کی ایک کمیٹی نے ہندوستان کی ریلون کی بڑھانیکی بابت شہادت لی اور جن باتون کی اسنے سفارشین کین انکی رپورٹ پارلیمنٹ مین بھیجی ۔

۱۸۵۹ء مین لارڈ کیننگ نے بنگال کے مزارعین کے حقوق کی اصلی محافظت کی تھی ۔ ایکٹ ۱۸۵۹ء کی ترمیم ۱۸۶۸ء مین ہوئی لیکن اب یہہ ضرور ہوا کہ کوئی نیا ایکٹ اس باب مین پاس کیا جائے ۔ لارڈ رپن نے ہر ضلع مین اس باب مین تحقیقات کرکے واقفیتون کا مجموعہ جمع کیا اور جو لائق آدمی اس مضمون کی بابت کماہی آگہی رکھتے تھے انکی رائین اکھٹی کین اور پھر اس مصالحہ سے ٹننسی ایکٹ مرتب کیا جسکو انکے جانشین لارڈ ڈفرن نے پاس کیا ۔

لارڈ رپن ہندوستان سے ۱۸۸۴ء مین تشریف لے گئے جیسے ہندوستانیون نے انکے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا ایسا پہلے گورنر کے ساتھ نہین کیا تھا انہون نے یکدلی کے ساتھ ہندوستانیون کی صلاح و فلاح مین سعی کی اور انکی سعی مین کامیابی ہوئی ۔ انہون نے تعلیم یافتہ آدمیون کے اقتدار و اختیار کو بڑھایا اور ناتعلیم یافتہ کاشتکارون کی حمایت کرکے انکو نہال کیا مارکوئس رپن کے بعد ارل ڈفرن آئے جو بعد ازان ڈیوک ڈفرن و آوا ہوئے ۱۸۸۵ء مین بنگال ٹننسی بل کو لارڈ ڈفرن نے پاس کیا اور راولپنڈی مین دربار کیا جسمین امیر افغانستان عبدالرحمن اسنے ملنے آیا ۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ اور امیر کابل کے درمیان رشتہ اتحاد و وداد مضبوط ہوا ۔

۱۸۸۵ء کے موسم گرما مین آزاد برہما کے راجہ نے اپنا طریقہ دشمنانہ انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ اختیار کیا کہ بمجبوری برٹش گورنمنٹ کو اس کی خبر لینی پڑی ۔ راجہ کو برٹش گورنمنٹ نے باربار فہمائش کی کہ وہ اپنے طریقہ سے باز آئے مگر وہ بالکل بے سود ہوئی تو آخر گورنگون کو بنگال اور مدراس سے سپاہ بھیجنی پڑی ۔ راجہ برہما کو گورنمنٹ نے پہلے سے اپنے ارادہ سے

اطلاع دی اور اپنی درخواستین جو واجب تحقیق وہ بھیجدین۔ مگر راجہ تھیبو نے اپنے رشتہ دارونکے قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا تھا اور برٹش رعایا کے ساتھ وہ ظلم و ستم کرتا تھا اسکی اصلاح کیلئے اور سلطنتون سے امداد طلب کی اور فرانسیسون کے ساتھ بھی سازش کرنے کی آزمائش کی مگر ایسی حرکتون سے کوئی فائدہ نہین اٹھایا۔ برٹش گورنمنٹ نے جو مصالحت کی باتین پیش کین انسے انکار کیا تو جنرل پرنڈرگیسٹ سپاہ کو دخانی جہازون کے بیڑے مین ایراوتی کے اندر لیگیا۔ اسکا مقابلہ بہت خفیف سا ہوا۔ ۲۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو راجدھانی منڈلا پر بغیر جنگ کے قبضہ ہوگیا۔ تھیبو نے اپنے تئین حوالہ کردیا۔ برٹش گورنمنٹ نے اسکو قید کرکے رنگون بھیجدیا۔ اور پہلی جنوری ۱۸۸۶ء کو اشتہار دیدیا کہ اپر برہما برٹش انڈیا مین الحاق کیا گیا اس نئے ملک کے انتظام کے لیئے فروری ۱۸۸۶ء مین لارڈ ڈفرن خود گئے۔ آخرکار راجہ مدراس مین بطور قیدیون کے نظر بند کیا گیا اسکی پنشن فیاضانہ مقرر ہوئی۔

۱۸۸۶ء مین ایک بڑا کیمپ آوف اکزرسائز پانی پت کے اس میدان مین جمع کیا گیا جس مین معرکہاے عظیم پہلے ہوئے تھے۔ قلعہ گوالیار مہاراجہ گوالیار کو برٹش گورنمنٹ نے دوستانہ ایک دربار مین دیدیا۔

لارڈ ڈفرن کے عہد حکومت مین سلسلہ وار ایسی تدابیر کی گئین کہ ہندوستان سرحد شمال مغربی مستحکم اور استوار ہو۔ جب روسیون نے مروئے لیا جو ہرات کے مقابل دو سو میل پر واقع ہے تو انگریزی اور روسی مشترک کمیشن اس سال مین مقرر ہوا۔ جنرل سر پی لمسڈن برٹش انڈیا کی طرف سے بھیجے گئے انکے ساتھ کچھ اور افسر اور کچھ سپاہی تھے۔ سرحد جو متنازع فیہ تھی وہ ان دریاؤن کے درمیان واقع تھی جنمین سے ایک مغرب مین ہری رود ہے اور دوسرا مشرق مین چھوٹا سا دریا خشک ہے جو مرغاب مین پل خشت پر ملتا ہے شمال مین پنجدیہ ہے اور جنوب مین بادغیش ہے پہلا بخارا اور مرو سے متعلق ہے اور دوسرا افغانستان سے سرحد کی لین ایسی بے ٹھکانے ہے کہ ہر ایک نقطہ پر سرحد کے لیئے تنازع ہوسکتا ہے ان مقامات کے غایت قرب مین درہ ذوالفقار ہے جو خراسان سے بادغیش کو جاتا ہے مشرقی جانب مین پل خشت اور مرچاک کے درمیان ایک مقام ہے جسکا نام پنجدہ ہے وہین سے ملک

حاشیہ: روسیون کا حملہ افغانستان مین پنجدیہ پر ۱۸۸۵ء

پنجدہ مین داخل ہوتے ہوے تھے یہان ۳۰ مارچ کو روسیون اور افغانون مین جنگ ہوئی۔ افغان نقصان
اٹھا کر ہٹ گئے۔ جب پنجدہ پر یہہ واقعہ واقع ہوا تو اسنے دونو انڈیا اور انگلنڈ کی آنکھین کھولین۔
افغانستان مین پنجدہ پر روسیون کے حملہ کرنیسے خوف تھا کہ کہین برٹش گورنمنٹ کو جنگ کا اشتہار
نہ دینا پڑے۔ اسوقت ہندوستانی والیان ملک نے اپنی برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ بڑی
خیرخواہی کا اظہار کیا کہ جان و مال و سپاہ سے اسکے ہمراہ جاکر افغانستان مین لڑنے کو تیار تھے
مگر روسیون نے انگریزون کا کہنا مان لیا اسسے جنگ کی ضرورت نہین ہوئی۔

اس سال مین ہندوستان کے سارے شہرون مین ملکہ معظمہ کی جوبلی بڑی دھوم دھام
سے ہوئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہندوستانیون کے خطابات عطا ہوئے۔ ۱۸۸۶ء مین اپر برہما
کے ملک کا بتدریج انتظام درست ہوا اور ڈکیتیون کے گروہ منتشر کردیے گئے انتظام ملکی کے
اعلے فروع مین ہندوستانیون کے اعلے عہدون پر مقرر ہونے کے باب مین ایک کمیشن مقرر ہوا۔
ارل ڈفرن ۱۸۸۸ء مین اپنے عہدہ سے دست بردار ہوئے اور انہون نے جو ہندوستان مین
خدمات کی تھین اسکے صلہ مین وہ ڈفرن اور آوا کے مارکوئس مقرر ہوئے۔

لارڈ ڈفرن کے جانشین مارکوئس لینس ڈون مقرر ہوئے۔ انکے عہد حکومت مین سر فریڈرک روبرٹس
کمانڈر انچیف نے ہندوستان کی سرحد شمالی مغربی کو بڑا استوار اور مستحکم کیا اور افغانستان سے جو
درہ ہندوستان کی طرف ہین وہ ایسے مسدود کیے کہ اب کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اس زمانہ مین ہندوستانی
رؤسا کو ہندوستان کی سپاہ مین مدارج اعلے مرحمت ہوئے۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ
ان مین سے بعض نے ملک ہند کی محافظت کے لیئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالہ کرنے کی درخواست
گورنمنٹ کے روبرو پیش کی تھی۔ لارڈ لینس ڈون کے عہد مین یہہ درخواستین منظور ہوگئین اور
امپریل کنٹنجنٹ کا انتظام کیا گیا اور وہ شروع بھی ہوگیا کہ ہندوستانی والیان ملک کچھ سپاہ
اس طرح کی رکھین کہ اسکی ڈسپلن اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح کا ہو اور اسکا سارا خرچ وہ اپنے
پاس سے اٹھائین انگریزی افسر انکا معائنہ کرتے رہین اور لڑائی مین جب انکی ضرورت ہو تو وہ ان
وہ لڑنے جایا کرین۔

ہندوستانی والیان ملک تو بڑے گرم جوش اس بات مین تھے کہ وہ سپاہ سے بادشاہی قوت کی

ارل لینس ڈون ۱۸۸۸ء-۱۸۹۴ء جوبلی ملکہ معظمہ

سلطنت برطانیہ کی مدد

استعانت کرین اور اور آدمی اس ... کرتے تھے یہ لوکل سیلف گورنمنٹ کی ترقی مین کوشش
کرین تیس سال کے عرصہ مین تمام برٹش انڈیا مین میونی سپل کمیٹیان اور لوکل بورڈس مقرر ہوگئے
لارڈ رپن کی تدابیر سے یہ سررشتہ پیدا ہوا تھا اب وہ بڑا زبردست اور قوی ہوگیا ہے۔
میونی سپل کمیٹیون کے ممبر بہت سے اشراف آدمی انکے اپنے ہی شہر نے انتخاب کرکے مقرر کیے
یہہ میونی سپل کمیٹیان اور لوکل بورڈ بہت سے مقامی انتظامات کے فروع کو سرانجام دیتے
ہین۔ انکے جائز اختیارات اور عملی لیاقتین نہایت نیک کام کرتے ہین۔

نیشنل کانگریس

نیشنل کونگریس مین ہندوستان کے سارے حصون سے ڈیلی گیٹ مقرر ہوکر آتے ہین
اسکا آغاز ۱۸۸۶ء سے شروع ہوا ہے۔ دسمبر مین دارالسلطنتون کلکتہ و مدراس و بمبئی و الہ آباد
مین اسکا اجلاس ہوتا ہے۔ اس کونگریس مین ایسی تجاویز پر مباحثے ہوتے ہین کہ ہندوستانیونکو
قوانین بنانے مین اور پولیٹکل کامون مین زیادہ اختیار حاصل ہو وہ یہہ چاہتی ہے کہ گورنر
اور گورنرون اور لفٹنٹ گورنرون کی لیجس لیٹو کونسلون مین ممبر جو اب تک بالکل گورنمنٹ مقرر
کرتی ہے وہ ایلکشن (انتخاب) سے مقرر کیے جائین جو اس کونگریس کے اعلے درجہ کے ممبر
ہین انہون نے ۱۸۹۰ء مین یہہ چاہا کہ سارے ہندوستان مین لیجس لیٹو کونسل کے ممبر
عام رعایا کے انتخاب سے مقرر ہوا کرین اور مختلف پریسیڈنسیون اور پروونسون مین انتخاب
کے رقبے مقرر ہو جائین۔ غرض یہہ درخواستین اہل انگلنڈ انڈیا میں قبل از وقت سمجھتے ہین۔
اور جانتے ہین کہ ہندوستان مین ایسی لیاقتین نہین پیدا ہوئین وہ اپنی ریپریزنٹیٹو (قائم مقام)
انتخاب سے مقرر کرسکین۔

لارڈ کراس کا ایکٹ ۱۸۹۲ء

۱۸۹۲ء مین پارلیمنٹ نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے موافق کونسلون مین ان ممبرون کی تعداد
زیادہ کی جو غیر ملازم ہون اور انکے ایلکشن اور نومینیشن کا اختیار لوکل گورنمنٹون کو دیا کہ ہر صوبہ
مین وہ جدا جدا ضرورتون اور حالتون کے موافق ممبر مقرر کیے جائین۔ اس ایکٹ کے موافق
ممبرون کا مقرر ہونا جاری ہوگیا ہے
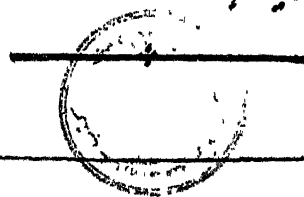
ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کے لیے کنسنٹ بل پاس ہوا۔ بیوہ اور چھوٹی عمر کی لڑکیون
کی شادی کے باب مین بھی اصلاح ہوئی۔

مشرقی بنگال مین ایک بڑا شوم واقعہ واقع ہوا کہ منی پور ایک چھوٹی سی ریاست ہے وہان کا راجہ اپنے
خانگی فسادات کے سبب سے انگریزی عملداری مین بھاگ آیا۔ آسام کے چیف کمشنر مسٹر کوئنٹن اس
معاملہ کی تحقیقات کے لیئے لارڈ لینس ڈوون کے حکم کے موافق گئے۔ جب وہ منی پور پہنچے تو یہان کے
غاصب راجہ نے ایک مجلس مین چیف کمشنر اور ان کے ہمراہی افسرون کو بلا کر دغا و فریب سے سب کو
قتل کر ڈالا۔ دو چھوٹے افسر چیف کمشنر کی جلو کی سپاہ کے کمانڈر تھے وہ انگریزی عملداری مین بھاگ
آئے اس لیئے وہ سپاہ کے عہدہ سے موقوف کیئے گئے۔ پیچھے یہان کے قاتلون سے پورا
انتقام لیا گیا۔ مگر ریاست ضبط نہین ہوئی۔

۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کے دونو سالون مین روس پامیر کیطرف بڑھتے چلے آتے تھے۔ جس کے
سبب سے انگریزون نے اپنے مقامات کو چترال کی طرف مستحکم کیا اور پامیر کی جو ڈھلان ہندوستان
کی طرف ہین ان سب پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کر لیا۔

ملک برہما کی لارڈ لینس ڈوون کے عہد مین بڑی ترقی ہوئی یہان کے الکسنڈر میکنزی
چیف کمشنر تھے پرانے اور نئے برہما دونو کی ترقی ہوئی۔ ملک مین سڑکین اور ریلین جاری
ہو گئین آبپاشی کے لیے نہرون کے بننے کا آغاز ہو گیا۔ جسسے خشک سالی کا علاج اچھی طرح ہو گا
ڈکیتون کا فرقہ جو یہان لوٹ مار کرتا تھا اسکا بھی انتظام ہو گیا۔ جنوری ۱۸۹۳ء مین سرحد
کی قومون کی بھی گنتی ہو گئی وہ کبھی کبھی جو برہما کے راجاؤن کی مطیع نہین ہوبین انکی جو عادت
میدانی ملکون کے غارت کرنے کی ہے وہ ایک دن مین موقوف نہین ہو سکتی تھی۔ ہر موسم سرما مین
ان قومون کی ایسی خبر لی جاتی ہے کہ جس سے انکو اب یہہ امید نہین رہی کہ ہم برٹش گورنمنٹ
کی سرحد پر غارتگری سے اپنی روزی کمایا کرین گے۔ اب تک انگریزی عملداری کی سرحدین چین اور
سیام کی طرف اچھی طرح نہین مقرر ہوئین اب چینی اور انگریزی افسر چین کی طرف سرحد کو مقرر کرین گے
اور سیام کی طرف بھی جنوب یا مشرقی سرحد کا بھی فیصلہ ہو گیا۔

لارڈ لینس ڈوون کے عہد مین بڑی دقتین اور دشواریان روپیہ کی قیمت گھٹنے سے واقع

کنسنٹ بل یعنی بل اجازت ازدواجی
منی پور کا واقعہ
روس کا پامیر کی طرف بڑھنا
برہما کی ترقی
روپیہ کی قیمت کا گھٹنا

ہوئین تمام دنیا مین چاندی کی کانین کثرت سے معلوم ہوگئین اور جرمن اور بعض اور ملکون نے
انکا استعمال کم کردیا اس لئے چاندی کی قیمت کم ہوگئی۔ ۱۸۷۴ – ۱۸۹۳ تک یہہ قیمت گھٹتی
چلی گئی۔ روپیہ کی قیمت پہلے دو شلنگ تھی اب گھٹ کر تقریباً چودہ شلنگ ہوگئی۔ ہندوستان کا
قرض جو سونے کے سکہ مین تھا اسکا بار ہندوستان پر زیادہ ہوگیا۔ پنشنون کا اور
پبلک ورکس کے مصالح اور اسباب جنگ کی خریداریون کا اور تمام خرچون کا جو انگلستان مین
سونے کے سکہ مین دیئے جاتے تھے بہت زیادہ روپیہ دینا پڑا۔ سرکاری انگریزی عہدہ دارونکا
اور انگریزی تاجرون کا نقصان ہوا۔ غرض اس روپیہ کی قیمت کے کم ہوجانے سے کرورون
روپے بھنگ کے بھاڑے مین جاتے ہین کوئی علاج ابتک اسکا ایسا نہین ہوا کہ اس نقصان کا
جبر ہوتا۔ لارڈ لینس ڈون نے ٹکسالون مین چاندی کا سکہ بنانا موقوف کرادیا۔

جب لارڈ لینس ڈون ۱۸۹۳ء مین ہندوستان سے تشریف لے گئے تو ارل ایلگن انکے
جانشین ہوئے۔ انکے زمانہ مین شمال مغرب مین لڑائی ہوئی اور قحط عظیم پڑا جسکا انتظام اچھی طرح
ہوا۔ جب ۱۸۹۸ء مین انکا عہد حکومت ختم ہوا تو لارڈ کرزن انکی جگہ مقرر ہوئے جو بالفعل
اس عہدہ جلیلہ پر مامور ہین ہم نے جنگ تیراہ اور چترال کا ذکر مفصل اسلیئے نہین لکھا کہ وہ
ایسے واقعات حال کے زمانہ کے ہین کہ سب انکو جانتے ہین۔

ارل ایلگن

فہرست گورنر جنرلون کی جو ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین ہندوستان کے فرمانروا ہوئے

نام	سنہ	واقعات عظیمہ
ارل آک لینڈ	۱۸۳۶ – ۱۸۴۲	جنگ اول افغانستان
ارل ایلین برا	۱۸۴۲ – ۱۸۴۴	جنگ افغان کا ختم ہونا اور سندھ کا فتح کرنا
مسٹر ہنری ڈسکونٹ ہارڈنگ	۱۸۴۴ – ۱۸۴۸	پہلی سکھون کی لڑائی اور سرحدی ملکون کا الحاق ہونا
مارکوئس ڈیلہوزی	۱۸۴۸ – ۱۸۵۶	پنجاب کی دوسری لڑائی اور اسکا الحاق جسمین کشمیر اور شمالی مغربی سرحد بھی شامل تھی برہما کی دوسری لڑائی اور

		پیگو (رنگون) کا الحاق اودھ اور ناگپور کا الحاق ریلوے اور ٹیلیگراف کا جاری ہونا۔
ارل کیننگ	۱۸۵۶-۱۸۶۲	بغاوت کا ہونا اور اسکلا مٹنا اور وائسرائے کا ہونا
ارل ایلگن	۱۸۶۲-۱۸۶۴	شمال مغربی سرحد پر دھمکیان
لارڈ لارنس	۱۸۶۴-۱۸۶۹	شمال مغربی سرحد پر وافغانستان مین پولیسی مصالحت کی متواتر رکھنی۔ بھوٹان کی لڑائی - ملک مین ہر قسم کی ترقی۔
ارل میو	۱۸۶۹-۱۸۷۲	امیر شیر علیخان وامیر کابل کے ساتھ عہد وپیمان اور پروونشل فائنینس کا انتظام۔
ارل نورتھ برک	۱۸۷۲-۱۸۷۶	افغانستان مین اور شمال مغربی سرحد پر مصالحت کی پولیسی کا رکھنا قحط سالی مین جانون کا بچانا۔
لارڈ لٹن	۱۸۷۶-۱۸۸۰	دربار دہلی مین ملکہ معظمہ کے قیصر ہند کا اعلان جنگ دوم افغانستان قحط سالی مین کامیابی۔
لارڈ رپن	۱۸۸۰-۱۸۸۴	جنگ افغانستان کا ختم کرنا لوکل گورنمنٹ کا قائم کرنا۔
ارل ڈفرن	۱۸۸۴-۱۸۸۸	برہما کی جنگ سوم اور ملک آوا کا الحاق۔
مارکوئس لینسڈ ان	۱۸۸۸-۱۸۹۳	مشرقی حدود وبندی کے لئے کمیشن بھیجنے - چاندی کے سکہ کا ٹکسالون مین بند کرنا۔
ارل ایلگن	۱۸۹۳-۱۸۹۸	شمال مغربی سرحد پر لڑائی اور قحط عظیم۔
لارڈ کرزن	۱۸۹۸	بالفعل وائسرائے ہین۔

ہم لارڈ ایلگن اور لارڈ کرزن کے عہد حکومت کی جدا تاریخ لکھین گے فقط

تاریخ بغاوت ہند

تاریخ بغاوت ہند

بمبئی - سنٹرل انڈیا و دکن

قلمرونظام

سنٹرل انڈیا - کرٹوی - گوالیار - جنوبی مرہٹوں کا ملک

فہرست گورنر جنرلوں اور انکے عہد کے واقعات عظیمہ

فہرست کتب موجودہ مؤلفہ خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ صاحب

نام کتاب	قیمت	محصول
فلسفہ امثال و منتخب الامثال	۸ر	ار
اکسیر دولت۔ دولت پیدا کرنیکے طریق مین ہے	۸ر	ار
کیمیائے دولت	۸ر	ار
فلسفہ سیاسیۂ مالیہ	۶ر	۰ر
شرقی طبیعیات کی ابجد	۴ر	۰ر
غربی طبیعیات کی ابجد	۴ر	۰ر
شرقی غربی طبیعیات پر محاکمات	۲ر	۰ر
اہل یونان کی طبیعیات کی تاریخ	۴ر	۰ر
اہل اسلام کی طبیعیات کی تاریخ	۳۴ر	۰ر
سائنس و مذہب کی رزم و بزم	عہ ر	ار
فرہنگ فرنگ	۱۰ر	ار
تقویم الا[illegible]ان	۴ر	ار
رسالہ برٹ سمتھہ حساب } ان دونون کتابونکی ملاکر قیمت عہ محصول ہے	۱۲ر	۲ر
قانون الحساب	۸ر	ار
تاریخ عہد سلطنت انگلشیہ از ۱۸۵۸ء تا ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۸۴	[illegible]	۲ر

نام کتاب	قیمت	محصول
عجائب الحساب	۸ر	ار
رسالہ علم مساحت ٹوڈ ہنٹر	۱۲ر	ار
مبادی الانشا حصہ اول	۸ر	ار
مبادی الانشا حصہ چہارم	۵ر	ار
محاسن الاخلاق	[illegible]	۳ر
تہذیب الاخلاق	۶ر	ار
تعلیم الاخلاق	۸ر	ار
صحیفۂ فطرت	[illegible]	۳ر
مجالس مناظرہ	۳ر	۰ر
اہل عرب کا جبر مقابلہ	۴ر	۰ر
جغرافیہ ریاضیہ	۸ر	ار
تحریر اقلیدس مقالہ اول و دوم مع شرح نتائج	۶ر	ار
شرح اول ششم مقالہ و مقالہ یازدہم دوازدہم جو درس مین جاری ہے	۸ر	ار
تاریخ عہد سلطنت انگلشیہ از ابتدائے ۱۷۶۴ء تا حکومت وارن ہیسٹنگز اول گورنر جنرل صفحہ ۶۸۳	عہ	۳ر

کمیشن ۔ پانچ روپیہ کے خریدار کو ایک آنہ فی روپیہ ۔ چھہ روپیہ سے دس روپیہ تک کے خریدار کو ڈیڑھ آنہ فی روپیہ ۔ گیارہ روپیہ سے اُنیس روپیہ تک کے خریدار کو دو آنہ فی روپیہ ۔ بیس روپیہ اور اس سے زیادہ کے خریدار کو بیس ۲۰ روپیہ سیکڑا کمیشن دیا جائے گا ۔ محصول ہر حالت مین ذمہ خریدار ہوگا اور سب نقد روپیہ لیا جائے گا ۔ جو اخبار نویس عنایت فرما کر اپنے اخبار مین ان اشتہارات کو چھاپ دینگے کہ یہ کتابین انکی معرفت مل سکتی ہین اور جتنی درخواستین اُنکے مطبع مین آئین ۔ وہ میرے پاس بھیجدین ۔ مین اُنکو ان درخواستون کے مطابق بیس روپیہ سیکڑا کمیشن دونگا ۔ ان کتابون کے مفصل اشتہار بھی چھپے ہوئے ہین جنکو مطلوب ہون وہ منگا لین +

محمد عطاء اللہ ۔ دہلی چیلون کا کوچہ ۔ سنہ ۱۹۰۴ء